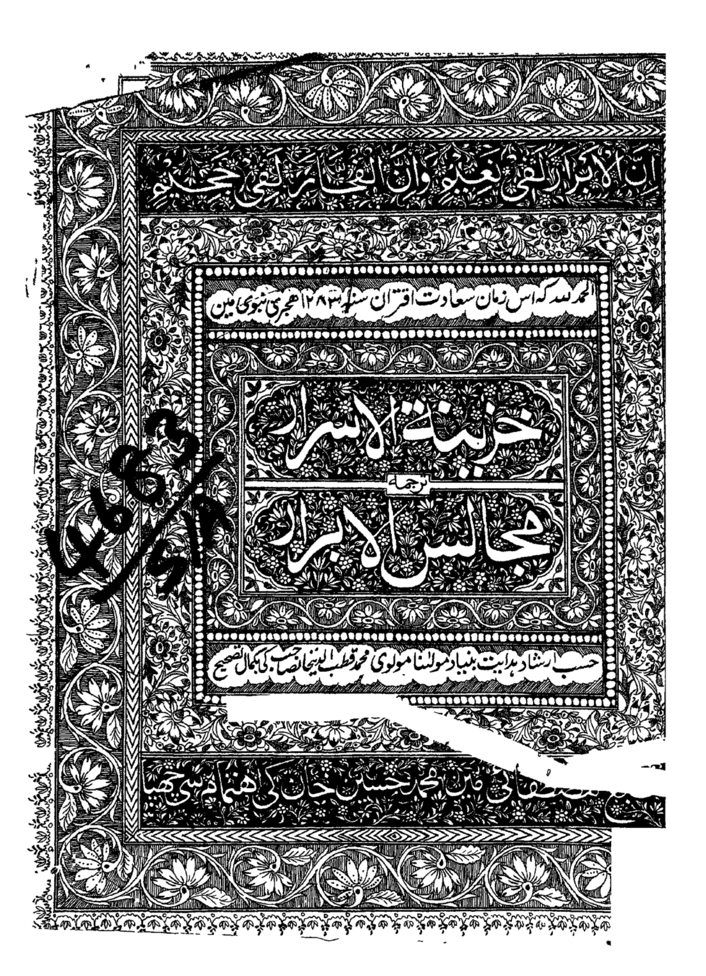




إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ
الحمد لله کہ اس زمان سعادت اقتران سنہ ۱۲۸۳ ہجری نبوی مین
خزینۃ الاسرار
ترجمہ
مجالس الابرار
حسب ارشاد ہدایت بنیاد مولنا مولوی محمد قطب الدین خان صاحب کی بکمال تصحیح
محمد حسن خان کی اہتمام سی چھپا



بسم الله الرحمن الرحيم

شروع کرتا ہوں مین ساتہہ نام الله بخشش کرنیوالی مہربان کی

الحمد لله الذی رفع اقدار العلماء بمقدار معرفة کتابه المحکم ثم هدی المحدثین بمصابیح

سب تعریف ہی اوس خدا کی لیی کہ بلند کین قدرین علماء کی موافق معرفت کتاب اپنی کی جو مضبوط ہی پہر ہدایت کیا محدثون کو ساتہہ چراغون

المصابح من شبه الظلم وجعل علم الکتب کالعلم لمن تقدم من اصحاب الامم واسبغ

روشن کی ایسی حدیثون کی تاریک شبہات سی اور گردانا علم کتاب کو مانند نشان کی اونکی لیی کہ آگی گذری امتون مین اور پہنچائی

علیهم سوابغ النعم بعرفانه بمصابیح السنة والعرفان المقدم واعزهم فی الدارین

اونکو پوری نعمتین اپنی معرفت کی سنت کی چراغون اور عرفان پہلی گذری ہوئی سی اور اونکو دین و دنیا مین عزت دی

واکرم واحترم علی العلمین فی سابق القدم بالقران الاحکم فقال الذین یجتنبون

اور اکرام کیا اور حرمت بخشی تمام عالم پر ازل مین قرآن استوار سی اور ارشاد کیا جو لوگ بچتی ہین

کبٰئر الاثم والفواحش الا اللمم فسبحان من یعلم الحکم فیمن اخر وقدم احمده حمد عاجز

بڑی گناہون ... بیحیائی کی کامون سی مگر کچہہ صغیرہ سو پاک ذات ہی جو سکہاتا ہی حکمتین پہلون اور پچہلون کو مین اوسکی حمد کرتا ہون عاجز کیسی

شکرها اولاه من عظیم النعم واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له واشهد ان محمدا

کہ شکر ... اسکی کہ عنایت کین اوسکو بڑی نعمتین اور گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود نہین سوای الله کی وہ اکیلا ہی اوسکا کوئی شریک نہین اور گواہی دیتا ہون کہ محمد

عبده ورسوله الاکرم المبعوث الی جمیع الامم نسئل الله ان یختم لی کتاب العمل بما اذ نختم صلی

اوسکا بندہ ہی اور اوسکا بزرگ رسول ہی بہیجا ہوا تمام امتون کی طرف ہم الله سی مانگتی کہ پوری کری ہماری عمل ... ختم کرین رحمت

الله تعالی علیه وعلی اله وصحبه وسلم الذین هم اولو الفضل والحکم ما عبد الله احمد احترم هذا

نازل کری الله تعالی اوسپر اور اوسکی آل پر اور اوسکی یارون پر اور سلام کہ اہل فضل اور صاحب حکمت ہین جب تک الله کی بندگی ہو جو محمودہی اور حرمت دی اسی

المکتوب بالقلم شرح بعض احادیث الحدیث المعظم وبعض الحسان للمفخم من

کتاب لکہی ہوئی قلم کی شرح چند صحیح حدیثون بزرگ کی اور چند حسن حدیثون بزرگ کی کتاب ...

الظلم دافع الهم والالم جمعته لبعض اخوان الاخرة مع ...

الظلم مین سی دور کرنیوالی ہم اور الم کی ہی مینی اسکو واسطی بعضی بہائیون اخروی کی اور اور ... ملاکر جمع کیا

من التفسیر والحدیث والفقه والکلام وتصوف الخیرة وابین ما فیه من الاعتقادات

تفسیر اور حدیث اور فقہ اور عقائد اور نیک لوگون کی تصوف کی اور بیان کردون کا اوسمین صحیح اعتقادات

الصحیحة ... الاخرة واحترز ما فیه من استمداد القبور وغیره من فعل الکفرة واهل

... آخرت کی اور برائی بیان کرونگا اسمین قبرون سی مدد مانگنی کی اور سوا اوسکی افعال کفار اور اہل

لفظ اصحاب الحدیث غلط معلوم ہوتا ہی ... شاید کہ لفظ صحاح ... حدیث ... کی لفظ حسان ...

الضلالة المضلة الفجرة لما رأيت كثيرا من الناس فى هذا الزمان جعلوا بعض القبور

جو گمراہ کرنیوالی بدکار ہین جب مین نی اس زمانہ کی اکثر لوگون کو یہہ دیکھا کہ اونہون نی بعضی قبرون کو

كالاوثان يصلون عندها ويذبحون القربان ويصدر منهم افعال واقوال لا تليق باهل

بت بنالیا ہی کہ وہان نماز پڑہتی ہین اور قربانیان ذبح کرتی ہین اور اونسی وہ افعال اور اقوال پیدا ہوتی ہین جو ایمان والون کو

الايمان فاردت ان ابين ما ورد به الشرع فى هذا الشان حتى يتميز الحق من الباطل عند

سزاوار نہین اسلئی مین نی یہہ ارادہ کیا کہ جو اس باب مین حکم شرعی ہی وہ بیان کردون تاکہ حق باطل سی جدا ہو جاوی

من يريد تصحيح الايمان والخلاص من كيد الشيطان والنجاة من عذاب النيران والدخول

اوسکو کہ ارادہ درستی ایمان کا اور شیطان کی مکر سی رستگاری کا اور آگ کی عذاب سی بچنی کا اور جنت مین

فى دار الجنان والله الهادى وعليه التكلان ولا ابالى ما فيه من التكرار لما وقع فى

جانی کا ہو اور الله رستہ دکہانیوالا ہی اور اوسی پر بہروسا اور مکرر جو اسمین ہو گیا ہی اسکی کچہہ پرواہ نہین کی کیونکہ ایسا

نصيحة الابرار وانبه ما فيه من الاحوال الذى يسميه الناس الخير والشر والطيرة والفال

بزرگون کی نصیحت مین ہوتا ہی اور سب حالات بیان کردونگا جسکو لوگ خیر اور شر اور شگون اور فال کہا کرتی ہین

وسميته مجالس الابرار ومسالك الاخيار ومحائق البدع ومقامع الاشرار ورتبته

اور اسکا نام مین نی مجالس الابرار ومسالک الاخیار ومحائق البدع ومقامع الاشرار رکہا اور مینی اسکو

على مائة مجلس المجلس الاول فى تمثيل من يذكر ربه ومن لم يذكره بالحى والميت وفى بيان

سو مجلسون پر مرتب کیا پہلی مجلس مثال بیان کرنی مین اوس شخص کی جو یاد کرتا ہی اپنی رب کو اور اسکی کہ نہین یاد کرتا ساتہہ زندہ اور مردی کی اور بیان

معرفة ذكر الله تعالى المجلس الثانى فى بيان فضيلة الذكر من كل اعمال البر وبيان اقسامه

معرفت ذکر خدا تعالی کی دوسری مجلس بیان مین افضلیت ذکر کی جملہ اعمال حسنہ سی اور اوسکی اقسام کی بیان مین

المجلس الثالث فى بيان فضيلة الايمان ومن امن المجلس الرابع فى لزوم محبة النبى صلى

تیسری مجلس بیان مین فضیلت ایمان کی اور مؤمن کی چوتہی مجلس بیچ لازم کرنی محبت نبی صلی

الله عليه وسلم زيادة من والده وولده والناس اجمعين المجلس الخامس فى لزوم الايمان

الله علیه وسلم کی زیادہ اپنی ماباپ اور فرزند اور سب لوگونسی پانچوین مجلس بیچ لازم ہونی ایمان کی

[illegible] اللهم صلى الله عليه وسلم ولا يجوز المخالفة فيه المجلس السادس فى بيان من

رضى بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا ذاق طعم الايمان المجلس

کہ راضی ہوا الله کی رب ہونی پر اور اسلام کی دین ہونی پر اور محمد صلی الله علیه وسلم کی نبی ہوتی پر اوسنی چکہا مزہ ایمان کا ساتوین مجلس

السابع فى بيان مؤمن به وبيان لزوم الايمان به اجمالا على الاصح وتفصيلا عند البعض

بیچ بیان اون چیزون کی کہ ایمان لایا جاوی اونپر اور بیچ بیان لازم ہونی ایمان کی ساتہہ اونکی بطریق اجمال کی بحسب صحیح روایت کی اور بطریق تفصیل کی نزدیک

المجلس الثامن فى بيان من يدخل الجنة ومن لا يدخلها من المطيع للرسول عليه السلام والمخالف

مجلس آٹہوین بیچ بیان اوسکی کہ داخل ہوگا جنت مین اور اوسکی کہ نہین داخل ہوگا اوسمین یعنی فرمان بردار رسول علیه السلام کا اور اونکا مخالف

المجلس التاسع فى لزوم الاتباع للنبى صلى الله عليه وسلم فيما جاء به وفيه تحقيق المجلس العاشر

نوین مجلس بیچ لازم ہونی اتباع نبی صلی الله علیه وسلم کی بیچ اوس چیز کی کہ لای حضرت اور اسمین کچہہ تحقیق لکہی ہی مجلس دسوین

اسکا کہ فرمان بردار رسول کا داخل ہوگا بہشت مین اور اونکا مخالف نہین داخل ہوگا

یعنی زیادہ مستحق شفاعت کا کون ہوگا ۱۲ منہ

عــه صلوة رغایب رجب کی پہلی تاریخ کی شب مین بعضی پڑہتی ہین جماعت سی وہ بدعت ہی ۱۲ منہ

عــه خواه نفل ہو خواه فرض ہو ۱۲ منہ

فی

۹۰ یعنی پڑہنی مین بعض اوقات خطاء واقع ہوتی ہی اوسکی اقسام بیان کی ہین ۱۲ منہ

دفضیه

فيه وفي اى موضع يجوز المجلس السادس والسبعون في بيان حقوق المماليك
اور کس مقام پر جایز ہی مجلس چھہترویں بیان مین حقوق غلامون کی

على المولى وغيره من الاحكام المجلس السابع والسبعون في بيان حرمة اللواطة
مالک پر اور سواء اسکی جو احکام ہین مجلس ستترواں بیان مین حرام ہونی لواطت کی

وعقوبتها وغيرها المجلس الثامن والسبعون في بيان حرمة الخمر وبيان عقوبتها
اور اوسکی عذاب کی اور سواء اسکی مجلس اٹہترویں شراب کی حرمت اور اوسکی عذاب

وسائر المنكرات المجلس التاسع والسبعون في بيان حرمة الغلول ووجوب التقسيم
اور جملہ ممنوعات کی بیان مین مجلس اناسی غلول کی حرام ہونی کی بیان مین اور بیہہ کہ تقسیم کرنا

بين الغانمين المجلس الثمانون في بيان ظهور الفتن وما يخالف الشرع وكيف يعمل حينئذ
غنیمت کرنیوالون مین ضرور ہی مجلس اسی فتنون کی ظہور کی بیان مین اور جو مخالف شرع ہی اور کسطرح کیا جاوی اوسوقت

المجلس الحادي والثمانون في بيان احكام القضاء واخذه بالرشوة وحكومته
مجلس اکاسی بیان مین احکام قضا یعنی قاضی ہونی کی اور اوسکی لینا رشوت دیکر اور حکم کرنا

بشهادة الزور المجلس الثاني والثمانون في بيان من يجوز له الوعظ للناس ومن لا يجوز
جہوٹی گواہونسی مجلس بیاسی بیان مین اوس شخص کی جسکو وعظ کرنا جایز ہی اور جسکو نہین جایز

وما يتفرع عليه المجلس الثالث والثمانون في بيان ان الله تعالى يبعث لهذه الامة
اور اوسکی تفریعات مجلس تراسی بیان مین اس بات کی کہ اللہ تعالی اوٹہاتا ہی اس امت کیلی

على راس كل سنة من يجدد الدين المجلس الرابع والثمانون
ہر سو برس کی شروع پر اوس شخصکو کہ تازہ کری دین کو مجلس چوراسی

في بيان كيفية السلام وافضلية من بدأ به المجلس الخامس والثمانون
بیان مین کیفیت سلام کی اور بڑائی پہلی سلام کرنیوالی کی مجلس پچاسی

في بيان هجران اخيه المسلم فوق ثلثة ايام المجلس السادس والثمانون
بیان مین ترک کرنی کسی مسلمان بہائی کی تین روزسی زیادہ مجلس چہیاسی

في بيان التحذير من سوء الظن وهي التجسس المجلس السابع والثمانون
ڈرانی کی بیان مین بد گمانی سی اور وہ غیر کی حال کی تلاش مجلس ستاسی

في بيان النهي عن المصاحبة والمواكلة مع الفاسق المجلس الثامن والثمانون
اس بیان مین کہ ممنوع ہی مصاحبت اور کہانا فاسق کی ساتہہ مجلس اٹہاسی

في بيان افضل الاعمال الحب في الله والبغض في الله
اس بیان مین کہ افضل اعمال ہی محبت خدا کی راہ مین اور بغض خدا کی راہ مین

المجلس التاسع والثمانون في بيان لزوم متابعة
مجلس نواسی اس بیان مین کہ لازم ہی متابعت

الرسول عليه السلام في الامر والنهي ولا يجوز المخالفة المجلس التسعون
رسول علیہ السلام کی امر ونہی مین اور نہین جایز ہی مخالفت مجلس نوی

في

فی بیان سبق رحمة الله وغلبتها علی غضبه وماهیتهما المجلس الحادی والتسعون فی بیان

رحمت الٰہی کی سبقت اور غلبہ کی بیان مین غضب پر اور دونو کی حقیقت مجلس اکانوین اس بیان مین

ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم المجلس الثانی والتسعون فی بیان عدم المؤاخذة

کہ شیطان پہرتا ہی انسان مین بجای خون کی مجلس بانوین اس بیان مین کہ وسوسہ کا مواخذہ

بالوسوسة مالم تعمل بها او تتکلم المجلس الثالث والتسعون فی بیان ان للشیطان لمة

نہین جبتک اوسپر عمل نکری یا موہ سی نکہی مجلس ترانوین اس بیان مین کہ شیطان کو قرب ہوتا ہی

بابن ادم وللملک لمة له المجلس الرابع والتسعون فی بیان ظهر الاسلام غریبا وسیعود

بنی آدم کی ساتہہ اور فرشتہ کو قرب ہوتا ہی مجلس چورانوین اس بیان مین کہ اسلام پیدا ہوا تہا غریب اور پہر ہو جائیگا

غریبا کما ظهر المجلس الخامس والتسعون فی بیان نعمة الصحة والفراغ وبیان مغبونیة

غریب جیسا ظاہر ہوا تہا مجلس پچانوین بیان مین نعمت تندرستی اور فراغت کی اور غبن مین ہونی

صاحبهما المجلس السادس والتسعون فی بیان نهی من اکل ما فیه رائحة کریهة من دخول المسجد

صحیح وفارغ کی مجلس چہیانوین اس بیان مین کہ جو شخص کہاوی ایسی چیز جس مین بدبو ہووی تو مسجد مین نہ جاوی

المجلس السابع والتسعون فی بیان لزوم ترک ما لا یعنیه من القول والفعل المجلس الثامن

مجلس ستانوین اس بیان مین کہ لازم ہی ترک بیفائدہ قول اور فعل کا مجلس اٹھانوین

والتسعون فی بیان الوصیة فی حق النساء حال المعاشرة بهن المجلس التاسع والتسعون

بیچ بیان وصیت کی عورتون کی حق مین اور اونکی ساتہہ گذران کی حالت مجلس ننانوین

فی بیان تحقیق قوله علیه السلام استوصوا بالنساء خیرا الی اخره المجلس المائة فی بیان لزوم

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قول کی تحقیق مین کہ استوصوا الخ مجلس سووین اس بیان مین کہ لازم ہی

رعایة حق الزوج علی زوجته وبیان الوعید عند عدمها المجلس الاول فی بیان تمثیل من

حق شناسی اپنی خاوند کی بی بی کو اور بیان سزا کا جب کہ یہہ نہووی پہلی مجلس بیچ مثال بیان کرنی اوس شخص کی

یذکر ربه ومن لم یذکره بالحی والمیت وفی بیان معرفة ذکر الله تعالی قال رسول

کہ اپنی رب کی یاد کرتا ہی اور جو اوسکی یاد نہین کرتا ساتہہ زندہ اور مردہ کی اور بیان مین ذکر اللہ کی فرمایا رسول

الله صلی الله علیه وسلم مثل الذی یذکر ربه والذی لا یذکر ربه کمثل الحی والمیت هذا الحدیث

خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی حال اوس شخص کا کہ ربکی یاد کرتا ہی اور اوس شخص کا جو اپنی رب کی یاد نہین کرتا جیسی زندہ اور مردہ یہہ حدیث

من صحاح المصابیح رواه ابو موسی الاشعری فانه علیه السلام جعل فیه الذاکر مثل الحی مع

مصابیح کی صحاح مین ہی ابو موسی اشعری کی روایت سی سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی اسمین یاد کرنیوالی کو مانند زندہ کی ٹہرایا باوجودیکہ

کونه حیا لان المراد بالحی من له حیوة حقیقیة ابدیة وهی انما تحصل بذکر الله تعالی لان

وہ زندہ ہی ہوتا ہی اسلئی کہ زندہ سی وہ مراد ہی جسکو حقیقی اور دائمی زندگی حاصل ہی اور ایسی زندگی بجز یاد الٰہی کی حاصل نہین ہوتی کیونکہ یاد

الذکر یحیی قلوب الذاکرین ویوجب لهم الاستعداد لمعرفة رب العالمین والوصول الی الحیوة الا

ذکر ذاکرین کا دلوں کو زندہ کر دیتا ہی اور بالضرور اونکی لئی سامان رب العالمین کی معرفت کا تیار کرتا ہی اور بہشت کی حیات ابدی کی لایق بنا دیتا ہی

فی دار النعیم ومن کان خالیا عن الذکر فهو بمنزلة المیت لکونه خالیا عما یحیی قلبه وعما یوجب

اور جو شخص یاد الٰہی نہین کرتا وہ مردہ کی مانند ہی کیونکہ وہ اوس بات سی خالی ہی جس سی دل زندہ ہو وی اور خدا کی

له المعرفة والحيوة الابدية لان شرف الانسان وفضيلته التي بها فاق جميع اصناف الخلق
معرفت اور دائمی زندگی پیدا ہو کیونکہ انسان کی شرافت اور فضیلت جسی تمام اقسام مخلوقات پر فائق ہو رہا ہی

ليس الا باستعداده لمعرفة الله تعالى وانما يستعد لمعرفة الله تعالى بقلبه لا بجارحة من
بجز استعداد معرفت الٰہی کی نہیں ہی اور استعداد معرفت الٰہی کی دل ہی سی علاوہ کسی ہاتھ پانو وغیرہ

جوارحه بل الجوارح له اتباع وخدم يستخدمها استخدام الملك للرعايا ويستعملها استعمال
اعضا سی کچھ علاقہ نہیں بلکہ تمام اعضا دل کی تابع اور خدمت گذار ہیں ان اعضا سی اسطور کار لیتا ہی جیسی پادشاہ رعیت سی اور ایسی برتتا ہی

السيد للعبيد وهو انما يطمئن بذكر الله تعالى كما قال الله تعالى الا بذكر الله تطمئن
جیسی مولی غلاموں کو اور دل کو طمانینت صرف یاد الٰہی سی ہوتی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی یاد رہی اللہ ہی کی یاد سی دل چین پاتی ہیں

القلوب وافضل الذكر على ما ورد في الحديث لا اله الا الله فلا بد للعبد المكلف ان يشتغل
اور سب سی بہتر ذکر موافق مضمون حدیث کی لا الہ الا اللہ ہی اب بندہ عاقل بالغ کو ضرور ہی کہ اس ذکر میں

بهذا الذكر حتى يطمئن قلبه ويستعد لمعرفة الله تعالى لكن قبل اشتغاله به يجب عليه
مشغول رہی تا کہ اوسکا دل اطمینان پکڑی اور معرفت الٰہی کی استعداد حاصل کری لیکن اس شغل سی پہلی اوسپر واجب ہی

ان يحصل من علم الكلام ما يصح به اعتقاده على مذهب اهل السنة والجماعة وما يحترز
کہ اتنا علم عقاید سیکھی جس سی اسکا اعتقاد موافق اہل سنت وجماعت کی ٹھیک ہو جاوی اور

به عن شبه المبتدعة لان القلب ما دام مكدرا بظلمة البدعة الاعتقادية لا يبدو انوار
اہل بدعات کی شبہات سی بچ جاوی کیونکہ جبتک دل اعتقادی بدعت کی تاریکی میں مکدر رہتا ہی تو اوسمیں طاعت کی روشنی نہیں چمکتی

الطاعات ويجب عليه ايضا ان يحصل من علم الفقه ما يصح به اعماله على وفق الشريعة المطهرة
اور اوسپر یہہ بھی واجب ہی کہ اتنا علم فقہ بھی سیکھہ لی جس سی اوسکی اعمال موافق شریعت پاک کی صحیح اور

والا فالتقدم لمعالي الامور قبل اتقان وصولها وضبط طرقها عجلة شيطانية وشهوة نفسانية
اور نہیں تو بڑی کام کر بیٹھنا بغیر محکم کرنی اصول کی اور ٹھیک دریافت کرنی طریقوں کی شیطانی جھپٹ اور نفسانی شہوت میں

توجب لصاحبها الفضيحة في الدنيا والاخرة اذ قد يغتر صاحبها بالتخيلات النفسانية
داخل ہی جو ایسی شخص کو دنیا اور آخرت دونوں میں ذلیل کر چھوڑتی ہی اس لئی کہ ایسا جاہل کبھی فریب میں آکر نادانی سی خیالات نفسانی

والتلبيسات الشيطانية ويظنها كرامات وهي في الحقيقة استدراج وزيادة له في انواع
اور شبہات شیطانی کو کرامت تصور کر لیتا ہی اور اصل میں وہ استدراج ہوتا ہی اور اوسکی حق میں طرح طرح کی

الضلالات لان من اشتغل بالذكر والرياضة قبل ان يحصل من علم الكلام ما يصح به الاعتقاد
گمراہی زیادہ ہوتی ہی کیونکہ جو شخص مشغول ذکر اور ریاضت کا اختیار کرتا ہی بدون سیکھی علم عقاید کی کہ جتنی میں اوسکا اعتقاد

على مذهب اهل السنة والجماعة وما يحترز به عن شبه المبتدعة ومن علم الفقه ما يصح
اہل سنت وجماعت کی مذہب پر صحیح ہو جاوی اور بدعتیوں کی شبہات سی بچ جاوی اور بدون سیکھی علم فقہ کی جتنی میں

به اعماله على وفق الشريعة المطهرة لا يبعد ان يقع له كشف حتى لبعض الاشياء او امر خارق
اوسکی اعمال مطابق شریعت پاک کا صحیح اور درست ہو جاویں تو کیا بعید ہی کہ اوسکو بعضی محسوسات کا کشف ہونی لگی یا کوئی بات کرامت کی سی

من خوارق العادات بمقتضى الرياضة او اراءة الشيطان كما حكي كثير من ذلك عن بعض الكفرة
خلاف عادات میں سی ریاضت کی موافق یا شیطانی دکھائی سی ہو جاوی چنانچہ ایسی بہت کہانیاں بعضی کفار

ریاضتیں

للرياضين فيظن انه ولاية وكرامة وهو في الحقيقة مكر واستدراج لا كرامة ولا ولاية

ریاضت منش کی مشہور ہین پہر یہہ نادان خیال کرتا ہی کہ یہہ ولایت اور کرامت ہی اور اصل مین وہ مکر اور استدراج ہوتا ہی نہ کرامت ہی اور نہ ولایت

اذ قد يحصل الكشف والامر الخارق لبعض الرهبان وغيرهم ممن يعتنون بزيادة الرياضات

اسلئے کہ کشف اور امر خارق کبہی کبہی بعضی ایسی راہب وغیرہ کی بہی ہو جاتا ہی جو بڑی ریاضت اختیار کرتی ہین

مع فساد العمل والاعتقاد ولا اعتداد به لانه تعالى قد جعل الرياضة سببا لتصفية

باوجودیکہ اونکی عمل اور اعتقاد فاسد ہوتی ہین پہر اسکا کیا اعتبار ہی اسلئے کہ اللہ تعالی بیشک ریاضت سے دلون کو ایسا صاف کر دیتا ہی

القلوب بحيث يوصل بها الى الكشف ونحوه من الخوارق ولا يدل ذلك على رضائه تعالى

کہ جس سی کشف اور کشف کی مانند اور خوارق ہونی لگتی ہین اور اس سی اللہ تعالی کی یقینی رضامندی

بذلك السبب البتة ومن المعلوم قطعا ان الخوارق ليست مختصة بالمعجزة والكرامة

اوس سبب پر معلوم نہین ہوتی اور یہہ بات یقینی معلوم ہی کہ خوارق کو کچہ معجزہ اور کرامت ہی سی خصوصیت نہین ہی

بل قد تكون استدراجا ايضا فمتى صدرت ممن فيه خلل عملي او اعتقادي يحكم بكونها

بلکہ بعضی وقت استدراج بہی ہوتا ہی پہر اگر یہہ امر خارق ایسی شخص سی پیدا ہووی جسکا عمل یا اعتقاد باطل ہی تو وہ

استدراجا لا كرامة لان الكرامة ظهور امر خارق للعادة على يد عبد صالح ظاهر صلاحه

استدراج ہی سمجہا جاویگا کرامت نہین ہوگی کیونکہ کرامت تو وہ ہی کہ امر عادت کی خلاف ایسی صالح آدمی کی ہاتہہ سی ہو جسکی نیک کرداری ظاہر ہو رہی ہو

وهذا القيد الاخير للاحتراز عن الاستدراج وهو ظهور امر خارق للعادة على يد الاشقياء

اور یہہ پچہلی قید استدراج سی احتراز کی لئے ہی کیونکہ استدراج وہ ہوتا ہی کہ امر خارق عادت اشقیا کی ہاتہہ پر پیدا ہو

كالدجال وفرعون والجهلة الضالين المضلين فان الخوارق كما تظهر على يد الاتقياء تظهر

جیسی دجال اور فرعون اور گمراہ جہال اور گمراہ کرنیوالی کیونکہ خوارق جیسی پرہیزگارون کی ہاتہہ پر ہوتی ہین

على يد الاشقياء ايضا فما يظهر من ذلك على يد من كان تحت سياسة الشرع يصير

اشقیا کی بہی ہاتہہ پر ہو جاتی ہین سو جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتہہ پر ظاہر ہو جو شرعی حکومت کا مطیع ہی تو

سببا لمزيد مجاهدته في عبادته وما يظهر من ذلك على يد من لم يكن تحت سياسة الشرع

اوسکی مجاہدہ عبادت کو زیادہ بڑہا دیگا اور جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتہہ پر پیدا ہو جو شرعی حکومت کا مطیع نہین

يصير سببا لمزيد بعده وغروره ولا يزال الشيطان يغويه حتى يخلع ربقة الاسلام

تو اوسکو اور بہی دوری اور غرور بڑہیگا اور شیطان ہمیشہ اوسکو بہکاتا رہیگا آخر کو اسلام کی رسّی اوسکی گردن مین سی نکال کر

من عنقه بانكار الحدود والاحكام والحلال والحرام فعلى هذا يجب على العبد الذاكر

حدود اور احکام اور حلال اور حرام کا منکر بنا دیگا اسلئے بندہ ذاکر کو یہہ واجب ہی

ان يجعل جميع اعماله موافقا لاحكام الشرع ما دام حيا عاقلا ولا يجوز له ان يعمل عملا مخالفا

کہ اپنی تمام اعمال جبتک ہوش حواس مین ہی احکام شرعی کی موافق رکہی اور اوسکو یہہ جایز نہین ہی کہ کبہی بہی کسی وقت کوئی عمل

للاحكام الشرع في وقت من الاوقات واحكام الشرع على قسمين قسم يتعلق بالظاهر وهو البدن

احکام شرعی کی مخالف عمل میں لاوی اور شرع کی احکام دو قسم پر ہین ایک وہ قسم جو ظاہر یعنی بدن سی علاقہ رکہتی ہین

وقسم يتعلق بالباطن وهو القلب وكل واحد من القسمين على نوعين احدهما يجب فيه الفعل

اور ایک قسم وہ جو باطن یعنی دل سی علاقہ رکہتی ہین اور یہہ دونو قسمین دو طرح کی ہین ایک وہ جسکا کرنا واجب ہی

والاخر یجب فیه الترک فجملة احکام الشرع اربعة فمن النوع الذی یتعلق بالظاهر ویجب
دوسری وہ جسکا ترک واجب ہی پس تمام احکام شرعی چار طرح کی ہوئی پہر وہ قسم جو بدن سی متعلق اور اوسکا عمل مین لانا واجب ہی
فیه الفعل التکلم بکلمتی الشهادة واقامة الصلوة وایتاء الزکوة وصوم رمضان وحج
دونو کلمی شہادت کی پڑہنی اور نماز قایم رکہنی اور زکوۃ اداکرنی اور رمضان کی روزی اور
البیت وجهاد الکفار والامر بالمعروف والنهی عن المنکر وغیر ذلك من الفرائض والواجبات
کعبہ کا حج اور کفار پر جہاد اور نیک بات بیان کرنی اور بدی سی روکنا اور سوا اسکی اور فرائض اور واجبات
ومن النوع الذی یتعلق بالظاهر ویجب الترک القتل والزنا واللواطة والسرقة وشرب الخمر
اور وہ قسم جو بدن سی متعلق اور اوسکا ترک واجب ہی خون ریزی اور بدکاری اور اغلام اور چوری اور شراب خواری
والغیبة والنمیمة والکذب والنظر الی ما حرم نظره واستماع ما حرم استماعه وغیر ذلك من
اور غیبت اور سخن چینی اور جہوٹہ بولنا اور دیکہنا ایسی چیز کا جسکا دیکہنا حرام ہی اور ایسی آواز سنی جسکا سننا حرام ہی اور سوا اسکی
المحرمات والمکروهات ومن النوع الذی یتعلق بالباطن ویجب فیه الفعل التوبة والاخلاص
اور محرمات اور مکروہات اور وہ قسم جو دل سی متعلق اور عمل کرنا واجب ہی توبہ اور اخلاص
والتوکل والصبر والشکر والخوف والرجاء وغیر ذلك من الاخلاق الحمیدة والخصال الجمیلة
اور توکل اور صبر اور شکر اور خوف اور امیدواری اور سوا اسکی اور نیک عادتین اور پسندیدہ خصلتین
ومن النوع الذی یتعلق بالباطن ویجب فیه الترک الکبر والعجب والریاء والحسد وغیر ذلك
اور وہ قسم جو دل سی متعلق اور ترک واجب ہی تکبر اور خود پسندی اور ریا یعنی دکہلاوا اور حسد اور سوا اسکی
من الاخلاق الذمیمة والخصال القبیحة فمن خالف حکما واحدا من هذه الاحکام الاربعة
اور بد خوئیان اور قبیح خصلتین سو جو شخص خلاف کری کسی ایک حکم کا ان چاروں حکموں مین سی
عصی الله تعالی واستحق عذابه فلا یکون من اهل الولایة والکرامة وبعض الناس فی هذا
وہ خدا کا نافرمان ہی اور اوسکی عذاب کا سزاوار وہ ولی اور کرامت والا کب ہوسکتا ہی اور بعضی لوگ اس
الزمان یدخلون الخلوة ثلثة ایام او اکثر ثم یخرجون منها واذا فعلوا ذلك مرة او مرتین
زمانی مین تین دن کا یا زیادہ کا چلہ کہینچ کر پہر فارغ ہوجاتی ہین اور جب ایک یا دوبار چلہ کرچکی
یدعون نیل الاحوال والوصول الی مقامات الرجال مع انهم یرتکبون ما یخالف الشرع الشریف
تو دعوی کرنی لگی کہ ہمکو سب حالات کہل گئی اور عمدہ لوگون کا درجہ پالیا باوجودیکہ شرع شریف کی مخالفت کئی جاتی ہین
واذا انکر علیهم ما ارتکبوه یقولون حرمة ذلك فی العلم الظاهر وانا اصحاب العلم الباطن وانه
اور جب اونسی اونکی اعمال کی برائی بیان کرو تو کہنی لگتی ہین میان یہہ علم ظاہر مین حرام ہی اور ہم تو باطنی علم والی ہین سو یہہ امر
حلال فیه وان الوصول الی الله تعالی لا یکون الا برفض العلم الظاهر وانکم تاخذون من
اوس علم مین حلال ہی اور قربت الہی بدون چہوڑنی علم ظاہری کی نہین ملتی تم
الکتاب والسنة وانا بالخلوة وهمة الشیخ نصل الی الله تعالی فینکشف لنا العلوم فلا نحتاج
قرآن اور حدیث سی فائدہ لیتی ہو اور ہم چلہ اور پیر کی مدت سی خدا کی درگاہ مین جاتی ہین پہر ہمپر سب علوم کہل جاتی ہین ہمکو
الی مطالعة الکتاب والقراءة علی الاستاذ واذا صدر منا مکروه او حرام نُهی عنه فی المنام
کتابون کی مطالعہ کی اور استاد سی پڑہنی کی کچہہ حاجت نہین ہی اور ہم سی جب کوئی مکروہ یا حرام عمل مین آجاتا ہی تو خواب مین ہمکو ممانعت ہوجاتی ہی

فنهون

فنعرف الحلال والحرام وما قلتم انه حرام لم ننه عنه فی المنام فعلمنا انه لیس بحرام

سو ہم حلال اور حرام کو سمجہ لیتی ہین اب جسکو تم حرام بتاتی ہو ہمکو اوس سی خواب مین منع نہین کیا سو ہمنی جان لیا کہ یہہ حرام نہین ہی

ونحو ذلك من الترہات التی کلها الحاد وضلال اذ فیه ازدراء للملة الحنیفیة والشریعة

اور اسیطرح کی خرافات باتین جو سراسر الحاد اور گمراہی کی ہین بکتی ہین کیونکہ اسمین ملت حنفی اور شریعت نبوی

النبویة وعدم الاعتماد علی الکتاب والسنة واجماع الامة فالواجب علی کل من سمع

کی حقارت ہی اور بی اعتمادی قرآن وحدیث اور اجماع امت کی سو واجب ہی اوسپر جو ایسی باطل گفتگو سنی

امثال تلك الاقاویل الباطلة الانکار علی قائله والجزم ببطلان کلامه بلاشك ولاتردد

کہ بلاشک اور بی تردد اور بغیر توقف قائل کی اس کلام کو بیہودہ واہیات سمجہی

ولا توقف والا فهو یکون من جملتهم ویحکم علیه بالزندقة فانهم لما کانوا فی الاعتقاد

اور نہین تو وہ بہی اوسی گروہ مین داخل ہی اور اوسپر حکم کفر کا ہوگا کیونکہ ان لوگونکا اعتقاد جب

بهذه المرتبة کان بینهم وبین الشیطان مناسبة فیریهم فی بعض الازمان اشیاء

اس نوبت کو پہنچا تو انمین اور شیطان مین ایک رابطہ پیدا ہوگیا پہر وہ شیطان اونکو بعضی دفعہ کچہہ تجلی وغیرہ دکہاد یتاہی

من الانوار وغیرها فیغترون بها ویظنون انهم محسنون وعند الله مکرمون ولایعلمون

پس یہہ قوم دہوکہا کہا کر یہہ خیال کرتی ہین کہ ہم کیا خوب عمل کرتی ہین اور خدا کی نزدیک ہم عزت والی ہین اور یہہ خبر ہی

ان الشیطان لایزال یحسن لاهل الخلوة وارباب الریاضة ان یعملوا بخواجسهم ورؤیاهم

کہ شیطان ہمیشہ اہل خلوت اور ریاضت کی نظر وتمین یون پکا دیتاہی کہ اپنی توہمات اور خوابون کی موافق

من غیر تحکیم الشرع فیها فیقولون القلب اذا کان محفوظا مع الله تعالی یکون خواطره

بدون موافقت شرع کی عمل کیا کرین پہر یہہ کہتی ہین کہ دل جب الله کی طرف سی محفوظ ہوتاہی تو اوسکی سب خطرات خطا سی

معصومة عن الخطاء وهذا من اعظم کید العدو فیهم لان الخواطر ثلثة انواع رحمانیة

بچی ہوئی ہوتی ہین اور یہہ اونکی حق مین دشمن کا بڑا ہی دہوکہا ہی کیونکہ خطرات تین طرح کی ہوتی ہین رحمانی

وشیطانیة ونفسانیة فلو بلغ الانسان ما بلغ من الریاضة والمجاهدة فمعه شیطانه

اور شیطانی اور نفسانی پہر انسان کیسی ہی ریاضت اور مجاہدہ کیا کری پہ شیطان

ونفسه لایفارقانه الی الموت والشیطان یجری منه مجری الدم والعصمة لیست

اور نفس اوسکی ساتہہ ہی رہتی ہین مرتی دم تک جدا نہین ہوتی اور شیطان اوسمین ایسی پہرتاہی جیسی بدن مین خون اور عصمت صرف

الا للرسل الذین هم وسائط بین الله تعالی وبین خلقه فی تبلیغ امره ونهیه ووعده

انبیا صلوات الله علیهم کا خاصہ ہی جو کہ درمیان پاک پروردگار اور اوسکی خلقت کی واسطہ ہین واسطی پہنچا دینی امر اور نہی اور جزا

ووعیده ومن عداهم لیس بمعصوم ومن ظن انه یستغنی عما جاء به الرسول بما یلقی

اور سزا اور سوا انبیاء کی کوئی معصوم نہین ہی اب جو شخص یہہ خیال کری کہ مجکو احکام نبوی کی کچہہ حاجت نہین مجکو وہ ہی کافی ہی

فی قلبه من الخواطر فهو من اعظم الناس کفرا لان ما یلقی فی القلب یحتمل ان یکون من

جو دلمین خطرات آتی ہین سو وہ بڑا ہی کافر ہی اسلئی کہ دلمین جو خطرہ آتاہی تو شاید کہ

القاء النفس والشیطان فلا عبرة به ولا التفات الیه حتی یعرض علی ما جاء به الرسول

وہ نفس یا شیطان کی طرف سی آیا ہو پہر اوسکا کیا اعتبار ہی اور نہ اودہر توجہ کہ احکام نبوی کی مقابل ہوسکی

ویشهد له بالموافقة اذ لیس کل ما یراه الانسان فی النوم او الیقظة صحیحا بل قد تکون بعضه
اور اوسکی لئی موافقت کا شاہد چاہئی کیونکہ آدمی جو جو خواب یا بیداری مین معلوم کرتا ہی وہ سب درست نہین ہو اکرتا بلکہ بعضی

من الخواطر النفسانیة وبعضه من الوساوس الشیطانیة وبعضه من الله تعالی بالهام
خطرات نفسانی وبعضی وسوسہ شیطانی ہوتی ہین اور بعضی اللہ کی طرف سی بواسطہ

ملك الرؤیا فلابد من التمیز بین هذه الثلثة لیعلم ان ما یراه من ای نوع هو فاذا تعین
فرشتہ خواب کی بہی ہوتی ہین پہر ان تینوں مین تمیز کرنی ضرور چاہئی جس سی معلوم ہو کہ یہہ خطرہ کس قسم کا ہی جب یہہ ثابت ہو جاوی

انه من الله تعالی فلابد من عالم یعلم المراد منه فان المراد منه ان کان ظاهرا لایحتاج
کہ اللہ کی طرف سی ہی تب ایسا عالم چاہئی کہ اوسکی مراد کو سمجھی کیونکہ اوسکی مراد اگر ظاہر ہی تو

الی التاویل بل انما یحتاج الی التنبیه وان کان غیر ظاهر یحتاج الی التاویل فیاول بتاویل
تاویل کی کچھہ حاجت نہین بلکہ صرف تنبیہ کی حاجت ہی اور اگر مراد ظاہر نہین ہی تو تاویل کی حاجت ہی پہر صحیح تاویل کرنی چاہئی

صحیح کما ان الکتاب والسنة لاشبهة فی کونهما من الله تعالی ورسوله لکن المراد منهما
چنانچہ قرآن اور حدیث بلاشبہ اللہ اور رسول کی کلام ہین پر اونکی مراد

قد یکون ظاهرا فلا یحتاج الی التاویل وقد یکون غیر ظاهر فیحتاج الی التاویل وقد صرح
بعضی جگہہ ایسی ظاہر ہوتی ہی کہ تاویل کی کچھہ حاجت نہین ہوتی اور بعضی جگہہ مراد ظاہر نہین ہوتی تو وہان تاویل کی حاجت پڑتی ہی اور

العلماء بان الهام وکذلك الرؤیا فی المنام لیس شیء منهما من اسباب المعرفة بالاحکام
علماء صاف کہہ چکی ہین کہ الہام اور ایسی ہی نیند کی خواب ان دونو سی معرفت احکام کی حاصل نہین ہوتی

خصوصا اذا خالف کل منهما کتاب الله وسنة رسوله علیه الصلوة والسلام فان عمر
علی الخصوص جبکہ یہہ دونو کتاب اللہ اور سنۃ رسول سی برخلاف ہون حضرت عمر

بن الخطاب رضی الله عنه مع کونه سید الملهمین والمحدثین کان اذا وقع فی قلبه الخواطر لایلتفت
بن الخطاب رضی اللہ عنہ باوجودیکہ اہل الہام اور محدثین کی پیشوا تہی تو بہی جب اونکی دل پر کوئی خطرہ آتا تو اوسپر توجہ

الیها ولا یحکم بها ولا یعمل بها حتی یعرضها علی الکتاب والسنة فهؤلاء الجهلة قد یری
نکرتی اور نہ اوسپر یقین کرتی اور نہ اوسکی موافق عمل کرتی جب تک اوسکو کتاب اور سنت کی مطابق نکر لیتی اور یہہ جہال جب

احدهما ادنی شیء فیحکم فیه خواطره علی الکتاب والسنة ولا یلتفت الیهما والمحققون من
کوئی ادنی بات معلوم کرتی ہین تو اوسی پر اپنی خطرات کو پکا لیتی ہین اور کتاب اور سنت کیطرف کچھہ توجہ نہین کرتی اور طریقت کی محقق

علماء الطریقة قد تمسکوا بالکتاب والسنة ووزنوا بهما افعالهم ومجاهداتهم ومکاشفاتهم
علماء کتاب اور سنت ہی سی سند لیتی تہی اور اپنی افعال اور مجاہدہ اور مکاشفات کو انسی تول کر پورا کرتی تہی

فما وجدوه غیر موزون بهذین المیزانین وغیر ثابت بهذین الشاهدین لم یعتبروه ولم یلتفتوا
پہر جس عمل کو ان دونو ترازو یعنی کتاب وسنت مین کم وزن پایا اور ان دونو شاہد عدل کی گواہی سی ثابت نہوا تو اوسکا اعتبار نہین

الیه قال ابو سلیمان الدارانی ربما یقع فی قلبی نکتة من نکتة القوم فلا اقبلها الا بشاهدین عدلین
ابو سلیمان دارانی فرماتی ہین ایک نکتہ اس قوم کی نکات مین سی اکثر میری دل مین آتا ہی سو مین اوسکو بدون گواہی دو شاہد عدل

من الکتاب والسنة وقال ابو سعید الخراز کل باطن یخالفه الظاهر فهو باطل وقال ابو حفص
کتاب اور سنت کی نہین مانتا اور ابو سعید خراز کہتی ہین جو الہام ظاہر شرع کی برخلاف ہو سو وہ باطل ہی اور ابو حفص کبیر فرماتی ہین

الکبیر

الكبير من لم يزن افعاله واقواله واحواله بميزان الكتاب والسنة ولم يتهم خواطره فلا تعدوه
جو شخص اپنی افعال اور اقوال اور احوال کو کتاب اور سنت کی ترازو میں نہ تولی اور اپنی دلکی خطروں کو بچا نہ جانی تو اوسکو
فی دیوان الرجال وقال ابو یزید البسطامی لو نظرتم الی رجل اعطی انواعا من الكرامات حتی تربع
مردوں میں شمار مت کرو اور ابو یزید بسطامی فرماتی ہیں اگر تم ایک شخص کی طرح طرح کی کرامتیں دیکھو اتنا کہ وہ ادہر میں
فی الهواء او مشی علی الماء فلا تغتروا به حتی تنظروا کیف تجدونه عند الامر والنهی وحفظ
پالتی ماری بیٹھا ہو یا پانی پر پہرتا ہو تو بہی اوسکی فریب میں نہ آؤ جبتک یہہ نہ جانچ لو کہ امر اور نہی اور حفظ
الحدود واداء احكام الشریعة وقال الجنید البغدادی الطرق الی الله تعالی بعدد انفاس
حدود اور احکام شرعی میں کیسا ہی اور جنید بغدادی فرماتی ہیں اللہ کی ان کی رستی اتنی ہیں جتنی نفوس
الخلائق وکلها مسدودة علی الخلق الا علی من اقتفی اثر الرسول وحکی انه افتی بقتل الحلاج
خلقت کی اور وہ سب خلقت پر بند ہیں بجز اوسکی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کری اور کہتی ہیں کہ جنید نی حلاج کی قتل کا
لاجل ما صدر عنه من قوله انا الحق فانظر ایها العاقل الطالب للحق ان هؤلاء الكرام مع
فتوی انا الحق کی کہنی پر دیا تہا اب ای ہوشیار حق کی طالب دیکہہ تو کہ ان تمام بزرگوں نی با
کونهم عظماء مشائخ الطریقة وکبراء ارباب الحقیقة قد تمسکوا بالشریعة ولم یخالفوها
وجودیکہ طریقت کی بڑی بڑی مشایخ اور حقیقت کی بڑی بڑی بزرگ لوگ ہیں کیسا شریعت سی تمسک کیا اور کسی بات میں
فی شیء اصلا فعلی هذا یجب علی العبد المشتغل بالذكر ان یتمسك بالشریعة فی جمیع اقواله
اصلا مخالفت نہیں کی پس اس لحاظ شخص ذاکر شاغل پر واجب ہی کہ اپنی تمام اقوال اور افعال اور احوال میں شریعت سی تمسک
وافعاله واحواله ولا یخالفها فی شیء اصلا لكن ینبغی ان یعلم ان المؤثر النافع من الذكر هو الذكر
کیا کریں اور شریعت کی اصلا مخالفت نکیا کریں لیکن یہہ بہی سمجہہ لینا چاہئی کہ ذکر موثر اور مفید وہی ہی جو
علی الدوام مع حضور القلب فاما الذكر مع ذهول القلب فهو قلیل الجدوی لان للذكر
ہمیشہ اور دائمی دلکی توجہ سی ہو اور جو ذکر دلکی غفلت کی ساتہہ ہوتا ہی وہ فائدہ خوب نہیں دیتا کیونکہ ذکر کا
اولا واخرا اوله یوجب الانس والحب واخره یوجبه الانس والحب والمطلوب ذلك الانس
ایک ابتدا ہی اور ایک انتہا ابتدا میں ذکر سی محبت اور انس ہوتا ہی اور انتہا میں ذکر کو انس اور محبت پیدا کرتی ہی اور مقصود یہی انس
والحب لان الذاکر فی ابتداء امره یکون متكلفا فی صرف قلبه عن الوساوس الی ذكر الله تعالی
اور محبت ہوتی ہی کیونکہ ذاکر اول حال میں تو اپنی دل کو بزور و تکلف وسوسوں سی ہٹا کر ذکر کی طرف لگاتا ہی
فان وفق للمداومة انس به وانغرس فی قلبه حب المذكور وصار مضطرا الی كثرة ذكره
پہر اگر اوسکو مداومت کی توفیق ہوئی تو اوسی مانوس ہو جاتا ہی اور اوسکی دلمیں وہ محبت جڑ پکڑ لیتی ہی اور کثرت ذکر کی طرف بیقرار ہو جاتا ہی
بحیث لا یصبر عنه لان من احب شیئا اكثر ذكره ومن اكثر ذكر شیء ولو تكلفا یقع فی
ایسا کہ ذرہ صبر نہیں آتا کیونکہ جو شخص کسی شئ کو محبوب رکہتا ہی تو اوسکا ذکر بہت کیا کرتا ہی اور جو شخص کسی شئ کا ذکر بہت کرتا ہی اگرچہ تکلف سی ہو
قلبه حبه والحاصل ان اول الذكر یكون بالتكلف الی ان یثمر الانس بالمذكور والحب له ثم
اوسکی دلمیں محبوب ہو جاتی ہی حاصل یہہ ہی کہ ابتداء میں ذکر تکلیف سی ہوتا ہی آخر کو ایسا مانوس اور محبوب ہو جاتا ہی کہ
یمتنع الصبر عنه فیصیر الموجب موجبا والثمر مثمرا ثم اذا حصل للذاکر الانس بذكر الله تعالی
اوس سی صبر دشوار ہو جاتا ہی پہر تو بالعکس یعنی عاشق معشوق ہو جاتا ہی اور طالب مطلوب پہر جب ذاکر کو یاد الہی سی محبت ہو جاتی ہی

ينقطع عن غير الله ويجد كمال فائدته بعد الموت لانه يفارق ماسوى الله تعالى عند الموت
تو غیر الله سے الگ ہو جاتا ہے اور اوسکا کامل فائدہ موت کی بعد حاصل ہوتا ہے کیونکہ مرتی دم تمام ماسوی الله سے الگ ہو جاتا ہے

ولا يبقى معه في القبر اهل ولا مال وانما يبقى معه فيه ذكر الله تعالى فان كان قد انس به
اور اوسکی ساتھ گور میں نہ اہل ہوتا ہے اور نہ مال وہاں صرف وہ ذکر ہی باقی رہ جاتا ہے سو اگر یہہ ذاکر اوسی مانوس تھا

يتمتع به ويتلذذ بانقطاع العوائق الصارفة عنه لان ضرورات الحاجات كانت تصده
تو فائدہ دیکھیگا اور مزہ پاویگا کہ وہ تعلقات جو ذکر الله سے باز رکھتی تھی جاتی رہی کیونکہ ضروری کاروبار بیشک ذکر الله سے باز رکھتی تھی

عن ذكر الله تعالى ولا يبقى بعد الموت عائق فكانه خلى بينه وبين محبوبه وتخلص من
اور موت کی بعد کوئی روکنی والا باقی نہیں رہتا اب گویا کہ اوسکو محبوب کی ساتھ خلوت ملی اور ایسی

السجن الذي كان فيه ممنوعا عما به انسه وبهذا الانس يتلذذ العبد بعد الموت الى ان
قید سے چھوٹ گیا جسمیں اپنی محبوب سے روکا جاتا تھا اور اس انس سے موت کی بعد آدمی مزا اوٹھا کر آخر

ينزل في جوار الله تعالى ويترقى من الذكر الى اللقاء اذ لا مقصود له بقوله لا اله الا الله
جوار الہی میں جا پہنچتا ہے اور ذکر سے مرتبہ بڑھ کر نوبت دیدار کی ملجاتی ہے کیونکہ غرض تو اوسکو لا اله الا الله کی ذکر سے

سوى الله تعالى اذ كل مقصود معبود وكل معبود اله وبالملازمة على ذكر لا اله الا الله
سوائے الله تعالی کی اور کچھ نہیں تھی کیونکہ جو مقصود ہوتا ہے وہ معبود ہے اور جو معبود ہے وہ الہ ہے اور لا اله الا الله کی دائمی ذکر سے

ينتفي جميع المعبودات الباطلة ولذلك فضل على سائر الاذكار وذكر المطلق في بعض
تمام باطل معبود جاتی رہتی ہیں اسی واسطے اس ذکر کو تمام اذکار پر فضیلت ہے اور بعضی روایت میں مطلق ذکر مذکور ہے

المواضع وفي بعضها مقيد بالصدق والاخلاص كما روى عن زيد بن ارقم انه عليه الصلوة و
اور بعضی روایت میں صدق اور اخلاص کی قید ہے چنانچہ زید بن ارقم روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی الله علیه و

السلام قال من قال لا اله الا الله مخلصا دخل الجنة ومعنى الاخلاص مساعدة الحال
سلم نے فرمایا جسنی لا اله الا الله اخلاص سے کہا وہ بہشت میں داخل ہوا اور اخلاص کی معنی مطابق ہونا حال کا

للمقال فمن قال لا اله الا الله بلسانه ولم يساعد حاله لمقاله لا يكون فيه شيء من
قول سے پہر جسنی لا اله الا الله زبانسے تو کہا اور اسکا حال مطابق قول کی نہوا تو اوسمیں ذرہ بہی

الاخلاص فيكون امره في مشية الله تعالى ولا يؤمن في حقه الخطر
اخلاص نہیں ہے اوسکا معاملہ مشیت الہی میں ہے اندیشہ سے صاف نہیں ہے

المجلس الثاني
دوسری مجلس

في بيان فضيلة الذكر من كل اعمال البر وبيان اقسامه قال رسول
ذکر کی فضیلت میں تمام نیک اعمال سے اور اقسام کی بیان میں فرمایا رسول

الله صلى الله عليه وسلم الا انبئكم بخير اعمالكم وازكاها عند مليككم وارفعها في درجاتكم
الله صلی الله علیه وسلم نے کہو تو بتادوں تمکو ایک بڑا نیک عمل اور مالک کی حضور میں بہت پاکیزہ اور تمہاری درجات کا بلند کرنیوالا

وخير لكم من انفاق الذهب والورق وخير لكم من ان تلقوا عدوكم فتضربوا اعناقهم
اور تمہاری حق میں بہتر سونا چاندی لله بانٹنی سے اور تمہاری حق میں بہتر جہاد سے کہ دشمن سے مقابلہ کرکے تم اونکی سر کاٹو

ويضربوا اعناقكم قالوا بلى يا رسول الله قال ذكر الله هذا الحديث من حسان المصابيح
اور وہ تمہاری سر کاٹیں عرض کیا ہاں یا رسول الله فرمایا الله کا ذکر یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہے

رواه ابو الدرداء وانما كان ذكر الله تعالى من سائر العبادات ارفع وخيرا من انفاق الذهب

ابو الدرداء کی روایت سی اور ذکر اللہ تمام عبادات سی بہتر اور سونا

والفضة وملاقات العدو والمقاتلة معهم لان سائر العبادات وسيلة الى ذكر الله تعالى

چاندی بانٹنی اور جہاد سی خوشتر اسلئی ہی کہ تمام عبادات ذکر اللہ کا وسیلہ ہین اور اصل مین

وذكر الله تعالى هو المطلوب الاعلى والمقصود الاقصى الا انه ينقسم الى قسمين احدهما

اعلی مطلوب اور عمدہ مقصود ذکر اللہ ہی ہی لیکن اسکی دو قسم ہین ایک تو

ذكر باللسان والاخر ذكر بالجنان اما الذكر باللسان فهو ذكر ملفوظ باللسان مسموع بالاذان

ذکر زبان سی اور دوسرا ذکر دل سی پہر زبانی ذکر تو صرف زبانی الفاظ ہوتی ہین کانون سی سنی جاتی ہین

يحصل بالحروف والصوت واما الذكر بالجنان فهو غير ملفوظ باللسان ولا مسموع بالاذان

حروف اور آواز سی مرکب ہوتی ہین اور دلی ذکر نہ تو زبان پر الفاظ آتی ہین اور نہ کانون سی سنا جاتا ہی

بل هو فكر وملاحظة القلب وهو اعلى مراتب الذكر ولا يبعد ان يكون المراد بالذكر ههنا هذا

بلکہ وہ فکر اور دلکی سوچ ہی اور یہہ ہی ذکر اعلی مرتبہ کا ہی اور کیا بعید ہی کہ مراد ذکر سی اسحدیث مین یہہ ہی

الذكر القلبى الفكرى لانه هو الذى له هذه الفضيلة الزائدة على بذل المال والنفس لما

دل کا ذکر اور فکر ہو کیونکہ جان اور مال دینی پر یہہ ہی ذکر فایق ہی اسواسطی

جاء فى الخبر تفكر ساعة خير من عبادة سبعين سنة وهو لا يحصل الا بمداومة العبد

کہ حدیث مین آیا ہی کہ ایک ساعت کا تفکر ستر برس کی عبادت سی بہتر ہی اور ذکر کا یہہ رتبہ جب حاصل ہوتا ہی

على الذكر باللسان مع حضور القلب حتى يتمكن الذكر فى قلبه ويستولى عليه بحيث يحتاج

کہ ذاکر لسانی ذکر حضور دل سی بلا ناغہ کرتا رہی تاکہ ذکر اوسکی دل مین جگہہ پکڑ جاوی اور اوسپر اتنا غالب ہوجاوی کہ دلکو ذکر سی اور طرح

فى صرفه عنه الى غيره الى تكلف كما كان فى ابتدائه يحتاج فى قراره فيه الى تكلف لكن حصوله

طرف پہیرنی مین تکلف کرنا پڑی جیسا کہ ابتداء حال مین ذکر کی طرف دل لگانی کیواسطی تکلف کرنا پڑتا تہا لیکن ذکر دل مین

فيه بهذا الوجه موقوف على معرفة الله تعالى لان من لا يعرف الله تعالى كيف يمكن

ایسا قرار پکڑنا معرفت الٰہی پر موقوف ہی کیونکہ جو شخص اللہ ہی کو نہین پہچانتا تو اوسکا ذکر

ذكره بقلبه ولسانه وطريق معرفة الله تعالى من وجهين احدهما طريق اهل النظر

دل اور زبان سی کب کریگا اور طریق معرفت الٰہی کا دو وجہ پر ہی ایک طریق مناظرہ

والاستدلال وثانيهما طريق اهل الرياضة والمجاهدة فالسالكون طريق اهل النظر و

اور برہان کا اور دوسرا طریق اہل ریاضت اور مجاہدہ کا پہر وہ مناظرہ اور

الاستدلال ان التزموا ملة من ملل الانبياء فهم المتكلمون والا فهم الحكماء المشاؤن

برہان والی اگر کسی دین کی سماوی دینون مین سی معتقد ہین تو وہ متکلم کہلاتی ہین اور نہین تو حکماء مشائی ہین

وهم قوم من الفلاسفة اختاروا طريق ارسطو وماله من البحث والبرهان ولم يكونوا

یہہ مشائی فلاسفہ مین سی ایک قوم ہی جنہون نی ارسطو کی وضع پر بحث و برہان اختیار کر رکہی ہی یہہ لوگ

من اهل الايمان والسالكون طريق اهل الرياضة والمجاهدة ان وافقوا فى رياضتهم

صاحب ایمان نہین ہین اور ریاضت اور مجاہدہ والی اگر موافق احکام شریعت کی ریاضت

وبمجاهدتهم احكام الشريعة فهم الصوفية المتشرعون والا فهم الحكماء الاشراقيون وهم

اور مجاہدہ کرتی ہین تو وہ صوفی باشرع ہین نہین تو حکماء اشراقی ہین اشراقی ہی

قوم من الفلاسفة اختاروا طريق افلاطون وماله من الكشف والعيان ولم يكونوا من

ایک قوم فلاسفہ کی ہی جنہون نی طریق افلاطون کشف اور عیان کا اختیار کیا ہی یہہ لوگ بہی

اهل الايمان فعلى هذا يكون لكل طريق طائفتان فيكون المؤمنون العارفون بالله قسمين

صاحب ایمان نہین ہین اس بیان کی موافق ہر ایک طریقہ مین دو طرح کی لوگ ہین سو مؤمن عارف باللہ دو قسم کی ہوئی

احدهما اهل الاستدلال والبرهان وثانيهما اهل المشاهدة والعيان لان عرفانهم به تعالى

ایک استدلال اور برہان والی اور دوسری مشاہدہ اور عیان والی اسلئی کہ معرفت الٰہی

ان كان بالاستدلال بالدلائل العقلية والنقلية فهم من اهل العلم الظاهر والبرهان

اگر دلائل عقلی اور نقلی کی واسطہ سی حاصل کی ہی تو وہ علم ظاہر اور برہان والی ہین

وان كان عرفانهم به تعالى بالمشاهدة بعين البصيرة فهم من اهل العلم الباطن والعيان

اور اگر معرفت الٰہی چشم بصیرت کی مشاہدہ سی حاصل کی ہی تو وہ علم باطنی اور عیان والی ہین

وحاصل الطريق الاول الاستكمال بالقوة النظرية والترقي في مراتبها ومحصول الطريق الثاني الاستكمال بالقوة

اور طریق اول کا فائدہ تو قوت نظری کی امداد سی کمال حاصل کرنا اور اوسکی درجات مین ترقی کرنی اور حاصل دوسری طریق کا قوت عملی کی زور سی کامل ہونا

العملية والترقي في درجاتها فهذه هي الكرامة الحقيقية التي تظهر من اولياء الله تعالى اذ غاية الكرامة

اور اوسکی درجات مین ترقی کرنی اور کرامت حقیقی یہہ ہی ہوتی ہی جو اولیاء اللہ سی ظاہر ہوا کرتی ہی کیونکہ انجام کرامت کا تو

حصول الاستقامة والوصول الى كمالها والله تعالى لو يعط العبد من الكرامة مثل ان يعينه

یہہ ہی راستی کا حاصل ہونا اور کمال پورا کرنا ہی اور اللہ تعالی نی کسی بندہ کو اس سی بہتر کرامت نہین دی کہ تقوی

على ما يحبه ويرضاه من التقوى والاستقامة واما الكرامة بمعنى ظهور امر خارق للعادة فلا عبرة

اور استقامت پر اپنی مرضی اور خواہش کی موافق اعانت فرماوی اور رہی وہ کرامت کہ امور خلاف عادت ظاہر ہوجایا کرین سو

به عند المحققين من اولياء الله تعالى لظهوره من الكفرة المرتاضين وغيرهم من اهل الرياضة

محقق اولیاء اللہ کی نزدیک اسکا کچہہ اعتبار نہین ہی کیونکہ ایسی امور تو کفار ریاضت کیش وغیرہ سی جو ریاضت کیا کرتی ہین ہو جاتی ہین جنکی نہ عمل ٹھیک ہوتی

مع فساد العمل والاعتقاد وسبب ذلك على ما ذكره بعض المدققين انه تعالى قد وضع اسبابا واناط بها

نہ اعتقاد درست ہوتا ہی اور اسکا سبب موافق بیان بعضی مدققین کی یہہ ہی کہ اللہ تعالی اسباب پیدا کر کی اونکی ساتھہ

مسبباتها واجرى عادته ان لا يتخلف مسبب عن سببه كالاحتراق عند النار ومن جملة

ات متعلق کر دیتی ہین اور عادت یون جاری رکہی ہی کہ کوئی مسبب اپنی سبب سی جدا نہو وی ساتہہ ہی رہی جیسی جلانا آگ کی ساتہہ ہی

الرياضة فانه تعالى جعلها سببا لتصفية القلوب واناطها بها بحيث يوصل بها الى

ریاضت ایک سبب ہی کہ اوسکو اللہ تعالی نی صفاء قلب کا سبب بنایا ہی اور اسی پیہہ متعلق کر دیا ہی

ونحوه من الخوارق ولا يدل ذلك على رضائه تعالى بذلك السبب الذي هو الرياضة

وغیرہ خوارق پیدا ہوجایا کرین پر اس کشف وغیرہ سی رضامندی اللہ تعالی کی اس ریاضت پر ثابت نہین ہوتی

معلوم قطعا ان الخوارق ليست مقتصرة على المعجزة والكرامة بل قد تكون استدراجا

معلوم ہی کہ خوارق کو معجزہ اور کرامت سی کچہہ خصوصیت نہین ہی بلکہ بعضی اوقات استدراج ہی ہوتا ہی

ايضا

ایضا فمتی صدرت ممن ادخل فی عمله واعتقاده یحکم بکونه استدراجا لان الکرامة ظهور امر خارق

پھر اگر ایسی شخص سی پیدا ہووی کہ جسکی عمل اور اعتقاد مین خلل ہی تو استدراج ہی کہلاویگا کیونکہ کرامت تو ایسی مرد صالح کی ہاتھہ پر

للعادة علی ید عبد صالح ظاهر صلاحه وبهذا القید الاخیر یخرج الاستدراج لانه ظهور امر خارق

پیدا ہوتی ہی جسکا تقوی ظاہر ہو اور اس پچھلی قید سی استدراج الگ ہوگیا کیونکہ استدراج وہ خارق

للعادة علی ید الاشقیاء کالدجال وفرعون والجهلة الضالین المضلین فان الخوارق کما تقع من الاتقیاء

عادت ہوتا ہی جو اشقیا کی ہاتھہ پر ہووی جیسی دجال اور فرعون اور گمراہ جہال اور گمراہ کرنیوالی بیشک خوارق جیسی اتقیا سی ہوتی ہین

تقع من الاشقیاء فما یظهر من ذلک علی ید من کان تحت سیاسة الشرع یعتبر بسبب المزید لمجاهدته وعبادته

اشقیا سی بھی ہوتی ہین پھر جو خوارق ایسی شخص سی ہون جو شرع کا مطیع ہی تو باعث زیادت عبادت اور مجاہدہ کا ہوگا

وما یظهر من ذلک علی ید من لم یکن تحت سیاسة الشرع یصیر بسبب المزید بعده

اور جو خوارق ایسی شخص سی ہون جو شرع کا مطیع نہین ہی تو شرع سی اور دور ہوتا جاویگا

ولا یزال الشیطان یغویه حتی یخلع ربقة الاسلام من عنقه بانکار الحدود والاحکام

اور شیطان اوسکو بہکاتا رہیگا آخر اسلام کی رسی اوسکی گردن مین سی نکال کر حدود اور احکام

والحلال والحرام ولهذا قال ابو یزید البسطامی لو ان رجلا مشی علی الماء او یتربع فی الهواء فلا

اور حلال اور حرام کا منکر کر چھوڑیگا اور اسیلئی ابو یزید بسطامی فرماتی ہین اگر کوئی شخص پانی پر رستہ چلی یا اوپر ہوا مین چارزانو بیٹھی تو

تغتروا به حتی تنظروا کیف تجدونه فی الامر والنهی ومراعات الشریعة وقیل له فلان

بھی اوسکی فریب مین نہ آؤ جبتک اوسکو امر و نہی اور رعایت شرعی مین نہ جانچ لو کسی نی اونسی عرض کیا فلانا

یمر فی لیلة الی مکة فقال الشیطان یمر فی لحظة من المشرق الی المغرب وهو فی لعنة الله تعالی

ایک رات مین مکہ چلا جاتا ہی آپ نی فرمایا شیطان لحظہ بھر مین مشرق سی مغرب تک چلا جاتا ہی پھر بھی وہ ملعون ہی

فعلی هذا کل من یظهر فیه شیء من الخوارق لا یجوز ان یظن انه من اولیاء الله تعالی لانه

اس بیان کی موافق جس شخص سی کچھہ خوارق ظاہر ہوا کرین تو اوسکو اولیاء اللہ مین سی تصور کرلینا نہین چاہئی کیونکہ

لما یجوز ان یکون من اولیاء الله تعالی یجوز ان یکون من اعداء الله تعالی لاحتمال کون ظهورها

خوارق توجیسی اولیا سی ہوتی ہین ویسی ہی کفار دشمنان خدا سی بھی ہوتی ہین شاید کہ یہہ

فیه بمقتضی الریاضة او اراءة الشیطان فان الشیطان یخیل للانسان الامور بخلاف ما هی

بباعث ریاضت اور شیطانی دہوکی کی ہوا ہو کیونکہ شیطان امور غیر واقعی انسان کو دکہا دیتا ہی

علیه ویریه الاشیاء الباطلة فی صورة الحق فمنهم من یاتیهم بعض الاشخاص فتخاطبهم

اور امر باطل کو حق کی صورت مین بنا دیتا ہی یعنی ایسی شخص ہین کہ اونکی پاس انسان کی صورت بن کر باتین کرتا ہی

ویتمثل لهم ویظنونها ملائکة وهی الجن والشیاطین وکان اول من ظهر له من هؤلاء

وہ اوسکو فرشتہ خیال کرتی ہین اور حقیقت مین وہ جن یا شیطان ہوتی ہین پہلی پہل اسلام مین ایسا شخص

فی الاسلام المختار ابن ابی عبد الله الثقفی الذی اخبر به النبی علیه الصلوة والسلام فی الحدیث

مختار ابن عبد اللہ ثقفی ہوا ہی جسکی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی صحیح حدیث مین

الصحیح وقال سیکون فی ثقیف کذاب وقیل لابن عمر وابن عباس ان المختار یزعم

ثابت ہوئی ہی آپ نی فرمایا ہی نزدیک ہی کہ ثقیف مین ایک جہوٹھا پیدا ہوگا کسی نی ابن عمر اور ابن عباس سی عرض کیا کہ مختار یہہ کہتا ہی

انه ینزل علیه فقال لاصدق قال الله تعالی ان الشیطین لیوحون الی اولیئهم لیجادلوکم
کہ مجھ پر وحی آتی ہی جواب دیا جھوٹا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی اور شیطان دلین ڈالتی ہین اپنی دوستون کی کہ تمسی جھگڑا کرین

وقال الله تعالی هل انبئکم علی من تنزل الشیطین تنزل علی کل افاک اثیم وکثیر ممن ینسب
اور فرمایا اللہ تعالی نی مین بتاؤن تمکو کسپر اوترتی ہین شیاطین اوترتی ہین ہر جھوٹھی گنہگار پر اور بہت لوگ

الی الاسلام فی الظاهر وهو بریٔ منه فی الباطن یکون له نصیب من هذه الاحوال الشیطانیة
ظاہر کی مسلمان اور باطن مین اسلام سی بری بیزار ہین کہ انکو ایسی ایسی شیطانی حالات مین سی

بحسب موالاته للشیطان ومعاداته للرحمن ویصیر فتنة بین الانام وبعضهم وان کانوا
موافق اختلاط شیطانی اور عداوت رحمانی کی حصہ ملتا ہی اور خلقت کو فتنہ مین مبتلا کرتی ہین اور بعضی شخص اگرچہ

صادقین فی معاملتهم وکان لهم عبادة واجتهاد فی العمل لکنهم لقلة علمهم بحقائق الایمان
اپنی معاملہ مین سچی ہین اور عبادت اور مجاہدہ عمل بجا کرتی ہین لیکن چونکہ حقایق ایمانی سی کم واقف ہین

وعدم تمییزهم ما هو من احوال الشیطان وامور الرحمن یلتبس علیهم الامر ویقعون فی شبکة
اور حالات شیطانی اور امور رحمانی مین فرق نہین کرسکتی لاچار اونپر وہ لطیفہ پوشیدہ رہ جاتا ہی اور شیطان کی جال مین پہنسکر

الشیطان ویدعون کشفا یناقض العقل والشرع ویقولون قد ثبت عندنا فی الکشف
ایسی کشف کا دعوی کرنی لگتی ہین جو نہ عقل مین آوی اور شرع کی برخلاف ہو اور کہتی ہین کہ ہمکو کشف مین وہ امر ثابت ہوا ہی

ما یناقض صریح العقل والشرع وهم قوم لا یتعمدون الکذب لکن یخیل الیهم اشیاء یتفق
جو عقل اور شرع سی صاف مخالف ہی یہہ وہ لوگ ہین جو عمداً جھوٹھ نہین بولتی پر اونکی خیالات مین وہ چیزین آتی ہین

وجودها فی الخارج ویظنونها من کرامات الصالحین ولا یعرفون انها من تلبیسات الشیاطین
جو خارج مین نادر الوجود ہین گاہی گاہی ہوتی ہین اونکو صلحا کی کرامات سمجھہ لیتی ہین اور یہہ نہین سمجھتی کہ یہہ شیطانون کی دغابازیان ہین

فان کثیرا من الناس یظنون انهم من اولیاء الله تعالی وهم لیسوا من اولیاء الله تعالی بل هم
بیشک اکثر لوگ یون گمان کرلیتی ہین کہ وہ اولیاء اللہ ہین اور وہ اولیاء اللہ نہین ہوتی بلکہ

من اولیاء الشیطن فان اولیاء الله تعالی هم الذین وصفهم الله تعالی فی کتابه وقال الا ان
شیطان کی دوست ہوتی کیونکہ اولیاء اللہ تو وہ لوگ ہوتی ہین جنکی اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین یہہ تعریف کی ہی فرمایا ہی جو لوگ

اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون الذین امنوا وکانوا یتقون وقال فی ایة اخری ان
اللہ کی دوست ہوتی ہین نہ ڈر ہی اونپر نہ وہ غم کہاوین جو لوگ ایمان لائی اور پرہیزگاری کرتی رہی اور ایک اور آیت مین فرمایا نہین ہین

اولیاءه الا المتقون فبین سبحانه وتعالی فی هاتین الایتین ان اولیاءه هم المتقون ولیس
دوست اوسکی سوای پرہیزگارون کی سو اللہ سبحانہ تعالی نی ان دونو آیتون مین بیان فرمادیا کہ اوسکی اولیا پرہیزگار ہوتی ہین اور

لهم فی الظاهر من الامور المباحة شیٔ یتمیزون به عن الناس فلا یتمیزون بلباس دون لباس
ظاہر مین مباح چیزون مین سی کوئی ایسا نشان نہین ہی جس سی فرق کرکر اور لوگون سی الگ پہچان لین نہ کوئی ایسا خاص لباس ہی کہ جب لباس

اذا کان کل منهما مباحا بل یوجدون فی جمیع اصناف امة محمد اذا لم یکونوا من اهل البدعة
مباح ہووین بلکہ وہ لوگ یعنی اولیا امت محمدی کی تمام اقسام مین ہوتی ہین اگر بدعتی

واهل الفجور ولیس من شرط الولی ان یکون معصوما بحیث لا یغلط ولا یخطأ وهذا لا یجوز
اور بدکار نہون اور ولی کی شرط کچھہ معصومیت نہین ہی کہ اوسکی کہین نہ غلطی ہو نہ خطا اور اسیلیئی اوسکو یہہ جائز نہین ہی

له ان یعتمد علی ما یلقی الیه فی قلبه ولا علی ما یقع له مما یراه الهاما او خطابا من الحق بل یجب
کہ جو اوسکی دل پر خطرہ گذری یا جو اوسکو بطور الہام کی معلوم ہو یا حق کی طرف سی خطاب ہو ویسی اعتماد کرلیا کری بلکہ

علیه ان یعرض ذلک کله علی ما جاء به النبی علیه الصلوة والسلام فان وافقه یقبله
واجب ہی کہ اون تمام کو احکام شرعی سی مطابق کری پہر جو موافق نکلی اوسکو تسلیم کری

وان خالفه لا یقبله وان لم یعلم انه موافق او مخالف یتوقف فیه والناس فی هذا الباب
اور جو مخالف ہو اوسکو رد کری اور اگر موافق اور مخالف کچہہ معلوم نہو تو اوسمین توقف کری نہ انکار نہ اقبال اسی باب مین اکثر لوگ غلطی کہا جاتی ہین

یغلطون کثیرا ویظنون فی شخص انه ولی ویعتقدون ان الولی یقبل منه کل ما یقول
بعضی شخصکو ولی قرار دی کر یہہ اعتقاد کرلیتی ہین کہ ولی کا کہا سنا سب مقبول ہی اور کیا کرایا سب

یُسلم الیه فی کل ما یفعل وان خالف الکتاب والسنة ویوافقون ذلک الشخص ویخالفون من
مسلم ہی اگرچہ قرآن و حدیث سی مخالف ہو اگری یہہ اوس شخصکی تو مطیع ہوجاتی ہین اور

بعث الله به رسوله الذی فرض علی جمیع الخلق تصدیقه فیما اخبر وطاعته فیما امر فیجرهم
رسول کی ارشادات سی خلاف کرتی ہین جسکی خبر کی تصدیق اور حکم کی اطاعت تمام عالم پر فرض ہو چکی ہی پہر اوسکو

مخالفتهم للرسول وموافقتهم لذلک الشخص اولا الی البدعة والعصیان واخرا الی الکفر والطغیان
رسول کی مخالفت اور اوس ولی موہوم کی موافقت پہلی تو بدعت اور نافرمانی کی طرف کہینچ لیجاتی ہی اور آخر کو نوبت کفر اور سرکشی کی پہونچتی

ویکونون من الذین قال الله تعالی فیهم ویوم یعض الظالم علی یدیه یقول یلیتنی اتخذت مع
پہر وہی لوگ ہو جاتی ہین جنکی حق مین اللہ تعالی یہہ ارشاد فرماتا ہی اور جسدن کاٹ کاٹ کہاویگا گنہگار اپنی ہاتہہ کہیگا کسیطرح مین نی پکڑی ہوتی

الرسول سبیلا یویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاءنی وکان
رسول کی ساتہہ راہ ای خرابی میری کہین نہ پکڑی ہوتی مین نی فلانی کی دوستی بہکا دیا مجکو نصیحت سی جب کہ مجہہ تک آچکی اور ہی

الشیطن للانسان خذولا بل یکونون مشابهین للنصاری الذین قال الله تعالی فیهم اتخذوا
شیطان آدمی کو دغا دینی والا بلکہ وہ لوگ نصاری کی مثال ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی ٹہرایا

احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله قال عدی بن حاتم للنبی علیه الصلوة والسلام ما عبدوهم
اپنی عالمون اور درویشون کو خدا سواء اللہ کی عدی بن حاتم نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی عرض کیا نصاری عبادت تو نہین کرتی

فقال النبی علیه الصلوة والسلام اطاعوهم فمن اطاع احدا فیما لم یاذن به الله تعالی فقد عبده
سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی جواب مین فرمایا نصاری نی اونکی اطاعت کی اور جس شخص نی برخلاف حکم الہی کی کسیکی اطاعت کی اوسنی اوسکی عبادت کی

واتخذه ربا فاذن کل من خالف شیئا مما جاء به الرسول مقلدا فی ذلک لمن یظن انه ولی وان الولی
اور اوسکو اپنا رب بنایا سو اب جسنی شرع نبوی کا کچہہ بہی خلاف کیا کسیکی پیروی کی لحاظ سی ولی جان کر اس وہم سی کہ ولی کی کہی اور کی کا

لا یخالف فی شئ مما یصدر عنه من الاقوال والافعال فهو ضال وعمدة هؤلاء فی ذلک انهم یرون
خلاف نہین ہوسکتا سو وہ بڑا گمراہ ہی اور بڑا تعجب یہہ ہی کہ یہہ لوگ بعضی اوقات

قد یقع من شخص مکاشفة فی بعض الحالات او شئ من خوارق العادات مثل ان یطیر فی الهواء او یمشی
کسی شخص سی بعضی حالات مکاشفہ یا کوئی خارق عادت دیکہتی ہین جیسی ہوا مین اوڑنا یا

علی الماء ویخبرهم بحال غائبهم او بما سرق لهم او غیر ذلک ویستدلون بهذه الامور علی ولایته
پانی پر چلنا یا غیب کی خبر بتانی یا چور کا بتا دینا اور اور سوا اسکی اور ایسی باتون سی اونکو ولی سمجہہ کر

ولا یجوّزون مخالفته مع ان تلك الامور وامثالها قد توجد فی شخص لا یطهر الطهارة الشرعیة
اونکی مخالفت جایز نہین جانتی باوجودیکہ ایسی ایسی باتین کبہی ایسی شخص سی ہوجاتی ہین جسکو استنجا کرنیکا شعور نہین ہوتا

ولا ینظف النظافة الدینیة وقد روی انه علیه السلام قال ان الله نظیف یحب النظافة
اور نہ موافق دین مذہب کی پاک ہوتا ہی اور حال یہہ ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی یہہ روایت ہی کہ اللہ پاکیزہ ہی دوست رکہتا ہی پاکیزگی کو

وفی حدیث اخر انه علیه الصلوة والسلام قال ان الله طیب لا یقبل الا طیبا وذلك الشخص
اور دوسری روایت مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ نی فرمایا اللہ پاک ہی سوای پاکی کی قبول نہین کرتا اور وہ شخص ولی موہوم

لا یغتسل ولا یتوضا ولا یصلی الصلوة المکتوبة بل یکون ملابسا للنجاسات ومعاشر الکلاب
نہ تو نہاتی اور نہ کبہی منہہ دہوتی اور نہ کبہی فرض نماز ادا کری بلکہ نجاست مین لتہڑا ہوا اور کتون مین ملا جلا

ویاوی المزابل والمواضع النجسة التی یحبها الجن والشیاطین فکیف یکون ولیا فان الولی علی ما
اور کوڑی وغیرہ نجس مکانات مین پڑا ہوا جسی سوای جن اور شیاطین کی کوئی پسند نہ کری بہلا وہ شخص کیونکر ولی ہوسکتا ہی ولی تو موافق

ذکر فی الکتب الکلامیة هو العارف بالله وصفاته المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی
مضمون کتب عقائد کی وہ ہی جو خدا کو اور اوسکی صفات کو جانی مدامی عبادت کری اور گناہوں

والمحرمات المعرض عن الانهماك فی اللذات والشهوات لا الملابس للنجاسات ولا المعاشر للکلاب
اور محرمات سی بچتا رہی لذات اور شہوات سی نفرت کری ولی وہ نہین ہی جو نجاسات مین بہرا کتون مین ملا جلا رہی

ولا التارك للصلوة وسائر العبادات ولا المجنون المعدوم العقل المکشوف العورة العاری عن
اور بی نماز اور بی عبادت اور نہ سڑی بیہوش بی ستر ننگ دہڑنگ بدن پر کپڑا

الثیاب وبسبب عدم التمیز بین اولیاء الله تعالی والمتشبهین بهم من اولیاء الشیطن وقع
نہ لتا اور چونکہ اولیاء اللہ اور اولیاء شیطان مین تمیز اور فرق نہین کرتی اسلئی ایک عالم

الناس فی البلاء فحسبوا کل خارق کرامة وولایة ولم یفرقوا بین کرامات الاولیاء وما یشبهها من
اس بلا مین مبتلا ہی کہ ہر خارق کو کرامت اور ولایت سمجہ لیا ہی اور اولیاء کی کرامت اور اوسکی مثل

الاحوال الشیطانیة ولا بد من فرق بینهما لئلا یقع الناس فی البلاء وهو ان کرامات الاولیاء
شیطانی احوال مین فرق نہین سمجہا اور ان دونو مین امتیاز اور فرق کرنا ضرور ہی تاکہ خلق بلا مین نہ آوی اور فرق یہہ ہی کہ اولیاء کی کرامت

سببها الایمان والتقوی علی ما فهم من قوله تعالی الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون
ایمان اور پرہیزگاری سی ظاہر ہوتی ہی چنانچہ اس آیت سی معلوم ہوتا ہی دیکہو جو لوگ اللہ کی دوست ہین نہ ڈر ہی اونپر اور نہ وہ غم کہاوین

الذین امنوا وکانوا یتقون واما احوال الشیطانیة فسببها ارتکاب ما نهی الله تعالی ورسوله
جو لوگ ایمان لائی اور پرہیزگاری کرتی رہی اور شیطانی احوال بسبب اختیار کرنی خلاف خدا اور رسول کی ہوتی ہین

فان الخوارق اذا کانت لا تحصل الا بما یحبه الشیطان من امور التی فیها الشرك او الظلم او فعل
کیونکہ خوارق جب بدون عمل امور محبوبہ شیطانی کی جسمین شرک اور ظلم اور

الفواحش فهی من الاحوال الشیطانیة لا من الکرامات الرحمانیة فان اولیاء الله تعالی هم المؤمنون
فحش ہوتا ہی نہو سکی تو وہ بیشک حالات شیطانی مین کرامات رحمانی نہین ہی اسلئی کہ اولیاء تو مؤمن

المتقون العارفون بالله المقتدون برسوله فیفعلون ما امر وینتهون عما زجر ولهم کرامات و
متقی عارف باللہ رسول مقبول کی امر کی تابع اور نہی سی بیزار ہوتی مین انہین ہی کرامت ہوتی ہی اور

كراماتهم حجة في الدين حيث يكون حصولها ببركة اتباع رسول رب العلمين وهي في الحقيقة
یہہ ہی کرامت دین کی حجت ہی کیونکہ رسول رب العالمین کی اتباع کی برکت سی حاصل ہوتی ہی اور یہہ ہی کرامت حقیقت
يكون من معجزاته عليه الصلوة والسلام بخلاف احوال الشيطانية فانها انما تحصل باتباع
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہی برخلاف شیطانی حالات کی سو یہہ جن اور شیاطین کی اتباع سی
الجن والشياطين كما حصلت لكثير ممن حكيت عنهم هذه الاحوال منهم عبد الله بن صباد
ہوتی ہین چنانچہ یہہ حالات بہت شخصون سی ظاہر ہوئی ہین انہین سی ایک عبد اللہ بن صباد ہی
الذي ظهر في زمن النبي صلى الله عليه وسلم وظن بعض الصحابة انه الدجال وتوقف النبي
جو نبی صلی اللہ علیہ کی زمانہ مین تہا بعضی صحابہ نی اوسکو دجال خیال کیا تہا اور نبی
عليه الصلوة والسلام في امره حتى تبين له انه ليس الدجال وانما هو من جنس الكهان والكهان يكون
صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکی حال مین توقف فرمایا آخر معلوم ہوا کہ دجال نہین ہی کاہن ہی اور کاہنون مین سی
لاحدهم قرين من الجن يخبره بكثير من المغيبات مما يسترقه من السمع مع خلط الصدق بالكذب
کسیکا یار جن ہوتا ہی اکثر چوری چوری سنکر کچھہ سچ کچھہ جھوٹ ملا کر غیب کی خبرین بتایا کرتا ہی
ومنهم الاسود بن العنسي الذي ادعى النبوة وكان له من الجن من يخبره ببعض الامور الغائبة فلما
اور ایک اسود بن العنسی جسنی نبوت کا دعوی کیا اوسکی پاس بہی ایک جن تہا بعضی خبرین غیب کی اوسکو بتا دیتا تہا جب
قاتله المسلمون ليقتلوه خافوا من الشياطين ان يخبروه بما يقولون فيه حتى اعانت عليه امرأته
مسلمان اوسکی قتل کی لئی مقابلہ پر گئی تو شیاطین سی یہہ خوف ہوا کہ یہان کی گفتگو سی اوسکو مطلع نہ کر دین آخر اوسکی جورو کو
حين تبين لها كفره فقتلوه ومنهم مسيلمة الكذاب الذي كان معه من الجن من يخبره من
جب معلوم ہوا کہ یہہ کافر ہی تو اوسنی مدت کی تب اوسکو قتل کیا اور ایک مسیلمہ الکذاب ہی اسکی پاس بہی ایک جن تہا جو پوشیدہ باتین اوسکو
المخفيات ويعينه على بعض الحاجات ومنهم الحارث الدمشقي الذي خرج بالشام في زمن عبد الملك
جتا دیتا تہا اور اوسکی بعضی حاجات روا کر دیتا تہا اور ایک حارث دمشقی جو شام کی ملک مین عبد الملک بن مروان کی عہد مین ظاہر ہو کر
بن مروان وادعى النبوة وكان شيطانه يخرج رجله من القيد ويمنع السلاح ان ينفذ فيه وكا
نبوت کا دعوی کیا اسکا یار شیطان پاؤن مین سی زنجیر الگ کر دیتا تہا اور کوئی ہتیار اوسکی بدن پر اثر نکرتا تہا اور
يرى الناس اشخاصا ركبانا في الهواء ويقول هي الملئكة وانما هي الجن والشياطين فلما امسكه
ہوا مین سوار دکہا کر کہتا یہہ فرشتی ہین اور حقیقت مین وہ جن اور شیاطین ہوتی تہی جب اوسکو
المسلمون ليقتلوه طعنه رجل بالرمح ولم ينفذ فيه الرمح فقال له عبد الملك انك لم تسم الله تعالى
مسلمانون نی قتل کی لئی گرفتار کیا تو ایک شخص نی اوسکی برچہی ماری ذرہ بہی اثر نکیا تب عبد الملک نی کہا تو نی بسم اللہ پڑہکر نہ ماری
فسمى الله تعالى فطعنه فقتله ومن غير هؤلاء المذكورين من يحمله شيطانه عشية عرفة الى
پہر اوسنی بسم اللہ پڑہ کر ماری تو ایک کوچہ مین مار ڈالا اور ان طائفہ مذکور کی سوا ایک اور شخص تہا کہ شیطان اوسکو شب عرفہ کو
عرفات ولا يحج الحج الشرعي الذي امر الله ورسوله به حيث لا يحرم عند الميقات ولا يلبي فيها
عرفات پر پہنچا دیتا تہا پہر وہ شخص موافق شرع کی جسطور خدا اور رسول کا حکم ادا نہین کرتا تہا کیونکہ نہ تو میقات پر سی احرام باندہتا اور نہ لبیک پکارتا
ولا يقف بمزدلفة ولا يطوف بالبيت ولا يسعى بين الصفا والمروة ولا يرمي الجمار بل يقف بثيابه ثم
اور نہ مزدلفہ پر وقوف کرتا نہ بیت اللہ کا طواف کرتا اور نہ صفا مروہ کی بیچ مین سعی کرتا اور نہ رمی جمار کرتا بلکہ تہوڑا سا توقف کر کر

يرجع من ليلته وهو بصير كمن يحضر الجمعة ويصلي بلا وضوء ومنهم من يستغيث بالمخلوق
اوسی شب میں ہٹکر چلا آتا اوسکا حال ایسا تہا جیسی کوئی جمعہ میں توجاوی پر نماز بی وضو پڑہی اور بعضی وہ لوگ ہین جو مخلوق سی

سواء كان المخلوق حيا او ميتا او مسلما او غير مسلم ويتصور الشيطان بصورته ويقضي
زندہ ہو یا مردہ مسلمان ہو یا کافر مدد مانگتی ہین پہر شیطان اوسکی صورت بنکر مستغیث کا کام پورا کر دیتا ہی

حاجة من يستغيث به فيظن تلك المسلمين انه من استغاث به وليس كما ظن بل انما هو
اب مسلمانونکو اس شبہ مین ڈالتا ہی کہ یہہ وہ شخص ہی جس سی مین نی حاجت چاہی تہی اوسکا یہہ خیال باطل ہوتا ہی بلکہ وہ

الشيطن اضله لما اشرك بالله فان الشيطان يضل بني ادم بحسب قدرته فانه اذا عانهم
شیطان گمراہ کرنیوالا ہی جب اوسنی اسد کا شریک پیدا کیا کیونکہ شیطان تو بنی آدم کو جہان تک بن آوی راہ سی بچلاتا ہی پہر شیطان جب اونکی

على مقاصدهم فهو يضرهم اضعاف ما ينفعهم فان من كان منتسبا الى الاسلام اذا استغاث
مقصد پوری کرتا ہی تو اوسی زیادہ تر نقصان پہنچا دیتا ہی پہر جو شخص مسلمان ہوکر

بمن يحسن به الظن من شيوخ المسلمين يجئ اليه الشيطان في صورة ذلك الشيخ فان الشيطان
اپنی پیر مسلّم معتقد فیہ سی فریاد کرتا ہی تو شیطان اوس پیر کی صورت بدل کر اوسکی پاس آتا ہی کیونکہ شیطان تو

كثيرا ما يجئ على صورة الصالحين ولا يقدر ان يتمثل بصورة رسول رب العلمين ثم ان ذلك
اکثر صلحاء کی صورت بدل لیتا ہی ہان پر یہہ قدرت نہین ہی کہ رسول رب العالمین کی صورت بدل سکی پہر وہ

الشيخ المستغاث به ان كان ممن له علم لا يخبره الشيطان باقوال اصحابه المستغيثين به
پیر جسکی فریاد کی تہی اگر صاحب علم ہوتا ہی تو شیطان اوسی مرید فریاد کرنیوالی کا حال بیان نہین کرتا

وان كان ممن لا علم له يخبره باقوالهم وينقل اليهم كلامه فيظن اولئك الجهلة ان الشيخ سمع
اور اگر بی علم ہوتا ہی تو اوسی حال کہہ دیتا ہی اور بعینہ کلام نقل کر دیتا ہی وہ جہال مریدیون سمجہتی ہین کہ ہماری پیر نی اتنی دور سی

اصواتهم واجابهم مع بعد المسافة وليس كذلك بل انما هو بتوسط الشيطان وقد روى عن
ہماری بات سنکر جواب دیا اور حقیقت مین یہہ سب غلط ہی بلکہ یہہ بواسطہ شیطان کی ہی چنانچہ

بعض المشائخ الذين قد جرى لهم مثل ذلك بصورة المكاشفة والمخاطبة انه قال يرى لي شئ براق
بعضی مشایخ سی کہ اونکو ایسا معاملہ مکاشفہ اور مخاطبہ کی صورت مین پیش آیا روایت ہی وہ کہتی ہین کہ مجکو کوئی چکتی چیز

مثل الماء او الزجاج ويمثل لي فيه ما يطلب مني من الاخبار فاخبر الناس به وبهذا الوجه
جیسی پانی یا شیشہ نظر آتا ہی اوسکی اندر جو چیز مجہی مطلوب ہوتی ہی منقش ہو جاتی ہی سو مین لوگون کو بتا دیتا ہون اور اسی طور

يصل الي كلام من يستغيث بي من اصحابي فاجيبه فيصل اليه جوابي وكثير من هذه
مرید مستغیث کی بات مجہہ تک آجاتی ہی اور مین جو جواب دیتا ہون تو اوس مرید کو معلوم ہو جاتا ہی ایسی ایسی

الخوارق يحصل لكثير من الشيوخ الذين لا يعلمون الكتاب والسنة ولا يعملون بهما فان
خوارق اکثر مشایخ کو ہوتی ہین جو کتاب سنت سی ناواقف اور نہ اون پر عمل کرتی ہین کیونکہ

الشيطان كثيرا ما يلعب بالناس ويريهم الاشياء الباطلة في صورة الحق فمن كان بصير الحقائق
شیطان بنی آدم سی اکثر ایسی ہی کہلاسیان کرتا ہی اور باطل کو حق کی صورت مین بنا کر دکہا دیتا ہی پہر جو شخص حقایق ایمان سی

الايمان وخبير ابشرائع الاسلام يعلم انه من مكر الشيطان ويستعيذ بالله تعالى عنه
واقف اور اسلامی احکام سی آگاہ ہوتا ہی وہ جانتا ہی کہ یہہ سب شیطان کا مکر ہی اور خدا سی پناہ مانگتا ہی

ومن لم يكن من أهل المعرفة واليقين يغتر به ويكون من الهالكين وأعظم ما يقوى به
اور جو شخص صاحب معرفت اور اہل یقین نہین ہی تو بہک کر ہلاک ہوتا ہی اور جس بات سی یہہ شیطانی حالات مضبوط اور

الأحوال الشيطانية سماع الغناء إذ هو سماع المشركين الذين قال الله تعالى في حقهم وما
راسخ ہوجاتی ہین وہ غنا کا مشغلہ ہی کیونکہ سماع اون مشرکین کا کام ہی جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی اور

كان صلاتهم عند البيت إلا مكاء وتصدية قال ابن عباس وغيره من السلف التصدية
اونکی نماز کچہہ نہ تہی کعبہ کی پاس مگر سیٹیان اور تالی بجانی ابن عباس وغیرہ متقدم فرماتی ہین تصدیہ کی معنی

التصفيق باليد والمكاء الصفير وكان هذا مما اتخذه المشركون عبادة فمن يؤثر سماع
تالی بجانی ہاتہہ سی اور مکاء کی معنی سیٹی مشرکون نی یہہ عبادت مقرر کررکہی تہی پس جو کوئی راگ سننا اختیار کیا

الغناء فهذا من علامة كونه من أولياء الشيطان لا من أولياء الرحمن إذ لم يجمع النبي
تو یہہ نشانی اولیاء شیطان کی ہی اولیاء رحمان کی نہین کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ

عليه السلام وأصحابه على استماع الغناء قط بل جميع الصحابة والتابعين وسائر أكابر الأئمة
وسلم کو اور صحابہ کو کبہی غنا سننی کا اتفاق نہین ہوا بلکہ تمام صحابہ اور تابعین اور تمام اکابر ائمہ

الذين لم يجعلوا هذا طريقا إلى الله تعالى ولم يعدوه من القرب والطاعات بل عدوه من
دین مین سی کسینی غنا کو طریق اللہ کا نہین ٹہرایا اور اسکو تقرب اور عبادت مین شمار نہین کیا بلکہ

البدعة والمنكرات حتى قال ابن مسعود الغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء البقل فمن
بدعت اور گناہون مین داخل کیا ہی چنانچہ ابن مسعود فرمایا ہی کہ غنا نفاق کو دلکی اندر ایسا اگاتا ہی جیسی پانی ترکاری کو پہر جو شخص

كان من أهل المعرفة التي هي كمال الولاية يعرف أن للشيطان فيه نصيبا وافرا ومن كان من
اہل معرفت کامل ولایت والا ہی وہ جانتا ہی کہ اسمین شیطان کا بڑا حصہ ہی اور جو شخص

المعرفة أبعد يكون فيه نصيب الشيطان أكثر فإنه بمنزلة الخمر يؤثر في النفوس أكثر من
معرفت سی دور ہی اوسمین اور بہی بڑا حصہ ہی کیونکہ غنا بمنزلہ شراب کی ہی نفوس کی اندر شراب سی زیادہ

تاثير الخمر ولهذا إذا قوي سكرهم ينزل إليهم الشيطان ويتكلم على ألسنة بعضهم ويحمل
تاثیر کرتا ہی اسیلئی غناء سکر جب اونکی مین مست ہوجاتی ہین تو اونپر شیطان آحرہتا ہی بعضی کی زبانسی بولنی لگتا ہی اور کسیکو

بعضهم في الهواء ويظن الجهال أن هذا من كرامات الأولياء وليس كذلك بل إنما هو من
اوپر مین اوٹہائی پہرتا ہی جاہل سمجہتی ہین کہ یہہ اولیاء کی کرامت ہی یون نہین بلکہ شیطانی

الأحوال الشيطانية ولذلك إذا قرئ هناك ما يطرد الشيطان مثل آية الكرسي وغيرها
حالات ہین اسیلئی اگر اوسوقت وہان وہ پڑہو جسی شیطان بہاگ جاتا ہی جیسی آیۃ الکرسی وغیرہ

ينصرف عنه فيسقط كما جرى ذلك لغير واحد فإن التوحيد يطرد الشيطان حتى حكي أن بعضهم
تو شیطان بہاگ جاتا ہی اور وہ شخص گر پڑتا ہی چنانچہ بہت لوگون کو ایسا اتفاق ہوا ہی کیونکہ توحید شیطان کو بہگادیتی ہی کہتی ہین کہ ایک شخص کو

حمل في الهواء فقال لا إله إلا الله فسقط فلما كان الخوارق كثيرا ما ينقص بها درجة الرجل كان
اوپر مین اوٹہالیا اوسکی زبان سی لا الہ الا اللہ نکلا وہ ٹوٹ کر گر پڑا اور چونکہ ایسی خوارق سی اکثر درجہ آدمی کا پست ہوجاتا ہی

كثير من الصالحين يفر منها ويستغفر الله ويتوب إليه كما يستغفر من الذنوب ويتوب
تو اکثر صلحاء اس سی گریز اور اللہ سی ایسی استغفار اور توبہ کرتی ہین جیسی کوئی گناہ سی توبہ اور استغفار کرتا ہی

عنها وقد كان تعرض على بعضهم فيسال زوالها والمشائخ كلهم كانوا ينفرون المريدين السالكين
اور بعضون کو جو ایسی حالت پیش آئی تو اوسنی دعا کی کہ یہہ امر موقوف ہوجاوی اور تمام مشایخ اپنی مریدون کو ان خوارق سی

غاية التنفير من الميل اليها فان السالك القاصد لروية الاشياء وحصول الخوارق واقع في
کمال نفرت دلاتی رہی ہین کیونکہ جو سالک ارادہ غیب دانی وغیرہ خوارق کا رکھتا ہی وہ

شبكة الشيطان فاللازم له ان يخلص نفسه من الميل اليها اذ لا طائل تحتها بل اذا وقعت
شیطان کی جال مین پہنستا ہی پس لازم ہی کہ اس آرزو سی اپنی دلکو بچاوی کیونکہ اسمین کوئی فائدہ نہین ہی بلکہ اوسکو اگر یہہ حاصل

له بلا طلب منه يخاف عليه الاستدراج ولهذا قال بعض الكبار اذا دخل سالك في بستان
بلا طلب پیش آوی تو استدراج کا اندیشہ ہی اور اسیلئی بعضی بزرگون نی فرمایا ہی جب کوئی سالک باغ مین جاوی

وقالت طيور الشجر ذلك البستان بالسنة فصيحة السلام عليك يا ولي الله فان لم يتفطن
اور اوس باغ کی درختون پرسی جانور صاف زبان سی یہہ کہین السلام علیک یا ولی الله پہر وہ اوسکو مکر نہ سمجہی

انه مكر به فقد مكروا به بشعر وهذا التنفير من المشائخ عند ظنهم انها كرامات فكيف اذا تعين كونها من
تو بی خبر فریب مین آگیا اور مشایخ کی یہہ روک ٹوک تب ہی کہ اسکو کرامات جانتی ہون اور اگر یہہ ثابت ہووی

الجن والشياطين وكثير من الناس لا يعرفون انها من الجن والشياطين بل يظنون انها من كرامات الصالحين فيفتنون بها ويكونون
کہ جن اور شیاطین کیطرف سی ہی پہر تو کیسی روک ٹوک ہوگی اور بہت لوگ یہہ نہین جانتی کہ جن اور شیطان کی طرف سی ہی بلکہ اوسکو صلحاء کی کرامت جان کر فتنہ مین پہنستی ہین اور

من الخاسرين ولا يعلمون الكرامة الحقيقية انما هو حصول الاستقامة والوصول الى كمالها
وبال اوٹہاتی ہین اور حقیقی کرامت سی واقف نہین ہوتی کہ وہ استقامت کا حاصل کرنا اور کمال کا پیدا کرنا ہی

ومرجعها الى امرين صحة الايمان بالله تعالى واتباع ما جاء به من رسول ظاهرا وباطنا فالواجب
اور اوسکی بنا دو چیز پر ہی ایک تو صحت ایمان کی الله پر دوسری رسول کا اتباع ظاہر در باطن سی سو آدمی کو لازم ہی

على العبد ان لا يحرص الا عليهما ولا يكون له همة الا في الوصول اليهما واما الكرامة بمعنى ظهور امر
کہ سوای ان دو چیز کی اور کچہہ خواہش نکری اور اپنی ہمت صرف انہین کی پیدا کرنی مین صرف کری رہی کرامت یعنی خرق عادت

خارق للعادة فلا عبرة لها بل هي حيض الرجال وليس من لا يحصل له شيء منها اقل رتبة ممن يحصل له شيء منها
سو اوسکا کچہہ اعتبار نہین ہی بلکہ وہ مردون کا حیض ہی اور جسکو ذرہ بہر بہی امر خارق حاصل نہو وہ ہرگز مرتبہ مین کم اوسسی نہوگا جسکو

بل هو افضل واولى اذ لا يحتاج اليها الا من كان ضعيف اليقين فانه اذا حصل له شيء منها يقوى يقينه واما من كان
بلکہ وہی شخص افضل و اولی ہوتا ہی اس لئی کہ امور خارق کا وہی شخص آرزو مند ہوتا ہی جسکو یقین کامل نہین ہوتا تاکہ اس وسیلہ سی اوسکا یقین قوی ہوجاوی اور جو شخص

كامل اليقين فلا يلتفت اليها لاستغنائه عنها ولذلك كانت الخوارق في التابعين اكثر مما كانت
کامل یقین والی ہین اونکو اودہر توجہ نہین ہوتی اونکو کیا حاجت ہی اسیہی طبقہ تابعین مین بہ نسبت صحابہ کی خوارق اکثر ہوتی تہی

في الصحابة

المجلس الثالث في فضيلة الايمان ومن امن مطلقا

تیسری مجلس ایمان اور مطلق مؤمن کی فضیلت مین

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اهل الجنة يتراءون اهل الغرف من فوقهم كما تتراءون الكوكب الدري
فرمایا رسول الله صلی الله علیه وسلم نی بیشک اہل جنت کو نظر آویگی غرفہ والی اوپرسی جیسا چمکتا ستارہ

الغابر في الافق من المشرق او المغرب لتفاضل ما بينهم قالوا يا رسول الله تلك منازل الانبياء لا يبلغها
انتہا کنارہ مشرق یا انتہا کنارہ مغرب مین تاکہ فضیلت معلوم ہوجاوی کہ جو اونکی بیچ ہی عرض کیا یارسول الله یہہ درجی سوای انبیا کی اور کون پاسکتا ہی

غيرهم

غیرہم قال بلی والذی نفسی بیدہ رجال امنوا باللہ وصدقوا المرسلین ھذا الحدیث من صحاح
فرمایا کیون نہین قسم ہی اوس ذات کی جسکی قبضہ مین میری جان ہی وہ لوگ ہین جو اللہ پر ایمان لائی اور رسولون کی تصدیق کی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح
المصابیح رواہ ابو سعید ومعناہ ان اھل الجنة ینظرون الی اصحاب المنازل الرفیعة العالیة من
حدیثون مین ہی ابو سعید کی روایت سی مراد یہہ ہی کہ اہل جنت دیکھین گی بلند مرتبہ والون کو
فوقہم کما تنظرون انتم الی الکواکب المضیئة الباقی فی الافق من جھة المشرق او المغرب بعد انتشار
اوپر سی جیسی تم دیکھتی ہو چمکتا ستارہ انتہا کنارہ مشرق یا مغرب مین جب صبح کھل جاتی ہی
الصبح لتزاید درجاتہم علی غیرہم فانہ علیہ الصلوة والسلام لما بین مراتبہم بھذا الوجہ قال
بسبب بلندی مرتبہ کی غیرون پر جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی اونکا ایسا مرتبہ بیان فرمایا
الحاضرون من الصحابة یا رسول اللہ تلک الغرف منازل الانبیاء لا یبلغھا غیرہم فاجاب بان
تو صحابہ نی جو وہان موجود تھی عرض کیا یا رسول اللہ یہہ مراتب انبیاؤن کی ہون گی جنکو اور کوئی نہین پا سکتا سو جواب دیا
تلک المنازل یبلغھا رجال امنوا باللہ وصدقوا المرسلین لان بلی لایجاب النفی وانما قرن
یہہ اون لوگون کی مراتب ہین جو اللہ پر ایمان لائی اور رسولون کی تصدیق کی کیونکہ لفظ بلی نفی کو مثبت کردیتا ہی اور قسم اسواسطی
بالقسم لاستبعاد السامعین وصول المؤمنین منازل الانبیاء وفیہ اشارة الی ان الواصلین
یاد فرمائی کہ وہ لوگ بہت بعید جانتی تہی کہ مؤمنون کو انبیا کا مرتبہ میسر ہو اور اسمین یہہ اشارہ ہی کہ
الی منازل الانبیاء ھم المؤمنون من ھذہ الامة لان تصدیق جمیع الرسل انما وقع منہم لا ممن
انبیا کا درجہ وہ لوگ پاوینگی جو اس امت کی مؤمن ہین کیونکہ تمام انبیاء کی تصدیق اسی امت مین پائی جاتی ہی جو
مضی قبلہم وعلم من ھذا ان الایمان باللہ الذی اتصف بہ المؤمنون من ھذہ الامة مرکب من
پہلی گذرگئی اونسی نہین ہوئی اس سی معلوم ہوا کہ اللہ پر ایمان جو اس امت کی مؤمنین کی صفت ہی
جزئین الاول الایمان باللہ تعالی والثانی الایمان بجمیع الرسل والمراد من الایمان باللہ تعالی العلم
دو جز سی مرکب ہی اول ایمان اللہ پر دوسری ایمان تمام انبیاء پر اور اللہ پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی کہ یقین کری
لوجودہ وقدمہ وکونہ واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة وسائر ما یلیق بہ من
اللہ موجود ہی اور قدیم اور واحد اور قدرت والا اور ارادہ والا اور علیم اور حی اور اور جو جو صفات اوسکو
الصفات فان العلم بوجودہ تعالی وان کان ثابتا فی فطرة بنی آدم من مبدا خلقہم بمقتضی قولہ تعالی
سزاوار ہین اور علم وجود الہی کا اگرچہ بنی آدم کی طبایع مین ابتداء پیدایش سی ثابت ہوتا ہی جیسی مضمون اس آیت کا
فطرة اللہ التی فطر الناس علیھا لکنہ تعالی قد ارشدہم الی وجودہ بآیات منھا قولہ تعالی ان فی خلق
یہہ تراش اللہ کی جسپر تراشا لوگون کو پر تو بہی اللہ تعالی نی اپنی وجود کی طرف کئی آیتون مین راہ بتائی ہی ایک یہہ تحقیق
السموت والارض واختلاف اللیل والنہار لآیت وقولہ تعالی افرایتم ما تمنون ءانتم تخلقونہ ام نحن
آسمانون اور زمین کا بنانا اور رات اور دن کا بدلتی آنا البتہ نشانیان ہین اور ایک یہہ بہلا دیکھو جو پانی ٹپکاتی ہو اب تم اوسکو بناتی ہو یا ہم
الخالقون وقولہ تعالی افرءیتم ما تحرثون ءانتم تزرعونہ ام نحن الزارعون وقولہ تعالی افرءیتم
بنانیوالی مین اور یہہ بہلا دیکھو جو بوتی ہو کیا تم اوسکو کرتی ہو کہیتی یا ہم ہین کہیتی کرنیوالی اور یہہ بہلا دیکھو تو
الماء الذی تشربون ءانتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون وقولہ تعالی افرءیتم النار التی تورون ءانتم انشاتم
پانی جو پیتی ہو کیا تمنی اوتارا اوسکو بادل سی یا ہم ہین اوتارنیوالی اور یہہ بہلا دیکھو تو جو آگ سلگاتی ہو کیا تمنی اوٹھایا

شجرتها ام نحن المنشئون وغیرها من الایات التی تدل علی وجوده تعالی فان من یتامل
اوسکا درخت یا ہم اوٹھانیوالی ہین اور سوا اسکی اور بہت آیتین ہین جو وجود الٰہی پر دلالت کرتی ہین بیشک جو شخص ان آیات کی

مضمون هذه الایات ویدبر فکره فیما ذکر فیها من خلق السموت والارض وما فیهما من عجائب المخلوقات
مضمون مین یعنی آسمان اور زمین کی پیدایش اور جو جو اوسکی اندر عجیب عجیب مخلوقات ہین غور اور تامل کری وہ خود بخود یقین کریگا

یضطر الی الحکم بان هذه الامور لا یستغنی شیٔ منها عن صانع یوجده ویدبره وعلی هذا الاعتقاد
کہ یہہ تمام اشیا صانع پیدا کرنیوالی اور مدبر سی بی پرواہ نہین ہین بلکہ محتاج ہین کہ پیدا کرکر اوسکو اسنکری اور تمام بنی آدم کیا مسلم کیا

جمیع الناس کما یدل علیه قوله تعالی ولئن سالتهم من خلق السموت والارض لیقولن الله وانما کفر
یہہ ہی اعتقاد رکہتی ہین چنانچہ اس آیت سی ثابت ہی اور جو تو پوچہی اونسی کسنی بنائی آسمان اور زمین تو کہینگی اللہ نی پہر

من کفر بالاشراک ولذلک کان شان الانبیاء دعوة الخلق الی التوحید لیقولوا لا اله الا الله لا
جو لوگ کافر ہوگئی ہین وہ شرک کی شامت سی ہین اسیلئی تمام انبیا علیہم السلام توحید کی طرف دعوت کرتی تہی تاکہ لا الہ الا اللہ کی قائل ہون

الی ان یقول للعالم اله فاذن فی فطرة الانسان ودلالة ایات القران ما یغنی عن اقامة البرهان
یہہ نہین سکہاتی تہی کہ یہہ کہا کرو عالم کا معبود ہی اب طبیعت انسانی اور دلالت آیات قرآنی کا وجود الٰہی پر برہان قایم کرنی کی کچہہ ضرورت نہین رکہی

علی وجوده تعالی لکن العلماء بینوا لاثبات وجوده تعالی دلیلا عقلیا وقالوا الدلیل علی وجوده تعالی
لیکن علماء نی تو بہی واسطی اثبات وجود الٰہی کی عقلی دلیل بیان کی ہی کہتی ہین کہ دلیل وجود الٰہی کی یہہ ہی

حدوث العالم فبیان حدوثه انه اعیان واعراض والمراد بالاعیان الاجرام القائمة بذواتها
حدوث عالم کا ہی پہر حدوث یون معلوم ہوا کہ عالم یا اعیان ہین یا اعراض اعیان سی مراد اجسام ہین جو بذات خود قایم ہین

والمراد بالاعراض الصفات التی لا تقوم بذواتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا تنفک عنها وکل منهما
اور اعراض سی مراد صفات ہین جو اپنی ذات مین آپ قایم نہین رہ سکتین بلکہ اجسام کی سہارہ سی اور اجسام کو لازم مین کبہی الگ نہین ہوتی اور یہہ سب

حادث اما الاعراض فحدوث بعضها یعلم بالمشاهدة کالحرکة بعد السکون والضوء بعد الظلمة
حادث ہین اعراض مین سی بعضی کا حدوث تو مشاہدہ سی معلوم ہوتا ہی جیسی حرکت بعد سکون کی اور اوجالا بعد اندہیری کی

والسواد بعد البیاض وحدوث بعضها یعلم بالدلیل وهو طریان العدم کما فی اضداد ما ذکروا اما الاجرام
اور سیاہی بعد سفیدی کی اور بعضی کا حدوث دلیل سی معلوم ہوتا ہی یعنی عدم کا آجانا جیسی ان مذکورات کی ضدون پر اور اجسام کی

فدلیل حدوثها انها لا یخلو عن الحوادث وکل ما لا یخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم خلوها عن
حدوث کی یہہ دلیل ہی کہ اجسام حوادث سی کبہی خالی نہین ہوتی اور جو شئی حوادث سی خالی نہووی وہ بہی حادث ہوتی ہی اور اجسام کا حوادث سی خالی ہونا

الحوادث فلانها لا تخلو عن الحرکة والسکون وهو ظاهر مدرک بالبدیهة والاضطرار فلا یحتاج فیه
یون ثابت ہی کہ اجسام حرکت اور سکون سی خالی نہین ہوتی اتنا تو ظاہر ہی خود بخود معلوم ہوتا ہی اوسمین کچہہ نکرار اور تامل کی حاجت نہین

الی تامل وافتکار فان من عقل جسما لا ساکنا ولا متحرکا کان عن نهج العقل ناکبا ولمتن الجهل راکبا
کیونکہ جو شخص ایسا جسم خیال کری کہ نہ متحرک ہو نہ ساکن تو وہ شخص عقل کی رستہ سی گمراہ ہی اور جہالت کی پشت پر سوار

والحرکة والسکون حادثان یدل علی حدوثهما تعاقبهما وانقضاء کل منهما عند وجود الاخر وذلک
اور حرکت اور سکون دونو حادث مین انکی حدوث پر انکا آگی پیچہی پیدا ہونا دلالت کرتا ہی اور جب ایک پیدا ہوتا ہی تو دوسرا فنا ہوجاتا ہی

مشاهد فی بعض الاجرام وما لم یشاهد فیه ذلک فما من ساکن الا والعقل یقتضی بجواز حرکته وما من
یعنی حرکت سی سکون اور سکون سی حرکت فنا ہوتی ہی یہہ حال بعضی اجسام مین تو مشاہدہ ہوتا ہی اور جہان نہین ہی تو یہہ کہہ سکتی ہین کہ ہر ساکن باعتبار تجویز عقل کی متحرک ہو

متحرك الا والعقل يقتضي بجواز سكونه فالطاري منهما حادث بطريانه والسابق حادث اذ لو كان

اور ہر متحرک باعتبار تجویز عقل کی ساکن ہوسکتا ہی   اب تو بیدا ہوا تو حادث ہی   کیونکہ اب بیدا ہوا   اور موجود سابق ہی حادث ہی کیونکہ اگر

قديما لاستحال عدمه واما كون ما لا يخلو عن الحوادث حادثا فلانه لو لم يكن حادثا لكان قديما

قدیم ہوتا تو اوسپر عدم ہرگز نہ آتا   اور جو شی حوادث سی خالی نہو اوسکی حدوث کی یہہ دلیل ہی   کہ اگر وہ حادث نہو گا   تو بیشک قدیم

ثابتا في الازل فيلزم ثبوت الحادث في الازل وهو محال اذ يلزم ان يكون قبل كل حادث حوادث مرتبة

اور ازل مین ثابت ہوگا   اس سی لازم آتا ہی کہ حادث یعنی حرکت اور سکون ازل مین ثابت ہو اور یہہ امر محال ہی کیونکہ اس سی یہہ لازم آتا ہی کہ ہر حادث سی پہلی بی انتہا حوادث

لا اول لها كما يقول الفلاسفة في حركات الافلاك واشخاص الحيوانات وغيرها فانهم ومن تبعهم

جنکا ابتدا نہ پایا جاوی موجود ہون جیسی فلاسفہ حرکات فلک   اور اشخاص حیوانات وغیرہ مین قائل ہوئی ہین فلاسفہ   اور جو نام کی مسلمان

ممن ينسب نفسه الى الاسلام وليس له منه نصيب قالوا ان العالم العلوي قديم بذاته وصفاته

اونکی تابع ہین   اور اسلام سی بی نصیب   وہ کہتی ہین کہ عالم سماوی اپنی ذات اور صفات مین

الا الحركات فانها حادثة باشخاصها قديمة بانواعها فلا حركة الا وقبلها حركة لا الى اول واما العالم

سوا حرکات کی قدیم ہی   حرکات جزئی البتہ حادث ہین اور کلی قدیم ہین   یعنی ہر حرکت سی پہلی حرکت ہی بی انتہا   اور عالم

السفلي الذي هو عالم الكون والفساد وهو ما تحت فلك القمر فقالوا ان هيولاه قديمة وكل ما فيه من

سفلی   کہ عالم کون اور فساد کہلاتا ہی   اور فلک قمر کی نیچی ہی   سو اوسمین یہہ کہتی ہین کہ اسکا مادہ اور اصل قدیم ہی اور اسکی

الصور والاعراض حادثة باشخاصها قديمة بانواعها فلا ولد الا من والد ولا بيضة الا من دجاجة

صور   اور اعراض جزئی سب حادث ہین   اور کلی نوعی قدیم ہین   پس جو بیٹا ہی سو باپ سی ہی   اور جو انڈا ہی سو مرغی سی ہی

ولا دجاجة الا من بيضة ولا زرع الا من بزر وهكذا الى غير النهاية فيلزم على قولهم ان يوجد حوادث

اور جو مرغی ہی سو انڈی سی ہی   اور جو نبات ہی سو بیج سی ہی   ایسی ہی غیر نہایت تک   اب اونکی قول کی موافق یہہ لازم آتا ہی کہ ایسی حوادث

لا اول لها اذ ما من حادث على قولهم الا وقبله حادث لا الى اول وعلى تقدير وجود حوادث لا اول لها

جنکا ابتدا نہو کیونکہ اسکی موافق ہر حادث سی پہلی حادث ہوگا   جسکا ابتدا نہ ملی   اور جب حوادث غیر متناہی ہوئی

يلزم ان يكون قبل كل حادث من حركات الافلاك واشخاص الحيوانات وغيرها حوادث مرتبة

تو ہر ہر حرکت فلکی سی   اور ہر ہر حیوان وغیرہ سی پہلی حوادث غیر متناہی مرتب موجود ہونگی جسکا

لا اول لها فما لو ينقض تلك الحوادث بجملتها لا تنتهي النوبة الى وجود الحادث الحاضر لان الحركة

ابتدا نہین   پہر جب وہ تمام حوادث بالکل نگذر چکین گی نوبت حادث حاضر حال کی وجود کی نہین آویگی   اسواسطی کہ حرکت

اليومية وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وكذلك الحركة التي قبلها وجودها مشروط بمثل ذلك

یومیہ مثلا آج کی جب ہوسکتی ہی کہ اوس سی پہلی کی تمام حرکتین گذر لین   اور ایسی وہ حرکت جو اوس سی پہلی کی ہی یعنی کل کی جب ہوسکتی ہی کہ اوس سی پہلی کی سب گذر لین

وهلم جرا وانقضاء ما لا اول له محال بيانه انك اذا لاحظت الحادث الحاضر ثم انتقلت الى ما قبله

اور اسیطرح ہر ہر حرکت اور تمام ہوچکنا غیر متناہی کا محال ہی   تفصیل یہہ ہی جب تو حادث حاضر کو غور کری   پہر اوسکی ما قبل کو

ولاحظته وهلم جرا على الترتيب لا يفضي الى نهاية حتى تجد طريقا الى وجود الحادث الحاضر فيلزم ان

لحاظ کری   اور اسیطرح اوس سی پہلی کو ترتیب وار تو ایسی نہایت نہ ملیگی کہ کوئی طور حادث حاضر کی وجود کا ہووی   اس سی لازم آتا ہی

يكون وجود الحادث الحاضر محالا لكن وجود الحادث الحاضر ثابت فبطل وجود حوادث لا اول لها

کہ حادث حاضر کا وجود   محال ہی   لیکن حادث حاضر کا وجود تو ثابت ہی   پس وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہی

فاذا بطل وجود حوادث لا اول لها يبطل كون ما لا يخلو عن الحوادث قديما ثابتا في الازل فاذا بطل كونه
پہر جب وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہوا تو ان اشیاء کا جو حوادث سی خالی نہیں ہین قدیم اور ازلی ہونا بہی باطل ہی پہر جب اون اشیاء کا

قديما ثابتا في الازل يثبت كونه حادثا فاذا ثبت كونه حادثا ثبت كون العالم بجميع اجزائه من
قدیم اور ازلی ہونا باطل ہوا تو حادث ہونا ثابت ہوا پہر جب وہ حادث ہوئی تو یہہ ثابت ہوا کہ عالم کی تمام اجزاء

السموات وما فيها ومن الارض وما عليها حادثا محتاجا الى محدث يخرجه من العدم الى الوجود وذلك
آسمان اور جو جو اوسکی اندر ہی اور زمین اور جو جو اوسکی اوپر ہی سب حادث اور پیدا کرنیوالی کی محتاج ہین کہ نیست سی موجود کری اور وہ

المحدث يلزم ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة لانه لو لم يكن قديما
پیدا کرنیوالا ضرور ہی کہ قدیم واحد قدیر صاحب ارادہ علم والا حی ہو اس لئی کہ اگر قدیم نہووگا

بل كان حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور او التسلسل الذي هو وجود حوادث لا اول لها
بلکہ حادث ہو تو وہ اپنی محدث کا محتاج ہوگا پہر دور لازم آویگا یا تسلسل کہ وہ وجود حوادث غیر متناہی کا ہی

وكلاهما محالان ولو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما التمانع المقتضي لعدم وجود العالم
اور یہہ دونو محال ہین اور اگر واحد نہو دی بلکہ ایک سی زیادہ کئی ہوں تو اونمین جہگڑا اور روک ٹوک واقع ہوگی جسسی وجود عالم کا معدوم ہی

ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة لكان عاجزا عن ايجاد شيء من العالم لان
اور اگر قدیر اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو بیشک عالم کی پیدا کرنی مین عاجز ہووگا کیونکہ

الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شيء من الاشياء يقتضي ارادة ذلك الشيء وارادة ذلك الشيء يقتضي
ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شی مین جب ہوتا ہی تب اوسکا ارادہ کری اور ارادہ اوس شی کا

العلم به لان القصد الى ايجاد شيء مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلثة يقتضي
اوسکی علم پر موقوف ہی کیونکہ ایجاد کرنا کسی شی کا بغیر جانی بوجہی محال ہی اور یہہ تینوں صفات بدون حیات کی نہیں ہوسکتین تعالی

الحيوة لكونها شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قاطعا على وجوده
اسلئی کہ حیات انہیں شرط ہی اب اس بیان کی موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ہر ذرہ کا وجود یقینی دلیل ہی وجود الہی

وكونه قديما واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع ولهذا كان بعض اهل النظر يقولون استدلالا
اور قدم اور وحدت پر کہ ان چاروں صفات سی موصوف ہی اسیلئی بعضی اہل نظر اثر سی مؤثر پر استدلال جاری کر

بالاثر على المؤثر ما راينا شيئا الا ورأينا الله بعده فان كل ذرة من ذرات الكائنات من حيث حدوثها
یہہ کہتی ہین کہ ہمنی جب کسی چیز کو دیکہا فورا اوسکی بعد اللہ کو دیکہا کیونکہ ہر ہر ذرہ کائنات کا باعتبار حدوث کی

وافتقارها الى من يوجدها لا تزال تتكلم بكلام لا حرف فيه ولا صوت ان لها موجدا قديما واحدا
موجد کا محتاج ہوکر ہمیشہ زبان حال سی جسمین نہ حرف ہی اور نہ آواز یہہ کہتا ہی کہ میرا موجد ہی قدیم واحد

متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وسائر ما يليق به من الصفات يسمع كلامها السامعون
قدرت والا ارادہ والا علیم حی تمام سزاوار صفات والا یہہ کلام سب سماعت والی سمجہتی ہین

ولا يسمعه الذين هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذي يسمع به كلام ليس بحرف ولا
اور وہ نہیں سنتی جو سمجہہ سی بیکار ہین اور سماعت سی مراد باطنی سماعت ہی جسی وہ کلام سنی جاتی ہی جسمین نہ حرف ہو اور نہ

صوت ولا عربي ولا عجمي لا السمع الظاهر الذي لا يسمع غير الاصوات وتتشارك فيه البهائم الانسان
آواز عربی ہو نہ عجمی ظاہری سماعت مراد نہیں ہی جسی سوا آواز کی کچہہ نہیں معلوم ہوتا اور اسمین بہائم بہی انسان کی شریک ہین

اذ لا قدر لشیٔ تشارک فیه البهائم الانسان والحاصل ان المکلف لا یعرف من صفاته تعالی بالعقل الا

اسلئے کہ اوس چیز کی کیا عزت ہی جسمین بہایم اور انسان یکسان ہون حاصل یہہ ہی کہ انسان بزور عقل صفات الٰہی مین سی وہ ہی دریافت کرسکتا ہی

ما دل علیه افعاله فما لم یدل علیه افعاله کالسمع والبصر والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی

جسپر اللہ کی افعال دلالت کرتی ہین اور جن صفات پر افعال دلالت نہین کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات

تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها

کبھی دلیل عقلی سی ثابت کرتی ہین اور کبھی دلیل نقلی سی دلیل عقلی اون صفات کی ثبوت کی تو یہہ ہی کہ یہہ یعنی سمع اور بصر اور کلام کمال کی صفتین ہین اور انکی

صفات نقصان واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب

نقصان کی صفتین ہین اور اللہ تعالی کا صفات کمال سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی بری ہونا واجب ہی پس

اتصافه تعالی بتلک الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالنقل فهو ان الشرع قد

اب موصوف ہونا اللہ تعالی کا ان صفات سی واجب ہوا اور استدلال نقلی انکی ثبوت پر یہہ ہی کہ شرع یعنی کتاب وسنت

ورد بثبوتها له تعالی فوجب القطع بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولی من دلیل العقل

انکی ثبوت پر ناطق ہی سو اب انکا ثابت ماننا واجب ہوا اور اس باب مین نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی

لان تلک الصفات لا تتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی وذاته تعالی

کیونکہ ان صفات پر افعال الٰہی موقوف نہین ہین تاکہ افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور اللہ کی ذات

لم یکن معلوما لاحد حتی یعلم انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها بحیث لو لم یتصف بها یلزم

کسیکو معلوم نہین ہی تاکہ یہہ معلوم ہووی کہ یہہ صفات اوسکی حق مین صفات کمال ہین انکا ثبوت ضروری ہی نہین تو

ان یتصف باضدادها وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم من کون الشیٔ بالنسبة

انکی ضدین لازم آوینگی اور یہہ جو کہتی ہین کہ یہہ صفات کمال ہین تو کمال البتہ ہماری حق مین ہی اور ہماری حق مین کمال ہونی سی کیا ضرور ہی کہ نسبت

الینا کمالا ان یکون کمالا فی حقه تعالی الا تری ان اللذة والالم مع کونهما کمالا بالنسبة الینا ممتنعان

ذات الٰہی کی بہی کمال ہو کیا تجکو معلوم نہین کہ لذت اور الم ہماری حق مین کمال ہین اور اللہ تعالی کی نسبت ممتنع ہین

علی الله تعالی لکونهما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات تلک الصفات له تعالی التمسک

کیونکہ یہہ اجسام کی اوصاف ہین اس بیان کی موافق لازم ہی کہ ان صفات کی اثبات کی لئی دستاویز

بالنقل عن الانبیاء الذین تثبت نبوة کل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق عبدی

انبیاء علیہم السلام سی نقل کیجاوی جنکی نبوت ایسی معجزہ سی ثابت ہی جو قایم مقام اس ارشاد الٰہی کی ہو کہ میرا بندہ

فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی

جو میری طرف سی احکام پہنچاتا ہی سب سچ ہین برابر ہی کہ وہ تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا سکوت سی ہو کیونکہ معجزہ اللہ تعالی کی طرف سی

لرسوله لکونها فعلا من افعاله خارقا للعادة منزلا منزلة صریح القول فی تصدیق رسوله فی دعوی

رسول کی حق مین فعلی تصدیق ہی اسلئے کہ معجزہ کوئی فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف اور صریح رسالت کی دعوی مین رسول کی

الرسالة فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی یده عند ادعائه الرسالة صار کانه قال صدق

تصدیق کرتا ہی کیونکہ اللہ تعالی نی جب کوئی امر خارق رسول کی ہاتہ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا تو یہہ ایسا ہی کہ فرمادیا

رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته قال العلماء مثال ذلک ان رجلا

میرا رسول سچا ہی میری طرفسی جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی ہو یا سکوت سی ہو علماء نی اسکی یہہ مثال بیان کی ہی جیسی کوئی شخص

اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملک بعثنی الیکم بکذا وکذا من التکالیف
بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنی یون کہی کہ میں اس بادشاہ کا ایلچی ہون تمہاری حق میں فلانی فلانی حکم جاری کرنیکو بھیجا ہی

فطلبوا منه الحجة تدل علی صدقه فقال اٰیة صدقی انی اطلب من الملک ان یخالف عادته ویقوم
پہر اس جماعت نی تصدیق کی لئی اوسی حجت طلب کی اوس شخص نی جواب دیا میری صدق کی یہہ نشانی ہی کہ میں بادشاہ سی کہتا ہون کہ اپنی خلاف عادت

من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملک ذلک بطلبه فلا ریب ان ذلک الفعل من الملک
اپنی جگہہ سی تین بار کہڑا ہوجا اور بیٹہ جا پہر بادشاہ نی اوسکی کہنی سی وہ ہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہی

قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری بصدقه لمن شاهد
جیسی زبانسی کہدیا کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی میری طرف سی جو جو حکم بیان کری اور بادشاہ سی جسنی یہہ کام مشاہدہ کیا تو اوسکو ایسا یقینی علم

ذلک الفعل من الملک ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا شک ان هذا المثال مطابق
حاصل ہو کہ جسمین دلیل کی کچہہ حاجت نہین ہی جسکو دیکہنی کا تفاق نہین ہوا بلکہ اوسنی بہت آدمیون سی بالتواتر یہہ حال سنا اوسکو بہی اور بیشک یہہ مثال

لحال الرسل علیهم الصلوة والسلام فی افادة معجزتهم العلم الضروری بصدقهم لمن شاهدها ولمن
انبیاء علیہم الصلوة والسلام کی حال سی مطابق ہی کہ اونکی معجزہ سی بہی دیکہنی والون کو اور

لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر اذا عرفت هذا فاعلم ان کل من اٰمن بالله وصدق الرسلین
تواتر سی سنی والون کو علم بدیہی یقینی حاصل ہوتا ہی جب تو یہہ سمجہہ چکا تو یاد رکہہ کہ جو شخص اللہ پر ایمان لاکر اور نبیون کی تصدیق کرکر

اذا اراد ان یکون من اهل الغرف لا بد له ان یشتغل بالطاعات ویحترز عن السیئات لان الایمان وحده
یہہ آرزو کری کہ اہل غرف میں داخل ہو تو اوسکو ضرور ہی کہ عبادت میں مشغول اور ممنوعات سی بچتا رہی اسلئی کہ نرا ایمان

وان کان ینجیه من العذاب المؤبد لکن لا یکفیه فی الفوز بالدرجات بل لا بد له من ضم العمل
اگرچہ دائمی عذاب سی نجات دیگا پر حصول درجات کی لئی کافی نہین ہی بلکہ اوسکی ساتہہ نیک اعمال بہی چاہیین

الصالح الیه کما یدل علیه اٰیات القراٰن من جملتها قوله تعالیٰ وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم
چنانچہ کئی آیات قرآنی سی معلوم ہوتا ہی منجملہ اونکی ایک یہہ آیت ہی اور تمہاری مال اور تمہاری اولاد ایسی نہین کہ نزدیک کردی

عندنا زلفی الا من اٰمن وعمل صالحا فاولئک لهم جزاء الضعف بما عملوا وهم فی الغرفات اٰمنون فدلت الاٰیة
ہماری پاس تمہارا درجہ پر جو کوئی یقین لایا اور بہلا کام کیا سو اونکو ہی بدلا دونا اونکی کئی پر اور وہ جہروکون میں بیٹہی ہین خاطر جمع سی اس آیت سی معلوم ہوتا ہی

علی ان العمل الصالح لکونه اقبالا علی الله تعالیٰ واشتغالا بطاعته یقرب العبد الی الله تعالیٰ واما الاموال
کہ عمل صالح کہ اللہ کی طرف متوجہ ہونا اور اوسکی طاعت کا شغل ہی بندہ کو اللہ تعالیٰ سی نزدیک کردیتا ہی رہی مال

والاولاد فلکون کل منهما یشتغل الانسان عن الله تعالیٰ لا یقرب احدا الی الله تعالیٰ الا المؤمنین
اور اولاد کہ انسان کو اللہ تعالیٰ سی غافل کرتی ہین کسیکو خدا سی نزدیک نہین کرتی بجز صلحاء مؤمنین کی

الصالحین الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله ویعلمون اولادهم الخیر ویربونهم علی الصلاح فانهم
جو اپنا مال خدا کی رستہ میں خرچ کرتی ہین اور اپنی اولاد کو نیک عمل سکہاتی ہین اور نیک اطوار پر پرورش کرتی ہین ایسی لوگون کی لئی

باتصافهم بما ذکر یکون لهم جزاء الضعف بان یضاعف حسناتهم ویکون الواحدة عشرا فما فوقها وهم فی غرفات
جو ان اوصاف سی موصوف ہین دونا ثواب ہی اسطور کہ اونکی حسنات بڑہتی ہین ایک سی دس گونہ ہوتی ہین اوس سی بہی زیادہ وہی لوگ

الجنة اٰمنون من جمیع المکاره بما عملوا من الصّٰلحٰت یسرنا الله تعالیٰ بلطفه وکرمه المجلس الرابع
اعمال صالحہ کی سبب غرفات میں تمام مکروہات سی بچی رہینگی الٰہی اپنی لطف وکرم سی ہمپر آسان کر چوتہی مجلس

فی لزوم محبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادۃ من والدہ وولدہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ تر لازم کرنیمین باپ اور اولاد
والناس اجمعین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ
اور تمام لوگون سی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مؤمن نہین ہوویگا کوئی تم مین سی جبتک کہ ہوجاؤن مین اوسکو محبوب تر
من والدہ وولدہ والناس اجمعین ہذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ انس ولیس المراد بالحب ہہنا
اوسکی باپ اور اولاد اور تمام لوگونسی مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی انس کی روایت سی اور محبت سی مراد اسجگہہ
الحب الطبیعی التابع للشہوات النفسانیۃ لانہ خارج عن حد الاختیار فلا یواخذ بہ الانسان
محبت طبعی نہین ہی جو شہوت نفسا کی تابع ہوا کرتی ہی کیونکہ یہہ محبت اختیاری نہین ہوتی سو بی اختیاری مین انسانکی کچہہ پکڑ نہین ہی
لقولہ تعالی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا بل المراد بہ الحب العقلی الاختیاری الذی ہو ایثار ما یقضی
خدا فرماتا ہی تکلیف نہین دیتا اللہ کسیکو مگر جتنا اوس سی ہوسکی بلکہ عقلی اختیاری محبت مراد ہی یعنی اختیار کرنا اوس امر کا جسکو
العقل رجحانہ ویستدعی اختیارہ وان کان علی خلاف الطبع الا تری ان المریض یکرہ الدواء المر وینفر
عقل غالب سمجہی اور اوسکی اختیار کو پسند کری اگرچہ طبیعت کی برخلاف ہو تو جانتا نہین کہ بیمار کو کڑوی دوا سی نفرت ہوتی ہی
عنہ طبعہ ومع ذلک یمیل الیہ باختیارہ ویقصد تناولہ بمقتضی عقلہ لعلمہ وظنہ ان صحتہ
اور اوسکی طبیعت کو بری لگتی ہی پہر بہی باختیار خود اپنی عقل سی یہہ سمجہہ کر کہ میری صحت اسہی مین ہی خواہش کر کر پیتا ہی
فیہ وکذلک المؤمن اذا علم ان الرسول لا یامر ولا ینہی الا بما فیہ صلاحہ فی الدنیا والاخرۃ
ایسی ہی مؤمن مسلمان جب یہہ جان لیتا ہی کہ رسول وہ ہی فرماتا ہی جسمین دین دنیا کی بہلائی ہی
یرجح جانب الرسول علی جمیع الناس فیمتثل امرہ ویجتنب نہیہ وہذا مما لا یحصل الایمان الا بہ
پہر خواہ مخواہ تمام لوگون پر رسول کی جانب غالب رکہہ کر اوسکی امر کی اطاعت اور نہی سی نفرت کرتا ہی اور یہہ تو اتنا امر ہی کہ جس بغیر ایمان ثابت نہین ہوتا
لان الایمان وان کان فی اللغۃ بمعنی التصدیق مطلقا لکنہ فی الشریعۃ بمعنی التصدیق مقیدا
اس لئی کہ ایمان اگرچہ لغت مین مطلق تصدیق کو کہتی ہین پر شریعت مین مطلق تصدیق نہین ہی
بامر مخصوص وہو تصدیق الرسول فی جمیع ما علم ضرورۃ انہ من دینہ علیہ الصلوۃ والسلام
بلکہ خاص تصدیق ہی یعنی رسول کی تصدیق تمام دینی ضروریات مین
والمعتبر فی التصدیق الیقین والیقین لفظ مشترک یطلق علی المعنیین احدہما عدم الشک فکل علم
اور تصدیق مین یقین معتبر ہی اور یقین مشترک لفظ ہی اسکی دو معنی ہین ایک تو شک نہونا سو جو علم
یکن فیہ شک فہو یقین وعلی ہذا المعنی لا یوصف الیقین بالقوۃ والضعف لعدم التفاوت
مشکوک نہو وہ یقینی ہوتا ہی اس اعتبار سی یقین قوی اور ضعیف نہین ہوتا کیونکہ شک کی نفی مین کچہہ تفاوت نہین
فی نفی الشک فمن کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من الشک فی شیء مما علم ضرورۃ انہ من دینہ علیہ السلام
ہی پہر جس شخصکی دلمین ذرہ بہر بہی شک ہووی بہ نسبت دینی ضروریات کی
لا یکون مؤمنا البتۃ بل لا بد فیہ من یقین ہذا المعنی لیحصل لہ المحبۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم
وہ ہرگز مؤمن نہین بلکہ ان ضروریات کا یقین ہونا ضرور چاہی تاکہ اوسکو نبی کی محبت حاصل ہووی
ویمتثل امرہ ویجتنب نہیہ لکن قد یجعل الظن الغالب الذی لا یخطر معہ احتمال النقیض
اور اوسکی امر کی اطاعت اور نہی سی نفرت کری لیکن بعضی وقت ایسی ظن غالب کو بہی جسکی ساتہہ احتمال نقیض کا دلمین نہ آوی

بالبال فی حکم الیقین فی کونه ایمانا حقیقیا فان ایمان اکثر العوام من هذا القبیل وتحقیقه علی
قایم مقام یقین کا ہو کر حقیقی ایمان کا حکم دیتی ہین کیونکر اکثر عوام کا ایمان ایسا ہی ہوتا ہی اوراس مقام کی تحقیق

ما ذکره الامام الغزالی فی الاحیاء ان میل النفس الی التصدیق له اربع مقامات الاول استواء
موافق بیان امام غزالی کی احیاء مین یہہ ہی کہ نفس کا میلان تصدیق مین چار درجہ پر ہوتا ہی اول یہہ کہ

الطرفین عندك کما اذا سالت عن شخص مجهول الحال عندك هل یعاقب فی الآخرة ام لا
تیری رای مین دونو جانب برابر ہون جیسے کسی شخص کا حال جسکو تو نہین جانتا تجہسی پوچہین بتا اوسکو آخرت مین عذاب ہوگا یا نہین

فانك لا تمیل الی الحکم علیه بشیء من نفی او اثبات بل یستوی عندك امکان الامرین ویعبر
اب تو یقینی کچہہ نہین کہہ سکتا نہ انکار نہ اثبات بلکہ تیری عندیہ مین دونو امر ممکن ہین ایسی حالت کو

عنه بالشك والثانی رجحان احد الامرین عندك مع الشعور بامکان نقیضه امکانا لا یمنع
شک کہتی ہین دوسرا درجہ یہہ ہی کہ تیری رای مین ایک جانب کا غلبہ ہو پر اوسکی ساتہہ دوسری جانب بہی ایسی ممکن معلوم ہوں سی جانب

ترجیح الاول کما اذا سئلت عن شخص تعرفه بالصلاح انه ان مات علی هذا الحال هل یعاقب
اول کا غلبہ فوت ہو جاوی جیسی تجہسی ایسی شخص کا حال پوچہین جسکو تو پرہیزگار جانتا ہی کہ اگر یہہ شخص اسی حال پر موا تو بتا اسکو آخرت مین عذاب ہوگا

فی الآخرة ام لا فانك تمیل الی انه لا یعاقب اکثر من میلك الی عقابه لظهور علامات صلاحه
یا نہین اب تیری رای ثواب کی طرف زیادہ ہوگی بہ نسبت عذاب کی کیونکہ تیری عندیہ مین صلاح کی نشانیان ظاہر ہین

عندك ومع هذا یجوز اختفاء امر موجب للعقاب فی باطنه وهذا التجویز غیر دافع لرجحانه و
تو بہی یہہ شبہہ ہوتا ہی کہ کوئی بات اسکی دلین ایسی پوشیدہ نہو جس سی عذاب ہو جاوی لیکن یہہ شبہ اوسکی غلبہ کو نہین اوٹہاتا

یسمی جانب الراجح ظنا وجانب المرجوح وهما والثالث میلك الی الحکم بشیء بحیث یغلب علیك
ایسی وقت جانب غالب کو ظن کہتی ہین اورجانب مغلوب کو وہم تیسرا یہہ درجہ ہی کہ تجکو کسی شی کا ایسا یقین حاصل ہو کہ اوسکی نقیض

ذلك الحکم ولا یخطر ببالك نقیضه ولو خطر لتابت عن قبوله لکن لیس ذلك الحکم عن معرفة
تیری دلین ہرگز نہ آوی اوراگر نقیض کا خیال آوی ہی تو اوسکو تو نہ مانی لیکن یہہ یقین معرفت حقیقی سی نہو

محققة بل عن مجرد السماع ویسمی هذا اعتقادا مقاربا للیقین وهو اعتقاد العوام فی الشرعیات
بلکہ صرف سنی سنائی سی پیدا ہوا ہو اس طرح کی حالت اعتقاد مقارب للیقین کہلاتی ہی یعنی یقین سی ملا ہوا عوام کا اعتقاد تمام شرعیات مین

کلها اذا رسخ فی نفوسهم بمجرد السماع حتی ان کل احد یثق بصحة مذهبه واصابة امامه ولو
ایسا ہی ہوتا ہی جب کہ سکی سنتی اونکی دلین بیٹہہ جاتا ہی چنانچہ ہر ایک شخص اپنی مذہب کی صحت اوراپنی امام کا صواب پر ہونا یقینی جانتا ہی اگر

ذکر له امکان خطأ امامه ینفر عن قبوله لکنه لو احسن التامل لاتسعت نفسه الی قبوله والرابع
کوئی کہی کہ امام سی بہی غلطی ہوسکتی ہی تو الگ بہاگ جاوی کبہی نہ مانی لیکن اگر وہ خوب سوچ بچار کرین تو البتہ انکا دل قبول کرسکتا ہی چوتہا درجہ یہہ ہی

میلك الی الحکم بشیء علی طریق الجزم الذی لا یوجد معه الشك ولا یتصور فیه التشکیك فکل
کہ تو کسی شی کا ایسا یقین بالجزم کری کہ اصلا اوسکی ساتہہ شک باقی اور کسیکی شک دلانی کا بہی تصور نہی پس جو

علم کان علی هذا الوجه یسمی یقینا لان شرط اطلاق اسم الیقین علی العلم عدم الشك فکل علم
علم اس درجہ کا ہوتا ہی اوسکو یقین کہتی ہین کیونکہ یقینی کہنی کی یہ ہی شرط ہی کہ شک اصلا باقی نہو پس جس علم سی

انتفی عنه الشك فهو یقین سواء حصل بالحس کالعلم بوجود الاشیاء المحسوسة او بغریزة العقل
شک نہوگا وہ ہی یقین ہی برابر ہی کہ بواسطہ حس کی حاصل ہوا ہو جیسی علم اشیاء محسوسہ کی وجود کا یا بواسطہ طبیعت عقلی کی

کالعلم

كالعلم باستحالة حدوث حادث بلا سبب او بالتواتر كالعلم بوجود مكة او بالتجربة كالعلم بكون
جیسے علم محال ہونا وجود حادث کا بدون محدث کی یا تواتر سے جیسے علم وجود مکہ شریف کا یا بار بار آزمایش سے جیسے علم
المطبوخ مسهلا او بالدليل كالعلم بوجود شيء قديم كما اذا قيل لك هل في الوجود شيء قديم لا يمكنك
مطبوخ کی دست آور ہونیکا یا دلیل سے جیسے علم ایک ذات قدیم کی موجود ہونیکا چنانچہ اگر تجھسے پوچھیں کیا کوئی ذات قدیم موجود ہی تو تجھسے فوراً حکم کرنا
الحكم به بداهة لان القديم ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يمكن الحكم بوجوده بالحس ولا ضروريا مثل
کیونکہ قدیم آفتاب مہتاب کی طرح تو محسوس نہیں کہ اوسکو دیکھکر کہدی کہ موجود ہی اور نہ البدیہی ہی جیسی
كون الواحد نصف الاثنين حتى يمكن الحكم بوجوده بالضرورة بل حق غريزة العقل ان يتوقف عن
ایک کو دو کا آدھا جانتی ہیں تاکہ اس بداہت سے اوسکی وجود کا حکم کیا جاوی بلکہ حق طبیعت عقل کا یہہ ہی کہ
الحكم بوجوده بالبداهة ثم من الناس من يحكم بوجوده بالسماع حكما جزما ويستمر عليه وهذا
از روی بداہت کی حکم کرنیں توقف کری پھر بعضی شخص تو صرف سنکر یقین بالجزم کر لیتے ہیں اور اوسی پر قایم رہتی ہیں اور ایکو
هو الاعتقاد وهو حال جميع العوام ومن الناس من يحكم بوجوده بالبرهان مثل ان يقول لو لم يكن
اعتقاد کہتی ہیں اور تمام عوام کا تو حال اعتقاد میں ایسا ہی ہوتا ہی اور بعضی شخص برہان سے اوسکی وجود کا یقین کرتی ہیں اسطور پر کہ اگر
في الوجود قديم بل كانت الموجودات كلها حادثة لكان حدوثها بلا سبب وهو محال والمؤدي الى
موجودات میں کوئی ذات قدیم نہوی بلکہ تمام موجودات حادث ہوں تو وہ حادث بی سبب پیدا ہونگی یہہ امر محال ہی اور جس بات سی محال
المحال محال بيانه ان الحادث لا يتصور وجوده بنفسه بل يحتاج في وجوده الى غيره وهو ظاهر
لازم آتا ہی وہ بھی محال ہی تفصیل اسکی یہہ ہی کہ حادث خیال میں نہیں آتا کہ خود بخود پیدا ہوجاوی بلکہ غیر کا محتاج ہوتا ہی اتنی بات تو ظاہر ہی
وكذا لا يتصور ايجاده لغيره لانه فرع وجوده فلو انحصر الوجود في الحادث يلزم ان لا يوجد شيء من
اور ایسی ہی ایک حادث کا دوسری حادث کو پیدا کرنا متصور نہیں کیونکہ پہلی وہ آپ تو پیدا ہولی پس موجودات اگر سب حادث ہی ہوں تو لازم آتا ہی کہ اصلا موجودات پیدا نہوں
الموجودات اصلا فبالضرورة يلزم ان يحكم العقل بوجود شيء قديم موصوف بالقدرة والارادة و
اب عقل صاف یقین کرتی ہی کہ ایک ذات قدیم ہی جو صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور
العلم والحيوة حتى يتأتى منه احداث المحدثات كلها لانه لو لم يكن فيه تلك الصفات لكان
علیم اور حی ہی تاکہ اوسی تمام محدثات کا پیدا کرنا ہوسکی کیونکہ اوسمیں اگر یہہ صفات نہونگی تو
عاجزا عن ايجاد شيء من الكائنات لان الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شيء من الاشياء يتوقف
کائنات میں سی ایک شی بھی پیدا نہ کرسکیگا کیونکہ ایجاد تو قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شی میں
على ارادة ذلك الشيء وارادة ذلك الشيء يتوقف على العلم به لان القصد الى ايجاد شيء من غير العلم به
بدون ارادہ اوس شی کی نہیں ہوتا اور ارادہ کسی شی کا بدون علم اوس شی کی نہیں ہوتا کیونکہ قصد کسی شی کی پیدا کرنیکا بی جانی بوجھی
محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث يتوقف على الحيوة لكونها شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود العالم
محال ہی اور یہہ تینوں صفتیں بدون حیات کی نہیں ہوسکتیں کیونکہ حیات انمیں شرط ہی اب اس بیان کی موافق وجود عالم کا
من السموات وما فيها ومن الارض ومن عليها دليلا قطعيا على وجود شيء قديم موصوف بهذه الصفات
ساری آسمان اور جو انمیں ہی اور زمین اور جو اوسپر ہی یقینی دلیل ہی ایک ایسی ذات قدیم کی وجود پر جس میں یہہ
الاربع وهو الله سبحانه تعالى ولهذا كان بعض اهل اليقين يقولون استدلالا بالاثر على المؤثر ما رأينا
چاروں صفات پائی جاوین وہ ہی اللہ سبحانہ تعالی اسی لئی بعضی اہل یقین اثر سی مؤثر پر استدلال جاری کرتی ہوئی کہتی ہیں کہ ہمنی

شیئا الا رأینا الله بعده فان کل ذرة من ذرات العالم لکونها حادثة مفتقرة الی من یجدها لا تزال
جب کسی چیز کو دیکھا تو فوراً اوسکی بعد اللہ کو دیکھا کیونکہ عالم کا ہر ہر ذرہ باعتبار حدوث کی اپنی موجد کا محتاج ہی ہمیشہ زبان حال سی

تنطق بکلام لا حرف فیه ولا صوت ان لها موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم
یہہ کلام جسمین نہ حرف ہی نہ آواز بولتا ہی کہ ہمارا موجد ہی قدیم یگانہ قدرت والا صاحب ارادہ علیم

والحیوة وسائر ما یلیق به من الصفات یسمع کلامها السامعون ولا یسمعه الذین هم عن السمع لمعزولون
حی اور تمام سزاوار صفات والا اور اونکی یہہ کلام سمجھنی والی سب سنتی ہین وہ لوگ نہین سنتی جو سمجھہ سی بیکار ہین

والمراد من السمع الباطن الذی یسمع به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاهر
اور سماعت سی مراد باطنی سماعت ہی جس سی وہ کلام سنی جاتی ہی کہ نہ حرف ہو اور نہ آواز اور نہ عربی ہو نہ عجمی سماعت ظاہری مراد نہین ہی

الذی لا یسمع به الا الاصوات وتشارک فیه البهائم الانسان اذ لا قدر لشئ تشارک فیه البهائم
جسی سوای آواز کی کچھہ نہین معلوم ہوتا اور اوسمین بہایم بہی شریک ہین انسان کی کیونکہ اوس چیز کی کیا عزت ہی جسمین بہایم اور انسان برابر ہون

الانسان والحاصل ان العقل لا یعرف من صفاته تعالی الا ما یدل علیه افعاله واما ما لا یدل
حاصل یہہ ہی کہ عقل صفات الٰہی مین سی وہ ہی دریافت کر سکتی ہی جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور جس صفت پر

علیه افعاله کالسمع والبصر والکلام فیستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه
اوسکی افعال دلالت نہین کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات کبہی تو عقلی دلیل سی ثابت کرتی ہین اور کبہی نقلی دلیل سی

الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان
عقلی دلیل اونکی ثبوت پر تو یہہ ہی کہ سمع اور بصر اور کلام کمال کی صفتین ہین اور انکی ضدین نقصان کی صفتین ہین

واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی
اور اللہ تعالی کا صفات کمال سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی بری ہونا واجب ہی اب اللہ تعالی کا

بتلک الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالنقل فهو ان الشرع قد صرح بثبوتها
ان صفات سی موصوف ہونا واجب ہوا اور نقلی دلیل انکی ثبوت پر یہہ ہی کہ شرع یعنی کتاب و سنت سی یہہ صفات صاف ثابت ہین

له تعالی فوجب القطع بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولی من دلیل العقل لان تلک
اب انکو ثابت ماننا واجب ہی اور اس باب مین نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی کیونکہ ان

الصفات لا تتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی وذاته لم یکن معلوما
صفات پر افعال تو موقوف نہین ہین تاکہ افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور ذات الٰہی کسیکو معلوم نہین ہی

للبشر حتی یعلم انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها بحیث لو لم یتصف بها یلزم ان یتصف
تاکہ یہہ معلوم ہووی کہ یہہ صفات اوسکی حقمین صفات کمال ہین انکا ثبوت واجب ہی نہین تو انکی ضدین لازم آوینگی

باضدادها وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالاضافة الینا ولا یلزم من کون الشئ بالاضافة الینا
اور یہہ صفات ہماری حق مین البتہ کمال کی ہین اور ہماری حق مین کمال ہونی سی لازم نہین آتا

کمالا ان یکون فی حقه تعالی کمالا الا تری ان اللذة والالم مع کونهما بالاضافة الینا کمالا ممتنعان
کہ اللہ کی واسطی بہی کمال کی ہون کیا تجکو معلوم نہین کہ لذت اور الم باوجودیکہ ہماری حق مین کمال ہین

علی الله تعالی لکونهما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات تلک الصفات له تعالی
اللہ تعالی کی نسبت ممتنع ہین کیونکہ اجسام کی صفات ہین اس بیان کی موافق ضرور ہی کہ ان صفات کی ثبوت کی لئی

التمسك بقول الرسول الذی ثبت رسالته بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق عبدی
دست آویز ایسی رسول کی قول سی لیجاوی جسکی رسالت معجزہ سی ثابت ہوئی ہو جو قایم مقام اس ارشاد الٰہی کی ہو میرا بندہ
فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی
جو میری طرف سی احکام بتاتا ہی سب سچہ مین برابر ہی کہ وہ بتاتا قول سی ہو یا فعل سی یا چپ رہنی سی کیونکہ معجزہ اللہ کی طرف سی رسول کی حق مین فعلی تصدیق
لرسوله لکونها فعلا من افعاله تعالی خارقا للعادة منزلا منزلة صریح القول فی تصدیق رسوله
ہوتی ہی اسلئی کہ معجزہ خدا کی طرف سی ایک فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف وصریح رسالت کی دعوی مین رسول کی تصدیق کرتا ہی
فی دعوی الرسالة فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی ید رسوله عند ادعائه الرسالة
کیونکہ اللہ تعالی نی جب ایک امر خارق رسول کی ہاتہہ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا
صار کانه قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته
تو یہہ ایسا ہی کہ فرمادیا میرا رسول سچا ہی میری طرف سی جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی یا سکوت سی
قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اذا قام فی مجلس الملك بمحضر جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی
علماء نی اسکی مثال یہہ بیان کی ہی کہ کوئی شخص بادشاہ کی دربار مین ایک جماعت کی سامنی یہہ بیان کری کہ مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون مجکو
الیکم بکذا وکذا من التکالیف فطلبوا منه حجة تدل علی صدقه فقال ایة صدقی انی اطلب
تمہاری حق مین فلانی فلانی حکم جاری کرنیکو بہیجا ہی اس جماعت نی تصدیق کی لئی اوس سی حجت طلب کی اوسنی جواب دیا میری صدق کی یہہ نشانی ہی کہ مین
من الملك ان یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه
بادشاہ کو کہتا ہون کہ اپنی عادت کی برخلاف اپنی مقام سی تین بار کہڑا ہو جا اور بیٹہہ جا پہر بادشاہ اوسکی کہنی سی اوٹہا بیٹہا
فلا ریب ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید
اب بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہی جیسی زبانسی کہدیا کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی میری طرف سی جو جو حکم بیان کری اور بادشاہی
للعلم الضروری بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره
جسنی یہہ حال مشاہدہ کیا اوسکو ایسا علم یقینی حاصل ہو کہ جسمین حاجت دلیل کی نہین اور جسکو دیکہنی کا اتفاق نہین ہوا بلکہ اوسنی متواتر بہت آدمیون سی
بالتواتر ولا شك ان هذا المثال موافق لحال الرسول فی افادة معجزته العلم الضروری بصدقه لمن
سنا اوسکو بہی اور بیشک یہہ مثال رسول علیہ السلام کی حال سی مطابق ہی کہ اونکی معجزہ سننی اور دیکہنی والون کو
شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر والمعنی الثانی للیقین ان لا یلتفت
اور تواتر سی سنی والون کو علم بدیہی یقینی حاصل ہوتا ہی اور یقین کی دوسری معنی یہہ ہین کہ شک کی نہونی کا کچہہ دہیان نہو
الی عدم الشك بل الی استیلائه وغلبته علی القلب بحیث یصیر هو المتصرف فیه بالتحریض والمنع
بلکہ یقین کا غلبہ اور تصرف دل پر اتنا ہو کہ تمام دل کی لگاؤ اور ممانعت مین اوسہی کا تصرف ہو
علی هذا المعنی یوصف الیقین بالقوة والضعف حتی یقال لمن لا یستعد للموت فلان ضعیف
ان معنون کی لحاظ سی یقین قوی اور ضعیف ہوسکتا ہی ایسا کہ جو شخص موت کی سامان مین غفلت کری تو اوسکو موت کا ضعیف
الیقین بالموت مع عدم شکه فیه اذ لا ریب فی کون الناس سواء فی القطع بالموت وعدم الشك
الیقین کہتی ہین باوجودیکہ موت مین اصلا شک نہین ہی کیونکہ موت کی یقینی اور بیشک ہونی مین تمام بنی آدم برابر ہین
فیه لکن فیهم من لا یلتفت الیه ولا یستعد له کانه لا یؤمن به ومنهم من یستولی خوفه
پر بعضی اوسکی طرف کچہہ توجہ نہین کرتی اور نہ اوسکا کچہہ سامان کرتی ہین گویا وہ لوگ موت کا یقین نہین کرتی اور بعضی ایسی ہین جنکی دل پر موت کا خوف

علی قلبه ویستغرق همه بالاستعداد له ولا یغادر فیه متسعا لغیره کما هو شان من یخاف عن
ایسا غالب ہوتا ہی اور اوسکی ہمت موت کی تیاری مین ایسی لگتی ہی کہ اوسکی دل مین کسی چیز کی اصلا گنجایش نہین رہتی یہہ حال اون لوگون کا ہی جو دوزخ سی

النار ویرجو الدخول فی دار القرار فعلی هذا یلزم للعاقل ان یصرف العنایة الی تحصیل الیقین بالمعنیین جمیعا
ڈرتی ہین اور بہشت مین جانی کی آرزو کرتی ہین اس بیان کی موافق ہر عاقل کو لازم ہی کہ ہمت ادہر لگاوی کہ یقین باعتبار دونو معنون کی حاصل ہو

وهما نفی الشك عن النفس اولا ثم تسلیط الیقین علیها ثانیا لکن ینبغی ان یعلم ان نفی الشك
یعنی پہلی نفس مین سی شک جاتا رہی پہر آخر کو یقین غالب آجاوی لیکن سمجھنا چاہیٔ کہ شک کا رفع ہونا

وتسلیط الیقین لا یحصل الا بعد معرفة متعلقاته ومجاریه وهی المعلومات التی جاء بها النبی
اور یقین کا غالب آنا بدون معرفت متعلقات اور مہکانون کی نہین ہوتا یعنی وہ معلومات جو نبی صلی اللہ

علیه الصلوة والسلام من عند الله تعالی فمن صدق بها فهو مؤمن ومع هذا الایمان ان انتفی
علیہ وسلم خدا کی طرف سی لائی ہین پہر جسنی اونکی تصدیق کی وہ مؤمن ہی اور باوجود اس ایمان کی اگر

عن قلبه امکان الشك فهو موقن بالمعنی الاول وان غلب علی قلبه فهو موقن بالمعنی الثانی وبه
اوسکی دل مین سی احتمال شک بہی جاتا رہی تو وہ موقن ہی یعنی پہلی معنی یقین کی حاصل ہوئی اور اگر اوسکی دل پر غلبہ ہوگیا تو موقن باعتبار دوسری معنون کی ہوا

یحصل الامتثال بالاوامر والاجتناب عن النواهی فان من غلب علی قلبه ان من یعمل مثقال
اطاعت اوامر کی اور منہیات سی اجتناب اسہی سی ہوتا ہی کیونکہ جسکی دل پر پرتوہ اس آیت کا چہاتا ہی سو جسنی ذرہ بہر

ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره وتیقن ان نسبة الطاعات الی الثواب کنسبة الطعام
بہلائی کی وہ دیکہہ لیگا اور جسنی ذرہ بہر برائی کی وہ دیکہہ لیگا اور اوسکو یہہ مرتبہ یقین کا ملا کہ طاعات بہ نسبت ثواب کی ایسی ہین جیسی کہانا

الی الشبع لا شك انه کما یحرص علی تحصیل الطعام للشبع ویحفظ قلیله وکثیره کذلك یحرص علی
واسطی شکم سیری کی تو بیشک وہ جیسی طعام کی حرص کرتا ہی پیٹ بہرنی کی واسطی اور اوسکا قلیل اور کثیر محفوظ رکہتا ہی ایسی ہی

تحصیل الطاعات للثواب ویحفظ قلیلها وکثیرها ومن تحقق له ان نسبة المعاصی الی العقاب
طاعات کو واسطی ثواب کی حاصل کریگا اور قلیل اور کثیر کو نگاہ رکہیگا اور جسکو یہہ ثابت ہوا کہ نا فرمانی بہ نسبت عذاب کی ایسی ہی

کنسبة السموم الی الهلاك لا شك انه کما یجتنب عن قلیل السم وکثیره خوفا عن الهلاك کذلك
جیسی زہر واسطی ہلاک کی تو بیشک وہ جیسی زہر کی قلیل اور کثیر سی موت کی ڈر کا مارا بچتا ہی ایسی ہی

یجتنب عن قلیل الذنوب وکثیرها وکبیرها وصغیرها خوفا من العقاب فان سبب ارتکاب المعاصی
نا فرمانی کی قلیل اور کثیر سی اور صغیرہ اور کبیرہ سی عذاب کی ڈر کا مارا بچیگا کیونکہ باعث معاصی

والفجور لیس الا بسبب فساد العلم فان من علم ما فی المعاصی من المضرة حقیقة العلم لا یؤثرها الا تری
اور فجور کی اختیار کرنی پر سوای فساد علم کی اور کچہہ نہین ہی اسلئی کہ جسکو حق الیقین کی مرتبہ مین ثابت ہی وہ معاصی کی مضرت معاصی کو کبہی نہین اختیار

ان من علم من طعام لذیذ انه مسموم لا یقدم علی تناوله فیعلم من هذا ان الایمان الحقیقی هو
کہانا کیسا ہی مزہ دار لذیذ ہو جب معلوم ہو کہ اسمین زہر ملا ہی تو کبہی نہین کہائیگا اب معلوم ہوا کہ حقیقی ایمان وہ

الایمان الذی یحمل صاحبه علی فعل ما ینفعه فی الاخرة وعلی ترك ما یضره فیها فان لم یفعل ما ینفعه
ہوتا ہی جو مؤمن کو اوس کام کی رغبت دی جسنی آخرت مین نفع ہو اور اوس کام سی روکی جو آخرت مین ضرر دی پہر اگر ایسی نافع کو عمل مین نہ لاوی

فیها ولم یترك ما یضره فیها لا یکون ایمانه حقیقیا بل لسانیا لا قلبیا فان المؤمن بالنار حقیقة الایمان
اور ایسی مضر کو نہ چہوڑی تو وہ حقیقی مؤمن نہین ہی بلکہ صرف زبانی ہی دلی نہین ہی کیونکہ دوزخ کا ایسا حقیقی مؤمن

حتی کانه یریها لا یسلك طریقها الموصل الیها فضلا عن السعی فی تحصیل دخولها وان المؤمن بالجنة حقیقة الایمان
گویا دوزخ سامنی نظر آتا ہی اوسکی رستہ مجو دوزخ مین گرادی ، کبہی نہین چلیگا چہ جای کہ اوسکی وصول مین کوشش کری الیسی ہی الیسا حقیقی مؤمن جنت کا

حتی کانه یریها لا یترك طلبها بل یسعی فی تحصیل دخولها وهذا امر یجده الانسان فی نفسه عند سعیه
گویا جنت سامنی نظر آتا ہی اوسکی طلب مین کبہی قصور نکریگا بلکہ اوسکی دخول کی کوشش کریگا اور یہہ بات ہر شخص اپنی دلمین جانتا ہی

فی امور الدنیا فی دفع ما یضره وجلب ما ینفعه یسرنا الله من الاعمال ما یوافق رضاه المجلس الخامس
جب امور دنیاوی مین مضرات سی کیسا اجتناب اور مفید باتون مین کیسی کوشش کرتا ہی اسد تعالی ہمپر وہ کام آسان کری جو اوسکی رضا کی موافق ہین پانچوین مجلس

فی لزوم الایمان بما جاء به النبی صلی الله علیه وسلم ولا یجوز
ایمان کی لازم ہونی مین اون احکام پر جو نبی صلی اسد علیہ وسلم لای ہین اور اونکی مخالفت

المخالفة فیه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفس محمد بیده لا یسمع بی
جایز نہین فرمایا رسول صلی اسد علیہ وسلم نی قسم ہی اوس ذات کی جسکی قبضہ مین محمدؐ کی جان ہی جو سنیگا میری

احد من هذه الامة یهودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بما ارسلت به الا کان من اصحاب
نبوت کو اس امت مین سی کوئی یہودی ہو یا نصرانی پہر وہ مری اس حال پر کہ ایمان نہ لایا ہو میری شریعت پر وہ دوزخی ہوگا

النار هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة ولیس المراد بالامة هٰهنا امة الاجابة بدلیل
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور امت سی مراد اسجگہ امت اجابت یعنی اہل اسلام نہین ہی اسلئی

کون الیهودی والنصاری مذکورا فیه بل المراد بها امة الدعوة فعلی هذا یدخل فیه جمیع اهل الملل
کہ اس حدیث مین یہودی اور نصرانی کا بہی ذکر ہی بلکہ مراد تمام امت دعوت ہی اس تقریر پر اس امت مین تمام باطل مذاہب والی بہی داخل ہین

الباطلة وتخصیص الیهود والنصاری بالذکر لیعلم انهما مع کونهما اهلی کتاب وصاحبی شریعة
اور یہود اور نصاری کا خاص جو نام لیا تو اسلئی کہ یہہ دونو اہل کتاب اور صاحب شریعت ہوکر

اذا کانا من اهل النار بترك الایمان بما جاء به النبی علیه الصلوة والسلام فغیرهما ممن لم یکن له کتاب
جب شریعت نبوی صلی اسد علیہ وسلم پر ایمان نہ لانی سی دوزخی ہوی تو باقی جن کی پاس نہ کتاب ہی

ولا شریعة اولی بذلك فکانه علیه الصلوة والسلام قال اقسم بالله الذی نفسی بقدرته
اور نہ شریعت بطریق اولی دوزخی ہونگی تو گویا نبی علیہ السلام نی یہہ فرمایا کہ قسم ہی اوسکی جسکی قبضہ مین میری جان ہی

ان کل من یسمع بنبوتی ولا یؤمن بما جئت به من عند الله تعالی حتی یموت یکون من اهل النار
کہ بیشک جو جو میری نبوت کو سنیگا اور میری شریعت پر مرتی دم تک ایمان نہ لائیگا تو وہ دوزخی ہوگا

ویعلم منه ان الایمان وان کان فی اللغة بمعنی التصدیق مطلقا لکنه فی الشریعة تصدیق الرسول
اور اس سی معلوم ہوتا ہی کہ ایمان اگرچہ لغت مین مطلق تصدیق کو کہتی ہین پر شرع مین رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم کی تصدیق کو

فی کل ما علم ضرورة انه جاء به من عند الله واشتهر کونه من دینه علیه الصلوة والسلام بحیث
کہتی ہین ہر ایک احکام مین جو صاف معلوم ہوئی ہین کہ یہہ احکام خدا کی طرف سی لائی ہین اور دین نبوی صلی اسد علیہ وسلم مین شہرہ چکی ہین الیسا کہ

یعلم کل احد من غیر افتقار فی معرفته الی الاستدلال اصلا لا بدلیل العقل ولا بدلیل النقل وان کان
ہر شخص بدون استدلال کی سمجہ لی غایت ظہور سی نہ عقلی دلیل کی حاجت ہو نہ نقلی دلیل کی اگرچہ

فی نفسه یتوقف معرفته علی الاستدلال علیه بدلیل من دلیلی العقل والنقل کوجود الصانع
نفس الامر مین اوسکی معرفت عقلی یا نقلی دلیل پر موقوف ہو جیسی صانع کا وجود

ووجوب الصلوة وحرمة الخمر واحوال الاخرة فان كل واحد منها وان كان فى نفسه يتوقف

اور نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال [illegible] مطالب کی معرفت اگرچہ نفس الامر مین

معرفته على الاستدلال عليه اما بدليل العقل كوجود البارى تعالى وصفاته او بدليل النقل

استدلال پر موقوف ہی یا تو عقلی دلیل پر جیسی باری تعالی کا وجود اور اوسکی صفات یا نقلی دلیل پر

كوجوب الصلوة وحرمة الخمر واحوال الاخرة لكن كونه من دينه عليه الصلوة والسلام

جیسی نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال لیکن ہر ایک کو صاف معلوم ہی کہ یہہ دینی احکام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین

معلوم بالضرورة لكل احد من غير احتياج فى معرفته الى الاستدلال عليه بدليل ويكفى

اسکی معرفت مین اصلا کسی دلیل کی حاجت نہین ہی اور جو احکام

الاجمال فيما يلاحظ اجمالا ويشترط التفصيل فيما يلاحظ تفصيلا حتى ان من لم يصدق بوجوب

مجمل لحاظ کیے جاتی ہین وہان اجمال کفایت کرتا ہی اور جہان ملاحظہ تفصیلی چاہئی وہان تفصیل شرط ہی اتنا کہ سوال کی وقت جو شخص وجوب

الصلوة عند السؤال عنها وبحرمة الخمر عند السؤال عنها لا يكون مؤمنا بل يكون كافرا لكون

نماز اور حرمت شراب کی تصدیق نکری وہ مؤمن نہین ہی بلکہ کافر ہوویگا کیونکہ

كل منهما مما علم بالتواتر انه من دينه عليه الصلوة والسلام والحاصل ان من اراد ان

یہہ دونو. حکم تواتر سی معلوم ہوچکی ہین کہ دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سی ہین اور حاصل یہہ ہی کہ جو شخص ایمان لایا چاہی

يكون مؤمنا وقال بلسانه لا اله الا الله محمد رسول الله وصدق معناه بقلبه يكون مؤمنا

اور اپنی زبان سی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہی اور دلسی اسکی معنون کی تصدیق کری وہ مؤمن ہوجاتا ہی

وان لم يعرف الفرائض والمحرمات ثم اذا قيل له الصلوات الخمس فى كل يوم وليلة فرض عليك فان

اگرچہ اوسکو فرایض اور محرمات معلوم نہون پہر اگر اوسی کہا جاوی کہ ہر رات دن مین پانچ نمازین تجہہ پر فرض ہین پہر اگر

صدقها وقبلها يكون ثابتا على ايمانه وان انكرها ولم يقبلها يكون خارجا عن الايمان وكذلك

اوسنی اوسکی تصدیق کی اور مان لیا تو وہ اپنی ایمان پر ثابت رہا اور اگر انکار کیا اور نہ مانا تو ایمان سی خارج ہوا اور ایسی ہی

سائر الفرائض والمحرمات الثابتة بدليل قطعى من الكتاب والسنة واجماع الامة وان اشكل

اور تمام فرایض اور محرمات جو دلیل قطعی کتاب اور سنت اور اجماع امت سی ثابت ہوچکی ہین اور اگر

عليه مسئلة من مسائل الايمان يجب عليه فى الحال ان يعتقد على الاجمال ما هو الصواب عند الله تعالى

کوئی مسئلہ ایمان کی مسائل مین سی اوسپر مشتبہ ہوجاوی تو اوسپر بالفعل تو یہہ واجب ہی کہ مجمل یہہ اعتقاد کری کہ جو اللہ کی نزدیک

بان يقول اعتقدت ما هو الصواب عند الله تعالى وهذا القدر يكفى الى ان يجد عالما يعلم مسائل

حق ہی مین نی قبول کیا اور زبان سی کہی کہ جو اللہ کی نزدیک حق ہی وہ مین نی مانا مجملا اتنا اعتقاد تب تک کفایت کرتا ہی کہ کوئی عالم دینی مسائل کا میسر آوی

الايمان فيسأله عما اشكل عليه ولا يجوز له تأخير الطلب لقوله تعالى فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

اور سکہا دی پہر اوس سی وہ مسئلہ مشتبہ پوچہہ لی اور جائز نہین کہ اوسکی تلاش مین تاخیر کری کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی پوچہہ لو یاد رکہنی والون سی اگر تم نہین جانتی ہو

ولا يكون معذورا بالتوقف فيما اشكل عليه بل يكون كافرا بالتوقف ان كان ما اشكل عليه من ضروريات

اور اوس مسئلہ مشتبہ مین توقف کی باب مین معذور نہین ہوگا بلکہ اگر وہ مسئلہ ضروریات دینی سی ہی تو عمدا توقف کرنی سی کافر ہوجاویگا

الدين لان التوقف فى المؤمن به يمنع التصديق فيكون كفرا مثلا من اشكل عليه وحدانية الله تعالى

کیونکہ توقف کرنا ایمان کی بات مین تصدیق مین خلل پیدا کرتا ہی سو یہہ کفر ہی مثلا کسی شخصکو اللہ کی وحدانیت مین

اوقدرته علی شئ اوعلمه بکل شئ من الکلیات والجزئیات اوحشر الاجساد اوحدوث العالم
یا اوسکی قدرت مین کسی شی پر یا اوسکی علم مین تمام کلیات او جزئیات پر یا ابدان کی پیدایش مین بعد مرنی کی یا عالم کی حادث ہونی مین

اونحو ذلك فقال اعتقدت ماهو الحق عند الله تعالی یثبت ایمانه الاجمالی لوجود التسلیم والقبول
یا ایسی ہی کسی اوربات مین شبہ واقع ہوا پھر یہہ قایل ہوا کہ جو خدا کی نزدیک حق ہی مین نی مانا تو اوسکا اجمالی ایمان ثابت رہیگا کیونکہ اجمالی قبولیت اور تسلیم موجود ہی

اجمالا لکن ان لم یسئل عما اشکل علیه من هذه المذکورات بل انه اخر الطلب اولم یطلب اصلا
لیکن اگر اوسنی اوس مشتبہ مسئلہ کو ان مذکورات مین سی ڈال رکھا دیر مین پوچھا یا کبھی بھی نہ پوچھا تو اتنی تسلیم

لا یبقی مؤمنا بقوله اعتقدت ماهو الحق عند الله تعالی بل یکون کافرا بترك السوال و
اجمالی سی کہ جو خدا کی نزدیک حق ہی وہ مین نی مانا مؤمن نہین رہیگا بلکہ بسبب ترک سوال اور

الطلب لان هذه المذکورات من ضروریات الدین یعلمها کل عاقل نشا بین المؤمنین والحاصل
تلاش کی کافر ہو جاویگا کیونکہ یہہ تمام مذکورات ضروریات دین سی ہین انکو ہر یک عاقل جو مسلمانون مین پیدا ہوا ہی جانتا ہی خلاصہ یہہ ہی

ان من اشکل علیه کون اله العالم واحدا اومتعددا ولم یمل قلبه الی واحد منهما یجب علیه
کہ جس شخص پر یہہ مسئلہ مشتبہ ہو جاوی کہ پروردگار عالم کا ایک ہی یا کئی ہین اور اوسکی دل مین کوئی ایک جانب راسخ نہو تو اوسپر واجب ہی

ان یقول فی الحال اعتقدت ماهو الحق عند الله تعالی ثم یجب علیه الطلب والسوال بلا توقف
کہ فورًا یہہ کہی مین نی مانا جو اللہ کی نزدیک حق ہی پھر اوسپر ترت بلا توقف تلاش اور دریافت کرنا واجب ہی

ولا تاخیر حتی لو اخر الطلب اوترکه ولم یعتقد کون اله العالم واحدا لا یکون مؤمنا بل یکون
اتنا کہ اگر اوسنی اس تلاش کو ڈال رکھا یا چھوڑ دیا اور پروردگار عالم کو واحد نہ جانا تو مؤمن نہوگا بلکہ کافر ہوگا

کافرا وکذا من توقف فی یوم القیمة اوفی الجنة اوفی النار اوفی المیزان اوفی الحساب اوفی الصراط
ایسی ہی جو شخص قیامت کی دن یا بہشت یا دوزخ یا میزان یا حساب یا پل صراط

اوفی الصحائف التی کتب فیها اعمال العباد اوفی شفاعة الشافعین لا یکون مؤمنا بل یکون کافرا
یا نامۂ اعمال جسمین بندون کی اعمال لکھی جاتی ہین یا شفاعت شافعین مین توقف کری مؤمن نہین ہوتا بلکہ کافر ہوتا ہی

لان التوقف والتردد ینافی التصدیق المفسر به الایمان وتحقیقه ان الایمان فی اللغة التصدیق وهو
اسلئی کہ توقف اور سوچ بچار اوس تصدیق کی برخلاف ہی جسکو ایمان کہتی ہین اسکی تحقیق یہہ ہی کہ ایمان لغت مین تصدیق کو کہتی ہین اور وہ

اذعان حکم المخبر وقبوله وجعله صادقا بعد العلم بصدقه ولم ینقل فی الشرع الی معنی اخر بدلیل
یقین کر کر مان لینا مخبر کی حکم کا اور اوس مخبر کو سچا جان کر سچا ٹہرانا اور شرع مین تصدیق کو اس معنی سی اور معنی کی طرف نقل نہین کیا دلیل یہہ ہی

انه علیه الصلوة والسلام خاطب العرب به وامتثل منهم من امتثل من غیر استفسار ولا
کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی عرب سی گفتگو میں تصدیق طلب کی اور جو اونمین سی مطیع ہوا تو اوسنی تصدیق کی نہ معنی پوچھی نہ

انتقال الی بیان الا بحسب المتعلق وهو ما یجب الایمان به فبینه علیه الصلوة والسلام وفصله
بیان طلب کیا ہان متعلق کا فرق ہوتا ہی یعنی جسپر ایمان لانا چاہیی سو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکو بیان فرمایا اور کچھہ تفصیل کی

بعض التفصیل حین جاءه جبرئیل علیه السلام علی صورة رجل غریب وسأله عن الایمان فقال یا محمد اخبرنی
جب کہ جبرئیل علیہ السلام نی ایک مرد مسافر کی صورت مین آکر ایمان کو دریافت کیا عرض کیا یا محمد بتاؤ

عن الایمان فقال علیه الصلوة والسلام الایمان ان تؤمن بالله وملئکته وکتبه ورسله الی اخر الحدیث
ایمان کیا ہی آپ نی فرمایا ایمان یہہ ہی کہ تو یقین کری اللہ کا اور اوسکی فرشتون کا اور کتابون کا اور رسولون کا آخر حدیث تک

فانه عليه الصلوة والسلام بين فيه معنى الايمان بهذا اللفظ تعويلا على ظهور معناه عندهم
سو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کو ان الفاظ سے بیان فرمایا اس بہروسے پر کہ اسکی معنوں کو وہ خوب جانتے ہین

ثم قال هذا جبرئيل اتاكم يعلمكم دينكم فلو كان الايمان نقل الى معنى غير التصديق تبين نقله
پہر آپ نے فرمایا یہہ جبرئیل تہا تمکو دین سکہانے آیا تہا پس اگر ایمان کی معنی سوای تصدیق کی اور کچہہ منقول ہوتی تو وہ مشہور ہوتی

كما تبين نقل الصلوة والزكوة ونحوهما والا لكان هذا خطابا لهم بما لم يفهموه ولما صح ان يكون تعليما لهم
جیسی منقول معنی صلوۃ اور زکوۃ وغیرہ کی مشہور ہین اور نہین تو یہہ ارشاد اوس امر کا ہوتا جسکو وہ نہین سمجہتے اور یہہ تعلیم کب ہوتی

ولما صح امتثالهم من غير استفسار فظهر ان الايمان لم يعتبر فيه شرعا الا الخصوص باعتبار
اور وہ لوگ بغیر پوچہے کیونکر مان لیتی اب ظاہر ہوگیا کہ ایمان مین باعتبار شرع کی لغوی معنون مین یعنی تصدیق مین صرف خصوصیات

متعلقه بعد ما اريد به التصديق بالمعنى اللغوي وهو ما يعبر عنه في الفارسية بگرويدن وفي التركية
متعلقات کی ہی معتبر ہے جسکو فارسی مین گرویدن اور ترکی مین

بانا نمق ثم التصديق من ضرورته المعرفة واليقين فعلى هذا لا يتحقق تصديق الرسول الا بعد
بانانمق کہتی ہین پہر تصدیق مین معرفت اور یقین ضرور چاہیے اسکی موافق رسول کی تصدیق ثابت نہوگی

اثبات رسالته بالمعجزة الدالة على صدقه ودلالة المعجزة على صدقه تتوقف على العلم بكون المعجزة
جبتک اوسکی رسالت معجزہ سے جو اوسکی صداقت پر دلالت کرتا ہو ثابت نہولی اور معجزہ کی دلالت رسول کی صداقت پر اس علم پر موقوف ہے کہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالى خارق للعادة اظهره على يد رسوله عند ادعائه الرسالة تصديقا له فانه تعالى
ایک فعل ہے افعال الٰہی سے عادت کی برخلاف کہ اوسکو اللہ تعالی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہاتہ پر بوقت دعوی رسالت کی تصدیق کی واسطے ظاہر کرتا ہے سو اللہ تعالی

باظهار المعجزة على يده صار كانه قال صدق رسولي في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله
یہہ معجزہ رسول کی ہاتہ پر ظاہر کرکر گویا یہہ فرماتا ہے میرا رسول سچا ہے تمام احکام مین جو میری طرف سے پہنچاوے برابر ہے کہ وہ تبلیغ قول سے ہو یا فعل سے

او سكوته وقد مثل العلماء ذلك بشخص قام في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني
یا سکوت سے علماء نے اسکی یہہ مثال بیان کی ہے مثلا ایک شخص بادشاہ کی دربار مین ایک جماعت کی سامنے کہڑا ہو کر کہے کہ مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون مجکو

اليكم بكذا وكذا من التكاليف فطلبوا منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقي اني اطلب من
تمہاری طرف فلانا فلانا حکم دیا ہے پہر اوس جماعت نے اوسکی صداقت کی سند طلب کی اوسنے کہا میری صداقت کی یہہ نشانی ہے کہ مین بادشاہ سے کہتا ہون

الملك ان يخالف عادته بقوم من مقامه ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا شك ان
کہ برخلاف اپنی عادت کی میری کہنے سے تین بار اوٹہے اور بیٹہے پہر بادشاہ نے اوسکی کہنے سا وہ ہی کیا تو بیشک

ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الشخص في كل ما يبلغ عني ومفيد للعلم الضروري
بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہے جیسے اوسنے یہہ کہا کہ یہہ شخص جو میری طرف سے بیان کرتا ہے سب سچ ہے اسی اوسکی صداقت کا بدیہی علم حاصل ہوگا

بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم يشاهده بل وصل اليه خبره بالتواتر ولا ريب ان
انکو جنہون نے بادشاہ سے یہہ حرکت اپنی آنکہ سے دیکہی اور جس شخص نے نہین دیکہا اوسکو اور لوگون سے سنتی سنتی حاصل ہوگا اور بیشک

هذا المثال مطابق لحال الرسول عليه الصلوة والسلام في افادة معجزته العلم الضروري بصدقه
یہہ مثال رسول علیہ الصلوۃ والسلام کی حال سے مطابق ہے کہ معجزہ دیکہنے والون کو صداقت کا یقینی علم حاصل ہوتا ہے

لمن شاهدها ولمن لم يشاهدها بل وصل اليه خبرها بالتواتر وقد وصل الينا بالتواتر
اور جو نہ دیکہے گا اسکو تواتر سے سنکر حاصل ہوگا اور ہمکو تواتر سے یہہ خبر آچکی ہے

انه علیه الصلوة والسلام ادعی النبوة واظهر المعجزة حتی جری ذلک مجری الشمس فی الظهور فوجب

کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا اور معجزہ ایسا ظاہر کیا کہ آفتاب کی مانند روشن ہے سو

علینا تصدیقه فی جمیع ما جاء به من عند الله تعالی من الاحکام التکلیفیة التی هی وجوب الواجبات

ہمپر اونکی تصدیق تمام احکام تکلیفی میں جو جو خدا کی طرف سے لائے ہیں واجب ہے اور وہ احکام یہہ ہیں واجبات کا واجب ہونا

وندب المندوبات واباحة المباحات وحرمة المحرمات وکراهة المکروهات ومنه امور الآخرة التی اول

اور مندوبات کا ندب اور مباحات کی اباحت اور محرمات کی حرمت اور مکروہات کی کراہیت اور بعضی انہیں امور آخرت میں جنکی

منزل من منازلها القبر واحیاء المیت فیه وسوال منکر ونکیر ثم کونه اما روضة من ریاض الجنة

منزلوں میں سے پہلی منزل قبر ہے اور اوسمیں مردہ کا جینا اور منکر نکیر کا سوال پہر وہ قبر یا چمن ہے جنت کے باغ کا

او حفرة من حفر النار ثم البعث منه یوم القیمة الی العرصات ثم اعطاء الکتب التی کتب فیها اعمال

یا گڑہا ہی دوزخ میں کا پہر وہانسے قیامت کے دن محشر کے میدان میں جانا پہر نامۂ اعمال کا دینا جسمیں تمام عمل بندوں کی لکہی ہوئی

العباد فیؤتی کتاب بعضهم بیمینه وکتاب بعضهم بشماله او من وراء ظهره ثم الحساب ثم نصب

ہونگی پہر کسیکو دہنی ہاتہہ میں دیا جاویگا اور کسیکو بائین ہاتہہ میں یا پس پشت سے پہر حساب کا ہونا پہر

المیزان لوزن الاعمال فمن ثقلت حسناته وخفت سیاته فهو فی عیشة راضیة ومن خفت

ترازو کہڑی کرنی اعمال تولنی کی لئے پہر جسکی نیکیاں بہاری یعنی زیادہ اور گناہ ہلکی یعنی کمتر ہونگی وہ تو اچہی چین میں رہا اور جسکی نیکیاں کمتر

حسناته وثقلت سیاته فامه هاویة ثم وضع الصراط علی متن جهنم لمرور الناس علیه فیمر بعضهم

اور گناہ زیادہ ہوئی تو اوسکا ٹہکانا گڑہا ہی پہر دوزخ کی اوپر صراط کا تان دینا آدمیوں کی چلنی کی لئے پہر کوئی تو

کالبرق الخاطف وبعضهم کالریح العاصف وبعضهم کالفرس الجواد وبعضهم یعدو عدوا وبعضهم یمشی

مثال چمکتی بجلی کی اور کوئی مانند تند ہوا کی اور کوئی مثل دوڑنی گہوڑے کی اور کوئی دوڑتا ہوا اور کوئی لپکتا ہوا

مشیا وبعضهم یحبو حبوا وبعضهم یسقط الی النار ویتلقونه الزبانیة بالسلاسل والاغلال نسأل الله تعالی

اور کوئی گہسٹتا ہوا جاویگا اور کوئی دوزخ میں گر پڑیگا اور دوزخ کی موکل اوسکو تڑت زنجیروں اور طوق میں قید کرینگے اللہ تعالی ہمکو

ان یحفظنا من جمیع هذه الاهوال وقد تبین بجمیع ما ذکر ان تصدیق الرسول علیه الصلوة والسلام لم یتحقق

ان تمام ہولوں سی محفوظ رکہیو اس تمام تقریر سی ظاہر ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق

الا بعد اثبات رسالته بالمعجزة الدالة علی صدقه ودلالة المعجزة علی صدقه تتوقف علی العلم بکون تلک المعجزة

بدون ثبوت رسالت کی معجزہ سی جو اوسکی صدق پر دلالت کرتا ہو متحقق نہیں ہوتی اور معجزہ کی دلالت اوسکی صداقت پر اس علم پر موقوف ہی کہ یہہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالی والعلم بکونها فعلا من افعاله تتوقف علی العلم بوجوده تعالی وکونه قدیما واحدا

ایک فعل ہی افعال الٰہی سی اور معجزہ کا فعل ہونا افعال الٰہی سی اس علم پر موقوف ہی کہ اللہ تعالی موجود قدیم واحد

متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لانها لکونها فعلا من افعاله تعالی یتوقف وجودها علی وجوده

قدرت والا ارادہ والا علیم حی ہی کیونکہ معجزہ جب فعل ٹہرا افعال الٰہی سی تو بیشک اوسکا عمل میں آنا وجود الٰہی

وکونه موصوفا بهذه الصفات والعلم بوجوده تعالی لا یمکن ان یحصل بالحس لانه تعالی لیس محسوسا کالشمس

اور ان تمام صفات پر موقوف ہوگا اور علم وجود باری تعالی کا حس کی وسیلہ سی حاصل ہونا ممکن نہیں ہی کیونکہ اللہ تعالی آفتاب اور مہتاب کی طرح

والقمر حتی یعلم وجوده بالحس ولیس العلم بوجوده ضروریا کالعلم بکون الاثنین اکثر من الواحد حتی یعلم

تو محسوس نہیں ہی جو حواس کی وسیلہ سی معلوم ہو جاوے اور نہ علم وجود الٰہی کا ایسا بدیہی ہی کہ جیسا ہم دو کو ایک سی بڑہتی جانتی ہیں تا کہ بداہت سی

وجوده بالبداية بل انما يعلم وجوده بالاستدلال من المصنوع الى الصانع ومن الاثر الى المؤثر كما روى ان

معلوم ہوجاوی ۔ تا بہ بجز استدلال کی ۔ مصنوع سی ۔ صانع پر ۔ اور اثر سی مؤثر پر کوئی طریق نہیں ہی چنانچہ روایت ہی

اعرابيا سئل عن الدليل الدال على وجوده تعالى فقال البعرة تدل على البعير والروث على الحمير وآثار الاقدام

کہ ایک اعرابی سی ایسی دلیل پوچھی جس سی وجود الٰہی ثابت ہوجاوی اوسنی جواب دیا کہ مینگنی اونٹ پر ۔ اور لید گدہی پر ۔ اور پانوںکا نشان

على المسير افلا تدل سماء ذات ابراج وارض ذات فجاج وبحار ذات امواج على الصانع القدير وروى ان ابا

چلنی والی پر دلالت کرتا ہی پہر کیا برجوں والا آسمان ۔ اور رستوں والی زمین ۔ اور موج مارتا دریا ۔ صانع قدیر پر دلالت نہیں کرتی ۔ اور روایت ہی کہ

حنيفة كان سيفا حادا على الدهرية وكانوا ينتهضون الفرصة ليقتلوه فبينما هو قاعد فى المسجد يوما

امام ابوحنیفہ دہریوں کی حق مین مثل تیز تلوار کی تہی ۔ اور دہریہ اونکی قتل کی لئی فرصت کی تاک مین رہتی تہی ایک روز امام صاحب تنہا مسجد مین بیٹہی تہی

وحده اذ هجم عليه جماعة منهم بسيوف مسلولة فهموا بقتله فقال لهم اجيبونى عن مسئلة ثم افعلوا

ناگاہ دہریوں کا غول ۔ ننگی تلواریں کہینچکر قتل کی لئی چڑہ آیا ۔ امام صاحب نی کہا میری ایک بات کا جواب دیدو پہر جو چاہو

ما شئتم فقالوا ما مسئلتك فقال لهم ما تقولون فى رجل يقول انى رايت سفينة مشحونة بالاحمال

سو کرنا ۔ بولی وہ کیا بات ہی ۔ امام نی کہا ۔ کیا کہتی ہو ۔ ایسی شخص کو جو یہہ کہتا ہی مین نی ایک کشتی مال اسباب کی بہری ہوئی دیکہی ہی

مملوة بالاثقال قد احتوشتها فى لجة البحر امواج متلاطمة ورياح مختلفة وهى من بينها تجرى مستوية

کہ دریا کی اندر ۔ موجوں کا طماچہ ۔ اور مختلف ہواؤں کا صدمہ اوسپر پڑتا تہا پر وہ کشتی

من غير ملاح يجريها ولا مدبر يدبر امرها هل يجوز هذا فى العقل قالوا لا هذا شئ لا يقبله العقل فقال

بدون ملاح کی جو تدبیر سی اوسکی خبرداری کری برابر بی کہٹکہ چلی جاتی تہی آیا یہہ بات عقل کی نزدیک ہوسکتی ہی وہ بولی اس بات کو عقل قبول نہین کرتی ۔ پہر

الامام ابو حنيفة يا سبحان الله اذا لم يجز فى العقل ان تجرى مستوية من غير ملاح

امام صاحب نی کہا ۔ سبحان اللہ ۔ جب ایک کشتی عقل کی نزدیک ۔ بدون ملاح کی

يدبر امرها فى جريانها فكيف يجوز فى العقل قيام هذه الدنيا على اختلاف احوالها وتغير اعمالها

جو تدبیر سی چلی برابر سیدہی درست نہین چل سکتی تو کیونکر عقل یہہ قبول کرتی ہی کہ دنیا جسکی احوال مختلف اور اعمال متفرق

وسعة اطرافها وتباين اكنافها من غير صانع يدبر امرها وحافظ يحفظ حالها فلما سمعوا كلامه

اطراف وسیع ۔ کنارے الگ الگ ۔ بغیر صانع کی جو اوسکی حال کو سنبہالی اور حفاظت کری قایم رہی ۔ یہہ کلام سنتی ہی

بكوا جميعا فقالوا صدقت واغمدوا سيوفهم وتابوا واسلموا بين يديه وروى ان بعض الزنادقة انكر الصانع

سب کی سب روئی اور بولی ۔ آپ سچ فرماتی ہین اور اپنی تلوارین میان کرلین اور توبہ کرکر اونکی سامنی مسلمان ہوگئی اور روایت ہی کہ کسی زندیق نی

عند جعفر الصادق فقال له جعفر هل ركبت البحر قال نعم قال هل رايت اهواله قال نعم قال هاجت

حضرت جعفر صادق کی آگی خدا کا انکار کیا حضرت جعفر نی فرمایا تو نی دریا کا سفر بہی کیا ہی بولا ہان پہر فرمایا اوس سفر کی سختیان بہی بہگتی مین بولا ہان

يوما ريح هائلة فكسرت السفينة واغرقت الملاحين فتعلقت بلوح ثم ذهب عنى ذلك

ایکروز ایسی تند آندہی چلی ۔ کہ کشتی ٹوٹ گئی ۔ اور ملاح ڈوب گئی ۔ مین ایک تختہ پر چپٹا رہ گیا پہر وہ تختہ بہی چہوٹ گیا

اللوح وانا مدفوع فى تلاطم الامواج حتى وقعت الى الساحل فقال جعفر كان اعتمادك اولا على السفينة

اور مین موجوں مین غوطہ کہاتا ہوا ۔ کنارہ جا لگا ۔ حضرت جعفر نی فرمایا تجہکو پہلی تو کشتی

مع الملاح ثم على اللوح بانه ينجيك فلما ذهبت عنك تلك الاشياء هل اسلمت نفسك الى الهلاك

اور ملاح پر بہروسا تہا پہر اوس تختہ پر بہروسا تہا کہ یہہ بچا لیگا پہر جب تیری ہاتہ سی یہہ سب چیزین چہوٹ گئین تو بول کیا تو نی اپنی جان موت کی حوالہ کی تہی

ام کنت ترجو سلامة بعدُ قال بل رجوتُ السلامة قال ممن کنت ترجوها فسکت الرجل فقال جعفر

یا پہر بہی نجات کی امید باقی تہی بولا نجات کی امید باقی تہی فرمایا پہر امید کس سی تہی اب وہ زندیق چپ ہو رہا پہر امام جعفر نی فرمایا

ان الصانع هو الذی ترجوه فی ذلك الوقت من غیر شعورك به وهو الذی انجاك من الغرق فلما

وہ ہی ہی خدا جس سی تو اوسوقت بہی نجات کی امید رکہتا تہا گو تجکو معلوم نہتہا اور اوسہی نی تجکو ڈوبنی سی بچایا جب

سمع ذلك الرجل هذا الکلام منه قبله بقلبه فاسلم بین یدیه فقد علم من هذا ان طریق معرفة

اوس شخص نی یہہ بات سنی دل سی مان اوٹہا اور اونکی سامنی مسلمان ہوگیا اس سی معلوم ہوا کہ معرفت الٰہی کا طریق

الله تعالی بالاستدلال الذی هو النظر فی الدلیل فیکون النظر واجبا لانه تعالی امر به فقال

استدلال ہی ہی یعنی دلیل مین غور کرنا سو نظر کرنا واجب ہی کیونکہ اللہ تعالی کا یہہ حکم ہی

قل انظروا ماذا فی السموٰت والارض فمن ترکه یکون آثما لانه تعالی اعطی الانسان نعمة العقل

تو کہہ نظر کرو کیا ہی آسمانون مین اور زمین مین پہر جو شخص استدلال نکری وہ گنہگار ہوگا کیونکہ اللہ تعالی نی انسان کو عقل کی نعمت اسہی لئی دی ہی

لیستدل به علی وجوده تعالی وقدمه ووحدته وسائر صفاته التی تدل علیها افعاله وهی القدرة و

کہ وجود الٰہی پر اور اوسکی قدم اور وحدت اور تمام اوصاف پر جو افعال الٰہی سی ثابت ہوتی ہین یعنی قدرت اور

الارادة والعلم والحیوة فاذا لم یستدل به لا یکون مؤدیا شکر نعمة العقل فیکون آثما فان لم یغفر

ارادہ اور علم اور حیات استدلال کیا کری پہر جب استدلال نہ کیا تو اوسنی عقل کی نعمت کا شکر ادا نکیا سو یہہ شخص گنہگار ہوگا اگر اوسکو اللہ نہ بخشی

الله له فانه وان کان عاقبته الجنة لکن بعد ان یعذب بقدر ذنبه فعلی هذا یجب علی کل مؤمن

تو اختیار ہی یہہ شخص اگرچہ اوسکا انجام بہشت ہی پر گناہ کی موافق عذاب بہگت کر اب اس تقریر کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی

ان یعتنی فی معرفة الله تعالی ومعرفة ما یجب علیه اعتقاده بالنظر والاستدلال حتی یخرج

کہ معرفت الٰہی اور تمام اعتقادی امور مین نظر اور استدلال کیا کری تاکہ اہل تقلید سی

من التقلید ویکون من اهل الیقین لان المقلد لا یقین له اصلا لانه هو الذی لم یتفکر فی خلق

نکل کر اہل یقین مین داخل ہوجاوی کیونکہ مقلد کو یقین کا مرتبہ کبہی حاصل نہین ہوتا کیونکہ مقلد تو وہ ہوتا ہی جو

السموٰت والارض واختلاف اللیل والنهار حتی یعرف خالقه وسائر ما یجب علیه اعتقاده بل اخبره

آسمانون اور زمین کی پیدایش اور رات دن کی اختلاف مین غور اور فکر نہین کرتا تاکہ اپنی خالق کو اور تمام اعتقادی امور کو دریافت کری بلکہ اوسکو

احد بها وصدقه فیها ففی صحة ایمانه اختلاف بین العلماء واما الذین نشأوا فی دار الاسلام وسمعوا

کسینی کچہہ بتادیا اوسنی تسلیم کرلیا سو ایسی شخص کی ایمان مین علماء اختلاف کرتی ہین کہ صحیح ہی یا نہین اور جو لوگ دار اسلام مین پیدا ہوی ہین اور

معجزات النبی علیه الصلوٰة والسلام وتفکروا فی خلق السموٰت والارض واختلاف اللیل والنهار فلا اختلاف

معجزات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتی ہین اور آسمانون اور زمین کی پیدایش اور رات دن کی اختلاف مین فکر کرتی ہین سو

فی صحة ایمانهم لکونهم من اهل النظر والاستدلال ولا یشترط الاقتدار علی التقریر والتحریر ومجادلة

اونکی ایمان مین اصلا اختلاف نہین ہی کیونکہ وہ لوگ نظر اور استدلال والی ہین اور تقریر اور تحریر اور

الخصوم ودفع شبهاتهم

بی دین کی ساتہہ مناظرہ کرنا اور اونکا شبہ دفع کرنا کچہہ شرط نہین ہی

المجلس السادس فی بیان من رضی بالله ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی الله علیه وسلم نبیا ذاق طعم الایمان

چہٹی مجلس اس بیان مین کہ جو خوش ہو اللہ کو رب مان کر اور اسلام کو دین جان کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی سمجہہ کر اوسنی ایمان کا مزہ چکہا

قال رسول

فرمایا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسولا ھذا

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ایمان کا مزہ اوس شخص نی چکھا جسنی خوشی سی مان لیا اللہ کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول یہہ

الحدیث من صحاح المصابیح رواہ العباس بن عبد المطلب ومعناہ ان من اطمئن قلبہ بکون

حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی عباس بن عبد المطلب کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ جسکی دل میں طمانینت ہوئی خدا کی

اللہ تعالی ربہ ولم یطلب ربا غیرہ واکتفی بکون الاسلام دینہ ولم یطلب دینا غیرہ وقنع بکون محمد

ربوبیت پر اور سوا اوسکی دوسرا رب تلاش نکری اور اسلام کو دین کافی جان کر دوسرا دین تلاش نکری اور رسالت محمدی

صلی اللہ علیہ وسلم رسولہ ولم یطلب رسولا غیرہ یتحقق فیہ الایمان ومن لم یرض بواحد منہا لا

صلی اللہ علیہ وسلم پر قناعت کرکر دوسرا رسول تلاش نکری ایسی شخص میں ایمان متحقق ہوتا ہی اور جو شخص ان امور میں سی کسی ایک پر بہی

یوجد فیہ الایمان لان الایمان فی الشریعۃ ھو التصدیق بالمعنی اللغوی وھو اذعان حکم المخبر وقبولہ

راضی نہوگا اوسمیں ایمان کا پتا نہیں کیونکہ شریعت میں ایمانسی مراد تصدیق باعتبار معنی لغت کی ہی یعنی مخبر کی حکم کا یقین کرنا اور مان لینا

وجعلہ صادقا بعد العلم بصدقہ لا مجرد العلم بصدقہ اذ یلزم ان یکون کل عالم بصدق النبی علیہ

اور اوسکو سچا جان کر صادق ٹہرانا نرا علم صداقت کا مراد نہیں ہی نہیں تو جسکو علم صداقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا کری

الصلوۃ والسلام مؤمنا ولیس کذلک لان کثیرا من الکفار لم یؤمنوا بہ مع کونہم عالمین بصدقہ

وہ مؤمن ہوا کری اور یہہ امر غلط ہی اسلئی کہ اکثر کفار جیسی یہود ایمان نہیں لائی اور نبی کو سچا جانتی تہی

کما یدل علیہ قولہ تعالی فی حق بعض الکفرۃ والذین اتینہم الکتب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم فدل

چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد جو بعضی کفار کی حق میں نازل ہوا ہی اس دعوی پر دلالت کرتا ہی جنکو دی ہمنی کتاب وہ جانتی ہین اوسکو جیسی جانتی ہین اپنی بیٹوں کو

النص علی ان التصدیق لیس مجرد العلم بل ھو اذعان لما علم وقبولہ لہ بترک الجحود والعناد وبناء الاعمال

اس آیت سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ تصدیق صرف علم نہیں ہی بلکہ تصدیق کیا ہی یقین کرنا احکام معلومہ کا اور مان لینا انکار اور مخالفت چہوڑکر اوسہی پر اعمال

علیہ وھذا امر زائد علی العلم لا یحصل فی الغالب الا بعد العلم والعلم ھو الجزم المطابق لما فی نفس الامر

کی بنا ہی اور یہہ امر علم سی جدا ہی اکثر اوقات یہہ امر بعد حصول علم کی ہوتا ہی اور علم کیا ہی یقین کرنا نفس الامر کی مطابق

بشرط ان یحصل ذلک الجزم بسبب واما الجزم الحاصل بغیر سبب فلیس بعلم بل ھو اعتقاد وتحقیق

بشرطیکہ وہ یقین کسی دلیل سی حاصل ہوا ہو اور جو یقین کہ بی دلیل حاصل ہوتا ہی اوسکو علم نہیں کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہی اسکی تحقیق

ذلک علی ما ذکرہ الامام التنوسی ان الحکم الحادث ینشأ عن امور خمسۃ علم واعتقاد وظن ووھم

موافق تقریر امام تنوسی کی یہہ ہی کہ حکم یعنی کوئی چیز مبتدا کو ثابت کرنی یا خبر مبتدا سی نفی کرنی پانچ طرح پر ہوتا ہی علم اور اعتقاد اور ظن اور وہم

وشک لان الحاکم بامر علی امر ثبوتا ونفیا اما ان یجد فی نفسہ جزما بذلک الحکم اولا والاول الذی

اور شک کیونکہ حکم کرنیوالا کسی خبر کا مبتدا پر باعتبار ثبوت کی ہو یا نفی کی یا تو اوسکی دل میں اوس حکم کا یقین جزمی ہی یا نہیں ہی پہلی صورت میں

ھو وجود الجزم ان کان بسبب من ضرورۃ او برھان فھو علم ویسمی معرفۃ ویقینا ایضا وان کان بغیر

یعنی اگر یقین کامل ہو اگر وہ اقسام بداہت سی حاصل ہوا ہی جیسی محسوسات کا یا دلیل سی حاصل ہوا تو ان دونو صورت میں یہہ حکم علم ہی اور اوسکو معرفت اور یقین بہی کہتی

سبب بل بتقلید محض فھو اعتقاد والثانی الذی ھو عدم وجود الجزم ان کان راجحا علی مقابلہ فھو ظن

دلیل سی حاصل نہیں ہوا بلکہ صرف تقلید سی تو وہ اعتقاد کہلاتا ہی اور دوسری صورت میں یعنی اوسکی دل میں یقین کامل نہیں تو وہ حکم ثبوت کا یا نفی کا اگر اپنی مقابل پر غالب ہی

وان کان مرجوحا فھو وھم وان کان مساویا فھو شک فالایمان ان حصل من الاقسام الثلثۃ الاخیرۃ

اور اگر مغلوب ہی تو وہم ہی اور اگر برابر ہی تو شک ہی اب ایمان اگر ان تین پچہلی قسم سی حاصل ہوا ہی جو سوا یقین کامل کی ہین

لغير الجزم وهي الظن والوهم والشك فالاجماع على بطلانه وان حصل من القسم الاول من قسمي الجزم وهو

یعنی ظن اور وہم اور شک تو یہہ بالاتفاق باطل ہی اور اگر پہلی قسم جزم کی دو نو قسم سی یعنی جو بداہت یا بدلیل حاصل ہو جو

العلم والمعرفة فالاجماع على صحته فاما القسم الثاني من القسم الجزم وهو الاعتقاد فينقسم الى قسمين احدهما مطابق لما في نفس الامر ويسمى اعتقادا صحيحا كاعتقاد

علم اور معرفت ہی تو بالاتفاق صحیح ہی اور جزم کی دوسری قسم جو اعتقاد ہی اوسکی دو قسم ہین ایک تو نفس الامر کی مطابق یہہ تو اعتقاد صحیح کہلاتا ہی جیسی

عامة المؤمنين المقلدين لائمة الدين والثاني غير مطابق لما في نفس الامر ويسمى اعتقادا فاسدا وجهلا مركبا

عام مسلمانون کا اعتقاد جو ائمہ دین کی مقلد ہین اور دوسرا نفس الامر کی برخلاف اسکو اعتقاد فاسد اور جہل مرکب کہتی ہین

كاعتقاد كافة الكفرة المقلدين لائمة الكفر فالفاسد اجمعوا على كفر صاحبه وكونه مخلدا في النار

جیسی تمام کفار کا اعتقاد جو کفر کی پیشواؤن کی مقلد ہین پس فاسد اعتقاد والا بالاتفاق کافر اور قدیم کو دوزخی ہی

واختلفوا في الاعتقاد الصحيح الذي يحصل بمحض التقليد والصحيح ان صاحبه يكون مؤمنا لكنه يكون

اور اختلاف ہی صحیح اعتقاد مین جو نری تقلیدی ہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کہ ایسی اعتقاد والا مؤمن ہوتا ہی پر وہ

عاصيا بترك النظر والاستدلال فيبقى في مشية الله تعالى ان شاء يعفو عنه ويدخله الجنة بلا عذاب

نظر اور استدلال کی ترک کرنی سی گنہگار ہوتا ہی پس یہہ اللہ تعالیٰ مشیت مین ہی چاہی معاف کرکر بلا عذاب جنت مین داخل کری

وان شاء يعذبه بقدر ذنبه ثم يدخله الجنة فعلى هذا يجب على كل مؤمن ان يتعلم كل مسئلة من

اور چاہی گناہ کی موافق عذاب دی پہر جنت مین داخل کری اس بیان کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ اعتقادی ہر ہر مسئلہ ایمان کا

مسائل عقائد الايمان بدليل واحد حتى يكون في دينه على بصيرة لان العقائد الحاصلة بالتقليد

ایک ہی دلیل سی سیکہی تا کہ اپنی دین مین صاحب بصیرت ہو کیونکہ جو عقائد تقلید سی حاصل ہوتی ہین

يخشى على صاحبها الشك عند عروض الشبهات فان التصميم على العقائد من غير تحصيلها بالدلائل

اوسمین یہہ خوف ہی کہ اگر کچہہ شبہات پیش آوین تو مقلد کو شک پیدا نہ ہوجاوی کیونکہ تصمیم عقائد کی بدون دلایل کی جب ذرہ بہر شبہہ پیش آوی

لا يامن صاحبها من زوالها عند عروض ادنى شبهة وعلى تقدير ان يقابل ذلك الشك والزوال

تو یقین نہین ہی کہ زوال سی بچی اور یہہ مانا کہ شک اور زوال کی مقابلہ مین

بالتصميم اللساني فاني ينفعه والقلب الذي هو محل الايمان متحير يقول لا ادري فيدخل في زمرة

تصمیم زبانی عمل مین آوی پر کیا فائدہ جس حالین کہ دل جو ایمان کا گہر ہی حیران ہو کر یہہ کہی مین کیا جانو پہر تو منافقین کی زمرہ مین داخل

المنافقين الذين يقولون بافواههم ما ليس في قلوبهم ولذلك قيل النفاق نوعان احدهما نفاق يعرفه

جو منہہ سی ایسی باتین بنایا کرتی ہین جو اونکی دلین نہین ہوتی اسیلئی کہتی ہین کہ نفاق کی دو قسم ہین ایک تو وہ نفاق جو منافق

صاحبه من نفسه وهو نفاق الذين يظهرون الاسلام بين الناس ويضمرون الكفر في قلوبهم كنفاق الذين

ہی دلین سمجہتا ہی یہہ نفاق اون شخصون کا ہی جو ظاہر مین لوگون کی سامنی اسلام ظاہر کرتی ہین اور دلین کفر چہپا رکہتی ہین جیسی نفاق اونکا

كانوا في عهد النبي عليه الصلوة والسلام ومن في معناهم من الزنادقة والملاحدة والثاني نفاق لا يعرفه

جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد مین تہی اور اور زندیق اور ملحد اونکی مثل دوسرا وہ نفاق ہی کہ اوسکو

صاحبه من نفسه وهو نفاق الذين يولدون بين المؤمنين فيسمعون منهم كلمات الايمان فيقولون

منافق دلین تمیز نہین کرتا یہہ اونکا نفاق ہی جو مسلمانون مین پیدا ہوتی ہین پہر اونسی ایمان کی باتین سن سنا کر جیسی سنی

مثل ما سمعوا اتباعا وتقليدا حتى انهم لو ولدوا بين اليهود والنصرى لقالوا مثل قولهم ولفعلوا مثل

ویسی ہی تقلیدا بولنی لگی اتنا کہ اگر اتفاقا یہود یا نصاری مین پیدا ہوتی تو اونکی سی کہا کرتی اور ویسا ہی کیا کرتی

فعلهم اتباعا وتقليدا من غير ان يلاحظوا من اى شئ خلقوا ولاى شئ خلقوا ليعرفوا خالقهم وما امرهم به

یہہ لحاظ نہین ہوتا کہ ہم کہان سی پیدا ہوئی اور کس لئی پیدا ہوئی تاکہ اپنی خالق کو جانی اور اوسکی امر

وما نهاهم عنه بانزال الكتب وارسال الرسل فيكونون من الذين يقولون اذا ماتوا ووضعوا فى القبر

اور نہی کو جو بواسطہ انزال کتب اور ارسال رسل بہیجی ہین پہچانی پہر وہ اون لوگون مین ہین کہ جب مرکر قبر مین جاوینگی

وسالهم منكر ونكير لا ندرى سمعنا الناس يقولون قولا فقلناه فانهم اذا اتاهم الملكان فى القبر ينطقون

اور منکر نکیر اونسی سوال کرینگی تو جواب دینگی ہم کچہہ نہین جانتی ہم تو جو اورونسی سنتی تہی وہ ہی ہم بہی کہتی تہی کیونکہ انکی پاس گور مین جب دو فرشتی آوینگی

بما عندهم من غير زيادة ولا نقصان لان الانسان فى ذلك المحل لا يترك كما فى الدنيا ان يتكلم بما ليس فى

تو بی کم وکاست وہی بول اوٹہین گی جو دلمین تہا اسلئی کہ انسان گور مین ایسا مختار نہوگا جیسا دنیا مین تہا کہ زبان پر کچہہ اور اور دلمین کچہہ

قلبه بل ان كان عالما بالحق ينطق به وان كان شاكا فيه غير عالم به يقول لا ادرى كما كان يقول بقلبه

بلکہ اگر حق جانتا تہا تو ویسا ہی کہیگا اور اگر اوسکو شک تہا تو کہیگا مین نہین جانتا جیسی کہ جیتی جی دلمین کہتا تہا

فى حال حيوته لا ادرى وقد روى انه عليه السلام قال اذا كان يوم القيمة ينادى مناد من كان يعبد

مین نہین جانتا اور روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی قیامت کی دن منادی پکاریگا جو شخص جسکو پوجتا تہا

شيئا فليتبعه فمن عبد الشمس اتبعها ومن عبد القبر اتبعه ومن عبد الطواغيت اتبعها فيبقى هذه الامة

اب اوسکی ساتہہ رہی پہر جو آفتاب کی پوجا کرتا تہا اوسکی ساتہہ ہوگا اور جو گور پوجتا تہا گور کی ساتہہ ہوگا اور جو بتون کی پوجا کرتا تہا اونکی ساتہہ ہوگا پہر یہہ امت

وفيهم منافقوهم والمراد بالمنافقين فى هذا الحديث ليس الذين عبدوا الاصنام فى منازلهم سرا واظهروا للناس

معہ اپنی منافقون کی باقی رہ جاویگی منافق سی مراد اس حدیث مین وہ لوگ نہین ہین جو اپنی گہرونکی اندر پوشیدہ بت پرستی کرتی تہی اور مسلمانون کی

الاسلام فانهم يتبعون الطواغيت بمن اتبعها لانهم كانوا يعبدونها فيذهبون فى جهنم معها بل المراد بهم

سامنی اسلام ظاہر کرتی تہی یہہ لوگ تو بتون کی ساتہہ ہونگی کیونکہ یہہ تو بتون کو پوجتی تہی سو اونکی ساتہہ دوزخ مین جاوینگی بلکہ منافق سی مراد

الذين كان الريب فى قلوبهم وهم لا يعرفون ذلك لغلبة التقليد عليهم فان اكثر العوام بل كثير ممن كان

وہ لوگ ہین جنکی دلمین تردد تہا اور تقلید کی غلبہ سی اوسکو نہ سمجہی بیشک اکثر عوام بلکہ اس زمانہ مین اکثر ایسی شخص

فى شكل العلماء فى هذا الزمان لا يعرف حال نفسه فيظن انه فى درجة المعرفة واليقين مع انه لم يتيقن ايمانه

جو علماء کی صورت مین ہین اپنی حال سی خبردار نہین ہین وہ یہہ سمجہتی ہین کہ ہمکو مرتبہ معرفت اور یقین کا حاصل ہورہا ہی اور اصل مین انکا ایمان

ولو بدرجة التقليد بل بعض المقلدين ينطق بكلمتى الايمان من غير ان يعرف معناهما ولا ان يميز بين

اگرچہ تقلید کی درجہ کا ہو بلکہ بعضی مقلدونکو کلمی ایمان کی زبان سی تو پڑہتی ہین پر اونکی معنون سی واقف نہین ہین اور نہ اللہ مین

الله ورسوله لان اكثر الناس فى هذا الزمان ليسوا فى درجة الاعتقاد التقليدى الصحيح المطابق بل هم

اور اوسکی رسول مین تمیز کرتی ہین کیونکہ اس زمانہ کی اکثر لوگون کو درجہ تقلیدی اعتقاد کا جو صحیح اور مطابق ہوتی حاصل نہین ہی بلکہ اونکو

فى درجة الاعتقاد التقليدى الفاسد الغير المطابق لما فى نفس الامر وما ذلك الا لاندراس العلماء الراسخين

تقلیدی فاسد اعتقاد کا درجہ برخلاف نفس الامر کی حاصل ہی اور یہہ تمام خرابی اسکی ہی کہ علماء جنکا علم راسخ تہا

فى العلم وكثرة الضالين المضلين من الدجاجلة الذين ينتمون الى التصوف لقطع طريق الدين على المسلمين

ہوچکی اور خود گمراہ اور گمراہ کرنیوالی دجال صفت متصوف بن کر بہت بہیل گئی شیطانی جال بچہا کر دین کی مسلمانون پر

بنصب حبائل الشياطين لما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال يكون فى اخر الزمان دجالون كذابون

رہزنی کرتی ہین چنانچہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ آخر زمانہ مین دجال کی مانند جہوٹی پیدا ہونگی

یأتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباءکم فایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم فانہ
ایسی حدیثیں روایت کرینگی کہ نہ تمنی سنی اور نہ تمہاری باپ دادانی سو تم دور رہو انسی اور دور کرو انکو اپنی سی ایسا نہو کہ تمکو گمراہ اور فتنہ مین
علیہ السلام بین فی ھذا الحدیث ان جماعۃ من اھل المکر والتلبیس یخرجون فی اخر الزمان
اس حدیث مین رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی یہہ بیان فرمایا کہ آخر زمانہ مین جماعت مکارو فریب باز
بزی العلماء والمشائخ ویقولون للناس نحن علماء ومشایخ نعلمکم دینکم ونرشدکم الی
علماء اور مشایخ کی وضع پر پیدا ہونگی کہینگی کہ ہم عالم اور شیخ وقت ہین ہم تمکو دین سکہاتی ہین اور راہ حق بتاتی ہین
الحق وھم کذابون یحدثونکم بالاحادیث الکاذبۃ یعلمونکم اعتقادات فاسدۃ ویبتدعون
اور اصل مین جہوٹی ہونگی اور وضعی حدیثین روایت کرینگی اور فاسد عقیدی تمکو سکہاوینگی اور نئی باطل
لکم احکاما باطلۃ فاحذروا عنہم ولا تقربوا منہم کیلا یضلونکم ولا یوقعونکم فی الفتنۃ فعلی
احکام تمہاری لئی گڑہ دینگی سو انسی بچو اونکی پاس نہ جاؤ مبادا تمکو گمراہ کردین اور فتنہ مین نہ پہنسادین اس
ھذا کل من لم یجاھد نفسہ فی ھذا الزمان لتعلم علم الایمان یموت علی انواع البدع والکفریات
مضمون کی موافق جو شخص اس زمانہ مین علم دین کیواسطی جان سی کوشش نہ کریگا تو وہ بیخبر طریق بدعت اور کفریات پر مریگا
وھو لا یشعر بھا ویکون من الذین یقولون یوم القیمۃ ما حکی اللہ تعالی عنہم بقولہ یوم یقول
اور اوس زمرہ مین داخل ہوگا جنکی قول کی قیامت کی دن اللہ جل شانہ حکایت کرتا ہی جسدن کہینگی
المنفقون والمنفقت للذین امنوا انظرونا نقتبس من نورکم فانہم یقولون ذلک لکونہم
منافق مرد اور عورتین ایمان والون کو ٹہرو ہم بہی لیلین تمہاری روشنی سی سو یہہ لوگ یہہ بات کہینگی کیونکہ یہہ
مشاۃ وکون المؤمنین علی رکاب تسرع بہم الی الجنۃ ونورہم بین ایدیہم وبایمانہم کما قال اللہ تعالی
پیادہ پا ہونگی اور مؤمنین گہوڑون پر سوار کہ دوڑی جنت مین لئی جاتی ہونگی اور اونکی سامنی اور داہنی روشنی ہوگی چنانچہ اللہ
یوم تری المؤمنین والمؤمنت یسعی نورہم بین ایدیہم وبایمانہم واختلف فی ذلک النور فقیل
جسدن تو دیکہی ایمان والی مرد اور عورتون کو دوڑی چلتی ہی اونکی روشنی اونکی آگی اور اونکی داہنی اور اختلاف ہی اوس نور مین کوئی کہتا ہی
المراد بہ الضیاء الذی یستضیئون بہ علی الصراط علی ما روی عن ابن مسعود رض انہ قال یؤتون
نور سی مراد روشنی ہی جسکی صراط پر روشنی ہوجاویگی ابن مسعود سی یہہ روایت ہی یہہ کہتی ہین کہ اونکو
نورھم علی قدر اعمالھم فمنہم من یؤتی نورھم کالنخلۃ ومنہم من یؤتی نورہ کالرجل القائم وادناہم
اعمال کی موافق روشنی ملی گی بعضون کو برابر کہجور کی درخت کی اور بعضون کو بمقدار قد آدم اور کم سی کم
نورا من یکون نورہ علی ابھام رجلہ ینطفی تارۃ ویلمع اخری وقیل المراد بہ معرفۃ اللہ تعالی
نور مین وہ ہوگا کہ اوسکی پاؤن کی انگوٹہی پر روشنی ہوگی کبہی چمکتی کبہی بجہی ہوئی اور کوئی کہتا ہی نور سی مراد اللہ تعالی کی معرفت ہی
فمقادیر الانوار یوم القیمۃ علی حسب مقادیر المعارف الالھیۃ المکتسبۃ فی الدنیا فلا نور
پہر قیامت کی دن روشنی باندازہ معارف الہی کی ہوگی جسقدر دنیا مین حاصل کی ہوگی سو
فی عرصۃ القیمۃ الا نور الایمان والطاعات التی اکتسب فی الدنیا باستعمال الالات البدنیۃ والقوی
قیامت کی میدان مین سوا نور ایمان اور عبادت کی جو دنیا مین بوسیلہ اعضاء بدنی اور قوی
الجسمانیۃ من الحواس الظاھرۃ والباطنۃ لتحصیل المعارف الربانیۃ فکل احد یعطی من النور یوم
جسمانی یعنی حواس ظاہر و باطن کی معارف ربانی حاصل کی ہون گی کوئی اور نور نہین ہوگا پہر ہر ایک کو قیامت کی دن اتنا نور دیا جاویگا

القيمة مقدار ما اكتسبه في الدنيا من المعارف اليقينية ومن لم يكتسب في الدنيا شيئا من المعارف
جتنی اوسنی دنیا مین یقینی معارف حاصل کی ہونگی اور جسنی دنیا مین معارف مین سی کچھ حاصل نکیا ہوگا

الدنية يبقى يوم القيمة في ظلمة بلا نور على ما روى عن ابي امامة انه قال يغشى الناس يوم القيمة
تو وہ قیامت کی دن اندہیری مین بی نور رہ جاویگا چنانچہ ابو امامہ سی روایت ہی وہ کہتی ہین قیامت کی روز لوگون کو

ظلمة شديدة ثم يقسم النور بينهم فيعطى كل مؤمن نوره بقدر علمه بالله تعالى وعمله له ويترك
سخت تاریک اندہیرا ڈہانپ لیگا پہر اونمین نور تقسیم ہوگا سو ہر مؤمن کو بقدر معارف الٰہیہ کی نور ملیگا اور جو اللہ کی علم مین ہوگا اور

الكافر والمنافق في ظلمة لا يعطيان شيئا من النور بل يحال بينهما وبين المؤمنين بان يضرب بينهم
کافر اور منافق تاریک اندہیری مین رہ جاوینگی کچھ نور نہ ملیگا بلکہ اونکی اور مؤمنین کی بیچ مین

سور دون جسر جهنم وفي الاية السابقة اشارة الى ان المراد بالمنافقين المذكورين فيها هم الشاكون
ایک دیوار جسر جہنم سی وری فاصل ہوجاویگی اور پہلی آیت مین یہہ اشارہ ہی کہ منافقین سی مراد وہ لوگ ہین جو شک اور تردد مین گرفتار

المرتابون الذين يصلون في المساجد ويدخلون مع اهل الايمان في مداخل الاسلام ولذلك قال الله تعالى
اور مسجدون مین نماز ادا کرتی تہی اور ایمان والون کی ساتھہ اسلامی مکانات مین آتی جاتی تہی اسی لئی اللہ تعالی فرماتا ہی

ينادونهم الم نكن معكم قالوا بلى ولكنكم فتنتم انفسكم وتربصتم وارتبتم وغرتكم الاماني حتى جاء
یہہ اونکو پکارینگی کیا ہم نہ تہی تمہاری ساتھہ وہ کہینگی البتہ پر تمنی بچلا دیا آپ کو اور راہ دیکہتی رہی اور دہوکی مین پڑی اور بہکی امیدون پر آخر آگیا

امر الله وغركم بالله الغرور فدلت الاية على انهم لم يعبدوا صنما بل كانوا مع المؤمنين لكن لم يكونوا
حکم اللہ کا اور تمکو بہکادیا اللہ کی نام سی غرور نی سو یہہ آیت دلالت کرتی ہی کہ وہ لوگ بت پرست نہین تہی بلکہ مؤمنین کی ہمراہ رہتی تہی پر انہون نی

عارفين بما وجب عليهم معرفته حتى جاءهم امر الله الذي هو الموت فقال لهم يوم القيمة فاليوم
جو اونپر واجب تہا وہ معرفت الٰہی حاصل نکی آخر حکم الٰہی یعنی موت آگئی اونکو قیامت کی دن یہہ حکم ہوگا سو آج

لا يؤخذ منكم فدية ولا من الذين كفروا ماوٰكم النار هي مولٰكم وبئس المصير فاذا كان كذلك ينبغي
تمسی نہین قبول فدیہ اور نہ کافرون سی تمہارا ٹہکانا دوزخ ہی وہی تمہارا رفیق ہی اور بری بازگشت پس جب مراد یہہ ہوئی تو

للمؤمن المقلد ان لا يغتر ويستدل بقوة تصميمه وكثرة عبادته انه على الحق لتوجه النقض عليه
مقلد مؤمن کو لائق ہی کہ ہرگز سستی نکری اور نہ اپنی تصمیم کی قوت اور کثرت عبادت سی یہہ استدلال کری کہ مین حق پر ہون کیونکہ اسپر یہہ اعتراض ہوگا

بتصميم اليهود والنصارى على اباطيلهم تقليدا لابائهم الضالين المضلين فان تصميم المقلد على كون
کہ یہود اور نصاری بہی جہوٹہی باتون پر اپنی باپ دادا ضالین مضلین کی تقلید سی جم رہی ہین اس لئی کہ مقلد کی تصمیم کسی

شيء حقا وعدم رجوعه عنه ولو نشر بالمناشير لا يدل على كونه في دينه على بصيرة لان جزمه
شی کی حقیقت پر اور اوسنی نہ ٹلنا اگرچہ ارہ سی چیرا جاوی یہ دلالت نہین کرتی کہ وہ اپنی دین مین بصیرت پر ہی کیونکہ اوسکا جزم

وتصميمه على كون شيء حقا ليس من حيث معرفته بكونه حقا بل من حيث نشاته بين قوم يدينون
اور تصمیم کسی شی کی حقیقت کا باعتبار معرفت یقینی حقیت کی نہین ہی بلکہ اس سبب سی ہی کہ وہ ایسی قوم مین پیدا ہوا ہی کہ وہ اوس شی کو

به وللنشاة والمخالطة اثر عظيم في تصميم كون شيء حقا سواء كان حقا او لم يكن الا ترى ان مثل هذا
اور پیدائش اور ملاپ کو اشیا کی حقیقت مین بڑا اثر ہوتا ہی برابر ہی کہ وہ حق ہو یا ناحق دیکہو ایسی ایسی

التصميم يوجد عامة من ذوي الجهل المركب كاليهود والنصارى ولهذا قال بعض العلماء من جزم في
تصمیم تمام جہل مرکبون مین ہوتی ہی جیسی یہود اور نصاری اسیلئی بعض علماء کہتی ہین جو شخص

قلبه

به يكون شئ حقا ولم يدرك ذلك الجزم سببا خاصا يرجع اليه فليس له في دينه بصيرة

نہیں کسی شئ کو حق یقین کرلی ۔ اور اوس یقین کی ایسی خاص دلیل معلوم ہو جسکی طرف رجوع کریں تو اوسکو دین کی اندر بصیرت نہیں ہی

لا ملازمة بين الجزم الاعتقادي وكون ما جزم به حقا فاذا لم يكن بينهما ملازمة يجب عليه ان

کیونکہ اس اعتقادی یقین میں اور اوس شئ کی حقیقت مین کوئی علاقہ نہیں ہی جب اون دونوں مین علاقہ نہوا تو پہر اوسپر واجب ہی کہ

ياتي بما يكون به بينهما ملازمة ليتميز ما كان عليه من الدين اهو حق ام لا حتى يكون في دينه على

اون دونوں مین علاقہ پیدا کری تاکہ اوسکو یہہ تمیز ہو کہ آیا میرا دین حق ہی یا نہیں تاکہ اوسکو دین کی

بصيرة وانما يحصل ذلك بالنظر الصحيح بالبراهين لا بالضرورة اذ قد جرت عادة الله تعالى

بصیرت پیدا ہو اور یہہ تمیز بجز نظر صحیح اور برہان کی بداہت سی نہیں ہوتی کیونکہ عادت الہی یون جاری ہی

ان يحصل بالبرهان لا بالضرورة اذ لو كان حصوله بالضرورة لادركه جميع العقلاء ويكفي في

کہ دلایل سی ہو بداہت سی نہو اگر یہہ تمیز بداہت سی حاصل ہوا کرتی تو تمام عقلا حاصل کر لیا کرتی اور مکلف کو

خروج المكلف من التقليد الدليل الجملي الذي يحصل له به في الجملة العلم والطمانينة بعقائد

تقلید سی پاک ہونی مین مجمل دلیل بہی کافی ہی جسی کچہہ علم اور طمانیت عقاید ایمان مین حاصل ہوجاوی

الايمان بحيث لا يقول بقلبه لا ادري سمعت الناس يقولون قولا فقلته ولا يشترط القدرة على

اتنا کہ اپنی دل مین یون نہ کہی کہ مین نہیں جانتا لوگون سی جو بات سنتا ہا وہی مین بہی کہتا ہا اور یہہ شرط نہیں ہی کہ اوس دلیل کو

ترتيبه على الوجه الذي يرتبه العلماء ولا القدرة على دفع الشبهة الواردة عليه من جهة المبتدعة

علماء کی طور پر موافق قواعد منطقی کی مرتب کری اور نہ یہہ شرط ہی کہ بدعتیوں کی شبہات دفع کرنیکی استعداد ہو

ولا القدرة على التعبير عنه بل اذا فهمه بحيث يخرج به عن التقليد فهو عارف وان لم يقدر ان

اور نہ یہہ شرط ہی کہ اوسکو صاف بیان کری بلکہ اوسکو اتنا سمجہ لیا کہ تقلید سی پاک ہوجاوی تو پہر وہ عارف ہی اگرچہ اوس مجمل دلیل کو

يعبر عما في ضميره من ذلك الدليل الجملي ولا ان يرد شبهة يوردها مبتدع عليه لان كثيرا من

دل سی زبان پر نہ لاسکی اور نہ یہہ شرط ہی کہ بدعتی جو شبہات وارد کرین رد کیا کری کیونکہ اکثر

العلماء يعجزون عن التعبير عما في ضمائرهم من العلوم المحققة عندهم فكيف بالعامة والحاصل

علماء اپنی حقیقی علوم کو بیان کرنی سی عاجز ہوا کرتی ہین پہر عوام کی تو کیا اصل ہی حاصل یہہ ہی

ان من اراد ان يعلم قدر نفسه من عقائد الايمان هل هو في مرتبة المعرفة ام في مرتبة التقليد

کہ جو شخص اپنا حال معلوم کیا چاہی کہ عقاید ایمانی مین آیا مجہکو مرتبہ معرفت کا ہی یا ابہی مرتبہ تقلید مین ہون اور آیا مین اپنی عقاید مین

وهل هو مصيب في عقائده ام غير مصيب فيها يلزمه ان يسئل عن حقيقة المعرفة وعن حقيقة

صواب پر ہون یا خطا پر تو اوسکو لازم ہی کہ معرفت کی حقیقت اور تقلید کی حقیقت

التقليد ليميز احدهما عن الآخر ويعلم ايهما حاصل له فالمعرفة هي الجزم الموافق لما عند الله تعالى

دریافت کری تاکہ ایک کو دوسری سی تمیز کری اور جان لی کہ مجکو دونون مین سی کیا حاصل ہی سو معرفت تو یقین کرنا موافق حکم الہی کی

بشرط ان يحصل ذلك الجزم بدليل واما الجزم الحاصل بغير دليل فلا يسمى معرفة بل يسمى اعتقادا

بشرطیکہ وہ یقین دلیل سی حاصل ہوا ہو اور جو یقین بی دلیل حاصل ہوا ہو تو اوسکو معرفت نہیں کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہی

سواء كان موافقا لما عند الله تعالى او لم يكن والتقليد هو الجزم بقول الغير من غير دليل سواء كان

برابر ہی کہ موافق علم الہی کی ہو یا نہو اور تقلید یقین کرنا غیر کی کہنی سی بلا دلیل برابر ہی

حقا او باطلا فالمقلد لا معرفة عنده وانما عنده الجزم بقول الغير خاصة سواء كان حقا او باطلا

کہ حق ہو یا باطل سو مقلد کو معرفت کبھی نہیں ہوتی اوسکو صرف یقین غیر کی کہنی کا ہوتا ہی برابر ہی کہ حق ہو یا باطل

فمن علم هاتين الحقيقتين ثم نظر الى ضميره ايهما حاصل له فيه فانه يعرف ما هو الحاصل له منهما

اب جو شخص ان دونو حقیقت کو سمجھی پھر اپنی دلمین سوچی تو جان لیگا کہ اوسکو دونوں مین سی کونسا مرتبہ حاصل ہی

فان كان الحاصل له منهما هو التقليد لا المعرفة يجب عليه اولا اقامة البرهان لتحصيل المعرفة

پس اگر اوسکو مرتبہ تقلید کا ہی معرفت کا مرتبہ نہیں ہی تو اوسپر واجب ہی کہ پہلی دلیل قایم کری تاکہ معرفت ایمانی

فی عقائد الايمان وثانيا البحث عن العقائد الصحيحة حتى يعلم هل كان مصيبا فی عقائده ام

عقائد کی حاصل ہو پھر صحیح صحیح عقاید کی بحث کری تاکہ معلوم ہو کہ اپنی عقاید مین حق پر تہا یا نہین

لم يكن فان وجد نفسه على الصواب فيها يشكر الله تعالى على هذه النعمة العظيمة التی لا يكافيها

پھر اگر وہ اپنی آپ کو صواب پر پاوی تو اس نعمت عظیمہ پر جسکی برابر کوئی دنیا کی متاع نہیں ہی شکر اللہ تعالی کا ادا کری

من متاع الدنيا وان لم يجدها على الصواب فيها يفترض عليه ان يسعى فی تصحيح اعتقاده بالبرهان

اور اگر صواب پر نہ پاوی تو اوسپر فرض ہی کہ واسطی صحت عقاید کی دلایل مین کوشش کری

حتى يحصل له النجاة من عذاب النار والدخول فی دار القرار يسرنا الله تعالى بفضله المجلس السابع

تاکہ اوسکو دوزخ کی عذاب سی نجات ملی اور بہشت مین جانا میسر ہو الہی اپنی فضل سی ہمپر آسان کر ساتوین مجلس

فی بيان مؤمن به وبيان لزوم الايمان به اجمالا على الاصح وتفصيلا

اون چیزوں کی بیان مین جن پر ایمان لانا چاہئی اور اون پر ایمان مجملا لازم ہی موافق مذہب اصح کی اور تفصیلا

عند البعض قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لجبرئيل عليه السلام حين جاءه على

بعض کی نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی جبرئیل سی فرمایا جب اوسکی پاس

صورة رجل غريب وسأله عن الايمان الايمان ان تؤمن بالله وملئكته وكتبه ورسله واليوم

ایک مرد مسافر کی صورت مین آئی اور پوچھا ایمان کیا ہی ایمان یہہ ہی کہ تو ایمان لاوی اللہ پر اور اوسکی فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں پر اور قیامت کی

الاخر وتؤمن بالقدر خيره وشره هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عمر بن الخطاب وهو

دن پر اور تو یقین کری نیک اور بد کی تقدیر کا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں مین ہی عمر بن الخطاب کی روایت سی اس حدیث مین

جامع لاصول الدين وما يصح الاعتقاد عليه فان الاصل فی الاعتقاد معرفة المبدأ والمعاد وانما

تمام اصول دین کی اور جس جس پر اعتقاد کرنا چاہئی سب مذکور ہین البتہ اصل تمام اعتقادیات مین مبدا اور معاد کی معرفت ہی اور

ذكرت الملئكة وما عطف عليه ليتوصل الى معرفة المعاد لان معرفة المبدأ تقتضيها العقول

ملائکہ کا جو معہ معطوفات کی ذکر ہی تو واسطی معرفت معاد کی ہی اسلئی کہ مبداء کی معرفت کو تو سلیم عقلین پالیتی ہین

السليمة لكونها ثابتة فی فطرة بنی ادم من مبدأ خلقتهم بمقتضى قوله تعالى فطرة الله التی

واسطی کہ بنی آدم کی اصل فطرت مین ابتداء پیدائش سی ثابت ہی موافق قول اللہ تعالی کی تراش اللہ کی جسپر

فطر الناس عليها واما معرفة المعاد ولا استعداد له فلا سبيل اليها الا بتوفيق من الله تعالى

کہ تراشا آدمیوں کو اور رہی معرفت معاد کی اور اوسکا سامان سو اوسکا کوئی راہ نہین ہی بجز توفیق الہی کی

بواسطة الانبياء الذين وصل اليهم علم ذلك بارسال الرسل من الملئكة بانزال الكتب فلذلك

بوسیلہ انبیا علیہم السلام کی جنکو اوسکا علم بواسطہ فرشتوں کی اور بوسیلہ کتب منزلہ کی حاصل ہوا ہی اسی لئی یہہ

دخل

دخل جميع ذلك في مفهوم الايمان وذكر كله في هذه الحديث فلابد لطالب معناه من الاستكشاف
بہ سبب ایمان کی مفہوم مین داخل ہین اور اس حدیث مین سب مذکور ہین سو جو اسکی معنی کا طالب ہو اوسکو ضروری ہی کہ حقیقت

عن حقيقة معنى الايمان بهذه الاشياء الستة المذكورة فيه ليكون في دينه على بصيرة
ایمان کی تہہ کو ان چہون اشیاء مذکورہ کی تفصیل سی دریافت کری تاکہ دین مین بصیرت ہو

الاول مما يجب الايمان به الايمان بالله تعالى والمراد من الايمان به تعالى العلم بوجوده وقدمه وكونه
اول ایمان اللہ پر واجب ہی اور اللہ پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی کہ اوسکو موجود اور قدیم اور

واحدا ومتصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وسائر ما يليق به من الصفات لكن العلم
واحد اور صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی اور تمام صفات لائقہ سی موصوف جانی لیکن اوسکی

بوجوده لا يمكن ان يحصل بالحس لانه تعالى ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يمكن العلم بوجوده
وجود کا علم حواس سی حاصل ہونا ممکن نہین کیونکہ اللہ تعالی مانند آفتاب اور مہتاب کی نظر نہین آتا تاکہ اوسکا وجود حواس کی ذریعی سی

بالحس وليس العلم بوجوده ضروريا كالعلم بكون الاثنين اكثر من الواحد حتى يعلم وجوده بالضرورة
معلوم ہوجاوی اور نہ علم اوسکی وجود کا ایسا بدیہی ظاہر ہی جیسا دو کا عدد ایک سی زیادہ ہی تاکہ اوسکا علم بالبداہۃ خود بخود آجاوی

بل انما يعلم وجوده تعالى بالدليل وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه حادثا يحتاج الى محدث
بلکہ علم اوسکی وجود کا دلیل سی حاصل ہوتا ہی اور وہ دلیل عالم کا وجود ہی کیونکہ عالم حادث ہونی کی سبب پیدا کرنیوالی کا محتاج ہوکر

يدل على ان له محدثا وذلك المحدث لابد ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم
دلالت کرتا ہی کہ اوسکا کوئی پیدا کرنیوالا ہی اور وہ پیدا کرنیوالا بالضرور قدیم واحد قدرت والا ارادہ والا علیم

والحيوة لانه لو لم يكن قديما بل كان حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور والتسلسل وكلاهما
اور حی ہونا چاہئی اسواسطی کہ اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو یہہ وہ خود محدث کا محتاج ہو ویگا آخر یا دور لازم آویگا یا تسلسل اور یہہ دونو

محال ولو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما التمانع المقتضي لعدم وجود العالم
محال ہین اور اگر واحد نہووی بلکہ کئی ہوں تو آپسمین روک ٹوک واقع ہوگی جس سی عالم کا وجود نہو سکی

ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة والحيوة والعلم لكان عاجزا عن ايجاد شئ من العالم لان
اور اگر قدیر اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم نہووی تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم مین سی کوئی شی بہی پیدا نہ کرسکی اسلئی

الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شئ من الاشياء يقتضي ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ
کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کی تاثیر کسی شی مین بدون ارادہ اوس شی کی نہین ہوسکتی اور ارادہ اوس شی کا

يقتضي العلم به لان القصد الى ايجاد شئ مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث
بدون علم کی نہین ہوسکتا اسلئی کہ پیدا کرنا کسی شی کا بی جانی بوجہی محال ہی اور یہہ تینون صفتین بدون

يقتضي الحيوة لكونها شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قطعيا
حیات کی نہین ہوسکتین اسلئی کہ حیات انمین شرط ہی اس بیان کی موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ہر ذرہ کا وجود یقینی دلیل ہی

على وجوده تعالى وقدمه وكونه واحدا ومتصفا بهذه الصفات الاربع اذ لا يعرف من صفاته تعالى
اوسکی وجود اور قدم اور وحدت پر اور ان چارون صفات سی موصوف ہونی پر اسلئی کہ اوسکی صفات

بالعقل الا ما يتوقف عليه افعاله واما ما لا يتوقف عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فيجوز ان
عقل سی وہ ہی معلوم ہوسکتی ہین جن پر اللہ کی افعال موقوف ہین اور جن پر افعال موقوف نہین جیسی سمع اور بصر اور کلام سو جایز ہی

يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى

کہ انکی ثبوت پر کبھی عقلی دلیل قایم کرین اور کبھی نقلی دلیل عقلی انکی ثبوت کی تو یہہ ہی

بالعقل فهو انها صفات كمال واضدادها صفات النقصان واتصافه تعالى بصفات الكمال

کہ یہہ صفتین کمال کی ہین اور انکی ضدین صفتین نقصان کی ہین اور اللہ تعالی کا موصوف ہونا صفات کمال سی

وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى بتلك الصفات واما وجه

اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی اس سی لازم آیا کہ اللہ تعالی ان صفات سی موصوف ہو اور

الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالى فوجب القطع بثبوتها

نقلی دلیل انکی ثبوت کی یہہ ہی کہ شرع سی ان صفات کا ثبوت ثابت ہی سو انکی ثبوت کا یقین کرنا واجب ہی

له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اولى من دليل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف عليها

اور اس مسئلہ مین نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی اس لئی کہ ان صفات پر افعال الہی موقوف نہین ہین

افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لم يكن معلوما لاحد حتى يعلم

تاکہ اون افعال سی ان صفات کو ثابت کرین اور ذات الہی کسیکو معلوم نہین ہی جس سی یہہ معلوم ہو

انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم ان يتصف باضدادها

کہ یہہ صفات بہ نسبت ذات الہی کی کمال کی ہین اللہ کا موصوف ہونا ضروری ہی ایسا کہ اگر ان صفات سی موصوف نہوگا تو انکی اضداد پیدا ہونگی

وما ذكر من كونها كمالا انما هو بالنسبة الينا ولا يلزم من كون الشئ بالنسبة الينا كمالا ان يكون

اور ان صفات کو کمال جو کہتی ہو تو یہہ ہماری حق مین ہین اور ہماری حق مین کمال ہونی سی لازم نہین آتا کہ

في حقه تعالى كمالا والثاني مما يجب الايمان به الايمان بالملئكة والمراد من الايمان بها العلم

اللہ کی ذات مین کمال ہون دوسری جسپر ایمان لانا چاہئی ملائکہ ہین اور ملائکہ پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی

بوجودها لكن لا سبيل الى اثبات وجودها بدليل العقل بل هو مما انعقد عليه الاجماع ونطق به

کہ ملائکہ کو موجود جانی پر انکا وجود عقلی دلیل سی کسی راہ ثابت نہین ہوتا بلکہ انکی وجود پر اجماع ہو چکا ہی اور

الكتاب والسنة فان ظاهر الكتاب والسنة يدل على وجودهم وكونهم اجساما لطيفة نورانية

کتاب اور سنت سی ثابت ہی بیشک ظاہر معنی کتاب اور سنت کی یہہ ہی دلالت کرتی ہین کہ فرشتی موجود ہین لطیف اور نورانی جسم

كاملة في العلم قادرة على الافعال الشاقة وعلى التشكل باشكال مختلفة ولا يوصفون بالذكورة

علم مین کامل دشوار سی دشوار کار کر سکتی ہین اور مختلف صورتین بدل سکتی ہین اور نہ نر ہین

ولا انوثة شانهم الطاعات ومسكنهم السموات وهم رسل الله على انبيائه وامناؤه على وحيه

اور نہ مادہ شغل اونکا عبادت اور مکان اونکا آسمان اور وہ ہی اللہ کی طرف سی انبیاء کی پاس بھیجی ہوئی آتی ہین اور وحی پر امین ہین

فمن ثبت تعيينه باسمه كجبرئيل وميكائيل واسرافيل وعزرائيل يجب الايمان به تفصيلا ومن

اور جن فرشتون کی تعیین نام سی ثابت ہی جیسی جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل اون پر تفصیلی ایمان واجب ہی اور

لم يعرف اسمه يجب الايمان به اجمالا والثالث مما يجب الايمان به الايمان بالكتب والمراد من الايمان

جنکا نام معلوم نہین اون پر اجمالی ایمان واجب ہی اور تیسری شی جسپر ایمان واجب ہی کتابین ہین اور کتابون پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی

بها العلم بكونها كلام الله تعالى انزل على انبيائه وجملتها مائة واربعة كتب انزل منها على آدم عليه السلام

کہ یقین کری کہ خدا کا کلام ہی اپنی انبیاء پر نازل کیا ہی اور تمام کتابین ایک سو چار ہین اونمین سی حضرت آدم پر

عشر صحائف وعلى شيث عليه السلام خمسون صحيفة وعلى ادريس ثلثون صحيفة وعلى ابرهيم
دس صحیفہ نازل ہوئی اور حضرت شیث پر پچاس اور حضرت ادریس پر تیس اور حضرت ابراہیم پر
عليه السلام عشر صحائف وعلى موسى عليه السلام التورٰية وعلى داود عليه السلام الزبور وعلى
علیہ السلام پر دس اور حضرت موسی علیہ السلام پر توریت اور حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور اور
عيسى عليه السلام الانجيل وعلى محمد عليه الصلوة والسلام القران فما ثبت تعينه باسمه يجب
حضرت عیسی علیہ السلام پر انجیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اور جس کتاب کی تعیین نام سی ثابت ہی
الايمان به تفصيلا وما لم يعرف اسمه يجب الايمان به اجمالا والرابع مما يجب الايمان به الايمان
تو اوسپر تفصیلی ایمان واجب ہی اور جسکی تعیین نام سی نہین ہی اوسپر اجمالی ایمان واجب ہی اور چوتھی جسپر ایمان لانا واجب ہی
بالرسل والمراد من الايمان بهم العلم بكونهم صادقين فيما اخبروا به عن الله فانه تعالى بعثهم
رسول ہین اور مراد رسولون پر ایمان لانی سی یہہ ہی کہ یقین کری کہ وہ اپنی اپنی خبرون مین جو خدا کی طرف سی لائی ہین سچی ہین بیشک انکو اللہ تعالی نی
الى عباده ليبلغوهم امره ونهيه ووعده ووعيده وايدهم بالمعجزات الدالة على صدقهم اولهم
اپنی بندون کی پاس بھیجا تاکہ اوسکا امر اور نہی اور وعدہ اور وعید پہنچادین اور معجزات سی اونکی مدد کی جو اونکی صداقت پر دلالت کرتی ہین سب
پہلی
ادم عليه السلام واخرهم محمد عليه الصلوة والسلام ولم يبين في القران عددهم كمهم بل المذكور
آدم علیہ السلام ہین اور سب سی آخر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مین اونکی گنتی نہین ہی کتنی ہین بلکہ قرآن مین
فيه منهم باسمه العلم على ما ذكره بعض المفسرين ثمانية وعشرون وهم ادم وادريس ونوح وهود
نام معین لیکر بعض مفسرین کی قول کی موافق اٹھائیس کا ذکر ہی وہ یہہ ہین آدم اور ادریس اور نوح اور ہود
وصالح وابرهيم واسمعيل واسحق ويعقوب ويوسف ولوط وموسى وهرون وشعيب وزكريا
اور صالح اور ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور یوسف اور لوط اور موسی اور ہارون اور شعیب اور زکریا
ويحيى وعيسى وداود وسليمن والياس واليسع وذا الكفل وايوب ويونس ومحمد وذو القرنين وعزير
اور یحیی اور عیسی اور داود اور سلیمان اور الیاس اور الیسع اور ذا الکفل اور ایوب اور یونس اور محمد اور ذو القرنین اور عزیر
ولقمن على القول بنبوة هذه الثلثة الاخيرة صلوت الله وسلامه عليهم اجمعين قال بعض
اور لقمان بموجب قول ان تینون کی نبوت کی جو آخر مین ہین رحمت اللہ کی اور سلام ان سب پر بعضی
العلماء يجب على المؤمن ان يعلم صبيانه ونسائه وخدمه اسماء الانبياء الذين ذكرهم الله تعالى في
علماء کہتی ہین کہ ہر مؤمن پر واجب ہی کہ اپنی بچون اور عورتون اور غلامون کو ان انبیا کا نام جنکا ذکر اللہ تعالی نی
كتبه حتى يؤمنوا بهم ويصدقوا بجميعهم ولا يظنوا ان الواجب عليهم الايمان بمحمد عليه الصلوة والسلام
اپنی کتاب مین کیا ہی سکہا دی تاکہ وہ ان سب پر ایمان لاوین اور سب کی تصدیق کرین اور یہہ خیال نہ کرین کہ ایمان صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واجب ہی
فقط لا غير فان الايمان بجميع الانبياء سواء ذكر اسمه في القران اولم يذكر واجب على المكلف فمن
اور کا نہین کیونکہ ایمان تمام انبیا پر لانا قرآن مین اونکا نام مذکور ہو یا نہو مکلف پر واجب ہی بہر جسکی
ثبت تعيينه باسمه يجب الايمان به تفصيلا ومن لم يعرف اسمه يجب الايمان به اجمالا والخامس
تعیین نام سی ہوگئی ہی اوسپر تفصیلی ایمان لانا چاہی اور جسکا نام معلوم نہین اوسپر اجمالی ایمان لانا چاہی اور پانچوین شی
مما يجب الايمان به الايمان باليوم الاخر والمراد من الايمان به العلم بما يكون فيه من احوال
جسپر ایمان لانا واجب ہی قیامت کا دن ہی اور قیامت کی دن پر ایمان لانی سی مراد ہی یقین کرنا اون حالات

الاخرة التی اول منزل من منازلها القبر واحیاء المیت فیه وسوال منکر ونکیر وهما ملکان

اخروی کا جواوس روز گذریگی جسکی منزلوں میں سی پہلی منزل قبر ہی اور اوسمیں زندہ کرنا مردہ کا اور سوال منکر نکیر کا اور یہہ دونو فرشتی ہیں

مهیبان یقعدان العبد فی قبره ویسألانه عن ربه وعن دینه وعن نبیه ویقولان له من

ہیبت ناک صورت قبر میں مردہ کو بیٹہا کر اوس سی پوچہتی ہیں پروردگار کو اور دین کو اور نبی کو اور اوس سی کہینگی کون ہی

ربك وما دینك ومن نبیك وسوالهما اول فتنة بعد الموت فمن وفق الی الجواب یکون قبره

تیرا رب اور کیا ہی تیرا دین اور کون ہی تیرا نبی اور اونکا یہہ سوال موت کی بعد پہلا فتنہ ہی سو جسکو جواب کی توفیق ہوئی تو اوسکی گور

روضة من ریاض الجنة ومن لم یوفق الی الجواب یکون قبره حفرة من حفر

ایک چمن ہی بہشت میں کا اور جسکو جواب کی توفیق نہوئی تو اوسکی گور ایک گڑہا ہوگا دوزخ میں کا

النار ثم اذا بعث الناس من قبورهم الی الموقف قاموا فیه

پہر جب بنی آدم کو قبروں میں سی اوٹہاکر موقف میں لیجائینگی اور وہ اوسجگہہ کہڑی رہینگی

ماشاء الله حفاة عراة واذا جاء وقت الحساب یؤمر بالکتب التی کتبها الکرام الکاتبون لان

جسقدر مرضی الله کی ہوگی ننگی پانو ننگی بدن اور جب وقت حساب کا ہوگا تو حکم ہوگا اعمال ناموں کا جو کرام کاتبین نی لکہہ رکہی ہیں اسلئی

الناس اذا بعثوا من قبورهم لا یکونون ذاکرین لاعمالهم فیؤتون کتبهم لیقفوا علی اعمالهم فمنهم من

کہ بنی آدم جب اپنی اپنی قبروں میں سی اوٹہائی جاوینگی تو اونکو اپنی اعمال کچھہ یاد نہوں گی اسواسطی اونکو نامہ اعمال دئی جاوینگی تاکہ اپنی اعمال سی خبردار ہوجاویں

یؤتی کتابه بیمینه وهو من السعداء لان اخذ الکتاب بالیمین علامة دخول الجنة وعدم الخلود

نامہ اعمال داہنی ہاتہہ میں ملیگی وہ تو سعید ہوں گی کیونکہ نامہ اعمال کا داہنی ہاتہہ میں لینا بہشت میں جانی کی [illegible] اور دوزخ میں ہمیشہ کو

فی النار ومنهم من یؤتی کتابه بشماله او من وراء ظهره وهو من الاشقیاء فاذا وقف الناس

نرہنی کی نشانی ہی اور بعضوں کو نامہ اعمال بائیں ہاتہہ میں ملینگی یا پیٹہہ کی طرف سی اور وہ شقی ہونگی جب بنی آدم اپنی احوال سی خبردار

علی اعمالهم یحاسبون بها فاذا انقضی الحساب ینصب المیزان لوزن الاعمال اذ بالحساب

ہوجاوینگی تو پہر اونسی حساب ہوگا پہر جب حساب ہوچکیگا تو اعمال تولنی کیواسطی ترازو قایم کی جاویگی اسلئی کہ حساب سی

یعلم العبد ما هو المقبول من الاعمال الصالحة وما هو المردود منها وما هو المغفور من الاعمال

معلوم ہوگا بنی آدم کو کہ نیک عملوں میں سی کونسا مقبول ہی اور کونسا مردود ہی اور کونسا اعمال بد میں سی معاف ہوا

السیئة وما هو المواخذ بها وبالوزن یطلع علی ما یتوجه الیه من الثواب والعقاب ویعلم مقدار

اور کونسی پر سزا ہوگی اور تولنی سی معلوم ہوگا کس عمل پر ثواب ملیگا اور کس پر عذاب ہوگا اور معلوم ہوگا اندازہ

ثواب المقبول من الاعمال الصالحة ومقدار عقاب المواخذ من الاعمال السیئة ولذلك یکون

ثواب کا اعمال نیک میں سی مقبول کا اور اندازہ عذاب کا اعمال بد میں سی قابل دارگیر کا اسی لئی

بعد الحساب نصب المیزان وقد ورد فی الخبر ان احدی کفتیه من نور والاخری من ظلمة فالکفة

میزان بعد حساب کی قایم ہوگی اور حدیث میں مذکور ہی کہ ترازو کا ایک پلڑا نور کا ہوگا اور دوسرا اندہیر کا یعنی سیاہ سو وہ

النیرة للحسنات والکفة المظلمة للسیئات والناس فی الاخرة علی ما قال علماؤنا ثلثة اصناف

روشن پلڑا واسطی نیکیوں کی ہی اور سیاہ پلڑا واسطی بدیوں کی اور بنی آدم آخرت میں موافق قول ہماری علماء کی تین قسم ہونگی

کفار ومتقون ومخلطون اما الکفار فیوضع کفرهم فی الکفة المظلمة فلا یوجد لهم حسنة حتی

نری کفار ہیں اور نری متقی پرہیزگار اور ملی جلی پہر کفار کا کفر سیاہ پلڑی میں رکہا جاویگا اور کوئی عمل نیک اونکا نہوگا

توضع

توضع فی الکفة الاخری فتبقی فارغة فترفع لفراغها وخلوّها عن الخیر فیامر الله تعالی بهم الی
پلڑی مین رکہا جاوی　تا چاردہ　خالی رہ جاویگا پہر اوپہر کہڑا ہوگا ہلکا اور عمل نیک سی خالی ہوکر　تب حکم ہوگا الله تعالی کا

النار واما المتقون فهم الذین لا کبائر لهم فتوضع حسناتهم فی الکفة النیرة وصغائرهم ان کانت
اونکی حق مین دوزخکا اور پرہیزگار شخص جس سی گناہ کبیرہ نہین ہوئی اونکی حسنات　روشن پلڑہ مین رکہی جائینگی اور اونکی گناہ صغیرہ اگر

لهم الصغائر فی الکفة الاخری فلا یجعل الله تعالی لتلك الصغائر وزنا وتثقل الکفة النیرة حتی
بالفرض ہون گی تو دوسری پلڑہ مین　سو الله تعالی اون صغائر کو ہلکا ہی وزن کردیگا　اور وہ روشن پلڑہ ایسا بہاری ہوجاویگا

لا تبرح من مکانه وترفع الکفة المظلمة ارتفاع الفارغ الخالی واما المخلطون وهم الذین ارتکبوا
کہ اپنی جگہہ سی نہین اُبہریگا　اور سیاہ پلڑہ ایسا بلند ہوجاویگا جیسی ہلکا خالی ہو　اور مؤمن گنہگار شخص جو کہ　کبیرہ گناہ کرتی رہی

الکبائر ولم یتوبوا عنها فتوضع حسناتهم فی الکفة النیرة وسیاٰتهم فی الکفة المظلمة فیکون
اور توبہ کی　سو اونکی حسنات تو روشن پلڑہ مین رکہی جاوینگی　اور اونکی اعمال بد سیاہ پلڑی مین　اور

لکبائرهم ثقل فمن کانت حسناته اثقل ولو بصوٰابة یدخل الجنة ومن کانت سیاٰتهم اثقل و
اونکی کبائر مین بوجہہ ہوویگا سو جسکی حسنات بوجہل ہون گی۔ اگرچہ لیکہہ کی برابر وہ بہشت مین جاویگی　اور جسکی بدیان بوجہل ہونگی

لو بصوابة یدخل النار الا ان یعفو الله تعالی لان مذهب اهل الحق ان العبد اذا اتی بطاعات
اگرچہ لیکہہ کی برابر وہ دوزخ مین جاویگا یا الله معاف فرماوی　کیونکہ مذہب اہل حق کا　یہہ ہی　کہ بندہ　اگر عبادات

کامثال الجبال ثم کانت له مخالفة واحدة فهو فی مشیة الله تعالی ان شاء یعاقبه علیها ثم
پہاڑ کی برابر اداکری　پہر اوسکی اعمال مین کوئی گناہ بہی ہو　تو وہ مشیت الٰہی مین ہی　اگر چاہی اوس گناہ پر عذاب دیکر پہر

یعطیه ثواب طاعاته وان شاء یغفرها له ولا یعاقبه علیها هذا اذا کانت الکبائر فیما بینه وبین
اوسکو ثواب عبادات کا عطا کری　اور اگر چاہی معاف کردی　اور کچہہ عذاب نکری　یہہ کیفیت جب ہی کہ وہ کبائر حقوق الٰہی ہون

الله تعالی واما اذا کانت علیه تبعات وکانت له حسنات کثیرة فبقدر جزاء التبعات ینقص
اور اگر اوسکی ذمہ پر　حقوق العباد ہون اور اوسکی حسنات کثرت سی ہون　تو بہر موافق مقدار بدلہ حقوق عباد کی

من ثواب حسناته فاذا لم یبق له حسنة لکثرة ما علیه من التبعات یحمل علیه من اوزار من ظلمه
ثواب حسنات کا کہٹایا جاویگا پہر جب اوسکی پاس کوئی حسنہ نہ بچی گا بسبب کثرت حقوق عباد کی　تو اوسپر مظلوموں کا بوجہہ ڈالا جاویگا

ثم یعذب علی الجمیع اذ قیل لو کان لرجل ثواب سبعین نبیا وله خصم واحد بنصف دانق لا یدخل
پہر سب کی بدلہ عذاب کہینچیگا　اسلئی کہ کہتی ہین اگر　ایک شخص کی پاس ستر نبیون کا سا ثواب ہو اور اوسکا ایک مدعی ہو　آدہی دانق کا تو وہ بہشت مین

الجنة حتی یرضی خصمه وقیل یوخذ بدانق قسط سبعمائة صلوة مقبولة فتعطی للخصم ذکر القشیری
نہین جاسکتا　بدون راضی کئی مدعی کی　اور کہتی ہین لیا جاویگا بعوض ایک دانق کی ثواب ستر　مقبول نمازون کا　پہر اوس مدعی کو دیدینگی　قشیری نی

فی التحبیر اذا تقرر هذا فالصنفان الاولان هما المذکوران فی القرآن لانه تعالی لم یذکر فی آیات الوزن
تحبیر مین ذکر کیا جب یہہ بات ٹہر چکی　تو دونو پہلی قسمین　وہ ہی قرآن مین مذکور ہین　اسلئی کہ الله تعالی نی نہین ذکر کیا　وزن کی آیتون مین

الا من ثقلت موازینه ومن خفت موازینه وقطع لمن ثقلت موازینه بکونه من المفلحین
سوا اوسکی جو بوجہل ہون　وزن اوسکی　اور جو ہلکی ہون　وزن اوسکی　اور طی کردیا جسکی وزن بوجہل ہون　کہ سعادت مند وہ ہی

وفی العیشة الراضیة ولمن خفت موازینه بخلوده فی النار بعد ان وصفه بالکفر وبقی الذین
اور آرام پسندیدہ مین ہی　اور جسکی وزن ہلکی ہون　کہ ہمیشہ کو دوزخی ہی　بعد اسکی کہ بیان کیا اوسکا کفر　اور باقی رہی وہ لوگ

یوخذ بدانق قسط سبعمائة صلوة مقبولة

خلطوا عملا صالحا واخر سيئا فبينهم النبي عليه السلام حيثما ذكرانفا ثم ينصب الصراط على جهنم

جنہون نی اعمال نیک اور بدکو ملادیا سو اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی بیان کیا ابہی ذکر آچکا پہر صراط کو دوزخ کی اوپر تان دینگی

قال بعض العلماء يكون طرفه الاول في ارض القيمة وطرفه الاخر في ارض الجنة وارض القيمة تكون

بعضی علماء یہہ کہتی ہین کہ اوسکا پہلا سرا قیامت کی میدان مین ہوگا اور دوسرا سرا بہشت کی زمین مین ہوگا اور قیامت کا میدان

على النار ويكون اجتماع الخلائق باسرهم عليها وتفور النار حتى تعلو من جوانبها وتحيط باهل المحشر

دوزخ کی اوپر ہوگا اور انبوہ تمام خلقت کا اوسہی جگہہ ہوگا اور جوش مین آویگی آگ اتنا کہ اوبہر جاویگی ہرطرف سی اور گہیر لیگی اہل محشر کو

حتى لا يبقى للجنة طريق الا الصراط فلا يكون الذهاب الى الجنة الا على الصراط وقد ورد في الحديث

اتنا کہ جنت مین جانیکا کوئی راستہ نہ بچیگا سوای صراط کی سو کوئی صورت جنت مین جانیکی نہوگی سوائی صراط پر کو اور حدیث مین آیا ہی

انه ادق من الشعر واحدّ من السيف ويجوزه الناس بقدر اعمالهم يجوز بعضهم كالبرق الخاطف وبعضهم

کہ صراط بال سی زیادہ باریک ہی اور تلوار سی زیادہ تیز اوسپر کو لوگ گذرینگی اپنی اپنی اعمال کی موافق بعضی ایسی گذر جاوینگی جیسی چمک بجلی کی اور بعضی

كالريح العاصف وبعضهم كالفرس الجواد وبعضهم يعدو عدوا وبعضهم يمشي مشيا حتى يكون اخر

مانند آندہی تند کی اور بعضی مانند تیز رو گہوڑی کی اور بعضی خوب دوڑتی ہونگی اور بعضی چپٹی ہوئی جاتی ہونگی ایسا کہ سب سی پچہلا

من يجوزه يحبو حبوا فيقول يا رب ابطات بي فيقول الرب تعالى لم ابطئ بك انما ابطى بك عملك وبعضهم

جاویگا گہسٹتا ہوا یہہ عرض کریگا یارب تو نی مجہکو دیر لگادی پہر اللہ تعالی فرماویگا مین نی مجہکو دیر نہین لگائی تجہکو تیری اعمال نی دیر لگائی اور بعضی

يجر رجلاه ويتعلق يداه وبعضهم يسقط على وجهه الى جهة النار ويتلقونه الزبانية بالسلاسل

اپنی پانو کہینچتی ہونگی دونو ہاتہون سی پکڑی ہوی اور بعضی منہہ کی بل دوزخ کی اندر گر پڑینگی اور دوزخ کی موکل اوسکو زنجیر

والاغلال ويقولون له اما نهيت عن كسب الاوزار اما حذرت من عذاب النار فتفكر يا مسكين اذا

اور طوق مین جکڑینگی اور اوسی کہینگی کیا تجہکو کسینی منع نہین کیا تہا اعمال بد سی کیا تجہکو ڈرایا نہین تہا دوزخ کی عذاب سی اب تصور کرلی او مسکین جب

نظرت الى جهنم وانت على الصراط مع ضعف حالك وثقل اوزارك على ظهرك والخلائق بين يديك

تو نظر کریگا دوزخ کی طرف اور تو صراط کی اوپر ہوگا حالت تیری ناتوان اور بوجہہ گناہون کا تیری کمر پر اور تمام خلق تیری سامنی

كيف يزلون وينكبون فتعلو رجلهم وتسفل رؤسهم الى جهة النار ومما يكون في اليوم الاخر من احوال الاخرة

کیونکر اوترینگی اور گرینگی پہر پانو اوپر کو ہوجاوینگی اور سر نیچی کو دوزخ کی طرف اور منجملہ حالات اخروی کی جو قیامت کی دن پیش آویگا

الشرب من الحوض فان لكل نبي حوضا يشرب منه مع امته وحوض نبينا عليه الصلوة والسلام اكبر

حوض مین سی پانی پینا ہی ہر ہر نبی کا ایک ایک حوض ہوگا اوسمین سی پانی پیویگا اپنی امت کی ساتہہ اور ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض سب سی بڑا

من غيره متسع الجوانب والزوايا مقدار مسيرة شهر كما روى عن عبد الله عمرو بن العاص انه عليه

ہوگا کہلی ہوی کناری اور کونی بمقدار سفر ایک مہینی کی چنانچہ روایت ہی عبداللہ بن عمرو بن عاص سی کہ فرمایا

الصلوة والسلام قال حوضي مسيرة شهر وزواياه سواء وماءه ابيض من اللبن واحلى من العسل و

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی میرا حوض برابر سفر ایک مہینہ کی ہی کونی اوسکی برابر یعنی قائمہ مین اور اوسکا پانی دودہ سی زیادہ سفید اور شہد سی زیادہ شیرین

ريحه اطيب من المسك وكيزانه كنجوم السماء من يشرب منه فلا يظمأ ابدا فقد دل هذا الحديث

اور اوسکی خوشبو مشک سی زیادہ پاکیزہ اور اوسکی آبخورہ برابر گنتی آسمان کی ستارون کی جسنی اوسمین سی پیا کبہی پیاسا نہوگا یہہ حدیث دلالت کرتی ہی

على ان من شرب منه لا يعذب بالعطش ابدا لكن يزاد عنه من بدّل وغيّر لما روى عن سهل بن

کہ جسنی اوسمین سی پانی پیا اوسکو عذاب پیاس کا کبہی نہودیگا لیکن ہٹادئی جاوینگی حوض پر سی وہ لوگ جنہون نی دین کو بدلا او بدعت پیدا کی اسی کہ روایت ہی سہل بن

سعد انه علیه الصلوٰة والسلام قال انا فرطكم على الحوض من مر على يشرب ومن شرب لا يظمأ ابدا
سعد سی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی میں تمہارا میر منزل ہون حوض پر جو شخص میری تک آویگا سو پیویگا اور جو شخص پیویگا کبھی پیاسا نہوگا

ليردن على اقوام اعرفهم ويعرفونني ثم يحال بيني وبينهم فاقول انهم مني فيقال لا تدري ما احدثوا
البتہ آوینگی مجھہ تک وہ قوم کہ میں اونکو پہچانونگا وہ مجھی پہچانینگی پہر میری اور اونکی بیچ میں پردہ ہوجائیگا میں کہونگا یہہ تو میری ہی ہین جواب آویگا آپ کو خبر نہیں اونہونی

بعدك فاقول سحقا سحقا لمن غير بعدي فانه عليه السلام انما يعرف امته في ذلك اليوم لورودهم
بعد آپ کی پہر مین کہونگا دور دور جسنی دین کو بدلا میری بعد پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی پہچانینگی اپنی امت کو اوس روز کہ وہ آوینگی آپکی پاس

عليه غرا محجلين من اثر الوضوء كما روى عن حذيفة انه عليه السلام قال حوضي لهو اشد بياضا
ہاتہہ منہہ چمکتی ہوئی وضوء کی اثر سی چنانچہ روایت ہی حذیفہ سی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی میرا حوض البتہ بہت سفید ہی۔

من الثلج واحلى من العسل وانيته اكثر من عدد النجوم واني لاصد الناس عنه كما يصد الرجل ابل
برف سی اور بہت شیرین ہی شہد سی اور اوسکی برتن یعنی کوزہ بہت زیادہ ہین ستارونکی گنتی سی اور مین البتہ روکونگا غیر لوگون کو جیسی ہٹکتا ہی کوئی شخص

الناس عن حوضه قالوا يا رسول الله اتعرفنا يومئذ قال نعم لكم سيماء ليست لاحد من الامم
غیر کی اونٹ کو اپنی حوض پر سی پوچھا یا رسول اللہ کیا تم پہچانوگی ہمکو اوس روز فرمایا ہان تمہاری چہرہ ایسی ہونگی جو کسیکی تمام امتون میں سی نہوگی

تردون على غرا محجلين من اثر الوضوء فهذه الاحاديث قد دلت على كون الحوض يوم القيمة حقا لكن
تم میری پاس آوگی ہاتہہ منہہ چمکتی ہوئی وضو کی اثر سی ان حدیثون سی معلوم یہہ ہوا کہ قیامت کی دن حوض حق ہی لیکن

اختلف فيه هل هو قبل الصراط او بعده وهل هو قبل الميزان او بعده فقال بعضهم انه يكون بعد الصراط
اختلاف اسمین ہی کہ آیا وہ صراط سی پہلی ہی یا صراط کی بعد اور آیا وہ میزان سی پہلی ہی یا پیچھی سو بعضی کہتی ہین کہ حوض صراط کی بعد ہوگی

اذ لو كان في الموقف لما دخل النار من شرب منه لانه عليه السلام قال من شرب منه لا يظمأ ابدا وقد
کیونکہ اگر وہ موقف میں ہوتی تو دوزخ میں کبھی نہ جاتا جو اوسمین سی پی لیتا اوسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی جو اوسمین سی پیویگا کبھی پیاسا نہوگا اور

ثبت ان بعضا من عصاة المؤمنين يدخلون النار ثم يخرجون منها بسبب الايمان فمتى يكون
بیشک یہہ ثابت ہی کہ بعضی گنہگار مؤمن دوزخ میں ڈالی جاوینگی پہر اوسمین سی نکلینگی بسبب ایمان کی پہر اونکو پینا کب میسر ہوگا

شربهم منه وهذا القول ليس بصحيح بل الصحيح انه يكون في الموقف قبل الصراط وقبل الميزان لان
اور یہہ قول صحیح نہین ہی بلکہ صحیح یہہ ہی کہ حوض موقف میں ہوگا صراط سی پہلی اور میزان سی پہلی اسلئی

الناس يخرجون من قبورهم عطاشا فذلك يقتضي ان يكون الحوض قبلهما وقد روى البخاري عن
کہ بنی آدم قبرون میں سی پیاسی نکلینگی اسی معلوم ہوتا ہی کہ حوض ان دونو سی پہلی ہوگا اور بخاری نی روایت کی ہی

ابي هريرة انه عليه الصلوٰة والسلام قال بينا انا قائم على الحوض اذا زمرة حتى اذا عرفتهم خرج رجل
ابو ہریرہ سی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ایک وقت میں حوض پر کہڑا ہونگا چانچک ایک گروہ پیدا ہوگا ایسا کہ جب میں اونکو پہچانونگا تو

من بيني وبينهم فقال لهم هلم فقلت الى اين قال الى النار والله قلت ما شانهم قال انهم ارتدوا بعدك
میری اور اونکی بیچمین ایک شخص آجاویگا وہ شخص کہیگا اونسی چلو میں پوچھونگا کدہر کو کہیگا دوزخ میں قسم خدا کی میں کہونگا انکا کیا حال ہی کہیگا یہہ لوگ پہر گئی تہی بعد آپ کی

على ادبارهم قهقرى ثم اذا زمرة حتى اذا عرفتهم خرج رجل من بيني وبينهم فقال لهم هلم فقلت
پس پشت اولٹی پاؤون پہر چانچک ایک گروہ ہوگا ایسا کہ جب میں اونکو پہچانونگا پیدا ہوویگا ایک شخص بیچمین میری اور اونکی وہ اونسی کہیگا چلو میں پوچہونگا

الى اين قال الى النار والله قلت ما شانهم قال انهم ارتدوا على ادبارهم فلا ارى يخلص منهم الا مثل
کدہر کو وہ جواب دیگا دوزخ میں قسم اللہ کی میں کہونگا کیا حال ہی انکا وہ کہیگا یہہ پہر گئی تہی پس پشت اپنی سو معلوم نہیں ہوتا مجھی کہ بچی کوئی اونمیں سی مگر مانند

همل النعم یعنی ان من ینجو منهم قلیل قلة النعم الضالة علی ان الهمل بفتحتین جمع هامل وهو الضال
گم گشتہ اونٹ کی مراد یہہ ہی کہ جو بچین گی اونمین سی تہوڑی ہونگی جیسی اونٹ گم گشتہ کیونکہ ہمل ساتہہ زبر ہا اور میم کی ہامل کی جمع ہی اور اوسکی معنی کہوئی ہوئی

من الابل قال القرطبی فی تذکرته نقلا عن شیخه هذا الحدیث مع صحته ادل دلیل علی کون
اونٹ قرطبی اپنی تذکرہ مین اپنی اوستاد سی نقل کر کر کہتا ہی کہ یہہ حدیث صحیح ہی اور بڑی قوی دلیل ہی اسکی

الحوض فی الموقف قبل الصراط لان الصراط ممدود علی جهنم یجاز علیه فمن جازه یسلم من النار فلا یکون
کہ حوض موقف مین صراط سی پہلی ہوگی اسلئی کہ صراط دوزخ کی اوپر بچہایا ہوا ہوگا اوسپر کو گذر کر جاوینگی پہر جو شخص اوسپر سی گذر گیا تو دوزخ سی بچ گیا تو نہ

له رجوع الیها ابدا فکیف یصح ان یدعی الیها وکذا حیاض الانبیاء تکون فی الموقف لما روی عن ابن عباس
پہر وہ کبہی ہٹ کر آویگا حوض پہ پہر کیونکر ہو سکتا ہی کہ اوسکو حوض پہ بلا دین اور ایسی ہی حوضین اور نبیوں کی موقف ہی مین ہون گی اسلئی کہ ابن عباس

انه علیه الصلوة والسلام سئل عن الوقوف بین یدی الله تعالی هل فیه ماء قال والذی نفسی بیده
روایت کرتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچہا حال وقوف کا سامنی اللہ تعالی کی آیا اوسجگہہ پانی ہی فرمایا قسم اوس ذات کی جسکی قبضہ مین

ان فیه الماء وان اولیاء الله لیردون حیاض الانبیاء ویبعث الله تعالی سبعین الف ملك بایدیهم
بیشک وہان پانی ہی اور بیشک دوست خدا کی نبیون کی حوضون پہ پانی پیوین گی اور اللہ تعالی ستر ہزار فرشتی بہیجیگا اونکی ہاتہون مین

عصی من النار یذودون الکفار عن حیاض الانبیاء وهذا الحدیث یدل علی کون حیاض الانبیاء فی
آگ کی لاٹہیان ہونگی کفار کو نبیون کی حوضون پر سی ہٹاوینگی اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ حوض تمام نبیون کی

الموقف فیلزم منه ان یکون حوض نبینا فی الموقف ایضا وما ذکر من انه لو کان فی الموقف لما دخل
موقف مین ہونگی اسی لازم آتا ہی کہ حوض ہماری صلی اللہ علیہ وسلم کا بہی موقف مین ہو اور یہہ جو کہتی ہین کہ اگر حوض موقف مین ہوتا تو ہرگز

النار من شرب منه فالجواب عنه ان من شرب منه من اهل الکبائر ان دخل النار بمشیة الله تعالی
دوزخ مین نجاتا جو شخص اوسمین سی پانی پی چکتا تو اسکا جواب یہہ ہی بیشک جو شخص اوس حوض مین سی پیوی گا اہل کبیرہ مین سی اگر وہ دوزخ مین داخل ہوگا مشیت الٰہی سی

لا یعذب بالعطش ولا یحرق النار جوفه واما الذین بدلوا وغیروا واحدثوا ما لیس فی شریعته علیه السلام
تو اوسکو پیاس کا عذاب نہین ہوگا اور آگ اندر سی پیٹ کو نہ جلاوی گی اور وہ لوگ جنہون نی دین کو بدلا اور پلٹ ڈالا اور بدعتین پیدا کین جو شریعت نبوی مین نہین ہین

فان کان تبدیلهم فی الاعمال ولم یکن فی الاعتقاد فانهم قد یبعدون عن الحوض فی حال ثم یشربون منه
پس اگر وہ تبدیل صرف اعمال ہی مین ہی اور اعتقاد مین نہین ہی تو ایسی لوگ روکی جاوینگی حوض سی ایک وقت پہر پیوین گی اوس حوض سی

بعد المغفرة وان کان تبدیلهم فی الاعتقاد اختلف فی خلودهم فی النار ومن المعلوم قطعا ان المخلد فی
بعد بخشش کی اور اگر وہ تبدیل اونکی اعتقاد مین ہی تو اختلاف ہی اونکی دائمی دوزخی ہونیمین اور یقینی معلوم ہی کہ دائمی دوزخی

النار لیس الا الکافر وقد ثبت ان المطرودین عن الحوض اصناف المنافقون الذین یظهرون الایمان ویضمرون
سواء کافر کی کوئی نہین ہی اور بیشک یہہ ثابت ہو چکا ہی کہ حوض پر سی نکالی ہوئی کئی قسم کی لوگ ہون گی ایک تو منافق جو ظاہر مین ایمان جتلاتی تہی اور دلمین

الکفر واهل الکفر والبدع والاهواء والمعلنون بالکبائر والمستخفون بالمعاصی والظلمة واعوانهم علی
کفر چہپاتی تہی اور ظاہر کافر اور بدعتی اور ہوا ہوس پرست اور گناہ کبیرہ ظاہر کر نیوالی اور گناہ کو ہلکا جاننی والی اور ظلم پیشہ اور انکی مددگار اوسلئی

روی عن کعب بن عجرة انه علیه الصلوة والسلام قال له یا کعب بن عجرة اعیذك بالله من امراء
کہ روایت ہی کعب بن عجرہ سی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکو فرمایا ای کعب بن عجرہ تجکو خدا کی پناہ اون امیرون سی

یکون من بعدی فمن غشی ابوابهم فصدقهم فی کذبهم واعانهم علی ظلمهم فلیس منی ولست منه
جو میری بعد ہونگی پس جو شخص اونکی دروازہ پر گیا اور اونکی جہوٹہی باتون کو تصدیق کیا اور ظلم مین شامل ہو کر مددگار بنا نہ وہ میرا اور نہ مین اوسکا

ولا یرد علی الحوض ومن لم یغش ابوابہم ولم یصدقہم فی کذبہم ولم یعنہم علی ظلمہم فہو منی وانا منہ

اور نہ وہ حوض پر آسکیگا اور جو شخص اونکی دروازہ پر نگیا اور نہ اونکی جہوٹہی باتون کی تصدیق کی اور نہ ظلم پر اونکی مدد کی پس وہ شخص میرا اور مین اوسکا

ویرد علی الحوض یسیرا الله تعالی الورود علیہ والنجاۃ من النار والسادس مما یجب الایمان بہ الایمان

وہ ہی حوض پر آویگا الہی آسان کر ہمپر حوض پر جانا اور نجات دی آگ سی اور چہٹی شی جسپر ایمان لانا واجب ہی ایمان تقدیر کا ہی

بالقدر والمراد من الایمان بہ العلم بکون کل ما یجری فی العالم من الخیر والشر والنفع والضر والاسلام

اور تقدیر پر ایمان لانی سی مراد یہہ ہی کہ یقین کرنا تمام حالات کا جو عالم مین گذرتی ہین نیک اور بد اور فائدہ اور نقصان اور اسلام

والکفر والطاعۃ والعصیان والربح والخسران والارادات والخطرات والحرکات والسکنات بقضاء

اور کفر اور عبادات اور گناہ اور نفع اور لوٹا اور ارادہ اور خطرہ دل اور حرکت اور سکون یہہ سب حکم

الله تعالی وقدرہ فعلی هذا کان الظاهر ان یذکر الایمان بالقضاء ایضا وانما لم یذکر لکون الایمان

الہی سی اور اوسکی اندازہ سی ہین اس تقریر کی موافق ایمان قضا پر بہی ذکر کرنا مناسب تہا پہر جو ذکر نہین کیا تو اس لئی کہ ایمان

بالقدر مستلزما للایمان بالقضاء اذ القضاء وجود الموجودات فی اللوح المحفوظ اجمالا والقدر

تقدیر پر بعینہ ایمان قضا پر ہی اسلئی کہ قضا تو وجود ہی تمام موجودات کا لوح محفوظ مین مجملا اور قدر

تفصیل القضاء السابق بایجاد تلك الموجودات فی المواد الخارجیة واحدا بعد واحد وقیل القضاء

تفصیل اسی پہلی قضا کی ہی باعتبار پیدایش اوسی موجودات کی مادہ خارجی مین ایک کی بعد ایک آگی پیچہی اور بعضی کہتی ہین قضا نام

هو الارادة الازلیة والعنایة الالهیة المقتضیة لنظام الموجودات علی ترتیب خاص والقدر تعلق

ارادہ قدیم کا اور خواہش الہی کا جسی سلسلہ موجودات کا خاص ترتیب سی بنا ہوا ہی اور تقدیر متعلق ہونا

تلك الارادة بالاشیاء فی اوقاتها الخاصة بها قال الامام فخر الدین الرازی فی تفسیر سورة یوسف اعلم

اوسہی ارادہ کا تمام اشیا سی اونکی وقتون پر جو اونکی لئی مقرر ہو چکی ہین امام فخر الدین رازی سورہ یوسف کی تفسیر مین کہتی ہین سمجہہ لی

ان الانسان مامور بان یراعی الاسباب فی هذا العالم فانه مامور غالبا بان یحذر من الاشیاء المهلکة

کہ انسان کو حکم ہی کہ اسباب ظاہری کو اس عالم مین رعایت یعنی استعمال کیا کری کیونکہ اوسکو حکم ہی اکثر جاگہ بچا رہی مہلک چیزون سی

والاغذیة المضرة بان یسعی فی تحصیل المنافع ودفع المضار بقدر الامکان ثم انه مع ذلك ینبغی له

اور ایسی غذاؤن سی جو ضرر کرین اسطرح کہ اپنی مقدور کی موافق کوشش کر کر منفعت کی اشیا حاصل اور مضر چیزون کو دفع کری پہر تو بہی انسان کو لایق یہہ ہی

ان یکون جازما بانه لا یصل الیه الا ما قدر الله له ولا یحصل له الا ما ارادہ الله له فقول یعقوب

کہ یہہ یقین کری کہ مجہکو وہی ملیگا جو الله نی میری واسطی اندازہ کیا ہی اور مجہکو کبہی نہین حاصل ہوگا سواء اوسکی جو الله نی ارادہ کیا ہی اب قول حضرت یعقوب

النبی علیه السلام لبنیه لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقة اشارة الی رعایة

علیہ السلام کا جو اپنی بیٹون سی فرمایا تہا تم سب ایک دروازہ مین سی نہ جانا اور الگ الگ دروازون سی جانا اشارہ ہی واسطی

الاسباب المعتبرة فی هذا العالم وقوله وما اغنی عنکم من الله من شیء اشارة الی التوحید المحض

استعمال اسباب ظاہری کی جو اس عالم مین معتبر ہین اور قول اونکا اور مین نہین بچا سکتا تمکو الله کی کسی چیز سی اشارہ ہی طرف خالص توحید کی

وعدم الالتفات الی الاسباب وقد ذکر الامام الغزالی فی کتاب الشکر من الاحیاء سوالا وهو ان الله تعالی

اور توجہ نکرنا اسباب پر اور امام غزالی نی احیا کی کتاب الشکر مین یہہ اعتراض ذکر کیا ہی کہ الله تعالی نی

قد امرنا ان نعمل له والا فنحن ملومون ومعاقبون علی العصیان مع کون الکل من الله تعالی

بیشک ہمکو امر فرمایا کہ اوسکی اطاعت کرین اور نہین تو ہم قابل سرزنش اور عذاب کی ہین نافرمانی سی باوجودیکہ یہہ تمام الله کی حکم سی ہو سکتا ہی

وليس الينا شئ فكيف نذم وكيف نعاقب ثم اجاب بان هذا الوعيد من الله تعالى سبب لحصول
ہماری اختیار مین کچھ بہی نہین ہی بہلا کہو ہمکو کیون سرزنش ہی اورکیون عذاب ہوتا ہی بہر اوسنی یہہ جواب دیا کہ اللہ تعالی کی اس دہمکی سی ہمکو اعتقاد حاصل ہوتا ہی

الاعتقاد فينا وحصول الاعتقاد سبب لهيجان الخوف وهيجان الخوف سبب لترك الشهوات وترك
اور اعتقاد حاصل ہونی سی دل پر خوف الہی خوب طاری ہوتا ہی اور خوف کی جوش سی شہوات نفسانی چہوٹتی ہی اور

الشهوات سبب للوصول الى جوار الله تعالى والله سبحانه وتعالى مسبب الاسباب ومرتبها
شہوات نفسانی کی چہوٹنی سی قرب الہی حاصل ہوگا اور اللہ تعالی ہی تمام اسباب کا بنانیوالا اور آراستہ کرنیوالا ہی

فمن سبق له السعادة فى الازل يتيسر له هذه الاسباب حتى يقوده سلسلتها الى الخير ومن لم يسبق
پہر جسکو ازل مین سعادت نی جالیا اوسکو یہہ تمام اسباب میسر ہوجاتی ہین آخرکو وہی سلسلہ اوسکو خیر کی طرف کہینچ لیجاتا ہی اور جسکو

له السعادة يكون بعيدا عن سماع كلام الله تعالى وكلام رسوله وكلام العلماء واذا لم يسمع لا يعلم
سعادت حاصل نہوئی تو وہ کلام الہی سنتی اور نہ کلام اوسکی رسول کی مانی اور نہ کلام علماء کی قبول کری اور جب اوسنی کچہہ نہ سنا تو بی علم رہا

واذا لم يعلم لا يخاف واذا لم يخف لا يترك الركون الى الدنيا وشهواتها واذا لم يترك الركون الى الدنيا
اور جب بی علم ہوا تو پہر کیا خوف ہوگا اور جب کچہہ خوف ہی نہوا تو دنیا کی رغبت اور اوسکی ہوا ہوس کب چہوڑیگا اور جب دنیا کی رغبت

وشهواتها يكون من حزب الشيطان وان جهنم لموعدهم اجمعين المجلس الثامن فى بيان
اور اوسکی ہوا ہوس دلمین سی نہ گئین تو شیطان کی گروہ مین داخل ہوا اور بیشک دوزخ ان سبکا ٹہکانا ہی مجلس آٹہوین بیان مین

من يدخل الجنة ومن لا يدخلها من المطيع للرسول عليه السلام

اون لوگون کی جو بہشت مین جاوینگی اور جو شخص بہشت مین نہین جاوینگی رسول علیہ السلام کی فرمان بردارون

والمخالفة له قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل امتى يدخلون الجنة الا من ابى قالوا
اور مخالفون مین سی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی میری تمام امت جنت مین داخل ہوگی سوای اوس شخص کی جو منکر ہوا

ومن ابى يا رسول الله قال من اطاعنى دخل الجنة ومن عصانى فقد ابى هذا الحديث من صحاح
منکر کون ہی یا رسول اللہ فرمایا جسنی میرا کہا مانا وہ جنت مین داخل ہوگا اور جسنی میرا کہا نمانا وہ بیشک منکر ہوا یہہ حدیث مصابیح کی

المصابيح رواه ابو هريرة والمراد بالامة فيه يحتمل ان تكون امة الدعوة فعلى هذا فالآبى هو الكافر
صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور مراد امت سی اس حدیث مین شاید کہ امت دعوت ہو اس تقدیر پر منکر کافر ہی ہین

فيكون المعنى ان كل من امن بما جئت به من عند الله تعالى يدخل الجنة اما قبل دخول النار
پہر معنی حدیث کی یہہ ہین کہ جو شخص یقین کریگا احکام کا جو مین اسکی طرف سی لایا ہون وہ جنت مین داخل ہوگا یا تو بدون داخل ہونی دوزخ کی

او بعد الخروج منها ومن ابى وامتنع عن الايمان بما جئت به من عند الله تعالى لا يدخل الجنة
یا دوزخ سی نکل کر اور جو شخص منکر ہوا اور باز رہا ایمان سی اون احکام پر جو مین لایا ہون اللہ کی طرف سی تو وہ جنت مین ہرگز نہین جاویگا

اصلا بل يبقى فى النار ابد الاباد ويحتمل ان يكون المراد بالامة امة الاجابة فعلى هذا فالآبى هو
بلکہ ہمیشہ کو دوزخ ہی مین پڑا رہیگا اور شاید مراد اس امت سی امت اجابت یعنی اہل اسلام ہون اس تقدیر پر منکر وہ ہین جو

العاصى من امته عليه الصلوة والسلام فيكون المعنى من اطاعنى بعد ما آمن بى وتمسك بسنتى
گناہ مین مبتلا ہین امت نبوی سی صلی اللہ علیہ وسلم اب معنی حدیث کی یہہ ہین جسنی میرا کہا مانا بعد مجہہ پر ایمان لاکر اور میری طریق مسنون پر عمل کیا

وعمل بشريعتى يدخل الجنة ولا يدخل النار اصلا ومن ابى بعد ما آمن بى وامتنع عن تمسك بسنتى
اور میری شریعت کو برتا وہ جنت مین داخل ہوگا اور دوزخ مین ہرگز نہین جاویگا اور جو منکر ہوا ایمان لاکر اور باز رہا میری سنت کی عمل سی

والعمل بشريعتي واتبع هواه وضل عن سواء السبيل يبقى في مشية الله تعالى ان شاء يعفو عنه
اور میری شریعت کی برتنی سی اور پیچہی لگا اپنی ہوا ہوس کی اور بہکا سیدہی راہ سی تو وہ خدا کی مشیت مین ہی چاہی اوسکو معاف کر کی
ویدخل الجنة بلا عذاب وان شاء یدخله النار ویعذبه فیها بقدر ذنبه ثم یخرجه منها ویدخله
بلا عذاب جنت مین داخل کری اور چاہی اوسکو دوزخ مین داخل کری اور موافق گناہون کی اوسمین عذاب دیکر پہر اوسمین سی نکال کر جنت مین داخل کری
الجنة والحاصل ان من اطاع مولاه وجاهد نفسه وهواه وخالف شيطانه ودنياه يكون
اور حاصل یہہ ہی کہ جسنی اپنی مولی کی اطاعت کی اور مجاہدہ کیا اپنی جان سی اور ہوس سی اور مخالفت کی شیطان اور دنیا سی تو
الجنة منزله وماواه ومن تمادى في غيه وعصيانه وارخى في الدنيا زمام طغيانه ووافق
جنت اوسی کا گہر اور ٹہکانا ہی اور جو شخص کہپا رہا اپنی کجی اور نا فرمانی مین اور ڈہیلی ڈالدی دنیا مین باگ سرکشی کی اور پیروی کرتا رہا
هواه في لذاته وشهواته يكون النار اولى به اذ قال الله تعالى فاما من طغى واثر الحيوة الدنيا فان
اپنی خواہش کی لذت اور شہوات مین تو دوزخ اسہیکی لئی سزاوار ہی اسلئی کہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی سو جسنی شرارت کی اور بہتر سمجہا دنیا کا جینا سو
الجحيم هي الماوى واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هي الماوى وروى عن
دوزخ ہی ہی ٹہکانا اور جو کوئی ڈرا اپنی رب کی پاس کہڑی ہونی سی اور روکا جی کو چاؤ سی سو بہشت ہی ٹہکانا اور روایت ہی
ابي هريرة انه عليه السلام قال لا يدخل النار الا شقي قيل ومن الشقي يا رسول الله قال من لم يعمل
ابو ہریرہ سی کہ رسول علیہ السلام نی فرمایا دوزخ مین کوئی داخل نہوگا سوای شقی کی کسینی پوچہا شقی کون ہوتا ہی یا رسول اللہ فرمایا جسنی
الله بطاعة الله ومن لم يترك له معصيته فهو شقي وروى عن شداد بن اوس انه عليه السلام
خدا کی واسطی طاعت نکی اور جسنی اوسکی خوف سی گناہ کو نچہوڑا وہ شقی ہی اور روایت ہی شداد بن اوس سی کہ رسول علیہ السلام نی فرمایا چالاک عاقل
قال الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله فانه
وہ ہی جسنی خدا کی واسطی اپنی جان جہکادی اور آخرت کی واسطی عمل کیا اور عاجز نادان وہ ہی جو اپنی جان سی ہوا ہوس کی پیچہی پڑا رہا اور اللہ سی بیجا آرزو مانگی
عليه الصلوة والسلام بين في هذا الحديث ان العاقل من بذل نفسه ويجعلها مطيعة لامر
رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ ہوشیار وہ شخص ہی جو خوار کری اپنی جان کو اور اپنی جان کو امر الہی کی تابع بنادی
الله تعالى ويحاسبها في الدنيا قبل ان يحاسب في الاخرة فان وجدها عملت خيرا يشكر الله تعالى
اور اوسکا حساب دنیا مین سمجہ لی آخرت مین حساب ہونی سی پہلی پہر اگر معلوم ہو کہ اوسی اعمال خیر عمل کین آئی تو اللہ کا شکر بجا لا دی
وان وجدها عملت شرا يستغفر الله تعالى ويتوب اليه ويتاسف على ما ضيع من عمره ويستعد
اور اگر یہہ معلوم ہو کہ اعمال بد کئی ہین تو اللہ سی بخشش طلب کری اور اوسکی طرف رجوع کری اور اتنی عمر کی بربادی پر افسوس کری اور اپنی آخرت کی لئی سامان کری
لعاقبة امره بالتوجه الى صالح عمله والتنصل من سالف زلله والاشتغال بعبادة ربه في جميع احواله
نیک عمل کی طرف متوجہ ہو اور گذری ہوئی لغزشون سی بیزار ہو اور اپنی پروردگار کی عبادت کا ہر وقت شغل رکہی
فهذا هو الزاد ليوم المعاد والاحمق من يقصر في امر مولاه ويسعى في تحصيل هواه وهو مع تقصيره
یہہ ہی توشہ معاد کی دن کا اور احمق وہ ہی جو اپنی مولی کی کہا ماننی مین قصور اور ہی خواہش حاصل کرنیمین کوشش کری اور وہ تسپر بہی کہ
في طاعة ربه واتباع شهوات نفسه يتمنى على الله تعالى فهذا هو الغرور لانه تعالى امر ونهى ثم
اپنی رب کی طاعت مین قاصر ہی اور اپنی نفس کی خواہش مین لگا چلا جاتا ہی اللہ سی آرزوئین مانگتا ہی بس غرور یہہ ہی ہی کیونکہ اللہ تعالی نی امر بہی کیا اور نہی بہی کی پہر
قال وان ليس للانسان الا ما سعى وروى عن ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال ما من احد يموت
فرمایا اور یہہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی جو اوسنی کمایا اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ایسا کوئی نہین جو مر کر

الاندم قالوا وما ندامته یارسول الله قال ان کان محسنا ندم ان لا یکون ازداد وان کان
پچھتاوی نہین عرض کیا پچھتاوا کیا ہوگا یارسول الله فرمایا اگر وہ شخص نیکو کار ہی تو پچھتاویگا کہ مینی کیون نہین زیادہ عمل کیا اور اگر

مسیئا ندم ان لا یکون نزع فیا ایها العاقل لا تضیع عمرك فی الغفلة فاجتهد فی تحصیل امتعة
بدکار ہی تو پچھتاویگا کیون نہین باز رہا پس ای شخص ہوشیار غفلت مین اپنی عمر برباد مت کر سامان آخرت کی پیدا کرنی مین کوشش کر

الاخرة قبل ان یجیء یوم لا تقدر علی تحصیلها فی ذلك الیوم فانك عن قریب تعاین ذلك الیوم فتندم
اس سی پہلی کہ وہ دن آپہنچی کہ پہر تجھکو اوس روز حاصل کرنی کی کچھ طاقت نرہیگی تو ابہی نزدیک اوس دن کو دیکھ لیگا پہر

علی ما فات من عمرك ولا ینفعك الندم قال الامام الغزالی فی رسالته المسماة بایها الولد انی رایت
غفلت مین عمر برباد کئی ہوئی پر پچھتائیگا اور اس ندامت سی کچھ فائدہ نہوگا امام غزالی اپنی رسالہ مین ایها الولد جسکا نام ہی کہتی ہین مینی

فی الانجیل ان المیت من ساعة ان یوضع علی الجنازة الی ان یوضع الی شفیر القبر یسئله تعالی
انجیل مین دیکھا ہی کہ مردہ سی اتنی عرصہ مین کہ اوسکو جنازہ پر رکھکر قبر کی کنارہ پر لیجا کر رکہین الله تعالی اپنی عظمت سی

بعظمته اربعین سوالا اوله یقول عبدی طهرت منظر الخلق سنین وما طهرت منظری
چالیس سوال پوچھتا ہی پہلی یہہ ہی فرماتا ہی ای میری بندی پاکیزہ کیا تونی اپنی تن بدن کو برسون تک اور میری نظرگاہ کو

ساعة فانه ینظر فی قلبك کل یوم ویقول ما تصنع بغیری وانت محفوف بخیری اما انت اصم
ایک دم پاک نکیا کیونکہ الله تعالی ہر روز تیری دلکی طرف دیکھتا ہی اور فرماتا ہی تو کیا کیا کرتا ہی اورون کی واسطی اور تو گہرا ہوا ہی میری انعام سی کیا تو بہرا ہی

لا تسمع وقد قال ابو سلیمان الدارانی لو لم یبك العاقل فیما بقی من عمره علی فوت ما مضی منه
سنتا نہین ابو سلیمان دارانی کہتی ہین اگر عاقل افسوس سی نہ روئی اپنی بقیہ عمر مین بی عبادت غفلت مین گذری ہوئی عمر پر

فی غیر الطاعة لکان خلیقا ان یحزنه ذلك الی الممات قال الامام الغزالی انما قال هذا لان
تو اوسکو لایق ہی کہ مرتی دم تک اسہی غم مین رہی امام غزالی کہتی ہین ابو سلیمان نی یہہ بات اسلئی کہی ہی کہ

العاقل اذا ملك جوهرة نفیسة وضاعت منه فی غیر فائدة یبکی علیها لا محالة فاذا ضاعت
عاقل کو اگر کوئی نفیس جوہر ہاتھہ آجاتا ہی اور پہر وہ اوسکی ہاتہہ سی بی فائدہ جاتا ہی تو بیشک اوسکی غم مین روتا ہی پہر اگر وہ جوہر

منه وصار ضیاعها سببا لهلاکه یکون بکاؤه اشد فکل ساعة من العمر بل کل نفس منه
بی فائدہ گم ہوکر باعث ہو اوس شخص کی تباہی کا تو اور بہی زیادہ تر روتا رہیگا پس ہر ہر ساعت عمر کی بلکہ ہر ہر دم عمر کا

جوهرة نفیسة لا خلف لها ولا بدل لها لانها صالحة لان یوصلك الی سعادة الابد وینقذك
ایک نفیس جوہر ہی جسکا نہ کچھ عوض ہی اور نہ بدلہ کیونکہ وہ عمر اس قابل ہی کہ تجھکو سعادت ابدی مین پہنچا دی اور

من شقاوة السرمد وای جوهر انفس من هذه الجوهرة فاذا ضیعتها فی الغفلة فقد خسرت خسرانا
شقاوت دائمی سی بچا دی اور کونسا جوہر اس جوہر سی زیادہ نفیس ہوگا جب تونی اسکو غفلت مین برباد کیا تو تو صاف بڑی ہی ٹوٹی مین

مبینا فاذا صرفتها الی المعصیة فقد هلکت هلاکا مبینا فان کنت لا تبکی علی هذه المعصیة
مبتلا ہوا پہر اگر تونی اوسکو گناہون مین صرف کیا پہر تو ظاہر ہیکہ تو خوب تباہ ہوا پہر اگر تو اس خطا پر افسوس کرکی نہین روتا

فذلك لجهلك فمصیبتك لجهلك اعظم من کل مصیبة لکن الجهل مصیبة لا یعرف صاحبه
تو یہہ تیری جہالت ہی تیری جہالت کی مصیبت تمام مصیبتون سی بدتر ہی لیکن جہالت ایسی مصیبت ہوتی ہی کہ جاہل اوسکو

کونه مصیبة لان نوم الغفلة یحول بینه وبین معرفته والناس نیام فاذا ماتوا انتبهوا
مصیبت نہین سمجہتا کیونکہ خواب غفلت حایل ہوکر نہین سمجہنی دیتی اور آدمی اب تو سوتی ہین جب مرینگی تو جاگین گی

نعوذ

فعند ذلک ینکشف لکل مفلس افلاسه ولکل مصاب مصیبته فان الناس فی الاخرة ینقسمون الی عدة
اوسوقت ہر مفلس کو اوسکا افلاس کہل جاویگا اور ہر مبتلا کو اوسکی مصیبت معلوم ہوجاویگی بیشک بنی آدم آخرت مین کئی قسم پر ہون گی

اقسام القسم الاول قسم الفائزین وهم الذین قال الله تعالی فیهم فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم
پہلی قسم وہ جو اپنی مراد کو پہنچی وی وہ لوگ ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی سو کسی جیکو معلوم نہین جو چہپا دہرا ہی اونکی واسطی

مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ قال النبی علیه السلام حکایة عن الله تعالی انی اعددت لعبادی
ٹہنڈک انکہون کی بدلہ اوسکا جو عمل کرتی تہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی طرف سی بطور حکایت کی فرماتی ہین مین نی اپنی نیک کار بندون کی واسطی

الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر والقسم الثانی قسم الهالکین وهم
وہ سامان تیار کیا ہی جو نہ کسی آنکہہ نی دیکہا اور نہ کانون نی سنا اور نہ کسی دل پر خطرہ مین گذرا اور دوسری قسم ہالکین کی ہی وی وہ لوگ ہین

الذین کذبوا بالحق ولم یصدقوا به فان سعادة الاخرة لا تکون الا فی القرب من الله تعالی والنظر الیه
جنہون نی حق کو جہٹلایا اور اوسکی تصدیق نکی بیشک سعادت آخرت کی بجز قرب الہی اور خدا کی دیدار کی نہین ہی

وذلک لا یحصل الا بالمعرفة التی یعبر عنها بالایمان والتصدیق وهم لما کذبوا بالحق ولم یصدقوا به
اور یہہ مرتبہ بدون معرفت کی جکو ایمان اور تصدیق کہتی ہین حاصل نہین ہوسکتا ان لوگون نی ازبسکہ حق کو جہٹلایا اور تصدیق نکی

کانوا بعیدا عنه وهم عن ربهم یومئذ لمحجوبون وکل محجوب عن ربه یکون هالکا معذبا بنار الفراق
تو اس سعادت سی دور ہونگی اور وہ اپنی رب سی اوس روز البتہ اوٹ مین ہونگی اور جو شخص اپنی رب سی اوٹ مین رہا ہلاک ہوویگا جدائی کی آگ مین

ونار جهنم ابد الاباد والقسم الثالث فیه قسم المعذبین وهم الذین تحلوا باصل الایمان لکنهم قصروا فی العمل
اور دوزخ کی آگ مین ہمیشہ کو جلتا رہیگا اور تیسری قسم اسمین وہ جو عذاب دئی جاوینگی وہ لوگ ہین جنہون نی اصل ایمان تو حاصل کیا پر عمل مین جو سزاوار تہا

بمقتضاه فان رأس الایمان التوحید وهو نفی الشرک وهو اعتقاد العبد ان الله تعالی واحد فی ذاته وصفاته
ایمان کی تہا کوتاہی کی کیونکہ جزو اعظم ایمان کا توحید ہی یعنی نفی شرک کی اور وہ یہہ ہی کہ آدمی یہہ اعتقاد کری کہ اللہ تعالی ایک ہی اپنی ذات اور صفات

وافعاله وکل ما یظهر فی العالم لا یظهر الا بعلمه وارادته وخلقه ولا یستحق العبادة الا هو فعلی هذا
اور افعال مین اور عالم مین جو گذرتا ہی ہرگز نہین پیدا ہوسکتا بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا کرنی کی اور پرستش کی قابل سوای اوسکی اور کوئی نہین ہی اس تقریر کی موافق

کل من یقول لا اله الا الله یصیر کانه یقول انی اعتقدت انه تعالی واحد فی ذاته وصفاته وافعاله
جو شخص زبان سی کہتا ہی لا اله الا الله گویا وہ کہتا ہی مین نی یقین کیا کہ اللہ تعالی ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال مین

ولا یظهر فی العالم شئ الا بعلمه وارادته وخلقه ولا یستحق العبادة الا هو وانی التزمت عبادته
اور عالم مین کوئی امر پیدا نہین ہوسکتا بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا کرنی کی اور کوئی نہین سزاوار پرستش کا سوا اوسکی اور میری ذمہ ہی اوسکی عبادت

ولا اعبد الا ایاه وبعد هذا الاعتراف کل من اتبع هواه فقد اتخذ الهه هواه وهو موحد بلسانه
اور مین کسیکی عبادت نکرونگا سوای اوسکی اور یہہ اقرار کرکر جو شخص اپنی ہوا ہوس کی پیچہی پڑی تو اوسنی بیشک اپنا معبود ہوا ہوس کو ٹہرالیا اب وہ شخص فقط زبان سی

فقط والتوحید لا یکمل الا بالاستقامة علیه ومن لم یستقم علیه ولو فی امر یسیر بل اتبع هواه
توحید کا قایل ہی اور توحید بدون استقامت کی پوری نہین ہوتی اور جو شخص توحید پر قایم نرہی اگرچہ ادنی کام مین بلکہ وہ اپنی ہوا ہوس کی پیچہی پڑی

ولو فی فعل قلیل یکون خارجا عن سواء السبیل وذلک قادح فی کمال التوحید ولعدم خلو بشر عن
اگرچہ چہوٹی سی کام مین وہ سیدہی رستہ سی بیراہ ہی اور اسی کمال توحید کو بٹا لگتا ہی اور اسلیئی کہ اکثر آدمی اکثر اوقات کامل توحید پر

ذلک فی غالب الامر قال الله تعالی وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا فیکون ورود کل احد علی النار متیقنا وانما
قایم نہین رہتی اللہ تعالی فرماتا ہی ایسا کوئی نہین جو اوسپر نگذری پس یقیناً آگ سب کی گذرگاہ ہی

الشك فيمن ينجو منها وقد جاء فى بعض الاخبار ما يدل على ان اخر من يخرج منها يخرج بعد سبعة الاف
شک اسمین ہی کہ کون کون نجات پاویگا بعضی حدیثون مین ایسا آیا ہی جسنی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ سب سی پیچھی دوزخ میں سی نکلنی والا سات ہزار برس کی بعد نکلیگا
سنة وبعضهم يجوز منها كبرق خاطف فلا يكون له فيها لبث وبعضهم يمكث فيها لحظة وبين اللحظة
اور بعضی اوسمین سی ایسی گذر جاوینگی جیسی چمکتی بجلی ایسی شخصکو دوزخ مین ذرہ بہر درنگ نہوگی اور بعضی دوزخ مین لحظہ بہر ٹہرینگی ایک لحظہ سی
وسبعة الاف سنة درجات متفاوتة من اليوم والاسبوع والشهر والسنة والسنتين وسائر العدد
سات ہزار برس کی اندر اندر بہت سی درجہ متفاوت ہین جیسی ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ ایک برس دو برس اور باقی تمام گنتی
واما الاختلاف بالشدة فلا نهاية لاعلاه وادناه التعذيب بالمناقشة فى الحساب فان اختلاف عذاب
اور رہا حال سختی کا اوسکی اعلی درجہ کا تو کچہہ ٹہکانا نہین اور کم سی کم عذاب حساب کی گرفت ہی سختی سی کیونکہ اختلاف آخرت کی عذاب کا
الاخرة وثوابها بحسب قوة الايمان وضعفه وكثرة الطاعات وقلتها وكثرة الذنوب وقلتها وشواهد
اور ثواب کا موافق ایمان کی قوت اور سستی کی ہی اور باعتبار زیادتی اور کوتاہی عبادت کی اور بلحاظ کثرت اور قلت گناہونکی اور گواہ
هذا فى القران قوله تعالى اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم اليوم وقوله تعالى وان ليس للانسان الا
اسکی قرآن مین ہین قول اللہ تعالی کا آج بدلا دی جاویگی ہر جان جو جو اوسنی کیا تہا آج ظلم نہین ہی اور قول اللہ تعالی کا اور یہہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی
ما سعى وقوله تعالى فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره وغير ذلك مما ورد فى كتاب
جو کمایا اور قول اللہ تعالی کا جسنی ذرہ بہر بہلائی کی وہ دیکہہ لیگا اور جسنی ذرہ بہر برائی کی وہ دیکہہ لیگا اور سوا اسکی جو اور کتاب مجید مین -
الله تعالى وسنة رسوله من كون الثواب والعقاب جزاء الاعمال فعلى هذا كل من احكم اصل الايمان
اور سنت رسول یعنی حدیث مین وارد ہی کہ ثواب اور عذاب دونو بدلا کئی کا ہی پس اس بیان کی موافق جسنی اصل ایمان کو درست اور محکم کیا
واحسن جميع الفرايض التى هى الاركان الخمسة للاسلام باتيان كلمتى الشهادة واقامة الصلوة وايتاء الزكوة
اور تمام فرایض اچھی طرح اداکئی یعنی پانچوں رکن اسلام دونو کلمی شہادت کی پڑہی اور نماز کو قایم رکہی اور زکوہ اداکرتا رہا
وصوم رمضان وحج البيت واجتناب الكبائر ولم يصدر منه الا الصغائر متفرقة من غير ان يصر عليها
اور روزی رمضان کی رکہی گیا اور حج بیت اللہ کا کیا اور کبیرہ گناہونسی بچتا رہا اور اوسی سوا متفرق صغیرہ بدون اصرار کی یعنی دہٹہ جانی کی کوئی عمل مین نہ آیا
وادنى معنى ارتكاب الكبائر والاصرار على الصغائر بمعنى الاكثار فيها سواء كانت من نوع واحد ومن
اور کم سی کم کبیرہ عمل کرنی سی اور صغیرہ پر اصرار کرنیسی مراد یہہ ہی کہ اکثر اوقات اوسمین مبتلا رہی برابر ہی کہ وہ گناہ ایک ہی طرح کا ہو یا
انواع مختلفة يشبه ان يكون عذابه بالمناقشة فى الحساب فاذا حوسب يرجح حسناته على سيأته
کئی طرح کی ہول تو قریب بہ یقین ہی کہ ایسی شخصکا عذاب حساب مین سخت گیری کا ہو پہر جب حساب ہو چکیگا تو اوسکی حسنات کو برائیون پر غلبہ دیا جاویگا
اذ قد جاء فى الحديث ان الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات لما بينهن
اسواسطی کہ حدیث مین آیا ہی کہ بیشک پانچوں نمازین اور جمعہ اگلی جمعہ تک اور رمضان اگلی رمضان تک او تارڈالتی ہین بیچ کی صغیرہ گناہون کو
سوى الكبائر وكذا اجتناب الكبائر مكفر للصغائر بحكم نص القران وهو قوله تعالى ان تجتنبوا كبائر
سوای کبیرہ گناہون کی اور ایسی ہی کبیرہ گناہ سی بچتی رہنا اوتارڈالتا ہی صغیروں کو قرآن کی صاف حکم سی وہ یہہ قول اللہ تعالی کا ہی اگر تم بچتی رہوگی بڑی عملونسی
ما تنهون عنه نكفر عنكم سياتكم واقل درجات التكفير ان يدفع العذاب اذا لم يدفع الحساب
جو تمکو منع ہوئی ہین تو ہم اوتار دینگی تمسی گناہ تمہاری اور کم سی کم درجہ معافی کا یہہ ہی کہ عذاب موقوف ہو اگر حساب موقوف نہو
وكل من هذا حاله يكون ممن ثقلت موازينه فهو فى عيشة راضية هذا حال من اجتنب جميع الكبائر
اور ایسی ہی لوگ ہونگی جنکی تولین بہاری ہونگی سو وہ نہایت پسندیدہ ارام مین ہین یہہ حال تو اوسکا ہی جو تمام کبایر سی بچتا رہا

وادى جميع الفرائض واما من ارتكب بعضاً من الكبائر او ترك بعضاً من الفرائض فانه ان تاب توبة

اور اوسنی تمام فرایض ادا کئی اور جسنی کچھ کچھ کبیرہ گناہ بہی کئی اور کوی کوی فرض بہی نہ ادا کیا تو ایسا شخص بہی اگر کامل توبہ کی

نصوحا قبل قرب الاجل يلتحق بمن لم يرتكب ذنبا لان التائب من الذنب كمن لا ذنب له والثوب المغسول

حالت نزع سی پہلی تو یہ اونہیں شامل ہی جسنی کوئی گناہ نہیں کیا اسلئی کہ گناہ سی توبہ کرنیوالا ایسا ہی جیسی بی گناہ اور دہویا ہوا کپڑا ایسا ہوتا ہی

كالثوب الذى لم يتوسخ وان لم يتب بل مات قبل التوبة فامره مخطر عند الموت اذ ربما يكون موته على

جیسی میلا نہیں ہوا اور اگر توبہ نہیں کی بلکہ توبہ سی پہلی مرگیا تو اوسکی حق مین مرتی وقت کا اندیشہ ہی اسواسطی اکثر اوقات ایسی موت

الاصرار سبب الزوال ايمانه فيختم له بسوء الخاتمة ويبقى فى جهنم ابد الاباد وان لم يختم له بسوء الخاتمة

اسرار پر باعث ایمان کی زوال کی ہوجاتی ہی پہر اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور ہمیشہ دوزخ مین پڑا رہیگا اور اگر اوسکا خاتمہ بد نہوا

بل مات على الايمان فان لم يعف الله تعالى يعذب عذابا يزيد على عذاب المناقشة فى الحساب ويكون

بلکہ ایمان سی موا پہر اگر اللہ تعالی نی معاف نکیا تو اوسکو ایسا عذاب ہوگا جو حساب مین سخت گیری کی عذاب سی زیادہ ہو اور

كثرة العقاب من حيث المدة بحسب كثرة الاصرار ومن حيث الشدة بحسب شدة قبح الكبائر ومن حيث

افزایش عذاب کی درازی مدت سی باعتبار زیادتی اصرار کی ہوگی اور افزایش سختی مین باعتبار سختی گناہ کی ہوگی اور

اختلاف النوع بحسب اختلاف انواع المعاصى وعند انقضاء مدة العقاب ينزل فى درجات اصحاب

تبدیل عذاب کی باعتبار تبدیل گناہ کی یعنی جیسا گناہ ویسا ہی عذاب ہوگا اور بعد گذرجانی مدت عذاب کی وہ شخص اونکی مرتبہ مین شامل ہوویگا جنکو

اليمين وفى الخبر ان اخر من يخرج من النار يعطى مثل الدنيا كلها عشرة اضعاف ولا يخرج من النار الا موحد

اعمالنامہ داہنی ہاتہ مین ملینگی اور حدیث مین ہی کہ سب سی پیچہی جو دوزخ سی باہر آویگا اوسکو تمام دنیا سی دس گونہ زیادہ عنایت ہوگا اور دوزخ مین سی سوا موحد کی

وليس المراد من الموحد من يقول بلسانه لا اله الا الله فقط لان اللسان من هذا العالم الذى يعبر عنه

کوئی خلاص نہوویگا اور موحد سی مراد وہ شخص نہیں ہی جو صرف زبانسی لا الہ الا اللہ کہا کری اسلئی کہ زبان آلہ اس عالم کا ہی جسکو

بعالم الملك والشهادة فلا ينفع النطق به الا فى هذا العالم حيث يدفع سيف المسلمين عن رقبته وايدى

عالم ملک اور شہادت کہتی ہین سو زبانی کلمہ پڑہنی سی صرف اسی عالم مین فائدہ ہوگا اسواسطی کہ تلوار مسلمانون کی اوسکی گردن سی دور رہیگی اور ہاتہ

الغانمين عن ماله ومدة الرقبة والمال مدة الحيوة واذا لم يبق الرقبة والمال لا ينفع النطق به وانما ينفع الصدق

غنیمت کرنیوالون کا اسکی مال سی الگ رہیگا اور گردن اور مال تو زندگی بہر ہی پہر جب گردن اور مال نرہیگا یعنی بعد موت کی وہ کلمہ پڑہنا کچھ کام نہ آویگا

فى التوحيد وكمال التوحيد الاستقامة على فعل المامورات وترك المنهيات ولا ياتى ذلك الا بغلبة اليقين

توحید مین صرف تصدیق کام آویگی اور کمال توحید کا مامورات کی عمل کرنی پر اور منہیات کی ترک کرنی پر قایم رہنی سی ہی اور یہہ تو تب حاصل نہین ہوتا

على القلب بعد نفى الشك عنه فان من غلب على ظنه ان من يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة

جبتک دل پر یقین غالب نہو اور شک دلمین سی نجاتا رہی کیونکہ جسکی گمان مین یہہ بات جم گئی کہ جو ذرہ بہر بہلائی کو عمل مین لاویگا وہ دیکہیگا اور جو ذرہ بہر برائی کریگا

شرا يره لا شك ان يحرص على تحصيل الطاعات ويحفظ قليلها وكثيرها ويترك الذنوب والسيات

سو دیکہیگا تو بیشک وہ شخص جہانتک بنی عبادت کو حاصل کریگا اور عبادت مین سی تمام چہوٹی اور بڑی کی حفاظت کریگا اور تمام گناہ اور برائیون کو چہوڑیگا

ويجتنب صغيرها وكبيرها وقليلها وكثيرها وهذا هو الايمان الحقيقى والتوحيد اليقينى والناس فى هذا

اور تمام صغیرہ اور کبیرہ سی اور تہوڑی اور بہت سی بچیگا اور یہہ ہی حقیقی ایمان اور یقینی توحید ہی اور آدمی اس توحید کی اندر

التوحيد متفاوتون فمنهم من له توحيد مثل الجبال ومنهم من له توحيد مثل دينار ومنهم من له توحيد

مختلف درجہ کی ہین بعضی وہ ہین جنکی توحید برابر پہاڑ کی ہی اور بعضی ایسی ہین جنکی توحید برابر دینار کی ہی اور بعضی ایسی کہ جنکی توحید

مقدار خردلة وذرة فمن فی قلبه مثقال دینار من الایمان فهو اول من یخرج من النار وآخر من یخرج
برابر دانہ رائی اور ذرہ کی ہی پھر جسکی دل مین ایمان برابر دینار کی ہی وہ سب سی پہلی دوزخ کی اندرسی باہر آویگا اور سب سی پیچھی دوزخ کی

منها من فی قلبه مقدار ذرة من الایمان واکثر ما یدخل الموحدین النار مظالم العباد وقد جاء فی الاثر
اندرسی وہ نکلیگا جسکی دل مین ایمان برابر ذرہ کی ہی اور موحد آدمی اکثر دوزخ مین بسبب حق العباد کی جاوینگی اور حدیث اثر مین آیا ہی

ان العبد لیوقف بین یدی الله تعالی وله حسنات امثال الجبال لو سلمت له لکان من اهل الجنة فیقوم
کہ ایک شخص سامنی اللہ تعالی کی کہڑا ہوگا اور اوسکی حسنات پہاڑ کی برابر ہونگی اگر وہ سب اوسکی لئی بچی رہتین تو بیشک جنتی ہوتا پہر اوسکی

اصحاب المظالم فیکان قد سب هذا وضرب هذا واستخدم هذا واخذ مال هذا فیقتص من حسناته
مدعی کہڑی ہونگی اوسنی اوسکو گالی دی تہی اور اوسکو مارا تہا ایکسی خدمت لی تہی کسیکا مال چہین لیا تہا اب ان سبکا بدلہ اوسکی حسنات مین سی

حتی لا یبقی له حسنة فیقول الملئکة یا ربنا قد فنیت حسناته وبقی الطالبون کثیر فیقول الله تعالی
آخر اوسکی پاس کچہ بہی نہین بچیگا پہر فرشتی کہینگی یا الہی اوسکی حسنات تو ہولئی اور مدعی بہت موجود ہین اللہ تعالی فرماویگا

القوا من سیاتهم علی سیاته وصکوا له صکا الی النار وکما یهلک الظالم بسیئة غیره بطریق القصاص
اونکی گناہ اسکی ذمہ پر رکہدو اور اوسکی لئی دروازہ دوزخ کا کہول دو اور جیسی ظالم غیرونکی گناہ سی یعنی بدلہ مین مارا جاتا ہی

فکذلک ینجو المظلوم بحسنة الظالم اذ تنقل حسنته الیه عوضا عما ظلمه به واذا تقرر هذا فالواجب
ایسی ہی مظلوم ظالم کی حسنات سی بچ جاتا ہی جب ظالم کی حسنات ظالم کی بدلہ مین مظلوم کو ملجاتی مین جب یہہ بات ٹہری تو ہر مسلمان پر واجب ہی

علی کل مسلم البدار الی محاسبة نفسه کما روی عن عمر بن الخطاب انه قال حاسبوا انفسکم قبل ان
کہ جلد اپنی ذات کا حساب سمجہ لی چنانچہ روایت ہی عمر بن الخطاب سی کہ فرماتی ہین اپنا حساب سمجہ رکہو پہلی

تحاسبوا وزنوا انفسکم قبل ان توزنوا فانکم ان کنتم تحاسبون انفسکم الیوم وتزنونها للعرض الاکبر
حساب دینی سی اور اپنا کیا تول رکہو پہلی تول دینی سی کیونکہ اگر تم آج اپنا حساب سمجہ لوگی اور بڑی وقت کی واسطی تول رکہوگی

یکون الحساب علیکم غدا اهون وتعرضون یومئذ ولا تخفی علیکم خافیة وطریق المحاسبة ان
تو کل کو حساب تم پر بہت آسان ہوگیا اوسدن سب سامنی ہوگا کوئی بات چہپی نرہیگی اور حساب سمجہنی کا یہہ ڈہب ہی

ینظر المرء فی احواله هل علیه شئ من حقوق الله تعالی وحقوق الناس ام لا فیقضی ما فاته من فرائض
کہ آدمی اپنی حال مین غور کری آیا مجہپر کوئی حق اللہ یا حق العباد باقی ہی یا نہین پہر چاہئی کہ ادا کری اگر کوئی فرض

الله تعالی ویرد المظالم حبة حبة ویستحل کل من تعرض له بیده ولسانه وقلبه بان اساء له الظن
الہی رہ گیا ہو اور حق العباد کا دانہ دانہ پہیر دی اور معاف کرالی ہر ایک سی جسکو ستایا ہو ہاتہہ سی اور زبان سی اور دل سی اسطور کہ اوسکی حق مین بدگمانی کی

ویطیب قلوبهم حتی یموت ولم یبق شئ علیه من حقوق الله تعالی وحقوق العباد ویدخل الجنة بغیر
اور اونکا دل خوش کردی آخر ایسی حال مین مری کہ اوسکی ذمہ پر کوئی حق اللہ اور حق العباد باقی نہو اور بہشت مین بی

حساب یسرنا الله بفضله

المجلس التاسع فی لزوم الاتباع للنبی صلی الله علیه وسلم فیما جاء به وفیه تحقیق

حساب چلا جا الہی اپنی فضل سی ہمپر آسان کردی نوین مجلس ضروری ہونی مین اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احکام مین جو لای ہین اور اسمین تحقیق ہی

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یؤمن احدکم
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مؤمن نہین مگر کوئی تم مین سی

حتی یکون هواه تبعا لما جئت به هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عبد الله بن عمرو بن العاص
جبتک ہووی خواہش اوسکی مطابق میری لائی ہوئی کی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی روایت سی

معناه ان احدکم لایبلغ درجة کمال الایمان حتی یخالف هواه ویتبع الحق ولایسلط هواه علی الحق
اسکی معنی یہہ ہین کہ البتہ کوئی تم مین سی نہین پاویگا درجہ کمال ایمان کا یہان تک کہ اپنی ہوا ہوس کی خلاف کری اور تابع حق کا ہو اور اپنی ہوا ہوس کو حق پر غالب نکرے

بل یکون الحق الذی جئت به مسلطا علی الهوی فان من یعمل بهوی نفسه لایرید نفسهٗ شیئا الا
بلکہ حق ہی جو مین لایا ہون خواہش پر غالب رہی کیونکہ جو شخص مطابق اپنی خواہش نفسانی کی عمل کیا کری تو پہر اسکا نفس جو خواہش کریگا

یرتکبه ویخالف مولاه ویجعل هواه الها لنفسه کانه یعبده ولهذا قال النبی علیه السلام ما عُبِدَ تحت
سو عمل کریگا اور اپنی مولی کا مخالف ہوکر اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا دیگا گویا یہہ اوسکی پرستش کرتا ہی اسیلئی فرمایا ہی نبی صلی اللہ علیہ نی نہین پوجا گیا آسمان کی

السماء اله ابغض الی الله تعالی من الهوی وفی روایة ان ابغض اله عُبِد فی الارض عند الله تعالی
تلی کوئی معبود جو بدتر ہو نزدیک اللہ تعالی کی ہوا سی اور ایک روایت مین یہہ ہی بیشک بدتر معبود جو پوجا جاتا ہی زمین پر نزدیک اللہ کی

هو الهوی وفی الحقیقة ان من تامل یعلم ان من یعبد الصنم لایعبد الصنم وانما یعبد هواه لکون
ہوا ہی اور حقیقت مین جو شخص غور کرکر دیکہی تو جان لی کہ جو آدمی بت کو پوجتا ہی وہ بت کو نہین پوجتا اپنی ہوا کی پرستش کرتا ہی کیونکہ اوسکا

نفسه مائلة الی دین ابائه فیتبع ذلك المیل الذی یعبر عنه بالهوی اذ من عادة اهل الهوی ان یستحسنوا
دل باپ دادون کی دین پر جہک رہا ہی سو یہہ شخص اوسہی توجہ دلی کی پیچہی لگا ہوا ہی اسہی کو ہوا کہتی ہین اسلئی کہ اہل ہوا کی یہہ عادت ہی کہ جو بات اونکی خوشی کی

کلما یوافق هواهم وان کان جالبا لکل شر ووبال وان یستقبحوا کل ما یخالف هواهم وان کان جالبا لکل خیر
موافق ہو اوسکو اچہا سمجہین اگرچہ اوسی تمام برائی اور وبال آپڑی اور جو بات اونکی خوشی کی خلاف ہو اوسکو برا سمجہین اگرچہ اوسمین تمام بہلائی

ونوال فالسعید من یخالف هواه ویطیع مولاه والشقی من یتبع هواه ویخالف مولاه ویکون هالکا
اور خوبی ہو لیس نیکبخت وہ ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی خلاف اور مولی کی اطاعت کری اور بدبخت وہ ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی پیچہی مولی کا خلاف کرکر ہلاک

لان من یتبع هواه یفعل ما یضره ویهلك حالا ومالا وهو لایشعر او یشعر لکن لخفة عقله یرجح
اسواسطی جو اپنی ہوای نفسانی کا تابع ہوگا تو وہ ہی عمل کریگا جو اوسکی حق مین مضر ہو دنیا اور آخرت مین ہلاک کردی اور وہ خیال نہین کرتا یا خیال تو کرتا ہی پر بیوقوفی

اللذة الحاضرة التی لابقاء لها علی العقوبات العظیمة التی لانهایة لها ویظن لعمی بصیرته وغایة حمقه
حال کی لذت کو جسکو اصلا قیام نہین ہی اون بڑی بڑی عذابونسی جنکی کچہہ انتہا نہین ہی بہتر جانتا ہی اور یہہ کا اندہا اپنی حماقت سی یہہ گمان کرتا ہی

انه ظفر بشیٔ من اللذائذ ولایعلم ذلك الاحمق انه یخرج من الدنیا ویری انه لم یظفر بشیٔ من اللذائذ
کہ مین نی خوب عیش اوڑائی اور احمق یہہ نہین سمجہتا کہ دنیا سی نکلتی ہی یعنی مرتی ہی دیکہہ لیگا کہ اوسکو کچہہ بہی مزہ حاصل نہوا

اصلا لامن لذائذ الدنیا ولامن لذائذ الاخرة بل اتبع هواه فیما لیس بشیٔ لان لذائذ الدنیا عنه تزول
نہ تو دنیا ہی مین مزا اوٹہایا اور نہ آخرت مین کچہہ عیش پایا بلکہ بیکار نفسانی باتون مین لگا رہا کیونکہ دنیا کا عیش تو جاتا رہیگا

ولذائذ الاخرة لیس له الیه الوصول فیبقی فی حسرة وندامة حین لاینفعه الندم وقد قال ابن عباس
اور آخرت کا عیش کبہی میسر نہوگا اب صرف حسرت اور ندامت مین مبتلا رہیگا سو اب ندامت سی کیا ہوتا ہی ابن عباس کہتی ہین

ماذکر الله الهوی فی القران الا ذمه فانه تعالی قال بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ وقال وَاِنَّ
کہ اللہ تعالی نی قرآن مین جہاں ہوا ہوس کا ذکر کیا ہی سب برائی سی کیا ہی اللہ تعالی نی فرمایا ہی بلکہ چلی ہین یہہ بی انصاف اپنی چاؤ پر بن سمجہی اور کہا اور بہت لوگ

کَثِیْرًا لَّیُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ وقال وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَیْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ فعلم من
بہکاتی ہین اپنی خیال پر بغیر تحقیق اور کہا اور اوس سی زیادہ بہکا کون جو چلی اپنی چاؤ پر بن راہ بتائی اللہ کی

هذه الایات ان اتباع الهوی لایکون فی الاکثر الا بغیر علم بالحق فلابد للمؤمن ان یعرف الحق ویمیزه عن
ان آیات سی معلوم ہوا کہ ہوا ہوس مین مبتلا ہونا اکثر اوقات بسبب نادانستگی امر حق کی ہوتا ہی سو مرد مؤمن کو لازم ہی کہ امر حق کو دریافت کرکر باطل سی

ماذکر الله الهوی فی القران الا ذمه

الباطل ویعمل بالحق ویختاره علی الباطل لان من لم یعرف الحق فهو ضال ومن عرفه واختار علیه
اوسکی تمیز حاصل کری پہر حق پر عمل کری اور باطل پر اوسکو پسند کری کیونکہ جو شخص حق کو نہین پہچانتا وہ گمراہ ہوتا ہی اور جو شخص حق کو تو پہچانی پہر غیر حق کو
غیره فهو مغضوب علیه ومن عرفه واتبعه فهو منعم علیه وقد امرنا الله تعالی ان نسئله فی کل یوم
پسند کری تو اوسپر خدا کا غضب ہوتا ہی اور جو حق کو پہچان کر اوسکی اطاعت کری اوسپر خدا کی رحمت ہی اور ہمکو اللہ کا حکم ہی کہ ہم اوس سی یہہ دعا مانگا کرین ہر دن
ولیلة مرات عدیدة ان یهدینا صراط الذین انعم علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین وبیّن فی
رات مین کئی کئی بار کہ دکہا ہمکو رستہ اون لوگون کا جن پر تو نی رحمت کی نہ رستہ اون لوگون کا جن پر تو نی غضب فرمایا اور نہ گمراہونکا اور
ضمنه ان اهل السعادة هم الذین عرفوا الحق واتبعوه وکانوا مهتدین وان اهل الشقاوة هم الذین
اسہی کی ضمن مین بیان کیا کہ سعادتمند وہ لوگ ہوتی ہین جنہون نی حق کو پہچان کر اطاعت کی اور راہ پایا اور بدبخت وہ لوگ ہین جنہون نی
لم یعرفوا الحق بل جهلوه وخرجوا منه وکانوا ضالین او عرفوه وخالفوه ولم یتبعوه بل اتبعوا غیره و
حق کو نہ پہچانا اور جہالت کی مارے حق سی خارج ہوکر گمراہ ہوگئی یا حق کو پہچان کر اوسکا خلاف کیا اور اطاعت نکی بلکہ غیر حق کی اطاعت کی اور
کانوا مغضوبا علیهم وقد ثبت فی الحدیث ان المغضوب علیهم الیهود وان الضالین النصری وانما
اونپر غضب نازل ہوا اور حدیث سی ثابت ہی کہ مغضوب علیهم سی مراد یہود ہین اور ضالین سی مراد نصاری ہین اور کیا وجہ ہی
سمی الیهود بالمغضوب والنصری بالضالین مع کون کل واحد منهما ضالا ومغضوبا علیهم لکون
کہ یہود مغضوب علیهم ٹہری اور نصاری ضالین ٹہری باوجودیکہ یہہ دونو گمراہ اور سزاوار غضب کی ہین اسہی وجہ سی
کل واحد منهما مختصا بما غلب علیه من الجهل والعناد فان الیهود کانوا امة عناد فخصوا بالغضب
کہ دونو فرقون کو خصوصیت ہی غلبۂ جہل اور عناد سی سو یہودیون مین تو عناد زیادہ تہا وہ تو سزاوار غضب کی ہوگئی
والنصری کانوا امة جهل فخصوا بالضلال ولهذا قال سفیان بن عیینة من فسد من علمائنا
اور نصاری مین جہالت زیادہ تہی وہ گمراہی سی مخصوص ہوئی اسہیلئی سفیان بن عیینہ کہتی ہین کہ ہم مین سی جو عالم ہوکر بگڑ جاوی
ففیه شبه من الیهود لان الیهود عرفوا الحق ولم یتبعوه بل عدلوا عنه وکانوا مغضوبا علیهم
تو وہ یہودیون سی ملتا ہی کیونکہ یہودیون نی حق کو پہچان کر اطاعت نکی بلکہ حق سی الگ ہوگئی پہر قابل غضب الہی کی ہوگئی
ومن فسد من عبادنا ففیه شبه من النصاری لان النصاری لم یعرفوا الحق بل جهلوه وکانوا
اور ہم مین سی جو عابد بگڑ جاوی تو وہ نصرانیون سی ملتا ہی کیونکہ نصرانیون نی حق کو نہین پہچانا بلکہ نادانستہ رہی
ضالین فانه تعالی جعل العبادة سببا للثواب والمعصیة سببا للعقاب فمن یرجو الثواب ویخاف
آخر گمراہ ہوئی بیشک اللہ نی عبادۃ کو واسطہ ثواب کا بنایا ہی اور گناہ کو واسطہ عذاب کا بنایا پہر جو شخص آرزو ثواب کی کری اور
العذاب لا بد له ان یعرف العبادة والمعصیة لیشتغل بالاولی ویصل الی الثواب ویحترز عن الثانیة
عذاب سی ڈری تو اوسکو لازم ہی کہ عبادت اور معصیت کی حقیقت دریافت کری تاکہ عبادۃ کی شغل سی ثواب پاوی اور گناہ سی پرہیز کرکر
وینجو من العذاب لان من لم یعرفهما ولم یفرق بینهما یضع احدهما مقام الاخری فیکون من الخسرین
عذاب سی بچی کیونکہ جو شخص ان دونون سی خوب واقف نہوگا اور دونون مین فرق نہ کریگا تو ایک کو دوسری کی جگہہ برت لیگا پہر اوسکو بڑا ہی خسارہ ہوگا
وذلك لان فی قلب الانسان قوتین قوة العلم وقوة الارادة وهما لا یتعطلان ابدا ولا یحصل
اور یہہ بات اسلئی کہ انسان کی دل مین دو قوتین ہین قوت علم کی اور قوت ارادہ کی اور یہہ دونو کبہی بیکار نہین ہوتی اور انکی بدون
عمل الا بهما سواء کان خیرا او شرا لان من یفعل شیئا سواء کان خیرا او شرا لا یفعله ما لم یرد
کوئی عمل نہین ہوسکتا برابر ہی کہ نیک ہو یا بد ہو اسلئی کہ جو شخص کچہہ کار کرتا ہی برابر ہی کہ بہلا ہو یا برا ہو تو بدون ارادہ کی نہین کرسکتا

ولا یریدہ ما لم یعلمہ فکمال الانسان وصلاحہ باستعمال هاتین قوتین فیما ینفعه فی الدارین
اور ارادہ اوسکا بدون علم کی نہیں ہوسکتا سو تمام خوبی اور بھلائی آدمی کی ان دونو قوتوں کو دارین کی منفعت مین استعمال کرنیسی ہی

ویعینه فی نیل الدولتین فلابد له من استعمال قوة العلم فی ادراك الحق وتمیزہ عن الباطل
اور ان دونو دولتوں کی حصول مین مددگار بنانی سی سو آدمی کو چاہیی کہ قوت علمی کو حق الامر کی دریافت کرنی مین استعمال کرکر حق کو باطل سی جدا کری

واستعمال قوة الارادة فی طلب الحق وایثارہ علی الباطل لانه اذا لم یستعمل قوته العلمیة فی معرفة
اور قوت ارادی کو حق کی تلاش مین استعمال کرکر حق کو باطل پر اختیار کری کیونکہ جب یہہ شخص اپنی قوت علمی کو حق کی پہچان مین استعمال نکریگا

الحق وادراکه فلاجرم انه یستعملها فی معرفة الباطل وما یلیق به واذا لم یستعمل قوته الارادیة
تو بیشک اوسہی قوت کو باطل کی پہچان مین اور جو جو اوسکی متعلق ہین استعمال کریگا اور اگر اپنی قوت ارادی کو

فی طلب الحق والعمل به فلاشك انه یستعملها فی طلب الباطل والعمل به ثم ان الانسان مجبول
طلب حق مین اور حق کی عمل مین نہین صرف کریگا تو بیشک اوسکو باطل کی طلب اور اوسکی عمل مین صرف کریگا پہر آدمی کی خلقی عادت ہی

علی معرفة صانعه ویقتضی طبعه عبادة خالقه والتقرب الیه بحکم الفطرة التی فطر الناس
کہ اپنی پیدا کرنیوالی کو پہچانی اور اوسکی طبیعت کی خواہش ہی کہ اپنی خالق کی عبادت اور نزدیکی حاصل کری باعتبار اصل پیدایش کی جسپر آدمیون کی پیدایش ہی

علیها لکن لا عبرة بالمعرفة الجبلیة والعبادة الطبیعیة لانها تکون علی مقتضی النفس ومتابعة
پر عادت کی موافق پہچان کا کچہہ اعتبار نہین ہی اور طبیعی عبادت کی کچہہ اصل نہین کیونکہ ایسی عبادت بطور خواہش نفس اور متابعت

هواها فلا یخلو عن شوب الشرك وانما المعتبر المعرفة والعبادة علی وفق الشرع لا علی وفق الطبع
ہوا ہوس کی ہوتی ہی سو اسمین ملونی شرک کی ضرور ہوتی ہی معرفت اور عبادۃ وہ ہی معتبر ہی جو شرع کی موافق ہو نہ جو کہ مطابق طبع کی ہوا کری

الا تری ان ابلیس کان فی طبعه السجود لربه حتی عبد الله تعالی فیما یروی ثمانین الف سنة
کیا تجکو معلوم نہین ہی کہ ابلیس بخواہش طبع رب کو سجدہ کرتا تہا ایسا کہ موافق ایک روایت کی اسی ہزار برس خدا کی عبادت کی

وانتظم بکثرة عبادته فی سلك الملئکة المقربین ثم لما امر بالسجود علی خلاف طبعه ابی واستکبر وکان
اور اس عبادت کی برکت سی مقرب فرشتون کی جماعت مین شامل ہوگیا تہا پہر جب اوسکو سجدہ کا حکم اوسکی خلاف طبع ہوا تو انکار کیا اور تکبر کرنی لگا اور

من الکفرین فان من یتبع طبعه وهواہ فانه لا یفعل شیئا من المعروفات الا ما یوافق هواہ ولا یترك
کافر ہوگیا پس جو شخص اپنی طبیعت اور ہوای نفسانی کا تابع ہوتا ہی تو وہ حسنات مین سی بہی وہ عمل کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی موافق ہو اور

شیئا من المنکرات الا ما یخالف هواہ وقد قال بعض السلف من لم یعمل من الحق الا ما یوافق هواہ
منکرات مین سی بہی وہ ہی ترک کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی خلاف ہو اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص حق الامر مین سی وہ ہی عمل کری جو اوسکی مرضی کی مطابق ہو

ولم یترك من الباطل الا ما یخالف هواہ لا یصل اجرا عمل من الحق ولا ینجو من وزر ما ترك من الباطل
اور باطل مین سی وہ ہی کام چہوڑی جو اوسکی مرضی کی مخالف ہو تو نہ اوسکو حق پر عمل کرنیکا ثواب ملی اور نہ باطل کی ترک کرنی پر گناہ سی بچی

بل یکون هذا سببا لسوء خاتمته وشوم عاقبته فان لسوء الخاتمة اسباب یجب علی المؤمن
بلکہ اوسکی یہہ عادت باعث ہوگی خاتمہ بد کا اور انجام بد کا کیونکہ خاتمہ بد کی بہت اسباب ہوتی ہین مومن آدمی پر واجب ہی

ان یحترز عنها منها الفساد فی الاعتقاد وان کان مع کمال الزهد والصلاح فان من کان له فساد
کہ اونسی بچتا رہی اونمین سی ایک اعتقاد کا فساد ہی اگرچہ اوسکی ساتہہ زہد اور صلاح بہی کامل ہوا کری کیونکہ جسکا اعتقاد فاسد ہوتا ہی

فی اعتقادہ مع کونه قاطعا متیقنا به لیس غیر ظان انه اخطأ فیه قد ینکشف له فی حال سکرات
باوجودیکہ وہ قطعی اور اوسکو یقینی جانتا ہی اوسکو یہہ گمان نہین ہی کہ مین اسباب مین خطا پر ہوں پہر جب نزع کی وقت یہہ ظاہر ہوگا

بطلان ما اعتقده فیظن ان سائر ما اعتقده من الاعتقادات الحقة مثل هذا الاعتقاد باطل
کہ اوسکا یہہ اعتقاد باطل تہا تو اوسکو یہہ خیال ہوگا کہ اوسکی تمام اعتقادات حق ہی مانند اسہی اعتقاد کی باطل ہین

لا اصل له ان لم یکن عنده فرق بین اعتقاد واعتقاد فیکون انکشاف بطلان بعض اعتقاد
انکی کچہہ اصل بنیاد نہیں ہی اگر اوسکو ہر ہر اعتقاد میں فرق حاصل نہیں تہا سو اوسکو بعض اعتقاد باطل ظاہر ہوتی ہی

سبب الزوال بقیة اعتقاداته فان خرج روحه فی هذه الحالة قبل ان یتدارک ویعود الی اصل
سب اعتقاد زایل ہو جائینگی پہر اگر ایسی حالت میں اوسکی جان نکل گئی پہلی اسکی کہ اوسکا تدارک اور تلافی کرکر اصل

الایمان یختم له بالسوء ویخرج من الدنیا بغیر ایمان فیکون من الذین قال الله تعالی فیهم
ایمان حاصل کرلی تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور دنیا سی بی ایمان جاویگا پہر اون لوگون مین داخل ہوگا جنکی حق مین اللہ یہہ فرماتا ہی

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ وقال فی آیة اخری قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا
اور نظر آیا اونکو اللہ کی طرف سی جو خیال نہیں رکہتی تہی اور فرمایا ایک اور آیت میں کہہ ہم بتا دین تمکو کن کی گئی بہت اکارت کام

الَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا فان کل من اعتقد
جنکی دوڑ بہٹک رہی ہی دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجہتی مین کہ خوب بناتی ہین کام بیشک جو شخص کسی شی کو برخلاف واقع

شیئا علی خلاف ما هو علیه اما نظرا برایه وعقله او اخذا ممن هذا حاله فهو واقع فی هذا الخطر ولا
یعنی غلط اعتقاد کرلی یا تو صرف اپنی سمجہہ بوجہ سی یا کسی ایسی ہی شخص سی سنکر تو اوسکی حق میں یہہ ہی اندیشہ ہی اور

یدفعه الزهد والصلاح وانما یدفعه الاعتقاد الصحیح المطابق لکتاب الله تعالی وسنة رسوله
زہد اور صلاح سی یہہ اندیشہ دفع نہیں ہوسکتا اس اندیشہ کو وہ ہی اعتقاد دفع کرتا ہی جو صحیح اور کتاب اللہ اور سنت رسول کی مطابق ہو

لان العقائد الدینیة لا یعتد بها الا ما اخذت منهما ومنها الاصرار علی المعاصی فان من له اصرار
اسواسطی کہ عقاید دینی وہ ہی معتبر ہین جو کتاب اور سنت کی مطابق ہوتی ہین اور اونہین اسباب میں سی ایک سبب ہی گناہون پر اڑجانا بیشک جو شخص

علی المعاصی یحصل فی قلبه الفها وجمیع ما الفه الانسان فی عمره یعود ذکره عند موته فان کان
اڑجاتا ہی تو اوسکی دلمین گناہ کی محبت پیدا ہوجاتی ہی اور انسان کی تمام محبوب چیزین زندگی بہر کی موت کی وقت یاد آتی ہین پس اگر اسکو

میله الی الطاعات اکثر یکون اکثر ما یحضره عند الموت ذکر الطاعات وان کان میله الی المعاصی
رغبت عبادات کی زیادہ ہوگی تو موت کی وقت عبادات بہت یاد آوینگی اور اگر اسکو رغبت گناہون کی

اکثر یکون اکثر ما یحضره عند الموت ذکر المعاصی فربما یغلب علیه حین نزول الموت به قبل التوبة
بہت ہوگی تو مرتی وقت وہ ہی گناہ بہت یاد آوینگی سو اکثر اوقات مرتی وقت توبہ سی پہلی

شهوة من الشهوات ومعصیة من المعاصی فیتقید قلبه بها ویصیر حجابا بینه وبین ربه وسببا
کوئی شہوت شہوات میں سی اور کوئی گناہ گناہون میں سی اوسپر غالب ہوجاتا ہی پہر اوسکا دل اوسہی مین لگا رہ جاتا ہی وہ ہی اوسمین اور اوسکی رب مین پردہ ہو جاتا ہی

لشقاوته فی آخر حیوته لقوله علیه السلام المعاصی برید الکفر والذی لم یرتکب ذنبا اصلا
آخر دم وہ ہی اوسکی شقاوت کا سبب ہوجاتا ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی کہ گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین اور جسنی کبہی کوئی گناہ نہین کیا یا

او ارتکب وتاب فهو بعید عن هذا الخطر واما الذی ارتکب ذنوبا کثیرة حتی کانت اکثر من طاعاته
اگر گناہ تو کیا پر توبہ کی سو ایسا شخص اس اندیشہ سی الگ ہی اور جو شخص اکثر گناہ کرتا رہا ایسا کہ اوسکی عبادات سی زیادہ ہوگئی

ولم یتب عنها بل کان مصرا علیها فهذا الخطر فی حقه عظیم جدا اذ قد یکون غلبة الالف بها
اور اوسنی توبہ بہی نکی بلکہ گناہ ہی مین مبتلا رہا تو اوسکی حق مین اس خطرہ کا بڑا اندیشہ ہی اسلئی کہ بعضی وقت بسبب غلبہ محبت کی

سبباً لان یتمثل فی قلبه صورتها ویقع منه میل الیها ویقبض روحه علیها فیکون سبب السوء

اوسکی دل مین گناہ کی صورت مجسم ہوجاتی ہی اور اس شخص کو اوسکی طرف رغبت آتی ہی اور اسی حالت مین اوسکی جان نکل جاتی ہی یہہ ہی سبب ہوتا ہی اوسکی

خاتمته ویعرف ذلک بمثال وهو ان الانسان لاشک انه یری فی منامه من الاحوال التی الفها طول

خاتمہ بد کا یہہ بات مثال سی خوب سمجھہ مین آتی ہی مثال یہہ ہی کہ آدمی بیشک سوکر خواب مین وہ حالات دیکھا کرتا ہی جو عمر بہر محبوب ہوتی ہین

عمره حتی ان الذی قضی عمره فی العلم یری من الاحوال المتعلقة بالعلم والعلماء والذی قضی عمره

اتنا کہ جسنی اپنی عمر پڑھنی لکھنی مین صرف کی ہی تو وہ وہ ہی حالات دیکھتا ہی جو علم اور علماء سی متعلق ہین یعنی دوات قلم کتاب اور جسنی اپنی عمر

فی الخیاطة یری من الاحوال المتعلقة بالخیاطة والخیاط اذ لا یظهر فی حال النوم الا ما حصل له

درزی گری مین کہوئی تو وہ وہ ہی حالات دیکھتا ہی جو درزی گری سی متعلق ہین یعنی گز قینچی اسلئی کہ نیند مین وہ سوجتا ہی جو بسبب کثرت الفت کی

مناسبة مع قلبه بطول الالف والموت وان کان فوق النوم لکن سکراته وما یتقدمه من

اوسکی دل سی مناسبت رکھتا ہی اور موت اگرچہ نیند سی کیفیت برتر ہی پر اوسکی سکرات اور حال جو موت سی پہلی گذرتا ہی

الغشیة قریب من النوم فطول الالف بالمعاصی یقتضی تذکرها عند الموت وعودها فی القلب

جیسی غشی یہہ نیند ہی کی مثال ہوتی ہین اور کثرت الفت کی معاصی سی یہہ ہی چاہتی ہی کہ معاصی موت کی وقت دل مین ہٹ کر یاد آئین

وتمثلها فیه ومیل النفس الیها وان قبض روحه فی تلک الحالة یختم له بالسوء ومنها العدول عن

اور دل مین صورت پکڑین اور نفس کو اودہر رغبت ہو ایسی حالت مین اگر اوسکی جان قبض ہوگئی تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور اون اسباب مین سی ایک سبب یہہ ہی

الاستقامة فان من کان مستقیماً فی ابتدائه ثم تغیر عن حاله وخرج مما کان علیه فی ابتدائه یکون

کہ استقامت سی تجاوز کری البتہ جو شخص پہلی تو سیدہا رہا پہر اپنا حال پلٹ کر وہ سیدہا راہ چہوڑ دیا جو ابتدا مین تہا یہہ ہی خاتمہ بد کا

سبب السوء خاتمته کابلیس الذی کان فی ابتدائه رئیس الملئکة ومعلمهم واشدهم اجتهاداً فی العبادة

سبب ہوتا ہی جیسی شیطان کہ پہلی تو تمام فرشتون کا سردار اور ان کا استاد تہا اور عبادت پر بہت کوشش کیا کرتا

حتی قیل لم یبق فی سبع سموٰت وسبع ارضین موضع شبر الا وهو قد سجد فیه ثم لما امر بالسجود

اتنا کہ کہتی ہین کہ ساتون آسمان اور ساتون زمین مین ایک بالشت بہر جگہہ اسکی سجدہ سی خالی نہین تہی پہر جب اسکو حکم ہوا آدم علیہ السلام کی

لادم ابی واستکبر وکان من الکفرین وکبلعام بن باعورا الذی اتٰه الله اٰیاته فانسلخ منها بخلوده

سجدہ کا تو انکار کیا اور تکبر کرنی لگا اور کافر ہوگیا اور جیسی بلعام بن باعورا جسکو اللہ تعالی نی اپنی نشانیان دین پر اوسنی الگ ہوکر ہمیشگی

الی الدنیا واتباع هوٰیه وکان من الغاوین وکبرصیصا العابد الذی قال له الشیطان اکفر فلما کفر

دنیا اور ہوا پرستی کی آرزو کی اور گمراہ ہوگیا اور جیسی برصیصا عابد جب اوسی شیطان نی کہا انکار کر پہر جب وہ منکر ہوا

قال انی بریءٌ منک انی اخاف الله رب العٰلمین فان الشیطان اغراه علی الکفر فلما کفر تبرأ منه مخافة ان یشارکه فی العذاب

تو کہا مین الگ ہون تجہسی مین ڈرتا ہون اللہ سی جو رب ہی ساری جہان کا البتہ شیطان نی اوسکو کفر کی رغبت دلائی جب اوسنی کفر کیا تو اوسی الگ ہوا اس خوف سی کہ ایسا نہو کہ مین بہی اسکی ساتہہ

ولم ینفعه ذلک کما قال الله تعالی فکان عاقبتهما انهما فی النار خالدین فیها وذلک جزؤ الظٰلمین ومنها ضعف الایمان فان من کان

اگرچہ اسی کچہہ اوسکو فائدہ نہوا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی پہر آخر اون دونو کا یہہ ہی کہ وہ دونو ہین آگ مین سدا رہین اوسمین اور یہہ ہی سزا گنہگارون کی اور اونہی اسباب مین سی ایمان کی سستی ہی جو لوگ

فی ایمانه ضعف یضعف حب الله تعالی فیه ویقوی حب الدنیا فی قلبه ویستولی علیه بحیث لا یبقی فیه موضع لحب الله

ایمان مین سستی ہوگی اوسکو محبت الٰہی مین سستی ہوگی اور دنیا کی محبت اوسکی دل مین قوی اور ایسی غالب ہوجائیگی کہ محبت الٰہی کی لئی ذرہ بہر جگہہ باقی نرہیگی

الا من حیث حدیث النفس بحیث لا یظهر له اثر فی مخالفة النفس ولا یؤثر فی الکف عن المعاصی

ہان اگر ہووی تو مثل خیالات نفسانی کی جسکا اثر نفس کی مقابلہ مین کچہہ بہی ظاہر نہو اور نہ گناہو نسی باز رہنی مین اثر کریگا

ولا فی الحث علی الطاعات فینهمك فی الشهوات وارتکاب السیئات فیتراکم ظلمات الذنوب

اور نہ طاعات کی رغبت ہے پس صرف شہوات مین پہنسا رہیگا اور معاصی کرتا رہیگا پہر دل پر تہ برتہ سیاہی گناہوں کی

علی القلب فلا تزال تطفئ ما فیه من نور الایمان مع ضعفه فاذا جاءت سکرات الموت

چڑہتی جاویگی پہر جسقدر اوسمین نور ایمان کا ہوگا ضعیف ہوکر بجہتا چلا جاویگا پہر نزع کی وقت

یزداد حب الله تعالی ضعفا فی قلبه لما یری انه یفارق الدنیا وهی محبوبة له وحبها غالب علیه

حب الٰہی مین اور بہی زیادہ دل مین سستی پیدا ہوگی کیونکہ یہہ شخص آپ جانتا ہی کہ دنیا مجہسی چہٹی اور دنیا چونکہ اوسکی پیاری اور اوسکی محبت اوسپر غالب ہی

لا یرید ترکها ویتالم من فراقها ویری ذلك من الله تعالی فیخشی ان یحصل فی باطنه بغضه تعالی

تو چہوڑنی نہین جاتی اوسکی فراق سی رنجیدہ ہوتا ہی اور اس فراق کو خدا کی طرف سی جانتا ہی اب یہہ ڈر ہی کہ اوسکی دل مین بجای حب الٰہی کی بغض نہ پیدا ہوجاوی

بدل الحب وینقلب ذلك الحب الضعیف بغضا فان خرج روحه فی اللحظة التی خطرت فیها هذه

اور وہ تہوڑیسی محبت جو ہی بغض نہو جاوی اگر اوسکی جان ایسی حالت مین کہ جب یہہ خیالات پیش تہی نکل گئی

الخطرة یختم له بالسوء ویهلك هلاکا مؤبدا والسبب المفضی الی هذه الخاتمة حب الدنیا والرکون

تو اوسکا خاتمہ بد ہی ہوگا اور ہمیشہ کو جاتا رہا اور باعث اسکا جسی یہہ خاتمہ ہوا دنیا کی محبت اور دنیا کی رغبت

الیها والفرح بها مع ضعف الایمان الموجب لضعف حب الله تعالی وهو الداء العضال قد عم

اور دنیا کی خوشی ہی تسپر سستی ایمان کی جسی محبت الٰہی مین سستی آگئی اور یہہ ہی بیماری سخت ہی جو

اکثر الخلق فان من یغلب علی قلبه عند الموت امر من امور الدنیا ویتمثل ذلك الامر فی قلبه ویستغرقه

تمام خلق کو لگ رہی ہی کیونکہ جسکی دل پر مرتی دم کوئی بات دنیا کی چہا جاوی اور وہ ہی بات اوسکی دل مین تصویر کی طرح صورت پکڑ کر اوسکو ایسا

حتی لا یبقی لغیره متسع فان خرج روحه فی تلك الحالة یکون راس قلبه منکوسا الی الدنیا ووجهه

کہ غیر کی لئی کچہہ گنجایش نہ رہی پہر اگر ایسی حالت مین اوسکی جان نکل گئی تو اوسکا دل دنیا ہی کی طرف جہکا ہوا اور اوسکا منہہ دنیا ہی

مصروفا الیها ویحصل بینه وبین ربه حجاب ولا یمکنه ان یکتسب بعد الموت صفة اخری

کیطرف متوجہ رہیگا اور اوسمین اور اوسکی رب مین پردہ حایل ہوگا اب یہہ طاقت نہین کہ موت کی بعد ایسی صفت حاصل کری

تضاد صفة الغالبة علیه اذ لا تصرف فی القلوب الا باعمال الجوارح وبالموت تبطل الجوارح واعمالها

جسی وہ صفت جاتی رہی جو اوسپر غالب تہی اسواسطی کہ دل پر تصرف بدون اعضاء جسمانی کی نہیں ہوسکتا اور مرنی سی اعضاء جسمانی سب باطل اور اونکی اعمال

ولا مطمع فی الرجوع الی الدنیا حتی یمکن التدارك ویبقی فی حسرة وندامة فمن اراد النجاة من هذه

اور اب یہہ بہی توقع نہیں کہ دنیا مین ہٹ کر آویگا تاکہ اوسکا عوض ہوسکی اب سواء حسرت اور ندامت کی کچہہ نہین ہی پس جو شخص اس ہلاکت سی بچا چاہی

الورطة فعلیه بعد اخراج حب الدنیا من قلبه وحفظ جوارحه عن المعاصی وقلبه عن الفکر

تو اوسکو لازم ہی کہ پہلی دنیا کی محبت دلمین سی دور کری اور اپنی اعضا کو گنا ہو نسی اور اپنی دل کو دنیا کی فکر سی بچاوی

فیها والاحتراز عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها لان ذلك ایضا یؤثر فی قلبه ویصرفه فکره الیه

اور دنیا اور اہل دنیا کی دیکہنی سی پرہیز کری کیونکہ یہہ بہی دلمین اثر کر کر اوسکی فکر کو دنیا کی طرف لگا دیتا ہی

ان یواظب علی الطاعات لکونها ثمرة محبة الله تعالی ولا یتصور محبة الله تعالی الا بعد معرفته تعالی

پہر عباوات بر مداومت کری کیونکہ محبت الٰہی کا یہہ ہی ثمرہ ہی اور محبت الٰہی بدون معرفت الٰہی کی نہین ہوسکتی

اذ لا یحب الانسان ما لا یعرفه وانما یحب ما یعرفه فمن عرف الله تعالی وعرف ان جمیع النعم الواصلة

اس لئی کہ آدمی نا معلوم چیز کو محبوب نہین رکہتا محبوب وہ ہی ہوتی ہی جو معلوم ہو پہر جسنی الله کو پہچانا اور یقین کیا کہ تمام نعمتین جو مجہکو ملین

الیه والی غیره لیس الا منه تعالی لاجرم یحبه فاذا احبه یسعی فی تحصیل مرضاته بالاحتراز
یا اور دل کو ہیں سب اللہ ہی کی عنایت ہی تو خواہ مخواہ اوسکو دوست رکھیگا پھر جب اوسکو اپنا محبوب بنایا

عن الافعال القبیحة والاشتغال بالاعمال الحسنة فعلم من هذا ان المقصود من العلوم والاعمال
تو افعال بد سی پرہیز کرکر اور نیک اعمال میں مشغول ہوکر اوسکی رضامندی حاصل کریگا اس سی معلوم ہوا کہ مقصود اصلی علوم اور اعمال سی

معرفة الله تعالی حتی یثمر المعرفة المحبة اذ لا ینبغی لاحد ان یفارق الدنیا الا محبا لله تعالی و
اللہ تعالی کی معرفت ہی تا کہ معرفت سی محبت حاصل ہو کیونکہ بہتر یہہ ہی کہ جو کوئی دنیا سی جدا ہو تو خدا کی محبت میں اور

محبا للقائه فان من احب لقاء الله تعالی احب الله لقاءه ومن قدم علی محبوبه یعظم سروره
اوسکی ملاقات کی شوق میں جدا ہو اسلئی کہ جو شخص خدا کی ملاقات کا مشتاق ہوگا تو خدا اوسکی ملاقات کا مشتاق ہوگا اور جو شخص اپنی محبوب پاس جاتا ہی

بقدر محبته لا محبا للدنیا لانه یفارقها ومن یفارق محبوبه یشتد المه وعذابه فمهما کان
تو اوسکی بقدر محبت کی عزت ہوتی ہی دنیا کی محبت میں جان ندی اسلئی کہ دنیا سی تو جدا ہوتا ہی اور جو شخص اپنی محبوب سی جدا ہوتا ہی تو اوسکو بڑا ہی رنج ہوتا ہی جبتک

الغالب علی القلب حب الولد والمال والمسکن والعقار فهذا رجل جمیع محابه فی الدنیا والدنیا
دل پر محبت اولاد اور مال اور گھر باہر کی غالب ہوتی ہی تو یہہ ایسا شخص ہی کہ اسکی تمام محبوب دنیا میں ہیں اور دنیا ہی

جنته فموته خروج من الجنة وحیلولة بینه وبین محبوبه ولا یخفی الم من یحال بینه وبین
اسکی لئی بہشت ہی پس موت اسکو جنت سی نکالتی ہی اور اسکو اسکی محبوبون سی دور کرتی ہی اور ظاہر ہی جسکا محبوب چھوٹتا ہی اسکو کیسا رنج والم ہوتا ہی

محبوبه واما اذا لم یکن له محبوب سوی الله تعالی فالدنیا سجنه فموته خروج من السجن ولقی
اور وہ شخص جسکا محبوب سوای ذات الٰہی کی کوئی نہو تو دنیا اسکی حق میں دوزخ ہی سو اسکی موت گو یا دوزخ سی نکل کر اپنی محبوب سی

محبوبه فهذا اول ما یلقاه کل من یفارق الدنیا عقیب موته من الفرح والالم فضلا عما اعده
ملتا ہی پس یہہ پہلی خوشی اور الم ہی جو دنیا سی مرکر جانی والوں کو حاصل ہونیوالا ہی پھر آگی کیا کہنا ہی جو

الله تعالی من النعیم المقیم لعباده الصالحین ومن العذاب الالیم للذین استحبوا الحیوة الدنیا و
اللہ تعالی نی صلحاء کی واسطی عیش دائمی اور دنیا کی زندگی اور تازگی پسند کرنیوالوں کی واسطی جو

رضوا بها ولم یستعدوا للقاء الله تعالی وحکی ان سلیمن بن عبد الملك لما دخل
اللہ تعالی کی ملاقات کا سامان نکرتی تہی عذاب دردناک تیار کر رکھا ہی بیان کرتی ہیں کہ سلیمان بن عبد الملک حج کی ارادہ

المدینة حاجا قال هل بها رجل ادرك عدة من الصحابة قالوا نعم ابو حازم فارسل الیه فلما اتاه
مدینہ شریف میں آیا تو پوچھا یہاں کوئی ایسا مرد ہی جسنی کئی صحابہ کو پایا ہو جواب دیا ہاں ابو حازم ہی آدمی بہیجکر اوسکو بلایا جب وہ آئی

قال یا ابا حازم ما لنا نکره الموت قال انکم عمرتم الدنیا وخربتم الاخرة فتکرهون الخروج من
تو کہا ای ابو حازم ہمکو موت کیوں بری لگتی ہی جواب دیا تمنی دنیا کو آباد کیا ہی اور آخرت کو اوجاڑا ہی سو تم آبادی سی اوجاڑ میں

العمران الی الخراب قال صدقت ثم قال لیت شعری ما لنا عند الله تعالی غدا قال اعرض عملك
جانا برا سمجھتی ہو کہا تونی سچ کہا پہر پوچھا کاشکی ہمکو معلوم ہوتا کہ کل خدا کی ہاں ہمارا کیا حال ہونیوالا ہی جواب دیا اپنی اعمال کو

علی کتاب الله تعالی قال فاین اجده قال فی قوله تعالی اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ قال
قرآن کی مطابق کرکی معلوم کرلی پوچھا کس جا مقابلہ ہوسکتا ہی جواب دیا اس آیت میں بیشک نیک لوگ عیش میں ہیں اور بیشک گنہگار دوزخ میں ہیں پوچھا

فاین رحمت الله قال ان رحمت الله قریب من المحسنین قال لیت شعری کیف العرض علی الله تعالی
پہر رحمت اللہ کی کہاں ہوگی جواب دیا بیشک اللہ کی رحمت قریب ہی نیکی والوں سی پوچھا کاشکی معلوم ہوتا کہ کل کو کسطور اللہ کی سامنی جانا ہوگا

غدا قال اما المحسن فكالغائب الذي يقدم على اهله واما المسيء فكالآبق يقدم على مولاه فبكى
جواب دیا نیکی والا تو جیسے بچھڑا ہوا اپنے اہل کی پاس آتا ہی اور بدکار جیسے غلام بھاگا ہوا اپنی مولی کی سامنی آتا ہی پہر سلیمان

سليمان حتى علا صوته واشتد بكاؤه ثم قال اوصني قال اياك ان يراك الله حيث نهاك
رو پڑا اور آواز بلند ہوئی اور بہت ہی رویا پہر کہا مجکو وصیت کر جواب دیا بچارہ کہ تجھکو اللہ دیکھی ایسی جگہ جہاں سی منع کیا ہی

ويفقدك حيث امرك المجلس العاشر في بيان الفرق بين المؤمن والمسلم
اور نہ دیکھی جس جگہہ امر فرمایا ہی دسوین مجلس فرق کی بیان مین مؤمن اور مسلم مین

وبين المجاهد والمهاجر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المؤمن من امنه الناس
اور مجاہد اور مہاجر مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مؤمن وہ ہی جسکی ہاتہہ سی لوگ

على دمائهم واموالهم والمسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده والمجاهد من جاهد نفسه
اپنی جانین اور مال بچالین اور مسلم وہ ہی کہ مسلمان جسکی زبان اور ہاتہہ سی سلامت رہین اور مجاہد وہ ہی جسنی اپنی جان کو

في طاعة الله تعالى والمهاجر من ترك الخطايا والذنوب هذا الحديث من حسان المصابيح رواه
اللہ تعالی کی فرمان برداری مین لگایا اور مہاجر وہ ہی جو خطا اور گناہوں کو ترک کری یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں مین سی ہی

فضالة بن عبيد ومعناه ان المؤمن ليس من يدعي الايمان فقط بل المؤمن الكامل في ايمانه
فضالہ ابن عبید کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ مؤمن وہ نہین ہی جو ایمان کا صرف دعوی کیا کری بلکہ کامل مؤمن اپنی ایمان مین وہ ہی

هو الذي ظهر امانته واستقامته بحيث يكون الناس منه امينا لا يخافونه على سفك دمائهم
جسکی امانت اور استقامت ایسی ظاہر ہووی کہ خلق اللہ اوسکو امین جان کر یہہ خوف نکرین کہ ہمکو ناحق مار ڈالیگا

واخذ اموالهم ظلما والمسلم ليس من يتكلم بكلمتي الشهادة فقط بل المسلم الكامل في اسلامه
یا لوٹ لیگا اور مسلم وہ نہین ہی کہ صرف دونو کلمہ شہادت کی پڑہا کری بلکہ کامل مسلمان اپنی اسلام مین

هو الذي لا يؤذي احدا من المسلمين لا بلسانه بالشتم والغيبة والنميمة والبهتان ولا بيده بالضرب
وہ ہی جو کسیکو مسلمانوں مین سی ایذا نہ دی نہ تو اپنی زبان سی گالی گلوز دیکر اور غیبت کرکر اور سخن چینی کرکر اور تہمت لینی سی اور نہ اپنی ہاتہہ سی مار کر

والقتل واخذ ماله بغير حق وانما خص اليد واللسان بالذكر من بين سائر الاعضاء مع الايذاء
یا قتل سی اور ناحق مال چہین کر اور تمام اعضا مین سی صرف ہاتہہ اور زبان کو کس لئے خاص کر ذکر کیا ہی باوجودیکہ ایذا

كما يكون بهما يكون بغيرهما من الاعضاء كالعين والاذن والرجل اذا نظر الى بيت الغير او استمع
جیسی زبان اور ہاتہہ سی ہوتی ہی ایسی ہی اور اعضا سی بہی ہوتی ہی سوا زبان اور ہاتہہ کی جیسی آنکہہ اور کان اور پاؤں جب جہانکی بیگانہ گہر مین یا کان لگا

قولهما لا يرضاه او دخل ملكه بغير اذنه لان اكثر الايذاء يحصل بهما واما الجمع بينهما فلان
کسکی بات پر اوسکی بی مرضی یا جا گہسی اوسکی ملک مین بی اجازت اسلئی ذکر کیا کہ اکثر ایذا انہین دونوں سی ہوتی ہی اور دونو کو جمع اسلئی کیا ہی

كف اليد يحتمل ان يكون بسبب الضعف وعدم القدرة واذا ضم اليه كف اللسان يتعين
کہ ہاتہہ کا روکنا شاید کہ بسبب ناتوانی کی ہو کہ اتنی طاقت نہین ہی اور جب زبان کو اوسکی ساتہہ روکا تو یہہ مقرر ہو گیا

ان كف اليد كان للاسلام والمجاهد ليس من يقاتل الكفار فقط بل المجاهد الكامل من يقاتل
کہ ہاتہہ کا روکنا اسلام ہی کی جہت سی ہی اور مجاہد وہ نہین ہی کہ صرف کفار سی جنگ کیا کری بلکہ مجاہد کامل وہ ہی جو اپنی نفس سی جنگ کری اور

نفسه ويحملها على طاعة الله تعالى ويمنعها عن معصيته تعالى لان نفس الانسان اشد عداوة
اللہ تعالی کی فرمان برداری پر لگاوی اور اللہ کی نافرمانی سی اوسکو روک دیتا اس لئی کہ نفس انسانی انسان کا کفار کی نسبت زیادہ تر

معه من الكفار لكون الكفار في ابعد مكان منه لا ينفق تلاحقهم به وتقاتلهم معه الاحيانا
دشمن ہوتا ہی اسلئی کہ کفار تو ادس سی دور مسافت پر ہوتی ہین اونسی اتفاقا کبھی کبھی مقابلہ اور مقاتلہ پیش آجاتا ہی

بعد حين واما نفسه فانها ابدا تلازمه وتقاتله وتمنعه عن الخيرات والطاعات وتحمله على
رہا یہہ نفس یہہ تو ہر وقت اسکی ساتھہ لگا ہوا لڑتا رہتا ہی اور خیرات اور طاعات سی روکی جاتا ہی اور

المعاصي وانواع الفسادات ولا شك ان القتال مع العدو الملازم اهم من القتال مع العدو
گناہ اور طرح طرح کی فساد پر رغبت دئی جاتا ہی اور بیشک جنگ پاس کی دشمن کی دشوار ہوتی ہی جنگ دور کی دشمن سی

البعيد يشهد لهذا قوله يا ايها الذين امنوا قاتلوا الذين يلونكم من الكفار فانه تعالى امر المؤمنين
یہہ قول اسکا شاہد ہی ای ایمان والو لڑتی جاؤ اپنی نزدیک کی کافروں سی کیونکہ اللہ تعالی مؤمنوں کو

ان يبتدءوا بقتال الكفار الذين كانوا اقرب منهم فاذا فرغوا من الاقرب فليقاتلوا الابعد والمهاجر
یہہ امر فرماتا ہی کہ پہلی قتال اون کفار سی کرین جو اونسی پاس ہین جب پاس کی کفار سی فارغ ہوجاوین تو دور کی کفار سی لڑین اور مہاجر

ليس من هاجر من مكة الى المدينة قبل فتح مكة فقط حتى تنقطع الهجرة بعد فتح مكة بل الهجرة
وہ ہی نہین ہی جو گھر چھوڑ کر مکہ سی مدینہ کو چلا گیا فتح مکہ سی پہلی پہلی کہ بعد فتح مکہ کی ہجرت ہو چکی بلکہ ہجرت

باقية الى يوم القيمة لانها انتقال من الكفر الى الايمان ومن دار الحرب الى دار الاسلام ومن
قیامت تک ہوتی رہی گی اسواسطی کہ ہجرت تو یہہ ہی کفر کو چھوڑ کر ایمان حاصل کرنا اور کافروں کی ملک سی مسلمانوں کی ملک مین جانا اور

السيئات الى الحسنات وهذه الاشياء باقية ما دام التكليف باقيا فالمهاجر الكامل هو الذي
گناہوں کو چھوڑ کر حسنات پر عمل کرنا اور یہہ امور تو باقی رہینگی جبتک خطاب الہی باقی ہی پس کامل مہاجر وہ ہی جو

يترك جميع ما نهى الله تعالى من المعاصي ويشتغل بما امر الله تعالى من محاسن الاعمال كما جاء
تمام ممنوعات شرعی کو ترک کری کوئی ہی گناہ ہو اور اللہ تعالی کی امر بجالانی مین مشغول رہی کیسا ہی نیک عمل ہو چنانچہ

في حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال المهاجر من هجر ما نهى الله تعالى عنه فانه عليه الصلوة
ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مہاجر وہ ہی جو ترک کری وہ کار جو منع کیا ہی اللہ تعالی نی پس پیغمبر صلی اللہ علیہ

والسلام بين في هذا الحديث ان الهجرة الكاملة التامة هي هجران الفواحش والمنكرات والجد في
وسلم نی اسحدیث مین بیان فرمایا کہ پوری اور کامل ہجرت فواحش اور منکرات کی چھوڑنی اور

الطاعات والعبادات لكن ينبغي ان يعلم صحة الطاعات والعبادات موقوفة على صحة الاعتقاد
طاعت اور عبادت مین کوشش کرنیسی ہوتی ہی لیکن یہہ سمجھنا ضرور چاہیئی کہ طاعات اور عبادات کبھی صحیح اور درست نہین ہوتی جبتک اعتقاد درست نہو

لان الايمان اصل والعمل فرع والعبد اذا لم يعرف ما الايمان والهداية لا يعرف ما الكفر والضلالة
اسواسطی کہ ایمان جڑ ہی اور عمل شاخ اور آدمی کو جب یہہ ہی خبر نہین کہ ایمان اور ہدایت کیا ہوتا ہی تو وہ کیا جانی کہ کفر کیا اور گمراہی کیا ہی

فتارة تجري على لسانه كلمة التوحيد على طريق الاعتياد لا بالعلم والاعتقاد وتارة يتلفظ
پھر تو کبھی اوسکی زبان پر کلمہ توحید کا آجاویگا عادت کی موافق بدون علم اور اعتقاد کی اور کبھی کلمہ

بالفاظ الكفر ويدخل في حيز الارتداد ومن كان في الاعتقاد بهذه المرتبة لو بقي الف سنة
کفر کا بک دیگا جسنی مرتد ہو جاوی اور جسکا اعتقاد اس درجہ کا ہو تو اگر ہزار برس تک

في الصوم والصلوة لن ينفعه ذلك الاعتقاد يوم العرض الاكبر ومصيره الى النار ومن زعم انه مسلم
روزہ نماز کیا کریگا تو ہرگز ہرگز یہہ اعتقاد پیشی کی دن کچھ فائدہ نہ دیگا آخر ایسی کا انجام آگ ہی اور جو یہہ گمان کری کہ وہ مسلم ہی

وتقاعد من تعلم قدر ما هو فرض عین علیه من عقائد الایمان لا یوجد فیه من الایمان الا
پہر سستی کری سیکہنی مین عقاید ایمان کی جسقدر اوسپر فرض عین ہی تو اوسمین ایمان کا صرف دعوی ہی دعوی پایا جاتا ہی
مجرد الدعوی وهذا النوع من الایمان انما یظهر فائدته فی الدنیا حیث لا یوخذ منه الجزیة کما
ایسی ایمان کا فائدہ صرف دنیا ہی مین ہوجاتا ہی اسلئے کہ اوسی خراج نہین لیا جاویگا جیسی
توخذ من الکفار لکن یتعذر له الوصول فی العقبی الی درجة الابرار فان العبد بمجرد الاتیان بکلمتی
اور کفار سی لیا جاتا ہی لیکن اسکو درجہ صلحاء کا آخرت مین ملنا بہت دشوار ہی کیونکہ آدمی صرف کلمہ شہادت کا پڑہ کر
الشهادة وتقریر الفاظ الایمان علی طریق العادة وعد نفسه من المؤمنین من غیر فهم معناها
اور عادت کی موافق الفاظ ایمان کی بول کر اور اپنی آپ کو مؤمنین مین شمار کر کر بدون سمجہنی معنون کی
لا یصیر مؤمنا بینه وبین الله تعالی حتی یصدق بقلبه جمیع شرائعه وینقاد فی جمیع احکامه
خدا کی علم مین مؤمن نہین ہوسکتا یہان تک کہ اپنی دل سی تمام احکام شرعی کی تصدیق کری اور تمام احکام کا مطیع ہووی
ولا یتشکک ولا یتردد فی شیء منها ولوجود هذا التصدیق والانقیاد فی القلب علامات منها ان
اور کسی بات مین اصلا شک اور تردد نہ لاوی اور بہت نشانیان ہین کہ جسی یہہ تصدیق اور انقیاد دل مین موجود معلوم ہو ایک یہہ ہی
لا یفرغ عن امر دینه بل یسعی فی اصلاحه بتعلمه من اهله والعمل به ومنها ان لا یشق علی قلبه
کہ دین کی معاملہ سی نکما ہو کر نہ ہو بیٹہی بلکہ دین کی درستی مین کوشش کرتا رہی اپنی اہل کو سکہاوی اور عمل کرتا رہی اور ایک علامت یہہ ہی کہ اوسکی دلپر دشوار نگذری
اذا اخبر عن شیء من امر دینه ولا یتهاون به ولا یتکبر عنه بل یقبله ویطیعه وان کان ذلک الامر
جب امور دینی مین سی کوئی سا حکم سنی اور اوسکو حقیر نہ سمجہی اور اوسی گردن کشی نکری بلکہ اوسکو مان لی اور اطاعت کری اگرچہ وہ حکم کیا ہی
فی غایة الصعوبة والمخبر فی غایة الحقارة ومنها ان لا یکون له هواه امیرا والشرع تابعا له بان
سخت دشوار ہو اور وہ حکم سنانیوالا کیسا ہی ذلیل و خوار ہو اور ایک یہہ نشانی ہی کہ اوسکی ہوا نفسانی حاکم نہوجاوی اور شرع اوسکی تابع نہ بنی اسطور
لا یاخذ من الشرع شیئا الا ما یوافق هواه بل یجب ان یکون له الشرع امیرا وهواه اسیراله فلا یاخذ
کہ شرعی احکام مین سی وہ ہی اختیار کیا کری جو اوسکی مرضی کی موافق ہو بلکہ واجب ہی کہ شرع ہی اوسکی حاکم اور اوسکی ہوا ہوس مقید ہو بہر
من هواه ومراده شیئا الا باذن الشرع وان کان فیه نقصان المال والجاه والعرض کما اخبر به النبی
اپنی خواہش مین سی بدون اجازت شرع کی کچہہ اختیار نہ کرسکی اگرچہ اسمین مال اور مرتبہ کا نقصان ہوجا اور عزت بگڑجاوی چنانچہ نبی صلی الله
علیه السلام وقال لا یؤمن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به فاذا وجد فی العبد تلک العلامات
علیہ وسلم نی خبردی ہی فرمایا کہ کوئی تم مین سی مؤمن نہوگا جبتک کہ اوسکی مرضی تابع میری احکام کی نہوجاوی جب آدمی مین یہہ علامات موجود ہو جاوین
کان مؤمنا حقا وهذا هو الایمان المنجی من العذاب الابدی لکن بشرط التحفظ من جمیع ما یهدم هذا
تو وہ بیشک مؤمن حقیقی ہی اور یہہ ہی ایمان ہی جو عذاب ابدی سی نجات دیتا ہی لیکن بشرطیکہ بچا رکہی تمام ایسی حالات سی جو اس تصدیق کو
التصدیق وینافیه مما یجری علی قلبه ولسانه وسائر جوارحه مما یوجب الکفر فان الایمان لا یزول الا
بگاڑ دیں اور کہودین وہ خطرات دلی اور زبانی اور تمام اعضا کی ہین جن جن سی کفر لازم آجاوی کیونکہ ایمان بدون کفر کی نہین گم ہوتا
بالکفر والکفر ثلثة انواع النوع الاول کفر جهلی وسببه عدم الاصغاء وعدم الالتفات وعدم التامل
اور کفر تین قسم کا ہوتا ہی پہلی قسم کفر جہلی ہوتا ہی اوسکا سبب یہہ ہی نہ سننا اور توجہ نکرنی اور غور اور فکر نہ کرنا
فی الایات والدلائل مثل کفر العوام فان اکثرهم لا یعرفون ما وجب علیهم معرفته من عقائد الایمان
آیات مین اور دلائل مین جیسی کفر عام لوگون کا کیونکہ اکثر عوام یہہ بہی نہین جانتی کہ اونپر کون کون سی عقاید ایمانی کا سمجہنا واجب ہی

بل بعضهم ینطق بکلمتی الشهادة لکن لا یعرف معناهما ولا یمیز بین الله تعالی ورسوله والنوع الثانی

بلکہ بعضی لوگ شہادت کی دونو کلمی تو پڑہتی ہین پر اونکی معنی نہین جانتی اور اللہ مین اور اوسکی رسول مین تمیز نہین کرتی دوسری قسم کفر

کفر جحودی وسببه اما الاستکبار مثل کفر فرعون وملائه او خوف زوال الریاسة وعدم الوصول

انکاری ہوتا ہی اسکا سبب یا تو خود بینی اور تکبر جیسی کفر فرعون اور اوسکی امراء کا یا خوف ریاست کی جاتی رہنی کا اور سرداری میسر نہونی کا

الیها مثل کفر هرقل او خوف الذم والتعییر مثل کفر ابی طالب والنوع الثالث کفر حکمی وهو الذی

جیسی کفر ہرقل کا یا خوف بدنامی کا اور شرم جیسی کفر ابوطالب کا اور تیسری قسم کفر حکمی ہوتا ہی یہہ وہ کفر ہی

جعله الشرع من علامات التکذیب کشد الزنار وسجود الصنم او کان عن استخفاف ما یجب تعظیمه

جسکو شرع نی نشانی تکذیب کی مقرر کی ہی جیسی جنیئو کا گلی مین ڈالنا اور بت کو سجدہ کرنا اور حقارت کرنی اون چیزون کی جنکی شرع مین تعظیم ہی

کالقاء المصحف فی المزبلة واستهزاء العلم والعلماء وما هو من امور الدین او عن استحلال ما حرم

نعوذ باللہ جیسی مصحف کوڑی مین ڈالدینا اور علم اور علماء اور اور امور دینی کا ٹہٹہا کرنا یا حرام لعینہ کو جسکی

لعینه وثبت حرمته بدلیل قطعی کالزنا وشرب الخمر ومن فعل شیئا من ذلك یحبط جمیع اعماله

حرمت دلیل یقینی سی ثابت ہوچکی ہو حلال سمجہنا جیسی زنا اور شراب کا پینا اور جسنی اس مذکورات مین سی کوی ساکیا اوسکی تمام عمل سوخت ہوجاتی ہین

الدینیة فیلزم تجدید النکاح وتکرار الحج ان کان قادرا بعد التوبة واما غیر تلك الذنوب صغیرة

پہر نئی سرسی نکاح کرنا چاہئی اور حج پہر ادا کرنا چاہی اگر بعد توبہ کی مقدور رکہتا ہو اور سوای ان مذکورات کی باقی کی گناہونسی

کانت او کبیرة فلا یخرج المؤمن بفعلها من الایمان بل یکون فاسقا لکن یخاف علیه امر عظیم

صغیرہ ہون یا کبیرہ تو مرد مؤمن کسی گناہ کی شامت سی ایمان سی خارج نہین ہوتا بلکہ فاسق ہوجاتا ہی لیکن اوسپر مرتی دم بڑا اندیشہ ہی

عند النزع ان کان مصرا علیها ولو یتب عنها لما روی انه علیه السلام قال المعاصی برید الکفر

اگر وہ شخص گناہ پر جم رہا تہا اور توبہ نہین کی ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین

فعلی هذا یجب علی کل مؤمن ان یتوب عن الذنوب کلها فی الحال لان التوبة عن الذنوب صغیرة کانت

اس حدیث کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ تمام گناہونسی ابہی فی الحال توبہ کری کیونکہ توبہ کرنا گناہونسی صغیرہ ہون

او کبیرة واجبة علی الفور اما وجوبها فلقوله تعالی وَتُوبُوا إِلَى اللهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ ولقوله تعالی

یا کبیرہ فی الفور ترت واجب ہی وجوب توبہ کا اس آیت سی ثابت ہی توبہ کرو اللہ کی آگی سب ملکر ای ایمان والو اور اس آیت سی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللهِ تَوْبَةً نَصُوحًا فانه تعالی قد امر فی هاتین الآیتین بالتوبة والامر للوجوب

ای ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دلکی توبہ بیشک اللہ تعالی نی ان دونو آیتون مین توبہ کا حکم فرمایا اور امر واسطی وجوب کی ہوتا ہی

فیکون التوبة واجبة واما وجوبها علی الفور فلئلا یلزم بالتاخیر الاصرار المحرم الذی یؤدی الی الهلاك

سو توبہ واجب ہوگئی اور توبہ کا ترت واجب ہونا اسلئی ہی تاکہ تاخیر کرنیسی اصرار حرام نہوجاوی جسکا انجام ہلاکت ہوتا ہی

لما روی عن ابن عباس انه علیه السلام قال هلك المسوفون والمسوف من یقول سوف اتوب وفی حدیث

اسلئی کہ روایت ہی ابن عباس رض سی کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی ہلاک ہوئی دیر اور تاخیر کرنیوالی اور مسوف اوسکو کہتی ہین جو یہہ کہا کری ابتوبہ کرونگا اور

آخر انه علیه الصلوة والسلام قال کل بنی آدم خطاء وخیر الخطائین التوابون فلا بد للمؤمن

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تمام بنی آدم بڑی ہی خطاوار ہین اور خطاوارون مین سی اچہی وہ ہین جو بہت توبہ کرتی ہین پس مؤمن کو

ان یداوم علی التوبة لیکون من التوابین فانه تعالی دعا عباده المؤمنین بعد ما اذنبوا الی التوبة

لازم ہی کہ ہمیشہ توبہ کرتا رہی تاکہ ثواب مین داخل ہووی کیونکہ اللہ تعالی نی اپنی مؤمن بندون کو بعد گناہ کرنی کی توبہ کی ہدایت کی ہی

اور حدیث میں ہی

وامرهم بها وسمّاهم المؤمنين ثم بيّن ما لهم من الكرامة والمغفرة فقال عسى ربكم ان يكفر عنكم

اور توبہ کا حکم کیا ہے اور اونکو مؤمن کہکر پکارا ہے پھر بیان فرمایا جو اونکی الٰہی عزت اور بخشش ہوگی سو فرمایا شاید تمہارا رب اوتارے تم سے تمہاری

سيئاتكم ويدخلكم جنّٰت تجري من تحتها الانهر وقال في اية اخرى والذين اذا فعلوا فاحشة

برائیاں اور داخل کرے تمکو باغوں میں جنکے نیچے بہتی نہریں اور فرمایا ایک اور آیت میں اور وہ لوگ جب کر بیٹھیں کچھہ کھلا گناہ

او ظلموا انفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن يغفر الذنوب الا الله ولم يصروا على ما

یا برا کریں اپنے حق میں تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش مانگیں اپنے گناہوں کی اور کون ہے گناہ بخشتا سوای اللہ کی اور نہ اڑیں اپنے

فعلوا وهم يعلمون اولئك جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنّٰت تجري من تحتها الانهر خلدين

کیے پر جانتی ہوئے اونکی جزا ہی بخشش اونکی رب کی اور باغ جنکی نیچے بہتی نہریں رہ پڑی اون میں

فيها ونعم اجر العملين ثم اخبر انه يحبهم لتطهرهم بالتوبة عن انجاس الذنوب فقال ان الله يحب

اور خوب مزدوری ہی کام کرنیوالوں کی پھر یہہ خبر دی کہ اوسکو پسند ہی کہ اونکو پاک کری توبہ کرا کر گناہوں کی نجاست سی سو فرمایا بیشک اللہ کو خوش آتی ہیں

التوابين ويحب المتطهرين فاذا كان كذلك فكيف لا يشتغل المؤمن بالتوبة وكيف ينفك عنها لكن

توبہ کرنیوالی اور خوش آتی ہیں ستھرائی والی جب یہہ ٹھہرا تو مؤمن ہوکر توبہ کیونکر نکریگا اور توبہ سی کیسی جدا ہوگا لیکن

لها اربعة شروط ان اختل شرط منها لا يتحقق التوبة الاول الندم بالقلب على فعل من الذنوب في

توبہ کی چار شرطیں ہیں اگر ایک بھی شرط جاتی رہی گی تو توبہ کا پتا نہیں پہلی دل سی شرمندہ ہونا گناہوں کی کرنی پر

الماضي والثاني ترك المعصية في الحال والثالث العزم على ان لا يعود الى مثلها في الاستقبال والرابع

زمانہ گذشتہ میں دوسری فورًا گناہ کو ترک کرنا تیسری عزم کرنا کہ آیندہ کو پھر کبھی ایسی حرکت نکروں گا چوتھی

ان يكون ذلك خوفا من الله تعالى لا لامر اخر فان من ندم على شرب الخمر وتركه لما فيه من الصداع

یہہ کہ تینوں امر اللہ تعالی کی خوف سی ہوں کسی اور سبب سی نہوں کیونکہ اگر کوئی شخص شراب پی کر نادم ہوا اور اوسکو ترک کیا اسلیے کہ اوسی سر درد ہوتا ہی

وزوال العقل والخلل بالمال والعرض لا يكون تائبا شرعا ولا ينال الثواب الموعود للتائبين وكذلك

اور بہکتا ہی اور مال تلف ہوتا ہی اور عزت جاتی ہی تو شرعًا یہہ شخص تائب نہیں ہی اور جو ثواب تائب کی واسطی مقرر ہی یہہ نہیں پاویگا اور ایسی ہی

من قال بلسانه استغفر الله وقلبه مصر على المعصية فاستغفاره ذلك يحتاج الى استغفار مقا

جسنی زبان سی کہا استغفر اللہ اور دل اوسکا گناہ پر اڑا رہا تو ایسی توبہ سی شرمندہ ہوکر توبہ کرنی چاہئی

بالندم لما روي ان عليا راى رجلا قد فرغ من صلاته وقال سريعا اللهم اني استغفرك واتوب اليك

کیونکہ روایت ہی کہ حضرت علی نی ایکو دیکھا کہ اوسی نماز سی فارغ ہوتی جلدی سی یہہ کہا الٰہی میں تجھسی بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں

فقال علي يا هذا ان سرعة اللسان بالاستغفار توبة الكذابين وتوبتك تحتاج الى توبة وعن الحسن

پس حضرت علی نی کہا ای شخص جلدی سی زبان کو توبہ پر چلانی جھوٹھوں کی توبہ ہوتی ہی تیری یہہ توبہ قابل توبہ کی ہی اور حسن

البصري انه قال استغفارنا يحتاج الى استغفار قال القرطبي هذا قوله في زمانه فكيف في هذا الزمان

بصری سی روایت ہی کہ کہتی تھی ہماری توبہ قابل توبہ کرنی کی ہی قرطبی کہتی ہیں یہہ قول حسن بصری کا اونکی زمانہ میں ہی بس اس زمانہ کا تو کیا حال ہی

الذي يرى الانسان فيه مكبا على الظلم حريصا عليه ولا يقلع عنه والسبحة في يده يزعم انه يستغفر

کہ ہم دیکھتی ہیں انسان کو کہ حرص کا مارا ظلم پر دہکا چلا جاتا ہی اور ہرگز باز نہیں آتا اور تسبیح ہاتہ میں لی ہوئی ہی اس خیال پر کہ توبہ کریگا

منه وذلك استهزاء منه واستخفاف لما روي انه عليه السلام قال المستغفر باللسان المصر على

اب یہہ ٹھٹھا جہل اور حقارت ہی چنانچہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ زبانی توبہ کرنیوالا گناہ پر لگا ہوا

الذنب

الذنب کالمستهزی بربه وانما التوبة ان یستغفر بلسانه وینوی بقلبه ان لا یعود الی الذنب اصلا

گویا اپنی رب سی چہل کرتا ہی اور توبہ یہہ ہوتی ہی کہ زبانسی بخشش مانگی اور دل سی یہہ نیت کری کہ پہر کبہی نا فرمانی نکرونگا

فاذا فعل ذلك یغفر الله ذنبه وان کان ذنبه عظیما اذ لیس ذنبا اعظم من الکفر وقد قال الله تعالی

جب ایسی توبہ کرتا ہی تو اللہ تعالی اوسکی خطا معاف کردیتا ہی کیسا ہی بڑا گناہ ہو کیونکہ کفر سی بڑا کوئی گناہ نہین ہی اور اللہ کافرون کی حق مین

فی حق اهل الکفر قُل لِّلَّذِینَ کَفَرُوٓا۟ إِن یَنتَهُوا۟ یُغْفَرْ لَهُم مَّا قَدْ سَلَفَ فما ظنك فیما دونه من المعاصی

یہہ فرماتا ہی تو کہدی کافرون کو اگر باز آوین تو معاف ہوا انکو جو ہو چکا پہر تو کیا سمجہتا ہی کفر سی کمتر گناہون کو

وقد روی انه علیه السلام قال لو اخطأ احدکم حتی یملأ ما بین السماء والارض ثم تاب تاب الله علیه

اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر تم مین سی کوئی شخص اتنی گناہ کری کہ بہر جاوی میدان آسمان اور زمین کا پہر وہ توبہ کری تو اللہ اوسپر رحمت کرتا ہی

وفی حدیث آخر انه علیه الصلوة والسلام قال ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله علیه یعنی انه اذا

اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ بندہ جب خطا کا اقرار کرتا ہی پہر توبہ کرتا ہی تو اوسپر اللہ تعالی رحمت کرتا ہی مراد یہہ ہی

اقر بکونه مذنبا ثم ندم علی ما فعل من الذنوب وعلی ما اکتسب من السیات وعزم ان لا یعود الی مثله

کہ اپنی تیئن خطا وار کہہ کر پہر گناہ کئی ہوی پر اور برائی کمائی ہوی پر شرمندہ ہووی اور آگی کو یہہ عزم کری کہ پہر ایسی حرکت نکرونگا

یقبل الله تعالی توبته ویتجاوز عن سیاته لکن ینبغی ان یعلم ان الذنب علی نوعین ذنب بینه و

تو اللہ تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اوسکی خطاسی درگذر فرماتا ہی لیکن یہہ سمجہنا چاہئی کہ گناہ دو قسم کی ہوتی ہین ایک تو صرف حقوق الٰہی

بین الله تعالی وذنب بینه وبین العباد فالذنب الذی بینه وبین الله تعالی یکفی فیه الاستغفار

دوسری حقوق العباد پہر جو گناہ صرف حقوق اللہ کی ہین تو اوسمین کفایت کرتی ہی توبہ

باللسان والندم بالقلب والعزم علی ان لا یعود فاذا فعل ذلك لا یبرح من مکانه حتی یغفر له ذنبه

زبانسی اور ندامت دل سی اور یہہ عزم کرنا کہ پہر کبہی نکرونگا جب ایسی توبہ کرچکا تو فورًا اوسی جگہہ اوسکی خطا معاف ہوجاتی ہی

الا ان یکون علیه شئ من فرائض الله تعالی فان الشرع لا یکتفی فیه بمجرد التوبة بل اضاف الی ذلك

ہان اگر اوسکی ذمہ کچہہ فرائض الٰہی مین سی بہی ہو تو اس صورت مین شرع نی صرف توبہ پر اکتفا نہین کیا بلکہ اوس توبہ کی ساتہہ

فی البعض قضاء کالصلوة والصوم وغیرهما وفی البعض کفارة واما حقوق الادمیین فلا بد من ایصالها

بعضی فرائض کا قضا چاہی جیسی نماز اور روزہ اور بعضی مین کفارہ چاہئی رہی حق العباد اسمین ضرور ہی کہ وہ حق مستحق کی پاس

الی مستحقها فان لم یوجدوا یلزم تصدقها عنهم بنیة ان یکون ودیعة عند الله تعالی یوصلها

پہنچادی اور اگر وہ مستحق نہ ملین تو لازم ہی کہ اوسکو اونکی طرف سی خیرات کردی اس نیت سی کہ اللہ تعالی یہہ امانت قیامت کی دن

الی اصحابها یوم القیمة فمن لم یجد سبیلا لخروجه عما علیه من التبعات لاعساره فعلیه ان یکثر

انکی مستحق کو پہنچادی اور جو شخص ماری تنگدستی کی کوئی راہ نپاوی حقوق العباد کی ادا کا تو اوسکو یہہ لازم ہی

من الاعمال الصالحت ویستغفر لمن ظلمه من المؤمنین والمؤمنت فی اکثر الاوقات فانه اذا فعل

کہ اعمال صالح بہت کری اور اپنی مظلومون مؤمن مرد اور مؤمن عورتون کی لئی اکثر اوقات بخشش کی دعا کیا کری جب یہہ عمل کریگا

کذلك یرجی من فضل الله تعالی ان یرضی خصماءه یوم القیمة بلطفه وکرمه

تو اللہ تعالی کی فضل سی امید ہی کہ قیامت کی دن اسکی مدعیون کو اپنی لطف اور کرم سی راضی کردی

المجلس الحادی عشر

گیارہوین مجلس

فی بیان افضل الذکر وافضل الدعاء قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

افضل ذکر اور افضل دعا کی بیان مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

افضل الذكر لا اله الا الله وافضل الدعاء الحمد لله هذا الحديث من حسان المصابيح رواه جابر

سب ذکروں میں سے بہتر ہی لا اله الا الله اور سب دعاؤں میں سے بہتر ہی الحمد لله یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سے ہی جابر کی روایت سے

وانما جعل فيه الحمد لله من افضل الدعاء لان الدعاء عبارة عن ذكر العبد ربه وسواله عنه فضله

اور الحمد لله سب دعاؤں سے افضل اسلئے ٹہری کہ دعا اسکو کہتی ہیں کہ بندہ اپنے رب کو یاد کر کر اوس سے فضل کا سوال کرے

ففي الحمد لله هذا المعنى موجود اذ فيه ذكر الرب وطلب المزيد لانه راس الشكر والعمدة فيه لقوله الحمد لله راس الشكر ما شكر الله عبد لم يحمده

سو الحمد لله میں یہہ معنی موجود ہیں اسواسطے کہ اسمیں رب کی یاد ہی اور ترقی کی طلب ہی اسلئے کہ الحمد لله اصل ہی شکر میں اور عمدہ ہی اسواسطے فرمایا رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے

والشكر يستلزم المزيد لقوله تعالى لئن شكرتم لازيدنكم فمن قال الحمد لله يصير كانه سئله عنه

اور شکر سے ترقی ہوا کرتی ہی واسطے فرمود الله تعالی کی اگر حق مانوگی تو اور دونگا تمکو پہر جسنے الحمد لله کہا گویا اوسنے الله تعالی سے

تعالى زيادة فضله بعد الثناء عليه واما كون لا اله الا الله من افضل الاذكار فلان فيه معنى لا يوجد

ثنا کر کر فضل کی ترقی طلب کی اور لا اله الا الله جو تمام ذکروں میں افضل ہی تو اسلئے کہ اسمیں وہ معنی ہیں

في ذكر غيره وبمعرفة ذلك المعنى يحصل للمكلف جميع ما يجب عليه معرفته في حقه تعالى وذلك المعنى

جو اور ذکر میں نہیں پائے جاتے اور ان معنوں کی دریافت کرنے سے مکلف کو حاصل ہو جاتی ہیں جو جو واجب ہی دریافت کرنا بہ نسبت ذات باریتعالی کی اور وہ معنی

اثبات الالوهية له تعالى ونفيها عما عداه ويندرج في معنى الالوهية جميع ما يجب على المكلف معرفته

ربوبیت کا ثابت کرنا واسطے الله تعالی کی اور الوہیت کا سلب کرنا ماسوا الله سے اور الوہیت کی معنوں میں تمام باتیں آگئیں جنکا جاننا مکلف کو ضرور ہی

مما يجب في حقه تعالى وما يستحيل عليه وما يجوز له لان الالوهية تشتمل على معنيين احدهما

اوصاف الٰہی سے جو واجب ہیں اور جو محال ہیں اور جو جایز ہیں الله تعالی کی حق میں اسلئے کہ الوہیت میں دو معنی ہیں ایک تو

استغناؤه تعالى عن جميع ما سواه والثاني افتقار جميع ما عداه اليه تعالى فعلى هذا يكون معنى كلمة

الله کا بے نیاز ہونا تمام اپنے ماسوا سے اور دوسرا تمام ماسوا کا محتاج ہونا الله تعالی کی طرف اس تقریر کی موافق معنی کلمہ

التوحيد لا مستغني عن جميع ما سواه ولا مفتقر اليه جميع ما عداه الا الله تعالى اما استغناؤه تعالى

توحید کی یہہ ہیں کہ نہیں ہی کوئی بے نیاز تمام ماسوا اپنے سے اور نہیں ہی کوئی محتاج الیہ تمام ماسوا اپنے کا سواء الله تعالی کی الله تعالی کی بے نیازی

عن جميع ما سواه فيوجب له تعالى الوجود والقدم والبقاء اذ لو لم تجب له تعالى هذه الصفات

تمام ماسوا سے جو ہی اس سے واجب ہوا کہ الله تعالی موجود اور قدیم اور باقی ہی اسلئے کہ یہہ صفتیں اگر الله تعالی کو بضرورت ثابت نہو جاویں

لكان محتاجا الى محدث لان انتفاء شئ عن هذه الصفات يستلزم الحدوث وكل حادث مفتقر

تو پہر بلاشبہ وہ محدث کا محتاج ہوگا اسواسطے کہ ان صفتوں میں سے جو نسی نہوگی تب ہی حدوث لازم آویگا اور ہر حادث محدث کا محتاج

الى محدث وكذا يوجب له تعالى التنزه عن النقائص ويدخل في التنزه عن النقصان وجوب السمع و

ہوتا ہی اور ایسی ہی واجب ہوا الله تعالی کا بری ہونا نقصان سے اور نقصان سے بری ہونے میں آگئی واجب ہونا سمع اور

البصر والكلام اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان متصفا بالنقائص ومحتاجا الى من يرفع

بصر اور کلام کا اسلئے کہ الله تعالی کو اگر یہہ صفتیں واجب نہونگی تو البتہ اوسمیں نقصان کی باتیں پائی جائینگی اور محتاج ہوگا ایسی کا جو اوس

عنه تلك النقائص وكذا يوجب له تعالى التنزه عن الاغراض في افعاله واحكامه اذ لو لم يجب

نقصان کو دور کردے اور ایسی ہی واجب ہوا پاک ہونا الله تعالی کا غرض سے افعال اور احکام میں اسلئے کہ اگر واجب نہو

له تعالى التنزه عن الاغراض لكان محتاجا الى ما يحصل به غرضه وكذا يوجب له تعالى ان لا يجب

الله کا پاک ہونا غرض سے تو بیشک محتاج ہوگا ایسی شئے کا جس سے اوسکی غرض حاصل ہو ایسی ہی ضرور ہوا الله تعالی ذمہ پر کچہہ واجب نہوتا

عليه فعل شئ من الممكنات ولا تركه اذ لو وجب عليه شئ منهما لكان محتاجا الى ذلك الشئ
کسی فعل کا ممکنات میں سی کرنا اور نہ کرنا اسلئی کہ اگر واجب ہو اوسکی ذمہ پر کچھہ ان دونو میں سی تو البتہ محتاج ہوگا اوس شئ کا
ليكمل به اذ لا يجب له تعالى الا ما هو كمال واما افتقار جميع ما عداه اليه تعالى فيوجب له تعالى
تاکہ اوس شئ کامل بن جاوی اسواسطی کہ اللہ تعالی کو صفات کمال ہی واجب ہوتی ہین اور تمام ممکنات ماسوی اللہ کی محتاج ہونی سی اللہ کی طرف واجب ہوا
القدرة والارادة والعلم والحيوة اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان عاجزا عن ايجاد شئ
اللہ تعالی کا قدیر اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہونا اس لئی کہ یہہ چارون صفت اگر اللہ تعالی کو واجب نہون تو وہ تمام ممکنات کی پیدا کرنی سی
من الممكنات وكذا يوجب له الوحدانية اذ لو لم يجب له تعالى الوحدانية بل كان معه غيره فى
عاجز ہوگا اور ایسی ہی وحدانیت بھی واجب ہوتی ہی اسلئی کہ اگر وحدانیت نہو بلکہ اوسکی ساتھہ ایک اور اللہ سوای اوسکی ہو
الالوهية لم يفتقر اليه شئ من الممكنات للزوم عجزهما ويوخذ من افتقار جميع ما عداه اليه تعالى
تو پہر کوئی شئ ممکنات میں سی اوسکی محتاج نہوگی کیونکہ بسبب روک ٹوک کی دونو عاجز ہوجائینگی اور جب تمام ممکنات ماسوی اللہ کی
حدوث العالم باسره اذ لو كان شئ منه قديما لكان مستغنيا عنه تعالى غير مفتقر اليه ويوخذ منه
اوسکی محتاج ہوئین تو اسی معلوم ہوا کہ عالم تمام حادث ہی اسلئی کہ عالم میں سی کچھہ بھی اگر قدیم ہو تو وہ اللہ تعالی سی بی پرواہ ہوگا اوسکی طرف محتاج نہوگا اور یہہ بھی
ايضا ان لا يؤثر شئ من المخلوقات فى اثر ما اذ لو كان فى شئ من المخلوقات تاثير فى اثر ما لكان ذلك الاثر مستغنيا عنه تعالى غير مفتقر
معلوم ہوا کہ کسی چیز کو مخلوقات میں سی کسی امر مین کچھہ اثر نہو اسلئی کہ اگر مخلوقات مین سی کسی شئ کو کچھہ اثر مستقل ہوتا تو البتہ وہ اثر اللہ تعالی کا محتاج نہوتا
اليه فعلى هذا كل من يقول لا اله الا الله يصير كانه يقول لا واجب الوجود الا الله تعالى ولا واجب
بلکہ بی نیاز ہوتا اس تقریر کی موافق جو شخص لا الہ الا اللہ پڑھتا ہی گویا کہ وہ یہہ کہتا ہی کوئی واجب الوجود نہین سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی واجب
القدم والبقاء الا الله ولا قادر على ايجاد الممكنات كلها الا الله ولا عالم بما لا يتناهى من المعلومات
القدم اور باقی سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی قدرت والا تمام ممکنات کی پیدائش پر سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی دانندہ معلومات بی انتہا کا
الا الله ولا منزه عن جميع النقائص ولا عن الاغراض فى افعاله واحكامه الا الله ولا مؤثر فى شئ من
سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی بری تمام نقصانون سی اور نہ غرض سی اپنی افعال اور احکام مین سوا اللہ تعالی کی اور نہ کوئی اثر کرنیوالا کسی شئ میں
المخلوقات الا الله وعلى هذا القياس كل ما وجب فى حقه تعالى واستحال عليه وجاز له فقد
مخلوقات میں سی سوای اللہ تعالی کی اسیطرح جو جو صفات اللہ تعالی کو واجب ہین اور جو جو اوسکی حق مین محال ہین اور جو جو جایز ہین
ظهر من هذا ان فهم معنى كلمة التوحيد يتوقف على معرفة الله تعالى ومعرفة الله تعالى
اس سی ظاہر ہوا کہ کلمہ توحید کی معنون کو سمجھنا معرفت الہی پر موقوف ہی اور معرفت الہی
ليست ضرورية حتى يحصل بالبداهة كمعرفة كون الواحد نصف الاثنين بل انما تحصل
بدیہی یعنی ظاہر نہین ہی تاکہ خود بخود معلوم ہوجاوی جیسی ایک کو دو کا آدہا جانتی ہین بلکہ استدلال سی
بالاستدلال الذى هو النظر فى الدليل فيكون النظر واجبا لانه تعالى امر به وقال انظروا ماذا
معلوم ہوسکتا ہی جسکو نظر فی الدلیل کہتی ہین پس استدلال کرنا واجب ہوا چنانچہ اللہ تعالی نی بہی ارشاد کیا ہی فرمایا دیکہو کیا کیا
فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فمن تركه يكون اثما لانه اعطى الانسان نعمة العقل فيستدل به على وجوده
موجود ہی آسمانون اور زمین مین پہر جسنی استدلال کو ترک کیا وہ گنہگار ہوگا اسلئی کہ اللہ تعالی نی آدمی کو عقل کی نعمت اسہی واسطی عطا کی ہی کہ اوسکی ذریعی ثابت کری
وقدمه ووحدته وسائر صفاته التى تدل عليها افعاله وهى القدرة والارادة والعلم والحيوة
اللہ کا وجود اور قدم اور وحدانیت اور تمام وہ صفات جن پر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور وہ صفات قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات ہی

فاذا لم یستدل به لایکون مؤدیا شکر نعمة العقل فیکون اثما فیبقی فی مشیة الله تعالی
پہر اگر اسنی اوس عقل سی استدلال نکیا تو اوسنی عقل کی نعمت کا شکرادا نکیا پس یہہ گنہگار ہوگا پہر مشیت الٰہی مین رہیگا
ان شاء یعفو عنه ویدخله الجنة بلا عذاب وان شاء یعذبه بقدر ذنبه ثم یدخله الجنة
چاہی اسکو معاف کرکر جنت مین بلا عذاب داخل کری اور اگر چاہی اوسکی خطا کی موافق اوسکو عذاب دیکر جنت مین داخل کری
فعلی هذا یجب علی کل مؤمن ان یعتنی فی معرفة الله تعالی حتی تیسر له فهم معنی کلمة التوحید
اب ہر مؤمن پر واجب ہی کہ معرفت الٰہی مین کوشش کیا کری تاکہ اوسکو سمجھنا کلمہ توحید کی معنون کا سہل ہوجاوی
التی هی ثمن الجنة وسبب الخلاص من العذاب المؤبد وقد نص العلماء علی لزوم فهم معناها
جوکہ جنت کی قیمت اور دائمی عذاب سی رستگاری کا باعث ہی اور علماء صاف کہہ گذری مین کہ سمجھنا معنون کا لازم ہی
والا لاینتفع بها متلفظها فی الانقاذ من الخلود فی النار اذ لیست فضیلتها بازاء تحریک اللسان
اور نہین تو زبانی پڑہنی سی اصلا فائدہ نہین ہی کہ دائمی آگ کی عذاب سی بچی اسواسطی کہ اوسکی فضیلت زبان ہلانی سی نہین ہوتی ہی
بها من غیر حصول معناها فی القلب بل فضیلتها بازاء حصول معناها فی القلب بسبب
جبتک کہ اوسکی معنی دلمین نہ حاصل ہون بلکہ اوسکی فضیلت یہہ ہی کہ اوسکی معنی بسبب معرفت الٰہی کی دل مین متیقن ہون
معرفة الله تعالی ولیس المراد من معرفة الله تعالی معرفة ذاته لان ذاته تعالی لیست معلومة
اور معرفت الٰہی سی مراد یہہ نہین ہی کہ اوسکی ذات کو دریافت کری اسلئی کہ اوسکی ذات تو بشر کو معلوم نہین ہوسکتی
للبشر بل المراد بها معرفة ما یجب فی حقه تعالی وما یستحیل علیه وما یجوز له لیعلم من
بلکہ معرفت سی یہہ مراد ہی کہ یہہ دریافت کری کہ اللہ تعالی کی حق مین کیا تو واجب ہی اور کیا محال ہی اور کیا جایز ہی تاکہ دریافت کری
ینطق بها ما نفی عن غیره تعالی وما اثبت له فانها مرکبة من نفی واثبات فالمنفی کل فرد من
کلمہ پڑہنی والا کیا صفت نفی کیا چاہی غیر اللہ سی اور کیا ثابت کیا چاہی اللہ تعالی کو کیونکہ کلمہ مرکب ہی نفی اور اثبات سی پس نفی کرنا تو ہر ہر فرد
افراد حقیقة الاله سوی الله تعالی والمثبت فرد واحد من تلک الحقیقة وهو الله تعالی ومعنی
معبود حقیقی کا ہی سوای ذات الٰہی کی اور مثبت ایک فرد واحد ہی معبود حقیقی مین سی کہ وہ ذات الٰہی ہی اور معنی
الاله هو الواجب الوجود المستحق للعبادة وهذا المعنی کلی یقبل بحسب مجرد ادراکه ان یصدق
اللہ کی یہہ ہی ہین کہ واجب الوجود ہو سزاوار عبادت کا اور یہہ معنی کلی ہین کہ صرف باعتبار ادراک کی ہوسکتا ہی کہ بہت افراد پر صادق
علی کثیرین لکن الدلیل القطعی یدل علی استحالة التعدد فیه وکونه خاصا بذات الله تعالی وذلک
آوی پر دلیل قطعی سی معلوم ہوا کہ تعدد اسمین محال ہی اور یہہ صفت خاص ہی ذات الٰہی کو اور وہ
الدلیل وجود العالم فانه لکونه حادثا محتاجا الی محدث یدل علی ان له موجدا قدیما واحدا
دلیل عالم کا وجود ہی بیشک یہہ عالم حادث محدث کا محتاج ہوکر دلالت کرتا ہی کہ اوسکا ایک موجد ہی قدیم واحد
متصفا بالقدرة والارادة والحیوة والعلم لانه لو لم یکن قدیما بل کان حادثا لکان محتاجا الی
اور قدیر اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم اسلئی کہ اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو البتہ محدث کا محتاج ہوگا
محدث فیلزم الدور او التسلسل وکلاهما محال ولو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بینهما
پہر دور یا تسلسل لازم آویگا اور یہہ دو محال ہین اور اگر واحد نہو بلکہ ایک سی زیادہ کئی ہون تو بیشک اونکی آپسمین
التمانع المقتضی لعدم وجود العالم ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لکان
روک ٹوک واقع ہوگی جسی عالم موجود نہوسکی اور اگر قدرت والا اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو بیشک

عاجزا عن ایجاد شئ من العالم لان الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شئ من الاشیاء
عالم میں سی ہر ہر ذرہ کی ایجاد سی عاجز ہوگا اسلیئی کہ ایجاد کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہی اور تاثیر قدرت کی کسی شئ میں اوس شئ کی ارادہ کرنی پر

یتوقف علی ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ یتوقف علی العلم به لان القصد الی ایجاد شئ
موقوف ہی اور ارادہ اوس شئ کا بدون علم اوس شئ کی نہیں ہوسکتا اس لئی کہ ارادہ کسی شئ کی ایجاد کا

مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلثة یتوقف علی الحیوة لکونها شرطا فیها
بدون علم اوس شئ کی محال ہی اور یہہ تینوں صفتیں کب ہوسکتی ہیں بدون حیات کی کیونکہ حیات شرط ہی

فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل جزء من اجزائه دلیلا قطعیا علی وجوده تعالی وکونه
اس بیان کی مطابق وجود تمام عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا اوسکی اجزاء میں سی یقینی دلیل ہی اللہ تعالی کی وجود پر کہ وہ

قدیما واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع المذکورة وعلی استحالة اضدادها ولهذا کان
قدیم اور واحد ہی اور موصوف ہی ان چاروں صفات مذکورہ سی اور دلیل ہی اوسکی کہ ان صفات کا خلاف محال ہی اسیلئی

بعض اهل التوحید یقولون استدلالا بالاثر علی المؤثر ما راینا شیئا الا راینا الله تعالی بعده فان
بعضی اہل توحید اثر سی مؤثر پر استدلال کرکر یہہ کہتی ہیں کہ ہمنی جب کسی شئ کو دیکھا تو اوسکی ساتھ ہی اللہ تعالی کو دیکھا بیشک

کل جزء من اجزاء العالم لکونه حادثا محتاج الی من یوجده ویربیه لا یزال یتکلم بکلام لا حرف فیه
ہر ہر ذرہ عالم کی اجزاء کا چونکہ حادث اور محتاج ہی اپنی پیدا اور پرورش کرنیوالی کا ہمیشہ ایسی کلام سی جسمیں نہ حرف ہیں

ولا صوت ان له موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة یسمع کلامه
اور نہ آواز یہہ کہتا ہی کہ میرا پیدا کرنیوالا قدیم ہی واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ صاحب علم صاحب حیات تمیز والی

السامعون ولا یسمعه الذین هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی یسمع
اوسکی کلام سنتی ہیں اور بی تمیز جنکی سمجھہ بیکار ہی نہیں سنتی اور سماعت سی مراد سماعت باطنی ہی جسی وہ کلام سنی جاتی ہی

به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاهر الذی لا یسمع غیر الاصوات وتشارك
جسمیں حرف اور آواز نہو اور نہ عربی ہو اور نہ عجمی یہہ سماعت ظاہری مراد نہیں ہی جسی سواء آواز کی کچھہ معلوم ہو اور چوپایہ

فیه البهائم الانسان اذ لا قدر لشئ تشارك فیه البهائم الانسان والحاصل ان المکلف لا یعرف من
اور انسان اوسمیں شریک ہیں کیونکہ اوس شئ میں کیا خوبی ہی جسمیں چوپایہ اور انسان یکساں ہوں حاصل یہہ ہی کہ آدمی مکلف

صفاته تعالی بالعقل الا ما یتوقف علیه افعاله وما لم یتوقف علیه افعاله تعالی کالسمع والبصر
صفات الہی میں سی بزور عقل وہ ہی جان سکتا ہی جن صفات پر افعال موقوف ہیں اور جن صفات پر افعال موقوف نہیں ہیں جیسی سمع اور بصر

والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما الاستدلال بالعقل فهو
اور کلام ان صفات کی ثبوت پر کبھی تو استدلال عقلی کرتی ہیں اور کبھی استدلال نقلی استدلال عقلی تو یہہ ہی

انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه
کہ یہہ صفتیں کمال کی ہیں اور اونکی ضدیں صفتیں نقصان کی ہیں اور اللہ تعالی کا صفات کمالیہ سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی

بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه بتلك الصفات واما الاستدلال بالنقل فهو ان
بری ہونا واجب ہی اس سی لازم آتا ہی کہ اللہ تعالی ان صفات سی موصوف ہو اور استدلال نقلی یہہ ہی کہ

الشرع قد صرح بثبوتها له تعالی فوجب الجزم بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة
شرع سی ان صفات کا ثبوت صاف ظاہر ہی پس یقین کرنا انکی ثبوت کا واجب ہوا اور اس مسئلہ میں دلیل نقلی

اولی من دلیل العقل لان تلک الصفات لا یتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها
بہتری عقلی دلیل سی اسلئی کہ ان صفات پر افعال الٰہی تو موقوف ہین نہین تاکہ اون افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی
له تعالی وذاته لم یکن معلوما لاحد حتی یعلم انها فی حقه تعالی کما یجب اتصافه بها بحیث
اور اوسکی ذات کسیکو معلوم نہین تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ صفات بہ نسبت ذات الٰہی کی بہی کمالیہ ہین انکا ثبوت ہی چاہئی ہونا ایسا
لو لم یتصف بها یلزم ان یتصف باضدادها وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم
کہ اگر یہہ صفتین موجود نہون گی تو انکی اضداد موجود ہونگی اور ان صفات کا کمالیہ ہونا جو مذکور ہوا تو وہ ہماری حق مین ہی اور یہہ کچہہ لازم نہین
من کون الشیٔ بالنسبة الینا کمالا ان یکون فی حقه تعالی کمالا الا تری ان اللذة والالم مع کونهما
کہ جو صفت ہماری حق مین باعث کمال کا ہو تو یہہ نسبت ذات الٰہی کی بہی کمالیہ ہو کیا تجہکو معلوم نہین ہی کہ لذت اور الم باوجودیکہ
بالنسبة الینا کمالا یمتنعان علی الله تعالی لکونهما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات
ہماری حق مین کمال ہین اللہ تعالی پر ممتنع ہین اسواسطی کہ جسمون کی عوارض سی ہین اس بیان کی موافق لازم یہہ ہی کہ
تلک الصفات له تعالی التمسک بالنقل عن الانبیاء الذین ثبت صدق کل واحد منهم و
ان صفات کی باب مین دست آویز نقلی بیان کی جاوی انبیاء علیہم السلام سی کہ صدق ہر ہر کا اور
امانته ونبوته بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء
امانت اور نبوت ایسی معجزہ سی ثابت ہو چکی ہی جو قایم مقام ارشاد الٰہی کی ہی میرا رسول سچا ہی جو حکم میری طرف سی بیان کری برابر ہی ع
کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی لرسوله لکونها
کہ تبلیغ بواسطہ قول کی ہو یا فعل کی یا چپ رہنی سی اسلئی کہ معجزہ اللہ تعالی کی طرف سی تصدیق فعلی ہی واسطی رسول کی کیونکہ معجزہ
فعلا من افعاله تعالی خارقا للعادة قائما مقام صریح القول فی تصدیق رسوله فی دعواه الرسالة
ایک فعل ہی افعال الٰہی سی خلاف عادت کی قایم مقام صاف ارشاد کی ہی رسول کی تصدیق کی لیٔ رسالت کی دعوی مین
فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی یده عند ادعائه الرسالة صار کانه قال صدق رسولی
کیونکہ اللہ تعالی نی جب ایک امر خلاف عادت رسول کی ہاتہہ پر رسالت کی دعوی کرنی کی وقت پیدا کیا تو گویا یہہ ارشاد کیا میرا رسول سچا ہی
فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته قال العلماء مثال ذلک ان
تمام احکام مین جو میری طرف سی ادا کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ رسول کی قولی ہو یا فعلی ہو یا چپ رہنی سی ہو علماء نی اسکی یہہ مثال بیان کی ہی
رجلا اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملک بعثنی الیکم بکذا وکذا
ایک شخص بادشاہ کی مجلس مین ایک جماعت کی روبرو کہڑا ہو کر کہی مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون مجہکو تمہاری پاس فلانا فلانا حکم دیکر بہیجا ہی
من التکالیف وطلبوا منه حجة تدل علی صدقه وقال ایة صدقی انی اطلب من الملک ان
اور وہ جماعت اوسی صداقت کی دلیل طلب کری تب وہ شخص کہی نشان میری صداقت کا یہہ ہی کہ مین بادشاہ سی کہتا ہون کہ
یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات وفعل الملک ذلک بطلبه فلا شک
اپنی خلاف عادت اپنی جگہہ سی تین دفعہ کہڑا ہوا اور بیٹہہ جاوی پہر وہ بادشاہ اوسکی کہنی سی یہہ کر بیٹہی تو بیشک
ان ذلک الفعل من الملک قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم
یہہ کار بادشاہ کا قایم مقام اس قول کی ہی یہہ شخص سچا ہی جو جو حکم میری طرف سی بیان کری اور اسی علم
الضروری بصدقه لمن شاهد ذلک الفعل من الملک ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره
بدیہی اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی یہہ حرکت بادشاہ کی دیکہیگا اور جو شخص ندیکہی گا بلکہ اوسکو تواتر سی یہہ خبر پہنچیگی

بالتواتر

بالتواتر ولا ريب ان هذا المثال مطابق لحال الرسل عليهم الصلوة والسلام في افادة معجزتهم العلم
اور بیشک یہہ مثال رسل علیہم السلام کی حال سی خوب مطابق ہی کہ اونکی معجزہ سی اونکی

الضروري بصدقهم لمن شاهدها ولمن لم يشاهدها بل وصل اليه خبرها بالتواتر فاذا ثبت
صداقت کا علم بدیہی حاصل ہوتا ہی دیکھنی والون کو اور جنہون نی نہین دیکھا تواتر سی سنکر جب اونکا صدق ثابت ہوچکا

صدقهم بدلالة المعجزة وجب تصديقهم في كل ما جاؤا به من عند الله تعالى وافضلهم
معجزہ کی دلالت سی تو واجب ہوئی اونکی تصدیق تمام احکام مین جو اللہ تعالی کی طرف سی لائی ہین اور تمام انبیا مین افضل

نبينا ومولانا محمد صلى الله عليه وسلم فانه تعالى قد بعثه الى اهل الارض كافة ليبلغهم امره ونهيه ووعده
اور برتر نبی اور صاحب ہماری محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین بیشک اللہ تعالی نی اونکو تمام اہل روی زمین کی طرف بہیجا تاکہ اونکو اللہ کا حکم اور ممانعت اور جزا

ووعيده وايده بمعجزات كثيرة لا حصر لها بصدقه فوجب عليهم تصديقه في كل ما اخبر
اور سزا پہنچاوین اور اونکی تائید کی بہت معجزات سی جنکا انتہا نہین تاکہ اونکی تصدیق کرین سو واجب ہی اون سب پر تصدیق اونکی تمام خبرون مین

وطاعته في كل ما امر والانتهاء عن كل ما زجر فمن لم يصدقه فيما اخبر ولم يطعه فيما امر ولم ينته
اور واجب ہی اطاعت اونکی تمام حکمون مین اور باز رہنا جس چیز سی ممانعت کرین پہر جو شخص تصدیق نکری اونکی خبرون مین اور اطاعت نکری اونکی حکم کی اور باز نداوی

عما زجر يكون من الذين قال الله تعالى فيهم في القران العظيم الذي هو افضل معجزاته اولئك كالانعام
منع کی ہوئی سی تو وہ اون لوگون مین ہی جنکی حق مین اللہ تعالی قرآن شریف مین جو اونکا سب سی بڑا معجزہ ہی فرماتا ہی وہ جیسی چوپایہ

بل هم اضل فانه تعالى شبههم بالبهائم في كون مشاعرهم متوجهة الى اسباب الدنيا ومقصورة
بلکہ اونسی زیادہ بیراہ اللہ تعالی نی انسان کو چوپایون سی مشابہت دی اسباب مین کہ انکی عقلین دنیا کی مال اسباب کی طرف متوجہ ہین اور دنیا ہی پر

عليها وعدم التفكر فيما يقرع اذانهم من الايات القرانية والاحاديث النبوية وعدم الالتفات بها
اٹہر گئین اور ہرگز تامل نہین ہی اوسمین جو سنتی ہین آیات قرآنی اور احادیث نبوی م اور اصلا اودہر توجہ نہین ہی

بل جعلهم اضل منها لانها تدرك ما من شانها ان تدرك من المنافع والمضار وتجهد غاية جهدها
بلکہ اللہ تعالی نی انسان کو چوپایہ سی بیراہ زیادہ کہا کیونکہ چوپایہ تو اپنی حیثیت کی موافق نفع اور ضرر کو پہچان لیتی ہین اور خوب کوشش کرتی ہین

في جلب ما ينفعها وسلب ما يضرها وتنقاد لصاحبها وتميز من يحسن اليها ممن يسيء اليها وهؤلاء
اپنی منفعت کی پیدا کرنی مین اور ضرر کی دفع کرنی مین اور اپنی مالک کی اطاعت کرتی ہین اور تمیز کرتی ہین درمیان اونکی جو اونکی ساتہہ احسان کری اور ضرر پہنچاوی

ليسوا كذلك حيث لا يميزون بين المنافع والمضار ويجتهدون غاية جهدهم في جلب ما يضرهم
ایسی نہین ہین اسلئی کہ اصلا نفع اور ضرر مین فرق نہین کرتی اور ضرر رسان چیز مین مرکہپ کر کوشش کرتی ہین اور منفعت سی الگ بچتی ہین

وسلب ما ينفعهم ولا ينقادون لربهم وخالقهم ورازقهم ولا يعرفون احسانه اليهم ويقدمون على
اور اطاعت نہین کرتی اپنی پروردگار اور پیدا کرنیوالی اور روزی دینی والی کی اور نہین سمجہتی کہ اون پر اوسنی کیا کیا احسان کیا اور عذاب

العذاب الاليم ولا يقدمون على النعيم المقيم ويكونون من الذين قال تعالى فيهم يعلمون ظاهرا
درد ناک کی طرف دوڑ کر جاتی ہین اور دائمی عیش کی طرف نہین جاتی پہر وہ اون لوگون مین ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی جانتی ہین اوپر اوپر

من الحيوة الدنيا وهم عن الاخرة هم غفلون يعني انهم يعلمون ظاهرا حقيرا خسيسا من الدنيا
دنیا کا جیتا اور وہ لوگ آخرت سی خبر نہین رکہتی یعنی یہہ لوگ یہہ ہی ظاہر کی نکمی اور بیکار دنیا کو خوب جانتی ہین

وهو ما يشاهدونه من زخارفها وملاذها وسائر احوالها الموافقة لشهواتهم الملائمة لاهواءهم
اور یہہ جو کہ اونکو نظر آتا ہی دنیا کی رونق اور لذات اور تمام احوال جو اونکی شہوات کی موافق اور اونکی ہواہوس کی مطابق ہین

وهم غٰفلون عن الاخرة التی هی المطلب الاعلی والمقصد الاقصیٰ ولا یخطرون ببالهم ولا یتفکرون
اور وہ آخرت سی جو کہ بڑا مطلب ہی اور عین مدعا ہی بالکل غافل ہین اور اونکی دلمین خطرہ نہین آتا اور نہین سوچتی
من احوال الدنیا ما یؤدی الی معرفتها فان العلم بامور الاخرة موقوف علی العلم بوجود الباری تعالیٰ
دنیا کی حالات کو اسطور کہ اوس سی آخرت کی معرفت حاصل ہو کیونکہ علم امورات اخروی کا علم وجود باری تعالی
وقدرته وارادته وعلمه وحیوته وذلک العلم لا یحصل الا بالنظر الی المصنوعات والتفکر فیها
اور اوسکی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہی اور یہہ علم نہین حاصل ہوتا بدون غور اور تامل کی مصنوعات مین
والاستدلال بتغیراتها علی حدوثها واحتیاجها الی موجد قدیم واحد متصف بالقدرة و
اور بدون استدلال کی کہ حالات دنیا متغیر ہونی سی حادث ہین اور محتاج ہین طرف پیدا کرنیوالی کی جو قدیم اور واحد صاحب قدرت اور
الارادة والعلم والحیوة وهم قصروا النظر علی الظواهر الحسیة کالبهائم ولم یتفکروا فی عجائب
صاحب ارادہ اور علم اور حیات والا ہی اور بنی آدم نی اپنی نگاہ ظاہر دیکھنی پر چوپایہ کی طرح کوتاہ کی اور اوسکی عجیب صنعت کو
صنعه لیستدلوا بها علی وجوده وقدمه وقدرته وارادته وعلمه وحیوته فیعلموا ان ما اخبر به
خیال نہ کیا تاکہ اوسی استدلال ہو اوسکی وجود اور قدم اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر پہر یہہ جانتی کہ جو حدیث مین ہی
من امور الاخرة امور ممکنة یلزم وقوعها وعند وقوعها یکون المکلف فیها بحکم صلاح الاعمال
امورات آخرت مین سی سب ممکن ہین اونکا واقع ہونا ضرور ہی اور جب وہ امور واقع ہونگی تو مکلف باعتبار اعمال نیک
وفسادها فریقین فریق فی الجنة وفریق فی السعیر نسأل الله تعالی ان یجعلنا من اهل الجنة مع
اور اعمال بد کی دو قسم ہونگی ایک قسم بہشت مین اور ایک قسم دوزخ مین ہم اللہ سی دعا مانگتی ہین کہ ہمکو جنتی کری ہمراہ
الابرار لا من اهل النار مع الاشرار المجلس الثانی عشر فی بیان اسعد الناس بشفاعة
صلحاء کی دوزخی نہ کری ہمراہ بد کارون کی بارہوین مجلس اس بیان مین کہ بڑا اسعادتمند آدمی
النبی صلی الله علیه وسلم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اسعد الناس بشفاعتی یوم القیمة
قیامت کی دن بسبب شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی بڑا اسعادتمند آدمی میری شفاعت سی
یوم القیمة من قال لا اله الا الله خالصا من قلبه هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة
قیامت کی روز وہ ہی جسنی کہا لا الہ الا اللہ صاف دل سی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی
وقریب منه ما روی عن زید بن ارقم انه علیه الصلوة والسلام قال من قال لا اله الا الله مخلصا دخل الجنة فانه علیه
اور ایسا ہی مضمون ہی جو زید بن ارقم نی روایت کی ہی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی جسنی کہا لا الہ الا اللہ صاف دل سی وہ داخل ہوا جنت مین بیشک
الصلوة والسلام قد شرط لنیل ما وعد فی هذین الحدیثین ان یکون فیمن قال لا اله الا الله الخلوص
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی شرط کیا ہی واسطی حصول جنت کی جو ان دونو حدیثون مین وعدہ کیا ہی کہ لا الہ الا اللہ کہنی والی مین خلوص
والاخلاص ومعنی الخلوص والاخلاص مساعدة الحال للمقال فمن قال لا اله الا الله ولم یساعده
اور اخلاص ہو اور معنی خلوص اور اخلاص کی یہہ ہین کہ اوسکا حال مقال کی مطابق ہو پہر جسنی لا الہ الا اللہ تو کہا اور اوسکا حال مطابق
حاله لمقاله لا یکون فیه شیء من الخلوص والاخلاص وانما یکون فیه من الخلوص والاخلاص
مقال سی نہوا تو اوسمین اخلاص اور خلوص کچھ نہین ہی اور خلوص اور اخلاص جب ہی ہوتا ہی
اذا منعه هذا القول عن الذنوب وحمله علی الطاعات وان لم یمنعه من الذنوب ولم یحمله علی
کہ اوسکو یہہ قول گناہون سی باز رکہی اور طاعات کی رغبت دلاتی اور اگر اوسکو گناہون سی نہ روکا اور نہ طاعات پر رغبت دلائی

الطاعات لا یکون فیه الخلوص والاخلاص ویخاف ان یکون هذا القول فیه عاریة یسترد منه

تو اوسمین خلوص واخلاص کہان ہی اوراندیشہ یہہ ہی کہ یہہ قول اوسمین بطور عاریت کی ہو پہر چہین نجاوی

لان من لم یکن فیه الا اصل الایمان وهو مقصر فی الاعمال ومصرّ علی الذنوب قریب من ان

کیونکہ جس شخص مین سوای اصل ایمان کی کچہہ نہین ہی اوروہ نیک اعمال مین قصور کرتا رہا اور گناہون پر اڑارہا کیا بعید ہی کہ

ینقلع شجرة ایمانه اذا صادمته الریاح العاصفة التی هی الوساوس الشیطانیة المحرکة لها لان

درخت ایمان کا جڑسی اوکہڑجاوی جب اوسکو تند ہوائین صدمہ پہنچائین کہ وہ وسوسی شیطانی ہین جو اوسکو حرکت دیتی رہتی ہین کیونکہ

کل ایمان لم یثبت فی القلب اصله ولم ینتشر فی الاعضاء فروعه ولم یظهر فیها ثمرة لا تثبت

جسکی ایمان کی جڑ دلمین خوب نہین بیٹہی اور اوسکی ٹہنیان تمام اعضامین نہین پہیلین اورنہ اوسکو ابہی کچہہ پہل لگا ہی

عند ظهور ملك الموت ویخاف علیه الزوال وانما یثبت فی القلب اصل الایمان وانما ینتشر فروعه

تو وہ جب ملک الموت آویگا قایم نہین رہیگا اور اندیشہ زوال کا ہی دل کی اندر ایمان کی جڑ جب خوب بیٹہتی ہی اور اوسکی ٹہنیان

فی الاعضاء وانما یظهر ثمرة فیها اذا سقی بماء الطاعات علی توالی الایام والساعات حتی یرسخ

اعضا کی اندر جب پہیلتی ہین اور پہل ایمان کا جب ہی لگتا ہی کہ طاعات کی پانی سی ہمیشہ ہر وقت رات دن سیراب کرتا ہی تاکہ اوسکی جڑ محکم

ویثبت وینتشر فروعه ویظهر ثمره فهذا امر لا یظهر الا عند الخاتمة واصل ذلك علی ما ثبت

اور ثابت ہوکر اوسکی شاخین پہیلین اور اوسکو پہل لگی یہہ حال دری خاتمہ سی معلوم نہین ہوسکتا اور اصل اسکی جیسی کہ

فی العلوم العقلیة ان تکرار الافعال سبب لحصول الملکة الراسخة فی النفس فمن اصرّ علی

علوم عقلی مین ثابت ہی یہہ ہی کہ ہر فعل بار بار کرنی کرنی نفس مین خوب کامل ہوجاتا ہی پہر جو شخص گناہون پر

الذنوب یحصل فی قلبه الفها وجمیع ما الفه الانسان فی عمره یعود ذکره عند موته فان کان

اصرار کرتا ہی اوسکی دلمین محبت گناہون کی پیدا ہوجاتی ہی اور انسان کی تمام محبوب چیزین عمر بہر کی موت کی وقت یاد آتی ہین پہر اگر اس شخصکو

میله الی الطاعات اکثر یکون اکثر ما یحضره عند الموت ذکر الطاعات وان کان میله الی المعاصی

رغبت طاعات کی زیادہ تہی تو اکثر اسکو موت کی وقت طاعات یاد آوینگی اور اگر اسکو رغبت گناہون کی

اکثر یکون اکثر ما یحضره عند الموت ذکر المعاصی فربما یقبض روحه عند غلبة شهوة من الشهوات

زیادہ تہی تو پہر موت کی وقت اکثر وہ ہی گناہ یاد آوینگی پس بعضی وقت نزدیک غلبہ کسی شہوت کی شہوتون مین سی

او معصیة من المعاصی فیتقید قلبه بها وتصیر سببا لسوء خاتمته فاما الذی غلبت ذنوبه

یا کسی گناہ کی گناہون مین سی اوسکی جان نکل جاتی ہی اور اوسکا دل اسمین لگا رہتا ہی یہہ ہی سبب اوسکی خاتمہ بد کا ہوجاتا ہی اور جس شخصکی گناہ بہت

وکانت اکثر من طاعاته ولم یتب عنها بل کان مصرّا علیها وقلبه فرحا بها فهذا الخطر فی حقه

اور طاعات سی زیادہ ہون اور توبہ کی نہو بلکہ گناہون پر اڑا رہا اور اوسکا دل اوسی مین خوش رہا تو ایسی شخص کی حق مین اسکا

عظیم اذ قد یکون غلبة الالف سببا لان یتمثل صورة معصیة فی قلبه وتمیل الیها نفسه

بڑا اندیشہ ہی اسواسطی کہ بعضی وقت ماری غلبۂ محبت کی صورت گناہ کی اوسکی دلمین پیدا ہوجاتی ہی اور اوسکا دل اودہر کو مایل ہوتا ہی

ویقبض علیها روحه فذلك هو سوء الخاتمة واما الذی لم یرتکب ذنبا اصلا او ارتکب لکن

اور وہین جان نکل جاتی ہی سو خاتمہ بد یہہ ہی اور جس شخص نی کوئی ہرگز گناہ نہین کیا یا گناہ تو کیا پہر

تاب فهو بعید عن هذا الخطر فعلی هذا یجب علی کل مسلم بعد ما قال لا اله الا الله اداء ما وجب

توبہ کر لی سو وہ اندیشہ سی محفوظ ہی اس بیان کی موافق ہر ہر مسلم پر جو لا اله الا الله کہتی ہین واجب ہی کہ جو طاعات

عليه من الطاعات وحفظ لسانه وسائر اعضائه من السيئات لان كثيرا من الناس يقولون
اونکی ذمہ پر واجب ہی ادا کیا کریں اور اپنی زبان کو اور تمام اعضا کو گناہونسی بچاوین اسلوسطی کہ اکثر لوگ یہہ قول زبانسی کہتی ہین

هذا القول ثم ينزع عنهم في اخر اعمارهم بسبب اعمالهم الخبيثة ويخرجون من الدنيا بغير ايمان
پہر اونسی آخر عمر مین بسبب خبیث عملون کی چہوٹ جاتا ہی اور دنیا سی بی ایمان مرتی ہین

واي مصيبة اعظم من هذا ان يكون اسم الرجل في جميع عمره في الدنيا من المؤمنين ثم يموت
اب کونسی مصیبت اس سی بڑی ہوگی کہ ایک شخص کا نام دنیا مین تو عمر بہر مسلمانون مین درج رہا پہر جب مرا

ويكون اسمه في الاخرة من الكفرين ليس الحسرة على الذي يخرج من الكنيسة ويدخل في جهنم وانما
تو آخرت مین اوسکا نام کافرون مین درج ہوا افسوس کچہہ اوسکی حال پر نہین ہی جو بتخانہ سی نکل کر دوزخ مین گری

الحسرة على الذي يخرج من المسجد ويطرح في جهنم بسبب اعماله الخبيثة فان الناس في الايمان
افسوس تو بڑا اوسکی حال پر ہی جو مسجد مین سی نکل کر بسبب خبیث اعمال کی جہنم مین جا دی بنی آدم باعتبار ایمان کی

على ضربين منهم من يكون له الايمان عارية يسترد منه ومنهم من يكون له الايمان عطاء
دو قسم کی ہین بعضی ایسی ہین کہ اونکا ایمان عاریت کا ہی پہر چہن جاویگا اور بعضی ایسی ہین کہ ایمان اونکو بخشا ہوا ہی

لا يسترد منه والعلامة في ذلك ان الذي يمنعه الايمان من الذنوب ويحمله على الطاعات
پہر ہرگز نہین چہنی گا اور نشان اسمین یہہ ہی کہ جسکو پاس ایمان کا گناہونسی روکتا ہی اور طاعت کی رغبت دیتا ہی

فالايمان له عطاء لا يسترد منه والذي لا يمنعه الايمان من الذنوب ولا يحمله على الطاعات
تو اوسکا ایمان بخشا ہوا ہی اوسی پہر نہین چہینا جاویگا اور جسکو پاس ایمان کا گناہونسی نہین روکتا اور نہ طاعات پر رغبت دیتا ہی

فالايمان له عارية يسترد منه لان ايمانه لو كان صحيحا خالصا لمنعه من الذنوب ولحمله على
تو اوسکا ایمان عاریت کا ہی وہ چہن جاویگا کیونکہ اگر اوسکا ایمان صحیح اور خالص ہوتا تو بیشک اوسکو گناہونسی روکتا اور طاعت کی رغبت

الطاعات فلما لم يمنعه من الذنوب ولم يحمله على الطاعات علم ان قلبه الذي هو محل الايمان
دیتا پس جب اوسکو گناہونسی روکا اور نہ طاعت پر رغبت دی تو معلوم ہوا کہ اسکا دل جو ایمان کا گہر ہی

مريض فان القلب قد يمرض ويشتد مرضه لكن لا يعرف صاحبه لغلبة الهوى عليه بل قد
بیمار ہی بیشک دل کبہی بیماری مین سخت مبتلا ہو جاتا ہی لیکن اوس شخصکو بسبب غلبہ ہوا ہوس کی معلوم نہین ہوتا بلکہ بعضی وقت

يموت قلبه وهو لا يشعر بموته وعلامة ذلك ان لا يؤلمه جراحات الذنوب فان القلب اذا كان
اوسکا دل مرجاتا ہی اور اوسکو موت کی خبر نہین ہوتی اسکا نشان یہہ ہی کہ دلمین گناہ کی زخم سی الم نہین ہوتا کیونکہ دل جبتک

فيه حيوة يتألم بقدر حيوته من جراحات الذنوب وقد يشعر بمرضه صاحبه لكن لا يتحمل
زندہ رہتا ہی تو اوسکو جتنی اسمین حیات ہوتی ہی گناہوں کی زخموں سی الم پیدا ہوتا ہی اور کبہی اوس شخصکو دل کی بیماری کی خبر ہوتی ہی پر

مرارة الدواء ولا يصبر عليها فيؤثر بقاء الالم على مشقة الدواء فان دواءه في مخالفة هواه وذلك
مزہ کی دوا کی برداشت نہین کرتا اور اسپر صبر کرتا ہی پہر وہ الم رہتی رہتی دوا کی مشقت مین شرکت تا ہی کیونکہ اوسکا علاج تو ہوا ہوس کی مخالفت ہی وہ

اصعب شيء على النفس وليس لها شيء انفع من ذلك قال سهل بن عبد الله هواك داؤك فان خالفته
نفس پر بڑا ہی دشوار ہی اور اوسکی حق مین اس سی زیادہ کچہہ مفید نہین ہی سہل بن عبد اللہ کہتی ہین تیری خواہش تیرا مرض ہی اگر تو نی اوسکا خلاف کیا

فذلك دواءك وقال ايضا ترك الهوى مفتاح الجنة لقوله تعالى وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ
تو یہہ ہی تیرا علاج ہی اور یہہ بہی کہا ہی ہوا ہوس کا ترک کرنا جنت کی کنجی ہی واسطی ارشاد الہی کی اور جو کوئی ڈرا اپنی رب کی پاس کہڑی ہونی سی

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى فالسعید من یخالف هوٰیه ویطیع مولاه والشقی
اور روکا جی کو چاؤ سی سو بہشت ہے اسکا ٹھکانا پس نیک بخت وہ ہی جو اپنی ہوا ہوس کی مخالفت کر کر اپنی صاحب کی اطاعت کری اور بدبخت

من یتبع هوٰیه ویخالف مولاه فان اتباع الهوی سم قاتل من سموم الدین یفضی الی الهلاك
وہ ہی کہ اپنی ہوا ہوس کی پیچھی لگا ہی اور اپنی صاحب کی مخالفت کری بیشک اطاعت نفس کی زہر قاتل ہی دین کی زہروں مین سی ہمیشہ کی واسطی مار ڈالتا ہی

الابدی يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ فالخائف من الهلاك فی هذه
جسدن نہ کام آوی کوئی مال نہ بیٹی مگر جو کوئی آیا اللہ پاس لیکر دل چنگا پس جو شخص ڈرتا ہی موت سی اس

الدنیا الفانیة اذا کان یجب علیه فی کل حال الاحتراز عن السموم وما یضره من المهلکات فالخائف
دنیا فانی مین اوسپر واجب ہی کہ ہر وقت ہمیشہ زہروں سی اور تمام مہلکات سی بچتا رہی سو جسکو ہلاک

من الهلاك الابدی اولی ان یجب علیه فی کل حال الاحتراز عن المعاصی التی هی سموم الدین فان
ابدی کا خوف ہو تو اوسکو تو ضرور تر واجب ہی کہ ہر وقت گناہوں سی بچتا رہی کہ وہ دین کی حق مین زہر ہین بیشک ان زہروں سی

المخوف من هذه السموم فوات الاخرة الباقیة التی لیس اضعاف اعمار الدنیا عشر عشیر مدتها
یہہ ہی اندیشہ ہی کہ آخرت فوت ہو جاوی جو ہمیشہ کو باقی ہی اور کئی کئی بار دنیا کی عمرین اوسکی سوین حصہ کو نہین ملتی

اذ لیس لمدتها اخر وغایة وفیها النعیم المقیم والملك العظیم وفی فواتها نار الجحیم والعذاب الالیم
کیونکہ آخرت کی مدت کا انتہا اور آخر نہین ہی اور اوسمین نعمتین دائم اور ملک بڑا اور اوسکی فوت ہوتی مین دوزخ کی آگ ہی اور عذاب دکھ دینا

فالبدار البدار الی التوبة والاستغفار قبل ان یعمل سموم الذنوب فی روح الایمان ولا ینفع بعده
پس جلدی کرو جلدی طرف توبہ اور استغفار کی پہلی اس سی کہ گناہوں کا زہر ایمان کی روح مین اثر کری پھر نہ تو پرہیز فائدہ کریگا

الاحتماء ولا علاج الاطباء ولا نصح الناصحین ولا وعظ الواعظین ویحق علیه القول انه من
بعد اوسکی اور نہ علاج طبیبوں کا اور نہ نصیحت ناصحوں کی اور نہ وعظ واعظوں کا اور اوسپر یہہ ہی قول ثابت ہو جائیگا کہ یہہ

الکافرین ویدخل تحت عموم قوله تعالى اِنَّا جَعَلْنَا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ
کافر ہی اور اس قول عام کی بیچ داخل ہو جاویگا ہمنی ڈالی ہین اونکی گردنوں مین طوق سو وہ ہین ٹھوڑیوں تک پھر اونکی سر الل رہی ہین

ولا یغرنك لفظ الایمان وتقول المراد به الکافرون اذ قد جاء فی الحدیث ان الزانی لا یزنی وهو مؤمن
اور ایمان کی لفظ سی کہیں دھوکے مین نہ آنا کہ تو کہنی لگی آیت مین مراد کافر ہین اسواسطی کہ حدیث مین یہہ آیا ہی نہین بدکار زانی زنا کری اور مؤمن بھی ہو

فانه علیه الصلوة والسلام ما اراد به نفی الایمان الذی هو العلم بالله وملئکته وکتبه ورسله
کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہہ مراد نہین ہی کہ وہ ایمان سر سی ہی اللہ تعالی کا اور اوسکی فرشتوں کا اور اوسکی کتابوں کا اور اوسکی رسولوں کا سلب ہو جاتا ہی

فان هذا الایمان لا ینافیه الزنا وسائر الذنوب بل اراد نفی الایمان الذی هو العلم بکون الزنا و
کیونکہ یہہ ایمان تو نہ منافی زنا کا ہی اور نہ منافی تمام اور گناہوں کا بلکہ مراد یہہ ہی کہ وہ ایمان کہ جسی جانتا تھا کہ زنا اور

سائر الذنوب مبعدا عن الله تعالى وموجبا للمقته فالمحجوب عن هذا الایمان الذی هو فرع
تمام گناہ اللہ تعالی کی درگاہ سی دور کرتی ہین اور باعث ہلاکی کا ہین وہ جاتا رہتا ہی سو جو شخص اس فرعی ایمان سی محجوب ہوا

سیحجب فی الخاتمة عن الایمان الذی هو اصل حتى قال بعض العلماء قول العاصی للمطیع انا
تو کیا بعید ہی کہ خاتمہ کی وقت اصل ایمان سی بھی محجوب ہو جاوی بعضی علماء نی کہا ہی کہ عاصی کا یہہ کہنا مطیع سی کہ مین بھی

مؤمن کما انت مؤمن یشبه قول شجرة القرع لشجرة الصنوبر انا شجرة کما انت شجرة وما احسن
ویسا ہی مؤمن ہوں جیسا تو مؤمن ہی ایسا کہ کدو کی درخت نی صنوبر سی کہا مین بھی ویسا ہی درخت ہوں جیسا تو درخت ہی پھر صنوبر نی

ما قالت شجرة الصنوبر لها فی الجواب انك ستعرفين حالك اذا عصفت رياح الخريف و
کیا ہی خوب جواب دیا تو آپ ہی اپنا حال دیکھ لیگا جب آندھیان خزان کی چلین گی اور

انقلعت اصولك وانتشرت اوراقك فعند ذلك ينكشف غرورك بمجرد مشاركتك اياى فی
تیری جڑ اوکھڑ جاوی گی اور تیری پتی جھڑ کر بکھر جاویگی تب تیرا یہہ گھمنڈ کھل جاویگا کہ نام مین تو بھی میرا شریک ہی

اسم الشجر مع الغفلة عن اسباب ثبات الاشجار فكذا العاصی سيعرف حاله اذا عصفت
درخت کہلاتا ہی یہہ تجھکو خبر ہی نہین کہ درخت کیونکر قایم رہتی ہین سو ایسی ہی عاصی گنہگار جلد اپنی حال سی واقف ہوجاگا جب موت کی

رياح الاجل وظهرت سكرات الموت فعند ذلك ينكشف غروره بمجرد مشاركته للمطيع فی
آندھی چلی گی اور موت کی سکرات پیدا ہونگی تب کھل جاویگا تمام غرور کہ نام کو مطیع کی طرح

اسم المؤمن مع الغفلة من اسباب ثبات الايمان وهذا امر يظهر عند الخاتمة حتى قال بعض
مؤمن کہلاتا تہا بیخبری مین کہ ایمان کس بات سی قایم اور ثابت رہتا ہی اور یہہ حال خاتمہ کی وقت کہل جاتا ہی اتنا کہ بعضی

العارفين اذا ظهر ملك الموت للعبد يعلم ذلك العبد انه لم يبق من عمره شئ فيبدو له حينئذ
عارف کہتی ہین جب موت کا فرشتہ آدمی کی پاس آتا ہی تو جب وہ آدمی خبردار ہوتا ہی کہ میری عمر کچھہ باقی نہین رہی اب اوسکو اسقدر

من الحسرة والندامة ما لو كانت له من الدنيا بجملتها لكان يبذلها ليضم الى عمره ساعة حتى
حسرت اور ندامت پیدا ہوتی کہ اگر اوسکی قبضہ مین تمام دنیا ہوتی تو بیشک خرچ کر دیتا تاکہ اوسکی عمر مین ایک گہڑی زیادہ ہوجا

يتدارك تفريطه ولا يجد الى ذلك سبيلا فيتجرع غصة الياس عن التدارك وحسرة الندامة
کہ اپنی افراط تفریط کا عوض کردی سو اوسکا کوئی سبیل نہو سکیگا سو خوف کی گہونٹ گلہ کرتی ہوئی تدارک سی لاچار ہوکر پیتا رہیگا

على تضييع العمر فی ما يضره ولا ينفعه فيجعل روحه يتغرغر فيغلق عنه باب التوبة فيبقى فی
عمر بیکار کہوکر ایسی کاربار مین جو ضرر پہنچاوین اور کچھ فائدہ نہ دین پہر اوسکی جان نکلنی کو گلی مین آواز کری گی اور دروازہ توبہ کی بند ہوجاوینگی پہر صرف

الحسرة والندامة ولذلك قيل وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ
حسرت اور ندامت ہی رہ جاوی گی اسہیلئی کہا گیا ہی اور اونکی توبہ نہین جو کرتی جاتی ہین بری کام جبتک سامنی آئی اونمین کسیکو

الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَإِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ
موت کہنی لگا مین نی اب توبہ کی توبہ قبول کرنی اللہ کو ضرور سو اونکی جو عمل کرتی ہین برا نادانی سی پہر توبہ کرتی ہین

قَرِيبٍ والمراد بالقرب قرب العهد بالمعصية بان يندم عليها ويمحو اثرها بحسنة يردفها بها قبل
شتاب سی اور مراد قرب سی نزدیک زمانہ گناہ کا ہی یعنی گناہ کرتی ہی اوسپر شرمندہ ہوکر اوسکا نشان مٹاوی نکوئی سی کہ اوسکی ساتھہ ہی عمل کری

ان يتراكم ظلمتها على القلب فلا يقبل المحو ولذلك قال النبی عليه الصلوة والسلام اتبع السيئة
اس سی پہلی کہ اوسکی تاریکی دل پر پہیل جاوی کہ پہر وہ تاریکی ہرگز نہ جاسکی اسہیلئی فرمایا ہی نبی علیہ الصلوة والسلام نی برائی کی ساتھہ

الحسنة تمحها وقال لقمان لابنه يا بنى لا تؤخر التوبة فان الموت تاتی بغتة فمن ترك المبادرة
نکوئی کر کہ وہ نکوئی اوسکو مٹاویگی اور لقمان نی اپنی بیٹی سی کہا ای بچہ توبہ مین دیر نکرنا کیونکہ موت ناگہان آجاتی ہی سو جسنی جلدی سی توبہ کی

الى التوبة بالتسويف قد يعاجله الموت فلا يجد مهلة للاشتغال بالمحو ولذلك ورد فی الخبر
اور دیر کرتا رہا کبہی جلد ہی موت اوسکو آلیتی ہی پہر اوسکو اتنی فرصت نہین ملتی کہ توبہ کری اسہیلئی حدیث مین آیا ہی

عن ابن عباس انه عليه الصلوة والسلام قال هلك المسوفون والمسوف من يقول سوف اتوب
ابن عباس کی روایت سی کہ فرمایا ہی علیہ الصلوة والسلام نی ہلاک ہوئی مسوف یعنی دیر کرنیوالی اور مسوف وہ ہوتا ہی جو یہہ کہا کری ان اب توبہ کرونگا

وهو هالك لانه بنی الامر علی البقاء الذی لم یفوض الیه ولعله لا یبقی وان بقی فانه کما لا یقدر علی ترك
اور وہ شخص ہلاک ہوتا ہی کیونکہ وہ کام کی بنیاد بقا پر رکہتا ہی جو کہ اوسکی سپرد نہیں ہی اور شاید کہ وہ باقی نہ رہی اور باقی بہی رہا تو شاید جیسی کہ گناہ اب نہیں چہوڑ سکتا
الذنب الیوم لا یقدر علی ترکه غدا لان عجزه عن الترك فی الحال لیس الا لغلبة الشهوة علیه والشهوة لا تفارق
یعنی توبہ نہیں کرتا کل بہی نہ چہوڑ سکی کیونکہ اب غلبۂ شہوت کا مارا توبہ نہیں کرتا تو شہوت تو اوس سی جدا نہیں ہوگی
بل تتضاعف وتتاکد بالاعتیاد فلیست الشهوة التی اکدها الانسان بالاعتیاد کالشهوة التی لم یؤکدها
بلکہ بڑہتی جاویگی اور زیادہ عادت ہوتی جاگی سو وہ شہوت جسکی آدمی نی خوب عادت کرلی ہی ایسی نہیں ہوتی جسکی عادت نہیں کی
وعن هذا قیل هلك المسوفون فانهم یظنون ان بین المتماثلین فرقا ولا یدرون ان الایام متشابهة فی
اسی لئی کہتی ہین کہ دیر کرنیوالی جاتی رہی کیونکہ یہہ لوگ یہہ خیال کرتی ہین کہ دو نظیروں مین فرق ہی اور یہہ نہیں سمجہتی کہ دن تمام ایکسی ہین
کون ترك الشهوات شاقا فیها ابدا فعلی العاقل ان یبادر بالتوبة اذا صدر منه شیء من المنهیات
شہوات کا ترک کرنا ہمیشہ دشوار ہی سو عاقل کو لازم ہی کہ جلد توبہ کری جب اوس سی کوئی گناہ صادر ہو
لان من عصی الله تعالی فی شیء منها ولم یتب عنه علی الفور یکون من الظلمین لقوله تعالی ومن
کیونکہ جو شخص نافرمانی کرتا ہی اللہ تعالی کی کسی بات مین اور فورا توبہ نہیں کرتا تو وہ ظالم ہی واسطی ارشاد الٰہی کی اور جو
لم یتب فاولٰئك هم الظٰلمون والتوبة عبارة عن معنی یحصل من امور ثلثة علم وحال وقصد
توبہ نہیں کرتا وہ ہی لوگ ہین ظالم اور توبہ ایک کیفیت ہی جو پیدا ہوتی ہی تین چیزوں سی علم اور حال اور قصد
اما العلم فهو معرفة عظم ضرر الذنوب وکونه حجابا بینه وبین محبوبه واما الحال فهو الندم ومعنی
علم تو یہہ یقین کرنا کہ معصیت مین بڑا ہی ضرر ہی اور محبوب سی پردہ مین روک دیتا ہی اور حال سی مراد شرمندگی ہی اور معنی
الندم تالم القلب وتحزنه عند شعوره بفوات محبوبه واما القصد فهو ارادة التدارك وله تعلق
شرمندگی کا یہہ ہی کہ دل کو نہایت الم اور حزن پیدا ہو جب یہہ سمجہی کہ میرا محبوب اب فوت ہوا اور قصد ارادہ کرنا عوض کا ہی اور توبہ متعلق
بالحال والاستقبال والماضی اما تعلقه بالحال فهو ترك کل محظور هو ملابس به واداء کل فرض
زمانہ حال اور استقبال اور ماضی سی پہر توبہ کو حال سی تو یہہ لگاؤ ہی کہ ترک کری ہر گناہ کو جسمین مبتلا ہی اور ادا کری ہر فرض کو
هو متوجه علیه واما تعلقه بالاستقبال فهو دوام فعل الطاعات وترك المنهیات الی اخر
جو اوسکی ذمہ پر ہی اور زمانہ استقبال سی یہہ علاقہ ہی کہ آیندہ کو ہمیشہ تمام عمر طاعات مین مصروف رہی اور منہیات سی بچتا رہی
العمر واما تعلقه بالماضی فهو تدارکه ما فرط فیه وطریق التدارك ان ینظر الی الطاعات ما ترك
اور زمانہ ماضی سی یہہ علاقہ ہی کہ تمام قصوروں کا عوض کری جو زمانہ ماضی مین گذری ہین اور طریقہ تدارک کا یہہ ہی کہ طاعات مین غور کرکر دیکہی کیا کیا
منها والی المعاصی ما فعل منها فان کان ترك شیئا من الطاعات یتدارکه بالقضاء فاذا قضی ما علیه
ہوئین ہین اور معاصی مین تامل کری کہ کیا کیا عمل کئی ہین پہر اگر اسنی کوئی طاعت ترک کی ہی تو اوسکا تدارک قضا کرکر کردی پہر جب تمام فرائض
من الفرائض والواجبات ینظر فی معاصیه فما کان منها بینه وبین الله تعالی یکفی فیه الندم بالقلب
اور واجبات اپنی ذمہ کی ادا کرچکی تو اپنی معاصی مین غور کری معاصی مین جو جو صرف حق اللہ ہین تو اوسمین فقط دلسی ہی شرمندہ ہوتا
والاستغفار باللسان والعزم علی ان لا یعود الیه ابدا واما حقوق الخلق فما علم صاحبه یرده الیه
اور زبان سی استغفار کرنی کافی ہی اس عزم سی کہ پہر کبہی ایسی حرکت ہرگز نکرونگا اور حقوق العباد مین سی جسکا مالک معلوم ہو تو اوسکا حق اوسکو ادا کردی
ان کان من الحقوق المالیة وان کان من الحقوق الغیر المالیة یستحل منه وان لم یجعل فی حل منه
اگر حق مالی ہو اور اگر وہ حق مالی نہو تو اوس سی معاف کرادی اور اگر وہ معاف نہ کریگا تو اوسکی ذمہ باقی رہیگا

علیه مظلمته فعلیه ان یحسن الیه ویسعی فی مهماته حتی یستمیل به قلبه الیه ویجعله فی
اب اسکو یہہ لازم ہی کہ اوسکی ساتہہ بہلائی سی پیش آوی اور اوسکی کاروبار مین کوشش کری تاکہ اوسکا دل اوسپر نرم ہوجا اور معاف

حل فان الانسان عبید الاحسان وقد روی عن ابن مسعود رض انه علیه الصلوة والسلام قال
کردی کیونکہ انسان احسان کا بندہ ہوتا ہی اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا ہی

جبلت القلوب علی حب من احسن الیها وعلی بغض من اساء الیها فکل من نفر قلبه بسیئة
عادت ہی دلوں کی کہ اپنی محسن کی دوست خیرخواہ ہوتی ہین اور اپنی آزار رسان کی بدخواہ ہوتی ہین پہر جسکا دل اوسکی بدی کی سبب سی بیزار ہوگیا ہی

یطیب قلبه بحسنة فاذا طاب قلبه بکثرة الاحسان الیه والسعی فی مهماته یؤمل ان یجعله
تو بہلائی سی خوش ہوجاگا پہر جب اوسکا دل بسبب کثرت احسان کی اور اپنی کاروبار مین ساعی دیکہکے خوش ہوگا تو امید ہی کہ اوسکو

فی حل وان ابی الا الاصرار یکون احسانه الیه وسعیه فی مهماته من جملة حسناته التی یمکن
معاف کردی اور اگر وہ ثانی سوای بدلا لینی کی تو اوسکی بہلائیان اوسکی ساتہہ اور اسکی کوشش اوسکی کاربار مین یہہ بہی ایسی حسنات ہین کہ ممکن ہی

ان یجبر بها جنایته یوم القیمة فینبغی ان یکون قدر سعیه فی فرحه وسرور قلبه بالاحسان الیه
کہ قیامت کی دن اوسکی خطا کا بدلہ ہوجاوین اب لایق یہہ ہی کہ اوسکی خوشی اور دل راضی کرنی مین احسان سی

والسعی فی مهماته کقدر سعیه فی ایذائه حتی اذا قاوم احدهما الاخر او زاد علیه یاخذ ذلک منه
اور کاربار مین سعی کرنی سی اتنی محنت اوٹہاوی کہ جتنی اوسی تکلیف دی تہی یہان تک کہ اگر دونو برابر کیجاوین تو اوسکی محنت برابر نکلی یا زیادہ بڑہ جا کہ وہ اپنا اوس سی

عوضا یوم القیمة وان غاب صاحب الحق او مات وعجز الظالم عن الاستحلال منه فی الحقوق الغیر
قیامت کی دن بدلہ لیلی اور اگر وہ حق والا غایب ہوا یا مرگیا ہو اور ظالم اوسی معاف نہین کرا سکتا حقوق غیر مالیہ کو

المالیة او کان فقیرا غیر قادر علی التصدق بمقدار ما علیه من الحقوق المالیة یجب علیه ان
یا ظالم مفلس ہو قدرت نہین ہی کہ جتنا اوسکی ذمہ پر اسکا حق مالی ہی اوسکی بدلہ خیرات کرسکی تو اب اسپر یہہ واجب ہی

یکثر ما قدر علیه من الاعمال الصالحات ویستغفر لمن ظلمه من المؤمنین والمؤمنات فی اکثر
کہ نیک اعمال بہت کیا کری اور ہر وقت مظلوم کی حق مین دعا مغفرت کی کیا کری مؤمن مرد ہو وہ مظلوم یا مؤمن عورت

الاوقات فانه اذا فعل کذلک یرجی من فضل الله تعالی وکرمه ان یرضی خصمه یوم القیمة لما روی
جب اس ظالم نی یہہ عمل کیا تو خدا تعالی کی فضل اور کرم سی امید ہی کہ اوسکی مدعی کو قیامت کی دن راضی کردی کیونکہ روایت ہی

عن ابی هریرة انه قال بینما رسول الله صلی الله علیه وسلم جالس اذ ضحک حتی بدت ثنایاه
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی کہ ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹہی ہوی تہی چنانچہ اتنا ہنسی کہ دندان مبارک نظر آنی لگی

فقیل له مم تضحک یا رسول الله قال رجلان من امتی جثیا بین یدی رب العزة فقال احدهما
کسینی پوچہا کیوں ہنستی ہو یا رسول اللہ فرمایا دو شخص میری امت کی سامنی رب العزت کی آبیٹہی ایک نی کہا

یا رب خذ لی مظلمتی من هذا فقال الله تعالی اعط اخاک مظلمته فقال یا رب لم تبق من
یا الٰہی میرا بدلہ اس سی لی دی اللہ تعالی نی فرمایا کہ اپنی بہائی کا حق ادا کردی اوسنی عرض کیا یا الٰہی میری حسنات مین سی

حسناتی شیء فقال الله تعالی ما تصنع باخیک لم تبق من حسناته شیء فقال یا رب فلیحمل
تو کچہہ نہین بچا پہر اللہ تعالی نی فرمایا اب تو کیا کریگا اپنی بہائی کی ساتہہ کہ اوسکی حسنات مین سی کچہہ باقی نہین رہا پہر عرض کیا یا الٰہی تو میری گناہ

عنی من اوزاری ففاضت عینا رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم قال ان ذلک الیوم لیوم
اوسپر رکہدی پہر بہہ پڑین دونو آنکہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہر فرمایا بیشک یہہ وہ دن ہی کہ وہان

یحتاج الناس فیه الی ان یحمل عنهم اوزارہم ثم قال فیقول الله تعالی للطالب حقه ارفع بصرك فانظر

یہہ حاجت ہوگی آدمیون کو کہ اونکی گناہ اوپر پرجاوین پہر فرمایا کہ پہر اللہ تعالی یہہ فرماویگا اوسکو جو حق مانگتا تہا اپنی آنکہہ اوٹہاکر

الی الجنان فیرفع بصرہ فیری من الخیر والنعمة ما یعجبه فیقول لمن هذا یا رب فیقول لمن یعطی

بہشت کی طرف تو دیکہہ پہر وہ اپنی آنکہہ اوٹہاکر ایسی خیر اور نعمتین دیکہیگا کہ اوسکو بہت پسند آوینگی پوچہیگا یارب یہہ کسکی واسطی ہین اللہ فرماویگا جو شخص اسکی قیمت دی

فیقول من یملك ثمنه فیقول انت فیقول بماذا یا رب فیقول بعفوك عن اخیك فیقول قد عفوت عنه یا رب

وہ عرض کریگا اسکی ثمن کی کسکو طاقت ہی فرماویگا تجہکو پہر عرض کریگا کیونکر یارب اللہ تعالی فرماویگا بعوض معاف کرنی کی اپنی بہائی سی پہر وہ عرض کریگا الہی مین نی اوسکو معاف کیا

فیقول الله تعالی خذ بید اخیك فادخله الجنة هذا اذا لم یکن صاحب الحق کافرا واما اذا

پہر اللہ تعالی فرماویگا اپنی بہائی کا ہاتہہ پکڑکر جنت مین لیجا یہہ کیفیت جب ہی کہ مدعی کافر نہو اور اگر

کان کافرا یکون الامر مشکلا جدا لانه لعدم استحقاقه لدخول الجنة لا یوجد طریق

مدعی کافر ہوگا تو پہر بڑی مشکل کی بات ہی کیونکہ نہ تو وہ کافر قابل دخول جنت کی ہی اوسکی راضی کرنیکا کوئی طریقہ نہین ہی

لارضائه ولا لاعطاء ثواب المؤمن الیه ولا لتحمیل اثم الکفر علی المؤمن ولا یرجی منه العفو

اور نہ مؤمن کا ثواب اوسکو دی سکتی ہین اور نہ اوسکا کفر کا گناہ مؤمن پہ ڈال سکتی ہین اور معافی کی بہی کافر سی امید نہین ہی

فیکون خصومته اشد وکذا اذا کان الحق للبهائم بان ضربها بغیر ذنب او ضرب وجهها

سو کافر کی خصومت بڑی سخت ہی اور ایسی ہی جب بہایم کا حق ہوگا کہ اوسکو بی خطا مارا ہو یا خطا ہی پر اوسکی چہرہ پر مارا ہو

بذنب او حملها فوق طاقتها او لم یتعاهد علفها وماءها تکون خصومتها یوم القیمة اشد

یا اوسکی طاقت سی زیادہ لادا ہو یا اوسکی چارہ پانی کی خبر نلی ہو تو اوسکی بہی خصومت قیامت کی دن بڑی سخت ہوگی

اذ لا ذنب لها فیحمل عنها ذنبها ولیست اهلا لاخذ الحسنات فتعین العقاب المجلس

اسلئی نہ بہایم خطادار ہوتی ہین کہ اونکی گناہ اسکی ذمہ پر ڈالین اور نہ وہ اس لایق ہی کہ حسنات اوسکو دیدین پہر عذاب ہی قایم رہا

الثالث عشر فی بیان اخلاص التوحید سبب لحرمة النار قال رسول الله

تیروین مجلس اس بیان مین کہ توحید اخلاص دل سی دوزخ کی آگ حرام کردیتی ہی فرمایا رسول اللہ

صلی الله علیه وسلم ما من احد یشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله صدقا من قلبه

صلی اللہ علیہ وسلم نی جوکوئی یہہ گواہی دی کہ نہین کوئی معبود سواء اللہ کی اور بیشک محمد اللہ کی رسول ہین سچی دل سی

الا حرمه الله علی النار هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه معاذ بن جبل وظاهره یقتضی

حرام کردیگا اللہ تعالی اوسکو آگ پر یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی معاذ بن جبل کی روایت سی ظاہر معنی اسکی یہہ ہین

ان لا یدخل النار کل من یاتی بکلمتی الشهادة وان لم یمتثل بالاوامر ولم ینته عن النواهی ولیس

کہ دوزخ مین نہ جاویگا جو شخص کلمہ شہادت کا پڑہتا ہی اگرچہ اوامر کو بجا نہ لاوی اور مناہی سی باز نرہی اور حقیقت مین

کذلك لان معناه ان کل من یشهد بوحدانیة الله تعالی وبرسالة رسوله ویجری علی موجب

یہہ نہین کیونکہ اسکی معنی یہہ ہین کہ جو شخص اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کی گواہی دیتا ہی اور اپنی

شهادته بامتثال الاوامر واجتناب النواهی حرمه الله تعالی علی النار یشیر الی هذا المعنی

شہادت کی رستہ پر چلا جاتا ہی اوامر پر عمل کرکر اور منہیات سی اجتناب کرکر اوسکو اللہ تعالی آگ پر حرام کردیگا ان معنون کا اشارہ ہی

قوله علیه الصلوة والسلام صدقا من قلبه لان الشهادة اذا کانت عن صمیم القلب

اس حدیث مین اس لفظ سی کہ سچی دل سی کیونکہ گواہی جب سچی ارادہ دل سی ہوتی ہی

يتوجه العبد الى طلب رضى مولاه بامتثال الاوامر واجتناب النواهي واذا لم يتمثل بالاوامر ولم

تو آدمی اپنی مولی کی رضا مندی تلاش کرتا ہی اوسکی حکم کو بجا لاکر اور منع سی باز رہ کر اور اگر اوسکی نہ حکم پر عمل کیا اور نہ

ينته عن النواهي يكون شهادته بمجرد اللسان لا عن قلب واعتقاد لان اللسان ترجمان القلب

روکنی سی رکا تو اوسکی وہ گواہی صرف زبانی ہی دل اور اعتقاد سی نہین ہی اسلئی کہ زبان دل کا اظہار کرنیوالی ہی

والاعضاء شهود على ما يدعيه الانسان باللسان فمن ادعى بلسانه الايمان اذا استعمل

اور ہاتہ پانو وغیرہ اعضا گواہ ہین انسان کی زبانی دعوی پر پس جو شخص اپنی زبان سی ایمان کا دعوی کری اور وہ اپنی ارکان کو

اركانه على ما يقتضيه الايمان يكون صادقا في دعواه ويثبت ما ادعاه واذا لم يستعمل اركانه

ایمان کی مطابق برتتا ہی تو وہ شخص اپنی دعوی مین سچا ہی اور اوسکا دعوی ثابت ہی اور اگر اوسنی اپنی ارکان ایمان کی

على ما يقتضيه الايمان لا يكون صادقا في دعواه ولا يثبت ما ادعاه وظهر من هذا ان ما يجري

مطابق استعمال نکئی تو وہ اپنی دعوی مین سچا نہین ہی اور نہ اوسکا دعوی ثابت ہی اس سی معلوم ہوا کہ جو زبان سی کہا کرتی ہین

على اللسان قد لا يكون عن قلب واعتقاد وان كان صادقا في الواقع كقول المنافقين لرسول الله

بعضی وقت وہ بات دل اور اعتقاد سی نہین ہوتی اگرچہ واقع مین سچی ہو جیسی قول منافقون کا رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ فان قولهم هذا كان صدقا في الواقع بدليل قوله تعالى

صلی اللہ علیہ وسلم سی ہم گواہی دیتی ہین کہ بیشک تم اللہ کی رسول ہو تو یہہ قول اونکا واقع مین سچا ہی اس دلیل سی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ لكن لما لم يكن عن قلب واعتقاد كذبهم الله تعالى فقال وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ

اللہ جانتا ہی کہ تو بیشک اللہ کا رسول ہی لیکن چونکہ وہ منافق اپنی دل اور اعتقاد سی نہین کہتی تہی تو اللہ تعالی نی اونکو جہٹلایا اور اللہ گواہی دیتا ہی

الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ وسبب ذلك ان الشهادة على ما ذكر في الصحاح خبر قاطع وهذا شرط في

کہ منافق بیشک جہوٹہی ہین اور اسکا سبب یہہ ہی کہ شہادت موافق قول صاحب صحاح لغت کی خبر یقینی کو کہتی ہین اسپلئی گواہوں مین

الشاهد ان يشهد بشيء ثابت عنده بيقين كما قال النبي عليه الصلوة والسلام اذا علمت مثل

یہہ شرط ہی کہ گواہی تب دیا کرین جب وہ شئ اونکی عندیہ مین یقینی ثابت ہو چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا ہی جب تجھکو آفتاب کی مثال

الشمس فاشهد فمن شهد بشئ غير ثابت عنده بيقين يكون كذبا وان كان صدقا في الواقع

ظاہر معلوم ہو تو گواہی دہ پہر جو شخص ایسی مقدمہ کی جو اوسکی نزدیک یقینًا ثابت نہین ہی گواہی دی تو وہ جہوٹہ ہوگی اگرچہ واقع مین سچی ہو

ولذلك اعتبر في الحديث كونه صدقا ناشيا عن مركزه ومنبعه الذي هو القلب ليظهر

اسیواسطی حدیث مین یہہ اعتبار کیا ہی کہ وہ خبر سچی اپنی مرکز اور منبع سی پیدا ہوئی ہو کہ وہ دل ہی تاکہ اوسکا اثر

اثره في الاعضاء فعلى هذا كل من ينطق بكلمتي الشهادة يدعي حصول علم اليقين عنده

اعضا مین آوی اس تقریر کی موافق جو شخص کلمی شہادت کی پڑہتا ہی تو وہ دعوی کرتا ہی کہ مجھکو انکی معنی یقینًا معلوم ہین

بمعناهما واذا لم يكن عنده العلم بمعناهما لا يكون صادقا في دعواه ولا يتحقق ما ادعاه فكيف

اور اگر اوسکو اونکی معنی معلوم نہوں تو وہ اپنی دعوی مین سچا نہیں ہی اور نہ اوسکا دعوی ثابت ہی پہر

يكون مؤمنا فان النطق بهما من غير فهم معناهما لا يكفي في حصول حقيقة الايمان

وہ مؤمن کیونکر ہوگا اسلئی کہ زبانی پڑہنی سی بدون معلوم کرنی معنون کی حقیقت ایمان کی کبہی حاصل نہین ہوتی

بل لا بد في حصول حقيقة الايمان ان يكون النطق بهما مع فهم معناهما لان جميع ما يجب

بلکہ ضرور ہی واسطی حاصل کرنی حقیقت ایمان کی کہ دونو کلمی اونکی معنی سمجہہ کر زبان سی پڑہی اسلئی کہ مکلف پر جو جو عقاید

على المكلف معرفته من عقائد الايمان و فى حقه تعالى وحق رسله مندرج فيهما لان الكلمة الاولى
کہ مکلف پر جو جو عقاید ایمانی ہیں سے بہ نسبت ذات الٰہی اور بہ نسبت رسولوں کی یقین کرنا واجب ہے تمام ان کلموں میں داخل ہیں اسلئے
منهما مركبة من نفى واثبات والذى نفى عن غيره تعالى واثبت له تعالى على طريق الحصر انما هو
کہ پہلا کلمہ مرکب ہے نفی اور اثبات سے اور جو چیز کہ غیر اللہ سے سلب اور واسطے اللہ تعالیٰ کی ثابت کی گئی ہے حصر کرکر وہ الوہیت ہے
الالوهية وهى تشتمل على معنيين احدهما استغناؤه تعالى عن جميع ماسواه والثانى افتقار جميع ما عداه
اور الوہیت میں دو معنی ہیں ایک تو اللہ کی بے نیازی تمام ماسوی سے اور دوسرا حاجتمند ہونا تمام ماسوا کا
اليه تعالى فعلى هذا يكون معنى قولنا لا اله الا الله لا مستغنى عن جميع ماسواه ولا مفتقر اليه جميع
اللہ تعالیٰ کی طرف اس بیان کی موافق معنی کلمہ کی یہہ ہیں نہیں ہے کوئی بے نیاز تمام ماسوا سے اور نہ کوئی محتاج الیہ تمام
ما عداه الا الله تعالى اما استغناؤه تعالى عن جميع ماسواه فيوجب له تعالى الوجود والقدم و
ماسوا کا سوا اللہ تعالیٰ کی بے نیازی اللہ تعالیٰ کی تمام ماسوا سے واجب کردیتی ہے واسطے اللہ تعالیٰ کی وجود اور قدم اور
البقاء اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان محتاجا الى محدث لان انتفاء شئ من هذه
بقا کو اسلئے کہ اگر نہ واجب ہوں واسطے اللہ تعالیٰ کی یہہ صفتیں تو پھر وہ محتاج ہوگا کسی محدث کا اسواسطے کہ گم ہونا کسی ایک صفت کا ان
الصفات يستلزم الحدوث وكل حادث يحتاج الى محدث وكذا يوجب له تعالى التنزه عن النقائص
صفات میں سے لازم کردیتا ہے حدوث اور حادث تمام محدث کی محتاج ہوتی ہیں اور ایسی ہی واجب ہوجاتا ہے پاک ہونا اللہ تعالیٰ کا تمام نقصانوں سے
ويدخل فى التنزه عن النقائص وجوب السمع والبصر والكلام اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان متصفا بالنقائص
اور نقصان سے پاک ہونے میں یہہ بھی داخل ہے کہ بالضرور سمیع اور بصیر اور صاحب کلام ہو اسواسطے کہ اگر یہہ صفات نہوں گی تو پھر اوسمیں نقصان پایا جاویگا
ومحتاجا الى من يدفع عنه تلك النقائص وكذا يوجب له تعالى التنزه عن الاغراض فى افعاله واحكامه
اور حاجت مند ہوگا ایسی امر کا کہ جس سے وہ نقایص دفع ہوں اور ایسی ہی واجب ہوتا ہے واسطے اللہ تعالیٰ کی بری ہونا اللہ تعالیٰ کا غرض سے افعال اور احکام میں
اذ لو لم يجب له تعالى التنزه عن الاغراض لكان محتاجا الى ما يحصل به غرضه وكذا يوجب له تعالى
اسواسطے کہ اگر نہ واجب ہو واسطے اللہ تعالیٰ کی بری ہونا غرضوں سے تو وہ حاجت مند ہوگا ایسی امر کا جس سے وہ غرض حاصل ہو اور ایسی ہی واجب ہے واسطے اللہ تعالیٰ کی
ان لا يجب عليه فعل شئ من الممكنات ولا تركه اذ لو وجب عليه شئ منهما لكان محتاجا الى ذلك
کہ اوسکی ذمہ کوئی امر واجب نہو کرنا کسی امر ممکن کا یا نکرنا اوسکا اسواسطے کہ اگر واجب ہووے اللہ تعالیٰ پر کوئی کار تو وہ حاجتمند ہوگا اوس کار کا
الشئ ليستكمل به اذ لا يجب له تعالى الا ما هو كمال واما افتقار جميع ما عداه اليه تعالى فيوجب له تعالى
تا کہ کامل ہوجاوے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کو وہ صفات واجب ہوتی ہیں جو کمال کی ہیں اور جمیع ماسوا کی محتاج الیہ ہونے سے واجب ہوجاتی ہے واسطے اللہ تعالیٰ کی
القدرة والارادة والعلم والحيوة اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان عاجزا عن ايجاد شئ
قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات اسواسطے کہ اگر واجب نہوں واسطے اللہ کی یہہ صفتیں تو عاجز ہوگا کائنات میں سے ہر شئی کی
من الكائنات وكذا يوجب له تعالى الوحدانية اذ لو لم يجب له تعالى الوحدانية بل كان معه ثان
پیدا کرنی سے اور ایسی ہی واجب ہے واسطے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اسلئے کہ اگر اللہ تعالیٰ واحد نہو بلکہ اوسکی ساتھہ ایک اور دوسرا
فى الالوهية لم يفتقر اليه شئ من الكائنات للزوم عجزهما ويوخذ من افتقار جميع ما عداه اليه تعالى
الوہیت میں شریک ہو تو پھر تمام کائنات میں سے کوئی شئ اوسکی محتاج نہو گی اسلئے کہ دونو عاجز ہوجاینگے اور ظاہر ہوتا ہے تمام ماسوا کی احتیاج سے طرف اللہ تعالیٰ کی
حدوث العالم باسره اذ لو كان شئ منه قديما لكان مستغنيا عنه تعالى غير محتاج اليه تعالى
کہ تمام عالم حادث ہے کیونکہ اگر کوئی شئ عالم میں سے قدیم ہوتی تو وہ اللہ تعالیٰ سے بے نیاز ہوتی حاجت مند اللہ کی نہوتی

ويوخذ منه ايضا ان لا يؤثر شئ من المخلوقات في اثر ما اذ لو كان في شئ من المخلوقات تاثير

اسهی سی ظاہر ہوتا ہی کہ مخلوقات میں سی کسی چیز کو کسیطرح کا کچھ اثر نہیں ہی کیونکہ مخلوقات میں سی اگر کسی چیز میں اثر ہوتا

في اثر ما لكان ذلك الاثر مستغنيا عنه تعالى غير مفتقر اليه تعالى فعلى هذا كل من يقول لا اله

تو البتہ وہ اثر اسد تعالی سی بی نیاز ہوتا اسد تعالی کا حاجت مند نہوتا اس بیان کی موافق جو شخص لا الہ الا اسد

الا الله بصير كانه يقول لا واجب الوجود الا الله ولا واجب القدم والبقاء الا الله ولا قادر على

کہتا ہی وہ شخص گویا یہہ کہتا ہی کوی نہیں واجب الوجود سواء اسد کی اور نہ کوئی قدم اور بقاوالا سواء اسد کی اور نہ کوئی تام

ايجاد الممكنات كلها الا الله ولا عالم بما لا يتناهى من المعلومات الا الله ولا متنزه عن جميع النقائص

ممکنات کا پیدا کرنیوالا سوائی اسد کی اور نہ کوئی دانندہ معلومات غیر متناہی کا سوای اسد کی اور نہ کوئی پاک تمام نقصانوں سی

ولا عن الاغراض في افعاله واحكامه الا الله ولا مؤثر في شئ من المخلوقات الا الله وعلى هذا القياس

اور نہ پاک غرضوں سی افعال اور احکام میں سواء اسد کی اور نہ کوئی مخلوقات میں اثر کرنیوالا سوای اسد کی اور اسہی قیاس پر

كل ما وجب في حقه تعالى واستحال عليه وجاز له فقد ظهر من هذا ان فهم معنى كلمة

جو جو صفات اسد تعالی کی لئی واجب ہیں یا اوسکی نسبت محال ہیں اور جایز ہیں اس سی خوب ظاہر ہوا کہ سمجھنا کلمہ توحید کی معنوں کا

التوحيد يتوقف على معرفة الله تعالى وليس المراد من معرفة الله تعالى معرفة ذاته لان ذاته تعالى

معرفت الٰہی پر موقوف ہی اور معرفت الٰہی سی مراد یہہ نہیں ہی کہ ذات الٰہی کا ادراک کری اسلئی کہ ذات الٰہی

ليست معلومة للبشر بل المراد بها معرفة ما يجب في حقه تعالى وما يستحيل عليه وما يجوز له

کسی بشر کو معلوم نہیں ہی بلکہ مراد معرفت اون صفات کا جو خدا کی لئی واجب ہیں اور جو اوسپر محال ہیں اور جو جایز ہیں

ليعلم الموحد عند التكلم بها ما ينفي عن غيره تعالى وما يثبت له تعالى فالمنفي فيها كل فرد من

تاکہ موحد کو کلمہ پڑھتی ہوئی معلوم ہووی کہ کونسی صفت کو غیر اسد سی سلب کری اور کیا کیا اسد تعالی کو ثابت کری سو مسلوب اس کلمہ میں ہر فرد ہی

افراد حقيقة الاله سوى الله تعالى والمثبت فرد واحد من تلك الحقيقة وهو الله تعالى ومعنى

افراد حقیقۃ الٰہ کی سی سوی اسد تعالی کی اور مثبت ایک فرد ہی اوس حقیقت میں سی یعنی اسد تعالی اور معنی

الاله هو الواجب الوجود المستحق للعبادة وهذا المعنى كلي يقبل بحسب مجرد ادراكه ان يصدق

الٰہ کی واجب الوجود سزاوار پرستش کا اور یہہ معنی کلی ہیں باعتبار صرف تصور کی بہت افراد پر صادق آسکتی ہیں

على كثيرين لكن الدليل العقلي القطعي يدل على استحالة التعدد فيه وعلى كونه خاصا بذات الله تعالى

پر دلیل عقلی یقینی دلالت کرتی ہی کہ زیادہ ایک سی محال ہی اور خاص کی ذات پاک الٰہی سی

وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه حادثا محتاجا الى محدث يدل على ان له محدثا وذلك المحدث

اور وہ دلیل یہہ ہی عالم کا وجود ہی یہہ عالم حادث ہونی سی محدث کا محتاج ہوکر یہہ دلالت کرتا ہی کہ اس عالم کا کوئی محدث ہی اور وہ محدث

لا بد ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والحيوة والعلم لانه لو لم يكن قديما بل كان

ضرور ہی کہ قدیم اور واحد اور صاحب قدرۃ اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم ہو اسلئی کہ اگر قدیم نہو بلکہ

حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور او التسلسل وكلاهما محال ولو لم يكن واحدا بل كان

حادث ہو تو خود محتاج محدث کا ہوگا پہر دور لازم آویگا یا تسلسل اور یہہ دونو محال ہیں اور اگر واحد نہو بلکہ

اكثر من واحد لوقع بينهما التمانع المقتضي لعدم وجود العالم ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة

ایک سی زیادہ ہوں تو اونمیں آپسمیں روک ٹوک واقع ہوگی جسکی وجود عالم کا پیدا نہوسکی اور اگر صاحب قدرت اور ارادہ

والعو

والعلم والحیوة لکان عاجزا عن ایجاد شئ من العالم لان الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شئ
اور علیم اور حی نہو توسراسر عاجز ہوگا عالم میں سی کچھ شے پیدا کرسکیگا اسلئے کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور اثر قدرت کا کسی شئ میں

من الاشیاء یتوقف علی ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ تتوقف علی العلم به لان القصد الی
اشیاء میں سی بدون ارادہ اوس شئ کی نہیں ہوسکتا اور ارادہ شئ کا بدون علم کی نہیں ہوسکتا اسلئے کہ ارادہ کسی شئ کی

ایجاد شئ مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث یتوقف علی الحیوة لکونها
پیدا کرنیکا بی جانی بوجہی محال ہی اور یہہ تینوں صفتیں بدون حیات کی نہیں ہوسکتیں کیونکہ حیات انکی شرط ہی

شرطا فیها فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل ذرة من ذراته دلیلا قطعیا علی وجوده تعالی
اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا عالم کی ذرات میں سی یقینی دلیل ہی وجود الٰہی

وقدمه وکونه واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع المذکورة وعلی استحالة اضدادها ولهذا
اور قدم پر کہ وہ واحد ہی موصوف ہی ان چاروں صفات مذکورہ سی اور ان صفات کی ضدیں محال ہیں اسی لئے

کان بعض اهل التوحید یقولون استدلالا بالاثر علی المؤثر ما راینا شیئا الا راینا الله بعده فان
بعضی اہل توحید اثر سی مؤثر پر استدلال کرکر یہہ کہتی ہیں ہمنی جب کسی شئ کو دیکہا تو بعد اوسکی اللہ کو دیکہا بیشک

کل ذرة من ذرات العالم من حیث حدوثها واحتیاجها الی من یوجدها لا تزال تتکلم بکلام لا حرف
ہر ذرہ عالم کی ذرات کا اس سبب سی کہ وہ حادث ہیں اور اپنی موجد کی محتاج ہمیشہ زبان حال سی یہہ کلام کرتی ہیں جسمیں نہ کوئی حرف ہی

فیه ولا صوت ان لها موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة یسمع
اور نہ کچھ آواز کہ ہمارا موجد قدیم واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ علیم حی ہی

کلامها السامعون ولا یسمعه الذین هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی
اونکی کلام کو سمجہہ والی سب سنتی ہیں اور وہ لوگ نہیں سنتی جنکی سماعت بیکار ہی اور سماعت سی مراد وہ سماعت باطنی ہی جسی

یسمع به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاهر الذی لا یسمع به غیر الاصوات
وہ کلام سنی جاتی جسمیں نہ کوئی حرف ہو نہ کچھ آواز اور نہ عربی ہو نہ عجمی ہو سماعت ظاہری کا مراد نہیں ہی جس سی صرف آواز سنی جاوی

وتشارك فیه البهایم الانسان اذ لا قدر لشئ تشارك فیه البهائم الانسان والحاصل ان الانسان
اور اوسمیں بہایم بہی انسان کی شریک ہوں کیونکہ اوس چیز میں کیا خوبی ہی جسمیں آدمی اور چوپایہ یکساں ہوں حاصل یہہ ہی کہ انسان

لا یعرف من صفاته تعالی بالعقل الا ما دل علیه افعاله تعالی فما لم یدل علیه افعاله تعالی
صفات الٰہی میں سی عقل کی زور سی وہ ہی جان سکتا ہی جن پر اوسکی افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر افعال دلالت نہیں کرتی

کالسمع والبصر والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه
جیسی سمع اور بصر اور کلام تو ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی کبہی استدلال عقلی کیا جاتا ہی اور کبہی نقلی

الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان
استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ یہہ صفتیں کمال کی ہیں اور انکی ضدیں صفتیں نقصان کی

واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی
اور اللہ تعالی کا موصوف ہونا صفات کمالیہ سی اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی پس واجب ہوا موصوف ہونا اللہ تعالی کا

بتلك الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالنقل فهو ان الشرع قد صرح بثبوتها
ان صفات سی اور استدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ شرع سی ثبوت ان صفات کا صاف ظاہر ہی

له تعالى فوجب العلم بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسألة اولى من دليل العقل لان تلك

واسطے اللہ کی پس واجب ہوا یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطے اللہ تعالی کی اور اس مسئلہ میں دلیل نقلی بہتر ہی دلیل عقلی سی اسلئی

الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لم يكن

کہ افعال الٰہی ان صفات پر موقوف نہیں ہین تاکہ اون افعال سی استدلال کیا جاوی اوپر ثبوت ان صفات کی اللہ تعالی کو اور ذات اللہ تعالی کی کسیکو

معلوما لاحد حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم

معلوم نہین تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ صفات اللہ تعالی کی لئی صفات کمالیہ ہین ان صفات سی موصوف ہونا ہی ضرور ہی ایسا کہ اگر ان صفات سی موصوف

ان يتصف باضدادها بل كونها كمالا انما هو بالنسبة الينا ولا يلزم من كون الشئ بالنسبة

تو انکی ضدین پائی جاوینگی بلکہ یہہ صفات ہماری حق میں کمالیہ ہین اور ہماری حق میں کمالیہ ہونی سی یہہ لازم نہین آتا

الينا كمالا ان يكون في حقه تعالى كمالا الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما كمالا بالنسبة الينا نقص

کہ اللہ تعالی کی واسطے بھی کمالیہ ہون کیا تجھکو معلوم نہین کہ لذت اور الم باوجودیکہ ہماری حق میں کمال ہین اللہ تعالی کی نسبت کرکر محال ہین

في حقه تعالى لكونهما من عوارض الاجسام فقد ظهر من هذا ان الكلمة الاولى من كلمتي الشهادة

کیونکہ یہہ دونو صفات جسمانی ہین اس سی معلوم ہوا کہ پہلی کلمہ مین دونو شہادت کی کلمون مین سی

تضمنت الاقسام الثلثة التي يجب على المكلف معرفتها في حقه تعالى وهي ما يجب في حقه تعالى

تینون قسمین مندرج ہین جنکی معرفت واسطے اللہ تعالی کی مکلف پر واجب ہی یعنی جو واجب ہی واسطے اللہ تعالی کی

وما يستحيل عليه وما يجوز له والمراد بما يجب في حقه تعالى صفاته الثبوتية وبما يستحيل

اور جو اوسپر محال ہی اور جو جایز ہی اور صفات واجبہ سی مراد صفات ثبوتیہ ہین اور محال سی مراد

عليه صفاته السلبية وبما يجوز له صفاته الفعلية واما الكلمة الثانية فقد حكم فيها بكون

صفات سلبیہ ہین اور جایز سی مراد صفات فعلیہ ہین اور دوسری کلمہ مین یہہ حکم ہی کہ

محمد صلى الله عليه وسلم رسولا من عند الله ولا بد في معرفة ذلك من دليل وذلك الدليل ظهور

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی بھیجی ہوئی ہین اور اسکی معرفت کی واسطے کوئی دلیل ضرور چاہیی اور وہ دلیل ظاہر ہونا

المعجزة على يده عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصديق فعلي من الله تعالى لرسوله لانها فعل

معجزہ کا رسول کی ہاتہہ پر بروقت دعوی رسالت کی کیونکہ معجزہ اللہ کی طرف سی فعلی تصدیق ہی واسطے اپنی رسول کی اسلئی کہ وہ معجزہ ایک فعل

من افعاله تعالى خارق للعادة قائم مقام صريح القول في تصديق رسوله في دعواه الرسالة فانه

ہی اللہ تعالی کی افعال مین سی خلاف عادت کی گویا صاف ارشاد ہی واسطے تصدیق اپنی رسول کی رسالت کی دعوی مین کیونکہ اللہ تعالی نی

لما خلق امرا خارقا للعادة على يد رسوله حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق رسولي في كل

جب ایک امر خلاف عادت اپنی رسول کی ہاتہہ پر رسالت کا دعوی کرتی وقت پیدا کیا تو گویا یہہ فرمایا کہ میرا رسول سچا ہی

ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اذا قام

جو جو حکم میری طرف سی بیان کری برابر ہی کہ وہ بیان قولی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار خاموشی کی ہو علماء کہتی ہین اسکی مثال یہہ ہی کہ ایک شخص

في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني اليكم بكذا وكذا من التكاليف فطلبوا

بادشاہ کی دربار مین ایک جماعت کی سامنی کہڑا ہو کر کہی کہ مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون مجھکو تمہاری پاس فلانی فلانی حکم دیکر بھیجا ہی اوس جماعت نی

منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقي اني اطلب من الملك ان يخالف عادته ويقوم من

اوس سی ایسی حجت طلب کی جس سی اوسکا صدق معلوم ہو اوس شخص نی کہا نشان میری صدق کا یہہ ہی کہ بادشاہ سی مین کہتا ہون کہ اپنی عادت کی خلاف تین دفعہ کہڑا ہو کر

مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله

اور بیٹھ جاوی پھر بادشاہ نی اوسکی کہنی سی یہہ ہی کیا پس تو بادشاہ کی یہہ حرکت قایم مقام اس قول کی ہی

صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ویفید للعلم الضروری بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من

یہہ شخص سچ کہتا ہی جو جو میری طرف سی بیان کرتا ہی اور اس سی علم ضروری اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی بادشاہ کی یہہ حرکت دیکھیگا

الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا شك ان هذا المثال مطابق لحال الرسول

اور اوسکو جو نہیں دیکھیگا بلکہ اوسکو بطریق تواتر کی خبر پہنچیگی اور بیشک یہہ مثال مطابق ہی رسول علیہ السلام کی حال سی

علیه السلام فی افادة معجزته العلم الضروری بصدقه لمن شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل

کہ معجزہ سی بدیہی علم صداقت کا حاصل ہوا کرتا ہی دیکھنی والی کو اور اوسکو جو نہیں دیکھتا بلکہ

الیه خبرها بالتواتر ثم ان المعجزة لما کانت تصدیقا فعلیا من الله تعالی لرسولنا محمد صلی الله علیه

اوسکو بطور تواتر کی خبر ملتی ہی پھر جب معجزہ تصدیق فعلی ثابت ہوا اللہ تعالی کی طرف سی واسطی ہماری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

سلم لزم ان یکون تصدیقا فعلیا منه تعالی لغیره من الانبیاء لانهم فی معناه فیجب فی حق جمیعهم

تو لازم ہی کہ تصدیق فعلی ہو اللہ کی طرف سی واسطی اور انبیاء کی بھی کیونکہ وہ بھی نبوت میں یکسان ہین پس سبکی حق مین

الصدق والامانة وتبلیغ ما امروا بتبلیغه للخلق ویستحیل فی حقهم اضداد هذه الصفات وهی الکذب

صدق اور امانت اور تبلیغ تمام احکام کی واسطی خلق کی واجب ہی اور اونکی حق مین خلاف ان صفات کا محال ہی یعنی جہوٹھ

والخیانة وکتمان شیء مما امروا بتبلیغه للخلق ویجوز فی حقهم من الاعراض البشریة ما لا یؤدی الی نقص فی مراتبهم

اور خیانت اور چہپا لینا کسی حکم تبلیغی کا واسطی خلق کی اور جایز ہی اونکی نسبت حالات بشری جس سی مرتبہ مین کچھ عیب نہ لگتا ہو

کالمرض ونحوه اما وجوب الصدق لهم واستحالة الکذب علیهم فلانه تعالی یصدقهم بالمعجزة القائمة

جیسی بیماری وغیرہ لیکن واجب ہونا صداقت کا اونکی لئی اور محال ہونا دروغ کا اونپر اسلئی ہی کہ اللہ تعالی اونکی تصدیق معجزہ سی کرتا ہی جو قایم

مقام صریح القول فلو لم یجب لهم الصدق بل جاز علیهم الکذب لجاز علی الله تعالی لان تصدیق

مقام صاف ارشاد کی ہی پھر اگر صدق واجب نہو بلکہ اونپر کذب جایز ہو تو پھر اللہ تعالی پر جایز ہوگا اسلئی کہ

الکاذب کذب والکذب علی الله تع محال واما وجوب الامانة لهم واستحالة الخیانة علیهم فلانهم

جہوٹی کی تصدیق بھی جہوٹھ ہی ہوتی ہی اور کذب اللہ تعالی پر محال ہی اور امانت کا واجب ہونا اونکی لئی اور خیانت کا محال ہونا اونپر اسواسطی ہی

لو خانوا بفعل شیء مما هو محرم او مکروه لانقلب ذلك الفعل طاعة لانه تعالی امر الخلق بالاقتداء

کہ اگر وہ خیانت کرین کسی کار مین کہ وہ حرام ہو یا مکروہ تو البتہ وہ کار پلٹ کر طاعت ہوجاوی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی خلقت کو یہہ حکم فرمایا ہی

بهم فی افعالهم واقوالهم وسکوتهم والله تعالی لا یامر بما هو محرم او مکروه فلو علم منهم خیانة لما امر

کہ انبیاء کی افعال اور اقوال اور سکوت مین پیروی کرین اور اللہ تعالی حرام یا مکروہ کا حکم نہین فرماتا سو اگر علم الہی مین انبیا سی خیانت سرزد ہوسکتی تو

الخلق بالاقتداء بهم فثبت بذلك انه تعالی عصمهم عن فعل شیء مما هو محرم او مکروه فلا یقع منهم

خلقت کو کبھی اونکی اقتدا کا حکم نہوتا اس سی ثابت ہوا کہ اللہ تعالی نی اونکو تمام محرمات اور مکروہات سی معصوم پیدا کیا ہی پس اونسی وہ ہی

الا ما هو واجب او مندوب او مباح هذا بالنظر الی نفس الفعل واما بالنظر الیهم فالحق ان افعالهم دائرة

کار عمل مین آتا ہی جو واجب ہی یا مستحب ہی یا مباح ہی یہہ حال ہی بلحاظ کیفیت اوس کار معمول کی اور اگر خیال کیجئی انبیاء کی طرف تو حق یہہ ہی کہ اونکی افعال محصور ہین

بین الوجوب والندب لا غیر لان المباح لا یقع منهم کما یقع من غیرهم بمقتضی الشهوات بل انما یقع منهم

درمیان فقط وجوب اور مستحب کی مباح بھی اونسی عمل مین نہین آتا جیسی اور عوام سی موافق شہوات کی عمل مین آتا ہی بلکہ اونسی سوای

بنية صالحة يصير بها طاعة واقل ذلك قصد التعليم لغيرهم اذا ثبت هذا يجب على كل مؤمن

نیت نیک کی عمل مین نہین آتا کہ جس سی وہ مباح طاعت ہوجاتا ہی اور کم سی کم بارادۂ تعلیم غیرونکی جب یہہ ثابت ہوچکا تو ہر مؤمن پر واجب اور لازم ہی

ان يكون على حذر عظيم ووجل شديد على ايمانه ان يسلب منه بان يصغى باذنه او يلتفت

کہ بہت پرہیز کرتا رہی اور خوب ڈرتا رہی اپنی ایمان پر مبادا ایمان اوسکا سلب ہوجاوی اس سی کہ سنی اپنی کانونسی اور توجہ کری

بعقله الى خرائف ينقلها فى حقهم خذلة المورخين ويتبعهم فى بعضها بعض الجهلة من المفسرين

اپنی عقل سی طرف بیہودہ نقلون کی جو بعضی مورخ ناکارا اونکی حال مین بیان کرتی ہین اور اونکی ساتھہ بعضی جاہل مفسر بہی ہوگئی ہین

فانهم لقلة تحصيلهم وعدم تحقيقهم ربما يفترون فى ذلك بظواهر من الكتاب والسنة ولهذا

یہہ لوگ بسبب بی علمی کی بی تحقیق بعضی وقت اس بات مین مطابق ظاہر کتاب اور سنت کی افترا کر بیٹھتی ہین اسہیلی

قيل التمسك فى معرفة الله تعالى ومعرفة رسوله بمجرد ظواهر الكتاب والسنة اصل من اصول

کہتی ہین کہ حجت کرنی معرفت الٰہی اور معرفت رسول مین صرف ظاہر کتاب اور سنت سی اصل کفر کی جڑ ہی

الكفر قال الامام السنوسى وكذلك تلقى هذا العلم من مجرد الكتب والمشائخ المصحفين والمتفقهين

امام سنوسی کہتی ہین اور ایسی ہی اس علم کا حاصل کرنا صرف کتابون اور مشایخ تصحیف کار اور فقہاء

بلا تحقيق واما وجوب التبليغ لهم واستحالة الكتمان عليهم فلانهم لو كتموا شيئا ما امروا بتبليغه لكان الناس

بی تحقیق سی کفر کی جڑ ہی اور واجب ہونا تبلیغ کا انبیاء پر اور محال ہونا چھپانا کسی امر کا اسلئی ہی کہ اگر انبیا کوئی مسئلہ تبلیغی چھپالین تو عوام بہی مامور ہوجائینگی

مامورين بالاقتداء بهم فى كتمان بعض ما امروا بتبليغه من العلم النافع لمن اضطر اليه وكيف يتصور

اونکی پیروی کی درباب چھپالینی بعضی مسائل تبلیغی کی جیسی بہلی بات حاجتمند سی اور یہہ کب خیال مین آسکتا ہی

ذلك فان الكتمان حرام ملعون فاعله بشهادة قوله تعالى اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ

کیونکہ چھپانا حرام ہی اور چھپانیوالا مردود موافق مضمون اس آیت کی جو لوگ چھپاتی ہین جو کچھہ ہمنی اوتارا

الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ

صاف حکم اور راہ کی نشان بعد اسکی کہ ہم اونکو کہول چکی لوگون کی واسطی کتاب مین اونکو لعنت دیتا ہی اللہ اور لعنت دیتی ہین سب لعنت دینی والی

واما جواز الاعراض البشرية فى حقهم فلانها لا تضر فى رسالتهم وعلو منزلتهم بل هى مما تزيد فى

اور جایز ہونا حالات بشری کا انبیاء کی حق مین اسلئی ہی کہ اسمین کچھہ رسالت کا ضرر اور بلند منزلت مین کچھہ خلل نہین ہی بلکہ اسمین اور بہی مرتبہ زیادہ ہوتا ہی

مراتبهم باعتبار تعظيم اجرهم من جهة ما يقارنها من طاعة صبرهم فانه تعالى كان قادرا على

باعتبار عظمت ثواب کی کہ اونکو حاصل ہوتا ہی طاعت صبر پر البتہ اللہ تعالی کو قدرت ہی

ايصاله اليهم ذلك الثواب العظيم بلا مشقة تلحقهم لكن بعظيم حكمته اختار ان يوصل اليهم

کہ وہ تمام ثواب عظیم اونکو بدون مشقت مرض غیرہ کی عنایت کری پر اپنی حکمت کاملہ سی یہہ ہی پسند کیا کہ اونکو

ذلك الثواب مع تلك الاعراض رفقا بضعفاء العقول لئلا يعتقدوا فيهم الالوهية وفيها ايضا اعظم

وہ ثواب بعد عارض ہونی اون عوارض کی عنایت کری واسطی رحمت کی ضعیف عقلون پر تاکہ ضعیف الاعتقاد انبیاء مین اعتقاد خدائیکا نہ کرلین اور اسمین بہی

دليل على صدقهم وكونهم مبعوثين من عند الله تعالى وكون ما ظهرت على ايديهم من الخوارق مخلوقة

اونکی صداقت پر اور مبعوث ہونی پر خدا کی طرف سی بڑی دلیل ہی اور اسپر کہ جو جو خوارق یعنی امور خلاف عادت معجزات اونکی ہاتہہ پر پیدا ہوتی ہین

لله تعالى من غير ان يكون لهم قدرة على اختراعها اذ لو كان لهم قدرة على اختراعها لدفعوا عن انفسهم

وہ سب خدا کی پیدا کی ہوتی ہین انبیاء کو کچھہ اوسمین دخل نہین ہی کہ پیدا کرلین اسلئی کہ اگر اونکو قدرت ہوتی معجزہ پیدا کرنی کی تو بیشک اپنی اوپر سی

ما هو يسير منها من المرض والجوع والعطش والم الحر والبرد واذية الخلق ونحو ذلك وفيها ايضا فائدة
آسان کار سہل دفع کردیتی بیماری بہوکہ پیاس تکلیف گرمی سردی کی ایذاء خلق کی اور مانند اسکی اور اسمین بہی یہہ بڑا فائدہ ہی

عظيمة وهي تشريع الاحكام للخلق المتعلقة بها كما عرف احكام السهو في الصلوٰة من سهوه عليه السلام
کہ خلقت کی واسطی وہ احکام جو عوارض سی متعلق ہین جایز ہوجاتی ہین جیسی نماز مین سہو کرنی کی مسائل پیغمبر خدا کی سہو کرنی سی معلوم ہوگئی

وكيفية اداء الصلوٰة في حال المرض والخوف من فعله عليه الصلوٰة والسلام وهيئة اكل الطعام و
اور کیفیت نماز پڑہنی کی بیماری اور خوف مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ادا کرنی سی معلوم ہوئی اور طریق کہانا کہانیکا اور

شرب الماء ونحوه من اكله وشربه عليه الصلوٰة والسلام فقد ظهر من هذا ان كلمتي الشهادة
پانی پینی کا اور مانند اسکی آپ کی کہانی پینی سی معلوم ہوا اس سی معلوم ہوا کہ دونو کلمی شہادت مین

مع اختصارهما متضمنتان لجميع ما يجب على المكلف معرفته في حقه تعالى وحق رسله من عقائد
باوجود اختصار کی جو جو مکلف پر درباب معرفت الٰہی اور معرفت رُسل کی عقاید

الايمان ولذلك جعلهما الشرع دليلا على ما في القلب من عقائد الايمان حتى لا يقبل من احد
ایمانی مین سی واجب ہی سب داخل ہی اسی واسطی شرع نی انکو دلیل ٹہرائی ہی عقاید ایمانی پر جو دلمین ہوتی ہین یہان تک کہ ایمان کسیکا مقبول نہین ہی

الايمان الا بهما فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يستحضر معناهما ثم يشتغل بذكرهما صباحا ومساء حتى
بدون ان کلمون کی اسکی مرانق عاقل کو لازم ہی کہ انکی معنی یاد رکہی پہر انکو رات دن پڑہا کری یہان تک

يمتزجا معناهما بلحمه ودمه يسر نا الله المداومة على ذكرهما مع فهم معناهما ولا حول ولا قوة
کہ وہ دونو معنی اسکی گوشت اور خون مین ملجاوین الٰہی ہمپر آسان کر مداومت ذکر کی معہ فہم معانی کی اور نہ پہرنا گناہ سی اور نہ طاقت عبادت کی

الا بالله العلي العظيم

المجلس الرابع عشر في بيان ايمان المنجي لصاحبه يوم القيمة

سوا اللہ تعالی برتر اور بزرگ کی
چودہوین مجلس بیان مین اوس ایمان کی جو قیامت کی دن نجات دیگا ایماندار کو

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات على ذلك
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی جو بندہ لا الہ الا اللہ کہی پہر مر جاوی اوسہی اعتقاد پہ

الا دخل الجنة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابوذر وظاهره يقتضي ان يدخل الجنة
داخل ہوگا جنت مین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوذر کی روایت سی اسکی ظاہر معنی یہہ کہتی ہین کہ

كل من ياتي بكلمة الاولى من كلمتي الايمان وان لم يات بالكلمة الثانية منهما وليس كذلك لانه
جو شخص پہلا کلمہ دونو کلمون ایمان مین کا پڑہی وہ جنت مین داخل ہو اگرچہ دوسرا کلمہ نہ پڑہی اور حقیقت مین یون نہین ہی کیونکہ رسول

عليه السلام وان لم يذكر فيه احدى كلمتي الايمان لكنها مراده لان قول من يقول لا اله الا الله لا يستلزم
صلی اللہ علیہ وسلم نی اگرچہ اس حدیث مین دوسری کلمہ ایمان کا ذکر نہین فرمایا پر وہ مراد ہی اسواسطی کہ جو شخص صرف لا الہ الا اللہ کہتا ہی کچہہ لازم نہین ہی

دخول الجنة ما لم يضم اليه قوله محمد رسول الله اذ لا يتم الايمان الا بهما ثم انه عليه الصلوٰة والسلام
کہ جنت مین داخل ہو جبتک اوسکی ساتہہ محمد رسول اللہ نہ ملاوی اسواسطی کہ ایمان بدون دونو کلمون کی پورا نہین ہوتا پہر رسول علیہ السلام نی

اشار بقوله ثم مات على ذلك الى لزوم الثبات على الايمان الى الموت لان من لم يثبت على الايمان بل
اشارۃً اس لفظ سی پہر اوسی پر مری یہہ ارشاد فرمایا کہ مرتی دم تک بدستور ایمان پر قایم رہی اسواسطی کہ جو شخص ایمان پر ثابت نرہیگا بلکہ

مات على الكفر لا ينفعه ايمانه الذي كان قبل ذلك وانما ينفعه الايمان الذي يكون ثابتا الى الموت
وہ کفر پہ مری تو اوسکی حق مین پہلا ایمان کچہہ فائدہ نہ کریگا ایمان وہ ہی فائدہ کرتا ہی جو دم مرگ تک قایم رہی

حيث يكون سببا لدخول الجنة وان كان له ذنوب كثيرة لم يتب عنها فان من مات على الايمان
وہ ہی سبب ہوتا ہی واسطی دخول جنت کی اگرچہ وہ بڑاہی گنہگار ہو اور توبہ بھی نکی ہو کیونکہ جو شخص ایمان سی اوٹھتا ہی

مع كونه مصرا على الذنوب غير تائب عنها يكون في مشيئة الله تعالى ان شاء يعفو عنه ويدخله
اگرچہ وہ شخص گناہوں پر جما رہا اور گناہوں سی توبہ بھی نکی وہ خدا کی مرضی میں ہی اگر چاہی اللہ تعالی اوسکو معاف کر

الجنة بلا عذاب وان شاء يعذبه بقدر ذنوبه ثم يدخل الجنة ولو بعد حين لكن ينبغي ان يعلم
بلا عذاب جنت میں داخل کری اور چاہی گناہوں کی برابر سزا دیکر پہر جنت میں داخل کری اگرچہ دم بہر کی بعد اب لایق ہی یہہ سمجہنا

ان كلمتي الايمان لتضمنهما اثبات ذات الله وصفاته وافعاله واثبات رسالة الرسول لابد ان
کہ دونو کلمہ ایمان میں چونکہ اثبات ذات الہی کا ہی اور اوسکی صفات کا اور افعال کا اور اثبات رسول کی رسالت کا اسلئی ضرور ہوا

يكون النطق بهما مع معرفة معناهما لان النطق بهما من غير معرفة معناهما لا يكفي في حصول
کہ ان کلموں کا پڑہنا انکی معانی سمجہ کر ہونا چاہئی کیونکہ انکی پڑہنی سی بدون سمجہنی معانی کی واسطی حصول ایمان حقیقی کی کافی نہیں ہی

حقيقة الايمان لان الايمان مبناه على هذه الاركان الاربعة فاذا لم يتحقق العلم بما تضمنتاه
اسواسطی کہ اصل ایمان کی ان چاروں رکن پر قایم ہی پہر اگر اوسکو علم ہی نہوا اونکی مضمون کا

لا يكون لهما طائل ولا محصول اذ ليست فضيلة هاتين الكلمتين بازاء تحريك اللسان من
پہر زبانی پڑہنی سی کچہہ فائدہ نہ حصول اسلئی کہ ان کلموں میں کچہہ زبان ہلانی کی بزرگی نہیں ہی جبتک دل میں

غير حصول معناهما في القلب بل فضيلتهما بازاء هذه المعرفة التي هي حقيقة الايمان فعلى هذا
انکی معنی نہ آوین بلکہ انکی بزرگی اسہی معرفت سی ہوتی ہی کہ وہ ایمان کی حقیقت ہی اس بیان کی موافق

يجب على كل مؤمن ان يعتني بشانهما في معرفة معناهما اذ هما ثمن الجنة وسبب الخلاص من المهالك
ہر ہر مؤمن پر واجب ہی کہ جہان تک بن آوی انکی معنی دریافت کرلی اسواسطی کہ قیمت جنت کی اور سبب رستگاری کا

في الدنيا والاخرة وقد نص العلماء على لزوم معرفة معناهما والا لا ينفع بهما متلفظهما في الانقاذ
دنیا اور آخرت کی آفات سی یہہ ہی ہیں اور علماء صاف کہہ چکی ہیں کہ سمجہنا انکی معنوں کا پر ضرور ہی نہیں تو انکا زبانی پڑہنا دائمی آگ سی

من الخلود في النار فان كثيرا من الائمة قد سئلوا عن شخص ينطق بكلمتي الايمان ويصلي ويصوم
نجات دینی میں کچہہ فائدہ ندیگا کیونکہ اکثر پیشوا دین سی پوچہا گیا ایسی شخص کی حال سی جو دونو کلمہ ایمان کی پڑہتا ہی اور نماز روزہ ادا کرتا ہی

ويفعل انواعا من العبادات لكن نطقه وعبادته ليس الا على الاتيان بمجرد صور الاقوال والافعال
اور اور عبادتیں کرتا ہی پر اوسکا کلمہ پڑہنا اور عبادت کرنی یہہ ہی بحسب ظاہر ہی تمام قول اور فعل

على حسب ما يرى الناس يفعلون ويقولون حتى انه ينطق بكلمتي الايمان لكن لا يفهم منهما معنى ولا
ویسی ہی عمل میں لاتا ہی جیسی اور لوگوں کو کرتی اور بولتی دیکہتا ہی اتنا کہ دونو کلمہ ایمان کی پڑہتا ہی پر اونکی معنی نہیں سمجہتا اور نہ

يدري معنى الاله ولا معنى الرسول ولا ما نفي ولا ما اثبت وربما يتوهم ان الرسول نظير الاله وهل
معنی اللہ کی جانتا ہی اور نہ معنی رسول کی سمجہتا ہی اور نہ یہہ جانی کیا نفی کیا ہی اور کیا ثابت کیا کبہی اوسکو یہہ وہم ہوتا ہی کہ رسول مثل اللہ کی ہی آیا

ينتفع هذا الشخص بما صدر عنه من صور الاقوال والافعال وهل يصدق عليه حقيقة الايمان
فائدہ دیگا اس شخصکو جو جو اوسی ظاہر میں اقوال اور افعال عمل میں آتی ہیں اور آیا اوسپر حقیقت ایمان کی صادق ہی

فيما بينه وبين الله تعالى ام لا فاجابوا جميعا بان مثل هذا الشخص ليس له من الاسلام نصيب
خدا کی نزدیک یا نہیں سو سب نی یہہ ہی جواب دیا کہ ایسی شخصکو اسلام میں سی کچہہ نصیب نہیں ہی

وان صدر عنه من صور اقوال الایمان وافعاله ما ذکر قال الامام السنوسی هذا الذی ذکره

اگرچہ اوسی ظاہری قول اورفعل مذکور ایمان کی سی عمل میں آتی ہیں امام سنوسی کہتی ہیں یہہ جواس شخص کی

فی حق ذلك الشخص ظاهر ای ظاهر جلی غاية الجلاء لا یمکن ان یختلف فیه احد من العلماء فعلی

حق میں ذکر کیا ہی سب ظاہر ہی بہت روشن ہی کوئی عالم اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کر سکتا

هذا یجب علی کل من یرید النجاة من العذاب المؤبد والدخول فی الجنة ان یسعی فی معرفة معناهما ثم ینطق

اس جواب کی موافق جو شخص عذاب دائمی سی بچا چاہتا اور جنت میں داخل ہونا چاہی اوسپر واجب ہی کہ پہلی کوشش کرکر انکی معنی دریافت کری پھر معنی سمجہکر

بهما مع فهم معناهما لیوجد فیه اقرار باللسان وتصدیق بالجنان ویحصل له حقیقة الایمان

زبانسی پڑہی تاکہ اوسمیں زبانی اقرار اور دلی تصدیق پائے جاوی اور حقیقت ایمان کی اوسکو حاصل ہو

فالکلمة الاولی من هاتین الکلمتین مرکبة من نفی واثبات فالمنفی کل فرد من افراد حقیقة الاله

پس پہلا کلمہ ان دونوں میں سی نفی اور اثبات سی مرکب ہی سو منفی تو ہر ہر فرد معبود حقیقی کا ہی

سوی الله تعالی والمثبت فرد واحد من تلك الحقیقة وهو الله تعالی ومعنی الاله هو الواجب الوجود

سوا ذات الٰہی سی اور مثبت ایک فرد واحد ہی اس حقیقت میں سی یعنی اللہ تعالی اور معنی الہ کی واجب الوجود

المستحق للعبادة وهذا المعنی کلی یقبل بحسب مجرد ادراکه ان یصدق علی کثیرین لکن الدلیل العقلی القطعی

سزاوار عبادت کا اور یہہ معنی کلی ہیں باعتبار صرف تصور کی بہت افراد پر صادق آسکتی ہیں پر دلیل عقلی یقینی

یدل علی استحالة التعدد فیه وکونه خاصا بذات الله تعالی وذلك الدلیل وجود العالم فانه لکونه

دلالت کرتی ہی کہ کئی اللہ محال ہیں اور صرف ذات الٰہی سی خاص ہی اور وہ دلیل عالم کا وجود ہی کیونکہ یہہ عالم

حادثا محتاجا الی محدث یدل علی ان له محدثا وذلك المحدث لا بد ان یکون واحدا قدیما متصفا

حادث اور موجد کا محتاج ہوکر دلالت کرتا ہی کہ اسکا ایک پیدا کرنیوالا ہی اور وہ محدث ضرور ہی کہ واحد قدیم صاحب قدرت

بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لانه لو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بینهما التمانع المقتضی

اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہو اسلئے کہ اگر واحد نہو بلکہ ایک سی زیادہ ہوں تو بیشک اونکی آپسمیں روک ٹوک ایسی واقع ہوگی

لعدم وجود العالم ولو لم یکن قدیما بل کان حادثا لکان مفتقرا الی محدث فیلزم الدور والتسلسل وکلاهما

جس سی وجود عالم کا پیدا نہو سکی اور اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا پہر دور لازم آئیگا یا تسلسل اور یہہ دونو

محال ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لکان عاجزا عن ایجاد شیء من العالم لان

محال ہیں اور اگر صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو یہہ ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سی کوئی شی نہ پیدا کر سکی اسلئے

الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شیء من الاشیاء یقتضی ارادة ذلك وارادة ذلك الشیء تقتضی

کہ پیدا کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہی اور اثر قدرت کا کسی چیز میں جب ہوتا ہی کہ اوسکا ارادہ کیا جاوی اور ارادہ اوس شی کا پائی جانی لوچہی

العلم به لان القصد الی ایجاد شیء مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث یقتضی

نہیں ہوسکتا کیونکہ قصد ایسی شی کی ایجاد کا کہ اوسکو جانتا نہو محال ہی اور موصوف ہونا ان تینوں صفات سی بدون

الحیوة لکونها شرطا فیها فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل ذرة من ذراته دلیلا قاطعا علی وجوده تعالی

حیات کی نہیں ہوتا کیونکہ حیات انہیں شرط ہی اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا یقینی دلیل ہی اللہ تعالی کی وجود پر

وکونه واحدا قدیما متصفا بهذه الصفات الاربع المذکورة ولهذا کان بعض اهل التوحید یقولون

اور اوسکی وحدت اور قدم پر اور موصوف ہونی پر ان چاروں صفات مذکورہ سی اسی لئے بعضی اہل توحید

استدلالا بالاثر على المؤثر ما رأينا شيئا الا رأينا الله بعده فان كل ذرة من ذرات العالم من حيث
اثر سے موثر پر استدلال کر کر یہہ کہتی ہیں ہمنے جب کسی شئی کو دیکھا تو دیکھا ہمنے اللہ کو بعد اسکی بیشک ہر ہر ذرہ عالم کی ذرات میں سے

حدوثها وافتقارها الى من يوجدها لا تزال تنطق بكلام لا حرف فيه ولا صوت ان لها موجدا واحدا
حادوث اور موجد کا محتاج ہو کر ہمیشہ زبان حال سے یہہ کلام کرتی ہیں جسمیں نہ کوئی حرف ہی اور نہ آواز کہ ہمارا موجد ہی واحد

قديما متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وسائر ما يليق به من الصفات يسمع كلامها السامعون
قدیم قدرت والا ارادہ والا علم والا حیات والا اور تمام سزاوار صفتوں والا اونکی یہہ کلام سمجہہ والی سب سنتی ہیں

ولا يسمعه الذين هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذى يسمع به كلام ليس بحرف
وہ لوگ نہیں سنتی جنکی سمجہہ بیکار ہی اور مراد سماعت سی سماعت باطنی ہی جسی وہ کلام سنتی ہیں جسمیں نہ حرف ہول

ولا صوت ولا عربى ولا عجمى لا السمع الظاهر الذى لا يجاوز الاصوات وتشارك فيه البهائم الانسان والحاصل
اور نہ آواز اور نہ عربی ہو اور نہ عجمی سماعت ظاہری مراد نہیں ہی جو سوا آواز کی نہ سن سکی اور اوسمیں چوپایہ اور انسان یکساں ہوں خلاصہ یہ ہی

ان المكلف لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل الا ما دل عليه افعاله فما لم يدل عليه افعاله كالسمع والبصر
کہ مرد مکلف عقل سے صفات الٰہیہ سے وہی جان سکتا ہی جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر افعال نہیں دلالت کرتی جیسی سمع اور بصر

والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى
اور کلام انکی ثبوت پر کبہی عقلا استدلال کرتی ہیں اور کبہی نقلا پہر استدلال عقلی ان صفات پر واسطی اللہ تعالی کی

بالعقل فهو انها صفات كمال واضدادها صفات نقصان واتصافه بصفات الكمال وعدم اتصافه
یہہ ہی کہ یہہ صفات کمالیہ ہیں اور انکی ضدین صفات نقصان کی اور اللہ تعالی کا موصوف ہونا صفات کمالیہ سی اور بری ہونا

بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى
صفات نقصان سی واجب ہی سو موصوف ہونا اللہ تعالی کہ ان صفات سی واجب ہی اور استدلال نقلی ان [illegible]

بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالى فوجب القطع بثبوتها له تعالى ودليل النقل فى هذه المسئلة
کہ شرع سی ثبوت ان صفات کا واسطی اللہ تعالی کی ثابت ہی سو یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی اللہ تعالی کی واجب ہوا اور نقلی دلیل اس مسئلہ میں

اولى من دليل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى
عقلی دلیل سی بہتر ہی اسلیے کہ افعال الٰہیہ ان صفات پر موقوف نہیں ہیں تاکہ اون افعال سی انکی ثبوت پر استدلال کیا جاوی

وذاته تعالى لم يكن معلوما للبشر حتى يعلم انها فى حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف
اور ذات اللہ تعالی کی کسی بشر کو معلوم نہیں ہی جس سی معلوم ہو کہ یہ صفات بہ نسبت ذات باری کی کمالیہ ہیں ضرور موصوف ہو ناچاہئی ایسا کہ اگر یہہ صفات نہونگی

بها يلزم ان يتصف باضدادها بل كونها كمالا انما هو بالنسبة الينا ولا يلزم من كون الشئ بالنسبة
تو انکی ضدین موجود ہونگی بلکہ یہہ صفات ہماری حق میں کمالیہ ہیں اور یہہ کچہہ لازم نہیں ہی کہ جو صفت

الينا كمالا ان يكون كمالا فى حقه تعالى الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما بالنسبة الينا كمالا ممتنعان فى
ہماری حق میں کمالیہ ہو وہ بہ نسبت ذات باری تعالی کی بہی کمالیہ ہو کیوں نہیں سمجہتا کہ لذت اور علم باوجودیکہ ہماری حق میں کمال ہیں بہ نسبت باری تعالی کی محال

حقه تعالى لكونهما من عوارض الاجسام هذا تحقيق الكلمة الاولى من كلمتى الايمان واما الكلمة الثانية
ہیں کیونکہ یہہ دونو کیفیات جسمانیہ سی ہیں یہہ تحقیق ایمان کی پہلی کلمہ کی ہی اور دوسرا کلمہ

من هاتين الكلمتين فقد حكم فيها بكون محمد رسولا من عند الله تعالى ولا بد فى اثبات ذلك من دليل
ان دو نو کلموں میں سی اوسمیں یہہ حکم ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اللہ تعالی کی طرف سی اور اسکی بہی ثبوت کی کوئی دلیل چاہیئی

وذلك

وذلك الدليل ظهور المعجزة على يده عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصديق فعلى من الله تعالى لرسوله
اور وہ دلیل معجزہ کا ظاہر ہونا رسول کی ہاتھہ پر بروقت دعوی رسالت کی ہی کیونکہ معجزہ تصدیق فعلی ہوتی ہی اللہ تعالی کی طرف سی واسطی رسول کی

لانها فعل من افعاله تعالى خارقا للعادة نازل منزلة صريح القول فى تصديق رسوله فى دعواه
کیونکہ وہ معجزہ ایک فعل ہی افعال الہی سی برخلاف عادت قایم مقام صاف ارشاد کی درباب تصدیق رسول کی رسالت کی دعوی مین

الرسالة فانه تعالى لما خلق امرا خارقا للعادة على يده حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق
کیونکہ اللہ تعالی نی جب ایک امر عادت کی خلاف رسول کی ہاتھہ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا تو گویا یہہ فرمایا میرا رسول سچا ہی

رسولى فى كل ما يبلغ عنى سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته مثال ذلك على ما ذكره العلماء ان
جو جو میری طرف سی بیان کری برابر ہی کہ اوسکی تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار سکوت کی ہو اسکی مثال موافق بیان علماء کی یہہ ہی

رجلا اذا قام فى مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنى اليكم بكذا وكذا من التكاليف
کہ ایک شخص بادشاہ کی دربار مین کہڑا ہو کر ایک جماعت کی سامنی کہی کہ مین اس بادشاہ کا سفیر ہون مجھکو تمہاری پاس فلانی فلانی حکم دیکر بہیجا ہی

فطلبوا منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقى انى اطلب من الملك ان يخالف عادته ويقوم
اس جماعت نی اوسی سند طلب کی جسی صداقت معلوم ہو اوس شخص نی جواب دیا کہ نشان میری صداقت کا یہہ ہی کہ مین بادشاہ سی عرض کرتا ہون کہ اپنی عادت کی

من سريره ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا شك ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام
تین بار اپنی تخت پر سی کہڑا ہو جا اور بیٹھہ جا پہر بادشاہ نی اوسکی کہنی سی وہ ہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت قایم مقام اس حکم کی ہی

قوله صدق هذا الرجل فى كل ما يبلغ عنى ومفيد للعلم الضرورى بصدقه بلا فرق بين من شاهد ذلك
کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سی کہتا ہی اور اس سی علم بدیہی اسکی صداقت کا حاصل ہوگا اسمین کچھہ فرق نہین کہ کسی نی بادشاہ کی اس حرکت کو

الفعل من الملك ولم يشاهده بل بلغه خبره بالتواتر ولا ريب ان هذا المثال مطابق لحال رسول الله
بچشم خود دیکہا اور کسی نی نہ دیکہا لیکن خبر متواتر سی سنا اور بیشک یہہ مثال مطابق ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حال سی اس باب مین

عليه السلام فى افادة معجزته العلم الضرورى بصدقه بلا فرق بين من شاهدها ومن لم يشاهدها
کہ معجزہ سی علم بدیہی صداقت کا حاصل ہوتا ہی اسمین کچھہ فرق نہین ہی کہ کسی نی اوس معجزہ کو بچشم خود دیکہا اور کسی نی نہ دیکہا

بل بلغه خبرها بالتواتر فعلى هذا كل من يتكلم بكلمتى الايمان بعد معرفة معناهما بما ذكر من الدلائل يحصل
لیکن خبر متواتر سی سنا اس بیان کی موافق جو شخص دونو کلمہ ایمان کی دلائل مذکورہ سی معنی سمجھہ کر پڑہتا ہی اوسکو حقیقت ایمان کی

له حقيقة الايمان ويجب عليه ان يحفظه مما يضره بامتثال الاوامر واجتناب النواهى لان الايمان
حاصل ہوئی اور اوسپر واجب ہی کہ ایمان کو مضرات سی بچاوی اوامر کو عمل مین لاکر اور نواہی سی پرہیز کرکر اسواسطی کہ ایمان

يشبه السراج وامتثال الاوامر واجتناب النواهى يشبه المحافظة عليه بجعله فى فانوس ووساوس
چراغ کی مانند ہی اور اوامر کی اطاعت کرنی اور نواہی سی بچنا یہہ اوسکی محافظت ہی جیسی چراغ کا فانوس مین رکہدینا اور شیطانی

الشيطان تشبه الرياح العاصفة فمن اوقد سراج الايمان فى قلبه ولم يحفظه ولم يجعله فى فانوس
وسوسی اور توہمات ایسی ہین جیسی تند آندہیان پہر جسنی ایمان کا چراغ اپنی دلمین روشن کرکر اوسکی حفاظت نکی اور اوسکو طاعات کی فانوس مین نرکہا

الطاعات باتيان المامورات وترك المنهيات يخاف عليه انطفاء سراج ايمانه عند هبوب الرياح العاصفة
مامورات پر عمل کرکر اور منہیات سی بچکر تو اسپر اندیشہ یہہ ہی کہ اوسکی ایمان کا چراغ بروقت چلنی آندہی

التى هى الوساوس الشيطانية ولذلك قال بعض العلماء اياك والذنب فان الذنب كحجر يوضع على المجنيق
وسوسہ شیطانی کی بجہہ جاوی اسیلئی بعضی علماء کہتی ہین یار بچتی رہنا گناہ سی بیشک گناہ ایسا ہی جیسی پتہر جو گوپہن مین رکہکر

فیضرب به حائط الطاعات ویحصل فیه ثلمة ویدخل منه ریح الهوی وتطفی سراج الایمان فان
طاعات کی دیوار مین مارتی اور اوسی دیوار مین سوراخ پیدا ہوجاوی اوس راستہ سی ہوا ہوس کی باو آنکر جلاکر ایمان کا چراغ بجھاوی بیشک
زوال الایمان لایکون الا لمن کان له فساد فی قلبه واصرار علی المعاصی یدل علی ذلك قوله علیه السلام
ایمان ایسی ہی شخص کا جاتا رہتا ہی جسکی دلمین کچھ فساد ہوتا ہی اور گناہون پر جما رہتا ہی اس مدعا پر یہہ حدیث دلالت کرتی ہی
المعاصی برید الکفر فان الاصرار علی الصغائر یفضی الی الکبائر والاستمرار علیها یؤدی الی الکفر یشیر الی هذا
کہ گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین کیونکہ گناہ صغیرہ پر اڑجانا کبیرہ ہوتا ہی اور کبیرہ گناہ پہ اڑی رہنا کفر تک پہنچا دیتا ہی اس آیت سی معلوم ہوتا ہی
قوله تعالی فی حق الیهود وَضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْکَنَةُ وَبَاءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
جو یہود کی حق مین وارد ہی اور ڈالی اونپر ذلت اور محتاجی اور کمائی غصہ اللہ کا یہہ اوسپر کہ وہ
کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ فانه
تھی نہ مانتی حکم اللہ کی اور خون کرتی نبیون کا ناحق یہہ اس سی کہ بی حکم تھی اور حد پر نہ تھی اللہ تعالی نی
تعالی بین فی هذه الایة ان العصیان والعدوان جرهم الی الکفر وقتل الانبیاء وحکایة مثل ذلك فی
اس آیت مین یہہ بیان فرمایا کہ گناہ اور سرکشی اونکو کفر کی طرف اور قتل انبیاء کی طرف کھینچ لائی اور ایسی حکایت بیان کرنی
کتابه لطف منه بنبیه وامته بیسمعوه ویحترزوا عنه فانه علیه السلام لما کان خیر الخلق وافضلهم
اپنی کتاب مین اللہ کی مہربانی ہی اپنی نبی پر اور اوسکی امت پر تاکہ سنکر ایسی چال سی بچتی رہین کیونکہ نبی علیه السلام جو تمام بنی آدم سی بہتر اور افضل ہین
کان امته خیر الامم وافضلهم فلا ینبغی لمن کان من خیر الامم وانتسب الی خیر الخلق ان یرضی لنفسه
تو اونکی امت بھی تمام امتون سی بہتر اور افضل ہی ہرگز لایق نہین ہی کہ کوئی شخص افضل امت مین ہوکر اور بہترین خلق کی طرف منسوب ہوکر یہہ وہ پسند کری
ان یکون من شر الناس بارتکاب المعاصی بل ینبغی له ان یسعی فی اصلاح نفسه بالایمان والعمل
کہ تمام لوگون مین بدتر ہوجاوی گناہ اختیار کرکر بلکہ اوسکو یہہ لایق ہی کہ کوشش کرکر اپنی حال کو ایمان اور نیک عمل سی درست کری
الصالح حتی یکون من خیر الناس کما قال الله تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ
تاکہ اچھی لوگون مین داخل ہووی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی وہ لوگ جو یقین لائی اور کئی بھلی کام وہ ہی لوگ
خَیْرُ الْبَرِیَّةِ وقال النبی علیه السلام خیر الناس من طال عمره وحسن عمله وشر الناس من طال عمره
بہتر سب خلق کی اور فرمایا نبی صلی اللہ علیه وسلم نی سب آدمیون سی اچھا وہ شخص جسکی عمر دراز ہو اور اعمال اوسکی نیک ہوں اور بدتر آدمیون مین وہ ہی جسکی عمر بڑی ہو
وساء عمله وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال خیرکم من یرجی خیره ویؤمن شره وشرکم من لا یرجی
اور اعمال بد ہون اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیه وسلم نی فرمایا تم مین سی بہتر وہ ہی جس سی بھلائی کی امید ہو اور برائی کا اندیشہ نہو اور تم مین سی بدتر وہ
خیره ولا یؤمن شره وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال شر الناس عند الله منزلة من ترکه الناس
جس سی بھلائی کی امید نہو اور برائی کا اندیشہ ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر علیه السلام نی فرمایا بدتر آدمیون مین اللہ کی نزدیک مرتبہ مین وہ ہی جسکو چھوڑ دین لوگ
اتقاء شره وفی روایة اتقاء فحشه وروی ان اعمال الامة تعرض علی نبیها فی البرزخ فلیستحی العبد ان
بدی سی بچنی کو اور ایک روایت مین بدزبانی سی بچنی کو اور روایت ہی کہ امت کی عمل اوسکی نبی پر عالم برزخ مین پیش ہوتی ہین سو شرم کرنی چاہیی آدمی کو
یعرض علی نبیه من عمله ما نهاه عنه وقیل من اذنب ذنبا فجمیع الخلائق من الانس والدواب والوحوش
کہ اوسکی نبی کی سامنی اوسکا وہ عمل پیش ہو جس سی اوسکو منع کیا ہو اور کہتی ہین جب کوئی شخص گناہ کرتا ہی تو تمام خلقت انسان اور چوپایہ اور جنگل کی جانور
والطیور والذر خصماؤه یوم القیمة لانه تعالی یمنع المطر بشوم المعصیة فیتضرر بذلك اهل البر
اور پرندہ اور چیونٹیان قیامت کی روز اوسکی دشمن ہونگی اسلئی کہ اللہ تعالی مینھہ بند کردیتا ہی گناہ کی نحوست سی اس لئی تمام خشکی اور

البحر جميعاً فعلى المؤمن ان يحترز عن جميع المعاصي يسر نا الله الاحتراز عنها المجلس الخامس
تری والوں کو نقصان ہوتا ہی پس مؤمن کو لازم ہی کہ تمام گناہوں سی پرہیز کرتا رہی الٰہی ہمپر آسان کر بچنا گناہوں سی پندرہوین مجلس

عشر في بيان ان كل مولود يولد على فطرة الاسلام

قال رسول الله صلى الله عليه
اس بیان مین کہ ہر بچہ پیدا ہوتا ہی اسلام کی طریقہ پر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ما من مولود الا يولد على الفطرة فابواه يهودانه وينصرانه ويمجسانه كما تنتج البهيمة
وسلم نی جو بچہ ہی سو پیدا ہوتا ہی اوپر طریقہ اسلام کی پہر ماباپ اوسکو یہودی کر دیتی ہین اور نصرانی کر دیتی ہین اور مجوسی کر دیتی ہین جیسی چوپایہ پورا جنتا ہی
بهيمة جمعاء هل تجدون فيها من جدعاء حتى تكونوا انتم تجدعونها ثم قال فطرة الله التي فطر
آیا اسمین کوئی کان ناک کٹا بہی ہوتا ہی آخر تم اوسکی کان ناک کاٹ دیتی ہو پہر فرمایا وہ ہی تراش اللہ کی
الناس عليها هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان كل مولود من البشر لا يولد الا
جسپر تراشا لوگونکو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ ہر ایک بچہ آدمی کا سرشت نیک اور ایسی ہیئت پر
على الجبلة السليمة والهيئة المستعدة لمعرفة الله تعالى والتميز بين الحق والباطل بما ركب فيه من
پیدا ہوتا ہی کہ استعداد معرفت الٰہی کی اور فرق کرنیکی حق اور باطل مین رکہتا ہو بزور اوس عقل
العقل القويم والوضع المستقيم ولو لم يعترضه من الخارج آفة من فساد التربية وتقليد الابوين و
درست اور وضع راست کی جو اوسمین پیدا کی ہی اگر اوسکو نہ پیش آتا اوپرسی پرورش کا فساد اور اطاعت ماباپ کی اور
الانهماك في الشهوات ونحو ذلك من الآفات لصرف فطرته الى ما نصب لمعرفة الله تعالى من الدلائل
کہپ جانا ہوا ہوس مین اور مانند اسکی اور آفتین تو البتہ وہ اپنی اصلی طبیعت کو دلایل قایم کرنی مین واسطی معرفت الٰہی کی صرف کرتا
واستدل بها على وجوده تعالى وقدمه وكونه واحداً منصفاً بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وسائرها
اور استدلال کرتا اللہ تعالی کی وجود اور قدم پر اور وحدت پر کہ موصوف ہی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات سی اور تمام اور صفات سی
يليق به من الصفات لكن يصده عن ذلك ما ذكر من الآفات كما ان البهيمة تولد سوية الاطراف سليمة من
جو اوسکو سزاوار ہین پر اوسکو روک دیتی ہین یہہ آفات مذکورہ جیسی چوپایہ کا بچہ ہاتہ پانو سی سالم پیدا ہوتا ہی
الجدع الذي هو قطع الانف والاذن والشفة فلو لم يتعرض الناس لها بالكي وقطع شئ مما ذكر لبقيت سليمة
اور بچا ہوا جدع سی کہ اوسکی معنی کتر دینا ناک اور کان اور لب کا پس اگر آدمی اوس بچہ کو داغ ندیتی اور کچہہ ناک کان لب نہ کاٹتی تو اچہا بہلا چنگا
كما كانت فانه عليه السلام شبه ولادة الطفل على الفطرة السليمة بولادة البهيمة سليمة غير ان المراد
رہتا جیسا پیدا ہوا تہا پہر علیہ السلام نی آدمی کی بچہ کی پیدایش کو اوپر طبیعت درست کی مشابہ فرمایا ہی ساتہ پیدایش پوری بچہ چوپایہ کی اتنا ہی فرق ہی کہ مراد
بالسلامة في البهيمة سلامتها عن العيوب الظاهرة وفي الطفل سلامة عن العيوب المعنوية المانعة عن
سلامتی سی چوپایہ کی بچہ مین سلامتی ظاہر کی عیبوں سی ہی اور آدمی کی بچہ مین مراد سلامتی معنوی عیبوں سی ہی جو معرفت الٰہی سی روک دین
معرفة الله تعالى وقبول امره ونهيه ثم انه عليه السلام بعد ما بين ان الناس كلهم يولدون على الفطرة
اور امر اور نہی قبول کرنی سی باز رکہین پہر پیغمبر خدا نی بعد اس بیان کی کہ آدمی تمام ساری درست طبیعت پر پیدا ہوتی ہین
التي هي الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالى والتميز بين الحق والباطل بما ركب فيهم من العقول حثهم
کہ وہ استعداد قابل معرفت الٰہی کی اور تمیز کرنا درمیان حق اور باطل کی ہی عقل کی زور سی جو انکی اندر رکہی گئی ہی انکو اسکی رغبت دی
عليها فقال على طريق الاقتباس فطرة الله التي فطر الناس عليها فانه في قوة ان يقال الزموا فطرة الله
سو فرمایا بطور صنعت اقتباس کی تراش اللہ کی جسپر تراشا آدمیوں کو پس یہہ قول بمنزلہ اس قول کی ہی اپنی ذمہ پر لازم پکڑو

التي هي الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالى والتميز بين الحق والباطل فعلى هذا كان الواجب على كل
فطرت اللہ کی استعداد ہی قابل معرفت الٰہی کی اور تمیز کی درمیان حق اور باطل کی اس تقریر کی موافق ہو

مكلف ان لا يضيع تلك الفطرة بل ينبغي له ان يستعملها في تحصيل معرفة الله تعالى والتميز بين الحق
مکلف پر واجب ہی کہ اس فطرت کو ضائع نہ کری بلکہ اوسکو لائق ہی کہ اوس فطرت کو معرفت الٰہی میں اور تمیز کرنے میں درمیان حق

والباطل وليس المراد بمعرفة الله تعالى معرفة ذاته تعالى لان ذاته تعالى ليست معلومة للبشر بل المراد
اور باطل کی استعمال کری اور معرفت الٰہی سی مراد معرفت ذات الٰہی کی نہیں ہی اسلئی کہ ذات الٰہی کسی بشر کو معلوم نہیں ہی بلکہ مراد

بها معرفة صفاته وصفاته نوعان سلبية وثبوتية اما السلبية فتنزيهه تعالى عن جميع ما لا يليق
معرفت صفات الٰہی کی ہی اور صفات الٰہی دو قسم پر ہیں سلبی یعنی نفی کرنی کی اور ثبوتی صفات سلبی تو اللہ تعالیٰ کا بری ہونا تمام ایسی صفات سی جو اوسکی لائق

به مما يشعر بالاحتياج والنقصان واما الثبوتية فهي قسمان القسم الاول الصفات التي يتوقف عليها افعا
لائق نہیں ہیں جن صفات سی کہ نیاز مندی اور نقصان لازم آوی اور ثبوتی کی دو قسم ہیں پہلی قسم وہ صفات جن پر افعال الٰہی موقوف ہیں یعنی قدرت

وهي القدرة والارادة والعلم والحيوة والقسم الثاني الصفات التي لا يتوقف عليها افعاله وهي السمع والبصر
اور ارادہ اور علم اور حیات اور دوسری قسم وہ صفات ہیں جن پر افعال الٰہی موقوف نہیں ہیں یعنی سمع اور بصر

والكلام وتحقيق ذلك انه تعالى ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يعلم وجوده بالحس وليس العلم بوجوده
اور کلام اور تحقیق اسکی یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کی ذات محسوس نہیں ہی جیسی آفتاب اور مہتاب تاکہ اوسکا وجود دیکھہ کر معلوم کرلیں اور نہ اوسکا وجود بدیہی کا

ضروريا كالعلم بكون الواحد نصف الاثنين حتى يعلم وجوده بالضرورة بل انما يعلم وجوده بالدليل
جیسی ہم ایک عدد کو دو کا آدھا جانتی ہیں تاکہ اوسکا وجود بداہت سی معلوم ہو بلکہ اوسکی وجود کا علم دلیل سی حاصل ہوتا ہی

وذلك الدليل حدوث العالم وبيان حدوثه انه اعيان واعراض والمراد بالاعيان الاجرام القائمة
اور وہ دلیل عالم کا حادث ہونا ہی عالم کی حدوث کی دلیل یہہ ہی کہ عالم یا تو اعیان ہیں یا اعراض ہیں اعیان سی مراد اجسام ہیں جو اپنی آپ

بذواتها والمراد بالاعراض الصفات التي لا تقوم بذواتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا ينفك عنها وكل
ہی سہارا قایم ہیں اور اعراض سی مراد وہ صفات ہیں جو اپنی ذات کی سہاری قایم نہیں ہوتی بلکہ اجسام کی ساتھہ قایم ہوتی ہیں اجسام کی ساتھہ رہتی ہیں

منهما حادث اما الاعراض فحدوث بعضها يعلم بالمشاهدة كالحركة بعد السكون والضوء بعد الظلمة
یہہ دونو حادث ہیں اعراض ہیں سی بعضوں کا حدوث تو مشاہدہ سی معلوم ہوتا ہی جیسی حرکت بعد سکون کی اور روشنی بعد اندھیری کی

والسواد بعد البياض وحدوث بعضها يعلم بالدليل وهو طريان العدم كما في اضدادها ذكرنا اما
اور سیاہی بعد سفیدی کی اور بعضوں کا حدوث دلیل سی معلوم ہوتا ہی اور وہ آجانا عدم کا جیسی اونکی ضدوں میں اور

الاجرام فدليل حدوثها انها لا تخلو عن الحوادث وكل ما لا يخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم
اجسام کی حدوث کی دلیل یہہ ہی کہ اجسام حوادث سی کبھی خالی نہیں ہوتی اور جو چیز حوادث سی خالی نہو سو وہ حادث ہوتی ہی

خلوها عن الحوادث فلانها لا تخلو عن الحركة والسكون وهو ظاهر مدرك بالبديهة والاضطرار
اجسام کا حوادث سی خالی نہونا تو اسلئی ہی کہ حرکت اور سکون سی خالی نہیں ہوتی اور یہہ ظاہر بدیہی بضرورت نظر آتا ہی

فلا يحتاج فيه الى تامل وافتكار والحركة والسكون حادثان يدل على حدوثهما تعاقبهما وانقضاء
اسمین کچھ تامل اور فکر کی حاجت نہیں کا اور حرکت اور سکون دونو حادث ہیں انکا حدوث انکی آگی پیچھی پیدا ہونی سی ثابت ہی اور

كل منهما عند وجود الاخر وذلك مشاهد في بعض الاجرام وما لم يشاهد فيه ذلك فما من ساكن الا
ایک گذر جاتا ہی جب دوسرا پیدا ہوتا ہی اور یہہ حال بعض اجسام میں تو نظر آتا ہی اور جن اجسام میں یہہ مشاہدہ نہیں ہوتا تو یہہ دلیل ہی کہ جو ساکن ہی

والعقل یقضی بجواز حرکته وما من متحرک الا والعقل یقضی بجواز سکونه فالطاری منهما حادث
عقل اوسکو متحرک تجویز کرتی ہی اور جو متحرک ہی اوسکو عقل ساکن تجویز کرتی ہی پس جو حرکت اور سکون مین سی اب پیدا ہوگا وہ حادث ہی

بطریانه والسابق حادث اذ لو کان قدیما لاستحال عدمه واما کون ما لا یخلو عن الحوادث حادثا
کہ اب پیدا ہوا اور پہلا بہی حادث ہوگا اسواسطی کہ اگر قدیم ہوتا تو اوسکا عدم محال ہوتا کبہی نہو سکتا اور جو چیز حوادث سی خالی نہو تو وہ اسلئی حادث ہوتی ہی

فلانه لو لم یکن حادثا لکان قدیما ثابتا فی الازل فیلزم ثبوت الحادث فی الازل وهو محال اذ یلزم
کہ اگر وہ حادث نہو تو پہر بیشک قدیم اور ازل مین ثابت ہوگی اس سی لازم آتا ہی ثبوت حوادث کا ازل مین اور یہہ محال ہی کیونکہ لازم آتا ہی

ان یکون قبل کل حادث حوادث مرتبة لا اول لها کما یقول الفلاسفة فی حرکات الافلاک واشخاص
کہ ہر حادث سی پہلی حوادث مرتب موجود ہون جنکا ابتدا نہ نکلی جیسی فلاسفہ یونان حرکات افلاک اور اشخاص

الحیوانات وغیرها فانهم ومن تبعهم ممن ینسب نفسه الی الاسلام ولیس له منه نصیب قالوا ان العالم
حیوانات وغیرہ مین قائل ہین تمام فلاسفہ اور جو اونکی تابع ہی کہ اپنی تئین اسلام کی طرف نسبت کرتا ہی اور اوسکو اسلام سی کچہہ نصیب نہین کہتی ہین کہ عالم

العلوی قدیم بذاته وصفاته الا الحرکات فانها حادثة باشخاصها قدیمة بانواعها فلا حرکة الا
علوی یعنی افلاک اپنی ذات اور صفات مین قدیم ہی مگر حرکات فلکی جزئیات البتہ حادث ہین اور انواع کلیہ قدیم ہین پس جو حرکت ہی

وقبلها حرکة لا الی اول واما العالم السفلی الذی هو عالم الکون والفساد وهو ما تحت فلک القمر فقالوا
اوس سی پہلی حرکت ہی بی انتہا اور عالم سفلی یعنی ارضی جسکو عالم کون وفساد کہتی ہین یعنی فلک قمر کی نیچی اسمین یہہ قول ہی

ان هیولاه قدیمة وکل ما فیه من الصور والاعراض حادثة باشخاصها قدیمة بانواعها فلا ولد الا
کہ اسکا مادہ تو قدیم ہی اور تمام صورتین اور اعراض جو جو اوسمین موجود ہین جزی جزی حادث ہین اور باعتبار اپنی نوع کی قدیم ہین یعنی جو بچہ ہی

من والد ولا بیضة الا من دجاجة ولا دجاجة الا من بیضة ولا زرع الا من بزر وهکذا الی غیر النهایة
سو باپ سی اور جو انڈا ہی سو مرغی سی اور جو مرغی ہی سو انڈی سی اور جو کہیتی ہی سو بیج سی اسہی طور غیر نہایت تک

فیلزم علی قولهم ان یوجد حوادث لا اول لها اذ ما من حادث علی قولهم الا وقبله حادث لا الی اول و
پس انکی قول پر لازم آتا ہی کہ اتنی حوادث موجود ہون جسکا ابتدا نملی اسلئی کہ انکی قول پر جو حادث ہی اوسکی پہلی حادث ہی بی انتہا اور

علی تقدیر وجود الحادث لا اول لها یلزم ان یکون قبل کل حادث من حرکات الافلاک واشخاص الحیوانات
اوپر تقدیر حوادث غیر متناہی کی لازم آتا ہی کہ پہلی ہر ہر حادث حرکات فلکی اور اشخاص حیوانات وغیرہ کی

وغیرها حوادث مرتبة لا اول لها فما لم ینقض تلک الحوادث بجملتها لا تنتهی النوبة الی وجود الحادث
حوادث غیر متناہی مرتب موجود ہون اور جبتک وہ سب کی سب حوادث نگذر چکین گی تو نوبت پیدا ہونی اس حادث کی جو حال مین موجود نہین

الحاضر لان الحرکة الیومیة وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وکذلک الحرکة التی قبلها وجودها
آویگی اسلئی کہ حرکت آج کی بدون گذر چکنی تمام پہلی حرکات کی نہین ہوسکتی اور ایسی ہی وہ حرکت جو اس سی پہلی ہی وہ بہی بدون گذر چکنی پہلی

مشروطة بمثل ذلک وهلم جرا وانقضاء ما لا اول لها محال بیانه انک اذا لاحظت الحادث الحاضر
حرکات کی نہین ہوسکتی اسہی طور کہینچ جا اور تمام ہو چکنا غیر متناہی کا محال ہی اسکا بیان یہہ ہی کہ جب تو خیال کری حادث حاضر یعنی موجود کو

ثم انتقلت منه الی ما قبله ولاحظته وهلم جرا علی الترتیب لا تقضی الی نهایة حتی تجد طریقا
پہر تو خیال کری اوس سی پہلی کو اور اسہی طرح ترتیب سی تو کبہی تو انتہا کو نہین پہنچیگا تا کہ طریقہ پیدایش

الی وجود الحادث الحاضر فیلزم ان یکون وجود الحادث الحاضر محالا لکن وجود الحادث الحاضر ثابت
اس حادث موجود کا ہاتہہ آوی اس سی لازم آتا ہی کہ پیدایش اس حادث موجود کی محال ہو لیکن وجود حادث موجود کا تو ظاہر ثابت ہی

فیبطل وجود حوادث لا اول لها فاذا بطل وجود حوادث لا اول لها یبطل کون ما لا یخلو عن الحوادث

پس باطل ہوا وجود حوادث غیر متناہی کا پھر جب وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہوا تو اون اجسام کا جو حوادث سے خالی نہیں ہیں

قدیما ثابتا فی الازل فاذا بطل کونہ قدیما ثابتا فی الازل یثبت کونہ حادثا فاذا ثبت کونہ حادثا

قدیم اور ازل میں ثابت ہونا بھی باطل ہوا پھر جب اوسکا قدیم اور ازل میں ثابت ہونا باطل ہوا تو اوسکا حادث ہونا ثابت ہوا جب اوسکا حادث ہونا ثابت ہوا

لثبت کون العالم بجمیع اجزائہ من السموات وما فیہا ومن الارض وما علیہا حادثا محتاجا الی

تو پھر یہہ ثابت ہوا کہ عالم معہ تمام اجزا کی آسمان اور جو اوسکی اندر ہی اور زمین اور جو اوسکی اوپر ہی سب حادث اور محدث یعنی پیدا کرنیوالے کا محتاج

محدث یخرجہ من العدم الی الوجود وذلک المحدث یلزم ان یکون قدیما واحدا متصفا بالقدرۃ

کہ اوسکو عدم سے پیدا کری اور وہ محدث ضرور ہی کہ قدیم اور واحد اور صاحب قدرت

والارادۃ والعلم والحیوۃ لانہ لو لم یکن قدیما بل کان حادثا لکان محتاجا الی محدث فیلزم الدور

اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہو اسلئے کہ اگر قدیم نہیں ہوگا بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا پھر یا تو دور لازم آویگا

او التسلسل الذی ہو وجود حوادث لا اول لہا وکلاہما محال ولو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد

یا تسلسل جسمیں وجود حوادث غیر متناہی کا ہی اور یہہ دونو محال ہیں اور اگر واحد نہو بلکہ ایک سے زیادہ ہو

لوقع بینہما التمانع الموجب لعدم وجود العالم ولو لم یکن متصفا بالقدرۃ والارادۃ والعلم والحیوۃ

تو بیشک اون دونوں میں روک ٹوک واقع ہوگی جس سے وجود عالم کا پیدا نہو سکی اور اگر اوسمیں قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات نہو

لکان عاجزا عن ایجاد شیٔ من العالم لان الایجاد اثر القدرۃ وتاثیر القدرۃ فی شیٔ من الاشیاء

تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سے کچھ پیدا نکر سکی اسلئے کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شیٔ میں

یقتضی ارادۃ ذلک الشیٔ وارادۃ ذلک الشیٔ یقتضی العلم بہ لان القصد الی ایجاد شیٔ مع عدم العلم

بدون ارادہ اوس شی کی نہیں ہوسکتا اور ارادہ اوس شی کا بدون علم اوس شیٔ کی نہیں ہوسکتا اسلئے کہ قصد کسی شیٔ کی ایجاد کا بن سمجھی بوجھی

بہ محال والاتصاف بہذہ الصفات الثلث یقتضی الحیوۃ لکونہا شرطا فیہا فعلی ہذا یکون وجود

نہیں ہوسکتا اور یہہ تینوں صفتیں بدون حیات کی نہیں ہوسکتیں کیونکہ حیات انمیں شرط ہی اس بیان کی موافق وجود

العالم بل وجود کل ذرۃ من ذراتہ دلیلا قطعیا علی وجودہ تعالی وکونہ قدیما واحدا متصفا

عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا یقینی دلیل ہی باری تعالی کی وجود پر اور اوسکی قدامت اور وحدت

بہذہ الصفات الاربع ولہذا کان بعض اہل النظر یقولون استدلالا بالاثر علی المؤثر ما رایناشیئا

اور چاروں صفتوں کی اتصاف پر اسی لئی بعضی صاحب نظر اثر سے مؤثر پہ استدلال کرکر یہہ کہتی ہیں کہ ہمنی جو کوئی شیٔ دیکھی

الا رأینا اللہ بعدہ فان کل ذرۃ من ذرات العالم من حیث حدوثہا وافتقارہا الی من یوجدہا

اوسکی ساتھہ ہی اللہ کو دیکھا بیشک ہر ہر ذرہ عالم میں سے باعتبار حدوث کی اپنی موجد کا محتاج ہوکر ہمیشہ زبان حال سے

لا تزال تتکلم بکلام لا حرف فیہ ولا صوت ان لہا موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرۃ والارادۃ

یہہ کلام کرتا ہی جسمیں نہ کوئی حرف ہی اور نہ آواز کہ ہمارا موجد قدیم واحد صاحب قدرت اور صاحب ارادہ ہی

والعلم والحیوۃ وسائر ما یلیق بہ من الصفات یسمع کلامہا السامعون ولا یسمعہا الذین ہم عن السمع

اور علم اور حیات والا اور تمام صفات والا جو اوسکی لایق ہیں اونکی کلام سننی والی سب سنتی ہیں وہی نہیں سنتی جنکی سماعت بیکار رہا

لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی یسمع بہ کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عربی ولا عجمی

اور مراد سماعت سے سماعت باطنی ہی جس سے وہ کلام سنی جاتی ہی جسمیں نہ حرف ہو نہ آواز نہ عربی ہو نہ عجمی

لا السمع الظاهر الذی لا یسمع غیر الاصوات وتشارك فیه البهائم الانسان اذ لا تدرك الشیٔ تشارك فیه البهائم

ظاہری مراد نہیں ہی جس سی سواء آواز کی کچھہ نہیں معلوم ہوتا اور اسمیں جانور اور انسان برابر ہیں اس لیٔ کہ اوس شیٔ میں کیا خوبی ہی جسمیں جانور

الانسان والحاصل ان المکلف لا یعرف من صفاته تعالی بالعقل الا ما دل علیه افعاله تعالی فالذی

اور انسان یکسان ہوں حاصل یہہ ہی کہ آدمی صفات الٰہی میں سی بزور عقل وہ ہی معلوم کرسکتا ہی جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر

علیه افعاله کالسمع والبصر والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل

اوسکی افعال دلالت نہیں کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام تو انکی ثبوت پر کبھی استدلال عقلی کیا جاتا ہی اور کبھی نقلی

اما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان

استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ یہہ صفات کمالیہ ہیں اور انکی ضدیں صفات نقصان ہیں

واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی

اور موصوف ہونا اللہ تعالی کا صفات کمالیہ سی اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی اس سی واجب ہوا موصوف ہونا اللہ تعالی کا

بتلك الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالی

ان صفات سی اور استدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ شرع کا آنا وجود واسطی اللہ تعالی کی ثابت ہی

فوجب القطع بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اقوی من دلیل العقل لان تلك الصفات

سو واجب ہوا یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی اللہ تعالی کی اور نقلی دلیل اس مسئلہ میں دلیل عقلی سی بہت بہتر ہی اسلیٔ کہ ان صفات پر

لا یتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی وذاته تعالی لم یکن معلوما لاحد

افعال الٰہی موقوف نہیں ہیں تا کہ افعال سی انکی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور اوسکی ذات کسیکو معلوم نہیں ہی

حتی یعلم انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها حتی لو لم یتصف بها یلزم ان یتصف باضدادها

تا کہ معلوم ہو کہ یہہ صفات اللہ تعالی کی واسطی کمالیہ ہیں موصوف ہونا ضرور چاہیٔ اگر ان صفات سی موصوف نہ ہوگا تو انکی اضداد سی موصوف ہوگا

وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم من کون الشیٔ بالنسبة الینا کمالا ان یکون

اور کمالیہ ہونا ان صفات کا البتہ ہماری حق میں ہی اور یہہ کچھہ لازم نہیں ہی کہ جو شیٔ ہماری حق میں کمالیہ ہو

فی حقه تعالی کمالا الا تری ان اللذة والالم مع کونهما کمالا بالنسبة الینا ممتنعان علی الله تعالی

وہ بہ نسبت ذات باری کی بھی کمالیہ ہو کیا تجھی نظر نہیں آتا کہ لذت اور الم ہماری حق میں کمال ہیں ہر بہ نسبت اللہ تعالی کی محال ہیں

لکونهما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات تلك الصفات له تعالی التمسك بالنقل

اسواسطی کہ یہہ کیفیت جسمانیہ ہیں اس بیان کی موافق ان صفات کی ثبوت کیواسطی تمسک نقلی دلیل کا چاہی

عن الانبیاء الذین ثبتت نبوة کل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق عبدی فی

انبیاء سی جنکی نبوت معجزہ سی ثابت ہی جو قایم مقام ارشاد الٰہی کی ہو کہ میرا بندہ سچ کہتا ہی

کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی

جو جو میری طرف سی حکم بیان کرتا ہی برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی ہو یا خاموشی سی ہو اسلیٔ کہ معجزہ اللہ تعالی کی طرف سی فعلی تصدیق ہی

لرسوله لکونها فعلا من افعاله تعالی خارقا للعادة منزلا منزلة صریح القول فی تصدیق رسوله

اپنی رسول کی کیونکہ معجزہ ایک فعل ہی افعال الٰہی سی برخلاف عادت قایم مقام صاف ارشاد کی اپنی رسول کی تصدیق کی

فی دعوی الرسالة فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی یدیه عند ادعائه الرسالة صار کانه

واسطی رسالت کی دعوی میں بیشک اللہ تعالی نی جب ایک امر خلاف عادت اسی رسول کی ہاتہہ پر رسالت کی دعوی کی وقت پیدا کیا تو گویا

قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته مثال ذلک کما
یہہ ارشاد کیا میرا رسول سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سی پہنچاتا ہی برابر ہی کہ وہ تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا خاموشی ہو اسکی مثال موافق
ذکره العلماء ان رجلا اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملک بعثنی الیکم
بیان علماء کی یہہ ہی کہ جب ایک شخص بادشاہ کی دربار مین روبرو ایک جماعت کی کہڑا ہو کر یہہ کہی کہ مین اس بادشاہ کا سفیر ہون مجہکو تمہاری پاس
بکذا وکذا من التکالیف فطلبوا منه حجة یدل علی صدقه فقال اٰیة صدقی انی اطلب من
فلانا فلانا حکم دیکر بہیجا ہی اس جماعت نی اوس سی سند طلب کی جس سی اوسکی صداقت معلوم ہو اوس شخص نی کہا میری صداقت کا نشان یہہ ہی کہ مین بادشاہ سی
الملک ان یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملک ذلک بطلبه فلا ریب
کہتا ہون کہ میری کہنی سی اپنی عادت کی خلاف تین بار کہڑا ہو اور بیٹہ جاوی پہر بادشاہ اسکی کہنی سی وہ ہی کریگا تو بیشک
ان ذلک الفعل من الملک قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری
یہہ حرکت بادشاہ کی قایم مقام اس بات کی ہی کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی جو حکم میری طرف سی بیان کرتا ہی اس سی علم بدیہی
یصدقه لمن شاهد ذلک الفعل من الملک ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا شک
اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو جو یہہ حرکت بادشاہ کی دیکہیگا اور جسکو دیکہنا میسر نہین ہوگا بلکہ اوسکو متواتر خبر اسکی پہنچی گی اور اسمین کچہ شک نہین
ان هذا المثال مطابق لحال الرسل علیهم الصلوٰة والسلام فی افادة معجزتهم العلم الضروری
کہ یہہ مثال رسل علیہم السلام کی حال سی خوب مطابق ہی اس باب مین کہ اونکی معجزہ سی علم بدیہی اونکی صداقت کا حاصل ہوتا ہی جو جو کہ اونکا معجزہ
بصدقهم لمن شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر واذا ثبت صدقهم
دیکہتی ہین اور جو نہین دیکہتی بلکہ اونکو متواتر خبر ملتی ہی جب انبیا کا صدق ثابت ہوا
یجب الایمان بهم ولا یحصل الایمان بهم الا بمعرفة ما یجب فی حقهم وما یستحیل علیهم وما یجوز
تو اونپر ایمان لانا واجب ہوا اور اونپر ایمان لانا معتبر نہین ہوتا بدون دریافت کرنی اون احوال کی جو اونکی حق مین واجب ہین اور جو اونپر محال ہی اور جو اونپر
لهم فما یجب فی حقهم الصدق والامانة وتبلیغ ما امروا بتبلیغه وما یستحیل علیهم اضداد هذه
جایز ہی سو جو اوصاف اونکی حق مین واجب ہین صدق اور امانت اور تبلیغ امر معروف کی اور جو اونپر محال ہی ضدین ان صفتون کی
الصفات وهی الکذب والخیانة وکتمان ما امروا بتبلیغه وما یجوز لهم الاعراض البشریة التی لا تؤدی
یعنی جہوٹہ اور خیانت اور چہپانا امر معروف کا اور جو اونکی حق مین جایز ہی حالات بشری جس سی اونکی بلند مرتبہ مین
الی نقص فی مراتبهم کالمرض ونحوه اما وجوب الصدق فی حقهم واستحالة الکذب علیهم فلان معجزتهم
نقصان عاید نہو جیسی بیماری اور مانند اسکی اور واجب ہونا صدق کا اونکی حق مین اور محال ہونا جہوٹہ کا اسلئی ہی کہ انکا معجزہ
قد دلت علی صدقهم فلو جاز لهم الکذب لادی الی ابطال دلالة المعجزة علی الصدق وهو محال واما
انکی صداقت کی دلیل ہی پس اگر اونکو جہوٹہ بولنا بہی جایز رہی تو اس سی دلالت معجزہ کی جو صدق پر تہی باطل ہو جاویگی اور یہہ محال ہی اور
وجوب الامانة فی حقهم واستحالة الخیانة علیهم فلانهم لو خانوا بفعل شئ مما هو حرام او مکروه
اور واجب ہونا امانت کا اونکی حق مین اور محال ہونا خیانت کا اونپر اسواسطی کہ انبیا اگر خیانت کرین کوئی امر حرام یا مکروہ عمل مین لاکر
لکنا مامورین باتباعهم فیه لانه تعالی امر الخلق باتباعهم فی افعالهم واقوالهم وسکوتهم فلو علم الله
تو ہمکو بہی اونکی اطاعت کا اوس باب مین حکم ہوتا اسلئی کہ اللہ تعالی نی تمام امت کو اونکی اتباع کا حکم دیا افعال او اقوال اور سکوت مین پس اگر اللہ تعالی کی علم مین
منهم خیانة لما امر الخلق باتباعهم فثبت بذلک انه تعالی عصمهم من فعل شئ مما هو حرام او مکروه
اونسی خیانت ہو سکتی تو ہرگز خلق کو اونکی اتباع کا حکم نفرماتا اس سی ثابت ہوا کہ اللہ تعالی نی اونکو معصوم بنایا ہی تمام فعل حرام اور مکروہ سی

فلا یقع منہم الا ما ھو واجب او مندوب او مباح ھذا بالنظر الی نفس الفعل و اما بالنظر الیہم فالحق
سو اونسی وہ عمل ہوتا ہی جو واجب ہی یا مستحب ہی یا مباح ہی یہہ حال باعتبار ذات فعل کی ہی ورنہ بلحاظ ذات علیہم السلام کی حق یہہ ہی

ان افعالہم دائرۃ بین الوجوب والندب لا غیر لان المباح لا یقع منہم کما یقع من غیرہم بمقتضی الشہوۃ
کہ افعال اونکی صرف واجب ہین یا مستحب اور کچہہ نہین اسلئی کہ انبیاء سی مباح بہی نہین واقع ہوتا جیسی اور عوام سی باعتبار شہوت نفس کی

بل انما یقع منہم بنیۃ صالحۃ یصیر بہا عبادۃ واقل ذلک قصد التعلیم لغیرہم اذا ثبت ھذا
ہوتا ہی بلکہ اونسی اگر ہوتا ہی تو نیک نیت سی ہوتا ہی تا کہ وہ عبادت ہو جاوی اور کم سی کم بارادۂ تعلیم غیر کی واقع ہو جب یہہ بات ثابت ہوئی

فالواجب علی کل مؤمن ان یکون علی حذر عظیم ووجل شدید علی ایمانہ ان یسلب منہ بان
تو ہر ہر مؤمن پر واجب ہی کہ نہایت پرہیز کرتا رہی اور بہت خوف کرتا رہی اپنی ایمان پر مبادا اسلب ہو جاوی اس سبب سی

یصغی باذنہ ویلتفت بذھنہ الی خرائف ینقلہا فی حقہم کذبۃ المورخین ویتبعہم فی بعضہا بعض
کہ سنی کان لگا کر اور متوجہ ہو اپنی فکر سی اون خرافات کی طرف جو اونکی حق مین جہوٹی مورخ بیان کرتی ہین اور بعضی بات مین جاہل مفسر

الجہلۃ من المفسرین فانہ لقلۃ تحصیلہم وعدم تحقیقہم ربما یفترون فی ذلک بظواہر من الکتاب
بہی اونکی تابع ہو گئی ہین یہہ لوگ بسبب کم علمی کی بی تحقیق اکثر اوقات اسباب مین کتاب اور سنت کی ظاہر معنی کی اعتبار سی افترا کر بیٹہی ہین

والسنۃ ولہذا قیل التمسک فی عقائد الایمان بمجرد ظواہر الکتب والسنۃ من غیر تفصیل
اسہی لئی کہتی ہین کہ سند کرنی عقاید ایمان مین صرف ظاہر معنی کتاب اور سنت کی سی بدون تفصیل کی

بین ما یستحیل ظاہرہ منہما وبین ما لا یستحیل فلا خفاء فی کونہ اصلا من اصول الکفر
درمیان اون امور کی جو حقیقت میں وہ ظاہر معنی دونو کی محال ہین یا محال نہین ہین سو بیشک صاف کفر اور بدعت کی جڑ ہی

والبدعۃ قال الامام السنوسی وکذا تلقی ھذا العلم من مجرد الکتب والمشائخ المصحفین والمتفقہین
امام سنوسی کہتی ہین اور ایسی ہی مان لینا اس علم کا صرف مشایخ غلط کاروں کی کتابوں سی اور فقہا سی بی تحقیق

بلا تحقیق واما وجوب التبلیغ فی حقہم واستحالۃ الکتمان علیہم فلانہم لو کتموا شیئا مما امروا بتبلیغہ
اور امر معروف کی تبلیغ اسلئی واجب ہی کہ اگر انبیا علیہم السلام چہپا لیتی کچہہ بہی امر معروف مین سی اور محال ہونا چہپانی کا

لکان الناس مامورین باتباعہم فی کتمان بعض ما امروا بتبلیغہ من العلم النافع لمن اضطر الیہ وکیف یتصور
تو امت کو بہی ایسی اتباع کی لئی حکم ہوتا واسطی چہپا لینی کی بعضی امر معروف کی یعنی جو علم کہ مفید ہو حاجت مند کو اور کب تصور میں آسکتا ہی

ذلک والکتمان حرام ملعون فاعلہ بشہادۃ قولہ تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ
حال یہہ کہ چہپانا حرام ہی چہپانیوالا ملعون ہی اس آیت کی گواہی سی جو لوگ چہپاتی ہین جو کچہہ ہمنی اوتارا صاف حکم

وَالْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ واما جواز
اور راہ کی نشان بعد اسکی کہ ہم اونکو کہول چکی لوگون کی واسطی کتاب مین اونکو لعنت دیتا ہی اللہ اور لعنت دیتی ہین سب لعنت دینی والی اور

الاعراض البشریۃ لہم فلانہا لا تضر فی رسالتہم وعلو منزلتہم بل ھی مما یزید فی مراتبہم باعتبار تعظیم
حالات بشری اونکی لئی اسواسطی جایز ہین کہ اونکی رسالت اور علو مرتبہ مین اصلا مضر نہین ہین بلکہ وہ حالات اونکا مرتبہ اور بڑہاتی ہین باعتبار عظمت

اجرہم من جہۃ ما یقارنہا من طاعۃ صبرہم فانہ تعالی کان قادرا علی ایصالہ الیہم ذلک الثواب
ثواب کی جو اونکو صبر کی عبادت پر ملتا ہی بیشک اللہ تعالی قادر ہی کہ اونکو یہہ ثواب

العظیم بلا مشقۃ یلحقہم لکن تعظیم حکمتہ اختار [illegible] یصل الیہم ذلک الثواب مع تلک الاعراض
عظیم بی مشقت پہنچائی عنایت کرتا پر اپنی حکمت عظیمہ سی یہہ ہی پسند کیا کہ اونکو یہہ ثواب بعد اوس مشقت کی عنایت ہو

رفقاً بضعفاء العقول کیلا یعتقدوا فیہم الالوہیۃ وفیہا ایضاً اعظم دلیل علی صدقہم وکونہم
واسطے نرمی کی ضعیف عقلون پر تا کہ انبیا کو معبود نہ سمجہہ لین اور اسمین بہی اونکی صداقت کی بڑی دلیل ہی اور اسکی کہ وہ اللہ کی طرف سی بہیجی ہوئی

مبعوثین من عند اللہ تعالی وکون ما ظہرت علی ایدیہم من الخوارق مخلوقۃ للہ تعالی من غیر
آئی ہین اور جو جو معجزہ اون کی ہاتہہ پر ظاہر ہوئی ہین وہ اللہ تعالی کی پیدا کی ہوئی ہین

ان یکون لہم قدرۃ علی اختراعہا اذ لو کان لہم قدرۃ علی اختراعہا لدفعوا عن انفسہم ما ہو یسیر
اونکو اون معجزات کی جاری کرنی مین کچہہ دخل نہین ہی اسواسطی کہ اگر اونکو ان معجزات پر قدرت ہوتی تو وہ اپنی جان پر سی اوس سی آسان کو دور کر دیتی

منہا من المرض والجوع والعطش والم الحر والبرد واذیۃ الخلق ونحو ذلک وفیہا ایضاً فائدۃ عظیمۃ
یعنی بیماری بہوک پیاس تکلیف گرمی جاڑی کی تکلیف دہی خلق کی اور مانند اسکی اور اسمین بہی بڑا فائدہ ہی

وہی تشریع الاحکام للخلق المتعلقۃ بہا کما عرف فی شریعتنا احکام السہو فی الصلوۃ من سہو
وہ جایز ہونا احکام کا واسطی عوام کی جو ایسی حالات سی متعلق ہین چنانچہ ہماری شریعت مین احکام سہو کی نماز مین معلوم ہوگئی

نبینا علیہ السلام فی الصلوۃ وکیفیۃ اداء الصلوۃ فی حال المرض والخوف من فعلہ علیہ السلام
ہماری نبی کی سہو کرنی سی نماز مین اور کیفیت نماز اداکرنی کی بیماری اور خوف مین نبی علیہ السلام کی فعل سی معلوم ہوئی

وہیئۃ اکل الطعام وشرب الماء ونحو ذلک من اکلہ وشربہ المجلس السادس عشر فی
اور وضع کہانا کہانی اور پانی پینی کی اور مانند اسکی آپ کی کہانی اور پینی سی سولوین مجلس

تحقیق السعید والشقی وبیان اقسام الکفر وغیرہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
نیکبخت اور بد بخت کی تحقیق مین اور کفر وغیرہ کی قسمین بیان کرنی مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ان العبد یعمل عمل اہل النار وانہ من اہل الجنۃ ویعمل عمل اہل الجنۃ وانہ من اہل النار
وسلم نی بیشک بعضا بندہ عمل کرتا ہی دوزخیون کی سی اور وہ ہوتا ہی اہل جنت سی اور عمل کرتا ہی بہشتیون کی سی اور وہ ہوتا ہی دوزخی

وانما الاعمال بالخواتیم ہذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ سہل بن سعد ولیس فیہ دلالۃ
اعمال خاتمہ کیکر معتبر ہوتی ہین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی سہل بن سعد کی روایت سی اسحدیث مین عمل

علی ترک العمل بل فیہ حث للعبد علی مواظبۃ الطاعات واجتناب السیئات فی کل وقت من
ترک کرنیکی دلیل نہین ہی بلکہ اس حدیث مین بندہ کو واسطی دائمی طاعات کی اور گناہون سی اجتناب پر رغبت ہی ہر ہر وقت

اوقات العمر خوفا من ان یکون ذلک الوقت اخر عمرہ وفیہ ایضاً زجر لہ عن العجب والفرح بالاعمال
تمام عمر اس خوف سی کہ مبادا عمر کا یہہ ہی آخری وقت ہو اور اسمین زجر بہی ہی اعمال پر تکبر اور خوش ہونی سی

لانہ لا یدری ماذا یصیبہ فی العاقبۃ اذ رب شخص یعمل عمل اہل الجنۃ من الایمان والطاعات وفی
اسلئی کہ اسی کیا خبر ہی کہ عاقبت کو کیا حال ہوگا اسواسطی کہ بعضی شخص عمل بہشتیون کی سی کرتی ہین ایمان اور عبادات اور

تقدیر اللہ تعالی انہ من اہل النار فیتحول فی اخر عمرہ من الایمان والطاعات الی الکفر والمعاصی فیموت
تقدیر الٰہی مین وہ دوزخی ہی سو آخر عمر مین وہ ایمان اور طاعات سی کفر اور معاصی کی طرف متوجہ ہو جاویگا پہر

علی الکفر والمعاصی فیدخل النار ورب شخص یعمل عمل اہل النار من الکفر والمعاصی وفی تقدیر اللہ تعالی
کفر اور معاصی پر مر کر دوزخ مین داخل ہوگا اور بعضی شخص عمل کرتی ہین دوزخیون کی سی کفر اور معاصی اور تقدیر الٰہی مین

انہ من اہل الجنۃ فیتحول فی اخر عمرہ من الکفر والمعاصی الی الایمان والطاعات فیموت علی الایمان والطاعات
وہ جنتی ہی سو وہ آخر عمر مین کفر اور معاصی سی بچکر ایمان اور طاعات کی طرف متوجہ ہو جاویگا پس ایمان اور طاعات پر مر کر

فیدخل الجنة فلذلك قال النبی علیه السلام انما الاعمال بالخواتیم یعنی ان اعمال العبد
جنت مین داخل ہوگا اسی لئی فرمایا نبی علیہ السلام نی کہ اعمال خاتمہ پر معتبر ہین مراد یہہ ہی کہ اعمال آدمی کی

متعلقة فی السعادة والشقاوة باخر العمر وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال اعملوا فكل
سعادت اور شقاوت مین آخر عمر سی متعلق ہین اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا عمل کیا کرو ہر ایک کو وہ ہی عمل

میسر لما خلق له اما من كان من اهل السعادة فسییسر لعمل اهل السعادة واما من كان من اهل
آسان ہوگا جسکی واسطی وہ شخص پیدا ہوا ہی یعنی جو شخص سعادتمند ہی اوسکو اعمال سعادتمندون کی میسر ہونگی اور جو شخص

الشقاوة فسییسر لعمل اهل الشقاوة فانه علیه الصلوة والسلام بیّن فی هذا الحدیث ان كل احد
بدبخت ہی اوسکو بدبختون کی سی عمل آسان ہونگی پس نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ بیان فرمایا کہ ہر ایک کا

مهیاء وموقف للذی خلق لاجله من الخیر والشر فمن خلق وقدر انه من اهل الجنة یجری الله تعالی
سامان اور ٹھکانا تیار ہی جسکی واسطی وہ پیدا کیا گیا ہی نیک اور بد پس جو پیدا ہوا ہی اس تقدیر پر کہ جنتی ہو تو اللہ تعالی

علی یدیه اعمال اهل الجنة وییسرها علیه حتی یموت ویدخل الجنة ومن خلق وقدر انه من اهل النار
اوسکی ہاتھ پر اعمال جنتیون کی جاری کرکر اوسپر آسان کردیتا ہی آخر مرکر جنت مین چلا جاتا ہی اور جو شخص پیدا ہوا ہی اس تقدیر پر کہ وہ دوزخی ہی

یجری الله علی یدیه اعمال اهل النار وییسرها علیه حتی یموت ویدخل النار فالعمل دلیل بغلب الظن
تو اللہ اوسکی ہاتھ پر دوزخیون سی عمل پیدا کرکر آسان کردیتا ہی آخر مرکر دوزخ مین چلا جاتا ہی پس عمل باعتبار ظن غالب کی اسکی دلیل ہی

ان الشخص من ای الصنفین یكون ومن هذا كان الواجب علی ان لا یكون خالیا عن العمل الصالح
کہ آدمی دونو قسم مین سی کونسا ہی اس بیان سی واجب ہی کہ آدمی کبھی کسی وقت تمام عمر مین سی نیک عمل سی خالی نہ رہا کری

فی وقت من الاوقات لانه لا یدری متی یاتیه الموت اذ لیس له سن ولا وقت معلوم ولا مرض معلوم نظر الی
کیونکہ کیا معلوم ہی کہ اوسکو موت کب آجاویگی اسلئی کہ موت کا کوئی سال اور وقت معلوم نہین ہی اور نہ کوئی بیماری مقرر ہی بلکہ نگاہ کر

لمن رزقه الله تعالی الفهم والیقظة من نوم الغفلة والتفكر فی امر الخاتمة واسال الله ان یجعلنا
شخص ہین جنکو اللہ تعالی نی فہم اور بیداری عنایت کی ہی خواب غفلت سی اور سوچ دی ہی خاتمہ کی حال کی اور دعا مانگتا ہون اللہ تعالی سی کہ موت

فی خیر مع البشارة فان المؤمن له بشارة من الله تعالی عند الموت كما قال الله تعالی ان الذین
اچھی وقت بشارت کی ساتھ دی بیشک مؤمن کو اللہ کی طرف سی موت کی وقت بشارت ہوتی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تحقیق جنہون نی

قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ
کہا رب ہمارا اللہ ہی پھر اسی پر ٹھہری رہی اون پر اترتی ہین فرشتی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشی سنو اوس بہشت کی جسکا تمکو

تُوْعَدُوْنَ فانه تعالی بین فی هذه الایة ان الذین اقروا بربوبیته واعترفوا بوحدانیته ثم استقاموا
وعدہ تہا اللہ تعالی نی اس آیت مین بیان فرمایا ہی کہ جس نی اوسکی ربوبیت کا اقرار کیا اور وحدانیت کو مان لیا پہر وہ اوسی اقرار

علی ذلك الاقرار والاعتراف الی الموت باتیان جمیع المامورات واجتناب جمیع المنهیات اذ لا یتحقق
اور قبولیت پر موت تک قایم رہا اسطور کہ تمام احکام بجالاتا رہا اور تمام منہیات سی پرہیز کرتا رہا کیونکہ پوری

الاستقامة بدون ذلك بل یحصل الاعوجاج بترك شیء من المامورات وارتكاب شیء من المنهیات
استقامت بدون اسکی نہین ہوتی بلکہ استقامت مین جنبش آجاتی ہی مامورات کی ترک اور منہیات کی عمل سی

تتنزل علیهم الملئكة من جهته تعالی عند الموت بالبشارات التی هی قولهم ان لا تخافوا ولا تحزنوا
تو ایسی لوگون پر اللہ کی طرف سی موت کی وقت فرشتی یہہ بشارت لیکر آتی ہین کہ اب مت ڈرو اور نہ غم کرو

وابشروا بالجنة التي وعدكم الله تعالى بها على لسان نبيكم وقال لاعدائه فتمنوا الموت ان كنتم صٰدقين

اور خبر سنو بہشت کی جو اللہ تعالی نی تمسی وعدہ کیا تہا تمہاری نبی کی زبان پر اور اوسکی دشمنوں کی حق میں یہہ فرمایا تو مناؤ مرنی کو اگر تم سچی ہو

ولا يتمنونه ابدا بما قدمت ايديهم والله عليم بالظٰلمين فبين سبحانه وتعالى في هذه الاية

اور کبھی نہ مناوینگی مرنا اسواسطی کہ آگی بھیج چکی ہیں اونکی ہاتھ اور اللہ کو خوب معلوم ہیں گنہگار اللہ تعالی نی اس آیت میں یہہ بیان فرمایا

ان الصٰدقين في اقرارهم لكونهم مستعدين للموت يتمنونه ولا يفرون منه لكون عملهم حسنا واما

کہ جو سچا اقرار کرنیوالی ہیں موت کی سامان جو کرتی رہی ہیں تو موت کو مناتی ہیں اور اوس سی بہاگتی نہیں اسلئی کہ اونکی عمل نیک ہیں اور

الظٰلمون فلعدم كونهم مستعدين للموت لا يتمنونه بل يفرون منه لكون عملهم سوءا فان العمل السوء

ظالم چونکہ سامان موت کا نہیں کرتی رہی تو موت کو نہیں مناتی بلکہ اوس سی بہاگتی ہیں کیونکہ اونکی عمل بد ہیں کیونکہ عمل بد

وان لم يخرج المؤمن عن الايمان الا انه سبب لسوء خاتمته وشوم عاقبته فان سوء الخاتمة لا يكون

اگرچہ مؤمن کو بی ایمان تو بالفعل نہیں کردیتا پر سبب ہوتا ہی خاتمہ بد کا اور عاقبت منحوس کا اسواسطی کہ بدخاتمہ اوسی کا ہوتا ہی

الا لمن كان له فساد في الاعتقاد او اصرار على المعاصي او عدول عن الاستقامة او ضعف في الايمان

جسکی اعتقاد میں فساد ہوتا ہی اور گناہوں پر اڑا رہتا ہی یا استقامت سی ٹل جاتا ہی یا اوسکا ایمان سست ہوتا ہی

اما الفساد في الاعتقاد فبان يكون في قلبه شيء من انواع الشرك فان انواع الشرك ستة احدها

پہر فساد اعتقاد کا یہہ ہی کہ اوسکی دل میں کسی قسم کا شرک ہو کیونکہ شرک کی قسمیں چہ ہیں ایک شرک

استقلال وهو اثبات الهين مستقلين كشرك الثنوية فانهم قالوا نجد في العالم خيرا كثيرا وشرا

باستقلال یعنی سخت وہ یہہ ہی کہ دو اللہ مستقل ثابت کری جیسی ثنویہ کرتی ہیں وہ یہہ کہتی ہیں کہ ہم عالم میں بہلائی بہت دیکھتی ہیں اور برائی بہی

كثيرا والواحد لا يكون خيرا وشريرا بالضرورة فلا بد ان يكون لكل منهما فاعل على حدة ثم انهم

بہت دیکھتی ہیں اور ظاہر ہی کہ ذات واحد ہی خیر اور شر نہیں ہوسکتا پس بالضرور دونو کا فاعل الگ الگ ہوگا پہر اس فرقہ کی

انقسموا قسمين القسم الاول المانوية والديصانية فانهم قالوا فاعل الخير النور وفاعل الشر الظلمة والقسم

دو قسم ہوئیں پہلی قسم تو مانویہ ہی اور دیصانیہ انکا یہہ قول ہی کہ خیر کا فاعل تو نور ہی اور شر کا فاعل تاریکی ہی دوسری

الثاني المجوس فانهم قالوا فاعل الخير يزدان وفاعل الشر اهرمن يعنون به الشيطان ثم اختلفوا في ان

قسم مجوس ہیں یہہ بہی کہتی ہیں فاعل خیر کا یزدان ہی اور شر کا فاعل آہرمن ہی یعنی شیطان پہر اہرمن کی حق میں اختلاف کیا ہی

اهرمن قديم كيزدان او حادث منه والثاني من انواع الشرك شرك تبعيض وهو جعل الاله مركبا

آیا وہ یزدان کی مانند قدیم ہی یا اوسکا پیدا کیا ہوا حادث ہی اور دوسری قسم شرک کی شرک تبعیض ہی اور وہ مرکب کرنا اللہ کا

من الهة كشرك النصارى فانهم اثبتوا الاقانيم الثلثة التي هي الوجود والعلم والحيوة وحكموا

کئی اللہ سی جیسی شرک نصاری کا نصاری نی تین اصول ثابت کئی ہیں وجود اور علم اور حیات پہر ان تینوں پر

عليها بانها الهة ثلثة واعتقدوا ان الاله جوهر فرد مركبة من هذه الثلثة وقالوا مجموع هذه الثلثة

یہہ حکم کیا ہی کہ تینوں خدا ہیں اور یہہ اعتقاد کرتی ہیں کہ اللہ جوہر فرد ان تینوں سی مرکب ہی اور کہتی ہیں کہ مجموعہ ان تینوں کا ملکر

اله واحد وجعلوا الذات الواحدة ثلث صفات وذلك غير معقول العاقل والثالث من انواع

اللہ واحد ہی ایک ذات واحد کو تین صفات ٹہرائیں اور یہہ عاقل کی نزدیک معقول نہیں ہی تیسری قسم شرک کی

الشرك شرك تقريب وهو عبادة غير الله تعالى ليقرب الى الله تعالى كشرك متقدمي عبدة الاصنام

شرک تقریب ہی اور وہ پوجنا غیر کا سوای اللہ تعالی کی تاکہ اللہ سی نزدیک کردی جیسی شرک متقدمین بت پرستوں کا

فانہم لما راوا ان عبادتہم للمولی العظیم علی ما ہم علیہ من غایۃ الدناءۃ ونہایۃ الحقارۃ سوء
انکی خیال مین جب یہہ آیا کہ ہمارا عبادت کرنا مولی بزرگ کو اس حال مین کہ ہمکو دناءت حاصل ہی اور ہم بڑی حقیر ہین بری

ادب عظیم یقربوا الیہ بعبادۃ من ہو اعلی منہم عندہ کالملئکۃ والشمس والقمر والنجوم و
بی ادبی ہی اسلیے قرب الٰہی کی واسطے پوجنا اون چیزونکا شروع کیا جو اوسکی اونکی خیال مین بہتر تہی جیسی فرشتی اور سورج اور چاند اور ستارہ اور

النار ونحوہا ثم انہم لما راوا غیبۃ من اختاروا عبادتہ عنہم صنعوا الاصنام امثلۃ لما غاب
آگ اور مانند اسکی پہر انہون نی جب دیکہا کہ جنکی ہم عبادت کرتی ہین وہ ہماری سامنی سی غایب ہوجاتی ہین تو اونکی صورت کی بت بنالی جب کوئی اونکا معبود اونسی

عنہم من معبودہم واشتغلوا بعبادتہا ونیتہم فی ذلک ان یتقربوا الی ما جعلوہ مثالا لہ
غایب ہوجاتا تو اون بتون کو پوجنی لگتی اور غرض اونکی اس سی یہہ تہی کہ نزدیک ہوجاوین اوس سی جسکا بت بنایا ہی

وقصدہم من جمیع ذلک ان یتقربوا الی المولی العظیم لکن تلاعب الشیطان بعقولہم واوقعہم
اور اس سب سی یہہ مراد تہی کہ مولی بزرگ سی قریب ہوجاوین پر شیطان نی اونکی عقلون کو کہلونا بناکر

فی الضلال والرابع من انواع الشرک شرک تقلید وہو عبادۃ غیر اللہ تعالی تقلیدا للغیر کشرک
گمراہ کر دیا اور چوتہی قسم شرک کی شرک تقلید ہی اور وہ پوجنا غیر اللہ کا اورون کو دیکہہ کر جیسی شرک

متاخری عبدۃ الاصنام فانہم لما وجدوا اباءہم واجدادہم مشتغلین بعبادتہا قلدوہم فیہا
پچہلی بت پرستون کا انہون نی اپنی باپ دادون کو جو بت پوجتی دیکہا بت پرستی مین اونکی تابع ہوگئی

وقالوا انا وجدنا اباءنا علی امۃ وانا علی اثرہم مقتدون وہم کاباءہم فی ضلال مبین والخامس
اور کہنی لگی ہمنی پائی اپنی باپ دادی ایک راہ پر اور ہم اونہی کی قدمون پر چلتی ہین اور وہ اپنی باپ دادا کی مانند صریح گمراہی مین ہین

من انواع الشرک شرک الاسباب وہو اسناد التاثیر للاسباب العادیۃ کشرک الفلاسفۃ والطبا
پانچوین قسم شرک کی شرک اسباب ہی اور وہ نسبت کرنا تاثیرات کا اسباب سی موافق عادت کی جیسی شرک حکماء یونان اور طبیبون کا

ومن تبعہم علی ذلک من جہۃ المؤمنین فانہم لما راوا ارتباط الشبع باکل الطعام وارتباط الری
اور جو اونکی ساتہہ ہین اس باب مین اسلامیون مین سی انہون نی جب دیکہا کہ ربط شکم سیری کا کہانا کہانی سی اور ربط تازگی کا

بشرب الماء وارتباط ستر العورۃ بلبس الثیاب وارتباط الضوء بالشمس ونحو ذلک مما لا ینحصر فہموا
پانی پینی سی اور ربط ستر پوشی کا کپڑا پہننی سی اور ربط روشنی کا سورج سی ہی اور مانند اسکی بی قیاس تو

بجہلہم ان تلک الاشیاء ہی المؤثرۃ فیما ارتبط وجودہ معہا اما بطبعہا او بقوۃ وضعہا اللہ فیہا وہو
اپنی جہالت سی یہہ سمجہی کہ یہہ ہی چیزین مستقل تاثیر رکہتی ہین اپنی اپنی مسببات مین یا تو اپنی طبع کی تاثیر سی یا بزور قوت کی کہ اللہ تعالی نی اونمین پیدا کی ہی اور یہہ

غلط وسبب غلطہم قیاسہم ادراک الحس بادراک العقل فان الذی شاہدوہ انما ہو تاثر شئ
سب غلط ہی اور سبب غلطی کا یہہ ہوا کہ محسوسات پر معقولات کو قیاس کرلیا ہی کیونکہ جو یہہ دیکہتی ہین تو یہہ ہی اثر لینا ایک چیز کا

عند شئ وہذا ہو حظ الحس واما تاثیرہ فیہ فلا یدرک بالحس بل انما یدرک بالعقل والسادس من
پاس کی چیز مین سی یہہ ہی محسوس ہوتا ہی اور تاثیر اصلا جو اسمین ہوتی ہی سو وہ صرف عقل سی دریافت ہوسکتی ہی چہٹی قسم

انواع الشرک شرک الاغراض وہو العمل لغیر اللہ تعالی کشرک المرائین فانہم عند عملہم المامور بہ
شرک کی وہ شرک اغراض ہی اور وہ عمل کرنا واسطی غیر اللہ کی جیسی شرک ریا کارون کا جب یہہ ریا کار کوئی مامور بہ

من واجب ومندوب وعند ترکہم المنہی عنہ من محرم او مکروہ لیس مقصودہم طلب رضاء اللہ تعالی
واجب یا مستحب ادا کرتی ہین یا جب کبہی منہی عنہ حرام یا مکروہ سی احتراز کرتی ہین تو اونکو مقصود رضامندی خدا تعالی کی نہین ہوتی

بل مقصودهم مجرد نيل مدح من بعض عبيده او حب منه له او رياسة من عنده او ظفر بمالہ

بلکہ انکی مراد صرف تعریف کرانی بعض بندگان الٰہی سی ہوتی ہی یا محبت اپنی اونکی دلمین یا بڑائی اونکی نزدیک یا اونسی کچہہ مال حاصل کرنا

من قبله او صرف مذمة يخافها منه ومثله العمل لمجرد الظفر بالحور والقصور ونعيم الجنان

یا دور کرنا بدنامی کا جو اونکی طرف سی خوف ہو اور ایسا ہی ہی عمل کرنا صرف واسطی حاصل کرنی حوروں اور محلوں اور نعمتوں بہشت کی

والسلامة من النيران والسبب الحامل لهم على ذلك نسيانهم توحيده تعالى حتى توهموا امكان

اور واسطی بچنی کی آگ سی اور یہہ سبب فساد نیت اسلئی ہی کہ خدا کی توحید کو بہول جاتی ہین یہان تک کہ اونکو یہہ وہم ہوا کہ

حصول نفع او ضر من غيره تعالى وتوهموا كون الخلق قادرين على النفع والضر حتى راعوهم

نفع اور ضرر سواء اللہ تعالیٰ کی اور سی بہی ہو سکتا ہی اور یہہ وہم ہوا کہ خلقت کو نفع اور ضرر کی قدرت ہی کیونکہ

فی طاعتهم وتوهموا كون طاعتهم مؤثرة فی استجلاب نفع او دفع ضر فی الدنیا والاخرة

اپنی طاعت مین اونکی رعایت کرنی لگی اور یہہ وہم ہوا کہ ہماری عبادت کو اثر ہی نفع پیدا کرنی مین اور ضرر دفع کرنی مین دنیا اور آخرت کی

وليس كذلك بل لو انهم احضروا فی ذهنهم انفراده تعالى بخلق جميع الكائنات بلا واسطة

اور حقیقت مین یہہ نہین ہی بلکہ اگر یہہ لوگ وحدانیت اللہ تعالیٰ کی اپنی ذہن مین قایم رکہتی کہ پیدا کرنیوالا تمام موجودات کا بلا واسطہ وہی ہی

وعدم تأثير لكل ما سواه فی اثر ما ومن جملة ذلك طاعتهم لكانوا لا يقصدون بطاعتهم

اور کسی امر مین کسیکو اصلا کچہہ تاثیر نہین ہی اور اسی مین اونکی طاعت بہی داخل ہی تو کبہی اپنی طاعت سی جسکی اونکو توفیق ہوئی ہی

التی وفقوا لها الا مجرد الامتثال لامر الله تعالى ثم لطمعوا عندها فيما وعد به الله تعالى من

سواء الطاعت امر الٰہی کی کچہہ غرض نرکہتی پہر بعد اطاعت کی خواہش کرتی جو اللہ تعالیٰ نی وعدہ فرمایا ہی

الخير معها بمحض فضله من غير وجوب ولا استحقاق وحكم الاربعة الاولى التی هی شرك

نعمت کا اوسکی محض فضل سی کہ نہ اوسپر واجب ہی نہ اسکا کچہہ حق ہی اور حکم شرک کی پہلی چارون قسم کا کہ وہ شرک

استقلال وشرك تبعيض وشرك تقريب وشرك تقليد الكفر بالاجماع وحكم السادس الذی هو

استقلال ہی اور شرک تبعیض ہی اور شرک تقریب ہی اور شرک تقلید ہی بالاتفاق کفر ہی اور حکم چہٹی قسم کا

شرك الاغراض المعصية بالاجماع وحكم الخامس الذی هو شرك الاسباب التفصيل

جو شرک اغراض ہی بالاتفاق معصیت کا ہی اور حکم پانچوین قسم کا جو شرک اسباب کا ہی اس تفصیل پر ہی

وهو ان اهل هذا الشرك فی اعتقادهم التأثير لتلك الاسباب مختلفون فمنهم من يعتقد ان تلك

کہ ایسی مشرک اپنی اعتقاد مین تاثیر ان اسباب کی اسباب مین کئی طرح پر جانتی ہین بعضی یہہ اعتقاد رکہتی ہین کہ

الاسباب تؤثر بطبعها وحقيقتها فی الاشياء التی تقارنها ولا خلاف فی كفر من يعتقد هذا ومنهم

تاثیر ان اسباب کی جن اشیاء سی یہہ ملتی ہین طبعی اور حقیقی ہی ایسی اعتقاد والون کی کفر مین کسیکو خلاف نہین ہی اور بعضی

من يعتقد ان تلك الاسباب لا تؤثر بطبعها وحقيقتها بل بقوة اودعها الله فيها ولو نزعها منها

یہہ اعتقاد کرتی ہین کہ یہہ اسباب باعتبار طبیعت اور حقیقت کی اثر نہین کرتی بلکہ بزور ایک قوت کی کہ اللہ تعالیٰ نی ان اسباب مین پیدا کی ہی اور اگر اس قوت کو

لا تؤثر وقد تبعهم فی هذا الاعتقاد كثير من عامة المؤمنين ولا خلاف فی بدعة من يعتقد هذا

نکال لی تو اثر باقی نرہی اس اعتقاد مین اکثر عوام مسلمان بہی اونکی شامل ہین ایسی اعتقاد والون کی بدعتی ہونی مین خلاف نہین ہی

وانما الخلاف فی كفره فمن كان فيه شئ من هذه المذكورات ولم يسع فی ازالته عن نفسه واصلاح

خلاف ہی تو کفر مین ہی پس جس شخص مین کوئی سا اعتقاد ہوان مذکورات مین سی اور وہ اوسکی دور کرنی مین سعی نہ کری اور اپنا اعتقاد درست نکری

شانه يختم له بالسوء وان كان مع كمال الزهد والصلاح لان زهده وصلاحه انما ينفعه
تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اگرچہ کمال زہد اور صلاح رکہتا ہو اسواسطی کہ زہد اور صلاح اوسکو جب فائدہ دیگا

اذا كان مع الاعتقاد الصحيح الموافق لكتاب الله وسنة رسوله واما اذا لم يكن مع الاعتقاد
کہ جب ساتہہ اعتقاد صحیح کی موافق کتاب اللہ اور سنت رسول کی ہو اور اگر ساتہہ اعتقاد

الصحيح الموافق لهما بل كان مع الاعتقاد الفاسد المخالف لهما فلا ينفعه واما الاصرار على المعاصي
صحیح کی نہو کہ جو موافق کتاب اور سنت کی ہی بلکہ ساتہہ اعتقاد فاسد کی کتاب اور سنت سی مخالف سو کچہ فائدہ نہ دیگا اور معاصی پر ایسی اڑ کرنی

فبان يحصل في قلبه الفها فان جميع ما الفه الانسان في عمره يعود ذكره عند موته فان كان
کہ اوسکی دل مین معاصی کی محبت پیدا ہوجاوی تو انسان اپنی زندگی بہر مین جو جو محبوب رکہتا ہی مرتی وقت وہ یاد آتی ہین پہر اگر

ميله الى الطاعات اكثر يكون اكثر ما يحضره عند موته ذكر الطاعات وان كان ميله الى
اسکی رغبت طاعات کی طرف زیادہ ہوگی تو مرتی وقت اکثر طاعات یاد آوینگی اور اگر اسکی رغبت

المعاصي اكثر يكون اكثر ما يحضره عند موته ذكر المعاصي فربما يغلب عليه حين نزول الموت به
معاصی کی طرف زیادہ ہوگی تو مرتی وقت معاصی یاد آوینگی پس بعضی وقت نزع کی حال مین

قبل التوبة شهوة من الشهوات او معصية من المعاصي فيتقيد قلبه بها وتصير حجابا بينه وبين
توبہ سی پہلی کوئی شہوت تمام شہوات مین سی یا کوئی گناہ گناہوں مین سی دل پر غالب آجاتا ہی پہر اوسکا دل اوسی مین اُلجہا رہتا ہی اور وہ اوسمین اور اوسکی

ربه وسببا لشقاوته في اخر حياته لقوله عليه السلام المعاصي بريد الكفر واما الذي لم يرتكب
رب مین پردہ ہوکر آخر وقت میں شقی بنا دیتا ہی واسطی قول علیہ السلام کی کہ گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین اور جسنی اصلا کوئی گناہ

ذنبا اصلا او ارتكب لكن تاب فهو بعيد عن هذا الخطر واما العدول عن الاستقامة
نہین کیا یا گناہ تو کیا پر توبہ کرلی سو وہ شخص ایسی اندیشہ سی پاک ہی اور استقامت سی ٹل جانا

فبان يظهر فيه الاعوجاج فان من كان مستقيما في ابتدائه ثم تغير عن حاله وخرج عما كان
اسطور پر کہ اوسمین کجی پیدا ہوجاوی اگر یہہ شخص ابتدا مین مستقیم تہا پہر اپنی حال سی بدل گیا اور جن اوصاف پر

عليه في ابتدائه يكون سببا لسوء خاتمته وشوم عاقبته كابليس الذي كان في ابتدائه رئيس
ابتدا مین تہا اوس سی الگ ہوگیا تو یہہ سبب خاتمہ بد اور عاقبت منحوس کا ہی جیسی ابلیس کہ ابتدا مین فرشتون کا سردار

الملئكة ومعلمهم واشدهم اجتهادا في العبادة حتى قيل لم يبق في سبع سموت وسبع ارضين
اور اونکا اوستاد اور عبادت مین بڑا ساعی تہا یہانتک کہ کہتی ہین کہ ساتون آسمان اور زمین مین

موضع شبر الا وهو قد سجد فيه ثم لما امر بالسجود لادم النبي عليه السلام ابى واستكبر وكان من
کہین بالشت بہر جگہ اسکی سجدہ سی خالی نہین رہی تہی پہر جب اوسکو آدم کی لئی سجدہ کا حکم ہوا تو نمانا اور تکبر کیا اور وہ تہا

الكفرين وكبلعام بن باعور الذي اتاه الله تعالى اياته فانسلخ منها بخلوده الى الدنيا واتباع هواه و
منکرون مین کا اور جیسی بلعام باعور کا بیٹا جسکو اللہ تعالی نی اپنی نشانیاں عنایت کین پر وہ اونسی الگ ہوکر دائمی دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور اپنی ہوس کی

كان من الغوين وكبرصيصا العابد الذي قال له الشيطن اكفر فلما كفر قال اني بريء منك اني اخاف
گمراہ ہوگیا اور جیسی برصیصا عابد جسکو شیطان نی کہا منکر ہوجا جب وہ منکر ہوا تو کہا مین تجہسی الگ ہوں مجکو اندیشہ ہی

الله رب العلمين فان الشيطان اغراه على الكفر فلما كفر تبرأ منه مخافة ان يشاركه في العذاب
اللہ کا جو پروردگار ہی عالم کا بیشک شیطان نی اوسکو کفر پر انگیختہ کیا جب وہ کافر ہوا تو اوس سی الگ ہوگیا اس خوف کا مارا کہ اوسکی عذاب مین شریک ہوجاوں

ولم ینفعه ذلك كما قال الله تعالى فكان عاقبتهما انهما فی النار خالدین فیها وذلك جزاء
اور اس سے شیطان کو کچھ فائدہ نہوا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے پھر آخر اون دونوں کا یہہ ہی کہ وہ دونوں ہیں آگ میں سدا رہیں اوسمیں اور یہہ ہی سزا

الظلمین واما الضعف فی الایمان فبان یکون حب الله تعالى فی قلبه ضعیفا فان من كان فی
گنہگاروں کی اور ایمان کی سستی اسطور پر کہ اللہ تعالی کی محبت اسکی دلمین ضعیف ہو جب اسکی

ایمانه ضعف یستولی علی قلبه حب الدنیا بحیث لا یبقی فیه لحب الله تعالى شئ الا من حیث
ایمان میں سستی ہوتی ہی تو اوسکی دل پر دنیا کی محبت استیلا پکڑ جاتی ہی کہ اوسمیں محبت الہی کی کچھ گنجایش نہیں رہتی مگر یہہ ہی کچھہ

حدیث النفس علی وجه لا یظهر له اثر فی مخالفة الهوى ولا یؤثر فی الكف عن المعاصی ولا فی الحث
جیسی وہمی بات ہو ایسی کہ ہوا کی مخالفت میں اوسکا کچھہ اثر ظاہر نہیں ہوتا اور نہ کچھہ اثر معاصی سی رکنی میں ہو اور نہ کچھہ اثر

علی الطاعات فینهمك فی الشهوت وارتكاب السیات فیتراكم ظلمات الذنوب علی قلبه ولا تزال
عبادت کی رغبت میں ہو سو شہوات اور بدیوں کی کرنیمیں ڈوبا رہتا ہی اور تاریکی گناہونکی نہ برنہ اوسکی دل پر چڑھ جاتی ہی اور ہمیشہ

تطفی ما فیه من نور الایمان مع ضعفه فاذا جاء الیه سكرات الموت وعلم انه یفارق الدنیا وهی
نور ایمان کا جو اوسمیں ہوتا ہی بجھتا جلا جاتا ہی باوجودیکہ ضعیف ہی جب اوسکو نزع کی حالت آتی ہی اور جانتا ہی کہ اب دنیا سی چلا اور دنیا

محبوبة له وحبها غالب علیه حتى لا یرید تركها ویتألم من فراقها یرى ذلك من الله تعالى فیخشى
اوسکی محبوبہ تھی اور اوسکی محبت اوسپر ایسی غالب تھی کہ اوسکا چھوڑنا نہیں چاہتا اور اوسکی فراق سی رنج اوٹھاتا ہی سمجھتا ہی کہ یہہ فراق اللہ تعالی کی طرف ہی اب اندیشہ

علیه ان یحصل فی قلبه بغضه تعالى بدل حبه فان اتفق خروج روحه فی تلك اللحظة
یہہ ہی کہ اسکی دلمین خدا کی طرف سی محبت کی جگہہ کینہ پیدا ہوجاوی اگر اتفاقاً اوسہی حالت میں جان نکل گئی

یختم له بالسوء ویهلك هلاكا ابدیا والسبب المفضى الى هذه الورطه حب الدنیا والركون
تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور ہمیشہ کو گیا گذرا ہوا اور سبب اس بلا کا یہہ ہی دنیا کی محبت اور دنیا کی طرف توجہ

الیها والفرح بها مع ضعف الایمان الموجب لضعف حب الله تعالى وهو الداء العضال الذی
اور دنیا کی خوشی باوجود سستی ایمان کی جس سی محبت الہی سست ہوجاوی اور یہہ بڑی سخت بیماری ہی جسمین

عم اكثر الخلق فمن اراد النجاة من هذه الورطة فعلیه بعد اخراج حب الدنیا من قلبه وتصحیح
اکثر خلقت مبتلا ہی سو جو شخص اس بلا سی بچا چاہی اوسکو لازم ہی کہ اول دنیا کی محبت دل سی دور کری پھر اپنا عقیدہ

اعتقاده ان یحترز عن المعاصی عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها وان یواظب علی الطاعات
درست کرکر گناہوں سے پرہیز کری کہ نہ گناہوں کی طرف خیال کری اور نہ گنہگاروں کی طرف ور طاعات دائمی اختیار کری

التی هی ثمرة محبة الله تعالى ولا یتصور محبة الله تعالى الا بعد معرفته اذ لا یحب الانسان الا بعرفه
کہ وہ محبت الہی کا پھل ہی اور محبت الہی نہیں ہوسکتی بدون معرفت الہی کی اسواسطی کہ آدمی نادانستہ چیز کو محبوب نہیں رکھتا

وانما یحب ما یعرفه فمن عرف الله بما یجب علیه معرفته وعرف ان جمیع النعم الواصلة الیه والى
محبوب اوسہی کو رکھتا ہی جسکو جانتا ہی پس جو شخص خدا کو پہچانیگا اون اوصاف سی جو اوسکو واجب ہیں اور یہہ سمجھی کہ جتنی نعمتیں مجکو اور اوروں کو حاصل ہیں

غیره لیس الا منه تعالى لا جرم یحبه فاذا احبه یسعى فی تحصیل رضائه ویحترز عن موجبات
سب اللہ ہی کی طرف سی ہیں تو بیشک اللہ کو دوست رکھیگا پھر جب اوسکو اپنا محبوب کیا تو اوسکی رضامندی میں کوشش کریگا اور اوسکی غصہ سی بچتا رہیگا

سخطه فیكون لائقا لوصول احسانه ودخول جنانه بمقتضى وعده یسرنا الله تعالى
پھر تو یہہ اوسکی احسان کی قابل اور جنت میں جانی کی لائق اوسکی وعدہ کی موافق ہو ویگا خدا ہمکو آسان کیجو

المجلس

المجلس السابع عشر فی بیان عدم جواز الصلوٰۃ عند القبور والاستمداد

سترہویں مجلس اس بیان میں کہ قبروں میں نماز ادا کرنی جایز نہیں اور اہل قبور سی مدد مانگنی

من اهلها واتخاذ السروج والشموع علیها قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور قبروں پر روشنی کرنی در چراغ جلانی جایز نہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

لعنة اللہ علی الیہود والنصری اتخذوا قبور انبیائہم مساجد ھذا الحدیث من صحاح المصابیح

لعنت خدا کی یہود اور نصاری پر کہ انہوں نی اپنی نبیوں کی قبریں مسجدیں بنالیں یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سی ہی

رواتہ ام المؤمنین عائشة وسبب دعائہ علیہ الصلوٰۃ والسلام علی الیہود والنصری باللعنة انہم کانوا

ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی اور سبب پیغمبر خدا کی لعنت کرنیکا یہود اور نصاریکا پر یہہ ہی کہ وہ سب

یصلون فی المواضع التی دفن فیہا انبیاءہم اما نظرا منہم بان السجود لقبورہم تعظیم لہم وھذا شرک

نماز پڑہتی تہی ایسی مکانوں میں جہاں انکی انبیا مدفون تہی یا تو اس لحاظ سی کہ قبروں کو سجدہ کرنا انبیا کی تعظیم ہی اور یہہ تو ظاہر شرک ہی

جلی ولہذا قال النبی علیہ السلام اللہم لا تجعل قبری وثنا یعبد اوظنا منہم بان التوجہ الی قبورہم

اسہیلیٔ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ الٰہی میری قبر کو بت مت بنایئو کہ اسکی پرستش ہوا کری یا اس خیال سی کہ وہ سمجہتی تہی کہ قبروں کی طرف

حالة الصلوٰۃ اعظم وقعا عند اللہ تعالی لاشتمالہ علی امرین عبادة لہ تعالی وتعظیم انبیائہ ثم

متوجہ ہونا وقت ادا ر نماز کی بہت بڑا ثواب ہی کیونکہ اسمیں دو بات ہیں خدا کی بندگی اور انبیاء کی تعظیم اور

ھذا شرک خفی وھذا ھو النبی علیہ السلام امتہ عن الصلوٰۃ فی المقابر احترازا عن مشابہتہم

یہہ شرک خفی یعنی پوشیدہ ہی اوراسیلیٔ پیغمبر خدا نی اپنی امت کو قبروں میں نماز پڑہنی سی منع کیا تاکہ یہود اور نصاری کی مشابہت سی بچی رہیں

بہم وان کان القصدان مختلفین وقال من کان قبلکم کانوا یتخذون القبور مساجد ولا تتخذوا

اگرچہ نیت دونونکی الگ الگ ہی اور فرمایا جو امتیں تمسی پہلی تہیں وہ اپنی انبیا کی قبروں کو مسجدیں بناتی تہیں تم قبروں کو

القبور مساجد انی انہٰکم عن ذلک قال بعض المحققین والصلوٰۃ فی المواضع المتبرکة من مقابر

مسجد نہ بنا لینا تمکو اس حرکت سی منع کرتا ہوں بعضی محقق کہتی ہیں کہ نماز پڑہنی متبرک مکان میں جہاں صلحا کی

الصالحین داخلة فی ھذا النہی لاسیما اذا کان الباعث علیہا تعظیم ھؤلاء لما فی ذلک من الشرک

قبریں ہوں اسی نہی کی بیچ داخل ہی خاصکر ایسی وقت کہ اداں صلحا کی تعظیم کی واسطی پڑہی اسلیٔ کہ اس نماز میں شرک

الخفی فان مبتدأ عبادة الاصنام کان فی قوم نوح النبی علیہ السلام من جہة عکوفہم علی القبور

خفی ہوتا ہی کیونکہ ابتدا بت پرستی کا حضرت نوح کی امت میں سی ہی تہا کہ وہ لوگ قبروں پر بیٹہی رہتی تہی

کما اخبر اللہ تعالی فی کتابہ بقولہ قال نوح رب انہم عصونی واتبعوا من لم یزدہ مالہ وولدہ

چنانچہ اللہ تعالی اپنی کتاب میں خبر دیتا ہی کہا نوح نی ای رب میری انہوں نی میرا کہا نہ مانا اور مانا ایسی کا جسکو اسکی مال اور اولاد نی

الا خسارا ومکروا مکرا کبارا وقالوا لا تذرن الہتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق

اور بڑہا ٹوٹا اور داؤ کیا ہی بڑا داؤ اور بولی نہ چہوڑیو اپنی ٹہاکروں کو اور نہ چہوڑیو ودکو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو

ونسرا قال ابن عباس وغیرہ من السلف کان ھؤلاء قوما صالحین فی قوم نوح النبی علیہ السلام

اور نہ نسر کو ابن عباس وغیرہ متقدمین کہتی ہیں کہ یہہ یعنی ود وغیرہ نیک لوگ تہی حضرت نوح علیہ السلام کی امت میں

فلما ماتوا عکف الناس علی قبورہم ثم صوروا تماثیلہم ثم طال علیہم الامد فعبدوہم وھذا ھو مبتداء

جب یہہ مرگیٔ تو لوگ انکی قبروں پر بیٹہی پہر رفتہ رفتہ انکی صورتوں کی بت بنالیٔ پہر مدت گذر گیٔ تو انہی کو پوجنی لگی اور یہہ ہی ابتدا

عبادة الاصنام وقال ابن القيم في اغاثته نقلا عن شيخه ان هذه العلة التي لاجلها نهى الشارع
بت پرستی کی جاری ہوئیگا اور ابن قیم اپنی کتاب اغاثہ میں اپنی استاد سے نقل کرتا ہی جس علت کی سبب سے شارع نے قبروں کو مسجد

اتخاذ القبور مساجد هي التي اوقعت كثيرا من الناس اما في الشرك الاكبر او فيما دونه من الشرك فان الشرك
بنانے سے منع فرمایا ہی اسیلئے بہت لوگوں کو یا تو بڑی شرک میں یا کچھ کمتر شرک میں مبتلا کیا بیشک شرک

بقبر الرجل الذي يعتقد صلاحه اقرب الى النفوس من الشرك بشجر او حجر ولهذا نجد كثيرا
صالح مرد کی قبر کا دلوں میں بہت جلد آتا ہی بہ نسبت شرک کسی درخت یا پتھر کی اسیلئے ہم بہت

من الناس عند القبور يتضرعون ويخشعون ويخضعون ويعبدون بقلوبهم عبادة لا يفعلون
لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ قبروں پر جا کر روتے ہیں اور گڑگڑاتے ہیں اور سر جھکاتے ہیں اور دلوں سے ایسی عبادت کرتے ہیں

مثلها في بيوت الله تعالى ولا في وقت السحر ويرجون من بركة الصلوة عندها والدعاء لديها ما
کہ ویسی مسجدوں میں کبھی نہیں کرتے اور نہ صبح کی وقت کرتے ہیں اور قبروں کی پاس نماز پڑھ کر اور دعا مانگ کر اتنی

لا يرجون في المساجد فلحسم مادة هذه المفسدة نهى النبي عليه الصلوة والسلام عن الصلوة في
امید رکھتے ہیں کہ نہیں رکھتے مسجدوں میں پس اس مادہ فساد کا قطع کرنیکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقا قبروں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا

المقبرة مطلقا وان لم يقصد المصلي بصلوته فيها بركة البقعة كما نهى عن الصلوة وقت طلوع
اگرچہ مصلی کو قبروں میں نماز پڑھنے سے برکت اوس جگہ کی مقصود نہو جیسے منع فرمایا نماز سے عین طلوع

الشمس ووقت غروبها ووقت استوائها لانها اوقات يقصد المشركون الصلوة للشمس فيها فنهى
آفتاب پر اور عین غروب اور برابر دوپہر کو کیونکہ یہہ وہ وقت ہیں کہ مشرک اسمیں آفتاب کو پوجتے ہیں سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے

امته عن الصلوة فيها وان لم يقصدوا ما قصده المشركون واذا قصد الرجل الصلوة عند المقبرة
اپنی امت کو ان وقتوں میں نماز سے منع کیا اگرچہ انکی غرض وہ نہیں ہوتی جو مشرکوں کی نیت ہوتی ہی اور جب آدمی مقبرہ میں نماز پڑھنے سے

تبركا بالصلوة في تلك البقعة فهذا عين المحادة لله تعالى ولرسوله والمخالفة لدينه وابتداع
برکت اوس جگہ کی حاصل کیا چاہی تو اللہ اور اوسکی رسول کی عین مخالفت ہی اور اوسکی دین کی برخلاف نیا دین

دين لم يأذن به الله تعالى فان العبادات مبناها على الاستنان والاتباع لا على الهواء والابتداع
احداث کرنا ہی جسکا اللہ نے حکم نہیں فرمایا بیشک عبادات کی بنیاد طریق سنت اور اتباع پر ہی ہوا و ہوس اور بدعت پر نہیں

فان المسلمين اجمعوا على ما علموه من دين نبيهم ان الصلوة عند المقبرة منهي عنها لان فتنة
بیشک مسلمانوں نے بالاتفاق اپنے دین نبوی کی علم کی موافق یہہ اجماع کیا ہی کہ نماز قبروں کی پاس ممنوع ہی اسواسطے کہ فساد

الشرك بالصلوة فيها ومشابهة عبادة الاصنام اعظم كثيرا من مفسدة الصلوة حين طلوع
شرک کا بسبب نماز کی قبروں میں اور مشابہت کا بت پرستوں سے بہت زیادہ ہی فساد نماز کی سے جو وقت طلوع

الشمس وحين غروبها وحين استوائها فانه عليه السلام لما نهى عن تلك المفسدة سدا للذريعة
آفتاب کی اور وقت غروب کی اور وقت برابری کی یعنی زوال پر ہو کیونکہ نبی علیہ السلام نے جب اس فساد کی بند کرنیکی واسطے مشابہت کی وسیلہ سے منع فرمایا

التشبيه التي لا تكاد تخطر ببال المصلي فكيف بهذه الذريعة التي كثيرا ما تدعو صاحبها الى الشرك
کہ جسکا خطرہ بھی مصلی کی دل میں نہیں آتا تو اس وسیلہ سے کیونکر ممانعت نہوگی جو اکثر اوقات اس عمل والیکو شرک کی طرف پہنچا دیتا ہی

بدعاء الموتى وطلب الحوائج منهم واعتقاد ان الصلوة عند قبورهم افضل من الصلوة في المساجد
کہ دعا مانگنا مردوں سے ... اور ویسی حاجتیں طلب کریں اور یہہ اعتقاد کریں کہ نماز انکی قبروں کی پاس مسجدوں کی نماز سے بہتر ہی

وغیر ذلک مما ھو محادۃ ظاھرۃ للہ تعالی ولرسولہ قال ابن القیم فی اغاثتہ من جمع بین سنۃ
اور سوا اسکی اور عقاید کہ صاف مخالفت ہی اللہ کی اور اوسکی رسول کی ابن قیم اپنی اغاثہ مین کہتا ہی جو شخص جمع کرکر دیکھی درمیان طریق

رسول اللہ علیہ السلام فی القبور وما امر بہ وما نھی عنہ وما کان علیہ الصحابۃ والتابعون
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرونکی باب مین اور جو امر فرمایا اور جو منع فرمایا اور جو طریق صحابہ اور تابعین کا تہا

وبین ما کان علیہ اکثر الناس الیوم رای احدھما مضادا للاخر ومناقضا لہ بحیث لا یجتمعان ابدا فانہ
اور درمیان اوس طریق کی جسپر اکثر لوگ آج کل چلتی ہین تو ایک کو دوسرےکا برخلاف اور اولٹا پاویگا ایسا کہ ہرگز کبھی جمع نہین ہو سکتی کیونکہ پیغمبر

علیہ السلام نھی عن الصلوۃ عندھا وھم یخالفون ویصلون عندھا ونھی عن اتخاذ المساجد
علیہ السلام نی قبرون کی پاس نماز سی منع فرمایا اور یہہ لوگ خلاف کرکر قبرون کی پاس نماز پڑہتی ہین اور قبرون پر مسجدین بنانی سی منع فرمایا

علیھا وھم یخالفونہ ویبنون علیھا مساجد ویسمونھا مشاھد ونھی عن ایقاد السرج علیھا وھم
اور یہہ خلاف کرکر اون پر مسجدین بناتی ہین اور اونکا نام مشاہد رکہتی ہین اور منع فرمایا قبر پر روشنی کرنی سی اور یہہ

یخالفون ویوقدون علیھا القنادیل والشموع بل یقفون لذلک اوقافا ونھی عن تجصیصھا والبناء
خلاف اوسکی روشنی کی واسطی قندیلین اور شمعین جلاتی ہین بلکہ اوسکی واسطی وقفی خرچ مقرر کردیتی ہین اور منع فرمایا گچ گیری سی اور عمارت بنانی

علیھا وھم یخالفونہ ویجصصونھا ویعقدون علیھا القباب ونھی عن الکتابۃ علیھا وھم
اور یہہ خلاف کرکر قبرون پر چونہ کی عمارت بناکر برج بناتی ہین اور منع فرمایا قبرون کی اوپر لکہنی سی اور یہہ

یخالفونہ ویتخذون علیھا الالواح ویکتبون علیھا القران وغیرہ ونھی عن الزیادۃ علیھا غیر ترابھا
اوسکی برخلاف اونپر تختی لگاکر اوسپر قرآن وغیرہ دعائین شعر لکہتی ہین اور منع فرمایا کہ قبرون مین زیادہ اوپری مٹی مت بڑہاؤ

وھم یخالفونہ ویزیدونہ علیھا سوی التراب الاجر والاحجار والجص ونھی عن اتخاذھا عیدا و
اور یہہ مخالفت کرکر سوای اصلی مٹی کی پکی اینٹین اور پہتر اور چونہ زیادہ کرتی ہین اور منع فرمایا کہ قبرون کو عید مت بناؤ

ھم یخالفونہ ویتخذونھا عیدا ویجتمعون لھا کما یجتمعون للعید او اکثر والحاصل انھم مناقضون
اور یہہ مخالفت کرکر اونکو عید بناکر اسپر انبوہ عرس کرتی ہین جیسی عید مین جمع ہوتی ہین یا اوس سی بہی زیادہ اور حاصل یہہ ہی کہ یہہ لوگ بالکل

لما امر بہ النبی علیہ السلام ونھی عنہ ومحادون لما جاء بہ وقد ال الامر بھؤلاء الضالین المضلین
نبی علیہ السلام کی حکم سی اور ممانعت سی مخالف ہین اور خلاف کرتی ہین اونکی احکام سی اب یہہ حال ہوگیا ہی اس طائفہ گمراہ اور گمراہ کرنیوالی کا

الی ان شرعوا للقبور حجا ووضعوا لہ مناسک حتی صنف بعض غلاتھم فی ذلک کتابا وسماہ مناسک
کہ قبرون کا حج کرنا شروع کیا ہی اور اوسکی آداب اور طریقی مقرر کئی ہین یہان تک کہ بعضی کٹڑون نی اس باب مین کتاب تصنیف کرکر اوسکا نام مناسک

حج المشاھد تشبیھا منہ للقبور بالبیت الحرام ولا یخفی ان ھذا مفارقۃ لدین الاسلام ودخول
حج المشاہد رکہا ہی اوسنی قبور کو بیت الحرام کی مشابہہ ٹہرایا ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ اعتقاد گویا دین اسلام سی الگ ہوکر بت پرستون کی

فی دین عباد الاصنام فانظر الی ما بین ما شرعہ النبی علیہ السلام فی القبور من النھی عما تقدم ذکرہ
دین مین داخل ہونا ہی اب دیکہہ تو سہی کہ درمیان طریقہ نبی علیہ السلام کی قبور کی باب مین کہ منع فرمایا ہی مذکورات بالا سی

وبین ما شرعہ ھؤلاء وما قصدوہ من التباین العظیم ولا ریب ان فی ذلک من المفاسد ما یعجز
اور درمیان طریقہ اس گروہ کی اور جو یہہ ارادہ کرتی ہین کتنا بڑا فرق ہی اور بلا اشتباہ اسمین اتنی فساد ہین

الانسان عن حصرہ منھا تعظیمھا الموقع فی الافتتان بھا ومنھا تفضیلھا علی المساجد التی ھی
کہ انسان گنتا ہوا تہکتا ہی ایک یہہ کہ قبرون کی اتنی تعظیم کرنی جس سی لوگ فتنہ مین پڑین ایک یہہ کہ قبرون کی فضیلت مسجدون پر دینی جو

خیر البقاع واحبها الی الله فانهم اذا قصدوا القبور یقصدونها مع التعظیم والاحترام والخضوع والخشوع
تمام مکانوں سی بہتر اور اللہ تعالی کی محبوب ہیں کیونکہ یہہ لوگ جب قبروں پر جاتی ہیں تو نہایت تعظیم اور حرمت اور انکسار اور خوف

ورقة القلب وغیر ذلک مما لا یفعلونه فی المساجد ولا یحصل لهم فیها نظیره ولا مثله ومنها اتخاذ
اور نرمی دل کی کرتی ہیں اتنی کہ مسجدوں میں نہیں کرتی اور نہیں پیدا ہوتا اونکو مساجد میں اسکی نظیر اور نہ مثل اور ایک یہہ کہ قبروں پر

المساجد والسرج علیها ومنها العکوف عندها وتعلیق الستور علیها واتخاذ السدنة لها حتی
مسجدیں بناتی ہیں اور روشنی کرتی ہیں اور ایک یہہ کہ قبروں پر چلہ کشی کرتی ہیں اور قبروں پر غلاف چڑہاتی ہیں اور مجاور بٹہاتی ہیں یہاں تک

ان عبادها یرجحون المجاورة عندها علی المجاورة عند المسجد الحرام یرون سدانتها افضل من
کہ گور پرست قبروں کی مجاورت کو مسجد الحرام کی مجاورت سی بہتر سمجھتی ہیں وہ جانتی ہیں کہ قبروں پر بیٹھی رہنا مسجد کی

خدمة المساجد ومنها النذر لها ولسدنتها ومنها زیارتها لاجل الصلوة عندها والطواف بها
خدمت کرنی سی بہتر ہی اور ایک یہہ کہ قبروں کی اور اونکی مجاوروں کی منتیں مانتی ہیں اور ایک یہہ کہ قبروں پر جانا واسطی نماز کی اور اونکی گرد پہر کر قربان ہونا

وتقبیلها واستلامها وتعفیر الخدود علیها واخذ ترابها ودعاء اصحابها والاستغاثة بهم
اور بوسہ دینا اور چومنا اور قبروں کی مٹی اوٹہا کر منہہ پر ملنی اور اون مردوں کو پکارنا اور اونسی مدد مانگنی

وسوالهم النصر والرزق والعافیة والولد وقضاء الدیون وتفریج الکربات وغیر ذلک من
اور اونسی نصرت اور روزی اور صحت اور اولاد اور قرضہ کا ادا کرنا اور مصیبتوں کی کشادگی اور سوا اسکی

الحاجات التی کان عباد الاوثان یسئلونها من اوثانهم ولیس شیٔ منها مشروعا باتفاق ائمة
اور حاجتیں طلب کرنی جو جو کہ بت پرست اپنی بتوں سی مانگتی تہی اور اسمیں سی کوئی بات جایز نہیں نزدیک کسی امام

المسلمین اذ لم یفعل شیئا رسول رب العالمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الدین
اہل اسلام کی اسلئی کہ اسمیں سی رسول رب العالمین نی کچہہ نہیں کیا اور نہ کسی نی صحابہ اور تابعین میں سی اور نہ کسی امام دین نی

ومن المحال ان یکون شیٔ منها مشروعا وعملا صالحا ویصرف عنه القرون الثلثة التی شهد
اور محال ہی کہ ان تمام مذکورات میں سی کوئی امر جایز اور عمل صالح ہو اور تینوں عہد اوس سی خالی گذر جاویں جن عہدوں کی صدق

فیهم النبی علیه السلام بالصدق والعدل ویظفر به الخلوف الذین شهد فیهم النبی علیه السلام
اور عدالت پر نبی علیہ السلام نی گواہی دی ہی اور اوس امر کو متاخر لوگ عمل میں لاویں جنکی لئی نبی علیہ السلام نی

بالکذب والفسق فمن کان فی شک من هذا فلینظر هل یمکن بشر علی وجه الارض ان یاتی
کذب اور فسق کی گواہی دی ہی جسکو اسمیں کچہہ شک ہو تو وہ دیکہہ لی آیا ہو سکتا ہی کہ کوئی آدمی روی زمین پر سی

عن احد منهم بنقل صحیح او ضعیف انهم کانوا اذا بدا لهم حاجة قصدوا القبور فدعوا عندها وتمسحوا
کسی ایک کی اونمیں سی نقل صحیح یا ضعیف لا سکتا ہی کہ وہ لوگ ایسی تہی کہ جب اونکو کوئی کام پیش آتا تو وہ قبروں پر جاکر دعائیں مانگتی اور قبروں کو چہوتی تہی

بها فضلا ان یصلوا عندها او یسئلوا حوائجهم منها کلا لا یمکنهم ذلک بل انما یمکنهم ان یاتوا بکثیر
چہ جای کہ قبروں پر وہ نماز پڑہیں یا اونسی اپنی حاجتیں مانگیں ہرگز یہہ نہیں ہو سکتا بلکہ یہہ ہو سکتا ہی کہ اکثر

من ذلک عن الخلوف التی خلفت من بعدهم ثم کلما تاخر الزمان وطال العهد کان ذلک اکثر حتی
ان امورات کی سند متاخرین سی لا سکیں جو اونکی پیچہی پیدا ہوی ہیں پہر جتنا زمانہ ٹہرتا گیا اور مدت دراز ہوتی گئی وہ امور بہی بڑہتی گئی یہاں تک

وجدت من ذلک عدة مصنفات لیس فیها عن النبی علیه السلام ولا عن خلفائه الراشدین ولا عن
کہ چند کتابیں ایسی ملیں کہ جنمیں نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سی اور نہ اونکی خلفاء راشدین سی اور نہ

الله

الصحابة والتابعین حرف واحد بل فیہا من خلاف ذلك کثیر من الاحادیث المرفوعة التی من جملتہا
اورنہ اور صحابہ سے اور تابعین سے ایک بھی حرف نہیں بلکہ اونہیں اسکے برخلاف بہت حدیثیں مرفوع ہیں جنمیں کی

قوله علیه السلام کنت نہیتکم عن زیارة القبور فمن اراد ان یزور فلیزر فلا تقولوا ہجرا ای فحشا
ایک یہہ حدیث ہے کہ میں نے تمکو منع کیا تہا قبروں کی زیارت سے اب جسکا دل زیارت کو چاہے تو زیارت کرے پر فحش زبان پر مت لاؤ

وای فحش اعظم من الشرك عندہا قولا وفعلا واما الآثار من الصحابة فاکثر من ان یحاط بہا فمن جملتہا
اور کونسا فحش بڑا ہوگا شرک کرنیسے قبروں کی پاس باعتبار قول وفعل کے اور آثار صحابہ کی تو شمار سے زیادہ ہیں منجملہ اونکی

ما فی صحیح البخاری ان عمر بن الخطاب رای انس بن مالك یصلی عند قبر فقال القبر القبر قال ابن
ایک وہ جو صحیح البخاری میں ہے کہ عمر بن الخطاب نے انس بن مالک کو دیکہا کہ قبر کی پاس نماز پڑہتے ہیں عمر نے کہا دیکہہ قبر ہے قبر ہے ابن

القیم فی اغاثته ہذا یدل علی انه کان من المستقر عندہم ما نہاہم عنه نبیہم من الصلوة عند
قیم کہتا ہے اپنی کتاب اغاثہ میں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکی نزدیک یہہ وہ بات مقرر تہا جو کہ اونکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کنیں نماز پڑہنے سے منع فرمایا تہا

القبور وفعل الانس لا یدل علی اعتقادہ جوازہ اذ یحتمل ان لم یرہ او لم یعلمه انه قبر او ذہل عنه
اور انس کی نماز پڑہنے سے یہہ نہیں ثابت ہوتا کہ اونکی نزدیک جایز تہا اسواسطے شاید کہ انس نے قبر نہ دیکہی ہو یا اونکو نہ معلوم ہو کہ یہاں قبر ہے یا خیال نہ رہا ہو

فلما نبہه عمر تنبه ومنہا اتخاذہا عیدا کما اتخذ المشرکون من اہل الکتاب قبور انبیائہم
جب عمر نے اونکو جتلایا تو خبردار ہوئے اور ایک یہہ کہ قبروں کو عید بنائے ہیں جیسے اہل کتاب کے مشرکوں نے اپنی انبیاء

وصلحائہم عیدا فانہم کانوا یجتمعون لزیارتہا ویشتغلون باللغو والطرب فیہا فنہی النبی علیه
اور صلحاء کی قبروں کو عید بنایا تہا بیشک وہ مشرک زیارت کے واسطے جمع ہوکر لغو اور خوشی میں مشغول رہتے تہے سو نبی علیہ

السلام امته عن ذلك کما روی عن ابی ہریرة انه علیه السلام قال لا تجعلوا قبری عیدا فصلوا
السلام نے اپنی امت کو اس سے منع کیا چنانچہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے میری قبر کو عید مت بنالیں میری واسطے درود

علی فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم فان قبرہ علیه السلام مع کونه سید القبور وافضل قبر
پڑہو بیشک تمہاری درود میری پاس پہنچیگی جہانسے پڑہو گے بیشک قبر علیہ السلام کو باوجودیکہ تمام روی زمین کی قبروں سے بہتر اور افضل ہے

علی وجه الارض اذا وقع النہی عن اتخاذہ عیدا فقبر غیرہ کائنا من کان اولی بالنہی ثم انه علیه
جب ممانعت واقع ہوئی عید بنانی سے تو اور قبریں چاہے کسی کی ہو اکثر واسطے ممانعت کی لایق تر ہے پہر پیغمبر علیہ

السلام اشار بقوله فصلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم الی ان ما ینالہ من امته من
السلام نے بطور اشارہ کے اس قول سے درود پڑہو میری اوپر پس درود تمہاری مجکو پہنچتی ہے جہانسے پڑہو گے یہہ فرمایا کہ امت کی طرف سے

الصلوة والسلام علیه یحصل له مع قربہم من قبرہ وبعدہم عنه فلا حاجة لہم الی اتخاذہ
درود اور سلام آپ کو حاصل ہوتا ہے قبر سے نزدیک ہوں یا دور ہوں پہر کیا حاجت ہے کہ آپکی قبر کو

عیدا لان فی اتخاذ القبور عیدا من المفاسد ما لم یعلمه الا الله تعالی فان غلاة متخذیہا
عید بناویں اسواسطے کہ قبروں کو عید بنانی میں وہ فساد ہیں جسکو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا بیشک کٹے گور پرست جو قبروں کو

عیدا اذا راوہا من مکان بعید ینزلون عن دوابہم ویکشفون رءوسہم ویضعون جباہہم علی الارض
عید بناتے ہیں جب اوس قبر کو دور سے دیکہتے ہیں تو سواری پر سے پیادہ ہو جاتے ہیں اور ننگے سر ہوکر سجدہ میں گر پڑتے ہیں

ویقبلون الارض ثم انہم اذ وصلوا الیہا یصلون عندہا رکعتین ثم ینتشرون حول القبر
اور زمین چومتے ہیں پہر جب پاس جاتے ہیں تو دو رکعت نفل ادا کرتے ہیں پہر قبر کی گرد قربان ہوتے ہیں

طائفین به تشبیها له بالبیت الحرام الذی جعله تعالی مبارکا وهدی للانام ثم یلخذون

قبر کو بیت اللہ کی مانند سمجھ کر جسکو اللہ تعالی نی برکت والا اور خلقت کی لئی ہدایت بنایا ہی پہر

فی التقبیل والاستلام کما یفعل الحجاج فی المسجد الحرام ثم یعفرون جباههم وخدودهم

بوسہ دینا اور چومنا شروع کرتی ہین جیسی حاجی مسجد الحرام مین کرتی ہین پہر وہانکی مٹی اپنی چہرون اور گالون کو لگاتی ہین

ثم یکملون مناسك حج القبر بالحلق والتقصیر ثم یقربون لذلك الوثن القرابین فلا یکون

پہر تمام ادواب حج قبر کی سر منڈا کر اور لٹ کتوا کر پوری کرتی ہین پہر اوس بت پر قربانیان ذبح کرتی ہین پس

صلاتهم ونسکهم وقربانهم وما یراق هناك من العبرات ویرفع من الاصوات ویطلبه من

اونکی نمازین اور اداب حج اور قربانیان اور اونکا آنسو بہانا اور چیخ کر رونا اور پکارنا اور حاجتین

الحاجات ویسئل من تفریج الکربات واغناء ذوی الفاقات ومعافات اولی العاهات والبلیات

مانگنی اور سوالات کشایش سختیون کی اور غنی کرنا فاقہ کشون کا اور درگذر کرنی صاحب مصیبت اور بلیات سی

لله تعالی بل للشیطان فان الشیطان لبنی ادم عدو مبین یصدهم بانواع مکائده عن

واسطی اللہ تعالی کی نہین ہین بلکہ واسطی شیطان کی ہین بیشک شیطان بنی آدم کا کہلا دشمن ہی طرح طرح کی مکرونسی بنی آدم کو

الطریق المستقیم ومن اعظم مکائده ما نصبه للناس من الانصاب التی هی رجس من عمل

سیدہی راہ سی روکتا ہی اور اوسکا بڑا مکر یہہ ہی کہ واسطی بنی آدم کی بت مقرر کیا ہی جو نجس ہی کام

الشیطن وقد امر الله المؤمنین باجتنابها وعلق فلاحهم بذلك الاجتناب فقال یا ایها

شیطان کا اور اللہ تعالی نی حکم کیا ہی مؤمنین کو اوس سی بچنی کا اور مراد ملنی اوس بچنی پر متعلق کی ہی فرمایا ای

الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوه

ایمان والو یہہ جو ہی شراب اور جوا اور بت اور پانسی گندی کام ہین شیطان کی سو اونسی بچتی رہو

لعلکم تفلحون فالانصاب جمع نصب بضمتین او جمع نصب بالفتح والسکون وهو کل ما نصب

شاید تمہارا بہلا ہو انصاب نصب کی جمع ہی ساتہہ پیش نون اور صاد کی یا جمع نصب کی ساتہہ زبر نون اور سکون صاد کی اور اوسکی معنی جو چیز کہ

وعبد من دون الله تعالی من شجر او حجر او قبر او غیر ذلك والواجب هدم ذلك کله ومحو اثره

واسطی عبادت کی سوا اللہ تعالی کی مقرر کیجاوی درخت ہو یا پتہر یا قبر یا سوا انکی اور ان سبکا مسمار کر دینا واجب ہی اور اوسکا نشان مٹا دینا

کما ان عمر لما بلغه ان الناس یتناولون الشجرة التی بویع تحتها بالنبی علیه السلام ارسل الیها

جیسی حضرت عمر نی جب سنا کہ لوگ ہر وقت آتی جاتی ہین اوس درخت پر جسکی نیچی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی بیعت کی تہی تو آدمی بہیجکر

فقطعها فاذا کان عمر فعل هذا بالشجر التی بایع الصحابة رسول الله علیه السلام تحتها و

کٹوا ڈالا پس جب حضرت عمر نی یہہ حال کیا اوس درخت کا جسکی نیچی صحابہ نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیعت کی تہی اور

ذکر الله تعالی فی القران حیث قال لقد رضی الله عن المؤمنین اذ یبایعونك تحت الشجرة

اللہ تعالی اوسکو قرآن مین یاد کرتا ہی بیشک اللہ خوش ہوا ایمان والونسی جب ہاتہہ ملانی لگی تجسی اوس درخت کی نیچی

فماذا یکون حکمه فیما عداها من هذه الانصاب التی قد عظمت الفتنة بها واشتدت البلیة

پس کیا حکم ہونا چاہیی سوا اوس درخت کی ان انصاب کا جنکی سبب سی کتنا بڑا فتنہ اور کیسی سخت بلا ہی

بسببها وابلغ من ذلك انه علیه السلام هدم مسجد الضرار ففی هذا دلیل علی هدم ما هو اعظم

اور اس سی بہی بڑہ کر یہہ بات ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی مسجد ضرار کو گروا دیا اسمین دلیل ہی واسطی گرا دینی اوسکی جسکا بڑا فساد ہو

فساداً منه كالمساجد المبنية على القبور فان حكم الاسلام فيها ان ينهدم كلها حتى يساوى بالارض

اوسکی جسکا بڑا فساد ہو جیسی مسجدیں جو قبروں پر بنائی گئی ہیں بیشک حکم اسلام کا اس باب میں یہہ ہی کہ ان سبکو ڈھاکر زمین سی برابر کردیں

وكذا القباب التى بنيت على القبور يجب هدمها لانها اسست على معصية الرسول ومخالفته وكل

اور ایسی ہی گنبذ اور برج کہ قبروں پر بنائی گئی ہیں سبکا ڈھادینا واجب ہی اسواسطی کہ سبکی بنیاد رسول کی نافرمانی اور مخالفت پر ہی اور جو

بناء اسس على معصية الرسول ومخالفته وهو بالهدم اولى من مسجد الضرار لانه عليه السلام نهى البناء

عمارت کہ بنیاد رکہی جاوی رسول کی نافرمانی اور مخالفت پر اوسکا گرادینا بہتر ہی مسجد ضرار کی اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی قبروں پر

على القبور ولعن المتخذين عليها مساجد فيجب المبادرة والمسارعة الى هدم ما نهى عنه رسول الله صلى الله عليه

منع فرمایا ہی اور لعنت کی ہی جو قبروں پر مسجدیں بنادیں پس واجب ہوا جلدی شتاب گرادینا عمارت کا جس سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی منع فرمایا ہی

ولعن فاعله وكذلك يجب ازالة كل قنديل وسراج وشمع اوقدت على القبور لان فاعل ذلك ملعون بلعنة رسول

اور اوسکی بنانیوالی کو لعنت کی ہی اور ایسی ہی واجب ہی دور کرنا قندیل اور چراغ اور شمع کا جو قبروں پر روشن کیجاویں اسواسطی کہ روشنی کرنیوالا ملعون ہی رسول اللہ

الله عليه السلام فكل ما لعن فيه رسول الله عليه السلام فهو من الكبائر ولهذا قال العلماء لا يجوز ان ينذر

علیہ السلام کی لعنت سی اور جس امر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی لعنت کی ہی وہ گناہ کبیرہ ہی اسیواسطی علما کہتی ہیں کہ منت ماننی

للقبور شمع ولا زيت ولا غير ذلك فانه نذر معصية لا يجوز الوفاء به بل يلزم الكفارة مثل كفارة اليمين

قبروں پر روشنی کی اور تیل بتی کی اور ما نند اسکی جائز نہیں ہی کیونکہ یہہ منت گناہ کی ہی اسکا پورا کرنا جائز نہیں بلکہ کفارہ مثل کفارہ قسم کی لازم ہی

ولا ان يوقف عليها شئ من ذلك فان هذا الوقف لا يصح ولا يحل اثباته وتنفيذه وقال الامام ابو بكر الطرطوسى

اور نہ وقف کیجاوی قبروں کی واسطی کچہہ انہیں سی بیشک یہہ وقف صحیح نہیں اور نہ ثابت رکہنا حلال اور نہ جاری کرنا اور امام ابو بکر طرطوسی کہتی ہیں

انظروا رحمكم الله تعالى اينما وجدتم شجرة يقصدها الناس ويعظمونها ويرجون البرء والشفاء من

خیال کرو تمپر خدا کی رحمت ہو جسجگہہ تمکو ایسا درخت معلوم ہو کہ لوگ اوسپر تعظیم کرکی آتی ہیں اور صحت اور شفاء اوسکی وسیلہ سی امید رکہتی ہیں

قبلها ويضربون بها المسامير والخرق فهى ذات انواط فاقطعوها وذات انواط شجرة للمشركين كانوا

اور اوسمیں میخیں گاڑتی ہیں اور چلہ باندہتی ہیں پس وہ ذات انواط ہی اوسکو کاٹ ڈالو اور ذات انواط مشرکوں کا درخت تہا

يعلقون عليها اسلحتهم وامتعتهم ويعكفون حولها كما روى البخارى فى صحيحه عن ابى واقد الليثى

اوسپر اپنی ہتیار اور اسباب لٹکاکر اوسکی گرد چلہ کشی کرتی تہی چنانچہ بخاری اپنی صحیح میں ابو واقد لیثی سی روایت کرتا ہی

انه قال خرجنا مع رسول الله صلى الله وسلم قبل حنين ونحن حديث عهد بالاسلام وللمشركين سدرة

کہ وہ کہتا ہی کہ ہم ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حنین کی طرف چلی اور ہم نئی نئی مسلمان تہی اور مشرکوں کا ایک درخت بیری کا تہا

يعكفون حولها وينوطون بها اسلحتهم وامتعتهم يقال لها ذات انواط فمررنا بسدرة فقلنا يا رسول الله

اوسکی گرد چلہ کیا کرتی تہی اور اوسپر اپنی ہتیار اور اسباب لٹکا دیتی تہی اوسکا نام ذات انواط تہا جب ہم اوس درخت پر گذری تو عرض کیا یا رسول اللہ

اجعل لنا ذات انواط كما لهم ذات انواط فقال النبى صلعم الله اكبر هذا كما قال بنو اسرائيل اجعل لنا الها كما لهم

ہماری واسطی بہی ذات انواط مقرر کرو جیسی انکا ذات انواط ہی پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اللہ اکبر یہہ ایسا قول ہی جیسی بنی اسرائیل نی کہا تہا ہماری واسطی معبود مقرر کردی

الهة ثم قال انكم قوم تجهلون لتركبن سنن من كان قبلكم فاذا كان اتخاذ هذه الشجرة لتعليق الاسلحة

جیسی انکی معبود ہیں پہر یہہ کہا تم جاہل قوم ہو البتہ اختیار کرو گی تم دستور انکی جو پہلی گذری ہیں جب مقرر کرنا درخت کا واسطی لٹکانی ہتیار کی اور گرد جا بیٹہنی کی برابر ہی جو معبود مقرر کرنی

والعكوف حولها اتخاذ اله مع الله تعالى مع انهم لا يعبدونها ولا يسئلونها شيئاً فما الظن بغيرها مما يقصده الناس

کی ساتہہ اللہ تعالے کی باوجودیکہ نہ یہہ اوس درخت کو پوجتی تہی اور نہ کچہہ حاجت مانگتی تہی پہر تو اور کا کیا خیال کرنا جسکا قصد لوگ کرتی ہیں

من شجر او حجر او قبر ويعظمونه ويرجون منه الشفاء ويقولون ان هذا الشجر او هذا الحجر او هذا القبر

درخت ہو یا پتہر یا قبر اور اوسکی تعظیم کرتی ہین اور امید شفاکی رکہتی ہین اور کہتی ہین کہ یہہ درخت یا یہہ پتہر یا یہہ قبر

يقبل النذر الذي هو عبادة وقربة ويتمسحون بذلك النصب ويستلمونه ولقد انكر السلف التمسح بحجر المقام الذي

منتین قبول کرتی ہین کہ جو عبادت اور قربت ہین اور اوس بت پر ہاتہہ ملتی ہین اور اوسکو ہاتہہ یا لب سی چومتی ہین اور منع کیا ہی سلف نی ہاتہہ ملنی سی مقام ابراہیم کی

امر الله تعالى ان يتخذ منه مصلى كما ذكره الازرقي عن قتادة في قوله تعالى واتخذوا من مقام ابراهيم

پتہر پر جسکا اللہ تعالی یہہ حکم کرتا ہی کہ اوسکو نماز کی جگہ بنائی جاوی چنانچہ ازرقی قتادہ سی روایت کرتا ہی تفسیر مین اس آیت کی اور پکڑو مقام ابراہیم سی

مصلى قال ان الناس امروا ان يصلوا عنده ولم يؤمروا ان يمسحوه بل اتفق العلماء على انه لا يستلم ولا يقبل الا

نماز کی جگہ کہتا ہی کہ لوگوں کو یہہ حکم ہی کہ اوسکی پاس نماز پڑہین یہہ حکم نہین ہی کہ اوسپر ہاتہہ ملین بلکہ علماء کا اسپر اتفاق ہی کہ نہ ہاتہہ سی چوما جاوی اور نہ بوسہ دیا جاوی سوای

الحجر الاسود واما الركن اليماني فالصحيح انه يستلم ولا يقبل وهذا الشيطان في كل حين وزمان ينصب لهم قبر

حجر اسود کی اور رکن یمانی مین صحیح یہہ ہی کہ ہاتہہ سی چوما جاوی اور بوسہ نہ دیا جاوی اور یہہ شیطان دمبدم اونکی لئی کہ کسی بزرگ شخص کی قبر جسکی لوگ

معظم يعظمه الناس ثم يجعله وثنا يعبد من دون الله تعالى ثم يوحي الى اوليائه ان من نهى عن عبادته

تعظیم کرتی ہون نصب بنا دیتا ہی پہر رفتہ رفتہ اوسکو بت بنا کر پرستش کراتا ہی سوای اللہ تعالی کی پہر گور پرستون کی دلمین یہہ پیدا کرتا ہی کہ جو شخص گور پرستی سی

وعن اتخاذه عيدا وعن جعله وثنا فقد تنقصه وهضم حقه فيسعى الجاهلون في قتله وعقوبته ويكفرونه

اور گور کو عید بنانی سی اور بت بنانی سی منع کری وہ بے حرمتی کرتا ہی اور حق تلفی کرتا ہی پہر جاہل لوگ اوسکی قتل اور ایذا مین کوشش کرتی ہین اور اوسکو کافر کہتی ہین

وما ذنبه الا انه امر بما امر به الله تعالى ورسوله ونهى عما نهى الله تعالى ورسوله عنه والذي اوقع عباد القبور في

اور سوا اسکی اوسکی کیا خطا ہی کہ اوسنی وہ ہی حکم کیا جو اللہ اور اوسکی رسول نی فرمایا اور اوسہی سی منع کیا جو اللہ اور اوسکی رسول نی منع فرمایا اور گور پرستون کی فتنہ مین

الافتتان بها امور منها الجهل بحقيقة ما بعث الله تعالى به رسوله من تحقيق التوحيد وقطع اسباب

پڑنی کی کئی سبب ہین ایک تو جہالت حقیقت بعثت کی کہ اللہ تعالی نی اپنی رسول کو واسطی تحقیق توحید کی اور واسطی قطع کرنی اسباب

الشرك فالذين قل نصيبهم من ذلك اذا دعاهم الشيطان الى الفتنة بها ولم يكن لهم ما يبطل دعوته

شرک کی بہیجا ہی پہر جو لوگ کم نصیب ہین جب اونکو شیطان پکارتا ہی گوروں کی فتنہ کی طرف اور اونکو اتنا علم نہین جس سی شیطانی وسوسہ کو باطل کرین

استجابوا له بحسب ما عندهم من الجهل وعصموا منه بقدر ما معهم من العلم ومنها احاديث مكذوبة

تو اوسکو مان لیتی ہین اپنی اپنی جہالت کی موافق اور بچ جاتی ہین اپنی اپنی علم کی موافق اور ایک یہہ سبب ہی کہ جہوٹہی بہت حدیثین

وضعها على رسول الله صلى الله عليه وسلم اشباه عباد الاصنام من المقابرية وهي تناقض ما جاء به

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بت پرستون کی مانند گور پرستون نی وضع کی ہین اونکا مضمون سراسر دین سی

من دينه كحديث اذا تحيرتم في الامور فاستعينوا من اهل القبور وحديث اذا اعيتكم الامور فعليكم

خلاف ہی جیسی یہہ حدیث جب تم حیران ہو جاؤ کسی امر مین تو مدد چاہو اہل قبور سی اور یہہ حدیث جب تہک جاؤ تم کسی امر مین تو لازم پکڑو

باصحاب القبور وحديث لو حسن احدكم ظنه بحجر نفعه وامثال هذه الاحاديث التي هي مناقضة

اصحاب قبور کو اور یہہ حدیث جو کوئی تم مین سی نیک اعتقاد کری پتہر کی ساتہہ تو فائدہ دیوی اور ایسی ہی اور حدیثین جو دین اسلام سی سراسر خلاف ہین

لدين الاسلام وضعها اشباه عباد الاصنام من المقابرية وراجت على الجهال والضلال والله تعالى

یہہ سب گور پرستون بت پرستون کی مانند نی وضع کین ہین اور جہال اہل ضلال کو بہت ہاتہہ آگئین اور حال یہہ ہی کہ اللہ تعالی نی

انما بعث رسوله لقتل من حسن ظنه بالاحجار والاشجار فانه عليه السلام جنب امته من الفتنة بالقبور

اپنی رسول کو واسطی قتل ایسی لوگون کی بہیجا ہی جو پہترون اور درختون کو پوجا کرین کیونکہ علیہ السلام نی اپنی امت کو قبرون کی فتنہ سی ہر طرح سی بچایا ہی

بل

بكل طريق ومنها حكايات حكيت عن اهل تلك القبور ان فلانا استغاث بالقبر الفلاني في شدة فخلص
اور یہہ سبب ہی کہ کہانیاں گورپرستوں کی مشہور ہین کہ فلانی نی فلانی کی گور سی مدد مانگی سختی کی وقت سو اوس سختی سی نجات پائی
منها وفلان نزل به ضر فاستدعى صاحب ذلك القبر فكشف ضره وفلان دعاه في حاجة فقضيت حاجته
اور فلانی کو مصیبت پیش آئی تو اوس مصیبت زدہ نی فلانی قبر والی سی استدعا کی سو اوسنی مصیبت دفع کردی اور فلانی کو حاجت کی وقت پکارا سو اوسکی حاجت پوری کی
وعند السدنة والمقابرية بشيء من ذلك يطول ذكره وهم من اكذب خلق الله على الاحياء والاموات و
اور مجاوروں اور گورپرستوں کی پاس ایسی بہت قصی ہین جنکا ذکر دراز ہی اور تمام خلقت سی یہہ بڑی جہوٹہی ہین زندوں پر بہی اور مردوں پر بہی اور
النفوس مولعة بقضاء حوائجها وازالة ضرورتها لاسيما من كان مضطرا ينشبث بكل سبب وان كان
طبایع انسانی واسطی ادائی حاجتوں کی اور دفع مضرت کی حریص ہوتی ہین خاص کر گہبراہٹ مین تو ہر چیز کا سہارا چاہتا ہی اگرچہ
فيه كراهة ما فاذا سمع احد ان قبر فلان ترياق مجرب يميل اليه فيذهب فيه ويدعو عنده بحرقة وذلة و
کیسا ہی مکروہ ہو جب کوئی سنتا ہی کہ فلانی کی قبر آزمودہ تریاق ہی تو اوسکی طرف متوجہ ہوگا پہر وہان جاویگا اور اوسکو ذلت اور خواری اور
انكسار فيجيب الله تعالى دعوته لما قام بقلبه من الذلة والانكسار لا لاجل القبر فانه لو دعا كذلك في الحانة
انکسار سی نپس اللہ تعالی اوسکی دعا قبول کرلیتا ہی کیونکہ اوسکی دلمین خواری اور انکسار پہنچتا ہی کچہہ قبر کی جہت سی نہین قبول کرتا کیونکہ اگر یہہ شخص اسیطور دکان
والحمامة والسوق لاجابه فيظن الجاهل ان للقبر تاثيرا في اجابة تلك الدعوة ولا يعلم ان الله تعالى يجيب دعوة
یا حمام یا بازار مین دعا کرتا تو بہی قبول کرلیتا پس جاہل آدمی خیال کرتا ہی کہ قبر مین تاثیر ہی واسطی قبولیت اس دعا کی اور یہہ نہین سمجہتا کہ اللہ تعالی بیقرار کی دعا
المضطر ولو كان كافرا فليس كل من اجاب الله تعالى دعاءه يكون راضيا عنه ولا محبا له ولا راضيا بفعله
قبول ہی کرتا ہی اگرچہ وہ کافر ہو یہہ بات نہین ہی کہ اللہ تعالی جسکی دعا قبول کرتا ہی اوس سی راضی ہی ہوتا ہی بلکہ نہ اوسکا دوست ہوتا ہی اور نہ اوسکی کام سی راضی ہوتا ہی
فانه يجيب دعاء البر والفاجر والمؤمن والكافر يسرنا الله تعالى من الدعاء والعمل ما يكون موافقا لرضائه
بیشک اللہ تعالی دعا قبول کرتا ہی نیک اور بدکار کی اور مؤمن اور کافر کی خدا تعالی ہمکو آسان کری ایسی دعا اور عمل جو اوسکی رضا کی موافق ہو
بلطفه وكرمه المجلس الثامن عشر في اقسام البدع واحكامها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اپنی لطف اور کرم سی اٹہاروین مجلس بدعتوں کی اقسام اور اونکی احکام مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
اما بعد فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد وشر الامور محدثاتها وكل محدث بدعة
پہر بعد حمد کی تحقیق تمام باتوں مین اچہی کتاب اللہ کی ہی اور اچہی ہدایت ہدایت محمد کی اور کاموں مین بدتر نو پیدا اونکی نکالی ہوئی یعنی بدعتیں ہی اور ہر محدث بدعت
وكل بدعة ضلالة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه جابر وفي حديث اخر رواه عرباض بن سارية
اور ہر بدعت گمراہی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں مین ہی جابر کی روایت سی اور ایک اور حدیث مین عرباض بن ساریہ کی روایت سی ہی
انه عليه السلام قال من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء
کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی جو شخص جیتا رہیگا میری بعد سو قریب ہی کہ دیکہیگا بہت اختلاف سو لازم پکڑو اپنی اوپر میری سنت اور سنت خلفاء
الراشدين المهديين من بعده تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ اياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة
راشدین مہدیین کی بعد اوسکی سند کرو اور دانتوں سی مضبوط پکڑو اور بچاؤ اپنی تئین نئی باتوں سی کیونکہ ہر محدث
بدعة وكل بدعة ضلالة والمراد بالبدعة المذكورة في هذين الحديثين البدعة السيئة التي ليس لها من
بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی اور مراد بدعت سی جو ان دونو حدیثوں مین مذکور ہی بدعت سیئہ ہی جسکی اصل
الكتاب والسنة اصل وسند ظاهر او خفي ملفوظ او مستنبط لا البدعة الغير السيئة التي يكون على
اور سند کتاب اور سنت سی نہین نکلتی نہ ظاہر نہ خفی نہ لفظوں سی یا مضمون سی سمجہی جاوی بدعت حسنہ مراد نہین ہی جسکی

اصل وسند ظاهر او خفي فانها لا يكون ضلالة بل هي قد تكون مباحة كاستعمال المنخل والمواظبة

اصل اور سند ظاہر یا خفی نکلتی ہی کیونکہ ایسی بدعت گمراہی نہیں ہوتی بلکہ ایسی بدعت کبھی مباح ہوتی ہی جیسی استعمال چھننی آٹی کا اور پیٹ بھر کر

علی اکل لب الحنطة والشبع منه وقد تكون مستحبة كبناء المنارة وتصنيف الكتب وقد تكون

روٹی گیہوں کی ہمیشہ کہانی اور کبھی مستحب ہوتی ہی جیسی منارہ کا تعمیر کرنا اور کتابین تصنیف کرنی اور کبھی واجب ہوتی ہی

واجبة كنظم الدلائل لرد شبه الملاحدة والفرق الضالة لان البدعة لها معنيان احدهما لغوي

جیسی آراستہ کرنا دلایل کا واسطی دفع کرنی شبہات ملحدون اور گمراہ فرقون کی اسلئی کہ بدعت کی دو معنی ہین ایک تو معنی لغوی عام ہین

عام وهو المحدث مطلقا سواء كان من العادات او من العبادات والثاني شرعي خاص وهو الزيادة في

یعنی محدث مطلق برابر ہی کہ عادات مین ہو یا عبادات مین ہو اور دوسری معنی شرعی خاص ہین یعنی دین مین کچہہ بڑھانا

الدين او النقصان منه بعد الصحابة بغير اذن من الشارع لا قولا ولا فعلا لا صريحا ولا اشارة

یا دین مین سی کچہہ گہٹانا بعد عہد صحابہ کی بدون اجازت شرعی کی کہ نہ تو قولی ہو اور نہ فعلی اور نہ صریح اور نہ اشارہ

فانها في الحديثين وان كانت عامة تشتمل جميع المحدثات لكن عمومها ليس بحسب معناها اللغوي العام

پس بدعت دونو حدیثون مین اگرچہ عام ہی اور شامل تمام محدثات کو پر عموم اور شمول باعتبار لغوی معنون کی مقصود نہین ہی

بل عمومها بحسب معناها الشرعي الخاص فلا تتناول العادات اصلا بل تقتصر على بعض الاعتقادات

بلکہ عموم باعتبار معنون شرعی خاص کی مراد ہی پہر یہہ عادات کو بالکل شامل نہین ہی بلکہ اسمین بعضی اعتقادات

وبعض صور العبادات لانه عليه السلام لم يبعث لتعليم امر الدنيا وانما بعث لتعليم امر الدين يدل عليه

اور بعضی صورتین عبادات کی داخل ہین کیونکہ نبی علیہ السلام واسطی تعلیم امر دنیا کی نہین آئی وہ صرف واسطی تعلیم امر دین کی آئی ہین اس حدیث سی

قوله عليه السلام انتم اعلم بامور دنياكم اذا امرتكم بشيء من امر دينكم فخذوا به ثم البدعة في الاعتقاد

سمجہا جاتا ہی کہ تم خوب جانتی ہو اپنی دنیا کی کاربار جب مین تمکو دین کی بات بتایا کرون تو لیلیا کرو پہر بدعتین اعتقاد کی

بعضها كفر وبعضها ليس بكفر لكنها اكبر من كل كبيرة حتى القتل والزنا وليس فوقها الا الكفر والبدعة في

بعضی کفر ہین اور بعضی کفر نہین ہین مگر تمام کبایر سی سخت ہین یہان تک کہ قتل اور زنا سی بہی اور اوس سی زیادہ درجہ کفر ہیکا ہی اور بدعت

العبادة وان كانت دونها لكن فعلها عصيان وضلال لا سيما اذا صادمت سنة موكدة واما البدع

عبادات مین گرچہ اوس سی کمتر ہی پر اوسکا عمل کرنا نافرمانی اور گمراہی ہی خاص کر جب کہ سنت موکدہ کی مقابل ہو اور بدعت

في العادة فليس في فعلها عصيان وضلال بل ترك الاولى فتركها اولى اذا تقرر هذا فالمنارة عون

عادات کی اسکی کرنیمین کچہہ نافرمانی اور گمراہی نہین ہی بلکہ ترک اولی ہی سو اسکا بہی ترک اولی ہی جب یہہ ٹہر چکا تو منارہ سی مدد ہوتی ہی

لاعلام وقت الصلوة وتصنيف الكتب عون للتعليم والتبليغ ونظم الدلائل لرد شبهة الملاحدة

واسطی خبر دینی وقت نماز کی اور کتابون کا تصنیف کرنا مددگار ہی واسطی تعلیم اور تبلیغ امر معروف کی اور آراستہ کرنا دلائل کا واسطی دفع شبہات ملحدون

والفرق الضالة نهي عن المنكر وذب عن الدين فكل منها ماذون فيه بل مامور به لان البدعة الغير السيئة

اور گمراہ فرقون کی بازر کہنا ہی منکر سی اور دفع کرنا ہی شبہات کا دین سی سو ہر یک انمین سی رخصت ہی بلکہ تعمیل کا حکم ہی اسلئی کہ بدعت حسنہ

ما لم يحتج اليه الاوائل ثم الاحتاج اليه الاواخر ورأوه حسنا على سبيل الاجماع بلا خلاف ولا نزاع

وہ ہی کہ متقدمین کو اوسکی حاجت نہوی پہر متاخرو کی حاجتمند ہوئی اور سبکو بلا خلاف و نزاع پسند آ ئی

وبعد الاستقراء لا توجد تلك البدعة الغير السيئة في العبادات البدنية المحضة كالصوم والصلوة

و بعد تلاش کی بدعت حسنہ عبادات خالص بدنیہ مین نہین پائی جاتی جیسی روزہ اور نماز

وقراءة القرآن واوظاف كل منها بل لا تكون البدعة فيها الا سيئة لان عدم وقوع الفعل فى الصدر الاول
اور تلاوت قرآن کی اور وظیفوں کی تمام عبادتوں بدنیہ سی ہوں بلکہ انمین ہمیشہ بدعت سیئہ ہی ہوتی ہی اسلئی کہ نہونا کسی کام کا قرن اوّل مین

ليس الا لعدم الحاجة اليه او لوجود مانع منه او لعدم التنبيه له او للتكاسل عنه او لكراهة وعدم مشروعية
یا تو بسبب نہونی حاجت کی یا بسبب موجود ہونی مانع کی یا بسبب بی خبری کی یا ماری کاہلی کی یا بسبب مکروہ اور ناجایز ہونی کی ہی

والاولان منتفيان فى العبادات البدنية المحضة لان الحاجة الى التقرب الى الله تعالى بالعبادة لا تنقطع
دونو پہلی سبب تو عبادات خالص بدنیہ مین نہین ہوسکتی اسلئی کہ حاجت قربت الٰہی کی عبادت سی منقطع نہین ہوتی

وبعد ظهور الاسلام وغلبة اهله لم يكن منها مانع وكذا عدم التنبه لها والتكاسل عنها منتف ايضا
اور بعد ظاہر ہونی اسلام او غلبۂ اہل اسلام کی اوس سی کوئی مانع نہین تہا اور ایسی ہی بی خبری اور کاہلی بہی نہین ہوسکتی

اذ لا يجوز ان يظن ذلك للنبى عليه السلام وجميع اصحابه فلم يبق الا كونها بدعة مكروهة غير مشروعة
اسواسطی کہ کہان جایز ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اونکی تمام اصحاب پر ایسا خیال کیا جاوی پہر سوا بدعت مکروہہ اور ناجایز ہونی کی کوئی سبب

وهذا المعنى اراد عبد الله بن مسعود لما اخبر بالجماعة الذين كانوا يجلسون بعد المغرب وفيهم رجل
اور یہہ ہی غرض ہی عبد اللہ بن مسعود رضؓ کی جب اونکو خبر ہوئی ایک جماعت کی جو بعد مغرب کی بیٹہا کرتی تہی اور انمین ایک شخص

يقول كبروا الله كذا وكذا وسبحوا الله كذا وكذا واحمدوا الله كذا وكذا فيفعلون فحضرهم فلما سمع
کہتا جاتا اللہ اکبر کہو اتنی اتنی بار اور سبحان اللہ کہو اتنی اتنی بار اور الحمد للہ کہو اتنی اتنی بار پس وہ لوگ کہتی جاتی سو عبد اللہ ابن مسعود اونکی پاس آئی وہ سنکر

ما يقولون قام فقال انا عبد الله بن مسعود فوالله الذى لا اله غيره لقد جئتم ببدعة ظلماء او لقد
جو کہتی تہی کہڑی ہوکر کہا مین عبد اللہ بن مسعود ہون پس قسم ہی اللہ کی جو نہین معبود سوا اوسکی بیشک تم بدعت کرتی ہو نہایت سیاہ یا

فقتم على اصحاب محمد عليه السلام علما يعنى ان ما جئتم به اما ان يكون بدعة ظلماء او انكم تداركتم
تم فائق ہوگئی ہو محمد علیہ السلام کی اصحاب پر علم مین مراد اونکی یہہ ہی تم جو یہہ کرتی ہو یا تو یہہ بدعت تاریک ہی یا تمنی ایسی بات پیدا کی

على الصحابة ما فاتهم لعدم تنبههم له او لتكاسلهم عنه فغلبتموهم من حيث العلم بطريق العبادة
جو صحابہ کی ہاتہہ نہ آئی اونکی بی خبری سی یا سستی سی طریق عبادت کی علم مین تم اونسی غالب ہوگئی

والثانى منتف فتعين الاول وهو كونه بدعة ظلماء وهكذا يقال بكل من اتى فى العبادة البدنية المحضة
اور دوسری بات نہین ہوسکتی تو پہلی ہی بات یعنی بدعت سیاہ ہی مقرر رہی یہہ ہی جاری ہوسکتی ہی ہریک کی حق مین درباب عبادت خالص بدنیہ کی

بصفة لم تكن فى زمن الصحابة اذ لو كان وصف العبادة فى الفعل المبتدع يقتضى كونه بدعة حسنة
ایسی طور پر جو صحابہ کی وقت مین نہین تہا اسوسطی کہ اگر عبادت کا وصف افعال محدثہ کو بدعت حسنہ بنادیا کری

لما وجد فى العبادات ما هو بدعة مكروهة وقد وجد فيها البدعة المكروهة على ما صرح العلماء
تو عبادات مین بدعت مکروہہ کبہی نہوا کرتی اور حال یہہ ہی کہ عبادات مین بدعت مکروہہ ہوتی ہی چنانچہ علماء نی

فى تصانيفهم مثل صلوة الرغائب والجماعة فيها ومثل التصلية والترضية والتامين فى اثناء الخطبة
اپنی تصانیف مین صاف کہا ہی جیسی نماز رغائب کی اور اوسمین جماعت اور جیسی صلی اللہ کہنا اور رضی اللہ کہنا اور آمین کہنا خطبہ پڑہتی مین

وانواع النغمات الواقعة فيها وفى الاذان وقراءة القرآن ومثل الجهر بالذكر امام الجنازة وقدام العروس
اور اقسام ترنم جو خطبہ مین اور آذان مین اور تلاوت قرآن مین کرتی ہین اور ذکر پکارکر جنازی کی آگی اور دلہن کی آگی

فى الطرقات وغير ذلك من البدع المنكرة الواقعة فى العبادات وليس لاحد ان يقول انها ليست من قبل
راستہ مین اور سوا اسکی اور نکمی بدعتین جو عبادات مین ہوتی ہین اور کیا طاقت ہی کسیکی کہ کہی یہہ امور بدعات سیئہ

البدعة السيئة المكروهة بل هي من قبيل البدعة الحسنة المشروعة بدليل كون بعض الاشياء المحدثة
اور مکروہ نہیں ہیں بلکہ قسم بدعت حسنہ مشروع سے ہے اس دلیل سے کہ بعضی چیزیں نواحداث
بعد الصحابة حسنا كبناء المدارس والربط والخانات ونحوها من انواع الخيرات التي لم تعهد في عهد الصحابة
بعد قرن صحابہ کی حسن ہیں جیسی مدرسے بنانی اور خانقاہ اور سرای اور مانند اسکی انواع خیرات کی جو صحابہ کی وقت میں اونکی رسم نہ تھی
اذ يقال له ما ثبت حسنه بالادلة الشرعية الصحيحة فهو اما ان لا يكون بدعة فيبقى عموم العام في
اسواسطی کہ جواب یہہ ہی جس کا حسن دلائل شرعیہ صحیحہ سے ثابت ہو پس وہ یا تو اصلا بدعت نہیں ہی اب عام کا عموم
الحديثين على حاله او يكون مخصوصا من هذا العام والعام الذي خص منه البعض دليل فيما عدا المخصوص
دو نو حدیثوں میں اپنی حال پر باقی ہی یا مخصوص ہوگا اس عام میں سے اور جو عام کہ اوس سے بعض فرد خاص ہوجاوی وہ دلیل ہوتا ہی بجز فرد مخصوص کی
فمن ادعى ثبوت حسن العبادة المحدثة وكونها مخصوصة من هذا العام يحتاج الى دليل يصلح ان يكون
اب جو شخص عبادات نواحداث کی حسن کا دعوی کری اور اوسکو مخصوص بتاوی اس عام میں سے تو حاجت ہوگی ایسی دلیل کی جو قابل
مخصصا لان عادة اكثر البلاد وقول كثير من الزهاد والعباد ليس مما يصلح ان يكون معارضا
تخصیص کی ہو دی اسواسطی کہ چلن اکثر شہروں کا اور اقوال زاہدوں اور عابدوں کی اس قابل نہیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سے معارض
لكلام الرسول عليه الصلوة والسلام وكذلك الدليل المخصص هو الدليل الشرعي من الكتاب و
ہوسکیں اور ایسی ہی دلیل مخصص وہ دلیل ہوتی ہی جو موافق شرع کی اور ماخوذ کتاب اور
السنة والاجماع الذي هو مختص باهل الاجتهاد ومن ليس من اهل الاجتهاد من الزهاد والعباد فهو في حكم
سنت اور اجماع سے ہو جو خاص اجتہاد والوں سے ہو اور جو زاہد اور عابد کہ صاحب اجتہاد نہیں ہیں وہ عوام لوگو نہیں
العوام لا يعتد بكلامه الا ان يكون موافقا للاصول والكتب المعتبرة وهذه قاعدة دلت عليه السنة
داخل ہیں اونکی بات کا اس باب میں اعتبار نہیں ہاں اگر اونکی کلام اصول اور کتابوں معتبرہ سے مطابق ہو تو معتبر ہی اور یہہ وہ قاعدہ ہی کہ سنت
والاجماع مع ان في كتب الله تعالى ما يدل عليها ايضا وهو انه تعالى قال ام لهم شركاء شرعوا لهم من
اور اجماع سے ثابت ہی باوجودیکہ کتاب اللہ میں بھی اسطرف اشارہ ہی وہ یہہ آیت ہی فرمایا کیا اونکی اور شریک ہیں جو راہ ڈالی ہی اونہوں نی
الدين ما لم يأذن به الله فمن احدث شيئا يتقرب به الى الله تعالى من قول او فعل من غير ان يشرع
اونکی واسطی دین کی جسکا حکم نہیں دیا اللہ نی پہر جو کوئی نئی بات عبادت کی واسطی تقرب الہی کی پیدا کری قولی ہو یا فعلی بدون مقرر کرنی
الله تعالى فقد شرع في الدين ما لم يأذن به الله تعالى فمن تبعه فقد اتخذه شريكا ومعبودا كما قال
اللہ تعالی کی تو اوسنی دین میں ایسا نیا طریق نکالا کہ جسکا اللہ تعالی نی حکم نہیں دیا پہر جو اوسکا تابع ہوا اوسنی گویا شریک اور معبود بنیا کیا چنانچہ
الله تعالى في حق اهل الكتاب اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله فقال عدي بن حاتم
اللہ تعالی نی اہل کتاب کی حق میں کہا ہی ٹہرائی ہیں اپنی عالم اور درویش خدا اللہ کو چہوڑ کر پس عدی بن حاتم نی
للنبي عليه السلام ما عبدوهم فقال عليه السلام اطاعوهم فمن اطاع احدا في دين لم يأذن به الله تعالى
نبی علیہ السلام سے عرض کیا اونہوں نی عبادت تو نہیں کی آپ نی فرمایا اونکی اطاعت کی اور جو شخص کسیکی اطاعت کری دینی امر میں بدون حکم اللہ تعالی کی
فقد عبده واتخذه ربا فعلم من هذا ان كل بدعة في العبادات البدنية المحضة لا تكون الا سيئة و
تو اوسنی گویا عبادت کی اور اوسکو اپنا رب مقرر کیا اس سے معلوم ہوا کل بدعتیں عبادات بدنیہ خالص میں سیئہ ہی ہوتی ہی اور
ربما لا يفرق كثير من الناس بين الحسنة والسيئة فيظنون ان كل ما استحسنه نفوسهم ومال اليه
بعضی وقت اکثر لوگ بدعت حسنہ اور سیئہ میں تمیز نہیں کرتی وہ یہہ سمجھہ لیتی ہیں کہ جو بات دلکو پسند آوی اور طبیعت اوسکی طرف متوجہ ہو

طباع

طباعهم يكون حسنا فيعدون السيئة من الحسنة فقد خبطوا خبط الخبط عشواء لا يفرق بين الطرق

وہ ہی حسن ہی پہر وہ سیئہ کو بہی حسن تصور کرتی ہین سو وہ رستہ بہکی جیسا اندہی اونٹنی کہ اپنی چلنی مین مہلک رستہ

المهلكة والجادة المنجية في مشيها والضابط في هذا ان يقال الناس لا يحدثون شيئا الا انهم يرونه

اور صاف رستہ بچانی والا نہین پہچانتی اور قاعدہ اسکا یہہ ہی کہ یون کہین کہ بنی آدم نئی بات نہین کرتی جب تک اوسمین کچہہ مصلحت

مصلحة اذ لو اعتقدوا فيه مفسدة لم يحدثوه فما رآه الناس مصلحة ينظر في السبب فان كان

نہین دیکہتی کیونکہ اگر اوسمین کچہہ برائی سمجہین تو کیون پیدا کرین پہر جس امر مین وہ لوگ مصلحت دیکہتی ہین اوسکی باعث مین تامل کرنا چاہئی پس اگر وہ

السبب امرا قد حدث بعد النبي صلى الله عليه وسلم فيجوز احداث ما تدعو الحاجة اليه كنظم

سبب ایسا امر ہی کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا ہوا ہی تو اب حاجت کی موافق اوسکی اصلاح کی واسطی جو کری جایز ہی جیسی قایم کرنا

الدلائل فان السبب الداعي اليه ظهور الفرق الضالة فانهم لما لم يظهروا في عهده عليه السلام

دلائل کا بیشک سبب باعث ان دلائل کا ظاہر ہونا گمراہ فرقون کا ہی وہ گمراہ فرقی چونکہ نبی علیہ السلام کی زمانہ مین نہین تہی

لم يحتج اليه وان كان المقتضي لفعله موجودا في عصره عليه السلام لكن ترك لعارض زال بموته

تو دلائل کی بہی حاجت نہین تہی اور اگر سبب مقتضی اوس امر نو احداث کا نبی علیہ السلام کی عہد مین موجود تہا مگر کسی عارضہ کی باعث متروک تہا کہ بعد عارضہ بسبب موت

فكذلك يجوز احداثه كجمع القران فان المانع منه في حياته عليه السلام كون الوحي لا يزال ينزل

تو بہی ایسی امر کا احداث کرنا جایز ہی جیسی قران کا جمع کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایام حیات مین بلا ناغہ وحی آتی رہتی تہی پہر اللہ تعالی

فيغير الله تعالى ما يشاء فزال ذلك المانع بموته عليه السلام واما ما كان المقتضي لفعله في عهده عليه السلام

جو چاہتا تہا سو بدل دیتا تہا پہر بسبب موت حضرت کی یہہ مانع جاتا رہا اور جس امر کا مقتضی یعنی باعث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنی

موجودا من غير وجود المانع منه ومع ذلك لم يفعله عليه السلام فاحداثه تغيير لدين الله تعالى

موجود تہا اور مانع اوسکا نہین تہا اور تو بہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی اوس امر کو نہین کیا تو ایسی امر کا کرنا اللہ کی دین کو تغیر کرنا ہی

اذ لو كان فيه مصلحة لفعله عليه السلام او حث عليه ولما لم يفعله عليه السلام ولم يحث عليه

اسواسطی کہ اگر ایسی امر مین کچہہ خوبی ہوتی تو بیشک اوسکو بہی علیہ السلام کرتی یا اوسپر رغبت دیتی اور چونکہ نہ تو اوسکو کیا اور نہ اوسپر رغبت دی

علم انه ليس فيه مصلحة بل هو بدعة قبيحة سيئة مثاله الاذان في العيدين فانه لما احدثه

تو معلوم ہوا کہ اسمین کچہہ خوبی نہین ہی بلکہ وہ سراسر بدعت قبیحہ ہی جیسی عیدین مین اذان کا پڑہنا اس اذان کو جب

بعض السلاطين انكره العلماء وحكموا بكراهته فلو لم يكن كونه بدعة دليلا على كراهته لقيل

بعضی سلاطین نی مقرر کی تو اوسپر علماء نی انکار کر کر اعتراض کیا اور مکروہ ٹہرایا پہر اگر وہ اذان بدعت ہو کر کراہیت کی دلیل نہوتی تو البتہ کوئی

هذا ذكر الله تعالى ودعاء الخلق الى عبادة الله تعالى فيقاس على اذان الجمعة او يدخل في العمومات

کہتا کہ صاحب یہہ تو خدا کا ذکر ہی اور اسمی خلقت کو عبادت کی واسطی بلاتی ہین یہہ ایسی ہی جیسی جمعہ کی اذان یا داخل ہی تحت عام قاعدہ کی

التي من جملتها قوله تعالى وَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وقوله تعالى وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللّٰهِ

کہ انہین سی یہہ آیت ہی اور یاد کرو اللہ کی یاد بہت اور اوس سی بہتر کسکی بات جسنی بلایا اللہ کی طرف

لكن لم يقولوا ذلك بل قالوا كما ان فعل ما فعله عليه السلام كان سنة كذلك ترك ما تركه عليه السلام

لیکن یہہ جواب کسینی نہین دیا بلکہ یہی قایل ہوئی کہ جیسی عمل کرنا اوس کار کا جسکو پیغمبر علیہ السلام نی کیا سنت ہی ایسی ہی ترک کرنا بہی اوس کار کا جسکو پیغمبر صلی

مع وجود المقتضي وعدم المانع منه كان سنة ايضا فانه عليه السلام لما امر بالاذان في الجمعة

اللہ علیہ وسلم نی باوجود ہونی مقتضی اور نہونی کسی مانع کی ترک کیا سنت ہی بیشک پیغمبر علیہ السلام نی جب جمعہ کو اذان کا امر فرمایا

دون العيدين كان ترك الاذان فيهما سنة وليس لاحد ان يزيده ويقول هذا زيادة العمل الصالح

اور عیدین میں جو یہ فرمایا تو عیدین میں اذان کا ترک کرنا سنت ہوا اور کسیکو طاقت نہیں کہ اسکو زیادہ کا قائل ہو کر یہہ کہوی یہہ عمل صالح کی افزائش ہی

لا يضر زيادته اذ يقال له هكذا تغيرت اديان الرسل وتبدلت شرايعهم فان الزيادة فى الدين

ایسی زیادتی کا کیا ڈر ہی اسواسطی کہ اسکا یہہ جواب ہی کہ اسیطرح رسولوں کی دین متغیر ہو گئی اور اونکی شریعتیں متبدل ہو گئیں بیشک دین میں اگر بڑھانا جایز ہوتا

لو جازت لجاز ان يصلى الفجر اربع ركعات والظهر ست ركعات ويقال هذا زيادة عمل صالح لا يضر

تو البتہ جایز ہوتا کہ صبح کی فرض نماز میں چار رکعتیں ادا کیا کریں اور ظہر کی فرض میں چھہ رکعتیں پڑھا کریں اور کہا کریں یہہ عمل صالح کی زیادتی ہی

زيادته لكن ليس لاحد ان يقول ذلك لان ما يبديه المبتدع من المصلحة والفضيلة ان كان ثابتا

اسمیں کیا نقصان ہی لیکن یہہ بات کوئی نہیں کہہ سکتا اسواسطی کہ جس امر کو بدعتی نیک اور افضل جانتا ہی اگر وہ امر

فى عصره عليه السلام ومع هذا لم يفعله عليه السلام فيكون ترك مثل هذا الفعل سنة مقدمة

پیغمبر علیہ السلام کی وقت میں ثابت تہا اور پہر بہی اوسکو نہیں کیا تو ایسی کام کا چھوڑنا ہی سنت ہی ہر عموم

على كل عموم وقياس فمن عمل به مع اعتقاده انه غير مشروع فى الدين يكون فاسقا غير مبتدع وان

او قیاس سی سابق ہی پس جو شخص ایسی امر کو عمل میں لاوی دین کی اندر ناجایز اعتقاد کر کر تو وہ فاسق غیر مبتدع ہی اور اگر

عمل به مع اعتقاده انه مشروع فى الدين يكون فاسقا ومبتدعا لان الفسق اعم من البدعة فكل

اوسکو عمل میں لاوی دین کی اندر جایز جان کر تو وہ فاسق اور بدعتی ہوگا اسواسطی کہ فسق بدعت سی عام ہی پس جو

بدعة فسق من غير عكس وكذلك قيل البدعة شر من الفسق فان من يفعل البدعة فهو ينقض

بدعت ہی وہ فسق ہی ہی بدون عکس کی یعنی بعضی فسق بدعت نہیں ہیں اور ایسی ہی کہتی ہیں کہ بدعت فسق سی بدتر ہی کیونکہ جو شخص بدعت کو عمل میں لاتا ہی تو وہ رسول

الرسول وان كان فى زعمه انه يعظمه بالبدعة حيث يزعم انها خير من السنة واولى بالصواب

صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو نقص کرتا ہی اگرچہ اپنی گمان میں اوس بدعت سی تعظیم سمجہتا ہی کیونکہ اونکا قول ہی کہ یہہ امر سنت سی بہتر ہی اور صواب میں اولی ہی

فيكون منافيا لله ولرسوله لاستحسانه ما كرهه الشرع ونهى عنه وهو الاحداث فى الدين وانه تعالى

پس وہ مقابلہ کرتا ہی اللہ اور اوسکی رسول کا اسواسطی کہ نیک جانتا ہی جسکو شرع نی مکروہ ٹہرایا اور اوس سی منع فرمایا اور یہہ ہی دین میں بدعت نکالنا اور بیشک اللہ تعالی

قد شرع لعباده من العبادات ما فيه كفاية لهم واكمل دينهم واتم عليهم نعمته كما اخبر به فى كتابه الكريم

اپنی بندوں کی واسطی ایسی عبادات مقرر کر چکا ہی جسمیں اونکی لئی کفایت ہی اور دین کامل کر کے اور اپنی نعمت پوری دی چکا چنانچہ اسکی خبر اپنی کتاب کریم میں

وقال اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ فالزيادة على الكمال نقصان واختلال

دی سی فرمایا آج میں پورا دی چکا تمکو دین تمہارا اور پورا کیا میں تمپر احسان اپنا پس کامل کی اوپر اور بڑھانا ایسا نقصان اور خلل ہوتا ہی

بمنزلة الاصبع الزائدة وقد تقرر فى الاصول ان حسن الافعال وقبحها عند اهل الحق انما يعرفان بالشرع

جیسی چھٹی اونگلی اور اصول میں ثابت ہو چکا ہی کہ اہل حق کی نزدیک بہلائی اور برائی صرف شرع سی معلوم ہوتی ہی

لا بالعقل فكل فعل امر به فى الشرع فهو حسن وكل فعل نهى عنه فى الشرع فهو قبيح وقال الامام الغزالى فى

عقل سی نہیں معلوم ہوتی پس جسکام کا شرع نی حکم فرمایا ہی وہ ہی نیک ہی اور جس کام سی شرع میں منع کیا ہی وہ ہی برا ہی امام غزالی

كتاب الاربعين فى اصول الدين اياك ان تتصرف بعقلك وتقول كل ما كان خيرا او نافعا فهو افضل

کتاب اربعین فی اصول الدین میں کہتی ہیں اس سی بچتی رہنا کہ تو عقل کی پیروی کر کر کہنی لگی جو امر خیر اور نفع رسان ہی وہ ہی افضل ہی

وكل ما كان اكثر كان انفع فان عقلك لا يهتدى الى اسرار الامور الالهية وانما ينعقلها قوة النبى عليه السلام

اور جو امر اکثر ہوتا ہی وہ نفع رسان ہوتا ہی کیونکہ تیری عقل نہیں جا سکتی ہی طرف بہید امور الہی کی اوس بہید کو صرف قوت نبی علیہ السلام کی دریافت کر سکتی ہی

فعليك بالاتباع فان خواص الامور لا تدرك بالقياس او ما ترى كيف ندبت الى الصلوة ونهيت عنها

تجھکو اتباع ہی لازم ہی بیشک خواص امور قیاس سی نہیں معلوم ہوتی دیکھتا نہیں کہ نماز کی باب مین کیسی ترغیب ہی اور نہی ہی

في جميع النهار وامرت بتركها بعد الصبح والعصر وعند الطلوع والغروب والزوال وذلك ينتهي الى قدر

تمام اجزاء نہار مین ممانعت ہی اور تجھکو حکم ہی نماز نہ پڑھنی کا بعد صبح اور عصر کی اور وقت طلوع اور غروب اور زوال آفتاب کی اور یہہ سب ملکر تخمیناً

ثلث النهار وقال في الاحياء فكما ان العقول تقتصر عن ادراك منافع الادوية مع ان التجربة سبيل

تہائی دن ہوتا ہی اور احیاء مین کہا ہی جیسی عقل قاصر ہی منفعت دواؤں کی دریافت کرنی سی باوجودیکہ اسمین تجربہ کو دخل ہی

اليها كذلك تقتصر عن ادراك ما ينفع في الآخرة مع ان التجربة غير متطرق اليها وانما يكون ذلك لو رجع

ایسی ہی عقل قاصر ہی دریافت کرنی اون امور کی سی جو آخرت مین نافع ہون باوجودیکہ تجربہ کو ادہر کوئی راہ نہین ہی یہہ حال جب معلوم ہوسکتا ہی اگر

الينا بعض الاموات واخبرنا عن الاعمال المقربة الى الله تعالى والمبعدة عنه وذلك مما لا مطمع فيه

ہماری پاس کوئی مردہ چلا آوی اور ہمکو بتاوی کونسا عمل اللہ تعالی سی نزدیک کرتا ہی اور کونسا دور کرتا ہی سو یہہ ہرگز نہین ہوسکتا

وقال صاحب مجمع البحرين في شرحه ان رجلا يوم العيد في الجبانة اراد ان يصلي قبل صلوة العيد

صاحب مجمع البحرین نی اوسکی شرح مین بیان کیا ہی ایک شخص نی عید کی دن مصلی مین ارادہ کیا کہ عید کی دوگانہ سی پہلی نماز پڑھی

فنهاه علي فقال الرجل يا امير المؤمنين اني اعلم ان الله تعالى لا يعذب على الصلوة فقال علي واني اعلم ان

سو علی نی اوسکو منع کیا اوس شخص نی کہا یا امیر المؤمنین مین خوب جانتا ہون کہ اللہ تعالی نماز پڑھنی پر عذاب نہین کریگا پہر علی نی فرمایا مین جانتا ہون کہ

الله تعالى لا يثيب على فعل حتى يفعله رسول الله عليه السلام او يحث عليه فيكون صلاتك عبثا

اللہ تعالی کسی کام پر ثواب نہین دیتا جبتک اوسکو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرلین یا اوسکا امر فرماوین اب تیری یہہ نماز عبث ہی

والعبث حرام فلعله تعالى يعذبك به بمخالفتك لنبيه وقال صاحب الهداية يكره ان يتنفل بعد

اور عبث حرام ہی پس شاید کہ اسکی بدلہ اللہ تعالی تجھکو عذاب دی بسبب مخالفت نبی علیہ السلام کی اور صاحب ہدایہ کہتی ہین مکروہ ہین نفلین پڑہنی بعد

الفجر اكثر من ركعتي الفجر لانه عليه السلام لم يزد عليهما مع حرصه على الصلوة فانظر كيف جعل عدم

طلوع صبح صادق کی سواء دو رکعت سنت فجر کی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام نی ان دو سی زیادہ نہین پڑہین باوجود محبوب ہونی نماز کی اب دیکہہ نبی علیہ السلام کی

فعله عليه السلام في باب العبادات دليلا على الكراهة وقال ابن الهمام ما تردد من العبادات بين الواجب

نماز نہ پڑہنی کو باب عبادات مین کیسی دلیل کراہت کی ٹہرائی ہی ابن ہمام کہتا ہی جو عبادت کہ واجب

والبدعة يأتي به احتياطا وما تردد بين البدعة والسنة يتركه لان ترك البدعة لازم واداء السنة

اور بدعت کی بیچ مین مشکوک ہو تو اوسکو احتیاطا عمل مین لاوی اور جو عبادت بدعت اور سنت کی بیچ مین مشکوک ہو تو ترک کری اسواسطی کہ بدعت کا چہوڑنا

غير لازم وفي الخلاصة مسئلة تدل على ان البدعة اشد ضررا من ترك الواجب حيث قال اذا

ضروری نہین اور خلاصہ مین ایک مسئلہ ہی جس سی معلوم ہوتا ہی کہ بدعت کا ترک واجب سی بہی بڑا ضرر ہی جس جگہہ کہا ہی اگر

شك في صلاته هل صلاها ام لا ان كان في الوقت فعليه ان يعيدها وان خرج الوقت ثم شك

شک واقع ہو نماز مین ادا کی ہی یا نہین اگر ابہی وقت باقی ہی تو اوسپر اعادہ ہی اور اگر وقت جاتا رہی پہر شک ہوا

لا شيء فيه ولو كان الشك في صلوة العصر يقرأ في الركعة الاولى والثالثة ولا يقرأ في الثانية

تو کچہہ نہین اور اگر عصر کی نماز مین شک ہو تو اعادہ مین پہلی رکعت اور تیسری رکعت مین قرأت کری اور دوسری رکعت اور

والرابعة فتعين الاوليين للقراءة في الفرض واجب وقد امر بتركه حذرا عن احتمال وقوع النفل بعد العصر

چوتہی مین قرأت نہ پڑہی پس پہلی دو رکعتون کا معین کرنا واسطی قرأت کی فرضون مین واجب ہی سو حکم ہوا ہی اوسکی ترک کا اسلئی تاکہ نفل بعد عصر کی

وهو بدعة مکروهة وروی عن سفیان الثوری انه کان یقول البدعة احب الی ابلیس من کل
کہ یہہ بدعت مکروہہ ہی اور سفیان ثوری سی روایت ہی کہ کہتی تہی کہ ابلیس کو بدعت تمام معاصی سی زیادہ تر محبوب ہی

المعاصی لان المعاصی یتاب عنها والبدعة لایتاب عنها وسبب ذلك ان صاحب المعاصی یعلم
اسواسطی کہ معاصی سی تو توبہ ہوسکتی ہی اور بدعت سی توبہ نہیں ہوتی اسکا سبب یہہ ہی کہ معاصی کرنیوالا تو جانتا ہی

بکونه مرتکب المعاصی فیرجی له التوبة والاستغفار واما صاحب البدعة فیعتقد انه فی طاعة وعبادة
کہ میں بڑا خطاوار ہوں تو اوسی توبہ اور استغفار کی امید ہی اور بدعتی تو یہہ جانتا ہی کہ میں عبادت کرتا ہوں اور طاعت میں ہوں

ولایتوب ولایستغفر وهذا ما حکی عن ابلیس انه قال قصمت ظهر بنی آدم بالمعاصی والاوزار وقصموا
تو یہہ شخص نہ تو توبہ کریگا نہ استغفار اور ابلیس سی حکایت ہی کہ کہتا ہی میں پشت بنی آدم کی معاصی اور گناہوں سی توڑدی اور بنی آدم نی

ظهری بالتوبة والاستغفار فاحدثت لهم ذنوبا لایستغفرون منها ولایتوبون عنها وهی البدع
میری پشت توبہ اور استغفار سی توڑدی سو میں اونکی لئی ایسی گناہ نکالی ہیں کہ اوس سی نہ استغفار کریں اور نہ توبہ کریں اور وہ بدعتیں ہیں

فی صورة العبادة فان قیل قد اعتاد کثیر من الناس ان یستدلوا علی عدم کراهة ما اعتادوه
عبادت کی لباس میں اگر کوئی کہی عادت ہی اکثر لوگوں کی کہ استدلال کرتی ہیں بدعات کی جواز پہ جنکی عادت کرلی ہی

من البدعة بحدیث شایع بینهم وهو ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وما راه المسلمون
اس حدیث سی جو اونمیں مشہور ہی یہہ کہ جسکو مسلمان نیک جانیں تو وہ اللہ کی نزدیک بہی نیک ہی اور جسکو مسلمان

قبیحا فهو عند الله قبیح وهل یصح هذا الاستدلال منهم ام لایصح فالجواب علی ما ذکره بعض الفضلاء
برا جانیں سو وہ اللہ کی نزدیک بہی قبیح ہی آیا یہہ استدلال اونکا صحیح ہی یا صحیح نہیں پس اسکا جواب موافق بیان بعضی فضلا کی

ان هذا الاستدلال لایصح والحدیث حجة علیهم لالهم لانه بعض حدیث موقوف علی ابن مسعود
یہہ ہی کہ یہہ استدلال صحیح نہیں ہی اور یہہ حدیث اونکی حق میں مضر ہی مفید نہیں کیونکہ یہہ ٹکڑا ایسی حدیث کا ہی جو موقوف ہی ابن مسعود پر

رواه احمد والبزار والطبرانی والطیالسی وابونعیم هکذا ان الله تعالی نظر فی قلوب العباد فاختار
روایت کیا اسکو احمد اور بزار اور طبرانی اور طیالسی اور ابونعیم نی اسطور پر کہ اللہ تعالی نی دیکہا اپنی بندوں کی دلوں کو پہر پسند کیا

محمدا فبعثه برسالته ثم نظر فی قلوب العباد فاختار له اصحابا فجعلهم انصار دینه ووزراء نبیه
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سو بہیجا اوسکو اپنی رسالت پر پہر دیکہا بندوں کی دلوں کو پہر پسند کئی اونکی لئی اصحاب پہر اونکو مقرر کیا دین کی مددگار اور اپنی نبی کی وزیر

فما راه المؤمنون حسنا فهو عند الله حسن وما راه المسلمون قبیحا فهو عند الله قبیح ولاشك ان
پس جس چیز کو دیکہیں مومن حسن پس وہ اللہ کی نزدیک حسن ہی اور جو چیز دیکہیں اوسکو مسلمان قبیح پس وہ اللہ کی نزدیک قبیح ہی اور بیشک

اللام فی المسلمین لیس لمطلق الجنس لان الحدیث ح یکون مخالفا لقوله علیه السلام ستفترق امتی
لام مسلمین کی لفظ میں مطلق جنس کی لئی نہیں ہی اسلئی کہ یہہ حدیث اب اس حدیث سی مخالف ہوجاوی گی قریب ہی کہ میری امت میں

علی ثلث وسبعین فرقة کلهم فی النار الا واحدة لان کلا من فرق الامة مسلم یری مذهبه حسنا فح
تہتر فرقی ہوجاوینگی وہ سب دوزخی ہیں سوای ایک کی اسواسطی کہ تمام فرقی امت کی مسلم ہیں اور اپنی اپنی مذہب کو نیک جانتی ہیں اس سی یہہ لازم آتا ہی

ان لایکون فرقة منها فی النار وکذا بعض المسلمین یری شیئا حسنا وبعضهم یراه قبیحا فیلزم ان لایتمیز
کہ کوئی فرقہ بہی دوزخی نہو اور ایسی ہی بعضی مسلمان ایک بات کو نیک جانتی ہیں اور بعضی اوسکو قبیح جانتی ہیں اب یہہ لازم آتا ہی کہ

الحسن والقبیح بل هو ام للعهد والمعهود ما ذکر فی قوله فاختار له اصحابا فیکون المراد بالمسلمین
حسن اور قبیح میں تمیز نرہی بلکہ وہ لام یا تو واسطی عہد کی ہی اور معہود مراد وہ لوگ ہیں جو اس قول میں مذکور ہیں پسند کئی واسطی اوسکی اصحاب اب مراد مسلمین سی

وروی عن سفیان الثوری انه کان یقول البدعة احب الی ابلیس من کل المعاصی لان المعاصی یتاب عنها والبدعة لا یتاب عنها وسبب ذلك ان

الصحابة

الصحابة فقط او للاستغراق خصائص الجنس فيراد بالمسلمين اهل الاجتهاد الذين هم الكاملون في صفة

صحابہ ہین فقط یا لام واسطی استغراق خصایص جنس کی ہی پہر مراد مسلمین سی اجتہاد والی علماء ہین جو صفت اسلام مین کامل ہین

الاسلام صرفا للمطلق الى الكامل لان المطلق عند عدم القرينة ينصرف الى الفرد الكامل وهو المجتهد

واسطی صرف مطلق کی طرف کامل کی اسلئی کہ جب مطلق قرینہ سی خالی ہوتا ہی تو اوسکو فرد کامل کی طرف لیجاتی ہین اور فرد کامل مجتہد ہی

فيكون المعنى ما راه الصحابة او اهل الاجتهاد حسنا فهو عند الله حسن وما راه الصحابة او اهل الاجتهاد

اب یہہ معنی ہوئی جسبات کو صحابہ یا علماء مجتہد حسن جانی سو وہ اللہ کی نزدیک حسن ہی اور جسبات کو صحابہ یا علماء مجتہد

قبيحا فهو عند الله قبيح ويجوز ان يكون للاستغراق الحقيقي فيكون المعنى ما راه جميع المسلمين حسنا

قبیح سمجہین سو وہ اللہ کی نزدیک قبیح ہی اور وہ لام استغراق حقیقی کا بہی ہوسکتا ہی اب یہہ معنی ہونگی جسبات کو تمام مسلمان حسن جانی

فهو عند الله حسن وما راه جميع المسلمين قبيحا فهو عند الله قبيح وما اختلف فيه فالعبرة للقرون

سو وہ اللہ کی نزدیک حسن ہی اور جسبات کو تمام مسلمان قبیح جانی سو وہ اللہ کی نزدیک قبیح ہی اور جسبات مین اختلاف پڑی پہر اعتبار قرون ثلثہ کا

المشهود لهم بالخير لا للقرون المشهود لهم بالكذب وعدم الاعتماد في قوله عليه السلام خير القرون قرني

جسکی حق مین شہادت خیر کی ہی باقی قرون کا اعتبار نہوگا جنکی حق مین شہادت کذب اور بی اعتباری کی ہی اس حدیث مین سب قرنون مین بہتر میرا قرن ہی

الذي بعثت فيهم ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يفشو الكذب فلا تعتمدوا اقوالهم وافعالهم ولا ريب

جسمین مین مبعوث ہوا ہون پہر جو اسی متصل ہین پہر جو اسی متصل ہین پہر ان لوگون مین کذب پہیل جاویگا پہر نہ اونکی اقوال کا اعتماد کرنا نہ افعال کا اور بی شک

ان الصحابة والتابعين والائمة المجتهدين كانوا يرون ما جاوز قدر الضرورة من البدع قبيحا فهو عند الله

صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین جانتی تہی کہ جو بدعت قدر ضرورت سی بڑہ جاوی وہ قبیح ہی پس وہ اسکی نزدیک بہی

قبيح ومثل قوله عليه السلام لا تجتمع امتي على الضلالة فان المراد بالامة في هذا الحديث اهل الاجماع

قبیح ہی اور جیسی یہہ حدیث نہین متفق ہوگی میری امت گمراہی پر بیشک مراد امت سی اسحدیث مین وہ اہل اجماع ہین

الذي هو بكل مجتهد ليس فيه فسق ولا بدعة اصلا لان الفسق يورث التهمة ويسقط العدالة وصاحب

جنمین ہرایک ایسا مجتہد ملا ہو کہ اصلا اوسمین نہ فسق ہو نہ بدعت اسواسطی کہ فسق سی تہمت پیدا ہوتی ہی اور عدالت جاتی رہتی ہی اور

البدعة يدعو الناس الى البدعة ولا يكون من الامة على الاطلاق لان المراد بالامة المطلقة اهل

بدعتی لوگون کو بدعت کی طرف بلاتا ہی اور مطلق امت مراد نہین ہی اسواسطی کہ امت مطلقہ سی مراد اہل

السنة والجماعة وهم الذين طريقتهم طريق النبي عليه السلام واصحابه دون اهل البدع والضلال

سنت والجماعت ہین وہ وہ لوگ ہین جنکا طریقہ بعینہ طریقہ نبی علیہ السلام اور صحابہ کا ہی اہل بدعت اور اہل ضلال مراد نہین ہین

كما قال النبي عليه السلام امتي من استن بسنتي ويصح ان يراد بامتي جميع الامة بناء على ان الاضافة

چنانچہ نبی علیہ السلام فرماتی ہین میری امت وہ ہی جو طریقہ پکڑی میری سنت کو اور ہوسکتا ہی کہ امت سی تمام امت مراد ہو اسواسطی کہ اضافت

كاللام قد تكون للاستغراق فيكون المعنى لا يجتمع جميع امتي في زمان من الازمنة على الضلالة كما

مانند لام کی کبہی واسطی استغراق کی ہوتی ہی اب یہہ معنی ہوجاوینگی نہین متفق ہوگی میری تمام امت کبہی کسی زمانہ مین گمراہی پر جیسی

اذا اجتمع اليهود والنصارى بعد نبيهم على الضلالة فيكون هذا الحديث موافقا لقوله عليه السلام

یہود اور نصاری اپنی اپنی نبی کی بعد گمراہی پر متفق ہوگئی ہین پس یہہ حدیث موافق ہوگی اس حدیث سی

لا يزال طائفة من امتي قائمين بامر الله لا يضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتى ياتي امر الله اذا تقرر

ہمیشہ رہیگی ایک گروہ میری امت کی قایم اوپر امر الہی کی نہ ضرر دیگا اونکو جو قطع کری اونکو اور نہ جو اونسی مخالف ہو یہانتک کہ آجاوی حکم قیامت جب یہہ ثابت ہوچکا

هذا فالواجب على كل مسلم في هذا الزمان ان يحذر من الاغترار والميل الى شئ من البدع والمحدثات

تو اس زمانہ میں ہر ہر مسلمان پر واجب ہے کہ پرہیز کرتا رہے فریب میں آنے اور توجہ سے طرف کسی بدعت اور محدثات کی

ويصون دينه عن العوائد التي استانس بها وتربى عليها فانها سم قاتل قل من سلم من افاتها و

اور عوارض سے اپنے دین کو بچاوے جن سے انس رکھتا ہے اور انہیں پرورش پائی ہے کیونکہ یہہ زہر قاتل ہے اسکی آفت سے کم آدمی بچتا ہے اور

ظهر له الحق معها الا ترى ان قريشا لاجل العوائد التي الفتها نفوسهم انكروا على النبي صلى الله عليه وسلم

اسمیں امر حق کم ظاہر ہوتا ہے کیا معلوم نہیں کہ قریش نے فوایدہی کی ماری جسمیں انکی دل لگی ہوئی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احکام سے انکار کیا

ما جاء به من الهدى والبيان وكان ذلك سببا لكفرهم وطغيانهم حتى قالوا في حقه عليه السلام

کہ جو سراسر ہدایت اور بیان تھی اسی سبب سے وہ کافر ہوے اور طاغی ٹھری یہاں تک کہ نبی علیہ السلام کی حق میں کہا سو کہا

ما قالوا بسبب ما تربوا عليه ونشأوا فيه ولذلك كان ابن مسعود يقول اياكم وما يحدث من البدع

واسطے اوس امر کی جسمیں پرورش پائی تھی اور جوان ہوئی تھی اسی لئے ابن مسعود کہا کرتی تھی بچو نو احداث بدعات سے

فان الدين لا يذهب من القلوب بمرة ولكن الشيطان يحدث لكم بدعا حتى يذهب الايمان

کیونکہ دین دلوں کی اندر سے ایک ہی دفعہ نہیں جاتا رہیگا لیکن شیطان تمہاری لئے بدعتیں پیدا کریگا یہاں تک کہ ایمان

من قلوبكم فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان لا يغتر ويستدل بقوة تصميمه على شئ وكثرة عبادته به انه

تمہاری دلوں سے نکلا دیگا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہے کہ دہوکا نہ کھائے اور نہ یہ کہ استدلال کرے کہ قوت تصمیم سے کسی چیز پر اور کثرت عبادت سے کہ

على الحق فان تصميمه عليه وعدم رجوعه عنه ولو نشر بالمناشير لا يدل على كونه على الحق في دينه

میں حق پر ہوں کیونکہ اوسکی تصمیم اور باز نہ آنا اوس چیز سے اگرچہ دو ٹکڑے کئے جاوے آرہ سے دین کی حقیت پر دلالت نہیں کرتا

لان جزمه وتصميمه عليه ليس من حيث كونه حقا بل من حيث نشأته بين قوم يدينون به و

اسواسطے کہ اسکا جزم اور تصمیم اوس چیز پر حقیقت کی جہت سے نہیں ہے بلکہ اس جہت سے کہ وہ ایسی قوم میں پیدا ہوا ہے کہ اوسکو دین سے جانتی ہیں اور

للنشأة والمخالطة اثر عظيم في تصميم شئ حقا كان او باطلا الا ترى ان مثل هذا التصميم يوجد

نشو ونما اور صحبت کو اشیاء کی حقیقت اور ابطال میں بڑا اثر ہوتا ہے کیا معلوم نہیں کہ ایسی تصمیم تمام

عامة من ذوي الجهل المركب كاليهود والنصارى ومن في معناهم فالحذر الحذر من هذا السم القاتل

جہل مرکب والوں میں پائی جاتی ہے جیسے یہود اور نصاری اور جو لوگ انکی طرح کی ہیں الحذر بچو بچو اس زہر قاتل سے

ولكن همك الى احق مستنقذ لخلاص مهجتك بالاتباع وترك الابتداع فان الاتباع افضل عمل يعمله

اور ... اپنی جان کی خلاصی اتباع کی قید ... اور بدعت کی چھوڑنے سے بیشک اتباع سنت کا آدمی کی واسطے

المرء في شدة ... بسبب شيوع العمل على خلاف السنة منذ زمان طويل فلا بد لك ان تكون شديد التوقي

اسی واسطے ... اسلواسطے کہ مدت دراز سے عمل بدعت برخلاف سنت پہیل رہاہے سو تجہکو ضرور ہے کہ بدعات اور محدثات امور سے بہت سی

من ... [illegible] ... اتفق عليه الجمهور فلا يغرنك اتفاقهم على ما احدث بعد الصحابة بل ينبغي

بچتا رہے اگرچہ اوس بدعت پر بہت خلقت نے اتفاق کیا سو اونکی اتفاق سے بدعات پر جو بعد صحابہ کی نکلی ہیں فریب نہ کہانا بلکہ تجہکو

[illegible] ... التفتيش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم الناس واقربهم الى الله تعالى اشبههم بهم

[illegible] ... کیونکہ سب میں بڑا عالم اور مقرب الہی وہ ہی ہے جو اوس سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے

[illegible] ... اصول ... التي نقلت عن صاحب الشرع وقد جاء في الحديث

[illegible] ... شریعت کی نقل میں صاحب شرع سے اور حدیث میں آیا ہے

اذا اختلف الناس فعلیکم بالسواد الاعظم والمراد بہ لزوم الحق واتباعہ وان کان المتمسک بہ قلیلا والمخالف

کہ جب آدمیوں میں اختلاف پڑے تو لازم پکڑو انبوہ کثیر کو اور اس سے مراد لازم کر لینا حق کا اور اتباع اوسکا ہے اگرچہ متمسک بہ قلیل ہو اور مخالف

لہ کثیرا لان الحق ما کان علیہ الجماعۃ الاولی وھم الصحابۃ ولا عبرۃ الی کثرۃ الباطل بعدھم وقد قال فضیل بن

کثیر ہوں اسواسطے کہ حق وہی ہے جسپر پہلی جماعت یعنی صحابہ تھے اور بعد صحابہ کی انبوہ باطل کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور فضیل بن عیاض نے

عیاض ما معناہ الزم طرق الھدی ولا یضرک قلۃ السالکین وایاک وطرق الضلالۃ ولا تغتر بکثرۃ الھالکین وقال

یہہ مضمون بیان کیا ہے اختیار کر طریقہ ہدایت کا اور تجھکو کچھ نقصان نہیں ہے کو تلیل سالکین ہے اور بچیار گمراہی کی رستہ سے اور فریب میں نہ آ ہلاک ہونیوالوں کی کثرت سے اور

بعض السلف اذا وافقت الشریعۃ ولاحظت الحقیقۃ فلا تبال وان خالف رایک جمیع الخلیقۃ وقال ابن

بعض متقدمین نے کہا ہے اگر تو شریعت کی موافق ہے اور حقیقت کو دیکھ چکا تو پھر کچھ پرواہ نہیں ہے اگرچہ تیری رائے کا تمام عالم مخالف ہو اور ابن مسعود نے

مسعود انتم فی زمان خیرکم المسارع فی الامور وسیاتی زمان بعدکم خیرھم فیہ المثبت المتوقف لکثرۃ

کہا ہے تم ایسے زمانہ میں ہو کہ تم میں بہتر وہ ہے جو جلدی کرے کاموں میں اور تمہارے بعد زمانہ آتا ہے اوس زمانہ میں بہتر سب سے ثابت رہنے والا توقف کرنیوالا ہے بسبب کثرت

الشبہات قال الامام الغزالی ولقد صدق لان من لم یتثبت فی ھذا الزمان ووافق الجماھیر فیما ھم فیہ وخاض

شبہات کی امام غزالی کہتے ہیں البتہ سچ کہا ہے اسواسطے کہ جو اس زمانہ میں قایم نہ رہا اور انبوہ کی ساتھ ہو گیا جسمیں وہ لگی ہوئی تھی اور اونکی سی

فیما خاضوا فیہ یھلک کما ھلکوا فان اصل الدین وعمدتہ وقوامہ لیس بکثرۃ العبادۃ والتلاوۃ و

باتیں بنانے لگا تو ہلاک ہوگا جیسے وہ ہلاک ہوئے کیونکہ دین کی اصل اور خوبی اور درستی عبادات اور تلاوت کی کثرت سے اور

المجاھدۃ بالجوع وغیرہ وانما ھو باحترازہ من الآفات والعاھات التی تاتی علیہ من البدع والمحدثات

بھوک کی مشقت اوٹھانے سے نہیں ہے بلکہ دین کی خوبی آفات اور صدمات سے بچانے میں ہے جو اوسپر بدعتیں اور نئی نئی مقدمات کرتی ہے

فانہا لکثرتہا وشیوعہا صارت کانہا من شعائر الدین او من الامور المفروضۃ علینا فیا لیتنا

البتہ یہہ بدعتیں اس کثرت سے پھیلی ہیں کہ گویا دین کا نمونہ اور نشان ہو گئیں یا ایسی کہ گویا ہماری اوپر فرض ہیں کاشکے ہم

کنا نباشرھا علی انہا بدعۃ اذ لو کان کذلک لرجی من التوبۃ والاستغفار ولکنا اخذناھا طاعۃ

یہہ بدعات بدعت ہی جان کر عمل میں لاتے اگر ایسا ہوتا تو البتہ ہمسے توبہ اور استغفار کی امید ہوتی پر ہمنے تو بدعات کو طاعت

وعبادۃ وجعلناھا دینا لنا مقتفین فی ذلک اثار من سہی او غلط او غفل من بعض من تقدمنا

اور عبادت اور اپنا دین بنا لیا ہے اسی سبب سے ہمنے پیروی متقدمین میں سے اون لوگوں کی کی ہے جنہوں نے سہو کیا یا غلطی کہائی یا غفلت کی

وجعلناہ قدوۃ فی دیننا فاذا جاء احد وانکر علینا ما ارتکبناہ من تلک الامور فان کان ممن لہ توقیر

اور ہمنے اونکو اپنی دین کا پیشوا ٹھہرالیا اب اگر کوئی آکر ہمپر ان بدعات کی کرنی پر اعتراض کرے یا برا بتاوے پھر اگر وہ معترض ایسا ہے کہ جسکی ہمارے دلمیں

فی قلوبنا نقول لہ ھذا جائز ذھب الی جوازہ فلان وتذکرلہ بعض من تقدمنا ممن سہی او غلط

عزت ہے تو اوسکو یہہ جواب دینگے صاحب یہہ تو جایز ہے فلانا شخص اسکی جواز کا قائل ہوا ہے اور اوسی کا نام لیدینگے جو ہمسے پہلی سہو کر چکا ہے یا غلطی کہا چکا ہے

او غفل وان کان ممن لا توقیر لہ فی قلوبنا یسمع منا ما لا یظنہ ولا یخطر بالہ کل ذلک بسبب الجہل

یا غفلت کی ہے اور اگر وہ معترض ایسا ہے کہ ہمارے دلمیں اوسکی عزت نہیں تو ہمسے وہ دہتکار سنیگا کہ نہ اوسکی گمان میں تہی نہ دلمیں خیال تہا یہہ سب بسبب ہماری جہل

المرکب فینا لانا لو رایناعلی انفسنا علی ما ھی علیہ من الجہل لقبلنا جواب من ارشدنا الی الحق وما اقتفینا

مرکب ہونے کی ہے اسواسطے کہ ہم اگر اپنی جہل مرکب ہونے کو جانتے سو البتہ ہم جواب اوس شخص کا جسنے ہمکو راہ حق بتلایا مان لیتے اور اوس شخص کی بات کو

من سہی او غلط او غفل حجۃ فی دیننا اذ لا یجوز ان یقلد الانسان فی دینہ الا من ھو معصوم وھو صاحب الشریعۃ

جس نے سہو کیا یا غلطی کہائی یا غفلت کی اپنی دین میں حجت قایم نہ کرتے اسواسطے کہ جایز نہیں کہ آدمی اپنی دین میں مقلد ہو سوائے معصوم کی کہ وہ صاحب شریعت کا ہے

او من شهد له صاحب الشريعة بالخير وهم القرون الثلثة الذين اقتضت حكمة الشارع ان

یا جسکی حق میں صاحب شریعت نی شہادت خیر کی دی ہو اور وہ تینوں قرن ہیں جنمیں سی موافق اقتضا حکمت شارع کی

يختص كل قرن منهم بفضيلة فالقرن الاول خصهم الله بمزية لا سبيل لاحد ان يلحقهم فيها فانه

ہر ہر قرن ایک ایک فضیلت سی مخصوص ہی پس قرن اول کو اللہ تعالی نی خاص کیا ہی ایسی فضیلت سی کہ اوسمیں کوئی اونکی برابری نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ

تعالى خصهم لرؤية نبيه وبمشاهدة نزول القران عليه والهمهم حفظه حتى لا يكون حرف واحد منه

تعالی نی انکو خاص کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سی اور نزول قرآن کی مشاہدہ سی اور انکو الہام کیا قرآن کی حفاظت کا یہاں تک کہ اوسمیں سی ایک حرف

ضايعا فجمعوه ويسروه لمن بعده فحفظوا احاديث نبيهم في صدورهم واثبتوها على ما ينبغي فحصل لهم

ضایع نہیں ہوا اور اوسکو جمع کرکر پچھلوں پر آسان کیا پھر یاد کیا فرمودہ اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی دلوں میں اور ثابت رکھا جیسا کہ بایدو شاید سو اونکی واسطی

في اقامة هذا الدين حظ كثير لا يمكن الاحاطة به ولا يصل احد اليه فجزاهم الله تعالى عن امة نبيهم

اس دین کی قایم رکھنی میں بڑا ہی ثواب حاصل ہوا کہ احاطہ سی باہر ہی اور کوئی اونکی مرتبہ کو نہیں پا سکتا اونکو اللہ تعالی امت نبی علیہ السلام کی طرف سی

خير جزاء ثم عقبهم التابعون فجمعوا ما كان من الاحاديث ومسائل الدين متفرقا وانقلوا الاحكام

اچھی جزا عنایت کری پھر اونکی بعد تابعین پیدا ہوئی اونہوں نی تمام حدیثیں اور دینی مسائل متفرقہ جمع کئی اور احکام دین

والتفسير من الصحابة حتى كان احدهم يرتحل في طلب الحديث الواحد والمسئلة الواحدة مسيرة

اور تفسیر صحابہ سی روایت کی یہاں تک کہ بعضا واسطی تلاش ایک حدیث اور ایک مسئلہ کی

شهر او شهرين وضبطوا امر الشريعة اتم ضبط فحصل لهم في اقامة هذا الدين ايضا فضل كثير ثم عقبهم

ایک ایک دو دو مہینی کا سفر کرتا تہا اور احکام شریعت کو خوب ہی ضبط کیا انکو بہی دین کی قایم کرنی میں بڑی فضیلت حاصل ہوئی پہر اونکی بعد

تابعو التابعين الذين ظهر فيهم الفقهاء المرجوع اليهم في النوازل فوجدوا القران مجموعا ميسرا و

تابعیوں کی تابع پیدا ہوئی جنمیں فقہاء ظاہر ہوئی جنکی سامنی حوادثات پیش کئی جاویں اونکو قرآن جمع کیا آسانی سی ہاتھ آیا اور

وجدوا الاحاديث قد احرزت وضبطت فتفقهوا في القران والاحاديث على مقتضى قواعد

احادیث جمع اور ضبط کی ہوئی پائیں سو اونہوں نی احکام موافق اقتضاء قواعد شریعت کی قرآن اور احادیث سی

الشريعة واستنبطوا منهما احكاما على مقتضى الاصول وعينوا وجوه الدلالات ويسروها على الناس

استنباط کئی اور اصول کی موافق بہت احکام نکالی اور دلالت کی طریقی مقرر کئی اور انکو اور لوگوں پر آسان کر دیا

وانتظم الحال واستقر دين الامة المحمدية بسببهم فحصل لهم في اقامة هذا الدين خصوصية

اور اونکی سبب سی حال منتظم اور دین امت محمدی کا درست ہو گیا ان صاحبوں کو بہی اس دین کی اقامت سی ایک خصوصیت حاصل ہوئی

ايضا فلما مضوا لسبيلهم اتى من بعدهم فلم يجدوا وظيفة يقوم بها بل وجد الامر على اكمل الحالات

جب یہہ لوگ بہی گذر چکی تو اونکی بعد کی خلقت پیدا ہوئی تو اونکو ایسا کوئی وظیفہ نہ ملا جسکی درستی میں لگیں بلکہ انکو دین کامل تر حالات پر ملا

فلم يبق له الا ان يحفظ ما استنبطوه وبينوه ولا يحصل له خير الا باتباعهم وتقليدهم وبقائه في

انکا اتنا ہی کام رہی کہ جو پہلی لوگ جو احکام وغیرہ نکال گئی ہیں اوسکو یاد اور محفوظ رکہیں انکی حق میں بہتر یہہ ہی کہ اونکی رستہ پر چلیں اور انکی مقلد اور اونکی

ميزانهم فان ظهر لهم فقه غير فقههم فهو مردود عليه الا ان يكون مما لم يقع بيانه في زمانهم لا بالفعل و

وضع پر قایم رہیں اگر کوئی حکم اونکی احکام کی مخالف ظاہر کریں تو سب مردود ہی ہاں اگر ایسی حادثہ کا ہو کہ جسکا بیان اونکی زمانہ میں نہیں ہوا نہ فعل سی اور

لا بالقول ثم ينبغي له ان ينظر فيه على مقتضى قواعدهم في الاحكام الثابت عنهم فاذا كان على مقتضى

نہ قول سی اب یہہ چاہئی کہ اوس حکم میں اونکی قواعد کی موافق جو احکام میں ثابت کر گئی ہیں غور اور تامل کریں پھر اگر وہ حکم اونکی

اصولهم يقبل عنه والا فلا لان كل من اتى بعدهم يقول في بدعة انها مستحبة ثم ياتي على ذلك بدليل
قاعدہ اور اصل کی موافق ہو تو مقبول اور منظور ہی اور نہیں تو نہیں اسوسطی جو انکی بعد پیدا ہوتا گیا ہی بدعت کو مستحسن کہتا رہا ہی پہر اوسپر ایک دلیل لو نکی

خارج عن اصولهم فذلك غير مقبول منه لان التقليد والاقتداء بالغير بمجرد حسن الظن انما يجوز
اصول سی مخالف قایم کردیتا ہی سو یہہ دلیل اوسکی مقبول نہیں ہی اسوسطی کہ تقلید اور پیروی غیر کی صرف نیک گمان سی

لمن كان مجتهدا عدلا لا لمن كان مقلدا لكن لما انقطع الاجتهاد منذ زمان طويل نحصر طريق
مجتہد عادل ہی کی جایز ہی مقلد کی جایز نہیں ہی لیکن چونکہ اجتہاد ایک مدت درازسی نہیں ہی تو طریقہ

معرفة مذهب المجتهد في نقل كتاب معتبر متداول بين العلماء لمن كان قادرا على استخراجه
مجتہد کی مذہب دریافت کرنیکا بواسطہ نقل معتبر کتاب کی ہی جو علماء مین مستعمل ہوتی رہی ہو ایسی کی نئی جو اوسکی استخراج پر قادر ہو

او اخبار عدل موثوق به في علمه وعمله لمن لم يكن قادرا على استخراجه فلا يجوز العمل بكل كتاب
یا بواسطہ بیان عادل کی ہی جسکی علم اور عمل پر اعتماد ہو پہر ایسی کی واسطی جو قدرت استخراج کی نرکہتا ہو سو ہر کتاب پر عمل جایز نہیں ہی

اذ ظهر في هذا الزمان كتب جمعها ضعفاء الرجال من غير معرفة بحقيقة الحال ولا بقول كل عالم
اسلئی کہ اس زمانہ مین بہت کتابین ایسی ہین کہ جو ضعیف لوگون نی بدون دریافت حقیقت حال کی جمع کین ہین اور نہ ہر عالم کی کہنی پر عمل جایز ہی

اذ غلب الفسق في الناس بعد القرون الثلثة فالمستور في حكم الفاسق فلابد من العدالة المرجحة
اسوسطی کہ بعد قرون ثلثہ کی لوگون مین فسق غالب ہوگیا ہی پس مرد مستور الحال بہی فاسق کی مثال ہی پس ضرور ہی کہ عدالت صدق کو غالب کرنیوالی

لجانب الصدق ثم ههنا قاعدة مقررة لابد من معرفتها وهي ان المسئلة الفقهية اذا نقلت
موجود ہو پہر یہان ایک قاعدہ ٹہرا ہوا ہی اوسکی دریافت کرنا ضرور ہی وہ یہہ ہی کہ کوئی مسئلہ فقہی اگر نقل کیا جاوی

ينبغي ان ينظر فيها فان كان ماخذها معلوما مشهورا من الكتاب والسنة والاجماع فلا نزاع
تو اوسمین نظر کرنی چاہئی پہر اگر اوسکا اصل اور ماخذ معلوم اور مشہور ہو کتاب اور سنت اور اجماع سی تو اوسمین کسیکو

فيها لاحد وان لم يكن ماخذها معلوما بل كانت اجتهادية فان كان ناقلها مجتهدا يلزم على من
کچہہ خلاف نہین ہی اور اگر اوسکا ماخذ معلوم نہین ہی بلکہ وہ مسئلہ اجتہادی ہو پہر اگر اوسکا ناقل مجتہد ہی تو مقلد پر لازم ہی

كان مقلدا ان يتبعه ولا يلزم عليه ان يطلب منه دليلا لان كلام المجتهد دليل له وان لم يكن
کہ اوسکا اتباع کری اور دلیل طلب کرنی لازم نہین ہی اسلئی کہ مجتہد کا قول ہی اوسکی دلیل ہی اور اگر

ناقلها مجتهدا بل كان مقلدا فان نقلها من المجتهد فاثبت نقله منه يلزم الاتباع فيها ايضا
اوسکا ناقل مجتہد نہین بلکہ مقلد ہی پہر اگر اوسنی کسی مجتہد سی نقل کیا ہی اور نقل بہی ثابت کردی تو اوسمین بہی اتباع لازم ہی

وان لم ينقلها من المجتهد بل نقلها من قبل نفسه او من مقلد اخر او اطلق فان بين فيها دليلا شرعيا
اور اگر مجتہد سی نقل نہین کیا بلکہ اپنی طرف سی نقل کیا ہی یا اور مقلد سی نقل کیا ہی یا نام کسیکا نہین لیا پہر اگر اوسمین کوئی دلیل شرعی

فلا كلام فيها حينئذ وان لم يبين ينظر ان كان كلامه موافقا للاصول والكتب المعتبرة ولم يكن فيها خلاف
بیان کی ہی تو اوسمین اب بہی کچہہ کلام نہین ہی اور اگر دلیل نہین بیان کی تو اوسمین تامل کیا چاہئی اگر اوسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ سی مطابق ہی اور اوسمین خلاف بہی نہین ہی

يجوز العمل بها لكن ينبغي للعامل بها ان لا يقف في مقام تقليده بل يطلب منه دليلا على ما نقل وان كان
تو اوسپر بہی عمل جایز ہی لیکن عمل کرنیوالی کو چاہئی کہ صرف تقلید پر نہ رہ جاوی بلکہ اوس منقول پر اوس سی دلیل طلب کری اور اگر

كلامه مخالفا للاصول والكتب المعتبرة فلا يلتفت اليه اصلا اذ قد صرح العلماء بان ما لا يعلم
اوسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ سی مخالف ہو تو اوس طرف کچہہ توجہ نہین ہی اسوسطی کہ علما صاف کہہ چکی ہین جس مسئلہ کی صحت معلوم نہو

صحته لا یصح اتباعه وان لم یعلم بطلانه فضلا عما علم بطلانه المجلس التاسع عشر فی

اسکا اتباع صحیح نہین ہی اگرچہ بطلان بہی نہ معلوم ہو چہ جائیکہ اوسکا بطلان معلوم ہو انیسوین مجلس

بیان بدعیة صلوة النوافل بالجماعة کالرغائب وغیرها قال رسول الله صلی

اس بیان مین کہ نفلین جماعت سی ادا کرنی بدعت ہی جیسی صلوة رغایب وغیرہ فرمایا رسول اللہ صلی

الله علیه وسلم فی خطبة یوم النحر فی حجة الوداع ان الزمان قد استدار کهیئته یوم خلق السموات

اللہ علیہ وسلم نی یوم النحر کو حجة الوداع کی خطبہ مین بیشک زمانہ اوس ہیئت پر پہر گیا کہ جدن پیدا کیا اللہ نی آسمانون

والارض السنة اثنا عشر شهرا منها اربعة حرم ثلث متوالیات ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب

اور زمین کو سال بارہ مہینہ کا ہی اونمین سی چار مہینی حرام یعنی عزت کی ہین تین تو پی در پی ہین ذیقعد اور ذوالحجہ اور محرم اور رجب

مضر فرد الذی بین جمادی وشعبان هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو بکرة ومعناه ان الزمان

مضر والا اکیلا ہی جو درمیان جمادی الثانی اور شعبان کی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو بکرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ زمانہ

الذی انقسم الی الشهور والاعوام عاد الی ما کان علیه ورجعت السنة الی اصل الحساب الذی اختار

جسکی مہینی اور برس مقرر کئی ہین جیسی کہ اصل مین تہا پہیر ہوگیا اور سال بہی اوسہی اصلی حساب پر ہوگیا جو اللہ تعالی نی اختیار کیا ہی

الله تعالی یوم خلق السموات والارض وعاد الحج الی ذی الحجة بعد ما کان اهل الجاهلیة ازالوه من محله

جسدن کہ آسمانون اور زمین کو پیدا کیا تہا اور حج بہی ماہ ذیحجہ مین ہوگیا بعد ازان کہ کفار جاہلیت نی اوسکی محل سی ہٹا دیا تہا

بالنسیء الذی احدثوه وهو النسیء الذی ذکره الله تعالی فی کتابه وقال انما النسیء زیادة فی الکفر

نسی کا نیا طریقہ نکال کر یہہ وہ ہی نسی ہی جسکو اللہ تعالی اپنی کتاب مین ذکر کرتا ہی اور فرمایا یہہ جو مہینہ ہٹا دینا ہی سو بڑہتا ہی کفر مین

ومعناه تاخیر تحریم شهر الی شهر آخر فانهم فی الجاهلیة کانوا یعظمون الاشهر الحرم وراثة من ابرهیم

اسکی معنی ٹلا دینا ایک مہینی کی تحریم کا دوسری مہینی پر یہہ کفار جاہلیت مین اشہر حرام کی تعظیم ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام کی عہد سی

واسمعیل علیهما السلام وکانوا یحرمون فیها القتال حتی احدثوا النسیء فغیروا التحریم لانهم بسبب کون

کرتی چلی آتی تہی پشت در پشت اور ان مہینون مین جنگ وجدال کو حرام جانتی تہی یہان تک کہ اون کفار نی نسی کا طریقہ نکالا اور تحریم کو بدل ڈالا کیونکہ اکثر گذران

عامة معاشهم من الغارة کانوا اصحاب حروب وغارات فاذا جاء شهر حرام وهم فی حرب کان یشق علیهم

اور معاش اونکی لوٹ پر تہی اس لئی بڑی لڑنی والی اور لٹیری تہی جب مہینہ حرام آجاتا اور وہ لڑائی پر ہوتی تو اونکو اوس لڑائیکا ترک کرنا دشوار ہوتا

ترك الحرب فیحلونه ویحرمون مکانه شهرا آخر حتی رفضوا خصوص الاشهر واعتبروا مجرد العدد وربما

پہر اوس مہینہ کو حلال کر لیتی تہی اور اوسکی جگہہ اور مہینہ کو حرام ٹہرا دیتی تہی یہان تک خصوصیت ان مہینون کی ترک کر دی صرف گنتی کا اعتبار رکہا اور بعضی وقت

زادوا فی عدد شهور السنة وجعلوها ثلثة عشر واربعة عشر لیتسع لهم الوقت ولذلك ورد التنصیص

گنتی برس دن کی مہینون کی بڑہا کر ایک برس کو تیرہ مہینہ کا اور چودہ مہینہ کا ٹہرا دیتی تاکہ وقت مین گنجایش ہو جا اسہی واسطی حدیث مین کہول کر

علی العدد فی الحدیث فانه علیه السلام بین فیه ان السنة اثنا عشر شهرا وانها فی شرعه مقدرة

گنتی کو بیان کیا پس حضرت علیہ السلام نی فرمایا کہ برس دن بارہ مہینہ کا ہوتا ہی اور ہماری شرع مین اندازہ

بسیر القمر لا بسیر الشمس کما یفعله اهل الکتاب ومن هذه الاشهر القمریة اربعة حرم ثلث منها متوالیة

چاند کی رفتار کا ہی آفتاب کی رفتار کا نہین جیسا اہل کتاب کرتی ہین اور انہین قمری مہینون مین سی چار مہینہ حرام ہین تین اونمین سی پی در پی ہین

وهی ذو القعدة وذو الحجة والمحرم وواحد فرد وهو رجب وانما اضیف الی مضر فی الحدیث لان قبیلة

یعنی خالی دہ بیٹہ عید اور دہا اور ایک اکیلا ہی یعنی مریم روزہ اور حدیث مین اس مہینہ کو مضر کی طرف اس لئی نسبت کیا ہی کہ قبیلہ مضر

کانت

كانت تزيد فی تعظيمه واحترامه ولذلك نسب اليهم وقد كان فيه لاهل الجاهلية احكام منها
اسکی تعظیم اور حرمت بہت کرتا تھا اسی لیئے اونکی طرف منسوب ہوگیا اس مہینہ مین اہل جاہلیت کی بہت احکام تہی ایک یہہ حکم تہا

انهم كانوا يحرمون فيه القتال على ما سبق وكان تحريمه جاريا فی ابتداء الاسلام واختلف
کہ اسمین جنگ وجدال کو حرام جانتی تہی چنانچہ اوپر گزرا اور یہہ تحریم ابتداء اسلام مین بہی جاری تہی اور اسکی قایم رہنی مین علما کو

العلماء فی بقائه فذهب الجمهور الی نسخه واستدلوا عليه بان الصحابة اشتغلوا بعد النبی عليه السلام
اختلاف ہی جمہور کی نزدیک منسوخ ہی اس دلیل سی کہ صحابہ رضی اللہ عنہ بعد نبی علیہ السلام کی فتح بلاد مین مشغول رہی

بفتح البلاد ومواصلة القتال والجهاد فلم ينقل عن احد منهم انه توقف على القتال فی شیء من الاشهر
اور قتال اور جدال برابر کرتی رہی کسی سی یہہ منقول نہین ہوا کہ اشہر حرام مین سی کسی مہینی مین جنگ مین توقف کیا ہو

الحرام وهذا يدل على اجماعهم على نسخه ومنها انهم كانوا فی الجاهلية يذبحون فيه ذبيحة يسمونها
یہہ دلالت کرتا ہی کہ بالاجماع تحریم منسوخ ہوئی اور ایک یہہ حکم تہا کہ کفار جاہلیة بین اسمین قربانی ذبح کرتی تہی اسکا نام عتیرہ رکہہ چہوڑا تہا

عتيرة واختلف العلماء فی حكمها بعد الاسلام فالاكثرون على ان الاسلام ابطلها لما ثبت فی
اوسکی حکم مین بہی بعد اسلام کی علماء نی اختلاف کیا ہی اکثر علماء کا یہہ قول ہی کہ اسلام نی اسکو باطل کردیا چنانچہ

الصحيحين عن ابی هريرة انه عليه السلام قال لا فرع ولا عتيرة والفرع بفتحتين اول ولد تلده الناقة
صحیحین مین ابوہریرہ کی روایت سی ثابت ہی کہ آپ نی فرمایا نہ فرع ہی اور نہ عتیرہ اور فرع ساتہہ زبر فا اور را کی پہلا بچہ جو اونٹنی جنی

وكان اهل الجاهلية يذبحونه لالهتهم فی الجاهلية ويتبركون به والعتيرة ذبيحة كانت تذبح
اور اہل جاہلیت اوسکو اپنی بتون کی نام پر برکت کی واسطی جاہلیت مین ذبح کیا کرتی تہی اور عتیرہ ایک قربانی تہی

فی العشر الاول من رجب وتسمى رجبية وكان يتقرب بها اهل الجاهلية فی الجاهلية واهل الاسلام
جو رجب کی پہلی دہی مین ذبح کرتی تہی اسکا نام رجبیہ تہا اہل جاہلیة جاہلیت مین اسکو ثواب جانتی تہی اور اہل اسلام بہی

فی صدر الاسلام ثم نسخت بحديث لا فرع ولا عتيرة وقد روی عن الحسن انه قال ليس فی الاسلام
ابتداء اسلام میں پہر یہہ اس حدیث سی لا فرع ولا عتیرہ منسوخ ہوگیا اور حسن سی روایت ہی کہ آپ نی فرمایا اسلام مین عتیرہ نہین ہی

عتيرة وانما كانت العتيرة فی الجاهلية كان احدهم يصوم رجب ويعتر فيه وشبه الذبح فيه
عتیرہ جاہلیت ہی کا مین تہا بعضا اونہین سی رجب مین روزہ رکہتا اور عتیرہ ذبح کرتا اور رجب مین ذبح کرنیکو تشبیہ دی ہی

باتخاذه موسما وعيدا وروی عن طاؤس انه قال لا تتخذوا شهرا عيدا ولا يوما عيدا واصل هذا
کہ گویا موسم اور عید بنایا ہی اور طاؤس سی روایت ہی کہ آپ نی فرمایا مت بناؤ کسی مہینہ کو عید اور نہ کسی دن کو عید اور اسکی اصل یہہ ہی

ان المسلمين لا يجوز لهم ان يتخذوا وقتا من الاوقات عيدا الا ما جاءت الشريعة باتخاذه عيدا
کہ مسلمانون کو جایز نہین ہی کہ کسی وقت کو وقتون مین سی عید ٹہراوین سوا اوسکی جو شریعت مین عید ٹہر چکا ہی یعنی ہر ہفتہ مین

وهو فی الاسبوع يوم الجمعة وفی العام يوم الفطر ويوم الاضحى وايام التشريق واما ما عدا ذلك
جمعہ کا دن اور ہر سال مین دن عید الفطر کا اور دن بقرہ عید کا اور ایام تشریق کی اور جو ان دونو کی سوا ہین

فاتخاذه عيدا وموسما بدعة لا اصل له فی الشريعة المحمدية بل من اعياد المشركين وقد كانت لهم
سو اونکا عید اور موسم ٹہرانا بدعت ہی شریعت محمدی مین اوسکی کچھہ اصل نہین ہی بلکہ مشرکون کی عید ہی اور مشرکون کی

اعياد زمانية واعياد مكانية فلما جاء الاسلام ابطلها الله تعالى وعوض عن اعيادهم الزمانية
بہت عیدین تہین زمانی بہی اور عیدین مکانی بہی پہر جب اسلام آیا تو اللہ تعالی نی سب باطل کردی اور عوض مین اونکی زمانی عید کی

عيد الفطر وعيد النحر وايام التشريق ومن اعيادهم المكانية الكعبة وعرفات والمنى والمزدلفة
عید الفطر اور بقرعید اور ایام تشریق مقرر کردی اور انکی مکانی عید کی بدلے کعبہ اور عرفات اور منی اور مزدلفہ ٹھہرا دیا

وليس من هذه المواسم موسم ولا من هذه الاماكن مكان الا وفيه لله تعالى وظيفة من وظائف
اور ان موسموں میں سے نہ کوئی موسم اور نہ ان مکانوں میں کوئی ایسا مکان کہ جسمیں وظیفہ الٰہی اور وظیفۂ طاعت مقرر نہو

طاعاته يتقرب بها اليه ولطيفة من لطائف نفحاته يصيب بها من يشاء من عباده بفضله و
کہ سبب ہو تقرب کا طرف اللہ تعالی کی اور لطیفہ نہو لطایف خوشبو سے دیوی جسکو چاہی اپنی بندوں میں سے اپنی فضل اور

رحمته فالسعيد من اغتنم هذه المواسم والاماكن وتقرب فيها الى مولاه بما شرع فيها من وظائف
رحمت سے پس نیک بخت وہ شخص ہے جو غنیمت جانی ان موسموں اور مکانوں کو اور تقرب حاصل کری اپنی مولا سے بوسیلہ اون وظیفوں

الطاعات حتى يصيبه نفحة من تلك النفحات ويامن بها من عذاب النار وما فيها من اللفحات و
طاعات کی جو ان موسم اور مکانوں میں مشروع ہوئی ہیں یہاں تک کہ ایک لپٹ اوس خوشبو کی حاصل ہو اور اوسکی سبب سے آگ کے عذاب سے اور جو اوسکی اندر صدمات ہیں بچے اور

اما الصوم فيه فقد ورد فيه احاديث من جملتها ما رواه البيهقي في شعب الايمان عن انس انه عليه السلام
رجب میں روزہ کی بہت حدیثیں آئی ہیں اونہیں سے ایک وہ حدیث ہے جو بیہقی نے شعب الایمان میں انس سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا

قال في الجنة نهر يقال لها رجب اشد بياضا من اللبن واحلى من العسل من صام يوما من رجب
جنت کی اندر ایک نہر ہے اوسکا نام رجب ہے دودھ سے زیادہ سپید اور شہد سے زیادہ شیرین جو شخص ماہ رجب میں سے ایک دن روزہ رکھیگا

سقاه الله تعالى من ذلك النهر هذا في صيام بعضه واما صيام كله فلم يصح فيه بخصوصه شيء
اوسکو اللہ تعالی اوس نہر میں سے پانی پلاویگا یہہ سند ہے رجب کی تھوڑی روزوں کی اور روزہ تمام کامل مہینے کی سو خاص رجب کی باب میں کوئی سند

عن النبي عليه السلام ولا عن اصحابه وانما ورد في صيام الاشهر الحرم كلها ورجب احدها فيلزم ان لا ينهى
نبی علیہ السلام سے اور اصحاب سے ثابت نہیں ہے اور سند ہے تو تمام اشہر الحرام کی اس میں ہے اور انہیں کا ایک رجب بھی ہے اب لازم یہہ ہے کہ رجب کی

...وقد روى عن ابي قلابة انه قال في الجنة قصر لصوام رجب قال البيهقي ابو قلابة من
روزہ ... اور ابی قلابہ سے روایت ہے کہ کہتی تھی جنت میں ایک محل ہے جو رجب کی روزہ داروں کی لئی بیہقی کہتا ہے ابو قلابہ

كبار التابعين لا يقول مثله الا عن بلاغ عمن فوقه ممن سمع عن النبي عليه السلام نعم قد روى عن
... ایسا شخص ایسی بات بدوں سنی اپنی سے بڑوں سے کہ اونہوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو نہیں کہہ سکتا ہے ہاں ابن عباس کی روایت ہے

ابن عباس انه كره ان يصام رجب كله وكرهه امام احمد ايضا وقال يفطر منه يوما او يومين وحكى
... تھی کہ تمام رجب کی روزہ رکھی جاویں اور مکروہ جانتے تھے امام احمد بھی امام احمد کہتی ہیں کہ ایک یا دو دن افطار کر دی اور حکایت ہے

... عن ابن عباس لكن تزول كراهة صومه بان يصوم معه شهرا آخر وقد قال الماوردي في الاقناع
... ابن عباس سے لیکن جاتی رہتی ہے کراہت تمام رجب کی روزوں کی اسطور کہ اسکی ساتھ ایک اور مہینی کی روزی رکھے اور ماوردی اقناع میں کہتا ہے

يستحب صوم رجب وشعبان واما الصلوة فيه فلم يثبت فيه صلوة مخصوصة يختص به فعلى هذا
... مستحب ہی روزہ رجب اور شعبان کی اور نماز ماہ رجب کی اندر سو کوئی نماز خاص رجب ہی کی ثابت نہیں ہوئی ہی جو رجب ہی سے خصوصیت رکھتی ہو اس بیان کی موافق

ينبغي لمن كان له ديانة وذكاء ان لا يلتفت الى ما اكب عليه الناس في هذا الزمان ولا يغتر بشيوعه
سزاوار ہی جسکو دیانت اور عقل ہی کہ متوجہ نہووی اوس نماز پر کہ اوسپر ٹوٹی پڑی ہیں تمام لوگ اس زمانہ میں اور دھوکی میں نہ آوی

في دار الاسلام وكثرة وقوعه في البلاد العظام من صلوة الرغائب في ليلة الجمعة الاولى منه
دار الاسلام میں مشہور ہونی سے اور بڑی بڑی شہروں کی اندر عمل کرنی سے یعنی صلوۃ الرغائب جو رجب میں پہلی جمعہ کی شب میں پڑھتی ہیں

لما روی انه علیه الصلوة والسلام قال وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدث بدعة وکل بدعة ضلالة

اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی بچتی رہو نئی نئی باتوں سی کیونکہ ہر محدث یعنی نو ایجاد بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی

وفی حدیث اٰخر انه علیه السلام قال شر الامور محدثاتها وکل محدث بدعة وکل بدعة ضلالة فکل

اور ایک اور حدیث میں ہی کہ آپ نی فرمایا سب کاموں میں بدتر نو ایجاد ہیں اور ہر محدث بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی اب

من هذین الحدیثین یدل علی کون تلك الصلوة فی هذه اللیلة بدعة وضلالة لکونها من محدثات

یہہ دونو حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ یہہ نماز اس رات میں بدعت اور گمراہی ہی اسواسطی کہ نو ایجاد ہی

الامور لعدم وقوعها فی عصر الصحابة والتابعین ولا فی عهد الائمة المجتهدین بل حدثت بعد

نہ صحابہ کی عہد میں تہی اور نہ تابعین کی زمانہ میں اور نہ ائمہ مجتہدین کی وقت میں بلکہ ہجرت نبوی سی

المائة الرابعة من الهجرة النبویة ولذلك لم یعرفها المتقدمون ولم یتکلموا فیها وقد ذمها العلماء من اعیان

چوتہی صدی کی بعد پیدا ہوئی ہی اسی لئی متقدمین اسکو نہیں جانتی تہی اور نہ اسمیں کچھہ کلام کی ہی اور عمدہ علماء

المتاخرین وصرحوا بانه بدعة قبیحة مشتملة علی منکرات وقالوا الاحادیث الواردة فیها موضوعة

متاخرین نی اسکی برائی بیان کی اور صاف کہا ہی کہ یہہ نماز بدعت قبیحہ ہی اسمیں کئی منکرات ہیں اور کہا ہی کہ تمام حدیثیں اس باب کی وضعی ہیں

والمتهم بوضعها ابن جهضم وبعد هذا التصریح لا اعتداد بکونها مذکورة فی بعض الکتب والرسائل لانا انما نعرف

اور انکا واضع ابن جہضم کو کہتی ہیں اور جب علماء یہہ تصریح کر چکی تو پہر اسکا کیا اعتبار ہی کہ بعضی کتابوں اور رسالوں میں مذکور ہی اسواسطی کہ ہمکو

الدین وحصول الثواب والعقاب من الشارع لعدم استقلال العقل فیه فتلك الصلوة فی هذه اللیلة

دین اور حصول ثواب اور عقاب کا شارع سی معلوم ہوا ہی کیونکہ عقل اسباب میں مستقل نہیں ہی پس یہہ نماز اس رات میں

لم یصلها النبی علیه السلام ولا احد من الصحابة ولم یحث علیها فلا یحصل فیها الثواب بل یکون فعلها

نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی پڑہی اور نہ کسی نی اصحاب میں سی اور نہ کسی اور کو تعلیم کی پس اسمیں ثواب نہیں حاصل ہوگا بلکہ اسکا پڑہنا

عبثا یخشی منه العقاب کما قال صاحب مجمع البحرین فی شرحه ان رجلا یوم العید فی الجبانة اراد

عبث ہوگا اسمیں اندیشہ عقاب کا ہی چنانچہ صاحب مجمع البحرین اپنی شرح میں کہتا ہی کہ ایک شخص نی عید کی دن عید گاہ میں

ان یصلی قبل صلوة العید فنهاه علی فقال الرجل یا امیر المؤمنین انی اعلم ان الله تعالی لا یعذب علی الصلوة

دوگانہ عید الفطر سی پہلی نماز پڑہنی کا ارادہ کیا سو اوسکو حضرت علی نی منع کیا اوس شخص نی کہا یا امیر المؤمنین میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالی نماز پڑہنی پر عذاب

فقال علی وانی اعلم ان الله تعالی لا یثیب علی فعل حتی یفعله رسول الله صلی الله علیه وسلم او یحث علیه

پس علی نی کہا میں یہہ خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالی کسی کام پر ثواب نہیں دیتا جبتک کہ اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل میں نہ لاویں یا اور کو تعلیم کریں

فیکون صلاتك عبثا والعبث حرام فلعله تعالی یعذبك به وبمخالفتك لرسوله وقال ابن همام ما

اب تیری نماز عبث ہی اور عبث حرام ہی شاید کہ اللہ تعالی اس نماز پر تجھکو عذاب دی اور تیری اس مخالفت پر اپنی رسول سی ابن الہمام کہتا ہی جو عبادت

تردد من العبادات بین الواجب والبدعة یاتی به احتیاطا وما تردد بین السنة والبدعة یترکه لان ترك

مشکوک ہو درمیان واجب اور بدعت کی تو اوسکو واسطی احتیاط کی ادا کری اور جو عبادت مشکوک ہو درمیان سنت اور بدعت کی تو اوسکو ترک کری اسواسطی

البدعة لازم واداء السنة غیر لازم فتلك الصلوة مما تردد بین ما دون السنة والبدعة فتعین ترکها ولا

بدعت کا ترک ضروری ہی اور ادا سنت کا ضروری نہیں ہی اب یہہ نماز یعنی صلوة الرغائب ایسی ہی جو مشکوک ہی درمیان میں کمتر کی سنت سی اور بدعت کی پس اوسکو چہوڑنا

یحل لاحد فعلها لا منفردا ولا جماعة لان الجماعة فیها بدعة ایضا اذ ادنی مرتبتها ان یکون نفلا مع ... مع

چاہئی کسیکو اسکا پڑہنا حلال نہیں ہی نہ اکیلی اور نہ جماعت سی اسواسطی کہ اسمیں جماعت بہی بدعت ہی اسلئی کہ انکا ادنی مرتبہ یہہ ہی کہ نفل ہو اور کتب معتبرہ میں

فی الکتب المعتبرة کالکافی وغیره ان الفقهاء اتفقوا علی کراهة الجماعة فی النوافل عدا التراویح والکسوف والخسوف

جیسے کافی وغیرہ صاف مذکور ہے کہ فقہاء بالاتفاق قائل ہیں کہ سوای تراویح اور صلوۃ کسوف اور خسوف

والاستسقاء اذا کان سوی الامام اربعة وقالوا ان التطوع بالجماعة انما یکره اذا کان علی سبیل التداعی بان

اور استسقاء کی نفلوں کی جماعت مکروہ ہے اگر سوای امام کی چار آدمی ہوجاویں اور کہتے ہیں کہ نوافل جماعت سے جب مکروہ ہیں کہ وہ جماعت بطور اجتماع کی ہو ایسا

یجتمع جماعة فوق الثلثة ویقتدوا بواحد واما لو اقتدی واحد او اثنان بواحد لا یکره وفی الثلثة اختلاف و

کہ تین سے زیادہ جمع ہوکر ایک کو امام کرلیں اور اگر ایک مقتدی ایک امام ہو یا دو مقتدی ایک امام ہو تو مکروہ نہیں ہے اور تین مقتدی ہوں تو اسمیں اختلاف ہے

فی الاربعة یکره اتفاقا وقد ثبت فی الاصول ان الاداء بالجماعة فیما شرعت فیه الجماعة کالمکتوبات والجمعة و

اور چار مقتدی ہوں تو بالاتفاق مکروہ ہے اور اصول میں ثابت ہوچکا ہے کہ ادا کرنا نماز کا جماعت سے جن نمازوں میں جماعت جایز ہے جیسے فرایض پنجگانہ اور نماز جمعہ

العیدین والتراویح والوتر فی رمضان اداء کامل وفی غیرها عیب و نقصان بمنزلة الاصبع الزائدة وتلك الصلوة

اور عیدین اور تراویح اور رمضان میں وتر یہہ اداء کامل ہے اور انکے سوا اور نمازیں جماعت سے عیب دار اور ناقص ہیں جیسے چھٹی اونگلی اور یہہ نماز

لیست منها فتکون الجماعة فیها عبثا ونقصانا ولو بعد النذر لان التنفل بالجماعة مکروه ومعصیة والنذر

اون نمازوں میں داخل نہیں ہے پس جماعت اس نماز کی عیب اور نقصان ہے اگرچہ منت مانی ہو اسلئے کہ نفلیں جماعت سے مکروہ اور گناہ ہے اور منت کرنی

بالمعصیة لا یجوز ولا یلزم الوفاء به لما ثبت فی صحیح البخاری عن عائشة انه علیه السلام قال من نذر

گناہ کی جایز نہیں ہے اور اوسکا پورا کرنا بہی لازم نہیں ہے اسواسطے کہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے طاعت

ان یطیع الله فلیطعه ومن نذر ان یعصی الله فلا یعصه فهذا الحدیث یدل علی ان النذر انما یجب الوفاء به اذا

الٰہی کی منت مانی تو لازم ہے کہ پوری کرے اور جسنے معصیت کی منت مانی معصیت ہرگز پوری نکرے تو یہہ حدیث اسپر دلالت کرتی ہے کہ نذر جب ہی پوری کرنی واجب ہوتی ہے کہ

کان فی طاعة الله تعالی والمراد بطاعة الله ههنا ما لیس بواجب ولا معصیة لان النذر مفهوم الشرعی ایجاب

طاعت الٰہی کی ہو اور مراد طاعت سے اسباب میں وہ ہے جو واجب نہو اور نہ معصیت ہو اسواسطے کہ شرع میں نذر کی معنی واجب کرلینا

المباح فلا ینعقد فی الواجب ولا فی المعصیة بل ان وقع فی المعصیة یحرم الوفاء به ویلزم الکفارة کما فی الیمین

مباح کا پس امر واجب اور گناہ میں نذر ذمہ پر نہیں آتی بلکہ اگر معصیت کی نذر مانی تو اوسکا پورا کرنا حرام ہے اور کفارہ لازم ہوجاتا ہے جیسے قسم میں

لان حکمه حکم الیمین عند کثیر من العلماء منهم ابو حنیفة واصحابه وحجتهم ما روی عن عایشة انه

اسواسطے کہ نذر اور قسم کا اکثر علماء کی نزدیک ایک حکم ہے امام ابو حنیفہ اور انکے یاروں کا یہی مذہب ہے اور دلیل انکی وہ ہی حدیث ہے عائشہ کی روایت سے

علیه السلام قال لا نذر فی معصیة وکفارته کفارة یمین وفی حدیث آخر رواه ابن عباس انه علیه السلام

کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے نذر معصیت میں اور اوسکا کفارہ مانند کفارہ قسم کی ہے اور ایک اور حدیث میں ابن عباس کی روایت سے ہے کہ آپ نے فرمایا

قال من نذر نذرا فی معصیة فکفارته کفارة یمین فان قیل صلوة التسبیح اصلها ثابت عن النبی علیه

جسنے کہ کوئی منت مانی گناہ کی تو اوسکا کفارہ کفارہ قسم کا سا ہے اگر کوئی پوچھے صلوۃ التسبیح کی اصل تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے

فهل یجوز اداؤها بالجماعة بعد النذر فی هذه اللیلة فالجواب ان الجماعة فی النوافل لما کانت مکروهة کراهة تحریم

پس اسکا بہی جماعت سے ادا کرنا منت کی بعد اسی رات میں جایز ہے یا نہیں اسکا جواب یہہ ہے جب نفلوں میں جماعت مکروہ تحریمی ٹہری

لکونها بدعة کان النذر بها مکروها ایضا فلا یجوز ارتکابه لا سیما مع وجود تخصیص الوقت بل تجب علی الخلق

بسبب بدعت ہونے کی تو اسکی نذر بہی مکروہ ہے تو اب اسطور پر ادا کرنا جایز نہیں ہے خاص ایسی حال میں کہ وقت بہی خاص کر رکہا ہو بلکہ خلق کی ذمہ

اتباع الحق وان لم یدرکوا ما فیه من المصالح والاحتراز عن البدع والمحدثات وان لم یفهموا ما فیها من المفاسد

اتباع حق کا واجب ہے اگرچہ اوسکی خوبیوں سے واقف نہوں اور بدعت اور محدثات سے احتراز کرنا واجب ہے اگرچہ اوسکی مفاسد کو نہ سمجھتے ہوں

فان مفاسدها کثیرة من جملتها ان کل ما احدث من الاعمال فی یوم من الایام او فی لیلة من اللیالی

کیونکہ اسکی مفاسد بہت ہین چنانچہ انمین سی ایک یہہ ہی کہ ہر بدعت عملی مخصوص کسی دن مین تمام ایام مین سی یا کسی رات مین تمام راتون مین سی

لا بد ان یکون من یعمل بہ معتقدا ان ذلک الیوم افضل من سائر الایام والعمل فیہ افضل من العمل فی سائر

ضرور اوسکی عمل کرنیوالیکا یہہ عقیدہ ہوگا کہ یہہ دن تمام دنون مین افضل ہی اور اسدن مین عمل تمام اعمال سی جو اور دنون مین ہو افضل ہی

الایام وان تلک اللیلة افضل من سائر اللیالی والعمل فیہا افضل من العمل فی سائر اللیالی اذ لولا ھذا الاعتقاد فی قلبہ لما اقدم علی تخصیص

اور یہہ رات تمام راتون مین افضل ہی اور اس رات مین عمل اور راتون کی اعمال سی افضل ہی اسوسطی کہ اگر یہہ عقیدہ اوسکی دلمین ہوتا تو کبہی روزہ اوس دن کا خاص

ذلک الیوم بصیام وتلک اللیلة بقیام لان النبی علیہ السلام نہی عن تخصیص بعض الاوقات بصلوة او صیام ورخص فی ذلک اذا لم یکن علی وجہ التخصیص

کرتا اور کیون اوس رات کا جاگنا خاص کرتا اسلئی کہ منع کیا ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی خاص کرلینا بعضی وقت کا واسطی نماز کی یا روزہ کی اور اگر روزہ اور نماز کی خصوصیت کی ساتھ نہ

کما روی عن ابی ھریرة انہ علیہ الصلوة والسلام قال لا تخصوا لیلة الجمعة بقیام من بین اللیالی ولا تخصوا

اسواسطی کہ روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ فرمایا نبی علیہ السلام نی کہ جمعہ کی رات کو واسطی جاگنی کی تمام راتون مین سی مت خاص کرو

یوم الجمعة بصیام من بین الایام الا ان یکون فی صوم یصومہ احدکم فعلم من ھذا ان الفساد انما نشأ من تخصیص

روز جمعہ کو واسطی روزہ کی تمام دنون مین سی مت خاص کرو مگر یہہ کہ آجاوی دن جمعہ کی وہ روزہ جسکو رکہا کرتا ہو اس سی معلوم ہوا کہ یہہ فساد اسہی سی پیدا ہو کہ خاص کیا

ما لا اختصاص لہ فی الشرع وھذا المعنی موجود فیما نحن فیہ لان الناس انما یخصون تلک اللیلة بما

ایسی وقت کو جسکی شرع مین کچہہ خصوصیت نہین ہی اور یہہ ہی خصوصیت جس نماز مین ہم بحث کرتی ہین موجود ہی یعنی رغائب اسواسطی کہ اوس شب کو اس نماز کی واسطی

یفعلونہ فیہا لاعتقادھم ان فیما یفعل فیہا فضیلة زائدة علی ما یفعل فی غیرھا فلما لم یکن فیہ فضیلة منعوا

اسہی اعتقاد سی خاص کرتی ہین کہ جو عبادت یا نماز اس رات مین ادا ہو گی اوسکو بڑی فضیلت ہی اوس عبادت پر جو اور راتون مین ادا ہو اور اوس سب مین جو کہ یہہ فضیلت

عن التخصیص اذ لا ینبعث التخصیص الا عن اعتقاد الاختصاص فمن قال اعتقادی ان الصلوة فی تلک

تو خصوصیت سی منع کردیا اسلئی کہ خصوصیت خصوصیت کی اعتقاد سی پیدا ہوتی ہی اب جو شخص کہی کہ میری اعتقاد مین اس رات مین نماز

اللیلة والصوم فی ذلک الیوم کما فی غیرھما ومع ذلک انی خصہما بالصوم والصلوة فلا بد ان یکون باعثہ

اور اس دنمین روزہ ایسا ہی ہی جیسی اور رات دنون مین پہر بہی مینی اون دونو رات اور دن کو واسطی روزہ اور نماز کی خاص کر رکہا ہی بس ضرور ہی کہ اسکا باعث

اما موافقة اھل الدنیا لحاجتہ عندھم وخوف اللوم او اتباع العادة او نحو ذلک وفساد الکل ظاھر لان کل ذلک

یا اہل دنیا کی موافقت ہو گی اونسی کار برائی کی لئی یا اندیشہ طعنہ زنی کا یا پیروی عادت کی یا ایسا ہی کوئی اور امر ہوگا اور ان سب باتون کا فساد ظاہر ہی

ریاء والریاء بالعبادة حرام مع ان من یعمل بما ھو بدعة مع اعتقادہ انہ غیر مشروع فی الدین یکون فاسقا

ریاء کی باتین ہین اور عبادت مین ریا کرنی حرام ہی اور یہہ ہی کہ بدعت کا عمل کرنیوالا اس اعتقاد سی کہ یہہ عبادت دین کی اندر جایز نہین ہی فاسق

غیر مبتدع وان عمل بہ مع اعتقادہ انہ مشروع فی الدین یکون فاسقا ومبتدعا فکثیر من اھل الزمان یصلون

غیر بدعتی ہوتا ہی اور اگر عمل کری اس اعتقاد سی کہ یہہ دین کی اندر جایز ہی تو فاسق اور بدعتی ہوتا ہی پس اس زمانہ کی اکثر آدمی یہہ نماز

تلک الصلوة فی ھذہ اللیلة بجمع کثیر مع اعتقادھم انہا مشروعة فی الدین فیلزم ان یکونوا بفعلہم ھذا فساقا

اس شب مین بڑی بڑی جماعت سی ادا کرتی ہین اس اعتقاد سی کہ دین کی اندر جایز ہی اب لازم آتا ہی کہ وہ لوگ اس نماز پڑہنی سی فاسق

مبتدعین لعملہم البدعة مع اعتقادھم انہا عبادة مشروعة فی الدین وقد کان من عادتہم اذا انکر علیہم

اور بدعتی ہون اس بدعت کی عمل کرنی پر اس اعتقاد سی کہ یہہ عبادت دین کی اندر جایز ہی اور اونکی یہہ عادت ٹہری ہوئی ہی کہ جب اونکو منع کرین

ان یقولوا ھذا خیر من الاشتغال بالمعاصی فی مثل ھذہ اللیلة فان ھؤلاء المساکین لو تاملوا تامل الانصاف

تو کہنی لگتی ہین یہہ عبادت ایسی رات مین گناہ کرنی سی تو بہتر ہی بیشک یہہ مساکین اگر تامل کرکر انصاف کرتی

لوجدوا هذا العمل اشد ضررا من فعل المعاصي لان من يفعل المعاصي يعلم حرمة ما فعل فربما يستغفر عنه
توجانتی کہ یہہ عمل معاصی سی ضرر مین سخت تر ہی اسواسطی کہ جو شخص گناہ کرتا ہی توجانتا ہی کہ مجھسی گناہ واقع ہوا تو اکثر اس سی توبہ کرکر مغفرت مانگتا ہی

ويندم عليه ويحصل له الذلة والانكسار بخلاف هؤلاء فانهم باعتقادهم انها قربة وعبادة مشروعة
اوراوسپر شرمندہ ہوتا ہی اوراوسکو ذلت اور انکسار حاصل ہوتا ہی برخلاف اس گروہ کی یہہ گروہ اس اعتقاد کی سبب کہ یہہ ثواب اور عبادت مشروعہ ہی

في الدين لا يستغفرون منها ولا يندمون عليها بل يحصل لهم المباهاة والافتخار وهذا ما يذكر عن ابليس
دین مین نہ تو استغفار کرتی ہین اور نہ اسپر شرمندہ ہوتی ہین بلکہ اونکو اوسپر ناز اور افتخار حاصل ہوتا ہی یہہ ہی ہی جو ابلیس سی حکایت کرتی ہین

انه قال قصمت ظهور بني ادم بالمعاصي والاوزار وقصموا ظهري بالتوبة والاستغفار فاحدثت لهم
کہ کہتا ہی مینی بنی آدم کی پشت معاصی اور گناہ کی بوجھ سی توڑدی اور بنی آدم نی میری پشت توبہ اور استغفار سی توڑدی مینی اونکی لئی

ذنوبا لا يستغفرون منها ولا يتوبون عنها وهي البدع في صورة العبادة ولذلك قيل البدعة شر من الفسوق
ایسی گناہ تجویز کئی ہین کہ نہ اونسی استغفار کرین اور نہ اونسی توبہ کرین یعنی بدعتین ظاہر مین عبادت اسی لئی کہتی ہین کہ بدعت فسق سی بدتر ہی

فان من يفعل البدعة يزعم انه في طاعة وعبادة فيكون شاقا لله تعالى ولرسوله لاستحسانه ما كرهه
کیونکہ بدعتی اپنی تئین طاعت اور عبادت مین مصروف جانتا ہی سو یہہ اللہ تعالی پر اور اوسکی رسول پر دشوار گذرتا ہی کیونکہ یہہ نیک سمجھتا ہی جسکو

الشرع ونهى عنه وهو الاحداث في الدين فانه تعالى قد شرع لعباده من العبادات ما فيه كفاية لهم واكمل
شرع نی برا جانا اور منع کیا یعنی بدعت دین کی باب مین بیشک اللہ تعالی مقرر کرچکا ہی اپنی بندون کی لئی اتنی عبادات جنمین انکو کفایت ہی اور کامل کرچکا ہی

دينهم واتم عليهم نعمته كما اخبر به في كتابه اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ فالزيادة
اونکا دین اور پوری کرچکا ہی اونپر اپنی نعمت چنانچہ اپنی کتاب مین اسکی خبر دی ہی آج کامل کیا مینی واسطی تمہاری دین تمہارا اور پوری کی تمپر اپنی نعمت پس کامل پر

على الكمال نقصان واختلال وليس لاحد ان يقول تلك الصلوة وان كانت بدعة الا ان فيها الاذكار وقراءة
کچھہ زیادہ کرنا نقصان ہوتا ہی اور عیب اور نہین ہوسکتا کہ کوئی یہہ کہی یہہ نماز اگرچہ بدعت ہی پر اس نماز مین اللہ کا ذکر ہی اور قرآن کی

القرآن فيرجى الثواب في مقابلة تلك الاذكار والقراءة اذ يقال له ان تلك الصلوة لما كانت بدعة وضلالة كانت الاذكار والقراءة
تلاوت ہی پس امید ہی کہ اس ذکر اور تلاوت قرآن کا تو ثواب ہوا سواسطی کہ جواب یہہ ہی یہہ نماز جب بدعت اور گمراہی ٹہری تو تمام ذکر اور تلاوت جو

الواقعة فيها من قبيل خلط الطاعات بالمعصية وهو معصية اخرى اشد استقباحا من الاولى فيجب الاحتراز عنها وكذا ليس لاحد ان يقول لا منع من تلك
اوس نماز مین ہی ایسی ہی کو یا طاعات مین معصیت ملا جلادی اب یہہ ایک اور معصیت ہی پہلی سی بہی بدتر سو اس نماز سی احتراز ہی کرنا چاہئی ایسی ہی نہیں ہوسکتا جو کوئی یہہ کہی

الصلوة لقوله تعالى اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ولا ان يستدل على خيريتها بما روى انه عليه السلام
اس نماز سی بنا پر اس آیت کی ممانعت نہیں تو نی دیکہا وہ جو منع کرتا ہی بندی کو جب نماز پڑہی اور نہ یہہ مجال کہ کوئی استدلال کری اسکی خوبی پر اس حدیث سی کہ آپ نی

قال الصلوة خير موضوع اذ يقال له ما قلت انما هو في صلوة لا يخالف الشرع بوجه من الوجوه وتلك
فرمایا نماز خوب ہی وضع کی ہوئی اسواسطی کہ یہہ جواب ہی کہ یہہ حدیث ایسی نماز کی حق مین ہی جو کسی وجہ سی شرع کی خلاف نہو اور یہہ

الصلوة مخالفة للشرع من وجوه على ما ذكره العلماء في تصانيفهم منها الاعتماد على الحديث الموضوع
نماز شرع کی خلاف کئی وجہ سی ہی چنانچہ علماء نی اپنی اپنی تصانیف مین ذکر کیا ہی ایک یہہ کہ وضع حدیث پر اعتماد کیا

فانه اذا ثبت كونه موضوعا يخرج من المشروعية ويكون مستعملة من خدام الشيطان ومنها فعلها
کیونکہ جب اوسکا وضعی ہونا ثابت ہوا تو مشروعیت سی خارج ہوئی اب اوسپر عمل کرنیوالا شیطان کا خادم ہی اور ایک یہہ کہ

بالجماعة ... الجماعة في النوافل مكروهة فكيف فيها ومنها تخصيصها بليلة الجمعة وقد ورد النهي عن تخصيص
جماعت سے ادا کرنا ... در جماعت مطلق نفلون مین مکروہ ہی انمین کیون نہو اور ایک یہہ کہ خصوصیت شب جمعہ کی اور حال یہہ کہ نہی آچکی خاص کرنی

ليلة الجمعة بقيام ويومها بصيام ومنها اسراج السرج الكثيرة لاجلها وذلك لا يجوز لكونه تبذيرا
شب جمعہ سی واسطی جاگنی کی اور خاص کرتی دن جمعہ کی سی واسطی روزہ کی اور ایک یہہ کہ اسکی لئی روشنی خوب کرتی ہین اور یہہ جایز نہین ہی کہ اسراف ہی

والتبذير حرام بنص القران ومنها اعتقاد العامة انها سنة بل كثير من العوام يعتقدون فرضا
اور اسراف حرام ہی نص قرآن سی ثابت اور ایک یہہ کہ عوام اوسکو مسنون سمجھتی ہین بلکہ اکثر عوام فرض جانتی ہین

حتى انهم يتركون الفرائض ولا يتركونها بل يعدونها راس جميع الصلوة المفروضة بسبب فعلها وحضورها
یہان تک کہ وہ لوگ فرض کو تو ترک کردین اور اس نماز کو نہ چھوڑین بلکہ اسکو تمام فرض نماز ونسی افضل شمار کرتی ہین کیونکہ اوسکو پڑھتی ہین اور اوسمین

بعض من الاكابر ممن لا يحضر الجماعة في المكتوبات ومنها اتخاذها وظيفة من وظائف الدين وشعيرة من
وہ عمدہ لوگ حاضر ہوتی ہین جو فرایض کی جماعت مین حاضر نہین ہوتی اور ایک یہہ کہ اسکو ایک وظیفہ دین کی وظیفون مین سی اور ایک نشان

شعائر المسلمين حتى ان الحكام ينبهون الائمة والمؤذنين ان لا يغفلوا عنها في هذه الليلة بل يظهرون النداء
مسلمانی کی نشانیون مین سی مقرر کیا ہی یہان تک کہ حاکم وقت امام اور مؤذن کو خبردار کردیتی ہین کہ ایسا نہو غفلت سی اس رات مین قضا ہوجاوی بلکہ منادی کرتی ہین

بان من لا يصليها يضرب ضربا شديدا ويعزلون الامام الذين يتخلف عنها كما جرى كل ذلك في بعض
کہ جو شخص اس نماز کو نہین پڑھیگا تو خوب پٹی گا اور امام کو موقوف کردیتی ہین جو اتفاقا نہ پڑھی چنانچہ یہہ تمام حال بعضی وقتون مین

الاوقات في بعض البلاد فياليتهم فعلوا مثل ذلك في الفرائض والواجبات وهذه هي الفتنة التي قال فيها
بعضی شہرون مین گذرا ہی پس کاشکی ایسی تاکید فرایض اور واجبات مین کرتی اور یہہ وہ ہی فتنہ ہی جسکی باب مین

ابن مسعود كيف انتم اذا لبستكم فتنة يهرم فيها الكبير وينشأ فيها الصغير تجري على الناس يتخذونها سنة
ابن مسعود نی کہا ہی تمہارا کیا حال ہوگا جب تمکو فتنہ گھیر لی کہ بڑا ہوجاوی اوسمین کبیر اور جوان ہوجاوی اوسمین صغیر عادت ہی لوگون کی کہ اوسکو سنت ٹھہرالیتی ہین

اذا غيرت قيل غيرت السنة او هذا منكر وكان يقول ايضا اياكم وما يحدث من البدع فان الدين لا يذهب
جب تونی بدلا تو کہین تونی سنت کو تبدیل کیا یا یہہ بیجا ہی اور ابن مسعود یہہ بھی کہتی تہی بچتی رہو نو احداث بدعتون سی کیونکہ دین ایک بار ہی

من القلوب بمرة ولكن الشيطان يحدث لكم بدعا حتى يذهب الايمان من قلوبكم فعلى هذا يجب على
دلون مین سی نہین نکلیگا لیکن شیطان تمہاری لئی بدعتین پیدا کریگا یہان تک کہ ایمان تمہاری دلون مین سی نکل جاویگا اس بیان کی موافق ہر ہر مسلمان پر

كل مسلم ان يحذر من الاغترار والميل الى شيء من البدع والمحدثات ويصون دينه عن العوائد التي استانس
واجب ہی کہ بچتا رہی فریفتگی اور غفلت اور توجہ سی طرف تمام بدعات اور محدثات کی اور اپنی دین کو عادات سی بچاوی جس مین الفت پکڑی

بها وتربى عليها فانها سم قاتل قل من سلم من افاته وظهر له الحق معها لان لها حلاوة في قلوب اهلها
اور پرورش پائی بیشک یہہ زہر قاتل ہی اسکی آفات سی کم بچتی ہین اور اسکی ساتھ حق کبھی نہین ظاہر ہوتا اسلئی کہ اسکا مزہ بدعتیون کی دل مین ایسا آیا ہی

يستحسنها طباعهم فلا يتركونها ولذلك كان هشام بن عروة يقول لا تسئل الناس عما احدثوه فانهم قد
کہ اونکی دل اسکو پسند کرتی ہین سو کبھی نہ چھوڑین گی اسی لئی ہشام بن عروہ کہتی تہی کہ لوگونسی کیا پوچھتی ہو بدعات کو اسکا تو اونہون نی

اعدوا له جوابا لكن اسئلوهم عن السنة فانهم لا يعرفونها يسرنا الله اليوم العمل بالسنة والاحتراز عن بدعة
جواب تیار کر رکہا ہی لیکن اونسی یہہ پوچھو سنت کیا ہی یہہ سنت کو نہین جانتی الله تعالی ہمکو آج سنت پر عمل آسان کری اور بدعت سی بچاوی

المجلس العشرون في بيان فضائل الحج المبرور وبيان البدعة فيه قال رسول الله صلى الله عليه
بیسوین مجلس بیان مین فضایل حج مبرور کی اور بیان حج کی بدعتون کا فرمایا رسول الله صلی الله علیہ

وسلم من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة
وسلم نی جسنی حج کیا واسطی الله کی پہر نہ فحش کہا سامنی عورتون کی اور نہ بدکاری کی ایسا پاک ہوجاویگا جیسا جنا اوسکو اوسکی ما نی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی

ومعناه ان من حج واجتنب جميع ما فيه اثم من القول والفعل غفرت ذنوبه والمراد من الذنوب الصغائر
اسکی معنی یہہ ہین کہ جسنی حج کیا اور بچا تمام گناہون قولی اور فعلی سی اوسکی گناہ معاف ہوجاوینگی اور گناہونسی مراد صغیرہ گناہ ہین
لان الكبيرة لا يكفرها الا التوبة واما الصغيرة فلها مكفرات كثيرة ورد بها السنة كالصلوات الخمس
اسلئے کہ کبیرہ گناہ کا کفارہ سوای توبہ کی کچہہ نہین ہی اور گناہ صغیرہ کی جہوڑانیوالی بہت چیزین ہین یہہ حدیث مین آیا ہی جیسی نماز پنجگانہ
والجمعة وصوم رمضان وغيرها فان كل واحد من مباني الاسلام يكفر الذنوب والخطايا فيهدمها
اور نماز جمعہ اور روزی رمضان کی اور سوا اسکی بیشک ہر ہر اصول اسلام مین سی گناہ اور خطا کا کفارہ ہی کہ سب برابر کردیتا ہی
فكلمة لا اله الا الله لا تبقي ذنبا ولا يسبقها عمل والصلوة الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى
بس کلمہ لا الہ الا اللہ کوئی گناہ باقی نہین جہوڑتا اور نہ اس سی کوئی عمل فایق ہی اور نمازین پنجگانہ اور روز جمعہ سی جمعہ تک اور رمضان سی
رمضان مكفرات لما بينهن ما اجتنب الكبائر والصدقة تطفي الخطيئة كما يطفئ الماء النار والحج
رمضان تک کفارہ ہین درمیان کی گناہونسی جبتک کہ کبیرہ سی بچتا رہی اور صدقہ خیرات خطاؤن کو بجہا دیتا ہی جیسی پانی آگ کو بجہا دیتا ہی اور حج
الذي لا رفث فيه ولا فسق يخرج صاحبه من ذنوبه كيوم ولدته امه لما روي انه عليه السلام قال
جسمین نہ فحش ہو ساتہی عورتون کی اور نہ بدکاری تو حاجی گناہونسی ایسا پاک ہوجاتا ہی جیسی اوسکی ماں نی جنا تہا کیونکہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا
من قضى نسكه وسلم المسلمون من يده ولسانه غفر ما تقدم من ذنبه وما تاخر وفي الصحيحين انه عليه السلام
کہ جسنی تمام لوازم حج کی ادا کئی اور تمام مسلمان اوسکی ہاتہہ اور زبانسی سلامت رہی تو اوسکی تمام گناہ پہلی اور پچہلی معاف ہوئی اور صحیح مسلم اور بخاری مین ہی کہ آپ نی
قال الحج المبرور ليس له جزاء الا الجنة واختلف العلماء في كون الحج المبرور مكفرا للكبائر والصحيح انه لا يكفرها
فرمایا کہ جزاء حج مبرور کی سواء جنت کی اور نہین اور علماء نی اختلاف کیا ہی آیا حج مبرور کبیرہ گناہون کا کفارہ ہوتا ہی یا نہین صحیح یہہ ہی کہ کفارہ نہین ہوتا
ومن قال انه يكفرها ليس مراده انه يسقط عن مرتكبها قضاء ما لزمه من العبادات والديون والمظالم
اور جو قایل ہی کہ کبیرہ کا کفارہ ہوتا ہی تو اوسکی مراد یہہ نہین ہی کہ مرتکب کبیرہ کی ذمہ سی قضا عبادات اور قرضون اور حقوق کی جو اوسپر لازم ہین ساقط ہوجاتی ہی
وانما مراده انه يكفر عنه تاخير قضاء ما لزمه فانه اذا فرغ منه يطالب بفعل ما لزمه فان لم يفعل
اوسکی مراد یہہ ہی کہ جو اوسکی ذمہ ہی اوسکی تاخیر قضا کا کفارہ ہوتا ہی بیشک جب وہ اس سی فارغ ہوچکیگا تو جو اوسکی ذمہ ہی اوسکی ادا کا مطالبہ ہوگا اگر اسنی
مع قدرته عليه يكون مرتكبا للكبيرة لان والحج المبرور هو الذي لا يخالطه اثم وقيل هو المقبول وهذا
باوجود قدرت کی ادا نکیا تو مرتکب کبیرہ کا اب ہوگا اور حج مبرور وہ ہوتا ہی جسمین کوئی گناہ نہ ملی اور کہتی ہین وہ حج مقبول ہوتا ہی اور یہہ
المعنى قريب من الاول وعلامة كون الحج مبرورا ان يترك صاحبه سيئ ما كان عليه من عمله ويتوجه الى
معنی پہلی ہی سی معنی ہین اور حج مبرور ہونی کی نشانی یہہ ہی کہ حاجی تمام اعمال بد جو کرتا تہا سب ترک کردی اور اپنی رب کی طاعت مین
طاعة ربه ويسعى في اصلاح نفسه وقيل علامة كون حج الانسان مقبولا ان يزداد بعد الحج خيرا ولا يعاود
مصروف ہورہی اور اپنی اصلاح نفس مین سعی کرتا رہی اور کہتی ہیں کہ حج کی مقبول ہونی کی علامت ہی کہ حج کی بعد نیکو کاری زیادہ ہوجاوی اور گناہ کو چہوڑکر
المعاصي بعد الرجوع ويترك قرباء السوء فان من استلم الحجر فقد بايع الله تعالى ان يجتنب معاصيه
پہر کبہی عمل مین نہ لاوی اور بد ہمنشینون کو ترک کردی بیشک جسنی حجر اسود کو بوسہ دیا اوسی اللہ تعالی سی بیعت کی کہ اوسکی نافرمانی نہ کریگا
ويقوم بحقوقه فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا
اور اوسکی تمام حقوق ادا کریگا پہر جو کوئی قول توڑی سو توڑتا ہی اپنی بری کو اور جو کوئی پورا کری جسپر قرار کیا اللہ سی وہ دیگا اوسکو عوض بڑا
يشير الى هذا ما روي عن ابن عباس انه قال الحجر الاسود يمين الله تعالى في الارض فمن استلمه وصافحه فكانما
سی کی طرف اشارہ کرتی ہی روایت ابن عباس کی کہ فرمایا حجر اسود اللہ تعالی کا زمین مین داہنا ہاتہہ ہی جسنی اوسپر بوسہ دیا اور مصافحہ کیا گویا

صافح الله تعالى وقبّل يمينه وقال عكرمة الحجر الاسود يمين الله تعالى في الارض فمن لم يدرك بيعة
الله تعالی سی مصافحہ کیا اور اوسکا ہاتھ چوما اور عکرمہ کہتا ہی حجر اسود داہنا ہاتھ ہی الله تعالی کا زمین مین جسکو بیعت رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی
رسول الله فمسح الركن فقد بايع الله ورسوله وورد في الحديث ان الله تعالى لما استخرج من ظهر آدم
میسر نہین ہوئی پھر اوسنی رکن کو ہاتھ سی چھوا تو اوسنی بیشک الله اور اوسکی رسول سی بیعت کی اور حدیث مین آیا ہی کہ الله تعالی نی جب آدم کی پشت مین سی
ذريته واخذ عليهم الميثاق كتب ذلك في رق ثم استودعه هذا الحجر الاسود وقيل فمن حج اذا استلم الحجر فانه
اوسکی اولاد کو نکالا اور اونسی عہد لیا الست بربکم کا اوسکو پوست آہو پر لکھ کر اس حجر اسود مین امانت رکھدیا اور کہتی ہین کہ حاجی جب حجر اسود کو بوسہ دیتا ہی تو گویا
يجدد البيعة ويلتزم الوفاء بالعهد المتقدم فينبغي له اذا رجع من الحج ان يحافظ ما عاهد الله عليه
از سر نو بیعت کرتا ہی اور اگلی عہد کا پورا کرنا اپنی ذمہ پر لیتا ہی اب یہہ ہی لایق ہی کہ جب حجر اسود کی پاس سی جدا ہو تو الله سی جو عہد کیا ہی
عند استلام الحجر اذ يقبح هذا لمن كمل مباني الاسلام ان يشرع في نقض ما بني بالمعاصي فان علامة
وقت بوسہ دینی حجر اسود کی اوسکی حفاظت کری کتنا برا ہی کہ مبانی اسلام کی پورا کر کر اون مبانی کا نقض معصیت سی شروع کری کیونکہ نشانی
قبول الطاعة ان توصله بطاعة اخرى بعدها وعلامة ردها ان توصل بمعصية بعدها وما احسن
اطاعت مقبول ہونی کا یہہ ہی کہ اوس طاعت کی بعد اور طاعت کر کر ملا تا جاوی اور نشانی مردود ہونیکا یہہ ہی کہ بعد اوسکی معصیت ہونی لگی اور کیا خوب ہی
الحسنة بعد الحسنة وما اقبح السيئة بعد الحسنة فقد قيل ذنب بعد التوبة اقبح من سبعين ذنبا
طاعت بعد طاعت کی اور کیا برا ہی بدی بعد طاعت کی کیونکہ کہتی ہین ایک گناہ توبہ کی بعد بدتر ہی ستر گناہ سی
قبلها فان النكث صعب من المرض الاول فالحاجّ اذا كان حجه مبرورا يغفر له ولمن استغفر له
توبہ کی پہلی کیونکہ دوبارہ مرض کا عود کرنا اول مرض سی سخت ہوتا ہی پس حاجی اگر اوسکا حج مبرور ہوتا ہی تو وہ بخشا جاتا ہی اور جسکی واسطی مغفرت مانگی
واذا رجع يرجع وذنبه مغفور ودعائه مستجاب ولذلك يستحب تلقيه والسلام عليه وطلب الاستغفار
اور جب وہ ہٹتا ہی تو اس حال مین کہ اوسکی گناہ معاف اور اوسکی دعا مقبول ہی اسی لئی مستحب ہی اوس سی ملنا اور سلام علیک کرنی اور اوس سی مغفرت کی دعا کرانی
منه لما روي عن ابن عمر انه عليه السلام قال اذا لقيت الحاج سلم عليه وصافحه ومره ان يستغفر
موافق روایت ابن عمر کی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جب تو کسی حاجی سی ملی تو سلام علیک کر اور مصافحہ کر اور عرض کر کہ تیری لئی اپنی گھر مین جانی سی پہلی
لك قبل ان يدخل بيته فانه مغفور له وروي عن الحسن انه قال اذا خرج الحاج فشيعوهم وزودوهم الدعاء
مغفرت مانگی کیونکہ وہ بخشا ہوا ہوتا ہی اور حسن سی روایت ہی کہ کہتی تہی جب حاجی حج کی لئی روانہ ہوں تو اونکی ساتھ جاکر رخصت کرو اور دعا
فاذا فعلوا فالقوهم وصافحوهم قبل ان يخالطوا الذنوب فان البركة في ايديهم لكن من قليل يكون حجه مبرورا
توشہ دو پہر جب وہ حج کر کر آوین تو اونسی ملو اور مصافحہ کرو پہلی اس سی کہ وہ گناہوں مین مبتلا ہوں کیونکہ اونکی ہاتھوں مین برکت ہی پر بہت کم شخص ہین جنکا حج مبرور ہوتا ہی
قيل لابن عمر ما اكثر الحاج فقال وما اقلهم وقال ايضا الركب كثير والحاج قليل وانما قال ذلك لظهور البدع
کسی نی ابن عمر سی کہا حاجی کتنی بہت ہین اونی جواب دیا کہ حاجی بہت تہوڑی ہین اور یہہ بہی کہا سوار تو بہت ہین پر حاجی تہوڑی ہین یہہ اسی لئی کہا کہ حجاج مین بدعات
والمنكرات الكثيرة بين الحجاج فاعظمها فتنة واكبرها مصيبة واكثرها وقوعا وبلية ترك اكثرهم الصلوة
اور منکرات بہت ہوتی ہین پس بڑا فتنہ اور بڑی معصیت اور بڑی بلا جو اکثر واقع ہوتی ہی یہہ ہی کہ اکثر حاجیون کی نماز چھوٹتی ہی
ومن لم يتركها يضيع وقتها ويجمعها على غير الوجه الشرعي وذلك حرام بالاجماع ومن علم انه اذا خرج
اور جو نماز نہین ترک کرتا تو وقت کو کہو دیتا ہی اور برخلاف وجہ شرعی کی جمع کر کر ادا کرتا ہی اور یہہ بالاتفاق حرام ہی اور جو جانتا ہی کہ جب وہ حج کی لئی جاویگا
الى الحج تفوته صلوة واحدة يحرم عليه الحج رجلا كان او امرأة لان من يترك صلوة واحدة لا يكفرها اقل
تو اوسکی ایک نماز فوت ہوگی تو اوسکو حج کو جانا حرام ہی مرد ہو یا عورت اسواسطی کہ جسکی ایک نماز قضا ہوتی ہی تو اوسکا عوض ستر حج سی کم مین

من سبعین حجة فیکون کمن ضیّع الف دینار فی طلب درهم واحد فاذا کان کذلك فعلی الحاج ان یلازم

نہین ہوتا پہر یہہ شخص ایسا ہی کہ ایک درہم کی واسطی ہزار دینار خراب کئی جب حال یہہ ہی تو حاجیون کو ضرور ہی کہ نماز مین

الصلوة فی وقتها بالجماعة عند التیسیر وبالانفراد عند التعسر مع الاحتیاط عن التیمم حال کفایة

وقت پر آسانی مین جماعت سی اور تنگی کی وقت تنہا ادا کیا کرین پر تیمم سی احتیاط کرین اگر پانی غلبۂ ظن مین

الماء للوضوء والشرب له ولرفیقه باعتبار غلبة الظن وعن الوضوء بماء نجس وعن الصلوة قبل وقتها

واسطی وضوء اور پینی اسکی اور اسکی رفیق کی کافی ہو اور احتیاط وضوء کی ناپاک پانی سی اور احتیاط نماز کی وقت کی پہلی سی

ومع الاجتهاد فی امر القبلة فی موضع الاشتباه ومن منکرات الحاج تزیین الجمل بالحلی من الذهب

اور کوشش کرین سمت قبلہ مین اشتباہ کی مقام مین اور حاجیون کی بدعات مین سی ہی اونٹ کا سونی اور چاندی کی گہنی سی

الفضة والقلائد والاساور والباس الحریر وتزیین المشاعل بذلك ایضا یفعلون ذلك عند خروجهم

اور قلادہ اور کنگن سی اور حریر پہنا کر سنگار کرنا اور ایسی ہی زیب و زینتون سی مشعلین روشن کرنی ہی اور یہہ سانگ جب اپنی شہر سی رخصت

من بلدهم ورجوعهم الیه وعند دخولهم مکة والمدینة وهم اثمون فی جمیع ذلك وبشارکهم فی الاثم

ہوتی ہین اور جب بہنکر پہر اپنی شہر مین داخل ہوتی ہین اور جب مکہ اور مدینہ مین داخل ہوتی ہین تو کیا کرتی ہین اور وہ سب ان بدعات کی کرنی پر گنہگار ہوتی ہین

من یتطاول لرویة ذلك ویستحسنه او یسکت عنه ومن منکراتهم ایضا خروج النساء عند ذهابهم

جو دیکہنی کو جاتی ہین اور اسکو نیک سمجہتی ہین یا چپ ہوکر منع نہین کرتی اور حاجیون کی بدعات مین سی یہہ بہی ہی کہ عورتین اونکی جاتی وقت

وعند مجیئهم فان الواجب علی المراة قعودها فی بیتها وعدم خروجها من منزلها وعلی الزوج منعها عن

اور آتی وقت ساتہہ نکلتی ہین کیونکہ عورتون پر اپنی کہر مین بیٹہی رہنا اور اپنی رہنی کی مقام ہی باہر نجانا واجب ہی اور شوہر پر اونکا روکنا نکلنی سی

الخروج ولو اذن لها وخرجت کانا عاصیین والاذن قد یکون بالسکوت فهو کالقول لان النهی عن

واجب ہی اور خاوند نی اگر اوسکو اجازت دی اور وہ نکلی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت کبہی چپ رہنی سی بہی ہوتی ہی وہ ایسی ہی جیسی بات سی کہنا اسواسطی کہ باز رکہنا

المنکر فرض وان خرجت بغیر اذن زوجها یلعنها کل ملك فی السماء وکل شئ یمر علیه الا الانس والجن وقد

بدی سی فرض ہی اور اگر وہ بغیر اجازت خاوند کی نکلی تو اوسپر تمام فرشتی آسمان کی اور جس جس چیز پر کو گذرتی ہی بجز انسان اور جن کی سب لعنت کرتی ہین اور

جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال ما ترکت بعدی فتنة اضر من النساء فخروج النساء فی هذا الزمان

حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ مینی کوئی فتنہ اپنی بعد بدتر عورتون سی نہین چہوڑا سو نکلنا عورتون کا اپنی کہرون مین سی

من بیوتهن من اکثر الفتن لاسیما الخروج المحرم کخروجهن خلف الجنازة ولزیارة القبور وعند خروج الحجاج

اس زمانہ مین بڑا ہی فتنہ ہی جسپہ حرام وجہ سی نکلنا بدتر ہی جیسا جانا عورتون کا جنازہ کی پیچہی اور قبرون کی زیارت کو اور حاجیون کی رخصت کی وقت

ومجیئهم والخیر لهن قعودهن فی بیوتهن وعدم خروجهن عن منزلهن الا تری انه تعالی امر خیر نساء الدنیا و

و اونکی آتی وقت اونکی حق مین گہرون کی اندر بیٹہی رہنا ہی اور اپنی منزل سی باہر نہونا ہی بہتر ہی کیا نہین جانتا کہ الله تعالی دنیا مین سی بہترین عورتون کو

هن ازواج النبی علیه السلام بعدم الخروج من بیوتهن فقال وَقَرْنَ فِی بُیُوتِکُنَّ وهذا النظم الکریم وان نزل فیهن

کہ وہ ازواج مطہرات نبی صلی الله علیہ وسلم کی ہین گہرون مین سی نکلنی سی منع کرتا ہی فرمایا اور قرار پکڑو اپنی کہرون مین اور یہہ آیت بزرگ اگرچہ ازواج مطہرات کی حق مین

الا ان حکمه یعم الجمیع لما تقرر ان خطابات القران تعم الموجودین وقت نزوله ومن سیوجد الی یوم القیمة

پر اسکا حکم سب کی حق مین عام ہی کیونکہ اصول مین ٹہر چکا ہی کہ احکام خطابی قرآن شریف کی تمام موجودین کو وقت نزول کی اور اونکو جو قیامت تک پیدا ہونیوالی ہین

ومن منکراتهم ایضا ان بعض من لا یجب علیهم الحج من الفقراء یخرجون معهم بلا زاد ویقولون نحن متوکلون

اور حاجیون کی منکرات مین سی یہہ بہی ہی کہ جن پی مقدورون پر حج فرض نہین ہی وہ بہی اونکی ساتہہ ہوجاتی ہین بی توشہ خالی ہاتہہ اور کہتی ہین کہ ہم توکل پر ہین

فیکونون کلًّا علی الناس وثقلا علیهم غیر منفکین عن ابرامهم بالسؤال والسؤال حرام وهم یرتکبون

پہر وہ لوگون پر بہاری پڑتی ہین اور دستور رہوتی ہین اونکی بہیک مانگنی سہین چہوٹتی اور حال یہہ ہی کہ مانگنا حرام ہی اور وہ اس حرام کو امر اوجبی کی

ذلك الحرام لاداء ما لم یجب علیهم بل یترکون کثیرا من الصلوات الخمس ویقعون فی انواع المعاصی فیکون

ادا کی لئی اختیار کرتی ہین بلکہ اکثر اوقات نمازین پنجگانہ مین سی ترک کرتی ہین اور قسم قسم کی معاصی مین گرفتار ہوتی ہین پہر وہ ہی

سبب کمالهم وزیادتهم سببا لنقصانهم وخسرانهم وقد قال بعض المفسرین یاتی علی الناس زمان یحج اغنیاءهم

سبب جو اونکی خوبی اور زیادت کا ہی باعث اونکی نقصان اور خسارہ کا ہوجاتا ہی اور بعضی مفسرین نی کہا ہی لوگون پر ایسا زمانہ آویگا جسمین دولتمند تو

للترفه واوساطهم للتجارة وقراءهم للریاء والسمعة وفقراءهم للمسئلة ولا یبعد ان یقال وسراقهم للسرقة

حج کرینگی واسطی عیش تن آسانی کی اور درمیانہ لوگ تجارت کی واسطی اور قاری واسطی ریا اور دکہلاوی کی اور فقرا واسطی مانگ کہانی کی اور بعید نہین کہ یہہ بہی کہین اور چور

والحاصل ان الحج قد صار فی هذا الزمان فتنة ومحنة لکثیر من الناس حیث لا ینظرون فیما اوجبه الله تعالی

اور حاصل یہہ ہی کہ حج اس زمانہ مین بہت لوگون کی حق مین فتنہ اور محنت ہوگیا ہی اسواسطی کہ وہ ہی نگاہ نہین کرتی کہ اللہ تعالی نی اونپر کیا کیا

علیهم فیه من حقوقه وحقوق عباده فانه تعالی اوجب علیهم الحج بشرط الاستطاعة وهی تقتضی

اپنی حق اور اپنی بندون کی حق واجب کئی ہین بیشک اللہ تعالی نی اونپر حج اس شرط سی فرض کیا ہی کہ استطاعت ہو یعنی اتنی

القدرة علی ما یکفی الانسان مما یحتاج الیه مدة ذهابه ومجیئه من ماکول ومشروب ومرکوب

قدرت ہو کہ انسان کو حاجات کی لئی جانی اور آنی کی مدت مین کفایت کرجاوی کہانی کو اور پینی کو اور سواری کو

فمن الناس من یخرج الی الحج بلا زاد وراحلة لفقره فربما یهلك فی الطریق عند حاجته الی الاکل والشرب

پہر بعضی لوگ جو حج کی واسطی نادار ہیکی خالی ہاتہہ بی توشہ اور سواری روانہ ہوجاتی ہین تو اکثر راستہ کی اندر کہانی اور پینی

والرکوب فیموت عاصیا لان الله تعالی نهاه عن السفر علی تلك الحالة ومن خرج الی الحج من غیر ان

اور سواری کی محتاج ہو کر تباہ ہوتی ہین پہر گناہگار ہو کر مرتی ہین اسواسطی کہ اللہ تعالی نی ایسی حالت مین سفر سی منع کیا ہی اور جو شخص حج کو جاوی بدون

یملك ما یکفیه وقصد فی خروجه ان یسئل الناس ما یحتاج الیه فی وقت ضرورته من اکل وشرب ورکوب

اتنی مقدور کی کہ اوسکی واسطی کافی ہو اور ارادہ کری کہ یہانسی نکلتی ہی لوگون سی حاجت کی چیز کہانا پینا سواری ضرورت کی وقت مانگ لینی کی

فقد اساء اکبر اساءة لان الغالب من حال الحجاج ان یتزود کل واحد منهم قدر کفایته لمشقة الحمل وبعد

تو اوسنی بہت ہی برا کیا اسواسطی کہ اکثر حاجیون کا حال یہہ ہی کہ توشہ موافق کفایت اپنی باربرداری اور درازی راہ کی لیکر جاتی ہین

الطریق فمن سافر معهم بلا زاد فانه یضایقهم فی زادهم فیکون سفره هذا اذی لنفسه ولغیره واکثر من

پہر جو خالی ہاتہہ اونکی ساتہہ ہوجاوی تو اوسنی اونکی توشہ مین مہانی مانگی کا پہر اوسکا یہہ سفر وبال ہوگا اوسکو بہی اور اورونکو بہی اور اکثر ایسا کام

یفعل هذا هم الذین لا یعرفون شرائط الدین واحکام الاسلام ولا یقصدون طاعة الله تعالی وطاعة

وہ ہی کرتی ہین جو شرایط دین کی اور احکام اسلام کی نہین جانتی اور نہ اونکو طاعت الٰہی اور اتباع رسول سی کچہہ غرض ہوتی ہی

رسوله بل یقصدون قضاء ما تشتهیه نفوسهم من رؤیة الاماکن البعیدة الغریبة ورؤیة مکة

بلکہ اپنی دل کی ارمان نکالتی ہین دیکہنا عجیب و غریب دور کی شہرون کا اور دیکہنا مکہ

والمدینة والتفرج علی الناس فی مجامعهم اذ یاتون من کل فج عمیق وان یقال له الحاج لا همة له الا

اور مدینہ کا اور سیر کرنا لوگون کی مجلسون کا اسواسطی کہ وہان دور دور کی لوگ آتی ہین اور حاجی کہلائین اسکی اتنی ہی ہمت تہی

ذلك ومنهم من یزین له الشیطان صحبة الرکب ولا مقصود له الا اخذ اموال الناس من سرقة

اور بعضون کی دلمین شیطان ڈالدیتا ہی اونکا مقصود صرف یہہ ہی ہوتا ہی کہ لوگون کا مال چوراکر

او غصب لو کیف یمکن فان الشیطان یجتهد دائما فی ایقاع بنی آدم فی الشر فیفتح له بابا من الخیر لیوقعه
یا چھین کر یا جسطرح بنی بھیجی کیونکہ شیطان ہمیشہ یہہ کوشش کرتا رہتا ہی کہ بنی آدم کو برائی مین مبتلا کری پہر اونکی لیئی ظاہر مین دروازہ خیر کا کھول کر

فی انواع المعاصی والمحرمات فی السر ومن منکراتهم ایضا انهم فی اکثر الاحوال یضیعون حقوق میتهم اذ قد
درپردہ قسم قسم کی معاصی اور حرام اور برائی مین مبتلا کردیتا ہی اور حاجیون کی منکرات مین سی یہہ بہی ہی کہ وہ اکثر حال مین اپنی مردہ کا حق تلف کردیتی ہین

یموت واحد من رفقائهم حین کونهم نازلین فلا یغسلونه ولا یکفنونه ولا یصلون علیه بل یرتحلون
جب کوئی اونکا رفیق منزل مین اوترتی ہوئی مرجاتا ہی پہر اوسکو نہ تو نہلا دین اور نہ کفن دین اور نہ اوسپر نماز جنازہ کی پڑہین بلکہ وہانسی کوچ کرتی ہین

ویترکونه هناك ضایعا بلا دفن ویقعون فی الآثام لان کل واحد من هذه الامور من فروض الکفایة التی
اور مردہ کو اوسی جگہہ بی دفن ڈال جاتی ہین اور گناہ مین پہنستی ہین کیونکہ یہہ سب باتین فرض کفایہ ہین اگر کوئی ایک بہی

اذا ترك واحد منها یاثم الکل وقد یموت حین کونهم ذاهبین فی الطریق فیرمونه فی مکان قفر بلا دفن ویاکله
متروک ہو تو سب گنہگار ہون اور بعضی وقت رستہ مین چلتی ہوئی مرجاتا ہی تو پہر اوسکو یونہین جنگل بیابان مین بی دفن کئی پہینک جاتی ہین اوسکو گیدڑ

السباع وسبب ارتکابهم امثال هذا الجرائم خوفهم ان یاخذ البیت المال ماله ویختارون متاع
بہیڑیی کہا جاتی ہین اور ایسی ایسی یہہ تمام گناہ صرف اس خوف کی ماری کرتی ہین کہ مبادا اوسکا مال بیت المال مین داخل ہوجا سو یہہ لوگ دنیا کی پونجی کو

الدنیا علی الآخرة ویضیعون امثال هذه الفروض ویقعون فی الآثام فکیف یکون حجهم مبرورا والحاصل
آخرت کی مقابلہ مین پسند کرتی ہین اور ایسی ایسی فرض باتون کو ضایع کرکر گنہہ مین مبتلا ہوتی ہین اب کیونکر اونکا حج مبرور ہوگا حاصل یہہ ہی

ان من یرید ان یکون حجه مبرورا یلزمه ان یحج باقامة ارکانه وواجباته وسننه ویحترز فی الاحرام
جو شخص چاہی کہ اوسکا حج مبرور ہووی تو اوسکو لازم ہی کہ حج مین تمام ارکان اور واجبات اور سنن ادا کری اور احرام کی مدت مین تمام

عن محظورات الاحرام وعن سائر المعاصی کلها کبائرها او صغائرها ویتوب قبل الاحرام عن الذنوب کلها
منہیات سی جو احرام مین ہین اور تمام اور معاصی کبائر اور صغائر سی احتراز کری اور احرام سی پہلی تمام گناہون سی توبہ کرکر

باداء الفروض والواجبات وارضاء الخصوم فی حقوق العباد ویکون طعامه وشرابه ولباسه ومرکبه من
فرض اور واجبات ادا کری اور حقوق العباد مین مدعیون کو راضی کری اور اوسکا کہانا اور پینا اور پہننا اور سواری

الحلال لا من الحرام اذ قد اختلف الفقهاء فیمن یحج بمال حرام هل یصح حجه ام لا فعند الامام احمد لا یصح ویجب
حلال مال مین سی ہو حرام مین سی نہو اسواسطی کہ فقہا نی اختلاف کیا ہی کہ جو شخص حرام مال سی خرچ کرکر حج کری تو آیا اوسکا حج ادا ہوجاتا ہی یا نہین امام احمد کی نزدیک

علیه ان یحج ثانیا بمال حلال وعند الثلثة یصح حجه ویسقط عنه الفرض ولا یجب علیه الاعادة لکن
اوسکا حج صحیح نہین ہوتا اوسپر واجب ہی کہ حج دوبارہ مال حلال سی کری اور تینون امامون کی نزدیک اوسکا حج تو صحیح ہی اور اوسکی ذمہ سی فرض ادا ہوگیا اور اوسپر حج دوبارہ بہی واجب نہین لیکن

لا یکون حجه مبرورا لان الشرط فی کون الحج مبرورا الاجتناب عن کل ما نهی الله عنه مع اداء الحج بشروطه
اوسکا حج مبرور نہین اسواسطی کہ حج مبرور کی لیئی یہہ شرط ہی کہ اللہ کی تمام منہیات سی اجتناب کری اور حج کو تمام شرائط

وارکانه وواجباته وسننه وادابه فشرائطه نوعان شرائط الاداء وشرائط الوجوب اما شرائط الاداء
اور ارکان اور واجبات اور سنن اور آداب کی ساتھہ ادا کری پس اوسکی شرطین دو قسم کی ہین ایک شرط ادا کی ہی اور ایک شرط واجب ہونی کی ہی شرط ادا کی

فهی الزمان والمکان والاحرام وشرائط الوجوب فهی العقل والبلوغ والحریة والاستطاعة وسلامة
تو وقت ہی اور مکان ہی اور احرام ہی اور شرط وجوب کی عقل اور جوانی اور آزادگی اور قدرت مالی اور صحت

البدن وامن الطریق فکون امن الطریق من شرائط الوجوب اختلف العلماء فی وجوب الحج فی هذا الزمان
بدنی اور امن رستہ کا پس امن رستہ کا جو شرط وجوب کی ہی اسلئی علما کو اختلاف پیدا ہوا کہ اس زمانہ مین حج فرض ہی یا نہیں

لانقطاع الامن بظهور القرامطة وغيرهم من الفساق والسراق فقال ابو القاسم الصفاري لا اشك
كيونكه امن رسته كا جاتا رہا بسبب غلبه قرامطه وغيره فساق اور چورون كى ابو القاسم صفارى كہتى ہين عورتون كى ذمه سى

في سقوط الحج على النساء في هذا الزمان وانما اشك في سقوطه عن الرجال وقال ايضا لا ارى الحج فرضا منذ عشرين
حج كى ساقط ہونى مين اس زمانه كى اندر كچهه شك نہين ہى شك اسمين ہى كه مردون كى ذمه سى بہى ساقط ہى يا نہين اور يہه بہى كہا ہى كه مين حج كو فرض نہين جانتا

سنة منذ خرجت القرامطة والبادية عندي دار الحرب وقال ابو بكر الاسكاف ولا اقول الحج فريضة
بيس برس كى مدت سى جب سى قرامطه پيدا ہوئى ہين اور باديه ميرى نزديك دار الحرب ہى اور ابو بكر اسكاف كہتى ہين مين نہين قايل ہون كه

في زماننا قاله في سنة ست وعشرين وثلثمائة وافتى ابو بكر الرازي ان الحج قد سقط عن اهل بغداد
اب ہمارى وقت مين حج فرض ہى يہه گفتگو سنه تين سو چهبيس كى ہى اور ابو بكر رازى نى يہه فتوى ديا ہى كه حج اس زمانه مين اہل بغداد كى ذمه سى

في هذا الزمان وبه قال جماعة من المتاخرين قيل وانما قالوا ذلك لان الحاج لا يتوصل الى الحج الا بالرشوة
بيشك ساقط ہوگيا اور ايسى ہى اور متاخرين كہتى ہين اور كہتى ہين كه عدم فرضيت كى اسلوسطى قائل ہوئى ہين كه حاجى قرامطه وغيره كو رشوت دئى بغير

الى القرامطة وغيرهم فيكون الطاعة سببا للمعصية فمتى صارت الطاعة سببا للمعصية يرتفع
ہرگز حج نہين كرسكتى اب طاعت سى معصيت ذمه آئى جب طاعت معصيت كا سبب بنى تو پہر طاعت نہين رہتى

الطاعة لكن ذكر في القنية ان من قدر على الحج يجب عليه الحج وان علم انه يؤخذ منه المكس اذ لو سقط
ليكن قنيه مين يہه مذكور ہى كه جسكو حج كى طاقت ہو تو اوسپر حج فرض ہى اگرچه يہه جانتا ہو كه اوس سى خراج ليا جاويگا اسلوسطى كه اگر اتنى خوف سى

الحج به فمتى يعمل بقوله تعالى وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ وسئل ابو الحسن الكرخي عمن لا يخرج الى الحج خوفا
حج ساقط ہوجاوى تو پہر اس آيت پر كب عمل ہوويگا اور واسطى الله كى ہى لوگون پر حج بيت الله كا ابو الحسن كرخى سى پوچها حال اوسكا جو مارى خوف

من القرامطة فقال ماسلمت البادية عن الآفات يعني ان البادية لا تخلو عن الآفات لقلة الماء وشدة
قرامطه كى حج كو نہين جاتا اونى جواب ديا باديه آفات سى سالم نہين ہى يعنى باديه آفات سى كبهى خالى نہين ہى بسبب كوتاہى پانى اور شدت

الحر وهيجان الريح السموم وقال الفقيه ابو الليث ان كان الغالب في الطريق السلامة يجب وان كان
گرمى اور تيزى ہوا لون كى اور فقيه ابو الليث كہتى ہين اگر راسته مين احتمال غالب سلامتى كا ہى تو حج فرض ہى اور اگر احتمال

الغالب خلاف ذلك لا يجب وعليه الاعتماد وفرائضه الاحرام والوقوف بعرفة وطواف الزيارة فان فات
غالب تلفكا ہى تو واجب نہين ہى اسى قول پر اعتماد ہى اور فرائض حج كى يہه ہين احرام اور عرفات پر ٹہرنا اور طواف الزيارة اگر ان تينون مين سى

واحد منها بطل حجه ويجب قضائه في العام القابل وواجباته السعي بين الصفا والمروة والوقوف
ايك بہى فوت ہوگا تو حج باطل ہوجاويگا پہر سال آينده مين اوسكى قضا واجب ہوگى اور واجبات حج كى يہه ہين صفا اور مروه كى بيچ مين دوڑنا اور

بالمزدلفة ورمي الجمار والحلق او التقصير وطواف الصدر للآفاقي فان ترك شيئا منها يجوز حجه و
مزدلفه مين ٹہرنا اور جمرات مين كنكر مارنى اور سر منڈانا يا بال كتروانى اور طواف الصدر سوا مكه والون كى پس اگر كوئى واجب ان واجبات مين سى ترك كيا تو حج تو جايز

عليه الدم وما عدا ذلك سنن وآداب ووقته شوال وذو القعدة وعشر ذي الحجة ويكره الاحرام للحج
ہوگا پر اوسپر ذبح لازم ہى اور سوا ان فرايض اور واجبات كى سنن اور اداب ہين اور حج كا وقت ماه شوال اور ماه ذيقعده اور دس دن ذى الحجه كى ہين اس مدت سى پہلى احرام حج كا باندهنا

قبل ذلك لان الاحرام يطول فربما يقع في الحرام ولا يكون حجه مبرورا فان من احرم للحج والعمرة وارتكب
مكروه ہى اسليئى كه مدت احرام كى دراز ہوجاوى كى سو اكثر حرام مين واقع ہوجاتا ہى پہر اوسكا حج مبرور نہوگا كيونكه جسنى احرام حج كا يا عمره كا باندها پہر كوئى قسم كى

شيئا من محظورات الاحرام بلا عذر يخرج حجه عن ان يكون مبرورا وان تاب الى الفور لان التوبة ترفع
ممنوعات مين سى بى عذر عمل كيا تو اوسكا حج مبرور نہين رہتا اگرچه فى الفور توبه كرى اسلوسطى كه توبه سى گناه معاف ہوجاتا ہى

الاثم ولا ترفع ما وقع من نقصان ثواب الحج لان الشرط في كون الحج مبرورا ان لا يقع في حال الاحرام ذنب
اور جو نقصان حج کی ثواب مین ہو گیا وہ نہین موقوف ہوتا اسواسطی کہ شرط حج کی مبرور ہونی کی یہہ ہی کہ احرام کی اندر
من الذنوب بلا عذر والاحرام النية والتلبية وهما ركنان في الاحرام لا يصح الاحرام باحدهما دون الاخر
بلا عذر کوئی گناہ کسی طرح کا نہونی پاوی اور احرام کی دو جز ہین نیت اور تلبیہ یہہ دونو احرام کی رکن ہین احرام ایک سی بدون دوسری کی
فمن اراد الاحرام يتوضأ او يغتسل والغسل افضل وينزع المخيط ويلبس ثوبين ازارا ورداء جديدين
صحیح نہین ہوتا جو شخص احرام باندہی پہلی وضو کری یا نہاوی اور نہانا افضل ہی سیئین کپڑی اوتار ڈالی صرف دو کپڑی پہن لی تہمد اور چادر نئی ہون
او غسيلين والجديد افضل ويقص شاربه ويقلم اظفاره ويحلق عانته ثم يصلي ركعتين و
یا دہوئی ہوئی نئی ہون تو بہتر ہی مونچہین کترواوی اور ناخون ترشواوی اور موئی نہانی مونڈی پہر دو رکعت نماز ادا کری
يقول بعد السلام اللهم اني اريد الحج فيسره لي وتقبله مني ثم يلبي ويقول برفع الصوت لبيك اللهم
پہر بعد سلام کی یہہ پڑہی الہی مین حج کیا چاہتا ہون سو تو مجہپر آسان کردی اور مجہسی قبول کرلی پہر یہہ تلبیہ پکار کر بلند آواز سی کہی حاضر ہوتا ہون الہی
لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك ولا ينقص منها وان زاد
حاضر ہوتا ہون حاضر ہوتا ہون تیرا کوئی شریک نہین بیشک حمد اور نعمت تیری ہی اور ملک تیرا تیرا کوئی شریک نہین اس عبارت مین سی کچہہ کم نکری اگر کچہہ بڑہاوی
يجوز فاذا اتى بالنية والتلبية فقد احرم وتبقى محظورات احرامه وهي الرفث والفسوق والجدال
تو جایز ہی پہر نیت کر کی تلبیہ پڑہہ چکا تو احرام ثابت ہوگیا اب احرام کی ممنوعات سی پرہیز کری اور وہ باتین بیحیائی کی گفتگو عورتوں کی سامہنی اور بدکاری اور لڑائی
وتعرض الصيد بالاخذ والاشارة والدلالة والاعانة ولا يلبس المخيط قباء او قميصا او سراويل او
اور شکار کو چہیڑنا پکڑنا یا اشارہ سی بتانا یا ظاہر بتانا یا مدد کرنی اور سیا ہوا کپڑا نہ پہنی قبا یا کرتا یا پائجامہ اور
عمامة او قلنسوة او خفا الا ان يقطع الخف اسفل من الكعبين ولا ياخذ شعرا ولا ظفرا ولا يقتل القمل
پگڑی نہ باندہی ٹوپی نہ پہنی اور موزہ ہان اگر موزہ ٹخنی کی نیچی تک کتر ڈالی تو ڈر نہین پہر نہ بال کتری نہ ناخن کتری نہ جوئین ماری
ولا يغطي راسه ولا وجهه ولا باس بالاستظلال بالبيت او المحمل ولا يحك راسه الا برفق حتى روي
اور نہ سر ڈہکی اور نہ منہہ ڈہکی اور اسکا ڈر نہین کہ سایہ مین بیٹہی بیت کی یا کجاوی کی اور سر کو نہ کہجاوی مگر نرمی سی یہان تک
عن ابي حنيفة انه يحكه ببطون الاصابع كيلا يؤذي شيئا من هوام راسه ويكثر التلبية برفع
ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ انگلیون کی پیٹ سی کہجاوی تاکہ کوئی جانور سر مین کا جوں وغیرہ ایذا نہ پاوی اور تلبیہ بار بار جب نماز پڑہی
الصوت متى صلى او علا شرفا او هبط واديا او لقي ركبا او اسحر واذا دخل مكة يبدأ بالمسجد وحين
یا اونچی پر چڑہی یا نیچی کو اوتری کسی نالہ مین یا سوار ملین یا صبح ہو پکار کر پڑہی اور جب مکہ مین داخل ہو تو پہلی مسجد الحرام مین جاوی
راى البيت يكبر ويهلل ثم يستقبل الحجر مكبرا مهللا رافعا يديه كما في الصلوة ويستلمه والاستلام
اور جب بیت کو دیکہی تو الله اکبر کہی اور لا اله الا الله پڑہی پہر حجر اسود کی سامنی تکبیر اور لا اله الا الله کہتا ہوا ہاتہہ اوٹہائی ہوئی جاوی جیسی نماز مین اور اسکو چوم لی اور
عند الفقهاء ان يضع كفيه على الحجر ويقبله بفمه ان قدر بلا ايذاء احد لان الاستلام سنة وترك
فقہاء کی نزدیک استلام کی یہہ وضع ہی کہ دونو ہاتہہ حجر اسود پر رکہہ کر منہہ سی چوم لی اگر کسیکو تکلیف دئی بغیر میسر ہو سکی اسواسطی کہ استلام تو سنت ہی اور
الايذاء واجب فالاتيان بالواجب اولى وان لم يقدر على ذلك يمسه شيئا في يده ويقبله وان عجز
ایذا نہ دینی واجب ہی اور واجب کا ادا کرنا اولی ہی اور اگر اسپر قابو نہو تو حجر اسود کو کسی چیز سی چہوئی پہر اوسکو چوم لی اور اگر یہہ دونو
عنهما ايضا يقبله رافعا يديه حذاء منكبيه جاعلا ظاهرهما نحو وجهه وباطنهما نحو الحجر مشيرا
امر نہو سکین تو حجر اسود کی سامنی کہڑا ہو کر دونو ہاتہہ برابر مونڈہون کی اوٹہائی ہوئی پشت ہاتہون کی اپنی منہہ کی طرف اور ہتہیلیاں حجر اسود کی طرف اشارہ کرتا ہوا

بهما الیه مکبرا مهللا حامدا لله تعالی ومصلیا علی النبی علیه السلام ویطوف للقدوم وراء الحطیم

طرف حجر کی اللہ اکبر کہتا ہوا لا الہ الا اللہ پڑھتا ہوا اللہ کی حمد کرتا ہوا نبی علیہ السلام پر درود پڑھتا ہوا پھر طواف القدوم کری حطیم کو طواف کی اندر لیکر

اخذا عن یمینه مما یلی الباب جاعلا رداءه تحت ابطه الیمنی ملقیا طرفه علی کتفه الیسری

داہنی طرف سی شروع کرکر جسطرف باب سی متصل ہی چادر کو داہنی بغل تلی لیکر اور اوسکی کونی بائیں مونڈھی پر ڈال کر

سبعة اشواط یرمل فی الثلثة الاول فقط من الحجر الی الحجر وکلما مر بالحجر یفعل به ما ذکر من الاستلام

سات گردشیں اکڑکر صرف پہلی تین گردشوں میں حجر سی حجر تک اور جب حجر کی پاس پہنچی وہی استلام کری موافق مذکور بالا کی

ویستلم الرکن الیمانی وهو حسن ولا یستلم غیرهما ویختم الطواف باستلام الحجر ثم یصلی رکعتین

اور استلام کری رکن یمانی کو یہہ بہتر ہی اور سوا ان دونو کی اور کو استلام نہ کری اور طواف کو حجر کی استلام پر ختم کردی پھر مقام کی پاس دو رکعت نفل

عند المقام او غیره من المسجد ان منعه الزحام وهذه الصلوة واجبة بعد کل اسبوع ثم

ادا کری یا مسجد میں اور جگہ اگر انبوہ کی سبب مقام میں میسر نہ آوی اور یہہ نماز واجب ہی بعد ہر یک پوری طواف یعنی سات گردش کی پھر

یعود ویستلم الحجر ویخرج من المسجد ویصعد الصفا ویستقبل البیت ویکبر ویهلل ویصلی

ہٹ کر حجر کا استلام کری اور مسجد سی باہر آکر صفا پر چڑھ جاوی اور بیت کا طرف منہہ کرکر اللہ اکبر کہی اور لا الہ الا اللہ پڑھی اور نبی علیہ السلام پر

علی النبی علیه السلام ویرفع یدیه ویدعو ما شاء ثم یمشی نحو المروة علی هیئته حتی یصل بطن الوادی

درود پڑھی اور ہاتھ اوٹھا کر جو چاہی دعا مانگی پھر مروہ کی طرف چلی اپنی چال میں یعنی بی تکلف یہاں تک کہ بطن وادی پر پہنچی

ثم یسعی بین المیلین الاخضرین فاذا جاوز بطن الوادی یمشی علی هیئته حتی یاتی المروة فاذا انتهی

پھر درمیان میلین اخضرین کی دوڑکر چلی جب بطن وادی سی نکل جاوی تو اپنی چال سی چلنی لگی یہاں تک کہ مروہ پر جا پہنچی وہاں جاکر

یصعد علیها ویفعل ما فعل علی الصفا ثم ینزل عنها ویتوجه الی الصفا یفعل هکذا سبعا یبدأ

اوسکی پر چڑھی وہاں جاکر وہی عمل کری جو صفا پر کیا تھا پھر مروہ سی اوترکر صفا کی طرف جاوی اسی طرح سات دفعہ کری صفا سی شروع کرکر

بالصفا ویختم بالمروة ثم یسکن بمکة محرما ویطوف بالبیت نفلا ما شاء فاذا صلی بمکة فجر ثامن

مروہ پر ختم کردی پھر مکہ میں احرام باندہی ہوی رہنی لگی اور بیت کا طواف نفل کیا کری جسقدر چاہی جب مکہ میں یوم ترویہ یعنی اٹھویں تاریخ

الشهر یخرج الی منی ویمکث بها الی فجر عرفة ثم یروح الی عرفات وکلها موقف الا بطن عرنة فبعد

ذالحجہ کو صبح کی نماز پڑہ چکی منی کو جاوی وہاں جاکر نویں تاریخ کی فجر تک ٹہرا رہی پھر عرفات میں جاوی وہ تمام ٹہرنیکی جگہ ہی سوا بطن عرنہ کی جب

ما صلی الظهر والعصر فی وقت الظهر یذهب الی الموقف بغسل سن وبعد الغروب یاتی الی مزدلفة

نماز ظہر اور عصر کی جمع کرکر ظہر کی وقت میں پڑہ چکی تو غسل مسنون کرکر موقف کو جاوی اور دن چھپی مزدلفہ کو چلا جاوی

وکلها موقف الا وادی محسر وینزل عند جبل قزح ویصلی العشائین ههنا باذان واقامة فاذا طلع

وہ تمام ٹہرنی کی جگہ ہی سوا وادی محسر کی اور جبل قزح کی پاس اوتری یہاں مغرب اور عشا ملاکر ایک اذان اور تکبیر سی ادا کری جب صبح صادق

الفجر یصلی الفجر بغلس وهو ظلمة فی اخر اللیل ثم یقف ویکبر ویهلل ویلبی ویصلی علی النبی علیه السلام

کہل جاوی تو فجر کی نماز اندہیری میں پڑھی غلس اندہیرا ہوتا ہی آخر لیل میں پھر ٹہر کر اللہ اکبر کہی اور لا الہ الا اللہ پڑھی اور تلبیہ پڑھی اور نبی علیہ السلام پر درود بہیجا کری

ویدعو واذا اسفر یاتی منی ویرمی جمرة العقبة من بطن الوادی من اسفله الی اعلاه سبع حصیات

اور دعا مانگی جب خوب روشنی ہوجاوی تو منی میں آکر جمرة العقبہ کو رمی کری بطن وادی کی جانب اسفل سی اعلی کی طرف سات کنکریں اونگلی اور انگوٹھی

خذفا ویکبر بکل منها فیقول بسم الله والله اکبر رجما للشیطان وحزبه اللهم اجعل حجی مبرورا وسعیی

اور ہر کنکر پر اللہ اکبر کہتا جاوی اسطور بسم اللہ واللہ اکبر واسطی خاک آلودگی شیطان اور اوسکی گروہ کی الہی تو حج میرا مبرور اور کوشش میری

مشکورا وذنبی مغفورا ویقطع التلبیة باولها ثم یذبح ان شاء ثم یقصر والحلق افضل ویحل له کل شئ
مشکور اور گناہ میری معاف کر اور اول رمی پر تلبیہ موقوف کری پھر قربانی کری اگر چاہی پھر بال کترواوی اور سر منڈانا افضل ہی اور اوسکو ممنوعات احرام مین
من محظورات الاحرام الا النساء ثم یطوف للزیارة یوما من ایام النحر سبعة اشواط بلا رمل ولا سعی
سوای جماع کی سب شی حلال ہو جاتی ہین پھر طواف زیارت کسی دن ایام نحر مین سی سات گردشین بدون اکڑ اور سعی کی کری
ان فعل الرمی والسعی قبل والا فبهما وان اخره عن ایام النحر یکره ویجب الدم ثم یاتی منی ویرمی الجمار
اگر رمل اور سعی پہلی کر چکا ہی اور نہین تو اب کری اور اگر طواف زیارت کو ایام نحر سی ٹلادی تو مکروہ ہی اور ذبح کرنا واجب ہو جاتا ہی پھر منی مین آوی اور
الثلث بعد زوال ثانی النحر یبدأ بما یلی مسجد الخیف ثم بما یلیه ثم بالعقبة سبعا سبعا ویکبر بکل
تینون جمرون کو بعد دن ڈہلنی دوسری دن نحر کی کنکر ماری شروع اوس جمرہ سی کری جو مسجد خیف سی نزدیک ہی پھر جو اوس سی پاس ہی پھر جمرة العقبہ کو سات سات ہر کنکر
حصاة ویقف بعد رمی بعده رمی ویدعو ولا یقف بعد الثالثة ولا بعد رمی یوم النحر ثم غد کذلك
کی ساتھ تکبیر کہتا جاوی اور ٹہری بعد اوس رمی کی کہ پیچھی اوسکی رمی ہو اور دعا مانگی اور بعد تیسری کی نہ ٹہری اور نہ بعد رمی یوم نحر کی پھر اگلی دن اسی طور
وبعد غد کذلك ان مکث ویکره ان لا یبیت بمنی لیالی الرمی واذا اراد الرجوع الی وطنه یطوف للصدر
اور بعد اوسکی اگلی دن بھی اگر ٹہری اور اگر رمی کی شبون مین منی مین شب کو نہ رہی تو مکروہ ہی اور اگر ارادہ مراجعت کا اپنی وطن کو کری تو طواف الصدر
سبعة اشواط بلا رمل ولا سعی ثم یصلی رکعتین ثم یشرب من زمزم ثم یاتی البیت ویقبل العتبة
سات گردشین بدون رمل اور سعی کی کری پھر دو رکعت نماز ادا کری پھر آب زمزم نوش کری پھر بیت کی پاس آوی اور آستانہ بوسی کری
ویضع صدره ووجهه علی الملتزم وهو ما بین الحجر والباب ویتشبث بالاستار ساعة ویدعو ویجتهد
اور اپنا سینہ اور چہرہ ملتزم پر رکہی اور ملتزم حجر اور باب کی بیچ بیچ مین ہی اور ایک ساعت بھر پردہ کعبہ کا پکڑی رہی اور خوب تضرع سی دعا مانگی
ویبکی علی فراق الکعبة ویرجع قهقری حتی یخرج من المسجد والمرأة کالرجل الا انها تلبس المخیط ولا
اور کعبہ کی جدائی پر روئی اور پس پشت ہٹی یہان تک کہ مسجد مین سی نکل آوی اور عورت کا حال بھی مرد کا سا ہی اتنا فرق ہی کہ عورت سیا کپڑا پہنی
تکشف راسها بل تکشف وجهها ولو اسدلت علیه شیأ وجافته عنه یصح ولا ترفع صوتها بالتلبیة
اور اپنا سر نہ کہولی بلکہ منہہ کہولی رکہی اور اگر کسی کپڑ ےسی کہونگہٹہ رکہی اور منہہ سی کپڑی کو الگ رکہی تو بھی صحیح ہی اور تلبیہ مین پکار کر آواز نہ کری
ولا تقرب الحجر الا عند کونه خالیا ولا ترمل فی الطواف ولا تسعی بین المیلین بل تمشی علی هیئتها ولا
اور حجر کی پاس انبوہ مین نہ جاوی اگر جای خالی ہو تو جاوی اور طواف مین رمل نہ کری اور میلین کی بیچ مین نہ دوڑی بلکہ اپنی طرح پر چلی جاوی اور سر
یحلق بل تقصر وان حاضت عند الاحرام تغتسل ویکون هذا الغسل للاحرام لا للصلوة ویفید النظافة
نہ مونڈادی بلکہ لٹ کترواڈالی اور اگر احرام باندہتی وقت حائض ہو جاوی تو نہادی اور یہہ غسل احرام کی لئی ہی نماز کی واسطی نہین اس سی سوا طواف کی طہارت
لغیر الطواف وهو بعد الرکنین اللذین هما الوقوف بعرفة وطواف الزیارة یسقط طواف الصدر ولا یجب علیها شئ
کا فائدہ ہوگا اور حیض بعد دو رکن کی کہ وہ وقوف عرفات اور طواف الزیارة ہی طواف الصدر کو ساقط کر دیتا ہی اور اوسکی ترک سی اوسپر کچھہ لازم
بترکه ولا بتاخیر طواف الزیارة عن ایام النحر بسبب الحیض ثم ینبغی ان یعلم ان المرأة شابة کانت او عجوزا
نہین آتا اور نہ طواف الزیارت کی تاخیر سی جو ایام نحر سی بسبب حیض کی ہو جا کچھہ لازم آوی پھر جاننی کی بات ہی کہ عورت جوان ہو یا بوڑہی
اذا کان بینها وبین مکة مسیرة سفر لا یثبت لها الاستطاعة الا بمحرم وهو الزوج ومن لا یجوز نکاحها
جب اوسمین اور مکہ مین مسافت سفر کی ہو تو اس عورت کو استطاعت حاصل نہین جسمی حج فرض ہوتا ہی بدون محرم کی اور وہ خاوند ہوتا ہی یا وہ جس سی
علی التابید بنسب او رضاع او صهریة وان لم یکن لها محرم لا یجب علیها ان تتزوج لیحج بها وذکر فی التجنیس
کبہی کسی حال مین نکاح جائز نہین ہی بسبب کی یا دودہ کی یا سمدہانی کی اور اگر اوس عورت کی ساتہہ محرم نہین تو اوسپر یہہ واجب نہین کہ حج کی واسطی خاوند کری اور تجنیس مین مذکور ہی

ان محرمها ان كان فاسقا او مجنونا او صبيا لا يجب عليها الحج ويحرم عليها السفر معه ويشترط لها
کہ اگر اوسکا محرم فاسق ہو یا دیوانہ ہو یا بچہ نابالغ ہو تو اوسپر حج واجب نہین ہی اور ایسی محرم کی ساتھ سفر حرام ہی اور عورت کی واسطی
ان تكون خالية عن العدة عند خروجها الى الحج حتى لو كانت في العدة لا تخرج الى الحج وكذا لو وجب
یہہ بہی شرط ہی کہ جب وہ حج کو چلی تو عدت سی پاک ہو یہان تک کہ اگر عدت مین ہو تو حج کو نہ جاوی اور ایسی ہی اگر اوسپر
لها العدة في الطريق في مصر من الامصار وبينها وبين مكة مسيرة سفر لا تخرج عن ذلك المصر ما لم تنقض
عدت رستہ مین کسی شہر مین واجب ہوجاوی کہ اوسمین اور مکہ کی بیچمین مسافت سفر کی ہو تو اوس شہر مین سی عدت کی گذری بغیر نجاوی
عدتها يسر نا الله تعالى اعمالا مطابقا لرضاه بمنه وفضله المجلس الحادي والعشرون
الہی ہمپر آسان کرے اعمال جو تیری رضا کی مطابق ہین اپنی احسان اور فضل سی اکیسوین مجلس
في بيان فضائل الزكوة وغوائل تركها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من
زکوۃ دینی کی فضائل اور نہ دینی کی سختیون مین فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نی نہین کوئی
صاحب ذهب ولا فضة لا يؤدي منها حقها الا اذا كان يوم القيمة صفحت له صفائح من نار
سونی چاندی والا کہ اوسمین سی اوسکا حق یعنی زکوۃ نہ ادا کرتا ہو مگر جب دن قیامت کا ہوگا تو اوسکی لئی تختی آگ کی بنائی جاوینگی
فاحمي عليها في نار جهنم فتكوى بها جنبيه وجبينه وظهوره وكلما بردت اعيدت له في يوم
پہر اونکو دوزخ کی آگ مین گرم کرکر اوسکی دونو کروٹین اور پیشانی اور پشت داغ دی جاوی گی اور جب ٹھنڈی ہونگی پہر گرم کیجاوینگی اوس روز
كان مقداره خمسين الف سنة حتى يقضى بين العباد فيرى سبيله اما الى الجنة واما الى النار
کہ برابر پچاس ہزار برس کی ہوگا یہان تک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہوچکی پہر دیکہی اوسکا راہ یا جنت کی طرف ہو اور یا دوزخ کی طرف
هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة فانه عليه السلام ذكر فيه جنسين من المال وهما
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسمین نبی علیہ السلام نی مال کی دو جنس بیان فرمائین
الذهب والفضة ثم افرد الضمير الراجع اليهما فقال لا يؤدي منها حقها نظرا الى المعنى دون اللفظ
سونا اور چاندی پہر ضمیر جو اونکی طرف پہرتی ہی وہ مفرد بیان کی فرمایا کہ نہ ادا کری اوسمین سی حق اوسکا تو بلحاظ معنی کی لفظ کا لحاظ نہین کیا
لان المراد بهما دنانير ودراهم وقيل يحتمل ان يراد بهما الاموال لان الحكم عام وتخصيصهما بالذكر لفضلهما
اسواسطی کہ مراد اون دونون سی دنانیر اور دراہم ہین اور کوئی کہتا ہی کہ شاید سونی چاندی سی مراد ہر قسم کی مال ہون اسواسطی کہ حکم تو عام ہی اور خصوصیت چاندی سونی کی
على سائر الاموال من حيث انهما اصل التمول وثمن الاشياء وبمثله ورد قوله تعالى والذين يكنزون
ذکر مین واسطی فضیلت کی تمام مالون پر ہی اسلئی کہ اصل مالیت اور قیمت تمام اشیاء کی یہہ ہی دونو ہین اور ایسی ہی قرآن مین وارد ہوا ہی اور جو لوگ گاڑ رکہتی ہین
الذهب والفضة ولا ينفقونها في سبيل الله فبشرهم بعذاب اليم يوم يحمى عليها في نار جهنم
سونا اور روپا اور خرچ نہین کرتی اللہ کی راہ مین سو اونکو خوشخبری سنا دکہ دکھ والی مار کی جسدن آگ دہکاوینگی اوسپر دوزخ کی
فتكوى بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هذا ما كنزتم لانفسكم فذوقوا ما كنتم تكنزون
پس داغین گی اوس سی اونکی ماتہی اور کروٹین اور پیٹہین یہہ ہی جو تم گاڑتی تہی اپنی واسطی اب چکہو مزہ اپنی گاڑنیکا
والمراد بعدم اداء حقها او بعدم انفاقها في سبيل الله عدم اداء زكوتها فان الذين يجمعون الاموال
اور حق نہ دینی سی اور راہ الہی مین خرچ نہ کرنی سی نہ دینا زکوۃ کا مراد ہی پس جو لوگ مال جمع کرتی ہین
ويدخرونها ولا يعطون زكوتها يعذبون يوم القيمة بانواع من العذاب فمن جملتها ما ذكر في هذه الاية
اور اوسکو ذخیرہ کر رکہتی ہین اور اوسکی زکوۃ ادا نہین کرتی قیامت کی دن طرح طرح کی عذاب دئی جاوینگی ایک تو یہہ جو اس آیت مین

وهذا الحديث روجه تخصيص هذه الاعضاء بذلك العذاب ان صاحب المال اذا لم يعوّد نفسه
اور اس حدیث مین مذکور ہی اور وجہ خصوصیت ان اعضا کی ساتھہ اس عذاب کی یہہ ہی کہ مال والی آدمی کو جب زکوۃ دینی کی عادت نہین ہوتی
اعطاء الزكوة بعد وجوبها بمجيء وقتها فهو اذا راى الفقير الطالب للزكوة يعبس وجهه واذا ساله يعرض
اگرچہ زکوۃ واجب ہو اور وقت بہی آپہنچی پس وہ شخص جب فقیر زکوۃ کی طالب کو دیکہتا ہی تو تیوڑی چڑہاتا ہی اور وہ اگر مانگتا ہی تو اوس سی منہہ
عنه ويولي اليه جنبه واذا بالغ في السوال يقوم من مقامه ويولي اليه ظهره ويذهب ولا يعطيه
پہیر کر کروٹ موڑ لیتا ہی پہر اگر فقیر نی سوال مین زیادتی کی تو اپنی جگہہ سی اوٹہہ کر اوسکی طرف پشت کر کر چلا جاتا ہی اور زکوۃ مین سی جو
شيئا من حقه الذي هو الزكوة فتاذى الفقير بكل واحد من هذه الافعال فيعذبه الله تعالى
اوسکا حق ہی کچہہ نہین دیتا پس فقیر کو اوسکی اس ہر ہر حرکت سی ایذا ہوتی ہی سوئ اللہ تعالی اوسکو
بجعل امواله التي هي الدنانير والدراهم الواحا من نار تكوى بها تلك الاعضاء التي اذى بها الفقير
یہہ عذاب دیتا ہی کہ اوسکی تمام مال کو جو دنانیر اور درہم ہین آگ کی تختی بنا کر ان اعضا کو داغ دیگا جن سی اپنی فقیر کو ایذا دی تہی
وروى عن ابن مسعود انه قال لا يوضع دينار على دينار ولا درهم على درهم ولكن يوسع جلده حتى
اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ دینار پر دینار اور درہم پر درہم نہین رکہا جاویگا ولیکن اوسکی کہال کو فراخ کر کر
يوضع كل دينار ودرهم موضعا على حدة كلما تم ووصل كيها من اولها الى اخرها اعيد ذلك الكي الى
ہر دینار اور درہم الگ الگ جگہہ رکہی جاوینگی جب پوری ہو کر داغ اول کا آخر سی ملجاویگا پہر وہ ہی داغ اول سی آخر تک دوہرا کرینگی
اولها حتى يصل الى اخرها هكذا يستمر هذا النوع من العذاب يوم القيمة حتى يحكم بين العباد
اسیہی طرح اس قسم کا عذاب قیامت کی روز ہوئی چلا جاگا یہان تک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہوچکی
فيرى سبيله اما الى الجنة ان لم يكن له ذنب سواه او كان لكن الله تعالى عفى عنه واما الى النار ان كان
پہر دیکہا چاہیئی کہ اوسکا راہ جنت کی طرف ہی اگر اوسکا کوئی اور گناہ نہین ہی یا گناہ تو ہی پر اللہ تعالی نی معاف کر دیا ہو یا دوزخ کی طرف ہی اگر اوسکا حال
على خلاف ذلك وفي حديث اخر انه عليه السلام قال من اتاه الله مالا فلم يؤد زكوته مثل له ماله
کی خلاف ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسکو اللہ تعالی نی مال دیا اور اوسنی زکوۃ نہ ادا کی تو قیامت کی دن
يوم القيمة شجاعا اقرع له زبيبتان يطوقه ثم ياخذ بلهزمتيه فيقول انا مالك انا كنزك ثم تلا
اوسکا مال گنجا سانپ جسکی دو داغ ہون بن کر اوسکی گلیمین طوق ہوجاویگا پہر اوسکی دونو جبڑی پکڑ کر کہیگا مین تیرا مال ہون مین تیرا خزانہ ہون پہر آپ نی یہہ آیت
وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا
پڑہی اور نہ سمجہین جو لوگ بخل کرتی ہین ایک چیز پر کہ اللہ نی اونکو دی ہی اپنی فضل سی کہ یہہ بہتر ہی اونکی حق مین بلکہ یہہ برا ہی اونکی واسطی آگی طوق پڑیگا اونکی جسکی بخل کیا تہا
بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان من اعطاه الله تعالى مالا ولم يؤد زكوة ماله
دن قیامت کی سو پیغمبر علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ بیان فرمایا کہ جسکو اللہ تعالی نی مال عنایت کیا اور اوسنی اپنی مال کی زکوۃ نہ ادا کی تو اللہ تعالی
يجعل ماله يوم القيمة في صورة الحية التي انحسر شعر راسها من كثرة سمها وطول عمرها ولها فوق
قیامت کی دن ایسی سانپ کی صورت بنا دیگا جسکی سر کی بال ماری زہر کی بسبب درازی عمر کی جہڑ گئی ہون اور اوسکی
عينيها نكتتان سوداوان وهي اوحش ما يكون من الحيات وتجعل في عنقه كالطوق ثم ياخذ بشدقيه
دونو آنکہون کی اوپر دو داغ سیاہ ہون یہہ قسم تمام سانپون مین بدتر ہوتی ہی اور اوسکی گردن مین طوق کی مثال ڈالا جاویگا پہر وہ اوسکی دونو کلّی پکڑ کر
وتلدغه وتقول له انا مالك الذي جمعته ولم تؤد زكوته فلما كان في منع الزكوة مثل هذا التشديد بد
کاٹیگا اور کہیگا مین تیرا وہ ہی مال ہون کہ جمع کر کر زکوۃ نہین دی تہی چونکہ زکوۃ کی ندینی مین اتنی بڑی سختی ہی

التشديد بد

الشديد لزم بيان وجه الحكمة في ايجابها وهو الامتحان لان التلفظ بكلمة الشهادة التزام التوحيد

تو لازم ہوا بیان کرنا کہ اسکی فرض کرنی مین کیا حکمت ہی اور وہ امتحان ہی اسواسطی کہ کلمہ شہادت کا زبانسی پڑہنا توحید کا ذمہ پر لینا ہی

وشهادة بانفراد المعبود وادعاء المحبة فان من يقول اشهد ان لا اله الا الله يصير كانه قال اني

اور گواہی ہی معبود کی یگانہ ہونی کی اور محبت کا دعوی ہی اسلئی کہ جو شخص کہتا ہی مین گواہی دیتا ہون کہ سوای اللہ کی کوئی معبود نہین ہی گویا یہہ کہتا ہی

رايت بقلبي وعلمت بعقلي ان لا معبود ولا محبوب الا الله فالتزمت عبادته ومحبته ولا اعبد ولا

مین نی دل سی دریافت کیا اور عقل سی جانا کہ نہ کوئی معبود اور نہ کوئی محبوب سوا اللہ کی سو مینی اوسکی عبادت اور اوسکی محبت اپنی ذمہ لی نہین پرستش کرون

احب الا اياه فيلزم الوفاء بما ادعاه من التوحيد في المحبة وتمام الوفاء ان لا يبقى للموحد محبوب

اور نہ دوست رکہون سوا اوسکی اب اس دعوی توحید کا پورا کرنا چاہئی یعنی محبت ایک کی اور انجام وفا کا یہہ ہی کہ موحد کی واسطی کوئی محبوب

سوى الفرد الواحد لان المحبة لا تقبل الشركة والتوحيد باللسان قليل النفع وانما يظهر درجة

سوا ایک ذات کی باقی نرہی اسواسطی کہ محبت مین شرکت نہین ہوتی اور زبانی توحید بی فائدہ ہوتی ہی اور درجہ محبت کا جب ہی کہلتا ہی

المحبة بمفارقة المحبوبات والاموال محبوبة للخلق لكونها آلة لتنعمهم وقضاء حاجاتهم في الدنيا

تب تمام محبوبات چہوٹ جاوین اور مال و دولت خلق کو اسلئی محبوب ہی کہ اوس ہی دنیا مین اونکی لئی عیش عشرت اور کارروائی ہوتی ہی

وبسببها يانسون بهذا العالم وينفرون من الموت مع ان فيه لقاء المحبوب فامتحنوا في صدق

اور اوسہی کی سبب سی اس عالم کی الفت پکڑ کر موت سی نفرت کرتی ہین باوجودیکہ موت سی محبوب کی ملاقات ہوگی سو اس مال کی خرچ کرنی سی کہ

دعواهم في المحبة ببذل المال الذي هو معشوقهم وهم في بذله ثلثة اقسام القسم الاول هم الذين

اونکا معشوق ہی یہہ امتحان لیا گیا کہ محبت کا دعوی راست ہی یا نہین اور وہ لوگ مال خرچ کرنی مین تین قسم پر ہین پہلی قسم وہ لوگ ہین

صدقوا في التوحيد وادعاء المحبة وبذلوا جميع اموالهم ولم يدخروا لانفسهم شيئا كما فعله ابوبكر الصديق

جو توحید مین اور محبت کی دعوی مین خوب سچی ہین اور اپنا تمام مال خرچ کر ڈالا اور اپنی واسطی کچہہ نہ بچایا چنانچہ ابوبکر صدیق نی یہہ ہی کیا

حيث جاء بماله كله الى رسول الله عليه السلام لينفقه في سبيل الله تعالى وقال له رسول الله صلى

اسلئی کہ اپنا تمام مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس لی آئی تاکہ خدا کی رستہ مین خرچ کردین اور جب اونسی رسول اللہ صلی

الله عليه وسلم فماذا ابقيت لنفسك فقال الله ورسوله فانه وفى بتمام الصدق فلم يبق عنده سوى

اللہ علیہ وسلم نی پوچہا اپنی واسطی کتنا رکہا تو یہہ عرض کیا اللہ اور اوسکا رسول سو ابوبکر نی اپنا صدق پورا کیا سو اونکی پاس سوا

محبوبه الذي هو الله تعالى ورسوله وهذا جائز لمن كان توكله على الله تعالى تاما كاملا ولهذا لما

محبوب کی جو اللہ ہی اور اوسکا رسول کچہہ نہین تہا یہہ بذل اوسکی لئی جایز ہی جسکا توکل اللہ تعالی پر پورا اور کامل ہو اور اسہی لئی جب

سئل رسول الله عليه السلام عن افضل الصدقة قال جهد المقل فانه عليه السلام بين في هذا

کسی نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچہا کہ بہتر صدقہ کونسا ہی تو آپ نی فرمایا کوشش مفلس کا بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث

الحديث ان افضل الصدقة ما يتصدقه الفقير مع احتياجه اليه واما من لم يكن توكله تاما كاملا

مین بیان فرمایا کہ بہتر صدقہ وہ ہی جو فقیر اپنی حاجت روک کر دیتا ہی اور البتہ جسکا توکل پورا اور کامل نہو

فلا بد له ان يترك قوت نفسه وعياله ثم يتصدق ما فضل من ذلك لما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام

تو ضرور ہی کہ اپنا اور اپنی عیال کا کہانا رکہہ لیا کری پہر جو اس سی بچتا رہی وہ خیرات کردی کیونکہ روایت ہی ابوہریرہ سی کہ نبی علیہ السلام نی

قال خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى ولا مخالفة بين هذا الحديث والحديث السابق لان الغنى قسمان

فرمایا اچہا صدقہ وہ ہی جو توانگری کی ساتہہ ہووی اور اس حدیث مین اور اوپر کی حدیث مین کچہہ مخالفت نہین ہی اسلئی کہ توانگری دو طرح کی ہوتی

غنى المال وغنى النفس وخير الصدقة ماكان عن احد الغنيين اما عن غنى النفس وعن غنى المال اذ
توانگری مال کی اور توانگری دل کی اور اچھا صدقہ وہ ہی جو کسی ایک توانگری سے ہو یا دل کی توانگری سی یا مال کی توانگری سی اسواسطی

لابد للمتصدق فيما يبذله ان يستغني عنه اما بسخاوة نفسه وقوة عزيمته ثقة بالله تعالى كما
کہ ضرور ہی کہ خیرات کرنیوالا اجو دیتا ہی اوسی بی نیاز ہو یا تو اپنی دل کی سخاوت اور قوت عزیمت سی خدا تعالی پر بھروسا کرکر جیسا

فعله ابوبكر الصديق اوبماله الذي بقي في يده بعد البذل اذ لا يجوز لاحد ان يصرف قوت عياله
ابوبکر صدیق نی کیا یا اپنی مال کی سبب جو خرچ کرکر اسکی پاس بچا ہی اسواسطی کہ کسیکو جایز نہین ہی کہ اپنی عیال کا کھانا بھی فقرا کو

الى الفقراء ويتركهم جياعا الا اذا رضوا به واذنوا له فيه بل لا يجوز له ان يعطي احدا الا ما يفضل
بانٹ دی اور اونکو بھوکا ماری ہان اگر وہ راضی ہوں اور اسکو اجازت دیدین بلکہ اسکو یہہ جایز نہین کہ سوا بچتی ہوئی کی

عن نفسه وعياله كما جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال خير الصدقة ما ابقت غنى يعني ان
اپنی اور اپنی عیال کی خرچ سی کسیکو دیوی چنانچہ ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بہتر صدقہ وہ ہی جو دی پر بھی غنا باقی رہی یعنی

المتصدق لا بد له فيما يبذله عن احد الامرين اما ان يستغني عنه بماله او يستغني عنه بحاله وهذا
خیرات کرنیوالی کو چاہئی کہ جو خرچ کرتا ہی دو امر مین سی ایک پر ہو یا تو اپنی مال کی باعث سی صدقہ دیکر بی نیاز رہی یا اپنی دل سی مستغنی ہو ان دونو

افضل اليسارين لما روي في الحديث الصحيح انه عم قال ليس الغنى عن كثرة المال وانما الغنى غنى النفس فان الفقير اذا
استغنامین سی یہہ افضل ہی اسواسطی کہ حدیث صحیح مین روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ نی فرمایا کہ توانگری مال کی بہتایت سی نہین ہوتی توانگری وہ ہی جو دل سی ہو بیشک

تصدق ما قدر عليه من قوت يومه وصبر على الجوع يكون صدقته افضل اذ لا شك في كون
خیرات کردی جو اوسکو قوت ایک روز کا میسر اتا ہی اور آپ بھوک پر صبر کری تو اوسکا صدقہ بہت اچھا ہی اسواسطی کہ بیشک

الصدقة بالشئ مع الحاجة اليه افضل اذا لم يضر ذلك بدينه من ضعفه عن القيام في الصلوة و
صدقہ ایسی چیز کا جسکی حاجت رکھتا ہو افضل ہی اگر یہہ صدقہ اوسکی دین مین نقصان نکری جیسی نماز پڑھنی سی ضعیف ہوجاوی

كشف العورة وقد مدح الله تعالى الانصار على ذلك وقال وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ
یا ننگا رہ جاوی اور اللہ تعالی نی اسپر انصار کی تعریف کی ہی اور فرمایا اور اول رکھتی ہین اونکو اپنی جان سی اور اگرچہ ہو اپنی اوپر بھوک

القسم الثاني هم الذين لا يقدرون على هذه المرتبة بل يمسكون اموالهم لمواقيت الحاجة ومواسم الخيرات
دوسری قسم وہ لوگ ہین جو اس مرتبہ تک نہین پہنچتی بلکہ اپنی مالوں کو واسطی اوقات حاجت اور مواقع خیرات کی روک رکھتی ہین

وليس قصدهم في الامساك التنعم والتلذذ بل قصدهم فيه الانفاق بقدر الحاجة ثم صرف الفاضل الى
اور اس رکھنی سی اونکی غرض عیش وعشرت اور حصول لذت نہین ہوتی بلکہ اونکی یہہ مراد ہوتی ہی کہ بقدر حاجت خرچ کرکر پھر بچتی کو اقسام

وجوه الخيرات مهما ظهرت القسم الثالث هم الذين يقتصرون على اداء ما وجب عليهم فلا يزيدون عليه
خیرات مین جب پیش آوین تو لگادین تیسری قسم وہ لوگ ہین کہ جو اونپر واجب ہوتا ہی سو ادا کر دیتی ہین نہ اوس سی بڑھتی دین

ولا ينقصون عنه وهذه المرتبة اقل المراتب وعلى هذه المرتبة اقتصر اكثر الناس لبخلهم بالمال وميلهم
نہ اوس سی کچھہ کم دین اور یہہ مرتبہ سب سی کم بخل ہی اور اسی مرتبہ پر اکثر لوگ ماری بخل اور مال کی محبت کی

اليه وضعف حبهم للاخرة وليس بعد هذه المرتبة شئ من المحبة بل من ينزل من هذه المرتبة ينزل في
اور بکثر ت سوئی محبت آخرت کی اکتفا کرتی ہین اور اس مرتبہ کی بعد اصلا کچھ محبت نہین ہی بلکہ جو شخص اس مرتبہ سی اوتر کر ہوتا ہی

الكذب في ادعاء المحبة ويظهر من نفسه ان ادعاه من المحبة كان من لقلقة اللسان فعلى هذا يجب
تو اوسکا دعوی محبت کا جھوٹا ہی گویا وہ یہہ ظاہر کئی دیتا ہی کہ میرا دعوی محبت کا صرف تیز زبانی سی ہی اس بیان کی موافق واجب ہی

علی من لا یقدر علی المرتبة الاولی والثانیة ان لا ینزل من المرتبة الثالثة بل ینبغی له ان یسعی فی اداء
کہ جو اول یثانی مرتبہ پر قدرت نہین رکھتی تو تیسری مرتبہ سی تو نہ گرجاوی بلکہ اوسکو لایق ہی کہ کوشش کرکر

ما وجب علیه علی الفور اظهارا للرغبة فی امتثال الامر وایصالا للسرور الی قلوب الفقراء واحترازا
واجب کو ترت ادا کری تاکہ رغبت فرمان برداری کی ظاہر ہووی اور فقیرون کی دلون کو خوشی پہنچی اور مخالفت کی

عن شبهة الخلاف اذ عند بعض العلماء وجوبها فوری حتی یاثم بالتاخیر وترد شهادته وهی انما تجب اذا
شبہہ سی بچ جاوی اسواسطی کہ بعضی علماء کی نزدیک وجوب زکوٰۃ کا فوری ہی یعنی ترت چاہیی یہانتک کہ دیر کرنی سی گنہگار ہوتا ہی اور اوسکی شہادت رد ہوتی ہی اور زکوٰۃ جب

تم الحول علی النصاب فلکل احد حول یخصه بحسب وقت کونه مالکا للنصاب فاذا تم حوله یجب علیه اخراج
واجب ہوتی ہی کہ نصاب پر برس دن پورا گذرجاوی پہر ہر کسیکا الگ جدا جدا برس ہوتا ہی جس وقت سی وہ نصاب کا مالک ہوتا ہی جب سال پورا ہوجاوی تو اوسپر زکوٰۃ نکالنی واجب ہوجاتی ہی

زکوته فی ای شهر کان وان عجل زکوته قبل حولان الحول یجوز عند جمهور العلماء سواء کان تعجیله لدخول
کوئی سا مہینہ ہو اور اگر جلدی کرکر اپنی زکوٰۃ برس دن گذرنی سی پہلی ادا کردی تو سب علماء کی نزدیک جایز ہی برابر ہی کہ اوسکی جلدی واسطی آجانی

الاشرف من الاوقات التی لا یوجد مثلها عند تمام الحول کشهر رمضان وما قبله من شهر رجب وشعبان
اچھی وقت کی ہو اور وقتون سی کہ ایسا وقت برس کی تمامی پر نہ ملیگا جیسی رمضان کا مہینہ اور اوس سی پہلا رجب کا اور شب برات کا مہینہ

او لوجود الافضل من المصارف بان یکون من الاتقیاء المتجردین لتجارة الاخرة فانهم یستعینون بما اعطاهم
یا اوسکی جلدی کی واسطی موجود ہونی اچھی مصرف کی ہو کہ کوئی متقی پرہیزگار دنیا سی الگ تاجر آخرت کا موجود ہو کیونکہ ایسی مرد جو اونکو دینی آتا ہی اوس سی امداد

علی الطاعة فیکون المعطی شریکا لهم فی طاعتهم باعانته ایاهم فیها او بان یکون من العلماء فان الاعطاء لهم
طاعت کی حاصل کرتی ہین پس دینی والا بہی اونکی عبادت مین شریک ہوجاتا ہی کیونکہ عبادت مین اونکا مددگار ہی یا کوئی عالم موجود ہو کیونکہ علماء کی خدمت

معاونة لهم علی العلم والعلم اشرف العبادات حتی ان بعض السلف لا یصرف زکوته الا الی اهل العلم ویقول انی لا اعرف
کرنی علم کی امداد ہوتی ہی اور علم سب عبادات مین اشرف ہی یہانتک بعضی اگلی بزرگ اپنی زکوٰۃ صرف علماء ہی کو دیتی تہی اور کہتی تہی کہ

بعد مقام النبوة افضل من مقام العلماء والمراد من اهل العلم هم الذین یطلبون العلم لاجل الاخرة لا لاجل الدنیا فان الذین
مین بعد مرتبہ نبوت کی کوئی مرتبہ علماء کی مرتبہ سی بہتر نہین جانتا اور علماء سی مراد وہ عالم ہین کہ علم آخرت کی واسطی پڑھتی ہین دنیا کی واسطی نہین پڑھتی اور جو لوگ

یطلبون العلم لاجل الدنیا لا ینبغی للمتصدق ان یعاونهم بصدقته علی عصیانهم حتی لا یکون شریکا
علم کو دنیا کی واسطی پڑھتی ہین تو زکوٰۃ دینی والی کو نہین چاہیی کہ اپنی زکوٰۃ سی اونکی گناہ کا مددگار بنی تاکہ استحقاق عذاب مین

لهم فی استحقاق العقاب ومن افضل المصارف من یکون ذا عیال او مدیونا او مریضا او قریبا فان الاعطاء
اونکا شریک نہوجاوی اور بہترین مصارف وہ ہی جو کنبہ والا ہو یا قرضدار ہو یا بیمار ہو یا ناتی دار ہو کیونکہ ناتی دار کو

الی القریب یکون صدقة وصلة ولا یخفی علی احد ما فی صلة الرحم من الثواب والاصدقاء والاخوان
دینا صدقہ اور صلہ دونو ہوتی ہین اور سب کو معلوم ہی کہ صلہ رحم کا کتنا بڑا ثواب ہی اور دوست اور دینی بہائی

فی الدین یقدمون علی المصارف کما یقدم الاقارب علی الاجانب لکن ینبغی ان یعلم ان المتصدق
اور مصارف پر مقدم ہوتی ہین جیسی ناتی دار غیرون پر مقدم ہوتی ہین لیکن یہ بہی سمجھنا چاہیی کہ زکوٰۃ دینی والی کو

لا بد له ان یحترز عن ابطال صدقته بالمن والاذی اذ قال الله تعالی لا تبطلوا صدقاتکم بالمن
لازم ہی کہ اپنی صدقہ کو احسان جتاکر اور تکلیف دیکر باطل نہ کردی اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی مت ضایع کرو اپنی خیرات احسان رکھکر

والاذی وحقیقة المن ان یری نفسه محسنا الی الفقیر فمهما رای نفسه محسنا الیه تفرع عنه
اور ستاکر اور حقیقت مین احسان کرنا یون ہوتا ہی کہ اپنی تئین فقیر کا محسن سمجھی پہر جب اوسنی اپنی تئین محسن جانا تو پہر اس سی ظاہر ہوتی ہی حرکات

الی ظاهره افعال ماحیة للثواب مثل التحدث به واظهاره وطلب المکافاة منه بالدعاء والثناء
صادر ہونگی جس سی ثواب جاتا رہی جیسی کہتی پہرنا اور ظاہر کرنا اور فقیر سی عوض کا طالب ہونا دعا سی اور تعریف سی
والخدمة والتوقیر والتعظیم وکان من حقه ان یری الفقیر محسنا الیه اذ جعل کفه نائبا عن
اور خدمت سی اور توقیر اور تعظیم سی اور حق یہہ تہا کہ فقیر کو اپنا محسن جانتا اسواسطی کہ اوسنی اپنا ہاتھ واسطی قبض حق اللہ کی
الله فی قبضه حقه الذی به نجاته من النار اذ روی عن ابن عباس انه علیه السلام قال الصدقة
اللہ کا نایب بنانا جسمین اوسکی دوزخ سی نجات ہوتی ہی اسواسطی کہ ابن عباس سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ خیرات
تقع بید الله تعالی قبل ان تقع بید السائل فلیتحقق انه مسلم الی الله تعالی حقه والفقیر اخذ من
اللہ کی ہاتھ مین اس سی پہلی پہنچتی ہی کہ سائل کی ہاتھ مین پہنچی سو حقیقت مین خیرات اللہ کا حق ہی اوسکی حوالہ ہوا ہی اور فقیر نی اللہ تعالی سی اپنا رزق لیا ہی
الله تعالی رزقه واما الاذی فظاهره التوبیخ والتعییر والتخشین فی الکلام وتقطیب الوجه وهتک الستر
اور ستانا سو ظاہر مین بدمزاجی اور سرزنش اور بدزبانی گفتگو مین اور تیوری چڑہانی اوسکا کہنا کرنی آبروی کرنی
بالاظهار وفنون الاستخفاف وباطنه الذی هو منبعه امران احدهما کراهیة اخراج المال عن یده و
اور طرح طرح کی استخفاف اور باطن مین جس سی یہہ حالت پیدا ہوتی ہی دو باتین ہین ایک تو اپنی قبضہ مین سی مال نکالنی کا ملال اور دل پر
شدة ذلک علی نفسه والثانی رؤیته انه خیر من الفقیر وان الفقیر بسبب حاجته اخس منه رتبة
اسکی دشواری دوسری یہہ سمجہنا کہ مین فقیر سی بہتر ہون اور فقیر از بسکہ حاجتمند ہی مجہسی رتبہ مین بہت کمتر ہی
ومنشأ کل منهما الجهل اما کون کراهیة تسلیم المال جهلا فلان من کره بذل درهم فی مقابلة ما یساوی
اور اصل منشا دونو کا جہالت ہی یہہ ملالت مال دینی کی اسلئی جہالت کی بات ہی کہ جس شخصکو ایک روپیہ خرچ کرنا ہزار روپیہ کی واسطی دشوار گذری
الفا فهو شدید الحماقة لانه یبذل المال بطلب رضاء الله تعالی والثواب فی الدار الاخرة وهو خیر من الدنیا
اس سی زیادہ احمق جاہل کون ہی اسواسطی کہ زکوٰة واسطی رضامندی اللہ تعالی کی دی جاتی ہی اور آخرت مین جو اوسکا ثواب حاصل ہوگا وہ تمام دنیا سی
وما فیها واما کون رؤیة نفسه خیرا منه جهلا فلانه لو عرف فضل الفقر علی الغنی وعرف خطر الاغنیاء
اور جو دنیا مین ہی سب سی بہتر ہی اور اپنی تئین فقیر سی بہتر سمجہنا اسواسطی جہالت کی بات ہی کہ اگر یہہ شخص جانتا کہ فقیر کو غنی پر کتنی فضیلت ہی اور جانتا کہ غنی لوگون کو
فی الاخرة لما استحقره بل یتبرک به وتمنی درجته لان صلحاء الاغنیاء یدخلون الجنة بعد الفقراء بخمسمائة
آخرت مین کیا کیا خوف وخطر ہی تو فقیر کو ہرگز حقیر نہ جانتا بلکہ اوس سی برکت لیتا اور اوسکی درجہ کی آرزو کرتا اسلئی کہ تونگر صلحاء فقیرونسی پانسو برس پیچہی جنت مین
عام وکیف یستحقره وقد جعل الله تعالی خادما له اذ یکتسب المال بجهده ویستکثره منه ویجتهد فی حفظه
داخل ہونگی اور کیونکر فقیر کی حقارت کرتا ہی اور حال یہہ ہی کہ اللہ تعالی نی اسکو فقیر کا خادم بنایا ہی اسلوسطی کہ محنت اور کوشش کر کر مال پیدا کرتا ہی اور اوسکو بڑہاتا ہی اور اوسکی محنت سی
وقد کلف ان یسلم الی الفقیر قدر حاجته ویکف عنه الفاضل التی یضره لو سلم الیه فالغنی مستخدم
پہر اوسکو بزور حکم ہی کہ فقیر کو اوسکی حاجت کی موافق حوالہ کردی اور باقی بچتی کو جسکی دینی سی فقیر کا ضرر ہو اپنی پاس محفوظ رکہی پس غنی خدمت گذار ہی
للسعی فی رزق الفقیر ومتمیز عنه بالتزام مشاق الاسفار فی البراری والبحار وحراسة الفضلات من الدراهم
کیونکہ فقیر کی رزق کی واسطی سعی کرتا ہی اور فقیر سی ممتاز ہی اسمین کہ جنگلوں اور دریاؤن مین سفر کی مشقت اوٹہاتا ہی اور بچتی درہم
والدنیا الی ان یموت ویاکلها الاغیار مع بقاء ما اکتسبه فی تحصیلها علیه من الاوزار یسر لنا الله تعالی
اور دنیا کی عمر بہر نگاہبانی کرتا رہتا ہی تا مرجاتا ہی پہر اوسکو بار لوگ کہاتی ہین اور اوسکی حاصل کرنیمین جو جو گناہ کئی وہ اوسی سر رہانی لیجاتا ہی الہی ہمکو آسان کر
اعمالا موافقا لرضائه بلطفه وکرمه ومنته المجلس الثانی والعشرون فی بیان فضائل الصوم مطلقا
وہ اعمال جو تیری مرضی کی موافق ہین اپنی لطف اور کرم اور احسان سی بائیسوین مجلس مطلق روزہ کی فضیلت مین

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احصوا هلال شعبان لرمضان هذا الحديث من حسان المصابيح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گنتی رہو شعبان کی مہینہ کو رمضان کی واسطے یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی

رواه ابو هريرة فان صوم رمضان لما كان ركنا من اركان الدين وفرضا لازما على المسلمين ولم يعلم مجيئه
ابوہریرہ کی روایت سی کیونکہ روزہ رمضان کا چونکہ دین کی رکنوں میں سی ایک رکن اور مسلمانوں پر فرض لازم ہی اور اوسکا آنا بغیر ضبط کرنی

الا بضبط هلال شعبان امر النبي عليه السلام بضبطه فصار كانه قال اطلبوا هلال شعبان وعدوا ايامه
مہینہ شعبان کی معلوم نہیں ہوتا نبی علیہ السلام نے واسطے ضبط شعبان کی امر فرمایا انجام یہہ ہوا گویا کہ فرمایا تلاش کرو شعبان کی چاند کو اور اوسکی دن گنتی رہو

لتعلموا دخول رمضان ثم ان شعبان لما كان كالمقدمة لرمضان استحب التاهب له فيه بالصوم وقراءة
تاکہ رمضان کا آنا معلوم ہو پھر ماہ شعبان جب رمضان کا مقدمہ ٹھہرا تو شعبان میں رمضان کی تیاری مستحب ہی روزی رکھنی اور قرآن پڑھنی

القرآن حتى ترتاض النفس بذلك على طاعة الله تعالى قبل دخول رمضان فانه عليه السلام كان يصوم
تاکہ نفس کو طاعت الٰہی کی عادت رمضان کی آنی سی پہلی ہوجاوی کیونکہ نبی علیہ السلام شعبان میں اتنی روزی رکھتی تھی

في شعبان ما لا يصومه في غيره من الشهور على ما روي عن عائشة انها قالت ما رأيت رسول الله عليه
کہ وتنی اور کسی مہینہ میں نہیں رکھتی تھی موافق روایت عائشہ کی کہ وہ کہتی ہیں نہیں دیکھا میں نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

السلام استكمل صيام شهر قط الا رمضان ومارايته في شهر اكثر منه صياما الا شعبان وفي رواية
وسلم کو کہ کبھی پوری کی ہوں روزہ کسی مہینہ کی سوا رمضان کی اور نہیں دیکھا میں نی اونکو کسی مہینہ میں زیادہ روزی رکھتی ہوئی سوا شعبان کی اور ایک روایت

كان يصوم شعبان كله وهذه الرواية موافقة لما روي عن ام سلمة انها قالت ما رأيت النبي عليه السلام
میں یہہ ہی کہ روزی رکھتی تھی تمام شعبان کی اور یہہ روایت ام سلمہ کی روایت سی موافق ہی کہ وہ کہتی ہیں نہیں دیکھا میں نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

يصوم شهرين متتابعين الا شعبان ورمضان وبهذه الرواية اخذ الفقهاء حتى قال قاضيخان في
کہ روزہ رکھتی ہوں دو مہینی کی پی درپی سوا شعبان اور رمضان کی اور فقہاء نی اسی روایت کو اخذ کیا ہی یہاں تک کہ قاضیخان نی

فتاواه من صام شعبان ووصله برمضان فهو حسن وذلك لان الصوم قديكا استحبابه
اپنی فتاوی میں کہا ہی جو شخص شعبان کی روزی رکھہ کر اوسکو رمضان سی ملاوی تو یہہ بہتر ہی اور یہہ اسلیے کہ روزہ کہی استحباب میں

في بعض الاوقات الفاضلة من الشهور والايام ويكون بابا للعبادة كما روي عن ابي الدرداء انه عم
بعضی نیک اوقات میں باعتبار مہینوں اور دنوں کی زیادہ تر غالب اور دروازہ عبادت کا ہوجاتا ہی چنانچہ ابودرداء سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی

قال لكل شيء باب وباب العبادة الصوم ثم انه ربع الايمان بمقتضى ما جاء في الحديثين اللذين روى احد
فرمایا ہر شی کا دروازہ ہوتا ہی اور دروازہ عبادت کا روزہ ہی پھر روزہ ایمان کی چوتھائی ہوتا ہی موافق مضمون اون دو حدیثوں کی جو ایک

عن ابي هريرة وهو قوله عليه السلام الصوم نصف الصبر وروى الاخر عن ابن مسعود وهو قوله عليه السلام
ابوہریرہ سی روایت ہی یعنی قول علیہ السلام کا روزہ آدھا صبر ہی اور دوسری ابن مسعود سی روایت ہی یعنی قول علیہ السلام کا

الصبر نصف الايمان فلما كان الصوم نصف الصبر كان ثوابه متجاوزا عن قانون التقدير والحساب
صبر آدھا ایمان ہی پھر جب روزہ آدھا صبر ہوا تو اوسکا ثواب بھی اندازہ اور حساب کی قاعدہ سی زیادہ ہوگا

لقوله تعالى انما يوفى الصابرون اجرهم بغير حساب ثم انه متميز من سائر العبادات بخاصية نسبته
واسطے ارشاد الٰہی کی کہ پورا ملتا ہی صبر والوں ہی کو اونکا اجر بغیر حساب پھر روزہ کو تمام عبادات پر بسبب خصوصیت نسبت کی

الى الله تعالى اذ قال الله تعالى فيما اخبر عنه نبيه بقوله كل حسنة بعشر امثالها الى سبعمائة ضعف الا الصوم
طرف اللہ تعالی کی ایک طرح کی شرافت ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی جیسا اوسکا نبی اوسکی خبر دیتا ہی اس قول میں ہر نیکی دس گونہ ہوتی ہی سات سو گونہ تک سوا روزہ

فانه لي وانا اجزي به والكريم اذا اخبر انه يتولى الجزاء بنفسه ولا يكله الى غيره يكون ذلك الجزاء

سو یہہ روزہ میرا لئی ہی اور مین ہی اسکی جزا دونگا اور سہ کریم جب یہہ خبر دی کہ مین آپ اوسکی جزا کا ذمہ دار ہون اور کی حوالہ نہوگا تو اس جزا کا

في غاية العظمة ونهاية الكثرة بحيث لا يكون له حد ولا عد وقد روى عن ابي سعيد الخدري

کیا انتہا ہی نہایت عظیم اور بہت کثیر ہوگی ایسا کہ نہ اوسکی کچہ حد ہی اور نہ کچہ گنتی اور روایت ہی ابو سعید خدری سی

انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله بعد الله وجهه عن النار سبعين خريفا

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایک دن واسطی اسکی روزہ رکہا تو الله تعالی اوسکی منہہ کو آگ سی ستر برس دور رکہیگا اور ایک

وفي حديث آخر رواه ابو امامة الباهلي انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله جعل

اور حدیث مین ہی ابو امامہ باہلی کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایکدن روزہ واسطی الله تعالی کی رکہا تو

الله بينه وبين النار خندقا كما بين السماء والارض يعني ان من صام يوما لوجه الله ورضائه

الله اوسکی اور دوزخ کی بیچ مین ایسی خندق بناویگا جیسی فرق درمیان آسمان اور زمین کی ہی یعنی بیشک جسنی ایکدن کا روزہ واسطی وجہ الله کی اور واسطی اوکی

ينجيه الله من النار عبر عن التنجية بطريق التمثيل ليكون ابلغ لان من كان بعيدا عن شيء بهذا

رضامندی کی رکہا تو الله تعالی اوسکو آگ سی نجات دیگا اس نجات کو بطور تمثیل کی بیان فرمایا تا کہ مبالغہ زیادہ تر ہو اسواسطی کہ جو شخص ایک شی سی

المقدار لا يصل اليه البتة وروى عن ابي هريرة انه قال عليه السلام للصائم فرحتان فرحة

اتنی دور پر ہو تو وہ شی بیشک اوس تک نہین پہنچیگی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیان ہوتی ہین ایک خوشی

عند فطره وفرحة عند لقاء ربه فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان للصائم سرورا مرتين

جب روزہ کہولتا ہی اور ایک خوشی جب اپنی رب سی ملیگا بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ روزہ دار کو خوشی دو مرتبہ ہوتی ہی

احدهما عند افطاره والاخرى عند موته ولقاء ربه اما سروره عند فطاره فيما بيننا وله من

ایک تو روزہ کہولتی ہوئی اور دوسری موت کی وقت اپنی رب کی ملاقات پر پہر روزہ دار کا سرور روزہ افطار کرتی وقت تو یہہ ہی کہ اوسکو کہانا

الطعام والشراب والجماع لان النفس مجبولة على الميل الى ما يلائمها من المطعم والمشرب والمنكح فاذا

پینا جماع میسر آیا کیونکہ طبیعت انسان کی عادت ہی کہ اپنی مرغوب چیز پر جہکتی ہی کہانا ہو یا پینا ہو یا جماع ہو اور جب

منعت من ذلك في وقت ثم اذن لها في وقت آخر تفرح بذلك طبعا خصوصا عند اشتداد الحاجة

اوسکو ان امور سی ایک وقت ممانعت ہوی ہو پہر اوسکو دوسری وقت اجازت ملی تو اس سی خود بخود خوش ہوتا ہی خاص کر ایسی وقت کہ ماری بہوک

اليه لتاثير الجوع والعطش فيها وتقاضيها باحد حاجتيها يبين هذا المعنى ما روى عن ابن عمر انه ع م

و پیاس کی نہایت حاجتمند ہو کر اپنی خواہش کا طلبگار ہو یہہ مضمون ابن عمر کی روایت سی معلوم ہوتا ہی کہ نبی علیہ السلام

كان اذا افطر قال ذهب الظمأ وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء الله تعالى مع ان له عند افطاره

جب روزہ افطار کرتی تو فرماتی پیاس جاتی رہی اور رگین تر و تازہ ہوئین اور اجر ثابت ہو چکا ان شاء الله تعالی باوجودیکہ روزہ دار کی افطار کی وقت

دعوة مستجابة كما جاء في الحديث ان للصائم عند فطاره دعوة مستجابة بل يكون نومه عبادة

دعا مقبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ روزہ دار کی افطار کی وقت دعا مقبول ہوتی ہی بلکہ روزہ دار کا سونا ہی عبادت ہی

كما جاء في الحديث نوم الصائم عبادة قال ابو العالية الصائم في العبادة ما لم يغتب وان كان

چنانچہ حدیث مین آیا ہی نیند روزہ دار کی عبادت ہی ابو العالیہ لکہتی ہی روزہ دار ہر وقت عبادت مین ہوتا ہی جبتک غیبت نکری اگرچہ

نائما على فراشه فعلى هذا يكون في ليله ونهاره على عبادة واما سروره وفرحه عند موته ولقاء ربه

اپنی بستر پر سوتا ہی اسکی موافق تمام رات اور دن عبادت ہی مین رہتا ہی اور روزہ دار کا سرور اور خوشنودی مرتی وقت اپنی رب کی ملاقات پر

فيما يجده مدخرا عند الله تعالى من ثواب صومه فان من ترك لله طعامه وشرابه وشهوته يعوضه
يهه سي كه الله كي يهان اپني روزه كا ثواب جمع كيا هوا يكبار پاويگا كيونكه جس ني واسطي خدا كي اپنا كهانا اور پينا اور شهوت موقوف كي تو الله اوسكو
الله تعالى خيرا من ذلك كما قال الله تعالى وَمَا تُقَدِّمُوا لِاَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللهِ هُوَ خَيْرًا
عوض اوسكا اوس سي بهت اچها عنايت كريگا چنانچه الله تعالى فرماتا هي اور جو آگي بهيجوگي اپني واسطي كوئي نيكي اوسكو پاؤگي الله كي پاس بهتر
وَاَعْظَمَ اَجْرًا وجاء في الخبر انه عليه السلام قال لرجل انك لن تدع شيئا اتقاء الله تعالى الا اتاك الله
اور ثواب مين زياده اور حديث مين آيا هي كه پيغمبر صلى الله عليه وسلم ني ايك شخص كو فرمايا بيشك تو كبهي نهين ترك كريگا كوئي چيز الله تعالى كي خوف سي مگر تجهكو الله تعالى
خيرا منه وروى ان الصائمين يوضع لهم يوم القيمة مائدة تحت العرش يأكلون عليها والناس في الحساب
بهتر اوس سي ديگا اور روايت هي كه روزه دارون كي واسطي قيامت كي دن عرش كي تلي دسترخوان چنا جاويگا اوسپر تناول كرينگي اور اور خلقت ابهي حساب مين مبتلا هوگي
فيقول الناس ما لهؤلاء يأكلون ونحن في الحساب فيقال لهم انهم كانوا يصومون وانتم تفطرون وفي الصحيحين
پهر كهينگي يهه كيسي لوگ هين كه بيٹهي كهاتي هين اور هم حساب مين مبتلا هين كوئي انكو جواب ديگا يهه لوگ روزه ركهتي تهي اور تم روزه كهودتي تهي اور صحيح بخاري اور مسلم
انه عليه السلام قال ان في الجنة بابا يقال له ريان لا يدخل منه الا الصائمون والمراد بالصائمين
هي كه پيغمبر صلى الله عليه وسلم ني فرمايا جنت كي ايك دروازه كا نام ريان هي اور اوس دروازه مين سي صرف روزه دار داخل هونگي اور روزه دارون سي مراد يهه هي
هم الذين يكثرون الصوم فانهم لما تحملوا تعب العطش خصوا بباب فيه الري والامان من العطش قبل تمكنهم
كه جو لوگ اكثر روزه ركهتي تهي كيونكه ان لوگون ني جو بهوك اور پياس كي برداشت كي تو ايسي دروازه سي مخصوص هوئي جسمين تازگي اور پياس كا بچاو
من الجنة هذا كله اذا كان صومهم مع الاحتراز عن كل ما يحرم عليهم والا فهم يكونون من الذين
جنت كي اندر جاني سي پهلي يهه تمام باتين جب هين كه انكا روزه تمام ايسي اعمال سي جو انپر حرام هين محفوظ هو اور نهين تو وه روزه دار ايسي هين جنكي حق مين
قال فيهم رسول الله عليه السلام في حديث رواه ابو هريرة كم من صائم ليس له من صيامه الا الجوع
رسول الله صلى الله عليه وسلم ايك حديث مين جو ابو هريره سي روايت هي فرماتي هين بهت روزه دار ايسي هين كه اونكي لئي روزه مين سي سواي بهوك
والعطش وفي حديث اخر رواه ابو هريرة كم من صائم ليس له من صيامه الا الظمأ وكم من قائم ليس
اور پياس كي كچهه نهين هي اور ايك اور حديث مين بهي ابو هريره كي روايت سي بهت روزه دار ايسي هين كه اونكي لئي روزه مين سي سوا پياس كي كچهه نهين بهت رات كي عابد ايسي هين
من قيامه الا السهر فان التقرب الى الله تعالى بترك المباحات لا يتم الا بعد التقرب اليه بترك المحرمات
كه اونكي لئي رات كي عبادت مين سي سوا بيداري كي كچهه نهين كيونكه قرب الهي مباح چيزون كي چهوڑني سي پورا نهين هوتا جبتك محرمات كو چهوڑ كر قرب الهي نه پيدا كري
كما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال من لم يترك الكذب والعمل بمقتضاه فليس لله حاجة في ان يدع طعامه
چنانچه ابو هريره سي روايت هي كه پيغمبر عليه السلام ني فرمايا جو شخص كه جهوٹه كو اور جهوٹه كي مناسب كاربار كو نهين ترك كرتا تو الله كو اوسكي كچهه پروا نهين هي كه اپنا كهانا
وشرابه فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان من لا يترك الكذب والعمل بمقتضاه لا يقبل الله صومه
پينا بند كري بيشك نبي عليه السلام ني اس حديث مين يهه بيان فرمايا كه جو شخص جهوٹه كو اور جهوٹه كي لايق اعمال كو نهين چهوڑتا تو الله تعالى اوسكا روزه
ولا ينظر اليه لانه امسك عما ابيح له ولم يمسك عما حرم عليه والمقصود من الصوم ليس بنفس الجوع و
قبول نهين كريگا اور نه اوسپر شفقت كريگا اسواسطي كه وه شخص مباحات سي تو بچا اور محرمات سي نه بچا اور روزه سي غرض صرف بهوك اور پياس كا مارنا نهين هي
العطش فقط بل المقصود منه كسرة الشهوة وقهر النفس الامارة بالسوء فاذا لم يحصل شئ من ذلك
بلكه روزه سي غرض شهوت كا توڑنا اور نفس امّاره كا جو برائي كي طرف ليجاتا هي مغلوب كرنا هي جب يهه غرض كچهه نه حاصل هوئي
فاي فائدة في ترك الطعام والشراب فعلى هذا اذا اراد العبد ان ينال الثواب والفضائل التي ذكرها
تو پهر كهانا پينا بند كرني سي كيا فائده اسكي موافق جب كوئي شخص يهه چاهي كه مجهكو وه ثواب اور فضيلت حاصل هو جسكا نبي صلى الله عليه وسلم ني

النبي عليه السلام ينبغي له ان يعرف حرمة الوقت وشرفه ويحفظ فيه بطنه عن الحرام ولسانه عن

ذکر فرمایا ہی تو اوسکو لازم ہی کہ وقت کی حرمت کو پہچانی اور وقت کی خوبی کو دریافت کری اور اوسمین اپنی پیٹ کو حرام کہانی سی اور اپنی زبان کو

الكذب والغيبة وقبيح الكلام وجوارحه عن الخطايا والاثام وقلبه عن العجب والكبر وعداوة

جہوٹھ اور غیبت اور بیہودہ کلام سی اور اپنی باقی اعضا کو خطا اور گناہون سی اور اپنی دل کو خود بینی اور تکبر سی اور خلقت کی دشمنی سی

الانام ثم انه اذا فعل ذلك ينبغي له ان يكون خائفا من الله تعالى هل يقبل منه ام لا يقبل ويدعو

بچاوی پہر وہ شخص جب یہہ سب کر چکا تو اب اوسکو لایق ہی کہ اللہ تعالی سی یہہ خوف کرتا رہی کہ آیا میرا یہہ روزہ قبول کرتا ہی یا نہین قبول کرتا اور دعا کری

ان يقبل

کہ قبول کری

المجلس الثالث والعشرون في بيان فضيلة صوم شعبان

تیئیسوین مجلس فضیلت روزہ ماہ شعبان کی بیان مین

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم شعبان كله الا قليلا وفي رواية بل كان يصوم شعبان كله هذا الحديث

تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ تمام شعبان کی روزی رکہا کرتی تہی مگر کچہہ تہوڑا سا افطار کرتی اور ایک روایت مین ہی بلکہ تمام شعبان کی روزی رکہتی تہی

من صحاح المصابيح روته ام المؤمنين عائشة وهذه الرواية الاخيرة موافقة لما روي عن ام سلمة

یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی حضرت عائشہ ام المؤمنین کی روایت سی یہہ پچہلی روایت اوس روایت کی موافق ہی جو ام سلمہ سی روایت ہی

انها قالت ما رايت النبي عليه السلام يصوم شهرين متتابعين الا شعبان ورمضان فان قيل يلزم

کہ وہ کہتی تہین نہین دیکہا مینی نبی علیہ السلام کو کہ دو مہینی پوری پوری روزی رکہی ہون سوای شعبان اور رمضان کی اگر کوئی کہی

على هذه الرواية ان يكون افضل الصيام بعد صوم رمضان صوم شعبان مع انه عليه السلام

کہ اس روایت سی لازم آتا ہی کہ بعد روزہ رمضان کی شعبان کی روزی افضل ہون اور حال یہہ ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال افضل الصيام بعد شهر رمضان شهر الله المحرم فالجواب ان جماعة من الناس وان اعتقدوا ان

فرمایا ہی اچہی روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہین سو جواب یہہ ہی کہ بیشک ایک جماعت کا اگرچہ یہہ ہی اعتقاد ہی

صيام المحرم والاشهر الحرم افضل من صيام شعبان لكن الاظهر خلاف ذلك فان صيام شعبان

کہ محرم اور اشہر الحرم کی روزی شعبان کی روزون سی بہتر ہین لیکن اسکی خلاف ظاہر تر ہی بیشک شعبان کی روزی

افضل من صيام الاشهر الحرم يدل على ذلك ما روي عن انس انه عليه السلام سئل اي الصيام افضل

اشہر الحرام کی روزون سی بہتر ہیں دلیل اسکی وہ ہی جو انس سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سی کسی نی پوچہا رمضان کی بعد کونسی

بعد رمضان فقال شعبان تعظيما لرمضان وروي عن اسامة انه كان يصوم اشهر الحرم فقال

روزی افضل ہین آپ نی فرمایا شعبان کی رمضان کی تعظیم کی لئی اور اسامہ سی روایت ہی کہ اسامہ اشہر الحرم کی روزی رکہا کرتی تہی سو

له رسول الله عليه السلام صم شوالا فترك صوم اشهر الحرم فكان يصوم شوالا حتى مات فهذا نص

انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا شوال مین روزی رکہا کر پہر اسامہ نی اشہر [illegible] کی روزی چہوڑ دئی پہر شوال مین روزی رکہا کئی آخر مرگئی سو یہہ روایت

في تفضيل صيام شوال على صيام اشهر الحرم فاذا كان صوم شوال افضل من صوم الاشهر الحرم

شوال کی روزون کی فضیلت پر نص ہی اشہر الحرم کی روزون سی پہر جب شوال [illegible] اشہر الحرم کی روزون سی بہتر ہوئی

فكون صوم شعبان افضل من صيام الاشهر الحرم [illegible] لصيام النبي عليه السلام له دون [illegible]

تو شعبان کی روزی اشہر الحرم کی روزون سی زیادہ تر افضل ہونگی [illegible] کہ نبی علیہ السلام روزی شعبان مین رکہتی تہی شوال مین نہین [illegible]

وانما كان كذلك لانهما يليان من بعده ومن قبله [illegible] من هذا ان افضل التطوع من الصيام [illegible]

اور یہہ اس لئی ہی کہ یہہ دونو مہینی یعنی شعبان اور شوال متصل ہین رمضان کی بعد اور رمضان سی پہلی اس سی معلوم ہوا کہ نفل روزون مین وہ ہی افضل ہین

قريبا من رمضان قبله وبعده فيكون منزلته من الصيام بمنزلة السنن الرواتب مع الفرائض
رمضان سے قریب ہوں پہلے اور پیچھے پھر ایسے روزوں کا درجہ ایسا ہے جیسے مرتبہ سنتوں رواتب یعنی مؤکدہ کا فریضہ نماز سے
قبلها وبعدها فان السنن الرواتب كما يلتحق بالفرائض فى الفضل وتكون تكملة لنقص الفرائض فكذلك
فریضہ سے پہلے اور پیچھے بیشک سنن رواتب یعنی مؤکدہ جیسے فضیلت میں فرائض کے ساتھ ہیں اور فرائض کی نقصان کو پورا کرتی ہیں ایسی ہی
صيام ما قبل رمضان وما بعده فانه ملتحق فى الفضل بصيام رمضان لقربه منه ويكون قوله عم
نفلی روزے رمضان سے پہلے اور پیچھے یہہ بھی فضیلت میں رمضان کی روزوں کی ساتھ شامل ہیں کیونکہ رمضان سے متصل ہیں اب معنی اس حدیث کے
افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم محمولا على التطوع المطلق واما ما كان قبل رمضان وبعده
کہ اچھے روزے بعد رمضان کی ماہ الٰہی محرم کے ہیں مطلق نوافل پر محمول ہونگے اور جو روزے کہ رمضان سے پہلے اور پیچھے ہیں
فانه ملتحق به فى الفضل كما ان قوله عليه السلام فى تمام الحديث وافضل الصلوة بعد المكتوبة
وہ تو فضیلت میں رمضان کی شامل ہیں جیسے یہہ قول علیہ السلام کا تتمہ حدیث میں اور بہتر نماز بعد فرائض کی
قيام الليل انما اريد به تفضيل قيام الليل على التطوع المطلق دون السنن الرواتب عند جمهور العلماء
رات کی نماز ہے اس سے بھی تمام علماء کی نزدیک فضیلت قیام لیل کی مطلق نوافل پر مراد ہے سنن مؤکدات پر نہیں ہے
وقد ذكر فى صيام النبى عليه السلام لشعبان دون غيره من الشهور معنى حسنا وهو ما روى عن اسامة
اور درباب روزہ رکھنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شعبان میں سوا اور مہینوں کی خوب معنی ذکر کئے ہیں اور وہ یہہ ہیں کہ اسامہ سے روایت ہے
انه عليه السلام قال ذلك شهر يغفل الناس عنه بين رجب ورمضان فانه عليه السلام اشار الى
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہہ ایسا مہینہ ہے کہ لوگ اس سے غافل ہیں رجب اور رمضان کی بیچ میں پس نبی علیہ السلام نے یہہ اشارہ کیا
انه لما اكتنفه شهران عظيمان الشهر الحرام وشهر الصيام اعرض الناس عنه بالاشتغال بهما فصار
کہ شعبان کو دو بڑی عظمت کی مہینوں نے گھیر رکھا ہے ماہ محرم اور ماہ صیام نے تو شعبان سے لوگ پھر کر اون دونوں میں مشغول ہو گئے ہیں سو یہہ مہینہ
مغفولا عنه حتى ظن كثير من الناس ان صيام رجب افضل من صيام شعبان لانه شهر حرام وليس
بھولا بسرا ہو گیا یہاں تک کہ اکثر لوگ یہہ گمان کرتے ہیں کہ رجب کی روزے شعبان کی روزوں سے افضل ہیں اسلئے کہ رجب ماہ حرام ہے اور
كذلك لما روى عن عائشة انها قالت ذكر لرسول الله عليه السلام قوم يصومون رجبا فقال واين هم
یہہ بات نہیں ہے اسواسطے کہ عائشہ سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنے ایک قوم کا ذکر آیا کہ وہ رجب میں روزے رکھتے تھے آپ نے فرمایا
عن شعبان وفيه اشارة الى ان بعض ما اشتهر فضله من الازمان والاماكن والاشخاص قد يكون غيره
وہ لوگ شعبان کو چھوڑ کر کدھر گئے اور اسمیں یہہ اشارہ ہے کہ بعضی دفعہ جو کوئی وقت یا بعضا مکان یا بعضا شخص فضیلت میں مشہور ہو جاتا ہے کبھی اونکا غیر اونسے
افضل منه اما مطلقا او لخصوصية فيه لا يتفطن بها كثير من الناس فيشتغلون عنه بالمشهور
افضل ہوتا ہے یا تو مطلقا یا کسی خصوصیت سے جو اوسمیں ہوتی ہے کہ اکثر لوگوں کی خیال میں نہیں آتی تو وہ اوسکو چھوڑ کر مشہور کی طرف مشغول ہو جاتے ہیں
ويفوتون تحصيل فضيلة ما ليس بمشهور عندهم وفيه دليل على استحباب عمارة ازمان غفلة الناس
اور اوسکی فضیلت سے جو اونکی نزدیک مشہور نہیں ہے محروم رہ جاتے ہیں اور اسمیں دلیل اس مطلب کی ہے کہ عبادت سے معمور کرنا ایسے وقت کا جسمیں تمام لوگ غافل
بالطاعة وان ذلك محبوب عند الله تعالى ولذلك كان طائفة من السلف يستحبون احياء ما بين
رہتے ہیں مستحب ہے اور یہہ کہ اللہ تعالی کو بہت پسند ہے اسی واسطے ایک جماعت متقدمین سے نماز پڑھتی رہنا درمیان
العشائين بالصلوة ويقولون هي ساعة الغفلة فانه عليه السلام لما خرج على اصحابه وهم ينتظرون
مغرب اور عشا کی بہت پسند کرتی تھی اور کہتی تھی کہ یہہ غفلت کا وقت ہے پس نبی علیہ السلام جب صحابہ کی پاس آئے اور صحابہ عشا کی نماز کی منتظر بیٹھے تھی

صلوة العشاء قال ما ینتظرها احد من اهل الارض غیرکم وفی هذا اشارة الی فضیلة التفرد بذکر الله تعالی

تو فرمایا اس نماز کا سواے تمہارے روی زمین پر کوئی منتظر نہیں ہی اسمین اشارہ ہی کہ تنہا ذکر الٰہی مین مشغول رہنا

فی وقت من الاوقات لا یوجد فیها ذاکر ولذلک فضل القیام فی وسط اللیل لشمول الغفلة عن الذکر فیه

تمام وقتون مین سی ایسی وقت کہ کوئی اوسوقت ذکر نہ کرتا ہو بہت افضل ہی اسیلئی آدہی رات کی وقت جاگنا بہت افضل ہی اسواسطی کہ اوسوقت اکثر لوگ یاد الٰہی

لاکثر الناس وفی احیاء الوقت المغفول عنه بالطاعة فوائد منها أنه یکون اخفی واخفاء النوافل و

غافل ہوتی ہین اور غفلت کی وقت عبادت کرنی مین بہت فائدی ہین ایک یہہ کہ یہہ وقت پوشیدہ ہی اور نوافل کا چھپانا اور

اسرارها افضل لا سیما الصیام فانه سر بین العبد وربه لا یطلع علیه غیره تعالی ولهذا قیل لا یکون

پوشیدہ رکھنا افضل ہوتا ہی خاص نفل روزی کیونکہ روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کی راز ہوتا ہی اسپر سواے اللہ تعالی کی کسیکو اطلاع نہین ہوتی اسی واسطی

فیه ریاء ومنها انه یکون اشق علی النفوس وافضل الاعمال اشقها علی النفوس وسبب ذلك ان النفوس

کہتی ہین کہ روزہ مین ریا نہین ہوتی اور ایک یہہ کہ روزہ طبیعتون پر دشوار ہوتا ہی اور اعمال مین افضل وہ ہی ہوتا ہی جو طبیعتون پر دشوار ہو اور سبب اسکا یہہ ہی کہ طبیعتیں

تتاسی بما تشاهد من احوال ابناء الجنس فاذا کثرت یقظة الناس وطاعتهم یکثر اهل الطاعة لکثرة

ہمجنس کی حالات مین سی جو دیکھتی ہین وہ ہی عادت اختیار کرلیتی ہین پس اگر لوگون کی بیداری اور اونکی عبادت کثرت سی ہونی لگی تو اہل طاعت بہی زیادہ ہونگی

المقتدین بهم فتسهل الطاعات علیهم واذا کثرت الغفلة واهلها یتاسی بهم عموم الناس فیشق علی

کیونکہ دیکہا دیکہی بہت پیرو ہونگی پہر اونپر عبادت آسان ہوجاگی اور اگر غفلت اور غفلت والی زیادہ ہونگی تو عام لوگونکی ویسی ہی عادت ہوویگی اب جاگنی والون پر

نفوس المتیقظین طاعاتهم لقلة من یقتدون بهم فیها ولهذا قال النبی علیه السلام للعامل منهم اجر

عبادت کرنی دشوار ہوگی اسواسطی کہ اسوقت مین ہمراہی کمتر ہین اسی لئی نبی علیه السلام نی فرمایا کہ اونمین سی ایک عمل کرنیوالی کو اجر

خمسین منکم انکم تجدون علی الخیر اعوانا ولا یجدون وقال علیه السلام العبادة فی الهرج کالهجرة

پچاس آدمیون کا تم مین سی ہی کیونکہ تمکو خیر پر بہت مددگار میسر آتی ہین اور اونکو نہین ملتی اور فرمایا علیه السلام نی فساد کی وقت عبادت کرنی ایسی ہی جیسی

الیّ فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان ثواب العبادة فی وقت الفتنة واختلاف امور الناس

میری طرف ہجرت کی بیشک پیغمبر علیه السلام نی اسحدیث مین یہہ بیان فرمایا کہ ثواب عبادت کا بروقت آشوب اور ابتری چلن آدمیون کی اتنا ہی

کثواب الهجرة من مکة الی المدینة فی زمانه علیه السلام قبل فتح مکة وسبب ذلك ان الناس فی وقت الفتنة

گویا مکہ سی مدینہ کی طرف پیغمبر علیه السلام کی عہد مین فتح مکہ سی پہلی ہجرت کی اور اسکا سبب یہہ ہی کہ آدمی فتنہ اور آشوب کی وقت

یتبعون اهواءهم ولا یتقیدون بدینهم فیکون حالهم شبیها بحال اهل الجاهلیة فاذا انفرد من بینهم من

اپنی ہوا ہوس کی تابع ہوجاتی ہین اور اپنی دین کی قید مین نہین رہتی پہر اونکا حال اہل جاہلیت کا سا ہوجاتا ہی پہر اگر اونمین سی ایک شخص الگ ہوجاوی

یتمسك بدینه ویعبد ربه ویتبع امره ویجتنب نهیه یکون کمن هاجر من بین اهل الجاهلیة الی رسول الله علیه السلام

کہ اپنی دین کو ہاتہہ سی نہ دی اور اپنی رب کی عبادت کری اور اوسکی امر کا تابع اور اوسکی نہی سی بچتا رہی تو وہ ایسا ہی کہ اہل جاہلیت مین سی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کی طرف

مؤمنا متبعا للاوامر مجتنبا للنواهی وقال علیه السلام بدأ الاسلام غریبا وسیعود غریبا کما بدء

مؤمن اور اوامر کا تابع اور منہیات سی مجتنب ہوکر ہجرت کرگیا اور فرمایا علیه السلام نی شروع ہوا ہی اسلام غریب ہوکر اور پہر غریب ہوجاویگا جیسی شروع ہوا تہا

فطوبی للغرباء یعنی ان الاسلام فی ابتداء ظهوره کان غریبا لم یوجد الا فی احاد من الناس وقلة منهم

سو خوشی ہی غریبون کو مراد یہہ ہی کہ اسلام ابتداے ظہور مین غربت تہا نہین پایا جاتا تہا مگر کسی کسی آدمی مین بہت کمتر

ثم انتشر وشاع قویا وبعد ذلك سیلحقه نقص واختلال حتی لا یبقی الا فی احاد من الناس وقلة منهم وهم

پہر پہیل گیا اور بہت قوی ہوکر منتشر ہوگیا اور بعد اسکی قریب ہی کہ اوسمین نقصان اور خلل آجاوی یہان تک کہ باقی نہین رہیگا مگر کسی کسی آدمی مین بہت کمتر یعنی

الغرباء فطوبى لهم وقد جاء تفسيرهم في حديث اخر انهم النزاع من القبائل يعني انهم الذين كانوا قليلا

غربا مین سواونکو خوشی ہی اور غربا کی تفسیر ایک اور حدیث مین آئی ہی کہ وہ قبائل مین کوئی کوئی ہین یعنی غربا وہ ہین جو تہوڑی ہون

فلا يوجد في كل قبيلة منهم الا الواحد والاثنان بل لا يوجد احد منهم في القبائل والبلدان كما كان كذلك في

ہر ہر قبیلہ مین ایک ایک دو دو سوا نہونگی بلکہ قبیلون اور شہرون مین کوئی نہ ملیگا جیسیکہ ابتداء ظہور اسلام مین

ابتداء ظهور الاسلام وفي حديث اخر انهم الذين يصلحون اذا فسد الناس يعني انهم قوم صالحون عاملون

یہہ ہی حال تہا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ غربا وہ ہین جو اصلاح پر عمل کرتی ہین اگر آدمیون مین فساد پیدا ہو مراد یہہ ہی کہ غربا قوم صالح ہی

بالسنة في زمان فساد الناس ومنها ان المنفرد بالطاعة بين اهل الغفلة والمعاصي يدفع به البلاء

فساد کی زمانہ مین سنت پر عمل کرنیوالی اور ایک فائدہ یہہ ہی کہ جو تنہا عبادت کرنیوالا ہی غفلت اور معاصی والون مین اوسکی سبب سی لوگون کی بلا دفع ہوتی ہی

عن الناس فكانه يحميهم ويدافع عنهم والاثار في هذا المعنى كثيرة جدا وقد ذكر لصومه عليه السلام لشعبان

گویا وہ شخص اونکا حامی ہی اونکی بلا کو دفع کرتا ہی اس باب مین آثار بہت آئی ہین اور واسطی روزی رکہنی پیغمبر علیہ السلام کی ماہ شعبان مین

معنى اخر وهو انه عليه السلام كان يصوم من كل شهر ثلثة ايام وربما اخر ذلك ليقضيه بصوم شعبان

ایک اور وجہ بہی بیان کرتی ہین وہ یہہ ہی کہ پیغمبر علیہ السلام ہر مہینی مین تین تین روزی رکہتی تہی اور بعضی وقت تاخیر فرما دیتی تاکہ اوسکا عوض شعبان کی روزون مین

يعني ان صومه عليه السلام ربما كان لا يبلغ ثلثة ايام في بعض الشهور فيكمل ما فاته من ذلك في شعبان اذ

کردین مراد یہہ ہی کہ روزی پیغمبر علیہ السلام کی بعضی دفعہ بعضی مہینون مین تین تین پوری نہین ہوتی تہی سو جسقدر روزی فوت ہو جاتی تہی وہ سب شعبان مین پوری کر دیتی

كان اعماله عليه السلام دائمة فكان اذا دخل عليه شعبان وكان عليه بقية من صيام تطوع لم يصمه

تہی جن روزونکا رکہنا دایمی ہوتا تہا سو آپکا طریقہ یون تہا جب اونکو ماہ شعبان شروع ہوتا اور اونپر کچہہ نوافل روزی باقی ہوتی کہ نہ رکہی ہون

يقضيه في شعبان حتى يكمل نوافله بالصوم قبل دخول رمضان كما كان يقضي ما فاته من سنن الصلوة

تو وہ روزی شعبان مین قضا کر دیتی تہی تاکہ تمام نوافل روزی رمضان کی آنی سی پہلی پوری ہو جاوین جیساکہ نماز سنتوں کو چہوڑ جاتی تہی قضا کر دیتی تہی

وكما كان يقضي بالنهار ما فاته من قيام الليل وقالت عائشة ربما اردت ان اصوم فلم اطق حتى

اور جیساکہ قیام لیل مین سی چہوڑ جاتا تہا وہ دنمین پورا کر دیتی تہی اور عایشہ کہتی ہین بعضی وقت مین روزہ رکہنی کا ارادہ کرتی سو نہو سکتا

اذا صام النبي عليه السلام في شعبان صمت معه فانها كانت تغتنم فتقضي ما عليها من

یہان تک جب نبی علیہ السلام ماہ شعبان مین روزی رکہتی تو مین بہی اونکی ساتہہ روزی رکہتی پس عایشہ اسوقت کو غنیمت جان کر جو جو اونکی ذمہ پر

صوم رمضان لفطرها فيه بالحيض وكان في غيره من الشهور مشتغلة بالنبي عليه السلام

رمضان کی روزی ہوتی تہی بسبب عارضہ حیض کی سب ادا کر دیتی تہین اور اور باقی کی مہینون مین نبی علیہ السلام کی خدمت مین مشغول رہتی تہین

فان المراة لا تصوم وبعلها شاهد الا باذنه فمن دخل عليها شعبان وقد بقي عليه شيء من

کیونکہ عورت اپنی خاوند کی سامنی بی اجازت روزہ نہین رکہہ سکتی پس جس شخصکو ماہ شعبان آجاوی اور اوسپر کچہہ نوافل روزی باقی ہون

نوافل صيامه يستحب له قضاءه فيه حتى يكمل نوافل صيامه بين رمضان ومن كان عليه شيء

تو اوسکو مستحب ہی کہ شعبان مین ادا کر دی تاکہ اوسکی نوافل روزی دونو رمضان کی بیچ مین ادا ہو جاوین اور جسپر کچہہ

من قضاء رمضان يجب عليه قضاءه قبل رمضان اخر مع القدرة عليه ولا يجوز له تاخيره

قضا رمضان کی باقی ہو تو اوسپر واجب ہی کہ دوسری رمضان سی پہلی اگر قدرت رکہتا ہو تو قضا کر دیگا اور اوسکو یہہ جایز نہین ہی

الى ما بعد رمضان اخر لغير ضرورة وان كان تاخيره لعذر مستمر بين الرمضانين كان عليه قضاؤه

کہ بی ضرورت دوسری رمضان کی بعد تک تاخیر کری اور اگر یہہ تاخیر بسبب ایسی عذر کی جو دونو رمضان مین برابر چلا آیا ہی ہوئی ہو تو اوسپر

بعد الرمضان الثانی ولا شیء علیه مع القضاء وان کان ذلک لغیر عذر قیل یقضی ویطعم مع قضاء
بعد دوسری رمضان کی قضا لازم ہوگی اور اوسپر سوا قضا کی اور کچھ نہیں ہی اور اگر یہہ تاخیر بلا عذر ہوئی ہی تو کہتی ہین کہ قضا کری اور ہر ہر روزہ کی بدلہ
کل یوم ستین مسکینا وهو قول الشافعی ومالک واحمد اتباعا للآثار وردت بذلک وقیل یقضی ولا اطعام
ساٹھ مسکین کو کہانا دی یہہ قول شافعی اور مالک اور احمد کا ہی موافق اون آثار کی جو اس باب مین آئی ہین اور بعضی کہتی ہین قضا کری اور اوسپر
علیه وهو قول ابی حنیفة وقیل یطعم ولا یقضی وهو ضعیف وقیل فی صوم شعبان معنی آخر وهو
کہانا نہین ہی یہہ قول ابو حنیفہ کا ہی اور بعضی کہتی ہین کہانا کہلاوی اور قضا نہین ہی یہہ قول ضعیف ہی اور کہتی ہین کہ شعبان کی روزون کی ایک اور وجہ ہی وہ یہہ
ان صیامه کالتمرین علی صیام رمضان لئلا یدخل فی صیام رمضان علی مشقة وکلفة بل یکون
ہی کہ شعبان کی روزی واسطی مشاقی کی ہین رمضان کی روزون کی واسطی تا کہ رمضان کی روزون مین کچھ مشقت اور کلفت نہ معلوم ہو بلکہ یہہ حال ہو
قد تمرن علی الصیام واعتاده ووجد بصیام شعبان حلاوة الصیام ولذته فیدخل فی صیام رمضان
کہ روزی کی عادت اور خو پکڑ چکا ہو اور شعبان کی روزون سی روزون کی حلاوت اور لذت اوٹھا چکا ہو پہر رمضان کی روزی
برغبة ونشاط یسر نا الله تعالی عمله بلطفه وتوفیقه المجلس الرابع والعشرون فی بیان فضیلة
اچھی رغبت اور خوشی سی رکھی الٰہی ہمپر آسان کر یہہ عمل اپنی لطف اور توفیق سی چوبیسوین مجلس مین بیان
احیاء لیلة البراءة علی وجه السنة والاحتراز عن البدعة المکروهة قال رسول الله
شب برات کی جاگنی کی فضیلت کا بطور مسنون کی اور احتراز بدعت مکروہہ سی رسول الله
صلی الله علیه وسلم ان الله ینزل لیلة النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر
صلی الله علیه وسلم نی فرمایا بیشک الله تعالی ماہ شعبان کی پندرہوین شب کو طرف ورلی آسمان کی نزول فرماتا ہی پہر قبیلہ کلب کی بکریون کی بالونسی گنتی مین
غنم کلب هذا الحدیث من حسان المصابیح رونه ام المؤمنین عائشة رض والمراد بلیلة النصف من شعبان
بہت زیادہ بخشدیتا ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ام المؤمنین عائشہ رضی الله عنہا کی روایت سی اور مراد شعبان کی ادہوارے کی رات سی
لیلة البراءة وانما خص قبیلة کلب بالذکر لانهم اکثر نفرا وغنما من سائر القبائل والمعنی انه تعالی ینتقل فی
شب برات ہی اور خاص قبیلہ کلب کو اسواسطی ذکر کیا ہی کہ وہ بہ نسبت اور قبیلونکی باعتبار آدمیون اور بکریون کی زیادہ ہی اور معنی یہہ ہین کہ الله تعالی
تلک اللیلة من صفة الجلال المقتضیة لقهر العداوة والانتقام من العصاة الی صفة الجمال المقتضیة
اوس رات مین صفت جلالی سی جو سبب ہی گنہگارون کی انتقام اور عداوت کا طرف صفت جمال کی جو باعث ہی
للرحمة والمغفرة وانما حمل لفظ الحدیث علی هذا المعنی لان النزول والصعود والحرکة والسکون لما کانت
رحمت اور بخشش کا نقل فرماتا ہی اور حدیث کی الفاظ کو ان معنون پر اسواسطی حمل کیا ہی کہ اوترنا اور چڑہنا اور حرکت اور سکون چونکہ
من صفات الاجسام المتحیزة وقد ثبت بالقواطع العقلیة والنقلیة انه تعالی منزه عن الجسمیة والتحیز
یہہ سب صفات اجسام متحیزہ کی ہین اور برہان قطعی عقلی اور نقلی سی ثابت ہو چکا ہی کہ الله تعالی جسمیت اور تحیز وغیرہ صفات اجسام سی
امتنع علیه النزول بمعنی الانتقال من موضع اعلی الی ما هو اخفض منه فیکون المعنی ما ذکره اهل الحق وهو
پاک ہی تو اوسپر نزول بمعنی انتقال بمکان بلند سی طرف مکان پست کی محال ہی پہر معنی حدیث کی وہ ہی ہین جو اہل حق نی ذکر کئی ہین یعنی
نزول رحمته ومزید لطفه ومغفرته علی عباده واجابة دعوتهم وقبول توبتهم کما هو دیدن الملوک الکرماء
رحمت کا اوترنا اور زیادت لطف اور مغفرت اپنی بندون پر فرمانا اور مان لینا اونکی دعا کا اور قبول کرنا اونکی توبہ کا جیسا کہ عادت اور رسم کریم بادشاہون
والسادة الرحماء اذا نزلوا بقرب قوم فقراء محتاجین یحسنون الیهم وهذا المعنی وان کان قد وعد فی سائر
اور رحیم سرداروں کی ہوتی ہی کہ جب وہ فقیر محتاجون کی پاس گذرتی ہین تو اونکی ساتھ احسان کرتی ہین اور اس رات کا اگرچہ اور تمام راتون مین

مہ شعبان کی پندرہوین اور ادہوارے کی رات سی شب برات ہی

اللیالی ایضا لما روی انہ علیہ السلام قال ینزل ربنا تبارک وتعالی کل لیلۃ الی السماء الدنیا حین یبقی ثلث

یہی وعدہ ہی موافق اس روایت کی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا کہ ظہور فرماتا ہی ہمارا رب تبارک وتعالی ہر شب میں طرف ورلی آسمان کی جب پچھلی

اللیل الاخیر یقول من یدعونی فاستجیب لہ من یستغفرنی فاغفر لہ من یسئلنی فاعطیہ الا ان

تہائی رات باقی رہتی ہی فرماتا ہی کوئی ہی دعا کرنیوالا کہ مین اوسکی دعا قبول کرلون کوئی ہی مغفرت مانگنی والا کہ مین اوسکو بخشدون کوئی ہی سائل کہ مین اوسکو عطا کرون پر

النزول فی سائر اللیالی مقید بوقوعہ حین یبقی من کل لیلۃ ثلثہا الاخیر وفی لیلۃ البراءۃ لیس ھذا

اتنا فرق ہی کہ ظہور اور تمام راتون مین اس قید سی ہی کہ جب پچھلی تہائی رات باقی رہی اور شب برات مین یہہ قید نہین ہی

التقیید بل المقصود تخصیص ھذہ اللیلۃ بمزید الشرف والفضل لکونہا لیلۃ شریفۃ عظیمۃ

بلکہ مقصود یہہ ہی کہ اس رات مین خصوصیت شرافت اور فضیلت کی زیادہ ہی کیونکہ یہہ شب بہت ہی شریف ہی

کما روی عن عطاء بن یسار انہ قال ما من لیلۃ بعد لیلۃ القدر افضل من لیلۃ نصف شعبان

چنانچہ روایت ہی عطاء بن یسار سی کہ کہتی تہی بعد شب قدر کی کوئی رات شب برات سی بہتر نہین ہی

وقد ورد فی فضلہا احادیث اخر متعددۃ وکان التابعون من اہل الشام کخالد بن معدان ومکحول

اور اس شب کی فضیلت مین اور بہی چند حدیثین آئی ہین اور اہل شام مین سی تابعی جیسی خالد بن معدان اور مکحول

ولقمان بن عامر وغیرہم یعظمونہا ویجتہدون بالعبادۃ فیہا فلما اشتہر ذلک عنہم فی البلدان

اور لقمان بن عامر وغیرہ اس شب کی بہت تعظیم کرتی تہی اور اس شب مین عبادت مین مبالغہ کرتی تہی جب اونکا یہہ حال ملکون مین مشہور ہوا

اختلف الناس فی ذلک فمنہم من قبلہ منہم ووافقہم علی تعظیمہا لکن اکثر العلماء من اہل الحجاز

تو لوگون مین اختلاف پیدا ہو بعضون نی اس امر کو مان لیا اور اونکی موافق ہوکر تعظیم کرنی لگی لیکن اکثر علماء اہل حجاز

انکروا ذلک وقالوا کل ذلک بدعۃ والحق ان المؤمن اذا اشتغل فی تلک اللیلۃ الخاصۃ نفسہ بانواع

اسکا انکار کرتی ہین اور کہتی ہین یہہ سب بدعت ہی اور حق یہہ ہی کہ مؤمن تنہا اگر اس شب مین عبادت مین مشغول ہوکر نماز پڑہی

العبادات من الصلوۃ والتلاوۃ والذکر والدعاء یجوز ولا یکرہ واما الاجتماع فیہا فی المساجد والجوامع

یا تلاوت کری اور اللہ کا نام لی اور دعا مانگی تو جایز ہی مکروہ نہین اور اوس شب مین مسجد محلہ یا مسجد جامع مین

للصلوۃ النافلۃ بالجماعۃ الکثیرۃ کما ھو المعتاد فی زماننا فیکرہ وھذا قول الاوزاعی امام اہل الشام و

جمع ہونا اور نفلین پڑہنی جماعت سی ادا کرنی جیسی ہماری زمانہ مین عادت ہوگئی ہی سو سب مکروہ ہی یہہ قول اوزاعی کا ہی جو اہل شام کا پیشوا اور

عالمہم وفقیہہم وکذا اسراج السرج الکثیرۃ فی المساجد وایقاد القنادیل الکثیرۃ فی الجوامع فی تلک

عالم اور فقیہ ہی اور ایسی ہی مسجدون مین روشنی کرنی اور قندیل متعدد جامع مسجد مین روشن کرنی اس شب مین

اللیلۃ لا یجوز لما ذکر فی القنیۃ ان اسراج السرج الکثیرۃ لیلۃ البراءۃ فی السکک والاسواق بدعۃ وکذا

جایز نہین ہی اسواسطی کہ قنیہ مین یہہ مذکور ہی کہ بہت سی چراغ روشن کرنی شب برات کو کوچون اور بازارون مین بدعت ہی اور ایسی ہی

فی المساجد ویضمن القیم بل لو ذکرہ الواقف وشرطہ لا یعتبر ذلک الشرط شرعا وان لم یکن من مال الوقف

مسجدون مین اور مہتمم ضامن ہوتا ہی بلکہ وقف کرنیوالا اگر صریح کرکر شرط کردی تو بہی شرعا وہ شرط معتبر نہین ہی اور اگر مال وقفی نہین ہی

بل تبرع بہ یکون ذلک تبذیرا واضاعۃ المال والتبذیر حرام بنص القرآن وقد نہی النبی علیہ السلام عن

بلکہ تبرع ہی تو یہہ خرچ اسراف مین داخل ہی اور مال کا ضایع کرنا ہی اور اسراف حرام ہی نص قرآن سی اور بیشک نبی علیہ السلام نی مال تلف کرنی سی

اضاعۃ المال واعتقاد ان ذلک قربۃ من اعظم البدع واقبح السیئات وکذا التنفل فی تلک اللیلۃ بالجماعۃ

منع فرمایا ہی اور یہہ اعتقاد کرنا کہ یہہ ثواب ہی بڑی ہی بدعت اور سخت برائی ہی اور ایسی ہی اس رات کو بڑی جماعت سی نفلین پڑہنی

الكثيرة بدعة قبيحة يجب الاجتناب عنها لان الفقهاء قد اتفقوا على كراهة الجماعة في النوافل ما عدا التراويح
بڑی بدعت ہی اس بدعت سی بچنا چاہئی اسواسطی کہ فقہاء اسپر سب متفق ہین کہ نفلون کی جماعت سوای تراویح

والاستسقاء والكسوف اذا كان سوى الامام اربعة والصلوة التي تصلى في تلك الليلة بالجماعة الكثيرة و
اور صلوٰۃ استسقاء اور صلوٰۃ کسوف کی اگر سوا امام کی چار آدمی جمع ہون تو مکروہ ہی اور وہ نماز جو اوس رات کو بڑی جماعت سے پڑہتی ہین اور

تسمى صلوة البراءة بدعة ايضا لعدم وقوعها في عصر الصحابة والتابعين بل انما ظهرت بعد المائة
صلوٰۃ البرات اوسکا نام رکہہ چہوڑا ہی وہ بہی بدعت ہی اسواسطی کہ صحابہ اور تابعین کی عہد مین نہین تہی بلکہ ہجرت نبوی سی چارسو برس کی بعد

الرابعة من الهجرة النبوية فانها حدثت في المسجد الاقصا سنة ثمان واربعين واربعمائة واصلها على ما
پیدا ہوئی ہی کیونکہ یہہ نماز مسجد اقصا مین سنہ چارسو اڑتالیس مین شروع ہوئی ہی اور اسکی اصل موافق بیان

ذكره الامام الطرطوسي ان رجلا نابلسيا قدم بيت المقدس فقام يصلي ليلة النصف من شعبان في المسجد الاقصا
امام طرطوسی کی یہہ ہی کہ ایک شخص نابلسیا بیت المقدس مین آیا اور مسجد اقصا کی اندر شب برات کو نماز نفل پڑہنی شروع کی

فاحرم خلفه واحد ثم ثان ثم ثالث ثم رابع فما ختمها الا وهم جمع كثير ثم جاء في العام الثاني فصلى معه خلق
پہر اوسکی پیچہی ایک مقتدی ہوگیا پہر دوسرا ہوا پہر تیسرا پہر چوتہا ابہی نماز پوری نہ کرنی پایا تہا کہ بڑی جماعت ہوگئی پہر وہ شخص اگلی برس مین آیا تب اوسکی ساتہ

كثير ثم شاعت في المساجد وانتشرت في البلاد واستقرت سنة بين العباد وقد ذمها العلماء من
بہت خلق نی نماز پڑہی پہر اور مسجدون مین مشہور ہوگئی اور ملکون مین پہیل گئی اور خلقت نی طریق مسنون ٹہرالیا اور اسکی برائی عمدہ علماء متاخرین نی

اعيان المتاخرين وصرحوا بانها بدعة قبيحة مشتملة على منكرات فعلى هذا ينبغي للعاجز عن تغيير تلك
بیان کی ہی اور صاف کہا ہی کہ یہہ نماز بڑی بدعت ہی اسمین بہت منکرات ہین اس بیان کی موافق لایق ہی کہ جو شخص ان منکرات کو دور

المنكرات ان لا يحضر الجماعة في تلك الليلة بل يصلي في بيته ان لم يجد مسجدا سالما من هذه البدع
نہین کرسکتا تو اوس شب مین اس نماز مین شامل بہی نہو بلکہ تنہا اپنی گہر مین نماز پڑہ لی اگر کوئی مسجد ان بدعات سی خالی نہ میسر آوی

لان الصلوة في المسجد بالجماعة سنة وتكثير سواد اهل البدع منهي عنه وترك المنهي واجب وفعل الواجب متعين
اسلئی کہ مسجد مین جماعت کی نماز تو سنت ہی اور بدعتیون کا انبوہ بڑہانا ممنوع ہی اور امر ممنوع کا ترک کرنا واجب ہی اور واجب پر عمل کرنا متعین ہی

لا سيما لمن كان مشهورا بين الناس بالعلم والزهد فان الواجب عليه ان لا يحضر في مسجد يشاهد فيه
خاص ایسی شخصکو جسکی علم اور زہد کی دنیا مین شہرت ہو ایسی شخص پر یہہ ہی واجب ہی کہ جس مسجد مین یہہ بدعات منکر دیکہی تو وہان نجاوی

هذه المنكرات لان حضوره مع عدم الانكار يوهم للعامة ان هذه الافعال مباحة او مندوب
اسواسطی کہ اوسکا جانا بخوشی خاطر عام لوگون کو اس وہم مین مبتلا کریگا کہ یہہ افعال مباح ہین یا مستحب ہین

اليها فيكون حضوره شبهة عظيمة في ظن العوام ان تلك الافعال مستحسنة شرعا فاذا ترك
اوسکا جانا ہی ایسی مقام مین عام لوگون کی گمان مین بڑا شبہہ ڈالیگا کہ یہہ افعال ازروی شرع مستحسن ہین جب وہ شخص

عادته ولم يجئ في المسجد تلك الليلة وانكر بقلبه لعجزه عن تغييره بيده ولسانه يسلم من الاثم
اپنی یہہ عادت چہوڑدیگا اور اوس شب کو مسجد مین نہین آویگا اور اپنی دلسی انکار کریگا اگرچہ ہاتہہ اور زبانسی نہین روک سکتا تو آپ گناہ سی بچیگا

ولا يغتر به غيره بل يتشعر بعض الناس من عدم حضوره ان هذه الافعال غير مرضية عند الله تعالى
اور دوسری کو وہم نہین ہوگا بلکہ اوسکی شامل نہونی سی بعضی لوگ یہہ سمجہین گی کہ یہہ افعال خدا تعالی کو پسند نہین ہین

بل هي بدعة لا يسوغها الشرع ولا يرضاها اهل الدين فربما يمتنع بعض الناس عن ذلك فيحصل له الثواب
بلکہ بدعت ہین نہ شرع انکو جایز رکہتی ہی اور نہ اہل دین پسند کرتی ہین پس کیا عجب ہی کہ بعضی لوگ اس سی باز آوین پہر اسکو ثواب حاصل ہو

بقول

بفعل ما یقدر علیه من الانکار بالقلب والامتناع عن الحضور والحاصل ان تلك اللیلة وان ورد فی
کہ جو اوس سی ہو سکتا تہا یعنی انکار قلبی اور شامل نہونا سو کر چکا خلاصہ یہہ ہی کہ اس رات کی فضیلت مین اگرچہ کئی حدیثین

فضلها احادیث متعددة لکن لیس لاحد ان یعظمها بما ذمه الشرع ونهی عنه مع ان بعض العلماء
آئی ہین ہر کسیکو اختیار نہین کہ اوسکی تعظیم ایسی امور مین کری جسکو شرع برا کہتی ہی اور اوس سی ممانعت کرتی ہی باوجودیکہ بعضی علماء

قالوا لم یثبت فی قیامها شیء عن النبی علیه السلام ولا عن اصحابه فعلی هذا یجب علی کل مسلم فی هذا
یہہ کہتی ہین کہ اس رات کی نماز کی باب مین کچھ ثابت نہین ہی نہ تو پیغمبر علیہ السلام سی اور نہ اونکی اصحاب سی اس بیان کی موافق اس زمانہ مین ہر مسلم پر واجب ہی

الزمان ان یحذر من الاغترار والمیل الی شیء من البدع والمحدثات ویصون دینه من العوائد التی نشا
کہ بدعات کی ریجہہ سی اور محدثات کی توجہ سی پرہیز کری اور اپنی دین کو ان اشغال سی جسمین الس پکڑ رکہا ہی

بها وتربی علیها فانها سم قاتل قل من سلم من افاتها وظهر له الحق معها لان البدعة لها حلاوة فی
اور پرورش پائی ہی سالم بچاوی بیشک یہہ اشغال زہر قاتل ہین اسکی آفات سی آدمی کم بچتا ہی اور اوسکی ساتہہ حق کمتر ظاہر ہوتا ہی اسواسطی کہ بدعت کا مزہ

قلوب اهلها یستحسنها طباعهم فلا یترکونها وقد روی عن عکرمة وغیره من المفسرین ان اللیلة
بدعتیون کی دلمین ایسا رچتا ہی کہ طبیعت اوسکو نیک جانتی ہی سو ہرگز نہین چہوڑتی اور عکرمہ وغیرہ مفسرین سی روایت ہی کہ وہ مبارک رات

المبارکة الواقعة فی سورة الدخان قد فسرت بلیلة نصف شعبان کما ذهب الیه الاکثرون فانها لیلة
جسکا ذکر سورۂ دخان مین ہی وہ شب براءت ہی چنانچہ اکثر مفسرین یہہ ہی کہتی ہین کیونکہ یہہ ایسی رات ہی

یقدر فیها کل امر یکون فی تلك السنة لقوله تعالی فِیهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَکِیمٍ قال عطاء بن یسار
کہ جو جو اوس سال مین ہونیوالا ہی سب اوس رات کو اندازہ کیا جاتا ہی اس آیت کی دلیل سی اوسمین جدا ہوتا ہی ہر کام چنانچہ عطاء بن یسار کہتا ہی

اذا کان لیلة النصف من شعبان یدفع الی ملك صحیفة فیقال له اقبض روح من فی هذه الصحیفة
کہ جب شب براءت ہوتی ہی فرشتہ کو نامہ دیکر کہدیتی ہین کہ جن جن کا نام اس کاغذ مین ہی اونکی روح قبض کر لینا

وکم من شخص یبنی الدور ویشید القصور ویغرس الاشجار ویحفر الانهار ویتزوج النسوان ویشتغل فی
سو بہتیری شخص گہر بناتی ہین اور محلون کی گچ گیری کرتی ہین اور باغ لگاتی ہین اور نہرین کہودتی ہین اور عورتونسی نکاح کرتی ہین اور عمارت مین کہپتی

البنیان وقد کتب علیه الموت ودفعت نسخته الی ملك الموت وهو فی هواه ولا یعلم منتهاه فیا مغرور
ہین اور اونکی موت لکہی ہوئی ہوتی ہی اور وہ کاغذ ملک الموت کو مل چکتا ہی اور وہ اپنی ہوا و ہوس مین بہول رہا ہی اور انجام کی خبر نہین سو ای

بطول الامل ویا مسرورا بسرور العمر کن من الموت علی الوجل فلا تدری متی یهجم علیك الاجل فکم
امیدون کی دیوانہ اور ای اعمال بد کی متوالی موت سی ڈرتا رہ تو کیا جانی کہ موت تجہکو کسوقت آگہیری گی سو بہتیری

من مستقبل یوما لا یستکمله وکم من مؤمل غدا لا یدرکه یسر الله تعالی التدارك للموت قبل هجومه
اوس سیچہنی والی ایکدن کی اوسکو پورا نہین کرتی اور بہت امیدوار کلکی دن کی کہ اوسکو نہین پاتی الٰہی ہمکو موت کا تدارک اوسکی آنی سی پہلی آسان کر

المجلس الخامس والعشرون فی لزوم طلب رویة هلال رمضان قال رسول الله صلی
پچیسوان مجلس مین تلاش رمضان کی چاند کی ضرورت رسول اللہ صلی

الله علیه وسلم لا تصوموا حتی تروا الهلال ولا تفطروا حتی تروا الهلال فان غم علیکم فاقدروا له
اللہ علیہ وسلم نی فرمایا روزہ مت رکہو بدون دیکہنی ہلال کی اور نہ افطار کرو بدون دیکہی ہلال کی اور اگر کہتا ہو جاوی تو اوسکو اندازہ کرو

له وفی روایة فاکملوا العدة ثلثین هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابن عمر معناه ان السماء
اور ایک روایت مین ہی تو گنتی تیس ون پوری کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عمر کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین

اذا كانت مصحية ولم يكن فيها علة فلا تصوموا صوم رمضان حتى تروا هلال رمضان ولا تفطروا
کہ آسمان اگر صاف ہو اور اوسمین کچھہ ابر یا غبار نہو تو روزہ رمضان کا بدون دیکھنی ہلال رمضان کی مت رکہو اور نہ عید الفطر کی دن
يوم الفطر حتى تروا هلال الفطر فان غم عليكم الهلال ولم تروه فقدروا عدد الشهر الذي كنتم فيه
بدون دیکھنی ہلال شوال کی افطار کرو پس اگر ہلال ابر مین آجاوی اور تمہاری نظر نہ آوی تو مہینہ حال کی گنتی جسمین تم موجود ہو
ثلثين يوما ثم صوموا ان كان الشهر المقدر شعبان وافطروا ان كان الشهر المقدر رمضان وذلك
تیس دن کرلو پہر روزہ رکہو اگر وہ ماہ حال جسکا اندازہ کیا ہی شعبان ہو اور افطار کرو اگر وہ ماہ حال جسکو اندازہ کیا ہی ماہ رمضان ہو اور یہہ
لان الاصل في كل ثابت بقاؤه الى ان يوجد دليل على عدم بقائه والشهر كان ثابتا بيقين فوقع الشك
اسلیئے کہ قاعدہ یوں ہی کہ ہر شی ثابت باقی رہتی ہی جبتک کوئی دلیل اوسکی عدم کی نہ ملی اور ماہ حال تو یقینی ثابت ہی پس شک اسمین ہی
في خروجه فلا يخرج الا برؤية الهلال او اكمال العدة ولم يوجد واحد منهما فيكون باقيا نظرا
کہ تمام ہوچکا یا نہین تو اوسکا تمام ہونا بدون دیکھنی چاند یا پوری کرنی گنتی کی نہین ہوسکتا اور دونون مین سی کچھہ نہو تو وہ ہی مہینا باقی رہی گا موافق
الى ما روي انه عليه السلام اشار باصابع يديه مكشوفة وقال الشهر هكذا وهكذا وهكذا وعقد ابهامه
اس روایت کی کہ پیغمبر علیہ السلام نی اپنی دونو ہاتھ کی اونگلیان کہول کر اشارہ کیا فرمایا کہ مہینا اتنا اور اتنا اور اتنا تین بار اور تیسری دفعہ
في الثالث ثم قال الشهر هكذا وهكذا وهكذا من غير عقد ابهامه فعلم منه ان الشهر قد يكون
انگوٹہا موڑ لیا یعنی انتیس دن پہر فرمایا مہینا اتنا اور اتنا اور اتنا ایکی بار انگوٹہا بند نکیا یعنی تیس دن اس سی معلوم ہوا کہ مہینا کبہی
تسعة وعشرين يوما وقد يكون ثلثين فيقع الشك في دخول رمضان وخروجه وعلى تقدير عدم
انتیس دن کا ہوتا ہی اور کبہی تیس دن کا اب شبہ رہتا ہی رمضان کی آنی مین اور تمام ہونی مین اور جس صورت مین کہ رمضان
خروجه يحرم الفطر وعلى تقدير عدم دخوله يكره الصوم على قصد انه صوم رمضان اذ يلزم
تمام نہوا ہو تو افطار کرنا حرام ہی اور جس صورت مین کہ رمضان نہ آیا ہو تو روزہ رمضان کی نیت سی مکروہ ہی کیونکہ لازم آتا ہی
ان يؤدى قبل اوانه فهو حرام ولهذا قال عمار بن ياسر من صام يوم الشك فقد عصى ابا القاسم و
کہ وقت سی پہلی ادا ہوجا سو یہہ حرام ہی اسی واسطی عمار بن یاسر کہتی ہین جو شخص شک کی دن روزہ رکہی وہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہی
الشك فيه ان يستوي طرفا العلم والجهل بان يقع الغيم في التاسع والعشرين من شعبان ولا يدرى
شک اسمین یہہ ہوتا ہی کہ دونو جانب علم اور جہل کی برابر ہوں اسطور کہ شعبان کی انتیسوین تاریخ مین ابر ہوجاوی اور یہہ نہ معلوم ہو
ان الغد من شعبان او من رمضان فعلى هذا ينبغي للناس ان يطلبوا هلال رمضان في التاسع
کہ کل کا دن شعبان ہی کا ہی یا رمضان کا ہی اس صورت مین لایق یہہ ہی کہ لوگ رمضان کا ہلال انتیسوین شعبان کو تلاش کرین
والعشرين من شعبان فان راوه صاموا وان لم يروه اكملوا عدد شعبان ثلثين يوما ثم صاموا
پہر اگر دیکہین تو صبح کو روزہ رکہین اور نہ دیکہین تو گنتی مین شعبان کی تیس دن پورا کرین پہر روزہ رکہین
لقوله عليه السلام صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته فان غم عليكم الهلال فاكملوا عدة شعبان ثلثين
موافق قول علیہ السلام کی روزہ رکہو چاند دیکہہ کر اور افطار کرو چاند دیکہہ کر پس اگر تمہاری نظر سی ہلال ابر مین ہو تو گنتی مین شعبان کی تیس دن پوری کرو
واما اليوم الذي يشك فيه انه من شعبان او من رمضان فالصحيح ان الصوم فيه غير مكروه
اور وہ دن جسمین یہہ شک ہی کہ شعبان کا ہی یا رمضان کا ہی صحیح روایت یہہ ہی کہ اوس دن کا روزہ مکروہ نہین
اذا كان تطوعا لكونه مستثنى من النهي بقوله عليه السلام لا يصام اليوم الذي يشك فيه انه
اگر نفل ہو اسلیئی کہ نہی مین سی اسکو جدا کردیا ہی اس حدیث مین کہ شک کی دن مین جسمین یہہ شک ہو

من

من رمضان الا تطوعا والمراد بالنهي عن الصوم فيه الصوم بنية صوم رمضان لانه يلزم ان يؤدي
کہ رمضان کا ہی یا نہیں یعنی انتیسوین شعبان کی کوئی روزہ نہ رکہی مگر نفل اور مراد روزہ کی ممانعت سی وہ روزہ ہی جو رمضان کی نیت سی رکہین اسواسطی کہ یہہ لازم آتا ہی
قبل مجيء وقته وقد مر انه حرام لحديث عمار بن ياسر مع ما فيه من التشبه باهل الكتاب في زيادتهم
کہ اپنی وقت سی پہلی ادا ہوجاوا اور گذر چکا ہی کہ موافق حدیث عمار بن یاسر کی حرام ہی باوجودیکہ اسمین اہل کتاب سی تشبیہ لازم آتی ہی کہ وہ مدت اپنی روزونکی زیادہ کر لیا کرتی تہین
في مدة صومهم فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان يصبح في ذلك اليوم منتظرا غير مفطر ولا عازم على الصوم
اسکی موافق مؤمن کو یون چاہی کہ اوسدن کی صبح کو منتظر رہی نہ تو کچہہ کہاوی اور نہ روزہ کی نیت کری
فان ثبت قبل الضحوة الكبرى انه من رمضان يعزم على الصوم لان النية الى الضحوة الكبرى جائزة
پہر اگر پہر بہر دن چڑہی سی پہلی ثابت ہو کہ یہہ دن رمضان کا ہی تو اب نیت روزہ کی کر لی اسلئی کہ نیت پہر بہر دن چڑہی تک رمضان کی روزونمین
في صيام رمضان وفي صيام النفل ايضا وان لم يثبت ان شاء صام تطوعا وان شاء افطر ولكن ان
اور نوافل روزون مین بہی جایز ہی اور اگر نہ ثابت ہو تو پہر اختیار ہی چاہی نفل روزہ رکہی اور چاہی افطار کری لیکن اگر
وافق يوما كان يصومه بان كان يصوم يوم الاثنين والخميس والجمعة فوافق يوم الشك فالصوم افضل
وہ دن شک کا وہی دن ہو جسمین یہہ شخص روزہ رکہا کرتا تہا اسطور کہ ہمیشہ روزہ پیر کا اور جمعرات اور جمعہ کا رکہا کرتا تہا سو انہین میں ایکدن وہ شک کا دن آپڑا تو اس
لقوله عليه السلام لا يتقدمن احدكم رمضان بصوم يوم ولا بصوم يومين الا ان يوافق صوما كان
اس حدیث کی موافق رمضان سی پہلی کوئی ہرگز روزہ نہ رکہی نہ ایک دن نہ دو دن مگر اس صورت مین کہ موافق ہوجاوی یوم شک اوس
يصومه وكذا ان كان يصوم شعبان كله او نصفه الاخير او ثلثة ايام من اخر كل شهر وان لم يوافق
دن سی کہ روزہ رکہا کرتا تہا اور ایسا ہی جایز ہی اگر یہہ شخص تمام شعبان کی روزی رکہا کرتا ہی یا اخیر کی آدہی شعبان کی یا ہر مہینہ کی آخر مین تین دن کی اور اگر موافق نہو
يوما كان يصومه فقد قيل الفطر افضل احترازا عن ظاهر النهي وقيل الصوم افضل اقتداء بعائشة
اوس دن سی جو یہہ روزہ رکہا کرتا تہا تو بعضی کہتی ہین افطار افضل ہی واسطی احتراز کی ظاہر نہی سی اور بعضی کہتی ہین روزہ افضل ہی واسطی متابعت عائشہ
وعلي فانهما كانا يصومانه ويقولان لان نصوم يوما من شعبان احب الينا من ان يفطر يوما من رمضان
اور علی کی یہہ دونو اوسدن روزہ رکہا کرتی تہی اور یہہ کہتی تہی شعبان کی ایکدن کا روزہ ہمکو بہت محبوب ہی رمضان مین ایکدن افطار کرنی سی
والمختار ان يصوم الخواص كالمفتي والقاضي تطوعا لانهم يعرفون كيفية النية ولا يخلطون الكراهة فكان
اور بات پسندیدہ یہہ ہی کہ خاص لوگ جیسی مفتی اور قاضی نفل روزہ رکہا کرین کیونکہ ان لوگون کو نیت کی کیفیت معلوم ہی یہہ لوگ کراہت کو نہ ملنی دینگی
اللائق بهم ان يصوموا بانفسهم ويامر العامة بالانتظار الى وقت الزوال ثم بالافطار ان لم يثبت الهلال
ان لوگون کو لایق ہی کہ آپ تو روزہ رکہا کرین اور عوام کو حکم زوال تک انتظار کا دیا کرین پہر زوال کی بعد اگر ہلال ثابت نہو تو افطار کا حکم دیا کرین
وكل من يعرف كيفية النية فهو من الخواص وكيفيتها ان ينوي التطوع ولا يخطر بباله صوم رمضان او
اور جو جو شخص نیت کی کیفیت سی واقف ہوں وہ خواص ہین اور نیت کی کیفیت یہہ ہی کہ نفل کی نیت کری اور اوسکی دلین رمضان کی روزہ کا یا
صوم واجب اخر ولا يتردد فيها فان النية معرفته بقلبه انه يصوم وهي في ذلك اليوم على وجوه احدها
کسی اور واجب کا خطرہ نہ آوی اور اوسمین کچہہ تردد نہ واقع ہو کیونکہ نیت یہہ ہی کہ دل سی جانی کہ مین روزہ رکہتا ہون اور نیت اس دن کی اندر کئی طرح پر ہی ایک یہہ
ان ينوي صوم رمضان وهو مكروه لما مر من حديث عمار بن ياسر مع ما فيه من التشبه باهل الكتاب ثم
کہ رمضان کی روزہ کی نیت کری یہہ تو مکروہ ہی چنانچہ عمار بن یاسر کی حدیث مین گذرا ہی باوجودیکہ اسمین اہل کتاب کی تشبیہ ہی پہر
ان ظهر انه من رمضان يجزئه لانه نوى ان يكون صومه عن رمضان وكان ذلك اليوم من رمضان
اگر معلوم ہوجاوی کہ وہ دن رمضان ہی کا ہی تو یہہ ہی روزہ کافی ہی اسواسطی کہ نیت کر چکا تہا کہ میرا روزہ رمضان کا ہی اور وہ دن بہی رمضان ہی کا تہا

فیقع عن المستحق واصل الکراهة لا یمنع الجواز بل یستلزم عدم الاستحباب بلا عکس لان المباحات
سو حق دار ہی کا ہوگا اور اصل کی کراہت جواز کو نہیں منع کرتی بلکہ استحباب کو رفع کرتی ہی بدون عکس کی اسواسطی کہ مباحات

لا یتصف بهما وان ظهر انه من شعبان یکون تطوعا ولو افطر لا قضاء علیه لانه فی معنی المظنون حیث
ان دونو سی خالی ہوتی ہین اور اگر یہہ ظاہر ہو کہ وہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہو ویگا اور اگر افطار کردی تو اوسپر قضا نہین ہی اسواسطی کہ حقیقت مین مظنون

ظن ان علیه صوما وتبین ان لیس علیه صوم والمظنون لا یقضی لان القضاء منوط بالالتزام او بالالزام
اس نی یہہ گمان کیا کہ میری ذمہ پر روزہ ہی پہر ظاہر ہوا کہ اوسپر روزہ نہین تہا اور مظنون کی قضا نہین آتی اسلئی کہ قضا یا تو اپنی ذمہ پر لیلینی سی آتی ہی یا شرع کی لازم کردینی

والثانی ان ینوی عن واجب اخر وهو مکروه ایضا للحدیث السابق الا انه ادون فی الکراهة لعدم التشبه
دوسری یہہ کہ ایک اور واجب کی نیت کری اور یہہ بہی مکروہ ہی اوسہی حدیث سابق کی مضمون سی اتنا فرق ہی کہ اسکی کراہت کمتر ہی اسواسطی کہ اسمین

باهل الکتاب لان التشبه بهم انما یکون اذا صام فیه بنیة صوم رمضان ثم ان ظهر انه من رمضان
اہل کتاب کی تشبیہ نہین ہی اسلئی کہ اہل کتاب سی تشبیہ تو جب ہو کہ اوسدن رمضان کی نیت سی روزہ رکہی پہر اگر معلوم ہو کہ رمضان کا دن ہی تو وہ روزہ رمضان

یقع عنه لان صوم رمضان یصح من الصحیح المقیم بمطلق النیة وبنیة النفل وبنیة واجب اخر لکون الوقت
ہی کا ہوگا اسواسطی کہ رمضان کا روزہ صحیح اور مقیم سی مطلق روزہ کی نیت سی درست ہو جاتا ہی اور نفل کی نیت سی بہی اور اور واجب کی نیت سی بہی درست ہو

متعینا لهذا الصوم فینتفی شرعیة غیره فیه والاطلاق فی المتعین تعیین ونیة النفل وواجب اخر لغو لان
اسہی روزہ کا مقرر ہی سو اس دن مین اور کوئی روزہ جایز نہین ہی اور متعین مین مطلق نیت بہی متعین کی ہوتی ہی اور نیت نفل کی اور اور واجب کی تمام لغو ہی اسواسطی

الوقت لا یحتملهما لعدم مشروعیتهما فیه فاذا بطل الوصف یبقی نیة اصل الصوم فیکون فی حکم المطلق
کہ یہہ وقت اون روزون کا نہین ہی کیونکہ وہ اوس دن مین جایز نہین ہین جب وصف باطل ہو تو اصل روزہ کی نیت باقی رہی اب وہ نیت مطلق کی حکم مین ہی

فینصرف الی المشروع فی الوقت ونظیره من کان متوحدا فی الدار فانه اذا نودی بیا رجل او باسم غیر اسمه یراد به
سو اوس روزہ سی متعلق ہوگی جو اوس وقت مین جایز ہی اسکی نظیر یہہ ہی جو کوئی شخص اکیلا گہر مین ہو جب اوسکو کوئی یون پکارے کہ ای شخص یا کسی اور کا نام لیکر پکاری

ذلك وان ظهر انه من شعبان یکون تطوعا ولا یکون عما نوی لان الصوم فیه منهی کیوم العید فلا یتادی
تو وہی شخص مراد ہوگا اور اگر یہہ معلوم ہو کہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہو جاویگا اور جسکی نیت کی تہی وہ نہوگا اسواسطی کہ اوس دن روزہ ممنوع ہی جیسی عید کی دن پس کیونکر

به ما وجب کاملا والصحیح انه یکون عما نوی لانه ادی فی یوم یصح فیه النفل بخلاف یوم العید وان لم یستبن
اوا ہو یگا جو کامل واجب ہوا ہی اور روایت صحیح یہہ ہی کہ جو نیت کی ہی وہ ہی ہوتا ہی اسلئی کہ اسنی ایسی دن روزہ رکہا ہی کہ جسمین نفل جایز ہی بخلاف عید کی دن کا اور حال ہی اور

لا یسقط الواجب عن ذمته لاحتمال کونه من رمضان والثالث ان یتردد فی وصف النیة بان ینوی
تو واجب اوسکی ذمہ سی ساقط نہین ہوگا کیونکہ احتمال ہی کہ رمضان کا ہو تیسرا یہہ کہ نیت کی وصف مین تردد کری یعنی اسطور نیت کری

ان کان الغد من رمضان فانا صائم عنه وان کان من شعبان فمن واجب اخر او عن النفل وهو
اگر کل کا دن رمضان کا ہی تو میرا روزہ بہی رمضان کا ہی اور اگر کل کا دن شعبان کا ہی تو روزہ فلانی واجب سی ہی یا نفل سی یہہ نیت

مکروه ایضا اما الاول فلتردده بین الامرین المکروهین نیة صوم رمضان ونیة صوم واجب اخر واما
بہی مکروہ ہی پہلی صورت اسلئی کہ اسکو تردد ہی درمیان دو امرون مکروہ کی نیت رمضان کی روزہ کی اور نیت دوسری واجب روزہ کی اور

الثانی فلکونه ناویا للفرض من وجه ثم ان ظهر انه من رمضان یقع عنه لعدم التردد فی اصل النیة
دوسری صورت اسلئی کہ ایک وجہ سی فرض کی نیت کی ہی پہر اگر وہ دن رمضان کا ظاہر ہوا تو روزہ رمضان ہی کا ہوگا اسواسطی کہ اصل نیت مین تردد نہین تہا

وهو کاف وان ظهر انه من شعبان لا یکون عن واجب اخر بل یکون تطوعا فی کلا الوجهین ولو افطر لا قضاء
اور اتنی ہی کافی ہی اور اگر معلوم ہو کہ وہ دن شعبان کا ہی تو اوس واجب سی نہین ہوگا بلکہ دونو صورت مین نفل ہو جاگا اور اگر افطار کر ڈالی تو اوسپر قضا

علیه

عليه اما في الاول فلانه كالمظنون واما في الثاني فلعدم وجود الالتزام من كل وجه والرابع ان ينوي التطوع
نہین ہی پہلی صورت مین تو اسلئی کہ مظنون سا ہی اور دوسری صورت مین اسلئی کہ ہر طرح سی التزام نہین ہی اور چوتہی یہہ کہ نفل کی نیت کری

وقد مر انه يصح بنية النفل من غير كراهة في الصحيح ثم ان ظهر انه من رمضان يقع عنه لما مر انه يصح
اور گذر چکا ہی کہ نفل کی نیت موافق صحیح روایت کی بی کراہت صحیح ہی پہر اگر معلوم ہوا کہ وہ دن رمضان کا ہی تو روزہ رمضان ہی کا ہوگا کیونکہ گذر چکا ہی

بنية النفل وان ظهر انه من شعبان يكون تطوعا وان افطر يلزمه القضاء لانه شرع ملتزما بخلاف
نفل کی نیت سی بہی درست ہوجاتا ہی اور اگر معلوم ہوا کہ وہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہوجاگا اور اگر افطار کریگا تو قضا لازم آدیگی اسوسطی کہ اپنی ذمہ پر لیکر شروع کیا تہا

مسئلة المظنون ثم ينبغي ان يعلم ان روية الهلال وان كان سببا لوجوب الصوم والفطر لقوله عليه السلام
بخلاف مسئلہ مظنون کی پہر سمجہنا چاہئی کہ ہلال کا دیکہنا اگرچہ روزہ کی وجوب اور افطار دونو کا سبب ہی موافق اس حدیث کی

صوموا لرويته وافطروا لرويته لكن العمل به لا يلزم الا بقضاء القاضي ولهذا يلزم المراجعة اليه ثم انه اذا
کہ روزہ رکہو ہلال دیکہہ کر اور افطار کرو ہلال دیکہہ کر پر اس حدیث پر بدون حکم قاضی کی عمل نہین ہوسکتا اسی واسطی قاضی کی سامنی پیش کرنا چاہئی پہر اگر

كان في السماء علة سواء كانت غيما او دخانا او غبارا او بخارا او نحو ذلك يقبل في هلال رمضان خبر عدل
آسمان مین کچہ علت ہو برابر ہی کہ گہٹا ہو یا دہوان ہو یا غبار ہو یا بخار ہو یا ایسا ہی کچہ اور ہو تو رمضان کی چاند مین خبر ایک عادل

مسلم عاقل بالغ حرا كان او عبدا ذكرا كان او انثى لانه مخبر بامر ديني وهو وجوب الصوم على الناس فيقبل
مسلمان کی کہ عاقل اور جوان ہو ازاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت مقبول ہی اسوسطی کہ امر دینی کی خبر دیتا ہی یعنی لوگون پر روزہ واجب ہی سو اوسکی خبر مقبول ہوگی

خبره لكن بشرط ان يفسر ويقول رايته خارج البلد او بين خلال السحاب واما بدون التفسير فلا يقبل لمكان
لیکن بشرطیکہ تفصیل بیان کری کہ مینی چاند شہر سی باہر ابر کی اندر دیکہا ہی اور بدون تفصیل کی معتبر نہوگی کیونکہ

التهمة والفاسق اذا ابصر هلال رمضان ينبغي له ان يشهد عند القاضي لاحتمال قبول شهادته لكن
شبہ کی جگہہ ہی اور اگر فاسق ہلال رمضان کا دیکہی تو اوسکو چاہئی کہ قاضی کی روبرو جاکر گواہی دی شاید کہ اوسکی گواہی مقبول ہوجاوی لیکن

القاضي يرد شهادته لان خبر الفاسق في الديانات مردود غير مقبول ويشترط العدالة وقال الطحاوي لا يشترط
قاضی اوسکی شہادت کو رد کردی کیونکہ فاسق کی خبر دیانات مین مردود ہوتی ہی مقبول نہین ہوتی عدالت شرط ہی اور طحاوی کا قول ہی کہ عدالت

العدالة ومن المشائخ من قال راد به المستور ولا يشترط الدعوى ولا لفظ الشهادة ويقبل في هلال رمضان شهادة
شرط نہین ہی اور بعضی مشائخ کہتی ہین کہ اس سی مراد مستور الحال ہی اور دعوی بہی شرط نہین ہی اور نہ لفظ شہادت کچہ ضرور ہی اور رمضان کی ہلال مین

الواحد على شهادة الواحد ومن راى هلال رمضان في الرستاق ولم يكن هناك وال ولا قاض فان كان
ایک شخص کی گواہی ایک شخص کی گواہی پر مقبول ہی اور جسنی رمضان کا ہلال ایسی گانو گون مین دیکہا جہان نہ امیر ہو اور نہ قاضی تو اگر وہ

الرائي ثقة يصوم الناس بقوله ثم اذا قبل القاضي شهادة الواحد في هلال رمضان وصام الناس ثلثين
دیکہنی والا ثقہ ہی تو سب لوگ اوسکی کہنی سی روزہ رکہین پہر اگر قاضی نی ایک آدمی کی گواہی رمضان کی ہلال کی قبول کرلی اور اوسکی موافق تیس روزی

يوما ولم يروا هلال الفطر لا يفطرون فيما روى عن ابي حنيفة وابي يوسف لان الفطر لا يثبت بشهادة الواحد
پوری ہوگئی تو بہی عید کا چاند نظر نہین آیا تو بہی افطار نکرین موافق روایت ابوحنیفہ اور ابویوسف کی اسوسطی کہ افطار ایک آدمی کی گواہی سی ثابت نہین ہوتا

وعن محمد انهم يفطرون ويثبت الفطر في ضمن ثبوت الرمضانية بشهادة الواحد وان كان لا يثبت ابتداء
اور محمد سی روایت ہی کہ افطار کرین کیونکہ افطار ثبوت رمضان کی ضمن مین ایک ہی آدمی کی گواہی سی ثابت ہوجاتا ہی اگرچہ ابتداءً ثابت نہین ہوتا

فان في هلال الفطر اذا كان في السماء علة لا يقبل الا بشهادة حرين او حر وحرتين لتعلق حق العباد به لانهم
بیشک شوال کی چاند دیکہنی مین اگر آسمان مین ابر یا گرد غبار ہو تو مقبول نہین بدون گواہی دو آزاد مردون یا ایک مرد آزاد اور دو آزاد عورتون کی اسوسطی کہ اسمین حق عباد

ينتفعون به فيثبت بما يثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فان المتعلق به حق الشرع
اس سے فائدہ مند ہوتے ہیں سو اوسی طرح ثابت ہوگا جسطرح اونکی تمام حقوق ثابت ہوتے ہیں بخلاف ہلال رمضان کی کیونکہ اوس سے صرف حق شرع کا تعلق ہے

وهو الصوم فيكتفى بخبر الواحد واما اذا لم يكن في السماء علة فلا يقبل شهادة الواحد في هلال رمضان
یعنی روزہ سو ایک آدمی کی گواہی کفایت کرتی ہے اور اگر آسمان صاف ہو تو پہر ایک آدمی کی گواہی رمضان کی ہلال میں مقبول نہیں ہوگی

ولا شهادة الاثنين في هلال الفطر وانما يقبل شهادة جمع كثير يقع العلم بخبرهم واختلفوا في مقدار
اور نہ دو کی گواہی عید الفطر کی ہلال میں پہر تو اتنی بڑی جماعت چاہیے جنکی خبر سے یقین حاصل ہوجاوے اور اوس جماعت کی مقدار میں اختلاف ہے

ذلك فقيل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسين رجلا وعن محمد لا بد ان يتواتر الخبر من كل جانب
بعضی کہتے ہیں ایک محلہ کی آدمی چاہییں اور بعضی کہتے ہیں پچاس آدمی ہوں ۔ اور امام محمد سے روایت ہے ہر طرف سے پے درپے خبر کا آنا چاہیے

والصحيح انه مفوض الى راى الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم هو العلم الشرعي الموجب للعمل وهو غلبة
اور صحیح یہہ ہے کہ حاکم کی رائے پر حوالہ ہے اسواسطے کہ مراد علم سے جو اونکی خبر سے حاصل ہو وہ علم شرعی ہے جس سے عمل کرنا واجب ہوجاوے یعنی ظن غالب

الظن لا العلم بمعنى التيقن وان جاء واحد من خارج المصر فشهد برؤية الهلال ثم ففي ظاهر الرواية
علم بمعنی یقین نہیں ہے اور اگر ایک شخص شہر کے باہر سے آکر گواہی دے کہ وہاں چاند دیکھا ہے ظاہر روایت میں اوسکی گواہی مقبول نہیں ہوگی

لا يقبل شهادته لقيام التهمة وذكر الطحاوي ان شهادته مقبولة لقلة المانع في خارج المصر وكذا لو شهد
کیونکہ شبہ کا مقام ہے اور طحاوی نے ذکر کیا ہے کہ اوسکی شہادت مقبول ہے اسواسطے کہ شہر سے باہر رکاوٹ کم ہوتی ہے اور ایسے ہی اگر چاند

برؤية الهلال في المصر على مكان مرتفع ومن راى هلال رمضان وحده وشهد ولم يقبل شهادته كان عليه
دیکھنے کی شہر کی اندر اونچی مقام پر سے گواہی دے اور جسنے رمضان کا چاند تن تنہا دیکھا اور گواہی دی تو مقبول نہو تو بہی اوسکو لازم ہے

ان يصوم لقوله عليه السلام صوموا لرؤيته فانه قد راه فيلزمه الصوم وان افطر كان عليه القضاء دون
کہ روزہ رکہے اس حدیث کی موافق روزہ رکہو چاند دیکہہ کر کیونکہ اسنے چاند دیکہا ہے سو اسکو روزہ رکہنا لازم ہے اور اگر افطار کریگا تو اوسپر قضا لازم ہوگی

الكفارة وان افطر قبل ان ترد شهادته اختلفوا فيه والصحيح ان لا يجب عليه الكفارة والحاكم اذا راى هلال
کفارہ نہیں آویگا اور اگر شہادت رد ہونے سے پہلے افطار کرڈالا تو اس صورت میں اختلاف ہے صحیح یہہ ہے کہ کفارہ واجب نہیں اور اگر حاکم نے تنہا رمضان کا

رمضان وحده يصوم ولا يامر الناس بالصوم ولو ان الناس غم عليهم هلال رمضان واكملوا شعبان
چاند دیکہا تو وہ آپ روزہ رکہے اوروں کو روزہ کا حکم نہ دے اور اگر لوگوں کو رمضان کا چاند بسبب ابر کی نظر نہ آیا اور اونہوں نے شعبان کے تیس دن

ثلثين يوما ثم صاموا رمضان ثمانية وعشرين يوما ثم راوا هلال شوال فانهم ان كانوا عدوا شعبان
تیس دن پوری کرکے رمضان کی روزے اٹھائیس دن رکہے تہے پہر شوال کا چاند نظر آگیا اب اگر انہوں نے گنتی شعبان کی

عن غير رؤية قضوا يومين وان كان عدوه عن رؤية قضوا يوما واحدا فيكون شهر رمضان في تلك
بے چاند دیکہے پوری کی تہی تو دو روزے قضا کریں اور اگر چاند دیکہہ کر گنتی پوری کی تہی تو ایک روزہ قضا کریں اب ماہ رمضان اوس سال میں

السنة تسعة وعشرين يوما حتى انهم لو كانوا راوا هلال شوال بعد ما صاموا رمضان تسعة وعشرين
انتیس دن کا ہوا یہاں تک کہ انہوں نے اگر عید کا چاند رمضان کی انتیس روزے رکہہ کر دیکہا

يوما لا يلزمهم شيء ولو ان اهل بلدة راوا هلال رمضان فصاموا تسعة وعشرين يوما فشهد جماعة
تو اونپر کچہہ لازم نہیں آتا اور اگر ایک شہر والوں نے رمضان کا چاند دیکہہ کر انتیس روزے رکہے پہر ایک جماعت نے قاضی کے پاس

عند القاضي في اليوم التاسع والعشرين ان اهل بلدة كذا راوا هلال رمضان في ليلة كذا قبلكم بيوم
انتیسویں تاریخ میں یہہ گواہی دی کہ فلانی شہر والوں نے رمضان کا چاند فلانی رات میں تمسے ایک دن پہلے دیکہہ کر روزے

رمضان

فصاموا وهذا الیوم یوم الثلثین من رمضان واهل هذه البلدة لم یروا الهلال فی تلك اللیلة

رکہی ہین اور یہہ آج رمضان کی تیسوین تاریخ ہی اور اس شہر والون نی اوس رات کو چاند نہین دیکہا

والسماء مُصحِیَة لا یباح لهم الفطر غدا ولا یترك التراویح فی تلك اللیلة لان هذه الجماعة لم یشهدوا

اور آسمان صاف تہا تو اونکو اگلی دن افطار کرنا جایز نہین ہی اور نہ اوس رات مین تراویح ترک کرنی جایز اسواسطی کہ اس جماعت نی چاند دیکہنی کی گواہی

بالرویة ولا علی شهادة غیرهم وانما حکوا رویة غیرهم واما لو کانوا شهدوا عند القاضی ان قاضی بلدة

نہین دی اور نہ غیر کی گواہی پر گواہی دی ہی انہون نی اورون کی دیکہنی کی خبر بیان کی ہی اور اگر وہ جماعت قاضی کی سامنی یہہ گواہی دیتی کہ فلانی شہر کی قاضی کی

کذا شهد عنده شاهدان برویة الهلال فی لیلة کذا وقضی ذلك القاضی بشهادتهما جاز لهذا القاضی

سامنی دو گواہون نی فلانی رات مین چاند دیکہنی کی گواہی دی تہی اور اوس قاضی نی اونکی گواہی کی موافق حکم دیا ہی تو اب اس قاضی کو جایز ہوتا

ان یقضی بشهادتهما لان قضاء القاضی الاول حجة وهذا علی قول من قال لا عبرة باختلاف المطالع

کہ انکی گواہی کی موافق حکم دیتا اسواسطی کہ حکم پہلی قاضی کا حجت ہی اور یہہ حکم اوسکی قول کی موافق ہی جو اختلاف مطالع کا اعتبار نہین کرتا

حتی اذا صام اهل بلدة ثلثین یوما للرویة واهل بلدة اخری تسعة وعشرین یوما للرویة ایضا

یہان تک کہ اگر ایک شہر والون نی چاند دیکہہ کر تیس روزی رکہی اور ایک اور شہر والون نی چاند ہی دیکہہ انتیس روزی رکہی

فعلی هذا علی من صام تسعة وعشرین یوما قضاء یوم والاشبه علی ما ذکره الزیلعی ان یعتبر لان

تو اس صورت مین جنہون نی انتیس روزی رکہی اون پر ایک روزی کی قضا ہی اور موافق بیان زیلعی کی بہتر یہہ ہی کہ اختلاف مطالع معتبر ہو اسلئی

کل قوم یخاطبون بما عندهم والدلیل علی اعتباره ما روی عن کریب انه قال قدمت الشام واستهل

کہ ہر قوم کو وہ ہی حکم ہی جو اونکی پاس ہی اور یہہ دلیل اختلاف مطالعہ کی اعتبار کی کریب کی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مین شام مین وارد ہوا اور مجہکو

علیّ شهر رمضان فرایت الهلال لیلة الجمعة ثم قدمت المدینة فی اخر الشهر فسئلنی عبد الله بن عباس

ماہ رمضان کا چاند آگیا سو مینی شب جمعہ کو چاند دیکہا پہر مین مدینہ شریف مین آخر مہینی مین آیا تو مجہسی عبد اللہ بن عباس نی پوچہا

فقال متی رایتم الهلال فقلت رایناه لیلة الجمعة فقال نحن رایناه لیلة السبت فلا نزال نصوم حتی

تمنی رمضان کا چاند کب دیکہا تہا مین نی کہا ہمنی چاند شب جمعہ کو دیکہا تہا عبد اللہ بن عباس نی کہا ہمنی ہفتہ کی شب کو دیکہا سو ہم روزی رکہی جاوینگی یہان تک

نکمل ثلثین او نراه فقلت له افلا تکتفی برویة معاویة وصیامه فقال لا هکذا امرنا رسول الله علیه السلام

کہ تیس دن پوری ہوجاوین یا چاند نظر آجاوی پہر مین نی کہا معاویہ کی دیکہنی اور روزہ رکہنی پر کیون نہین اکتفا کرتی پہر کہا نہین ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی یہہ حکم دیا ہی

وذلك لان انفصال الهلال عن شعاع الشمس یختلف باختلاف الاقطار کما ان دخول الوقت وخروجه

اور یہہ اسلئی ہی کہ الگ ہونا ہلال کا آفتاب کی شعاع سی بسبب اختلاف مسافت کی مختلف ہوجاتا ہی جیسی ایک وقت کا آنا اور نکلنا

یختلف باختلاف الاقطار فان الشمس اذا زالت فی المشرق لا یلزم منه ان تزول فی المغرب بل کلما تحرکت

اختلاف مسافتسی مختلف ہوجاتا ہی کیونکہ آفتاب کو اگر مشرق مین زوال ہووی تو لازم نہین آتا کہ مغرب مین بہی زوال ہوجاوی بلکہ آفتاب جب کوئی درجہ

درجة فذلك طلوع لقوم وغروب لاخرین ونصف لیل لبعض وطلوع فجر لغیرهم وروی ان ابا موسی

قطع کریگا تو وہ ایک کی لئی طلوع ہی اور دوسری کی واسطی غروب ہی اور کسیکو آدہی رات ہی اور کسیکو طلوع فجر ہی اور روایت ہی کہ ابو موسی

الضریر الفقیه قدم الاسکندریة فسئل عمن صعد المنارة فرای الشمس بعد غروبها فی البلدة بزمان طویل

نابینا فقیہ اسکندریہ مین آئی اونسی کسی نی حال ایسی شخص کا پوچہا کہ اوسنی اونچی مینارہ پر چڑہ کر آفتاب کو دیکہا اور شہر مین بہت دیر پہلی غروب ہوچکا ہی

یحل له الافطار فقال لا یحل له الافطار ویحل لاهل البلدة لان کل احد مخاطب بما عنده ومن رای هلال

یا اسکو افطار کرنا درست ہی فقیہ نی جواب دیا اوسکو افطار حلال نہین ہی اور شہر والون کو درست ہی اسلئی کہ ہر ایک کو وہ ہی حکم ہی جو اوسکی پاس ہی اور جسنی ہلال

الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم وافطر قال فی المحيط اختلفوا فی وجوب الکفارة والاکثر

فطر کا عصر کی وقت دیکہا پہر اس خیال سی کہ مدت روزی کی گذر گئی افطار کر ڈالا محیط مین کہا ہی کہ علماء کو درباب وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثرون کا مذہب

علی الوجوب وقد ظن بعض الناس ان النهی عن الصوم قبل رمضان بیوم او یومین یراد به اغتنام

یہہ ہی کہ کفارہ واجب ہی اور بعضی لوگون کو یہہ گمان ہی کہ روزی کی ممانعت رمضان سی ایک یا دو دن پہلی اس لئی ہی کہ

الاکل والشرب واخذ النفوس شهواتها قبل ان تمنع منها بالصیام وهذا کله خطاء وجهل اذ قد ذکر ان

کہانا پینا اور نفوس کو اپنی شہوات سی متلذذ ہونا اس سی پہلی کہ روزون کی سبب ممانعت ہو جاوی غنیمت ہی یہہ تمام خیالات خطا اور جہالت ہی اسوسطی کہ ذکر

اصل ذلك متلقی من النصاری فانهم عند قرب صومهم یفعلون کذلك فیلزم التشبیه بهم وقد کان

کرتی ہین کہ یہہ اصل مین نصاری سی لیا ہی کیونکہ نصاری کی جب روزی نزدیک آتی تہی تو ایسا ہی کیا کرتی تہی پہر نصاری سی تشبہ لازم آتی ہی اور

النهی عن الصوم فی ذلك الوقت لمنع التشبه بالکافر فیما لنا منه بد وهو مذموم شرعا لقوله علیه السلام

نہی روزہ کی اوسوقت مین صرف کفار کی مشابہت کی سبب سی تہی جس جگہ کہ ہمسی مشابہت رفع ہو سکتی ہی اور تشبہ شرعا مذموم ہی واسطی ارشاد رسول علیه السلام کی

من تشبه قوما فهو منهم وربما لا یقتصر بعضهم علی الشهوات المباحة بل یتعدی الی المحرمات فمن

جو شخص مشابہ ہوا کسی قوم سی پس وہ انہی مین سی ہی اور کبہی کبہی بعضا شخص شہوات مباح پر حصر نہین کرتا بلکہ محرمات مین داخل ہوتا ہی جسکا

کان هذا حاله فالبهائم اعقل منه وله نصیب وافر من قوله تعالی وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ

ایسا حال ہو تو اوس سی ڈنگر ہوشیار ہین اوسکا اس آیت مین بڑا حصہ ہی اور ہمنی پہیلا رکہی ہین دوزخ کی واسطی بہت

الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ

جن اور آدمی جنکو دل ہین اوس سی سمجہتی نہین اور آنکہین ہین اونسی دیکہتی نہین اور کان ہین اونسی سنتی نہین وہ لوگ

كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ وبعضهم لا یجتنب کبائر الذنوب الا فی رمضان فیطول علیه ویکره صیامه ویشق

جیسی چوپائی بلکہ اونسی زیادہ بیراہ ہین اور بعضی شخص گناہ کبیرہ سی سوا رمضان کی کبہی نہین باز آتی سو اونکو رمضان دوبہر ہو جاتا ہی اور روزی بہی مکروہ معلوم

علی نفسه مفارقتها کالوفاتها فیعد الایام واللیالی لیعود الی المعاصی وبعضهم لا یصلی الا فی رمضان فیستقل

اور اوسکی دل پر مفارقت کبایر کی دشوار ہوتی ہی جیسی موت ہو گئی پہر وہ دن رات رات گنتا ہی تاکہ معاصی پہر حاصل کری اور بعضی سوا رمضان کی نماز نہین پڑہتی پہر

رمضان لاستثقال العبادات المشروعة فیه من الصلوة والصیام وبعضهم لا یصبر علی المعاصی فیواقعها

رمضان اون پر بہاری پڑ جاتا ہی بسبب گرانی عبادات کی جو رمضان مین ہوتی ہین نماز روزی اور بعضون کو گناہون سی صبر نہین سو پہر وہ رمضان مین

فی رمضان وهذا هو الخسران المبین

بہی مبتلا رہتا ہی اور یہہ ظاہر ٹوٹا اوٹہاتا ہی

المجلس السادس والعشرون فی بیان فضیلة رمضان

چہبیسوین مجلس رمضان کی فضیلت مین

ورعایة حقه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وفی

اور اوسکی حق کی رعایت مین رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا جب رمضان آتا ہی تو آسمان کی دروازی کہل جاتی ہین اور ایک

روایة ابواب الجنة وغلقت ابواب جهنم وصفدت الشیاطین هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه

روایت مین جنت کی دروازی اور دوزخ کی دروازی بند کئی جاتی ہین اور سب شیاطین قید ہو جاتی ہین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی

ابو هریرة وهو ان حمل علی معناه الظاهر لا یفید زیادة فائدة لان الانسان مادام فی الدنیا لا یتیسر له الصعود

ابو ہریرہ کی روایت سی اس حدیث کی اگر ظاہر معنی مراد لیوین تو کچہ خوب بڑا فائدہ نہین ہی اس لئی کہ انسان جبتک دنیا مین ہی تو اوسکو آسمان پر چڑہنا نہین

الی السماء ولا الدخول فی احدی الدارین فای فائدة فی فتح الابواب واغلاقها الا ان یقال من مات من

ہو سکتا اور نہ بہشت اور دوزخ مین داخل ہو سکتا ہی پہر دروازون کی کہلنی اور بند ہونی سی کیا فائدہ ہوا مگر یون کہین کہ جو شخص صلحا ایمان والون مین سی

صلحاء اهل الايمان اذا فتحت ابواب الجنة يأتيهم من روحها ونسيمها فوق ما كان يأتيهم قبل الفتح و
مرجاتا ہی   تو جب دروازی جنت کی کہلجاتی ہین تو انکو جنت کی ہوا اور خوشبو زیادہ تر آتی ہی بہ نسبت اوسکی کہ دروازی کہلنی سی پہلی آتی تہی اور
من مات من عصاتهم اذا غلقت ابواب جهنم لا يصيبهم من حرها وسمومها كما كان يصيبهم من حرها
جو گنہگار مرجاتا ہی   تو اگر دروازی دوزخ کی بند ہوتی ہین تو اونکو اوسکی   گرمی اور لپٹ اوتنی نہین آتی جتنی گرمی
وسمومها قبل التغليق وهو بعيد لانه انما ذكر لترغيب الناس فيما امروا به من صوم شهر رمضان وتحريصهم
اور لپٹ بند ہونی سی پہلی آتی تہی اور یہہ معنی بعید ہین اسلوسطی کہ یہہ مضمون صرف واسطی آدمیون کی ترغیب کی ہی جو اونکو حکم ہوا ہی ماہ رمضان کی روزون کا
عليه حتى يستعدوا له وتصير ابواب الجنان كانها فتحت لهم وابواب النيران كانها اغلقت عليهم فيلزم
تاکہ روزہ کی واسطی تیار ہوجاوین اور گویا جنت کی دروازی اونکی لیئی کہل گئی   اور دوزخ کی دروازی گویا اونکی اوپر بند ہوگئی   اب کوئی تاویل
الرجوع الى التأويل بان يقال فتح ابواب السماء كناية عن تواتر نزول الرحمة وتوالي صعود الطاعات لان الباب اذا
کرنی لازم ہی کہ یون کہین کہ کہلنا آسمان کی دروازون کا اشارہ ہی پی درپی رحمت کی آنیکا   اور پی درپی عبادت کی چڑہنی کا اسلوسطی کہ جب دروازہ
فتح يخرج ما في داخله متتابعا ويدخل ما في خارجه متواليا ويؤيد هذا التأويل ما جاء في رواية اخرى فتحت
کہلجاتا ہی تو جو اوسکی اندر ہی فورًا نکل آتا ہی اور جو باہر ہوتا ہی وہ فورًا داخل ہوجاتا ہی   اور اس تاویل کی تائید وہ ہی جو ایک اور روایت مین آیا ہی   کہلجاتی ہین
ابواب الرحمة وفتح ابواب الجنة كناية عن حصول ما يؤدي الى دخولها من انواع العبادات وتغليق
دروازی رحمت کی اور جنت کی دروازون کا کہلنا اشارہ ہی اون امور کی حاصل ہونیکا جو جنت کی اندر پہنچاوین   یعنی ہر قسم کی عبادتین   اور بند ہونا
ابواب جهنم كناية عن انتفاء ما يؤدي الى دخولها من انواع السيئات لان الصائم يتنزه عن الكبائر
دوزخ کی دروازون کا اشارہ ہی دور ہونی اون امور کا جو دوزخ مین داخل کردیتی ہین یعنی ہر قسم کی گناہ اسلوسطی کہ روزہ دار ایسی کبایر گناہون سی بچتا ہی
التي من جملتها الاصرار على الصغائر فيغفر له ببركة الصوم سائر الذنوب كما جاء في الحديث الصلوات الخمس
جنکی اندر   اڑکرنی صغیرہ گناہون کی بہی داخل ہی سو روزہ کی برکت سی اوسکی تمام گناہ معاف ہوجاتی ہین چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ پانچون نمازین
والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات لما بينهن ان اجتنبت الكبائر وتصفيد الشياطين
اور جمعہ اگلی جمعہ تک   اور رمضان اگلی رمضان تک بیچ کی گناہون کو مٹادیتی ہین اگر کبیرہ گناہونسی پرہیز کیئی جا   اور قید ہونا شیاطین کا
يحتمل ان يكون المراد به ما هو الظاهر من كون الشياطين مقيدة تعظيما للشهر وعلامة ذلك ان اكثر المنهمكين
احتمال یہہ ہی کہ اس سی مراد وہ ہی معنی ظاہری ہون کہ شیاطین واسطی تعظیم اس مہینی کی قید ہوجاتی ہین   اسکی نشانی یہہ ہی کہ اکثر لوگ گناہون مین کہپی ہوئی
في الطغيان يجتنبون المعاصي ولا وزاد بعد حرصهم عليها ويشرعون في اقامة الصلوة بعد ما كانوا
گناہون اور بدی سی بچنی لگتی ہین   باوجودیکہ گناہون کی بڑی حریص ہوتی ہین   اور نماز پڑہنی شروع کردیتی ہین باوجودیکہ نماز مین
يتهاونون بها ويقبلون على استماع النصيحة وتلاوة القران واما ما يرى من بعض الفسقة انهم لا يمتنعون
کمال سستی کرتی   تہی اور وعظ نصیحت سنی پر   اور قرآن کی تلاوت پر متوجہ ہوجاتی ہین اور یہہ جو فاسق معلوم ہوتی ہین کہ اپنی فسق سی ذرہ باز
عن فسقهم بل ان تركوا نوعا منه ياتون نوعا اخر فذلك من اثر ما بقي في نفوسهم الخبيثة من تسويلات
نہین آتی   بلکہ اگر ایک قسم ترک کرتی ہین تو دوسری قسم کرنی شروع کردیتی ہین سو یہہ اثر اوس خباثت کا ہی جو اونکی دلونمین وسوسہ شیطانی باقی ہین
الشياطين وقال بعض العلماء لفظ الشياطين وان كان عاما الا ان المراد به رؤساؤهم يؤيده ما جاء في بعض
اور بعضی علماء کہتی ہین لفظ شیاطین کا اگرچہ عام ہی پر مراد اس سی شیطانون کی گروکہنٹال ہین   اسکی تائید ہی جو اس حدیث کی بعضی
طرق هذا الحديث وسلسلت مردة الشياطين فيقع الفساد بتسويلات غيرهم من شياطين الانس والجن
روایت مین واقع ہوا ہی کہ اور قید ہوجاتی ہین سرکش شیطان   پہر فساد اورون کی وسوسی سی   جو شیاطین جن اور انسان کی ہین واقع ہوتا ہی

وقیل هو مجاز عن امتناع نفوس الصائمین عن قبول وساوسهم وذلك لان رمضان اذا دخل یشتغل الناس بالصوم
اور کہتی ہین کہ یہہ مجاز ہی اصل روزہ دارون کی دل شیطانی وسوسہ قبول کرنی سی باز رہتی ہین اسواسطی کہ جب رمضان آتا ہی تو آدمی روزہ مین مشغول ہوجاتا ہی
فتنکسر قوتہم الحیوانیة التی هی مبدء الشهوة والغضب المتداعیین الی انواع الفسوق والفجور وتنبعث قواهم
سو اونکی قوت حیوانی ضعیف ہوجاتی ہی جو باعث شہوت اور غصہ کی ہوکر ہر قسم کی فسق اور فجور کی طرف لیجاتی تہی اور اونکی قوت عقلی
العقلیة داعیة الی الطاعات ناهیة عن المنكرات فیجعلهم مقبلین علی وظائف العبادات معرضین عن
پیدا ہوکر طاعات کی طرف بلاتی ہی اور منکرات سی منع کرتی ہی پہر اونکو روزمرہ کی مقرری عبادات پر متوجہ اور ہر قسم کی منکرات سی
اصناف المنكرات فیصیرون كانهم فتحت لهم ابواب الجنان وغلقت علیهم ابواب النیران ولم یبق
بیزار کردیتی ہی پہر وہ ایسی ہوجاتی ہین کو اونکی لئی بہشت کی دروازی کہل گئی اور دوزخ کی دروازی اون پر بند ہوگئی اور
علیهم للشیطان سلطان وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال اذا كان اول لیلة من شهر رمضان
اون پر شیطانون کا اصلا تسلط غلبہ باقی نرہا اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہی
صفدت الشیاطین ومردة الجن وغلقت ابواب جهنم فلم یفتح منها باب وفتحت ابواب الجنة فلم
تو شیاطین اور سرکش جن قید ہوجاتی ہین اور دوزخ کی دروازی بند ہوکر کوئی دروازہ کہلا نہین رہتا اور دروازی بہشت کی کہل جاتی ہین سو
یغلق منها باب فینادی منادیا باغی الخیر اقبل ویا باغی الشر اقصر ولله فیه عتقاء من النار وذلك
اونمین سی کوئی دروازہ بند نہین رہتا پہر منادی پکارتا ہی ای طالب خیر کی ادہر آو اور ای حد سی بڑہنی والی شر کی بس کر اور رمضان مین اللہ کی ازاد کئی آگ سی بہت ہین اور یہہ
فی كل لیلة ومعنی هذا الحدیث علم من تاویل الحدیث السابق لكن هنا زیادة لابد من بیان معنی تلك
ہر ہر شب مین ہوتی ہی اور اس حدیث کی معنی پہلی حدیث کی تاویل سی معلوم ہوگئی لیکن اسمین کچہہ لفظ زیادہ ہین اونکی معنون کا بیان کرنا بہی ضرور چاہئی
الزیادة وهو ان منادیا ینادی فی لیالی رمضان ویقول یا طالب الخیر تعال اطلب الثواب فانك تعطی
وہ یہہ ہین کہ منادی رمضان کی راتون مین پکارتا ہی یہہ کہتا ہی ای خیر کی طالب یہان آو ثواب لی یہہ ایسا وقت شریف ہی
ثوابا كثیرا بعمل قلیل لشرف الوقت ویا طالب الشر اترك الشر فان عذاب المعصیة فیه اكثر وتب الی الله تعالی
کہ تہوڑیسی کار پر بہت ہی بڑا ثواب عطا ہوگا اور ای شر کی طالب بدکاسی باز آ کیونکہ رمضان مین معصیت کا عذاب بڑا سخت ہی اور اللہ تعالی کی طرف
فانه تعالی یعتق كثیرا من عبادہ الصائمین من النار ویغفر ذنوبهم الماضیة لحرمة الشهر كما جاء فی
رجوع کر کیونکہ اللہ تعالی اپنی بہت بندی روزہ دار آگ سی ازاد کرتا ہی اور اونکی پچہلی گناہ اس مہینی کی برکت سی معاف کرتا ہی چنانچہ ایک اور حدیث مین آیا ہی
حدیث آخر من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه یعنی ان من صامه مصدقا
جسنی رمضان کی روزہ واسطی ایمان اور ثواب کی رکہی تو اوسکی تمام پچہلی گناہ معاف ہوئی مراد یہہ ہی کہ جسنی رمضان کی روزہ اوسکی حقیقت
بحقیته وفرضیته وطالبا لرضاء الله تعالی وثوابه لا خوفا من الناس واستحیاء منهم یغفر له ذنوبه
اور فرضیت تصدیق کرکر اللہ کی مرضی اور ثواب حاصل کرنیکو رکہی نہ کسی شخص کی خوف سی اور نہ کسیکی حیا لاج سی تو اوسکی تمام پچہلی گناہ
المتقدمة وذلك النداء یكون فی كل لیلة من لیالی رمضان وروی عن ابی امامة الباهلی انه علیه السلام
معاف ہونگی اور یہہ ندا رمضان کی راتون مین سی ہر ہر رات کو ہوتی ہی اور ابو امامہ باہلی سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا
قال من صام یوما فی سبیل الله جعل الله بینه وبین النار خندقا كما بین السماء والارض وفی حدیث آخر
جسنی ایک روز واسطی خدا کی روزہ رکہا تو اللہ تعالی دوزخ اور اوس شخص کی بیچ مین ایسی چوڑی خندق کر دیگا جیسی بیچ آسمان اور زمین کا اور ایک اور حدیث مین
رواه ابو سعید الخدری انه علیه السلام قال من صام یوما فی سبیل الله بعد الله تعالی وجهه من النار
ابو سعید خدری سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی روزہ ایک دن کا واسطی اللہ کی رکہا تو اللہ اوسکی چہرہ کو آگ سی ستر برس کی راہ پر دور کریگا

سبعو

سبعین خریفا یعنی ان من صام یوما فی سبیل الله ورضائه ینجیه الله تعالی من النار عبر عن التنجیة
مراد یہہ ہی کہ جسنی ایک دن کا روزہ واسطی اللہ کی اوسکی رضامندی کی لئی رکہا اوسکو اللہ تعالی آگ سی نجات بخشیگا دوری کو بطور تمثیل کی
بطریق التمثیل لیکون ابلغ لان من کان بعیدا عن شئ بهذا المقدار لا یصل الیه البتة والمراد بالخریف
بیان فرمایا تاکہ ابلغ ہووی اسواسطی کہ جو شخص ایک چیز سی اسقدر دور مسافت پہ ہو تو وہ چیز اوس تک ہرگز نہین پہونچیگی اور خریف سی مراد
السنة ذکر الجزء وارید الکل وانما عبر عنها به دون غیره من الفصول لکونه وقت بلوغ الثمار وحصول
سال ہی جزو کو ذکر کیا اور کل مراد لیا اور فصول وغیرہ کو چہوڑ کر خریف کی ساتہہ اسواسطی بیان کیا کہ اس وقت مین پہل پکتی ہین اور عیش
سعة العیش وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال کل ابن ادم یضاعف الحسنة بعشر امثالها الی
فراخ ہوتا ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تمام بنی آدم کی حسنات دس گونہ بڑہتی ہین اور دس سی
سبعمائة ضعف قال الله تعالی الا الصوم فانه لی وانا اجزی به یدع شهوته وطعامه وشرابه من اجلی
سات سو گونہ تک اللہ تعالی فرماتا ہی روزہ کی سوا کیونکہ روزہ میری واسطی ہی مین ہی اوسکا بدلہ دونگا کیونکہ اپنی شہوت کہانا پینا میری لئی ترک کرتا ہی
یعنی ان کل طاعة وخیر اذا لم یکن ریاء ونفاقا فاقل ما یعطی لصاحبه من الاجر عشرة لقوله تعالی مَنْ
مراد یہہ ہی کہ ہر یک عبادت اور خیر اگر بدون ریا اور نفاق کی ہو تو کم سی کم اوسکا اجر عابد کو دس گونہ عطا ہوگا اس آیت کی سند سی جو
جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وقد یزاد الی سبعمائة واکثر لقوله تعالی مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
لاوی بہلائی اوسکی واسطی ہی اوس سی دس گونہ اور کبہی سات سو تک یا زیادہ تک نوبت بڑہ جاتی ہی اس سند سی مثال اونکی جو خرچ کرتی ہین اپنی مال
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ
اللہ کی راہ مین جیسی ایک دانہ اوس سی اوگین سات خوشہ ہر خوشہ مین سو سو دانی اور اللہ بڑہاتا ہی جسکی واسطی چاہی
واما الصوم فثوابه بغیر حساب لانه لا یتادی الا بالصبر وقد قال الله تعالی اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ
اور روزہ کی ثواب کا تو کچہہ حساب ہی نہین کیونکہ روزہ بدون صبر کی پورا نہین ہوتا اور اللہ تعالی فرماتا ہی صبر کرنیوالون کو ملتا ہی اونکا اجر
بِغَیْرِ حِسَابٍ ثم الصبر وان کان یوجد فی غیر الصوم من العبادات لکن وجوده فیه لیس کوجوده فی غیره
بی گنت پہر صبر اگرچہ سوا روزہ کی اور عبادات مین بہی ہوتا ہی لیکن صبر روزہ کا ایسا نہین ہی جو اور عبادات مین ہوتا ہی
لانه ثلثة انواع صبر علی طاعة الله تعالی وصبر علی محارم الله تعالی وصبر علی الآلام والشدائد وکلها
کیونکہ صبر تین طرح پر ہی ایک تو صبر اللہ تعالی کی طاعت پر دوسرا صبر اللہ تعالی کی محارم پر تیسرا صبر تکالیف اور سختیون پر اور روزہ مین
یوجد فی الصوم اذ فیه صبر علی ما وجب علی الصائم من الطاعات وصبر عما حرم علیه من الشهوات
تینون قسم کا صبر موجود ہی اسواسطی کہ روزی مین صبر ہی اوس طاعات پر جو روزہ دار پر واجب ہین اور اون شہوات پر صبر ہی جو اوسپر حرام ہین
وصبر علی ما یصیبه من الم الجوع وحرارة العطش وضعف البدن لان الصائم تعرض بدنه النحول والنقصان
اور دوسرا الم پر صبر ہی جو بہوک لگتی ہی اور پیاس کی گرمی ہوتی ہی اور بدن ناتوان ہوتا ہی کیونکہ روزہ دار کا بدن دبلا اور کم زور ہوجاتا ہی
والمفضی الی الهلاک طلبا لرضاء الله تعالی اشیر الیه حیث قیل یدع شهوته وطعامه وشرابه من اجلی
اور واسطی طلبگاری مرضی الٰہی کی ہلاکت مین پڑتا ہی اسہی کی طرف اشارہ ہی جو مذکور ہی کہ اپنی شہوت اور کہانا پینا میری خاطر چہوڑ دیتا ہی
وایضا ان الصائم بسبب منع نفسه عن الاکل والشرب والجماع یصیر متخلقا باخلاق الله تعالی لکونه تعالی
اور سبب یہہ بہی ہی کہ روزہ دار اپنی جان کو کہانی اور پینی اور جماع سی روک کر خوگیر صفات الٰہی کا ہوجاتا ہی کیونکہ اللہ تعالی
منزها عن هذه الاشیاء فلما کان فی الصوم هذه المعانی خصه الله تعالی بذاته وتولی جزاءه بنفسه
ان سب امور سی پاک وصاف ہی اور چونکہ روزہ مین یہہ خوبیان ہوتی ہین تو اللہ تعالی نی روزہ کو اپنی ذات پاک سی خاص کیا اور روزہ کی ثواب کا اپنی ذات

ولم يكله الى غيره فاعطى الصائم من عنده اجرا ليس له حد ولا عد وقيل ان الصوم سر بينه وبين العبد
ذمہ دار ہوا کسی اور پر حوالہ نکیا پہر روزہ دار کو اپنی درگاہ سی اتنا اجر عطا کیا کہ جسکی کچھ انتہا اور شمار نہین اور بعضی یہہ کہتی ہین کہ روزہ ایک راز ہی اللہ اور بندی کی

يفعله خالصا لوجهه وطالبا لرضائه لا يطلع عليه غيره لكونه نية وامساكا حتى قيل ان الحفظة
بیچ مین کہ اوسکو خالص واسطی اللہ کی اور واسطی اوسکی رضامندی کی ادا کرتا ہی اوسکی سوا کسیکو معلوم نہین ہوتا کیونکہ روزہ نام نیت اور امساک کا ہی یہان تک کہ کہتی ہین کہ

لا تطلع عليه ولا تكتبه بخلاف سائر الطاعات فانها مما يطلع عليه غيره تعالى فلما كان هو العالم به دون
کرام کاتبین کو بہی معلوم نہین ہوتا اور نہ وہ اوسکو لکہتی ہین بخلاف اور عبادات کی کیونکہ اور عبادات کو اور بہی سوا اللہ تعالی کی جان جاتی ہین اور چونکہ روزہ کی خبر

غيره خصه بذاته وتولى جزاءه بنفسه ولم يوكله الى غيره كانه تعالى قال الصوم لي ولا يطلع عليه
سوای اللہ تعالی کی اور کو نہین ہوتی تو اوسکو اللہ تعالی نی اپنی ذات سی خاص کر کر آپ ہی اوسکی ثواب کا ذمہ دار ہوا اور پر حوالہ نکیا گویا اللہ تعالی نی یہہ ارشاد فرمایا روزہ

غيري وحق انا اتولى الجزاء عليه ولا اكله الى غيره والكريم اذا اخبر انه يتولى الجزاء بنفسه يقتضي ان يكون
ثواب مین ہی اوسکی ثواب کا ذمہ دار ہون اور پر حوالہ نہین کرتا اور سخی جب یہہ کہی کہ مین آپ اوسکی عوض کا ذمہ دار ہون تو لازم ہی کہ وہ

ذلك الجزاء في غاية العظمة ونهاية الكثرة بحيث لا يكون له احصاء ولا حساب وروى عن ابي هريرة انه
عوض نہایت عظیم اور نہایت کثیر ہو ایسا کہ نہ گنتی مین آوی اور نہ حساب مین اور ابوہریرہ سی روایت ہی

قال للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه يعني ان الصائم له سرور مرتين على الفرحة
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیان ہوتی ہین ایک خوشی روزہ کہولتی ہوئی اور ایک خوشی خدا کی دیدار کی وقت مراد یہہ ہی کہ روزہ دار کو دو دفعہ

مرة من الفرح وهو السرور واما سروره عند لقاء ربه فيما يجده من ثواب الصوم مدخرا عند الله تعالى
فرح سی مشتق ہوا ہی اور سرور کو کہتی ہین اور سرور پروردگار کی ملاقات پر اسباب کا ہی کہ ثواب روزہ کا دفعۃ جمع کیا ہوا اللہ تعالی کی پاس پاویگا

فان من ترك طعامه وشرابه وشهوته لله تعالى يعوضه الله تعالى خيرا من ذلك كما قال الله تعالى
اس لیے کہ جسنی اپنا کہانا پینا اور شہوت خدا کی واسطی چہوڑی تو خدا تعالی اوسکا عوض اوس سی بہتر عطا کریگا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی

وما تقدموا لانفسكم من خير تجدوه عند الله هو خيرا واعظم اجرا وقال النبي عليه السلام لرجل
اور جو آگی بہیجو گی اپنی واسطی کوئی نیکی اوسکو پاؤ گی اللہ کی پاس بہتر اور ثواب مین زیادہ اور فرمایا نبی علیہ السلام نی ایک شخص کو

انك لن تدع شيئا اتقاء الله الا اتاك الله خيرا منه وروي ان الصائمين يوضع لهم يوم القيمة مائدة
تو ہرگز نہین ترک کریگا کوئی گناہ خدا کی خوف سی مگر عطا کریگا تجکو اللہ تعالی بہتر اوس سی اور روایت ہی کہ روزہ دارون کی واسطی قیامت کی دن دسترخوان

تحت العرش ياكلون عليها والناس في الحساب فيقول الناس ما لهؤلاء ياكلون ونحن في الحساب فيقال انهم كانوا
عرش کی تلی چنا جاویگا اوسپر بیٹھی کہاوینگی اور لوگ ابہی حساب مین مبتلا ہونگی وہ لوگ دیکہکر یہہ کہینگی یہہ کون لوگ ہین کہ کہانا کہاتی ہین اور ہم حساب ہی مین ہین

يصومون وانتم تفطرون وفي الصحيحين انه عليه السلام قال ان في الجنة بابا يقال له ريان لا يدخل منه
روزی رکہتی تہی اور تم روزہ خور تہی اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جنت کی ایک دروازہ کا نام ریان ہی اوس دروازہ سی

الا الصائمون والمراد بالصائمين هم الذين يكثرون الصوم فانهم تحملوا تعب العطش خصوا بباب فيه الري والامان
صرف روزہ دار ہی داخل ہونگی اور روزہ دارون سی مراد وہ لوگ ہین جو روزی بہت رکہتی ہین کیونکہ انہون نی جو بہوک پیاس کی شدت اوٹہائی تو ایسی دروازہ سی خاص ہوئی

من العطش قبل تمكنهم من الجنة واما سروره عند افطاره فيما يتناوله من الطعام والشراب والجماع لان النفس
کہ جسمین تازگی اور پیاس کا بچاؤ جنت مین داخل ہونی سی پہلی ہی اور افطار کی وقت سرور اصلی یہ ہوتا ہی کہ کہانا پینا جماع سب حاصل ہوتا ہی کیونکہ آدمی کا جی

مجبولة على الميل الى ما يلائمها من المطعم والمشرب والمنكح فاذا منعت من ذلك في وقت من الاوقات ثم اذن
بطور عادت کی اپنی مناسبات کہانی پینی جماع وغیرہ کی طرف متوجہ رہتا ہی جب اوسکو ان باتون کی کسی وقت مین روک ہوکر پہر دوسری وقت مین

لها فی وقت اخر یفرح بذلك طبعا خصوصا عند اشتداد الحاجة الیه لتاثیر الجوع والعطش فیها وتقاضی

توبہوہ خودبخود خوش ہوتاہی خاص کر جب اوسکو اودہر بہت حاجت ہووی کیونکہ بہوک لگی ہوتی ہی پیاس کازور ہوتاہی دلکو

بلغت حاجتها یشعر بهذا ماروی عن ابن عمر انه علیه السلام کان اذا افطر یقول ذهب الظمأ وابتلت

اپنی حاجت کا تقاضا ہوتاہی ابن عمر کی روایت سی یہہ معلوم ہوتاہی کہ نبی علیہ السلام افطار کی وقت فرمایا کرتی تہی پیاس بجہگئی اوررگین تازہ ہوئین

العروق وثبت الاجران شاء الله تعالی فان الله تعالی وان حرم علی الصائم فی نهار صیامه ان یتناول هذه

اورثواب ثابت ہوگیاان شاءاللہ تعالی کیونکہ اللہ تعالی نی اگرچہ روزہ دار پر روزہ کی دن مین یہہ حرام کردیاہی کہ ان شہوت کو عمل مین لاوی

الشهوات لکن اذن له ان یتناولها فی اللیل بل احب منه تعجیل الفطر فی اول اللیل وتاخیر السحور الی اخر اللیل

لیکن اوسکو اجازت ہی کہ رات کی وقت عمل مین لاوی بلکہ رات کی آتی ہی جلدیسی افطار کرنا اورسحر تاخیر کرکر آخر شب مین کہانی مستحب ہی

لما روی عن ابی ذر انه علیه السلام قال لا تزال امتی بخیر ما اخروا السحور وعجلوا الفطر وروی ان الله تعالی

ابوذر کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا میری امت ہمیشہ بہلائی پر رہی گی جبتک سحر کہانی مین تاخیر اورافطار کرنی مین جلدی کرین اورروایت ہی کہ اللہ تعالی

وملئکته یصلون علی المتسحرین وان احب عباده الیه اعجلهم فطرا والحاصل ان الصائم یترك شهواته

اوراوسکی فرشتی سحر کہانی والون پر رحمت بہیجتی ہین اوربڑی محبوب بندی اللہ کی وہ ہین جوجلدی افطار کرتی ہین حاصل یہہ ہی کہ روزہ دار اپنی شہوات

بالنهار تقربا الی الله تعالی وطاعة له ویتناولها فی اللیل تقربا الی الله تعالی وطاعة له فلا یترکها الا بامره ولا یعود الیها

دن کی وقت اللہ تعالی کی طاعت اورقربت کی لئی ترک کرتاہی اوررات کی وقت اپنی شہوت کو واسطی قربت اورطاعت الہی کی عمل مین لاتاہی سواللہ تعالی کی حکم ہی سی

الا بامره فهو مطیع فی الحالین فان المؤمن الصائم لما علم ان رضی مولاه فی ترك شهواته قدم رضی مولاه علی هواه فصارت لذته فی ترك شهواته لله تعالی

ترک کرتاہی اوراوسہی کی حکم سی اختیار کرتاہی پس وہ دونوحال مین اللہ تعالی کا فرمانبردار ہی کیونکہ مؤمن روزہ دارنی جب دیکہا کہ خوشنودی میری صاحب کی شہوات کی

اعظم من لذته فی تناولها بل یکون کراهته تناولها عنده فی خلوته اشد من کراهته لالم الضرب لعلمه

ترک کرنی مین ہی توخوشنودی اپنی صاحب کی اپنی ہواوہوس پر مقدم رکہی تواوسکو واسطی خداکی شہوت ترک کرنی مین زیادہ لذت ہی بہ نسبت لذت شہوت برتنی کی بلکہ اوسکو شہوت کی

بکراهة مولاه لفطره فیکون لذته فیما یرضی مولاه وان کان مخالفا لهواه ویکون المه فیما یکرهه مولاه وان کان

کہ روزہ کہانا میری صاحب کو ناپسند ہی پہراوسکو لذت اس بات مین ہوگی جسمین اوسکا صاحب خوش ہو اگرچہ وہ بات اوسکی خواہش کی برخلاف ہو اوراوسکو رنج وتکلیف اوس

موافقا لهواه فاذا کان هذا فیما حرم لعارض الصوم من الطعام والشراب والجماع ینبغی ان یتاکد ذلك فیما

بات مین ہوگی جسکو اوسکا مولی ناپسند کری اگرچہ وہ بات اوسکی مطلب کی ہو جب مؤمن کا یہہ حال اون محرمات مین ہی جو روزہ کی سبب سی ممنوع ہین جیسی کہانا پینا اورجماع

حرم علی الاطلاق کالزنا وشرب الخمر واخذ اموال الناس بغیر حق وکسر اعراضهم فان کل ذلك مما یسخط

تو لایق ہی کہ یہہ حالت زیادہ تر ہووی اون امورمین جو مطلقاً حرام ہین جیسی زنا اورشراب خوری اورکسیکا مال ناحق لینا اوکسی کی بی آبروئی کرنی کیونکہ یہہ تمام اعمال ایسی ہین کہ

الله تعالی فی کل حین ومکان فاذا کان ایمان المرء کاملا یکره ذلك کله اشد من کراهته لالم الضرب ثم ان

اللہ تعالی اونسی ہروقت اورہرجگہ بیزار ہوتاہی جب آدمی کا ایمان کامل ہوتاہی تو ان سبکو چوٹ کہانی کی تکلیف سی بدتر جانتاہی پہر

المؤمن فی حال صومه لما علم ان له ربا یطلع علیه فی خلوته وقد حرم علیه ان یتناول شهواته التی جبل

مؤمن روزہ دار عین روزہ مین چونکہ یہہ حال جانتاہی کہ میرا رب میری حال سی خلوت مین بہی خبردار ہی اورمیری اوپر تمام شہوات کا عمل کرنا جنکی طرف دلکو رغبت ہی

علی المیل الیها اطاع ربه وامتثل امره واجتنب نهیه خوفا من عقابه ومیلا الی ثوابه ولهذا کان نومه

حرام کردیاہی تو یہہ اپنی رب کی فرمان برداری کرتاہی اوراوسکی عذاب کی خوف سی اورثواب کی رغبت سی حکم پر عمل کرتاہی [illegible] اسیلئی روزہ دار کا سونا بہی

عبادة کما جاء فی الحدیث نوم الصائم عبادة قال ابو العالیة الصائم فی العبادة ما لم یغتب وان کان نائما

عبادت ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیاہی کہ روزہ دار کا سونا بہی عبادت ہی ابوالعالیہ کہتاہی روزہ دار جب تک کسیکی غیبت نکری عبادت مین ہی اگرچہ اپنی بچہونی پر

على فراشه فعلى هذا يكون فى ليله ونهاره على عبادة وروى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال لخلوف

سوتا ہو اس قول کی موافق روزہ دار رات دن عبادت ہی میں ہوتا ہی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا البتہ

فم الصائم اطيب عند الله تعالى من ريح المسك يعنى ان الخلوف وهو بضم الخاء رائحة حاصلة فى

روزہ دار کی منہہ کی بو اللہ تعالی کی نزدیک مشک کی خوشبو سی پسندیدہ تر ہی مراد یہہ ہی کہ خلوف خا کی پیش سی اوس بو کو کہتی ہین جو

فم الصائم من تصاعد الابخرة لخلو المعدة من الطعام والشراب وان كانت عند الناس مستكرهة

روزہ دار کی منہہ مین معدہ مین سی بخارات چڑہکر پیدا ہوجاتی ہی جب معدہ کہانی پینی سی خالی ہوتا ہی اگرچہ وہ بو آدمیون کو ناپسند ہو

لكنها عند الله احب من ريح المسك حيث كانت ناشئة عن طاعة الله تعالى فلذلك ذهب الشافعى الى

پر اللہ تعالی کو مشک کی خوشبو سی زیادہ تر پسند ہی کیونکہ اللہ تعالی کی عبادت سی پیدا ہوئی ہی اسیواسطی امام شافعی کی مذہب مین

استحباب استدامتها وكراهة ازالتها بالسواك بخلاف الخلوف الذى يحدث من غير الصوم حيث يلزم

اوس بو کا باقی رکہنا مستحب ہی اور مسواک سی اوسکا دور کرنا مکروہ ہی برخلاف اوس بو کی جو فاقہ مین بدون روزہ کی پیدا ہوجاوی اسواسطی کہ اوسکا

ازالته بالسواك فان من عبد الله تعالى واطاعه وطلب رضاه فنشأ من ذلك العمل آثار مستكرهة للنفوس

دور کرنا مسواک سی لازم ہوتا ہی بیشک جو شخص اللہ تعالی کی عبادت کری اور اطاعت بجالاوی اور اوسکی رضامندی طلب کری اسمین اگر کچہہ اثار آدمیون کی خلاف طبع

فتلك الآثار غير مستكرهة عند الله تعالى بل هى محبوبة طيبة عنده ويجعلها فى الآخرة اطيب من

ناپسند پیدا ہوجاوین تو وہ آثار اللہ تعالی کو ناپسند نہین ہین بلکہ وہ اللہ تعالی کی ان محبوب اور پاکیزہ ہین اور اللہ تعالی اون اثار کو آخرت مین مشک سی زیادہ تر

ريح المسك فان الصوم لكونه سرا بين العبد وربه فى الدنيا يظهره الله تعالى فى الآخرة ويكون علانية

پاکیزہ کردیگا کیونکہ روزہ جو درمیان بندہ اور پروردگار کی دنیا مین بہید تہا تو اللہ تعالی آخرت مین ظاہر کریگا پہر سب پر ظاہر ہوجائیگا اور

ويشتهر اهل الصيام بذلك بين الناس لما روى عن انس مرفوعا ان الصائمين يخرجون من قبورهم يعرفون بريح

روزہ دار اس سی تمام خلقت مین مشہور ہوجاوینگی چنانچہ انس سی مرفوعا روایت ہی کہ روزہ دار جب اپنی قبرون مین سی اوٹہینگی تو منہہ کی خوشبو سی پہچانی جاوینگی

افواههم فان ريح افواههم اطيب من ريح المسك والحاصل انه عليه السلام لما اراد ان يبين فضل الصيام

کیونکہ اونکی منہہ کی بو مشک سی زیادہ تر خوشبو ہوگی خلاصہ یہہ ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی جو ارادہ کیا کہ روزہ کی فضیلت

ودرجة الصائم شبه ما يستكره منه فى الطباع البشرية من الرائحة بالطيب ما يرام ويطلب ويستنشق من

اور روزہ دار کا مرتبہ بیان فرماوین تو جو چیز آدمیون کی طبیعت کو ناپسند ہی یعنی منہہ کی بدبو اوسکو اوس پاکیزہ تر خوشبو سی تشبیہ دی جو مقصود اور مطلوب ہوتی ہی اور

الروائح والمقصود من هذا التشبيه الثناء على الصائم وتطييب قلبه لئلا يمتنع عن المواظبة على الصوم

سونگہی جاتی ہی اور غرض اس تشبیہ سی روزہ دار کی ثنا اور اوسکا دل خوش کرنا ہی تاکہ روزہ کی مداومت سی جس سی منہہ مین بو پیدا ہوتی ہی بیٹہہ نرہی

الجالب للخلوف وحيث فضل ما يستكره منه على اطيب ما يستلذ من جنس الطيب ليقاس عليه ما فوقه من الآثار

اور جب ایک ناپسند چیز کو پاکیزہ تر خوشبو پر فضیلت ہوئی جس سی لذت حاصل ہوتی ہی تو اب عمدہ اثار کو اوس پر قیاس کرلین باوجودیکہ افطار کی وقت

مع ان له عند الافطار دعوة مستجابة كما جاء فى الحديث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة

روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ افطار کی وقت روزہ دار کی دعا مقبول ہی

لكن بشرط ان يكون افطاره على حلال فان من صام عما احله الله تعالى وافطر على ما حرمه الله تعالى لا يستجاب

پر اس شرط سی کہ افطار حلال چیز سی ہو کیونکہ جو شخص حلال چیزون سی بند ہوکر روزہ رکہی اور حرام چیز سی افطار کری تو اوسکی دعا قبول نہین ہوتی

دعاءه ولا يقبل صومه لما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله

اور نہ روزہ قبول ہوتا ہی اسواسطی کہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص جہوٹہہ بولنا اور اوسپر عمل کرنا ترک نہ کری تو اللہ تعالی

حاجة فی ان یدع طعامه وشرابه یعنی ان من لم یترك الكذب والعمل بمقتضاه لا یقبل الله تعالی
کیا پرواہ ہی اسکی کہ وہ اپنا کہانا اور پینا ترک کرے کا مراد یہہ ہی جو شخص جہوٹ بولنا اور باطل اعمال کو نہ چہوڑیگا تو اللہ تعالی اوسکا روزہ مقبول نہین کرتا
صومه ولا ینظر الیه لانه امسك عما یباح له فی غیر حال الصوم ولم یمسك عما لا یحل له فی جمیع الاحوال
اور نہ اوسکی طرف توجہ کرے اسلئے کہ جو چیزین اوسکو بدون روزہ کی مباح تہین اونسے تو باز رہا اور جو چیزین اوسکو ہمیشہ کو حرام تہین اونسے باز نہ آیا
لان المقصود من الصوم لیس نفس الجوع والعطش فقط بل المقصود منه ما یتبعه من كسرة الشهوة
کیونکہ روزہ سے مقصود صرف بہوک پیاس نہین ہی بلکہ روزہ سے مقصود وہ ہی جو اوسکی بعد حاصل ہوتی ہین یعنی شہوت کا توڑنا نفس امارہ کا مغلوب
وقهر النفس الامارة بالسوء فاذا لم یحصل شیء من ذلك فای فائدة فی ترك الطعام والشراب فعلی هذا
کرنا جب انمین سے کچہہ بہی حاصل نہوا تو پہر کہانا پینا ترک کرنے سے کیا فائدہ ہی اس تقریر کی موافق
یکون نفی الحاجة عبارة عن عدم القبول من قبیل نفی السبب وارادة المسبب وفی حدیث اخر انه علیه السلام
حاجت کی نفی سے مقبول نہونا روزہ کا مراد ہی جیسے سبب کی نفی کرکر مسبب کی نفی مراد لیتی ہین اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی
قال الصیام جنة فاذا كان یوم صوم احدكم فلا یرفث ولا یصخب فان سابه احد او قاتله فلیقل
فرمایا روزہ ڈہال ہی جب کوئی تم مین سے کسی روز روزہ دار ہو تو فحش نہ بکی اور نہ چلاوی پہر اگر اوسکو کوئی گالی دی یا لڑائی کری تو لازم ہی کہ کہدی
انی امرؤ صائم یعنی ان الصوم جُنة وهی بضم الجیم الترس وانما جعل الصوم ترسا لان الصائم یستتر به
مین تو روزہ دار ہون مراد یہہ ہی کہ روزہ جنہ ہی اور جنہ جیم کی پیش سے ڈہال کو کہتی ہین اور روزہ کو اسلئے ڈہال ٹہرایا ہی کہ روزہ دار کو بسبب کثرت ثواب کی
عن النار لكثرة ثوابه ویتحفظ به عن المعاصی ووسوسة الشیطان لانه یطبق مجاری الدم التی هی
آگ سے بچالیتا ہی اور روزہ دار روزہ کی سبب گناہون اور شیطانی وسوسہ سے بچ جاتا ہی اسواسطی کہ مسامات خون کی جو شیطان کا رستہ ہوتا ہی
مجاری الشیطان فان الشیطان یجری من ابن ادم مجری الدم فتنكسر الشهوة ویسكن الغضب لكن ینبغی
بند ہوجاتی ہین کیونکہ شیطان ابن آدم کی اندر خون کی مثال پہرتا ہی اسواسطی شہوت ضعیف ہوجاتی ہی اور غصہ بجہہ جاتا ہی لیکن
ان یعلم ان الجُنة كما لا یكمل الانتفاع بها الا اذا كانت محكمة من غیر اختلال كذا الصوم لا یتحقق به
سمجہنی کی بات ہی کہ ڈہال سے جیسی کچہہ فائدہ حاصل نہین ہوتا جبتک وہ پوری اور مضبوط اور بے خلل نہو ایسی ہی روزہ سے اوٹ حاصل نہین ہوسکتی
التستر الا علی حسب كونه محفوظا عن الخطاء والخلل فان وجد فیه شیء من الخلل ینتقص بمقداره
جبتک کہ وہ خطا اور خلل سے صاف محفوظ نہو اگر اوسمین کچہہ خلل ہوگا تو اوتنا ہی ثواب عمل کا کم ہوجاویگا
ثواب العمل ولهذا قال النبی علیه السلام فی هذا الحدیث فاذا كان یوم صوم احدكم فلا یرفث ولا یصخب
اسیہلئے نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ فرمایا ہی اگر تم مین کوئی کسی دن روزہ دار ہو تو فحش نہ بکی اور نہ چلاوی
والرفث الفحش من القول وما یضاهیه من التصریح مما یجب ان یكنی عنه عن الفاظ الجماع والصخب بالخاء
اور رفث کی معنی بیہودہ باتین گالی گلوز وغیرہ اور جو اوسکی مانند ہو یعنی جماع کی لفظون مین سے صاف کہنا اوس لفظ کا جو اشارۃً کہا جاوی اور صخب خاء
المعجمة الصیاح والخصومة والمعنی ان الصائم عند الخصومة یجب علیه ان لا یتكلم بالفحش ولا یرفع
نقطہ دار سے چیخنا چلانا اور جہگڑا کرنا اور مراد یہہ ہی کہ روزہ دار کو لازم ہی کہ تکرار کی وقت کلام بیہودہ فحش نہ کہی اور نہ بیہودہ پکار کر بولی
صوته بالهذیان بل یلزمه ان یكون ممسكا عن جمیع المناهی لا من الطعام والشراب فقط فان شتمه
بلکہ اوسکو لازم ہی کہ تمام مناہی سے بند رہی نہ صرف کہانی اور پینی سے پہر اگر کوئی اوسکو گالی دیگا
احد فلیقل بلسانه صیانة لصیامه ولیسمع شاتمه انی صائم ولیجعل هذا القول جوابا له وقیل یقول
تو چاہی کہ واسطی حفاظت روزہ کی اپنی زبان سے گالی دینی والی کو سنادی کہ مین روزہ دار ہون اور اوسکی گالی کا یہی جواب سمجہی اور بعضی کہتی ہین

ذلك بغلبه بان يتفكر في كونه صائما اليرتدع نفسه عن سيء القول ويقوى على كظم الغيظ ولا يكافيه
کہ اپنی دلمین کہی اسطور کہ خیال کری کہ مین روزہ دار ہون تاکہ اوسکا نفس سخن بیہودہ سی باز رہی اور غصہ کو پی جاوی اور گالی کی بدلی گالی نہ دی

على شتمه لئلا يحبط ثواب صومه ويكون من الذين قال النبي عليه السلام فيهم كم من صائم ليس من صيامه
تاکہ روزہ کا ثواب سوخت نہوجاوی پہر اون لوگون مین ہوجاویگا جنکی حق مین نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی بہت لوگ ایسی روزہ دار ہین کہ انکو روزہ مین سی

الا الظمأ وكم من قائم ليس من قيامه الا السهر فان التقرب الى الله تعالى بترك المباحات لا يتم الا بعد التقرب
صرف پیاس ہی ہی بہت رات کی ایسی نمازی ہین کہ انکو رات کی نماز مین صرف بیداری ہی ہی کیونکہ خدا کی قربت مباحات کی ترک سی پوری نہین ہوتی

اليه بترك المحرمات فان من امتثل امره تعالى في ترك الطعام والشراب في نهار صيامه فليمتثل امره فيما
جبتک محرمات کو چہوڑ کر قربت نہ حاصل کری کیونکہ جو شخص روزہ کی دن کہانا پینا چہوڑ کر خدا کا حکم بجا لایا تو اوسکو چاہئی کہ محرمات مین بہی

يحرم عليه في كل وقت ولا يحل له بحال من الاحوال فمن تعجل فيما حرم عليه قبل وفاته يعاقب في الاخرة
جو اوسپر دایمی حرام ہین اور کسی حالت مین حلال نہین ہین اوسکا حکم مانی سو جو کوئی جلدی کر کر محرمات کو زندگی مین برتی گا تو آخرت مین یہہ عقاب ہوگا کہ اوس شی سی

بحرمانه وفواته وشاهد هذا قوله عليه السلام من شرب الخمر في الدنيا لم يشربها في الاخرة ومن لبس
محروم رہیگا اس دعوی کا شاہد یہہ حدیث ہی جس نی دنیا مین شراب پی آخرت مین نہین پیویگا اور جس نی دنیا مین

الحرير في الدنيا لم يلبسه في الاخرة فاتقوا الله يا عباد الله في اقامة حدود الله اذ كثير من الناس في هذا
حریر پہنا آخرت مین نہین پہنیگا سو آئی بندگان الٰہی اللہ سی ڈرو اوسکی حدود کو قایم رکہو کیونکہ اکثر بنی آدم اس زمانہ مین

الزمان يمشي على العوائد الشائعة بين الانام لا على ما يقتضيه الايمان

اوس راہ و رسم پر چلتی ہین جو خلقت مین مشہور اور مستعمل ہین اوسپر نہین چلتی جو ایمان کی لائق ہی

المجلس السابع والعشرون

ستائیسوین مجلس مین

في بيان كيفية النية يستدعيه الاسلام

بیان نیت کی کیفیت کا مطابق اسلام کی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من
رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نی فرمایا جسنی

صام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه ومن قام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما
رمضان کی روزی واسطی ایمان اور ثواب کی رکہی اوسکی خطائین معاف ہونگی گذری ہوئین اور جسنی رمضان مین واسطی ایمان اور ثواب کی شب بیداری کی اوسکی خطائین

تقدم من ذنبه هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة وقد ذكر فيه نوعان من العبادة اختص
گذری ہوئین معاف ہونگی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اس حدیث مین دو قسم کی عبادت کا ذکر ہی کہ

كل منهما بشهر رمضان احدهما صيام النهار والاخر قيام الليالي فلا بد من معرفتهما اما الصوم فهو في
دونو کو ماہ رمضان سی خصوصیت ہی ایک دن کی روزی اور دوسری راتون کا جاگنا اب ان دونو کی معرفت ضرور ہی پس صوم لغت مین

اللغة الامساك مطلقا وفي الشرع الامساك عن المفطرات المعهودة التي هي الاكل والشرب والجماع من
مطلق امساک یعنی روک کو کہتی ہین اور شرع مین کہتی ہین امساک کو مفطرات مقرری سی یعنی کہانی اور پینی اور جماع سی

الصبح الى غروب الشمس مع النية وهو ثلثة اقسام فرض وواجب ونفل اما الفرض فصوم رمضان اداء وقضاء
فجر سی لیکر آفتاب کی ڈوبنی تک نیت کی ساتہ اور روزہ کی تین قسمین ہین فرض اور واجب اور نفل جسمین فرض تو رمضان کی روزی ہین ادا ہون یا قضا

وصوم الكفارة واما الواجب فالنذر معينا كان او مطلقا واما النفل فما عداها ومن شرع فيه قصدا
اور روزہ کفارہ کی اور واجب نذر کی ہوتی ہین نذر معین ہو یا مطلق نذر ہو اور نفل ان دونو کی سوا اور جسنی قصدًا روزہ رکہا یا

يلزمه اتمامه وان افسده فعليه قضاؤه ولا يجوز افطاره بلا عذر لانه ابطال العمل وقد قال الله تعالى
تو اوسکا پورا کرنا لازم ہوجاتا ہی اگر توڑیگا تو اوسپر قضا لازم آویگی اور اوسکا افطار کرنا بلا عذر جایز نہین ہی اسواسطی کہ یہہ عمل کا باطل کرنا ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی

ولا تبطلوا أعمالكم والضيافة عذر في حق الضيف والمضيف ومن ظن أن عليه صوم فشرع فيه
اور نہ باطل کرو تم اپنی اعمال کو اور مہمانی بہی مہمان اور مہماندار کی حق مین ایک عذر ہوتا ہی اور جسنی یہہ خیال کیا کہ مجہہ پر روزہ ہی پہر اوسنی

ثم علم عدمه فأكل لا يلزمه شيء لأنه ظان والمظنون لا يقضى لأن القضاء منوط بالالتزام أو بالإلزام
روزہ رکہا پہر معلوم ہوا کہ نہین ہی پس کہا لیا تو اسپر کچہہ نہین آتا اسواسطی کہ اسکو یقین نہین تہا اور شبہہ کی بدلی قضا نہین آتی اسواسطی کہ قضا یا تو لازم کرنیسی آتی ہی یا لازم

ولم يوجد واحد منهما واشترط لفرضية صوم رمضان الإسلام والعقل والبلوغ ولفرضية أدائه
سو ان دونو مین سی کچہہ نہین ہی اور رمضان کی روزون کی فرض ہونی کی شرط اسلام یعنی کافر پر نہین اور عقل یعنی دیوانہ پر نہین اور بلوغ یعنی بچہ پر نہین اور ادا کی

الصحة والإقامة فإن المريض والمسافر يجوز لهما الإفطار ثم القضاء لكن صوم المسافر أفضل ولصحة
شرط صحت ہی یعنی بیمار نہو اور اقامت یعنی مسافر نہو کیونکہ بیمار اور مسافر کی لئی جایز ہی کہ افطار کرکی پہر قضا کرین لیکن مسافر کو روزہ رکہنا افضل ہی اور واسطی صحت

أدائه الطهارة عن الحيض والنفاس لا الطهارة عن الجنابة إذ يجوز صوم من أصبح جنبا أو نام واحتلم
اداء کی شرط ہی پاک ہونا حیض اور نفاس سی فقط جنابت سی پاک ہونا شرط نہین ہی اسواسطی کہ اگر جنابت مین صبح ہوجاوی یا دن کو سوگیا اور احتلام ہوگیا

وأما الحائض والنفساء فلا يجوز صومهما بل يلزمهما الإفطار ثم القضاء لكن الحائض تفطر سرا لا جهرا وكذا كل
تو روزہ جایز ہی اور حیض اور نفاس والی عورت کا روزہ جایز نہین ہی بلکہ انکو چاہئی کہ افطار کرکر قضا کرین لیکن حیض والی عورت چہپی ہوئی افطار کری ظاہر نکری اور ایسی

من أبيح له الإفطار لأنه إذا أكل ولم يكن العذر ظاهرا يكون متهما عند الناس بالفسق الذي هو أكل رمضان
جس جس کو افطار کرنا مباح ہی اسواسطی کہ اگر کوئی شخص کہاوی اور اوسکا عذر ظاہر نہو تو اور لوگون کی عندیہ مین فسق مین بدنام ہوگا یعنی رمضان مین دن کو کہانا

والاحتراز عن مواضع التهم واجب لما روي أنه عليه السلام قال من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يقفن
اور تہمت کی جگہہ سی پرہیز کرنا واجب ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص اللہ پر اور قیامت کی دن پر ایمان لاوی تو تہمت کی

مواقف التهم وقد ذكر في البزازية أن من أكل في شهر رمضان شهرة عيانا متعمدا يؤمر بقتله لأن صنعه
مقام پر ہرگز نہ کہڑا ہو اور بزازیہ مین مذکور ہی کہ جو شخص ماہ رمضان مین تمام مہینی برملا قصدا کہایا کری تو اوسکو قتل کرین اسواسطی کہ اوسکا یہہ عمل

دليل الاستحلال وصح أداؤه بنية من الليل إلى الضحوة الكبرى وبنية مطلقة وبنية النفل وبنية واجب آخر
دلیل حلال سمجہنی کی ہی اور رمضان کی روزہ کا رات سی چاشت کی وقت تک نیت کرکر ادا کرنا صحیح ہی اور مطلق نیت سی اور نفل کی نیت سی اور دوسری واجب کی

ثم عندنا لا بد من النية لكل يوم والأفضل التبييت وهو النية من الليل ليقع أول جزء من الصوم مع النية
نیت سی بہی صحیح ہی پہر ہمارے نزدیک ہر دن کی لئی علیحدہ نیت ضرور ہی اور تبییت افضل ہی یعنی رات سی نیت کرنی تاکہ پہلا جزو روزہ کا بہی نیت سی واقع ہو

والنية أن يعرف بقلبه أنه يصوم ولا عبرة بالنية المتقدمة على الغروب وإنما الاعتبار للنية المتأخرة
اور نیت یہہ ہی کہ دلین قصد کرلی کہ مین روزہ رکہونگا اور اوس نیت کا اعتبار نہین ہی جو غروب آفتاب سی پہلی ہو اعتبار اوسی نیت کا ہی جو آفتاب کی ڈوبنی سی

عن الغروب حتى لو نوى قبل أن تغيب الشمس أن يكون صائما غدا ثم غفل إلى الزوال من الغد لا يجوز صومه
پیچہی ہو یہانتک کہ اگر آفتاب کی ڈوبنی سی پہلی یہہ نیت کی کہ مین کل روزہ رکہونگا پہر اگلی دن دوپہر تک بہول گیا تو اوسکا روزہ جایز نہین ہی

ولو نوى بعد غروب الشمس يجوز والنذر المطلق لا يصح إلا بالنية من الليل وأما النذر المعين والنفل فكل
اور اگر آفتاب کی ڈوبنی کی بعد یہہ نیت کی تو روزہ جایز ہی اور نذر مطلق رات سی نیت کی بغیر جایز نہین ہی اور نذر معین اور نفل دونو

منهما كأداء صوم رمضان يجوز بالنية من الليل إلى الضحوة الكبرى لكن النية من الليل أفضل كما مر
مانند ادا روزہ رمضان کی رات سی لیکر دوپہر سی پہلی پہلی نیت کرنی سی جایز ہوجاتی ہین پر رات سی نیت کرنی افضل ہی چنانچہ گذر چکا ہی

فكل صوم لا يتأدى إلا بالنية من الليل إذا نواه مع طلوع الفجر يجوز لأن الواجب قران النية بالصوم لا تقدمها
پہر جو روزہ بدون رات کی نیت کی ادا نہین ہوتا اگر صبح صادق کی ساتہہ ہی نیت کرلی تو بہی جایز ہوجاتا ہی اسواسطی کہ نیت کا روزہ کی ساتہہ ہونا واجب ہی نیت کا روزہ کی

علیه ولو نوی بعد طلوع الفجر عن القضاء لا یقع عن القضاء بل یکون تطوعا حتی لو افطر یلزمه القضاء
پہلی ہو تو ضرور نہیں ہی اور اگر بعد طلوع صبح صادق کی قضا کی نیت کری تو قضا کا روزہ نہیں ہوتا بلکہ نفل ہو جاتا ہی اگر اب افطار کریگا تو اسکی قضا آویگی
واذا وجب علی احد قضاء یومین من رمضان واحد واراد ان یقضیهما ینبغی له ان ینوی اول یوم
اور اگر کسی شخص پر ایک رمضان کی دو روزی ذمہ پر ہون اور وہ شخص اونکو قضا کرنا چاہی تو اوسکو چاہی کہ پہلی نیت پہلی دن کی کری جو اوسپر اس رمضان مین سی
وجب علیه من هذا الرمضان وان لم یعین الاول یجوز وکذا لو کانا من رمضانین ینبغی له ان ینوی
واجب ہوا ہی اور اگر اول روز کو نہین معین کریگا تو بہی جایز ہی اور اگر دو روزی دو رمضان کی ہون تو اوسکو چاہی کہ اول نیت
قضاء یوم الرمضان الاول وان لم یعین اختلفوا فیه والمختار انه یجوز ومن افطر عمدا فی یوم من رمضان
قضا پہلی رمضان کی روزہ کی کری اور اگر یون معین نکری تو اسمین اختلاف ہی اس اختلاف مین سی مختار یہہ ہی کہ جایز ہی اور جسنی عمدا رمضان کا ایک روزہ
حتی وجب علیه الکفارة وهو فقیر وصام احدی وستین یوما عن القضاء والکفارة ولم یعین
کہا لیا یہان تک کہ اوسپر کفارہ واجب ہو گیا اور مفلس تہا اور اوسنی اکسٹہہ روزی بابت قضا اور کفارہ کی رکہی اور قضا کا روزہ کوئی سا معین نکیا
یوم القضاء یجوز ویصیر کانه نوی القضاء فی الیوم الاول وستین یوما بعده عن الکفارة وتقدیم
تو جایز ہو جاتی ہین اور یون ہو جاتا ہی گویا اوسنی پہلی دن قضا کا روزہ رکہا اور پہر بعد اوسکی ساٹہہ روزی کفارہ کی رکہی اور کفارہ کا مقدم کرنا
الکفارة علی القضاء هل یجوز ام لا قال القاضی الامام یجوز والکفارة انما یجب بافساد اداء رمضان
قضا پر آیا جایز ہی یا نہین قاضی امام کہتی ہین جایز ہی اور کفارہ ادار رمضان کی فاسد کرنی سی واجب ہوتا ہی
لا بافساد قضائه ولا بافساد اداء غیره او قضائه وهی اعتاق رقبة وان عجز عنه فصیام شهرین
قضا کی فاسد کرنی سی اور ادا اوسکی فاسد کرنی سی یا قضا کی فاسد کرنی سی جیسی نہین ہوتا اور کفارہ یہہ ہی اول غلام ازاد کرنا اگر یہہ نہوسکی تو روزی دو مہینی کی
متتابعین وان عجز عنه فاطعام ستین مسکینا بان یعطی لکل واحد منهم نصف صاع من
پی در پی بی تخلل اور اگر یہہ بہی نہوسکی تو ساٹہہ مسکینون کو کہانا دینا اسطور کہ ہر ہر کو اونمین سی آدہا آدہا صاع
بر او صاعا من شعیر اذا تقرر هذا فلا بد من معرفة ما یفسد الصوم وما لا یفسده وما یوجب الکفارة
گیہون کا یا پورا پورا صاع جو کا دیوی جب یہہ بیان ہو چکا تو جان لینا چاہی کہ روزہ کیونکر فاسد ہو جاتا ہی اور کیونکر فاسد نہین ہوتا اور کس صورت مین کفارہ واجب
وما لا یوجبها فاعلم ان من جامع او جومع فی احد السبیلین فی نهار رمضان عمدا یلزمه القضاء والکفارة
ہو جاتا ہی اور کس صورت مین واجب نہین ہوتا واضح ہو کہ جسنی جماع کیا یا جماع کیا گیا دونون مین سی کسی رستہ مین رمضان مین دن کو قصدا تو اوسپر قضا اور کفارہ دونو لازم ہین
ولا یشترط الانزال فی الجانبین اذا توارت الحشفة وکذا لو اکل او شرب غذاء او دواء عمدا یلزمه القضاء
دونو کی حقمین انزال کا ہونا شرط نہین ہی اگر سر ذکر غائب ہو جاوی اور ایسی ہی اگر کہاوی یا پیوی غذا یا دوا قصدا تو قضا اور کفارہ دونو لازم ہین
والکفارة اما لو اکل او شرب او جامع ناسیا لا یفسد صومه سواء کان فرضا او نفلا ولو ظن ان صومه
ہان اگر کہاوی یا پیوی یا جماع کری بہول کر تو روزہ فاسد نہین ہوتا برابر ہی کہ روزہ فرض ہو یا نفل اور اگر اسنی یہہ گمان کیا کہ روزہ
فسد فاکل عمدا فی رمضان یلزمه القضاء دون الکفارة وکذا لو افطر مخطئا بان کان ذاکر الصوم
جاتا رہا پہر اسنی قصدا رمضان مین کہا لیا تو اب قضا لازم ہوگی کفارہ نہین آتا اور ایسی ہی اگر خطا سی بی اختیار افطار ہو گیا اسطور کہ روزہ تو یاد تہا
وتمضمض فوصل الماء فی جوفه یفسد صومه ویلزمه القضاء دون الکفارة ولو ابتلع البزاق الذی
پر غرارہ کرتی ہوئی پانی حلق مین اتر گیا تو روزہ جاتا رہیگا اور قضا لازم آویگی کفارہ نہین آتا اور اگر تہوک جو اوسکی منہہ مین
اجتمع فی فیه لا یفسد صومه بل یکره وکذا لو ابتلع المخاط الذی ینزل من راسه الی الفم لا یفسد صومه
جمع ہو رہا تہا نگل گیا تو روزہ نہین جاتا پر مکروہ ہی اور ایسی ہی اگر بلغم کو جو سر کی طرف سی منہہ مین آتا ہی نگل جاوی تو روزہ نہین جاتا

وكذا لو بقى فى فيه بعد المضمضة بلل وابتلعه بالبزاق لا يفسد صومه لتعذر الاحتراز عنه وكذا اذا خرج
اور ایسے ہی اگر منھ کے اندر کلّی کے بعد تراوت پانی کی باقی رہی اور اوسکو ہمراہ تھوک کے نگل گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ اس سے بچا نہیں جاتا اور ایسے ہی اگر
الدم من بين اسنانه ودخل فى حلقه وابتلعه ان كانت الغلبة للبزاق ولم يجد طعمه لا يفسد صومه
اوسکی دانتوں میں سے خون نکل کر حلق میں چلا گیا اور وہ شخص اوسکو نگل گیا اگر تھوک زیادہ تھا کہ مزہ خون کا نہ معلوم ہوا تو روزہ فاسد نہیں ہے
وان كانت الغلبة للدم يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وكذا لو استويا يفسد صومه
اور اگر خون زیادہ ہے تو روزہ جاتا رہتا ہے اور قضا لازم آتی ہے کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر تھوک اور خون دونو برابر ہوں تو
احتياطا ولو كان بين اسنانه شئ فابتلعه لا يفسد صومه ان كان قليلا لانه تبع للريق وان كان
احتیاط کی لئے روزہ جاتا رہتا ہے اور اگر اوسکی دانتوں میں کوئی چیز رہ گئی تھی اوسکو نگل گیا تو روزہ نہیں جاتا اگر وہ چیز تھوڑی ہے اسلئے کہ تھوک میں شامل ہے اور اگر کچھہ
كثيرا يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وقدر الحمصة فما فوقها كثير وما دونها قليل و
زیادہ ہے تو روزہ جاتا رہتا ہے اور قضا لازم آتی ہے کفارہ نہیں آتا اور چنی کے برابر اور اس سے زیادہ بہت میں داخل ہے اور اس سے کمتر تھوڑا کہلاتا ہے یعنی تھوک میں شامل ہے
الدمع وعرق الوجه اذا دخل فمه وابتلعه ان كان قليلا كالقطرة والقطرتين لا يفسد صومه وان كا
اور آنسو اور چہرہ کا پسینہ اگر منھ میں چلا جاوے اور یہہ نگل جاوے اگر وہ تھوڑا ہے ایک یا دو قطرہ تو روزہ نہیں جاتا اور اگر بہت ہو
كثيرا حتى وجد ملوحته فى جميع فمه يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وكذا لو دخل الابريسم
یہاں تک کہ اوسکی نمکینی تمام منھ میں ہوگئی تو روزہ جاتا رہتا ہے اور قضا لازم ہوتی ہے کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر ابریشم رنگین منھ میں چلا گیا
المصبوغ فى فيه فخرج لون الصبغ واختلط بالريق وابتلعه يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة
اور اوسکا رنگ اوتر کر تھوک میں مل گیا اور اوسکو نگل گیا تو روزہ جاتا رہتا ہے اور قضا لازم آتی ہے کفارہ نہیں آتا
وكذا لو ابتلع شيئا مما لا يتغذى به ولا يتداوى به عادة كالتراب والحجر ونحوهما يفسد صومه ويلزمه
اور ایسی ہی اگر ایسی چیز نگل گیا جو عادت کی موافق نہ غذا ہوتی ہے اور نہ دوا جیسی مٹی اور کنکر اور مانند انکی تو روزہ جاتا رہتا ہے اور قضا لازم
القضاء دون الكفارة وذكر فى القنية نقلا عن الفقيه ابى جعفر ان من افطر فى رمضان مرة بعد
آتی ہے کفارہ نہیں آتا اور قنیہ میں فقیہ ابو جعفر سے نقل کرکر ذکر کرتا ہے کہ جو شخص رمضان میں بار بار
اخرى بتراب او مدر لاجل المعصية فعليه الكفارة زجرا له وكتب غيره نعم والفتوى على ذلك وبه اخذ
مٹی یا کنکر سے روزہ توڑ ڈالے گناہ کی راہ سے تو اوسپر دہمکی کی راہ سے کفارہ ہے اور اوروں نے لکھا ہے کہ ہاں اور اسی پر فتوی ہے اور تمام ملک کی
ائمة الامصار وذكر فيها ايضا ان المحترف المحتاج اذا علم انه لو اشتغل بحرفته يلحقه ضرر مبيح للفطر
علماء کا یہہ ہی مذہب ہے اور اسی میں یہہ بہی مذکور ہے کہ کار بگر محتاج اگر یہہ جانے کہ اپنا پیشہ عمل کرنے سے ایسی ماندگی ہو جاوے گی جس سے افطار کرنا مباح ہے
يحرم عليه الفطر قبل ان يمرض وذكر فيها ايضا ان الخباز لا يجوز له ان يخبز خبزا يوصله الى ضعف
تو اوسپر ماندگی سے پہلے افطار کرنا حرام ہے اور یہہ بہی مذکور ہے کہ بہٹیارہ کو جایز نہیں کہ اتنی روٹیاں پکاوے جس سے ضعف ہوکر
مبيح للفطر بل يخبز نصف النهار ويستريح فى النصف وذكر فيها ايضا ان من اتعب نفسه فى عمل حتى
افطار مباح ہو جاوے بلکہ آدہے دن روٹی پکاوے اور آدہے دن آرام کرے اور اسمیں یہہ بہی مذکور ہے جسنے اپنی جان پر کام کرنے میں اتنی محنت لی
اجتهدة العطش وافطر يلزمه الكفارة لانه ليس بمسافر ولا مريض بخلاف الامة فانها اذا اصابها ضعف
کہ اوسکو شدت کی پیاس لگ آئی اور افطار کر ڈالا تو اوسپر کفارہ لازم ہے کیونکہ یہہ شخص نہ مسافر ہے اور نہ بیمار ہے بخلاف لونڈی کی کیونکہ لونڈی اگر مولی کا
من عمل السيد من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها وخافت على نفسها وافطرت كان عليه القضاء دون
کاروبار کرتی کرتی تھک جاوے سالن روٹی پکاکر اور کپڑے دہوکر اور اور کار بار میں اور اپنی جان پر خوف کر کے روزہ افطار کردے تو اوسپر قضا آویگی

شامل ہے

الكفارة وكذا الزوجة اذا افطرت لذلك كان عليها القضاء دون الكفارة اذ يجب عليها ديانة ان تفعل
كفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی بی بی اگر روزہ افطار کردی ایسی ہی کام بارمین تو اوسپر قضا لازم ہی کفارہ نہیں آتا اسواسطی کہ از روی دیانت بی بی پر واجب ہی

كل خدمة في داخل البيت من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها حتى لو لم تفعل شيئا منها تكون اثمة
کہ جو کام اندر گہر کی مانند ہوتی ہین پکانا ریندہنا کپڑی دہونی اور سوا اوسکی جہاڑو وغیرہ کیا کری یہان تک کہ اگر بی بی کچہہ بہی کام نکری تو گنہگار ہوگی

وان لم يجبر عليها وكذا الرقيق او الخادم الذي ذهب بسكر النهر او لكريه او لاصلاح المربض وعليه
اگرچہ اوسپر جبر نہین ہوسکتا ایسی ہی غلام یا خادم جو واسطی بند کرنی پانی نہر کی یا واسطی کہودنی نہر کی یا واسطی درستی فصیل شہر کی جاوی اور

موكل من جانب السلطان واشتد الحر وخاف على نفسه الهلاك فانه لو افطر كان عليه القضاء دون
سلطان کی طرف سی اوسپر تعینات ہو اور حرارت کی شدت سی جان پر ہلاکت کا خوف ہو تو اگر یہہ شخص افطار کریگا تو اوسپر قضا لازم ہی

الكفارة ومن اكل عمدا حتى لزمته الكفارة ثم مرض تسقط عنه الكفارة وكذا المرأة اذا افطرت عمدا
کفارہ نہیں ہی اور جسنی قصداً روزہ توڑ دیا ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم آیا پہر اوسی روز بیمار ہوگیا تو اوسپر سی کفارہ ساقط ہوجاتا ہی ایسا ہی اگر عورت قصداً

حتى لزمها الكفارة ثم حاضت يسقط عنها الكفارة لان الكفارة تسقط لعروض الحيض او المرض ومن
روزہ توڑ ڈالی ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم ہوجاوی پہر اوسی دن حائضہ ہوگئی تو اوسکی ذمہ سی کفارہ جاتا رہتا ہی اسلئی کہ کفارہ حیض یا بیماری کی عارضہ سی ساقط

افطر في اول النهار عمدا حتى لزمته الكفارة ثم سافر باختياره لا تسقط عنه الكفارة وكذا لو اكرهه السلطان
ہوجاتا ہی اور جس شخص نی اول روز روزہ افطار کیا ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم ہوا پہر اوسنی اپنی اختیار سی سفر کیا تو اوسپر سی کفارہ ساقط نہین ہوگا اور ایسی ہی اگر

على السفر لا تسقط عنه الكفارة في ظاهر الرواية ومن سافر في نهار رمضان لا يحل له ان يفطر في ذلك
بادشاہ نی زبردستی سفر پر روانہ کیا تو ظاہر روایت مین کفارہ ساقط نہوگا اور جس نی رمضان مین دن کو سفر کیا تو اوس روز اوسکو افطار کرنا حلال نہین ہی

اليوم لان الوجوب قد ثبت عليه فلا يسقط بفعل باشره باختياره ولو افطر كان عليه القضاء لا الكفارة
اسواسطی کہ وجوب اوسپر ثابت ہوچکا ہی تو اب وہ وجوب ایسی کام سی جو اپنی اختیار سی کرتا ہی ساقط نہین ہوگا اور اگر افطار کردیگا تو اوسپر قضا لازم آویگی

ولو لم يفطر حتى تذكر شيئا نسيه في منزله فرجع الى منزله فاكل شيئا ثم خرج من منزله كان عليه القضاء
کفارہ نہین ہوگا اور اگر ابہی افطار نہیں کیا تہا جو اوسکو کوئی چیز گہر مین بہولی ہوئی یاد آئی یہہ ہنگر گہر مین آیا اب کچہہ کہا لیا پہر گہر سی روانہ ہوا تو اوسپر قضا

والكفارة لكونه مقيما عند الاكل حيث رفض سفره بالعود الى منزله واذا علم المسافر انه يدخل في
اور کفارہ دونو لازم ہین کیونکہ کہاتی وقت مقیم تہا اسواسطی کہ سفر گہر مین آنی سی قطع ہوگیا تہا اور اگر مسافر کو معلوم ہو کہ آج اپنی شہر مین جا پہنچونگا

يومه مصره يكره له الفطر لاجتماع حكم الاقامة والسفر في هذا اليوم فيترجح جهة الاقامة ومن
تو اوسکو افطار کرنا مکروہ ہی اسواسطی کہ اوس روز حکم سفر اور اقامت کا جمع ہوگیا ہی تو اب اقامت کی جانب غالب ہوگی اور جسکو

غلبه القيء وقاء سواء كان ملاء الفم او دونه لا يفسد صومه سواء كان فرضا او نفلا لقوله عليه السلام
خودبخود قی ہوگئی برابر ہی کہ پر دہن ہو یا کمتر ہو تو روزہ نہین جاتا برابر ہی کہ فرض ہو یا نفل ہو واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

من قاء لا قضاء عليه وان تقيا فان كان ملاء الفم يفسد صومه لقوله عليه السلام من تقيا فعليه القضاء
جسنی قی کی تو قضا نہین ہی اور اگر آپ سی قی کی تو اگر پر دہن ہوگی تو روزہ جاتا رہیگا واسطی فرمود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جس نی آپسی قی کی تو اوسپر قضا ہی

وان لم يكن ملاء الفم يفسد صومه ايضا عند محمد لظاهر الحديث ولا يفسد عند ابي يوسف وينبغي للصائم
اور اگر قی پر دہن نہو تو امام محمد کی نزدیک روزہ جاتا رہیگا واسطی ظاہر معنی حدیث کی اور امام ابو یوسف کی نزدیک روزہ نہین جاتا اور روزہ دار کو چاہی

ان لا يبالغ في الاستنجاء ولا يتنفس ولا يقوم من مقامه حتى ينشف ذلك الموضع بخرقة لئلا يصل
کہ استنجا کرتی ہوئی مبالغہ نکری کہل کر نہ بیٹہی نہ اوپر کو دم بہری اور اپنی جگہہ سی جبتک موضع استنجا کو کپڑی سی نہ پونچہی کہڑا نہ ہوجا تاکہ پانی اندر

الماء الى باطنه فيفسد صومه فان من بالغ في الاستنجاء حتى يبلغ موضع الحقنة يفسد صومه
نہ چلا جاوی پہر روزہ جاتا رہی گا کیونکہ جو استنجا مین مبالغہ کری یہان تک کہ حقنہ کی جگہ پہنچ جاوی تو روزہ جاتا رہی گا
لكن لا يلزم الكفارة هذا حكم الصوم

المجلس الثامن والعشرون في بيان كيفية التراويح

پر کفارہ نہیں آتا یہہ ہین روزہ کی احکام اٹھائیسوین مجلس تراویح کی کیفیت
وفضيلتها واما القيام في ليالي رمضان فالمراد به احياء لياليه واحياء بعض من كل ليلة
اور فضیلت کی بیان مین اور قایم رہنا رمضان کی راتون مین اس سی تمام تمام راتون کو جاگنا یا ہر یک رات مین سی تہوڑا تہوڑا جاگنا
باداء التراويح فانه عليه السلام كان يرغب الناس في قيام رمضان من غير ان يامرهم فيه بعزيمة
واسطی ادا ر تراویح کی کرنہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو واسطی قیام رمضان کی رغبت دلاتی تہی لیکن حکم عزیمت کا نہین فرماتی تہی
فيقول من قام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه يعني ان من قام الى الصلوة في
یون ارشاد کرتی جو شخص رمضان مین واسطی ایمان اور ثواب کی جاگتا رہی تو اوسکی تمام گناہ گذری ہوئی معاف ہونگی مراد یہہ ہی جو شخص رمضان کی راتون مین
ليالي رمضان تصديقا بحقيته وسنيته وطلبا لرضاء الله تعالى وثوابه لا خوفا من مذمة الناس
اوسکو حق اور مسنون سمجہہ کر واسطی رضا مندی اللہ تعالی کی اور ثواب کی نماز پڑہتا ہی کچہہ خوف لوگون کی برا کہنی کا
واستحياء منه يغفر له ذنوبه المتقدمة وهذان الشرطان لا ينفك عنهما عمل سواء كان فرضا او
اور لوگون کی شرم نہو تو اوسکی تمام پہلی گناہ معاف ہونگی اور یہہ دونو شرطین تمام اعمال مین معتبر ہین کوئی عمل خالی نہین برابر ہی کہ فرض ہو یا
نفلا اذ هما شرطان لقبول كل عمل والله تعالى لا يقبل عملا الا بهما وبعدهما شرط اخر لا بد منه وهو ان
نفل ہو اسواسطی کہ ہر عمل کی مقبول ہونی کی یہہ ہی شرط ہی اور اللہ تعالی کوئی عمل بدون ان شرطون کی قبول نہین کرتا اور بعد انکی ایک اور بہی شرط ضروری ہی یعنی
يكون العمل موافقا للسنة لان العمل متى كان على خلاف السنة لا يقبله الله تعالى والسنة فيها الجماعة
عمل سنت کی مطابق ہو اسواسطی کہ عمل اگر سنت کی برخلاف ہوگا تو اوسکو اللہ تعالی قبول نہین فرماتا اور تراویح مسجد مین جماعت سی
في المسجد لكن على طريق الكفاية حتى لو تركها اهل مسجد اساءوا وكانوا تاركين للسنة ولو اقامها
ادا کرنی مسنون ہی لیکن بطور فرض کفایہ کی ہی یہان تک کہ اگر کسی مسجد والی تمام جماعت ترک کرین تو سب گنہگار اور تارک سنت ہونگی اور اگر بعضون نی
البعض في المسجد بالجماعة وتخلف البعض وصلاها في بيته فالمتخلف يكون تاركا للفضيلة ولا يكون
مسجد مین جماعت سی ادا کی اور بعض جو نہ شامل ہوئی اپنی گہر مین پڑہ لین سو جو جماعت مین شامل نہوا وہ فضیلت سی محروم رہا گنہگار
مسيئا ولا تاركا للسنة لان بعض الصحابة قد روي عنهم التخلف وعن ابي يوسف ان من قدر
اور سنت کا تارک نہین ہوگا اسلئی کہ بعضی اصحاب سی روایت ہی کہ جماعت مین شریک نہین ہوتی تہی اور ابو یوسف رح سی روایت ہی کہ جو شخص
على ادائها بالجماعة في بيته مع مراعاة السنة فالصلوة في بيته افضل والصحيح ان للجماعة
تراویح کو جماعت سی اپنی گہر مین ادا کر سکتا ہی سنت کی رعایت کر کر تو اوسکو گہر مین پڑہنا افضل ہی اور صحیح یہہ ہی کہ گہر کی اندر
في بيته فضيلة وللجماعة في المسجد فضيلة اخرى فهو حاز احدى الفضيلتين وترك الفضيلة
جماعت کرنی مین ایک فضیلت ہی اور مسجد مین جماعت کرنی مین اور ہی فضیلت ہی سو اوسنی دونو فضیلت مین سی ایک حاصل کی اور فضیلت زائدہ
الزائدة لترك الجماعة في المسجد وقال صاحب الخلاصة وهكذا الجواب في المكتوبات واما نفس التراويح
اسلئی نہ ملی کہ مسجد کی جماعت ترک کی اور خلاصہ والا کہتا ہی یہہ ہی جواب فرایض مین ہی اور لیکن صرف تراویح
فهو سنة مؤكدة على الاعيان للرجال والنساء توارثها الخلف عن السلف من لدن تاريخ رسول الله عم
ہر ہر مرد اور عورت پر سنت موکدہ ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سی آج تک پچہلی پہلون سی سنتی چلی آئی ہین

الى يومنا هذا فلا ينبغي تركها والدليل على هذا ما روى ان النبي عليه السلام اتخذ في المسجد حجرة

سو تراویح کا ترک کرنا سزاوار نہین اور دلیل اسکی یہہ روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی مسجد مین حصیر یعنی بوریہ کا حجرہ بنایا تہا

من حصير ليصلي فيها السنن وكان يخرج من الحجرة ويصلي التراويح للناس بالجماعة فعل هكذا ثلث

تاکہ اوسکی اندر سنتین پڑہا کرین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مین سی باہر آکر تراویح لوگون کی ساتہہ جماعت سی پڑہا کرتی تہی تین رات تک ایسا ہی

ليال فلما كانت الليلة الرابعة اجتمع ناس كثير حتى عجز المسجد من اهله فلما راى رغبة الناس دخل الحجرة

اتفاق ہوا جب چوتہی رات آئی تو خلقت بہت جمع ہو گئی کہ مسجد مین تنگی سی جگہہ نملی جب آپنی یہہ انبوہ دیکہا تو فرض پڑہتی ہی حجرہ مین تشریف لیگئی

بعد ما صلى الفريضة ولم يخرج اليهم فما زالوا ينتظرون خروجه وظنوا انه نام فجعل بعضهم يتنحنح ليخرج اليهم

پہر باہر نہ آئی اور یہہ لوگ تشریف لانی کی منتظر بیٹہی رہی آخر یہہ خیال کیا کہ آپ سو گئی پہر کسینی تو کہانسنا شروع کیا تاکہ جاگ کر باہر تشریف لاوین

وبعضهم يقول الصلوة فخرج اليهم فقال ما زال بكم الذي رايت من صنيعكم حتى خشيت ان يكتب

اور کوئی کہتا تہا نماز تیار ہی پہر آپ باہر تشریف لائی فرمانی لگی کہ مین تمہارا یہہ شوق ہمیشہ دیکہی جاتا ہون یہان تک کہ مجہکو یہہ خوف ہوا کہ تمپر فرض ہو جاوین

عليكم ولو كتب عليكم ما قمتم به فصلوا ايها الناس في بيوتكم فان افضل صلوة المرء في بيته الا

اور اگر تمپر فرض ہو جاوینگی تو ادا نہ کرو گی سو تم ای صاحبو اپنی اپنی گہر مین پڑہ لو کیونکہ آدمی کی نماز سوا فرایض کی گہر مین افضل ہوتی ہی

الصلوة المكتوبة فتوفي رسول الله عليه السلام والامر على ذلك ثم كان الامر على ذلك في خلافة

پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی وفات کی اور حال یہہ ہی رہا پہر حضرت ابو بکر کی خلافت مین بہی حال یون ہی رہا

ابي بكر وصدرا من خلافة عمر ثم ان عمر في ايام خلافته راى الناس يصلون التراويح في المسجد

اور ابتداء خلافت مین حضرت عمر کی بہی پہر حضرت عمر نی اپنی ایام خلافت مین لوگون کو دیکہا کہ تراویح مسجد مین الگ الگ پڑہتی ہین

منفردين فامرهم ان يصلوها جماعة وامر ابي بن كعب وتميم الداري ليصليا بالناس امامة فصلياها

تو اونکو یہہ حکم کیا کہ جماعت سی پڑہا کرو اور ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم کیا کہ امام ہو کر اور لوگون کو نماز پڑہا وین سو اون دونونی

بالجماعة والصحابة متوافرون منهم عثمان وعلي وابن مسعود والعباس وابنه وطلحة والزبير ومعاذ

جماعت کرائی اور اصحاب اوسوقت بہت موجود تہی یعنی عثمان اور علی اور ابن مسعود اور عباس اور عبد اللہ بن عباس اور طلحہ اور زبیر اور معاذ

وغيرهم من المهاجرين والانصار وما رد عليه واحد منهم بل ساعدوه ووافقوه وامروه بذلك

اور سوا انکی اور بہت مہاجر اور انصار موجود تہی سو انمین سی کسینی کچہہ اعتراض نکیا بلکہ اونکی مددگار اور شریک ہوئی اور اسکی صلاح دی

وواظبوا عليها حتى ان عليا اثنى عليه ودعا له بالخير وقال نور الله مضجع عمر كما نور مساجدنا

اور آپ پڑہتی رہی یہان تک کہ حضرت علی نی عمر کی تعریف کی اور نیک دعا دی اور دعا مین فرمایا اللہ عمر کی گور روشن کری جیسی اوسنی ہماری مسجدین روشن کردین

وقد قال النبي عليه السلام عليكم بسنتي وسنة خلفاء الراشدين من بعدي وهي عشرون ركعة

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا میری سنت اپنی ذمہ پر لازم کر لو اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت اور تراویح بیس رکعت ہین

يسمى كل اربع ركعات منها ترويحة مجازا لما في اخرها من الترويحة التي هي اسم للجلسة وانما سمي بها

ہر چار رکعت کا نام مجازا ترویحہ ہی کیونکہ اوسکی آخر مین ترویحہ ہوتا ہی یعنی آرام کی لئی ٹہر جاتی ہین ترویحہ نام جلسہ کا ہی اور جلسہ کو ترویحہ

لان الصحابة كانوا يستريحون بين كل اربع ركعات من اجل طول قيامهم في الصلوة ولكل ترويحة تسليمان

اسوسطی کہتی ہین کہ صحابہ ہر چار رکعت کی بعد بیٹہہ کر آرام کیا کرتی تہی کیونکہ نماز مین قیام بہت طویل دراز کرتی تہی اور ہر ہر ترویحہ مین دو دو سلام ہین

فتكون التسليمات عشرا والترويحات خمسا والامام والجماعة ياتون بالثناء في كل تكبيرة الافتتاح ويجلسون

اس لئی سلام دس ہوئی اور ترویحہ پانچ ہوئی اور امام اور مقتدی تکبیر تحریمہ کی بعد سبحانک اللہم آخر تک پڑہا کرین اور ہر دو ترویحہ کی

بین کل الترویحتین قدر ترویحة واحدة وکذا بین الخامسة والوتر لانه المتوارث من زمن الصحابة

بیچمین بقدر ایک ترویحہ کی بیٹہتی رہا کرتین اور ایسی ہی پانچوین ترویحہ اور وترون کی بیچمین کیونکہ صحابہ کی وقت سی آج تک یہہ ہی چلا آتا ہی

الی یومنا هذا وهم فی الانتظار مخیرون ان شاء وا سبحوا وان شاء وا هللوا وان شاء وا سکتوا ای

اور مصلیون کو استراحت کی وقت مین اختیار ہی چاہین سبحان اللہ پڑہین اور چاہین لا الہ الا اللہ پڑہین اور چاہین چپکی بیٹہی رہین

ذلك فعلوا فهو حسن لقوله علیه السلام المنتظر للصلوة کانه فی الصلوة واهل مکة کانوا یطوفون

جو کرین سو ہی بہتر ہی واسطی قول علیہ السلام کی نماز کا منتظر گویا نماز مین ہی اور مکہ والی ہر دو ترویحہ کی

بالبیت بین کل ترویحتین اسبوعا ویصلون رکعتین للطواف واهل المدینة کانوا یصلون

بیچمین بیت اللہ کا طواف سات سات بار کرتی تہی اور دو رکعت طواف کی پڑہتی تہی اور مدینہ والی اوسوقت مین

فی ذلك اربع رکعات ثم الافضل فیها استیعاب اکثر اللیل بالصلوة والاستراحة ویستحب

چار رکعت پڑہا کرتی تہی پہر افضل تراویح مین یہہ ہی کہ آدہی سی زیادہ رات استراحت اور نماز مین صرف کری اور نماز کی تاخیر

تاخیرها الی انتهاء ثلث اللیل ثم الاصح ان وقتها بعد العشاء الی اخر اللیل قبل الوتر وبعده لانها

تہائی رات کی تمامی تک مستحب ہی پہر صحیح یہہ ہی کہ وقت تراویح کا عشاء کی بعد ہی آخر رات تک وتر سی پہلی اور پیچہی کیونکہ تراویح

نوافل سنة بعد العشاء وهل یحتاج فی کل شفع ان ینوی التراویح قال بعضهم یحتاج لان کل شفع

نوافل بعد عشا کی سنت ہین اور آیا یہہ حاجت ہی کہ تراویح کی ہر ہر شفع مین جدا جدا نیت کری بعضی کہتی ہین ہان حاجت ہی کیونکہ ہر ہر شفع

صلوة علحدة والاصح انه لا یحتاج لان الکل بمنزلة صلوة واحدة فان فاتت لا تقضی اصلا

جداگانہ نماز ہی اور صحیح یہہ ہی کہ حاجت نہین ہی اسواسطی کہ سب کی سب گویا ایک نماز ہی اگر فوت ہو جاوین تو اصلا قضا نہین ہی

لا بالجماعة ولا بدونها لان القضاء من خواص الفرض ومن صلی العشاء وحده فله ان یصلی

نہ جماعت سی اور نہ بدون جماعت کی اسواسطی کہ قضا کرنا خاصہ فرض ہی کا ہی اور جسنی عشا کی نماز علحدہ پڑہی تو اوسکو جایز ہی کہ تراویح

التراویح بالامام ولو ترکوا الجماعة فی الفرض لم یصلوا التراویح بالجماعة ومن لم یصل التراویح بالامام

جماعت سی پڑہ لی اور اگر سب نی فرض کی جماعت ترک کی تو پہر تراویح کی لئی جماعت نکرین اور جس نی تراویح جماعت سی نہین پڑہین

یجوز له ان یصلی الوتر به ولو اقاموا التراویح بامامین فصلی کل امام تسلیمة قال بعضهم یجوز

تو اوسکو جایز ہی کہ وتر جماعت سی پڑہی اور اگر تراویح مین باری باری دو امام کئی پہر ہر ہر امام نی ایک ایک شفعہ پڑہایا تو بعضی کہتی ہین کہ جایز ہی

والصحیح انه لا یستحب والمستحب ان یصلی کل امام ترویحة فاذا جاز اقامة التراویح بامامین

اور صحیح یہہ ہی کہ مستحب نہین مستحب یہہ ہی کہ ہر ہر امام ایک ایک ترویحہ پڑہای اور جب کہ تراویح کا پڑہنا دو اماموں کی ساتہہ

علی هذا الوجه یجوز ان یصلی احدهما الفرض والاخر التراویح ویکره للامام فی هذا الزمان التطویل

اسطور پر جایز ہوا تو جایز ہی کہ ایک امام فرض پڑہا دی اور دوسرا امام تراویح اور امام کو اس زمانہ مین قرات کو

الزائد عن حد اقل السنة فی القراءة والاذکار علی وجه یحصل للجماعة ملل لان ذلك سبب للتنفیر

ادنی حد سنت سی زیادہ دراز کرنا اور ذکر اس طور پر کرنا جس سی جماعت کو ملال پیدا ہو مکروہ ہی کیونکہ اسمین لوگ جماعت سی بہاگین گی

عن الجماعة والتنفیر عن الجماعة مکروه ولکن لا ینبغی له ان ینقص عن قدر اقل السنة فی القراءة و

اور جماعت سی بہگانا مکروہ ہی لیکن یہہ بہی نچاہی کہ سنت کی ادنی مقدار سی قرات اور

التسبیحات لملالهم لانهم غیر معذورین فیه وادنی ما یحصل به السنة فی تسبیحات الرکوع والسجود

تسبیحات مین اونکی ملالت کی خوف سی کوتاہی کری کیونکہ اونکو اسمین کچہہ عذر نہین ہی اور کم سی کم جسمین سنت تسبیحات رکوع اور سجود کی حاصل ہو جاوی

ثلث لقوله عليه السلام اذا ركع احدكم فليقل ثلث مرات سبحان ربي العظيم وذلك ادناه و

تین بار ہین واسطی ارشاد علیہ السلام کی جسوقت رکوع کری کوئی تمہارا توچاہیئی کہ سبحان ربی العظیم تین بار کہی اور یہہ ادنی عدد ہی اور

اذا سجد فليقل سبحان ربي الاعلى ثلث مرات وذلك ادناه والمراد به ادنى ما يحصل به السنة

جب سجدہ کری توچاہیئی کہ سبحان ربی الاعلی تین بار کہی اور یہہ ادنی عدد ہی اور مراد اس سی ادنی مرتبہ ہی جسمین سنت حاصل ہوجاوی

ولذلك يكره النقص عن الثلث وكذا يكره للامام التعجيل على وجه يعجز الجماعة عن اكمال اقل

اسہی لئی تین بار سی کم کہنا مکروہ ہی اور ایسی ہی امام کو اتنی جلدی مکروہ ہی کہ جماعت کی لوگ کم سی کم عدد مسنون کی پورا کرنی سی رکوع

السنة في تسبيحات الركوع والسجود وعن اكمال قراءة التشهد بل يزيد الامام على التشهد ويأتي

اور سجود کی تسبیحات مین اور قرارت تشہد کی پورا کرنی سی عاجز ہوجاوین بلکہ امام تشہد پر کچھ زیادہ کری اور

بالصلوة على النبي عليه السلام ان علم انها لا تثقل على الجماعة وان علم انها تثقل عليهم لا يأتي بها

نبی علیہ السلام پر درود پڑہی اگرجانی کہ جماعت کی لوگون پر اتنی دیر دشوار نہین ہی اور اگر یہہ جانی کہ یہہ اونپر دشوار ہی تونہ پڑہی

بل يتركها لكن لا جميعها بل يقتصر فيها على قوله اللهم صل على محمد وعلى ال محمد لانها وان كانت

ترک کردی لیکن بتمامہ ترک نکری بلکہ اسمین اختصار کرکر اتنا پڑہی اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد اسواسطی کہ درود اگرچہ

سنة عندنا الا انها فرض عند الشافعي وبهذا القدر يتأتى القولان ويكره للمقتدي ان يقعد

ہماری مذہب مین سنت ہی پر شافعی کی نزدیک فرض ہی اور اتنی کلمات مین دونو قول ادا ہوجاتی ہین اور مقتدی کو مکروہ ہی کہ تراویح کی وقت بیٹھا رہی

في التراويح حتى اذا اراد الامام ان يركع يقوم ويقتدي لان فيه اظهار التكاسل في الصلوة والتشبه

یہان تک کہ جب امام رکوع مین جاوی توکھڑا ہوکر نیت کرلی کیونکہ اسمین نماز کی سستی ظاہر ہوتی ہی اور منافقون سی

بالمنافقين الذين قال الله تعالى فيهم وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَاءُوْنَ النَّاسَ وكذا اذا

مشابہت آتی ہی جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی اور جب کھڑی ہون نماز کو توکھڑی ہون جی ہاری دکہانی کو لوگون کی ایسی ہی اگر

غلب النوم يكره له ان يصلي بالنوم بل ينبغي له ان ينصرف وينام ولا يصلي حتى يستيقظ لان

نیند غالب ہوجاوی تو مکروہ ہی کہ اونگہتا ہوا نماز پڑہی بلکہ اوسکو لوٹ چاہی کہ جاکر سورہی اور نماز نہ پڑہی جبتک ہوشیار نہو کیونکہ

في الصلوة مع النوم تهاونا وغفلة وترك التدبر ثم انه ان نام في القعدة كلها فانه اذا انتبه يفرض

اونگہتی ہوئی نماز پڑہنی مین اہانت اور غفلت اور ترک تدبیر ہی پہر اگر مصلی تمام قعدہ مین سوتا رہا تو جب ہوشیار ہوا وسپر فرض ہی

عليه ان يقعد قدر التشهد وان لم يقعد تفسد صلوته لان ما حصل من افعال الصلوة حالة

کہ تشہد کی مقدار بیٹھا رہی اور اگر اتنی قدر قعود نہین کریگا تو اوسکی نماز فاسد ہوجائیگی اسواسطی کہ جتنی ارکان نماز کی نیند کی حالت مین

النوم لا تعتبر لصدورها بلا اختيار فيكون وجودها كعدمها وهذه المسئلة يكثر وقوعها لاسيما

ہوئی ہین اونکا کچھ اعتبار نہین ہی کیونکہ بی اختیار عمل مین آئی ہین تو اونکا ہونا نہونا برابر ہی اور یہہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہی خاص کر

في ليالي الصيف والناس عنها غافلون ثم اختلف المشائخ في مقدار القراءة فقال بعضهم يقرأ

گرمی کی راتو نمین اور لوگ اس مسئلہ سی غافل ہین پہر مشائخ مین اختلاف ہی مقدار قرارت مین سو بعضی یہہ کہتی ہین

في كل شفع مقدار ما يقرأ في المغرب يعني انه يقرأ من قصار المفصل وهي من سورة لم يكن الذين كفروا

کہ ہر شفع مین اتنا پڑہی جتنا مغرب کی نماز مین پڑہتی ہین مراد یہہ ہی کہ قصار مفصل مین سی اور وہ سورہ لم یکن سی

الى اخر القران لان التطوع اخف من المكتوبة فيعتبر باخف المكتوبات وهي المغرب وهذا القول

آخر قرآن تک ہی اسواسطی کہ نفل فرایض کی نسبت خفیف ہوتی ہین سو اب فرایض مین سی خفیف کا اعتبار ہوگا سوئی مغرب ہی اور یہہ قول

ليس بصحيح لان بهذا القدر لا يحصل الختم والختم فيها مرة واحدة سنة ولا يترك لكسل الجماعة
صحیح نہین ہی اس لیے کہ اتنی قراءت سی ختم قرآن نہین ہوسکتا اور ایک دفعہ ختم کرنا مسنون ہی جماعت والون کی کسالت کی مارے ترک نہ کرے
حتى لو قرء الامام بعض القران في سائر الصلوات لئلا يمل الجماعة من طول القراءة في التراويح يكون
یہان تک کہ اگر امام نے کچہہ کچہہ قرآن تمام نمازون مین اسلیے پڑہا کہ جماعت والی تراویح کی اندر طول قراءت سی ملول نہون
له ثواب الصلوة ولا يكون لهم ثواب الختم وقيل الافضل في زماننا ان يقرء الامام على حسب
تو اونکو نماز کا ثواب ہوگا ختم کا ثواب نہین ہوگا اور کہتی ہین کہ ہماری زمانہ مین یہہ افضل ہی کہ امام جماعت کی
حال الجماعة من الرغبة والنفرة فيقرء قدر ما لا يوجب التنفير عن الجماعة لان تكثير الجماعة
حال کی موافق رغبت اور نفرت کی لحاظ سی پڑہا کری سو اسقدر پڑہی جسمین جماعت سی نفرت نکرین اسواسطی کہ جماعت کا زیادہ ہونا
افضل من تطويل القراءة لكن لا يقتصر بعد الفاتحة على اية قصيرة او ايتين قصيرتين
تطویل قراءت سی بہتر ہی پہر بہی بعد فاتحہ کی ایک یا دو آیتون چہوٹی چہوٹی پر اقتصار نکری
لان قراءة ثلث ايات او اية طويلة مع الفاتحة واجبة وذكر في التجنيس ان بعض الناس اعتادوا
اسواسطی کہ تین آیت چہوٹی یا ایک آیت دراز ہمراہ فاتحہ کی پڑہنی واجب ہی اور تجنیس مین مذکور ہی کہ بعضی لوگونکی عادت ہی
قراءة سورة الفيل الى اخر القران مرتين وهو حسن في هذا الزمان اذ روى عن بعض المشائخ
کہ سورۂ فیل سی آخر قرآن تک دو بار پڑہتی ہین اس زمانہ مین یہہ بہت خوب ہی اسواسطی کہ بعضی مشایخ سی روایت ہی
على ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان لم يكن عارفا باهل زمانه فهو جاهل لان اكثر الناس في هذا الزمان
چنانچہ فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی کہ جو شخص اپنی عہد کی لوگون کا حال نہ پہچانی تو وہ جاہل ہی اسلیے کہ اس زمانہ کی اکثر لوگون کی
طبايعهم جامدة صعبة الانقياد ان يروا سبيل الرشد لا يتخذوه سبيلا وان يروا سبيل الغي يتخذوه
طبیعتین ایسی بستہ ہین کہ مطیع ہونا دشوار ہی اگر دیکہین راہ ہدایت کی تو وہ نہ ٹہراوین راہ اور اگر دیکہین راہ الٹی ٹہراوین اوسکو
سبيلا فانهم قد جعلوا التراويح عادة لا عبادة يتقرب بها الى الله تعالى على ما شرطه رسول الله عم
راہ سو ان لوگون نی تراویح کو عادت کرلی ہی عبادت نہین جانتی جسمین قرب الٰہی ہو جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
فيها من القراءة وغيرها فيتخذون صلوتها خلف امام لا يتم الركوع والسجود والقومة والجلسة
تراویح مین قراءت وغیرہ کی شرط کی ہی سو ایسی امام کی پیچہی نماز شروع کرتی ہین جو نہ رکوع پورا کری اور نہ سجدہ پورا کری اور نہ قومہ اور نہ جلسہ
ولا يرتل القران كما امر الله به بل هو من غاية السرعة يقع في اللحن الجلي يترك بعض حروف الكلمة او
اور نہ جیسی حکم الٰہی ہی قرآن ترتیل کی ساتہہ پڑہی بلکہ وہ جلدی کا مارا صاف راگنی مین پڑہنی لگتا ہی بعضی کلمات کی حرف یا حرکات رہ جاتی ہین
حركاتها وقد ذكر في البزازية ان اللحن حرام بلا خلاف وذكر في الفتاوى ان الامام اذا كان لحانا لا باس
اور بزازیہ مین مذکور ہی کہ راگنی مین قرآن کا پڑہنا بالاتفاق حرام ہی اور فتاوی مین مذکور ہی کہ امام اگر راگنی مین پڑہتا ہو تو اگر کوئی شخص
للرجل ان يترك مسجده ويحول الى مسجد اخر فانه لا ياثم بذلك لانه قصد الصلوة خلف تقي
اوس مسجد کو چہوڑکر اور مسجد مین جانی لگی تو کچہہ مضائقہ نہین اس سی گنہگار نہین ہوتا اسواسطی کہ یہہ شخص پرہیزگار کی پیچہی نماز پڑہا چاہتا ہی
وقد قال النبي عليه السلام من صلى خلف عالم تقي فكانما صلى خلف نبي من الانبياء وفيه اشارة
اور نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جسنی نماز عالم پرہیزگار کی پیچہی پڑہی تو گویا نبیون مین سی کسی نبی کی پیچہی پڑہی اسمین یہہ اشارہ ہی
الى انه لو ترك مسجده بلا عذر يكون اثما فكيف يكون حال الذين يتركون مسجدهم بلا عذر ويسرعون
کہ اگر کوئی بلا عذر اپنی مسجد مین جانا چہوڑدی تو گنہگار ہوتا ہی اب اونکا کیا حال ہوگا جو اپنی مسجد کو بلا عذر چہوڑ دیتی ہین اور جلدی سی

الی مسجد یکون فیه انواع من الانغام والالحان ویطلبون اماما لا یتم الرکوع والسجود ولا یرتل القران
ایسی مسجد مین جاتی ہین جہان طرح طرح کی نغمی اور راگ ہوتی ہین اور ایسا امام تلاش کرتی ہین جو نہ رکوع تمام کری اور نہ سجدہ پورا کری اور نہ قرآن کو ترتیل سے پڑہی

بل ربما ینکرون علی من یتم الرکوع والسجود ویرتل القران وینفرون عنه ویکونون من الذین اتخذوا
بلکہ بعضی وقت ایسی امام پر اعتراض کرتی ہین جو رکوع اور سجدہ پورا کری اور قرآن کو اچہی طرح پڑہی اور اوس سی نفرت کرتی ہین پہر وہ اون لوگون مین ہین جنہون نی اپنی

دینهم لعبا ولهوا وغرتهم الحیوة الدنیا وهم عن الاخرة غفلون فان من صلی التراویح بترک القومة
دین کو ہنسی کہیل ٹہرایا اور فریب کہایا دنیا کی زندگی کا اور وہ آخرت سی غافل ہین بیشک جسنی تراویح ایسی طور پر پڑہین کہ نہ قومہ پورا کیا

والجلسة والطمانیة المقدرة بمقدار تسبیحة فیهما یکون عاصیا مستحقا للعذاب بالنار لان هذه
اور نہ جلسہ کیا اور نہ اونمین کی ایک تسبیح کی برابر طمانیت کی تو گنہگار ہوتا ہی اور مستحق آگ کی عذاب کا کیونکہ یہہ

الاشیاء فرض عند ابی یوسف والشافعی حتی تبطل الصلوة بترکها وواجب عند ابی حنیفة ومحمد فی
سب چیزین امام ابو یوسف اور شافعی کی نزدیک فرض ہین انکی ترک سی نماز باطل ہوجاتی ہی اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد کی نزدیک ایک روایت مین

روایة حتی یجب اعادة الصلوة بترکها وفی روایة اخری سنة وعلی هذه الروایة یکون تارکها مستحقا
واجب ہین یہان تک کہ انکی ترک سی اعادہ نماز کا واجب ہی اور ایک اور روایت مین سنت ہین اور اس روایت کی موافق انکا تارک عتاب کا مستحق ہوتا ہی

للعتاب وحرمان الشفاعة فیکون من الذین ضل سعیهم فی الحیوة الدنیا وهم یحسبون انهم یحسنون
اور شفاعت سی محروم پہر اون لوگون مین ہی جنکی دوڑ بہٹک رہی ہی دنیا کی زندگانی مین اور وہ سمجہتی ہین کہ خوب بناتی ہین

صنعا ومن الذین بدا لهم من الله ما لم یکونوا یحتسبون وهذا هو الخسران المبین والغبن العظیم ثم
کام اور اون لوگون مین سی کہ نظر آیا اونکو اللہ کی طرف سی جو خیال نرکہتی تہی اور یہہ صاف ٹوٹا اور بڑا ہی خسارہ ہی پہر

ان ههنا نکتة لا بد من التنبیه علیها حتی یتنصح من کان فیه انصاف ومیل الی الحق وهی ان التراویح عشرون
یہان ایک نکتہ ہی اوسکا بیان بہی ضروری ہی تاکہ جسمین انصاف اور حق کی طرف رغبت ہی پند پذیر ہو وہ نکتہ یہہ ہی کہ تراویح بیس رکعتین ہین

رکعة وفی کل رکعة قومة وجلسة وطمانیتهما وفی ترک کل منهما ذنب فلو ترکت طمانیة احدهما یکون
اور ہر ہر رکعت مین ایک قومہ اور ایک جلسہ ہی اور دونون مین اطمینان اور دونون مین سی ہر ایک کا ترک کرنا گناہ ہی پس اگر ایک کی طمانیت ترک ہوئی

عدد الذنوب عشرین ولو ترکت طمانیتهما یصیر عدد الذنوب اربعین ولو ترکت انفسهما ایضا یصیر
تو گنتی مین بیس گناہ ہوئی اور اگر دونو کی طمانینت ترک ہوئی تو گنتی مین چالیس گناہ ہوئی اور اگر وہ دونو خود بہی ترک ہوئی تو

مجموع الذنوب ثمانین واذا ضم الیه معصیة الاظهار یصیر مجموعها مائة وستین ذنبا واذا ضم
تمام گناہ اسّی ہوجاوینگی اور اگر اسکی ساتہہ معصیت ظاہر کرنی کی ملالین تو تمام گناہ ایک سو ساٹہہ ہوجاوینگی اور اگر اسکی ساتہہ

الیه عدم الاعادة الواجبة یصیر المجموع مائة وثمانین ذنبا مع ان ترک هذه المذکورات یکون سببا
اعادہ نکرنا جو واجب تہا ملا یا جاوی تو سب ملکر ایک سو اسّی گناہ ہوجاوینگی باوجودیکہ ان مذکورات کی ترک کرنی سی جو جو ذکر انتقالات کی اندر

لاتیان الاذکار المشروعة فی الانتقالات بعد تمام الانتقال وفی اتیان الاذکار المشروعة فی الانتقالات
مشروع ہین وہ سب ذکر بعد تمامی انتقالات کی ہوجاتی ہین اور جو ذکر انتقالات کی اندر مشروع ہین اونکو

بعد تمام الانتقال کراهتان ترکها عن موضعها وتحصیلها فی غیر موضعها فیقع فی کل رکعة اربع مکروهات
بعد تمامی انتقال کی لانی مین دو کراہتین ہین ایک تو اپنی مقام سی ٹلا دینا اور غیر جگہ رکہدینا اب ہر ہر رکعت مین چار چار مکروہ ہونگی

فیلزم منه ترک اربع سنن فان من ترک القومة او الطمانینة فیها یقع سمع الله لمن حمده والتکبیر حین الانخفاض
اور اس سی ترک کرنا چار سنتون کا لازم آتا ہی کیونکہ جسنی قومہ یا قومہ کی اندر طمانینت کو ترک کیا تو سمع اللہ لمن حمدہ اور اللہ اکبر جہکتی ہوئی کہین ہین آوینگی

بل یقع التکبیر بعد السجدة والسنة ان یقع سمع الله لمن حمده حین رفع الراس من الرکوع والتکبیر حین الانخفاض وکذا
بلکه الله اکبر بعد سجدہ کی کہنی مین آویگا اور طریق مسنون یہہ ہی کہ سمع الله لمن حمده رکوع سی سر اوٹہاتی ہوئی کہی اور الله اکبر سجدہ کی طرف جہکتی ہوئی کہی اور ایسی ہی
اذا ترک الجلسة او الطمانینة فیها یقع بعض التکبیر الاول حین الانخفاض بل یقع بعض التکبیر الثانی بعد السجود والسنة ان یاتی
اگر جلسه کو ترک کری یا جلسه مین طمانیت کو ترک کری تو کچھ لفظ پہلی تکبیر جہکتی ہوئی کہنی مین آویگا بلکه کچھ لفظ دوسری تکبیر کی سجدہ کی بعد کہنی مین آوینگی اور طریق مسنون یہہ ہی که
التکبیر الاول حین الرفع والثانی حین الانخفاض فیصیر عدد المکروهات فی جمیع الرکعات ثمانین فیلزم منه ترک ثمانین سنة فاذا ضم
که پہلی تکبیر سجدہ سی اوٹہتی ہوئی کہی اور دوسری تکبیر جہکتی ہوئی سو اب مکروہات کی گنتی تمام رکعتوں مین اسّی ہو جاویگی اور اس سی اسّی سنتین چہوٹ جاتی ہین اور جب ان مکروہات کو
الی ذلک اظهار کل منهما فان اظهار المکروه مکروه ایضا یصیر المجموع مائة وستین مکروها ومائة وستین ترک سنة وهل یعد من العقلاء
اظہار اسمین شامل کرین کیونکه مکروہات کا ظاہر کرنا بہی مکروہ ہی تو تمام مکروہات بہی ایک سو ساٹھہ ہو جاوینگی اور ایک سو ساٹھہ سنتین ترک ہونگی پہر کیا وہ شخص عاقل گنا جاویگا
یفعل فی کل لیلة من لیالی رمضان فی اداء التراویح فقط مائة وثمانین ذنبا ومائة وستین مکروها ومائة وستین ترک سنة فان فی ترک کل
جو رمضان کی راتون مین سی ہر رات کو صرف تراویح کی ادا کرتی ہوئی ایک سو اسّی تو گناہ کری اور ایک سو ساٹھہ مکروہ کری اور ایک سو ساٹھہ سنت ترک کری کیونکه ہر ہر سنت کی ترک
سنة عتابا وحرمان الشفاعة فهل یرضی العاقل ان یجعل نفسه محروما من شفاعة رسول رب
کرنی مین عتاب ہوتا ہی اور شفاعت سی محرومی پہر مرد عاقل کب پسند کرتا ہی که اپنی تئین رسول رب العالمین کی شفاعت سی محروم کری
العالمین التی یرجوها ویطلبها کل الخلائق حتی الانبیاء والاولیاء والصالحین نسال الله تعالی ان لا
جسکی تمام خلق الله امید اور تلاش رکہتی ہی یہان تک که انبیا اور اولیا اور صلحا ہم الله سی چاہتی ہین که ہمکو
یجعلنا من المحرومین

المجلس التاسع والعشرون فی بیان فضیلة تاخیر السحور وتعجیل الافطار

محروم نکری اونتیسوین مجلس مین بیان سحر کہانی مین تاخیر اور فطر مین تعجیل کی فضیلت کا

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تسحروا فان فی السحور برکة هذا الحدیث من صحاح
رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا سحر کہایا کرو کیونکه سحر مین برکت ہی یہه حدیث مصابیح کی صحیح
المصابیح رواه انس والمحفوظ فیه عند اصحاب الحدیث فتح السین فی السحور وهو اسم لما یوکل فی وقت
حدیثون مین ہی انس کی روایت ہی اور اس حدیث مین محدثین کی نزدیک سحور کی لفظ مین سین کا زبر محفوظ ہی اور طعام کا نام ہی جو سحر کی وقت کہاتی ہین
السحر الذی هو اخر اللیل ای سدسها الاخیر فیحتاج الی مضاف محذوف تقدیره ان فی اکل السحور برکة
اور سحر آخر شب یعنی چہٹا حصه پچہلا سو اس کلام مین ایک مضاف محذوف ہی واقع مین یون ہی که سحور کہانی مین برکت ہی
لان البرکة لیست فیما یوکل من الطعام بل فی استعمال السنة ویجوز فیه ضم السین فعلی هذا یکون مصدرا
کیونکه برکت طعام مین جو کہایا جاتا ہی نہین ہی بلکه سنت کی استعمال مین ہی اور اس لفظ مین سین کا پیش بہی جایز ہی اسکی موافق سحور صیغه مصدر کا ہی
فلا یحتاج الی تقدیر المضاف والمعنی ان فی الاکل وقت السحر برکة والمراد بالبرکة ههنا زیادة القوة علی
اب مضاف پیدا کرنی کی کچہ حاجت نہین اور معنی یہه ہین که سحر کی وقت کہانا کہانی مین برکت ہی اور یہان برکت سی مراد زیادتی قوت روزہ رہنی کی
اداء الصوم بدلیل قوله علیه السلام استعینوا بقائلة النهار علی قیام اللیل وباکل السحور علی صیام
اس دلیل سی که حدیث مین آیا ہی دن کی سونی سی نماز کی لئی رات کی جاگنی پر مدد لیلو اور سحر کہانی سی دن کی روزہ پر
النهار ویجوز ان یراد بها زیادة الثواب فی الاخرة وقوله علیه السلام تسحروا امر واقل مراتبه الاستحباب
اور یہه بہی جایز ہی که برکت سی مراد آخرت مین زیادتی ثواب کی ہو اور حدیث کا لفظ تسحروا امر کا صیغه ہی اور کم سی کم مرتبه اسمین استحباب کا ہی
فیکون السحر وهو الاکل فی وقت السحر مستحبا وقد روی عن عمرو بن العاص انه علیه السلام قال فصل ما بین
اب سحر یعنی سحر کی وقت طعام کہانا مستحب ہوگا اور روایت ہی عمرو بن عاص سی که پیغمبر صلی الله علیه وسلم نی فرمایا که ہماری روزہ مین

صيامنا وصيام اهل الكتاب اكلة السحر الاكلة بالضمة اللقمة والمعنى ان اللقمة التي تؤكل في وقت
اور اہل کتاب کی روزہ مین فرق سحر کہانی کا ہی اور اکلہ ہمزہ کی پیش سی لقمہ کو کہتی ہین اور معنی حدیث کی یہہ ہین وہ لقمہ جو سحر کی وقت کہایا جاتا ہی
السحر هو الفارق بين صيامنا وصيام اهل الكتاب لان الله تعالى اباح لنا في ليلة الصيام ما حرم عليهم
یہہ ہی فرق ہی ہماری روزی مین اور اہل کتاب کی روزہ مین کیونکہ اللہ تعالی نی ہماری لئی رمضان کی راتون مین مباح کردیا ہی جو جو اونپر حرام کردیا تہا
فان بني اسرائيل قبل تغير دينهم وتبدل شريعتهم كانوا ليلة صيامهم اذا ناموا كان الطعام والشراب
کیونکہ بنی اسرائیل اپنی دین کی تغیر اور اپنی شریعت کی تبدیل سی پہلی اگر روزون کی راتون مین سوجاتی تو اونپر کہانا پینا
والجماع حراما عليهم كما كان الحكم كذلك في ابتداء الاسلام ثم نسخ ذلك الحكم ورخص لنا في هذه الاشياء
جماع سب حرام ہوجاتا تہا چنانچہ ابتداء اسلام مین بہی یہہ ہی حکم تہا پہر یہہ حکم منسوخ ہوگیا اور جب تک صبح صادق نہو ان اشیا کی ہمکو اجازت ہوگئی
ما لم يطلع الفجر وكان سبب ذلك امران احدهما ما روي عن عمر رض انه جامع امراته بعد النوم ثم ندم على
اور اسکا سبب دو چیز ہوئین ایک تو یہہ جو عمر رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ انہون نی اپنی بی بی سی سونی کی بعد جماع کیا پہر اس حرکت سی نادم ہوکر
ما فعل واتى النبي عليه السلام واعتذر اليه فنزل قوله أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ وصارت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئی اور عذر کیا پہر یہہ آیت نازل ہوئی حلال ہوا تمکو روزی کی رات مین بی پردہ ہونا اپنی عورتون سی اور اونکی لغزش
زلته رحمة في حق جميع الامة والثاني ما روي عن قيس بن حرمة انه صام ولم يجد وقت الافطار شيئا
تمام امت کی حق مین رحمت ہوگئی اور دوسری وہ جو قیس بن حرمہ سی روایت ہی کہ اونہی روزہ رکہا پہر افطار کی وقت کچہہ ایسا نہ ملا جس سی روزہ افطار
يفطر به فذهبت امراته في طلب شئ فغلب عليه النوم فنام وجاءت امراته بطعام بعد ما كان الطعام
کرتا پہر اونکی بی بی کچہہ کہانی کی تلاش مین گئی اس عرصہ مین انپر نیند کا غلبہ جو ہوا تو سوگئی اور اونکی بی بی کہانا اوسوقت لائی کہ
عليه حراما فانتبه بعد ما مضى وقت الاكل ولم ياكل شيئا فلما كان نصف النهار من الغد غشي عليه
اونپر حرام ہوچکا تہا پہر ایسی وقت جاگی کہ کہانی کا وقت گذرچکا تہا سو اسنی کچہہ نہ کہایا جب اگلی دن کا دوپہر ہوا تو اونکو غش آگیا
فقال النبي عليه السلام ما لك فقص عليه القصة فنزل قوله تعالى وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ
نبی علیہ السلام نی پوچہا تیرا کیا حال ہی اونہی تمام قصہ بیان کیا پہر یہہ آیت اوتری اور کہاؤ اور پیو جبتک کہ صاف نظر آوی تمکو دہاری
الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ فانه تعالى لما احل لنا في ليلة الصيام هذه الاشياء بعد النوم رغب النبي عم
سفید جدی دہاری سیاہ سی فجر کی پس اللہ تعالی نی جب یہہ چیزین رمضان کی راتون مین سونی کی بعد حلال کردین تو نبی علیہ السلام کو
في اكل السحور قال تسحروا فان في السحور بركة وبين انه فصل بين صيامنا وصيام اهل الكتاب وهذا
سحور کی کہانی مین رغبت ہوئی فرمایا سحر کہایا کرو کیونکہ سحور مین برکت ہی اور بیان کیا کہ ہماری روزہ مین اور اہل کتاب کی روزہ مین سحر کا فرق ہی اور اسہی لئی
كان مستحبا ومن كان غير محتاج اليه يستحب له ان ياكل شيئا يسيرا ولو تمرة او تينة او شربة ماء
مستحب ہوگئی اور جسکو سحر کہانی کی حاجت نہو تو اوسکو بہی مستحب ہی کہ کچہہ تہوڑا سا کہا لیا کری اگرچہ ایک چہوارہ ہو یا ایک انجیر یا ایک گہونٹ پانی
ليكمل اتباع سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم واغتناما لبركة السحور ويستحب تاخيره ايضا لما روي انه عم
تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل ہو اور سحور کی برکت غنیمت ہو اور تاخیر سحور کی مستحب ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی
قال ثلث من اخلاق المرسلين تعجيل الافطار وتاخير السحور والسواك فان قيل كيف يكون تاخير السحور
فرمایا کہ تین امر مرسلین کی عادات مین سی ہین افطار مین تعجیل اور سحور مین تاخیر اور مسواک اگر کوئی کہی تاخیر سحور مرسلین کی
من اخلاق المرسلين وهو مخصوص باهل ملتنا فالجواب ان المراد به الاكلة الثانية فانها كانت تجري
اخلاق مین سی کیونکر ہوسکتی ہی حال یہہ ہی کہ سحور صرف اسہی امت کی واسطی ہی تو جواب یہہ ہی کہ سحور سی مراد دوبارہ کہانا ہی کیونکہ یہہ اونکی حق مین قایم

مجری السحور فی حقهم وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال لا یزال امتی بخیر ما اخروا السحور وعجلوا
مقام سحور کی تہا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ آپ نی فرمایا کہ میری امت ہمیشہ بہلائی پر رہیگی جبتک سحر میں تاخیر اور افطار میں
الفطر لکن ینبغی ان لا یؤخر علی وجه یقع الشك فی طلوع الفجر فان من شك فی طلوع الفجر فالا فضل له
جلدی کرتی رہینگی لیکن لایق یہہ ہی کہ اتنی تاخیر نکری کہ صبح صادق کی کہلنی میں شک پیدا ہوجاوی کیونکہ جسکو صبح صادق میں شک ہو تو اوسکو یہہ ہی افضل ہی
ان یترك الاکل تحرزا عن الوقوع فی المحرم ولو اکل فصومه تام لان الاصل بقاء اللیل ولا یخرج بالشك وروی
کہ نہ کہاوی ایسا نہو کہ حرام فعل میں واقع ہوجاوی اور اگر اس حال میں کہا لیا تو روزہ پورا ہی اسواسطی کہ اصل تو رات کا باقی رہنا ہی شک سی خارج نہیں ہو تی
عن ابی حنیفة انه لو کان فی موضع یتبین له الفجر لا یلتفت الی الشك ولو کان فی موضع لا یتبین فیه
اور ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ سحر کہانیوالا اگر ایسی مقام میں ہو کہ فجر منکشف ہوجاتی ہی تو شک کا کچہہ اعتبار نہیں اور اگر ایسی مقام میں ہی جہاں فجر ظاہر
الفجر او کانت اللیلة مقمرة او متغیمة او کان ببصره علة تکون مسیئا فی الاکل مع الشك لقوله عم
نہیں ہوتی یا وہ رات چاندنی ہو یا کہٹا ہو یا یہہ شخص کم سوجہہ ہو تو اب حالت شک میں کہانا اچہا نہیں واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
دع ما یریبك الی ما لا یریبك وان کان اکبر رائه انه اکل والفجر طالع فالاحتیاط فیه ان یقضی ذلك
چہوڑ اوسکو جسمیں شک ہی طرف اوسکی جسمیں تجہکو شک نہیں اور اگر اسکی رای میں احتمال غالب یہہ ہو کہ کہانا کہاتی ہوئی صبح صادق ہوگئی تو احتیاط اسمیں یہہ ہی
الیوم عملا بغالب الرای لان اکبر الرای کالیقین فیما یبنی علی الاحتیاط وعلی ظاهر الروایة لا قضاء علیه
غالب احتمال پر عمل کرنی کو اسواسطی کہ احتمال غالب یقین کی مانند ہوتا ہی جہاں احتیاط کرنی ہوتی ہی اور ظاہر روایت پر اوسپر قضا نہیں ہی
لان الیقین لا یزول الا بمثله والاصل بقاء اللیل ولو ظهر ان الفجر قد کان طالعا یلزمه القضاء
اسواسطی کہ یقین بدون یقین کی نہیں جاتا اور اصل یہہ ہی کہ رات باقی ہو اور اگر یہہ معلوم ہوجاوی کہ فجر بیشک ہوگئی تہی تو اوسپر قضا لازم ہی
ولا کفارة علیه لانه یبنی الامر علی الاصل الذی هو بقاء اللیل هذا کله حکم التسحر واما الافطار
اور کفارہ نہیں ہی اسواسطی کہ بنا اوسی اصل پر ہی کہ رات باقی تہی یہہ سب احکام سحر کی تہی اور رہا افطار
فیستحب تعجیله قبل طلوع النجوم لما روی عن سهل بن سعد انه علیه السلام قال لا یزال الناس
سو اوسکی تعجیل مستحب ہی ایسا کہ ستاری نکلنی نہ پاوین اسواسطی کہ سہل بن سعد سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہمیشہ خلقت
بخیر ما عجلوا الفطر یعنی ان الناس ما داموا یحفظون هذه الخصلة یکونون علی خیر واذا ترکوها
بہلائی پر رہی گی جبتک افطار میں تعجیل کرینگی مراد یہہ ہی کہ خلقت جبتک اس طریقہ کو نگہ رکہینگی تو بہلائی پر رہینگی اور جب اسکو چہوڑینگی تو
ینقص خیرهم فان السنة ان یعجل الصائم الافطار قبل الصلوة اذا تحقق غروب الشمس لان اهل الکتاب
اونکی بہلائی میں نقصان آویگا کیونکہ طریق مسنون یہہ ہی کہ روزہ دار افطار میں جلدی کری نماز سی پہلی جبکہ آفتاب کا ڈوبنا معلوم ہوچکی اسواسطی کہ اہل کتاب
کانوا یؤخرون الافطار الی اشتباك النجوم ثم صار فی ملتنا شعارا لاهل البدعة وسمة لهم وندب
افطار میں اتنی دیر کیا کرتی تہی کہ ستاری خوب روشن ہوجاوین پہر یہہ ہی ہماری امت میں بدعتیوں کی عادت ہوگئی اور طریق ٹہر گیا اور افطار میں تعجیل
تعجیله مخالفة لهم وقد روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال قال الله تعالی احب عبادی الی اعجلهم
اونکی مخالفت کی لئی مستحب ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی مجکو محبوب تر وہ بندی ہیں جو افطار میں
فطرا فان من کان اکثر تعجیلا فی الافطار فهو احب الی الله تعالی لکونه متمسکا بشریعة نبیه ومعرضا
جلدی کرتی ہیں سو جو شخص افطار میں جلدی کریگا وہ ہی اللہ تعالی کا زیادہ محبوب ہوگا کیونکہ اوسکی نبی کی شریعت کو خوب پکڑا اور شریعت کی مخالفت
عن مخالفها مع انه اذا افطر قبل الصلوة یؤدی الصلوة عن حضور القلب وطمانینة النفس فمن کان
سی منہ موڑا اور یہہ بہی ہی کہ اگر نماز سی پہلی افطار کریگا تو پہر نماز خوب دلکی حضور اور طبیعت کی قرار سی ادا ہوگی پہر ایسا شخص

بهذه الصفة فهو احب الی الله تعالی ممن لم یکن کذلک وینبغی ان یفطر علی تمر او ما یقوم مقامه
اللہ تعالی کا محبوب کیوں نہیں ہوگا یہہ نسبت ایسی شخص کی جو ایسا نہو اور لایق ہی کہ چھوہارسی افطار کری یا جو شیرینی مین اوسکی قایم

فی الحلاوة کالتین والزبیب وان لم یجده فعلی ماء لما روی عن انس انه علیه السلام کان یفطر قبل
مقام ہو جیسی انجیر یا مویز اور اگر نہ میسر آوی تو پانی اسواسطی کہ انس سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نماز سی پہلی

الصلوة علی رطبات وان لم یکن فتمیرات فان لم یکن حسا حسوات من الماء وقال علیه السلام اذا
تازہ چھوہاری سی افطار کرتی اگر نہوتا تو خشک چھوہاری اگر یہہ بہی نہوتا تو کئی گھونٹ پانی اور فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نی جب

افطر احدکم فلیفطر علی تمر فانه برکة فان لم یجد فلیفطر علی ماء فانه طهور ویدعوا عند الافطار
کوئی افطار کری تو تمر سی افطار کری کیونکہ یہہ برکت ہی اگر نہ پاوی تو پانی سی افطار کری کیونکہ نہایت پاک ہی اور افطار کی وقت

باهم مهماته فانه من مظان الاجابة کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة
اپنی بڑی سی بڑی مطلب کی دعا مانگی کیونکہ اوسوقت ظن قبولیت کا ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ روزہ دار کی لئی افطار کی وقت دعا مقبول ہی

وروی عن ابن عباس انه علیه السلام کان اذا افطر قال اللهم لک صمت وبک امنت وعلی رزقک
اور عبد اللہ بن عباس سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم افطار کرتی ہوئی یہہ فرماتی اللہم لک صمت الی آخرہ الٰہی تیری واسطی مین نی روزہ رکھا اور تیری اوپر ایمان لایا

افطرت ووقت الافطار ما روی عن عمر بن الخطاب انه علیه السلام قال اذا اقبل اللیل من ههنا
مینی روزہ کہولا اور وقت افطار کا وہ ہی وقت ہی جو عمر بن الخطاب سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب یہانسی رات سامنی آوی

وادبر النهار من ههنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم فانه علیه السلام اتی باسم الاشارة ههنا فی
اور یہانسی دن چلا جاوی اور آفتاب ڈوب جاوی تو روزہ دار نی افطار کری اس حدیث مین دونو جگہہ لفظ ہہنا اسم اشارہ کا بیان فرمایا ہی

الموضعین واشار بالاول الی جانب المشرق لان ظلمة اللیل تظهر اولا من ذلک الجانب واللیل عبارة
اول مقام مین اشارہ مشرق کی طرف ہی اسواسطی کہ رات کی تاریکی پہلی اوسی طرف سی ظاہر ہوتی ہی اور رات اوس

عن ظهور ظلمة اللیل من جانب المشرق واشار بالثانی الی جانب المغرب لان ضوء النهار الحاصل
تاریکی کا نام ہی جو مشرق کی طرف سی پیدا ہوتی ہی اور دوسری مقام مین مغرب کی طرف اشارہ فرمایا اسلئی کہ دن کی روشنی جو

من الشمس یذهب الی ذلک الجانب والنهار عبارة عن بقاء الشمس واذا غربت یذهب النهار وعلی
آفتاب سی ہوتی ہی اوسی طرف کو جاتی ہی اور آفتاب کی باقی رہنی کو دن کہتی ہین جب آفتاب ڈوب جاتا ہی تو دن جاتا رہتا ہی

هذا یکون غروب الشمس معلوما من قوله وادبر النهار لان الادبار بمعنی الذهاب ولا حاجة الی قوله
اس حال کی موافق آفتاب کا چہپ جانا تو لفظ ادبر النهار سی معلوم ہوچکا تہا اسواسطی کہ ادبار چلی جانی کو کہتی ہین اب اس لفظ کی

وغربت الشمس لکن اتی به لبیان کمال الغروب حتی لا یظن ان بغروب بعض الشمس یجوز الافطار
وغربت الشمس کیا حاجت تہی لیکن پہر بہی یہہ لفظ واسطی بیان کمال غروب کی فرمایا کوئی یہہ خیال نکری کہ آفتاب کی آدہی تہائی ڈوبنی پر بہی افطار جایز ہی

والمعنی ان غروب الشمس اذا تم وکمل فقد دخل الصائم فی وقت الافطار فیجوز له الافطار بل یستحب
مراد یہہ ہی کہ آفتاب کا غروب جب خوب پورا ہوچکی تو روزہ دار کو وقت افطار کا آگیا پہر اوسکو افطار جایز ہی بلکہ تعجیل مستحب ہی

تعجیله لکن فی یوم الغیم لا یستحب تعجیله ولا یفطر حتی یغلب علی ظنه غروب الشمس وان اذن
لیکن ابر کی دن تعجیل مستحب نہین ہی اور افطار ہرگز نہ کری جبتک کہ اسکی گمان غالب مین آفتاب غروب نہولی اگرچہ مغرب کی

للمغرب وان شک فی غروب الشمس لا یحل له الافطار لان الاصل بقاء النهار ولو افطر فعلیه القضاء
اذان ہوچکی اور اگر آفتاب کی غروب مین شک ہو تو افطار حلال نہین ہی اسواسطی کہ اصل دن کا باقی رہنا ہی اور اگر افطار کریگا تو اوسپر قضا ہی

لاسيما اذا افطر واكبر رايه انه افطر قبل الغروب يجب عليه القضاء عملا بالاصل الذي هو بقاء

خاص ایسی وقت کہ افطار کری اور اوسکی رای مین احتمال غالب ہو کہ غروب سی پہلی افطار کیا تو اوسپر قضا واجب ہی تاکہ اصل پر ہوجاوی کہ وہ دن کا

النهار بخلاف ما تقدم في اكل السحور لان الاصل فيه بقاء الليل ولو تبين ان الشمس لم تغرب ينبغي ان

باقی رہنا ہی بخلاف گذشتہ کی جو سحور کی حال مین گذرا کیونکہ وہان اصل رات کا باقی رہنا ہی اور اگر ظاہر ہوجاوی کہ آفتاب نہین چھپا تو لایق ہی کہ

يجب الكفارة نظرا الى الاصل الذي هو بقاء النهار وكل من افطر خطأ او بنى على ظن يفسد صومه

بلحاظ اوس اصل کی جو دنکا باقی رہنا ہی کفارہ واجب ہوجاوی اور جسنی روزہ چوک کر یا گمان سی افطار کیا تو روزہ فاسد ہوجاتا ہی

ويلزمه امساك بقية يومه ويجب عليه القضاء ولا يجب عليه الكفارة ولا ياثم اما فساد صومه

اور باقی دن پھر امساک لازم ہوتا ہی اور قضا اوسپر واجب ہی اور اوسپر کفارہ نہین آتا اور نہ گنہگار ہوتا ہی روزہ تو اسلئی فاسد

فلانتفاء ركنه بغلط يمكن الاحتراز عنه واما لزوم امساك بقية يومه فلقضاء حق الوقت بالقدر

کہ غلطی سی اوسکا رکن فوت ہوا جس سی احتراز ہوسکتا تھا اور امساک باقی دن کا اسلئی لازم ہی کہ وقت کا حق جتنا ہوسکی ادا کرنا چاہئی

الممكن ولنفي التهمة عن نفسه لانه اذا اكل ولا عذر به يصير متهما عند الناس بالفسق والتحرز

اور تاکہ ذمہ پر تہمت نرہی اسلئی کہ اگر بی عذر کہاوی پیویگا تو خلقت کی نزدیک فسق کی تہمت لگی گی اور تہمت کی جگہ سی

عن مواضع التهم واجب لقوله عليه السلام من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فلا يقفن مواقف التهم

بچتی رہنا واجب ہی واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو شخص اللہ پر اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہو تو تہمت کی جگہ ہرگز نہ کہڑا ہو

واما وجوب القضاء فلانه حق مضمون بالمثل شرعا فاذا فات يجب قضاؤه واما عدم وجوب الكفارة

اور قضا اسواسطی واجب ہی کہ روزہ ایک حق ہی شرع مین اوسکا بدلہ دلیبا ہی چاہی اگر وہ فوت ہوا تو قضا واجب ہی اور کفارہ اسواسطی واجب نہین ہی

فلكون الجناية قاصرة غير كاملة لعدم القصد واذا لم يوجد القصد ينتفي الاثم ايضا لما روي عن

کہ خطا کمتر ہی پوری نہین کیونکہ بلاقصد صادر ہوگئی ہی اور جب قصد نہین ہوتا تو گناہ بہی نہین ہوتا اسواسطی کہ روایت ہی

عمر انه كان جالسا مع اصحابه في رحبة مسجد الكوفة عند غروب الشمس في رمضان فاتي بكاس

عمر سی کہ وہ اپنی یارون کی ہمراہ مسجد کوفہ کی صحن مین رمضان مین شام کی وقت بیٹھی تہی سو کوئی شخص

من اللبن فشرب هو واصحابه فامر المؤذن ان يؤذن فلما صعد المؤذن المئذنة راى الشمس فقال

پیالہ دودہ کا لایا پہر عمر نی اور اونکی اصحاب نی پیا پہر مؤذن کو اذان کا حکم دیا جب مؤذن مئذنہ پر چڑہا تو دیکہتا کیا ہی کہ آفتاب موجود ہی بولا

الشمس يا امير المؤمنين فقال له عمر بعثناك داعيا لا راعيا ما تجانفنا لاثم نقضي يوما مكانه

یا امیر المؤمنین آفتاب ہی عمر نی جواب دیا تجہکو اذان پڑہنی کو بہیجا ہی یا آفتاب دیکہنی کو ہمنی گناہ کی طرف رغبت نہین کی ایکدن اسکی بدلی

فقضاء يوم علينا يسير فان هذا الحديث يدل على لزوم القضاء وعدم لزوم الكفارة والاثم

قضا کر دینگی ہمپر ایکدن کی قضا آسان ہی بیشک اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ قضا لازم ہی کفارہ اور گناہ کچہہ نہین ہی

لان قوله ما تجانفنا لاثم معناه لم نمل الى الاثم وما تعمدنا في ذلك ارتكاب المعصية وكذا كل من

اسواسطی کہ اونکا قول ما تجانفنا لاثم اسکی معنی یہہ ہین کہ ہمنی گناہ کی رغبت نہین کی اور ہمنی اس افطار مین عزم معصیت کا نہین کیا اور ایسی ہی جو شخص

كان اهلا للصوم في اثناء النهار ولم يكن في اوله كذلك يلزم امساك بقية يومه كما اذا اسلم الكافر

آخر روز مین روزہ کی اہل ہو اور اول روز مین روزہ کا اہل نہو تو اوسکو امساک باقی دن کا لازم ہی جیسی کہ آخر روز مین کافر مسلمان

وبلغ الصبي وافاق المجنون وقدم المسافر وبرئ المريض وطهرت الحائض والنفساء فان كل واحد منهم

یا بچہ بالغ یا دیوانہ ہوشیار یا مسافر مقیم یا بیمار چنگا یا حیض نفاس والی عورت پاک ہوجاوی تو ہر یک کو اونمین سی

يلزمه امساك بقية يومه تشبها بالصائمين والاصل في هذا ان من كان في اثناء النهار على صفة
باقی روز کا امساک روزہ داروں کی طرح لازم ہی اور قاعدہ اسمین یہہ ہی کہ جو شخص درمیانہ روز ایسی حال پر ہو
لو كان عليها في اوله يلزمه الصوم فعليه الامساك ومن لم يكن كذلك لا يجب عليه الامساك
کہ اگر اول روز مین ویسا ہوتا تو اوسپر روزہ واجب ہوتا تو ایسی شخص پر امساک لازم ہی اور جو ایسا نہو تو اوسپر امساک واجب نہین ہی
كمن كان مريضا او مسافرا او حائضا او نفساء فان الامساك لا يجب عليهم لتحقق المانع عنه وهو قيام
جیسی کوئی بیمار ہو یا مسافر ہو یا عورت حیض یا نفاس والی ہو ان لوگون پر امساک واجب نہین ہی اسواسطی کہ روزہ کا مانع موجود ہی یعنی
هذه الاعذار فيهم فانها كما تمنع عن الصوم تمنع عن التشبه اما في الحائض والنفساء فلان الصوم عليهما
اونمین یہہ عذرات باقی ہین ان لوگون پر جیسی روزہ نہین ہی ایسا ہی روزہ دارونکی مشابہت بہی نہین حایضہ اور نفاس والی عورت کو تو اسلئی کہ اونپر روزہ
حرام والتشبه بالحرام حرام واما المريض والمسافر فلان الرخصة في حقهما باعتبار الحرج ولو الزمناهما
حرام ہی اور حرام کی ساتہہ مشابہت بہی حرام ہی اور مریض اور مسافر کو اسلئی کہ انکی حقمین باعتبار حرج کی اجازت ہی اور اگر ان پر مشابہت لازم کر دین
التشبه عاد الحرج ثم الحائض تاكل سرا لا جهرا وكذا كل من ابيح له الافطار ياكل سرا لا جهرا الا ان يكون
تو وہی حرج کا حرج موجود رہی پہر حایضہ عورت پوشیدہ کہاوی ظاہر نکہاوی اور ایسی ہی جس جس کو افطار کرنا مباح ہی پوشیدہ کہاوی ظاہر نکہاوی ہان جسکا
العذر ظاهرا كالمرض والسفر والنفاس لانه اذا اكل ولم يكن العذر ظاهرا يصير عند الناس متهما بالفسق
عذر ظاہر معلوم ہو وہ ظاہر کہاوی جیسی بیماری اور سفر اور نفاس اسواسطی کہ اگر یہہ کہا دیگا اور عذر ظاہر نہین ہوگا تو خلقت کی نزدیک فسق کی تہمت
الذي هو اكل رمضان والاحتراز عن مواضع التهم واجب كما مر ثم ينبغي ان يعلم ان المريض نوعان نوع
لگی کی یعنی رمضان مین دن کو کہاتا ہی اور تہمت کی جگہ سی احتراز کرنا واجب ہی چنانچہ گذر چکا پہر جاننی کی بات ہی کہ بیمار دو طرحکا ہوتا ہی ایک تو ایسا
لا يضره الصوم بل ينفعه ونوع يضره الصوم وهذا هو الذي يبيح الافطار لان الرخصة لا تتعلق بنفس
جسکو روزہ ضرر نہین کرتا بلکہ فائدہ کرتا ہی اور ایک ایسا کہ روزہ ضرر کرتا ہی ایسی بیمار کو روزہ افطار کرنا مباح ہی اسواسطی کہ اجازت افطار کی مطلق نفس
المرض بل بوجود المشقة فلابد من معرفته وطريق معرفته قد يكون باجتهاد المريض بان يعلم بنفسه
مرض سی نہین ہی بلکہ مشقت کا ہونا چاہئی اب مشقت کو سمجہنا چاہئی اور طریقہ اوسکی پہچان کا بعضی دفعہ بیمار کی سمجہہ پر ہی کہ وہ اپنی آپ تجربہ سی
بالتجربة انه ان صام يزداد المه ووجعه بالصوم وقد يكون باخبار طبيب حاذق مسلم عدل
جان لی کہ اگر مین روزہ رکہونگا تو روزہ رکہنی سی میرا دکہہ اور مرض بڑہہ جاویگا اور بعضی دفعہ طبیب کی کہنی پر موقوف ہی لیکن طبیب دانا مسلمان عادل ہو
لا فاسق لان خبر الفاسق في الديانات مردود غير مقبول بخلاف السفر فان الرخصة يتعلق بنفسه
فاسق نہو اسواسطی کہ فاسق کی خبر دیانات مین مقبول نہین ہی مردود ہی بخلاف سفر کی کیونکہ سفر مین اجازت صرف سفر ہی سی متعلق ہی
لانه لا يخلو عن المشقة فاقيم مقامها وادير الحكم عليه المجلس الثلثون في بيان غائلة من افطر
کیونکہ سفر مشقت سی کبہی خالی نہین ہوتا سو سفر کو قایم مقام مشقت کی ٹہرا کر حکم لگا دیا تیسوین مجلس شر کی بیان مین اوس شخص کی جو ایکدن رمضان مین سی
يوما من رمضان فيما يجب فيه الكفارة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من افطر
روزہ توڑ دی جسمین کفارہ واجب ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی رمضان کا ایک روزہ
يوما من رمضان من غير رخصة ولا مرض لم يقض عنه صوم الدهر كله هذا الحديث من حسان
بی اجازت شرعی اور بیدون بیماری کی توڑ ڈالا تو اوسکا عوض تمام عمر کی روزی نہین ہوسکتی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین
المصابيح رواه ابو هريرة وهو وارد على طريق الانذار والتخويف بما يلحقه من الاثم ويفوته من الاجر
ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور یہہ حدیث بر سبیل ڈرانی اور خوف دلانی کی وارد ہوئی ہی کہ روزہ توڑنی مین کتنا گناہ ہی اور کتنا ثواب جاتا رہتا ہی

فانه لا يجد فضيلة الصوم المفروض بصوم الدهر كله نافلة وليس معناه انه لو صام الدهر كله بنية قضاء

کیونکہ فضیلت فرض روزہ کی ساری عمر کی نفل روزوں سے نہیں حاصل ہوتی اور یہہ مراد نہیں ہی کہ اگر تمام عمر رمضان کی ایک روزہ کی بدلہ

يوم من رمضان لا يسقط قضاء ذلك فان الاجماع على انه يجزيه قضاء يوم مكانه اما مع الكفارة

قضاء کی نیت سی روزہ رکہا کری تو اوسکی ذمہ سی قضاء اوس دن کی ساقط نہین ہوتی کیونکہ سبکا اتفاق ہوچکا ہی کہ اوسکی بدلہ ایک دن کی قضا کافی ہی یا تو ہمراہ

ان كان افطاره بما يوجب الكفارة بما هو غذاء او دواء او بغير الكفارة ان كان افطاره بما لا يوجب الكفارة

کفارہ کی اگر روزہ افطار ایسی چیز سی کیا جسمین کفارہ واجب ہوتا ہی جیسی غذا اور دوا یا بغیر کفارہ کی اگر ایسی چیز سی افطار کیا جسمین کفارہ واجب نہین ہوتا

مما ليس غذاء ولا دواء من المفسدات للصوم فعلى هذا فالدخان الذى ظهر في هذا الزمان من قبل الكفرة

جیسی نہ غذا ہو اور نہ دوا روزہ فاسد کرنیوالی چیزونمین سی اس بیان پر دہوان یعنی حقہ جو اس زمانہ مین کفار کی طرف سی

العدوة لاهل الايمان وابتلى به كافة الانام من الخواص والعوام هل يفسد الصوم ام لا فالجواب فيه ان قول

جو اہل ایمان کی دشمن ہین پیدا ہوا ہی اور اسمین تمام خلقت خاص وعام مبتلا ہورہی ہین آیا روزہ فاسد کرتا ہی یا نہین سو اسکا جواب یہہ ہی کہ

الفقهاء في عامة الكتب وان كان نصا على ان مطلق الدخان اذا دخل الحلق لا يفسد الصوم لكنهم قالوا في تعليله

فقہاء کا صریح قول عام کتابوں مین اگرچہ یہہ ہی کہ مطلق دہوان اگر حلق مین داخل ہوجاوی تو روزہ نہین ٹوٹتا لیکن اوسکی علت یہہ بیان کی ہی

لانه لا يمكن الاحتراز عنه فان الصائم لا يجد بدا من فتح فمه عند التكلم فيدخل الدخان حلقه والقياس

کہ روزہ اسواسطی فاسد نہین ہوتا کہ دہوئین سی بچاؤ نہین ہوسکتا کیونکہ روزہ دار کو اسکا کیا علاج کہ بات کرنی مین منہہ کہولی اور دہوان حلق مین چلا جاوی اور قیاس

ان يفسد صومه لوصول المفطر الى جوفه بفعله وكونه مما لا يتغذى لا ينافي الفساد كالتراب والحصاة وهذا

مین یہہ آتا ہی کہ روزہ جاتا رہی اسواسطی کہ مفطر پیٹ مین اوسکی اختیار سی گیا اور غذا نہونا فساد کی منافی نہین ہی جیسی مٹی اور کنکر سی روزہ فاسد ہوجاتا ہی اور یہہ

التعليل يقتضي ان يكون ذلك الدخان مفسد الصوم لانه يصل الى جوفه بفعله ويدل عليه ما قال قاضيخان

تعلیل چاہتی ہی کہ حقہ کا دہوان روزہ توڑنیوالا ہو کیونکہ یہہ دہوان اختیار سی پیٹ مین جاتا ہی اور قول قاضی خان کا فتاوی مین اسپر دلالت کرتا ہی

في فتاواه وان صب الماء في اذنه اختلفوا فيه والصحيح انه هو الفساد لانه وصل الى جوفه بفعله فانظر

اور اگر اوسکی کان مین پانی ڈالی تو اسمین اختلاف ہی صحیح یہہ ہی کہ روزہ جاتا رہتا ہی اسواسطی کہ اوسکی اختیار سی اندر جاتا ہی اب دیکہو تو

كيف اعتبر الوصول الى جوفه بفعله في فساد صومه فانه لو اغتسل فدخل الماء في اذنه لا يفسد صومه فعلم

اختیار سی اندر جانی کا روزہ ٹوٹنی مین کیسی اعتبار کیا ہی کیونکہ اگر نہاتی ہوئی پانی کان مین چلا جاوی تو روزہ نہین ٹوٹتا اس سی معلوم ہوا

من هذا ان لفعله دخلا في فساد صومه بل لو نظر الى ما ادعاه مستعملوه من انه دواء يلزم ان يجب الكفارة

کہ روزہ ٹوٹنی مین اختیار کو دخل ہی بلکہ اگر حقہ نوشونکی دعوی کو خیال کرکہ حقہ دوا ہی تو لازم آتا ہی کہ کفارہ بہی واجب ہو

لان الاصل في وجوبها وصول الغذاء او الدواء الى الجوف من المسلك المعتاد في نهار رمضان على وجه التعمد

اسواسطی کہ قاعدہ کفارہ واجب ہونیکا یہہ ہی کہ غذا یا دوا اندر پیٹ کی عادت کی راہ سی رمضان مین دن کو قصدًا داخل ہو

وهذا المعنى على تقدير صدق دعواهم يكون موجودا فيه ثم انه في غير حال الصوم حل استعماله ام لا قد كثر

اور یہہ امر اگر انکا دعوی سچا ہی تو حقہ مین موجود ہی پہر یہہ بات کہ حقہ خالی دنوں مین بی روزہ آیا پینا حلال ہی یا نہین تو

فيه الاقاويل والحق الذي عليه التعويل ان الفعل الاختياري الصادر عن المكلف ان لم يترتب عليه فائدة

اسمین بہت گفتگو ہی اور حق بات جسپر اعتماد ہی یہہ ہی کہ اختیاری کام جو مکلف کی قصد سی صادر ہو تو اگر اوسمین کوئی فائدہ دین کا

دينية او دنيوية فهو دائر بين العبث واللعب واللهو ولم يفرق بين هذه الثلثة في كتب اللغة ولا بد من الفرق

یا دنیا کا نہو تو وہ کام یا عبث یا لعب اور لہو ہوتا ہی اور لغت کی کتابوں کی اندر انمین کچہہ فرق نہین لکہا اور فرق ضرور چاہئی

لعطف بعضها علی بعض فی القرآن وهو علی ما ذکره بعض الفحول وکان حقیقا بالقبول ان العبث الفعل الذی
اسواسطی کہ قرآن میں ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق بیان بعضی علماء کی جو لایق قبول کرنی کی ہی یہہ ہی کہ عبث وہ کار ہوتا ہی

لیس فیه لذة ولا فائدة واما الذی فیه لذة بلا فائدة فهو لعب ومثله اللهو الا ان فیه زیادة حظ النفس
جسمیں نہ کچھہ لذت اور نہ کوئی فائدہ اور جس کار میں لذت ہو پر بیفائدہ وہ لعب ہوتا ہی اور ایسی ہی لہو ہی پر لہو میں حظ نفس زیادہ ہوتا ہی

بحیث یشتغل به عما یهمها والکل حرام لانها لم تذکر فی القرآن الا علی طریق الذم فلما علم حرمة اللعب واللهو
اسقدر کہ اوسکی شغل میں اور ضرورت کو بہول جاتا ہی اور یہہ سب حرام ہین اسواسطی کہ قرآن میں جہان انکا ذکر ہی سو ہجو کی طور پر ہی جب لعب اور لہو

والعبث علم حرمة استعمال ذلك الدخان لدخوله اما فی اللعب واللهو او فی العبث بل هو بالعبث انسب
اور عبث کی حرمت معلوم ہوئی تو حرمت حقہ پینی کی بہی معلوم ہوئی کیونکہ حقہ یا تو لعب ہوگا یا لہو ہوگا یا عبث ہوگا بلکہ حقہ کو عبث سی زیادہ مناسبت ہی

لخلوه عن اللذة التی فی اللعب واللهو اللهم الا ان یستلذه نفوس بعض المستعملین له بتسویل شیطانی فیدخل
کیونکہ لذت سی خالی ہی جو لعب اور لہو میں معتبر ہی ہان شاید بعضی حقہ نوشون کو شیطانی آراستگی سی لذت حاصل ہوگی سوئی اب

فی اللعب او اللهو لکن لا یکون فیه شیء من الفائدة اصلا لا من الفائدة الدینیة وهو ظاهر ولا من الفائدة
لعب اور لہو میں داخل ہوگا لیکن حقہ میں کوئی فائدہ ہرگز نہیں ہی نہ تو دین کا یہہ تو ظاہر ہی اور نہ کوئی فائدہ

الدنیویة لانه لا یصلح لشیء من الغذاء والدواء اصلا بل هو مضر لاطباق الاطباء علی ان مطلق الدخان
دنیا کا کیونکہ نہ اسمین ہرگز امکان غذا کا ہی نہ دوا کا بلکہ وہ ضرر رسان ہی کیونکہ تمام طبیب اسپر متفق ہین کہ مطلق دہوان

مضر قال ابن سینا لولا الدخان والقتام لعاش ابن آدم الف عام وقال جالینوس اجتنبوا ثلثة وعلیکم باربعة
ضرر کرتا ہی شیخ ابن سینا کہتا ہی اگر دہوان اور غبار ہوتا تو ابن آدم ہزار برس جیا کرتا اور جالینوس کہتا ہی تین چیز سی بچنا چاہئی اور چار چیز کا استعمال چاہئی

ولا حاجة لکم الی الطبیب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن وعلیکم بالدسم والحلوی والطیب والحمام
پہر طبیب کی کچہہ حاجت نہین بچتی رہو دہوئین اور غبار اور بدبوسی اور استعمال کیا کرو چکنائی اور مٹہائی اور خوشبو اور حمام

وذکر فی القانون ان جمیع اصناف الدخان مجفف بجوهره الارضی وفیه ناریة یسیرة قال بعض الفضلاء
اور قانون میں مذکور ہی کہ دہوئین کی تمام قسمین باعتبار اپنی جوہر ارضی کی مجفف ہین اور اسمین کچہہ ناریت ہوتی ہی بعضی فاضل کہتی ہین

فاذا کان مجففا یکون مجففا للرطوبات البدنیة فیؤدی الی حصول امراض کثیرة فلا یجوز استعماله لوجوب
جب دہوان مجفف ہوا تو بدن کی رطوبت کو خشک کریگا پہر اس سی بہت سی بیماریان پیدا ہونگی تو اسکا برتنا جایز نہین ہی اسواسطی کہ

صیانة النفس عن لحوق الضرر وقد ذکر فی نصاب الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قیل بعض الاطباء
ضرر سی جان کا بچانا واجب ہی اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہی کہ مضر کا استعمال کرنا حرام ہی اگر کوئی اعتراض کری کہ بعضی دفعہ

قد یعالجون بعض الامراض ببعض اصناف الدخان ویشاهد نفعه فکیف یصح المنع عن استعمال جمیع اصنافه
طبیب بعضی بیماریون کا علاج بعضی قسم کی دہوئین سی کرتی ہین پہر اوسکا فائدہ ظاہر معلوم ہوتا ہی تمام قسم کی دہوئین سی ممانعت کرنی کیونکر صحیح ہی

فالجواب انهم یعالجون به لحظة یسیرة لا علی الدوام حتی یحصل ما ذکر من التجفیف فان قیل ما ذکر من التجفیف
تو جواب یہہ ہی کہ طبیب دہوئین سی تہوڑی دیر کی واسطی علاج کرتی ہین ہمیشہ کی واسطی نہین کرتی تاکہ خشکی پیدا ہو پہر اگر کوئی یہہ اعتراض کری کہ خشکی جو

لا یضر فی البلغمی لکثرة رطوباته وانتفاعه بتجفیفها تم وجه المنع فالجواب ان حد الانتفاع به مجهول لا یدری
کہتی ہو سو بلغمی مزاج کو ضرر نہیں کرتی کیونکہ بلغمی مین رطوبات بہت ہوتی ہین اور خشکی سی بلغمی کو فائدہ ہوتا ہی پہر ممانعت کیونکر ہی تو جواب یہہ ہی کہ دہوئین سی فائدہ لینی کی حد نامعلوم

فی معرفة ذلك من طبیب حاذق [illegible] الذی [illegible] لا [illegible]
ب اسکی دریافت کی واسطی بڑا حاذق طبیب چاہئی جو آدمی کی مزاجون سی واقف ہو اور اوس مقدار کو جانی جسمین نفع ہوتا ہو [illegible] تو عمل کرنا ہرگز جایز نہین ہی

اصلا لوقوع التردد بين السلامة وعدمها فان العدول ممن كانوا استعملوه قد اختلفوا فيه فمنهم

اسواسطے کہ سلامتی اور عدم سلامتی میں شک ہی کیونکہ منصف عادل حقہ نوشون کو اسمین اختلاف ہی بعضی اونمین سی

من يقول بضرره ومنهم من يقول بعدم ضرره ومنهم من يشك فيه لكن الفريق الاغلب الذي جانب الحق

ضرر کی قائل ہیں اور بعضی کہتی ہیں ضرر نہیں ہی اور بعضون کو ضرر میں شک ہی لیکن اکثر اشخاص کہ حق بات اونکی طرف

اليه اقرب يقول انه في ابتدائه يحدث قوة في الجسم وحدة في البصر وهضما في الطعام ونشاطا في الاعضاء

قریب تر معلوم ہوتی ہی یہہ کہتی ہیں کہ حقہ پہلی پہلی تو جسم میں قوت پیدا کرتا ہی اور نگاہ میں تیزی اور کہانی کا ہاضمہ اور اعضا میں سرور

فاذا حصلت المداومة يورث غشاوة في البصر وثقلا في الاعضاء وامساكا في الهاضمة وضعفا في البدن

پہر جب مداومت ہوجاتی ہی تو بینائی پر پردہ پیدا کرتا ہی اور اعضا میں گرانی اور ہاضمہ میں امساک اور بدن میں سستی

وذلك لانه كما قال الاطباء مجفف مع نوع حرارة فيفعل في ابتدائه ما ذكره اولا وفي انتهائه ما ذكره ثانيا على انه

اور یہہ اسلئی کہ جیسا طبیب کہتی ہیں کہ دہوان خشکی کرتا ہی کچہہ حرارت سی سوئی پہلی پہلی وہ ہی اثر کرتا ہی جو پہلی بیان کیا اور آخر کو وہ کرتا ہی جو پہر بیان کیا

علاوہ یہہ ہی

لو تحقق نفعه فبعد النفع يمنع من استعماله لانه ح يكون دواء ولا يجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا

کہ اگر فائدہ ثابت بہی ہو تو بعد فائدہ کی استعمال کی ممانعت اسلئی ہی کہ حقہ اب دوا ہوا اور دوا کا استعمال بیماری جاتی کی بعد جایز نہیں ہی کیونکہ دوا

لم يجد مرضا يزيله ياخذ من البدن فيؤدي الى الضرر وما يؤدي الى الضرر يمنع من استعماله وان كان فيه

اگر بیماری کو نہیں پاتی کہ جسکو دفع کری تو پہر بدن میں اثر کرتی ہی پہر اوس سی ضرر ہوتا ہی اور جس چیز میں ضرر ہوتا ہو اوسکا استعمال کرنا منع ہی اگرچہ اوسمین

نفع الا ترى ان الخمر المحرمة بالنص قد اخبر القران بنفعها كما قال الله تعالى يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ

فائدہ بہی ہو کیا معلوم نہیں کہ شراب جو صریح آیت سی حرام ہی قرآن میں اوسکی فائدہ کی خبر مذکور ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تجہسی پوچہتی ہین حکم شراب اور جوئی کا

قُلْ فِيهِمَا اِثْمٌ كَبِيرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ لكن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر يحمى جانب الضرر حتى قال الفقهاء

تو کہہ اونمین گناہ بڑا ہی اور فائدی بہی ہین لوگون کو لیکن نفع کی جانب سی اگر ضرر کی جانب مقابل ہوجاتی ہی تو ضرر کی جانب ملحوظ ہوتی ہی یہان تک کہ فقہا کہتی ہین

لو كان في شئ وجوه شتى توجب الحل والجواز ووجه واحد يوجب الحرمة وعدم الجواز يرجح جانب الحرمة

اگر ایک چیز مین کئی وجوہ ہون جس سی حلت اور جواز لازم آتا ہو اور ایک وجہ ایسی ہو جس سی حرمت اور عدم جواز لازم آتا ہو تو اب واسطی احتیاط کی

احتياطا فان قيل ان المستعملين له يدعون انهم يجدون عقيب استعماله خفة في البدن فكيف يصح القول

حرمت کی جانب کو غالب کہینگی اگر کوئی اعتراض کری کہ حقہ نوش دعوی کرتی ہین کہ حقہ پینی کی بعد بدن مین خفت پیدا ہوتی ہی پہر کیونکر کہتی ہو

بعدم النفع فيه فالجواب على ما ذكره بعض المتناولين لتجربة نفعه وضرره ان المستعملين له يحصل لهم

اسمین فائدہ نہین ہی پس جواب موافق بیان بعضی حقہ نوشون کی جنہون نی اوسکی نفع ضرر کا تجربہ کیا ہی یہہ ہی کہ حقہ نوشونکو حقہ پینی ہوئی

حال استعماله الم شديد فعند فراغهم عنه ينجون من ذلك الالم ويحصل لهم راحة فيظن هؤلاء المساكين

ایک سخت الم ہوتا ہی جب وہ پی چکتی ہین تو تب اوس الم سی نجات ہوتی ہی اور ایک طرح کی راحت ملتی ہی سو یہہ بیچاری یہہ جانتی ہین

ان تلك الراحة حصلت من استعماله ولا يدرون انها انما حصلت من خلاصهم عن استعماله ثم ان

کہ یہہ راحت حقہ پینی سی حاصل ہوئی ہی یہہ نہیں سمجہتی کہ یہہ راحت حقہ موقوف کرنی سی ہوئی ہی

پہر

ثاني في معرفة حرمة الاشياء واباحتها وجها حسنا يرجع الى الاصول وهو ان الحق في الاشياء قبل البعثة

ری پاس واسطی دریافت اشیا کی حرمت اور اباحت کی ایک خوب وجہ ہی اصول سی متعلق ہی وہ یہہ ہی کہ حق یون ہی کہ بعثت سی پہلی

ان لا يكون فيها حكم وبعد البعثة اختلف العلماء فيها على ثلثة اقوال الاول انها متصفة بالحرمة الا

اشیاء میں کوئی حکم حلت اور حرمت کا نہیں تہا اور بعثت کی بعد علماء کی تین قول اختلافی ہین اول یہہ کہ تمام اشیاء حرام مگر

ما دل دلیل الشرع علی اباحته والثانی انها متصفة بالاباحة الا ما دل دلیل الشرع علی حرمته والثالث
جسکو دلیل شرعی نی مباح کردیا اور دوسرا قول تمام اشیاء مباح مگر جسکو دلیل شرعی نی حرام کردیا اور تیسرا قول
وهو الصحیح ان یکون فیها تفصیل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنی ان الاصل فیها الحرمة وان المنافع
جو صحیح ہی کہ اشیاء مین تفصیل ہی کہ تمام اشیاء ضرر رسان تو حرام یعنی اصل اونمین حرمت ہی اور اشیاء نفع مند
متصفة بالاباحة لقوله تعالی هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا فانه تعالی ذکره فی معرض الامتنان
مباح ہین واسطی اس آیت کی وہی ہی جسنی بنایا تمہاری واسطی جو کچھہ زمین مین ہی سب کیونکہ اللہ تعالی نی یہہ آیت منت دہی کی جگہ پر نازل فرمائی ہی
ولا یکون الامتنان الا بالمنافع المباح فکانه قیل هو الذی خلق لاجل نفعکم جمیع ما فی الارض من المنافع لتنتفعوا
اور منت دہی بدون منفعت مباح کی نہین ہوسکتی گویا یہہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالی وہ ہی جسنی تمہاری فائدہ کی واسطی تمام منفعت کی چیزین جو زمین مین ہین پیدا کین
بها وعلی هذا القول الثالث الصحیح یخرج حکم هذا الدخان ایضا فانه لو کان نافعا لکان الاصل فیه الاباحة
تاکہ اوس سی منفعت لو اسی تیسری قول سی جو صحیح ہی حقہ کا حکم بہی نکلتا ہی بیشک حقہ اگر مفید ہوتا تو البتہ اصل مین مباح ہوتا
لکن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انه مضر ولو فی الاجل فیکون الاصل فیه الحرمة بل لو وقع فیه الشك
لیکن حاذق طبیبون کی خبر دینی سی ثابت ہوچکا ہی کہ حقہ مضر ہوتا ہی اگرچہ انجام مین پہر اصل حقہ مین حرمت ہی بلکہ اگر ضرر کرنی مین شک ہوتا
لغلب جانب الحرمة کما هو القاعدة الشرعیة فانه علیه السلام قال الحلال بین والحرام بین وبینهما مشتبهات
تو بہی حرمت کی جانب غالب ہوتی چنانچہہ یہی قاعدہ شرعی ہی کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا حلال ظاہر ہی اور حرام ظاہر ہی ان دونو کی بیچمین مشتبہات ہین
لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات فقد استبرأ لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات وقع
جنکو اکثر آدمی نہین جانتی پہر جو شخص شبہات سی بچتا رہا تو اوسنی اپنا دین اور آبرو بچالی اور جو شبہات مین گہس گیا تو حرام مین واقع ہوا
فی الحرام کالراعی یرعی حول الحمی یوشك ان یقع فیه واختلف العلماء فی حکم هذه الشبهات فذهب بعضهم
جیسی چوپایہ بیڑ کی گرد چرتا چرتا بیڑ کی اندر گہس جاتا ہی اور علماء نی اختلاف کیا ہی ان مشتبہات کی حکم مین بعضی تو
الی حرمتها لانه علیه السلام قد اخبر فی هذا الحدیث بان من ترك ما اشتبه علیه حکمه ولم ینکشف
اوسکی حرمت کی قائل ہوئی ہین اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث مین فرمایا ہی جس شخص نی ترک کیا ایسی چیز کو جسکا حکم اوسکو معلوم نہوا اور اوسکا حال
امره یکون دینه سالما مما یفسده او ینقصه ونفسه ناجیا مما یعیبه ویلام علیه ومن لم یترکه بل فعل یقع
نکہلا ہو تو اوسکا دین مفسدات اور نقصان سی بچا اور اوسکی جان عیب سی اور ملامت سی بچی اور جس نی ترک نکیا بلکہ عمل مین لایا
فی الحرام وهذا الدخان مما اشتبه علیه حکمه ولم ینکشف حقیقة امره فمن ترکه ولم یستعمله یکون دینه
تو حرام مین پہنسا اور حقہ کا بہی حکم صاف معلوم نہین ہی اور اوسکا حال کہلا ہوا نہین ہی پہر جسنی اوسکو ترک کیا نہ پیا تو اوسکا دین
سالما من الفساد والنقصان ناجیا من العیب واللوم بین الانام ومن لم یترکه بل استعمله یقع فی الحرام وذهب
فساد اور نقصان سی بچا ہوا ہی خلقت کی طرف سی نہ اوسکو کچہہ عیب ہی نہ ملامت اور جسنی ترک نکیا بلکہ پیا حرام مین پہنسا اور
بعضهم الی کراهتها لما جاء فی حدیث آخر انه علیه السلام قال الامور ثلثة امر تبین لك رشده فاتبعه وامر تبین
بعضی علماء مشتبہات کی کراہت کی قائل ہوئی ہین اسواسطی کہ اور حدیث مین آیا ہی کہ آپ نی فرمایا تین چیزین ہین ایک وہ جسکی خوبی تجہکو معلوم ہوگئی اوسکی پیروی کر
لك غیه فاجتنبه وامر اختلف فیه فدع ما یریبك الی ما لا یریبك ولا شك ان امر الدخان مما ارتاب واوقع فی الاضطراب
عیب تجہکو معلوم ہوگیا تو اوس سی پرہیز کر ایک وہ ہی جسمین اختلاف ہو سو اب چہوڑ مشکوک کو طرف غیر مشکوک کی اور شک نہین کہ حقہ کا حال ایسا ہی جسمین شک اور اضطراب واقع ہی
واقل مراتبه الکراهة ولا یظن انه ینتهی الی درجة الاباحة بتعلل کثیر ممن یتعاطاه انه نافع لکل داء وانهم
اوسکا مرتبہ کم سی کم کراہت کا ہی یہہ خیال مین نہین آتا کہ اباحت کی درجہ کو پہنچ جاوی اکثر حقہ نوشون کی علت بیان کرنی سی کہ حقہ ہر مرض کی دوا ہی

وجدوا فی استعماله دواء لامراضهم لان ذلک من تلبیس ابلیس علیهم وتزیینه لهم حتی یتولد من نکائته فی
همنی اوسکو پی کر اپنی بیماریونسی شفا پائی اسواسطی کہ اونپر یہہ شیطانی دہوکہا اور ابلیس کی آراستگی دی ہوئی ہی تاکہ دہوان جمتی جمتی آخر کو

عاقبة امرہ داء لا دواء فان تکرارہ یسود ما یقابله فیتولد منه الحرارة فیکون فی عاقبة امرہ داء لا دواء ثم یلزم
ایسی بیماری پیدا ہو جسکی کچہہ دوا نہین ہی کیونکہ حقہ کا بار بار پینا سامنی کی جگہ کو سیاہ کر دیتا ہی پہر اوس سی گرمی پیدا ہوتی ہی پہر آخر کو ایسا مرض ہو جاتا ہی

علی دعواهم ان یکون الناس کلهم مرضی وان یکون مرضهم فی جمیع الفصول الاربعة من نوع واحد وان یکون
جسکی دوا نہین ہی پہر انکی دعوی کی موافق یہہ لازم آتا ہی کہ تمام آدمی بیمار ہوں اور اونکی بیماری تمام سال چارون فصلون مین ایک ہی قسم کی ہو اور

معالجتهم فیها بشئ واحد علی کیفیة واحدة وبطلانه غیر خفی علی احد من العقلاء ثم فیه اضاعة المال
اونکا علاج بہی ایک ہی دوا سی ایک ہی طریقہ پر ہو اور اسکا بطلان ہر ایک عاقل پر ظاہر ہی پہر اسمین مال کا تلف کرنا ہی

لانه یشتری بثمن غال فیدخل فی الاسراف المحرم مع نتن ریحه واذیته بشامة الذین لا یستعملونه وقد
کیونکہ مہنگی دام سی خریدتا ہی اب اسراف مین جو حرام ہی داخل ہوا اور اوسمین بدبو کہ اون لوگون کی دماغ کو جو نہین پیتی ہین بہت تکلیف دیتی ہی اور

روی انه علیه السلام قال کل موذ فی النار وقال الکناسی الرائحة المنتنة تحرق الخیاشیم وتصل الی الدماغ
روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ایذا دینی والی سب دوزخی ہین اور کناسی کہتا ہی بدبو ناک کی نتہنون کو جلا دیتی ہی اور دماغ مین جاکر

وتؤذی الانسان ولذلک قال النبی صلی الله علیه وسلم من اکل من هذه الشجرة فلا یقرب مسجدنا یؤذینا بریحه والمراد من هذه
آدمی کو ایذا دیتی ہی اسہی واسطی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جس نی اس درخت مین سی کہایا ہو تو ہماری مسجد کی پاس نہ آوی کہ ہمکو اوسکی بوسی ایذا دیوی اور حضر کی

الشجرة کل ما له رائحة کریهة یتاذی منها الانسان بدلیل تعلیله علیه السلام والمعنی ان من اکل شیئا ماله
علت بیان فرمانی سی ثابت ہی کہ مراد اس درخت سی وہ ہی جسمین ایسی بدبو موجود ہو کہ اوس سی انسان کو تکلیف ہو اور مراد یہہ ہی کہ جو شخص ایسی چیز کہاوی

رائحة کریهة یتاذی منها الانسان فلا یقربن مسجدنا لانه یؤذینا برائحة الکریهة وقد ثبت فی صحیح مسلم
جسمین بدبو ہو کہ انسان کو اوس سی ایذا ہوتی ہو تو ہماری مسجد کی پاس ہرگز نہ آوی اسلئی کہ ہمکو بدبو سی ایذا دیگا اور صحیح مسلم مین ثابت ہو چکا ہی

انه علیه السلام کان اذا وجد من رجل فی المسجد ریح البصل والثوم امر به فاخرج الی البقیع ولهذا قال الفقهاء
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی شخص مین مسجد کی اندر بوی پیاز یا لہسن کی پاتی تو بقیع کی طرف نکلوا دیتی اسہی واسطی فقہا کہتی ہین

کل من وجد فیه رائحة کریهة یتاذی بها الانسان یلزم اخراجه من المسجد ولو بجرہ من یدہ ورجله دون
جسمین ایسی بدبو آتی ہو کہ اوس سی انسان کو تکلیف ہووی تو اوسکا مسجد سی نکال دینا لازم ہی اگرچہ ہاتہہ سی اور پانو سی کہینچکر

لحیته وشعر راسه فعلی هذا یلزم اخراج کثیر من الائمة والمؤذنین من المسجد فی هذا الزمان لوجود رائحة
ڈاڑہی اور سر کی بال پکڑ کر نہین اس روایت کی موافق اس زمانہ مین اکثر اماموں اور موذنوں کا مسجد مین سی نکال دینا لازم آتا ہی کیونکہ اونمین یہہ ہی

الکریهة فیهم بسبب مداومتهم علی استعمال الدخان الکریهة الرائحة بل هم قد یستعملونه فی داخل المسجد الجامع
بدبو موجود ہوتی ہی کیونکہ ہمیشہ حقہ بودار پئی جاتی ہین بلکہ بعضی دفعہ جامع مسجد کی اندر پیتی ہین

فیکون الکراهة فی حقهم اشد واکثر وقد کتب بعض المالکیة فی الدیار الحجازیة جوابا عن سوال یتعلق بالدخان
انکی حق مین کراہت بہت سخت اور بدتر ہی اور بعضی علماء مالکی مذہب نی ملک حجاز مین ایک سوال کا جو حقہ کی باب مین تہا یہہ جواب لکہا ہی

وهو ان استعمال الدخان حرام کاصله لان اصله الخشبة والنار لکونه اجزاء من الخشب ممزوجة باجزاء
کہ دہوئین کو استعمال کرنا حرام ہی جیسی کہ اوسکی اصل اسواسطی کہ اوسکی اصل لکڑی ہی اور آگ کیونکہ دہوان لکڑی کا جز ہوتا ہی کچہہ آگ ملی ہوئی سو دہوان

من النار فهو من حیث اجزائه الناریة التی فیه یحرم استعماله لقوله تعالی ان الذین یاکلون اموال الیتمی
اسلئی کہ اوسمین کچہہ آگ ہوتی ہی استعمال کرنا حرام ہی واسطی قول اللہ تعالی کی جو لوگ کہاتی ہین مال یتیموں کی

ظلماً انما یأکلون فی بطونهم ناراً فدل النص علی حرمة النار فیحرم الدخان الحاصل منها وایضاً انه تعالی جعله
ناحق کہاتی ہیں اپنی پیٹ میں آگ. یہہ آیت آگ کی حرمت پر دلالت کرتی ہی سو دہوان بہی جو اس سی پیدا ہوتا ہی حرام ہی اور یہہ بہی ہی کہ اللہ تعالی نی
مما یعذب به حیث قال فی حق قوم یونس النبی علیه السلام لما آمنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی فی الحیوة الدنیا
دہوئیں کو عذاب کی چیزون مین مقرر کیا ہی چنانچہ قوم یونس کی حق مین فرماتا ہی جب یقین لائی کہول دیا ہمنی اونپر سی ذلت کا عذاب دنیا کی جیتی
فالعذاب المکشوف عنهم کان دخاناً وقال فی آیة اخری فارتقب یوم تأتی السماء بدخان مبین یغشی الناس
سو عذاب جو اونسی موقوف ہوا تہا دہوان ہی تہا اور ایک اور آیت مین فرماتا ہی سو تو راہ دیکہہ جسدن کہ لاوی آسمان دہوان صریح جو گہیر لی لوگون کو
هذا عذاب الیم والمراد بالدخان المذکور فی هذه الآیة معناه الحقیقی علی قول وعلی هذا القول یکون النظم
یہہ ہی دکہہ کی مار اور مراد دخان سی اس آیت مین ایک قول کی موافق حقیقی معنی ہین اور اس قول کی موافق آیت کی عبارت سی
الکریم صریحاً فی کون الدخان عذاباً الیماً وما به التعذیب یحرم استعماله فان الفقهاء قد اتفقوا علی وجوب
صاف معلوم ہوتا ہی کہ دہوان دردناک عذاب ہی اور جس چیز سی عذاب واقع ہوتا ہو اوسکا استعمال حرام ہی کیونکہ تمام فقہاء کا اتفاق ہی کہ
الفرار من محل العذاب کبطن محسّر فانه علی لفظه اسم الفاعل من التحسیر اسم واد اهلك الله تعالی فیه
جس جگہ کسی امت کو عذاب ہوا ہو اوس جگہ سی بہاگنا واجب ہی جیسی بطن محسر کیونکہ اسم فاعل کی وزن پر تحسیر مین سی نام ایک وادی کا ہی جہان اللہ تعالی نی
اصحاب الفیل فاذا وجب الفرار من محل العذاب فوجوب الفرار مما به العذاب اولی ثم ان المستعملین له تراهم
اصحاب فیل کو ہلاک کیا تہا پہر جب عذاب کی جگہ سی بہاگنا واجب ہوا تو عذاب کی چیز سی بہاگنا بہت ضرور ہی پہر حقہ پینی والون کو تو دیکہتا ہی
انه یخرج من حلوقهم وانوفهم وفیه تشبه باهل النار وبالذی یهلکون فی آخر الزمان من الاشرار کما جاء فی الحدیث
کہ دہوان اونکی حلق مین سی اور ناک مین سی نکلتا ہی اور اس حال مین دوزخیوں کی موافق اور اونکی برابر ہین جو آخر زمانہ مین شریر لوگ ہلاک ہونگی چنانچہ حدیث مین آیا ہی
انه یکون فی آخر الزمان دخان یملأ الارض یقیم علی الناس اربعین یوماً اما المؤمن فیصیبه کهیئة الزکام واما
کہ آخر زمانہ مین ایسا دہوان پیدا ہوگا کہ تمام روی زمین کو ڈہانپ لیگا اور لوگون پر چالیس دن تک قایم رہیگا پہر مومن شخصون کو تو ایسا ہوگا جیسی زکام ہوتا ہی اور
الکافر فیخرج من منخریه واذنیه وعینیه حتی یصیر رأس احدهم کالرأس الحنیذ ای المشوی فلا ینبغی للمؤمن
کافر کی دونو نتہنون مین سی اور دونو کانون مین سی اور دونو آنکہون مین سی دہوان نکلیگا ایسا کہ ہر ایک کا سر ایسا ہو جائیگا جیسی سر بہنا ہوا یعنی سوختہ سو ایمان والون کو
ان یتشبه باهل العذاب ولا ان یستعمل ما هو من نوع العذاب ولا ما هو من ملابسات اهل العذاب وقد کره جمیع
نہیں چاہیی کہ عذاب والون کا سا حال بنالین اور نہ یہہ چاہیی کہ عذاب کی چیزون کو استعمال کرین اور نہ عذاب والون کی سی صورت بناوین اور تمام علماء نی
من العلماء التختم بالحدید والنحاس لما ثبت فی الحدیث انهما حلیة اهل النار وصح علی ما ذکره الهلالی فی مختصر الاحیاء
لوہی اور تانبی کی انگہوٹہی برتنی کو مکروہ کیا ہی کیونکہ حدیث سی ثابت ہو چکا ہی کہ لوہا اور تانبا زیور دوزخیون کا ہی اور موافق بیان ہلالی کی مختصر الاحیاء مین
انه علیه السلام کان یکره الطعام السخن ویقول ان الله تعالی لم یطعمنا ناراً فهذا الدخان اولی بالکراهة لانه مختلط
صحیح ہوا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گرم کہانی کو مکروہ جانتی اور فرماتی کہ اللہ تعالی نی ہمکو آگ کہانی کو نہیں دی سو اب یہہ دہوان کراہت مین زیادہ تر ہی اسواسطی کہ اسمین
باجزاء ناریة کما مر فلو لم یکن فی استعماله الا تسوید الثیاب والابدان وکراهة الرائحة والانتان یکفی زاجراً للعاقل عن
اجزاء ناری ملی ہوئی ہین چنانچہ گذر چکا ہی پہر اگر حقہ پینی مین سوای سیاہی کپڑون اور جسم اور بدبو اور تعفن کی کچہہ نہوتا تو بہی عاقل کی واسطی اوسی روکنی کو کافی تہا
استعماله بل لو لم یکن فی استعماله الا احیاء سنة الکفار الذین اخرجوه واظهروه فی بلاد الاسلام توصلاً الی اضرار اهل
بلکہ اگر اسکی پینی مین کچہہ نہوتا سوای رواج دینی طریق کفار کی جنہون نی اسکو نکال کر بلاد اسلام مین پہیلایا ہی اہل اسلام کی ضرر رسانی کی لئی
الاسلام لکان باعثاً للعاقل علی اجتنابه ومانعاً عن ارتکابه لکن اکثر اهل الزمان طبایعهم خامدة صعبة
تو بہی عاقل کی لئی باعث اجتناب کا تہا اور اسکی اختیار کرنی سی مانع آتا لیکن اس زمانہ کی لوگون کی طبیعتین ایسی بجہی ہوئی ہین کہ صلا مطیع نہین ہوتین

الانقياد مائلة دائما الى ما لا يعنيهم ان نصحوا لم يقبلوا وان علموا لم يتعلموا وان فهموا لم يتفهموا
ہمیشہ بیفائدہ امور کی طرف جھکی رہتی ہیں اگر نصیحت کرو تو نہیں مانتی اگر سکھاؤ تو نہیں سیکھتی اگر سمجھاؤ نہیں سمجھتی
وان فهموا تركوا اما فهموا وهم من الذين ان يروا سبيل الرشد لا يتخذوه سبيلا وان يروا سبيل الغي
اور اگر سمجھیں تو سمجھ کر ترک کریں اور وہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر دیکھیں راہ سنوارنے کی تو نہ ٹھہراویں راہ اور اگر دیکھیں راہ اولٹی
يتخذوه سبيلا نسئل الله تعالى ان يوفقنا سبيل الرشد ويبعدنا عن سبيل الغي

المجلس الحادي والثلثون

اوسکو ٹھہراویں راہ ہم اللہ تعالی سے سوال کرتے ہیں کہ ہمکو نیک رستہ کی توفیق دے اور ہمکو کجی کی راہ سے دور رکھے اکتیسویں مجلس

في بيان سنة الاعتكاف وطلب ليلة القدر فيه وفضيلته

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
بیان میں سنت ہونے اعتکاف کی اور لیلۃ القدر کی تلاش اور اوسکی فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اني اعتكفت العشر الاول بطلب هذه الليلة ثم اعتكفت العشر الاوسط ثم اتيت فقيل لي انها في العشر
میں نے رمضان کی پہلی دہے میں لیلۃ القدر کی تلاش میں اعتکاف کیا پھر بعد اوسکی بیچ کی دہے میں اعتکاف کیا پھر میں تیار ہوا یا تو مجھے کہا کہ لیلۃ القدر کو پچھلے عشرہ
الاواخر فمن كان اعتكف معي فليعتكف في العشر الاواخر فقد اريت هذه الليلة ثم انسيتها هذا الحديث من صحاح
میں تلاش کرو جنے میری ساتھ اعتکاف کیا ہو تو وہ پچھلے عشرہ میں پھر اعتکاف کرے میں نے لیلۃ القدر کو بیشک دیکھا پھر میری ذہن سے بھلا دی یہہ حدیث مصابیح کی
المصابيح رواه ابو سعيد الخدري واصله على ما في الصحيحين انه عليه السلام اعتكف العشر الاول من
صحیح حدیثوں میں ہے ابو سعید خدری کی روایت سے اور اصل اس حدیث کی جیسے کہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے یوں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی پہلی عشرہ میں
رمضان ثم اعتكف العشر الاوسط في قبة تركية ثم اطلع راسه فقال اني اعتكفت العشر الاول لطلب
اعتکاف کیا پھر بیچ کی دہے میں ترکی خیمہ کی اندر اعتکاف کیا پھر سر مبارک باہر نکال کر فرمایا کہ میں نے پہلی دہے میں اس شب کی تلاش میں اعتکاف کیا
هذه الليلة الى آخر الحديث وفيه دليل على ان المقصود من شرعية الاعتكاف طلب ليلة القدر فانها
آخر حدیث تک اور اسمیں یہہ دلیل ہے کہ مقصود اعتکاف کی مشروع ہونے سے شب قدر کی تلاش ہے کیونکہ یہہ شب موافق مضمون نص
لكونها خيرا من الف شهر بالنص يلزم احياءها باشرف الاعمال اذ فيه تفريغ القلب عن امور الدنيا وتسليم
کی ہزار مہینوں سے بہتر ہے تو اوس شب میں نیک اعمال کی شغل میں جاگتے رہنا لازم ہے کیونکہ اسمیں امور دنیا سے دل کا خالی رکھنا اور
النفس الى المولى والتحصن بحصن حصين وملازمة بيت رب العالمين فيكون كمن احتاج الى عظيم
مولی کو جان کا حوالہ کرنا اور پناہ لینی قلعہ مضبوط سے اور ملازمت پروردگار عالم کی گھر کی ہے پھر یہہ ایسا ہے جیسے کوئی ایک تو انگر محتاج ہو کر بیٹھے
فلازمه حتى قضى مآربه فان قيل اذ كان شرعية الاعتكاف لطلب ليلة القدر فلم لم يختص بالليل قلنا
دروازے پر یہاں تک پڑا رہا کہ اوسکا مطلب روا کردی اگر کوئی اعتراض کرے جب مشروعیت اعتکاف کی واسطے تلاش لیلۃ القدر کی ہے تو پھر اعتکاف رات ہی کے ساتھ مخصوص ...
ان الشافعي قد نص على كون الاجتهاد في يومها كالاجتهاد في ليلتها في الاستحباب ذكره النووي في الاذكار
کہ امام شافعی نے صاف کہا ہے کہ سعی دن کی اندر ایسی ہی مستحب ہے جیسی رات کو مستحب ہے یہہ نووی نے اذکار میں بیان کیا ہے
وهذا الحديث يقتضيه ايضا لانه عليه السلام اعتكف العشر الاول من رمضان لطلب تلك الليلة
اور اس حدیث سے بھی یہہ ہی لازم آتا ہے اسواسطے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی پہلی عشرہ میں لیلۃ القدر کی تلاش کی لئے اعتکاف کیا
ثم اعتكف العشر الاوسط فلما اتى آت من الملئكة فقال انها في العشر الاواخر لا في العشر الاول ولا في
پھر بیچ کی عشرہ میں اعتکاف کیا پھر جب ایک فرشتہ نے آکر کہا کہ لیلۃ القدر پچھلے عشرہ میں ہے نہ تو پہلی عشرہ میں ہی اور نہ
العشر الاوسط فعزم عليه السلام على الاعتكاف في العشر الاواخر وحث على اعتكافها فانه تطلبه لله كان
بیچ کی عشرہ میں تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھلی عشرہ میں اعتکاف کا عزم کیا اور اور لوگوں کو رغبت دی ... پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی یتوفاه الله تعالی ثم اعتکف ازواجه من بعده قال الزهری
رمضان کی پچھلی عشرہ میں ہمیشہ اعتکاف کرتی رہی یہان تک کہ اللہ تعالی نی اونکو وفات دی پہر اونکی بعد ازواج مطہرات کرتی رہین زہری کہتا ہی

عجبا من الناس کیف یترکون الاعتکاف ورسول الله علیه السلام کان یفعل الشئ ویترکه ولم یترک الاعتکاف
لوگونسی تعجب آتا ہی کہ اعتکاف کیسا چہوڑ رکہا ہی اور حال یہہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کام ہو کرتی بہی اور چہوڑ بہی دیتی اور اعتکاف

حتی قبض ثم الاعتکاف فی اللغة الاقامة علی الشئ وحبس النفس علیه وفی الشریعة الاقامة فی المسجد واللبث
اخیر دم تک نہین چہوڑا پہر اعتکاف کی معنی لغت میں ایک شئ پر قایم رہنا اور اوس شی پر نفس کو روکنا اور شریعت میں نیت کی ساتھ مسجد میں دیر تک ٹہری

فیه مع النیة اما اللبث فرکنه واما المسجد والنیة فشرطه والمعنی اللغوی موجود فیه مع زیادة وصف
رہنا درنکسر فی یعنی ٹہری رہنا تو اعتکاف کا رکن ہی اور مسجد اور نیت اعتکاف کی شرط ہین اور لغوی معنی بہی شرعی معنون میں زیادتی وصف کی ساتھ

وهو سنة مؤکدة فی العشر الاخیر من رمضان لانه علیه السلام واظب علیه بعد ما قدم المدینة الی
پائی جاتی ہین اور اعتکاف سنت مؤکدہ ہی رمضان کی پچھلی عشرہ میں اسواسطی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سی مدینہ شریف میں تشریف لائی تو اعتکاف ہمیشہ کرتی رہی

ان توفاه الله تعالی فان قیل المواظبة من غیر ترک دلیل الوجوب فلم لم یجب الاعتکاف فالجواب انه علیه السلام
یہان تک کہ اللہ نی اونکو وفات دی اگر کوئی اعتراض کری ہمیشگی ایک عمل کی بدون ترک کی وجوب کی دلیل ہوتی ہی پہر اعتکاف واجب کیون نہین ہوا تو جواب یہ ہی

کان فی حق الواجب بعد المواظبة علیه ینکر علی تارکه ولم ینکر علی من ترک الاعتکاف فعلم انه لیس بواجب
کہ نبی علیہ السلام عمل واجب کی باب میں بعد مواظبت کی اوس عمل کی تارک کو برا جانتی تہی اور اعتکاف کی تارک پر کبہی انکار نہین کیا اس سی معلوم ہوا کہ اعتکاف

بل هو سنة مؤکدة علی طریق الکفایة فی العشر الاخیر من رمضان وفی غیره من الازمنة نفل وانما یجب
واجب نہین بلکہ سنت موکدہ رمضان کی پچھلی عشرہ میں بطور کفایہ کی ہی اور رمضان کی پچھلی عشرہ کی سوا اور وقتون میں نفل ہی اور واجب تب ہوتا ہی

بالنذر والتعلیق بالشرط واما ما کان بالشروع فهو تطوع ثم ان اقل الواجب یوم حتی لو نذر اعتکاف یوم
کہ نذر مانو یا کسی شرط سی متعلق کرو لیکن جو اعتکاف شروع کرنی سی لازم ہوتا ہی سو وہ تطوع ہی پہر کم سی کم مدت اعتکاف واجب کی ایکدن ہی یہان تک کہ اگر اعتکاف

یدخل المسجد قبل طلوع الفجر ولا یخرج الا بعد غروب الشمس فان قطعه قبل ذلک او افسده یقضیه
ایکدن کا نذر مانا تو مسجد میں صبح صادق سی پہلی داخل ہو اور بعد غروب آفتاب کی مسجد سی نکلی سو اگر غروب آفتاب سی پہلی اعتکاف کو قطع کیا یا فاسد کر دیا تو اوسکو

ولو نذر اعتکاف یومین او اکثر یدخل المسجد فی ابتداء شروعه قبل غروب الشمس
اور اگر دو دن یا کئی دن کی اعتکاف کی نذر کری تو اعتکاف شروع کرنیکو مسجد میں غروب آفتاب سی پہلی داخل ہو

ولا یخرج عند تمامه الا بعد غروبها ولو مات قبل ان یعتکف یلزمه ان یوصی بان یطعم
اور پورا ہونی کی بعد مسجد سی بعد غروب آفتاب کی نکلی اور اگر اعتکاف کرنی سی پہلی مرجاوی تو لازم ہی کہ وصیت کر دی

عنه لکل یوم نصف صاع من الحنطة ولا یصح ما وجب من الاعتکاف الا بالصوم
کہ ہر ہر دن کی بدلہ آدہا آدہا صاع گیہون کا مساکین کو دیدیں اور اعتکاف واجب بدون روزہ کی ادا نہین ہوتا

حتی لو نذر اعتکاف یوم قد اکل فیه لا یصح نذره ولا یلزمه شئ وکذا
یہان تک کہ اگر کسی نی ایکدن کا اعتکاف نذر مانا کہ اوسمین کہا چکا تہا تو اوسکی نذر صحیح نہین ہی اور اوسکی ذمہ کچہہ لازم نہین ہی اور ایسی ہی

لو نذر اعتکاف لیلة لا یصح لان اللیل لیس محلا للصوم واما النفل فالصوم
اگر رات کی اعتکاف کی نذر کی تو صحیح نہین ہی اسلئی کہ رات کو روزہ نہین ہوتا اور اعتکاف نفلی میں ظاہر روایت کی موافق روزہ

لیس شرطا فیه فی ظاهر الروایة وهو قولهما ایضا فعلی هذه الروایة لیس لاقله تقدیر حتی ان من
شرط نہین ہی اور صاحبین کا بہی یہی قول ہی اب اس روایت کی موافق کم سی کم مدت اعتکاف کی مقرر نہین ہی یہان تک کہ جو شخص

دخل المسجد ونوى الاعتكاف الى ان يخرج يكون معتكفا ما دام فيه ويحصل له ثواب المعتكفين فاذا خرج
مسجد میں آوی اور نکلنی تک کی وقت میں اعتکاف کی نیت کری تو معتکف ہوجاویگا جبتک مسجد میں رہیگا اور اوسکو اعتکاف والوں کا سا ثواب ملیگا اور جب
منه ينتهي اعتكافه وروى الحسن عن ابي حنيفة ان الصوم شرط الصحة فعلى هذه الرواية اقله يوم ثم الاعتكاف
مسجد سی نکلیگا تو اوسکا اعتکاف پورا ہوجاویگا اور حسن امام ابو حنیفہ سی روایت کرتا ہی کہ روزہ صحت اعتکاف کی شرط ہی اس روایت کی موافق کم سی کم مدت ایکدن
لا يصح الا في مسجد الجماعة له امام ومؤذن يصلي فيه الصلوات الخمس بالجماعة لانه عبادة انتظار الصلوة
سوا مسجد جماعت کی جسکا امام اور مؤذن معین ہو اور اوسمیں پانچوں نمازیں جماعت سی ہوتی ہوں درست نہیں ہوتا اسواسطی کہ نماز کی انتظاری عبادت ہی
فيختص بمكان يصلي فيه ذلك والمرأة تعتكف في مسجد بيتها اي في موضع صلوتها في بيتها ولا يخرج منه
سو اوسیکی جگہ ہونا چاہئی جہاں وہ نمازیں ہوتی ہوں اور عورت اپنی گہر کی مسجد میں اعتکاف کری یعنی جس جگہ اپنی گہر میں نماز پڑہتی ہی پہر اوس جگہ سی
اذا اعتكفت فيه وليس لها ان تعتكف في غير موضع صلوتها في بيتها وان لم يكن في بيتها موضع الصلوة
اگر اعتکاف کیا تو نہ ٹلی اور عورت کو جایز نہیں ہی کہ اپنی گہر میں سوا نماز کی جگہ کی اور کہیں اعتکاف کری اور اگر اوسکی گہر میں نماز کی جگہ کوئی معین نہو
لا يجوز لها الاعتكاف فيه ولا يخرج المعتكف من المسجد الا لحاجة شرعية كالجمعة او طبيعية كالبول و
تو اوسکو گہر میں اعتکاف کرنا جایز نہیں ہی اور معتکف مسجد سی بدون حاجت شرعی کی باہر نہ نکلی جیسی نماز جمعہ یا بدون حاجت طبیعی کی جیسی پیشاب اور
الغائط واذا خرج لبول او غائط لا يمكث في منزله بعد الفراغ من الطهور ويخرج الى الجمعة حين زوال الشمس
پاخانہ اور اگر واسطی پیشاب یا پاخانہ کی مسجد سی باہر آیا تو طہارت سی فارغ ہوکر گہر میں دیر نہ لگاوی اور نماز جمعہ کی واسطی آفتاب ڈہلنی کی وقت روانہ ہو
ان كان معتكفا قريبا من الجامع بحيث لو انتظر زوال الشمس لا يفوته الخطبة وان كان تفوته الخطبة
اگر مسجد جامع سی نزدیک معتکف ہوا ایسا کہ اگر آفتاب ڈہلنی کا انتظار کری تو خطبہ نہ فوت ہوجاوی اور اگر جانی کہ خطبہ ہوچکیگا
لا ينتظر زوال الشمس بل يخرج في وقت يمكنه ان ياتي الجامع ويصلي اربع ركعات قبل الاذان الذي بين يدي
تو آفتاب ڈہلنی کا انتظار نکری بلکہ ایسی وقت روانہ ہو کہ مسجد جامع میں جاکر چار رکعتیں نماز کی اوس اذان سی پہلی پڑہ لی جو منبر کی سامنی ہوتی ہی
المنبر وفي رواية ست ركعات ركعتان تحية المسجد واربع سنة وبعد الجمعة يمكث بقدر ما يصلي اربع
اور ایک روایت میں ہی کہ چہہ رکعتیں پڑہ لی دو رکعت تحیۃ المسجد کی اور چار سنتیں اور بعد نماز جمعہ کی اتنا ٹہری کہ چار رکعتیں
ركعات او ست ركعات على حسب اختلاف الاخبار الواردة في النافلة بعد الجمعة ولا يمكث اكثر من ذلك
یا چہہ رکعتیں پڑہ لی موافق اختلاف حدیثوں کی کہ جمعہ کی بعد کی نفلوں میں وارد ہوئی ہیں اور اسقدر سی زیادہ دیر نہ لگاوی
وان مكث لا يضره ولو يوما وليلة لكن لا يستحب له ذلك ولا يخرج لعيادة المريض ولا لصلوة الجنازة ولا
اور اگر دیر لگاویگا تو کچہ نقصان نہیں ہی اگرچہ ایکدن رات تک لیکن یہہ خلاف مستحب ہی اور بیمار پرسی کی واسطی نہ جاوی اور نہ واسطی نماز جنازہ کی جاوی اور نہ
لاداء الشهادة وهذا كله قول ابي حنيفة لان الخروج من المسجد بلا عذر ولو ساعة يفسد الاعتكاف عنده
گواہی دینی جاوی یہہ تمام قول امام ابو حنیفہ کا ہی اسواسطی کہ مسجد میں سی بلا عذر نکلنا اگرچہ ایک ساعت کی لئی ہو اونکی نزدیک اعتکاف کو فاسد کردیتا ہی
وهو القياس لان الخروج ينافي اللبث وما ينافي الشئ يستوي فيه القليل والكثير كالاكل في الصوم والحدث
اور یہہ ہی قابل قیاس کی ہی اسواسطی کہ باہر نکلنا اندر ٹہرنی کی خلاف ہی اور جو شی کسی شی کی خلاف ہوتی ہی اسمیں تہوڑا اور بہت سب برابر ہی جیسی روزہ میں کہانا
في الطهارة وكذا اذا خرج ساعة بعذر المرض يبطل لان الخروج بعذر المرض من حيث انه لا يغلب وقوعه لم يكن
اور وضو میں حدث اور ایسی ہی اگر ایک ساعت کی واسطی بیماری کی عذر سی نکلی تو اعتکاف باطل ہوجاتا ہی اسواسطی کہ بیماری کی عذر سی نکلنا بایں اعتبار کہ نادر الوقوع ہی
مستثنى عن الايجاب فصار كانه خرج من غير عذر الا انه لا ياثم بالخروج بعذر المرض وكذا اذا خرج بغير عذر
کبہی کبہی ہوتی ہی ایجاب سی مستثنی نہیں ہوا ہی سو ایسا گویا بلا عذر باہر نکل آیا ہاں اتنا ہی کہ بیماری کی عذر سی نکلنی میں گنہگار نہیں ہوتا اور ایسی ہی اگر بلا عذر

عالمگیری/درر

ناسيا يبطل اعتكافه وكذا اذا انهدم المسجد وانتقل الى مسجد اخر او اخرجه السلطان كرها او اخرجه
بھولکر نکل آوی تو اعتکاف باطل ہوتا ہی اور ایسی ہی اگر مسجد ڈہ جاوی اور معتکف دوسری مسجد میں چلا جاوی یا اوسکو حاکم زبردستی نکال دی یا قرض خواہ نکالدی

الغريم او خرج هو وحبسه الغريم ساعة يبطل اعتكافه وقالا لا يفسد ما لم يخرج اكثر من نصف يوم وهو
یا وہ آپ نکلی اور قرض خواہ ایک ساعت بہی پکڑ رکہی اعتکاف باطل ہوجاتا ہی اور صاحبین کہتی ہیں اعتکاف باطل نہیں ہوتا جبتک آدہی دن سی زیادہ نہ نکلا رہی

اوسع للناس اذ لا بد لهم من الخروج لاقامة حوائجهم فلو لم يبح القليل منه لوقعوا في الحرج ولا حرج في الكثير
اس قول میں لوگوں کو بہت گنجایش ہی کیونکہ واسطی اپنی کاروبار ضروریکی نکلنا پڑتا ہی پس اگر تہوڑی مدت مباح نہووی تو البتہ حرج ہووی گا اور اس زیادہ میں نہ یعنی آدہی

الذي هو اكثر من نصف يوم ويجوز للمعتكف ان ياكل ويشرب وينام ويبيع ويشتري في المسجد من غير
دن سی زیادہ میں کچہہ حرج نہیں ہی اور معتکف کو جایز ہی کہ مسجد کی اندر کہاوی اور پیوی اور سووی اور بیچی اور خریدی نا پہکر کا اسباب مسجد میں

احضار السلعة فيه قال بعض العلماء المراد به ما لا بد منه كالطعام ونحوه واما اذا اراد ان يتخذه متجرا
نہ لا رکہی بعضی علما کہتی ہیں کہ اس سی مراد ضروری کاریں جیسی کہانا وغیرہ اور اگر معتکف چاہی کہ مسجد کو دکان تجارت کی بنالی

يكره له ذلك قال الزيلعي وهذا صحيح لانه منقطع الى الله تعالى فلا ينبغي له ان يشتغل فيه بامور
تو یہہ مکروہ ہی زیلعی کہتا ہی کہ یہہ قول صحیح ہی کیونکہ خدا کی واسطی الگ ہو بیٹہا ہی تو اب اچہا نہیں ہی کہ مسجد میں امور دنیا میں مشغول ہو

الدنيا ويكره له الصمت والمراد صمت يعتقده عبادة وهو منهي عنه لكونه شريعة منسوخة ويلازم
اور معتکف کو مکروہ ہی چپکی رہنا اور مراد چپکی رہنا عبادت سمجہہ کر اور یہہ ممنوع ہی اسواسطی کہ یہہ طریق منسوخ ہی قرآن کی تلاوت

قراءة القران والحديث وعلم الدين وسير النبي وقصص الانبياء وحكايات الصالحين وكتابة امور الدين و
کیا جاوی اور حدیث اور علم دین فقہ وغیرہ اور تاریخ نبی اور احوال انبیاء کی اور حکایات صالحین کی پڑہا کری امور دینی لکہا کری اور رہی

اما التكلم بالبيس بخير فانه مكروه لغير المعتكف في غير المسجد فما ظنك للمعتكف في المسجد ويحرم عليه
گفتگو بیجا بیہودہ تو بدون اعتکاف کی مسجد سی باہر بہی مکروہ ہی پہر معتکف کی واسطی مسجد کی اندر تجہکو کیا خیال ہی اور معتکف پر

الوطي بقوله تعالى وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ وكذا دواعيه كاللمس والقبلة ويبطل الاعتكاف
وطی حرام ہی موافق اس آیت کی اور نہ لگو اونسی جب اعتکاف بیٹہی ہو مسجدوں میں اور ایسی ہی وطی کی سامان جیسی چہونا اور بوسہ لینا اور وطی سی مطلقا اعتکاف

بالوطي مطلقا وبالدواعي ان انزل والا فلا ولو اراد ايجاب الاعتكاف على نفسه ينبغي ان يذكر بلسانه ولا
باطل ہوجاتا ہی اور وطی کی سامان سی اگر انزال ہوگیا تو باطل ہوجاتا ہی اور نہیں تو نہیں باطل ہوتا اور اگر کسی نی اپنی اوپر اعتکاف واجب کرنیکا ارادہ کیا تو چاہئی کہ زبان سی کہی

يكتفي بنية القلب لان النذر عمل اللسان فلا يكون الا به بخلاف النية فانها عمل القلب ولو اعتكف رجل
صرف دل کی نیت پر اکتفا نہ کری اسواسطی کہ نذر کرنا زبان کا کام ہی سو زبان ہی سی پورا ہوتا ہی بخلاف نیت کی کیونکہ یہہ دل ہی کا کام ہی اور اگر کسی شخص نی

من غير ان يوجبه على نفسه ثم خرج لا شئ عليه في ظاهر الرواية المجلس الثاني والثلثون في بيان
بلا وجوب اعتکاف شروع کیا پہر اعتکاف سی خارج ہوا تو ظاہر روایت میں اوسپر کچہہ نہیں آتا بتیسویں مجلس

صدقة الفطر واحكام العيدين وبيان البدع فيه فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم
صدقة الفطر کی بیان اور دو نو عیدکی احکام میں اور بیان عید کی بدعتوں کا رسول الله صلی الله علیه وسلم نی زکوة فطر کو

زكوة الفطر طهرة للصائم من اللهو واللغو ايضا فعلى هذه للمساكين هذا الحديث من حسان المصابيح
فرض کردی ہی روزہ دار کی طہارت کی واسطی لہو اور لغو اور [illegible] کی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی

رواه ابن عباس وهو يدل على وجوب صدقة الفطر لان الفرض في اللغة بمعنى التقدير وفي الشرع بمعنى
ابن عباس کی روایت سی اسحدیث سی صدقہ فطر کا واجب معلوم ہوتا ہی اسواسطی کہ لغت میں معنی فرض کی اندازہ کرنیکی ہیں اور شرع میں ایجاب کی

الایجاب ولفظ الشارع اذا دار بین المعنی الشرعی والمعنی اللغوی یتعین حمله علی المعنی الشرعی ما امکن لان
معنی ہین اور شارع کی کلام اگر درمیان معنون شرعی اور معنون لغوی کی دایر ہوتی ہی تو وہ معنی جہان تک ہوسکی شرعی معنون پر حمل کی جاتی ہین اسواسطی
الغالب من حال النبی علیه السلام تعریف الاحکام دون اللغات فعلی هذا یکون المعنی ان وجوب صدقة الفطر
کہ اکثر اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم احکام شرعی کو بیان فرماتی تہی لغات نہین بیان کرتی تہی اس تقریر کی موافق معنی حدیث کی یہہ ہونگی کہ صدقہ فطر کا
علی الانسان لفائدتین احدهما کونها کفارة لخطایاه وتطهیر اله مما صدر عنه فی حال الصوم من اللهو واللغو
انسان پر دو فائدہ کی واسطی واجب ہوا ہی ایک تو کفارہ ہی اوسکی خطاؤن کا اور اوسکی پاکیزگی ہی اوس بیجا عمل سی جو روزہ کی حالت مین ہوا ہو لہو اور لغو
الذین لیس فی واحد منهما فائدة دینیة او دنیویة ومن الرفث الذی هو الکلام القبیح ومایضاهیه من الفاظ الجماع
جنمین کوئی فائدہ نہین ہی نہ تو فائدہ دین کا اور نہ فائدہ دنیا کا اور طہارت ہی رفث سی یعنی کلام بد اور جو اوسکی مانند ہی الفاظ جماع کی
لان الحسنات یذهبن السیئات والثانیة کونها قوتا للمساکین حتی یکون الفقیر فی هذا الیوم کالغنی فی
البتہ نیکیان دور کرتی ہین برائیون کو اور دوسرا فائدہ مساکین کی روزی ہی یہان تک کہ فقیر اوس روز قوت حاصل کرکر غنی کی مانند ہوجاتا ہی
وجدان القوة وعدم الاحتیاج الی السوال لانه علیه السلام قال اغنوهم عن المسئلة فی مثل هذا الیوم واشار
اور حاجت سوال کی نہین رہتی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا انکو سوال کرنی سی آج کی روز غنی کردو اور یہہ اشارہ ہو
الی ان هذا الیوم انما یکون عید اللفقراء اذا استغنوا فیه عن السوال بوصول صدقة الاغنیاء الیهم
کہ یہہ دن فقیرون کی حق مین عید جب ہی ہی کہ توانگرون سی صدقہ لیکر سوال کرنی کی حاجت نرہی
لان الاغنیاء مکلفون بانفاق المال فی سبیل الخیر وسر ذلك التکلیف ان المال محبوب الخلق وهم مامورون
اسواسطی کہ توانگرون کو حکم ہی کہ راہ خیر مین مال خرچ کرین اس حکم مین بہید یہہ ہی کہ مال تمام خلقت کو محبوب ہوتا ہی اور اونکو محبت الہی کا حکم ہی
بحب الله تعالی وقد ادعوا ذلك بنفس الایمان لان قولهم لا اله الا الله معناه انا قد علمنا واعتقدنا ان
اور وہ بہی صرف ایمان کی راہ سی محبت کا دعوی کرتی ہین اسلئی کہ اونکا قول لا الہ الا اللہ اسکی یہہ معنی ہین ہمنی جان لیا اور اعتقاد کیا کہ
لا معبود ولا محبوب الا الله فالتزمنا عبادته ومحبته ولا نعبد ولا نحب الا ایاه فجعل بذل المال معیارا
نہ کوئی معبود ہی اور نہ کوئی محبوب ہی سواء اللہ کی سو ہمنی اوسکی عبادت اور محبت اپنی ذمہ پر لی نہ ہم اوسکی سوای کسیکی عبادت کرین نہ کسیکو محبوب رکہین سو مال کا خرچ کرنا
لحبهم ومصداقا لصدقهم من حیث ان جمیع المحبوبات تبذل فی سبیل المحبوب الذی غلب حبه فی قلبه
اونکی محبت کا نشان مقرر ہوا اور اونکی سچی دعوی کی تصدیق ہی اس لحاظ سی کہ تمام محبوب چیزین ایسی محبوب کی واسطی کہ اوسکی محبت دل مین زیادہ تر ہو خرچ کرنا ہی
فمن بذل فهو من الذین صدقوا ما عاهدوا الله علیه ومن لم یبذل یکون من الذین یقولون بافواههم
سو جسنی مال خرچ کیا وہ اون لوگون مین ہی کہ اللہ سی جو عہد کیا تہا وہ سچ کر دکہایا اور جسنی مال نہ خرچ کیا وہ اون لوگون مین ہی جو زبانی وہ باتین بتاتی ہین
ما لیس فی قلوبهم بل ممن اتبع هوٰیه وجعله الٰها لنفسه حتی کانه یعبده فان من یعمل بهوی نفسه لا
جو اونکی دلین نہین ہین بلکہ یہ وہین ہین جو اپنی ہوا کی تابع ہین اور ہوا کو اپنا معبود بنایا ہی گویا اوسی کی عبادت کرتا ہی کیونکہ جو ہواء نفسانی پر عمل کرتا ہی
یهوی نفسه شیئا الا یرتکبه ویخالف مولاه ولهذا قال النبی علیه السلام ابغض اله عبد فی الارض عند
تو پہر اوسکا نفس جو تمنا کرتا ہی سو ہی کرتا ہی اور مولی کی مخالفت کرتا ہی اسی واسطی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بدتر معبود کہ زمین کی اوپر پوجا گیا ہی
الله تعالی هو الهوی فعلی هذا یجب علی المکلف [illegible] لان الخروج [illegible] بیدیة الاشیاء الاول ترك المعاصی فان المعصیة
خدا کی نزدیک ہوا ہوس ہی اسکی موافق مکلف پر [illegible] دل معاہ کا ترک کرنا کیونکہ معصیۃ کا ترک کرنا
وان کان ترکها لا [illegible] بعض الازمان الزم واوجب لقوله تعالی ان عدة
اگرچہ ہمیشہ [illegible] اور اجب ہوتا ہی اس دلیل سی مہینون کی گنتی

ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتب الله يوم خلق السموت والارض منها اربعة حرم ذلك الدين
اللہ کی پاس بارہ مہینی ہین اللہ کی حکم مین جسدن پیدا کئی آسمان وزمین اونمین چار ہین ادب کی یہہ ہی سیدھا

القيم فلا تظلموا فيهن انفسكم يعني ان عدة الشهور القمرية التي عليها يدور كثير من الاحكام الشرعية
دین سو اونمین ظلم نکرو اپنی اوپر یعنی گنتی قمری مہینون کی جس سی بہت سی احکام شرعی موافق حکم الہی کی متعلق ہورہی ہین

في حكمه تعالى اثنا عشر شهرا مثبتا في اللوح المحفوظ منذ خلق السموت والارض من تلك الشهور الاثني عشر
وہ تمام بارہ مہینی ہین لوح محفوظ مین ثابت جب سی اللہ تعالی نی آسمان وزمین کو پیدا کیا ہی اون بارہ مہینون مین سی

اربعة حرم وهي ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب وكون هذه الشهور الاربعة المعينة حرما هو الدين
چار معزز ہین یعنی ذیقعد خالی اور ذالحج بقر عید اور محرم ۱۰ اور رجب مریم روزہ اور یہہ چارون معین مہینی جو معزز اور حرم ٹہری ہین یہہ طریق

المستقيم دين ابرهيم واسمعيل عليهما السلام فلا تظلموا فيهن انفسكم بهتك حرمتها وارتكاب المعاصي
راست دین ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کا ہی سو تم لوگ ان مہینون کی حرمت توڑکر اور انکی اندر عمل بد کرکر اپنی جانون پر ظلم مت اتارو

فيها فان العمل الصالح كما انه اعظم اجرا فيهن كذلك المعصية فيهن اعظم وزرا من المعصية في غيرهن
کیونکہ نیک کار جیسی ان مہینون کی اندر ثواب مین زیادہ ہوتا ہی ایسی ہی گناہ ان مہینون کی اندر سزا مین بہ نسبت اور مہینون کی سخت ہوتا ہی

وكذا المعصية في شهر رمضان ويوم الجمعة ويوم عرفة ولياليها وليلة القدر وايام العيدين ولياليهما
اور ایسی ہی گناہ ماہ رمضان مین اور جمعہ کی دن اور عرفہ کی روز اور انکی راتون مین اور شب قدر مین اور دونو عیدکی دن اور انکی راتون مین

اكثر وزرا لانه تعالى فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التي تفعل فيها وجعل ثواب العبادات ونزول
سزا مین زیادہ ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی ان اوقات کو یہہ فضیلت بخشی ہی کہ ان وقتون مین خاص خاص عبادتین مقرر فرمائین جو اونہین عمل مین آتی ہین اور ثواب عبادات کا

الرحمة ووصول المغفرة فيها اكثر من غيرها رحمة لهذه الامة فمن لم يعرف هذه النعمة التي كانت عليه فيها
اور رحمت کا نازل کرنا اور مغفرت کا دینا ان وقتون مین بہ نسبت اور وقت کی واسطی رحمت اس امت کی زیادہ مقرر فرمایا ہی پھر جو شخص اس نعمت کی قدر نسمجھی جو اسکو ان وقتون

بل هتك حرمتها بارتكاب انواع الذنوب فيها فقد استحق ان يكون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى
حاصل ہی بلکہ ان مہینون کی حرمت طرح طرح کی گناہ عمل کرکر خراب کری تو بیشک وہ شخص سخت تر عذاب کا مستحق ہی اور اوسکا عذاب زیادہ تر چاہیی سو

المؤمن ان يعرف ما انعم عليه ويعظم ما عظمه الله تعالى حتى يكون عند الله عظيما وتعظيم هذه الاوقات
مؤمن کو لازم ہی کہ جو اوسکو اللہ نی انعام دیا ہی اوسکو پہچانی اور جسکو اللہ نی عظمت دی ہی اوسکی تعظیم کری تاکہ اللہ کی نزدیک اوسکو بھی عظمت ملی اور ان اوقات کی تعظیم

انما يكون بزيادة الاعمال الصـ[illegible] فيها فمن عجز عنها فاقل حواله في التعظيم ان يحترز عما يحرم عليه ويكره له
یہہ ہی کہ ان وقتون مین صالح اعمال زیادہ تر کیا کری جس سی یہہ ہو [illegible] سکی تو پہر کم سی کم تعظیم اسکی حق مین یہہ ہی کہ محرمات اور مکروہ [illegible] گناہ کری سو تمام بدعات

[illegible] ات وكثير من الناس في [illegible] ذه الازمان فقد
[illegible] له فيها من المهيب [illegible]

[illegible] ب وغيرها من انواع
اور منکرات اور جو جو

اخذ واضد هذا المعنى حيـ[illegible]

سيات بعضهم بالمباشرة وبعضه
چنانچہ ایام عیدین مین رائج

هو عدوه وعدو الله تعالى والثالث بعده من الجنة والرابع قربه من جهنم والخامس جفاء من

جو اسکا بہی اور خدا کا دشمن ہی تیسری جنت سی دوری چوتہی دوزخ سی نزدیکی پانچوین اپنی جان پر ظلم کرنا

هو احب اليه وهو نفسه والسادس تنجيس نفسه التي جعلها الله تعالى طاهرة والسابع ايذاء الحفظة

جسکو سب سی زیادہ محبوب رکہتا ہی چھٹی اپنی جان کا ناپاک کرنا جسکو اللہ تعالی نی پاک پیدا کیا ہی ساتوین کراما کاتبین کو ایذا دینی

الذين لا يؤذونه والثامن احزان النبي عليه السلام في قبره والتاسع اشهاد الارض والليل والنهار على نفسه

جو کہ اسکو نہین ستاتی آٹہوین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف کی اندر غمگین کرنا نوین زمین اور رات دن کو اپنی برائی پر گواہ کرنا

والعاشر خيانته لجميع الخلائق لان المطر يقل بالذنب فاذا كان حال من فعل سيئة واحدة هذا فماذا

دسوین تمام عالم کی بدخواہی اسواسطی کہ گناہون کی شامت سی مینہ برسنا بند ہو جاتا ہی جب ایک گناہ مین یہہ حال ہو تو پہر دیکہو

يكون حال من يفعل فنونا من السيئات لا سيما في هذه الايام المباركات مع ان الخطباء ينادون على

اوس شخص کا جو طرح طرح کی گناہ کرتا ہی کیا حال ہوگا خاص کر ان مبارک دنون مین باوجودیکہ وعاظ نصیحت کرنی والی منبرون پر پکار پکار کر

المنابر ويقولون ليس العيد لمن لبس الجديد انما العيد لمن امن الوعيد ليس العيد لمن تبخر بالعود انما

کہی جاتی ہین کہ عید اوسکی لئی نہین ہی جو نئی کپڑی پہن لی عید اوسہی کی ہی جو وعید سی پناہ مین رہی عید اوسکی لئی نہین ہی جو خوشبو مین بسی

العيد للتائب الذي لا يعود ليس العيد لمن تزين بزينة الدنيا انما العيد لمن تزود بزاد التقوى ليس العيد

عید اوسہی کی ہی کہ توبہ کرکر پہر نہ پہنسی عید اوسکی نہین ہی جو دنیا کی زینت سی آرایش کری عید اوسہی کی ہی جو توشہ تقوی سی آسایش کری عید اوسکی نہین ہی

لمن ركب المطايا انما العيد لمن ترك الخطايا ليس العيد لمن بسط البساط انما العيد لمن جاوز الصراط وقال

جو اونٹنیون پر سوار ہو عید اوسہی کی ہی جو خطا سی بیزار ہو عید اوسکی نہین ہی جو فرش فروش بچہاوی عید اوسہی کی ہی جو صراط پر سی سلامت گذر جاوی اور

النبي عليه السلام استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر وروي انه عليه السلام

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکی ہین کہ ملاہی کا سننا تو معصیت ہی اور اوسکی عادت کرنا فسق ہی اور اوس سی مزہ لینا کفر ہی اور روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی

ادخل اصبعيه في اذنيه عند سماعه وهم يسمعون امثال تلك الكلمات ولا يلتفتون اليها بل يدعون

ملاہی کی آواز سنکر کانون مین انگلیان دیلین تہین اب یہہ لوگ ایسی ایسی کلمات کو سنتی ہین اور اوس روایت کی طرف توجہ نہین کرتی بلکہ تسپر اسلام کا دعوی

الاسلام ومحبة الله ورسوله ومع ذلك يخالفونهما في الاوامر والنواهي فيكون الحال مشكلا والحكام

کرتی ہین اور اللہ اور رسول کی محبت جتلاتی ہین اور تمام امر و نہی مین اللہ رسول کی مخالفت کئی جاتی ہین اب کیا مشکل کی بات ہی کہ حاکم وقت

يشاهدون امثال تلك المنهيات ولا يمنعون شيئا منها بل يساعدون فيها فمن كان باكيا فليبك على

ان تمام منہیات کو دیکہتی ہین اور اسمین سی ذرہ منع نہین کرتی بلکہ اوسمین اور مدد دیتی ہین اب جو کوئی روئی تو چاہئی کہ اسلام کی

الاسلام وغربته اذ قد عاد الاسلام غريبا كما بدأ غريبا نعم ان هذه الايام ايام فرح وسرور لكن ينبغي ان

غربت پر روئی کیونکہ اسلام اب ویساہی غریب ہوگیا جیسی غریب شروع ہوا تہا ہان یہہ دن فرح اور سرور کی ہین پر یون چاہئی

يكون اظهار الفرح والسرور فيها بما كان مباحا او مستحبا كالاغتسال والتطيب ولبس احسن الثياب

کہ خوشی اور سرور ایسی اسباب سامان سی ظاہر کری جو مباح یا مستحب ہووی جیسی نہانا اور خوشبو لگانی اور اچہی اچہی مباح کپڑی پہنی

المباحة التي تكون جديدة او غسيلة على ما سيجيء لا بما كان حراما كلبس الحرير والخوض في الباطل لان العيد

کہ وہ یا نئی ہون یا دہوئی ہوئی ہون چنانچہ آگی آتا ہی حرام سامان سی نہ کری جیسی حریر کا پہننا اور باطل باتون مین گہسنا کیونکہ عید کو

انما سمي عيدا لانه تعالى يعود فيه على المؤمنين بالمغفرة والاحسان فيجب عليهم ان يجتنبوا المعصية والطغيان

اسہی لئی عید کہتی ہین کہ اللہ تعالی مؤمنون پر ... مغفرت اور احسان کرتا ہی پہر اون پر یہی واجب ہی کہ معصیت اور سرکشی سی کنارہ کرین

حتى يكونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والخذلان وقد حكي عن بعض العارفين انه

تاکہ سعادت مند اور لائق خوشنودی کی ہوں بدبخت اور ٹوٹی والوں میں نہوں اور بعضی عارفوں سے حکایت کرتے ہیں کہ وہ

مر يوم العيد بقوم يلعبون ويضحكون فقال ان كان قد تقبل من هؤلاء لزمهم ان يشكروا وليس هذا

عید کی دن ایک قوم پر پہنچے کہ کھیل رہی تھی اور ہنستی تھی فرمایا اگر ان لوگوں کی عید مقبول ہوئی ہے تو اونکو لازم ہے کہ شکر کریں اور یہہ شکرگذاروں کی

فعل الشاكرين وان كان لم تقبل منهم لزمهم ان يخافوا وليس هذا فعل الخائفين ثم ينبغي ان يعلم ان بعض

کام نہیں ہیں اور اگر مقبول نہیں ہوئی تو لازم ہے کہ خدا کا خوف کریں اور یہہ ڈرنیوالوں کی کام نہیں ہیں پہر سمجھنے کی بات ہے کہ بعضی لوگ

الناس قد زعموا ان ضرب الدف والغناء يوم العيد جائز لما روي عن عائشة ان ابا بكر رض دخل عليها يوم

کہتے ہیں کہ دف دائرہ بجانا اور گانا عید کی دن جایز ہے اسلئے کہ روایت ہے حضرت عائشہ رض سے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اونکی یہاں عید کی

العيد وعندها جاريتان تغنيان بالدف ورسول الله عليه السلام متغش بثوبه فزجرهما ابو بكر فكشف النبي عم

دن آئے اسوقت اونکی پاس دو لڑکیاں گاتی تہیں اور دف بجاتی تہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑہے ہوئے تھے اون لڑکیوں کو ابوبکر نے منع کیا تو نبی صلی اللہ علیہ

وجهه فقال دعهما يا ابا بكر فان لكل قوم عيدا فهذا عيدنا فان هذا الحديث وان كان يدل على ما زعموا

وسلم نے منہ کہولکر فرمایا ابوبکر جانے دے کیونکہ ہر ہر قوم کی عید ہوتی ہے آج ہماری عید ہے اب یہہ حدیث اگرچہ اونکی قول پر جو جایز بتاتی ہیں دلالت کرتی ہے

لكن ليس كما زعموا اذ قد ذكر في نصاب الاحتساب ان هذا الحديث متروك غير معمول به لقوله تعالى ومن الناس

پر یوں نہیں ہے جو وہ کہتی ہیں کیونکہ نصاب الاحتساب میں مذکور ہے کہ یہہ حدیث متروک ہے اس حدیث پر عمل نہیں ہے واسطے اس آیت کی ایک لوگ ہیں

من يشتري لهو الحديث فان المراد من لهو الحديث على ما ذكر في معالم التنزيل عن ابن مسعود وابن عباس

کہ خریدار ہیں کھیل کی باتوں کی کیونکہ مراد لہو الحدیث سے جو آیت میں ہے موافق بیان معالم التنزیل کی ابن مسعود اور ابن عباس

وعكرمة وسعيد بن جبير الغناء وما في معناه من المعازف والمزامير والمراد من اشتراه اختياره والمعنى ان بعضا

اور عکرمہ اور سعید بن جبیر سے غنا ہے اور جو اسکی مثل ہے گانا اور مزمار بجانا اور اشترا سے مراد ہے پسند کرنا یعنی بعضی ایسی لوگ ہیں

من الناس يختار الغناء وما في معناه من المعازف والمزامير ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هزوا

جو غنا کو پسند کرتی ہیں اور اوسکی مثل کو سرود اور مزمار تا بچلاویں اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹہراویں اوسکو ہنسی

اولئك لهم عذاب مهين فدلت الاية على تحريم الغناء وما في معناه من الملاهي ويدل على هذا ايضا ان عائشة

وہ جو ہیں اونکو ذلت کی مار ہے یہہ آیت غنا کی حرمت پر دلالت کرتی ہے اور جو اوسکی مثل لہو کی چیزیں ہیں اور حرمت اس سے بہی معلوم ہوتی ہے کہ

بعد بلوغها لم ينقل عنها الا ذم الغناء والمعازف والثاني مما يجب على المكلف في هذا العيد صدقة الفطر

حضرت عائشہ رض سے بالغ ہوکر غنا اور معازف کی سوای برائی کی کچہہ منقول نہیں ہے اور دوسری جو اس عید میں انسان مکلف پر واجب ہے صدقۃ الفطر ہے

فانها تجب على كل مسلم حر غني والغنى الذي هو شرط لوجوبها ان يملك نصابا او ما يكون قيمته نصابا فاضلا

صدقۃ الفطر ہر ہر مسلم آزاد توانگر پر واجب ہے اور مقدور جو واسطے وجوب صدقہ فطر کی چاہیئے اتنی ہے کہ نصاب کا مالک ہو یا ایسی شئ کا مالک کہ اوسکی قیمت فاضل

عن حاجته الاصلية ولا يعتبر فيه وصف النماء فمن كانت له دار لا يسكنها فيؤجرها او لا يؤجرها تعتبر قيمتها

برابر ہو حاجت اصلی سے زیادہ ہو اور نامی ہونا یعنی بڑہنی والی چیز ہونا کچہہ ضرور نہیں یہہ زکوۃ میں معتبر ہے سو جسکی پاس ایک گہر ہو کہ جسمیں رہا نہیں کرتا پہر کرایہ دیتا ہو

في الغنى وكذا اذا سكنها وفضل عن سكناه شئ يعتبر قيمة الفاضل في الغنى لان ما كان من حاجته الاصلية

اوسکی قیمت معتبر ہوگی اور ایسی ہی اگر اوسمیں رہتا ہو اور رہنی سے کوئی طبقہ فاضل ہو تو اب اوس فاضل کی قیمت اس غنا میں معتبر ہوگی کیونکہ جتنا اوسکی حاجت میں ہے

لا بد ان يكون مشغولا بها لا بما سيحتاج اليه اذ ما من مال الا وقد يقع الحاجة اليه في وقت من الاوقات حتى

چاہیئے کہ اب اوسکی برتاؤ میں ہو وہ نہیں ہے جسکی آگی کو حاجت پیدا ہوگی اسواسطے کہ جو مال ہوتا ہے سو اوسکی حاجت کبہی نہ کبہی آہی لگتی ہے یہاں تک

لو كان في دار بكراء فاشترى قطعة ارض بمائتي درهم وبنى فيها دارا ليسكنها فهو غني بها لانها فاضلة
کہ اگر کرایہ کی گھر مین رہتا ہو اور ایک اور قطعہ زمین کا دو سو درہم کو مول لیکر رہنی کی لئی گھر بنایا تو اب اس گھر کی ملکیت سی غنی ہو ویگا اسلئی کہ یہ گھر اسوقت اوسکی حاجت سی

عن حاجته الحالية وانما يحتاج اليها في المستقبل ومن كان له دار فيها بيتان صيفي وشتوي
فاضل ہی اگر حاجت ہوگی تو زمانہ آیندہ مین ہوگی اور جسکی مکان مین دو مقام ہون گرمی کا اور جاڑی کا

لا يكون بها غنيا ولو كان فيها ثلثة بيوت يعتبر قيمة الثالث في الغنى وصاحب الثياب لا يكون
تو اس سی غنی نہین ہوتا اور اگر اوس مکان مین تین مقام ہون تو تیسری مقام کی قیمت غنا کی لئی اعتبار کی جائیگی اور کپڑون کا مالک

غنيا بثلث دستجات احدها للبذلة والثانية للمهنة والثالثة للجمع والاعياد وكذا بالفراشين
تین جوڑی کپڑی سی غنی نہین ہوتا ایک روزمرہ کی پہننی کا اور دوسرا کار کی وقت کا تیسرا جمعہ اور عید کی دنون کا اور ایسی ہی دو بچھونون سی غنی نہین ہوتا

وما زاد على الدستجات الثلث من الثياب وعلى الفراشين يعتبر قيمته في الغنى والغازي بفرسين
اور جسقدر تین جوڑہ اور دو بچھونون سی زیادہ ہوگا تو غنی ہونی مین اوسکی قیمت حساب مین لیجاوی گی اور غازی کا مجاہد دو گھوڑون سی

لا يكون غنيا وان كان له ثلثة افراس يعتبر قيمة احدها في الغنى وما زاد على الواحد من الدواب
غنی نہین ہوتا اور اگر تین گھوڑی ہونگی تو ایک گھوڑی کی قیمت غنی ہونی مین حساب کیجاوی گی اور جسقدر ایک چوپایہ سی زیادہ ہوگا

لغير الغازي فرسا كان او حمار الدهقان او غيره او الخادم الواحد يعتبر قيمته في الغنى وكذا كتب
سوای غازی کی کی اور شخص کی پاس گھوڑا ہو یا گدہا رئیس گانو کی لئی یا اور کسیکی یا ایک خادم سی زیادہ تو غنی ہونی کی لئی اوس زایدہ کی قیمت حساب مین لیجاویگی اور ایسی ہی

التفسير والحديث والفقه لاهله ما زاد على نسخة واحدة من رواية واحدة يعتبر قيمته في الغنى
تفسیر حدیث فقہ کی کتابین علماء کی لئی جو ایک ایک نسخہ سی زیادہ ہونگی تو ایک روایت مین غنی ہونیکی لئی قیمت اوسکی حساب لیجاویگی

وكذا ما زاد على الواحد من المصاحف لمن يحسن القراءة يعتبر قيمته في الغنى والمزارع بثورين وآلة الحراثة
اور ایسی ہی جو ایک قرآن سی زیادہ قاری کی پاس ہو تو غنا کی باب مین اوسکی قیمت معتبر ہی اور کسان دو بیلون سی اور کہیتی کی ریچہ ہل پانچی سی

لا يكون غنيا وكان له ثلثة ثيران يعتبر قيمة احدها في الغنى والبقرة الواحدة يعتبر قيمته في الغنى
غنی نہین ہوتا اور اگر تین بیل ہونگی تو ایک کی قیمت غنا مین معتبر ہوگی اور ایک ہی بیل ہو تو غنا مین اوسکی قیمت لیجاویگی

والخباز اذا كان له حنطة او ملح يعتبر قيمتها في الغنى وكذا القصار اذا كان له اشنان او صابون يعتبر
اور نان پز کی پاس اگر گیہون اور نمک ہو تو انکی قیمت واسطی غنا کی معتبر ہوگی اور ایسی ہی دہوبی اگر اوسکی پاس اشنان یا صابون ہوگا تو غنا کی لئی

قيمته في الغنى ومن كان له قوت سنة يساوي نصابا ففيه كلام والظاهر انه لا يعد من الغنى ذكره قاضيخان
قیمت انکی لیجاوی گی اور جسکی پاس ایک سال کا کہانا جسکی قیمت نصاب کی برابر ہو تو اسمین اختلاف ہی اور ظاہر یہ ہی کہ وہ غنی نہین شمار کیا جاتا یہ قول قاضیخان نی

في فتاواه والمراة اذا كانت لها جواهر ولآلي تلبسها في الاعياد وتتزين بها للزوج يعتبر قيمتها في الغنى وكذا
اپنی فتاوی مین ذکر کیا ہی اور جس عورت کی پاس جواہر اور موتی ہون کہ عید کی روز پہنتی ہو اور خاوند کی لیہانی کو سنگار کرتی ہو تو غنا کی بابت اسکی قیمت معتبر ہوگی اور

ان كانت لها دار تسكن فيها مع زوجها يعتبر قيمتها في الغنى ان قدر الزوج على الاسكان ويتعلق بهذا النصاب
ایسی ہی اگر عورت کی ملک مین گہر ہو جسمین خاوند کی ساتھ رہتی ہی تو اس گہر کی قیمت غنا مین معتبر ہوگی پر اس شرط پر کہ اوسکا خاوند گہر دینی کا مقدور رکہتا ہو اور اسی نصاب سی

حرمة اخذ الزكوة ووجوب صدقة الفطر والاضحية لان الغنى على ثلث مراتب غني يحرم عليه السوال
زکوۃ لینی حرام ہوتی ہی اور صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوجاتی ہین کیونکہ غنی تین قسم پر ہوتی ہین ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا

واخذ الصدقة ويجب عليه صدقة الفطر والاضحية والزكوة وهو من يملك نصابا كاملا ناميا وغني
اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور اوسپر صدقہ فطر اور قربانی اور زکوۃ واجب ہوتی ہی ایسا غنی وہ ہی جسکی ملک مین پورا نصاب کامل نامی بڑہتا ہوا ہو اور ایک غنی

يحرم عليه السوال واخذ الصدقة ويجب عليه صدقة الفطر والاضحية دون الزكوة وهو من

ایسا ہوتا ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوتی ہی اور زکوٰۃ واجب نہین ہوتی وہ ایسا شخص ہی

يملك ما قيمته نصاب من غير ان يكون فيه نماء وغنى يحرم عليه السوال لا اخذ الصدقة ولا يجب

جسکی پاس ایسی چیز ہو جسکی قیمت نصاب کی برابر ہو پر وہ چیز نامی نہو اور ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا حرام اور صدقہ لینا جایز اور

عليه شئ مما ذكر من صدقة الفطر والاضحية والزكوة وهو من يملك قوت يومه وما يستر عورته ثم

اوسپر جو جو اوپر مذکور ہوا کچھہ واجب نہین ہوتا نہ تو صدقہ فطر اور نہ قربانی اور نہ زکوٰۃ وہ ایسا شخص ہوتا ہی جسکی پاس ایک دن کا کہانا ہو اور بدن ڈہکنی کو کپڑا ہو

الواجب عندنا نصف صاع من بر او صاع من تمر او شعير والصاع ما يسع فيه الف واربعون درهما

پہر ہماری نزدیک گیہون کا آدہا صاع واجب ہوتا ہی اور پورا صاع چھوارہ اور جو کا اور صاع وہ ہوتا ہی جسمین ایک ہزار چالیس درہم آجاوین

وهو صاع عمر رض وكان قد فقد واخرجه الحجاج ولذلك سمى حجاجيا والظاهر انه كان صاع رسول الله صلى الله عليه وسلم

یہہ صاع حضرت عمر والا ہی پہر یہہ گم ہو گیا تہا اور حجاج نی نکالا اسی لئے صاع حجاجی کہلاتا ہی اور ظاہر یون ہی کہ یہہ صاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تہا

اذ كان عمر لا يخالفه فى شئ هذا اذا اعطى صدقة الفطر بالصاع ولو اعطاها بالوزن يجوز ايضا

اسلئی کہ حضرت عمر کسی باب مین اصلا مخالفت نہین کرتی تہی یہہ صاع جب چاہی کہ صدقہ فطر صاع سی ناپ کر ادا کری اور اگر صدقہ فطر تول کر دی تو بہی جایز ہی

لان تقدير الصاع لما كان بالوزن جاز الاعطاء بالوزن والزبيب عند ابى حنيفة كالبر وعندهما كالشعير

اسلئی کہ اندازہ کرنا صاع کا جب وزن سی جایز ہوا تو ادا کرنا بہی وزن سی جایز ہی اور مویز امام ابو حنیفہ کی نزدیک گیہون مین داخل ہین یعنی آدہا صاع دینا چاہی اور

وذكر فى الجامع الصغير ان دقيق البر وسويقه كالبر الا ان العلماء قالوا الاولى ان يراعى فيهما القدر والقيمة

جامع صغیر مین مذکور ہی کہ گیہون کا آٹا اور گیہون کا ستو گیہون کی مثال ہی یعنی آدہا صاع دینا چاہی پر علما یون کہتی ہین کہ بہتر یہہ ہی کہ آٹی اور ستو مین احتیاطا

احتياطا لضعف الاثار الواردة فيهما والمعتبر فى الخبز القيمة ولا يراعى فيه القدر اذ لم يرد فيه اثر والاصل

دونو کا لحاظ کرنا چاہی کیونکہ جو آثار انکی باب مین آئی ہین سب ضعیف ہین اور روٹی مین قیمت ہی کا اعتبار ہی اسمین اندازہ کی رعایت نہین ہی اسواسطی کہ اسمین کوئی اثر نہین آیا ہی اور اصل

فى هذا الباب ان ما هو منصوص عليه لا يعتبر فيه القيمة وانما يعتبر فيه القدر حتى لو ادى مكان نصف

صدقہ فطر مین وہ ہی جو منصوص علیہ ہی یعنی جسکا صاف ذکر ہی اوسمین قیمت کا اصلا اعتبار نہین ہی اوسمین صرف اندازہ ہی کا اعتبار ہی یہان تک کہ اگر کسی نی گیہون کی آدہی

صاع من بر نصف صاع من تمر لا يجوز وان كان قيمة التمر اكثر من قيمة البر واما ما ليس بمنصوص عليه فانما

صاع کی جگہ آدہا صاع چھوارہ کا ادا کر دیا تو جایز نہین ہی اگرچہ چھواروں کی قیمت گیہون سی بہت زیادہ ہی اور جو اناج صاف مذکور نہین ہین تو وہ

يلحق بالمنصوص عليه باعتبار القيمة لا بالقدر وعن ابى يوسف ان الدقيق اولى من البر لكونه اقرب الى

اوسمین جنکا ذکر آیا ہی قیمت کر کر ملا دیتی ہین اندازہ کی رو سی نہین ملاتی اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ آٹا گیہون سی بہتر ہی کیونکہ کہانی مین جلد آسکتا ہی

المقصود والدراهم اولى من الكل لكونها ادفع للحاجة وعلى المكلف الغنى ان يودى ما ذكر من القدر او القيمة

اور نقد سب سی بہتر ہی کیونکہ نقد سی بہت خوب حاجتین پوری ہوتی ہین اور مکلف غنی پر لازم ہی کہ فطرہ باعتبار اندازہ یا قیمت کی

عن نفسه وعن ولده الصغير ذكرا كان او انثى ان لم يكن للصغير مال حتى لو كان للصغير مال يؤدى

اپنی طرف سی اور اپنی اولاد نابالغ کی طرف سی لڑکا ہو یا لڑکی جس صورت مین نابالغ کی ملک مین مال نہو ادا کری یہانتک کہ اگر صغیر نابالغ کی پاس مال ہو تو اوسکا

عنه ابوه او وصيه من ماله ولا يجب عليه صدقة ولده الكبير وان كان فى عياله ولا صدقة زوجته

باپ یا وصی اوسکی مال مین سی ادا کر دی اور اولاد بالغ کی طرف سی صدقہ فطر باپ پر واجب نہین ہوتا اگرچہ اوسکی عیال مین داخل ہی اور نہ صدقہ جورو کا واجب ہی

ولو ادى عنهما بغير امرهما يجوز استحسانا لانه ماذون فيه عادة ويعطى عن مملوكه للخدمة ولو مدبرا

اور اگر اونکی طرف سی اونکی بی کہی ادا کر دی تو استحسانا جایز ہی کیونکہ عادت کی موافق اسمین اجازت ہوتی ہی اور اپنی غلام کی طرف سی بہی ادا کری جو خدمت کی واسطی ہی

اوام ولد اوكافرا ولا يعطي عن عبده للتجارة وعن مملوكه الآبق فان عاد مملوكه عن الاباق بعد مامضى

یا ام ولد ہو یا کافر ہو اور سوداگری کی غلام کی طرف سی دینا لازم نہین ہی اور نہ بہاگی ہوئی غلام کی طرف سی پہر اگر غلام بہاگا ہوا ایسی وقت حاضر ہوکہ روز فطر کا گذر گیا

يوم الفطر حتى ان من مات من مماليكه واولاده قبله لا يجب صدقته وكذا لوولد له ولد اوملك عبدا

یہان تک کہ اگر کوئی غلامون مین سی یا اولاد مین سی صبح صادق سی پہلی مرجاوی تو اوسکا صدقہ واجب نہین رہتا اور ایسی ہی اگر بعد صبح صادق کی بچہ پیدا ہوا

بعده لا يجب عليه صدقته ولو ولد له اوملك عبدا قبله كان عليه صدقته وكذا لو صار غنيا قبله

یا کسی غلام کا مالک ہوگیا تو صدقہ واجب نہین ہوتا اور اگر صبح صادق سی پہلی بچہ پیدا ہوا یا غلام کا مالک ہوا تو اوسکا صدقہ واجب ہوگا اور ایسی ہی اگر پہلی غنی ہوگیا

وبعده لا والمستحب اداءها قبل صلوة العيد ولا تسقط بتاخيرها وان افتقر وطال المدة لانها

تو واجب ہی اور بعد ہوا تو نہین اور صدقہ عید کی نماز سی پہلی ادا کرنا مستحب ہی اور دیر کرنی سی ساقط نہین ہوتا اگرچہ فقیر ہوجاوی اور اسپر مدت دراز گذرجاوی

متعلقة بالذمة دون المال ويجوز تقديمها عن وقت وجوبها بلا تفصيل فيه بين مدة ومدة في الصحيح

کیونکہ صدقہ فطر ذمہ پر لازم ہوتا ہی کچہ مال پر نہین ہی اور صدقہ فطر وقت وجوب سی پہلی دیدینا صحیح مذہب مین جایز ہی کچہ مدت کم زیادہ کا فرق نہین ہی

ويجب دفع فطرة كل شخص الى فقير واحد حتى لو فرقت الى فقيرين لا يجوز لان المنصوص عليه الاغناء

اور ایک شخص کا فطرہ ایک ہی فقیر کو دینا واجب ہی یعنی گیہون کی آدہی صاع سی کم نہ دی اگر دو فقیرون کو پاو پاو صاع تقسیم کردیگا تو جایز نہین ہی اسواسطی کہ حدیث کا معنا

لقوله عليه السلام اغنوهم عن المسئلة في مثل هذا اليوم ولا يستغني بما دون ذلك وقيل يجوز دفعها

لفظ غنی کردینا ہی اس حدیث مین کہ ان فقیرون کو سوال کرنی سی آج کی دن غنی کردو اور اس سی کمتر مین غنی نہین ہوتا اور بعضی کہتی ہین ایک فطرہ

الى فقيرين لكن الاول اولى ويجوز دفع ما وجب على جماعة الى فقير لكن الاولى ان يكون الدفع بدفعات

دو فقیرون کو بہی دینا جایز ہی پر اول مذہب بہتر ہی اور کئی شخصون کا فطرہ ایک فقیر کو دینا جایز ہی پر اولی یہہ ہی کہ کئی بار ایک ایک فطرہ علیحدہ کر کی دی

لا دفعة واحدة لان نصف الصاع من ادنى المقادير يمنع النقصان لا الزيادة فاذا وقع التفريق في

ایک دفعہ ہی نہ دیوی اسواسطی کہ آدہا صاع کم سی کم مقدار ہی سو کمتی سی روکتا ہی زیادت سی نہین منع کرتا سو جب دینی مین علیحدہ علیحدہ کردیا

الدفع يكون الفقير في الدفعة الثانية في حكم مسكين اخر ولا يجوز دفعها الى اصوله وفروعه ومماليكه

تو گویا وہ ہی فقیر دوسری دفعہ مین نیا اور مسکین ہی اور صدقہ فطر کا دینا اپنی اصل یعنی ما باپ وغیرہ کو اور اپنی فروع کو یعنی بیٹا بیٹی کو اور اپنی غلامون وغیرہ کو

وغيرهم ممن لا يجوز دفع الزكوة اليهم ويجوز صرفها الى فقراء اهل الذمة لكن يكره بخلاف الزكوة حيث لا يجوز

دینا جایز نہین ہی جن جن کو زکوۃ کا دینا جایز نہین ہی اور صدقہ فطر ذمی فقیرون کو دینا جایز ہی پر مکروہ برخلاف زکوۃ کی کیونکہ زکوۃ کا دینا

دفع الزكوة اليهم الثالث مما يجب على المكلف في هذا العيد الصلوة وقبل الصلوة يستحب للرجل السواك

ذمیون کو ہرگز جایز نہین ہی تیسری اس عید مین جو مکلف پر واجب ہی نماز ہی اور نماز سی پہلی مرد کو مستحب ہی مسواک کرنی

والاغتسال والتطيب ولبس احسن الثياب المباحة بان يكون جديدا او غسيلا لا حريرا فانه حرام

اور نہانا اور خوشبو لگانی اور اچہی کپڑی پہنی جو مباح ہون یعنی نئی ہون یا دہوئی ہوئی ہون حریر نہو کیونکہ حریر

على الرجال حتى الصبيان لكن لا اثم على من البسهم والافطار بالحلو واداء صدقة الفطر وصلوة الغداة

مردون پر بچون تک حرام ہی پر گناہ اونپر ہی جو اونکو پہناوین فقط اور میٹہا کہانا اور صدقہ فطر ادا کرنا اور فجر کی

في مسجد حيه والتبكير وهو سرعة الانتباه والابتكار وهو المسارعة الى المصلى اول وقته والمشي والتوجه اليه ماشيا

محلہ کی مسجد مین اور تبکیر یعنی جلد تیار ہونا اور ابتکار کی معنی یہان عیدگاہ کی طرف جلد جانا اسواسطی کہ عید کی نماز ادا ہو اور پیادہ پا جانا

والرجوع من طريق اخر ثم الخروج الى الجبانة سنة وان وسعهم الجامع لكن يستخلف الامام من

اور دوسری رستہ سی آنا پہر جنگل مین جانا مسنون ہی اگرچہ مسجد جامع مین تمام نمازی آسکتی ہون لیکن امام کسیکو اپنا خلیفہ کردی

كان عليه صدقتها مضى وقت وجوبها طلوع الفجر من يوم الفطر

تو اوسپر صدقہ فطر لازم ہی اور صدقہ فطر کی وجوب کا وقت روز فطر کی صبح صادق ہی

يصلي في المصر بالضعفاء والمرضى بناء على ان صلوة العيد في الموضعين جائزة بالاتفاق بخلاف
جو شہر کے اندر ناتوانوں اور بیماروں کو نماز پڑھادے کیونکہ عید کی نماز ایک شہر میں دو جگہ بالاتفاق جائز ہے بخلاف

الجمعة فانها جامعة للجماعات والتفرق ينافيه ويستحب التكبير في طريق المصلى لكن عند ابي حنيفة لا يجهر به
جمعہ کی جو دو جگہ جائز نہیں ہے کیونکہ جمعہ جماعتوں کو جمع کردیتا ہے اور تفرقہ اسکے خلاف ہے اور عیدگاہ کے رستہ میں تکبیر پڑھتے ہوئے جانا مستحب ہے یعنی الله اکبر الله اکبر

في هذا العيد وعندهما يجهر به وهو رواية عنه ايضا وعن ابي جعفر انه قال لا ينبغي ان يمنع
عید الفطر میں آہستہ آہستہ پڑھے اور صاحبین کے نزدیک پکار کر یہہ بھی امام ابو حنیفہ سے روایت ہے اور ابو جعفر سے روایت ہے کہ عام کو تکبیر سے منع کرنا

العامة عن ذلك لقلة رغبتهم في الخيرات فعلى هذا كان الاولى بهم ان يكبروا لكن لا على هيئة
اچھا نہیں ہے کیونکہ خیرات کی طرف پہلے ہی اونکو توجہ کمتر ہے اس روایت کے موافق یہہ ہی بہتر ہے کہ تکبیر پڑھا کریں پر سب کو ملکر

الاجتماع والاتفاق في الصوت ومراعات الانغام فان ذلك كله حرام بل يكبر كل واحد بنفسه واذا
اور ایک آواز بناکر راگنی کی تال سم پر نہیں چاہیے کیونکہ یہہ تمام طریقے حرام ہیں بلکہ ہر ایک جدا جدا تکبیر پڑھے اور جب

بلغ المصلى قطع التكبير وروي عن ابي موسى الرضا انه يكبر في كل عشر خطوات مرة حتى بلغ الجبانة
عیدگاہ میں جا پہنچے تو تکبیر موقوف کرے اور ابو موسی رضا سے روایت ہے کہ دس دس قدم کے فاصلہ پر ایک بار تکبیر پڑھتے ہوئے عیدگاہ تک پہنچ جاتے تھے

ولو توجه الرستاقي الى المصلى ليلا من فرسخ ونحوه يبدأ بالتكبير اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوة
اور اگر کوئی گرد نواح کا رہنے والا رات کو عیدگاہ میں کوس بھر یا کم زیادہ فاصلہ سے آجاوے تو صبح صادق ہوتے ہی تکبیر پڑھنی شروع کرے پھر جب نماز کا وقت

وخرج وقت الكراهة بارتفاع الشمس يصلي الامام بالناس ركعتين بلا اذان ولا اقامة يكبر اولا للافتتاح
آجاوے اور وقت مکروہ آفتاب بلند ہونے سے گذر جاوے تو امام لوگوں کے ساتھ دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کے پڑھے پہلے تکبیر تحریمہ کہے

ثم يضع يديه تحت سرته ثم يثني ثم يكبر ثلث تكبيرات يفصل بين كل تكبيرة بقدر ثلث تسبيحات
پھر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لے پھر سبحانك اللهم پڑھے پھر تین دفعہ تکبیر کہے ہر ہر تکبیر کے بیچ میں بقدر تین تین تسبیح کے فرق رکھے

لانها تقام بجمع عظيم وبالموالاة يشتبه على من كان بعيدا ويرفع يديه عند كل واحدة من الثلث
اسواسطے کہ بڑے انبوہ میں اتفاق ہوتا ہے پے درپے بے فاصلہ کہنے میں دور کے آدمیوں کو شاید سنائی نہ دے اور اپنے دونوں ہاتھ ہر ہر تکبیر کے ساتھ

التكبيرات الثلث ويرسلهما في اثنائهن ثم يضعهما تحت سرته بعد الثالثة ويتعوذ ويسمي ثم يقرأ
تینوں دفعہ کان تک اٹھاوے اور بیچ میں دونوں ہاتھ چھوڑے رکھے پھر بعد تین بار کے ناف کے تلے دستور کے موافق باندھ لے اور اعوذ بالله آخر تک پڑھے اور بسم الله پڑھ کر

الفاتحة وسورة ثم يكبر ويركع فاذا قام الى الركعة الثانية يبدأ بالقراءة ثم يكبر بعدها ثلثا يفصل
سورہ فاتحہ اور ایک اور کوئی سورۃ پڑھے پھر الله اکبر کہہ کر رکوع کرے پھر جب دوسری رکعت کے واسطے کھڑا ہو تو قرات قرآن کی شروع کرے پھر بعد قرات کے تین تکبیریں کہے

بينهن بقدر ما ذكرنا ويرفع يديه ويرسلهما عند كل تكبيرة وليس هنا وضع ثم يكبر ويركع فيكون
اونکے بیچ میں بھی اسیقدر فاصلہ رکھے جو اب ذکر کیا ہے اور دونوں ہاتھ اوٹھاوے اور ہر تکبیر پر چھوڑے رکھے اسوقت میں ہاتھ کا باندھنا ثابت نہیں پھر تکبیر کہکر رکوع کرے

الركعتين تسعا ثلث منها اصليات تكبيرة الافتتاح وتكبيرتان للركوع وستة منها زوائد ثلث في الركعة
اب تکبیریں دونوں رکعت کی نو ہوگئیں تین ان میں سے اصلی ہیں یعنی تکبیر تحریمہ اور دو تکبیریں دونوں رکوع کی اور انمیں سے چھ تکبیریں زائد ہیں تین پہلی رکعت میں

الاولى قبل القراءة وثلثة في الثانية بعد القراءة ولو نسي التكبير في الركعة الاولى حتى قرأ بعض
قرات سے پہلے اور تین دوسری قرات کے پیچھے اور اگر پہلی رکعت میں تکبیر کہنی بھول گیا اتنا کہ تھوڑی سی

الفاتحة او كلها ثم تذكر يكبر ويعيد الفاتحة وان تذكر بعد قراءة الفاتحة والسورة يكبر ولا يعيد القراءة
یا ساری سورہ فاتحہ پڑھ لی پھر تب یاد آئی تو اب تکبیر کہہ کر فاتحہ کو دوبارہ پڑھے اور فاتحہ اور دوسری سورۃ پڑھ کر یاد آئی تو صرف تکبیر ہی کہے قرات کو دوبارہ

لانها

لانها تمت وبعد التمام لا يقبل النقض بالاعادة بخلاف الاول والثاني فانها لم تتم فيهما فصار كانه لم يشرع
اسواسطی که قرارت پوری ہوگیی اور پوری ہونی کی بعد ہٹانی سی نقض نہین ہوسکتا برخلاف پہلی صورت اور دوسری صورت کی کیونکہ قرارت دونو صورتون مین پوری نہین
فيها فيعيدها رعاية للترتيب ثم يخطب بعد الصلوة خطبتين يبدأ فيهما بالتكبير ويفصل بينهما
شروع نہین کی سو قرارت کو ترتیب کی واسطی ہٹادوی پہر امام نماز کی بعد دو خطبہ پڑہی دونو خطبہ تکبیر سی شروع کری اور دونو خطبون مین اتنی دیر
بجلسة خفيفة مقدارها ان يستقر كل عضو منه في موضعه ويسن فيهما ما يسن في خطبة الجمعة
جلسہ خفیف کری کہ جوڑ توڑ بدن کی اپنی اپنی جگہ درست ہوجاوین اور اس خطبہ مین وہ ہی امر مسنون ہی جو جمعہ کی خطبہ مین مسنون ہی
ويكره فيهما ما يكره فيها وفي هذه العيد يعلم فيها احكام صدقة الفطر ومن لم يدرك صلوة العيد مع الامام
اور وہ ہی امر مکروہ ہی جو جمعہ کی خطبہ مین مکروہ ہی اور اس عید یعنی عید الفطر مین خطبہ کی اندر فطرہ کی احکام لوگون کو سنا دوی اور جسکو عید کی نماز امام کی ساتہ
لا يقضيها ومن ادرك الامام في الركوع كبر للافتتاح قائما لان تكبيرة الافتتاح شرع في القيام المحض ثم
ہاتہہ نہ آوی تو اوسپر قضا نہین ہی اور جسنی امام کو رکوع مین پایا تو اول حالت قیام مین تکبیر تحریمہ کہی اسواسطی کہ تکبیر تحریمہ صرف حالت قیام ہی مین جایز ہی پہر
للعيد ان ظن انه يدرك الامام في الركوع لان المحل الاصلي لتكبيرات العيد القيام المحض وان خاف فوت
پہر عید کی تکبیرین کہی اگر یہہ معلوم ہو کہ تکبیرین عید کی کہہ کر بہی رکوع مین امام کی ساتہہ شامل ہوجاویگا اسلئی کہ اصلی جگہ عید کی تکبیرون کی صرف قیام ہی ہی اور اگر خوف
الركوع مع الامام يكبر للركوع ويركع ثم يكبر تكبيرات العيد في الركوع لانها واجبة والاشتغال بها اولى
یہہ ہو کہ تکبیرین کہنی مین امام کی ساتہہ رکوع ہاتہہ نہین آئیگا تو بعد تکبیر تحریمہ کی تکبیر رکوع کی کہہ کر رکوع مین چلا جاوی پہر رکوع مین جاکر تکبیرین عید کی ادا کری اسلئی کہ عید کی
ويترك تسبيحات الركوع لكونها سنة ولا يرفع يديه في الركوع لان الرفع سنة ووضع الكف على الركبة سنة
اور تسبیحات رکوع کی ترک کردی اسواسطی کہ سنت ہین اور رکوع مین رفع یدین بہی موقوف رکہی اسواسطی کہ رفع یدین سنت ہی اور ہاتہون کا گہٹنون پر رکہنا بہی سنت
ايضا ولا وجه لاشتغال سنة فيه ترك سنة اخرى واذا رفع الامام راسه فيسقط عنه ما بقي من التكبيرات
ہی اسکی کوئی وجہ نہین کہ ایک سنت کو اپنی موقع سی چہوڑ کر دوسری سنت ادا کری اور جب امام کہڑا ہوجاوی تو پہر اوسکی ذمہ سی جو تکبیر عید کی رہ گئی ہو ساقط ہوجاتی
فلا يتمها في الركوع ولا في القومة بل يسارع في متابعة الامام لانها فرض فلا يترك للواجب ولو ادرك الامام
اب اوس تکبیر کو نہ تو رکوع مین پوری کری اور نہ قومہ مین بلکہ امام کی متابعت کی لئی جلد رکوع سی کہڑا ہوجاوی کیونکہ متابعت فرض ہی واجب کی واسطی ترک نہین ہوسکتی اور اگر
في القومة لا يكبر فيها لانه يقضي تلك الركعة مع التكبيرات ومن فاتته ركعة اذا قام الى قضاء ما سبق يبدأ
امام کو قومہ مین پایا تو قومہ مین تکبیر عید کی نہ کہی کیونکہ اس رکعت کو معہ تکبیرات قضا کریگا اور جسکی ایک رکعت فوت ہوجاوی تو جب فائتہ کو قضا کرنی کو کہڑا ہو تو اول قرارت
بالقراءة ثم يكبر بعدها تكبيرات العيد ويركع ولو ادرك الامام في التشهد او بعد السلام في سجدة السهو فانه يقوم
شروع کری پہر بعد قرارت کی تکبیرین عید کی ادا کری پہر رکوع مین جاوی اور اگر امام کو التحیات مین پایا یا سلام کی بعد سہو کی سجدہ مین پایا تو اب یہہ کہڑا ہوکر
ويصلي باتيان التكبير في محلها ويستحب تاخير الصلوة في هذا العيد وتعجيلها في عيد الاضحى وفي
نماز پڑہی اور تکبیرین عید کی اپنی ٹہکانی سر کہی اور اس عید کی نماز مین کچہہ تاخیر کرنی مستحب ہی اور عید الاضحی مین شتابی کرنی مستحب ہی اور
القنية تقدم صلوة العيد على صلوة الجنازة اذا اجتمعا وصلوة الجنازة على الخطبة وفي البزازية اذا اجتمع
قنیہ مین ہی کہ جنازہ اور عید کی نماز اگر جمع ہوجاوین تو عید کی نماز پہلی پڑہین پہر جنازہ کی پڑہین پہر خطبہ عید کا پڑہین اور بزازیہ مین ہی اگر عید
العيد والكسوف يقدم العيد لانه واجب كما يقدم على الجنازة لكون وجوبه عينا ووجوب الجنازة كفاية
اور نماز کسوف جمع ہوجاوین تو عید کی نماز پہلی پڑہین کیونکہ عید کی نماز واجب ہی چنانچہ جنازہ کی نماز پر مقدم ہی اسواسطی کہ عید کی نماز واجب عینی ہی اور جنازہ کی نماز
ويكره التنفل في المصلى قبل صلوة العيد وبعدها للامام وغيره وان غم هلال الفطر وشهد الشهود بعد الزوال
واجب کفایہ ہی اور عیدگاہ مین جاکر عید کی نماز سی پہلی نفلین پڑہنی مکروہ ہین اور بعد نماز عید کی امام وغیرہ خواص کو مکروہ ہین اور اگر انتیسوین کو چاند چہپ جاوی اور گواہ آکر

عند الامام برؤية الهلال فانه يصلي بالناس صلوة العيد من الغد لان هذا تاخير بعذر وقد روى

امام کی پاس چاند کی گواہی دین تو اب امام عید کی نماز لوگون کو اگلی دن یعنی دوسری تاریخ پڑہا دی کیونکہ لاچاری مین تاخیر ہوئی اور روایت ہی

ان قوما شهدوا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد الزوال برؤية الهلال فامر النبي عليه السلام

کہ ایک قوم نی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آکر دوپہر ڈہلی چاند کی گواہی دی تہی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی حکم فرمایا تہا

بالخروج الى المصلى من الغد واما التاخير بغير عذر فلا يجوز وان حدث عذر يمنع من الصلوة بعد

کہ کل یعنی دوسری تاریخ عیدگاہ مین چلین اور بی عذر تاخیر کرنی جایز نہین ہی اور اگر ایسا عذر پیش آوی کہ جسمین اگلی دن بہی نماز نہو سکی

الغد لا يصلى بعده لان الاصل فيها ان لا يصلى في اليوم الثاني ايضا لكون يوم الفطر واحدا لكن قد ورد

تو پہر نماز نہین ہی کیونکہ اصل اسمین یہہ ہی کہ اگلی روز بہی نماز نہ پڑہین کیونکہ یوم فطر ایک ہی ہی لیکن حدیث شریف مین

الحديث بالتاخير الى اليوم الثاني عند العذر فبقي ماوراءه على قضية القياس ثم ينبغي ان يعلم

اگلی دن تک کی تاخیر عذر کی حالت مین آگئی ہی سوا اوسکی بعد قیاس کی مطابق ممنوع ہی پہر سمجہنی کی بات ہی

ان رؤية الهلال وان كان سببا لوجوب الصوم والفطر لقوله عليه السلام صوموا لرؤيته وافطروا

کہ چاند کی دیکہنی سی اگرچہ روزہ رکہنا ہی اور روزہ افطار کرنا بہی واجب ہوجاتا ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی روزہ رکہو چاند دیکہ کر اور افطار

لرؤيته لكن العمل به لا يلزم الا بعد قضاء القاضي ولهذا يلزم المراجعة اليه ثم انه اذا كان في السماء

کرو چاند دیکہہ کر پر عمل اس حدیث کی موافق بدون حکم قاضی کی نہین ہوتا اسیواسطی قاضی کی پاس مراجعت کرنی چاہی پہر اگر آسمان مین کچہہ

علة سواء كان غيما او دخانا او بخارا او غبارا او نحو ذلك لا يقبل في هلال الفطر الا شهادة رجلين

رکاوٹ ہو برابر ہی کہ ابر ہو یا دہوان ہو یا بخار ہو یا گرد غبار ہو یا مانند اسکی تو ہلال فطر مین گواہی مقبول نہین ہوگی بدون دو مردون

او رجل وامرأتين وكما يشترط فيه العدد يشترط الحرية والعدالة ولفظ الشهادة لتعلق حق العباد به لانهم

یا ایک مرد اور دو عورتون کی اور جیسی یہہ عدد شرط ہی ایسی ہی یہہ شرط ہی کہ گواہ آزاد عادل ہون اور لفظ شہادت کا ہو کیونکہ اس سی حق العباد متعلق ہین

ينتفعون به فيثبت بما يثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فانه المتعلق به حق الشرع وهو

اسلئی کہ اونکا اسمین نفع ہی سو عید کا چاند اسی طور پر ثابت ہوگا جسطور اونکی تمام حقوق ثابت ہوتی ہین برخلاف چاند رمضان کی کیونکہ اس چاند سی صرف حق شرع کا تعلق ہی

الصوم فيكتفى فيه بخبر الواحد العدل حرا كان او عبدا ذكرا كان او انثى واما اذا لم يكن في السماء علة فلا يقبل

یعنی روزہ سو اسمین ایک شخص عادل کی خبر بہی کافی ہی آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت ہان اگر آسمان صاف ہو کچہہ روک نہو تو اب

شهادة الواحد في هلال رمضان ولا شهادة الاثنين في هلال الفطر وانما تقبل شهادة جمع كثير يقع العلم بخبرهم

گواہی ایک شخص کی رمضان کی چاند مین اور گواہی دو شخصون کی عید الفطر کی چاند مین مقبول نہین ہوگی اب گواہی بہت انبوہ کی مقبول ہو کی جنکی خبر سی یقین آجاوی

واختلفوا في مقدار ذلك فقيل لابد من اهل محلة وقيل لابد من خمسين رجلا وعن محمد لابد ان يتواتر

اور اس انبوہ کی مقدار مین اختلاف ہی بعضی کہتی ہین ایک محلہ والی چاہیین اور بعضی کہتی ہین پچاس مرد چاہیین اور امام محمد سی روایت ہی کہ ہر طرف سی

الخبر من كل جانب والصحيح انه مفوض الى رأى الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم العلم الشرعي الموجب

خبر کا پی در پی آنا چاہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کہ حاکم کی رای پر حوالہ ہی اسواسطی کہ جو علم اونکی خبر سی حاصل ہوتا ہی تو اوس سی علم شرعی مراد ہی جس سی عمل

للعمل وهو غلبة الظن لا العلم بمعنى المتيقن ومن رأى هلال الفطر وحده وشهد عند القاضي ولم يقبل

کرنا واجب ہوجاوی یعنی ظن غالب ہوجاوی علم یقین کی درجہ کا مراد نہین ہی اور اگر کسی نی عید کا چاند اکیلی نی دیکہا اور قاضی کی روبرو جاکر گواہی دی پر اوسکی گواہی

شهادته فانه يصوم ولا يفطر وان افطر يقضي ولا كفارة عليه ولو رأى الامام هلال الفطر وحده لا يفطر

مقبول نہوئی تو اسکو چاہی کہ روزہ رکہی افطار نکری اور اگر افطار کیا تو قضا کری اور اوسپر کفارہ نہین ہی اور اکیلی امام نی اگر عید کا چاند دیکہا تو افطار نکری

ولا يخرج لصلوٰة العيد ومن رأى هلال الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم وافطر قال في المحيط اختلفوا

اور عید کی نماز کو ہی نجاوی اور اگر کسی نی عید کا چاند عصر کی وقت دیکہ کر اس خیال سی کہ مدت روزون کی تمام ہوئی روزہ افطار کرڈالا محیط مین کہتا ہی

في وجوب الكفارة والاكثر على الوجوب ولو ان اهل بلدة راوا هلال رمضان صاموا تسعة وعشرين

کہ بابت وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثر فقیہ کفارہ واجب بتاتی ہین اور اگر ایک شہر والون نی رمضان کا چاند دیکہ کر انتیس روزی رکہی تہی

يوما فشهد جماعة عند القاضي في اليوم التاسع والعشرين ان اهل بلدة كذا راوا هلال رمضان في

کہ اسمین ایک گروہ نی قاضی کی پاس انتیسوین تاریخ آکر گواہی دی کہ فلانی شہر والون نی رمضان کا چاند فلانی شب مین تمسی ایک دن پہلی

ليلة كذا قبلكم بيوم فصاموا وهذا اليوم يوم الثلثين من رمضان واهل هذه البلدة لم يروا الهلال

دیکہ کر روزی رکہی ہین اور آج رمضان کی تیسوین تاریخ ہی فقط اور حال یہہ ہی کہ اس شہر والون کو اوس شب مین چاند نہین نظر آیا تہا

في تلك الليلة والسماء مصحية لا يباح لهم الفطر غدا ولا يترك التراويح لان هذه الجماعة لم يشهدوا بالروية

با وجودیکہ آسمان صاف تہا تو اب ان لوگون کو اگلی دن افطار کرنا مباح نہین اور نہ تراویح ترک کرین اسلئی کہ اس گروہ نی نہ چاند دیکہنی کی گواہی دی ہی

ولا على شهادة غيرهم وانما حكوا روية غيرهم واما لو كان شهدوا عند القاضي ان قاضي بلدة كذا

اور نہ اورونکی گواہی پر گواہی دی ہی صرف اورون کی رویت کا حال بیان کیا ہی ان اگر قاضی کی سامنی یہہ گواہی دیتی کہ فلانی شہر کی قاضی کی سامنی

شهد عنده شاهدان بروية الهلال في ليلة كذا وقضى ذلك القاضي بشادتهما جاز لهذا القاضي ان

دو گواہون نی فلانی شب مین چاند دیکہنی کی گواہی دی تہی اور اوس قاضی نی اونکی گواہی کی موافق حکم جاری کیا تو اب اس قاضی کو بہی جایز ہوتا کہ انکی گواہی کی موافق

يقضي بشهادتهم لان قضاء القاضي الاول حجة فيجوز العمل به يسر لنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه

حکم کر دیتا اسواسطی کہ پہلی قاضی کا حکم حجت ہی اوسپر عمل کرنا جایز ہی آلہی ہمپر آسان کر اعمال اپنی موافق رضا کی اپنی لطف اور

وكرمه امين يا معين

المجلس الثالث والثلثون في بيان فضيلة صوم شوال

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

کرم سی قبول کر یا مددگار تینتیسوین مجلس مین بیان روزہ ماہ شوال کی فضیلت کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال كان كصيام الدهر هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه

جس نی رمضان کی روزہ رکہی پہر اوسکی پیچہی چہہ روزہ شوال کی رکہی تو ایسا ہی جیسی تمام سال کی روزی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ اور

ابو هريرة وابو ايوب الانصاري وانما كان ذلك كصيام الدهر لان الحسنة تضاعف بعشر امثالها

ابو ایوب انصاری کی روایت سی اور یہہ روزی مانند روزون سال کی اسلئی ہین کہ حسنات دس گونہ زیادہ ہوتی ہین

فمن صام رمضان يصير كانه صام عشرة اشهر ثم اذا صام بعده ستة ايام من شوال يصير

پہر جسنی رمضان کی روزی رکہی توگویا دس مہینی کی روزی رکہی پہر اگر بعد اوسکی شوال مین چہہ روزی رکہی تو

كانه صام شهرين فيكون المجموع كاثني عشر شهرا فان قيل يفهم من هذا الكلام ان المراد من الدهر

گویا دو مہینی کی روزی رکہی پہر سب ملکر گویا بارہ مہینی کی روزی ہوئی اگر اعتراض کرین کہ اس کلام سی یہہ سمجہا جاتا ہی کہ دہر سی مراد

السنة لكن استعمال الدهر بمعنى السنة غير متعارف في كلامهم بل هو عند اهل اللغة يطلق على الابد

ایک سال ہی پر دہر کا استعمال سال کی معنون مین عرب کی کلام مین بایا نہین جاتا بلکہ دہر کی لفظ کو لغت والی زمانہ ابدی پر بولتی ہین

وقد اتفق ابو حنيفة وصاحباه على ان الدهر المعرف باللام يكون للعمر فالظاهر ان يحمل على مدة العمر

اور امام ابو حنیفہ اور صاحبین اس بات پر متفق ہین کہ دہر کا لفظ الف لام کی ساتہہ یعنی الدہر تمام عمر کی معنون مین ہی تو اب ظاہر یون معلوم ہوتا ہی کہ تمام عمر کی

ولا وجه لحمله على السنة فالجواب ان الحمل على السنة هو الحمل على مدة العمر لان المكلف لا بد له ان يصوم

معنی ہین ایک سال کی معنون کی کوئی وجہ نہین ہی تو جواب یہہ ہی کہ سال کی معنی لینی یہہ ہی معنی مدت عمر کی ہین اسواسطی کہ مکلف آدمی کو ضرور ہی کہ رمضان کی روزی

رمضان ثم اذا اعتاد ان يصوم بعده ستة ايام من شوال يكون كمن صام مدة عمره فان قيل
رکہی پہر جب یہہ عادت ہوئی کہ بعد اوسکی شوال میں چہہ روزی رکہا کری تو ایسا ہی کہ اپنی تمام عمر روزی رکہی اگر کوئی اعتراض کری

من صام شهرا كاملا اي شهر كان ثم صام بعده ستة ايام يكون كصيام سنة بمقتضى قوله تعالى
جب کوئی کسی ایک پوری مہینی کی روزی رکہی پہر اوسکی بعد چہہ روزی اور رکہی تو یہہ بہی برابر ایک سال کی ہونگی موافق مضمون اس آیت کی

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا فما وجه تخصيص رمضان وشوال بالذكر فالجواب ان شهر
جو کوئی لاویگا ایکی اوسکو ہی اوس سی دس گونہ پہر خاص رمضان اور شوال کی ذکر کرنی کی کیا وجہ ہی تو جواب یہہ ہی کہ رمضان کا

رمضان متعين للصوم وشهر شوال لوقوعه عقيبه كان صيامه كصيامه في الفضل وملحقا به في الشرف
مہینہ روزون کی لئی متعین چلا آتا ہی اور شوال کا مہینا چونکہ اوسکی بعد اوس سی متصل ہی تو شوال کی روزی بہی فضیلت میں رمضان کی مانند میں اور شرافت میں

حتى قيل صيام ستة ايام من شوال يلتحق بصيام رمضان ويكون لمن صامها مع رمضان كصيام
اوسکی ساتہہ ملی ہوئی ہین یہان تک کہ کہتی ہین چہہ روزی عید کی چاند کی رمضان کی روزون مین داخل ہین اور جو کوئی شوال کی چہہ روزی ہمراہ رمضان کی ادا کری اوسکو ایسا ثواب

الدهر فرضا فلذلك خص ايامها بالذكر من بين سائر الشهور ثم الافضل ان يكون صومها بعد يوم الفطر
ہی گویا تمام سال کی فرض روزی ادا کئی اس لئی خاص ان دونو مہینون کا تمام مہینون مین سی ذکر کیا پہر افضل یہہ ہی کہ روزی شوال مین بعد عید الفطر کی

متوالية وحكي عن بعض العلماء كراهة صومها متصلا به حذرا عن التشبيه باهل الكتاب في زيادتهم
پی در پی ہوئین اور بعضی علما سی مذکور ہی کہ متصلا روزی مکروہ ہین تاکہ اہل کتاب کی مشابہت سی بچی اس باب مین کہ ادنہون نی فرض پر بڑہائی ہین

على الفرض لكن لا كراهة فيه في المختار لان الكراهة انما تكون فيما لا يؤمن ان يعد ذلك من رمضان
لیکن مختار مذہب مین کچہہ کراہت نہین ہی کیونکہ کراہت تب ہی کہ یہہ خوف ہو کہ یہہ روزی رمضان مین شمار کئی جائینگی

ويكون تشبيها بالنصارى في زيادتهم على الفرض وقد زال هذا المعنى لانتفاء الاتصال بفصل يوم
اور مشابہت نصاری کی فرض پر بڑہا لینی مین ہو جائیگی اور یہہ بات کہان ہی جب کہ عید کا روز بیچ مین آجانی سی اتصال جاتا رہا

الفطر مع ان كلامهم يشير الى ان الكراهة في حق العوام لا في حق اهل العلم وروي عن ابي حنيفة انه
باوجودیکہ فقہا کی کلام مین یہہ اشارہ ہی کہ عوام کی حق مین مکروہ ہی اہل علم کی حق مین مکروہ نہین ہی اور روایت ہی ابو حنیفہ سی کہ

كرهه متتابعا ومتفرقا والمتاخرون من علماء مذهبه لم يروا به باسا لكنهم اختلفوا في ان الافضل
مکروہ جانتی تہی پی درپی کو اور جدا جدا کو اور متاخر علما حنفی مذہب اسمین کچہہ باک نہین جانتی پر اسمین اختلاف کرتی ہین کہ آیا افضل پی درپی ہین

التتابع او التفرق فان فرقها او اخرها عن اوائل الشهر يحصل له فضيلة الاتباع ويكون ابعد من شبهة
یا جدا جدا اگر جدا جدا رکہی یا اول ماہ سی گذر کر آخر مہینی مین رکہی تو اوسکو فضیلت اتباع کی ملجاتی ہی اور اختلاف کی شبہہ سی بہی الگ رہتا ہی

الاختلاف واما ما قيل هذا شيء وضعه الجهال وكل حديث يروى فيه فهو موضوع فلا ينبغي ان يسمع هذا
اور یہہ جو کہتی ہین کہ یہہ بات جاہلون کی گہڑت ہی اور جو حدیث اس باب مین مروی ہی وہ سب موضوع ہین تو یہہ طعن سننی کی لائق

الطعن لان هذا الحديث ثابت في صحيح مسلم وكل حديث ثبت في احدى الصحيحين لا يسمع طعن الوضع فيه
نہین ہی کیونکہ یہہ حدیث صحیح مسلم مین موجود ہی اور جو حدیث صحیح مسلم یا صحیح بخاری مین موجود ہو اوسمین عیب وضعی ہونیکا مسموع نہین

ثم ينبغي ان يعلم ان بعض الناس كانوا لا يرون يمنا في التزوج في شوال ويتطيرون به وهذا من امر الجاهلية
پہر سمجہنی کی بات ہی کہ بعضی آدمی شوال مین نکاح کرنیکو مبارک نہین جانتی اسمین بدفالی لیتی ہین سو یہہ بات جاہلیت کی ہی

فانهم كانوا يتشاءمون بشوال من النكاح فيه وسبب ذلك على ما قيل ان طاعونا وقع في شوال في سنة
جاہلیت والی شوال مین نکاح کرنیکو نحس جانتی تہی اسکا سبب یہہ کہتی ہین کہ ایک سال مین ماہ شوال کی اندر وباء طاعون پیدا ہوئی تہی

من السنین ومات فیه کثیر من العرایس فتشام به اهل الجاهلیة وقد ورد فی الشرع بابطاله

اوسمین بہت نئی دلہنین مرگئی تہین سواہل جاہلیت نی اسکو نحس ٹہرالیا اور شرع مین اسکا بطلان ظاہر موجود ہی

کما روی عن عائشة انها قالت تزوجنی رسول الله صلی الله وسلم فی شوال وبنی بی فی شوال فای

چنانچہ عائشہ سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مجہسی ماہ شوال مین نکاح کیا اور ماہ شوال مین مجہسی مجامعت کی پہر کونسی

نساء رسول الله صلی الله علیه وسلم کان احظی عنده منی قال النووی انها قصدت بهذا ردما کان علیه

بی بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجہ سی زیادہ بہرہ مند تہی نووی کہتا ہی کہ عائشہ کا مقصود اس بیان سی رد کرنا اعتقاد

اهل الجاهلیة من تطیر التزوج فی شوال فانهم کانوا تتشامون بشهر شوال فی النکاح فیه خاصة کما کانوا یتشامون

اہل جاہلیت کا ہی یعنی ماہ شوال مین نکاح کرنیکی بدشگونی کیونکہ اہل جاہلیت ماہ شوال مین صرف نکاح کرنیکو نحس جانتی تہی جیسی ماہ صفر کو

بشهر صفر مطلقا ویقولون انه شهر مشئوم وکثیر من الناس فی هذا الزمان یوافقونهم ویتشامون

مطلق سب باب مین منحوس جانتی تہی اور کہتی تہی کہ یہہ مہینہ منحوس ہی اور بہت لوگ اس زمانہ مین بہی اونکی ساتہی بنکر ماہ صفر کو منحوس سمجہتی ہین

بشهر صفر ویمتنعون فیه عن السفر والتزوج وغیرهما فان تخصیص الشوم بزمان دون زمان کشهر شوال

اور اس مہینی مین سفر اور نکاح وغیرہ نہین کرتی بیشک خصوصیت نحوست کی کہ کسی وقت ہو اور کسی وقت نہو جیسی ماہ شوال

وغیره غیر صحیح فان الزمان کله من خلق الله تعالی ویقع فیه افعال العباد فکل زمان شغله العبد بطاعة

وغیرہ مین صحیح نہین ہی کیونکہ تمام زمانہ اللہ تعالی کا پیدا کیا ہوا ہی جسمین تمام عباد اللہ کاربار کرتی ہین سو جس زمانہ کو آدمی عبادت مین صرف کری

فهو زمان مبارک علیه وکل زمان شغله العبد بمعصیة فهو زمان مشئوم علیه والشوم والیمن

وہ زمانہ اوسپر مبارک ہی اور جس زمانہ کو آدمی معصیت مین صرف کری وہ زمانہ اوسکی حق مین نحس ہی اور نحس اور مبارک

فی الحقیقة هو المعصیة والطاعة کما قال عدی بن حاتم یمن المرء وشومه بین لحییه یعنی لسانه

حقیقت مین معصیت اور طاعت ہی چنانچہ عدی ابن حاتم کہتا ہی آدمی کی برکت اور نحوست دونو جبڑون مین ہی مراد زبان ہی

وقال ابن مسعود ان کان الشوم فی الشئ ففیما بین اللحیین یعنی اللسان وما شئ احوج الی طول السجن

اور ابن مسعود کہتی ہین اگر کسی چیز مین نحوست ہوا کرتی تو اسمین ہوتی جو دونو کلون مین ہی یعنی زبان اور کوئی چیز سوا زبان کی ایسی نہین جو قید کی زیادہ محتاج

من اللسان وروی عن عائشة انه علیه السلام قال الشوم سوء الخلق فلا شوم فی الحقیقة الا المعاصی و

ہو اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا نحوست بدخلقی ہوتی ہی سو اب حقیقت مین نحوست سوای معاصی اور

الذنوب فانه تسخط الله تعالی فانه تعالی اذا سخط علی عبد یکون ذلک شقیا فی الدنیا والآخرة واذا

گناہون کی کوئی چیز نہین ہی کیونکہ گناہ سی اللہ تعالی بیزار ہوتا ہی اور اللہ تعالی اگر کسی بندہ سی بیزار ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت مین بدبخت ہی اور اگر

رضی عن عبد یکون ذلک العبد سعید فی الدنیا والآخرة وبعض الصالحین قد شکی الیه عن

کسی بندہ سی راضی ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت مین نیکبخت ہی اور بعضی صلحار کی پاس عام مصیبت کی جسمین

بلاء وقع الناس فیه فقال ما اری ما انتم فیه من البلاء الا بشوم الذنوب فعلی هذا یکون

تمام خلق گرفتار تہی شکایت کی جواب دیا جس بلا مین تم گرفتار ہو مجکو سوا نحوست گناہونکی معلوم نہین ہوتی اس حکایت کی موافق

المعاصی مشئوما علی نفسه وعلی غیره فانه لا یؤمن ان ینزل علیه عذاب فیعم الناس

نافرمان بندہ آپ اپنی جان پر اور سب پر منحوس ہی کیا بعید ہی کہ اوسپر عذاب نازل ہو پہر سبکو پکڑلی

خصوصا من لم ینکر عمله فالبعد عنه لازم وکذلک الاماکن التی یفعل فیها المعاصی

خاص اون لوگون کو جو اوسکی عمل سی انکار نہین کرتی سو اوس سی دور رہنا لازم ہی ایسی ہی اون مکانون سی جہان معاصی عمل مین آتی ہین

یلزم البعد عنہا والھرب منہا خشیۃ نزول العذاب علی من کان فیہا کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہ
دور رہنا اور بھاگنا چاہیئے اس خوف کی ماری کہ مبادا جو جو اوس مکان میں ہین سب پر عذاب نازل ہو چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یاروں کو

حین مر علی دیار ثمود بالحجر لا تدخلوا اماکن ھؤلاء المعتدین الا ان تکونوا باکین خشیۃ ان یصیبکم ما اصابہم
منع فرمایا جب وہ حجر میں دیار قوم ثمود پہ گذری کہ ان لوگون حد سے بڑھے ہوونکے مکانون میں داخل نہو مگر روتے ہوئے اس خوف کی ماری مبادا تمپر بھی وہ عذاب آ

فان ھجران اھل العصیان من جملۃ الھجرۃ المامور بہا التی سبب لمغفرۃ الذنوب والخطایا الا تری ان الذی
جو اونپر آیا تھا آجاوے بیشک اہل عصیان سے ملاپ ترک کرنا ہجرت میں داخل ہے جسکا حکم ہے اور باعث بخشش ذنوب اور خطا کا ہے کیا تجکو معلوم نہیں کہ جسنے

قتل مائۃ نفس من بنی اسرائیل سئل عالما من علماءہم ھل لہ توبۃ فقال لہ العالم نعم وامرہ ان ینتقل من
سو آدمی بنی اسرائیل کی قتل کرکر اپنے عالمون میں سے ایک سے پوچھا آیا میری کوئی توبہ ہے عالم نے اوسکو جواب دیا ہان اور اوسکو بتایا کہ مفسد

قریۃ الفساد الی قریۃ الصلاح وادرکہ الموت بینہما واختصم فیہ ملئکۃ الرحمۃ وملئکۃ العذاب واوحی
گانوں میں سے صالح گانوں میں چلا جا پھر وہ دو نو گانوں کی بیچمین جاتا ہوا مرگیا اب رحمت اور عذاب کی فرشتون میں جھگڑا ہوا کہ دونون میں سے اسکو کون لی

اللہ الیہم ان قیسوا بینہما والی ایہما کان اقرب فالحقوہ بہا فوجدوہ الی القریۃ الصالحۃ اقرب برمیۃ الحجر فالقوہ
ہوا اللہ تعالی نے اونکو وحی بھیجی کہ پیمائش کرکر دیکھو جدہر نزدیک ہو اودہر ملا دو پہرا دسکو صالح گانوں کی طرف اتنا نزدیک پایا جتنا ڈھیلا پھینکتے ہین

بہا برحمۃ اللہ تعالی ومغفرتہ المجلس الرابع والثلثون فی بیان فضیلۃ العشر الاول من ذی
سو اللہ کی رحمت اور مغفرت سے اودہر ہی ملا دیا چونتیسوین مجلس ماہ ذی الحجہ کی پہلی عشرہ کی فضیلت کی بیان میں

الحجۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ایام العمل الصالح فیہن احب الی اللہ تعالی من ھذہ الایام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی دن ایسے نہین ہین جنمین عبادت اللہ تعالی کو محبوب تر ہو بہ نسبت ان دنون کی

ھذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ ابن عباس والمراد من ھذہ الایام العشر الاول من ذی الحجۃ بدلیل قولہ علیہ السلام
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ابن عباس کی روایت سے اور مراد ہذہ الایام سے ذالحجہ کا پہلا دہا ہے اسواسطے کہ اور حدیث مین ارشاد ہے

فی حدیث اخر ما من ایام احب الی اللہ تعالی ان یتعبد لہ فیہا من عشر ذی الحجۃ یعدل صیام کل یوم منہا
کوئی دن نہیں ہین کہ اللہ تعالی کو اپنی عبادت اونمین محبوب تر ہو بہ نسبت عشرہ ذالحجہ کی کہ اسمین سے ہر روز کا روزہ برس دن کی روزدن کی برابر

بصیام سنۃ وقیام کل لیلۃ منہا بقیام لیلۃ القدر وانما کان العمل الصالح فی ھذہ الایام افضل لانہا ایام
اور ہر شب کا قیام قیام لیلۃ القدر کی برابر ہوتا ہے اور ان دنون میں عمل صالح اسلئے افضل ہے کہ یہہ دن بیت اللہ

زیارۃ بیت اللہ تعالی والمسجد الحرام والبلد الحرام والوقت اذا کان افضل یکون العمل الصالح فیہ افضل
اور مسجد حرام اور مکہ کی زیارت کی ہین اور وقت جب افضل ہوتا ہے تو اسمین عمل صالح بھی افضل ہوتا ہے

وروی عن ابی الدرداء انہ قال علیکم بصوم ایام العشر واکثار الدعاء والاستغفار والصدقۃ فیہا فانی
اور ابودردا سے روایت ہے کہ کہتے تھے اپنے اوپر روزے ان دس دن کی اور بہت دعا اور استغفار اور خیرات لازم کرلو کیونکہ میںنے

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الویل لمن حرم خیر ایام العشر وعلیکم بصوم الیوم التاسع خاصۃ فان فیہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے افسوس ہے اوس شخص پر جو ان دس دن کی خوبی سے محروم رہا اور اپنے اوپر خاص کر نوین تاریخ کا روزہ لازم کرلو کیونکہ اسمین

من الخیرات اکثر من ان یحصیہا العادون وروی انہ علیہ السلام قال یوم عرفۃ احتسب علی اللہ تعالی ان یکفر السنۃ
اسقدر خوبی ہے کہ شمار کرنیوالون کی اندازہ سے بڑھتی ہے اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں ایسا گمان کرتا ہون کہ عرفہ کا دن ایک سال گذشتہ

التی قبلہا والسنۃ التی بعدہا یعنی ان من صام یوم عرفۃ ارجو من اللہ تعالی ان یغفر ذنوبہ الصغائر
اور ایک سال آیندہ کا کفارہ ہو جاوے مراد یہہ ہے کہ جسنے نویں تاریخ ذی حجہ کو روزہ رکہا تو امید ہے اللہ تعالی سے کہ اوسکی تمام صغیرہ گناہ

الواقعة فی السنة الماضية ويكون فی حفظ الله تعالى وكنفه من اقتراف الذنوب فی السنة ﴿بیان فضیلة

جو سال گذشتہ میں ہوئی ہیں معاف ہوجاوین اور سال آئندہ میں اللہ تعالی کی حفاظت میں رہی کہ گناہ اوس سی تمام سال

فی فتاواہ ولا باس بصوم يوم عرفة سواء كان فی الحضر او السفر اذا كان يقوى عليه ويكره صوم عرفة وصوم يوم

بیچ فتاوی میں کہتا ہی عرفہ کی دن کی روزہ میں کچھ مضائقہ نہیں ہی برابر ہی مقیم ہو یا مسافر ہو اگر روزہ رکہنی کی طاقت رکھتا ہی اور عرفات میں عرفہ کی دن کا

يوم التروية لانه يعجز عن اداء افعال الحج فاذا اراد العبد ان ينال الثواب والفضائل التى ذكرها النبى عليه السلام

ذیحجہ کی آٹھویں تاریخ کا روزہ اسلئی کہ ارکان حج کی ادا کرنی سی تھک رہی گا اگر آدمی یہہ آرزو کری کہ وہ ثواب اور فضیلت جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی ذکر فرمائی ہی

ينبغى له ان يعرف حرمة الوقت وشرفه ويحفظ فيه لسانه عن الكذب والغيبة وقبيح الكلام وجوارحه عن الخطايا

تو اون چاہئی کہ وقت کی عزت اور شرافت کا لحاظ رکھی اوسمیں اپنی زبان کو جھوٹھ اور غیبت اور بیہودہ کلام سی بند رکھی اور اپنی اعضا آنکھہ ہاتھ وغیرہ کو خطاسی بچاوی

والاثام وقلبه عن العجب والكبر وعداوة الانام هذا ما بينه النبى عليه السلام من العبادة فی يوم عرفة واما الاجتماع

واپنی دل کو غرور اور تکبر اور خلقت کی دشمنی سی نگاہ رکھی عرفہ کی دن میں یہہ عبادت ہی جو نبی علیہ السلام نی فرمائی ہی اور اوس دن میں جمع ہوکر

فی ذلك اليوم فی الجامع او فی مكان خارج المصر تشبيها بالواقفين فليس بشئ لان الوقوف عبادة مخصوصة بعرفات

مسجد جامع میں یا جنگل میں کسی مکان کی اندر انبوہ کرنا عرفات والوں کی مشابہت کی لئی صرف بی اصل ہی اسواسطی کہ وقوف بعرفات عبادت مخصوصہ عرفات پر ہی

فلا يكون عبادة فی غيرها كسائر المناسك حتى ان احدا طاف حول المسجد سوى الكعبة يخشى عليه الكفر وروى عن

سو وہ اور کسی جگہ عبادت نہیں ہوسکتی جیسی حج کی اور احکام یہانتک کہ اگر کوئی شخص کسی مسجد کی گرد طواف کری سوای کعبہ کی تو کفر کا خوف ہی اور ام سلمہ سی

ام سلمة انه عليه السلام قال اذا دخل العشر واراد ان يضحى فلا يمس من شعره وبشرته شيئا وفی رواية من رای هلال

روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جب عشرہ ذی الحجہ کا شروع ہوئی اور قربانی کرنیکا ارادہ ہو تو اپنی بال اور بدن کو کچھ نہ چھوئی اور ایک روایت میں یون ہی جسنی ذی الحجہ کا چاند دیکہا

ذى الحجة واراد ان يضحى فلا ياخذ من شعره واظفاره قال فی شرح السنة اختلف العلماء فی العمل بظاهر هذا الحديث

اور قربانی کرنیکا ارادہ ہوا تو بال اور ناخن نہ تراشی شرح السنہ میں مذکور ہی علما اس حدیث کی ظاہر پر عمل کرنی میں اختلاف کرتی ہین

فذهب قوم الى ان من يريد التضحية لا يجوز له بعد دخول العشر ان ياخذ من شعره وظفره ما لم يذبح وقالوا النهى

سو ایک گروہ کا یہہ مذہب ہی کہ جو شخص قربانی کا ارادہ کری تو اوسکو ماہ ذی الحجہ شروع ہونی کی بعد قربانی ذبح کرنی سی پہلی اپنی بال یا ناخن تراشنی جائز نہیں ہین اور کہتی ہین کہ ممانعت

فيه للتحريم وكان ابو حنيفة ومالك والشافعى يرون ذلك على الندب والاستحباب قال فی شرح المنية يندب لمن

واسطی حرمت کی ہی اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور امام شافعی اسکو مندوب اور مستحب سمجھتی تھی منیہ کی شرح میں کہتا ہی قربانی کرنیوالی کو مستحب ہی

اراد ان يضحى تاخير تقليم الاظفار وحلق الراس الى ان يضحى ولا يجب وان استلزم التاخير الكراهة لا يؤخرهما

کہ قربانی ذبح کرنی تک ناخن تراشنی اور سر مونڈانی میں تاخیر کری اور واجب نہیں ہی اور اتنی تاخیر کرنی میں اگر کراہت لازم آتی ہو تو تاخیر نہ کری اور کراہت یہہ

بان زاد على الاربعين اذ قد ذكر فی القنية ان الافضل للعبد ان يقلم اظفاره ويقص شاربه ويحلق عانته وينظف بدنه

کہ چالیس دن سی زیادہ ہوجاوی اسلئی کہ قنیہ میں مذکور ہی کہ آدمی کو افضل یہہ ہی کہ ہر ہفتہ میں ناخن تراشی اور لبین کترواوی اور موی نہانی مونڈی اور نہا دھوکر بدن کو

بالاغتسال فی كل اسبوع فان لم يفعل ففى كل خمسة عشر يوما ولا عذر فی تركه وراء الاربعين فالاسبوع هو الافضل

پاک صاف کری پہر اگر ہر ہفتی میں نہوسکی تو ہر پندرہ دن کی بعد اور چالیس دن کی بعد دیر کرنی میں کوئی عذر نہیں ہی پس ہفتہ تو افضل مدت ہی

والخمسة عشر الاوسط والاربعون الابعد ولا عذر له فيما وراء الاربعين ويستحق الوعيد ثم ان النهى ليس للتشبه

اور پندرہ دن مدت درمیانہ ہی اور چالیس دن انتہا کی مدت ہی پہر چالیس دن کی بعد کوئی عذر نہیں ہی پہر سزاوار وعید کا ہی پہر یہہ ممانعت بال مونڈانی کی اس لئی نہیں ہی

بالحجاج المحرمين كما ذهب اليه بعض العلماء اذ لو كان للتشبه لشاع فی سائر محظورات الاحرام ولم يختص بالاخذ من اجزاء

کہ حجاج احرام والوں سی مشابہت پیدا ہو چنانچہ بعضی علما کا یہہ مذہب ہی کیونکہ اگر ممانعت مشابہت کی لئی ہوتی تو احرام کی تمام ممنوعات میں یہہ جاری ہوتی جیسی شکار قتل حیوان وغیرہ

البدن بل علة الـ هي على ما ذكره التوربشتي ان المضحي يجعل اضحيته فدية يفتدي بها نفسه من عذاب

خاص نہوتی بلکہ ... موافق بیان توربشتی کی یہہ ہی کہ قربانی کرنیوالا اپنی قربانی کو قیامت کی عذاب سی اپنی جان کا عوض دیتا ہی اور اس سی قربت الٰہی

يوم القيمة ويزداد بها قربة الى الله تعالى فكان بما اكتسب من السيئات وبما اتى به في حقوق الله تعالى من

زیادہ حاصل ہوتی ہی سو گویا کہ برائیان کرکر اور حقوق الله مین کوتاہی برت کر

التقصيرات رأى نفسه مستوجبة لاعظم العقوبات وهو القتل غير انه احجم عن الاقدام عليه لانه لم يأذن

اپنی جان کو بڑی سی بڑی عذاب یعنی قتل کا سزاوار جانتا ہی پر اپنی جان کی قتل کرنی سی باز رہا کہ شرع مین اسکی اجازت نہین ہی

الله فيه فيجعل قربانه فداء لنفسه فصار كل جزء من قربانه فداء لكل جزء من بدنه فعمت بركة القربان

اب قربانی کو اپنی جان کا بدلہ دیا سو ہر ہر جز قربانی کا اسکی بدن کی ہر ہر جز کا بدلہ ہی اب قربانی کی برکت تمام اجزاء بدن کو شامل ہوجاتی ہی

جميع اجزاء البدن فلم يخل منها ذرة ولم يحرم منها شعرة فلما كانت هذه الفضيلة ملحقة بالاجزاء المتصلة

کوئی ذرہ بدن کا خالی اور کوئی بال تمام بدن مین سی محروم نہین رہتا اور یہہ فضیلت جو انہین اجزا سی خاص تہی جو قربانی کرنیوالی کی بدن سی متصل ہین

بالمضحي دون المنفصلة عنه رأى النبي عليه السلام ان لا يمس شيئا من شعره وبشرته لئلا يفقد من ذلك

اجزاء منفصل سی نہین ہوتی تو پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا کہ اپنی بال اور بدن کو نہ چہوئی تاکہ کوئی فضیلت بوقت اوترنی رحمت

شيء ما عند نزول الرحمة وفيضان النور الالهي فيتم له الفضائل وينزع عنه النقائص فعلى هذا ينبغي

اور فیضان نور الٰہی کی گم نہو پہر فضائل تمام پوری ہون اور نقصان اس کچہ باقی نہ رہی اب لوگون کو چاہئی

للناس ان يطلبوا هلال ذي الحجة ويعدوا ايامه ليعلموا وقت ذبح الاضحية ويستعدوا لها لكن ثبوت

کہ ماہ ذی حجہ کا چاند تلاش کیا کرین اور اسکی دن گنتی رہین تاکہ قربانی کی ذبح کا وقت ٹہیک معلوم ہو اور اسکی تیاری کرین لیکن تقرر

روية الهلال لما توقف على حكم القاضي لزم المراجعة اليه ثم انه اذا كان في السماء علة سواء كان غيما

چاند کا قاضی کی حکم پر موقوف ہی تو قاضی کی پاس رجوع کرنا لازم ہی پہر اگر آسمان مین کچہ رکاوٹ ہو برابر ہی کہ ابر ہو

او دخانا او بخارا او غبارا او نحو ذلك لا يقبل الا شهادة رجلين او رجل وامرأتين في ظاهر الرواية وهو الاصح

یا دہوان یا بخار یا غبار یا ایسا ہی اور کچہہ تو ظاہر روایت مین گواہی جب قبول ہوگی کہ دو مرد ہون یا ایک مرد دو عورتین اور یہہ ہی صحیح ہی

لتعلق حق العباد به بالتوسعة بلحوم الاضاحي ويثبت بما يثبت به سائر حقوقهم وكما يشترط فيه العدد

کیونکہ اسمین حق العباد علاقہ رکہتی ہین قربانیون کی گوشت کی فراخی ہوتی ہی چنانچہ اسی طور پر ثابت ہوگا جسطور تمام حقوق ثابت ہوتی ہین اور جیسی اسمین عدد کی شرط ہی

يشترط الحرية والعدالة ولفظ الشهادة وان لم يكن في السماء علة لا يقبل الا شهادة جمع كثير يقع العلم بخبرهم

ویسی ہی آزادگی اور عدالت اور شہادت کا لفظ چاہئی اور اگر آسمان مین کوئی روک نہو تو پہر اتنی انبوہ کثیر کی گواہی مقبول ہوگی جنکی خبر دینی سی یقین آجاوی

واختلفوا في مقدار ذلك فقيل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسين رجلا وعن محمد لا بد ان يتواتر الخبر

اور اوس انبوہ کی مقدار مین اختلاف ہی بعضی کہتی ہین ایک محلہ کی لوگ چاہئین اور بعضی کہتی ہین پچاس مرد چاہئین اور امام محمد سی روایت ہی کہ پہیل رہی ہر طرف سی

من كل جانب والصحيح انه مفوض الى رأى الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم العلم الشرعي الموجب للعمل وهو غلبة

خبر کا آنا چاہئی اور صحیح یہہ بات ہی کہ حاکم کی رای پر حوالہ ہی اسلئی کہ مراد اس علم سی جو انکی خبر سی حاصل ہوتا ہی وہ علم شرعی ہی جس سی عمل واجب ہوجاوی یعنی ظن غالب

الظن لا العلم بمعنى التيقن ولو وقع الشك ان هذا اليوم كان من عاشر ذي الحجة او تاسع ذي الحجة فالاحوط

علم بمعنی یقین کی معنون مین نہین ہی اور اگر یہہ شبہ پڑ جاوی کہ آج کا دن ذی الحجہ کی دسوین تاریخ ہی یا نوین تاریخ ہی تو اب احتیاط اسمین ہی

ان يضحي في الغد بعد الزوال ولا يؤخر الذبح بعده الى يوم الثالث لاحتمال ان يقع في غير وقته وان اخر كان

کہ قربانی اگلی روز دوپہر ڈہلی ذبح کری اور اوسکی بعد ذبح مین تیسری دن تک تاخیر نہ کری کیونکہ شاید کہ بی وقت ذبح ہوجاوی اور اگر تیسری دن تک تاخیر کری

المستحب

المستحب ان يتصدق بجميع لحمه ولا ياكل منه **المجلس الخامس والثلثون في بيان فضيلة**

تو بہتر یوں مستحب ہی کہ گوشت سارا صدقہ کرکر بانٹ دے اوسمین سے کہاوے نہیں پیتیسوین مجلس بیچ بیان فضیلت قربانی ذبح کرنیکا

هراقة دم القربان في ايام النحر ونوعه وكيفيته قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما عمل

ایام نحر میں اور اوسکی اقسام اور کیفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عمل ابن آدم کا

ابن ادم من عمل يوم النحر احب الى الله تعالى من هراقة الدم وانه ليأتي يوم القيمة بقرونها واشعارها واظلافها

یوم نحر میں ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالی کو محبوب تر ہو بجز ریختہ کرنے خون کی اور وہ قربانی قیامت کی روز صحیح سالم مع سینگوں اور بالوں اور سموں کی موجود ہوگی

وان الدم ليقع من الله تعالى بمكان قبل ان يقع على الارض فطيبوا بها انفسا هذا الحديث من حسان المصابيح

اور البتہ وہ خون اس سے پہلے کہ زمین پر گرے اللہ تعالی کی ہاں قبول ہوجاتا ہے سو اس کے بدل خوش رہو یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہے

روته ام المؤمنين عائشة رض ومعناه ان افضل العبادات يوم النحر اراقة دم القربان وانها تأتي يوم القيمة

حضرت ام المؤمنین عائشہ کی روایت سے اسکی یہہ معنی ہیں کہ عمدہ سے عمدہ عبادت یوم نحر میں قربانی کا ذبح کرنا ہے اور وہ قربانی البتہ قیامت کی دن

كما كان في الدنيا من غير ان ينقص منه شئ ليكون لكل عضو منه اجر ويصير مركبه على الصراط وكل وقت يختص

جیسے دنیا میں تھی بعینہ موجود ہوگی کچھ اسمین سے کم نہوگا تاکہ اوسکی ہر ہر عضو کی بدلے اجر حاصل ہو اور پلصراط پہ سواری بن جاوے اور ہر ہر وقت میں ایک ایک

بعبادة وهذا اليوم اختص بعبادة فعلها ابرهيم النبي عليه السلام ولو كان شئ افضل منه لما فدى به اسمعيل النبي عم

عبادت ہوتی ہے اور اس دن میں خاص وہ عبادت ہے جسکو ابراہیم نبی علیہ السلام نے کی تہی اور اگر اس سے کوئی اور عبادت افضل ہوتی تو حضرت اسماعیل نبی علیہ السلام کو کیوں فدیہ دیتی

ولهذا قال صاحب الخلاصة شراء الاضحية بعشرة وذبحها افضل من التصدق بالف لان القربة التي تحصل

اسیواسطے صاحب خلاصہ کہتا ہے قربانی دس درہم کو خرید کر ذبح کرنا ہزار درہم خیرات کرنے سے بہتر ہے کیونکہ جو ثواب خون بہانے سے حاصل ہوتا ہے

باراقة الدم لا تحصل بالصدقة لكن ينبغي ان يعلم ان اراقة الدم في هذا اليوم وان كانت افضل العبادات

وہ صدقہ دینے سے نہیں حاصل ہوتا لیکن سمجھنا چاہئے کہ خون کا بہانا اس دن میں اگرچہ سب عبادات سے افضل ہے

الا ان قوله تعالى لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاۤؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ يشير الى ان المعتبر ليس مجرد اراقة

پر اس آیت میں اللہ کو نہیں پہنچتی اونکی گوشت نہ لہو لیکن اوسکو پہنچتا ہے تمہارے دل کا ادب یہہ اشارہ ہے کہ صرف خون کا بہانا

الدم واطعام اللحوم بل المعتبر تحصيل التقوى التي هي شرط لقبول الطاعات كلها كما قال الله تعالى اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ

اور گوشت کا کہلانا معتبر نہیں ہے بلکہ اصل معتبر تقوی ہے جو تمام عبادات کی مقبول ہونے کی شرط ہے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے اللہ قبول کرتا ہے

مِنَ الْمُتَّقِيْنَ والتقوى لا تحصل الا بالاجتناب عن جميع المنهيات والاتيان بجميع المامورات واذا لم يحصل ذلك لا يغني

ادب والوں سے اور تقوی جبہی حاصل ہوتا ہے کہ تمام منہیات سے بچے اور تمام مامورات کو بجالاوے اور اگر یہہ بات نہیں ہے

عنهم اراقة الدم والتصدق باللحم وان كثر منهم ذلك فعلى هذا يجب على المكلف في هذا العيد عدة اشياء الاول

تو خون بہانا اور گوشت کا خیرات کرنا کچھ کام نہ آویگا کتنا ہی بہت کیا کرے سو اس بیان کی موافق اس عید میں مکلف پر کئی چیزیں واجب ہیں اول

ترك المعاصي فان المعصية وان كانت قبيحة في جميع الازمنة الا انها في بعض الازمان يكون اكثر قبحا واكثر جرما

معاصی کا ترک کرنا کیونکہ گناہ کرنا اگرچہ ہر وقت میں بدی ہے پر بعضی وقت زیادہ تر بد اور سخت تر جرم ہوتا ہے

لشرف الزمان فيكون تركها الزم واوجب لقوله تعالى اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ

واسطے شرافت اوس وقت کی اوسوقت میں گناہ کا ترک کرنا بہت لازم اور واجب تر ہے اس دلیل سے مہینوں کی گنتی اللہ کی پاس سے بارہ مہینے ہیں اللہ کی حکم میں جس دن

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ يعني ان عدد الشهور القمرية

پیدا کئے آسمان و زمین اونمین چار ہیں ادب کے یہی ہے سیدھا دین سو اونمین ظلم نہ کرو اپنی اوپر یعنی قمری مہینوں کی گنتی

التي عليها يدور كثير من الاحكام الشرعية في حكمه تعالى اثنا عشر مثبتا في اللوح المحفوظ منذ خلق السموات
جن پر اکثر شرعی احکام کا مدار ہی حکم الہی میں بارہ مہینے ہیں لوح محفوظ میں ثابت جب سی اللہ تعالی نی آسمان
والارض من تلك الشهور الاثنى عشر اربعة حرم هي ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب وكون هذه الاشهر
اور زمین پیدا کی اون بارہ میں سی چار اداب اور عزت کی ہین ذیقعد اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب یعنی خالی بقر عید دا محرم روزہ اور ان چارون
الاربعة المعينة حرما هو الدين المستقيم دين ابرهيم النبي عليه السلام فلا تظلموا فيهن انفسكم بهتك
معین کا ادب عزت والا ہونا یہہ ہی دین درست دین ابراہیم علیہ السلام کا سو انہین تم اپنی جانوں پر ان اوقات کی حرمت کہو کر
حرمها وارتكاب المعاصي فيها فان العمل الصالح كما انه اعظم اجرا فيهن كذلك المعصية فيهن اعظم من
اور انہین معاصی اختیار کرکر ظلم مت اوتارو کیونکہ نیک عمل کا ان مہینوں میں جیسی ثواب زیادہ ہوتا ہی ایسی ہی معصیت ان مہینوں مین
المعصية في غيرهن وكذلك المعصية في شهر رمضان ويوم الجمعة ويوم عرفة ولياليها وليلة القدر
اور وقت کی معصیت سی بدتر ہی اور ایسی ہی معصیت ماہ رمضان مین اور جمعہ کی دن اور عرفہ کی روز اور انکی راتون مین اور شب قدر مین
وايام العيدين ولياليها اكثر وزرا لانه تعالى فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التي تفعل
اور دونو عید کی دن اور انکی راتون مین سزا مین زیادہ تر ہی اسلئی کہ اللہ تعالی نی ان اوقات کو خاص خاص عبادات سی جو ان اوقات مین عمل کی جاتی ہین فضیلت دی ہی
فيها وجعل ثواب العبادات ونزول الرحمة ووصول المغفرة فيها اكثر من غيرها رحمة لهذه الامة
اور عبادات کا ثواب اور رحمت کا نازل فرمانا ان اوقات مین بہ نسبت اور اوقات کی زیادہ تر مقرر فرمایا ہی صرف واسطی رحمت کی || اور مغفرت کرنی
المرحومة فمن لم يعرف النعمة التي كانت عليه فيها بل هتك حرمتها بارتكاب انواع الذنوب فيها فقد
مرحومہ پر اب جو شخص اس نعمت کی قدر جو اسوقت مین اسپر مبذول ہوتی ہی نجانی بلکہ اسوقت کی حرمت اوٹھا کی طرح طرح کی گناہ عمل کرکر تو بیشک
استحق ان يكون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى المسلم ان يعرف النعمة التي كانت عليه ويعظم ما
یہہ شخص سزاوار ہی کہ اسکو سخت عذاب اور بڑا ہی عقاب ہو سو مسلمان کو لازم ہی کہ اس نعمت کی قدر جو اسپر مبذول ہی سمجھی اور جسکو اللہ نی
عظمه الله حتى يكون عند الله تعالى عظيما وتعظيم هذه الازمنة انما يكون بزيادة الاعمال الصالحات
عظمت دی ہی اوسکی تعظیم کری تاکہ اللہ کی نزدیک عزت پاوی اور تعظیم ان اوقات کی یہہ ہی صالح اعمال کی کثرت سی ہوتی ہی
فيها فمن عجز عن ذلك فاقل احواله في التعظيم ان يجتنب عما يحرم عليه ويكره له فيترك البدع والمنكرات
پہر جو شخص اعمال صالح سی عاجز ہو تو کم سی کم اوسکی تعظیم یہہ ہی کہ ان اوقات میں تمام محرمات اور مکروہات سی کنارہ کری پہر تمام بدعات اور منکرات
وما لا ينبغي له فيها من المنهيات وكثير من الناس في بعض هذه الازمنة قد ارتكبوا ضد هذا المعنى حيث
اور جو بیہودہ کار اور ممنوع ہین ترک کری اور بعضی لوگ کبہی کبہی ان اوقات مین اسکی خلاف کر بیٹہتی ہین چنانچہ ایام
كانوا يسارعون في ايام العيدين ولياليهما الى اللهو واللعب وغيرها من انواع السيات بعضهم بالمباشرة وبعضهم
عیدین مین شب و روز لہو و لعب وغیرہ اقسام منہیات مین مصروف رہتی ہین بعض خود عمل کرتی ہین اور بعضی
بالمشاهدة مع ان للسيئة الواحدة عشرة من الضرر على ما ذكره الفقيه ابو الليث في تنبيه الغافلين الاول اسخاط
تماشا دیکہتی ہین باوجودیکہ ایک گناہ مین موافق بیان فقیہ ابو اللیث کی کتاب تنبیہ الغافلین مین دس ضرر مقرر ہین اول اپنی خالق کو
خالقه عليه بمخالفة امره والثاني تفريح ابليس الذي هو عدوه وعدو الله تعالى والثالث بعده من الجنة والرابع
اپنی حال پر اوسکی حکم کی مخالفت کرکر آزردہ کرنا دوسری ابلیس کا خوش کرنا کہ وہ اسکا اور اللہ کا بہی دشمن ہی تیسری جنت سی دوری چوتہی
قربه من جهنم والخامس جفاء من هو احب اليه وهو نفسه والسادس تنجيس نفسه التي قد خلقها الله تعالى
دوزخ سی نزدیکی پانچوین اپنی جان پر جفا کرنا جو سب سی زیادہ محبوب ہی چہٹی اپنی جان کو ناپاک کرنا جسکو اللہ تعالی نی پاکیزہ پیدا کیا ہی

طاهرة والسابع ایذاء الحفظة الذین لا یوذونه والثامن احزان النبی علیه السلام فی قبره والتاسع اشهاد الارض

ساتوین کرام کاتبین کو ستانا اور وہ اسکو نہین ستاتی آٹھوین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف کی اندر غمناک کرنا نوین زمین

واللیل والنهار علی نفسه والعاشر خیانة لجمیع الخلائق لان المطر یقل بالذنب فاذا کان حال من فعل سیئة واحدة

اور رات اور دن کو اپنی گناہ پر گواہ مقرر کرنا دسوین تمام خلق اللہ کی بدخواہی کیونکہ گناہون کی شامت سی منہہ کم برستا ہی یہہ حال اوسکا ہی جسنی ایک گناہ کیا

هذا فما ذا یکون حال من یفعل فنونا من السیات سیما فی هذه الایام المبارکات مع ان الخطباء ینادون علی المنابر

اب قیاس کیا چاہی اوسکا حال جو قسم قسم کی گناہ کرتا ہی خاص ایسی مبارک ایام مین کیا ہوگا باوجودیکہ نصیحت گر منبرون پر پکار پکار کہتی ہین

ویقولون لیس العید لمن لبس الجدید انما العید لمن امن الوعید لیس العید لمن تبخر بالعود انما العید للتائب الذی

کہ عید اوسکی لئی نہین ہی جو نئی کپڑی پہن لی عید اوسی کی ہی جو وعید سی محفوظ رہی عید اوسکی نہین جو خوشبو مین بس جاوی عید اوسی کی ہی جو توبہ کرکر

لا یعود لیس العید لمن تزین بزینة الدنیا انما العید لمن تزود بزاد التقوی لیس العید لمن رکب المطایا انما العید لمن

پہر نہ پہری عید اوسکی نہین ہی جو دنیا کی زیب و زینت کری عید اوسی کی ہی جو تقوی کا توشہ پیدا کری عید اوسکی نہین جو اونٹنی پر سوار ہو عید اوسی کی ہی

ترک الخطایا لیس العید لمن جلس علی البساط انما العید لمن جاوز الصراط وقال النبی علیه السلام استماع الملاهی معصیة

جو خطا سی باز رہی عید اوسکی نہین جو فرش پر بیٹھی عید اوسی کی ہی جو صراط پر کو سلامت گذر جاوی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی ملاہی سنا تو معصیت ہی

والجلوس علیها فسق والتلذذ بها کفر وروی انه علیه السلام ادخل اصبعیه فی اذنیه عند سماعه وهم یسمعون

اور اوسپر بیٹھہ رہنا یا پیشہ کرنا فسق ہی اور اوس سی مزا اوٹہانا کفر ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی سماع کی آواز سی اپنی دونون کانون مین اونگلیان دہین تہین اور یہہ لوگ ایسی ایسی

امثال تلک الکلمات ولا یلتفتون الیها بل یدعون الاسلام ومحبة الله تعالی ورسوله ومع هذا یخالفونهما

کلمات سنتی ہین اور اودہر اصلا توجہ نہین کرتی بلکہ اسلام کا اور خدا اور رسول کی محبت کا دعوی کرتی ہین اور پہر بہی اوامر اور نواہی مین

فی الاوامر والنواهی فیکون الحال مشکلا والحکام یشاهدون امثال تلک المنهیات ولا یمنعون شیئا منها بل

خدا رسول کی مخالفت کئی جاتی ہین اب کیا مشکل کی بات ہی کہ حاکم وقت بہی ایسی ایسی حرکات ممنوعہ کو دیکہتی ہین اور ذرہ منع نہین کرتی بلکہ

یساعدون فیها فمن کان باکیا فلیبک علی الاسلام وغربته اذ قد عاد الاسلام غریبا کما بدأ غریبا نعم ان هذا

اسمین اور امداد کرتی ہین اب جو روی تو چاہئی کہ اسلام اور اوسکی غربت پر روی کیونکہ اب اسلام غریب ہوگیا ہی جیسی کہ شروع ہوا تہا ہان یہہ دن

الایام ایام فرح وسرور لکن ینبغی ان یکون الفرح والسرور فیها بما کان مستحبا او مباحا کالاغتسال والتطیب

خوشیان کرنی کی دن ہین پر یون چاہئی کہ خوشیان ایسی وقت مین یا مستحب ہون یا مباح جیسی نہانا خوشبو لگانی

ولبس احسن الثیاب التی تکون جدیدة او غسیلة لا بما کان حراما او مکروها کلبس الحریر والخوض فی الباطل

اچہی کپڑی بدلنی یعنی نئی ہون یا دہوئی ہوئی ہون حرام یا مکروہ نہون جیسی حریر کا پہنا اور باطل امور مین گہسنا

لان العید انما سمی عیدا لان الله تعالی یعود فیه علی المؤمنین بالمغفرة والاحسان فیجب علیهم ان یجتنبوا المعصیة

کیونکہ عید کو اسہی لئی عید کہتی ہین کہ اللہ تعالی مؤمنین پر دوبارہ مغفرت اور احسان فرماتا ہی سو مؤمنین پر واجب ہی کہ معصیت اور سرکشی سی

والطغیان حتی یکونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والخذلان ثم ینبغی ان یعلم ان بعض الناس

اجتناب کرین تاکہ سعادتمند اور اہل رضوان ہو جاوین بدبخت نہون اور نہ اوٹہاوین پہر سمجہنی کی بات ہی کہ بعضی لوگ کہتی ہین

قد زعموا ان ضرب الدف والغناء به فی یوم العید جائز لما روی عن عائشة ان ابا بکر دخل علیها یوم العید وعندها

کہ دف کا بجانا اور گانا عید کی روز جایز ہی کیونکہ عائشہ سی روایت ہی کہ ابو بکر عید کی روز اونکی ہان آئی اونکی پاس

جاریتان تغنیان بالدف ورسول الله صلی الله علیه وسلم متغش بثوبه فزجرهما ابو بکر فکشف النبی علیه السلام وجهه

دو لڑکیان دف لئی گاتی بجاتی تہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑہی ہوئی تہی سو اون لڑکیون کو ابو بکر نی ڈانٹا پہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی منہہ کہول کر

فقال دعهما يا ابا بكر فان لكل قوم عيد فهذا عيدنا فان هذا الحديث وان كان يدل على ما زعموا لكن ليس كما زعموا

فرمایا ابو بکر جانی دی ہر قوم کی لئی عید ہوتی ہی سو یہہ ہماری عید ہی کیونکہ یہہ حدیث اگرچہ اونکی مطلب پر دلالت کرتی ہی لیکن ویسی نہیں ہی جو وہ کہتی ہیں

اذ قد ذكر في نصاب الاحتساب ان هذا الحديث متروك غير معمول به لقوله تعالى ومن الناس من يشتري لهو

اسواسطی کہ نصاب الاحتساب میں مذکور ہی کہ یہہ حدیث متروک العمل ہی اسپر عمل نہیں کرتی اس آیت کی موافق اور ایک لوگ ہیں کہ خریدار ہیں کھیل کی

الحديث فان المراد من لهو الحديث على ما ذكر في معالم التنزيل عن ابن مسعود وابن عباس وعكرمة وسعيد بن

کیونکہ موافق بیان معالم التنزیل کی ابن مسعود اور ابن عباس اور عکرمہ اور سعید بن جبیر سی لہو الحدیث سی غنا اور جو اوسکی مثل ہی معازف

جبير الغناء وما في معناه من المعازف والمزامير والمراد من اشتراءه اختياره والمعنى ان بعضا من الناس يختار

اور مزامیر وغیرہ مراد ہی اور اشترا سی مراد اختیار اور پسند کرنا اور معنی آیت کی یہہ ہیں کہ بعضی لوگ

الغناء وما في معناه من المعازف والمزامير ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هزوا اولئك لهم عذاب مهين

غنا کو پسند کرتی ہیں اور جو اوسکی مثل ہی معازف اور مزامیر وغیرہ تا بہکاویں اللہ کی راہ سی بن سمجھی اور ٹھہراویں اوسکو ہنسی وہ جو ہیں اونکو ذلت کی مار ہی

فدلت الاية على تحريم الغناء وما في معناه من الملاهي ويدل على هذا ايضا ان عائشة بعد بلوغها لم ينقل عنها الا

سو یہہ آیت غنا کی اور اوسکی مثل ملاہی وغیرہ کی حرمت پر دلالت کرتی ہی اور حرمت اسکی اس سی بھی ثابت ہوتی ہی کہ حضرت عائشہ سی بعد بلوغ کی غنا

ذم الغناء والمعازف والثاني مما يجب على المكلف في هذا العيد الاضحية فانها تجب على مسلم حر مقيم موسر

اور معازف میں سوا برائی کی اور کچھہ منقول نہیں ہی دوسرا امر جو اس عید میں مکلف پر واجب ہی قربانی ہی سو قربانی مسلم آزاد مقیم تونگر پر واجب ہی

واليسار فيها ان يملك نصابا او ما يكون قيمته نصابا فاضلا عن حاجته الاصلية ولا يعتبر فيه وصف النماء فمن

اسمیں مقدور اتنا ہی چاہئی کہ نصاب کا مالک ہو یا ایسی چیز کا کہ اوسکی قیمت حاجت اصلی سی بڑہتی برابر نصاب کی ہو اسمیں نامی ہونا کچھہ ضرور نہیں ہی جسکی ملک میں

كانت له دار لا يسكنها فيؤجرها يعتبر قيمتها في الغنى وكذا اذا سكنها وفضل عن سكناه شيء يعتبر قيمة الفاضل

ایک گھر ہو جسمیں رہتا نہیں کرایہ دیتا ہی تو مقدور کی لئی اوسکی قیمت کا اعتبار کیا جاویگا اور ایسی ہی اگر اوسمیں رہتی ہی لیکن اوسکی رہنی سی کچھہ باقی رہ جاوی تو اوس باقی کی قیمت

في الغنى لان ما كان من حاجته الاصلية لا بد ان يكون مشغولا بها لا بما يحتاج اليه اذ ما من مال الا ويقع الحاجة

مقدور کی باب میں لیجاویگی اسواسطی کہ جسقدر اوسکی حاجت اصلی کی لئی ہی تو ضرور ہی کہ اب اوسکی برتاو میں ہو یہہ نہیں کہ آیندہ کو برتاو میں آویگا اسواسطی کہ ایسا مال کوئی نہیں ہوتا جسکی

اليه في وقت من الاوقات حتى لو كان في دار بكراء فاشترى قطعة ارض بمائتي درهم نبني فيها دارا ليسكنها فهو غني لا

کبھی نہ کبھی حاجت پیش نہ آجاوی یہاں تک کہ اگر ایک شخص کرایہ کی گھر میں رہتا ہو پھر ایک قطعہ زمین کا دو سو درہم کو خرید کر رہنی کی لئی گھر تیار کیا تو اب یہہ شخص اس گھر کی سبب سی غنی ہی

لانها فاضلة عن حاجته الحالية وانما يحتاج اليها فيما سيجيء ومن كان له دار فيها بيتان صيفي وشتوي لا يكون

کیونکہ بالفعل اوسکی حاجت سی فاضل ہی اگر حاجت ہوگی تو پھر کبھی ہوگی اور جسکی پاس ایک مکان ہو اور اسکی اندر دو گھر گرمی اور جاڑی کی ہوں تو غنی

غنيا وان كان فيها ثلث بيوت يعتبر قيمة الثالث في الغنى وصاحب الثياب لا يكون غنيا بثلثة دستجات

نہیں ہی اور اگر اوس مکان میں تیسرا گھر ہو تو اوس تیسری گھر کی قیمت غنا کی لئی جاویگی اور کپڑوں کا مالک تین جوڑی کپڑی سی غنی نہیں ہوتا

احدها للبذلة والثانية للمهنة والثالثة للجمعة والاعياد وكذا بالفراشين وما زاد على الدستجات الثلث

ایک روزمرہ کی پہنی کا دوسرا کاروبار کی وقت کا تیسرا جمعہ کی دن اور عید کی دن کا اور ایسی ہی دو بچھونی سی غنی نہیں ہوتا اور جو سوا تین جوڑی کپڑی

من الثياب وعلى الفراشين يعتبر قيمته في الغنى والغازي لا يكون غنيا بفرسين وان كان له ثلثة افراس يعتبر

اور دو بچھونوں سی زیادہ ہوگا تو غنی ہونی کی لئی اوسکی قیمت حساب میں لیجاویگا اور مجاہد دو گھوڑوں سی غنی نہیں ہوتا اور اگر تین گھوڑی ہونگی تو ایک

قيمة احدها في الغنى وما زاد على [illegible] من الدواب [illegible] فيه كان وحمار للدهقان وغيره وعلى الخادم

گھوڑی کی قیمت غنی ہونی میں حساب کیجاویگی [illegible] ایک چوپایہ سی زیادہ ہو [illegible] پاس گھوڑا ہو یا گدہا [illegible] اوسکی لئی ایک خادم سی زیادہ

غنی ہی

الواحد یعتبر قیمته فی الغنی وکذا کتب التفسیر والحدیث لاهله ما زاد علی نسخة واحدة من روایة واحدة

ہو تو غنی ہو نیکی لئی اوسکی قیمت حساب مین لیجاوی گی اور ایسی ہی تفسیر حدیث فقہ کی کتابین علماء کی لئی جو ایک ایک نسخہ سی زیادہ ہونگی ایک روایت سی

یعتبر قیمته فی الغنی وکذا ما زاد علی الواحد من المصاحف لمن یحسن القراءة یعتبر قیمته فی الغنی والزارع لا یکون

غنا کی بابت اوسکی قیمت حساب مین لیجاویگی اور ایسی ہی جو ایک قرآن سی زیادہ قاری کی پاس ہو تو غنا کی باب مین اوسکی قیمت معتبر ہوگی اور کسان دو بیلون

غنیا بثورین وآلة الحراثین وان کان له ثلث ثیران یعتبر قیمة احدهما فی الغنی والبقرة الواحدة یعتبر قیمتها فی

اور کہیتی کی راچہہ ہل پاتہی سی غنی نہین ہوتا اور اگر تین بیل ہونگی تو ایک بیل کی قیمت غنا مین معتبر ہوگی اور ایک ہی بیل ہو تو غنا مین اوسکی قیمت لیجاوی گی

الغنی ومن کان له قوت سنة یساوی نصابا ففیه کلام والظاهر انه لا یعد من الغنی ذکره قاضیخان فی فتاونه

اور جسکی پاس ایک سال کا کہانا برابر قیمت نصاب کی ہو تو اوسمین اختلاف ہی اور ظاہر یہہ ہی کہ وہ غنی نہین ہی یہہ قول قاضیخان نی اپنی فتاوی مین ذکر کیا ہی

والمرأة ان کانت له جواهر ولآلی تلبسها للاعیاد وتتزین للزوج یعتبر قیمتها فی الغنی وکذا اذا کان لها دار تسکن فیها

اور جس عورت کی پاس جواہر اور موتی ہون کہ عید کی روز پہنتی ہو اور خاوند کی واسطی سنگار کرتی ہو تو غنا کی بابت اوسکی قیمت معتبر ہوگی اور ایسی ہی اگر عورت کی ملک مین

مع زوجها یعتبر قیمتها فی الغنی اذا کان الزوج قادرا علی الاسکان ویتعلق بهذا النصاب حرمة اخذ الزکوة ووجوب

گہر ہو جسمین خاوند کی ساتہہ رہتی ہی تو اوس گہر کی قیمت غنا کی لئی معتبر ہوگی پر اس شرط پر کہ اوسکا خاوند گہر دینی کی مقدور رکہتا ہو اور اسی نصاب سی زکوۃ لینی حرام ہوتی ہی اور

صدقة الفطر والاضحیة لان الغنی علی ثلث مراتب غنی یحرم علیه السوال واخذ الصدقة ویجب علیه

صدقہ فطر اور قربانی واجب ہو جاتی ہی اسواسطی کہ غنا کی تین درجہ ہین ایک وہ غنی ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور اوسپیر صدقہ

صدقة الفطر والاضحیة والزکوة وهو من یملك نصابا کاملا نامیا وغنی یحرم علیه السوال واخذ الصدقة

فطر اور قربانی اور زکوۃ واجب ہوتی ہی یہہ وہ غنی ہی جسکی ملک مین نصاب کامل نامی یعنی بڑہتا ہوا ہو ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا

ویجب علیه صدقة الفطر والاضحیة دون الزکوة وهو من یملك ما قیمته نصاب من غیر ان یکون فیه نماء

اور اوسپیر صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوتی ہی اور زکوۃ واجب نہین ہوتی وہ ایسا شخص ہی جسکی ملک مین ایسی شئی ہو کہ اوسکی قیمت نصاب کی برابر ہو پر وہ چیز

وغنی یحرم علیه السوال لا اخذ الصدقة ولا یجب علیه شئ مما ذکر من صدقة الفطر والاضحیة والزکوة

اور ایک غنی ایسا ہوتا ہی جسکو سوال کرنا حرام اور صدقہ لینا جائز اور اوسپیر جو چیز اوپر مذکور ہوا کچہہ واجب نہین ہوتا نہ صدقہ فطر نہ قربانی نہ زکوۃ

وهو من یملك قوت یومه وما یستر عورته ثم المعتبر فی الفقر والغنی اخر ایام النحر فاذا جاء یوم النحر ولا مال له

وہ ایسا شخص ہوتا ہی جسکی پاس ایک دن کا کہانا ہو اور بدن ڈہکنی کو کپڑا ہو پہر مفلسی اور تونگری مین آخر ایام نحر یعنی بارہوین تاریخ کا اعتبار ہی جب ایام نحر پیش آوین

ثم استفاد قدر النصاب قبل مضی ایام النحر ولا دین علیه تجب علیه الاضحیة وان جاء یوم النحر وهو غنی فهلك

ہی پہر اسکو نصاب کی برابر فائدہ ہوگیا اور ابہی ایام نحر تمام نہین ہوئی اور اوسکی ذمہ کچہہ قرض بہی نہین ہی تو اب اسپر قربانی واجب ہی اور اگر ایام نحر تونگری کی حالت مین آگئی پہر اسکا

ماله او نقص من النصاب قبل مضی ایام النحر لا تجب علیه الاضحیة ومن کان له علی الناس دیون مؤجلة ولم یکن

مال بالکل جاتا رہا یا نصاب سی کمتی رہ گیا اور ایام نحر ابہی باقی ہین تو اسپیر قربانی واجب نہین ہی اور جسکا قرض لوگون پر کبہی کی وعدہ پر آتا ہو اور

فی یده ایام الاضحیة ما یشتری به الاضحیة لا یجب علیه الاضحیة وکذا لو کان له دین علی مفلس مقر لا یجب

ایام نحر مین اوسکی ہاتہہ مین اتنا نہو کہ قربانی خریدلی تو اوسپیر قربانی واجب نہین ہی اور ایسی ہی اگر اسکا قرض کسی مفلس پہ آتا ہو اگرچہ وہ اقرار کرتا ہو تو قربانی

علیه الاضحیة ما لم یصل الیه الدین وکذا لو کان له دین علی مقر ملی ولیس فی یده ما یمکنه شری الاضحیة لا یلزمه

واجب نہین ہی جبتک وہ قرض وصول نہو جاوی اور ایسی ہی اگر اسکا قرض ہو تو کر بڑا مالدار ہو کہ اقرار بہی کرتا ہی اور اسکی ہاتہہ مین اتنا نہین کہ قربانی خرید لی تو اسکو ضرور نہین

ان یستقرض فیضحی ولا قیمتها اداء [illegible]

کہ قرض لیکر قربانی کری اور نہ قیمت قربانی کی [illegible]

يعطيه ولو كان له مال كثير غائب في يد شريكه او مضاربه ومعه ما يشتري به الاضحية من الحجرين
دیدیگا اور اگر بہت سا مال اسکی قبضہ سی باہر ہو شریک یا مضارب کی قبضہ مین اور اوسکی قبضہ مین سونا یا چاندی اتنی ہی کہ قربانی خرید کرلی

او متاع البيت يلزمه الاضحية واول وقتها بعد طلوع الفجر من يوم النحر لكن يشترط تقديم صلوة
یا گھر کا اسباب ہی تو ایسی حال مین قربانی واجب ہی اور اول وقت قربانیکا دسوین تاریخ جسکو یوم نحر کہتی ہین بعد طلوع فجر کی ہی لیکن شہر کی رہنی والونکی حق مین

العيد عليها في حق اهل الامصار حتى لا يجوز الذبح لمن كان في المصر الا بعد فراغ الامام من الصلوة ولو
عید کا ادا کرلین یہان تک کہ شہر مین رہنی والی کو قربانی ذبح کنی جایز نہین ہی جبتک امام دوگانہ سی فارغ نہولی اور اگر امام کی نماز سی پہلی ذبح کردی تو درست نہین

ضحى قبل صلوة الامام لا يصح ولو خرج الامام بطائفة الى الجبانة وامر رجلا ان يصلي بالضعفاء في
یعنی قربانی اوسکی ذمہ رہتی ہی اور اگر امام بہت جماعت کی عیدگاہ کی طرف روانہ ہوا اور کسی شخص کو نایب کیا کہ ناتوانون کو شہر مین نماز پڑھاویگا

المصر وضحى البعض بعد ما صلى احد الفريقين يجوز استحسانا وان كانت بلدة لا يصلى فيها صلوة
اور بعضی جلد بازون نی قربانی ذبح کردی بعد فراغت نماز ایک شخص امام یا نائب کی تو استحسانا جایز ہی اور اگر ایسا شہر ہی کہ اوسمین عید کی نماز نہین ہوتی

العيد لعدم الامام او لغلبة اهل الفتنة يجوز التضحية في اليوم الاول بعد الزوال وفي اليوم الثاني و
یا تو اسلئی کہ امام نہین ہی یا اہل فتنہ کی غلبہ سی تو قربانی پہلی دن یعنی دسوین تاریخ دوپہر ڈہلی جایز ہی اور گیارہوین اور

الثالث يجوز قبل الزوال وبعده وقال بعضهم في ذلك المكان يجوز التضحية في اي وقت كان لوقوع الياس
بارہوین مین دوپہر ڈہلنی سی پہلی بہی اور بعد دوپہر کی بہی جایز ہی اور بعضی کہتی ہین کہ ایسی جگہہ قربانی جسوقت کردی ہر وقت جایز ہی کیونکہ نماز کی توقع تو ہی نہین

عن الصلوة وان اخر الامام الصلوة يوم العيد ينبغي للناس ان يوخروا التضحية الى وقت الزوال ولو خرج
اور اگر امام عید کی روز نماز مین دیر لگاوی تو لوگون کو بہی چاہیی کہ قربانی مین دوپہر ڈہلی تک تاخیر کرین اور اگر امام نماز کی لئی

الامام الى الصلوة في الغد او بعد الغد وقد ضحى بعض الناس قبل ان يصلي الامام يجوز لانه فات وقت الصلوة
اگلی دن یا اگلی سی اگلی دن روانہ ہوا اور بعضی لوگون نی امام کی نماز سی پہلی قربانی ذبح کردیا تو جایز ہی اسواسطی کہ مسنون وقت نماز کا

على وجه السنة ثم المعتبر مكان المذبوح لا مكان المالك حتى لو كانت الاضحية في المصر وصاحبها في السواد
تو جاتا رہا پہر جواز ذبح مین قربانی کی مکان کا اعتبار ہی مالک کی مکان کا اعتبار نہین ہی یہان تک اگر قربانی شہر مین ہو اور اوسکا مالک شہر سی دور ہو

فامر رجلا بالذبح فذبح الوكيل قبل الصلوة لا يجوز ولو كانت الاضحية في السواد وصاحبها في المصر وامر
پہر اوس مالک نی کسی شخص کو کہدیا کہ میری قربانی ذبح کردینا اوس شخص نی نماز سی پہلی ذبح کردی تو جایز نہوگی اور اگر قربانی شہر سی دور ہو اور مالک شہر مین ہو اور اوسنی

اهله بالذبح فذبح الاهل قبل الصلوة يجوز وكذا لو كان رجل في مصر واهله في مصر اخر وكتب اليهم ان يضحوا عنه
اپنی اہل کو کہدیا کہ ذبح کردینا اور اوسکی اہل نی نماز سی پہلی ذبح کرادی تو جایز ہی اور ایسی ہی اگر ایک شخص ایک شہر مین ہو اور اوسکی اہل اور شہر مین ہون اور اوس شخص نی اپنی اہل کو لکہا

يلزمهم ان يذبحوا عنه بعد صلوة الامام في البلد الذي هم فيه اعتبار المكان الذبيحة ومن اراد ان يتعجل
تو اونکی ذمہ پر لازم ہی کہ اوسکی طرف سی وہ انکی امام کی نماز کی بعد جسمین وہ آپ رہتی ہین ذبح کرین کیونکہ اعتبار قربانی کی مکان کا ہی اور جسنی جلد ہی گوشت کہانا چاہا

له اللحم واخرج اضحيته من المصر فذبحها قبل الصلوة قالوا ان اخرجها مقدار ما يباح للمسافر قصر الصلوة
اور قربانی کو شہر سی باہر لیجا کر نماز سی پہلی ذبح کرلی تو علماء کہتی ہین اگر اوسنی قربانی کو اتنی دور لیجا کر ذبح کی جس مسافت پر مسافر کو قصر نماز مباح

فيه يجوز والا فلا هذا كله في حق اهل الامصار واما اهل السواد والقرى فيجوز لهم الذبح بعد الفجر الثاني من
ہی تو جایز ہی اور نہین تو جایز نہین ہی یہہ سب بیان شہر والون کا تہا اور گرد نواح اور گانو گوین کی لوگون کو دسوین تاریخ ذیحجہ کی صبح صادق کی بعد

اليوم العاشر من ذي الحجة واما اهل البوادي وهم لا يذبحون الا بعد صلوة اقرب الائمة اليهم واخر وقتها
ذبح کرنا جایز ہی اور جنگل کی رہنی والی بدون فراغت نماز اپنی سی نزدیک سی نزدیک امام کی ذبح نہ کرین اور آخر وقت قربانی کا

فی حق الکل قبیل غروب الشمس من الیوم الثالث من ایام النحر وافضل اوقات التضحیۃ الیوم الاول وادونہا

سب کی حق مین آفتاب ڈوبنی سی کچھہ پہلی تک تیسری دن ایام نحر سی یعنی بارہوین کی اخیر عصر تک ہی اور قربانی کا افضل وقت پہلا روز ہی یعنی دسوین تاریخ اور کمتر وقت

الیوم الاخر ویکرہ الذبح لیلا وان جاز لاحتمال الغلط فی ظلمۃ اللیل ولو وقع الشک ان ھذا الیوم کان من

سب سی پچھلا دن اور رات کو ذبح کرنا مکروہ ہی اگرچہ جایز ہی شاید کہ رات کی اندھیری مین ٹھیک جگہ ذبح نہو اگر یہہ شبہہ آپڑی کہ آج ذیحجہ کی

عاشر ذی الحجۃ او تاسع ذی الحجۃ فالاحوط ان یضحی فی الغد بعد الزوال قال قاضیخان فی فتاویہ فی کتاب

دسوین تاریخ ہی یا ذیحجہ کی نوین ہی تو اب احتیاط یون ہی کہ اگلی دن دوپہر ڈہلی ذبح کری قاضیخان اپنی فتاوی کی کتاب الصوم مین کہتا ہی

الصوم شہر رمضان اذا جاء یوم الخمیس ویوم عرفۃ جاء یوم الخمیس ایضا کان ذلک الیوم یوم عرفۃ لا

کہ ماہ رمضان کا چاند اگر جمعرات کی دن ہووی پہر عرفہ بہی جمعرات کی روز کا آپڑی تو وہ روز بیشک عرفہ کا ہی یوم النحر یعنی دسوین تاریخ

یوم النحر حتی لا یجوز التضحیۃ فی ھذا الیوم اعتمادا علی قول علی رض یوم نحرکم یوم صومکم لان ذلک محتمل

نہین ہی اوسدن قربانی ذبح کرنی جایز نہین ہی کیونکہ قول حضرت علی کا اسمین معتمد ہی دسوین ذیحجہ کی پہلی رمضان کی ہی اسواسطی احتیاط کرنی چاہئی

یحتمل انہ اراد بہ ذلک العام دون الابد ثم الاضحیۃ انما تجوز من اربعۃ اصناف من الحیوان الابل والبقر

کہ اس قول مین یہہ بہی احتمال ہی کہ آپنی اوسی سال کا حال ارشاد کیا ہو ہمیشہ کی لیی قاعدہ نفرمایا ہو پہر قربانی چار قسم کی حیوان کی جایز ہی اونٹ اور گای

والغنم والمعز ذکورھا واناثہا الا ان الانثی من الابل والبقر افضل والذکر من الغنم والمعز افضل ثم المعتبر من

اور بکری اور دنبہ نر اور مادہ دونون پر اتنا ہی کہ اونٹنی اور گای کا مادہ افضل ہی اور بکری اور دنبہ سی نر افضل ہی پہر معتبر

ھذہ الاصناف الاربعۃ الثنی وھو من الغنم والمعز ما تمت لہ سنۃ وطعن فی الثانیۃ ومن البقر ما تمت لہ سنتان

ان چارون قسم مین ثنیہ ہی یعنی نوجوان اور نوجوان بکری اور دنبہ مین وہ ہی جسکو ایک سال پورا ہو کر دوسرا سال شروع ہوا ہو اور گای مین وہ ہی جسکو دو برس

وطعن فی الثالثۃ ومن الابل ما تمت لہ خمس سنین وطعن فی السادسۃ ولا یجوز ما دون ذلک من ھذہ الاصناف

پوری ہو کر تیسرا سال شروع ہوا ہو اور اونٹ مین وہ ہی جسکو پانچ برس پوری ہو کر چہٹا شروع ہوا ہو اور اس عمر سی چھوٹا ان قسمون مین سی کوئی جایز نہین ہی

الا الجذع من الضأن اذا کان عظیما بحیث لو اختلط بالثنیات لم یتمیز من بعید وھو ما کان لہ الیۃ واتی

مگر جذع مینڈہی کا اگر کلان راس ہو ایسا کہ اگر ایک برس کی عمر والون مین ملجاوی تو دور سی پہچانا نجاوی اور جذعہ وہ ہوتا ہی کہ جسکی چکتی ظاہر ہو اور

علیہ ستۃ اشہر وشیٔ من الشہر السابع وذکر فی الخلاصۃ ان التضحیۃ بالدیک والدجاجۃ فی ایام النحر ممن

چھہ مہینی پوری ہو کر کچھہ دن ساتوین مہینہ کی گذری ہون اور خلاصہ مین مذکور ہی کہ مرغ اور مرغی کی ایام نحر مین قربانی کرنی جسکو

لا اضحیۃ علیہ بعسارہ تشبہا بالمضحین مکروہ لانہ من رسوم المجوس ولو اشتری فقیر شاۃ الاضحیۃ

افلاس کی سبب سی قربانی واجب نہین ہی قربانی کرنیوالون کی مشابہت حاصل کرنیکو مکروہ ہی اسواسطی کہ یہہ مجوسیون کی رسم ہی اور اگر کسی فقیر نی قربانی کی واسطی بکری مول لی

ولم یضح حتی مضت ایام النحر کان علیہ ان یتصدق بتلک الشاۃ حیۃ او بقیمتہا ولو انہ ذبحہا بعد ایام

پہر ذبح نکی یہان تک کہ ایام نحر نکل گئی اب اوسپر لازم ہی کہ وہ بکری جیتی خیرات کردی یا اوسکی قیمت دیدی اور اگر بعد ایام نحر کی ذبح کرکر

النحر وتصدق بلحمہا یجوز لکن ان کان قیمتہا حیۃ اکثر یلزمہ ان یتصدق بالفضل فان اکل منہا یغرم

گوشت خیرات کردیا تو بہی جایز ہی لیکن اگر جیتی کی قیمت گوشت سی زیادہ ہو تو جتنی بڑہتی قیمت ہی خیرات کری اور اگر اوسمین سی آپ کہالی

قیمتہ وان لم یفعل شیئا من ذلک حتی جاء یوم النحر من القابل فضحی بہا عن العام الاول لا یجوز لان کون اراقۃ

تو اوسکی قیمت ادا کری اور اگر اوسی ان امور مین سی کچھہ بہی نکیا یہان تک کہ اگلی سال کا یوم نحر آگیا اب اوسنی پہلی سال کی قضا کی نیت سی ذبح کی تو جایز نہین ہی

الدم قربۃ عرف اداء لا قضاء ویجوز الابل والبقر من احد الی سبعۃ اذا اراد کلہم القربۃ اتفقت جہۃ القربۃ او

جو عبادت ہی تو ادا یعنی اپنی وقت پر عبادت ہی بطور قضا نہین ہی اور اونٹ اور گای ایک ہی لیکر سات آدمیون تک جایز ہی اگر اون سبکا ارادہ قربت کا ہو ایک ہی طرح کی عبادت ہو یا

اختلفت كالاضحية والقران والمتعة والعقيقة والتقدير بالسبعة يمنع الزيادة لا النقصان حتى يجوز
کئی طرح کی ہو جیسی قربانی اور قران اور متعہ اور عقیقہ اور سات تک کی حد باندہنی سی زیادہ کی ممانعت ہوگئی ہی کمتی کی ممانعت نہیں ہی یہان تک

عن ستة وخمسة واربعة وثلثة واثنين ان لم يكن لاحدهم اقل من السبع كما اذا مات رجل وترك ابنا وامرأة
کہ چھہ یا پانچ یا چار یا تین یا دو آدمیون کی طرف سی بہی جائز ہی اگر کسیکا حصہ ساتوین حصہ سی کمتر نہو جیسی ایک شخص مرا اور وہ اپنی ایک بیٹا اور بیوی وارث

وبقرة وضحيا بها لا يجوز وكذا لو اشترى ثلثة نفر ودفع احدهم اربعة دنانير والاخر ثلثة دنانير والثالث
اور ایک گای ترکہ مین چھوڑی اونہون نی وہ گای قربانی کی تو جائز نہین اور ایسی ہی اگر تین آدمیون نی ملکر قربانی خریدی ایک نی چار دینار دئی اور دوسری نی تین دینار اور تیسری نی

دينارا واشتروا بقرة على ان يكون البقرة بينهم بقدر اموالهم وضحوا بها لا يجوز ولو اشترك سبعة في بقرة
ایک دینار دیا پہر گای مول لی اسطور پر کہ دیناروں کی حساب پر شرکت ہی اور ذبح کی تو قربانی جائز نہین ہی اور اگر سات آدمی ایک گای مین شریک ہوی

ونوى بعض الشركاء التطوع وبعضهم الاضحية لهذه السنة وبعضهم قضاء عن السنة الماضية يجوز
اور کسی نی نیت نفل کی کی اور کسی نی اوسہی سال کی قربانی کی نیت کی اور کسینی پچھلی سال کی قضا کی نیت کی تو سب جایز ہی

الكل لكن يكون تطوعا عمن نوى القضاء عن السنة الماضية فلا يقع عن قضاءه بل يلزمه ان يتصدق
لیکن جسنی پچھلی سال کی قربانی سی قضا کی نیت کی تہی اوسکی نفل ہو جائی گی اوسکی قضا ذمہ سی ساقط نہو گی بلکہ اوسکو لازم ہی کہ قیمت درمیانہ

بقيمته شاة وسط لما مضى ولو مات احد السبعة وقال ورثته اذبحوها عنه وعنكم يجوز استحسانا
بکری کی بعوض سال گذشتہ کی خیرات کردی اور اگر ساتون شریک مین سی ایک مرگیا اور اوسکی وارثون نی کہا کہ اوسکی طرف سی اور اپنی طرف سی ذبح کرلو تو استحسانا جایز ہی

ولو اشترك سبعة وضحوا بقرة واقتسموا اللحم وزنا يجوز ولو اقتسموه جزافا لا يجوز الا ان يضم الى اللحم شئ
اور اگر سات آدمیون نی ملکر گای قربانی کی اور گوشت تول کر بانٹا تو جایز ہی اور اگر انکل سی بانٹا تو جایز نہین ہی ہان اگر گوشت کی ساتہہ کچھہ کچھہ

من الاكارع او الجلد سواء كان في كل جانب شئ من اللحم وشئ من الاكارع او كان في كل جانب شئ من اللحم و
پائہ یا چمڑا ملالین تو جایز ہی برابر ہی کہ ہر حصہ پر کچھہ گوشت اور کچھہ پائہ یا ہر حصہ پر کچھہ گوشت اور

شئ من الجلد او كان في جانب لحم واكارع وفي اخر لحم وجلد وانما يجوز جزافا لجنس الى خلاف الجنس ولو
کچھہ چمڑا یا ایک حصہ پر گوشت اور پائہ اور دوسری حصہ پر گوشت اور چمڑا اس صورت مین انکل کی تقسیم اسلئی جایز ہی کہ ہر جنس کا خلاف جنس سی

لم يضموا الى اللحم شيئا وحلل كل واحد منهم لصاحبه الفضل لا يجوز لان تحليل الفضل هبة وهبة المشاع
گوشت کی ساتہہ بدون ملانی پایہ یا چمڑی کی تقسیم کرکی ہر ایک شخص دوسری کو کمتی بڑہتی کی اجازت دی کر حلال کردی تو جایز نہین اسلئی کہ بڑہتی کا حلال کرنا ہبہ ہوتا ہی اور ہبہ مشاع

فيما يحتمل القسمة لا يجوز وان قتسموا اللحم وزنا وتصدقوا بالجلد على فقير او وهبوا الغني يجوز ولو جعلوا
تقسیم ہونیوالی چیز مین جایز نہین ہی اور اگر گوشت تول کر بانٹ لیا اور چمڑا سب نی ملکر ایک فقیر کو دیدیا یا کسی غنی کو بخشدیا تو جایز ہی اور اگر

اللحم والشحم سبعة اسهم وقسموه بينهم جزافا يجوز ويجوز الخصي والجماء التي لا قرن لها والثولاء اي المجنونة
گوشت اور چربی کی سات حصہ یعنی ملا کر کئی اور آپسمین انکل سی تقسیم کرلیا تو جایز ہی اور بدہیا اور منڈا جسکی سینگہہ پیدایشی نہون اور باولی جایز ہی

ولا يجوز العمياء التي ليس لها عينان ولا العوراء التي ليس لها عين واحد ولا العجفاء التي لا مخ في عظمها
اور اندہی جسکی دونو انکہیں نہون اور کانی جسکی ایک آنکہہ نہو اور ایسی دبلی جسکی ہڈی کی اندر مغز باقی نہو

ولا العرجاء التي تمشي بثلث قوائم ويجاف الرابعة عن الارض وان كانت تضع الرابعة على الارض وضعا
اور لنگڑی جو تین پاؤن پر چلتی ہو اور چوتہی پاؤن کو زمین پر نہ لگاتی ہو جایز نہین ہی اور اگر چوتہا پانو بہی زمین پر ہولی سی رکہہ کر

خفيفا وتستعين بها الا انها تتمايل عند المشي تجوز ولا يجوز ما ذهب اكثر من ثلث اذنها واليتها او عينها
مدد لیتی ہی پر اتنا ہی کہ چلتی وقت جہکتی ہی تو جایز ہی اور جسکا تہائی سی زیادہ کان یا خصیہ یا آنکہہ جاتی رہی ہو تو جایز نہین ہی

وطريق معرفة ذهاب الثلث من العين ان يشد عينها المفقوءة بعد كونها جائعة فيقرب اليها العلف
اور طریقہ دریافت تہائی آنکہ جانیکا یہہ ہی کہ اول پہوٹی ہوئی آنکہ بند کرکر بحالت بہوک کی حالت مین اوسکو گہاس دکہاوین

فينظر من اي مكان تري العلف ثم يشد عينها الصحيحة ويقرب اليها العلف فينظر من اي مكان تري العلف
پہر خیال رکہین کتنی دور سی کہ اس دیکہہ لیتی ہی پہر اچہی آنکہہ بند کرکر گہاس دکہاوین اب یہہ خیال کرین کہ کتنی دور سی گہاس دیکہہ لیتی ہی

ثم ينظر تفاوت ما بين المكانين فان كان نصفا فالذاهب نصف وان كان ثلثا فالذاهب ثلث وهكذا
اب دونو مکان مین فرق دیکہین کتنا ہی اگر آدہوں آدہ کا فرق ہی تو آدہی آنکہہ نہین ہی اور اگر تہائی ہی تو تہائی آنکہہ نہین ہی اور ایسی ہی حساب پر

وشق الاذن والكي لا يمنع جواز الاضحية وكذا كسر القرن الا اذا بلغ المخ ولو ذهب عينها او كسرت رجلها في
اور چری ہوئی کان اور داغدار ہونی سی قربانی منع نہین ہوتی اور ایسی ہی سینگ ٹوٹنی سی ان اگر مغز تک جا پہنچی تو جائز نہین اور اگر ذبح کرنیکی لئی پچہاڑ تی ہوئی آنکہ

معالجة الذبح فانه ان لم يرسلها يجوز وان ارسلها وضحى بها في وقت آخر في ذلك اليوم او في يوم آخر
اگر اوسکو نہ چہوڑا اوسیوقت ذبح کردیا تو جائز ہی اور اگر اوسوقت چہوڑدیا اور اور وقت اسیی دن مین یا ایام نحر کی روز اور دن مین

من ايام النحر اختلفوا فيه وعن ابي يوسف انه يجوز وبه اخذ الزعفراني ولو ولدت الاضحية كان
ذبح کیا تو اسمین اختلاف ہی امام ابو یوسف کی نزدیک جائز ہی اور یہہ ہی مذہب زعفرانی کا ہی اور اگر قربانی بیا پڑی تو

عليه ان يذبح الولد ايضا وان لم يذبحه حتى مضت ايام النحر فعليه ان يتصدق به حيا والافضل ان
لازم ہی کہ بچہ کو بہی ذبح کردی اور اگر بچہ کو ذبح نکیا اور ایام نحر گذر گئی تو لازم ہی کہ وہ بچہ جیتا خیرات کردی اور افضل یہہ ہی

يذبح اضحيته بيده ان قدر لانه عبادة فالاولى ان يفعلها بنفسه وان لم يقدر يامر غيره ولا يامر
کہ اپنی قربانی اگر ہوسکی تو اپنی ہاتہہ سی ذبح کری کیونکہ ذبح کرنا عبادت ہی تو اولی یہہ ہی کہ اپنی ذات سی ادا کری اور اگر نہین ہوسکتا تو اور کو کہدی اور

الكتابي لانه قربة وهو ليس من اهلها ولو امره فذبح يجوز لانه من اهل الذكوة والقربة يحصل بانابته و
کتابی شخص کو نہ کہی اسواسطی کہ عبادت ہی اور وہ اس کام کا نہین ہی اور اگر کتابی ہی کو کہدیا اور اوسنی ذبح کردی تو جائز ہی اسلئی کہ ذبیحہ کتابی کا درست ہی اور عبادت

نيته لكن يكره ويستحب احداد شفرته قبل الاضجاع ويكره بعده لما روي انه عليه السلام مر على رجل
ہوجائیگی پر مکروہ ہی اور چہری کا تیز کرنا پچہاڑنی سی پہلی مستحب ہی اور بعد پچہاڑنی کی مکروہ ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام ایک شخص کی پاس جا پہنچی

اضجع شاته وهو يحد شفرته وهي تلحظ اليه ببصرها فقال اتريد ان تميتها موتات هلا احددت
کہ وہ بکری پچہاڑ کر چہری تیز کرتا تہا اور بکری اپنی آنکہون سی ادہر دیکہتی تہی سو آپ نی فرمایا تو چاہتا ہی اسکو کئی موت سی مارے پچہاڑنی سی پہلی چہری تیز

شفرتك قبل ان تضجعها ويكره جرها برجلها الى المذبح وترك التوجه الى القبلة ويكره النخع وهو الذبح
کیوں نہ کرلی اور قربانی کو ٹانگ پکڑ کر مذبح تک کہینچتی ہوئی لی جانا اور قبلہ کی طرف منہہ نکرنا مکروہ ہی اور نخع بہی مکروہ ہی یعنی ایسا سخت ذبح کرنا

الشديد حتى يبلغ النخاع ويكره السلخ قبل ان يسكن عن الاضطراب ويستحب ان يحضر الانسان اضحيته
کہ نخاع تک نوبت جا پہنچی اور چمڑا چہیلنا ٹہنڈی ہونی سی پہلی مکروہ ہی اور مستحب ہی کہ آدمی اپنی قربانی کی ذبح ہوتی ہوئی

عند الذبح ولو وضع صاحب الشاة يده مع يد القصاب في المذبح حتى يكون ذابحا مع القصاب قال الشيخ الامام
پاس حاضر رہی اور اگر قربانی کی مالک نی بہی اپنا ہاتہہ قصائی کی ساتہہ چہری پر رکہہ لیا تاکہ قصائی کی ہمراہ ذبح مین شریک ہوجاوی تو شیخ امام محمد

محمد بن الفضل تجب على كل واحد منهما التسمية حتى لو ترك احدهما لا يحل المذبوح لان شرط حلة التسمية عليه
بن الفضل کہتی ہین کہ اون دونو پر تکبیر ذبح کی کہنی واجب ہی یہان تک کہ اگر دونو مین سی کوئی ایک تکبیر ترک کریگا تو مذبوح مردار ہوگا اسواسطی کہ شرط حلال ہونی کی

لقوله تعالى وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ فالذابح اذا تركها عمدا يكون الذبيحة ميتة لا يحل اكلها ولو
موافق اس آیت کی اور اوسمین ہی نہ کہاؤ جسپر نام نہ لیا اللہ کا پہر ذبح کرنیوالا اگر تکبیر عمداً ترک کریگا تو ذبیحہ مردار ہی اوسکا کہانا حلال نہین ہی اور اگر

ذكر مع اسم الله تعالى غيره ان كان بالعطف مثل ان يقول بسم الله ومحمد رسول الله يحرم وان كان بغير
الله تعالى کی نام کی ساتھہ اور کچھہ بھی کہدیا اگر عطف کی ساتھہ کہا اسطور کہا کہ بسم الله ومحمد رسول الله تو ذبیحہ مردار ہی اور اگر بغیر
العطف لا يحرم بل يكره ويكره ايضا ان يدعو بشيء بعد التسمية قبل الذبح مثل ان يقول بسم الله اللهم
عطف کی کہا تو حرام نہین ہی بلکہ مکروہ ہی اور یہہ مکروہ ہی کہ تسمیہ کی بعد ذبح سی پہلی کچھہ اور بات زبان پر لاوی مثلا یون کہی کہ بسم الله الٰہی
تقبل مني او من فلان واما بعد الذبح فلا باس به لما روي انه عليه السلام قال بعد الذبح اللهم تقبل هذه
مجھسی اور فلانی سی قبول کرلی پہر ذبح کری ان ذبح کی بعد اسکا کچھہ مضائقہ نہین کیونکہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی بعد ذبح کی فرمایا الٰہی یہہ قربانی قبول کرلی
عن امة محمد ممن شهد لك بالواحدانية ولي بالبلاغ وما تداولته الالسن عند الذبح بسم الله والله اكبر
محمد کی تمام امت کی طرف سی جو جو تیری وحدانیت کی اور میری تبلیغ کی گواہی دیتی ہین اور ذبح کرتی ہوئی جو زبانون پر حسب رواج آتا ہی بسم الله والله اکبر
لكن ذكر في القنية ان المستحب ان يقول بسم الله الله اكبر بدون الواو ومع الواو يكره ولو ذبح رجل اضحية
قنیہ مین مذکور ہی کہ مستحب یہہ ہی کہ بسم الله الله اکبر بدون واو کی کہی اور واو کی ساتھہ مکروہ ہی اور اگر کسی شخص نی غیر کی قربانی
غيره بغير اذنه يجوز استحسانا ولو كان بين الاثنين شاتان فذبحهما عن نسكهما يجوز ويأكل من لحمها
بی اجازت ذبح کردی تو استحسانا جایز ہی اور اگر دو آدمیون مین دو بکریان مشترک ہون پہر دونون نی بلا تعین اپنی اپنی طرف سی ذبح کردین تو جایز ہی اور اوسکا
ويوكل غيره من الاغنياء والفقراء ويهب لمن يشاء ولا يعطي اجر الجزار منها وندب التصدق بثلثها وندب ترك
اور اور کو کہلاوی غنی ہو یا فقیر اور جسکو چاہی عطا کری اور مزدوری مین قصائی کو اوسمین سی ندی اور تہائی کا خیرات کردینا مستحب ہی اور
التصدق ايضا لذي عيال توسعة عليهم ويجوز الانتفاع بجلدها بان يتخذه جرابا او غربالا او بساطا او
صاحب عیال کنبہ والی کو خیرات نکرنا بھی مستحب ہی تا کہ عیال پر فراغت ہوجاوی اور اوسکی چمڑی سی فائدہ اوٹھانا جایز ہی کہ تہلا یا توبرہ یا ڈول یا بچھونا
غيرها وله ان يبدله بما ينتفع به مع بقاء عينه كالخف ونحوه لا بما ينتفع به الا باستهلاك عينه كالخل
وغیرہ بنالی اور اوسکو جایز ہی کہ اوسکی بدلہ مین ایسی چیز لیلی جس سی نفع ہووی پر ذات باقی رہی جیسی موزہ اور مانند اسکی ایسی چیز بدلہ مین نلیوی جیسی بدون ہلاک ذات کی فائدہ
ونحوه ولا باس بيعه بالدراهم ليتصدق بها على الفقراء وليس له ان يبيعه بالدراهم لينفقها على نفسه وعياله
وغیرہ اور اسکا ڈر نہین کہ چمڑہ بیچ کر فقیرون کو خیرات دیدی اور یہہ جایز نہین کہ چمڑا بدلہ دراہم کی بیچ کر اپنی اوپر یا اپنی عیال پر خرچ کری
وان فعل ذلك يتصدق بثمنه ولو اراد ان يبيع لحمها ليتصدق بثمنه ليس له في اللحم الا الاكل والاطعام و
اور اگر ایسا کیا تو اوسکا ثمن خیرات کردی اور اگر چاہی کہ گوشت بیچ کر اوسکا ثمن خیرات کردی تو اوسکو گوشت مین اتنا ہی تصرف ہی کہ کہالی اور کسیکو دیدی
ليس على الرجل ان يضحي عن ولده الصغير في ظاهر الرواية وان كان للصغير مال قال بعض مشائخنا يضحي عنه
اور ظاہر روایت مین کسیکا یہہ ذمہ نہین ہی کہ نابالغ اولاد کی طرف سی قربانی کری اگرچہ نابالغ اولاد مالدار ہو ہماری بعضی علما صدقہ فطر پر قیاس کر کہتی ہین
ابوه او وصيه من مال الصغير عند ابي حنيفة قياسا على صدقة الفطر وقال الامام السرخسي زعم بعض المشائخ
کہ بچہ کا باپ یا وصی صغیر کی مال مین سی امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری اور امام سرخسی کہتی ہین کہ بعضی مشایخ یہہ کہتی ہین
ان على الاب او الوصي ان يضحي من مال الصغير عند ابي حنيفة على قياس صدقة الفطر والاصح انه ليس له
کہ باپ یا وصی کا ذمہ ہی کہ صغیر کی مال مین سی امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری جیسی صدقہ فطر کا حال ہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کہ اوسکو
ان يفعل ذلك وان فعل اخذا بقول بعض المشائخ لا يتصدق بشيء منه بل يأكل منه الصغير وما بقي يبدل
قربانی کرنیکا اختیار نہین ہی اور اگر موافق قول بعضی مشایخ کی قربانی کردی تو اوسمین سی کچھہ خیرات نکری بلکہ اوسمین سی وہ ہی صغیر کہاوی اور بچتی کی بدلہ مین
بما ينتفع به الصغير مع بقاء عينه كالثوب ونحوه لا بما لا ينتفع به الصغير الا باستهلاك عينه كالخبز
صغیر کی واسطی ایسی چیز نفع رسان لیدی کہ جکی ذات باقی رہی جیسی کپڑا وغیرہ ایسی چیز نہ لیدی جیسی صغیر کو بدون ہلاک ذات کی فائدہ حاصل نہو جیسی روٹی

ونحوه

ونحوه وذلك لان الواجب اراقة الدم واما التصدق فتبرع ومال الصبی لا یحتمل التبرع وانما جاز التبدیل قیاسا

وغیره اسلئی کہ واجب تو صرف ذبح کرنا ہی ہا خیرات کرنا سو وہ احسان ہی اور صغیر کا مال قابل احسان کی نہین ہی اور تبدیل اسلئی جایز ہی کہ چمڑہ کو آخر تبدیل کرنا درست ہی

علی الجلد فان الجلد یجوز ان ینتفع به وان یبدل بما ینتفع به مع بقاء عینه لان البدل یکون فی حکم المبدل فیکو

کیونکہ چمڑی سی فائدہ لینا بہی جایز ہی اور بدل لینا نفع رسان چیز کا بہی جایز ہی پر اوسکی ذات باقی رہی کیونکہ بدلہ کی چیز اوس اصل مبدل کی حکم مین ہی ایسا ہی

کالانتفاع بعینه فلما کان الحکم فی الجلد هذا قاسوا علیه اللحم اذا کان للصبی ضرورة والثالث مما یجب علی المکلف

گویا اصل ہی سی نفع پایا چمڑہ کا جو یہہ حکم تہا اسی پر گوشت کو قیاس کرلیا ہی اگر صغیر کو کچہہ ضرورت ہو اور تیسری شی جو مکلف پر

فی هذا العید تکبیر التشریق فانه عند ابی حنیفة یجب علی الاحرار المقیمین فی الامصار عقیب کل فریضة ادیت

اس عید مین واجب ہی وہ تکبیرات تشریق ہین سو یہہ تکبیرین امام ابو حنیفہ کی نزدیک ازادون شہر مین موجود ہونیوالون پر یعنی جو مسافر نہون ان پر پیچہی ہر فرض نماز کی جو

بجماعة فلا یجب علی اهل القری ولا علی المسافر ولا علی العبد ولا علی المنفرد ولا علی المرأة الا اذا اقتدی هؤلاء بمن یجب

جماعت سی ادا ہو واجب ہین گانو کوین والون پر واجب نہین اور نہ مسافر پر اور نہ غلام پر اور نہ منفرد پر جو اکیلا نماز پڑہی اور نہ عورت پر ان اگر یہہ لوگ جنکی ذمہ پر

علیه التکبیر فحینئذ یکبرون معه تبعا له الا ان المرأة لا ترفع صوتها لان صوتها عورة وغیرها یجهرون به لان

تکبیرین واجب نہین ہین مقتدی ہو جاوین جسپر واجب ہین تو اب اوسکی ساتہہ تکبیر کہین امام کی تبعیت مین مگر عورت پکار کر نہ پڑہی اوسکو آواز کا بہی چہپانا چاہئی اور اوروں کو

السنة فیه الجهر ولا مانع ولا یجب عقیب صلوة العید ولا عقیب الوتر ولا عقیب النوافل لان تلك الصلوات لیست بفریضة ویجب

کہ اسمین آواز کا بلند کرنا مسنون ہی اور کوئی مانع بہی نہین اور عید کی نماز کی پیچہی واجب نہین ہی اور نہ پیچہی وتر کی اور نہ پیچہی نفلون کی کیون کہ یہہ سب نمازین فرض نہین ہین اور نماز

عقیب صلوة الجمعة لانها فریضة وعندهما یجب علی کل من یصلی المکتوبة ولو کان قرویا او مسافرا او عبدا او منفردا

جمعہ کی پیچہی واجب ہی کیونکہ جمعہ کی نماز فرض ہی اور صاحبین کی نزدیک ہر شخص پر جو نماز فرض ادا کری واجب ہی اگرچہ گانو مین ہو یا مسافر ہو یا غلام ہو یا اکیلا پڑہتا ہو

او امرأة وابتداؤه من فجر یوم عرفة الی عصر یوم النحر عند ابی حنیفة فیکون التکبیر عقیب ثمان صلوت

یا عورت ہو اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک شروع تکبیر نوین تاریخ کی فجر سی ہی دسوین کی عصر تک سو تمام تکبیرین آٹہہ نمازون کی بعد ہوئین

وعندهما الی عصر اخر ایام التشریق وهو الثالث عشر من ذی الحجة فیکون التکبیر عقیب ثلثة وعشرین

اور صاحبین کی نزدیک آخر ایام تشریق کی عصر تک واجب ہین یعنی ذی الحجہ کی تیرہوین تاریخ تک اب تکبیرین تیئیس نمازون کی بعد ہوئین

صلوة والعمل فی هذا الزمان علی قولهما احتیاطا فی باب العبادات وکیفیته ان یقول مرة واحدة بعد السلام

اس زمانہ مین واسطی احتیاط کی باب عبادات مین صاحبین کی قول پر عمل ہی اور اوسکی کیفیت یہہ ہی کہ ایک دفعہ سلام کی بعد

قبل الکلام الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد واصله ان ابرهیم النبی علیه السلام

بولنی سی پہلی کہی اور اسکی اصل یون ہی کہ ابراہیم نبی علیہ السلام نی

لما اضجع ولده اسمعیل النبی علیه السلام للذبح امر الله تعالی جبریل علیه السلام ان یذهب بالفداء فلما جاء

جب اسماعیل نبی علیہ السلام کو واسطی ذبح کرنی کی لٹایا تو اللہ تعالی نی جبریل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ فدیہ لیجا جب جبریل علیہ السلام

جبریل علیه السلام بالقربان خاف ان یعجل ابرهیم علیه السلام فقال الله اکبر الله اکبر فلما سمع ابرهیم النبی عم

قربانی لیکر آئی تو خوف کیا ایسا نہو کہ ابراہیم علیہ السلام ذبح مین جلدی کر بیٹہین تو جبریل نی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا جب ابراہیم علیہ السلام نی

صوت جبریل علیه السلام وقع فی قلبه انه یاتیه بالبشارة فهلل وذکر الله تعالی بالوحدانیة والکبریاء فقال

جبریل کی آواز سنی تو اونکی دلمین یہہ خیال آیا کہ جبریل کوئی خوشخبری لاتی ہین سو انہون نی لا اله الا الله پڑہا اور اللہ کو وحدانیت اور بڑائی سی یاد کیا یہہ

لا اله الا الله والله اکبر فلما سمع اسمعیل النبی علیه السلام کلامهما اذ فطن بالفداء فحمد الله تعالی وشکره وقال

کلمات کہی لا اله الا الله واللہ اکبر جب اسماعیل علیہ السلام نی دونون کی کلام سنی تو سمجہہ گئی کہ فدیہ آیا سو اللہ تعالی کی حمد کی اور شکر بجا لائی اور کہا

الله اکبر ولله الحمد فصار ذلک منهم میراثا لنا فی هذه الایام وان نسی الامام التکبیر وقام وذهب فما لم یخرج

اللہ اکبر وللہ الحمد اب یہ تکبیریں انکی میراث ہمارے واسطے آج تک چلی آتی ہیں اور اگر امام تکبیر کہنی بھول کر کھڑا ہو کر روانہ ہو تو جبتک مسجد میں سے باہر نہیں نکلا

من المسجد یعود ویکبر وان خرج لا یعود ولا یکبر بل یکبر القوم وحدهم ومن ترک صلوة فی هذه الایام فقضاها

تو ہٹ کر تکبیر کہے اور اگر مسجد سے باہر ہو گیا تو نہ ہٹے اور نہ تکبیر کہے بلکہ مقتدی تنہا کہلیں اور اگر کوئی شخص ان دنوں میں نماز ترک کرکے پھر انہیں دنوں میں

فیها یکبر ولو ترکها فی غیرها وقضاها فیها او ترکها فیها وقضاها فی غیرها لا یکبر وکذا لو ترکها فیها وقضاها فیها فی

قضا کرے تو تکبیر کہے اور اگر کبھی کی نماز رہی ہوئی ان دنوں میں قضا کرے یا ان دنوں کی نماز رہی ہوئی اور دنوں میں قضا کرے تو تکبیر نہ کہے اور ایسے ہی اگر ان دنوں کی نماز رہی ہوئی اگلے سال کی

عام اخر لا یکبر ومن احدث عمدا یسقط عنه التکبیر ومن سبقه الحدث یکبر بلا وضوء ولو اجتمع سجود

ایام تشریق میں قضا کرے تو تکبیر نہ کہے اور جسنے قصداً وضو توڑ دیا تو تکبیر اوس سے نہیں رہتی اور جسکا وضو بے اختیار ٹوٹ گیا تو وہ بے وضو تکبیر کہے اور اگر سجدہ سہو کا

السهو والتکبیر والتلبیة یبدا بسجود السهو لانه یودی فی تحریمة الصلوة ثم بالتکبیر لانه یؤدی بعد الصلوة

اور تکبیر تشریق اور تلبیہ جمع ہو جاویں تو پہلے سجدہ سہو کا ادا کرے کیونکہ سجدہ سہو نماز کے اندر ادا ہوتا ہے پھر تکبیر کہے کیونکہ تکبیر نماز کے بعد متصلاً ادا ہوتی ہے

متصلا بها ثم بالتلبیة لانها یؤدی خارج الصلوة من کل وجه ولو قدم التکبیر یسجد لانه لا ینافی الصلوة ولو

پھر تلبیہ کہے کیونکہ تلبیہ بہر صورت نماز سے باہر ادا ہوتا ہے اور اگر اسنے تکبیر پہلے ادا کردی تو سجدہ کرلے کیونکہ تکبیر نماز کے منافی نہیں ہے اور اگر

قدم التلبیة یسقط التکبیر والسجود لانها کلام فیقطع الوصل والمسبوق یکبر عقیب قضاء ما فاته لا مع الامام

تلبیہ مقدم کیا تو تکبیر اور سجدہ دونو ساقط ہو جاتی ہیں کیونکہ تلبیہ کلام ہے نماز تمام ہو جاتی ہے وصل کو قطع کر دیتا ہے اور مسبوق اپنی نماز فوت کی ہوئی پوری کرکے تکبیر کہے امام کے ساتھ نہ

فانه وان کان یتابع الامام فی سجود السهو الا انه لا یتابعه فی التکبیر والمتطوع اذا اقتدی بالمفترض فی ایام

کیونکہ مسبوق اگرچہ سجدہ سہو میں امام کا تابع ہے پر تکبیر میں امام کا تابع نہیں ہے اور نفلیں پڑھنے والا اگر تکبیر کے دنوں میں فرض پڑھنے والے کا مقتدی ہو جاوے

التکبیر یکبر معه تبعا له والرابع مما یجب علی المکلف فی هذا العید الصلوة وقبل الصلوة یستحب للرجل السواک

تو امام کا تابع ہو کر تکبیر کہے چوتھی جو امر اس عید میں مکلف پر واجب ہے وہ نماز دوگانہ ہے اور نماز سے پہلے مرد کو مستحب ہے مسواک کرنے

والاغتسال والتطیب ولبس احسن الثیاب المباحة بان یکون جدیدا او غسیلا لا حریرا فانه حرام علی الرجال

نہانا خوشبو لگانی اچھی کپڑے مباح پہنے نئے ہوں یا دھوئے ہوئے ہوں حریر نہو کیونکہ حریر مردوں کو

حتی الصبیان الا ان الاثم علی من البسهم وصلوة الغداة فی مسجد حیه والتبکیر وهو سرعة الانتباه والابتکار

بچوں تک حرام ہے پر گناہ اوسکو ہوتا ہے جو بچوں کو حریر پہناوے اور اشراق کی نماز محلہ کی مسجد میں اور تبکیر یعنی صبحدم جلد تیار ہو جانا اور معنی ابتکار کی

وهو المسارعة الی المصلی والتوجه الیه ماشیا والرجوع من طریق اخر ثم الخروج الی المصلی سنة وان وسعهم

جلدی سے عیدگاہ کی طرف متوجہ ہو کر پیادہ پا جانا اور دوسرے رستہ سے پھر کر آنا پھر عیدگاہ میں جانا مسنون ہے اگرچہ جامع مسجد میں

الجامع لکن الامام یستخلف من یصلی فی المصر بالضعفاء والمرضی بناء علی ان صلوة العید فی الموضعین جائزة

اتنی گنجایش ہو لیکن امام کسیکو اپنا خلیفہ کردے جو شہر کے اندر ناتوانوں اور بیماروں کو نماز پڑھا دے اسلئے کہ عید کی نماز دو جگہ بالاتفاق جایز ہے۔

بالاتفاق بخلاف الجمعة فانها جامعة للجماعات والتفرق ینافیه ویستحب فی هذا العید تاخیر الاکل حتی

برخلاف جمعہ کے کیونکہ جمعہ جماعات کو جمع کرتا ہے اور تفریق اسکے منافی ہے اور اس عید میں کھانے میں اتنی تاخیر کرے کہ عید کی نماز پڑھ لیں

یصلی صلوة العید قیل هذا فی حق من یضحی لیاکل من اضحیته اولا لان السنة ان یاکل من کبدها اولا واما

بعضے کہتے ہیں یہہ تاخیر قربانی کرنیوالے کی لئے ہے تاکہ پہلے اپنی قربانی میں سے کھاوے کیونکہ مسنون ہے کہ پہلے قربانی کی کلیجی کھاوے اور اوروں کی

فی حق غیره فلا والاول اصح لما روی ان الصحابة کانوا یمنعون صبیانهم عن الاکل واطفالهم عن الرضاع الی ان یصلی

حق میں نہیں ہے اول روایت صحیح ہے کیونکہ روایت ہے کہ صحابہ اپنے بچوں کو کھانے سے منع کیا کرتے تھے اور چھوٹے بچوں کو نماز ادا کرنے تک دودھ پینے سے روکتے

المستحب

ویستحب فی هذا العید ایضا التکبیر جهرا فی طریق المصلی بالاتفاق لا علی هیئة الاجتماع والاتفاق فی الصوت

اوراس عید مین یہہ بہی بالاتفاق مستحب ہی کہ عیدگاہ کی رستہ مین تکبیر بلند آواز سی کہتا جاوی پر سبکو ملکر اور ایک آواز بنا کر راگنی کی

ومراعاة الانغام فان ذلك کله حرام بل یکبر کل احد بنفسه واذا بلغ الی المصلی یقطع التکبیر وروی عن ابی

تال سم پر نہین چاہی کیونکہ یہہ سب حرام ہی بلکہ ہریک جدا جدا تکبیر پڑہی اور جب عیدگاہ مین جا پہنچی تو تکبیر موقوف کری اور ابو موسی

موسی الرضا انه کان یکبر فی کل عشر خطوات مرة حتی یبلغ الجبانة ولو توجه الرستاقی الی المصلی لیلا

رضا سی روایت ہی کہ وہ دس دس قدم کی فاصلہ پر ایکبار تکبیر پڑہتی ہوئی عیدگاہ تک چلی جاتی تہی اور اگر کوئی گردنواح کا رہنی والا رات کو

من فرسخ ونحوه یبدأ بالتکبیر اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوة وخرج وقت الکراهة بارتفاع الشمس

کوس بہر کی فاصلہ سی عیدگاہ مین آجاوی تو صبح ہوتی ہی تکبیر پڑہنی شروع کری پہر جب نماز کا وقت آجاوی اور آفتاب بلند ہونی سی وقت مکروہ گذر جاوی

یصلی الامام بالناس رکعتین بلا اذان ولا اقامة یکبر اولا للافتتاح ثم یضع یدیه تحت سرته ویثنی ثم یکبر

تو امام لوگون کی ساتہہ دو رکعت بدون اذان اور اقامت کی پڑہی پہلی تکبیر تحریمہ کہی پہر دونو ہاتہہ ناف کی نیچی باندہ لی پہر سبحانک اللهم پڑہی پہر تین بار

ثلث تکبیرات یفصل بین کل تکبیرتین بقدر ثلث تسبیحات لانها تقام بجمع عظیم بالموالاة یشتبه علی من کان

تکبیر کہی ہر ہر تکبیر کا بیچمین بقدر تین تین تسبیح کی فرق رکہی اسواسطی کہ بڑی انبوہ مین اتفاق ہوتا ہی پی درپی بلا فاصلہ کہنی مین دور کی آدمیون کو شاید سنائی

بعیدا ویرفع یدیه عند کل واحدة من تلك التکبیرات الثلث ویرسلهما فی اثنائهن ثم یضعهما تحت سرته

نہ دی اور اپنی دونو ہاتہہ ہر ہر تکبیر کی ساتہہ تینون دفعہ کان تک اوٹہاوی اور بیچمین دونو ہاتہہ چہوڑی رکہی پہر دونو ہاتہہ بعد تین بار کی ناف کی نیچی

بعد الثالثة ویتعوذ ویسمی ثم یقرأ الفاتحة وسورة ثم یکبر ویرکع واذا قام الی الرکعة الثانیة یبدأ بالقراءة ثم

اور اعوذ بالله پڑہی اور بسم الله پڑہ کر سورہ فاتحہ اور ایک اور کوئی سورة پڑہی پہر الله اکبر کہہ کر رکوع کری پہر جب دوسری رکعت کی واسطی کہڑا ہو تو قرات قرآن

یکبر بعدها ثلثا یفصل بینهن بقدر ما ذکر انفا ویرفع یدیه ویرسلهما عند کل تکبیرة ولیس هناك وضع ثم

بعد قرارت کی تین بار تکبیر کہی اور اونکی بیچمین اوسیقدر فاصلہ رکہی جو اب ذکر کیا ہی اور دونو ہاتہہ اوٹہاوی اور ہر تکبیر پر چہوڑی رکہی اسوقت ہاتہہ کا باندہنا ثابت نہین ہی پہر

یکبر ویرکع فیکون تکبیرات الرکعتین تسعا ثلث منها اصلیات تکبیرة الافتتاح والتکبیرتان للرکوع وست

تکبیر کہہ کر رکوع کری اب تکبیرین دونو رکعت کی نو ہوگئین تین تو اونمین سی اصلی ہین یعنی تکبیر تحریمہ اور دونو تکبیرین دونو رکوع کی اور چہہ تکبیرین زاید ہین

زوائد ثلث فی الرکعة الاولی قبل القراءة وثلث فی الرکعة الثانیة بعد القراءة ولو نسیت التکبیر فی الرکعة

تین پہلی رکعت مین قرارت سی پہلی اور تین دوسری رکعت مین قرارت کی پیچہی اور اگر پہلی رکعت مین تکبیر کہنی بہول گیا اتناکہ

الاولی حتی قرأ بعض الفاتحة او کلها ثم یکبر ویعید الفاتحة وان تذکر بعد قراءة الفاتحة والسورة

تہوڑی سی یا تمام سورہ فاتحہ پڑہ لی تو اب تکبیر کہہ کر سورہ فاتحہ کو دوبارہ پڑہی اور سورہ فاتحہ اور دوسری سورة پڑہ کر یاد آوی تو صرف تکبیر کہی

یکبر ولا یعید القراءة لانها تمت وبعد التمام لا تقبل النقض بالاعادة بخلاف الوجه الاول والثانی فانها لم تتم

قرارت کو نہ ہٹاوی اسواسطی کہ قرارت پوری ہوگئی اور پوری ہونی کی بعد ہٹانی سی نقض نہین ہوسکتا برخلاف پہلی صورت اور دوسری صورت کی کیونکہ قرارت

فیها فصار کانه لم یشرع فیها فیعیدها رعایة للترتیب ثم یخطب بعد الصلوة خطبتین یبدأ فیهما بالتکبیر ویفصل

سو یہہ ایسا ہی گویا قرارت ابہی شروع نہین ہوئی اب واسطی رعایت ترتیب کی قرارت کو ہٹاوی پہر امام نماز کی بعد دو خطبہ پڑہی دونو خطبہ تکبیر سی شروع کری اور دونو

بینهما بجلسة خفیفة مقدارها ان یستقر کل عضو منه فی موضعه والخطبة فی العیدین سنة ویسن

خطبون مین اتنی دیر جلسہ خفیف کری کہ تمام جوڑ توڑ بدن کی اپنی اپنی جگہ درست ہوجاوین اور خطبہ دونو عیدون مین سنت ہی اور اس خطبہ مین

فیها ما یسن فی خطبة الجمعة ویکره فیها ما یکره فیها ویعلّم فی هذا العید احکام الاضحیة وتکبیر التشریق ومن

وہی امر مسنون ہی جو جمعہ کی خطبہ مین مسنون ہی اور اسمین وہ ہی امر مکروہ ہی جو جمعہ کی خطبہ مین مکروہ ہی اور اس عید مین احکام اور مسائل قربانی اور تکبیرات تشریق کی

لا يدرك صلوة العيد مع الامام لا يقضيها ومن ادرك الامام في الركوع يكبر للافتتاح قائما لان تكبيرة الافتتاح
عید کی نماز امام کی ساتھہ ہاتھہ نہ آوی تو اوسپر قضا نہیں ہی اور جسنی امام کو رکوع میں پایا تو اول کہڑی ہوئی تکبیر تحریمہ کہی اسواسطی کہ تکبیر تحریمہ

شرع في القيام المحض ثم للعيد ان ظن انه يدرك الامام في الركوع لان المحل الاصلي لتكبيرات العيد القيام
صرف حالت قیام میں جایز ہی پہر عید کی تکبیرین کہی اگر یہہ معلوم ہوتا ہو کہ تکبیرین عید کی کہہ کر امام کو رکوع میں جا لونگا اسلئی کہ اصلی جگہہ عید کی تکبیرون کی صرف

المحض وان خاف فوت الركوع يكبر للركوع ويركع ثم يكبر تكبيرات العيد في الركوع لانها واجبة والاشتغال
قیام ہی ہی اور اگر یہہ خوف ہو کہ تکبیرین کہنی میں رکوع امام کی ساتھہ فوت ہوگا تو بعد تکبیر تحریمہ کی تکبیر رکوع کی کہہ کر رکوع میں چلا جاوی پہر رکوع میں تکبیرین عید کی ادا کری

بها اولى ويترك تسبيحات الركوع لكونها سنة ولا يرفع يديه في الركوع لان الرفع سنة ووضع الكف على الركبة
اولی ہی اور تسبیحات رکوع کی ترک کردی اسواسطی کہ سنت ہین اور رکوع میں رفع یدین بہی موقوف رکہی اسواسطی کہ رفع یدین سنت ہی اور ہاتہون کا گہٹنون پر رکہنا ہی

سنة ايضا ولا وجه لاتيان سنة فيه ترك سنة اخرى واذا رفع الامام راسه يسقط ما بقي من التكبيرات
سنت ہی اسکی کوئی وجہ نہین کہ ایک سنت کو اپنی موقع سی چہوڑ کر دوسری سنت ادا کری اور جب امام رکوع سی سر اوٹہاوی تو پہر اوسکی ذمہ سی جو تکبیر عید کی باقی ہو ساقط ہی

فلا يتمها في الركوع ولا في القومة بل يسارع في متابعة الامام لانها فرض فلا يترك للواجب ولو ادرك الامام
اب اوس تکبیر کو نہ رکوع میں پوری کری اور نہ قومہ میں بلکہ امام کی متابعت میں جلد رکوع سی کہڑا ہو جاوی کیونکہ متابعت فرض ہی سو واجب کی واسطی ترک نہین ہو سکتی اور اگر امام کو

في القومة لا يكبر فيها لانه يقضي تلك الركعة مع التكبيرات ومن فاتته ركعة واحدة اذا قام الى قضاء
قومہ میں پایا تو قومہ میں تکبیر عید کی نہ کہی کیونکہ یہہ رکعت معہ تکبیرات قضا کرنی ذمہ پر ہی اور جسکی ایک رکعت فوت ہو جاوی تو جب فائتہ کو قضا کرنی کہڑا ہو

ما سبق يبدأ بالقراءة ثم يكبر بعدها تكبيرات العيد ويركع ولو ادرك الامام في التشهد او بعد السلام في
تو اول قراءت شروع کری پہر بعد قراءت کی تکبیرین عید کی ادا کری پہر رکوع کری اور اگر امام کو التحیات میں پایا یا سلام کی بعد

سجود السهو فانه يقوم ويصلي ويأتي بالتكبيرات في محلها ويستحب تعجيل الصلوة في هذا العيد وتاخيرها
سہو کی سجدہ میں پایا تو اب یہہ کہڑا ہو کر نماز بدستور پڑہی اور تکبیرین عید کی اپنی ٹہکانی سر کہی اور اس عید میں نماز کی تعجیل اور عید الفطر میں تاخیر مستحب ہی

في عيد الفطر وفي القنية تقدم صلوة العيد على صلوة الجنازة اذا اجتمعتا وصلوة الجنازة على الخطبة
اور قنیہ میں ہی کہ عید کی نماز جنازہ کی نماز سی پہلی ادا کرین اگر دونو جمع ہو جاوین اور نماز جنازہ خطبہ سی پہلی ادا کرین

وفي البزازية ان اجتمع العيد والكسوف يقدم العيد لانه واجب كما تقدم على الجنازة لكون وجوبه
اور بزازیہ میں ہی اگر نماز عید اور نماز کسوف جمع ہو جاوین تو عید کی نماز پہلی پڑہین کیونکہ واجب ہی جیسی نماز جنازہ پر مقدم ہی اسواسطی کہ عید کی نماز واجب

عينا ووجوب الجنازة كفاية ويكره التنفل في المصلى قبل صلوة العيد وبعدها للامام وغيره وان وقع
عینی ہی اور جنازہ کی نماز واجب کفایہ ہی اور عیدگاہ میں جا کر عید کی نماز سی پہلی نفلین پڑہنی مکروہ ہین اور بعد نماز عید کی امام وغیرہ خواص کو مکروہ ہی اور اگر

في هذا العيد عذر يمنع من صلوة العيد تصلي من الغد وبعد الغد ولا تصلي بعد ذلك لانها موقتة
اس عید میں کوئی عذر عید کی نماز سی روک دی تو اگلی دن گیارہوین کو پڑہین اور اوس دنسی اگلی دن بارہوین کو پہر بارہوین کی بعد نہ پڑہین کیونکہ اسکا وقت

بوقت الاضحية فتجوز ما دام وقتها باقيا ولا تجوز بعد خروج وقتها ثم العذر ههنا ليس لنفي الجواز بل لنفي الكراهة
وہی اضحیہ کا وقت ہی سو جب تک ہی جایز ہی کہ قربانی کا وقت باقی ہو پہر قربانیکا وقت نکلی پیچہی جایز نہین پہر اس عید میں عذر کا ہونا واسطی نفی جواز کی نہین ہی بلکہ واسطی

حتى لو كان تاخيرها الى الغد او بعد الغد بغير عذر يجوز الصلوة لكن يلزم الاساءة بخلاف الفطر فان العذر
یہانتک کہ اگر تاخیر اگلی دن تک اور اگلی سی اگلی دن تک بی عذر ہو تو بہی جایز ہی لیکن برائی لازم آتی ہی برخلاف عید الفطر کی کیونکہ اوسمین عذر

فيه لنفي الجواز حتى لو كان تاخيرها الى الغد بغير عذر لا يصح يسر لنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه و
واسطی نفی جواز کی ہی یہان تک کہ اگر اس نماز میں تاخیر اگلی دن تک [illegible] صحیح نہین [illegible] اپنی رضا کی اپنی لطف اور

وکرمہ المجلس السادس والثلثون فی بیان فضیلۃ شہر اللہ المحرم وصوم یوم عاشوراء

اور کرم سی چھتیسوین مجلس ماہ الٰہی محرم اور صوم عاشورا کی روزہ کی فضیلت مین

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الصیام بعد رمضان شہر اللہ المحرم ھذا الحدیث من صحاح المصابیح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا افضل روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الٰہی محرم کی ہین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی

رواہ ابوہریرۃ واضاف الشہر الی اللہ تعالی لتعظیم شان الشہر والمضاف محذوف وتقدیرہ ان افضل الصیام بعد صیام رمضان صیام

ابوہریرہ کی روایت سی اور شہر کی اضافت اللہ کی طرف واسطی تعظیم مرتبہ مہینی کی ہی اور مضاف محذوف ہی اصل مین عبارت یون ہی افضل روزی بعد روزون رمضان

شہر اللہ المحرم وھو صریح فی ان افضل ما تطوع بہ من الصیام بعد رمضان شہر اللہ المحرم لکن یحتمل ان یراد بہ انہ افضل

کی روزی ماہ الٰہی محرم کی ہین اس عبارت سی صاف یہہ معلوم ہوتا ہی کہ افضل نوافل روزی بعد رمضان کی ماہ الٰہی محرم کی ہین لیکن یہہ بہی احتمال ہی کہ اس سی یہہ مراد ہو افضل

شہر تطوع بصیامہ کاملا بعد رمضان واما التطوع ببعض الشہر فقد یکون غیرہ افضل منہ کصیام یوم عرفۃ او عشر

مہینا جسکی پوری روزی رکہی جاوین بعد رمضان کی محرم ہی اور نفل روزی تہوڑی تہوڑی بعضی اور مہینی کی محرم سی افضل ہوتی ہین جیسی روزہ روز عرفہ کا یا دس روزی

ذی الحجۃ او ستۃ شوال ونحو ذلک ویشہد لھذا ما روی عن علی ان رجلا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ

ذی الحجہ کی یا چہہ روزی شوال کی اور مانند اسکی اور اسکی سند وہ روایت علی رضہ سی ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوکر پوچہا یا رسول اللہ

اخبرنی بشہر اصومہ بعد رمضان فقال لہ النبی علیہ السلام ان کنت صائما شہرا بعد رمضان فصم المحرم فانہ

بتلائی بعد رمضان کی کس مہینہ مین روزی رکہون آپ نی فرمایا اگر تو تمام مہینی کی روزی بعد رمضان کی رکہا چاہتا ہی تو محرم مین رکہہ کیونکہ

شہر اللہ وفیہ یوم تاب اللہ فیہ علی قوم ویتوب علی اخرین لکن قد کان النبی علیہ السلام یصوم شہر شعبان

مہینا اللہ کا ہی اور اس مہینی مین ایک ایسا دن ہی جسمین اللہ تعالی نی ایک قوم کی خطا معاف کی اور اورونکی خطا معاف کریگا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم ماہ شعبان مین روزی رکہتی تہی

ولم ینقل عنہ انہ کان یصوم المحرم وانما کان یصوم منہ یوم عاشوراء وقولہ علیہ السلام فی حدیث ابن عباس

اور یہہ کسینی بیان نہین کیا کہ محرم مین روزی رکہتی تہی محرم مین صرف یوم عاشورا کا روزہ رکہتی تہی اور آپ کا ارشاد ابن عباس کی حدیث مین

ان بقیت الی قابل لاصومن التاسع یدل علی انہ علیہ السلام کان لا یصوم التاسع لکن روی انہ علیہ السلام امر

اگر مین اگلی سال تک جیتا رہا تو البتہ نوین تاریخ روزہ رکہونگا اس سی یہہ ثابت ہی کہ نوین تاریخ مین روزہ نہین رکہتی تہی لیکن روایت ہی کہ آپ نی ایک شخص کو فرمایا

رجلا ان یصوم الاشہر الحرم وافضل صیام الاشہر الحرم صیام شہر اللہ المحرم وافضل شہر اللہ المحرم عشرۃ الاول

کہ اشہر حرم مین روزی رکہی اور اشہر حرم مین سی افضل روزی ماہ الٰہی محرم کی ہین اور ماہ الٰہی محرم مین سی افضل روزی پہلی دہی کی ہین

فلما کان ھذا الشہر من بین الشہور مضافا الی اللہ تعالی ناسب ان یختص بعمل مضاف الی اللہ تعالی وھو الصوم

اور یہہ مہینا تمام مہینون مین سی جو اللہ کی طرف مضاف ہی تو مناسب یون ہی کہ اس مہینہ مین عمل ہی ایسا ہو جو اللہ کی طرف مضاف ہو سو وہ عمل روزہ ہی

فان الصوم سر بین العبد وربہ یفعلہ خالصا لوجہہ طالبا لرضائہ ولا یطلع علیہ غیرہ لکونہ نیۃ وامساکا

کیونکہ روزہ بندی مین اور اسکی رب مین بہید ہوتا ہی کہ صرف واسطی خدا کی اسکی رضامندی کی لئی رکہتا ہی اور سوا اللہ تعالی کی کوئی اوس سی خبر نہین ہوتا کیونکہ روزہ نیت ہی

حتی قیل ان الحفظۃ لا یطلع علیہ ولا تکتبہ بخلاف سائر العبادات فانہا مما یطلع علیہ غیرہ تعالی فلکونہ ھو العالم بہ

یہان تک کہ کہتی ہین کراما کاتبین کو خبر نہین ہوتی اور نہ وہ لکہتی ہین برخلاف تمام اور عبادات کی کہ وہ سوای اللہ تعالی اورون کو بہی معلوم ہوتی ہین اور اس لئی کہ روزہ کا اللہ ہی

دون غیرہ خصہ بذاتہ وتولی جزاءہ بنفسہ ولم یکلہ الی غیرہ کما روی عن ابی ھریرۃ انہ علیہ السلام قال کل عمل ابن

اور کو نہین ہوتا تو اللہ تعالی نی اوسکو اپنی ذات سی خاص کیا اور ذمہ دار اوسکی ثواب کا بذات خود ہوا اور پر حوالہ نکیا چنانچہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ ابن آدم کا

آدم یضاعف الحسنۃ بعشر امثالہا الی سبعمائۃ ضعف قال اللہ تعالی الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ

ہر ایک عمل کا ثواب دس گونہ بڑہتا ہی سات سو گونہ تک اللہ تعالی فرماتا ہی سوا روزہ کی کہ روزہ میری لئی ہی مین ہی اوسکی جزا دونگا

حاشیہ: امساک — علم بہ

يدع شهوته وطعامه وشرابه من اجلى والمعنى ان كل طاعة وخير اذا لم يكن رياء فاقل ما يعطى لصاحبه من الاجر
میری لئے اپنی شہوت کہانا پینا سب چہوڑ دیتا ہی یعنی ہر طاعت اور نیک عمل جسمین ریا نہو تو کم سی کم عابد کو اوسکا ثواب دس گونہ ہی

عشرة لقوله تعالى مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وقد يزاد الى سبعمائة واكثر لقوله تعالى مَثَلُ الَّذِيْنَ
واسطی فرمانی اللہ تعالی کی جو کوئی لایا نیکی اوسکو ہی اوسکی دس برابر اور کبہی سات سو گونہ اور اس سی زیادہ ہوجاتا ہی واسطی قول اللہ تعالی کی مثال انکی

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ
جو خرچ کرتی ہین اپنی مال اللہ کی راہ مین جیسی ایک دانہ اوس سی اوگین سات بالین ہر بال مین سو سو دانہ اور اللہ بڑہاتا ہی

لِمَنْ يَّشَاءُ واما الصوم فثوابه بغير حساب لانه لا يتاتى الا بالصبر وقد قال الله تعالى اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ
جسکی واسطی چاہی اور روزہ کا ثواب تو بی حساب ہی کیونکہ بدون صبر کی ادا نہین ہوسکتا اور اللہ تعالی فرماتا ہی صبر کرنیوالون ہی کو ملتا ہی اونکا نیگ

بِغَيْرِ حِسَابٍ ثم الصبر وان كان يوجد فى غير الصوم من العبادات لكن وجوده فى غيره ليس كوجوده فيه لانه ثلثة
آن گنت پہر صبر اگرچہ سوا روزہ کی تمام عبادات مین بہی ہوتا ہی پر صبر اور عبادات مین اتنا نہین ہوتا جتنا روزہ مین ہوتا ہی

انواع صبر على طاعة الله تعالى وصبر عن محارم الله تعالى وصبر على الالام والشدائد وكلها يوجد فى الصوم اذ
قسم پر ہوتا ہی صبر طاعت الہی پر اور صبر اللہ تعالی کی محرمات سی اور صبر رنج اور سختیون پر اور یہہ تینون صبر روزہ مین موجود ہوتی ہین

فيه صبر على ما وجب على الصائم من الطاعات وصبر عما حرم عليه من الشهوات وصبر عما يصيبه من الم الجوع
کیونکہ روزہ مین طاعت پر صبر ہی جو روزہ دار پر واجب ہوتی ہی اور شہوات سی صبر کا جو روزہ دار پر حرام ہوگئی ہین اور بہوک کی تکلیف پر

وحرارة العطش وضعف البدن فانه يعرض بدنه النحول والنقصان الذى يفضى الى الهلاك طلبا لرضائه ثم
اور پیاس کی گرمی پر صبر ہی اور بدن کی سستی پر کیونکہ روزہ دار کی بدن مین لاغری اور نقصان ایسا آجاتا ہی کہ جسمین ہلاک ہوجاوی یہہ سب اللہ تعالی کی رضامندی کی واسطی

اشير اليه حيث قيل يدع شهوته وطعامه وشرابه لاجلى بخلاف سائر الطاعات ثم انه بسبب منع نفسه عن
اسیطرف اشارہ ہی یہہ جو کہا ہی کہ روزہ دار اپنی شہوت کہانا پینا میری لئی چہوڑ دیتا ہی برخلاف اور طاعات کی پہر روزہ دار اپنی نفس کو کہانی

الاكل والشرب والجماع يصير متخلقا باخلاق الله تعالى لكونه منزها عن هذه الاشياء فلما كان فى الصوم
اور پینی اور جماع سی بند کرکر گویا صفات الہی پیدا کرلیتا ہی کیونکہ اللہ تعالی ہی ان تمام صفات سی پاک وصاف ہی یہہ ہی اوصاف جو روزی مین ہوتی

هذه المعانى خصه الله تعالى بذاته وتولى جزاءه بنفسه ولم يكله الى غيره والكريم اذا اخبر انه يتولى الجزاء
اسہی نظر سی اللہ تعالی نی روزہ دار کو اپنی ذات پاک سی خاص کیا اور ذمہ دار اوسکی ثواب کا آپ ہوا اور پر حوالہ نہین کیا اور ذات کریم جو یہہ خبر دی کہ مین آپ اوسکی عوض کا ذمہ دار

بنفسه يقتضى ان يكون ذلك الجزاء فى غاية العظمة ونهاية الكثرة بحيث لا يكون له حد ولا عد وقد روى
تو ضرور ہی کہ وہ عوض بہت ہی بڑا اور اتنی کثرت سی ہو کہ اوسکی نہ کچہہ حد ہو اور نہ کچہہ شمار اور

عن ابى امامة الباهلى انه عليه السلام قال من صام يوما فى سبيل الله جعل الله بينه وبين النار خندقا كما بين السماء
ابو امامہ باہلی سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایکروز روزہ واسطی اللہ کی رکہا تو اللہ تعالی درمیان اوسکی اور دوزخ کی ایک خندق اس فاصلہ پر بنائیگا

والارض وفى حديث اخر رواه ابو سعيد الخدرى انه عليه السلام قال من صام يوما فى سبيل الله بعد الله وجهه
اور زمین کی ہی اور ایک اور حدیث مین ہی ابو سعید خدری کی روایت کی ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایک روز واسطی اللہ کی روزہ رکہا تو اللہ تعالی اوسکا منہہ

عن النار سبعين خريفا ومعنى الحديث ان من صام يوما لوجهه ورضائه ينجيه الله تعالى من النار عبر عن التنجية
دوزخ سی ستر خریف دور رکہیگا اور معنی حدیث کی یہہ ہین کہ جسنی ایکروز صرف واسطی رضامندی الہی کی روزہ رکہا تو اللہ تعالی اوسکو دوزخ سی نجات دیگا نجات کو

بطريق التمثيل ليكون ابلغ لان من كان بعيدا عن شئ بهذا المقدار لا يصل اليه البتة والمراد بالخريف السنة
بطور تمثیل واسطی مبالغہ کی اس عبارت مین بیان کیا اسواسطی کہ جو شخص کسی شی سی اتنی دور ہوجاوی تو وہ شی اوس تک ہرگز نہ پہنچی گی اور خریف سی مراد سال ہی

ذكر الجزء واريد الكل وانما عبر به عنها دون غيره من الفصول لكونه وقت بلوغ الثمار وسعة العيش وروى عن

جز کا ذکر کرکی کل مراد لیا ہی اور خریف خاص کرکی بعوض اور فصول کی اسواسطی ذکر کیا کہ یہہ وقت میووں کی پختگی اور عیش کی فراخی کا ہی اور ابو ہریرہ

ابی هريرة انه عليه السلام قال للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه ومعنى هذا الحديث

سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہین ایک خوشی روزہ افطار کرنی ہوئی اور ایک خوشی رب کی ملاقات کی وقت اور اس حدیث کی معنی

ان للصائم سرورا مرتين على ان الفرحة مرة من الفرح وهو السرور والمسرور به عند لقاء ربه فيما يجده من ثواب الصوم

کہ روزہ دار کو دوبار سرور ہوتا ہی اسواسطی کہ فرحة کا لفظ مرت کی واسطی فرح سی مشتق ہوا ہی اور فرح کی معنی سرور کی ہین اب سرور روزہ دار کا رب کی ملاقات کی وقت یعنی

مدخرا عند الله تعالى فان من ترك لله تعالى طعامه وشرابه وشهوته يعوضه الله تعالى خيرا من ذلك كما قال الله تعالى

اللہ تعالی کی ہان یکبار ذخیرہ کیا ہوا پاویگا کیونکہ جو شخص اللہ کی واسطی اپنا کہانا پینا شہوت بند رکہیگا تو اللہ تعالی اوسکو عوض اوس سی بہتر عطا فرمادیگا چنانچہ اللہ تعالی

وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا وقال النبي عليه السلام لرجل انك

اور جو آگی بہیجوگی اپنی واسطی کوئی نیکی اوسکو پاؤگی اللہ کی پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ اور نبی علیہ السلام نی کسی شخص سی فرمایا

لن تدع شيئا اتقاء لله تعالى الا اتاك الله خيرا منه وروى ان الصائمين يوضع لهم يوم القيمة مائدة تحت العرش

تو جب کسی منکر کو خدا کی خوف کا مارا ترک کریگا تب ہی اللہ تعالی تجہکو اوس سی بہتر عنایت کریگا اور روایت ہی کہ روزہ داروں کی واسطی قیامت کی روز عرش کی

ياكلون عليها والناس فى الحساب فيقول الناس ما هؤلاء ياكلون ونحن فى الحساب فيقال لهم انهم كانوا يصومون وانتم تفطرون

اوسپر بیٹہی کہا وینگی باقی لوگ ابہی حساب میں ہونگی سو وہ لوگ کہینگی یہہ کون لوگ ہین کہ بیٹہی کہاتی ہین اور ہم حساب میں گرفتار ہین سو جواب ملیگا یہہ لوگ روزی رکہتی تہی اور تم روزہ کہاتی تہی

وفى الصحيحين انه عليه السلام قال ان فى الجنة بابا يقال له ريان لا يدخل منه الا الصائمون والمراد بالصائمين

اور صحیح بخاری اور مسلم میں ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا کہ جنت کا ایک دروازہ ہی اوسکو ریان کہتی ہین اوسمین سی صرف روزہ دار ہی داخل ہونگی اور مراد روزہ داروں سی

هم الذين يكثرون الصوم فانهم لما تحملوا تعب العطش خصوا بباب فيه الرى والامان من العطش قبل تمكنهم من الجنة

وہ لوگ ہین جو اکثر روزہ دار رہتی ہین کیونکہ ان لوگون نی جو پیاس کی شدت اوٹہائی تو انکی لئی ایسا دروازہ خاص کیا گیا جسمین جنت میں جانی سی پہلی سیرابی اور پیاس کا بچاو ہو

واما سروره عند افطاره فيما يتناوله من الطعام والشراب لان النفس مجبولة على الميل الى ما يلائمها من المطعم والمشرب

اور روزہ کہولتی وقت اسواسطی خوشی ہوتی ہی کہ کہانا اور پینا کہ احتیاج ملتا ہی اسواسطی کہ نفس کی عادت ہی کہ اپنی لایق بستیاں کہاتی اور پینی

والمنكح فاذا منعت من ذلك فى وقت من الاوقات ثم اذن لها فى وقت آخر تفرح بذلك طبعا خصوصا عند اشتداد

اور نکاح کی طرف متوجہ ہوتا ہی نفس کو اگر کسی وقت ممانعت ہووی پہر اوسکو اور وقت میں اجازت ہوجاوگا تو خود بخود خوش ہوتا ہی خاص ایسی وقت کہ وہ بہوک

الحاجة اليه لتاثير الجوع والعطش فيها وتقاضيها باخذ حاجتها يشعر بهذا ما روى عن ابن عمر انه عليه السلام

اور پیاس کی نہایت حاجتمند ہو اور اپنی حاجت کا تقاضا لگ رہا ہو ابن عمر کی روایت سی یہہ مضمون ثابت ہوتا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

كان اذا افطر يقول ذهب الظما وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء الله تعالى مع ان له عند افطاره دعوة

افطار کی وقت یہہ فرمایا کرتی تہی بجہگئی پیاس اور تر ہوگئیں رگیں اور ثابت ہوگیا ثواب ان شاء اللہ تعالی یہہ بہی ہی کہ افطار کی وقت دعا

مستجابة كما جاء فى الحديث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة بل يكون نومه عبادة قال ابو العالية

مقبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ روزہ دار کی لئی افطار کی وقت دعا مقبول ہوتی ہی بلکہ اوسکی خواب بہی عبادت ہی ابو العالیہ کہتا ہی

الصائم فى العبادة ما لم يغتب وان كان نائما على فراشه يعنى هذا يكون فى ليله ونهاره على العبادة ثم فى صوم المحرم

کہ روزہ دار ہر وقت عبادت میں ہی جبتک غیبت نکری اگرچہ اپنی بستر پر سوتا رہی اس قول کی موافق روزہ دار شب و روز عبادت میں ہی پہر ماہ محرم کی روزہ میں

معنى آخر وهو ان الاشهر الحرم لما كانت افضل الشهور بعد رمضان وكان صوم كلها مندوبا لامر النبي عليه السلام

ایک اور بات ہی یعنی اشہر الحرم چونکہ بعد رمضان کی تمام مہینوں میں افضل ہین اور ان سب مہینوں کی روزی مستحب ہین موافق ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

به وكان بعضها ختام السنة الهلالية وبعضها مفتاحها لزم ان يكون من صام ذى الحجة سوى ايام المحرم فيها

اور اونمین سے بعضا مہینا قمری سال کی تمامی ہے اور بعضا مہینا قمری سال کا ابتدا ہے تو لازم ہے کہ جسنی ذی الحجہ مین سوا چار دن کی جنمین روزی حرام ہین

الصيام وصام المحرم قد ختم السنة بالطاعة وافتتحها بالطاعة فيرجى ان يكتب سنة كلها طاعة وعبادة يسر الله تعالى

روزی رکہی پہر محرم کی روزی رکہی تو اوسنی سال عبادت ہی مین تمام کیا اور عبادت ہی مین شروع کیا اب امید یہہ ہے کہ سارا سال کا سال عبادت اور طاعت مین لکہا جاوی اللہ

علیه بلطفه وکرمه

المجلس السابع والثلثون فی بیان فضیلة یوم عاشوراء وبیان ما یفعل فیه

اعمال اپنی لطف اور کرم سے آسان کری

سینتیسوین مجلس یوم عاشوراء کی فضیلت مین اور اس روز کیا کیا عمل مین آوی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صيام يوم عاشوراء احتسب على الله تعالى ان يكفر السنة التى قبلها هذا الحديث من

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا یوم عاشوراء کی روزی گمان غالب ہی کہ اللہ تعالی ایک سال گذشتہ کا کفارہ کردی یہہ حدیث مصابیح کی

صحاح المصابيح رواه ابو قتادة ومعناه ان من صام يوم عاشوراء ارجو من الله تعالى ان يغفر ذنوبه التى وقعت فى

صحیح حدیثون مین ہی ابو قتادہ کی روایت سی اور معنی اس حدیث کی یہہ ہین جسنی یوم عاشوراء مین روزہ رکہا تو مین اللہ تعالی سی امید کرتا ہون کہ اسکی گناہ جو کہ

السنة الماضية والمراد من الذنوب الصغائر لان الكبيرة لا يكفرها الا التوبة وفى حديث اخر رواه ابو هريرة انه عم

سال گذشتہ مین ہوئی ہون معاف کردی اور گناہون سی مراد صغیرہ گناہ ہین اسواسطی کہ گناہ کبیرہ بدون توبہ کی معاف نہین ہوتی اور ایک اور حدیث مین ابو ہریرہ کی روایت سی

قال افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم يعنى ان افضل الصيام بعد رمضان صيام شهر الله المحرم وهو و

کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا افضل روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہین مراد یہہ ہی کہ افضل روزی بعد رمضان کی روزی ماہ الہی محرم کی ہین اور یہہ حدیث

ان كان ظاهرا فى فضيلة صيام شهر الله المحرم بعد صيام رمضان لكن قيل المراد به صيام يوم عاشوراء وانما كان صيام

اگرچہ بظاہر تمام ماہ الہی محرم کی روزون کی فضیلت مین ہی بعد روزون ماہ رمضان کی لیکن کہتی ہین کہ مراد اس سی روزہ یوم عاشوراء کا ہی اور اوس دن کا روزہ

ذلك اليوم افضل لكونه فرضا فى اوائل الاسلام ثم نسخت فرضيته بوجوب صوم رمضان والعبادة التى نسخت

اسلئی افضل ہی کہ اوائل اسلام مین فرض تہا پہر جب رمضان کی روزی فرض ہوئی تو اوسکی فرضیت منسوخ ہوگئی اور جس عبادت کی فرضیت منسوخ

فرضيتها افضل من العبادة التى لم تكن فرضا اصلا فان قيل قد ذكر فى الاصول ان الجواز يزول بنسخ الوجوب فكيف

ہوجاتی ہی تو وہ ایسی عبادت سی جو کبھی فرض نہ ہوئی ہو افضل ہوتی ہی اگر کوئی کہی کہ اصول مین مذکور ہی کہ وجوب کی نسخ سی جواز بہی زائل ہوجاتا ہی پہر

يكون الصيام فيه افضل فالجواب ان ذلك اليوم لما نسخ وجوب الصيام فيه صار كسائر الايام فى جواز الصيام فيه

یہہ روزی افضل کیونکر ہو سکتی ہین سو جواب یہہ ہی کہ اس دن کی اندر وجوب صیام جب منسوخ ہوا تو وہ روزہ رکہنی کی واسطی ایسا ہوگیا جیسی اور ساری دن ہین

فيكون افضل قال ابن عباس ما رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يتحرى صيام يوم فضله على غيره الا هذا

سو افضل ہی ہوگا ابن عباس کہتی ہین میننی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین دیکہا کہ تلاش کرتی ہون روزہ کسی روز کا جسکو اوپر فضیلت دی ہو سوا اس

اليوم يعنى عاشوراء فانه عليه الصلوة والسلام كان يبالغ فى تفضيل صومه ما لم يبالغ فى تفضيل صوم غيره وقال ابن

دن یعنی یوم عاشوراء کی کیونکہ پیغمبر علیہ السلام یوم عاشوراء کی فضیلت مین جتنا مبالغہ فرماتی تہی جو اور روزی کی فضیلت مین نہین فرماتی تہی اور ابن

عباس ايضا حين صام رسول الله عليه السلام يوم عاشوراء وامر بصيامه قالوا يا رسول الله انه يوم يعظمه اليهود والنصارى

عباس یہہ بہی کہتی تہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی یوم عاشوراء کا روزہ رکہا اور اور صحابہ کو اوس روزہ کا ارشاد کیا تو عرض کیا یا رسول اللہ یہہ دن ہی کہ اسکی یہود اور نصاری

فقال النبى عليه السلام ان بقيت الى قابل لاصومن التاسع قيل انما اراد ان يضم اليها يوما اخر ليكون هديه مخالفا

سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اگر مین اگلی سال تک جیتا رہا تو بالضرور نوین تاریخ کا بہی روزہ رکہونگا کہتی ہین عاشوراء کی ساتہ ایک اور دن کی ملانی کا اسلئی ارادہ کیا تہا تاکہ

لهدى اهل الكتاب فلم يات العام القابل لا توفى رسول الله عليه السلام فعلم من هذه الاخبار ان يوم عاشوراء

اہل کتاب کی طریق سی الگ رہی سو اگلا سال آنی نہ پایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اب ان حدیثون سی معلوم ہوا کہ یوم عاشوراء

یوم مبارک ینبغی للمؤمن ان یصومه لکن المستحب ان یصوم معه التاسع او الحادی عشر مخالفة للیهود والنصاری
روز مبارک ہی مؤمن کو چاہیئی کہ اوس روز روزہ رکہا کری پر مستحب یہہ ہی کہ اوسکی ساتہہ یہود ونصاری کی مخالفت کی لئی نوین تاریخ یا گیارہوین تاریخ کا بہی روزہ رکہی
ویتصدق علی الفقراء بما قدر واما الصلوة فی هذا الیوم لارضاء الخصوم علی ما وقع فی بعض الکتب فقد ذکر فی البزازیة
اور اپنی مقدور کی موافق فقراء کو خیرات دی اور اوس روز کی نماز مدعیوں کی پرجانی کی لئی جو بعضی کتابوں مین آئی ہی تو بزازیہ مین مذکور ہی
انها لا تفید لان خصمه ان کان عافیا فهو لا یؤاخذ بما علیه یوم القیمة فما الفائدة وان کان لم یعف یاخذ من
کہ اس نماز کا کچہہ فائدہ نہین ہی اسواسطی کہ مدعی اگر معاف کر چکا ہی تو اوس سی قیامت کی دن کچہہ مواخذہ نکریگا پہر اب کیا فائدہ ہوا اور اگر معاف نہین کیا
حسناته یوم القیمة ان کان له حسنات وان لم یکن له حسنات یوخذ من سیات خصمه ویحمل علیه ثم یطرح
تو قیامت کی دن اوسکی حسنات لیلیگا اگر اوسکی پاس حسنات ہونگی اور اگر اوسکی پاس حسنات نہونگی تو اوس مدعی کی گناہ لیکر اوسکی سر رکہدینگی پہر آگ مین پہینک دینگی
فی النار کما جاء فی حدیث رواه ابو هریرة انه علیه السلام قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فینا من لا درهم معه
چنانچہ حدیث مین ابو ہریرہ کی روایت سی آیا ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی پوچہا تم جانتی ہو مفلس کون ہوتا ہی عرض کیا ہم مین مفلس وہ ہی جسکی پاس نہ درہم ہو
ولا متاع قال المفلس من امتی من یاتی یوم القیمة بصلوة وزکوة وصیام ویاتی قد شتم هذا وقذف هذا وضرب
اور نہ کچہہ اسباب ہو آپ نی فرمایا مفلس میری امت مین وہ ہی جو قیامت کی دن معہ نماز اور زکوة اور روزون کی آویگا اور آویگا کہ اوسکو گالی دی تہا اور اسکو تہمت لگائی تہی اور اسکو مارا تہا
هذا واکل مال هذا فیعطی هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فنیت حسناته قبل ان یقضی ما علیه
اور اسکا مال کہالیا تہا پہر اوسکی کچہہ حسنات اسکو دی جاوینگی اور کچہہ حسنات اوسکو دی جاوینگی پہر اگر اوسکی حسنات اس سی پہلی کہ حقوق ادا ہون ہو چکی تو اونکی گناہ لیکر
اخذ من خطایاهم فطرحت علیه ثم طرح فی النار وفی حدیث اخر رواه ابو هریرة ایضا انه علیه السلام قال من
اسکی ذمہ رکہہ کر آگ مین ڈالا جاویگا اور ایک اور حدیث مین بہی ابو ہریرہ کی روایت سی ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسکی
کانت عنده مظلمة لاخیه من عرض او مال فلیتحلل منه الیوم قبل ان یوخذ منه یوم لا دینار فیه ولا درهم ان
ذمہ کوئی حق کسی بندہ کا ہو آبرو کا یا مال کا تو آج اوس سی معاف کرالی اس سی پہلی کہ وہ ایسی روز مواخذہ کری کہ وہان نہ دینار ہوگا اور نہ درہم اگر
کان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمته وان لم یکن له حسنات یوخذ من سیات صاحبه فتحمل علیه قیل تؤخذ
اسکی پاس عمل صالح ہوگا تو اوس حق کی موافق لیلیا جاویگا اور اگر حسنات کچہہ نہونگی تو اوس مدعی کی گناہ اسکی ذمہ رکہی جاوینگی کہتی مین
بقدر دانق وهو سدس درهم سبعمائة صلوة مقبولة ادیت بجماعة فیعطی للخصم واما خلط الجوائح فی هذا الیوم فقد
کہ ایک دانق کی بدلہ کہ چہٹا حصہ درہم کا ہوتا ہی سات سو نمازین مقبول جو جماعت سی ادا کین ہون لیکر مدعی کو دیدینگی اور کرنا سختیون کا یعنی غمگین ہونا اس دن مین
ذکر فی القنیة انه لم یرد فیه اثر قوی لکن لا باس به بل ربما یثاب علیه وکان الاکتحال فیه سنة لکن لما صار علامة
سو قنیہ مین مذکور ہی کہ اس باب مین کوئی روایت قوی وارد نہین ہی پر اسکا کچہہ مضائقہ نہین بلکہ کبہی اسپر ثواب ہوتا ہی اور سرمہ لگانا اس دن مین سنت تہا لیکن جب سی یہہ نشانی
لمبغضی اهل البیت وجب ترکه وکره فعله حتی قیل لبعض السلف اهو سنة من غیر ذلک یوم عاشوراء فقال انه
دشمنان اہل بیت کی ٹہر گئی ہی تو اسکا ترک واجب ہی اور اسکا کرنا مکروہ ہی یہان تک کہ کسینی اہل سلف سی پوچہا کیا سرمہ لگانا بغیر بغض اہل بیت کی روز عاشورا مین سنت ہی
سنة المخنثین واما اتخاذه ماتما لاجل قتل الحسین بن علی رض کما یفعله الروافض فهو من عمل الذین ضل سعیهم
یہہ سنت زنانون کی ہی اور اس دن مین ماتم کرنا واسطی شہادت امام حسین بن علی رض کی جیسی رافضی کرتی ہین سو یہہ اون لوگون کا عمل ہی جنکی جاتی رہی کمائی
فی الحیوة الدنیا وهم یحسبون انهم یحسنون صنعا ذلم یامر الله ولا رسوله باتخاذ ایام مصائب الانبیاء وموتهم
دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجہتی ہین کہ خوب بناتی ہین کام اسواسطی کہ نہ اللہ نی امر کیا اور نہ اوسکی رسول نی کہ انبیاء علیہم السلام کی ایام مصیبت اور ایام موت کو
ماتما فکیف بما دونهم والقاص الذی یذکر الناس قصة القتل یوم عاشوراء ویخرق ثوبه ویکشف راسه ویامرهم
ماتم کیا کرو پہر جو انبیاء سی کمتر ہی اوسکا تو ماتم کہان اور قصہ خوان جو لوگون کی سامنی قصہ شہادت کا یوم عاشورا مین سناتی ہین اور اپنی کپڑی پہاڑتی ہین اور ننگی سر ہوتی ہین

بالقیام والتسبیح تاسفا علی المصیبة یجب علی ولاة الدین ان یمنعوہم والمستمعون لا یعذرون فی الاستماع

کھڑا کرکر تاسف کی حالت میں مصیبت پر کلمات بیہودہ بکتی ہیں دین کی حاکموں پر واجب ہے کہ انکو منع کریں اور سننی والی بھی معذور نہیں ہیں کہ سنا کریں

قال الامام الغزالی وغیرہ یحرم علی الواعظ وغیرہ روایة مقتل حسین وحکایة ما جری بین الصحابیین

امام غزالی وغیرہ فرماتی ہیں کہ واعظوں پر حرام ہے بیان کرنا امام حسین کی شہادت کا اور بیان کرنا اون حالات کا جو صحابہ رضی اللہ عنہم میں

التشاجر والتخاصم فانہ یہیج علی بغض الصحابة والطعن فیہم وہم اعلام الدین تلقی ائمة الدین عنہم ونقلنا

جھگڑا اور خصومت واقع ہوئیں کیونکہ ایسی کہنا بعض صحابہ کا بغض پیدا ہوتا ہے اور اون پر طعنہ ہونی لگتا ہے اور حال یہ ہے کہ صحابہ دین کی پیشوا ہیں بزرگان دین نی

من الائمة فالطاعن فیہ طاعن فی نفسہ ودینہ وقال الشافعی وغیرہ من السلف تلک دماء طہر اللہ تعالی عنہا

اون سے دین کو سیکھا سو جو اونکی عیب جوئی کری وہ اپنی آپ اور اپنی دین کو عیب لگاتا ہے اور امام شافعی اور سوا اونکی اور بزرگ سلف کی کہتی ہیں کہ اس خون سی اللہ تعالی نی ہماری ہاتہہ پاک رکھی

ایدینا فلنطہر عنہا السنتنا وقد روی عن عبد اللہ بن مغفل انہ علیہ السلام قال اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا

تو چاہیی کہ ہم اپنی زبان بہی پاک رکہیں اور عبد اللہ بن مغفل سی روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا خدا سی ڈرو میری یاروں کی حق میں میری بعد انکو

من بعدی ومن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن اذاہم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی

نشانہ نہ بناؤ اور جو شخص اونکو محبوب رکہیگا سو میری محبت سی محبوب رکہیگا اور جو انکو دشمن رکہیگا سو میری بغض کا مارا دشمن رکہیگا اور جسنی اونکو ستایا تو اوسنی مجہکو ستایا اور جسنی مجہکو

اللہ تعالی ومن اذی اللہ تعالی فیوشک ان یاخذہ وفی حدیث اخر رواہ ابو سعید الخدری انہ علیہ السلام قال لا تسبوا

ستایا اور جسنی اللہ کو ستایا تو قریب ہے کہ اللہ اوسکو پکڑلے اور ایک حدیث میں آیا ہے ابو سعید خدری کی روایت سی کہ آپ نی فرمایا میری یاروں کو برا مت کہو اگر

اصحابی فلو ان احدکم لو انفق مثل احد ذہبا ما بلغ مد احدہم ولا نصیفہ فعلی ہذا یجب علی المؤمن تعظیمہم وذکرہم

کوئی تم میں سی کوہ احد کی برابر سونا خرچ کری تو صحابہ میں سی کسیکی مد کی برابر نہوگا اور نہ آدہی مد کی برابر اب موافق اس حدیث کی ہر مومن پر اونکی تعظیم اور خوبی کا

بالخیر وکف اللسان عن الطعن فیہم اذ بسبب قتل عثمان وقتل حسین جرت فتن کبیرة واکاذیب کثیرة وظہرت

یاد کرنا اور اون پر طعن وطنز سی زبان بند رکہنا واجب ہی اس واسطی کہ بسبب شہادت حضرت عثمان اور شہادت امام حسین کی بڑی بڑی فتنہ کہڑی ہوگئی اور بہت جہوٹی باتیں مشہور ہوگئیں

اہواء وبدع وقع فیہا طوائف من المتقدمین والمتاخرین وصارت الاکاذیب والاہواء والبدع لا تزال تزداد حتی

اور بہت مذاہب باطل اور بدعتیں پیدا ہوگئیں جنمیں بہتیری متقدم اور بہتیری متاخر مبتلا ہوگئی اور صدہا جہوٹی قصی اور باطل مذہب اور بدعتیں بڑہتی چلی جاتی ہیں یہانتک

حدثت امور یطول شرحہا فمن جملتہا ما ابتدع کثیر من الناس یوم عاشوراء فجعلوہ ماتما یظہرون فیہ النیاحة

کہ ایسی امور پیدا ہوگئی ہیں جنکا بیان دراز ہے چنانچہ اونہیں سی ایک یہہ بدعت ہی جو بہت لوگوں نی یوم عاشورا کو ماتم ٹہرا رکہا ہی اوس روز نوحہ کرتی ہیں

والجزع وتعذیب النفوس وسب من مات من اولیاء اللہ تعالی والکذب علی اہل البیت وغیر ذلک من المنکرات المنہی عنہا

اور رونا پیٹنا اور تکلیف اوٹہانی اور اولیاء اللہ کو جو مرچکی ہیں برا کہنا اور اہل بیت پر جہوٹ بولنا اور سوا اسکی بہت منکرات جو موافق

بکتاب اللہ تعالی وسنة رسولہ واتفاق المسلمین فان الحسین قد اکرمہ اللہ تعالی بالشہادة فی ذلک الیوم وہو واخوہ الحسن سیدا

کتاب اللہ اور سنت رسول کی ممنوع اور باتفاق مسلمانوں کی ناجایز ہیں بیشک حضرت امام حسین کو اوس روز اللہ تعالی نی شہادت سی مشرف فرمایا وہ اور اونکی بہائی حسن سردار

شبان اہل الجنة وقتلہما وان کانت مصیبة عظیمة الا انہ تعالی شرع للمسلمین عند المصیبة الاسترجاع

جوانان بہشت کی ہیں اور اونکا قتل اگرچہ بڑی مصیبت تہی پر اللہ تعالی نی مسلمانوں کی لئی مصیبت کی وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا مشروع کیا ہی

بقولہ تعالی وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبة قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیہم صلوات من ربہم

اور خوشی سنا ثابت رہنی والوں کو کہ جب اونکو پہنچی کچہہ مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں اور ہمکو اوسی کی طرف پہرجانا ایسی لوگ ہیں ان پر شاباشیاں اپنی رب کی

ورحمة واولئک ہم المہتدون وروی عن سعید بن جبیر انہ قال لم یعط الاسترجاع لامة من الامم الا لہذہ الامة ولو اعطی

اور مہربانی اور وہی ہیں راہ پر اور سعید بن جبیر سی روایت ہے کہ کہتی ہیں کہ استرجاع تمام امتوں میں سی سوا اس امت کی کسیکو عطا نہیں ہوا اگر عطا ہوتا

یعقوب النبی الا تری انہ قال فی مقام الاسترجاع یا اسفی وفی الصحیحین انہ علیہ السلام قال ما من مسلم یصاب مصیبۃ

تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو عطا ہوتا کیا تو نہیں جانتا کہ حضرت یعقوب نے مقام استرجاع میں یا اسفی یا افسوس کہہ دیا تھا اور صحیحین میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی

فیقول انا للہ وانا الیہ راجعون اللہم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منہا الا اجرہ اللہ فی مصیبتہ واخلف لہ خیرا منہا وقد روی

مسلمان جسکو کوئی مصیبت پہنچے پس کہے ہم ملک اللہ کے ہیں اور ہم طرف اوسکی جانی والی ہیں الٰہی مجکو میری مصیبت کا اجر دے اور اوس سے بہتر بدلا دے مگر اللہ تعالیٰ اوسکی مصیبت کا اجر اور دیکا اور اوس سے بہتر بدلہ دیتا ہے اور

الامام احمد وابن ماجۃ عن فاطمۃ بنت الحسین عن ابیہا الحسین انہ علیہ السلام قال ما من مسلم یصاب بمصیبۃ فیذکرہا وان

امام احمد اور ابن ماجہ فاطمہ بنت حسین سے روایت کرتی ہیں وہ اپنے باپ حسین سے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا جس مسلمان کو کچھ مصیبت پہنچے پھر وہ اوس مصیبت کو اگرچہ بعد مدت

قدم عہدہا فیحدث لہا الاسترجاع الا کتب اللہ لہ من الاجر مثلہا یوم اصیب وہذا الحدیث رواہ عن النبی علیہ السلام

دراز کی یاد کر کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے تو اللہ تعالیٰ اوسکی واسطے ویسا ہی اجر لکھتا ہے کہ جتنا مصیبت کی دن دیا تھا اور یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

الحسین وعنہ بنتہ فاطمۃ التی شہدت مصرعہ وقد ثبت فی علم اللہ تعالیٰ ان المصیبۃ بالحسین یذکر مع تقدم

امام حسین رضی نے روایت کی ہے اور اونسے اونکی بیٹی فاطمہ نے جو کہ اونکی مقتل میں ہمراہ موجود تہیں روایت کی ہے اور علم الٰہی میں ثابت ہو چکا تھا کہ مصیبت حسین کی ہمیشہ کو مدتوں تک یاد رہیگی

العہد فکان من محاسن الاسلام ان یجری ہذہ السنۃ کلما ذکرت تلک المصیبۃ بان یسترجع لہا فیکون للانسان

سو یہہ اسلام کی خوبیوں میں سے ہے کہ یہہ طریقہ جاری رہیگا کہ جب وہ مصیبت یاد آوے تو اوسکی لیے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا جاوے تو انسان کو اب بہی

من الاجر الذی کان لمن استرجع یوم اصیب المسلمون بہا واما من یفعل من تقادم العہد بہا ما نہی عنہ النبی علیہ السلام عن حدثان

ویسا ہی اجر ملے جتنا اوسکو ملا تہا جسنے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا تہا جب وہ مصیبت مسلمانوں پر پڑی تہی اب جو شخص سے مدت دراز تک وہ منکرات کرتا ہے جو کہ پیغمبر علیہ السلام نے

العہد بہا فعقوبتہ اشد مثل لطم الخدود وشق الجیوب ودعوی بدعوی الجاہلیۃ فکیف اذا انضم الی ذلک ظلم المؤمنین

عہد میں سوا اوسکی منع کیا عقوبت بہت سخت ہے جیسے منہ پیٹنا اور گریبان پہاڑنا اور جاہلیت کی عہد کی طرح پکارنا پہر کیا حال ہوگا اگر اوسپر یہہ زیادہ کردے مومنین کو ظلم

ولعنہم وسبہم واعانۃ اہل الشقاق والالحاد علی ما یقصدونہ للدین من الفساد وغیر ذلک مما لا یحصیہ الا اللہ تعالیٰ

اور مومنین کو لعنت کرنی اور برا کہنا اور اہل شقاق اور ملحدوں کی جو دین میں فساد کا قصد کرتی ہیں مدد کرنی اور سوا اسکی اور منکرات جنکو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے

فالواجب علی کل مسلم ان یجتنب عن حضور ہذہ المواضع التی یفعل فیہا امثال ہذہ المعاصی والمحرمات والانکار علی مرتکبیہا

سو ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ایسی مقام میں جہاں ایسی ایسی معاصی اور محرمات عمل میں آتی ہوں جانے سے کنارہ کرے اور

بقدر الاستطاعۃ یسرنا اللہ تعالیٰ الاجتناب عنہا

بقدر طاقت کے اس عمل والوں کو منع کرے اللہ تعالیٰ ہمپر ان معاصی سے بچنا آسان کرے

المجلس الثامن والثلثون فی بیان عدم سرایۃ المرض وعدم جواز الطیرۃ

اٹھتیسویں مجلس بیچ بیان نہ سرایت کرنے بیماری کی ایک سے دوسرے میں اور نہ جائز ہونے شگون کی

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا عدوی ولا صفر ولا غول ہذا الحدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ بیماری لگتی ہے اور نہ صفر کی نحوست ہے نہ غول ہے یہہ حدیث

من صحاح المصابیح رواہ جابر والمراد بالعدوی سرایۃ العلۃ من صاحبہا الی من یقارنہ من الاصحاء واختلف العلماء ان المنفی

مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے جابر کی روایت سے اور عدوی سے بیماری کا بیمار میں سے بہلے چنگے ہمنشین میں اثر کرنا ہے اور علماء کو اختلاف ہے کہ منفی آیا

ہل ہو عین السرایۃ او اضافتہا الی العلۃ فذہب بعضہم الی ان المنفی نفس السرایۃ فانہ علیہ السلام اراد نفیہا وابطالہا

عین سرایت ہے یا سرایت بیماری کی ہے سو بعضوں کا یہہ مذہب ہے کہ منفی عین سرایت ہے کیونکہ پیغمبر علیہ السلام نے سرایت کی نفی کی اور باطل کیا

لتخلفہا وجودا وعدما اما تخلفہا وجودا فلان کثیرا ما یقارن الشخص ممن ہو مجذوم واجرب ولا یتعدی الیہ مرضہ کما اشیر

واسطے نہ ہونے اثر کی وجود میں اور عدم میں وجود میں اثر نہ کرنا تو اس سے ثابت ہے کہ اکثر اوقات کوئی شخص جذامی یا خارشتی سے نزدیک ہوتا ہے یعنی ساتہ کہاتا ہے اور وہ مرض اوسکو

الیہ فیما روی عن جابر انہ علیہ السلام اخذ بید مجذوم فوضعہا معہ فی القصعۃ واما تخلفہا عدما فلان کثیرا ما

جابر کی روایت میں یہہ اشارہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ایک مجذوم کا ہاتہ پکڑ کر اپنے ساتہ پیالہ میں رکہدیا اور اوسکا اثر نہ کرنا عدم میں اس سے ثابت ہے کہ اکثر اوقات

یمرض هذه الامراض فیما لا احتمال فیه للسرایة کما اشیر الیه فیما روی عن ابی هریرة ان اعرابیا قال للنبی علیه السلام
یہہ بیماریان ایسی جگہہ پیدا ہوجاتی ہین جہان اصلا احتمال سرایت کا نہین ہی چنانچہ ابی ہریرہ کی روایت مین یہہی اشارہ ہی کہ ایک اعرابی نی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
ما بال الابل تکون فی الرمل کانها الظبا فیخالطها البعیر الاجرب فیجربها فقال النبی عم فمن اعدی الاول فانه عم اشار بهذا
کیا حال ہی اونٹ کا کہ دوڑتا ہی جیسی ہرن پہر اوس سی خارشتی اونٹ ملجاتا ہی اوسکو بہی خارشتی کردیتا ہی نبی علیہ السلام نی فرمایا پہلی اونٹ کو کسنی خارشتی کردیا پس نبی علیہ السلام نی
القول الی ان الجرب فی البعیر الاول ان حصل من بعیر اخر اجرب یلزم التسلسل الی ما لا نهایة له وهو محال وان لم
فرمایا کہ اگر پہلی اونٹ مین بہی خارش دوسری خارشتی اونٹ سی ہوئی ہی تو تسلسل لازم آویگا جو کہین جاکر نہ ٹوٹی یہہ تو محال ہی اور اگر
یحصل عنه بل بسبب اخر فالذی اوصله الی البعیر الاول هو الذی یوصل الی غیره من الاصحاء وهو الله الجاعل
دوسری خارشتی اونٹ سی نہین ہوئی بلکہ کسی اور سبب سی ہوئی تو پہر جسنی پہلی اونٹ مین پیدا کردی ہی وہ ہی پہلی چنگی اچہی بچہی اونٹون مین پیدا کرسکتا ہی وہ اللہ ہر شی کا پیدا کرنیوالا
لکل شئ القادر علی کل شئ وذهب بعضهم الی ان المنفی لیس نفس السرایة لما روی انه علیه السلام قال لا یورد ممرض
اور تمام اشیا پر قدرت رکہنی والا ہی اور بعضون کا یہہ مذہب ہی کہ منفی عین سرایت نہین ہی کیونکہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بیمار اونٹون والا اپنی اونٹ اچہی بچہی
علی مصح والممرض صاحب الابل المریضة والمصح صاحب الابل الصحیحة والمراد النهی عن ایراد الابل المریضة علی الصحیحة
اونٹون مین نہ گہساوی اور ممرض کہتی ہین بیمار اونٹون والی کو اور مصح کہتی ہین پہلی چنگی اونٹون والی کو اور مقصود بیمار اونٹون کو اچہی بچہی اونٹون مین ملانی سی منع کرنا ہی
وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال فر من المجذوم فرارک عن الاسد فعلم من هذین الحدیثین ان المنفی لیس نفس
اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بہاگ مجذوم سی جیسی تو شیر سی بہاگتا ہی اب ان دونو حدیثون سی معلوم ہوا کہ منفی عین سرایت نہین ہی
السرایة بل المنفی اضافتها الی العلة وهذا القول الثانی اولی لما فیه من التوفیق بین الاحادیث الواردة فیه مع ما فیه
بلکہ منفی سرایت بہ نسبت بیماری کی ہی اور یہہ دوسرا مذہب اولی ہی کیونکہ اسمین تمام حدیثین جو اسباب مین وارد ہین موافق ہوجاتی ہین
من صیانة الاصول الطبیة عن التعطیل بخلاف القول الاول فانه یفضی الی تعطیلها ولم یرد الشرع بتعطیلها بل ورد
اور طبی قاعدی بہی بیکار ہونی سی بچ جاتی ہین برخلاف پہلی مذہب کی کہ اسمین قاعدی طبی بیکار ہوئی جاتی ہین اور شرع نی طب کو بیکار نہین ٹہرایا بلکہ
باثباتها واعتبارها علی وجه لا یناقض اصول التوحید فانه علیه السلام اراد ابطال ما کان اهل الجاهلیة یعتقدونه
قواعد طبی کو ایسی طرح پر ثابت کرکر اعتبار کیا ہی کہ اصول توحید کی برخلاف نہو سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض اہل جاہلیت کی عقاید کا باطل کرنا ہی وہ یون جانتی تہی
من ان العلة تسری بطبعها فقال لا عدوی وبین بقوله هذا ان الامر لیس کما زعموا بل العلة تحصل بقضاء الله تعم
کہ بیماری خود بخود اثر کرجاتی ہی سو آپ نی فرمایا کہ عدوی نہین ہی اور شرح کردی کہ یون نہین ہی جیسی اہل جاہلیت کہتی ہین بلکہ بیماری حکم آلہی سی اور اوسکی تقدیر سی ہوتی ہی
وقدره لکن قد تکون المداناة من الاسباب المقدرة لحصول العلة بالنسبة الی بعض الاشخاص ولذلک نهی النبی
پر کبہی نزدیک ہونا یعنی ملجانا ہی بیماری کا پیدا ہونی کی لئی بعضی شخصون مین سبب تقدیری ہوجاتا ہی اور اسہی لئی نبی علیہ السلام نی
عن ایراد ممرض علی مصح وامر بالفرار عن المجذوم فان ذلک من باب الاجتناب عن الاسباب التی خلقها الله تعالی و
بیمار اونٹون کو اچہی اونٹون مین ملانی سی منع کردیا اور مجذوم سی دور رہنی کو امر فرمایا کیونکہ اسمین اون اسباب سی جو کہ اللہ تعالی نی پیدا کرکر سبب بلا کا مقرر کیا ہی بچاوی اور
جعلها اسبابا للبلایا والعبد المامور بالاجتناب عن اسباب البلایا اذا کان فی عافیة منها فانه کما یؤمر بعدم
بندہ کو حکم ہی کہ بلا کی اسباب سی جب کہ وہ بندہ اوس بلا سی آرام مین ہی بچا کری جیسی کہ یہہ حکم ہی
القاء نفسه فی الماء او فی النار وبعدم دخوله تحت الهدم ونحوه مما هو من اسباب الهلاک کذلک یؤمر
کہ ڈوب کر نہ مرو یا آگ مین مت جلو یا گرتی ہوئی مکان تلی مت گہسو اور ایسی اور امر جو موت کا سبب ہوسکی ایسی ہی یہہ حکم ہی
بالاجتناب عن مقاربة الاجرب والمجذوم ونحوهما مما هو من العلل المتعدیة باذن الله تعالی فان هذه الاسباب
کہ خارشتی اور مجذوم سی اور مانند اسکی اور بیماری سی جو اللہ تعالی کی حکم سی دوسری مین اثر کرجاتی ہین الگ رہو کیونکہ یہہ امور

اسباب للمرض والتلف والله تعالی یخلق المسبّبات عندها لا بها فانه تعالی هو خالق الاسباب والمسببات لا خالق

اور ہلاک کی اسباب ہیں اور اللہ تعالی ایسی وقت پر مرض کو جو مسبب ہی پیدا کر دیتا ہی کچھ اسکی سبب سی نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالی ہی اسباب اور مسبب دونوں کا خالق ہی

سواه لکن الاسباب نوعان النوع الاول اسباب الخیر فان النعم لا تضاف الی الاسباب بل انما تضاف الی مسببها و

اوسکی سوا کوئی خالق نہیں ہی لیکن اسباب دو قسم پر ہیں پہلی قسم تو اسباب خیر ہیں سو نعیم کو اسباب سی کچھ علاقہ نہیں ہی بلکہ نعیم صرف مسبب اور مقدر کی عنایت ہی

مقدرها فما ظهر منها ینبغی ان یفرح بها ویبتشر عند ظهورها ولا یسکن الیها بل الی خالقها ومسببها کما قال الله تعالی

سو جو بہتر ای پیش آوی تو لایق ہی کہ اوس سی خوش ہو اور دلی بشاشت حاصل کری اور اوسکی طرف متوجہ نہ ہی بلکہ خالق اور مسبب کی طرف متوجہ ہو جنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی

فی امداد المؤمنین بالملئکة ﴿وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ والکثر الناس

جب فرشتوں سی مؤمنین کی امداد کی اور یہہ تو دی اللہ نی فقط خوشخبری اور تا چین پکڑیں دل تمہاری اور مدد نہیں مگر اللہ سی اور اس زمانہ کی اکثر لوگ

فی هذا الزمان یرکنون بقلوبهم الی الاسباب وینسون مسببها فمن اضاف شیئا من النعم الی غیر الله تعالی ان کان مع

اسباب کی طرف تو بدل متوجہ ہوتی ہیں اور اصل مسبب کو بھول جاتی ہیں سو جو شخص نعیم کو سوای اللہ کی اور جہت سی سمجھی اگر یہہ بھی

اعتقاده انه لیس من الله تعالی فهو شرک حقیقی وان کان مع اعتقاده انه من الله تعالی فهو نوع من شرک خفی والنوع

اعتقاد ہی کہ اللہ تعالی کی طرف سی نہیں ہی تو یہہ حقیقی شرک ہی اور اگر اسباب کو لحاظ کرتا ہی بہ اعتقاد یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی طرف سی ہی یہہ ایک قسم شرک خفی ہی اور دوسری

الثانی اسباب الشر فان المصائب لا تضاف الا الی الذنوب کما قال الله تعالی ﴿وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ﴾

قسم اسباب شر سو مصائب صرف گناہوں ہی سی علاقہ رکھتی ہیں جنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو پڑی تم پر کوئی سختی سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہارے ہاتھوں نی

وما ظهر منها ینبغی ان یتقی عنها بقدر ما ورد به الشرع مثل اتقاء مقاربة الاجرب والمجذوم والقدوم علی مکان الطاعون

اور جو اسباب یا مصائب ظاہر ہوں تو اوس سی اتنا پرہیز کرنا چاہیی کہ جتنا شرع نی اجازت دی ہی جیسی خارشتی اور مجذوم کی ہمنشینی سی اور وبا کی مکان میں داخل ہونی سی

واما خفی منها فلا یشرع اتقاؤها واجتنابها لان ذلک من الطیرة المنهی عنها التی من اعمال الشرک والکفر کما حکاها

اور جو اسباب یا مصائب پوشیدہ ہیں تو اوس سی پرہیز کرنا شرع میں نہیں آیا کیونکہ یہہ بدشگونی میں داخل ہی جو نہایت ممنوع اور شرک اور کفر کا عمل ہی جنانچہ

الله تعالی عنهم فی مواضع من کتابه فانهم کانوا یتطیرون ویتشاءمون بالرسل واتباعهم وسبب تشاؤمهم بهم

اللہ تعالی اسکو اپنی کتاب میں کئی جگہہ بیان فرماتا ہی کیونکہ وہ لوگ رسل علیہم السلام اور اونکی اصحاب سی بدشگونی کر کر نحوست سمجھا کرتی تہی اور سبب منحوس سمجھنی کا یہہ تہا

ان الرسل لما دعوهم الی دین غیر مالوفهم استغربوه واستقبحوه ونفرت عنه طباعهم اذ من عادة العوام ان

کہ رسل علیہم السلام نی جب اون لوگوں کو نئی دین کی دعوت کی تو وہ لوگ عجیب سمجھہ کر قبیح سمجھنی لگی اور اونکی طبیعتیں نفرت کرنی لگیں کیونکہ عوام کی یہہ عادت ہی

یتیمنوا بکل ما یوافق هواهم وان کان جالبا لکل شر ووبال وان یتشاءموا بکل ما یخالف هواهم وان کان جازنا لکل خیر

کہ اپنی ہوس کی موافق آرزو کیا کرتی ہیں اگرچہ اوسمیں سراسر بدی اور وبال ہو اور جو اونکی مرضی کی مخالف ہو اوسکو نحس جانتی ہیں اگرچہ اوسمیں سراسر خیر اور برکت ہو

ونوال وقد ثبت انه علیه السلام قال لا طیرة وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال الطیرة من الشرک والبحث عن

اور ثابت ہو چکا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بدشگونی بالکل نہیں ہی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ آپ نی فرمایا بدشگونی شرک ہی اور گفتگو کرنی

اسباب الستر بالرمل والنظر فی النجوم وضرب الحصی والشعیر وغیر ذلک هو الطیرة المنهی عنها والباحثون عنها لا

غیب کی باتوں میں بوسیلہ رمل کی اور ستاروں کی تاثیر دیکھہ کر اور کنکر پھینکنی اور جو کی دانہ وغیرہ سی یہہ ہی طیرہ ہی جسکی ممانعت ہوئی ہی اور اوسمیں گفتگو کرنیوالی

یشتغلون لما یدفع البلاء من الطاعات بل یشتغلون بلزوم البیت وعدم الحرکة وهذا لا یمنع نزول القضاء والقدر

وہ کام نہیں کرتی جس سی بلا دفع ہو یعنی عبادات بلکہ گہر میں گہسکر بیٹہہ رہتی ہیں اور چلنا پہرنا موقوف کر دیتی ہیں اس سی قضا اور قدر بند نہیں ہوتی

ومنهم من یشتغل بالمعاصی وهذا مما یقوی وقوع البلاء ونفوذه والذی جاءت به الشریعة هو ترک البحث عن

اور بعضی لوگ گناہوں میں مشغول ہو جاتی ہیں یہہ ایسا کام ہی جسمیں خواہ مخواہ بلا آوی اور اثر کری جو علاج واسطی دفع بلا کی شرع میں آیا ہی وہ یہہ ہی کہ اسمیں کچھہ گفتگو

ذلك والاعراض عنه والاشتغال بما يدفع البلاء من الدعاء والذكر والصدقة والتوكل على الله تعالى والايمان

اور نہ اودہر توجہ کری اور وہ شغل اختیار کری جسمین بلا دفع ہو یعنی دعا اور یاد الٰہی اور خیرات اور خدا تعالی پر بہروسہ اور قضا

بقضائه وقدره فانه عليه السلام عند ظهور اسباب العقوبات السماوية المخوفة كالكسوف والخسوف كان يامر

اور قدر کو تسلیم کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بروقت ظاہر ہوتی سامان خوفناک عذاب آسمانی کی جیسی سورج گہن اور چاند گہن اوروں کو یہہ حکم فرماتی

بشتغل باعمال البر من الصلوة والدعاء حتى ينكشف ذلك عن الناس وهذا كله مما يدل على ان اسباب العذاب اذا

اور آپ بھی نیک اعمال میں مصروف ہوتی جیسی نماز نفل اور دعا یہان تک کہ وہ سامان لوگون پر سی دور ہوجاتا ان تمام روایات سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ جب عذاب کی سامان

ظهرت فالمشروع الاشتغال بما يرجى ان يدفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوى فان هذه الاشياء

ظاہر ہوں تو موافق شرع کی ایسی عبادت مین مشغول ہو جسمین امید ہی کہ عذاب خوفناک موقوف ہوجاوی یعنی اعمال نیک اور پرہیزگاری بیشک یہہ تمام اشیا

كلها من اعظم ما يستدفع به البلاء فانه تعالى يخلق اسبابا للعذاب واسبابا للرحمة اما اسباب العذاب فيخوف

بلا کی دفع کرنی مین بڑی ہی تاثیر رکہتی ہین بیشک اللہ تعالی سامان عذاب کا اور رحمت کا دونو پیدا کرتا ہی عذاب کی سامان سی تو اللہ تعالی اپنی بندون کو ڈراتا ہی

الله تعالى بها عباده ليتوبوا اليه ويتضرعوا اليه كالرياح الشديدة فان الريح من روح الله تعالى تاتي بالرحمة

تاکہ اوسکی طرف رجوع لاوین اور خوار ہوکر رووین جیسی تند اندہیان بیشک ہوا اللہ تعالی کا فیض ہی کبہی رحمت لاتی ہی

وتاتي بالعذاب وعند اشتدادها امر النبي عليه السلام ان يسئل الله تعالى خيرها وخير ما ارسلت به ويستعيذ

اور کبہی عذاب اور تندی کی وقت نبی علیہ السلام کا حکم ہی کہ اللہ تعالی سی خیر کی دعا کرین اور جو اوس سی آوی اوسکی خیر مانگین اور اوسکی

به تعالى من شرها وشر ما ارسلت به فانه عليه السلام قد كان اذا راى ريحا او غيما تغير وجهه واقبل وادبر فاذا

شر سی اللہ کی شر سی جو وہ لاتی ہی پناہ مانگین پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب آندہی یا ابر دیکہتی تو چہرہ کی حالت بدل جاتی اور کبہی آتی اور کبہی جاتی پہر اگر

امطر سر عنه ويقول قد عذب قوم بالريح وراى قوم السحاب فقالوا هذا عارض ممطرنا فنزل منه العذاب واما اسباب

مینہہ برس جاتا تو خوش ہوجاتی اور فرماتی کہ ایک قوم کو عذاب آندہی کا ہوا تہا اور ایک قوم ابر کو دیکہہ کر کہنی لگی یہہ ابر ہی ہمپر برسیگا سو اوسمین سی عذاب نازل ہوا اور رحمت کی

الرحمة فيرجي الله تعالى بها عباده كالريح الطيبة والمطر المعتاد عند الحاجة اليه ولهذا يقال عند نزوله اللهم

سامان سی اللہ تعالی اپنی بندون کو امیدوار کرتا ہی جیسی ہوا نرم ٹہنڈی اور مینہہ عادت کی موافق حاجت کی وقت اور اسیواسطی مینہہ برستی وقت یہہ دعا کرتی ہین الٰہی

سقي رحمة لا سقي عذاب واما من اتقى عن اسباب الضرر بعد ظهورها بالاسباب المنهي عنها فلا ينفعه بل

پلانا رحمت کا نہ پلانا عذاب کا اور جو شخص اسباب ضرر سی بعد ظاہر ہونی کی بطور ممنوع کی بچنا چاہی تو اوسکو کچہہ فائدہ نہین بلکہ

كثيرا ما يقع فيما يخاف منها واما قوله عليه السلام ولا صفر فقد اختلف في تفسيره والقول الاشبه ان المراد به شهر

اکثر اوقات خوفناک بلا مین آجاتا ہی اور یہہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ صفر نہین ہی سو اسکی تفصیل مین اختلاف ہی ظاہرا حق یون معلوم ہوتا ہی کہ مراد ماہ صفر ہی

صفر فان اهل الجاهلية كانوا يتشاءمون ويقولون انه شهر مشؤم فابطل النبي عليه السلام ذلك وكثير من الناس

کیونکہ ایام جاہلیت مین اسکو منحوس جانتی تہی اور یون کہا کرتی تہی کہ صفر برا منحوس ہی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اسکو باطل کردیا اور بہتیری لوگ

في هذا الزمان يتشاءمون به وربما يمتنعون فيه من السفر والتزوج وغيرهما والتشاءم به من جنس الطيرة المنهي عنها وكذلك

اب بہی اوسکو منحوس بتاتی ہین اور بعضی دفعہ اس مہینہ مین سفر نہین کرتی اور نہ بیاہ کرین اور نہ اور کوئی کام اسکی نحوست ماننی بہی بدشگونی کی قسم ہی جسکی ممانعت ہوچکی ہی اور

التشاءم بيوم من الايام فان تخصيص الشؤم بزمان دون زمان كشهر صفر وغيره غير صحيح لان الزمان عبارة عن مدة

نحوست کسی اور دن کی تمام ایام مین سی بدشگونی ہی کیونکہ نحوست کی خصوصیت کسی کسی وقت کی جیسی ماہ صفر وغیرہ کی جائز نہین ہی اسواسطی کہ زمانہ تو ایک مدت دراز کا نام ہی

ممتدة يعرف مقدارها بحركة الافلاك والكواكب وهو في ذاته امر واحد متشابه الاجزاء لا يحصل الا بخلق الله تعالى

جسکا اندازہ افلاک کی حرکت اور ستارون سی معلوم ہوتا ہی اور وہ اپنی ذات مین ایک متصل چیز ہی اوسکی سب اجزا ایک سی ہین صرف خدا تعالی کی پیدایش ہی

ویقع فیه افعال العباد فلا یکون فیه یمن ولا شوم الا باعتبار افعال العباد فکل زمان شغله العبد بالطاعة فهو
اوسمی کی اندر افعال عباد ہوتی ہیں سو اوسمیں نہ برکت نہ کچھ نحوست ہان باعتبار کار بار بندوں کی ہی سو جس زمانہ کو انسان نی عبادت میں مشغول رکھا تو وہ
زمان مبارك علیه وکل زمان شغله العبد بالمعصیة فهو زمان مشؤم علیه والیمن والشوم فی الحقیقة هو الطاعة
زمانہ اوسپر مبارک ہی اور جس زمانہ کو انسان نی گناہوں میں لگادیا تو وہ زمانہ اوسپر منحوس ہی حقیقت میں مبارک اور منحوس عبادت
والمعصیة کما قال عدی بن حاتم یمن المرء وشومه بین لحییه یعنی لسانه وقال ابن مسعود ان کان الشوم فی شیٔ
اور معصیت ہوتی ہی چنانچہ عدی بن حاتم کہتا ہی آدمی کی برکت اور نحوست دونو جبڑوں میں ہی مراد اوسکی زبان ہی اور ابن مسعود کہتی ہیں اگر بالفرض کسی شی میں نحوست ہوتی
ففیما بین اللحیین یعنی اللسان وقال ایضا ما شئ احوج الی طول السجن من اللسان وروی عن عائشة انه علیه السلام
تو دونو جبڑوں میں یعنی زبان میں ہوتی اور یہہ بھی کہا زبان سی زیادہ کوئی شی نہیں جو قید کی زیادہ حاجتمند ہو اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی
قال الشوم سوء الخلق فعلی هذا لا الشوم الا المعاصی والذنوب فانها تسخط الله تعالی فانه اذا سخط علی عبد یکون ذلك
فرمایا نحوست بدخلقی ہی اس روایت کی موافق بجز معاصی اور ذنوب کی نحوست کچھہ اور نہیں ہی کیونکہ اسی سی اللہ تعالی بیزار ہوتا ہی سو جس بندی سی اللہ بیزار ہوا تو وہ ہی بندہ
العبد شقیا فی الدنیا والاخرة واذا رضی عن عبد یکون ذلك العبد سعیدا فی الدنیا والاخرة وبعض الصالحین قد شکی الیه
دنیا اور آخرت میں بدبخت ہی اور جس بندی سی اللہ تعالی راضی ہوا وہ ہی بندہ دنیا اور آخرت میں نیکبخت ہی کسی صالح مرد کی سامنی ایسی مصیبت کا شکوہ ہوا
عن بلاء وقع الناس فیه فقال ما اری ما انتم فیه من البلاء الا بشوم الذنوب فالعاصی مشوم علی نفسه وعلی غیره اذ لا
جسمیں تمام خلق مبتلا تھی سو اونہوں نی کہا مجکو تمہارا یہہ مصیبت بجز نحوست ذنوب کی معلوم نہیں ہوتی تو گنہگار آدمی اپنی حق میں بھی اور غیر کی حق میں بھی منحوس ہوتا ہی اسلیئی
یؤمن ان ینزل علیه العذاب فیعم الناس خصوصا من لم ینکر عمله والبعد عنه لازم وکذلك الاماکن التی یفعل فیها المعاصی
کہ اگر اوسپر عذاب نازل ہووی پھر سب خلق پہ پھیل جاوی تو کہان بچ سکتی ہیں خاص کر اون لوگون پر جو اوسکی عمل کو برا نجانتی ہوں اور اوس سی دور رہنا ضرور چاہیئی اور ایسی ہی اون مکانات
یلزم البعد عنها والهرب منها خشیة نزول العذاب علی من یوجد فیها کما روی انه علیه السلام حین مر علی دیار ثمود بالحجر
بھاگ کر دور رہنا چاہیئی اس خوف سی کہ مبادا جو جو وہان موجود رہیں سب پر عذاب نازل ہو جاوی چنانچہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب نبوت یمامہ میں دیار ثمود پر پہنچی
قال لاصحابه لا تدخلوا اماکن هؤلاء المعذبین الا ان تکونوا باکین خشیة ان یصیبکم ما اصابهم فان هجران اهل
تو اپنی اصحاب سی فرمایا اس دم عذاب کی مارے ہوؤنکی مکانات میں نہ جانا مگر روتی ہوئی اس خوف سی مبادا کہ تمپر بھی آجاویگا جو عذاب اونپر آیا تھا بیشک ترک کرنا اہل
العصیان واماکنهم من جملة الهجرة المامور بها بل العدوی عند التحقیق فی مخالطة من یرتکب المعاصی ویحسنها ویزینها
عصیان اور اونکی مکانات کا ہجرت میں داخل ہی جو کہ مامور بہ ہی بلکہ عدوی یعنی ذکر کا لگنا حقیقت میں اوس شخص کی ملاپ میں ہی جو معاصی میں مبتلا ہی اور معاصی کو خوبی کی ساتھہ زیب
ویدعو الیها من شیاطین الانس الذین هم اضر من شیاطین الجن فان شیاطین الجن یستعاذ منه بالله تعالی فینصرف
اور لوگوں کو جتاتا ہی یعنی آدمی کی صورت کا شیطان کہ وہ جنی شیطانوں سی زیادہ تر ضرر کرتا ہی کیونکہ جنی شیاطین تو اللہ تعالی کی پناہ لینی سی دور ہو جاتی ہیں
واما شیاطین الانس فلا یبرح حتی یوقعك فی المعصیة وقد جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال یحشر المرء علی دین خلیله
اور آدمی کی صورت کا شیطان کبھی نہیں جاتی آخر تجھکو معصیت میں گرفتار کر چھوڑتی ہیں اور حدیث میں آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی آدمی اپنی اپنی دوستوں کی دین پر اوٹھینگی
فلینظر احدکم من یخالل وفی الحدیث الاخر انه علیه السلام قال لا تصحب الا مؤمنا ولا یاکل طعامك الا تقی واما الغول بالضم
اب تمکو خیال کرنا چاہیئی کس سی کا دوستی کرتی ہو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ نی فرمایا ہی مؤمن کی سوا کسیکا ہمنشین مت ہو اور سوا پرہیزگار کی کسیکو کہانا مت کہلا اور غول
فهو من زعمات الجاهلیة فانهم کانوا یقولون انه نوع من الجن یتراءی للناس فی الفلوات باشکال مختلفة ویضلهم
جاہلیت کی اقوال میں ہی اہل جاہلیت کہا کرتی تھی کہ غول ایک قسم جن کی ہی آدمیوں کو جنگل میں طرح طرح کی شکلیں بنا کر دکہایا کرتی ہیں اور رستی سی بہٹکا کر
عن الطریق ویهلکهم وقوله علیه السلام لا غول یحتمل ان یکون المراد منه نفی وجوده کما هو ظاهر من لفظه لان المتبادر
ہلاک کر دیتی ہیں اور یہہ ارشاد نبی علیہ السلام کا کہ غول نہیں ہی اسمیں یہہ بھی احتمال ہی کہ اس سی مراد نفی اوسکی وجود کی ہو چنانچہ لفظوں سی یہہ ہی ظاہر ہی کیونکہ

کی صحبت سی اور مکانات سی
زینت دیکر
غیبی کی صحبت

من نفي الشيء نفي وجوده لكن قال بعض العلماء ليس المراد به نفي وجوده بل المراد به نفي ما كان يعتقده اهل الجاهلية
کسی شی کی نفی سی یہہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہ چیز موجود نہیں ہی لیکن بعضی علماء یہہ کہتی ہیں کہ نفی اوسکی وجود کی مراد نہیں ہی بلکہ اہل جاہلیت کا ان اعتقاد اوسکی نفی مراد ہی

من التشكل باشكال مختلفة والاضلال عن الطريق والاهلاك فيكون المعنى انه لا يستطيع ان يضل احدا عن الطريق
کہ وہ طرح طرح کی شکل بناتی ہیں اور رستہ سی بہکاتی ہیں اور ہلاک کردیتی ہیں اب حدیث کی یہہ معنی ہوئی کہ غول کسیکو رستی سی نہیں بہکا سکتی

ولا ان يفعل شيئا مما ذكر وهذا الوجه اولى الوجهين لورود اخبار تدل على وجوده من جملتها ما روي انه عليه السلام
اور نہ کچھہ اور لوازمات مذکورات سی کرسکتی ہیں یہہ معنی دونو معنی میں اولی ہیں کیونکہ ایسی حدیثیں بہا آئی ہیں جو غول کی وجود پر دلالت کرتی ہیں اونہیں میں ایک یہہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام

قال اذا تغولت الغيلان فبادروا بالاذان فانه عليه السلام بين ان شرها يدفع بذكر الله تعالى فعلى المؤمن ان يشتغل
فرمایا جس وقت غول صورت کریں تو جلدی اذان کہو سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی بیان کردیا کہ انکی شرارت ذکر الہی سی دفع ہوجاتی ہی سو مومن کو لازم ہی کہ اللہ تعالی کی عبادت میں مشغول

بطاعة الله تعالى ويتوكل عليه ويترك كل ما شاع بين الانام مما كان مخالفا لدين الاسلام ونهى عنه النبي عليه السلام
اور اوسی پر بہروسا کری اور جو خلقت میں خلاف شرع پہیل رہا ہی سب ترک کری یعنی جو دین کی مخالف ہو اور نبی علیہ السلام نی منع فرمایا ہو

يسر الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وكرمه **المجلس التاسع والثلثون في ذم الطيرة والفال**
الہی میرا آسان کر عمل اپنی رضا کی موافق اپنی لطف اور کرم سی انتالیسویں مجلس شگون بد اور فال بد کی برائی میں

المذموم ومدح فال المسنون وانواعه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا طيرة وخيرها
اور مسنون فال کی مدح اور اوسکی اقسام میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی طیرہ کی کچھہ اصل نہیں ہی اور بہتر ان میں سی

الفال قالوا وما الفال يا رسول الله قال الكلمة الصالحة يسمعها احدكم هذا الحديث من صحاح المصابيح
فال ہی پوچھا یا رسول اللہ فال کیا ہوتی ہی فرمایا اچھی بات جو کوئی سن لی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی

رواه ابو هريرة ومعناه ان الطيرة لا يجوز العمل بها لعدم الخير فيها وانما الخير في الفال الذي هو الكلمة الصالحة
ابوہریرہ کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہیں کہ بدشگونی پر عمل کرنا جایز نہیں ہی کیونکہ اسمیں خیر نہیں ہوتی خیر صرف فال ہی میں ہی جو کہ نیک بات ہوتی ہی جو

يسمعها احدكم وليس معناه ان في الطيرة خيرا والفال خير منها اذ لا خير في الطيرة اصلا وهي مصدر بمعنى
کوئی سن پاوی اور یہہ معنی نہیں ہیں کہ بدشگونی میں خیر ہی پر فال اوس سی بہتر ہی اسواسطی کہ بدشگونی میں اصلا خیر نہیں ہی اور طیرہ مصدر ہی

التطير ماخوذة من الطير لان العرب في الجاهلية كانوا يتبركون بسنوحها اي بمرورها من مياسرك الى ميامنك
تطیر کی معنوں میں طیر سی مشتق ہوا ہی اسلئی کہ عرب کی لوگ جاہلیت میں سنوح کو مبارک جانتی تہی یعنی جو کہ بائیں ہاتہہ کی طرف سی داہنی طرف چلا جاوی

ويتشاءمون ببروحها اي بمرورها من ميامنك الى مياسرك اذ كان من عادتهم اذا خرجوا لحاجة فان راوا الطير
اور بروح کو منحوس سمجہتی تہی یعنی جو کہ داہنی ہاتہہ کی طرف سی بائیں طرف چلا جاوی کیونکہ عرب کی یہہ عادت تہی جب کسی کار کو نکلتی پہر اگر کسی پرندہ

او الوحش يمر بيمينه يتبركون به ويذهبون في حاجتهم وان راوا الطير او الوحش يمر بيسرة يتشاءمون به ويرجعون
یا وحشی کو دیکہہ کہ داہنی طرف کو گیا تو اوسی مبارک جان کر اپنی کار کو چلی جاتی اور اگر دیکہتی کہ پرندہ یا وحشی جانور بائیں طرف کو گیا تو منحوس جانکر راہ میں سی اپنی گہر ہٹ آتی

الى بيوتهم وربما كانوا ينفرون الطيور والوحوش فينظرون انها ان اخذت ذات اليمين يتبركون به ويمضون في سفرهم
اور بعضی دفعہ پرندہ کو اوڑاکر اور وحشی کو بہکا کر دیکہتی کہ کدہر کو جاتا ہی اگر وہ داہنی طرف کو گیا تو مبارک جان کر سفر کار بار کو چلی جاتی

وحاجتهم وان اخذت ذات الشمال يتشاءمون بها ويرجعون عن سفرهم وحاجتهم والحاصل انهم كانوا يتبركون
اور اگر اوسنی داہنی طرف لی تو اوسکو منحوس سمجہکر اپنی سفر سی اور کار سی کہی ہٹ آتی حاصل یہہ ہی کہ سوانح کو

بالسوانح ويتشاءمون بالبوارح والسانح ما يمر من الطير والوحش بين يديك من جهة يسارك الى يمينك والعرب
نیک برکت والا جانتی اور بوارح کو منحوس سمجہتی سانح وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہی جو سامنی سی بائیں طرف سی داہنی طرف کو چلا جاوی عرب کی لوگ

كانوا

کانوا یتیمنون به لامکان رمیه وصیده من غیر الانحراف والبارح مایمر من الطیر والوحش من جهة یمینك
اسکو مبارک جانتی تھی کیونکہ اوسکو تیر مارنا اور شکار کرنا بدون گردش کی سہل ہوتا ہی اور بارح وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہی کہ داہنی طرف سی

الی یسارك والعرب کانوا یتشاءمون به لعدم امکان رمیه وصیده من غیر الانحراف فنفی النبی علیه السلام ذلك
بائین طرف چلا جاوی عرب کی لوگ اوسکو منحوس جانتی ہین کیونکہ اسکا تیر مارنا اور شکار کرنا بدون گردش کی ممکن نہین ہوتا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اسکو منع کیا

وابطل واخبرانه لیس له تاثیر بنفع ولاضر فهذا معنی قوله لاطیرة فان الطیرة علی ما مر مصدر بمعنی التطیر واصل
اور مٹا دیا اور خبر سنا دی کہ اسمین نہ کچھ نیک تاثیر فائدہ مند ہی اور نہ کچھ ضرر ہی سو معنی حدیث لاطیرة کی یہہ ہی ہین کیونکہ طیرہ چنانچہ گذر چکا ہی مصدر تطیر کی معنون مین ہی

التطیر التفاؤل بالطیر ثم استعمل فی کل مایتفاءل به ویعد شوما سواء کان طیرا اوغیره وقد روی انه علیه السلام
تطیر طیر سی فال لینی کو کہتی ہین پہر اسکی استعمال ہر ایک فال مین جو منحوس ہو گئی برابر ہی کہ طیر سی ہو یا سوا اسکی اور کچھ ہو اور روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی

قال الطیرة من الشرك یعنی انها من اعمال اهل الشرك والکفر کما حکاها الله تعالی عنهم فی مواضع من کتابه فانهم کانوا
فرمایا بدشگونی شرک ہی مراد یہہ ہی کہ طیرہ مشرکون اور کفار کی اعمال مین سی ہی چنانچہ اللہ تعالی نی اونکی حال کی کچھ اپنی کتاب مین حکایت کی ہی کیونکہ وہ کفار

یتشاءمون بالرسل واتباعهم وسبب تشاؤمهم بهم ان الرسل المدعوهم الی دین غیر مالوفهم استغربوه واستعجبوه
رسولون اور اونکی ساتھیون کو منحوس سمجھتی تھی اور اونکی منحوس سمجھنی کا سبب یہہ تھا کہ رسل جو اونکو نیا دین خلاف طبع سکھاتی تھی تو اوسکو عجیب و غریب جانتی تھی

ونفرت عنهم طباعهم اذ من عادة الجهلة ان یتیمنوا بکل ما یوافق هواهم وان کان جالبا لکل شر ووبال وان یتشاءموا
اور انسی کفار کو بالطبع نفرت تھی کیونکہ جاہلون کی عادت ہی کہ جو اونکی دل لگتی بات مرضی کی موافق ہو اوسکو مبارک سمجھین اگرچہ اوسمین تمام خرابیان موجود ہون اور جو بات

ما یخالف هواهم وان کان جاذبا بکل خیر ونوال ومن عادتهم ایضا التشاؤم ببعض الایام والشهر کشهر صفر فان کثیرا
اونکی مرضی کی خلاف ہو تو اوسکو منحوس سمجھین اگرچہ اوسمین ہر طرح کی خیر اور خوبی حاصل ہو اور اونکی یہہ بھی عادت ہی کہ بعضی تاریخون اور بعضی مہینون کو منحوس جانتی ہین جیسی صفر کا

من الناس فی هذا الزمان یتشاءمون به وربما یمتنعون فیه من السفر والتزوج ونحوهما والتشاؤم به من جنس الطیرة
لوگ اس زمانہ کی بھی اوسکو منحوس گنتی ہین اکثر اوقات اس مہینہ مین سفر اور بیاہ وغیرہ نہین کرتی یہہ بدشگونی بھی ایسی ہی ممنوع ہی جیسی طیرہ

المنهی عنها فان تخصیص الشوم بزمان دون زمان غیر صحیح لان الزمان عبارة عن مدة ممتدة یعرف مقدارها
کیونکہ نحوست کی خصوصیت بعضی بعضی وقت سی ہرگز نہین ہو سکتی اسلیی کہ زمانہ ایک مدت متصل دراز کو کہتی ہین جسکی مقدار افلاک

بحرکة الافلاك والنجوم وهو فی ذاته امر واحد متشابه الاجزاء یحصل بخلق الله تعالی ویقع فیه افعال العباد فلا یکون
اور ستارون کی حرکت سی معلوم ہوتی ہی اور زمانہ اصل مین ایک چیز اوسکی ایک طرح کی اجزا ہین خدا کی پیدایش سی موجود ہی بندون کی افعال اوسمین واقع ہوتی ہین

فیه یمن ولا شوم الا باعتبار افعال العباد فکل زمان شغله العبد بالعبادة فهو زمان مبارك علیه وکل زمان
سو اوسمین نہ کچھ برکت ہی نہ کوئی نحوست مگر باعتبار کردار بندون کی سو جس وقت کو بندہ نی عبادت مین صرف کیا وہ زمانہ اوسکی حق مین مبارک ہی اور جو وقت

شغله العبد بالمعصیة فهو زمان مشوم علیه وفی الحقیقة الیمن هو الطاعة والشوم هو المعصیة کما قال عدی
معصیت مین صرف ہوا وہ زمانہ اوسکی حق مین منحوس ہی اور حقیقت مین برکت عبادت مین ہی اور نحوست گناہ مین چنانچہ عدی

بن حاتم یمن المرء وشومه بین لحییه یعنی لسانه وقال ابن مسعود ان کان الشوم فی شیء ففیما بین اللحیین یعنی
بن حاتم کہتی ہین کہ انسان کی برکت اور نحوست دونو جبڑون مین ہی یعنی زبان مین اور ابن مسعود کہتی ہین اگر کسی چیز مین نحوست ہو تو اوسمین ہی جو دونو جبڑون مین ہی

اللسان وروی عن عائشة رض انه علیه السلام قال الشوم سوء الخلق فعلی هذا لیس الشوم الا المعاصی
یعنی زبان مین اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نحوست بدخلقی ہی سو اس حدیث کی موافق منحوس صرف معاصی اور ذنوب ہوتی ہین

والذنوب فانها تسخط الله تعالی فانه تعالی اذا سخط علی عبد یکون ذلك العبد
یہہ ہی خدا تعالی کو غصہ دلاتی ہین کیونکہ جب اللہ تعالی کسی بندہ پر غضبناک ہوا تو وہ شخص

اور اصل میں

مہینا بہت

شقيا في الدنيا والاخرة واذا رضي عن عبد يكون ذلك العبد سعيدا في الدنيا والاخرة وبعض الصالحين
دنیا اور آخرت میں شقی بدبخت ہوا اور جس بندہ سے اللہ تعالی راضی ہوا تو وہ شخص دنیا اور آخرت میں نیک بخت ہوا کسی نیک بخت کے پاس

قد شكى اليه عن بلاء وقع فيه الناس فقال ما ارى ما انتم فيه من البلاء الا بشوم الذنوب والمعاصي فالعاصي مشوم
لوگوں نے ایک بلا میں مبتلا ہو کر شکایت کی اونہوں نے جواب دیا کہ مجھکو یہہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ تمپر یہہ بلا صرف گناہ اور معاصے کی نحوست سے نازل ہوئی ہے گنہگار

على نفسه وعلى غيره اذ لا يؤمن ان ينزل عليه العذاب فيعم الناس خصوصا من لم ينكر عمله فالبعد عنه لازم و
اوسپر اور غیروں پر بھی ہوتی ہے اسواسطے کہ کہاں پناہ ہے کہ اوس گنہگار پر عذاب نازل ہو پھر سب خلق پر پہیل جاوے خاص اون لوگوں پر جو اوسکی عمل کو برا نہیں جانتے

كذا الاماكن التي يفعل فيها المعاصي يلزم البعد عنها والهرب منها خشية نزول العذاب على من يوجد فيها فان
ایسی ہی اون مکانات سے الگ رہنا ضرور ہے جہاں معاصی عمل میں آتی ہوں اس ڈرسے کہ مبادا عذاب اون سب پر نازل ہو جو وہاں موجود ہوں کیونکہ

هجران اهل العصيان واماكنهم من جملة الهجرة المامور بها ومن عادتهم ايضا البحث عن اسباب الشر بالرمل وضرب
ترک کرنا نافرمانوں کا اور اونکی مکانات کا ہجرت میں داخل ہے جسکا حکم ہے اور اونکی عادت میں یہہ بھی ہے کہ بوسیلۂ رمل اور

الحصى والشعير والنظر في النجوم وغير ذلك وذلك كله من قبيل الطيرة المنهي عنها ومن قبيل الاستقسام بالازلام
کنکریوں اور دانہ جو کی اور ستاروں میں نظر کرکے اور سوا اسکی غیب کی حالات میں بحث کرتے ہیں یہہ تمام بدشگونی میں داخل ہے جسکی ممانعت ہوئی ہے اور استقسام بالازلام

ومعنى الاستقسام طلب معرفة ما قسم مما لم يقسم والازلام القداح التي كان اهل الجاهلية يكتبون عليها الامر و
اور معنی استقسام کی یہہ ہیں کہ طلب کرنا علم شدنی اور ناشدنی کا اور ازلام تیروں کو کہتے ہیں جن پر اہل جاہلیت امر اور نہی یعنی ہاں یا نہیں لکھتے تھے

النهي يكتبون على بعضها افعل وامرني ربي وعلى بعضها لا تفعل او نهاني ربي ويضعونها في وعاء فاذا اراد احدهم امرا
بعضے پر افعل یعنی کر یا امرنی ربی یعنی اسکا حکم آیا ہے لکھتے تھے اور بعضے پر لاتفعل یعنی مت کر یا نہانی ربی یعنی اللہ کا حکم نہیں لکھتے پہر اونکو ایک باسن میں رکھتے پہر جب کوئی

ادخل يده في ذلك الوعاء واخرج قدحا فان خرج ما فيه الامر مضى لما قصده وان خرج ما فيه النهي كف عما قصده وقال
تو اوس برتن میں ہاتھ ڈالکر ایک تیر نکال لیتا اگر ایسا تیر نکلا جسمیں حکم تھا تو وہ اپنی کار کو چلا جاتا اور اگر ایسا تیر نکلتا کہ جسمیں ممانعت تھی تو اپنا کار موقوف کرتا اور

سعيد بن جبير كان لاهل الجاهلية حصيات قدام اصنامهم اذا اراد احدهم امرا من السفر وغيره استقسم بها اي
سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اہل جاہلیت بتوں کے سامنے کنکر رکھتے تھے جب کوئی سفر وغیرہ کا ارادہ کرتا تو استقسام کرتا یعنی علم شدنی اور ناشدنی کا حاصل کرتا کہ یہہ کار کروں

طلب بها علم ما قسم له من الاقدام والاحجام وقال ابو اسحق الزجاج وغيره الاستقسام بالازلام حرام لانه دخول في
یا نہ کروں اور ابو اسحاق زجاج وغیرہ کہتے ہیں استقسام الازلام حرام ہے اسلیے کہ یہہ علم الٰہی میں

علمه تعالى وهو غيب عنا ويدخل فيه ما يفعل في زماننا ويسمونه فال القران وفال دانيال ونحوهما فانها ليست من
مداخلت ہوتی ہے حالانکہ وہ ہمسے پوشیدہ ہے اور اسی میں داخل ہے جو اس زمانہ میں کرتے ہیں اور اوسکا نام قرآن کی فال اور دانیال کی فال اور مانند اسکی رکہہ چھوڑا ہے کیونکہ یہہ

الفال المحمود في الشرع بل هي من قبيل الاستقسام بالازلام فلا يجوز استعمالها ولا اعتقادها حقا لان فيها الخبر عن
طریقہ وہ فال نہیں ہے جو شرع میں محمود ہو بلکہ یہہ بھی استقسام بالازلام کی جنس سے ہے سو اسکا عمل کرنا اور حق اعتقاد کرنا جایز نہیں ہے کیونکہ اسمیں غیب کی خبر

الغيب والتطير بالقران العظيم وانما الفال المحمود في الشرع التيمن والتبرك بالكلمة الموافقة للمراد كالراشد والنجيح على ما
اور قرآن کی ساتھہ تطیر ہے اور فال جو شرع میں محمود ہے وہ یہہ ہے کہ یمن اور برکت کسی کلمہ سے لینی جو مراد کی موافق ہو جیسے راشد یعنی راہ یابندہ اور نجیح

روى عن انس انه عليه السلام كان يعجبه اذا خرج لحاجة ان يسمع يا راشد يا نجيح وفي حديث اخر انه عليه السلام
چنانچہ انس کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آتا تھا کسی کار کو جاتی ہوئی کہ سن پاویں یا راشد یا یا نجیح اور ایک اور حدیث میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

كان يتفاول ولا يتطير وفي حديث اخر انه عليه السلام كان يحب الفال ويكره الطيرة قال العلماء انما كان النبي عليه الصلوة والسلام
فال لیا کرتے تھے اور تطیر نہیں کیا کرتے تھے اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فال کو محبوب رکہتے تھے اور تطیر کو مکروہ جانتے تھے علما کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

یحب التفاول ویکرہ الطیرۃ لان الطیرۃ فیہا الحکم علی الغیب وسوء الظن باللہ تعالی وتوقع البلاء واما الفال فلیس فیہ الحکم

فال کو محبوب اور تطیر کو مکروہ جانتی تہی کہ تطیر مین غیب کی خبر اور اللہ تعالی کی جناب مین بدگمانی اور توقع بلاکی ہوتی ہی مگر فال سو اوسمین غیب کی

علی الغیب بل فیہ مجرد طلب الخیر وحسن الظن باللہ تعالی ورجاء حصول المراد فان الانسان عند ظہور سبب اذا رجی و

خبر نہین ہوتی بلکہ اوسمین فقط خیر کی طلب اور اللہ تعالی کی جناب مین نیک گمانی اور امیدواری حصول مراد کی ہی بیشک انسان بروقت ظہور کسی سبب قوی یا ضعیف کی اگر اللہ سی امید

امل من اللہ تعالی خیرا ونعمۃ عند سبب قوی وضعیف فہو خیر لہ واذا قطع رجاءہ واملہ من اللہ تعالی فہو شر لہ لقولہ تعالی

خیر کی اور آرزو نعمت کی کری تو اوسکی حق مین بہتر ہی اور اگر اللہ تعالی سی اپنی امید منقطع کری تو اوسکی حق مین برا ہی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی

انہ لا یایئس من روح اللہ الا القوم الکفرون وقد ذکر فی نصاب الاحتساب ان الرجل اذا خرج الی السفر فصاح العقعق

ناامید نہین ہوتا اللہ کی فیض سی مگر قوم منکر اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ آدمی جب سفر کی لئی روانہ ہو اور کوا بول پڑا

ورجع من سفرہ یکفر عند بعض المشائخ وذکر فی المحیط ان الھامۃ اذا صاحت فقال رجل یموت المریض یکفر القائل

اور یہہ شخص سفر موقوف رکہی تو بعضی مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور محیط مین مذکور ہی کہ چغد کی آواز پر اگر کوئی شخص کہی بیمار مرجاویگا تو وہ شخص

عند بعض المشائخ ومثال التفاول ان یکون لہ حاجۃ فیسمع من یقول یا واجد فیقع فی قلبہ رجاء الوجدان او یکون

بعضی مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور فال کی یہہ مثال ہی کہ کسی شخصکو کچہہ مطلب پیش آوی وہ یہہ سنی کہ کوئی کہتا ہی یا واجد یعنی ای پانیوالی پہر اسکی دلمین توقع اوس مطلب

لہ مرض فیسمع من یقول یا سالم فیقع فی قلبہ رجاء السلامۃ والفرق بین الفال والطیرۃ مع کون کل واحد منہما

شخص کچہہ بیمار ہو اور سنی کہ کوئی کہتا ہی یا سالم یعنی ای سلامت رہنیوالی اب اوسکی دلمین امید سلامتی کی پیدا ہو اور فرق فال اور طیرہ مین باوجودیکہ دونون مین

استدلالا بالعلامۃ علی عاقبۃ الامر ومآلہ ان الکلمۃ الحسنۃ التی تجری علی لسان الانسان لدلالتہا علی المعنی الموافق

کار کی انجام اور مآل پر نشانیون سی استدلال کرتی ہین یہہ ہی کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان پر گذرتا ہی اسلئی کہ مراد کی موافق معنون پر دلالت کرتا ہی تو اوسکا مراد پر

للمراد یمکن الاستدلال بہا علی المراد بخلاف طیران الطیر وحرکات البہائم واصواتہا فانہا لعدم دلالتہا علی معنی لا یمکن

استدلال کرنا ہوسکتا ہی یہہ بات جانور کی پروازمین اور وحشیون کی حرکات اور آوازمین نہین ہی وہ کسی معنی پر دلالت نہین کرتی تو اوس سی

الاستدلال بہا علی شیء وان کان اہل الجاہلیۃ جعلوا العبرۃ فیہا تارۃ بحرکاتہا وتارۃ باصواتہا وتارۃ بالوانہا وتارۃ

کسی بات پر استدلال نہین ہوسکتا اگرچہ اہل جاہلیت نی اوسمین کئی اعتبار ٹہرائی ہین کبہی اونکی حرکات سی اور کبہی آوازون سی اور کبہی رنگون سی اور کبہی

باسمائہا ویتشاومون ببعضہا ویتیمنون ببعضہا فانہم کانوا یتشاؤمون بالعقاب علی العقوبۃ وبالغراب علی الغربۃ ویتیمنون بالہدہد علی الہدی وکذلک کانوا یتبرکون

ناموں سی اور بعضی کو منحوس لیتی ہین اور بعضی کو برکت سمجہتی ہین اہل جاہلیت عقاب سی عقوبت یعنی عذاب کی نحوست لیتی تہی اور غراب یعنی کوّا سی غربت یعنی مسافری کی اور ہدہد سی ہدایت کی برکت لیتی تہی اور

بالسانح ویتشاؤمون بالبارح والسانح مایمر من الطیر والوحش من جہۃ یسارک الی جہۃ یمینک والعرب کانوا یتیمنون بہ لامکان رمیہ وصیدہ

بارح سی نحوست لیتی تہی اور سانح وہ پرندہ یا وحشی ہی کہ بائین طرف سی داہنی طرف کو چلا جاوی عرب کی لوگ اسی جانور کو مبارک سمجہتی تہی کیونکہ اوسکی تیر مارنا اور شکار کرنا

من غیر انحراف والبارح مایمر من الطیر والوحش من جہۃ یمینک الی جہۃ یسارک والعرب کانوا یتشاءمون لعدم

بدون گردش کی ممکن ہی اور بارح وہ پرندہ یا وحشی ہوتا ہی جو داہنی طرف سی بائین طرف چلا جاوی عرب کی لوگ اسکو نحس جانتی تہی

امکان رمیہ وصیدہ من غیر الانحراف اذ کان من عادتہم انہم اذا خرجوا الحاجۃ ورأوا الطیر او الوحش یمر یمنۃ

کیونکہ اسکو تیر مارنا یا شکار کرنا بدون گردش کی نہین ہوسکتا قدیم عرب کی یہہ عادت تہی کہ جب وہ کسی کار کی لئی باہر نکلتی اور کسی پرندہ یا وحشی کو دیکہتی کہ داہنی طرف کو

یتبرکون بہ ویذہبون فی حاجتہم وان رأوا الطیر او الوحش یمر یسرۃ یتشاؤمون بہ ویرجعون الی بیوتہم وربما کانوا

چلا گیا تو اوسکو مبارک جان کر اپنی کام کو چلی جاتی اور اگر کسی پرندہ یا وحشی کو دیکہتی کہ بائین طرف چلا گیا تو اوسکو منحوس جان کر اپنی گہر پہر آتی اور بعضی وقت

ینفرون الطیور والوحوش فینظرون انہا ان اخذت ذات الیمین یتبرکون بہا ویذہبون فی حاجتہم وان اخذت ذات الشمال

پرندہ کو اوڑا کر اور وحشی کو بدکا کر دیکہتی رہتی کہ اگر وہ داہنی طرف کو چلا گیا تو اوسکو مبارک سمجہکر اپنی کاروبار کو چلی جاتی اور اگر بائین طرف کو چلا گیا

يتشاؤمون بها ويرجعون عن حاجتهم فنهى النبي عليه الصلوة والسلام عن ذلك بقوله اقروا الطير على وكناتها
تو منحوس جانکر کاروبار سے نکمی ہٹتا تھی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عادت سے رد کر دیا فرمایا جانور کو گھونسلے میں بیٹھا رہنے دو

وروى عن معاوية بن حكم انه قال قلت يا رسول الله كنا نتطير قال ذلك شئ يجده احدكم في نفسه فلا يصدنكم
اور معاویہ بن حکم سے روایت ہے کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تطیر کیا کرتی تھی آپ نے فرمایا یہہ تمہاری دل کی وہمی اعتقاد ہیں سو اسنے اپنے کاروبار سے بند نکرے

يعني ان ذلك شئ يوجد في النفوس من قبل الظنون التي تقربكم بحكم البشرية من غير ان يكون له تاثير في شئ
مراد یہہ ہے کہ یہہ ایسی بات جو دلوں میں آتی ہے تو وہمی بشریت کی جہت سے پیدا ہوتی ہے صرف بے تاثیر ہے اسمیں نہ کچھہ

من النفع والضر فلا يصدنكم عما تتوجهون اليه من مقاصدكم وقد جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال
نفع نہ کبھی ضرر سو یہہ تمکو کار بار مقصود کی آمد رفت سے نہ روک دی اور ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

من ردته الطيرة عن حاجته فقد اشرك فقيل وما كفارته يا رسول الله فقال ان يقول اللهم لا طير الا طيرك
جسکو کہ بدشگونی روک رکھی وہ مشرک ہے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ اسکا کفارہ کیا ہے آپ نے فرمایا یہہ کہنا چاہئے اللهم الی آخرہ نہیں کوئی فال مگر تیری

ولا خير الا خيرك ولا اله غيرك ثم يمضي الى حاجته يعني ان كل ما يصيب الانسان من الخير والشر والنفع والضر
فال کی اور نیکی خیر سواے تیری خیر کی اور نہیں کوئی معبود سواے تیری پھر اپنی کام کو چلا جاوے مراد یہہ ہے کہ انسان کو جو بھلائی اور برائی اور نفع اور ضرر

واليمن والشوم لا يصيبه الا بقضائك وتقديرك وحكمك ومشيتك وفي حديث اخر رواه ابن مسعود انه عليه السلام
اور برکت اور نحوست پیش آتی ہے بدون تیری قضا اور تقدیر اور تیری حکم اور مرضی کی نہیں ہے اور ایک اور حدیث میں ابن مسعود کی روایت سے ہے کہ نبی علیہ السلام

الطيرة شرك الطيرة شرك قال ثلثا وما منا الا ولكن الله تعالى يذهبه بالتوكل وقيل قول ما منا الا ليس من كلام النبي عم
فال بد شرک ہے فال بد شرک ہے تین بار فرمایا اور کوئی ایسا نہیں جو دل میں خیال نہ لاوے لیکن اللہ تعالی اوسکو توکل کی برکت سے دفع کر دیتا ہے اور کہتے ہیں کہ اتنا کلام ما منا الا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بل هو من كلام ابن مسعود وفيه حذف اختصار ومعناه ليس منا الا من يقع في قلبه عند ذلك شئ من ذلك على ما جرت
بلکہ یہہ کلمہ ابن مسعود کا کلام ہے اسمیں ہے واسطے اختصار کی حذف ہوا ہے اسکی یہہ معنی ہیں کہ آدمیوں سے جو ہے سو اوسکی دلمیں اوسوقت کچھہ کچھہ اس قسم کا خیال آجاتا ہے

به العادة لكن لا يستقر فيه بل يحسن اعتقاده بان لا موثر الا الله فيساله الخير ويستعيذه من الشر ويمضي على
چنانچہ عادت ہے پر وہ خیال جم نہیں جاتا بلکہ اوسکا اعتقاد درست ہوتا ہے کہ سواے اللہ تعالی کی کوئی موثر نہیں سو اوس سے بھلائی طلب کرتا ہے اور بدی سے پناہ مانگتا

مقصوده متوكلا عليه يسر الله تعالى علما موافقا لرضائه بلطفه وفضله وكرمه المجلس الاربعون في
اور اوسپر بہروسا کر کر اپنی مقصود کی لئے چلا جاتا ہے اللہ تعالی اپنی لطف اور فضل اور کرم سے ایسا عمل آسان کردی جو اوسکی رضی کی موافق ہے چالیسویں مجلس بیچ

بيان استحسان التاني في عمل الدنيا دون الاخرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التوءدة
بیان خوبی درنگ کی دنیا کی کار بار میں سوای اعمال آخرت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درنگ

في كل شئ الا في عمل الاخرة هذا الحديث من حسان المصابيح رواه مصعب بن سعد عن ابيه ومعناه ان
ہر شی میں اچھی ہے مگر آخرت کی عمل میں یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہے مصعب بن سعد اپنی باپ سے روایت کرتا ہے اور اوسکی معنی یہہ ہیں کہ

التاني مستحسن في جميع الامور الا في عمل الاخرة فان التاني فيه غير مستحسن اذ لا شك في كونه خيرا فلا خير في تاخيره
درنگ اور تامل تمام امور میں بہتر ہے سواے اعمال آخرت کی سو اسمیں درنگ اور تامل خوب نہیں ہے اسلئے کہ اسکی خوبی میں شک نہیں ہے سو اسکی تاخیر میں خوبی نہیں

بل المستحسن فيه المسارعة اليه بقوله تعالى وسارعوا الى مغفرة من ربكم وجنة عرضها السموات والارض اعدت
بلکہ اسمیں جلدی خوب ہوتی ہے اس آیت سے اور دوڑو بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پھیلاؤ ہے آسمان اور زمین طیار ہوئی ہے

للمتقين واما امور الدنيا فلا يعلم انها خير فيعمل بها او شر فيحترز عنها فلذلك شرعت المسارعة فيها فان هم بامر
واسطے پرہیزگاروں کی اور رہی دنیا کی کاروبار سو یہہ معلوم نہیں ہوتا کہ نیک ہے کیا چاہئے یا برا ہے اس سے بچا چاہئے سو اسلئے اوسمیں جلدی شروع ہوئی پہر اگر کسی

يستحب له ان يشاور فيه لما روي انه عليه السلام كان يشاور اصحابه في جميع الامور حتى حوائج بيته وروي عن

تو مستحب ہی کہ اوسمین مشورہ کرلی باعتبار اس روایت کی کہ نبی علیہ السلام اپنی اصحاب سی تمام کاروبار مین مشورہ کیا کرتی یہان تک کہ گہر کی کاروبار مین اور علی سی

علی انه قال ما هلك امرء عن المشاورة وقيل لو شاور ادم عليه السلام الملئكة في اكله من الشجرة المنهية لما وقع فيما

روایت ہی کہ آپ نی فرمایا مشورہ کرنی سی کوئی خراب نہین ہوا اور کہتی ہین کہ اگر آدم علیہ السلام فرشتون سی مشورہ کرلیتی گیہون کہانی مین تو اونپر یہہ مصیبت نہ آتی

وقع وقيل افراد الانسان ثلثة اقسام رجل ونصف رجل ولا شئ فالرجل من له راى صائب ويشاور ونصف الرجل

جو آئی اور کہتی ہین بنی آدم تین قسم کی ہین پورا مرد اور آدہا مرد اور نکما سو پورا مرد وہ ہی جو خود دانا ہو پہر مشورہ کرتا اور آدہا مرد وہ ہی

من له راى صائب لكن لا يشاور او يشاور لكن ليس له راى صائب ولا شئ من ليس له براى صائب ولا يشاور فباجتماع

جو دانا تو ہو پر مشورہ نکری یا مشورہ تو کری پر خود دانا نہو اور نکما وہ ہی جو نہ خود دانا ہو اور نہ مشورہ کری پس دونو بات کی

الامرين الرجل تام وبانتصافهما نصف وبانتفائهما لا شئ والاحاديث الصحيحة الواردة في المشاورة كثيرة

جمع ہونی سی مرد پورا ہوتا ہی اور ایک بات سی آدہا ہوتا ہی اور جب دونو بات کم ہون تو نکما ہی اور صحیح حدیثین جو مشورہ کی باب مین آئی ہین بہت ہین اون سبکی

ويغني عن جميعها وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فانه عليه السلام مع كونه اكمل الخلق ولم يكن احد افطن منه امر

بدلی یہہ آیت کافی ہی اور مشورہ لی اونسی سو نبی علیہ السلام کو باوجودیکہ سب سی زیادہ کامل اور اونکی برابر کوئی فہمیدہ نہین ہی جب مشورہ کرنی کا حکم ہی

بالمشاورة في هذه الاية فما الظن لغيره لكن من يريد المشاورة لامر يستحب له ان يشاور فيه جماعة من اهل

اس آیت مین سہر اوروں پر نبیرا کیا خیال ہی لیکن جو شخص کسی کار مین مشورہ کا ارادہ کری تو اوسکو مستحب ہی کہ مشورہ ایک جماعت اہل بصیرت دانا سی کری

البصيرة يكون اقلهم عشرة ويعلم من حالهم النصيحة والشفقة ويثق بدينهم وصدقهم وورعهم وعلمهم

کم سی کم دس تو ہون اور اونکی حال عادت سی خیرخواہی اور شفقت معلوم ہوتی ہو اور اونکی دین اور راستی اور پرہیزگاری اور علم پر اعتماد ہو

ويعرفهم مقصوده من ذلك الامر ويبين لهم ما فيه من المصلحة والمفسدة ان علم شيئا من ذلك وان

اور اوس کام مین سی اپنا مقصود اونکو جتلا دی اور جو جو اوسمین خوبی اور برائی ہو اگر کچہہ جانتا ہو تو سب اونکی سامنی بیان کردی اور اگر

لم يجد منهم الا واحدا يشاور ذلك الواحد عشر مرات وان لم يجد واحدا يرجع الى امراته والى امرأة اخرى يجوز

سوا ایک شخص کی کہ جس سی مشورہ کری کوئی نہ ملی تو اوس ایک شخص ہی سی دس مرتبہ مشورہ کرلی اور اگر ایک بہی نہ میسر ہو تو اپنی بی بی سی رجوع کری یا کسی اور عورت سی

مكالمته ويشاورها وبعد المشاورة يخالفها وفي مخالفتها خير وبركة وقد روي انه عليه السلام قال

جس سی بات چیت کرنی جایز ہو اور بعد مشورہ کی اوسکا خلاف کری اوسکی خلاف مین خیر اور برکت ہوتی ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

شاوروهن وخالفوهن وحكي ان واحدا من اهل الشام شاور امراته في ايام فتنة يزيد ان يطرح نفسه من

کہ عورتون سی مشورہ کر اور خلاف کر اور حکایت ہی کہ اہل شام مین سی کسی نی اپنی بی بی سی جن دنون یزید کا فتنہ برپا تہا یہہ مشورہ کیا کہ مین چہت پر سی نیچی گر پڑون

السطح فقالت لا تطرح فخالفها وطرح نفسه من السطح فانكسر رجله فلما اصبح جاء اعوان يزيد ليرسلوه

سو بی بی کہا مت گرنا پر وہ شخص اوسکا خلاف کرکر چہت پر سی نیچی گر پڑا اور اوسکی ٹانگ ٹوٹ گئی جب صبح ہوئی تو یزید کی نوکر چاکر آئی تاکہ اوسکو

الى محاربة الحسين فلما راوا حاله تركوه فنجي من شقاوة الدنيا والاخرة ببركة عمله بالحديث لان من اكره

حضرت حسین رض کی مقابلہ پر روانہ کرین جب اوسکا یہہ حال دیکہا تو معاف کیا سو وہ شخص دنیا اور دین کی بدبختی سی بچ گیا اس برکت سی کہ حدیث پر عمل کیا تہا کیونکہ جس پر

بقتل او قطع عضو على قتل مسلم لا يجوز له ان يقتله بل يلزمه ان يصبر حتى يقتل فان قتله يكون اثما [illegible]

قتل کی یا قطع اعضا کی زبردستی کیجاوی واسطی قتل مسلم کی تو اوسکو جایز نہیں کہ مسلم کو قتل کری بلکہ لازم ہی کہ صبر کری [illegible]

لا يستباح قتل مسلم بضرورة ما ثم يجب على المستشار يبذل [illegible] في النصيحة [illegible]

[illegible] ضرورت مین بہی قتل مسلم کا مباح نہین ہی پس مشورہ دینی والی پر واجب ہی [illegible] خیرخواہی کا فکر کری اور مشورہ مین ہرگز خیانت نکری

المشاورة لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال المستشار مؤتمن وفي حديث اخر انه عليه السلام

كيونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ مشورہ دینی والا امین ہوتا ہی اور ایک اور حدیث مین ہی

قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب لنفسه وفي حديث اخر قال من اشار الى اخيه بامر يعلم ان

کہ آپ نی فرمایا مؤمن نہین ہوتا کوئی تم مین سی جب تک نہ بہتر سمجہی اپنی بہائی کی لئی جو بہتر جانتا ہی اپنی لئی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ فرمایا جسنی کسی بہائی کو ایک کار بتایا

الرشد في غيره فقد خانه فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان من استشار اخاه المسلم في امر فقال المستشار

یہہ جان کر کہ خوبی دوسری کار مین ہی سو کوئی اوسکی خیانت کی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث مین صاف فرمایا کہ جسنی کسی بہائی مسلمان سی کسی باب مین مشورہ کیا اور مشورہ دینی والی

ان المصلحة في فعله وهو يعلم او يظن ان المصلحة في عدم فعله فقد خانه واذا اشار وظهر كونه مصلحة

کہا کہ اسکا عمل بہتر ہی پر وہ یقین جانتا ہی یا گمان غالب کرتا ہی کہ خوبی اسکی نہ کرنی مین ہی تو اوسنی خیانت کی اور جب اوسنی مشورہ کیا اور اوسکی خوبی معلوم ہوئی

يلزمه ان يقبل ذلك من المستشار لكن بعد ان يستخير الله تعالى في ذلك بالاستخارة التي رواه البخاري في صحيحه

تو لازم ہی کہ مشورہ دینی والی کا مشورہ مان لی پر اول اس باب مین اللہ تعالی سی استخارہ کری جو کہ امام بخاری نی اپنی صحیح مین

عن جابر انه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا الاستخارة في الامور كلها كما يعلمنا السورة من القران فيقول

جابر سی روایت کیا ہی کہتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو تمام امور مین استخارہ سکہاتی تہی جیسی قرآن کی سورت سکہاتی تہی فرماتی تہی

اذا هم احدكم بالامر فليركع ركعتين من غير الفريضة ثم ليقل اللهم اني استخيرك بعلمك واستقدرك بقدرتك و

کہ جب کوئی کسی کار کا ارادہ کری تو دو رکعت نفل پڑہی پہر یہہ دعا پڑہی الہی مین تجہسی خیر طلب کرتا ہون موافق تیری علم کی اور قدرت طلب کرتا ہون تیری قدرت سی اور

اسألك من فضلك العظيم فانك تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغيوب اللهم ان كنت

تجہسی مانگتا ہون تیرا فضل بڑا کیونکہ تو قدرت والا ہی اور مین ناتوان ہون اور تو جانتا ہی اور مین بیخبر ہون اور تو تمام غیب سی آگاہ ہی الہی اگر

تعلم ان هذا الامر خير لي في ديني ومعاشي وعاقبة امري وعاجله وآجله فاقدره لي ويسره لي ثم

تیری علم مین یہہ کام میری حق مین بہتر ہی میری دین مین اور دنیا مین اور انجام کار مین اب بہی اور آگی کو تو اس کار کو میری لئی بنادی اور آسان کر دی پہر

بارك لي فيه وان كنت تعلم ان هذا الامر شر لي في ديني ومعاشي وعاقبة امري وعاجله وآجله فاصرفه

اوسمین مجکو برکت دی اور اگر تو جانتا ہی کہ یہہ کار میری حق مین بد ہی میری دین مین اور دنیا مین اور انجام کار مین اب بہی اور آگی کو تو پہیر دی

عني واصرفني عنه واقدر لي الخير حيث كان ثم ارضني به قال العلماء يستحب الاستخارة بالصلوة

اوسکو مجہسی اور مجکو اوس سی اور خیر پیدا کر میری لئی جہان ہو اور اوسپر مجکو راضی کر دی علما کہتی ہین کہ استخارہ نماز

والدعاء المذكور في جميع الامور كما صرح به في الحديث المذكور ويكون الصلوة ركعتين من النافلة والظاهر انها

اور دعا مذکور سی تمام امور مین مستحب ہی چنانچہ حدیث مذکور مین تصریح ہی اور نماز نفل کی دو رکعت ہین اور ظاہر یون ہی

تحصل بركعتين من السنن الرواتب وتحية المسجد وغيرها من النوافل ولو تعذرت الصلوة يستخير بالدعاء المذكور

کہ سنت رواتب کی دو رکعت اور تحیۃ المسجد وغیرہ نوافل مین سی بہی کافی ہین اور اگر نماز متعذر ہو تو صرف دعا مذکور سی استخارہ کری

واذا استخار يستخير سبع مرات ثم يمضي بعدها لما ينشرح له صدره لما روي عن انس انه عليه السلام قال له

اور اگر استخارہ کری تو سات مرتبہ کری پہر بعد اوسکی وہ ہی عمل مین لاوی جو اوسکی دل کو پسند آوی کیونکہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی اونسی فرمایا

يا انس اذا هممت بامر فاستخر ربك فيه سبع مرات ثم انظر الى الذي سبق الى قلبك فانه الخير فيه هكذا يكون فعل

ای انس جب تو کسی کار کا قصد کری تو اوسمین اپنی رب سی سات مرتبہ استخارہ کر پہر خیال کر جو تیری دل مین آتا ہی اس اوس ہی مین خیر ہی

عباد الله المؤمنين اذا عرض لهم امر من امور الدين والدنيا فيكون الاستخارة في امور الدين كالحج والجهاد وسائر

اللہ کی مؤمن بندون کی عمل جب ان کو کوئی کار دین یا دنیا کا پیش آتا ہی تو ایسی ہوتا ہین سو استخارہ امور دینی مین سی جیسی حج اور جہاد اور تمام

الخيرات على تعيين الوقت لا على نفس الفعل وفي امور الدنيا على نفس الفعل واما الجهلة والفسقة الذين
خیرات واسطی ٹہرانی وقت کی ہوتا ہی نہ کسی فعل کی لیئی نہیں ہوتا اور امور دنیاوی میں صرف فعل پر ہوتا ہی یعنی کرون یا نکرون اور وقت کا ٹہرانا الگ ہی اور جاہل اور فاسق

ضلوا عن طريق الحق وخرجوا عن سواء السبيل اذا عزم احدهم على امر يذهب الى صاحب الرمل والحصى والشعير
جو راہ حق سی بہکی ہین اور سیدہی راہ سی خارج ہین جب وہ کسی کار بار کا عزم کرتی ہین تو رمال اور کنکریون والی اور جو والی

والباقلاء فيلعبون بعقله ويزداد بسوالهم جهلا وخسارة بصدقهم فيما يقولون له ويعطيهم على ذلك اجرة
اور باقلا والی پاس جاتا ہی سو وہ لوگ اوسکو باولا بنا دیتی ہین اور اونسی پوچہہ کر اور بہی جہل اور خسارت زیادہ ہو جاتی ہی کیونکہ اونکی قول کی تصدیق کرتا ہی اور اوسپر اونکو مزدوری دیتا ہی

ولا يعلم ذلك المسكين انه بذلك يتهدم دينه ودنياه لما ذكر في شرح العقائد ان تصديق الكاهن بما يخبره
اور بیچارہ کو یہہ خبر ہی نہیں کہ اسمین دین اور دنیا سب تباہ ہوئی اسلئی کہ شرح عقاید مین مذکور ہی کہ غیب کی خبرون مین کاہن کو سچا سمجہنا کفر ہی

عن الغيب كفر لقوله عليه السلام من اتى كاهنا فصدقه بما يقول فقد كفر بما انزل على محمد والكاهن هو المخبر
کیونکہ حدیث مین آیا ہی کہ جو شخص کاہن کی پاس آکر اوسکی قول کو سچا مانی بیشک کافر ہوا اون آیات سی جو محمدؐ پر نازل ہوئی ہین اور کاہن وہ ہی ہوتا ہی جو غیب کی

عن الغيب سواء كان بالرمل او الحصى او الشعير او غير ذلك فذلك كله حرام لكونه من قبيل الطيرة المنهي عنها ومن قبيل
خبر بتاتا ہی برابر ہی کہ رمل سی ہو یا کنکریون سی یا جو سی یا سوا اسکی اور سی یہہ سب حرام ہی کیونکہ یہہ طیرہ کی طرح کا ہی جسکی نہی ہو گئی ہی اور

الاستقسام بالازلام والطيرة مصدر بمعنى التطير واصل التطير التفاؤل بالطير ثم استعمل في كل ما يتفاول به ويعد
استقسام بالازلام کی مانند ہی اور طیرہ مصدر ہی تطیر کی معنون مین اصل مین تطیر کی معنی ہین طیر سی فال لینی پہر ہر یک فال مین جو منحوس ہوتی ہو مستعمل ہو گیا

شوما سواء كان طيرا او غيره وقد روي انه عليه السلام قال الطيرة شرك يعني انها من اعمال الشرك كما حكاها
برابر ہی کہ طیر ہو یا کچہہ اور ہو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا طیرہ شرک ہی مراد یہہ ہی کہ طیرہ شرک کی اعمال مین داخل ہی چنانچہ اللہ تعالی

الله تعالى عنهم في مواضع من كتابه فانهم كانوا يتشائمون بالانبياء واتباعهم وسبب تشائمهم بهم ان الانبياء
اونکی طرف سی اپنی کتاب مین کئی جگہہ حکایت کرتا ہی وہ لوگ انبیاء علیہم السلام اور اونکی اتباع کو منحوس سمجہتی تہی اور سبب منحوس سمجہنی کا یہہ تہا کہ انبیاء جو اونکو

لما دعوا الى دين غير مالوف لهم استغربوه واستقبحوه ونفرت عنه طباعهم اذ من عادة الجهلة والفسقة
سیا دین سکہاتی تہی تو اوسکو غریب دیکہہ کر قبیح جانتی تہی اور اونکی طبیعت اوس سی نفرت کرتی تہی کیونکہ جاہلون اور فاسقون کی یہہ عادت ہوتی ہی کہ جو اونکی خواہش کی

ان يتيمنوا بكل ما يوافق هواهم وان كان جالبا لكل شر ووبال وان يتشاءموا بكل ما يخالف هواهم وان كان
موافق ہو اوسکو مبارک جانتی ہین اگرچہ سراسر بد اور وبال ہو اور جو اونکی خواہش کی خلاف ہو اوسکو منحوس سمجہتی ہین اگرچہ

جاذبا لكل خير ونوال والاستقسام طلب معرفة ما قسم مما لم يقسم والازلام القداح التي كان اهل الجاهلية
سراسر خیر برکت ہو اور استقسام کی معنی طلب گاری معلوم کرنی مقسوم کی غیر مقسوم مین سی اور ازلام قمار کی تیر ہوتی ہین جن پر جاہلیت کی لوگ

يكتبون عليها الامر والنهي او يكتبون على بعضها افعل وامرني ربي وعلى بعضها لا تفعل او نهاني ربي ويضعونها في وعاء
امر اور نہی لکہہ دیتی تہی اور کسی پر افعل یعنی کر یا امرنی ربی یعنی یہہ حکم رب کا ہی اور کسی پر لاتفعل یعنی مت کر یا نہانی ربی یعنی حکم رب کا نہین لکہدیتی تہی

فاذا اراد احدهم امرا ادخل يده في ذلك الوعاء واخرج قدحا فان خرج ما فيه الامر مضى لما قصد وان خرج ما فيه
اور لکہہ کر اونکو ایک برتن مین رکہدیتی تہی پہر جب کوئی کچہہ کام کرنیکو ہوتا تو اوس برتن مین ہاتہہ ڈالکر ایک تیر نکالتا اگر ایسا تیر نکلتا جسپر اجازت تہی تو اپنا کار شروع کرتا اور اگر ایسا نکلتا

النهي كف عما قصده وقال سعيد بن جبير كان لاهل الجاهلية حصيات قدام اصنامهم اذا اراد احدهم امرا من السفر
جسمین ممانعت تہی تو اپنی کار سی بند رہتا اور سعید بن جبیر کہتی ہین اہل جاہلیت بتون کی سامنی کنکرین رکہا کرتی تہی جب کوئی شخص سفر وغیرہ کسی کار کا ارادہ کرتا

وغيره استقسم بها اي طلب بها علم ما قسم له من الاقدام والاحجام وقال ابو اسحق الزجاج وغيره الاستقسام
تو استقسام کرتا یعنی اوس سی اپنی قسمت کا لکہا خیر اور شر اوس کار کی کرنی اور نکرنی مین دریافت کرتا اور ابو اسحاق زجاج وغیرہ کہتی ہین کہ ازلام سی

بالازلام حرام لانه دخول فی علمه تعالی وهو غیب عنا ویدخل فیه مایفعل فی زماننا ویسمونه فال دانیال ونحوها
خیر اور شر دریافت کرنا حرام ہی کیونکہ علم الٰہی مین مداخلت ہوتی ہی اور وہ ہمسی پوشیدہ ہی اور اسی مین داخل ہی جواب ہمارے زمانہ مین کرتی ہین اور اوسکا نام فال دانیال رکہہ چہوڑا ہی

فانها لیست من الفال المحمود فی الشرع بل هی من قبیل الاستقسام بالازلام فلا یجوز استعمالها ولا اعتقادها
اور اوسکی مانند تو ایسی فال شرع مین محمود نہین ہی بلکہ یہہ ایسی ہی ہی جیسی تیر طشی سی قسمت کا دریافت کرنا سو نہ اسکا استعمال جائز ہی اور نہ اسکی حقیت کا اعتقاد

حقا لان فیها الخبر عن الغیب والتطیر بالقران العظیم وانما الفال المحمود فی الشرع التیمن والتبرك بالکلمة
کیونکہ اسمین غیب کی خبر بتاتی ہین اور قرآن عظیم سی تطیر کرتی ہین شرع مین فال محمود وہ ہی جو خیر اور برکت کسی کلمہ سی لیوی کہ مراد کی موافق ہو

الموافقة للمراد کالراشد والنجیح علی ما روی عن انس انه علیه السلام کان یعجبه اذا خرج لحاجة ان یسمع یا راشد
جیسی راشد اور نجیح موافق روایت انس کی کہ نبی علیہ السلام کو پسند آتا تہا جب کسی کار کو تشریف لیجاتی سننا یا راشد یا نجیح کا

یا نجیح وفی حدیث اخر انه علیه السلام کان یتفاءل ولا یتطیر وفی حدیث اخر انه علیه السلام کان یحب الفال
اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام فال لیا کرتی تہی اور تطیر نہین کرتی تہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام فال کو محبوب رکہتی تہی

ویکره الطیرة قال العلماء انما کان النبی علیه السلام یحب التفاؤل ویکره الطیرة لان الطیرة فیها الحکم علی الغیب
اور تطیر کو مکروہ علماء کہتی ہین کہ نبی علیہ السلام اسلئی فال کو محبوب اور طیرہ کو مکروہ جانتی تہی کہ طیرہ مین غیب پر حکم ہوتا ہی

وسوء الظن بالله وتوقع البلاء واما الفال فلیس فیه الحکم علی الغیب بل فیه مجرد طلب الخیر وحسن الظن بالله تع
اور اللہ کی نسبت بدگمانی اور مصیبت کی توقع ہوتی ہی اور فال مین غیب پر حکم نہین ہوتا بلکہ فال مین صرف خیر کی طلب اور اللہ تعالی کی نسبت گمان نیک

ورجاء حصول المراد فان الانسان عند ظهور سبب اذا رجی وامل من الله تعالی خیرا ونعمة فهو خیر له واذا
اور مراد حاصل ہونی کی آرزو ہوتی ہی پس انسان کسی سبب سی اگر اللہ تعالی سی خیر اور نعمت کی آرزو کری اور امیدوار ہو تو یہہ اسکی حق مین بہتر ہی اور اگر

قطع رجاءه وامله من الله تعالی فهو شر له لقوله تعالی ﴿وَلَا يَايْئَسُ مِن رَّوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ﴾ وقد
اللہ تعالی سی اپنی امید قطع کی اور نا امید ہوا تو یہہ برا ہی بدلیل اس آیت کی نا امید نہین ہوتا اللہ کی فیض سی مگر قوم منکر اور

ذکر فی نصاب الاحتساب ان الرجل اذا خرج الی سفر فصاح العقعق ورجع من سفره یکفر عند بعض المشائخ وذکر
نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ کوئی شخص اگر سفر کی لئی روانہ ہوا اسمین ناگاہ کوا بول پڑا اور اوسنی سفر موقوف رکہا تو بعض مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور

فی المحیط ان الهامة اذا صاحت فقال رجل یموت المریض یکفر القائل عند بعض المشائخ ومثال التفاؤل ان
محیط مین مذکور ہی کہ چند یا بوم کی بولنی پر اگر کوئی کہی بیمار مرجاویگا تو یہہ کہنی والا بعض مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور فال کی یہہ مثال ہی

یکون له حاجة فیسمع من یقول یا واجد فیقع فی قلبه رجاء الوجدان او یکون له مرض فیسمع من یقول
کسیکو کچہہ کار درپیش ہو تو وہ اتفاقاً یہہ سنی کہ کوئی کہتا ہی یا واجد اسی اوسکی دلمین توقع اسلوبی کار کی پیدا ہوجاوی یا کوئی بیمار ہو وہ یہہ سنی کوئی کہتا ہی

یا سالم فیقع فی قلبه رجاء السلامة والفرق بین الفال والطیرة مع کون کل واحد منهما استدلالا بالعلامة
یا سالم اب اوسکی دلمین توقع صحت سلامتی کی پیدا ہوجاوی اور فرق فال اور طیرہ مین باوجودیکہ دونو مین علامت اور نشانی سی

علی عاقبة الامر ومآله ان الکلمة الحسنة التی تجری علی لسان الانسان لدلالتها علی المعنی الموافق للمراد یمکن
انجام اور مآل کار پر استدلال کرتی ہین یہہ ہی کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان پر آجاتا ہی چونکہ وہ مراد کی موافق معنون پر دلالت کرتا ہی تو اوس سی مراد پر

الاستدلال بها علی المراد بخلاف طیران الطیر وحرکات البهایم واصواتها فانها لعدم دلالتها علی معنی لا یمکن
استدلال ہوسکتا ہی برخلاف جانور کی پرواز اور چارپایون کی حرکات اور آوازون کی کیونکہ اسمین کسیطرح کی دلالت نہین ہی تو اس سی کسی شی پر

الاستدلال بها علی شیء وان کان اهل الجاهلیة جعلوا العبرة فیها تارة بحرکاتها وتارة باصواتها وتارة بالوانها
استدلال نہین ہوسکتا اگرچہ اہل جاہلیت نی اسمین سی معنی مقرر کر رکہی ہین کبہی حرکات سی کبہی آوازونسی کبہی رنگون سی

وتارة باسمائها ويتشاءمون بعضها ويتيمنون ببعضها فانهم كانوا يتشاءمون بالغراب على الغربة وبالعقاب

کبھی ناموں سے اور بعضوں کو منحوس جانتے ہیں اور بعضوں کو مبارک سمجھتے ہیں جاہلیت والے غراب سے غربت کی نحوست مانتے تھے اور عقاب سے

على العقوبة ويتيمنون بالهدهد على الهدى وكذلك كانوا يتبركون بالسانح ويتشاءمون بالبارح والسانح

عقوبت کی نحوست سمجھتے تھے اور ہدہد سے ہدایت کی برکت کے قائل تھے اور ایسے ہی سانح کو مبارک اور بارح کو منحوس جانتے تھے اور سانح

ما يمر من الطير او الوحش من جهة يسارك الى جهة يمينك والعرب كانوا يتيمنون به لامكان رميه

وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہے جو تیری بائیں طرف سے داہنی طرف کو چلا جاوے اور عرب اسکو بہت مبارک مانتے تھے کیونکہ اسکا شکار

وصيده من غير انحراف والبارح ما يمر من الطير او الوحش من جهة يمينك الى جهة يسارك والعرب كانوا يتشاءمون

تیر سے بغیر گردش کی ہو سکتا ہے اور بارح وہ جانور اور وحشی ہوتا ہے جو تیری داہنی طرف سے بائیں طرف کو چلا جاوے اور عرب ایسے کو منحوس شمار کرتے تھے

به لعدم امكان رميه وصيده من غير الانحراف اذ كان من عادتهم انهم كانوا اذا خرجوا لحاجة ورأوا الطير

کیونکہ اسکا شکار تیر سے بدون گردش کی ممکن نہیں ہے کیونکہ اونکی یہ عادت تھی کہ جب وہ کسی کام کو نکلتے اور دیکھتے کہ پرندہ

او الوحش يمر بيمينه يتبركون به ويذهبون في حاجتهم وان رأوا الطير او الوحش يمر بيسره يتشاءمون به ويرجعون

یا چوپایہ داہنی طرف کو جاتا ہے تو اوسکو مبارک جانتے اور اپنی کام کو چلے جاتے اور اگر دیکھتے کہ پرندہ یا وحشی بائیں طرف کو جاتا ہے اوسکو منحوس جانتے اور الٹے اپنی

الى بيوتهم وربما كانوا ينفرون الطيور والوحوش فينظرون انها ان اخذت ذات اليمين فيتبركون بها ويذهبون في

گھر چلی آتے اور بعضی وقت جانوروں کو اوڑا کر اور چار پایوں کو بدکا کر دیکھتے کہ وہ اگر داہنی طرف کو چلا تو اوسکو مبارک سمجھ کر اپنی کار بار کو نکلتے

حاجتهم وان اخذت ذات الشمال يتشاءمون بها ويرجعون عن حاجتهم فنهى النبي عليه السلام عن ذلك بقوله

اور اگر وہ بائیں طرف کو روانہ ہوا تو منحوس مانکر اپنی کار سے الٹے چلے آتے سو نبی علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا

اقروا الطير على وكناتها وروى عن معاوية بن حكم انه قال قلت يا رسول الله كنا نتطير قال ذلك شئ يجده احدكم

کہ جانوروں کو گھونسلے میں بیٹھا رہنے دو اور معاویہ بن حکم سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تطیر کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا یہ ایک بات ہے جو تمہاری

في نفسه فلا يصدنكم يعني ان ذلك شئ يوجد في النفوس من قبل الظنون التي تقربكم بحكم البشرية من غير

دل میں پیدا ہوتی ہے سو یہ تمکو کار سے باز نہ رکھے مراد یہ ہے کہ یہ وہمی بات ہے دلوں میں پیدا ہوتی ہے جیسے خیالات بشریت کی جہت سے آجاتے ہیں کسی باب میں

ان يكون له تاثير في شئ من النفع والضرر فلا يصدنكم عما تتوجهون اليه من مقاصدكم وقد جاء في حديث

نفع ضرر کے اسمیں اصلا تاثیر نہیں ہے سو اس خیال کی مارے اپنی مقصود کی توجہ سے بند ہونا چاہئے اور ایک اور حدیث میں آیا ہے

اخر انه عليه السلام قال من ردته الطيرة عن حاجته فقد اشرك فقيل فما كفارته يا رسول الله فقال ان يقول اللهم

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص طیرہ کو مانکر اپنی کار بار سے باز رہے سو وہ مشرک ہے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکا کفارہ کیا ہے فرمایا یہ دعا الہی

لا طير الا طيرك ولا خير الا خيرك ولا اله غيرك ثم يمضي الى حاجته يعني ان كل ما يصيب الانسان من الخير و

نہیں کوئی طیر بجز تیری طیر کی اور نہیں کچھ خیر سوای تیری خیر کی اور نہیں کوئی معبود سوائی تیری یہ پڑھ کر اپنی کار چلا جاوے مراد یہ ہے کہ انسان کو جو پیش آتا ہے خیر اور

الشر والنفع والضرر واليمن والشوم لا يصيبه الا بقضائك وتقديرك وحكمك ومشيتك وفي حديث

شر اور نفع اور نقصان اور برکت اور نحوست وہ بدون تیری قضا اور تیری تقدیر اور تیری حکم اور تیری مرضی کی نہیں اور ایک اور حدیث

اخر رواه ابن مسعود انه عليه السلام قال الطيرة شرك قاله ثلثا وما منا الا ولكن الله

میں ابن مسعود کی روایت سے ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا طیرہ شرک ہے طیرہ شرک ہے اسکو تین بار فرمایا اور ہم میں کوئی ایسا نہیں جو خیال نہ کرے پر اللہ تعالی

يذهبه بالتوكل وقيل قوله وما منا الا ليس من كلام النبي صلى الله عليه وسلم بل هو من كلام ابن مسعود وفيه

اوسکو توکل سے دفع کر دیتا ہے لیکن کہتے ہیں کہ یہ لفظ وما منا الا حدیث میں کا نہیں ہے بلکہ یہ کلام ابن مسعود کا ہے اسمیں سے

حذف واختصار ومعناه ليس منا الا من يقع في قلبه عند ذلك شئ من ذلك على ما جرت به العادة
يهه محذوف اور مختصر هي اسكي يهه معني هين كه هم مين كوئي ايسا نهين كه اوسوقت اوسكي دل مين كچهه وهم وخطره نه آوي كيونكه يهه هي عادت پڑي هوئي هي

لكن لا يستقر فيه بل يحسن اعتقاده بان لا موثر الا الله فيسال الله الخير ويستعيذ به من الشر ويمضي
پهر وه دل مين نهين ٹهرتا بلكه اعتقاد درست هوجاتا هي كه سواي الله تعالى كي كوئي كچهه اثر نهين كرتا پهر وه خداسي خير مانگتا هي اور برائي سي پناه

على مقصوده متوكلا عليه يسر الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وكرمه وفضله المجلس
اور خدا پر بهروسا كركي اپني كار كرتا هي الهي عمل اپني مرضي كي موافق اپني لطف اور كرم اور فضل سي هم پر آسان كردي

الحادي والاربعون في سبب نزول البليات وسبب دفعها من التوبة والدعوات
اكتاليسوين مجلس هي نزول بلا كي اسباب كا اور اوسكي دفع كي اسباب كا بيان جو توبه اور استغفار هي اور دعا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فعلت امتي خمس عشرة خصلة حل بها البلاء هذا الحديث
رسول خدا صلى الله عليه وسلم نی فرمايا جب ميري امت پندره عادتين اختيار كريگي تو اونپر بلا نازل هوگي يهه حديث

من صحاح المصابيح رواه علي بن ابي طالب وعد هذه الخصال وقال اذا اتخذ الفيء دولا والامانة مغنما
مصابيح كي صحيح حديثون مين سي هي علي بن ابي طالب كي روايت سي اور وه عادتين گن دين اور فرمايا جب فيء يعني غنيمت كو دولت سمجهين اور امانت كو لوٹ

والزكوة مغرما واطاع الرجل امراته وعق امه وبر صديقه وجفا اباه وظهر الاصوات في المساجد وساد
اور زكوة كو ڈنڈه اور مرد جورو كا فرمانبردار هوجاوي اور ماسي سركشي كري اور دوست سي احسان كرے اور باپ پر جفا كري اور مسجد مين پكار هوين اور قوم كا سردار

القبيلة فاسقهم وكان زعيم القوم ارذلهم واكرم الرجل مخافة شره وظهرت المغنيات والمعازف و
ونمين سي بدكار هو اور رئيس قوم كا لوگون كا ذليل تر هو اور مرد كي عزت اوسكي بدي كي خوف سي كرين اور گاني واليان اور ستار باجي ظاهر هو جاوين

شرب الخمور ولبس الحرير ولعن آخر هذه الامة اولها فعند ذلك يكون الناس مستحقين لنزول البلاء عليهم فعلى
اور شرابين پينے لگيں اور حرير پهننا شروع كرين اور پچهلي امت پهلي امت پر لعنت كرني لگي تو اب يهه لوگ سزاوار هونگي كه اونپر بلا نازل هووي

هذا ما توجه على قوم من البلاء فليس ذلك البلاء الا بسبب ذنوبهم كما قال الله تعالى وما اصابكم من مصيبة
اس حديث كي موافق جو جو بلا ومصيبت كسي قوم پر آتي هي سو صرف وبال اونكي گناهون كا هي چنانچه الله تعالى فرماتا هي اور جب پڑي تمپر كوئي سختي

فبما كسبت ايديكم وفي اية اخرى انه تعالى قال وما كنا مهلكي القرى الا واهلها ظالمون فيلزمهم ان يتركوا ما
سو بدلا اوسكا جو كمايا تمهاري هاتهون ني اور ايك آيت مين هي كه الله تعالى ني فرمايا اور هم نهين كهپانيوالي بستيون كو مگر جبكه وهان كي لوگ گنهگار هون اب اونكو لازم هي كه جو گناه اختيار كئي

ارتكبوه من الاوزار ويشتغلوا بالتوبة والاستغفار ليرفع عنهم ما توجه عليهم من البلاء لما روى عن عبد الله
هين وه سب ترك كرين اور توبه اور استغفار مين مشغول هون تاكه اونكي سرسي وه بلا جو اونپر متوجه هوئي هي رفع هوجاوي اسلئي كه عبد الله

بن عمر انه عليه السلام قال من لزم الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ورزقه من حيث لا
بن عمر سي روايت هي كه نبي عليه السلام ني فرمايا كه جو شخص استغفار كو اپنا خاصه بنالي تو الله اوسكي واسطي هر تنگي سي چهٹكاره اور هر غم سي كشائش پيدا كرديگا اور اوسكو رزق ديگا

يحتسب بل يلزمهم ان يقوموا الى الصلوة في الاوقات الاسحار التي هي اوقات استجابة الدعاء لما روى انه عليه السلام
جهان سي گمان نهو بلكه اونكو يهه لازم هي كه هر صبح اوٹهكر نماز پڑها كرين كه وه وقت دعا كي قبولت كا هي اس لئي كه روايت هي كه نبي عليه السلام كو

كان اذا حزنه امر فزع الى الصلوة ثم اشتغل بالدعاء لما روى عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام قال الدعاء ينفع
اگر كسي كار سي غم پيش آتا تو نماز شروع كرديتي پهر دعامين مشغول هوتي اسلئي كه عبد الله بن عمر سي روايت هي كه نبي عليه السلام ني فرمايا كه دعا بچا ديتي هي

مما نزل ومما لم ينزل فعليكم عباد الله تعالى بالدعاء فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الدعاء يرفع
اوس بلا سي جو نازل هوچكي اور جو ابهي نازل نهين هوئي سو تم الله كي بندو اپني اوپر دعا لازم كرو كيونكه اس حديث مين بيان هوچكا كه دعا اوس بلا كو رفع كرتي هي

البلاء النازل ويدفع البلاء الذي في صدد النزول فداوموا يا عباد الله بالدعاء فلا تتركوه فان البلاء ينزل فيلقاه
جو نازل ہوچکی اور اوس بلا کو دفع کرتی ہی جو نازل ہونی کو ہی سوای بندہ اللہ کی ہمیشہ دعا کرتی رہو دعا کو ہرگز نچھوڑو کیونکہ بلا جب نازل ہوتی ہی تو اوس کو

الدعاء فيعتلجان الى يوم القيمة كما جاء في الحديث ان الدعاء والبلاء يلتقيان بين السماء والارض فيعتلجان الى يوم
دعا ملتی ہی پہر قیامت تک دونو لڑتی جاتی ہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ دعا اور بلا زمین اور آسمان کی وسط میں ملجاتی ہیں پہر قیامت تک دونو لڑتی جاتی ہیں

القيمة وفي حديث آخر رواه سلمان الفارسي انه عم قال لا يرد القضاء الا الدعاء فان القضاء وان كان لا مرد له ولكن
اور ایک اور حدیث میں سلمان فارسی کی روایت سی آیا ہی کہ قضا کو سوا دعا کی کوئی نہیں رد کرسکتا بیشک قضا کا اگرچہ کوئی ہٹانیوالا نہیں ہی پر یہہ بہی

من جملة القضاء رد البلاء بالدعاء فكل بلاء قدر ان يندفع بالدعاء يكون الدعاء سببا لرد ذلك البلاء كالترس الذي
حکم قضا کا ہی کہ دعا سی بلا رد ہوجاتی ہی پہر جو بلا بالفرض دعا سی دفع ہوسکتی ہی تو دعا اوس بلا کی رد ہونیکا سبب ہی جیسی ڈہال کہ

يكون سببا لرد السهم فكما ان الترس يدفع السهم كذلك الدعاء يدفع البلاء وكذا الصدقة تدفع البلاء لما روي عن
واسطی رک جانی تیر کی سبب ہوتی ہی پہر جیسی ڈہال تیر کو روک دیتی ہی اسیطرح دعا بلا کو دفع کردیتی ہی اور ایسی ہی خیرات کرنا بلا کو دفع کرتا ہی اوسواسطی کہ

علي انه عليه السلام قال باكروا بالصدقة فان البلاء لا يتخطاها وفي حديث آخر انه عليه السلام قال لكل يوم نحس
علی رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا صبح ہوتی ہی صدقہ دو کیونکہ بلا اوس سی آگی قدم نہیں بڑہاتی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہر دن میں نحوست ہوتی ہی

فادفعوا نحس ذلك اليوم بالصدقة فان الصدقة تمنع وقوع البلاء بعد انعقاد اسبابه وكذا التسبيح يمنع وقوع البلاء
سو نحوست اوس دن کی صدقہ سی دور کردو بیشک صدقہ آتی بلا کو بعد تیار ہوجانی اسباب کی روک دیتا ہی اور ایسی ہی تسبیح بلا کو بند کردیتی ہی

لما روي عن كعب انه قال سبحان الله يمنع العذاب ويدل عليه قوله تعالى في حق يونس النبي عليه السلام فلولا
اسلیئی کہ کعب سی روایت ہی کہ فرمایا سبحان اللہ عذاب کو روک دیتا ہی اور قول اللہ تعالی کا یونس نبی علیہ السلام کی حق میں یہہ ہی دلالت کرتا ہی پہر اگر نہ

انه كان من المسبحين للبث في بطنه الى يوم يبعثون وكان تسبيحه ما حكاه الله تعالى بقوله فنادى في الظلمات ان لا اله الا
ہوتا کہ وہ تہا یاد کرتا پاک ذات کو تو رہتا اوسکی پیٹ میں جسدن تک مردی جیوین اور تسبیح یونس کی یہہ ہی جسکو اللہ تعالی بیان فرماتا ہی اس آیت میں پہر پکارا اون اندہیروں میں کہ کوئی

انت سبحانك اني كنت من الظالمين ثم انه تعالى عقيب ذلك قال فاستجبنا له ونجيناه من الغم وكذلك
سوا تیری تو ہی عیب ہی میں تہا گنہگاروں میں سی پہر اللہ تعالی نی اوسکی بعد یہہ فرمایا پہر سن لی ہمنی اوسکی پکار اور بچادیا اوسکو گہٹنی سی اور یوں ہی ہم

ننجي المؤمنين وروي انه عليه السلام قال ما من مكروب يدعو بهذا الدعاء الا استجيب له وفي رواية اخرى انه
بچادیتی ہیں ایمان والوں کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو مصیبت زدہ یہہ پڑہکر دعا مانگی تو قبول ہی ہوتی ہی اور ایک اور روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال الا اخبركم بشيء اذا نزل باحدكم كرب او بلاء فدعا به فرج الله عنه قيل بلى يا رسول الله قال دعاء ذي النون
فرمایا کہ تمکو ایک دعا بتادوں اگر کسی پر تم میں کچہہ سختی یا بلا نازل ہووی پہر اوسکی وسیلہ سی دعا مانگی تو اوسکو اللہ دفع کردی عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپ نی فرمایا وہ دعا ذی النون

لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين وذكر عن بعض الصالحين ان من اعظم الاشياء الدافعة للبلاء كثرة
کی ہی نہیں کوئی حاکم سوا تیری تو ہی عیب ہی میں تہا گنہگاروں میں سی اور بعضی صلحا ذکر کرتی ہیں کہ تمام اشیا میں سی بلا کی بڑی دفع کرنیوالی درود کی کثرت ہی

الصلوة على النبي عليه السلام فان كثرة الصلوة على النبي عليه السلام من وسائل الامن من المخوفات والفوز باعلى الدرجات يدل على ذلك حديث ابي
نبی علیہ الصلوة والسلام پر ہی بیشک درود کی کثرت نبی علیہ السلام پر واسطی امن کی خوفناک چیزوں سی اور واسطی ترقی بلند درجوں کی ایک بڑا وسیلہ ہی اس مطلب پر حدیث ابی

بن كعب ان رجلا التزم ان يجعل صلوته كلها للنبي عليه السلام فقال له النبي عليه السلام اذا تكفى همك ويغفر ذنوبك ولهذا حصل ان البلاء
بن کعب کی دلالت کرتی ہی کہ ایک شخص نی عہد کیا تہا کہ اپنی تمام وظیفی صرف نبی علیہ السلام پر درود پڑہا کریگا سو نبی علیہ السلام نی اوسکو فرمایا تب تیری فکروں کو کافی ہی اور تیری گناہ بخشی جاوینگی

اذا توجه فالمشروع الاشتغال بالتوبة والاستغفار وبما يرجى ان يدفع به البلاء من اعمال البر والتقوى كما انه تعالى
کہ جب کوئی بلا سامنی آوی تو مشروع یہہ ہی کہ توبہ اور استغفار میں مشغول ہو اور اون اعمال میں جن سی امید ہی کہ بلا دفع ہوجاوی گی یعنی نیک عمل اور پرہیزگاری واسطی ارشاد الہی کی

وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجاً وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ فانه تعالى بيّن في هذه الآية ان من يتق الله تعـ

اور جو کوئی ڈرتا رہی اللہ سی وہ کر دیگا اوسکا گذارا اور روزی دیگا اوسکو جہان سی اوسکو نہ خیال ہو اب اللہ تعالی نی اس آیت مین بیان فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالی سی ڈرتا رہیگا

في كل ما ياتي ويذر يجعل الله تعالى له مخرجا ومخلصا من غموم الدنيا والآخرة وروي انه عليه السلام قال

ہر کام کی کرنی نہ کرنی مین تو اللہ تعالی اوسکو گذر کی راہ اور رستگاری دنیا اور آخرت کی غمون سی دیگا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

اني لاعلم آية لو اخذ الناس بها لكفتهم ومن يتق الله فما زال يقرأها ويعيدها وروي ان عوف بن مالك الاشجعي اسر

مجکو البتہ ایسی آیت معلوم ہی اگر خلقت اوسکو اپنا وسیلہ کرلین تو وہکو کافی ہی ومن یتق اللہ پہر دیر تک اوسکو پڑہتی رہی اور روایت ہی کہ عوف بن مالک اشجعی کا بیٹا

المشركون ابناله يقال له سالم فاتى النبي عم فقال اسر ابني يا رسول الله وشكى اليه الفاقة فقال له النبي عليه السلام

سالم نام مشرکون نی گرفتار کرلیا سو اونہی نبی علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ میرا بیٹا پکڑا گیا اور فاقہ کی شکایت کی سو نبی علیہ السلام نی اوسکو فرمایا

اتق الله واكثر لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم ففعل فبينا هو في بيته اذ قرع ابنه الباب ومعه مائة من الابل

خدا سی ڈرتا رہ اور لا حول ولا قوۃ آخر تک کثرت سی پڑہا کر سو اوسنی یہی کیا ایکدن وہ اپنی گہر مین تہا کہ ناگاہ اوسکی بیٹی نی دروازہ کہٹکہٹایا اور اوسکی ساتھ سو اونٹ تہی

غفل عنها العدو فاستاقها وعلم من هذا كله ان كل خير وطاعة من اعظم ما يستدفع به البلاء واما الاشتغال

کہ دشمن اونسی غافل ہوگیا تہا تب اونکو ہہ لڑکا ہانک لایا اس تمام حالات سی صاف معلوم ہوا کہ تمام خیر اور طاعت بلا کی بڑی دفع کرنیوالی ہین اور گناہون

بالمعاصي والمناهي فلا يمنع نزول البلاء بل يقوي وقوعه لما روي انه عليه السلام قال لا يصيب العبد نكبة فما فوقها

اور منہیات مین مصروف ہونی سی آئی بلا ہرگز نہین ٹلتی بلکہ بلا کا آنا زور پکڑ جاتا ہی اسواسطی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جو درد انسان کو حاصل ہوتا ہی بہت یا

وما دونها الا بذنب وما يعفو الله عنه اكثر ثم قرأ قوله تعالى وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْ عَنْ

تہوڑا ہو وہ گناہ کی بغیر نہین ہوتا اور جو اللہ تعالی معاف کردیتا ہی وہ بہت ہی پہر آپ نی یہ آیت پڑہی اور جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی اور معاف کردیتا

كَثِيْرٍ فانه عليه السلام بيّن في هذا الحديث ان العبد لا يصيبه مشقة في الدنيا الا بسبب ذنب صدر عنه وتكون تلك المصيبة

بہت کچہہ نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ انسان کو دنیا مین کوئی مشقت بدون گناہ کی پیش نہین آتی جو وہ انسان کر بیٹہتا ہی اور وہ مصیبت

التي لحقته في الدنيا كفارة لذنبه والذي يعفو الله تعالى عنه من الذنوب من غير ان يجازيه في الدنيا ولا في الآخرة اكثر

جو اوسکو دنیا مین پیش آتی ہی اوسکی گناہ کا عوض ہوجاتا ہی اور وہ گناہ جو اللہ تعالی اونسی درگذر فرماتا ہی بدون سزا کی نہ دنیا مین اور نہ آخرت مین اوس سی زیادہ

من ذلك وقال علي كرم الله وجهه للمؤمن عند الله خمس نقمات اولها المرض ثم المصائب وان كانت ذنوبه اكثر من ذلك يعذب في قبره فان كانت

ہین اور علی کرم اللہ وجہہ کہتی ہین مومن کی واسطی اللہ کی ہان پانچ قسم کی عقوبت ہی پہلی تو بیمار کا پہر مصیبتین پہر اگر اوسکی گناہ اوس سی بہی زیادہ ہین تو گور مین عذاب کیاجاویگا پہر اگر

اكثر من ذلك يحبس على الصراط فان كانت اكثر من ذلك يعذب في جهنم على قدر ذنوبه ثم يخرج منها بالتوحيد ان كان

زیادہ ہین تو صراط پر روکا جاویگا پہر اگر اس سی بہی زیادہ ہین تو بقدر گناہون کی دوزخ مین عذاب دیا جاویگا پہر اوسمین سی توحید کی برکت سی نکلیگا اگر

توحيده صحيحا وان لم يكن توحيده صحيحا لا يخرج منها بل يبقى فيها ابدا لان الناس في الآخرة ينقسم الى عدة

اوسکی توحید صحیح اور درست ہوگی اور اگر اوسکی توحید صحیح نہین ہی تو دوزخ سی نہین نکلیگا بلکہ ہمیشہ کو اوسی مین رہیگا اسواسطی کہ آدمیون کی آخرت مین کئی قسمین ہونگی

اقسام القسم الاول قسم الفائزين وهم الذين قال الله تعالى فيهم فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ

پہلی قسم تو قسم کامیاب ہوگی وی وہ لوگ ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی سو کسی جی کو معلوم نہین جو چہپا دہرا ہی اونکی واسطی جو ٹہنڈک ہی آنکہونکی

جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وقال النبي عليه السلام اخبارا عن الله تعالى اني اعددت لعبادي الصالحين ما لا عين رات

بدلہ اوسکا جو کرتی تہی اور نبی علیہ السلام اللہ تعالی کی طرف سی خبر دیتی ہین میں نی اپنی نیک کار بندون کی واسطی تیار کی ہی وہ راحت کہ نہ کسی آنکہ نی دیکہی

ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر والقسم الثاني قسم الهالكين وهم الذين كذبوا بالحق ولم يصدقوا به فان

اور نہ کسی کان نی سنی اور نہ گذری کسی بشر کی دل پر اور دوسری قسم تباہ کارون کی قسم ہی وی وہ لوگ ہین جنہون نی حق کی تکذیب کی اور اوسکو سچ سمانا بیشک

سعادة

سعادة الآخرة لا تكون الا في القرب من الله تعالى والنظر الى وجهه الكريم وذلك لا يحصل الا بالمعرفة التي يعبر عنها
آخرت کی سعادت بدون قرب الٰہی اور مشاہدہ وجہ کریم کی کبھی نہیں ہوتی اور یہہ قرب اور مشاہدہ بدون معرفت کی حاصل نہیں ہوتا
بالایمان والتصدیق وهم لما كذبوا بالحق ولم يصدقوا به كانوا بعيدا عنه وهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون وكل محجوب
جسکا نام ایمان اور تصدیق ہی اور انہی لوگون نی جو حق کی تکذیب کی اور اوسکو کچھہ نہ مانا تو اوسّی دور ہوگئی وہ اپنی رب سی اوسدن روکی جاویگی اور جو شخص اپنی
عن ربه يكون هالكا محترقا بنار الفراق ونار جهنم ابد الاباد والقسم الثالث قسم المعذبين وهم الذين تحلوا باصل
رب سی محجوب ہوا وہ ہلاک ہوا فراق اور دوزخ کی آگ مین قدیم کو جلتا رہیگا اور تیسری قسم عذاب کی لوگ ہین وہ لوگ ہین جنمین اصل ایمان تو موجود ہی
الایمان لكنهم قصروا في العمل بمقتضاه فان راس الايمان هو التوحيد والتوحيد نفي الشرك باعتقاد العبد ان الله تعالى
پر انہون نی مطابق ایمان کی اعمال مین قصور کیا کیونکہ اصل ایمان تو توحید ہی اور توحید دور کرنا شرک کا ہی جب آدمی یہہ اعتقاد کری کہ اللہ تعالی
واحد في ذاته وصفاته وافعاله فما يظهر شئ في العالم الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو
ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال مین اور کوئی شی عالم کی اندر بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا کیش کی پیدا نہین ہوسکتی اور نہ کوئی سزاوار عبادت کا ہی
فعلى هذا كل من يقول لا اله الا الله يصير كانه يقول اني اعتقد ان الله تعالى واحد في ذاته وصفاته وافعاله
سوا اوسکی اس اعتقاد کی موافق جو شخص یہہ اقرار کرتا ہی کہ نہین کوئی معبود سوا اللہ کی تو ایسا ہی کہ یون کہتا ہی مجھکو یقین ہی کہ اللہ تعالی ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال مین
ولا يظهر في العالم شئ الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو فاني التزمت عبادته ولا اعبد الا اياه
اور عالم مین کوئی شی بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا ایش کی پیدا نہین ہوسکتی اور سوا اوسکی کوئی سزاوار پرستش کا نہین سو مین اوسکی عبادت اپنی ذمہ لیچکا ہون اور سوا اوسکی
وبعد هذا الاعتراف كل من اتبع هواه فقد اتخذ الهه هواه فهو موحد بلسانه فقط والتوحيد لا يكمل الا بالاستقامة
کسیکی عبادت نکرونگا اور بعد اس اقرار کی جو شخص اپنی ہوا ہوس کا تابع ہوا تو اوسنی اپنی ہوا ہوس کو معبود بنالیا پس وہ شخص صرف زبانی موحد ہی اور توحید پر جبتک قایم نرہی کامل نہین ہوتی
عليه ومن لم يستقم عليه ولو في امر يسير بل اتبع هواه ولو في فعل قليل يكون خارجا عن سواء السبيل وذلك قادح
اور جو شخص توحید پر قایم نرہا اگرچہ ادنی بات مین بلکہ اپنی ہوس کا تابع ہوا اگرچہ چھوٹی سی کار مین تو وہ سیدہی راہ سی الگ ہی اور اس ہی کمال توحید مین
في كمال التوحيد ولعدم خلو بشر عن ذلك قال الله تعالى وان منكم الا واردها فيكون الورود على النار لكل احد
نقصان آتا ہی اور چونکہ اس سی کوئی بشر خالی نہین ہی فرماتا ہی اللہ تعالی وہ کوئی نہین تم مین جو نہ پہنچیگا اوسپر پس ہر ایک کا گذر یقینا آگ پر ہوگا
متيقنا وانما الشك فيمن ينجو منها وفي اي وقت يخرج منها وقد جاء في بعض الاخبار ما يدل على ان آخر من يخرج بعد
شک اونہی مین ہی جو اوس سی نجات پاوینگی اور کس وقت اوسمین سی باہر آوینگی اور بیشک بعضی احادیث کی مضمون سی معلوم ہوتا ہی کہ سب سی آخر نکلنےوالا بعد سات ہزار برس کی
سبعة الاف سنة وبعضهم يجوز عنها كبرق خاطف ولا يوجد له فيها لبث نرجو الله تعالى ان يجعلنا منهم بلطفه
نکلیگا اور بعضی اوسپر سی چمکتی بجلی کی طرح جہپٹ جاویگی اونکی لئی اوسمین ذرا درنگ نہوگی ہمکو امید ہی کہ اللہ تعالی اپنی لطف اور فضل
وفضله وكرمه المجلس الثاني والاربعون في بيان دفع الدعاء البلاء حين نزول البلاء
اور کرم سی ہمکو اونہی گروہ مین داخل کری بیالیسوین مجلس اس بیان مین کہ دعا اوترتی بلا کو اور اوتری ہوئی بلا کو دفع کردیتی ہی
وبعد النزول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الدعاء ينفع مما نزل ومما لم ينزل فعليكم عباد الله بالدعاء
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک دعا نفع کرتی ہی اوس بلا کو جو اوترچکی اور جو نہین اوتری ہو اپنی اوپر پس اے بندو اللہ کی دعا کو لازم کرلو
هذا الحديث من حسان المصابيح رواه عبد الله بن عمرو ومعناه ان الدعاء يدفع البلاء النازل ويدفع البلاء الذي
یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہی عبد اللہ بن عمرو کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ دعا آئی ہوئی بلا کو دفع کردیتی ہی اور اوس بلا کو بھی
كان في صدد النزول فدلوموا يا عباد الله بالدعاء وا[illegible] فان البلاء ينزل فيتلقاه الدعاء فيعتلجان الى يوم القيامة
جو نازل ہونے کو تیار ہو دفع کردیتی ہی سو تم اے بندو اللہ کی ہمیشہ دعا کرتی رہا کرو اوسکو چھوڑو مت کہ بیشک بلا آتی ہی اور دعا اوسکی آگی آتی ہی پھر قیامت تک دونون لڑتی رہتی ہین

كما جاء في الحديث ان الدعاء والبلاء يلتقيان بين السماء والارض فيعتلجان الى يوم القيمة وقد روى عن سلمان الفارسي

چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ دعا اور بلا آسمان اور زمین کی بیچ میں ملتی ہیں پہر قیامت تک لڑی جاتی ہیں اور سلمان فارسی سی روایت ہی

انه عليه السلام قال لا يرد القضاء الا الدعاء فان القضاء وان كان مما لا مرد له لكن من جملة القضاء رد البلاء

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا قضا کو دعا کی سوا کوئی نہیں رد کرتا کیونکہ قضا کا اگرچہ کوئی ہٹانی والا نہیں پر یہہ بہی حکم قضا کا ہی کہ دعا سی بلا رد ہو جاوی

بالدعاء فكل بلاء قدر ان يندفع بالدعاء يكون الدعاء سببا لرد ذلك البلاء كالترس الذي يكون سببا لرد السهم فكما

پہر جو بلا بالفرض دعا سی دفع ہو جاوی تو دعا اسکی دفع ہونی اوس بلا کی سبب ہووےگی مانند ڈہال کی سو جیسی ڈہال

ان الترس يدفع السهم كذلك الدعاء يدفع البلاء وقد روى عن ابن مسعود انه عليه السلام قال سلوا الله من فضله

دتیر کی بچانی کا سبب ہی تیر کو روک دیتی ہی ایسی ہی دعا بلا کو دفع کر دیتی ہی اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ سی اللہ کا فضل مانگا کرو

فان الله يحب ان يسال يعني ان الله تعالى كريم قادر على قضاء الحوائج يحب ان يطلب منه قضاء الحوائج فاطلبوا

کیونکہ اللہ تعالی سوال کرنیکو محبوب رکہتا ہی مراد یہہ ہی کہ اللہ تعالی کریم ہی اور حاجات روا کرنی پر قادر ہی یہہ محبوب رکہتا ہی کہ مجہسی حاجات طلب کیا کریں سو ای ایمان والو

منه قضاء حوائجكم ايها المؤمنون وفي حديث اخر رواه ابو هريرة انه عليه السلام قال من لم يسال الله يغضب عليه

اوس ہی اپنی اپنی حاجتیں طلب کرو اور ایک اور حدیث میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اللہ سی سوال نہیں کرتا تو اللہ اوس پر غصہ کرتا ہی

لان من لم يطلب منه تعالى حاجة يكون في صورة الاستغناء عنه تعالى ولا يجوز للعبد ان لا يعرض حاجة على الله تعالى

اسلئی کہ جو اللہ تعالی سی حاجت طلب نہیں کرتا تو وہ ظاہر میں اللہ تعالی سی بی نیاز ہوتا ہی اور بندہ کو یہہ جایز نہیں ہی کہ اللہ تعالی سی کوئی حاجت پیش نکری بلکہ چاہیی ہی کہ اپنی تمام

ليكون هذا اعترافا بعبوديته وفقره وعجزه واحتياجه الى الله تعالى في قضاء حوائجه فان احب العباد الى الله تعالى

تاکہ یہہ ہی اپنی عبودیت کا اور فقر کا اور عجز کا اور اللہ تعالی کی طرف حاجتمندی کا تمام حاجات کی روا کرنی میں اقرار ہو جاوی کیونکہ محبوب تر بندہ اللہ تعالی کا

من يساله وابغض العباد اليه من يستغني عنه واحب العباد الى الناس من يستغني عنهم ولا يسالهم شيئا وابغض

وہ ہی جو اوس سی مانگتا ہی اور بدتر بندہ اللہ کا وہ ہی جو اوس سی بی پروائی کری اور محبوب یعنی پسندیدہ آدمی انسیمیں وہ ہوتا ہی جو اونسی بی پروا رہی اور اونسی کچہہ نہ مانگی اور ناکارہ

العباد اليهم من يسالهم وقد روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال ليس شئ اكرم على الله تعالى من الدعاء يعني ان اكرم

آدمی انسیمیں وہ ہی جو اونسی سوال کیا کری اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کوئی شی اللہ تعالی پر دعا سی زیادہ تر مکرم نہیں مراد یہہ ہی

العبادات على الله تعالى الدعاء بل جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال الدعاء هو العبادة ثم قرا قوله تعالى ادعوني

کہ عبادات میں بڑی معزز اللہ تعالی پر دعا ہی بلکہ ایک اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا دعا ہی عبادت ہی پہر آیت پڑہی مجکو پکارو

استجب لكم فانه عليه السلام لما حكم في هذا الحديث ان الدعاء هو العبادة استدل عليه بالاية لان في الاية

کہ پہنچوں تمہاری پکار سو نبی علیہ السلام نی جب اس حدیث میں یہہ ارشاد کیا کہ دعا ہی عبادت ہی تو اوسپر اس آیت سی استدلال کیا اسلئی کہ آیت میں دعا کرنیکا

امر بالدعاء وامتثال الامر عبادة يحصل للداعي في مقابلتها ثواب وان لم يحصل مراده لكن ظاهر عبارته عليه السلام

امر ہوا ہی اور فرمان برداری امر کی عبادت ہوتی ہی اسکی مقابلہ میں دعا کرنی والی کو ثواب ملتا ہی اگرچہ اوسکا مطلب نہ ملی لیکن حدیث کی ظاہر عبارت سی یہہ

يدل على ان لا عبادة الا الدعاء وليس كذلك بل معنى الحديث ان الدعاء معظم العبادة لان في الدعاء اظهار العجز والاعتراف

معلوم ہوتا ہی کہ سوای دعا کی اور کچہہ عبادت ہی نہیں اور واقع میں یوں نہیں ہی بلکہ حدیث کی معنی یہہ ہیں کہ دعا عمدہ عبادت ہی اسلئی کہ دعا میں عجز کا اظہار اور فقر کا اقرار ہوتا ہی

بالفقر والاقبال على الله تعالى والرجاء منه والاعراض عما سواه وهذه الاشياء عين العبادة ويقرب من هذا المعنى

اور اللہ تعالی کی طرف توجہ اور اسہی سی امیدواری اور ماسوا سی بیزاری ہوتی ہی اور یہہ سب باتیں عبادت کی ہیں اور اسہی مضمون سی ملتا ہوا ہی

ما روى عن انس انه عليه السلام قال الدعاء مخ العبادة فان مخ الشئ خالصه وروى عن ابي هريرة انه عليه السلام

جو انس روایت کرتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا دعا عبادت کا مغز ہی کیونکہ مغز ہر شی میں سی خالص ہوتا ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال من سره ان يستجيب الله دعاءه عند الشدائد فليكثر الدعاء عند الرخاء فعلى هذا ينبغي للعبد ان يواظب على

فرمایا جسکو یہہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالی اوسکی دعا سختی مصیبت میں قبول کری تو چاہیی کہ عیش اور آسانی میں خوب دعا کیا کری اس بیان کی موافق بندہ کو لایق ہی کہ ہمیشہ بلا ناغہ

الدعاء ويكثره في حالة النعمة والرخاء لينال النجاح في حال الضيق والبلاء فان من يداوم على الدعاء في الرخاء يصير

اور نعمت اور عیش کی حالت میں زیادہ تر دعا کیا کری تا کہ تنگی اور بلا کی وقت مخلصی حاصل ہو بیشک جو شخص عیش میں دعا کی مداومت کریگا تو وہ

من حزب الله تعالى ومن عادة العظماء ان ينصروا حزبهم عند الشدائد ثم انه اذا دعى ينبغي له ان يكون موقنا

اللہ والوں میں داخل ہو جاویگا اور عظماء کی عادت ہی کہ سختی میں اپنی وابستوں کی مدد کرتی ہیں پہر جب یہہ دعا مانگی تو اوسکو لایق ہی کہ قبولیت کا یقین کری اسواسطی

بالاجابة لانه تعالى وعد بالاجابة قال ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ وروى عن ابي هريرة رض انه عليه السلام قال ادعوا الله وانتم

کہ اللہ تعالی قبول کرنی کا وعدہ کر چکا ہی فرمایا مجکو پکارو کہ پہنچوں تمہاری پکار اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ تعالی سی قبولیت کا یقین کرکی

موقنون بالاجابة فان الداعي اذا لم يكن موقنا بالاجابة لا يكون مستحقا في الرجاء فلا يكون رجاؤه صادقا ولا دعاؤه

دعا مانگو اسلئی کہ دعا مانگنی والا اگر قبولیت کا یقین نہیں کرتا تو مستحق امید براری کا نہیں ہوتا پہر اوسکی امید صادق نہیں ہوتی اور نہ اوسکی دعا

خالصا لان الرجاء هو الباعث على الطلب فاذا لم يتحقق الرجاء لا يتحقق الطلب فان قيل كيف يمكن للداعي ان يكون موقنا

خالص ہوتی ہی اسواسطی کہ امیدواری ہی طلب کی باعث ہوتی ہی پہر جب امیدواری ہی نہیں تو طلب ہی نہیں ہوگی اگر کوئی یہہ اعتراض کری کیونکر ہوسکتا ہی کہ دعا مانگنی والا اپنی

بالاجابة دعائه مع وقوع التخلف في الاجابة حيث يرى ان بعض الدعاء يستجاب وبعضه لا يستجاب فالجواب ان الداعي

دعا کی قبولیت کا یقین کرلی باوجودیکہ قبولیت میں خلاف واقع ہوتا ہی اسلئی کہ یہہ دیکہتا ہی کہ کوئی دعا تو قبول ہوجاتی ہی اور کوئی دعا قبول نہیں ہوتی تو اسکا یہہ جواب ہی کہ دعا

لا يكون محروما عن الاجابة البتة فان الاجابة المطلقة حاصلة له حيث ما ورد الوعد الصدق لكن امرها الى الله تعالى

مانگنی والا ہرگز قبولیت سی محروم نہیں رہتا مطلق اجابت اوسکی لئی بیشک حاصل ہوتی ہی اسواسطی کہ سچا وعدہ ہوچکا ہی لیکن اوسکا حال قبضہ الہی میں ہی .

ان يجعلها ما يشاء في اي وقت شاء فان ما سال الداعي ان كان حصوله مقدرا في الحال يحصل في الحال وان كان

اوسکو جو چاہی اور جسوقت چاہی کردی کیونکہ سوال دعا مانگنی والی کا اگر تقدیر میں ابہی ہونیوالا ہی تو فورا ہوجاتا ہی اور اگر اوس سوال کا ہونا

حصوله مقدرا في وقت اخر يحصل في ذلك وان لم يكن مقدرا يدفع عنه من البلاء مثل ما ساله عوضا عما سال او

اور وقت پر منحصر ہی تو اوسوقت ہوویگا اور اگر مقدر یعنی ہونیوالا ہی نہیں تو اوسپر سی کوئی بلا اوسکی بدلہ میں سوال کی برابر دفع ہوجاتی ہی یا اوسکو آخرت میں اوس سوال کا بدلہ

يحصل له في الاخرة من الثواب عوض ما سال لان الدعاء عبادة والعبادة لا يكون فاعلها محروما من الثواب وقد

ثواب ملیگا اسلئی کہ دعا تو عبادت ہی اور عبادت کرنیوالا یعنی عابد ثواب سی محروم نہیں ہوتا

روى عن يزيد الرقاشي انه قال اذا كان يوم القيمة عرض الله تعالى للعبد دعوات دعى بها في الدنيا ولم يستجب له فيقول

اور یزید رقاشی سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالی بندہ کو اوسکی دعائیں دنیا میں مانگی ہوئی جو قبول نہیں ہوئی تہی دکہاویگا فرماویگا

عبدي دعوتني يوم كذا وكذا فامسكت عليك دعاءك فخذ مكان دعائك ما ادخرت لك من الثواب فلا يزال العبد

ای بندہ تونی مجسی فلانی فلانی دن یہہ دعا مانگی تہی سومینی تیری لئی وہ دعائیں جمع کر رکہی ہیں اب تو اپنی دعا کا عوض یہہ لی لی جو مینی تیری لئی ثواب جمع کر رکہا ہی پہر

يعطى من الثواب حتى يتمنى ليته تعالى لم يقض له حاجة قط فاذا كان كذلك يلزم للداعي ان يكون موقنا في اجابة ما

اوسکو ثواب ملی جائیگا آخر کو یہہ آرزو کریگا کاشکی اللہ تعالی میری کوئی حاجت کبہی نہ روا کرتا جب دعا کا یہہ حال ہی تو دعا مانگنی والی کو لازم ہی کہ بعینہ دعا کی قبولیت کا یقین کری

ادعى به او بعوضه اما في الدنيا او في الاخرة لما روى انه عليه السلام قال ما من مسلم يدعو بدعوة ليس فيها اثم ولا

یا اوسکی بدلہ کا یا دنیا میں یا آخرت میں کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہیں کوئی مسلم جو ایسی دعائیں مانگی جسمیں نہ کچہہ گناہ ہو اور نہ

قطيعة رحم الا اعطاه الله بها احدى ثلث اما ان يعجل له دعوته واما ان يؤخرها في الاخرة واما ان يصرف عنه من السوء

قطع رحم مگر عطا فرماویگا اوسکو اللہ تعالی ایک بات تین میں سی یا تو اوسکی دعا بعینہ فورا ہوگی یا اوسکو پہیر پر رکہیگا آخرت میں اور یا اوس سی کوئی مصیبت اوسکی برابر دفع کردیگا

مثلها وفي لفظ اخر اما ان يكفر عنه من ذنوبه بقدر ما دعاه وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ما من مسلم
اور دوسری عبارت مین اوس سی دعا کی برابر گناہ معاف ہو جاوینگی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی مسلم

يدعو بدعاء الا اعطاه الله ما سال او كف عنه من السوء مثله ما لم يدع باثم او قطيعة رحم فالدعاء بالاثم مثل
جو کچھ دعا مانگی مگر اوسکو اللہ تعالی جو طلب کری عطا فرماتا ہی یا اوس سی کوئی مصیبت اوسکی برابر دفع کرتا ہی جبتک کہ گناہ کی یا قطع رحم کی دعا نہ کری پہر گناہ کی دعا تو ایسی ہوتی

ان يقول اللهم ارزقني شرب الخمر او قتل انسان او وطي غلام او غير ذلك مما يحرم عليه فعله والدعاء بقطيعة الرحم
ہی مثلا کہی الہی مجکو پینا شراب کا یا قتل انسان کا یا وطی غلام کی میسر کر یا اور کچھ سوا اسکی جسکا عمل اوسپر حرام ہی اور دعا قطع رحم کی مثلا

مثل ان يقول اللهم باعد بيني وبين ابي وامي او اخي او غير ذلك فان الدعاء بهذين الوجهين لا يقبل ثم انه اذا اراد
یون کہی الہی دور رکہہ مجکو اور میری باپ کو اور ماکو یا بہائی کو یا اور سوا اوسکی بیشک یہہ دو طرح کی دعا قبول نہین ہوتی پہر یہہ شخص جب دعا مانگنی کا قصد کری

ان يدعو ينبغي له ان يتوب اولا عن خطايا والاثام ويرد المظالم وحقوق الانام ثم يتوضأ ويستقبل القبلة ويجثو على
تو لایق ہی کہ پہلی اپنی گناہوں اور معصیت سی توبہ کری اور مظالم اور خلقت کی حقوق ادا کری پہر وضو کرکی قبلہ کی طرف متوجہ ہوکر دوزانو بیٹہی

ركبتيه ثم يرفع يديه ويدعو بالخضوع والخشوع ويساله ما دعا به ثلثا لما روي عن ابن مسعود انه عليه السلام
پہر دونو ہاتہہ اوٹہاکر نہایت انکسار اور فروتنی سی دعا مانگی اور جو کہی تین تین بار سوال کری اسواسطی کہ ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

كان اذا دعى دعا ثلثا واذا سال سال ثلاثا ويختار في الدعاء الجوامع والمراد بالجوامع ما كان لفظه قليلا ومعناه كثيرا
جب دعا مانگتی تو تین تین بار مانگتی اور جب سوال کرتی تین بار سوال کرتی اور دعا مین عبارت جوامع کو پسند فرماتی اور مراد جوامع سی وہ عبارت ہی جسمین لفظ تہوڑی ہوین

قد جمع فيه خير الدنيا والاخرة كما في قوله تعالى رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ويجتنب
اور معانی بہت ہون جسمین تمام خوبی دنیا اور آخرت کی آجاوی چنانچہ اس آیت مین ہی ای رب ہماری دی ہمکو دنیا مین خوبی اور آخرت مین خوبی اور بچا ہمکو دوزخ کی عذاب سی اور دعا مین

الاعتداء فيه والتجاوز عن الحد المشروع فالاولى ان لا يتجاوز الدعوات الماثورة كيلا [illegible]
تعدی سی بچی اور دور رہی یہہ کہ شرع کی حد سی باہر ہو جاوی اب اولی یہہ ہی کہ دعوات ماثورہ سی جو حدیثون مین ہین تجاوز نکری [illegible] ایسا

اذ ليس كل احد يحسن الدعاء وقيل ان العلماء كانوا لا يزيدون في الدعاء على سبع كلمات ويشهد هذا اخر سورة البقرة فانه تعالى
اسواسطی کہ ہر ایک شخص اچھی دعا نہین جان سکتا اور کہتی ہین کہ اگلی علماء دعا کی اندر سات کلمات سی زیادہ نہین بڑہاتی تہی اور اسکا گواہ آخر سورہ بقرہ کا ہی سو اللہ تعالی نی

لم يخبر في موضع من ادعية عباده اكثر من ذلك حيث بين فيه انهم قالوا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا
کسی مقام مین بندون کی دعاؤن مین اس سی زیادہ نہین بڑہایا جہان یہہ بیان فرمایا ہی کہ اونہون نی یہہ کہا ای رب ہماری نہ پکڑ ہمکو اگر ہم بہولیں یا چوکیں ای رب ہماری

وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا
اور نہ رکہہ ہمپر بوجہ جیسا رکہا تہا ہمسی اگلون پر ای رب ہماری اور نہ اوٹہوا ہمسی جسکی طاقت نہین ہمکو اور درگذر کر ہمسی اور بخش ہمکو اور رحم کر ہمپر

اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ يسرنا الله تعالى عملا وفق رضائه بلطفه

المجلس الثالث والاربعون

تو ہمارا صاحب ہی تو مدد کر ہماری قوم کافر پر ہمپر آسان کری اللہ تعالی عمل اپنی رضا کی موافق اپنی لطف سی

تینتالیسوین مجلس

في بيان مسنونية الصلوة عند ظهور الاية المخوفة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا
بیان نماز مسنون ہونیکا وقت ظاہر ہونی نشان خوفناک کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ نی فرمایا جب تم کوئی

رايتم اية فاسجدوا هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابن عباس والمراد بالاية العلامة التي يخوف الله تعالى
خوفناک نشان دیکہو تو نماز پڑہو یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابن عباس کی روایت ہی اور مراد آیت سی وہ علامت ہی جسمین اللہ تعالی اپنی بندونکو

بها عباده والمراد بالسجود الصلوة كانه عليه السلام قال يا ايها الناس اذا رايتم علامة من الله [illegible]
ڈراتا ہی اور سجود سی مراد نماز ہی گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا ای لوگو جب تم کوئی سی علامت دیکہو علامات میں سی جسمین اللہ تعالی اپنی بندونکو ڈراتا ہی

بها عباده فقوموا الی الصلوٰة فعلی هذا اذا ظهر علامة من العلامات المخوفة کالکسوف والخسوف والزلازل والصواعق
اپنی بندون کو ڈراتا ہی تو تم نمازمین مصروف ہوجاؤ اس مضمون کی موافق جب کوئی علامت خوفناک پیدا ہووی جیسی سورج گہن اور چاند گہن اور بہونچال اور بجلی کا گرنا

والامطار الدائمة والریاح الشدیدة والظلمة الهائلة بالنهار والضوء الهائل باللیل وعموم الامراض والخوف الغالب
اور متصل بارش اور سخت اندھیان اور دنمین اندھیرا ہولناک اور رات کو روشنی ہولناک عمروبائی بیماریان اور دشمن کا قوی

من العدو ونحو ذلک من الاهوال والافزاع ینبغی للناس ان یقوموا الی الصلوٰة ویصلون ان شاؤا رکعتین
خوف اور مانند اسکی اور ہول اور خوف تو لوگون کو یہہ چاہی کہ نمازمین مشغول ہوجاوین اور چاہین تو دو رکعت پڑہین

وان شاؤا اربعا لان کل ذلک من الاٰیات المخوفة التی یخوف الله تعالی به عباده کما قال تعالی وما نرسل
اور چاہین چار رکعت پڑہین کیونکہ یہہ تمام نشان خوفناک ہین جن سی اللہ تعالی اپنی بندون کو ڈراتا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور نشانیان جو ہم

بالاٰیٰت الا تخویفا وقد روی انه علیه السلام قال اذا رأیتم شیئا من هذه الافزاع فافزعوا الی الصلوٰة فانه
بہیجتی ہین سو ڈرانی کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب تم انمین سی کوئی شئ خوفناک کی دیکہو تو نماز پڑہنی لگو اسلئی کہ

علیه السلام کان اذا حزنه امر فزع الی الصلوٰة وعند ظهور علامة من علامات العقوبات کان یأمر
نبی علیہ السلام کو جب کسی باب مین حزن پیدا ہوتا تو نماز شروع کردیتی اور بروقت پیدا ہونی کسی نشان کی عذاب کی نشانیون مین سی نماز پڑہنی

بالصلوٰة والدعاء والاستغفار ویشتغل بها حتی ینکشف ذلک عن الناس لانه تعالی قد یرسل علامة من علامات
اور دعا مانگنی اور توبہ کرنیکا امر فرماتی اور آپ بہی اوسمین مشغول رہتی یہان تک کہ لوگون کی سرپرسی وہ نشان ٹل جاتا اسواسطی کہ اللہ تعالی بعضی دفعہ علامات عذاب مین سی

العذاب ویخوف بها عباده لیتوبوا الیه ویتضرعوا الیه وعلم من هذا کله ان علامة من علامات العذاب اذا
کوئی نشانی پیدا کرتا ہی اور اپنی بندون کو اوس سی ڈراتا ہی تاکہ اوسکی طرف رجوع کرکر انکسار کرین اس تمام بیان سی معلوم ہوا کہ علامات عذاب مین سی جب کوئی علامت پیدا ہوئی

ظهرت فالمشروع الاشتغال بالتوبة والاستغفار وبما یرجی ان یرفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوی
تو توبہ اور استغفار مین اور اون اعمال مین مشغول ہونا مشروع ہی جسمین توقع عذاب ہولناک کی رفع ہونیکی ہو یعنی اعمال نیک اور پرہیزگاری

فان کل ذلک من اعظم ما یستدفع به البلاء واما الاشتغال بالمعاصی والملاهی فلا یمنع زوال البلاء بل
بیشک یہہ تمام واسطی دفع کرنی بلا کی بڑا ہی علاج ہی اور اشتغال معاصی اور لہو لعب کا سو اس سی بلا ہرگز نہین ٹلتی بلکہ بلا کی

یقوی وقوعه کما یدل علیه قوله تعالی وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم وقد روی ان بعض
آمدنی اور زور پکڑتی ہی چنانچہ اس آیت سی ثابت ہی اور جو پڑی تمپر کوئی مصیبت سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی اور روایت ہی کہ ایک

الصالحین قد شکی الیه عن بلاء وقع فیه الناس فقال ما اری ما انتم فیه من البلاء الا بشوم المعاصی فالعاصی
صالح مرد کی پاس عام بلا کی شکایت گذری جسمین تمام خلقت مبتلا تہی سو اوس صالح مرد نی فرمایا مین اس بلا کو بجز نحوست تمہاری گناہون کی نہین جانتا پس گناہگار آدمی

مشوم علی نفسه وعلی غیره اذ لا یؤمن ان ینزل علیه العذاب فیعم الناس خصوصا من لم ینکر عمله لان النهی
منحوس ہوتا ہی اپنی جان پر اور غیرون پر اسلئی کہ یہہ بچاؤ کہان ہی کہ اوسپر عذاب نازل ہوکر سب خلقت پر پہیل جاوی خاص اون لوگون پر جو اوسکی عمل کو ناپسند نہین کرتی

عن المنکر واجب فاذا ترکه الناس یکون جمیعهم مستحقین للعذاب کما روی عن جریر بن عبد الله رضی الله عنه انه علیه السلام
اسواسطی کہ بدبات کی ممانعت واجب ہی جب اس وجوب کو لوگون نی ترک کیا تو سب ہی سزاوار عذاب کی ہونگی چنانچہ جریر بن عبد اللہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال ما من رجل یکون فی قوم یعمل فیهم بالمعاصی وهم یقدرون علی ان یغیروا علیه ولا یغیرون الا اصابهم
فرمایا نہین کوئی شخص کہ ایک قوم مین رہکر معاصی کیا کری اور حال یہہ ہی کہ اونکو یہہ قدرت ہی کہ منع کردین پر منع نہین کرتی مگر آوی ان سب پر

منه بعقاب قبل ان یموتوا وفی حدیث اٰخر انه علیه السلام قال ان الله تعالی لا یعذب العامة بذنوب الخاصة
جیتی جی عذاب آویگا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک اللہ تعالی بعض بعض کی گناہون سی تمام خلقت کو عذاب نہین کرتا

حتی یروا المنکر بین اظهرهم وهم قادرون علی ان ینکروه فلا ینکرونه فاذا فعلوا ذلک عذب الله العامۃ
جبتک وہ حلقت امربد کو اپنی سامنی دیکہیں اور وہ یہہ قدرت رکہتی ہیں کہ منع کریں پہر منع نکریں جب وہ ایسا کرتی ہیں تو پہر اللہ تعالی عوام
والخاصۃ فان المنکر اذا ظهر بین الناس یجب علی کل من یراہ ان یغیرہ فان لم یغیروا فکلهم عاص بعضهم
و خواص سبکو عذاب کرتا ہی اسلئی کہ کار بد جب سب کی سامنی ہونی لگی تو جو دیکہی سب پر واجب ہی کہ منع کری اگر منع نہ کرینگی تو پہر سب کی سب گنہگار ہیں
بفعله وبعضهم برضاہ وقد جعل الله تعالی بحکمه وحکمته الراضی بمنزلۃ العاصی ولهذا قال الله تعالی واتقوا
بعضی تو عمل کرکر اور بعضی پسند کرکر اور اللہ تعالی نی اپنی حکم اور حکمت سی پسند کرنیوالیکو برابر گنہگار کی ٹہرایا ہی اسی لئی اللہ تعالی نی فرمایا ہی اور بچتی رہو
فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً قال ابن عباس رض فی تفسیر هذه الایۃ قد امر الله المؤمنین ان لا یقروا
اوس فساد سی کہ نہ پڑیگا تم میں سی ظالمون پر چنکر ابن عباس اس آیت کی تفسیر میں کہتی ہیں بیشک اللہ تعالی مؤمنون کو امر کرتا ہی کہ کام منکر کو
منکرا بین اظهرهم فیعمهم العذاب فانظر ایها العاقل ان عاقر الناقۃ کان واحدا من قوم صالح النبی علیه السلام
اپنی سامنی نہ ہونی دیں پہر سب پر عذاب آویگا سوای عقلمند دیکہہ تو حضرت صالح پیغمبر علیه السلام کی اونٹنی کا کاٹنیوالا تمام قوم میں سی ایک ہی تہا
کما اخبر الله به حیث قال فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ فتبعه ثمانیۃ فکانوا تسعۃ کما بینه الله حیث قال
چنانچہ اللہ تعالی اسکی خبر اس آیت میں دیتا ہی پہر پکاری اپنی رفیق کو پہر اوسنی ہاتہہ چلایا اور کاٹا پہر اوسکی ساتہہ آٹہہ آدمی ہوگئی تو وہ کل نو ہوگئی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی
وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ فانزل الله تعالی العذاب علی قوم صالح النبی علیه السلام
اور تہی اوس شہر میں نو شخص خرابی کرتی ملک میں اور سنوار نکرتی پہر اللہ تعالی نی حضرت صالح نبی علیه السلام کی قوم پر عذاب اوتارکر
واهلکهم وشمل الاصاغر والبهائم من العذاب ما شمل الاکابر حین لم ینهوا عاقر الناقۃ عن عقرها وکذلک سائر الامم
ہلاک کیا اور بچون اور جانورون پر وہ ہی عذاب آیا جو بڑون پر آیا تہا جب اونہون نی اونٹنی کی قاتل کو قتل سی منع نکیا اور ایسی ہی تمام امتین معذب
المهلک شمل العذاب صغارهم وکبارهم ونسائهم وحیواناتهم ولهذا کان الله تعالی یامر الانبیاء علیهم السلام ان یخرجوا
کہ اونکی بچون اور بڑون اور عورتون اور جانورون پر عذاب آگیا اور اسی لئی اللہ تعالی انبیا علیهم السلام کو امر فرماتا تہا کہ مسلمانون کو ساتہہ لیکر
مع المؤمنین من بین قومهم قبل نزول العذاب مع کون القدرۃ صالحۃ لانجائهم وان قعدوا فی اماکنهم لکن لا تبدیل
اپنی قوم میں سی عذاب کی آنی سی پہلی باہر چلی جاویں باوجودیکہ اونکی بچا لینی کی قدرت ہی اگرچہ وہ اپنی مکانون میں بیٹہی ہیں پر عادات الٰہی میں تبدیل نہیں ہوتا
لسنۃ الله تعالی وقد کان من قاعدۃ العذاب انه اذا نزل بقوم یعم المستحق وغیرهم ثم یبعثون علی نیاتهم کما جاء
اور قاعدہ عذاب کا یون ہی جاری تہا کہ جب کسی قوم پر نازل ہوتا تو مستحق وغیرہ سب پر عام ہوتا تہا پہر اپنی اپنی نیت پر اوٹہینگی چنانچہ
فی الصحیحین عن عبد الله بن عمر رض انه علیه السلام قال اذا انزل الله بقوم عذابا اصاب من کان فیهم ثم یبعثون
صحیح بخاری اور مسلم میں عبد اللہ بن عمر رض کی روایت سی آیا ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا جب اللہ تعالی کسی قوم پر عذاب بہیجتا ہی تو جو اونمین ہوتی ہیں
علی نیاتهم وروی عن مالک بن دینار رح انه قرأ هذه الایۃ وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ
سب پر آتا ہی پہر اپنی اپنی نیتون پر اوٹہائی جاتی ہیں اور مالک بن دینار سی روایت ہی کہ اونہون نی یہہ آیت پڑہی اور تہی اوس شہر میں نو شخص خرابی کرتی ملک میں
وَلَا يُصْلِحُونَ قال فکم الیوم فی کل محلۃ وکل جماعۃ من یفسد فی الارض ولا یصلح مع انه تعالی فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ
اور اصلاح نہ کرتی فرمایا آج ہر ہر محلہ اور ہر ہر جماعت میں کتنی ہیں جو ملک میں خرابی کرتی ہیں اور اصلاح نہیں کرتی باوجودیکہ اللہ تعالی فرماتا ہی سو ڈرتی
عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وقد روی عن ام سلمۃ رض انها قالت سمعت رسول الله صلی
رہیں جو لوگ خلاف کرتی ہیں اوسکی حکم کا کہ پڑی اونپر کچہہ خرابی یا پہنچی اونکو دکہہ کی مار اور ام سلمہ رض سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہیں میں نی سنا رسول اللہ صلی اللہ علیه
الله علیه وسلم یقول اذا ظهرت المعاصی فی امتی عمهم الله بعذاب من عنده فقلت یا رسول الله اما فیهم
وسلم سی سنا کہ فرماتی تہی جب میری امت میں معاصی ظاہر ہونی لگی تو اللہ تعالی کی پاس سی سب پر عذاب آویگا میں نی عرض کیا یا رسول اللہ کیا اوس امت میں

اناس صالحون قال بلی قلت کیف یصنع اولئک قال یصیبهم ما اصاب الناس ثم یصیرون الی

میں نیکوکار نہ ہونگی فرمایا ہان مینے عرض کیا انکا کیا حال ہوگا فرمایا انہیں وہ ہی مصیبت ہوگی جو سب لوگوں پر پہونچیگی پھر جائینگے خدا کی مغفرت

مغفرة الله ورضوانه فالظاهر من هذا الحدیث ان المؤمن اذا انکر بقدر استطاعته ولم یغیر

اور رضامندی پر ہی اب اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ مرد مؤمن اگر تا بمقدور برا جانے اور منکر کو بند نکری

المنکر یعمه العقاب فی الدنیا دون الآخرة ویدل علیه ایضا ما روی عن عائشة رض انها قالت یا رسول الله

تو اوسکو عذاب دنیا میں عام ہوگا آخرت میں نہوگا اور یہ ہی مضمون عائشہ رض کی روایت سے ثابت ہوتا ہی کہ انہی عرض کیا یا رسول الله

ان الله تعالی اذا انزل سطوته باهل الارض وفیهم صالحون فیهلکون بهلاکهم فقال یا عائشة ان

الله تعالی جب اپنا قہر زمین کی باشندوں پر نازل کرتا ہی تو اون میں نیکوکار بھی ہوتی ہیں کیا وہ بھی اونکی ساتھ ہلاک ہوتی ہیں فرمایا یا عائشہ

الله تعالی اذا انزل سطوته باهل نقمة وفیهم صالحون فیصیبون معهم ثم یبعثون علی نیاتهم والمرء

الله تعالی جب اپنا قہر عذاب والوں پر نازل کرتا ہی اور اون میں صلحا بھی ہوتی ہیں تو وہ بھی اونکی ساتھ مصیبت میں آجاتی ہیں پھر اپنی اپنی نیتوں پر اوٹھینگی اور آدمی

لا یسمی صالحا الا اذا انکر بقدر وسعه واما من داهن ولم ینکر مع استطاعته فانه یصیر من الفاسقین

صالح جب ہی ہوتا ہی کہ اپنی مقدور تک برائی سے بیزار رہی اور جسنی سستی کی اور باوجود طاقت کی بند نکیا تو وہ فاسقوں میں داخل ہوتا ہی

لا من الصالحین وقد ضرب رسول الله صلی الله علیه وسلم للمداهن فی حدود الله والواقع فیها مثلا

صلحا میں نہیں ہی اور رسول الله صلی الله علیه وسلم نی ایک مثال بیان فرمائی ہی حدود الہی میں سستی کرنیوالی کی اور جو حدود الہی میں مبتلا ہی

فقال علیه السلام مثل المداهن فی حدود الله تعالی والواقع فیها مثل قوم استهموا سفینة فصار بعضهم

سو فرمایا مثال حدود الہی میں سستی کرنیوالی کی اور جو حدود میں مبتلا ہی ایسی ہی گویا ایک قوم نی کشتی حصہ والی پھر کوئی تو

فی اسفلها وصار بعضهم فی اعلاها فکان الذی فی اسفلها یمر بالماء علی الذین فی اعلاها فتأذوا به فاخذ فاسا

نیچی کی درجہ میں آیا اور کوئی اوپر کی درجہ میں چڑہا اور جو کہ نیچی کی درجہ میں تہا وہ اوپر والوں کی پاس پانی لینی آتا جاتا اونکو اس سی ایذا ہوئی اب اوس نی کلہاڑا لیکر

فجعل ینقر السفینة فاتوه فقالوا ما لک فقال تأذیتم بی ولا بد لی من الماء فان اخذوا علی یدیه انجوه ونجوا انفسهم

کشتی میں چہید کرنا شروع کیا اونہوں نی اوسکی پاس آکر پوچہا تو کیا کرتا ہی کہا تمکو مجہسی ایذا ہوتی ہی اور مجکو پانی کی ضرورت ہی اب اگر اونہوں نی اوسکا ہاتہہ پکڑ لیا تو اوسکو بچا لیا اور اپنی

وان ترکوه اهلکوه واهلکوا انفسهم فانه علیه السلام قد ادرج فی تمثیله هذا جملة من الفوائد منها ان الدین

جانیں بچائی اور اگر اوسکو چہوڑ دیا تو اوسکو مارا اور آپ بھی مری بیشک نبی علیه السلام نی اس تمثیل میں بہت فائدی درج کئی ہیں ایک یہ ہی کہ دین

کالسفینة فان السفینة کما تکون سبب النجاة فی الدنیا کذلک الدین یکون سبب النجاة فی الآخرة ومنها ان

مثل جہاز کی ہی سو جہاز جیسی دنیا میں ڈوبنی سی بچاتا ہی ایسی ہی دین آخرت میں بچاتا ہی اور ایک یہ ہی

سکوت اهل السفینة عمن یرید ان ینقرها کما یکون سبب هلاکهم فی الدنیا کذلک سکوت المسلمین عن الفاسق

کہ کشتی والوں کا چپ رہنا اوسکی حال پر جو کشتی میں چہید کیا چاہتا ہی جیسی دنیا میں اونکی ہلاکت کا سبب ہی ایسی ہی چپ رہنا مسلمانوں کا فاسق کی حال پر

وعدم الانکار علیه یکون سبب هلاکهم فی الدنیا والآخرة ومنها ان قول الناقر انما انقر فیما یختص بی کما لا ینجی

اور اوس پر انکار نکرنا دنیا اور آخرت میں اونکی ہلاکت کا سبب ہی اور ایک یہ ہی کہ سوراخ کرنیوالی کا یہ کہنا کہ میں تو اپنی حصہ میں چہید کرتا ہوں جیسی

من کان فی السفینة من الهلاک کذلک لا ینجی المؤمنین من الاثم والعقوبة قول الجانی انما اجنی علی دینی لا علی

اون لوگوں کو جو کشتی میں ہیں ہلاکت سی نہیں بچاتا ایسی ہی اور مؤمنین کو گنہگار کا یہ کہنا کہ میں اپنی دین پر گناہ کرتا ہوں نہ تمہاری دین پر گناہ اور عقوبت سی نہیں بچاتا

دینکم علیکم انفسکم ما تریدون منی لی عملی ولکم عملکم کل شاة تعلق بعرقوبها ونحو هذه الکلمات التی تجری

کرو تم اپنی سنبہالو تمہیں مجہسی کیا غرض میری فعل میرا کیا تمہارا تمہارے لئی ہر ایک بکری اپنی پاؤں سی لٹکتی ہی اور ایسی ایسی باتیں جو عوام

علی السنۃ العوام الذین لا یعلمون ان شوم فعلہ وسوء عاقبتہ فسادہ یشمل الجمیع ومنہا ان قیام اہل السفینۃ
کی زبان پر گذرتی ہین جو یہہ نہین جانتی کہ نحوست اونکی عمل کی اور انجام بد اونکی فساد کا سب پر آتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ اہل سفینہ کا کہڑا ہوکر

ومنع من یرید خرقہا کما یکون سبب النجاۃ جمیع اہل السفینۃ من الغرق کذلک قیام اہل الدین ومنع المنکر
کشتی توڑنیوالی کو منع کرنا جیسا تمام اہل سفینہ کو ڈوبنی سی بچاتا ہی ایسی ہی دینداروں کا مستعد ہوکر کہڑا ہونا اور منکر سی روکنا

یکون سبب النجاۃ جمیع المسلمین من الاثم والعقوبۃ ومنہا ان خرق السفینۃ کما لا یقدم علیہ الا من ہو احمق
گناہ اور عقوبت سی تمام مسلمانوں کی نجات کا سبب ہوتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ کشتی کا توڑنا جیسی وہ ہی شخص اختیار کرتا ہی جو اتنا احمق ہو

یستحسن ما ہو قبیح فی الحقیقۃ ولا یعلم ہلاکہ کذلک لا یقدم علی المعصیۃ الا من یستحسنہا ولا یعلم ما فیہا
کہ اچہا بد امور کو نیک سمجہی اور ڈوبنی سی واقف نہو ایسی ہی معصیت کو وہ ہی شخص اختیار کرتا ہی جو اوسکو نیک سمجہی اور یہہ نجانی کہ اسمین

من عظیم الاثم والیم العقاب اذ لو علم یقینا انہ بمعصیتہ یفعل فی دینہ من الضرر ما یفعلہ خارق السفینۃ لما
کتنا بڑا گناہ اور کیسا سخت عذاب ہی کیونکہ اگر یقینا یہہ جانتا کہ معصیت میری دین کو ایسا نقصان کرتی ہی جیسی کشتی کا توڑنیوالا کرتا ہی تو معصیت کو کبہی

اقدم علیہا ابدا ومنہا ان واحدا من اہل السفینۃ اذا انکر علی الذی یرید خرقہا واعترض علیہ واحد منہم
اختیار نکرتا اور ایک یہہ ہی کہ کوئی اہل سفینہ مین سی جب اوس کشتی توڑنیوالیکو تنبیہ کری اب اگر کوئی اور شخص اونمین سی اسپر یہہ اعتراض کری کہ تجہی کیا کام

فان ذلک المعترض کما ینسب الی الحمق وقلۃ العقل وعدم العلم بعاقبۃ ہذا الفعل من جہۃ کون المانع من
تو بیشک یہہ اعتراض کرنیوالا جیسی احمق اور بیوقوف اور اس حرکت کی انجام سی نادان کہلاویگا اسواسطی کہ روکنی والا

الخرق ساعیا فی نجاۃ المعترض وغیرہ من الہلاک کذلک من یعترض علی من یغیر المنکر لا یعترض علیہ الا
کشتی کی توڑنی سی معترض وغیرہ کو ہلاک ہونی سی بچاتا ہی ایسی ہی جو شخص اوسپر اعتراض کری جو منکرات سی منع کرتا ہی تو وہ اعتراض

من عظیم حمقہ وقلۃ عقلہ وعدم علمہ بعاقبۃ المعصیۃ وشومہا فان من یغیر المنکر یکون قائما باسقاط الفرض
بڑی حماقت اور بیوقوفی اور معصیت کی انجام اور نحوست کی نادانی سی ہی بیشک جو شخص منکرات کو روکتا ہی تو وہ واسطی اداکرنی فرض کی

المتوجہ علی المعترض وغیرہ وساعیا فی نجاتہم من الاثم وخلاصہم من العقوبۃ ومنہا ان اہل السفینۃ اذا سکتوا
جو معترض وغیرہ پر آئی کوہی کوشش کرتا ہی اور اونکو خطا سی بچانی اور عقاب سی چہوڑانی مین سعی کرتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ کشتی والی اگر توڑنیوالی سی

عمن یرید خرقہا ولم یمنعوہ فانہم کما یکونون سواء فی الہلاک معہ ولا یمیز الخارق من غیرہ ولا الصالح من الطالح لذلک
چشم پوشی کرینگی اور اوسکو منع نہ کرینگی تو یہہ سب جس حال مین ہونگی اوسکی ساتہہ ڈوبنی مین برابر ہونگی اور یہہ نہ معلوم ہوگا اونمین توڑنیوالا کونسا ہی اور نہ یہہ کہ نیکو کار کونسا

اہل الاسلام اذا سکتوا عن تغییر المنکر یعمہم العذاب ولا یمیز بین مرتکبہ الاثم وغیرہ ولا بین الصالح منہم وغیرہ
ہی اور بدکار کونسا ایسی ہی اہل اسلام جب منکرات کی روکنی مین چشم پوشی کرینگی تو سب پر عذاب آویگا یہہ پہچان ہوگی منکر کا عمل کرنیوالا کونسا ہی اور صاف کونسا ہی اور نہ

ولذلک قال النبی علیہ السلام لا تزال لا الہ الا اللہ ینفع من قالہا وترد عنہم العذاب والنقمۃ ما لم یستخفوا بحقہا
پہچان نیکو کا اور بدکار کی اسیہی واسطی نبی علیہ السلام نی فرمایا کلمہ لا الہ الا اللہ جو اسی پڑہیگا ہمیشہ فائدہ دیتا رہی گا اور اوسپر سی عذاب اور قہر کو ہٹاتا رہی گا جبتک اوسکی حق کو ضعیف

قالوا یا رسول اللہ وما الاستخفاف بحقہا قال یظہر العمل بمعاصی اللہ تعالی فلا ینکر ولا یغیر فانہ علیہ الصلوۃ والسلام
عرض کیا یا رسول اللہ اوسکا حق کیونکر ضعیف ہوتا ہی فرمایا جب اعمال بد ظاہر ہونی لگین پہر نہ کوئی اوسکو ناپسند کری اور نہ کوئی بند کری بیشک نبی علیہ السلام نی

اخبر فی ہذا الحدیث ان ترک الانکار والتغییر یکون استخفافا بکلمۃ التوحید فلا یرد العذاب عن الناطقین بہا
اس حدیث مین ارشاد فرمایا کہ انکار اور تغیر کی ترک کرنی مین کلمہ توحید کی خفت ہوتی ہی سو کلمہ پڑہنی والوں پر سی عذاب کو دفع نہین کریگا

لکن ینبغی ان یعلم ان الفعل الذی یجب انکارہ یشترط ان یکون منکرا سواء کان من الصغائر او من الکبائر لان وجوب
پر یہہ بہی یاد رکہنا چاہیئی کہ جس کارستی انکار کرنا واجب ہی تو اسمین شرط یہہ ہی کہ وہ مذموم ہو پہر برابر ہی صغیرہ ہو یا کبیرہ اسواسطی کہ وجوب

الانکار لا یختص بالکبائر بل یعم الصغائر ایضا ولا یشترط فی کونه منکرا ان یکون معصیة فان من رای صبیا او

انکار کا کچھ کبایر ہی سی خاص نہین ہی بلکہ صغایر سی بھی چاہیئی اور منکر ہونی مین یہہ شرط نہین ہی کہ معصیت ہوا کری کیونکہ جو شخص نابالغ لڑکی یا

مجنونا یشرب الخمر فعلیه ان یریق خمره ویمنعه من الشرب وکذا لو رای واحدا منهما یفعل شیئا من المنکرات

باولی کو شراب پیتا دیکھی تو اوسکو لازم ہی کہ شراب کہیندڑا دی اور پینی سی منع کردی اور ایسی ہی اگر کسیکو اونمین سی کوئی امر منکر عمل کرتی ہوئی دیکھی

یجب علیه ان یمنعه ولیس هذا المنع لکون فعلهما معصیة اذ لا یسمی فعلهما معصیة بل لکونه منکرا ومما

تو اوسکو واجب ہی کہ منع کری اور یہہ ممانعت اسلئی نہین ہی کہ وہ اونکی حق مین معصیت ہی اسواسطی کہ نابالغ اور باولی کی اعمال معصیت نہین ہوتی بلکہ اسلئی کہ منکر ہی اور

ینبغی ان یعلم ایضا ان تغییر المنکر لا یختص بالحاکم ولا یتوقف علی اذنهم بل یجب علی کل احد بحسب استطاعته

یہہ بھی یاد رکہنی کی بات ہی کہ منہیات سی روکنا صرف حاکمون سی خصوصیت نہین رکہتا اور رضا اونکی اجازت پر موقوف ہی بلکہ ہر ایک پر اوسکی طاقت کی موافق موجب ہی

وان لم یکن ماذونا من جهتهم سواء کان رجلا او امراة او حرا او عبدا کما علیه الاجماع لما روی عن ابی سعید الخدری رض

اگرچہ حاکمون کی طرف سی ماموربہو برابر ہی کہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام چنانچہ اسی پر امت کا اجماع ہوا ہی اسواسطی کہ ابو سعید خدری سی روایت ہی

انه علیه السلام قال من رای منکم منکرا فلیغیره بیده وان لم یستطع فبلسانه وان لم یستطع فبقلبه

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو کوئی تم مین سی منکر کو دیکھی تو چاہیئی کہ ہاتھ سی روک دی اور اگر یہہ طاقت نہو تو زبان سی روکی اور اگر یہہ بھی طاقت نہو تو دل ہی سی بیزار رہی

وذلك اضعف الایمان فقوله علیه السلام فلیغیره امر ایجاب بالاجماع وقوله من رای منکم عام یشمل الوجوب

اور یہہ ادنی ایمان ہی بس ارشاد علیہ السلام کا چاہیئی کہ روک دی بالاجماع امر ایجاب کی لئی ہی اور آپ کا قول جو کوئی تم مین سی دیکھی عام ہی تمام امت پر واجب ہوتا ہی

جمیع الامة لکن قوله تعالی وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ یدل علی

پر یہہ آیت اور چاہیئی کہ رہی تم مین ایک جماعت بلاتی نیک کام پر اور حکم کرتی پسند بات کو اور منع کرتی ناپسندکو یہہ دلالت کرتی ہی کہ

انه فرض کفایة وفرض الکفایة اهم من فرض العین والاشتغال به افضل من الاشتغال بفرض العین لان

فرض کفایہ ہی اور فرض کفایہ کا اہتمام فرض عین سی زیادہ ہوتا ہی اور فرض کفایہ مین مشغول رہنا فرض عین کی شغل سی افضل ہوتا ہی اسواسطی

من یترك فرض العین یختص هو بالاثم ومن یفعله یختص هو باسقاط الفرض عن نفسه واما فرض الکفایة

کہ جو شخص فرض عین کو ترک کریگا تو وہی ایک گنہگار ہوگا اور جو شخص فرض عین کو ادا کریگا تو وہ صرف اپنی ذمہ کا فرض ادا کریگا اور فرض کفایہ

فلو ترك یاثم الجمیع ولو فعل یسقط الاثم عن الجمیع ففاعله ساع فی صیانة جمیع الامة عن الاثم ولا شك ان من قام

اگر ترک کریگا تو تمام امت گنہگار ہوگی اور اگر فرض کفایہ ادا کریگا تو تمام امت گنہ سی بچیگی پس فرض کفایہ بجا لانیوالا تمام امت کو گناہ سی بچانی مین سعی کرتا ہی اور بیشک جو شخص

مقام جمیع المسلمین فی اقامة مهم من مهمات الدین یکون افضل ولذلك قال النبی علیه السلام من امر بالمعروف و

ضروری امر دینی کی قایم کرنی مین تمام مسلمانون کا قایم مقام ہووی وہ بہت بہتر ہی اسی واسطی نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص نیک کار سکہادی اور

نهی عن المنکر فهو خلیفة الله تعالی فی ارضه وخلیفة کتابه ورسوله وانما کان کذلك لان الانبیاء ما بعثوا

بدکاری سی روکی بس وہ زمین مین اللہ تعالی کا اور اوسکی کتاب اور رسول کا خلیفہ ہی اور یہہ خلافت اسلئی ہی کہ انبیاء علیہم السلام اسی واسطی مبعوث ہوئی ہین

الا للامر بالمعروف والنهی عن المنکر وذلك وظیفتهم التی جاءوا بها فمن تبعهم فیها وامر ونهی یکون نائبا عنهم فی هذا

کہ نیک کار سکہادین اور بدکاری سی روکین اور یہہ ہی اونکا وظیفہ ہی جو لائی ہین آس باب مین جو اونکا پیرو ہو کر نیک کار سکہاوی اور بدکاری سی روکی وہ ہی

الامر العظیم ویلی منزلته منزلتهم فی هذا الخطب الجسیم سواء کان حاکما او ماذونا من جهته او غیر ماذون نعم من

اس امر عظیم مین اونکا نائب ہوویگا اور اسکا رتبہ اس کار معظم مین اونکی مرتبہ سی قریب جا ملیگا برابر ہی کہ وہ حاکم ہو یا حاکم کی طرف سی متعین ہو یا غیر متعین ہاں جو شخص

کان حاکما او ماذونا من جهته یتعین علیه ذلك ویکون له من اقامة الحدود والتعزیر ما لیس لغیرهم من المسلمین

حاکم ہو یا حاکم کی طرف سی متعین ہو تو اوسکا یہہ ذمہ ہی اور اوسکو بسبب انتظام حدود اور تعزیر کی اتنا ثواب ہوگا جو اور کسی مسلم کو نہوگا

واذا اهمل فعلی کل مسلم ان یامر بالمعروف وینهی عن المنکر بقدر طاقته ثم ان کان الوالی راضیا به فبها وان لم
اور جب وہ سستی کری تو پہر ہر یک مسلمان کو لازم ہی کہ امر بالمعروف اور منکر سی ممانعت اپنی مقدور موافق کیا کری پہر اگر حاکم اسپر خوش ہو تو کیا بات ہی اور اگر
یکن راضیا بل کان ساخطا فسخطه منکر یجب الانکار علیه لان العلماء قد فهموا من العمومات الواردة فی الامر
راضی نہو بلکہ ناخوش ہو تو اوسکی ناخوشی بہی منکر ہی اس سی بہی انکار چاہیی اسوسطی کہ علماء اون عمومات سی جو درباب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وارد ہین
بالمعروف والنهی عن المنکر دخول الامراء والسلاطین تحت تلك العمومات فکیف یحتاج الی اذنهم فی الانکار علیهم
یہہ ہی سمجہتی ہین کہ امراء اور سلاطین ان عمومات کی تلی داخل ہین پہر اونکی اجازت اونکی عمل کی بند کرنی مین کیا حاجت ہی اور سلف کی عادت ہین
وقد کان من عادات السلف الانکار علی الامراء والسلاطین کما روی ان المامون بن هارون الرشید بلغه ان رجلا
تنبیہ کرنا امراء اور سلاطین کا مقرر تہا چنانچہ روایت ہی کہ مامون بن ہارون رشید نی یہہ سنا کہ ایک شخص
یمشی فی الناس ویامرهم بالمعروف وینهاهم عن المنکر ولم یکن مامورا بذلك من عنده فامر ان یدخل علیه فلما قام بین
لوگون مین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا پہرتا ہی اور مامون کی طرف سی اوسکو یہہ حکم نہتا سو مامون نی اوسکو طلب کیا جب وہ سامنی آکر کہڑا ہوا
یدیه قال بلغنی انك رایت نفسك اهلا للامر بالمعروف والنهی عن المنکر وکان المامون جالسا علی کرسیه ینظر
تو مامون نی کہا مینی سنا ہی تو اپنی تئین لایق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی سمجہتا ہی اور مامون کرسی پر بیٹہا ہوا کتاب کا مطالعہ کرتا تہا
فی کتاب فغفل فوقع منه الکتاب فصار تحت قدمه من حیث لا یشعر فقال له الرجل ارفع قدمك عن اسماء الله ثم
سو ایسا بیحواس ہوا کہ کتاب اوسکی ہاتہہ سی گر کر پاؤن کی تلی آگئی ایسا کہ مطلق اوسکو خبر نہوئی تو اوس شخص نی کہا اللہ کی نام پر سی اپنا پاؤن اوٹہالی پہر
قل ما شئت ولم یفهم المامون مراده فقال ماذا تقول حتی اعاده ثلثا ولم یفهم فقال هل ترفع ام تاذن لی حتی ارفع
جو چاہی سو کہنا مامون اوسکی مراد کو نہ سمجہا کہا تو کیا کہتا ہی آخر اوس شخص نی تین بار یہہ ہی کہا پر وہ نہ سمجہا پہر اوس شخص نی کہا کہ کیا تو اوٹہاتا ہی یا مجہی اجازت دیتا ہی کہ مین
فقال ذنت فلما توجه الرجل الی الرفع نظر المامون فرای الکتاب تحت قدمه واخذه وقبله ثم عاد وقال لم تامر بالمعروف
اوٹہا دون مامون نی کہا مینی اجازت دی جب وہ شخص اوٹہانی کو جہکا تو مامون نی دیکہا کہ کتاب پاؤن تلی آگئی ہی پہر اوسی اوٹہا کر چوم لی پہر وہی کہنی لگا تو کیون امر بالمعروف
وتنهی عن المنکر وقد جعل الله ذلك الینا ونحن من الذین قال الله تعالی فیهم اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ
اور نہی عن المنکر کرتا ہی یہہ کار تو اللہ تعالی نی ہمکو دیا ہی اور ہم لوگ ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی وہ کہ اگر ہم اونکو مقدور دین ملک مین کہڑی کرین نماز
وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ فقال رجل صدقت یا امیر انت کما وصفت نفسك من السلطان والتمکن
اور دین زکوة اور حکم کرین بہلی کام کا اور منع کرین بری سی تب اوس شخص نی کہا امیر المؤمنین تو سچا ہی جیسا اپنا وصف بیان کرتا ہی صاحب سلطنت اور صاحب مکنت پر
غیر انا اعوانك واولیاءك فیه لا ینکر ذلك الا من لا یعرف کتاب الله تعالی وسنة رسوله اما الکتاب فقوله تعالی
ہم تمہاری اس باب مین مددگار اور ساتہی ہین اس امر کا وہ ہی انکار کرتا ہی جو اللہ تعالی کی کتاب اور اوسکی رسول کی حدیث کو نہین جانتا قرآن مین یہہ آیت ہی
وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ واما السنة فقوله علیه السلام
اور ایمان والی مرد اور عورتین ایک دوسری کی مددگار ہین سکہاتی ہین نیک بات اور منع کرتی ہین بری سی اور حدیث علیه السلام کا یہہ ارشاد ہی
المؤمن کالبنیان یشد بعضه بعضا وهذا کتاب الله وسنة رسوله فان انقدت لهما شکرت لمن اعانك بحزم منهما
مسلمان ملکر مثال عمارت کی ایک دوسری مین گتہی ہوئی ہین یہہ سی کتاب اللہ کی اور حدیث اللہ کی رسول کی پس اگر تو ان دونو کا مطیع ہی تو اپنی مددگار کا شکر گذار ہوگا انہین سی جسنی مدد
وان لم تنقد لهما لزمك منهما فان الذی الیه امرك وبیده عزك قد شرط ان لا یضیع اجر من احسن عملا فقل الان ما
اور اگر تو ان دونون کا مطیع نہین ہی تو ان دونون کا وبال تیری سر ہی بیشک جسکی طرف تیرا مآل ہی اور جسکی ہاتہہ مین تیری عزت ہی اوسنی شرط کی ہی کہ نیکوکار کا اجر ضایع نہین کرتا اب جو
شئت فتعجب المامون من کلامه وسر به وقال مثلك یلیق ان یامر بالمعروف وینهی عن المنکر فامض علی ما کنت علیه
چاہو سو کہو پہر مامون کو اوسکی کلام سی تعجب آیا اور اوس سی خوش ہو کر کہا تجہسی شخص کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لایق ہی جا اپنا وہی کام کئی جا

فاعلم

فاستمر الرجل علی ذلك وقد جری کثیر من ذلك الجماعة من السلف وقالوا لیس من مقتضی رحمة اهل المعاصی ترك
سو وہ شخص اوسیہی حال پر رہا اور ایسی بہت لوگ سلف مین گذری ہین وہ یہہ کہتی ہین گنہگارون پر رحمت کا مقتضی یہہ نہین کہ اونکو منع نہ کری

الانکار علیهم وعدم التعرض لهم بل من کمال الرحمة لهم الانکار علیهم وردهم الی منهج القویم والصراط المستقیم فان المؤمن
اور اونکی حال سی متعرض نہو بلکہ اونکی حال پر بڑی رحمت یہی ہی کہ اونکو منع کرتا رہی اور اونکو روک کر شاہ راہ استوار اور طریق راست پر لاوی کیونکہ ایمان والا

اذا سمع باسیر من اساری المسلمین فی ارض العدو یرحمه ویبذل ماله ونفسه فی تخلیصه فکیف لا یجتهد فی تخلیص
جب سنتا ہی کہ کوئی شخص مسلمان دشمن کی ملک مین قید ہوگیا ہی تو اوسپر رحمت کرتا ہی اور اپنا مال اور جان اوسکی چھڑانی مین لگاتا ہی پھر اپنی بھائی مسلمان کی چھڑانی اور بچانی مین

اخیه المسلم وانقاذه اذا راه اسیر نفسه وشیطانه وهما اعدی عدوه فان اعرض عنه وترك اسیرهما
کیونکر سعی نہ کریگا جب اوسکو نفس اور شیطان کا قیدی دیکھتا ہی اور یہہ دونو سب سی بڑی دشمن ہین اب جو اس سی بی پرواہی کری اور مسلم کو نفس اور شیطان کی قید مین

فذلك من جهله فان المؤمن بانقاذ اسیر من ید عدوه الاصغر یکون ثوابه ما ذکره الله تعالی فی کتابه بقوله
قید رہنی دی یہہ اوسکی جہالت ہی کیونکہ مؤمن کو چھوٹی سی دشمن کی ہاتھ سی قیدی کی چھڑانی مین تو یہہ ثواب ہوتا ہی جسکا اللہ تعالی اپنی کتاب مین یہہ ذکر کرتا ہی

وَمَنْ اَحْیَاهَا فَکَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا فما ظنك بمن انقذ اسیر المعاصی من ید عدوه الاکبر وقد اقام العلماء
اور جسنی جلائی ایک جان تو گویا جلایا سب لوگوں کو پھر تیرا خیال کہ پھر کیا اوسکی حق مین جو معاصی کی قیدی کو بڑی دشمن کی ہاتھ سی خلاصی دی اور بیشک علماء نی

الامر بالمعروف والنهی عن المنکر مقام جهاد لان منع المسلمین من المعاصی التی تفضی الی دخول النار افضل
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو قایم مقام جہاد کا ٹھہرایا ہی اسواسطی کہ مسلمانون کا معاصی سی روکنا جو دوزخ مین کھینچ لیجاوی کفار کی قتال سی

من قتال الکفار فکما لا یجوز فی الجهاد ان یفر واحد من اثنین کذلك فی الامر بالمعروف والنهی عن المنکر من رای
بہت بہتر ہی اب جیسی جہاد میں یہہ جایز نہین کہ ایک شخص دو کی مقابلہ سی بہاگ جاوی ایسی ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین جو کوئی دو شخصون کو

رجلین علی منکر لا یجوز له ان یترکهما علی منکر بل یجب علیه ان یامر وینهی وان کانوا اکثر وخاف علی نفسه
کسی کام منکر پر دیکھی تو اوسکو جایز نہین کہ اونکو منکر پر متوجہ رہنی دی بلکہ اوسکو واجب ہی کہ مواخذہ کری اور اگر زیادہ ہوں اور یہہ اپنی جان کا خوف کریگا

فهو فی سعة من ترکهم لکن الانکار اولی وافضل اذ قد قیل من قدر علی انکار المعاصی مع الخوف علی نفسه کان
تو اوسکو گنجایش ہی کہ چپ ہو رہی پر منع کرنا تو بہی اولی اور افضل ہی اسواسطی کہ کہتی ہین جسکو معاصی کی بند کرنیکی طاقت ہو پر جان کا خوف ہو

انکارها مندوبا الیه ومحثوثا علیه لان المخاطرة بالنفوس فی اعزاز الدین مامور بها کما فی قتل الکفار والبغاة
تو اوسکی ممانعت ایسی محبوب ہی اور نہایت مرغوب کیونکہ واسطی عزت دین کی جان کو خطرہ میں ڈالنا بہی فرمان برداری ہی جیسی کفار اور باغیون کی قتل مین

وقد روی ان رجلا سال النبی علیه السلام ای الجهاد افضل فقال کلمة حق عند سلطان جابر فانه علیه السلام
اور روایت ہی کہ کسی شخص نی نبی علیہ السلام سی پوچھا کونسا جہاد افضل ہی فرمایا حق بات زبردست حاکم کی سامنی بیشک نبی علیہ السلام نی

جعل کلمة حق عند سلطان جابر افضل الجهاد لان قائلها یجود نفسه لاعلاء کلمة الحق ونصرة الدین مع کف
حق بات کو زبردست حاکم کی سامنی جہاد سی افضل ٹھہرایا اسواسطی کہ حق بیان کرنیوالا واسطی بلندی کلمہ حق اور امداد دین کی اپنی جان تک دگذر نہین کرتا باوجود یکہ اوسکا ہاتہ

یده عنه بخلاف من یلاقی عدوه فی القتال فانه یبسط یده الیه ویرجوان یغلبه ویقتله فلا یکون بذله
بند ہی برخلاف اوسکی جو صف جنگ مین دشمن کا مقابلہ کرتا ہی کیونکہ یہہ تو دشمن پر ہاتہہ چلاتا ہی اور امید کرتا ہی کہ غالب ہوکر اوسکو مار ڈالی سو اس حالت مین

لنفسه مع رجاء سلامتها کمن یبذلها مع یاسه من سلامتها لکن ینبغی ان یراعی فیه التدریج فیبدا فی الانکار
جان کا آگی کر دینا باوجود امید سلامتی کی اوسکی برابر نہین ہی جو باوجود خوف سلامتی کی جان آگی کر دیتا ہی لیکن لایق یون ہی کہ اس باب مین آہستگی اور سہولت کی رعایت رکہی پہلی پہل

اولا بالاسهل والارفق فانه یبدا اولا بالوعظ والنصیحة والتخویف بالله تعالی وینظر الی العاصی بنظر الرحمة
ممانعت بطور سہل نرمی کی ساتہہ شروع کری پہلی وعظ اور نصیحت کرنی شروع کری اور اللہ تعالی سی ڈراوی اور عاصی کی حق مین رحمت کی نظر کری

ویری اقدامه علی المعصیة مصیبة علی نفسه لکون المسلمین کنفس واحدة فان امرته بالمعروف ونهیته عن المنکر

اور معصیت مین اوسکا مبتلا ہونا اپنی مصیبت سمجھی کیونکہ مسلمان تمام مانند ایک جان کی ہین اب جسکو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہی

فهو علی شفیر جهنم فایاك ان تدفعه فترمی به فی قعر جهنم اذ قد یتعلق بك فتقع معه فیها وذلك انك ان امرته

پس وہ دوزخ کی کنارہ پر لگا ہوا ہی سو بچارہ ایسا نہو کہ اوسکو دہکا دیکر دوزخ کی تہ مین پہینک دی اسواسطی کہ شاید تجہسی لپٹ جاوی پہر تو بہی اوسکی ساتہہ جاوی یہہ اسلئی

بالغلظة والعنف اول مرة فلعله یتعدی علیك بالاذی بالید واللسان فتکون قد زدته شرا علی شره فتهلکه

کہ اگر تو نی پہلی ہی اوسکو سختی اور شدت سی کہا تو شاید وہ تجہہ پر جور کری ہاتہہ سی اور زبان سی ایذا دی اب تو نی خرابی پر خرابی زیادہ کی اب تو نی اپنی جان ہلاک کر کر

بعد اهلاك نفسك واما اذا لم یرجع بالوعظ والنصیحة وعُلِم منه الاصرار علی المعصیة فلا بد ان یُغلظ له

اوسکو ہلاک کیا ہان اگر وعظ اور نصیحت سی باز نہ آوی اور معلوم ہو کہ معصیت پر جم رہا ہی اب لاچار ضروری کہ سختی سی کہا جاوی

الکلام ویسب من غیر فحش مثل ان یقال یا فاسق یا جاهل یا احمق یا ظالم نفسه یا من لا یخاف الله تعالی و

اور اتنا برا کہی جسمین فحش نہو مثلا یہہ الفاظ کہی ای فاسق ای جاہل ای بی وقوف ای اپنی جان کی دشمن ای وہ شخص جو خدا سی نہین ڈرتا

نحو هذا الکلام ویراعی فیه الصدق فان مثل هذا الکلام صدق فی الحقیقة اذ کل من یرتکب المنکر فاسق جاهل

ایسی ہی اور لفظ اور اسمین سچ کی رعایت کرتا رہی بیشک یہہ الفاظ حقیقت مین سچی ہین اسواسطی کہ جو شخص گناہ کو اختیار کرتا ہی فاسق جاہل

احمق لان الاحمق من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله تعالی کما ورد فی الحدیث ولیحترز من استرسال الغضب

احمق ہوتا ہی کیونکہ احمق وہ ہی جو اپنی جان کو ہوا کی تابع کردی اور خدا سی آرزوئین مانگی چنانچہ حدیث مین آیا ہی اور لازم ہی کہ غصہ کی ماری کلام ناجایز نہ کہنی لگی

وخروج الکلام الی ما لا یجوز مما هو کذب صریح وفحش قبیح ومن لم یتمکن من ازالة المنکر الا بضرب مرتکبه

جو کہ صاف جہوٹہ ہو اور فحش قبیح اور جس سی دور کرنا منکر کا بدون زد و کوب گنہگار کی نہین ہوسکتا

فلیضرب بیده ورجله ونحو ذلك فاذا اندفع المنکر یجب ان یکف ولیحذر مما یفعل کثیر من الناس من الاسترسال

تو چاہئی کہ مکہ لات وغیرہ ماری پہر جب وہ منکر چہوٹ جاوی تو واجب ہی کہ باز رہی اور اس سی بچتا رہی جو اکثر لوگ بعد دور ہونی منکر کی مار پیٹ مین

فی الضرب بعد زوال المنکر فان ذلك لیس الا للحاکم ومن لم یستطع ان یغیر المنکر بیده ولا بلسانه یکره له تحریما

زیادتی کرتی ہین یہہ مرتبہ حاکم کا ہی اور جو شخص منکر کو دور نہین کرسکتا نہ ہاتہہ سی اور نہ زبان سی تو اوسکو مکروہ تحریمی ہی

ان یذکر مساوی اخیه المسلم لاحد سوی اهل القوة یقدر علی منعه لانه اذا لم یطع الله تعالی بازالة المنکر فلا یعصیه

کہ اپنی بہائی مسلمان کی عیوب کسیکی سامنی کہتا پہری سوای ایسی صاحب طاقت کی جو اوسکی روکنی کی طاقت رکہتا ہو اسلئی کہ جب الله تعالی کی فرمان برداری منکر کی دور کرنی مین

بغیبة المسلم

نہوسکی تو مسلمان کی غیبت کر کر نافرمانی بہی نہ کری

المجلس الرابع والاربعون فی بیان صلوة الکسوف والخسوف فی ظهور الامور المخوفة

جو الیسوین مجلس سورج گہن اور چاند گہن کی نماز کا بیان بروقت ظاہر ہونی امور ہولناک کی

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الشمس والقمر ایتان من ایات الله تعالی لا ینخسفان بموت احد

رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا بیشک سورج اور چاند الله تعالی کی دو نشانیان ہین نشانیون مین سی کسیکی موت

ولا لحیوته فاذا رایتم ذلك فاذکروا الله تعالی هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عبد الله بن عباس

اور حیات کی سبب سی نہین گہتی جب تم ایسا نشان دیکہو تو الله کی یاد کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی عبد الله بن عباس کی روایت سی

وسبب وروده علی ما جاء فی حدیث اخر رواه ابو مسعود الانصاری ان الشمس انکسفت یوم مات ابرهیم ابن رسول

اور سبب ارشاد اس حکم کا موافق اوس مضمون کی جو اور حدیث مین ابو مسعود انصاری کی روایت سی آیا ہی یہہ ہی کہ جس روز ابراہیم ابن رسول الله موا سورج گہن ہوا

الله صلی الله علیه وسلم فقال الناس انکسفت لموته فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الشمس والقمر ایتان من ایات الله تعالی

سو لوگ کہنی لگی ابراہیم کی موت سی سورج گہن ہوا ہی تب رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا بیشک آفتاب اور مہتاب الله تعالی کی نشانیون مین سی دو نشانیان ہین

لا ینکسفان لموت احد ولا لحیوته فاذا رایتم شیئا من هذه الافزاع فافزعوا الی الصلوٰة فانه علیه
کسیکی موت اور حیات پر نہین گہتی جب تم کچھ ایسی ہول اور خوف دیکھو تو نماز پڑہنی شروع کرو پس نبی علیہ السلام نی

السلام قد امر فی هذا الحدیث بالصلوٰة عند ظهور شیء من هذه الاهوال التی من جملتها کسوف الشمس
اس حدیث مین بروقت ظاہر ہونی ایسی ایسی اہوال کی جنمین سورج گہن بہی داخل ہی نماز کا حکم فرمایا

وعلم من هذا ان المراد من الامر بذکر الله تعالی فی الحدیث السابق الامر بالصلوٰة فانه علیه السلام
اور اس سی یہہ معلوم ہوا کہ مراد یاد آلہی سی جو پہلی حدیث مین مذکور ہی نماز کا حکم ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نی

قد صلاها بالجماعة وکان القیاس ان تکون صلوٰة الکسوف واجبة کما ذهب الیه بعض العلماء
صلوٰة کسوف جماعت سی پڑہی ہی اور قیاس یہی چاہتا ہی کہ صلوٰة کسوف واجب ہو چنانچہ بعض علماء کا یہی مذہب ہی

واختاره صاحب الاسرار لکون الامر للوجوب لکن الجمهور قالوا انها سنة لانها لیست من شعائر
اور صاحب اسرار نی بہی اختیار کیا ہی اسواسطی کہ امر وجوب کی لئی ہوتا ہی پر جمہور علماء سنت کہتی ہین کیونکہ یہہ نماز اسلام کی نشانیون مین سی نہین ہی

الاسلام وانما توجد بعروض الکسوف الا انه علیه السلام لما صلاها بالجماعة کانت سنة مشروعة
اور یہہ جب ہی ہوتی ہی کہ عارضہ گہن کا ہو مگر ان نبی علیہ السلام نی جو یہہ نماز جماعت سی پڑہی ہی تو سنت ہی جماعت سی بلا کراہت

بالجماعة من غیر کراهة وحملوا الامر علی الندب فعلی هذا ینبغی لامام الجمعة اذا انکسفت الشمس ان یصلی
درست ہی اور علماء نی اس امر کو استحباب کی لئی رکہا اس بیان کی موافق امام جمعہ کو لازم ہی کہ جب سورج گہن ہووی تو ہمراہ لوگون کی

بالناس فی الجامع او فی المصلی رکعتین کل رکعة برکوع واحد کهیئة النافلة بلا اذان ولا اقامة ولا
مسجد جامع مین یا عیدگاہ مین دو رکعت پڑہی ہر ایک رکعت مین ایک ایک رکوع کری جیسی نفلین ہوتی ہین نہ اذان پڑہی اور نہ تکبیر کہی اور نہ

خطبة ویقرأ فیهما ما شاء من القرآن ویخفی القراءة عند ابی حنیفة وعندهما یجهر والافضل تطویل
خطبہ اور دونون رکعت مین جتنا چاہی قرآن پڑہی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک قرارت چپکی سی پڑہی اور صاحبین کی نزدیک پکار کر پڑہی اور دونو رکعت مین

القراءة فیهما لان فیه متابعة النبی علیه السلام اذ قد ثبت ان قیامه علیه السلام کان فی الرکعة الاولی
تطویل قرارت افضل ہی اسلئی کہ اسمین نبی علیہ السلام کی متابعت ہی اسواسطی کہ ثابت ہو چکا ہی کہ نبی علیہ السلام کا قیام پہلی رکعت مین

بقدر قراءة سورة البقرة وفی الثانیة بقدر سورة ال عمران ویجوز تخفیفها لان السنة استیعاب
بقدر قرارت سورۂ بقرہ کی تہا اور دوسری رکعت مین بقدر قرارت سورۂ آل عمران کی تہا اور اسمین تخفیف بہی جایز ہی اسلئی کہ مسنون نماز

الوقت بالصلوٰة والدعاء لما روی عن مغیرة بن شعبة انه علیه السلام قال ان الشمس والقمر ایتان
اور دعاء مین وقت کا پورا کر دینا ہی اسواسطی کہ مغیرہ بن شعبہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ سورج اور چاند الله تعالی کی نشانیون مین سی

من ایات الله تعالی لا ینکسفان لموت احد ولا لحیوته فاذا رایتموها فادعوا الله تعالی وصلوا حتی
دو نشانیان ہین نہ کسیکی موت پہ گہتی ہین اور نہ کسیکی حیات پر جب تم اسکو دیکھو تو الله تعالی سی دعا مانگو اور اتنی نماز پڑہو

تنجلی الشمس وهذا الحدیث یفید استیعاب الوقت بالصلوٰة والدعاء فان خفف احدهما یطول الاخر
کہ سورج صاف ہو جاوی اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ نماز اور دعا مین وقت کا پورا کرنا چاہئی اگر ایک رکعت چہوٹی کردی تو دوسری کو بڑہا دی

وبعد الصلوٰة یدعو حتی تنجلی الشمس لان السنة فی الادعیة تاخیرها عن الصلوٰة ثم هو فی الدعاء
اور نماز کی بعد اتنی دعا مانگی کہ سورج صاف ہو جاوی اسواسطی کہ طریق مسنون دعاؤن مین دعا نماز کی پیچہی ہی پہر امام کو دعا مانگنی مین

مخیر ان شاء دعا جالسا مستقبل القبلة وان شاء دعا قائما مستقبل الناس بوجهه او مستقبل القبلة
اختیار ہی چاہی بیٹہ کر رو بقبلہ دعا مانگی اور چاہی کہڑا ہو کر لوگون کی طرف منہہ کرکر یا رو بقبلہ ہوکر دعا مانگی

والناس قاعدون مستقبلوا القبلة على كل حال وان لم يوجد امام الجمعة يصلي الناس فرادى ان شاؤا

اور لوگ بہرحال رو بقبلہ بیٹھی رہین اور اگر امام جمعہ موجود نہو تو سب لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑہین چاہین دو رکعت

ركعتين وان شاؤا اربعا لان هذه الصلوة تطوع والاصل في التطوعات ذلك وكذا في خسوف القمر

اور چاہین چار رکعت کیونکہ یہہ نماز نفل ہی اور نوافل مین یہی قاعدہ ہی اور ایسی ہی چاندگہن مین

يصلي الناس فرادى وليس فيه جماعة لتعذر الاجتماع بالليل وربما يكون سببا للفتنة بل يصلي كل واحد

تمام لوگ جدا جدا نماز پڑہین چاندگہن کی نماز مین جماعت نہین ہی اسلئی کہ رات کی وقت آدمیون کا جمع ہونا دشوار ہی اور بعضی وقت اسمین فساد ہو سکتا ہی

بنفسه وكذلك في انتثار الكواكب والضوء الهائل بالليل والظلمة الهائلة بالنهار والرياح الشديدة والامطار

بلکہ ہریک اپنی اپنی نماز پڑہ لی اور ایسی ہی ستارہ ٹوٹتی مین اور خوفناک روشنی مین جو رات کو پیدا ہو جاوی اور خوفناک اندہیر مین جو دن کو ہووی اور تند آندہیون مین

الدائمة والصواعق والزلازل وعموم الامراض والخوف الغالب من العدو ونحو ذلك من الافزاع و

اور متصل بارش مین اور بجلی گرنیمین اور بہونچال مین اور وبائی بیماریون اور دشمن کی سخت خوف مین اور سوا اسکی اور ہولناک امور اور

الاهوال يصلي كل واحد بنفسه لعموم قوله عليه السلام فاذا رأيتم شيئا من هذه الافزاع فافزعوا

خوفناک اوقات مین ہریک اپنی اپنی علیحدہ نماز پڑہ لی واسطی عموم ارشاد نبی علیہ السلام کی جب تم دیکہو ایسا خوفناک امر تو ڈر کر نماز شروع کرو

الى الصلوة فان كل ذلك من الآيات المخوفة التي يخوف الله تعالى بها عباده كما قال الله تعالى وما نرسل بالآيات

کیونکہ یہہ سب نشانیان خوف کی ہین جس سی اللہ تعالی اپنی بندون کو ڈراتا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور نشانیان جو ہم بہیجتی ہین

الا تخويفا وجاء في الحديث انه عليه السلام قال هذه الآيات التي يرسل الله تعالى بها لا تكون لموت

سو ڈرانی کو اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا یہہ وہ نشانیان ہین جو اللہ تعالی پیدا کرتا ہی یہہ کسیکی موت

احد ولا لحيوته ولكن يخوف بها عباده فاذا رأيتم شيئا من ذلك فافزعوا الى ذكر الله تعالى ودعائه

یا کسیکی حیات پر نہین ہوتی بلکہ ان نشانیون سی اپنی بندون کو ڈراتا ہی جب تم انمین سی کوئی بات دیکہو تو ڈر کر خدا کی یاد اور دعا اور استغفار کرو

واستغفاره وفي حديث آخر انه عليه الصلوة والسلام قال ان الشمس والقمر آيتان من آيات الله تعالى

اور ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی فرمایا بیشک سورج اور چاند اللہ تعالی کی نشانیون مین سی دو نشانیان ہین

لا يكسفان لموت احد ولا لحيوته فاذا رأيتم ذلك فادعوا الله وكبروا وصلوا وتصدقوا فان كل خير

کسیکی موت اور کسیکی حیات سی نہین گہتی جب تم یہہ حال دیکہو تو اللہ سی دعا مانگو اور بڑائی سی یاد کرو اور نماز پڑہو اور خیرات کرو کیونکہ ہر طرح کی خیر خیرات

في مثل هذه الاهوال والافزاع مامور به لكون الخيرات دافعة للبليات وروي عن ابن عمر انه عليه السلام

ایسی خوف اور ہول کی وقت مین حکم دی گئی اسلئی کہ خیرات بلیات کو دفع کرتی ہی اور ابن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

كان اذا سمع صوت الرعد والصواعق يقول اللهم لا تقتلنا بغضبك ولا تهلكنا بعذابك وعافنا قبل ذلك

جب گرج اور بجلی کی آواز سنتی تو یہہ کہتی الہی ہمکو اپنی غضب سی مت قتل کر اور اپنی عذاب سی ہلاک کر اور ہمکو اس سی پہلی معاف کر

وعن عائشة رضي الله عنها انه عليه السلام كان اذا ابصر سحابا ترك عمله واستقبله وقال اللهم اني اعوذ بك من

اور عائشہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام جب ابر دیکہتی تو کام چہوڑ کر اوسکی طرف متوجہ ہوتی اور یہہ کہتی الہی مین تیری پناہ مانگتا ہون

شر ما فيه فان كشفه الله تعالى حمد الله تعالى وان مطر قال اللهم سقيا نافعا وروي عن عائشة ايضا

برائی سی جو اس ابر مین ہی پہر اگر اللہ تعالی اوسکو کہول دیتا تو اللہ کی حمد کرتی اور اگر برسنا تو یہہ کہتی الہی بارش فائدہ مند اور حضرت عائشہ سی یہہ بہی روایت ہی

انه عليه السلام كان اذا عصفت الريح قال اللهم اني اسئلك خيرها وخير ما فيها وخير ما ارسلت به واعوذ

کہ جب تند ہوا چلتی تو نبی علیہ السلام کہتی الہی مین تجہسی اسکی بہلائی مانگتا ہون اور اوسکی بہلائی جو اوسکی اندر ہی اور اوسکی بہلائی جو اسکی ساتہہ تونی بہیجی

بك

بك من شرها وشر ما فيها وشر ما ارسلت بها وروى عن ابن عباس ان رجلا لعن الريح عند النبي عليه السلام

اور اوسكى برائی سی تیری پناه لیتا ہوں اور اوسكى برائی سی جو اسكی اندر ہی اور اوسكى برائی سی جو اوسكی ساتھ تونی بھیجا ہی اور ابن عباس سی روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام کی

فقال له النبي عليه السلام لا تلعن الريح فانها مامورة وانه من لعن شيئا ليس له باهل رجعت اللعنة عليه

سامنی ہوا پر لعنت کی تب نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ لعنت مت کر ہوا پر کیونکہ وہ مامور ہی اور حال یہ ہی کہ جو شخص کسی شی پر لعنت کری کہ وہ قابل لعنت کی نہو تو وہ لعنت اوسی پر پڑتی ہی

وروى عن ابي هريرة انه قال الريح من روح الله تاتي بالرحمة والعذاب فلا تسبوها واسئلوا الله خيرها

اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہوا ایک حکم الٰہی ہی کبھی رحمت لاتی ہی اور کبھی عذاب سو اسکو برا نکہو اور خدا تعالی سی اسکی بھلائی مانگو

وعوذوا من شرها يعني ان الريح من الاشياء التي تجيء من عند الله تعالى كالمطر والبرودة والحرارة وغير

اور اسکی شر سی خدا کی پناہ لو مراد یہ ہی کہ ہوا وہ شی ہی جو خدا کی طرف سی آتی ہی جیسی مینہہ اور سردی اور گرمی اور سوای

ذلك تجيء تارة للرحمة وتارة للعذاب فاذا كان مجيئها بامر الله تعالى فلا يجوز سبها بحصول ضرر منها

اسکی کبھی رحمت کی واسطی اور کبھی عذاب کی واسطی جب اسکا آنا خدا تعالی کی حکم سی ہوا تو اسکو برا کہنا جائز نہیں اگرچہ اوسی ضرر حاصل ہو

بل سبيل العباد فيما يتوهم منها الالتجاء الى الله والاعتصام بحبله والاستعاذة به من شرها ومن شر

بلکہ بندہ کو جب اسمین کچھ وہم پیدا ہو تو لازم ہی اللہ تعالی کی طرف التجا کرنا اور اوسکی رسی کو مضبوط پکڑنا اور اوسکی شر سی اور جو اوسکی اندر ہی اوسکی شر سی

ما فيها كما روى عن ابي بن كعب انه عليه السلام قال لا تسبوا الريح فاذا رايتم ما تكرهون فقولوا اللهم

پناہ لینی چنانچہ ابی بن کعب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہوا کو برا مت کہو جب تمکو کچھ مکروہ معلوم ہو تو یہ کہا کرو الٰہی

انا نسالك خير هذه الريح وخير ما فيها وخير ما امرت به ونعوذ بك من هذه الريح وشر ما فيها وشر

ہم تجھسی اس ہوا کی خوبی مانگتی ہیں اور خوبی اوسکی جو اوسکی اندر ہی اور خوبی اوسکی جو تو نی اوسکو حکم دیا اور اس ہوا سی تیری پناہ لیتی ہیں اور برائی سی جو اسکی اندر ہی اور اوسکی

ما امرت به وكذا من نزل منزلا يستعيذ بالله تعالى لما روى انه عليه السلام قال من نزل منزلا فقال

جو تو نی اوسکو حکم دیا اور ایسا ہی جو کوئی کسی مکان میں داخل ہو اللہ سی پناہ لی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص مکان کی اندر جا کر یہہ پڑہی

اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق لم يضره شيء حتى يرتحل منه منزلا وروى عن ابن عباس انه عليه السلام

کہ پناہ لیتا ہوں بوسیلہ اللہ تعالی کی کلمات پوری کی مخلوق کی برائی سی تو اوسکو کوئی ضرر نہیں ہوتا جبتک کہ وہ اسی دوسرا مکان بدلی اور ابن عباس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

كان يقول عند الكرب لا اله الا الله العظيم الحليم لا اله الا الله رب العرش العظيم لا اله الا الله رب

سختی کی وقت فرمایا کرتی تہی نہین کوئی معبود سوا اللہ عظیم بردبار کی نہین کوئی معبود سوای اللہ رب عرش بزرگ کی نہین کوئی معبود سوای اللہ پروردگار

السموت السبع ورب الارض ورب العرش الكريم وفهم من هذا الحديث ان ذكر الله تعالى واوصافه العظام

ساتوں آسمان کی اور پروردگار زمین اور پروردگار عرش بزرگ کی اس حدیث سی معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کا اور اوسکی بزرگ اوصاف کا یاد کرنا

سبب لزوال الغم وقد روى انه عليه السلام قال الا اخبركم بشيء اذا نزل بكم كرب او بلاء فدعا به فرج الله عنه

عقوبت کو دور کرتا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سنو مین تمکو ایسی دعا بتاؤن کہ جب تمپر کوئی سختی یا بلا آوی پہر وہ دعا پڑہو تو اللہ تعالی اوسکی

قيل بلى يا رسول الله قال دعاء ذي النون لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين فاستجبنا له و

کشائش کری لوگوں نی عرض کیا ہان یا رسول اللہ فرمایا دعا یونس ذی النون کی کوئی حاکم نہین سوای تیری تو بی عیب ہی میں تہا گنہگار ظالموں سی پہر ہم نی سنی اسکی پکار اور

نجينه من الغم وكذلك ننجي المؤمنين وروى انه عليه السلام قال ما من مكروب يدعو بهذا الدعاء

بچا دیا اوس گہٹنی سی اور یوں ہی ہم بچا دیتی ہیں ایمان والوں کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی مصیبت والا کہ یہہ دعا پڑہی

الا استجيب له يسرنا الله تعالى دعوة مستجابة بلطفه وكرمه

مگر قبول ہی ہوگی الٰہی ہمپر دعا مستجاب اپنی لطف اور کرم سی سہل کیجو

المجلس الخامس والاربعون

بیچ بیان پانچوین مجلس مین

فی بیان مسنونیۃ صلوٰۃ الاستسقاء عند امساک المطر قال رسول اللہ صلی اللہ
بیان مسنون ہونی نماز استسقا کا بوقت خشکی بارش کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
علیہ وسلم لیست السنۃ بان لا یمطروا ولکن السنۃ ان تمطروا ولا تنبت الارض شیئا ھذا الحدیث من صحاح
فرمایا کال اس سی نہیں پڑتا کہ مینہہ نہ برسی بلکہ کال اس سی پڑتا ہی کہ مینہہ تو برسی پر زمین سی کچھہ پیدا نہو یہہ حدیث مصابیح کی
المصابیح رواہ ابوھریرۃ ومعناہ ان القحط لیس بان لا ینزل علیکم المطر بل القحط ان ینزل علیکم المطر
صحیح حدیثوں مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسکی معنی یہہ ہین کہ کال یون نہیں ہوتا کہ تمپر مینہہ نہ برسی بلکہ کال یون پڑتا ہی کہ تمپر مینہہ تو برسی
لکن لا ینبت من الارض شیئا او ینبت ولکن یھلک ولا یدخل فی ایدیکم شیء فان وقوع الشدۃ بعد توقع
پر زمین مین سی کچھہ نہ پیدا ہو یا اوگی تو سہی پر ایسا تباہ ہو جاوی کہ تمہارے ہاتھہ کچھہ نہ لگی بیشک سختی کا آنا بعد امید فراخی
السعۃ وحصول اسبابھا اقطع مما کان الیاس حاصلا من اول الامر ولیس ھذا نھی عن الاستمطار و
اور حاصل ہونی اسباب فراخی کی بہت ناگوار ہوتا ہی بہ نسبت ناامیدی کی جو پہلی ہی سی حاصل ہو اور یہہ ممانعت نہیں ہی کہ مینہہ نہ مانگو اور
الاستسقاء بل ھو نھی عن اعتقاد حصول الرزق بالمطر وعدم حصولہ بعدم المطر فاللازم علی العبد ان
استسقا کی دعا نکرو بلکہ اس اعتقاد کی ممانعت ہی کہ رزق کا ملنا مینہہ پر موقوف ہی اور رزق نہ ملنا مینہہ نہ برسنی پر ہی اب بندہ کو لازم یہہ ہی
یسلم نفسہ الی مولاہ ویعتقد ان الخیر لہ فی جمیع ما یجیء الیہ من مولاہ وان کان مخالف المرادہ وھواہ فعلی
کہ اپنی جان اپنی صاحب کی حوالہ کردی اور یہہ جانی کہ جو مجھہ پر گذرتا ہی مولا کی طرف سی ہی سو سب بہتر اور خیر ہی اگرچہ مراد اور خواہش کی موافق نہو اب اس مضمون کی
ھذا ینبغی للعبد ان یستمطر ویستسقی ویعلم ان الرزق من اللہ تعالی فان الاستمطار والاستسقاء سنۃ
موافق آدمی کو چاہئی کہ مینہہ کی دعا مانگی اور استسقا کی دعا کری اور یہہ سمجھی کہ رزق اللہ کا دیا ملتا ہی اسلئی کہ مینہہ مانگنا اور استسقا کی دعا کرنی مسنون ہی
لورود الاخبار والآثار الکثیرۃ فیہ فیستحب للحاکم ان یامر الناس اولا بصیام ثلثۃ ایام ثم یخرج بھم فی الیوم
کیونکہ اس باب مین خبرین اور آثار بہت وارد ہین سو حاکم کو مستحب ہی کہ پہلی تمام لوگون سی تین دن کی روزی رکہوادی پہر چوتہی روز سبکو جنگل مین لیجاوی
الرابع الی الصحراء قیل ینبغی لھم ان یخرجوا ثلثۃ ایام متوالیات لانھا مدۃ ضربت لارباب الاعذار ولم ینقل
کہتی ہین کہ بہتر یون ہی کہ تین روز برابر پی درپی استسقا کی لئی جاوین اسواسطی کہ عذر والون کی لئی یہہ ہی مدت مقرر ہی اس سی زیادہ
اکثر من ذلک ویخرجون مشاۃ فی ثیاب البذلۃ التی تلبس کل یوم لا بثیاب الزینۃ کالعید بل یخرجون
مدت منقول نہین ہی اور پیادہ پا پہنی پرانی میلی کچیلی کپڑی جو روزمرہ پہنتی ہون پہن کر جاوین عزت کی کپڑی عید کی دن کی سی پہن کر نہ جاوین
متذللین متواضعین خاشعین للہ تعالی ناکسین رءوسھم ویقدمون الصدقۃ فی کل یوم قبل خروجھم
بلکہ ذلیل حالت انکسار کرتی ہوئی خدا کا خوف مانی ہوئی سر جہکائی ہوئی جاوین اور ہر روز عیدگاہ کی طرف چلنی سی پہلی خیرات کیا کرین
الی المصلی فان کل خیر فی مثل ھذہ الاوقات مامور بہ لکون الخیرات دافعۃ للعقوبات ویردون المظالم
کیونکہ ایسی ایسی وقتون مین خیرات کرنیکا حکم ہی اسواسطی کہ خیرات کرنا عقوبات کو دفع کرتا ہی اور حق حقوق لوگون کی ادا کرین
ویجددون التوبۃ فان ذلک ھو السبب القریب فی الاجابۃ اذ روی عن کعب الاحبار انہ قال اصاب
اور ازسرنو خطا سی توبہ کرین کیونکہ بڑا سبب دعا کی حلد قبولیت کا یہہ ہی اسلئی کہ کعب احبار سی روایت ہی وہ کہتی ہین کہ حضرت موسی نبی
الناس قحط شدید علی عھد موسی النبی علیہ السلام فخرج موسی النبی علیہ السلام ببنی اسرائیل الی الاستسقا
علیہ السلام کی عہد مین لوگون پر بڑا ہی سخت کال پڑا پس موسی علیہ السلام استسقا کی واسطی بنی اسرائیل کو لیکر
ثلثۃ ایام فلم یسقوا فاوحی اللہ تعالی الی موسی النبی علیہ السلام انی لا استجیب لکم وفیکم نمام فقال موسی
تین روز تک گئی پر مینہہ نہ برسا پہر اللہ تعالی نی موسی نبی کو وحی بہیجی کہ مین تمہاری دعا اسلئی قبول نہین کرتا کہ تم مین ایک چغل خور ہی پہر موسی
نبی

النبی علیه السلام یا رب من هو حتی نخرجه من بیننا فاوحی الله تعالی یا موسی انی انهاکم عن النمیمة فاکون

یا الٰہی وہ کون ہی تاکہ ہم اوسکو اپنی میں سی نکال دیں پہر اللہ تعالی نی یہہ وحی بہیجی ای موسی میں تمکو چغلخوری سی منع کرتا ہوں پہر میں خود

نماما فقال موسی النبی علیه السلام لبنی اسرائیل توبوا باجمعکم من النمیمة فتابوا فارسل الله تعالی علیهم

چغلخوری کرنی لگوں پہر موسی علیه السلام نی بنی اسرائیل سی فرمایا تم سب نمیمہ سی توبہ کرو سو اونہوں نی توبہ کی پہر اللہ تعالی نی اونپر

الغیث وروی عن سفیان انه قال بلغنی ان بنی اسرائیل قحطوا سبع سنین حتی اکلوا الجیف والاطفال

مینہہ برسایا اور سفیان سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہیں میں نی سنا ہی کہ بنی اسرائیل پر سات برس کا قحط پڑا یہاں تک کہ مردار اور بچوں کو کہا گئی

وکانوا یخرجون الی الجبال ویتضرعون الی الله تعالی فاوحی الله الی انبیائهم انی لا اجیب لکم داعیا ولا ارحم

اور وہ پہاڑوں میں جاکر نہایت انکساری سی دعا کیا کرتی پہر اللہ تعالی نی اونکی نبیوں پر وحی بہیجی میں نہ تمہارا دعا قبول کروں اور نہ

لکم باکیا حتی تردوا المظالم الی اهلها ففعلوا فمطروا وروی ان عیسی النبی علیه السلام خرج مع قومه

تمہاری رونی پر رحم کروں جبتک کہ تم حقداروں کی حقوق نہ ادا کرو سو اونہوں نی حق ادا کئی تو پہر مینہہ برسا اور روایت ہی کہ عیسی نبی علیه السلام اپنی قوم کو لیکر

لیستسقی فلما ضجروا قال لهم عیسی النبی علیه السلام من اصاب منکم ذنب فلیرجع فرجعوا کلهم

دعا استسقا کی لئی باہر گئی جب مینہہ نہ برسا تو اونسی عیسی علیه السلام نی کہا تم میں سی جو گنہگار ہو وہ ہٹ جاوی تب سب کی سب ہٹ گئی

ولم یبق معه الا رجل واحد فقال له عیسی النبی علیه السلام اما لك ذنب فقال والله لا اعلم لی ذنب

اونکی ساتہہ سوای ایک شخص کی کوئی باقی نہ رہا پہر عیسی علیه السلام نی اوس سی پوچہا تو نی کوئی گناہ نہیں کیا کہا اللہ کی قسم مجکو اپنا کوئی گناہ معلوم نہیں

غیر انی کنت ذات یوم اصلی فمرت بی امراة فنظرت الیها بعینی هذه فلما جاوزت ادخلت اصبعی

سوای اسکی کہ میں ایکدن نماز پڑہتا تہا میری پاس کو ایک عورت آگئی سو میں نی اوسکی طرف اس آنکہہ سی دیکہا جب وہ چلی گئی تو میں نی اپنی اونگلی آنکہہ

فی عینی فانتزعتها فاتبعت المراة بها فقال له عیسی علیه السلام فادع حتی اؤمن علی دعائك فدعا

میں ڈال کر آنکہہ نکال لی اور اوس عورت کی پیچہی پہینک دی پہر اوس سی عیسی علیه السلام نی کہا تو دعا مانگ او میں تیری دعا پر آمین کہوں پہر اوسنی دعا کی

فتجللت السماء سحابا فسقوا وروی عن عطاء السلمی انه قال منعنا الغیث فخرجنا نستسقی

پہر تو آسمان میں گہٹا گہر گئی اور مینہہ برسا اور عطاء سلمی سی روایت ہی کہتا ہی کہ ہمپر مینہہ برسنا بند ہوگیا سو ہم استسقا کی واسطی نکلی

فاذا نحن بسعدون المجنون فی المقابر فنظر الی فقال یا عطاء هذا یوم النشور او بعث من فی القبور

ناگاہ گورستان میں سعدون دیوانہ مل گیا میری طرف دیکہہ کر کہنی لگا ای عطا یہہ دن نشر کا ہی یا قبروں سی مردوں کی اوٹہنی کا

فقلت لا لکنا منعنا الغیث فخرجنا نستسقی فقال یا عطاء بقلوب سماویة او بقلوب

میں نی کہا نہیں تو پر ہم پر سی مینہہ برسنا بند ہوگیا اسلئی استسقا کی واسطی باہر آئی ہیں پہر کہا ای عطا آسمانی دل لیکر آئی ہو یا زمینی دل

ارضیة فقلت بل بقلوب سماویة فقال هیهات یا عطاء قل للمبهرجین لا یبهرجوا فان الناقد

میں نی کہا نہیں بلکہ آسمانی دل لیکر آئی ہیں پہر کہا افسوس ہی ای عطا کہوٹی شخصوں سی کہدی کہوٹی نہ بنیں کیونکہ پرکہنی والا

بصیر ثم نظر الی السماء فقال الهی وسیدی لا تهلك بلادك بذنوب عبادك ولکن بالمکنون

بینا ہی پہر آسمان کی طرف دیکہہ کر کہا الٰہی وسیدی اپنی شہروں کو گنہگار بندوں کی بدلی میں ہلاک مت کر لیکن اپنی پوشیدہ

من اسمائك وما وارت الحجب من آلائك اسقنا ماء غدقا تحیی به البلاد وتروی به العباد یا من هو علی

ناموں کی برکت سی اور جو کہ تیری نعمتیں پس پردہ ہیں ہمکو پانی بی انتہا پلا جسمیں تمام شہر زندہ اور بندی سیراب ہوجاویں اوہ وہ

کل شئ قدیر قال العطاء فما استتم الکلام حتی ارعدت السماء وابرقت وجاءت بمطر کافواه القرب

جو ہرشی پر قدرت رکہتا ہی عطا بیان کرتا ہی کہ اوسنی ابہی دعا پوری کی تہی کہ آسمان گرجا اور بجلی چمکی اور مینہہ برسنی لگا جیسی مشک منہہ کہل جاتا ہی

وروی عن ابن المبارك انه قال قدمت المدينة فی عام شديد القحط فخرج الناس يستسقون وخرجت
اور ابن مبارک سی روایت ہی وہ کہتا ہی کہ مین مدینہ مین ایسی سال مین آیا کہ بڑا سخت کال پڑ رہا تہا سو تمام لوگ واسطی دعاء استسقا کی نکلی اور مین بہی

معهم اذا اقبل غلام اسود عليه قطعتی الخلس قد اتزر باحدهما والقی الاخری علی عاتقه فجلس الی جنبی فسمعته
اونکی ساتہہ چلا ناگاہ ایک حبشی لڑکا موٹی کملی کی چیتہڑی لگی ہوئی کہ ایک کا اوسنی سی تہبند کر رکہا تہا اور دوسرا اپنی مونڈہی پر ڈال رکہا تہا آکر میری برابر بیٹہہ گیا پس مینی سنا

يقول الهی اخلقت الوجوه عند كثرة الذنوب ومساوی الاعمال وقد احتبس عنا غيث السماء
کہ وہ کہتا تہا الٰہی گناہون کی کثرت اور اعمال کی برائی سی چہری بگڑ گئی اور ہمپر آسمان سی مینہہ برسنا موقوف ہوا

لتودب بذلك عبادك فاسئلك يا حليما ذا اناة يا من لا يعرف عباده عنه الا الجميل ان يستقيهم
تاکہ تیری بندی ادب پذیر ہون سو مین تجہسی سوال کرتا ہون ای حلیم سخاوت والی ای وہ ذات جسکی بندہ سوائی رحمت کی کچہہ نہین جانتی تو ابہی مینہہ برسا

الساعة فلم يزل يقول الساعة الساعة حتی اكتسب السماء بالغمام واقبل المطر من كل مكان
کر دی پہر وہ یہہ ہی کہی جاتا تہا ابہی ابہی یہان تک کہ آسمان مین گہٹا گہر گئی اور ہر طرف سی مینہہ برسنا شروع ہوا

فعلی هذا ينبغی للحاكم ان يستسقی بصلحاء الناس وضعفائهم وفقرائهم لاجل الدواب الهائمة
اس بیان کی موافق حاکم کو لازم ہی کہ استسقا کی دعا صلحا اور ضعفون اور فقیرون سی واسطی پیاسی چوپاؤن

والانعام السائمة والاطفال المجلة لما روی انه عليه السلام قال لولا صبيان رضع وبهائم رتع
اور چرندہ مویشی اور بچون جلد با ہانکنی والون کی واسطی کرای الواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر دودہ پیتی بچی اور چرتی ہوئی جانور

وعباد ركع لصب عليكم العذاب صبا ويقول فی دعائه كما قال النبی عليه السلام اللهم اسق عبادك
اور عابد بندی نہوتی تو تمپر عذاب ٹوٹ پڑتا اور دعا اوسی طرح کری جیسی نبی علیہ السلام نی کی ہی الٰہی پانی دی اپنی بندون کو

وبهائمك وانشر رحمتك واحی بلدك الميت ويستقبل القبلة بالدعاء قائما والناس قاعدون
اور اپنی بہایم کو پانی پلا اور اپنی رحمت پہنچا اور اپنی مردہ شہر زندہ کر اور رو بقبلہ کہڑا ہو کر دعا مانگی اور باقی لوگ رو بقبلہ بیٹہی رہین

مستقبلين القبلة لما روی انه عليه السلام استقبل القبلة ودعا فاذا دعی يوقن بالاجابة
سو اسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی رو بقبلہ ہو کر دعا کی تہی اور جب دعا مانگی تو قبولیت کا یقین کری

ويصدق رجاءه لما روی انه عليه السلام قال ادعو الله وانتم موقنون بالاجابة وقد قال الله تعالى
اور اپنی امید قوی ہوئی جانی اسو اسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ سی قبولیت کا یقین کرکی دعا مانگو اور اللہ تعالی نی ہی فرماتا ہی

ادْعُونِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ وقال فی اية اخری وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَاِنِّي قَرِيبٌ اُجِيبُ دَعْوَةَ
مجہکو پکارو کہ پہنچون تمہاری پکار کو اور ایک اور ایت مین فرمایا ہی اور جب تجہسی پوچہین بندی میری مجہکو تو مین نزدیک ہون پہنچتا ہون پکارتی کی پکار کو

الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ويجتهد فی الدعاء سرا ويقول اللهم انك امرتنا بدعائك ووعدتنا اجابتك
جسوقت مجہکو پکارتا ہی اور دعا مین خوب مبالغہ کری پوشیدہ یون کہی الٰہی تو نی ہمکو اپنی سی دعا کرنیکا حکم کیا اور قبولیت کا وعدہ کیا

فقد دعوناك كما امرتنا فاجبنا كما وعدتنا اللهم فامنن علينا بمغفرة ما قرطنا واجابتك فی سقيانا
سو ہمنی تو تیری حکم کی موافق دعا مانگی اب تو اپنی وعدہ کی موافق قبول کر الٰہی ہماری زیادتیان بخش کر اور اپنی قبولیت سی پانی برسا کر

وسعة رزقنا ويستحب للناس اذا كان فيهم رجل مشهود بالصلاح ان يستسقوا به ويقولوا
اور فراخی رزق کی دی کر ہمپر منت کر اور لوگون کو مستحب ہی کہ اگر کوئی شخص ویسا نیکبخت مشہور ہو تو وسی سی استسقا کی دعا کرائین اور یون کہین

اللهم انا نستسقی ونستشفع اليك بعبدك فلان اذ روی فی صحيح البخاری ان عمر بن الخطاب كان
الٰہی ہم تجہسی مینہہ مانگتی ہین اور تیری سامنی تیری فلانی بندہ سی شفاعت کراتی ہین اسلئی کہ صحیح بخاری مین روایت ہی کہ عمر بن الخطاب

اذا قحطوا يستسقي بالعباس ويقول اللهم انا كنا نتوسل اليك بنبينا محمد عليه السلام فتسقينا وانا
جب قحط پڑتا تو حضرت عباس کی وسیلہ سی دعا استسقا کرتی یوں کہتی الٰہی ہم تیری سامنی اپنی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ کیا کرتی تہی سو تو مینہہ برساتا تہا اب ہم
نتوسل اليك بعم نبينا محمد عليه السلام فاسقنا فيسقون وليس في الاستسقاء عند ابي حنيفة رح
تیری سامنی اپنی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا کو وسیلہ کرتی ہین سو ہمکو پانی دی پس مینہہ برستا تہا اور استسقاء مین امام ابوحنیفہ کی نزدیک کوئی
صلوٰة مسنونة بالجماعة فان صلى الناس وحدانا جاز وانما الاستسقاء عنده دعاء واستغفار
نماز مسنون جماعت سی ثابت نہین ہی اگر لوگ جدا جدا نماز پڑہ لین تو جایز ہی امام کی نزدیک استسقاء صرف دعا اور استغفار ہی
لقوله تعالى فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ
اس دلیل سی تو مینی کہا گناہ بخشواؤ اپنی رب سی بیشک وہ ہی بخشنی والا چہوڑ دی آسمان کی تیرہ دہاریں اور بڑہتی دی تمکو مال اور
بَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا فهذه الاية وان كانت حكاية لما قال نوح النبي عليه السلام لقومه
بیٹوں سی اور بنادی تمکو باغ اور بنادی تمکو نہرین پس یہہ آیت اگرچہ نوح نبی علیہ السلام کی قول کی حکایت ہی جو اپنی قوم کو فرمایا تہا
لكن يصح الاستدلال بها لان شريعة من قبلنا شريعة لنا اذا قصها الله تعالى في كتابه ولم ينكرها ولم يرد
پر اس آیت سی استدلال صحیح ہی اس لئی کہ ہم سی پہلی شریعتین ہی ہماری لئی شریعت ہین جب اوسکو اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مین بیان فرماوی اور اوسکا انکار نکری اور نہ
فيها النسخ كما في هذه الاية فانه تعالى بين فيها ان الاستغفار سبب لارسال السماء وهو المطر اذ روى ان
اوسکا نسخ وارد ہو جیسی اس آیت مین ہی پس اللہ تعالیٰ نی اس آیت مین یہہ بیان فرمایا کہ استغفار کی سبب سی مینہہ برستا ہی اس واسطی کہ روایت ہی
نوح النبي عليه السلام كذبه قومه بعد تكرير الدعوة دهرا طويلا فحبس الله تعالى عليهم المطر واعقم
کہ نوح نبی علیہ السلام کو اوسکی قوم نی بعد تکرار دعوت کی مدت دراز تک تکذیب کی سو اللہ تعالیٰ نی چالیس برس تک اور بعضی کہتی ہین
ارحام نسائهم اربعين سنة وقيل سبعين سنة فوعدهم نوح النبي عليه السلام انهم ان استغفروا من
ستر برس تک اونپر مینہہ برسانا بند کیا اور عورتوں کو بانجہ کر دیا پہر نوح نبی علیہ السلام نی دلسوزی وعدہ کیا کہ اگر وہ اپنی گناہوں سی توبہ کرین تو آخر کو
ذنوبهم يرزقهم الله تعالى الخصب ويرفع عنهم ما كانوا فيه فعلم منه ان المسنون في الاستسقاء الدعاء والاستغفار
اللہ تعالیٰ نازل کی اور رزق کی فراخی دی اور جس مصیبت مین مبتلا ہین وہ دور کر دی اس سی معلوم ہوا کہ استسقاء مین دعا اور استغفار ہی مسنون ہی
وروى عن انس ان رجلا دخل المسجد يوم الجمعة ورسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب فقال يا رسول
اور انس سی روایت ہی کہ ایک شخص جمعہ کی دن مسجد مین آیا اوسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تہی اوسنی عرض کیا یا رسول اللہ
الله صلى الله عليه وسلم هلك المواشي وخشينا الهلاك على انفسنا فادع الله تعالى ان يسقينا ورفع رسول
صلی اللہ علیہ وسلم مواشی تو مر گئی اب ہمکو اپنی جانوں کا خوف ہی سو تم اللہ تعالیٰ سی دعا کرو کہ ہمکو پانی عنایت کری پہر رسول
الله صلى الله عليه وسلم يديه قال اللهم اسقنا غيثا مغيثا مريئا غدقا مغدقا عاجلا غير اجل قال الراوي
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی دونوں ہاتہہ اوٹہا کر دعا کی الٰہی مینہہ برسا اچہا مینہہ تازہ کرنیوالا بہت فائدہ مند ابہی دیر نہو راوی کہتا ہی
فما كان في السماء قزعة فارتفع السحاب من ههنا وههنا حتى صار ركاما ثم مطرت سبعا من الجمعة الى الجمعة
کہ آسمان مین کچہہ ابر نہ تہا پہر ادہر ادہر سی ابر نمودار ہونی لگا یہانتک کہ گہٹا گہر گئی پہر سات دن تک اوس جمعہ سی اگلی جمعہ تک برس گیا
ودخل ذلك الرجل المسجد في الجمعة القابلة ورسول الله عليه السلام يخطب والسماء تسكب فقال يا رسول
پہر وہی شخص اگلی جمعہ کو مسجد مین آیا اوسوقت بہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تہی اور مینہہ برستا تہا عرض کیا یا رسول
الله تهدم البنيان وانقطعت السبل فادع الله تعالى ان يمسكه فتبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم
اللہ گہر کی گر پڑے گئی اور رستی بند ہو گئی سو دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مینہہ کہول دی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

بملالة بنی ادم ثم رفع يديه فقال اللهم حوالينا لا علينا اللهم على الاكام والظراب وبطون الاودية ومنابت

بنی آدم کی ملالت سے تبسم کیا پھر دونو ہاتھ اوٹھا کر یہہ دعا کی الٰہی ہماری گرد نواح پر برسا ہم پر نہیں الٰہی ٹیلون اور زمین کی پشتون پر اور پہاڑون پر اور نالون کی اندر اور جہان

الشجر قال الراوی فما كان فی السماء خرقا فانجابت السحاب عن المدينة حتی صارت حولها كالاكليل فالراوی

درخت پیدا ہوتی ہون راوی کہتا ہے آسمان میں کہین ذرہ کہلا ہوا نہا سو مدینہ کی اوپر سے ابر کہل گیا یہان تک کہ اوسکی گرد تاج کی مثال ہو گیا پس راوی نی اس خبر مین

لم يذكر فی هذا الخبر غير الدعاء فعلم منه ان الصلوة فی الاستسقاء غير مسنونة وقد ثبت ان عمر

سوا دعا کی اور کچھہ بیان نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ استسقاء مین نماز مسنون نہین ہے اور بیشک ثابت ہوا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نی

استسقی ولم يصل ولو كانت الصلوة سنة لما تركها لانه كان اشد الناس اتباعا السنة رسول الله عليه السلام

استسقاء کی دعا کی اور نماز نہیں پڑہی اور اگر نماز مسنون ہوتی تو عمر رضی اللہ عنہ ہرگز نچھوڑتی اسلئی کہ عمر کی برابر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع کوئی نہین تہا

صلی فيه ركعتين كصلوة العيد فذلك انما يدل علی الجواز وليس الكلام فيه بل الكلام فی كونها سنة والسنة

استسقاء مین دو رکعت عید کی سی نماز پڑہی سو اس سے جواز معلوم ہوتا ہے اور اسمین کلام نہین ہے بلکہ کلام مسنون ہونی مین ہے اور سنت ہونا ایسی حکایات سے

لا تثبت بمثله بل انما تثبت بالمواظبة ولم يوجد المواظبة لانه عليه السلام فعلها مرة وتركها اخری ولم يكن

ثابت نہین ہوتا سنت ہونا مواظبت سے ثابت ہوتا ہے اور مواظبت نہین پائی جاتی اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی کبہی اسکو کیا اور کبہی ترک کیا اور عمل کرنا

فعله اكبر من تركه حتی يكون مواظبة وقالا يصلی الامام بالناس ركعتين كصلوة العيد بلا اذان ولا اقامة

ترک کرنی سے زیادہ نہین تہا جسکو مواظبت کہہ سکین اور صاحبین کہتی ہین کہ امام لوگون کو ہمراہ لیکر عید کی طرح دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کی پڑہی

مع التكبيرات الزوائد والجهر بالقراءة ثم يخطب خطبتين يفصل بينهما بجلسة خفيفة ويكون الاستغفار

اور تکبیرات زوائد ادا کری اور قرأت پکار کر پڑہی پہر دو خطبہ پڑہی دونو کی بیچمین ہلکا سا جلسہ کری اور استغفار دونو خطبون کا عمدہ مضمون ہو

معظم الخطبتين فاذا فرغ من الخطبة يستقبل القبلة ويحول رداءه فی هذه الساعة تفاؤلا بتحويل الحال

جب خطبہ پڑہ چکی تو روبقبلہ ہوکر اب چادر کو واسطی تفاول بدل جانی حالت کی اولٹی

فيجعل ما علی اليمين علی الشمال وما علی الشمال علی اليمين ثم يدعو ويقول فی دعائه اللهم اسق عبادك وبهائمك

پس داہنی طرف کا پلہ بائین طرف کرلی اور بائین طرف کا پلہ داہنی طرف کرلی پہر دعا مانگی اور دعا کی اندر یہہ مضمون ادا کری الٰہی اپنی بندون اور اپنی حیوانات کو پانی دی

وانشر رحمتك واحی بلادك الميت اللهم انك امرتنا بدعائك ووعدتنا اجابتك فقد دعوناك كما امرتنا

اور اپنی رحمت کو وسیع کر اور اپنی مردہ شہر زندہ کر الٰہی تو نی ہمکو دعا کرنیکا حکم دیا اور قبول کرنیکا وعدہ فرمایا سو ہم تو بیشک تیری حکم کی موافق دعا مانگ چکی

فاجبنا كما وعدتنا اللهم فامنن علينا بمغفرة ما قرطنا واجابتك فی سقيانا وسعة رزقنا اللهم لا تهلك بلادك بذنوب

اب تو اپنی وعدی کی موافق قبول کر الٰہی ہماری زیادتیان بخش کر اور اپنی قبولیت سے ہمکو پانی دیکر اور رزق کی فراخی کرکر ہمپر منت کر الٰہی گنہگار بندون کی بدلے اپنی شہرون کو

عبادك ولكن برحمتك الشاملة ونعمتك الكاملة اسقنا ماء غدقا يحيی به البلاد وتروی به العباد انك

ولیکن اپنی رحمت شامل اور نعمت کامل سے ہمکو اتنا بہت پانی دی جس سے شہر زندہ اور تمام بندی سیراب ہو جاوین تو بیشک

علی كل شیء قدير ربنا آتنا فی الدنيا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار المجلس السادس

ہر شی پر قادر ہے اے رب ہماری ہمکو دنیا مین خوبی اور آخرت مین خوبی دی اور ہمکو دوزخ کی عذاب سے بچا چہیالیسوین

والاربعون فی بيان وجوب تعليم الفرائض والقرآن ولحن الخفی والجلی

مجلس مین بیان وجوب تعلیم فرایض کا اور قرآن کا اور لحن پوشیدہ اور ظاہر کا

قال رسول الله صلی الله عليه وسلم تعلموا الفرائض والقرآن فانی مقبوض هذا الحديث من حسان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا سیکہو فرایض اور قرآن کو کیونکہ مین قبض ہونیوالا ہون یہہ حدیث مصابیح کی

المصابیح رواہا ابو هریرة وفیہ تحریض للامة علی تعلم النوعین من العلم لانهما لاینلقفان التلقف بمعنی

حسن حدیثون میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسمین امت کی لئی دونوں قسم علم کی سیکھنی کی ترغیب ہی کیونکہ یہہ دونو سوای نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور سی

الاخذ الا منہ علیہ السلام فانہ علیہ السلام اذا قبض لا یحصل للناس منهما شئ بعدہ الا ما تعلموا منہ

نہین حاصل ہوتی تلقف کا معنی لینی کی ہین کیونکہ نبی علیہ السلام نی جب وفات کی تو پھر بعد اوکی لوگون کو دونو مین سی کوئی علم نہین حاصل ہو سکتا مگر وہی جو سیکھ چکی

وهما الفرائض والقرآن اما الفرائض فقد ذهب بعض الناس الی ان المراد بها قسمة المواریث ولا دلیل لہ

اور وہ دونو علم فرائض اور قرآن ہی جسمین فرائض سی مراد تو بعضی لوگ وراثت کا تقسیم کرنا بتاتی ہین اور موافق ذکر توریشتی کی اس خصوصیت کی دلیل نہین معلوم ہوتی

فی هذا التخصیص علی ما ذکرہ التوربشتی بل الصحیح ان المراد بها الفرائض التی فرضها اللہ تعالی علی عبادہ

بلکہ صحیح یہہ ہی کہ مراد اس سی وہ امور ضروری ہین جو اللہ تعالی نی اپنی بندون پر فرض کردی ہین

واما القرآن علی ما ذکر فی الاصول فهو ما کان منقولا بالتواتر کالقراءة السبع المعروفة التی اختارها الائمة

اور رہا قرآن علم اصول کی مضمون کی موافق وہ ہی جو تواتر سی منقول ہی جیسی ساتون قرائتین مشہور جسکو قراءت کی ساتون اماموں نی اختیار کر رکھا ہی

السبعة من القراء لا ما کان منقولا بلا تواتر فانہ لیس بقرآن بل هو من القراءة الشاذة سواء نقلت بطریق الشهرة

وہ نہیں ہی جو بلا تواتر منقول ہی سو یہہ قرآن کی احکام مین داخل نہین ہی بلکہ وہ قراءت شاذہ ہی برابر ہی کہ بطریق شہرت منقول ہو

او بطریق الاحاد والنقل بالتواتر شرط فی کون المنقول قرآنا سواء کان فی جوهر اللفظ او فی هیئتہ والمراد من

یا بطریق آحاد اور نقل بالتواتر منقول کی لئی قرآن ہونے مین شرط ہی برابر ہی کہ جوہر لفظ مین ہو یا اوسکی صورت مین اور جوہر لفظ سی یہہ مراد ہی

جوهر اللفظ ان یختلف خطوط المصاحف فی القرات السبع نحو مالک یوم الدین وملک یوم الدین والمراد من

کہ خطوط مصاحف کی قراءت سبعہ مین بدل جاوین جیسی مالک یوم الدین اور ملک یوم الدین اور مراد لفظ کی

هیئة اللفظ ان لا یختلف خطوط المصاحف فی القراءة السبع کالتفخیم والامالة ونحوها فاذا کان

ہیئت سی یہہ ہی کہ مصاحف کی خطوط قراءت سبعہ مین نہ بدلین جیسی امالہ نہ کرنا اور امالہ کرنا اور مانند اسکی اور جب

النقل بالتواتر شرطا فی کون المنقول قرآنا ظهر ان الشاذ سواء نقل بطریق الشهرة او بطریق الاحاد لا یکون لہ

نقل بالتواتر منقول کی قرآن ہونی مین شرط ہوئی تو ظاہر ہوا کہ قراءت شاذ برابر ہی کہ نقل بطریق مشہور ہو یا بطریق احاد ہو اسکو

حکم القرآن حتی لا یجوز قراءتہ فی الصلوة والحاصل ان المشهورین من ائمة القراء هم السبعة المذکورون فی

حکم قرآن کا نہیں ہوگا یہان تک کہ اوسکو نماز کی اندر پڑھنا جایز نہین خلاصہ یہہ ہی کہ قراءت کی مشہور امام وہ ہی ساتون ہین جو

التیسیر والشاطبی وهم عاصم وحمزة والکسائی هذہ الثلثة من الکوفة وابن کثیر من مکة ونافع من المدینة

تیسیر اور شاطبی مین مذکور ہین اور وہ یہہ ہین عاصم اور حمزہ اور کسائی یہہ تینون تو کوفہ کی ہین اور ابن کثیر مکہ کا اور نافع مدینہ کا

وابو عمرو من البصرة وابن عامر من الشام وقد ثبت شیوخ ثلثة آخرون وهم یعقوب بن اسحق ویزید بن

اور ابو عمرو بصرہ کا اور ابن عامر شام کا اور تین شیخ اور بھی ثابت ہین وہ یہہ ہین یعقوب بن اسحاق اور یزید بن

القعقاع وخلف بن هشام والصحیح ان احکام القرآن من جواز الصلوة وغیرہ جاریة فی هذہ الثلثة ایضا

قعقاع اور خلف بن ہشام اور صحیح یہہ ہی کہ احکام قرآن کی یعنی نماز کا جایز ہونا اور سوا اسکی ان تینوں مین بھی

کالسبعة واما ما وراءها من القراءة الشاذة مشهورا کان او غیر مشهور فلا خلاف فی عدم جواز قراءتہ فی

اون ساتون کی مانند جاری ہین اور جو ہی سوا اونکی اور شاذ قراءتین مشہور ہون یا غیر مشہور اسمین خلاف نہیں ہی کہ وہ نماز مین پڑھنی جایز نہیں ہین

الصلوة وانما الخلاف فی فسادها قال الاصفهانی ما لم یتواتر من القرات الشاذة فحکمها فی الصلوة حکم کلام البشر

اور خلاف ہی تو نماز کی فاسد کرنی مین ہی اصفہانی کہتا ہی کہ قراءت شاذہ جبتک متواتر نہو تو اوسکا حکم نماز کی اندر حکم آدمی کی کلام کا سا ہی

واذا لم يكن الشاذ فيه حكم القرآن ولم يجز قراءته في الصلوٰة فما ظنك بالقراءة التي ليست من القراءات المتواترة

اور جب قرارت شاذہ میں حکم قرآن کا نہیں ہی اور نہ اوسکا نماز میں پڑھنا جایز ہی تو پھر تیرا کیا خیال ہی اوس قرات میں جو نہ قرارت متواترہ سی ہی

ولا من القراءة الشاذة بل هي لحن محض هل يكون له حكم القرآن وهل يجوز قراءته في الصلوٰة التي هي فرض على الناس

اور نہ قرارت شاذہ سی بلکہ وہ صرف ترنم ہی تو کیا اوسکو حکم قرآن کا ہو سکتا ہی اور کیا اوسکا پڑھنا نماز میں جایز ہو سکتا ہی جو کہ لوگوں کی ذمہ پر

بعد الايمان واحد اركانها قراءة القرآن الذي انزل بافصح اللغات فلابد ان يقرأ بافصح اللغات ولا يتحقق ذلك

بعد ایمان کی فرض ہی اور اوسکی ارکان میں سی قرارت قرآن کی ہی جو بڑی فصیح زبان میں نازل ہوا ہی اب ضروری کہ اوسکو فصیح زبان سی پڑھیں اور فصاحت

الا بالتجويد فعلى هذا يكون العمل بالتجويد فرضا لازما لانه تعالى انزل القرآن بالتجويد حيث قال ورتلناه ترتيلا

بدون تجوید کی نہیں ہو سکتی اس بیان کی موافق تجوید فرض لازم ہوئی اس لئی کہ اللہ تعالی نی قرآن کو تجوید کی ساتھ اوتارا ہی اسلئی کہ کہتا ہی اور پڑھ سایا ہمنی اوسکو ٹھیر ٹھیر کر

فقال الترتيل تجويد الحروف ومعرفة الوقوف وليس المراد بالتجويد قراءة تمضيغ اللسان وتقصير الفم وتعويج الفك

سو علی نی فرمایا ترتیل حروف کی تجوید ہی اور وقفوں کا معلوم کرنا اور تجوید سی مراد ایسی قرارت نہیں ہی کہ زبان کو چباوی اور منہہ کو دباوی اور جبڑی کو ٹیڑھا کری

وترديد الصوت اذ هي قراءة تنفر عنها الطباع ولا يقبلها القلوب والاسماع بل هو قراءة سهلة لطيفة لا مضغ

اور آواز کو گردش دی اسواسطی کہ ایسی قرارت سی طبیعتوں کو نفرت آتی ہی اور نہ دل اور کان پسند کرتی ہیں بلکہ تجوید ایسی قرارت سہل لطیف ہی نہ اوسمیں زبان کا

فيها ولا تعسف ولا تكلف فاذا كان التجويد فرضا يكون ما ينافيه حراما لان القرآن انما كان معجزا بفصاحة

چبانا ہی اور نہ بی راہی آواز کی ہی اور نہ کچھ تکلف ہی جب تجوید فرض ہوئی تو اوسکی برخلاف حرام ہوا اسلئی کہ قرآن تو اپنی فصاحت الفاظ اور بلاغت معنی سی معجزہ

نظمه وبلاغة معناه ... بالتجويد فقراءته بالفصاحة واذا لم يقرأ بالفصاحة يكون لحنا واللحن

سو اوسکا بجویدتی ... پڑھنا فصیح ہی اور جب فصاحت کی ساتھ نہ پڑھا تو پھر لحن ہو جاتا ہی اور لحن

في لغة العرب يجيء على معان والمراد به هٰهنا الخطاء والميل عن الصواب وهو جلي وخفي اما الجلي فهو خطأ يطرأ

لغت عرب میں کئی معنوں میں آتا ہی اور لحن سی مراد یہاں خطا اور راہ صواب سی الگ ہو جانا ہی اور لحن ایک جلی ہی اور ایک خفی لحن جلی جو الفاظ پر آتا ہی

الالفاظ ويخل بالمعنى في بعض المواضع فيفسد الصلوٰة وهذا اللحن يشترك في معرفته علماء القراءة وغيرهم

تو صرف خطا ہی اور بعضی جگہ معنی بگاڑ دیتا ہی پھر نماز بھی فاسد ہو جاتی ہی یہہ لحن سب علماء کو معلوم ہوتا ہی یعنی علماء قرارت اور اور علماء سب پہچانتی ہیں

اذ هو قد يكون بتغيير الحركات والسكنات الاعرابية والبنائية وقد يكون بنقص حرف وزيادته وابداله الى حرف

اسواسطی کہ یہہ لحن کبھی تو حرکات اور سکنات اعرابی اور بنائی کی بدلنی سی ہوتا ہی اور کبھی حرف کی کم و بیشی اور ایک حرف سی دوسرا حرف بدلنی سی ہوتا ہی

اخر واما الخفي فهو خلل يطرأ الالفاظ لكن لا يخل بالمعنى ولا يفسد الصلوٰة بل يخل بالفصاحة ويورث القباحة

اور لحن خفی سو وہ الفاظ کو بگاڑتا ہی پر معنی نہیں بگاڑتا اور نماز بھی نہیں جاتی بلکہ فصاحت میں خلل اور قباحت پیدا کرتا ہی

ولذا حرم في القرآن كما ذكر في البزازية ان اللحن فيه حرام بلا خلاف اذ قال الله تعالى قرآنا عربيا غير ذي عوج

اسی لئی قرآن کی اندر حرام ہی چنانچہ بزازیہ میں مذکور ہی کہ قرآن میں لحن بلا خلاف حرام ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی قرآن ہی عربی زبان کا جسمیں کجی نہیں

وهذا اللحن يختص بمعرفة علماء القراءة اذ هو انما يكون بتكرير الراءات وتطنين النونات وتغليظ اللامات وتشقيق

اس لحن کو صرف علماء قرارت ہی پہچانتی ہیں اسلئی کہ یہہ لحن یہہ ہی حرف را کی بڑہانی سی اور نون کی گنگناہٹ سی اور لام کی پر کرنی سی اور غنہ کو ناک سی

الغنة وغير ذلك من ترك الادغام في محل الادغام وترك الاخفاء في محل الاخفاء وترك الاظهار في محل الاظهار وترك الاقلاب

نکالنی سی ہوتا ہی اور سوا اسکی جیسی ادغام کی جگہہ فک ادغام اور اخفا کی جگہ ترک اخفا اور اظہار کی مقام پر ترک اظہار اور ترک کرنا بدلنی کا

في محل الاقلاب وترك التفخيم في محل التفخيم وترك الترقيق في محل الترقيق فان ذلك كله وان لم يخل بالمعنى

... اور ترک کرنا پر کرنیکو جگہ پر کرنیکی اور ترک کرنا باریک کرنیکا جگہ باریک کرنیکی بیشک یہہ تمام باتیں اگرچہ معنی نہیں بگاڑتی

والمراد بالترتيل التجويد لما سئل علي رضي الله عنه عن قوله تعالى ورتل القرآن ترتيلا ١٢ م

بل انما یخل باللفظ لفساد رونقه وذهاب حسنه لکن یخل بالفصاحة ولا قائل من اهل الایمان

سکہ نقد بگڑ جاتا ہی کیونکہ لفظ کی رونق اور حسن جاتا رہتا ہی پر فصاحت مین خلل پڑتا ہی اور اہل ایمان مین سی یہہ کوئی قایل نہین ہی

بعدم فصاحة القرآن ولذلك حرمت هذه التغییرات کلها فی الصلوة وغیرها بیان ذلک ان القرآن

کہ قرآن فصیح نہین ہی اور اسہی لئی ایسی ایسی تمام تغیرات نماز کی اندر اور سوا نماز کی حرام ہین اسکا بیان یہہ ہی

انما انزل بافصح اللغات التی هی لغة العرب العرباء وهی لغة قریش وهزیل وهوازن وطی وثقیف والیمن وبنو تمیم

کہ قرآن افصح لغات مین نازل ہوا ہی جو خالص عربون کی بولی ہی اور وہ بولی قریش اور ہزیل اور ہوازن اور طی اور ثقیف اور یمن اور بنو تمیم کی ہی

فلابدان یراعی فیه قواعد لغتهم من اخراج الحروف من مخارجها ومحافظة صفاتها من ترقیق المرقق وتفخیم

اب ضرور ہی کہ انکی بولی کی قاعدی کا رعایت کی جاوین یعنی حرفون کو انکی مخرج سی نکالنا اور نگہبانی انکی صفات کی نرمی کی جگہ نرمی پر کی جگہ

المفخم ومد الممدود وقصر المقصور وادغام المدغم واظهار المظهر واخفاء المخفی وغیر ذلک مما هو لازم فی کلامهم

پر مد کی جگہ مد قصر کی جگہ قصر ادغام کی جگہ ادغام اور اظہار کی جگہ اظہار اور اخفا کی جگہ اخفا اور سوا اسکی جو جو انکی کلام مین ضروری ہی

الذی هو سلیقة لهم لا یحسنون غیره فالقاری اذا لم یراع ذلک یصیر کانه قرء القرآن بغیر لغة العرب وهو

اور جو انکا طریقہ ہی کہ سوائی اوسکی پسند نہین کرتی پس قاری اگر ان تمام امور کی رعایت نکری تو اوسنی قرآن کو گویا سوا عربی کی اور زبان مین پڑہا اب وہ

ان کان قاریا صورة لکنه لیس بقاری حقیقة بل هو هازئ وعدم قراءته اولی من قراءته لانه بهذه القراءة

اگرچہ ظاہر مین قاری ہی پر وہ حقیقت مین قاری نہین ہو بلکہ وہ ٹہٹہا باز ہی ایسی قرات سی نہ پڑہنا ہی بہتر ہی اسلئی کہ ایسی قرارت سی

یصیر من الَّذِینَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ولهذا قال الامام ابن الجوزی

اون لوگون مین داخل ہوگا جسکی دوڑ بہٹک رہی دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجہتی ہین کہ خوب بناتی ہین کام اسہی لئی امام ابن الجوزی

فی کتابه المسمی بالنشر لاشک ان الامة کما هم متعبدون بفهم معانی القرآن متعبدون بتصحیح الفاظه واقامة حروفه علی الصفة المتلقیة

اپنی کتاب مین جسکا نام نشر ہی کہتی ہین بیشک امت کو جیسی کہ قرآن کی فہم معانی کا حکم ہی اوسی طرح صحت الفاظ اور حروف کی قایم رکہنی کا حکم ہی اسطور پر جو قرات کی

من ائمة القراءة المتصلة بالحضرة النبویة الافصحیة العربیة التی لا تجوز مخالفتها ولا العدول عنها الی

اماموں سی منقول اور حضرت نبوی سی فصیح عربیہ کی وضع پر متصل ہوا ہی جسکی مخالفت جایز نہین اور نہ اوسکو چہوڑکر اور وضع اختیار کرنی

غیرها والناس فی ذلک بین محسن ماجور ومسئ اثم ومعذور فمن قدر علی تصحیح کلام الله تعالی باللفظ

اور اس باب مین لوگ کئی وضع کی ہین بعض محسن قابل ثواب کی اور بعضی ناکارہ گنہگار اور بعضی معذور لاچار اب جس سی یہہ ہوسکتا ہی کہ کلام اللہ کو صحت الفاظ

الصحیح العربی الفصیح وعدل عنه الی اللفظ الفاسد العجمی القبیح فانه مقصر بلاشک واثم بلا ریب و

اور فصاحت عربیہ کی وضع پر درست کرسکتا ہو پہر اوس وضع کو چہوڑکر لفظ فاسد عجمی قبیح اختیار کری تو بیشک قصور وار اور بی شبہ گنہگار ہی اور

اما من کان لا یطاوعه لسانه او لا یجد من یرشده الی الصواب فان الله تعالی قال لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا

جس شخص کی زبان قابو مین نہین ہی یا کوئی تجوید سکہانیوالا نہین ملتا تو اللہ تعالی خود فرماتا ہی اللہ تکلیف نہین دیتا کسی شخص کو مگر

وُسْعَهَا لکن یجب علیه ان یجتهد جهده لعل الله یحدث بعد ذلک امرا وقد ذکر فی فتاوی قاضیخان ان

جو اوسکی گنجایش ہی لیکن ایسی شخص کو واجب ہی کہ خوب محنت کی جای شاید کہ اللہ تعالی بعد اسکی قدرت عنایت کری اور فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی

الرجل اذا کان لا یحسن بعض الحروف ینبغی له ان یجتهد ولا یعذر فی ذلک وان کان لا ینطلق لسانه فی

کہ ایسا شخص کہ بعضی حرفون کو ٹہیک طور نہین پڑہ سکتا ہی تو اوسکو لازم ہی کہ خوب محنت کری سمین وہ معذور نہین ہی اور اگر اوسکی زبان بعضی حرف نہین بول سکتی

تلک الحروف ان وجد آیة لیس فیها تلک الحروف تقراها فی صلوته یجوز عند الکل وان قرا الآیة التی فیها

تو اگر ایسی آیت یاوی جسمین وہ حروف نہین ہین اور وہ ہی آیت اپنی نماز مین پڑہی تو بالاتفاق جایز ہی اور اگر ایسی آیت پڑہی جسمین وہ حروف

عدم فهم معانی القرآن واقامة حروفه کلاهم متعبدون

تلك الحروف تجوز صلوته لكن لا يؤم غيره وكذا اذا كان الرجل لا يقف مواضع الوقف او كان يتنحنح عند القراءة

موجود ہیں تو اوسکی نماز تو جایز ہی پر اور کی امامت نکرے اور ایسی ہی جو شخص وقف کی جگہ وقف نکرے یا قرات میں کھنکھار کرے

لا يؤم غيره

المجلس السابع والاربعون فى جواز التغنى فى القرآن وما لا يجوز فيه وغيره

تو اوسکی امامت نکرے سینتالیسویں مجلس قرآن میں تغنی وغیرہ جایز ہونی اور نہ جایز ہونی میں

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس منا من لم يتغن بالقرآن هذا الحديث من صحاح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم میں سے نہیں ہی جو قرآن میں تغنی نکرے یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں

المصابيح رواه سعد بن ابى وقاص والمراد بالتغنى المذكور فيه ليس هو المشهور المعروف بوجوه الاول

میں سے ہی سعد بن ابی وقاص کی روایت سے اور تغنی سے مراد جو اس حدیث میں مذکور ہی وہ تغنی مشہور و معروف نہیں ہی کئی وجہ سے پہلی وجہ یہہ ہی

ان اول الحديث وهو قوله عليه السلام ليس منا يمنع عنه لكون معناه ليس من اهل ملتنا ومن يتبعنا

کہ اول حدیث قول علیہ السلام کا لیس منا اس مراد سے روکتا ہی اسواسطے کہ اسکی معنی یہہ ہیں کہ ہماری دین میں اور ہماری فرمان برداروں میں نہیں ہی

فى امرنا وهو من قبيل الوعيد ولا خلاف بين الامة ان قارئ القرآن من غير التغنى يثاب وماجور فكيف يستحق

اوریہ ایک وعید ہی اور تمام امت میں کسیکو خلاف نہیں ہی کہ بغیر تغنی قرآن پڑھنے والا ثواب دیا جاتا ہی اور ماجور ہی پہر وہ کیونکر سزاوار

الوعيد والثانى ان الفقهاء صرحوا بكون قراءة القرآن بالتغنى معصية ويكون التالى والسامع آثمان

وعید کا ہوا دوسری وجہ یہہ ہی کہ فقہا نے صاف کہدیا ہی کہ تغنی کی ساتہہ قرآن کا پڑہنا گناہ ہی اور پڑہنی والا اور سننی والا دونو گنہگار ہوتی ہیں

بل يكون المستحل كافرا وذلك لان التغنى حرام فى جميع الاديان وكذا اللحن حرام بالاجماع قال البزازى

بلکہ اوسکو حلال سمجہنی والا کافر ہوتا ہی اور یہہ اسلئی کہ تغنی تمام دینوں میں حرام ہی اور ایسی ہی لحن بالاتفاق حرام ہی بزازی کہتا ہی

اللحن حرام بلا خلاف وذكر ابو البركات فى شرح النافع ان التغنى حرام فى جميع الاديان وحكى عن ظهير الدين

لحن بالاتفاق بلا خلاف حرام ہی اور ابو البرکات نی نافع کی شرح میں یہہ ذکر کیا ہی کہ تغنی تمام دینوں میں حرام ہی اور ظہیر الدین مرغینانی سی

المرغينانى ان من قال لمقرئ زماننا عند قراءته احسنت يكفر ووجه كون التحسين كفرا ان قراء هذا

حکایت کرتی ہیں کہ جسنی ہماری وقت کی قاری کو قرات پڑہتی ہوئی کہا احسنت واہ کیا خوب کافر ہوجاتا ہی اور اچہا کہنا کفر اسلئی ہی کہ قرات اس

الزمان قلما يخلو قراءتهم فى المجالس والمحافل عن التغنى والتغنى للناس لما كان حراما بالاجماع كان قطعيا

زمانی کی قاریوں کی مجلسوں اور محفلوں میں تغنی سی خالی نہیں ہی اور تغنی لوگوں کی حق میں جو بالاتفاق حرام ہی تو قطعی ہوئی

ولذلك سماه صاحب الذخيرة كبيرة وكذا صاحب الهداية حيث قال فيها ولا يقبل شهادة من يغنى للناس

اور اسیلئی صاحب ذخیرہ اسکو کبیرہ نام لیتا ہی اور ایسی ہی صاحب ہدایہ جس جگہ تغنی کی باب میں کہا ہی کہ اوسکی گواہی مقبول نہیں جو لوگوں کی لئی تغنی کری

لانه يجمعهم على ارتكاب كبيرة فدل كلامه هذا على ان استماع التغنى كبيرة فاذا كان استماع التغنى كبيرة

اسواسطی کہ اونکو گناہ کبیرہ پر جمع کرتا ہی اس تقریر سی معلوم ہوا کہ تغنی کا سننا گناہ کبیرہ ہی پس جب تغنی کا سننا گناہ کبیرہ ہوا

فكون التغنى كبيرة اولى فالمغنى مرتكب لهذه الكبيرة فتحسينه تحليل للحرام القطعى وهو كفر فظهر من هذا

تو تغنی بطریق اولی کبیرہ ہوگی پس مغنی اس کبیرہ کو اختیار کرتا ہی اب اوسکا اچہا کہنا حرام قطعی حلال کرنا ہی یہہ کفر ہی اب اس سی معلوم ہوا

ان من يحضر الجمعة والجماعة فى هذا الزمان قلما ينجو عن ارتكاب كبيرة لان كثيرا من الخطباء والقراء

کہ جو شخص جمعہ اور جماعت میں آتی ہیں اس زمانہ میں ارتکاب کبیرہ سی بہت کم خالی ہوتی ہیں اسلئی کہ اکثر خطیب اور قاریوں کی خطبی

قلما يخلو خطبتهم وقراءتهم عن التغنى بل هم ياخذون فى الخطبة والقرآن ماخذهم فى الشعر والغزل

اور قرات تغنی سی بہت کم خالی ہیں بلکہ وہ خطبہ اور قرآن میں شعر اور غزل کا رد یہ برتتی ہیں

حتی لا یکاد یفهم ما یقولون وما یقرءون من کثرة النغمات والتقطیعات وکذا حال المؤذنین فی التصلیة والترضیة
یہاں تک کہ بسا اوقات کثرۃ نغمات اور تقطیعات سے سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا تو کہتے ہیں اور کیا پڑھتے ہیں اور ایسے ہی صلی اللہ علیہ وسلم اور رضی اللہ عنہ

والتامین وتکبیرات الانتقالات والسامعون الحاضرون مرتکبون لهذه الکبیرة وربما یستحسنه بعضهم
اور آمین کہنے میں اور تکبیرات انتقالات میں موذنوں کا حال ہے اور سننے والے جو موجود ہوتے ہیں یہہ کبیرہ اختیار کرتے ہیں اور بعض وقت کوئی کوئی اچھا بھی کہنے لگتا ہے

بل هو الاکثر فی اکثرهم لغلبة الهوی وعدم مبالاتهم فی امر الدین فیلزم ان یکفروا علی ما حکی عن ظهیر الدین المرغینانی
بلکہ اکثر اشخاص میں اکثر یہہ ہی ہوتا ہے کیونکہ ہوای نفسانی کا غلبہ اور امر دین میں بے پروائی بہت ہوگئی ہے سو لازم یہہ آتا ہے کہ موافق حکایت ظہیر الدین مرغینانی کی

وکذا من یحضر التراویح فی لیالی رمضان لاستماع تسبیحات المؤذنین فی الجوامع والمساجد فان اسماء الله
کافر ہو جاویں اور ایسے ہی جو تراویح میں ماہ رمضان کی راتوں کو جوامع اور مساجد میں موذنوں کی تسبیحات سننے کی واسطے جمع ہوتے ہیں کیونکہ خلق

الواقعة فیها مثل یا حنان یا منان یا ذا الجود والاحسان ونحو سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی
ناموں میں جو تسبیحات کی اندر آتے ہیں جیسے یا حنان یا منان یا ذا الجود والاحسان اور جیسے سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی

العزة والجبروت وغیر ذلک من الاسماء الحسنی والصفات العلیا بکثرة الابغاء والالحان یغیرونها ویحرفونها و
العزت والجبروت اور اور سوا اسکی اسماء حسنی اور صفات علیا انمیں کثرت سے نغمے اور الحان کر کرا اسقدر تبدیل اور تغیر اور تحریف اور اخفا کر دیتے ہیں

یخفونها الی مرتبة لا یمکن تمییزها وتشخیصها مثل قولهم سوبحان المالیکی الحانان سوبحان المالوکی المانان
کہ ممکن نہیں کہ ذرہ تمیز اور تعیین ہو سکے چنانچہ سبحان الملک الحنان کو یوں پڑھتے ہیں سوبحان المالیکی الحانان سوبحان المالیکی الحانان

بافراط المد فی ضمة السین وفتحة النون والمیم وفی کسرة اللام والکاف وغیر ذلک وکذا الحان الصوفیة مثل
سین کی ضمہ میں اور نون اور میم کی فتحہ میں اور لام اور کاف کی کسرہ میں خوب مد کھینچ کر اور سوا اسکی اور ایسا ہی صوفیوں کا الحان ہے جیسے

قولهم عقب الطعام بزعم الشکر الحمد ولیله الشکر ولیله بمد الدال والراء واللام ونحوها فینبغی للمسلم ان یحترز
کہ کھانا کھاکر شکر کی خیال پر کہا کرتے ہیں الحمد ولیلہ والشکر ولیلہ دال اور راء اور لام کو خوب کھینچکر اور مانند اسکی سو مسلم کو لایق ہے کہ ایسی مجالس میں

عن حضورها وسماعها ویطلب مسجدا خالیا عنها اذ صورتها عبادة وحقیقتها معصیة وکبیرة فلعله
نہ جاوے اور ایسی کلمات نہ سنے اور مسجد جو ان مفاسد سے خالی ہو تلاش کرلے سو اسطے کہ یہہ ظاہر میں تو عبادت ہے اور حقیقت میں معصیت کبیرہ ہے ایسا نہو

یستحسنها وینهدم دینه وهو لا یشعر والحال ان الجهل لا یکون عذرا ولا یظن احد ان المراد بالتغنی للناس قراءة
کہ اسکو اچھا کہنے لگے اور اسکا دین بے خبری میں برباد ہو جاوے اور حال یوں ہے کہ نادانی کوئی عذر نہیں ہے اور کوئی یہہ خیال نہ کرے کہ تغنی لوگوں کی سامنے پڑھنے ہے

الابیات والاشعار بالاصوات الموزونة دون قراءة القرآن والاذکار فانه ظن فاسد بل هو یعم التغنی بالقرآن
کہ بیتیں اور شعر آواز موزون بنا کر سنا دے قرآن اور ذکر میں تغنی نہیں ہوتی یہہ خیال فاسد ہے بلکہ تغنی قرآن وغیرہ سب میں ہوتی ہے

وغیره لان الفقهاء صرحوا بکون قراءة القرآن بالالحان معصیة وبکون التالی والسامع اثمین قال البزازی
اسلئے کہ فقہاء نے صاف کہا ہے کہ قرآن کو الحان سے پڑھنا گناہ ہے اور پڑھنے والا اور سننے والا دونوں گنہگار ہوتے ہیں بزازی کہتا ہے

القرآن بالالحان معصیة والتالی والسامع اثمان والوجه الثالث من تلک الوجوه المذکورة ان الحدیث المذکور
قرآن الحان سے پڑھنا گناہ ہے اور پڑھنے والا اور سننے والا دونوں گنہگار ہوتے ہیں اور تیسری وجہ وجوہات مذکورہ میں سے یہہ ہے کہ یہہ حدیث مذکور

یکون معارضا لما اخرجه الترمذی عن حذیفة انه علیه السلام قال اقرؤا القرآن بلحون العرب واصواتها وایاکم
اوس حدیث سے معارض ہے جو ترمذی نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن کو عرب کی لہجہ اور آواز پہ پڑھا کرو اور فسقوں کی

ولحون اهل الفسق ولحون اهل الکتابین فانه سیجیء بعدی قوم یرجعون القرآن فی ترجیع الغناء والرهبانیة والنوح
لحن سے اور یہود اور نصاری کی لحن سے بچو البتہ قریب ہے میرے بعد ایک قوم ہوگی کہ قرآن میں مانند ترجیع غنا اور راہبوں اور نوحہ گر کی ترجیع کرینگی

ولا یجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب من یعجبهم شانهم ذکر هذا الحدیث الامام الجعبری ۸

اور قرآن اونکی گلونسی نیچی نہ اوتریگا اونکی دل اور اونکی دل جو اونکی وضع پسند کرتی ہین فتنہ مین ہین اس حدیث کو امام جعبری نی

فی شرح الشاطبی وهو اصل عظیم فی هذا الباب الذی هو جواز التغنی بالقرآن وعدم جوازه وعلیه

شاطبی کی شرح مین ذکر کیا ہی اس باب مین یہہ بڑی اصل ہی یعنی قرآن مین تغنی جایز ہونی کی اور نہ جایز ہونی کی اور

یتفرع مسائل هذا الباب ومن لم یقف علی هذا الاصل یغلط کثیرا اذ جعل بعضهم التغنی حراما

اس باب کی مسائل اسہی پر مبنی ہین اور جو شخص اس اصل سی واقف نہین ہی بہت غلطی کرتا ہی اسواسطی کہ بعضی تغنی کو جمیع

فی جمیع الادیان فیلزم اکفار مستحله وبعضهم اجازه فی الشریعة المحمدیة وکذا اللحن فتحیر

ادیان مین حرام کہتی ہین اب لازم آتا ہی کہ حلال سمجھنی والا کافر ہووی اور بعضوں نی شریعت محمدیہ مین جایز رکہا ہی اور ایسی ہی لحن کا حال ہی

الناظر الی هذه الاقوال فلا بد من معرفة معنی التغنی واللحن وما هو المراد منهما عند القائلین

سو جو کہ ان اقوال کو دیکہتا ہی حیران ہوتا ہی اب تغنی اور لحن کی معنوں کا سمجہنا ضرور ہی اور جو ان دونوں سی مراد ہی اونکی جو جواز کی قائل ہین

بالجواز والقائلین بعدم الجواز حتی یتخلص من ورطة التحیر والهلاک اما التغنی فهو اما من الغنی بالکسر

اور اونکی جو ناجایز بتاتی ہین تاکہ وہ حیرانی اور ہلاکت کی بہنور سی خلاص ہووی اب تغنی یا تو مشتق ہی غنی سی جو غین کی زیر سی ہی

والقصر او من الغناء بالکسر والمد فان کان من الاول فهو بمعنی الاستغناء وان کان من الثانی فهو

بدون مد کی اور یا غنا سی مشتق ہی غین کی زیر اور مد سی پہر اگر تغنی اول سی مشتق ہی تو اوسکی معنی استغنا، بی نیاز کا کی ہین اور اگر دوسری سی مشتق ہی تو

بمعنی الترنم والترجیع والتطریب اذ الغناء هو الصوت الموزون الرقیق الحزین والتغنی والترنم والترجیع

اوسکی معنی سرود اور آواز کا بلند اور پست کرنا اور رجہانا اسواسطی کہ غنا یہہ ہی آواز موزون بنی ہووی نرم دلین چبہتی ہوی کو کہتی ہین اور تغنی اور ترنم اور ترجیع

والتطریب استعمال ذلک الصوت الموزون وتردیده فی الحلق بادخاله داخل الحلق مرة واخراجه

اور تطریب اوس آواز موزون کا برتنا اور استعمال کرنا اور اوسکا حلق مین پہرانا کہ ایک بار حلق کی اندر لیجانا اور پہر اوسکا باہر لانا

اخری علی الطریقة المستفادة من الموسیقی وهذا هو المشهور المعروف المراد بالتغنی المحرم فی جمیع

اوس طرز پر جو گویی کرتی ہین اور یہہ ہی مشہور معروف تغنی سی مراد ہی جو کہ تمام دینوں مین حرام ہی

الادیان سواء اقترن بالقرآن او بالاذان او بالخطبة او بالاذکار او بالاشعار او لم یقترن بشیء منها

برابر ہی کہ قرآن مین جاری ہو یا اذان مین یا خطبہ مین یا ذکروں مین یا شعروں مین یا انہین سی کسی مین بہی نہو

ولذلک لما بین صاحب مجمع الفتاوی ان استماع صوت الملاهی کالضرب بالقصب وغیر ذلک

اور اسہی لئی چونکہ صاحب مجمع الفتاوی نی بیان کیا کہ بیشک ملاہی کی آواز کا سننا جیسی ڈنکی وغیرہ سی بجاتا

هی حرام ومعصیة لقوله استماع الملاهی معصیة والجلوس علیها فسق والتلذذ بها من الکفر ومن سمع

یہہ سب حرام اور معصیت ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی کہ سننا ملاہی کا معصیت ہی اور اوسکو پیشہ کرنا فسق ہی اور اوسی مزہ اوٹہانا کفر ہی اور جسکی کان مین

بغتة فلا اثم علیه لکن یجب ان یجتهد کل الجهد حتی لا یسمع لما روی انه علیه السلام ادخل اصبعیه

ناگاہ آواز آگئی تو اوسپر گناہ نہین لیکن واجب ہی کہ تمام تر کوشش کری کہ وہ آواز کان مین نہ آوی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی آواز سنکر اپنی کانون مین

فی اذنیه عند سماعه قال دلت المسئلة علی ان مجرد الغناء والاستماع الیه معصیة وان لم یقترن

اونگلیاں دی لین نہین کہا ہی کہ اس مسئلہ سی معلوم ہوتا ہی کہ مطلق غنا اور اوسکا سننا معصیت ہی اگرچہ کسی شئی مین

بشیء من القرآن وغیره ووجه الدلالة ان الحاصل من الملاهی مجرد الصوت الموزون لا غیر فیکون مجرد

قرآن وغیرہ سی جاری نہو اور وجہ دلالت کی یہہ ہی کہ حاصل ملاہی سی نری آواز موزون ہوتی ہی اور کچھہ نہین ہوتا تو اب صرف

رفع الصوت الموزون وخفضه وترديده في الحلق من غير اقتران بشيء من القرآن وغيره كما يفعله المغنون معصية
آواز موزوں کا بلند کرنا اور پست کرنا اور حلق کی اندر پھیرنا بدون اسکی کہ قرآن وغیرہ میں جاری ہو جیسی کہ خوشخوان پڑھتی ہیں سب گناہ ہی

ولكن اذا اقترن بالقرآن او الاذان او الخطبة وغيرها من الاذكار بل هو اسوء واشنع لانه خلط المعصية بالعبادة
اور ایسی ہی جب قرآن اور اذان اور خطبہ اور اور اذکار میں جاری ہو بلکہ یہہ بدتر اور شنیع تر ہی اسلئی کہ معصیت کو عبادت میں ملا دیا

وتلعب بالدين وان اعتقد هذا الصنيع الشنيع عبادة فهو معصية اخرى اشد استقباحا من الاولى واما اللحن
اور دین میں کھیل شروع کیا اور اگر اعتقاد کرتا ہی کہ یہہ عمل بد عبادت ہی تو یہہ الگ بڑا ہی گناہ پہلی گناہ سی سخت تر ہی اور رہا لحن

فهو على ما فهم من كلام صدر الشريعة في باب الاذان انه قد يكون بتحريف الكلمات بان ينقص حرفا من
سو وہ موافق اوس مضمون کی جو صدر الشریعۃ کی کلام سی باب اذان میں معلوم ہوتا ہی یہہ ہی کہ لحن کبھی کلمات کی تغیر سی ہوتا ہی اسطور کہ کوئی حرف اوسکی حرفوں

حروفها سواء كان حرف مد او غيره او بان يزيد فيها حرفا من حروف المد او غيرها وقد يكون بتغيير صفات
میں سی کم کردی برابر ہی کہ حرف مد ہو یا کوئی اور ہو یا اسطور ہوتا ہی کہ اوسمیں کوئی حرف حروف مد وغیرہ میں سی بڑھا دی اور کبھی حرفوں کی صفات کی بدلنی سی

حروفها بان ينقص شيئا من كيفيات الحروف او يزيد كالحركات والسكنات والمدات وغير ذلك من الادغام والاخفاء
ہوتا ہی اسطور کہ کچھ کیفیات حروف کی کم کردی یا زیادہ کردی جیسی حرکات اور سکنات اور مدات اور سوا اوسکی ادغام اور خفی کرنا

واشباع الحركات وتوفير الغنات ونحوها مما يطول تعدادها على ما ذكر في كتب التجويد وقد يستعمل اللحن بمعنى التغني
اور حرکت کا بڑھا اور غنہ کا پورا کرنا اور مانند اسکی جنکی گنتی بہت ہی چنانچہ کتب تجوید میں مذکور ہی اور کبھی لحن کو تغنی کی معنوں میں لیتی ہیں

وقد يطلق كل من هذه الالفاظ ويراد به مجرد حسن الصوت من غير تغيير لفظ فعلى هذا متى قيل يجوز قراءة القرآن
اور کبھی ان تمام لفظوں سی نری خوش آوازی بدون تغیر لفظ کی مراد ہوتی ہی پس اس اختلاف کی موافق جب کوئی بول کہی کہ قرآن کا

بالالحان يراد به حسن الصوت ولحون العرب كما في قوله عم اقرؤا القرآن بلحون العرب والمراد بلحون العرب اصواتهم الطبيعية التي
پڑھنا الحان سی جایز ہی تو خوش آوازی اور عرب کا لہجہ مراد ہوگا چنانچہ اس حدیث میں ہی قرآن کو عرب کی لہجہ پر پڑھو اور مراد عرب کی لہجہ سی عربوں کی اصلی طبعی

هي مد الممدود وقصر المقصور وترقيق المرقق وتفخيم المفخم وادغام المدغم واظهار المظهر واخفاء المخفي وغير ذلك مما هو لازم في
آوازیں ہیں یعنی دراز کرنا ممدود کا اور قصر کرنا مقصور کا اور ملکا کرنا ملکی کا اور پر کرنا پر کا اور ادغام کرنا قابل ادغام کا اور ظاہر کرنا قابل اظہار کا اور خفی کرنا قابل اخفا کرنا اور سوا اوسکی جو جو عربوں

كلامهم الذي هو سليقتهم لا يحسنون غيره ومتى قيل قراءة القرآن بالالحان حرام يراد به لحون اهل الفسق كما في قوله عم اياكم ولحون
کی کلام میں لوازمات ہیں جو اونکا اصل طریقہ ہی کہ اوسکی خلاف کو اچھا نہیں سمجھتی اور جب کوئی یہہ کہی کہ قرآن کا پڑھنا الحان سی حرام ہی تو اب لحن فاسقوں کی مراد ہیں جیسی اس حدیث میں ہی

اهل الفسق والمراد بلحون اهل الفسق الانغام المستفادة من الموسيقى اذ من يفعلها يكون من اهل الفسق لارتكابه كبيرة
فاسقوں کی لحن سی بچتی رہو اور فاسقوں کی لحن سی وہ نغمات مراد ہیں جو گویوں کی طرز پر ہوتی ہیں اسلئی کہ جو شخص یہہ نغمی کرتا ہی وہ فاسق ہی کیونکہ کبیرہ اختیار کر رکھا ہی

الا ترى ان ابا حنيفة وغيره من المشائخ يبيحون قراءة القرآن بالالحان على ما ذكر في بعض الفتاوى وعلى تقدير كون المراد بها الانغام
دیکھتا نہیں کہ امام ابو حنیفہ وغیرہ مشائخ الحان سی قرآن کا پڑھنا مباح کہتی ہیں چنانچہ بعضی فتاووں میں مذکور ہی اور جس صورت میں کہ مراد اس سی وہ نغمات ہوں

المستفادة من الموسيقى كيف يبيحونها مع صريح النهي عنها بقوله عليه السلام اياكم ولحون اهل الفسق وعلى تقدير كون المراد بها حسن
جو علم موسیقی کی طرز پر ہوتی ہیں تو کیونکر مباح کہہ سکتی باوجودیکہ اس حدیث میں صاف منع فرمایا ہی فاسقوں کی لحن سی بچتی رہو اور اگر مراد اوس سی خوش آوازی

الصوت ولحون العرب كيف لا يبيحونها وقد امر بها النبي عم بقوله اقرؤا القرآن بلحون العرب وقد يقع الغلط على افهام بعض الناس فيظنون المراد بحسن الصوت المطلق
اور لہجہ عرب کا ہو تو کیونکر منع کر سکتی باوجودیکہ نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں ارشاد کیا ہی قرآن کو عرب کی لہجہ پر پڑھا کرو اور بیشک بعضی لوگوں کی سمجھ پر غلطی پڑتی ہی کہ وہ یہہ

في قراءة القرآن في الخطبة والاذان هي التغني المعروف المشهور فيبيحونها كما يزعمون كلا انهم عن هذا المعنى لمعزولون ثم انهم لا يكتفون بما ارتكبوا
جو قرآن کی پڑھنی اور خطبہ اور اذان میں درکار ہی وہ یہی نغمی مشہور و معروف ہی افسوس افسوس اونکی سمجھ پر حق تو یہہ ہی کہ وہ ان معنوں سی بہت دور ہیں پھر یہہ بھی تو نہیں کہ جو اختیار کر رکھا ہی

بل يقعون في طعن السلف الصالحين وينسبون اليهم الفعل المحرم في جميع الاديان حيث يعتقدون ان الغناء
بلکہ علماء سلف کو طعنہ دیتے ہیں اور وہ نسبت ایسی فعل کی جو تمام مذہبوں میں حرام ہی تہمت لیتے ہیں اس واسطی کہ یہہ اعتقاد کرتے ہیں کہ بیشک یہہ غنا

الذي يفعلونه اليوم هذا الذي كان السلف يفعلونه ومعاذ الله ان يظن بهم هذا ومن وقع له ذلك يتعين
کہ جو اب عمل میں آتی ہی یہہ وہی غنا ہی جو سلف بزرگ استعمال کرتی تھی خدا کی پناہ ان کی طرف ایسی گمان سی ۔ اور جسکی خیال میں یہہ بیہودہ گذرتا ہو

عليه ان يتوب عنه ويرجع الى الله تعالى والا فهو من الهالكين الا ترى ان حسن الصوت في الاذان مندوب
تو اوسکو یہہ ہی چاہی کہ اس عقیدہ سی توبہ کری اور خدا کی طرف رجوع کری نہیں تو وہ ہلاک ہوا دیکھتا نہیں کہ حسن صوت اذان میں مستحب

ومطلوب مع ان التغني فيه حرام ومكروه منصوص كراهته في عامة الكتب من المتون والشروح والفتاوى
اور مقصود ہی باوجودیکہ تغنی اذان میں حرام اور مکروہ ہی اوسکی کراہت صاف صاف تمام متنوں اور شرحوں اور فتاووں میں

مع ضرب من التاكيد والتهديد وقد صدر الانكار على فاعله عن النبي عليه السلام وعن الصحابة والتابعين وغيرهم
بتاکید اور تہدید مذکور ہی اور بیشک برائی تغنی کرنیوالی کی نبی علیہ السلام سی اور صحابہ اور تابعین وغیرہ

من السلف والخلف اذ روي عن ابن عباس رضه انه عليه السلام كان له مؤذن يطرب ونهاه عن ذلك وروي ان
اگلی اور پچھلوں سی ثابت ہوتی ہی اس واسطی کہ ابن عباس سی بھی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کی ہاں ایک موذن مطرب تھا اوس موذن کو اس سی باز رکھا اور روایت ہی کہ

رجلا قال لابن عمر اني احبك في الله فقال له ابن عمر اني ابغضك في الله لانك تتغنى في اذانك فظهر من
کہ ایک شخص نی ابن عمر سی کہا میں تمکو اللہ کی واسطی محبوب رکھتا ہوں پس ابن عمر نی جواب دیا میں تجھکو خدا کی واسطی برا جانتا ہوں اسلئی کہ تو اذان میں تغنی کرتا ہی

هذه الوجوه كلها ان المراد بالتغني في الحديث المذكور سابقا ليس ما هو المعروف والمشهور بل المراد به الاعلان
اب ان تمام وجوہات سی ظاہر ہوتا ہی کہ تغنی سی جو پہلی حدیث میں آیا ہی وہ ہی تغنی معروف و مشہور مراد نہیں ہی بلکہ تغنی سی قرآن کا ظاہر پڑھنا

بالقرآن والافصاح به كانه عليه السلام جعل الجهر به تبعا للاقرار بتوحيد الله تعالى ونبوة انبيائه في كونه
اور فصیح زبان سی پڑھنا مراد ہی گویا نبی علیہ السلام نی قرآن بلند آواز سی پڑھنی کو تمکو اقرار کی ٹہرایا ہی واسطی توحید اللہ تعالی کی اور انبیاء کی نبوت کی اس بات میں

من شعائر الاسلام كالاعلام بالشهادتين في صحة الايمان او المراد به الاستغناء بالقرآن عن الاشعار و
کہ نشان اسلام کا ہی جیسی دونوں کلمی شہادت کا ظاہر کرنا واسطی درستی ایمان کی نشان ہی یا تغنی سی مراد نسبت قرآن کی شعروں سی اور

احاديث الناس فقد ورد التغني بهذا المعنى وان ما يجيء تفعل بمعنى تستفعل قليلا لكن قلة الاستعمال لا يمنع
یہاں کی تغنی کہا انہوں سی بی نیاز ہونا بیشک تغنی کا یہہ بھی معنی میں اگر چہ وزن تفعل کا استفعل کی معنوں میں کمتر آتا ہی لیکن قلت استعمال سی احتمال

لتمسك الارادة والمراد به التحزين او التزيين فانه تزيين للقرآن لا سيما مع حسن الصوت فان التغني بمعنى حسن
ارادہ کا نہیں موقوف ہوتا اور مراد اس سی تحزین یا ترتیل ہی کیونکہ اس سی قرآن کو زینت ہوتی ہی خاص کر خوش آوازی سی تو بیشک تغنی بمعنی خوش آوازی

الصوت مندوب على ما ذكر في التاتارخانية ان التغني بالقرآن ان لم يغير الكلمة عن وضعها بل يحسنه تحسين
مستحب ہی چنانچہ تاتارخانیہ میں یہہ مذکور ہی کہ تغنی قرآن میں اگر کلمات کو اپنی وضع سی نہ بدل دی بلکہ اوسکو آراستہ کردی

الصوت وتزيين القراءة فذلك مستحب عندنا في الصلوة وخارجها وان كان يغير الكلمة عن وضعها يوجب
اور قرارت کو زینت دی تو یہہ تغنی ہماری نزدیک نماز میں اور نماز سی باہر بھی مستحب ہی اور اگر تغنی کلمات کو اپنی وضع سی بدل ڈالی تو نماز کو

فساد الصلوة لان ذلك منهي عنه وقال التورپشتي القراءة على الوجه الذي يهيج الوجد في قلوب السامعين
بگاڑ دیتی ہی اس لئی کہ یہہ تغنی ممنوع ہی اور تورپشتی کہتا ہی کہ اس وضع کی قرارت جو سننی والوں کی دلوں میں شور محبت بھڑکا دی

ويورث الحزن ويجلب الدموع مستحبة ما لم يخرجه التغني عن التجويد ولم يصرفه عن مراعاة النظم في الكلمات
اور اندوہ پیدا کری اور آنسو بہا دی مستحب ہی جبتک کہ تغنی تجوید سی نہ نکالدی اور اوس نظم سی جو کلمات اور حروف میں رعایت کی جاتی ہی دور نہ کردی

والحروف

والحرف فاذا انتهى الى ذلك عاد الاستحباب كراهة اذا تقرر هذا ينبغي ان تعلم ان الفقهاء لما صرحوا بكون التغني

پھر اگر اس نوبت کو پہنچی تو مستحب نہیں مکروہ ہی جب یہہ معلوم ہو چکا تو یہہ بات بھی لائق سمجھنی کی ہی کہ فقہاء جب تغنی کو

في القرآن حراما وشددوا فيه مع ظواهر بعض الاحاديث الذي توهم جوازه فيه فكونه حراما في غير القرآن من الاذان

قرآن میں نسا حرام کہہ چکی اور اسباب میں تشدد کر چکی باوجودیکہ بعض احادیث کی ظاہر معنون سی جواز کا وہم پڑتا ہی تو ایسی تغنی سوا قرآن کی اذان

والخطبة والاذكار وغيرها مع عدم ورود شيء مما يوهم جوازه فيها اصلا من ظواهر الاحاديث واقوال العلماء اولى

اور خطبہ اور اذکار وغیرہ میں باوجودیکہ ہرگز کوئی ایسی روایت ہی نہیں جس سی جواز تغنی کا اذان وغیرہ میں وہم پڑتا ہی نہ کوئی ظاہر حدیث نہ قول کسی عالم کا بطریق اولی حرام ہی

لانه بقي على الحظر الاصلي المستفاد من قولهم التغني حرام في جميع الاديان المجلس الثامن والاربعون

اسواسطی کہ وہ خطر اصلی پر باقی ہی جو اونکی اس قول سی مفہوم ہوتا ہی کہ تغنی تمام دینون میں حرام ہی اٹھتالیسوین مجلس میں

في بيان فضيلة المؤذن وبيان سبب وضع الاذان قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يسمع

بیان مؤذن کی فضیلت کا اور بیان سبب اذان کی مقرر ہونیکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہیں سنیگا

مدى صوت المؤذن جن ولا انس ولا شيء الا شهد له يوم القيمة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو سعيد

انتہا آواز موذن کی جن اور نہ انسان اور نہ کوئی اور شئی مگر واسطی مؤذن کی قیامت کی روز گواہی دیگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو سعید خدری کی روایت

الخدري وفيه حث على استفراغ الجهد في رفع الصوت بالاذان ليكثر شهوده من الجن والانس وغيرها من

سی اور اسمیں یہہ ترغیب ہی کہ جہان تک ہو سکی بتمام قوت اذان میں آواز بلند کری تاکہ گواہ جن وانس وغیرہ حیوانات

الحيوانات والجمادات يوم القيمة فان المؤذن كلما جعل صوته اجهر يكون شهوده يوم القيمة اكثر وانما

اور جمادات قیامت کی روز زیادہ ہو جاوین کیونکہ مؤذن جتنی آواز بلند کریگا وتنی ہی اوسکی گواہ قیامت کی دن زیادہ ہونگی اور نہیں سنیگا

قال لا يسمع صوته لان مدى الصوت غايته وغاية الصوت تكون اخفى لا محالة فاذا شهد له من بعد عنه

آواز اوسکی اس لئی فرمایا کہ مدی صوت انتہا آواز کا ہوتا ہی اور انتہا آواز کا بالضرور بہت خفی ہو جاتا ہی پھر جب اوسکی گواہ وہ چیزین ہونگی جو اوس سی دور ہیں اور اوسکی

ووصل اليه همس صوته فاولى ان يشهد له من قرب منه وسمع مبادي صوته والمراد من شهادة الشهود له

اور اوسکی کم سنکہ آہستہ ہی سنی ہو تو جو پاس کی چیزین ہیں اور اول آواز سنتی ہیں بطریق اولی گواہی دینگی اور اوسکی حق میں قیامت کی دن گواہوں کی گواہی ہی اور یہہ ہی کہ اوس سی مراد اہل محشر کی سامنی

يوم القيمة اشهاده في ذلك اليوم فيما بين اهل المحشر بالفضل وعلو الدرجة فانه تعالى كما يهين قوما

بزرگی اور بلند مرتبہ کی گواہی ہوگی بیشک اللہ تعالی جیسی کسی قوم کو قیامت کی دن اوسکی حق میں گواہ ہونکی بری گواہی سنکر ذلیل کرتا ہی تاکہ سب کی سامنی خوار و ذلیل

يوم القيمة بشهادة الشهود عليهم تحقيقا لفضوحهم على رءوس الاشهاد وتسويدا لوجوههم فكذلك يكرم

اور کالا منہہ ہووی سوا ایسا ہی بعضی قوم کو

قوما في ذلك اليوم بشهادة الشهود لهم تكميلا لسرورهم تطييبا لقلوبهم ثم انهم بكثرة شهادة الشهود لهم يزداد

اوس روز گواہوں کی اچھی گواہی اونکی خوشی پوری اور دل خوش کرنیکی لئی عزت کرتا ہی پھر اوس قوم کی فرح اور سرور بسبب بہتایت اچھی گواہوں کی بڑھتی جاتی ہی

سرورهم وفرحهم فان قيل الاذان ذكر والاصل في الاذكار الاخفاء لقوله تعالى واذكر ربك في نفسك تضرعا

پھر اگر کوئی یہہ کہی کہ اذان تو ذکر ہی اور تمام ذکروں میں اصل اخفا ہی یعنی چپکی سی بدلیل اس آیت کی اور یاد کرتا رہ اپنی رب کو دل میں گڑگڑاتا

وخيفة ودون الجهر من القول ولقوله عليه السلام للذي رفع صوته بالذكر لن تدعوا اصم ولا غائبا

اور ڈرتا اور پکار سی کم آواز بولنی میں اور اس لئی کہ نبی علیہ السلام نی اوس شخص کو جو پکار کر ذکر کرتا تھا فرمایا تو ہرگز نہیں پکارتا بہرے کو اور غائب کو

فما وجه الجهر فيه فالجواب ان الاذان وان كان ذكرا وكان الاصل في الاذكار الاخفاء الا ان فيه معنى زائدا

پھر اذان میں پکارنی کی کیا وجہ ہی تو جواب یہہ ہی کہ اذان اگرچہ ذکر ہی اور اصل بھی ذکروں میں اخفا ہی پر اذان میں ایک اور بات بڑھتی ہی

يوجب الجهر على خلاف الاصل وهو كونه اعلاما بالاوقات الصلوٰة وهذا المعنى الزائد اوجب فيه حكما عارضا على

جسمین ایک حکم عارضی اصل سے الگ واجب کر دیا ہے بات ہے کہ نماز کے وقتوں کی خبر دیتے ہیں اس سے بڑھتی بات نے اوسمین ایک حکم عارضی اصل سے الگ واجب کر دیا ہے جس سے پکار کر کہنا اصل کے برخلاف واجب ہو گیا اور وہ

الاصل وهو الجهر لانه لا يصلح ان يكون اعلاما الا بصفة الجهر بيان ان الاذان وان كان ذكرا يوجب الاخفاء

یعنی پکار کر کہنا اسواسطے کہ اذان سے بدون پکار کر کہنے کی اعلام نہیں ہو سکتا اسکا بیان یہہ ہے کہ اذان اگرچہ ذکر ہے جسمین اخفا واجب ہے

الا ان الاخفاء امتنع فيه لمانع قوي هو كونه اعلاما لان الاعلام لا يمكن حصوله الا بصفة الجهر ووجود

پر بیشک اسمین اخفا ایک قوی مانع کے سبب سے ممنوع ہے وہ مانع یہہ ہے کہ وہ اعلام ہے اسواسطے کہ اعلام بدون پکار کر کہنے کے حاصل ہونا ممکن نہیں ہے اور ایک

علة توجب حكما على وجه لا يمنع وجود علة اخرى توجب حكما اخر مخالفا للاول بل اسمه ايضا يدل على

علت سے اوسکا حکم اس طور پر واجب ہوتا ہے کہ اوس سے دوسری ایسی علت کا پیدا ہونا ممنوع نہیں ہوتا جس سے دوسرا حکم اول کے برخلاف واجب ہو جاوے بلکہ اوسکا نام ہے یعنی اذان دلالت

وجوب الجهر فيه لانه في اللغة الاعلام مطلقا وفي الشريعة اعلام مخصوص على وجه مخصوص بالفاظ

کرتا ہے کہ اسمین جہر واجب ہے اسلئے کہ اذان کے معنی مطلق اعلام کے ہین اور شریعت مین خاص اعلام کو کہتے ہین بطور خاص الفاظ مخصوصہ سے

مخصوصة وقد سبق ان الاعلام يمتنع حصوله بدون الجهر بل سببه ايضا يدل على لزوم الجهر فيه وهو انه

اور اوپر گذر چکا ہے کہ اعلام بدون جہر کے ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ اذان کی ایجاد کا سبب بھی دلالت کرتا ہے کہ اوسمین جہر لازم ہے وہ سبب یہہ ہے

عليه السلام لما قدم المدينة وبنى المسجد شاور اصحابه فيما يجعل علامة لمعرفة وقت الصلوٰة وحضور الجماعة

کہ نبی علیہ السلام جب مدینہ مین تشریف لائے اور مسجد تیار کی تو صحابہ سے مشورہ کیا کہ اوقات نماز کی پہچان اور جماعت مین آنے کے لئے کیا علامت مقرر کرین

فذكر له ضرب الناقوس فقال هو من شعائر النصارى فذكر له النفخ في القرن فقال هو من شعائر اليهود فذكر

کسینے ناقوس کا بجانا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا وہ طریقہ نصاریٰ کا ہے پھر صور پھونک نے ذکر کیا پھر آپ نے فرمایا یہہ یہود کا طریق ہے پھر کسینے

له ايقاد النار فقال هو من شعائر المجوس فتفرقوا من غير ان يتفقوا على شئ وكان فيهم عبد الله بن زيد الانصاري

آگ جلانے کا ذکر کیا پھر آپ نے فرمایا یہہ طریقہ مجوسیون کا ہے پھر یہہ ہی اختلاف رہا کسی ایک بات پر متفق نہوئے اور اوس مجمع مین عبد اللہ بن زید انصاری بھی تھے

فاهتم هما شديدا لهم رسول الله عليه السلام فلم ياكل الطعام تلك الليلة فبات مهتما فلما اصبح اتى رسول

سو اونکو بسبب فکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑا سخت فکر لگا کہ اونسے اوس رات کو کھانا نہ کھایا اسی فکر مین سو گیا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ

الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله اني كنت بين النوم واليقظة اذ رايت نازلا من السماء عليه

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ مین کچھ سوتا کچھ جاگتا تھا ناگاہ مجھکو ایک شخص آسمان سے اوترتا نظر آیا

بردان اخضران فقام على جرم حائط واستقبل القبلة وقال الله اكبر الله اكبر الى تمام كلمات الاذان فقال

دو چادر سبز اوڑھے ہوئے پھر وہ گھر کی دیوار پر رو بقبلہ کھڑا ہو کر کہنے لگا اللہ اکبر اللہ اکبر اذان کی آخر عبارت تک پس رسول

رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا الرؤيا حق فالقها رايته على بلال فانه امد منك صوتا فالقينه

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہہ خواب حق ہے سو جو تو نے دیکھا ہے بلال کو سکھا دے کیونکہ بلال تجھسے بلند آواز ہے سو مینے اوسکو سکھا دی

عليه فقام على رفع سطح فاذن فسمعه عمر بن الخطاب وكان في بيته فخرج يجر رداءه حتى اتى رسول الله

پھر بلال نے ایک اونچی جگہہ پر کھڑے ہو کر اذان پڑھی پس وہ اذان عمر بن الخطاب نے اپنے گھر مین سنی سو چادر کھینچتے ہوئے گھر سے نکل کر رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله والذي بعثك بالحق لقد رايت مثل ما قال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے اوس اللہ کی جسنے تمکو برحق بھیجا ہے مین نے بھی یہی دیکھا ہے جیسے بلال کہتا ہے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فلله الحمد وروي انه راى في المنام تلك الليلة احد عشر رجلا من الصحابة ما رواه عبد الله بن زيد فلما

فرمایا اللہ الحمد اور روایت ہے کہ اوس رات کو گیارہ مرد صحابیون نے خواب مین یہہ ہی دیکھا تھا جو عبد اللہ بن زید نے روایت کی پھر جب

ثمن

ثبت شرعية الاذان بهذه الرؤية التي شهد بحقيتها النبي عليه السلام كان من شعائر الاسلام حتى لو
اذان کا مشروع ہونا اوس خواب سی ثابت ہوچکا جسکی حقیقت مین نبی علیہ السلام نی گواہی دی تو اذان نشان اسلام کا مقرر ہوئی یہان تک کہ اگر
اصر على تركه اهل مصر او اهل قرية او اهل محلة اجبرهم الامام على الاتيان به وان لم
کسی شہر یا گانو والی یا اہل محلہ والی اذان سراسر چھوڑ دین تو امام وقت اونپر زور دیکر پڑھواوی اور اگر نہ
يفعلوا قاتلهم لانه لما كان من اعلام الدين كان الاصرار على تركه استخفافا بالدين فيلزم القتال وقد
مانین تو اون پر جہاد کری اسواسطی کہ جب اذان اعلام دین سی ہوئی تو اوسکا سراسر ترک کردینا دین کا استخفاف ہی اسلئی جہاد کرنا لازم ہوا اور
روى عن انس انه عليه السلام كان اذا طلع الفجر وكان يسمع الاذان فان سمع الاذان امسك والا اغار
انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کا سفر جہاد مین یہہ رویہ تہا جب صبح ہوتی تو اذان کی طرف کان لگاتی اگر اذان کی آواز سنتی تو رک جاتی اور نہین تو غارت کرتی
يعني انه عليه السلام اذا اراد ان يغير الكفار كان من عادته ان يسير بالليل فاذا وصل الى بلدة لا يعرف
مراد یہہ ہی کہ نبی علیہ السلام کفار پر غارت گری کا ارادہ کرتی تو یہہ عادت تہی کہ رات کو روانہ ہوتی جب کسی ایسی شہر پہ پہنچتی کہ اوسکا حال معلوم نہوتا
حالها ينتظر الصبح ويستمع الاذان ليعلم ان تلك البلدة بلدة المسلمين او بلدة الكفار فان سمع الاذان امسك
تو صبح تک منتظر رہتی اور اذان کی طرف کان لگاتی تاکہ یہہ امر معلوم ہوجاوی کہ یہہ شہر مسلمانو کا ہی یا شہر کفار کا ہی پہر اگر اذان سن پاتی تو غارت گری سی
عن الاغارة وتركها وان لم يسمع الاذان اغار فهذا الحديث دل على كون الاذان من اعلام الدين ومع هذا
باز رہتی اور اوس شہر کو چہوڑ دیتی اور اگر اذان نہ سنتی تو غارت کرتی پس یہہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ اذان اعلام دین سی ہی اور باوجود اسکی
يفهم منه كونه واجبا لكن عند عامة المشائخ وهو الصحيح انه سنة مؤكدة وكذا الاقامة سنة مؤكدة للصلوات
اسہی سی معلوم ہوتا ہی کہ اذان واجب ہی پر عام مشایخ کی نزدیک اذان سنت مؤکدہ ہی یہہ صحیح ہی اور ایسی ہی تکبیر پانچون نماز کی واسطی سنت مؤکدہ ہی
الخمس اذا صليت بالجماعة اداء وقضاء وللجمعة لانها فرض لا للواجبات كصلوة الوتر والعيدين ولا للسنن
بشرطیکہ باجماعت ہون وقت پر ادا ہون یا قضا اور جمعہ کی لئی بہی اسواسطی کہ جمعہ فرض ہی اور نماز واجب کی واسطی نہین ہی جیسی نماز وتر اور دونو عید اور نہ سنتون کی واسطی
كالتراويح ولا للنوافل كصلوة الكسوف والاستسقاء اذا صليت بالجماعة كل واحد من تلك الصلوات ويزيد المؤذن
جیسی تراویح اور نہ نفلون کی واسطی جیسی نماز سورج گہن اور استسقا کی اگرچہ یہہ سب نمازین باجماعت پڑہین اور مؤذن فجر کی اذان مین
بعد فلاح الاذان في الفجر قوله الصلوة خير من النوم مرتين لما روى ان بلالا جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم
بعد حی علی الفلاح کی الصلوة خیر من النوم دوبار زیادہ کہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ بلال نبی علیہ السلام کی پاس آیا
فوجده نائما فقال الصلوة خير من النوم فقال النبي عليه السلام ما احسن هذا اجعله في اذانك وانما خص
تو آپکو سوتی پایا پس بلال نی کہا الصلوة خیر من النوم پس نبی علیہ السلام نی فرمایا کیا خوب بات ہی اسکو تو اپنی اذان مین داخل کرلی اور خصوصیت
الفجر به لانه وقت نوم وغفلة فاحتيج الى زيادة الاعلام والاقامة مثل الاذان الا انه يزيد بعد فلاحها قوله
فجر کی اسلئی ہی کہ نیند اور غفلت کا وقت ہوتا ہی سو اوسہی وقت تنبیہ کی حاجت زیادہ ہی اور تکبیر مانند اذان کی ہی پر اتنا فرق ہی کہ تکبیر مین بعد حی علی الفلاح کی اتنا لفظ
قد قامت الصلوة مرتين ويترسل في الاذان ويحدر في الاقامة لما روى انه عليه السلام قال لبلال اذا اذنت
قد قامت الصلوة یعنی قایم ہوئی نماز دو بار کہی اور اذان مین ٹہر ٹہر کر کہی اور تکبیر مین شتاب شتاب کہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی بلال سی فرمایا جب تو اذان پڑہی
فترسل واذا اقمت فاحدر والترسيل ان يفصل بين كلمات الاذان بسكتة والحدر ان يوصل بين كلمات
تو ٹہر ٹہر کر اور جب تو تکبیر کہی تو جلدی کر اور ترسیل یہہ ہی کہ اذان کی کلمات مین ایک ایک سکتہ کا فرق کرتا جاوی اور حدر یہہ ہی کہ تکبیر کی کلمات کو جلد جلد ملاتا جاوی
الاقامة بسرعة ويترك الاعراب فيهما لما روي عن ابراهيم النخعي انه قال شيئان مجزومان كانوا لا يعربونهما الاذان
اور اعراب یعنی حرکات کو دونو مین ترک کری اسواسطی کہ ابراہیم نخعی سی روایت ہی کہ کہتا تہا دو چیزین جزم سی ہین پہلی لوگ اونکو اعراب نہین دیتی تہی اذان

والاقامة قال الزیلعی یعنی علی الوقف لکن فی الاذان حقیقة وفی الاقامة ینوی الوقف قاله المروی وعوام الناس
اور تکبیر زیلعی کہتا ہی یعنی وقف پر لیکن اذان میں وقف حقیقی ہی اور تکبیر میں وقف کی نیت کری یہہ قول ہروی کا ہی اور عوام لوگ یون

یقولون الله اکبر الله اکبر بضم الراء الاولی وکان ابو العباس المبرد یفتحها بنقل فتحة همزة اسم الله تعالی الیها
کہتی ہین الله اکبر الله اکبر پہلی راء کی ضمہ سی اور ابو العباس مبرد اوس راء پر زبر پڑھتا ہی الله کی الف کا زبر نقل کرکر اوس راء کو دیتا ہی

لالتقاء الساکنین کما یفتح المیم فی قوله تعالی الم الله لا اله الا هو مع ان الاصل فی الحروف المقطعة الاسکان ویرتب بین
واسطی جمع ہونی دو ساکن کی جیسی میم اس آیت مین مفتوح ہوجاتا ہی باوجودیکہ اصل حروف مقطعات مین سکون ہی اور اوسکی کلمات کو ویسی ہی مرتب کہی

کلماتها کما شرع حتی لو قدم بعضا واخر بعضا فالافضل الاعادة مراعاة للترتیب ولا یتکلم فیهما ویستقبل بهما
جیسی مشروع ہوئی ہین یہان تک کہ اگر کسیکو آگی اور کسیکو پیچھی کردی تو واسطی رعایت ترتیب کی دوہرانا بہتر ہی اور دونوکو پڑھتی ہوئی بیچ مین نہ بولی اور دونوکو روبقبلہ ہوکر

القبلة ویلتفت فی الاذان مع ثبات قدمیه فی مکانه یمینا عند قوله حی علی الصلوة وشمالا عند قوله حی
پڑھی اور اذان مین دونو پاؤن جمائی ہوئی اپنی جگہ مین حی علی الصلاح کہتی ہوئی دہنی طرف منہہ پہیری اور حی علی الفلاح کہتی ہوئی بائین طرف

علی الفلاح لان طرفی الاذان مناجاة ووسطه مناداة ففی المناجات یستقبل القبلة لان احسن احوال
اسواسطی کہ اذان کی اول اور آخر مین مناجات ہی اور اوسکی بیچ مین منادات یعنی لوگون کو پکارنا ہی سو مناجات مین روبقبلہ رہی اسواسطی کہ بہتر حال

الذاکرین استقبال القبلة وفی المنادات یلتفت الی من ینادیهم لانه خطابهم فیتوجه الیهم واذا کان فی
یاد الٰہی کرنیوالون کا روبقبلہ رہنا ہی اور پکارنی کی وقت اوس طرف منہہ پہیری جسکو پکارتا ہی اسلئی کہ اب اونہی کو خطاب ہی سو اودہری کو منہہ پہیری اور اگر مؤذن

المنارة ولم یحصل تمام الفائدة بتحویل وجهه مع ثبات قدمیه فی مکانه یستدیر فیها ویجعل اصبعیه فی اذنیه
منارہ کی اندر ہووی اور منہہ پہرانی سی دونو پاؤن اپنی جگہہ پر جمی ہوئی مین پورا فائدہ نہو تو اوسکی اندر گردش کری اور اپنی دونو اونگلیان اپنی کانون مین کرلی

لما روی انه علیه السلام قال لبلال اجعل اصبعیك فی اذنیك فانه ارفع لصوتك وان لم یجعل اصبعیه
اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی بلال کو فرمایا اپنی دونو کانون مین اونگلیان دی لی اس سی تیری آواز بلند ہووی گی اور اگر وہ اونگلیان کانونمین نہ دی

فی اذنیه بل جعل یدیه علی اذنیه فحسن لما روی ان ابا محذورة ضم اصابعه
بلکہ دونو ہاتھ کانون پر رکھہ لی تو بہی بہتر ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ ابو محذورہ نی اپنی چارون اونگلیان ملاکر

الاربع ووضعها علی اذنیه وعن ابی حنیفة انه قال ان جعل احدی یدیه علی اذنه فحسن ولا یؤذن لصلوة
کانون پر رکہہ لین تہین اور ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ فرمایا اگر کوئی سا ایک ہاتہہ اپنی کان پر رکہہ لی تو بہی اچھا ہی اور کسی نماز کی واسطی

قبل دخول وقتها ویعید فی الوقت ان اذن قبله لان الاذان للاعلام بدخول الوقت فالاذان قبله یکون تجهیلا
وقت آنی سی پہلی اذان نکہی اور وقت ہونی کی بعد دہرائی جاوی اگر اذان پہلی کہدی ہو اسواسطی کہ اذان وقت کی آنی کی خبر دینی کی واسطی ہی پس اذان وقت سی پہلی بہلاوا دینا ہی

لا اعلاما وعند ابی یوسف وهو قول الشافعی یجوز للفجر فی النصف الاخیر من اللیل لتوارث اهل الحرمین اهل مکة و
اعلام نہین ہی اور ابو یوسف کی نزدیک اور یہی قول شافعی کا ہی فجر کی لئی آدہی رات گذرنی کی بعد اذان جایز ہی بسبب عمل درآمد اہل حرمین اہل مکہ اور

اهل المدینة والحجة علی الکل قوله علیه السلام لبلال لا تؤذن حتی یستبین لك الفجر هکذا ومد یدیه عرضا و
اہل مدینہ کی اور سب کی دلیل یہہ حدیث ہی جو آپ نی بلال سی فرمایا اذان مت دیا جبتک تجھکو فجر اسطور پر ظاہر نہو وی پہر اپنا ہاتہہ عرض مین کہینچا اور

لظهور التوانی فی الامور الدینیة استحسن المتاخرون التثویب بین الاذان والاقامة فی الصلوات کلها سوی المغرب
امور دینی مین سستی جو ظاہر ہونی لگی ہی تو متاخرین علماء نی تثویب کو درمیان اذان اور تکبیر کی بجز مغرب کی تمام نمازون مین پسند کیا ہی

وهو العود الی الاعلام بعد الاعلام بحسب ما تعارفه کل قوم لانه مبالغة فی الاعلام فلا یحصل ذلك الا بما یتعارفونه
اور تثویب دوبارہ آگاہ کرنا ایک دفعہ آگاہ کرکی موافق تعارف ہریک قوم کی اسواسطی کہ تثویب اعلام مین مبالغہ ہوتا ہی بغیر تعارف قوم کی نہین ہوسکتا

وابو يوسف خص به من له زيادة اشتغال بامور المسلمين كالامير والقاضي والمفتي لانهم لا يعرفون وقت
اور امام ابو یوسف تثویب کو خاص کرتے ہیں اوس شخص کے واسطے جسکو مشغلہ کاروبار مسلمانوں کا لگا رہتا ہو جیسے امیر حاکم اور قاضی اور مفتی اسلئے کہ ان حضرات کو وقت
الحضور ولو حضروا كما سمعوا الاذان ولم يحضر الجماعة يحتاجون الى انتظار فيتعطل مصالح المسلمين وينبغي
حضور کا دھیان نہیں ہوتا اور اگر یہہ لوگ اذان سنتے ہی چلے آیا کریں اور جماعت جمع نہو تو انتظار کرنا پڑیگا پھر مسلمانوں کی کاروبار معطل ملتوی رہینگی اور مؤذن کو یون چاہیے
للمؤذن ان يفصل بين الاذان والاقامة ويكره وصلهما لان المقصود من الاذان اعلام الناس بدخول
کہ اذان اور اقامت کی بیچمین کچھ درنگ کیا کرے دونوں کا متصل بدون فاصلہ کی کہنا مکروہ ہے اسلئے کہ غرض تو اذان سے لوگوں کا آگاہ کرنا ہے کہ وقت نماز کا آگیا ہے
وقت الصلوة ليتهيؤا لها بالطهارة فيحضروا المسجد لاقامتها وبالوصل ينتفي هذا المقصود وطريق الفصل
تاکہ وہ نماز کی تیاری کریں وضو و غسل کرکر مسجد مین نماز کی لئے آئیں اور دونو کی ملادینے مین یہہ غرض فوت ہوتی ہے اور طریق فاصلہ کا یہہ ہے
ان الصلوة ان كانت مما يتطوع قبلها يفصل بينهما بصلوة سنة كانت او غيرها لما روى عن عبد الله
کہ اگر نماز ایسی ہے کہ اوس سے پہلے نفلین پڑھی جاتی ہیں تو اونکی بیچ مین نماز پڑھنی لگی خواہ سنت ہو خواہ اور کچھ اسیو سطے کہ روایت ہے عبد اللہ
بن مغفل انه عليه السلام قال بين كل اذانين صلوة بين كل اذانين صلوة ثم قال في الثالثة لمن شاء والمراد
بن مغفل سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہر وقت درمیان دونو اذان کی نماز ہے ہر وقت درمیان دو اذان کی نماز ہے پھر تیسری دفعہ مین فرمایا جو شخص پڑھا چاہے اور مراد
بالاذانين الاذان والاقامة على طريق التغليب والمراد بالصلوة التطوع سواء كان سنة او غيرها من النوافل
دو اذان سے اذان اور تکبیر ہے بطور تغلیب کی اور نماز سے مراد نماز نفل ہے برابر ہے خواہ سنت ہو یا اور کوئی نفل
لا الفرض بدليل تخييره عليه السلام في المرة الثالثة بقوله لمن شاء وهو حث على التنفل بين الاذان
فرض مراد نہیں ہے اس دلیل سے کہ نبی علیہ السلام نے تیسری بار مین اختیار دیدیا اس لفظ سے لمن شاء اور اسمین اذان اور تکبیر کی بیچمین نفل پڑھنے کی ترغیب ہے
والاقامة لان الدعاء لا يرد بينهما على ما روى عن انس انه عليه السلام قال لا يرد الدعاء بين الاذان والاقامة
اسواسطے کہ دعا اذان اور تکبیر کی بیچ کی رد نہین ہوتی موافق روایت انس کی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ دعا درمیان اذان اور تکبیر کی رد نہین ہے
فاذا كان الدعاء غير مردود بينهما يكون العبادة بينهما افضل وان لم يفصل بينهما بصلوة يفصل
جب اذان اور تکبیر کی بیچمین دعا مردود نہین ہوتی تو عبادت اونکی بیچ مین افضل ہے اور اگر انکی بیچ مین نماز پڑھکر درنگ نکرے تو اتنی دیر تک
بينهما بجلسة مقدارها ما يتمكن فيه قراءة عشرين اية او مقدار ما يصلي اربع ركعات لحصول المقصود
بیٹھا ہی رہے جتنی دیر مین بیس آیتین پڑھ سکے یا اتنی دیر تک جسمین چار رکعت نماز پڑھ سکے کیونکہ اسمین مقصود پورا ہوتا ہے
وان كانت الصلوة مما لا يتطوع قبلها كصلوة المغرب فعند ابي حنيفة يفصل بينهما قائما بسكتة
اور اگر وہ نماز ایسی ہے جسمین اوس سے پہلے نفلین نہین ہین جیسے مغرب کی نماز سو امام ابو حنیفہ کی نزدیک اذان اور تکبیر مین اتنی دیر چپکا کھڑا رہے
مقدار ما يتمكن فيه من قراءة ثلث ايات قصار او اية طويلة وفي رواية عنه مقدار ما يخطو ثلث
جسمین تین آیتین چھوٹی یا ایک آیت طویل پڑھ سکے اور ایک روایت مین امام سے اتنی دیر جسمین تین قدم پھر لے
خطوات ثم يقيم لان التعجيل مامور به والتاخير مكروه فيكتفي بادنى الفصل ليكون اقرب الى التعجيل
پھر تکبیر کہے اسواسطے کہ تعجیل کا حکم ہے اور دیر لگانی مکروہ ہے سو ادنی فاصلہ کفایت کرتا ہے تا کہ تعجیل سے قریب رہے
وعندهما يفصل بينهما بجلسة خفيفة لان الفصل مكروه ولا يحصل الفصل بالسكتة لوجودها
اور صاحبین کی نزدیک اون دونو مین تھوڑا ایسی نشست کا فاصلہ کرے اسلئے کہ ملا دینا مکروہ ہے اور سکتہ کا کچھہ فاصلہ نہین ہے کیونکہ سکتہ تو
بين كلمات الاذان فيجلس مقدار ما يجلس الخطيب في الخطبتين وتقضى الفائتة باذان واقامة لانهما
اذان کی کلمات مین بھی موجود ہے سو اتنی دیر بیٹھہ جاوے جتنی دیر خطیب دونو خطبون مین بیٹھتا ہے اور نماز فائتہ کی قضا کی لئے اذان اور اقامت دونو چاہیین اسلئے

من سنن الصلوٰة لا من سنن الوقت فان كانت الفائتة واحدة تقضي بهما ليكون القضاء على

کہ یہ دونو نماز کی سنتیں ہیں کچھ وقت کی سنتیں نہیں ہیں پھر اگر نماز فائتہ ایک ہی ہو تو اذان اور تکبیر دونو چاہئیں تاکہ قضا ادا کی وضع پر

سنن الاداء وقد روی انه علیه السلام قضی صلوٰة الفجر غداة ليلة التعريس مع الجماعة باذان واقامة

ہوجاوی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی لیلۃ التعریس کی صبح کو فجر کی نماز جماعت کی ساتھہ اذان اور تکبیر سی قضا کی

وان كانت متعددة واريد قضاءها متوالية يؤذن ويقيم للاولى منها ويكون مخيرا في الباقي ان شاء

اور اگر وہ نمازیں کئی ہوں اور ایک دفعہ ہی پی درپی قضا کیا چاہی تو پہلی نماز کی لئی اذان اور تکبیر دونو کہی اور باقی نمازوں میں مختار ہی چاہی

اذن واقام ليكون القضاء على حسب الاداء وان شاء اقتصر على الاقامة لما روی انه علیه السلام شغله

اذان اور تکبیر دونو کہی تاکہ قضا ادا کی صورت پر ہوجاوی اور اگر چاہی اقامت ہی پر اکتفا کری اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مشرکوں نی

المشركون يوم الخندق عن اربع صلوات سوی الفجر فقضی الاولی مع الجماعة باذان واقامة وما سواها باقامة

جنگ خندق میں سوا نماز فجر کی چار نمازوں کی فرصت نہ دی سو آپ نی پہلی نماز مع الجماعت اذان اور تکبیر سی قضا کی اور باقی نری تکبیر ہی سی

فقط واهل السفر في المفازة يصلون بهما ويكره لهم تركهما لانهما من سنن الجماعة والسفر لا يسقط الجماعة ولا يسقط

اور مسافر جنگل میں اذان اور تکبیر دونو سی نماز پڑھا کریں اور انکو دونو کا ترک کرنا مکروہ ہی اسلئی کہ اذان اور تکبیر متعلقات جماعت سی ہیں اور سفر سی جماعت

ما هو من سننها ولو اكتفوا بالاقامة وتركوا الاذان لا يكره لان الاذان للاعلام بدخول الوقت ليحضر الغائبون

نہیں ساقط ہوتی اور نہ وہ جو جماعت سی متعلق ہی اور اگر مسافر نری تکبیر ہی پر اکتفا کریں اور اذان نہ پڑھا کریں تو مکروہ نہیں ہی اسلئی کہ اذان وقت آجانی کی خبر دینی کی واسطی ہی تاکہ جو لوگ

والذين هم في اشغالهم متفرقون والرفقة حاضرون وفي محل نزولهم مجتمعون ولا حاجة الى جمعهم واحضارهم

غائب ہیں اور جو اپنی کاروبار میں جابجا لگی ہوئی ہیں وہ سب آجاویں اور رفیق سفر کی حاضر رہتی ہیں اور اپنی فرودگاہ میں جمع ہوتی ہیں تو انکی جمع کرنی کی حاجت اور بلانی کی ضرورت نہیں ہی

واما الاقامة فهي للاعلام بالشروع في الصلوٰة وهم اليه محتاجون ويكره اداء المكتوبة مع الجماعة في

رہی تکبیر سو وہ اس خبر کی واسطی ہی کہ نماز شروع ہوگئی اور انکو اسکی حاجت ہوتی ہی اور فرضوں کا جماعت سی مسجد میں ادا کرنا

المسجد بغير اذان واقامة ولا يكره في البيوت والكروم وضياع القرية لان ما كان في المصر والقرية من الاذان

بدون اذان اور تکبیر کی مکروہ ہی اور گھروں کی اندر اور باغوں میں اور باہر متصل قریہ سی مکروہ نہیں ہی اسلئی کہ شہر اور قریہ کی اذان اور تکبیر انکو کافی ہی

والاقامة يكفيهم والمقيم في المصر اذا صلی في بيته وحده ينبغي له ان يصلي باذان واقامة ليكون الاداء

اور مقیم شہر کی لئی اگر تنہا اپنی گھر میں نماز پڑھی تو بہتر اسکو یہ ہی کہ اذان اور تکبیر کہی تاکہ نماز جماعت کی وضع پر ادا ہوجاوی

على هيئة الجماعة وان تركهما معا لا يكره ان وجد في مسجد محلته لانه وان كان مصليا بغير اذان واقامة

اور اگر اوسنی دونو کو ترک کیا تو مکروہ نہیں ہی جس صورت میں کہ محلہ کی مسجد میں ہوتی ہوں اسواسطی کہ یہہ مصلی اگرچہ حقیقت میں بدون اذان اور تکبیر

حقيقة لكنه مصل بهما حكما لان المؤذن في المحلة نائب عن اهل المحلة في الاذان والاقامة لنصبهم اياه

کی نماز پڑھتا ہی پر وہ حکماً اذان اور تکبیر سی پڑھتا ہی کیونکہ محلہ کا مؤذن اذان اور تکبیر میں اہل محلہ کا نائب ہوتا ہی کیونکہ اہل محلہ نی اوسکو اسی لئی مقرر کیا ہی

لذلك فيكون اذانه واقامته كاذان الكل واقامتهم ولهذا حين اراد ابن مسعود ان يصلي في بيته بعلقمة

تو اب اوسکی اذان اور تکبیر ایسی ہی جیسی سب کی اذان اور تکبیر اسی واسطی جب ابن مسعود نی اپنی گھر میں نماز پڑھنی کا ارادہ کیا تھا ہمراہ علقمہ

والاسود فقيل له الا تؤذن وتقيم قال اذان الحي يكفينا واما المسافر اذا صلی في المفازة وحده بغير اذان و

اور اسود کی تو کسی نی اونسی کہا اذان اور تکبیر کیوں نہیں کہتی تو ابن مسعود نی جواب دیا محلہ کی اذان ہماری لئی کافی ہی اور مسافر اگر جنگل میں اکیلا بدون اذان اور

اقامة يكره له ذلك لكونه مصليا بغير اذان واقامة حقيقة وحكما لان المكان الذي هو فيه ليس فيه

تکبیر کی نماز پڑھی تو اوسکو مکروہ ہی اسواسطی کہ وہ حقیقۃً اور حکماً بدون اذان اور تکبیر کی نماز پڑھتا ہی اسلئی کہ اوس جگہہ جہاں وہ ہی ہرگز کوئی اور نہیں ہی

اصل

احد یؤذن ویقیم لتلك الصلوة اصلا والمصلی فی المسجد ان صلی جماعة یصلی باذان واقامة ویکره له

جس نے واسطے نماز کے لئے اذان اور اقامت کہی سو اور مصلی مسجد میں اگر جماعت سے نماز پڑھتا ہے تو اذان اور تکبیر کہکر نماز پڑھے اور اوسکو

ترك كل منهما وان صلی منفردا فحكمه حكم المصلی فی بیته واما القری فان كان فیها مسجد وكان فی ذلك

دونو کا ترک کرنا مکروہ ہے اور اگر تنہا نماز پڑھتا ہے تو اوسکا حال ایسا ہے جیسے اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے اور گانوؤں اگر اون میں مسجد ہے اور اوس مسجد میں

المسجد اذان واقامة فحكم من یصلی فیه او فی بیته كما مر وان لم یكن فیها مسجد كذلك فحكم المصلی فیها

اذان اور تکبیر بھی ہوتی ہے تو اوسکا حال ویسا ہی ہے جو مسجد میں نماز پڑھے یا اپنے گھر میں چنانچہ گذر چکا اور اگر اوس میں ایسی مسجد نہیں ہے تو اوسکا حال ایسا ہے

حكم المسافر ثم ینبغی ان یعلم ان السنة فی الاذان ان یكون بلا لحن ولا تغن لان المقصود منه دعوة الخلق

جیسے حال مسافر کا پھر سمجھنا چاہئے کہ طریق مسنون اذان میں یون ہے کہ بدون لحن اور تغنی کی ہوا کرے اسلئے کہ غرض اذان سے نماز کے لئے خلقت کا بلانا ہے

الی الصلوة باعلام دخول وقتها فلابد ان یكون علی وجه یفهم السامع الفاظه حتی یظهر فائدة معنی قوله

یہہ خبر جتلاکر کہ وقت ہوگیا ہے اب ضرور ہے کہ اس وضع پر ہووے کہ الفاظ کا سننے والا سمجھ لے تاکہ اس قول کی معنوں کا فائدہ ظاہر ہووے کہ

حی علی الصلوة حی علی الفلاح فان معناهما اسرعوا الی الصلوة اسرعوا الی ما فیه نجاتكم من النار وبقاؤكم فی الجنة

حی علی الصلوة حی علی الفلاح کیونکہ معنی انکے یہہ ہیں جلد آؤ واسطے نماز کی جلد آؤ طرف اوسکے جسمیں آگ سے تمہاری نجات ہے اور جنت میں ہمیشہ کو رہنا ہے

لكن قد غیرت هذه السنة فی هذا الزمان فی اكثر البلدان لان اهلها یؤذنون بانواع النغمات والالحان بحیث

لیکن اس طریق مسنون کو اس زمانہ میں اکثر شہروں میں بدل ڈالا ہے کیونکہ اکثر شہری اذان ایسی ایسی نغمات اور الحان سے پڑھتے ہیں کہ

لا یفهم ما یقولون من الفاظ الاذان ولا یسمع منهم الا اصوات ترفع وتخفض كصوت المزمار وهی علی ما ذكر فی المدخل

یہہ نہیں سمجھہ میں آتا کہ الفاظ اذان میں سے کیا کہتے ہیں اور کچھہ سننے میں نہیں آتا سوای آواز کی کہ کبھی بلند ہوتی ہے اور کبھی پست جیسے آواز مزمار کی اور یہہ طرز موافق بیان مدخل کی

بدعة قبیحة احدثها بعض الامراء فی مدرسته بناها ثم سری ذلك منها الی غیرها ثم انهم لحرصهم علی التغنی لم یكتفوا

بدعت قبیحہ ہے اسکو بعضے امیروں نے اپنی مدرسہ میں جاری کی تہی پھر یہہ وہانسے ساری میں پھیل گئی پھر اونہوں نے تغنی کی حرص کی مارے اذان کی الفاظ پر بس نکیا

بكلمات الاذان بل زادوا علیها بعض الكلمات من الصلوة والتسلیم علی النبی علیه السلام فان الصلوة والتسلیم

بلکہ اذان پھر اونہوں نے بعضے اور کلمات درود اور تسلیم نبی علیہ السلام کی بڑھا لئے بیشک درود اور تسلیم کا

وان كان مشروعا بنص الكتاب والسنة وكان من اكبر العبادات واجلها لكن اتخاذها عادة فی الاذان علی المنارة

مشروع ہونا اگرچہ صاف کتاب اور حدیث سے ثابت ہے اور بڑی اور بہتر عبادت میں سے ہے پر اسکا اذان کی اندر منارہ کی اوپر عادت کرنا

لم یكن مشروعا اذ لم یفعلها احد من الصحابة والتابعین ولا غیرهم من ائمة الدین ولیس لاحد ان یضع العبادات

مشروع نہیں ہے اسواسطے کہ یہہ کسینے نہیں کیا نہ صحابہ نے اور نہ تابعین نے اور نہ کسی اور پیشوایان دین نے اور کسیکو یہہ اختیار نہیں ہے کہ عبادات کو اور جگہہ رکھے

الا فی مواضعها التی وضعها فیها الشرع ومضی علیها السلف الا تری ان قراءة القرآن مع كونها من اعظم العبادات

سوا اوس مواضع کی جہان اوسکو شرع نے وضع کیا ہے اور بزرگ متقدم اوسکو کرتے چلے آئے ہیں کیا نظر نہیں آتا کہ تلاوت قرآن کی باوجودیکہ عمدہ ترین عبادات ہے

لا یجوز للمكلف ان یقراها فی الركوع ولا فی السجود ولا فی القعدة لان كلا منها لیس محلا للتلاوة ثم انظر الی هذه

مکلف کو جایز نہیں کہ رکوع میں قرآن پڑھا کرے اور نہ سجدہ میں اور نہ قعدہ میں اسواسطے کہ یہہ تینوں مقام تلاوت کی محل نہیں ہیں پھر اس بدعت کو دیکھہ تو

البدعة التی احدثوها فی الاذان من النغمات والالحان كیف تعدت الی محرم آخر وهو انهم جعلوها فی الصلوة

جو ان لوگوں نے اذان کی اندر نغمات اور الحان پیدا کئے ہیں ایک اور حرام کی طرف کیسے پہونچ گئی وہ یہہ ہے کہ ان لوگوں نے نغمات کو نماز کی اندر تکبیرات انتقالات میں

حال التبلیغ فی الانتقالات وذلك كلام فی الصلوة علی طریق العمد فیبطل صلوتهم فاذا بطلت صلوتهم یسری

داخل کیا ہے اور یہہ طرز نماز کی اندر گویا عمدہ کلام ہے سو اونکی نماز باطل ہو جاتی ہے اور جب اونکی نماز باطل ہوئی تو اب یہہ فساد

تلك الفساد الی من یقتدی الامام بتسمیعهم التکبیر فی الافتتاح والانتقالات لان الماموم لا یجوز له الاقتداء

اونسی یہہ مقتدیوں مین آیا جو انکی تکبیر یہہ اونکی تکبیر انتقالات سنکر اقتدا کرتی ہین اسواسطی کہ مقتدی کا اقتدا بدون کسی ایک کی

الا باحد اربعة اشیاء فان لم یوجد لا یوجد الاقتداء فی تلك الصلوة اولها واعلاها ان یری افعال

چار چیزون مین سی صحیح نہین ہی سو اگر اونمین سی کوئی نہوگی تو اوس نماز مین اقتدا ہی نہوگا اول سب سی افضل یہہ ہی کہ مقتدی امام کی افعال کو دیکہتا ہو

الامام فان تعذر فسماع اقواله فان تعذر فروية افعال الماموم فان تعذر فسماع اقواله فهؤلاء لبطلان

پہر اگر یہہ میسر نہو تو اوسکی آواز سنتا ہو پہر اگر یہہ بہی دشوار ہو تو افعال اور مقتدیون کی دیکہتا ہو پہر اگر یہہ بہی نہو تو مقتدی کی آواز سنتا ہو سو یہہ لوگ جو انکی

صلاتهم بالنغمات والالحان لا یکونوا من المامومین وانتقال الماموم من رکن الی رکن بسماع اصواتهم من غیر

نماز بسبب نغمات اور الحان کی باطل ہوگئی ہی تو مقتدی نہین ہین اور انتقال کرنا مقتدی کا ایک رکن سی دوسری رکن پر انکی آواز سنکر بدون

روية افعال الامام وسماع اقواله لا یصح صلوته وههنا مفسدة اخری وهی ان الامام اذا کبر للصلوة ودخل

دیکہنے افعال اور سنی اقوال امام کی اوسکی نماز کو فاسد کرتا ہی اور یہان ایک اور مفسدہ ہی وہ یہہ ہی کہ امام جب تکبیر کہہ کر نماز مین داخل ہوجاتا ہی

فیها یکبرون خلفه قبل ان یدخلوا فی الصلوة لیسمع الناس تکبیرهم ویدخلوا فی الصلوة فمن احرم من الناس بتکبیرهم

تو امام کی پیچھی تکبیر کہہ دیتی ہین اس سی پہلی کہ آپ نماز مین داخل ہوں تا کہ اور لوگ اونکی تکبیر سنکر نماز مین داخل ہو جاوین پہر جو کوئی انکی تکبیر سنکر بدون

من غیر سماع تکبیر الامام یدخل فی صلوته خلل من هذه الوجه ایضا لما تقدم ان الاقتداء لا یصح الا باحد

سنی امام کی تکبیر کی تکبیر تحریمہ کہیگا اوسکی نماز مین یہہ بہی خلل داخل ہیگا اسواسطی کہ اوپر گذر چکا ہی کہ اقتدا بدون ایک کی

اربعة اشیاء وهذا لیس بواحدة منها یسرنا الله تعالی العمل بالسنة والاجتناب عن البدعة المجلس

چار چیزون میں سی صحیح نہین ہوتا اور یہہ اون چارون مین سی کچہہ بہی نہین ہی الٰہی ہم پر آسان کر سنت پر عمل کرنا اور بدعت سی اجتناب کرنا انچاسوان مجلس

التاسع والاربعون فی بیان فضیلة الجمعة وفی تفضیل یومها علی سائر الایام

مین بیان جمعہ کی فضیلت کا اور جمعہ کی روز کی تفضیل تمام ایام پر

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خیر یوم طلعت علیه الشمس یوم الجمعة فیه خلق آدم وفیه ادخل

رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا بہت اچہا دن جس پر آفتاب چمکا ہی جمعہ کا دن ہی اسیمین آدم پیدا ہوا اور اسی دن مین

الجنة وفیه اخرج منها ولا تقوم الساعة الا فی یوم الجمعة هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة

جنت مین داخل ہوا اور اسی روز مین جنت سی نکلا اور قیامت نہیں قائم ہوگی مگر دن جمعہ کی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی

وقد بین فیه ان یوم الجمعة خیر الایام اذ فیه خلق آدم النبی علیه السلام وفیه ادخل الجنة وفیه اخرج

بیشک اسمین یہہ بیان فرمایا کہ جمعہ کا دن سب دنون سی بہتر ہی اسواسطی کہ اسیمین آدم نبی علیہ السلام پیدا ہوئی اور اسیمین جنت مین داخل ہوئی اور اسی مین جنت سی نکلی

منها فان قیل دخول آدم النبی علیه السلام الجنة خیر وحسن لکن خروجه منها کیف یکون خیرا وحسنا

پہر اگر کوئی کہی آدم نبی علیہ السلام کا جنت مین داخل ہونا تو بہتر ہی اور نیک ہی ہی پر اونکا جنت مین سی نکلنا کیا اچہا اور خوب ہی

فالجواب ان خروجه منها المتضمنة للفوائد الکثیرة والمصالح یکون خیرا وحسنا لانه بواسطة خروجه

تو جواب یہہ ہی کہ اونکا جنت مین سی نکلنا جسمین بہت سی فائدی اور خوبیان ہونی کو تہین بہت خوب اور بہتر ہی اسواسطی کہ وہ جنت میں سی نکلی

منها حصل منه علیه السلام اولاد کثیرة وتناسلوا وبعث الله تعالی من نسله علی ذریته الانبیاء وانزل فیهم

تو اونسی بہت سی اولاد پیدا ہوئی اور آگی کو نسل چلی اور الله تعالی اونکی نسل مین سی اونکی اولاد پر نبی بہیجی اور کتابین اتارین

الکتب وجعل منهم الاخیار والابرار وظهر منهم عبادات مرضیة وطاعات مرغیة وهذا کله خیر

اور اونمین سی صلحاء اور ابرار پیدا کئی اور اونسی عبادات پسندیدہ اور طاعات مرغوب عمل مین آئین یہہ تمام خیر ہی خیر ہی

بالنسبة الی خروجه من الجنة فعلی هذا یکون یوم الجمعة خیر الایام وقد عظم الله تعالی به دین الاسلام
جو بہشت کی نکلنی سی ہوئین اس بیان کی موافق جمعہ کا دن سب دنون مین بہتر ہی اور بیشک اللہ تعالی نی اس دن سی دین اسلام کو عظمت دی

وخصه بالمسلمین من بین الانام لما روی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال هذا یومهم الذی
اور تمام خلق مین سی مسلمانون کی لئی خاص کیا کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا یہہ وہ دن ہی

فرض علیهم واختلفوا فیه فهدینا الله له والناس لنا تبع الیهود غدا والنصری بعد غد یعنی انه تعالی
جو اللہ تعالی اونپر فرض کیا تہا اور انہون نی اسمین اختلاف کیا سو اللہ تعالی نی اسکی ہمکو ہدایت کی اور اور لوگ ہمارا پیرو ہین یہود تو اگلی دن اور نصاری اوس سی اگلی ان مراد یہہ ہی

امر عباده ان یجتمعوا فی یوم الجمعة ویعظموه بالطاعة ولم یعینه لهم بل امرهم ان یعینوه باجتهادهم
کہ اللہ تعالی نی اپنی بندون کو یہہ امر فرمایا کہ جمعہ کی دن جمع ہواکرین اور طاعت سی اوسکی تعظیم کرین اور دن نہین مقرر کر دیا تہا بلکہ یون حکم تہا کہ آپ اپنی اٹکل سی معین کرلین

فاختلفوا فیه فقالت الیهود هو یوم السبت لانه تعالی فرغ فی هذا الیوم من خلق المخلوقات ونحن نفرغ
سو اونہون نی اسمین اختلاف کیا یہود تو کہنی لگی وہ شنبہ کا روز ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی شنبہ کی روز تمام مخلوقات کو پیدا کر چکا ہم بہی

فیه من الاشغال الدنیویة ونشتغل بالعبادة وقالت النصری هو یوم الاحد لانه تعالی ابتدأ فی
اس روز مین دنیا کی کاروبار چہوڑکر عبادت مین مشغول رہین اور نصاری کہنی لگی وہ یکشنبہ کا دن ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی اس دن مین

هذا الیوم بخلق المخلوقات فهو اولی بالتعظیم فهدی الله تعالی هذه الامة ووفقهم باصابة حتی
مخلوقات کا پیدا کرنا شروع کیا تہا تو اسہی دن کی تعظیم اولی ہی آخر اللہ تعالی نی اس امت کو ہدایت کیا اور توفیق صواب کی دی یہان تک

عینوه وقالوا ان الله تعالی اوجد فی سائر الایام ما ینتفع به الانسان وفی یوم الجمعة اوجد نفس الانسان
کہ جمعہ مقرر کرلیا اس دلیل سی کہ اللہ تعالی نی تمام ایام مین تو وہ چیزین پیدا کین جسمین انسان کی منفعت ہی اور جمعہ کی دن مین انسان کی ذات کو پیدا کیا

والشکر علی نعمة الوجود اهم واقدم وقد بین الله تعالی کیفیة الشکر فی هذا الیوم فقال اذا نودی للصلوة
اور شکر گذاری نعمت وجود کی بہت ضرور اور بہت مقدم ہی اور اللہ تعالی اس دن مین شکر کی کیفیت یون بیان کی فرمایا جب اذان ہو

مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ فانه تعالی امر اولا بالسعی الی الجمعة ثم امر بترک الاشتغال
دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چہوڑو بیچنا سو اللہ تعالی نی اول واسطی سعی کی طرف جمعہ کی امر فرمایا پہر واسطی ترک شغل کاربار

بالامور الدنیویة الصارفة عن السعی الی الجمعة وقد روی عن عبد الله بن عمر انه علیه السلام
دنیا کی جو جمعہ کی طرف جانی سی روکنی ہون امر کیا اور عبد اللہ بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال لینتهین اقوام عن ترکهم الجمعة او لیختمن الله علی قلوبهم ثم لیکونن من الغفلین فانه علیه السلام
البتہ باز آوین لوگ جمعہ ترک کرنی سی یا بیشک اللہ تعالی اونکی دلون پر مہر لگاویگا پہر وہ سراسر غافل ہوجاوینگی اب نبی علیہ السلام نی

بین فی هذا الحدیث ان احد الامرین کائن لا محالة اما الانتهاء عن ترکهم الجمعة او ختم الله علی قلوبهم
اس حدیث مین بیان فرمایا کہ دو نو بات مین سی ایک بالضرور ہونیوالی ہی یا باز آنا جمعہ ترک کرنی سی یا اونکی دلون پر اللہ کا مہر لگانا

ثم لیکونن من الغفلین لان العبد اذا ترک امرا من اوامر الله تعالی مرة یحصل فی قلبه نکتة سوداء
پہر ہوجاوینگی وہ غفلت والی اسواسطی کہ آدمی جب کوئی حکم اللہ کی حکمون مین سی ایک بار ترک کرتا ہی تو اوسکی دل مین ایک داغ سیاہ پیدا ہوجاتا ہی

واذا ترک مرة اخری یحصل فی قلبه نکتة سوداء اخری ثم کذلک حتی یسود قلبه فاذا اسود قلبه یغلب
اور جب اوسنی دوبارہ ترک کیا تو اوسمین دوسرا داغ سیاہ بڑہ جاتا ہی پہر اسی طور آخر سارا دل سیاہ ہوجاتا ہی پہر جب دل تمام سیاہ ہوگیا

علیه الغفلة وینسی الموت وکونه من اهل القبور وینهمک فی الفسوق والفجور فان تاب وانتهی عن ترک
تو اوسپر غفلت چہاجاتی ہی اور موت کو بہول جاتا ہی اور گور مین جانا یاد نہین رہتا اور فسق و فجور مین کہب رہتا ہی پہر اگر اوسنی توبہ کی اور فرمان ترک کرنی سی باز آیا

ما امر به تزول تلک النکتة عن قلبه نکتة نکتة فیعرض عن ارتکاب المنهیات ویشتغل باداء المامورات
تو وہ داغ اوسکی دل پر سی ایک ایک دور ہونی لگتا ہی پھر گناہ کرنی سی پرہیز کرتا ہی اور ادا ء مامورات مین مشغول ہوتا ہی

التی من جملتها صلوة الجمعة فانها فرض ثبت فرضیتها بالکتاب والسنة واجماع الامة اما الکتاب
جنمین جمعہ کی نماز بہی داخل ہی بیشک یہہ فرض ہی اسکی فرضیت قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی ثابت ہی قرآن تو

فقوله تعالی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ فانه تعالی
یہہ آیت ہی ای ایمان والو جب اذان ہو نماز کی دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو بیشک اللہ تعالی نی

امر فی هذه الایة بالسعی الی ذکر الله تعالی والامر للوجوب والمراد بذکر الله تعالی الخطبة وهی شرط لجواز
اس آیت میں یہہ امر کیا کہ طرف ذکر الہی کی جلد جاؤ اور امر واسطی وجوب کی ہوتا ہی اور ذکر الہی سی مراد خطبہ ہی اور خطبہ نماز جمعہ کی لئی

صلوة الجمعة فاذا کان السعی الی الخطبة التی هی شرط لجواز صلوة الجمعة واجبا فیکون السعی الی ما هو
صحت کی شرط ہی پھر جب سعی خطبہ کی لئی جو نماز جمعہ کی صحت کی واسطی شرط ہی واجب ہوئی تو سعی واسطی مقصود اصلی کی

المقصود الاصلی وهو صلوة اولی واحری ثم انه تعالی لتاکید هذا الجواز امر بترک البیع المباح فقال
کہ وہ نماز جمعہ ہی بطریق اولی واجب ہونا ضرور ہوگی پھر اللہ تعالی نی واسطی تاکید اس جواز کی واسطی ترک بیع مباح کی امر کیا فرمایا

وذروا البیع لان ذلک لا یکون الا لامر واجب واما السنة فقوله علیه الصلوة والسلام اعلموا ان الله تعالی
اور ترک کرو بیع کو اسواسطی کہ ایسا حکم بدون امر واجب کی نہین ہوسکتا اور حدیث یہہ ہی قول علیه الصلوة والسلام کا جان لو کہ اللہ تعالی نی

کتب علیکم الجمعة فی یومی هذا فی شهری هذا فی مقامی هذا فمن ترکها تهاونا بها واستخفافا
تمپر جمعہ فرض کیا ہی آج اس مہینہ مین اس مقام مین پھر جسنی اسکو ترک کیا حقیر جان کر اور اسکا حق ہلکا سمجھ کر

بحقها وله امام جائر او عادل الا فلا جمع الله شمله الا فلا صلوة له الا فلا زکوة له الا فلا صوم له الا
اور حال یہہ ہی کہ اوسکا امام بہی جائر یا عادل ہو خبردار جمع نہ کرے اللہ اوسکی پریشانی خبردار نہین روا اوسکی نماز خبردار نہین ہی اوسکی زکوة خبردار نہین ہی اوسکا روزہ الا

ان یتوب فمن تاب تاب الله علیه واما الاجماع فلان الامة قد اجتمعت من لدن رسول الله صلی الله علیه وسلم
اگر توبہ کر لی پھر جسنی توبہ کی اللہ تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اجماع امت یہہ ہی کہ تمام امت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کی عہد سی

الی یومنا هذا علی فرضیتها ولم یختلفوا فیها وانما اختلفوا فی اصل الفرض هل هو الظهر ام الجمعة وایا ما
آج تک جمعہ کی فرضیت پر متفق ہی کیسی کو اسمین اختلاف نہین ہی اور اختلاف ہی تو اصل فرض مین ہی کہ آیا ظہر ہی یا جمعہ ہی اور بہرصورت

کان یسقط الفرض باداء احدهما ولها شروط زائدة علی شروط سائر الصلوات وهی اثنا عشر شرطا ستة منها
دونون مین سی ہر ایک کی ادا کرنی سی فرض ذمہ سی ساقط ہو جاتا ہی اور اسکی لئی شرطین تمام نمازون کی شرطون سی زیادہ ہین اور وہ بارہ شرطین ہین چہہ اونمین سی

فی المصلی وهی شروط لوجوب صلوة الجمعة لا لادائها ولا لصحتها الاول الذکورة فلا تجب علی المراة والثانی
مصلی مین ہین یہہ شرطین تو نماز جمعہ کی وجوب کی ہین یہہ شرطین ادا اور صحت کی نہین ہین پہلی مصلی کا مرد ہونا سو عورت پر واجب نہین ہی دوسری

الاقامة فلا تجب علی المسافر وکل من وجد یوم الجمعة خارج المصر فهو فی حکم المسافر والثالث الحریة
مقیم ہونا پس مسافر پر واجب نہین ہی اور جسکو جمعہ کا دن مصر سی باہر ہو جاوی پس وہ مسافر کی حکم مین ہی تیسری آزادی

فلا تجب علی العبد اتفاقا واختلف فی المکاتب والماذون والعبد الذی حضر باب الجامع لیحفظ دابة مولاه
سو غلام پر کسیکی نزدیک واجب نہین ہی اور مکاتب اور ماذون کی باب مین اور اوس غلام کی حق مین جو جامع مسجد کی دروازہ پر میان کا گھوڑا پکڑی کھڑا ہو اختلاف

والرابع الصحة فلا تجب علی المریض اذا خاف زیادة المرض او بطوء البرء بالذهاب الیها ومثله الشیخ الکبیر
چوتھی صحیح و سالم ہونا پس بیمار پر واجب نہین اگر جمعہ مین جانی سی بیماری بڑھیگا یا دیر مین چہا ہونیکا خوف ہو اور ایسی ہی پیر فرتوت

الضعیف

الضعیف عن السعی والخامس سلامة العینین فلا تجب علی الاعمی عند ابی حنیفة وعندهما تجب ان وجد

چلنی مین ناتوان پانچوین آنکهون والا ہونا پس اندہی پر امام ابوحنیفہ کی نزدیک واجب نہین اور صاحبین کی نزدیک واجب ہی اگر

قائدا والسادس سلامة الرجلین فلا تجب علی المقعد وان وجد من یحمله الی الجمعة والممرض کالمریض علی الاصح

البتہ پکڑ نیوالا میسر آوی چہٹی دونو پانوکی سلامتی پس لنگڑی پر واجب نہین اگرچہ ایسا شخص میسر آوی کہ جو اوسی چڑہا کر جمعہ مین لیجاوی اور بیمار دار اصح قول پر مانند بیمار کی ہی

ان بقی المریض ضایعا والتمریض من جملة الاعذار المبیحة للتخلف عن الجمعة وکذا الخوف من ظالم ونحوه و

اگر مریض حیران رہ جاوی اور بیمار داری کرنا اون عذرات مین ہی جس سی جمعہ مین نجانا مباح ہوجاتا ہی ایسی ہی ظالم وغیرہ کا خوف اور

المطر والثلج والوحل ونحوها فهؤلاء الذین لم یستکملوا الشرائط لا تجب علیهم الجمعة لکنهم لو حضروها

بارش اور اولی اور کیچڑ وغیرہ پس یہہ لوگ جنمین یہہ شرطین پوری نہین ہین ان پر جمعہ واجب نہین ہی لیکن یہہ لوگ اگر جمعہ مین چلی جاوین

وصلوها یجزیهم عن فرض الوقت وستة منها فی غیر المصلی وهی شروط لادائها وصحتها الاول

اور پڑہ لین تو وقتی فرض نماز سی بدلا ہوجاتا ہی اور چہہ شرطین سوای مصلی کی ہین اور یہہ شرطین ادا کی اور صحت کی ہین پہلی

المصر فلا یجوز ادائها فی المفازة والقری لکن ان صلیت فی القریة وکنت فیها یلزمك ان تحضرها وتعمل بقول

شہر کا ہونا پس جمعہ کا ادا کرنا جنگل اور گانوؤن مین جایز نہین ہی لیکن اگر گانوکی اندر جمعہ پڑہنی لگین اور تو وہان موجود ہو تو تجہکو جمعہ مین جانا اور علی رضہ کی

علی ایاك وما یسبق الی القلوب انکاره وان کان عندك اعتذار فلیس کل سامع نکرا تطیق ان تسمعه عذرا و

قول پر عمل کرنا لازم ہی بچتا رہ ایسی بات سی جسمین لوگون کی دلون مین شبہ انکار کا پیدا ہو اگرچہ تجہکو عذر حاصل ہو کیونکہ ہر یک سامع منکر ایسا نہین ہی کہ تو اوسکو اپنا عذر سنا سکی

قد جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال من کان یؤمن بالله والیوم الاخر فلا یقعد مواقع التهم واختلفوا

اور ضرور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اللہ پر اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہی وہ تہمت کی جگہہ نہ بیٹہا کری اور مصر کی

فی تفسیر المصر والصحیح انه الموضع الذی یکون فیه بیوت وسکك واسواق وامیر وقاض ینفذ الاحکام

تعریف مین اختلاف ہی اور صحیح یہہ ہی کہ مصر ایسا موضع ہی جسمین گہر ہون اور کوچی اور بازار ہین اور حاکم اور قاضی جو احکام جاری

ویقیم الحدود ولیس من شرط ادائها المسجد الجامع لجواز ادائها فی فناء المصر وهو ما اتصل به معدا لمصلحته

اور حدود قایم کری اور شروط ادا مین مسجد جامع کا ہونا داخل نہین ہی اسواسطی کہ فناء مصر مین بہی جمعہ جایز ہی اور فناء وہ ہی جو میدان مصر کی قریب مصالح کی لئی ہی

کرکض الخیل وجمع العسکر ودفن الموتی وصلوة الجنازة ونحوها ویجوز للخلیفة وامیر الحجاج اقامتها بمنی

دکہہ چہوڑا ہو جیسی گہوڑونکا باندہنا اور لشکر کا جمع کرنا اور مردون کا دابنا اور جنازہ کی نماز پڑہنی اور مانند اسکی اور خلیفہ اور امیر حاج کو جمعہ قایم کرنا منی مین موسم کی

فی الموسم لانها تکون مصرا فی ایام الموسم لاجتماع شرائط المصر فیها من الامیر والقاضی والابنیة والاسواق

دنون مین جایز ہی اسلئی کہ منی موسم کی دنونمین بمنزلہ مصر کی ہوجاتی ہی اسواسطی کہ تمام شرطین مصر کی اوسمین جمع ہوجاتی ہین امیر قاضی اور مکانات اور بازار ہین

الا انها لا تبقی مصرا بعد انقضاء الموسم وبقاءها مصرا لیس بشرط ولا یجوز اقامتها بعرفات لانها لیست

ان اتنا ہی کہ موسم کی گذرنی کی بعد مصر باقی نہین رہتی اور باقی رہنا مصر کا کچہہ شرط نہین ہی اور عرفات مین جمعہ قایم کرنا جایز نہین اسواسطی کہ عرفات نہ تو

بمصر ولا من فنائه بل هو فضاء ومفازة وفی ظاهر الروایة عن ابی حنیفة لا یجوز اقامتها فی المصر الا فی موضع

مصر ہی اور نہ فناء مصر بلکہ وہ ایک میدان اور جنگل ہی اور ظاہر روایت مین امام ابوحنیفہ سی ہی کہ جمعہ قایم کرنا مصر مین سوا ایک مسجد کی

واحد فان ادیت فی موضعین او اکثر فالجمعة للاولین تحریمة وقیل فراغا وقیل فیهما جمیعا وان لم یعلم

جایز نہین ہی پہر اگر دو جگہہ یا دو جگہہ سی زیادہ مین پڑہا جاوی تو جمعہ اونکا ہی جنہون نی پہلی نیت باندہی اور بعضی کہتی ہین جو پہلی پڑہ چکی اور بعضی کہتی ہین دونون مین اور اگر یہہ نہ

ایهما الاول تبطل صلوة الکل وفی روایة عنه وهو قول محمد یجوز اقامته فی مواضع متعددة وفی روایة

معلوم ہو اول کون ہین تو سب کی نماز باطل ہی اور ایک روایت مین ابوحنیفہ سی اور یہہ ہی قول امام محمد کا ہی کہ قایم کرنا جمعہ کا کئی جگہہ جایز ہی اور ابو یوسف کی روایت

ابی یوسف لا یجوز اقامتها فی موضعین الا اذا کان بینهما نهر عظیم کدجلة فی بغداد وفی روایة عنه لا یجوز
مین قایم کرنا جمعہ کا دو جگہ جایز نہین مگر ایسی دو جگہ شہر کی بیچ مین بڑی نہر حائل ہو جیسی بغداد مین دجلہ اور ایک روایت مین ابو یوسف سی

اقامتها اذا کان علیه جسر حتی روی عنه انه کان یامر یوم الجمعة برفع الجسر وقت الصلوة لیکون
قایم کرنا جمعہ کا یعنی دو جگہ جایز نہین اگر اوس نہر پر پل ہو یہان تک کہ روایت ہی کہ امام ابو یوسف جمعہ کی دن نماز کی وقت پل اٹھوا دیتی تہی تاکہ وہ جگہہ

کمصرین فی کل موضع وقع الاشتباه فی صحة الجمعة لتعددها او لوقوع الشك فی المصر اذا قام اهله ینبغی لهم
مانند دو شہرون کی ہو جاوی اور جس جگہ صحت جمعہ مین بسبب تعدد کی یا بسبب مصر کی مشکوک ہونی کی یہہ شبہہ پڑی کہ ادا ہو یا نہین تو جب وہان کی لوگ جمعہ پڑھ چکین

ان یصلوا بعدها اربع رکعات قائلا کل واحد منهم نویت ان اصلی اخر ظهر ادرکت وقته ولم اصله
تو اونکو سزاوار ہی کہ بعد اوسکی چار رکعت اور الگ الگ پڑھلین ہر یک نیت کی وقت یہہ کہی نیت کرتا ہون کہ ادا کرون پچھلی ظہر جسکا مین نی وقت پایا پر اب تک پڑھی

بعد واصل هذا علی ما ذکر فی القنیة ان اهل مرو لما ابتلوا باقامة الجمعتین فیها مع اختلاف العلماء فی
نہین اور اسکی اصل موافق بیان قنیہ کی یہہ ہی کہ مرو کی لوگ جب شہر مرو مین دو جگہہ جمعہ پڑھنی لگی باوجودیکہ علما مین دو جمعہ کی جواز مین اختلاف تہا

جوازهما امرهم ائمتهم باداء کل واحد منهم اربع رکعات بهذه النیة حتما احتیاطا لان الجمعة التی صلاها
تو اونکو اونکی پیشواؤن نی فتوی دیا کہ ہر یک احتیاط کی واسطی چار چار رکعت اس نیت سی ضرور پڑہا کری کیونکہ یہہ جمعہ جو ادا کیا

ان لم تجز یخرج عن عهدة فرض الوقت بیقین وان جازت فان کان علیها ظهر فائتة یسقط عنه ذلك
اگر جایز نہین ہوا تو فرض وقتی کی ذمہ سی یقینا پاک ہو جاویگا اور اگر جمعہ جایز ہو گیا تو پہر اگر اوسکی ذمہ کوئی ظہر فائتہ ہو گی تو اب وہ فائتہ ادا ہو جاویگی

الفائتة وان لم یکن علیه ظهر فائتة تکون تلك الاربع نفلا فلاحتمال کونها نفلا لابد ان یقرأ فی الاخریین
اور اگر اوسکی ذمہ ظہر فائتہ نہین ہی تو یہہ چارون رکعت نفل ہو جاوینگی سو اس احتمال کی لئی کہ شاید نفل ہون ضرور ہی کہ پچھلی دونون رکعت مین

بعد الفاتحة سورة لانها ان وقعت فرضا فقراءة السورة لا تضر وان وقعت نفلا فقراءة السورة واجبة والثانی
بعد سورہ فاتحہ کی کوئی سورة پڑھی اسواسطی کہ اگر وہ فرض ہوئین تو سورة کی پڑھنی مین کچھ نقصان نہین ہی اور اگر وہ رکعتین نفل ہوئین تو سورة کا پڑھنا واجب ہی اور دوسری

من الشروط التی فی غیر المصلی السلطان او نائبه والمتغلب الذی لا منشور له من السلطان یجوز له اقامة
شرط جو غیر مصلی مین ہو سلطان کا یا اوسکی نائب کا ہونا اور جو متغلب کہ سند سلطانی نہین رکھتا اوسکو قایم کرنا جمعہ کا جایز ہی

الجمعة اذا کان سیرته فی رعیته سیرة الامراء وکان یحکم بینهم بحکم الولایة اذ بذلك یثبت السلطنة
اگر اوسکا معاملہ رعیت سی بطور امرا کی ہو اور رعیت پر حکومت حاکمون کی طور پر کرتا ہو اسواسطی کہ اس سی سلطنت ثابت ہو جاتی ہی

فیتحقق الشرط وللمامور بالجمعة ان یستخلف وان لم یؤذن له فی الاستخلاف ولا فرق فی ذلك بین وجود
پہر شرط موجود ہو جاتی ہی اور جو شخص جمعہ کی لئی مامور ہین جیسی قاضی وغیرہ اختیار رکہتی ہین کہ اپنا خلیفہ کر دین اگرچہ اونکو خلیفہ کرنی کی اجازت نہو اور اس بات مین کچھہ فرق

العذر وعدمه ولا بین الخطبة والصلوة والاذن فی الخطبة اذن فی الصلوة وبالعکس ولیس
نہین خواہ کچھہ عذر ہو یا عذر نہو اور نہ کچھہ فرق خطبہ کا ہی اور نہ نماز کا اور خطبہ کی اذان بعینہ نماز کی اذان ہی اور بالعکس اور

للقاضی ان یصلی الجمعة بالناس اذا لم یؤمر بها وکذا صاحب الشرطة لیس له ان یصلی بهم فان مات
قاضی کو اختیار نہین کہ لوگون کو جمعہ پڑھاوی اگر اوسکو سلطان کا حکم نہین ہی اور ایسا ہی محتسب کو جایز نہین کہ لوگون کو جمعہ پڑھاوی اور اگر حاکم شہر کا مر جاوی

والی المصر فقبل اتیان وال اخر لو صلی بهم خلیفته او القاضی او صاحب الشرط یجوز لان امر العامة فوض
تو دوسری حاکم کی مقرر ہونی سی پہلی اگر لوگون کو خلیفہ یعنی نائب یا قاضی یا محتسب جمعہ پڑھاوی تو جایز ہی اسلئی کہ انتظام عوام کا اونکو سپرد ہی

الیهم وان لم یکن احد من هؤلاء فاجتمع الناس علی احد فصلی بهم یجوز ومع وجود احد منهم لا یجوز
اور اگر انہین سی کوئی موجود نہو اور لوگون نی جمع ہو کر ایک کو امام کر لیا اور اوسنی جمعہ پڑھا دیا تو جایز ہی اور اگر انہین سی کوئی موجود ہو تو بدون اوسکی

الا باذنه ولو شرع المامور بها فیها ثم حضر اٰخر مکانه مضی علیها ولو حضر قبل شروعه لا یصح شروعه
بدون اوسکی اذن کی جایز نہین اور اگر قاضی وغیرہ جسکو جمعہ پڑہانیکی اجازت تہی نماز شروع کرچکا سو پہر اوسکی جگہہ پر دوسرا مقرر ہو کر آگیا نماز کو تو سہی نہین اور اگر غلاظ شروع کرلی سی

والثالث من تلک الشروط الوقت وهو وقت الظهر فلا یجوز قبل الزوال ولا بعد دخول وقت العصر ولو
پہلی آگیا تو شروع کرنا صحیح نہین اور تیسری شرط اون شرطون مین سی وقت کا ہونا اور وہ وقت ظہر کا ہی سو دو پہر ڈہلنی سی پہلی جایز نہین اور نہ بعد جانی وقت عصر کی اور اگر

خرج الوقت وهو فیها یستانف الظهر ولا یبنیه علیها لاختلافهما کمیة وشروطا والرابع من تلک
نماز ہی کی اندر وقت ہوچکا تو از سر نو ظہر کو پڑہی اوسیکو بڑہا کر ظہر نہ کرلی کیونکہ جمعہ اور ظہر مقدار اور شرطون مین مختلف ہین اور چوتہی شرط اون

الشروط الخطبة ولها شروط ورکن وواجب وسنة اما شرطها فکونها فی الوقت حتی لو خطب
شرطون مین سی خطبہ ہی اور خطبہ کی بہی شرط اور رکن اور واجب اور سنت ہین خطبہ کی شرط تو یہہ ہی کہ وقت کی اندر ہو دی یہان تک کہ اگر پیش از وقت

قبله لا تصح وکونها بحضرة الجماعة حتی لو خطب وحده ثم حضر الجماعة لا تصح وکونها جهرا
خطبہ پڑہیگا تو صحیح نہین اور جماعت کی سامنی چاہیی یہان تک کہ اگر خطبہ تنہا پڑہیگا اور پہر جماعت جمع ہوگی تو صحیح نہین ہی اور اتنا پکار کر پڑہنا چاہیی

بحیث یسمعها من یکون عنده اذا لم یکن مانع واما رکنها فمطلق ذکر الله تعالی بنیتها حتی لو قال
کہ جو اوسکی پاس موجود ہون سب سنلین اگر کچہہ مانع نہو اور خطبہ کا رکن مطلق ذکر اللہ تعالی کا خطبہ کی نیت سی ہی یہان تک کہ اگر خطیب نی

الحمد لله او سبحان الله او لا اله الا الله علی قصد الخطبة یجزئ عند ابی حنیفة اما لو قال لعطاس
الحمد للہ یا سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ خطبہ کی نیت سی کہا تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک کافی ہی ہان اگر چھینک کر

او تعجب فلا یجزئ وعندهما لا بد من ذکر طویل یسمی خطبة وهو مقدار ثلث اٰیات وقیل مقدار التشهد
یا تعجب سی کہیگا تو کافی نہین ہی اور صاحبین کی نزدیک اتنا ذکر دراز ضرور ہی جسکو خطبہ کہہ سکین اور وہ تین آیتون کی برابر ہو اور کوئی کہتا ہی کہ تشہد کی برابر ہو

من قوله التحیات لله الی قوله عبده ورسوله لان الخطبة واجبة بالاجماع والتحمیدة الواحدة
لفظ التحیات للہ سی عبدہ ورسولہ تک اسواسطی کہ خطبہ متفق علیہ واجب ہی اور الحمد للہ ایکبار

والتسبیحة الواحدة والتهلیلة الواحدة لا تسمی خطبة واما واجبها فالطهارة والقیام وستر
اور سبحان اللہ ایک بار اور لا الہ الا اللہ ایک بار خطبہ نہین کہلاتا اور خطبہ کی واجبات باوضو ہونا اور کہڑی رہنا اور عورت کا

العورة واما سننها فکونها خطبتین بجلسة بینهما یشتمل کل منهما علی الحمد والتشهد والصلوة علی
ڈہانپنا اور خطبہ کی سنت دو خطبون کا ہونا بیچ مین ایک جلسہ کی فرق سی ۔ اور دونو مین حمد اور تشہد اور درود

النبی صلی الله علیه وسلم والاولی علی تلاوة اٰیة والوعظ والثانیة علی الدعاء للمؤمنین والمؤمنات
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہر ہو اور پہلی خطبہ مین تلاوت آیت کی اور پند ہو اور دوسری مین مسلمان مرد اور عورتون کی حق مین

بدل الوعظ والخامس من تلک الشروط الجماعة واقلهم ثلثة سوی الامام ویشترط کونهم رجالا عاقلین
بدلہ پند کی دعا ہو اور پانچوین شرط اون شرطون مین سی جماعت ہی کم سی کم تین آدمی سوا امام کی ہون بشرطیکہ تینون مرد عاقل بالغ ہون

بالغین فلا ینعقد بالنساء والصبیان والمجانین ولا یشترط کونهم احرارا ومقیمین فتنعقد بالعبید
پس جماعت نری عورتون اور بچون اور دیوانون سی نہین ہوگی اور یہہ شرط نہین ہی کہ ازاد یا مقیم ہون پس جماعت نری غلامون

والمسافرین ویشترط بقاؤهم الی السجدة الاولی عند ابی حنیفة فلو نفروا قبلها او نقصوا عن ثلث ثم
اور مسافرون سی ہو جاویگی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک یہہ شرط ہی کہ پہلی سجدہ تک سب موجود رہین پس اگر پہلی سجدہ سی پہلی بہاگ گئی یا تین سی کم رہ گئی

یستقبل الظهر وعندهما لو نفروا بعد التحریمة یتم الجمعة والسادس من تلک الشروط الاذن العام
تو ظہر ادا کری اور صاحبین کی نزدیک اگر بعد تکبیر تحریمہ کی چلی جاوین تو جمعہ پورا کرلی اور چہٹی شرط اون شرطون مین سی اذن عام ہی

وهوان یفتح باب الجامع ویؤذن للناس حتی لواجتمع فی الجامع واغلقوا بابه وصلوا فیه الجمعة لا
اسطور پر کہ مسجد جامع کا دروازہ کہل جاوی اور لوگوں کو آنی کی اجازت ملی یہانتک کہ اگر مسجد مین جمع ہوکر پہر دروازہ اوسکا بند کردین اور جمعہ کی نماز مسجد مین پڑہلین

یجوز وکذا السلطان لو اغلق باب قصره وصلی فیه بحشمه لایجوز لانها من شعائر الاسلام وخصائص
توجایز نہین ہی اور ایسی ہی سلطان اگر اپنی محل کا دروازہ بند کرکر اپنی فوج کی ہمراہ جمعہ کی نماز پڑہ لی تو جایز نہین ہی اسواسطی کہ جمعہ اسلام کی زینتون اور دین کی خاص

الدین فلابد من اقامتها علی طریق الاشتهار وان فتح باب قصره واذن للناس بالدخول فیه یجوز سواء
امرون مین سی ہی سو اوسکو خواہ مخواہ بطور اشتہار کی قایم کرنا چاہیئے اور اگر بادشاہ اپنی محل کا دروازہ کہول کر لوگون کو اجازت آنی کی دیدیوی تو جایز ہی پہر برابر ہی

دخلوا اولا لکن یکره لعدم قضاء حق المسجد الجامع فاذا وجدت هذه الشروط کلها یجب السعی و
کہ کوئی جاوی یا نہ جاوی پر مکروہ ہی اسواسطی کہ مسجد جامع کا حق ادا نہوا اور جب یہہ تمام شرطین پوری پائی جاوین تو اصح قول پر سعی اور

ترک البیع بالاذان الاول وهو الذی یکون علی المنارة بعد دخول الوقت فی الاصح لانه المعتبر فی
بیچ کا ترک کرنا پہلی اذان پر واجب ہی یعنی وہ اذان جو منارہ پر وقت ہوجانی کی بعد ہوتی ہی موافق اصح قول کی اسواسطی کہ یہی اذان

هذا الزمان وان کان حادثا غیر واقع فی عهد النبی صلی الله علیه وسلم لما روی انه علیه السلام
اس زمانہ مین معتبر ہی اگرچہ نواحداث ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد مین نہ تہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

والاما مین بعده کانوا یصعدون المنبر بعد الزوال قبل النداء فیؤذن المؤذن بین ایدیهم فلما کان زمن
اور بعد حضرت کی دو نو امام زوال کی بعد اذان سی پہلی منبر پر جاتی تہی پہر مؤذن اونکی سامنی اذان پڑہتا تہا پہر جب زمانہ

خلافة عثمان وکثر الناس رای ان یؤذن المؤذن قبل صعود الامام المنبر لینتهی الصوت الیهم فیحضروا
عثمان کی خلافت کا آیا اور لوگون کی کثرت ہوگئی تو اونکی رای مین یہہ آیا کہ مؤذن امام کی منبر پر جانی سی پہلی اذان کہا کری تاکہ اونکو آواز جاوی اور سنکر آجاوین

وزاد اذانا ثانیا علی دار فی سوق المدینة بقرب المسجد یقال له زوراء وکان هذا الاذان سنة ایضا
اور دوسری اور اذان بڑہا دی ایک گہر پر جو مدینہ کی بازار مین مسجد کی پاس تہا اوسکا نام زوراء ہی اور یہہ اذان بہی مسنون ہی

لقوله علیه السلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین من بعدی واما النداء الذی یکون فی وقت
اس حدیث کی موافق لازم کرلو اپنی اوپر میری سنت اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت اور وہ اذان جو چاشت کی وقت ہوتی ہی

الضحی للتنبیه علی ان هذا الیوم یوم الجمعة فبدعة احدثه الحجاج کذا ذکر فی مجمع الفوائد والحاصل ان کل
اطلاع دینی کو کہ یہہ دن جمعہ کا ہی سو یہہ بدعت ہی اسکو حجاج نی جاری کیا تہا کتاب مجمع الفوائد مین یہہ ذکر کیا ہی مطلب یہہ ہی کہ جو

اذان یکون قبل الزوال فهو غیر معتبر بل المعتبر الاذان الاول الذی یکون بعد الزوال اذ به یحصل الاعلام
اذان دوپہر ڈہلی سی پہلی ہووی سو اوسکا کچہہ اعتبار نہین ہی بلکہ معتبر پہلی اذان ہی جو دوپہر ڈہلی کی بعد ہوتی ہی اسلئی کہ اس سی اعلام حاصل ہوتا ہی

فان کل من یجب علیه الجمعة اذا اذن هذا الاذان یلزمه السعی الی الجمعة فاذا حضر المسجد الجامع یصلی
بیشک جسپر جمعہ واجب ہی جب یہہ اذان ہوگی اوسکو جلد جمعہ مین دوڑ جانا چاہیی پہر جب وہ مسجد جامع مین پہنچی تو بیٹہنی سی پہلی

قبل القعود رکعتین تحیة المسجد ثم اربع رکعات سنة الجمعة واذا توجه الامام الی صعود المنبر یحرم
دو رکعت تحیة المسجد کی پہر چار رکعت سنتین جمعہ کی پڑہی پہر جب امام منبر پر جانی کو متوجہ ہو تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک

الصلوة والکلام عند ابی حنیفة حتی یتم الخطبة وعندهما لا باس بالکلام قبل الشروع فی الخطبة واذا
نماز اور بات جیت سب حرام ہی جبتک خطبہ تمام ہوجاوی اور صاحبین کی نزدیک خطبہ شروع کرنی سی پہلی بولنی کا کچہہ مضائقہ نہین اور جب

جلس علی المنبر یؤذن المؤذن بین یدیه الاذان الثانی واذا تم الاذان یقوم ویخطب خطبتین یفصل بینهما بجلسة
امام منبر پر جا بیٹہی تو مؤذن اوسکی سامنی دوسری اذان پڑہی اور جب یہہ اذان ہوچکی تو امام کہڑا ہوکر دو خطبی پڑہی دونون کی بیچ مین

خفیفة

حنيفة مقدار ما ان يستقر كل عضو منه في موضعه ويستحب للقوم ان يستقبلوا الامام عند

ہلکی ہی جلسہ کا فاصلہ کرے اسقدر کہ بدن کا ہر ایک جوڑ اپنی اپنی جگہہ پر راست ہو جاوے اور قوم کو مستحب یوں ہی کہ خطبہ کی وقت امام کی طرف منہہ کریں

الخطبة لكن الرسم الآن انهم يستقبلون القبلة للحرج في تسوية الصفوف لكثرة الزحام كذا ذكر في

پر اب رسم یہہ ہو رہی ہی کہ رو بقبلہ بیٹھی رہتی ہیں اسواسطی کہ صفین سیدہی کرنی میں بسبب کثرت انبوہ کی حرج ہوتا ہی ہدایہ کی شرح میں یہہ ہی مذکور ہی

شرح الهداية للسروجي واذا فرغ من الخطبة وشرع المؤذن في الاقامة ينزل من المنبر ويصلي

جو سروجی کی ہی اور جب خطبہ پڑہ چکی اور مؤذن تکبیر کہنی لگی تو امام منبر پر سی اوتر کر قوم کو دو رکعت نماز جمعہ کی پڑہائی

بالناس ركعتين صلوة الجمعة ولو وقع الاشتباه في صحتها بتعددها ووقوع الشك في المصر

اور اگر جمعہ کی صحت میں کچہہ شبہہ پیدا ہووی کئی جگہہ ہونی کی سبب یا مصر مشکوک ہونی سی

يصلي بعدها كل واحد منهم فرادى اربع ركعات آخر ظهر كما سبق ثم اربع ركعات بنية السنة

تو ہر ایک بعد اوسکی الگ الگ چار چار رکعت پچھلی ظہر کی پڑہیں جیسی کہ اوپر مذکور ہو چکا پہر چار چار رکعت سنتوں کی نیت سی

عند ابي حنيفة وعندهما ست ركعات ومن ادرك الامام فيها ولو في التشهد او في سجود السهو يصلي

امام ابوحنیفہ کی نزدیک اور پڑہیں اور صاحبین کی موافق چہہ رکعت پڑہیں اور جسنی امام کو نماز جمعہ میں پا یا اگرچہ تشہد میں یا سجدہ سہو میں تو امام کی ساتہہ

معه ما ادرك ويبني عليه الجمعة وقال محمد ان ادرك في الركوع في الركعة الثانية يبني عليه الجمعة

پڑہ لی جو ہاتہہ آوی اور نماز جمعہ پوری کرلی اور امام محمد کہتی ہیں اگر دوسری رکعت کی رکوع میں جاملا تو نماز جمعہ کی پوری کرلی

وان ادرك بعد ما رفع راسه من الركوع في الركعة الثانية يبني عليه الظهر ومن لا عذر له اذا صلى

اور اگر بعد اسکی ملا کہ امام دوسری رکعت کا رکوع پورا کر کر کہڑا ہو گیا تو اب ظہر کی نماز پوری کرلی اور جسکو کوئی عذر نہیں ہی اگر وہ ظہر

الظهر قبل ان يصلي الامام الجمعة يصح ظهره لكن يكون عاصيا لترك الجمعة ويكره للمعذورين

پہلی اس سی پڑہ لی کہ امام نماز جمعہ کی پڑہ چکی تو اوسکی ظہر صحیح ہی پر گنہگار ہوگا کیونکہ اوسنی جمعہ ترک کیا اور معذور لوگوں کو

والمسجونين اداء الظهر في المصر بالجماعة سواء كان قبل فراغ الامام من الجمعة او بعده لان الجمعة

اور قیدیوں کو مصر میں ظہر کی نماز جماعت سی پڑہنی مکروہ ہی برابر ہی کہ امام نماز جمعہ سی فارغ نہو ہو یا فارغ ہو لیا ہو اسواسطی کہ جمعہ جمع کرنیوالا

للجماعات وفي اداء الظهر بالجماعة تفريق الجماعة عن الجمعة وتقليلها فيها بخلاف اهل القرى اذ لا جمعة

جماعتوں کا ہی اور ظہر کو جماعت سی پڑہنی میں جمعہ کی جماعت کی تفریق ہوتی ہی اور اوسمیں کمی پڑتی ہی برخلاف گانوں والوں کی اسواسطی کہ اونپر

عليهم ولا يفضي اداء الظهر بالجماعة الى تفريق الجمعة وتقليلها فيكون ذلك في حقهم كسائر الايام

جمعہ نہیں ہی وہاں ظہر کو جماعت سی پڑہنی میں نہ تفریق جماعت جمعہ کی ہوتی ہی اور نہ کمی پڑتی ہی سو جمعہ کا دن بلا کراہت ظہر جماعت سی پڑہنی کو اونکی حق میں ایسا ہی

في جواز اداء الظهر بالجماعة من غير كراهة ويستحب للمريض ان لا يصلي الظهر قبل فراغ الامام من الجمعة

جیسی تمام اور دن ہیں اور بیمار کو مستحب ہی کہ جبتک امام نماز جمعہ سی فارغ نہو ظہر نہ پڑہی

لرجاء البرء في كل ساعة ومن جاء الى الجمعة ووجد المسجد ملآن واراد ان يتخطى الناس ان كان يؤذيهم

اسواسطی کہ ہر ہر آن میں صحت کی امید ہی اور جو شخص جمعہ میں جاکر دیکہی کہ مسجد بہر چکی اور اسنی ارادہ کیا کہ صفوں میں کو گذر جاوی اگر اس طور پر جانی سی ایذا ہو لوگوں کو

بالتخطي لا يتخطى وان كان لا يؤذي احدا بان لا يطأ ثوبا ولا جسدا لا باس بان يتخطى ويدنو من الامام

تو نہ جاوی اور اگر کسیکو کچہہ ایذا انہیں ہونی اسطور کہ نہ پاؤں تلی کسیکا کپڑا دبائی اور نہ کسیکا کچہہ بدن تو چلی جانی کا کچہہ مضائقہ نہیں کہ امام سی نزدیک ہو جاوی

وذكر الفقيه ابو جعفر عن اصحابنا ان التخطي لا باس به ما لم يأخذ الامام في الخطبة ويكره اذا اخذ

اور فقیہ ابو جعفر ہماری اصحاب سی نقل کرتا ہی کہ تخطی کا کچہہ مضائقہ نہیں جب تک امام نی خطبہ نہیں شروع کیا اور اگر خطبہ شروع کرلیا تو مکروہ ہی

فعلی هذا یکون جواز التخطی مشروطا بشرطین احدهما ان لا یؤذی احدا والثانی ان لا یکون الامام فی
اس روایت کی موافق تخطی جایز ہونی کی لئی دو شرطین ہین ایک تو یہہ کہ کسیکو ایذا نہو اور دوسری یہہ کہ امام خطبہ نہ پڑھتا ہو

الخطبة یسرنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه وکرمه المجلس الخمسون فی بیان
الٰہی ہمکو آسان کر موافق اپنی رضا کی عمل کرنا اپنی لطف اور کرم سی بچاسوین مجلس مصافحہ کی بیان مین

المصافحة وبیان کیفیتها وفوائدها وبدعیتها فی غیر محلها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
اور اوسکی کیفیت اور طرز اور فائدی اور اوسکا بدعت ہونا بی محل رسول الله صلی الله علیہ نی فرمایا

ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفر لهما قبل ان یتفرقا وفی روایة اذا التقی المسلمان
نہین کوئی دو مسلمان کہ ملین اور مصافحہ کرین مگر دو نو جدا ہونی سی پہلی بخشی جاوینگی اور ایک روایت مین ہی جب دو مسلمان ملین

فتصافحا وحمدا الله واستغفرا الله غفر لهما هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه البراء بن عازب
اور مصافحہ کرین اور الله تعالی کی حمد کرین اور الله تعالی سی مغفرت مانگین تو الله اون دونون کو بخش دیگا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی براء بن عازب کی روایت سی

والفاء فیه لفظ خاص للتعقیب موجبه تعقیب التصافح الالتقاء والتصافح علی ما ذکر فی صحاح الجوهری
اور فاء اسمین لفظ خاص تعقیب کی واسطی ہی جس سی مصافحہ ملاقات سی پیچھی واجب ہوتا ہی اور تصافح موافق مضمون صحاح جوہری کی مصافحہ ہی

المصافحة فیثبت شرعیة المصافحة عند لقاء المسلم لاخیه وتکون من تمام التحیة بینهما لما
تو مصافحہ کا مشروع ہونا بروقت ملاقات ایک مسلم کی بھائی مسلمان سی ثابت ہوتا ہی اور اون دونو مین سلام کی تمامی ہی اسواسطی کہ

روی عن ابی امامة انه علیه الصلوة والسلام قال تمام تحیاتکم بینکم المصافحة وهذا الحدیث ایضا
ابو امامہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی فرمایا تمامی تمہاری آپکی سلامون کی مصافحہ ہی یہہ حدیث بھی دلالت کرتی ہی

یدل علی کون شرعیة المصافحة عند الملاقاة لانه علیه السلام جعلها من تمام التحیات والتحیات
کہ مصافحہ ملاقات کی وقت مشروع ہی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام نی مصافحہ کو تمامی تحیات کا ٹہرایا اور تحیات

جمع التحیة وهی السلام والسلام انما یکون عند الملاقات وکذا ما هو من تمامه فینبغی ان توضع
جمع تحیہ کی ہی سلام کو کہتی ہین اور سلام سوا وقت ملاقات کی نہین ہوتا اور ایسی ہی جو چیز سلام کی تمامی ہی اب سزاوار یہہ ہی کہ

حیث وضعها الشرع ویراعی سننها والسنة فیها ان تکون بکلتا الیدین واما فی غیر حال الملاقات
مصافحہ اوسی جگہ ہو اگر جہان اوسکو شرع نی قایم کیا ہی اور اوسکی طریقہ مسنون کی رعایت ہو اور مسنون اسطور پر ہی کہ دونو ہاتہو سی ہو اور بدون وقت ملاقات کی

مثل کونها عقیب صلوة الجمعة والعیدین کما هو العادة فی زماننا فالحدیث ساکت عنه فیبقی
جیسی بعد نماز جمعہ اور عیدین کی جو اس زمانہ مین عادت جاری ہی سو حدیث سی ثابت نہین ہی پس یہہ

بلا دلیل وقد تقرر فی موضعه ان ما لا دلیل علیه فهو مردود ولا یجوز التقلید فیه بل یرده ما روی عن
بلا دلیل ہی اور اپنی جگہہ مین یہہ ثابت ہی کہ جس امر کی کچھہ دلیل نہین ہوتی تو وہ مردود ہوتا ہی اوسمین تقلید جایز نہین بلکہ یہہ عایشہ رض کی روایت سی رد ہوتا ہی

عائشة انه علیه السلام قال من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد ای مردود فان الاقتداء
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی کچھہ نیا پیدا کیا ہماری اس دین مین جو دین مین سی نہین ہی سو وہ سب رد ہی یعنی مردود ہی کیونکہ پیروی

لا یکون الا بالنبی علیه السلام اذ قال الله تعالی وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا
سوا نبی علیہ السلام کی کسیکی نہین ہی اسواسطی کہ الله تعالی فرماتا ہی اور جو دی تمکو رسول سو لی لو اور جس سی منع کری سو چھوڑ دو

وقال فی آیة اخری فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
اور ایک اور آیت مین فرمایا سو ڈرتی رہین جو لوگ خلاف کرتی ہین اوسکی حکم کا کہ پڑی اون پر کچھہ خرابی یا پہنچی اونکو دکھہ کی مار

على ان الفقهاء من الحنفية والشافعية والمالكية صرحوا بكراهتها وكونها بدعة قال فى الملتقط يكره المصافحة

علاوہ یہہ ہی کہ فقہاء حنفی اور شافعی اور مالکی مذہبون نی اس مصافحہ کو صاف مکروہ کہا ہی اور بدعت بتایا ہی ملتقط مین کہتا ہی مصافحہ بہرحال

بعد الصلوة بكل حال لان الصحابة ما صافحوا بعد الصلوة ولانها من سنن الروافض وقال ابن حجر من الشافعية ما

بعد نماز کی مکروہ ہی اسواسطی کہ صحابہ رض نی بعد نماز کی مصافحہ نہین کیا اور اسلئی کہ یہہ طریقہ رافضیون کا ہی اور ابن حجر شافعی مذہب کہتا ہی یہہ

يفعله الناس من المصافحة عقيب الصلوات الخمس بدعة مكروهة لا اصل لها فى الشريعة المحمدية تنبيه فاعلها اولا

جو لوگ پنجگانہ نمازون کی پیچہی مصافحہ کیا کرتی ہین بدعت مکروہہ ہی شریعت محمدی مین اسکی کچہہ اصل نہین مصافحہ کرنیوالی کو پہلی جتلانا چاہیئی

بانها بدعة مكروهة ويعزر ثانيا ان فعلها وقال ابن الحاج من المالكية فى المدخل ينبغى ان يمنع الامام ما احدثوه

کہ یہہ بدعت مکروہہ ہی اور اگر ترک نکرین تو پہر تعزیر دینی چاہیئی اور ابن الحاج مالکی مذہب مدخل مین کہتا ہی امام کو لازم ہی کہ مصافحہ سی جو بعد نماز صبح کی

من المصافحة بعد صلوة الصبح وبعد صلوة الجمعة وبعد صلوة العصر بل زاد بعضهم فعل ذلك بعد الصلوات الخمس

اور بعد نماز جمعہ کی اور بعد نماز عصر کی نیا نکال کر شروع کیا ہی منع کردی بلکہ بعضی بڑہا کر پنجگانہ نماز کی بعد کرنی لگی ہین

وذلك كله من البدع وموضع المصافحة فى الشرع انما هو عند لقاء المسلم لاخيه لا فى ادبار الصلوات فحيث وضعها الشرع

یہہ تمام بدعت ہی اور شرع مین مقام مصافحہ کا صرف وقت ملاقات مسلم کا ہی بہائی مسلمان سی نمازون کی بعد نہین ہی پہر جسجگہہ شرع نی مقرر کیا ہی

يضعها وينهى عنها ويزجر فاعلها لما اتى من خلاف السنة وهذا التصريح منهم يشعر بالاجماع فلا يجوز المخالفة بل يلزم الاتباع

وہی جگہہ قایم رکہنا چاہیئی اور مصافحہ سی منع کرنا چاہیئی اور مصافحہ کرنیوالیکو زجر کرنا چاہیئی جبکہ خلاف سنت کرنی لگی اور اونکی اس تصریح سی اجماع معلوم ہوتا ہی سو مخالفت جایز نہین ہی بلکہ اتباع

لقوله تعالى وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ

لازم ہی واسطی قول اللہ تعالی کی اور جکوئی مخالفت کری رسول کی جب کہل چکی اوسپر راہ کی بات اور چلی خلاف سب مسلمانون کی راہ سی سو ہم اوسکو حوالہ کرین جو اوسنی پکڑی اور ڈالین اوسکو

وَسَآءَتْ مَصِيْرًا وما ذكره النووى فى الاذكار وان كان مشعرا باباحة المصافحة بعد صلوة الصبح والعصر الا انه يفصح عن

دوزخ مین اور بہت بری جگہہ پہنچا اور وہ جو نووی نی اذکار مین ذکر کیا ہی اگرچہ اوس سی اباحت مصافحہ کی بعد نماز صبح اور عصر کی معلوم ہوتی ہی پر اوس سی مصافحہ کا

عدم مشروعيتها لانه بعد بيان كون المصافحة سنة ومستحبة عند الملاقاة قال واما ما اعتاده الناس من المصافحة

غیر مشروع ہونا نکلتا ہی اسلئی کہ مصافحہ کو وقت ملاقات کی سنت اور مستحب بیان کرکر پہر یہہ کہتا ہی اور وہ جو لوگون نی بعد نماز صبح اور

بعد صلوة الصبح والعصر فلا اصل له فى الشرع على هذا الوجه لكن لا باس به فانظر كيف اعترف بان لا اصل له فى الشرع وبعد

عصر کی مصافحہ کی عادت کرلی ہی سو شرع مین اس طور پر اسکی کچہہ اصل نہین ہی لیکن اسکا کچہہ مضائقہ نہین اب دیکہہ تو کیسی اقرار کیا کہ شرع مین اسکی کچہہ اصل نہین ہی

هذه الاعتراف لا يفيده ما ذكر بعده من قوله ولكن لا باس به الى اخر ما قال ولو لم يصرح الفقهاء بكراهتها بل كانت مباحة

پہر اس اقرار کی بعد کیا فائدہ کرتا ہی آگی جاکر یہہ کہنا پر اسکا کچہہ مضائقہ نہین ہی آخر تک جو کہا ہی اور اگر فقہاء اس مصافحہ کو صاف مکروہ نہ کہتی بلکہ فی نفسہ مباح

فى نفسها لحكمنا فى هذا الزمان بكراهتها اذ واظب عليها الناس واعتقدوها سنة لازمة بحيث لا يجيزون تركها حتى وصل

ہوتا تو بہی ہم اس زمانہ مین کراہت کا حکم کرتی اسلئی کہ لوگ اسپر جم گئی ہین اور ایسی سنت لازمہ جانتی ہین کہ اسکا ترک کرنا جایز نہین رکہتی یہان تک کہ ہمکو

الينا من بعض من اشتهر بالعلم انه قال هى من شعائر الاسلام فكيف يتركها من كان من اهل الايمان فانظروا يا اهل الانصاف

یہہ خبر پہنچی ہی ایک شخص سی جو صاحب علم مشہور ہی کہ وہ کہتا ہی یہہ مصافحہ اسلام کی نشانیون مین سی ہی جو ایمان والا ہی اسکو کیونکر چہوڑ سکتا ہی اب ای انصاف والو دیکہو تو

اذا كان اعتقاد الخواص هكذا فاعتقاد العوام ماذا يكون وكل مباح ادى الى هذا فهو مكروه حتى افتى بعض الفقهاء حين

جب خواص کا یہہ اعتقاد ہو تو عوام کا اعتقاد کیا ہوگا اور جو امر مباح اس نوبت کو پہنچ جاوی پہر وہ بہی مکروہ ہی یہان تک کہ بعضی فقہاء نی جب

شاع صوم ايام البيض فى زمانه بكراهيته لئلا يؤدى الى اعتقاد الواجب مع ان صوم ايام البيض مستحب وردفيه اخبار

اوسکی زمانہ مین ایام بیض کی روزون کا دستور پڑگیا تو فتوی دیا ہی کہ مکروہ ہین تاکہ ہوتی ہوتی واجب نہ سمجہہ لین باوجودیکہ روزی ایام بیض کی مستحب ہین اسمین بہت حدیثین

كثيرة فما ظنك بالمباح وما ظنك بالمكروه وليس هذا الا الفتنة التي قال فيها عبد الله بن مسعود كيف انتم اذا لبستكم فتنة
آتی ہیں اب تیرا کدہر خیال ہی مباح میں اور کیا گمان ہی مکروہ میں اور یہہ وہی فتنہ ہی جسمیں عبد اللہ بن مسعود کہتی ہیں تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پر ایسا فتنہ آویگا
يهرم فيها الكبير وينشأ فيها الصغير تجري على الناس بدعة يتخذونها سنة اذا غيرت قيل غيرت السنة او هذا منكر
جسمیں بڈہا بڈہا اور صغیر جوان ہوجاویگا لوگوں میں ایسی بدعت پہیل جاویگی کہ اوسکو سنت سمجہ لینگی اگر تغیر دی جاوی وہ بدعت تو کہیں سنت بدلڈالی یا کہیں یہہ برا ہوا
قال ابن القيم في اغاثته هذا يدل على ان العمل اذا جرى على خلاف السنة فلا اعتبار به ولا التفات اليه وقد جرى العمل على
ابن القیم اپنی کتاب اغاثہ میں کہتا ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ عمل جب خلاف سنت ہونی لگتا ہی تو اوسکا کچہہ اعتبار نہیں اور نہ اوسکی طرف کچہہ التفات ہی اور بیشک عمل
خلاف السنة منذ زمن طويل فاذن لابد لك ان تكون شديد التوقي من محدثات الامور وان اتفق عليه الجمهور
برخلاف سنت مدت دراز سی جاری ہو رہا ہی سو اب تجہکو ضرور ہی کہ محدثات یعنی نئی نئی باتوں سی بہت ہی ڈرتا رہی اگرچہ اوسپر جمہور متفق ہوگئی ہوں
فلا يغرنك اطباقهم على ما احدث بعد الصحابة بل ينبغي لك ان تكون حريصا على التفتيش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم
سو تجہکو اونکا اتفاق نئی امور پر جو بعد صحابہ کی ہوگئی ہیں فریب ندیدی بلکہ تجہکو یہہ لایق ہی کہ بحرص تمام اونکی احوال اور اعمال کو ڈہونڈتا رہی کیونکہ تمام
الناس واقربهم الى الله تعالى اشبههم بهم واعرفهم بطريقهم اذ منهم اخذ الدين وهم اصول في نقل الشريعة عن صاحب الشرع
لوگوں میں بڑا عالم اور زیادہ مقرب خدا تعالی کا وہ ہی جو صحابہ سی بہت مشابہہ اور اونکی طریقہ سی خوب واقف ہی کیونکہ دین اون ہی سی حاصل ہوا ہی اور نقل شریعت میں
ينبغي لك ان لا تكترث بمخالفتك لاهل عصرك في موافقتك لاهل عصر النبي عليه الصلوة والسلام اذ قد جاء في الحديث
وہ ہی اصل ہیں سو تجہکو لایق ہی کہ اسکی کچہہ پروا نکری کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موافقت کیجیئو میں اپنی زمانہ کی لوگوں سی مخالفت ہوگا اسواسطی کہ حدیث میں آیا ہی
اذا اختلف الناس فعليكم بالسواد الاعظم قال عبد الرحمن بن اسمعيل المعروف بابي شامة وحيث جاء الامر بلزوم الجماعة
جب لوگوں میں اختلاف پڑجاوی تو بڑی گروہ کی ساتہہ رہو عبد الرحمن بن اسماعیل جو ابو شامہ مشہور ہیں کہتی ہیں جسجگہہ لزوم جماعت کا حکم ہی
فالمراد به لزوم الحق واتباعه وان كان المتمسك به قليلا والمخالف له كثيرا لان الحق ما كان عليه الجماعة الاولى وهم الصحابة
تو مراد یہہ ہی کہ حق کا اتباع لازم کرو اگرچہ بجانب حق تہوڑی لوگ ہوں اور مخالف حق کی بہت ہوں اسواسطی کہ حق وہ ہی جسپر پہلی جماعت یعنی صحابہ رضی تہی
ولا عبرة الى كثرة اهل الباطل بعدهم وقد قال الفضل بن عياض ما معناه الزم طرق الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك
اور اونکی بعد اہل باطل کی کثرت کا کچہہ اعتبار نہیں ہی اور فضل بن عیاض نی کہا ہی جسکی یہہ معنی ہیں ہدایت کی جانب لیئی رہ اور کمی سالکین کی تجہکو کچہہ ضرر نکریگی اور
وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين وقال ابن مسعود انتم في زمان خيركم فيه المسارع في الامور وسياتي زمان
گمراہی کی راہ سی بچتا رہ اور ہالکین کی کثرت سی دہوکا نکہانا اور ابن مسعود کہتی ہیں تم ایسی زمانہ میں ہو کہ تم میں بہتر وہ ہی جو کاموں میں جلدی کرنیوالا ہی اور اب قریب
بعدكم خيرهم فيه المتثبت المتوقف لكثرة الشبهات قال الامام الغزالي لقد صدق لان من لم يتثبت في هذا الزمان ووافق الجماهير
تمہاری پیچہی زمانہ آتا ہی اون میں بہتر وہ ہوگا جو ثابت رہی اور توقف کری بسبب کثرت شبہات کی امام غزالی کہتی ہیں یہہ قول سچا ہی اسواسطی کہ جو شخص اس زمانہ میں ثابت نرہی اور
فيما هم فيه وخاض فيما خاضوا فيه فيهلك كما هلكوا فان اصل الدين وعمدته وقوامه ليس بكثرة العبادة والتلاوة والمجاهدة
بلا میں مبتلا ہوجاوی اور اونکی سی بحث کرنی لگی تو ہلاک ہوجاویگا جیسی وہ ہلاک ہوئی ہیں کیونکہ دین کی اصل اور اوسکی خوبی اور ثبات عبادت کی کثرت اور تلاوت کی زیادت اور
بالجوع وغيره وانما هو بالحراسة من الآفات والعاهات التي تاتي عليه من البدع والمحدثات التي تودي الى تبدله وتغيره فانها
بہوک وغیرہ کی مشقت سی نہیں ہی بلکہ یہہ جب ہی ہی کہ دین کو اون تمام آفات اور صدمات سی بچاوی کہ دین پر بدعتیں اور نئی نئی اختراع آتی ہیں جس سی دین میں تبدل اور تغیر
لكثرتها وشيوعها صارت كانها من شعائر الدين او من الامور المفروضة علينا فيا ليتنا كنا نباشرها على انها بدعة. ذ لو كان
پیدا ہوتا ہی کیونکہ یہہ بدعات اسقدر کثرت سی پہیل گئی ہیں گویا دین کی نشانیاں ہیں یا ہماری اوپر اونکا عمل فرض ہی سو کاشکی ہم اون بدعات کو بدعات ہی جانکر عمل میں لاتی
كذلك يرجى من التوبة والاستغفار ولكنا اخذناها طاعة وعبادة وجعلناها دينا مقتفين في ذلك اثار من سبقنا او
اسواسطی کہ اگر ایسا ہوتا تو توبہ اور استغفار کی امید رہتی پر ہمنی تو اون بدعات کو طاعت اور عبادت مان لی ہی اور دین ٹہرالیا ہی اسمیں ہمنی پیروی اسلاف میں سی ایسی شخص کی کی ہی

غفل او غلط من بعض من تقدمنا وجعلناه قدوة فی دیننا فاذا جاء احد وانکر علینا ما ارتکبنا من تلك الامور
جس نی سہو یا اوسنی غفلت کی یا غلطی کی اور ہمنی اوسکو اپنی دین کا پیشوا ٹہرا لیا ہی پہر اگر کوئی آکر ہمکو اوس بدعت سی جو ہمنی اختیار کر رکہی ہی منع کری اور روکی

فان کان له توقیر فی قلوبنا نقول له هذا جائز ذهب الی جوازه فلان ونذکر له بعض من تقدمنا ممن سهی او غفل او
تو وہ شخص مانع ہماری دلین عزت والا ہی تو ہم اتنا ہی جواب دینگی کہ صاحب یہہ تو جایز ہی فلانا اسکا قائل ہی اور اوسکی روبرو ہم اوسی سہو یا غفلت یا

غلط وان کان ممن لا توقیر له فی قلوبنا یسمع منا من الکلمات المنکرة ما لا یظنه ولا یخطر بباله کل ذلك سبب جهل المرکب
غلطی کرنیوالی کا نام بیان کر دینگی اور اگر وہ مانع ایسا ہی کہ ہماری دلین اوسکی کچہہ عزت نہین تو ہم سی ایسی دہشکار سنیگا کہ اوسکو نہ گمان ہوگا اور نہ اوسکی دلین گذرا ہوگا یہہ تمام ہمارے جہل

فینا لا انا لو رأینا انفسنا علی ما هی علیه من الجهل لقبلنا جواب من ارشدنا الی الحق وما اقمنا من سهی او غلط حجة فی دیننا
مرکب ہونی کی خرابی ہی کیونکہ اگر ہم اپنی لین اپنی جہالت کا خیال کرتی تو اوسکا جواب جو حق کا راستہ بتاتا ہی بیشک مانتی اور اوس سہو اور غفلت اور غلطی کرنیوالی کو اپنی دین کی حجت

اذ لا یجوز ان یقلد الانسان فی دینه الا من هو صاحب الشریعة او من شهد له صاحب الشریعة بالخیر لا من شهد له بالکذب
نہ قایم کرتی اسواسطی کہ انسان کو اپنی دین مین صرف صاحب شریعت کی یا اوسکی جسکی حق مین صاحب شریعت نی بہلائی کی گواہی دی ہی پیروی چاہئی اوسکی پیروی نہین ہی

وهی عن لا اعتماد له بقوله علیه السلام خیر القرون قرنی الذین بعثت فیهم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یفشو الکذب
جسکی حق مین صاحب شریعت نی کذب کی گواہی دی ہی اور پہر بہودہ سا کرنی سی منع کیا اس حدیث مین بہتر لوگ میری عہد کی ہین جنمین مین مبعوث ہوا ہون پہر وہ لوگ جو اونسی متصل ہین پہر

فلا تعتمد وا قولهم دافعا لہم فان کل من اتی بعدهم یقول فی بدعة انها مستحبة ثم یاتی علی ذلك بدلیل خارج عن اصولهم
سو بیہودہ نکرو نہ اونکی کہی پر نہ کٹی پر کیونکہ بعد جو آیا سی بدعت کو یہہ ہی کہتا ہی یہہ مستحب ہی پہر اوسپر ایک دلیل اونکی اصول سی مخالف قایم کر دیتا ہی

فذلك غیر مقبول منه لان التقلید والاقتداء بالغیر بمجرد حسن الظن انما یجوز لمن کان مجتهدا عدلا لا لمن کان مقلدا
سو اسکو کون مانتا ہی اسواسطی کہ غیر کی تقلید اور پیروی صرف حسن ظن سی اوسیکی جایز ہی جو مجتہد اور عادل ہو اوسکی نہین ہی جو خود مقلد ہو

لکن لما انقطع الاجتهاد منذ زمان طویل انحصر طریق معرفة مذهب المجتهد فی نقل کتاب معتبر متداول بین العلماء واخبار
لیکن مدت دراز ہوئی کہ اجتہاد منقطع ہوگیا طریقہ مذہب مجتہد کی معرفت کا صرف یہہ ہی ہی کہ ایسی کتاب معتبر سی منقول ہو جو علماء کی درس مین رہتی ہو

عدل موثوق به فی علمه وعمله فلا یجوز العمل بکل کتاب اذ ظهر فی هذا الزمان کتب جمعها ضعفاء الرجال ولا بقول کل عالم
اور ایسی عادل کی خبر سی جسکی علم اور عمل کا اعتبار ہو سو ہر کتاب پر عمل کرنا جایز نہین اسواسطی کہ اس زمانہ مین ایسی کتابین بہت مشہور ہو رہی ہین جنکو ضعیف لوگون نی جمع کیا

اذ غلب الفسق فی الناس بعد القرون الثلثة والمستور فی حکم الفاسق فلا بد من العدالة المرجحة لجانب الصدق حتی
اور نہ ہر عالم کی قول پر عمل جایز ہی اسواسطی کہ لوگون مین بعد قرون ثلثہ کی فسق غالب ہوگیا ہی اور شخص مستور فاسق کی حکم مین ہوتا ہی سو ایسی عدالت کا ہونا ضرور چاہئی جس سی صدق کی

یقبل قوله فی الدیانات یسر لنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه وکرمه المجلس الحادی والخمسون فی بیان
جانب کا غلبہ ہووی تاکہ اوسکا قول دیانات مین مقبول ہو اللہ تعالی ہمپر عمل موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور کرم سی آسان کری مجلس اکیاون بیان مین

فرضیة الصلوة بالکتاب والسنة واجماع الامة والوعید فی حق تارکها قال رسول الله
فرضیت نماز کی کتاب اور حدیث اور اجماع امت سی اور وعید تارک الصلوۃ کی حق مین رسول اللہ

صلی الله علیه وسلم بین العبد والکفر ترك الصلوة هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه جابر بن عبد الله ومعناه
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا فرق درمیان بندہ اور کفر کی نماز چہوڑنی کا ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی جابر بن عبد اللہ کی روایت سی اسکی یہہ معنی

ان بین العبد وبین ان یصل الی الکفر ان یترك الصلوة وعلم من هذا ان الصلوة اهم ارکان الاسلام واقوی الذرایع فی
ہین کہ فرق درمیان بندہ کی اور اسمین کہ وہ کافر ہوجاوی یہہ ہی کہ نماز کو ترک کردی اس سی معلوم ہوا کہ نماز بڑا ضروری رکن اسلام کا اور بڑا قوی ذریعہ

دخول دار السلام وهی فریضة علی کل مسلم عاقل بالغ سواء کان رجلا او امرأة لا علی کافر ولا علی مجنون ولا علی صبی لا
بہشت مین جانی کا ہی اور وہ نماز ہر ایک مسلمان صاحب عقل جوان پر فرض ہی برابر ہی کہ مرد ہو یا عورت کافر پر نہین اور نہ دیوانہ پر اور نہ بچی پر لیکن

ان الصبی اذا بلغ سبع سنین یؤمر بها واذا بلغ عشر سنین ولم یصلها یضرب علیها لما روی انه علیه السلام قال
بچہ جب سات برس کا ہوجاوی تو نماز پڑہنی سکہاوین اور جب دس برس کا ہوکر نماز نہ پڑہی تو مار کر پڑہانا چاہیی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
مروا اولادکم بالصلوة وهم ابناء سبع سنین واضربوهم علیها وهم ابناء عشر سنین فانهم وان لم یکن الصلوة فرضا
کہا کرو اپنی اولاد کو واسطی نماز کی جب سات برس کی ہون اور انکو مار کر نماز پڑہاؤ جب وہ دس برس کی ہون کیونکہ اس عمر مین اگرچہ اونپر نماز فرض نہین ہی
علیهم الا انهم عند بلوغهم عشر سنین یستحقون بترکها عقوبة الشرع فی الدنیا لیعتادوها ویستانسوا بها فی صغرهم
پر جب وہ دس برس کی ہوین تو نماز چہوڑنی پر دنیا مین سزا اور شرعی سزا کی ہین، تاکہ نماز کی خوگر ہوجاوین اور لڑکپن مین اوس سی دل لگا رہی
حتی لا یترکوها فی کبرهم وقد ثبت فرضیتها بالکتاب والسنة واجماع الامة اما الکتاب فقوله تعالی ان الصلوة کانت علی
تاکہ پہر جوان ہوکر ترک نکرین اور بیشک فرضیت نماز کی قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی ثابت ہی قرآن تو یہہ آیت ہی یہہ نماز ہی مسلمانون پر
المؤمنین کتابا موقوتا ای فرضا موقتا فدل النص علی ان الصلوة فرض موقت محدود باوقات لا یجوز اخراجها عنها
وقت باندہا حکم ای فرض وقت بندہی ہوئی سو یہہ آیت دلالت کرتی ہی کہ نماز فرض وقت بندہی ہوئی حد مقرر کی ہوئی وقتون کی ہی بلا عذر وقت سی ادہر کرنا
بلا عذر لما روی انه علیه السلام قال من ترک الصلوة حتی مضی وقتها ثم قضی عذب فی النار حقبا والحقب ثمانون سنة
ہرگز جایز نہین اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جس نی نماز نہ پڑہی اتنی کہ اوسکا وقت نکل گیا پہر قضا کی تو دوزخ مین ایک حقبہ عذاب کیا جاویگا اور حقبہ اسی برس کا ہوتا ہی
والسنة ثلثمائة وستون یوما کل یوم کان مقداره الف سنة والعذر الشرعی المبیح لتاخیر الصلوة عن وقتها ستة
اور برس تین سو ساٹہہ دنکا ہر ہر دن کی مقدار ہزار ہزار برس کی اور عذر شرعی جس سی نماز کی وقت کا ٹلانا مباح ہوتا ہی چہہ
اشیاء احدها النسیان والثانی النوم والثالث الاغماء والرابع الجنون والخامس الحیض والسادس النفاس وفیما عدا هذه الاعذار
چیزین ہین ایک تو بہول جانا دوسری سوجانا تیسری بیہوش ہوجانا چوتہی دیوانگی پانچوین حیض چہٹی نفاس اور سوای ان عذرات
المذکورة لا یجوز تاخیرها عن وقتها حتی ذکر فی الذخیرة ان امراة اذا خرج راس ولدها وخافت وقت الصلوة تتوضأ
مذکورہ کی نماز مین وقت سی دیر کرنی جایز نہین ہی یہان تک کہ ذخیرہ مین یہہ مذکور ہی کہ حاملہ عورت اگر جنتی ہوئی سر بچہ کا نکل چکا ہو اور سوقت نماز کا وقت گذرنی لگی
ان قدرت والا تیمم وتجعل راس ولدها فی قدر او حفرة وتصلی قاعدة برکوع وسجود فان لم تستطعها تومی ایماء یعنی
تو وضو کری اگر کرسکی نہین تو تیمم کری اور اوس بچہ کا سر ہنڈیا مین یا گڑہی مین رکہدی اور نماز بیٹہ کر رکوع اور سجدہ سی ادا کری اور اگر یہہ نہو سکی تو اشارہ سی مراد یہہ ہی
انها تصلی بحسب طاقتها ولا تترک الصلوة لان الصلوة لا تسقط عنها ما لم تصر نفساء وذلک بخروج اکثر الولد والدم وکذا
کہ اوسوقت مین عورت اپنی قدرت کی موافق نماز ادا کری اور نماز کو نہ چہوڑی اسواسطی کہ نماز اوسکی ذمہ سی ساقط نہین ہوتی جبتک وہ صاحب نفاس نہین ہوتی اور نفاس جب ہوتا ہی
من وقع فی البحر علی لوح وخاف خروج وقت الصلوة یدخل اعضاء الوضوء فی الماء بنیة الوضوء ثم یصلی بالایماء ولا یترک
جو دریا کی اندر تختہ پر بیٹہا رہ جاوی اور نماز کا وقت جانی لگی تو اعضاء وضو کی وضو کی نیت سی پانی مین داخل کری پہر اشارہ سی نماز پڑہلی اور نماز کو ترک
الصلوة وکذا من شلت یداه ولم یکن معه احد یوضیه او تیممه یمسح وجهه وذراعیه علی الحائط بنیة التیمم
نہ کری اور ایسی ہی جسکی دونو ہاتہہ سن رہ جاوین اور اوسکی ساتہہ کوئی ایسا نہو جو وضو یا تیمم کراوی تو اپنا مہنہ اور ہاتہہ کہنیون تک تیمم کی نیت سی دیوار پر مل لی
ویصلی ولا یجوز له ترک الصلوة ولا تاخیرها عن وقتها فانظر ایها العاقل وتامل فی هذه المسائل التی بینها الفقهاء هل
اور نماز پڑہ لی اور اوسکو نماز کا ترک کرنا جایز نہین اور نہ دیر کرنا وقت سی جایز ہی اب دیکہہ تو ای عاقل اور سوچہہ تو ان مسائل مین جو فقہاء نی بیان کئی ہین کیا
تجد فیها عذرا غیر العجز التام لتاخیر الصلوة عن وقتها فضلا عن ترکها والحاصل ان المکلف لا وسعة له فی ترک الصلوة
تجہکو تاخیر نماز کا بہی وقت سی سوا عجز تمام کی کوئی عذر ملتا ہی چہ جای کہ ترک کرنا نماز کا حاصل یہہ ہی مکلف کو نماز ترک کرنی کی اور نہ وقت سی
ولا فی تاخیرها عن وقتها مع امکان ادائها فی وقتها بای وجه کان هذا بیان کونها فرضا موقتا واما کونها خمسا فلقوله تعالی
تاخیر کرنی کی باوجود طاقت ادا کی ہرگز گنجایش نہین ہی کوئی ہی عذر ہو آگری یہہ تو استدلال فرض موقت ہونی کا ہی اور رہا پنجگانہ ہونا سو اس آیت سی ثابت ہی

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وهذه الاية قاطعة الدلالة على كون الصلوات المفروضات خمسا

خبردار رہو نمازوں سی اور بیچ والی نماز سی اور یہہ آیت قطعی دلیل ہی اسکی کہ نماز مفروضہ پانچ ہین

لانه تعالى فرض جمعا من الصلوة التي معها وسطى واقل جمع صحيح معه وسطى هو الاربع لا الثلث فكان الامر

اسواسطی کہ اللہ تعالی نی نماز کا ایسا مجموعہ فرض کیا ہی جسکی ساتھ نماز میانہ ہو اور کم سی کم جمع سالم جسکی ساتھ درمیانہ ہو چار ہین تین نہین ہیں سو امر

بمحافظة الصلوة التي معها وسطى امر بالصلوات الخمس ضرورة وقد قال الله تعالى فَسُبْحَانَ اللهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ

واسطی محافظت نمازوں کی جسکی ساتھ درمیانہ بہی ہو درحقیقت امر ہی پانچ نماز کا بالضرور اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی سو پاک اللہ کی یاد ہی جب شام کرو

وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ والمراد من الامر بالتسبيح في هذه

اور جب صبح کرو اور اسیکی خوبی ہی آسمان اور زمین میں اور پچھلے وقت اور جب دوپہر ہو اور مراد تسبیح سی جو ان

الاوقات الامر بالصلوة فيها على طريق ذكر الجزء وارادة الكل كانه قيل صلوا لله في هذه الاوقات وروى عن

اوقات مین حکم ہوا ہی ان اوقات کی نمازین ہین جیسی جز کو ذکر کر کی کل مراد لیتی ہین گویا یہہ امر ہوا خدا کی نماز ان اوقات مین ادا کرو اور ابن عباس رض

ابن عباس رض انه قيل له هل تجد ذكر الصلوات الخمس في القران قال نعم وتلا هذه الاية فالمراد بقوله تعالى

سی روایت ہی کہ اونسی کسینی پوچھا تمکو معلوم ہی ذکر پانچوں نماز کا قرآن مین جواب دیا ہان اور یہہ آیت پڑہی سو مراد آیت مین

حِيْنَ تُمْسُوْنَ صلوة المغرب والعشاء وبقوله حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ صلوة الفجر وبقوله عَشِيًّا صلوة العصر وبقوله

حین تمسون سی نماز مغرب اور عشا کی ہی اور حین تصبحون سی نماز فجر کی اور عشیا سی نماز عصر کی ہی اور

حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ صلوة الظهر واما السنة فقوله عليه السلام ان الله تعالى فرض على كل مسلم ومسلمة في كل يوم

حین تظہرون سی نماز ظہر کی ہی اور حدیث مین پنجگانہ ہونا نماز کا اس سی ثابت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک اللہ تعالی نی ہر مسلم اور

وليلة خمس صلوات وهذا الحديث من جملة الاحاديث المشهورة التي ثبت بها الاحكام واما اجماع الامة فقد

پانچ نمازین فرض کی ہین اور یہہ حدیث احادیث مشہور مین سی ہی جن سی احکام فقہی ثابت ہوا کرتی ہین اور اجماع سی یون ثابت ہی کہ

اجمع الامة من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم الى يومنا هذا على فرضية الصلوات الخمس فاذا ثبت

تمام امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سی آج کی دن تک پنجگانہ نماز کی فرضیت پر بلاخلاف متفق ہی جب فرضیت

فرضيتها بهذه الادلة القطعية لا يجوز تركها وقد وردت وعيدات شديدة وتهديدات غليظة لتاركها من جملتها

نماز کی ان دلایل قطعیہ سی ثابت ہو چکی تو اب اوسکا ترک جایز نہین ہی اور بیشک وعید سخت اور دہمکیاں غلیظ بی نماز کی حق مین آئی ہین ایک یہہ

ما روى انه عليه السلام قال من ترك الصلوة متعمدا فقد كفر جهارا وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال

مروایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جس شخص نی نماز قصدا ترک کی تو وہ ظاہر کافر ہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

لا تتركوا الصلوة متعمدا فمن تركها فقد خرج من الملة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال الصلوة عماد الدين فمن

قصدا نماز نہ چہوڑو سو جسنی نماز ترک کی تو وہ دین سی باہر ہوا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نماز دین کا ستون ہی جس نی

اقامها فقد اقام الدين ومن تركها فقد هدم الدين فلورود امثال هذه الوعيدات اختلف العلماء في كفر تاركها

نماز قایم رکہی تو دین کو قایم رکہا اور جس نی نماز کو ترک کیا تو دین کو گرا دیا ایسی ایسی وعید جو وارد ہوئی ہین اسیلئی علما مین اختلاف ہی قصدا بی نماز کی تکفیر

عمدا فذهب جماعة من الصحابة ومن بعدهم الى الكفر اما الصحابة فمنهم عمر وعبد الله بن مسعود وعبد الله

مین سو ایک جماعت صحابہ رضی اور اونکی بعد کی لوگ کفر کی قایل ہوئی ہین صحابہ مین سی یہہ حضرات ہین عمر اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ

بن عباس ومعاذ بن جبل وجابر بن عبد الله وابو الدرداء وابو هريرة وعبد الرحمن بن عوف واما غير الصحابة فمنهم

بن عباس اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبد اللہ اور ابو الدرداء اور ابو ہریرہ اور عبد الرحمن بن عوف اور سوائی صحابہ کی یہہ ہین

احمد بن حنبل واسحٰق بن راهویه وعبد الله بن المبارك والنخعی والحکم بن عتیبة وابو ایوب السختیانی وابو داود
احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور عبد اللہ بن المبارک اور نخعی اور حکم بن عتیبہ اور ابو ایوب سختیانی اور ابو داود

الطیالسی وابو بکر بن ابی شیبة وغیرهم وذهب اٰخرون الی انه لا یکفر وحملوا الاحادیث التی تدل علی کفر تارکها
طیالسی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور سوا انکی اور اور لوگ یہہ کہتے ہیں کہ کافر نہیں ہوتا اور ان احادیث کی جو بے نماز کی کفر پر دلالت کرتی ہیں یہہ تاویل

علی ترکها جاحدًا او علی الزجر والوعید بمعنی ان المؤمن لا یترکها ومن ادلتهم علی عدم کفره قوله علیه الصلوٰة والسلام
کرتے ہیں کہ بطور انکار کی ترک کرے یا زجر اور وعید پر حمل کرتے ہیں یعنی مؤمن شخص نماز نہیں ترک کرتا اور اونکی دلیلوں میں سے ایک دلیل بے نماز کی کافر نہونے پر یہہ قول نبی علیہ السلام

خمس صلوات افترضهن الله تعالی من احسن وضوءهن وصلّاهن لوقتهن واتم رکوعهن وسجودهن وخشوعهن
کا ہے پانچ نمازیں اللہ تعالی نے فرض کی ہیں جسنے خوب طرح وضو کیا اور وقت پر ادا کیں اور رکوع اور سجود پوری پوری کئے اور خوب انکسار کیا

کان له علی الله عهد ان یغفر له ومن لم یفعل فلیس له علی الله عهد ان شاء غفر له وان شاء عذبه فقوله
تو اوسکا یہہ ذمہ ہے اللہ پر کہ اوسکو بخشیگا اور جسنے یہہ نکیا تو اوسکا اللہ پر کچھ ذمہ نہیں چاہے اوسکو بخشدے اور چاہے عذاب کرے سو اب یہہ قول

علیه السلام ان شاء غفر له دلیل علی عدم کفره للاجماع علی ان الکافر لا مغفرة له وقد قال الله تعالی اِنَّ اللّٰهَ لَا
حضرت کا اگر چاہے اوسکو بخشے کافر نہونے کی دلیل ہے کیونکہ اسپر متفق ہیں کہ کافر کی مغفرت نہیں ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے البتہ اللہ نہیں

یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ وایضا قد اختلف الفقهاء فی حد تارکها عمدا بلا عذر فقال حماد
بخشتا کہ اوسکا شریک ٹھہراوے اور اوس سے نیچے بخشتا ہے جسکو چاہے اور یہہ بھی کہ فقہا نے اختلاف کیا ہے بے نماز کی سزا میں جو عمدًا بلا عذر ترک کرے سو حماد

بن زید ومکحول والشافعی ومالك واحمد بن حنبل تارکها عمدا بلا عذر یقتل الا انه عند احمد یقتل کفرا وعند غیره
بن زید اور مکحول اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ بے نماز عمدًا بلا عذر کو قتل کریں اتنا فرق ہے کہ احمد کی نزدیک کافر سمجھکر قتل کریں اور اور ونکی

من هؤلاء یقتل حدا لا کفرا وحملوا الاحادیث الدالة علی کفر تارکها علی استحقاق جزاء الکفر ولیس للکفر فی الدنیا
نزدیک حد میں قتل کریں کفر کی سبب سے نہیں اور اون احادیث کو جو بے نماز کی کفر پر دلالت کرتی ہیں حمل کیا ہے ان معنوں پر کہ وہ مستحق کفر کی سزا کا ہے اور کفر کا بدلہ دنیا

جزاء غیر القتل وعند ابی حنیفة لا یکفر ولا یقتل بل یحبس ابدا وقیل یضرب ضربا شدیدا حتی یسیل منه الدم مبالغة
میں سوا قتل کی اور کچھ نہیں ہے اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک کافر نہیں ہوتا اور نہ اوسکو قتل کریں بلکہ دایم الحبس کیا جاوے اور کوئی کہتا ہے اوسکو اتنا ماریں کہ خون بہنے لگے تاکہ خوب

فی الزجر وقیل یضرب ضربا حتی یصلی او یموت وقیل یعزر باخذ المال لو رای الحاکم فیه مصلحة لا طمعا اذ قیل فی کیفیته
زجر ہووے اور کوئی کہتا ہے اوسکو مارے جاویں آخر یا نماز پڑھے یا مر جاوے بعضے کہتے ہیں مال کا ڈنڈ ڈالیں اگر حاکم کو اسمیں مصلحت معلوم ہو کچھ طمع کی راہ سے نہیں اسواسطے کہ کیفیت

انه یاخذه فیمسکه حتی یتوب فاذا تاب یرد علیه کما فی اموال البغاة وان ایس من توبته یصرفه الی ما یری فعلی هذا
اسکی یہہ بیان کرتے ہیں کہ اوسکا مال لیکر دبا رکھے یہاں تک کہ وہ توبہ کرے تو وہ مال پھیر دے جیسے باغیوں کا مال پھیر دیتے ہیں اور اگر توبہ کی امید منقطع ہو تو مناسب جگہہ خرچ کردے

یجب علی المؤمن ان یحافظ علی اداء الصلوٰت الخمس فیصلیها کما امر باحسان وضوئها ورعایة وقتها واتمام رکوعها
اب اس بیان کی موافق مؤمن پر واجب ہے کہ پانچوں نماز کی محافظت رکھے اور اونکو اوسیطرح ادا کرے جیسے حکم فرمایا اچھی طرح وضو کرے اور وقتوں کی رعایت رکھے رکوع

وسجودها وخشوعها وان غفل عن شیء منها فلیجتهد فی سننه ونوافله ولا یتساهل فیها حتی یکمل بها فرضه
اور سجود پوری پوری کرے نہایت فروتنی سے اور اگر اسمیں سے کسیطرح کی غفلت ہو جاوے تو چاہیے کہ اوسکی سنن اور نوافل میں خوب کوشش کرے سستی نکرے تاکہ اوسکی فرض کامل ہو جاویں

لما روی انه علیه السلام قال اول ما یحاسب به العبد یوم القیٰمة صلوٰته فان وجدت تامة کتبت تامة
اسواسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا پہلے پہل کہ بندہ سے قیامت کے دن حساب لیا جاویگا تو نماز کا اور اگر وہ پوری نکلی تو پوری لکھی جاویگی

وان نقص منها شیء قال الله تعالی انظروا هل لعبدی من تطوع فان کان له تطوع یکمل له ما ضیع من فرضه
اور اگر اسمیں کچھ نقصان نکلا تو اللہ فرماویگا دیکھو تو اس بندے کی نفلیں بھی ہیں پھر اگر اوسکی نفلیں ہونگی تو اوسکی فرض میں جو نقصان تھا

من تطوعه يعني ان من صلى صلوته المفروضة ووقع فيها نقصان يكمل ذلك النقصان بالتطوع ان كان تطوعه ولكن من

نفلون سے پورا ہو جائیگا مراد یہہ ہے کہ جسنے فرض نماز پڑہی اور اوسمیں کچہہ نقصان ہو گیا تو وہ نقصان نفلونسے عوض ہو کر نکل جاویگا اگر نفلیں ہونگی پر حال تو یہہ ہے جو

لايحسن الفرض كيف يحسن النفل بل هو في النقصان اشد لخفة النفل عند الناس وعدم مبالاتهم له اذ يشاهد كثير ممن يظن

شخص فرضونکو درست نہیں کرتا وہ نفلونکو کب درست کریگا بلکہ وہ زیادہ تر خراب ہونگی کیونکہ نفلیں لوگونکی نظروں میں بہت خفیف ہوتی ہیں انکی کچہہ پروا نہیں کرتے اور بیشک اکثر ایکی

به العلم انه في نفله بل في فرضه بترك تعديل الاركان وينقر نقر الديك فكيف العوام الذين هم كالهوام لا يعلمون الدين والاسلام

نسبت یہ گمان ہے کہ وہ لکہی پڑہی ہیں وہ نفلونمیں بلکہ فرضوں میں ارکان کی تعدیل نہیں کرتی اور مرغ کی سی ٹہونگ مار دیتی ہیں اب عوام کا جو جانور کی مثال ہیں نہ دین کو جانتی ہیں نہ اسلام کو کیا حال ہوگا

فان تعديل الاركان عند ابي يوسف والشافعي فرض يبطل الصلوة بتركه وعند ابي حنيفة ومحمد واجب وفي رواية الكرخي

بیشک تعدیل ارکان کی ابو یوسف اور شافعی کی نزدیک فرض ہے تعدیل ترک کرنی سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور امام ابو حنیفہ اور محمد کی نزدیک واجب ہے اور امام کرخی کی

لايبطل الصلوة بتركه بل ان ترك سهوا يلزم سجدة السهو وان ترك عمدا يلزم الاثم ويجب الاعادة كما هو الحكم في كل صلوة

روایت میں ہے کہ تعدیل ترک کرنی سے نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ اگر سہوًا ترک کیا تو سجدہ سہو کا لازم آتا ہے اور اگر عمدًا ترک کیا تو گنہگار ہوتا ہے اور اعادہ واجب ہے جیسا حکم تمام نمازوں

اديت مع الكراهة التحريمية وسنة في رواية الجرجاني فعلى هذه الرواية لا يلزم سجدة السهو بتركه سهوا ولا يجب الاعادة

کا ہے جو مکروہ تحریمی ہو جاتی ہیں اور تعدیل جرجانی کی روایت میں سنت ہے پس اس روایت کی موافق نہ سجدہ سہو کا لازم آتا ہے سہوًا چھوٹنی سے اور نہ اعادہ لازم آتا ہے

بتركه عمدا بل يستحب مع استحقاق العتاب وحرمان الشفاعة فاذا كان كذلك فمن يصلي النوافل بغير تعديل الاركان

عمدًا ترک سے بلکہ مستحب ہے تسپر سزاوار عتاب اور محرومی شفاعت کا ہے پس جب حال یہہ ہے تو جو شخص نفلیں بدون تعدیل ارکان کی پڑہتا ہے

فعلى رواية الوجوب يكون عاصيا مستحقا للعذاب بالنار ويجب عليه اعادتها وان لم يعدها يكون معصية اخرى مثل

تو موافق روایت وجوب اعادہ کی گنہگار مستحق عذاب دوزخ کا ہے اور اوسپر اعادہ واجب ہوتا ہے اور اگر اعادہ نکریگا تو یہہ دوسرا گناہ ہوویگا جیسا

الاولى ولو تنزلنا الى السنة يكون مستحقا للعتاب وحرمان الشفاعة فاذا كان الحال هذا فكيف يكمل امثال هذه

پہلا ہوا ہے اور اگر ہمنے مانا کہ تعدیل سنت ہے تو بہی مستحق عتاب اور محرومی شفاعت کا ہے پہر جب نفلوں کا یہہ حال ہے تو ایسی نفلیں فرضوں کی نقصان کو کیا پورا

النوافل ما نقص من الفرض هيهات هيهات بل لو لم يصل تلك النوافل لم يكن مستحقا للعذاب ولا للعتاب ولا لحرمان

کرینگی ہے ہا ہے بلکہ اگر ایسی نفلیں نہ پڑہتا تو نہ مستحق عذاب کا ہوتا اور نہ عتاب کا اور نہ شفاعت سے

الشفاعة وقد روي انه عليه الصلوة والسلام راى رجلا يصلي وهو لا يتم ركوعه وينقر في سجوده فقال لو مات هذا

محروم ہوتا اور روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک شخص کو نماز پڑہتی ہوئی دیکہا کہ وہ رکوع پورا نکرتا تہا اور سجدہ میں ٹہونگ سے مار دیتا تہا سو آپ نے فرمایا اگر یہہ شخص

على حالته هذا مات على غير ملة محمد وقد اغتر بعض الغافلين بكلمة الجواز الواقع في كتب الائمة لمن ترك القومة والجلسة

اس حالت میں مرجاتا تو برخلاف ملت محمدی کی مرتا اور بعضی غافل لوگ بہول رہی ہیں جواز کی لفظ پر جو ائمہ کی کتابوں میں واقع ہوا ہے اوسکی حق میں جو قومہ اور جلسہ

والطمانينة فيهما ولم يعرفوا ما ذكر في اصول الفقه من ان الجواز في العبادات بمعنى سقوط فرضية القضاء لا انه يحل ولا

اور اونکی بیچمیں طمانینت کو ترک کری اور یہہ نہیں خبر کہ اصول فقہ میں کیا مذکور ہے یعنی عبادات میں جواز سے یہہ مقصود ہے کہ فرضیت قضا کی ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے یہہ مراد نہیں ہے

يحصل الاثم كيف وقد صرحوا بكراهة ترك القومة والجلسة والطمانينة فيهما وقال القرطبي في تذكرته نقلا عن شيخه

گناہ نہیں ہوتا بہلا یہہ کب ہو سکتا ہے حالانکہ صاف کہہ رکہا ہے کہ قومہ اور جلسہ اور اوسکی بیچ کی طمانینت ترک کرنی مکروہ ہے اور قرطبی تذکرہ میں اپنی اوستاد سے نقل کرتا ہے

فلا اعتبار بقول من قال الواجب من اركان الصلوة اقل ما يطلق عليه الاسم لان من اقتصر على ذلك يصدق عليه انه

کہ کوئی کہی اس قول کا کچہہ اعتبار نہیں ہے کہ ارکان نماز میں کم سے کم اتنا واجب ہے کہ اوسکو رکن کہہ سکیں فقط اسواسطے کہ جو نمازی اتنی ہی پر اکتفا کریگا تو اوسکو کہہ سکتی ہیں کہ

ينقر في الصلوة ويدخل في الذم المرتب على ذلك بقوله عليه السلام تلك صلوة المنافق يجلس يرقب الشمس حتى اذا كانت بين

نماز میں ٹہونگ مارتا ہے اور اوس گناہ میں جو اس فعل پر اس حدیث میں ثابت ہوا ہے داخل ہوگا یہہ نماز منافق کی ہے کہ بیٹہا ہوا آفتاب کا منتظر رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ

قرني الشيطان قام فنقر فاذا كانت الصلوة بهذه الصفة يدخل صاحبها تحت قوله تعالى فخلف من بعدهم خلف
شیطان کی سینگون مین جا پہنچا اوٹہا پہر ٹہونگ ملی جب نماز کا یہہ حال ہی تو نمازی اس آیت کی مضمون مین داخل ہی پہر اونکی جگہہ ناخلف آئی جنہون نی
اضاعوا الصلوة واتبعوا الشهوات فسوف يلقون غيا فان جماعة من العلماء قالوا ليس المراد باضاعة الصلوة تركها
گنوائی نماز اور پیچہی پڑی مزون کی سو آگی ملیگی گمراہی بیشک بہت سی علماء کا یہہ قول ہی کہ نماز ضایع کرنی سی یہہ مراد نہین ہی کہ نماز ترک کردی
بل هو ان لا يقيم حدودها بعدم رعاية وقتها وطهارتها وعدم اتمام ركوعها وسجودها ونحوها وقد روى عن ابن مسعود
بلکہ یہہ مراد ہی کہ نماز کی حدود کو قایم نرکہی یعنی نہ رعایت وقت اور طہارت کی کری اور نہ رکوع اور سجود وغیرہ کو پورا پورا کری اور ابن مسعود انصاری سی
الانصاري انه عليه السلام قال لا تجزئ صلوة لا يقيم الرجل فيها صلبه في الركوع والسجود والاخبار في هذا المعنى كثيرة
روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا وہ نماز کافی نہین ہی جسمین نمازی رکوع اور سجود مین کمر سیدہی نہ کری اور اس باب مین ایسی بہت حدیثین آئی ہین
وهي تبين المراد من قوله تعالى واضاعوا الصلوة فان من لم يحافظ على اوقات الصلوة وطهارتها وركوعها وسجودها
کہ وہ اس آیت سی واضاعوا الصلوة معنی مراد کی تفسیر کرتی ہین کیونکہ جو شخص نماز کی اوقات اور وضوء اور رکوع اور سجود کی محافظت نہین
لا يحافظ عليها ومن لم يحافظ فقد ضيعها فهو لما سواها اضيع وقد روى انه عليه السلام قال اذا احسن الرجل الصلوة
کرتا تو وہ نماز کی محافظت نہین کرتا اور جسنی حدود کی محافظت نکی تو بیشک نماز کو ضایع کیا سوا اور کو زیادہ ترکہونی والا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی
فاتم ركوعها وسجودها قالت الصلوة حفظك الله كما حفظتني فترفع واذا اساء الصلوة فلم يتم ركوعها وسجودها
اوسکا رکوع اور سجود پورا کرتا ہی تو نماز یہہ دعا دیتی ہی خدا تیری حفاظت کری جیسی تو نی میری حفاظت کی پہر نماز مقبول ہوتی ہی اور اگر نماز بری طرح پڑہی رکوع اور سجود پورا نہ کیا
قالت الصلوة ضيعك الله كما ضيعتني فتلف كما يلف الثوب الخلق فيضرب بها وجهه وروى عن ابي هريرة انه عليه السلام
تو نماز کہتی ہی اللہ تجہکو ضایع کری جیسا تو نی مجہکو ضایع کیا پہر اوس نماز کو پرانی کپڑی کی طرح لپیٹ کر اوسکی منہہ پر مارتی ہین اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
قال ان الرجل ليصلي ستين سنة ولا يقبل له صلوة لعله يتم الركوع ولا يتم السجود او يتم السجود ولا يتم الركوع فمن اراد
کہ بعضا آدمی ساٹہہ برس تک نماز پڑہتا رہتا ہی اور اوسکی نماز ایک بہی مقبول نہین ہوتی اسلئی کہ کبہی رکوع پورا کرتا ہی تو سجدہ پورا نہین کرتا اور کبہی سجدہ پورا کرتا ہی تو رکوع پورا نہین
ان يعرف صلوته مقبولة ام لا فلينظر الى قوله تعالى ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر فانه ان كان يصلي الصلوات
معلوم کیا چاہی کہ اوسکی نماز ین مقبول ہین یا نہین تو اس آیت مین غور کری بیشک نماز روکتی ہی بحیائی سی اور بری بات سی کیونکہ یہہ شخص اگرچہ پنجگانہ نماز پڑہتا ہی
الخمس ولم يكن بعد ذلك حسن حال مع ربه بل يقع منه بعض من الفواحش والمنكرات فليعلم ان صلوته غير
اور پہر بہی اوسکا حال رب کی ساتہہ درست نہین ہی بلکہ اوس سی کچہہ فواحش اور منکرات عمل مین آتی ہین تو جاننا چاہیی کہ اوسکی نماز ین
مقبولة بل هي وبال عليه ومبعدة من الله تعالى كما قال ابن مسعود وابن عباس من لم تامره صلوته بالمعروف ولم تنهه
مقبول نہین ہین بلکہ وہ نماز ین اوسپر وبال ہین اور خدا سی دور کرتی ہین چنانچہ ابن مسعود اور ابن عباس کہتی ہین کہ جسکو نماز بالمعروف پر شوق نہ دی اور منکرات سی
عن المنكر لم يزدد بصلوته من الله الا بعدا وقال الحسن وقتادة من لم تنهه صلوته عن الفحشاء والمنكر فصلوته وبال
منع نکری وہ نماز اللہ سی سوا دوری کی کچہہ نہ بڑہاوی گی اور حسن اور قتادہ کہتی ہین جسکو نماز فحش اور منکر سی منع نکری تو وہ نماز اوسپر وبال ہی
عليه فان من يصلي الصلوات برعاية شرائطها واركانها وواجباتها وسننها وآدابها يعصمه الله تعالى عن الفحشاء والمنكر
بیشک جو شخص تمام نماز ین شرائط اور ارکان اور واجبات اور سنن اور آداب کی رعایت کر کی پڑہیگا تو اللہ اوسکو فحش اور منکرات سی محفوظ رکہیگا
كما روى عن انس انه قال كان فتى من الانصار يصلي الصلوات الخمس مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم لم يدع شيئا
چنانچہ انس رضی سی روایت ہی کہ ایک جوان انصاری پنجگانہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتہہ ادا کرتا تہا پہر بہی جو فواحش ہوتا تہا
من الفواحش الا ركبه فوصف ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال عليه السلام ان صلوته تنهاه يوما فلم يلبث
سو کر بیٹہتا تہا پہر کسینی یہہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیان کیا آپنی فرمایا بیشک اوسکی نماز کسی دن اوسکو روک دیگی پہر کچہہ دیر نلگی

حتى تاب وحسن حاله اللهم حول حالنا الى حسن المال المجلس الثاني والخمسون في بيان فرضية

کہ اوسنی توبہ کی اور اوسکا حال سنور گیا الٰہی ہمارے حال نیک انجام کا بدل دی مجلس باونوین بیان فرضیت نماز

الصلوٰة المفروضة واركانها تفصيلا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من امرء مسلم يحضره

مفروضہ کا اور اوسکی ارکان کی تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہین کوئی شخص مسلمان جو آوی اوسپر وقت

صلوٰة مكتوبة فيحسن وضوءها وخشوعها وركوعها الا كانت كفارة لما قبلها من الذنوب ما لم يأت

نماز مفروضہ کا پہر وہ اوسکی وضو اور خشوع اور رکوع کو خوب پورا کری مگر وہ پہلی گناہون کا بدلہ ہوجاویگی جب تک

كبيرة وذلك الدهر كله هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عثمان بن عفان وقد بين فيه ان من يصلي الصلوٰة

کبیرہ گناہ نکیا ہوگا اور یہہ کفارہ ہمیشہ کو ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی عثمان بن عفان کی روایت سی اس حدیث مین یہہ بیان کیا کہ جو شخص

المفروضة عند دخول وقتها باحسان وضوءها وخشوعها وركوعها وسائر اركانها تكون كفارة لذنوبه

فرض نمازین اول وقت پہ اچھی طرح وضو کرکی اور اوسکا خشوع اور رکوع اور تمام ارکان پوری پوری کرکی ادا کریگا تو وہ نماز گذشتہ گناہونکا

الماضية ما لم يعمل بكبيرة وذلك التكفير يكون في جميع الزمان وانما اكتفى بذكر الركوع دون سائر الاركان لان

کفارہ ہوجاویگی جبتک کبیرہ گناہ نکیا ہو اور یہہ کفارہ ہمیشہ کو تمام زمانہ مین ہوتا رہیگا اور اکتفا صرف رکوع کی ذکر پر بدون ذکر تمام اور ارکان کی اسلئی ہی

الشارع اذا امر باحسان ركن واحد من اركان الصلوٰة يفهم منه احسان سائر اركانها فانها وان وقعت

کہ شارع نی واسطی درستی کسی ایک رکن کی نماز کی تمام ارکان مین سی امر کیا تو اوسی تمام ارکان کی درستی سمجھی جاتی ہی کیونکہ تمام ارکان اگرچہ قرآن مین

في كتاب الله تعالى متفرقة حيث تثبت فرضية تكبيرة الافتتاح بقوله تعالى في سورة المدثر وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ

متفرق جگہہ مذکور ہین اسواسطی کہ فرضیت تکبیر تحریمہ کی سورہ مدثر کی اس آیت سی ثابت ہی اور اپنی رب کی بڑائی بول

وفرضية القيام بقوله تعالى في سورة البقرة وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ وفرضية القراءة بقوله تعالى في سورة المزمل فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ

اور فرضیت قیام کی سورۂ بقرہ مین اس آیت سی اور کہڑی رہو اللہ کی آگی ادب سی اور فرضیت قرأت کی سورۂ مزمل مین اس آیت سی سو پڑہو جتنا

مِنَ الْقُرْاٰنِ وفرضية الركوع والسجود بقوله تعالى في سورة الحج يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا ولكن علم الترتيب

آسان ہو قرآن سی اور فرضیت رکوع اور سجود کی سورۂ حج مین اس آیت سی ای ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو پر ترتیب ارکان کی

بتعليم النبي عليه الصلوٰة والسلام تارة بفعله وتارة بقوله على ما بينه العلماء في كتبهم فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان

نبی علیہ السلام کی تعلیم سی معلوم ہوئی کبھی فعل سی اور کبھی ارشاد کرنی سی چنانچہ اسکو علماء نی اپنی اپنی کتابون مین بیان کیا ہی اب اس بیان کی موافق مؤمن کو

يداوم عليها في اوقاتها باتمام جميع فرائضها وهو ست الاولى تكبيرة الافتتاح ولا دخول في الصلوٰة الا بها وهي ان

چاہئی کہ نماز کو ہمیشہ وقت پہ تمام فرائض پوری کرکر ادا کرتا رہی اور فرائض چھہ ہین اول تکبیر تحریمہ جسکو تکبیر افتتاح بہی کہتی ہین اور بدون اسکی نماز شروع نہین ہوتی اور وہ

يقول من يريد الدخول في الصلوٰة الله اكبر بلا ادخال مد في همزة الله وهمزة اكبر وبائه اذ لو حصل المد في

اس طور پر ہی کہ جو شخص نماز شروع کری کہی اللہ اکبر اللہ کی ہمزہ پر اور اکبر کی ہمزہ پر اور با پر مد نکری اسواسطی کہ اگر دونو ہمزہ مین سی

احدى الهمزتين لا يصير داخلا في الصلوٰة بل تفسد لو وقع في اثنائها ولو تعمده يكفر لانه يصير استفهاما ومقتضاه

کسی پر مد واقع ہوگا تو نماز مین داخل نہوگا بلکہ نماز فاسد ہوجاویگی اگر مد نماز میں بیچکی تکبیرون مین آجاویگا اور اگر قصداً مد کہیچیگا تو کافر ہوگا اسواسطی کہ اب معنی

الشك في كبرياء الله وقال محمد بن مقاتل ان كان لا يميز بين المد وعدمه يكون داخلا في الصلوٰة ولا تفسد لو وقع

شک ہی ہوتا ہی اللہ کی بڑائی میں اور محمد بن مقاتل کہتا ہی اگر وہ شخص مد اور بی مد میں کچھہ تمیز نہین کرتا تو نماز میں داخل ہوجاتا ہی اور نماز بہی فاسد نہین ہوتی اگر مد

في اثنائها والاستفهام يحتمل ان يكون للتقرير والاول اصح لان مثل هذا الجهل لا يصلح ان يكون عذرا والتقرير المستفاد

نماز میں بیچ کی تکبیرون مین آجاوی اور استفہام میں یہہ احتمال ہی کہ واسطی تقریر کی ہو اور روایت اول صحیح تر ہی اسلئی کہ ایسی جہالت قابل عذر کی نہین ہی اور استفہام جو تقریر کی

استفہام کی ... [illegible]

من الاستفهام معناه حمل المخاطب علی الاقرار بما یعرف والانسان لا یصلح ان یحمل نفسه علی الاقرار بان الله تعالی
تو اوس سی یہہ مراد ہی کہ مخاطب کو اپنی معلوماتکا مقر کردی ۔ اور انسان اس کام کا نہین ہی کہ اپنی آپ کو اس اقرار پر برانگیختہ کری کہ الله

اکبر ولو وقع المد فی باء اکبر بان یقول اکبار بزیادة الالف الممال بین الباء والراء لا یصیر داخلا فی الصلوٰة وتفسد
بڑا ہی اور اگر مد اکبر کی باءمین واقع ہو یعنی لفظ اکبار بار اور راء کی بیچ مین الف بڑھا کر کہی تو نماز مین داخل نہین ہوتا اور نماز فاسد ہوجاتی ہی

لو وقع فی اثنائها اذ قیل انه اسم من اسماء الشیطان وقیل لانه جمع کَبَر بفتحتین وهو الطبل وقیل یصیر داخلا فی
اگر مد نماز میں بیچ تکبیروں کی آجاوی اسواسطی کہ کہتی ہین کہ یہہ نام شیطان کی ناموں مین سی ہی اور کوئی کہتا ہی اسلئی کہ اکبار جمع کَبَر کی ہی دو زبر سی طبل کو کہتی ہین اور بعضی کہتی ہین

الصلوٰة ولا تفسد لو وقع فی اثنائها لانه اشباع والاول اصح لان الاشباع انما یکون فی الاخر لا الوسط ومحل التکبیر
نماز مین داخل ہوجاتا ہی اور نماز فاسد نہین ہوتی اگر مد نماز کی بیچ آجاوی اسواسطی کہ یہہ اشباع ہی اور روایت اول صحیح تر ہی اسواسطی کہ اشباع آخر مین ہوتا ہی بیچمین نہین ہوتا اور موقع تکبیر کا

القیام المحض حتی لو ادرک الامام فی الرکوع وکبر حال الانحطاط لا یصیر داخلا فی الصلوٰة لان شرط الدخول فیها وقوع
صرف قیام ہی یہان تک کہ اگر امام کو رکوع مین پایا اور جھکتی ہوئی تکبیر کہتا ہوا رکوع مین شامل ہوگیا تو نماز مین داخل نہین ہوتا اسواسطی کہ نماز مین داخل ہونی کی شرط یہہ ہی

التکبیر فی محض القیام ولو قال فی القیام الله وفی الرکوع اکبر لا یصیر داخلا فیها ایضا والثانیة من فرائض الصلوٰة القیام
کہ تکبیر خالص قیام مین واقع ہو اور اگر قیام مین الله کہا اور رکوع مین اکبر تو بہی نماز مین داخل نہین ہوتا اور دوسرا فرض نماز کا قیام ہی

وهو رکن فی الفرض والواجب دون النفل ومطلق عن التقدیر نظرا الی الدلیل وهو قوله تعالی وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ حتی لو کبر
اور قیام فرض اور واجب مین رکن ہی نفل مین نہین اور اسکی مقدار باعتبار دلیل کی کچہہ معین نہین ہی دلیل یہہ ہی اور کہڑی رہو الله کی آگی ادب سی یہان تک کہ اگر تکبیر کہڑی

قائما ولم یقف یصیر مودیا فرضی التکبیر والقیام جمیعا ولا یلزمه التوقف بعده قائما لان قدر ما وجد من القیام یکفیه
ہوئی کہی اور پہر توقف نکیا تو فرض تکبیر اور قیام دونو ادا کرچکا اوسپر بعد اوسکی توقف کرنا قیام مین کچہہ ضرور نہین ہی اسلئی کہ جسقدر اس سی قیام عمل مین آیا سو کافی ہی

ویظهر نفعه فی الامی والاخرس ومدرک الامام فی الرکوع الا ان المتعارف فی حق القاری تقدیره فی الاولیین بالقراءة
اور اسکا فائدہ ناخواندہ اور گونگی مین اور جو شخص کہ امام کو رکوع مین پاوی ظاہر ہوتا ہی اتنا ہی کہ قاری کی حق مین مقدار قیام کی پہلی دو رکعت مین برابر قراءت کی ٹہہری ہی اور

وفی الاخریین قول المتقدمین ان شاء قرأ وان شاء سبح وان شاء سکت یشیر الی عدم التقدیر فیهما
پچہلی دو رکعت مین متقدمین کا جو یہہ قول ہی چاہی کچہہ قرآن پڑہی چاہی سبحان الله کہی اور چاہی چپکا رہی اشارہ ہی کہ ان دونون مین بہی اندازہ قیام کا

ایضا لکن ذکر فی القنیة انه مقدر بمقدار ثلث تسبیحات سواء سبح او سکت هذا کله عند القدرة علی القیام فان
مقرر نہین ہی لیکن قنیہ مین یون مذکور ہی کہ قیام کم سی کم برابر تین تسبیحات کی ہی برابر ہی کہ تسبیح کہی یا چپ رہی یہہ تمام جب ہی کہ قیام پر قادر ہو کیونکہ

المریض اذا قدر علی القیام لو صلی قاعدا لا یجوز ولو قدر علی بعض قیامه دون کله یلزمه ذلک حتی لو قدر علی التکبیر
بیمار اگر باوجود طاقت قیام کی بیٹہہ کر نماز پڑہ لی تو جایز نہین ہی اور اگر کچہہ تہوڑا کہڑی ہونی کی طاقت ہو پوری قیام کی نہو تو وتنا ہی اوسپر لازم ہی یہان تک کہ اگر کہڑی

یکبر قائما ثم یقعد واما المریض الذی عجز عن القیام حقیقة بحیث لو قام لسقط او خاف زیادة مرضه او بطوء برئه
ہوکر تکبیر کہنی کی طاقت ہو تو تکبیر کہڑا ہوکر کہی پہر بیٹہہ جاوی اور وہ بیمار جو حقیقت مین قیام سی عاجز ہو ایسا کہ اگر کہڑا ہووی تو گر پڑی یا خوف مرض کی بڑہنی کا یا دیر تک رہنیکا ہو

او کان یجد الما شدیدا فان استطاع القعود یقعد کما یقعد فی التشهد وهو قول زفر وعلیه الفتوی بانه المعهود فی
یا سخت تکلیف ہوتی ہو پہر اگر بیٹہنی کی طاقت ہو تو بیٹہہ جاوی جیسی تشہد مین بیٹہتی ہین یہہ ہی قول زفر کا ہی اور اسی پر فتوی ہی کہ نماز مین یہہ طور ٹہرا ہوا ہی

الصلوٰة وفی روایة محمد عن ابی حنیفة یقعد کما یشاء من التربع وغیره وقیل یقعد فیما عدا التشهد کما یشاء وفی التشهد
اور امام محمد کی روایت مین ابو حنیفہ سی یہہ ہی کہ بیٹہہ جاوی جیسی چاہی مربع وغیرہ سی اور بعضی کہتی ہین کہ سوا تشہد کی تو جسطرح چاہی بیٹہا رہی اور تشہد مین

کسائر الصلوات والظاهر هو الاول عند الاستطاعة وعند عدم الاستطاعة یقعد بحسب قدرته ویصلی قاعدا
موافق تمام نمازوں کی بیٹہی اور طاقت ہوتی ہوئی ظاہر اول روایت ہی اور جب طاقت نہو تو پہر جیسی بن آوی ۔۔ نماز بیٹہہ کر پڑہتا ہوا

برکوع وسجود لان الطاعۃ بحسب الطاقۃ لقولہ تعالیٰ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا وان لم یستطع الرکوع والسجود
رکوع کری اور سجدہ کری اسوسطی کہ طاعت طاقت کی موافق ہی اس دلیل سی اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی شخصکو مگر جو اوسکی گنجایش ہی اور اگر رکوع اور سجدہ کی طاقت نہین

یومی براسہ قاعدا ویجعل سجودہ اخفض من رکوعہ لیتحقق الفرق بینہما ولا یرفع الیہ شیئ لیسجد علیہ اذ لو رفع الیہ
تو بیٹہا ہوا سرسی اشارہ کری اور سجدہ کو رکوع کی بہ نسبت زیادہ لپست کری تاکہ دونوں مین فرق ہو جاوی اور یہہ نہیں چاہیئی کہ کوئی چیز اونچی کردین تاکہ اوسپر سجدہ کرلی اسوسطی کہ اگر

فسجد علیہ ان کان خفض راسہ یصح ویکون صلاتہ بالایماء والا فلا وان لم یستطع القعود یستلقی علی ظہرہ و
اوسپر سجدہ کیا پہر اگر اوسنی سرکو نیچا کیا ہی تو درست ہی اوسکی نماز اشارہ سی ہوگئی اور نہیں تو نہیں ہوئی اور اگر طاقت بیٹہنی کی نہیں تو چت لٹا یا جاوی اور

یجعل رجلیہ نحو القبلۃ ویومی براسہ للرکوع والسجود لکن ینبغی ان یوضع تحت راسہ وسادۃ لیمکنہ الایماء بالراس
اوسکی پانوٗ قبلہ کی طرف کردین اور وہ رکوع اور سجود کی لئی سرسی اشارہ کری پر یہہ چاہیئی کہ اوسکی سر تلی تکیہ رکہہ دین تاکہ اوس سی سر کا اشارہ ہو سکی

لان حقیقۃ الاستلقاء یمنع الایماء للصحیح فکیف للمریض وان لم یستطع الایماء بالراس لا یومی بعینہ ولا بحاجبہ
اسلئی کہ حقیقت مین چت پڑی ہوئی اچہی بہچی سی بہی اشارہ نہیں ہو سکتا پہر بیمار سی تو کہان اور اگر سرسی اشارہ کرنی کی بہی طاقت نہیں تو آنکہہ کا اشارہ یا ابرو کا

ولا بقلبہ بل ان کان یعقل الصلوٰۃ فی تلک الحالۃ تؤخر عنہ الی زمان القدرۃ ولا تسقط ہو الصحیح علی ما ذکر فی الہدایۃ لانہ
یا دل کا اشارہ نکری بلکہ اگر نماز کی سمجہہ باقی ہی اوس حالت میں تو قدرت کی وقت تک ملتوی رکہی جاوی گی اور ذمہ سی ساقط نہیں ہی موافق بیان ہدایہ کی یہہ ہی صحیح ہی

یفہم مضمون الخطاب وان کان لا یعقلہا اکثر من یوم ولیلۃ تسقط ان لم یفق فی المدۃ وان افاق وکان للافاقۃ وقت
کہ مضمون حکم کا سمجہتا ہی اور اگر ایک رات دن سی زیادہ غفلت میں رہی تو نماز ساقط ہو جاتی ہی اگر اس مدت کی اندر افاقہ نہوا اور اگر افاقہ ہوا اور کسی ایک وقت

معلوم مثل ان یفیق عند الصبح قلیلا ثم یعود الاغماء فہو افاقۃ معتبرۃ فی بطلان حکم ما قبلہا من الاغماء وان لم یکن
معین پر جیسی مثلا صبح کی وقت کچہہ افاقہ ہو کر پہر بیہوش ہو جاتا ہی تو اتنا افاقہ بہی واسطی باطل کرنی حکم پہلی بیہوشی کی معتبر ہی اور اگر افاقہ کسی وقت معین پر

للافاقۃ وقت معلوم بل یفیق بغتۃ ثم یعود الاغماء فلا اعتبار لہذہ الافاقۃ ومن کان فی السفینۃ الجاریۃ اذا
نہیں ہوتا بلکہ ناگاہ کبہی افاقہ ہو کر پہر بیہوش ہو جاتا ہی تو ایسی افاقہ کا اعتبار نہیں ہی اور جو شخص چلتی کشتی مین ہو اگر

صلی الفرض قاعدا برکوع وسجود مع القدرۃ علی القیام لا یجوز عندہما لان القیام رکن فلا یسقط الا بعذر محقق وعند
فرض نماز بیٹہہ کر رکوع اور سجود کی ساتہہ باوجود طاقت قیام کی پڑہلی تو صاحبین کی نزدیک جایز نہیں ہی اسلئی کہ قیام نماز کا رکن ہی سو یہہ بدون عذر واقعی کی ساقط

ابی حنیفۃ یجوز لان دوران الراس فیہا غالب والغالب کالمحقق لکن الافضل القیام واما فی المربوطۃ فی الشط فلا یجوز
اور امام ابوحنیفہ کی نزدیک جایز ہی اسلئی کہ اسمین دوران سر اکثر ہوتا ہی اور اکثری بات بہی مانند ثابت کی ہی لیکن افضل قیام ہی ہی اور رہی کشتی کنارہ پر بندہی ہوئی سو اوسمین

بالاجماع والثالثۃ من فرائض الصلوٰۃ القراءۃ وہی فرض فی جمیع رکعات النفل والوتر والفرض من ذوات الرکعتین ولیست
بالاجماع جایز نہیں اور تیسرا فرض نماز کی فرائض مین سی قرارت ہی اور قرارت تمام رکعات نفل اور وتر مین اور فرض دوگانہ مین فرض ہی اور ادن

بفرض فی جمیع رکعات الفرض من ذوات الاربع والثلث بل فی الرکعتین من غیر تعیین وانما عینت فی الاولیین لقولہ علیہ الصلوٰۃ
فرضون کی تمام رکعات مین فرض نہیں ہی جو چار رکعت یا تین رکعت کی ہیں بلکہ دو دو رکعت مین بلا تعیین فرض ہی اور پہلی دو رکعت مین اسلئی معین ہوگئی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ

والسلام القراءۃ فی الاولیین قراءۃ فی الاخریین وادنی ما یجزی منہا عند ابی حنیفۃ آیۃ وان کانت من الفاتحۃ او کانت
والسلام نی فرمایا پہلی دو رکعت مین قرارت بعینہ پچہلی دو رکعت مین ہی اور کم سی کم قرارت جو کافی ہی تو ابوحنیفہ کی نزدیک ایک آیت ہی اگرچہ سورہ فاتحہ کی ہو یا

قصیرۃ مرکبۃ من کلمتین کقولہ تعالیٰ ثُمَّ نَظَرَ او من کلمات کقولہ تعالیٰ فَقُتِلَ کَیْفَ قَدَّرَ والمکتفی بہا مسیئ لان قراءۃ
چہوٹی دو کلمونسی مرکب ہو جیسی یہہ آیت ثم نظر یا کئی کلمات سی جیسی یہہ آیت فقتل کیف قدر لیکن اسیقدر ہو اکتفا کرنا اچہا نہیں اسوسطی کہ

الفاتحۃ وضم سورۃ او ثلث آیات الیہا واجب وفی الاکتفاء بہا ترک الواجب واما لو کانت کلمۃ واحدۃ کمُدْہَامَّتَانِ او حرفا واحدا
الحمد کا پڑہنا اور کسی اور سورۃ کا یا تین آیت کا اوسکی ساتہہ ملانا واجب ہی اور اوسپر اکتفا کرنی مین ترک واجب ہوتا ہی اور جو آیت ایک کلمہ کی ہی جیسی مدہامتان یا ایک حرف کی

كص وق ون فقد اختلف فيه والاصح انه لا يجوز عنده ولو قرأ نصف اية طويلة كاية الكرسي واية المداينة
جیسے ص اور ق اور ن سو اسمیں اختلاف ہے اصح یہہ ہے کہ ابو حنیفہ کی نزدیک جایز نہیں اور اگر بڑی آیت میں سے جیسے آیۃ الکرسی اور آیۃ مداینہ
في ركعة ونصفها في ركعة اخرى اختلفوا فيه قال بعضهم لا تجوز لانه لم يقرأ اية تامة في كل ركعة وقال عامتهم
آدہی ایک رکعت میں پڑہی اور آدہی دوسری رکعت میں تو اسمیں اختلاف ہے بعضی کہتی ہیں جایز نہیں اسواسطی کہ اسنے ہر رکعت میں پوری آیت نہیں پڑہی اور عام فقہا
تجوز لان بعض هذه الايات يزيد على ثلث ايات قصار او تعدلها فلا تكون ادنى من اية وعندهما ادنى ما يجزي
کہتی ہیں جایز ہے اسواسطی کہ ٹکڑا ان آیتوں کا چہوٹی چہوٹی تین آیت سے بڑہتا ہے یا برابر ہے بہرصورت ایک سے کم نہیں ہے اور صاحبین کی نزدیک کم سے کم قراءت جو کافی ہو
منها ثلث ايات قصار او اية طويلة تقوم مقامها لان القران معجز وادنى ما يقع به الاعجاز سورة لقوله تعالى
تین آیتیں چہوٹی یا ایک آیت بڑی جو اونکی برابر ہو اسواسطی کہ قرآن معجز ہے اور کم سے کم جسمیں اعجاز واقع ہو وہ سورۃ ہے واسطی قول اللہ تعالی کی
فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ واقل السورة سورة الكوثر وهي ثلث ايات ومن كان اميا ولم يطاوعه لسانه على تعلم
لاؤ کوئی سورۃ ایسی اور سورتوں میں سب سے چہوٹی سورۃ کوثر ہے سوئے اسکی تین آیتیں ہیں اور جو شخص امی ہو کہ اوسکی زبان قرآن سیکہنے میں قابو میں نہو
القران ان كان يجتهد اناء الليل واطراف النهار تجوز صلوته وفي اوان ترك الاجتهاد لا تجوز صلوته فعلى هذا
اگر وہ رات دن قرآن پر محنت کرتا ہے تو اوسکی نماز جایز ہے اور جو وہ محنت چہوڑ دیگا نماز جایز نہوگی اس روایت کی موافق
كل من كان في دار الاسلام وترك التعلم وبقي اميا واعتاد ان يصلي صلوة امي لا تجوز صلوته لان الامي انما تجوز
جو شخص دار الاسلام میں ہو کر قرآن نہ سیکہی اور امی رہجاوی اور امیوں کیسی نماز کی عادت کرلی تو اوسکی نماز جایز نہیں ہے اسواسطی کہ امی کی نماز جب ہی جایز ہے
صلوته اذا بلغ او زال جنونه او اسلم وهجم الوقت ولم يتمكن من التعلم واما اذا تمكن من التعلم ولم يتقيد به
کہ جب وہ بالغ ہو یا جنون سے ہوش میں آوی یا مسلمان ہو اور ترت وقت نماز کا آجاوی اور فرصت قرآن سیکہنی کی نملی اور جس صورت میں سیکہنی کی فرصت ہو اور محنت میں نہ لگی
فلا تجوز صلوته والرابع من فرائض الصلوة الركوع وهو طأطأة الراس مع انحناء الظهر فمن طأطأ راسه مع
تو اوسکی نماز جایز نہیں اور چوتہا فرض نماز کی فرضوں میں سے رکوع ہے اور وہ سر جہکانا کمر ٹیڑہی کر کر پہر جسنی سر کو جہکایا
انحناء الظهر قليلا ان كان الى الركوع اقرب تجوز وان كان الى القيام اقرب بان يوجد طأطأة راسه مع
اور کچہ تہوڑی کمر ٹیڑہی کی اور وہ رکوع کی طرف قریب ہے تو جایز ہے اور اگر قیام سے قریب ہے اسطور کہ سر جہکایا کچہ مونڈہوں کی میلان سے
الميلان في منكبيه ولا يوجد انحناء ظهره لا تجوز لانه يعد قائما لا راكعا ومن كان احدب وبلغت حدوبته
بے کمر کبہڑی نہیں ہوئی تو جایز نہیں ہے اسلئے کہ اسکو قایم کہتی ہیں راکع نہیں کہلاتا اور جو شخص کبڑا ہووی اور اوسکا کوب رکوع کی
حد الركوع يخفض راسه في الركوع تحقيقا للانتقال من القيام الى الركوع والخامسة من فرائض الصلوة
نوبت کو جا پہنچی تو وہ رکوع میں سر کو جہکا دی تاکہ قیام سے رکوع کی طرف انتقال پایا جاوی پانچواں نماز کی فرایض میں سے
السجدة وهي وضع الجبهة على الارض او ما يتصل بها والكمال فيها وضع الجبهة والانف واليدين والركبتين
سجدہ ہے اور وہ رکہنا پیشانی کا زمین پر یا جو زمین کی قایم مقام ہو اور کامل سجدہ میں رکہنا پیشانی کا اور ناک کا اور دونوں ہاتہوں کا اور دونوں گہٹنوں کا
واطراف القدمين لقوله عليه السلام امرت ان اسجد على سبعة عظائم على الجبهة واليدين والركبتين واطراف
اور دونوں پانوں کی اونگلیوں کا واسطی قول علیہ السلام کی مجہکو حکم ہے کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں پیشانی پر اور دونوں ہاتہوں پر اور دونوں گہٹنوں پر اور دونوں
القدمين والانف داخل في الجبهة لكون عظمها واحدا ولو وضع جبهته دون انفه يجوز لكن يكره ان كان من
پانوں کی انگلیوں پر اور ناک پیشانی میں آگئی اسلئے کہ ہڈی دونوں کی ایک ہے اور اگر پیشانی تو رکہدی اور ناک نہ رکہی تو جایز ہے پر مکروہ اگر بے عذر ہے
غير عذر وكذلك لو وضع انفه دون جبهته يجوز عند ابي حنيفة لكن يكره ان كان من غير عذر وعندهما
اور ایسے ہی اگر ناک رکہدی اور پیشانی نہ رکہی تو ابو حنیفہ کی نزدیک جایز ہے پر مکروہ اگر بے عذر ہے اور صاحبین کی نزدیک

لا يجوز

لا یجوز الا ان یکون فی جبهته عذر یمنع السجود بها ووضع الیدین والرکبتین لیس بفرض بل هو سنة واما وضع
جایز نہین مگر اوس صورت مین کہ اوسکی پیشانی مین ایسا عذر ہو کہ سجدہ نکر سکی اور دونو ہاتھ اور دونو گھٹنون کا رکہنا فرض نہین ہی بلکہ سنت ہی اور رہا دونو

القدمین فقد ذکر القدوری والکرخی والخصاف انه فرض حتی لو سجد ولم یضع قدمیه او احدهما علی الارض بل
قدم کا رکہنا سو قدوری اور کرخی اور خصاف کہتی ہین کہ فرض ہی یہان تک کہ اگر سجدہ کیا اور دونو پانو یا ایک پانو زمین پر نہ رکہا بلکہ

رفعهما عن الارض لا یجوز سجوده ولو وضع احدهما یجوز ولکن یکره وذکر التمرتاشی ان وضع الیدین والقدمین
دونون مین سی اوٹہا لئی تو اوسکا سجدہ جایز نہین ہی اور اگر ایک پانو بہی لگا دیا تو جایز ہی پر مکروہ اور تمرتاشی کہتا ہی کہ لگانا دونو ہاتہون اور دونو پانو کا

سواء فی عدم الفرضیة وقال اکمل الدین فی شرح الهدایة انه الحق وذکر فی شرح المنیة انه بعید عن الحق والمراد بوضع
عدم فرضیت مین برابر ہی اور اکمل الدین شرح ہدایہ مین کہتا ہی کہ حق یہہ ہی ہی اور شرح منیہ مین یون مذکور ہی کہ یہہ حق سی بعید ہی اور مراد دونو پانو کی

القدمین علی ما ذکر فی الخلاصة وضع اصابعهما والمراد بوضع الاصابع توجیهها نحو القبلة لیکون الاعتماد علیها
رکہنی سی موافق اوس بیان کی جو خلاصہ مین ہی دونو پانو کی اونگلیون کا رکہنا ہی اور اونگلیون کی لگانی سی اونکا قبلہ کی طرف متوجہ کرنا مراد ہی تاکہ اونہی پر زور پڑی

حتی لو وضع ظهر القدمین ولم یوجه اصابعهما او اصابع احدهما نحو القبلة لا یصح سجوده وهذا مما یجب حفظه
یہان تک کہ اگر دونو پانو کی پشت رکہدی اور دونو پانو کی یا ایک پانو کی بہی اونگلیان قبلہ کی طرف متوجہ نکری تو سجدہ درست نہین ہی اور اسکا لحاظ واجب ہی

واکثر الناس عنه غافلون ولو کان موضع السجود ارفع من موضع القدمین مقدار نصف ذراع یجوز وان کان اکثر منه
اور اکثر لوگ اس سی غافل ہین اور اگر سجدہ کی جگہ پانو کی جگہہ سی آدہ ہاتہہ اونچی ہو تو سجدہ جایز ہی اور اگر اس سی زیادہ بلند ہو

لا یجوز ولو سجد علی کور عمامة ان کان کورها متصلا بالجبهة ولم یکن غلیظا بحیث یوجد حجم الارض یجوز لکن یکره
تو جایز نہین ہی اور اگر پگڑیکی پیچ پر سجدہ کیا تو اگر وہ پیچ پیشانی سی متصل ہی اور موٹا نہین ہی ایسا کہ زمین کی سختی معلوم ہوتی ہی تو جایز ہی پر مکروہ

ولو لم یکن متصلا بالجبهة بل کان فوق الجبهة او کان غلیظا لا یوجد حجم الارض لا یجوز وکذلک لا یجوز السجدة علی
اور اگر پیشانی سی متصل نہین ہی بلکہ پیشانی سی اوپر ہو یا ایسا موٹا ہو کہ سختی زمین کی معلوم نہین ہوتی تو جایز نہین ہی اور ایسی ہی سجدہ

کل شیء لا یوجد فیه حجم الارض کالقطن المحلوج والثلج والدخن ونحو ذلك لعدم استقرار الجبهة علی الارض او
ایسی شی پر جایز نہین ہی جسمین سختی زمین کی معلوم نہو دی جیسی دہنی ہوئی روئی اور برف اور چینا وغیرہ اسواسطی کہ پیشانی زمین پر یا جو

یتصل بها ولو سجد علی فاضل ثوبه او بسط خرقة علی الارض وسجد علیها فلا کلام فی الجواز وانما الکلام فی الکراهة
قایم مقام زمین کی ہی نہین ٹہرتی اور اگر بچتی کپڑی پر سجدہ کیا یا زمین پر کپڑا بچہا کر اوسپر سجدہ کیا تو اوسکی جواز مین کوئی تکرار نہین ہی اور اگر تکرار ہی تو کراہت مین

والصحیح عدم الکراهة لما روی عن ابی حنیفة انه صلی فی المسجد الحرام وسجد علی خرقة فقال له رجل لا یجوز هذا
اور صحیح یہہ ہی کہ مکروہ نہین ہی اسلئی کہ ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ اونہون نی کعبہ مین نماز پڑہی اور سجدہ خرقہ پر کیا کسی شخص نی کہا یہہ جایز نہین ہی

فقال له الامام من این انت فقال من خوارزم فقال جاء التکبیر من وراء یعنی انکم تتعلمون منا ثم تعلموننا اهل
امام نی پوچہا تو کہان کا رہنی والا ہی اوسنی کہا خوارزم کا پہر امام نی کہا پچہلی تکبیر ہوئی یعنی مقتدی تکبیر کہنی لگی مراد یہہ ہی کہ تم ہم سی سیکہہ کر پہر ہمکو سکہاتی ہو کیا تم

تصلون علی البردی فی دیارکم قال نعم فقال تجوزون الصلوة علی الحشیش ولا تجوزونها علی الخرقة والسادس من
اپنی ملک مین بردی گہاس پر نماز پڑہتی ہو کہا ہان پہر امام نی کہا تم گہاس پر نماز جایز رکہتی ہو اور خرقہ پر جایز نہین رکہتی اور چہٹا فرض

فرائض الصلوة القعدة الاخیرة سواء تقدمها قعدة اخری او لم تتقدم کما فی الثنائیة وقدر الفرض فیها مقدار
نماز کی فرایض مین سی قعدہ اخیرہ ہی برابر ہی کہ اوس سی پہلی بہی قعدہ ہو جیسی رباعی نماز مین یا نہو جیسی ثنائی نماز مین اور اسمین مقدار فرض کی اتنی ہی

ما یتمکن فیه من قراءة التشهد الی قوله عبده ورسوله لقوله علیه الصلوة والسلام لابن مسعود حین علمه
جسمین عبده ورسوله تک تشہد پڑہ لی اسواسطی کہ نبی علیه الصلوة والسلام نی ابن مسعود سی

التشہد اذا قلت ہذا او فعلت ہذا فقد تمت صلوتک فانہ علیہ الصلوۃ والسلام علق التمام بالفعل قرأ اولم

تشہد سکھاتی ہوئی یہہ فرمایا جب تو یہہ پڑھ چکا یا یہہ کرچکا تو نماز تیری بیشک پوری ہوگئی کیونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی تمامی نماز کو فعل پر موقوف رکہا تشہد پڑھی یا نہ

یقرأ لان معنی قولہ اذا قلت ہذا ای قرات التشہد وانت قاعد اذ لم یشرع قراءۃ التشہد الا فی القعود ومعنی قولہ

پڑھی اسواسطی کہ معنی اذا قلت ہذا کی یہہ ہین پڑہا تو نی تشہد کو بیٹھ کر اسلئی کہ تشہد کا پڑھنا بجز قعود کی مشروع نہین ہی اور معنی

او فعلت ہذا ای قعدت ولم تقرأ شیئا فصار التخییر فی القول لا الفعل لان الفعل ثابت فی الحالین والمعلق بالشرط

او فعلت ہذا کی یہہ ہین کہ تو بیٹھ گیا اور پڑھا کچھہ نہین پس اب اختیار قول مین ہی فعل مین نہین ہی اسواسطی کہ فعل دونو حالتون مین ثابت ہی اور جو امر شرط پر موقوف ہوتاہی

لا یوجد قبل وجود الشرط ووجہ اٰخر ان الصلوۃ متناہیۃ والتناہی لا یکون الا بالتمام والتمام لا یکون الا بالاتمام

وہ شرط سی پہلی موجود نہین ہوتا اور ایک اور وجہ ہی کہ نماز متناہی ہی اور تناہی بدون تمامی کی نہین ہوتی اور تمامی تمام کئی بدون نہین ہوتی

والاتمام لا یعلم مالم ینبہ الشارع فقد نبّہ بہ فیکون فرضا فان قیل الفرضیۃ لا تثبت بخبر الواحد فما وجہ ثبوتہا

فرضیت

اور تمام کرنا بدون بتانی شارع کی معلوم نہین ہوتا سو شارع نی قعدہ بتادیا سو فرض ہوگیا اگر کوئی کہی فرضیت خبر واحد سی ثابت نہین ہوتی پہر یہان خبر واحد سی ثبوت

بہ ہٰہنا فالجواب عدم ثبوتہا بہ لیس علی اطلاقہ بل اذا ثبت بہ ابتداء واما اذا لم یثبت بہ ابتداء بل بین بہ المجمل فتثبت

کی کیا وجہ ہی سو جواب یہہ ہی کہ عدم ثبوت فرضیت کا خبر واحد سی یون نہین ہی کہ فرضیت کبہی نہین ثابت ہوتی بلکہ جب خبر واحد سی ابتداء ثابت کرین اور وہ صورت جو ابتداء ثابت

بیانہ ان نفس الصلوۃ ثابتۃ بالکتاب وتمامہا منہا فیلزم کون تمامہا ثابتا بہ ایضا وہذا الخبر بین کیفیتہ

اسکی تفصیل یہہ ہی کہ عین نماز تو قرآن سی ثابت ہی اور تمامی نماز کی آمین داخل ہی پس اتمام کا بہی ثبوت قرآن سی لازم آیا اور اس خبر نی کیفیت اتمام کی بیان کردی

فیکون فرضا ویظہر ثمرۃ کونہا فرضا فی مسائل الاولی من تلک المسائل ان من صلی الظہر او نحوہا خمسا بان قید

سوئی فرض ہوا اور قعدہ کی فرضیت کا فائدہ کئی مسائل مین ظاہر ہوتاہی اول اون مسائل مین سی یہہ ہی کہ جسنی ظہر کی نماز مین پانچ رکعت پڑہین اور پانچوین رکعت کا سجدہ

الخامسۃ بالسجدۃ ولم یقعد علی راس الرابعۃ تبطل فرضیۃ صلوتہ وتتحول نفلا عند ابی حنیفۃ وابی یوسف و

کرلیا اور چوتہی رکعت پر قعدہ نکیا تو اوسکی نماز فرضیت باطل ہوکر امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی نزدیک نفل ہوجاتی ہی

عند محمد تبطل فرضیتہا وتخرج من کونہا صلوۃ وکذا لو لم یقعد علی ثالثۃ المغرب او ثانیۃ الفجر والثانیۃ من

امام محمد کی نزدیک فرضیت باطل ہوکر نماز ہی نرہی اور ایسی ہی اگر نماز مغرب مین تیسری رکعت پر یا فجر کی دوسری رکعت پر قعدہ نکری اور دوسرا اون مسائل

تلک المسائل ان المسافر اذا اقتدی بمقیم فی فائتۃ غیر ثنائیۃ لا یصح اقتداؤہ لان القعدۃ الاولی فرض فی حق المسافر

مین سی یہہ ہی کہ مسافر اگر مقیم کا مقتدی بنی قضا نماز مین تو اوسکا اقتدا صحیح نہین ہی اسواسطی کہ بیچکا قعدہ مسافر کی حق مین تو فرض ہی اور

دون المقیم فیکون اقتداؤہ بہ من قبیل اقتداء المفترض بالمتنفل وہو غیر جائز عندنا وانما یجوز اقتداؤہ بہ فی الوقتیۃ

مقیم کی حق مین فرض نہین اب اوسکا اقتدا ایسا ہوگیا جیسی فرض پڑھنی والا نفل پڑھنی والیکا مقتدی ہوجاوی اور یہہ اقتدا ہماری مذہب مین جایز نہین ہی مسافر کو

لان صلوتہ یصیر اربعا باقتدائہ بہ فی الوقت لا بعدہ والثالثۃ من تلک المسائل ان المصلی بعد القعود قدر التشہد

اسلئی کہ مسافر کی نماز ہی بسبب اقتدا کی وقت مین رباعی ہوجاتی ہی وقت بعد نہین ہوتی تیسرا اون مسائل مین سی یہہ ہی کہ مصلی کو بعد قعدہ بقدر تشہد کی

فی اخر الصلوۃ لو تذکر سجدۃ التلاوۃ وسجدہا ترتفع القعدۃ حتی لو لم یقعد قدر التشہد بعد ما سجد سجدۃ التلاوۃ

آخر نماز مین اگر سجدہ تلاوت کا یاد آیا اور اوسنی وہ سجدہ کیا تو وہ قعدہ باطل ہوگیا یہان تک کہ اگر بعد سجدہ تلاوت کی بقدر تشہد قعدہ نکریگا

تفسد صلوتہ لفوات ما ہو فرض منہا وہو القعدۃ الاخیرۃ والرابعۃ من تلک المسائل ان المصلی اذا نام فی القعدۃ

تو اوسکی نماز بسبب فوت ہونی ایک رکن نماز یعنی قعدہ اخیرہ کی فاسد ہوجاویگی اور چوتہا اون مسائل مین سی یہہ ہی کہ اگر مصلی تمام قعدۂ اخیر مین سوتا رہا

الاخیرۃ کلہا فحین انتباہہ یفرض علیہ ان یقعد قدر التشہد وان لم یقعد تفسد صلوتہ لان ما حصل من

تو جب وہ جاگی اوسپر فرض ہی کہ بقدر تشہد کی قعدہ کری اگر نہین کریگا تو نماز فاسد ہوجاویگی اسواسطی کہ جو

ہوتاہی

الافعال

الافعال فی الصلوۃ حالۃ النوم لا تعتبر لصدورها من غیر اختیار فیکون وجودها کعدمها وهذه المسئلۃ یکثر
افعال نماز میں سوتی ہوئی ادا ہوئے ہیں ان کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ وہ بلا اختیار ہوتی ہیں ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے اور یہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہے خاص کر
وقوعها لا سیما فی التراویح وخصوصا فی لیالی الصیف لکن الناس عنها غافلون یسر الله تعالی علما موافقا لرضائه
تراویح میں اور وہ بھی علی الخصوص جو گرمیوں کی شب میں ہوتی ہیں لیکن لوگ اس سے غافل ہیں الله ہم پر آسان کرے عمل اپنی رضامندی کی موافق
بلطفه وکرمه

المجلس الثالث والخمسون فی بیان فضیلۃ الصلوۃ الخمس وکونها کفارۃ للذنوب

اپنی لطف اور کرم سے — ترپنویں مجلس — پنجگانہ نماز کی فضیلت میں اور نماز کا کفارہ ہونا واسطی گناہوں کی

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ارأیتم لو ان نهرا بباب احدکم یغتسل فیه کل یوم
رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا بتاؤ تو اگر تم میں سے کسی کی دروازہ آگے نہر بہتی ہو وہ ہر روز اوس میں
خمسا هل یبقی من درنه شیء قالوا لا قال فذلک مثل الصلوات الخمس یمحو الله بهذه الخطایا هذا الحدیث من
پانچ دفعہ نہایا کرے کیا اوس پر کچھ میل باقی رہی گا عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا پس نہر مثل پنجگانہ نمازوں کی ہے الله تعالی ان نمازوں سے خطایا کو مٹا دیتا ہے یہ حدیث
صحاح المصابیح رواه ابو هریرۃ وقد بیّن فیه ان من صلی الصلوات الخمس یغفر الله تعالی ذنوبه ببرکات تلک الصلوات
مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ابو ہریرہ کی روایت سے اور اس میں یہ بیان ہے جس نے پنجگانہ نمازیں پڑھیں تو الله تعالی اوس کی تمام گناہ ان نمازوں کی برکت سے بخش دیتا ہے
فلا بد للمؤمن ان یداوم علیها فی اوقاتها باتمام رکوعها وسجودها وسائر ما یفعل فیها فانه تعالی وان امر
سو مؤمن کو لازم ہے کہ نمازوں کو وقتوں پر رکوع اور سجود کو اور تمام ارکان کو جو نماز کی اندر ہیں پورا پورا ادا کر کر مداومت رکھے کیونکہ الله تعالی نے اپنی کتاب میں اگرچہ نماز کا
بها فی مواضع من کتابه لکن ذکر ارکانها فیها متفرقۃ حیث بیّن فرضیۃ تکبیرۃ الافتتاح بقوله تعالی فی سورۃ المدثر
کئی جگہ امر فرمایا پر اوسکی ارکان کو متفرق ذکر کیا ہے چنانچہ تکبیر تحریمہ کی فرضیت سورہ مدثر کی اس آیت میں
وربک فکبر وفرضیۃ القیام بقوله تعالی فی سورۃ البقرۃ وقوموا لله قانتین وفرضیۃ القراءۃ بقوله تعالی فی
اور اپنی رب کی بڑائی بول اور قیام کی فرضیت سورہ بقرہ کی اس آیت میں اور کھڑے رہو الله کی آگے ادب سے اور قرأت کی فرضیت سورہ
سورۃ المزمل فاقرءوا ما تیسر من القرآن وفرضیۃ الرکوع والسجود بقوله تعالی فی سورۃ الحج یا ایها الذین آمنوا
مزمل کی اس آیت میں پس پڑھو جتنا آسان ہو قرآن سے اور رکوع اور سجود کی فرضیت سورہ حج کی اس آیت میں ہے اے ایمان والو
ارکعوا واسجدوا وانما عرف الترتیب بتعلیم النبی علیه السلام تارۃ بفعله وتارۃ بقوله علی ما بینه العلماء
رکوع کرو اور سجدہ کرو اور ترتیب صرف نبی علیه السلام کی تعلیم سے معلوم ہوئی ہے کبھی تو آپ کی کرنی سے اور کبھی آپ کی بتانی سے چنانچہ علماء نے
فی کتبهم وقالوا من یرید الدخول فی الصلوۃ یکبر ویقول الله اکبر من غیر ادخال المد فی همزۃ الله وهمزۃ اکبر
اپنی اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے اور علماء کہتے ہیں جو شخص نماز شروع کیا چاہے تکبیر اس طور کہے الله اکبر الله کی ہمزہ پر اور اکبر کی ہمزہ اور با پر مد نہ کھینچے
وبائه اذ لو حصل المد فی احدی الهمزتین لا یصیر شارعا فی الصلوۃ بل لو وقع فی اثنائها تفسد صلوته ولو تعمده
اسواسطے کہ اگر دونوں ہمزوں میں سے کسی پر مد پیدا ہوگا تو نماز شروع نہ ہوگی بلکہ اگر مد نماز کی بیچ کسی تکبیر پر آجاویگا تو نماز فاسد ہوجاوے گی اور اگر جان کر
یکفر لانه یصیر استفهاما ومقتضاه الشک فی کبریاء الله تعالی وقیل ان کان لا یمیز بین المد وغیره یکون شارعا
تو کافر ہوجاویگا اسواسطے کہ کلام استفہامی ہوجاتی اور اسکا مضمون الله تعالی کی بڑائی میں شک پیدا کریگا اور کوئی کہتا ہے اگر وہ مد اور بے مد میں تمیز نہیں کرتا تو نماز شروع ہوجاتی
فی الصلوۃ ولا تفسد ولو وقع فی اثنائها والاستفهام یحتمل ان یکون للتقریر لکن الاول اصح لان مثل هذا الجهل لا یصح
اور فاسد نہیں ہوتی اگرچہ بیچ میں آجاوی اور استفہام میں احتمال ہے کہ تقریر کی واسطے ہو لیکن روایت اول اصح ہے اسواسطے کہ ایسی جہالت کا عذر ہونا صحیح
ان یکون عذرا والتقریر المستفاد من الاستفهام معناه حمل المخاطب علی الاقرار بما یعرفه والانسان لا یصلح ان یحمل
نہیں اور تقریر جو استفہام سے حاصل ہوتی ہے اوس سے یہ مراد ہے کہ مخاطب کو اپنی معلوم کی اقرار پر برانگیختہ کری اور انسان میں یہ صلاحیت نہیں کہ

نفسه على الاقرار بان الله تعالى اكبر ولو وقع المد فی باء اكبر بان يقول اكبار بزيادة الالف الممال بين الباء والراء
اپنی ذات کو اس اقرار پر برانگیخته کرے کہ اللہ بڑا ہی اور اگر مد اکبر کی باء پر پیدا ہوگا کہ وہ اکبار کہدے الف کو امالہ کرکر درمیان باء اور راء کی بڑھاکر

لا يصير شارعا فی الصلوٰة ايضا ولو وقع فی اثنائها تفسد اذ قيل انه اسم من اسماء الشيطٰن وقيل انه جمع كبر
تو بھی نماز شروع نہوگی اور اگر بیچمین آجاویگا تو نماز فاسد ہوجاویگی اسلیے کہ کہتے ہیں کہ یہہ نام شیطان کی ناموں میں سے ہی اور کوئی کہتا ہی کہ یہہ جمع کبر کی ہی

بفتحتين وهو الطبل وقيل يصير شارعا فی الصلوٰة ولا تفسد لو وقع فی اثنائها لانه اشباع والاول اصح لان
دو زبر سے نقارہ کو کہتی ہیں اور بعضی کہتی ہیں نماز شروع ہوجاتی ہی اور فاسد نہیں ہوتی اگرچہ مد بیچ میں آجاوے اسواسطے کہ یہہ اشباع ہی اور روایت اول اصح ہی

الاشباع انما يكون فی الاخر لا فی الوسط ومحل التكبير القيام المحض حتى لو ادرك الامام فی الركوع وكبر حال الانحطاط
اسواسطے کہ اشباع آخر کلمہ میں ہوتا ہی بیچمین نہیں ہوتا اور تکبیر کہنے کا محل خالص قیام ہی یہان تک کہ اگر امام کو رکوع میں پایا اور جھکتی ہوئی اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں چلا گیا

لا يصير شارعا فی الصلوٰة لان شرط الشروع فيها وقوع التكبير فی محض القيام ولو قال فی القيام الله وفی الركوع
تو نماز شروع نہوگی اسواسطے کہ شرط نماز شروع ہونے کی یہہ ہی کہ تکبیر خالص قیام میں واقع ہو اور اگر کھڑی ہوئی تو اللہ کہا اور رکوع میں اکبر کہا

اكبر لا يصير شارعا ايضا ورفع اليدين عند التكبير سنة حتى لو ترك رفعهما دائما من غير عذر يأثم ولا يأثم
تو بھی نماز شروع نہوگی اور تکبیر کی وقت دونو ہاتھ اوٹھانی سنت ہیں یہان تک کہ اگر ہاتھ اوٹھانی بلا عذر ہمیشہ کو چھوڑدے تو گنہگار ہوگا اور کاہی گاہی

ان تركه احيانا فعلى هذا ينبغی لمن يريد الشروع فی الصلوٰة ان يرفع يديه حتى يحاذی بابهاميه شحمتی
ترک کرے تو گنہگار نہیں ہوتا اس بیان کی موافق لایق ہی کہ جو نماز شروع کرے اپنی دونو ہاتھ اتنی اوٹھاوے کہ دونو انگوٹھی کانون کی لو کی برابر ہوجاویں

اذنيه بلا ضم اصابعه ولا تفريجها بل تركها على حالها قال قاضيخان ويمس بطرفی ابهاميه شحمتی اذنيه
اور اونگلیان کو آپسمین نہ ملاوے اور نہ کشادہ کرے بلکہ اپنی حال پر چھوڑدے قاضیخان کہتا ہی کہ سرے انگوٹھون کی کانون کی لو سے لگادے

ويجعل بطن كفيه نحو القبلة اكمالا للاقبال عليها وقال بعضهم يجعل بطن كل كف الى الكف الاخرى ثم يكبر وهو
اور ہتھیلیان دونو ہاتھ کی قبلہ کی طرف رکھی تا مواجہہ قبلہ کا خوب پورا ہو اور بعضی کہتی ہیں کہ ہتھیلی ہر ایک ہاتھ کی دوسری ہتھیلی کی طرف رکھی پھر اللہ اکبر کہی اور یہہ

الاصح لان فی فعله معنى النفی وفی قوله الله اكبر معنى الاثبات وهو بفعله الذی هو رفع اليدين ينفی الكبرياء
اصح ہی اسواسطے کہ اسکی عمل میں معنی نفی کی ہیں اور اس قول میں اللہ اکبر معنی اثبات کی ہیں سو مصلی اپنی عمل سے یعنی ہاتھ اوٹھانی سے غیر اللہ سے بڑائی کی نفی کرتا ہی

عن غيره تعالى وبقوله اكبر يثبتها له تعالى والنفی مقدم على الاثبات كما فی كلمة التوحيد ولو كبر ولم يرفع يديه
اور اللہ اکبر کہہ کر اللہ کی واسطے بڑائی ثابت کرتا ہی اور نفی اثبات پر مقدم ہوتی ہی چنانچہ کلمۂ توحید میں اور اگر اللہ اکبر کہا اور ہاتھ نہ اوٹھائی

حتى فرغ من التكبير لا يرفعهما لفوات محله وان ذكره فی اثناء التكبير يرفعهما لعدم فوات محله وان لم يمكنه رفعهما
اتنی کہ تکبیر کہہ چکا تو پھر نہ اوٹھاوے اسواسطے کہ اوسکا محل ہوچکا اور اگر اثناء میں تکبیر کہتی ہوئی یاد آگیا تو اوٹھاوے اسواسطے کہ محل باقی ہی اور اگر موضع مسنون تک نہ اوٹھا سکی

الى الموضع المسنون يرفعهما قدر ما يمكنه وان امكنه رفع احدهما دون الاخرى يرفعها وحدها لما روی انه عليه السلام
تو جہان تک ہوسکی اوٹھاوے اور اگر ایک ہاتھ اوٹھا سکتا ہی دوسرا نہیں اوٹھا سکتا تو ایک ہی کو اوٹھاوے اسلیے کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

قال اذا امرتكم بامر فأتوا منه ما استطعتم وان لم يمكنه رفعهما الا بالزيادة على المسنون يرفعهما لانه يأتی بالمسنون
جب میں تمکو کوئی کام کہوں تو اوسکو اپنی مقدور بھر بجالاؤ اور اگر اوس سے دونو ہاتھ نہیں اوٹھ سکتی بدون زیادت کی مقدار مسنون پر تو بھی اوٹھاوے اسواسطے کہ سنت پر عمل

ولا يستطيع ان يمتنع عن الزيادة والمرأة ترفعهما الى منكبيها هو الصحيح لكونه استر لها واذا فرغ من التكبير يضع
کرتا ہی اور یہہ طاقت نہیں کہ زیادت سے رک رہی اور عورت اپنی دونو ہاتھ مونڈھون تک اوٹھاوے یہہ ہی صحیح ہی اسواسطے کہ عورت کی واسطے یہہ ہی حال زیادہ پردہ پوش ہی

بطن كفه اليمنى على ظاهر كفه اليسرى ويحلق بالخنصر والابهام على الرسغ تحت سرته وهذا الوضع سنة فی كل
تو پھر دہنی ہتھیلی بائین ہاتھ کی پشت پر رکھہ کر چھونگلی اور انگوٹھی سے پہنچی پر ناف سے نیچی حلقہ باندھ لے اور یہہ ہی وضع مسنون ہی جس جس

قیام فیہ ذکر مسنون وامّا الذی لیس کذلك فالسنة فیہ الارسال کما فی قومة الرکوع وتکبیرات العیدین و
قیام میں کہ ذکر مسنون ہوتا ہی اور جو قیام ایسا نہیں ہی سو اوسمیں ہاتہہ چھوڑ دینا مسنون ہی جیسی رکوع کی بعد قومہ میں اور عیدین کی تکبیرات میں اور
المرأة تضعهما علی صدرها لانہ استر لها ثم یقول سبحٰنك اللّٰهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالی جدك ولا الٰہ
عورت دونو ہاتہہ اپنی سینہ پر رکہی کیونکہ یہہ ہی پردہ پوش ہی پہر یہہ پڑہی پاکی یاد کرتا ہوں تیری یا الٰہی اور تیری حمد کرتا ہوں اور بابرکت ہی تیرا نام اور برتر ہی تیری بڑائی اور نہیں کوئی معبود
غیرك ولا یقول وجل ثناءك لانہ لم یذکر فی الاحادیث المشهورة وذکر فی الکافی انہ لو سکت عنہ لا یؤمر بہ
سوا تیری اور نہ کہی جل ثناءك اسواسطی کہ احادیث مشہورہ میں وارد نہیں ہوا اور کافی میں یہہ مذکور ہی کہ اس کو اگر کوئی نہ کہی تو امر نہ کریں
ولو اتی بہ لا یمنع عنہ ثم یقول اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وهو تبع للقراءة دون الثناء عند ابی حنیفة ومحمد
اور اگر کہی تو منع بہی نہ کریں پہر یہہ پڑہی پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان راندہ سی اور یہہ عبارت ہمراہ قرارت کی ہی ثنا کی ساتہہ نہیں ہی نزدیک ابو حنیفہ اور محمد کی
حتی یاتی بہ المسبوق دون المؤتم ثم یقول بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم وهو سنة فی اول کل رکعة فی روایة ابی یوسف عن ابی حنیفة
یہاں تک کہ مسبوق تو پڑہی موتم نہ پڑہی پہر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑہی اور بسم اللہ ہر ایک رکعت کی اول میں مسنون ہی ابو یوسف کی روایت میں ابو حنیفہ سی
ثم یقرء الفاتحة ویقول فی اٰخرها اٰمین ثم یضم الیها سورة او ثلث اٰیات من ای سورة شاء فان قرء معها اٰیة قصیرة
اور اوسکو مقتدی نہ پڑہی پہر سورۂ فاتحہ پڑہی اور اوسکی آخر میں آمین کہی پہر اوسکی ساتہہ کوئی سورہ ضم کری یا تین آیتیں جس سورت میں سی چاہی پس اگر سورۂ فاتحہ کی ساتہہ
او اٰیتین قصیرتین لا یخرج عن الکراهة التحریمیة لترکہ الواجب لان الواجب فی الرکعتین الاولیین بعد قراءة
ایک آیت چہوٹی یا دو آیتیں چہوٹی پڑہی تو کراہت تحریمی ہی خالی نہیں ہی اسلئی کہ واجب ترک کیا اسواسطی کہ واجب دونو پہلی رکعت میں بعد پڑہنی
الفاتحة ان یضم الیها سورة او ثلث اٰیات قصار او اٰیة طویلة تعدل ثلث اٰیات قصار فهذا یخرج عن الکراهة
سورۂ فاتحہ کی یہہ ہی کہ اوسکی ساتہہ کوئی سورة یا تین آیتیں چہوٹی یا ایک آیت اتنی بڑی جو چہوٹی تین آیت کی برابر ہو ملا دی سو اتنی مقدار سی کراہت تحریمی سی تو
التحریمیة لکن لا یدخل فی حد السنة بل یدخل فی الکراهة التنزیهیة لانہ لا یخلو اما ان یکون فی السفر او الحضر
بچ جاتا ہی پر حد مسنون پر نہیں پہنچتا - بلکہ کراہت تنزیہی میں آجاتا ہی اسلئی کہ اس حال سی باہر نہیں کہ وہ مسافر ہوگا یا مقیم
فان کان فی السفر ففی حال الضرورة من خوف او عجلة یقرء بفاتحة الکتاب وای سورة شاء او مقدار سورة
اگر مسافر ہی تو ضرورت کی وقت خوف سی یا شتابی سی سورۂ فاتحہ پڑہی اور ایک اور سورة جونسی چاہی یا برابر کسی سورة کی
من ای محل تیسر وفی حال الاختیار وعدم الضرورة یقرأ فی صلوة الفجر مع الفاتحة سورة البروج ونحوها وفی الظهر
جس جگہہ سی آسان ہو اور اختیار کی وقت جب ضرورت نہو تو فجر کی نماز میں بعد سورۂ فاتحہ کی سورۂ بروج اور اسکی مانند اور ظہر میں بہی
کذلك وفی العصر والعشاء دون ذلك وفی المغرب یقرأ بالقصار جدا کالعصر والکوثر وان کان فی الحضر وخاف
ایسی ہی اور عصر اور عشاء میں اس سی کچہہ کم اور مغرب میں بہت چہوٹی سورتیں جیسی سورۂ عصر اور کوثر پڑہی اور اگر مقیم ہی اور وقت کی
فوت الوقت یقرأ قدر ما لا یفوتہ الصلوة وان لم یخف فوت الوقت یقرأ فی صلوة الفجر فی الرکعتین اربعین اٰیة
گذر جانی کا خوف ہو تو اتنا پڑہی کہ اوسکی نماز فوت نہو جاوی اور اگر وقت کی جانی کا خوف نہیں تو فجر کی نماز کی دونو رکعت میں چالیس آیتیں پڑہی
وهو ادنی السنة او ستین اٰیة وهو اوسطها او مائة وهو اعلاها لما روی انہ علیہ الصلوة والسلام کان یقرأ
اور یہہ ادنی درجہ سنت کا ہی یا ساٹہہ آیتیں اور یہہ بیچکا درجہ سنت کا ہی یا سو آیتیں اور یہہ اعلی درجہ سنت کا ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام
فی صلوة الفجر اربعین اٰیة او ستین اٰیة او مائة اٰیة واحیانا کان یقرأ والصّٰفّٰت واحیانا کان یقرء سورة
فجر کی نماز میں چالیس آیتیں یا ساٹہہ آیتیں یا سو آیتیں پڑہا کرتی تہی اور بعضی دفعہ سورۂ والصافات اور بعضی دفعہ سورۂ ق پڑہتی
قٓ وقد کان ابن عمر قال کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یامرنا بالتخفیف ویؤمنا بالصافات فعلم من هذا ان
اور ثابت ہو چکا ہی کہ ابن عمر کہتی تہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو قرارت میں تخفیف کی لئی فرماتی اور امامت کی وقت والصافات پڑہتی تو اس سی معلوم ہوا

قرأة الصافات من باب التخفيف فاذا فرغ من القرأة يكبر للركوع مع الانحطاط فلو لم يكبر حال الانحطاط

کہ والصافات کا پڑہنا تخفیف مین داخل ہی پہر جب مصلی قرأت سی فارغ ہوچکا تو رکوع کی لئی جہکتی ہوئی تکبیر کہی اور اگر جہکتی ہوئی تکبیر رہ گئی

لا يكبر في الركوع لفوات محله وقد ذكر في المنية ان في اتيان اذكار المشروعة في الانتقالات بعد تمام الانتقال

تو رکوع مین جاکر تکبیر نہ کہی اسواسطی کہ اوسکا محل فوت ہوگیا اور منیہ مین مذکور ہی کہ جو اذکار انتقالات کی اندر مشروع ہین اونکو بعد انتقالات کی ادا کرنی مین

كراهتين تركها عن موضعها وتحصيلها في غير موضعها وبعد التكبير يضع يديه على ركبتيه مع تفريج اصابعه

دو کراہت ہین ایک تو اونکو اپنی جگہ سی ٹلا دینا اور دوسری بی جگہ ادا کرنا اور تکبیر کی بعد دونو ہاتہہ دونو گہٹنون پر اوانگلیان کشادہ کرکی رکہی

ولا يندب تفريج الاصابع الا في هذه الحالة ويبسط ظهره بحيث لو وضع على ظهره قدح مملو بالماء لاستقر

اور انگلیون کا کشادہ کرنا سوا اس جگہ کی کہین مستحب نہین ہی اور کمر کو ایسی ہموار کردی کہ اگر اوسکی پیٹہہ پر پیالہ پانی کا بہرا ہوا رکہدین تو ٹہرا رکہا رہی

ويستوي راسه بظهره ولا يرفعه كالحية ولا ينكسه كالخنزير ويقول في ركوعه سبحان ربي العظيم ثلث

اور سر کو کمر کی برابر کردی نہ اونچا کری سانپ کی مانند اور نہ تلی جہکادی سور کی مثال اور رکوع کی اندر سبحان ربی العظیم تین بار کہی

مرات وذلك ادنى كمال السنة ويكره ان ينقص منها وان زاد عليها فهو افضل ان كان منفردا وكان

اور یہہ کمال سنت کا ادنی درجہ ہی اس سی کم کرنا مکروہ ہی اور اگر تین بار سی زیادہ کہی تو افضل ہی اگر منفرد یعنی تنہا پڑہتا ہو اور

اتمامه على وتر ثم يرفع راسه قائلا سمع الله لمن حمده واذا استوى قائما يقول في القيام ربنا لك الحمد

عدد طاق پہ پورا کری پہر سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہوا سر اوٹہادی اور جب سیدہا کہڑا ہوجاوی تو قیام مین ربنا لک الحمد کہی

ان كان منفردا ثم يكبر للسجود مع الانحطاط وان لم يكبر حال الانحطاط لا يكبر في السجدة لفوات محله ثم

اگر مصلی منفرد ہو پہر سجدہ کی لئی جہکتا ہوا تکبیر کہی اور اگر اتفاقا جہکتی وقت تکبیر رہ گئی تو سجدہ مین جاکر نہ کہی اسواسطی کہ اوسکا محل ہولیا پہر

يضع يديه على الارض مع ضم اصابعه ولا يندب ضم الاصابع الا في هذه الحالة ثم يضع وجهه بين كفيه

اپنی دونو ہاتہہ اونگلیان ملاکر زمین پر رکہی اور اونگلیون کا ملانا سوا اس محل کی کہین مستحب نہین ہی پہر اپنی پیشانی دونو ہاتہون کی بیچ مین

بحيث يكون ابهاماه حذاء اذنيه ويبدي ضبعيه الا في الازدحام ويجافي بطنه عن فخذيه ويوجه اصابع

اسطور پر رکہی کہ اوسکی دونو انگوٹہی کانون کی برابر رہین اور دونو پہلو کو ظاہر کردی اگر انبوہ نہو اور اپنی پیٹ کو دونو ران سی الگ رکہی اور پانو کی اونگلیان

رجليه نحو القبلة ويقول في سجوده سبحان ربي الاعلى ثلث مرات وذلك ادنى كمال السنة حتى يكره

قبلہ کی طرف رکہی اور سجدہ کی اندر سبحان ربی الاعلی تین مرتبہ کہی اور یہہ کمال سنت کا ادنی درجہ ہی یہان تک کہ اس سی کم کرنا مکروہ ہی

ان ينقص منها وان زاد عليها فهو افضل ان كان منفردا وكان اتمامه على وتر والمرأة في السجود كالرجل الا انها

اور اگر اس سی زیادہ کہی تو افضل ہی اگر مصلی منفرد ہو اور اتمام اسکا عدد طاق پر ہو اور عورت سجدہ کرنی مین مثل مرد کی ہی پر اتنا فرق ہی

لا تبدي ضبعيها ولا تجافي بطنها عن فخذيها بل تلزق بطنها بفخذيها لكونه استر لها وتمام السجدة يكون

کہ عورت اپنی پہلو کو ظاہر نکری اور نہ پیٹ کو ران سی جدا رکہی بلکہ اپنی پیٹ کو ران سی ملا رکہی کیونکہ یہہ زیادہ پردہ پوش ہی اور پورا ہونا سجدہ کا

بوضع الجبهة والانف ويكره باحدهما وكذا يكره السجود على كور عمامته ان كان كورها متصلا بالجبهة

پیشانی اور ناک دونو کی ٹکانی پر ہی ایک پر مکروہ ہی اور ایسا ہی سجدہ پگڑی کی پیچ پر مکروہ ہی اگر پیچ پگڑی کا پیشانی پر آیا ہوا ہو

ولم يكن غليظا بحيث يوجد حجم الارض ولو لم يكن متصلا بجبهته بل كان فوق الجبهة او كان غليظا لا يوجد

اور موٹا نہو ایسا کہ زمین کی سختی محسوس ہوتی ہو اور اگر وہ پیچ پیشانی پر نہو بلکہ پیشانی سی اوپر ہو یا اتنا موٹا ہو کہ زمین کی

فيه حجم الارض لا يجوز وكذا لا يجوز السجود على كل شئ لا يوجد فيه حجم الارض كالقطن المحلوج والثلج والدخن

سختی اسمین معلوم نہوتی ہو تو سجدہ جایز نہین ہی اور ایسی ہی سجدہ ایسی ہر شئ پر جایز نہین ہی جسمین سختی زمین کی محسوس نہو جیسی دہنی ہوئی روئی اور برف اور چینا

دخن

ونحو ذلك لعدم استقرار الجبهة على الارض او ما يتصل بها ووضع اليدين والركبتين على الارض فی السجدة ليس

اور مانند اسکی کیونکہ پیشانی زمین پر یا جو زمین کی مثل ہی نہیں ٹہیرتی اور دونو ہاتہہ اور دونو گہٹنون کا زمین پہ رکہنا سجدہ میں فرض نہیں

بفرض بل هو سنة واما وضع القدمين فقد ذكر القدوری والكرخی والخصاف انه فرض حتى لو سجد ولم يضع قدميه

ہی بلکہ سنت ہی اور رہا دونو پانو کا رکہنا سو قدوری اور کرخی اور خصاف کہتی ہین کہ فرض ہی یہان تک کہ اگر سجدہ تو کیا اور دونو پانو

او احدهما على الارض بل رفعهما عن الارض لا يجوز ولو وضع احدهما يجوز لكن يكره وذكر التمرتاشی ان وضع اليدين

یا ایک پانو زمین پر نہ لگایا بلکہ دونو کو زمین سی اوٹہائی رہا تو جایز نہین ہی اور اگر ایک پانو بہی لگائی رکہا تو جایز ہی پر مکروہ اور تمرتاشی کہتا ہی رکہنا دونو ہاتہہ کا

والقدمين سواء فی عدم الفرضية وقال اكمل الدين فی شرح الهداية هو الحق وذكر فی شرح المنية انه بعيد عن الحق

اور دونو پانو کا فرض نہونی مین برابر ہین اور اکمل الدین شرح ہدایہ مین کہتا ہی یہہ ہی حق ہی اور شرح منیہ مین یون مذکور ہی کہ یہہ حق سی بعید ہی

والمراد بوضع القدمين على ما ذكر فی الخلاصة وضع اصابعهما والمراد بوضع الاصابع توجيههما نحو القبلة ليكون الاعتماد

اور دونو پانو رکہنی سی موافق بیان خلاصہ کی پانو کی اونگلیون کا لگانا مراد ہی اور مراد اونگلیون کی رکہنی سی اونگلیون کا متوجہ رکہنا قبلہ کی طرف ہی تاکہ اونپر زور رہی

عليها حتى لو وضع ظهر القدمين ولم يوجه اصابعهما او احدهما نحو القبلة لا يصح سجوده وهذا مما يجب حفظه

یہان تک کہ اگر پشت دونو پانو کی زمین پر رکہی اور اونگلیان دونو پانو کی یا ایک پانو کی قبلہ کی طرف نہ رکہی تو اوسکا سجدہ صحیح نہین ہی اسکا لحاظ واجب ہی

واكثر الناس عنه غافلون ثم يرفع راسه مكبرا ويقعد ويضع يديه على فخذيه فاذا اطمأن جالسا وسكن

اور اکثر لوگ اس امر سی غفلت کرتی ہین پہر تکبیر کہتی ہوئی سر اوٹہا کر بیٹہہ جاوی اور دونو ہاتہہ رانون پر رکہی جب بیٹہی ہوئی اطمینان ہو جاوی اور حرکت اعضا کی

اضطراب اعضائه بان يمكث مقدار تسبيحة يكبر ويسجد سجدة ثانية كالسجدة الاولى واختلفوا فی مقدار

باقی نرہی اسطور کہ باندازہ ایک تسبیح کی زمانہ گذر جاوی تو تکبیر کہہ کر دوسرا سجدہ پہلی سجدہ کی طرح پر کری اور اسمین اختلاف ہی

الرفع من السجدة الاولى للسجدة الثانية والاصح على ما ذكر فی الهداية ان كان الى السجدة اقرب لا يجوز لانه لا يعد

کہ پہلی سجدہ سی دوسری سجدہ کی واسطی کتنا اوٹہی اور اصح روایت موافق بیان ہدایہ کی یہہ ہی کہ اگر سجدہ سی قریب ہی تو سجدہ ثانی جایز نہین ہی اسلئی کہ جالس

جالسا فلا يتحقق السجدة الثانية بل يصير كانه سجد سجدة واحدة وان كان الى الجلوس اقرب يجوز لانه يعد

نہین شمار کیا جاتا سو سجدہ دوسرا ثابت نہین ہوتا بلکہ ایسا ہی گویا ایک ہی سجدہ کیا ہی اور اگر جلوس سی قریب ہی تو جایز ہی اسلئی کہ اب بیٹہا ہوا

جالسا فيتحقق السجدة الثانية وقيل اذا رفع راسه مقدار ما يمر الريح بين جبهته والارض يجوز لكن الاقتصار عليه

شمار کیا جاتا ہی سو دوسرا سجدہ ثابت ہوجاتا ہی اور کوئی کہتا ہی اگر مصلی نی اتنا سر اوبہارا کہ ہوا اوسکی پیشانی اور زمین کی بیچمین کو گذر جاوی تو جایز ہی پر اسہی پر کفایت کرلینا

يكره اشد الكراهة لمخالفته ما واظب النبی عليه الصلوة والسلام مدة حيوته واذا فرغ من السجدة الثانية يكبر

سخت مکروہ ہی اسواسطی کہ ایسی امر کی مخالفت ہی جسکو نبی علیہ الصلوۃ والسلام زندگی بہر کرتی رہی اور جب دوسری سجدہ سی فارغ ہو چکی تو تکبیر کہی

ويقوم مستويا ولا يعتمد بيديه على الارض من غير عذر بل يعتمد على ركبتيه ويفعل فی الركعة الثانية كما فعل فی

اور سیدہا کہڑا ہو جاوی اور بدون عذر کی اپنی ہاتہون کا زمین پر سہارا نہ دی بلکہ اپنی گہٹنون پر سہارا کرکر کہڑا ہو جاوی اور دوسری رکعت مین وہ ہی عمل کری جو اول

الركعة الاولى الا انه لا يفتتح ولا يتعوذ ولا يرفع يديه فاذا اتمها ورفع راسه من سجدتها الثانية يفترش رجله اليسرى

رکعت مین کر چکا ہی اتنا فرق ہی کہ تکبیر تحریمہ نکہی اور اعوذ باللہ نہ پڑہی اور نہ ہاتہہ اوٹہاوی جب دوسری رکعت پوری کر چکی اور اوسکی دوسری سجدہ سی اوٹہی تو بائیان پانو بچہا کر

ويجلس عليها وينصب رجله اليمنى ويوجه اصابعه نحو القبلة ويضع يديه على فخذيه ويبسط اصابعه ويوجهها

اوسپر بیٹہہ جاوی اور داہنا پانو کہڑا رکہی اور اسکی اونگلیان قبلہ کی طرف رکہی اور دونو ہاتہہ رانون پر رکہدی اور ہاتہون کی اونگلیون کو پہیلا کر قبلہ کی طرف کردی

نحو القبلة لان السنة توجيه الاعضاء الى القبلة ما استطاع والمراة تتورك بان تخرج رجليها من جانب الايمن

اسلئی کہ تمام اعضا کا قبلہ کی طرف جہان تک ہو سکی متوجہ کرنا طریق مسنون ہی اور عورت سرین پر اسطور بیٹہی کہ دونو پانو داہنی طرف کو نکال کر

ویجلس علی الیتها الیسری لانه استرلها ثم یتشهد ویقول التحیات لله والصلوٰت والطیبٰت السلام علیك ایها
بائیں سرین پر بیٹھ جاوی کیونکہ اوسکی لئی اسمیں خوب پردہ ہی پھر تشہد پڑھی یہہ کہی سلام ہی واسطی اللہ کی اور رحمت اور پاکیزگی اور سلام تمپر اے

النبی ورحمة الله وبرکاته السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان
نبی اور رحمت اللہ کی اور برکتیں اوسکی اور سلام ہمپر اور صلحاء بندگان الٰہی پر میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود سواء اللہ کی اور گواہی دیتا ہوں

محمدا عبده ورسوله ثم ان کان ما یصلی فرضا زائدا علی الرکعتین لا یزید علی هذا القدر من التشهد
کہ محمد بندہ اوسکا ہی اور رسول اوسکا پھر اگر وہ نماز فرض دو رکعت سی بڑھتی ہی تو اتنی تشہد سی زیادہ قعدۂ اولی میں کچھہ نہ پڑھی

فی القعدة الاولی بل یکبر ویقوم الی الرکعة الثالثة بلا اعتماد بیدیه علی الارض ان لم یکن له عذر ثم
بلکہ تکبیر کہہ کر تیسری رکعت کی لئی کھڑا ہو جاوی بی عذر ہاتھہ کا سہارا زمین پر نہ کری پھر

انه فی ما بعد الاولیین متخیر ان شاء قرء الفاتحة فقط وهو افضل لکون قراءتها فیما بعد الاولیین
اسکو پچھلی رکعتوں میں اختیار ہی اگر چاہی فقط سورۂ فاتحہ پڑھی یہہ تو افضل ہی اسوسطی کہ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا پچھلی رکعتوں میں

سنة فی ظاهر الروایة حتی لو ترکها او ضم الیها سورة سهوا لا یلزمه سجود السهو وان شاء سبح ثلث
سنت ہی ظاہر الروایت میں یہاں تک کہ اگر سورۂ فاتحہ کو ترک کری یا اوسکی ساتھہ سہوی کوئی سورت ملادی تو سجدہ سہو کا نہیں آتا اور اگر چاہی تین بار تسبیح کہی

مرات وان شاء سکت مقدارها الا انه ان سکت عمدا یکون مسیئا لترك السنة وان لم یکن ما یصلی
اور اگر چاہی اتنی دیر چپکا کھڑا رہی پر اتنا ہی کہ اگر عمدا چپکا کھڑا رہی گا تو اچھا نہیں اسلئی کہ ترک سنت ہوتا ہی اور اگر وہ نماز فرض نہیں ہی

فرضا بل کان نفلا او سنة مؤکدة مثل سنة الظهر والجمعة لا یکون مخیرا بین هذه الثلثة بل یتعین علیه
بلکہ نفل ہو یا سنت مؤکدہ ہو جیسی ظہر کی اور جمعہ کی سنتیں تو اب ان تینوں امر میں اختیار نہیں ہی بلکہ اوسپر پڑھنا

قراءة الفاتحة مع ضم سورة الیها لکون القراءة فرضا فی جمیع رکعات النفل والسنة ثم انه فی النفل یزید علی
سورۂ فاتحہ کا معہ ملانی کسی سورت کی مقرر ہی اسلئی کہ نفل اور سنتوں کی تمام رکعتوں میں قرات فرض ہی پھر مصلی نفلوں کی قعدۂ اولی میں تشہد پر

التشهد ان یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم فی القعدة الاولی ویاتی بالثناء والتعوذ اذا قام الی الثالثة لکون
درود زیادہ کردی اور سبحانک اللہم اور اعوذ باللہ بھی پڑھی جب تیسری رکعت پر کھڑا ہو اسواسطی

کل شفع صلوة علی حدة واما سنة الظهر والجمعة فلکون کل منهما صلوة علیحدة لا یاتی فیها بالثناء والتعوذ
کہ ہر دو دو رکعت الگ الگ نماز ہی اور ظہر اور جمعہ کی سنتیں اسلئی کہ دونو نماز علیحدہ مستقل ہیں تو سبحانک اللہم اور اعوذ باللہ

اذا قام الی الثالثة ولا یزید علی التشهد فی القعدة الاولی حتی ذکر فی القنیة انه لو صلی علی النبی صلی الله علیه وسلم
جب تیسری رکعت پر کھڑا ہو تو نہ پڑھی اور پہلی قعدہ میں تشہد پر کچھہ زیادہ نہ کری یہاں تک کہ قنیہ میں مذکور ہی کہ مصلی ظہر کی سنتوں کی پہلی

فی القعدة الاولی من سنة الظهر ففی وجوب سجود السهو قولان ثم انه یقعد فی القعدة الاخیرة کما یقعد فی القعدة
قعدہ میں اگر درود پڑھ دی تو سجدہ سہو کی واجب ہونی میں دو قول ہیں پھر مصلی قعدۂ اخیرہ میں اسطرح بیٹھ جاوی جیسی پہلی قعدہ میں

الاولی ویتشهد وبعد التشهد یصلی علی النبی علیه الصلوة والسلام یقول اللهم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت
بیٹھا تھا اور تشہد پڑھی اور بعد تشہد کی درود پڑھی اسطور اللہم صل آخر تک یعنی رحمت نازل کر اوپر محمد اور آل محمد کی جیسی رحمت نازل کی

علی ابرهیم وعلی ال ابرهیم انك حمید مجید ثم یستغفر لنفسه ولوالدیه ان کانا مؤمنین ولجمیع المؤمنین والمؤمنات
اوپر ابراہیم اور آل ابراہیم کی بیشک تو صاحب حمد اور بزرگی ہی پھر استغفار کری اپنی اور اپنی ماں باپ کی واسطی اگر وہ دونو مومن ہوں اور تمام مومن مرد اور مومن عورتوں کی

فیقول اللهم اغفر لی ولوالدی ولجمیع المؤمنین والمؤمنات یوم یقوم الحساب ویدعو بالدعوات الماثورة عن
یعنی دل میں کہی الٰہی بخشدی مجکو اور میری ماں باپ کو اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کو جس روز حساب قائم ہو اور وہ دعائیں پڑھی جو منقول ہیں حضرت علیہ السلام سی

النبی

النبی علیه الصلوة والسلام ومایشبه الفاظ القران مثل ان یقول رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ
مروی ہین اور جوکہ قرآن کی الفاظسی ملتی ہون جیسی یہہ دعا ای رب ہماری دی ہمکو دنیامین خوبی اور آخرت مین
حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ
خوبی اور بچا ہمکو دوزخکی عذاب سی ای رب ہماری دل نہ پہیر جب ہمکو ہدایت دی چکا اور دی ہمکو اپنی پاس سی مہربانی توہی سب دینی والا
الْوَهَّابُ ونحو ذلك فانه اذا قصد بها الدعاء لا القراءة تکون الفاظا مشبهة بالفاظ القران ولا یکون
اور مانند اسکی کیونکہ مصلی اگر ان آیات کو دعا کی نیت سی پڑہیگا اور قرارت کا ارادہ نہو تو یہہ الفاظ مشابہ قرآن کی ہونگی قرآن نہونگی
قرانا حتی یجوز الدعاء بها مع الجنابة والحیض ولا یدعو بما یشبه کلام الناس وهو ما لا یستحیل طلبه منهم
یہانتک کہ ان الفاظسی جنابت اور حیض مین دعا مانگنی درست ہی اور ایسی دعا نہ مانگی جو آدمیون کی گفتگو سی ملتی ہو یعنی جسکا طلب کرنا ادمیوںسی محال نہو
مثل ان یقول اللهم اعطنی مالا اللهم ارزقنی جاریة اللهم زوجنی امراة فانه اذا دعی بها تکون صلوته ناقصة
جیسی یہہ کہنی لگی الہی مجکو مال دی الہی مجکو لونڈی دی الہی عورت سی میرا بیاہ کردی پس مصلی اگر ایسی دعا مانگیگا تو اوسکی نماز ناقص ہوگی
لخروجه منها بدون السلام الذی هو واجب فاذا فرغ من الادعیة التی بعد التشهد یسلم اولا عن یمینه وثانیا عن
اسلئی کہ نمازسی بدون سلام کی جوکہ واجب تہا باہر آیا پہر جب اون دعاؤنسی جو تشہد کی بعد ہین فارغ ہوا توسلام پہیری پہلی داہنی طرف اور دوسری بار
یساره ویقول فی کل واحد منهما السلام علیکم ورحمة الله ولا یقول فی واحد منهما وبرکته فانه من عادة الجهال
بائین طرف اور ہریک مین یہہ کہی السلام علیکم ورحمة الله اور برکاته دونونمین سی کسی مین نہ کہی کیونکہ یہہ جاہلون کی عادت ہی
ولو سلم عن یساره اولا یسلم عن یمینه ما لم یتکلم ولا یعید السلام عن یساره ولو سلم تلقاء وجهه یسلم عن یساره
اور اگر بائین طرف پہلی سلام پہیر دیا تو داہنی طرف بولنی سی پہلی سلام پہیری اور بائین طرف دوبارہ نہ پہیری اور اگر سلام سامنی چہرہ کی کیا تو فقط بائین طرف پہیری
وهو مروی عن علی کذا ذکره الزیلعی فی شرح الکنز وینوی المنفرد فی خطاب علیکم جمیع من معه من الملئکة ولا
یہہ روایت حضرت علی سی ہی زیلعی نی شرح کنز مین مذکور کیا ہی اور منفرد مصلی علیکم کی خطاب مین اپنی ساتہہ کی تمام فرشتون کی نیت کرلی اور
ینوی عددا محصورا فیهم لاختلاف الاخبار فی عددهم فقیل مع کل مؤمن خمسة من الملئکة وقیل ستون
کسی عدد معین کی نیت نہ کری اسلئی کہ فرشتون کی عدد مین مختلف خبرین آئی ہین کوئی کہتا ہی ہر مؤمن کی ساتہہ پانچ فرشتی ہین کوئی کہتا ہی ساٹہہ ہین
وقیل مائة وستون وقیل اثنان وقیل غیر ذلك واصح الاقاویل انهم خمسة واحد عن یمینه یکتب الحسنات
اور کوئی کہتا ہی ایک سو ساٹہہ ہین کوئی کہتا ہی دو مین کوئی کچہہ اور کہتا ہی سب مین صحیح قول یہہ ہی کہ پانچ ہین ایک داہنی طرف جو حسنات لکہتا ہی
وواحد عن یساره یکتب السیئات وواحد امامه یلقنه الخیرات وواحد وراءه یرفع عنه المکاره وواحد عند
اور ایک بائین طرف جو برائیان لکہتا ہی ایک سامنی جو خیرات کی تلقین کرتا ہی اور ایک پیچہی جو ایذا کو دور کرتا ہی اور ایک
ناصیته یکتب ما یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم ویبلغه ومما ینبغی للمصلی بطریق الادب ان یکون نظره فی حال
پیشانی کی پاس جو درود کو لکہتا ہی اور نبی علیه السلام کی روبرو پہنچاتا ہی اور مصلی کو بطور آداب کی لایق یہہ ہی کہ قیام کی حالت مین اپنی نگاہ
قیامه الی موضع سجوده وفی رکوعه الی ظهر قدمیه وفی حال سجوده الی ارنبة انفه وفی حالة قعوده الی حجره وهو
سجدہ کی جگہہ پر رکہی اور رکوع کی حالت مین پاؤن کی پشت پر اور سجدہ کی اندر ناک کی نتہنون پر اور حالت قعود مین اپنی گود پر جہان
ما یکون علی مجمع فخذیه من ثوبه وعند التسلیمة الاولی الی منکبه الایمن وعند التسلیمة الثانیة الی منکبه
دونون زانو کی جوڑ پر کپڑا رہتا ہی اور پہلا سلام پہیرتی ہوئی داہنی مونڈہی پر اور دوسرا سلام پہیرتی ہوئی بائین مونڈہی پر
الایسر لان المقصود الخشوع وترك التکلف وذلك کله مقتضی الخشوع لان المصلی اذا ترك التکلف یقع بصره فی هذه
اسلئی کہ غرض انکسار ہی اور تکلف کا ترک کرنا اور یہہ تمام باتین انکساری کی ہین اسواسطی کہ مصلی جب تکلف کو دور کرتا ہی تو اوسکی نگاہ ایسی ہی جگہہ

المواضع سواء قصدا ولم یقصد ومما ینبغی له ایضا ان یکون ما بین قدمیه فی حال القیام قدر اربع اصابع مضمومة

پڑتی ہی برابر ہی قصد کری یا نہ کری اور مصلی کو یہہ بہی چاہئی کہ دونو پانو کی بیچ میں قیام کی وقت برابر چار ملی ہوئی انگلیون کی فرق رکہی

ویکره له التمایل علی یمناه مرة وعلی یسراه اخری لانه من العبث المنافی للخشوع یسرنا الله عمل الخاشعین

اور مکروہ ہی کہ کبہی داہنی پانو پر جہکجاوی اور کبہی بائین پر اسواسطی کہ یہہ سبب عبث انکسار کی خلاف ہی الہی ہمپر آسان کر عمل خاشعین کا

المجلس الرابع والخمسون فی بیان فضیلة الجماعة وذکر الوعید فی ترکها

قال رسول الله

مجلس چوّن جماعت کی فضیلت مین اور جماعت ترک کرنی کی وعید مین رسول اللہ

صلی الله علیه وسلم صلوة الجماعة تفضل صلوة الفذ بسبع وعشرین درجة هذا الحدیث من صحاح

صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جماعت کی نماز منفرد کی نماز پر ستائیس درجہ بڑہتی ہی یہہ حدیث مصابیح کی

المصابیح رواه ابن عمر ومعناه ان الصلوة مع الجماعة تزید فی الثواب علی صلوة المنفرد بسبع وعشرین درجة

صحیح حدیثون مین ہی ابن عمر کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہین کہ جماعت کی نماز ثواب مین منفرد کی نماز پر ستائیس درجہ زیادہ ہوتی ہی

فعلی هذا ینبغی للمؤمن ان یداوم علی اداء الصلوات الخمس بالجماعة لینال الثواب الموعود فان الجماعة فیها

اس روایت کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ ہمیشہ پانچون نمازین جماعت کی ساتہہ ادا کیا کری تاکہ ثواب وعدہ کیا ہوا پاوی کیونکہ نمازمین جماعت

سنة مؤکدة غایة التاکید فی قوة الواجب حتی لو ترکها اهل بلدة یجب قتالهم بالسلاح لکونها من شعایر

سنت مؤکدہ بہت تاکیدسی قریب واجب کی ہی یہان تک کہ اگر کسی شہر والی جماعت چہوڑ دین تو انکو ہتیارسی قتل کرنا واجب ہی اسوسطی کہ جماعت اسلام کی

الاسلام وخصائصه التی لم تکن فی سائر الادیان وان ترکها بعض منهم بغیر عذر یجب تعزیره ولا یقبل

نشانی اور ایسی خاص عبادت ہی کہ تمام دینون مین نہین ہی اور اگر جماعت کو کوئی شخص بلا عذر ترک کردی تو اوسکو تعزیر دینی واجب ہی اور اوسکی گواہی

شهادته ویاثم الجیران بالسکوت عنه والمطر والطین والبرد الشدید والظلمة الشدیدة عذر وتکرار الفقه

معتبر نہین اور اوسکی ہمسایہ گنہگار ہوتی ہین اگر چپ کر رہین اور مینہہ اور کیچڑ کی کثرت اور جاڑی کی شدت اور اندہیری کی زیادت عذر ہی اور فقہ کی بحث

ومطالعة کتبه لیس بعذر وقیل عذر اذا لم یکن عن تکاسل وقلة مبالاة بها ولم یواظب علی ترکها واختلف العلماء

اور فقہ کی کتابون کا مطالعہ عذر نہین ہی اور کوئی کہتا ہی عذر ہی اگر سستی کی مارے اور جماعت کی بی پروائی سی نہو اور ترک جماعت کی عادت نکرلی اور علماء گہر کی

فی اقامتها فی البیت والاصح انها کاقامتها فی المسجد الا فی الفضیلة ومن فاتته فی مسجده لا یجب علیه الطلب

اندر جماعت کرنی مین اختلاف کرتی ہین اصح مذہب یہہ ہی کہ گہر کی اندر جماعت تو ایسی ہی جیسی مسجد مین پر وتنی فضیلت نہین ہی اور جسکو جماعت اوسکی مسجد مین ہاتہہ نلگی تو اوسپر واجب نہین کہ

فی مسجد اخر بل ان جاء الی مسجد اخر وصلی مع الجماعة فهو حسن وان صلی فی مسجده فهو حسن وان دخل منزله

اور مسجد مین تلاش کری بلکہ اگر اور مسجد مین گیا اور جماعت کی نماز پڑہی تو بہتر ہی اور اگر اپنی مسجد مین پڑہ لی تو بہی بہتر ہی اور اگر اپنی گہر مین جاکر اپنی

وصلی فیه باهله جماعة فهو حسن واولی الناس بالامامة اعلمهم باحکام الصلوة وان تساووا فی العلم فاقرءهم

اہل کی ساتہہ جماعت سی پڑہی تو بہتر ہی اور امامت کی واسطی وہ شخص اولی ہی جو مسایل نماز کی زیادہ جانتا ہو اور اگر علم مسائل مین سب برابر ہون تو اچہا قاری

وان تساووا فی العلم والقراءة فاورعهم وان تساووا فی هذه الاوصاف الثلثة فاکبرهم سنا وان تساووا فی هذه الاربعة

اور اگر علم اور قرارت مین برابر ہون تو بڑا پرہیزگار اور اگر ان تینون اوصاف مین برابر ہون تو جو عمر مین بڑا ہو اور اگر ان چارون اوصاف مین برابر ہون

فاحسنهم خلقا وان تساووا فی هذه الخمسة فاحسنهم وجها وان تساووا فی هذه الستة فاشرفهم نسبا وان

تو جسکا خلق نیک ہو اور اگر ان پانچون مین برابر ہون تو جو خوب صورت ہو اور اگر ان چہون وصف مین برابر ہون تو جو نسب مین شریف ہو اور اگر

تساووا فی هذه السبعة فانظفهم ثوبا وان تساووا فی هذه الصفات کلها یقرع او یکون الخیار الی الجماعة ویکره تقدیم

ان ساتون وصف مین برابر ہون تو جسکی پوشاک اچہی ہو اور اگر ان تمام اوصاف مین برابر ہون تو قرعہ ڈالین یا جماعت والون کو اختیار ہی اور فاسق کو امام کرنا

الفاسق

الفاسق كراهة تحريم لانه لا يهتم لامر دينه مع ان تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب اهانته شرعا وكذا

مکروہ تحریمی ہی کیونکہ وہ اپنی دین کا اہتمام نہیں کرتا باوجودیکہ اوسکا آگی بڑہانا امامت کی لئی اسمیں اوسکی تعظیم ہوتی ہی اور شرع میں اوسکی اہانت واجب ہی

يكره تقديم المبتدع وهذا اذا لم يؤد بدعته الى حد الكفر واما اذا ادت اليه فلا كلام فى عدم جواز تقديمه

بدعتی کا امام کرنا مکروہ ہی یہہ جبتک ہی کہ اوسکی بدعت حد کفر تک نہ پہنچی ہو اور اگر کفر تک پہنچی تو پہر اوسکی امامت کی ناجایز ہونی میں کچھ کلام نہیں ہی

ومن دخل المسجد وراى ان الجماعة قد قامت فانه يقوم بانقص الجانبين من الصف حتى يصير الامام بحذاء وسط

اور جو شخص مسجد میں آیا دیکہا کہ جماعت کہڑی ہوگئی تو پہر یہہ شخص صف میں اودہر جا کہڑا ہو جدہر آدمی کم ہوں تاکہ امام صف کی بیچوں بیچ ہو جاویگا

الصف فان استويا يقوم فى الجانب الايمن والقيام فى الصف الاول افضل من الثانى وفى الثانى افضل من الثالث

اور اگر دونو جانب برابر ہوں تو دہنی طرف جا کہڑا ہو اور پہلی صف میں کہڑا ہونا دوسری صف سی افضل ہی اور دوسری میں تیسری صف سی

هكذا الى اخر الصفوف لما روى فى الاخبار ان الله تعالى اذا انزل الرحمة على الجماعة ينزلها اولا على الامام ثم يتجاوز عنه

ایسی ہی آخر صفوف تک اسلیے کہ حدیثوں میں روایت ہی کہ اللہ تعالی جب جماعت پر رحمت نازل کرتا ہی تو پہلی امام پر پہر اوسی بڑہ کر اوسپر

الى من بحذائه فى الصف الاول ثم الى الميامن ثم الى المياسر ثم الى الصف الثانى وروى انه عليه الصلوة والسلام قال يكتب

جو اوسکی سیدہ پر پہلی صف میں ہی پہر اوسکی دہنی طرف پہر بائیں طرف پہر دوسری صف پر اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اوسکی واسطی

للذى خلف الامام بحذائه مائة صلوة وللذى فى الجانب الايمن خمس وسبعون وللذى فى الجانب الايسر خمسون وللذى

جو امام کی پیچہی سیدہ پر ہوتا ہی سو نمازیں لکہی جاتی ہیں اور اوسکی لئی جو دہنی طرف ہوتا ہی پچہتر نمازیں اور اوسکی لئی جو بائیں طرف ہی پچاس نمازیں اور اوسکی لئی

فى سائر الصفوف خمس وعشرون ومن دخل المسجد وراى ان الصف الاول قد تكامل فانه لا يزاحم فيه لانه ايذاء والقيام

جو اور تمام صفوں میں ہی پچیس نمازیں اور جو شخص مسجد میں آیا دیکہا کہ پہلی صف پوری ہوچکی تو یہہ شخص اوسمیں نہ دہسی کیونکہ ایذا رسانی ہی اور

فى الصف الثانى خير من الايذاء وان وجد فى الصف الاول فرجة دون الثانى يخرق الثانى اذ لا حرمة لهم لتقصيرهم وارتكابهم

دوسری صف میں کہڑا ہونا ایذا دینی سی بہتر ہی اور اگر پہلی صف میں جگہ باقی پاوی اور دوسری میں نہیں تو دوسری کو چیر کر چلا جاوی اسلیے کہ اب اونکی کچھ عزت نہیں

الاثم حيث لم يسدوا الصف الاول فان السنة انما م الصف الاول ثم الذى يليه فما كان من نقص فليكن فى الصف

اختیار کیا کہ صف اول کو پوری نکی کیونکہ طریق مسنون یہہ ہی کہ پہلی صف اول کو پوری بہرلیں پہر اوسکی پاس کیکو پہر اگر کچہہ نقصان رہی تو سب سی پچہلی

الاخير لما روى انه عليه السلام قال اتموا الصف المقدم ثم الذى يليه فما كان من نقص فليكن فى الصف المؤخر وروى

صف میں اسلیے کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا پوری کرو اگلی صف کو پہر اوسکی پاس کیکو پہر اگر نقصان باقی رہی تو چاہیی پچہلی صف میں ہو اور

عن عائشة انه عليه الصلوة والسلام قال لا يزال قوم يتاخرون عن الصف الاول حتى يوخرهم الله فى النار يعنى ان

عائشہ رضی سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا ہمیشہ آدمی صف اول سی پیچہی ہٹتی جاتی ہیں یہاں تک کہ اونکو ہٹاکر اللہ آگ میں ڈالدیتا ہی مراد یہہ ہی

التاخر عن الصف الاول تاخر عن الخير والثواب فمن تاخر عن الخير والثواب يتاخر عن رحمة الله تعالى وعن دخول

کہ صف اول سی ہٹ رہنا خیر اور ثواب سی ہٹ رہنا ہی پہر جو شخص خیر اور ثواب سی ہٹ رہا وہ رحمت الہی اور دخول جنت سی

الجنة فيلزم دخوله فى النار الا ان يغفر الله تعالى له والسنة ايضا تسوية الصفوف والتراص فيها والمقاربة بينها

ہٹ رہا اب اوسکا دوزخ میں داخل ہونا لازم آیا یا اللہ اوسکو بخشدی اور صفوں کا سیدہا کرنا اور استوار کرنا اور خوب ملکر کہڑا ہونا طریق مسنون ہی

لما روى عن انس انه عليه الصلوة والسلام قال سووا صفوفكم فان تسوية الصفوف من تمام الصلوة وفى رواية

اسواسطی کہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا برابر کرو اپنی صفوں کو بیشک صفوں کا سیدہا کرنا تمامی نماز سی ہی اور ایک روایت میں

من اقامة الصلوة وعن النعمان بن بشير انه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسوى صفوفنا حتى كانما يسوى

ہی نماز کی درستی میں سی ہی اور نعمان بن بشیر سی روایت ہی کہ کہتا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو سیدہا کیا کرتی تہی یہاں تک کہ جیسی

القداح فرای رجلا بادیا صدره من الصف فقال عباد الله لتسوّن صفوفکم او لیخالفن الله بین وجوهکم قیل المراد

تیر سیدھا کرتی ہین پہر ایک شخص کو دیکہا کہ سینہ صف سی باہر نکالی ہوئی تہا فرمایا ای بندگان الٰہی اپنی صفین سیدھی کرو نہین تو اللہ تعالی تمہاری چہری بگاڑ دیگا بعضی کہتی

بالوجوه القلوب بدلیل قوله علیه السلام فی حدیث اخر لا تختلفوا فتختلف قلوبکم فان اختلاف القلوب یفضی

چہرون سی مراد دل ہین اس دلیل سی کہ ایک اور حدیث مین آیا ہی آگی پیچہی نہو نا پہر تمہاری دل مختلف ہو جاوینگی بیشک دلون کی اختلاف سی

الی اختلاف الوجوه باعراض بعضهم عن بعض لان تقدم الخارج عن الصف تفوق علی الداخل فیه وتاخر الخارج عنه

چہری مختلف ہو جاتی ہین کیونکہ ہر ایک دوسری سی منہ پہیرتا ہی اسواسطی کہ صف سی آگی بڑہنی والا صف کی برابر والی سی باہر ہو جاتا ہی اور پیچہی کو ہٹنی والا

ایذاء لمن خلفه وکلاهما سبب للبغض والعداوة فکانه علیه الصلوة والسلام قال ان لم تتفقوا فی الظاهر عند اقامة

اپنی سی پچہلی کو ایذا دیتا ہی اور یہہ دونو باتین باعث بغض اور عداوت کی ہین پس گویا نبی علیه الصلوة والسلام نی یہہ ارشاد کیا اگر تم ظاہر مین بروقت قایم ہونی

الصلوة بالجماعة ولم تطیعوا امر الله تعالی ورسوله فیما یقع بینکم العداوة والبغضاء وروی عن انس انه علیه الصلوة

جماعت نماز کی اتفاق نہ کروگی اور اسمین اللہ اور رسول کی حکم کی اطاعت نہ کروگی تو تمہاری بیچ مین عداوت اور دشمنی پیدا ہو جائیگی اور انس سی روایت ہی کہ نبی علیه الصلوة

والسلام قال رصّوا صفوفکم وقاربوا بینها وحاذوا بالاعناق فو الذی نفسی بیده انی لاری الشیطان یدخل فی خلل الصف

فرمایا اپنی صفین استوار کرو اور مل کر کہڑا ہوا کرو اور گردنین برابر رکہا کرو قسم ہی اوسکی جسکی قبضہ مین میری جان ہی بیشک شیطان کو مین دیکہتا ہون کہ وہ صف کی چہید مین گہس جاتا

کانها الحَذَف والحذف بفتحة الحاء المهملة والذال المعجمة غنم سود صغار من غنم الحجاز فکان الشیطن تبصر لیدخل

گویا سیاہ بکری کا بچہ ہی اور حذف حاء بی نقطہ اور ذال بالنقطہ کی زبر سی سیاہ بکریان چہوٹی چہوٹی حجاز کی بکریون مین سی گویا شیطان یہہ تاکتا رہتا ہی کہ صف کی

فی خلل الصف ویشوش علی المصلین ویقطع علیهم صلوتهم ومن اتی الجماعة یکره له القیام خلف الصف وحده متی وجد

چہید مین گہسکر نمازیون کی دل پریشان اور اونکی نماز خراب کردی اور جو شخص جماعت مین ملی تو اوسکو صف کی پیچہی اکیلا کہڑا ہونا مکروہ ہی جبتک صف مین

فی الصف فرجة وان لم یوجد فی الصف فرجة ینتظر الی الرکوع فان جاء واحد یقوم احدهما فی جنب الاخر بحذاء الامام

جگہہ ملی اور اگر صف مین جگہ نہ ملی تو رکوع تک منتظر کہڑا رہی اگر کوئی اور آگیا تو دونو برابر برابر امام کی سیدہ پر کہڑی ہو جاوین

والا یجذب واحدا من الصف الی نفسه فیقف فی جنبه لکن الاولی فی زماننا القیام وحده بحذاء الامام لغلبة الجهل

اور نہین تو صف مین سی ایک کو اپنی پاس کہینچکر اوسکی برابر کہڑا ہو جاوی پر اس زمانہ مین اولی یہہ ہی کہ تنہا امام کی سیدہ پر کہڑا ہو جاوی کیونکہ لوگون پر جہالت غالب ہی

علی الناس فلو جر احدا یفسد الصلوة ومن یصلی مع واحد یقیمه عن یمینه ولا یجوز للمقتدی ان یتقدم علی الامام

اگر کسیکو پیچہی کہینچیگا تو وہ نماز فاسد کردیگا اور جو شخص ایک کی ساتہہ نماز پڑہی تو اوسکو اپنی داہنی طرف کہڑا کری اور مقتدی کو جایز نہین ہی کہ امام سی آگی بڑہ کر کہڑا ہو

والمعتبر موضع القدم حتی لو کان المقتدی اطول من امامه بحیث یقع سجوده قدام الامام لکن قدمه غیر متقدمة

اور اسمین اعتبار قدم کی جگہہ کا ہی یہان تک کہ اگر مقتدی امام سی اتنا لنبا ہووی کہ اوسکا سجدہ امام سی آگی واقع ہوتا ہو پر اوسکا قدم امام کی قدم سی آگی بڑہا ہو نہین ہی

علی قدم الامام یجوز والمعتبر فی القدم العقب حتی لو کان عقب المقتدی غیر متقدم علی عقب الامام لکن قدمه

تو جایز ہی اور قدم مین ایڑیکا اعتبار ہی یہان تک کہ اگر مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سی آگی بڑہی ہوئی نہووی پر قدم مقتدی کا

اطول من قدم الامام بحیث یقع اصابعه قدام اصابع الامام یجوز وعن محمد یجعل المقتدی الواحد اصابعه

امام کی قدم سی اتنا دراز ہو کہ اوسکی اونگلیان امام کی اونگلیون سی بڑہ جاتی ہین تو جایز ہی اور امام محمد سی روایت ہی کہ اکیلا مقتدی اپنی اونگلیان

عند عقب الامام ومن یصلی مع الاثنین یتقدم علیهما وعن ابی یوسف انه یتوسطهما فلو اقام الواحد خلفه او عن

امام کی ایڑی کی پاس رکہی اور جو شخص دو مقتدیون کی ساتہہ نماز پڑہی تو اونسی آگی بڑہ کر کہڑا ہو اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ دونو کی بیچ مین کہڑا ہو پس اگر ایک مقتدی کو پیچہی یا

یساره یکره ولو توسط الاثنین لا یکره ولو توسط الاکثر یکره ومن دخل المسجد ووجد الامام فی الجهر بالقراءة یقتدی

بائین طرف تو مکروہ ہی اور امام دو کی بیچمین کہڑا ہو جاوی تو مکروہ نہین ہی اور اگر دو سی زیادہ کی بیچمین کہڑا ہو تو مکروہ ہی اور جو شخص مسجد مین آکر امام کو قراءت جہری پڑہتا پاوی تو جماعت

به ولا یاتی بالثناء بل یسمع وینصت وان وجده فی الرکوع یکبر للافتتاح قائما ثم یرکع لکن ان وقع رکوعه مع رفع الامام
اور سبحانک اللهم نہ پڑہی بلکہ چپ رہ کر سنا کری اور اگر امام کو رکوع میں پاوی تو تکبیر تحریمہ کہڑی ہوئی کہہ کر پہر رکوع میں جہکی پر رکوع اگر امام کی سر اوٹہاتی ہوئی واقع ہوگا
راسه لا یکون مدرکا لتلك الرکعة بل یکون مسبوقا لان ادراك الرکعة انما یتحقق اذا وجد المشارکة مع الامام
تو اوسکو وہ رکعت حاصل نہوگی بلکہ باعتبار اس رکعت کی مسبوق ہوگا اسواسطی کہ رکعت کا حاصل ہونا جب ہی ہوتا ہی کہ امام کی ساتہہ ساری رکوع میں
فی الرکوع کله او فی مقدار تسبیحة ولم توجد وان کبر حال کونه الی الرکوع اقرب لا یصیر شارعا فی الصلوة لان الشرط وقوع
یا برابر ایک بار سبحان ربی العظیم کی شرکت پائی جاوی اور شرکت پائی نہیں گئی اور اگر اسنی تکبیر تحریمہ ایسی حال میں کہی کہ رکوع کی نزدیک تہا تو اس صورت میں نمازی ہی میں شامل
تکبیرة الافتتاح فی محض القیام ولم یوجد ومن اتی المسجد ووجد الامام فی السجدة او القعدة یلزم ان یکبر للافتتاح
یہہ ہی کہ تکبیر تحریمہ خالص قیام میں ہو سو یہ ہوئی نہیں اور جو شخص مسجد میں آیا دیکہا کہ امام سجدہ میں ہی یا قعدہ میں ہی تو لازم ہی کہ تکبیر تحریمہ قیام خالص میں کہہ کر
قائما ثم یبادر الی متابعة الامام فی السجدة او القعدة وان لم یکن تلك السجدة وتلك القعدة محسوبة من صلاته
پہر جلدی سی واسطی متابعت امام کی سجدہ میں یا قعدہ میں شریک ہوجاوی اگرچہ وہ سجدہ اور وہ قعدہ اسکی نماز میں مجرا نہوگا
لکن یلزمه ان یکبر للافتتاح قائما ثم بادر الی متابعة الامام فی السجدة والقعدة وکثیر من الناس لا یفعلون کذلك
پر اسکو لازم یہہ ہی کہ تکبیر تحریمہ قیام میں کہہ کر جلدی سی سجدہ میں اور قعدہ میں امام کی متابعت کری اور اکثر لوگ ایسا نہیں کرتی
بل یجئ احدهم المسجد ویجد الامام فی السجدة او فی القعدة فیقف منتظرا اباه حتی یفرغ من السجدة او القعدة ویعود
بلکہ بعضا شخص مسجد میں آکر امام کو سجدہ یا قعدہ میں پاتا ہی تو اتنی دیر امام کا منتظر کہڑا رہتا ہی کہ سجدہ یا قعدہ سی فارغ ہوکر کہڑا ہو
الی القیام ثم یقتدی به فمن یفعل کذلك فانه یضیع علی نفسه اجرا کبیرا وثوابا کثیرا فاللازم له ان یکبر للافتتاح
پہر اوسکا اقتدا کرتا ہی سو جو شخص ایسا کرتا ہی تو اپنا بڑا ہی ثواب اور اجر عظیم کہوتا ہی اوسکو لازم یہہ ہی کہ کہڑی ہوئی تکبیر تحریمہ کہہ کر
قائما ثم یسارع الی متابعة الامام فی ای حال کان لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال اذا جئتم الی الصلوة
جلدی سی امام کی متابعت کری امام کسی ہی حال میں ہو اسواسطی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا کہ جب تم نماز کی لئی آؤ
ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوها شیئا وروی عن ابن مسعود انه قال فی المسبوق المذکور لعله لا یرفع راسه حتی یغفر
اور ہم سجدہ میں ہوں تو تم ہی سجدہ کرو اور اوسکو کچہہ مجرا نہ سمجہو اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ ایسی مسبوق کی حق میں کہتی تہی شاید کہ ابہی سر نہ اوٹہاویگا جو اللہ اسکو بخشدیگا
له ویکره للمقتدی ان یسارع الی الرکوع والسجود قبل الامام وان یرفع راسه من الرکوع والسجود قبل الامام لما روی عن
اور مقتدی کو مکروہ ہی کہ امام سی پہلی رکوع اور سجدہ میں جلدی سی چلا جاوی اور امام سی پہلی رکوع اور سجدہ میں سی سر اوٹہالی اسلئی کہ ابو ہریرہ سی
ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال انما جعل الامام لیؤتم به فلا تختلفوا علیه فاذا رکع فارکعوا واذا قال سمع الله لمن حمده
روایت ہی کہ نبی علیه الصلوة والسلام نی فرمایا امام اسہی واسطی مقرر ہوا ہی کہ اوسکی اطاعت کریں سو اوسکی خلاف نہ کرو جب وہ رکوع کری تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع الله لمن حمده کہی
فقولوا ربنا لك الحمد واذا سجد فاسجدوا وفی حدیث اخر انه علیه الصلوة والسلام قال اما یؤمن احدکم اذا رفع راسه
تو تم ربنا لک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کری تو تم سجدہ کرو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیه الصلوة والسلام نی فرمایا اگر کوئی تم میں سی امام سی پہلی رکوع اور سجدہ میں سی
من الرکوع والسجود قبل الامام ان یجعل الله راسه راس حمار ویجعل صورته صورة حمار وفی هذین الحدیثین وعید شدید
سر اوٹہالی تو اس عذاب سی اوسکو کیا بچاؤ ہی کہ اللہ تعالی اوسکا سر گدہی کا سا بنادی اور اوسکی صورت گدہی کیسی پلٹ دی اور ان دونوں حدیثوں میں موافق بیان کرمانی کی
علی ما ذکره الکرمانی لان المسخ عقوبة لا تشبه سائر العقوبات فلذلك ضرب بها المثل لیتقی هذا الصنع ویحذر ومن
بڑا سخت وعید ہی اسلئی کہ صورت کا بدل دینا تمام عقوبات سی بڑہ کر ہی سو اسہیلئی اسکو ضرب المثل کیا تاکہ اس کردار سی بچیں اور باز رہیں اور جو شخص
دخل المسجد ووجد القوم قد شرعوا فی الصلوة یکره له ان یدخل فی خلال الصف ویصلی السنة مخالطا للصف فیخالفهم
مسجد میں آکر دیکہی کہ جماعت قوم کی شروع ہوگئی ہی اب اسکو مکروہ ہی کہ صف کی اندر کہسکر صف میں ملی ہوئی سنتیں پڑہنی لگی

فی القیام والقعود والرکوع والسجود بل السنة ان یصلی السنة فی بیته وهو افضل او فی خارج المسجد او خلف اسطوانة
اور قیام اور قعود اور رکوع اور سجود مین اونکی مخالفت کی جا بلکہ طریق مسنون یہی ہی کہ سنتین اپنی گہر مین پڑہی یہہ تو سب سی بہتر ہی یا مسجد سی باہر پڑہی یا ستونوں کی اوٹ مین پڑہی
او ما اشبه ذلك فی کونه حائلا لان الاتیان بها خلف الصف من غیر حائل مکروه وفی خلال الصف اشد کراهة ویکره
یا اسکی مانند کسی اور چیز کی اوٹ مین پڑہی اسلئی کہ سنتوں کا پڑہنا صف کی پیچہی بدون حایل ہونی کسی چیز کی مکروہ ہی اور صف کی اندر ملکر تو بہت ہی مکروہ ہی اور امام کو مکروہ ہی
للامام ان یثقل علی القوم بالتطویل الزائد عن حد اقل السنة فی القراءة والاذکار علی وجه یحصل الملل للقوم لان
کہ قوم پر قرارت اور اذکار مین کم درجہ مسنون سی زیادہ بڑہا کر اتنا بوجہ ڈالی کہ قوم کو ملالت آنی لگی اسواسطی کہ اس صورت مین جماعت سی نفرت کرنی لگین گی
ذلك سبب للتنفیر عن الجماعة والتنفیر عن الجماعة یؤدی الی حرمان لثواب الزائد علی صلوة الفرد بسبع وعشرین درجة و
اور جماعت سی نفرت کرنی مین اوس ثواب سی محروم ہو جاوینگی جو اکیلی کی نماز پر ستائیس درجہ زیادہ ہوتا ہی اور
یکون مکروها لکن لا ینبغی ان ینقص عن قدر اقل السنة فی القراءة والتسبیحات اللهم الا انهم غیر معذورین فیه وسنة القراءة
مکروہ ہوویگا لیکن یہہ نہین چاہئی کہ قرارت اور تسبیحات مین کم درجہ مسنون سی گہٹا دی یا الٰہی شاید اسواسطی کہ اونکو اسمین کوئی عذر نہین ہی اور فجر کی
فی صلوة الفجر فی الرکعتین ادناها بعد الفاتحة اربعون اٰیة واوسطها ستون اٰیة واعلاها مائة اٰیة لما روی انه علیه السلام
نماز میں دونو رکعت کی اندر قرارت مسنون ادنی درجہ بعد سورۂ فاتحہ کی چالیس آیتین اور بیچکا درجہ ساٹھہ آیتین اور اعلی درجہ سو آیتین ہین اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی
کان یقرأ فی صلوة الصبح بعد الفاتحة مقدار اربعین اٰیة او ستین اٰیة او مائة اٰیة واحیانا کان یقرأ سورة ق واحیانا
صبح کی نماز مین بعد سورۂ فاتحہ کی تخمینا چالیس آیتین یا ساٹھہ آیتین یا سو آیتین پڑہا کرتی تہی اور بعضی دفعہ سورۂ ق پڑہتی تہی اور کبہی
کان یقرأ سورة الروم وقد ثبت علی ما ذکر فی سفر السعادة ان ابن عمر قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یأمرنا بالتخفیف
سورۂ روم پڑہتی تہی اور ثابت ہو چکا ہی چنانچہ سفر السعادت مین مذکور ہی کہ ابن عمر کہتا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو تخفیف کی لئی فرمایا کرتی تہی
ویؤمنا بالصّٰفّٰت ویعلم من هذا ان قراءة والصّٰفّٰت من باب التخفیف الذی امر به النبی صلی الله علیه وسلم وادنی ما
اور آپ امامت مین والصافات پڑہتی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ والصافات کا پڑہنا تخفیف مین داخل ہی جسکی لئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہی اور رکوع
یحصل به السنة فی تسبیحات الرکوع والسجود ثلث لما روی انه علیه الصلوة والسلام قال اذا رکع احدکم فلیقل
اور سجود کی تسبیحات مین ادنی درجہ سنت کا تین بار ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرماتی تہی جب کوئی رکوع کری
ثلث مرات سبحان ربی العظیم وذلك ادناه واذا سجد فلیقل سبحان ربی الاعلی ثلث مرات وذلك ادناه والمراد ادنی ما
تو تین بار سبحان ربی العظیم کہی اور یہہ ادنی مرتبہ ہی اور جب سجدہ کری تو تین بار سبحان ربی الاعلی کہی اور یہہ ادنی مرتبہ ہی اور مراد یہہ ہی کہ ادنی درجہ
یحصل به السنة ولذلك یکره النقص عن الثلث وان زاد علی الثلث فهو افضل لان الثلث اذا کان الادنی فلا شك
جسمین سنت ادا ہو جاوی اور اسہی لئی تین بار سی کم کہنا مکروہ ہی اور اگر تین بار سی زیادہ کہی تو افضل ہی اسلئی کہ تین مرتبہ جب ادنی درجہ ٹہرا تو بیشک
ان الزیادة علی الادنی تکون افضل لکن الامام لا یزید علی الثلث الا برضی الجماعة فاذا زاد برضاهم فالسنة ان یختم
ادنی مرتبہ پر زیادہ کہنا افضل ہوویگا پر امام تین بار سی زیادہ بدون مرضی جماعت کی نہ بڑہاوی پہر جب اونکی مرضی سی زیادہ بڑہاوی تو پہر مسنون یہہ ہی کہ طاق پر
علی وتر وهو اما خمس او سبع لان الثلث لما کان الادنی وکان المستحب الایثار ناسب ان یکون الاوسط خمسا والاکمل
ختم کری اور وہ یا تو پانچ ہی یا سات اسلئی کہ تین مرتبہ جب ادنی ٹہرا اور ایثار بہرحال مستحب ہی تو مناسب ہوا کہ بیچکا درجہ پانچ دفعہ ہو اور کامل مرتبہ
سبعا ویکره للامام ان یعجلهم عن اکمال اقل السنة فی تسبیحات الرکوع والسجود وقراءة التشهد لکن لو رفع الامام راسه
سات دفعہ اور امام کو مکروہ ہی کہ جلدی کرکر قوم کو ادنی مرتبہ سنت کا رکوع اور سجود کی تسبیحات مین اور تشہد کی پڑہنی مین پورا نکرنی دی لیکن اگر امام رکوع اور سجود مین سی
من الرکوع والسجود قبل ان یسبح المقتدی ثلثا فانه یتابع واما لو قام الامام من القعدة الاولی الی الرکعة الثالثة قبل ان
اس سی پہلی سر اوٹہاوی کہ مقتدی تین بار تسبیح کہی تو مقتدی متابعت ہی کری ہان اگر امام قعدۂ اولی سی تیسری رکعت کی لئی اس سی پہلی کہڑا ہو جاوی

يتم المقتدي التشهد فانه يتمه ثم يقوم وان قام قبل ان يتمه يجوز وكذا لو سلم الامام في القعدة الاخيرة قبل ان

کہ مقتدی تشہد پورا کرلی تو اب مقتدی تشہد پورا کری پھر کھڑا ہو اور اگر پورا کرنی سی پہلی کھڑا ہو جاوی تو بھی جایز ہی اور ایسی ہی اگر امام قعدۂ اخیرہ میں اس سی پہلی

يتم المقتدي التشهد فانه يتمه ثم يسلم وان سلم قبل ان يتمه يجوز ولو سلم الامام قبل اتيان المقتدي بالصلوة

سلام پھیر دی کہ مقتدی تشہد پورا کری تو اب مقتدی تشہد پورا کری پھر سلام پھیری اور اگر تشہد پورا کرنی سی پہلی سلام پھیر دی تو بھی جایز ہی اور اگر امام نی سلام اس سی پہلی پھیرا

والدعاء يتابعه لانها سنة بخلاف التشهد فانه واجب المجلس الخامس والخمسون في بيان صلوة

اور دعا پڑھی تو اب امام کی متابعت ہی کری اسواسطی کہ یہہ سنت ہی برخلاف تشہد کی کہ یہ واجب ہی مجلس پچپن نماز جنازہ

الجنازة وكيفيتها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صليتم على الميت فاخلصوا له الدعاء هذا الحديث من حسان

اور اوسکی کیفیت کی بیان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب تم مردہ پر نماز پڑھو تو اوسکی لئی خالص دعا کرو یہہ حدیث مصابیح کی حسن

المصابيح رواه ابوهريرة وقد ذكر فيه الصلوة على الميت مع اخلاص الدعاء له فيها فلابد من معرفتها وهي فرض كفاية لقوله تعالى

حدیثوں میں سی ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور بیشک اسمیں نماز جنازہ کا ذکر ہی کہ اوسمیں مردہ کی واسطی خالص دعا ہو سو اوسکی معرفت ضرور ہی اور وہ بدلیل اس آیت کی فرض کفایہ ہی

وصل عليهم ان صلاتك سكن لهم فانه تعالى امر بها في هذه الاية فتكون فرضا وانما كانت فرضيتها على الكفاية

اور نماز پڑھ اون پر بیشک تیری نماز اونکی لئی آسودگی ہی کیونکہ اللہ تعالی نی اوس نماز کا اس آیت میں امر فرمایا تو فرض ہوگئی اور اوسکی فرضیت علی الکفایہ اس لئی ہی

لان في ايجابها على الجميع استحالة اوحرجا فاكتفي بالبعض ولو كان واحدا لكن الافضل ان تكون بالجماعة وبقصد

کہ تمام خلق پر واجب کرنی میں تو بہت دشواری اور حرج ہی لاچار بعض پر اکتفا کیا گیا اگرچہ ایک ہی شخص ہو پر افضل یہہ ہی کہ نماز جنازہ جماعت سی ہو اور جتنی

كثرتهم لما روي عن ابن عباس انه عليه الصلوة والسلام قال ما من رجل يموت فيقوم على جنازته اربعون رجلا

زیادہ ہو سو بہتر اسواسطی کہ ابن عباس کی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص مرجاوی پھر اوسکی جنازہ پر چالیس مرد مؤمن جو

لا يشركون بالله شيئا الا شفعهم الله فيه وفي حديث اخر رواية ام المؤمنين عائشة انه عليه الصلوة والسلام

کچھہ شرک نہیں کرتی ہیں کھڑی ہوں پھر اللہ اونکی شفاعت اوسکی حق میں مان ہی لیتا ہی اور ایک اور حدیث میں ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی

قال ما من ميت يصلي عليه امة من المسلمين يبلغون مائة كلهم يشفعون له الا شفعهم الله فيه وسبب

فرمایا جو مردہ کہ اوسپر ایک جماعت مسلمانوں کی جو سو تک پہنچ جاوی نماز پڑھی وہ سب اوسکی شفاعت کریں تو اونکی شفاعت اوسکی حق میں اللہ قبول کرتا ہی اور وجوب

وجوبها للميت لاضافتها اليه اذ يقال صلوة الجنازة وشرط صحتها شرائط الصلوة واسلام الميت وطهارته

اس نماز کا میت کی لئی اسواسطی ہی کہ میت کی طرف منسوب ہی کیونکہ صلوۃ الجنازہ کہلاتی ہی اور اوسکی صحت کی لئی نماز کی سی شرطیں ہیں اور مردہ کا مسلمان اور پاک

وكونه امام المصلي وركنها القيام عند عدم العذر واربع تكبيرات والدعاء الا ان الامام يتحمله عن المسبوق

اور نمازیوں کی سامنی ہونا اور اس نماز کا رکن قیام ہی اگر کوئی عذر نہو اور چار تکبیریں اور دعا اتنا ہی کہ امام مسبوق کی طرف سی کافی ہوجاتا ہی

فانه اذا خشي ان ترفع الجنازة يترك الدعاء ويكتفي بالتكبيرات ولو ترك واحدة من هذه التكبيرات لا يجوز

پس جب یہہ خوف ہو کہ جنازہ اوٹھا لیگی تو دعا موقوف رکھی اور تکبیرات ہی پر اکتفا کری اور اگر کوئی ان چاروں تکبیرات میں سی ایک کو بھی ترک کر دیگا تو اوسکی نماز

صلوته لكون كل تكبيرة منها قائمة مقام ركعة ولهذا قيل اربع كاربع الظهر ومحل الدعاء ينبغي ان يكون بعد

جایز نہو گی اسواسطی کہ اسمیں ہر ایک تکبیر قایم مقام ایک رکعت کی ہی اور اسیلئی کہا کرتی ہیں یہہ چاروں جیسی ظہر کی چاروں اور دعا کا محل مناسب یہہ ہی کہ تین تکبیروں

ثلث تكبيرات لكون البداية بالثناء على الله تعالى ثم بالصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم سنة الدعاء وارجى

کی بعد ہو اسواسطی کہ اول اللہ تعالی کی ثنا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود دعا کا طریقہ اور بڑا بھروسا

للقبول فيلزم ان يكون بعد التكبيرة الاولى الثناء على الله تعالى كما في سائر الصلوات وبعد التكبيرة الثانية الصلوة

قبولیت کا ہی اس لئی لازم یہہ ہی کہ پہلی تکبیر کی بعد اللہ کی ثنا ہو چنانچہ تمام نمازوں میں ہوتی ہی اور دوسری تکبیر کی بعد نبی صلی اللہ علیہ پر

علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کما فی ما بعد التشہد وبعد التکبیرۃ الثالثۃ الدعاء لنفسہ وللمیت ولسائر المؤمنین

درود ہووی جیسی تشہد کی بعد پڑہتی ہین اور تیسری تکبیر کی بعد دعا اپنی حق مین اور مردہ کی لئی اور تمام مؤمنین کی واسطی

وبعد التکبیرۃ الرابعۃ التسلیم ولیس بعدہا دعاء سوی السلام لانہ اوان التحلل وذلک بالسلام لاغیر وینوی

اور چوتھی تکبیر کی بعد سلام اور اسکی بعد سوا سلام کی کوئی دعا نہین ہی اسلئی کہ اب وقت نماز سی فارغ ہونیکا ہی سوئی فقط سلام سی فارغ ہوتی ہین اور

بہ المیت مع القوم وصفۃ الدعاء ان یقول اللہم اغفر لحینا ومیتنا وشاہدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا

سلام مین قوم سمیت مردہ کی نیت کری اور دعا یہہ پڑہی الٰہی بخشدی ہماری جیتی کو اور مردہ کو اور ہماری حاضر اور غائب کو اور چہوٹی اور بڑی کو

وذکرنا وانثانا اللہم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان وخص ہذا

اور مرد اور عورت کو الٰہی ہم مین سی جسکو تو زندہ رکہی تو اوسکو اسلام پر زندہ رکہہ اور ہم مین سی جسکو تو موت دیوی تو اوسکو ایمان پر موت دی اور اس مردہ کو

المیت بالروح والراحۃ والرضوان اللہم ان کان محسنا فزد فی احسانہ وان کان مسیئا فتجاوز عنہ

ساتہہ آرام اور راحت اور پسندیدگی کی خاص کر الٰہی اگر یہہ نیکوکار ہی تو اسکی بہلائی زیادہ کردی اور اگر گنہگار ہی تو اسکو معاف کر

ولقنہ الامن والبشری والکرامۃ والزلفی برحمتک یا ارحم الراحمین ویجوز غیرہ من الادعیۃ اذ لیس لہ دعاء

اور اسکو امن اور بشارت اور بزرگی اور قربت اپنی رحمت سی عنایت کر ای سب سی زیادہ مہربان اور سوا اس دعا کی اور بہی دعائین جائز ہین اسلئی کہ آمین کوئی دعا

معین وان کان المیت صبیا او مجنونا لا یستغفر لہما اذ لا ذنب لہما بل یقول بعد قولہ ومن توفیتہ منا

معین نہین ہی اور اگر وہ میت بچہ ہو یا دیوانہ ہو تو انکی لئی آمرزش کی دعا نہین چاہئی اسواسطی کہ انکی حق مین کوئی گناہ نہین ہی بلکہ اس قول کی بعد من توفیتہ منا

فتوفہ علی الایمان اللہم اجعلہ لنا فرطا اللہم اجعلہ لنا اجرا وذخرا اللہم اجعلہ لنا شافعا ومشفعا برحمتک

فتوفہ علی الایمان یہہ دعا پڑہی الٰہی اسکو ہماری لئی میر منزل بنادی الٰہی ہماری لئی محنت کا پہل اور سامان بنادی الٰہی اسکو ہماری لئی سفارشی اور سفارش قبول کیا ہوا بنادی اپنی

یا ارحم الراحمین ومن جاء بعد ما کبر الامام للافتتاح لا یکبر بل یمکث حتی یکبر الامام الثانیۃ فیکبر معہ ویکون

رحمت سی ای سب سی زیادہ مہربان اور جو شخص ایسی وقت آوی کہ امام تکبیر تحریمہ کہہ چکا ہو تو یہہ ابہی تکبیر شروع کری بلکہ اتنی ٹہرا رہی کہ امام دوسری تکبیر کہی پس امام کی ساتہہ تکبیر کہی

ہذا التکبیر فی حقہ تکبیرۃ الافتتاح فیصیر مسبوقا بتکبیرۃ فاذا سلم الامام یقضیہا قبل ان ترفع الجنازۃ و

یہہ تکبیر اسکی حق مین بجای تکبیر تحریمہ کی ہوگی سو یہہ شخص بلحاظ اس تکبیر کی مسبوق ہوگا جب امام سلام پہیری تو اوسکو جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کرلی اور

ان جاء بعد ما کبر الامام تکبیرتین لا یکبر حتی یکبر الامام الثالثۃ فیکبر معہ فیصیر مسبوقا بتکبیرتین فاذا سلم

اگر ایسی وقت آیا کہ امام دو تکبیر کہہ چکا ہی تو بہی اتنی تکبیر نہ کہی کہ امام تیسری تکبیر کہی اب اوسکی ساتہہ تکبیر کہی اب دو تکبیروں کا مسبوق ہووےگا پہر جب امام سلام پہیری

الامام یقضیہما قبل ان ترفع الجنازۃ وان جاء بعد ما کبر الامام ثلثا لا یکبر حتی کبر الامام الرابعۃ فیکبر معہ فیصیر

تو دونو تکبیرین جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کرلی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام تین تکبیر سی فارغ ہو چکا تو بہی تکبیر نہ کہی اتنی کہ امام چوتہی تکبیر کہی اب اوسکی ساتہہ تکبیر کہی سو یہہ شخص

مسبوقا بثلث تکبیرات فاذا سلم الامام یقضیہن متوالیۃ بلا دعاء قبل ان ترفع الجنازۃ اذ لو رفعت قبل

تین تکبیروں کا مسبوق ہوگا پہر جب امام سلام پہیری تو تکبیرین پی درپی بغیر دعا کی جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کرلی اسواسطی کہ اگر جنازہ تکبیرین پوری ہونی سی پہلی

اتمامہن تبطل صلاتہ وان جاء بعد ما کبر الامام الرابعۃ فقد فاتہ صلوۃ الجنازۃ بخلاف من کان حاضر

اوٹہالین گی تو اوسکی نماز باطل ہوجاوی گی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام چوتہی تکبیر کہہ چکا تو اوسکی لئی جنازہ کی نماز فوت ہوئی برخلاف اوسکی جو حاضر صف مین

قائما بالصف ولم یکبر مع الامام لغفلتہ او لکونہ مشغولا بالنیۃ فانہ یکبر ولا ینتظر تکبیر الامام لانہ

کہڑا ہو ر امام کی ساتہہ بسبب غفلت کی یا نیت کی مشغولی سی تکبیر نہ کہنی پایا سو یہہ شخص تکبیر کہی امام کی تکبیر کہنی کا منتظر نہ رہی کیونکہ یہہ شخص

بمنزلۃ المدرک لتلک التکبیرۃ اذ لا یمکنہ ان یکبر معہ الا بحرج وان لم یکبر الاولی حتی یکبر الامام الثانیۃ

گویا اس تکبیر کا مدرک ہی اسواسطی کہ یہہ امام کی ساتہہ بدون حرج کی تکبیر نہین کہہ سکتا اور اگر اسنی تکبیر اولی نہ کہی اتنی کہ امام نی دوسری تکبیر کہدی

یکبر مع الامام ولا یکبر للاولی حتی یسلم الامام لانہ لو کبر للاولی یکون قضاء والمسبوق لا یشتغل بقضاء ما قد سبق

تو اب امام کی شامل تکبیر کہی اور تکبیر اولی نہ کہی جبتک کے امام سلام پہیری اسلئی کہ اگر اب تکبیر اولی کہیگا تو قضا ہووی گی اور مسبوق کو گذشتہ کی قضا میں امام کی فراغت سی

قبل فراغ الامام وان لم یکبر حتی یکبر الامام اربعا یکبر ہو للافتتاح قبل ان یسلم الامام واذا سلم الامام یکبر ثلاثا

پہلی نہ لگنا چاہیئی اور اگر تکبیر اولی نہ کہی اتنی کہ امام نی چاروں پوری کر دیں تو اب یہہ شخص امام کی سلام سی پہلی تکبیر افتتاح کہی اور جب امام سلام پہیری تو تینوں تکبیرین

متتابعا بلا دعاء قبل ان ترفع الجنازۃ وان کبر مع الامام التکبیرۃ الاولی ولم یکبر الثانیۃ والثالثۃ یکبرھما ثم یکبر

پی در پی بدون دعا کی جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی کہوی اور اگر امام کی ساتہہ تکبیر اولی تو کہی دوسری اور تیسری تکبیر نہ کہی تو پہلی یہہ دو تکبیرین کہی پہر امام کی ساتہہ

مع الامام الرابعۃ وقال ابو یوسف من جاء بعد ما کبر الامام تکبیرۃ الافتتاح یکبر کما جاء ولا ینتظر التکبیرۃ الثانیۃ

چوتہی تکبیر کہی اور امام ابو یوسف کہتی ہین جو شخص ایسی وقت آیا کہ امام تکبیر اولی کہہ چکا تو آتی ہی تکبیر کہہ کر شامل ہو جاوی دوسری تکبیر کا منتظر نہ رہی

قال ابراھیم الحلبی فی شرح المنیۃ وبقولہ ناخذ وان جاء بعد ما کبر الامام الرابعۃ یکبر للافتتاح قبل ان یسلم

ابراہیم حلبی منیہ کی شرح میں کہتا ہی اور ہمنی انکا ہی قول لیا ہی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام چوتہی تکبیر کہہ چکا تو امام کی سلام سی پہلی تکبیر افتتاح کہی

الامام واذا سلم یقضی ثلث تکبیرات عندہ قال ابراھیم الحلبی وعلیہ الفتوی ومن دفن قبل ان یصلی علیہ یصلی

اور جب امام سلام پہیری تو تینوں تکبیرین قضا کری امام ابو یوسف کی نزدیک ابراہیم حلبی کہتا ہی اور اسی پر فتوی ہی اور جو مردہ نماز جنازہ سی پہلی دفن ہو گیا ہو تو اوسکی

علی قبرہ ما لم یتفسخ اقامۃ للواجب بقدر الامکان والمعتبر فی معرفۃ عدم تفسخہ اکبر الرای علی الصحیح لانہ

قبر پر نماز پڑہین جبتک یکسا نہو تا بقدر امکان واجب ادا ہو جاوی اور یکسنی اور نہ یکسنی کی باب میں صحیح مذہب پر غالب رای معتبر ہی اسلئی کہ یہہ حالت

یختلف باختلاف الزمان من الحر والبرد وباختلاف حال المیت من السمن والھزال واولی الناس بالامامۃ فی الصلوۃ

باعتبار اختلاف زمانہ گرمی اور جاڑی کی اور باعتبار اختلاف حال مردہ کی موٹا پی اور دُبلی پن مین یکسان نہین ہوتی اور نماز جنازہ کی امامت کی

علیہ السلطان ان حضر ثم القاضی ثم امام الحی ثم الولی علی ترتیب العصبات فی الارث فان سبب العصوبۃ فیہ

سلطان ہی اگر بروقت موجود ہو پہر قاضی پہر امام قوم کا پہر ولی ترتیب عصبات وراثت کی اعتبار سی بیشک سبب عصوبت کا ارث مین

اولا البنوۃ ثم الابوۃ ثم الاخوۃ ثم العمومۃ واذا انتھی الحق الیہ یجوز لہ ان یاذن لغیرہ ان یصلی علیہ ولیس لغیرہ

اول بنوت ہی پہر ابوت پہر اخوت پہر عمومت اور جب امامت کسیکا حق ٹہر چکی تو اوسکو اختیار ہی کہ امامت کی لئی اور کسیکو اجازت دیدی اور اور کسیکو

ان یصلی بغیر اذنہ وان صلی غیرہ بغیر اذنہ فلہ ان یعید ان شاء وبعد ما صلی علیہ ھو ومن کان مقدما علیہ من

یہہ اختیار نہین ہی کہ اوسکی بی اجازت نماز پڑہا دی اور اگر غیر شخص نی بی اجازت نماز پڑہا دی تو ولی کو اختیار ہی اگر چاہی تو آپ پہر پڑہ لی اور اگر ولی یا جو ولی سی

السلطان او غیرہ لا یصلی علیہ غیرہ اذ بصلوۃ من ھو اولی یتادی حق المیت ویسقط فرض صلوۃ الجنازۃ فلو صلی علیہ غیرہ

سلطان وغیرہ نماز پڑہ چکا ہو تو اب کسیکو اختیار اعادہ کا باقی نہین ہی اسواسطی کہ بسبب نماز پڑہنی ایسی کی جو واسطی ادا حق میت کی اولی ہی فرضیت نماز جنازہ کی ادا ہو چکی اب جو

بعدہ یکون نفلا والتنفل بھا غیر مشروع ولھذا من صلی علیہ مرۃ قبل اذن الولی لا یصلی علیہ مرۃ اخری مع الولی ولو

بعد اوسکی اور کوئی نماز پڑہیگا تو نفل ہو گی اور نفل نماز جنازہ کی شرع سی ثابت نہین ہی اور اسی لئی جو شخص ایک بار بدون اجازت ولی کی نماز جنازہ پڑہ چکا ہو تو دوسری دفعہ ولی کی

اوصی بان یصلی علیہ فلان فالوصیۃ باطلۃ ولیس لہ ان یصلی علیہ الا برضی ولیہ وان لم یکن لہ ولی فالجیران اولی

اور اگر مردہ نی وصیت کی ہو کہ میری نماز جنازہ فلانا شخص پڑہا دی تو یہہ وصیت باطل ہی اوس فلانی کو بدون رضا مندی ولی کی اختیار نہین ہی اور اگر میت کا کوئی ولی نہین ہی تو ہمسایہ اولی ہیں

ویقوم الامام بحذاء صدر المیت ذکرا کان المیت او انثی لان الصدر اشرف الاعضاء فی البدن لکونہ معدن القلب الذی

اور امام میت کی سینہ کی مقابل کہڑا ہو مردہ مرد ہو یا عورت ہو اسلئی کہ سینہ بدن مین سب اعضا سی اشرف ہی اسواسطی کہ سینہ مین دل ہی

فیہ نور الایمان فیکون القیام باذائہ اشارۃ الی ان الشفاعۃ لہ انما یکون لاجل ایمانہ لیعفو ربہ عن عصیانہ

جسمین ایمان کا نور ہوتا ہی اب اوسکی مقابل کہڑی ہونی مین یہہ اشارہ ہی کہ شفاعت اس مردہ کی اس ایمان کی واسطی ہی تاکہ اوسکی خطاؤن سی پروردگار درگذر کری

ولو وضعوا راس المیت متابلی یسار الامام یجوز لکن لو تعمدوہ یکونون مسیئین ویستحب ان یصفوا ثلثۃ صفوف

اور اگر قوم نے میت کا سر امام کی بائیں ہاتھ کی متصل کر دیا تو جائز ہے پر اگر سبنے قصدا ایسا کیا تو سب خطاوار ہین اور مستحب ہی کہ تین صفین بناوین

حتی لو کانوا سبعۃ یتقدم احدہم للامامۃ ویقف ثلثۃ وراءہ واثنان وراءہم وواحد وراءہما وافضل

یہانتک کہ اگر ہمراہی لوگ سات ہون تو ایک شخص امامت کیلئی آگی بڑہی اور تین آدمی وسکی پیچھی کہڑی ہون اور دو انکی پیچھی اور ایک ان دوکی پیچھی اور

الصفوف فی صلوۃ الجنازۃ اخرہا وفی سائر الصلوات اولہا ولو جہز المیت صبیحۃ یوم الجمعۃ یکرہ تاخیرہ الی

نماز جنازہ کی تمام صفون مین افضل پچھلی صف ہوتی ہی اور اور تمام نمازون مین اول صف افضل ہی اور اگر جنازہ جمعہ کی دن صبح کی وقت تیار ہوگیا تو پہر جمعہ کی وقت تک تاخیر کرنی

وقت الجمعۃ لیصلی علیہ جمع عظیم بعد الجمعۃ ولا یجوز الصلوۃ علیہ عند طلوع الشمس وعند استوائہا

تاکہ اوسپر جمعہ کی بعد انبوہ کثیر نماز پڑہی مکروہ ہے اور نماز جنازہ طلوع آفتاب کے وقت اور زوال کے وقت

وعند غروبہا ان حضر قبل ہذہ الاوقات وان حضر فیہا یجوز من غیر کراہۃ لانہا تودی کما وجبت لان

اور غروب کی وقت جائز نہین ہی اگر جنازہ اون اوقات سی پہلی موجود ہوچکا ہو اور اگر انہی اوقات مین آیا ہو تو بلا کراہت جائز ہی اسلئی کہ جیسی واجب ہوئی ویسی ہی ادا ہوئی اسواسطے

الوجوب بالحضور وہو افضل والتاخیر مکروہ لقولہ علیہ السلام لا تؤخرن وذکر منہا الجنازۃ ولو حضر بعد

کہ جنازہ کی موجود ہونی سی نماز واجب ہوتی ہی یہ افضل ہی اور تاخیر مکروہ ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی دیر کر نکرنا اور انہین جنازہ کو ذکر فرمایا اور اگر جنازہ بعد

غروب الشمس یبدأ بالمغرب ثم بصلوۃ الجنازۃ ثم بسنۃ المغرب وقیل یقدم سنۃ المغرب ایضا ویکرہ الصلوۃ علی

غروب آفتاب کی موجود ہو تو پہلی مغرب کے فرض پڑہین پہر جنازہ کی نماز پڑہین پہر مغرب کی سنتین پڑہین اور کوئی کہتا ہی مغرب کی سنتین بہی پہلی پڑہین اور جنازہ کی نماز مسجد مین

الجنازۃ فی المسجد ان کانت الجنازۃ فیہ وان کانت الجنازۃ والامام وبعض القوم خارج المسجد والباقی فیہ

مکروہ ہے اگر جنازہ مسجد کے اندر ہو اور اگر جنازہ اور امام اور کچھ لوگ مسجد سے باہر ہون اور باقی مسجد مین ہون

لا یکرہ ولو کان الامام علی غیر طہارۃ والقوم علی طہارۃ تعاد الصلوۃ لعدم صحتہا واما لو کان الامام علی طہارۃ

تو مکروہ نہین ہے اور اگر امام بے وضو ہو اور تمام قوم باوضو ہو تو نماز دوبارہ پہر پڑہین اسلئی کہ وہ نماز صحیح نہین ہوئی اور اگر امام باوضو ہو

والقوم علی غیر طہارۃ فلا تعاد لان صلوۃ الامام صحیحۃ وبہا یتم حق المیت ویسقط فرض صلوۃ الجنازۃ لعدم

اور قوم تمام بی وضو ہون تو اعادہ نہین ہے اسلئی کہ امام کی نماز صحیح ہوگئی ہی اور اسمین میت کا حق ادا ہوگیا اور فرضیت نماز جنازہ کی ذمہ سی ساقط ہوگئی

کون الجماعۃ شرطا فیہا وان لم یوجد من یصلی علیہ من الرجال وصلت علیہ النساء وحدہن جماعۃ یجوز

کیونکہ اس نماز مین جماعت شرط نہین ہی اور اگر مردون مین سی کوئی نماز پڑہنے والا میسر نہوا اور نری عورتون نی جماعت کر کر نماز پڑہی تو جائز ہے

وان امت المرأۃ الرجال فیہا لا تعاد لان صلوۃ الرجال وان کانت فاسدۃ لکن صلوتہا صحیحۃ وبہا یتم حق المیت

اور اگر عورت نی نماز جنازہ مین مردون کی امامت کی تو اعادہ نہین ہوا اسلئی کہ مردون کی نماز اگرچہ فاسد ہوئی پر اوس عورت کی نماز تو صحیح ہوئی اور اسمین میت کا حق پورا ہوگیا

ویتادی فرض صلوۃ الجنازۃ فلا تعاد لان تکرارہا غیر مشروع عندنا ومن ولد وظہر منہ عند ولادتہ

اور نماز جنازہ کی فرضیت ادا ہو گئے پہر اعادہ نہوگا اسلئی کہ اسکا تکرار شرع مین ہماری نزدیک ثابت نہین ہے اور جو بچہ پیدا ہووی اور پیدا ہونے ہوئے

ما یدل علی حیوتہ من رفع صوت او تحریک عضو یسمی ویغسل ویصلی علیہ وان لم یظہر منہ عند ولادتہ

کوی نشان زندگی کا معلوم ہووے جیسے رونیکی آواز یا کسی عضو کا ہلانا تو اوسکا نام مقرر کرینگے اور نہلاوینگے اور نماز جنازہ پڑہینگے اور اگر پیدا ہوستے ہوئے

ما یدل علی حیوتہ لا یصلی علیہ واختلف فی تسمیتہ وغسلہ والمختار انہ یسمی ویغسل ویدرج فی خرقۃ

کوئی نشان زندگی کا ظاہر نہوا تو اوسپر نماز جنازہ نہ پڑہینگی اور اوسکی نام معین کرنیمین اور نہلانی مین اختلاف ہے اور مختار یہ ہی کہ نام رکہین اور نہلاوین اور کپڑی مین لپیٹ کر

ویدفن تکریما لبنی آدم ولو سبی صبی ومات ان لم یسب معہ احد ابویہ یصلی علیہ لکونہ تبعا للسابی

دفن کرین واسطی تعظیم بنی آدم کی اور اگر لوٹ مین بچہ پکڑا آوی اور مرجاوے تو اگر اوسکی ساتہہ اوسکا ماباپ کوئی پکڑا نہین آیا تو اوسپر نماز پڑہین کیونکہ اب وہ گرفتار کرنیوالے کا

والدار وان سبي مع احد ابويه لا يصلي عليه لكونه كافرا تبعا لمن سبي معه من احد ابويه الا ان يقر هو بالاسلام وهو
يا ملک کا تابع ہے اور اگر وہ کسی ماں یا باپ کے ساتھہ گرفتار ہوا ہی تو نماز نہ پڑہیں کیونکہ وہ ماں باپ میں سے جسکی ساتھہ گرفتار ہوا ہے اوسکی تبعیت میں کافر ہے ہان اگر وہ بچہ اسلام کا اقرار کرتا ہو اور سمجھ

يعقل صفته المذكورة في قوله عليه الصلوة والسلام لجبريل عليه السلام حين ساله عن الايمان ان تؤمن بالله وملئكته وكتبه و
اسلام کی صفت جو اس حدیث میں مذکور ہے کہ جناب نبی علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے جب وے نبی علیہ السلام سے صفت ایمان کی پوچھی تو فرمایا کہ یقین کرے تو اللہ کا اور اوسکی

رسله واليوم الآخر وبالقدر خيره وشره او يسلم من سبي معه من احد ابويه فحينئذ يصلي عليه اذ قد جاء فيه الخبر ان الولد
رسولوں کا اور قیامت کی دن کا اور نیکی بدی کی اندازہ کرنیکا یا اوسکا ماں یا باپ جسکی ساتھہ وہ گرفتار ہوا ہی مسلمان ہو جاوے تو اب وے سب نماز پڑہیں اسلئی کہ اس باب میں حدیث ہی کہ بچہ

يتبع خير الابوين دينا وان مات في دار الاسلام بعد موت ابيه فيها لا يصلي عليه لتقرب التبعية بموت ابيه ومن مات في السفينة
ماں باپ میں سے باعتبار دین کے اچھی کا تابع ہوتا ہی اور اگر وہ بچہ دار الاسلام میں بعد مرنے اپنی باپ کے دار الاسلام میں مرجاوے تو اوسپر نماز نہ پڑہیں کیونکہ باپ کی موت سے ایسی تبعیت قریب ہے اور جو شخص جہاز میں مرجاوے

ولم يكن في قربها ارض يغسل ويكفن ويصلي عليه ويلقى في البحر ومن قتل في حد او قصاص يغسل ويصلي عليه لما روى ان ماعزا
اور کہیں قریب و جوار میں زمین نہ ملی تو غسل دیکر اور کفنا کر اور نماز پڑہ کر دریا میں ڈالدیں اور جو شخص حد یا قصاص میں مارا جاوے تو اوسکو نہلاویں اور اوسپر نماز پڑہیں کیونکہ روایت ہی کہ ماعز کو

لما رجم جاء عمه الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله قتل ماعز كما يقتل الكلاب فما تامرني اصنع به فقال النبي عليه الصلوة
جب رجم کیا تو اوسکے چچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر پوچھا کہا یا رسول اللہ ماعز کتی کی موت مارا گیا اب جو حکم ہو سو کرون پس نبی علیہ الصلوۃ

والسلام لا تقل هذا لانه تاب توبة لو قسمت على اهل الارض لوسعتهم اذهب واغسله وكفنه وصل عليه ومن يقتل من
والسلام نے فرمایا یہہ مت کہہ کیونکہ اوسنے تو ایسی توبہ کی ہی اگر تمام روی زمین کی باشندوں پر تقسیم کریں تو سب کو کافی ہو جا اوسکو نہلا اور کفن دی اور نماز پڑہ اور جو شخص

البغاة وقطاع الطريق لا يغسل ولا يصلي عليه لما روى ان عليا رضي الله عنه لم يغسل البغاة ولم يصل عليهم فقيل له اهم
باغیوں میں سے یا رہزنوں میں سے مارا جاوے تو نہ غسل دیں اور نہ اوسپر نماز پڑہیں کیونکہ روایت ہی کہ علی رضی اللہ عنہ نے نہ باغیوں کو غسل دیا اور نہ نماز پڑہی پہر کسی نے اونسے پوچھا کیا

كفار فقال لا بل هم بغوا علينا اشار الى انه انما ترك غسلهم والصلوة عليهم لبغيهم ليكون عقوبة لهم وزجرا لغيرهم قيل هذا
یہہ کافر ہیں جواب دیا نہیں بلکہ یہہ ہم سے باغی ہیں یہہ اشارہ ہی کہ انکا غسل اور نماز بغاوت کے لیے ترک ہوئی ہی تاکہ انکو سزا اور اوروں کو خوف ہو کوئی کہتا ہے کہ

في حق من يقتل في حال المحاربة قبل ان تضع الحرب اوزارها الا لمن يقتل بعد ثبوت يد الامام عليه فانه يغسل ويصلي عليه في
یہہ حکم باغی کی حق میں ہی جو عین جنگ میں لڑائی تمام ہونے سے پہلے مارا جاوے اوسکی سزا نہیں ہی جو بعد قابض ہونے امام کے مارا جاوے ایسی کو غسل بہی دیں اور نماز بہی پڑہیں زیلعی

الزيلعي هذا التفصيل حسن اخذ به الكبار من المشائخ ومشائخنا جعلوا حكم المقتولين بالمعصية حكم اهل البغي وكذلك حكم
کہتا ہی یہہ فرق خوب ہی اسکو بڑی بڑی مشائخ نے اختیار کیا ہے اور ہماری مشائخ نے معصیت کے مقتولوں کو ف۔ باغیوں میں داخل کیا ہی اور ایسے ہی جو شخص

الواقفين الناظرين اليهم اذا اصابهم حجر او سهم وماتوا في تلك الحالة لا يصلي عليهم وان ماتوا بعد تفرقهم يصلي عليهم ومن يقتل
کھڑی ہو کر باغیوں کا تماشا دیکہی اگر اوسکی پتہر یا تیر جا لگی اور اسی حالت میں مرجاوے تو اوسپر بہی نماز نہ پڑہیں اور اگر بعد چلی جانیکے مری تو اوسپر نماز پڑہیں اور جو شخص اپنے

نفسه عمدا يصلي عليه عند ابي حنيفة ومحمد وهو الاصح لانه وان كان باغيا على نفسه الا انه غير ساع في الارض بالفساد
تئیں عمدا قتل کری طرفین کی نزدیک اوسپر نماز پڑہیں اور یہہ ہی اصح ہی اسواسطے کہ اگرچہ یہہ شخص اپنی جان پر باغی ہے پر اوسنے ملک میں کچھہ فساد نہیں پہیلایا

بل هو فاسق كسائر فساق المسلمين ومن يقتله السبع او يحترق بالنار او يتردى من الجبل او يموت تحت هدم يغسل ويصلي عليه
بلکہ فاسق ہی جیسی اور مسلمان فاسق ہوتی ہیں اور جسکو درندہ پہاڑ ڈالی یا آگ میں جل جاوی یا پہاڑ پر سی گر کر ہلاک ہووے یا مکان تلی دب مری تو اوسکو نہلاویں اور نماز پڑہیں

ومن يقتله اهل الحرب او اهل البغي او قطاع الطريق ولم يكن جنبا لا يغسل لكونه شهيدا بل يصلي عليه ويدفن بدمه وثيابه التي
اور جسکو حربی لوگ یا باغی یا رہزن مار ڈالیں اور وہ جنب نہو تو اوسکو غسل نہ دیں اسلئی کہ وہ شہید ہے بلکہ اوسکو نماز پڑہکر خون آلودہ ہی انہیں کپڑوں میں دفن کریں

قتل فيها الا ما ليس من جنس الكفن كالفرو والحشو والخف والقلنسوة فان كان ما عليه من الثياب ناقصا عن كفن السنة يزاد عليه
شہید ہوا ہے بجز اوسکی جو کفن کی قسم کا نہو جیسے پوستین یا روئیدار کپڑا اور موزہ اور ٹوپی اور اگر اوسکے بدن کی کپڑی مقدار کفن مسنون سے کمتر ہوں تو زیادہ کریں

وان کان زائدا ینقص منه مراعاة للسنة ولا یصلی علی عضو الا اذا کان فی حکم الکل بان یوجد اکثر المیت او
اور اگر بڑھتی ہوئی تو واسطی رعایت سنت کی کم کردین اور مقتول کی عضو پر نماز نہین ہی مگر جب ہی کہ وہ عضو کل کی حکم مین ہو اسطور کہ آدھی سی زیادہ ہو یا

نصفه مع راسه بخلاف ما لو وجد راسه او نصفه مشقوقا بالطول فانه لا یغسل ولا یصلی علیه والمصلوب
سر سمیت آدھا ہو برخلاف اوس مقتول کی جسکا فقط سر ہی ہاتھ آوی یا آدھا طول کی جانب سی چرا ہوا ایسیکی لئی نہ غسل ہی اور نہ نماز اور سولی دیا ہوا

یترک علی خشبته ثلثة ایام عقوبة له وزجرا لغیره ثم لما تم له ثلثة ایام یخلی بینه وبین اهله لیدفنوه ولو
تین دن تک سولی پر لٹکا رہی اوسکی یہی سزا ہی اور اوروں کی لئی خوف پہر جب تین دن پوری ہو جاوین تو اوسکی وارثوں کو اجازت دین تاکہ اوسکو دفن کرین اور اگر

مات کافر ولم یکن له ولی من الکفار وله قریب مسلم یغسله القریب المسلم ویدفنه لما روی ان علیا لما مات ابوه
کوئی کافر مر جاوی اور اوسکا کوئی کافر وارث نہو اور اوسکا سگا مسلمان ہو تو وہ ہی مسلمان اوسکو غسل دی کر دب دی کیونکہ روایت ہی کہ علی جب اونکا باپ مرگیا

جاء الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله ان عمک الضال قد مات فقال له النبی صلی الله علیه وسلم
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آئی عرض کیا یا رسول اللہ آپکا چچا گمراہ مرگیا آپ نی فرمایا

اذهب فاغسله وکفنه وواره لکن لا یغسل کغسل المسلم بل یصب علیه الماء ویغسل غسل الثوب النجس من
جاؤ اسکو نہلا اور کفنا کر داب دی پر اوسکو مسلمانوں کی طرح نہ نہلا دین بلکہ اوسپر پانی بہادین جیسی گندہ کپڑی کو دہوتی ہین

غیر وضوء ولا بدایة من التیامن ویلف فی خرقة من غیر مراعاة سنة الکفن ویحفر حفرة من غیر لحد ویلقی فیها
نہ تو وضو کرائین اور نہ داہنی طرف سی شروع کرین پہر کپڑی مین لپیٹین کفن مین کچہ رعایت سنت کی نہ کرین اور گڑہا بغیر لحد کی کہود کر ڈالین

ولا یوضع ویجوز دفعه الی اهل دینه وان کان له ولی من الکفار لا ینبغی للمسلم ان یتولی امره بل یخلی بینه وبینهم
اور مردہ کی طرح نہ اوتارین اور جائز ہی کہ اوسکا لاشہ اوسکی ملت والوں کو حوالہ کردین اور اگر کفار میں سی کوئی اوسکا وارث ہو تو اب مسلمانوں کو نہیں چاہئی کہ اوسکی کاروبار کا ذمہ دار ہو

لیصنعوا به ما یصنعون بموتاهم هذا اذا لم یکن کفره بالارتداد واما اذا کان کفره بالارتداد فلا یدفع الی اهل
جسطور اپنی مردوں کو کرتی ہوں سو اوسکو کرین یہہ جب ہی کہ اوسکا کفر ارتداد کا نہو اور اگر وہ مرتد ہوکر کافر ہوا ہی تو اوسکی ملت والوں کو جنکی دین مین

الدین الذی انتقل الیه بل یلقی فی حفرة کالکلب بلا غسل ولا کفن یسر الله تعالی النجاة من زوال الایمان بلطفه وکرمه
ملگیا ہی نہ دیوین بلکہ کتی کی مثال بی غسل اور بی کفن کہڑی مین ڈالدین الٰہی ہمکو زوال ایمان سی بچا اپنی لطف وکرم سی آسان کر

المجلس السادس والخمسون فی بیان قوله علیه السلام من کان اخر کلامه
مجلس چھپین اس حدیث کی بیان مین جسکی آخر کلام

لا اله الا الله دخل الجنة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کان اخر کلامه لا اله الا الله
لا الہ الا اللہ ہی وہ جنتی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسکا پچھلا بول لا الہ الا اللہ ہو

دخل الجنة هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه معاذ بن جبل ومعناه ان کل من کان اخر کلامه عند الموت
وہ جنتی ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں مین ہی معاذ بن جبل کی روایت سی اور معنی یہہ ہین کہ جسکا آخر کلام مرتی وقت کلمہ توحید ہو

کلمة التوحید یدخل الجنة اما قبل ان یعذب بعفو ذنوبه او بعد ان یعذب بقدر ذنوبه فعلی هذا کل من
وہ جنت مین داخل ہوگا یا تو بی عذاب اگر خطائین معاف ہوئین یا گناہوں کی برابر عذاب بھگت کر اس بیان کی موافق

یئس من حیاته ینبغی له ان یکثر الاستغفار ویتوب عن ذنوبه ویستحضر فی ذهنه ان هذا اخر اوقاته
جسکو توقع زیست کی نرہی تو اوسکو چاہئی کہ استغفار بہت کیا کری اور اپنی گناہوں سی توبہ کری اور اپنی دلمین یہی خیال رکہی کہ دنیا مین سی میرا یہہ ہی وقت آخر ہی

من الدنیا ویجتهد ان یختمها بخیر ویسارع فی قضاء دینه لئلا یبقی فی قبره مرتهنا بدینه کما اخبر به النبی علیه الصلوٰة والسلام
اور یہہ ہمت کری کہ اوسوقت کو خیر پر تمام کری اور جلدی سی اپنا قرض ادا کر دی تا کہ قبر کی اندر قرض مین الجہا نہ پڑا رہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی

وقال نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يرضى عنه ويبادر في اداء سائر الحقوق الى اهلها من رد المظالم والودايع والعواري

فرمایا مؤمن کی جان قرض میں الجھی رہتی ہی جبتک قرض خواہ راضی ہووی اور جلدی ہی تمام حقداروں کی حق ادا کردی ناحق لیا ہوا پھیردی اور امانتیں اور مانگی ہوئی چیزیں

واستحلال اهله من زوجته ووالديه واولاده وغلمانه وجيرانه واصدقائه وكل من كان معه معاملة او صحبة

اور اپنی اہل سی یعنی اپنی بیوی . اور ماں باپ اور اولاد اور غلاموں اور ہمسایوں اور دوستوں سی اور جسکی ساتھ کچھ معاملہ ہوتا ہو یا ہمنشینی ہو معاف کرالی

ويوصي بما لا يتمكن من ادائه في الحال حتى لو كان عليه حق من حقوق الله تعالى كالصلوة والزكوة والصوم والحج

اور جو حق کہ بالفعل ادا نہیں ہو سکتا اوسکی وصیت کردی یہاں تک کہ اگر اوسکی ذمہ حقوق اللہ ہوں جیسی نماز اور زکوۃ اور روزہ اور حج وغیرہ

وغيرها يجب عليه ان يوصي لهذه الحقوق بثلث ماله ان احتيج اليه وان لم يكن عليه حق من هذه الحقوق لا

تو اسپر واجب ہی کہ واسطی ادا ان حقوق کی تہائی مال میں سی وصیت کردی اگر مال کی حاجت ہووی اور اگر اوسکی ذمہ ایسی حقوق نہیں ہیں تو اوسپر اور کوئی

يجب عليه الوصية بل ينبغي له ان ينظر الى حال الورثة فانهم ان كانوا صغارا فالافضل له ترك الوصية وكذلك

کوئی وصیت واجب نہیں ہی بلکہ اوسکو یہہ چاہئی کہ ورثہ کی حال کو لحاظ کری کیونکہ اگر ورثہ بچی ہیں تو افضل یہہ ہی کہ وصیت نکری اور ایسی ہی

لو كانوا كبارا وهم فقراء ولا يستغنون بحصتهم من التركة كان ترك الوصية افضل له وان كانوا اغنياء او يستغنون

اگر بالغ ہوں لیکن ایسی محتاج کہ ترکہ میں سی اپنا اپنا حصہ لیکر بھی غنی نہو دیں تو بھی وصیت نکرنی افضل ہی اور اگر غنی ہوں یا ترکہ میں سی

بحصتهم من التركة فالافضل له ان يوصي باقل من الثلث فيما هو طاعة لا معصية فيه فيبدأ بمن ليس بوارث من اقاربه

اپنا اپنا حصہ لیکر غنی ہو جاویں تو اب افضل یہہ ہی کہ تہائی مال سی کم کی ایسی وصیت کری جو طاعت ہو اوسمیں کوئی معصیت نہو پھر اپنی قرابتیوں میں سی ایسی سی شروع کری

ان كانوا فقراء وان لم يكونوا فقراء بل كانوا اغنياء فبالجيران وقدر الاستغناء عند ابي حنيفة على ما ذكر في قضايا الخلاصة والبزازية اربعة

اگر وہ محتاج ہوں اور اگر محتاج نہوں بلکہ غنی ہوں تو ہمسایوں سی شروع کری اور مقدار استغنا کی امام ابو حنیفہ کی نزدیک بموافق اوسکی جو خلاصہ اور بزازیہ کی وصایا میں مذکور ہی

لكل وارث بعد الوصية اربعة الاف وعن الفضلي عشرة الاف وبعد الوصية ينبغي له ان يحسن

کہ وصیت ادا کر کر چار ہزار ہر یک وارث کی لئی بچ رہیں اور فضلی سی یہہ روایت ہی کہ دس ہزار بچی رہیں اور وصیت کرنی کی بعد چاہئی کہ اپنا گمان

ظنه بالله تعالى بانه يرحمه ويغفر ذنوبه ويستحضر في ذهنه انه حقير في مخلوقاته تعالى

جناب الٰہی میں درست کری کہ مجھپر اللہ رحمت ہی کریگا اور میری گناہ معاف ہی کریگا اور اپنی دلمیں یہہ خیال کری کہ اوسکی مخلوقات میں سب سی کمینہ ہوں

وانه تعالى غني عن عذابه وطاعته وينبغي له ان يكون مشغولا بقراءة ايات من القران العظيم في الرجاء

اور اللہ تعالی کو میری عذاب اور طاعت کی کچھ پرواہ نہیں ہی اور چاہئی کہ قرآن شریف کی وہ آیات جنمیں رجا اور امیدواری ہی پڑہی

او يقرأها غيره عنده وهو يسمع وكذلك يستقرئ احاديث الرجاء او يقرأ غيرها عنده و

یا اسکی پاس اور لوگ پڑہیں یہہ سنتا رہی اور ایسی ہی رجا کی حدیثیں پڑہی یا اور لوگ اسکی پاس پڑہیں اور

هو يسمع وحكايات الصالحين واثارهم عند الموت وينبغي له ان يحافظ على الصلوات الخمس و

یہہ سنتا رہی اور صلحاء کی قصی اور اونکی مرتی دم کی حالات سنی اور اوسکو چاہئی کہ پنجگانہ نماز کی اور

غيرها من وظائف الدين بقدر طاقته فانه اذا عجز عن القيام في الصلوة يصلي

سوائی اوسکی اور وظائف دین کی طاقت کی موافق محافظت کئی جاوی بیشک اگر وہ نماز میں قیام سی تنگ رہی

قاعدا بركوع وسجود وان لم يقدر على الركوع والسجود يصلي بالايماء قاعدا ويجعل سجوده

تو بیٹھکر رکوع اور سجود کی ساتھ پڑہی اور اگر رکوع اور سجود کی قدرت نہو تو بیٹھکر اشارہ سی پڑہی اب سجدہ کو بہ نسبت رکوع کی

اخفض من ركوعه ليحصل الفرق بينهما وان لم يقدر على القعود يصلي بالايماء

پست کری تاکہ دونوں میں فرق رہی اور اگر بیٹھنی کی قدرت نہو تو کروٹ پر پڑا ہوا اشارہ سی پڑہی

مضطجعا او مستلقیا لان الطاعة بحسب الطاقة لقوله تعالی لا یکلف الله نفسا الا وسعها ویجتنب النجاسات ما استطاع

یا چت لیٹکر اسلئی کہ طاعت بقدر طاقت ہوتی ہی اس آیت سی تکلیف نہین دیتا اللہ کسی کو مگر جو اوسکی گنجایش ہے اور گندگی سی جہانتک ہوسکی بچی

حتی اذا عجز عن استعمال الماء یصلی بالتیمم واذا کان علی بدنه او ثوبه او موضع صلوته نجاسة وعجز عن ازالتها یصلی معها

یہانتک کہ اگر پانی استعمال نکر سکے تو تیمم سی نماز پڑہی اور اگر اوسکی بدن پر یا کپڑی پر یا نماز کی جگہہ پر گندگی ہو اور پاک نکر سکے تو ویسی ہی نماز پڑہ لے

ولا یترك الصلوة ولا یؤخرها عن وقتها ما دام عقله ثابتا خوفا من حضور اجل بغتة وقد حصل منه التقصیر فی اتیان

نہ تو نماز کو بالکل قضا کری اور نہ وقت سی تاخیر کری جب تک کہ اوسکی عقل قایم ہو کیونکہ یہہ خوف ہی کہ ناگاہ موت ایسی وقت نہ آجاوی کہ بقدر طاقت

ما وجب علیه بقدر استطاعته ولیحذر من التساهل فی ذلك اذ من اقبح القبائح ان یکون اخر عهده من الدنیا التی

واجبات کی ادا کرنی سی قاصر ہو اور اسوقت مین سستی سی حذر کری کیونکہ یہہ بڑی قباحت ہی کہ دنیا مین جو

هی مزرعة الاخرة التفریط فیما وجب علیه او ندب الیه ولیجتهد فی ختم عمره باکمل الحالات ویوصی اهله واصحابه

آخرت کا کہیت ہی اسکی اخری وقت مین واجبات یا مستحبات کی ادا کی کوتاہی پائی جاوے اور چاہیئے کہ اپنی عمر کو اچھی سی اچھی حالت پر تمام کری اور اپنی اہل اور اصحاب کو

بالصبر والاحتمال علی ما یصدر منه فی مرضه ویوصیهم بالصبر وترك البکاء علیه ویقول لهم قد صح انه علیه الصلوة

اون چیزونکا جو اوس سی بیماری مین واقع ہون صبر اور تحمل کی وصیت کری اور وصیت کری کہ صبر کرنا رونا پیٹنا نہین اور اسطور پند کری کہ صحیح روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

والسلام قال المیت یعذب ببکاء اهله علیه فایاکم یا احبائی والسعی فی اسباب عذابی ویوصیهم ایضا باجتناب

نی فرمایا ہی میت کو اوسکی اہل کی رونی سی عذاب ہوتا ہی سو یارو میری عذاب مین سعی کرنی سی بچیو اور یہہ وصیت کری کہ ماتم مین

ما جرت به العادة من البدع فی الجنائز ویؤکد علیهم ذلك وینبغی له ان یقول فی وقت بعد وقت متی رایتم منی تقصیرا

جو جو بدعات رسم ہو رہی ہین ہرگز نکرنی چاہیین اور خوب تاکید کردی اور چاہیئے کہ دم بہ دم یہہ سمجہاتا رہی جب تمکو میری کوئی قصور

فی شیٔ فنبهونی علیه برفق فانی معرض للغفلة والکسل والاهمال واذا قصرت فنشطونی وعاونونی علی اهبة سفری

معلوم ہو تو مجھکو نرمی سی جتا دیا کرو کیونکہ مین اب غفلت اور کاہلی اور سستی مین مبتلا ہون اور جب مجہسی کوئی قصور ہو تو مجکو بچاؤ اور اس سفر کی سامان پر مدد کرو

هذا فاذا حضر الموت یوجه نحو القبلة علی شقه الایمن قال الزیلعی والمختار فی زماننا ان یلقی علی قفاه وقدماه

پہر جب دم نکلنے لگے تو داہنے کروٹ پر اوسکا مونہہ قبلہ کی طرف پہیر دین زیلعی کہتا ہی مختار اس زمانہ مین یہہ ہی کہ چت لٹا کر اوسکے پانو

الی القبلة ویرفع راسه قلیلا لیکون وجهه الی القبلة دون السماء وانما اختیر ذلك وان کان الاول سنة لکونه

قبلہ کی طرف کر کر کچھہ تہوڑا سا اوسکا سر اوبہار دین تاکہ اوسکا منہہ قبلہ کیطرف ہو جاوے آسمان کی طرف نرہی یہہ اسلئی مختار ٹہیرا ہے اگرچہ صورت اول مسنون ہی کہ

ایسر لخروج الروح ویلقن الشهادة لانه موضع یتعرض الشیطان فیه لافساد اعتقاده فیحتاج الی مذکر ومنبه علی

واسطی نزع روح کی آسان ہی اور کلمہ شہادت تلقین کرین کیونکہ اس وقت شیطان اوسکا اعتقاد خراب کرنیکو لپٹا رہتا ہے سو اب توحید یاد دلانی والی کے

التوحید وکیفیة التلقین ان یذکر عنده کلمة التوحید ولا یؤمر بها مخافة ان یضجر ویردها لکون الحال صعبا

حاجت ہی اور تلقین کا طریقہ یہہ ہے کہ اوسکو سنا کر کلمۂ توحید پڑہین اوسکو نہ کہین کہ کلمہ پڑہ یہہ خوف ہی کہ دل تنگ ہو کر رد کردی کیونکہ اوسپر یہہ سختی کا

علیه واذا قالها مرة لا تعاد علیه الا ان یتکلم بکلام اخر فحینئذ یلقن مرة اخری حتی یکون اخر کلامه کلمة التوحید

وقت ہی اور جب وہ ایک بار ہی پڑہ لی تو پہر اوسپر اعادہ نکرین ہان اگر اوسکی بعد اور بات چیت کی ہو تو اب دوبارہ تلقین کرین تاکہ اوسکے آخر کلام کلمہ توحید ہو

واما التلقین بعد الموت فقد اختلفوا فیه فقیل یلقن لظاهر ما روی عن ابی سعید الخدری انه علیه الصلوة والسلام

اور بعد موت کی جو تلقین کرتی ہین اوسمین اختلاف ہی کوئی کہتا ہی تلقین کرنا چاہئی باعتبار ظاہر معنون روایت ابو سعید خدری کے کہ نبی علیہ السلام نے

قال لقنوا موتاکم لا اله الا الله وقیل لا یلقن لعدم الفائدة فیه بعد الموت لانه ان مات مؤمنا لا یحتاج الی التلقین

فرمایا اپنی موتا کو لا اله الا الله تلقین کیا کرو اور کوئی کہتا ہی تلقین نکرین کیونکہ بعد موت کے اس مین کچھہ فائدہ نہین اسلئے کہ اگر وہ ایمان سے مرا تو اب تلقین کے کیا حاجت ہے

وان

ان مات کافرا لایفید التلقین وما ذکر من الحدیث فالجواب عنه ان المراد بالموتی هم الذین حضرهم الموت وقیل لا

اور اگر کافر مرا ہی تو اوسکو تلقین سی کیا فایدہ اور یہہ حدیث جو مذکور ہوئی تو اوسکا جواب یہہ ہی کہ موتا سی مراد وہ آدمی ہین جو نزع کی حالت مین ہین اور کوئی

یومر به ولا ینهی عنه واذا مات یغمض عیناه ویشد لحیاه بعصابة عریضة من فوق راسه لان فیه تحسین اذ لو ترک علی

کہتا ہی نہ تو تلقین کرنیکو امر کرین اور نہ منع کرین اور جب مر جاوے تو دونون آنکھین اوسکی بند کردین اور دونو جبڑی چوڑی پٹی سی سر سے باندہ دین کیونکہ اسمین خوبصورتی ہی اسلئی کہ اگر اوسکو

حاله یبقی فظیع المنظر ولا یؤمن من دخول الهوام فی جوفه والماء عند غسله ویمد اطرافه ویوضع علی بطنه حدید

اسی حال پر چہوڑ دین تو بدہیت ہو نہ کہلا رہ جاوے پہر اس سے بچاو نہین کہ اوسکی پیٹ مین کیڑا وغیرہ اور نہلاتی ہوی پانی بہر جاوی اور اوسکے ہاتہہ پانو کو سیدہے کردین اور پیٹ پر لوہا رکہدین

لئلا ینتفخ ویقول مغمضه بسم الله وعلی ملة رسول الله اللهم یسر علیه امره وسهل علیه ما بعده واسعده بلقائک واجعل

تاکہ پہول نجاوی اور آنکہین بند کرنیوالا یہہ پڑہی بسم الله وعلی ملة رسول الله اور رسول کے دین پر الٰہی آپ اسکا حال آسان کر اور سہل اسکا ما بعد سہل اور ہکو اپنی دیدار سی سعادتمند کردے اور اوسکے

ما خرج الیه خیرا مما خرج عنه ویکره قراءة القران عنده حتی یغسل ثم ان غسله شریعة قدیمة لما روی ان ادم النبی علیه

لئی وہ منزل جہان جاتا ہی اوس منزل سی کہ جہان سے نکلتا ہے بہتر کردے اور اوسکے پاس قرآن پڑہنا مکروہ ہے جبتک نہلا چکین پہر نہلانا قدیمی طریقہ ہے اسواسطی کہ روایت ہے کہ ادم نبی

الصلوة والسلام لما قبض نزل جبریل علیه السلام بالملئکة وغسلوه وقالوا لولده هذا سنة موتاکم والمراد بالسنة المذکورة

علیه السلام جب موی تو جبریل علیه السلام فرشتون کو لیکر آیا اور اونکو نہلا کر اونکی بیٹی سی کہا یہہ تمہاری موتا کی سنت ہے اور سنت سے اسجگہہ

ههنا الطریقة لان غسله واجب عملا بکلمة علی فی قوله علیه الصلوة والسلام للمسلم علی المسلم ستة حقوق ومن

طریقہ مراد ہی نہین تو میت کا غسل واجب ہے بلحاظ حرف علی کے جو اس حدیث مین واقع ہوا ہے مسلمان کی حقوق مسلمان پر چہہ ہین اونمین سے

جملتها ان یغسله بعد موته لکن اذا قام به البعض سقط عن الباقین لحصول المقصود فاذا ارید غسله یوضع علی سریر

ایک یہہ ہی کہ اوسکو مرنی کی پیچہی نہلاوی پر اس مین جب کوئی لگجاتا ہی تو باقی کی ذمہ سی ساقط ہوجاتا ہے کیونکہ مقصود جو تہا سو ہو چکا پہر جب اوسکے نہلانی کا ارادہ کرین تو تختہ پر

لینصب عنه الماء ویجمر سریره وترا تعظیما للمیت وازالة للرائحة الکریهة عنه وکیفیة التجمیر ان یدار المجمر حول السریر

لٹا دین تاکہ اوسیری پانی بہ جاوے اور اوس تختہ کو طاق یعنی تین بار یا پانچ بار خوشبو دہونی دینے کی دہو دین اسمین میت کی تعظیم ہے اور بدبو دور ہو جاتی ہے اور دہونی دینے کا یہہ طریقہ ہی کہ مجمر کو دہونی کے ساتہہ

بالبخور مرة او ثلثا او خمسا قال الزیلعی ولا یزاد علیها ویخلع ثیابه ویستر عورته لان سترها واجب والنظر الیها حرام لقوله علیه

تختہ کی گرد ایکبار یا تین بار یا پانچ بار گردش دین زیلعی کہتا ہی اس سی زیادہ نہ پہراوین پہر اوسکی کپڑی اوتار دین اور عورت ڈہانپ دین کیونکہ ستر عورت واجب ہے اور اوسکا دیکہنا حرام ہے اسواسطے کہ

لعلی لا تنظر الی فخذ حی ومیت ویوضأ بلا مضمضة ولا استنشاق لان الوضوء سنة الغسل لکن فی المیت یترک المضمضة

علی کو فرمایا کہ نسے زندہ اور مردہ کی ران پر نگاہ مت کرنا پہر وضو کرا دین بدون کلی اور ناک کے پانی کے اسواسطے کہ وضو غسل مین مسنون ہے لیکن میت کے غسل مین کلی

والاستنشاق لتعذر اخراج الماء منه فیبدأ بغسل وجهه لا بغسل یدیه ولا یؤخر غسل قدمیه واختلف فی استنجائه و

اور ناک کا پانی متروک ہے اسلئے کہ پہر پانی کا نکالنا دشوار ہی پہر پہلی پہل مونہہ دہوین پہلی ہاتہہ نہ دہوین اور پانو کا دہونا پیچہے پر نہ رکہین اور میت کے استنجا اور

مسح راسه والصحیح انه یستنجی ویمسح راسه لکن الغاسل لا یمس عورته لان مس العورة حرام بل

سر کی مسح مین اختلاف ہے صحیح یہہ ہے کہ استنجا اور سر کا مسح بہی کرین پر نہلانی والا اوسکی عورت کو نہ چہوی اسلئے کہ عورت کا چہونا حرام ہے بلکہ

یلف خرقة علی یده ویغسل المخرج حتی یطهر ثم یفاض علیه الماء مغلی بسدر او حرض وان لم یوجد ماء

اپنی ہاتہہ پر کپڑا لپیٹ کر مخرج کو اتنا دہووی کہ پاک ہوجاوی پہر اوسپر بیری کی پتو کا یا اشنان کا جوش دیا ہوا پانی بہا دین اور اگر ایسا پانی نہ ملے

کذلک یغسل بالماء القراح وهو الخالص لان المقصود الذی هو الطهارة یحصل به واما اذا وجد فالترتیب

تو خالص پانی سی نہلا دین کیونکہ اصل مقصود یعنی طہارت اس مین سے بہی حاصل ہے ہان اگر میسر آوی تو پہر ترتیب موافق

علی ما ذکر فی مبسوط شیخ الاسلام وهو مروی عن ابن مسعود رض ان یبدأ بالماء القراح حتی یبتل ما علی

بیان شیخ الاسلام کے جو مبسوط مین ہی اور وہ روایت ہی ابن مسعود سے یون ہے کہ اول غسل خالص پانی سی تاکہ جو کچہہ بدن پر

البدن من الدرن والنجاسة ثم بماء السدر او الحرض لیزول ما علی البدن لکونه ابلغ فی التنظیف ثم بماء فیه
میل کچیل نجاست ہی سو بہیگ کر پہول جاوی پہر بیری یا اشنان کی جوش دی ہوئی پانی سی تاکہ جو بدن پر ہی سو چہوٹ جاوی کیونکہ اسمین نظافت خوب ہوتی ہی پہر کافور
کافور ان وجد تطییبا لبدن المیت ثم یغسل راسه ولحیته بالخطمی لانه ابلغ فی استخراج الوسخ لکونه مثل الصابون فی التنظیف
ملی ہوئی پانی سی اگر میسر ہو تاکہ میت کا بدن خوشبو ہو جاوی پہر اوسکا سر اور ڈاڑہی گل خیرو مین دہو دین کیونکہ اسمین میل خوب چہوٹتا ہی اسلئی کہ خطمی صابون کی مانند صاف کرتا ہی
وان لم یوجد فبالصابون ثم یضجع علی یساره ویغسل حتی یصل الماء الی ما یلی التخت منه ولا یکب علی وجهه لیغسل ظهره
اور اگر یہہ نہ ملی تو صرف صابون سی پہر بائین کروٹ پر لٹاکر اتنا نہلاوین کہ پانی نیچی کی طرف تختہ تک بہہ جاوی اور پیٹہہ دہونی کی لئی منہہ کی بل اوندہا نہ کردین
ثم یجلسه الغاسل ویسنده الیه ویمسح بطنه برفق وان خرج منه شیء یغسله ولا یعید غسله ولا وضوءه لان غسله
پہر اوسکو نہلانیوالا اپنی سہارسی بیٹہاکر نرم نرم پیٹ کو ملدی اور اگر پیٹ مین سی کچہہ نکلی تو دہودی اسکی نہ غسل کا اعادہ ہی اور نہ وضو کا اسواسطی کہ اوسکا غسل
عرف بالنص وهو قوله علیه الصلوة والسلام للمسلم علی المسلم ستة حقوق وذکر منها غسله بعد موته وقد حصل مرة فلا یعاد
جو نص سی اسحدیث مین ثابت ہوا ہی واسطی مسلمان کی مسلمان پر چہہ حق ہین اونہین غسل میت کو بہی ذکر فرمایا سوئی ایکبار ہو لیا پہر اعادہ نہین ہی
ثم ینشف بثوب لئلا یبتل اکفانه ویجعل علی راسه ولحیته الحنوط وهو عطر مرکب من اشیاء طیبة ولا باس بسائر انواع الطیب
پہر کپڑی سی پونچہ دین تاکہ کفن تر نہو جاوی اور اوسکی سر اور ڈاڑہی پر اگرچہ خوشبو مرکب لگاوین حنوط خوشبو ہی کئی خوشبو چیزون سی مرکب ہوتی ہی اور سب قسم کی خوشبوئونکا
غیر الزعفران والورس فانهما یکرهان فی حق الرجال دون النساء ویجعل الکافور علی مساجده وهی جبهته وانفه ویداه
سواء زعفران اور ورس کی کچہہ ڈر نہین ہی یہہ دونو مردون کی حق مین مکروہ ہین عورتون کی لئی مکروہ نہین اور مساجد پر کافور لگاوین اور مساجد اوسکی پیشانی ہی اور ناک اور دونو ہاتہہ
ورکبتاه وقدماه لانه کان یسجد بهذه الاعضاء فکانت اولی بزیادة الکرامة ولا یسرح شعره ولحیته ولا یقص ظفره
اور دونو گہٹنی اور دونو قدم اسلئی کہ ان اعضاء پر سجدہ کرتا تہا اسواسطی زیادتی تعظیم کی یہہ ہی اعضاء لایق تر ہین اور بالون مین اور ڈاڑہی مین کنگہی نہ کرین اور نہ ناخن تراشین
وشعره لان هذه الاشیاء انما تفعل للزینة وقد استغنی عنها وما روی انه علیه الصلوة والسلام قال اصنعوا بموتاکم
اور نہ بال کترین کیونکہ یہہ سامان زینت کی ہین سو اسکی کچہہ حاجت نہین رہی اور یہہ جو روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سنگار بناؤ اپنی موتا کا
کما تصنعون بعروسکم محمول علی التطییب والتطهر لا علی التنقیص وازالة الجزء لکون ذلک غیر مسنون فی المیت وروی
جیسی سنگار کرتی ہو اپنی دلہنون کو سو محمول ہی خوشبو اور طہارت پر ناقص کرنی پر اور جزکی دور کرنی پر نہین کیونکہ یہہ امور میت کی حق مین غیر مسنون ہین اور
عن ابی حنیفة وابی یوسف ان الظفر ان کان منکسرا فلا باس باخذه ومن مات ولم یوجد ماء لیغسل یتیمم ویصلی علیه ثم
ابو حنیفہ اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ ناخن اگر ٹوٹا ہو تو اوسکی کترنیکا کچہہ مضائقہ نہین اور اگر کوئی شخص مرجاوی اور پانی غسل کو نہ ہاتہہ آئی تو اوسکو تیمم کراوین اور نماز پڑہین پہر
ان وجد ماء یغسل وتعاد صلوته وقیل لا تعاد وان جری الماء علی المیت او اصابه مطر عن ابی یوسف انه لا ینوب عن الغسل
اگر پانی ملجاوی تو نہلاوین اور نماز دوبارہ پڑہین اور کوئی کہتا ہی کہ پہر نہ پڑہین اور اگر میت پر خود بخود پانی بہہ گیا یا مینہہ مین بہیگ گیا تو ابو یوسف سی روایت ہی کہ قایم مقام غسل کا نہین
لانا امرنا بالغسل وجریان الماء واصابة المطر لیس بغسل والغریق یغسل ثلاثا فی قول ابی یوسف وعند محمد فی روایة ان
ہوتا کیونکہ ہمکو حکم غسل دینی کا ہی اور پانیکا بہنا اور مینہہ مین بہیگنا کچہہ غسل نہین ہی اور ڈوبی ہوئی کو ابو یوسف کی قول پر تین بار غسل دین اور محمد کی قول کی موافق ایک روایت مین اگر
نوی الغسل عند الاخراج من الماء یغسل مرتین وان لم ینو یغسل ثلاثا وفی روایة عنه یغسل مرة واحدة وغاسل المیت
پانی مین سی نکالتی ہوئی غسل کی نیت کی ہو تو پہر دوبار نہلاوین اور اگر نیت غسل کی نہین کی تو تین بار نہلاوین اور ایک روایت مین اونسی کہ ایک ہی دفعہ نہلا دین اور میت کا نہلانیوالا
ینبغی ان یکون علی طهارة وان یکون اقرب الناس الیه وان لم یوجد فاهل الورع والصلاح واذا تم غسله یکفن ولکل واحد
چاہئی کہ باوضو ہو اور میت کا سب سی زیادہ تر قریب ہو اور اگر ایسا شخص موجود نہو تو کوئی خداترس اور پرہیزگار ہو اور جب نہلا چکین تو کفن پہناوین اور ہر ایک
من الرجل والمرأة کفن السنة وکفن الکفایة وکفن الضرورة فی حقهما ما یوجد وکفن السنة للرجل قمیص وازار ولفافة
کی لئی عورت ہو یا مرد ایک تو کفن سنت ہی اور ایک کفن کفایت ہی اور لاچاری کا دونو کی لئی وہ ہی جو میسر آجاوی اور کفن سنت مرد کا قمیص یعنی کفنی اور تہبند اور چادر پوٹ کی

فالقمیص من المنکبین الی القدمین بلا دخریص ولا جیب ولا کمین وکل واحد من الازار واللفافۃ من الفرق الی

پس قمیص دونو مونڈہوں سی پانوون تک بی کلی اور گریبان اور بی آستینونکے اور وہ دونو یعنے تہبند اور پوٹ کی چادر سر سے

القدم فاذا ارید تکفینہ ینبسط اللفافۃ اولا ثم الازار ثم القمیص ثم یوضع المیت فیہ ویقمص ثم یعطف

پانو تک ہین جب کفن پہناوین تو پہلی پوٹ کی چادر بچھاوین پہر اوسکی اوپر تہبند پہر اوسکے اوپر قمیص پہر اوسکے اوپر میت کو لٹا کر قمیص یعنے کفنی پہناوین پہر تہبند

الازار من جہۃ الیسار ثم من جہۃ الیمین ثم اللفافۃ کذلک وان خیف انتشار الکفن یعقد صیانۃ عن

پہلی بائین طرف سی لپیٹین پہر داہنی طرف سی پہر پوٹ کی چادر اسیطور پر اور اگر کفن کے اوڑنی کا خوف ہو تو گرہ لگادین مبادا

الکشف وکفن الکفایۃ لہ ازار ولفافۃ ویکرہ اقل من ذلک الا عند الضرورۃ وکفن السنۃ للمراۃ درع وخمار

کہل جاوی اور کفن کفایت مرد کے واسطی تہبند اور پوٹ کے چادر اتنی کم تر مکروہ ہے مگر لاچاری کو اور کفن سنت عورت کی لئی پیراہن اور اوڑہنے

وازار ولفافۃ وخرقۃ تربط علی ثدییہا فانہا تلبس الدرع اولا ثم یجعل شعرہا ضفیرتین علی صدرہا فوق الدرع

اور تہبند اور پوٹ کی چادر اور دامنی جس مین اوسکی پستان چہپاوین پس عورت کو پہلی پیراہن پہناوین پہر اوسکی بالونکی دو لٹین کر کر پیراہن کی اوپر دونو طرف سینہ پر

ثم یوضع الخمار علی راسہا منشورۃ کالمقنعۃ فوق ذلک ثم یعطف الازار واللفافۃ کما ذکر فی حق الرجال ثم تربط الخرقۃ

پہر اوڑہنے اوسکے سر پر مقنع کی طور پر درع کی اوپر پہیلا کر اوڑہادین پہر ازار اور لفافہ کو اوسیطور پر جو مردونکی حق مین مذکور ہوا لپیٹین پہر دامنی سینہ کی

فوق الاکفان وعرضہا ما بین الثدی الی السرۃ وکفن الکفایۃ لہا ازار ولفافۃ وخمار ویکرہ اقل من ذلک الا عند

سب کفنون کی اوپر لپیٹ دین اسکا عرض پستان سی ناف تک چاہئے اور کفن کفایت عورت کا تہبند اور پوٹ کی چادر اور اوڑہنے اس سی کمتر مکروہ ہے مگر

الضرورۃ ویجمر الاکفان قبل ان یدرج فیہا المیت وترا ولا یزاد علی خمس علی ما ذکرہ الزیلعی وقال المرغینانی علی ما ذکر

لاچاری کو اور کفنونکو میت کی داخل کرنی سی پہلی خوشبو کی دہونی دین طاق اور پانچ بار سی زیادہ موافق بیان زیلعی کی نہین اور مرغینانی موافق اوسکے جو منیہ کے

فی شرح المنیۃ ان کان فی المال کثرۃ وفی الورثۃ قلۃ فکفن السنۃ اولی والا فکفن الکفایۃ اولی مع جواز کفن

شرح مین مذکور ہی کہتا ہی اگر ترکہ بہت ہو اور وارث کم ہون تو کفن سنت اولی ہی اور نہین تو کفن کفایت اولی ہے اگرچہ کفن سنت تو بہی

السنۃ والمراہق فی الکفن بمنزلۃ البالغ والطفل الذی لم یبلغ حد الشہوۃ فالاحسن ان یکفن فیما یکفن البالغ وان

جائز ہی اور مراہق کفن کی باب مین بجای بالغ کی ہی اور وہ لڑکا جو ابہی حد شہوت کو نہین پہونچا تو بہتر یہ ہے کہ اوسکو کفن بالغ کا دیوین اور اگر

کفن فی ثوب واحد یجوز وبعد تکفینہ یصلی علیہ والصلوۃ علیہ فرض کفایۃ ان اداہا البعض ولو رجلا واحدا

اوسکو ایک ہی کپڑ یکا کفن دیوین تو بہی جائز ہی اور کفنا کر اوسپر نماز پڑہین اور نماز جنازہ فرض کفایہ ہی اگر کوئی بہی ادا کر دی اگرچہ ایک ہی مرد یا

اوامراۃ واحدۃ تسقط عن الباقین والا یاثم الکل واذا حمل علی سریرہ فالسنۃ ان یحملہ اربعۃ نفر من جوانبہ الاربعۃ

ایک ہی عورت ہو تو سب کے ذمہ سی ساقط ہو جاتی ہی اور نہین تو سب گنہگار ہوتی ہین اور جب اوسکو جنازہ پر اوٹہا لی چلین تو مسنون یہ ہے کہ چار آدمی چارون طرف سی اوٹہاوین

اذ فیہ تخفیف للحاملین وصیانۃ للمیت عن السقوط والانقلاب وتکثیر الجماعۃ حتی لو لم یتبعہ احد یکون ہؤلاء

کیونکہ اس مین اوٹہانی والونکو تخفیف ہی اور میت کی گرنی سی اور اولٹنی پلٹنی سی حفاظت ہی اور جماعت کثیر ہو جاتی ہے یہانتک کہ اگر اور کوئی ساتہہ نہ چلے تو یہ ہے

جماعۃ ویسرعون بہ فی المشی بلا خبب وعند کثرۃ الناس یتناوبہم فی حملہ یستحب لکل من یحملہ ان یحملہ من کل جانب

جماعت ہے اور چلنی مین جلدی کرین دوڑین نہین اور کثرت انبوہ مین اگر باری باری اوسکو لی چلین تو ہر ایک کو چارون طرف سی

عشر خطوات لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام من حمل جنازۃ اربعین خطوۃ کفرت عنہ اربعین کبیرۃ وکیفیۃ حملہ

دس دس قدم لی چلنا مستحب ہے واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کی جو کوئی جنازہ چالیس قدم لی چلتا ہے تو اوسکے چالیس کبیرہ گناہ معاف ہو جاتی ہین اور لی چلنی کی کیفیت

ان یبتدی بالمقدم الایمن ویضعہ علی عاتقہ الایمن ثم بالمؤخر الایمن ویضعہ علی عاتقہ الایمن ثم بالمقدم الایسر

یہہ ہی کہ پہلی اگلی داہنی جانب اوٹہا کر اپنی داہنے مونڈہے پر رکہی پہر پچہلے داہنے جانب اپنی داہنی مونڈہی پر رکہی پہر اگلی بائین جانب اپنی

ويضعه على عاتقه الايسر ثم بالمؤخر الايسر ويضعه على عاتقه الايسر فالافضل لبقية الناس مشيهم خلفه لانه ابلغ

بائین مونڈہی پر رکہی پہر پچہلی بائین جانب اپنی بائین مونڈہی پر رکہی اور باقی لوگونکو یہہ افضل ہی کہ جنازہ کی پیچہی پیچہی چلین کیونکہ عبرت پذیری

فی الاتعاظ واذا بلغوا قبره يكره لهم الجلوس قبل وضعه على الارض ولا يكره بعد وضعه هذا فی حق من يمشی مع الجنازة

کی لئی بہت خوب ہی اور جب قبر کی پاس پہنچین تو اونکو مکروہ ہی کہ جنازہ زمین پر اوتارنے سے پہلے بیٹہہ جاوین اور جب زمین پر اوتارلین تو مکروہ نہین یہہ اونکی حق مین ہی جو جنازہ کی ساتہہ آتی ہین

واما لو ذهب قوم الى المصلی وجلسوا ينتظرونها فجیء بها فالصحيح انهم لا يقومون قبل الوضع وكذا من كان قاعدا على

اور اگر ایک قوم آگی جاکر نمازگاہ مین اوسکی منتظر بیٹہی ہون پہر اوس جنازہ کو وہان لیکر آوین تو صحیح یہہ ہے کہ یہہ قوم جنازہ زمین پر رکہنی سے پہلے کہڑی نہو اور ایسا ہی جو شخص رستہ پر بیٹہا ہو

الطريق فمرت به الجنازة الا اذا اراد ان يتبعها وما ورد فی الاحاديث من القيام لها منسوخ ولا ينبغی لمن يتبعها

اور وہان کو جنازہ آجاوی ہان اگر جنازہ کی ساتہہ جانیکا ارادہ کری کہڑا ہوجاوے اور وہ جو حدیثون مین جنازہ کی لئی کہڑا ہونا آیا ہی سو منسوخ ہے اور ساتہہ جانیوالونکو نہین چاہیے

ان يرجع قبل ان يصلی عليها وبعد ان يصلی عليها قالوا لا يرجع الا باذن اهلها وذكر فی المحيط ان الرقيق يسعه الرجوع

کہ نماز جنازہ سی پہلی پہرکر چلی آوین اور بعد نمازکے بہی کہتی ہین کہ بدون اجازت اہل جنازہ کے نجاوین اور محیط مین کہا ہے کہ غلام کو مضایقہ نہین کہ بن اجازت

بغير اذنهم وهو لا وجه والاولى على ما ذكر فی شرح المنية ويحفر القبر واختلف فی مقدار عمقه فقيل قدر نصف القامة

ولی میت کی چلا جاوی اور موافق مذکور شرح منیہ کے یہہ ہی ٹہیک راوی ہے اور قبر کہودین اور اوسکے گہراو مین اختلاف ہے کوئی کہتا ہی بقدر نیم قدآدم

وقيل الى الصدر وان زادوا الى القامة فهو افضل واحسن ثم الافضل فيه اللحد وهو ان يحفر فی جانب القبلة منه

اور کوئی کہتا ہی سینہ تک اور اگر برابر قدآدم گہری کرین تو افضل اور حسن ہے پہر اوس مین اگر لحد یعنی بغلی بناوین تو بہت افضل ہے لحد یہہ ہوتا ہے کہ قبر کی اندر قبلہ کی طرف گڑہا

حفيرة ويوضع الميت فيها وان كانت الارض رخوة فلا باس بالشق وهو ان يحفر فی وسط الارض حفيرة كالنهر ويبنى جانباها

کہود کر اوسکی اندر مردہ کو رکہدین اور اگر زمین پہسپہسی کمزور ہو تو شق کا کچہہ مضایقہ نہین شق یہہ ہی کہ قبر کی بیچون بیچ نہر کی وضع پر گڑہا کہودین اور اوسکی دونو پہلو

باللبن ويوضع الميت فيها ويسقف باللبن ولا يمس السقف الميت والسنة ان يوضع الميت فی قبره من جانب القبلة

کچی اینٹ سی چن کر اوسکی اندر مردہ کو رکہین اور کچی اینٹ سی چہاپین اور چہت میت سی جدا رہے اور طریق مسنون یہہ ہے کہ میت کو قبر مین قبلہ کی طرف سی اوتارین

ولا تعيين فی عدد الواضعين بل المعتبر حصول الكفاية وترا كانوا او شفعا ويقول جميعهم عند الوضع بسم الله و

اور اوتارنی والونکی گنتی مقرر نہین ہی بلکہ یہہ ہی معتبر ہی کہ جسقدر کفایت کرین طاق ہون یا جفت اور اوتارتی وقت سب کے سب یہہ پڑہین بسم الله و

على ملة رسول الله ويوجه الى القبلة ولا يلقى على ظهره وتحل العقدة لانها كانت لخوف انتشار الكفن وقد حصل

علی ملة رسول الله اور میت کا منہہ قبلہ کیطرف پہیردین چت نہ پڑا دین اور گرہ کہول دین کیونکہ گرہ تو اسلئی تہی کہ کفن نہ کہل جاوی سو ئی

الامن منه ويسوى اللبن والقصب على اللحد ويكره الاجر والخشب لانهما لاحكام البناء والقبر موضع البلاء والفناء وذو

امن ہی بحث ہوگئے اور لحد پر کچی اینٹ یا بانس بہلا دین اور پکی اینٹ اور لکڑیان مکروہ ہین کیونکہ یہہ دونو چیزین مضبوطی کے واسطے ہین اور قبر کہنگی اور فنا کی جگہہ ہے اور

الرحم المحرم اولی بوضع المراة فان لم يكن فاهل الصلاح من الاجانب ويسجى قبرها بثوب حال الوضع حتى يجعل اللبن

عورت کو اوتارنی کی لئی محرم شخص اولی ہی اگر موجود نہو تو اجنبی پرہیزگار اور عورت کی قبر پر اوتارتی ہوی جب تک لحد کو چہاپ چکین کپڑہ تنی

ونحوه على اللحد لان مبنى حالهن على الستر ولا يسجى قبر الرجل لان مبنى حالهم على الكشف ثم يهال عليه التراب ويسنم القبر

پردہ کئی رہین اسلئی کہ عورتون کی حال کی بنا سب پردہ ہے اور مرد کی قبر پر پردہ نہین چاہئے اسلئے کہ مردونکے حال مین ظہور مناسب ہے پہر اوسپر مٹی دہکیل دین اور قبر کو بالشت بہر اونچی

قدر شبر ولا يسطح ولا يزاد على التراب الذی خرج عن القبر ولا باس برش الماء عليه كيلا ينتشر التراب بالريح ويكره ان يبنى

اونٹ کی سی پشت بناوین اور ہموار نکرین اور نہ اوپر مٹی سواے قبر کی کہدی ہوی کی ملاوین اور اوسپر پانی چہڑکنی کا کچہہ مضایقہ نہین تاکہ مٹی ہوا سے نہ اوڑجاوے اور مکروہ ہے کہ اوسپر مکان

عليه بيت او قبة او نحو ذلك وكذا يكره وطؤه والجلوس عليه والنوم لديه والصلوة اليه لما روى عن مرثد الغنوی

یا گنبج وغیرہ بناوین اور ایسی ہی پامال کرنا اوسپر بیٹہنا اور اوسکے پاس سونا اور اوسکے طرفکو نماز پڑہنی مکروہ ہے کیونکہ روایت ہی مرثد غنوی سے

انه علیه الصلوٰة والسلام قال لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیها ویکره الذبح عنده لما روی عن انس انه علیه الصلوٰة
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قبر پر مت بیٹھو اور نہ اوسکے طرف کو نماز پڑھو اور قبر کے پاس ذبح کرنا مکروہ ہے کیونکہ انس سے یہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے

والسلام قال لا عقر فی الاسلام وهو الذی کان یعقر عند القبر بقرة او شاة ویکره اتخاذ الضیافة من اهل المیت لکن
فرمایا کہ اسلام میں عقر نہیں ہے اور عقر وہ گائی یا بکری ہی جو قبر پر لیجا کر ذبح کرتی تہی اور میت کی اہل سے مہمانی کا لینا مکروہ ہے لکن

یستحب لجیران المیت واقربائه الاباعد تهیئة الطعام لهم والحاحهم فی الاکل لما روی عن ابن مسعود انه علیه السلام
میت کی ہمسایوں اور دور کی ناتہ داروں کو کہانا تیار کرنا اہل میت کیواسطے اور اونکو بہ منت کہلانا مستحب ہے اسواسطے کی ابن مسعود سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے

لما جاءه نعی جعفر بن ابی طالب قال اصنعوا لال جعفر طعاما فقد اتاهم ما یشغلهم ویستحب التعزیة لما روی عن ابن مسعود
جب خبر مرگ جعفر بن ابی طالب کے سنے تو فرمایا واسطے عیال جعفر کے کہانا تیار کرو کہ اونکو ایسے خبر آئی ہے جسمین مشغول ہین اور تعزیت مستحب ہے اسلئے کہ ابن مسعود سے روایت ہے

انه علیه الصلوٰة والسلام قال من عزی مصابا فله مثل اجره وکیفیة التعزیة ان یقال لمن مات له قریب اعظم الله
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے مصیبت زدہ کی تعزیت کی تو اوسکو ویسا ہی اجر ہے اور کیفیت تعزیت کی یہہ ہے کہ اوس سے جسکا قریب مر گیا ہو کہی خدا تجکو اجر عظیم

اجرك واحسن عزاك وغفر لمیتك ان کان المیت مکلفا والا لا یقول وغفر لمیتك ومن مات ولم یدفن ایاما بان وضع
عنایت کری اور تیری عزا نیک کردے اور تیری میت کو بخشے یہہ جبہی کہ اگر میت مکلف ہو اور نہین تو یہہ نہ کہی تیری میت کو بخشے اور جو شخص مرجاوے اور چند روز مدفون نہو اسطور کہ

فی التابوت لیحمل من مصر الی مصر اخر فما لم یدفن لا یسئل لان السوال لا یکون الا فیما یستقر فیه المیت حتی لو اکله
تابوت مین رکہا رہی تاکہ ایک شہر سے دوسرے شہر مین لیجاوین سو جبتک دفن نہوگا سوال منکر نکیر کا بہی نہوگا اسواسطے کہ سوال وہان ہوتا ہی جہان میت قرار پکڑے یہانتک کہ اگر اوسکو

السبع یکون السوال فی بطنه وهو لکل ذی روح من بنی ادم حتی الرضیع فانه یسئل فیلهمه الله الجواب وهل للانبیاء
درندہ کہا جاوے تو سوال اوسکے پیٹ مین ہوگا اور سوال بنی آدم مین سے ہر ایک جاندار سے ہوتا ہے یہانتک کہ دودہ پیتے بچہ سے بہی سوال ہوتا ہے سو اللہ تعالے اوسکو جواب سکہلا دیتا ہے اور آیا انبیا کو بہی ہے

فی القبر سؤال قد ذکر فی الظهیریة ان الزاهد الصفار قال لیس فی هذا نص ولا خبر ودلیل نفی ذلك عنهم اوضح یسر نا
قبر مین سوال ہوا یا نہی سو ظہیریہ مین مذکور ہے کہ زاہد صفار کہتا ہے کہ اس باب مین نہ کوئی نص ہی اور نہ کوئی خبر اور انکے نفی کی دلیل ظاہر تر ہے الٰہی ہمکو

الله تعالی حسن الخاتمة عند الممات

المجلس السابع والخمسون فی بیان جواز زیارة القبور وعدم جوازها

مرتی وقت خاتمہ بالخیر آسان کر
ستاونوی مجلس زیارت قبور کے جواز اور عدم جواز کے بیان مین

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه بریدة
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمکو قبرون پر جانے سے منع کیا تہا سو اب قبرونکی زیارت کیا کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون سے ہے بریدہ کی روایت ہے

وفیه تصریح بوقوع النهی فی اوائل الاسلام عن زیارة القبور لکونها مبدأ عبادة الاصنام وکان ابتداء ذلك
اور اسمین تصریح ہے کہ اوایل اسلام مین زیارت قبور سے ممانعت ہوی تہی اسلئے کہ یہہ ہی سبب بت پرستی کا ہے کہ پہلے پہل یہہ سخت مرض

الداء العضال فی قوم نوح النبی علیه السلام کما اخبر الله تعالی فی کتابه وقال نوح رب انهم عصونی واتبعوا من
نوح نبی علیہ السلام کے امت مین پیدا ہوا تہا چنانچہ اللہ تعالی اپنی کتاب مین خبر دیتا ہی کہا نوح نے ای رب میرے انہون میرا کہا نمانا اور مانا ایسے کا

لم یزده ماله وولده الا خسارا ومکروا مکرا کبارا وقالوا لا تذرن الهتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث
جسکو اوسکی مال اور اولاد نے اور بڑہا ٹوٹا اور داو کیا ہی بڑا داو اور بولی نہ چہوڑیو اپنی ٹہاکرونکو اور نہ چہوڑیو ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث

ویعوق ونسرا قال ابن عباس وغیره من السلف کان هؤلاء قوما صالحین فی قوم نوح النبی علیه السلام فلما ماتوا عکف
اور یعوق اور نسر کو ابن عباس وغیرہ سلف کہتے ہین کہ یہہ لوگ نوح نبی علیہ السلام کی امت مین صلحا تہی جب یہہ مر گئے تو

الناس علی قبورهم ثم صوروا تماثیلهم ثم طال علیهم الامد فعبدوهم فلما کان منشأ عبادة الاصنام من جهة القبور
لوگون نے انکی قبرون پر بیٹہنا اختیار کیا پہر اونکی صورتکی تصویرین بنالین پہر اسطور مدت گذر گئی پہر تو اونکو پوجنے لگی جبکہ منشا بت پرستی کا قبرون سے پیدا ہوا ہے

نهی النبی علیه الصلوة والسلام اصحابه فی اوائل الاسلام عن زیارة القبور سدًا لذریعة الشرك لکونهم حدیث العهد
تو نبی علیه الصلوة و السلام نے اپنے یاروں کو اوائل اسلام میں زیارت قبور سے منع کردیا تاکہ شرک کا وسیلہ بند ہوجاوے کیونکہ اونکو کفر چھوڑے تھوڑی ہی مدت تھا
بالکفر ثم لما تمکن التوحید فی قلوبهم اذن لهم فی زیارتها وعلمهم کیفیتها فتارة بفعله وتارة بقوله وذلك فی الاحادیث
تھوڑا عرصہ گذرا تھا پھر جب توحید اونکے دلوں میں جم گئی تو اونکو زیارت قبور کی اجازت دی اور اوسکی کیفیت سکھا دی کبھی کرکے کبھی کہکر اور یہہ مضمون بہت حدیثوں میں
الکثیرة بعضها فی الاذن وبعضها فی التعلیم وفی ضمنها بیان الفائدة اما التی فی الاذن فمنها ماروی عن ابی سعید
ہے بعضی درباب اذن میں اور بعضی درباب تعلیم اور اوسکے ضمن میں فوائد کا بیان ہے پھر جو کہ درباب اذن میں ہیں اون میں سے ایک یہہ ہے ابو سعید سے روایت ہے
انه علیه الصلوة والسلام قال انی کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها فان فیها عبرة ومنها ماروی عن علی بن
کہ نبی علیه الصلوة و السلام نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ اسمیں عبرت پیدا ہوتی ہے اور ایک یہہ ہے علی ابن ابی طالب سے
ابی طالب انه علیه الصلوة والسلام قال انی کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها فانها تذکرکم الاخرة ومنها ماروی
روایت ہے کہ نبی علیه السلام نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ تمکو آخرت یاد دلاتی ہے اور ایک یہہ ہے
عن ابن مسعود انه علیه الصلوة والسلام قال کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها فانها تزهد فی الدنیا ومنها
ابن مسعود کے روایت ہے کہ نبی علیه السلام نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ یہہ دنیا چھڑاتی ہے اور ایک یہہ ہے
ماروی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال زوروا القبور فانها تذکر الموت ومنها ماروی عن بریدة انه علیه السلام
ابی ہریرہ کی روایت ہے کہ نبی علیه الصلوة و السلام نے فرمایا قبور کی زیارت کیا کرو کیونکہ موت یاد دلاتی ہے اور ایک یہہ ہے بریدہ کے روایت ہے کہ نبی علیه السلام نے فرمایا
قال کنت نهیتکم عن زیارة القبور فمن اراد ان یزور فلیزر ولا تقولوا هجرا واما التی فی التعلیم فمنها ماروی عن بریدة
میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب جو شخص زیارت قبور کا ارادہ کرے تو زیارت کرے اور بیہودہ نکہا کرو اور وہ حدیثیں جو تعلیم کے باب میں سو ایک تو یہہ ہے بریدہ کی روایت ہے
انه علیه الصلوة والسلام کان یعلمهم اذا خرجوا الی المقابر ان یقولوا السلام علیکم یا اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین
کہ نبی علیه السلام سکھاتے تھے جب کوئی مقابر پر جاتا کہ کہو السلام علیکم اے اہل قبور مومنین اور مسلمین
وانا ان شاء الله بکم لاحقون انتم لنا سلف ونحن لکم تبع نسئل الله لنا ولکم العافیة ومنها ماروی عن ام المؤمنین
اور ہم انشاء الله تمہارے پاس آتے ہیں تم ہمارے پیشوا ہو اور ہم تمہارے تابع ہیں ہم الله سے اپنی اور تمہاری عافیت مانگتے ہیں اور ایک یہہ ہے ام المؤمنین
عائشة انها قالت لرسول الله صلی الله علیه وسلم کیف اقول یا رسول الله فی زیارة القبور قال قولی السلام علی
عائشہ کے روایت ہے کہ انہوں نے رسول الله صلے الله علیه وسلم سے پوچھا کہ یا رسول الله میں زیارت قبور میں کیا کہا کروں آپ نے فرمایا کہہ سلام
اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین ویرحم الله المستقدمین منا ومنکم والمستاخرین وانا ان شاء الله بکم لاحقون ومنها
اہل دیار پر مومنین اور مسلمین میں سے اور الله رحمت کرے اگلوں پر ہم میں اور تم میں سے اور پچھلوں پر اور ہم انشاء الله تمہارے پاس آتے ہیں اور ایک یہہ ہے
ماروی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام خرج الی المقبرة فقال السلام علیکم دار قوم مؤمنین وانا ان شاء الله
ابوہریرہ کی روایت ہے کہ نبی علیه الصلوة و السلام مقبرہ کو تشریف لے گئے سو آپ نے فرمایا سلام تم پر اے دار قوم مومنین اور ہم انشاء الله
عن قریب منکم لاحقون ومنها ماروی عن ابن عباس رض انه علیه الصلوة والسلام مر بقبور المدینة فاقبل علیهم فقال
جلد تم سے ملنے والے ہیں اور ایک یہہ ہے ابن عباس کی روایت ہے کہ نبی علیه الصلوة و السلام مدینہ شریف کے مقابر پر کو آگئے سو اودہر متوجہ ہوکر فرمایا
السلام علیکم یا اهل القبور یغفر الله لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر فانه علیه الصلوة والسلام بین فی هذه الاحادیث
سلام تم پر اے اہل قبور خدا بخشے ہمکو اور تمکو تم ہمارے اگلے ہو اور ہم تمہارے پیچھے ہیں بیشک نبی علیه الصلوة و السلام نے ان احادیث میں
فائدة زیارة القبور وهی احسان الزائر الی نفسه والی اهل القبور اما احسانه الی نفسه فتذکر الموت والاخرة والزهد
زیارت قبور کا فائدہ بیان فرمایا اور وہ زیارت کرنیوالے کی حق میں اور اہل قبور کے حق میں بھلائی ہے اپنے حق میں تو یہہ بھلائی ہے موت کا اور آخرت کا یاد کرنا اور ترک دنیا

فی الدنیا والانعاظ والاعتبار واما احسانه الی اهل القبور فالسلام علیهم والدعاء لهم بالرحمة والمغفرة وسؤال العافیة
دنیا کی اور پندپذیری اور عبرت اور اہل قبور کی حق مین بہلائی یہہ ہی اونپر سلام بہیجنا اوراونکی لئی رحمت اور مغفرت کی دعا کرنا اور عافیت کا سوال کرنا
قال عامة العلماء هذا فی حق الرجال واما النساء فلا یحل لهن ان یخرجن الی المقابر لما روی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام
عامہ علماء کہتی ہین یہہ مردونکی حق مین ہی اور رہی عورتین سو اونکو حلال نہین کہ مقابر مین جایا کرین اسلئی کہ ابوہریرہ سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے
لعن زوارات القبور وذکر فی نصاب الاحتساب ان القاضی سئل عن جواز خروج المراة الی المقابر فقال لا تسئل
قبرون مین جانے والی عورتون پر لعنت کی ہی اور نصاب الاحتساب مین ذکر کی ہی کہ قاضی سی کسینی پوچہا کہ ایا عورتون کو مقابر مین جانا جائز ہے قاضی نی جواب دیا اسیے مقام مین
عن الجواز فی مثل هذا وانما تسئله عن مقدار ما یلحقها من اللعن فانها لما نوت الخروج کانت فی لعنة الله تعالی
جواز کو کیا پوچہتا ہی یہہ پوچہہ کہ عورتون پر کتنی لعنت برستی ہے بیشک جب عورت جانی کی نیت کرتی ہی تو اللہ تعالے اور اوسکے
وملئکته واذا خرجت لحقتها الشیاطین واذا اتت القبر یلعنها روح المیت واذا رجعت تکون فی لعنة الله تعالی
فرشتونکی لعنت مین داخل ہوتی ہی اور جب چلتی ہی تو شیاطین اوسکی ساتہ ہوجاتے ہین اور جب قبر پر جا پہونچتی ہی تو میت کی روح لعنت کرتی ہے اور جب وہان سی پہرتی ہی تو خدا اور فرشتونکی لعنت مین
وملئکته حتی تعود الی منزلها وقد روی فی الخبر ایما امراة خرجت الی مقبرة یلعنها ملئکة السموت السبع والارضین
رہتی ہی جب تک اپنی گہر مین آوی اور روایت ہی حدیث مین جو عورت مقبرہ کو جاتی ہے تو اوس پر ساتون آسمان اور ساتون زمین کی فرشتے لعنت
السبع وایما امراة دعت للمیت بخیر ولم تخرج من بیتها یعطیها الله تعالی ثواب حجة وعمرة وروی عن سلمان وابی هریرة
کرتی ہین اور جو عورت میت کی لئی گہر مین بیٹہی ہوئی دعاء خیر کرتی ہے اوسکو اللہ تعالے ثواب ایک حج اور عمرہ کا دیتا ہے اور سلمان اور ابوہریرہ سی روایت ہے
انه علیه الصلوة والسلام ذات یوم خرج من المسجد فوقف علی باب داره فاتت بنته فاطمة رض فقال لها من
کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام ایک روز مسجد سے باہر آکر اپنی گہر کے دروازہ پر ٹہر گئے اس مین حضرت کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا آگئین آپ نی پوچہا کہان سے
این جئت فقالت خرجت الی منزل فلانة التی ماتت فقال هل ذهبت قبرها فقالت معاذ الله ان افعل شیئا بعد
آتی ہی عرض کیا فلانی عورت کی گہر گئے تہے وہ جو مرگئی ہے فرمایا کیا اوسکے قبر پر گئی تہی عرض کیا خدا پناہ مین رکہی اس سے کہ مین ایسا کام کرون بعد
ما سمعت منك ما سمعت فقال لو ذهبت قبرها لم تریحی رائحة الجنة فعلی هذا کل من یرید ان یزور القبور من الرجال
اسکی کہ مین سن چکی ہون آپ سے جو سنا ہے آپ نی فرمایا اگر تو قبر پر جاتی تو جنت کے خوشبو نسونگہتے اس بیان کی مطابق جو شخص زیارت قبور کا ارادہ کریگا
ینبغی ان لا یکون حظه من زیارته لها الطواف علیها کالبهائم بل ینبغی له اذا جاءها ان یسلم علی اهلها ویخاطبهم
تو اوسکو چاہئے کہ اپنا حصہ زیارت قبور مین سی بہایم کی طرح قبر کا طواف ہی نہ ٹہیراوے بلکہ یہہ چاہئی کہ جب قبر پر آوی تو مقبور پر سلام بہیجی اور حاضرون سے
خطاب الحاضرین ویسال لهم الرحمة والمغفرة والعافیة کما تقدم فی الاحادیث ثم یعتبر ممن کان تحت التراب وانقطع
خطاب کری اور اونکی لئی خدا سی رحمت اور مغفرت اور عافیت مانگی چنانچہ اوپر احادیث مین آچکا ہی پہر اوسکی حال سی جو مٹی تلی دب کر اہل و احباب سے
عن الاهل والاحباب وانه حین دخل القبر وابتلی بالسوال هل اصاب فی الجواب وکان قبره روضة من ریاض الجنة
جدا ہوگیا ہے عبرت پکڑی کہ یہہ جو قبر مین داخل ہو کر سوال جواب مین گرفتار رہوا آیا اچہا جواب دیا کہ اوسکی قبر بہشت کی باغ کا ایک چمن ہوگئی ہو
واخطأ فی الجواب وکان قبره حفرة من حفر النار ثم یجعل نفسه کانه مات ودخل القبر وذهب عنه ماله واهله و
یا جواب مین چوک گیا کہ اوسکی قبر ایک گڑہا دوزخکی گڑہون مین سے ہوگئی ہو پہر اپنی ذات کو یہہ تصور کری کہ گویا مین مرگیا اور قبر مین داخل ہوا اور تمام مال اور اہل اور
ولده ومعارفه وبقی وحیدا فریدا وهو الان یسئل فماذا یجیب وماذا یکون حاله ویکون مشغولا بهذا الاعتبار مادام
اولاد اور دوست چہوٹ گئی اور مین اکیلا تنہا رہگیا اور اب گویا مجہسے سوال ہو رہا ہی اب کیا جواب دون اور میرا کیا حال ہوگا اسہی عبرت مین مشغول رہی جب تک
هناك ویتعلق بمولاه فی الخلاص من هذه الامور الخطیرة العظیمة ویلجأ الیه واما قراءة القران هناك فجوزها بعض
وہان رہی اور اپنی مولی سی ان امور نہایت خوفناک سے نکلنے کی واسطی مدد چاہی اور اوسی کیطرف التجا کری اور قبر پر قران پڑہنا بعضے علما جائز بتاتی ہین

العلماء ومنعها البعض الآخر وقالوا لا بد للزائر ان یکون مشغولا بالاعتبار وقراءة القرآن یحتاج صاحبها الی التدبر
اور بعضی منع کرتی ہیں رہی کہتی ہیں زائر کو چاہیئے کہ عبرت میں لگا رہے اور قرآن پڑھنے والے کو اوس میں غور اور
واحضار الفکر فیما یتعلق والاعتبار والفکر لا یجتمعان فی قلب واحد فی زمان واحد فان قال قائل انی اعتبر فی وقت
فکر لگانا چاہیئے جو پڑھتا ہی اور عبرت اور فکر دونو ایک دل کی اندر ایک وقت خاص میں جمع نہیں ہوتے اگر کوئی معترض کہی کہ میں ایک وقت عبرت ہوتے ہے
واقرأ فی وقت آخر والقرآن اذا قرئ ینزل الرحمة فیرجی ان یلحق باهل القبور من تلک الرحمة شیء ینفعهم فالجواب عنه
اور دوسرے وقت قرآن پڑھتا ہوں اور حال یہ ہے کہ قرآن پڑھتے وقت اللہ کی رحمت اترتی ہی اب امید ہی کہ اوس رحمت میں سی کچھ اہل قبور کو پہنچکر فائدہ بخشی تو اسکے جواب کئے
من وجوه الاول ان قراءة القرآن وان کانت عبادة لکن کون الزائر مشغولا بما تقدم عن الفکر والاعتبار فی الموت وسوال
ہیں اول یہ کہ قرآن کا پڑھنا اگرچہ عبادت ہی پر زائر کا اوس وقت سوچ میں اور موت کی خوف میں اور منکر نکیر کے سوال وغیرہ میں
الملکین وغیر ذلک عبادة ایضا والوقت لیس محلا الا لهذه العبادة فقط فلا یخرج من عبادة الی عبادة اخری لا سیما
مشغول رہنا بھی عبادت ہی اور یہہ وقت صرف اس ہی عبادت کا ہے سو ایک عبادت کو چھوڑ کر دوسری اختیار نکرنی چاہیئے خاص کر
لاجل الغیر والثانی انه لو قرأ فی بیته واهدی ثوابها الیهم بان قال بلسانه بعد فراغه من قراءته اللهم اجعل ثواب ما
دوسری کی واسطے دوسرا جواب یہہ ہے کہ زائر اگر اپنی گہر میں قرآن پڑھکر ثواب اہل قبور کو بہیجدے اسطور کہ قرآن پڑھنے سے فارغ ہو کر زبان سے کہے الٰہی اس قرأت کا ثواب
قراءته لاهل القبور لوصل الیهم ان هذا دعاء بوصول الثواب الیهم والدعاء یصل بلا خلاف فلا یحتاج ان یقرأ علی قبورهم
اہل قبور کو پہونچا دی تو البتہ یہہ ثواب ونکو ملیگا کیونکہ اہل قبور کو ثواب بخشی کی دعا ہی اور دعا بلا خلاف پہونچتی ہے سو اسکے کیا حاجت ہی کہ قرآن قبر ونپر پڑہا جاوے
والثالث ان قراءته علی قبورهم قد یکون سبب العذاب بعضهم اذ کلما مرت آیة لم یعمل بها یقال له اما قرأتها اما سمعتها
تیسرا جواب یہہ ہی کہ قبروں پر قرآن پڑھنی سی کبھی کسی مردہ کو عذاب بھی ہونی لگتا ہے اسواسطے کہ جب ایسی آیت آویگی کہ اوسپر عمل نہیں کیا تو اوسکو کہینگے کیا یہہ آیت تو
فکیف خالفتها ولم تعمل بها فیعذب لاجل مخالفته بها والرابع ان السنة لم ترد بها وکفی بها منعا فاذا کان کذلک فالا
نی نہی پڑھی اسکا خلاف کیوں کیا اور اسپر عمل کیوں نکیا سو اوس مخالفت کی باعث عذاب ہوتا ہے اور چوتھا جواب یہہ ہے کہ یہ حدیث میں نہیں آیا اور منع کرنیکو یہی کافی ہے جب یہہ بات ہوئے تو زائر کو یہی
بالزائر ان یتبع السنة ویقف عندما شرع له ولا یتعداه لیکون محسنا الی نفسه والی اهل القبور لان زیارة القبور
لائق ہی کہ سنت کا تابع رہی اور شروع پر توقف کری تجاوز نکری تاکہ اپنا اور اہل قبور کا محسن ہو وی اسلئی کہ زیارت قبور کے
نوعان زیارة شرعیة وزیارة بدعیة اما الزیارة الشرعیة التی اذن فیها رسول الله صلی الله علیه وسلم فالمقصود
دو طرح پر ہی زیارت شرعی اور زیارت بدعی زیارت شرعی تو وہ ہی جسمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اجازت ہے پس مقصود
منها شیئان احدهما راجع الی الزائر وهو الاتعاظ والاعتبار والثانی راجع الی اهل القبور وهو ان یسلم علیهم الزائر ویدعو
اوس سے دو باتیں ہیں ایک تو فائدہ زائر کا ہے یعنی پند پذیری اور عبرت اور دوسرے فائدہ اہل قبور کا یعنی زائر اونکو سلام پہونچا وی اور اونکی لئی دعائے خیر
لهم واما الزیارة البدعیة فهی زیارة القبور لاجل الصلوة عندها والطواف بها وتقبیلها واستلامها وتعفیر الخدود
کری اور زیارت بدعی یہہ ہے کہ قبروں میں نماز پڑھنے کو جاوی اور اونکی طواف کرنیکو اور قبرونکی بوسہ اور چومنی کو اور مونہہ قبروں پر
علیها واخذ ترابها ودعاء اصحابها والاستغاثة بهم وسوالهم النصر والرزق والعافیة والولد وقضاء الدین وتفریج
ملنی کو اور وہاں کی مٹی لینی کو اور اہل قبور کو پکار کر اون سی مدد مانگنی کو اور اونسی یاری اور رزق اور عافیت اور اولاد اور ادای قرض اور کہلنا
الکربات واغاثة اللهفان وغیر ذلک من الحاجات التی کان عباد الاصنام یسألون من اصنامهم فان اصل
سختیونکا اور امداد بیچاروں کے اور سوای اسکے اور اور حاجتیں جو بت پرست اپنی بتوں سی مانگتی ہیں بیشک اصل اس
هذه الزیارة البدعیة الشرکیة ماخوذ منهم ولیس بشیء من ذلک مشروعا باتفاق علماء المسلمین اذ لم یفعله رسول رب
زیارت بدعی شرک کی بت پرستوں ہی سی ہوئی ہی اور کوئی امر ان میں سے باتفاق تمام علماء مسلمین کے جائز نہیں ہے اسواسطے کہ نہ تو یہہ رسول رب

العٰلمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الدین بل قد انکر الصحابة ما هو دون ذلک بکثیر کما روی عن

العالمین نے کیا اور نہ کسی نے صحابہ اور تابعین میں سے اور نہ کسی نے تمام ائمہ دین میں سے بلکہ صحابہ نے انکار کیا اوس سے کمتر بات میں انکار کیا ہے چنانچہ

المعرور بن سوید ان عمر صلی صلوة الصبح فی طریق مکة ثم رای الناس یذهبون مذهب فقال این یذهب هؤلاء

معرور بن سوید سے روایت ہے کہ عمر نے صبح کی نماز مکہ کی رستہ میں پڑہی پہر لوگونکو دیکہا کہ ایک طرف کو جاتے ہیں پوچہا یہ لوگ کہاں جاتے ہیں

فقیل مسجد صلی فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم فهم یصلون فیه فقال انما هلک من کان قبلکم بمثل

کسی نے جواب دیا اوس مسجد میں جہاں رسول اللہ صلعم نے نماز پڑہے تہے سو یہہ لوگ بہی وہاں نماز پڑہتے ہیں تب فرمایا پہلے امتیں ایسی ہی باتوں سے ہلاک ہوئے

هذا کانوا یتبعون آثار انبیاءهم ویتخذونها کنائس وبیعًا فمن ادرکته الصلوة فی هذه المساجد فلیصلها فیها ومن

ہیں کہ اپنی اپنی انبیا کی آثار پر لگے رہتی تہی اور اسی کو کنیسہ و بیع یعنی عبادتگاہ بنا لیتے تہے پس جسکو وقت نماز کا ان مسجد میں ہو جاوی اوسی چاہیئے کہ یہاں نماز پڑہ لیوے اور جسکو

لا فلیمض ولا یتعمدها وکذلک لما بلغه ان الناس یتناولون الشجرة التی بویع تحتها النبی علیه الصلوة والسلام ارسل الیها فقطعها

وقت نہو تو چلا جاوے اور خواہ مخواہ ارادہ نکری اور ایسے ہی جب عمر نے سنا کہ لوگ ادہر جاتے ہیں جسکے تلی نبی علیہ السلام نی بیعت لی تہی آدمی بہیجکر اوسکو کٹوا دیا

فاذا کان عمر فعل هذا بالشجرة التی بایع الصحابة تحتها رسول الله صلی الله علیه وسلم وذکرها الله تعالی فی القرآن حیث

پس جب عمر نے اوس درخت کا یہہ حال کیا ہو جسکے تلے صحابہ نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے بیعت کی تہی اور اللہ تعالی نے اوسکا ذکر قرآن میں کیا ہے جہاں

قال لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فماذا یکون حکمه فیما عداها ولقد جرد السلف الصالح

کہا ہے اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب بیعت کرنے لگی تجہسے اوس درخت کی نیچی اب اور کی تو کیا اصل ہی اور بیشک سلف صالح نے توحید کو خوب

التوحید وحموا جانبه حتی کانت الصحابة والتابعون حیث کانت الحجرة النبویة منفصلة عن المسجد الی زمن الولید

صاف کیا ہی اور توحید کی جانب کو حمایت کے ہے یہانتک کہ صحابہ اور تابعین اسواسطے کہ حجرہ نبوی علیہ السلام مسجد سے الگ تہا ولید بن عبدالملک کے عہد تک

بن عبد الملک لا یدخل فیها احد لا الصلوة ولا الدعاء ولا لشیء اخر مما هو من جنس العبادة بل کانوا یفعلون جمیع

کوئی اوس حجرہ میں نہیں گہستا تہا نہ تو واسطے نماز کے اور نہ واسطے دعا کے اور نہ کسی اور کام کو جو عبادت کی جنس کا ہو بلکہ وہ لوگ یہہ تمام عبادت

ذلک فی المسجد وکان احدهم اذا سلم علی النبی علیه السلام واراد الدعاء استقبل القبلة وجعل ظهره الی جدار القبر

مسجد میں کیا کرتی تہی اور ہر ایک کا یہہ حال تہا کہ جب نبی علیہ السلام پر درود پڑہکر دعا مانگتا تو قبلہ کیطرف متوجہ ہوتا اور اپنی پشت قبر شریف کی دیوار کے طرف کر لیتا

ثم دعا وهذا مما لا نزاع فیه بین العلماء وانما نزاعهم فی وقت السلام علیه قال ابو حنیفة یستقبل القبلة عند السلام

تو دعا مانگتا اور یہہ تو وہ مقدمہ ہی کہ اس میں علما کو کچہہ بحث نہیں ہی بحث اس میں ہی کہ درود پڑہتی ہوئی کیا کری امام ابوحنیفہ کہتے ہیں بروقت درود کی بہی قبلہ کیطرف مونہہ کرنا

ایضا ولا یستقبل القبر وقال غیره لا یستقبل القبر عند الدعاء بل قالوا انه یستقبل القبلة وقت الدعاء ولا یستقبل

چاہیئے اور قبر کی طرف توجہ نہیں چاہیے اور اور کہتے ہیں دعا میں استقبال قبر کا نکری بلکہ کہتے ہیں دعا میں قبلہ کیطرف متوجہ ہونا چاہیے اور قبر کی طرف

القبر حتی لا یکون الدعاء عند القبر فان الدعاء عبادة کما ثبت بالحدیث المرفوع ان الدعاء هو العبادة والسلف الصالح

مونہہ کر کر کہڑا ہو تاکہ دعا قبر کی طرف نہ واقع ہو کیونکہ دعا عبادت ہوتی ہی چنانچہ حدیث مرفوع سے ثابت ہی کہ دعا عبادت سے ہے ہی اور سلف صالح

من الصحابة والتابعین جعلوا العبادة خالصة لله تعالی ولم یفعلوا عند القبور شیئا منها الا ما اذن فیه النبی علیه

یعنی صحابہ اور تابعین نی عبادت کو خاص واسطے اللہ کا ٹہیرایا ہے اور انہوں نے عبادت میں سے قبروں پر جاکر کچہہ نہیں کیا مگر وہی جسکی نبی علیہ السلام

الصلوة والسلام من السلام علی اصحابها وسؤال الرحمة والمغفرة والعافیة من الله لهم وسبب ذلک ان المیت قد انقطع

نی اجازت دی ہی یعنی اہل قبور پر سلام اور اللہ سے اونکی لئے رحمت و مغفرت اور آرام مانگنا اور سبب اسکا یہہ ہی کہ میت کے اعمال تو منقطع

عمله وهو یحتاج الی من یدعو له ویشفع لاجله ولهذا شرع فی الصلوة علیه من الدعاء له وجوبا او ندبا ما لم یشرع

ہوچکے ہیں تواب اوسکو یہہ حاجت ہی کہ کوئی اوسکے لئے دعا مانگی اور شفاعت کری اور اسیلئے میت کے واسطے وہ دعا وجوبا یا ندبا ثابت ہیں کہ اوس قسم کے

مثله في الدعاء للحي فانا لما كنا اذا قمنا الى جنازة ندعو له ونشفع لاجله فبعد الدفن اولى ان ندعو له ونشفع لانه
دعا زندہ کی واسطی جائز نہین سو ہم لوگ جب اوسکے جنازہ پر کہڑی ہو کر اوسکے واسطے دعا مانگتی ہوتی اور اوسکی شفاعت کرتی ہون تو دفن کے بعد بہت خوب ہے کہ اوسکے لئے دعا مانگین اور شفاعت

في قبره بعد الدفن اشد احتياجا الى الدعاء له منه على نعشه لانه حينئذ معرض للسوال وغيره على ما روي عن عثمان
قبر کی اندر بعد دفن کے دعا کا بہت ہی محتاج ہے کہ اتنا نعش پر نہین تہا کیونکہ اب وسکو سوال وغیرہ درپیش ہوتی ہین موافق روایت عثمان

بن عفان انه عليه الصلوة والسلام كان اذا فرغ من دفن الميت وقف عليه وقال استغفروا لاخيكم واسألوا له
بن عفان کی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفنا کر فارغ ہوتی تو اوسی جگہ توقف کر کر فرماتے مغفرت مانگو اپنی بہائی کی لئے یہہ دعا کرو

التثبيت فانه الآن يسئل وروي عن سفيان الثوري انه قال اذا سئل الميت من ربك يتراى له الشيطان في صورة
کہ وہ ثابت رہی کیونکہ اب اوس سے سوال ہوتا ہے، اور سفیان ثوری سی روایت ہی کہ وہ کہتا تہا جب میت سی یہہ سوال ہوتا ہی تیرا رب کون ہے تو اوسکو شیطان صورت بناکر

ويشير الى نفسه اني انا ربك قال الترمذي هذا فتنة عظيمة ولذلك كان النبي عليه الصلوة والسلام يدعو بالثبات
نظر آتا ہی اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہی کہ تیرا رب مین ہون ترمذی کہتا ہی یہہ بڑا فتنہ ہی اسیلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ثبات کی دعا مانگا کرتی تہی کہ

اللهم ثبت عند المسئلة منطقه وافتح ابواب السماء لروحه وكان يستحبون اذا وضع الميت في اللحد ان يقال اللهم
الہی سوال کی وقت اوسکی بات کو ثابت رکہیو اور اوسکی روح پر آسمان کی دروازہ کہول دی اور بہت نیک جانتی تہی کہ میت کو لحد کی اندر رکہہ کر یہہ دعا مانگین الہی

اعذه من الشيطان الرجيم فهذه سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم في اهل القبور بضعا وعشرين سنة
اوسکو شیطان راندہ سی بچا پس یہہ ہی طریق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اہل قبور کی حق مین کئی اوپر بیس سال رہا

وهذه سنة الخلفاء الراشدين وطريقة جميع الصحابة والتابعين فبدل اهل البدع والضلال قولا غير الذي قيل
اور یہہ ہی ترتیب خلفاء راشدین اور طریقہ تمام صحابہ اور تابعین کا ہی پہر گمراہ بدعتیون نی وہ بات جو اون سی کہی گئی تہی بدل ڈالی

لهم فانهم قصدوا بالزيارة التي شرعها رسول الله صلى الله عليه وسلم احسانا الى الميت والى الزائر سوالهم بالميت و
انکی مراد زیارت سی جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نی میت اور زائر کی حق مین نیک سمجہہ کر جائز رکہا ہے یہہ ہے کہ میت سے سوال

الاستعانة به وليس هذا الا الفتنة التي قال فيها عبد الله بن مسعود رض كيف اذا لبستكم فتنة يهرم فيها الكبير
اور استعانت کرنا اور یہہ وہی فتنہ ہی جسمین عبد اللہ بن مسعود نی کہا ہے کیا حال ہوگا جب تمکو فتنہ ڈہانپ لیگا جسمین بڑا بڈہا ہو جاوے

وينشأ فيه الصغير تجري على الناس يتخذونها سنة اذا غيرت قيل غيرت السنة قال ابن القيم في اغاثته هذا يدل
اور بچہ جوان ہو جاوی لوگون پر جو گذر ریگا اوسکو سنت ٹہرا لینگے اگر اوسکو بدلین تو یہہ کہین سنت بدل ڈالی ابن قیم اغاثہ مین کہتا ہے ابن مسعود کے

على ان العمل اذا جرى على خلاف السنة فلا اعتبار ولا التفات اليه وقد جرى العمل على خلاف السنة منذ زمن طويل
اس قول سی معلوم ہوتا ہے کہ جب عمل طریق سنت کے خلاف ہونی لگی تو اوسکا کچھہ اعتبار نہین اور نہ اوسطرف کچھہ توجہ ہے اور مدت دراز سے عمل برخلاف سنت ہو رہا ہے،

فاذن لا بد ان تكون شديد التوقي من محدثات الامور وان اتفق عليه الجمهور فلا يغرنك اطباقهم على ما احدث
سو اب خواہ مخواہ محدثات امور یعنی بدعات سی بہت ہی بچا چاہئے اگرچہ اوسپر جمہور متفق ہون اونکی اتفاق پر شہ ہو لینا کہ بدعات جو

بعد الصحابة بل ينبغي لك ان تكون حريصا على التفتيش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم الناس واقربهم الى الله اشبههم بهم
بعد صحابہ کی پیدا ہوئی ہین کر رکہا ہے بلکہ تجہکو لائق ہی کہ اونکی احوال اور اعمال کی خوب تفتیش کرتا رہے کیونکہ سب مین بڑا عالم اور اللہ تعالی کا بڑا مقرب وہ ہی ہے جو اونکی ساتہہ

واعلمهم بطريقتهم اذ منهم اخذ الدين وهم اصول في نقل الشريعة من صاحب الشرع فلا بد لك ان لا تكترث بمخالفتك
خوب ملتا ہو اور اونکی طریقے سے خوب واقف ہو اسواسطی کہ دین اونہی سی حاصل ہوا ہے اور وہی صاحب شرع سی شریعت نقل کرنی مین اصل ہین سو تجہکو لازم ہی کہ اپنی اہل عصر کی مخالفت کا

لاهل عصرك في موافقتك لاهل عصر النبي عليه السلام اذ قد جاء في الحديث اذا اختلف الناس فعليكم بالسواد الاعظم
صحابہ کی موافقت مین کچھہ فکر نہ کری کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ جب آدمیون مین دو راہ ہو جاوین تو بڑی انبوہ کو لو

قال

قال عبد الرحمن بن اسمعیل المعروف بابی شامۃ حیث جاء الامر بلزوم الجماعۃ فالمراد بہ لزوم الحق واتباعہ وان کان

عبد الرحمن بن اسمعیل جو ابو شامہ مشہور ہیں کہتا ہی جس جگہہ لزوم جماعت کا حکم ہے تو مراد اوس سے لزوم حق کی جانب کا اور حق کا اتباع ہی اگرچہ

المتمسك قلیلا والمخالف لہ کثیرا لان الحق ماکان علیہ الجماعۃ الاولی وھم الصحابۃ ولا عبرۃ الی کثرۃ الباطل

حق والی تھوڑی اور اوسکی مخالف بہت ہوں یاد رہی حق وہ ہی جسپر جماعت اولی رہی ہے یعنے صحابہ اور اونکی بعد جو باطل بہت پھیل گیا اوسکا

بعدھم وقد قال الفضیل بن عیاض ما معناہ الزم طرق الھدی ولا یضرك قلۃ السالکین وایاك وطرق الضلالۃ

کچھہ اعتبار نہیں اور فضیل بن عیاض نی ایسی بات کہی ہی کہ معنی اوسکی یہہ ہیں راہ ہدایت پر لگا رہ اوسکی چلنی والوں کی کمی سی تجھکو کچھہ خلل نہوگا اور گمراہی کی رستوں سی بچتا رہ

ولا تغتر بکثرۃ الھالکین وقال ابن مسعود انتم فی زمان خیرکم فیہ المتسارع فی الامور وسیاتی زمان بعدکم

اور ہالکین کی کثرت سی دھوکہ میں نہ آنا اور ابن مسعود کہتا ہی تم ایسے زمانہ میں ہو جسمیں بہتر وہ شخص ہے جو عمل میں جلدی کری اور تمہاری بعد ایسی زمانہ آتا ہی

خیرکم فیہ المثبت المتوقف لکثرۃ الشبھات قال الامام الغزالی لقد صدق لان من لم یثبت فی ھذا الزمان بل

کہ بہتر اوسمیں وہ شخص ہوگا جو ثابت رہے اور توقف کری بسبب کثرت شبہات کے امام غزالی کہتی ہیں کہ بیشک سچ کہا ہے اسلئے کہ جو شخص اس زمانہ میں ثابت نرہے بلکہ

وافق الجماھیر فیما ھم فیہ وخاض فیما خاضوا فیہ یھلك کما ھلکوا فان اصل الدین وعمدتہ وقوامہ لیس بکثرۃ

جمہور کا ساتھہ دی جو وہ کر رہی ہیں اور اونکی فکرات میں غور کرنے لگی تو ہلاک ہوویگا جیسے وہ ہلاک ہوے کیونکہ دین کی اصل اور عمدگی اور استواری

العبادۃ والتلاوۃ والمجاھدۃ بالجوع وغیرہ وانما ھو باحترازہ من الافات والعاھات التی یاتی علیہ من البدع و

عبادت اور تلاوت کی کثرت سی اور بھوکہ پیاسی رہ کر مجاہدہ کرنے سی نہیں ہے دین کی استواری صرف اون آفات اور صدمات سے بچنی سی ہے جو اوسپر بدعتیں اور

المحدثات التی یؤدی الی تبدلہ وتغیرہ کما تبدل وتغیر ادیان الرسل علیھم السلام من قبل بسبب ذلك فعلی ھذا

نئی نئی باتیں گذرتی ہیں جسمیں دین تمام بدل سدل جاتا ہی جیسے پہلی رسل علیہم السلام کی دین اسیہی سبب سے بدل گئے ہیں اسی بنا پر اونکی موافق

ینبغی للمؤمن ان لا یغتر ویستدل بقوۃ تصمیمہ علی شئ وکثرۃ عبادتہ انہ علی الحق فان تصمیمہ علیہ وعدم رجوعہ عنہ

مومن شخص کو چاہئی کہ فریب میں آکر اپنی قوت تصمیم سے کسی شئی پر اور اپنی کثرت عبادت سی یہہ استدلال نکری کہ وہ حق پر ہے کیونکہ اوسکا تصمیم کسی بات پر اور اوس سے رجوع نکرنا

ولو نشر بالمناشیر لا یدل علی کونہ علی الحق فیہ لان جزمہ وتصمیمہ علیہ لیس من حیث کونہ حقا بل من حیث

اگرچہ دو ٹکڑوں میں پھیل جاوے پر یہہ دلالت نہیں کرتا کہ اس باب میں حق پر ہی کیونکہ اوسکا جزم اور تصمیم اوس امر پر اسلئے نہیں ہے کہ وہ حق ہی بلکہ اس جہت سی ہے

نشاتہ بین قوم یدینون بہ وللنشاۃ والمخالطۃ اثر عظیم فی تصمیم شئ حقا کان او باطلا الا تری ان مثل ھذا

کہ وہ ایسی قوم میں پیدا ہوا ہی کہ وہ اوس امر کو دینیات سے جانتی ہیں اور پیدائش اور رلنی ملنی اور صحبت کو ہر شئی کی تصمیم میں حق ہو یا باطل بڑا ہی اثر ہوتا ہی کیا دیکھتا نہیں کہ ایسی ہی

التصمیم یوجد عامۃ من ذوی الجھل المرکب کالیھود والنصاری ومن فی معناھم وان کان کذلك فالواجب علی کل

تصمیم تمام عام لوگ جہل مرکبوں میں جیسے یہود اور نصاری اور جو انکی مثال ہیں سب میں موجود ہی جب یہہ حال ہے تو ہر ہر مسلم پر اس زمانہ میں

مسلم فی ھذا الزمان ان یحترز عن الاغترار والمیل الی شئ من البدع والمحدثات ویصون دینہ من العوائد التی

واجب ہی کہ ایسے شبہات اور بدعات اور محدثات کی رغبت سے بچتا رہے اور اپنی دین کو عادات سے جن سے

استانس بھا وتربی علیھا فانھا سم قاتل قل من سلم من افاتھا وظھر لہ الحق معھا الا تری ان قریشا لاجل العوائد التی الفتھا

مالوف ہو رہا ہی اور اسہی میں پرورش پائی ہے بچاوی کیونکہ یہہ زہر قاتل ہی اسکی آفت سی کم بچتی ہیں اور رجال میں حق کم ظاہر ہوتا ہی کیا دیکھتا نہیں کہ قریش نے انہیں عادات کے مارے جنکی الفت تہی

نفوسھم انکروا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما جاء بہ من الھدی والبیان وکان ذلك سببا لکفرھم وطغیانھم ولذلك

اونکی جان لگی ہوئی تہی نبی علیہ الصلوۃ والسلام اور اونکی ہدایت اور بیان کو نمانا اور اسیہی سبب سے کافر ہو گئے اور سرکشی کی اور اسہی لئے

کان ابن مسعود یقول ایاکم وما یحدث من البدع فان الدین لا یذھب بمرۃ من القلوب بل الشیطن یحدث لکم

ابن مسعود کہا کرتے تہے نئی بدعات سے بچو کیونکہ دین ایکبارگی دلوں میں سے نہیں جاویگا بلکہ شیطان تمہاری لئے بدعتیں نکالتا جاویگا

بدعا حتى يذهب الايمان من قلوبكم نسئل الله تعالى ان يرينا الحق حقا ويرزقنا اتباعه ويرينا الباطل باطلا و

آخر ہوتی ہوتی تمہارے دلونمیں سی ایمان نکل جاویگا ہم خداسی چاہتی ہین کہ ہمکو حق کو حق ظاہر کردی اور اوسکا اتباع نصیب کری اور ہم پر باطل کو

يرزقنا اجتنابه **المجلس الثامن والخمسون في بيان ذكر الموت ولزوم الاستعداد له** قال رسول

باطل ظاہر کردی اور اوسی اجتناب نصیب کری **اٹھاونمجلس موت کی یادگاری اور اوسکی تیاری کی لزوم مین** رسول اللہ

الله صلى الله عليه وسلم اكثروا ذكر هاذم اللذات الموت هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابو هريرة

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت کیا کرو یادگاری تو لذت شکن کی یعنی موت کی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثونمیں سے ہے ابوہریرہ کی روایت

ومعناه ان الموت يكسر كل لذة فاكثروا ذكره حتى تستعدوا له فان قوله عليه الصلوة والسلام اكثروا ذكر

سی اسکی یہہ معنے ہین کہ موت ہر لذت کو توڑ دیتی ہی سو اسکو ہر وقت یاد رکھو تاکہ اوسکی سامان مین لگو بیشک قول علیہ السلام کا کہ اکثر ذکر رکھو

هاذم اللذات كلام وجيز مختصر لكن جمع فيها جميع المواعظ فان من ذكر الموت حقيقة ينقص عليه لذة الحاضرة

لذات توڑنی والیکا کلام نہایت مختصر ہے پر اسمین تمام مواعظ بھردی ہین کیونکہ جو شخص حقیقت مین موت کو یاد رکھیگا تو اوسپر لذت حالیہ

ويمنعه من تمنيها في المستقبل ويزهده فيما كان يؤمله منها لكن النفوس الراكدة والقلوب الغافلة تحتاج الى تكثير

کم ہو جاویگی اور اوسکو آئندہ کی آرزو سی بند کردیگی اور جو امیدین رکھتا ہوگا سب چھوڑا دیگی پر نفوس سست اور غافل دلونکو یہہ حاجت ہے

اللفظ وتطويل الوعظ والا ففي قوله عليه الصلوة والسلام اكثروا ذكر هاذم اللذات الموت مع قوله تعالى كل نفس ذائقة

کہ عبارت دراز اور وعظ طویل ہو نہیں تو حدیث کی اس جملہ مین زیادہ کرو یادگاری لذات توڑنی والیکے جو موت ہی ہمراہ اس آیت کے

الموت ما يكفي السامع له والناظر فيه لان ذكر الموت يورث استشعار الانزعاج عن هذه الدار الفانية والتوجه في كل

ہر جان چکھنی والی ہی موت کو اسقدر مضمون ہی کہ سمجھنے والیکو اور غور کرنی والیکو کافی ہے اسلئے کہ موت کی یاد کرنیمیں اس دار فانی سی اکھڑ جانیکے اور ہر

لحظة الى الدار الباقية اذ قد قال العلماء الموت ليس بعدم محض وفناء صرف وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقة

ہر لحظہ دار باقی کیطرف متوجہ رہنی کی عقل پیدا ہوتی ہی اسواسطے کہ علما کہتے ہین کہ موت نرا عدم اور صرف فنا ہی نہین ہی بلکہ موت کیا ہی

عنه وتبدل من حال الى حال وانتقال من دار الى دار وهو من اعظم المصائب وقد سماه الله تعالى مصيبة حيث قال

تعلق روح کا بدن سی چھوٹ جانا اور روح کا بدن سے جدا ہونا اور ایک حال کا دوسری حال سے بدل جانا اور ایک گھر سی دوسری گھر مین چلا جانا اور موت سب سے

فاصابتكم مصيبة الموت فالموت هو المصيبة العظمى واعظم منه الغفلة عنه وعدم ذكره وقلة التفكر فيه مع

بڑی مصیبت ہی اور اللہ تعالی نی بھی اسکا نام مصیبت رکھا ہی جہان فرمایا پھر آوی تمپر مصیبت موت کی پس موت ہی بڑی مصیبت ہی اور اوس سی بڑھ کر موت سی غفلت اور

ان فيه وحده لعبرة لمن اعتبر وقد قال القرطبي في تذكرته ان الامة اجتمعت على ان الموت ليس له سن معلوم ولا زمن

یاد نکرنا اور اوسمین فکر نہ لگانا باوجودیکہ صرف اوسمین عبرت ہی اوس والیکو بڑی عبرت ہے اور قرطبی نی اپنی تذکرہ مین کہا ہی کہ تمام امت بالاتفاق جانتی ہی کہ موت کا کوئی سال معین نہین اور نہ

معلوم ولا مرض معلوم وانما كان كذلك ليكون المرء على هيبة منه مستعدا له لكن من غلب عليه حب الدنيا والانهماك

زمانہ معلوم اور نہ کوئی مرض مقرر اور یہہ اسلئے ہی تاکہ آدمی ہر دم اوس سے ڈرتا اور سامان کرتا رہی لیکن جسپر دنیا کی محبت غالب ہو گئی اور اوسکی لذتونمین

في لذاتها لا محالة يغفل عن ذكره ولا يذكره بل اذا ذكر عنده يكرهه وينفر عنه طبعه لان غلبة حب الدنيا في قلبه

کھپ گیا ہی بیشک اوسکی یاد سی غافل ہے کبھی یاد نہین کرتا بلکہ اوسکی پاس اگر موت کا ذکر آئی تو …ستا ہی اور اوسکی طبیعت کو نفرت ہوتی ہی اسلئے کہ اوسکی دلمین دنیا کی

ورسوخ علائقها فيه يمنع عن التفكر في الموت الذي هو سبب مفارقتها ولا يحب ذكره وان ذكره يذكره للتاسف على الدنيا

محبت کا غلبہ اور دنیا کی مضبوط علاقی موت کی فکر سے روک دیتی ہین جو کہ سبب دنیا کی مفارقت کا ہی اور اوسکا ذکر اچھا نہین لگتا اور اگر موت کو یاد بھی کرتا ہی تو دنیا کی تاسف پر

ويشتغل بذمه ويزيده ذكره بعدا من الله تعالى اذ قد ورد في الحديث ان من كره لقاء الله تعالى كره الله لقاءه ومع هذا

موت کی برائیان کرتا ہی اور موت کا ایسا ذکر اللہ تعالی سی اور بھی دور کردیتا ہی سو اسواسطے کہ حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی اللہ تعالی کی ملاقات کو مکروہ جانتا ہی اللہ تعالی اوسکی صورت دیکھنی

فتذكره للموت خير له لان تذكر الموت ينقص عليه نعيمه ويكدر عليه صفوة لذته فكل ما يكدر على الانسان لذته وينقص
مگروہ کہتا ہی تسپر ہی موت کا یاد کرنا بہتر ہی اسلئی کہ موت کو یاد رکہنی ہی دنیا کا عیش ناقص اور صفا لذت مکدر ہو جاتی ہی پہلی ہر جو چیز انسان کی لذت کو مکدر اور شہوت کو ناقص
عليه شهوته فهو من اسباب سعادته ولذا قال النبي عليه الصلوة والسلام اكثروا ذكر هاذم اللذات لان الانسان لا ينفك
کرو ے وہ ہی اسباب سعادت مین سی ہی اسیلئے نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی بہت یاد کرو توڑ نی والی لذت کو اسلئے کہ انسان دو حالت سے خالی
عن حالتين اما في ضيق ومحنة او في سعة ونعمة فان كان في ضيق ومحنة فذكر الموت يسهل عليه ما هو فيه بانه
نہین ہوتا یا تنگی اور محنت مین یا فراخی اور نعمت مین پس اگر شخص تنگی اور محنت مین ہی تو موت کا یاد کرنا اسپر تنگی اور محنت کو آسان کرتا ہی
يزول ولا يدوم والموت اصعب منه وان كان في سعة ونعمة فذكر الموت يمنعه عن الاغترار بها والسكون اليها كما
کہ یہ سب فنا ہونیوالا ہی ہمیشہ کو نہین ہے اور موت اوس سے سخت ہی اور اگر فراخی اور نعمت مین ہے تو موت کا یاد کرنا اوسکو دنیا کی فریفتگی سی اور دل لگاؤ سی باز رکہتا ہی چنانچہ
روى انه عليه الصلوة والسلام قال كفى بالموت واعظا وقال اللفاف من اكثر ذكر الموت اكرم بثلثة اشياء تعجيل
روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا موت نصیحت کرنیکو کفایت کرتی ہی لفاف کہتا ہی جو شخص موت کو بہت یاد رکہیگا تو اوسکو تین باتین حاصل ہونگی جلدی
التوبة وقناعة القلب ونشاط العبادة ومن نسي الموت عوقب بثلثة اشياء تسويف التوبة والحرص على الدنيا
توبہ اور دل مین قناعت اور عبادت مین سرور اور جو موت کو بہولا رہیگا تو وہ تین باتون مین مبتلا رہیگا توبہ کی تاخیر دنیا کا لالچ
والتكاسل في العبادة وقالت ام المؤمنين عائشة رض يا رسول الله هل يحشر مع الشهداء احد قال نعم من يذكر الموت
عبادت مین سستی ام المومنین عائشہ رض نے پوچہا یا رسول اللہ کوئی شہدا کے ساتہہ بہی اوٹہیگا فرمایا ہان جو ہر روز
في اليوم والليلة عشرين مرة وسبب النيل الى هذه الفضيلة ان ذكر الموت يوجب التجافي عن الدنيا والاستعداد
رات دنمین موت کو بیس دفعہ یاد کرلی اور سبب حصول اس درجہ کا یہ ہے کہ موت کی یادگاری دنیا سی الگ کر دیتی ہی اور آخرت کے سامان مین لگاتی ہے
للاخرة والغفلة عنه تدعو الى الانهماك في شهوات الدنيا ولذاتها ونسيان الاخرة وقد قال النبي عليه الصلوة و
اور موت کی غفلت دنیا کی شہوات اور لذات مین ڈبو دیتی ہے اور آخرت کو بہلا دیتی ہے اور بیشک نبی علیہ السلام نے
السلام لابن عمر كن في الدنيا كانك غريب او عابر سبيل فكانه عليه الصلوة والسلام قال له انك مسافر ستسافر الى
ابن عمر کو فرمایا دنیا مین الیسا رہ جیسی مسافر یا رستہ چلتا پس گویا نبی علیہ السلام نے اوس سے یہہ کہا تو مسافر ہی اور جلد آخرت کا
الاخرة فلا تتخذ الدنيا وطنا ولا تميل الى حظوظها وحطامها واغتنم صحتك واصرفها في طاعة الله تعالى و
سفر کرتا ہی سو دنیا کو وطن مت بنا اور دنیا کی لذات اور مال اسباب پر رغبت مت کر اور اپنے صحت کو غنیمت سمجہکر اللہ تعالی کی طاعت مین صرف کر
اجتهد ان تقدم في حياتك ما تقربه عينك يوم الجزاء وذلك انما يحصل بذكر الموت فلذلك كان ذكر الموت
اور کوشش کر کہ اپنی زندگی مین پہلے ایسے اعمال کرلی جسین قیامت کی دن تیرے آنکہہ ٹہنڈی رہے اور یہہ حالت بدون یادگاری موت کی حاصل نہین ہوتی اسلئی موت کا یاد کرنا
افضل وانفع وغفلة الناس عنه لقلة فكرهم فيه وعدم ذكرهم له ومن يذكره لا يذكره بقلب فارغ بل بقلب
بہت افضل اور نافع ہی اور لوگون کی غفلت صرف کوتاہی فکر اور موت کو یاد نکرنی سی ہے ورنہ یاد کرتا ہی تو صفای دلسی یاد نہین کرتا بلکہ دل مین
مشغول باشغال الدنيا فلا ينفع ذكره في قلبه مع ان الواجب على العبد ان يفرغ قلبه عن كل شئ الا عن ذكر الموت
دنیا کی خیالات بہری ہوتی ہین سوئے ولیسے موت کا ایسا یاد کرنا فائدہ نہین کرتا باوجودیکہ انسان پر واجب یہی ہے کہ اپنی دلکو سب خیالات سی سوای ذکر موت کے
الذي هو بين يديه فانه اذا ذكره بقلب فارغ يوشك ان يؤثر فيه وعند ذلك يقل فرحه وسروره بالدنيا وينكسر قلبه
جو سامنی کہڑی ہی خالی کر دے بیشک انسان اگر فارغ دل ہو کر موت کو یاد کریگا تو اوسمین تاثیر جلد معلوم ہوگی اور اب دنیا کی فرحت اور سرور کمتی ہوتا جاویگا اور دل ٹوٹے جاویگا
فان من كان اسير النفس مصرا على الذنوب يجب عليه ان يجتهد في اصلاح نفسه بمداواة قلبه فان مداواة
پس جو شخص نفس کا مقید کنا ہون پر ڈٹا ہوا ہی اوسکو واجب ہے کہ اپنی دل کی علاج کی واسطی اصلاح نفس کے مستقل ساعی رکرے کیونکہ دلون کی دوا کرنے واجب ہے

القلوب واجبة لاسیما اذا کان قاسیة فعلاجها باربعة اشیاء اذ قد قال العلماء اذا کانت القلوب قاسیة
کیونکہ دلون کی دوا کرنی واجب ہے خاص ایسے وقت مین کہ وہ سخت ہوجاوین پہر اوسکا علاج چار چیزسی ہی اسلئی کہ علما کہتے ہین کہ جب دل سخت ہوجاوین تو ایسی
فعلی اصحابها ان یلتزموا باربعة الاول حضور مجالس العلم التی یکثر فیها دعوة الخلق من الدنیا الی الاخرة ومن
لوگون کو چاہئی کہ چار چیزونکو لازم کرلین اول علم کی ایسی مجلسونمین حاضر ہوا جسمین خلق کی رہنمائی دنیاسی آخرت کے طرف اور
المعصیة الی الطاعة فان ذلك مما تلین القلوب ویخشع فیها والثانی ذکر الموت الذی هو هازم اللذات ومفرق
معصیت سی طاعت کی طرف بہت ہوتی ہو کیونکہ اس سے دلون مین نرمی اور درد پیدا ہوتا ہی اور دوسرا موت کا یاد رکہنا جوکہ لذتون کو توڑتے ہی اور
للجماعات وموتم للبنین والبنات والثالث مشاهدة المحتضرین فان النظر الی المحتضر ومشاهدة سکراته ونزعاته
جماعات کو پراگندہ کرتی ہی اور بیٹیا بیٹے کو چہوڑا دیتی ہی اور تیسری مرتی ہوونکا حالت نزع مین دیکہنا کیونکہ مشاہدہ سکتے کا اور دیکہنا اوسکے ہچکیون اور نزع کا
وتامل صورته بعد موته یقطع عن النفوس لذاتها وعن القلوب مسراتها ویمنع الاجفان من النوم والابدان
اور غور کرنا اوسکی صورت کا بعد موت کے نفوس کو لذات سی اور قلوب کو مسرات سی اور پلکون کو نیند سے اور بدن کو
من الراحة ویبعث علی الطاعات فهذه ثلثة امور ینبغی لمن کان قاسی القلب واسیر النفس مصرا علی الذنوب
ارام سی الگ کردیتا ہی اور طاعات پر ابہارتا ہی سو یہ تین طریقہ ہین چاہئے کہ سخت دل آدمی نفس کا مغلوب گناہون پر لگا ہوا ان سی
ان یستعین بها علی دوائه فان انتفع بها فذاك وان عظم علیه ذین القلوب واستحکمت دواعی الذنوب
اپنے دل کا علاج کرے پہر اگر نفع ہوا تو بس اور کیا چاہئی اور اگر دل کے عیب جم گئی اور اسباب گناہونکی جڑ پکڑ گئے
فزیارة القبور یؤثر فی ذلك ما لم یؤثر الاول والثانی ولذلك قال النبی علیه الصلوة والسلام زوروا القبور
تو پہر اسمین قبور کی زیارت ایسا اثر کرتی ہی جو کہ اول اور ثانی اثر نہین کرتا اور اسہی لئی نبی علیه الصلوة والسلام نے فرمایا قبرونکی زیارت کیا کرو
فانها تذکر الموت والاخرة وتزهد فی الدنیا فان الاول سماع بالاذن والثانی اخبار بالقلب بما الیه المصیر و
کیونکہ اس سے موت اور آخرت یاد آتے ہی اور دنیا چھوٹتی ہے کیونکہ اول طریقہ کانونسی سنتی کا ہی اور دوسرا طریقہ دل سی انجام کی سمجہہ کا ہی اور
فی مشاهدة من احتضر وزیارة من قبر معاٰینة ولذلك کانا ابلغ من الاول والثانی وقد قال النبی صلی الله علیه وسلم
سسکتی کو دیکہنی مین اور قبر کے زیارت مین انجام کا معائینہ ہوتا ہی اور اسہی لئی یہہ دونو اول اور ثانی سی بہت نافع ہین چنانچہ نبی صلی الله علیه وسلم نے فرمایا
لیس الخبر کالمعاینة لکن الاعتبار والاتعاظ بحال المحتضر غیر ممکن فی کل وقت من الاوقات ولا یتفق لمن یرید علاج
سنا ہوا دیکہی ہوئی کی برابر نہین ہوتا پر عبرت اور پند پذیری سسکتے کی حال سی ہر وقت میسر ہونا ممکن نہین ہے اور جو اپنی دل کا علاج
قلبه فی ساعة من الساعات واما زیارة القبور فوجودها اسرع والانتفاع بها اوسع لکن ینبغی لمن یقصد زیارة
کیا چاہی تو گہری گہری اوسکو نہین ملتا ہی زیارت قبور کی تو اسکا ہاتہہ آنا جلد ہوسکتا ہی اور منفعت اسکی بہت ہے پر لایق یون ہی کہ قبور کی زیارت کری
القبور ان یحترز من الزیارة البدعیة التی یقصدها اکثر الناس فی هذا الزمان وهی زیارة قبور بعض المتبرکین
تو زیارت بدعے سی پرہیز رکہی جو کہ اس زمانہ مین اکثر لوگون کو مقصود ہی یعنے متبرک لوگون کی قبر پر جاکر
لاجل الصلوة عندها والطواف بها وتقبیلها واستلامها وتعفیر الخدود علیها واخذ ترابها ودعاء اصحابها
نماز پڑہنا اور قبرون پر طواف کرنا اور چومنا اور بوسہ دینا اور اوسپر گال ملنے اور وہان کی مٹی لینی اور مردونسی دعا مانگنی
والاستغاثة بهم وسوالهم النصر والرزق والولد والعافیة وقضاء الدیون وتفریج الکربات واغاثة اللهفان وغیر
اور اونپر بہروسہ کرنا اور اون سی امداد اور رزق اور اولاد اور آرام اور قرضونکا ادا اور سختیونکی کشائش اور ناتوانون کی مدد مانگنے اور
ذلك من الحاجات التی کان عباد الاوثان یسئلونها من اوثانهم اذ لیس شیٔ منها مشروعا باتفاق علماء المسلمین
سوا اسکی اور حاجتین جو بت پرست لوگ سپانے بتونسی مانگا کرتے ہین اسواسطی کہ اسمین سے کوئی بات بہی تمام علماء اہل اسلام کی نزدیک جائز نہین ہے

اذ

اذ لم یفعله رسول رب العلمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الدین بل یتادب بادابها ویکون حاضر
کیونکہ یہہ تو نہ رسول رب العالمین نے کیا اور نہ کسی صحابہ اور تابعین سے اور نہ کسی ایمہ دین سے بلکہ طریقے زیارت قبور کی سیکہہ کر حضور دل سے
القلب فی اتیانها ولا یکون حظه منها الطواف علیها فقط لانه حالة تشارکه فیها البهائم بل یقصد بزیارته وجه الله
اداکرے ایسا نہو کہ زیارت قبور سے اسکا حصہ صرف طواف ہی ہو کیونکہ یہہ بات تو چوپاؤں کو بہی ہے بلکہ زیارت سے صرف مقصود واسطے خدا تعالی کا ہو
واصلاح نفسه ودواء قلبه ویجتنب المشی علی المقابر والجلوس علیها ویخلع نعلیه ان دخلها کما جاء فی الحدیث
اور درستی اپنی حال کی اور علاج اپنی دل کا اور قبروں کی اوپر پہرا نکرے اور نہ اونپر بیٹھے اور قبروں میں جاتی ہوئی جوتی اوتار لے چنانچہ حدیث میں آیا ہے
ویسلم علی اهلها ویخاطبهم خطاب الحاضرین ویقول السلام علیکم دار قوم مؤمنین فانه علیه الصلوة والسلام
اور مردوں پر سلام بہیجے اور اون سے مخاطب ہوکر کلام کرے یہہ کہے سلام تمپر اے دار قوم مومنین کے کیونکہ نبے علیہ الصلوۃ والسلام
کان یقول کذلك واذا وصل الی میت ینبغی له ان یاتیه من تلقاء وجهه ویسلم علیه ایضا لکن اذا اراد ان یدعو
یہہ ہی کہا کرتے تہے اور جب کسی مردہ کی پاس جاوے تو چاہئے کہ اوسکی منہہ کی سامنے سے جاوے اور اوسپر بہی سلام علیک کرے لیکن اگر دعا مانگنے کا قصد کرے
یدعو قائما مستقبل القبلة وکذلك الکلام فی زیارة النبی علیه الصلوة والسلام ثم یعتبر بمن کان تحت التراب
تو روبقبلہ کہڑا ہوکر مانگے اور ایسی ہی گفتگو نبے علیہ السلام کے زیارت میں ہے پہر اوسکی حال سے جو مٹی تلی دبگیا
وانقطع عن الاهل والاحباب بعد ان نافس الاصحاب والعشائر وجمع الاموال والذخائر وجاءه الموت فی وقت لم یحتسبه
اور اہل عیال اور یاروں سے جدا ہوگیا عبرت پذیر ہو ایک دن تہا کہ یاروں اور کنبے میں ملا جلا تہا اور مال اور ذخیرہ جمع کرتا تہا اور اوسکو ایسی وقت موت آگئی جو گمان نہ تہا
وفی حال لم یرتقبه فانه حین دخل القبر وابتلی بالسوال هل اصاب فی الجواب وکان قبره روضة من ریاض الجنة
اور ایسی حال میں جو توقع نکرتا تہا پہر یہہ جب قبر میں گیا اور سوال میں مبتلا ہوا تو خدا جانے جواب میں پورا اترا کہ اوسکی قبر بہشت کا چمن ہوگئی ہو
او اخطأ فی الجواب وکان قبره حفرة من حفر النیران ثم یجعل نفسه کانه مات ودخل القبر وذهب عنه اهله وولده
یا جواب میں پورا نہ اترا کہ اوسکی قبر ایک گڑہا دوزخ کا ہوگیا ہو پہر اپنی آپ کو تصور کرے گویا مرگیا اور گور میں داخل ہوا اور اہل اور اولاد
ومعارفه وبقی وحیدا فریدا وهو الان یسال فماذا یجیب وماذا یکون حاله ثم یتامل حال من مضی من اخوانه واقرانه
اور جان پہچان جدا ہوگئی اکیلا تن تنہا رہ گیا اب مجہسے سوال ہو رہا ہے اب کیا جواب دوں اور میرا کیا انجام ہوگا پہر اپنی گذشتہ بہائی بندوں اور ہمسروں کی حال میں تامل کرے
الذین املوا الامال وجمعوا الاموال کیف انقطعت امالهم ولم تغن عنهم اموالهم وغیر التراب محاسن وجوههم وافترقت فی
جو کہ بڑی بڑی امیدیں رکہتے تہے اور خوب مال جمع کیا تہا کیونکر اونکی امیدیں ٹوٹ گئیں اور مال متاع نے کچہہ فائدہ نہ دیا اور مٹی نے اونکی اچہی اچہی چہرے بگاڑ دیئے اور
القبور اجزاؤهم وارملت بعدهم نساؤهم وشمل الیتیم اولادهم واقتسم غیرهم اموالهم ولیعلم ان میله الی الدنیا کمیلهم
گور میں اونکی اجزا بکہر گئے اور اونکی جوروئیں رانڈ ہوگئیں اور اونکی اولاد میں یتیمی پہیل گئی اور اونکا مال اوروں نے بانٹ لیا اور یوں یقین کرے کہ میری رغبت دنیا میں ایسی ہی ہے
وغفلته کغفلتهم وانه لاشك صائر الی مصیرهم ولیتحقق ان حاله کحالهم وان الموت القطیع والهلاك السریع بین یدیه
اور میری غفلت اونکی سی غفلت ہے بیشک اوسی جگہ جاؤنگا جہاں وہ گئے ہیں اور میرا حال ہے اونکا سا حال ہونے والا ہے اور موت ناگوار اور ہلاک سریع سامنے موجود ہے
وعند هذه التذکر والاعتبار یلین قلبه ویخشع جوارحه ویزول عنه جمع الاعتبار الدنیویة ویقبل علی الاعمال الاخرویة
اس طرح کی یاد اور اعتبار سے البتہ دل نرم ہوجاوےگا اور ہاتہہ پاؤں کانپ جاوینگے اور دنیا کی تمام رابطے جاتی رہینگے اور اعمال آخرت پر متوجہ ہووےگا
ویترك هواه ویتوجه الی طاعة مولاه ثم ینبغی له فی کل حین وزمان ان یکثر ذکر اقرانه وامثاله الذین مضوا قبله فیتذکر
اور ہوا ہوس ترک کرکر مولی کی طاعت اختیار کریگا پہر اسکو چاہئے کہ دم بدم اپنے اقران اور امثال کا جو کہ اس سے پہلے مر گئے ہیں ذکر کیا کرے
سرورهم ونشاطهم وعیشهم وعشرتهم وطول املهم واعتمادهم الی القوة والشباب ومیلهم الی الضحك والتلعاب
اور اونکی سرور اور نشاط اور اونکی عیش اور عشرت اور بڑی بڑی امیدیں اور اونکا بہروسہ قوت اور جوانی کا اور رغبت ہنسی اور کہیل کی یاد کیا کرے

ثم يتامل كيف كانت حالهم وخلت منهم مجالستهم وديارهم وانقطعت اثارهم وضاعت اموالهم ثم ينظر في نفسه فانه
پہر یہہ سوچی کیسا اونکا حال تہا اور اونکی مجلس اور گہر باہر اونسی خالی رہ گئی اور اون کا نشان مٹ گیا اور اونکے مال تباہ ہوگئے پہر اپنی طرف خیال کری کہ میرا بہی
سيكون عاقبة امره كعاقبة امرهم فيسعي في اصلاح نفسه باسقاط ما في ذمته من الفرائض والواجبات والاجتناب
انجام یہہ ہی ہونے والا ہی جو اونکا ہوا پہر اپنے حال کو درست کری جو جو اسکی ذمہ پر فرایض اور واجبات باقی نکلتی ہین اداکری
عن المحرمات والمكروهات والتوبة عن الذنوب والسيات يسرنا الله التوبة والاستغفار اناء الليل واطراف النهار
اور حرام اور مکروہات سی بچے اور گناہون اور بری کار سے توبہ کرے آپ ہمکو رات کو اور صبح شام ہمارا اور استغفار کی توفیق دے ٭

المجلس التاسع والخمسون في بيان ماهية الطاعون وعدم التقدم عليه وعدم الفرار منه
اونسٹہوین مجلس وبا کی حقیقت مین اور نہ اوسکے اندر جانا اور نہ وہان سے بہاگنا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الطاعون رجز ارسل على طائفة من بني اسرائيل فاذا سمعتم به بارض فلا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون یعنے وبا عذاب ہی جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر نازل ہوا تہا جب تم کسی سرزمین مین وبا سنو تو
تقدموا عليه واذا وقع وانتم فيه فلا تخرجوا منها فرارا منه هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه اسامة بن زيد
اوسمین نجاؤ اور جب وبا آجاوی اور تم وہان ہو تو اوسی وبا کی ڈر کی ماری مت نکلو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی اسامہ بن زید کی روایت سے
والمراد بالطائفة المذكورة هم الذين امرهم الله تعالى ان يدخلوا الباب سجدا ويقولوا حطة فدخلوا الباب قائلين
اور مراد گروہ مذکورہ سی وہ قوم ہے جسکو اللہ تعالی کا حکم ہوا تہا کہ دروازہ مین سجدہ کرتے ہوئی اور حطہ یعنی معاف کیجی ہوئی چلی جاو سو وہ لوگ دروازہ مین
حنطة فخالفوا امر الله تعالى فارسل الله تعالى عليهم الطاعون فمات منهم في ساعة واحدة اربعة وعشرون الفا من
حنطہ کہتی ہوی داخل ہوئی اونہون نی امر الہی کی جو خلاف کیا تو اللہ تعالی نی اون پر وبا بہیجے سو اون مین سی گہڑی بہر کی عرصہ مین چوبیس ہزار
شيوخهم وكبرائهم فدل الحديث على ان سبب ظهور الطاعون هو المخالفة لامر الله تعالى وقد وقع فيه النهي عن
بڑی بڑے آدمی مرگئی اب اس حدیث سی معلوم ہوا کہ سبب طاعون وبا پڑنیکا وہ امر الہی کی مخالفت ہے اور اس حدیث مین وہان یعنی وبا کی جگہہ مین جانی کی ممانعت ہے
القدوم عليه وعن الفرار عنه فالنهي الاول لبيان لزوم الحذر عن التعرض للتلف اذ لا يجوز للعبد ان يلقي نفسه الى
اور وہان سی بہاگنی کی پہلی ممانعت ہی تو اس بیان کے لئی ہی کہ تلف مین پڑنی سی بچو اسلئے کہ بندہ کو جایز نہین ہے کہ اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالی
التهلكة لقوله تعالى وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ والنهي الثاني لبيان لزوم التوكل والرضاء بقضاء الله تعالى وقدره
اسی آیت سی اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت مین اور دوسری ممانعت واسطے بیان لزوم توکل کی ہی اور تقدیر الہی پر رضا
ولبيان ان العذاب الواقع بسبب المعصية لا يدفعه الفرار وانما يدفعه التوبة والاستغفار واختلف في هذا النهي
اور اس بیان کی واسطے کہ جو عذاب بسبب گناہونکی نازل ہوتا ہی وہ بہاگنے سے نہین دفع ہوتا اوسکو توفقط توبہ اور استغفار ہی دفع کرتی ہی اور اس نہی مین اختلاف ہے
فقال القاضي تاج الدين السبكي مذهبنا هو الذي عليه الاكثرون ان النهي عن الفرار منه للتحريم وقال بعض العلماء
سو قاضی تاج الدین سبکی کہتا ہی ہمارا مذہب وہ ہی ہی جسپر اکثر علماء ہین کہ وہان سے بہاگنی کی نہی تحریمی ہی اور بعض علماء کہتے ہین
هو للتنزيه واتفقوا على جواز الخروج لشغل غرض غير الفرار لقوله عليه السلام في اخر الحديث ولا تخرجوا منها فرارا منه
کہ نہی تنزیہی ہی اور بالاتفاق کہتی ہین کہ وہانسی چلاجانا واسطی کسی کار کی سوائی بہاگنی کے جایز ہی اس دلیل سی کہ نبی علیہ السلام آخر حدیث مین فرماتی ہین کہ وہانسی مت نکلو
ويدل على التحريم ما روى عن ام المؤمنين عائشة رضي الله عنها انه عليه السلام قال الفار من الطاعون كالفار من الزحف واخرج
اور حرمت ام المؤمنین عائشہ کی روایت سے ثابت ہوتی ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ وبا سی بہاگنی والا ایسا ہی جیسے لڑائی سی بہاگنی والا اور
ابن خزيمة في صحيحه ان الفرار منه من الكبائر والله تعالى يعاقب عليه ان لم يعف واختلف العلماء في حكمة ذلك النهي
ابن خزیمہ نی اپنی صحیح مین نقل کیا ہی کہ وبا سی بہاگنا گناہ کبیرہ ہی اور اللہ تعالی اسپر عذاب کریگا اگر نہ معاف کیا اور علماء کو اس ممانعت کی حکمت مین اختلاف ہے

فقیل هو تعبدی لا یعقل معناه لان الفرار من المهالك مامور به وقد وقع النهی عنه وفیه سر لا یعلمه الا الله تعالی

کوئی کہتا ہی اسمین بندگی ہی کچھ معنی سمجھ مین نہین آتی اسلئی کہ ہلاکت کے مقام سی بہاگ جانیکا حکم ہی اور اسمین ممانعت آئی ہی تو اسمین کوئی بات ایسی پوشیدہ ہی جسے اللہ سوا کوئی

وقیل هو معلل بان الطاعون اذا وقع فی بلاد یعم من کان فیه بمداخلة سببه فلا یفید الفرار عنه بل ان کان اجله حضر

اور کوئی کہتا ہی اوسکی یہ علت ہے کہ وبا جب کسی ملک مین پڑتی ہی تو جو وہان ہوتا ہی سب پر پہیل جاتی ہی کیونکہ سبب کے دخل ہوتا ہی پہر وہانسے بہاگنی مین کچھ فائدہ نہین ہی بلکہ اگر

فالطاعون سبب موته سواء اقام او رحل فلما تعین المفسدة ولا انفکاك عنها تعین الاقامة لما فی الخروج من العبث

اوسکی موت آئے کسی تو وباہی اوسکی موتکا سبب ہے برابر کہ وہ شخص وہان رہے یا چلا جاوے پہر جب فساد معین ہو اگر بہاگا اوسی حکمن نہین ہے تو پہر اقامت ہی معین ہی اسلئی کہ چلی جانیمین ایسی بیہودہ حرکت ہے

الذی لا یلیق بالعقلاء مع ان فیه الفرار من حکم قدر الله تعالی وامر بالصبر علیه وجعل لمن یموت به اجر الشهید بل

جو عقلاکی حال سی مناسب نہین ہے باوجودیکہ اسمین تقدیر الٰہی سی بہاگنا ہی حال یہہ ہے کہ اسپر صبر کرنیکا حکم ہی اور اوسمین مرنیوالی کی واسطے اجر شہید کا مقرر ہے بلکہ

جعل للمقیم فیه صابرا اجر الشهید ولو لم یمت بالطاعون والفرار من مثل هذا الاجر خسارة عظیمة مع انه لا یعلم

اسمین صبر سی قایم رہنیوالی کی واسطے اجر شہید کا ہی اگرچہ وبا مین جیتا رہی اور بہاگنا ایسے اجر سے بڑی ہی ٹوٹی کی بات ہی باوجودیکہ یہہ خبر نہین

ان الموت الذی فر منه هل یسلم منه ام لا ونقل ابو الحسن المدائنی عن ابیه قال قلما فر احد من الطاعون فسلم قال

کہ جس موت سی بہاگتا ہون اسی سلامت بچونگا یا نہین اور ابو الحسن مدائنی اپنی باپ سے نقل کرتا ہی کہ وباسے بہاگنے والا کم بچتا ہے

تاج الدین السبکی والذی حکاه مجرب ولیس ببعید ان یجعل الله الفرار منه سببا لقصر العمر وقد جاء فی الکتاب الکریم

تاج الدین سبکی کہتا ہی یہہ بات آزمودہ ہی اور کیا بعید ہے کہ اللہ تعالی اس بہاگنی کی باعث سی اوسکی عمر کو تاہ کردی چنانچہ کتاب کریم سے یہہ مضمون حاصل ہوتا ہی

ما یوخذ منه ان الفرار من الجهاد سبب لقصر العمر وهو قوله تعالی قُلْ لَنْ یَنْفَعَکُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ

کہ جہاد مین سی بہاگنا عمر کو تاہ کردیتا ہے اور وہ یہہ آیت ہی تو کہہ ہرگز نہ فائدہ دیویگا تمکو بہاگنا اگر بہاگی تم مرنے سے یا مارے جانے سے

وَاِذًا لَا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا وحکی ان والده استنبط ذلك من هذه الایة وقال اهل التفسیر فی قوله تعالی اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا

اور اب نہ پہل پاؤگے مگر تہوڑے دنون اور نقل کرتا ہی کہ میرے باپ نے یہہ مضمون اسہی آیت سے نکالا ہی اور مفسرین اس آیت مین تو نے نہ دیکہی وہ لوگ جو نکلے

مِنْ دِیَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ان اهل قریة وقع فیهم فخرجوا منها هاربین فاماتهم الله تعالی ثم احیاهم لیعتبروا ویعلموا

اپنے گہرون سی اور وہ ہزارون تہی موت کی ڈر سی یہہ کہتی ہین کہ ایک قریہ مین وبا پڑی سو وہ لوگ وہانسے بہاگی پہر اللہ تعالی نی اونکو مار دیا پہر زندہ کیا تاکہ عبرت پذیر ہوں اور جانلین

ان لا ینفر من قضاء الله تعالی وقدره وقد ورد فی الحدیث انه وخز اعدائنا من الجن علی ما روی عن ابی موسی الاشعری

کہ تقدیر الٰہی سی نہین بہاگا جاتا اور حدیث مین آیا ہی کہ وبا ہماری دشمنون جنات کی نیزہ زنی ہی موافق روایت ابو موسی اشعری کے

انه علیه السلام قال فناء امتی بالطعن والطاعون قیل یا رسول الله هذا الطعن قد عرفناه فما الطاعون قال وخز اعدائکم

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میری امت کی موت طعن اور طاعون سی ہی کسی نی عرض کیا یا رسول اللہ اس طعن کو تو ہم جانتی ہین پر طاعون کیا ہی فرمایا نیزہ زنی ہی تمہارے دشمن

یعنی الجن وفی کل منهما شهادة قال ابن القیم فی کون الطاعون وخز اعدائنا من الجن حکمة بالغة وهی ان اعدائنا منهم

یعنے جن کی اور ان دونون مین شہادت ہی ابن القیم کہتا ہی کہ طاعون جو ہمارے دشمنون جنات کی نیزہ زنی ہی اسمین بڑی حکمت ہی وہ یہہ ہے کہ انمین سے شیاطین ہمارے دشمن ہین

شیاطینهم واما اهل الطاعة منهم فهم اخواننا فی الدین وقد امرنا الله تعالی معاداة اعدائنا من الجن والانس وان

اور جو اونمین اہل طاعت ہین سو وہ ہمارے دینی بہائی ہین اور ہمکو حکم الٰہی ہے کہ اپنے دشمنونکی انسان ہون یا جن دشمنی کرین اور نسے

نحاربهم طلبا لمرضاته وابی اکثر الناس الا مسالمتهم وموالاتهم فسلطهم الله تعالی علیهم عقوبة لهم لانهم لما استجابوا حین اخذوهم

واسطی طلب رضا مندی اللہ کے لڑین اور اکثر لوگ اس حکم سی پہر کر اونکی محبت کے طلبگار ہوگئے سو ان کو اللہ تعالی نے اونپر عقوبت کی لئی غالب کردیا کیونکہ اونہون نے جب اونکو

وامروهم بالفسق والفجور واطاعوهم فی الفساد والشرور اقتضت الحکمة الالهیة ان یسلطوا علیهم بالطعن فیهم

فسق و فجور کہلائے بگڑا تو مان گئے اور فساد اور شرور مین مطیع ہوگئی تو حکمت الٰہی نی چاہا کہ یہہ ہے اونپر غالب آکر اون مین طعن قایم کرین

كما يسلط عليهم اعداءهم من الانس حين افسدوا في الارض ونبذوا كتاب الله تعالى وراءهم فهذه المحاربة ملحمة من
جیسے کہ اونپر اونکی دشمن انسان غالب ہوجاتی ہین جب وہ ملک مین فساد برپا کرتے ہین اور کتاب اللہ کو پس پشت ڈالتی ہین پس یہہ محاربت صف جنگ
الانس والطاعون ملحمة من الجن وكل منهما يسلط عليهم بتقدير العزيز الحكيم عقوبة لهم لمن يستحق العقوبة وشهادة
انسانکی ہی اور طاعون صف جنگ جنات کی ہی اور یہہ دونوا ونپر اللہ عزیز حکمت والی کی تقدیر سے واسطی عذاب مستحق عذاب کے اور واسطی شہادت مستحق
لمن هو اهل لها فهذه سنة الله تعالى في العقوبات التي يقع عامة فيكون طهر المتقين وعذاب الفاجرين وقد ثبت
شہادت کے مسلط ہوجاتے ہین پس اس عقوبات مین جو عام نازل ہوتی ہین عادت الٰہی یہہ ہی جاری ہی سو متقیونکی واسطی طہارت اور بدکارونکی لئی عذاب ہی اور حدیث
في الحديث ان سبب وقوع الطاعون ظهور الفاحشة واعلان المنكرات على ما روى عن ابن عمر انه عليه السلام قال لم تظهر
مین ثابت ہوچکا ہی کہ وبا پڑنیکا سبب ہے فاحشہ کا ظاہر ہونا اور منکرات کا برملا عمل مین آنا موافق روایت ابن عمر کے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہہ کبھی ظاہر
الفاحشة في قوم قط حتى يعلنوها الا فشى فيهم الطاعون واخرج مالك عن ابن عباس موقوفا والطبراني مرفوعا ما فشا
کہ کسی قوم مین فاحشہ تو ایسا ظاہر ہو کہ برملا ہونی لگی اور وبا نہ پڑی اور مالک نے ابن عباس سے موقوفا اور طبرانی نی مرفوعا نقل کیا ہی نہین ظاہر ہوا
الزنا في قوم قط الا كثر فيهم الموت قال ابن حجر الحكمة في ذلك ان حد الزنا في المحصن ازهاق الروح بصفة مخصوصة وهي
زنا کبھی کسی قوم مین مگر ان مین موت کی کثرت ہوئی ہے ابن حجر کہتا ہی حکمت اسمین یہہ ہے کہ زنا کی حد محصن کے حق مین جان کا نکالنا ہی بطور خاص یعنے
الرجم فاذا لم يقم فيه الحد يسلط عليهم الجن ليقتلوهم قال السيوطي ومن تتمة ذلك ان الزنا لما كان في غالب الاحوال
سنگسار کرکر پھر جب اوسمین یہہ حد قایم نہ ہوئی تو جن اونپر تعینات ہوتے تاکہ اونکو قتل کرین سیوطی کہتا ہی اسکا تتمہ یہہ ہے کہ زنا چونکہ اکثر اوقات
يقع سرا يسلط الله عليهم عدوا يقتلهم سرا من حيث لا يرونه وقاعدة العذاب انه اذا نزل بقوم يعم المستحق وغيره
پوشیدہ واقع ہوتا ہی تو اللہ تعالی بھی اونپر ایسا دشمن تعینات کرتا ہی کہ پوشیدہ مار ڈالی ایسا کہ کسیکو معلوم نہو اور عذاب کا قاعدہ یہہ ہے کہ جب کسی قوم پر نازل ہوتا ہی تو بھلی بری سب کو
ثم يبعثون على نياتهم كما روى عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام قال اذا انزل الله بقوم عذابا اصاب العذاب من كان فيهم
پھر وہ اپنی اپنی نیتوں کی موافق مبعوث ہوتی ہین چنانچہ عبد اللہ بن عمر سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی کسی قوم پر عذاب بھیجتا ہی تو جو وہان ہوتا ہی سب کو پہنچتا ہی
ثم يبعثون على نياتهم قال العلماء انما يصب العذاب جميع الناس لظهور المنكرات والاعلان بها لان انكارها وتغيرها
پھر وہ اپنی اپنی نیت پر مبعوث ہوتی ہین علماء کہتی ہین کہ تمام لوگونکو عذاب اسلیے پہنچتا ہی کہ منکرات ظاہر اور برملا عمل مین آتی ہین اور منکرات کا بند کرنا اور بدلنا
يصير واجبا عليهم فمن راى ولم ينكر صار كمن فعل في استحقاق العقوبة كما روى عن ابن عباس انه قيل يا رسول الله
اونپر واجب ہوجاتا ہی پھر جو دیکھی اور اونکو ممانعت نکری تو وہ استحقاق عقوبت مین ایسا ہے گویا کہ عمل کرتا ہی چنانچہ روایت ہے ابن عباس سے کہ کسی نی عرض کیا یا رسول اللہ
اتهلك القرية وفيها الصالحون قال نعم قيل بم يا رسول الله قال بتهاونهم وسكوتهم عن معاصي الله تعالى ثم ان
کیا تمام گاؤن ہلاک ہوجاتا ہی اور اوسمین صلحا ہوتی ہین فرمایا ہان عرض کیا کس خطا پر یا رسول اللہ فرمایا خدا کی نافرمانی پر اونکی سستی اور چپ رہنی سے پھر بیشک وہ
الطاعون وان كان يقع عذابا لهم بسبب سكوتهم عن المنكرات عند ظهورها لكن لما جعل لهم كفارة وطهرة كان لهم
وبا اگرچہ اونکی لئے منکرات کی ظہور پر چپ رہنی کی سزا مین عذاب آتا ہی پر چونکہ اونکی لئی کفارہ اور طہارت ہے تو اونکی حق مین
رحمة كما روى عن ام المؤمنين عائشة رض انه عليه الصلوة والسلام قال اذا كثر ذنوب العبد ولم يكن له ما يكفرها ابتلاه
رحمت ہے چنانچہ ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ و السلام نے فرمایا جب بندہ کی گناہ بہت ہوتی ہین اور کفارہ اوسکا کچھ نہین ہوتا
الله تعالى بالحزن ليكفرها ويجوز ان يكون في حق من لم يقصر فيما وجب عليه من الامر بالمعروف والنهي عن المنكر لزيادة
تو اللہ تعالی کفارہ کیواسطی اوسکو غم مین مبتلا کر دیتا ہی اور احتمال ہی کہ اوسکی حق مین جو تمام واجبات یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر مین قصور نکری واسطے افزایش
حسناته كما جاء في الحديث ان الرجل لتكون له عند الله تعالى منزلة فما يبلغها بعمله فما يزال الله يبتليه بما يكرهه
حسنات کے ہو چنانچہ حدیث مین آیا ہی کوئی شخص تقدیر الٰہی مین ایک مرتبہ کی لائق ہوتا ہی کہ اوسکو عمل کی برکت سی نہین حاصل کر سکتا تو اللہ تعالی اوسکو ہمیشہ مکروہات مین مبتلا

حتی

حتی یبلغه ایاه وقد ورد فی الحدیث ان الطاعون شهادة للمؤمنین ورحمة لهم وزجر علی الکفرین وهو صریح فی ان
آخروہ اوس مرتبہ پر پہنچا دیتا ہی اور بیشک حدیث میں آیا ہی کہ وبا مومنین کی حق میں شہادت اور رحمت ہی اور کفار کی لئی عذاب ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ
کونه شهادة ورحمة خاصة بالمؤمنین واذا وقع فی الکافر فانما هو عذاب عجل علیه فی الدنیا وله فی الاخرة اشد
وبا صرف مومنین کی لئی شہادت اور رحمت ہے اور جب کافر پر پڑتی ہے تو وہ عذاب ہے کہ اوس پر جلدی سے دنیا میں آگیا اور آخرت میں اوسکے لئے
العذاب واما العاصی المرتکب الکبیرة من هذه الامة اذا کان مصرا علیها ولم یتب عنها فکون الطاعون شهادة
اور بہی سخت عذاب ہی اور رہا گنہگار کبیرہ کرنیوالا اس امت میں سے اگر وہ کبائر پر اڑا ہوا ہی اور تائب نہیں ہوا تو وبا اوسکی حق میں شہادت ہی یا نہیں
له محل نظر اذ یحتمل ان یقال انه لاینال درجة الشهادة لشوم ماکان متلوثا به من الذنوب وقد قال الله تعالی
اسمیں تامل ہی اسواسطے کہ ہو سکتا ہی کہ کوئی کہے یہہ شخص ان گناہوں کی وبال سے جنمیں مبتلا تہا شہادت کا درجہ نہیں پا سکتا اور بیشک الله تعالی فرماتا ہی
اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ کَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وایضا قد سبق ان الطاعون
کیا خیال رکھتے ہیں جنہوں نے کمائی ہیں برائیاں کہ ہم کر دینگے اونکو برابر اونکی جو یقین لائے ہیں اور کئی بہلے کام اور یہہ بہی گذر چکا ہے کہ وبا
ینشأ عن ظهور الفاحشة ویقع عقوبة بسبب المعصیة فکیف یکون شهادة ویحتمل ان یقال انه ینال درجة الشهادة لعموم الاخبار الواردة
فاحشہ کی ظاہر ہونے سے پہیلتی ہی اور گناہ کے سبب سے عقوبت ہوتی ہی پہر شہادت کیونکر ہو سکتی ہی اور یہہ بہی احتمال ہی کہ کہئے کہ شہادت کا درجہ پاویگا
فیها لاسیما الحدیث الوارد عن انس انه علیه الصلوة والسلام قال الطاعون شهادة لکل مسلم فانه صریح فی العموم وبالقیاس
اسواسطے کہ حدیثوں میں حکم عام ہے خاص اوس حدیث میں جو انس روایت کرتا ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا وبا ہر مسلم کی لئی شہادت ہے اب یہہ مضمون صاف علی العموم ہے
علی شهید المعرکة ان یحکم له بالشهادة ولو کان له ذنوب کثیرة لم یتب عنها الا التبعات الادمیین للحدیث الوارد
اور معرکہ جنگ کے شہید پر قیاس کرکر حکم شہادت کا کر سکتی ہیں اگرچہ سوا حق العباد کی اوسکی سر پر کتنی ہی گناہ کی توبہ باقی رہی ہوں بدلیل اس حدیث کی کہ
ان الشهید یغفر له کل ذنب الا الدین وسائر التبعات فی معنی الدین ولا یلزم من حصول درجة الشهادة لمن اکتسب السیئات
شہید کی تمام گناہ بجز قرض کے معاف ہو جاتی ہیں اور تمام حقوق بمنزلہ قرض کے ہیں اور یہہ لازم نہیں آتا کہ ایک شخص جو گناہ کرتا رہا شہادت کا درجہ پاکر
ان ساوی المؤمن الکامل فی المنزلة لان درجات الشهداء متفاوتة نعم یستفاد من الحدیث ان الشهادة لاتکفر
مومن کامل سے درجہ میں برابر ہو جاوے اسیواسطے کہ شہیدوں کی مرتبے کمتی بڑہتی ہوتے ہیں البتہ اس حدیث سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ شہادت سے حقوق
التبعات لکن التبعات لاتمنع الشهادة اذ لیس للشهادة معنی الا انها اذا حصلت لشخص یثیبه الله تعالی ثوابا مخصوصا
نہیں معاف ہوتی ہیں لیکن حقوق باقی رہنے سے کچہہ شہادت میں فرق نہیں آتا اسواسطے کہ شہادت کی یہہ ہی معنی ہیں کہ جب خدا کسیکے نصیب کرتا ہی تو اوسکو الله تعالی کی یہاں سے
ویغفر له ذنوبه غیر التبعات ثم ان کان له اعمال صالحة فهی تنفعه فی موازنة ما علیه من التبعات وتبقی له درجة الشهادة
ایک خاص ثواب ملتا ہی اور اوسکی تمام گناہ سوائی حقوق کی معاف ہو جاتی ہیں پہر اگر اوسکی اور اعمال صالحہ ہیں تو وہ اون حقوقکی مقابلہ میں فائدہ کرینگی اور درجہ شہادت کا اوسکے لئی بچا رہیگا
وان لم یکن له اعمال صالحة فالشهادة تکفر اعماله السیئة غیر التبعات وهو فی حق التبعات یبقی فی مشیة الله تعالی
اور اگر کچہہ اعمال صالحہ نہیں تو شہادت اوسکی گناہوں کو سوای حقوق کے تو محو کر دیگی اور بابت حقوق کے الله تعالی کی مشیت میں رہے گا
فانه تعالی اذا اراد ان لایعذبه یرضی علیه خصمه کما روی انه علیه الصلوة والسلام بینما هو جالس اذ ضحک حتی
بیشک الله تعالی اگر چاہے کہ اوسپر عذاب نہو تو مدعیونکو راضی کر دیگا چنانچہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک وقت بیٹھے ہوئی ایسے ہنسی
بدت ثنایاه فقیل له لم تضحک یارسول الله قال رجلان من امتی جثیا بین یدی رب العزة فیقول احدهما یارب خذ
کہ دندان مبارک پیشین نظر آنے لگے پہر کسے نے پوچھا یا رسول الله آپ کیوں ہنستی ہیں فرمایا میری امت کے دو شخص رب العزت کی سامنی آئی ایک کہتا ہی ای رب میری میرا حق
لی مظلمتی من هذا الاخ فیقول الله تعالی اعط اخاک مظلمته فیقول یارب لم یبق من حسناتی شیء فیقول الله تعالی
اس بہائی سی دلا دی پہر الله تعالی فرماتا ہے اپنے بہائی کا حق ادا کر دی وہ جواب دیتا ہے الہی میری پاس تو کوئی بہلائی باقی نہیں رہی پہر الله تعالی مدعی سی کہتا ہے

للطالب ما تصنع باخيك لم يبق من حسناته شيء فيقول يا رب فليحمل عني اوزاري ففاضت عينا رسول الله

طالب مدعی سی کہیگا اب تو اپنی بہائی سی کیا معاملہ کریگا اوسکی پاس تو کوئی حسنہ باقی نہیں رہا پہر وہ کہیگا یا رب پہر وہ میرا بوجہہ یعنی گناہ اوٹہالی پس دونوں آنکہیں رسول اللہ

صلی الله عليه وسلم قال ان ذلك اليوم ليوم عظيم يحتاج الناس فيه ان يحمل عنهم اوزارهم ثم قال فيقول الله تعالى

صلے اللہ علیہ وسلم کی اشک سی بہر گئیں اور فرمایا بیشک وہ دن بڑا سخت دن ہی لوگونکو اوس روز یہہ حاجت ہوگی کہ اونکی گناہ اوروں پر پڑ جاویں پہر آپنے فرمایا پہر اللہ تعالے

للطالب حقه ارفع بصرك فانظر الى الجنان فيرفع بصره فيرى مدائن من فضة وقصورا من ذهب مكللة باللؤلؤ فيقول

مدعی سی فرماویگا نگہہ اوٹہا کر جنت کی طرف تو دیکہہ پہر وہ آنکہہ اوٹہا کر کیا دیکہتا ہی شہر کی شہر چاندی کی اور محل کے محل سونے کی تمام موتی جڑی ہوئی پہر عرض کریگا

لمن هذا يا رب فيقول الله تعالى هذا لمن يعطي ثمنه فيقول فمن يملك ثمنه يا رب فيقول الله تعالى انت تملكه فيقول

الٰہی یہہ کسکی ہین پہر اللہ تعالی فرماویگا جو کوئی انکی قیمت ادا کری پہر عرض کریگا اسکی قیمت کسکی پاس ہے پہر اللہ تعالے فرماویگا اسکی قیمت تیری پاس ہے پہر عرض کریگا

بماذا يا رب فيقول الله تعالى بعفوك عن اخيك فيقول يا رب قد عفوت عنه فيقول الله تعالى خذ بيد اخيك وادخله

کس چیز کی بدلہ پہر اللہ تعالے فرماویگا تیری اس بہائی کی معافی کی بدلہ پہر عرض کریگا الٰہی مین نے بیشک اوسکو معاف کیا پہر اللہ تعالی فرماویگا اپنی بہائی کا ہاتہہ پکڑ اور جنت مین لیجا

الجنة ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاتقوا الله واصلحوا ذات بينكم فان الله تعالى يصلح بين المؤمنين

پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سی ڈرو اور آپسمین ملاپ رکہو کیونکہ اللہ تعالی قیامت کے روز مومنون مین

يوم القيمة قال القرطبي نقلا عن شيخه هذا لبعض الناس ممن اراد الله تعالى ان لا يعذبه وكذا ما روي عنه عليه الصلوة

ملاپ کر دیگا قرطبی اپنی اوستاد سی نقل کرتا ہی یہہ حال کسی کسی کا ہی جسکو اللہ تعالے عذاب سی بچانا چاہے اور ایسی ہی وہ جو نبی علیہ الصلوۃ والسلام

والسلام ان مناديا ينادي يوم القيمة من تحت العرش يا امة محمد اما كان لي قبلكم فقد وهبته لكم فبقيت التبعات

سے روایت ہی کہ ایک منادی قیامت کی دن عرش کے تلی سی آواز دیگا ای امت محمد کی جو میرا حق تمہاری ذمہ تہا مین نے تمکو بخشدیا اب حقوق عباد باقی ہین

فتواهبوا فادخلوا الجنة برحمتي هذا ايضا لبعض الناس اذ لو كان في جميعهم لما دخل احد النار وقد وردت اخبار صحيحة

سو ہر ایک دوسرے کو معاف کری میری رحمت سے جنت مین چلی جاو یہہ بہی کسی کسی کی واسطی ہی کیونکہ اگر سب کے لئی یہہ ہے ہو تو کوئی بہی دوزخ مین نہ جاوی اور بیشک صحیح حدیثین

نقلها ثقات ولا بد من الايمان بها من كان من اهل الايمان لا يبقى في النار بسبب العصيان بل يخرج منها ولو بعد حين

جو ثقات کی روایت سے آئی ہین اونپر بہی ایمان لانا ضروری ہی کہ کوئی ایماندار گناہونکے سبب سے دوزخ مین نہین پڑا رہیگا بلکہ دوزخسی نکلیگا اگرچہ بعد زمانہ قلیل

وزمان والخروج منها لا يكون الا بعد الدخول فيها عصمنا الله تعالى عن الدخول فيها المجلس الستون في بيان فضيلة الصبر في

یا زمانہ درازکی اور دوزخسے باہر آنا بدون داخل ہوئی نہین ہوسکتا الٰہی ہمکو دوزخ مین جانے سی بچائی ساٹہوین مجلس مین صبر کی فضیلت کا بیان

موضع الطاعون وعدم جواز الدعاء لرفعه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس من احد يقع الطاعون فيمكث

موضع طاعون مین اور اوسکی رفع کے لئی دعا کا نہ جائز ہونا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کوئی نہین کہ طاعون واقع ہو اور پہر

في بلده صابرا محتسبا يعلم انه لا يصيبه الا ما كتب الله له الا كان له مثل اجر الشهيد هذا الحديث من صحاح المصابيح

اوس شہر مین صبر کر کر ثواب کے لئے یہہ سمجہہ کر ٹہرا رہی کہ مجہکو وہی پہنچیگا جو اللہ تعالے لکہہ چکا ہی مگر اوسکی واسطی برابر اجر شہید کے ہوگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہے

رواه ام المؤمنين عائشة رض قال ابن الحجر مقتضى هذا الحديث ان اجر الشهيد يكون لمن لا يخرج من البلد الذي

ام المومنین عائشہ کی روایت سی ابن حجر کہتا ہی مقتضی اس حدیث کا یہہ ہی کہ شہید کا اجر اوسکو ہوتا ہی جو اوس شہر مین سی جہان

وقع فيه الطاعون ويكون في حال اقامته قاصدا ثواب الله تعالى راجيا موعده عارفا بان ما يقع له فهو بتقدير الله تعالى

طاعون واقع ہوا ہی چلا نجاوی اور وہان ٹہرا ہوا اللہ سی ثواب کا ارادہ کرے اور اوسکے وعدہ کا امیدوار رہی یہہ سمجہہ کر کہ مجہہ پر جو گذریگا سو تقدیر الٰہی سی ہے

وما يصرف عنه فهو بتقدير الله تعالى غير متضجر بوقوعه معتمدا على ربه في كل حال فمن اتصف بهذه الصفات فمات

اور جو ٹل جاویگا سو تقدیر الٰہی سی ہے اوسکی واقع ہونی سے دل تنگ نہو اپنی رب پر ہر حال مین بہروسہ کئی رہی سو جس شخص مین یہہ صفات موجود ہون پہر وہ

بغير

بغير الطاعون فظاهر الحديث ان اجر الشهيد يحصل له ويؤيده رواية من مات فی الطاعون فهو شهيد الحديث حيث لم يقل الطاعون

طاعون میں غرض تو یہ ہے موافق ظاہر حدیث کی اوسکو شہید کا ثواب ملتا ہی اور اوسکی تائید یہہ روایت کرتی ہی جو شخص طاعون میں مرجاوے بس وہ شہید ہے آخر حدیث تک اسلیے کہ

ثم قال لو وجدت فی شخص هذه الصفات ثم مات بعد انقضاء زمن الطاعون فظاهر الحديث انه يكون شهيدا و

پہر کہا جس شخص میں یہہ صفتیں موجود ہون پہر وہ بعد گذرنے موسم طاعون کی مری تو ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ شہید ہے اور

نية المؤمن خير من عمله ثم قال ومما يستفاد من هذا الحديث ان الصابر فی الطاعون المتصف بالصفات المذكورة

مومن کی نیت عمل سے بہتر ہوتی ہی پہر کہا اور اس حدیث سی نکلتا ہے کہ طاعون میں صبر کرنے والا جو ان صفات مذکورہ سے موصوف ہو

يامن فتنة القبر لانه نظير المرابط فی سبيل الله تعالی وقد صح ذلك فی المرابط كما فی حديث مسلم وغيره ثم

قبر کے فتنہ سے محفوظ رہیگا اسلیے کہ گویا گہوڑا الگی ہوئی جہاد میں تیار ہی اور یہہ ثواب مرابط کے حق میں ثابت ہو چکا ہی چنانچہ حدیث مسلم وغیرہ میں موجود ہے

قال واما من لم يتصف بالصفات المذكورة تراه يشتد تضجره ويشتغل بوجوه من الحيل فی دفعه بانواع الاشياء

اور جس شخص میں صفات مذکورہ موجود نہون تو دیکہو کتنا دل تنگ ہوتا ہی اور وہ دفع کرنیکو قسم قسم کی حیلی طرح طرح کی باتین جو دبا کی دور کرنیوالی

التی يقال انها تدفعه كالرقی والخواتم والتعويذات التی تعلق فی الرؤس وتكتب علی الابواب ويتشاءم بانواع الطيرة

مشہور ہین کئے جاتاہے جیسے منتر اور نقوش اور تعویذ جو گلے میں ڈالتے ہین اور دروازون پر لکہتے ہین اور شگون لینا قسم قسم کی فال سے

التی نهی الشارع عنها ويحيل امره علی الهوی والماء من غير نظر الی سببه الحقيقی الذی هو ظهور الفاحشة واعلان المنكرات

جو شرع میں ممنوع ہین اور حوالہ کرنا اسکے حال کا آب و ہوا پر اور حقیقی سبب کا کچہہ لحاظ نہین جو ظاہر ہونا فواحش کا اور برملا ہونا منکرات کا ہے

ويجتنب عن عيادة المرضی وحضور الجنائز التی ترقق القلوب وتستجلب الدموع وتورث الخشية والخشوع واكثرهم

اور بیمارون کی عیادت اور جنازہ پر جانا سب چہوڑ دیتا ہی جسے دل نرم ہوتی ہین اور آنسو ٹپکتے ہین اور خوف اور انکسار پیدا ہوتا ہی اور ایسی لوگ اکثر

يموتون فی زمن الطاعون بالطاعون وغيره فتفوتهم درجة الشهادة بسبب عدم امتثالهم بالامر بالصبر عليه

طاعون کی موسم میں طاعون وغیرہ سی مرجاتے ہین سو اونکو درجہ شہادت کا نہین ملیگا کیونکہ موافق حکم کے طاعون پر صبر نکیا

عند وقوعه وقد يموت بعض منهم فيزعمون انه يقوم بعد موته ويخرج من قبره ليلا ويدور بيوت الناس و

اور ان میں کوئی مرجاتا ہی تو یہہ کہتے ہین کہ موت کی بعد یہہ اوٹہتا ہی اور رات کو قبر میں سے نکل کر لوگون کے گہرونمین پہرتا ہوا

يدعو بعض اصحابها ويموت من دعاه وبهذا الزعم ينبشون قبره ويبنون بحوزه بل ربما يخرجونه ويحرقونه كما يفعله

اپنی یارون میں سی کسی کسی کو پکارتا ہی پہر جسکو وہ پکارتا ہی وہی مرجاتا ہی تو اسی گمان پر اوسکی قبر اوکہیڑ کر اوسکو بیچ کر دیتے ہین بلکہ بعضے دفعہ اوسکو نکال کر پہونک دیتے ہین جیسا کہ

كفار الهند مع كون هذه الافعال كلها مما ورد النهی عنها فی الشرع المحمدی وانما يرتكبونها لنفرتهم عن الطاعون وكراهتهم

کفار یہہ ہی کرتے ہین باوجودیکہ یہہ تمام حرکات دین محمدیہ میں سراسر ممنوع ہین اور یہہ حرکات اسہی لئے کرتے ہین کہ طاعون سے گہبراتے ہین اور مکروہ سمجہتے ہین

له وقد ثبت انه عليه السلام دعا به لامته وقال اللهم اجعل فناء امتی بالطعن والطاعون وبعضهم وان استشكل

اور بیشک ثابت ہو چکا ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنی امت کے لئی اسکی دعا کی ہی فرمایا ہی الٰہی میری امت کی موت طعن اور طاعون سے کیجیے اور بعضون نی اگرچہ اس حدیث پر

هذا الحديث بان اكثر الامة يموتون بغيرهما لكن اجيب بانهما الغالب علی فناء الامة وهو صحيح بلاشك اذ لو استقرئ

یہہ اعتراض کیا ہی کہ موت اکثر امت کی تو بغیر طعن اور طاعون کی ہوتی ہی لیکن جواب یہہ ہے کہ اکثر یہہ ہی دونون امت کی موت کے لئی ہوتی ہین اور یہہ بات بیشک صحیح ہی کیونکہ اگر تحقیق

الامر لوجد العدد الذی مات فی الطاعون اكثر من العدد الذی مات فيما بينه وبين الطاعون الذی قبله فكيف اذا انضم

تلاش کرو تو البتہ گنتی طاعون کے مردون کی اون مردون سی زیادہ ہوگی جو درمیان میں اس طاعون کے اور پہلی طاعون کے مرے ہین پہر اگر مقتولین کو شامل

اليه القتل الحاصل فی الجهاد وفی الفتن فان قيل كيف دعا علی امته بالهلاك فالجواب ان المقصود من هذا الدعاء ليس

کرین جو جہاد یا فتنہ میں قتل ہوئی ہین تو کیونکر نہ زیادہ ہونگی پہر اگر کوئی یہہ کہے کہ اپنی امت کی ہلاک کی کیون دعا کی تو جواب یہہ ہے کہ اس دعا سی ہلاک کا کوسنا مقصود نہین ہے

دعاء علیہم بالھلاک وان کان من لوازمہ الھلاک بل المراد منہ حصول الشہادۃ لھم بکل من الامرین لان الموت

اگرچہ ہلاکت اوسکی لوازم سے ہی بلکہ تمنی دعا سے بوسیلہ ان دونو اسباب کے اونکے لئے شہادت مطلوب ہی کیونکہ موت تو اسلیے پیچھے لگی ہوئی ہے

امر لازم لاخلاص منہ فکان محط الدعاء علی جعل کل منہما سبباً للموت الذی قدرہ اللہ تعالی ولا مفر منہ حتی

کہ وس سے اصلا مخلصی نہیں ہے پس مطلب دعا کا یہہ ہی کہ طعن اور طاعون ہی سے موت آ یا کرے جو اللہ تعالی نے مقرر کی ہی اور اوس سے کوئی بچاؤ نہیں ہے

یحصل بکل منہما الشہادۃ اما حصولہا بالطعن الذی ھو القتل الحاصل فی الجہاد والفتن فظاہر واما حصولہا

تا کہ ان دو وجہ سے شہادت ہوا کری پہر حصول شہادت طعن سی جو جہاد مین یا فتنہ مین مارے جاتے ہین ظاہر ہے رہا حصول شہادت کا

بالطاعون فلما ثبت بالحدیث انہ وخز اعدائنا من الجن فیکون شہادۃ بلا ریب ولھذا کان الدعاء برفعہ غیر

طاعون سے سو اسلئے کہ حدیث سی ثابت ہوا ہی کہ طاعون کو جنا ہماری دشمنون جنات کا ہے پس بیشک شہادت ہے اور اسی لئے اوسکے رفع کی دعا جایز نہین ہے

مشروع قال المنبجی یکرہ لان معاذاً امتنع منہ واعتل بان الطاعون شہادۃ ورحمۃ ودعوۃ نبینا محمد علیہ السلام

منبجی کہتا ہی مکروہ ہی اسلئے کہ معاذ رض نے دعا نکی اور یہہ حجت کی کہ طاعون شہادت اور رحمت ہے اور ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے

علی ما روی عن عبد اللہ بن رافع ان ابا عبیدۃ بن الجراح لما اصیب فی طاعون عمواس استخلف معاذاً واشتد الامر

موافق روایت عبد اللہ بن رافع کے کہ ابو عبیدہ ابن جراح جب طاعون عمواس مین مبتلا ہوکر موے معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب کیا اور اسی شدت ہوئی

فقال الناس لمعاذ ادع اللہ برفع ھذا الرجز فقال انہ لیس برجز ولکنہ دعوۃ نبیکم وموت صالحین قبلکم وشہادۃ

معاذ سے کہا کہ اللہ سی دعا مانگو کہ یہہ عذاب دور ہو جاوے معاذ نے کہا یہہ عذاب نہین ہے بلکہ یہہ تمہارے نبی کی دعا ہی اور اگلے صلحا کی موت اور شہادت ہی

یخص اللہ تعالی بہا من شاء منکم اللہم ات آل معاذ نصیبہم الاوفر من ھذہ الرحمۃ فھذا القول من معاذ صریح بان

تم مین سی جسکو چاہے اللہ عطا فرماوے الہی معاذ کی اہل کو بڑا حصہ اس رحمت مین سی عطا کر اور معاذ کی یہہ تقریر صریح ہے کہ

الدعاء برفعہ غیر مشروع وقد صح ان معاذاً اعلم الامۃ بالحلال والحرام وانہ امام الفقہاء یوم القیمۃ فلو کان مشروعاً

اسکے دور ہونیکی دعا جایز نہین ہی اور تحقیق ہو چکا ہے کہ معاذ تمام امت مین حلال اور حرام کو خوب جانتا تہا اور قیامت کی روز تمام فقہاء کا پیشوا ہوگا اگر یہہ دعا

لما احوجہم ان یسئلوہ بل کان یفعل من تلقاء نفسہ بل لو کان مباحاً لبادر بفعلہ عند سؤال الرعیۃ عنہ فاظنوا

جایز ہوتی تو لوگون کی کہنے کی کیا حاجت تہی بلکہ وہ خود بخود دعا کرتا بلکہ اگر دعا مباح ہوتی تو فوراً کرتا جب لوگون نی اوس سے عرض کیا تہا اس خیال سی کہ ہمارے حق مین

انہ مصلحۃ لہم وقد صرح الحنابلۃ المسئلۃ وقال صاحب الفروع منہم لا یقنت لہ لانہ لم یثبت القنوت فی طاعون

بہتر ہے اور حنبلون نے اس مسئلہ کو صراحت سی بیان کیا ہی اور صاحب فروع اونمین سی کہتا ہی اسکی دعا نکرے اسلئے کہ طاعون عمواس وغیرہ مین دعا ثابت نہین ہوئی

عمواس وغیرہ وابن الحجر وان مال الی مشروعیتہ فرادی الا انہ منع الاجتماع لہ وقال واما الاجتماع للدعاء برفعہ کما فی

اور ابن حجر اگرچہ پسند کرتا ہی کہ الگ الگ جایز ہی پر اجتماع کو وہ ہے منع کرتا ہے اور کہتا ہی کہ جماعت کرنی رفع کی دعا کی لئی جیسے

الاستسقاء فبدعۃ حدثت بدمشق فی الطاعون الکبیر سنۃ تسع واربعین وسبعمائۃ ولم یفد شیئاً بل ازداد الامر

نماز استسقا مین ہوتی ہی سو بدعت ہی دمشق مین جاری ہوئی تہی بڑے طاعون ٧٤٩ سات سو انچاس مین اور کچہ فائدہ ہی نہوا ہوا ایک حال اور ہی

شدۃ ثم قال ولو انہ کان مشروعاً لم یخف علی السلف ولا علی فقہاء الامصار واتباعہم فی الاعصار الماضیۃ فلم یبلغنا

تباہ ہوگیا پہر کہا اور اگر دعا جایز ہوتی تو سلف پر یہہ بات پوشیدہ نرہتی اور نہ ملک کی فقہا پر اور نہ اونکی تلامذہ پر زمانہ گذشتہ مین سو اس باب مین ہمکو نہ کوئی روایت ملی

فی ذلک خبر ولا اثر عن المحدثین ولا فرع مسطور عن احد من الفقہاء وائمۃ الدین وقد تمسک قوم علی مشروعیتہ بقول

اور نہ محدثین سی کوئی اثر اور نہ کوئی جزی کسی فقیہ اور دین کی امام کی لکہی ہوئی ہے اور ایک قوم نی جواز دعا پر بعضے فقہاء کے

بعض الفقہاء ان القنوت فی الصلوات کلہا مشروع عند النوازل وان الاجتماع والدعاء لعموم الامراض جائز وقالوا ان تصریحہم

اس قول سی تمسک کیا ہی کہ دعا قنوت تمام نمازون مین بروقت نزول حوادث کی مشروع ہے اور جماعت کرنی اور دعا مانگنی عموم امراض کی واسطے جایز ہے اور قوم نے یہ کہا کہ

بالمرض

بالمرض العام بمنزلة التصريح بالوباء الذي يشمل الطاعون وهو ايضا من اشد النوازل والجواب ان كلا من الوباء والنوازل

عموم امراض کا نام لینا بمنزلہ نام لینے وبا کی ہی جسمین طاعون بھی داخل ہے اور یہہ بھی بڑا حادثہ ہے اور جواب یہہ ہے کہ تمام وبا اور حوادث

وان كان عاما يشمل الطاعون وغيره الا ان الطاعون اختص بكونه شهادة ورحمة ودعوة نبينا محمد عليه الصلوة والسلام بخلاف

اگرچہ عام ہین کہ طاعون وغیرہ بھی انمین داخل ہین پر طاعون مین خاص کر شہادت ہوتی ہی اور رحمت ہی اور ہمارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا ہی برخلاف

الوباء والنوازل ولهذا شرع الدعاء برفعهما ولم يشرع برفع الطاعون ويؤيد ذلك ورود النهي عن الفرار منه دون الوباء و

وبا اور حوادث کی اور اسیلئے وبا اور نوازل کی رفع کی دعا جایز ہی اور طاعون کے رفع کی دعا جائز نہین اور اسی کی تائید کرتی ہی طاعون سے بھاگنی کی ممانعت سوا وبا اور

سائر النوازل فانه قد وقع في القرن الاول مرات متعددة والصحابة يومئذ متوافرون واكابرهم موجودون ولم ينقل عن

اور تمام حوادث کے کیونکہ طاعون قرن اولی مین کئی بار نازل ہوا ہی اور صحابہ اوسوقت بہت اور بڑے بڑے موجود تھے اور کسی سے یہہ منقول نہین ہے

واحد منهم انه فعل شيئا من ذلك او امر به والمراد من قول معاذ دعوة نبيكم حديث اللهم اجعل فناء امتي بالطعن و

کہ کسی نے ان مین سے کچھہ بھی آپ کیا ہو یا کسیکو بتایا ہو اور معاذ کا قول دعوۃ نبیکم اس سے مراد یہہ حدیث ہی الٰہی کر دی نیستی میری امت کے طعن اور

الطاعون والمراد بالصالحين قبلكم قد تكلم عليه الكلاباذي فقال يجوز ان يكون المراد بهم بني اسرائيل فان الطاعون

طاعون سے اور صالحین سے جو قبل مار مراد ہین اوسمین کلاباذی گفتگو کرتا ہی اوسکی رای یہہ ہی کہ ان لوگوں سی بنی اسرائیل مراد ہو سکتی ہین کیونکہ طاعون

وان كان قد وقع عذابا لهم بسبب سكوتهم عن المنكرات عند ظهورها الا انه قد جعل كفارة لهم وطهرة لما كان منهم

اگرچہ اونپر عذاب آیا تھا وقت ظہور اور برملا ہونے منکرات کے جو دم کہار ہے منع نکیا پر اونکی حق مین اونکی دم کہار رہنی کی گناہ کا کفارہ اور طہارت تھے

من السكوت كما كان قتل بعضهم بعضا كفارة لمن كان منهم عبد العجل فانهم تائبون صالحون مستسلمون وقد علم من

جیسی آپسمین ایک دوسرے کے ہاتھہ سے واسطے کفارہ گوسالہ پرستی کی سب قتل ہوے کیونکہ یہہ سب تائب اور صلحا اور مطیع تھے اور اس سے معلوم ہوا

هذا ان الواجب على كل مسلم ان يسعى في اصلاح نفسه باسقاط ما في ذمته من الفرائض والواجبات والاجتناب عن

کہ مسلم پر واجب یہہ ہی کہ اپنی ذات کی صفائی اور اصلاح مین کوشش کری اسطور کہ جو اوسکے ذمہ فرائض اور واجبات ہین ادا کری

المحرمات والمكروهات والتوبة عن الذنوب والسيئات والمبادرة الى رد المظالم والتخلص من التبعات وهو مطلوب في كل

اور محرمات اور مکروہات سی بچے اور گناہون اور برائیون سی توبہ کری اور جور اور جفا کی معافی اور حقوق سی رستگاری مین جلدی کری اور اتنی سعی تو ہر وقت

وقت ويتاكد ذلك عند وقوع الوباء عموما ولمن وقع به الطاعون خصوصا لا سيما الوصية من غير ان يقع فيها حيف لقوله عم

درکار ہی اور اسمین وبا کی موسم مین عموما تاکید ہے اور جو طاعون مین مبتلا ہو اوسکو زیادہ تر علی الخصوص وصیت مین کہ بلا قصور لی کمی و کاست ہو واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کے

ما حق امرء مسلم له شئ يوصي فيه يبيت ليلتين الا ووصيته مكتوبة عنده فان معناه اذا كان لامرء مسلم شئ يريد ان يوصي فيه

نہین اچھا کرتا شخص مسلمان مالک کسی چیز کا قابل وصیت کی کہ دو شب بسر کرے مگر وصیت اوسکی لکھی ہوی اوسکی پاس ہو اسکی یہہ معنی ہین جب کسی مرد مسلمان پاس ایسی چیز ہو کہ اوسمین وصیت کیا چاہے

فحقه ليس الا ان يكون وصيته مكتوبة عنده لانه لا يدري متى يوافيه منيته ويحول بينه وبين ما يريده وقيد ليلتين

تو اوسکا حق اور نہین ہے مگر اوسکی وصیت لکھی ہوئی اوسکی پاس ہو کیونکہ کیا جانتا ہی اوسکی موت کب پہنچ مین آگر اوسکی ارادہ کو روک لے اور دو شب کی قید

غير مقصود بل هو تنبيه على انه لا ينبغي ان يمضي عليه زمان وان كان قليلا الا ووصيته مكتوبة عنده لا سيما اذا كان عليه

کچھہ مقصود نہین ہی بلکہ یہہ تاکید ہے کہ ایسا نہین چاہی کہ اوسپر کچھہ زمانہ گذری اگرچہ قلیل ہو مگر اوسکی وصیت لکھی ہوئی اوسکی پاس ہو خاص اوسوقت کہ اوسکی ذمہ

دين او وديعة او غير ذلك من الحقوق فح يلزمه الوصية ويستحب تعجيلها لانه لا يامن ان يشتد مرضه فيعتقل لسانه

قرض ہو یا امانت یا کوئی اور حق ہو پس اب اوسپر وصیت ضروری ہی اور اسمین جلدی اسلئے مستحب ہے کیا خبر ہی کہ مرض بڑہ کر زبان بند ہو جاوے

فيموت بغير وصية فيكون اثما بترك ما وجب عليه ان كانت الوصية واجبة عليه بان كان عليه حق من حقوق الله تعالى

پہر بے وصیت مرجاوے اب اپنی ذمہ کا واجب ترک کرنی سی گنہگار ہوویگا اگر اوسپر وصیت باین لحاظ واجب تھی کہ اوسکی ذمہ کوئی حق اللہ

وحقوق الناس وان لم یکن علیه من هذین الحقین بشیء لا یجب علیه الوصیة بل یستحب ومحلها لمن کان له مال ولم یکن له

یا کوئی حق العباد باقی ہو اور اگر اوسکی ذمہ ان دونون سی کچھ نہین ہی تو وصیت واجب نہین ہوتی بلکہ مستحب ہے اور محل وصیت کا اسکی حق مین جسکی پاس مال تو ہی

وارث جمیع المال وان کان له وارث فثلث المال ویستوفیه فی الوصیة الواجبة ان احتیج الیه وینقص منه فی الوصیة

پر وارث نہین تمام مال ہی اور اگر وارث ہی تو پہر تہائی مال اور تہائی مال وصیت واجبہ مین اگر حاجت پڑی تو پورا کردی اور وصیت مستحب مین تہائی سی کم

المستحبة وطریقها ان یذکرها بلسانه عند عدلین ویبین قدرها وجنسها وصفتها وان کتبها وقراها علیهما واشهدهما

اور طریقہ وصیت کا یہہ ہی کہ اپنی زبان سی دو عادل کی سامنی ذکر کری لیکن اوسکی مقدار اور جنس اور صفت بیان کردی اگر وصیت لکہہ کر دونوں کو پڑہ سناوے اور اونکو

علیها کان اولی لکن ینبغی له ان یحترز غایة الحذر ان یخص وارثا من ورثته بشیء علی وجه التملیك والاقرار فیکون خاتمة

گواہ کردی تو بہت بہتر ہی لیکن چاہئی کہ ایسا ہرگز نکری کہ خاص ایک وارث کیلئی کوئی چیز معین کرکی مالک یا اوسکی لئی اقرار کردی پہر اوسکی خاتمہ کا

شرا لا خاتمة خیر لان الله تعالی تولی قسمة المواریث بنفسه واعطی کل ذی حق حقه وعینه له فی کتابه الذی انزل علی

برا انجام ہی اچھا نہین اسلئی کہ اللہ تعالی بذات خود قسمت مواریث کا ذمہ دار ہوا ہی اور ہر ایک حقدار کی لئی … اپنی کتاب مین جو اپنی رسول پر نازل کی ہی

رسوله وتوعد من عصاه وبدل حکمه بدخول النار والخلود فیها فقال فی اخر آیات المواریث ومن یعص الله ورسوله ویتعد

حصہ معین کرچکا ہی اور نافرمان کی حق مین جو اوسکی حکم کو تبدیل کرے دوزخ مین جانی کا ہمیشہ کی واسطے وعید فرمایا ہی چنانچہ مواریث کی اخیر آیات مین کہا اور جو کوئی بی حکمی کری اللہ کی اور رسول کی

حدوده یدخله نارا خالدا فیها وله عذاب مهین وروی عن ابی هریرة رض انه علیه الصلوة والسلام قال ان الرجل والمراة

اور بڑہے اوسکی حدون سی اوسکو داخل کری آگ مین رہ پڑی ہمیشہ اور اوسکو ذلت کی مار ہی اور ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا بیشک بعضی مرد اور عورت

لیعمل بطاعة الله ستین سنة ثم یحضرهما الموت فیضاران فی الوصیة فتجب لهما النار ثم قرء ابو هریرة قوله تعالی من بعد وصیة

ساٹہہ برس تک اللہ کی عبادت کرتی رہتی ہین پہر جب اونکی موت آتی ہی تو وصیت مین بی اعتدالی کرتے ہین آخر اونکی لئی دوزخ واجب ہوجاتا ہی پہر ابو ہریرہ نی یہ آیت پڑہی بعد وصیت کی

یوصی بها او دین غیر مضار الی اخر الآیة یسرنا الله تعالی من الاعمال ما یوافق رضاه

جو ہو چکے ہے یا قرض کی جب ورثہ کا نقصان نکیا ہو آخر تک الہی ہمہ اعمال موافق اپنی رضا کی آسان کر

المجلس الحادی والستون فی بیان فضیلة الصبر عند البلاء والمصائب وفضیلة الاسترجاع عندها

اکسٹہوین مجلس صبر کی بزرگی مین بلیات اور مصائب پر اور اوس وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کی پڑہنی کی فضیلت مین

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یزال البلاء بالمؤمن

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ بلا مومن مرد

والمؤمنة فی نفسه وماله وولده حتی یلقی الله تعالی وما علیه من خطیئة هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابو

اور عورت کی جان اور مال اور اولاد پر اوترتی رہتی ہی آخر ایسا صاف ہو کر مرتا ہی کہ اوسپر کوئی گناہ نہین ہوتا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سے

هریرة ومعناه ان البلاء لا یزال یلحق بالمؤمن فی نفسه وماله وولده حتی یموت ولا یبقی له ذنب بل یکون ذنوبه

اسکے معنی یہہ ہین کہ بلا ہمیشہ مومن کی جان اور مال اور اولاد پر آتی رہتی ہی آخر وہ مرجاتا ہی اور اوسکی ذمہ کوئی گناہ نہین رہتا بلکہ اوسکی تمام گناہ

کلها زائلة عنه بسبب ما اصابه من البلایا والمحن وقد روی عن ام المؤمنین عائشة انه علیه الصلوة والسلام

اسلئے محو ہوجاتی ہین کہ بلا اور محنتین اوٹہاتا ہے اور ام المؤمنین عائشہ رض سے روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے

قال اذا کثر ذنوب العبد ولم یکن له ما یکفرها ابتلاه الله تعالی بالحزن لیکفرها وروی عن ابی موسی الاشعری انه علیه

فرمایا جب کسی بندہ کی گناہ بہت ہوجاتی ہین اور اونکا کچہہ کفارہ نہین ہوتا تو اللہ تعالی اوسکو غم مین مبتلا کردیتا ہی تاکہ کفارہ ہوجاوے اور ابو موسی اشعری سی روایت ہے

الصلوة والسلام قال لا یصیب العبد نکبة فما فوقها او دونها الا بذنب وما یعفو الله تعالی عنه اکثر وقرا قوله تعالی

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بندہ پر کوئی گزند بہت یا تہوڑا بدون گناہ کی نہین آتا اور اللہ جو معاف کردیتا ہے سو بہت ہین اور یہہ آیت پڑہی

وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ یعنی ان ما اصابکم من مصیبة ای مصیبة کانت

جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نے اور معاف کرتا ہی بہت یعنی تمپر جو مصیبت آتی ہی کیسی ہی ہوئے

فهي بسبب معاصيكم التي اكتسبتموها والله تعالى يعفو عن كثير من الذنوب فلا يعاقب عليها في الدنيا وقال علي للمؤمن

سو وہ تمہاری نا فرمانی کی شامت سی ہے جو تم کر چکی ہو اور اللہ تعالیٰ بہتری گناہ معاف کر دیتا ہی اونکی سزا دنیا میں نہیں دیتا اور علی رض کہتی ہیں مؤمن کی

عند الله تعالى خمس نقمات فاولها المرض ثم المصائب فان كان ذنوبه اكثر يعذب في قبره فان كانت اكثر من ذلك

اللہ تعالیٰ کی بیان پانچ عقوبت ہیں پہلی بیماری پھر مصیبتیں پھر اگر اوسکی گناہ بڑہتی ہوتی ہیں تو قبر میں عذاب ہوتا ہی پھر اگر اس سے بہی زیادہ ہوتی ہیں

يحبس على الصراط وان كانت اكثر من ذلك يعذب في جهنم على قدر ذنوبه ثم يخرج منها وهذا كله مختص بالمجرمين واما

تو صراط پر رکتا ہی اور اگر اس سے بہی بڑہتی ہوتی ہیں تو گناہوں کی موافق دوزخ میں عذاب ہوتا ہی پھر اوس میں سے نکلیگا یہہ تمام حال گنہگاروں کا ہے اور جو

غير المجرمين من المؤمنين فانما يصيبهم المصائب في الدنيا ليرفع درجاتهم في العقبى كما جاء في الحديث ان الرجل لتكون

بے گناہ مومن او نپر مصایب دنیاوی اسیہی سلئے آتی ہے کہ اونکے درجات عقبے میں بلند ہو جاویں چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ بعضے شخص کا ایک مرتبہ

له عند الله منزلة فما يبلغها بعمله فما يزال الله تعالى يبتليه بما يكرهه حتى يبلغه اياها والاحاديث في هذا المعنى

اللہ کے نزدیک مقرر ہوتا ہی سووہ عمل کی برکت سی حاصل نہیں کر سکتا بس اللہ تعالیٰ اوسکو مکروہات میں مبتلا رکہتا ہی کہ وہ مرتبہ پالیتا ہی اور اس معنی میں حدیثیں

كثيرة لكن ينبغي ان يعلم ان الثواب الوارد لاهل البلاء في هذه الاحاديث وغيرها منوط بالصبر لا على نفس المصيبة

بہت ہیں لیکن سمجہنی کی بات ہی کہ ثواب اہل بلا کا جو ان حدیثوں میں اور اور جگہہ آیا ہی اوسکا مدار صبر پر ہے عین مصیبت پر نہیں ہے

على ما روي عن سفيان الثوري انه قال انما الاجر على قدر الصبر والصبر خلق كسبي يتخلق به الانسان ويختص به ولا

موافق روایت سفیان ثوری کی وہ کہتا ہی کہ اجر برابر صبر کے ہوتا ہی اور صبر ایسی سیرت کسبی ہی جسکو صرف انسان ہی حاصل کر سکتا ہی انسان ہی سے خاص ہے

يتصور في الملئكة والبهائم وهو ثبات القلب على احكام القدر والشرع وحبس النفس عن الجزع واللسان عن الشكوى

فرشتے اور جانوروں میں نہیں ہو سکتا یعنی قضا و قدر اور شرع کی احکام پر دل کا قایم رکہنا اور نفس کو بیصبری سی اور زبان کو شکوہ شکایت سی

والجوارح عن فعل ما لا ينبغي قال الشيخ الامام عز الدين بن عبد السلام قد ظن بعض الناس ان المصاب ماجور على مصيبة

اور اعضا کو بیہودہ کاروبار سی باز رکہنا شیخ امام عز الدین بن عبد السلام کہتا ہی بعضے لوگوں کا یہہ گمان ہی کہ شخص مصیبت زدہ مصیبت پر ماجور ہوتا ہی

وهذا خطاء لان المصائب ليس من كسبه اصلا لا مباشرة ولا تسببا وقد قال الله تعالى انما تجزون ما كنتم تعملون

اور یہہ گمان غلط ہی اسلئے کہ مصیبت انسان کی اختیاری ہرگز نہیں ہے نہ باعتبار عمل کے اور نہ باعتبار سبب کے اور بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وہ ہی بدلہ پاؤگی جو کرتے تہے

فمن مات ولده وتلف ماله واصيب ببلاء في بدنه فهذه المصائب ليست من كسبه ولا من تسببه حتى يوجر

پس جسکا بیٹا مر جاوے اور مال لٹ جاوے اور بدن پر آفت آجاوی تو یہہ مصیبتیں اوسکی اختیار سے نہیں ہیں اور نہ اسکے سبب پیدا کرنے سی تاکہ اسپر ثواب ملے

عليها بل ان صبر عليها يكون له اجر الصابرين وان رضي بها يكون له اجر الراضين لكن قد ورد في الحديث انما الصبر

بلکہ اگر اسپر صبر کریگا تو اوسکو صابرین کا سا ثواب ملیگا اور اگر اسپر رضامند ہوا تو رضامندوں کا اجر ملیگا لیکن حدیث میں بیشک یہہ آیا ہی کہ صبر

عند الصدمة الاولى كما روي عن انس انه عليه السلام مر بامرأة تبكي عند قبر فقال لها اتقي الله واصبري فقالت اليك

پہلے صدمہ پر ہوا کرتا ہی چنانچہ انس سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک عورت کے پاس کہ قبر پر روتی تہی گئی آپنے فرمایا ای عورت خدا سی ڈر اور صبر کر جواب دیا الگ رہ مجہسی

عني فانك لم تصب بمصيبتي ولم تعرفه فقيل لها انه النبي عليه السلام فاتت النبي عليه السلام فقالت لم اعرفك يا رسول

ایسی مصیبت نہیں پڑی ہی اور آپکو اوسنی نہ پہچانا کسی نے کہدیا کہ یہہ نبی علیہ السلام ہیں پھر وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آئی اور عرض کیا میں نے تمکو یا رسول اللہ

الله فقال النبي عليه السلام انما الصبر عند الصدمة الاولى وانما قال كذلك اذ بعد ما مضى عليه زمان يحصل الصبر

پہچانا نہیں تہا پھر نبی علیہ السلام نی فرمایا صبر پہلے صدمہ پر ہوتا ہی اور یہہ اسلئے فرمایا کہ جب دیر گذر جاتی ہی تو ہر مصیبت زدہ کو خود بخود صبر آجاتا ہی

لكل مصاب شاء ام ابى وقال ابن مبرك المصيبة واحدة فان جزع صاحبها صارت اثنتين احدهما المصيبة نفسها

چاہے یا نچاہے اور ابن المبارک کہتا ہی پہلے مصیبت ایک ہوتی ہی پھر اگر وہ بیصبری کرتا ہی تو دو مصیبتیں ہو جاتی ہیں ایک تو وہ ہی مصیبت

والاخرى ذهاب اجرها وهو اعظم من المصيبة نفسها فان الجزع لا يرد ما فات ولا يرفع الحزن بل يبطل ثواب المصيبة
دوسرے ثواب کا فوت ہوجانا اور یہ اوس پہلی یعنی مصیبت سے سخت ہے کیونکہ بیصبری گذشتہ بات کو نہیں پھیر لاتی اور نہ غم کو دور کرتی ہے بلکہ مصیبت کا ثواب باطل کردیتی ہے
لان من يجزع على المصيبة فهو انما يشكو ربه ويريد ان يرد قضاؤه وقد ورد في الحديث ان الميت ليعذب ببكاء
اسلئے کہ مصیبت پر بیصبری کرنیوالا پروردگار کی شکایت کرتا ہے چاہتا ہے کہ قضا پھر جاوے اور بیشک حدیث میں آیا ہے کہ میت کو بیشک اہل وعیال کے رونے سے
اهله عليه وذلك اذا كان على طريق النوح وكان الميت راضيا به قبل موته واما اذا لم يكن كذلك فلا باس بالبكاء
عذاب ہوتا ہے لیکن یہ عذاب جب ہے کہ بطور نوحہ کی ہو اور میت بھی زندگی میں پسند کرتا ہو اور اگر یہہ دو نوامر نہوں تو پھر اوسپر
عليه رحمة له وشفقة عليه لما هو فيه من السوال المحتوم والعقاب الموهوم فان النبي عليه السلام حين مات
بطور رحمت اور شفقت کی رونے کا کیا ڈر اسپر کہ وہ سوال جواب اچھے اور عقوبت موہوم میں مبتلا ہوتا ہے کیونکہ نبی علیہ السلام جب آپ کا
ابنه ابرهيم بكى وقال له عبد الرحمن بن عوف وانت تبكي يا رسول الله فقال النبي عليه السلام يا ابن عوف انها رحمة
بیٹا ابراہیم مرگیا تھا تو روتے تھے اور عبد الرحمن بن عوف نے عرض کیا آپ روتے ہیں یا رسول اللہ تب نبی علیہ السلام نے فرمایا ای ابن عوف یہہ رحمت ہے
جعلها الله تعالى في قلوب عباده فانما يرحم الله من عباده الرحماء وفي حديث اخر انه عليه السلام قال القلب يحزن
کہ اللہ تعالی نے اپنی بندوں کی دلوں میں رکھدی ہے اور اللہ اپنی رحیم بندوں پر رحمت کرتا ہے اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا دل غمگین ہوتا ہے
والعين تدمع ولا نقول ما يسخط الرب في رواية ولا نقول الا ما يرضى ربنا وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ان
اور آنکھیں روتی ہیں اور ہم وہ کلمہ نہیں کہتے کہ پروردگار ناخوش ہو اور ایک روایت میں ہے ہم وہ ہے کہتے ہیں جس میں پروردگار راضی ہو اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ
الله لا يعذب بدمع العين ولا بحزن القلب ولكن يعذب بهذا واشار الى لسانه وفي حديث اخر انه عليه السلام
اللہ تعالی آنکھوں کے آنسو سے عذاب نہیں کرتا ہے اور نہ دل کی غم سے پر اس سے عذاب کرتا ہے اور زبان کی طرف اشارہ کیا اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
قال ليس منا من ضرب الخدود وشق الجيوب ودعى بدعوى الجاهلية والمراد بدعوى الجاهلية قولهم واويلاه واثبوراه واكاسياه وانا صراه
ہمارا ساتھی نہیں ہے جو شخص منہہ کو پیٹے اور گریبان چیرے اور جاہلیت کیسی باتیں بکے اور جاہلیت کی باتوں سے یہہ قول مراد ہیں ہائے ہائے ہائے مرنیوالی ہائے پوشاک والی ہائی مددگار
ونحو ذلك وروى انه عليه السلام قال الضرب على الفخذ عند المصيبة يحبط الاجر ولهذا ندبت التعزية وهي الحمل
اور مانند اسکی اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ران کا پیٹنا مصیبت کی وقت ثواب کو کھو دیتا ہے اور اسی لئے تعزیت مستحب ہوگئی ہے یعنی
على العزاء وهو الصبر بوعد الاجر والدعاء للميت والمصاب بالمغفرة قال الزيلعي لا باس بتعزية اهل الميت وترغيبهم
صبر کا تسلیم کرنا واسطے ثواب موعود کے اور دعا خیر واسطے مردہ کی اور دعا مغفرت واسطے پسماندہ کی زیلعی کہتا ہے اہل بیت کی تعزیت میں اور صبر کے رغبت دلانے میں
في الصبر لقوله عليه السلام من عزى مصابا فله مثل اجره وكيفية التعزية ان يقال لمن اصابته المصيبة
کچھہ ڈر نہیں واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کی جسنے مصیبت رسیدہ کی تعزیت کی تو اوسکی لئے برابر کا ثواب ہے اور طریقہ تعزیت کا یہہ ہے کہ مصیبت رسیدہ کو کہے
عظم الله اجرك واحسن عزاك وغفر لميتك وقال الفقيه ابو الليث ان العبد لا يدرك منزلة الاخيار الا بالصبر
خدا تجھکو بڑا اجر عنایت کرے اور تیرا صبر نیک کردے اور تیرے مردہ کو بخشدے اور فقیہ ابو اللیث کہتا ہے کہ انسان کو درجہ اخیار کا نہیں ملتا جب تک سختی اور
على الشدة والاذى وقد امر الله تعالى نبيه بالصبر فقال فاصبر كما صبر اولو العزم من الرسل فالامر للنبي امر لامته
تکلیف پر صبر نکرے اور اللہ تعالی اپنی نبی سے صبر کو فرماتا ہے چنانچہ یہہ کہا سو تو ٹھہرا رہ جیسے ٹھہرے رہے ہیں ہمت والے رسول پس نبی سے کہنا گویا امت سے کہنا ہے
فيجب على من كان من الامة ان يقتدي بنبيه ويصبر على ما يصيبه من الالم ويعلم ان ما دفعه الله تعالى عنه
سو جو امت میں داخل ہے اوسپر واجب ہے کہ اپنی نبی کی پیروی کرکر مصیبت الم وغیرہ پر صبر کرے اور یقین کرے کہ جو جو بلا اللہ تعالی نے بندہ پر سے دفع کی ہیں
من البلاء اكثر مما اصابه ويحمد الله تعالى على ذلك اذ روى انه عليه السلام قال اذا مات ولد العبد يقول الله تعالى
وہ زیادہ ہیں اون سے جو اوسکو پہنچی ہیں اور اوسپر اللہ تعالی کا شکر بجالانا چاہئے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب بندہ کا بچہ مرتا ہے تو اللہ تعالی

للملئكة اقبضتم ولد عبدي فيقولون نعم فيقول اقبضتم ثمرة قلبه فيقولون نعم فيقول ماذا قال عبدي

فرشتون سے پوچھتا ہے کیا تمنے میرے بندہ کی بچہ کی جان نکال لی وہ عرض کرتے ہین ہان پھر فرماتا ہے کیا جان لی اوسکی آنکھ کی ٹھنڈک کی وہ عرض کرتے ہین ہان پھر پوچھتا ہے میرے بندے نے کیا کہا

حمدك واسترجع فيقول الله تعالى ابنوا لعبدي بيتا في الجنة وسموه بيت الحمد وقد ذكر ان اهل الاعمال

پھر وہ عرض کرتے ہین تیری حمد کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا پھر اللہ تعالی فرماتا ہے میرے بندہ کیلئے جنت مین گھر بناکر بیت الحمد نام رکھدو اور مذکور ہے کہ نماز سے

من الصلوة والزكوة والصوم والحج يؤتى بهم يوم القيمة فيوفى اليهم اجورهم بالميزان ثم يؤتى باهل البلاء فلا ينصب

اور زکوۃ دینے والے اور روزہ دار اور حاجی جب قیامت کے دن حاضر کئے جاوینگے تو اونکا ثواب میزان سے تول کر پورا کیا جاویگا پھر مصیبت زدہ لوگ

لهم الميزان ولا ينشر لهم الديوان بل يصب عليهم الاجر صبا فيود اهل العافية لو ان جلودهم كانت قرضت في الدنيا

بلائے جاوینگے سو اونکے لئے نہ ترازو کھڑی ہوگی اور نہ کچھہ دفتر موجود ہوگا بلکہ اونکا اجر بے اندازہ برسایا جاویگا پھر عافیت والے آرزو کرینگے کاشکے دنیا مین ہمارے کہال قینچیون سے کتری

بالمقاريض يرون ما يعطى لاهل البلاء من الثواب بغير حساب وذلك قوله تعالى انما يوفى الصابرون اجرهم بغير

جاتے کیونکہ دیکھینگے کہ اہل بلا کو کتنا بے حساب ثواب عطا ہوا ہے اور یہی قول اللہ تعالی کا صبر کرنے والون ہی کو ملتا ہے اونکا نیگ

حساب ولهذا كان السلف الصالح يفرحون بالبلاء في الدنيا لما تحققوا ان في الصبر عليه اجرا جزيلا لا نهاية فان

ان گنت اور اسی لئے متقدمین صلحا دنیا مین بلا پر خوش ہوتے تھے کیونکہ اونکو یقین تہا کہ بلا پر صبر کرنے مین بڑا ہی ثواب بیحد ہی اگر کوئی

قيل ان كان المراد بالصبر على البلاء الرضى به وعدم الكراهة فلا قدرة للادمي عليه وان كان المراد به الفرح به

اعتراض کرے کہ اگر صبر کرنے سے یہہ مراد ہے کہ بلا پر راضی ہو اور ناخوش نہ ہو تو یہہ آدمی کی اختیار مین نہین ہے اور اگر اوس سے یہہ مراد ہے کہ بلا پر خوش ہو

فهو ابعد من الاول فالجواب ان الشارع لم ينهه عن شئ لا يدخل تحت الوسع وانما نهى عن المكتسب كشق الجيوب وضرب

تو یہہ اوس سے بہی بعید تر معلوم ہوتا ہے جواب یہہ ہے کہ شارع نے ایسی شے سے کہین منع نہین کیا جو اوسکی اختیار مین نہو ممانعت اوس سے ہی جسکو کر سکتا ہے جیسے گریبان چیرنا

الخدود والقول باللسان كالندب والنياحة واما ما ذكر من فرح الصالحين به فذلك فرح شرعي مكتسب من قوة الايمان

گلے پیٹنے اور زبان سے بکنا جیسے بین کرنا اور نوحہ کرنا اور وہ جو مذکور ہے یعنے بلا پر صلحا کی فرحت سو یہہ فرح شرعی ہے ایمان اور یقین کے قوت سے

واليقين مثاله مثال رجل قال له الملك كلما اضربك سوطا اعطيك مائة دينار فان ذلك الرجل كما يفرح بكثرة ضرب

حاصل ہوتی ہے اوسکی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص کو بادشاہ کہے مین تیرے جب کوڑا مارون تو ہر کوڑہ کے بدلے سو اشرفی دونگا سو یہہ شخص باوجود الم کے جیسا

الملك له مع وجود الم الضرب لما يرجوا من جزيل العطاء فكذلك الصالحون لما سمعوا قوله تعالى انما يوفى الصابرون اجرهم

بادشاہ کی کثرت ضرب سے خوش ہوتا ہے کیونکہ بڑی بخشش کا امیدوار ہے تو ایسی ہی صلحا نے جب یہہ آیت سنی صبر کرنے والون ہی کو ملتا ہے اونکا نیگ

بغير حساب وقوله تعالى وجزيهم بما صبروا جنة وحريرا وتيقنوا بحصول جزيل الثواب هان عليهم ما اصابهم في

ان گنت اور بدلہ دیا اونکو اسپر کہ وہ ٹھہرے رہے باغ اور پوشاک ریشمی اور یقین لائے بڑے ثواب ملنے کا تو اونپر دنیا مین جو

الدنيا من المصائب كما حكي عن بعض النساء الصالحات انها عثرت يوما فانقطع ظفرها فضحكت فقيل لها ما تجدين

مصیبت گذری سب آسان ہوگئی چنانچہ کسی صالحہ عورت کا قصہ ہے کہ ایک روز پھسلکر گر پڑی تو اوسکا ناخن ٹوٹ گیا تو وہ ہنسنے لگی کسی نے کہا کیا تجھکو

مرارة الوجع فقالت ان لذة الثواب الحاصل من الله تعالى بالصبر والرضى ازالت عني مرارة الوجع قال العلماء حقيقة الرضى

اسمین دکھہ نہین ہوتا جواب دیا ثواب کی لذت نے جو اللہ تعالی سے صبر اور رضا پر ملیگا دکھہ کی تلخی کو میرے جی سے دور کر دیا ہے علما کہتے ہین حقیقت رضا کی

ما علمنه الله تعالى ان نقوله عند المصيبة انا لله وانا اليه راجعون وهذا استرجاع باللسان فلا بد للعاقل عند اتيانه

وہ ہی جو اللہ تعالی نے ہمکو تعلیم کی ہی کہ مصیبت کی وقت یہہ کہا کرین ہم مال اللہ کا ہین اور اوسکی طرف پھر جاوینگے اور یہہ تو استرجاع زبانی ہوا پھر عاقل کو لازم ہی کہ اسکو زبان کہتی ہوئے

به ان يتفكر في ثواب المصيبة ليسهل عليه المصيبة فان ثواب المصيبة اذا استقبله يوم القيمة يود لو ان جميع اولاده

مصیبت کی ثواب کو تصور کرے تاکہ اوسپر مصیبت آسان ہوجاوے بیشک مصیبت کا ثواب جب قیامت کے روز سامنے آویگا تو یہہ آرزو کریگا کاشکے میرے ساری اولاد

وافر ثوابه ما لو اقبله في الدنيا لينال ثواب مصيبته وقد وعد الله تعالى في المصيبة ثوابا عظيما حيث قال ولنبلونكم
اور تمام نا سے وار دنیا میں بہیر ساتھی مرجاتے تاکہ اوسکی مصیبت کا ثواب ملتا اور بیشک اللہ تعالیٰ نے مصیبت میں بڑی ثواب کا وعدہ فرمایا ہے جہانچہ کہتا ہی اور البتہ ہم آزماوینگے تمکو
بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصبرين الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله و
کچھہ ایک ڈر سے اور بہوک سے اور نقصان سے مالونکی اور جانونکے اور میوونکی اور خوشی سنا صابر نکو وہ لوگ کہ جب اونکو پہنچے کچھہ مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں اور
انا اليه رجعون اولئك عليهم صلوت من ربهم ورحمة واولئك هم المهتدون يعني ان كل من اصابه مصيبة في ماله او ولده
ہمکو اوسیکے طرف پہر جانا ایسے لوگ اونہیں پر شاباشین ہین رب کے اور مہربانی اور وہی ہین راہ پر مراد یہہ ہی کہ جسکو کچھہ مصیبت پہنچی مال میں یا اولاد میں
او نفسه او عرضه كالكلمة القبيحة التي يسمعها في حقه والهم الذي يهمه والغم الذي يغمه من ضيق معيشته او
یا جان میں یا آبرو میں جیسے عیب کی بات اپنی حق میں کسن پاوے یا ایسا اندوہ پہنچے جو سوچ لگاوے یا غم پہنچے جسسے فکر میں خیال رکہا ہو تنگی معیشت کا
قلة قوته او تعذر كسبه او عدم نبات زرعه او غير ذلك فانه اذا صبر واحتسب ثواب مصيبته التي اصيب بها يعطيه
یا قلت روزی کا یا بسند مچلنے کا یا کہیتی ماری جائیگا یا کچھہ اور سوا اوسکے اسپر جو صبر کریگا اور مصیبت کی ثواب کا جو اسپر گذری ہی امیدوار ہوئیگا تو اللہ تعالیٰ
الله تعالى ما وعده في كتابه من الصلوة والرحمة والهداية لانه تعالى لا يخلف الميعاد وروى عن عكرمة انه عليه السلام
وہی عطا کریگا جو اوسکی لئی اپنی کتاب میں وعدہ کیا ہی شاباش اور رحمت اور ہدایت کیونکہ اللہ تعالیٰ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور عکرمہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کا
طفي سراجه فقال انا لله وانا اليه رجعون فقيل له امصيبة هي يا رسول الله فقال نعم كل شئ يؤذي المؤمن فهو له
چراغ بجھگیا تہا سو آپنے فرمایا ہم مال اللہ کا ہین اور ہمکو اوسیکی طرف پہر جانا کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہہ مصیبت ہی پس فرمایا ہاں جس شی سے مؤمن کو ایذا ہو وہی اوسکی
مصيبة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اذا انقطع شسع احدكم فليسترجع فانها من المصائب وروى عن ام سلمة
مصیبت ہی اور ایک حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب کسیکی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاوے تو انا للہ پڑہے کیونکہ یہہ بہی مصیبت ہی اور ام سلمہ سے روایت ہے
انه عليه السلام قال ما من مسلم يصيبه مصيبة فيقول انا لله وانا اليه رجعون اللهم اجرني في مصيبتي واخلف لي
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس مسلم پر کچھہ مصیبت گذری پہر وہ کہے ہم اللہ کا مال ہین اور ہمکو اوسیکی طرف پہر جانا الٰہی مجھکو میرے مصیبت کا اجر دے اور مجھکو اوس سے
خيرا منها الا اجره الله في مصيبته واخلف له خيرا منها وروى عن ابن عباس انه عليه السلام قال من استرجع عند المصيبة
بہتر عوض دے تو اللہ تعالیٰ اوسکو اوسکی مصیبت کا اجر اور اوس سے بہتر عوض دیگا اور ابن عباس سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس نے مصیبت پر انا للہ پڑہا
جبر الله مصيبته واحسن عقباه وجعل له خلفا صالحا يرضاه وروى عن الحسين انه عليه السلام قال ما من مسلم يصاب
تو اللہ تعالیٰ اوسکی مصیبت کو رفع اور اوسکا انجام نیک کریگا اور اوسکا اچھا بدلا اوسکی پسند کا دیگا اور حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہیں کوئی مسلم کہ اوسپر
بمصيبة فيذكرها وان قدم عهدها فيحدث لها استرجاعا الا كتب الله له مثلها من الاجر يعني انه تعالى يعطيه من الاجر
مصیبت گذری پہر وہ اوسکو یاد کرے اگرچہ مدت گذر گئی ہو پہر وہ از سر نو انا للہ پڑہے مگر اللہ تعالیٰ اوسکی لئے اجر وہی مقرر کریگا مراد یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ اوسکو اجر
مثل الاجر الذي اعطاه يوم اصيب بها وروى عن سعيد بن جبير ان الاسترجاع لم يعط الامة من الامم الا لهذه الامة ولو اعطي
برابر اوس اجر کے جو مصیبت کے روز عطا کیا تہا عنایت کریگا اور سعید ابن جبیر سے روایت ہی کہ استرجاع سوا اس امت کی اور کسی امت کو عطا نہیں ہوا اگر کسیکو ملتا
لاحد لاعطي يعقوب النبي عليه السلام الا ترى انه حين اصابه لم يسترجع بل قال يا اسفى على يوسف وروى عن ابن عباس
تو البتہ یعقوب علیہ السلام کو ملتا کیا دیکہتا نہیں کہ یعقوب علیہ السلام نے مصیبت کے وقت انا للہ نہیں پڑہا بلکہ یہہ کہا کہ ای افسوس یوسف پر اور ابن عباس سے روایت ہے
انه نعي اليه ابنة له وهو في السفر فاسترجع ثم نزل فصلى ركعتين ثم قال قد صنعنا ما امرنا الله تعالى فانه تعالى قال استعينوا
کہ اونکو سفر میں بیٹی کی سناونی آئی تو انا للہ پڑہا پہر اوتر کر دو رکعت پڑہین پہر کہا ہمکو اللہ کا حکم تہا سو کر چکے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی قوت پکڑو
بالصبر والصلوة فينبغي للمؤمن ان يفعل كذلك فانه عليه السلام كان اذا حزنه امر فزع الى الصلوة لكونها ام العبادات
ثابت رہنی سے اور نماز سے اب مومن کو لازم ہی کہ یہہ ہی کیا کرے کیونکہ نبی علیہ السلام اگر کسے بات سے غمگین ہوتے تو نماز شروع کرتے اسلئے کہ نماز سب عبادات کی اصل

ومعراج المؤمنين ومناجات رب العلمين قال عليه السلام ان اعظم الجزاء مع عظم البلاء وان الله تعالى اذا

اور مومنین کے لیے معراج اور پروردگار کی سرگوشی ہے ہے علیہ السلام نے فرمایا بیشک بڑا ثواب بڑے بلا پر ہوتا ہی اور بیشک اللہ تعالی جب

احب قوما ابتلاهم فمن رضي فله الرضى ومن سخط فله السخط يعني ان كثرة الثواب بحصول كثرة

کسی قوم کو محبوب کرتا ہی تو انپر بلا نازل کرتا ہی پھر جو کہ اس پر راضی ہوا تو اوسکو اوسکی رضامندی اور جو بیزار ہوا تو اوسکو بیزاری یعنی ثواب کی کثرت بلا کی کثرت سے

البلاء فمن رضي به وصبر عليه يحصل له رضاء الله تعالى ومن كره البلاء وجزع ولم يرض بحكمه تعالى يحصل

حاصل ہوتی ہی پھر جو راضی ہوا اور اوسپر صبر کیا تو اوسکے لیے اللہ کی رضامندی ہی اور جس نے بلا کو مکروہ جانا اور واویلا کیا اور اللہ کے حکم پر راضی ہوا تو اوسکے لیے

له سخط الله وغضبه لكن ينبغي ان يعلم ان الرضى والسخط محلهما القلب وهما يتعلقان به لا باللسان فلهذا نرى

اللہ کی بیزاری اور غضب ہے لیکن سمجھنا چاہئے کہ رضامندی اور بیزاری کا ٹھکانا دل ہے یہہ دونوں دل سی علاقہ رکھتی ہیں زبان سے علاقہ نہیں رکھتی اسی لیے

كثيرا من الناس يكون له انين من وجع او شدة المرض مع ان في قلبه الرضى والتسليم بالله تعالى فعلى هذا كل من

اکثر لوگوں کو دیکھتی ہو کہ درد کی ماری یا بیماری کی شدت سی آہ اف تو کرتے ہیں لیکن اونکی دلمیں اللہ تعالی کی رضا اور تسلیم ہوتی ہی اس بیان کی موافق جس کی آہ اف

يسمع منه انين لا يجوز ان يقال في حقه انه غير صابر وغير راض بحكم الله تعالى فلا يطلع احد على قلب احد

سننے میں آتی ہیں اوسکو یہہ نہیں کہنا چاہئے کہ صبر نہیں کرتا اور اللہ کی حکم پر راضی نہیں ہی اسلئے کہ کسیکو کسیکی دل کی کیا خبر ہے

وروي عن عامر الرامي انه عليه السلام قال ان المؤمن اذا اصابه السقم ثم عافاه الله تعالى كان كفارة لما مضى من

اور عامر رامی سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن اگر بیمار ہو جاتا ہی پھر اوسکو اللہ تعالی عافیت دیتا ہی تو گذشتہ گناہوں کا کفارہ

ذنوبه وموعظة له فيما يستقبل وان المنافق اذا مرض ثم اعفي كان كالبعير الذي عقله اهله ثم ارسلوه فلم يعلم

اور آیندہ کی واسطے پند ہی اور بیشک منافق اگر بیمار ہو کر صحت پاتا ہی تو ایسا ہی جیسے اونٹ کہ پہلے اوسکو مالکوں نے باندھ دیا پھر اوسکو چھوڑ دیا

لم عقلوه ولم ارسلوه فعلم من هذا انه تعالى انما يبتلي عبده المؤمن لمحو سياته او لرفع درجاته التي لم يبلغها

تو اوسکو خبر نہیں ہوتی کیوں باندہا تہا اور کیوں چھوڑ دیا اب اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی اپنی مومن بندہ کو اسلیے مبتلا کرتا ہی کہ اوسکی گناہ تو محو اور وہ درجات کہ بدون ان مصایب کے نہیں

الا بانواع البلايا فانه تعالى يرسل عليه في الدنيا شدائدها ومحنها حمية له عن الافتتان بها وتزهيدا له عنها

لے سکتا تہا بلند ہو جاویں سو اللہ تعالی اوسپر دنیا میں سختیاں اور محنتیں دنیا کی فتنہ سے بچا کر اور دنیا سے چھوڑانیکو ڈالدیتا ہی

لئلا يطمئن اليها ويألف بمحبتها فيقطعه ذلك عن منازل الاخرة لانه متى ابتلي يضعف سورة نفسه ويذهب

تاکہ دنیا پر اطمینان کر کر اوسکے الفت میں نہ پھنسجاوی پہر اوسکی نحوست سے اخروی مراتب سی محروم نرہ جاوی کیونکہ جب مبتلا ہوتا ہی اوسکی نفس کے تندی سست اور بشری

صفات بشريته وينقطع عنه مواد الهوى ولذة الدنيا فيتوجه في كل حال في السراء والضراء الى مولاه ويألف الاقبال عليه

عادات جاتی رہینگے اور ہوا ہوس اور دنیا کی لذت اوسکی دلسی دور ہو جاوے پہر بہرحال راحت اور رنج میں اپنے مولی کے طرف متوجہ رہے گا اور اوسکی طرف لگا رہے

ويستوطن بالصبر والرضى بين يديه الى ان يرفعه الى درجات الاحباب والاولياء وهذا معنى ما روي عن انس انه عليه السلام

الفت پکڑیگا اور صبر اور رضا کو اپنی سامنے قایم رکہیگا آخر اوسکو مرتبہ دوستوں اور اولیا کا حاصل ہو جاویگا اور انس رض کی روایت کے یہہ ہی معنی ہیں کہ نبی علیہ السلام

قال ان الله تعالى اذا اراد بعبد خيرا واراد ان يصافيه صب عليه البلاء صبا ومن جملة ما يصب عليه من البلاء

فرمایا کہ بیشک اللہ تعالی جب کسیکی خیر اور اوسکو پاک کیا چاہتا ہی تو اوسپر بہت بلا ڈال دیتا ہی اور بعضے بلائیں اس قسم کی ہیں کہ

انه تعالى يقيض له ويسلط عليه من بعض خلقه من يقصده بالاذى حتى لو اختفى في جحر ضب او فارة يقيض الله تعالى

کہ اللہ تعالی اپنی مخلوق میں سی ایسی کو اوسپر تعین کر کر غالب کر دیتا ہی کہ اوسکو ہر وقت ستاتا رہی یہاں تک کہ اگر گوہ یا چوہی کی بل میں جا کر دبکی تو اللہ تعالی

له من يؤذيه كما روي عن علي انه عليه السلام قال لو كان المؤمن في جحر ضب ليقيض الله تعالى له فيه من يؤذيه وروي

اوسہی جگہہ ایذا رسان کو بہیجتا ہی چنانچہ علی رض سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مومن گوہ کی بل میں دبکا ہوتا ہی تو اوسہی بل میں ستانیوالا موجود ہوتا ہی اور ایسی ہے

مثله عن انس بلفظ لوان المؤمن کان فی جحر فارة لقیض له فیه من یؤذیه والحکمة فی ذلک ان البلاء یسبك صفات
انس سے ایسے روایت ہی اگر مومن چوہی کی بہٹ مین ہوے تو واسمین بہی جگہہ اوسکا موذی جاموجود ہوتا ہی اور اسمین حکمت ہی کہ بلا صفات بشری کو گلاکر صاف کردیتی ہی
العبد فکانه تعالی یسبك نفس عبده المؤمن بنار المحنة والبلاء لیصفیه من کدورات اخلاق البشریة لیصلح لولایته
گویا اللہ تعالی اپنی مومن بندہ کی نفس کو محنت اور بلا کی آگ مین گلاکر صاف کرتا ہی تاکہ عادات بشریکی کدورت سی صاف ہوکر ولایت اور محبت کے لایق ہو جاوے
ومحبته

المجلس الثالث والستون فی بیان تحقیق قوله علیه السلام اغتنم خمسا قبل خمس الحدیث وما یتفرع علیه

باسٹھوین مجلس اس حدیث کے تحقیق مین کہ غنیمت جان پانچ کو پہلے پانچ سے اخر حدیث تک
اور جو اس سے متعلق ہے

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لرجل یعظه اغتنم خمسا قبل خمس شبابك قبل هرمك وصحتك قبل سقمك وغناك قبل فقرك وفراغك قبل شغلك وحیاتك قبل موتك هذا الحدیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے پند دیتی ہوئی فرمایا غنیمت جان پانچ کو پہلے پانچ کی جوانی کو پہلے بڑہاپی سے اور صحت کو پہلے بیماری سی اور توانگری کو پہلے فقر سے اور فرصت کو پہلے دہندی سی اور زندگی کو پہلے موت سی یہہ حدیث
من حسان المصابیح رواه میمون بن مهران فانه علیه السلام بین فیه ان الانسان فی حال شبابه یقدر علی
مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہے میمون ابن مہران کی روایت سی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ فرمایا کہ آدمی اپنی جوانی مین وہ کار کر سکتا ہے
الاعمال التی لا یقدر علیها فی حال هرمه فلا بد له ان یغتنم الفرصة ویشتغل بالطاعات فی حال شبابه قبل هرمه لانه
جو حالت پیری مین نہین کر سکتا سو اوسکو لازم ہی کہ فرصت کو غنیمت جانے اور عہد جوانی مین پیری سے پہلی عبادت مین مشغول رہی کیونکہ
فی حال شبابه ان ترك العمل واتبع هواه وتعود بالمعصیة لا یقدر علی ترکها فی حال هرمه فینبغی له ان یترك
جوانی مین اگر عمل خیر ترک کرکر ہوا ہوس مین بہنسے اور معصیت کی عادت کرلے تو پہر کیا طاقت ہی کہ بڑہاپی مین چہوڑدی تو لایق یہہ ہی کہ معاصی کو
المعاصی فی حال شبابه ویعود نفسه باعمال الخیر حتی یسهل علیه فی حال هرمه وبین ایضا انه فی حال صحته یقدر
جوانی مین ترک کری اور اعمال خیر کی عادت ڈالی تاکہ پیری مین جاکر آسانی رہی اور یہہ بہی بیان فرمایا کہ انسان اپنی صحت مین اپنی
علی کسب الخیرات بماله وبدنه فینبغی له ان یغتنم صحته ویجتهد فی کسب الخیرات بماله وبدنه لانه اذا مرض یضعف
مال اور بدن سی ثواب حاصل کر سکتا ہی پہر اوسکو لازم ہی کہ اپنی صحت کو غنیمت جانکر اپنے مال اور بدن سی کسب خیرات مین کوشش کری کیونکہ بیمار ہوکر بدن ناتوان ہو جاتا ہی
بدنه فلا یقدر علی الطاعات ببدنه ویقصر یده عن ماله فیما زاد علی الثلث فلا یقدر علی التصرف فی ماله الا فی مقدار
پہر بدن مین طاعات کی طاقت کہان رہتی ہی اور ہاتہہ بہی تہائی مال کی زیادہ سی تنگ ہو جاتا ہی پہر یہہ قدرت نہین کہ تہائی مال سی زیادہ خرچ کرے
ثلثه وبین ایضا انه فی حال غناءه وفی حال فراغه یقدر علی الطاعات بلا مانع فاذا ابدل الغنی بالفقر والفراغ بالشغل
اور یہہ بہی بیان فرمایا کہ آدمی توانگری اور فرصت مین بلا موانع طاعات کر سکتا ہی اور جب توانگری کی بدلہ فقر آیا اور فرصت کی جگہہ دہندا لگا
یظهر الموانع فلا یقدر علی الطاعات بل یکون مشتغلا بامر المعاش فینبغی له ان یغتنم غناه وفراغه فی تحصیل الاعمال
تو پہر سو موانع پیدا ہو جاتے ہین پہر طاعات کی فرصت کہان بلکہ اپنی معاش کی فکر مین لگا رہتا ہے سو لایق یہہ ہی کہ توانگری اور فرصت کو صالح اعمال کی لئی غنیمت سمجہے
الصالحات لان الغنی یعقبه الفقر والفراغ یعقبه الشغل وبین ایضا انه فی حال حیوته یقدر علی العمل فاذا مات
اسلئے کہ غنا کے پیچہے فقر اور فرصت کی پیچہے دہندا لگا ہوا ہے اور یہہ بہی بیان فرمایا کہ آدمی اپنی زندگی مین عمل کر سکتا ہی اور جب مرا
ینقطع عن العمل فینبغی له ان یغتنم حیاته ولا یضیع عمره فیما لا یعنیه فان کل نفس من انفاس العمر جوهرة نفیسة لا
تو عمل تمام ہوئے بس لازم یہہ ہی کہ اپنی زندگی کو غنیمت جانکر نکمی باتون مین عمر نکہوئی کیونکہ عمر کا ایک ایک دم ایک نفیس بے بہا جوہر ہے
قیمة لها اذ یمکن ان یشتری بها کنز من کنوز الجنة التی لا تتناهی نعیمها ابد الاباد فاضاعة تلك الانفاس واشتراء ما
اسلئے کہ اسکے بدلہ ایک خزانہ جنت کی خزانون مین سی ہاتہہ آسکتا ہی جسکی نعمتین کبہی تمام نہونگے پہر ایسی انفاس کو ضایع کہونا اور ایسی چیز کا خریدنا

بما ما يكون سببا لهلاكه باتباع هواه غاية الخسران ونهاية الخذلان فان من يتبع هواه يفعل ما يضره او يهلكه

کہ ہوا وہوس میں پھنساکر ہلاک کرڈالے　بڑا ہی　زیان اور نہایت نقصان ہی　سو جو شخص ہوا وہوس میں لگا ہوا ہی تو وہ ہی کام کرتا ہی جسمیں

حالا او مآلا وهو لا يشعر او يشعر لكن لخفة عقله يرجح اللذة الحاضرة التي لا بقاء لها على العقوبات الاخروية

حال اور مآل کا ضرر اور تباہی ہو پھر وہ بیخبر ہی یا جانتا ہی پر بیوقوفی سے حال کی ناپائدار لذت کو　اخروی عقوبات سے جنکی

التي لا نهاية لها ويظن لعمى بصيرته وتناهي حماقته انه ظفر بشيء من اللذائذ ولا يعلم ذلك الاحمق انه

کچھ انتہا نہیں ہے بہتر سمجھتا ہی　اور اندھا ہوکر کمال بیوقوفی سے خیال کرتا ہی کہ کچھ عیش اوڑایا　اور احمق یہہ نہیں سمجھتا کہ دنیا سے

يخرج من الدنيا ويرى انه لم يظفر بشيء من اللذائذ اصلا لا من لذائذ الدنيا لانها عنه تزول ولا من لذائذ

ابھی نکلکر دیکھہ لیگا　کہ کچھہ بھی عیش نکیا　نہ تو دنیا کی عیش ولذت کیونکہ سب ہو چکینگی　اور نہ

الاخرة اذ ليس له اليها الوصول فيبقى في حسرة وندامة حين لا ينفعه الندم وقد روي انه عليه السلام قال

آخرت کی عیش کی لذت کیونکہ وہ کہاں ہاتھہ آسکتے ہیں پھر حسرت اور ندامت میں ہوگی او سوقت ندامت سی کچھہ فائدہ نہوگا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

ما من احد يموت الا ندم قالوا وما ندامته يا رسول الله قال ان كان محسنا ندم ان لا يكون ازداد وان كان

جب کوئی مرتا ہی سو نادم ہوتا ہی عرض کیا یا رسول اللہ ندامت کیوں ہوتی ہی　فرمایا اگر نیکوکار ہوتا ہی تو یہہ ندامت ہوتی ہی کہ عمل زیادہ کیوں نکئی اور اگر

مسيئا ندم ان لا يكون نزع فيا ايها العاقل لا تضيع عمرك في الغفلة واجتهد في تحصيل متعة الآخرة قبل

بدکار ہوتا ہی تو یہہ ندامت کیوں نہ باز آیا　سو دانا ہوکر اپنے عمر غفلت میں کیوں کھوتا ہے　آخرت کی سامان حاصل کرنیمیں کوشش　اس سے پہلے کہ

ان يجيء يوم لا تقدر على تحصيلها في ذلك اليوم فانك عن قريب تعاين ذلك اليوم فتندم على

کہ ایسا دن آجاوی کہ اوس روز تو ہرگز حاصل نہ کرسکے　بیشک تو اوس دن کو جلد دیکھہ لیگا　پھر تو گذشتہ عمر پر

ما فات من عمرك في غير طاعة ربك ولا ينفعك الندم فان العبد اذا كان في شغل من اشغال الدنيا و

بدون عبادت پروردگار کی نادم ہوگا　اور ندامت سی کچھہ فائدہ نہوگا کیونکہ آدمی جب تک دنیا کے کاروبار میں لگا رہتا ہے

كان شغله يمنعه من العمل احال ذلك العمل على فراغه وقال اذا فرغت عملت فذلك من حماقة من

اور وہ شغل اوسکو عمل نیک سی باز رکھتا ہی تو اوس عمل نیک کو فرصت کی وقت پے ٹال رکھتا ہی کہتا ہے فرصت ملیگی تو کرونگا سو یہہ صرف بیوقوفی ہی

وجهين احدهما ايثار الدنيا على الآخرة وليس هذا من شان العاقل وقد قال الله تعالى بل تؤثرون

دو وجہ سی ایک تو دنیا کو آخرت پر پسند کرنا اور یہہ عاقل کا کام نہیں ہے　اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی بلکہ تم پسند

الحيوة الدنيا والآخرة خير وابقى والثاني تسويفه العمل الى اوان فراغه فانه قد لا يجد مهلة بل يختطفه

رکھتی ہو دنیا کا جینا اور پچھلا گھر بہتر ہے اور رہنی والا　اور دوسری وجہ عمل کو فرصت کی وقت پر ٹال رکھنا کیونکہ بعضے دفعہ مہلت نہیں ملتی بلکہ

الموت قبل فراغه او يزداد شغله لان اشغال الدنيا يستلزم بعضها بعضا فيبقى بلا زاد ليوم المعاد فالواجب

موت فرصت کی وقت سی پہلی آپکڑتی ہی یا وہ دنیا کا دہندا بڑہتا چلا جاتا ہی کیونکہ دنیا کی کام کا سلسلہ ایک سی ایک لگا ہوا ہی پھر آخرت کے توشہ سی خالی رہجاتا ہے

على العبد ان يبادر الى الاعمال الصالحات على اي حال كان قبل وصول الموت وحصول الفوت لقوله

سو آدمی پر یہہ واجب ہے کہ جلدی سی اعمال صالح کو　کسے حال میں ہو موت سی پہلی　اور فوت سی پیشتر اختیار کری　اس آیت کے

تعالى سارعوا الى مغفرة من ربكم وجنة عرضها السموات والارض اعدت للمتقين فان من تعلق قلبه

مطابق اور دوڑو سوی بخشش پر اپنی رب کی　اور جنت پر جسکا پھیلاو ہی آسمان اور زمین　تیار ہوئی ہی واسطی پرہیزگاروں کی　بیشک جسکا دل

بالدنيا واخذ منها القدر الزائد على حاجته من الطعام والشراب واللباس يكون مضرة عليه الا ان يستعين به

دنیا پر لگا ہوا ہی اور دنیا میں سی کچھہ مقدار حاجت سی بڑھکے کھانا اور پینا اور پوشاک حاصل کرتا ہی تو اوسکی حق میں مضر ہی ہاں اگر اوس سے طاعت الہی میں مدد لیوے

على طاعة الله تعالى لان كل ما احبه الانسان وظفر به لابد ان يفارقه فان كان احبه لغير الله يعذب به

اسلئے کہ آدمی جس چیز کو محبت کی راہ سے پیدا کرتا ہی تو بالضرور اوس سے جدا ہوویگا پھر اگر اوسکی محبت واسطے غیر اللہ کی تہی تو اوسکی جدائی

بفواته ان يحصل له من الالم قدر ما تعلق به قلبه ولهذا قال بعض السلف من احب الدنيا فليوطن نفسه على

سے دل دکھیگا اور اتنا ہی الم پیدا ہوویگا جسقدر اوس سے دل متعلق تہا اسی لئے بعض متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص دنیا کی محبت کرے تو چاہیئے کہ اپنی جان کو

تحمل المصائب فان محبها لا ينفك عن ثلث مصائب هم لازم وتعب دائم وحسرة لا تنقضي فلو لم يكن لمحبها

مصیبت کا گہر بنالے کیونکہ دنیا کے محبت مین مصیبت سے خالی نہین ہوتی فکر دائمی اور رنج ہمیشہ کا اور ارمان بے انتہا اور اگر دنیا دار کو ترت کوئی

العذاب العاجل لا هذا لكفى له مصيبة فكيف اذا حيل بينه وبين محبوباته ولذاته كلها بالموت وصار

عذاب سوا اسکے نہو تو یہہ مصیبت بہی اوسکی لئے کفایت کرتی ہی پہر تو کیا حال ہوگا جب موت اوسمین اور اوسکی محبوبات اور لذات کی بیچ مین آجاوے اور اوسکی کے

معذبا بنفس ما كان متلذذا به على قدر لذاته التي شغلته عن سعيه في طلب زاده ليوم معاده اذ لو كان

عذاب مین رہ جاوے جس سے مزے اور مزا اتا تہا موافق اوس لذت کے جسکے مارے قیامت کی زاد راہ کی کچہ سعی نکی اسلئے اگر کسیکی

لاحد الف محبوب ينزل به عند الموت في وقت واحد الف مصيبة لانه كان يحب جميعها ويسلب

ہزار محبوب ہون تو موت کے آتے ہی اوسپر ہزار مصیبت ایکبار گی پڑ جاتے ہین اسلئے کہ اسکو سب سے محبت تہی اور وہ سب کی سب

عنه في لحظة واحدة كلها ويبقى في حسرة وندامة بعد موته وهذا اول ما يلقاه عقيب موته من الالم فضلا

ایک دم بہر مین جاتی رہتی ہین اور مرتے ہی حسرت اور ندامت مین رہ جاتا ہے اور یہہ تو پہلا الم ہے جو مرتے ہی پیش آوے گا

عما اعده الله تعالى للذين استحبوا الحيوة الدنيا ورضوا بها من عذاب الآخرة والحاصل ان من احب

اوسکو تو کیا کہنے جو اللہ نے انکے لئے جو دنیا کو محبت سے آخرت کی عذاب پر پسند کر رکہتی ہین آخرت کا عذاب تیار کر رکہا ہی اور حاصل یہہ ہے کہ جو شخص

شيئا سوى الله تعالى ولم يكن محبته له لله تعالى ولا لكونه معينا على طاعة الله تعالى يحصل له به

سوای اللہ کے اور چیز کی محبت پیدا کر لی اور وہ محبت نہ خدا کے واسطے ہو اور نہ طاعت الٰہی پر مددگار ہو تو اوسکے حق مین

الضرر سواء ظفر به او لم يظفر فانه ان لم يظفر به يعيش بغصته ولا يستريح من التعب وان ظفر به يكون

ضرر ہی برابر ہے کہ وہ شئی اوسکو حاصل ہو یا نہو کیونکہ اگر نہ حاصل ہوئی تو اوسکے غم مین لگا رہتا ہی رنج سے آرام نہین پاتا اور اگر حاصل ہوئی تو وہ الم

ما حصل له من الالم قبل حصوله ومن الحسرة عليه بعد فواته اضعاف اضعاف ما حصل له من اللذة

کہ حصول سے پہلے دیکہا وہ کا وہ اور اوسپر فوت ہونے کے بعد چند در چند اوس لذت سے زیادہ دل کے حسرت

ولو نال العبد كل حظ من حظوظ الدنيا وكل لذة من لذاتها ومضى عمره عليها ولم يسع في تحصيل

اور اگر آدمی کو دنیا کے تمام عیش اور آرام اور ساری لذتین عمر بہر حاصل رہین اور اوسنے آخرت کی سعادت مین

السعادة في الآخرة يصير عند الموت كانه لم يظفر بشيء من حظوظها ولذاتها وتعود تلك الحظوظ

کچہ سعی نکی تو وہ مرتے ہی ایسا ہوگا کہ دنیا مین کچہ بہی مزا اور آرام نہ پایا اور وہ ہی عیش اور آرام

واللذة عذابا له ويصير معذبا بنفس ما كان منعما به من جهتين من جهة فوته مع شدة تعلق

اوسکے حق مین عذاب ہو جاوینگی اور وہ ہی عیش کی چیزین دو وجہ سی عذاب کا سبب بن جاوینگے ایک تو اونکا چھوٹنا اور

قلبه به ومن جهة عدم حصول ما هو له انفع وادوم فالمحبوب الحاصل يفوت عنه والمحبوب الاعظم

دل اونمین لگا ہوا ہو کا دوسرے حاصل نہونا جو اوسکی لئے ہمیشہ کو مفید ہوتا اب حال کا محبوب تو ہاتہ سے جاتا رہیگا اور محبوب اعظم

لا يحصل له وهذا اول ما يلحقه من العذاب قبل عذاب النار اذ قد قال العلماء ليس الموت بعدم محض

اوسکو میسر نہوگا اور یہہ تو وہ عذاب ہی جو دوزخ کے عذاب سی پہلے اسپر گذریگا اسواسطے کہ علما کہتے ہین کہ موت عدم محض

ولا فناء

ولا فناء صرف وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقته عنه وتبدل من حال الى حال وانتقال من

اور نری فنا ہی نہیں ہی بلکہ موت کیا ہی روح کا علاقہ بدن سی چہوٹ جانا اور بدن سی الگ ہونا اور ایک حال سی دوسرا حال بدل جانا اور ایک جگہ سی

دار الى دار وهو اعظم المصائب وقد سماه الله تعالى مصيبة حيث قال فاصابتكم مصيبة الموت

دوسری جگہ نقل کرنا اور یہہ بڑی مصیبت ہی اور بیشک اللہ تعالی نی موت کا نام مصیبت رکہا ہی چنانچہ فرمایا ہے پہر پہنچے تم پر مصیبت موت کی

فالموت هو المصيبة العظمى واعظم منه الغفلة عنه وعدم ذكره وقلة التفكر فيه وترك العمل له واتباع

سو موت ہی بڑی مصیبت ہی اور اوس سی بڑہ کر غافل رہنا کہ نہ اوسکو یاد رکہی اور نہ اوسکا کچہہ فکر کری اور نہ اوسکی لئی کچہہ عمل کرے اور

الهوى فان اتباع الهوى سم من سموم الدين يفضي الى الهلاك يوم الدين مع ان المؤمن بنفس الايمان

ہوا وہوس میں پڑا رہی بیشک ہوا وہوس کی اطاعت دین کی حق میں ایسا زہر ہے کہ قیامت کی روز ہلاک کر دالیگا باوجودیکہ مومن صرف ہو اسطہ ایمان کی

قد عاهد الله تعالى ان لا يعصيه وذلك لان الايمان قبول والتزام فمن يقول لا اله الا الله يصير كانه

اللہ تعالی سی یہہ عہد کر لیتا ہی کہ نافرمانی نکرونگا اور یہہ اسلئی کہ ایمان قبول اور مان لینے کو کہتے ہین پہر جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے گویا وہ یہہ کہتا ہی

يقول اني علمت واعتقدت انه تعالى واحد في ذاته وصفاته وافعاله ولا يظهر في العالم شئ الا

کہ مین نی یقین کیا اور اعتقاد لایا کہ اللہ تعالی اپنی ذات اور صفات اور افعال مین یگانہ ہی اور عالم مین کوئی شئ اوسکی علم اور ارادہ اور

بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو واني التزمت عبادته ولا اعبد الا اياه فبعد هذه

پیدائش کی بدون ظاہر نہین ہو سکتی اور کوئی سوا اوسکی مستحق بندگی کا نہین اور مین نے اوسکی بندگی اپنی ذمہ لی اوسکی سوا کسیکی عبادت نکرونگا اب

المعاهدة يحرم عليه ان يعصيه في شئ من اوامره ونواهيه حتى اذا دعته نفسه الى نقض عهد مولاه

عہد کے بعد اوسکو نافرمانی کرنی حرام ہے کوئی بات ہو حکم یا ممانعت یہانتک کہ اگر اوسکے جی مین مولی کی عہد توڑنے کا خیال آوی

يلزمه ان يقول لها كما قال يوسف النبي عليه السلام لامراة العزيز حين دعته الى نفسها معاذ الله

تو اوسکو لازم ہے کہ جی مین یہہ کہی جیسے یوسف نبی علیہ السلام نے عزیز کے جورو سے کہا تہا جب اوسنی اپنی طرف طلب کیا خدا کی پناہ

انه ربي احسن مثواي انه لا يفلح الظالمون فان من اشتد ميل نفسه الى ما يشتهيه وتركه مع قدرته عليه

وہ عزیز مالک ہے میرا اچہی طرح رکہا ہی مجہکو البتہ بہلا نہین پاتی جو لوگ بے انصاف ہین بیشک جسکا دل شہوت پر ٹوٹ پڑی اور شہوت کو قدرت ہوتی ہوئی

في موضع لا يطلع عليه الا الله تعالى يكون دليلا على صحة معاهدته مع ربه في ايمانه فان المؤمن اذا علم

ایسے مقام مین کہ سوا اللہ تعالی کی کوئی مطلع نہو سکے ترک کرے تو یہہ دلیل ہے کہ اسنے اپنی ایمانی عہد کو رب کے ساتہہ پورا کیا بیشک مؤمن جب یہہ سمجہتا ہے

ان رضى مولاه في ترك هواه يقدم رضى مولاه على هواه ويكون لذته وصفاه فيما يرضى مولاه وان كان مخالفا

کہ مولی کے خوشی ہوا وہوس کے ترک مین ہی تو اپنی مولی کی خوشی اپنے خواہش پر مقدم رکہتا ہی اور اوسکی لذت اور صفا مولی کی رضامندی مین ہوتی ہی اگرچہ خواہش کے مخالف

لهواه ويكون المه وجفاه فيما لا يرضى مولاه وان كان موافقا لهواه بل يكون لذته في ترك شهواته لله تعالى

اور اوسکا الم اور جفا مولی کی ناخوشی مین ہوتا ہی اگرچہ خواہش کے موافق ہو بلکہ اوسکو ترک شہوات مین لذت اس سی زیادہ ہوتی ہی کہ اس لذت کو

اعظم من لذته في تناولها بل يكون كراهته تناولها عنده في خلوته اشد من كراهته لالم الضرب و

حاصل کرے بلکہ اوسپر لذت کی بیزاری مین خلوت مین مار اور قید کے الم سے زیادہ ہوتی ہے

الحبس الا ترى ان يوسف النبي عليه السلام حين قالت امراة العزيز في حقه وان لم يفعل ما آمره ليسجنن

کیا معلوم نہین کہ یوسف نبی علیہ السلام کے لئے جب زلیخا عزیز کی بیوی نے یہہ کہا اور اگر نکریگا جو اوسکو مین کہتی ہون البتہ قید پڑیگا

وليكونن من الصاغرين كيف قال رب السجن احب الي مما يدعونني اليه فان امراة العزيز لما كان قلبها

اور ہوگا بے عزت تو یوسف علیہ السلام نے کیسے یہہ ہی کہا امی رب مجہکو قید پسند ہی اس بات سی جسطرف مجہکو بلاتیان ہین کیونکہ زلیخا عزیز کی بیوی کا دل

خاليا عن الايمان مالت الى السوء والفحشاء مع كونها ذات زوج ويوسف النبي عليه السلام لما كان

چونکہ ایمان سے خالی تہا تو بدی اور فحش بات کی طرف جہکی باوجودیکہ شوہر والی تہی اور یوسف نبی علیہ السلام کے

قلبه غالبا بالايمان اعرض عما ارادت منه مع كونه شابا عزبا فان من يعمل بمقتضى الايمان يكون له

دل پر چونکہ ایمان غالب تہا تو اوسکا کہا نمانا باوجودیکہ جوان اور مجرد تہے بیشک جو شخص ایمان کی مطابق عمل کرتا ہے تو اوسکو

قوة الصبر عما يميل اليه نفسه اذا كان فيه سخط الله تعالى ويتقيد بمحاسبة نفسه ليكون الحساب عليه

نفس کی آرزو پر اگر اوسمین غصہ خدا کا ہوتا ہے تو صبر کرنا آتا ہے اور اپنی ذات کے حساب مین لگا رہتا ہی تاکہ کل کو اوسپر حساب

اهون غدا وطريق المحاسبة ان ينظر في احواله هل ليه من حقوق الله تعالى وحقوق الناس شئ

آسان ہوجاوے اور طریق حساب لینی کا یہہ ہی کہ اپنی حال کو دیکہتا رہی کہ اوسپر کوئی حق اللہ تعالی یا حقوق عباد مین سے کچہہ باقی ہے

ام لا فيتدارك ما فاته من فرائض الله تعالى فيقضيها ويرد المظالم حبة حبة ويستحل كل من تعرض له

یا نہین پہر اگر فرائض الہی سے کچہہ قضا ہوا ہو تو اوسکو ادا کرکے عوض کر دے اور دانہ دانہ دعوی کا چکا دیوی اور جسکو

بيده ولسانه ويطيب قلوبهم بالاحسان اليهم حتى اذا مات لا يبقى عليه فريضة ولا مظلمة و

ہاتہہ یا زبان سے ستایا ہو تو معاف کرالی اور احسان کر کر اونکا دل خوش کر دی آخر جب مری تو اوسپر کوئی فریضہ اور دعوی باقی نہو اور

يدخل الجنة بغير حساب لانه ان مات قبل رد المظالم يحيط به خصماؤه ويتشبثون فيه بمخالبهم فهذا

بے حساب و کتاب بہشت مین چلا جاوی کیونکہ اگر حقوق ادا کئے بغیر مر گیا تو اوسکے مدعی گہیر کر نوچینگے یہہ

يقول ضربتني وهذا يقول شتمتني وهذا يقول استخدمني وهذا يقول اخذت مالي وهذا يقول وجدتني

کہیگا تونی مجہکو مارا تہا وہ کہیگا مجہکو گالی دی تہی کوئی کہیگا مجہسے کام لیا تہا کوئی کہیگا میرا مال چہین لیا تہا کوئی کہیگا تونے مجہکو

مظلوما وكنت قادرا على دفع الظلم فما دفعت عني الظلم وهذا يقول رايتني على منكر فما نهيتني

مظلوم پایا اور تجہکو یہہ قدرت تہی کہ ظلم سے بچا دیتا پر تونی مجہکو نہ بچایا اور کوئی کہیگا تونے مجہکو گناہ مین مبتلا دیکہا اور مجہکو منع نکیا

عنه فبينما هو كذلك مبهوت متحير من كثرة الخصماء وقد ضعف عن مقاومتهم ومد عنق الرجاء الى

اب وہ اس حال مین مدعیون کی کثرت سے بجواس اور حیران ہوکر اونکی جواب دہی اور مقابلہ سے تہک کر

المولى الغفار لعله ينجيه من ايديهم اذ يقرع سمعه نداء الجبار اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم

مولی غفار کی طرف امیدوار ہو رہیگا شاید کہ انکی ہاتہہ سے بچا لیوی ناگاہ اوسکی کانمین آواز آویگی آج بدلا پاویگا ہر جی جیسا کمایا ظلم نہین

اليوم فعند ذلك ينخلع قلبه ويوقن بهلاك نفسه فتفكر ايها الغافل ما انزل الله تعالى في كتابه

آج اب اوسکا دل چہوٹ جاویگا اور یہہ یقین کریگا کہ مر لیا اب سوچ تو او غافل اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین کیا نازل کیا ہے

حيث قال ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظالمون ولا تتبع وسوسة الشيطان لانه عدو

جہان فرمایا ہی اور مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے ان کاموں سے جو کرتے ہین بے انصاف اور شیطان کی وسوسہ کی پیروی مت کر کیونکہ شیطان تو بنی آدم کا

لبني ادم يريد اضلالهم ليجرهم مع نفسه الى النار فيجب على المؤمن ان يدفع وسوسته ويتخذه

دشمن ہے راہ سے بہکاتا ہے تاکہ اپنے ساتہہ دوزخ مین کہینچ لیجاوی اب مومن پر واجب ہی کہ اوسکا خیال دور کرے اور اوسکو دشمن سمجہے

عدوا كما قال الله تعالى ان الشيطان لكم عدو فاتخذوه عدوا وذكر الفقيه ابو الليث في التنبيه

چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم سمجہہ رکہو اوسکو دشمن اور فقیہ ابو اللیث نے تنبیہ مین کہا ہے

ان لك اربعة من الاعداء يحتاج ان تجاهد مع كل واحد منهم احدهم الدنيا وهي غدارة مكارة

کہ تیرے چار دشمن ہین اون مین سے ہر ایک کے ساتہہ لڑنا ضرور ہی ایک تو دنیا کہ عہد شکن اور فریب باز ہے

فان الد

فلذلك قال الله تعالى فلا تغرنكم الحيوة الدنيا والثانى نفسك وهى شر الاعداء لما روى عن ابن عباس انه عليه السلام
اسیی لئی اللہ تعالی فرماتا ہی سوتمکو نہ بہکاوی دنیا کا جینا اور دوسرا دشمن تیرا نفس ہی یہہ سب سی بدتر ہی موافق روایت ابن عباس کی کہ نبی علیہ السلام

قال اعدى عدوك نفسك التى بين جنبيك وقد اخبر الله تعالى انها بذاتها امارة بالسوء حيث قال ان
نی فرمایا سب سی برا دشمن تیرا نفس ہی جو تیری دونو پہلوؤں میں ہی اور بیشک اللہ تعالی خبر دیتا ہی کہ نفس خود بخود برائی کی بات بتاتا ہی جہان فرمایا ہی بیشک

النفس لامارة بالسوء والامر بالسوء دابها وعادتها لانها خلقت ظالمة جاهلة والعلم والعدل طارئ عليها
جی تو سکہاتا ہی برائی اور برائی کا حکم دینا اوسکا طریق اور عادت ہی اسلئی کہ اصل مین بیراہ اور جاہل پیدا ہوئی اور علم اور عدل عارضی ہوتا ہی

وان لم يدركها رحمة الله تعالى وفضله تبقى على جهلها وظلمها وتكون من حزب الشيطان وتجر من اطاعها
اور اگر اوسپر اللہ کی رحمت اور فضل نہووی تو جاہل کا جاہل اور ظالم کا ظالم ہی رہی اور شیطان کی جماعت مین بہرتی ہو اور اپنی فرمان بردار کو

الى العصيان ومخالفة الرحمن لانها تجرى بطبعها فى ميدان المخالفة والعبد بجهده يمنعها عن سوء المطالبة
گناہون مین اور رحمان کی مخالفت پر لگادیوی کیونکہ نفس بالطبع مخالفت کی میدان مین چلتا ہی اور آدمی اوسکو روک کر مواخذہ کی خوف سی منع کرتا ہی

فمن اطلق عنانها فهو شريكها فى فسادها والثالث شيطان الجن فاستعذ بالله تعالى منه والرابع شيطان
پہر جسنی اوسکی باگ ڈہیلی چہوردی تو فساد مین اوسکا شریک ہی اور تیسرا دشمن شیطان جنی ہی سو اوس سی خدا کی پناہ مانگنا رہ اور چوتہا دشمن

الانس فاحذره فانه اشد عليك من شيطان الجن لان شيطان الجن يكون اغواءه بالوسوسة واما شيطان
شیطان انسی ہی سو اوس سی بچنا بہہ جنی شیطان سی بہی تیری لئی سخت تر ہی اسلئی کہ جنی شیطان کا تو اغوا صرف خیالات سی ہوتا ہی اور انسی شیطان

الانس فهو رفيقك السوء يكون اغواؤه بالمعاينة والمواجهة لا يزال يطلب عليك وجها يزيلك عما كنت عليه
تیرا رفیق بد ہوتا ہی اسکا اغوا ظاہر کہلم کہلا آمنا سامنی ہوتا ہی ہردم یہی تلاش رکہتا ہی کہ کسیطرح تجہکو تیری وضع سی ڈگادی

كما قال بعض السلف انك تستعيذ بالله من الشيطن الرجيم فينصرف واما شيطان الانس فلا يبرح حتى يوقعك فى
چنانچہ بعضی متقدمین کا قول ہی کہ جب تو شیطان رجیم سی اللہ کی پناہ لیتا ہی تو وہ ٹلی تا ہی اور رہا شیطان انسی سو معصیت مین ڈالی بغیر کبہی نہین ٹلتا

المعصية ولهذا قال النبى عليه السلام لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقى فانه عليه السلام حذر فى هذا
اسی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا سوای مؤمن کی کسیکی پاس مت بیٹہ اور تیرا کہانا سوائی پرہیزگار کی کوئی اور نہ کہانی پاوی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین

الحديث عن مصاحبة من ليس بتقى وعن مخالطته لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة فى القلب فيلزم
بدکار کی ہمنشینی اور ملنی جلنی سی اسلئی ڈرایا ہی کہ ہمنشینی اور رلنی ملنی سی دلمین الفت اور محبت پیدا ہوجاتی ہی پہر ضرور ہی کہ موافق

ان يكون كما قال النبى عليه السلام يحشر المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل وقد قال الله تعالى الاخلاء
ارشاد نبی علیہ السلام کی آدمی اپنی دوست کی دین پر اوٹہی اب ہریک کو غور کرنا چاہئی کیسی سی دوستی کرتا ہی اور اللہ تعالی فرما چکا ہی جتنی دوست ہین

يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين فان كل واحد من الاخلاء غير المتقين يقول يوم القيمة يويلتى ليتنى لم
اوسدن دشمن ہونگی مگر جو ہین ڈروالی بیشک جو دوست پرہیزگار نہین ہین وہ قیامت کی روز یہہ کہینگی ای خرابی میری کہین نہ

اتخذ فلانا خليلا ليت بينى وبينك بعد المشرقين فخليل الانسان ومحبه من يسعى فى عمارة اخرته وان كان فيه
پکڑی ہوتی مینی فلانی کی دوستی کسیطرح مجہہ مین اور تجہہ مین فرق ہو مشرق مغرب کا سو انسان کا دوست اور محب وہی ہی کہ آخرت کی بہلائی مین سعی کری اگرچہ اوسمین

ضرر لدنياه وعدوه من يسعى فى خسارة اخرته وان كان فيه نفع لدنياه فعلى هذا ينبغى للمؤمن ان لا يتخذ
دنیا کا ضرر ہو جاوی اور دشمن وہی ہی جو آخرت کو خراب کری اگرچہ اوسمین دنیا کا فائدہ ہو اس بیان کی مطابق مؤمن کو لازم ہی کہ دوستی ایسی سی کری

خليلا الا من يثق بدينه وامانته ويعرف صلاحه وتقواه لان المرء يكون يوم القيمة مع من احب لما روى انه عليه السلام
جسکی دین اور امانت پر اعتماد ہو اور اوسکی صلاحیت اور تقوی معلوم ہو اسلئی کہ آدمی قیامت کی روز محبوب کی ساتہہ ہوویگا اس روایت کی موافق

قال المرء مع من احب قال الحسن البصري لا يغرنكم ظاهر قوله عليه السلام المرء مع من احب فانكم لم تلحقوا

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا آدمی ساتھہ محبوب کے ہوویگا حسن بصری کہتے ہیں اسحدیث کے ظاہر مضمون پر نہ بہولنا کہ آدمی ساتھہ محبوب کے ہوویگا بیشک تم بدون اعمال کے

الابرار الا باعمالكم فان اليهود والنصرى يحبون انبياءهم ولا يكونون معهم يوم القيمة وهذا القول منه

ابرار سے نہیں مل سکتے کیونکہ یہود اور نصاری اپنے انبیاء کو محبوب رکہتے ہیں اور قیامت کے دن اونکے ساتھہ نہونگے اونکے اسبات میں یہہ

يشير الى ان مجرد المحبة من غير الموافقة في العمل لا ينفع فان تعظيم الانبياء والعلماء والصلحاء ومحبتهم انما

اشارہ ہے کہ نری محبت بدون موافقت اعمال کے مفید نہیں ہے کیونکہ انبیاء اور علماء اور صلحاء کی تعظیم اور محبت تو جب ہوتی ہے

يكون باتباعهم فيما دعوا اليه من العلم النافع والعمل الصالح واقتفاء اثارهم وسلوك طريقتهم لان من اتبعهم

کہ اونکی اطاعت کرے جدہر وہ بلاتے ہیں یعنی طرف علم نافع اور عمل صالح کی اور اونکی پیروی کرے اور اونکا سا طریق اختیار کرے اسلئے کہ جو شخص

اقتفى اثارهم فيكون سببا لتكثير اجورهم بمقتضى قوله عليه السلام من دعى الى هدى كان له من الاجر مثل اجور

اونکی اطاعت اور پیروی کریگا تو باعث اونکی زیادتی ثواب کا موافق ارشاد علیہ السلام کے جو شخص ہدایت کرے تو اوسکو برابر ہدایت ہونے والونکے ثواب ہوویگا

من تبعه لا ينقص ذلك من اجورهم شيئا واما من لم يتبعهم ولم يقتف اثارهم بل خالفهم في العمل واشتغل بتقبيل

اور اوسکے ثواب میں سے کچہہ کم نہوویگا اور جسنے اطاعت نکی اور نہ اونکی پیروی کی بلکہ عمل میں تو اونسے مخالف اور اونکے ہاتہہ پاؤں چومتا

ايديهم وتقليب نعالهم والتملق بين ايديهم والقيام عند رويتهم فليس ذلك من التعظيم والمحبة لانه جعلهم

اور جوتیان سیدہے کرتا اور سامنے خوشامد اور دیکہہ کی تعظیم کیلئے کہڑا ہوتا رہا تو یہہ کچہہ تعظیم اور محبت نہیں ہے کیونکہ اپنے ساتھہ

مع نفسه محروما من الاجر فاى تعظيم ومحبة في ذلك

اونکو بہی ثواب سے محروم رکہا پہر اسمیں کیا تعظیم اور محبت ہوئی

المجلس الثالث والستون في بيان محاسبة العبد يوم القيمة والمناقشة في الحساب

ترسیٹہوین مجلس بندہ کی محاسبہ کی بیان مین قیامت کے دن اور حساب کی مناقشہ مین

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تزول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہین ہل سکتے دونو

قدما عبد يوم القيمة حتى يسئل عن اربع خصال عن عمره فيما افناه وعن جسده فيما ابلاه وعن

پاؤن کسی آدمی کے قیامت کے روز جب تک پوچہا جاوے چار چیز وںسے عمر سے کیونکر کہوئی اور بدنسے کیونکر پرانا کیا اور

ماله من اين اكتسبه وفيما انفقه وعن علمه ما عمل فيه هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابن

مال سے کہانسے کمایا اور کہان خرچ کیا اور علم سے اوسپر کیا عمل کیا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون میں ہے ابن مسعود کی

مسعود والعبد المذكور فيه وان كان عاما لكونه نكرة في سياق النفي لكنه مخصوص بقوله عليه السلام

روایت سے اور عبد جو اس حدیث میں آیا ہے اگرچہ عام ہے کہ نکرہ نیچے نفی کی پڑا ہے پر بیان خاص ہے بدلیل اس حدیث کی

يدخل الجنة من امتي سبعون الفا بغير حساب فعلى هذا يكون السوال المذكور فيه لغير هؤلاء السبعين

میری امت میں سے ستر ہزار بے حساب جنت میں جاوینگے اسحدیث کی موافق یہہ چارون سوال سوا ان ستر ہزار کی اوروں سے ہونگے

الفا فلا بد لكل من يؤمن بالله واليوم الاخر ان يعلم انه يُسئل يوم القيمة ويُناقش في الحساب ويطالب

ہر ایک کو جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہے ضرور ہے کہ جان رکہے کہ قیامت کے دن سوال ہوگا اور حساب میں جہگڑا ہیلیگا اور ذرہ ذرہ

بمثاقيل الذر من الخطرات واللحظات ويتحقق انه لا ينجيه من هذه الاخطار الا لزوم محاسبة النفس

سے خطرہ اور نگاہ کا مواخذہ ہوویگا اور ثابت ہے کہ ان خطرات سے بدون لازم کرنے حساب نفس کی نجات نہین ہوسکتی

في تجاراتها الاخروية ومطالبتها في انفاسها ولحظاتها وحركاتها وسكناتها فان من حاسب نفسه قبل ان

اوسکی تجارت کا حساب آخرت کی واسطے اور اوسکا مطالبہ حرکات اور سکنات میں دم دم اور گہڑی گہڑی کا بیشک جسنے حساب دینے سے پہلے اپنا حساب

یحاسب یخف علیه یوم القیمة حسابه ویحضره عند السوال جوابه ویحسن منقلبه ومأبه ومن لم
درست کیا تو اوسپر روز قیامت کو حساب دینا سہل ہوویگا اور سوال ہوتی ہی جواب پیدا ہوجاویگا اور اوسکا مآل اور انجام نیک ہوویگا اور جسنی حساب

یحاسبها یدم حسراتها ویطول فی عرصات القیمة وقفاته ویعود الی الخزی والمقت سیاته فاذن
درست نکیا تو ہمیشہ کو ارمان رہی گا اور مدت درازتک قیامت کی میدان مین کہڑا رہی گا اور اوسکی تمام گناہون کا انجام رسوائی اور ہلاکت ہی سواب

لابد للمؤمن ان لا یغفل فی تجارته لاخرته عن مراقبة نفسه فی حرکاتها وسکناتها ولحظاتها وخطراتها
مؤمن کو ضرور ہی کہ آخرت کی تجارت مین اپنی نفس کی نگہبانی سی غفلت نکری اوسکی حرکات اور سکنات اور لحاظات اور خطرات کو دیکہتا رہی

لان هذه التجارة ربحها الفردوس الاعلی وبلوغ سدرة المنتهی مع النبیین والصدیقین والشهداء فتدقیق
کیونکہ اس تجارت کا فائدہ فردوس اعلی اور مقام سدرة المنتہی انبیاء اور صدیقین اور شہداء کی ساتہ ہی سواس تجارت کی

الحساب فی هذه التجارة اهم من تدقیقه فی تجارة الدنیا لان ارباح تجارة الدنیا بالقیاس الی النعیم المقیم فی
حساب کی صفائی بہ نسبت دنیا کی تجارت کی بہت ضرور ہی اسلئی کہ دنیا کی تجارت کا فائدہ بہ نسبت دائمی نعمتون اخروی کی کمتر ناپائدار ہی

العقبی قلیلة سریعة الزوال ولا خیر فی خیر لا یدوم بل شر لا یدوم خیر من خیر لا یدوم لان الشر الذی لا یدوم اذا
اور عیش ناپائدار مین کچہہ خوبی نہین ہی بلکہ تکلیف ناپائدار عیش ناپائدار سی بہتر ہی اسلئی کہ تکلیف ناپائدار جب ہوچکی

زال یبقی الفرح دائما والخیر الذی لا یدوم اذا زال یبقی الاسف دائما فعلی هذا ینبغی للمؤمن اذا اصبح وفرغ
توپہر دائمی فرحت رہی گی اور عیش ناپائدار جب ہوچکا تو ہمیشہ کو افسوس باقی رہیگا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ صبح ہوتی ہی

من فریضة الصبح ان یفرغ قلبه ساعة فیقول لنفسه یا نفس لیس لی بضاعة الا العمر فاذا فنی یفنی
فجر کی نماز سی فارغ ہوکر ایک دم اپنی دل کو خالی کرکر اپنی نفس سی یہہ کہی ای نفس میری پاس سوای عمر کی کوئی سرمایہ نہین ہی جب یہہ ہی ہوچکی تو

راس المال ویقع الیاس عن التجارة وطلب الربح وهذا الیوم یوم جدید قد امهلنی الله تعالی فیه و
راس مال ہوچکا پہر تجارت اور حصول منفعت کی امید نہین ہی اور آجکا دن نیا دن ہی کہ اللہ تعالی نی مجہکو اسمین مہلت عطا کی ہی اور

اخر فی اجلی ولو کان توفانی لکنت اتمنی ان یرجعنی الی الدنیا یوما واحدا حتی اعمل فیه صالحا فاحسب
اجل مین تاخیر کردی ہی اگر وفات دیدیتا تو یہی آرزو کرتا رہتا کہ ایکدن کی لئی مجہکو پہر دنیا مین بہیجدی تاکہ اوسدن نیک عمل کرلون ای نفس تو یہی سمجہہ لی

یا نفس انک توفیت ثم رددت الی الدنیا فایاک ثم ایاک ان تضیع هذا الیوم فان کل ساعة من ساعات العمر بل
کہ مرکر پہر دنیا مین آیا ہی سوچوکس رہ پہر چوکس رہ یہہ دن ضایع نہوجاوی بیشک عمر کی ایک ایک ساعت بلکہ عمر کا

کل نفس من انفاسه جوهرة نفیسة لا بدل لها یمکن ان یشتری بها کنز من کنوز الجنة لا یتناهی نعیمها ابد
ایک ایک دم ایسا جوہر نفیس بی نظیر ہی کہ اوسکی بدلی جنت کا ایک خزانہ مول سکتی ہین جسکی نعمتین کبہی تمام نہون گی سو ایسی انفاس کا

الاباد فانقضاء هذه الانفاس ضائعة او مصروفة الی المعاصی غایة الخسران ونهایة الخذلان فان عمر الانسان
بیکار گذرنا یا معاصی مین لگا رہنا بڑا ہے خسارہ اور نہایت بی ہمتی ہی کیونکہ انسان کی زندگی

زمان لاعماله الصالحة المقربة له الی الله تعالی والموجبة له جزیل الثواب فی یوم الحساب وهذه هی
اعمال صالحہ کی واسطی ہی جس سی اللہ تعالی کا قرب حاصل ہو اور قیامت کی دن بڑا ہی ثواب ملی اور یہہ ہی

السعادة التی ینبغی للانسان ان یسعی فی تحصیلها اذ لیس له منها الا ما سعی کما قال الله تعالی وان لیس
سعادت ہی جسکی لئی انسان کو ضرور سعی کرنی چاہئی اسواسطی کہ انسان کو وہ ہی ملیگا جو آپ کرجائیگا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور یہہ

للانسان الا ما سعی فکل جزء یفوت من العمر خالیا من عمل صالح یفوت من سعادة الاخرة بقدره ولهذا
کہ آدمی کو وہی ملتا ہی جو کمایا پہر عمر کا جو دم عمل صالح سی خالی کٹتا ہی اتنی ہی سعادت اخروی گہٹتی ہی اور اسہی لئی

عظمت مراعاة السلف لانفاسهم ولحظاتهم وبادروا الى اغتنام ساعاتهم واوقاتهم ولم یضیعوا اعمارهم فی

متقدمین اپنی انفاس اور لحظہ لحظہ کی بہت ہی خبرداری کرتی تہی اور ہردم اپنی ساعات اور اوقات کو غنیمت سمجھتی تہی اور اپنی عمر کو

البطالة والتقصیر قال الحسن البصری ادرکت قوما کانوا علی ساعاتهم اشفق منکم علی دنانیرکم ودراهمکم

بیکار اور تقصیر مین نہ کہوتی تہی حسن بصری کہتی ہین یعنی ایک قوم کو دیکہا ہی کہ وہ اپنی ساعات کو اس سی زیادہ سنبہالتی تہی کہ تم اپنی اشرفی روپیہ کو سنبہالتی ہو

فان واحدا منکم کما لا یحب ان یخرج منه درهم واحد الا فیما یعود الیه نفعه وهم کذلک کانوا لا یحبون

کیونکہ جیسی تم مین سی کوئی خوش نہین ہوتا کہ روپیہ ایسی کار مین خرچ ہو جاوی کہ کچہہ فائدہ نہو وہ لوگ ہی ایسی ہی خوش نہوتی تہی کہ اونکی عمر مین سی ایک ساعت

ان یخرج من اعمارهم ساعة الا فیما یعود الیهم نفعه فان الیوم واللیلة اربع وعشرون ساعة وقد ورد

بیفائدہ گذر جاوی بیشک دن رات چوبیس ساعت کا ہوتا ہی اور حدیث مین آیا ہی چنانچہ امام غزالی احیار مین بیان کرتی ہین کہ

فی الخبر علی ما ذکره الامام الغزالی فی الاحیاء ان العبد یعرض علیه یوم القیمة لکل یوم ولیلة اربع وعشرون

آدمی کو قیامت کی دن ہر ہر دن رات کی چوبیس چوبیس

خزانة مصفوفة فیفتح له منها خزانة فیریها مملوة نورا من حسناته التی عملها فی تلک الساعة فیناله

خزانی کی قطار پیش ہوینگی پہر اوسکی لئی اونمین سی ایک خزانہ کہولیگی تو دیکہیگا کہ حسنات کی نور سی بہری جو جو اوس ساعت مین کیا تہا پہر اوسکو

من الفرح والسرور ما لو وزع علی اهل النار لادهشهم ذلک الفرح والسرور عن احساس الم النار ویفتح له

اتنا فرحت اور سرور حاصل ہوگا کہ اگر وہ دوزخیوں پر تقسیم کردین تو بی حواس سی دوزخ کی الم کا ادراک نہ کرسکین پہر اوسکی لئی اور خزانہ کہلیگا

خزانة اخری فیراها سوداء مظلمة یفوح نتنها ویغشاه ظلمتها وهی الساعة التی عصی الله تعالی فیها

اوسکو سیاہ تاریک دیکہیگا کہ بدبو پہیل رہی ہی اور اندہیرا چہا رہا ہی یہہ وہ ساعت ہوگی جسمین اللہ تعالی کی نافرمانی کی ہی

فیناله من الحزن والغم ما لو قسم علی اهل الجنة لنغص علیهم نعیمها ویفتح له خزانة اخری فیریها فارغة

پہر اوسکو اتنا غم اور ملال پیدا ہوگا کہ اگر جنتیوں پر تقسیم کردین تو اونپر جنت کی تمام نعمتین بی مزہ تلخ ہوجاوین پہر ایک اور خزانہ کہلیگا اوسکو خالی پاویگا

لیس فیها ما یسره وما یسوءه وهی الساعة التی نام فیها او اشتغل بشیء من مباحات الدنیا فیتحسر علی خلوها

نہ اوسمین کچہہ خوشی ہی اور نہ کوئی غم یہہ وہ ساعت ہوگی جسمین سو رہا یا دنیا کی کسی مباح چیز مین مشغول ہوگیا پہر اسکی خالی ہونی پر

ویناله من الالم ما یناله من قدر علی الربح الکثیر والملک الکبیر واهمله وتساهل فیه حتی فاته وهکذا یعرض

اتنا ارمان کرکر الم اوٹہاویگا جیسی کسیکو بڑا ہی فائدہ اور بڑا ملک ہاتہہ آسکتا تہا مگر اتنی سستی اور دیر کی کہ وہ ہاتہہ سی جاتا رہا اسی طرح خزانی

علیه خزائن اوقاته طول عمره فینبغی له ان یجتهد فی تعمیرها ولا یدعها فارغة عن الکنوز التی هی اسباب

عمر کی ساعات کی پیش آتی جاوینگی اب اوسکو سزاوار ہی کہ اوقات عمر کو آباد کری اور خزانوں کو خالی نچہوڑی جو کہ باعث اسکی سعادت اور ملک کا ہین

سعادته وملکه ویسعی فی حفظ جوارحه السبعة التی هی العین والاذن واللسان والبطن والفرج والید

اور ساتون اعضار کی حفاظت کری کہ وہ آنکہہ ہی اور کان اور زبان اور پیٹ اور شرمگاہ اور ہاتہہ

والرجل لانه ان فعل بواحد منها معصیة یکون کافر النعمة الله تعالی فی جمیع الاسباب التی لا بد له منها

اور پاوں کیونکہ نمین سی اگر کسی سی بہی گناہ کریگا تو اللہ کی نعمتون کا تمام اسباب مین منکر ٹہریگا جن جن اسباب کی عمل کو نمین ضرورت ہوتی ہی اسلئی

فی اقدامه علی العمل لان المراد من خلق الدنیا وما فیها ان یستعین الانسان علی الوصول الی طاعة الله تعالی

کہ مقصود دنیا اور دنیا کی سامان کی پیدائش سی یہی ہی کہ انسان اللہ تعالی کی طاعت پر مدد حاصل کری

ولا یمکن الوصول الی طاعة الله تعالی الا بدوام البدن ولا یبقی البدن الا بالغذاء ولا یحصل الغذاء الا بالماء

اور طاعت الہی کا میسر ہونا بدون قیام بدن کی ممکن نہین ہی اور بدن بدون غذا کی قایم نہین رہتا اور غذا بدون پانی

والهواء ولا يتم ذلك الا بخلق الارض والسماء فمن استعمل شيئا من اعضائه في غير طاعة الله تعالى يكون كافرا
اور ہوا کی پیدا نہیں ہوتی اور یہہ سب بدون پیدایش زمین آسمان کی پورا نہیں ہوتا پہر جسنی کوئی سا عضو سوای عبادت کی کسی کار میں لگائی رکہا تو وہ الله کی ان تمام
لنعمة الله تعالى في جميع ذلك فلابد من حفظ الجوارح لان حفظها هو راس المال والربح بعد ذلك فمن لم يكن له راس
نعمتوں سی منکر ہی اب حفاظت اعضا کی ضرور ہی کیونکہ انکی حفاظت بجای اصل مال کی ہی اور فائدہ اسکی بعد ہوویگا پہر جسکی پاس اصل مال ہی نہین
المال كيف يحصل له الربح وهذه الجوارح السبع آلة للهلاك والنجاة فمن يهلك يهلك باهمالها وعدم حفظها
تو وہ فائدہ کیونکر اٹہا سکتا ہی اور ان ساتون اعضا ہی سی آدمی ہلاک ہوتا ہی اور نجات بہی پاتا ہی پس جو ہلاک ہوتا ہی تو اونکی چہوڑ دینی اور حفاظت نکرنی ہی
ومن ينجو ينجو بحفظها وعدم ارسالها فحفظها اساس كل خير واهمالها اساس كل شر ولجهنم سبعة ابواب
اور جو نجات پاتا ہی تو اونکی حفاظت اور نہ چہوڑنی ہی اب اعضا کی حفاظت تمام خوبی کی جڑ ہی اور چہوڑ دینا تمام بدی کی جڑ ہی اور دوزخ کی سات دروازی ہین
وانما يتعين تلك الابواب لمن عصى الله تعالى بتلك الجوارح فيلزم حفظها عن معاصيها اما العين فيحفظها
اور وہ دروازی نافرمانون کی واسطی اون اعضا کی نام سی مقرر ہین تو تمام اعضا کا معاصی سی بچانا ضرور ہی پہر آنکہہ کو حرام کی طرف نگاہ کرنی سی
عن النظر الى ما يحرم نظره بل عن كل فضول مستغن عنه لان الله تعالى يسئل العبد عن فضول النظر كما يسئله عن
بچاوی بلکہ ہر زاید بیکار سی کیونکہ الله تعالی بندی سی فضول نگاہ کا بہی مواخذہ کریگا جیسی بیہودہ کلام سی مواخذہ کریگا
فضول الكلام فاذا حفظها عنه لا يقنع به بل يصرفها الى ما خلقت له من النظر الى عجائب صنع الله تعالى ليستدل
اور جب نگاہ کو گناہ سی محفوظ رکہا تو اسی پر نہ بیٹہہ رہی بلکہ نظر سی نظر کا کام لی یعنی عجائب صنایع الہی کو دیکہہ کر اوسکی
به على وجوده وقدمه ووحدته وقدرته وارادته وعلمه وحيوته والنظر في كتابه وسنة رسوله وسائر
وجود اور دوام اور وحدت اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر استدلال کری اور اوسکی کتاب اور اوسکی رسول کی سنت اور تمام
كتب الدين ليتعلم امور دينه ويتعظ وهكذا يفعل في كل عضو لا سيما فيما هو رئيس الاعضاء وهو القلب الذي يلزم
کتب دین کو دیکہی تاکہ امور دینی سیکہی اور پند پذیر ہووی اور اسیطرح ہر ہر عضو کو کام مین لاوی خصوصا تمام اعضا کی رئیس کو یعنی دل جسکا
تطهيره من الاخلاق الذميمة وتزيينه بالاخلاق الحميدة وتكميله بالعلم المقرون بالعمل فان من تعلم مسئلة
عادات بد سی پاک رکہنا اور نیک سیرت سی آراستہ کرنا اور علم با عمل سی کامل بنانا ضرور ہی کیونکہ جو کوئی
من مسائل الدين ينبغي له ان يكون عاملا بها والا يسئل يوم القيمة عنها بدليل قوله عليه السلام وعن علمه ما
مسائل دینی مین سی کوئی مسئلہ سیکہی تو چاہیئی کہ اوسپر عمل کری اور نہین تو قیامت کی دن اسکا مواخذہ ہوویگا اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی اور اوسکی علم سی پوچہینگی
عمل فيه فانه مخوف لانه عليه السلام لم يقل ما قال فيه فلينظر العبد فيما علم هل عمل به وكان من الصادقين الذين اثنى
کہ اوسپر کیا عمل کیا بیشک یہہ خوف کی جگہہ ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی یہہ نہین فرمایا اوسمین کیا بحث کی اب انسان کو غور کرنا چاہئی اپنی علم مین آیا اوسپر عمل کیا تاکہ صادقین
الله تعالى عليهم بقوله اولئك الذين صدقوا او خالف علمه بفعله ودخل في قوله عليه السلام اشد الناس عذابا
مین داخل ہو جنکی الله تعالی یہہ ثنا کرتا ہی یہہ وہ قوم ہی جنہون نی سچ مانا یا عمل اپنی علم کی برخلاف کری اس حدیث کی مضمون مین داخل ہوا سخت تر عذاب
يوم القيمة عالم لم ينفعه الله بعلمه وروى عن ابن مسعود انه قال ما منكم من احد الا سيخلو الله به كما يخلو احدكم
قیامت کی دن عالم کو ہی جسکی علم سی الله تعالی نی نفع ندیا اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ کہتی تہی جو ہی تم مین سی سو اکیلا دیکہیگا الله کو جیسی دیکہتی ہو تم اکیلی
بالقمر ليلة البدر ثم يقول ما غرك بي يا ابن آدم ما عملت بما علمت يا ابن آدم ماذا اجبت المرسلين يا ابن آدم الم اكن رقيبا
چودہوین رات کی چاند کو پہر فرماویگا تو نی ای شخص میری حق مین کیا دہوکا کہایا ای شخص تو نی موافق علم کی عمل نکیا ای شخص تو نی مرسلین کا کہنا کیا مانا ای شخص کیا مین تیری
على عينك وانت تنظر بها الى ما لا يحل لك الم اكن رقيبا على اذنيك وهكذا على سائر الاعضاء فتفكر يا مسكين في عظيم
آنکہہ کا نگہبان نتہا اور تو آنکہہ سی حرام کی طرف نظر کرتا تہا کیا مین تیری کان کا نگہبان نہین تہا اسیطرح تمام اعضا پر اب سوچ تو ای مسکین نیری کتنی بڑی خطا ہی

خیانتك اذا ذکرك الله تعالی ذنوبك شفاها اذ یقول لك یا عبدی اما استحییت منی فبادرتنی بالقبیح

جب الله تعالی تیری خطاؤں کو منہہ در منہہ یاد دلاویگا جب فرماویگا ای شخص کیا تو نی مجہسی حیا نکی جلد ہی خطا کر بیٹہا

واستحییت من خلقی واظہرت لہم الجمیل اکنت اہون علیك من سائر عبادی استخففت بنظری

اور میری خلقت سی حیا کر کر اونکی سامنی اپنی نیکو کاری ظاہر کی کیا میں تیری نظروں میں تمام مخلوقات سی ہلکا تہا میری نگہبانی کو ہلکا سمجہہ کر تجہہ وانہ کی

الیك ولم تکترث به واستعظمت نظر غیری فکیف یکون حالك وخجالتك اذا عدّ علیك

اور اوروں کی نظر کو بہت بڑا سمجہا اوسوقت تیرا کیا حال ہوگا اور کیسی شرمساری ہوگی جب تجہہ پر اونکی

نعماءه ومعاصیك والاءه ومساویك فان انکرت شیئًا یشہد علیك جوارحك فتفتضح علی ملأ

نعمتیں اور تیری گناہ اور اونکی خوبیاں اور تیری خطا شمار ہونگی پہر اگر تو کچہہ انکار کریگا تو تیری اعضا ہاتہہ پانو گواہی دینگی پہر تو تمام خلق الله کی سامنی

الخلائق بشہادة الاعضاء الا ان الله تعالی وعد المؤمن ان یستر علیه ذنبه ولا یطلع علیه غیره

اعضاء کی گواہی کا رسوا ہوویگا ہاں بیشک الله تعالی نی مومن سی وعدہ کیا ہی کہ اوسکی خطا چہپا دی اور غیر کو اوسپر خبردار نکری

کما روی عن ابی ہریرة رض انه علیه السلام قال یدنی الله العبد منه یوم القیمة ویضع علیه کنفه

جیسی ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا الله تعالی قیامت کی دن بندہ کو پاس بلاویگا اور اوسپر پردہ ڈالکر

ویستره من الخلائق کلها ویدفع الیه کتابه فی ذلك الستر فیقول له اقرأ کتابك فیمر بالحسنة فیبیض لها

تمام خلایق سی چہپالیگا پہر اوس پردہ کی اندر اوسکو نامۂ اعمال دیکر فرماویگا اسکو پڑہ تو سہی پہر یہہ حسنات کو دیکہہ کر خوشی سی کہل جاویگا

وجہه ویمر بالسیئة فیسود بہا وجہه فیقول الله له اتعرف یا عبدی فیقول نعم یا رب اعرف فیقول انی اعرف

اور گناہوں کو دیکہہ کر چہرہ سیاہ ہو جاویگا پہر الله تعالی فرماویگا کچہہ جانتا بہی ہی عرض کریگا ہاں ای پروردگار میں تو جانتا ہوں

بہا منك قد غفرتہا لك فلا یزال یمر بحسنة تقبل فیسجد وسیئة تغفر فیسجد فلا یری الخلائق منه

پہر الله فرماویگا میں تجہسی زیادہ جانتا ہوں کہ تجہکو معاف کر چکا ہوں پہر یہی حال رہیگا کہ حسنات کو مقبول دیکہیگا پس سجدہ کریگا اور خطا کو معاف پاویگا پہر سجدہ کریگا سو خلق کو

الا ذلك حتی ینادی الخلائق بعضہا بعضا طوبی لہذا العبد الذی لم یعص قط ولا یدرون ما جری بینه

اسکا یہی حال نظر آویگا یہانتک کہ آپسمیں ایکدوسری سی کہیگا یہہ شخص کیا خوش نصیب ہی اسنی گناہ کبہی نہیں کیا اور یہہ معلوم نہیں کہ الله تعالی میں

وبین الله تعالی فیما وقفه علیه والاخبار بہذا المعنی کثیرة وذلك بفضل منه فانه یخاطبه خطاب

اور اوسمیں وہاں کہڑی کیا معاملہ گذر گیا اور اس مضمون کی حدیثیں بہت ہیں اور یہہ اوسکا فضل ہی حضل ہی کہ اوسکو نرمی سی مخاطب ہوکر فرماویگا

الملاطفة فیقول له هل تعرف عبدی فیقول اعرف یا ربی ویقول ممتنا علیه ومظہرا فضله لدیه

ای شخص جانتا بہی ہی عرض کریگا پروردگار میں جانتا ہوں پہر منت رکہکر اور اوسپر اپنا فضل ظاہر کرکر فرماویگا

فانی سترتہا علیك فی الدنیا ولم افضحك بہا وانا اغفرہا لك الیوم قیل هذه ذنوب تاب عنہا کما ذکر ابو نعیم

میں نی دنیا میں تیری پردہ پوشی کی اور عزت رکہلی آج بہی تجہکو معاف کرتا ہوں بعضی کہتی ہیں یہہ گناہ توبہ کی ہوئی ہونگی چنانچہ ابو نعیم

عن الاوزاعی عن هلال بن سعد ان الله تعالی یغفر الذنوب لکن لا یمحوہا عن الصحیفة حتی یوقفه علیہا یوم

اوزاعی سی اور وہ ہلال بن سعد سی روایت کرتا ہی کہ الله تعالی گناہ تو معاف کر دیتا ہی پر نامۂ اعمال سی نہیں مٹاتا تاکہ قیامت کی روز اوس سی آگاہ کردی

القیمة وان تاب منہا قال القرطبی فی تذکرته نقلا عن شیخه ولا یعارض هذا ما فی التنزیل والحدیث من

اگرچہ توبہ کر چکا ہو قرطبی اپنی تذکرہ میں اپنی اوستاد سی نقل کرتا ہی اور یہہ روایت قرآن اور حدیث کی مضمون سی مخالف نہیں ہی

ان السیات تبدل بالتوبة حسنات فلعل ذلك بعد ما یوقفه علیہا ویدل علی هذا ما روی عن ابن مسعود

یعنی خطائیں بعد توبہ کی حسنات ہو جاتی ہیں شاید کہ تبدیل آگاہ کرینگی بعد ہوتی ہو اور ابن مسعود کی روایت سی ایسا ہی معلوم ہوتا ہی

انه قال ينظر الانسان يوم القيمة في كتابه فيرى في اوله المعاصي وفي اخرها حسنات فلما رجع في اوله
کہ وہ کہتی ہین کہ انسان قیامت کی دن اپنی نامہ اعمال میں نگاہ کریگا تو اول معاصی نظر آوینگی اور آخر مین حسنات پہر جب ابتداء نامہ پڑہیگا

رای کل حسنات وروی عن ابن عباس انه قال اذا تاب العبد تاب الله عليه وانسى الحفظة ما كانوا علموا من مساوی
تو کیا دیکہتا ہی کہ سراسر حسنات ہین اور ابن عباس روایت ہی کہ کہتی ہین جب بندہ توبہ کرتا ہی تو اللہ بہی اوسپر رحمت کرتا ہی اور کرام کاتبین کو بہلا دیتا ہی جو اوسکی گناہ

عمله وانسى جوارحه ما عملت من الخطايا وانسى مقامه من الارض وابه من السماء ليجي يوم القيمة وليس
دیکہ چکی تہی اور اوسکی اعضا کو بہلا دیتا ہی جو جو خطا کی تہی اور زمین پر کا ٹہوڑ ٹہکانا اور آسمان کی تلی کس جگہہ سب بہلا دیگا آخر قیامت کی دن ایسا صاف

من المخلوق شئ يشهد عليه قيل هي ذنوب كانت بينه وبين الله تعالى واما ما كان بينه وبين العباد فلا
آویگا کہ مخلوقات مین سی کوئی اوسکا برا کہنی والا نہوگا بعضی کہتی ہین یہہ وہ گناہ ہین جو صرف حقوق اللہ ہین نہ کہ وہ گناہ جو حقوق العباد ہین سوانمین ضرور ہی

فيها من القصاص بالحسنات ثم روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال من كانت عنده مظلمة لاخيه من
حسنات مین سی بدلہ ہووی چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکی ذمہ کوئی حق کسیکا ہو آبرو کا

عرض او مال فليتحلل منه اليوم قبل ان يوخذ منه يوم لا دينار فيه ولا درهم ان كان له عمل صالح اخذ
یا مال کا تو لازم ہی کہ آج اوس روز کی مواخذہ سی پہلی کہ نہ دینار ہوگا اور نہ درہم معاف کرالی اگر اوسکی پاس عمل صالح ہونگی

منه بقدر مظلمته وان لم يكن له حسنات اخذ من سيات صاحبه فحمله عليه وروى عن ابي هريرة
تو بقدر حقوق کی لیلینگی اور اگر اوسکی پاس حسنات نہوئی تو مدعی کی گناہ لیکر اسپر ڈالی جاوینگی اور ابو ہریرہ سی بہی روایت ہی

ايضا انه عليه السلام قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فينا من لا درهم معه ولا متاع قال ان المفلس من
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جانتی ہو مفلس کون ہوتا ہی عرض کیا مفلس ہم مین وہ ہوتا ہی جسکی پاس نہ درہم ہو اور نہ کچہہ سامان فرمایا مفلس میری امت مین

امتي من ياتي يوم القيمة بصلوة وزكوة وياتي قد شتم هذا وقذف هذا وضرب هذا واكل مال هذا فيعطى
وہ ہوگا جو قیامت کی روز نماز اور زکوۃ لاویگا پہر کوئی آویگا کہ اوسکو برا کہا تہا اور اوسکو گالی دی تہی اور اوسکو مارا تہا اور اوسکا مال کہا گیا تہا

هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فنيت حسناته قبل ان يقضي ما عليه اخذ من خطاياهم
پہر نیکیاں کچہہ اسکو دی جاوینگی اور کچہہ اوسکو پس اگر اوسکی حسنات ادا حقوق سی پہلی ہو چکین تو اونکی گناہ لیکر اسکی ذمہ پڑینگی

فطرحت عليه ثم طرح في النار فاذا تقرر هذا يجب على كل مسلم البدار الى تدارك حاله فينظر هل عليه من
پہر اوسکو دوزخ مین پہینکدینگی جب یہہ ثابت ہوا تو ہر ایک مسلمان پر واجب ہی کہ جلد اپنی حال کا تدارک کری غور کری کہ میری ذمہ حق اللہ

حقوق الله تعالى وحقوق الناس شئ ام لا فيتدارك ما فاته من فرائض الله تعالى فيقضيها ويرد المظالم
یا حق العباد کچہہ ہی یا نہین پہر اوسکا عوض کر دی جو فرائض الٰہی مین سی فوت ہوا ہو ادا کر دی اور تمام حقوق دانہ دانہ واپس کری

حبة حبة ويستحل من تعرض له بيده ولسانه وسائر جوارحه ويطيب قلوبهم حتى يموت ولم يبق عليه
اور جسکو ہاتہہ سی یا زبان سی یا اور اعضا سی ستایا ہو اوسی معاف کرالی اور اونکا دل خوش رکہی آخر مری تو ایسا کہ اوسکی ذمہ نہ کوئی

فريضة ولا مظلمة ويدخل الجنة بغير حساب لانه ان مات قبل رد المظالم يحيط به خصماؤه ويتشبثون
فریضہ ہو اور نہ کوئی حق اور بہشت مین بی حساب چلا جاوی اسلئی کہ اگر حقوق ادا کرنی سی پہلی مر گیا تو مدعی گہیر کر ناخن سی نوچینگی

فيه مخالبهم فهذا يقول ضربتني وهذا يقول استخدمتني وهذا يقول شتمتني وهذا يقول استهزأتني
ایک کہیگا مجکو مارا تہا کوئی کہیگا مجہسی خدمت لی تہی یہہ کہیگا مجہکو گالی دی تہی وہ کہیگا مجہسی چہل کی تہی

وهذا يقول اغتبتني وهذا يقول اخذت مالي وهذا يقول بايعتني واخفيت عني عيب متاعك وهذا
کوئی کہیگا میری غیبت کی تہی کوئی کہیگا تو نی میرا مال چہینا تہا کوئی کہیگا تو نی میری ہاتہہ مال بیچا اور اوسکا عیب ظاہر نکیا کوئی

يقول لكن بشتري ثم سعر متاعك وهذا يقول وجدتني مظلوما وكنت قادرا على دفع الظلم فما دفعت عني الظلم
کہیگا مال کی بہاؤ مین تونی مجہسی جہوٹ بولا اور کوئی کہیگا تونی مجہپر ظلم ہوتی دیکہا اور تو دفع کرسکتا تہا پر تونی مجہکو ظلم سی نہ بچایا

وهذا يقول رأيتني على منكر فما نهيتني عنه فبينما هو كذلك مبهوت متحير من كثرة الخصماء اذ لم يبق في عمره
اور کوئی کہیگا مجہکو تونی گناہ مین مبتلا دیکہا پر مجہکو منع نکیا پس وہ اوسی حالت مین مدعیون کی کثرت سی حیران پریشان ہوگا اسواسطی کہ کوئی باقی نرہیگا

احد ممن عامله بدرهم او جالسه في مجلس الا وقد استحق عليه مظلمة بغيبة او استهزاء او خيانة او نظر
تمام عمر مین جس سی کچہہ معاملہ کیا ہو درہم سی یا بیٹہا ہو مجلس مین مگر وہ مستحق ہوگا اوسپر کسی دعوی کا غیبت کا یا خوش طبعی کا یا خیانت کا یا

بعين حقارة وقد عجز عن مقاومتهم ومد عنق الرجاء الى المولى الغفار لعله ينجيه من ايديهم اذ يقرع
حقارت سی دیکہنی کا اور بیشک اونکی مقابلہ سی تہک رہیگا اور مولی غفار کی طرف امیدوار ہوکر سر اوٹہاویگا کہ شاید دم بہی انکی ہاتہ سی بچا دی کہ اسکی

سمعه نداء الجبار اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم اليوم فعند ذلك ينخلع قلبه ويوقن بهلاكه فتذكر
کان مین یہہ آواز آویگی آج بدلا پاویگا ہر جی جیسا کمایا ظلم نہین آج اسسنتی ہی دل چہوٹ جاویگا اور یقین کریگا کہ مرلیا سو اى غافل

ايها الغافل ما انذرك الله به في كتابه حيث قال ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظلمون فما اشد فرحك
یاد کر جو اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین ڈرایا ہی کہ فرمایا اور مت خیال کر کہ اللہ بی خبر ہی ان کامون سی جو کرتی ہین بی انصاف سو اب تو لوگون کی

اليوم بتمزيق اعراض الناس وتناول اموالهم وما اشد حسرتك في ذلك اليوم اذا وقفت على بساط العدل وشوفهت
آبرو بگاڑ کر اور اونکا مال چہین کر کیسا خوش ہوتا ہی اور تجہکو اوس روز کسقدر حسرت ہوگی جب تو عدالت کی فرش پر کہڑا ہوگا اور سیاست کا

بخطاب السياسة وانت مفلس فقير عاجز لا تقدر ان ترد حقا او تظهر عذرا فعند ذلك توخذ من حسناتك
حکم سنیگا اور تو مفلس فقیر ہوگا طاقت نہوگی حق ادا کرنی کی یا عذر پیش لانی کی سو اوسوقت تیری حسنات تمام عمر بہر کی لیکر

التي صرفت فيها عمرك وتعطى الى خصمائك عوضا عن حقوقهم كما ورد في الاحاديث فانظر الى مصيبتك
حقوق کی بدلہ مین تیری مدعیون کو دیئی جاوینگی چنانچہ حدیثون مین آیا ہی سو اپنی مصیبت کو

في مثل ذلك اليوم اذ قلما يوجد لك حسنة سلمت من افات الرياء ومكائد الشيطان وان سلمت حسنة
ایسی دن مین غور کر اسلئی کہ بہت کم ہوگا نیک عمل کہ ریا کی آفت اور شیطان کی مکر سی سلامت بچا ہو اور اگر مدت دراز مین

واحدة في مدة طويلة يبتدرها خصمائك ويأخذونها وقد قيل لو كان لرجل ثواب سبعين نبيا وكان له خصم واحد
کوئی ایک آدہ بچا ہی تو مدعی ترت چہین جہپٹ لینگی اور کہتی ہین اگر کسی شخص کی پاس ثواب ستر نبیون کی برابر ہووی اور اوسکا ایک ہی مدعی

بنصف دانق لا يدخل الجنة حتى يرضى خصمه وقيل يوخذ بدانق قسط سبعمائة صلوة مقبولة فتعطى
نیم دانگ کا ہو بی رضامندی مدعی کی جنت مین نہین جاسکتا اور کہتی ہین کہ ایک دانک کی بدلہ سات سو نمازون کا ثواب لیکر مدعی کو دیا جاویگا

للخصم ذكره القشيري في التحبير وقال الامام الغزالي في الاحياء ولعلك حاسبت نفسك وانت مواظب على قيام
یہہ بیان قشیری کا ہی تحبیر مین اور امام غزالی احیاء مین کہتی ہین اور کاشکی تو اپنی ذات کا حساب کیا کری اور رات کی قیام

الليل وصيام النهار لعلمت انك لا ينقضي عليك يوم الا ويجري على لسانك من غيبة المسلمين ما يستوفي جميع
اور دن کی صیام پر مداومت کرتا رہی تب تو بیشک معلوم کرلیگا کہ تجہہ پر کوئی دن ایسا نہین گذرتا کہ تیری زبان پر مسلمان کی غیبت نہ آتی ہو جو کہ تمام

حسناتك فكيف ببقية السيئات من اكل الحرام والشبهات والتقصير في العبادات وكيف الخلاص من المظالم
حسنات کو پورا کرلیتی ہی پہر باقی گناہون سی کیونکر بچی گی کہ مال حرام یا مشتبہ کہایا ہو اور عبادات مین کوتاہی کی ہو اور حقوق سی کیونکر رستگاری ہوگی

يوم يقتص فيه الجماء من القرناء ويقول الكافر يليتني كنت ترابا فاتق الله ايها المسكين في مظالم العباد فان
جس روز منڈلی جانور کا سینگ والی سی بدلہ لیا جاویگا اور کہیگا کافر کسیطرح مین مٹی ہوتا سو اى مسکین حقوق العباد مین خدا کا خوف کر کیونکہ

ما كان بينك وبين الله تعالى خاصة فالمغفرة اليه اسرع واما ما كان عليك من حقوق العباد فلا بد من
جو کہ صرف حقوق الٰہی ہین تو اوسکی مغفرت جلد ہوسکتی ہی اور جو کچہہ حقوق العباد ہین تو اوسمین مالکونسی ضرور
استحلال اربابها فمن عسر عليه الاستحلال فعليه ان يكثر ما قدر عليه من الاعمال الصالحات ويستغفر
معاف کرانا چاہیئی اور جسکو معاف کرانا دشوار ہو تو حسب طاقت اعمال صالح زیادہ اور اپنی مظلوم مؤمن کی لئی تمام اوقات
لمن ظلمه من المؤمنين والمؤمنات في عامة الاوقات فانه اذا فعل كذلك يرجى من فضل الله تعالى وكرمه
مغفرت کیا کری بیشک اگر یہہ تدبیر کریگا تو اللہ کی فضل وکرم سی امید ہی
ان يرضي خصمه يوم القيمة لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام بينما هو جالس اذ ضحك حتى بدت
کہ قیامت کی دن اوسکی مدعی کو راضی کردی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایکوقت بیٹھی ہوئی ناگاہ اتنا ہنسی کہ دندان مبارک
ثناياه فقيل له مم تضحك يا رسول الله فقال رجلان من امتي جثيا بين يدي رب العزة فيقول احدهما
ظاہر ہوگئی کسی پوچہا یا رسول اللہ آپ کیوں ہنستی ہین فرمایا میری امت کی دو شخص رب العزت کی سامنی حاضر ہوئی پہر ایک کہنی لگا
يا رب خذ مظلمتي من هذا الاخ فيقول الله تعالى اعط اخاك مظلمته فيقول يا رب ما بقي من حسناتي
یا الٰہی میرا حق اس بہائی سی دلادی اللہ تعالی نی فرمایا اپنی بہائی کا حق ادا کردی عرض کیا الٰہی میری پاس کوئی حسنہ باقی نہین ہی
شيء فيقول الله تعالى ما تصنع باخيك لم يبق من حسناته شيء فيقول يا رب فليحمل عني من اوزاري
پہر اللہ تعالی نی فرمایا اب تو اپنی بہائی سی کیا معاملہ کریگا اسکی پاس تو کوئی حسنہ باقی نہین ہی عرض کیا یہہ میری گناہ ہی اوسپر رکہی جاوین
ففاضت عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال ان ذلك اليوم ليوم يحتاج الناس فيه ان يحمل عنهم
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑی پہر فرمایا وہ ایسا دن ہوگا کہ لوگون کو یہہ حاجت ہوگی کہ ہماری گناہ اوروں پر پڑجاوین
من اوزارهم ثم قال فيقول الله تعالى للطالب حقه ارفع بصرك الى الجنان فيرفع بصره فيرى ما اعجبه
پہر فرمایا پہر اللہ تعالی نی حق دار سی کہا دیکہہ تو جنت کی طرف وہ آنکہہ اوٹہاتی ہی کیا دیکہتا ہی کہ عجب طرح کی خیر اور نعمت
من الخير والنعمة فيقول لمن هذا يا رب فيقول الله تعالى هذا لمن يعطيني ثمنه فيقول ومن يملك ثمنه
موجود ہی پوچہا الٰہی یہہ کسکا ہی اللہ فرماویگا یہہ اوسکا جو اسکی قیمت ادا کری عرض کیا الٰہی اسکی قیمت کون دیسکتا ہی
يا رب فيقول انت فيقول بماذا يا رب فيقول بعفوك عن اخيك فيقول قد عفوت عنه يا رب فيقول
اللہ فرماویگا تو دیسکتا ہی عرض کریگا الٰہی کہانسی اللہ فرماویگا اپنی بہائی کو معاف کردی عرض کیا الٰہی مین نی اوسکو معاف کیا پہر اللہ تعالی
الله تعالى خذ بيد اخيك وادخل الجنة ثم قال رسول الله عليه السلام فاتقوا الله واصلحوا ذات بينكم
فرماویگا اپنی بہائی کا ہاتہہ پکڑکر جنت مین لیجا پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اب تم اللہ سی ڈرو اور آپسمین صلح رکہو
فان الله تعالى يصلح بين المؤمنين يوم القيمة قال القرطبي في تذكرته نقلا عن شيخه هذا لبعض الناس
بیشک اللہ تعالی قیامت کی روز مسلمانون مین صلح کراویگا قرطبی اپنی تذکرہ مین شیخ سی نقل کرتا ہی ایسی وہ لوگ ہین
ممن اراد الله تعالى ان لا يعذبه بل اراد ان يعفو عنه ويغفر له ويرضي خصمه وكذلك ما روي عنه عليه السلام
جنکو اللہ تعالی کو عذاب کرنا منظور نہین ہی بلکہ یہہ مرضی ہی کہ اونکو معاف کرکر بخشدی اور مدعی کو راضی کردی اور ایسی ہی یہہ حدیث
ان مناديا ينادي من تحت العرش يوم القيمة يا امة محمد اما ما كان لي قبلكم فقد وهبته لكم فبقيت التبعات
کہ منادی قیامت کی دن عرش کی تلی سی آواز دیگا ای امت محمد کی میرا حق جو تمہاری ذمہ پر باقی تہا سو مینی معاف کیا اب حقوق عباد باقی ہین
فتواهبوا وادخلوا الجنة برحمتي فانه ايضا لبعض الناس لا لكل احد اذ لو كان ذلك لكل احد لما دخل احد النار
سو تم معاف کرکر میری رحمت سی جنت مین چلی جاؤ یہہ بہی بعضی شخصوں کی لئی ہی ہر ایک کی لئی نہین ہی کیونکر اگر ہر یک کی لئی ہوتا تو کوئی بہی دوزخ مین نہ جاتا

وقد وردا خبار صحیحة نقلها ثقات ولا بد من الایمان بها ان من کان من اهل الایمان لا یبقی فی النار
اور بیشک صحیح حدیثیں ثقات نی نقل کی ہین اون پر ایمان لانا ضرور ہی کہ جو ایمان والا ہوگا سو گنا ہون کی شامت سی دوزخ مین نہین رہیگا

یکسب الاوزار بل یخرج منها والخروج منها لا یکون الا بعد الدخول فیها قال القرطبی فی تذکرته وقد ظن بعض
بلکہ دوزخ سی نکلیگا اور دوزخ مین سی نکلنا بدون داخل ہوئی نہین ہوسکتا قرطبی اپنی تذکرہ مین کہتی ہین بعضی علماء یہہ گمان کرتی ہین

العلماء ان الصیام یختص بعامله موفرا له اجره ولا یوخذ منه شیء لمظلمة ظلمها متمسکا بما قال الله تعالی
کہ روزہ صرف روزہ دار کی کام آئیگا اوسکا ثواب کو بڑہا دیگا اسمین سی کسیکی حق کی بدلہ مین کچہہ نہ لیا جاویگا اس دلیل سی کہ اللہ تعالی نی

فی الحدیث القدسی الصوم لی وانا اجزی به لکن احادیث القصاص ترد هذا الظن فان الحقوق توخذ
حدیث قدسی مین فرمایا ہی کہ روزہ میری لئی ہی اور مین ہی اوسکی جزا دونگا لیکن بدلہ لینی کی حدیثین اس گمان کو غلط کرتی ہین کیونکہ حقوق تمام

من جمیع الاعمال صوما کان او غیره وقیل الصوم سر بین العبد وربه لا یطلع علیه احد سواه لکون نیته وترک
اعمال مین سی اداکئی جاوینگی روزہ ہو یا کچہہ اور ہو اور کوئی کہتا ہی روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کی بہید ہی اوسپر سوای اوسکی کوئی مطلع نہین ہوتا کیونکہ روزہ

المفطرات والملئکة الکتبة لا یطلعون علی ما لا علم لهم فیه فاذا لم یکن معلوما لاحد ولا مکتوبا فی الصحیفة
نیت اور مفطرات سی بچنا اور فرشتی کرام کاتبین وہی جانا کرتی ہین جسکا اونکو علم ہو پہر جب روزہ کسیکو معلوم نہوا اور نہ اعمال نامہ مین مندرج ہوا

یستره الله تعالی ویخبوه حتی یکون له جنة من النار فانهم یطرحون علیه سیاتهم فتذهب عنهم فلا
تو اللہ تعالی اوسکو چہپا رکہتا ہی تاکہ اوسکی لئی دوزخ کی ڈہال ہوجاوی بیشک مدعی اسپر اپنی گناہ ڈالینگی سو اوسی اوترجاویگی کچہہ

نضرهم لزوالها عنهم ولا یضره ایضا لکون الصوم جنة له قال القاضی ابو بکر بن العربی فی سراج المریدین
ضرر نکرینگی کیونکہ اونکی ذمہ سی موقوف ہوچکی اور اسکو بہی ضرر نہ کرینگی اسلئی کہ روزہ اوسکی لئی ڈہال موجود ہی قاضی ابو بکر بن عربی سراج المریدین مین کہتی ہین

هذا تاویل حسن ان شاء الله تعالی ولا تعارض والحمد لله المجلس الرابع والستون فی بیان لزوم
یہہ خوب تاویل ہی ان شاء اللہ تعالی اسکی مقابلہ پر کچہہ نہین ہی اور حمد اللہ کی ہی چوسٹہویں مجلس اس بیان مین

محاسبة العبد نفسه قبل ان یحاسب ویناقش فیهلک قال رسول الله صلی الله
کہ بندہ کو محاسبہ کرنا اپنی ذات کا پہلی حساب دینی سی ضرور ہی کہ مناقشہ مین ہلاک نہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

علیه وسلم لیس احد یحاسب یوم القیمة الا هلک هذا الحدیث فی صحاح المصابیح رواته ام المؤمنین عائشة
فرمایا نہین کوئی جسی قیامت کی دن حساب طلب ہووی مگر ہلاک ہوویگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ام المؤمنین عائشہ کی روایت

فانها لما سمعته قالت او لیس یقول الله تعالی فسوف یحاسب حسابا یسیرا فقال النبی علیه السلام فذلک العرض
سی عائشہ رضی نی یہہ سنتی ہی عرض کیا اللہ تعالی یہہ نہین فرماتا تو اوسی حساب لیناہی آسان حساب پس نبی علیہ السلام نی فرمایا یہہ پیشی ہی

ولکن من نوقش فی الحساب یهلک والمناقشة فی الحساب ان یستقصی فیه بحیث لا یترک قلیل ولا کثیر ولا
ولیکن جسکی حساب مین مناقشہ ہوا وہ ہلاک ہوا اور حساب مین مناقشہ یہہ ہوتا ہی کہ حساب پورا کیا جاوی کوئی بات تہوڑی نہ بہت

صغیر ولا کبیر الا یسئل عنه واما العرض فهو ان یعرض علی العبد عمله ولا یستقصی فی حسابه والحدیث یحتمل
چہوٹی نہ بڑی باقی نرہی کہ اوس سی سوال نہو اور عرض اتنا ہی ہوتا ہی کہ بندہ کی سامنی اوسکی اعمال کردین اور پورا پورا حساب نہو اور اس حدیث کی دو معنی ہوسکتی ہین

معنیین احدهما ان یکون نفس المناقشة هلاکا لما فیها من التوبیخ وثانیهما ان تفضی الی الهلاک فاذا ثبت
ایک یہہ کہ عین مناقشہ ہی ہلاکت ہووی کیونکہ اوسمین زجر و توبیخ ہوتی ہی اور دوسری یہہ کہ انجام کو ہلاکت پر پہنچادی جب یہہ امر ثابت ہوا

ان العبد یسئل یوم القیمة عن کل شیء حتی عن سمعه وبصره وفواده کما قال الله تعالی ان السمع والبصر
کہ آدمی سی قیامت کی دن ہر شی کا سوال ہوگا یہان تک کہ کان اور آنکہہ اور دل سی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی بیشک کان اور آنکہہ

والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا فيجب عليه ان يحاسب نفسه قبل ان يناقش في الحساب لانه هو تاجر

اور دل یہہ سب پوچھی جاوینگی آب آدمی پر واجب ہی کہ اپنی حالکو حساب کی مناقشہ سی پہلی پڑتالتا رہی کیونکہ آدمی آخرت کی

في طريق الاخرة وبضاعته عمره وربحه صرف عمره في الطاعات والعبادات وخسرانه صرفه في المعاصي والسيئات ونفسه

رستہ کا سوداگر ہوتا ہی اور اسکا مال عمر ہی اور عمر کو طاعات اور عبادات مین صرف کرنا اوس تجارت کا فائدہ ہی اور عمر کا معاصی اور سیآت مین تلف کرنا

شريكه في هذه التجارة وهي وان كانت تصلح للخير والشر لكنها للمعاصي اقبل والى الشهوات اميل فلابد له من مراقبتها ومحاسبتها

خسارہ ہی اور اس تجارت مین نفس اوسکا ساجھی ہی اور نفس مین اگرچہ صلاحیت نیکی بدی دونو کی ہی پر وہ معاصی کیطرف بہت متوجہ اور شہوات کی طرف بہت جھکتا ہی

لانه ان اهملها لحظة تسرع في الخيانة وان تمادى في الاهمال تمادى في الخيانة حتى يذهب راس المال كله

سو آدمی کو لازم ہی کہ اوسکی حفاظت اور محاسبہ کرتا رہی کیونکہ اگر دم بہر بہی حفاظت نکریگا تو وہ ترت خیانت کریگا اور اگر مدت دراز تک چہوڑ رکہا تو ہمیشہ خیانت کرنیگا

واما من لم يهملها بل راقبها وحاسبها يتبين له الربح والخسران والزيادة والنقصان

آخر وہ اصل مال تمام ہو چکیگا اور جسنی مطلق اوسکو نہ چہوڑا بلکہ دیکہتا رہا اور حساب لیتا رہا تو اوسکو نفع نقصان اور گہٹنا بڑہنا معلوم ہوتا رہیگا

ودليل وجوب محاسبتها قوله تعالى يا ايها الذين امنوا اتقوا الله ولتنظر نفس ما

اور محاسبہ واجب ہونیکی دلیل یہہ آیت ہی ای ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سی اور چاہی دیکہلی ہر جی کیا

قدمت لغد ففي هذه الاية اشارة الى لزوم محاسبة النفس على ما مضى من الاعمال فكانه تعالى يقال لينظر احدكم

بہیجا ہی کل کیواسطی سو اس آیت مین یہہ اشارہ ہی کہ گذری ہوئی اعمال پر نفس کا محاسبہ لازم ہی گویا اللہ تعالی یہہ فرماتا ہی کہ ہر ایک تم مین سی یہہ نگاہ کرتا رہی

ما قدم ليوم القيمة من الاعمال اهي من الصالحات التي تنجيه ام من الطالحات التي ترديه فان الحسنات يوم القيمة

کہ قیامت کی دن کی لئی کیا عمل کر رکہا ہی آیا وہ عمل نیک ہی جس سی نجات ہووی یا وہ عمل بد ہی کہ ہلاک کر ڈالی بیشک قیامت کی دن حساب

انما يخف على من يحاسب نفسه في الدنيا وانما يشق على من يهملها ولا يحاسبها فان من يحاسب نفسه في الرخاء

اوسہی شخص پر آسان ہووی گا جو اپنی نفس کا حساب دنیا مین لیتا رہتا ہی اور اوسپر دشوار ہوگا جسنی نفس کو چہوڑ رکہا ہی اور حساب نہین لیتا کیونکہ جو شخص اپنی نفس کا حساب آرام کی

قبل حساب الشدة يعود امره الى الرضاء والغبطة ومن يهملها ولا يحاسبها يعود امره الى الندامة والحسرة فان

سختی کی حساب سی پہلی لیتا ہی تو اوسکا انجام رضامندی اور آرزومندی کیطرف ہی اور جو چہوڑ رکہتا ہی اور اوسکا حساب نہین لیتا تو اوسکا انجام ندامت اور حسرت کی

الانسان اذا مات ينكشف له بالموت ما لم يكن له مكشوفا في حيوته كما ينكشف للمستيقظ ما لم يكن مكشوفا في نومه

طرف ہی بیشک انسان کو مرتی ہی موت کی سبب وہ سب باتین معلوم ہو جاتی ہین جو زندگی مین معلوم نہین تہین جیسی نیند سی جاگتی ہی وہ معلوم ہونی لگتا ہی جو سوتی مین

والناس نيام فاذا ماتوا انتبهوا فينكشف له اولا ما ينفعه من حسناته وما يضره من سيأته فلا ينظر الى سيئة الا

معلوم نتہا اور آدمی اب سوتی ہین مرینگی تو جاگینگی پہر اوسکو پہلی پہل حسنات نفع رسان اور بدیان ضرر رسان معلوم ہونگی پہر بدیون کی طرف کمال حسرت سی

يتحسر عليها تحسرا يختار ان يخوض غمرة النار للخلاص منها فانه ما دام في الدنيا كان يشغله شواغل الدنيا عن

دیکہہ کر یہہ پسند کریگا کہ آگ کی دریا مین ڈولون کسیطرح مخلصی ہو کیونکہ جبتک دنیا مین رہا تو دنیا کی کاربار مین اسکی خبر نہ لی

الاطلاع عليها فبالموت ينقطع الشواغل وينكشف له جميع اعماله عند انقطاع النفس قبل الدفن وتشتعل فيه

اب موت سی وہ کار بار چہوٹی تو اوسپر تمام اعمال نفس کی منقطع ہوتی ہی دفن سی پہلی ظاہر ہونگی اور جدائیکی آگ دنیا فانی کی لذتون سی

نار الفرقة عما كان يطمئن اليه من لذائذ الدنيا الفانية وهذا نوع من العذاب يهجم عليه قبل الدفن وبعد

جن پر جی لگا رکہا تہا بہڑک اوٹہی گی اور یہہ بہی ایک طرح کا عذاب ہی جو دفن سی پہلی ہجوم کریگا اور دفن کی بعد

الدفن يرد روحه الى جسده لنوع اخر من العذاب ويكون حاله كحال من تنعم زمانا في دار ملك من الملوك

اللہ [illegible] بدن [illegible] عذاب [illegible] ڈالی جاویگی اور اوسکا حال ایسا ہوگا جیسی کوئی تہوڑی دیر کو ایک بادشاہ کی گہر مین

عند غيبته اعتمادا على ان الملك يتساهل في امره او لا يدري ما يتعاطاه من قبيح افعاله فاخذه الملك يوما بغتة
اوسکی پیچہی اس بہروسہ پر عیش اوڑانی لگا کہ بادشاہ اس باب مین درگذر کریگا یا یہہ نہین سمجہتا کہ کیا بد معاملہ کر رہا ہی پہر اوسکو بادشاہ نی ایک روز جا پکڑ کر

وعرض عليه جريدة قد دونت فيها جميع فواحشه وخياناته ذرة ذرة وخطوة خطوة والملك قاهر غيور
گرفتار کرکی اوسکی عمل کی فرد پیش کی جسمین اوسکی تمام بدیان اور چوریان ذرہ ذرہ اور قدم قدم کی لکہی ہوئی تہین اور بادشاہ بڑا زبردست اور صاحب غیرت ہی

على جرمه منتقم من الجناة على ملكه غير ملتفت الى من يتشفع اليه من العصاة عليه فتفكر في امر هذا الشخص
اپنی سلطنت مین خطاوار کا سزا دینی والا اور گنہگار سفارشی پر توجہ نہین کرتا اب خیال تو کر اس شخص کی حق مین کہ بادشاہ کی عذاب کرنی سی پہلی

ما يكون له حاله قبل وقوع عذاب الملك عليه من الخوف والخجالة والالم والندامة وهكذا يكون حال الميت
مدی خوف اور خجالت اور الم اور ندامت کی کیا کیا گذرتا ہوگا یہہ ہی حال میت کا جو دنیا کی لذتون پر

المغتر بلذات الدنيا المطمئن اليها قبل نزول عذاب القبر عند موته واما من احترز عن شهوات الدنيا واشتغل
اطمینان سی بہولا ہوا تہا عذاب قبر سی پہلی موت کی وقت ہوگا اور جو شخص دنیا کی شہوت سی الگ اور طاعات مین معروف رہتا تہا

بالطاعات ولم يكن له انس الا بذكر الله تعالى فيكون حاله كحال من كان محبوسا في مكان ضيق مظلم ففتح له
اور اوسکو سوا یاد الہی کی کوئی انس نہ تہا سو اوسکا حال ایسا ہوگا جیسی کوئی تنگ تاریک مکان مین قید ہو پہر اوسکی لئی ایک دروازہ کہل جاوی

باب يخرج منه الى بستان واسع لا يرى منتهاه وفيه انواع الاشجار والازهار والطيور والثمار والحياض
اوسمین سی ایک بڑی وسیع باغ مین چلا جاوی کہ جسکی کچہہ اوڑ نظر نہ آتی ہو اور اوسمین قسم قسم کی درخت اور پہول اور پرند اور میوی اور حوضین

والانهار فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يقبل على نفسه ويقول لها يا نفس اما تعرفي ان بين يديك الجنة والنار
اور نہرین ہون اس صورت مین عاقل کو لازم ہی کہ متوجہ ہوکر نفس سی کہی ای نفس کیا تجہکو خبر نہین کہ تیری آگی بہشت ہی اور دوزخ

وانت ذاهب الى احدهما عن قريب فمالك لا تستعد للموت وهو اقرب اليك من كل قريب فانك وان تراه
اور تو انمین سی کسی ایک مین جلدی جانیوالا ہی پہر تجہکو کیا ہوا کہ موت کا سامان نہین کرتا اور وہ ہر نزدیک شئی سی نزدیک تر ہی اور تو اوسکو گنتا ہی

بعيدا لكن الله تعالى يراه قريبا اذ قال ان الموت الذي تفرون منه فانه ملاقيكم وعساه ان يختطفك
دور سمجہہ پر اللہ کی علم مین بہت پاس ہی کیونکہ فرماتا ہی بیشک موت جس سی تم بہاگتی ہو سو وہ تمسی ملنی ہی اور شاید تجہکو آج آدبادی یا کل

اليوم او غدا فانه اذا جاء يجيء بغتة من غير تقديم رسول اذ ليس لمجيئه سن معين ولا وقت معلوم لا في
سو یہہ جب آئیگی ناگاہ آئیگی پہلی کوئی ایلچی نہ بہیجیگا کیونکہ اوسکی آنہ کا نہ کوئی سال مقرر ہی اور نہ کوئی وقت معلوم ہی اور نہ موسم گرمی کا

الصيف ولا في الشتاء ولا في الليل ولا في النهار ولا في الصبي ولا في الشباب بل كل نفس من انفاسك يمكن ان يجيء
جاڑی کا اور نہ رات اور نہ دن اور نہ لڑکپن اور نہ جوانی بلکہ ہر وقت تیری اوقات مین سی ممکن ہی کہ ناگاہ

فيه فجاءة ولو لم يجيء الموت فيه فجاءة وهو يفضي الى الموت ثم اعجب غفلتك عنه اما تتامل قوله تعالى اقترب للناس
موت آجاوی اور اگر موت ناگاہ نہ آوی تو مرض ناگاہ پیدا ہو جاوی وہ ہی موت تک لیجاوی اسمین تجہکو عجب غفلت ہی کیا تو اس آیت مین غور نہین کرتا نزدیک

حسابهم وهم في غفلة معرضون وما اعجب حالك انك تدعي الايمان بلسانك واثر النفاق ظاهر عليك فان
آگئی ہی لوگون کو حساب کا وقت اور وہ بی خبر ٹلاتی ہین اور تیرا عجب حال ہی کہ زبانی تو ایمان کا دعوی کرتا ہی اور نفاق کا نشان تیری حال سی ظاہر ہی کیونکہ تیرا

سيدك ومولاك قد تكفل لك في امر الدنيا حيث قال وما من دابة في الارض الا على الله رزقها وانت تكذبه
سید اور مولی دنیا کی خرچ برچ کا ذمہ دار ہو چکا ہی کیونکہ فرماتا ہی اور کوئی نہین پانو چلنی والا زمین پر مگر اللہ پر ہی اوسکی روزی اور تو اوسکو

بافعالك وتتكالب عليه تكالب المدهوش المستهتر ووكل امر الآخرة الى سعيك حيث قال وان ليس للانسان الا ما سعى
اپنی حرکات سی جہٹلاتا ہی اور اوسپر دیوانہ بنا جاتا ہی جیسی مدہوش چہل بلا اور اوسی آخرت کی معاملہ کو تیری سعی پر حوالہ کیا ہی کیونکہ فرماتا ہی اور یہہ کہ آدمی کو دی

جاسعی وانت تعرض عنها اعراض المغرور المستحقر ولیس هذا من علامات الایمان فلوکان الایمان باللسان
جو کمایا اور تو اسمین ایسی بی پروائی کرتا ہی جیسی مغرور حقارت کرنیوالا اس سی منہہ پھیرتا ہی اور زبانی دعوی ایمان کی علامت نہین ہی پس اگر ایمان کا زبانی دعوی
یکفی فلماذا یکون المنافقون فی الدرک الاسفل من النار فما اجراتک علی معصیة الله تعالی ان کان مع اعتقادک
کفایت کرتا تو منافق لوگ دوزخ کی تہہ مین کیون جاتی بس خدا تعالی کی معصیت پر تیری کیا ہی جرات ہی اگر تو یہہ اعتقاد کرتا ہی
انه تعالی لا یریک فما اعظم کفرک وان کان مع علمک بانه تعالی یریک فما اشنع قباحتک وما اشد حماقتک
کہ اللہ تعالی تجھکو نہین دیکھتا تو تیرا کتنا بڑا کفر ہی اور اگر تو یہہ جانتا ہی کہ اللہ تعالی دیکھتا ہی تو تیری کیا ہی بڑی قباحت ہی اور کیسی سخت حماقت ہی
فبای جسارة تتعرض لمقته وغضبه وشدید عقابه والیم عذابه افتظن انک تطیق عذابه وعقابه
پس تو کس دلیری پر خدا کی بغض اور غضب اور عقاب شدید اور دردناک عذاب کی سامنی آتا ہی کیا تو یون جانتا ہی کہ اوسکی عذاب اور عقاب کو
هیهات هیهات کانک لا تؤمن بیوم الحساب فان یهودیا لو اخبرک فی الذ طعمتک انه یضرک فی مرضک
سہیگا افسوس افسوس تو تو گویا قیامت کی دن پر ایمان ہی نہین لایا کیونکہ ایک یہودی اگر تجھی مرغوب سی مرغوب طعام کو کہدی کہ اس مرض مین یہہ تجھکو نقصان
لصبرت عنه وترکته افکان قول الله تعالی فی کتبه المنزلة وقول الانبیاء المویدین بالمعجزة اقل عندک
دیگا تو البتہ اوسپر صبر کری اور کہانا چھوڑدی پس گویا اللہ تعالی کا فرمودہ منزل کتابون مین اور انبیا کا ارشاد جنکو معجزہ سی تائید ہوئی ہی تیری نزدیک
تاثیرا من قول یهودی یخبرک عن ظن وتخمین مع نقصان عقل ودین بل لو اخبرک طفل من الاطفال بان
یہودی کی قول سی جو گمان اور اٹکل سی کہتا ہی تاثیر مین کمتر ہی باوجودیکہ نہ اوسکی عقل درست ہی اور نہ دین بلکہ اگر تجھسی ایک بچہ یہہ کہدی کہ
فی ثوبک عقربا لرمیت ثوبک فی الحال من غیر توقف ولا سؤال افکان قول الانبیاء والعلماء اقل عندک من
تیری کپڑی مین بچھو ہی تو تو ترت بی تامل اپنی کپڑی پہینکدی نہ سوچی نہ پوچھی اب انبیا اور علما کا قول تیری نزدیک بچہ کی قول سی کمتر ہی
قول صبی وصار نار جهنم واغلالها وافاعیها وعقاربها احقر عندک من عقرب لا تحس بالمه الا یوما
یا دوزخ کی آگ اور زنجیرین اور سانپ اور بچھو تیری نزدیک ایسی بچھو سی جنکی لہر غایت ایک دن
واقل منه فان کنت تعرف جمیع ذلک وتؤمن به فما بالک تشتغل بالشهوات وتسوف العمل والموت لک بالمرصاد
یا کمتر ہوتی ہی نہایت کمتر ہین اب اگر تو یہہ تمام باتین جانتا ہی اور یقین کرتا ہی پہر تجھکو کیا ہوا کہ شہوات مین مشغول رہتا ہی اور نیک عمل مین تاخیر کرتا ہی اور موت تیری
فلعله یختطفک من غیر مهل فبماذا امنت من استعجاله فکم من مستقبل یوم لم یستکمله وکم من مومل غد لم
داؤن مین ہی شاید کہ وہ تجھکو ابھی اچک لی پہر تجھکو اوسکی جلد سی کیا بچاؤ ہی سو اکثر صبح کرنیوالی دن پورا نہین کرنی پاتی اور اکثر اگلی دن کی امیدوار وہ
یبلغه وعلی تقدیر انک وعدت بالامهال مائة سنة واخرت العمل الی اخرها فما ظنک ان من لم یطعم الدابة
دن نہین پکڑ سکتی اور بالفرض تجھکو سو برس کی عمر کا وعدہ دیا ہی اور تو آخر تک عمل مین تاخیر کرتا رہا اب تو کیا کہتا ہی کہ جو شخص اپنی ٹٹو کو کہانا دانہ
الا فی حضیض العقبة هل تقدر علی قطع العقبة بها وهل المانع عن المبادرة والباعث علی التسویف سبب غیر
کبہی نہ دیوی سوای دامن کوہ کی کیا وہ اپنی طاقت رکہتا ہی کہ اوس ٹٹو پر پہاڑ پر چڑہ جاوی اور نیک عمل کرنی سی باز رہنی کا اور آج کل کرتی رہنی کا اور کیا سبب ہی سوا اسکی
عجزک عن مخالفة هواک لما فی ذلک من التعب والمشقة وهل تجد یوما یاتیک ولا یعسر فیه مخالفة الهوی هذا یوم
کہ تو اپنی خواہش کی خلاف نہین کر سکتا کیونکہ اسمین دشواری اور مشقت ہوتی ہی کیا تجھکو کوئی ایسا دن معلوم ہی جسمین ہوا وہوس کی مخالفت دشوار نہوگی ایسا دن تو
لم یخلقه الله تعالی ولا یخلقه الا فی الجنة والجنة محفوفة بالمکاره والمکاره لا تکون خفیفة علی النفوس
اللہ تعالی نی کوئی نہین پیدا کیا اور نہ پیدا کریگا سوای جنت کی اور جنت کی چارطرف مکارہ ہین اور مکارہ نفس کو کبہی خوش نہین آتی
قط هذا محال وجوده فان کنت لا تفهم هذه الامور الجلیة وترکن الی التسویف فای حماقة تزید علی هذه
یہہ محال ہی ہرگز نہین ہو سکتا پہر اگر تو ایسی ظاہر مقدمات کو نہین سمجھتا اور عمل مین درنگ کی جاتا ہی اب کونسی نادانی اس نادانی سی زیادہ ہو گی اور اگر

الحماقة وان کنت تعتمد علی کرم الله تعالی وفضله فما بالك لا تعتمد علی کرمه وفضله فی امور دنیاك اما
تجکو اللہ کی کرم اور فضل پر بہروسہ ہی تو کیا وجہ ہی کہ دنیا کی کاروبار مین اللہ تعالی کی کرم اور فضل پر بہروسا نہین کرتا بہلا

تستعد للشتاء بقدر طول مدته فتجمع له القوت والحطب والکسوة وغیرها من اللوازم ولا تتکل علی فضل الله و
کیا تو جاڑی کی لئی بقدر موسم کی تیاری نہین کرتا کہانا اور ایندہن اور پوشاک وغیرہ ضروریات جمع کرتا ہی اور اللہ تعالی کی کرم اور فضل پر بہروسہ

کرمه حتی یدفع عنك برد الشتاء من غیر جبة ونحوها فانه قادر علی ذلك افتظن ان برد زمهریر جهنم
نہین کرتا تاکہ اللہ تعالی یونہی جاڑی کی سردی بغیر جبہ وغیرہ کی دفع کردی کیونکہ اللہ تعالی کو یہہ بہی قدرت ہی کیا تجکو یہہ خیال ہی کہ خنکی زمہریر کی جاڑی کی

اخف بردا واقل مدة من برد زمهریر الشتاء ام تظن انك تنجو منهما من غیر سعی هیهات هیهات فان برد الشتاء
ٹہرسی ہلکی ہی اور تہوڑی دنوان ہوگی یا تجکو یہہ خیال ہی کہ اوس سی بی محنت بچ رہیگا کبہی نہین کبہی نہین بیشک جاڑی کی ٹہر

کما لا یندفع عنك الا بالجبة والحطب وسائر اللوازم کذا لا یندفع عنك حر نار جهنم وبرد زمهریرها الا بالتحصن
جیسی بدون جبہ اور ایندہن وغیرہ لوازم کی دفع نہین ہوتی ایسی ہی دوزخ کی گرمی اور زمہریر کی ٹہر ہرگز نہین جاتی بدون پناہ لینی

بحصن الطاعات والعبادات مع ترك المنکرات وانما کرم الله تعالی وفضله فی ان یعرفك طریق التحصن لا فی ان یدفع
طاعات اور عبادات کی منکرات کو چہوڑ کر اور اللہ تعالی کا کرم اور فضل یہہ ہی کہ تجکو طریقہ پناہ کا بتادیا یہہ نہین ہی کہ اوسکی تکلیف

عنك العذاب بدون التحصن فان کرم الله تعالی وفضله فی دفع برد الشتاء عنك ان یخلق لك النار و
بدون پناہ کی دور کردی بیشک اللہ تعالی کا کرم اور فضل جاڑا دفع کرنی کی باب مین یہہ ہی کہ تیری لئی آگ پیدا کردی اور

یهدیك طریق استخراجه من بین الحجر والحدید حتی تدفع عن نفسك برد الشتاء فکما ان شری الجبة والحطب
اوسکو چقماق سی نکالنی کا طریقہ ہدایت کردیا کہ اپنی جان سی خنکی جاڑی کی دفع کری پر جیسی جبہ اور ایندہن

وسائر اللوازم مما یستغنی عنه خالقك ومولاك وانما تشتریه لنفسك اذ جعله سببا لاستراحتك کذلك
اور اور تمام لوازم کی تیری خالق اور مولی کو کچہہ پرواہ اور نیاز مندی نہین ہی صرف تو ہی اپنیجان کی فائدہ کو خرید لیتا ہی کیونکہ اسمین تیرا آرام ہی ایسی ہی

طاعتك ومجاهدتك مما یستغنی عنها خالقك ومولاك وانما هی طریق نجاتك من عذاب الیم ووصولك
تیری طاعت اور عبادت کی تیری خالق اور مولی کو پروا نہین ہی عذاب الیم سی نجات کا یہہ طریقہ ہی اور عیش دائمی کا وسیلہ

الی النعیم المقیم فمن احسن فلنفسه ومن اساء فعلیها والله غنی عن العلمین ولعلك تقول لا یمنعنی
جسنی بہلائی کی سو اپنی جان کی لئی اور جسنی برا کیا سو اپنی نقصان کو اور اللہ بی پرواہی عالمین سی اور شاید تو کہیگی مجکو راہ راست سی

عن الاستقامة الا حرصی علی لذة الشهوات وقلة صبری علی الالام والمشقات فان کنت صادقا فی ذلك
بجز حرص مزہ داری شہوت کی اور سوای بی صبری الم اور مشقت کی اور کوئی نہین روکتا اب اگر تو اسمین سچا ہی تو تیری کتنی بڑی

فما اشد حمقك وما اقبح عذرك فان شهوات الدنیا فانیة سریعة الزوال غیر خالیة عن الکدرات فی
نادانی ہی اور کیسا برا عذر ہی کیونکہ دنیا کی شہوت تو فانی تہ ابہی ہوچکین گی اور کبہی کسی وقت مین کدورت سی خالی نہین ہین

حال من الاحوال فما بالك لا تطلب الدخول فی الجنة للتنعم فیها بالشهوات الباقیة الدائمة الصافیة عن
اب تیرا کیا عجب حال ہی کہ جنت مین جانا طلب نہین کرتا تاکہ اوسمین عیش کیا کری شہوات باقیہ دائمی ہر طرح کی کدورت سی ہمیشہ کو صاف

الکدرات فی جمیع الاحوال فان الاخرة خیر وابقی فاستعد للاخرة علی قدر بقائك فیها فان بضاعتك
کیونکہ آخرت بہتر اور رہنی والی ہی اب تو آخرت کا سامان جبتک کہ تو وہان رہی تیار کر بیشک تیرا سرمایہ

ایام عمرك وقد ضیعت اکثرها وما بقی منها الا ایام معدودة فان اتجرت فیما بقی ربحت وان ضیعت البقیة
زندگی کی دن ہین سو تونی اکثر کہو دئی ہین اور اوسمین سی چند روز باقی رہ گئی ہین پہر اوس بقیہ مین اگر تجارت کریگا تو فائدہ ہوگا اور اگر باقی کو بہی کہو دیا

واستمررت علی عادتك القدیم خسرت خسرانا مبینا فانتبه یا مسکین من نوم الغفلة فان الموت موعدك
اور اپنی قدیم عادت پر چلتا رہا تو خوب ظاہر ٹوٹا ہووےگا پس ای مسکین غفلت کی نیند سی آنکھین کہول بیشک موت تیرا وعدہ ہی
والقبر بیتك والتراب فراشك والفزع الاکبر امامك وعسکر الموتی فی خارج البلد ینتظرونك وکلهم
اور گور تیرا گہر ہی اور مٹی تیرا بچھونا ہی اور بڑا خوف تیری سامنی ہی اور مردون کا لشکر شہر سی باہر تیرا منتظر ہی وہ سب
آلوا بالایمان المغلظة ان لا یرجعوا من مکانهم حتی یاخذوك ویضموك الی انفسهم اما تعلم انهم یتمنون
سخت سخت قسمین کہائی ہوئی ہین کہ تجہکو ہی لیکر اپنی جگہہ سی نہ ٹلینگی اور تجہکو اپنی ساتھ ملا وینگی کیا تجہی خبر نہین کہ وہ ایک گہڑی بہی دنیا مین آنیکی آرزو کرتی ہین
الرجعة الی الدنیا یوما لیشتغلوا فیه بتدارك ما فرط منهم وانت تضیع ایامك وتظن انهم دعوا الی الاخرة
تاکہ اپنی تعدی کا عوض لاویں اور تو اپنی اوقات ضایع کرتا ہی اور تو یہہ خیال کرتا ہی کہ وہ تو آخرت مین بلائی گئی ہین
وانت من المخلدین هیهات هیهات فانك فی هدم عمرك منذ خرجت من بطن امك تبنی علی ظهر الارض
اور تو ہمیشہ یہان رہیگا کبہی نہین کبہی نہین کیونکہ تو اپنی عمر جب سی ماکی پیٹ سی پیدا ہوا ہی برباد کئی جاتا ہی زمین پر محل چنواتا ہی
قصرك وعن قریب یکون بطنها قبرك تفرح کل یوم بزیادة مالك ولا تحزن بنقصان عمرك تعرض عن الاخرة
اور عنقریب زمین کا گڑہا تیری قبر ہونیکو ہی ہر روز مال بڑہنی سی خوش ہوتا ہی اور عمر گہٹنی کا تجہکو کچہہ غم نہین ہی آخرت سی منہہ پہیرکر
وهی مقبلة علیك وتقبل علی الدنیا وهی معرضة عنك فما اعجب حالك انك مع کونك مرتکبا لانواع
اور وہ سامنی چلی آتی ہی اور تو دنیا پر متوجہ ہو رہا ہی اور وہ تجہی سی الگ ہوتی جاتی ہی تیرا بہی عجیب حال ہی باوجودیکہ سب قسم کی گناہ کئی جاتا ہی
الخطایا لا تجتهد فی عمارة اخرتك بل تشتغل بعمارة دنیاك کانك غیر مرتحل عنها فاحذر یا مسکین
آخرت کی درستی مین ذرہ کوشش نہین ہی بلکہ دنیا کی درستی مین ایسا لگا ہوا ہی گویا کبہی نہین مریگا سو ڈر اپنی جان برای مسکین
یوما الی الله تعالی علی نفسه ان لا یترك فیه عبدا امره فی الدنیا ونهاه فیها حتی یسئله عن عمله قلیله و
اوس دن سی کہ جاویگا تو خدا کی طرف کہ وہ اوس دن مین کسی آدم مکلف کو باقی نچہوڑیگا یہان تک کہ اوسکی تمام اعمال کی پرسش کریگا تہوڑا ہو
کثیره دقیقه وجلیله خفیه وجلیه فانظر ایها الغافل بای قلب تقف بین یدیه وبای لسان تجیب
یا بہت ادنی ہو یا اعلی پوشیدہ ہو یا ظاہر سو دیکہہ تو او غافل کیا منہہ لیکر سامنی کہڑا ہوگا اور کس زبان سی اوسکی سوال کا
عن سواله واعد للسوال جوابا وللجواب صوابا واصرف بقیة عمرك الی العمل الصالح فی ایام قصار لایام
جواب دیگا سوال کا جواب تیار کر رکہہ جواب باصواب اور بچی عمر چہوٹی چہوٹی دنون مین بڑی بڑی دنون کی
طوال فی دار الفناء لدار البقاء فان قلت ان نفسی لا تطاوعنی علی المجاهدة والمواظبة علی الطاعات فما سبیل
واسطی دار فنا مین دار بقا کی واسطی اچہی نیک کام مین صرف کر اگر تو یہہ کہی کہ میرا نفس مجاہدہ کو اور دائمی طاعات کو نہین مانتا پہر اسکا
معالجتها فاعلم ان انفع اسباب علاجها علی ما ذکره الامام الغزالی فی الاحیاء ان تختار صحبة عبد یجاهد
کیا علاج تو سمجہہ لی کہ اسکا بڑا مفید علاج تو موافق بیان امام غزالی کی احیاء العلوم مین یہہ ہی کہ تو صحبت ایسی شخص کی اختیار کری جو طاعت الہی مین مجاہدہ
فی طاعة الله تعالی وتلاحظ احواله وتقتدی به لکن هذا العلاج متعذر فی هذا الزمان لفقد من یجتهد
کرتا ہو اور اوسکی حالات کو ملاحظہ کرکر اوسکی پیروی کری پر یہہ علاج اس زمانہ مین دشوار ہی کیونکہ ایسا شخص
فی العبادة اجتهاد الاولین فلا علاج انفع لك فی هذا الزمان من سماع احوالهم ومطالعة اخبارهم وما کانوا
جو متقدمین کی وضع پر عبادت مین مجاہدہ کرتا ہو نہین ملتا سو اب تیری لئی مفید علاج اس زمانہ مین اونکی حالات سننی کی برابر اور اخبار دریافت کرنی کی برابر کوئی نہین ہی
فیه من الجهد الجهید وقد انقضی تعبهم وبقی ثوابهم ونعیمهم لا ینقطع ابد الاباد وما اشد حسرة من لا یقتدی
کہ وہ کیا کیا دشوار مجاہدہ کرتی تہی اور بیشک اونکی محنت تو ہو چکی اور ثواب اور عیش باقی رہگیا جو کبہی تمام نہوگا اور کتنی بڑی حسرت اوٹہاویگا جو اونکی پیروی نہین کرتا

بهم فيمنع نفسه اياما قلائل شهوات مكدرة ثم ياتيه الموت ويحال بينه وبين ما يشتهيه فعليك ان تطالع

اپنی نفس کو چند روز مکدر شہوات سی باز رکھی پہر اوسکو موت شہوات سی روک دیگی سو تجھکو صحابہ

احوال الصحابة والتابعين ومن بعدهم من المجاهدين وبالوقوف على احوالهم يستبين لك بعدك وبعد

اور تابعین اور اونکی بعد کی مجاہدین کی احوال کا مطالعہ بہ ضرور رہی اور انکا حال دیکہکر تجہہ پر یہہ کہل جاویگا کہ تو اور تیری زمانہ کی لوگ

اهل عصرك عن اهل الدين فان حدثتك نفسك وقالت انما يتيسر الخير في ذلك الزمان لكثرة الاعوان

دینداروں سی کتنا الگ ہین پہر تیرا نفس اگر وسوسہ سی یہہ کہی کہ خیر اور عبادت اوسہی زمانہ مین ہو سکتی تہی کیونکہ اسباب بہت تہا

واما في هذا الزمان فان خالفت اهل عصرك يسخرون بك ويقولون انه مجنون فوافقهم فيما هم فيه فلا

اور رہا یہہ زمانہ اب اگر تو اہل عصر کی خلاف کریگا تو وہ مسخرہ بناکر باؤلا کہدینگی سو اونکی موافق جو وہ کرتی ہین کئی جا

يجري عليك الا ما يجري عليهم والبلية اذا عمت طابت فاياك ان تتدلى بحبل غرورها وتنخدع

جو اونکا حال سو تیرا حال مرگ با نبوہ جشن ہوتا ہی سو تو بچتی رہنا مبادا اسکی حیلہ اور فریب اور مکر اور رز در مین آجاوی

بتدويرها وقل لها ارايت لو هجم سيل يغرق كل من صادفه وثبت اهل البلد على مكانهم ولم ياخذوا حذرهم

تو اوسکو یہہ جواب دی کہ اگر پانیکی ایسی رو چڑہ آوی کہ جو سامنی آوی سو ڈبولی اور ایک گانو والی اپنی جگہہ پر ٹہری رہین اور اپنا بچاؤ نکرین

وانت تقدر على ان تفارقهم وتركب سفينة وتخلص بها من الغرق فهل يختلج في قلبك ان المصيبة

اور تجہکو اتنی قدرت ہووی کہ اونسی الگ ہوکر کشتی پر سوار ہوکر ڈوبنی سی بچ جاوی اب بہی تیری دلمین یہہ خدشہ آوی گا کہ مرگ با نبوہ جشن ہوتا ہی

اذا عمت طابت ام تترك موافقتهم وتستجهلهم في صنيعهم وتاخذ حذرك مما دهاك فاذا كنت لا توافقهم خوفا

یا اونکا ساتہہ چہوڑکر اس حرکت سی اونکو نادان بتاویگا اور اوس روسی اپنا بچاؤ کریگا پہر اگر تو ڈوبنی کا مارا اونکا ساتہہ چہوڑتا ہی

من الغرق وعذاب الغرق لا يتمادى الا ساعة من ليل او نهار فكيف لا تهرب من عذاب الابد وانت متعرض له في كل

اور حال یہہ ہی کہ ڈوبنی کی تکلیف رات یا دن مین بجز ایک ساعت کی زیادہ نہین ہوتی پہر دائمی عذاب سی کیون نہین بچتا اور تو ہر وقت اوسکی سامنی چلا آتا ہی

حال ومن اين تطيب المصيبة اذا عمت فان الكفار لم يهلكوا الا بموافقة اهل زمانهم حيث قالوا

اور مرگ با نبوہ کیسی جشن ہوتا ہی بیشک کفار اہل زمانہ کی موافقت ہی سی ہلاک ہوئی ہین کیونکہ یہی کہتی تہی

انا وجدنا اباءنا على امة وانا على اثارهم مقتدون فاياك ثم اياك ان تنظر الى اهل عصرك ومن مضى

ہمنی اپنی باپ دادی ایک راہ پر پائی اور ہم اونہین کی قدموں پر چلتی ہین سو بچنا بچنا اہل زمانہ پر اور جو پہلی گذر گئی ہین نگاہ نکرنا

قبلك فانك ان تطع اكثر من في الارض يضلوك عن سبيل الله نسال الله ان يعصمنا من الضلال

بیشک اگر تو اکثر زمین کی باشندوں کی اطاعت کریگا تو الله کی راہ سی بچلاوینگی خدا سی دعا ہی کہ ہمکو گمراہی سی بچاوی

المجلس الخامس والستون في بيان حث الامة على التوبة ووجوبها على الفور وتحقيقها

پینسٹہوین مجلس امت کو توبہ رغبت دلانی مین اور واجب ہونا توبہ کا فی الفور اور توبہ کی تحقیق

بالمعاني الثلثة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ايها الناس توبوا الى الله فاني اتوب اليه

باعتبار تینون معانی کی رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا ای لوگو الله کیطرف توبہ کرو کیونکہ مین طرف الله کی

في اليوم مائة مرة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه الاغر المزني وفيه حث الامة على التوبة لانه عليه السلام

ہر روز سو بار توبہ کرتا ہون یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں مین ہی اغر مزنی کی روایت سی اور اسمین امت کو توبہ پر ترغیب ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام

اذا كان يتوب في اليوم مائة مرة مع عظم شانه وكونه معصوما فكيف لا يشتغل بالتوبة ليلا ونهارا

ہر روز سو بار توبہ کرتی تہی باوجود اس شوکت کی معصوم ہوکر پہر کیونکر رات دن توبہ نکرتا رہی

من يدنس جريدة اعماله بالذنب مرة بعد اخرى لكن ينبغي ان يعلم ان التوبة لا يتحقق الا بثلثة امور
جسکا نامۂ اعمال پی در پی گناہوں سے سیاہ ہوتا رہتا ہے لیکن سمجھنے کی بات ہے کہ توبہ بدون ان تین امور مرتبہ کے نہیں ہو سکتی ہے
مرتبة علم وحال وعمل فالعلم اول والحال ثان والعمل ثالث وذلك لان العبد اذا عرف عظم ضرر الذنوب
علم اور حال اور عمل اول مرتبہ علم ہے دوسرا مرتبہ حال ہے تیسرا مرتبہ عمل ہے اور یہہ اسلئے کہ آدمی جب یہہ معلوم کرتا ہے کہ گناہ سے بڑا بھی
وكونها حجابا بينه وبين محبوبه في الاخرة يحصل من هذه المعرفة في قلبه تألم ويسمى تألمه هذا ندما
نقصان ہوتا ہے اور گناہ آخرت میں میری اور محبوب کی بیچ میں مثال پردہ کی ہو جاویگا تو اس معرفت سے اوسکی دل میں الم پیدا ہوتا ہے اور اس الم کو ندامت کہتے ہیں
فالمعرفة علم والندم حال حصل من العلم فاذا غلب هذا الندم على القلب يحصل منه فيه قصد الى فعل له
پس یہہ معرفت تو علم ہے اور یہہ ندامت حال ہے کہ اس معرفت سے پیدا ہوتا ہے پھر یہہ ندامت جب دل پر غالب ہو جاتی ہے تو دل میں ایسے کام کا ارادہ آتا ہے
تعلق بالحال والاستقبال والماضي اما تعلقه بالحال فبترك الذنوب واما تعلقه بالاستقبال فبالعزم
جسکو زمانہ حال اور استقبال اور گذشتہ سے لگاؤ ہوتا ہے پھر زمانہ حال سے یہہ علاقہ ہوتا ہے کہ گناہ سے باز رہتا ہے اور استقبال سے یہہ علاقہ ہے کہ عزم کرتا ہے
على تركها الى اخر العمر واما تعلقه بالماضي فبتدارك مافات بالجبر والقضاء ان كان قابلا للجبر والقضاء
کہ عمر بھر پھر گناہ نکرونگا اور زمانہ ماضی سے یہہ علاقہ ہے کہ جو بات فوت ہو گئی ہے اوسکا عوض اور قضا کرے اگر قابل عوض اور قضا کی ہو
وهذا الفعل عمل حصل من الندم الحاصل من العلم والمراد من العلم ههنا الايمان واليقين بان الذنوب سموم
اوسکا یہہ فعل عمل ہے جو ندامت سے حاصل ہوا اور وہ ندامت علم سے پیدا ہوا اور یہاں علم سے مراد ایمان اور یقین ہے کہ گناہ آخرت میں زہر قاتل ہوتے ہیں
مهلكة في الاخرة ونور هذا الايمان اذا اشرق على القلب يثمر نار الندم لانه يبصر باشراق نور الايمان عليه انه
اور اس ایمان کا نور جب دل پر چمکتا ہے تو ندامت کی آگ بھڑک اوٹھتی ہے کیونکہ ایمان کی نور سے جو اوسپر چمکتا ہے ظاہر دیکھتا ہے کہ اپنی محبوب سے الگ رہ گیا
صار محجوبا عن محبوبه فيشتعل نار المحبة فيه فينبعث بتلك النار ارادة وقصد الى الفعل المتعلق بما ذكر
اب محبت کی حرارت شعلہ زن ہوتی ہے اوس حرارت کی زور سے اس فعل کا ارادہ پیدا ہوتا ہے جو اوقات مذکورہ حال اور استقبال اور ماضی سے
من الحال والاستقبال والماضي فالعلم والندم والقصد الى الفعل المذكور ثلثة معان يطلق اسم التوبة على مجموعها
متعلق ہے سو علم اور ندامت اور ارادہ فعل مذکور کا یہہ تین امور ہیں اس مجموعہ کو توبہ کہتے ہیں
فاذا تحققت هذه المعاني الثلثة يتحقق التوبة وكثيرا ما يطلق اسم التوبة على الندم وحده ويجعل العلم كالمقدمة
جب یہہ تینوں امر موجود ہوتے ہیں تو توبہ بیشک ہوتی ہے اور اکثر اوقات توبہ صرف ندامت کو کہدیتے ہیں اور علم کو اوسکا مقدمہ ٹھہراتے ہیں
والفعل المذكور كالثمرة وبهذا الاعتبار قال النبي عليه السلام الندم توبة اذ لا يخلو الندم عن علم يوجبه ويثمره
اور فعل مذکور کو ثمرہ جانتے ہیں اور اسی اعتبار سے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے ندامت ہی توبہ ہے اسلئے کہ ندامت بدون علم کے کہ باعث اور موجد ہے اور
وعن عزم يتبعه ويتلوه فيكون الندم محفوفا بطرفيه احدهما ثمرته والاخر مثمره ثم ان التوبة واجبة على جميع
بغیر عزم کے کہ اوسکی پیچھے لازم ہوتا ہے نہیں ہوتی سو اب ندامت دونو طرف سے گھری ہوتی ہے ایک طرف ثمرہ اور دوسری طرف باعث اور موجد ہوتا ہے پھر بیشک توبہ تمام
المؤمنين على الفور اما وجوبها على الجميع فلقوله تعالى وتوبوا الى الله جميعا ايها المؤمنون ولقوله تعالى يا ايها الذين
مسلمانوں پر فی الفور واجب ہے وجوب تو سبکی اوپر اس آیت سے ثابت ہے اور توبہ کرو اللہ کی طرف سب ملکر ای ایمان والو اور اس آیت سے کہ ای ایمان والو
امنوا توبوا الى الله توبة نصوحا وظاهر هاتين الايتين يدل على ان التوبة واجبة على كل احد من المؤمنين
توبہ کرو آگے اللہ کی صاف دل کی توبہ اور ظاہر معنی ان دونوں آیتوں کی یہہ ہی دلالت کرتی ہیں کہ توبہ ہر ہر شخص مؤمن پر واجب ہے
لورود الامر فيهما على العموم ونور البصيرة ايضا يرشد الى ذلك لان معنى التوبة الرجوع عما لا يرضاه الله تعالى
کیونکہ امر ان دونو آیتوں میں سبکو عام ہے اور دل کی روشنی بھی یہہ ہی گواہی دیتی ہے اسواسطے کہ توبہ کی معنی اللہ تعالی کی نارضامندی سے

الى طاير رضاه وذلك لا يتصور الا من العاقل والعقل لا يكمل الا بعد كمال الشهوة والغضب وسائر الصفات المذمومة

رضامندی کی طرف رجوع کرنا اور یہہ امر صرف عاقل ہی سی ہو سکتا ہی اور عقل کامل نہین ہوتی بدون کامل ہونی قوی شہوانی اور غضبی اور تمام اوصاف بد کی

التي هي وسائل الشيطان الى اغواء الانسان فان الشهوة من جنود الشيطان والعقل من جنود الملئكة وليس

جو جو واسطی ہیکانی انسان کی شیطان کی وسیلی ہین کیونکہ شہوت شیطان کا لشکر ہی اور عقل فرشتون کا لشکر ہی اور ایسا

في الوجود انسان الا وشهوته التي هي عدة الشيطان متقدمة على عقله الذي هو عدة الملئكة فيكون الرجوع

انسان کوئی نہین ہی جسکی شہوت جو شیطانی سامان ہی عقل پر کہ فرشتون کا سامان ہی مقدم نہو سو اب امور سابقہ سی جو شہوات کی

عما سبق من مساعدة الشهوات ضروريا في كل انسان بعد البلوغ لان من بلغ كافرا جاهلا الدين الاسلام يجب

مددگار ہین باز رہنا ہر انسان کو بلاغت کی دنونین ضرور ہی اسلئی کہ جو شخص حالت کفر مین اسلام سی ناواقف بالغ ہو گیا تو اوسپر

عليه التوبة عن كفره وجهله بتعلم ما يحصل به الاسلام ومن بلغ مسلما تبعا لابويه غافلا عن حقيقة الاسلام

توبہ اپنی کفر اور جہالت سی واجب ہی کہ وہ باتین سیکہی جن سی اسلام حاصل ہووی اور جو شخص ماباپ کی ساتہہ حالت اسلام مین بالغ ہوا بیخبر اسلام کی حقیقت سی

يجب عليه التوبة عن غفلته بفهم معنى الاسلام اذ بعد البلوغ لا يفيده اسلام ابويه شيئا ما لم يسلم بنفسه

تو اوسپر توبہ اس غفلت سی واجب ہی کہ اسلام کی معنی خوب سمجہی اسلئی کہ بالغ ہو کر ماباپ کا اسلام اسکی حق مین کچہہ مفید نہین ہی جبتک خود مسلمان نہووی

فاذا فهم معنى الاسلام بعد البلوغ يجب عليه الرجوع عن عادته والفه بالاسترسال في الشهوات والعادات وهو اشق

پہر جب بالغ ہو کر معنی اسلام کی سمجہہ چکا تو اوسپر باز آنا اپنی عادات اور الفت سی کہ شہوات وغیرہ عادات مین بی مہار ہو رہا ہی واجب ہی اور اس قسم کی توبہ

ابواب التوبة وفيه هلك اكثر الخلق لعجزهم عنه لان الشهوة تكمل في الصبى قبل البلوغ وكمال العقل فيكون

سب قسمون کی نسبت دشوار ہی اسمین اکثر خلقت عاجز ہو کر ہلاک ہو گئی ہی اسلئی کہ شہوت لڑکپن مین بلاغت اور کمال عقل سی پہلی مستحکم ہو جاتی ہی سو

جند الشيطان في الابتداء مستوليا على مملكة القلب ويقع للقلب انس والف بمقتضيات الشهوات والعادات

شیطانی لشکر پہلی ہی دلکی ولایت کو مغلوب کرلیتا ہی اور دل کی اندر شہوات اور عادات کی محبت اور الفت پیدا ہو کر غالب آجاتی ہی

ويغلب فيه ذلك ويعسر عليه النزوع عنه ثم يلوح العقل الذي هو من حزب الله تعالى وجنده فان كان كاملا

اور اوس حالت سی اوسکو نکلنا دشوار ہوتا ہی پہر عقل کہ اللہ تعالی کا جتہا اور لشکر ہی ظاہر ہوتی ہی پہر اگر وہ کامل

قويا ينتهض لانقاد عباد الله تعالى من ايدي اعدائه شيئا فشيئا على التدريج فيكون اول شغله قمع جنود

اور قوی ہی تو واسطی چہوڑانی عباد الہی کی دشمنون کی ہاتہون سی آہستہ آہستہ بتدریج تیار ہوتی ہی پہر شیطانی لشکر کا اوکہاڑنا شہوتون کو توڑ کر

الشيطان بكسر الشهوات ومفارقة العادات ورد الطبع على سبيل القهر الى العبادات ولا معنى للتوبة الا هذا وان لم يكن

اور عادات کو چہوڑانا اور طبیعت کو بزور ہٹا کر عبادات پر لگانا اوسکا اول شغل ہی اور توبہ کی معنی سواء اسکی اور کچہہ نہین ہین اور اگر وہ عقل کامل

كاملا قويا تسلم مملكة القلب للشيطان وينجز اللعين وعده حيث قال لئن اخرتن الى يوم القيمة لاحتنكن ذريته

اور قوی نہووی تو دلکی مملکت شیطان کی حوالہ کر دیتی ہی اور وہ ملعون اپنا وعدہ پورا کرتا ہی جنانچہ کہتا ہی اگر تو مجکو ڈہیل دی قیامت کی دن تک تو اوسکی اولاد کو ڈہانٹی دیکر

الا قليلا والمعنى انك ان اخرتني حيا الى يوم القيمة لاقودنهم حيث ما شئت

مگر تہوڑی سی اور مراد یہہ ہی کہ اگر تو مجکو جیتا چہوڑیگا قیامت تک تو بیشک اونکو جدہر چاہونگا کہینچ لیجاؤنگا

ولاستولين عليهم استيلاء قويا الا قليلا منهم وهم المخلصون من عباد الله الصالحين

اور بیشک اونپر غالب رہونگا مگر اونمین سی بعضون بر کہ وہ مخلص بندی [illegible] اچہی ہین

وهذا كقول اللعين لازينن لهم في الارض ولاغوينهم اجمعين واما عرف اللعين حصول ذلك المطلب له مع انه لا

اور یہہ چنانچہ وہ ملعون کہتا ہی البتہ مین اونکو بہاری دکہاؤنگا زمین مین اور راہ سی کہو دونگا انسبکو ورنہ لعین حصول اس مطلب کا باوجودیکہ غیب دان نہین ہی

یعلم

يعلم الغيب استدلالا بما رأى فيهم من كون مبدء الشر متعددا ومبدء الخير واحدا اذ في نفس الانسان قوة بهيمية
اس دلیل سے سمجھ گیا کہ اونسے دیکھا کہ آدمیوں کی اندر بدی کی اسباب تو بہت ہیں اور بھلائی کا سبب ایک ہی ہی کیونکہ انسان کی ذات میں قوت بہیمیہ
شهوانية وقوة سبعية غضبية وقوة وهمية شيطانية وهذه الثلاثة مستولية عليه من اول الخلقة داعية
شہوانی اور قوت سبعی غضبی اور قوت وہمیہ شیطانی ہی اور تینوں قوتیں ابتداء پیدائش سے اسپر غالب ہیں اور آتی ہیں شر کی طرف
له الى الشر وتحدث بعد هذه الثلاثة فيه قوة عقلية ملكية وهي وان كانت داعية الى الخير لكنها انما تكمل بعد استيلاء
متوجہ رکہتی ہیں اور ان تین قوتوں کی بعد اوسمیں قوت عقلی ملکی ہوتی ہی اور یہہ اگرچہ آدمیکو خیر کی طرف بلاتی ہی پر یہہ قوت جب کامل ہوتی ہی کہ
الثلاثة الاولى على القلب فلما راى اللعين فيه ذلك علم ان ما يريده يمكن حصوله فعلى هذا يكون التوبة فرض عين
وہ پہلی تینوں قوتیں دل پر غالب ہوجاویں جب شیطان ملعون نے انسان میں یہہ قوتیں دیکہیں تو جان گیا کہ میرا ارادہ ہوسکتا ہی اب اس بیان کی موافق ہر ہر شخص پر توبہ
على كل شخص ولا يتصور ان يستغني عنها احد من افراد البشر واما وجوبها على الفور فلما في تاخيرها من الاصرار
فرض عین ہی اور معلوم نہیں ہوتا کہ افراد انسان میں سے کوئی ہی اسکا حاجتمند نہو اور رہا توبہ کا ترت فی الحال واجب ہونا سو اسلئے کہ تاخیر کرنی میں اصرار
المحرم الذي يتضاعف الذنوب به اذ يلزم بتاخيرها لحظة ذنب آخر واجب التوبة حتى قالوا يلزم بتاخير التوبة
حرام لازم آتا ہی یعنی ہٹ کرنا کہ جس سے گناہ دوگناہ بڑہتی چلی جاتی ہیں کیونکہ توبہ سے ایکدم بہر تاخیر کرنی میں ایک اور گناہ واجب التوبہ پیدا ہوجاتا ہی
عن كبيرة زمانا واحدا كبيرتان الاولى وترك التوبة عنها وزمانين اربع كبائر الاوليان وترك التوبة عن كل منهما
اتنا کہ کہتی ہیں کہ گناہ کبیرہ کی توبہ سے ایکدم بہر تاخیر کرنیمیں دو کبیرہ ہوجاتی ہیں ایک تو وہی پہلا اور دوسرا توبہ نکرنی اور دو دم میں چار کبیرہ ہوجاتی ہیں دو وہ پہلی اور دونوں سے توبہ نکرنی
وثلثة ازمنة ثماني كبائر واربعة ازمنة ستة عشر كبيرة وخمسة ازمنة اثنان وثلثون كبيرة وهكذا
اور تین دم میں آٹھ کبیرہ ہوتی ہیں اور چار دم میں سولہ کبیرہ ہوتی ہیں اور پانچ دم میں بتیس کبیرہ ہوتی ہیں اسطرح گناہ بڑہتی جاوینگی
يتضاعف الذنوب مهما ازداد التاخير وقد ذكر فيما سبق ان العلم بكون الذنوب سموما مهلكة من نفس الايمان فاذا ثبت
جسقدر تاخیر ہوتی جاویگی اور اوپر مذکور ہوچکا ہی کہ گناہ کو زہر قاتل سمجہنا عین ایمان ہی جب یہہ ثابت ہوا
ان هذا العلم من نفس الايمان يلزم ان يكون الايمان باعثا على ترك الذنوب فمن لم يتركها فهو فاقد هذا الجزء من الايمان
کہ یہہ علم عین ایمان ہی تو لازم آتا ہی کہ ایمان واسطی ترک ذنوب کی باعث ہوا کری پہر جو شخص گناہ کو ترک نہیں کرتا تو اوسمیں ایمان کا یہہ جزو نہیں ہی
ولهذا قال النبي عليه السلام لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن فانه عليه السلام ما اراد به نفي الايمان الذي هو العلم
اور اسیلئے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ زانی زنا نہیں کرتا کہ زنا کرتا ہو تو وہ مسلمان ہی ہو بیشک نبی علیہ السلام کی یہہ مراد نہیں ہی کہ وہ ایمان جو خدا کا پہچاننا
بالله وملئكته وكتبه ورسله فان ذلك الايمان لا ينافيه الزنى وسائر الذنوب بل اراد به نفي الايمان الذي هو العلم
اور اوسکی فرشتوں کا اور کتابوں اور انبیا کا ہی جاتا رہا کیونکہ زنا اس ایمان کا منافی نہیں ہی اور نہ اور تمام گناہ بلکہ اس سے یہہ مراد رکہی کہ وہ ایمان جسمیں یہہ سمجہتا تہا
بكون الزنى مبعدا من الله تعالى وموجبا للمقت فعلى هذا لا يكون المصر على المعاصي كاملا في ايمانه بل يكون ناقصا فيه
کہ زنا خدا سے دور کر دیتا ہی اور ہلاک کرڈالتا ہی باقی نہیں رہتا اس بیان کی موافق جو شخص معاصی پر جما ہوا ہی ایمان کامل نہیں رکہتا بلکہ ایمان کی باب میں ناقص ہوتا ہی
وذلك لان ترك الذنوب لا يتصور الا بالصبر والصبر لا يتيسر الا بالخوف والخوف لا يتحقق الا بالعلم بعظم ضرر الذنوب
اسلئے کہ ترک ذنوب بدوں صبر کی خیال میں نہیں آتا اور صبر بدوں خوف کی میسر نہیں ہوتا اور خوف پیدا نہیں ہوتا جبتک گناہوں کا بڑا ہی ضرر یقین نکری
والعلم بعظم ضرر الذنوب لا يحصل الا بتصديق الله تعالى ورسوله فمن لم يترك الذنوب واصر عليها [illegible]
اور گناہوں کی ضرر کا یقین بدوں تصدیق خدا اور رسول کی نہیں ہوتا پہر جو شخص گناہوں سے باز نہ آوی گناہوں پر جما ہی رہی [illegible]
الله تعالى ورسوله فيخاف عليه امر عظيم عند الموت اذ ربما يكون موته على الاصرار سببا للزوال [illegible]
نہیں کی تو اوسپر مرتی دم بڑا ہی خوف ہی اسلئے کہ ہوسکتا ہی کہ اوسکی موت اسی پیچ پر ایمان کو ڈگاوی [illegible]

الخاتمة ويبقى في جهنم ابد الاباد وان لم يختم له بسوء الخاتمة بل مات على الايمان يكون في مشية الله تعالى ان
خاتمہ بد پر بہووی اور ہمیشہ کو دوزخ مین پڑا رہی اور اگر انجام خاتمہ بد پر نہوا بلکہ ایمان پر مرا تو اب تابع مرضی الٰہی کا ہی چاہی اوسکو دوزخ مین ڈالکر

شاء يدخله جهنم ويعذبه فيها بقدر ذنوبه ثم يخرجه منها ويدخله الجنة ولو بعد حين وان شاء يعفو عنه
بمقدار معاصی کی عذاب دیکر پہر دوزخ مین سی نکال کر جنت مین داخل کری اگرچہ بعد عرصہ کی ہو اور چاہی اوسکو معاف کری

ويدخله الجنة بلا عذاب اذ لا يستحيل ان يشمله عموم العفو بسبب خفي حتى لا يطلع عليه احد غير الله تعالى
اور بلا عذاب جنت مین داخل کردی اسلئی کہ کیا محال ہی کہ اوسکی عنایت عام اوسپر بہی ہو جاوی کسی پوشیدہ سبب سی جسکو بجز الله تعالی کی کوئی نہ جانتا ہو

كما لا يستحيل ان يدخل احد خرابا لطلب كنز فاتفق ان يجده لكن من خرب بيته وضيع ماله وترك نفسه وعياله
جیسی ممکن تہا کہ کوئی اجاڑ کی اندر خزانہ کی تلاش مین جاوی پہر اتفاقا خزانہ پالیوی لیکن جسنی اپنا گہر خراب کردیا اور مال تلف کرکر اپنی جان کو اور اولاد کو

جياعا يزعم انه ينتظر من فضل الله تعالى ان يرزقه كنزا تحت الارض في بيته فانه كما يعد من الحمقى المغرورين وان
بہوکا مارا کہی کہ مین الله کی اس فضل کا منتظر ہون کہ میری گہر کی اندر زمین مین سی خزانہ عنایت کری سو یہہ شخص جیسی احمق بی وقوف سمجہا جاویگا اگرچہ اوسکی خواہش

كان ما ينتظره غير مستحيل في قدرة الله تعالى وفضله كذلك من ينتظر المغفرة من فضل الله تعالى مع كونه مصرا
بلحاظ قدرت اور فضل الٰہی کی کچہہ محال نہین تہا ہو سکتی ہی ایسی ہی جو شخص بخشش کا امیدوار ہی الله تعالی کی فضل سی باوجودیکہ

على الذنوب غير سالك طريق المغفرة يعد من المعتوهين فبعض من هؤلاء الحمقى المغرورين يروج حماقته بكلام حسن
گناہون پر جم رہا ہی اور بخشش کی راہ نہین چلتا بیوقوف کہلاویگا پہر بعضی انہین سی احمق بہولی اپنی حماقت کی ساتہہ اس خوبی سی کلام کرتی ہین

ويقول ان الله كريم لا تضيق جنته عن مثلي ولا تضره معصيتي ثم ترى ذلك الاحمق يركب البحار ويختار مشاق الاسفار
الله تعالی بیشک کریم ہی اوسکی جنت مجہہ سوال سی تنگ نہین ہو جاویگی اور میری معصیت سی اوسکا کیا ضرر ہی پہر تم اس احمق کو دیکہتی ہو کہ دریا کا سفر کرتا ہی اور

في طلب الدرهم والدينار واذا قيل له ان الله تعالى كريم وخزائن دراهمه ودنانيره لا يقصر عن مثلك ولا يضره كسلك
واسطی طلب روپیہ اشرفی کی سفر کی مشقت کہینچتا ہی اور اگر یہہ کہی کہ الله تعالی بیشک کریم ہی اور اوسکی خزانی مین روپیہ اشرفی کی تجہہ سوال کی لئی کچہہ کمی نہین ہی اور تجارت مین تیری

بترك التجارة فاجلس في بيتك عساه ان يرزقك من حيث لا تحتسب فانه يستحمق من يقول هكذا ويستهزء
سستی سی اوسکا کیا نقصان سو تو اپنی گہر بیٹہہ رہی تجہکو روزی دیویگا جہانسی تیرا گمان نہو اب اس تقریر والی کو احمق بتاتا ہی اور چہل کی راہ سی کہتا ہی

به ويقول ما هذا الهوس فان السماء لا تمطر ذهبا ولا فضة وانما يحصل ذلك بالكسب هكذا جرت عادة
یہہ کیا واہیات ہی آسمان سی اشرفی روپیہ کبہی نہین برستا یہہ تو بدون محنت کسی کو حاصل نہین ہوتا اسیطرح الله کی عادت

الله تعالى وسنته ولا تبديل لسنة الله ولا يعلم هذا الاحمق ان رب الدنيا والاخرة واحد ولا تبديل
اور قاعدہ جاری ہی الله کی ہان قاعدی نہین بدلتی اب یہہ احمق نہین سمجہتا کہ پروردگار دین دنیا کا تو ایک ہی سو اوسکی قاعدی دونو

لسنته فيهما جميعا وقد اخبرنا ان ليس للانسان الا ما سعى فكيف يعتقد بكونه كريما في الاخرة ولا يعتقد بكونه
جہان مین نہین بدلتی اور بیشک یہہ فرمایا ہی اور نہین ہی واسطی انسان کی مگر جو کمایا اب کیونکر اوسکو آخرت کی لئی تو کریم جانتا ہی اور دنیا کی باب مین

كريما في الدنيا فان من يخاف من الهلاك في هذه الدنيا الفانية اذا كان يجب عليه الاحتراز عن السموم وما
کریم نہین سمجہتا بیشک جو شخص اس دار فانی مین ہلاکت سی ڈرتا ہو جب اوسپر یہہ واجب ہی کہ زہر وغیرہ مضر اور مہلک اشیا رسی

يضره من المهلكات في كل حال فالخائف من الهلاك الابدي اولى ان يجب عليه الاحتراز عن المعاصي التي هي سموم
ہر وقت احتراز کیا کری بس جو شخص ہلاک ابدی کا اندیشہ کرتا ہو اوسپر اولی تر واجب ہی کہ جملہ معاصی سی جو دین کی حق مین زہر ہین احتراز کرتا رہی

الدين فان المخوف من هذه السموم فوات الاخرة الباقية التي ليست اضعاف اعمار الدنيا عشر عشير نهاذ
کیونکہ اس زہر سی خوف آخرت باقیہ کی فوت کا ہی جسکی برابر دنیا کی چند در چند عمرین سوین حصہ کو نہین پہنچتی کیونکہ

لیس لمدتها غایة ولا نهایة وفیها النعیم المقیم والملك العظیم وفی فوقها نار الجحیم والعذاب الالیم المجلس السادس

آخرت کی مدت کا نہ کچھ انتہا ہی اور نہ کچھ انتہا اور اوسمین عیش دائمی اور سلطنت بڑی اور اوسکی فوت ہونی دوزخ کی آگ ہی اور عذاب دردناک چہاسٹہوین مجلس

والستون فی بیان قوله علیه السلام ان الله یقبل توبة العبد ما لم یغرغر قال رسول الله صلعم ان الله یقبل توبة العبد

اس حدیث کی بیان مین بیشک اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ قبول کرتا ہی جبتک سانس گلیمین نہ اٹکی یعنی نزع تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ قبول کرتا ہی

ما لم یغرغر هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابن عمر والغرغرة تردد الشیء فی الحلق واستعمل فی تردد الروح

جبتک کہ جان گلیمین آوی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون میں ہی ابن عمر کی روایت سی اور اصل مین غرغرہ کہتی چیز کا حلق میں اندر آنا جانا اور حلق مین روح کی آمدرفت پر

وهو المراد ههنا والمعنی ان توبة المذنب مقبولة ما لم یبلغ الروح الحلقوم اذ عند الغرغرة وبلوغ الروح الحلقوم

مین استعمال کیا جاتا ہی اور یہان یہی مراد ہی اور معنی یہہ ہین کہ گنہگار کی توبہ مقبول ہوتی ہی جبتک روح گلیمین نہ آجاوی اسلئی کہ غرغرہ کی وقت جب روح حلقمین آتی ہی

یعاین ما یصیر الیه من رحمة او هوان ولا ینفعه حینئذ توبة ولا ایمان کما قال الله تعالی فیما انزله من القرآن

تو اپنی انجام کو ظاہر دیکہتا ہی رحمت یا خواری اب اوسکو نہ توبہ کچھ فائدہ کری اور نہ ایمان چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن منزل مین فرماتا ہی

فلم یك ینفعهم ایمانهم لما راوا باسنا وقال فی آیة اخری ولیست التوبة للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر

پہر نہ ہوا کہ کام آوی اونکو یقین لانا اونکا جب دیکہہ چکی ہمارا عذاب اور ایک اور آیت مین فرمایا اور اونکی توبہ نہین جو کرتی جاتی ہین برےکام اور جب سامنی آوی

احدهم الموت قال انی تبت الآن لان من شرط التوبة العزم علی ترك الذنب الذی تیب عنه وعدم المعاودة

ایسی کسیکو موت کہنی لگا مین نی اب توبہ کی اسواسطی کہ توبہ مین عزم کرنا ترک گناہ کا جس سی توبہ کی ہی اور اوسکو کبہی عمل مین نہ لانا شرط ہی اور یہہ عزم

علیه وذلك انما یتحقق اذا تمکن التائب منه وبقی اوان الاختیار فما لم یبلغ الروح الحلقوم لا ینقطع الرجاء فیصح

جبہی ہوسکتا ہی کہ تایب کو قدرت ہو اور اختیار کا وقت باقی ہو سو جبتک روح حلق مین نہین آتی تو امید منقطع نہین ہوتی پس تائب سی

منه الندم والعزم علی ترك الذنب فعلم من هذا ان التوبة مبسوطة للعبد حتی یعاین قابض الارواح وذلك

ندامت اور عزم ترک گناہ کا سب صحیح ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ بندہ کی لئی توبہ کا وقت فراخ ہی جبتک کہ قابض الارواح کو دیکہی اور یہہ جب ہی

عند الغرغرة وبلوغ الروح الحلقوم فعلی هذا یجب علی العبد ان یتوب عما کان علیه من المعاصی قبل المعاینة

کہ دم اٹکنی لگی اور روح حلق مین آجاوی پس اس بیان کی موافق بندہ پر واجب ہی کہ اپنی تمام معاصی سی معاینہ اور غرغرہ سی پہلی توبہ کری

والغرغرة ولا ییاس من رحمة الله تعالی لانه تعالی قال لا ییاس من روح الله الا القوم الکافرون وقال فی آیة اخری

اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سی ناامید نہو اسلئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ناامید نہین اسکی فیض سی مگر وہی لوگ جو منکر ہین اور ایک اور آیت مین فرمایا

وهو الذی یقبل التوبة عن عباده ویعفوا عن السیئات فینبغی للعاقل ان یتوب فی کل وقت ولا یکون مصرا علی

اور وہ ہی جو قبول کرتا ہی توبہ اپنی بندون سی اور معاف کرتا ہی برائیان سو عاقل کو لازم ہی کہ ہر وقت توبہ کیا کری اور گناہ پر نہ اڑجاوی

الذنب فان التائب من الذنب لا یکون مصرا وان عاد فی الیوم سبعین مرة وقد جاء فی الحدیث انه علیه السلام

کیونکہ گناہ سی توبہ کرنیوالا گناہ کا مصر نہین ہوتا اگرچہ دن بہر مین پہر پہر کر ستر مرتبہ کری اور بیشک حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال من لزم من الاستغفار جعل الله له من کل ضیق مخرجا ومن کل هم فرجا ورزقه من حیث لا یحتسب و

ہی جو شخص استغفار کو لازم کرلی تو اللہ تعالیٰ اوسکو ہر تنگی سی رستگاری دیتا ہی اور ہر غم سی کشادگی اور رزق دیتا ہی جہانسی گمان نہو اور

فی حدیث آخر انه علیه السلام قال کل بنی آدم خطاء وخیر الخطائین التوابون وروی انه علیه السلام قال والله

ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمام بنی آدم خطاوار ہین اور اچہی خطاوار وہ ہین جو توبہ کرتی ہین اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا قسم ہی اللہ کی

انی لاستغفر الله واتوب الیه فی الیوم اکثر من سبعین مرة وفی حدیث آخر انه علیه السلام قال یا ایها الناس

کہ مین ہر روز استغفار اور توبہ ستر مرتبہ سی زیادہ کرتا ہون اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ای لوگو

توبوا الى الله فاني اتوب اليه في اليوم مائة مرة فانظروا يا اهل الانصاف اذا كان النبي عليه السلام يستغفر و

اللہ کی آگے توبہ کرو بیشک مین اوسکی آگے ہر روز سو بار توبہ کرتا ہون سو خیال کرو اے انصاف والو جب نبی علیہ السلام استغفار اور

يتوب وقد غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تاخر فالذي لم يظهر حاله اغفر له ام لا كيف لا يتوب الى الله

توبہ کرتی ہون باوجودیکہ اللہ تعالی اونکی تمام گناہ بالفرض اگلی اور پچھلی سب معاف کر چکا ہی پہر جسکا حال کچھ معلوم نہین کہ معاف ہوای یا نہین وہ اللہ کی سامنی

في كل وقت وكيف لا يجعل لسانه ابدا مشغولا بالاستغفار وقد روي عن ابن عباس انه عليه السلام قال هلك

ہر وقت کیونکر توبہ نہ کی جاوی اور کیونکر ہمیشہ اپنی زبان کو استغفار مین مشغول نہ رکہی اور بیشک روایت ہی ابن عباس سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ماری گئی

المسوفون والمسوف من يقول سوف اتوب وهو هالك لانه يبني الامر على البقاء الذي ليس مفوضا اليه فلعله لا يبقى

رنگ کرنیوالی اور مسوف وہ ہوتا ہی جو کہی اب توبہ کرلونگا اور وہ ہلاک ہوا جاتا ہی اسلئی کہ بقا پر بہروسہ رکہتا ہی جو کہ اسکی حوالہ نہین ہی پہر شاید کہ جیتا نہ بچی

فان بقي فانه كما لا يقدر على ترك الذنب اليوم لا يقدر على تركه غدا لان عجزه عن الترك في الحال ليس الا

اور اگر بچا بہی تو جیسی اب گناہ نہین چہوڑ سکتا آگی کو کہ چہوڑ سکی کیونکہ بالفعل اسکا مانع ترک معصیت سی بجز غلبۂ شہوت کی کوئی نہین

لغلبة الشهوة عليه والشهوة لا تفارقه غدا بل تتضاعف وتتاكد بالاعتياد فليست الشهوة التي اكدها

اور شہوت تو اگلی روز بہی ساتہ ہی بلکہ باعتبار عادت کی پہلی سی زیادہ اور مضبوط سو جس شہوت کو آدمی نی عادت کر کر

الانسان بالاعتياد كالتي لم يؤكدها وعن هذا هلك المسوفون فانهم يظنون ان بين المتماثلين فرقا ولا يدرون

قوت بخشی ہی وہ ایسی ضعیف نہین ہوتی جسکی عادت نہین کی اسی مین درنگ کرنیوالی مارے گئی کیونکہ وہ یہہ خیال کرتی ہین کہ دو متماثل مین فرق ہوتا ہی یہہ نہین جانتی

ان الايام متشابهة في كون ترك الشهوة شاقا فيها وليس مثال المسوف الا مثال من يحتاج الى قلع شجرة فيراها

کہ دن سب ایک سی ہین ترک شہوت ہمیشہ دشوار ہی اور مسوف یعنی توبہ مین دیر لگانیوالی کی مثال ایسی ہی کہ کسیکو ضرورت درخت اوکہاڑنی کی لگی سو اوسکو دیکہا

قوية لا تنقطع الا بمشقة شديدة فيقول اؤخرها سنة ثم اعود اليها فاقلعها ومن المعلوم قطعا ان الشجر

تو مضبوط پایا کہ بی مشقت شدید کی نہین اوکہڑ سکتا اب وہ کہی کہ ایک برس بہر اور کہڑا رہنی دون پہر آکر اسکو اکہاڑون گا اور یہہ بات یقینی معلوم ہی کہ درخت

كلما بقيت في الارض ازداد رسوخها فلا حماقة في الدنيا اعظم من حماقته لانه عجز عن قلعها قبل ازدياد

جتنا زمین مین کہڑا رہی گا مضبوط اور زور ہوتا جاویگا اب دنیا مین اس سی بڑا احمق کوئی نہین ہی کیونکہ اس سی ابتو اکہڑ نہین سکتا کہ ابہی خوب زور نہین ہوا

رسوخها ثم اخذ ينتظر القدرة على قلعها بعد ازدياد رسوخها اذا تحقق هذا فلابد للمؤمن ان لا يفرغ من التوبة

پہر یہہ ایسی قوت کا منتظر ہی کہ بعد خوب مضبوط ہونیکی اکہاڑ ڈالی جب یہہ بات ثابت ہو چکی تو مومن کو ضرور ہی کہ توبہ سی کبہی کسیوقت فارغ نہ رہی

في وقت من الاوقات حتى ياتيه الموت وهو تائب فان التوبة فرض على جميع المؤمنين باتفاق المسلمين لقوله تعالى

اتنا کہ اگر موت آوی تو یہہ شخص تائب ہی ہو بیشک توبہ تمام مومنون پر فرض ہی سب مسلمانون کی اتفاق سی بدلیل اس آیت کی

وتوبوا الى الله جميعا ايها المؤمنون وقوله تعالى يا ايها الذين امنوا توبوا الى الله توبة نصوحا فانظر الى رحمة الله تعالى

اور توبہ کرو اللہ کی آگی سب ملکر اے ایمان والو اور بدلیل اس آیت کی اے ایمان والو توبہ کرو آگی اللہ کی صاف دلکی توبہ اب تو اللہ تعالی کی رحمت

ورافته على عباده كيف دعاهم الى التوبة وامرهم بها وسماهم مؤمنين بعد ما اذنبوا ثم بين ما لهم من الكرامة في التوبة فقال

اور مہر بندون کی حال پر دیکہہ تو کسطور اونکو توبہ تعلیم کی اور توبہ کا ارشاد کیا اور اونکا نام گناہ کرنیکی بعد بہی مومن رکہا پہر توبہ سی جو اونکو عزت ہوگی بیان کیا فرمایا

عسى ربكم ان يكفر عنكم سياتكم ويدخلكم جنت تجري من تحتها الانهر واخبر انه غفار لذنوبهم وقال و

شاید تمہارا رب اوتاری تمسی تمہاری برائیان اور داخل کری تمکو باغون مین جنکی نیچی بہتی ہین نہرین اور جتا دیا کہ مین گناہ کا بڑا بخشنی والا ہون اور فرمایا اور

الذين اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن يغفر الذنوب الا الله ولم يصروا

وہ لوگ جب کر بیٹہین کہلا گناہ یا برا کرین اپنی حق مین تو یاد کرین اللہ کو اور بخشش مانگین اپنی گناہون کی اور کون ہی گناہ بخشتا سوا اللہ کی اور نہ اڑین

على ما فعلوا وهم يعلمون اولئك جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنت تجري من تحتها الانهر خلدين فيها ونعم اجر

اپنی کئی پر جانتی بوجہتی اونکی جزا ہی بخشش اونکی رب کی اور باغ جنکی نیچی بہتی نہرین رہا کرینگی اوسمین اور خوب مزدوری

العملين ونص على انه يحبهم بعد التوبة فقال ان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين واشار الى ان التوبة طهارة

کام کرنیوالون کی اور کہول کر فرمادیا کہ بعد توبہ کی انکو محبوب رکھتا ہون سو فرمایا اللہ کو خوش آتی ہین توبہ کرنیوالی اور خوش آتی ہین ستہرائی والی اور اشارہ کیا کہ توبہ ستہرائی

لهم عن نجاس الاوزار فلابد للمؤمن من التوبة لكن لها اربعة شروط ان اختل شرط منها لا يتحقق التوبة الاول الندم

پاک کرتی ہی گناہون کی نجاست سی اب مومن کو توبہ کرنی ضرور چاہیی لیکن توبہ کی واسطی چار شرطین ہین اگر ان مین سی ایک بہی کم ہو جاویگی تو توبہ ٹہیک نہوگی اول شرط گذشتہ کی

بالقلب على ما فعل من الذنوب في الماضي ومعنى الندم تحزن وتوجع على ما فعل وتمني كونه لم يفعل والثاني ترك

گناہ پر دل سی نادم ہونا اور ندامت سی مراد ہی اپنی کئی ہوئی پر غمگین اور دردمند ہونا اور آرزو کرنا کاشکی یہہ نکرتا اور دوسری شرط معصیت کا

المعصية في الحال والثالث العزم على ان لا يعود الى مثلها في الاستقبال والرابع ان يكون ذلك خوفا من الله تعالى

فی الفور ترک کرنا تیسری شرط نیت کرنی کہ ایسا کار آیندہ کو پہر کبہی نکرونگا اور چوتہی شرط یہہ ضرور اللہ تعالی خوف سی ہوان کوئی

لا لامر آخر فان من ندم على شرب الخمر وتركه لما فيه من الصداع وزوال العقل والخلل بالمال والعرض لا يكون تائبا

اور وجہ نہو بیشک جو شخص شراب پینی پر نادم ہو کر اسلیٔ چہوڑ دیوی کہ اوسمین دردسر ہوتا ہی اور بہکتا ہی اور مال خرچ ہوتا ہی اور آبرو بگڑتی ہی تو ایسا شخص موافق شرع کی

شرعا وكذلك من قال بلسانه استغفر الله وقلبه مصر على المعصية فاستغفاره ذلك يحتاج الى استغفار

تائب نہین ہی اور ایسی ہی جو شخص زبان سی تو استغفر اللہ کہا کری اور اسکا دل معصیت پر جما ہوا ہو تو ایسی توبہ سی بہی توبہ کرنی چاہیی جو ندامت کی ساتہ ہو

مقارن بالندم لما روي عن علي انه رأى رجلا قد فرغ من صلاته وقال اللهم اني استغفرك واتوب اليك سريعا فقال

کیونکہ حضرت علی سی روایت ہی کہ اونہون نی ایک شخص کو دیکہا کہ نماز سی سلام پہیرتی ہی جلدی سی کہنی لگا الہی مین تجہسی مغفرت مانگتا ہون تیری آگی توبہ کرتا ہون حضرت

علي يا هذا ان سرعة اللسان بالاستغفار توبة الكذابين فتوبتك تحتاج الى توبة وعن الحسن البصري انه قال

علی نی کہا ای شخص زبانی جلدی سی استغفار کرنی جہوٹہونکی توبہ ہوتی ہی تیری یہہ توبہ قابل توبہ کی ہی اور حسن بصری سی روایت ہی کہ وہ کہتی تہی

استغفارنا يحتاج الى استغفار قال القرطبي هذا قوله في زمانه فكيف في زماننا هذا الذي يرى فيه الانسان مكبا

ہماری توبہ قابل توبہ کی ہی قرطبی کہتی ہین حسن بصری کا یہہ قول اونکی زمانہ مین ہی ہماری زمانہ کا تو کیا حال ہی جسمین تمام انسان ظلم پر اوندہی پڑی ہوئی ہین

على الظلم حريصا عليه لا ينقلع عنه والسبحة في يده يزعم انه يستغفر منه وذلك استهزاء منه واستخفاف لما روي

ایسی حریص کہ ذرہ نہین بچتی اور ہاتہو نسی تسبیح ہلاتی ہین بایں خیال کہ ہم توبہ کرتی ہین اور یہہ اسکی چہل بازی اور استخفاف ہی کیونکہ روایت ہی

انه عليه السلام قال المستغفر باللسان المصر على الذنب كالمستهزئ بربه وانما التوبة ان يستغفر بلسانه وينوي

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا زبانی توبہ کرنیوالا اول سی گناہ پر اڑا ہوا گویا اپنی رب کا چہل کرتا ہی توبہ وہ ہی جو زبان سی استغفار کر کر دل سی یہہ نیت کری

بقلبه ان لا يعود الى الذنب ابدا فاذا فعل ذلك يغفر الله له ذنبه وان كان عظيما اذ ليس ذنب اعظم من الكفر

کہ پہر ہرگز گناہ نکرونگا جب ایسا کرتا ہی تو اللہ اوسکی گناہ معاف کر دیتا ہی کتنا ہی بڑا ہو کیونکہ کفر سی بڑا کوئی گناہ نہین ہی

وقد قال الله تعالى لنبيه في حق اهل الكفر قل للذين كفروا ان ينتهوا يغفر لهم ما قد سلف فما ظنك فيما دونه من المعاصي

اور اللہ تعالی اپنی نبی سی کفار کی حق مین فرماتا ہی تو کہدی کافرونکو اگر باز آوین تو معاف ہو اونکو جو ہو چکا پہر تجہکو معاصی کی نسبت کفر سی کمتر ہین کیا گمان ہی

وقد روي انه عليه السلام قال لو اخطأ احدكم حتى ملا ما بين السماء والارض ثم تاب تاب الله عليه وفي حديث

اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر کوئی تم مین سی اتنی خطایین کری کہ آسمان اور زمین کا بیچ بہر جاوی پہر وہ توبہ کری تو اللہ اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور ایک اور حدیث مین

آخر انه عليه السلام قال ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله عليه يعني انه اذا اقر بكونه مذنبا ثم تاب وندم

ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ آدمی جب اپنی گناہ کا اقرار کر کر توبہ کرتا ہی تو اللہ بہی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی مراد یہہ ہی کہ جب وہ اپنی خطاوار ہونیکا اقرار کر کی پہر توبہ کر کر

على ما فعل من الذنوب واكتسب من السيئات وعزم ان لا يعود الى مثله يقبل الله تعالى توبته ويتجاوز عن
کئی ہوئی گناہ اور کمائی ہوئی برائیوں سی نادم ہو اور نیت کری کہ ایسا کام پہر نکرونگا تو اللہ تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اوسکی گناہوں سی درگذر فرماتا ہی

سيئاته لكن ينبغي ان يعلم ان الذنوب على نوعين ذنب فيما بينك وبين الله تعالى وذنب فيما بينك وبين العباد
لیکن سمجھنی کی بات ہی کہ گناہ بہی دو قسم کی ہین ایک گناہ تیری اور خدا کی بیچمین یعنی حق اللہ ہی اور ایک گناہ تیری اور بندی کی درمیان مین یعنی حق العباد ہی

فالذنب الذي بينك وبين الله تعالى يكفي فيه الاستغفار باللسان والندم بالقلب والعزم على ان لا يعود
پہر جو گناہ صرف حق اللہ ہی تو اسمین صرف زبانسی استغفار اور دل سی ندامت اور پہر نکرنی کی نیت کافی ہی

فاذا فعل ذلك لا يبرح من مكانه حتى يغفر له ذنبه الا ان يكون شيئا من الفرائض فان الشرع لا يكتفي فيه
جب یہہ حال بنایا تو ابہی اپنی جگہہ سی نہین ٹلنی پاتا کہ اوسکی گناہ معاف ہوجاتی ہین ان اگر کوئی فریضہ ترک ہوا ہو کیونکہ شرع نی اسباب مین فقط توبہ پر اکتفا نہین کیا

بمجرد التوبة بل اضاف الى ذلك في البعض قضاء كالصلوة والصوم وغيرها وفي البعض كفارة ايضا واما حقوق
بلکہ اوس توبہ کی ساتہہ بعضی جگہہ قضا لگا رکہی ہی جیسی نماز اور روزہ وغیرہ اور بعضی جگہہ کفارہ بہی لگا رکہا ہی اور رہی حقوق

الآدميين فلا بد من ايصالها الى مستحقيها فان لم يوجدوا يلزم تصدقها عنهم بنية ان تكون وديعة
العباد پس پہچانا حقوق کا مالکون کی پاس ضرور ہی پہر اگر وہ لوگ نہ ملین تو وہ تنا اونکی طرف سی اس نیت سی خیرات کردی کہ اللہ تعالی کی یہان ودیعت

عند الله تعالى يوصلها الى اصحابها يوم القيمة فمن لم يجد السبيل لخروجه عما عليه من التبعات لاعساره
رہی قیامت کی روز مالکون کی حوالہ کری پہر جسکو ماری مفلسی کی حقوق ادا کرنیکی کوئی راہ نہ ملی تو اوسکو

فعليه ان يكثر من الاعمال الصالحات ويستغفر لمن ظلمه من المؤمنين والمؤمنات في اكثر الاوقات فانه اذا فعل
یہہ لازم ہی کہ اعمال صالحہ بہت کیا کری اور اپنی مؤمن مظلوموں کی حق مین اکثر اوقات استغفار کیا کری بیشک جب یہہ عمل کریگا

كذلك يرجى من فضل الله تعالى ان يرضي خصماءه يوم القيمة قيل لبعض العلماء هل للتائب من علامة يعرف بها
تو اللہ تعالی کی فضل سی امید ہی کہ قیامت کی دن اسکی مدعیوں کو راضی کردی کسی نی ایک عالم سی پوچہا آیا تائب کی واسطی کوئی ایسی علامت ہی جس سی معلوم ہو

قبول توبته قال نعم علامته اربعة اشياء الاول ان ينقطع عن اصحاب السوء والثاني ان يكون معرضا عن
کہ توبہ قبول ہوئی کہا ہان اسکی چار علامتین ہین اول یہہ کہ بدکاروں سی بیزار ہوجائی اور دوسری یہہ کہ ہر گناہ سی نفرت کری

كل ذنب مقبلا على الطاعات والثالث ان يذهب من قلبه فرح الدنيا ويرى حزن الآخرة دائما في قلبه والرابع
اور طاعات کی طرف متوجہ ہووی اور تیسری یہہ کہ اوسکی دلمین دنیا کی فرحت نرہی اور آخرت کا فکر دلمین ہمیشہ لگا رہی اور چوتہی یہہ

ان يرى نفسه فارغا عما ضمن الله له من امر الرزق ويكون مشغولا بما امر به فاذا وجد فيه هذه العلامات
کہ اپنی جان کو ایسی چیزوں کی فکر سی جسکا اللہ تعالی ذمہ دار ہوچکا ہی فارغ پاوی جیسی رزق اور احکام الہی کی بجا آوری مین مشغول رہی جب اوسمین یہہ علامتین موجود ہوتی ہین

يكرمه الله تعالى باربع كرامات احدها ان يخرجه من الذنوب كانه لم يذنب قط والثاني ان يحبه والثالث ان
تو اوسکو اللہ تعالی چار کرامتین عنایت کرتا ہی ایک یہہ کہ گناہوں سی ایسا صاف کردیتا ہی گویا کبہی بہی گناہ نہین کیا اور دوسری یہہ کہ اوسکو دوست رکہتا ہی تیسری یہہ

يحفظه من الشيطان ولا يسلطه عليه والرابع ان يؤمنه من الخوف قبل ان يخرج من الدنيا لانه تعالى قال
کہ اوسکو شیطان سی محفوظ رکہتا ہی شیطان کو اوسپر تسلط نہین دیتا چوتہی یہہ کہ خوف سی مامون رہتا ہی اس سی پہلی کہ دنیا مین سی روانہ ہو کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی

تتنزل عليهم الملئكة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون ويجب له على الناس اربعة اشياء
اون پر اوترتی ہین فرشتی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کہاؤ اور خوشی سنو اوس بہشت کی جسکا تمکو وعدہ تہا اور اور لوگوں پر اوسکا چار حق واجب ہوجاتی ہین

اولها ان يحبوه لانه تعالى قد احبه والثاني ان يدعوا له بالثبات على التوبة لان الثبات على التوبة اشد من
اول یہہ کہ اوس سی محبت کیا کرین کیونکہ اللہ تعالی اوس سی محبت کرتا ہی دوسری یہہ کہ اوسکی حق مین توبہ پر قایم رہنی کی دعا کیا کرین اسلئی کہ توبہ پر قایم رہنا توبہ کرنیسی

التوبة والثالث ان يجالسه ويذاكره ويعاونه والرابع ان لا يعيّره بما سلف عن ذنوبه لانه تعالى قال حكاية

دشوار تر ہی تیسری یہہ کہ اوسکی پاس بیٹھکر یاد الہی اور امداد کیا کریں چوتھی یہہ کہ باعتبار پہلی گناہوں کی طعنہ زنی نکیا کریں اسلئی کہ اللہ تعالی حضرت یوسف

عن يوسف عليه السلام لا تثريب عليكم اليوم قال الفقيه ابو الليث وذلك ان المؤمن ليس من شانه ان يقع في الذنب

علیہ السلام کی طرف سی حکایت کرتاہی کچھہ الزام نہیں تمپر آج فقیہ ابو اللیث کہتی ہیں یہہ اسلئی ہی کہ مؤمن کی شان سی نہیں ہی کہ گناہ میں مبتلا ہووی

ولا يتعمده كما يدل عليه قوله تعالى وكرّه اليكم الكفر والفسوق والعصيان فانه تعالى قد اخبر انه بغّض على المؤمنين

اور عمدا کیا کری چنانچہ اس آیت سی معلوم ہوتاہی اور برا لگایا تمکو کفر اور گناہ اور بیحکمی کیونکہ اللہ تعالی نی خبر دی ہی کہ ہمنی مؤمنوں پر معصیت کو ناپسند

المعصية فلا يقع المؤمن فيها اذا كان ايمانه حقيقيا لا لسانيا الا في حال الغفلة فاذا تاب عنها لا يجوز ان يعيّر بها قال

کر دیا ہی سو مؤمن گناہ میں نہیں پڑتا اگر اوسکا ایمان حقیقی ہو صرف زبانی ہی نہو مگر غفلت میں پہر جب اوسنی گناہ سی توبہ کی تو جائز نہیں ہی کہ طعنہ زنی کریں

رسول الله صلى الله عليه وسلم الكيّس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہوشیار وہ ہی کہ اپنی جان کو ذلیل رکھی اور آخرت کی واسطی عمل کیا کری اور احمق وہ ہی کہ اپنی جان کو ہوا ہوس کی پیچھی لگاوی اور اللہ سی آرزوئیں

هذا الحديث من حسان المصابيح رواه شداد بن اوس ومعناه ان العاقل من غلب على نفسه وقهرها وحاسبها

طلب کری یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی شداد ابن اوس کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہیں کہ عاقل وہ ہی جو نفس پر غالب آکر اوسکو دبالی اور محاسبہ لیکر

ونظر ما عملت لآخرتها فان وجدها عملت خيرا حمد الله تعالى ويسعى في الازدياد فيه وان وجدها عملت شرا اشتغل

دیکھی کہ آخرت کی لئی کیا عمل کیا ہی اگر جانی کہ نیک عمل کیا ہی تو خدا کا شکر کرکر اسمیں اور زیادہ کوشش کری اور اگر جانی کہ برا کام کیا ہی تو توبہ اور استغفار کرکر

بالتوبة والاستغفار واصلاح الحال بالتوجه الى الطاعات المنجية عن العقبات في العرصات والموصلة الى الدرجات

حال کو درست بناوی طاعات کی طرف متوجہ ہو جو قیامت کی عذاب سی نجات دی اور موت کی بعد بلند درجوں پر پہنچاوی

بعد الممات والعاجز من غلبت عليه نفسه وصار تابعا لها واعطاها ما ارادت من المحرمات والمنهيات

اور بیوقوف وہ ہی جسپر نفس غالب آکر اوسکو اپنا تابع کرلی اور جو چاہی سو محرمات اور منہیات میں سی اوسکو دیوی

وتمنى على الله ان يغفر له ويدخل الجنة من غير التوبة والاستغفار واصلاح الحال وهذا هو الغرور والغرور على

اور اللہ سی یہہ تمنا کری کہ خدا بخشدی اور بلا درستی حال جنت میں داخل کردی اور بی توبہ اور بی استغفار اور یہہ ہی غرور کہلاتا ہی اور غرور جیسی

دہوکا

ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء هو سكون النفس الى ما يوافق الهوى ويميل اليه الطبع عن شبهة وخدعة من

امام غزالی نی احیاء العلوم میں ذکر کیاہی نفس کا اطمینان اور موافق ہوا ہوس کی طبع کا میلان بسبب شبہ اور شیطانی مکر کی ہی

الشيطان فمن اعتقد انه على خير اما في العاجل او في الآجل عن شبهة فاسدة فهو مغرور واكثر الناس يظنون في

سو جو شخص اپنی حالت کو بالفعل یا آخر کو شبہ فاسد کی راہ سی بہتر سمجھتاہی پس وہ دہوکہ میں گرفتار ہی اور اکثر لوگ اپنی دلمیں اپنی حال کو

انفسهم خيرا مع كونهم مخطئين آثمين فهؤلاء مغرورون وان اختلفت اصناف غرورهم وتفاوتت درجاتهم حتى

بہتر سمجھتی ہیں باوجودیکہ خطادار اور گنہگار ہوتی ہیں اب وہ دہوکہ میں ہیں اگرچہ جہات اور طریقی دہوکی کی مختلف اور انکی درجی کم وزیادہ ہوں یہاں تک

كان غرور بعضهم اظهر واكثر من بعض فمنهم من غرتهم الحيوة الدنيا ومنهم من غرهم بالله الغرور اما الذين غرتهم

کہ ہر ایک کا دہوکہ ایک سی فاحش اور بہت بڑہتی ہو پہر بعضی تو دنیا کی دہوکہ میں ہیں اور بعضی اللہ کی ساتہہ دہوکہ میں ہیں پہر جو شخص دنیا کی

الحيوة الدنيا فهم الذين قالوا النقد خير من النسيئة والدنيا نقد والآخرة نسيئة فاذن الدنيا خير فلا بد من ايثارها

زندگی کی دہوکہ میں ہیں سو وہ شخص ہیں جو کہتی ہیں نقد ادہار سی بہتر ہی اور دنیا تو نقد ہی اور آخرت ادہار ہی سو اب دنیا بہتر ہی پس دنیا کا اختیار کرنا ضرور ہی

وهذا القياس فاسد يشبه قياس ابليس حيث قال في حق آدم النبي عليه السلام انا خير منه خلقتني من نار

اور یہہ استدلال فاسد ابلیس کا سا قیاس ہی کہ اوسی آدم علیہ السلام کی حق میں کہا تہا میں اوس سی بہتر ہوں مجکو تو نی بنایا آگ سی

وخلقته من طین والی هؤلاء الاشارة بقوله تعالی الذین اشتروا الحیوة الدنیا بالاخرة فلا یخفف عنهم العذاب
اور اوسکو بنایا خاک سی اور انہی طرف اشارہ ہی اس آیت مین جنہون نی خرید کی دنیا کی زندگی آخرت دیکر سو نہ ہلکا ہوگا اونپر عذاب

ولا هم ینصرون وعلاج هذا الغرور اما التصدیق بمجرد الایمان والتصدیق بالبرهان اما التصدیق بمجرد الایمان
اور نہ اونکو مدد پہنچی کی اور اس دہوکہ کا علاج یا تصدیق نری ایمانی سی ہی یا تصدیق برہانی سی پہر نری تصدیق ایمان کی

فهو ان یصدق الایات الواقعة فی القران من جملتها قوله تعالی ما عندکم ینفد وما عند الله باق وقوله تعالی
تو یہہ ہی کہ آیات کی جو کہ قرآن میں آئی ہین تصدیق کری جنمین سی ایک یہہ آیت ہی جو تم پاس ہی نبڑ جاویگا اور جو اللہ پاس ہی سو رہتا ہی اور ایک یہہ آیت

والاخرة خیر وابقی وقوله تعالی وما الحیوة الدنیا الا متاع الغرور فانه علیه السلام قد اخبر بذلك طوائف
اور پچہلا گہر بہتر ہی اور رہنی والا اور یہہ آیت اور دنیا کا جینا یہی ہی جنس دغا کی بیشک نبی علیہ السلام نی بہت کفار کو اسکی خبر سنائی

من الکفار فصدقوه وامنوا به ولم یطالبوه بالبرهان وهذا ایمان یخرج العامة من الغرور واما التصدیق
پس اونہون نی سچ مانا اور اوسپر ایمان لائی اور کوئی برہان آپ سی طلب نکی یہہ ایسا ایمان ہی کہ عوام لوگ دہوکہ سی بچ جاتی ہین اور تصدیق برہانی

بالبرهان فهو ان یعرف وجه فساد هذا القیاس الذی نظمه ابلیس فی قلبه فان کل مغرور فلغروره سبب و
یہہ ہی کہ اس قیاس کی فساد کو معلوم کری جو کہ ابلیس نی اپنی دلمین مرتب کیا تہا کیونکہ جو شخص دہوکہ مین آتا ہی تو اوسکا کوئی سبب ہوتا ہی اور

ذلك السبب هو دلیله وکل دلیل نوع قیاس یقع فی القلب ویورث السکون الیه وان کان صاحبه لا یشعر به
وہ ہی سبب اوسکی دلیل ہوتی ہی اور ہر دلیل ایک طرحکا قیاس ہوتا ہی جو دلمین پیدا ہوکر دلکو تسکین دیتا ہی اگرچہ قیاس والی کو اسکی خبر نہو

ولا یقدر علی نظمه بالفاظ العلماء فالقیاس الذی نظمه الشیطان فی قلب المغرور مرکب من اصلین احدهما
اور نہ اتنی استعداد ہو کہ علماء کی طور پر عبارت مرتب کرلی پس وہ قیاس جو شیطان نی بہکی ہوئی کی دلمین مرتب کیا تہا دو اصل سی مرکب ہی ایک تو یہہ

الدنیا نقد والاخرة نسیئة وهذا صحیح والثانی النقد خیر من النسیئة وهذا محل التلبیس فلیس الامر کذلك مطلقا
کہ دنیا نقد ہی اور آخرت ادہار ہی یہہ تو صحیح ہی اور دوسرا یہہ کہ نقد بہتر ہوتا ہی ادہار سی یہہ جگہ دہوکہ کی ہی کیونکہ کلیہ یون نہیں ہی

بل اذا کان النقد مثل النسیئة فی المقدار والمقصود فهو خیر منها واما اذا کان اقل من النسیئة فالنسیئة خیر منه
بلکہ نقد اور ادہار دونو اگر مقدار اور مقصود مین برابر ہون تو جب تو نقد بہتر ہی اور اگر نقد مقدار مین ادہار سی کمتر ہو تو پہر نقد ادہار بہتر ہوتا ہی

فان هذا المغرور یبذل فی تجارته درهما نقدا لیاخذ عشرة نسیئة ولا یقول النقد خیر من النسیئة وکذا اذا
کیونکہ یہہ مغرور ہی اپنی تجارت مین ایک روپیہ نقد خرچ کرتا ہی تا کہ دس روپیہ ادہار یعنی انجام کو حاصل کری اب نہین کہتا کہ نقد بہتر ہی ادہار سی اور ایسی ہی اگر

حذره الطبیب من الفواکه ولذائذ الاطعمة یترك ذلك فی الحال خوفا من الم المرض فی الاستقبال والتجار کلهم
طبیب میوی اور لذیذ کہانو نسی منع کردی تو آیندہ کو مرض کی خوف کا مارا فورًا چہوڑ دیتا ہی اور تمام تجارت پیشہ

یرکبون البحار ویختارون مشاق الاسفار فی الحال لاجل الربح والراحة واللذة فی الاستقبال فاذا کانت العشرة فی
دریا کا سفر اور سفر کی مشقتین بالفعل گوارا کر لیتی ہین آیندہ کی منفعت اور آرام اور لذت کی واسطی پہر جب آیندہ کی دس

الاستقبال خیرا من الواحد فی الحال وکذا اذا کان الربح والراحة واللذة فی الاستقبال خیرا من الالم والمشقة فی
حال کی ایک سی اور ایسی ہی آیندہ کی منفعت اور راحت اور لذت حال کی الم اور مشقت سی بہتر ہوئی تو

الحال فقس لذة الدنیا وراحتها من حیث مدتها بالنسبة الی مدة الاخرة فان اقصی عمر الانسان مائة سنة
پس دنیا کی لذت اور راحت کو باعتبار دنیا کی مدت کی آخرت کی مدت کی نسبت قیاس کرلی کیونکہ انسان کی بڑی سی بڑی عمر سو برس کی ہوتی ہی

قلما یتجاوزعنها وهو لیس عشر عشیر من جزء من الف جزء من مدة الاخرة فکانه ترك واحدا لیاخذ الف الف
اس سی بہت کم بیشی پاتا ہی سو یہہ سوان حصہ بہی نہین ہی ہزارین حصہ مین کا آخرت کی مدت مین سی گویا اسی ایک کو دس لاکہہ لینی کی واسطی ترک کیا

بل ابیا خذ مالا نهایة له هذا من حیث المدة واما من حیث النوع فلذات الدنیا مکدرة مشوبة بانواع الالام

بلکہ بے نہایت کی واسطے یہہ فرق ایش تو باعتبار مدت کی ہی اور باعتبار خوبی قسم کی سو دنیا کی لذتیں طرح طرح کی الم سی مکدر اور سختیون سی آلودہ ہین

والشدائد ولذات الاخرة صافیة غیر مکدرة فاذن یظهر غلطه فی قوله النقد خیر من النسیئة وعند ذلك

اور آخرت کی لذتین صاف اور مصفا اب اوسکی غلطی صاف ظاہر ہوتی ہی کہ نقد بہتر ہوتا ہی اودہار سی اور اسوقت

یرجع الشیطان الی قیاس اخر وهو ان الیقین خیر من الشك والدنیا یقین والاخرة شك فلا یترك الیقین وهذا

شیطان ایک اور قیاس منتظم کرتا ہی اور وہ یہہ ہی یقین بہتر ہوتا ہی شک سی اور دنیا تو یقینی ہی اور آخرت مین شک ہی سو یقین کو ترک نہین کرسکتی اور یہہ

القیاس اکثر فسادا من الاول لکون کل من اصلیه باطلا لان کون الیقین خیرا لیس الا اذا کان مثله لا مطلقا

قیاس پہلی قیاس سی خراب تر ہی کیونکہ اسکی دونوا اصل غلط ہین اسلئی کہ یقین جب ہی بہتر ہوتا ہی کہ شک کی مثل ہووی کچہہ کلیہ نہین ہی

الا تری ان التاجر فی تعبه علی یقین وفی حصول ربحه علی شك وکذا المریض یشرب الدواء البشیع الکریه وهو فی

کیا تو نہین دیکہتا کہ سوداگر اپنی مشقت کو یقینی جانتا ہی اور فائدہ ہونی مین شک پر ہی اور ایسی بیمار کڑوی بدمزہ دوا پیتا ہی تلخی دوا کی تو یقینی ہی

مرارة الدواء علی یقین وفی حصول الشفاء علی شك لکن یقول الم مرارة الدواء قلیل بالنسبة الی الم امتداد المرض المؤدی

اور صحت ہونی مین شک ہی پروہ یہہ کہتا ہی کہ الم کڑوی دوا کا بنسبت الم زیادتی مرض کی کمتر ہی جس مین

الی الهلاك فمن کان علی شك فی امر الاخرة یجب علیه ان یقول الصبر فی ایام قلائل وهو منتهی الامر قلیل بالنسبة

مر بہی جاتی ہین پہر جسکو آخرت کی باب مین شک ہو تو اوس پر یہہ تصور واجب ہی کہ صبر کرنا چند روز کا یعنی آخر حیات تک بہ نسبت

الی ما یقابله من امر الاخرة فان کان ما یقال فیه کذبا فما یفوتنی الا التنعم ایام حیاتی وقد کنت فی العدم من الازل

اپنی مقابل یعنی آخرت کی کمتر ہی کیونکہ آخرت کا حال جو مشہور ہی اگر جہوٹ نکلا تو میرا اسوا عیش زندگانی کی کیا جاتا رہیگا اور بیشک مین ازل سی

الی الان واحسب انی بقیت فی العدم ولم اتنعم وان کان ما یقال فیه صدقا ابقی فی النار دهرا طویلا وهذا مما

اب تک نابود ہی تہا سو مین سمجہونگا معدوم ہی رہا عیش حاصل نہوا اور اگر یہہ مشہور سچ ہوا تو مین زمانہ دراز تک آگ مین جلونگا اس مصیبت کی طاقت

لا یطاق به وکذلك قال علی لبعض الملحدین المنکرین للاخرة ان کان ما قلتم حقا تخلصتم وتخلصنا وان کان

ہرگز نہین ہی ایسا ہی علی رضی اللہ عنہ نی ایک ملحد سی جو آخرت کا منکر تہا جواب مین یہہ فرمایا جو تو کہتا ہی اگر سچ ہوا تو تم بہی بچی اور ہم بہی بچی اور اگر

ما قلنا حقا تخلصنا وهلکتم ولیس هذا القول منه علی شك فی الاخرة بل کلم الملحد علی قدر عقله وبین له

ہمارا قول حق ہوا تو ہم بچی اور تم مارے گئی اور یہہ قول علی کا آخرت میں کچہہ شک کی راہ سی نہ تہا بلکہ ملحد سی اوسکی عقل کی موافق کلام کیا اور اوسکو ظاہر کردیا

انه وان لم یکن متیقنا فهو مغرور واما الاصل الثانی الذی هو ان الاخرة شك فهو باطل ایضا لان ذلك یقین

کہ بلا شبہ اگر وہ نہین یقین رکہتا تو وہ دہوکہ مین ہی اور اس قیاس کی دوسری اصل یعنی آخرت مشکوک ہی یہہ بہی باطل ہی اس لئی کہ مومن کی نزدیک

عند المؤمن وایمانه یدفع غرور الشیطن الا انه اذا ترك اوامر الله تعالی وضیع الاعمال الصالحة ولابس المعاصی

یقینی بات ہی اور اوسکا ایمان شیطان کی فریب کو دفع کر دیتا ہی پر اتنا ہی کہ اسنی جب احکام الٰہی کو ترک اور اعمال صالحہ کو ضایع کیا اور معاصی

والمنکرات یکون مشارکا للکفار فی هذا الغرور لانه وان کان معترفا بکون الاخرة خیرا من الدنیا لکنه مال

اور منکرات مین مبتلا ہوا تو اس دہوکہ مین کفار کا شریک ہوگیا اسواسطی کہ اگرچہ آخرت کو دنیا سی بہتر جانتا ہی اور اقرار کرتا ہی پر دنیا کی طرف راغب ہوکر

الی الدنیا واثرها علی الاخرة واستحق ان یکون من اهل النار کالکفار الا ان امره یکون اخف لان اصل الایمان

دنیا کو آخرت پر پسند کرلیا ہی اور سزاوار ہی کہ کفار کی طرح ناری ہووی لیکن اسکا حال بہ نسبت کفار کی خفیف تر ہی کیونکہ اصل ایمان

ینجیه من العذاب الابدی ویخرجه من النار ولو بعد حین وهذا هو فائدة مجرد الایمان وحده واما

ابدی عذاب سی بچا کر دوزخ مین سی نکال دیگا اگرچہ کچہہ مدت کی بعد اتنا تو فائدہ نری ایمان کا ہی اور رہا

الفوز بالمقصود فلا یکفی له مجرد الایمان وحده بل لابد من ضم العمل الصالح الیه کما یدل علیه ایات القران

حاصل کرنا درجات مقصود کا سو اسمین نرا ایمان کافی نہین ہی بلکہ اوسکی ساتہہ عمل صالح بہی چاہیئی چنانچہ قرآن کی آیات سی معلوم ہوتا ہی

من جملتها قوله تعالی وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحا ثم اهتدی وقوله تعالی ان رحمت الله قریب

اونہین سی ایک یہہ آیت ہی اور میری بخشش ہی اوسپر جو توبہ کری اور یقین لاوی اور کری بہلا کام پہر راہ پر رہی اور یہہ آیت بیشک مہر الله کی نزدیک ہی نیکی والون سی

وقوله تعالی والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصلحت فوعد المغفرة فی کتاب الله تعالی منوط

اور یہہ آیت قسم اوتری دن کی مقرر انسان ہی ٹوٹا ہی مگر جو یقین لائی اور کی بہلی کام پس کتاب الله مین بخشش کا وعدہ ایمان

بالایمان والعمل الصالح جمیعا لا بالایمان وحده فمن اقر بلسانه ان الاخرة خیر وابقی ثم ترك العمل واشتغل بالمعاصی

اور عمل صالح دونو پر موقوف ہی نری ایمان پر نہین پہر جسنی زبانسی یہہ اقرار کیا کہ آخرت بہتر اور رہنی والی ہی پہر عمل خیر ترک کرکر معاصی مین مشغول ہوا

فهو من المغرورین بالدنیا والمسرورین بها والمحبین لها والکارهین للموت خیفة فوات لذاتها لا خیفة فوات لذات

تو وہ دنیا کی دہوکہ مین آیا ہوا ہی دنیا پر خوش ہوتا ہی اور اوسکی محبت مین موت سی ڈرتا ہی مبادا دنیا کی لذت فوت ہو جاوی یہہ خوف نہین ہی کہ آخرت کی لذت

الاخرة وحصول عقابها فهؤلاء هم الذین غرتهم الحیوة الدنیا وهم عن الاخرة هم غفلون والذین غرهم بالله الغرور

فوت ہوکر عقاب ہونی لگی سو یہہ وہ لوگ ہین جنکو دہوکہ دیا دنیا کی زندگی نی اور وہ آخرت سی بی خبر ہین اور جنکو دہوکہ مین ڈالا الله کی نام سی غرور نی

فهم الذین یهملون الاعمال ویشتغلون بالمنکرات ویقولون ان الله کریم رحیم نرجو رحمته ومغفرته وهذا

وہ وہی لوگ ہین جو اعمال میں سستی کرتی ہین اور منکرات مین مشغول رہتی ہین اور کہتی ہین کہ الله کریم اور رحیم ہی اوسکی رحمت اور مغفرت کی امید ہی یہہ

الکلام وان کان صحیحا فی نفسه مقبولا فی القلوب الا ان الشیطان لا یغوی الانسان الا بکلام مقبول الظاهر

بات اگرچہ حقیقت مین راست ہی دل مانتی ہین پر انسان کو شیطان ایسی ہی بات سی بہکاتا ہی جو ظاہر مین مقبول ہو

مردود الباطن ولولا حسن ظاهره لما انخدعت به القلوب لکن النبی علیه السلام کشف عن ذلك بقوله الکیس

اور باطن مین مردود اور اگر ظاہر مین پسندیدہ نہووی تو اوسکی بات پر دل ہرگز فریب نکہاوین لیکن نبی علیہ السلام نی اسکو ظاہر کر دیا یہہ فرمایا کہ ہوشیار

من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله وهذا التمنی هو الغرور الذی غیر

وہ ہی کہ اپنی آپ کو حقیر سمجہی اور آخرت کی لئی عمل کری اور احمق وہ ہی کہ ہوا ہوس کی پیچہی لگا ہی اور الله پر آرزوئین کری یہہ آرزو لگانی ہی دہوکا ہی جسکا شیطان نی بدل کر

الشیطان اسمه وسماه رجاء حتی خدع به کثیرا من الناس وقد شرح الله الرجاء بقوله الذین امنوا وهاجروا

رجا نام رکہا ہی یہان تک کہ بہت لوگون کو اس فریب مین لی لیا ہی اور رجا کی شرح الله تعالی نی اس آیت مین آپ کر دی ہی جو لوگ ایمان لائی اور ہجرت کی

وجاهدوا فی سبیل الله اولئك یرجون رحمت الله وقیل للحسن قوم یقولون نرجو الله ویضیعون العمل فقال

اور لڑی الله کی راہ مین وہ امیدوار ہین الله کی مہر کی کسینی حسن سی کہا ایک لوگ یہہ کہتی ہین الله سی ہمکو امید ہی اور عمل خیر ضایع کرتی ہین حسن نی کہا

هیهات هیهات تلك امانیهم یترددون فیها من رجا شیئا طلبه ومن خاف شیئا هرب منه وکما لا ینبت فی الدنیا

افسوس افسوس یہہ آرزوئین ہین انکی فکر مین پڑی ہین جو شخص کسیکی آرزو کرتا ہی تو اوسکو طلب کرتا ہی اور جو کسی بات سی ڈرتا ہی تو اوس سی بہاگتا ہی اور جیسی دنیا مین

زرع الا بالحراثة کذلك لا یحصل فی الاخرة اجر وثواب الا بالایمان والعمل وکما کان معتوها من رجا ولدا ولم ینکح

کہیتی بدون بوئی نہین اگتی ایسی ہی آخرت مین اجر اور ثواب بدون ایمان اور عمل کی نہین ملتا اور جیسی نادان کہلاتا ہی جو شخص اولاد کی آرزو کری اور نکاح نکری

او نکح ولم یجامع او جامع ولم ینزل کذلك یکون معتوها من رجا رحمة الله تعالی ولم یؤمن او امن ولم یعمل

یا نکاح تو کری پر صحبت نکری یا جماع بہی کری پر منزل نہو ایسی ہی نادان کہلاتا ہی جو شخص رحمت الٰہی کی امید رکہی اور ایمان نہ لاوی یا ایمان لاوی پر عمل صالح

الصالحات او عمل الصالحات ولم یترك السیات وکما ان من نکح وجامع وانزل ینبغی له ان یرجو حصول الولد

نکری یا اعمال صالح بہی کری پر برائیان نچہوڑی اور جیسی جو شخص نکاح کری پہر جماع کری اور منزل ہووی تو اوسکو لایق ہی کہ اولاد کی آرزو کری

وان یخاف عدم حصوله کذلک ان من امن وعمل الصلحت وترک السیات ینبغی له ان یرجو حصول
اور اولاد نہونی کا بہی خوف کری ایسی ہی جو شخص ایمان لایا اعمال نیک کئی اور برائیان چہوڑ دین تو اوسکو لایق ہی کہ اجر اور ثواب کا
الاجر والثواب وان یخاف عدم حصوله فالواجب علی المؤمن ان یتوب عن السیات ویداوم علی الطاعات
متوقع ہووی اور محرومی سی ڈرتا رہی پس مؤمن پر یہہ واجب ہی کہ برائیون سی توبہ کری اور ہمیشہ طاعات کرتا رہی
ثم یکون بین الخوف والرجا ولا یقنط من رحمة الله تعالی ولا یامن من عذاب الله تعالی فان المنهمک فی المعاصی
پہر خوف اور رجا دونو رکہی اور اللہ کی رحمت سی نا امید اور عذاب الہی سی بیخوف نہو بیشک جو شخص گناہون مین مبتلا ہی
قد یخطر له التوبة فیقول له الشیطن انی یقبل توبتک مع ارتکابک امثال تلک الذنوب فیجب عند
اوسکی دل پر کبہی توبہ کا خیال آتا ہی پر اوسکو شیطان یون بہکاتا ہی تیری توبہ کب قبول ہوتی ہی تو ایسی ایسی گناہون مین گرفتار ہی پس ایسی حالت مین واجب ہی
ذلک قمع القنوط بالرجا ویقول ان الله کریم رحیم یغفر ذنوب التائبین لانه تعالی قال وانی لغفار لمن
کہ نا امیدی کو دفع کر کر امیدوار ہوجانا چاہئی اور کہی کہ بیشک اللہ کریم اور رحیم ہی توبہ کرنیوالون کی گناہ معاف کرتا ہی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی البتہ بخشنیوالا ہون جو
تاب ووعد قبول التوبة وقال وهو الذی یقبل التوبة عن عباده فان التوبة طاعة تکفر الذنوب کلها
توبہ کری اور توبہ قبول کرنیکا وعدہ کیا فرمایا اور وہ ہی ہی جو قبول کرتا ہی توبہ اپنی بندون سی بیشک توبہ ایسی عبادت ہی کہ گناہ صغیرہ ہون یا کبیرہ سب اوتار
صغیرها وکبیرها حتی الکفر بخلاف سائر الطاعات فانها لا تکفر الا الصغائر فمن توقع المغفرة مع التوبة فهو
دیتی ہی یہان تک کہ کفر کو بخلاف تمام اور عبادات کی سوا اور عبادات صرف گناہ صغیرہ کو اوتار دیتی ہین پہر جو شخص توبہ کر کر بخشش کا امیدوار ہو تو وہ
راج ومن توقع المغفرة مع الاصرار فهو مغرور وکل توقع یورث التوبة والتشمر علی العبادة فهو رجاء وکل توقع
راجی ہی اور گناہ پر اڑا ہوا بخشش کی توقع کری تو وہ مغرور ہی جس توقع مین توبہ اور عبادت کا عزم حاصل ہووی وہ ہی رجا ہی اور جس توقع مین
یوجب الفتور فی العبادة والرکون الی البطالة فهو غرور فان من خطر له ان یترک الذنوب ویشتغل بالعبادة
عبادت مین قصور اور بیہودگی کی طرف رغبت آوی وہ ہی غرور ہی کیونکہ جسکی دلمین یہہ خیال آوی کہ گناہ سی بچون اور عبادت کرون
یقول الشیطان له مالک تؤذی نفسک وتعذبها ولک رب کریم غفور رحیم فیغتر بذلک عن التوبة والعبادة
تو شیطان اوسکو یہہ وسوسہ دیتا ہی تجہکو کیا ہوا اپنی جان کو تکلیف اور عذاب دیتا ہی تیرا پروردگار تو کریم اور غفور اور رحیم ہی سو اس فریب مین آکر توبہ اور عبادت سی باز رہتا ہی
فهذا غرور وعند ذلک یجب علی العبد ان یستعمل الخوف ویخوف نفسه بغضب الله تعالی وعظیم عقابه
سو یہہ ہی غرور ہی ایسی حالت مین ضرور ہی کہ آدمی خوف کری اور اپنی نفس کو غضب الہی اور اوسکی بڑی عذاب سی ڈراوی اوسکو یہہ سمجہاوی
ویقول لها ان الله تعالی کما کان غافر الذنوب وقابل التوبة فهو شدید العقاب ایضا وانه مع کونه کریما
کہ اللہ تعالی جیسی گناہ معاف اور توبہ قبول کرتا ہی پس وہ عذاب بہی بہت بڑا کرتا ہی اور کریم اور رحیم ہوکر
رحیما خلد الکفار فی النار ابدالاباد مع ان کفرهم لا یضره بل یسلط العذاب والمحن والامراض والعلل والفقر
کفار کو دوزخ مین قدیم کی لئی ڈال رکہا ہی باوجودیکہ اونکی کفر سی اوسکا کیا ضرر تہا ملک دنیا کی اندر اپنی بندون پر عذاب محنت اور دکہ اور بیماری اور فقیری
والجوع علی عباده فی الدنیا مع کونه کریما رحیما قادرا علی ازالتها فمن کان سنته فی عباده کذلک کیف یغتر به
اور بہوک تعینات کر دیتا ہی حال یہہ کہ کریم ہی اور رحیم ہی قدرت والا سب تکلیفین دور کر سکتا ہی پہر جسکا بندون کی حق مین یہہ طرز ہو تو آدمی کب فریفتہ
العبد ولا یخافه وقد خوفه عقابه ورجاء اکثر الخلق فی هذا الزمان هو سبب فتورهم عن العمل واقبالهم علی الدنیا
ہو سکتا ہی کہ اوسکا خوف اوٹہا رکہی اور وہ بیشک اپنی عقاب سی ڈرا چکا ہی اور اس زمانہ مین اکثر خلق کو ایسی رجا ہی کہ عمل مین سست دنیا پر متوجہ
واعراضهم عن طاعة الله تعالی واهمالهم السعی للاخرة وهم لا یعلمون انه غرور ولیس برجاء وقد اخبر النبی علیه السلام
طاعت الہی سی بی پرواہ آخرت کی سعی مین چیست کو ضعیف کر دیتی ہی اور یہہ نہین سمجہتی کہ یہہ شیطانی دہوکہ ہی رجا نہین ہی اور بیشک نبی علیہ السلام خبر دی

ان الغرور سيغلب على اخر هذه الامة قال الامام الغزالي قد كان ما اخبر به النبي عليه السلام فان الناس في الزمان
بچکی ہین کہ غرور آخر کو اس امت کا جلد زور پکڑ جاویگا امام غزالی کہتی ہین کہ نبی علیہ السلام نی جو خبر دی تہی وہ ہو گئی کیونکہ اول زمانہ مین لوگ ہمیشہ

الاول كانوا يواظبون على الطاعات والعبادات ويبالغون في الاحتراز عن الشبهات والشهوات ومع ذلك كانوا
طاعت اور عبادت مین مشغول رہتی تہی اور شبہات اور شہوات سی خوب بچتی تہی اور پہر بہی اپنی حال پر

يخافون على انفسهم ويبكون في الخلوات واما الان فترى الخلق آمنين فرحين غير خائفين مع اصرارهم على
ڈرتی رہتی تہی اور تنہائی مین رویا کرتی تہی اور اب اس زمانہ مین دیکہتی ہو کہ خلقت امن کی اندر خوش وخورم بی خوف وہراس معاصی پر اڑی ہوئی

المعاصي وانهماكهم في الدنيا واعراضهم عن طاعة الله تعالى ويزعمون انهم واثقون بكرم الله تعالى وفضله و
اور دنیا مین کہپی ہوئی طاعت الہی سی بی پرواہی اور کہتی ہین ہمکو اللہ کی کرم اور فضل پر بڑا بہروسہ ہی اور اوسکی

راجون لعفوه ومغفرته ويقولون ان نعمته واسعة ورحمته شاملة واين معاصي العباد في بحار مغفرته ويسمون
درگذر اور بخشش کی امید ہی اور کہتی ہین کہ اوسکی نعمت فراخ ہی اور رحمت عام اور بندون کی معاصی کی اوسکی دریای مغفرت مین کیا اصل ہی اور اس تمنی

تمنيهم واغترارهم رجاء ويقولون ان الرجاء مقام محمود في الدين فكانهم يزعمون انهم عرفوا من كرم الله تعالى و
اور اغترار کا نام رجا رکہہ چہوڑا ہی اور کہتی ہین کہ رجا دین مین پسندیدہ مقام ہی سو گویا یہہ کہتی ہین کہ ہم اللہ کا کرم اور فضل

فضله ما لم يعرفه الانبياء والصحابة والسلف الصالح

المجلس الثامن والستون في بيان فضيلة التقوى

ایسا جانتی ہین کہ انبیا اور صحابہ اور صلحاء پیشین نہین جانتی تہی

اٹہسٹہوین مجلس تقوی اور حسن خلق کی فضیلت مین اور بیان دونو کی حقیقت کا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتدرون ما اكثر ما يدخل الناس الجنة تقوى الله وحسن الخلق هذا الحديث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تم جانتی ہو کیا چیز ہی جو جنت مین لوگون کو زیادہ لیجاویگی پرہیزگاری اور عادت نیک یہہ حدیث

من حسان المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان اكثر اسباب السعادة الابدية انما يحصل بالجمع بين هاتين الخصلتين
مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ اکثر سبب سعادت ابدی کا بدون جمع کرنی ان دونو خصلتون کی حاصل نہین ہو سکتا

فان التقوى اشارة الى حسن المعاملة مع الخالق وحسن الخلق اشارة الى حسن المعاملة مع الخلق فعلى هذا ينبغي
کیونکہ تقوی ہی اشارہ طرف نیک معاملہ کی ہی ساتہہ خالق کی اور حسن خلق اشارہ طرف نیک معاملہ کی خلقت سی اسکی موافق لایق ہی

لمن علم ان سعادة الدنيا فانية وان سعادة الاخرة باقية ان يختار سعادة الاخرة على سعادة الدنيا وسعادة
اوسکو جو یہہ جانتا ہی کہ سعادت دنیوی فنا ہونیوالی ہی اور سعادت اخروی رہنی والی کہ سعادت اخروی کو سعادت دنیوی پر پسند کری اور سعادت

الاخرة لا تحصل الا بتقوى الله تعالى لان حسن الخلق وان ذكر معها اهتماما بشأنه الا انه داخل فيها لانها عبارة عن
اخروی بدون تقوی الہی کی حاصل نہین ہوتی کیونکہ حسن خلق اگرچہ اوسکی ساتہہ عظمت شان کی لئی مذکور ہی پر وہ تقوی ہی مین داخل ہی اسلئی کہ تقوی ہی نام ہی

اجتناب المنكرات والمنهي عنها واتيان المعروفات والمامور بها وبها تحصل خيرات الدنيا والاخرة اما الخيرات الدنيوية
منکرات اور ممنوعات سی بچنا اور امور حسنہ اور خدا کی فرمود کو بجالانا اور اسی مین دنیا اور آخرت کی خوبیان موجود ہین پہر خوبیان دنیا کی

فمنها الحفظ والحراسة كما قال الله تعالى وان تصبروا وتتقوا لا يضركم كيدهم شيئا ومنها النجاة من الشدائد والرزق من
ایک اونمین سی حفاظت اور نگہبانی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور اگر تم ٹہری رہو اور بچتی رہو تو کچہہ نہ بگڑیگا تمہارا اونکی فریب سی اور انہین سی سختیون سی نجات پانی اور حلال روزی

الحلال كما قال الله تعالى ومن يتق الله يجعل له مخرجا ويرزقه من حيث لا يحتسب واما الخيرات الاخروية
چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو کوئی ڈرتا ہی اللہ سی وہ کردی اوسکا گذارہ اور روزی دی اوسکو جہان سی اوسکو خیال نہو اور آخرت کی خوبیون مین سی یہہ ہی

فمنها اصلاح العمل كما قال الله تعالى يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله وقولوا قولا سديدا يصلح لكم اعمالكم ومنها
درستی عمل کی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی ای ایمان والو ڈرتی رہو اللہ سی اور کہو بات سیدہی کہ سنوار دی تمکو تمہاری کام اور انہین سی

قبول العمل کما قال الله تعالی انما یتقبل الله من المتقین ومنها الاکرام والاعزاز کما قال الله تعالی ان اکرمکم

قبولیت عمل کی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ قبول کرتا ہی سو ادب والون سی اور انہین سی اکرام اور عزت چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی بیشک عزت اللہ کی ہان

عند الله اتقکم ومنها البشارة کما قال الله تعالی الذین امنوا وکانوا یتقون لهم البشری فی الحیوة الدنیا

اوسیکو بڑی جسکو ادب بڑا اور انہین سی مژدہ چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی جو لوگ یقین لائی اور رہی پرہیزگاری کرتی اونکو ہی خوشخبری دنیا کی جیتی

وفی الاخرة ومنها النجاة من النار کما قال الله تعالی ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظلمین فیها جثیا ومنها الخلود

اور آخرت مین اور انہین سی دوزخ سی نجات چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی پہر بچا لینگی ہم اونکو جو ڈرتی رہی اور چہوڑ دینگی گنہگارون کو اوسمین اوندہی پڑی اور انہین سی جنت

فی الجنة کما قال الله تعالی لکن الذین اتقوا ربهم لهم جنت تجری من تحتها الانهر خالدین فیها ومنها الدرجة

مین ہمیشہ کو رہنا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی لیکن جو لوگ ڈرتی رہی اپنی رب سی اونکو باغ ہین جنکی نیچی بہتی ندیان رہ پڑی اوسمین اور انہین سی درجہ بلند

العلیا والمرتبة القصوی التی هی محبة الله تعالی کما قال الله تعالی ان الله یحب المتقین ولو لم یکن فی

اور انتہا کا مرتبہ یعنی محبت الہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ کو خوش آتی ہین احتیاط والی اور اگر تقوی مین

التقوی سوی هذه الخصلة لکفت فکیف لا یسعی العبد فی تحصیلها مع ان لها فضائل کثیرة سواها و

سوای اسکی کوئی خصلت نہوتی تو بہی کافی تہی پہر آدمی کیونکر نہ سعی کرکر اوسکو حاصل کری باوجودیکہ اوسمین اسکی سوای بہت فضیلتین ہین اور

القران مملو بذکر فضائلها فانه تعالی قال فی ایة الله ولی المتقین وقال فی ایة اخری والعاقبة للمتقین

قرآن اسکی فضائل سی پری بیشک اللہ تعالی ایک آیت مین فرماتا ہی اللہ رفیق ہی ڈرنیوالون کا اور دوسری آیت مین فرمایا اور آخر بہلا ہی ڈر والون کا

وقال فی ایة اخری وازلفت الجنة للمتقین وغیرها الایات الدالة علی فضیلة التقوی فانه تعالی قد وصی

اور ایک اور آیت مین فرمایا اور نزدیک لائی گئی بہشت ڈر والون کی اور سوا اسکی اور آیتین جو تقوی کی فضیلت پر دلالت کرتی ہین اور اللہ تعالی نی بیشک

بها الاولین والاخرین من حیث قال ولقد وصینا الذین اوتوا الکتب من قبلکم وایاکم ان اتقوا الله والحاصل

پہلون اور پچہلون کو وصیت کی ہی چنانچہ فرماتا ہی اور ہمنی کہہ رکہا ہی پہلی کتاب والون کو اور تمکو کہ ڈرتی رہو اللہ سی حاصل یہہ ہی

انها اجماع کل خیر وهی فی اللغة فرط الصیانة وفی عرف الشرع عبارة عن التوقی عما یضره فی الاخرة من فعل او

کہ اسمین تمام خوبیان جمع ہین اور تقوی لغت مین خوب احتیاط کرنی اور عرف شرع مین ایسی اعمال سی بچنی کو کہتی ہین جو کرنی سی چہوڑنی سی آخرت مین ضرر

ترک فیلزم اجتناب الکبائر بالاتفاق فی تحصیلها وعند البعض یلزم اجتناب الصغائر ایضا

پہنچاوی سو واسطی حصول تقوی کی کبایر سی بچتی رہنا بالاتفاق لازم ہی اور بعضون کی نزدیک تقوی کی لئی صغایر سی ہی بچنا ضرور ہی

فی تحصیلها وهو الحق وقیل لا یلزم اجتنابها لانها مکفرة عن مجتنب الکبائر

اور یہی قول حق ہی اور کوئی کہتا ہی صغائر سی اجتناب ضروری نہین کیونکہ صغائر اوسکی اوتر جاتی ہین جو کبایر سی بچتا ہی

فلا یستحق العبد بها العقوبة لقوله تعالی ان تجتنبوا کبائر ما تنهون عنه نکفر عنکم سیاتکم لکن هذا خطا

سو بندہ صغایر کی بدلی سزاوار عقوبت کا نہین ہوتا اس آیت سی اگر تم بچتی رہو گی بڑی چیزون سی جو تمکو منع ہوئین تو ہم اوتار دینگی تمسی تقصیرین تمہاری لیکن یہہ رائی

مخالف لقواعد اهل السنة لان العقاب علی الصغیرة جائز عندهم ولو مع اجتناب الکبائر لان بعض المفسرین

خطا اور اہل سنت کی قواعد سی خلاف ہی کیونکہ اہل سنت کی نزدیک صغیرہ پر بہی عذاب کرنا جایز ہی اگرچہ کبایر سی بچتا ہی کہ بعض مفسرین نی اس آیت مین کبایر سی مراد

حملوا الکبائر فی الایة علی انواع الشرک کشرک الیهود والنصاری والمجوس وغیرهم لان المطلق عند عدم القرینة

اقسام شرک لئی ہین جیسی یہود اور نصاری اور مجوس وغیرہ کا شرک کیونکہ مطلق سی بدون قرینہ کی فرد کامل مراد ہوتا ہی اور

ینصرف الی الکامل وهو الشرک وباجتنابه لا یتعین تکفیر غیره بل یبقی فی مشیة الله تعالی لقوله تعالی ان الله لا یغفر ان

فرد کامل شرک ہی اور شرک سی بچنی مین اور گناہ کا اوترنا مقرر نہین ہوتا بلکہ مشیت الہی مین رہتا ہی اس آیت سی بیشک اللہ یہہ نہین بخشتا

يُشرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ مع ان الاصرار على الصغائر كبيرة فلا يكون مكفرة بل لابد من اجتنابها

کہ اوسکا شریک ٹہراوی اور اوس سی نیچی بخشتا ہی جسکو چاہی باوجودیکہ صغایر پر جمی رہنا کبیرہ ہوتا ہی پہر کفارہ کب ہوسکیگا بلکہ اوسی بہی اجتناب ضروری ہی

وقد روی عن عطیة انه علیه السلام قال لا یبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع ما لا باس به حذرا

اور عطیہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا آدمی درجہ تقوی کا نہیں پاتا جبتک لاباس کو نچہوڑی بخوف ابتلا ادنی زلہ کی

عما به باس وهذا الحدیث نص فی لزوم اجتناب الصغائر فی تحصیل التقوی لانها علی تقدیر کونها مکفرة عن مجتنب

اس حدیث سی صاف ظاہر ہی کہ اجتناب صغائر سی واسطی حصول درجہ تقوی کی ضروری ہی کیونکہ صغائر کو مانا کہ کبایر کی بچنی والی سی اوترجاتی ہیں

الکبائر یکون مما لا باس به فیلزم اجتنابها مع ان المعنی اللغوی الذی هو فرط الصیانة یقتضی اجتناب الکبائر و

پہر لاباس بہ میں تو داخل ہیں پس صغائر سی اجتناب لازم ہی باوجودیکہ لغوی معنی کی رعایت یعنی خوب احتیاط کرنی تقاضا یہہ ہی کہ کبائر سی اور

الشبهات ایضا لکن الاحتراز عن جمیع الشبهات لا یمکن فی هذا الزمان کما قال قاضیخان فی فتاواه لیس زماننا زمان

شبہات سی بہی بچی لیکن اس زمانہ میں تمامی شبہات سی احتراز نہیں ہوسکتا چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی میں کہتی ہیں ہمارا زمانہ شبہات کا زمانہ نہیں ہی

الشبهات وعلی المسلم ان یتقی الحرام العائن وکذا قال صاحب الهدایة فی التجنیس وزمانهما قبل ستمائة سنة وقد بلغ

مسلم کا یہی ذمہ ہی کہ حرام ظاہر سی پرہیز رکہی اور ایسا ہی ہدایہ والا تجنیس میں کہتا ہی اور ان دونو کا زمانہ چہہ سو برس سی پہلی ہی اور اب تو

التاریخ الان ما بلغ ولا شك ان الفساد والتغیر یزیدان بزیادة بعد الزمان عن عهد النبوة والسبب فی عدم امکان

زمانہ کا حال ہی سوہی اور اسمیں کچہہ شک نہیں ہی کہ عہد نبوت سی زمانہ جتنا دور ہوتا جاتا ہی فساد اور تغیر بڑہتی جاتی ہیں اور اس زمانہ میں شبہات سی

الاحتراز عن الشبهات فی هذا الزمان عدة امور الاول ان قوام البدن انتظام المعاش لیس الا بالنقود والحبوب ونحوها

احتراز نہوسکنی کی کئی سبب ہیں اطمایہہ کہ بدن کی تندرستی اور گذران کا انتظام بدون نقود اور دانہ وغیرہ کی

مما یخرج من الارض والغالب المستعمل فی النقود والفسوخ لیس الا الدراهم وقد صغروها بحیث لا یعلم کم منها یبلغ قدر

جو زمین سی پیدا ہوتا ہی نہیں ہوتا اور اکثر معاملات کی کرنی اور توڑنی میں چلن سوای دراہم کی نہیں ہی سو انکو اتنا کم کر ڈالا ہی کہ اصلا معلوم نہیں ہوتا کہ انمیں سی کی

وزن درهم واحد شرعی بل الطامعون من اخساء الفسقة والکفرة لا یزالون یقطعونها حتی صار المقطوع فی الدراهم

درہم برابر ایک درہم شرعی کی ہوسکتی ہیں بلکہ لالچی فرومایہ فاسق اور کفار ہمیشہ دراہم کو کترتی جاتی ہیں یہاں تک کہ کترا ہوا بچی سی بڑہتی

غالبا علی غیره وسبب ذلك ترکوا وزنها وجعلوها من المعدودات فی التبائع والاستقراض والفضة وزنیة ابدا

ہوگیا ہی اسکا باعث یہہ ہوا ہی کہ دراہم کو تولنا چہوڑ دیا ہی اور انکو بیوع اور قرض وغیرہ میں معدود ٹہرا رکہا ہی اور چاندی ہمیشہ کی لئی وزنی ہی

لنص الشارع علیه فلا یتبدل بالعرف لان شرط اعتباره عدم النص وهذا مذهب ابی حنیفة ومحمد وروایة ظاهرة

شارع اوسکو صاف فرما چکا ہی سو عرف کی برتاؤ سی بدل نہیں سکتی اسلئی کہ عرف وہاں معتبر ہوتا ہی جہاں نص موجود نہو اور یہہ ہی مذہب ہی ابو حنیفہ اور محمد کا اور یہہ ہی ہی

عن ابی یوسف وفی روایة ضعیفة عنه یعتبر العرف مطلقا فاذا کانت الفضة وزنیته ابدا یلزم بیان وزنها فی

ظاہر روایت ابو یوسف سی اور ایک ضعیف روایت ابو یوسف سی یہہ ہی کہ عرف مطلق معتبر ہوتا ہی پہر جب چاندی ہمیشہ کو وزنی رہی تو اوسکا وزن بیان کر دینا بیوع

التبایع والاستقراض لان بیان مقدار الثمن شرط صحة البیع ونحوه ومقدار الوزن لا یعلم بالعد کما لا یعلم

اور قرض میں ضرور ہوا اسلئی کہ ثمن کی مقدار بیان کرنی بیوع وغیرہ کی صحت کی لئی شرط ہی اور وزن کی مقدار گنتی سی معلوم نہیں ہوتی جیسی تولنی سی

مقدار العددی بالوزن فاذا لم یبین وزنه یفسد البیع والاجارة والقرض ونحوها فیکون ما اشتری بالبیع الفاسد

گنتی معلوم نہیں ہوتی پہر جب اسکا وزن معلوم نہوا تو بیع اور اجارہ اور قرض وغیرہ سب فاسد ہوئی پس جو جو بوسیلہ بیع فاسد کی خریدا

من الطعام والجاریة ملکا للمشتری بعد القبض لکن لا یحل له اکل الطعام ولا وطء الجاریة ولا مخلص منه و

کہانا یا لونڈی یہہ سب بعد قبض کی خریدار کی ملک ہونگی پر اوسکو نہ تناول کہانی کا حلال ہی اور نہ صحبت لونڈی کی اور اس سی کوئی مخلصی نہیں ہی

المعنی الشرعی ما امکن وفرط الصیانة ١٢ م

شرعی معنوں میں جہاں تک ہوسکی پرہیز کرنا ضروری ہی اور خوب احتیاط کا

لاحول

ولا حيلة فيه الا التمسك بالرواية الضعيفة عن ابي يوسف لتعسر الجمع بين العد والوزن خصوصا
اور نہ اسمین کوئی حیلہ بجز تمسک اوسی ضعیف روایت کی جو ابو یوسف سی ہی کیونکہ گنتی اور تول کا جمع کرنا بہت دشوار ہی خاص کر
في حق الفقراء وقد تقرر ان الضرورات تبيح المحظورات والثاني غلبة الطمع على الناس بحيث ترى كثيرا
فقراء کی حق مین اور بیشک ٹھہر چکا ہی کہ ضرورت مین ممنوع چیز مباح ہو جاتی ہی اور دوسرا سبب لوگون پر طمع کا غالب ہو جانا چنانچہ تو اکثر لوگون کو دیکھتا ہی
منهم لا يرضون بحقوقهم ولا يقنعون بحظوظهم بل يتجاوزون الى الحرام والثالث غلبة الظلم بين الخلق
کہ اپنی اپنی حق پر راضی نہین ہوتی اور اپنی اپنی حصہ پر قناعت نہین کرتی بلکہ حرام تک بڑھ جاتی ہین اور تیسری خلقت مین ظلم کا پھیلنا
من الغصب والسرقة والخيانة والتزوير ونحوها والرابع غلبة الجهل على التجار والصناع والاجراء والشركاء
چھین لینا چرا لینا خیانت کرنی دغا کرنی اور مانند اسکی چوتھی اصل یا سبب مین جہالت کا غلبہ سوداگرون اور کاریگرون اور مزدورون اور شرکا پر
في الاصل والعلة فلا يراعون شرائط الشرع في معاملاتهم فاذن معاملاتهم لا تخلو اما ان تبطل فيكون
سو یہہ لوگ شرعی شرطون کی رعایت اپنی کاروبار معاملہ مین نہین کرتی پس اب اونکی معاملات اس سی خالی نہین یا باطل ہونگی پھر تو
مكسوبهم حراما او تفسد فتكره فتكون مكسوبهم خبيثا والحرام لا يكون ملكا بالقبض بل ان امكن الرد
اونکی کمائی حرام ہوگی یا فاسد اور مکروہ ہون کی اب اونکی کمائی خبیث مشکوک ہوگی اور حرام چیز قبضہ کرنی سی ملک نہین ہو جاتی بلکہ اگر اوسکی مالک تک
الى صاحبه يجب الرد اليه ويحصل الاثم بغيره ولا يجوز لاحد اخذه بشراء او اجارة او هبة او صدقة او
ہٹا دینا ممکن ہو تو ہٹا دینا واجب ہوتا ہی اور بدون اسکی گنہگار ہوتا ہی اور کسیکو اوسکا لینا جایز نہین خرید کر یا اجارہ سی یا ہبہ سی یا صدقہ سی یا
نحوها اذ لا يصير بها حلالا وان تعذر الرد الى صاحبه فسبيله التصدق لا غير والخبيث وان كان ملكا
کسی اور وجہ سی مانند اسکی کیونکہ کوئی وجہ حلت کی نہین ہی اور اگر مالک تک پہنچانا دشوار ہو تو اوسکی راہ بجز صدقہ دینی کی کوئی نہین اور خبیث مشکوک اگرچہ قبضہ کرنی سی ملک
بالقبض لكن يجب على مالكه التصدق ويأثم بغيره ولا يجوز لاحد اخذه الا ان يتصدق عليه وهو فقير فاذا
تو ہو جاتی ہی پر مالک کو واجب ہی کہ صدقہ دیدی اور سوا صدقہ کی گنہگار ہوتا ہی اور کسیکو اوسکا لینا جایز نہین ہی الا جسکو صدقہ دیدی اور وہ فقیر ہو جب
كان كذلك فكيف يمكن المعاملة بالناس في هذا الزمان مع الاحتراز عن الشبهات فان كثيرا ما في ايديهم
حال یہہ ہی تو اس زمانہ مین لوگون سی شبہات سی بچکر معاملہ کرنا کیونکر ممکن ہو سکتا ہی کیونکہ اکثر مال جو اونکی قبضہ مین ہین
من الاموال اما حرام او خبيث بسبب ظلم بعضهم بعضا بالغصب والسرقة والخيانة والتزوير ونحوها
یا حرام ہین یا خبیث مشکوک آپکی ظلم سی بسبب غصب یا چوری یا خیانت یا دغا بازی وغیرہ کی
او بسبب عدم مراعاة شرائط الشرع في معاملاتهم فالاخذ بالقول الاحوط والاحتراز عن الشبهات في هذا
یا اپنی معاملات مین شرعی شرایط کی رعایت نکرنی سی پس محتاط قول کو لینا اور شبہات سی بچنا اس
الزمان يستدعي ان لا يعامل مع الناس ويقتضي العزلة عنهم والفرار الى الجبال وسكنى المغارات وبطون الاودية
زمانہ مین یہہ چاہتا ہی کہ لوگون کی ساتھہ کوئی معاملہ نکیجئی اور اونسی سراسر الگ ہوکر پہاڑون مین بھاگ جائی اور غارون اور نالون کی اندر رہا کری
ورتع العشب والكلاء وفي هذا حرج عظيم وتكليف بما لا يطاق وكلاهما منفيان في الشرع بالنص لان الانسان
اور گہانس پھونس کہا لیا کری اور اسمین بڑا ہی حرج اور طاقت سی زیادہ تکلیف ہی اور شرع کی اندر یہہ دونو بدلالت نص نہین ہین کیونکہ انسان کی طبیعت
مدني بالطبع لا يمكنه ان يعيش وحده بل لا بد له ان يعيش مع الناس فيتعين في هذا الزمان لا محالة الاخذ
ملن سار ہی یہہ کب ہو سکتا ہی کہ اکیلا گذران کری بلکہ بالضرور اوسکی گذران آدمیون مین ہوگی پس اس زمانہ مین بالضرور امام دسی روایت ہی لینی چاہئی
بما قال محمد ومن تبعه من المشائخ من جواز اخذ مال الغير باذنه ورضائه بعوض وبغير عوض ما لم يعلم كونه
جو امام محمد کہتی ہین اور اونکی تلمیذ بعضی مشایخ کہ غیر کا مال اوسکی اجازت اور خوشی سی لینا بدلہ مین اور بی بدلہ جب تک صاف حرام معلوم نہو

حراما بعینه تمسکا باصول مقررة فی الشرع من ان الید دلیل الملک وان الاصل فی الاشیاء الاباحة وان

جایز بتاتی ہین قواعد مقررہ شرع سی تمسک کرکر کہ قبضہ دلیل ملک ہوتاہی اور اصل اشیاء مین اباحت ہی اور

الیقین لا یزول بالشک وانما یزول بیقین مثله وان الثمن فی العقود والفسوخ اذا کان من النقود لا یتعین

یقین شک سی دفع نہین ہوتا یقین جب ہی جاتاہی تب ویسا ہی یقین ہو اور ثمن عقود اور فسوخ مین اگر نقد روپیہ ہوتاہی تو تعین کرنی سی

بالتعیین بل یثبت بالذمة حتی لو اشیر الی الثمن النقد ودفع غیره یجوز بخلاف المبیع فانه یتعین بالعقد حتی

متعین نہین ہوتا بلکہ ذمہ پر لازم ہوتاہی یہان تک اگر ثمن نقد کو اشارہ سی متعین کری اور وہ اور روپیہ دیدی تو جایز ہی برخلاف مبیع کی پس مبیع عقد کرنی سی متعین ہوجاتاہی

لا یجوز استبداله باخر واقامته مقامه الا بالفسخ وتکرار العقد وبما قال الکرخی وقد صرحوا بکون الفتوی علیه

یہانتک کہ اوسکو اور مبیع سی بدل دینا اور بدلہ کو اوسکی جگہہ ٹھہرا دینا جایز نہین ہی جبتک پہلا عقد فسخ اور دوبارہ عقد نکیا جاوی اور تمسک کرکے امام کرخی کی قول سی کہ صاف کہہ چکی ہین

فی هذا الزمان ان المشتری بحرام بعینه حلال طیب الا ان یشار الیه حین العقد ثم سلم فح یکون ملکا خبیثا

کہ اس زمانہ مین فتوی اسہی پر ہی کہ شی خریدی ہوئی ثمن معین حرام سی حلال پاکیزہ ہوتی ہی مگر اوس صورت مین کہ عقد کرتی ہوئی اوس ثمن حرام کی طرف اشارہ کرین پہر وہی دیدین

واجب التصدق وبما ذهب الیه ابو حنیفة رح من ان الخلط الرافع للتمیز استهلاک موجب للتملک والضمان وبما روی

اب وہ شی ملک خبیث ہوگی اوسکا صدقہ کردینا واجب ہی اور تمسک کرنا امام ابو حنیفہ کی مذہب سی کہ ملادینا دو چیز کا جسمین امتیاز باقی نرہی ہلاک کردینا ہی اسمین ملک حاصل ہوجاتی ہی اور ضمان

عنه ان سبب الطیب وجوب الضمان لا اداؤه نعم ما لا یدرک کله لا یترک کله فان الاحتراز عن جمیع الشبهات لما

اور تمسک کرنا جو اونسی مروی ہی کہ سبب حلت کا وہ ہی ضمان کا لازم آناہی اوسکا ادا کرنا نہین ان جو چیز سراسر میسر نہ آوی تو سراسر چہوڑنا نہ چاہئی بیشک احتراز تمام شبہات سی چونکہ

لم یکن ممکنا فی هذا الزمان لزم الاحتراز عن الشبهات التی یمکن الاحتراز عنها فی تحقق التقوی لان الطاعة

اس زمانہ مین ممکن نہین ہی تو احتراز کرنا ایسی شبہات سی جو کہ سہل ہین واسطی ثبوت تقوی کی لازم ہی اسواسطی کہ طاعت موافق طاقت کی ہوتی ہی

بحسب الطاقة فمن اتقی عما فی وسعه من الشبهات یرجی من فضل الله تعالی ان یعفو عنه ما لیس فی وسعه

پہر جو شخص اپنی مقدور بہر شبہات سی بچتاہی تو اسد کی فضل سی امید ہی کہ اوسکو وہ معاف کردی جو اوسکی طاقت سی باہر ہی

ویجعل له ثواب المتقین واما طعام اهل الوظائف من الاوقاف او بیت المال فهو کسائر المکاسب فان الکسب

اور اوسکو ثواب متقیون کا عنایت کری اور رہا کہانا وظیفہ دارون کا اوقاف مین سی یا بیت المال مین سی سو وہ ایسا ہی جیسی اور تمام کمائی کیونکہ فائدہ لینا

بالبیع والاجارة ونحوهما اذا روعی فیها شرائط الشرع کما یکون حلالا طیبا کذلک الوقف اذا صح وروعی فیه شرائط

بیع اور اجارہ وغیرہ سی اگر اوسمین شرطین شرعی رعایت کی جاوین جیسی حلال طیب ہوتاہی ایسی ہی وقف اگر صحیح ہو اور شرطین وقف کی اوسمین

الواقف یکون حلالا طیبا وکذا بیت المال یحل لمن کان مصرفا له واخذه بقدر الکفایة وتفصیل الکفایة علی ما

رعایت کی جاوین تو حلال طیب ہوتاہی اور ایسی ہی بیت المال حلال ہوتاہی اگر اوسکی قابل ہو اور بقدر کفایت لیا کری اور تفصیل کفایت کی موافق بیان

فی الاحیاء وغیره من الکتب فی السلوک ولا فرق بین الوقف وبین بیت المال وبین غیرهما من المکاسب فی کون

احیاء وغیرہ کتب کی سلوک مین اور درمیان وقف اور بیت المال وغیرہ آمدنیون کی اس باب مین کچہہ فرق نہین ہی

کل منها حلالا طیبا اذا روعی فیه شرائط الشرع وفی عدم کونه حلالا اذا لم یراع فیه شرائط الشرع وذکر فی الواقعات

کہ یہ سب حلال طیب ہین اگر انمین شرایط شرعی رعایت کیجاوین اور مردار خبیث ہوتی ہین اگر انمین شرایط شرعی رعایت نہوین اور واقعات مین مذکور ہی

ان الذین یقضون ویفتون ویشتغلون بالتعلیم ویاکلون من بیت المال فانهم لیسوا عاملین بالاجرة بل هم عاملون

کہ جو لوگ حکم کرتی ہین اور فتوی دیتی ہین اور درس تدریس مین مصروف رہتی ہین اور بیت المال مین سی کہاتی ہین سو یہ لوگ یعنی قاضی مفتی مدرس مزدور نہین ہین

لله تعالی واجرهم علی الله تعالی وکذلک ما یعطیه الامراء والسلاطین من اموالهم الی رجل حلال ما لم یعلم انه حرام

بلکہ اسد کا کار کرتی ہین اور انکا اجر خدا پر ہی اور ایسی ہی جو کہ امراء اور سلاطین اپنی مال مین سی کسیکو کچہہ دیتی ہین سب حلال ہی جبتک معلوم نہو کہ وہ شی خاص حرام ہی

بعینه نعم درجات الحلال کثیرة عالیة بعضها اعلی من بعض لکن فی زماننا لا یمکن الاخذ بالقول الاحوط فی
ان مرتبہ حلال کی بہت ہین ایک سی ایک بالا پر ہماری زمانہ مین تقوی کی باب مین احتیاط کامل پر عمل کرنا ممکن نہین ہی

التقوی لان الاستقصاء البالغ فی الحلال علی قانون الورع الاعلی فی زماننا مما یفضی الی الحرج وهو مدفوع فی الدین
کیونکہ حلال کی باب مین نہایت درجہ کا مبالغہ کرنی سی موافق قواعد اعلی رتبہ کی پرہیز کی ہماری زمانہ مین بڑا حرج ہوتا ہی اور دین کی اندر حرج نہین ہی

بل الشرع هو المیزان المستقیم فما لا یذمه الشرع فهو حلال رحمة من الله تعالی علی عباده فاذا تمسك احد بالشریعة
بلکہ شرع سیدہی ترازو ہی جسکو شرع ابرا نہ کہی وہ سب حلال ہی یہہ اللہ کی طرف سی بندونکی حال پر کمال رحمت ہی اور جب کوئی شریعت سی سند لاوی

فلیس لاحد ان ینکر علیه لان الانکار علیه استخفاف بالشریعة ومن استخف بالشریعة یخاف علیه زوال الایمان
پہر یہہ کسکا مقدور ہی کہ اوسی انکار کری کیونکہ اسپر انکار کرنا شریعت کی تحقیر ہی اور جو شخص شرع کی تحقیر کری اوسپر کفر کا خوف ہی

اذا تحقق هذا فالورع والتقوی فی هذا الزمان ان یجعل ما فی ید کل انسان ملکا له ما لم یتیقن انه بعینه مغصوب
جب یہہ امر ثابت ہوا تو ورع اور تقوی اس زمانہ مین یہہ ہی کہ جو چیز جس شخص کی قبضہ مین ہی اوسہی کی ملک مانی جاوی جبتک یقینی معلوم نہو کہ یہہ خاص چیز چہینی ہوئی

او مسروق وان علم یقینا ان فی ماله حراما اذ قد قال قاضیخان فی فتاواه رجل دخل علی سلطان فقدم الیه شیئ
یا چورائی ہوئی ہی اگرچہ یہہ بات یقینی معلوم ہو کہ اسکی مال مین حرام ہی ملا جلا ہی اسلئی کہ قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتا ہی کہ ایک شخص حاکم کی پاس گیا حاکم نی اوسی کوئی چیز

من الماکولات ان لم یعلم انه بعینه غصب یحل له ان یاکل لانه لم یعلم بالحرمة والاصل فی الاشیاء الاباحة
کہانیکو دی اگر یہہ نہ معلوم ہو کہ یہہ ہی خاص غصب کی ہوئی ہی تو اوسکو کہا لینا حلال ہی اسلئی کہ اوسکی حرمت معلوم نہین ہی اور اصل اشیاء مین اباحت ہی

وان علم انه بعینه حرام لا یحل له ان یاکل منه لانه علم بالحرمة وسئل ابو بکر البلخی عن الفقیر انه لو اخذ
اور اگر معلوم ہو کہ یہہ خاص چیز حرام ہی تو کہانا حلال نہین ہی کیونکہ حرمت معلوم ہو گئی کسینی ابو بکر بلخی سی فقیر کا حال پوچہا کہ اوسنی اگر

جائزة السلطان مع علمه ان السلطان اخذها غصبا ایحل له ذلك قال ان السلطان ان خلط الدراهم
عطیہ سلطان کا مغصوب جان بوجہہ کر لیلیا تو کیا اوسکو یہہ حلال ہی جواب دیا اگر سلطان نی دراہم ایک قسم کی دوسری

بعضها ببعض فلا باس باخذه وان دفع الیه عین الغصب من غیر خلط لا یجوز له اخذه قال الفقیه ابو اللیث
قسم مین ملا دئی تو لینی مین کچہہ خوف نہین ہی اور اگر اوسکو مغصوب درہم دہ کی وہ ہی بدون ملانی کی دیدئی تو لینا جایز نہین ہی فقیہ ابو اللیث کہتی ہین

هذا الجواب یستقیم علی قول ابی حنیفة اذ عنده من غصب الدراهم من قوم وخلط بعضها ببعض یملکها الغاصب
یہہ جواب ابو حنیفہ کی قول پر درست ہوتا ہی اسلئی کہ امام کی نزدیک اگر کسینی دراہم کسی سی چہین کر ایک کو دوسری مین ملا دئی تو غاصب مالک

ویکون مدیونا لهم وذکر فی بستان العارفین ان الناس اختلفوا فی اخذ جائزة السلطان قال بعضهم یجوز ما
اور اوسکا قرضدار ہو جاتا ہی اور بستان العارفین مین مذکور ہی کہ فقہا مین درباب قبول کرنی عطیہ سلطان کی اختلاف ہی کوئی کہتا ہی جایز ہی

لم یعلم انه یعطیه من الحرام وقال بعضهم لا یجوز اما من اجازه فقد ذهب الی ما روی عن علی بن ابی طالب
جبتک نہ معلوم ہو کہ یہہ حرام کا مال دیا ہی اور کوئی کہتا ہی جایز نہین ہی پہر جو شخص جایز کہتا ہی تو اوسنی وہ اختیار کیا ہی جو علی بن ابی طالب سی روایت ہی

انه قال السلطان یصیب من الحلال والحرام فما یعطیك فخذه فانما یعطیك من الحلال وروی عن عمر انه علیه السلام
کہ فرمایا سلطان کی پاس حلال اور حرام سب آتا ہی پہر جو تجکو دیتا ہی سو لیلی کیونکہ تجکو حلال ہی دیتا ہی اور عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال من اعطی شیئا من غیر مسئلة فلیاخذه فانما هو رزق رزقه الله تعالی وروی عن حبیب بن ابی ثابت انه قال
فرمایا جسکو کوئی شخص بی مانگی کچہہ دیوی تو لی لینا چاہئی کیونکہ وہ اللہ تعالی نی رزق بہیجا ہی اور حبیب بن ابی ثابت سی روایت ہی کہ کہتا ہی

رایت ابن عمر وابن عباس یاتیهما هدایا المختار فیقبلانها مع کونه مشهورا بالظلم وروی محمد بن الحسن عن ابی حنیفة
کہ مینی ابن عمر اور ابن عباس دونو کو دیکہا ہی کہ اونکی پاس ہدیہ مختار کا آتا اور وہ دونو لیلیتی باوجودیکہ مختار ظالم مشہور تہا اور محمد بن الحسن ابو حنیفہ سی اور وہ حماد سی

عن حماد ان ابرهيم النخعي خرج الى زهير بن عبد الله الازدي وكان عاملا على حلوان يطلب جائزة هو وابوزر

روایت کرتی ہین کہ ابراہیم نخعی زہیر بن عبد اللہ ازدی کی پاس جب وہ حلوان کا عامل تہا اپنا جائزہ لینی گئی وہ اور ابوزر ہمدانی دونو

الهمداني قال محمد وبه نأخذ ما لم تعرف شيئا من عطائه حراما بعينه وهذا قول ابي حنيفة المجلس التاسع والستون

محمد کہتا ہی ہماری یہہ ہی سند ہی جبتک نہ معلوم ہو کہ کوئی اُسکی عطیہ مین بعینہ حرام ہی اور یہہ ہی قول ابو حنیفہ کا ہی اونہترون مجلس

في بيان لزوم طلب كسب الحلال واي اطيب من المكاسب واقبح منها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

بیان مین تلاش حلال کمائی کی اور کونسی کمائی پاک ہی اور کونسی بری ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

ان اطيب ما اكلتم من كسبكم وان اولادكم من كسبكم هذا الحديث من حسان المصابيح روته ام المؤمنين

بیشک پاکیزہ تر تمہارا کہانا تمہاری کمائی کا ہی اور تمہاری اولاد بہی تمہاری کمائی ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں مین سی ہی ام المؤمنین عائشۃ کی

عائشة وفيه تحريض على الكسب الحلال لان المراد بالطيب ههنا الحلال ومعنى الكسب الطلب والسعي في تحصيل

روایت سی اسمین کسب حلال کی ترغیب ہی اسلئی کہ طیب سی مراد یہان حلال ہی اور کسب کی معنی تلاش اور کوشش رزق کی واسطی

الرزق وانما جعل الولد كسبا لان الوالد يطلبه ويسعى في تحصيله فيكون من جملة اكسابه فيجوز له ان ياكل

اور اولاد کو کمائی اسواسطی ٹہرایا کہ اولاد کی طلب ہوتی ہی اور اوسکی لئی سعی کرتی ہین پس تو اولاد اوسکی کمائی مین داخل ہی اب اوسکو جایز ہی کہ اگر

من كسبه اذا كان محتاجا والا فلا الا ان يطيب به نفسه قال الفقيه ابو الليث في بستان العارفين كره

محتاج ہووی تو اولاد کی کمائی مین سی کہالی اور نہین تو نکہاوی ہان اگر وہ دل سی خوش ہوتا ہو فقیہ ابو اللیث بستان العارفین مین کہتا ہی بعضی لوگ

بعض الناس الاشتغال بالكسب وقالوا الواجب على كل انسان الاشتغال بعبادة الله والتوكل عليه وحجتهم

کسب اختیار کرنیکو مکروہ کہتی ہین وہ لوگ یہہ کہتی ہین کہ ہر شخص پہ شغل عبادت الٰہی کا اور اوسپر بہروسا کرنا واجب ہی اور اونکی دلیل

قوله تعالى وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون وقال النبي عليه السلام ما اوحي الي ان اجمع المال واكن من التاجرين

یہہ آیت ہی اور مینی جو بنائی جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو اور یہہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مجہپر یہہ وحی نہین آئی کہ مال جمع کر کر تجارت کیا کرون

ولكن اوحي الي ان سبح بحمد ربك وكن من الساجدين واعبد ربك حتى ياتيك اليقين وقال عامة اهل العلم الكسب

لیکن یہہ وحی آئی ہی کہ تو پاکی کر خوبیان اپنی رب کی اور رہ سجدہ کرنیوالومین اور بندگی کر اپنی رب کی جب تک پہنچی تجہکو موت اور عام اہل علم کہتی ہین کہ اتنی مزدوری

بمقدار ما يكفيه ولعياله واجب فان زاد على ذلك فهو مباح ولا يكون الاشتغال بطلب الزيادة حراما اذا لم يرد

کہ اوسکو اور اوسکی عیال کو کافی ہو واجب ہی اگر اوس سی زیادہ ہووی تو مباح ہی اور زیادہ کی تلاش اگر فخر اور ریا منظور نہو تو حرام نہین ہی

به الفخر والريا وحجتهم انه تعالى قد فرض الفرائض ولا يتاتى اداؤها الا بستر العورة وقوة البدن ولا يحصل ستر العورة

ان لوگون کی یہہ دلیل ہی کہ اللہ تعالی نی بیشک فرائض ذمہ پر مقرر کئی ہین اور وہ فرائض بدون ستر عورت اور قوت بدن کی ادا نہین ہو سکتی اور ستر عورت

الا باللباس ولا قوة البدن الا بالقوت اذ قال الله تعالى وما جعلناهم جسدا لا ياكلون الطعام وتحصيل القوة واللباس

بدون پوشاک کی اور بدن کی قوت بغیر کہانی پینی نہین ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور ایسی بدن نہ بنائی تہی کہ کہانا نہ کہاوین اور میسر آنا قوت اور لباس کا

لا يكون في الغالب الا بالكسب وما ذكر في انكار ذلك من الحجة فالجواب عنه ان يقال ان التجارة اما ان يكون

اکثر اوقات بدون کسب کی نہین ہوتا اور جو دلیل اسکی انکار مین مذکور ہوئی ہی تو اوسکا یہہ جواب ہی کہ کہین تجارت یا تو واسطی طلب کفایت کی ہوتی ہی

لطلب الكفاية او لطلب الزيادة على الكفاية فان كانت لطلب الكفاية فهي واجبة ماجور فاعلها فيكون الاشتغال

یا واسطی طلب زیادت کی قدر کفایت پر پہر اگر واسطی طلب کفایت کی ہی تو واجب ہی ایسا شخص ثواب دیا جاتا ہی پہر تو یہہ دہندا

بها اشتغالا بالعبادة وان كانت لطلب الزيادة فان كان طلب تلك الزيادة لا لاستكثار المال وادخاره لا للصرف

بجای خود عبادت ہی اور اگر تجارت واسطی طلب زیادت کی ہی پہر اگر وہ زیادت واسطی کثرت مال اور خزانہ کی ہی کہ خیرات اور حسنات مین کام نہ آوی

الی الخیرات والحسنات فهو اقبال علی الدنیا التی حبها راس کل خطیئة فلا یکون الاشتغال بها اشتغالا بالعبادة

تو یہہ توجہ دنیا کی ہی جسکی محبت تمام گنا ہونکی سرداری ہی پس یہہ دھندا شغل عبادت کا نہین ہی

بل ان وجد فیها تلبیس وخیانة یکون فسقا وظلما وان کان طلبها لیواسی بها الفقراء والضعفاء فهی افضل

بلکہ اسمین اگر کچہہ فریب اور خیانت ہووےگی تو فسق اور ظلم ہی اور اگر یہہ طلب اسلئی ہی کہ اس مال سی فقرا اور ضعفا کی ساتہہ مروت عمل مین آوی

من الاشتغال بالنوافل من العبادات البدنیة فکیف لا یکون الاشتغال بها اشتغالا بالعبادة وقد ذکر فی الاحیاء

تو یہہ شغل عبادت بدنیہ مین سی نفلون کی پڑہنی سی افضل ہی پہر یہہ شغل کیونکر عبادت کا شغل نہوگا حال آنکہ بیشک احیاء مین مذکور ہی

ان الرسل علیهم السلام کانوا یکتسبون ویاکلون من کسبهم فادم النبی علیه السلام زرع الحنطة وسقاها وحصدها

کہ رسل علیہم السلام اپنہ کا کام کرکر اپنی کمائی سی کہاتی سی پس آدم نبی علیہ السلام نی گیہون بوئی پہر کو پانی دیا پہر کاٹی

وداسها وطحنها وعجنها وخبزها واکلها ونوح النبی علیه السلام کان نجارا وابرهیم علیه السلام کان بزازا وداود

پہر گاہا پہر پیسا پہر خمیر بنایا اور پکاکر کہایا اور نوح نبی علیہ السلام کہاتی کا پیشہ کرتی تہی اور ابراہیم نبی علیہ السلام بزازی کرتی تہی اور داود

النبی علیه السلام کان یصنع الدرع وسلیمن النبی علیه السلام کان یصنع المکتل من الخوص ونبینا محمد علیه السلام

نبی علیہ السلام درعہ بنایا کرتی تہی اور سلیمان نبی علیہ السلام برگ خرما کی زنبیل بنایا کرتی تہی اور ہماری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نی

رعی الغنم وذکر فی الاحیاء ان اصحاب رسول الله علیه السلام کانوا یتجرون فی البر والبحر ویعملون فی نخیلهم

بکریان چرائی ہین اور احیاء العلوم مین مذکور ہی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خشکی اور دریا مین تجارت اور اپنی باغون کی اندر کام کیا کرتی تہی

وهم القدوة فیلزم الاقتداء بهم ولا یلتفت الی جماعة انکروا ذلک وقعدوا فی المساجد واعینهم طامحة الی ما

اور یہہ لوگ پیشوا ہین انکی پیروی ضرور چاہیئی اور کیا اعتبار ہی اون لوگون کا جو اسی احتراز کرکر مسجدون مین جا بیٹہی ہین اور اونکی آنکہین لوگون کی مال کو تک رہی ہین

فی ایدی الناس فیسمون انفسهم متوکلین ولیسوا کذلک بل هم خرجوا عن حدود الشرع فانهم قد تمسکوا بقوله تعالی

اور اپنا نام متوکل رکہہ چہوڑا ہی اور حقیقت مین متوکل نہین ہین بلکہ یہہ ہی لوگ حد شرع سی باہر نکل گئی ہین انکی سند یہہ آیت ہی

وفی السماء رزقکم وما توعدون لکنهم بمعناه وتاویله جاهلون فان المراد به المطر الذی هو سبب انبات

اور آسمان مین ہی روزی تمہاری اور جو کچہہ تمسی وعدہ کیا پر اونکو اس آیت کی معنی اور تاویل معلوم نہین ہی کیونکہ اس سی مراد مینہہ ہی جس سی رزق پیدا ہوتا ہی

الرزق فلو کان الرزق ینزل من السماء بغیر کسب لما امرنا بالاکتساب والسعی فی الاسباب وقد قال الله تعالی فاذا

اور اگر رزق ہمپر آسمان پر سی بی محنت اترا کرتا تو ہمکو کسب اور سعی کرنیکا حکم ہرگز نہوتا اور اللہ فرماتا ہی پہر جب

قضیت الصلوة فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل الله وقال فی آیة اخری لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا

تمام ہو چکی نماز تو پہیل پڑو زمین مین اور ڈہونڈہو فضل اللہ کا اور ایک اور آیت مین ہی کچہہ گناہ نہین تمپر کہ تلاش کرو فضل

من ربکم وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من الذنوب ذنوب لا یکفرها الا الهم فی طلب المعیشة وسئل

اپنی رب کا اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا گناہون مین سی بعضی گناہ ہین کہ اونکا کچہہ اور کفارہ نہین سوای مشقت طلب معیشت کی اور ابراہیم سی

ابرهیم عن التاجر الصدوق اهو احب الیک ام المتفرغ للعبادة فقال التاجر الصدوق احب الی لانه فی جهاد

کسینی حال سچی تاجر کا پوچہا آیا وہ تمکو محبوب ہی یا نرا عابد جواب دیا مجکو سچا تاجر محبوب ہی اسلئی کہ وہ جہاد کرتا ہی

یاتیه الشیطان من طریق الکیل والمیزان ومن قبل الاخذ والاعطاء فیجاهده وقال ابو قلابة لرجل لان اراک

اوسکی پاس شیطان وسوسہ کو آتا ہی پیمانہ اور ترازو کی راہ سی اور لینی اور دینی کی طرف سی سو یہہ تاجر اوسپر جہاد کرتا ہی اور ابوقلابہ نی ایک شخص کو کہا اگر

تطلب معاشک احب الی من ان اراک فی زاویة المسجد لکن لا ینبغی للتاجر ان یشغله معاشه عن معاده فیکون عمره

مین تجکو معاش کی طلب مین دیکہون تو بہت بہتر ہی کہ تجکو مسجد کی کونہ مین دیکہون مگر تاجر کو یہہ نہین چاہیئی کہ معاش کی دہندہ مین معاد کو بہول جاوی کہ پہر تو اوسکی عمر

ضائعا وصفقته خاسرة لأن ما يفوته من الربح في الآخرة لا يفي به ما يناله في الدنيا فيكون ممن اشترى
برباد ہوئی اور تجارت میں ٹوٹا آیا کیونکہ جتنا اخروی فائدہ اسکا تلف ہوگا اسکا عوض جو دنیا میں پیدا کیا نہیں ہوسکتا پس اونہیں سی ہوگا کہ دنیا کی

الحيوة الدنيا بالآخرة بل ينبغي له ان يشفق على نفسه في تجارته ولا ينسى نصيبه من الدنيا للآخرة كما
زندگی بعوض آخرت کی مول لی بلکہ اوسکو یوں چاہئی کہ تجارت میں اپنی جان کی غمخواری کری اور نہ بھولی اپنا حصہ دنیا میں کا آخرت کی لئی جیسا

قال الله تعالى ولا تنس نصيبك من الدنيا فان الدنيا مزرعة الآخرة وفيها تكتسب الحسنات والمسجد
کہ فرمایا اللہ تعالی نی اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا میں سی ف کیونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہی اسی میں حسنات حاصل ہوسکتی ہیں اور مسجد

ف کیونکہ دنیا کھیتی آخرت کی ہی ۱۲

والبيت والسوق له حكم واحد وإنما النجاة بالتقوى وهي تتحقق في جميع الأحوال وقد روي عن أبي ذر أنه عليه السلام
اور گھر اور بازار سب کا حال ایک سا ہی اور نجات تقوی ہی سی ہوتی ہی اور تقوی ہر حال میں متحقق ہوتا ہی اور ابوذر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال اتق الله حيث ما كنت فان وظيفة التقوى لا تنقطع عن المجردين للدين كيف ما تقلبت بهم الأحوال
اللہ سی ڈرتا رہ جہاں رہی بیشک لوازم تقوی کی دین کی عزلت نشینوں سی کبھی دور نہیں ہوتی اونکا حال کیسا ہی بدلتا رہی

اذ فيها يرون نجاتهم وربحهم وبها يكون حياتهم وعيشهم وإنما يتم شفقته على نفسه في تجارته بمراعاة
کیونکہ وہ لوگ اوسی میں اپنی نجات اور فائدہ دیکھتی ہیں اور اوسی میں اونکی زندگی اور آرام ہی اور تجارت کی اندر غمخواری اپنی جان کی کئی امور کی لحاظ سی پوری ہوتی ہی

عدة أمور الأول ان ينوي بما اكتسبه الاستعفاف عن السؤال وكف الطمع عن الناس واستعانة على
اول یہہ کہ اس نیت سی کماوی کہ مانگنی تانگنی سی بچا رہی اور لوگوں کی طرف طمع نہ کری اور دین کی مدد کری

الدين وقياما بكفاية عياله ليكون من المجاهدين لما روي عن أبي هريرة أنه عليه السلام قال من سعى
اور اپنی عیال کی ذمہ داری بجا لاوی تاکہ مجاہدوں میں داخل ہووی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اپنی عیال کی

على عياله من حله فهو كالمجاهد في سبيل الله فاذا أضمر في قلبه هذه النيات يكون عاملا في طريق الآخرة
خبر حلال مال سی لی پس وہ ایسا ہی جیسی اللہ کی راہ میں مجاہد جب اپنی دل میں یہہ نیتیں کریگا تو آخرت کی راہ کا عامل ہوگا

فان استفاد مالا فقد ربح في الدنيا والآخرة وان لم يستفد مالا ربح في الآخرة والثاني ان يقصد في صنعته
پھر اگر اوسکو مال ہاتھ آیا تو اسنی فائدہ دنیا اور آخرت دونوں کا پیدا کیا اور اگر مال حاصل نہ ہوا تو آخرت ہی کا فائدہ ہوا دوسرا یہہ کہ اپنی پیشی

وتجارته القيام بفرض من الفروض الكفايات اذ لو تركت الصناعات والتجارات كلها لبطلت المعائش وهلك
اور تجارت سی یہہ قصد کری کہ فرض کفایہ ادا کرتا ہی اسلئی کہ اگر تمام پیشی اور تجارات کردیں تو گذران مشکل ہوجاوی اور خلقت

الخلق لأن انتظام أمر الكل بتعاون الكل وتكفل كل فريق بعمل اذ لو أقبل كلهم على صنعة واحدة لتعطلت البواقي
مر رہی کیونکہ سب کی حال کی درستی سب کی امداد سی ہوتی ہی اور ہر فریق کی ذمہ داری سی جدی جدی عمل پر اسلئی کہ اگر سب انسان ایک ہی پیشہ کرنی لگیں تو باقی پیشی بیکار

وهلكوا لكن الصناعات منها ما هو مهم ومنها ما هو مستغنى عنه لرجوعها الى طلب التنعم والتزين في الدنيا فينبغي
ہوجاویں اور مر رہیں لیکن بعضی پیشی تو بہت ضرور ہوتی ہیں اور بعضوں کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی اونکا مآل عیش طلبی ہی اور دنیا کا سنگار اور آرایش ہی الغرض

له ان يشتغل بصناعة مهمة ليكون في قيامه بها كافيا عن المسلمين في مهم في الدين ولا يشتغل بصناعة
ہی کہ ضروری پیشہ کو اختیار کری تاکہ اوس پیشی سی ضروریات دین میں سب مسلمانوں کی حاجت روا ہو اور نقاشی اور زرگری وغیرہ

النقش والصياغة وجميع ما تزخرف به الدنيا وذكر في الاختيار ان أفضل أسباب الكسب التجارة ثم الزراعة
اور تمام اون پیشوں جنمیں دنیا کی زیب و زینت ہی اختیار نکری اور اختیار میں مذکور ہی کہ عمدہ اسباب کمائی کا تجارت ہی پھر کھیتی

ثم الصناعة لما روي أنه عليه السلام قال الحرفة أمان من الفقر ومنهم من فضل الزراعة على التجارة لكونها
پھر دستکاری کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ حرفہ فقیری سی بچاتا ہی اور بعضی تجارت سی کھیتی کو بہتر کہتی ہیں کیونکہ اسکا

اعم

اعم نفعا اذ قد روی انه علیه السلام قال ما زرع مسلم زرعا وما غرس شجرة فتناول منها انسان او دابة
نفع عام ہوتا ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو مسلمان کہیتی کرتا ہی اور درخت لگاتا ہی پہر اوسمین سی کوئی انسان یا چوپایہ

او طیر الا کانت له صدقة والثالث ان لا یمنعه سوق الدنیا عن سوق الاخرة وهو المسجد فینبغی له ان
یا پرندہ کہاوی تو اوسکی لئی صدقہ ہوگا اور تیسری یہہ کہ اوسکو دنیا کا بازار آخرت کی بازار سی نہ روک رکہی کہ وہ مسجد ہی سو اولی چاہئی کہ

یجعل اول النهار الی وقت دخول السوق لاخرته فیلازم المسجد فی ذلك الوقت ویواظب علی الاذکار والاوراد
اول روز یعنی صبح کی وقت جبتک دکانین کہل کر بازار جاری ہو آخرت کی لئی مقرر کری او سوقت مین مسجد کی بیٹہا ہوا ذکر او وظیفہ مین مشغول رہی

لیکون من الذین قال الله تعالی فیهم فی بیوت اذن الله ان ترفع ویذکر فیها اسمه یسبح له فیها بالغدو
تاکہ اوس زمرہ مین داخل ہو جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی اون گہرون مین کہ اللہ نی حکم دیا اونکو بلند کرنیکا اور وہان اوسکا نام پڑہنی کا یاد کرتی ہین اوسکی وہان صبح اور

والاصال رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله ثم انه مهما سمع الاذان للظهر والعصر ینبغی له ان یفرغ
شام وہ مرد کہ نہین غافل ہوتی سوداگری مین نہ بیچنی مین اللہ کی یاد سی پہر جب وہ ظہر اور عصر کی اذان سنا کری تو لایق ہی کہ دہندہی سی فارغ ہوکر

عن شغله وینزعج من مکانه ویدع کل ما کان فیه لان ما یفوته من فضیلة التکبیر مع الامام فی اول الوقت
اپنی جگہہ سی کہڑا ہو جاوی اور سب کار بار چہوڑ دی اسلئی کہ اول وقت مین امام کی ساتہہ تکبیر اولی کا ثواب جو فوت ہو جاویگا

لا یوازیه بها الدنیا بما فیها وقد جاء فی تفسیر قوله تعالی رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله انهم کانوا
اوسکی برابر دنیا اور جو دنیا مین ہی کچہہ نہین ہو سکتا اور اس آیت کی تفسیر مین آیا ہی وہ مرد غافل نہین ہوتی سوداگری مین نہ بیچنی مین اللہ کی یاد سی کہ وہ لوگ

حدادین وخرازین وکان احدهم اذا رفع المطرق او غرز الاشفی فسمع الاذان لم یخرج الاشفی ولم یوقع المطرقة
لوہار اور موچی تہی اور ہریک کا یہہ حال تہا کہ اگر ہتوڑا اوٹہایا یا ستاری گڑوئی پہر اذان سن پائی تو یہہ درفش نہ نکالتا اور وہ ہتوڑا نہ مارتا

بل رمی بها وقام الی الصلوة وهکذا یکون تجارة من یتجر لطلب الکفایة لا للتنعم فی الدنیا فان مثله یتجر فی الدنیا
بلکہ سب پہینک پہانک کر نماز کو چلی جاتی جو لوگ کفایت کی طالب ہوتی ہین اور عیش دنیا کا مقصود نہین رکہتی اونکی یہی تجارت ہوتی ہی کیونکہ ایسی لوگ دنیا کی تجارت کرتی ہین

ولا یضیع دینه فی تجارته لعلمه بان ربح الاخرة اولی بالطلب من ربح الدنیا فان من یطلب الدنیا للاستعانة
اور اس تجارت مین دین ضایع نہین ہوتا اسلئی کہ جانتی ہین کہ آخرت کا فائدہ طلب کرنا دنیا کی فائدہ سی بہتر ہی بیشک جو شخص دنیا آخرت کی امداد کی واسطی حاصل کرتا ہی

بها علی الاخرة کیف یدع ربح الاخرة بل ینبغی له ان لا یکون شدید الحرص علی السوق والتجارة بان یکون اول داخل
وہ آخرت کا فائدہ کیونکر چہوڑ دیگا بلکہ اوسکو یون لازم ہی کہ بازار اور تجارت پر بہت لالچ نکری کہ بازار مین سب سی پہلی جایا کری

فیها واخر خارج منها اذ روی عن معاذ بن جبل وعبد الله بن عمر ان ابلیس یقول لولده زلنبور سر بکتائبك فائت
اور سب سی پیچہی آیا کری کیونکہ معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن عمر سی روایت ہی کہ ابلیس اپنی بچی زلنبور سی کہا کرتا ہی اپنی کتائب بازار مین لیجا

الاسواق وزین لهم الخلف والکذب والخدیعة والمکر والخیانة وکن مع اول من یدخل فیها واخر من یخرج منها
اور اونکو بہلا بنا کر دکہا خلاف اور جہوٹہ اور فریب اور مکر اور چوری اور اوسکی ساتہہ رہ جو بازار مین سب سی پہلی آوی اور سب سی پیچہی جاوی

وفی الخبر ان شر البقاع الاسواق وشر اهلها اولهم دخولا واخرهم خروجا وطریق الاحتراز عنه ان یراقب
اور حدیث مین ہی کہ سب سی بری جگہ بازار ہین اور سب سی برا وہ بازاری جو پہلی آوی اور پیچہی جاوی اور طریقہ احتراز کا یہہ ہی کہ اپنی کفایت کی وقت کو دیکہتا رہی

وقت کفایته فاذا حصل له کفایة وقته ینصرف ویشتغل بتجارة الاخرة هکذا کان یفعل صلحاء السلف
جبتک لگ جاوی تو چلا آوی اور آخرت کی تجارت مین لگی صلحا پہلی زمانہ کی یونہی کیا کرتی تہی

فمنهم کان ینصرف بعد الظهر ومنهم من کان ینصرف بعد العصر ومنهم من کان لا یعمل فی الاسبوع الا
اونمین سی بعضی ایسی تہی کہ ظہر کی بعد چلی آتی تہی اور کوئی ایسا تہا کہ عصر کی بعد چلا آتا تہا اور کوئی ایسا تہا کہ ہفتہ بہر مین

يوما ويومين وكانوا يكتفون بذلك ثم ينبغي للمكتسب ان يراعي في معاملته العدل ويجتنب الظلم لان
ایک روز یا دو روز کام کرتا اور سب اوسیپر اکتفا کرتے پھر پیشہ ور کو لازم ہی کہ اپنی معاملہ میں عدالت برتی اور ظلم سی بچتا رہی اسلئی

المعاملة قد تجري على وجه يحكم المفتي بصحتها وانعقادها لكنها تشتمل على ظلم يتعرض به العامل لسخط
کہ بعضی وقت معاملہ ایسی طور پر ہوجاتا ہی کہ مفتی اوسکو جایز بتاوی اور عقد کو ٹھیک کہی پر اوسمین ایسا ظلم ہوجاتا ہی جس سی اہل معاملہ پر غضب

الله تعالى اذ ليس كل نهي مقتضيا لفساد العقد والمراد من الظلم ما يستضر به الغير فكل ما يستضر به الغير
الٰہی آجاوی کیونکہ ہر نہی ایسی نہیں ہوتی کہ عقد کو فاسد کر دیا کری اور مراد ظلم سی یہہ ہی کہ جسمین غیر کا نقصان ہوجاوی پہر جسمین غیر کا نقصان ہوتا ہو

فهو ظلم وانما العدل ان لا يصدر عنه ضرر لاحد والضابط فيه ان لا يحب لاحد الا ما يحب لنفسه فكل ما
وہی ظلم ہی اور عدل وہ ہی جسمین کسیکا کچہہ نقصان نہو اور قاعدہ کلیہ اسمین یہہ ہی کہ ہر یک کی لئی وہ ہی بات پسند کری جو اپنی لئی پسند کرتا ہی پہر جو

عومل به لو كان يشق عليه ويثقل على قلبه ينبغي له ان لا يعامل به غيره بل ينبغي له ان يستوي عنده درهمه
معاملہ اسپر دشوار اور اوسکی دل پر بہاری گذرتا ہو تو چاہئی کہ ویسا معاملہ غیر سی نکری بلکہ یوں لازم ہی کہ اسکی نزدیک اپنا اور پرایا روپیہ یکسان ہووی

ودرهم غيره هذا هو الاجمال واما التفصيل ففي عدة امور الاول ان لا يثني على السلعة فانه ان وصفها
یہہ تو قاعدہ مجمل ہی اور رہی تفصیل سو کئی باتوں میں ہی اول یہہ کہ بکری کی چیز کی تعریف نکیا کری کیونکہ اگر ایسی تعریف کی

بما ليس فيها فان لم يقبله منه فهو كذب محض وان قبل منه فهو مع كونه كذبا تلبيس وظلم وان وصفها
جو اوسمین نہیں ہی اگر خریدار نمانی پس وہ نرا جہوٹہ ہی اور اگر خریدار اسکی مان لیا تو اب وہ جہوٹ کا جہوٹ اور دہوکا اور ظلم ہی اور اگر اوسکی ایسی تعریف

بما فيها فان علم به المشتري فهو هذيان وتكلم بما لا يعنيه ويحاسب عليه لان كل كلمة تصدر عن الانسان
کی جو اوسمین ہی یعنی سچی پہر اگر خریدار کو معلوم ہی تو یہہ تعریف بیہودہ بک ہی اور نکمی بات اور اسکا حساب لیا جاویگا اسلئی کہ جو بات انسان کی منہہ سی نکلتی ہی

فانه يحاسب عليها لقوله تعالى ما يلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد وان لم يعلم به المشتري ما لم يذكر
اوسپر محاسبہ ہونیوالا ہی اس دلیل سی نہیں بولتا ایک بات جو نہیں اوس پاس راہ دیکہتا تیار اور اگر خریدار کو وصف معلوم نہو جبتک یہہ ذکر نکری

فلا باس بذكر القدر الموجود فيه من غير مبالغة واطناب ويكون قصده منه ان تعرفه اخوه المسلم
تو جتنا ہو وتنا کہنی میں کچہہ ڈر نہیں ہی مبالغہ نکری بات نہ پہیلاوی اور اس بیان سی غرض یہہ ہو کہ برادر مسلمان کو معلوم ہوجاوی تو رغبت سی خریدی

فيرغب فيه ويحصل حاجته ولا ينبغي له ان يحلف عليه البتة لانه ان كان كاذبا فقد اتى باليمين الغموس
اور اوسکا کام بن جاوی اور ہرگز لایق نہیں ہی کہ اوسپر قسم کہاوی اسلئی کہ اگر جہوٹہ ہوا تو اسنی یمین غموس کہائی

وهي من الكبائر التي تذر الديار بلاقع وان كان صادقا فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لايمانه واساء فيه
و یہہ ایسا کبیرہ گناہ ہی کہ ملک کو اوجاڑ دیتی ہی اور اگر سچا ہی تو اسنی اللہ تعالی کی نام کو اپنی قسموں کا نشانہ بنایا اور برا کیا

لان الدنيا اخس من ان يقصد ترويجها بذكر اسم الله تعالى من غير ضرورة والثاني ان لا يكتم من عيوبها وخفايا
اسلئی کہ دنیا اس مرتبہ سی کمتر ہی کہ بی ضرورت اللہ تعالی کا نام لیکر اوسکو رونق دی جاوی دوسری یہہ ہی کہ نہ اوسکی عیوب پوشیدہ کری اور نہ

صفاتها شيئا اصلا بل يجب عليه ان يظهر جميع عيوبها خفيها وجليها لانه ان اخفى شيئا منها يكون ظالما غاشا
ہرگز کوئی اور بات چہپی ہوئی چہپاوی بلکہ اوسپر یہہ واجب ہی کہ اوسکی تمام عیب چہپی اور ظاہر بیان کردی کیونکہ اگر کوئی عیب اوسمین سی چہپا دیگا تو ظالم اور خائن ٹہریگا

تاركا للنصح والغش حرام والنصح واجب ومهما اظهر احسن وجهي الثوب واخفى الوجه الاخر يكون غاشا وكذلك
خیرخواہ نہوگا اور خیانت کرنی حرام ہی اور خیرخواہی واجب اور اگر تہان کا اچہا پلا دکہلا دیمی اور دوسرا پلا چہپا لیوی تو خائن ہوتا ہی اور ایسی

اذا عرض احسن فردي الخف او النعل وامثاله وكذلك اذا عرض المتاع في موضع مظلم والحاصل ان الغش
اگر موزہ کا اچہا فرد پیش کردی اور جوتی کی اچھی پوائی اور مانند اسکی اور ایسی ہی اگر اسباب کو اندہیری میں سامنی کری حاصل یہہ ہی کہ دغا

حرام فی البیوع والصنائع جمیعا فلا ینبغی للصانع ان یتهاون بعمله علی وجه لو عامله به غیره لما ارتضیه بل ینبغی له

تمام بیوع اور صناعت مین حرام ہی سوکاریگر کو نہین چاہیی کہ اپنی کار مین ایسی سستی برتی کہ اگر کوئی اور اوسکی ساتہہ ویسا معاملہ کری تو کبہی پسند نکری بلکہ لازم ہی

ان یحسن الصنعة ویحکمها وان وقع فیها عیب بیّن جلیها وبه یتخلص من الغش الحرام ومن کونه ظالما اذا تم

کہ اپنا کار بہت درست اور مضبوط بناوکا اور اگر اتفاقا عیب دار ہو جاوی تو عیب بیان کردی اسمین دغاسی جو حرام ہی اور خلق پر ظلم کرنی سی بچ جاتا ہی

ومن هذا القبیل ما روی عن امام احمد انه سئل عن الرفو بحیث لا یتبین فقال لا یجوز لمن یبیعه ویخفیه و

اور اسیہی قسم کی امام احمد سی یہہ روایت ہی کہ اونسی کسی نی ایسی رفو کا مسئلہ پوچہا کہ ہرگز معلوم نہو پس جواب دیا بیچنی والی کو جایز نہین ہی کہ کپڑا بیچدی اور رفو چہپا

انما یحل اذا علم انه یظهره ولا یخفیه او لا یرید بیعه ویدل علی تحریم الغش انه علیه السلام مر برجل یبیع الطعام

اور حلال جب ہوتا ہی کہ معلوم ہو جاوی کہ یہہ بیان کردیگا چہپانیکا نہین یا بیچیگا نہین اور دغا کی حرمت پر یہہ روایت دلیل ہی کہ نبی علیہ السلام ایک شخص کی پاس آگئی کہ وہ گیہون بیچتا تہا

فاعجبه فادخل یده فنالت اصابعه بللا فقال ما هذا یا صاحب الطعام فقال اصابته السماء یا رسول

سو آپکو پسند آئی پہر آپ نی اونکی اندر ہاتہہ ڈالا تو اونگلیان بہیگ گئین فرمایا یہہ کیا ای گیہون والی عرض کیا یا رسول اللہ بوندین پڑ گئین ہین

الله فقال النبی صلی الله علیه وسلم هلا جعلته فوق الطعام حتی یراه الناس من غشنا فلیس منا ویدل

پہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اسکو اوپر کی طرح گیہون نکردیا تاکہ اسکو سب لوگ دیکہتی جو کوئی ہمکو دغا دیوی سو ہم مین سی نہین اور خیرخواہی

علی وجوب النصح باظهار العیوب انه علیه السلام لما بایع جریرا علی الاسلام واراد ان ینصرف جذبه و

کی وجوب پر عیوب کی اظہار سی یہہ دلیل ہی کہ نبی علیہ السلام نی جب جریر سی اسلام پر بیعت لی اور اوسنی روانگی کا ارادہ کیا تو آپنی اوسکو کہینچکر

اشترط علیه النصح لکل مسلم وکان جریر اذا قام الی السلعة لیبیعها یبصر عیوبها ثم یخبر مشتریها ویقول له

یہہ شرط کی کہ مسلمانون کی خیرخواہی کرتی رہنا اور جریر کا یہہ حال تہا جب اسباب بیچنی کہڑا ہوتا تو اوسکا عیب دکہا دیتا اور خریدار کو خبر کر دیتا پہر خریدار سی یہہ کہدیتا

ان شئت فخذ وان شئت فاترك وکان واثلة بن الاسقع واقفا فباع رجل ناقة له بثلثمائة درهم وغفل

چاہو لو اور چاہو مت لو اور واثلہ بن الاسقع کہڑی تہی کہ ایک شخص نی اپنی اونٹنی تین سو درہم کو بیچ ڈالی اور واثلہ کو خبر نہ

واثلة وذهب المشتری بالناقة فسعی وراءه وصاح به قال یا هذا اشتریتها للظهر او اللحم فقال بل للظهر فقال ان

خریدار اونٹنی لیکر چلتا ہوا پہر واثلہ نی پیچہی سی دوڑکر پکارکر کہا ای شخص یہہ اونٹنی تو نی سواری کی لئی لی ہی یا ذبح کرنیکو جواب دیا سواری کی واسطی پہر واثلہ نی کہا

بخفها نقبا قد رأیته وانها لا تتابع السیر فعاد فردها فنقصها البایع مائة درهم وقال لواثلة رحمك الله قد

اسکی کہر مین زخم ہی مینی دیکہا ہی یہہ خوب نہین چل سکتی پس وہ ہٹکر پہیرنی لگا پہر بایع نی سو درہم قیمت کی کم کردئی اور واثلہ سی کہا اللہ تجہپر رحم کری تو نی

افسدت علی بیعی فقال واثلة انا بایعنا رسول الله صلعم علی النصح لکل مسلم وسمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم

میری بیع بگاڑ دی واثلہ نی کہا ہمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی ہر مسلم کی خیرخواہی پر بیعت کی ہی اور مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی

یقول لا یحل لاحد ان یبیع بیعا الا بیّن ما فیه ولا لمن یعلم ذلك الا بیّنه وقد تبین من هذا انهم قد فهموا ان النصح

کہ فرماتی تہی حلال نہین ہی کسیکو کہ کوئی شی بیچی مگر بیان کردی جو اوسمین ہی اور عیب کی جاننی والی کو حلال نہین ہی مگر کہ بیان کردی اور بیشک اس سی ظاہر ہوا کہ وہ لوگ یہہ سمجہی ہی تہی

من الشروط الداخلة تحت بیعتهم له علیه السلام علی الاسلام وهو ان لا یرضی لاخیه المسلم الا ما یرضی لنفسه

وہ شرط ہی کہ اونکی بیعت اسلام مین داخل ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سی ہوئی اور نصح یہہ ہی کہ پسند نکری اپنی برادر مسلم کیواسطی مگر وہ بات جو اپنی لئی پسند کرتا ہی

وهذا امر یشق علی اکثر الخلق ولن یتیسر علی احد الا بان یعتقد امرین احدهما ان یعلم ان تلبیسه العیوب و

اور یہہ بات اکثر خلق پر دشوار گذرتی ہی اور بدون اعتقاد دو بات کی کسیکو میسر نہین ہو سکتی ایک تو یقین کری کہ عیوب کو چہپانا اور

ترویجه السلع لا یزید فی رزقه بل یمحقه ویذهب برکته وما یجمعه من متفرقات التلبیسات یهلکه الله تعالی

اسباب کو رونق دینا رزق نہین بڑہاتا بلکہ اوسکو نیست نابود کردیتا ہی اور برکت کہو دیتا ہی اور جو مال طرح طرح کی دہوکا بازیون سی جمع کرتا ہی اوسکو اللہ تعالی ایک بارہی

دفعة واحدة اما بالاحراق او بالاغراق او باخذ اللصوص والظلمة او الكفرة والثاني ان يعلم ان ربح الاخرة خير

تلف کر دیتا ہی یا جلا دیتا ہی یا ڈبو دیتا ہی یا ظالم اور کفار چہین لیتی ہین یا چور لیجاتی ہین اور دوسرا یہہ یقین کری کہ آخرت کا فائدہ

من ربح الدنيا وان فوائد اموال الدنيا ينقضي بانقضاء العمر ويبقى مظالمها واوزارها فكيف يختار العاقل ان يستبدل

دنیا کی فائدہ سی بہتر ہی اور مال کی دنیاوی فائدی جب عمر ہو لیتی ہی سب ہو چکتی ہین اوسکا وبال اور بوجہہ سر پر رہ جاتا ہی پہر عاقل آدمی کو کب پسند آتا ہی کہ ادنی چیز کو

الذي هو ادنى بالذي هو خير فان قيل مهما وجب على التاجر ان يذكر عيوب متاعه لا يتم له المعاملة فما الطريق فيها

اعلی شی سی بدل لیوی اگر کوئی کہی جب بیچنی والی پر یہہ واجب ہوا کہ مبیع کی عیب کہدیا کری تو معاملہ کبہی پورا نہوگا پہر اسمین کونسی راہ ہی

فالجواب انه اذا التزم ان لا يشتري الا الجيد بحيث لو امسك لنفسه يرتضيه فانه اذا باعه وقنع بربح يسير

تو جواب یہہ ہی کہ تاجر جب یہہ عہد کرلی کہ سوای عمدہ شی کی مول نلیا کری ایسی کہ اپنی لئی اگر بچا رکہی تو مقبول پسندیدہ ہووی سو تاجر جب اوسکو بیچی اور تہوڑی سی نفع پر قناعت

يبارك له فيه لا يحتاج الى تلبيس فمن تعود هذا لا يشتري المعيب فان وقع في يده نادرا يذكر عيبه ويقنع

کری تو اوسمین برکت ہووےگی دغا فریب کی کچہہ حاجت نہین ہی پہر جسکی یہہ عادت ہو جاویگی تو عیب دار چیز مول نلیگا پہر اگر اتفاقا عیب دار اوسکی ہاتہہ آجاوی تو اوسکا عیب ظاہر

بقيمته وانما يتعذر هذا على التجار لانهم لا يقنعون بربح يسير بل يطلبون بربح كثير ولا يحصل ذلك الا بالتلبيس

کردی اور اوسکی قیمت ہی پر قناعت کری اور یہہ بات تجار پر اسلئی دشوار گذرتی ہی کہ وہ تہوڑی نفع پر قناعت نہین کرتی بلکہ بڑی فائدہ کی طالب ہوتی ہین یہہ جب نہ آتا ہی

واما من يقنع بربح يسير فيسهل له ذلك وقد حكي عن السلف الصالح كثير من ذلك من جملتها ان ابن سيرين باع

اور جو تہوڑی نفع پر قناعت کرتا ہی اوسپر آسان ہی اور متقدمین صلحاء کی ایسی باتین بہت مشہور ہین اونمین سی ایک یہہ ہی کہ ابن سیرین نی ایک بکری

شاة وقال للمشتري ابين لك ما فيها من العيب انها تقلب العلف برجلها وباع الحسن بن صالح جارية وقال

بیچی اور خریدار سی کہا مین اسکا عیب تجہسی بیان کردون یہہ بکری گہاس کو پانوسی روندہ کر خراب کردیتی ہی اور حسن بن صالح نی لونڈی بیچی اور

للمشتري انها تنخمت عندنا مرة دما وهكذا ينبغي ان يكون اهل الدين فمن لا يقدر عليه فليترك المعاملة او

خریدار سی کہا کہ اسنی ہماری پاس ایکدفعہ لہو ڈالا تہا اور دیندار ہون تو ایسی ہون جس سی اتنا نہوسکی تو وہ معاملہ چہوڑدی یا

ليوطن نفسه على عذاب النار والثالث ان لا يجوز في المقدار وذلك بتعديل المكيال والميزان والاحتياط فيهما

دوزخ کی اندر اپنا گہر بناوی اور تیسری یہہ کہ مقدار مین کمی بیشی نکری یہہ امر پیمانہ اور ترازو کی درستی سی ہوتا ہی اور دونوں مین احتیاط سی

اذ قال الله تعالى ويل للمطففين الذين اذا اكتالوا على الناس يستوفون واذا كالوهم او وزنوهم يخسرون ولا

کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی خرابی ہی کہٹانیوالون کی وہ کہ جب ناپ لین لوگون سی پورا بہر لین اور جب ماپ دین اونکو یا تول دین تو کہٹا کردین

يخلص من هذا الا بان يزيد اذا اعطى وينقص اذا اخذ لان العدل الحقيقي قلما يتصور فان من يستقصي في

اسکا بچاو جب ہی کہ دیتی ہوئی کچہہ بڑہا دیوی اور لیتی ہوئی کچہہ کم لی اسلئی کہ ٹہیک پورا پورا بہت کمتر ہوتا ہی بیشک جو شخص اپنا حق خوب پورا لیوی

اخذ حقه بكماله يوشك ان يتعداه ولذلك لما اشترى رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا قال للذي يزن

تو عجب نہین کہ حق سی بڑہ جاوی اور اسیہی لئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی شی خریدتی تو ثمن ادا کرنیوالی سی فرماتی

الثمن زن وارجح وكان بعض السلف يقول لا اشتري الويل بحبة فكان اذا اخذ نقص حبة واذا اعطى زاد حبة

ثمن تول دی اور کچہہ زیادہ دی اور بعضی متقدمین کہا کرتی تہی ہم ویل کو بعوض دانہ کی نہین خریدتی پہر اگر کچہہ آپ لیتی تو بمقدار دانہ کی کم لیتی اور اگر اور کو دیتی تو بمقدار

وكان يقول الظن يبيع بحبة جنة عرضها السموت والارض فكل من خلط بالبر ترابا او تبنا ثم كاله يكون

اور کہتی افسوس ہی جو جنت کو بعوض دانہ کی دیدی جسکا پہیلاو ہی آسمان اور زمین پس جو شخص گیہون مین مٹی یا تنکی ملا کر ناپ دیوی تو وہ

من المطففين في الكيل وكل قصاب وزن مع اللحم عظما او شيئا لم تجر به العادة يكون من المطففين في الوزن

پیمانہ کا کہٹانیوالا ہی اور جو قصائی گوشت کی ساتہہ ہڈی یا اور کچہہ خلاف رسم چہیچڑا وغیرہ تولدی تو وہ وزن کہٹانیوالا ہی

وقس علی ھذا سائر التقدیرات حتی فی الذراع الذی یتعاطاہ البزاز فانہ فی وقت الذرع ان ارسل الثوب ولم یمدہ
اور اسی پر تمام تقدیرات یعنی اندازہ کی چیزین قیاس کر لو یہان تک کہ گز گز جس سی بزاز لین دین کرتا ہی پس بیشک بزاز گز گنت کرتی ہوئی اگر کپڑا ڈھیلا کر دی اور

اذا اشتراہ ومدہ ولم یرسلہ اذا باعہ فکل ذلک یکون من التطفیف الذی یعرض صاحبہ للویل والرابع ان یصدق
جب آپ خریدی او کھینچی اور ڈھیلا نکری جب بیچی تو یہہ سب وہ ہی تطفیف ہی جس سی ویل پیش آویگا اور چوتھی ہر وقت بہاؤ کو سچ سچ

فی سعر الوقت اذ لا یجوز لاحد ان یلبس علی البایع او المشتری سعر الوقت ویغتنم الفرصۃ ویخفی من البایع غلاء السعر
کہا کری اسلئی کہ کسیکو یہہ جایز نہین ہی کہ بایع سی یا خریدار سی بہاؤ وقت کا چھپا لیوی اور فرصت کو غنیمت سمجھکر بایع سی بہاؤ کی گرانی

او من المشتری انحطاطہ فان من یفعل ھذا یکون من الظلمین التارکین للنصح الواجب وقد امر اللہ تعالی بالعدل و
یا خریدار سی ارزانی پوشیدہ کرلی بیشک جو ایسا کریگا وہ ظالم ہی نصح واجب کا تارک اور بیشک اللہ تعالی کا حکم ہی واسطی عدل اور

الاحسان حیث قال ان اللہ یامر بالعدل والاحسان والعدل سبب للنجاۃ فقط وھو یجری مجری سلامۃ راس
احسان کی چنانچہ یہہ فرماتا ہی بیشک اللہ تعالی حکم کرتا ہی انصاف کو اور بھلائی کو اور عدل سبب نجات کا ہوتا ہی فقط اور قایم ہی مقام سلامت یعنی اصل

المال والاحسان سبب الفوز ونیل السعادۃ وھو یجری مجری الربح فکما لا یعد من العقلاء من یقنع فی معاملات
مال کی اور احسان سبب مراد پانی اور حصول سعادت کا ہی اور قایم ہی مقام منفعت کی پہر جیسی کہ عاقل نہین شمار کیا جاتا جو شخص معاملات دنیا مین

الدنیا براس مالہ کذلک فی معاملات الاخرۃ فلا ینبغی للمؤمن ان یقتصر علی العدل ویدع باب الاحسان مع انہ تعالی
اپنی اصل مال پر قناعت کرتا ہی ایسی ہی معاملات اخروی مین سو مؤمن کو لایق نہین ہی کہ صرف عدل پہ اکتفا کر کر احسان کا باب بند کر دی باوجودیکہ اللہ تعالی

قال واحسن کما احسن اللہ الیک وقال فی ایۃ اخری ان رحمت اللہ قریب من المحسنین والمراد من الاحسان فیما
فرماتا ہی اور بھلائی کر جیسی بھلائی کی اللہ نی تجھسی اور ایک اور آیت مین فرماتا ہی بیشک مہر اللہ کی نزدیک ہی نیکی والون سی اور احسان سی مراد یہان یہہ ہی

نحن فیہ ما ینتفع بہ فی المعاملۃ وھو غیر واجب بل ھو تفضل وانما الواجب العدل وترک الظلم وینال العامل رتبۃ الاحسان
کہ معاملہ مین جس بات سی منفعت ہوا کری یہہ واجب تو نہین پر خوبی کی بات ہی واجب صرف عدل ہی ہی اور ظلم کا نکرنا اور احسان کا رتبہ پاتا ہی

بواحد من عدۃ امور الاول فی الغبن فینبغی لہ ان لا یغبن صاحبہ بما لا یتغابن بہ فی العادۃ حتی لو بذل المشتری
جو کوئی ان چند امور مین سی کوئی سا عمل مین لاوی پہلی غبن مین یون لازم ہی کہ مالک کو اتنا نقصان ندیوی کہ عادت کی موافق وتنا ندیتی ہون یہان تک کہ اگر مشتری

زیادۃ علی الربح المعتاد لشدۃ حاجتہ ینبغی للبایع ان یمتنع عن قبولہ لان اخذ الزیادۃ اذا لم یکن فیہ تلبیس
اپنی ضرورت کا مارا فائدہ مروج سی زیادہ دینی لگی تو بایع کو چاہئی کہ نہ لیوی اس لئی کہ بڑھتی لینی مین اگر بدون دغا بازی کی ہووی

وان لم یکن ظلما لکنہ ترک للاحسان مع ان من یقنع بربح قلیل یکثر معاملاتہ ویستفید من تکررھا ربحا
اگرچہ ظلم نہین ہی پر احسان ترک ہوتا ہی باوجودیکہ جو کوئی تہوڑی نفع پر قناعت کرتا ہی تو اوسکی بکری بہت ہوتی لگتی ہی اور اسطرح کی بکری مین بہت فائدہ ہو

کثیرا وبہ یظھر البرکۃ والثانی فی احتمال الغبن فان من یشتری طعاما او متاعا من فقیر ویحتمل الغبن ویتساھل
رہتا ہی اور اسی مین برکت ہوتی ہی اور دوسری نقصان اوٹھانی مین بیشک جو شخص غلہ یا اور مال فقیر سی خریدی اور نقصان اوٹھالی اور سہل آسانی کرکر

فیہ فانہ یکون محسنا داخلا فی قولہ علیہ السلام رحم اللہ امرأ سھل البیع والشراء واما من یشتری من غنی
تو وہ محسن ہوتا ہی اس روایت مین داخل کر رحم کری اللہ اوسپر جو آسان کری بیع اور شراء کو اور جو شخص ایسی تونگر سوداگر سی خریدی

تاجر یطلب زیادۃ علی الربح المعتاد فاحتمال الغبن منہ لیس بمحمود بل ھو تضییع المال من غیر فائدۃ فی الدنیا
جو فائدہ مروج سی زیادہ طلب کرتا ہو پس ایسی موقع پر نقصان اوٹھانا قابل تعریف کی نہین ہی بلکہ بی فائدہ مال کا ضایع کرنا ہی نہ فائدہ دنیا کا نہ آخرت کا

والاخرۃ وقد ورد فی الحدیث ان المغبون لا محمود ولا ماجور والکمال ان لا یغبن ولا یغبن وقد کان خیار السلف
اور بیشک حدیث مین آیا ہی کہ مغبون کی نہ تعریف ہی اور نہ ثواب کمال کی بات یہہ ہی کہ نہ کسیکو نقصان دی اور نہ آپ نقصان اوٹھاوی اور عمدہ لوگ

يستقصون في الشراء ثم يهبون الكثير من المال فقيل لبعضهم تستقصي في هذا القليل ثم تهب الكثير

خرید میں خوب پرکھ کیا کرتی تہی پھر اکثر مال بخش دیتی تہی کسی نی ان سی پوچھا خرید کی وقت تھوڑی چیز کو خوب پورا کرتی ہو پھر اکثر بخش دیتی ہو

فاجاب فقال ان الواهب يعطي فضله والمغبون يضيع عقله والثالث في استيفاء الثمن وسائر الديون

تو جواب دیا بخشنی والا اپنا فضل عطا کرتا ہی اور مغبون اپنی عقل ضایع کرتا ہی اور تیسری ثمن اور قرض پورا لینی میں

والاحسان فيه يكون تارة بالمسامحة وتارة بالامهال والتأخير وتارة بالمساهلة في طلب جودة النقد وكل

اسمیں احسان کبھی تو درگذر کرنی میں ہی اور کبھی درنگ اور مہلت کرنیمیں اور کبھی سہولت برتنی میں کھرا روپیہ لینی سی اور یہہ تمام امور

ذلك مندوب اليه محثوث عليه لقوله عليه السلام رحم الله امرأ سهل البيع سهل القضاء سهل الاقتضاء

محبوب اور مرغوب ہیں دلیل اس حدیث کی رحم کری الله اوس شخص پر جو آسانی برتی بیع میں آسانی برتی ادا میں آسانی برتی تقاضا میں

فينبغي له ان يغتنم دعاء رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اسمح يسمح لك

اوسکو چاہیی کہ رسول الله صلی الله علیه وسلم کی دعا کو غنیمت سمجھی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا درگذر کر درگذر ہوگی تجھسی

وفي حديث انه عليه السلام قال من انظر معسرا او ترك له حاسبه الله حسابا يسيرا وفي لفظ اخر اظله

اور ایک حدیث میں ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا جسنی مہلت دی مفلس کو یا اوسکو معاف کیا تو اوس سی الله تعالی آسانی سی حساب لیگا اور ایک روایت میں ہی اوسکو

الله تحت ظل عرشه يوم لا ظل الا ظله فهذا هي طرق التجارات في السلف فقد اندرست فمن قام بها في هذا

الله تعالی اپنی عرش کا سایہ دیگا اوس روز کہ سوا اوسکی کوئی سایہ نہوگا سلف میں تجارت کا یہہ طریق تہا جو اب پرانا ہوگیا جو شخص اس زمانہ میں

الزمان يكون كمن احيى هذه السنة ويرجى له من فضل الله تعالى جزيل الرحمة

اوسکو پہر قایم کری تو اوسنی یہہ سنت زندہ کی اسکی لئی فضل الہی سی رحمت کی بڑی امید ہی

المجلس السبعون

ستروین مجلس میں

في بيان حرمة الاحتكار وسائر ما يتعلق به من الاحكام الشرعية

بیان احتکار کی حرمت کا اور تمام احکام شرعی جو اس سی متعلق ہین

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احتكر فهو خاطئ هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عمر بن عبد الله ومعناه

رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا جسنی احتکار کیا پس وہ خطاوار ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سی ہی عمر بن عبد الله کی روایت سی اسکی

ان من يجمع الطعام الذي يجلب الى البلد ويحبسه ليبيعه وقت الغلاء فهو اثم لتعلق حق العامة به و

جو شخص غلہ جمع کرلی جو کہ شہر کی طرف رسد آتی ہی اور اوسکو روک رکھی اسلئی کہ گران کرکر بیچی تو وہ گنہگار ہی کیونکہ اوسمین سب عوام کا حق ہی اور

هو بالحبس والامتناع عن البيع يريد ابطال حقهم وتضييق الامر عليهم وهو ظلم عام وصاحبه ملعون لما

محتکر اوسکو روک کر بیچنی سی بند کرکر اونکا حق باطل اور اونکا حال تنگ کیا چاہتا ہی اور یہہ ظلم عام ہی اور ایسا شخص ملعون ہی کیونکہ

روى انه عليه السلام قال الجالب مرزوق والمحتكر ملعون فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الذي

روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا غلہ لانیوالا رزق دیا جاتا ہی اور محتکر پر لعنت ہی بیشک نبی علیه السلام نی اس حدیث میں فرمایا کہ جو شخص

يجلب الامتعة والاقوات ويبيعها لتحصيل الربح يحصل له الربح ولا اثم عليه لان الناس ينتفعون به فيناله بركة

اسباب اور قوت لا لاکر واسطی تحصیل فائدہ کی بیچتا ہی تو اوسکو نفع ہو رہتا ہی اور کچھ اوسپر گناہ نہین ہی اسلئی کہ سب خلقت اوس سی فائدہ لیتی ہی

دعائهم والذي يشتري الطعام الذي يجئ الى البلد ويحبسه ليبيعه وقت الغلاء فهو ملعون بعيد عن رحمة

پہنچتی ہی اونکی دعا سی فائدہ ہوتا ہی اور جو شخص تمام غلہ شہر کی رسد کا خرید کر روک رکھتا ہی تاکہ مہنگا کرکر بیچی سو وہ ملعون اور الله کی رحمت سی دور

الله تعالى ولا يحصل له البركة ما دام في ذلك الفعل فاذا رفع امره الى القاضي يامره القاضي ببيع ما يفضل

ہوتا ہی اور اوسکو کبھی برکت نہین ہوتی جبتک یہہ کار کرتا رہی پہر اگر اوسکی فریاد قاضی تک جاوی تو اوسکو قاضی وقتی غلہ کی بیچنا اوسکی ... اوسکی

من قوته وقوت عياله على السعة بمثل القيمة بان يقول له بعه كما يبيع الناس ولا يسعر لقوله عليه السلام
عیال کی فراغت کی ساتہہ کہانی سی بڑہی قیمت برابر سی بیچنی کا حکم دی اسطور کہدی کہ اسکو بیچ ڈال جیسے اچہی لوگ بیچتی ہین اور بہاؤ نہ ٹہرادی بدلیل اسحدیث کی

لا تسعروا فان الله هو المسعر القابض الباسط الرازق وفي هذا الحديث مبالغة في النهي عن التسعير
تم بہاؤ نہ ٹہراؤ بیشک بہاؤ اسد ہی مقرر کرتا ہی جو تنگ کرتا ہی اور فراخ اور رزق دیتا ہی اور اسحدیث مین بہاؤ ٹہرانی کی بڑی ممانعت ہی

اذ بين فيه ان التسعير مما يتولاه الله تعالى بنفسه ولم يكله الى غيره من عباده فليس لهم ان يتكلفوا فيه
اسلئی کہ اسمین یہہ بیان ہی کہ بہاؤ کا متولی اسد تعالی بذات خود ہی اسکو کسی اور پر اپنی بندون مین سی حوالہ نہین کیا سوا انکو نہین چاہیئی کہ اسمین تکلف کرین

وان فعلوا لا يحصل لهم الا الضيق وشدة عقوبة لهم على معارضتهم له تعالى في قضاياه فعلى هذا ينبغي للقاضي
اور اگر کرینگی تو اونکو ہی بجز تنگی اور سختی عذاب کی کچہہ نہوگا کیونکہ مقابلہ کرتی ہین احکام الہی مین اس بیان کی موافق قاضی کو چاہیئی

ان يتعرض لحقه الا اذا كان فيه ضرر للعامة بان يتعدى ارباب الاموال عن قيمتها تعديا فاحشا بان
کہ اوسکی حق مین دخل دیوی ہان اگر عوام کا ضرر ہوتا ہو اسطور کہ مال والی اوسکی قیمت مین تعدی فاحش کرتی ہون

يبيعوها بضعف قيمتها فح يسعر القاضي بمشورة اهل الراى والبصيرة صيانة لحقوق الناس ثم ان من
کہ دو چند قیمت کو بیچنی لگین پس اب قاضی اہل رائی اور بصیرت کی صلاح سی عوام کا حق بچانیکی لئی بہاؤ مقرر کردی پہر اگر کسینی

باع منهم بما قدره القاضي وان صح بيعه لكونه غير مكره على البيع لكن ان كان اذا نقص يخاف ان يضربه
اونمین سی قاضی کی بہاؤ پر بیچا اگرچہ بیع جایز ہی کیونکہ بیع پر زبردستی نہین ہوئی ہی لیکن اگر ایسا حال ہو کہ اگر اوس بہاؤ سی کم کری تو خوف قاضی کی

القاضي لا يحل للمشتري ما باعه البايع لانه في معنى المكره فيلزم للمشتري ان يقول له عند الشراء بعني ما تحب
مار کا ہی تو مشتری کو بایع کا بیچا ہوا حلال نہین ہی کیونکہ یہہ بہی گویا زبردستی کی بیع ہی پس اب مشتری کو یوں چاہیئی کہ خریدتی وقت یہہ لفظ کہدی میری ہاتہہ

فح باي شيء يبيعه يحل فعلى هذا يلزم للقاضي اذا رفع اليه امر المحتكر ان لا يعجل بالعقوبة ولا التسعير بل ينهاه
اپنی مرضی کی موافق بیچدی اسوقت جتنی کو بیچیگا حلال ہو دیگا اسصورت مین قاضی کو لازم ہی کہ جب اوسکی پاس محتکر کی فریاد آوی تو نہ عقوبت مین جلدی کری اور نہ بہاؤ مقرر کری

عن الاحتكار ويزجره عنه ويامره بالبيع وان لم يمتثل بعظه ويهدده وان امتنع ولم يبع يحبسه ويعزره
منع اور ملامت کردی اور کہدی کہ بیچ ڈال اور اگر نہ مانی تو سمجہاوی اور دہمکاوی اور اگر پہر بہی نہ مانی اور نہ بیچی تو اوسکو قید کری اور تعزیر دی

حتى يمتنع عن سوء عمله لانه بارتكاب ما لا يحل له استحق العقوبة وليس فيه حد مقدر فيعزر دفعا للضرر
یہان تک کہ اپنی فعل قبیح سی باز آوی کیونکہ ممنوع بات اختیار کرکر عقوبت کا سزاوار ہوگیا ہی اور اسمین کوئی حد تو مقرر نہین ہی لاچار واسطی دفع ضرر عوام کی تعزیر

عن الناس بل الصحيح انه ان امتنع عن البيع يبيعه القاضي اتفاقا وهذا فيما يضر حبسه عند الحاجة اليه
دیا جاوی بلکہ صحیح یہہ ہی کہ اگر وہ آپ نہ بیچی تو سب فقہا کی نزدیک قاضی بیچ ڈالی یہہ حکم اوس مبیع کا ہی جسکا بند کر رکہنا حاجت کی وقت ضرر کرتا ہو

مما هو قوت البشر والبهائم كالبر والشعير والتمر والتين والزبيب وقال ابو يوسف كل ما يضر بالناس حبسه سواء
جیسی قوت آدمیون کا اور جانورون کا جیسی گیہون اور جو اور چہارے اور انجیر اور مویز اور امام ابو یوسف کہتی ہین جس چیز کا روک رکہنا عوام کو ضرر کری برابر ہی

كان ماكولا وغير ماكول فهو احتكار لا يجوز حبسه وان كان ثوبا او ذهبا او فضة ومدة الحبس قيل اربعون
کہ خوردنی ہو یا نہ خوردنی وہ سب احتکار ہوتا ہی اوسکا روکنا جایز نہین ہی اگرچہ کپڑا ہو یا سونا یا چاندی اور مدت روک رکہنی کی یعنی احتکار کی کوئی کہتا ہی

يوما لما روي انه عليه السلام قال من احتكر اربعين يوما فقد برئ من الله وبرئ الله منه وفي حديث
چالیس دن ہین کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی احتکار کیا چالیس دن بیشک بیزار ہوا اسد سی اور اسد بیزار ہوا اوسی اور ایک اور حدیث مین ہی

اخر انه عليه السلام قال من احتكر اربعين يوما ثم تصدق به لم تكن صدقته كفارة لاحتكاره وقيل شهر
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی چالیس روز احتکار کیا پہر اوسنی وہ شئ صدقہ کردی تو یہہ صدقہ کفارہ احتکار کا نہین ہوسکتا اور کوئی کہتا ہی ایک مہینہ ہی

وهذا في حق المعاقبة في الدنيا واما الاثم فهو حاصل وان قلت المدة ومن حبس غلة ارضه لا يكون محتكرا لانه

اور يہہ مدت واسطى سزاء دنياوى كى ہى اوربيهہ گناه وه بهرصورت ہوتا ہى اگرچہ مدت كمتر ہو اور جس شخص نى اپنى زمين كا غلہ جمع كر ركہا تو محتكر نہيں ہوتا اسواسطى

خالص حقه لم يتعلق به حق العامة لكن لو كان للناس اليه حاجة فالافضل له ان يبيعه ولو امتنع عن

كہ يہہ اوسكا خالص حق ہى اس سى حق عوام كا متعلق نہيں ہى ليكن اگر عوام كو اوسكى حاجت ہووى تو پہر افضل يہہ ہى كہ بيچڈالى اور اگر نہ بيچى

البيع يكون مسيئا لسوء نيته وقلة شفقته على المسلمين واما ما جلبه من بلد اخر ففيه اختلاف والاحتياط

تو برا كرتا ہى كيونكہ اوسكى نيت برى اور مسلمانون پر شفقت نہيں ہى اور جو غلہ وغيره بہر كو دوسرى شہر سى لاوى سو اوسمين اختلاف ہى احتياط اسمين ہى

في بيعه بسعر يومه حتى ينال الثواب الموعود بقوله عليه السلام من جلب طعاما فباعه بسعر يومه فكانما

كہ اوسہى روز كى بہاؤ سى بيچڈالى تاكہ وه ثواب پاوى جسكا اسى حديث مين وعده ہى جو ظہر ليجاوى اور اوسہى روز كى بہاؤ سى بيچڈالى توگويا

تصدق به وفي لفظ اخر فكانما اعتق رقبة وقد حكي عن بعض السلف انه كان بواسط فجهز سفينة حنطة

اوسنى وه تمام صدقہ كرديا اور ايك اور روايت مين ہى گويا اوسنى غلام آزاد كرديا كسى بزرگ كى حكايت ہى كہ واسط مين تہا اوسنى ايك كشتى گيہون كى بصره كو روانہ كى

الى البصرة وكتب الى وكيله بع هذا الطعام يوم يدخل البصرة ولا تؤخره الى غد فوافق سعة في السعر فقال له

اور گماشتہ كو لكہہ بہيجا اس غلہ كو بصره مين پہنچتى ہى بيچدينا اگلى دن تك نہ ركہنا پہر كشتى پہنچى تو بہاؤ ارزان ہوگيا تاجرون نى

التجار ان اخرته جمعة تربح فيه اضعافه فاخره جمعة فربح امثاله فكتب الى صاحبه بذلك فكتب اليه صاحبه

كہا اگر جمعہ تك اسے تہام لو توكئى گونہ فائده ہوجاوى اوسنى جمعہ تك تہام ليا توخوب فائده ہوا اور مالك كو اوسكى خبر لكہہ بہيجى مالك نى گماشتہ كو پہر لكہا

يا هذا انا كنا قد قنعنا بربح يسير مع سلامة ديننا وانك قد خالفت فاذا وصل اليك كتابي هذا فخذ المال كله فتصدق

اى شخص ہمنى تو تہوڑى سى نفع پر دين كى سلامتى كى لئى قناعت كى تہى اور تونى اوسكى خلاف كيا اس خط كى پڑہتى ہى وه سبكا سب بصره كى فقراء كو صدقہ ديدينا

به على فقراء البصرة لعلي انجو من اثم الاحتكار راسا براس فقد علم من هذا ان الاحتكار لا يخلو عن الكراهة

كاشكى مجہكو احتكار كى گناه سى نجات ملى برابر برابر اس سى معلوم ہوتا ہى كہ احتكار كراہت سى خالى نہين ہى

وان اتسعت الاطعمة وكثرت الاقوات واستغنى الناس عنها ولم يرغبوا فيها وذلك لان المحتكر ينتظر مبادى

اگرچہ غلہ بہت موجود ہو اور كہانا كثرت سى ملتا ہو اور عوام كو اوسكى نہ پروا ہو اور نہ اوسمين كچہہ رغبت ہو اور يہہ اسلئى كہ محتكر كو اسباب ضرر رسانى پر

الاضرار التي هي ارتفاع الاسعار وانتظار مبادي الاضرار محظور كانتظار عينه لكنه دونه والحاصل ان التجارة في

نظر رہتى ہى كہ وه گران ہونا بہاؤ كا ہى اور اسباب ضرر پر نگاه ركہنى ايسى ممنوع ہى جيسى نظر ركہنى عين ضرر پر گو وه اس سى كمتر ہى حاصل يہہ ہى كہ تجارت

الاطعمة والاقوات لطلب الربح مما لا يستحب بل ينبغي طلب الربح في شئ اخر وفي حكم الاحتكار على هذا التفصيل تلقي

غلہ وغيره قوت كى منفعت كى واسطى اچہى نہين ہى بلكہ منفعت اور شى مين حاصل چاہئى اور احتكار ہى مين داخل ہى اسہى تفصيل پر بڑہ كر

الجلب وهو بفتحتين ما يجلب من بلد الى بلد فانه اذا قرب الى البلد يكره استقباله واشتراؤه ثمه لتعلق حق

جالينا جلب كا اور جلب جيم اور لام كى زبرسى بہرتى يعنى رسد ايك شہر سى اور شہر كى طرف سووه رسد جب شہر كى پاس آپہنچى تو پہر آگى بڑہ كر وہان جا خريدنا مكروه ہى كيونكہ اوس سى

العامة به والمتلقي يريد ابطاله حقهم وتضييق الامر عليهم وقد نهى النبي عليه السلام عن تلقي الجلب وقال لا تتلقوا

عوام كا حق متعلق ہو جاتا ہى اور آگى بڑہ كى لينى والا اونكا حق باطل اور اونكو تنگ كيا چاہتا ہى اور بيشك نبى عليہ السلام نى تلقى جلب سى منع فرمايا ہى رسد كو آگى بڑہكر

الجلب وفي حديث اخر انه عليه السلام قال لا تلقوا السلع حتى يهبط بها الى السوق وهذا اذا لم يلبس السعر على الواردين

مت خريدو اور ايك اور حديث مين ہى كہ نبى عليہ السلام نى فرمايا نہ جاؤ خريد اسباب كو جبتك بازار مين نہ اوترى اور يہہ حكم جبہى كہ بہاؤ بہرتى والون كو معلوم ہو

واما اذا لبس عليهم السعر واشترى منهم متاعهم باقل من قيمته ففيه تتعدد الكراهة ويتاكد الحرمة لان هذا الصنع

اور اگر اونكو بہاؤ معلوم نہو اور اونكى متاع اوسكى قيمت كہٹا كر جا خريدى تو اب كئى كراہت جمع ہونگى اور حرمت سخت ہو جائيگى اسلئى كہ يہہ عمل

من الغش الحرام المضاد للنصح الواجب المفسر بان لا يرضى لاخيه ما لا يرضى لنفسه بل هو من الظلم لان كل ما يتضرر
غش خیانت حرام میں داخل ہے اور نصح واجب کی جو خلاف جسکی یہہ تفسیر ہے کہ پسند نکرے اپنے بھائی کی واسطے جو اپنی واسطے پسند نکرے بلکہ یہہ ظلم ہے اسواسطے کہ جسچیز سے
به المسلم فهو ظلم وانما العدل ان لا يضر احدا لاخيه المسلم ولا يحب له الا ما يحب لنفسه لما روي انه عليه السلام
مسلم کا نقصان ہوتا ہو وہ سب ظلم ہے اور عدل وہ ہی ہے کہ کوئی اپنے برادر مسلم کو نقصان نہ دے اور پسند نکرے اوسکے حق میں سوا اوسکے کہ پسند کرے اپنی واسطے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام
قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب لنفسه قال بعض العلماء من باع شيئا بدرهم فانه لو كان لا يشتريه
نے فرمایا مومن نہیں ہوتا کوئی تم میں سے یہاں تک کہ محبوب جانے واسطے اپنے بھائی کے جو محبوب رکھے واسطے اپنے بعض علما کہتے ہیں جس شخص نے کوئی شی ایک درہم کو بیچی اور اگر وہ شی اوسکی
الا بنصف درهم فهو يكون ممن ترك النصح المامور به ولم يحب لاخيه ما احب لنفسه وقد حكي ان يونس بن
ہوتی تو آپ آدہے سے زیادہ کو ہرگز نہ لیتا پس وہ شخص نصح مامور بہ کا تارک ہے اور اسنے اپنے بھائی کی لئے وہ بات پسند نکی جو اپنی لئے پسند کرتا ہے حکایت کرتی ہیں کہ یونس بن
عبيد الله انه كان عنده حلل مختلفة الاثمان قيمة بعضها اربعمائة وقيمة بعضها مائتان فذهب الى الصلوة
عبید اللہ کی پاس چادریں مختلف قیمت کی تہیں کوئی چار سو کی تہی اور کوئی دو سو کی پہر یونس اپنے بہتیجے کو
وترك ابن اخيه في الدكان فجاء اعرابي وطلب حلة باربعمائة فعرض عليه من حلل المائتين فاستحسنها واشترى
دکان میں بٹہا کر نماز کو چلا گیا پہر ایک اعرابی نے آکر چادر چار سو درہم کی مانگی اوس لڑکے نے دو سو والی اوسکی سامنے کردی اوسنے پسند کرکے چار سو کو خرید کر
منه باربعمائة وذهب فاستقبله يونس وراى حلته في يده وعرفها فقال بكم اشتريتها فقال باربعمائة
چلا تو اوسکی سامنے سے یونس آگیا وہ چادر اوسکی ہاتہہ میں دیکہہ کر پہچان لی پوچہا کتنی کو لی جواب دیا چار سو کو
فقال لا تساوي اكثر من مائتين فارجع حتى تردها قال هذه تساوي ببلدنا خمسمائة درهم وانا ارتضيها ولا
یونس نے کہا یہہ چادر دو سو سے زیادہ کی نہیں ہے چل پہیر دے اوسنے جواب دیا یہہ چادر ہماری شہر میں پانسو روپیہ کی ہے میں نے پسند کرلی ہے میں
اردها فقال له يونس انك وان رضيتها لكن النصح في الدين خير من الدنيا بما فيها فرده الى الدكان ورد عليه
نہیں پہیرتا پہر یونس نے کہا تو نے اگرچہ پسند کرلی ہے لیکن دین کی خیرخواہی بہتر ہے دنیا اور ما فیہا کی خیرخواہی سے پہر اوسکو دکان پر ہٹا لایا اور سو روپیہ پہیر دیئے
مائة درهم ثم توجه الى ابن اخيه وقال له اما خشيت الله تعالى حتى ربحت مثل الثمن وتركت النصح
پہر بہتیجے کی طرف متوجہ ہوکر کہا تجہکو خدا کا خوف نہ آیا کہ ثمن کی برابر تو نے نفع لیا اور مسلمانوں کی خیرخواہی ترک کردی
للمسلمين فقال له ابن اخيه والله ما اخذها الا وهو راض بها قال فهلا رضيت له ما ترضى لنفسك وابلغ من
بہتیجے نے جواب دیا خدا کی قسم اسنے تو خوب پسند کرکر لی تہی یونس نے کہا پہر تو نے اوسکی لئے وہ کیوں نکیا جو اپنی لئے پسند کرتا ہے اور اس سے بڑہ کر
ذلك ما حكي عن رجل من التابعين انه كان بالبصرة وله غلام بالسوس يجهز اليه السكر فكتب اليه غلامه
ایک شخص تابعی کی حکایت ہے کہ وہ بصرہ میں تہا اور اوسکا غلام سوس میں تہا اوسکی پاس شکر بہیجا کرتا تہا پہر اوسکی غلام نے لکہا
ان قصب السكر قد اصابه آفة في هذه السنة فاشتر السكر فانه يربح كثيرا فاشترى من رجل سكرا كثيرا
کہ اس سال میں ایکہہ ماری گئی ہیں شکر خرید لینا اسمیں خوب نفع ہو ویگا سو اوسنے ایک شخص سے بہت سی شکر خرید لی
فلما جاء وقته باعه وربح فيه ثلثين الف درهم فانصرف الى بيته فتفكر ليلته فقال ربحت ثلثين الفا و
پہر جب وقت آیا تو وہ بیچی اور تیس ہزار درہم نفع ہوا پس وہ اپنی گہر چلا گیا پہر تمام شب دل میں سوچتا رہا کہ میں نے تیس ہزار درہم نفع لیا اور
تركت نصح رجل من المسلمين فلما اصبح غدا اليه فدفع اليه ثلثين الفا فقال بارك الله لك فيها فقال و
خیرخواہی ایک مرد مسلمان کی ترک کی جب فجر ہوئی تو صبح دم اوسکی پاس جاکر تیس ہزار درہم اوسکو دیدیئے اور کہا تیری لئے خدا اسمیں برکت دے اوسنے کہا
من اين صارت هذه لي فقال اني كتمتك حقيقة الحال وكان السكر قد غلا في ذلك الوقت فقال رحمك
یہہ درہم میری کیونکر ہوگئے جواب دیا میں نے تجہسے اصل حال چہپا لیا تہا شکر اوس وقت مہنگی ہوگئی تہی اوسنے کہا خدا تجہہ پر رحم کرے

قد علمتني الان وقد طيبتها لك فرجع الى بيته فتفكر وقال ما نصحته لعله استحيى مني فتركها الى فحمله اليه

مجکو اب جتا دیا میں تجھی کو حلال کی وہ پہر اپنی گہر چلا آیا پہر سوچہ کر کہا یہہ خیر خواہی ہوئی شاید اوسنی شرم کی ماری مجکو دیدی ہوں پہر صبح ہم اوکی پاس

فقال عفاك الله خذ مالك فهو اطيب لقلبي فاخذ منه ثلثين الفا وعلم من هذا ان ليس لاحد ان

جاکر کہا خدا تجکو معاف کری اپنا مال لی میری دل کو یہہ ہی پسند آتا ہی پہر اوسنی تیس ہزار درہم لی لئی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ کسیکو یون نچاہیی

ينتهض الفرصة ويختفي من البايع غلاء السعر ومن المشتري انحطاطه فان من يفعل ذلك يكون ظالما

کہ فرصت کو غنیمت سمجہکر بایع سی گرانی بہا کی اور خریدار سی ارزانی چہپا لیا کری بیشک جو ایسا عمل کریگا وہ ظالم اور خائن

غاشا تاركا للنصح الواجب فان المعاملة قد تجري على وجه يفتي المفتي بصحتها وانعقادها لكنها تشتمل على ظلم

اور نصح واجب کا تارک ہی کیونکہ معاملہ بعضی وقت ایسی طور سی ہہکت جاتا ہی کہ مفتی اوسکو درست اور منعقد بتادیوی پر اوسمین ایسا ظلم ہوجاتا ہی

يتعرض به العامل لسخط الله تعالى اذ ليس كل نهي مقتضيا لفساد العقد كالبيع عند الاذان الاول للجمعة فانه

کہ اوسکا کرنیوالا نشانہ غضب الہی کا ہوجاوی اسلئی کہ ہر نہی تو عقد کو فاسد نہین کردیتی جیسی بیع جمعہ کی روز پہلی اذان کی ہوتی ہوی یہہ بیع

وان كان جائزا لكنه مكروه لان فيه اخلالا بواجب السعي هذا اذا قعدا او وقفا فتبايعا اذ قد قال الله تعالى اذا

اگرچہ جایز ہی پر مکروہ ہی اسلئی کہ اسمین سعی واجب مین دیر ہوتی ہی یہہ اوس صورت مین کہ بایع اور مشتری بیٹھ جاوین یا کہڑی رہکر بیع کرین کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی

نودي للصلوة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله وذروا البيع واما اذا تبايعا حال مشيهما فلا كراهة فيه

جب اذان ہو نماز کی دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چہوڑو بیچنا ہان اگر وہ دونو چلتی چلتی بیع کرلیں تو اسمین کچہہ کراہت نہین ہی

وكذا يكره النجش وهو ان يزيد في الثمن من لا يريد الشراء بعدما بلغت السلعة قيمتها ليرغب غيره فيها وانما

اور ایسیہی نجش مکروہ ہوتا ہی نجش یہہ ہی کہ قیمت مبیع کی ایسا شخص بڑہاوی جسکو خریداری منظور نہو جبکہ وہ سودا اپنی قیمت پر آچکا ہو تاکہ غیر کو اسمین رغبت پیدا ہووی

كره ذلك لانه تغرير للمسلم وظلم له مع انه عليه السلام نهى عن النجش وقال لا تناجشوا هذا اذا بلغت السلعة

اور مکروہ اسلئی ہی کہ اسمین ایک مسلم کی ساتہہ دہوکہ اور ظلم ہوتا ہی باوجودیکہ نبی علیہ السلام نی نجش سی منع فرمایا ہی کہ نجش مت کرو یہہ اس صورت مین کہ مبیع

قيمتها واما اذا لم تبلغ قيمتها وزاد في الثمن من لا يريد الشراء الى ان تبلغ السلعة تمام قيمتها لا يكره وكذا يكره

اپنی قیمت پر آچکی ہو اور اگر ابہی قیمت پر نہین آئی اور کسینی ثمن بدون ارادہ خریداری کی بڑہا دیا تاکہ مبیع کی قیمت پوری ہوجاوی تو مکروہ نہین ہی اور ایسا ہی مکروہ ہی

السوم على سوم غيره بعد رضائهما بثمن لقوله عليه السلام لا يسوم الرجل على سوم اخيه وهو نهي بصيغة

ثمن بڑہانا بارادہ خرید کی دوسری کی خریداری پر جب کہ وہ دونو رضامند ہوچکی ہوں اسلئی کہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہی اپنی بہائی کی خرید پر کوئی اپنی خرید کا ارادہ نکری اور

النفي فيكون ابلغ واما اذا لم يركن احدهما الى الاخر فلا باس للغير ان يساومه ويشتريه لانه بيع من يزيد ولا

لا یسوم نہی ہی صورت نفی پر سو اسمین بڑا مبالغہ ہی ہان اگر ابہی ایک دوسری کی طرف مایل نہین ہی تو غیر کو کچہہ مضائقہ نہین کہ قیمت بڑہاکر خرید لی کیونکہ یہہ بیع من یزید ہی

كراهة فيه لورود الاثر فيه وهو ما روي عن انس انه عليه السلام باع قدحا وحلسا ببيع من يزيد وكذا يكره

اسمین کچہہ کراہت نہین ہی کیونکہ اسمین آثار آئی ہین ایک یہہ کہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی ایک پیالہ اور ٹاٹ بطور بیع من یزید کی بیچا اور ایسی ہی

بیع من یزید اوسی کو نیلام کہتی ہین

بيع الحاضر للبادي لقوله عليه السلام لا يبيع الحاضر للبادي وهذا اذا كان اهل البلد في قحط وهو يبيع من

بیع شہر والی کی صحرا نشین سی مکروہ ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی شہر والا جنگلی کی ہاتہہ نہ بیچا کری یہہ اس صورت میں ہی کہ شہر کی اندر قحط ہو اور بایع گران قیمت کی لالچ سی

اهل البدو طمعا للثمن الغالي لما فيه من الاضرار بهم واما اذا لم يكن كذلك فلا باس به لانعدام الضرر وقيل

صحرا نشین لوگون کی ہاتہہ بیچی کیونکہ اسمین شہر والون کو ضرر پہونچتا ہی اور ایسا حال یعنی قحط نہو تو کچہہ مضائقہ نہین کیونکہ کوئی ضرر نہین ہی اور بعضی

صورته ان يجيء البادي بسلعة الى مصر فيقول له الحاضر دع سلعتك عندي لابيعها لك بثمن غال ويحبسه

کہتی ہین اسکی صورت یوں ہی کہ کوئی صحرا نشین شہر مین سودا لیکر آوی سو ایک شہری اوسکو کہی اپنا مال میری پاس چہوڑ جا میں گران قیمت سی بیچ رکہوں گا پہر اپنی پاس اوسکو

عنده الى ان يغالي في الثمن وهذا مكروه في ايام العسرة ثم ينبغي ان يعلم ان البيع عند الحنفية كما ينعقد بالقول

انتی دنوں رکھہ چھوڑی کہ مہنگا ہو جاوی اور ایسا معاملہ تنگی کی دنوں میں مکروہ ہی پہر سمجھنی کی بات ہی کہ بیع حنفیوں کی نزدیک جیسی تلفظ یعنی بولنی سی ہو جاتی ہی

ركنه الايجاب والقبول كذلك ينعقد بالفعل وركنه التعاطي فلا بد فيه من الاعطاء من الجانبين عند

اوسکا رکن ایجاب وقبول ہی ایسی ہاتہہ کی حرکت سی پوری ہو جاتی ہی اور اسکا رکن لین دین ہی اس بیع میں بایع اور مشتری دونوں کی طرف سی ثمن اور مبیع کا حوالہ کرنا

البعض وعند البعض يكفي الاعطاء من احد الجانبين اذا بين الثمن او كان معلوما كما لو قال رجل لمن يبيع الحنطة

ضرور ہی اور بعضوں کی نزدیک صرف ایکطرف سی حوالہ کر دینا کفایت کرتا ہی اگر ثمن مقرر ہو چکا ہو یا کسی طور سی معلوم ہو جیسی کوئی شخص گیہوں بیچنی والی سی پوچھی

كيف تبيع الحنطة فقال قفيزا بدرهم فقال كل لي خمسة اقفزة وكال فذهب بها فهذا بيع وعليه خمسة دراهم

تو گیہوں کیا بہاؤ بیچتا ہی وہ کہی بارہ صاع ایک درہم کی پہر وہ ہی خریدار کہی پانچ قفیز میری لئی ناپ دی اور اوسنی ناپ دی اور وہ لی گیا سو یہہ بیع پوری ہی اور اوسکی

وكذا لو قال البايع للمشتري بعت هذا منك بدرهم فقبضه المشتري ولم يقل شيئا ينعقد البيع وعليه درهم

اور ایسی ہی اگر بایع مشتری سی کہی میں نی یہہ سودا تیری ہاتہہ ایک درہم کو بیچا پہر مشتری اوس شی کو قبضہ کر لی اور کچھہ نہ بولی تو یہہ بیع ہی پوری ہی اور اوسکی ذمہ ایک درہم

وكذا لو اشترى وقرا من الحطب بثمانية ثم قال ائت به فوضع الحطب على الحمار ثم قال له ... فالقه ههنا ففعل يكون ذلك بيعا وليطلب

اور ایسی ہی اگر ایک گٹھہ لکڑی کا آٹھہ پیسی کو مول لیا پہر کہا ایک گٹھہ اور لا کر یہاں ڈالدی اور اوسنی لا ڈالا تو یہہ بیع پوری ہی اور وہ آٹھہ پیسی

الثمانية وكذا لو كان لرجل على اخر الف درهم وقال المديون لدائنه اعطيك لدينك دنانير ولم يقع بينهما بيع

مانگ لی اور ایسی ہی اگر ایک شخص کی دوسری کی ذمہ ہزار درہم قرض آتی ہوں اور مدیون یعنی قرضدار قرض خواہ سی کہی میں تیری قرضہ کی بابت اشرفیاں لائی دیتا

بل فارقه ثم اتى بالدنانير ودفعها اليه يكون في تلك الساعة بيعا بالتعاطي واما لو اشترى رجل من اخر وسائد

بلکہ وہ چلا گیا پہر اشرفیاں لا کر اوسکی حوالہ کر دیں تو اب اسوقت تعاطی سی بیع پوری ہو جاوی گی اور اگر ایک شخص دوسری سی تکیی اور فرش

وطنافس وهي غير منسوجة بعد ولم يضربا اجلا حتى يصير سلما فلا يجوز ولو نسج الوسائد والطنافس وسلمها اليه لا يجوز

خریدی اور وہ بنی ہوئی ابہی تیار نہوں اور مدت بہی نہ ٹہرا دیں تا کہ بیع سلم ہی ہو جاوی تو یہہ بیع جایز نہیں ہی اور اگر تکیی اور فرش تیار کر کر اوسکو حوالہ کر دی تو بہی بیع

ايضا لان التعاطي انما يكون بيعا اذا لم يكن مبنيا على بيع فاسد او باطل واما اذا كان مبنيا عليه فلا فعلى هذا

جایز نہیں ہی اسلئی کہ طرفین سی لین دین کی بیع جب جایز ہوتی ہی کہ اوسکی بنیاد بیع فاسد یا باطل پر نہو اور اگر اوسکی بنیاد بیع فاسد یا باطل پر ہو گی تو جایز نہیں ہوتی اس

ما يفعله اكثر الناس في هذا الزمان من اخذ ما ارادوا من صاحبه من الماكولات وغيرها من غير عقد صحيح

اس زمانہ میں جو اکثر لوگونکا عمل ہی کہ جو چاہتی ہیں سودو کاندار سی کہانی پینی کا سامان اور سوا اوسکی بدون عقد صحیح کی لیلیتی ہیں

ولا معاطاة ولا بيان الثمن الى وقت المحاسبة فذلك حرام وكل من ياكل منه او ينتفع به مع العلم به فهو متعمد

اور نہ ترتیب طرفین سی لین دین کرتی ہیں اور نہ حساب کی وقت تک ثمن بیان کرتی ہیں سو یہہ سب حرام ہی اور جو شخص اوسمیں سی کہاتا ہی یا جان بوجھہ کر فائدہ اٹھاتا ہی سو وہ عمدًا

لاكل الحرام والانتفاع به ومرتكب للاثم اذ فيما سوى الخبز واللحم لا بد من بيان الثمن ليكون بيعا بالتعاطي ثم

حرام خوری کرتا ہی اور نفع حرام لیتا ہی اور گناہ اختیار کرتا ہی اسلئی کہ بجز روٹی اور گوشت کی سب سودی میں ثمن مقرر کرنا ضرور ہی تا کہ بیع تعاطی کی ہو جاوی پہر

ينبغي ان يعلم ان البيع الذي لا يجوز ثلثة انواع فاسد وباطل وموقوف اما الفاسد فهو منعقد لكن لا يفيد الملك

یاد رکہنا چاہئی کہ بیع جو جایز نہیں ہوتی تین قسم پر ہی فاسد اور باطل اور موقوف بیع فاسد منعقد تو ہو جاتی ہی پر صرف عقد سی ملک کا فائدہ نہیں دیتی

بمجرد العقد بل انما يفيد بعد قبض المشتري المبيع باذن البايع صريحا او دلالة فانه اذا قبضه في مجلس العقد

بلکہ مفید جب ہوتی ہی کہ خریدار بایع کی صاف اجازت سی یا قرینہ سی مبیع پر قبضہ کر لی پس جب خریدار مجلس عقد میں بایع کی سامنی مبیع پر قبضہ کر لی

بحضرة البايع ولم ينهه البايع يملكه ملكا خبيثا ولهذا قيل لا يحل له ان يتصرف فيه بتمليك وانتفاع حتى لو

اور بایع اوسکو منع نکری تو خریدار ملک مردار سی اوسکا مالک ہو جاتا ہی اسی لئی کہتی ہیں کہ خریدار کو اوسمیں تصرف کرنا حلال نہیں ہی کسیکو مالک کرنیکا یا برتنی کا یہانتک

كان طعاما لا يحل له اكله ولو كان جارية لا يحل له وطيها بل يجب على كل واحد من البايع والمشتري فسخ العقد
طعام ہو تو اوسکا کہانا حلال نہیں ہی اور اگر لونڈی ہی تو اوس سی صحبت حلال نہیں بلکہ ہر ایک بایع اور مشتری پر واسطی دفع فساد کی عقد کا فسخ کرنا

دفعا للفساد وان لم يفسخاه بل باع المشتري ما قبضه بالشراء الفاسد بعقد صحيح ينفذ بيعه لانه لما ملكه ملك
واجب ہی اور اگر دونو نی فسخ عقد نکیا بلکہ مشتری نی شراء فاسد سی قبضہ کر کر بطور عقد صحیح کی اوس کو بیچ ڈالا تو اوسکی بیع پوری ہو جاویگی کیونکہ

تمليكه لغيره بالبيع وغيره فلا يتصور بعده الفسخ لتعلق حق العبد به ووجوب الفسخ سابقا كان لحق الشرع
جب مبیع کا مالک ہوا تو اوسکی تملیک کا بھی بطور بیع وغیرہ کی مالک ہی پہر بعد اوسکی فسخ نہیں ہو سکتا کیونکہ اب اوس سی حق عبد متعلق ہو گیا اور پہلی درجہ میں فسخ عقد جو واجب

واذا اجتمع حق الشرع وحق العبد يقدم حق العبد لحاجته ثم كان الاولى للمشتري الثاني ان يتنزه عن شرائه
تھا واسطی حق شرع کی تہا اور جب حق شرع اور حق عبد جمع ہو جاتی ہیں تو حق عبد کو مقدم رکہتی ہیں یعنی اسلئی کہ عبد حاجتمند ہی ان مشتری ثانی کی حق میں بہتر یہ تہا کہ اوسکی

اذ قيل من غلب على ظنه ان اكثر معاملات اهل السوق على الفساد ينبغي له ان يتنزه عن شراء شيء منهم ومع هذا لو
کیونکہ کہتی ہیں جسکو یوں معلوم ہو کہ اکثر معاملات اس بازار والوں کی فساد سی خالی نہیں ہیں تو اوسکو چاہئی کہ اون سی کوئی شی مول نہ لیوی اور پہر بہی اگر اونسی

اشترى منهم شيئا يحل له الانتفاع به اذ كان العقد الاخير صحيحا وكما ينبغي ان يتعلم ان من اشترى متاعا بالف درهم
کوئی شی مول لیلیویگا تو اوسکو برتنا حلال ہی اگر پچھلا عقد صحیح واقع ہوا ہو اور معلوم رکہنا چاہئی کہ اگر کسینی ہزار روپیہ کا مال شراء فاسد سی مول لیکر قبضہ کر لیا

شراء فاسدا وقبضه ثم باعه وربح فيه لا يحل له الربح بل يجب عليه ان يتصدق به ومن باع متاعا بالف درهم
پہر اوسکو فائدہ سی بیچ ڈالا تو اوسکو وہ فائدہ حلال نہیں ہی بلکہ اوسپر واجب ہی کہ خیرات کر دی اور اگر کسینی ہزار روپیہ کا مال بیع

بيعا فاسدا وقبض الثمن ثم اشترى به شيئا وباعه وربح فيه يحل له الربح ولا يجب عليه ان يتصدق به والفرق
فاسد سی بیچا اور قیمت لی لی پہر اوس روپیہ سی اور مال مول لیا اور اوسکو فائدہ سی بیچا تو اوسکو یہہ فائدہ حلال ہی اوسپر خیرات کرنا واجب نہیں ہی اور فرق

بينهما على ما ذكر في الهداية ان المتاع مما يتعين بالتعيين فيتعلق العقد به فيتمكن الخبث في الربح والدراهم والدنانير
ان دونو صورتوں میں موافق بیان صاحب ہدایہ کی یہہ ہی کہ اسباب تعیین کرنی سی متعین ہو جاتا ہی سو عقد اسباب معین ہی سی متعلق ہو جاتا ہی پس خباثت فائدہ میں اثر کر جاتی

لا تتعينان في العقود والفسوخ بل يثبت الثمن في ذمة المشتري فلا يتعلق العقد الثاني بعينها فلا يتمكن
عقود اور فسوخ میں متعین نہیں ہوتی بلکہ مشتری کی ذمہ مطلق ثمن ثابت ہو جاتا ہی سو دوسرا عقد اوس دراہم اور دنانیر خاص سی متعلق نہیں ہوتا

الخبث في الربح الا ان يشير اليها وينقد منها فيتعلق سلامة الشراء بها لوقوعها ثمنا فيكون ملكا خبيثا واجب التصدق
اسلئی خباثت فائدہ میں اثر نہیں کرتی ان اگر اوسہی کی طرف اشارہ کری پہر اوسہی میں سی پرکہدیوی تو اب خریداری اوسہی سی متعلق ہوگی کیونکہ وہ ثمن ٹہرا اب ملک مردار ہوگی خیرات کرنا

واما الباطل فهو غير منعقد فلا يفيد الملك اصلا ولهذا قيل من غلب على ظنه ان اكثر معاملات اهل السوق على
اور بیع باطل سری سی منعقد نہیں ہوتی سوئی فائدہ ملک کا ہرگز نہیں دیتی اسیلئی کہتی ہیں کہ جسکو یوں معلوم ہو کہ اکثر معاملات اس بازار والوں کی باطل ہوتی ہیں

البطلان ليس له ان يشتري منهم شيئا ولا يحل له ما اشتراه منهم واما الموقوف فهو بيع مال الغير بغير اذنه فانه
تو اوسکو کوئی چیز اونسی مول لینی جایز نہیں ہی اور اونسی جو مول لیگا حلال نہیں ہوگا اور بیع موقوف غیر کی مال کا بی اجازت بیچ ڈالنا یہہ بیع اگرچہ منعقد ہو جاتی ہی

وان كان منعقدا ومفيدا للملك على سبيل التوقف على اجازة مالكه لكن لا يفيد تمام الملك لتعلق حق الغير به
اور فائدہ ملک کا بطور موقوف دیتی ہی یعنی اگر مالک جایز رکہہ لی لیکن اجازت بغیر ملک پوری نہیں ہوتی اسلئی کہ غیر کا حق اوسمیں باقی ہی

وجميع المعاملات الجارية في جميع المغصوبات والغارات الواقعة في هذا الزمان من هذا القبيل ولهذا قال
اور تمام معاملات جو اس زمانہ میں تمام چہینے اور لوٹی ہوئی اشیا میں جاری ہیں سب اسی طرح کی ہیں اور اسیلئی

صاحب البزازية في ايام غارة المسلمين لا يشترى من العسكر شيء لانه حرام ملك الغير ثم ينبغي للتجار ان
صاحب بزازیہ کہتا ہی مسلمانوں کی غارت گری کی عہد میں لشکریوں سی کوئی شی مول نہ لیجاوی کہ حرام غیر کی ملک ہی پہر تاجر کو لائق یوں ہی

يراعي في معاملته العدل ويجتنب الظلم والمراد بالظلم ان يتضرر به الغير فكما يتضرر [illegible]

کہ اپنی معاملہ میں عدل کا لحاظ رکہے اور ظلم سے بچے اور ظلم سے مراد یہہ ہے کہ جسمیں غیر کو نقصان ہووے سو جسمیں غیر کا نقصان ہوتا ہو [illegible]

العدل ان لا يتضرر به احد بشيء ما ولا يتصور ذلك الا بالاحتراز عن عدة امور احدها ان لا يبخس في

عدل وہ ہے کہ جسمیں کسیکا کچہہ نقصان نہووگی اور یہہ امر خیال میں نہیں آتا جبتک کئی باتوں سے احتراز نکرے ایک یہہ کہ [illegible] تفاوت

المقدار وذلك بتعديل المكيال والميزان والاحتياط لانه تعالى قال ويل للمطففين الذين اذا اكتالوا

نکرے اور یہہ پیمانہ اور ترازو پوری پوری اور احتیاط رکہنے سے ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے خرابی ہے کہٹا دینوالوں کی وہ کہ جب ناپ لیویں

على الناس يستوفون واذا كالوهم او وزنوهم يخسرون ولا ينجو من هذا الا من يزيد اذا اعطى وينقص اذا

لوگوں سے پورا بہر لیں اور جب ناپ دیں انکو یا تول کر دیں تو کہٹا کر دیں اور اس سے وہی بچتا ہے جو دیتے وقت کچہہ زیادہ دیوے اور لیتے ہوئے کچہہ کم لیوے

اخذ لان العدل الحقيقي قلما يتصور فان من يستقصي في اخذ حقه بكماله يوشك ان يتعداه ولذلك

اسلیے کہ عدل حقیقی بہت ہی کم خیال میں آتا ہے بیشک جو شخص اپنا حق پورا پورا لیا چاہے تو غالب ہے کہ اوسپر تعدی کر بیٹہے اور اسی واسطے

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اشترى شيئا يقول للوزان زن وارجح وكان بعض السلف يقول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کچہہ مول لیتے تو قیمت اداکر نیوالے سے فرماتے تول دے اور کچہہ زیادہ دے اور بعضے متقدم کہتے تہے

لا اشتري الويل بحبة وكان اذا اخذ نقص حبة واذا اعطى زاد حبة ويقول ويل لمن يبيع بحبة جنة عرضها

کہ ہم ایک دانہ کی بدلہ عذاب نہیں لیتے اور اگر کچہہ مول لیتے تو کچہہ دانہ کم لیتے اور اگر دیتے تو کچہہ دانہ زیادہ دیتے اور کہتے افسوس ہے جو دانہ کی بدلہ جنت دیڈالے جسکا پہیلاو

السموات والارض والثاني مما يجب الاحتراز عنها ان لا يمدح السلعة فانه ان وصفها بما ليس فيها فان لم

آسمان اور زمین ہے اور دوسرا امر جس سے احتراز چاہیے یہہ ہے کہ مال کی تعریف نکیا کرے کیونکہ اگر ایسی تعریف کی جو اوسمیں نہیں ہے پہر خریدار نے اسکا قول اگر

يقبل قوله فهو كذب محض وان قبل فهو مع كونه كذبا تلبيس وظلم وان وصفها بما فيها فان علم به المشتري

نہ مانا تو یہہ صرف جہوٹہ ہی جہوٹہ ہے اور اگر مان لیا تو جہوٹہ کا جہوٹہ اور دغابازی اور ظلم ہے اور اگر سچی تعریف کی تو پہر اگر خریدار بہی جانتا ہے

فهو هذيان وتكلم بما لا يعنيه فيحاسب عليه لان كل كلمة تصدر عن الانسان فانه يحاسب عليها لقوله تعالى

تو وہ بیہودہ بک ہے اور کلام بے فائدہ اس پر بہی حساب ہوگا کیونکہ انسان کی زبان سے جو کلمہ نکلتا ہے اوسی پر حساب ہوویگا بدلیل اس آیت کی

ما يلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد وان لم يعرف المشتري ما فيها ما لم يذكر فلا باس بذكر القدر الموجود فيها من

نہیں بولتا ایک بات جو نہیں اوس پاس راہ دیکہتا تیار اور اگر خریدار نہیں جانتا جبتک بیان نکرو تو پہر جتنا ہے اوتنی ہی بیان کرنیمیں

غير مبالغة واطناب ولا يحلف البتة لانه ان كان كاذبا يكون يمينه غموسا وهو من الكبائر التي تذر الديار

بدون مبالغہ اور تطویل کی کچہہ مضائقہ نہیں اور قسم ہرگز نہ کہاوے اسلیے کہ اگر جہوٹہی ہے تو یمین غموس ہو گی اور یہہ قسم ایسی کبیرہ ہے کہ ملک کو اجاڑ دیتی ہے

بلاقع وان كان صادقا فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لايمانه واساء فيه لان الدنيا اخس من ان يقصد

اور اگر سچی ہے تو بیشک اللہ کی نام کو اپنی قسموں کا نشانہ بنایا اور اسمیں برا کیا اسلیے کہ دنیا اتنی درجہ کی نہیں ہے کہ اوسکو بلا ضرورت

ترويجها بذكر اسم الله تعالى من غير ضرورة حتى قال الفقهاء يكره للتاجر ان يذكر اسم الله تعالى او يصلي على النبي صلى

اللہ کی نام سے رونق دیجاوے یہان تک کہ فقہا کہتے ہیں تاجر کو مکروہ ہے کہ اپنا مال کہولتے ہوئے ترویج کی نیت سے بسم اللہ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

الله عليه وسلم عند فتح متاعه على قصد ترويجه بان يقول اللهم صل على محمد ما اجود هذا والثالث مما

پڑہا کرے اسطور پر کہ کہے سبحان اللہ کیا مال ہے یا اللہم صل علی محمد کیا خوب مال ہے اور تیسرا امر جس سے احتراز کرنا چاہیے

يجب الاحتراز عنها ان يكتم شيئا من عيوب السلعة بل يجب عليه ان يظهر جميع عيوبها خفيها وجليها لانه

یہہ ہے کہ مال کا کوئی عیب چہپا رکہے بلکہ بایع پر واجب ہے کہ اوسکی تمام عیب ظاہر و باطن جتلادیوے کیونکہ

اذا اخفى شيئا منها يكون غاشا تارکا للنصح الواجب فمن اظهر احسن وجهي الثوب او عرضه في الموضع المظلم
اگر کچھ بھی عیب چھپا رکھیگا تو خیانت پیشہ نصح واجب کا تارک ہوگا پھر جسنی تہان کا اچھا پلہ دیکھا دیا یا اندھیری کی اندر سامنی کیا
وعرض احسن فردی الخف او النعل ونحوهما یکون غاشا والغش حرام في البيوع والصنايع جميعا فلا ينبغي للصانع
یا موزہ یا جوتی کی اچھی اچھائی دیکھادی تو یہہ شخص خائن ہی اور تمام بیوع اور کاریگریوں میں خیانت کرنی حرام ہی سو کاریگر کو لایق نہیں کہ
ان يتهاون بعمله على وجه لو عامله به غيره لا يرتضيه بل ينبغي له ان يحسن الصنعة ويحكمها ثم يبين عيبها
کہ اپنی کار میں ایسی سستی کیا کری کہ اگر اوسکی ساتھہ کوئی اور کری تو پسند نکری بلکہ یوں چاہیئی کہ کار خوبصورت اور مضبوط بنایا کری پھر اوسکا عیب بیان کردی
ان وقع فيها عيب فان قيل اذا وجب على التاجران يذكر عيوب متاعه لا يتم له المعاملة فما الطريق فيها فاعلم ان
اگر اتفاقا عیب دار ہوگیا ہو اور اگر کوئی یہہ اعتراض کری کہ جب تاجر پر مال کا عیب بیان کرنا واجب ہوا تو اوسکا معاملہ کبھی پورا نہ ہویگا پھر اسکا کونسا راہ ہی تو سمجھ لی
التاجر اذا شرط على نفسه ان لا يشتري للبيع الا الجيد وقنع بربح يسير يبارك له فيه ولا يحتاج الى تلبيس فمن
کہ تاجر جب اپنی اوپر یہہ شرط کرلی کہ بیچنی کی لئی سوا مال جید کی کبھی نہ لونگا اور تھوڑی سی نفع پر قناعت کری تو اوسہی میں برکت ہوویگی دغابازی کی کچھہ حاجت نہیں ہی
تعود هذا لا يشتري معيبا فان وقع في يده نادرا يذكر عيبه ويقنع بقيمته وانما يتعذر هذا على التجار لانهم
پھر جسکی یہہ عادت پڑجاتی ہی تو عیب دار مال نہیں لیتا پھر اگر اتفاقا اوسکی ہاتھہ آبھی جاوی تو اوسکا عیب بیان کردی اور اوسکی اصل قیمت پر قناعت کری اور تجاروں پر اسلئی
لا يقنعون بربح يسير بل يطلبون ربحا كثيرا ولا يحصل ذلك الا بتلبيس والتلبيس حرام فلا يجوز للبايع ولا للمشتري
دشوار ہوتا ہی کہ تھوڑی نفع پر قناعت نہیں کرتی بلکہ بڑی فائدہ کی طالب ہوتی ہیں اور بڑا فائدہ بدون دغابازی کی نہیں ہوتا اور دغابازی حرام ہی سو جایز نہیں ہی نہ
ان يلبس احدهما الآخر لان من يفعل هذا يكون ظالما تارکا للنصح على المسلمين وقد روي انه عليه السلام قال
کہ ایک دوسری سی فریب کیا کری اسلئی کہ جو ایسا کریگا وہ ظالم ہی اوسنی مسلمانوں کی خیرخواہی ترک کی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
البيعان اذا صدقا ونصحا بورك لهما في بيعهما واذا كذبا وكتما نزعت بركة بيعهما ومن لم يعرف الزيادة والنقصان
بائع اور مشتری دونو اگر سچ بولیں اور خیرخواہی کریں تو اونکی لئی بیع میں برکت ہوویگی اور اگر جھوٹ بولیں اور عیب چھپالیں تو بیع کی برکت نکل جاویگی اور جو شخص بڑہتی گھٹتی
الا بالمكيال والميزان لا يصدق هذا الحديث ولا يعرف ان الدرهم الواحد قد يبارك فيه ويكون سببا لسعادته
بدون پیمانہ اور ترازو کی نہیں جانتا تو اسحدیث کی تصدیق نہیں کرتا اور وہ یہہ نہیں جانتا کہ ایک درہم میں کبھی ایسی برکت ہوتی ہی جسمیں سعادت دینی اور دنیا کی حاصل ہوجاوی
في الدين والدنيا بان يصرفه فيما يجب عليه من امر دينه او دنياه وان الالاف المالفة قد ينزع عنها البركة وتكون
اسطور کہ اوسکو اپنی واجبات دینی اور دنیوی میں صرف کری اور بیشک ہزاروں جمع کی ہوئی میں سی کبھی برکت نکل جاتی ہی وہ ہی اوسکو
سببا لهلاكه في الدنيا والآخرة اما في الدنيا فكما يشاهد في هذا الزمان من تسلط الظلمة عليه واخذ ماله بانواع
دین اور دنیا میں لی ڈوبتا ہی چنانچہ اسزمانہ میں دیکھتی ہیں کہ ظالم لوگ غالب ہوکر اوسکی تمام مال متاع طرح طرح کی عذاب دیکر
العقوبات واما في الآخرة فبان يصرفها في المحرمات والمنكرات لا سيما في الرشوة التي يكون بها كل واحد من الراشي
چھین لیتی ہیں اور رہا آخرت میں سو اسوضع سی کہ مال کو حرام اور ممنوعات میں خرچ کرتا ہی خاص کر رشوت میں جسکی باعث سی ہر ایک یعنی رشوت دینی والا
والمرتشي والساعي بينهما ملعونا بلعن رسول الله صلى الله عليه وسلم فمن اراد ان يتيسر عليه النصح للمسلمين فلا بد له
اور رشوت لینی والا اور بیچکا دلال ملعون ہوجاتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اوسپر لعنت پڑتی ہی اب جسکا یہہ ارادہ ہووی کہ اوسکو نصیحت اہل اسلام کی
من امرين احدهما ان يعلم ويعتقد ان تلبيسه لا يزيد في رزقه بل يمحقه ويذهب بركته فان ما يجمعه من
میسر ہووی تو اوسکو دو باتیں لازم ہیں ایک تو یہہ سمجھی اور یقین کری کہ فریب اور مکر سی روزی نہیں بڑہتی بلکہ تلف ہوجاتی ہی اور برکت جاتی رہتی ہی بیشک جتنا مال
متفرقات التلبيسات قد يهلكه الله تعالى دفعة واحدة اما بالاغراق او بالاحراق او باخذ اللصوص والظلمة
طرح طرح کی فریب سی جمع کرتا ہی اوسکو بعضی دفعہ تو اللہ تعالی ایک بار ہی تلف کردیتا ہی یا ڈبوکر یا جلا کر یا چور اور ظالم چھین لیتی ہیں

الكثرة والقلة ان يعلم ويعتقد ان نعيم الآخرة خير من نعيم الدنيا وان فوائد اموال الدنيا تنقطع بانقضاء
اونکا فرق لوگ جسمین لیتی ہیں اور دوسری یہہ سمجہی اور یقین کری کہ آخرت کا فائدہ دنیا کی فائدہ سی بہتر ہی اور بیشک دنیا کی فائدہ ختم ہوجاتی ہیں جب زندگی ہو چکتی ہی

العمر وتبقى مظالمها واوزارها فكيف يرضى العاقل ان يستبدل الذي هو ادنى بالذي هو خير والخير كله في
اور اوسکا وبال اور بوجھ سر پر رہجاتا ہی   عاقل آدمی کب پسند کرتا ہی   کہ ادنی چیز کو اعلی چیز سی   بدل لیوی   اور خوبی سلامتی

سلامة الدين يسر الله سلامة الدين المجلس الحادي والسبعون في بيان اي تاجر يحشر
دین کی سلامتی میں ہی   الہی ہمکو دین کی سلامتی نصیب کر   اکہترویں مجلس اس بیان میں کہ کونسا تاجر قیامت کی دن فاجر ہو کر اوٹہیگا

يوم القيمة فاجرا واي صادقا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التجار يحشرون يوم القيمة فجارا
اور کونسا صادق ہو کر   رسول الله   صلى   الله   عليه وسلم نی فرمایا   تاجر لوگ قیامت کی دن فاجر ہو کر اوٹہینگی

الا من اتقى وبر وصدق هذا الحديث من حسان المصابيح رواه عبيد بن رفاعة عن ابيه والاصل في الفجور الميل
مگر جو کہ متقی ہی اور نیکوکار اور سچا   یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی   عبید بن رفاعہ اپنی باپ سی روایت کرتا ہی اور اصل میں فجور ٹل جانا

عن القصد ومنه يقال للكاذب فاجر وعلى هذا المعنى سمى التجار في الحديث فجارا اذ من عادتهم في تجارتهم
راستی اور میانہ روی سی   اسی جگہ سی جہوٹی کو فاجر کہتی ہیں   اور اسی اعتبار سی سوداگروں کو حدیث شریف میں فجار نام کیا   کیونکہ تجارت میں

غالبا التدليس والتهالك على ترويج السلع بما تيسر لهم من الايمان الكاذبة ونحوها وهذا حكم عليهم في الحديث
عیب کا چہپا لینا   اور اسباب کی رواج دینی پر کہپ رہنا اکثر اونکی عادت ہوتی ہی جسطور ہوسکی جہوٹی قسموں سی یا مانند اوسکی اسی لئی حدیث میں اونکی حق میں حکم ہوا

بانهم يحشرون يوم القيمة في زمرة الكذابين الذين كثر منهم الكذب الا من اتقى الكذب وبر في يمينه وصدق
کہ تاجر   قیامت کی دن ایسی جہوٹوں میں داخل ہونگی جنکا جہوٹ کثرت سی ہی   مگر وہ تاجر جو جہوٹ سی بچتا رہا   اور قسم میں پاک اور بات میں سچا رہا

في حديثه فانه لا يحشر معهم بل يحشر مع الابرار كما روى عن ابي سعيد انه قال التاجر الصدوق الامين يحشر
سو ایسا تاجر جہوٹوں میں داخل نہیں ہوویگا بلکہ ابرار کی ساتہہ اوٹہیگا   چنانچہ ابو سعید خدری سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سچا اور امانت دار تاجر

مع النبيين والصديقين والشهداء فعلم من هذا ان اللازم للتاجر في معاملته ان يستعمل الصدق والامانة
نبیوں   اور صدیقوں   اور شہیدوں کی ہمراہ ہوویگا اس سی معلوم ہوا کہ تاجر کو لازم ہی کہ اپنی معاملی میں صداقت اور امانت سی کیا کری

ويجتنب الكذب والخيانة حتى يحشر مع الابرار ولا يحشر مع الفجار بل الواجب عليه ان يراعي في تجارته
اور جہوٹ اور خیانت سی بچتا رہی تاکہ ابرار میں داخل ہووی   اور فجار میں نہ مل جاوی   بلکہ تاجر پر یہہ واجب ہی کہ تجارت میں عدل اور انصاف کا

العدل والانصاف ويجانب الظلم والاعتساف لان المعاملة قد تجرى على وجه يحكم المفتي بصحتها وانعقادها
لحاظ رکہی   اور ظلم اور بی راہی سی بچی   اسلئی کہ معاملہ بعضی دفعہ ایسی طور پر ہوجاتا ہی کہ مفتی اوسکو درست اور منعقد بتادی

لكنها تشتمل على ظلم يتعرض به المعامل لسخط الله تعالى اذ ليس كل نهي مقتضيا لفساد العقد والمراد من الظلم ما
پر اوسمین ایسا ظلم ہوجاتا ہی جس سی وہ شخص نشانہ غضب الہی کا بن جاتا ہی کیونکہ ہر ہر نہی سی عقد فاسد نہیں ہوجاتا اور ظلم سی مراد وہ عمل ہی جسمین

يتضرر به الغير فكل ما يتضرر به الغير فهو ظلم وانما العدل ان لا يتضرر منه احد بشيء ولا يتصور ذلك الا بالاحتراز
غیر کا نقصان ہوجاوی سو جس عمل میں غیر کا نقصان ہوتا ہو وہ ہی ظلم ہی اور عدل وہی ہی کہ جسمین کسیکا کچہہ نقصان نہووی اور عدل جب ہو سکتا ہی کہ چند باتوں سی

عن عدة امور الاول ترويج الزيوف من النقود فانه ظلم عام يتضرر به الناس لان من يروج شيئا منها الى غيره
احتراز کری   اول کہوٹی نقود کی برتاوسی   بیشک یہہ ظلم عام ہی اسمین سبکا نقصان ہی اسلئی کہ جو شخص کوئی کہوٹا نقد اور کو دیویگا

فذلك الغير ان لم يعرف انه زيف فهو يتضرر به وان عرف انه زيف فهو يروجه الى غيره وغيره الى غيره وهكذا
پہر اوسنی اگر نہ پہچانا کہ وہ کہوٹا ہی   تو وہ نقصان پاویگا   اور اگر پہچانا کہ یہہ کہوٹا ہی تو وہ   اور کو دیویگا اور وہ اور کو دیوی گا   اور اسیطرح

لا يزال يتردد في ايدي الناس ويعظم ضرره ويشيع فساده ويكون وبال الكل من حين ترويجه الى وقت انقراضه راجعا

لوگون کی ہاتہون مین پہرتا رہیگا اور سبکا نقصان ہوتا رہیگا اور فساد پہیلتا جاوی گا اور سبکا وبال جب سی اسنی دیا تہا اوسکی گمشی تک کا اسکی سر پڑیگا

اليه بمقتضى قوله عليه السلام من سن سنة سيئة فعمل بها من بعده كان عليه وزرها ووزر من عمل بها لا

بدلیل اس حدیث کی جسنی طریقہ بد نکالا پہر اوسپر اوروں نی بعد اوسکی عمل کیا تو اوسکا اور جو جو اوسپر عمل کرینگی سب کا بوجہ اسپر ہوویگا

ينقص من اوزارهم شيء ولهذا قال بعض السلف انفاق درهم واحد من الزيوف اشد من سرقة مائة درهم

اونکی گناہ سی کچہہ کم نہ کرینگی اسیلئی بعضی متقدمین کا قول ہی کہ کہوٹی ایک درہم کا چلانا چوری سو درہم کی چہ بیسیہ بدتر ہی

من الجياد لان سرقة المائة معصية واحدة منقضية واما انفاق الزيف فهو معصية مستمرة يعمل بها ما دام

اسلئی کہ چورانا سو درہم کا ایک گناہ ہی کہ ہو چکا اور کہوٹی روپیہ کا گناہ جاری ہی عمل مین آتی جاتا ہی جبتک وہ کہوٹا

ذلك الزيف يتردد في ايدي الناس فيكون عليه في حياته وبعد مماته اثم ما افسد ونقص من اموال الناس بسببه

روپیہ لوگون کی ہاتہہ مین پہرتا رہتا ہی سو اوسکی زندگی بہر اور بعد موت کی گناہ باقی رہیگا جسقدر لوگون کا مال اوسکی سبب سی خراب اور تلف ہوویگا

الى آخر فناء ذلك الزيف وانقراضه فطوبى لمن يموت ويموت معه ذنوبه وويل لمن يموت ويبقى بعده ذنوبه

جبتک وہ کہوٹا روپیہ کہسکر فنا ہو جاوی سو مزدہ ہی اوسکو جو مر جاوی اور اوسکی تمام گناہ ہو چکین اور افسوس ہی اوسکی لئی جو مر جاوی اور بعد اوسکی گناہ قایم رہین

وقد قيل انفاق الدرهم الردي على من يعلمه اكبر ذنبا من انفاقه على من لا يعلمه لان الاول متعمد والثاني

اور کوئی کہتا ہی کہ جان کار کو کہوٹی روپیہ کا دیدینا بڑا گناہ ہی ان جان کو دینی سی اسلئی کہ وہ اول تو متعمد ہی اور دوسرا خطاوار ہی لیکن خطا یعنی ان جان پنی کا گناہ بندوں کی حق مین

مخطئ لكن الخطاء في حق العباد غير موضوع فعلى هذا يجب على التاجر ان يتعلم احوال النقود ليميز الزيف من غيره

معتبر نہین ہوتا اسکی موافق تاجر کو واجب ہی کہ روپیہ کا پرکہنا بہی سیکہی تا کہ کہوٹا کہرا پہچان لیا کری

لا يستقصي لنفسه بل لئلا يسلمه الى غيره بعدم علمه فيكون آثما لتقصيره في تعلم ما يلزمه في معاملته اذ لكل

اس نیت سی نہین کہ اپنا حق پورا لیا کری بلکہ اس نیت سی کہ انجان پنی سی غیر کو نہ دی بیٹہی پہر گنہگار ہوگا اسلئی کہ معاملات کی لوازم سی سیکہنی مین جو قصور کیا کیونکہ ہر

عمل علم يجب تحصيله لمن يباشره كيلا يقع في الاثم ولهذا كان السلف يتعلمون احوال النقود نظرا لدينهم لا لدنياهم

کام کی لئی علم ہوتا ہی کہ اوس کاروائی کو اوسکا سیکہنا واجب ہوتا ہی تا کہ گناہ مین نہ پہنچاوی اور اسی واسطی متقدمین نقود کا پرکہنا واسطی لحاظ دین کی سیکہا کرتی تہی دنیا کی واسطی نہین

فان من يقع في يده شيء من الزيوف ينبغي له ان يجتهد في اعدامه وافنائه ومحو اثره ولا يسعى في ترويجه لانه

بیشک جسکی ہاتہہ کوئی کہوٹا روپیہ پہنسا جاوی تو اوسکو لایق ہی کہ اوسکی کہونی اور فنا کرنی مین اور اوسکا نشان مٹانی مین کوشش کری اوسکی چلانی مین سعی نکری کیونکہ

ان روجه الى من لا يعرفه يكون آثما لايصاله اليه الضرر وان روجه الى من يعرفه يكون آثما لان من

اگر انجان کو دیدیا تو اسلئی گنہگار ہوگا کہ اوسکا نقصان کیا اور اگر جان کار کی حوالہ کیا تو تو بہی گنہگار ہوگا اسلئی

يأخذه لا يأخذه غالبا الا ليروجه الى غيره اذ لو لم يكن قصده ذلك لكان لا يرغب في اخذه اصلا فيكون

کہ لینی والا اکثر اسی لئی لیلیتا ہی کہ اور کو دیدی کیونکہ اگر اوسکی ایسی نیت نہوتی تو ہرگز بہی نہ لیتا تو اسی لئی

تسليمه اليه تسليطا له على الفساد واعانة له على الشر ومشاركة معه في الاثم واما من يأخذه ليكون من الذين

کہوٹا روپیہ دیکر اوسکو فساد پر قایم کیا اور بدی پر امداد کی اور گناہ مین شریک ہوا اور رہا وہ شخص جو اسواسطی لیتا ہی کہ اوس زمرہ مین

دعا لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بقوله رحم الله امرأ سهل البيع سهل الشراء سهل القضاء سهل الاقتضاء فلا بأس

داخل ہووی جنکی حق مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی دعاء خیر فرمائی ہی اسی حدیث مین رحم کری اللہ اوس شخص پر جو آسانی سی بیچی آسانی سی خریدی آسانی سی ادا کری آسانی سی تقاضا کری

له ان يأخذه على قصد اعدامه وافنائه ومحو اثره لا على قصد ترويجه في معاملته اذ لو كان قصده ذلك

اوسکو ضرور ہی کہ اس نیت سی لیوی کہ اوسکو توڑی اور فنا کر دی اور نشان مٹا دی نہ اس نیت سی کہ اوسکو معاملات مین جاری کری اگر اوسکی یہہ نیت ہی

لکان

يكون داخلا في شر روجه الشيطان اليه في معرض الخير والمراد بالزيف من الدراهم وما لا نقرة فيه ولا فضة

تو وہ اوس برائی میں داخل ہی جسکو شیطان نی خوب صورت بنا کر دکہایا ہی اور کہوٹی درہم وہ مراد ہی جسمین نہ کچہہ چاندی ہو اور دینار سی

ولا ذهب اصلا بل هو مموه واما ما فيه فضة او ذهب فالعبرة فيه للغالب ان كان الغالب على الدراهم

اور نہ سونا بلکہ صرف ملمع ہو اور جسمین چاندی اور سونا ہو تو اوسمین اکثر کا اعتبار ہی اگر درہم مین چاندی زیادہ ہووی

الفضة فهي فضة وان كان الغالب على الدنانير الذهب فهي ذهب لان النقود لا تخلو عن قليل غش

تو وہ چاندی ہی اور دینار مین اگر سونا زیادہ ہووی تو وہ سونا ہی کیونکہ نقود ایسی کم ہوتی ہین جسمین کچہہ نہ کچہہ کہوٹ نہو

اما خلقة كما في الردي من الفضة او الذهب او عادة بسبب انها تتفتت ولا تنطبع بدون الغش وانما

یا اصلی ہوتی ہی جیسی ردی چاندی اور کم درکا سونا یا عادت کی موافق اس سبب سی کہ اوسکو کوٹتی ہین اور بدون کہوٹ ملی کی گہڑا نہین جاتا

تنطبع بخلط الغش بها فعلى هذا يعتبر الغالب لان المغلوب في مقابلة الغالب كالمعدوم فاذا كان الغالب

گہڑا جب ہی جاتا ہی کہ اوسمین ملا کا ملی اس حال کی موافق اکثر کا اعتبار رہتا ہی کیونکہ غالب کی سامنی مغلوب کی کچہہ ہستی نہین ہوتی بس تو اگر دراہم مین چاندی

على الدراهم الفضة وعلى الدنانير الذهب فهما في حكم الفضة والذهب وان كان الغالب عليهما الغش فان كانتا

غالب ہو اور دنانیر مین سونا پہر وہ دونو چاندی اور سونی مین داخل ہین اور اگر اونکی اندر میل بڑہتی ہو تو پہر اگر اونکا

نقد البلد فما دام رواجهما باقيا فهما ثمن لا يتعلق العقد بعينهما بل انما يتعلق بجنسهما وان ارتفع رواجهما

چلن جاری ہی تو جب تک اونکا چلن باقی رہیگا تب تک وہ ثمن یعنی نقد مین عقد اونکی تعیین سی متعلق نہین ہوتا بلکہ اوس سکہ کی دراہم اور دنانیر سی متعلق ہوگا وہ ہون یا اور اور

فهما سلعتان يتعلق العقد بعينهما ان علم المتعاقدان حالهما وعلم كل واحد منهما ان صاحبه يعلم حالها وان لم يعلما

تو پہر وہ رخت اور چیز بست مین داخل ہین عقد مین متعین ہوجاینگی اگر اونکا حال بایع اور مشتری کو معلوم ہو اور دونو یہہ بہی جانتی ہون کہ ہر ایک کو ان دراہم دنانیر کا معلوم ہی

او لم يعلم احدهما او علما لكن لم يعلم كل واحد منهما ان صاحبه يعلمها فالعقد لا يتعلق بهما بل انما يتعلق بالرائج

دونوں کو معلوم نہین یا ایک کو معلوم نہین یا دونو کو معلوم تو ہی پر دونو کو یہہ خبر نہین کہ وہ دوسرا بہی جانتا ہی تو عقد ایسی دراہم و دنانیر سی علاقہ نہین رکہتا بلکہ چلن بازاری

في البلد وان لم يرتفع رواجهما بالكلية بل كانتا بحيث يقبلها البعض دون البعض فهما كالزيوف لا يتعلق العقد

علاقہ رکہتا ہی اور اگر اونکا رواج چلن بالکل نہین گیا بلکہ ایسا ہی کوئی تو لیتا ہی اور کوئی نہین لیتا تو اب وہ دراہم و دنانیر کہوٹوں مین داخل ہین عقد کی اندر

بعينهما بل انما يتعلق بجنسهما من الزيوف ان كان البائع يعلم حالهما لثبوت الرضى منه بجنس الزيوف وان كان

متعین نہین ہون گی بلکہ عقد مین اوس سکہ کی کہوٹی دراہم اور دنانیر دینی ہون گی اگر بایع کو انکا حال معلوم تہا کیونکہ بایع اوس سکہ کی کہوٹوں پر راضی ہوچکا ہی اور اگر

البائع لا يعلم حالهما لا يتعلق العقد الا بجنسهما من الجياد لعدم ثبوت الرضى منه بجنس الزيوف والثاني مما

بایع کو اونکی حال سی اطلاع نہین تہی تو پہر عقد مین اوس سکہ کی کہری دینی ہونگی کیونکہ بایع کی رضا اوس قسم کی کہوٹوں پر ثابت نہین ہی اور دوسرا امر جس سی

يجب الاحتراز عنه مدح السلعة فان من يصفها بما ليس فيها ولم يقبل قوله فهو كذب وان قبل قوله فهو

احتراز کرنا واجب ہی اسباب کی تعریف کرنی ہی بیشک جو شخص اسباب کی ایسی تعریف کری جو اوسمین موجود نہین ہی اور وہ مان بہی نہین لیا تو وہ صرف جہوٹ ہی اور اگر اوسکا

مع كونه كذبا تلبيس وظلم وان وصفها بما فيها فان كان المشتري يعلم به فهو هذيان وتكلم بما لا يعنيه ويحاسب

کہا مان لیا تو وہ جہوٹ کا جہوٹ اور دغا بازی اور ظلم ہی اور اگر ایسی تعریف کی جو اوسمین ہی یعنی سچی پہر اگر مشتری کو وہ معلوم ہی تو مفت کی بکواس اور بیفائدہ کلام ہی اسپر محاسبہ

عليه اذ ما من كلمة تصدر عن الانسان الا يحاسب عليها لقوله تعالى ما يلفظ من قول الا لديه رقيب

کیونکہ جو بات انسان کی زبان سی نکلتی ہی سو ہی محاسبہ طلب ہی بدلیل اس آیت کی نہین بولتا ایک بات جو نہین اوس پاس ایک راہ دیکہتا

عتيد وان كان المشتري لا يعلم ما فيها فلا باس بذكر القدر الموجود فيها من غير مبالغة وافراط ويكون

تیار اور اگر مشتری کو معلوم نہین ہی تو وسکا مضایقہ نہین ہی کہ جتنی بات اوسمین واقعی ہو بی مبالغہ بی کم وکاست کہدی اس نیت سی

قصده منه ان يعرفه اخوه المسلم ويرغب فيه ويحصل مقصوده ولا يحلف البتة لانه ان كان كاذبا يكون

کہ اپنی بہائی مسلمان کو جتلا کر ترغیب دی کہ اوسکا مقصود حاصل ہو جاوی اور قسم ہرگز نہ کہا دی کیونکہ اگر جہوٹی ہی

يمينه غموسا وهي من الكبائر التي تذر الديار بلاقع وان كان صادقا فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لايمانه

تو یہ یمین غموس ایسی کبیرہ ہی کہ ملک کو اوجاڑ دیتی ہی اور اگر سچی ہی تو بیشک اللہ تعالی کی نام کو اپنی قسمو نکا نشانہ بنایا

واساء فيه لان الدنيا اخس من ان يقصد ترويجها بذكر اسم الله تعالى من غير ضرورة حتى قال الفقهاء يكره

اور برا کیا کیونکہ دنیا کا اتنا درجہ کہاں ہی کہ بلا ضرورت خدا کا نام لیکر اوسکو رونق دیجئی یہاں تک کہ فقہا کہتی ہیں تاجر کو

للتاجر ان يذكر الله تعالى او يصلي على النبي عليه السلام عند فتح متاعه على قصد ترويجه بان يقول اللهم

مکروہ ہی کہ اسباب کہولتی ہوئی ترویج کی نیت سی بسم اللہ کہا کری یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہا کری اسطور کہ کہا کری اللہم

صل على محمد ما اجود هذا والثالث مما يجب الاحتراز عنه كتم عيوب السلعة فان من يكتم شيئا منها يكون

صل علی محمد کیا خوب مال ہی اور تیسرا امر جس سی احتراز واجب ہی مال کا عیب چہپا لینا بیشک جو شخص کوئی عیب چہپا لیتا ہی تو وہ

ظالما تاركا للنصح الواجب مرتكبا للغش الحرام فالواجب عليه ان يظهر جميع عيوبها خفيها وجليها وهذا امر

ظالم اور خیر خواہی کا تارک جو اوسپر واجب تہی اور اختیار کرنیوالا دغا حرام کا ہوتا ہی پس تاجر پر واجب ہی کہ مبیع کی تمام عیوب ظاہر و باطن بیان کر دیا کری اور یہ بات

يشق على اكثر الخلق فمن لا يقدر عليه فليترك التجارة او ليوطن نفسه على عذاب النار والرابع مما يجب الاحتراز

اکثر لوگوں پر دشوار گذرتی ہی پہر جس سی یہہ بات نہو سکی تو اوسکو لازم ہی کہ تجارت موقوف کری یا اپنی جان کی واسطی دوزخ میں ٹہکانا بنا دی اور چوتہا امر جس سی احتراز کرنا

عنه الخيانة فان من يخون لا يخلو اما ان يكون خيانته في المقدار او في السعر او في المرابحة والتولية فاما

واجب ہی خیانت کرنی ہی بیشک جو شخص خیانت کرتا ہی تو اسی خالی نہیں کہ یا تو مقدار میں خیانت کرتا ہی یا بہاؤ میں یا نفع لینی میں یا اس کی ان بیچنی میں پہر

من يكون خيانته في المقدار فهو يدخل تحت قوله تعالى وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ

جو شخص مقدار میں خیانت کرتا ہی تو وہ اس آیت کی مضمون میں داخل ہی خرابی ہی کہٹا نیوالوں کی وہ کہ جب ماپ لیں لوگوں سی پورا بہر لیں

وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ولا ينجو من هذا الا من يزيد اذا اعطى وينقص اذا اخذ لان العدل الحقيقي

اور جب دیں اونکو یا تول دیں تو کہٹا کر دیں اور اس وبال سی وہ ہی بچتا ہی جو دینی میں کچہہ زیادہ دیدی اور لینی میں کچہہ کم لیلی اسلئی کہ حقیقی عدل تو

قلما يتصور فان من يستقصي في اخذ حقه بكماله يوشك ان يتجاوزه ولذلك كان النبي عليه السلام اذا

بہت ہی کم خیال میں آتا ہی بیشک جو کوئی اپنا حق پورا پورا لیا چاہی تو کیا بعید ہی کہ حد سی بڑہ جاوی اور اسی واسطی نبی علیہ السلام جب

اشترى شيئا يقول للذي يزن الثمن زن وارجح وكان بعض السلف يقول لا اشترى الويل بحبة وكان اذا اخذ

کوئی شی مول لیتی تو ثمن دینی والی سی فرمادیتی کہ ثمن تول دی اور کچہہ زیادہ دی اور بعضی متقدمین کا قول ہی ہم بعوض ایک دانہ کی دوزخ نہیں خریدتی اور اونکا یہہ حال تہا

نقص حبة واذا اعطى زاد حبة وكان يقول ويل لمن يبيع بحبة جنة عرضها السموت والارض واما من يكون

کہ جب لیتی تو کچہہ کم لیتی اور جب دیتی تو کچہہ بڑہا دیتی اور یہہ کہتی افسوس اوسکی حق میں جو دانہ کی بدلہ ایسا جنت بیچ ڈالی جسکا پہیلاو آسمان اور زمین ہی اور جو شخص

خيانته في السعر فهو من الظلمين التاركين للنصح الواجب اذ ليس لاحد ان يلبس على البايع او المشتري سعر الوقت

بہاؤ میں خیانت کرتا ہی سو وہ ایسا ظالم ہی کہ نصیحت جو اوسپر واجب تہی ترک کی کیونکہ کسیکو جایز نہیں ہی کہ بایع یا مشتری پر بہاؤ اوسوقت کا رلا ملا دیوی

وينتهض الفرصة ويخفي من البايع غلاء السعر ومن المشتري انحطاطه فان من يفعل ذلك يكون من الذين لا يحب

اور فرصت کو غنیمت سمجہی بایع سی تو گرانی بہاؤ کی چہپا لی اور مشتری سی ارزانی بیشک جو ایسا کام کرتا ہی وہ اون لوگوں میں داخل ہی کہ نہیں پسند کرتا

احدهم لاخيه المسلم ما يحب لنفسه وقد روي انه عليه السلام قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب

اپنی بہائی مسلم کی واسطی جو اپنی واسطی پسند کرتا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مؤمن نہیں ہوتا کوئی تم میں سی جبتک نہ پسند کری اپنی بہائی کی

لنفسه

لنفسه واما من يكون خيانته في المرابحة والتولية فلابد له من معرفتهما حتى يمكن له الاحتراز عنهما

حق میں جو اپنی حق میں پسند کرتا ہی اور جو شخص نفع پر دیتے ہیں اور دام کی دام دینے میں خیانت کرتا ہی تو اوسکو بھی ان دونوں کا سمجھنا چاہئی تاکہ اوس سے بچ سکے

اما المرابحة فهي بيع ماملكه بمثل ماقام عليه بزيادة ربحه واما التولية فهو بيع ماملكه بمثل ماقام عليه

مرابحت تو یہ بیچنا مال کا جتنی کو اسکو پڑا ہو اور کچھ نفع لیکر اور تولیہ بیچنا مال کا جتنی کو اسکو پڑا ہو

بدون زيادة ربح وكل منهما انما يصح اذا كان راس المال مثليا لان مبناهما على الامانة والاحتراز

بدون نفع لئے یعنی دام کی دام کو اور یہ دونوں بیع جب صحیح ہوتی ہیں کہ راس المال مثلی یعنی ذوات الامثال سے ہو کیونکہ ان دونوں کی بنیاد امانت اور خیانت سے

عن الخيانة وشبهتها فان الغبي الذي لا يهتدي في التجارة يعتمد على الفعل الذكر الذي يهتدي فيها و

اور خیانت کی شبہ سے احتراز پر ہی بیشک بہولا بچارہ جو تجارت کی ڈھنگ نہیں جانتا وہ بہروسہ کیا کرتا ہی ایسی شخص کی ذکر کرنی پر جو تجارت کا مشتاق ہو اور

يطيب نفسه بمثل ما اشتراه بزيادة ربح في المرابحة وبدونها في التولية وان لم يكن راس المال مثليا

اپنی جی میں خوش ہوتا ہی تحریر کی خرید سے فائدہ بڑھتی دیکر مرابحہ میں اور بدون فائدہ کی تولیہ میں اور اگر راس المال ذوات الامثال سے نہو

بل كان قيميا يكون قدره مجهولا لا يعلم الا بالظن والتخمين فيتمكن شبهة الخيانة فلا يتحقق المرابحة

بلکہ ذوات القیم سے ہو تو اوسکی مقدار مجہول ہووےگی اگر معلوم ہو تو گمان اور اٹکل سے ہو پھر اسمین خیانت کا شبہ قایم ہو جاتا ہی پھر مرابحہ اور تولیہ دونوں ثابت

والتولية الا ان يكون المشتري مرابحة وتولية ممن ملك ذلك البدل بوجه من الوجوه فح يمكن للبايع ان

نہیں ہوتی از راہ بیع مرابحہ اور تولیہ کی اوس سے کہ مالک ہوگیا ہو اسی بدل یعنی ثمن کا کسیطرح پر پس اوسوقت روا ہی بایع کو یعنی پہلی جو مشتری

يبيع منه ما اشتراه بذلك البدل وبربح معلوم في المرابحة او بدونه في التولية ومن اشترى متاعا

تھا مالک بدل کی ہاتھ اوسچیز کو کہ خریدہ تہا مشتری اول نی عوض اس بدل کی مع نفع معلوم کی بیع مرابحہ میں یا بدون نفع کی بیع تولیہ میں اور جس شخص نی کچھ مال

بالنقود يجوز له ان يضم الى الثمن اجرة القصار والصباغ والحمال وغير ذلك مما يزيد في عين المبيع او

نقدوں خریدا تو اوسکو جایز ہی کہ ثمن میں مزدوری دھوبی اور رنگ ریز اور پلہ دار وغیرہ کی جس سے کہ عین مبیع یا

قيمته كسوق الغنم فانه يزيد في قيمتها كما يزيد الحمل في قيمة المتاع لان القيمة تختلف باختلاف المكان ويقول

قیمت مبیع بڑہ جاوی جیسی بکریاں ہکالیجانا اس سے ہی بکری کی قیمت بڑھتی ہی جیسی پلہ داری سے قیمت مال کی بڑھتی ہی اسواسطے کہ مکان بدلنی سے قیمت بدل جاتی ہی اور یوں بیان کری

قام علي بكذا ولا يقول اشتريت بكذا تحرزا عن الكذب وان فعل شيئا من هذه المذكورات بنفسه لا يضمه

کہ مجھکو اتنی میں پڑی ہی یہہ نہ کہی میںنی اتنی کو خریدی ہی تا کہ جھوٹ سے بچ جاوی اور اگر کوئی کام ان مذکور سابقہ سے بذات خود سرانجام کرلیا ہو تو اوسکی مزدوری ثمن میں

وكذا لا يضم نفقة نفسه ولا جعل الابق ولا كراء بيت الحفظ ولا اجر الطبيب والمعلم والراعي والدلال لان

اور ایسی ہی اپنی ذات کا خرچ اور نہ انعام بہاگی ہوئی غلام کا اور نہ کرایہ حفاظت کی مکان کا اور نہ نذرانہ طبیب اور اوستاد کا اور نہ اجرت چرواہی اور دلال کی کیونکہ

هذه المذكورات لا تزيد في المبيع شيئا ومن اشترى ثوبا بعشرين وقبضه ثم باعه مرابحة بثلثين وتقابضا

ان اخراجات سے مبیع میں کچھہ نہیں بڑھتا اور اگر کسینی ایک تہان پارچہ کا بیس روپیہ کو لیکر قبضہ کرلیا پھر اوسکو بطور مرابحہ تیس روپیہ کو بیچکر دونوں نی اپنی اپنی مال پر

ثم اشتراه من مشتريه بعشرين واراد ان يبيعه مرابحة يطرح الربح ويبيعه على عشرة ويقول قام علي

پھر اوسنی دوبارہ وہ ہی تہان اپنی خریدار سے بیس روپیہ کو خرید لیا اب اگر اوس تہان کو بطور مرابحہ بیچی تو اول کا نفع کم کرکی دس روپیہ پر نفع لی اور یوں بیان کری کہ یہہ تہان

بعشرة ولو كان اشتراه بعشرين وباع باربعين ثم اشتراه بعشرين لا يبيعه مرابحة اصلا لانه قبل شراءه

دس روپیہ کو پڑا ہی اور اگر اول دفعہ میں بیس روپیہ کو لیکر چالیس کو بیچا ہو پھر اوسکو دوبارہ بیس کو لیا ہو تو اس صورت میں ہرگز مرابحہ سے نہ بیچی اسلئی کہ دوبارہ خریدنی سے پہلی

ثانيا يحتمل ان يرد عليه بعيب ويسقط الربح الذي ربحه فلما اشتراه ثانيا تاكد ذلك الربح الذي كا

شاید کہ وہ تہان بواسطہ عیب کی پھر جاتا تو جسقدر اس نی نفع لیا ہی یعنی بیس روپیہ وہ جاتا رہتا جب اسنی دوبارہ خرید لیا تو وہ نفع جو ساقط ہونیکو تھا قایم

علی شرف السقوط فیصیر للشراء الثانی شبهة حصول الربح به وللتاکید حکم الایجاب ففی المسئلة الاولی یصیر

اور ثابت ہوگیا اب دوبارہ خریدنے میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ اس خریدنے کی سبب سے نفع ملا اور تاکید کی بھی حکم ایجاب کا ہوتا ہے سو پہلی صورت کا انجام یہ ہے

کانه اشتری ثوبا وعشرة دراهم بعشرین فیتقابل العشرة بالعشرة فیبقی الثوب بعشرة فلا یبیعه مرابحة

گویا اس نے ایک تھان اور دس روپیہ بیس روپیہ کو لئے پھر دس روپیہ تو دس روپیہ کی برابر ہوگئے اور تھان دس میں پڑ گیا سو اسکو بطور مرابحہ

وتولیة الا علی عشرة وفی المسئلة الثانیة یصیر کانه اشتری ثوبا وعشرین درهما بعشرین فیتقابل العشرون

اور تولیہ کی بیچے تو دس روپیہ ہی پر بیچے اور دوسری صورت کا انجام یوں ہے کہ گویا ایک تھان اور بیس روپیہ بیس روپیہ کو لئے پھر بیس روپیہ تو بیس روپیہ کی برابر ہوئے

بالعشرین فیبقی الثوب مجانا فلا یبیعه مرابحة ولا تولیة احترازا عن شبهة الخیانة لانها تحقیقتا فیهما

اور وہ تھان مفت پڑ گیا سو مرابحہ اور تولیہ سے نہ بیچے تاکہ شبہ خیانت کا نہ رہے کیونکہ مرابحہ اور تولیہ میں خیانت کا شبہ بھی

احتیاطا وهذا لو کان لرجل علی آخر عشرة دراهم فصالحه منها علی ثوب لا یبیع ذلك الثوب مرابحة ولا تولیة

احتیاطا بمنزلہ عین خیانت کی ہوتا ہے اسیطرح اگر کسی کے دوسرے پر دس روپیہ قرض آتے ہوں کہ قرضدار نے اوس سے ایک تھان پر صلح کرلی تو اوس تھان کو بطور مرابحہ اور تولیہ کی

علی عشرة لان مبنی الصلح علی الحط والاسقاط بخلاف ما اذا تخلل ثالث لان التاکید یحصل بغیره ومن اشتری

دس روپیہ پر نہ بیچے اسواسطے کہ بنیاد صلح کی کمی اور معافی پر ہوتی ہے برخلاف اوس صورت کی کہ تیسرا شخص بیچ میں آجاوے اسی لئے کہ اب تقرر غیر سے حاصل ہوا ہے اور جس شخص نے

اشیاء صفقة واحدة بثمن واحد لیس له ان یبیع بعضها مرابحة علی حصتها من الثمن لان ذلك لا یکون

کئی چیزیں مجتمعہ ایک عقد میں سبکا ایک ثمن ٹھراکر مول لیں تو اوسکو جایز نہیں ہے کہ اونمیں سے بعض کو بطور مرابحہ کی ثمن میں کا حصہ ٹھراکر بیچے کیونکہ حصہ ثمن میں سے

الا باعتبار القیمة وتقسیمها لا یخلو عن شبهة الغلط ومن اشتری جاریة سلیمة فاعورت بآفة سماویة او وطیها

ٹھرانا بدون اعتبار قیمت کی نہیں ہوسکتا اور تقسیم کرنے میں غلطی کا شبہ باقی رہتا ہے اور اگر کسی نے ایک لونڈی اچھی چنگی خریدی پھر آفت سماوی یعنی بے اختیار کسی کانی ہوگئی یا اوس سے

وهی ثیبة ولم ینقصها الوطی یجوز له ان یبیعها مرابحة او تولیة لکن یجب علیه بیان عیبها ولا یجب علیه بیان

پردہ ثیبہ یعنی شوہر رسیدہ تھی صحبت کی اور کچھ نہ بگاڑا تو اوسکو جایز ہے کہ لونڈی کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچ ڈالے لیکن اوسپر اتنا واجب ہے کہ عیب بیان کردے اور یہ واجب نہیں ہے

حدوث العیب عنده ما لم یسئله المشتری ولا بیان وطئه اذ لم یحتبس عنده شیء یقابل الثمن لان الاوصاف

کہ کہے یہ عیب میرے پاس پیدا ہوا ہے جبتک خریدار نہ پوچھے اور نہ صحبت کا بیان کرنا واجب ہے اس لئے کہ اسنے کوئی ایسی شی نہیں رکھ لی جو ثمن کی مقابلہ ہو کیونکہ اوصاف کی

لا یقابلها شیء من الثمن وکذا منافع البضع اذا لم ینقصها الوطی لا یقابلها شیء من الثمن واما اذا فقأ المشتری

مقابلہ میں ثمن کچھ نہیں ہوتا اور ایسے ہی بضع کی منافع اگر اونکو وطی سے کچھ نقصان نہ آیا ہو تو ثمن اونکی مقابلہ میں کچھ نہیں ہوتا ہاں اگر خود مشتری ہی نے

عینها او فقأها اجنبی واخذ المشتری ارشها او وطیها المشتری وهی بکر فلا یبیعها الا بالبیان لانه حبس بعض المبیع

اوسکی آنکھ پھوڑ دی یا کوئی غیر شخص اوسکی آنکھ پھوڑ دے اور مشتری دیت لیلیوے یا مشتری اوس سے صحبت کرے اور وہ باکرہ تھی تو اوسکو بدون بیان کے نہ بیچے کیونکہ اب مبیع میں سے گویا کچھ حق

لکون ما فات منه کالسالم له معنی باخذ بدله اذا جنی غیره وکذا اذا جنی نفسه اذ لو لم یکن ملکه لکان

لیکر کہا ہے اسلئے کہ جو آنکھ کہ خراب ہوئی ہے وہ گویا اسکی پاس ہی ہے عوض لینے سے اگر خطا غیر کی ہو اور ایسی ہی اگر آپ بذات خود خیانت کی ہو اسواسطے کہ اگر لونڈی اسکی ملک نہوتی

مضمونا علیه فصار سقوط الضمان عنه کاخذ البدل فلا یمکنه بیع الباقی مرابحة وتولیة بکل الثمن بلا

تو بیشک ضمان اسکی ذمہ پڑتا بس تو اب ضمان کا ذمہ پر نہ آنا بمنزلہ عوض لینے کی ہے سو اسکو بطور مرابحہ یا تولیہ کی پوری اصل ثمن سے باقی کا بیچنا بدون بیان کی روا

بیان لان الاوصاف اذا صارت مقصودة بالاتلاف یصیر لها حصة من الثمن وکذا العذرة یصیر لها

نہیں ہے اسلئے کہ جب اوصاف تعدی کرنے سے مقصود ہوجاتی ہیں تو اونکی مقابلہ میں حصہ رسد ثمن ہوا کرتا ہے اور ایسی ہی بکارت کی مقابلہ حصہ ثمن کا

حصة من الثمن لکونها جزء من العین وقد حبسها فلا بد من البیان ومن اشتری ثوبا فاصابه قرض فارة

ہوتا ہے کیونکہ بکارت اصل کا جزء ہوتا ہے سو اوسکو اوسنے روک رکھا تو اب بیان کرنا ضرور چاہیے اور جس نے تھان خریدا پھر اوسکو چوہے نے کتر دیا

او حرق نار یجوز له ان یبیعه مرابحة او تولیة بلا بیان حدوث العیب عنده اذ قابله الثمن (…) المبیع

یا کچھہ جل گیا تو اوسکا بیچنا بطور مرابحہ یا تولیہ کی بغیر جتلا‌ئی جایز ہی (…) مشتری علی کرا گی کیہ کچھ (…)

لا یقابلها شیئ من الثمن وان تکسر بنشره وطیه لا یجوز له ان یبیعه مرابحة او تولیة بلا بیان لانه صار

ہین اونکی مقابلہ مین ثمن کچھہ نہین ہوتا اگر پہیلانی اور تہہ کرنی سی پہٹ گیا تو اب جایز نہین کہ بطور مرابحہ یا تولیہ کی بلا اظہار بیچ ڈالی اسلیی کہ وصف تلف کرنی

مقصودا بالاتلاف ومن اشتری دارا او دابة واصاب من غلتهما شیئا یجوز له ان یبیعهما مرابحة او تولیة بلا

سی مقصود ہو گیا اور جس نی کوئی گہر یا جانور چوپایہ خریدا اور اونکی کرایہ سی کچھہ نفع پیدا کیا تو اوسکو جایز ہی کہ دونو کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بلا

بیان لان الغلة لیست متولدة من العین بل هی استیفاء منفعة واستیفاء المنفعة لا یمنع بیع المرابحة او التولیة

اظہار بیچ ڈالی اسلیی کہ کرایہ اصل مین سی نہین پیدا ہوتا بلکہ کرایہ منفعت کا پورا کرنا ہی اور منفعت کا پورا کرنا بیع مرابحہ یا تولیہ سی منع نہین کرتا

بخلاف ما لو اشتری شاة واصاب من لبنها وصوفها فانه اذا باعها مرابحة او تولیة یطرح من راس المال قدر

برخلاف اوس صورت کی کہ اگر بکری مول لیوی اور اوسکا دودہ پیوی اور اون کترلی تو یہہ شخص اگر بکری کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچی تو اصل قیمت مین سی جتنا

ما اصاب منها ولو اشتری جاریة او شاة او نخیلا فولدت الجاریة والشاة او اثمر النخیل یبیع الاصل مع الزیادة

فایدہ لیا ہی کم کر دی اور اگر لونڈی مول لی یا بکری یا میوہ دار درخت پہر لونڈی جنی یا بکری بیاہی یا درخت پہل لایا تو اب اصل کو مع افزایش یعنی بچہ اور پہل کی

مرابحة او تولیة ولو استهلک الزیادة لا یبیع الاصل مرابحة او تولیة حتی یبین ما استهلک منها ولو اشتری شیئا

بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچی اور اگر وہ افزایش یعنی بچہ اور پہل تلف ہو جاوی تو اصل کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی نہ بیچی جبتک بیان نکری جسقدر اوسمین سی تلف ہوا ہی اور اگر کوئی شی

بثمن ثم زاد فی الثمن او حط البایع عنه او زاد فی المبیع یلتحق کل من الزیادة والحط باصل العقد ویظهر حکم الالتحاق

ثمن معین کر کر مول لی پہر ثمن پر مشتری نی کچھہ بڑہا دیا تو یہہ تمام گہٹی بڑہی اصل عقد مین ملجاوی کی اور حکم اس کمی زیادتی کا مرابحہ اور تولیہ مین جاکر ظاہر ہوگا

فی المرابحة والتولیة حتی اذا اراد ان یبیع ذلک الشیئ مرابحة او تولیة لا یبیعه الا بما بقی من الثمن بعد الحط فی صورة

یہان تک کہ اگر اوس شی کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچا چاہی تو کمی کی صورت مین اوس ثمن پر بیچی جو کم کرنی کی بعد باقی رہا تہا

الحط او بما زاد علی اصل الثمن او علی اصل المبیع فی صورة الزیادة ومن اشتری متاعا بالف درهم نسیئة وباعه بربح

اور بڑہتی کی صورت اوس ثمن پر جو اصل ثمن پر یا اصل مبیع پر بعد بڑہانی کی ہو گیا ہی اور جس شخص نی کچھہ مال ہزار روپیہ کو اودھار مول لیا اور اوسکو سو روپیہ نفع

مائة ولم یبین للمشتری ذلک فعلمه المشتری فهو مخیر ان شاء رده وان شاء قبله بالف ومائة لان للاجل شبها بالمبیع

گیارہ سو کو بیچا اور مشتری سی حال اودھار کا بیان نکیا پہر مشتری کو وہ معلوم ہو گیا تو مشتری کو اختیار ہی چاہی وہ مال پہیر دی اور چاہی گیارہ سو کو رکہہ لی اسلیی کہ مدت میں

ان یزاد فی الثمن لاجل الاجل والشبهة فی هذا الباب ملحقة بالحقیقة فصار کانه اشتری شیئین وباع احدهما

مدت کی سبب سی ثمن بڑہ جایا کرتا ہی اور شبہہ خیانت کا اس باب یعنی مرابحہ مین بعینہ خیانت ہوتی ہی تو انجام یہہ ہوا کہ گویا اس نی دو چیزین مول لیں اور ایک چیز

بثمنهما مرابحة والمرابحة توجب الاحتراز عن مثل هذه الخیانة یسر نا الله تعالی الاحتراز عن جمیع الشبهات والخیانات

کل ثمن کو بطور مرابحہ کی بیچدی اور مرابحہ مین ایسی ایسی خیانت سی احتراز واجب ہی آلہی تمام شبہات اور خیانات سی احتراز کرنا ہمپر آسان کر

المجلس الثانی والسبعون فی تحریض التاجر علی ملازمة الصدق والامانة فی جمیع اقواله

بہترویں مجلس تاجر کو رغبت دلانی مین اوپر اختیار کرنی صدق اور امانت کی تمام اقوال اور افعال مین

وافعاله قال رسول الله صلی الله علیه وسلم التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشهداء هذا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بڑا سچا اور امانت دار تاجر نبیون اور صدیقون اور شہدا کی ہمراہ ہوگا یہہ

الحدیث من حسان المصابیح رواه ابو سعید وفیه تحریض التاجر علی ملازمة الصدق والامانة فی جمیع اقواله

حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو سعید کی روایت ہی اسمین تاجر کو رغبت دلانی ہی سچ اور امانت اختیار کرنی پر تمام اقوال

(…) (…) (…) (…)

وافعاله لاسيما في بيعه وشرائه كما هو مقتضى صيغة المبالغة في الصدوق والامين فان رب الارباب ومسبب
اور افعال مین خاص کر بیع اور شرا مین جیسی کہ مطلب مبالغہ کی صیغہ کا ہی لفظ صدوق اور امین مین بیشک پروردگار عالم اور مسبب
الاسباب جعل الاخرة دار الثواب والعقاب وجعل الدنيا دار التشمر والاكتساب لكن ليس التشمر في الدنيا مقصورا
الاسباب نی آخرت کو ثواب اور عذاب کا گہر بنایا ہی اور دنیا کو محنت کشی اور تحصیل کا گہر مقرر کیا لیکن دنیا مین صرف آخرت کی لئی محنت کشی
على الاخرة بدون المعيشة بل المعيشة ذريعة الى الاخرة ولا يكون المعيشة ذريعة الى الاخرة ما لم يتادب التشمر في
بدون معیشت کی نہین ہی بلکہ معیشت آخرت کا وسیلہ ہی اور معیشت آخرت کا وسیلہ نہین ہوسکتی جب تک دنیا کا طالب طریقہ شرعی
طلبها باداب الشرع فان الشرع اعتبر في طلبها اركانا وشروطا يجب عليه رعايتها عند مباشرته في طلبها حتى يكون
اختیار نکری کیونکہ شرع نی دنیا کی طلب کیواسطی ارکان اور شرطین ٹہرائی ہین جب دنیا کی طلب کری تو اونکی رعایت واجب ہوتی ہی تاکہ
كسبه صحيحا خاليا عن البطلان والفساد خالصا عن شائبة الحرمة والكراهة اذ لو ترك رعايتها لا يكون كسبه
اوسکی کمائی درست بطلان اور فساد سی خالی اور حرمت اور کراہت کی ملونی سی صاف ہو کیونکہ اگر اون قواعد شرعی کی رعایت نکریگا تو اوسکی کمائی
صحيحا بل تارة يكون باطلا وتارة يكون فاسدا فلا يكون خاليا عن الحرمة والكراهة فعلى هذا لا بد له من معرفة
درست نہوگی بلکہ بعضی دفعہ باطل اور بعضی دفعہ فاسد ہوگی پہر حرمت اور کراہت سی کبہی پاک نہو گی اس بیان کی موافق اوسکو بیع اور شرا
البيع والشراء وكيفية انعقادها حتى يتميز عنده الباطل من الفاسد والفاسد من الصحيح ويتخلص من الحرمة والكراهة
اور کیفیت انعقاد کی معرفت پیدا کرنی ضرور چاہئی تاکہ باطل کو فاسد سی اور فاسد کو صحیح سی الگ الگ کرسکی اور حرمت اور کراہت سی بچ جاوی
ويتيسر له الصدق والامانة فيهما فالبيع مبادلة المال بالمال وينعقد بالايجاب والقبول والمراد بالايجاب الكلام الصادر
اور بیع و شرا مین صدق اور امانت میسر ہوسکی تو اب بیع بدلنا مال کا مال سی ہی اور ایجاب اور قبول سی پوری ہوتی ہی اور مراد ایجاب سی کلام اول کی ہی
من احد العاقدين اولا بايعا كان او مشتريا والمراد بالقبول الكلام الصادر من الاخر ثانيا بايعا كان او مشتريا
جو دونو مین کسی ایک سی صادر ہو بایع ہو یا مشتری اور قبول سی مراد کلام دوسری کی ہی جو دوسری سی صادر ہو بایع ہو یا مشتری
وانما ينعقد بهما اذا كانا بلفظ الماضي مثل ان يقول البايع للمشتري بعت منك هذا بكذا فيقول المشتري اشتريت
اور بیع ایجاب اور قبول سی جب گنہتی ہی کہ وہ دونو ماضی کی لفظ ہون جیسی بایع مشتری سی کہی یہہ مال مین تیری ہاتہہ اتنی کو بیچ چکا پہر مشتری کہی مین لی چکا
او يقول المشتري للبايع اشتريت منك هذا بكذا فيقول البايع بعت لان البيع انشاء تصرف شرعي والانشاء اثبات ما
یا پہلی مشتری بایع سی کہی مین تجہسی یہہ چیز اتنی کو مول لی چکا پہر بایع کہی مین بیچ چکا اس لئی کہ بیع انشا یعنی نیا تصرف شرعی ہوتا ہی اور انشا مین قایم کرنا
لم يكن ثابتا وهو لا يعرف الا بالشرع لان واضع اللغة لم يضع له لفظا خاصا والشرع قد استعمل فيه اللفظ الموضوع
معدوم کا ہوتا ہی اوسکا علم بدون شرع کی نہین ہوتا اسواسطی کہ لغت بنانیوالی نی اسکی لئی کوئی خاص لفظ نہین وضع کیا اور شرع نی اسمین ایسا لفظ
للاخبار المستعمل في الماضي الذي يدل على الوجود حتى يدل على ان هذا التصرف مما يراد وجوده فينعقد به البيع و
جو ماضی مین خبر کی واسطی مستعمل ہوتا ہی استعمال کیا ہی جسمین وجود پر دلالت ہوتی ہی تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ ہی تصرف مقصود ہی پہر اوس سی بیع منعقد ہوجاتی ہی
لا ينعقد بلفظين احدهما امر بل لا بد فيه من ثلثة الفاظ كما اذا قال المشتري للبايع بع مني هذا بكذا وقال البايع
اور ایسی لفظون سی منعقد نہین ہوتی جو ایک امر ہو بلکہ اسمین تین لفظون کی ضرورت پڑتی ہی جیسی اگر مشتری بایع سی کہی یہہ مال میری ہاتہہ اتنی کو بیچدی اور بایع کہی
بعت فما لم يقل المشتري ثانيا اشتريت لا ينعقد البيع وكذا اذا قال البايع للمشتري اشتر مني هذا بكذا وقال المشتري
مین نی بیچا پہر جبتک مشتری دوبارہ یون نکہیگا کہ مینی خریدا تو بیع منعقد نہو گی اور ایسی ہی اگر بایع مشتری سی کہی مجہسی یہہ اتنی کو خرید لی اور مشتری کہی
اشتريت فما لم يقل البايع ثانيا بعت لا ينعقد البيع واما اذا كان احد اللفظين او كلاهما مضارعا فينعقد البيع اذا
مین نی خریدا پہر جبتک بایع دوبارہ یون نکہیگا کہ مین نی بیچا تو بیع منعقد ہو گی اور اگر دونو مین سی ایک کلام یا دونو کلام مضارع ہون تو بہی بیع منعقد ہو جاتی ہی

البيع

النية ويحمل لفظ المضارع على الحال وكذا ينعقد البيع بكل لفظ يدل على معنى بعت واشتريت كما اذا قال البايع

نیت ہو اور اوس لفظ مضارع کو حال کی معنی پر لینگی اور ایسی ہی بیع ہر لفظ سی جسمین بعت اور اشتریت کی معنی ہون منعقد ہو جاتی ہی جیسی بایع مشتری سی کہی

للمشتري بعت منك هذا بكذا وقال المشتري قبلت او قال المشتري للبايع اشتريت منك هذا بكذا وقال البايع

مین یہہ شی تیری ہاتہہ اتنی کو بیچی اور مشتری کہی مین نی قبول کی یا مشتری بایع سی کہی مین نی تجہسی فلانی چیز اتنی کو مول لی اور بایع کہی

خذه ينعقد البيع في كلتا الصورتين اما في الصورة الاولى فظاهر واما في الصورة الثانية فلانه لما امر ان

لیلی تو بیع دونو صورتون مین منعقد ہو جاوی گی پہلی صورت مین تو ظاہر ہی اور رہی دوسری صورت سو اسلیے کہ جب بایع نی اوسکو

ياخذه بالبدل وهو لا يكون الا بالبيع صار كانه قال بعته منك به فخذه فيقدر البيع اقتضاء فيثبت العقد

بعوض بدل کی لیلینی کی اجازت دی تو یہہ بدلہ بدون بیع کی نہیں ہوتا تو انجام اوسکا یہہ ہوا گویا بایع نی کہا مین نی تیری ہاتہہ اتنی کو بیچی سو تو لیلی پس بیع

باعتباره لا بلفظين احدهما امر حتى يرد ما في ما سبق لان المعنى هو المعتبر في هذه العقود ولهذا ينعقد البيع بالتعاطي

باعتبار اقتضاء کی مقدر ہوگی پس انعقاد بیع کا اس اعتبار سی ہوگا اور بیع منعقد نہین ہوتی ایسی دو لفظون سی کہ اونمین سی ایک امر ہو کہ منافی بیان سابق کی ہو اسلیے کہ ان عقود

في الخسيس والنفيس هو الصحيح لتحقق المرضيات لكن لا بد فيه من الاعطاء من الجانبين عند البعض وعند البعض

میبیع کم بہا ہو یا بیش بہا یہی مذہب صحیح ہی کیونکہ رضامندی ہو جاتی ہی لیکن اس صورت مین بعضون کی نزدیک ضرور ہی کہ دونو طرف سی ثمن اور مبیع ہیکا دین اور بعضون کی نزدیک

يكفي الاعطاء من جانب واحد فان محمدا اشار في الجامع الصغير الى ان تسليم المبيع يكفي في تحقق البيع هذا

ایک طرف سی ادا کرنا ہی کفایت کرتا ہی کیونکہ امام محمد رح نی جامع صغیر مین یہہ اشارہ کیا ہی کہ مبیع کا حوالہ کر دینا واسطی ثبوت بیع کی کافی ہی یہہ اس صورت مین

اذا بين الثمن او كان معلوما كما اذا قال رجل لبايع الحنطة بكم تبيع الحنطة فقال قفيز بدرهم فقال كلني

ہی کہ ثمن بیان کر دین یا کسیطرح سی معلوم ہو جیسی کوئی گیہون بیچنی والی سی پوچھی گیہون کیا بہاو بیچتا ہی اوسنی کہا فی روپیہ ایک پیمانہ پہر اوسنی کہا مجکو پانچ

خمسة اقفزة فكاله فذهب بها فهذا بيع فعلية خمسة دراهم وكذا لو اشترى وقرا من الحطب بثمانية ثم

قفیز ناپ دی پہر اوسنی ناپ دئی پہر وہ لیکر چلا گیا یہہ بیع پوری ہی اور اوسکی ذمہ پانچ روپیہ ہین اور ایسی ہی اگر ایک بہار لکڑی کا آٹہہ پیسی کو خریدا پہر

قال ائت بوقر اخر والقه ههنا ففعل فهذا بيع وله ان يطلب الثمانية ولو قال لبايع الحطب بكم تبيع هذا الوقر

کہا ایک بہار اور لاکر یہان ڈالدی اوسنی لا ڈالا تو یہہ بیع پوری ہی اور اوسکو مطالبہ آٹہہ پیسی کا پہنچتا ہی اور اگر لکڑہارے سی کہا یہہ گٹہا لکڑی کا کتنی کو

من الحطب فقال بثمانية فقال سق الحمار فساقه اختلفوا فيه قال بعضهم لا يكون بيعا ما لم يتسلم الحطب ولم ينقد

بیچتا ہی اوسنی کہا آٹہہ پیسی کو پہر اوسنی کہا گدہا ہانک لا پہر وہ ہانک لیگیا اسمین اختلاف کرتی ہین بعضی کہتی ہین بیع پوری نہین ہوتی جبتک لکڑیان حوالہ نکر دی

الثمن وقال بعضهم يكون بيعا لانهما تراضيا على التمليك والتملك والتراضي هو المعتبر في الباب الا انه لما كان

اور پیسی نہ لیلی اور بعضی کہتی ہین بیع ہو گئی کیونکہ دونو لینی دینی پر راضی ہین اور تملیک اور دونو کی رضامندی ہی بیوع مین معتبر ہی اتنا ہی کہ دلکی رضامندی

باطنا اقيم الايجاب والقبول مقامه لدلالتهما عليه فاذا اوجب احد العاقدين بايعا كان او مشتريا كما اذا قال البايع

امر مخفی ہی ایجاب قبول کو اوسکی جگہ ٹہرا دیا ہی اس سی رضا معلوم ہو جاتی ہی پہر جب ایک نی ایجاب کیا بایع ہو یا مشتری جیسی کہ بایع مشتری سی کہی

للمشتري بعت منك هذا بكذا او قال المشتري للبايع اشتريت منك هذا بكذا فالاخر بالخيار ان شاء قبل

مین نی تیری ہاتہہ فلانی شی اتنی کو بیچی یا مشتری بایع سی کہی مین نی تجہسی اتنی کو مول لی اب دوسری کو اختیار ہی چاہی اوس مجلس مین عقد کو قبول کری

العقد في المجلس وان شاء رده وهذا الخيار يسمى خيار القبول ويمتد الى اخر المجلس ولا يبطل بالتاخير اليه و

اور چاہی رد کری اور اس اختیار کو خیار قبول کہتی ہین اور یہہ اختیار آخر مجلس تک باقی رہتا ہی مجلس تک تاخیر سی باطل نہین ہوتا

ان طال ما لم يظهر ما يبطله اذ يحتاج اليه المرء للتروي وليس له ان يقبل العقد في البعض دون البعض اذ فيه

اگرچہ مجلس دراز ہو جاوی جبتک ایسی حرکت ظاہر نہو جس سی خیار باطل ہو جاوی کیونکہ آدمی کو مہلت کی حاجت سوچنی کی ہوتی ہی اور اوسکو یہہ اختیار نہین ہی کہ مبیع کو

تفريق الصفقة فيتضرر به احد العاقدين لان المبيعان كان واحدا يلزمه ضرر الشركة وان كان متعددا فالعادة

صفقہ یعنی عقد پورا نہیں رہتا پہر دونوں میں سے کسی ایک کا نقصان ہوگا کیونکہ مبیع اگر ایک شی ہی تو نقصان شرکت کا لازم آتا ہی اور اگر کئی ہیں تو عادت یوں پڑ گئی ہی

ضم الجيد الى الردي ونقص ثمن الجيد لترويج الردي فلو ثبت له خيار القبول في البعض يقبل الجيد ويترك

کہ عمدہ کو ناقص کی ساتہہ ملا کر ناقص کی نکاسی کی لئی عمدہ کی قیمت کچھہ کم کر دیتی ہیں اب اگر اوسکو یہہ اختیار رہو دی کہ جو نسی چاہی چہانٹ لی تو وہ عمدہ کو لیلیو یگا اور

الردي فيزول الجيد عن يد البايع باقل من ثمنه وفيه ضرر له الا اذا كرر العقد وبين ثمن كل واحد بان

ناقص کو نہ لیگا تو بایع کی ہاتہہ سی عمدہ مبیع کم قیمت کو جاتی رہی گی اور اسمین بایع کا بڑا ضرر ہی ہاں اگر دوبارہ عقد کری اور ہر ایک کا ثمن جدا جدا بیان کر دی

قال بعت هذا بكذا وهذا بكذا فحينئذ ينتفي الضرر عنه فما لم يحصل القبول يبطل الايجاب بقيام واحد منهما

اسطور کہ بیچی یہہ اتنی کو اور یہہ اتنی کو بیچا اب اوسکا کچھہ ضرر نہیں ہی پہر جبتک قبول نہو دی تو ایجاب دونوں میں سی ایک کی کہڑی ہونی

ايهما كان ولا يبقى لواحد منهما ولاية القبول بعده لان القيام دليل الرجوع وكذا لو قال البايع للمشتري بعت

کو خواہ کوئی ہی کہڑا ہو جاوی پہر دونوں میں سی کسیکو اختیار قبول کا باقی نہیں رہتا کیونکہ کہڑا ہو جانا رجوع کی دلیل ہی اور ایسی ہی اگر بایع نی مشتری سی کہا مین نی تیری ہاتہہ مبیع

منك هذا بكذا ولم يقل المشتري شيئا حتى كلم البايع انسانا في حاجة ليبطل الايجاب واذا حصل الايجاب

اتنی کو بیچا ابہی مشتری نی کچہہ جواب نہیں دیا کہ بایع اور شخص سی کچہہ بات چیت کرنی لگا تو ایجاب باطل نہیں ہوگا اور جب ایجاب قبول دونو ہو چکتی

والقبول يتم العقد ولا يكون لواحد منهما خيار اصلا لا في المجلس ولا بعده الا من عيب او عدم رؤية

ہیں تو عقد پورا ہو جاتا ہی اب دونوں میں سی ہرگز کسیکو کچہہ اختیار پہیرنی پہیرنیکا نہیں ہی نہ مجلس میں نہ بعد مجلس کی مگر بسبب عیب کی یا نہ دیکہنی کی

وفي العوض المشار اليه مبيعا كان او ثمنا يكفي الاشارة في صحة البيع بلا علم بقدره ووصفه وفي غير

اور عوض میں جو سامنی موجود ہو مبیع ہو یا ثمن واسطی صحت بیع کی بدون دریافت مقدار اور وصف کی اشارہ کفایت کرتا ہی اور جو سامنی نہو

المشار اليه لا بد من علم بقدره ووصفه لان التسليم واجب بالعقد ويمتنع حصوله بالجهالة المفضية

تو اوسکی مقدار اور وصف کا علم ضرور چاہئی اسلئی کہ بعد عقد کی تسلیم واجب ہو جاتی ہی اور بسبب جہالت کی جس سی جہگڑا پیدا ہوتا ہی ہرگز نہیں ہو سکتی

الى النزاع ويصح البيع بثمن حال وثمن مؤجل لاطلاق قوله تعالى واحل الله البيع ولما روي انه عليه السلام

اور بیع ثمن حالی یعنی نقد اور ثمن مؤجل یعنی اودہار دونوں صحیح ہو جاتی ہی کیونکہ آیت میں کوئی قید نہیں ہی اور حلال کی اللہ نی بیع کو اور اسلئی کہ روایت ہی

اشترى من يهودي طعاما الى اجل ورهن درعه لكن لا بد ان يكون الاجل معلوما اذ لو لم يكن معلوما بل

ایک یہودی سی ایک مدت پر اودہار غلہ مول لیا اور زرہ گروی رکہہ دی لیکن مدت کا معلوم ہونا ضرور چاہئی اسواسطی کہ اگر مدت معلوم نہو گی بلکہ

كان مجهولا كالبيع الى قدوم الحاج او الى الحصاد او الى الدياس او الى القطاف او الى الجزاز لكانت جهالته مانعة من

مجہول ہو گی جیسی بیچنا بشرط اودہار بثمن حاجیوں کی آنی پر یا کہیتی کٹنی پر یا پیر اوٹہنی پر یا انگور ٹوٹنی پر یا اون کترنی پر تو یہہ جہالت بیشک تسلیم ثمن سی

التسليم الواجب بالعقد لان هذه الاوقات تتقدم تارة وتتاخر اخرى فربما يطالبه البايع في قريب المدة و

مانع ہو گی جو عقد سی واجب ہو گئی ہی اسلئی کہ یہہ اوقات کہیں اگیتی ہوتی ہیں اور کہیں پچہیتی سو کبہی بایع اول وقت میں مطالبہ کریگا اور

المشتري يؤخره الى بعيدها ويقع بينهما التنازع الموجب لفساد العقد ولو انهما تبايعا الى هذه الاجال ثم تراضيا

مشتری پچہیتی وقت تک ٹال دیگا پہر اون دونوں میں جہگڑا پڑیگا جس سی عقد فاسد ہو جاتا ہی اور اگر دونوں نی بیع انہی اوقات مذکورہ پر کی پہر دونوں راضی ہو کر

باسقاط الاجل قبل قدوم الحاج وشروع الناس في الحصاد والدياس وغيرهما ينقلب البيع صحيحا لارتفاع المفسد

حاجیوں کی آنی سی اور کہیتی کی کاٹنی سی اور پیر کی اور دہانی وغیرہ سی پہلی مدت موقوف کی تو وہ ہی بیع صحیح ہو جاویگی کیونکہ مفسد پہلی

قبل تقرره ولو وقع بينهما البيع مطلقا ثم اجل الثمن الى هذه الاوقات يجوز لان هذا تاجيل الدين والجهالة

جاتا رہا اور اگر دونوں میں بیع بلا شرط واقع ہوئی پہر بعد اسکی ثمن کی یہہ اوقات مقرر کر دئی تو جائز ہی اسلئی کہ یہہ دین کی مدت ہی اور تہوڑی سی

اليسيرة

اليسيرة متحملة فيه لان كل دين له اجل صاحبه اليه الاجل [illegible] او الى اجل مجهول [illegible]

جہالت کی اسمین گنجایش ہو سکتی ہی کیونکہ [illegible] ہی ہوجب قرض خواہ اوسکی مدت معین معلوم [illegible] مقرر کرتا ہی جیسی مدت

الى هذه الاوقات يصير ذلك الدين موجلا ويكون تاجيله لازما الا القرض فان تاجيله لا يكون لازما

ان اوقات مذکورہ کی تو وہ دین موجل ہو جاتا ہی اور اوسکی مدت لازم ہو جاتی ہی سوا قرض نقد کی بیشک اوسکی مدت لازم نہیں ہوتی

بل يجوز ابطاله لكونه من التبرعات ولا جبر فيها كما في الاعارة ولو اراد ان يكون تاجيله لازما فطريقه ان يحيل

بلکہ اوسکا ابطال جایز ہی کیونکہ یہہ قرض صرف احسان ہوتا ہی اسمین کوئی زبردستی نہیں چلتی جیسی عاریت مین اور اگر چاہو کہ قرض نقد کی مدت لازم ہو جاوی تو یون طریقہ ہی

المستقرض المقرض على رجل بدينه فيوجل المقرض ذلك الرجل مدة معلومة فحينئذ يكون التاجيل لازما

کہ قرضدار قرض خواہ کو اپنی دین کا حوالہ اور شخص پہ کردی پہر قرض خواہ اوس شخص کی ایک مدت معلومہ مقرر کردی پس اب مدت لازم ہو جاویگی

حتى لو اراد المقرض ان يطالبه قبل تلك المدة ليس له ذلك ومن اشترى شيئا مما ينقل لا يجوز له ان يبيعه حتى

یہانتک کہ اگر قرض خواہ اوس مدت سی پہلی طلب کرنا چاہی تو اوسکو اختیار نہیں ہی اور جسنی کوئی شی منقول مول لی تو اوسکو قبضہ کرنی سی پہلی بیچ ڈالنا جایز نہیں ہی

يقبضه لما روى انه عليه الصلوة والسلام نهى عن بيع ما لم يقبض لما فيه من غرر انفساخ العقد على تقدير

اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی منع فرمایا ہی بی قبضہ کی ہوئی بیچ سی کیونکہ اسمین احتمال عقد ٹوٹنی کا ہوتا ہی اگر مبیع

هلاكه فانه لو هلك قبل قبضه ينفسخ العقد ويعود الى قديم ملك البايع فيكون المشتري بايعا ملك غيره

تلف ہو جاوی بیشک اگر مبیع قبض سی پہلی ہلاک ہو جاوی تو عقد ٹوٹ جاتا ہی اور مبیع بایع کی اصلی ملک مین داخل ہو جاتا ہی تو اب مشتری گویا غیر کا مال

واما اذا قبضه فحينئذ يتم البيع فيكون بايعا ملك نفسه فلما كان قبل القبض لا يدرى ان البيع يتم فيكون

بیچتا ہی اور اگر مشتری قبضہ کر چکا تو اب بیع پوری ہو چکی اب اپنا مال بیچتا ہی اور چونکہ قبضی سی پہلی نہین معلوم کہ آیا بیع پوری ہو گی کہ اپنا مال بیچتا ہی

بايعا ملك نفسه او ينفسخ فيكون بايعا ملك غيره حكم بعدم الجواز بخلاف بيع العقار قبل قبضه فانه يجوز

یا ٹوٹ جاویگی کہ بیگانہ مال بیچتا ہی تو اسلیی حکم عدم جواز کا ہی برخلاف بیع زمین وغیرہ کی قبضہ سی پہلی کہ یہہ بیع جایز ہی

لعدم المانع فيه وهو غرر انفساخ العقد على تقدير الهلاك لان الهلاك في العقار نادر ويجوز التصرف في الثمن

کیونکہ اسمین وہ مانع یعنی شبہ عقد ٹوٹ جانیکا بشرط ہلاک مبیع کی نہین ہی اسلیی کہ زمین کم ہلاک ہوتی ہی اور ثمن مین قبضہ سی پہلی تصرف جایز

قبل قبضه سواء كان مما لا يتعين كالنقود او مما يتعين كالمكيل والموزون حتى لو باع متاعا بدراهم او بكر حنطة

ہی برابر ہی کہ غیر معین ہو جیسی نقود یا متعین ہو جیسی مکیل اور موزون یہان تک کہ اگر کچہہ مال بعوض دراہم یا گون گیہوں کی

يجوز له ان ياخذ بدلهما شيئا اخر لوجود المجوز وهو الملك وانتفاء المانع وهو غرر الانفساخ بالهلاك لان الثمن

بیچا تو بایع کو جایز ہی کہ اونکی بدلہ کوئی اور چیز مشتری سی لیلیوی کیونکہ جایز کرنیوالی یعنی ملک موجود ہی اور مانع نہین ہی یعنی شبہ عقد ٹوٹنی کا ہلاک ہوتی سی کیونکہ ثمن

يثبت في الذمة ولا يتعين بالتعيين والمكيل والموزون وان كان مبيعا من وجه لكنه ثمن من وجه فلا ينفسخ

ذمہ پر ثابت ہو جاتا ہی اور تعین کرنی سی معین نہین ہوتا اور مکیل اور موزون اگرچہ ایک وجہ سی مبیع ہیں پر ایک وجہ سی ثمن ہین سو بیع انکی ہلاک ہونی سی

البيع بهلاكه والمراد بجواز التصرف في الثمن قبل قبضه جواز تمليكه ممن عليه الدين ولو بعوض لا جواز تمليكه من

نہین ٹوٹیگی اور ثمن مین تصرف قبل قبض جو جایز ہی اس سی یہہ مراد ہی کہ جسکی ذمہ پر ثمن ہوتا ہی اوسکو مالک کردی تو جایز ہی اگرچہ بدلہ مین یہہ مراد نہین ہی

غير من عليه الدين لان تمليك الدين من غير من عليه الدين ليس بمشروع ويجوز بيع الحنطة وغيرها من

کہ سوا اوسکی یعنی ذمہ دار کی اور کو مالک کرنا جایز ہی اسلیی کہ دین کا مالک کرنا اور کو سوا دین دار کی جایز نہین ہی اور بیچنا گیہوں وغیرہ دانہ کا

الحبوب مكايلة ومجازفة وباناء لا يعرف قدره ولا ينكبس بالكبس واما اذا كان ينكبس بالكبس كالزنبيل ونحوه فلا يجوز

پیمانہ سی اور تخمین سی یعنی ڈہیری اور ایک ایسی پیمانہ سی ناپ کر جسکی مقدار معلوم نہو اور کہینچ سی نہ بڑہتا ہو جایز ہی اور ہان اگر کہینچ سی بڑہتا ہو جیسی زنبیل وغیرہ

ثمن

[illegible]

فمن اشترى كيليا مجازفة يجوز له ان يبيعه او ياكله قبل ان يكيله لان البيع يقع على المشار اليه لا على مقدار

اور جس نی کیلی شئی کی ڈھیری اٹکل سی مول لی تو اوسکو جایز ہی کہ بغیر کیل کئی بیچ ڈالی یا کہا لیوی اسواسطی کہ اس صورت مین بیع موجود کی ہوتی ہی مقدار معین کی نہین ہوتی

معين فيكون الكل له وان اشتراه بشرط الكيل لا يبيعه ولا ياكله حتى يكيله لاحتمال ان يزيد على المشروط

وہ سبکا سب اوسی کا ہی اور اگر ڈھیری بشرط کیل کی مول لی تو بغیر کیل کئی نہ بیچی اور نہ کہاوی اسواسطی کہ شاید مقدار مشروط سی کچھ بڑھ جاوی

وهو للبايع والتصرف في مال الغير حرام يجب الاحتراز عنه ويكفي كيل البايع بعد بيعه بحضرة المشتري في الصحيح لان

اور وہ بایع کا مال ہوگا اور غیر کی مال مین تصرف حرام ہی اس سی بچنا ضرور ہی اور بیچنی کی بعد مشتری کی سامنی بایع کا کیل کرنا صحیح مذہب مین کفایت کرتا ہی کیونکہ

المبيع يصير به معلوما ويتحقق معنى التسليم ولا اعتبار بكيله قبل البيع ولو بحضرة المشتري لان الشرط كيل

مبیع اس سی بہی معلوم ہوجاتا ہی اور تسلیم ثابت ہوجاتی ہی اور بیچنی سی پہلی بایع کی کیل کا کچھ اعتبار نہین ہی اگرچہ مشتری کی سامنی ہو اسلئی کہ شرط کیل

البايع او المشتري وهو ليس بواحد منهما ولا بكيل بعد البيع بغيبة المشتري لان الكيل من باب التسليم اذ به يصير

بایع کا ہی یا مشتری کا اور قبل البیع وہ کوئی بہی نہین ہی نہ بایع یا بیع ہی اور نہ مشتری اور نہ بعد بیع کی کیل کا کچھ اعتبار مشتری کی پس غیبت پہلی کہ کیل قسم تسلیم

المبيع معلوما ولا تسليم الا بحضرته وكذا لو اشترى ما يوزن او يعد بشرط الوزن او العد لا يبيعه ولا ياكله حتى

مبیع معلوم ہوتا ہی اور تسلیم مشتری کی موجود ہوی بغیر نہین ہوتی اور ایسی ہی اگر تول کی شی یا گنتی کی شی بشرط وزن یا شمار کی مول لی تو بیدون تولی یا گنی نہ بیچی اور نہ کہاوی

يزنه او يعده الا ان البايع لو وزنه او عده بعد البيع بحضرة المشتري يكفي ولو اشترى ما يذرع بشرط الذرع

جبتک تول یا گن نہ لی ہان اگر بایع بیع کی بعد مشتری کی سامنی تول دی یا گن دی تو کفایت کرتا ہی اور اگر گز گت کی شی بشرط گز گت کی مول لی

يجوز له ان يبيعه قبل الذرع لان الذراع وصف لا يقابله شيء من الثمن فيكون الكل له قال الزيلعي هذا اذا لم يسم

تو جایز ہی کہ ناپنی سی پہلی بیچ ڈالی اسلئی کہ گز گت ایسا وصف ہی کہ اوسکی مقابلہ مین ثمن کچھ نہین ہوتا وہ سب اوسیکا ہی زیلعی کہتا ہی یہہ اوس صورت مین ہی

البايع لكل ذراع ثمنا واما اذا سمى وقال كل ذراع بكذا فلا يحل للمشتري ان يتصرف فيه حتى يذرعه ومن باع

کہ بایع فی ذرع ثمن نہ ٹہراوی اور اگر فی ذرع ثمن معین کردی مثلا چار آنہ گز تو مشتری کو حلال نہین ہی کہ گز گت کئی بغیر اوسمین تصرف کری اور اگر کسینی

صبرة كل قفيز بكذا ولم يذكر عدد قفزانها لا يجوز البيع عند ابي حنيفة الا في قفيز واحد لتعذر صرف العقد الى

اناج کا ڈھیر بیچا ہر پیمانہ اتنی کو اور بیان نکیا کتنی پیمانہ ہی تو امام ابی حنیفہ کی نزدیک بیع جایز نہین ہی بجز ایک پیمانہ کی کیونکہ عقد تمام ڈھیر پر نہین پڑتا

الكل لجهالة المبيع والثمن جهالة تفضي الى النزاع لان البايع يطلب الثمن اولا بموجب العقد والمشتري لا يدفعه

اسلئی کہ مبیع اور ثمن دونو ایسی مجہول ہین جسمین جہگڑا کہڑا ہوجاوی اسواسطی کہ بایع موافق تقاضا عقد کی ثمن پہلی طلب کریگا اور مشتری نہین دیویگا

لكونه غير معلوم لكون المبيع غير معلوم واذا تعذر صرفه الى الكل يصرف الى الواحد وهو معلوم ولو زالت

کیونکہ ثمن کی مقدار معلوم نہین ہی اسلئی کہ مبیع معلوم نہین ہی اور جونکہ عقد کو تمام مبیع پر صرف نہین کرسکتی تو ایک پیمانہ پر لگاویںگی اور ایک تو معلوم ہی اور اگر

الجهالة في المجلس بالكيل او بذكر جميع القفزان يجوز البيع في جميعها لكن يكون المشتري مخيرا وهكذا الحكم

مجلس کی اندر جہالت دفع ہوجاوی کیل کرنی سی یا تمام پیمانہ بیان کردینی سی تو بیع تمام ڈھیر کی جایز ہوجاویگی لیکن مشتری کو لینی نہ لینی کا اختیار رہیگا اور تمام

في جميع الموزونات والمعدودات المتقاربة ولو باع قطيع غنم كل شاة بكذا ولم يذكر عددها لا يجوز البيع في جميعها

موزونات اور معدودات مین جو ایک سی ہون ایسا ہی حکم ہی اور اگر ریوڑ بکریون کا اسطور بیچا کہ ہر ایک راس اتنی کو اور اونکی گنتی بیان نکی تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک

عند ابي حنيفة كما ذكر ان العقد يصرف الى الواحد وهو متفاوت لكون افراد الشاة متفاوتة وتفاوت الافراد

بیع سراسر جایز نہین ہی چنانچہ ذکر ہوچکا ہی کہ عقد ایک عدد پر مصروف ہوتا ہی اور وہ متفاوت ہی اسلئی کہ راس بکریون کی ایک سی نہین ہوتی اور تفاوت افراد کا

يقتضي الجهالة المفضية الى النزاع وكذا الحكم في كل معدود متفاوت اذا باع عدل ثوب كل ثوب بكذا ولم يذكر

ایسی جہالت ہوتی ہی کہ جسمین جہگڑا کہڑا ہوجاوی اور ہر ایک معدود متفاوت کا ایسا ہی حکم ہی اگر گٹھڑی تہان کی اسطور بیچی کہ ہر ایک تہان اتنی کو اور گنتی بیان

عددها لا يجوز البيع في جميعها للجهالة المفضية الى النزاع وعندهما يجوز البيع في جميعها وهكذا ذكر في
گنتی تو بیع سراسر جایز نہوگی بسبب جہالت کی جو جھگڑا کھڑا کردیتی ہی اور صاحبین کی نزدیک بیع تمام کی جایز ہی اور فتاوی قاضیخان میں
فتاوی قاضیخان ان الفتوی على قولهما تيسيرا على الناس ولو ذكر عددها وقال المشتري بعت منك هذا
مذکور ہی کہ لوگون پر آسانی کی واسطے صاحبین کی قول پر فتوی ہی اور اگر بایع نی گنتی بیان کرکر مشتری سی کہا مین نی تیری ہاتہہ یہہ ریوڑ
القطيع على انه مائة شاة او هذا العدل على انه مائة ثوب بكذا يصح البيع لكون كل من المبيع والثمن معلوما
کہ سو بکریان ہین اور یہہ گٹھڑ کہ سو تہان ہین اتنی کو بیچا تو بیع صحیح ہی اسواسطی کہ مبیع اور ثمن تمام لینی سی دونو معلوم ہوگئی ہین
بالتسمية لكن ان وجده المشتري اقل او اكثر يفسد البيع اما فساده اذا وجده اكثر فلعدم دخول الزوائد
لیکن اگر مشتری نی کم یا زیادہ پائی تو بیع فاسد ہوجاویگی پہر فساد بیع کا زیادتی کی صورت مین اسواسطی ہی کہ فرد زائد عقد کی
تحت العقد فيجب رده وهو مجهول لكون افراد الشاة او الثوب متفاوتة واما فساده اذا وجده اقل فلوجوب
تلی نہین آیا تو اوسکا ہٹا دینا واجب ہی اور وہ معلوم نہین کونسا ہی اسلئی کہ راس بکریون کی یا تہان کپڑی کی ایکسی نہین ہین اور فساد بیع کا کمی کی صورت مین اسلئی ہی کہ
سقوط حصة الناقص من الثمن عن ذمته وهي مجهولة اذ لا يدري ان الناقص كان جيدا او وسطا او رديا ولو
مقدار قیمت کتنی فردکی منجملہ ثمن کی اوسکی ذمہ سی کم کرنی چاہی اور وہ معلوم نہین کیا معلوم ہی کہ کمی کا تہان یا راس عمدہ ہی یا درمیانہ ہی یا کمتیل ہی اور اگر
بين لكل منها ثمنا وقال كل شاة او كل ثوب بكذا يصح البيع في الاقل لكن يكون المشتري مخيرا ان شاء اخذ الموجود
بایع نی ہر ایک کا ثمن بیان کردیا کہ ہر ایک راس اور ہر ایک تہان اتنی کو تو بیع کمی کی صورت مین صحیح ہی لیکن مشتری کو اختیار ہی چاہی موجود کو حصہ رسد
بحصته من الثمن لكونه معلوما وان شاء تركه ويفسد في الاكثر لجهالة المبيع ومن قال لغيره بعت منك كر الحنطة
ثمن مین سی مول لیلی کیونکہ معلوم ہی اور چاہی نہ لیوی اور بڑہتی کی صورت مین فاسد ہی کیونکہ مبیع مجہول ہی اور جس نی دوسری سی کہا مین نی تیری ہاتہہ پیمانہ
الحنطة التي في هذا الانبار او من هذا الكدس ثم اعطاه حنطة من موضع آخر لا يجوز لان ما سوى النقود يتعين
گیہون کا اس ڈہیر مین سی یا اس خرمن مین سی بیچا پہر اوسکو گیہون اور جگہ سی حوالہ کئی تو جایز نہین ہی اسلئی کہ سب شی سوای نقود کی تعین کرنی سی
بالتعيين فلا يجوز استبداله واقامة الآخر مقامه الا بالفسخ وتكرار العقد ومن باع شيئا وقال المشتري بعته منك
معین ہوجاتی ہی پس اوسکا بدلنا اور دوسری کا اوسکی جگہ قایم کرنا جایز نہین ہی الا وہ عقد توڑ کر دوبارہ عقد کری تو جایز ہی اور جس نی کوئی شی بیچی اور مشتری سی کہا یہہ شی تیری ہاتہہ
بغير ثمن يكون البيع باطلا لان الثمن اذا نفي ينتفي ركن البيع فلا يكون بيعا ولو باعه وسكت عن ثمنه لا يبطل البيع
بغیر ثمن کی بیچی تو یہہ بیع باطل ہی کیونکہ جب ثمن نہین ہوتا تو بیع کا رکن نہین ہوتا تو بیع کب ہوگی اور اگر کوئی شی بیچی اور ثمن سی چپ کر رہا تو بیع باطل نہین ہوتی
بل يفسد لان مطلق البيع يقتضي المعاوضة واذا سكت عن الثمن يكون غرضه القيمة ويصير كانه باعه
بلکہ فاسد ہوتی ہی اسلئی کہ مطلق بیع معاوضہ کو چاہتی ہی اور جب اوسنی ثمن بیان نکیا تو اوسکی غرض قیمت لینیکی ہی اسکا انجام یہہ ہی کہ گویا قیمت کو بیچا
بقيمته وبيع الشيء بقيمته فاسد لا باطل والحاصل ان البيع اذا لم يكن صحيحا فهو قد يكون باطلا وقد يكون
اور شی کو قیمت سی بیچنا فاسد ہوتا ہی باطل نہین ہوتا اور حاصل یہہ ہی کہ بیع اگر صحیح نہین ہوتی تو پہر وہ بعضی دفعہ باطل ہوتی ہی اور کبہی
فاسدا فلا بد من بيان كل منهما ليمكن الاحتراز عنهما فالبيع الباطل ما لا يصح باصله ووصفه ولا يفيد الملك اصلا
فاسد اب ہر ایک کا بیان کرنا ضرور ہوا تا کہ ان دونو سی بچ سکین سو بیع باطل تو وہ ہی کہ اپنی اصل اور وصف مین صحیح نہو اور ہرگز فائدہ ملک کا نہین دیتی
ولهذا قيل من غلب على ظنه ان اكثر معاملات اهل السوق على البطلان ليس له ان يشتري منهم شيئا ولا يحل له ما
اسیسی کہتی ہین جسکو گمان غالب یون ہو کہ اکثر معاملات ان بازار والون کی باطل ہوتی ہین تو اوسکو جایز نہین ہی کہ اونسی کوئی چیز مول لی اور جو مال اونسی لیگا
اشتراه منهم والبيع الفاسد ما يصح باصله لا بوصفه ويفيد الملك في المبيع بعد قبض المشتري اياه لكن لا على
اور بیع فاسد وہ ہی جو اصل مین صحیح ہو وصف مین غیر صحیح اور مبیع پر جب مشتری قبضہ کر لیتا ہی تو فائدہ ملک کا دیتی ہی لیکن پاکیزگی کی
حلال نہوگا

وجه الطیب بل علی وجه الخبث وهذا قیل لایحل له ان یتصرف فیه بتملیک وانتفاع حتی لوکان طعاما

راہ سی نہیں بلکہ خباثت کی راہ سی اسی واسطی کہتی ہین کہ ایسی مبیع مین تصرف یعنی کسیکو مالک کرنا یا نفع لینا حلال نہیں ہی یہان تک کہ اگر طعام ہو

لایحل له اکله ولوکان جاریة لایحل له وطیها بل یجب علی کل واحد من البایع والمشتری فسخ العقد رفعا للفساد

تو کہانا حلال نہیں ہی اور اگر لونڈی ہی تو صحبت حلال نہیں ہی بلکہ ہر ایک بایع اور مشتری پر واسطی اوٹہانی فساد کی عقد کا توڑنا واجب ہی

وان لم یفسخا بل باع المشتری ما قبضه بالشراء الفاسد بعقد صحیح ینفذ بیعه لانه لما ملکه ملک تملیکه لغیره

اور اگر دونون نی عقد بیع نہ توڑی بلکہ مشتری نی وہی مبیع بیع فاسد کا قبضہ مین لیکر اور کی ہاتھہ عقد صحیح سی بیچا الا تو اوسکی بیع قایم رہیگی کیونکہ جب مبیع کا مالک ہوا تو

بالبیع وغیره فلا یتصور بعده الفسخ لتعلق حق العبد به لان وجوب الفسخ سابقا کان لحق الشرع واذا اجتمع

بطور بیع یا ہبہ کی دیدینی کا بہی مالک ہوا اب بعد اوسکی فسخ نہیں ہوسکتا کیونکہ اب بندہ کا حق متعلق ہوگیا اسلئی کہ پہلی تو واسطی حق شرع کی فسخ واجب تہا اور جب حق عبد اور حق شرع

حق العبد مع حق الشرع یقدم حق العبد لحاجته نعم کان الاولی للمشتری ان یتنزه عن شرائه اذ قیل من ظن

جمع ہو جاتی ہین تو حق عبد کا مقدم رکہتی ہین کیونکہ عبد حاجتمند ہی ہان مشتری کو اولی یہ تہا کہ اوسکو مول نہ لیتا کیونکہ کہتی ہین جسکو یہ معلوم ہو

ان اکثر معاملات اهل السوق علی الفساد ینبغی له ان یتنزه عن شراء شیء منهم ومع هذا لو اشتری منهم شیئا

کہ اکثر معاملات اس بازار والون کی فاسد ہوتی ہین تو بہتر یہہ ہی کہ اونسی کوئی چیز مول نہ لیوی اور تو بہی اگر اونسی کوئی چیز مول لیلیگا

یحل له الانتفاع به اذا کان العقد الاخیر صحیحا وذلک لان البیع رکنه مبادلة المال بالمال فکل بیع یوجد خلل

تو اوسی نفع اوٹہانا حلال ہوگا اگر یہہ عقد اخیر کا صحیح ہی اسلئی کہ بیع کا رکن یہہ ہی بدلنا مال کا بعوض مال کی ہی پہر جس بیع کی رکن مین

فی رکنه فهو باطل وکل بیع لا یوجد خلل فی رکنه بل فی غیره کالتسلیم والتسلم الواجبین به والانتفاع المقصود منه

خلل ہوتا ہی تو وہ باطل ہوتی ہی اور جس بیع کی رکن مین خلل نہیں ہوتا بلکہ وصف مین ہووی جیسی تسلیم اور تسلم جو عقد سی واجب ہوتی ہین اور انتفاع جو مبیع سی

وغیر ذلک فهو فاسد فحینئذ البیع بالدم والمیتة التی ماتت حتف انفها ونحوهما باطل لانه لا یصح باصله ووصفه

مقصود ہوتا ہی اور سوا اسکی وہ بیع فاسد ہوتی ہی پس اب بیع بعوض لہو اور مردار یعنی خود بخود مری ہوئی جانور کی اور مانند انکی باطل ہی اسلئی کہ اپنی اصل اور وصف دونو مین

لعدم وجود رکنه الذی هو مبادلة المال بالمال لان صفة المالیة للشیء انما تثبت بتمول کل الناس او بعضهم

صحیح نہین ہی کیونکہ اسکا رکن یعنی بدلنا مال کا مال سی موجود نہیں ہی اسواسطی کہ شی مین وصف مالیت کا جب ہوتا ہی کہ تمام لوگ یا بعضی لوگ اوسکو مال سمجہین

ایاه وهذه الاشیاء لا تعد مالا عند احد ممن له دین سماوی والبیع بالخمر والخنزیر ونحوهما یکون فاسدا لانه یصح

اور یہہ چیزین یعنی لہو اور مردار کوئی شخص دین سماوی والا مال نہیں سمجہتا اور بیع بعوض شراب اور سور کی اور مانند انکی فاسد ہوتی ہی اسلئی کہ اصل مین

باصله لوجود رکنه الذی هو مبادلة المال بالمال لان هذه الاشیاء تعد مالا عند بعض اهل الکفر ولا یصح بوصفه

صحیح ہی اور اسکا رکن موجود ہی یعنی مبادلہ مال کا مال سی اسلئی کہ یہہ چیزین بعضی کفار کی نزدیک مال ہوتی ہین اور وصف مین صحیح نہیں ہی

لعدم تقومها لان التقوم للشیء انما یثبت باباحة الانتفاع به شرعا والشرع قد ابطل الانتفاع بهما فی حق المسلمین

اسلئی کہ یہہ چیزین قیمتی نہیں ہین کیونکہ کوئی شی صاحب قیمت جب ہوتی ہی کہ شرع مین اوسکا برتنا مباح ہووی اور شرع ان دونو کا برتنا مسلمانون کی حق مین باطل

ومن باع کرا من الحنطة ولم یکن فی ملکه حنطة فیبطل البیع لعدم وجود رکنه الذی هو مبادلة المال بالمال

اور جس نی ایک پیمانہ گیہون کا بیچا جبکہ اوسکی ملک مین گیہون نہیں ہین تو بیع باطل ہوگی کیونکہ اوسکا رکن موجود نہیں ہی یعنی مبادلہ مال کا مال سی

لان المال موجود یمیل الیه الطبع ویجری فیه البذل والمنع والمعدوم لیس بمال ولو کانت فی ملکه حنطة لکن کانت اقل

اسلئی کہ مال شی موجود ہوتا ہی کہ اوسکی طرف طبیعت راغب ہو اور اوسکو چاہی خرچ کری چاہی روک رکہی اور شی معدوم مال نہیں ہوتی اور اگر اوسکی ملک مین گیہون تو ہوتی پر مقدار

مما سماه یبطل البیع فی المعدوم ویفسد فی الموجود ولا یجوز بیع زیت علی ان یوزن بظرفه ویطرح عنه بازاء الظرف

مقرری مبیع سی کمتی تو معدوم مین بیع باطل اور موجود مین بیع فاسد ہوتی اور جایز نہیں ہی بیچنا تیل کا باین شرط کہ برتن سمیت تول کر بعوض وزن برتن کی

كذا رطلا لانه شرط لا يقتضيه العقد وانما مقتضاه ان يبطل حصته وزن الظرف [illegible]

اتنی رطل تیل کہٹا وین اسلئے کہ یہہ شرط عقد سی خارج اور الگ ہی عقد کا مقتضا تو یہہ ہی کہ برتن کا حصہ [illegible] ہووی وتنا کہٹا دین [illegible]

كذا رطلا يكون شرطا مخالفا لمقتضى العقد لجواز ان يكون وزن الظرف اقل من ذلك او اكثر فيؤدي الى جهالة

کتنی کرین تو یہہ شرط مقتضا عقد سی مخالف ہوئی کیونکہ شاید کہ وزن برتن کا اوس مقدار سی کمتی یا زیادہ ہووی اس سبب سی مبیع مجہول ہو جاتا ہی

المبيع ووقوع بعض الزيت بغير ثمن او بعض الثمن بمقابلة ما لم يكن موجودا من الزيت وان شرطا ان يطرح عنه

دوسری یا کچہہ تیل مفت جاتا ہی یا کچہہ ثمن بدولت تیل کی مفت دینا پڑتا ہی اور اگر یہہ شرط کرین کہ جتنا وزن برتن کا ہووی

وزن الظرف يجوز لانه يوافق مقتضى العقد وما يوافق مقتضى العقد لا يفسد العقد بل يؤكده وكذا لا يجوز بيع

وتنا کم کرین تو جایز ہی اسلئے کہ مقتضاء عقد کی موافق ہی اور جو شرط موافق مقتضاء عقد کی ہو عقد کو فاسد نہین کرتی بلکہ عقد مقرر کر دیتی ہی اور ایسی ہی دریا مین

السمك في الماء لانه قبل الاصطياد به غير مملوك فيكون عدم الجواز بمعنى البطلان وبعد الاصطياد له والقائه

تیرتی مچہلی کی بیع جایز نہین ہی کیونکہ شکار کئی بغیر مملوک نہین ہوتی پس یہہ عدم جواز بطلان کی معنون مین ہی اور شکار کر کر جو اوسکو حوض مین

في الحظيرة ان كانت الحظيرة كبيرة لا يمكن اخذه منها الا بتكلف واحتيال فهو غير مقدور التسليم فيكون عدم

چہوڑ دین اگر وہ حوض اتنا بڑا ہووی کہ وہ مچہلی بدون تکلف اور حیلہ یعنی جال وغیرہ کی ہاتہہ نہین آتی تو اوسکی تسلیم قابو مین نہین ہی اب عدم

الجواز بمعنى الفساد وان كانت الحظيرة صغيرة يمكن اخذه منها بلا تكلف واحتيال يجوز بيعه لانه مقدور التسليم

جواز بیع سی فساد مراد ہووےگا اور اگر حوض اتنا چہوٹا ہی کہ بلا تکلف اور بی حیلہ مچہلی ہاتہہ آسکتی ہی تو اس صورت مین بیع جایز ہی کیونکہ حوالہ کر سکتا ہی

لكن اذا سلم الى المشتري فله خيار الرؤية وان رآه قبل ذلك في الماء لان السمك يتفاوت خارج الماء وكذا لا يجوز

لیکن جب مشتری کو دی چکا تو مشتری کو خیار رویت حاصل ہی اگرچہ پہلی پانی کی اندر دیکہہ چکا ہو اسلئے کہ مچہلی پانی سی باہر آکر متفاوت ہو جاتی ہی اور ایسی ہی

بيع الطير في الهواء لانه قبل الاخذ به غير مملوك فيكون عدم الجواز بمعنى البطلان وبعد الاخذ به وارساله

بیع اوڑتی ہوئی جانور کی جایز نہین ہی اسلئے کہ پکڑنی سی پہلی مملوک نہین ہوتا تو اب عدم جواز باطل کی معنون مین ہی اور جب اوسکو پکڑ کر ہاتہہ سی پہر چہوڑ دیا

من يده ان كان لا يرجع اليه فهو غير مقدور التسليم فيكون عدم الجواز بمعنى الفساد وان كان يرجع اليه كالحمام

اگر اسکی بلانی سی نہین آتا تو تسلیم کرنا اوسکی قابو مین نہین ہی پس اب عدم جواز سی فاسد مراد ہی اور اگر اسکی پاس چلا آتا ہی جیسی کبوتر

يجوز بيعه لانه مقدور التسليم وكذا لا يجوز بيع اللبن في الضرع لانه مشكوك الوجود لاحتمال كونه انتفاخا فلا يكون

تو اسکی بیع جایز ہی اسلئے کہ تسلیم کر سکتا ہی اور ایسی ہی دودہ کا تہنون کی اندر ہی دودہ بیچنا جایز نہین ہی اسو سطی کہ اوسمین شک ہوتا ہی شاید کہ بادی کہ پہول رہا ہو پہر تو

مالا فعلى هذا يبطل البيع او لانه يزداد شيئا فشيئا والبيع لا يتناول الزيادة لعدم وجودها عند العقد فيختلط المبيع

وہ کچہہ مال نہوگا پس اب بیع باطل ہوویگی یا اسلئے کہ دودہ تہوڑا تہوڑا بڑہتا جاتا ہی اور عقد بیع مین بڑہتی مال داخل نہین ہوتا کیونکہ وہ عقد کی وقت موجود نہین ہوتا پس مبیع

بغيره على وجه يتعذر تمييزه فعلى هذا يفسد البيع وكذا لا يجوز بيع الصوف على ظهر الغنم لوجهين احدهما انه متصل بالحيوان

مین بیگانہ شی ایسی بل مل گئی کہ تمیز نہین ہو سکتی سو اب یہہ بیع فاسد ہوویگی اور ایسی ہی اون کی بیع بکری کی کمر پر یعنی بغیر کترے جایز نہین ہی دو وجہ سی ایک تو یہہ کہ اون حیوان سی

فهو له وصف محض بخلاف ما هو متصل بالشجر فانه عين مال مقصود من وجه فيجوز بيعه والوجه الثاني انه ينمو من

جبتک ملی ہوئی ہی تو وہ حیوان کا نرا وصف ہی صرف ہی برخلاف اوسکی جو درخت مین لگا رہتا ہی بیشک وہ ایک وجہ سی عین مال مقصود ہوتا ہی سو اوسکی بیع جایز ہی دوسری وجہ یہہ کہ

اسفله فيختلط المبيع بغيره بخلاف القوائم المتصلة بالشجر فانها تزداد من اعلاها فلا يختلط المبيع بغيره ويعلم ذلك

اون نیچی کیطرف سی بڑہتی ہی سو مبیع غیر کی مال مین ملجاتی ہی برخلاف ٹہنیون کی جو درخت سی ملی ہوتی ہی کیونکہ یہہ اوپر کی جانب سی بڑہتی ہی سو مبیع غیر کی ساتہہ نہین ملتی اور یہہ

ان الصوف على ظهر الغنم اذا خضب يبقى المخضوب بعد ايام على راسه لا في اصله واما القوائم فلو ربط خيط في اعلاها

اسطرح معلوم ہوا کہ اون کو بکری کی پیٹہہ پر اگر رنگ دیوین تو بعد چند روز کی رنگی ہوئی اوپر کی طرف ہو جاتی سی جڑ مین نہین رہتی اور رہی قوایم اگر اوسمین سر کی اوپر دہاگا

يبقى ذلك الخيط بعد ايام اسفل مما هو راسها الآن والا على ملك المشتري وما يحدث من الزيادة يحدث في ملكه و

بعد چند روز کی سر سی جواب ہی نیچی کی طرف رہ جاتا ہی اور اوپر کی جانب ملک خریدار کی ہی اور جو کچھ بڑھتا جاویگا سو اوسکی ملک میں بڑھیگا اور

كذا لا يجوز بيع جلد الميتة قبل ان يدبغ لكونه غير منتفع به لنجاسته وقد قال النبي عليه السلام لا تنتفعوا من

ایسی ہی مردار کی کہال کا بیچنا بدون دباغت کی جایز نہیں ہی کیونکہ ناپاکی کی سبب اوس سی نفع نہیں لی سکتی اور بیشک نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی مردار کی چمڑی کو مت برتو

الميتة باهاب وهو اسم لغير المدبوغ وبعد الدباغ يجوز بيعه والانتفاع به لطهارته بالدباغ فان قيل نجاسته

اور اہاب ایسی چمڑی کو کہتی ہیں جو دباغت نہوا ہو اور دباغت کرکے بیچنا اور برتنا سب جایز ہی اسلئی کہ دباغت سی پاک ہو جاتا ہی پہر اگر کوئی اعتراض کری کہ

باتصال الدسومات به وذلك لا يمنع جواز البيع كالثوب النجس فالجواب ان الدسومات في الجلد خلقية فما لم تزل بالدباغ

کہ نجاست تو چکنائی کی ملنی سی ہوتی ہی اس سی بیع ممتنع نہیں ہوتی جیسی ناپاک کپڑا تو جواب یہہ ہی کہ جلد میں چکنائی پیدایشی ہوتی ہی جب تک اوسکو دباغت سی دور نہ کرو

تكون كعين الجلد وبهذا الاعتبار يكون الجلد محرم العين بخلاف النجاسة في الثوب فانها ليست خلقية بل جاورته

تو گویا عین جلد ہی اور اسی اعتبار سی چمڑی کی ذات حرام ہوتی ہی برخلاف ناپاک کپڑی کی سو یہہ پیدایشی نہیں ہوتی بلکہ کپڑی سی لگ جاتی ہی

بعد ما لم تكن متصلة به فلا يتغير حكمه من جواز بيعه والانتفاع به فكما يجوز بيع جلد الميتة والانتفاع به بعد

بعد اسکی کہ وہ پاک ہوتا ہی سو اسکا حکم جواز بیع اور برتنی کا بدل نہیں سکتا پہر جیسی کہ دباغت کی بعد مردار کا چمڑا بیچنا اور برتنا جایز ہی

الدباغ كذلك يجوز بيع عظمها وقرنها وعصبها وصوفها وشعرها ووبرها والانتفاع بها اذا لم تكن عليها دسومة

ایسی ہی مردار کی ہڈیاں اور سینگ اور پٹھی اور گوسپند کی پشم اور بال اور اونٹ کی اون بیچنی اور برتنی جایز ہی جبکہ ان پر چربی نہووی

لانها طاهرة لا يحلها الموت لعدم الحيوة فيها بل فيها النمو كالنبات واما اذا كانت عليها دسومة فهو نجسة لا يجوز بيعها

کیونکہ یہہ سب پاک ہوتی ہیں انمیں موت کا اثر نہیں ہوتا اسلئی کہ انمیں جان نہیں ہوتی بلکہ انمیں صرف بڑھنا ہوتا ہی جیسی کہ گھانس پہونس ہاں اگر ان پر چربی ہوگی تو ناپاک ہوگی

ولا الانتفاع بها وكذا لا يجوز بيع الجذع في السقف والذراع في الثوب اذ لا يمكن تسليمه الا بضرر لا يوجبه العقد و

اور نہ استعمال اور ایسی بیچنا شہتیر چہت میں چڑہی ہوئیکا اور ایک گز کا کپڑی میں سی جایز نہیں اسلئی کہ بی نقصان اوٹہائی تسلیم نہیں کرسکتا اور عقد ضرر کو نہیں

لو قلع البايع الجذع او قطع الذراع قبل ان يفسخ المشتري العقد يعود البيع صحيحا لزوال المفسد الذي هو الضرر

اور اگر بایع نی شہتیر کو اوکہاڑ لیا اور گز بہر کپڑا پہاڑ دیا کہ ابہی مشتری نی عقد کو نہیں توڑا تو یہہ بیع صحیح ہو جاویگی کیونکہ مفسد یعنی ضرر تقرر سی پہلی دفع ہوگیا

قبل تقرره هذا اذا كان الجذع معينا والثوب مما يضره التبعيض كالقميص ونحوه اذ لو لم يكن الثوب مما يضره التبعيض

یہہ اوس صورت میں ہی کہ شہتیر معین ہو اور کپڑا ایسا ہو جسکی پہاڑنی نقصان ہوتا ہو جیسی کرتہ وغیرہ اسواسطی کہ اگر کپڑا ایسا نہو جسکی پہاڑنی سی نقصان ہوتا ہو

كالكرباس يجوز البيع ولو لم يكن الجذع معينا لا يعود البيع صحيحا للجهالة فان قيل اذا باع جلد الشاة المعينة قبل

جیسی تہان تو بیع جایز ہی اور اگر شہتیر معین نہوگا تو بہی بیع جہالت کی سبب درست نہیں ہی اگر کوئی یہہ اعتراض کری کہ اگر ایک بکری کا چمڑا ذبح کرنی سی پہلی

الذبح لا يجوز ولو ذبح الشاة وسلخ جلدها وسلمه الى المشتري لا ينقلب البيع صحيحا وان كان الجلد عينا موجودا كالجذع

بیچ ڈالی تو جایز نہیں ہی پہر اگر بکری کو ذبح کرکر اور چمڑا اودہیڑ کر مشتری کی حوالہ کری تو بیع درست نہیں ہوجاتی اگرچہ چمڑا معین موجود ہی جیسی شہتیر

في السقف وكذا لو باع كرشها او اكارعها ثم ذبحها وسلمها باع منها فالجواب ان الجلد وان كانت عينا موجود الكنه

چہت کی اندر موجود ہی اور ایسی ہی اگر بکری کا پیٹ اور پایہ بیچدی پہر ذبح کرکر جو بیچا تہا حوالہ کردی تو جواب یہہ ہی کہ چمڑا اگرچہ عین موجود ہی پر وہ غیر مبیع کی ساتھ

متصل بغير المبيع خلقة فيكون تابعا له فيكون العجز عن التسليم معنى اصليا لا حكميا بخلاف الجذع فانه

پیدایشی متصل ہی سو اسی کا تابع ہی پہر تسلیم میں عجز اصلی ثابت ہی کچہہ عجز حکمی نہیں ہی برخلاف شہتیر کی کہ وہ

عين مال في نفسه وانما ثبت الاتصال بينه وبين غيره بعارض فعل العباد والعجز عن التسليم حكمي

بذات خود جداگانہ مال ہی اور غیر کی ساتھ جو جاکی متصل ہوگیا ہی تو یہہ آدمیوں کا کام ہی یہاں تسلیم میں حکما عجز ہی

لاف

لما فيه من افساد بناء غير مستحق بالعقد فاذا قلعه والتزم الضرر يزول المانع فيجوز ومن باع جارية ثم
کیونکہ اسمیں ایک مکان خراب ہوتا ہی جسکو عقد نہیں چاہتا جب اوسی اوکھاڑ کر اپنا ضرر قبول کیا تو مانع جاتا رہا پس بیع جایز ہوگئی اور جو شخص لونڈی کو بیچکر

انكر بيعها لا يحل له وطيها ما لم يترك المشتري الخصومة فاذا تركها وسمع البايع انه تركها يحل له وطيها ومن
مکر جاوی تو اوس سی صحبت کرنی حلال نہیں ہی جبتک مشتری دعوی نچھوڑی جب مشتری کا دعوی چھوڑ دی اور بایع سن لی کہ دعوی ترک کیا تب صحبت حلال ہوگی اور جو شخص

اشترى جارية ثم انكر شراءها لا يحل للبايع ان يطيها ما لم يعزم على ترك الخصومة لان البيع لا ينفسخ بمجرد
لونڈی خرید کر مکر جاوی تو بھی بایع کو صحبت کرنی حلال نہیں ہی جبتک بیچنے کا قصد ترک خصومت کا نکری اسلئے کہ بیع مشتری کی انکار کرنے ہی سی نہیں

جحود المشتري ما لم يعزم البايع على ترك الخصومة فاذا عزم على تركها يتم الفسخ بتراضيهما فيحل له وطيها كما
ٹوٹ جاتی جبتک بایع دعوی نہ ترک کری پھر جب بایع نی مخاصمت ترک کی تو دونوں کی رضامندی سی فسخ کامل ہوگیا پھر صحبت حلال ہی جیسی

اذا اشترى جارية على انه بالخيار ثلثة ايام وقبضها ثم رد على البايع في ايام الخيار جارية وقال هي
کہ کسینی ایک لونڈی تین دن تک کی اختیار پر خرید کر قبضہ کر لیا پھر خیار کی مدت کی اندر اندر اور لونڈی بایع کو پھیر دی اور بیان کیا یہہ وہی لونڈی ہی

التي اشتريتها وقبضتها كان القول قوله لانه انكر قبض غيرها فان رضي البايع بها يحل له وطيها لان المشتري
جو مین مول لی گیا تھا تو اب اسی کا قول معتبر ہوگا اسلئی کہ دوسری لونڈی کی قبضہ کا انکار کرتا ہی پھر اگر بایع اسپر راضی ہوگیا تو اوسکو اوس سی صحبت حلال ہی اسلئی کہ

لما رد غير ما اشتراها فقد رضي بتملك البايع اياها بالاولى فاذا رضي البايع بها يتم البيع بينهما بطريق التعاطي
جب اپنی لونڈی پھیر دی تو بایع کی ملکیت پر لونڈی کی حق مین پہلی کی بدلہ راضی ہوا پھر اگر بایع بھی اوس لونڈی پر راضی ہوا تو اون دونوں مین تعاطی کی بیع ہوگئی

وكذا القصار اذا رد على صاحب الثوب ثوبا غير ثوبه ورضي به صاحب الثوب ومن اشترى شيئا مما يتسارع اليه
اور ایسی ہی دھوبی اگر کپڑی کی مالک کو بدل کر اور کپڑا اپنی ملک کا دیدیوی اور وہ راضی ہوکر لیلیوی اور اگر کسینی ایسی چیز جو جلد بگڑ کر بس لیجاتی ہو

الفساد كاللحم والسمك ونحوهما ولم يقبضه بل ذهب الى بيته ليجيء بالثمن وطال مكثه وخاف البايع ان يفسد
جیسی گوشت اور مچھلی یا ایسی اور شی مول لی اور قبضہ نکیا بلکہ اپنی گھر چلا گیا تاکہ ثمن لا دیوی اسمین دیر لگ گئی اور بایع کو یہہ خوف ہوا کہ مبیع

ذلك الشيء يجوز له ان يبيعه من غيره استحسانا وللمشتري الثاني ان يشتريه منه وان كان يعلم بذلك
بگڑ جاوی تو بایع کو استحسانا جایز ہی کہ اوسکو اور کی ہاتھ بیچڈالی اور اس دوسری مشتری کو بھی خریدنا جایز ہی اگرچہ پہلی بیع کو جانتا ہو

لان البايع رضي بالفسخ وكذا المشتري الاول ظاهرا ثم ان كان الثمن الثاني اكثر الاول كان عليه ان يتصدق
اسلئی کہ بایع اور ایسی پہلا مشتری بظاہر حال فسخ پر راضی ہی پھر اگر دوسری دفعہ ثمن پہلی دفعہ سی زیادہ ہاتھ آیا تو اوسکو لازم ہی کہ وہ نفع کو خیرات کردی

بالزيادة وان كان اقل كان النقصان عليه لا على المشتري الاول ولو جاء صبي الى البقال بفلس او خبز وطلب
اور اگر کمتر ہی تو یہہ نقصان بایع کا ہی مشتری اول پر نہیں پڑیگا اور اگر کوئی لڑکا نابالغ پیسا یا روٹی لیکر کسی دکاندار پاس آیا اور کوئی ایسی چیز

منه شيئا مما ينتفع به في البيت كالملح والاشنان ونحوهما يجوز له ان يبيعه منه وان طلب منه جوزا او فستقا
مانگی جو گھر ون مین کام آتی ہی جیسی نمک اور اشنان یا اونکی مانند تو جایز ہی کہ اوسکی ہاتھ بیچی اور اگر جوز یا پستہ

او نحو ذلك مما يشتريه الصبي لنفسه لا يبيعه منه لانه في الوجه الاول مأذون ظاهرا وفي الوجه الثاني لا ومن دفع
یا انکی مثل مانگی جو لڑکی اپنی واسطی لیا کرتی ہین تو اوسکی ہاتھ نہ بیچی اسلئی کہ پہلی صورت مین وہ لڑکا بظاہر حال ماذون ہی اور دوسری صورت مین ماذون نہین ہی اور اگر کسینی

الى خباز دراهم وقال له اشتريت منك بهذه الدراهم كذا منا من الخبز وجعل يأخذ كل يوم منه خمسة امناء
نان بائی کو دراہم حوالہ کئی اور کہا مین نی تجھسی اس نقد کی بدلہ اتنی سیر روٹی خریدی اور ہر روز بعوض ایک درہم کی پانچ سیر روٹیان لینی شروع کی

بدرهم فالبيع فاسد وما ياكله يأكله بعقد فاسد فهو مكروه وان لو اعطاه دراهم ولم يقل اشتريت منك
تو بیع فاسد ہی اور جو کہاتا ہی عقد فاسد سی کہاتا ہی سو وہ مکروہ ہی ہان اگر اوسکو دراہم حوالہ کئی اور یہہ نکہا کہ مین تجھسی

كنا امنا من الخبز وجعل يأخذ كل يوم منه خمسة امناء بدرهم فالبيع جائز وما يأكله حلال وان كان نيته

اتنی سیر روٹیان مول لی ہیگا اور ہر روز اوس ہی پانچ سیر روٹیان ایک ایک درہم کی لینی شروع کین تو بیع جایز ہی اور جو کہاتا ہی حلال ہی اگرچہ دراہم دیتی ہوئی

عند الدفع الشراء اذ بمجرد النية لا ينعقد البيع وانما ينعقد عند الاخذ وعند الاخذ كل من المبيع والثمن معلوم

خریدنیکی نیت ہو وی اسواسطی کہ نری نیت سی بیع نہین ہو جاتی بیع جب ہی ہوتی ہی کہ تب لیوی اور لیتی وقت مبیع اور ثمن دونو معلوم ہین

ويصح بيع الثمر على الشجر سواء بدئ صلاحه او لم يبدء لانه مال متقوم لكونه منتفعا به في الحال او في المآل و

اور بیع پہل درخت پر لگی ہوئی کی جایز ہی برابری کہ کام کی لایق ہوا ہو یا نہین اسلئی کہ وہ مال قیمت دار ہی اوس ہی اب یا آگی کو فایدہ ہوسکتا ہی

على المشتري قطعه في الحال تفريغا لملك البايع وهذا اذا اشتريه مطلقا او بشرط القطع واما اذا اشتريه بشرط

لیکن مشتری کو لازم ہی کہ ترت توڑ کر بایع کا درخت خالی کر دی اور یہہ اوس صورت مین ہی کہ مطلق خرید کیا ہو یا توڑ لینیکی شرط کر لی ہو اور اگر درخت پر چہوڑنی کی

تركه على الشجر فيفسد البيع لانه شرط لا يقتضيه العقد وفيه نفع لاحد المعاقدين اذ يحصل فيه للمشتري زيادة

شرط کر لی ہو تو بیع فاسد ہی اسلئی کہ یہہ شرط حقد سی خارج ہی اور اسمین مشتری کا فایدہ ہی اسواسطی کہ مشتری کا پہل اب خوب تیار

جودة وطراوة ولو اشتريه مطلقا وتركه على الشجر باذن البايع يطيب له الفضل وان تركه بغير اذنه يتصدق

اور ترو تازہ ہو ویگا اور اگر پہل کو مطلق خرید کر کر بایع کی اجازت سی درخت پر لگی رہنی دیا تو فضل یعنی فایدہ حلال ہی اور اگر بی اجازت درخت پر رکہا

بما زاد في ذاته لحصوله بجهة محظورة وهي حصوله بقوة الارض المغصوبة وهذا اذا تركه قبل ان يتناهى

تو جتنا فایدہ پہل کی اندر پیدا ہوا ہی وہ خیرات کر دی کیونکہ بطور ممنوع حاصل ہوا ہی یعنی زمین مغصوب کی زور سی اور یہہ اس صورت مین ہی کہ پہل جتنا بڑہتا ہی اوس سی

عظمه واما اذا تركه بعد ان يتناهى عظمه فلا يتصدق بشيء منه لان هذا تغير حال من النئ الى النضج لا

پہلی خرید کر درخت پر رکہی اور اگر جتنا بڑہنا تہا بڑہ لیا پہر بی اجازت درخت پر رکہا تو اسمین سی کچہہ خیرات کرنا لازم نہین ہی کیونکہ اب صرف تغیر حال کا ہی کچا تہا پک گیا

زيادة في جسمه فان الثمر اذا بلغ ذلك المبلغ لا يزيد فيه شيء من ملك البايع بل يكون نضجه من الشمس ولونه

کچہہ مادہ جسم کا نہین بڑہتا کیونکہ پہل جب اپنی مقدار کو پہنچ جاتا ہی تو پہر اوسمین بایع کی ملک مین سی کچہہ نہین بڑہتا بلکہ آفتاب کی گرمی سی پکتا ہی اور چاند کی

من القمر وطعمه من الكواكب فلا يوجد فيه الا عمل الشمس والقمر والكواكب وذلك بتقدير العزيز الحكيم المجلس

تاثیر سی رنگت پکڑتا ہی تارون کی اثر سی مزہ دار ہوتا ہی پہر اوسمین بجز تاثیر سورج اور چاند اور تارون کی کچہہ نہین ہی یہہ تقدیر عزیز حکیم کی ہی

الثالث والسبعون في بيان حقيقة الربوا واحكام غوائله قال رسول الله صلى الله

تہتروین مجلس ربو کی حقیقت اور اوسکی انجام بد کی بیان مین رسول الله صلی الله علیه وسلم نی

عليه وسلم ليأتين على الناس زمان لا يبقى منهم احد الا اكل الربوا فان لم يأكله اصابه من غباره وفي رواية

فرمایا البتہ لوگون پر ایک ایسا زمانہ آویگا کہ اونمین سی کوئی بی سود کہانی سی نہ بچیگا اگر سود نہ کہاویگا تو اوسکو سود کا غبار ہی پہنچیگا اور ایک روایت مین

من بخاره هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابو هريرة وقد بين فيه ان الناس ليأتي عليهم زمان يكثر

اوسکا بخار یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسمین یہہ بیان ہی کہ لوگون پر ایسا وقت آویگا جسمین سود کی کثرت ہوگی

فيه الربوا ولا يبقى فيه منهم احد الا يأكله فان لم يأكله يصيبه من غباره او بخاره والبخار ما يرتفع من الماء

اوسوقت اونمین سی کوئی سود کہانی بغیر نہ رہیگا اگر صاف نہ کہاویگا تو اوسکو سود کا غبار یا بہاپ تک پہنچیگی اور بخار وہ ہی جو پانی مین سی جوش کہاتی ہوئی

عند غليانه كالدخان والماء لا يغلي الا بالنار التي توقد تحته والربو لكونه يوم القيمة نارا يغلي منه دماغ آكله

دہوئین کی مثال اوٹہتا ہی اور پانی کو بدون آگ کی جو اوسکی تلی دہکائی جاوی جوش نہین آتا اور سود قیامت کی دن جو آگ بن جاویگا کہانی والی کا دماغ اوس ہی

ويخرج منه بخار ناسب ان ينسب البخار اليه وكذا الغبار اذا ارتفع ينتشر في الجو فيصيب كل من كان بقرب

جوش کریگا اور اوسمین سی بہاپ نکلیگی اس مناسبت سی سود کی طرف بخار کو نسبت دی اور ایسی ہی غبار اوڑ کر زمین آسمان کی درمیان مین پہیلتا ہی پہر جو نزدیک ہوتا ہی سب پر پڑتا ہی

منه فعلی هذا یکون معنی الحدیث علی ما ذکره التورپشتی ان الربوا یکثر تعاطیه فینتقل عند التعامل من ید
اسکی موافق معنی حدیث کی مطابق بیانات تورپشتی کی یہہ ہین کہ سود کالین دین بہت پہیل جاویگا پہر جب لگیگا تہہ سی دوسری مین گیا تو منتقل ہوکر
الی ید فیختلط باموال الناس فیاکلونه من غیر قصد فیه فلا یسلم احد من اثمه وضرره وان سلم من تناوله
تمام لوگون کی مال مین ملجاویگا پہر سب اوسکو لاچار بی ارادہ کہاوینگی پہر کوئی بہی اوسکی گناہ اور ضرر سی سلامت نرہیگا اگر چہ ظاہر مین لین دین سی سلامت رہی
وتعاطیه وسبب ذلک شیوع الجهل وعدم العلم باحکام البیع والشری اذ قلما یوجد من یخبر بما اخبر به النبی علیه السلام
اور اسکا سبب یہہ ہی جہالت کا پہیلنا اور بیع و شرا کی احکام کی بی علمی ہی اسلئی کہ ایسا شخص بہت کم ملتا ہی کہ حدیث کی معنی بتادی
ویعمل به فیجد المدین یاکل الربوا وهو لا یعلم انه ربوا فیکون اثما لتقصیره فی امر دینه فان من یبیع ویشتری من غیر
اور اوسپر عمل کری پہر تو دیکہیگا کہ دیندار آدمی بی خبر سود کہارہا ہی اور نہین جانتا کہ یہہ سود ہی سو وہ اسمین گنہگار ہوتا ہی کہ دین کی باب مین تقصیر کی بیشک جو شخص مسائل
ان یتعلم احکام البیع والشری یاکل الربوا شاء ام ابی ولهذا کان عمر یطوف فی السوق ویضرب التجار بالدرة ویقول لا یبیع فی
اور احکام بیع و شرا کی سیکہی بدون تجارت کرنی لگی تو وہ سود کہاویگا دل چاہی یا انکار کری اور اسیلئی عمر رض بازار مین پہرتی اور سوداگرون کو کوڑی مارتی اور کہتی ہماری
سوقنا من لم یتفقه فی الدین ولا یاکل الربوا شاء ام ابی فعلی هذا یجب علی المؤمن ان یتعلم احکام البیع والشری حتی یمکن
بازار مین جو شخص مسائل دینی نہ جانتا ہو سودا نکیا کری نہین تو وہ سود کہاویگا دل چاہی یا انکار کری اس بیان کی موافق مؤمن پر واجب ہی کہ بیع و شرا کی مسائل سیکہا کری
له الاحتراز عن الربوا لان الربوا حرام حرمه الله تعالی فی کتابه وشدد الامر فیه بایات من جملتها قوله تعالی الذین
تاکہ سود سی بچ سکی کیونکہ سود حرام ہی سود کو اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین حرام کرکر کئی آیات مین تشدد کیا ہی اونہین سی ایک یہہ آیت ہی جو لوگ
یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطن من المس فانه تعالی قد اخبر فی هذه الایة ان الذین
کہاتی ہین سود نہ اوٹہینگی قیامت کو مگر جسطرح اوٹہتا ہی جسکی حواس کہودی ہون جن نی لپٹ کر بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین یہہ خبر دی ہی کہ جو لوگ
یاکلون الربوا لا یقومون من قبورهم اذا بعثوا الا کقیام المصروع من الجنون الذی یکون فیهم بسبب اکلهم الربوا
سود کہاتی ہین وہ قبرون مین سی جو نکالی جاوینگی تو ایسی نکلین گی جیسی مرگی مارا ہوا سڑپن سی جو اونکی اندر سود کہانی سی پیدا ہوگی
فیکون قیامهم وسقوطهم کالمصروع لکن لا لاختلال عقولهم بل لان الله تعالی یربی فی بطونهم ما اکلوه من الربوا
پہر اونکا اوٹہنا اور گرنا مرگی والی کا سا ہوویگا پر اسلئی نہین کہ اونکی عقل مین فتور ہووی بلکہ اسواسطی کہ اللہ تعالی اونکی پیٹ مین سود کو پرورش کریگا اوسکی
فیثقلهم فیصیرون کالحبالی یقومون تارة ویسقطون اخری وهذه العقوبة تشملهم یوم القیمة یعرفون بها عند
بوجہہ کی مارے حاملہ کیطرح کبہی اوٹہینگی اور کبہی گرینگی اور یہی عذاب قیامت کی دن اونکو ایسا پکڑیگا کہ اسہی سی اہل محشر کو معلوم ہوجاوینگی
اهل المحشر فان کل احد من اهل الموقف یعرف انهم اکلة الربوا وقد روی انه علیه السلام قال لیلة اسری بی اتیت علی قوم
بیشک ہر ہر شخص اہل موقف مین سمجہہ جاویگا کہ یہہ بیاج خور ہین اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ معراج کی شب کو مین ایک قوم پر پہنچا
بطونهم کالبیوت فیها حیات وعقارب تری من ظاهر بطونهم فقلت یا جبرئیل من هؤلاء فقال اکلة الربوا فعلی هذا
کہ اونکی پیٹ ایسی فراخ تہی جیسی گہر اوسکی اندر بہت سانپ اور بچہو باہر سی نظر آتی تہی مین نی پوچہا ای جبرئیل یہہ کون لوگ ہین جواب دیا بیاج خور اس بیان کی موافق
ینبغی لمن یتجر ان یتعلم من العلم مقدار ما یحتاج الیه فی تجارته لیسلم من اکل الربوا فان الربوا من الکبائر وهو فی
تاجر کو لازم ہی کہ اتنی مسائل جنکی تجارت کی اندر حاجت پڑتی ہی ضرور سیکہہ لی تاکہ سود کہانی سی بچی کیونکہ سود لینا کبیرہ گناہ ہی اور سود
اللغة مطلق الفضل وفی الشریعة فضل خال عن عوض شرط فی احد البدلین وهو نوعان ربوا الفضل وربوا
اصل لغت مین مطلق زیادت کو کہتی ہین اور اصطلاح شرعی مین وہ زیادت جسکا بدلہ احد البدلین مین مشروط نہو اور سود کی دو قسم ہین ایک سود زیادت کا
النسیئة اما ربوا الفضل فشرطه ان یکون العوضان من جنس واحد وان یکونا من جنس المکیل والموزون وان یکونا
اور ایک سود ادہار کا سو زیادت مین تو یہہ شرط ہی کہ دونو عوض ایک جنس کی ہون اور یہہ شرط کہ دونو جنس مکیل سی ہون یا جنس موزون سی اور یہہ شرط کہ دونو

مما يدخل تحت المعيار الشرعي وهو الكيل في المكيلات والوزن في الموزونات ويعبر عنهما بالقدر فعلى هذا فضل
ایسی ہوں کہ مقدار شرعی کی تلی داخل ہوں کہ وہ مکیلات میں کیل ہی اور موزونات میں وزن ہی اور ان دونوں کو قدر کہتی ہیں اب اس بیان کی موافق زیادت

قفيز الشعير على قفيز بر لا يكون ربوا لعدم كونهما من جنس واحد وفضل ذراع على ذراع كفضل ذراعي
دو پیمانہ جو کی ایک پیمانہ گیہوں پر سود نہوگا کیونکہ دونوں ایک جنس نہیں ہیں اور زیادت گز گت کی گز گت پر جیسی زیادت دو گز کپڑی کی

ثوب على ذراع منه وفضل معدود كفضل بيضتين على بيضة لا يكون ربوا لعدم كونهما من جنس المكيل
ایک گز کپڑی پر اور زیادت معدود کی جیسی زیادت دو انڈوں کی ایک انڈی پر سود نہیں ہی کیونکہ یہہ دونوں نہ جنس کیل میں

او الموزون وفضل حفنتي حنطة على حفنة منها لا يكون ربوا لعدم دخولهما تحت المعيار الشرعي لان
اور نہ جنس موزون اور زیادت دو مٹھی گیہوں کی ایک مٹھی گیہوں پر سود نہیں ہی اسلئی کہ یہہ دونوں قدر شرعی کی تلی داخل نہیں ہی

المعتبر في تقدير المكيلات في الشرع نصف الصاع لا ما دونه وفضل كري بر وكري شعير على كر بر وكر
اسواسطی کہ شرع میں تقدیر مکیلات میں معتبر آدھا صاع ہی اس سی کمتی نہیں اور زیادت دو پیمانہ گیہوں اور دو پیمانہ جو کی اوپر ایک پیمانہ گیہوں اور ایک

شعير لا يكون ربوا لان الاول وان كان فاضلا على الثاني الا انه غير خال عن العوض بصرف الجنس الى خلاف
جو کی سود نہیں ہی اسلئی کہ اول اگرچہ دوسری سی بڑھتی ہی لیکن بدلہ سی خالی نہیں ہی بسبب لگادینی ایک جنس کی بدلہ خلاف جنس کی

الجنس فان الجنس اذا قوبل بالجنس يقابل كل جزء من احدهما بكل جزء من الاخر فان وجد في احدهما فضل يصير
کیونکہ جب ایک جنس اپنی جنس کی ساتھہ مقابل ہوتی ہی تو ہر ہر جزو ایک کا دوسری کی ہر ہر جزو کی مقابلہ ہوتاہی پہر اگر ایک جنس میں زیادت ہوتی ہی تو وہ زیادت

ذلك الفضل تاويا على مالكه فلصيانة اموال الناس عن التوى اوجب الشارع فيها المماثلة بالقدر واذا قابل
مالک سی مفت جاتی ہی سو لوگوں کا مال تلف ہونی سی بچانی کو شارع نی اوسمیں مماثلت قدر کی واجب کردی ہی اور جب ایک جنس خلاف

الجنس بغير الجنس لا يتصور مقابلة جزء بجزء حتى يتحقق التوى لان التوى انما يتحقق عند مقابلة الجنس
جنس کی مقابلہ ہووی تو ہر مقابلہ جزو کا جزو سی متصور نہیں تاکہ مفت جانا ثابت ہووی اسلئی کہ مفت جانا جب ہی ثابت ہوتاہی کہ جنس کا مقابلہ

بالجنس مع وجود الفضل في احدهما واما ربوا النسيئة فشرطه ان يكون الجنس او القدر متحدا في العوضين
جنس سی ہو اور ایک بڑھتی ہو اور ربوا سود ادہار کا سو اوسمیں یہہ شرط ہی کہ دونوں عوض میں جنس یا قدر ایک ہی ہووی

لان علة الربوا عند العلماء الحنفية الكيل مع الجنس والوزن مع الجنس فاذا وجد الوصفان اى الجنس والمعنى
اسلئی کہ علت سود کی علماء حنفیہ کی نزدیک کیل مع الجنس ہی یا وزن مع الجنس ہی پس جب دونوں وصف یعنی جنس اور اوسکی ساتھہ لگی ہوئی معنی یعنی کیل

المضموم اليه من الكيل والوزن يحرم الفضل والنساء لوجود العلة المحرمة لهما واذا عدما يحل الفضل والنساء
اور وزن موجود ہوں تو زیادت اور ادہار دونوں حرام ہوتی ہیں اسلئی کہ علت دونوں کی حرام کرنیوالی موجود ہی اور جب یہہ دونوں وصف نہوں تو زیادت اور ادہار

لعدم العلة المحرمة لهما واذا وجد احدهما وعدم الاخر يحل الفضل ويحرم النساء لان جزء العلة وان
دونوں حلال ہیں کیونکہ علت دونوں کی حرام کرنیوالی نہیں ہی اور جب ایک وصف ہو اور دوسرا نہو تو زیادت حلال ہی اور ادہار حرام اسلئی کہ علت کا جزو اگرچہ

كان لا يوجب الحكم لكنه يورث الشبهة وهي في باب الربوا ملحقة بالحقيقة وان كانت ادنى منها فلا بد من
حکم کو پیدا نہیں کرسکتا پر شبہہ کو پیدا کرسکتا ہی اور سود کی باب میں شبہہ حقیقت کی ساتھہ شمار ہوا ہی اگرچہ شبہہ حقیقت سی کم رتبہ ہی پس

اعتبار الطرفين ففي النسيئة احد البدلين معدوم وبيع المعدوم لا يجوز فيصير هذا المعنى مرجحا لتلك
اعتبار دونوں طرف کا ضرور ہی سو ادہار میں احد البدلین معدوم ہوتاہی اور بیع معدوم کی جایز نہیں ہی یہہ یہی بات شبہہ کو قوی کر دیتی ہی

الشبهة وفي غير النسيئة هذه الشبهة لا تعتبر لكونها ادنى من الحقيقة والحاصل ان حرمة الفضل بوجود الوصفين
اور بدون ادہار کی اس شبہہ کا کچھہ اعتبار نہیں ہی کیونکہ شبہہ حقیقت کی سامنی بی حقیقت ہوتاہی خلاصہ یہہ ہی کہ حرمت زیادت کی دونوں وصف کی ہوتی ہی

وحرمۃ النساء بوجود احدہما ای القدر او الجنس فعلی ہذا لزم بیان ما کان من جنس واحد وما لم یکن من جنس واحد

اور حرمت ادہار کی ایک وصف پر یا قدر ہو یا جنس ہو اسکی موافق لازم ہوا بیان کرنا ایک جنس کا اور جو ایک جنس نہیں ہی

فالعنب جنس واحد وان اختلفت الوانہ واسماؤہ وکذا الزبیب حتی لا یجوز بیع بعضہا بالبعض الا متساویا وکذا

سو انگور سب ایک جنس ہین اگرچہ انکی رنگ اور نام جدی جدی ہون اور ایسی ہی مویز یہان تک کہ ایک قسم کی بیع دوسری قسم سی جایز نہین مگر برابر برابر اور ایسی ہی

ثمار النخل کلہا جنس واحد وان اختلفت انواعہا حتی لا یجوز بیع بعضہا بالبعض الا متساویا وکذا کل نوع من

چہوہاری تمام ایک جنس ہین اگرچہ انکی قسمین مختلف ہین یہان تک کہ ایک قسم کی بیع دوسری قسم سی سوا برابر برابر کی جایز نہین اور ایسی ہی پہل ہر ایک

الشجر کالکمثری وغیرہ جنس واحد لا یجوز بیع نوع منہ بنوعہ الا متساویا وکذا البقر والجوامیش جنس واحد لا یجوز

درخت کا جیسی امرود وغیرہ ایک ہی جنس ہی ایک قسم کی بیع دوسری نوع سی کمتی بڑہتی جایز نہین اور ایسی ہی گای اور بہیس ایک جنس ہی ایک کا گوشت

بیع لحم احدہما بلحم الآخر الا متساویا وکذا الابل عرابہا وبخاتیہا جنس واحد لا یجوز بیع لحم احدہما بلحم الآخر الا متساویا

دوسری کی گوشت سی کم وزیادہ بیچنا جایز نہین اور ایسی ہی اونٹ عربی ہو یا بختی ایک جنس ہین ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم وزیادہ بیچنا جایز نہین

وکذا الغنم ضانہا ومعزہا جنس واحد لا یجوز بیع لحم احدہما بلحم الآخر الا متساویا ولحم الابل والبقر والغنم والبانہا اجناس

اور ایسی ہی گوسپند مین بہیر اور بکری ایک جنس ہین ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم وزیادہ بیچنا جایز نہین اور اونٹ اور گای اور بکری کا گوشت اور انکا دودہ

مختلفۃ وکذا الالیۃ واللحم وشحم البطن اجناس مختلفۃ وکذا الحدید والرصاص والنحاس والصفر اجناس مختلفۃ حتی

مختلف جنسین ہین اور ایسی ہی چکتی اور گوشت اور پیٹ کی چربی مختلف چیزین ہین اور ایسی ہی لوہا اور رانگ اور تانبا اور کانسی مختلف جنسین ہین یہان تک

یجوز بیع بعض ہذہ الاجناس ببعض الآخر متساویا ومتفاضلا لا نسیئۃ لوجود احد جزئی العلۃ وہو الوزن فی

کہ بیع ہر ایک کی انہین سی دوسری جنس سی برابر برابر اور کمتی بڑہتی دونو طرح جایز ہی اور ادہار نہین جایز ہی کہ ان سب مین علت کا ایک جز موجود ہی یعنی وزن

جمیعہا والاصل فیہ قولہ علیہ السلام الذہب بالذہب والفضۃ بالفضۃ والبر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر

اور اصل اسمین یہہ حدیث ہی سونا بدلہ سونی کی اور چاندی بدلہ چاندی کی اور گیہون بدلہ گیہون کی اور جو بدلہ جو کی اور چہوہارا

بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل یدا بید فمن زاد واستزاد فقد اربی الآخذ والمعطی سواء وہو حدیث مشہور تلقاہ

بدلہ چہوہاری کی اور نمک بدلہ نمک کی برابر برابر دست بدست پہر جسنی زیادہ دیا اور زیادہ لیا بیشک سود لیا لینی والا اور دینی والا دونو برابر ہین اور یہہ حدیث مشہور ہی

بالقبول واتفقوا علی ان الحکم لیس مقصورا علی ہذہ الاشیاء الستۃ بل النص معلول وعلتہ عند الحنفیۃ فی الذہب

اسکو علما نے قبول کرکر اسپر متفق ہوئی ہین کہ حکم انہی چہون اشیا پر حصر نہین ہی بلکہ یہہ نص معلول ہی اور اسکی علت علماء حنفیہ کی نزدیک سونی

والفضۃ الوزن مع الجنس فیتعدی الی کل موزون کالحدید ونحوہ وفی الاربعۃ الباقیۃ الکیل مع الجنس فیتعدی

اور چاندی مین وزن مع الجنس ہی سو اسکا اثر ہر ایک موزون مین پہنچتا ہی جیسی لوہا وغیرہ اور باقی کی چارون مین کیل مع الجنس ہی اسکا اثر

الی کل مکیل کالجص ونحوہ لان المراد بالمثل المذکور فی الحدیث الکیل فی المکیلات والوزن فی الموزونات لما جاء

ہر مکیل مین پہنچتا ہی جیسی چونہ وغیرہ اسلئے کہ مراد لفظ مثل سی جو حدیث مین آیا ہی مکیلات مین کیل اور موزونات مین وزن ہی چنانچہ

فی روایۃ اخری وزنا بوزن وکیلا بکیل مکان قولہ مثلا بمثل وروی الحدیث بروایتین بالنصب والرفع اما النصب

ایک اور روایت مین وزنا بوزن وکیلا بکیل آیا ہی یعنی وزن اور کیل مین برابر بجای مثلا بمثل کی اور اس حدیث کی دو روایت ہین زبر اور پیش زبر کی صورت مین

فتقدیرہ بیعوا الذہب بالذہب فیکون الکلام امرا واما الرفع فتقدیرہ یباع الذہب بالذہب فیکون الکلام

تقدیر کلام کی یہہ ہی بیچو تم سونی کو سونی سی تو یہہ امر ہوا اور رہا پیش اس صورت مین تقدیر کلام یہہ ہی بیچا جاوی سونا سونی سی اب یہہ

خبرا وخبر الرسول امر فلما کان الامر للوجوب مع کون البیع مباحا صرف الوجوب الی رعایۃ المماثلۃ والمراد بالمماثلۃ

خبر ہوئی اور خبر رسول کی بجای امر کی ہوتی ہی اور چونکہ امر وجوب کی لئی ہوتا ہی اور بیع اصل مین مباح ہی تو اس وجوب کو رعایت مماثلت پر لگا دیا اور مراد مماثلت سی

المماثلة في القدر لا في الوصف لما روى عن عبادة بن الصامت انه عليه الصلوة والسلام قال جيدها
قدر کی مماثلت ہی وصف کی مماثلت نہیں ہی کیونکہ عبادہ بن الصامت سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اچھی عمدہ

ورديها سواء وكلام الرسول يفسر بعضه بعضا فكل ما ورد فيه النص من الشارع انه يباع بالكيل كالبر والشعير
اور ناقص برابر ہین اور ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر کیا کرتی ہی پہر جس چیز مین شارع کی طرف سی یہہ نص آئی ہی کہ کیل سی بیچی جاوی جیسی گیہون اور جو

والتمر والملح فهو كيلي ابدا وان ترك الناس فيه الكيل وكل ما ورد فيه النص من الشارع انه يباع بالوزن كالذهب
اور چہوارا اور نمک سووہ ہمیشہ کو کیلی ہی اگرچہ لوگ اوسمین کیل کو ترک کردین اور جس چیز مین شارع سی یہہ نص آئی ہی وزن سی بیچی جاوی جیسی سونا

والفضة فهو وزني ابدا وان ترك الناس فيه الوزن وكل ما لم يرد فيه النص من الشارع انه يباع بالكيل
اور چاندی سووہ ہمیشہ کو وزنی ہی اگرچہ آدمی اوسمین وزن کرنا چہوڑدین اور جس چیز مین شارع کی طرف سی کچہہ نص نہین ہی کہ اوسکو کیل سی بیچو

او الوزن فهو محمول على عرف الناس وعاداتهم فلو بيع الحنطة بجنسها متساويا في الوزن او بيع الذهب بجنسه
یا وزن سی تو اوسکو لوگون کی رسم اور عادت پر قیاس کرینگی پہر اگر گیہون گیہون سی وزن مین برابر کرکر اور سونا سونی سی کیل مین برابر کرکر

متساويا في الكيل لا يجوز لتوهم الفضل على ما هو المعيار الشرعي في كل واحد منهما وهو الكيل في الحنطة والوزن
بیچا جاوی تو جائز نہین ہی اسلئی شاید معیار شرعی مین جو دونون کی باب مین مقرر ہی کمی زیادتی ہوا اور وہ کیل ہی گیہون مین اور وزن ہی

في الذهب وكذا لو بيع الحنطة بجنسها او الذهب بجنسه مجازفة لا يجوز اذا لم يعرف العاقدان القدر في
سونی مین اور ایسی ہی اگر گیہون کو گیہون سی یا سونی کو سونی سی انکل سی بیچین تو جائز نہین ہی اگر بایع اور مشتری کو مقدار

الحنطة والذهب وان كانت في الواقع الحنطة متساوية بجنسها في الكيل والذهب متساويا بجنسه في الوزن
گیہون اور سونی کی معلوم نہو اگرچہ واقع مین گیہون گیہون سی کیل مین اور سونا سونی سی وزن مین برابر ہی ہو

لان العلم بالتساوي وقت العقد شرط لصحة العقد حتى لو تبايعا الحنطة بالحنطة والذهب بالذهب مجازفة وتقابضا
اسوسطی کہ برابری کا معلوم ہونا وقت عقد کی واسطی صحت عقد کی شرط ہی یہان تک کہ اگر دونون نی گیہون گیہون سی اور سونا سونی سی انکل کرکر بیچا اور قبضہ ہی کرلیا

ثم علما التساوي بكيل الحنطة ووزن الذهب لا ينقلب العقد جائزا فعلى هذا يكون معنى الحديث اذا بيع شئ من
پہر گیہون کیل کرنی سی اور سونا تولنی سی معلوم ہوا کہ برابر ہین تو عقد صحیح نہین ہوجاویگا اس بیان کی موافق حدیث کی معنی یہہ ہین اگر کوئی شی

الموزونات او المكيلات بجنسه يجب ان يباع وزنا بوزن وكيلا بكيل فان بيع متفاضلا يكون حراما لانه
وزنی یا کیلی ہم جنس سی بیچی جاوی تو واجب ہی کہ وزن مین اور کیل مین برابر ہو اور اگر کم و زیادہ بیچین تو حرام ہی اسواسطی کہ نبی

عليه الصلوة والسلام اخبر في هذا الحديث ان من اعطى الزيادة او اخذها فانه يدخل في الربوا والمعطي والآخذ
علیہ الصلوة والسلام نی اس حدیث مین فرمایا ہی کہ جسنی زیادہ دیا یا زیادہ لیا وہ سب سودی ہی اور دینی والا اور لینی والا

سواء في الاثم واللعن الذي جاء في حديث رواه جابر انه عليه الصلوة والسلام لعن آكل الربوا وموكله وكذا يجب
گناہ اور لعنت مین دونو برابر ہین جو کہ جابر کی حدیث مین وارد ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی سود کہانیوالی پر اور کہلانی والی پر لعنت کی ہی اور ایسی ہی واجب ہی

ان يباع يدا بيد لكن المعتبر في غير الصرف مما يجري فيه الربوا تعيين البدلين في مجلس العقد لا تقابضهما فيه حتى لو
کہ ہاتہہ بہ ہاتہہ ہو لیکن سوا بیع صرف کی جن اشیا مین سود ہوسکتا ہی ادنمین بدلین کا مجلس عقد مین تعین کرنا معتبر ہی طرفین کا قبضہ ضروری نہین ہی یہان تک

باع حنطة بحنطة بعينها وتفرقا قبل القبض يجوز البيع لان المراد من قوله عليه الصلوة والسلام يدا بيد عينا بعين
کہ اگر گیہون بدلہ گیہون کی متعین کرکر بیچی پہر وہ دونو قبضہ سی پہلی جدی ہوگئی تو بیع جایز ہی اسلئی کہ لفظ یدًا بیدٍ سی جو حدیث مین ہی مراد عینًا بعینٍ ہی یعنی دونو متعین

بدليل ان عبادة بن الصامت رواه هكذا عينا بعين بخلاف الصرف فانه نوع من البيع يكون كل واحد من عوضيه من
اس دلیل سی کہ عبادہ بن الصامت یون روایت کرتی ہین کہ عینًا بعینٍ برخلاف بیع صرف کی کیونکہ یہہ اس قسم کی بیع ہی کہ اسمین دونو عوض

جنس الاثمان وهي النقود فاذا بيع منها الجنس بجنسه كما اذا بيع الذهب بالذهب او الفضة بالفضة
جنس ثمن سے ہوتی ہیں یعنی نقود اسمیں اگر ایک جنس کو اپنی جنس سے بیچیں جیسے سونا سونے سے یا چاندی چاندی سے تو وزن میں برابر ہونا
بشرط التساوي في الوزن والتقابض قبل الافتراق بالابدان واذا بيع منها الجنس بغير جنسه كما اذا بيع الذهب
شرط ہے اور افتراق جسمانی سے پہلی قبضہ بھی شرط ہے اور اگر ایک جنس دوسری جنس سے بیچیں جیسے سونا
بالفضة او الفضة بالذهب لا يشترط التساوي في الوزن بل يجوز التفاضل والمجازفة لكن يشترط التقابض
چاندی سے یا چاندی سونے سے تو وزن میں برابر ہونا شرط نہیں بلکہ کمی بیشی اور اٹکل سے بھی جائز ہے لیکن قبض طرفین کا
قبل الافتراق بالابدان لقوله عليه الصلوة والسلام الفضة بالفضة هاء وهاء وفي حديث اخر انه عليه الصلوة
افتراق جسمانی سے پہلی شرط ہے واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کی چاندی بعوض چاندی کی اوہر لی اودہر دی اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ
والسلام قال الذهب بالورق هاء وهاء وهو بالمد وفتح الهمزة صوت بمعنى خذ والمراد به التقابض قبل الافتراق
والسلام نے فرمایا سونا بعوض چاندی کی اوہر لی اودہر دی اور ہاء بمد اور ہمزہ کی زبر سے آواز ہے بمعنی لی اس سے مراد ہے دونو کا قبضہ جسمانی افتراق سے
بالابدان لان المعنى ان كل واحد من المتعاقدين يقول لصاحبه هاء فيتقابضان قبل الافتراق بالابدان وان
پہلی کیونکہ معنی یہہ ہیں کہ بایع اور مشتری ہر ایک دوسرے سے کہے لی تاکہ دونو کا قبضہ افتراق بدنی سے پہلی ہوجاوے اور اگر
كانا يمشيان معا في جهة واحدة حتى لو مشيا فراسخ ثم تقابضا قبل الافتراق يصح لقول ابن عمر رضي الله عنه
وہ دونو ایک طرف کو ہمراہ چلی جاتی ہوں یہاں تک کہ اگر کوس بہر جاکر پہر قبضہ کریں افتراق سے پہلی تو درست ہے کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے
وان وثب من سطح فثب معه وليس المراد من هذا الكلام الامر بالوثبة المهلكة بل المراد منه المبالغة في ترك
اگر وہ چہت سے کود پڑی تو یہہ بہی اوسکی ساتھ کود پڑے اور اس کلام سے مراد کود پڑنے کا حکم نہیں ہے جو ہلاک کردیتا ہے بلکہ مراد مبالغہ ہے کہ قبضہ سے پہلے ساتھ ہرگز
الافتراق قبل القبض ولا يشترط وجود العوضين في ملكهما وقت العقد حتى لو باع احدهما من الاخر دينارا
نہ چھوڑے اور یہہ شرط نہیں ہے کہ عقد کے وقت دونو عوض طرفین کی ملک میں ہوں یہاں تک کہ اگر ایک نے دوسری کی ہاتہہ ایک دینار
بعشرة دراهم ولم يكن في ملكهما شيء من العوضين واستقرض كل منهما ما وجب عليه اداؤه من الدين
بعوض دس درہم کی بیچا اور نہ ایک پاس دینار ہے اور نہ دوسرے پاس دراہم پہر دونو نے اپنا اپنا دین واجب الادا ایک نے دینار اور دوسری نے دراہم
ودفعه الى صاحبه قبل الافتراق يجوز فعلى هذا يكون من الربوا ما يفعله كثير من الناس في هذا الزمان
قرض لیکر افتراق سے پہلی ادا کردیا تو جائز ہے اس بیان کی موافق جو اکثر لوگ اس زمانہ میں عمل کرتی ہیں سب سود میں داخل ہے
وهو ان احدهم يذهب الى واحد من اهل السوق فيعطيه دينارا او قرشا فيقول له اعطني به دراهم فيعطيه
یعنی ایک شخص بازار میں دکاندار پاس جاکر ایک دینار یا قرش اوسکو دیکر کہتا ہے اسکی مجہی دراہم دیدے پہر وہ اوسکو
بعضا من الدراهم او لا يعطيه شيئا بل يقول له ليس عندي دراهم فات بعد ساعة فاعطيك دراهمك فيذهب
کبہی تو تہوڑے سی دراہم دیدیتا ہے اور بعض دفعہ کچہہ بہی نہیں دیتا بلکہ اوس سے کہتا ہے اب تو دراہم میرے پاس نہیں ہیں پہر گہڑی بہر کی بعد آجانا تمہاری دراہم حوالہ کرونگا
من غير قبض جميع الدراهم وهذا باطل داخل في الربوا لوجود الافتراق قبل القبض الواجب في الصرف وعلى تقدير
پہر وہ دراہم لئی بغیر چلا جاتا ہے یہہ سب باطل سود میں داخل ہے کیونکہ افتراق قبضہ سے پہلی جو صرف میں واجب ہے ہوجاتا ہے اور بالفرض تمام دراہم پر
قبض الدراهم كلها قبل الافتراق يقبضها بالعدد لا بالوزن وهو وان كان جائزا في الدينار لعدم وجوب الوزن عند اختلاف
قبل الافتراق قبضہ بہی کرتی ہیں تو گنکر قبضہ کرتی ہیں وزن کرکر نہیں کرتی ایسا قبضہ اگرچہ دینار میں جائز ہے کیونکہ جب جنس بدل جاتی ہے تو وزن واجب نہیں
الجنس لكن لا يجوز في القرش لوجوب الوزن عند اتحاد الجنس حتى يعلم التساوي في الوزن والظاهر ان القرش
ہوتا لیکن قرش میں جائز نہیں ہے اسلئے کہ جب جنس متحد ہووے تو وزن واجب ہوتا ہے تاکہ برابری وزن میں معلوم ہوجاوے اور ظاہر یہہ ہے کہ قرش

اكثر وزنا من الدراهم المعدودة فيكون ربوا وطريق الخلاص من الربوا اذا بيع بلا وزن الفضة الكثيرة بالفضة
درہم معدودسی وزن مین زیادہ ہوتا ہی پہر سود ہی ہوویگا اور حیلہ سود سی بچنی کا اگر بی وزن بڑہتی چاندی تہوڑی چاندی سی بیچین تو یہہ ہی
القليلة ان يجعل في اقلهما وزنا شيء من خلاف الجنس مما له قيمة اذ لو لم يكن له قيمة كحفنة من التراب لا يصح البيع
کہ وزن مین تہوڑی چاندکا کی ساتہہ کچہہ اور چیز قیمت دار خلاف جنس ملا دین اسلئی کہ اگر بی قیمت شی ہوگی جیسا ایک مٹہی مٹی تو بیع جایز نہوگی
واقل ما يكون قيمته مشروطة لجواز البيع فلس ثم قيمة الخلاف ان كانت مثل قيمة الزيادة يجوز البيع ولا يكره
اور کم سی کم قیمت دار شی جسمین بیع درست ہو جاوی پیسا ہی پہر اگر قیمت اوس شی مخالف کی برابر اوسکی بڑہتی چاندی کی ہو تو بلا کراہت بیع جایز ہی
وان كانت شيئا قليلا يجوز البيع لكن يكره كذا روي عن محمد فقيل له كيف تجده في قلبك قال مثل الجبل ولو
اور اگر وہ تہوڑی ہووی تو بیع جایز ہی پر مکروہ امام محمد سی یہہ ہی روایت ہی کسی نی اونسی پوچہا تمہاری دلمین کیسی معلوم ہوتی ہی کہا جیسا پہاڑ اور اگر
بعث رجل الى الصيرفي مع الرسول دينارا ليصرف له لا يصح لوجوب التقابض قبل الافتراق بالابدان وقبض الرسول وتسليمه
کسی شخص صراف کی پاس رسول کی ہاتہہ دینار بہیجا تاکہ بہنالاوی تو جایز نہین ہی کیونکہ قبضہ فراق جسمانی سی پہلی واجب ہی اور رسول کی قبضہ اور تسلیم کا
لا يعتبر فينبغي ان يوكله لان الوكيل يقوم مقام الموكل فيعتبر قبضه وتسليمه فيوجد التقابض قبل الافتراق
کچہہ اعتبار نہین ہی اب یون لازم ہی کہ اوسکو وکیل کردی اسلئی کہ وکیل موکل کی جگہہ ہوتا ہی اوسکا دیا لیا سب معتبر ہی اب طرفین کا قبضہ افتراق جسمانی سی پہلی
بالابدان ولا يجوز التصرف في ثمن الصرف قبل قبضه فان من باع دينارا بعشرة دراهم ولم يقبض الدراهم بل
ہو جاویگا اور بیع صرف مین قبضہ سی پہلی ثمن مین تصرف جایز نہین ہی بیشک اگر کسی نی ایک دینار دس درہم کو بیچا اور دراہم پر ابہی قبضہ نہین کیا کہ دراہم کا
اشترى بها ثوبا يفسد البيع في الثوب لفوات القبض الواجب بالعقد حقا لله تعالى والقياس كان يقتضي جوازه
ایک تہان مول لیلیا تو کپڑی کی بیع فاسد ہی کیونکہ قبضہ جو بسبب عقد کی حق اللہ واجب ہوا تہا فوت ہوگیا اور قیاس چاہتا ہی کہ جایز ہووی
لان الدراهم والدنانير لا تتعين فينصرف العقد الى مطلقها وانما لم يجز لان الصرف بيع ولا بد فيه من مبيع وليس
اسلئی کہ دراہم اور دنانیر متعین نہین ہوتی تو یہہ عقد مطلق ثمن کی طرف لگجاوی اور جایز اسواسطی نہین کہ صرف بیع ہی اسمین مبیع کا ہونا ضرور ہی اور
فيه سوى الثمنين وليس احدهما اولى بكونه مبيعا من الاخر فيجعل كل واحد منهما مبيعا من وجه وثمنا من
اسمین بجز دونو ثمن کی کچہہ نہین ہوتا اور ایک کو دوسری پر کچہہ فوقیت نہین ہی جو مبیع ٹہرایا جاوی اب لاچار ہر یک ایک وجہ سی مبیع ہی اور ایک وجہ سی ثمن
وجه وان كان ثمنين خلقة والثمن في باب الصرف مبيع من وجه وبيع المبيع قبل القبض لا يجوز وليس من ضرورة
ہی اگرچہ خلقی یعنی اصل مین دونو ثمن ہین اور ثمن باب صرف مین ایک وجہ سی مبیع ہوتا ہی اور مبیع کی بیع قبضہ سی پہلی جایز نہین ہی اور مبیع ہونی سی یہہ ضرور
كونه مبيعا ان يكون متعينا فان المسلم فيه ليس بمتعين مع كونه مبيعا في السلم يسر الله تعالى عملا موافقا
نہین ہی کہ متعین ہی ہو جاوی کیونکہ سلم مین مسلم فیہ یعنی بدہنی کی چیز مبیع ہوکر متعین نہین ہوتی الہی ہم پر اعمال موافق اپنی رضامندی کی

لرضائه المجلس الرابع والسبعون في بيان حقيقة السلم واحكامه وغيره من انواع
آسان کری جوہترین مجلس حقیقت بیع سلم کی بیان مین اور اوسکی احکام اور سوا اوسکی اور اقسام

العقود قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سلف في شيء فليسلف في كيل معلوم ووزن معلوم
عقود کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص کہ کسی شی مین بدہنی بدہی تو چاہئی کہ کیل معلوم ہوا اور وزن معلوم ہو
الى اجل معلوم هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابن عباس مع ذكر سببه وهو انه عليه الصلوة والسلام
اور مدت معلوم ہو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عباس کی روایت سی اسکی ساتہہ سبب بہی بیان کیا وہ یہہ ہی کہ نبی علیہ السلام
قدم المدينة وهم يسلفون في الثمار السنة والسنتين والثلث اي يعطون الثمن في الحال ويشترون الثمار
مدینہ مین تشریف لائی تو وہانکی لوگ ثمر درخت مین بدہنی کیا کرتی تہی ایک سال کی اور دو سال کی اور تین سال کی یعنی ثمن اب دیدیتی اور پہل ایک سال کا یا زیادہ کا خرید

الى سنة او اكثر فقال النبي صلى الله عليه وسلم من اسلف في شيء فليسلف في كيل معلوم ووزن معلوم

لیتی تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پیشگی کسی شی میں کری تو چاہیے کہ پیشگی کیل معلوم اور وزن معلوم میں مدت معلوم تک

الى اجل معلوم فانه عليه الصلوة والسلام امرهم ان يبينوا قدر الكيلي بالكيل وقدر الوزني بالوزن

کری پس نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے انکو فرمادیا کہ کیلی کی مقدار کیل سے کہول لیا کریں اور وزنی کی مقدار وزن سے کہول لیا کریں

اذا اشتروا شيئا منها بطريق السلف وهو بفتحتين وان كان له معنيان احدهما القرض والاخر السلم

جب ان دونو قسمین سے کسی چیز مین پیشگی بیع کریں اور سلف کے معنی دونو زبر سے اگرچہ دو ہین ایک قرض اور دوسری بیع سلم

الا ان المراد به ههنا السلم الذي هو نوع من البيع ويكون المبيع فيه دينا على البايع ويسمى المبيع مسلما فيه

پر یہان مراد سلم ہی ہے کہ وہ ایک قسم کی بیع ہی اور اسمین مبیع بایع کی ذمہ پر دین ہوا کرتا ہی اور مبیع کو مسلم فیہ کہتی ہین

والبايع مسلما اليه والثمن راس المال والمشتري رب السلم ويجوز في كل ما يعلم قدره ووصفه كالمكيلات

اور بایع کو مسلم الیہ اور ثمن کو راس المال اور مشتری کو رب السلم اور ہر ایک شی مین جسکی مقدار اور وصف معلوم ہو سکتا ہو جایز ہی جیسی اشیاء کیلی

والموزونات والمذروعات والمعدودات المتقاربة التي لا يتفاوت احادها تفاوتا فاحشا كالجوز والبيض فان

اور وزنی اور گزگت اور گنتی کی جو ایک سی ہوں اور اوسکی احاد مین فرق ظاہر نہوتا ہو جیسی جوز اور انڈی کیونکہ

الكبير والصغير منهما سواء لاصطلاح الناس على اهدار التفاوت فيهما اذ لا يباع جوز بفلس واخر بفلسين و

اسمین بڑا اور چھوٹا برابر ہوتا ہی اسلئے کہ اس تفاوت کی چھوڑنی پر سب لوگ متفق ہین یہہ نہین کہ ایک جوز ایک پیسی کو بکی اور دوسرا دو پیسی کو اور

كذلك البيض بخلاف البطيخ والرمان فان احادهما متفاوتة تفاوتا فاحشا وتتفاوت احادهما في المالية

ایسی ہی انڈی بخلاف خربزہ اور انار کی بیشک انکی احاد مین ظاہر فرق ہوتا ہی اور انکی احاد کی مالیت مختلف ہوتی ہی

يعرف كونهما من العددي المتفاوت لا من العددي المتقارب لان الضابط في معرفتهما تفاوت احادهما في المالية

معلوم ہوتا ہی کہ یہہ عددی متفاوت ہین عددی متقارب نہین ہین کیونکہ انکی پہچان کا یہہ ہی قاعدہ ہی کہ انکی احاد مالیت مین الگ الگ ہوں

وهذا هو المروي عن ابي يوسف ويؤيده ما روي عن ابي حنيفة ان السلم لا يجوز في بيض النعامة لتفاوت احادها

یہہ تقریر امام ابو یوسف سے روایت ہی اور اسکی تائید ہی جو کہ روایت امام ابو حنیفہ سے ہی کہ بیع سلم شترمرغ کی انڈون مین جایز نہین ہی اوسکی احاد مالیت مین

في المالية ثم انه في المعدودات المتقاربة كما يجوز عددا يجوز كيلا لان المقدار يعرف بالعدد تارة وبالكيل اخرى

مختلف ہوتی ہین پہر بیع سلم معدودات متقاربہ مین جیسی گنتی کر کر جایز ہی کیل سے بہی جایز ہی اسلئے کہ مقدار کبہی گنتی سے معلوم ہوتی ہی اور کبہی کیل سے

ولا يجوز في كل ما لا يعلم قدره ووصفه كالحيوانات واطرافها ولحومها وجلودها وكذا لا يجوز فيما لا يوجد من

اور جسکی مقدار اور وصف معلوم نہوتی ہو اوسمین سلم جایز نہین ہی جیسی حیوانات اور اوسکی اطراف اور گوشت اور چمڑی اور ایسی ہی اوس شی مین جو عقد کی وقت سے

حين العقد الى حلول الاجل بان ينقطع عند العقد او عند حلول الاجل او فيما بينهما وحد الانقطاع ان لا يوجد

آخر مدت مقرری تک موجود نرہی جایز نہین ایسا کہ یا عقد کی وقت نہو یا مدت گذرنی پر باقی نرہی یا ان دونون کی بیچمین ہو چکی اور انقطاع کی حد یہہ ہی کہ بازار مین جاوہ

في السوق الذي يباع فيه ولا عبرة بوجوده في البيوت لعدم امكان تحصيله بالاكتساب وتسليمه الى صاحبه وكذا

شی بکتی ہی نملی اور گہرون مین اگر ہووی تو اسکا اعتبار نہین ہی کیونکہ ممکن نہین کہ کسی سبب سے بہی پیدا کر کر رب السلم کی حوالہ کردی اور ایسی ہی

لا يجوز في طعام قرية بعينها وثمرة نخلة بعينها لاحتمال الانقطاع بعروض الافة فينتفي القدرة على التسليم وكذا

کسی خاص گانو کی غلہ مین اور کسی خاص درخت کی پہل مین جایز نہین ہی شاید کہ وہ کسی آفت سے فنا ہو جاوی پہر کہانسی دی سکیگا اور ایسی ہی

لا يجوز بمكيال رجل بعينه او ذراع رجل بعينه اذا لم يعلم مقداره لان التسليم يتاخر فيه فيحتمل ان يضيع ذلك

ایک شخص خاص کی پیمانہ سے یا کسی شخص کی گز سے جایز نہین ہی اگر اوسکی مقدار معلوم نہو کیونکہ اس صورت مین تسلیم کو دیر لگیگی سو اس مدت مین شاید کہ وہ پیمانہ

المذكورة وذلك الدليل فيفضي الى المنازعة وتحاصل ان السلم لا يصح عند ابي حنيفة الا بسبع شرائط وهي

یا وہ ذراع جاتا رہا ... خلاصہ یہ ہی کہ بیع سلم امام ابو حنیفہ کی نزدیک بدون سات شرطوں کی جایز نہیں ہی ایک تو

بيان جنسه كحنطة او شعير وبيان نوعه كسيقي او خريفي وبيان وصفه كجيد او ردي وبيان قدره كعشرين

بیان جنس جیسی گیہوں یا جو اور بیان نوع جیسی سیقی یا خریفی اور بیان وصف جیسی عمدہ یا کہتیل اور بیان مقدار جیسی بیس

كرا او ثلثين رطلا وبيان اجله واقله شهر في الاصح وبيان راس ماله ان كان كيليا او وزنيا او عدديا وبيان

پیمانہ یا تیس رطل اور بیان مدت اور کم سی کم اصح روایت میں ایک مہینہ ہی اور بیان راس المال کا اگر وہ کیلی ہو یا وزنی ہو یا عددی ہو اور بیان

مكان ايفائه ان كان لحمله مؤنة يحتاج الى ظهر واجرة وان لم يكن لحمله مؤنة كالمسك والعنبر يوفيه حيث

مکان کا جہاں وہ شی ادا کی جاوی اگر اوسکی اوٹھانی میں ایسا خرچ ہوتا ہو کہ حاجت بار برداری اور مزدوری کی پڑتی ہو اور اگر اوسکی پہنچانی میں کچھ خرچ نہ ہوتا ہو جیسی مشک اور عنبر

يشاء واما قبض راس المال قبل الافتراق بالابدان فليس بشرط لصحته بل هو شرط لبقائه على الصحة فانه ينعقد

تو جہاں چاہی ادا کری اور رہا راس المال کا قبضہ افتراق جسمانی سی پہلی سو یہ صحت عقد کی شرط نہیں ہی بلکہ یہ شرط ہی واسطی باقی رہنی عقد کی صحت پر بیشک یہہ عقد

صحيحا ثم يبطل بالافتراق قبل القبض وحد الافتراق ان يتوارى كل واحد منهما عن عين صاحبه حتى لو اسلم

صحیح ہو جاتا ہی پھر افتراق قبل قبض سی باطل ہو جاتا ہی اور افتراق کی حد یہہ ہی کہ ہر ایک دوسری کی نظر سی چھپ جاوی یہاں تک کہ اگر کسینی بیس درہم کا

رجل عشرين دراهم في كر بر ولم يكن عنده الدراهم ودخل بيته ليخرج الدراهم وتوارى عن عين صاحبه

گیہوں کی ایک پیمانہ میں عقد سلم کیا اور اوسکی پاس دراہم نہیں تہی وہ دراہم لانیکی واسطی گہر میں گیا اور مسلم الیہ کی نظر سی غائب ہو گیا

يبطل السلم وان لم يتوار لا يبطل بل يبقى على الصحة وكذا لو سارا ميلا او اكثر ولم يفترقا الا بعد القبض لا يبطل

تو سلم باطل ہو جاویگی اور اگر غائب نہوا تو باطل نہو گی بلکہ درست رہیگی اور ایسی ہی اگر دونوں کوس بھر یا زیادہ چلی گئی اور بدون قبض کئی جدا نہوئی تو سلم باطل نہیں ہوتی

السلم بل يبقى على الصحة ومن اسلم الى رجل دينا له عليه وافترقا قبل النقد لا يجوز وان نقد قبل الافتراق يجوز

بلکہ درست رہتی ہی اور اگر کسینی ایک شخص سی قرض کی بدلہ جو اوسکی ذمہ آتا تہا بیع سلم کی اور پھر نقد دینی سی پہلی جدا ہو گئی تو جایز نہیں ہی اور اگر افتراق سی پہلی پر کہہ دی

ولا يجوز التصرف في راس المال والمسلم فيه قبل القبض اما عدم جواز التصرف في راس المال فلان فيه تفويت القبض

تو جایز ہی اور راس المال اور مسلم فیہ میں قبضہ سی پہلی تصرف جایز نہیں ہی راس المال میں تو تصرف اسواسطی جایز نہیں ہی کہ اسمیں قبضہ فوت ہوتا ہی جو

الواجب بالعقد واما عدم جواز التصرف في المسلم فيه فلانه مبيع والتصرف فيه قبل القبض لا يجوز وكذا لا يجوز فيه

عقد سی واجب ہوا تہا اور مسلم فیہ تصرف اسواسطی جایز نہیں ہی کہ وہ مبیع ہی اور مبیع میں تصرف قبضہ سی پہلی جایز نہیں ہی اور ایسی ہی مسلم فیہ میں

قبل القبض الشركة والتولية ونحوهما لانه تصرف فيه قبل القبض فصورة الشركة ان يقول رب السلم لرجل اعطني نصف

قبضہ سی پہلی نہ شرکت جایز ہی اور نہ تولیہ وغیرہ کیونکہ یہہ سب قبل القبض تصرف ہی پس شرکت کی صورت یہہ ہی کہ رب السلم کسی سی یہہ کہی کہ مجھکو آدہا راس المال

راس المال ليكون نصف المسلم فيه لك وصورة التولية ان يقول رب السلم لرجل اعطني جميع راس المال ليكون

دیدی آدہا مسلم فیہ تیرا ہو گا اور تولیہ کی صورت یہہ ہی کہ رب السلم کسیکو کہی تمام راس المال مجھکو دیدی تمام مسلم فیہ تیرا ہو گا

جميع المسلم فيه لك ومن اسلم في كر بر فلما حل الاجل اشترى المسلم اليه من رجل كر بر وامر رب السلم ان يقبضه

اور اگر کسینی گیہوں کی پیمانہ میں سلم کی پھر جب مدت گذر گئی تو مسلم الیہ نی کسی شخص سی پیمانہ گیہوں کا مول لیکر رب السلم سی کہا کہ اوس سی گیہوں اپنی حق کی

قضاء لحقه وقبضه لا يكون قضاء لحقه حتى لو هلك المقبوض في يد رب السلم يهلك من مال المسلم اليه ولو

لیلی اور اوسنی لیلی تو اوسکا حق یعنی مسلم فیہ ادا نہو گا یہاں تک کہ اگر وہ مقبوض رب السلم کی قبضہ میں تلف ہو جاوی تو مسلم الیہ کا جاویگا اور اگر اوسکو

امره ان يقبضه له ثم لنفسه فاكتاله له ثم لنفسه يجوز لاجتماع الصفقتين بشرط الكيل فلا بد من الكيل مرتين

یوں کہی کہ وہ گیہوں پہلی میری لئی قبضہ کر پھر اپنی لئی پھر اوسنی پہلی اوسکی لئی کیل کئی پھر اپنی لئی کیل کئی تو جایز ہی بسبب جمع ہو جانی دو عقد کی بشرط کیل کی سو دو دفعہ کیل کرنا ضرور چاہئی

نهج

نهى النبي عليه الصلوة والسلام عن بيع الطعام حتى يجري فيه صاعان ومن اسلم ... الى اجل ثم
کیونکہ نبی علیہ السلام نے غلہ کی بیچنے سے منع کیا ہے جبتک اوسمین دو پیمانہ جاری نہوجائیں اور اگر کسیکو گیہوں کی بیع سلم کی ...

الى المسلم اليه غرائر وامره ان يكيل المسلم فيه فيها ففعل وهو غائب ولم يكن في الغرائر من جنس المسلم فيه شيء لا يكون
تو اوسنے مسلم الیہ کو گون یا ٹھیکہ دیکر کہا کہ مسلم فیہ یعنی مبیع اسمین ناپ دینا مسلم الیہ نے اوسکی غیبت میں ناپ کر بھر دیئے اور حال یہ ہے کہ اون گونوں میں مسلم فیہ کی جنس کا کچھہ نہیں تھا

قضاء حتى لو هلك يهلك من مال المسلم اليه لان امره لم يصادف ملكه لكون حقه في الدين لا في العين ويصير
تو یہہ ادا نہوگا یہانتک کہ اگر تلف ہوجاویں تو مسلم الیہ کا مال تلف ہوگا اسلئے کہ اوسکا امر اوسکی ملک سے متصل نہیں ہوا کیونکہ اوسکا حق تو ابھی دین میں ہے عین میں نہیں ہے اور صورت

المسلم اليه كانه استعار الغرائر وجعل ملكه فيها ولو اجتمع الدين والعين بان اسلم رجل في كر بر فلما حل
یون ہوجاتی ہے کہ گویا مسلم الیہ نے ٹھیکہ عاریت مانگ کر اپنا مال اوسمین بھر دیا اور اگر دین اور عین جمع ہوجاویں بطور کہ کسی شخص نے پیمانہ گیہوں میں بیع سلم کی جب تمام ہوئی

الاجل اشترى من المسلم اليه كرا اخر معينا ودفع اليه غرائر ليجعل فيها الكر العين والكر الدين فانه ان جعل العين
تو رب السلم نے مسلم الیہ سے ایک اور پیمانہ گیہوں کا خرید کر اوسکو ٹھیکہ دیدیا کہ اوسمین یہہ گیہوں حال کی خرید اور گیہوں مسلم فیہ بھر دیوے اب مسلم الیہ نے اگر گیہوں خرید حال کی

فيها اولا يصير المشتري قابضا لهما جميعا اما العين فلصحة امره فيه لمصادفته ملكه لانه ملكه بالشراء فيكون
اوسمین پہلی بھر دیئے تو مشتری یعنی رب السلم دونو کا قابض ہوجاویگا عین کا تو اسلئے کہ اسمین اوسکا حکم درست ہے کہ اوسکی ملک میں واقع ہوا ہے کیونکہ خرید کر مالک ہوچکا ہے

فعل المامور كفعل الامر واما الدين فلاتصاله بملكه برضاه وبالاتصال بالملك بالرضى يثبت القبض وان جعل
اب عمل مامور کا بجای عمل آمر کے ہے اور رہا دین یعنی مسلم فیہ سو اسکا قابض ہوا کہ رضا سے اوسکی ملک میں مل گیا اور رضامندی کی ساتھہ ملک میں مل جانی سے قبضہ ثابت ہو جاتا ہے اور اگر

الدين فيها اولا لا يصير المشتري قابضا لشيء منهما اما الدين فلعدم صحة امره فيه لعدم مصادفته ملكه لان حقه
مسلم الیہ نے مسلم فیہ کو پہلی بھر دیا تو مشتری یعنی رب السلم دونو کا قابض نہیں ہوویگا دین یعنی مسلم فیہ کا اسلئے کہ اسمین اوسکا حکم درست نہیں ہے کیونکہ اوسکی ملک پر نہیں ہے اسلئے کہ اوسکا

في الدين لا في العين وهذا عين فيكون المامور بجعله في الغرائر متصرفا في ملك نفسه فلا يكون فعله كفعل الامر
حق دین میں ہے عین میں نہیں ہے اور یہہ عین ہے اب مامور یعنی مسلم الیہ نے جو گیہوں گونوں میں بھر دیئے ہیں تو اپنی ملک میں تصرف کیا ہے سو اسکا کیا مانند آمر کی کیا کی نہیں ہے

واما العين فلانه خلطه بملكه قبل التسليم وهو استهلاك عند ابي حنيفة فينفسخ البيع وههنا نوع اخر من البيع
اور رہا عین سو اسلئے کہ بائع نے تسلیم سے پہلی اپنی ملک میں ملائی ہیں اور یہہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہلاک کردینا ہے سو بیع فسخ ہو جاویگی اور یہان ایک اور قسم کی بیع کا

يسمى استصناعا وهو ان يقول رجل لصانع اصنع لي من مالك شيئا صورته كذا وقدره كذا بكذا درهما بلا ذكر
اوسکو استصناع کہتے ہیں وہ یہہ ہے کہ ایک شخص کاریگر سے کہے میری لئے اپنی مال میں سے فلانی چیز اس صورت کی اور اتنی بڑی اتنی قیمت کو بنا دے اور مدت کا کچھہ ذکر نہیں کیا

اجل معلوم فان كان ذلك الشيء مما جرى فيه التعامل كالخف والطشت والقمقمة ونحوها يصح استحسانا
پہر اگر وہ ایسی شئ ہو ایسی جسمین لوگوں کا عمل درآمد رواج پڑ رہا ہے جیسے موزہ اور لگن اور قمقمہ وغیرہ تو استحساناً درست ہے

للاجماع الثابت بالتعامل من زمن النبي عليه السلام الى يومنا هذا ويكون بيعا لا عدة حتى يجبر الصانع على تحصيله
کیونکہ رواج کی سبب نبی علیہ السلام کی عہد سے آج تک اجماع چلا آتا ہے اور یہہ بیع ہی ہوتی ہے کچھہ وعدہ نہیں ہے یہانتک کہ کاریگر پر بنانی کی لئے زور کیا جاویگا

ولا يرجع الامر عنه ولو كان عدة لكان للامر الرجوع ولم يكن على الصانع الجبر والمبيع هو العين لا عمل حتى لو جاء بما
اور سائی دینی والا پہر نہیں سکتا اگر وعدہ ہی ہوتا تو سائی والا پہر جاسکتا اور کاریگر پر زور نچلتا اور مبیع وہ شئ یعنی موزہ وغیرہ ہوتی ہے عمل نہیں ہوتا یہانتک کہ اگر وہ

صنعه قبل العقد او صنعه غيره يصح ولو كان المبيع عمله لما صح ولا يتعين المبيع للامر بلا اختياره حتى يصح
عقد سے پہلی کا بنا ہوا یا اور کاریگر کی ہاتھہ کا دیوے تو جائز ہے اور اگر مبیع عمل ہی ہوتا تو کیونکر جائز ہوتا اور مبیع بغیر پسند آمر کی نہیں ہوجاتی یہانتک کہ

للصانع بيعه قبل رؤية الامر ولو تعين له لما صح بيعه وللامر الخيار عند الرؤية لانه اشترى ما لم يره فيكون له خيار
کاریگر کو اختیار ہے کہ آمر کی دیکھنی سے پہلی چاہی تو بیچ دے اور اگر اوسکی ہوچکتی تو بیع ہرگز نہ جائز ہوتی اور سائی والی کو دیکھنی پر اختیار ہے کیونکہ بن دیکھی خریدا ہے

الرؤية وان لم يكن ذلك الشيء مما جرى فيه التعامل كالثياب ونحوها لا يصح الا اذا ذكر فيه اجل معلوم وتمت
رؤیت حاصل ہی اور اگر وہ شئی ایسی نہیں ہی جسمیں لوگوں کا عمل درآمد اور رواج ہو جیسی کپڑا وغیرہ تو جایز نہیں ہی جبتک کہ اوسمیں مدت نہ ٹھری اور ساتوں شرطیں سلم کی
شرائط السلم فحينئذ يصح بطريق السلم لا بطريق الاستصناع ثم لما كان احد معنى السلف القرض ناسب بيانه
تمام ہوں سواسی بطور بیع سلم کی جایز ہوگی بطور استصناع کی نہیں پھر چونکہ ایک معنی سلف کی قرض کی تہی تو بیان اسکا بھی یہاں مناسب معلوم ہوا
ههنا وان لم يكن مرادا به لان الشرع قد اذن فيه واجمع الامة على جوازه وهو ما تعطيه غيرك من المال لتقضاه
اگرچہ مراد نہیں ہی کیونکہ شرع نی اسمیں اجازت دی ہی اور اسکی جواز پر امت کا اجماع ہی اور قرض یہہ ہی کہ تو اپنا مال غیر کو دیوی تاکہ وہ اوسکو پہر ادا کری
ويجري في كل كيلي ووزني وعددي متقارب لا فيما كان متفاوتا كالحيوان والثوب والخشب اذ الاصل فيه ان
اور قرض ہر یک کیلی اور وزنی اور عددی متقارب میں جایز ہی عددی متفاوت میں جایز نہیں ہی جیسی حیوان اور کپڑا اور لکڑی اور قاعدہ کلیہ یہہ ہی
كل ما كان من ذوات الامثال ويكون عند الاستهلاك مضمونا بالمثل لا بالقيمة يجوز استقراضه وكل ما لم يكن
کہ جو شئی ذوات الامثال سی ہی اور ہلاک ہونی پر اوسکا ضمان بالمثل ہوتا ہی ضمان بالقیمت نہیں ہوتا تو اوسکا قرض لینا جایز ہی اور جو شئی
من ذوات الامثال ولا يكون عند الاستهلاك مضمونا بالمثل بل بالقيمة لا يجوز استقراضه حتى لو استقرض
ذوات الامثال سی نہیں ہی اور ہلاک ہونی پر ضمان بالمثل نہیں آتا بلکہ ضمان بالقیمت آتا ہی تو اوسکا قرض لینا جایز نہیں ہی یہاں تک کہ اگر کسی شخص نی
رجل من آخر عبدا او حيوانا آخر فقضى به دينه يضمن قيمته لان قرض الحيوان فاسد والقرض الفاسد
دوسری سی غلام یا اور حیوان اودہار لیکر اپنا قرض ادا کیا تو اوسکی قیمت کا ضامن ہوگا اسواسطی کہ حیوان کا قرض لینا فاسد ہی اور قرض فاسد قبضہ کی بعد
يفيد الملك بالقبض ويكون عند الاستهلاك مضمونا بالقيمة كالبيع الفاسد ومن دفع الى غيره مالا و
ملک میں آجاتا ہی اور ہلاک ہونی پر اوسکی قیمت ذمہ پر آجاتی ہی جیسی بیع فاسد میں اور اگر کسینی دوسری کو مال دیکر
قال له خذ هذا المال واصرفه الى حوائجك يكون ذلك المال قرضا لا هبة لان هذا القول وان كان
کہا یہہ مال لی اور اپنی کاربار میں لگالی تو یہہ مال قرض ہوویگا ہبہ نہیں ہوویگا اسلئی کہ اس قول میں اگرچہ
يحتملهما الا ان الثابت به لا يكون هبة بل يكون قرضا لكونه ادناهما ولو دفع اليه ثوبا وقال له اكتس به
دونو احتمال ہو سکتی ہیں پر اس سی ہبہ بالخصوص ثابت نہیں ہوتا بلکہ قرض ثابت ہوتا ہی کیونکہ قرض دونوں میں کمتر ہی اور اگر کپڑا دیکر کہا کہ لی اسی کو اوڑھا کر
لا يكون قرضا لكون قرض الثوب فاسدا بل يكون هبة تصحيحا لتصرفه ومن اخذ من القصاب لحما
تو قرض نہیں ہوگا کیونکہ کپڑیکا اودہار فاسد ہی بلکہ ہبہ ہوویگا تاکہ اوسکا تصرف درست رہی اور اگر کسینی قصائی سی گوشت لیا
ولم يذكر انه قرض او شراء يكون قرضا فاسدا يملكه بالقبض ولا يحل له اكله وذكر في المنتقى ان اللحم
اور یہہ نہ کہا کہ اودہار لیتا ہوں یا مول تو یہہ قرض فاسد ہوگا قبضہ کی بعد مالک ہو جاویگا اور کہانا حلال نہوگا اور منتقی میں مذکور ہی کہ گوشت کا
يجوز استقراضه وزنا عند اصحابنا وذلك لانه على ما ذكر في نوادر ابن رستم عن محمد مثلي يضمن بالمثل
قرض لینا وزنا ہماری اصحاب کی نزدیک جایز ہی اسلئی کہ گوشت موافق بیان نوادر ابن رستم کی امام محمد سی مثلی ہی اسکا ضمان بالمثل ہی
وذكر في الجامع الكبير انه يضمن بالقيمة وقال الاسبيجابي هذا محمول على ما اذا انقطع عن ايدي الناس
اور جامع کبیر میں مذکور ہی کہ گوشت کا ضمان بالقیمۃ آتا ہی اور اسبیجابی کہتا ہی کہ ضمان بالقیمۃ اسصورت میں ہی کہ لوگوں کی قابو میں نرہی
وفي شرح الطحاوي ان كل موزون مثلي وهذا يقتضي ان يكون اللحم مثليا وكذا يقتضي ان يكون العنب والغزل
اور شرح طحاوی میں ہی کہ وزنی چیزیں سب مثلی ہیں اس سی لازم آتا ہی کہ گوشت مثلی ہووی اور ایسی ہی لازم آتا ہی کہ انگور اور سوت
مثليا ويجوز استقراض الكاغذ عددا لانه عددي متقارب ومن اتلف دبس غيره يضمن قيمته لان
مثلی ہووی اور اودہار کرنا کاغذ کا گنکر جایز ہی اسلئی کہ عددی متقارب ہی اور اگر کسینی بیگانی شیرہ خرما وغیرہ تلف کردیا تو قیمت دیویگا اسلئی

ماكان

ماكان من صنع العباد لا يمكنهم مراعات المماثلة فيه لتفاوتهم في الحذاقة فعلى هذا كان ينبغي ان لا يجوز

کہ جو چیز آدمیوں کی بنائی ہوئی ہوتی ہی اوسمین مماثلت ممکن نہین ہی کیونکہ کاریگری مختلف ہوتی ہی اس تقریر کی موافق چاہیئی کہ کاغذ کا

استقراضه لكن قيل يجوز استقراضه لكونه مثليا على قولهما والعصير مثلي لكن اذا صار دبسا بغير نار

قرض لینا جایز نہووی لیکن کہتی ہین کہ قرض لینا جایز ہی کیونکہ صاحبین کی قول پر مثلی ہی اور شیرہ انگور کا مثلی ہی اور ایسی ہی پکانی بغیر دوشاب ہو جاوی

والدقيق والخبز قيمي فعلى هذا كان ينبغي ان لا يجوز استقراضهما لكن ذكر في فتاوى قاضيخان ان استقراض الدقيق

اور آٹا اور روٹی قیمتی ہی اسکی موافق یون چاہیئی تہا کہ انکا اودہار لینا جایز نہوتا پر فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی کہ اودہار لینا آٹی کا

يجوز وزنا وكيلا وكذا يجوز استقراض الخبز وزنا وعددا عند محمد وعند ابي يوسف يجوز وزنا لا عددا وعليه

وزن یا کیل کرکر جایز ہی اور ایسی ہی اودہار لینا روٹی کا وزن سی یا گنکر امام محمد کی نزدیک جایز ہی اور امام ابو یوسف کی نزدیک وزن کرکر تو جایز ہی گنکر جایز نہین

الفتوى ولو استقرض جماعة من رجل دراهم وامروه ان يدفعها الى واحد منهم ودفعها اليه ليس له ان يطلب منه

اور اسیپر فتوی ہی اور اگر ایک جماعت نی ملکر ایک شخص سی دراہم قرض مانگی اور سب نی کہا کہ ہم مین سی فلانی شخص کو دیدینا اور اوسنی اوسکی حوالہ کئی اب اوسکو اختیار نہین

الا حصته فقط والتوكيل بقبض القرض صحيح كما اذا قال رجل لآخر اقرضني كذا درهما ثم وكل رجلا بقبضه يصح

کہ اوس فلانی سی سوای اوسکی حصہ کی طلب کری اور وکالت واسطی قبضہ قرض کی درست ہی جیسی کوئی شخص کسی سی کہی مجھکو اتنی درہم قرض دیدی پہر کسیکو اوسکی قبضہ کی لئی وکیل کری

تو صحیح ہی

ولا يصح التوكيل بالاستقراض حتى لا يثبت الملك للموكل فيما استقرض له لانه تفويض التصرف في ملك الغير

اور قرض نکلوانی مین وکیل کرنا صحیح نہین ہی یہان تک کہ وہ جو قرض اوسکی لئی نکلوائیگا اوسمین موکل کی ملک ثابت نہوگی اسواسطی کہ غیر کی ملک مین تصرف کا حوالہ کرنا ہی

فلا يجوز بخلاف الرسالة فانها صحيحة اذ ليس فيها تفويض التصرف لكون الرسول سفيرا محضا لانه يقول ارسلني

سو جایز نہین ہی برخلاف رسالت کی رسالت صحیح ہی کیونکہ اسمین حوالہ کرنا تصرف کا غیر کی ملک مین نہین ہی اسلئی کہ رسول صرف واسطہ ہوتا ہی کیونکہ جاکر یہہ ہی کہیگا

اليك فلان ويستقرض منك كذا فحينئذ يثبت الملك للمرسل والتوكيل بالاقراض صحيح لانه تفويض التصرف في

مجھکو فلانی نی تیری پاس بہیجا ہی اتنی درہم تجہسی قرض مانگتا ہی اب ملک بہیجنی والی کی ثابت ہوگی اور وکالت قرض دینی مین درست ہی اسواسطی کہ اپنی ملک مین تصرف

ملك نفسه ومن كان له على آخر حنطة وباعها منه بدراهم الى اجل لا يجوز لانه بيع الدين بالدين وقد نهى عنه

اوسکی حوالہ کرتا ہی اور اگر کسیکی گیہون دوسری کی ذمہ آتی ہون اور وہ اوسکی ہاتہہ ایکمدت پر بیچڈالی تو جایز نہین ہی کیونکہ یہہ بیع دین کی دین سی ہی اور اس سی بیشک

النبي عليه السلام وطريق الجواز ان يشتري بها منه ثوبا ويقبضه ثم يبيعه منه بدرهم الى اجل وهذا

نبی علیہ السلام نی منع کیا ہی اور حیلہ جواز کا یون ہی کہ اوس سی بعوض گیہون کی کپڑا خرید کر قبضہ کرلی پہر وہ کپڑا اوسکی ہاتہہ بعوض درہم کی مدت پر بیچڈالی اور

مما يجب حفظه في هذا الزمان لان بعض الناس يستقرض حنطة او شعيرا وغير ذلك مما يجوز استقراضه

اس زمانہ مین اسکی حفاظت واجب ہی اس لئی کہ بعضی آدمی گیہون یا جو وغیرہ جو بطور استقراض کی لینا درست ہی قرض لیکر کہا بیجاتی ہین

ويتلفها ثم يطالبه المالك بها ويعجز عن ادائها ويشتريها منه بدراهم الى اجل وهو فاسد لا يجوز ثم ينبغي ان يعلم

پہر مالک مانگتا ہی تو ادا نہین کرسکتی اور اوسکو مدت پر بدلہ دراہم کی خرید لیتا ہی یہہ بیع فاسد ہی جایز نہین ہی اور یاد رکہنی کی بات ہی

ان كل دين حال اذا اجله صاحبه يصير ذلك الدين مؤجلا ويكون تاجيله لازما الا القرض فان تاجيله

جو دین بلا مدت ہووی اگر مالک اوسمین مدت ٹہرادی تو وہ دین مؤجل ہی او مدت لازم ہوجاتی ہی بجز قرض کی کہ اسمین مدت

لا يكون لازما بل يجوز للمقرض طلبه متى شاء لانه في الابتداء اعارة وبهذا الاعتبار لا يلزم فيه التاجيل لكونه

لازم نہین ہوجاتی بلکہ قرض خواہ کو جایز ہی جب چاہی مانگ لی کیونکہ قرض ابتدا مین عاریت ہوتی ہی اس اعتبار سی اسمین مدت نہین ہوتی اسلئی

من التبرعات ولا جبر فيها كما في الاعارة وفي الانتهاء معاوضة وبهذا الاعتبار لا يصح فيه التاجيل لكونه

کہ صرف احسان ہی احسان میں کچہہ زور نہین ہی جیسی عاریت مین اور آخر کو ادلا بدلا ہوجاتا ہی اور اس اعتبار سی اسمین مدت درست نہین ہی اسواسطی

جایز نہین

[illegible]

بیع الدراهم بالدراهم نسیئة وهو ربوا وهذا یقتضی ان لا یجوز القرض وانما جوز نظرا الی ابتدائه لکن بلا
کہ یہہ بیع درہم کی درہم سی اودہارون ہی اور یہہ سود ہوتا ہی اور اس سی لازم آتا ہی کہ قرض بہی جایز نہو سو جایز صرف بلحاظ ابتدا کی ہی لیکن
لزوم الاجل فیه ولو اراد ان یکون الاجل لازما فیه فطریقه ان یحیل المستقرض المقرض علی رجل بدینه علیه فیؤجل
اسمین مدت لازم نہین ہی اور اگر اسمین مدت کی ضرورت پڑی تو یون کری کہ قرضدار قرضخواہ کو کسی اور پر حوالہ کردی اب قرضخواہ
المقرض ذلک الرجل مدة معلومة فحینئذ یکون الاجل لازما حتی لا یکون للمقرض ان یطالب ذلک الرجل قبل تمام
اوسکی لئی مدت معین مقرر کردی اب مدت لازم ہوجاویگی یہان تک کہ قرضخواہ کو اختیار نہین ہی کہ اوس شخص سی اتمام مدت سی
تلک المدة المجلس الخامس والسبعون فی بیان السوال الحرام والوعید فیه وفی ای موضع
پہلی مانگی پچہترون مجلس سوال حرام کی بیان مین اور اسمین کیا وعید ہی اور کس موقع پر
یجوز قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما یزال الرجل یسئل الناس حتی یاتی یوم القیمة لیس فی وجهه
جایز ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا آدمی ہمیشہ سوال کرتا رہتا ہی آخر قیامت کو آویگا اوسکی چہری پر گوشت
مزعة لحم هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابن عمر والمزعة بضم المیم وسکون الزاء المعجمة وبالعین المهملة
نہین ہوگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی ابن عمر کی روایت سی اور مزعہ میم کی پیش اور زاء نقطہ دار کی سکون اور عین بی نقطہ سی
قطعة لحم والمراد بعدمها یوم القیمة فی وجه السائل ما یلحقه فی الاخرة من الفضاحة والهوان لان السوال
گوشت کی ٹکڑی کو کہتی ہین اور قیامت کی دن سائل کی منہہ پر گوشت نہونی سی یہہ مراد ہی کہ آخرت مین وہ نہایت فضیحت اور خوار ہوویگا اسلئی کہ سوال اصل مین
حرام فی الاصل ولا یباح الا عند الضرورة وانما کان الاصل فیه الحرمة لانه لا ینفک عن عدة امور محرمة
حرام ہی اور بدون ضرورت کی مباح نہین ہی اور سوال اصل مین حرام اسواسطی ہی کہ سوال بدون کئی حرام باتون کی نہین ہوسکتا
الاول اظهار الشکوی من الله تعالی فکما ان العبد المملوک اذا سئل یکون سواله شنیعا علی مولاه فکذلک
اول یہہ کہ اللہ تعالی کی شکایت ظاہر کرنی سو جیسی غلام مملوک اگر بہیک مانگنی لگی تو اوسکا مانگنا مولی پر دشوار گذرتا ہی ایسی ہی
سوال العبد یکون شنیعا علی الله تعالی وهذا یقتضی ان یحرم السوال ولا یحل الا عند الضرورة والثانی اذلال
بندہ کا سوال اللہ کو برا لگتا ہی اس سی لازم آتا ہی کہ سوال حرام ہو اور بلا ضرورت کبہی حلال نہووی جیسی مردار کہانا بلا ضرورت حلال نہین اور دوسری
فی نفسه لغیر الله تعالی ولیس للمؤمن ان یذل نفسه لغیر الله تعالی بل الواجب علیه ان یذل نفسه لله تعالی
اپنی تئین سوا اللہ تعالی کی اور کی سامنی خوار کرنا اور مؤمن کو نہین چاہی کہ آپ کو غیر اللہ کی سامنی ذلیل کری بلکہ واجب یہہ ہی کہ اپنی جان کو خدا کی سامنی خوار کری
اذ فیه عزه وشرفه فی الدنیا وفی الاخرة والثالث ایذاء المسئول غالبا لانه ربما لا یسمع نفسه بالبذل ویستحیی
کیونکہ اسمین دنیا اور آخرت کی عزت اور شرافت ہی اور تیسری مسئول کو اکثر حال مین ستانا اسلئی کہ بعضی اوقات دینی کو دل نہین چاہتا اور حیا آتی ہی
ان یری بالمنع فی صورة البخلاء ففی البذل نقصان ماله وفی المنع نقصان جاهه وبکل منهما یحصل له الایذاء
کہ ندینی سی بخیل کی صورت بنتا ہی سو دینی مین تو مال کا نقصان ہی اور ندینی مین عزت کا نقصان اور دو نو بات سی رنجیدہ ہوتا ہی اور ایذا اوٹہاتا ہی
والایذاء حرام لا یحل الا عند الضرورة ثم انه ان بذل لا یبذل الا حیاء او ریاء فیحرم علی الاخذ اخذه اذا
اور تکلیف دینی حرام ہی بلا ضرورت حلال نہین ہی پہر اگر وہ دیگا بہی تو شرم کا مارا یا ریا کی واسطی دیگا سو ایسا دیا لینی والی پر بہی لینا حرام ہی جب
فهمت هذه المحظورات فهمت قوله علیه السلام مسئلة الناس من الفواحش ما احل من الفواحش
تونی یہہ خرابیان سمجہہ لین تو اس حدیث کی معنی بہی تجہکو آگئی سوال کرنا آدمیون سی فواحش سی ہی فواحش مین سی سوا اسکی کوئی حلال نہین ہی
غیرها فانظر کیف سماها فاحشة ولا خفاء ان الفاحشة لا تباح الا عند الضرورة واختلف العلماء فی
دیکہہ تو کیسی اسکا نام فاحشہ رکہا ہی اور ظاہر ہی کہ فاحشہ بلا ضرورت کبہی مباح نہین ہوتا اور علما کو اسمین اختلاف ہی کہ سوال کس

وقت

وقت يحل السؤال فقال بعضهم من وجد غداء يومه وعشاء ليلته لا يحل له السؤال وقال بعضهم من قدر
وقت حلال ہوتا ہی بعضی کہتی ہیں جسکی پاس ایک دن رات کا کہانا موجود ہی اوسکو سوال کرنا حلال نہیں ہی اور بعضی کہتی ہیں جو شخص کہ اسکتا ہو اوسکو
على الكسب ليس له ان يسأل الا اذا استغرق اوقاته لطلب العلم وقال بعضهم ليس لنا وضع المقادير بل نستدرك
سوال کرنا نہ چاہیئی اوسوقت کہ اوسکا سارا وقت علم کی تحصیل میں مشغول ہو اور بعضی کہتی ہیں ہمکو اختیار نہیں کہ اندازہ ٹہرادیں بلکہ اسکا علم
ذلك بالتوقيف وقد ورد في الحديث انه عليه السلام قال استغنوا بغناء الله تعالى قالوا وما هو يا رسول الله
نقل پر موقوف ہی اور بیشک حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا غنی رہو اللہ کی غنا سی صحابہ نی پوچہا وہ کیا ہی یا رسول اللہ
قال غداء يوم وعشاء ليلة وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال من سئل وله خمسون درهما
فرمایا کہانا صبح کا اور کہانا رات کا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص مانگی اور اوسکی پاس پچاس درہم
او عدلها من الذهب فقد سئل الحافا وفي لفظ اخر اربعون درهما فمهما اختلفت الروايات في التقديرات يلزم
یا اتنا اور مال سونی کا ہو تو اوسکا سوال بلاحاجت کا ہی اور ایک روایت میں چالیس درہم آئی ہیں اور جب تقدیرات کی روایتیں مختلف ہوئیں تو لازم ہی
ان تحمل على احوال مختلفة فما يحتاج اليه السائل في الحال من طعام يومه وليلته ولباس يلبسه وماوى يسكنه
کہ اختلاف احوال پر قیاس کیجاوین پہر جس چیز کا سائل فی الحال محتاج ہووی مثلا دن اور رات کی کہانیکا اور کپڑی کی پہننی کا اور رہنی کی گہر کا
فلا شك فيه واما سواله للمستقبل فله فيه ثلث درجات احدها ما يحتاج اليه غدا والثانية ما يحتاج اليه
تو اوسکی جواز میں کچہہ شک نہیں ہی اور سوال کرنا آیندہ کی لئی اسمیں سائل تین درجہ پر ہوتا ہی ایک درجہ یہہ ہی کہ اگلی دن اوسکا حاجتمند ہو اوی اور دوسرا یہہ کہ
بعد اربعين يوما او خمسين يوما والثالثة ما يحتاج اليه في السنة فنقطع ان من معه ما يكفيه ولعياله سنة
بعد چالیس یا پچاس دن کی اوسکا محتاج ہووی تیسرا یہہ کہ سال بہر میں محتاج ہو سو ہمکو یقین ہی کہ جسکی پاس اتنا کچہہ ہو کہ اوسکو اور اوسکی عیال کو سال بہر
فسواله حرام لان ذلك غاية الغناء فان كان يحتاج اليه قبل السنة لكن يقدر على السوال في ذلك الوقت ولا
کفایت کری تو اوسکو مانگنا حرام ہی کیونکہ یہہ بڑی ہی غنا ہی پہر اگر سال تمام ہونی سی پہلی حاجتمند ہووی لیکن اوسوقت حاجت پر ہی سوال کر سکتا ہی
يفوت فرصة السوال لا يحل له السوال لانه مستغن عن السوال في الحال وربما لا يعيش الى الغد فيكون قد
فرصت سوال کی ہاتہہ سی نہیں جاتی تو اوسکو اب سوال کرنا حلال نہیں کیونکہ بالفعل سوال کی حاجت نہیں ہی اور بعضی وقت اگلی روز تک جیتا نہیں رہتا
سئل ما لا يحتاج اليه اذ وجد عنده ما يكفيه من غداء يومه وليلته وان كان يفوته فرصة السوال ولا
تو اس صورت میں ناحق سوال کیا اسلئی کہ اوسکی پاس اتنا تہا جو صبح اور شام کی کہانی کو کفایت کری اور اگر ایسا حال ہی کہ فرصت ہاتہہ سی جاتی ہی
يجد من يعطيه لو اخرت السوال يباح له السوال لان البقاء الى السنة غير بعيد وهو بتاخير السوال يخاف ان
اگر سوال پیچہی پر رکہیں تو دینی والا نملیگا تو اب سوال کرنا مباح ہی کیونکہ برس بہر جینا کچہہ بعید نہیں ہی اور سوال پیچہی پر رکہنی میں خوف یہہ ہی
يبقى مضطرا عاجزا عما يغنيه والمدة التي يحتاج فيها الى السوال لا يقبل الضبط وهو منوطة باجتهاده ونظره
کہ مبادا عاجز لاچار رہ جاوی اور مقرر کرنا اس مدت کا جسمیں حاجت سوال کی پڑ جاوی قابل ضبط کی نہیں ہی وہ صرف اسکی قیاس اور جہہ پر
لنفسه فيستفتي قلبه ويعمل به ولا يصغى الى تخويف الشيطن لانه يعد الفقر ويامر بالفحشاء التي ليحث للضرورة
اور جان کی خیر خواہی پر موقوف ہی سو یہہ شخص اپنی دل سی فتوی لیوی اور اوسپر عمل کری اور شیطان کی ڈرانی پر کان نہ دہری وہ تو فقر کا وعدہ اور فحشاء کا امر کیا کرتا ہی
فان من عجز عن الكسب واشتد جوعه وخاف على نفسه يلزمه السوال لان السوال نوع اكتساب لما روى انه
بیشک جو شخص کمائی سی لاچار ہوا اور بہوک مارنی لگی اور جانکا خوف ہو تو اوسکو سوال کرنا چاہئی کیونکہ سوال بہی ایک طرح کا کمائی ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی
عليه الصلوة والسلام قال السوال اخر الكسب فان ترك السوال في تلك الحالة حتى مات يأثم لانه القى نفسه
علیہ السلام نی فرمایا ہی کہ سوال لاچاری کی کمائی ہی پہر اگر ایسی حالت میں سوال نکیا آخر مر گیا تو گنہگار ہوگا کیونکہ اپنی جان کو ہلاک کیا

الی التهلکة اذ کان السوال یوصله الی ما یقوم به نفسه فی تلك الحالة کالکسب ولا ذل فی السوال فی تلك
اسواسطی که سوال سے وه چیز میسر ہوتی ہے جس سے اسکی جان ایسی حالت میں بچ جاتی جیسے کمانے سے اور ایسی حالت میں سوال سے کچھ ذلت نہیں ہوتی

الحالة وانما الذل اذا سال من غیر حاجة فان من له قوت یومه لایحل له السوال لانه یذل نفسه من
ذلت تو جبہی ہے که بلا ضرورت مانگے بیشک جسکے پاس ایکدن کا کہانا ہووے اوسکو سوال کرنا حلال نہیں ہے اسلیے که اپنی تئیں بے ضرورت

غیر ضرورة وهو حرام لما روی انه علیه السلام قال لا یحل للمسلم ان یذل نفسه وان عجز عن طلب القوت
ذلیل کرتا ہے اور یہه حرام ہے کیونکہ روایت ہے که نبی علیه السلام نے فرمایا که مسلم کو حلال نہیں ہے کہ اپنی تئیں ذلیل کرے اور اگر وه اپنی کہانی اور کمانی سے عاجز ہو

لنفسه یفترض علی کل من علم حاله ان یطعمه او یدل علیه من یطعمه صونا له عن الهلاك وان امتنعوا
تو جو واقف حال ہے پر یہه فرض ہے کہ اوسکو کہانا دیوے یا ایسی کو جتلا دے کہ وه اوسکو کہانا دیوے تاکہ وه مرنے سے بچے اور اگر انہیں سے کسیتے نہ دیا

من ذلك حتی مات یشترکون فی الاثم وان اطعمه واحد یسقط الاثم عن الباقین قال الحسن البصری وابو
آخر وه مرگیا تو گناه میں سب شریک ہیں اور اگر کسی ایک نے بہی کہلا دیا تو سب سے گناه جاتا رہا حسن بصری اور ابو عبید

عبید من کان له اربعین درهما فهو غنی وذهب الثوری وابن المبارك وابن احمد بن حنبل وطائفة من
کہتے ہیں جسکے پاس چالیس درہم ہوں تو وه غنی ہے اور ثوری اور ابن مبارک اور احمد بن حنبل اور ایک جماعت علماء کا یہه مذہب ہے

العلماء الی ان من کان له خمسون درهما او قیمتها من الذهب لا یدفع الیه شیء من الزکوة وقالت الحنفیة
جسکے پاس پچاس درہم ہوں یا اوس قیمت کا سونا تو ایسے کو زکوۃ نہ دینی چاہیے اور علماء حنفیه کہتے ہیں

یجوز دفع الزکوة الی من یملك دون النصاب وان کان صحیحا مکتسبا مع قولهم من کان له قوت یومه
ایسی شخص کو زکوۃ دینی درست ہے جو مالک پوری نصاب کا نہو اگرچه بہلا چنگا کہاؤ کماؤ ہو باوجودیکه یہه بہی کہتے ہیں جسکی پاس ایک روز کا قوت ہووے

لا یحل له السوال وذکر فی الخانیة القدرة علی الغداء والعشاء یحرم سؤال الغداء والعشاء ویجوز معها سوال
اسکو سوال حلال نہیں ہے اور خانیه میں مذکور ہے که صبح شام کی کہانی کی قدرت صبح شام کا کہانا مانگنا حرام کردیتی ہے تسپر مانگنا کرته

الجبة والکساء وقال الزیلعی وکذا الفقیر القوی یحرم علیه السوال وروی ان عمر سمع سائلا یسئل بعد
اور چادر کا جایز ہے اور زیلعی کہتا ہے اور ایسی ہی ہٹی کٹی فقیر کو سوال کرنا حرام ہے اور روایت ہے که عمر رض نے سائل کو بعد مغرب کی مانگتے ہوئے سنا

المغرب فقال لواحد من خدامه عش الرجل فقام وعشاه ثم سمعه ثانیا یسئل فقال لخادمه الم اقل لك
سو اپنی ایک خادم سے کہا شام کی خوراک اس سائل کو دیدے وه اوٹہا اور دیدی پہر اوسکو دوباره سنا کہ مانگتا ہے پہر خادم سے کہا مینے تجہسے کہا نہیں تہا

عش الرجل فقال قد عشیته یا امیر المؤمنین فنظر عمر فاذا تحت ابطه مخلاة مملوة خبزا فقال انك لست
که اسکو شام کی خوراک دیدے عرض کیا یا امیر المؤمنین میں نے دیدی پہر عمر کیا دیکہتے ہیں کہ اوسکی بغل میں تہیلا روٹیوں سے بہرا ہوا ہے فرمایا تو ہرگز سائل نہیں ہے

بسائل بل انك تاجر ثم اخذ مخلاته ونثر ما فیها بین یدی ابل الصدقة وضرب بالدرة فلو لم یکن سواله
بلکه تو سوداگر ہے پہر اوسکا تہیلا لیکر جو اوسمیں تہا خیرات کی اونٹوں کی آگے بکہیر دیا اور اوسکو کوڑے سے تعزیر دی اب اسکو اگر سوال کرنا حرام نہوتا

حراما لما ضربه ولما اخذ مخلاته ونثر ما فیها بین یدی الابل اما ضربه فکان للتادیب فیجوز تادیب السائل
تو اوسکو کیوں مارتے اور اوسکا تہیلا لیکر اونٹوں کی آگے کیوں ڈالدیتے البته اوسکا مارنا تادیب کی لیے تہا سو سائل کی تادیب اور اوسکا

وزجره اذا کان سؤاله علی غیر وجه الشرع واما اخذ ماله فانه راه مستغنیا عن السؤال وعلم ان ما اعطاه
دہمکانا جب سوال برخلاف شرع کرتا ہو تو جایز ہے اور رہا اوسکی مال کا لیلینا سو اسلیے کہ اوسکو سوال سے غنی دیکہا اور جانا که جسنے اسکو دیا ہے

انما اعطاه علی اعتقاد انه محتاج وقد کان کاذبا فی اظهار الحاجة ولم یدخل فی ملکه باخذه مع التلبیس
محتاج سمجہه کر دیا ہے اور یہه سائل بیشک حاجتمندی ظاہر کرنے میں جہوٹہا تہا سو اسکی ملک میں نہیں آیا مکر سے جو لیا ہے

وعن عمر ... ورده الى اصحابه ... باعيانهم ... فلما ...

اور اب اوسکی تميز دشوار ہی ... مصالح مسلمين ...

المسلمين وابل الصدقة وعلفها من مصالح المسلمين بصرفه اليها فعلم من هذا ان السائل اذا تجاوز حد

واجب ہی اور صدقہ کی اونٹ اور اونکا کہانا مصالح مسلمين سی ہی سو اونکی آگی ڈالدیا حضرت عمر کی اس فعل سی معلوم ہوا کہ سائل اگر حد شرع سی تجاوز کری

الشرع يجوز زجره وتاديبه واما قوله تعالى واما السائل فلا تنهر فهذا في حق السائل المحتاج فان من كان

تو اوسکو زجر اور تاديب جايز ہی اور رہی يہہ آيت اور جو مانگتا ہو اوسکو نہ جھڑک سو يہہ حاجتمند سائل کی حق مين ہی بيشک جو شخص

يسئل لفاقة وحاجة وكان سواله على وجه الشرع يكون زجره معصية لكونه يريد الاخرة على ما قال ابرهيم النخعي

فاقہ اور حاجت کا مارا مانگتا ہو اور اوسکا سوال موافق شرع کی ہو تو ايسی کا زجر گناہ ہی کيونکہ وہ آخرت کا طالب ہی موافق قول ابراہيم نخعی کی

ان السائل يريد الاخرة الى باب احدكم فيقول تبعثون شيئا الى اهليكم وقال ابرهيم بن ادهم نعم القوم السؤال يحملون

کہ بيشک سائل آخرت کا طالب ہوتا ہی جو تمہاری دروازی پر آکر کہتا ہی کيا ديتی ہو کچہہ اپنی اہل کو اور ابراہيم بن ادہم کہتی ہين کيا خوب لوگ ہين مانگنی والی ہماری

زادنا الى الاخرة فاذا كان كذلك لا ينبغي ان يرد محروما بل ينبغي ان يعطى له شيئا ولو كان قليلا خيفة ان يكون

توشہ آخرت مين اوٹہا ليجاتی ہين جب حال يہہ ہی تو لايق نہين ہی کہ سائل محروم چلا جاوی بلکہ اوسکو کچہہ نہ کچہہ ديا چاہيی اگرچہ تہوڑا سا ہو وی ياين خوف شايد کہ

صادقا في اظهار الحاجة فيهلك من يرده محروما اذا قدر على اعطائه شيئا واما اذا لم يقدر على اعطائه شيئا فينبغي

کہ اپنی حاجت سچ بيان کرتا ہو پہر اوسکی خرابی ہی جو محروم ہٹا ديوی اگر کچہہ دی سکتا ہی اگر کچہہ دينی کا مقدور ہی نہين تو لايق يون ہی کہ اچھی نرم بات کہہ کر

له ان يرده برد جميل من القول ولا يزجره ولا يغلظ له القول الا اذا الح عليه فحينئذ يجوز زجره وتغليظ القول

ہٹا دی نہ جھڑکی ورنہ سخت بات کہی ہان اگر وہ الحاح کی جاوی تو جھڑکنا اور سخت کہنا جايز ہی

عليه كما قال بعض العلماء اذا سئل فقير من انسان شيئا فرده برد جميل من القول ثم الح عليه الفقير يجوز ان

چنانچہ بعضی علماء کہتی ہين جب فقير کسی شخص سی کچہہ مانگی پہر وہ اوسکو اچھی بات سی ٹالدی پہر فقير وہين گڑگڑانی جاوی تو جھڑک دينا

يزجره ويغلظ عليه القول بان يقول له ما هذا الالحاح خف الله تعالى ولا تؤذ الناس بالحاحك فان الالحاح

اور سخت کہنا جايز ہی کہ اسطور کہی يہہ کيا الحاح ہی خدا سی ڈر اپنی الحاح سی لوگون کو کيون ستاتا ہی بيشک الحاح

ممنوع وكذا السائل الذي يسئل في المسجد ويؤذي الناس بتخطي رقابهم لا ينبغي ان يتصدق عليه لانه اعانة

ممنوع ہی اور ايسی ہی جو سائل مسجد مين مانگتا ہو اور نمازيون کو ستا کر گردنون پر کودتا پہلانگتا ہو تو ايسی کو دينا اچھا نہين اسليی کہ يہہ مسجد مين گناہ کی

له على الاثم في المسجد كما قال قاضيخان في فتاواه لا ينبغي ان يتصدق على السائل في المسجد الجامع لان ذلك

امداد ہی چنانچہ قاضيخان اپنی فتاوی مين کہتا ہی بہتر نہين کہ مسجد جامع کی سائل کو خيرات ديجاوی کيونکہ نمازيون کی ستانی کی

اعانة له على اذى الناس وعن ابي نصر العياضي انه قال من اخرج السؤال من الجامع ارجو ان يغفر الله له

امداد ہی اور ابی نصر عياضی سی روايت ہی کہ کہتا ہی جو شخص سائل کو مسجد جامع سی باہر کردی مجہکو اميد ہی کہ خدا اوسکو بخشدی

باخراجهم من المسجد وعن خلف بن ايوب انه قال لو كنت قاضيا لم اقبل شهادة من يتصدق على السائل في

اونکو جو مسجد مين سی نکالديا اور خلف بن ايوب سی روايت ہی کہ کہتا تہا اگر مين قاضی ہوتا تو مسجد کی سائل کو خيرات دينی والی کی گواہی قبول نکرتا

المسجد وعن ابي بكر ابن اسمعيل انه قال هذا فلس واحد يحتاج الى سبعين فلسا ليكون تلك السبعون كفارة لذلك

اور ابی بکر بن اسماعيل سی روايت ہی کہ کہتا تہا يہہ ايک پيسہ ہی اس ايک پيسی کی واسطی ستر پيسی اور چاہئين تا کہ وہ ستر اس ايک پيسی کی کفارہ ہون

الفلس الواحد وعن ابي مطيع البلخي انه قال لا يحل للرجل ان يعطي سؤال المساجد لما فيه من الوعيد فان كان

اور ابو مطيع بلخی سی روايت ہی کہ کہتا تہا کہ مسجدون کی سائلون کو دينا کسيکو حلال نہين ہی کيونکہ اسمين وعيد آئی ہی پس اگر سائل

[illegible] الناس ... يمر بين يدي المصلي ويسئل لا مولا بد منه ولا يسئل ... [illegible]

لوگون کی گردن ... نمازیون کے سامنی کو ... [illegible]

عليه ... ان السؤال كانوا يسئلون على عهد رسول الله عليه الصلوة والسلام في المسجد حتى روي ان عليا

... رسول الله صلی الله علیه وسلم کی عهد مین بهی منگتی مسجد مین مانگا کرتی تهی یهان تک که روایت هی که علی رضی

تصدق بخاتمه وهو في الركوع فمدحه الله تعالى بقوله ويؤتون الزكوة وهم راكعون وذكر في نصاب الاحتساب

عین رکوع کی اندر اپنی انگوٹھی دیدیا اور الله تعالی اس آیت مین اونکی مدح کرتا هی اور دیتی هین زکوة اور وه رکوع کرتی هین اور نصاب الاحتساب مین مذکور هی

ان القاضي سئل عن التصدق على سؤال المسجد الجامع في وقت الخطبة وقبلها هل يجوز ام لا فقال لا في الخطبة

که قاضی ... حال صدقه کا پوچها مسجد جامع کی مانگنی والون پر عین خطبه کی وقت اور خطبه سی پہلی آیا جائز هی یا نهین قاضی نی جواب دیا

لا يجوز التصدق في حال من الاحوال وان خيف الهلاك على السائل لان في وقت الخطبة لا يجوز الصلوة التي هي

خطبه کی وقت تصدق کسی حالت مین جائز نهین هی اگرچه سائل مر تی لگی اسلئی که خطبه کی وقت نماز بهی جائز نهین هی جو تمام عبادات مین

راس العبادات واساسها ولا التسبيح والتهليل وقراءة القران فضلا عن التصدق واما قبل الخطبة فهي على

عمده اور عبادات کی بنیاد هی اور نه سبحان الله پڑهنا اور نه لا اله الا الله اور نه تلاوت قرآن صدقه کی تو کیا اصل هی اور خطبه سی پہلی اسکی

وجهين ان كان السائل يلزم مكانه ولا يدور من صف الى صف ولا يتخطى رقاب الناس فالتصدق عليه يجوز

دو حال هین اگر سائل اپنی جگه بیٹها هوا هی صفون کو چیرتا نهین پهرتا اور نه نمازیون کی گردنون پر کو جاتا هی تو ایسی کو دینا جائز هی

ويثاب عليه واما اذا كان يتخطى رقاب الناس فالتصدق عليه حرام ومن تصدق عليه يشاركه في وزره

اور ثواب هی اور جو وه سائل جو نمازیون کی گردنون پر کو جاوی سو ایسی کو دینا حرام هی اور جو شخص ایسی کو دیگا تو اوس سائل کی گناه مین

الذي يعتريه من المرور بين يدي المصلي وتشوش في القراءة وتخطي رقاب الناس وروي انه عليه الصلوة والسلام

جو اوسپر مصلیون کی سامنی . پهرنی سی اور قراءت مین خیال بٹانی سی اور نمازیون کی گردنون پر کو چلنی سی گناه هوتا هی اوسمین شریک هوگا اور روایت هی که نبی

قال اذا كان يوم القيمة ينادي مناد الا ليقم اعداء الله فلا يقوم الا سؤال المساجد لان المساجد انما بنيت

فرمایا جب قیامت کا روز هوگا تو منادی آواز دیگا سو خدا کی دشمن کهڑی هو جاؤ سو بجز مسجد کی منگتون کی کوئی نه کهڑا هوگا کیونکه مسجدین صرف نماز

للصلوة والذكر لا للسب والشكاية من الله تعالى فان الانسان اذا جاء دار ملك وهو جالس مع اصدقائه

اور یاد الٰهی کی واسطی بنی هین کمائی اور الله تعالی کی شکوه شکایت کی واسطی نهین هین بیشک کوئی انسان جب بادشاه کی دربار مین جاوی که وه اپنی دوستون مین بیٹها هو

فشكى منه بين يدي اصدقائه فانه يغضب عليه لا محالة فكذلك ههنا فعلى هذا كان القياس ان لا يجوز

پهر اوسکی شکایت اوسکی دوستون کی سامنی کرنی لگی تو وه بادشاه بیشک اوسپر غصه کریگا ایسی هی یهان اسکی موافق قیاس مین یون آتا هی که مسجد کی

التصدق على سؤال المساجد اصلا لما ذكرنا من المنقول والمعقول لكن استحسن في السائل الذي يسئل لحاجة

منگتون کو صدقه دینا هرگز جائز نهو ان دلائل عقلی اور نقلی سی جو مذکور هوچکی هین لیکن ایسی سائل کی لئی جو حاجتمند هووی

ولا يتخطى رقاب الناس ولا يسئل الحافا بالنصوص العامة في التصدق وفي حق السائل والحاصل ان السؤال

اور نمازیون کی گردنون پر کو نه جاتا هو اور لپٹ کر سوال نه کرتا هو استحسانا جائز هی کیونکه نصوص صدقه دینی مین اور سائل کی حق مین عام هین خلاصه یه هی که سوال مین

قد ورد فيه ما يدل على جوازه وما يدل على عدم جوازه فيكون قسمين احدهما جائز فيجوز الاعطاء لاجله

دونو طرح کی روایات هین بعضی سی جواز معلوم هوتا هی اور بعضی سی عدم جواز سو سوال دو قسم کا هوا ایک تو جائز سو اوسمین دینا بهی جائز هی

والاخر غير جائز فلا يجوز الاعطاء لاجله واذا لم يعلم حال السائل هل يسئل عن حاجة

اور دوسرا ممنوع اوسمین دینا بهی جائز نهین اور اگر سائل کا حال معلوم نهو که آیا حاجتمند هی

[illegible] وغير حاجة [illegible] غير [illegible] ترده

[illegible] حركت [illegible] مومن كو لازم ہی

محروما اذا قدر على اعطائه شيئا لا سيما ان يكون محتاجا فلا يفعل من نفسه ترده

بہائی دی اگر کچھ اوسکے دینی کا مقدور رکہتا ہی خصوصا وہ محتاج ہو [illegible] نہیں ہی

محروما اذا قدر على اعطائه شيئا وقد حكي عن بعض الفقراء انه ضعف من الجوع فقيل له لم لا تسئل والسوال

اگر کچھ دینی کی مقدور رکہتا ہو اور کسی فقیر کی حکایت ہی کہ وہ ماری بہوک کی ناتوان ہوگیا کسی نی کہا تو نی کیون نہین مانگا مجہکو

حلال عليك الان فقال اخاف ان اسئل الناس فيردوني محروما مع قدرتهم على الاعطاء فيهلكهم الله تعالى

تو اس حالت مین سوال کرنا حلال ہی او سنی کہا مجہکو یہہ ڈر ہی کہ مین لوگونسی مانگون پہر وہ مجہکو باوجود مقدور کی محروم رکہین اور اسپر اونکو اللہ تعالی ہلاک کردی

ثم ينبغي ان يعلم ان العلماء اذا سئلوا في مجلس علمهم شيئا عن الناس لا يحل لهم ذالك لكون ذلك اكتسابا بالعلم

یہہ سمجہنی کی بات ہی کہ اگر علما درس تدریس کی مجلس مین لوگونسی کوئی شی طلب کرین تو یہہ اونکو حلال نہین ہی کیونکہ علم اور طاعت سی کمائی ہی

والطاعة بسواء سئلوا لانفسهم او لغيرهم ومن السوال المذموم اهداء قليل لاخذ كثير كما يفعل في دعوة العرس

برابر ہی کہ اپنی لئی طلب کرین یا غیر کی واسطی اور ایک ڈہنگ سوال یہہ ہی کہ تہوڑا تحفہ دیکر بہت سا لیوی چنانچہ عرس اور ختنون کی دعوت

والختان واتخاذ الغنم لاجل النسل اذ قيل فيه نزل قوله تعالى ولا تمنن تستكثر ثم ينبغي ان يعلم ايضا انه عليه السلام

مین ہوتا ہی اور لی لینا غنم کا واسطی حصول نسل کی کیونکہ کہتی ہین کہ یہہ آیت اسی باب مین نازل ہوئی ہی اور نہ کر احسان کہ وہ زیادہ دی پہر یہہ بہی یاد رکہنا چاہئی کہ نبی علیہ السلام

قال لابي بكر وابي ذر وثوبان لا تسئل احدا شيئا وان سقط سوطك وكان ابو بكر وثوبان ينزلان عند سقوط

ابو بکر اور ابو ذر اور ثوبان سی فرمایا کسی سی کچہہ نہ مانگنا اگرچہ کوڑا گر پڑی اور ابو بکر اور ثوبان کا یہہ حال تہا کہ اگر انکا کوڑا لوگون کی

سوطهما في اجمع ما يكون من الناس ولا يقولان للشاة عندهما ناولونيه فدل هذا على ان حرمة السوال لا تقتصر

مجمع مین ہاتہہ سی گر پڑتا تو اتر کر اوٹہاتی کسی پاس کی پیادہ پا سی نہ کہتی ذرا کوڑا پکڑا دینا اس سی معلوم ہوا کہ سوال کی حرمت کچہہ مال پر منحصر نہین ہی

على سوال المال بل تعم الاستخدام وسوال النفقة عمن لا حق له فيه خصوصا ان كان صبيا او مملوكا للغير

بلکہ خدمت لینی کو بہی شامل ہی اور سوال نفقہ کو بہی ایسی شخص سی کہ اوسمین حقدار نہین خاص کر اگر بچہ نابالغ ہو یا غیر کا غلام ہو

اما صبي نفسه فيجوز استخدامه لتهذيبه وتاديبه وكذلك يجوز استخدام مملوكه واجيره وزوجته في مصالح

ہان اگر اپنا بچہ ہو تو اوس سی خدمت لینی واسطی تہذیب اور تادیب کی درست ہی اور ایسی ہی اپنی غلام سی اور مزدور سی خدمت لینی جائز ہی اور اپنی بی بی سی

داخل بيته وتلميذه باذنه ان كان بالغا وباذن وليه ان كان صبيا يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه

گہر کی اندر کی کاروبار مین اور اپنی شاگرد سی بشرط اجازت اگر بالغ ہو اور باجازت ولی کی اگر نابالغ ہو الہی ہمپر عمل موافق اپنی رضا کی آسان کر

المجلس السادس والسبعون في بيان حقوق المماليك على المولى وغيره من

چہتروین مجلس غلامون کی حقوق مین مولی پر اور سوا اوسکی

الاحكام قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للمملوك طعامه وكسوته ولا يكلف من العمل الا ما يطيق

اور احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا واسطی غلام کی ہی اوسکا کہانا اور پہنا اور طاقت سی زیادہ کام کی تکلیف نہ دیا جاوی

هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان المملوك عبدا كان او امة يجب على مولاه من

یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ مملوک کی لئی غلام ہو یا لونڈی خرچ بقدر کفایت

نفقته قدر ما يكفيه وكسوته قدر ما يحتاج اليه وليس له ان يكلفه من العمل الا ما يطيقونه كما قال في كتابه

اور کپڑا موافق حاجت کی مولی پر واجب ہی اور مولی کو نہین چاہئی کہ کاروبار مین ایسی تکلیف دی جو طاقت نہ رکہتا ہو اوسکی کم

لا يكلف الله نفسا الا وسعها [illegible]

الکریم لا یکلف الله نفسا الا وسعها کما فی البزازیة عن علی بن ابی طالب انه علیه السلام قال فی خطبته یا ایها الناس

اپنی کتاب بزرگ میں فرماتا ہی یعنی نہیں تکلیف دیتا کسی شخص کو مگر جو اوسکی گنجایش ہی اور بیشک علی بن ابی طالب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی خطبہ میں فرمایا ای لوگو

الله الله فیما ملکت ایمانکم فاطعموهم مما تاکلون والبسوهم مما تلبسون ولا تکلفوهم ما لا یطیقون فانهم لحم ودم

ڈرو الله سی الله سی یعنی اپنی غلام لونڈیوں کی حق میں پس اونکو کہلاؤ جو تم کہاتی ہو اور اونکو پہناؤ جو تم پہنتی ہو اور وہ تکلیف نہ دو جو اونسی نہو سکی کیونکہ وہ بہی گوشت اور خون ہیں

وخلق امثالکم فمن ظلمهم فانا خصمهم یوم القیامة والله حاکمهم وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال اخوانکم

تمہاری مثل پیدا ہوئی ہیں پہر جو اونپر ظلم کریگا تو قیامت کو میں اونکا دشمن ہونگا اور الله اونکا حاکم ہوگا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمہاری

جعلهم الله تعالی تحت ایدیکم فمن جعل الله تعالی اخاه تحت یدیه فلیطعمه مما یاکل ولیلبسه مما یلبس ولا

بہائی اونکو تمہاری ہاتہہ تلی کر دیا ہی سو الله تعالی نی جسکی ہاتہہ تلی یعنی فرمان بردار بہائی کو کر دیا ہی تو اوسکو وہ ہی کہانا دیوی جو آپ کہاتا ہی اور وہ ہی پہناوی جو آپ

یکلفه من العمل ما یغلبه فان کلفه ما یغلبه فلیعنه علیه فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان الممالیک

اور کام اتنی تکلیف کا نہ دیوی جو اوسپر غالب آجاوی اور اگر ایسی ہی تکلیف دی ہی تو اوسکی مدد کری بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ مملوک

من العبید والاماء اخوان لملاکهم اما من جهة کونهم من بنی ادم او من جهة کونهم مسلمین فمن کان

غلام لونڈیاں اپنی مالکوں کی بہائی ہیں یا اس جہت سی کہ سب بنی آدم ہیں یا اس جہت سی کہ مسلمان ہیں پہر جسکی ہاتہہ تلی اوسکا بہائی ہووی

اخوه تحت یده یجب علیه ان یطعمه مما یاکل ویلبسه مما یلبس ولا یکلفه من العمل الا ما یتمکن ان یخرج

تو اوسپر واجب ہی کہ اوسکو وہ ہی کہانا دیوی جو آپ کہاتا ہی اور وہ ہی پہناوی جو آپ پہنتا ہی اور نہ دیوی کام کہی جسکو وہ بہگتا سکی

من عهدته ویطیق ان یدوم علیه لا علی ما یطیق علیه یوما او یومین او اکثر ثم یعجز عنه بل ان کلفه امرا

اور اوسکو ہمیشہ کر لیا کری ایسا کام نہی کہ ایک دو دن یا کچہہ زیادہ کر کر پہر تہک رہی بلکہ اگر کوئی کار دشوار کہی

صعبا یعینه علیه ولا یجمع علیه عملین او اکثر مثل ان یامره بالخبز والطبخ والغسل لما روی ان رجلا دخل

تو اوسکی مدد کری اور دو کام یا زیادہ اوسپر نہ ڈالی مثلا اوسکو حکم کری روٹی پکا اور سالن پکا اور نہلا کیونکہ روایت ہی کہ ایک شخص سلمان کی

علی سلمان وهو یعجن فقال یا ابا عبد الله ما هذا فقال بعثت الخادم فی شغل فکرهت ان اجمع علیه

پاس آیا وہ آٹا گوندتی تہی اوسنی تعجب سی کہا یا ابا عبد الله یہہ کیا ہی جواب دیا میں غلام کو ایک کام بہیجا ہی مجہکو پسند نہیں آتا کہ اوسپر دو کام

عملین وقد جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال لا یدخل الجنة سیئ الملکة والمراد بسیئ الملکة من یسیئ

ڈالدوں اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا برا مالک جنت میں نہیں جاویگا اور مراد بری مالک سی وہ شخص ہی کہ اپنی غلام کی

مملوکه وذکر فی کتب الفقه ان المولی یجب علیه نفقة مملوکه فان ابی عن الانفاق علیه فان کان المملوک

ساتہہ برائی کری اور فقہ کی کتابوں میں مذکور ہی کہ غلام کا خرچ مولی کی ذمہ واجب ہی پہر اگر مولی اوسکی خرچ سی انکار کری تو وہ غلام اگر

قادرا علی الکسب یؤمر المولی ببیعه لما روی عن ابی ذر انه علیه السلام قال من لائمکم من مملوکیکم فاطعموهم

کما سکتا ہی تو قاضی مولی سی کہی کہ اوسکو بیچ ڈال کیونکہ ابو ذر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو غلام تمہاری موافق ہو تو اوسکو اپنی کہانی میں سی

مما تاکلون واکسوهم مما تکسون ومن لا یلائمکم منهم فبیعوهم فلا تعذبوا خلق الله تعالی یعنی ان من کان من

کہلاؤ اور اپنی کپڑوں میں سی کپڑا پہناؤ اور جو موافق نہو اوسکو بیچ ڈالو الله کی بندوں پر عذاب مت کرو مراد یہہ ہی کہ جونسا

مملوکیکم موافقا لکم فاحسنوا الیهم ومن لم یکن منهم موافقا لکم فبیعوهم ولا تعذبوهم وذکر الفقیه ابو اللیث

غلام تمہاری موافق ہووی تو اوسکی ساتہہ سلائی کرو اور جو تمہاری موافق نہیں ہی تو اوسکو بیچ ڈالو اونکو عذاب مت کرو اور فقیہ ابو اللیث

فی التنبیه عن عطاء بن یسار ان ابا ذر ضرب وجه غلام له فاستعدی علیه النبی علیه السلام قال لا تضرب

تنبیہ الغافلین میں عطاء ابن یسار سی روایت کرتی ہیں کہ ابو ذر نی اپنی غلام کی منہہ پر مارا سو نبی علیہ السلام نی اوسکی فریاد رسی کی فرمایا مسلمان کی منہہ پر مت مارو

وجع المسلمين واطعموهم مما تأكلون والبسوهم مما تلبسون قال جابر ابو كبير فيبعثهم [illegible]

[illegible] اونکو کہلاؤ جو تم کہاتی ہو اور پہناؤ جو تم پہنتی ہو [illegible]

انه قال كنت اضرب غلاما فسمعت من خلفي صوتا اعلم ابا مسعود لله اقدر عليك منك عليه

کہ وہ کہتی ہین کہ مین اپنی غلام کو مارتا تہا سو مینی اپنی پیچہی سی یہہ آواز سنی سمجہہ لی ای ابو مسعود اللہ تجہپر بہت قادر ہی بہ نسبت تیری اس غلام پہ

فالتفت فاذا هو رسول الله عليه السلام فقلت هو حر لوجه الله تعالى فقال عليه السلام اما لو لم تفعل للفحتك

مینی جو او دہر دیکہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہی مینی عرض کیا یہہ واسطی خدا کی آزاد ہی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اگر تو یون نکرتا تو البتہ جہو

النار او لمستك النار وفي حديث اخر رواه ابن عمر انه عليه الصلوة والسلام قال من ضرب غلاما له حدا

لگتی یا یہہ فرمایا بیشک تجہکو آگ لگتی اور ایک اور حدیث مین ہی ابن عمر کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی اپنی غلام کو ناحق حد ماری

لم يأته او لطمه فان كفارته ان يعتقه يعني ان من ضرب غلامه على ذنب لم يفعلها او لطمه فاثر ذلك

یا طمانچہ مارا تو اوسکا کفارہ یہہ ہی کہ اوسکو آزاد کر دی مراد یہہ ہی کہ جسنی اپنی غلام کو خطا کی بہانہ مارا جو اوس سی نہین ہوئی یا طمانچہ مارا تو اوس مار کا نشان

الضرب لا يزول الا باعتاقه هذا اذا لم يصدر عنه ذنب واما اذا صدر عنه ذنب فقد رخص النبي عليه السلام

بدون آزادگی نہین جاتا یہہ اوس صورت مین ہی کہ اوس سی خطا نہوئی ہو اور اگر اوسنی خطا کی ہو تو بیشک نبی علیہ السلام نی اجازت دی ہی

في تاديبه بقدر ذنبه فان العقوبة بالضرب على وجه التعزير ينبغي ان لا يبلغ حد اقل الحد واقله اربعون

کہ بمقدار گناہ کی ادب دیا چاہیئی کیونکہ بطور تعزیر کی مار کر سزا دینی بہتر یہہ ہی کہ کم سی کم حد کی نہو جاوی اور حد کی کم سی کم چالیس درہ ہین.

سوطا وهو حد العبيد والاماء في القذف والشرب فينبغي ان يكون التعزير عند ابي حنيفة اقل من ذلك

اور یہہ حد غلام لونڈیون کی ہی گالی دینی اور شراب خواری مین اب سزاوار یہہ ہی کہ امام ابو حنیفہ کی نزدیک تعزیر اس مقدار سی کم ہو

بان يكون اكثره تسعة وثلثون سوطا واقله ثلثة وانما كان اقله ثلثة اذ باقل منها لا يقع الزجر فيضربه

یعنی زیادہ سی زیادہ انتالیس درہ ہون اور کم سی کم تین درہ اور کم سی کم تین اسلئی ہین کہ اس سی کمتر مین کچہہ دہمکی نہین ہوتی پہر تین سی لیکر

منها الى تسعة وثلثين قدر ما يرى انه يزجر منه لكن لا يضربه عند غضبه بل يضربه بعد انتفاء غضبه

انتالیس تک اختیار ہی جتنی مین دیکہی کہ اب مان گیا لیکن اوسکو غصہ کی وقت نہ ماری بلکہ جب غصہ جاتا رہی تو ماری

اذ قد يضربه بالغضب زيادة على قدر ذنبه فيؤخذ بقدر الزيادة يوم القيمة بل ينبغي له عند غضبه عليه

اسواسطی کہ غصہ مین شاید کہ گناہ سی زیادہ مار بیٹہی پہر اوس بڑہتی کی بدلہ قیامت کی دن مواخذہ ہووی بلکہ یون چاہیئی کہ جب غلام پر کسی

بجرم وخيانة ان يتفكر في معاصيه وجناياته على الله تعالى وتقصيره في طاعة الله تعالى ويرى تقصير مملوكه

جرم اور خیانت سی غصہ آوی تو فکر کری کہ مینی اللہ تعالی کی گناہ کتنی کئی ہین اور طاعت الہی مین کیا کیا قصور کیا ہی پہر مملوک کی تقصیر

في خدمته ناشيا من تقصيره في خدمة خالقه ويعفو عنه في اليوم والليلة سبعين مرة لما روي عن عبد الله

اپنی خدمت مین دیکہہ کر خیال کری کہ یہہ خدمت خالق کی تقصیر کا وبال ہی اور رات دن مین اوسکی ستر خطائین معاف کر دیا کری کہ اسواسطی کہ عبد اللہ

بن عمرو ان رجلا جاء الى النبي عليه السلام فقال يا رسول الله كم نعفو عن الخادم فسكت ثم اعاد الكلام فصمت

بن عمرو سی روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی آکر پوچہا یا رسول اللہ ہم خادم کو کئی بار معاف کر دیا کرین آپ چپ ہو رہی اوس نی دوبارہ عرض کیا آپ پہر چپ رہی

فلما كانت الثالثة قال اعفوا في كل يوم سبعين مرة وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال اذا ضرب

پہر جب تیسری بار عرض کیا تو فرمایا ہر روز ستر بار معاف کیا کرو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب تم مین سی کوئی

احدكم خادمه فذكر الله تعالى فليمسك اي ينحي عنه بالعفو ويتذكر قصاص يوم القيمة ولا يضربه على زلة

اپنی غلام کو ماری اور وہ اللہ کا نام لیوی تو چاہیئی کہ باز رہی یعنی معاف کر کی الگ ہو جاوی اور قیامت کی دن کا قصاص یاد کری اور اوسکو ادنی لغزش

يقطعان ولا على كسر الاناء لما روي عن كعب بن عجرة انه عليه السلام قال لا تضربوا اماءكم على كسر انائكم
اور بہول پر نہ مارو اور نہ برتن کے ٹوٹنے پر کیونکہ کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اپنی لونڈیوں کو برتن ٹوٹنے پر مت مارا کرو

فان لها اجالا كاجال الناس وفي حديث اخر رواه الصعق انه عليه السلام قال لا تغضبوا ولا تسخطوا في
کیونکہ برتنوں کی بھی عمر ہوتی ہے جیسے آدمیوں کی اور ایک اور حدیث میں آیا ہے صعق کی روایت سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا برتن ٹوٹنے پر غصہ مت کرو اور مت جہنجلاؤ

كسر الانية فان لها اجالا كاجال الانس وقد حكي ان ميمون بن مهران كان عنده ضيف فاستعجل على جاريته بالعشاء
بیشک برتنوں کی عمریں ہیں انسانوں کی سی اور حکایت ہے کہ میمون ابن مہران کے پاس مہمان آ گیا اونے جلدی کی اپنی لونڈی کو تا شام کا کہانا منگایا

فجاءت مسرعة وفي يدها قصعة مملوة بطعام حار فعثرت واراقتها على راس سيدها قال سيدها احرقتني يا جارية
وہ بہاگی آئی اور اوسکی ہاتھ میں پیالہ گرم گرم کہانے کا بہرا ہوا تہا سو پہسل کر گر پڑی اور وہ کہانا مولی کی سر پر گر گیا مولی نے کہا ای لونڈی تونے مجھکو جلا دیا

فقالت الجارية يا معلم الخير ويا مؤدب الناس ارجع الى ما يقول الله تعالى قال ما يقول الله تعالى قالت يقول
وہ لونڈی بولی ای معلم الخیر اور ای مؤدب الناس خیال تو کر اللہ تعالی کیا فرماتا ہے مولی نے کہا اللہ تعالی کیا کہتا ہے بولی فرماتا ہے

والكاظمين الغيظ فقال كظمت غيظي قال زد فان الله تعالى يقول والعافين عن الناس قال قد عفوت
اور دبا لیتے ہیں غصہ میمون نے کہا میں نے اپنا غصہ دبا لیا لونڈی بولی زیادہ کر اللہ تعالی فرماتا ہے اور معاف کرتے ہیں لوگوں کو میمون نے کہا میں نے تجھکو معاف کیا

عنك قالت ان الله تعالى يقول والله يحب المحسنين قال انت حرة لوجه الله تعالى وقيل للاحنف
لونڈی نے کہا اللہ تعالی فرماتا ہے اور اللہ چاہتا ہے نیکی والوں کو میمون نے کہا تو واسطے خدا کے آزاد ہے اور احنف بن قیس سے

بن قيس ممن تعلمت الحلم قال من قيس بن عاصم انه كان في داره جالسا اذ اتت جاريته بسفود عليه شواء فسقط
کسی نے پوچہا تو نے حلم کس سے سیکہا ہے کہا قیس بن عاصم سے وہ اپنے گہر میں بیٹہا تہا چانچک اوسکی لونڈی کباب کی جلتی ہوئی سیخ لئی ہوئی آئی سو وہ سیخ اوسکی ہاتھ سے

من يدها السفود على ابن له فعقره فمات فدهشت الجارية فقال لا يسكن روع هذه الجارية الا العتق فقال
چہوٹ کر قیس کی بیٹے پر گر پڑی اوسکو زخمی کر دیا پہر وہ مر گیا اسمیں وہ لونڈی بہوچکارہ گئی پہر قیس نے کہا اس لونڈی کا خوف بدون آزاد ہوئے نہیں جاویگا پہر کہا

انت حرة لوجه الله تعالى يا جارية لا باس عليك وروي عن ابي امامة انه عليه الصلوة والسلام وهب لعلي
ای جاریہ تو واسطے خدا کے آزاد ہے ڈر مت اور ابو امامہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت علی کو ایک غلام دیا

غلاما فقال له لا تضربه فاني نهيت عن ضرب اهل الصلوة وقد رايته يصلي فانه عليه السلام اشار في
اور فرمایا اسکو مارنا مت کیونکہ مجھکو نمازی کی مار ڈالنے سے ممانعت ہوئی ہے اور میں نے اسکو نماز پڑہتے دیکہا ہے بیشک نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں اشارہ

هذا الحديث ان المصلي لا ياتي غالبا بما يستحق الضرب لان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر وروي عن الحسن البصري
فرمایا کہ نمازی اکثر ایسی خطا نہیں کرتا جسمیں مار کہاوے اسلئے کہ نماز فحشاء اور منکرات سے بچا رکہتی ہے اور حسن بصری سے روایت ہے

انه سئل عن مملوك يرسله مولاه في حاجة وتحضره صلوة الجماعة او الجمعة باي ذلك يبدا قال بحاجة مولاه
کہ اونسے کسی نے حال غلام کا پوچہا کہ اوسکو مولی کسی کام کو بہیجے اور اوسکو جماعت کی یا جمعہ کی نماز پیش آ جاوے تو اب کیا کرے جواب دیا مولی کا کام

قال الفقيه ابو الليث هذا اذا كان في الوقت سعة ولا يخاف فوت الصلوة واما اذا خاف فوتها فلا يجوز له
فقیہ ابو اللیث کہتے ہیں یہہ جب ہے کہ وقت میں گنجایش ہو اور نماز کی فوت کا خوف نہو اور اگر فوت کا خوف ہو تو پہر نماز کی وقت سے تاخیر

تاخيرها عن وقتها لما روي انه عليه السلام قال لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق وذكر في المظهر ان السيد
جایز نہیں ہے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا خدا کی گناہ میں بندہ کی تابعداری نہیں ہے اور مظہر میں مذکور ہے کہ مولی کو

لا يجوز له ان يمنع عبده عن اداء فرائض الله تعالى لاجل خدمته واذا ادى العبد فرائض الله تعالى لا يجوز
جایز نہیں ہے کہ غلام کو اپنی خدمت کی نظر سے فرایض الہی ادا نکرنے دے اور غلام جب فرایض الہی ادا کر چکے تو اوسکو جایز نہیں ہے

له ان يترك خدمة سيده ويشتغل بعبادة غير واجبة عليه الا ان ياذن له [illegible] حتى لو احرم

کہ مولی کی خدمت چھوڑ کر عبادت غیر واجبی کرنی لگی   الیتہ اگر اسکا مولی   اجازت دیوی تو مضائقہ نہیں یہان تک کہ [illegible]

للحج بغير اذن سيده يجوز للسيد ان يخرجه من الاحرام ويمنعه عن اتمام الحج ولو حج وفات عنه خدمة

لئی احرام باندہا تو مولی کو جایز ہی کہ اوسکو احرام مین سی نکال لی حج پورا نہ کرنی دی   اور اگر غلام نی حج کیا اور اوسمین خدمت مولی کی فوت ہوگئی

سيده يكون اثما وكذا يجوز لسيده ان يمنعه عن صلوة النفل وصوم النفل ولا يجوز له ان يمنعه

تو گنہگار ہوگا   اور ایسی ہی مولی کو جایز ہی کہ غلام کو نماز نفل اور روزہ نفل سی روکدی اور مولی کو یہہ جایز نہین ہی کہ تشہد اور الحمد

عن تعلم التشهد والفاتحة وعدة سورة من القران وفرائض الصلوة والصوم لان هذه الاشياء واجبة

اور چند سورتین قرآن کی اور فرایض نماز روزہ کی نہ سیکہنی دی اسلئی کہ یہہ سب واجب ہین

لا يجوز اهمالها بخلاف غيرها وينبغي للعبد ان يغتنم ايام رقه لما روي انه عليه السلام قال اذا نصح العبد لسيده

انکا ترک جایز نہین ہی اس سی علاوہ کا ترک مضائقہ نہین اور غلام کو چاہئی کہ اپنی غلامی کا زمانہ غنیمت سمجہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب غلام اپنی

واحسن عبادة ربه كان له الاجر مرتين وفي حديث اخر انه عليه السلام قال نعما للمملوك ان يتوفاه الله تعالى

اور عبادت اپنی رب کی اچہی ادا کرتا ہی تو اوسکو دوہرا ثواب ہوتا ہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کیا اچہا غلام ہی جسکو اللہ تعالی وفات دی

يحسن عبادة ربه وطاعة سيده نعماله وقد روي انه عليه السلام قال في وعيد الابق من مولاه اذا

کہ رب کی عبادت اور مولی کی اطاعت اچہی کر گیا اوسکی نعمت ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی غلام کی حق مین جو مولی سی بہاگ جاوی فرمایا جب غلام بہاگ جاتا ہی

ابق العبد لم يقبل له صلوة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ايما عبد ابق برئت منه الذمة وينبغي

تو اوسکی نماز قبول نہین ہوتی   اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو غلام بہاگ جاتا ہی اوس سی ذمہ خالی ہی   اور مولی کو

للمولى اذا طالت مدة مملوكه في خدمته ان يعتقه لعله ينجو به مما بقي عليه من حقوقه ومظالمه راسا

لازم ہی کہ جب غلام کو خدمت کرتی ہوئی مدت دراز ہوجاوی تو اوسکو ازاد کردی کیا بعید ہی کہ اسکی سبب باقی حقوق اور مظالم سی برابر برابر بچ جاوی

براس ولعل الله تعالى يعتق بكل عضو منه عضوا منه لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال

شاید کہ اللہ تعالی غلام کی ہر عضو کی بدلہ اسکی اعضا کو ازاد کردی   کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

من اعتق رقبة مسلمة اعتق الله تعالى بكل عضو منه عضوا من النار حتى فرجه بفرجه وفيه اشارة

جسنی غلام مسلمان ازاد کیا تو اللہ تعالی اوسکی ہر عضو کی بدلہ اسکی اعضا آگ سی آزاد کریگا   یہان تک کہ اسکی شرمگاہ اوسکی شرمگاہ کی بدلہ اسمین یہہ اشارہ ہی

الى استحباب اعتاق كامل الاعضاء بان لا يكون مجبوبا او خصيا اتماما للمقابلة اذ فهم منه انه تعالى

کہ ازاد کرنیکا حق یہہ ہی کہ اعضا کامل ہون   ایسا   کہ ذکر بریدہ   یا خوجہ نہو تا کہ پورا مقابلہ ہوجاوی اسلئی کہ اس حدیث سی یون معلوم ہوتی

يعتق فرج المعتق من النار بمقابلة اعتاق فرج مملوكه من الرق ولذلك قيل المستحب ان يعتق الرجل

کہ اللہ تعالی معتق کی شرمگاہ آگ سی ازاد کردیتا ہی بدلہ مین ازادگی شرمگاہ غلام کی غلامی کا اسیلئی کہتی ہین کہ مستحب یہہ ہی کہ مرد تو غلام ازاد کیا کری

عبدا والمراة امة تحقيقا للمقابلة وكذا ينبغي للسيد اذا اتى مملوكه بطعام قد اصلحه ان يقعده معه

اور عورت لونڈی تاکہ مقابلہ ثابت ہوجاوی اور ایسی ہی سید کو لازم ہی کہ جب غلام کہانا پکا کر لاوی تو اوسکو اپنی ساتہہ دسترخوان پر بٹہالی

على الخوان وان لم يقعده يعطيه لقمة ويقول له كل هذه لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام

اور اگر نہ بٹہاوی تو ایک لقمہ ہی دیدی   اور کہدی کہ لی کہالی   کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال اذا صنع لاحدكم خادمه طعامه ثم جاء به وقد ولي حره ودخانه فليقعده معه فلياكل وان

جب تمہاری لئی غلام کہانا پکاوی   پہر لیکر آوی   اور بیشک اوسنی گرمی اوٹہائی اور دہوان کہایا تو چاہئی کہ اوسکو کہانی کو ساتہہ بٹہالی اور اگر

كان الطعام مستقذرها فليقعده معه فان ابى فليضع في يده منه اكلة او اكلتين وفي الفتاوى رجل لا ينفق على عبده
کہانا بہت ہوں اور کہانا تہوڑا ہو تو اوسکی ہاتھ پر دو نہین سی ایک یا دو لقمین رکہدی اور فتاوی مین ہی کہ ایک شخص غلام کا خرچ نہین اوٹہاتا

ان كان العبد قادرا على الكسب لا ياكل من مال مولاه بلا رضاه وان لم يكن قادرا على الكسب او منعه
اگر وہ غلام کما سکتا ہی تو مولی کی مال مین سی اوسکی بلا رضا نہ کہاوی اور اگر کما نہین سکتا یا مولی کمانی نہین

مولاه عن الكسب يجوز له ان ياكل من مال مولاه بلا رضاه والامة تاكل مطلقا روي عن ام سلمة رض
دیتا تو سب جایز ہی کہ مولی کی مال مین سی بلا اجازت کہالی اور لونڈی بہرحال کہایا کری ام سلمہ سی روایت ہی

انه عليه السلام كان يقول في مرضه الصلوة وما ملكت ايمانكم فانه عليه السلام قرن المماليك بالصلوة
کہ نبی علیہ السلام مرض کی حالت مین فرماتی تہی نماز کی اور مملوک کی حفاظت کرو بیشک نبی علیہ السلام نی ممالیک کو نماز کی ساتہہ ملاکر

وامر بحفظهم كما امر بحفظها ليعلم ان القيام بمقدار حاجتهم من الطعام واللباس وتعلم الدين واجب
انکی حفاظت کا حکم دیا جیسی نماز کی حفاظت کا تاکہ معلوم ہو کہ ممالیک کی خدمت بقدر حاجت کہانی پہنی اور دین سیکہنی کی مالکون کی ذمہ

على من يملكهم كما يجب الصلوة عليهم فان المسلم كما يجب عليه نفقة عبيده واماته قدر ما يكفيهم كذلك
ایسی واجب ہی جیسی اونپر نماز واجب ہی بیشک مسلمان پر جیسی خرچ غلاموں اور لونڈیوں کا بقدر کفایت واجب ہی ایسی ہی

يجب عليه ان يعلمهم ما فرض الله تعالى عليهم وما نهاهم عنه فان هذا امر قد اهمل اكثر العلماء في هذا
اوسپر یہہ واجب ہی کہ سیکہاوی اللہ تعالی نی کیا کیا اونپر فرض کیا ہی اور کیا کیا منع کیا ہی بیشک یہہ ایسا کام ہی کہ اس زمانہ مین اکثر علماؤنی چہوڑ دیا ہی

الزمان فضلا عن العوام فان العبيد والاماء في هذا الزمان لا يقصدون بالتعليم اصلا بل انما يقصدون
عوام کو کیا روئین بیشک غلام لونڈیان اس زمانہ مین دین سیکہنی کا ارادہ ہرگز نہین کرتی بلکہ بجز مقاصد

لقضاء المآرب الدنيوية فقط كانهم عند ملاكهم حيوان بهيمي لا تكليف عليهم فان كثيرا ممن يدعي
دنیوی کی کچہہ ارادہ نہین کرتی گویا وہ اپنی مالکون کی پاس بیل ڈنگر ہین اونکی ذمہ احکام شرعی نہین ہین بیشک اس زمانہ مین اکثر شخص جو اسلام کا

الاسلام في هذا الزمان يكون عنده عبيد واماء فلا يامرهم بواجب ولا ينهاهم عن حرام بل يكون العبد و
دعوی کرتی ہین اونکی پاس غلام لونڈیان ہین پہر اونکو کسی واجب کا حکم کرتی ہین اور نہ حرام ہی روکتی ہین بلکہ غلام لونڈیون کو

الجارية في ملكه عدة سنين لا يصليان الصلوة المفروضة ويرتكبان امورا كثيرة من المناهي والمنكرات
اونکی ملک مین کتنی برس گذر جاتی ہین کہ فرض نماز نہین پڑہتی اور بہتیری اعمال مناہی اور منکرات کی جاتی ہین

وهو يراهما ويتغافل عنهما ويظن ان اثمهما عليهما لا عليه ولا يعلم ذلك المسكين انه مؤاخذ بما صدر عنهما
او میان دیکہا کرتی ہین اور کچہہ نہین کہتی اس خیال مین ہین کہ ادنکا گناہ اونہی پر ہی مجہپر نہین ہی اور بیچارہ کو یہہ خبر نہین کہ جو گناہ اونسی ہوگا وہ اسمین پکڑا جاویگا

ومسئول عنه ومعاقب عليه يوم القيمة لما روي عن عمر بن الخطاب انه عليه السلام قال كلكم راع
اور اوسی پوچہہ ہوگی اور قیامت کی دن اوسپر عذاب ہوگا کیونکہ عمر بن الخطاب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تم سب نگہبان ہو

وكلكم مسئول عن رعيته فاذا علم الانسان ان يسئل عن عبيده وامائه يوم القيمة لا يتركهم كالبهائم
اور نگہبانی کی سب سی پوچہہ ہوگی جب آدمی کو یہہ معلوم ہو کہ قیامت کو غلام لونڈیوں کی مجہسی پوچہہ ہوگی تو اونکو شتر بی مہار

المرسلة بلا ضابط ديني ولا زاجر شرعي بل يشدهم بزمام الشريعة ويقيدهم بالاحكام الدينية ويصونهم
بی ضابطہ دینی اور بغیر زاجر شرعی کی کیون چہوڑی بلکہ اونکو شریعت کی رسی مین باندہی اور احکام دینی مین گہیری اور عذاب اخروی کی

عن موجبات العقوبات الاخروية اذ قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا قوا انفسكم واهليكم نارا فان اهل
اسباب سی بچاوی اللہ تعالی فرماتا ہی ای ایمان والو بچاؤ اپنی جانون کو اور اپنی گہروالون کو اس آگ سی بیشک لفظ اہل کا

وان كان الاصل فيه ان يطلق على القرابة لكن يطلق على الاتباع ايضا ولا يبعد ان يكون المراد بها ههنا
اگرچہ اصل میں قرابت دار پر بولتی ہیں لیکن اتباع کو بھی آتی ہے اور کیا بعید ہے کہ یہاں عموم کی جہت سے

المعنى لعمومه فعلى هذا يجب على المؤمن ان يعلم عبيده واماءه من احكام الاسلام قدر ما يجب عليهم
یہ ہی معنی مراد ہوں اس تقریر کی موافق مؤمن پر واجب ہی کہ اپنی غلام لونڈیوں کو احکام دینی جس قدر او نپر واجب ہیں سیکہا دوی

ثم يأمرهم باداء الفرائض والواجبات وينهيهم عن ارتكاب المعاصي والمحرمات بالرفق اولا فان ابوا
پہر او نسی فرائض اور واجبات ادا کرای اور معاصی اور محرمات پر چلنی کو نرمی سی منع کردی پہلی تو نرمی ہی پہر اگر نہ مانیں

يغلظ الكلام عليهم فان ابوا يضربهم فمن لم يدخل منهم طريق الصلاح بعد ذلك يبيعه لانه مادام
تو سختی سی دہمکا کر پہر بہی اگر باز نہ آویں تو مار کر پہر بہی اگر کوئی ان میں سی طریقہ خوبی کا نہ لی تو اوسکو بیچ ڈالی اسلئی کہ جب تک اسکی ملک

في ملكه يجب عليه حفظه كما قال قاضيخان في فتاويه رجل له عبد مريض لا يقدر على الوضوء عن
مین رہی گا اوسکی حفاظت کا ذمہ دار ہی چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی میں کہتی ہیں ایک شخص کی پاس غلام بیمار ہی وضو نہیں کرسکتا

محمد يجب على المولى ان يوضيه لانه مادام في ملكه كان عليه تعاهده لكن ينبغي ان يعلم ان المولى و
امام محمد سی ہی کہ مولی پر وضو کرانا واجب ہی اسلئی کہ جبتک اسکی ملک مین ہی تب تک اوسکا ذمہ دار ہی لیکن سمجھنا چاہئی کہ مولی کو اگرچہ غلام کا مارنا

ان جاز له ان يضرب عبده اذا اتى بما لا يوجب الحد لكن اذا اتى بما يوجب الحد فليس له ان يقيم عليه
جائز ہی اگر وہ ایسی خطا کری کہ جسمین حد نہ آتی ہو لیکن اگر ایسا کام کریگا جسمین حد آتی ہو تو مولی کو اختیار نہیں ہی کہ مقدمہ پیش کئی پر جبتک حاکم

الحد الا باذن الحاكم بعد المرافعة اليه وثبوته عنده فاذا اقام عليه الحد ولم ينزجر يبيعه ولو بثمن بخس
ثابت کرکے حکم نہ دی اسپر حد جاری کری پہر جب اوسپر حد جاری ہو چکی تو بہی نہ باز آوی تو بیچ ڈالی اگرچہ کم داموں سستا

لما روي عن ابي هريرة رض انه قال اذا زنت امة احدكم فتبين زناها فليجلدها بحد ولا يثرب عليها ثم ان
اسواسطی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب کسیکی لونڈی زنا کری اور وہ ظاہر ہوجاوی تو اوسکو حد مارنی چاہئی اور اوسکو کچہ سرزنش نہ کری پہر اگر

زنت فليجلدها بحد ولا يثرب عليها ثم ان زنت الثالثة فليبعها ولو بحبل من شعر وفي ذكر الامة على الاطلاق
دوبارہ زنا کری تو پہر حد مارنی چاہئی اور کچہ سرزنش نہ کری پہر اگر تیسری دفعہ زنا کری تو اوسکو بیچ ڈالی اگرچہ بدلہ بال کی رسی کی اور مطلق لونڈی کی ذکر کرنی میں

اشعار بان حدها منكوحة كانت او غيرها الجلد لا انه نصف جلد الحرائر لقوله تعالى فان اتين بفاحشة
یہہ اشارہ ہی کہ لونڈی کی حد منکوحہ ہو یا غیر منکوحہ درّہ ہیں اتنا ہی کہ آزاد عورت سی آدہی بدلیل اس آیت کی پہر اگر کریں بیحیائی کا کام

فعليهن نصف ما على المحصنات من العذاب والمراد بالفاحشة في الاية الزنا وبالمحصنات الحرائر وبالعذاب
تو اونپر ہی آدہی اوس مار جو بیبیوں پر مقرر ہی اور مراد لفظ فاحشہ سی اس آیت مین زنا ہی اور محصنات سی مراد آزاد عورتیں ہیں اور عذاب سی مراد

الجلد لا الرجم لانه لا يتنصف واستدل الشافعي بهذا الحديث على ان للمولى اقامة الحد على مملوكه وقال
درّہ ہیں سنگسار نہیں ہی کیونکہ سنگساری کا آدہا نہیں ہی اور امام شافعی نی اس حدیث سی استدلال کیا ہی کہ مولی کو اپنی غلام پر حد جاری کرنیکا اختیار ہی اور

الحنفيون ليس له ذلك الا باذن الامام لقوله عليه السلام اربع الى الولاة وذكر منها الحدود والولاة جمع الوالي
حنفی کہتی ہیں کہ بدون اذن امام کی مولی کو اختیار نہیں ہی بدلیل اس حدیث کی کہ چار باتیں والیوں کی اختیار میں ہیں اونہی میں حدود کو ذکر کیا اور ولاۃ جمع والی کی ہی

وهو اذا اطلق ينصرف الى من له ولاية عامة وهو السلطان او نائبه واما التصريح بالنهي عن التثريب
اور اسکو جب قید بولتی ہیں تو وہ حاکم مراد ہوتا ہی جسکو حکومت عام ہو یعنی بادشاہ یا اوسکا نائب اور صریح ممانعت سرزنش سی لونڈیوں کو

عليها بعد الامر بجلدها فلان عقوبة الزنا قبل ان يشرع الجلد كان التثريب وهو التوبيخ والتعيير
بعد حکم دینی درّہ زنی کی اسواسطی ہی کہ زنا کی عقوبت درّہ مقرر ہونی سی پہلی تثریب تہی یعنی جہڑکنا اور شرم دلانی

فیکون معنی الحدیث لا یقتصر علی تعییرها بل لیقم علیها الحد وقیل معناه لا تثریب علیها بعد اقامة الحد
تو معنی حدیث کی یہہ ہوئی کہ سرزنش پر اکتفا نکریں بلکہ اوسپر حد جاری کیجاوی اور بعضی کہتی ہیں اسکی معنی یہہ ہیں کہ جب حد جاری ہوچکی تو اب سرزنش نہیں ہی

علیها واما الامر ببیعها فی الثالثة فلما فیه من ترک المخالطة مع الفساق واهل المعاصی فان قیل کیف یکره
اور اسکا حکم بیچنیکا تیسری دفعہ میں آئی ہی کہ اسمین فساق اور فجار کا ملاپ اور صحبت چہوٹتی ہی پہر اگر کوئی اعتراض کری یہہ کیونکر ہی

شیئا لنفسه ویرتضیه لاخیه المسلم مع انه علیه السلام قال لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب
کہ ایک شی کو اپنی لئی برا سمجہی اور بہائی مسلمان کی لئی پسند کری باوجودیکہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی مومن ہوگا کوئی تم مین سی جبتک کہ پسند کری واسطی بہائی

لنفسه فالجواب انه یبیعها علی قصد ان تستعف عند مشتریها بضبطها او بالاحسان الیها والتوسعة علیها
سلمان کی جو اپنی لئی تو اسکا جواب یہہ ہی کہ اس نیت سی بیچی کہ مشتری کی پاس جا کر اوسکی ضبط یا احسان کرنی سی اور فراخی برتنی سی عفیفہ ہوجاوی

وذکر فی نصاب الاحتساب ان من اعتاد ان یشتم ممالیکه کل یوم وکل ساعة لا یقبل شهادته وان کان
اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہی جسکی یہہ عادت پڑجاوی کہ غلاموں کو ہر روز اور ہر وقت گالیاں دیا کری تو اوسکی گواہی مردود ہی اور اگر کبہی کبہی گالی دیتا ہو

احیانا تقبل ان لم یکن قذفا وان کان قذفا یسقط العدالة ویوجب الجلد لکن لا یضرب فی الدنیا لان المولی
تو گواہی اوس صورت میں قبول ہوگی کہ وہ گالی قذف نہووی اور اگر قذف ہو تو وہ عادل نہیں رہتا اور درہ مارنی آتی ہیں لیکن دنیا میں نہیں اسلئی کہ مولی پر

لا یعاقب فی الدنیا بسبب عبده بل یضرب فی الآخرة لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من قذف
دنیا میں غلام کی جہت سی عقاب نہیں ہوتا بلکہ آخرت میں لگینگی کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اپنی غلام کو

مملوکه وهو بریء مما قال جلد یوم القیمة الا ان یکون کما قال وذکر الفقیه ابو اللیث فی التنبیه عن عامر الشعبی
گالی دی اور وہ اوسکی گالی سی پاک ہی تو قیامت کی دن درہ لگینگی ہاں اگر اوسکی کہنی کی موافق ہو تو خیر اور فقیہ ابو اللیث تنبیہ میں عامر شعبی سی روایت کرتا ہی

انه قال استسقی رجل من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم من اهل بیت فدعت المرأة خادمتها فابطأت
کہ ایک شخص نی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سی ایک اہل بیت سی پانی مانگا سو بی بی گہر والی نی لونڈی کو بلایا اوسنی دیر کی

فقذفتها فقال ذلک الرجل اما انک تستحدین لها یوم القیمة او تقیمین اربعة انها کما قلت فاعتقها
پہر بی بی نی اوسکو گالی دی پہر اوس شخص نی کہا ہی بیشک قیامت کی دن تیری حد لگیگی یا چار گواہ لاؤ کہ یہہ لونڈی ایسی ہی جو تو کہتی ہی پہر بی بی نی اوسکو آزاد کر دیا

قال عسی ان یکفر هذا عنک هذا الحدیث وان دل علی ان قذف المملوک یوجب الحد لکن لا
اوس شخص نی کہا امید ہی کہ تیرا یہہ عوض ہوجاوی اس حدیث سی اگرچہ معلوم ہوتا ہی کہ غلام کو گالی دینی سی حد لازم آتی ہی لیکن حد

یوجبه لعدم الاحصان فیه لان شرط الاحصان فی حد القذف خمسة الحریة والاسلام والعقل و
واجب نہیں ہوتی اسلئی کہ محصن نہیں ہی اسلئی کہ حد قذف میں احصان کی شرطیں پانچ ہیں آزادگی اور اسلام اور عقل اور

البلوغ والعفة عن الزنا فمن لم یوجد فیه واحد من هذه الشروط الخمسة لا یکون محصنا فقذفه
بلوغ اور پاک ہونا زنا سی پہر جسمین ان پانچ شرطوں میں سی کوئی سی ایک بہی موجود نہو گی تو وہ محصن نہیں ہوگا ایسی کی قذف سی حد نہیں آتی

لا یوجب الحد بل یوجب التعزیر البالغ غایته وهو تسعة وثلثون سوطا عند ابی حنیفة وعند ابی یوسف فی
بلکہ بڑی سی بڑی تعزیر آتی ہی اور وہ نزدیک امام ابو حنیفہ کی انتالیس درہ ہیں اور امام ابو یوسف کی نزدیک ایک

روایة خمسة وخمسون وفی روایة تسعة وسبعون فان لم یضرب فی الدنیا یضرب فی الآخرة بسیاط
روایت میں پچپن درہ ہیں اور ایک روایت میں اناسی درہ ہیں سو دنیا میں اگر نہ لگینگی تو آخرت میں سب کی سامنی آگ کی درہ لگینگی

من النار علی رؤس الاشهاد ومن یوجد فیه هذه الشروط الخمسة کلها یکون محصنا ویوجب قذفه الحد
اور جسمین یہہ پانچوں شرطیں تمام موجود ہوں تو وہ محصن ہی اوسکی قذف سی حد لازم آتی ہی

وهو ثمانون سوطا للحر ونصفها للعبد مع عدم قبول شهادتهما ولو بعد التوبة لقوله تعالى والذين يرمون
یعنی اسی درّہ آزاد کی لئے اور آدھا یعنی غلام کی لئے اور گواہی نہ مقبول ہوگی اگرچہ توبہ کریں بدلیل اس آیت کی اور جو لوگ عیب لگاتے ہیں

المحصنت ثم لم يأتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانين جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا واولئك هم
قید والیوں کو پھر نہ لائی چار شاہد تو مارو انکو اسی چوٹ اور نہ مانو انکی کوئی گواہی کبھی اور وہ ہی لوگ ہیں

الفسقون الا الذين تابوا من بعد ذلك واصلحوا فانه تعالى قد بين في هذه الاية ان الذين يرمون المحصنت
بے حکم مگر جنہوں نے توبہ کی اس پیچھے اور سنوار پکڑی بیشک اللہ تعالی نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے کہ جو لوگ تہمت زنا کی کرتے ہیں پاکدامنوں کو

بالزنا ثم لم يأتوا باربعة شهداء يتوجه عليهم ثلثة احكام وجوب جلدهم ورد شهادتهم وكونهم فاسقين الا
پھر نہیں لاتے چار گواہ تو انپر تین حکم جاری ہونگے بالضرور درہ ملنا اور گواہی مردود اور وہ فاسق ہیں پر اتنا ہے

انهم ان تابوا واقروا بالكذب ببراءة للقذوف واستحلوا منه واصلحوا ما افسدوا من كسر العرض وهتك الستر
کہ اگر وہ توبہ کریں اور اپنی جھوٹ اور مقذوف کی برائت کی قائل ہوں اور اوس ہی معاف کرالیں اور جو خرابی کی تھی اوسکو درست کریں یعنی پائی آبروئی اور پردہ دری

يرتفع عنهم الفسق للاستثناء الواقع في الاية ولا يرتفع عنهم الجلد ولا رد الشهادة عند العلماء الحنفية والحاصل
تو فسق دور ہو جائیگا اسلئے کہ آیت میں استثناء واقع ہے اور درہ معاف نہیں ہونگے اور نہ گواہی مقبول ہوسکی نزدیک علماء حنفیہ کی اور حاصل یہہ ہے

ان في الاية تصريحا بترتيب الاحكام الثلثة عليهم بمجرد العجز عن اقامة البينة بلا اشتراط الكذب في الحقيقة
کہ آیت میں صاف تینوں حکم اونپر مرتب کرکے ہیں گواہ گذارنے سے عاجز ہوتی ہی لازم ہیں اور کچھ شرط نہیں ہی کہ حقیقت اور نفس الامر میں

ونفس الامر لان القذف خبر يحتمل الصدق والكذب الا انهم هتك ستر العفة بلا فائدة حيث عجزوا عن الاثبات
جھوٹ ہو وی اسلئے کہ قذف خبر ہی احتمال صدق اور کذب دونو کا رکھتی ہی لیکن وہ عفت کی پردہ دری بلا فائدہ کرکر کہ ثابت نکرسکی

كانوا فاسقين مستحقين العقوبة التي هي الجلد ورد الشهادة وان كانوا صادقين في نفس الامر اذ قال الله تعالى
فاسق ہو گئی اور سزا وار اس عذاب کی ہوئی یعنی درہ اور رد شہادت اگرچہ واقع میں سچی ہی ہوں اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے

لولا جاءوا عليه باربعة شهداء فاذ لم يأتوا بالشهداء فاولئك عند الله هم الكذبون فعلم من هذا ان لا حجة
کیوں نہ لائی وہ اس بات پر چار شاہد پھر جب نہ لائی شاہد تو اللہ کی ہاں وہ ہی ہیں جھوٹی اس سی معلوم ہوا کہ جس بات پر حجت نہوگی

عليه فهو في حكمه تعالى كذب ولذلك رتب عليه الحد لعدم الفائدة في الاخبار به من الحسبة
وہ حکم الہی میں جھوٹ ہی اسی لئے اوسپر حد قایم ہوئی کیونکہ اس خبر میں کوئی سا فائدہ نہیں ہی نہ تنبیہ

والزجر والسياسة بل هو مجرد هتك الستر وكسر العرض وهذا اذا كانوا صادقين فكيف اذا كانوا
اور نہ زجر اور سیاست بلکہ یہہ صرف پردہ دری اور بی آبروئی ہی یہہ اس صورت میں ہی اگر سچی ہوں پھر کیا کہوں اگر

كذبين وهم يحسبونه هينا وهو عند الله عظيم ولهم في الاخرة عذاب اليم نعم من راى رجلا يزني
جھوٹی ہوں اور اسکو لوگ سہل سمجھتی ہیں اور وہ اللہ کی ہاں بڑی ہی اور انکی لئے آخرت میں دکھہ کی مار ہی ہاں جو شخص کسیکو زنا کرتی دیکھی

يحل له ان يقتله وانما لا يقتله لانه لا يصدق انه قتله لانه راه يزني
تو اوسکو اوسکا قتل کرنا حلال ہی اور قتل اسلئی نہیں کرتا کہ ثابت نکرسکیگا کہ میں نی زنا کرتا دیکھہ کر قتل کیا ہی

المجلس السابع والسبعون
ستتروان مجلس

في بيان حرمة اللواطة وعقوبتها وغيرها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اخوف ما
اغلام کی حرمت کی بیان میں اور اوسکی سزا وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مجھکو بڑی سی بڑا خوف

اخاف على امتي عمل قوم لوط هذا الحديث من حسان المصابيح رواه جابر وفيه تنبيه عظيم على كون عملهم
اپنی امت پر عمل قوم لوط کا ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی اور اسمیں بڑی تنبیہ ہی کہ انکا یہہ عمل

...لن توب فهذا ما اعلم الله تعالى بما لم يعاقب به امة من الامم وجمع عليهم من انواع العذاب ما لم
...کہ تمام امتوں میں سے کسیکو نہیں دیا اور اونپر کئی قسم کی عذاب جمع کر دیئی جو اور کسی

يجمع على غيرهم ثم ذمهم وكرر قصتهم في عدة سور من كتابه الكريم حتى يرتدع من علمهم الذين يؤمنون
پر نہیں کئی اور اونکی برائی بیان کی اور بار بار اونکا قصہ اپنی کتاب کریم کی کئی سورتوں میں بیان کیا تاکہ جو لوگ خدا اور قیامت کی

بالله واليوم الآخر اشد الارتداع ويحترزوا عنه وعن مباديه كالنظر والمصاحبة واللمس والقبلة اشد
دن پر ایمان لائے ہیں اس سے خوب باز آویں اور اوس سے اور اوسکے اسباب سے - جیسا دیکھنا اور پاس بیٹھنا اور ہاتھ لگانا اور منہہ چومنا

الاحتراز ولا يقربوا منه ولا يحوموا حوله فضلا عن ان يفعلوه اذ قد روي ان طباع جميع الحيوانات
...پاس نہ پھٹکیں اور اوسکی گرد نہ پھریں کرنیکا تو کیا ذکر ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ تمام حیوانات کی طبیعتیں بجز سور اور بندر کی اس عمل سی

تأبى عنه الا الخنازير والقردة وفي رواية الا الخنزير والحمار فمن يميل طبعه اليه يكون في الدناءة والخساسة
نفرت کرتی ہیں اور ایک روایت میں ہی سوای سور اور گدہی کی پہر جسکی طبیعت اوسطرف مایل ہو وہ کمینہ پن اور خساست

والخباثة مثل الخنازير والقردة والحمار بل هو ادنى منها حالا لما روي انه عليه السلام قال الخنازير والقردة
اور خباثت میں سور اور بندر اور گدہی کی برابر ہی بلکہ اونسی بھی بدتر اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سور اور بندر

اعقل عند الله تعالى ممن يرتكب المعاصي وذلك لان من يرتكب المعاصي على الاستمرار من غير التوبة والاستغفار
اللہ کی نزدیک اوس سے زیادہ ہوشیار ہیں جو معاصی اختیار کرتا ہی اسلئی کہ جو شخص معاصی میں ہمیشہ گرفتار رہتا ہی بی توبہ اور استغفار کی

يكون من الذين قال الله تعالى فيهم اولئك كالانعام بل هم اضل فانه تعالى شبههم بالبهائم في كون مشاعرهم
وہ اون لوگوں میں ہی جنکو اللہ تعالی فرماتا ہی وہ جیسی چوپائی بلکہ اونسی زیادہ بی راہ کیونکہ اللہ تعالی انکو بہایم سی تشبیہ دی کہ انکی دل و دماغ

متوجهة الى اسباب الدنيا ومقصورة عليها وعدم التفكر فيما يقرع اذانهم من الايات وعدم الانتفاع بها بل
اسباب دنیوی کی طرف متوجہ ہو کر اوسی کی ہو رہی اور انکا کچھ فکر نہیں جو آیات سنتی ہیں اور اونسی نفع نہیں لیتی ہیں بلکہ ایسی لوگوں کو

جعلهم اضل منها لانها تدرك ما من شانها ان تدركه من المنافع والمضار وتجتهد غاية جهدها في جلب
اونسی بھی گمراہ تر ٹھہرایا کیونکہ ڈنگر تو وہ سمجھتی ہیں جو اونکی سمجھ کی لایق ہی فائدہ اور نقصان کو منفعت کی وصول میں اور مضرت کی دفع میں خوب کوشش کرتی ہیں

ما ينفعها وسلب ما يضرها وتنقاد لصاحبها وتميز من يحسن اليها ممن يسيء اليها وهؤلاء ليسوا كذلك حيث لا يميزون
اور اپنی مالک کی مطیع رہتی ہیں اور اپنی محسن اور ایذا رسان میں تمیز کرتی ہیں اور یہہ لوگ بدکار ایسی نہیں ہیں کیونکہ یہہ منفعت

بين المنافع والمضار ويجتهدون غاية جهدهم في جلب ما يضرهم وسلب ما ينفعهم ولا ينقادون لربهم ولا يعرفون
اور مضرت میں فرق نہیں کرتی اور مضرت حاصل کرنیکو اور منفعت کھونی پہ ٹوٹے پڑتی ہیں اور اپنی پروردگار کی فرمان برداری نہیں کرتی اور اوسکی احسان

احسانه اليهم من اساءة الشيطان الذي هو اعدى عدوهم ويقدمون على العذاب الاليم ولا يقدمون على
کی تمیز کرتی ہیں شیطان کی بدی سی جو کہ اونکا بڑا ہی دشمن ہی اور سخت عذاب پر دوڑتی ہیں اور عیش دائمی

النعيم المقيم ويكونون من الذين قال الله تعالى فيهم يعلمون ظاهرا من الحيوة الدنيا وهم عن الآخرة هم
کی طرف متوجہ نہیں ہوتی اور اون لوگوں میں داخل ہیں جنکو اللہ تعالی فرماتا ہی جانتی ہیں اوپر اوپر دنیا کا جینا اور وہی لوگ آخرت سی

غافلون يعني انهم يعلمون ظاهرا حقيرا خسيسا من الدنيا وهو ما يشاهدونه من زخارفها وملاذها وسائر
خبر نہیں رکہتی یعنی وہ لوگ دنیا میں سی یہہ ہی حقیر بی حقیقت کو سمجھہ رہی ہیں اور وہ ہی جو دیکھتی ہیں دنیا کی زیب و زینت اور لذتیں اور تمام

احوالها الموافقة لشهواتهم الملائمة لاهوائهم وهم عن الآخرة التي هي مطلب الاعلى والمقصد الاقصى غافلون
حالات جو اونکی شہوات کی موافق ہیں اور ہوا و ہوس کی مناسب اور یہہ لوگ آخرت سی جو بڑا مطلب اور غایت درجہ کا مقصد ہی غفلت میں ہیں

لا يخطرونها ببالهم ولا يدركون من احوال الدنيا ما يؤدي الى معرفتها ولا يتفكرون فيها حتى يحصل لهم علم بها
اسکا خیال دلمیں نہیں لاتی اور دنیا کی حالات میں سی اوسپر نظر نہیں ڈالتی جس سی آخرت کی سمجھ آوی اور نہ اوسمیں فکر کرتی ہیں تاکہ اونکو آخرت کا علم آوی

فان العلم بامور الاخرة موقوف على العلم بوجود البارى تعالى وقدرته وارادته وعلمه وحيوته وذلك العلم لا يحصل
کیونکہ علم اخروی امور کا وجود باری تعالی اور اوسکی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہی اور یہہ علم بدون نگاہ

الا بالنظر الى المصنوعات والتفكر فى احوالها المتغيرة وهم قصروا النظر على الظواهر الخسيسة كالبهائم ولم يتفكروا فى
کرنیکی مصنوعات میں اور بغیر فکر کرنیکی بدلتی حالات میں حاصل نہیں ہوسکتا اور اونہوں نی ڈنگروں کی طرح صرف ظاہر بی حقیقت پر نگاہ کر رکہی ہی

عجائب صنعه تعالى ليستدلوا بها على وجوده وصفاته التى يتوقف عليها وجود الممكنات فيعلموا ان ما اخبر به من امور
اور عجائبات صنع الہی میں فکر نہیں کرتی تاکہ اوسکی وسیلہ سی اوسکی وجود اور صفات پر استدلال کر سکیں جسپر وجود ممکنات کا موقوف ہی اور معلوم کریں کہ امور اخروی جنکی خبر

الاخرة امور ممكنة يلزم ثبوتها وكون المكلفين فيها فريقين فريق فى الجنة وفريق فى السعير بحكم صدور الاعمال
آئی ہی امور ممکنہ میں انکا ثبوت لازم ہی اور مکلف لوگ اسمیں دو قسم پر ہیں اعمال کی خوبی اور بدی کی لحاظ سی ایک قسم جنت میں اور ایک قسم دوزخ میں پہر بیشک سبب

وفسادها ثم ان سبب محبة العبد المعاصى والفجور فساد العلم او فساد القصد او فسادهما جميعا بل قد قيل فساد
آدمی کی محبت کا معاصی اور فجور سی یا نرا علم کا فساد ہی یا نرا قصد کا فساد یا مل کر دونو کا فساد بلکہ بعضی کہتی ہیں

القصد من فساد العلم فان من علم ما فى المضار من المضرة حقيقة العلم لا يميل اليه الا ترى ان من علم
قصد کا فساد بہی علم کی فساد ہی سی ہی اسلئی کہ جسکو خوب معلوم ہووی کہ مضر چیز میں نقصان ہی تو اودہر رغبت نہیں کرتا تو دیکہتا نہیں کہ جسکو یقینی معلوم ہو

من طعام لذيذ انه مسموم لا يقدم عليه فعلى هذا ان الايمان الحقيقى هو الذى يحمل صاحبه على فعل
کہ فلانی لذیذ کہانی میں زہر ملا ہی وہ اسمیں ہاتہہ نہیں ڈالتا اس بیان کی موافق بیشک حقیقی ایمان وہ ہی جس سی آدمی منفعت اخروی کو اختیار کری

ما ينفعه فى الاخرة وترك ما يضره فيها فاذا لم يفعل ما ينفعه فى الاخرة ولم يترك ما يضره فيها لا يكون ايمانه حقيقيا
اور مضرات اخروی کو چہوڑی پہر اگر آدمی نہ تو منفعت اخروی پر عمل کری اور نہ مضرات اخروی کو چہوڑی تو اسکا ایمان حقیقی نہیں ہی

بل لسانيا لا قلبيا فان المؤمن بالنار حقيقة الايمان حتى كانه يراها لا يسلك طريقها الموصلة اليها فضلا
بلکہ زبانی ہی دلی نہیں کیونکہ جو شخص دوزخ پر ایسا حقیقی ایمان لایا گویا اوسکو دیکہہ رہا ہی تو ایسا راہ نہیں چلیگا جو اودہر لیجاوی اور سعی کر کر

عن ان يسعى فى دخولها والمؤمن بالجنة حقيقة الايمان حتى كانه يراها لا يمهل عن طلبها بل يسعى فى دخولها
داخل ہونیکا تو کہاں مرتبہ اور جو جنت پر ایسا حقیقی ایمان لایا ہی گویا کہ اوسکی نظر کی سامنی ہی اوسکی طلب میں سستی نہیں کریگا بلکہ سعی کر کر داخل ہوگا

وهذا امر يجده الانسان فى نفسه عند سعيه فى امور الدنيا من دفع ما يضره وجلب ما ينفعه فعلى هذا كل من اعتاد
اور یہہ تو ایسی بات ہی کہ آدمی جب دنیاوی کاروبار میں لگتا ہی تو اپنی دلمیں سوچ لی کہ نقصان سی حتی المقدور بچتا ہی اور منفعت کو حاصل کرتا ہی اس بیان کی موافق

ان يعمل عمل قوم لوط لا يكون ايمانه حقيقيا بل لسانيا لان جرمه لا يشبه سائر الجرائم ولهذا اختلف العلماء
جسکی عادت عمل قوم لوط کی پڑجاوی تو اوسکا ایمان حقیقی نہیں ہی بلکہ زبانی ہی کیونکہ اسکی خطا اور خطاؤنسی نہیں ملتی اسہی لئی اسکی حد میں علماء کو اختلاف ہوا

فى حده فذهب قوم الى ان الفاعل يحد حد الزنا فانه ان كان محصنا يرجم وان لم يكن محصنا يجلد مائة جلدة
ایک گروہ کا یہہ مذہب ہی کہ فاعل پر حد زنا کی جاری ہو پہر اگر فاعل محصن ہی تو سنگسار کریں اور اگر محصن نہیں تو سو درہ ماریں

وهو قول الشافعى وابى يوسف ومحمد بن الحسن والحسن البصرى وعطاء والنخعى وقتادة والاوزاعى وذهب قوم
اور یہہ ہی قول شافعی اور ابو یوسف اور محمد بن الحسن اور حسن بصری اور عطاء اور نخعی اور قتادہ اور اوزاعی کا ہی اور ایک قوم کا یہہ مذہب ہی

الى انه يرجم محصنا كان او غير محصن وكذا المفعول به وهو قول مالك واحمد واستدلوا على ذلك بان الله تعالى
کہ سنگسار کریں محصن ہو یا غیر محصن اور ایسی ہی مفعول بہ کو اور قول مالک اور احمد کا یہہ ہی اسپر انکا استدلال یہہ ہی کہ اللہ تعالی

اهلك قوم لوط بالرجم كما قال في محكم تنزيله وامطرنا عليهم حجارة من سجيل ووجه الاستدلال ان شريعة

نی قوم لوط کو پتھر اوسی ہلاک کیا چنانچہ اپنی کتاب میں فرمایا ہی اور برسائی ہمنی اونپر پتھر ہاں کہنگر کی وجہ استدلال کی یہہ ہی کہ پہلی شریعتیں

من قبلنا شريعة لنا اذا قصة بلا انكار ولم يظهر نسخها وقد حكيت بلا انكار ولم يظهر نسخها بل روى انه عليه السلام

بعینہ ہماری شریعت ہی اگر اوسکا بیان بلا انکار چلا آوی اور اوسکا نسخ ظاہر نہووی اور اسکی حکایت بلا انکار ہی اور اسکا نسخ بہی ظاہر نہیں ہوا بلکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال من وجدتموه يعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول به واتفق عليه الصحابة وان اختلفوا في كيفيته فان

فرمایا جسکو دیکہو کہ عمل قوم لوط کا کرتا ہی تو فاعل اور مفعول بہ دونوں کو قتل کرو اور صحابہ تمام اسپر متفق ہیں اگرچہ طریقہ قتل میں مختلف ہیں کیونکہ

اربعة من الخلفاء احرقوه وهم ابوبكر وعلي وعبد الله بن زبير وهشام بن عبد الملك ويروى عن ابي بكر انه قال يهدم

چار خلفا نی اوسکو جلا دیا ہی یعنی ابوبکر اور علی اور عبد اللہ بن زبیر اور ہشام بن عبد الملک نی اور ابوبکر سی یہہ بہی روایت ہی کہ کہتا تہا اوسکی اوپر

عليه البيت وقال ابن عباس ينظر اعلى بناء فيرمى منه منكوسا ثم يتبع بالحجارة لان قوم لوط اهلكوا كذلك حيث

گہر کو گرادیں اور ابن عباس کہتی ہیں ایک بلند مکان تجویز کرکی اوپرسی سر کی بل گرادیں پہر ترشتہ پتھر ماریں اسلئی کہ قوم لوط اسیطرح ہلاک کیا گیا ہی کیونکہ

حملت قريتهم ونكست بهم ولا شك في اتباع الهدم بهم حال نزولهم وذكر صدر الشريعة في درر الاحكام ان الصحابة

انکی گانؤ کو اوٹہا کر اوندہا ڈالدیا تہا اور بیشک جب وہ گری ترت اونکی اوپر مکان گری اور صدر الشریعہ نی درر الاحکام میں ذکر کیا کہ صحابہ

اختلفوا في موجبه من الاحراق بالنار وهدم الجدار والتنكيس من محل مرتفع واتباع الاحجار وعند ابي حنيفة يعزر

اسکی سزا میں یعنی آگ میں جلانا اور اوپر دیوار گرانا اور اونچی مکان سی اوندہا گرا کر ترت پتھر مارنی اختلاف کرتی ہیں اور امام ابوحنیفہ کی نزدیک کو ئی ایسی ہی

بامثال هذه الامور وهذا هو المناسب في هذا المحل لغلظ الجناية ووجود الموافقة للصحابة فان التعزير بهذا الوجه و

تعزیر دیں اور اس محل میں یہہ ہی مناسب ہی کیونکہ گناہ بہت سخت ہی اور صحابہ کی رائی سی اتفاق ہی بیشک اسطرح کی تعزیر

ان كان فوق الحد لكن يجوز على طريق السياسة حتى لا يبقى للوطي رخصة في الميل الى اللواطة فان عدم لزوم الحد

اگرچہ حد سی زیادہ ہی لیکن سیاست کی واسطی جائز ہی تاکہ لوطی کی واسطی لواطت کی طرف سہارا رغبت کا باقی نرہی اور حد کا لازم نہونا

فيها عند ابي حنيفة ليس لخفة امرها فان حرمتها عنده وعند جميع العلماء اعظم من حرمة الزنا بل لكون خبثها

اس گناہ میں امام ابوحنیفہ کی نزدیک اسلئی نہیں ہی کہ یہہ گناہ ہلکا ہی کیونکہ اسکی حرمت تو اونکی اور تمام علماؤ کی نزدیک زنا کی حرمت سی بڑہکر ہی بلکہ اسکی خباثت

مركوزا في الطباع لان المحل مستقذر لا يميل اليها من له طبع سليم ولا تستند الى زاجر للامتناع عنها بل اكتفى فيها

جو دلوں میں گڑی ہوئی ہی کیونکہ یہہ جگہہ نجس ناپاک ہی جسکی طبیعت سلیم ہی ادہر کبہی خیال نہیں کرتا نہ اوسکو کسی زاجر مانع کی حاجت ہی بلکہ یہی نفرت طبیعی

بالمانع الطبعي كما اكتفى به في اكل الرجيع وشرب البول لكن لما كان في النفوس الخبيثة المتعدية لحدود الله تعالى اقوى الداعي

روکنی کو کافی ہی جیسی کہ نفرت طبیعی گوہ کہانی اور موت پینی میں کافی ہی لیکن چونکہ خبیث نفسوں کو جو حدود الٰہی سی تجاوز کرتی ہیں اور بڑا شوق ہی تو خوب سختی سی

اليها وجب الزجر عنها بابلغ وجه فانها في هذا الزمان قد شاعت في هذه الامة المحمدية وانتشرت بين عربها وعجمها وعالمها و

روکنا واجب ہوا کیونکہ لواطت اس زمانہ میں درمیان امت محمدی کی بہت پہیل گئی ہی اور درمیان عرب اور عجم کی اور عالم اور

جاهلها وخواصها وعوامها وبلغت مبلغا كانوا يفتخرون بها ويلومون من لا امرد له ويطعنون فيه ويقولون انه

جاہل اور خاص وعام میں منتشر ہوکر یہہ نوبت ہوگئی ہی کہ اسمیں فخر کرتی ہیں اور جسکی پاس امرد نہووی اوسکو ملامت اور طعن کرتی ہیں کہتی ہیں یہہ

ليس بآدمي ولا مذاق له ويفتخرون بقيام الامرد بين ايديهم ويلبسونه احسن الثياب من المحرمات ليرى على احسن

کیا آدمی ہی اسکو کچہہ مذاق نہیں ہی اور ناز کرتی ہیں کہ ہمارے سامنی امرد موجود ہی اور اوسکو اچہی اچہی حرام کپڑی پہناتی ہیں تاکہ اچہی صورت نظر آوی

الهيئة وقد روي انه عليه السلام قال من سره ان يتمثل له الرجال قياما فليتبوأ مقعده من النار فان هذا الوعيد

اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکو پسند آوی کہ مرد اوسکی آگی تصویر کی طرح کہڑی رہیں تو وہ اپنی بیٹہک دوزخ میں بناوی بیشک یہہ وعید

في قيام الرجال فكيف في قيام المرد الذين لا يجوز النظر اليهم حولهم ماذكر في النوازل ان الغلام اذا كان صبيحا لا يجوز

مردوں کی قیام میں ہے پہر امرد کی قیام پر جنکی طرف دیکہنا بہی جایز نہیں دیکہنے کیا ہوتا ہی چنانچہ نوازل میں مذکور ہی کہ اگر لڑکا خوبصورت ہو تو اوسکی طرف دیکہنا جایز نہیں ہی

النظر اليه لماروي انه عليه السلام قال واياكم ومجالسة اولاد الاغنياء فان لهم صورة العورة وفتنتهم اشد من

کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بچو اولاد اغنیا کی ہمنشینی سے کیونکہ انکی صورت عورت کی سی ہوتی ہے اور انکا فتنہ عورتوں کی

فتنة النساء وذكر في ملتقط الناصري ان الغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم يكن صبيحا فحكمه حكم الرجال وان كان

فتنہ سے بدتر ہی اور ملتقط ناصری میں مذکور ہی کہ لڑکا جب مردوں کی حد کو پہنچے اور خوب صورت نہووی تو اوسکا حکم مردوں کا سا ہی اور اگر

صبيحا فحكمه حكم النساء وهو عورة من قرنه الى قدمه لا يحل النظر اليه عن شهوة واما السلام والنظر لا عن شهوة

خوب صورت ہووی تو اوسکا حکم عورتوں کا سا ہی اور وہ عورت ہی سر سے پانو تک بنظر شہوت اوسکو دیکہنا حلال نہیں اور سلام کرنے اور بے شہوت دیکہنے میں

فلا باس به ولهذا لم يؤمر بالنقاب وقد جاء في الاخبار ان عبد الله بن عمر كان جالسا في باب داره مع بعض اصحابه

کچہہ مضائقہ نہیں اور اسی لئے اوسکو نقاب ڈہکنے کا حکم نہیں ہی اور اخبار میں آیا ہی کہ عبد اللہ بن عمر اپنے گہر کے دروازہ میں اپنے یاروں کے ساتہہ بیٹہے تہے سو اونہوں نے

فراى غلاما صبيحا قد اقبل من السكة فقام ودخل داره فلما قالوا ذهب خرج من الدار فقيل له هذا من عندك

ایک لڑکا خوبصورت دیکہا کہ کوچہ میں سے سامنے آگیا تو کہڑے ہو کر گہر میں گہس گئے جب یاروں نے کہا وہ چلا گیا تب گہر میں سے نکلے کسینے پوچہا یہ اپنی طرف سے احتیاط ہے

يا ابا عبد الرحمن ام سمعت شيئا من رسول الله عليه الصلوة والسلام فقال سمعت رسول الله عليه السلام يقول النظر

یا ابو عبد الرحمن یا کچہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی جواب دیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ فرماتے تہے کہ لڑکوں کی طرف

اليهم حرام والكلام معهم حرام ومجالستهم حرام وقال القاضي سمعت الامام يقول ان مع كل امراة شيطانين ومع

دیکہنا حرام ہی اور بولنا حرام ہی اور ہمنشینی حرام ہی اور قاضی کہتا ہی میں نے امام سے سنا ہی کہتے تہے بیشک ہر عورت کے ساتہہ دو شیطان ہوتے ہیں اور ہر

كل صبيح ثمانية عشر شيطانا وكان محمد بن الحسن صبيحا وكان ابو حنيفة يجلسه خلفه او خلف سارية المسجد

خوبصورت لڑکے کے ساتہہ اٹہارہ شیطان ہوتے ہیں اور محمد بن الحسن خوبصورت تہے امام ابو حنیفہ باوجود کمال تقوی کے اونکو اپنی پشت پیچہے بٹہایا کرتے تہے یا مسجد کے ستون

حتى لا يقع عليه بصره مخافة خيانة العين مع كمال تقواه وقال سفيان يكون في هذه الامة ثلثة اصناف من

تاکہ اوسپر نگاہ نہ پڑے مبادا آنکہہ سے خیانت ہووے اور سفیان کا قول ہی کہ اس امت میں تین قسم کے لوطی ہونگے

اللوطيين صنف ينظرون وصنف يصافحون وصنف يعملون والشر في الصبيان اكثر من النساء لان من مال قلبه الى

ایک قسم بہانپنے والی نظرباز اور ایک قسم دست بوسی کرنیوالی اور ایک قسم عمل کرنیوالی اور لڑکوں میں بہ نسبت عورتوں کے بڑا فتنہ ہی اسلئے کہ اگر کسیکا دل عورت پر

امراة يمكن استباحتها بالنكاح والنظر الى وجه الصبي يورث الحب فلا يمكن استباحة اللواطة بوجه من الوجوه

مبتلا ہو تو اوسکا مباح کرنا بوسیلہ نکاح کے ممکن ہی اور لڑکوں کو دیکہنا جو عشق پیدا کرتا ہی تو لواطت کا مباح ہونا ہرگز کسی صورت میں ممکن نہیں ہی

فاذا غلب عليه حبه يرتكب الفعل القبيح ويكون من الهالكين المستهزءين بايات الله تعالى ودينه اذ قد يشتد بينهما

پہر جب اوسکا عشق غالب ہوویگا تو فعل بد کریگا اور ہلاک ہو کر آیات اور دین الہی سے چہل کرنیوالوں میں ٹہریگا کیونکہ بعضی دفعہ دونوں میں

الاتصال ويحصل فيهما من الاقتران والمخالطة مثل ما يحصل بين الزوجين حتى ان فجار الفسقة يسمونهما زوجين

نہایت محبت ہو جاتی ہی اور ہر دم کی ملاقات اور ملنا جلنا ایسا ہوتا ہی جیسے میاں بی بی میں یہاں تک کہ فاسق بدکار اونکو خصم جورو نام رکہتے ہیں

ويقولون تزوج فلان بفلان والحاضرون يسمعون قولهم ويرون حالهم ولا يمنعونهم بل يضحكون ويعجبهم مثل ذلك

اور کہتے ہیں فلانے نے فلانی کو جورو بنایا ہی اور پاس بیٹہنے والے اونکی یہ باتیں سنا کرتے ہیں اور اونکا حال دیکہا کرتے ہیں اور منع نہیں کرتے بلکہ ہنسا کرتے ہیں اور ایسی چہل اونکو بہت

المزاح ولا يبالون بخروج الايمان والاسلام عنهم وقد قال قاضيخان في فتاوٰيه يكره بيع الغلام الامرد من رجل فاسق

پسند آتی ہی اور ایمان اور اسلام جاتے رہنے کا کچہہ خیال نہیں کرتے اور قاضیخان نے اپنے فتاوی میں کہا ہی امرد غلام کا مرد فاسق کے ہاتہہ بیچنا مکروہ ہی

يعلم انه يعصي الله تعالى به لانه اهانة محل العصمة واتفق العلماء من السلف والخلف على كون اللواطة حراما
جو کوئی جانتا ہی کہ اس عمل سے وہ اللہ کا نافرمان ہوتا ہی کیونکہ اوسمین عصمت کی اہانت ہی اور تمام علما متقدمین اور متاخرین لواطہ کو حرام کہتی ہین

لانه تعالى خلق الخلق ذكرا وانثى وخلق لكل منهما اعضاء ليصرف كل منهما كل واحد من تلك الاعضاء الى ما خلق
کیونکہ اللہ تعالی نی خلق کو نر اور مادہ پیدا کیا ہی اور ہر ایک کو اعضا الگ الگ دئی تا ہر ایک نر و مادہ اپنی اپنی تمام اعضا کو اودہر صرف کرین جسواسطی پیدا کئی ہین

له وجعل الانثى محل الحرث كما اخبر به في كتابه وقال نساؤكم حرث لكم فاتوا حرثكم انى شئتم فهل يليق بالعاقل
اور عورت کو محل پیدایش کا بنایا چنانچہ اپنی کتاب مین خبر دی ہی عورتین تمہاری کہیتی ہین تمہاری سو جاوا اپنی کہیتی مین جہانسی چاہو پہر عاقل کو لایق

ان يصرف عضوا من اعضائه الى غير ما خلق له وهل يمكن له الحرث فيما ليس محل الحرث فان قيل سلمنا ان الغلام
کہ اپنی کسی عضو کو تمام اعضا مین سی جس لئی پیدا کیا ہی غیر محل مین صرف کرے بھلا کہیتی کب ممکن ہی ایسی جگہہ جو محل کہیتی کا نہین پہر اگر کوئی کہی ہم نی مانا کہ لڑکا

ليس محل الحرث لكنه محل لقضاء الشهوة واستيفاء اللذة فاذا كان مملوكا لم لا يجوز لصاحبه ان يتصرف فيه
کہیتی کا محل نہین ہی لیکن محل قضاء شہوت کا اور استیفاء لذت کا تو ہی پہر اگر وہ مملوک ہووی تو مالک کو اوسمین ویسا تصرف کیون نہین جایز ہی

كما يتصرف في سائر املاكه من المأكولات والملبوسات فالجواب ان الانسان وان كان له ان يتصرف في ماله لكنه
جیسے اور تمام املاک مین تصرف کرتا ہی کہانی اور پہنی مین تو جواب یہہ ہی کہ بیشک آدمی کو اگرچہ اوسکی مال مین ہر طرحکا تصرف حاصل ہی پر اوسکو

محجور عن التصرف التام فيه لان ما في يده من المال ليس له في الحقيقة بل هو في يده عارية اذن له في الشرع ان يتصرف
غلام مین پوری تصرف سی ممانعت ہی اسلئی کہ جو مال اسکی قبضہ مین ہی حقیقت مین اسکا نہین ہی بلکہ اسکی قبضہ مین مستعار ہی شرع سی یہہ اجازت ہی کہ اوسمین

فيه بوجه ومنع عن التصرف فيه بوجه آخر ولم ياذن له الشرع ان يتصرف في هذا المحل المكروه لغاية خباثته ونهاية
ایکطرح کا تصرف کری اور ممانعت ہی کہ ایک اور وجہ سی تصرف نکری اور شرع نی اجازت نہین دی کہ اس محل مکروہ مین تصرف کری کیونکہ غایت درجہ کی خباثت اور نہایت مرتبہ کی

قذارته الا ترى ان وطي الزوجة في القبل مع كونه حلالا قد وقع المنع عنه حال الحيض لاجل الاذى بقوله تعالى
نجاست ہی کیا معلوم نہین کہ جماع بی بی کا قبل مین باوجودیکہ حلال ہی کبہی اوس سی بہی ممانعت ہی جیسی حیض مین گندگی کی سبب سی واسطی ارشاد الہی کی

ويسئلونك عن المحيض قل هو اذى فاعتزلوا النساء في المحيض وهي ايام يسيرة من الشهر فكيف لا يمنع عن موضع
اور پوچہتی ہین تجہسی حکم حیض کا تو کہہ وہ گندگی ہی سو تم پری رہو عورتون سی حیض کی وقت اور وہ تمام مہینی مین چند روز ہوتا ہی پہر کیونکر نہ ممانعت ہووی ایسی جگہ کی

لا يفارق النجاسة التي اشد من دم الحيض اصلا فعلم من هذا ان مجرد الملك لا يقتضي التصرف فيما لم ياذن فيه
جہانسی نجاست اصلا نہین دور ہوتی جو کہ حیض کی خون سی زیادہ تر نجس ہی اس سی معلوم ہوا کہ صرف ملکیت سی یہہ نہین ہو سکتا کہ بدون اذن شرع کی سب تصرف کیا کری

الشرع الا ترى ان الامة المجوسية او الوثنية مع كونها محل الحرث لا يجوز لصاحبها ان يتصرف فيها بالتقبيل والتفخيذ
دیکہتا نہین کہ لونڈی مجوسیہ آتش پرست یا وثنیہ بت پرست باوجودیکہ محل کہیتی کا ہی لیکن اوسکی مالک کو جایز نہین کہ اونمین کچہہ تصرف کری بوسہ لینا یا تفخیذ وغیرہ

وغيرها من دواعي فضلا عن الجماع وكذا البهيمة مع كونها محل القضاء الشهوة لا يجوز لمالكها قضاء الشهوة فيها
جو جماع کی لوازم ہین جماع کی تو کہان نوبت ہی اور ایسی ہی چوپایہ باوجودیکہ اوس سی قضاء شہوت ہو سکتی ہی پر مالک کو چوپایہ سی قضاء شہوت جایز نہین ہی جب یہہ بات مسلم ہوئی

اذا تقرر هذا فالواجب على كل مسلم ان يحترز عن هذا الفعل القبيح لما روي انه عليه السلام قال من عمل قوم لوط
تو ہر مسلم پر واجب ہی کہ ایسی فعل بد سی کنارہ کری کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی قوم لوط کا سا عمل کیا

يعذب في النار منكوسا وروي ايضا انه عليه السلام قال اذا علا الذكر الذكر اهتز العرش وتقول السموات ربنا
دوزخمین اوندہا پہینکا جاویگا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جب نر پر نر چڑہتا ہی تو عرش کانپ اوٹہتا ہی اور افلاک کہتی ہین کہ ای رب ہمکو

يا رب باهلاكه وتقول الارض يا رب مرنا ان نبتلعه فيقول الله تعالى دعوه فان طريقه على ووقوفه بين يدي
حکم دی کہ اوسکو ہلاک کر ڈالین اور زمین کہتی ہی ای رب ہمکو حکم ہو تو اسکو نگل جاوین اللہ تعالی فرماتا ہی تم جانی دو اسکا رستہ میری طرف ہی آخر میری سامنی کہڑا ہونا ہی

وروی ایضا انہ علیہ السلام قال لو اغتسل اللوطی بالبحار السبع لیجیء یوم القیٰمۃ لا جنبا وذکر فی الفتاوی
اور یہہ بھی روایت ہی کہ حضرت علیہ السلام نی فرمایا لوطی اگرچہ ساتون دریا مین نہاوی پر قیامت کی دن ناپاک ہی ہوگا اور فتاوی
الصوفیۃ عن سفیان ان اللواطۃ لا تکون فی الجنۃ لان اللہ تعالی استبعدھا واستقبحہا وقال ما سبقکم بہا
صوفیہ مین سفیان سی نقل ہی کہ لواطت جنت مین نہین ہوگی کیونکہ اللہ تعالی نی اسکو بہت مستبعد اور بہت برا کہا ہی اور فرمایا تم سی پہلی نہین کی
من احد من العالمین وسماھا خبیثۃ حیث قال ونجیناہ من القریۃ التی کانت تعمل الخبائث والجنۃ منزھۃ
ہی کسی نی جہان مین اور اسکا نام خبیثہ رکہا جہان کہ بیان کیا ہی اور بچایا ہم نی اوسکو اوس بستی سی جو کرتی تہی گندہ کام اور جنت مین
عن الخبائث قیل قد یعلم من ھذا ان الجنۃ لکونہا طیبۃ لطیفۃ فی غایۃ اللطافۃ اذا کانت لا تقبل اللواطۃ
خباثت کا کیا کام ہی کسیکی یہہ تقریر ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ جنت چونکہ طیب اور نہایت درجہ پاکیزہ جگہ ہی جب اوسمین لواطت نہین ہوسکتی
لکونہا فعلا خبیثا یلزم ان لا یقبل من یفعلہا فی الدنیا لکونہ خبیثا خسیسا فی غایۃ الخباثۃ والخساسۃ لان
کیونکہ فعل خبیث ہی تو لازم آتا ہی کہ گنجایش نہوا وسکی جو دنیا مین لواطت کرتا ہی کیونکہ غایت درجہ کا خبیث اور خسیس ہی اسلئی کہ
المتصف بالخبث خبیث الا ان یتدارکہ اللہ بالتوبۃ النصوح الماحیۃ لجمیع الذنوب المجلس الثامن
جو خباثت کا کام کری وہ ہی خبیث ہوتا ہی مگر اس صورت مین کہ اللہ تعالی توبہ خالص سی اسکا بدلہ کردی جسی تمام گناہ دور ہوجاتی ہین اٹہترویں مجلس

والسبعون فی بیان حرمۃ شرب الخمر وبیان عقوبتہا وسائر المنکرات قال رسول اللہ صلی اللہ
مین بیان شراب کی حرمت اور اوسکی عقوبت کا اور تمام منکرات کا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم من شرب الخمر فی الدنیا فمات وھو یدمنہا ولم یتب منہا لم یشربہا فی الاخرۃ ھذا الحدیث
علیہ وسلم نی فرمایا جسنی دنیا مین شراب پی پہر مرگیا اور ہمیشہ پیتا رہا اور توبہ نکی تو قیامت مین اوسکو نہ پی سکیگا یہہ حدیث
من صحاح المصابیح رواہ ابن عمر ومعناہ ان من داوم علی شرب الخمر فمات ولم یتب منہا لا یدخل الجنۃ
مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عمر کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہین جو ہمیشہ شراب پیتا رہا پہر مرگیا اور توبہ نہین کی تو جنت مین نہین جاویگا
ولا یشرب من خمرھا لان نوعا من شرابہا الخمر لقولہ تعالی وانہار من خمر لذۃ للشاربین یعنی ان فی
اور نہ وہانکی شراب نصیب ہوگی اسلئی کہ ایک قسم وہانکی شراب خمر ہی بدلیل اس آیت کی اور نہرین ہین شراب کی جسمین مزہ ہی پینی والون کا مراد یہہ ہی کہ
الجنۃ انہارا من خمر لذیذۃ لیس فیہا کراھۃ الطعم والریح ولا غائلۃ السکر والخمار وانما ھی تلذذ محض
جنت مین مزہ دار شرابون کی نہرین ہین نہ اونکا مزہ اور بو مکروہ ہی اور نہ رنج نشہ اور خمار کا وہ نرا مزہ ہی مزہ ہی
یتلذذ بہا الشاربون فمن یدخل الجنۃ لا بد ان یشرب منہا ولا یکون محروما عنہا فیکون عدم شربہ
پینی والی مزہ اوڑاوینگی پہر جو جنت مین جاویگا وہ بالضرور پیویگا اوسی محروم ہرگز نہوگا اب نہ ملنا شراب کا
منہا کنایۃ عن عدم دخولہ فیہا بسبب شرب الخمر فی الدنیا لان خمر الدنیا حرام نجس نجاسۃ غلیظۃ لا یحل
اشارہ ہی کہ دنیا کی شراب پیی سی جنت مین نہ جاویگا کیونکہ دنیا کی شراب حرام ناپاک مغلظ ہی اوسکا پینا حلال نہین
شربہا ومن شرب منہا طائعا ولو قطرۃ یقام علیہ الحد وھو ثمانون جلدۃ للحر ونصفہا للعبد فان لم یضرب
ہی اور جو شخص بہ طیب خاطر اگرچہ ایک قطرہ پیوی اوسپر حد جاری کیجاویگی یعنی اسی درہ آزاد کی اور چالیس درہ غلام کی اگر دنیا مین نہ لگینگی
فی الدنیا یضرب فی الاخرۃ بسیاط من النار علی رؤس الاشہاد ویکفر مستحلہا ویحرم بیعہا وشراؤھا واکل
تو آخرت مین آگ کی درہ سبکی سامنی لگین کی اور جو شخص حلال سمجہی وہ کافر ہی اور اوسکا بیچنا اور خریدنا اور اوسکی قیمت
ثمنہا ویمنع اھل الذمۃ من اظہار شربہا وبیعہا وقد ذکر فی کتب الفقہ ان اجارۃ بیت بالامصار وبقرانا
کہانی سب حرام ہی اور ذمی لوگ برملا پینی اور بیچنی نہ پاوین اور فقہ کی کتابون مین مذکور ہی کہ گہر دینا کرایہ دینا شہرون مین اور ہماری قریون مین شراب

ممن يبيع فيه الخمر مسلما كان أو كافرا لا يجوز لانه اعانة على المعصية وقد قال الله تعالى تعاونوا على البر
فروش کو مسلم ہو یا کافر جایز نہیں ہی اسواسطے کہ معصیت کی امداد ہی اور اللہ تعالی کا یہہ حکم ہی اور آپسمین نیکی کے کام پر اور

والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان وما نقل عن ابي حنيفة انه يجوز ذلك في السواد فمراده بالسواد على
پرہیزگاری پر مدد کرو اور گناہ پر اور زیادتی پر اور وہ روایت جو ابو حنیفہ سی منقول ہی کہ سواد مین بیچنا یا کرایہ دینا جایز ہی سواد کی مراد سواد کہی

ما صرح به العلماء سواد الكوفة لان غالب اهلها كان اهل الذمة واما سوادنا فاعلام الاسلام فيها
موافق تصریح علماء کی گردہ کوفہ کا ہی اسلئے کہ اکثر باشندہ وہاں کی ذمی تھے اور ہمارے گردہ ہماری شہروں کا سو اسلام کی نشانیاں وہاں

ظاهرة فلا يمكنون فيها كما لا يمكنون في الامصار وهو الصحيح وقد ذكر في نصاب الاحتساب ان المحتسب لو احرق بيت
غالب ہین یہاں انکی اتنی قدرت کہاں جیسی شہروں مین قدرت نہیں یہی صحیح ہی اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ محتسب اگر ایسا مکان جو

الخمار المشهور لا يضمن اذا علم انه لا ينزجر بدونه لتعينه طريقا للحسبة نعم ان اصحابنا لم يروا عنهم في
شرابخانہ مشہور ہو سو پہونک دی تو ضمان نہیں آتا اگر یہ سمجھی کہ بدون اسکی نہ باز آویگا کیونکہ یہی طریقہ احتساب کا ہی ہاں ہماری علماء سی درباب جلا دینی کلال خانہ کی

احراق البيت شيء وانما ورد عنهم هدم البيت وكسر الدنان لكن ذكر في الفصل الثامن من كتاب الصلوة من
کوئی روایت نہیں ہی انہیں سی یہہ روایتیں ہین کہ کلال خانہ کو گرادی اور مٹکی پہوڑ دی لیکن محیط کی آٹھوین فصل مین کتاب الصلوۃ سی مذکور ہی

المحيط انه عليه السلام قال لقد هممت ان آمر رجلا يصلي بالناس وانظر الى قوم يتخلفون عن الجماعة فاحرق
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مینی ارادہ کیا تہا کہ ایک شخص واسطی امامت نماز جماعت کی مقرر کردوں اور میں ان لوگوں کو دیکھوں جو جماعت سی پیچھی رہ جاتی ہین پہر انکی گہر

بيوتهم وهذا الخبر يدل على جواز احراق بيت من يتخلف عن الجماعة لان الهم على المعصية لا يجوز من الرسول لانه
پہونک دوں اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ تارک جماعت کا گہر پہونک دینا جایز ہی اسواسطے کہ عزم معصیت کا رسول سی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہہ بہی

معصية فاذا علم جواز احراق البيت على ترك السنة المؤكدة فما ظنك في احراق البيت على ترك الواجب و
معصیت ہی پہر جب گہر کا پہونک دینا سنت موکدہ کی ترک سی جایز ہو تو اب گہر جلانی مین ترک واجب اور فرض پر تیرا کیا خیال کہ ہی

الفرض وقد ذكر في الباب الثلثين من شرح ادب القاضي للخصاف ان عمر خطب الناس يوما فقال بلغني ان في بيت
اور خصاف کی شرح ادب القاضی کی تیسوین باب مین مذکور ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نی ایکروز لوگوں کو خطبہ سنایا کہا مینی سنا ہی کہ

فلان وفلان مسكرا فاني آتي بيوتهما فان كان حقا احرق بيوتهما وهما رجلان رجل من قريش ورجل
فلانی اور فلانی کی گہر مین شراب ہی مین انکی تلاشی لونگا اگر سچ نکلا تو انکی گہر پہونک دونگا اور وہ شخص ایک قریش مین سی تہا اور ایک

ثقيف فسمع القريشي بذلك ففي غير اخرج ما في بيته من المسكر واراقه ولم يفعل الثقفي وكان اسمه رشد فاتى
ثقیف مین سی سو قریشی نی یہہ بات سن پائی ذرا اور جو اسکی گہر مین نشہ تہا سب پہینک دیا اور ثقفی نی کچہ پروا نکی اور اسکا نام رشد تہا پہر

عمر بيت القريشي فلم يجد فيه شيئا من المسكر واتى بيت الثقفي فوجد فيه خمرا فاحرق بيته وقال انت
عمر نی قریشی کی گہر کی تلاشی کی تو نشہ کچہ نہ پایا پہر ثقفی کی گہر گئی تو وہاں نشہ اسباب موجود تہی سو اسکا گہر پہونک دیا اور فرمایا تو رشد

بمرشد وعن [illegible] لا [illegible] ان المحتسب اذا بلغه خبر من المنكرات ينبغي له ان يعلمه ويهدده عليه [illegible]
نہین ہی اور [illegible] سی معلوم ہوا کہ محتسب [illegible] منکرات کی [illegible] سنی تو [illegible] کیونکہ عمر نی

[illegible]
[illegible] تو خطبہ [illegible] مین ظاہر کیا [illegible] پہونک دینی سی دہمکایا اور قریشی نی تو نصیحت مانی اوسکا کر چکا

[illegible]
اور [illegible] کہ [illegible] ثابت ہو کہ اہل شام

اهل الشام شربوا الخمر وقالوا هی لنا حلال لانه تعالی قال لیس علی الذین امنوا وعملوا الصلحت جناح فیما طعموا

شام کے چند آدمیوں نے شراب پی اور کہنے لگے کہ حلال ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے جو لوگ ایمان لائے اور کام نیک کئے انپر نہیں گناہ جو کچھ پہلے کہا چکے

فکتب فیهم الی عمر بن ذلک وکتب عمر ان ابعثوا بهم الی فلما قدموا جمعهم عمر رض اصحاب رسول الله علیه السلام

سو یہ بات عمر کے پاس لکھی آئی عمر نے جواب لکھا کہ انکو یہاں بھیجدو جب وہ آئے تو عمر نے اونکے لئے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کر کر

وشاورهم فیهم فقالوا یا امیر المؤمنین انهم افتروا علی الله تعالی وشرعوا فی دینه مالم یاذن به فاضرب اعناقهم

مشورہ کیا سب نے کہا یا امیر المؤمنین ان لوگوں نے اللہ پر افترا کیا اور اوسکے دین میں زیادہ نکالا جسکی اجازت نہیں ہی سو انکو قتل کر

وعلی فی القوم ساکت فقال له عمر ما تری فیهم یا علی فقال اری ان تستتیبهم فان تابوا فاضرب کل واحد منهم

اور علی رض سب میں چپ تھے عمر رض نے اونسے پوچھا یا علی انکی باب آپکی کیا رائے ہی کہا میری نزدیک انسے توبہ کراؤ اگر توبہ کریں تو ہر ایک کا

ثمانین جلدة وان لم یتوبوا فاضرب اعناقهم فاستتابهم فتابوا وضرب کل واحد منهم ثمانین جلدة والجواب

اسی اسی درے مارو اور اگر توبہ نکریں تو انکو قتل کرو سو اونسے توبہ کرائی تو انہوں نے توبہ کی اور ہر ایک کی اسی اسی درے ماری اور جواب

عن الاية التی استدلوا بها علی اباحة الخمر ما روی عن ابن عباس انه قال لما نزل تحریم الخمر قالوا یا رسول الله کیف

اوس آیت کا جس سے اونہوں نے اباحت خمر پر حجت کی تھی یہہ ہی جو روایت ہی ابن عباس سے کہ جب شراب کی حرمت قرآن میں آئی تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ

باخواننا الذین ماتوا وهم یشربون الخمر فنزل قوله تعالی لیس علی الذین امنوا وعملوا الصلحت جناح فیما طعموا

ہماری بھائیوں کا کیا حال ہوگا جو مر گئے اور شراب پیتے تھے تب یہہ آیت اوتری جو لوگ ایمان لائے اور کام نیک کئے اونپر نہیں گناہ جو کچھ پہلے کہا چکے

یعنی ان الذین شربوا الخمر قبل تحریمها لا اثم علیهم انما الاثم علی الذین یشربونها بعد تحریمها فان قیل تحریم

مراد یہہ ہی کہ جنہوں نے حرام ہونے سے پہلے شراب پی وہ گنہگار نہیں ہیں گنہگار وہ ہی ہیں جو بعد حرمت کی پیتے ہیں اگر کوئی کہے کہ حرمت

شرب ما یزیل العقل الذی هو ملاك معرفة الله تعالی وشکر نعمه حسن لا شبهة فیه فلم کان حلالا للامم

ایسی چیز کے پینے کی جو عقل کو کہو دیوے کہ وہ معرفت الہی اور نعمتوں کی شکر کی جڑ ہی بہت خوب ہی اسمیں کچھ شبہہ نہیں ہی پر پہلی امتوں کی واسطے کیوں حلال تہی

السالفة مع احتیاجهم الی ذلك فالجواب ان العقل لا یزول بشرب القلیل منه وانما یزول بالسکر والسکر حرام

اسکی وہ بہی تو حاجتمند تہی سو جواب یہہ ہی کہ تہوڑے پینے میں عقل کہو نہیں ہوتی عقل جب ہی جاتی ہی کہ نشہ چڑہی اور نشہ

فی جمیع الادیان لکن القلیل من الخمر قد حرمت علی هذه الامة المشهود لهم بالخیریة کرامة لهم من الله تعالی

تمام دینوں میں حرام رہا ہی لیکن اس امت کی حق میں جسکی عمدگی کی گواہی گذر چکی ہی تہوڑی بہی شراب بہی حرام ہوگئی ہی یہہ اللہ تعالی کی طرف سے کرامت ہی

لئلا یقعوا فی المحظور الذی هو السکر لان قلیلها یدعو الی کثیرها وهذا من خواصها وهذا یزداد لذة شاربها

کہ نشہ میں جو کہ ممنوع ہی مبتلا نہو جاویں کیونکہ تہوڑی شراب بہت کا مزہ لگا دیتی ہی یہہ بہی اسکا خاصہ ہی اسمیں پینے والے کا مزہ شراب بڑہتا ہی

بالاستکثار منها بخلاف سائر المشروبات فانه قیل الداعی للمذکور کان موجودا فیه فلم لو تحرم ابتداء وما حرمت

بہت پینا جاتا ہی برخلاف تمام اور شربتوں کی اگر کوئی کہے کہ داعی یعنی خاصہ مذکور تو اوسمیں ہمیشہ موجود تہا پہر پہلی ہی ابتداء اسلام میں کیوں نہ حرام ہوئی

بالتدریج فالجواب ان الشهادة بالخیریة لم تکن ... [illegible] ... بقع المغفرة ... الاسلام فانهم فی

[illegible]

... [illegible] ... فضله وحسانه ... [illegible]

[illegible]

... [illegible] ... الخمر والاعناب ... [illegible]

[illegible]

منه سكرا ورزقا حسنا المراد من السكر الخمر فقال كبراء الصحابة لو كان فيها خير لما تميز من الرزق الحسن

جس سے تم نشہ اور اچھی روزی ... سکر سے شراب مراد ہے بڑے بڑے صحابہ نے فرمایا کہ اگر شراب میں کچھ بھی بہتری ہوتی تو رزق حسن سے الگ بیان نہ ہوتی

فتركوها وقال غيرهم ان وصف المعطوف بالحسن لا يدل على ان في المعطوف عليه قبحا فلم يتركوها

تو انہوں نے شراب چھوڑ دی اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ معطوف کا حسن کے ساتھ موصوف ہونا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ معطوف علیہ میں کچھ برائی ہو تو انہوں نے نہیں چھوڑی

ثم ان عمر ومعاذا ونفرا من الصحابة قالوا يا رسول الله افتنا في الخمر والميسر فان احدهما مذهبة للعقل والآخر

پھر عمر اور معاذ اور کئی اور صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو شراب اور جوئے کا حکم بتائیے بیشک ایک تو عقل کو کھو دیتی ہے اور دوسرا مال تلف

متلف للمال فنزل قوله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما

کرتا ہے تب یہ آیت آئی تجھسے پوچھتے ہیں حکم شراب اور جوئے کا تو کہہ ان میں گناہ بڑا ہے اور فائدے بھی ہیں لوگوں کو اور ان کا گناہ فائدے سے بڑا ہے اس آیت میں

فانه تعالى لم يحرمهما بل ذمهما ونبه بذلك على ان اجتنابهما اولى من اقترافهما لان الحكم في الامور للغالب فامتنع كثير

بیشک اللہ تعالی نے شراب حرام تو نہیں کی بلکہ اسکی ہجو کی اور اس سے آگاہ کیا کہ شراب سے کنارہ کرنا بہ نسبت برتنے کی اولی ہے کیونکہ کاموں میں حکم غالب پر ہوتا ہے پھر بہت لوگ

منهم عنها فقالوا لا حاجة لنا فيما فيه اثم كبير وقال بعضهم ناخذ نفعهما ونترك اثمهما فلم يمتنعوا عنها ثم ان عبد

وہ شراب سے باز آئے اور کہا کہ ہمکو ایسی چیز کی حاجت نہیں جس میں بڑا گناہ ہو اور بعضے لوگ کہنے لگے کہ ہم انکا فائدہ حاصل کرتے ہیں اور گناہ ترک کرتے ہیں سو وہ نہ باز آئے پھر عبد الرحمن

الرحمن بن عوف صنع طعاما فدعا جماعة من الصحابة واتاهم بخمر فشربوا وسكروا وحضرت صلوة المغرب فقدموا

بن عوف نے ضیافت کا کھانا پکا کر ایک جماعت صحابہ کو طلب کیا اور شراب پیش کی پھر سب نے پی اور مست ہو گئے اور وہیں مغرب کا وقت ہو گیا تو انہوں نے ایک کو

احدهم فقرأ قل يا ايها الكافرون اعبد ما تعبدون الى اخر السورة بحذف لا فنزل قوله تعالى يا ايها الذين امنوا

امام کیا اوسنے اسطرح پڑھا قل یا ایہا الکافرون اعبد ما تعبدون آخر سورۃ تک اسی طرح لفظ لا کا نہ پڑھا پھر یہ آیت اتری اے ایمان والو

لا تقربوا الصلوة وانتم سكرى فهذه الاية اشد من الاولى لانه تعالى حرم فيها السكر في مواقيت الصلوة لان تحريم

نزدیک نہ جاؤ نماز کے جب تم نشے میں ہو یہ آیت پہلی آیت سے تیز ہے اس لئے کہ اللہ تعالی نے اس آیت میں اوقات نماز میں نشہ حرام کر دیا اس لئے کہ

النهي ليس هو المقيد مع بقاء القيد مرخصا بحاله بل مرجع النهي انما هو القيد مع بقاء المقيد لازما بحاله

نہی کا مقید نہیں ہے اگر قید جوں کی توں مرخص رہے بلکہ مآل نہی کا وہ قید ہے مقید بحیثیت لازم بحال

لان الصلوة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا فكانه تعالى قال يا ايها الذين امنوا لا تسكروا في اوقات الصلوة فترك

کیونکہ نماز مسلمانوں پر فرض وقت بندھی ہوئی ہے تو گویا اللہ تعالی نے فرمایا اے ایمان والو نماز کی وقت نشہ مت کھاؤ پھر اکثر لوگوں نے

اكثرهم شربها فشربها قليلهم في غير اوقات الصلوة فمنهم من كان يشربها بعد صلوة العشاء فيصبح وقد زال عنه

شراب پینا ترک کیا اور کچھ لوگ سوائے اوقات نماز کی پیتے رہے پھر بعضے ایسے تھے کہ نماز عشا کی بعد پیتے صبح ہوتی تک نشہ اتر جاتا

السكر ومنهم من كان يشربها بعد صلوة الصبح فيصحوا عند مجيء وقت الظهر فخلا اكثر اوقاتهم عن الشرب فسهل

اور بعضے صبح کی نماز کی بعد پیتے تو وہ ظہر کی وقت تک ہوشیار ہو جاتے سو انکا اکثر وقت شراب سے صاف جاتا تھا اسمیں دشواری

نقلهم الى التحريم المطلق ثم ان عتبان بن مالك دعا رجالا من المسلمين وشوى لهم راس بعير فاكلوا وشربوا الخمر

حرمت مطلقہ کی طرف سہل ہو گئی پھر عتبان بن مالک نے کئی شخص مسلمان بلا کر انکی لئے اونٹ کی سری بھونی پھر انہوں نے کھانا کھایا اور شراب پی

فلما سكروا تفاخروا وتناشدوا الاشعار وكان فيهم سعد بن ابي وقاص فانشد شعرا فيه هجاء الانصار فاخذ رجل

جب مست ہوئے اپنی اپنی شیخی کرنے لگے اور شعر پڑھنے شروع کئے اس جماعت میں سعد بن ابی وقاص بھی تھے انہوں نے انصار کی ہجو کی شعر پڑھنے شروع کئے پھر ایک شخص نے

منهم لحي البعير فضرب به راس سعد فشجه موضحة فانطلق سعد الى رسول الله عليه السلام فشكى اليه وكان

انہیں سے اونٹ کا جبڑا لیکر سعد کی سر پر مارا کہ سر کھل گیا پھر سعد نے رسول اللہ صلی اللہ کے پاس آکر فریاد کی اور

عمر حاضر فقال اللهم بين لنا في الخمر بيانا شافيا فانزل الله تعالى يا ايها الذين آمنوا انما الخمر والميسر والانصاب

[illegible]

والازلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون انما يريد الشيطان ان يوقع بينكم العداوة والبغضاء

[illegible]

في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلوة فهل انتم منتهون فقال عمر انتهينا يا رب نزلت هذه الاية

شراب سے اور جوئے سے اور روکے تمکو اللہ کی یاد سے اور نماز سے پہر اب تم باز ہو گے عمر نے کہا کہ ہم باز آئے اس آیت نے

على تحريم الخمر قطعا من عشرة اوجه احدها انه تعالى قرنها بالميسر الذي هو القمار وهو حرام بالاتفاق وكذا ما

شراب کی قطعی حرمت دس وجہوں سے معلوم ہوتی ہے ایک یہہ کہ اللہ تعالی نے شراب کو میسر کے ساتہہ ذکر کیا میسر جو قمار ہے اور وہ بالاتفاق حرام ہے اور ایسی ہی جو

قرن به والثاني انه تعالى قرنها بالانصاب وهي في الحرمة كذلك والثالث انه تعالى قرنها بالازلام وهي في الحرمة

اوسکے ساتہہ ہو گی اور دوسرے یہہ کہ اللہ تعالی نے اوسکو انصاب کی ساتہہ ملایا انصاب بہی حرمت میں ویسے ہی ہیں تیسرے یہہ کہ اللہ تعالی نے ازلام کے ساتہہ متصل کیا وہ بہی حرمت میں

كذلك والرابع انه تعالى سماها رجسا وهو اسم للحرام النجس الخبيث والخامس انه تعالى جعلها من عمل الشيطان تنبيها

ویسے ہی ہیں اور چوتہی یہہ کہ اللہ تعالی نے اوسکا نام رجس رکہا اور رجس حرام نجس چیز کو کہتے ہیں اور پانچویں یہہ کہ اللہ تعالی نے اوسکو عمل شیطان کا فرمایا اس تنبیہ کیلئے

على ان تعاطيها شر بحت والسادس انه تعالى امر باجتنابها والامر للوجوب فيلزم الامتثال والسابع انه تعالى وعد

واسطے کہ اسکا برتنا شر محض ہے اور چہٹی یہہ کہ اللہ تعالی نے ہمکو اوس سے کنارہ کرنیکا ارشاد کیا اور امر ہی مامور بہ واجب ہوجاتا ہے اوسکا عمل ضروری اور ساتویں یہہ کہ اللہ تعالی نے

الفلاح على ذلك الاجتناب والفلاح لا يحصل الا باجتناب المحرم والثامن انه تعالى قال انما يريد الشيطان ان يوقع

اوس کنارہ کشی پر فلاح کا وعدہ فرمایا اور فلاح حرام سے کنارہ کی بغیر حاصل نہین ہوسکتی آٹھوین یہہ کہ اللہ تعالی نے فرمایا شیطان یہہ ہی چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان مین

بينكم العداوة والبغضاء وما يؤدي الى ذلك فهو حرام والتاسع انه تعالى بين ان مراد الشيطان ان يصدهم

دشمنی اور بیر پیدا کردے اور جس سے دشمنی وغیرہ پیدا ہو وہ حرام ہے نوین یہہ کہ اللہ تعالی نے بیان کیا کہ شیطان کی یہہ غرض ہے کہ یاد الہی

عن ذكر الله وعن الصلوة وذلك حرام والعاشر انه تعالى امر بالانتهاء عنها والانتهاء لا يجب الا عما هو حرام

اور نماز سے روکدے اور یہہ سب حرام ہے دسوین یہہ کہ اللہ تعالی نے فرمایا اس سے باز آؤ اور باز آنا اوس سے واجب ہوتا ہے جو حرام ہووے

فثبت بهذه الوجوه حرمة الخمر قطعا فتركوا شربها جميعا حتى روي عن انس انه قال كنت مع جماعة من الصحابة

اب ان وجوہات سے حرمت شراب کی قطعی ثابت ہوئی پہر سب نے اوسکا پینا ترک کیا یہان تک کے انس سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مین صحابہ کی جماعت کے ساتہہ

في دار ابي طلحة الانصاري وهو يشربون الخمر وانا ساقيهم اذ مر علينا رجل فقال ان الخمر قد حرمت فوالله

ابو طلحہ انصاری کی گہر مین تہا اور دور شراب کا چل رہا تہا اور مین اونکو پلاتا تہا ناگاہ وہان ایک شخص آگیا کہا شراب تو بیشک حرام ہو گئی پہر خدا کی قسم

ما توقفوا وما سئلوا عنها حتى قالوا اهرق ما في انائك يا انس فاهرقته وما عادوا فيها ابدا حتى لقوا الله تعالى وروي

ذرہ دیر نکی اور نہ کچھہ کہا یہہ ہی کہا انس جتنی تیری برتن مین ہے کہنڈا دے سو مینے گرادی اور کبہی پہر کبہی نہ پی یہان تک کہ مر گئی اور

عن علي انه قال لو وقعت قطرة منها في البير فبنيت مكانها منارة لم اؤذن عليها ولو وقعت قطرة منها

علی رض سے روایت ہے کہ کہتے تہے کہ اگر شراب کی ایک بوند کوئی مین گر جاوے پہر کوئی کی جگہ مینار بنا دین تو مین اوسپر اذان نہ پڑہون اور اگر شراب کی ایک بوندہ

في البحر ثم جف فنبتت فيه الكلاء لم ارعه وروي عن عثمان انه قال اجتنبوا الخمر فانها ام الخبائث

دریا مین گر پڑی پہر وہ خشک ہو کر گہاس جم آوے تو مین نہ چراؤن اور عثمان رض سے روایت ہے کہ وہ کہتے تہے کنارہ کرو شراب سے بیشک یہہ تمام خبائث کی ماں ہے

فوالله لا يجتمع الايمان والخمر في قلب رجل الا يوشك ان يذهب احدهما بالاخر

قسم ہے اللہ کی کہ کسی شخص کی دل مین ایمان اور شراب دونو جمع نہین ہوتی مگر قریب ہے کہ انمین سے کوئی ایک دوسرے کو کہودے

في الشرب [illegible] على لسانه كلمة الكفر فانه وان لم يعتبر اعتقاده في حال السكر لعدم العقل

[illegible] بحالت نشہ میں اعتقاد کا اعتبار نہیں ہے

ولا يجري [illegible] على لسانه ذلك ويخاف عليه عند الموت ان يجري على لسانه كلمة الكفر ويخرج من الدنيا على

[illegible] اور ایمان سے کفر کی طرف نکل جاوے

الكفر لان اكثر ما ينزع الايمان من العبد عند الموت انما هو لسبب ذنوبه التي يفعلها في حياته فيبقى في النار

کیونکہ اکثر آدمی کا ایمان مرنے کے وقت جو کھو جاتا ہے سو صرف سبب گناہوں کی جو اوسنے کیے ہیں پھر ہمیشہ کو دوزخ میں پڑا رہیگا

ابدا وكما روي ان اهل النار يساقون الى النار فاذا دنوا منها يستقبلهم الملئكة بمقامع من حديد فاذا

اور جیسا کہ دوزخیوں کو جب دوزخ کی طرف لیجاتے ہیں جب وہ نزدیک ہوجاتے ہیں تو سامنے سے فرشتے لوہے کی گرز لیکر آتے ہیں جب

دخلوها لا يبقى منهم عضو لا يلزمه عذاب اما حية تنهشه واما عقرب تلسعه او نار تسفعه او ملك

وہ دوزخ میں داخل ہوجاتے ہیں تو ان کا کوئی عضو ایسا باقی نہیں رہتا کہ عذاب نہ ہوتا ہو سانپ ڈستا ہے یا بچھو ڈنک مارتا ہے یا آگ جلا کر کوئلا کردیتی ہے یا فرشتہ

يضربه بمقمع فاذا ضربه الملك ضربة يهوي في النار مقدار اربعين عاما لا يبلغ قعرها ثم يرفعه

گرز سے مارتا ہے جب اوسکو فرشتہ ایک چوٹ لگاتا ہے تو چالیس برس کی مسافت پر آگ کے اندر دھنس جاتا ہے ابھی اوسکی تہ کو نہیں پہنچتا کہ آگ کی لپٹ

اللهب فاذا بلغ راسه يضربه الملك ضربة اخرى فيهوي فيها فيعذب فيها ما شاء الله تعالى ان يعذبوا ثم

پھر اوچھال دیتی ہے جب اوسکا سر نکلتا ہے کہ فرشتہ دوسری چوٹ لگاتا ہے پھر آگ میں اوتر جاتا ہے پھر یہی عذاب ہوتے جاوینگے جب تک مرضی الٰہی عذاب دینے کی ہوگی

يدعون خزنة جهنم قائلين لهم ادعوا ربكم يخفف عنا يوما من العذاب فلا يجيبونهم ثم يدعون مالكا فلا

پھر دوزخ کی نگہبانوں کو پکار کر یہہ کہینگے مانگو اپنی رب سے کہ ہمپر ہلکا کرے ایکدن تھوڑا عذاب سو وہ کچھ جواب نہ دینگے پھر وہ مالک کو پکارینگے وہ بھی

يجيبهم فيقولون قد دعونا الخزنة ودعونا المالك فلم يجيبونا هلموا فلنجزع فلا يغني عنهم ثم يقولون هلموا

جواب نہ دیگا پھر کہینگے ہم نگہبانوں کو پکار چکے اور مالک کو پکار چکے سو کوئی جواب نہیں دیتا آؤ ہم چیخ فریاد کریں سو کچھ فائدہ نہوگا پھر کہینگے آؤ

فنصبر فيصبرون ولا يغني عنهم فيقولون سواء علينا اجزعنا ام صبرنا ما لنا من محيص فهذا العذاب و

صبر کریں پھر صبر کرینگے اور کچھ فائدہ نہوگا پھر کہینگے برابر ہے ہمارے حق میں ہم بیقرار کریں یا صبر کریں ہمکو خلاصی نہیں پس یہہ عذاب

ان كان للكفار لكن المسلم اذا شرب الخمر يجري على لسانه كلمة الكفر ويتعود لسانه ان يتكلم بكلمة الكفر

اگرچہ کفار کے لئے ہے لیکن مسلم بھی اگر شراب پیتا ہے تو اوسکی زبان سے کلمہ کفر کا نکلتا ہے اور اوسکی زبان کو عادت پڑجاتی ہے کہ کلمہ کفر کا بکا کرے

فينزع عنه الايمان فيصير من جملة الكفار فيبقى ابدا في عذاب النار فينبغي للمؤمن ان يمتنع عن شربها و

سو اوسکا ایمان جاتا رہتا ہے اور کفار میں داخل ہوجاتا ہے پھر ہمیشہ کو دوزخ میں پڑا رہیگا اب مؤمن کو چاہیے کہ شراب پینے سے باز رہے اور

ينقطع عمن يشربها ويتفكر في هول يوم القيمة فان من يتفكر في هوله لا يميل قلبه الى شربها والى صحبة من

شرابی کے پاس نہ بیٹھے اور قیامت کی ہول کا خیال رکھے کیونکہ جو شخص قیامت کی ہول کا خیال رکھتا ہے اوسکا دل نہ شراب پینے کو چاہے نہ شرابی کی صحبت کو

يشربها لكن لابد من معرفة حقيقتها وهي النيّ من ماء العنب اذا غلا واشتد وقذف بالزبد واذا لم يقذف بالزبد

لیکن شراب کی حقیقت بھی دریافت کرنی چاہیے شراب وہ ہے جو انگور کی شیرہ کی ہوتی ہے جب خوب جوش کہا کر کف گرانے لگے اور جبتک کف نہ گرانے لگیں

لا يصير خمرا عند ابي حنيفة وعندهما اذا اشتد يصير خمرا وان لم يقذف بالزبد واما المثلث وهو ما طبخ

امام ابو حنیفہ کے نزدیک خمر نہیں ہوتی اور صاحبین کی نزدیک جب خوب جوش کہا جاوے خمر ہوجاتی ہے اگرچہ کف نہ آوین اور مثلث وہ ہوتی ہے کہ انگور کا شیرہ

من عصير العنب حتى ذهب ثلثاه وبقي ثلثه ثم غلا واشتد وصار مسكرا فعند محمد واكثر الفقهاء قليله وكثيره

پکتے پکتے دو تہائی جل کر ایک تہائی رہ جاوے پھر خوب جوش کہا کر مسکر ہو جاوے سو امام محمد اور اکثر فقہاء کی نزدیک اسمیں سے تھوڑی اور بہت

حرام وكذا كل ما هو مسكر من كل شراب سواء كان من الزبيب والتمر او الحبوب كالحنطة والشعير والذرة [illegible]

سب حرام ہی اور ایسی ہی ہر ایک شراب پینا بھی جو مسکر ہو برابر ہی کہ دانہ سے بنی ہو جیسے گیہوں اور جو اور جوار یا دودھ

والعسل او التين وعند ابي حنيفة وابي يوسف يحل شربه ما لم يسكر واذا اسكر الشارب لا يحل شربه حتى قال ابو

اور شہد اور انجیر سے اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی نزدیک جب تک نشہ نہ لاوی پینا حلال ہی اور جب پینے والے کو مست کردے تو پینا حلال نہیں

الليث في التنبيه الشارب المطبوخ اعظم ذنبا واثما من شارب الخمر لان شارب الخمر مقر بانه شرب الخمر الحرام فيصير

الليث تنبیہ میں کہتا ہی کہ مطبوخ کا پینے والا بڑا گنہگار ہی شراب پینے والے سے اسلئے کہ شراب پینے والا قائل ہی کہ میں نے شراب حرام پی سو وہ فاسق

فاسقا وشارب المطبوخ يشرب المسكر ويراه حلالا وقد اجمع المسلمون على ان شرب المسكر حرام واذا استحل ما هو

ہوتا ہی اور مطبوخ پینے والا مسکر پیتا ہی اور حلال جانتا ہی اور مسلمان اسپر سب متفق ہیں کہ مسکر کا پینا حرام ہی اور جب حرام بالاجماع کو حلال سمجھے تو

حرام بالاجماع يصير كافرا وشرب المطبوخ ما لم يسكر انما يحل اذا لم يقصد به اللهو والطرب واما اذا قصد به اللهو

کافر ہو جاتا ہی اور مطبوخ غیر مسکر کا پینا جبھی تک حلال ہی کہ اوس سے لہو اور طرب مقصود نہو اور اگر بہ نیت لہو اور

والطرب فلا يحل شربه حتى سئل عنه ابو حفص الكبير فقال لا يحل شربه فقيل له خالفت الشيخين فقال لا انهما

طرب کی پییں تو حلال نہیں ہی یہاں تک کہ ابو حفص کبیر سے پوچھا تو کہا اوسکا پینا حلال نہیں ہی کسی نے کہا شیخین کی خلاف کہتے ہو جواب دیا نہیں اسلئے کہ وہ دونو

كانا يحلانه لاستمراء الطعام والناس في زماننا يشربونه للفجور والتلهي فعلم من هذا ان الخلاف فيما قصد به التقوي

ہضم طعام کی لئے حلال کہتے تھے اور اس زمانہ کے لوگ فجور اور لہو کی لئے پیتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ خلاف اوس صورت میں ہی کہ مقصود عبادت کی قوت ہو

على العبادة واما اذا قصد به التلهي فلا يحل اتفاقا بل اذا شرب الماء وغيره من المباحات بلهو وطرب على هيئة

اور اگر صرف لہو مقصود ہو تو اتفاقا حلال نہیں بلکہ اگر پانی وغیرہ مباحات لہو اور طرب سے فاسقوں کی وضع پر پیوی

الفسقة حرمت ايضا المجلس التاسع والسبعون في بيان حرمة الغلول ووجوب التقسيم بين

تو یہہ بھی حرام ہی اناسی مجلس میں بیان غنیمت کی چوری کی حرمت کا اور تقسیم واجب ہونیکا غانمین میں

الغانمين كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ادوا الخياط والمخيط واياكم والغلول فانه عار على

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی تھی لاکر دیا کرو سوئی اور دھاگا اور بچو غنیمت کی چوری سے قیامت کی دن

اهله يوم القيمة هذا الحديث من حسان المصابيح رواه عبادة بن الصامت والمراد من الغلول الخيانة في

غلول کرنیوالوں پر بڑی شرم ہوگی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی عبادہ بن الصامت کی روایت سے اور مراد غلول سے غنیمت کی

الغنيمة والغنيمة ما اخذ من الكفار عنوة وهي لم تكن حلالا للامم السالفة لكن الله تعالى تفضل لهذه الامة فجعلها

خیانت ہی اور غنیمت وہ مال ہی جو غالب ہوکر کفار سے چھین لیں اور غنیمت پہلی امتوں کو حلال نہ تھی لیکن اللہ تعالی نے اس امت پر اپنا فضل کرکر انکو غنیمت

حلالا لهم حيث قال فكلوا مما غنمتم حلالا طيبا وحكمها بعد اخراجها الى دار الاسلام ان يجمع ما في ايدي الغزاة

حلال کردی ہی چنانچہ فرمایا ہی سو کھاؤ جو غنیمت لاؤ حلال ستھری اور غنیمت کا حکم جب دار الاسلام میں لی آویں تو یہہ ہی کہ جو غازیوں کی پاس ہووی سب یکجا

حتى ما فضل من ماكلهم ومعالفهم سوى النفل وسياتي بيانه ثم يخرج منها الخمس لليتامى والمساكين وابن السبيل ثم

جمع کریں یہاں تک کہ جو کہا کر اور دواب کی گھاس سے بچ رہی بجز تنفیل یعنی عطاء زاید کے جسکا بیان اب آتا ہی پہر اوس میں سے پانچواں حصہ واسطے یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کی

يقسم باقيها بين الغانمين فيعطى للراجل سهم وللفارس سهمان عند ابي حنيفة وعند غيره يعطى للفارس ثلثة

نکال کر پہر باقی غانمین میں یعنی لشکر پر بانٹ دیں اب امام ابو حنیفہ کی نزدیک پیادہ کو ایک حصہ اور سوار کو دوہرا حصہ اور سوائے اوکی اور کہتے ہیں کہ سوار کو تہرا حصہ ہی

اسهم وليس للامام على ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان يقسم الغنائم في دار الحرب قبل اخراجها الى دار الاسلام الا

اور موافق مذکور فتاوی قاضیخان کی امام کو یہہ اختیار نہیں ہی کہ غنایم کو دار الحرب کی اندر دار الاسلام میں لانی سے پہلی تقسیم کردی مگر

[illegible] الحرب ويقسم الغنائم فيها لم يجز قسمته لانه لما فتحها صار تلك البقعة

[illegible] فتح کرکر اوسمین غنایم تقسیم کردی تو اب تقسیم جایز ہی کیونکہ جب امام نی شہر فتح کرلیا تو وہ جگہہ دار الاسلام کی ہوگئی

[illegible] قسمة الغنائم فيها هذا حكم الشرع في الغنيمة لكن في هذا الزمان قد ترك هذا الحكم

[illegible] غنایم کی جایز ہی غنیمت مین شرع کا تو یہہ حکم ہی لیکن اس زمانہ مین یہہ حکم چھوٹ چھٹ کر ایسا ہوگیا ہی

[illegible] كالشريعة المنسوخة حيث لا يقسم الغنائم بين الغانمين ولا يخرج خمسها لان العادة في هذا الزمان

[illegible] کیونکہ نہ تو غنایم لشکر پہ بٹتی ہین اور نہ اوسمین سی خمس نکلتا ہی کیونکہ اس زمانہ مین یہہ عادت ہی

ان [illegible] دخلوا دار الحرب وغلبوا على الكفار ينتهبون اموالهم فياخذ بعضهم شيئا كثيرا وبعضهم

[illegible] جاکر کفار پر غالب آتا ہی اور اونکا مال لوٹتی ہین تو کوئی تو بہت کچھہ لیلیتا ہی اور کوئی تہوڑا

شيئا قليلا وبعضهم لا ياخذ شيئا بل يبقى محروما ثم يتفرقون على تلك الحالة بلا قسمة بينهم ولا اخراج الخمس

اور کسیکو کچھہ نہین ملتا بلکہ محروم رہ جاتا ہی پہر ایسی ہی ادہر اودہر ہو جاتی ہین اور اونمین قسمت نہین ہوتی اور نہ خمس نکلتا ہی

وهذا هو الغلول الذي ورد من الشارع وعيدات شديدة في احاديث كثيرة منها ما روى عن ابي هريرة ان

اور یہہ ہی غلول ہی جسمین شارع نی بہت حدیثون مین سخت سخت وعید فرمائی ہین ایک یہہ ہی جو ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ

رجلا اهدى لرسول الله صلى الله عليه وسلم غلاما يقال له مدعم فبينما هو يحط رحلا لرسول الله صلى الله

ایک شخص نی غلام واسطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدیہ بہیجا اسکا نام مدعم تہا جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ اوتار رہا تہا

عليه وسلم اذ اصابه سهم من عدو فقتله فقال الناس هنيئا له الجنة فقال رسول الله عليه السلام كلا

ناگاہ دشمن کی طرف کا اوسکی تیر آ لگا اور اوسکو مار ڈالا سو لوگ بولی اسکو جنت مبارک ہو پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہرگز نہین

والذي نفسي بيده ان الشملة التي اخذها يوم خيبر من المغانم لم يصبها المقاسم لتشتعل عليه نارا فلما

قسم ہی اوس ذات کی کہ میری جان اوسکی قبضہ مین ہی وہ کملی جو خیبر کی دن تقسیم سی پہلی غنیمت مین سی لیلی تہی آگ کا شعلہ بہڑکا رہی ہی جب

سمع الناس ذلك فزعوا فجاء رجل بشراك او شراكين فقال اصبت هذا يوم خيبر فقال رسول الله صلى

یہہ لوگون نی سنا تو کانپ اوٹہی پہر ایک شخص ایک تسمہ پاپوش کا یا دو تسمی لایا عرض کیا یہہ خیبر کی دن مینی لی تہی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

الله عليه وسلم من نار شراك او شراكان من نار ومنها ما روى عن زيد بن خالد ان رجلا من اصحاب النبي عليه السلام

فرمایا آگ کا ایک تسمہ ہی یا دو تسمی آگ کی ہین اور اون حدیثون مین سی ایک یہہ ہی جو زید بن خالد سی روایت ہی کہ ایک صحابی نی

توفي يوم خيبر فذكروا ذلك لرسول الله عليه السلام فقال صلوا على صاحبكم فتغير وجوه الناس فقال ان

خیبر کی روز وفات پائی سو یہہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیان کی آپ نی فرمایا اپنی یار پر تم ہی نماز پڑہو یہہ سنکر لوگون کی چہرہ بدل گئی پہر فرمایا

صاحبكم قد غل في سبيل الله ففتشنا متاعه فوجدنا خرزا من خرز يهود لا يساوي درهمين ومنها ما روي

تمہاری یار نی غنیمت مین خیانت کی ہی سو ہمنی اوسکی اسباب مین ڈہونڈہا تو ایک مہرہ یہود کی مہرون مین سی پایا دو درم کا بہی نہین تہا اور ایک یہہ ہی

عن عبد الله بن عمرو انه عليه السلام كان اذا اصاب غنيمة امر بلالا فينادي في الناس فيجيئون بغنائمهم فيخمس

جو عبد اللہ بن عمرو سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام بوقت حصول غنیمت کی بلال کو فرماتی وہ لوگون مین پکار دیتا وہ اپنی اپنی غنیمت لاکر جمع کر دیتی پہر آپ خمس نکالکر

ويقسم فجاء رجل بعد ذلك بزمام من شعر فقال هذا فيما اصبناه من الغنيمة فقال النبي عليه السلام اسمعت

تقسیم کر دیتی پہر ایک شخص بعد تقسیم کی ایک مہار بالون کی رسی لیکر آیا اور عرض کیا غنیمت مین سی یہہ لی تہی پس نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ تو نی بلال کو

بلالا ينادي ثلثا قال نعم قال فما منعك ان تجيء به فاعتذر فقال كن انت الذي تجيء به يوم القيمة فلن اقبل عنك

آواز دیتی سنا تہا عرض کیا ہان فرمایا پہر تو کیون نہ لایا اوسنی کچھہ عذر کیا پہر فرمایا تو ہی رکہہ قیامت کی روز لیکر آنا مین تجہسی نہین لیتا ۔

وانما امتنع النبي عليه السلام عن اخذ الزمام لانه كان فيه لجميع الغانمين حق مشترك [illegible]

اور نبی علیہ السلام نے وہ رسی اس لیے [illegible] کہ اوسمین تمام لشکر کی شرکت تھی [illegible] اور ہر ایک کا

نصيب كل واحد منهم من ذلك الزمام الى صاحبه لم يكن [illegible] عليه لانه هو الذي [illegible]

حصہ اون کا مین سی حصہ [illegible] کر پہنچانا ممکن نہین تہا اور لشکری کی پاس سی رسی رہی [illegible] کیونکہ وہ ہی غاصب تہا

فعلى هذا ما يأخذه غزاة زماننا من الغنائم بلا قسمة ولا اخراج الخمس لا يحل [illegible] منها لان

اس روایت کی موافق ہماری زمانہ کی غازی جو غنایم بلا قسمت لیلیتی ہین اور خمس بہی نہین نکالتی تو اونکو اوسمین سی کہانا حلال نہین ہی کیونکہ

اخذهم لم يكن على طريق الشرع ومع هذا نسمع كثيرا منهم يقولون لقد وصلنا من اهل الحرب مال هو حلال

اونکا قبضہ شرع کی موافق نہین ہی سنی مین آتا ہی کہ اکثر یون کہتی ہین ہمنی کفار کا ایسا حلال مال حاصل کیا ہی

لنا من المال الموروث من ابائنا وامهاتنا ولا يعرف هؤلاء المغرورون انهم اخذوه على غير طريق الشرع فلا يكون حلالا

کہ ویسا ماں باپ کی میراث کا بہی نہین ہوتا اوران مغرور لوگون کو یہہ خبر نہین ہی کہ انہون نی خلاف شرع لیلیا ہی پہر حلال کیونکر ہوگا

لان فيه حق الفريقين من المستحقين احدهما اليتمى والمسكين وابن السبيل لان الخمس حقهم وهو باق فيه والثاني

کیونکہ اسمین حق دونو فریق مستحق کا ہی ایک فریق تو یتیم اور مساکین اور مسافر ہین اسلئی کہ خمس انہین کا حق ہی کہ وہ اوسمین باقی ہی اور دوسرا فریق

الغزاة الذين كانوا معهم لان الباقي بعد الخمس حقهم وهو باق فيه لم يقسم بينهم على طريق الشرع فكيف يكون حلالا

وہ غازی ہین جو اونکی ہمراہ تہی اسلئی کہ خمس نکالکر جو بچا اسمین اونکا بہی حق ہی وہ اوسمین باقی ہی کہ بطور شرع انہین تقسیم نہین ہوا پہر حلال کیونکر ہوویگا

بل لو كان الماخوذ جارية لا يجوز للاخذ على هذا الوجه ان يتصرف فيها لكونها مشتركة مستحقة البعض ولو

بلکہ اسطرح کی لی ہوئی اگر لونڈی ہووی تو لینی والیکو اصلا تصرف جایز نہین ہوگا کیونکہ وہ مشترک ہی کچہہ اسکا حق ہی اگرچہ

بعد اخراج خمسها لبقاء حق باقي الغزاة فيها ولا خلاف ان الجارية المشتركة يحرم وطؤها على جميع الشركاء ولا فرق

خمس نکل چکا ہو کیونکہ حق لشکر کا اسمین باقی رہتا ہی اور اسمین کسیکو خلاف نہین ہی کہ مشترک لونڈی ہی تمام شرکا کو وطی حرام ہی اور حرمت مین

في الحرمة بين من قل نصيبه او كثر وقد اتفقوا على ان احدا من الغانمين لا يجوز له ان يطأ جارية من السبي قبل القسمة

اسمی کچہہ فرق نہین ہوتا کہ حصہ تہوڑا ہو یا بہت اور اسپر سب متفق ہین کہ لشکر مین سی کسیکو جایز نہین ہی کہ قیدیون مین سی لونڈی کو قسمت سی پہلی وطی کری

واختلفوا فيما يجب عليه اذا وطئها فقال مالك يحد لانه زان وقال ابو حنيفة لا حد عليه بل عليه عقوبة

اور اسمین اختلاف ہی کہ واطی پر کیا لازم آتا ہی اگر وطی کری سو امام مالک کہتی ہین حد آتی ہی کیونکہ وہ زانی ہی اور ابو حنیفہ کہتی ہین اوسپر حد نہین ہی بلکہ اوسپر عذاب ہی

وان حصل منها ولد فهو مملوك يرد الى الغنيمة فاذا كان الامر كذلك يخاف على من يقتل الكافر لكفره

اور اگر بچہ جنی تو وہ غلام ہی غنیمت مین شامل کیا جاوی جب حال یہہ ہی تو خوف ہی اوسپر جو کافر کو کفر کی سبب قتل کرتا ہی ایسا نہو

ان يكفر هو بنفسه باستحلال الغنائم الغير المقسومة والفروج المشتركة ثم يسري

کہ وہ آپ کافر ہو جاوی غنایم بلا تقسیم کو اور فروج مشترکہ کو حلال سمجہہ کر پہر یہہ فساد

هذا الفساد الى كل من يتملك منهم الجواري وغيرها وهذا داء عضال عسير الزوال لان

آگی کو چلی گا جو جو شخص کہ لونڈیان وغیرہ اونسی خریدیگا یہہ بڑا سخت مرض ہی اسکا جانا دشوار ہی کیونکہ

اكثر الاجناد في هذا الزمان نبذوا احكام الاسلام وراء ظهورهم كانهم

اس زمانہ کی اکثر لشکریون نی احکام اسلامی پس پشت ڈالدئی ہین گویا کہ اونکو

لم يكلفوا بها فلا يبالون بما فعلوا فكيف يمكن العلاج لجمع ما في ايديهم من الغنائم

کچہہ حکم ہوا ہی نہین سو جو کرتی ہین اوسکی کچہہ پروا نہین ہی پہر اسکا کیا علاج کہ جو جو غنایم اونکی قبضہ مین ہی کہان سی جمع کرین

[illegible] الى الشرع [illegible]

اور کیونکر تقسیم کریں اس صورت میں [illegible]

فمن كان فقيرا يجوز له ان يصرفه فيه ومن كان غنيا لا يحل له ان يتصرف فيه بل يلزمه ان يتصدق

پھر جو شخص فقیر ہو [illegible] اور جو شخص غنی ہو اسکو حلال نہیں ہے کہ اوسمیں تصرف کرے بلکہ غنی کو لازم ہے کسی فقیر پر خیرات کر دے

به على فقير ثم ان اراد ان يتملكه من ذلك الفقير اما بالاستيهاب او بالشراء هذا اذا كان جارية ماخوذا من غير تنفيل

پھر اگر چاہے کہ اوس فقیر سے لیکر مالک ہو جاوے تو یا بطور ہبہ کی یا خرید کر یہ سب اوس صورت میں ہے کہ وہ آئی قبضہ میں بغیر تنفیل [illegible]

واما اذا كان اخذه بطريق التنفيل فهو له خاصة لا يشاركه فيه احد لكن لا يملكه الا بعد اخراجه الى دار الاسلام

اور جس وقت لیں کہ بطور تنفیل یعنی انعام کا لیا ہو تو وہ خاص اسکی ملک ہے اوسمیں کوئی شریک نہیں ہے لیکن اوسکا مالک نہیں ہوتا جبتک دار الاسلام میں نہ لی آوے

حتى لو قال الامام او امير العسكر من اصاب جارية فهي له فاصاب احد من الغزاة جارية واستبراها لا يحل له

یہاں تک کہ اگر امام نے یا سالار لشکر نے حکم دیا کہ جسکی لونڈی ہاتھ آوے وہ اوسی کی ہے پھر کسی غازی کو لونڈی ہاتھ آجاوے اور حیض سے رحم پاک ہی کر لی تو بھی نہ وطی

وطيها ولا بيعها قبل اخراجها الى دار الاسلام والمراد من التنفيل التحريض على القتال باعطاء شيء زائد على سهم الغنيمة

حلال ہے اور نہ اوسکی بیع جبتک دار الاسلام میں نہ لی آوے اور مراد تنفیل سے لڑائی کی رغبت دلانی ہے کچھ حصہ غنیمت سے زیادہ دیکر

وهو مندوب لقوله تعالى يا ايها النبي حرض المؤمنين على القتال فينبغي للامام او لامير العسكر ان يتنفل بان يقول

اور رغبت دلانی مستحب ہے بدلیل اس آیت کی اے نبی شوق دلا مسلمانوں کو لڑائی کا سو امام کو یا سالار لشکر کو چاہیے کہ عطا زیادہ دیوے اسطور کہ کہے

من قتل قتيلا فله سلبه او يقول لسرية ما اصبتم فهو لكم او ربعه او ثلثه او نحو ذلك ولا ينفل بكل الماخوذ

جسنے مارا کسی کافر کو تو اسی کا ہے سامان اوسکا یا چھوٹی لشکر کو حکم دے لوٹ سب تمہاری ہے یا اوسکا چوتھائی یا تہائی یا مانند اسکی اور تمام لوٹ کو معاف نکر دے

اذ فيه ابطال حق الكل وان فعل ذلك مع سرية يجوز اذ قد يكون المصلحة فيه كذا ذكر في الهداية وذكر في شرح المجمع

کیونکہ اسمیں سبکا حق تلف ہوتا ہے اگر ایسا حکم سریہ کو تو جایز ہے اسلئے کہ بعضی وقت اسی میں مصلحت ہوتی ہے ہدایہ میں یہہ ہی مذکور ہے اور شرح مجمع میں مذکور ہے

ان الامام لا ينفل بكل الماخوذ اذ فيه ابطال القسمة المشروعة في الغنيمة وذكر في السير الكبير ان الامام اذا قال للعسكر

کہ امام تمام لوٹ کو نفل نکر دے کیونکہ اسمیں قسمت جو غنیمت میں شرعا چاہیے باطل ہوتی ہے اور سیر الکبیر میں مذکور ہے کہ امام اگر تمام لشکر کو حکم دے کہ

جميعا ما اصبتم فهو لكم بعد الخمس لا يجوز لان المقصود من التنفيل التحريض على القتال وانما يحصل ذلك بتخصيص

لوٹ تمہاری ہے خمس نکالکر تو جایز نہیں ہے اسلئے کہ غرض تنفیل سے لڑائی پر ابھارنا ہوتا ہے یہہ جب ہوتی ہے کہ کسیکو خاص کر

البعض بشيء وفي التعميم ابطال تفضيل الفارس على الراجل وكذا اذا قال ما اصبتم فهو لكم ولم يقل بعد الخمس اذ فيه

کچھہ مقرر کردیں اور تعمیم میں سوار کی فضیلت جو پیادے پر ہے باطل ہوتی ہے اور ایسی ہی جایز نہیں اگر حکم دے جو لوٹ ہے سب تمہاری اور بعد الخمس نکہے اسلئے کہ اسمیں

ابطال الخمس الذي اوجبه الله تعالى في الغنيمة فعلى هذا ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان الامام اذا قال من اصاب شيئا

خمس جو اللہ تعالی نے غنیمت میں واجب کیا ہے باطل ہوتا ہے اس بیان کی موافق جو فتاوی قاضی میں مذکور ہے کہ امام حکم دے کہ جسکو جو شے ہاتھ لگی

فهو له فاصاب واحد منهم شيئا في دار الحرب يكون له خاصة ولا يجب فيه الخمس ولا يشاركه فيه غيره وان

وہ اوسی کی ہے پھر کسیکو کوئی شے دار الحرب میں ہاتھ لگی تو خاص اوسی کی ہو جاوے گی نہ اسمیں خمس واجب ہے اور نہ کوئی اور اسمیں شریک ہے اور اگر

مات في دار الحرب فما اصابه يكون ميراثا عنه وكذا ما ذكر في منية المفتي ان الامام اذا قال من اصاب شيئا فهو له

دار الحرب میں وہ مرجاوے تو وہ شے اوسکی میراث ہوویگی اور ایسی ہی جو کہ منیۃ المفتی میں مذکور ہے کہ امام اگر حکم دے جسکو جو ہاتھ آوے وہ اوسی کا ہے

يدخل الامام في التنفيل ينبغي ان يحمل على كون قول الامام مقولا لسرية لا لكل العسكر لئلا يفهم منه المخالفة لسائر

تو امام بھی تنفیل میں داخل ہوتا ہے بعد دونوں روایت قاضی خان اور منیۃ المفتی کی چاہیے کہ محمول اس حال پر ہوں کہ امام نے یہہ حکم سریہ کو دیا تمام لشکر کو نہیں تاکہ یہہ مطلب تمام کتابوں کی مخالف

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور مطلق ہی اکتفا کرنا ... [illegible]

المعتمد عليها في الحكم والحاصل ان من اخذ شيئا في دار الحرب بغير التنفيل لا يكون له بل يكون غنيمة يجب فيها الخمس

اور حاصل یہہ ہی کہ جسنی کوئی چیز دار الحرب مین بلا تنفیل لی تو وہ اوسکی نہوگی بلکہ غنیمت ہوویگی اور اوسمین خمس واجب ہوگا

على ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان سرية اذا خرجوا بغير تنفيل الامام وخرجوا لطلب العلف فما اصابوا يكون غنيمة فيها

موافق روایت فتاوی قاضیخان کی کہ سریہ اگر بغیر تنفیل امام کی لڑائی کو جاوی یا گہاس وغیرہ کی تلاش میں جاوے تو جو اونکی ہاتہہ آویگا غنیمت ہوویگا اوسمین

الخمس ولا يختص به السرية وكذا لو قتلوا كافرا يكون سلبه غنيمة ولا يختص به القاتل وذكر فيها ايضا ان الغازي لو اخذ

خمس واجب ہی اور سریہ کی اوسمین کچہہ خصوصیت نہین ہی اور ایسی ہی اگر کافر کو قتل کرین تو اوسکا اسباب غنیمت ہوگا اور بہی قاتل کو کچہہ خصوصیت نہین اور اسمین یہہ بہی مذکور

في دار الحرب شيئا من المباحات التي لا تكون في يد احد ان كان له قيمة كالطير والسمك والحطب والكنز يكون ذلك

کہ غازی اگر دار الحرب مین کوئی ایسی چیز مباحات مین سی لیوی جو کسیکی نہین ہوتی اگر اوسکی کچہہ قیمت ہی جیسی پرند یا مچہلی یا لکڑی یا خزانہ تو یہہ سب

الشيء غنيمة يجب فيها الخمس وان لم يكن له قيمة فهو لمن اخذه ولا خمس فيه لانه بمنزلة الماء والكلاء ثم ذكر فيها

غنیمت ہوگی اوسمین خمس واجب ہی اور اگر اوسکی کچہہ قیمت نہین تو اوس سپاہی کی ہی اوسمین خمس نہین ہی کیونکہ پانی اور گہاس کی برابر ہی پہر یہہ بہی

ايضا ان الغازي اذا ذبح غنم الغنيمة او بقرها للاكل عند الحاجة رد جلدها الى الغنيمة لان الجلد ليس بماكول ولا

اوسی مین مذکور ہی کہ غازی اگر غنیمت کی بکری یا گائی کہانی کی لئی حاجت کی وقت ذبح کرڈالی تو اوسکا چمڑا غنیمت مین شامل کردی کیونکہ چمڑا نہ کہانی کی چیز ہی اور نہ

من العلف وذكر في الهداية ان المسلمين اذا خرجوا من دار الحرب لا يجوز لهم ان يعلفوا دوابهم من الغنيمة ولا ان

گہاس ہی اور ہدایہ مین مذکور ہی کہ مسلمان جب دار الحرب سی باہر نکل آوین تو اونکو جایز نہین کہ اپنی جانورونکو غنیمت مین کا چارہ دیوین یا آپ

ياكلوا منها لان الضرورة قد ارتفعت والاباحة باعتبارها ومن فضل معه علف او طعام رده الى الغنيمة قبل القسمة

اوسمین سی کہاوین کیونکہ ضرورت کا وقت گذرگیا اور اباحت ضرورت کی واسطی تہی اور جسکی پاس گہاس یا کہانا بچا رہگیا تو قسمت سی پہلی غنیمت مین شامل کردی

وان انتفع به رد قيمته الى المغنم وبعد القسمة ان كان غنيا تصدق به وان انتفع به تصدق بقيمته وان كان

اور اگر اوسکو برت لیا تو اوسکی قیمت غنیمت مین شامل کرکی اور قسمت کی بعد اگر غنی ہی تو خیرات کردی اور اگر اوس سی نفع اوٹہا لیا تو اوسکی قیمت خیرات کردی اور اگر

من المحاويج انتفع به لانه صار في حكم اللقطة لتعذر الرد على الغانمين فاذا كان الحكم في الغنيمة كذلك مع ان

محتاج ہی تو برت لی کیونکہ اب حکم پائی چیز کا سا ہی اب غانمین پر تقسیم کرنا دشوار ہی اور جب غنیمت مین یہہ حکم ہی باوجودیکہ

للغانمين فيها حقا لكونهم شركاء فيها فما ظنك في مكاسب الظلم من الغصب والغارات التي شاعت في بلاد الاسلام

غانمین کا اوسمین حق ہوتا ہی کیونکہ اوسمین سب شریک ہین پہر تیرا کیا خیال ہی ظلم کی کمائی مین غصب اور لوٹ سی جو ان دنون بلاد اسلام مین پہیل رہی ہی

في هذه الايام لا سيما عند تحصيل بيت المال فان الذين نصبوا لتحصيله ياخذون اموال الناس ظلما في البنادر و

خاص کر بر وقت تحصیل بیت المال کی بیشک جو لوگ اوسکی تحصیل پر متعین ہوتی ہین وہ لوگون کا مال ظلم سی بندرون مین اور

الاسواق وغيرها باسم العشر والزكوة ويشددون على اصحابها تشديدا عظيما وقد كان النبي عليه السلام اذا بعث

بازارون وغیرہ مین عشر اور زکوۃ کی بہانہ چہین لیتی ہین اور مالکون پر بڑی ہی سختی کرتی ہین اور نبی علیہ السلام کا یہہ حال تہا کہ جب

من اصحابه احدا لبعض امره يقول بشروا ولا تنفروا ويسروا ولا تعسروا اي بشروا الناس بالاجر على الطاعات وانواع الخيرات

کسی اصحاب کو کسی کام کو بہیجتی تو فرمادیتی مژدہ سنا گہبرا نہ دینا آسانی کرنا تنگ نکرنا یعنی لوگون کو طاعات اور انواع خیرات پر ثواب کا مژدہ سنانا

[illegible] باعطاء [illegible] العشر والزكوة ولا تقنطهم من رحمة الله تعالى عند ارتكابهم المنكرات و
[illegible] اور زکوة [illegible] ثواب کی بشارت دینا اور اونکو رحمت الٰہی سی ناامید نکرنا اگر اونسی کچھ عمل برے ہوجاوی
مباشرتهم المحرمات [illegible] الى التوبة والطاعات وطيبوا انفسهم بقبولها وسهلوا عليهم الامور باخذ ما يجب عليهم
اور حرام عمل کرتی ہیں [illegible] توبہ اور عبادات پر رغبت دلانا اور اونکی دلیں بہی راضی کرو کہ اونکو قبول کریں اور اونپر آسانی رکہنا اونکی واجبات
من العشر والخراج وزكوة السوائم واموال التجارة بسهولة ولطف ولا تشددوا عليهم باخذ ما لا يجب عليهم او باخذ اكثر
اور خراج اور چارپایہ چرندہ اور تجارت کی مال کی زکوة لینی میں سہولت اور لطف برتنا اور اونپر سختی نکرنا کہ جو اونپر واجب نہیں ہی وہ لیا کرو یا واجب
مما يجب عليهم اذ روى انه عليه السلام قال لا يدخل الجنة صاحب مكس وفي حديث اخر انه عليه السلام قال صاحب
سی زیادہ لیا کرو کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جنت میں نہیں جاویگا صاحب مکس اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا صاحب
المكس في النار قال البغوي اراد بصاحب المكس من ياخذ من التجار مكسا باسم العشر اذا مروا عليهم وقال الحافظ و
مکس دوزخ میں ہی بغوی کہتا ہی کہ صاحب مکس سی مراد وہ شخص ہی جو سوداگروں سی عشر کا نام رکہہ کر محصول لیلیتا ہی جب اونکی پاس کو گذریں اور حافظ کہتے ہیں اور
اما الان فانهم ياخذون مكسا باسم العشر ومكوسا اخر ليس لها اسم بل كل ما ياخذونه حرام وسحت وقد قال الله تعالى
اب تو وہ لوگ ہیں کہ ایک خراج تو عشر کی نام لیلیتی ہیں اور کتنی ہی اور خراج لیتی ہیں کہ انکا کچہہ بہی نام نہیں ہی بلکہ جو وہ لیتی ہیں سب حرام اور نہایت مرداری اور
ويل للمطففين الذين فاذا كان حال المطفف هكذا مع ان اخذه شئ قليل من راس الكيل او الوزن فماذا يكون
خرابی ہی کہٹانیوالوں کی جب حال کم تولنی والیکا یہہ ہی باوجودیکہ وہ کیل یا وزن میں سی تہوڑا سا رکہہ لیتا ہی پہر اون لوگوں کا کیا حال ہوگا
حال الملتزمين الذين ياخذون اموال الناس بلا كيل ولا وزن ويقولون هو حق السلطان او حق فلان ويخرجون
جو خواہ مخواہ مال لوگوں کا لیلیتی ہیں نہ ناپ میں اور نہ تول میں اور بیان کرتی ہیں یہہ سلطان کا حق ہی یا فلانی کا حق ہی اور ایمان سی باہر
عن الايمان اذ قد ذكر في كثير من كتب الفتاوى ان من قال لبيت المال هذا مال السلطان يكفر فكيف لغيره بل انهم
ہوجاتی ہیں اسلئی کہ اکثر فتاووں میں مذکور ہی کہ جو شخص بیت المال کو کہی یہہ سلطان کا مال ہی وہ کافر ہوجاتا ہی پہر کیونکر نہو جب اور کا بتاوی
يخونون في بيت المال ايضا وقد روى انه عليه السلام بين في هذا الحديث او يتصرفون فيه بغير امر الله تعالى
بلکہ وہ لوگ بیت المال میں بہی خیانت کرتی ہیں اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں بیان فرمایا جو لوگ بیت المال میں راہ نکالتی ہیں اور اوسمیں بی حکم
ورسوله فلهم النار يوم القيمة فان بيت المال على ما ذكر في البزازية وغيرها اربعة انواع الاول الصدقات وما
خدا اور رسول کی تصرف کرتی ہیں سو اونکی لئی قیامت کی دن آگ ہی کیونکہ بیت المال موافق بیان بزازیہ وغیرہ کی چار قسم کی ہیں اول تو صدقات اور جو
في معناها كالعشر فيصرف الى المصارف التي ذكرت في قوله تعالى انما الصدقت للفقراء والمسكين والعاملين عليها والمؤلفة
اسکی مثل ہی جیسی عشر سو خرچ ہوگا ان مصارف پر جو اس آیت میں مذکور ہیں زکوة جو ہی سو حق ہی مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور اوس کام پر جانیوالوں کا اور
قلوبهم وفي الرقاب والغارمين وفي سبيل الله وابن السبيل فهم ثمانية اصناف لكن سقط منهم مؤلفة القلوب وبقي
جنکا دل پرچاتا ہی اور گردن چہڑانی میں اور جو تاوان بہریں اور اسکی راہ میں اور راہ کی مسافر کو پس یہہ آٹہہ قسم کی لوگ ہیں پر انمیں سی مولفۃ القلوب اب باقی نہیں رہی اور
سبعة اصناف وهم الفقراء والمسكين والعاملون والمكاتبون والمديونون ومنقطع الغزاة وابناء السبيل والثاني
یہہ سات قسم باقی رہیں فقیر اور مسکین اور اگاہی کرنیوالی اور مکاتب غلام اور قرضدار لوگ اور مفلس غازی اور مسافر اور دوسرا
خمس الغنائم والمعادن والركاز فيصرف الى ما ذكر في قوله تعالى واعلموا انما غنمتم من شئ فان لله خمسه وللرسول
بیت المال غنیمتوں کا خمس اور کہان کی آمد اور دبا خزانہ اسکا مصرف اس آیت میں مذکور ہی اور جان رکہو کہ جو غنیمت لاؤ کچہہ چیز سو اللہ کی واسطی اوسمیں سی پانچواں حصہ
ولذي القربى واليتمى والمسكين وابن السبيل وهم ستة اصناف لكن ذكر الله تعالى للتبرك وسهم الرسول وذوي القربى
اور قرابت والی کی اور یتیم کی اور محتاج کی اور مسافر کی یہہ چہہ قسم کی لوگ ہیں لیکن اللہ کا نام تو برکت کی واسطی ہی اور حصہ رسول کا اور ذوی القربی کا

قال ان رجالا يتخوضون في مال الله تعالى بغير حق فلهم النار يوم القيمة [illegible]

ساقط فبقی ثلثة اصناف وهم الیتمی والمسکین وابن السبیل الا ان فقراء ذوی القربی یدخلون فیهم
اب نہین ہی اب تین قسم باقی رہین یتیم بچی اور مساکین اور مسافر اتنا ہی کہ ذوی القربی مین سی فقرا اونمین داخل

ویقدمون علیهم دون اغنیاءهم والثالث ما یوخذ من خراج الارض وجزیة الرؤس وما اهدی الی الامام
اور اونپر مقدم ہین غنی لوگ داخل نہین ہین اور تیسرا بیت المال وہ ہی جو زمینون کا محصول حاصل ہوتا ہی اور جزیہ آدمی سری کا اور امام کو جو اہل حرب نذرانہ

من اهل الحرب وما یاخذه العاشر من اهل الذمة والمستامن فیصرف الی مصالح المسلمین من سد الثغور
دیوین اور جو کہ عاشر ذمی اور مستامن تاجرونسی لیوی یہہ سب مسلمانون کی مصالح مین خرچ مین آویگا یعنی راہ آمد کی رکاو ردکنا

وعمارة الرباطات والجسور وحفر انهار العامة وارزاق العلماء النافعین والقضاة العادلین والغزاة
اور خانقاہون کی تیاری اور پل بنانی اور عام نہرین کہدوانی اور علماء نفع رسان اور عادل قاضیون کی اور غازیون

والمحتسبین والرابع اللقطة وترکة المیت الذی لا وارث له فیصرف الی معالجة المرضی وادویتهم واطعمتهم
اور محتسبون کی مشاہرہ اور چوتہا بیت المال پایا ہوا مال اور لاوارث میت کا ترکہ یہہ خرچ ہوگا بیمارون کی علاج اور ادویات اور کہانی مین

واکفان الموتی ونفقة اللقیط ومن هو عاجز عن الکسب فعلی الامام ان ینظر فی هذه الاموال ویضعها مواضعها
اور مردون کی کفنون مین اور لاوارث بچون اور کمائی سی عاجزون کی نفقہ مین سو امام کو لازم ہی کہ ان تمام مالون کو غور کرکر الگ الگ محلّی صرف کری

فان الشارع قد قدر لها المصارف وجعل لکل مال قوما فان تعدی فیه وصرفه الی هواه ولذاته یکون من
کیونکہ شارع انکا مصرف مقرر کرچکا ہی اور ہر ایک مال کی لئی حق دار ٹہرا دیا ہی پہر جو کوئی اسمین تعدی کری اپنی ہوا اور ہوس اور لذت مین صرف کر ڈالی

الخاسرین لانه تعالی لم یولّه علی المسلمین لیکون رئیسا اکلا اشارا مستریحا بل لینصر الدین ویرفع فساد المفسدین
وہ ٹوٹی والا ہی کیونکہ اوسکو الله تعالی نی والی مسلمانون کا اسلئی نہین کیا کہ سردار ہوکر کہاوی پیوی چین اوڑاوی بلکہ اسلئی کہ دین کی مدد اور مفسدونکا فساد دفع کری

وینظر الی العلماء والفقراء وسائر المستحقین وینزلهم منازلهم ویعطیهم کفایتهم من بیت المال الذی هو امانة
اور علماء اور فقراء اور تمام حق دارون پر شفقت رکہی اور اونکی مراتب مین فرق نکری اور اونکو بقدر کفایت بیت المال مین سی جو اوسکی پاس امانت ہی عطا کیا کری

عنده لیس له فیه الا کواحد منهم اذ قد ذکر فی التجنیس ان الواجب علی الائمة والسلاطین والولاة ان یصرفوا هذه
اور امام کا اوسمین بہی اتنا ہی حق ہی جتنا کسی ایک کا اونمین سی اسواسطی کہ تجنیس مین مذکور ہی کہ اماموں اور سلاطین اور والیون پر یہہ واجب ہی کہ یہہ حقوق

الحقوق الی اربابها ولا یحبسوها عنهم وان قصروا فیه فوباله علیهم یسئلون عنه یوم القیمة وذکر فی شرح المجمع
حق دارون کو پہنچاوین اونسی روک نہ رکہین اور اگر اسمین کچہہ قصور کرین تو اوسکا وبال اونکی اوپر ہی قیامت کی دن اسکی پوچہہ ہو گی اور شرح مجمع مین مذکور ہی

ان الواجب علی الامراء ان یجعلوا لکل نوع من تلک الاموال بیتا علی حدة ویصرفوا کلا منها الی مصرفه ولو اخذوا منها لانفسهم
کہ امراء پر واجب ہی کہ ہر ہر قسم کی بیت المال کی لئی مکان جدا جدا بنالی اور ہر قسم کی خزانہ کو اوسکی مصرف پر خرچ کری اور اگر امراء اوسمین سی کچہہ اپنی لئی

اکثر مما یکفیهم او خلطوها او صرفوها الی غیر المصارف ولم یراعوها یکونون من الظالمین وقال الزیلعی وعلی الامام ان
قدر کفایت سی زیادہ لیلین یا اوسکو ملا جلا کر بی محل صرف کردین اور رعایت نکرین تو وہ ظالم ہونگی اور زیلعی کہتا ہی اور امام کو لازم ہی

یجعل لکل نوع من هذه الانواع بیتا یخصه ولا یخلط بعضه ببعض لان لکل نوع حکما یختص به وان لم یکن فی بعضها
کہ ہر ہر قسم کی خزانہ کی واسطی خاص خاص مکان تیار کری اور ایک کو دوسری مین نہ ملاوی کیونکہ ہر خزانہ کا جدا خاص حکم ہی اور اگر اتفاقا کسی ایک خزانہ مین

شیء فللامام ان یستقرض علیه من النوع الآخر ویصرفه الی اهل ذلک النوع ثم اذا حصل من ذلک النوع شیء یرده
کچہہ باقی نرہی تو امام کو اختیار ہی کہ اوس خزانہ پر دوسری خزانہ سی قرض لیکر مقروض خزانہ کی حق دارون پر صرف کردی پہر جب اوس خزانہ مین مال آجاوی تو اوس

فی المستقرض منه الا ان یکون المصروف من الصدقات او من خمس الغنائم علی اهل الخراج وهم فقراء فانه لا یرد فیه
خزانہ مستقرض منہ مین ادا کردی مگر اوس صورت مین کہ مصروف صدقات سی یا خمس غنایم سی اہل خراج پر ہووی اور وہ لوگ فقیر ہون تو اب کچہہ ہٹا کر نہین

شیئا لانهم یستحقون بالفقر وکذا فی غیره اذا صرفه الی المستحق ویجب علی الامام ان یتقی الله تعالی ویصرف الی
اسواسطی کہ فقر کی جہت سے وہ حق دار تھی اور ایسے ہی اور خزانہ مین اگر حق دار پر خرچ ہوا ہو اور امام پر واجب ہی کہ اللہ سے ڈری اور ہر ہر مستحق کو
کل مستحق قدر حاجته من غیر زیادة وان قصر فی ذلک کان الله تعالی علیه حسیبا وذکر فی المحیط ان الامام ان
بقدر حاجت دیدیا کری زیادہ نہ دیوی اور اگر اسمین قصور کریگا تو اللہ اوسپر حساب لینی والا ہی اور محیط مین مذکور ہی کہ امام اگر بیت المال
استقرض علی مال بیت الصدقات من بیت مال الخراج وصرفه الی الفقراء لا یصیر قرضا علیهم لان الخراج له حکم
صدقات پر بیت المال خراج سے قرض لیکر فقراء پر صرف کردی تو قرض نہین ہوتا اسلئی کہ خراج کو حکم
الفیء والغنیمة وللفقراء فیه حظ وانما لا یعطی لهم لاستغنائهم بالصدقات فاذا احتاجوا الیه یصرف الیهم فعلی الامام
فی اور غنیمت کا ہی اور فقراء کا اسمین حصہ ہوتا ہی اور اونکو دیتے اسلئی نہین کہ صدقات کی جہت سے مستغنی ہوتے ہین جب اونکو اوسکا احتیاج ہوئی تو دینا چاہئیے سو امام کو
ان یتقی الله فی صرف هذه الاموال الی مصارفها وفی ایصال هذه الحقوق الی اربابها علی ما یری من تفضیل وتسویة
لازم ہی کہ اللہ سے ڈریکہ ان اموال کو اسکی حق داروں پر صرف کری اور یہ حقوق حق داروں کو پہنچاوی جیسا نیک سمجھی کم وزیادہ یا برابر برابر
من غیر ان یمیل فی ذلک الی الهوی ولا یحبسها عنهم ولا یجعل لهم الا قدر ما یکفیهم ویکفی اعوانهم بالمعروف وان قصر
اسمین خواہش کی طرف داری نکری اور اوسکو حق داروں سے روک نرکہی اور اونکا اتنا ہی مقرر کری جو اونکو اور اونکی مددگاروں کو دستور کی موافق کفایت کرجای اور اگر
فی ذلک وقعد عنهم کان الله علیه حسیبا فقد ظهر من هذا ان السلطان لیس ما فی یده من بیت المال ملکا له بل
اسمین قصور کرکی بیٹھ رہی گا تو اللہ تعالی اوسپر حساب لینی والا ہی اس سے معلوم ہوا کہ جو سلطان کی قبضہ مین ہوتا ہی خزانہ بیت المال کا اوسکی ملک نہین ہوتا بلکہ
هو امانة عنده یجب علیه ان یصرفه الی مصارفه لکن لما کان هو ایضا من المصارف جاز له ان یاخذ من مال الخراج
اوسکی پاس امانت ہوتا ہی اوسپر واجب ہی کہ اوسکو مصارف مقرری پر خرچ کری لیکن چونکہ سلطان بہی مصارف مین داخل ہی تو اوسکو جایز ہی کہ خراج کی مال مین سے فقط
قدر کفایته فقط لا غیر ولو اخذ اکثر من قدر کفایته وصرفه الی ممالک اصطفاها وزینها بانواع الملابس المحرمة
بقدر کفایت لیلی زیادہ نہین اور اگر قدر کفایت سے زیادہ لیکر اپنی محبوب غلامون پر صرف کری اور اونکو اچھی اچھی کپڑی جو پہننی حرام ہین پہنا اوسجا کر
وافتخر بقیامها بین یدیه یکون من الخائنین وقد روی انه علیه السلام قال من سره ان یتمثل له الرجال قیاما
عزت کی واسطی سامنی کہڑا رکہی خیانت والون مین ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکو پسند آوی کہ اوسکی آگی آدمی تصویر کی طرح کہڑی رہین
فلیتبوا مقعده من النار ثم ینبغی ان یعلم ان من له عطاء من بیت المال ان کان من المصارف یجوز له ان یصرفه
تو اپنا ٹہکانا دوزخ مین کرلی پہر جان رکہو کہ جسکی لئی بیت المال مین سے روزینہ مقرر ہو اگر وہ شخص مصارف مین داخل ہی تو اوسکو جایز ہی کہ اپنی کام مین لاوی
الی مصالحه وان لم یکن من المصارف لا یجوز له ان یصرفه الی مصالحه بل یلزمه ان یتصدق به الی الفقراء واذا
اور اگر مصارف مین نہین ہی تو اوسکو جایز نہین ہی کہ وہ روزینہ اپنی کام مین لگاوی بلکہ اوسکو لازم ہی کہ فقراء کو خیرات دیدی اور اگر
مات لا یورث عنه بل یصیر بحلولا فللسلطان او نائبه ان یقرر فیه من کان من المصارف وان قرر فیه من
چہوڑ مریگا تو وہ وراثت مین نہین آویگا بلکہ فقراء کو حلال ہوگا سو سلطان یا اوسکی نائب کو لازم ہی کہ اوسکی جگہہ ایسی کو مقرر کردی جو مصارف مین داخل ہو اور اگر اتفاقا
لیس من المصارف یجب علیه ان یخرجه ویقرر فیه من هو من المصارف وان لم یفعل یکون اثما بوجهین کما ذکر فی البزازیة
ایسی کو مقرر کردی جو مصارف مین نہین ہی تو اوسپر واجب ہی کہ اوسکو موقوف کری اور ایسی کو قایم کری جو مصارف مین داخل ہو اور اگر نہین کریگا تو دو وجہہ سے گنہگار ہوگا چنانچہ بزازیہ مین مذکور ہی
ان من له عطاء فی الدیوان ان مات عن ابنین فاصطلحا ان یکتب فی الدیوان اسم احدهما ویاخذ العطاء ولا یکون
کہ جسکی لئی روزینہ کچہری مین مقرر ہووی اگر وہ دو بیٹی چہوڑ کر مرجاوی اور وہ دونو صلح کرلین کہ دفتر مین ایک کی نام پر لکہا رہی وہ ہی روزینہ لیا کری اور
للاخر شیء من العطاء ویبذل لمن کان له العطاء مالا معلوما فالصلح باطل ویرد بدل الصلح والعطاء للذی جعل الامام
دوسرا روزینہ سی محروم اور وہ روزینہ لینی والا کچہہ مال متعین اوسکو دیدیا کری تو یہہ صلح باطل ہی اور بدل صلح کا یعنی وہ مال ہٹا دیا جاویگا اور وہ روزینہ اسیکا ہوگا

العطاء

ما له لان الاستحقاق العطاء باثبات الامام لا دخل فيه برضى الغير ويحصله غير ان السلطان ... المستحق
ہی امام تجویز کری اسلئی کہ حقیقت مدوزینہ کی امام کی تجویز پر ہی کسیکی رضامندی اور تقرر کرنیکو کچھ دخل نہیں ہی سوا اسکی کہ سلطان ...
في الظلم مرتين في قضية واحدة حرمان المستحق واثبات غير المستحق مقامه يسر الله عملا موافقا ...
تو ایک مقدمہ میں دوہرا گناہ ہوگا مستحق کا محروم کرنا اور غیر مستحق کا اوسکی جگہ قایم کرنا آسان کری اللہ ہم پر عمل مطابق اپنی رضامندی کی

مجلس الثمانون في بيان ظهور الفتن وما يخالف الشرع وكيف يعمل حينئذ قال رسول الله

سی مجلس میں بیان فتنون اور مخالف شرع کی ظہور کا کہ اسوقت کسطور عمل کیا جاوی رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم بادروا بالاعمال فتنا كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مؤمنا ويمسي كافرا ويمسي مؤمنا ويصبح
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جلدی کرلو اعمال فتنون سی پہلی جیسی ٹکری اندھیری رات کی صبح کو شخص مؤمن ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو
كافرا يبيع دينه بعرض من الدنيا هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابوهريرة فانه عليه السلام اشار فيه الى
کافر اپنا دین بعوض سامان دنیا کی بیچدیگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون میں سی ہی ابوہریرہ کی روایت سی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اشارہ فرمایا طرف
ظهور الفتن المتكاثرة المتراكمة كتراكم ظلام الليل المظلم لا يعرف احد طريق الخلاص منها وامر بالمسارعة الى الاعمال
ظہور بہت فتنون کی تہ برتہ جیسی اندھیرا تاریکیہ شب کا تہ برتہ ہوتا ہی کسیکو رستہ مخلصی کا معلوم نہین ہوگا اور حکم دیا جلدی اعمال صالحہ کی فتنہ
صالحة قبل مجيئها اذ عند مجيئها يشتد الامر ولا يقدر احد فيها على الاشتغال بالاعمال الصالحة بل يصبح الرجل
برا ہونی سی پہلی اسلئی امر فرمایا کہ جب فتنہ پیدا ہوجائیگا تو بڑی مشکل پڑیگی پہر نیک عمل کرنیکی کسیکو طاقت نرہیگی بلکہ آدمی صبح کو
مؤمنا ويمسي كافرا ويمسي مؤمنا ويصبح كافرا وسبب وقوع المسلم في الكفر عند ظهور الفتن يحتمل ان يكون بوقوع
مؤمن ہوگا تو شام کو کافر یا شام کو مؤمن تو صبح کو کافر اور فتنون کی ظہور پر مسلمان کفر مین شاید کہ اسلئی مبتلا ہونگی کہ اونمین لڑائیان
القتال بينهم فيستحل كل واحد منهم دم الاخر وماله فيكفر كل واحد منهم باستحلال دم الاخر وماله ويحتمل ان يكون
ہونگی سو ہر یک طرفین سی ایک دوسریکا خون اور مال حلال سمجہی گا سو ہر یک دوسریکا خون اور مال حلال سمجہہ کر کافر ہوویگا اور شاید کہ انکا سبب یہ کہ
بوقوع الاختلاف بينهم فيغلب الكفار على بلادهم فيدعونهم الى دينهم فيرتد بعضهم لطلب الجاه والمال منهم
آپسمین مختلف ہوجاوین سو کفار اونکی ملک پر غالب ہوجاوینگی پہر وہ اپنی دین کی دعوت کرینگی پہر کوئی جاہ اور مال کی ہوس مین مرتد ہوجاویگا
كما اشير اليه في اخر الحديث حيث قيل يبيع دينه بعرض من الدنيا فان العرض بفتح الراء متاع الدنيا وحطامها
چنانچہ آخر حدیث مین یہہ ہی اشارہ ہی چنانچہ فرمایا کہ اپنا دین بعوض سامان دنیا کی بیچدیگا بیشک عرض را کی زبر کا دنیا کی سامان اور نفع کو کہتی ہین
ويحتمل ان يكون بغلبة الظلم والفساد عليهم فلا يراعون الشرع في حكومتهم بل يخرجون منه الى انواع الظلم و
اور شاید کہ بسبب کثرت ظلم اور فساد کی کہ فیصلون مین شرع کی رعایت نہین کرینگی بلکہ شرع سی نکل کر قسم قسم کی ظلم اور
السياسات ويسفكون الدماء ويأخذون الاموال بغير حق ويعتقدون انهم على الحق في ارتكابهم تلك الاثام
سیاست مین مبتلا ہونگی اور خون ریزی کرینگی اور ناحق لوگون کی مال چہین لینگی اور اپنی تئین ان گناہون کی عمل کرنی مین حق پر سمجہین گی
ولا يدرون انهم بذلك الاعتقاد يخرجون من الاسلام وربما يصلبون السارق ويقتلونه باعتقاد جواز
اور یہہ نہین سمجہینگی کہ ہم اس اعتقاد مین اسلام سی باہر ہوئی اور بعضی دفعہ چور کو سولی دینگی اور قتل کر ڈالینگی اس اعتقاد سی کہ چور کو
صلبه وقتله فيكفرون بذلك الاعتقاد لان حد السارق ليس صلبه وقتله بل حده قطع يده لقوله تعالى
سولی دینا اور قتل کرنا جایز ہی سو اسی اعتقاد سی کافر ہوجاوینگی اسلئی کہ چور کی حد سولی اور قتل نہین ہی بلکہ اوسکی حد ہاتہہ کاٹنا ہی بدلیل اس آیت کی
السارق والسارقة فاقطعوا ايديهما وربما يغضب ملكهم على واحد منهم فيامرهم بقتله من غير سبب يوجب قتله
اور جو کوئی چور ہو مرد یا عورت تو کاٹ ڈالو اونکی ہاتہہ اور بعضی دفعہ بادشاہ کسی پر غصہ کہا کر اوسکی قتل کا حکم دیتا ہی اور کوئی وجہ اوسکی قتل کی نہین ہوتی

فيقتلونه باعتقاد كون امره حقا واجبا عليهم فيكفرون بذلك الاعتقاد اذ لا طاعة للمخلوق في معصية
سو وہ لوگ اوسکو قتل کرتے ہیں یہہ سمجھ کر کہ حکم بادشاہی حق ہی ہم پر واجبہی سو اسہی اعتقاد سی کافر ہو جاتے ہیں اسلئے کہ خدا کی
الخالق على ما ورد في الحديث فان قيل مجرد الامر من السلطان بلا تهديد ولا وعيد اكراه فاذا كان اكراها فهل
کی طاعت نہیں ہی چنانچہ حدیث میں ہی اگر کوئی کہی صرف حکم بادشاہ کا بغیر دہمکی اور وعید کی اکراہ ہوتا ہی پہر جب اکراہ ہوا تو آیا
يرخص لهم قتله فالجواب ان قتل المسلم بغير حق لا يحل لضرورة على ما ذكر في اكراه شرح الهداية ان من اكره بقتل على
اونکو اوسکی قتل کی اجازت ہی تو جواب یہہ ہی کہ ناحق قتل مسلم کا کسی ضرورت میں بہہ حلال نہیں ہی موافق بیان ہدایہ کی باب اکراہ میں اگر کسیکو قتل سی
قتل غيره بغير حق لا يسعه ان يقدم عليه بل يصبر حتى يقتل فان قتله يكون اثما لان قتل المسلم بغير حق مما
اکراہ کیا کسیکو ناحق قتل پر تو اوسکو گنجایش نہیں ہی کہ اسپر پیش دستی کری بلکہ صبر کری یہان تک کہ جان دی اور مگر اوسکو قتل کریگا تو گنہگار ہوگا اسلئی کہ ناحق
لا يستباح لضرورة فكذا بالاكراه وذكر في الاصول ان دليل الرخصة خوف الهلاك والقاتل والمقتول
قتل مسلم کا کسی ضرورت میں بہی مباح نہیں ہی ایسی ہی اکراہ بہی اور اصول میں مذکور ہی کہ رخصت کی دلیل خوف ہلاک کا ہی اور قاتل اور مقتول آمین
فيه سواء فاذا استويا لا يحل للفاعل قتل غيره لتخليص نفسه لان الله تعالى عظم امر قتل المسلم حيث قال و
دونو برابر ہیں پہر جب دونو برابر ہوئی تو فاعل کو غیر کا قتل اپنی جان بچانی کو جائز نہیں ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی قتل مسلم کو بڑا ہی گناہ ٹہرایا ہی چنانچہ فرمایا اور
من يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها فاذا كان كذلك ينبغي ان يعلم ان كثيرا من ولاة زماننا وقضاة
جوکوئی مار ڈالی مسلمان کو قصد کر کر تو اوسکی سزا دوزخ ہی پڑا رہی اوسمیں جب یہہ ٹہرا تو یہہ بہی جانو کہ ہماری زمانہ کی اکثر والی ملک نی اور ہماری عہد کی اکثر قاضیوں نی
عصرنا قد هجروا الشرع المحمدي واحدثوا طريقا غير مرضي وسموه عرفا وشاع بينهم العمل به حتى كاد ان يرفض الشرع
شرع محمدی کو چہوڑ دیا ہی اور نیا رستہ ناپسندیدہ نکالکر اوسکا نام عرف رکہا ہی اور سب اوسہی پر عمل کرتی ہیں یہان تک کہ اب یہہ حال ہی کہ شرع بالکل ترک
به لانهم كانوا لا يفصلون قضية بمحض الشرع بلا لحاظ العرف لكنهم كانوا يفصلون قضايا كثيرة بمحض العرف بلا لحاظ
ہو جاوی کیونکہ وہ کوئی مقدمہ صرف شرع سی بدون عرف کی ملائی فیصل نہیں کرتی لیکن بہتیری قضیہ صرف عرف سی بدون لحاظ شرع کی فیصل کرتی ہیں
الشرع ويعتقدون ان بمحض الشرع لا يتم النظام ولا يستقيم حال الانام ويقولون ذلك جهرا ولا يعدونه نكرا افتامل
اور یہہ سمجہی ہی ہیں کہ نری شرع سی نظام پورا نہیں ہوتا اور خلقت کا حال درست نہیں رہتا اور یہہ بات علی الاعلان کہتی ہیں کچہہ برا نہیں جانتی اب سوچ تو
ايها المنصف هل لهذا القول ولهذا الاعتقاد محل غير القول بنسخ الشريعة المحمدية بما ابتدعوه بآرائهم الفاسدة من
ای منصف ایا کچہہ اس قول اور اس اعتقاد کی یہی معنی ہیں بجز اسکی کہ شریعت محمدی کو بسبب سیاسات بد اور تعذیبات سخت کی جو اپنی فاسد عقلوں سی نکال کر
السياسات الشنيعة والتعذيبات الشديدة وما حملهم على ذلك الاعتقاد وما جراهم على ذلك الفساد الا ما يرونه من
کہڑی کی ہیں منسوخ کہتی ہیں اور اونکا یہہ اعتقاد اور یہہ جرءت اس فساد پر اسلئی ہوتی ہی کہ دیکہتی ہیں
ظهور السارق والقاتل احيانا بتهديداتهم البليغة وتشديداتهم لا انه نعم قد يظهر السارق والقاتل احيانا بتهديداتهم
کہ بعضی دفعہ چور اور قاتل اونکی غایت درجہ کی دہمکیون اور سخت گیریسی ہاتہ آجاتی ہیں ہاں سچ کبہی چور اور قاتل تو اونکی دہمکی
وتشديداتهم لكن الى ان يظهر ظالم واحد يظلم خلقا كثيرا في انفسهم واعراضهم بل يهلك بعضهم بانواع العقوبات
اور سختی سی پیدا ہو جاتا ہی پر جب تک ایک ظالم ہاتہ لگی اتنی بہتیری خلقت کی جان اور ابرو پر ظلم گذر جاتا ہی بلکہ بعضی لوگ طرح طرح کی عقوبت
واصناف التعذيبات ويتعطل اعضاء بعضهم واما اخذ اموالهم واهلاكها فلا يعدونها شيئا بل يبيحونها ويستحلو
اور قسم قسم کی عذاب میں ہلاک اور بعضوں کی اعضاء بیکار ہو جاتی ہیں اور اموال لیلینا یا تلف کر دینا یہہ تو کچہہ شمار میں نہیں ہی بلکہ یہہ تو مباح اور حلال جانتی
فاذا كان السعي في رفع ظلم ظالم واحد متضمنا لمظالم كثيرة غير منحصرة فتفكر ايها العاقل هل يليق مثله
پہر جب ایک ظالم کا ظلم دفع کرنی کی سعی میں بہت سی ظلم غیر منحصر عمل میں آئیں اب فکر کی بات ہی ای عاقل کیا اہل ایمان کو ایسا ہی عمل لایق ہی

لاهل الايمان وهل يحوي [illegible] الى دائرة الامان [illegible]

اور دار الامان مین ایسا کام کہان جاری ہی [illegible] حکمت کی [illegible]

الحكمة وظهور غلبة مضارها على منفعتها فان الحكيم لا يحكم [illegible] المنفعة العامة الشاذ [illegible]

اور اسکا نقصان بہ نسبت فائدہ کی زیادہ معلوم ہوچکا ہی بیشک حکیم وہی حکم دیتا ہی جسمین [illegible] جسمین فائدہ

يغلب منفعته على مضرته لا بما يغلب مضرته على منفعته الا ترى ان الخمر والميسر لم يحرمهما الله تعالى في

نقصان سی زیادہ ہو وہ حکم نہین دیتا جسکی مضرت منفعت سی زیادہ ہو تجہکو معلوم نہین کہ شراب اور جوئی کو اللہ تعالی نی قرآن مین

القرآن بعد ما نص فيه بنفعهما حيث قال يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما

کیسی حرام کیا بعد اسکی کہ انکی فائدہ بہی کہہ چکا چنانچہ فرمایا تجسی پوچہتی ہین حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ انہین گناہ بڑا ہی اور فائدہ بہی ہین لوگون کو اور انکا

لان جانب النفع اذا غلب عليه جانب الضرر يحكي جانب الضرر فان اهل العرف في هذا الزمان كثيرا ما يظلمون اهل بلدة و

کیونکہ نفع کی جانب جب ضرر کی جانب غالب ہو جاتی ہی تو ضرر کی جانب کا لحاظ ہوتا ہی بیشک اہل عرف اس زمانہ مین ایک ظالم کی واسطی شہر کی شہر اور

اهل قرية بانواع المظالم بسبب ظالم واحد ومع هذا لا يظفرون بذلك الظالم فيكون مظالمهم اشد بالف مرتبة

گانو کی گانو ہر قسم کی اکثر ظلم کر ڈالتی ہین اور تسپر بہی وہ ظالم ہاتہہ نہین آتا اب انکا ظلم اوس ظالم کی ظلم سی ہزار گونہ ہو جاتا ہی

من ظلم ذلك الظالم مع بقاء ظلمه فليس مثلهم الا كمثل من يقصد احراق حشيش نبت خلال زرع فيوقد النار

اور وہ کا وہ باقی رہتا ہی انکی مثال ایسی ہی جیسی کوئی کہاس جلانی کا ارادہ کری جو کہیت کی اندر اوگتا ہی پہر اوس کہیت کی اندر آگ جلاوی

وسط زرعه فيحترق الزرع واما الحشيش الذي قصد احراقه فربما يحترق وربما لا يحترق فلعمر الله ليس هذا

اور تمام کہیت پہک جاوی اور وہ کہاس جسکا جلانا منظور تہا کبہی جلجاتا ہی اور بعضی دفعہ قایم رہتا ہی سو اللہ کی قسم ہی کہ یہہ

من الاصلاح بل هو من الافساد فلو كان في هذا العرف خير لكان القرون التي يستعمل هذا العرف فيها خيرا من

انتظام نہین ہی بلکہ کہنڈت ہی اگر اس عرف مین کچہہ خوبی ہوتی تو بیشک یہہ زمانہ جسمین یہہ عرف خوب برتا جاتا ہی اون عہد سی

القرون التي لم يستعمل فيها هذا العرف كقرون النبي عليه السلام والخلفاء الراشدين والتابعين ولا شك ان خير

جنمین یہہ عرف نہین برتا گیا بہتر ہوتا جیسی عہد نبی علیہ السلام کا اور عہد خلفاء راشدین کا اور تابعین کا اور اسمین شک نہین کہ

القرون قرن النبي عليه السلام ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم شاع الكذب والفساد الى قرننا الذي هو شر

سب سی بہتر زمانہ نبی علیہ السلام کا ہی پہر اونکا جو اونسی متصل ہین پہر اونکا جو انسی متصل ہین پہر جہوٹ اور فساد پہیل گیا ہماری زمانہ تک جو سب سی بدتر ہی

القرون يشهد بذلك الاحاديث المشهورة بل المتواترة ولو بالقدر المشترك فان قيل تلك القرون لكونها قرون

مشہور حدیثین بلکہ متواتر اسکی گواہ ہین اگرچہ ملتی جلتی مضمون سی پہر اگر کوئی کہی وہی زمانہ چونکہ رشد

الرشد والصلاح وعهود الصدق والفلاح كان الامر يتم بسهولة الشرع ولا يحتاج الى صعوبة العرف واما هذه

اور صلاح کی اور عہد صدق اور فلاح کی تہی تو انتظام شرع کی سہولت سی ہو جاتا تہا عرف کی اس صعوبت کی حاجت نہین ہوتی تہی اور رہا یہہ

القرون فلما كان الغالب فيها الفسق والفساد والكذب والعناد اضطر العقلاء الى اجراء العرف الشديد لما رأوا

زمانہ اسمین فسق اور فساد اور جہوٹ اور عناد جو غالب ہوگیا ہی تو عقلاء نی لاچار ہو کر یہہ عرف سخت جاری کیا کیونکہ دیکہتی تہی

من عدم انزجار اهلها بالشرع السديد فالجواب ان هذا السؤال لا يبقى له مورد بعد ما عرف في اجراء العرف من

کہ اس زمانہ کی لوگ صرف شرع محکم سی باز نہین آتی سو جواب یہہ ہی کہ اس سوال کا ٹہکانا نہین ہی جب عرف کی جاری کرنی مین مفاسد

المفاسد وما في الشرع من كفايته في جميع الاعصار لجميع المقاصد ثم ان ما ذكر من كون القرون السابقة قرون

مال ہی اور شرع کی کفایت تمام عہدون مین تمام مطالب کی لئی تسلیم کرلی پہر وہ جو مذکور ہوا کہ وہ زمانہ رشد

والرشاد وظهر في هذه القرون فحش الفسق والفساد ليس الا ببركة اجراء الشرع الشريف في تلك القرون وشامت احداث
اور صلاح کی تھی اور بیہہ نات فسق اور الفساد کا جو نہیں ہی مگر بسبب برکت اجراء شرع شریف کی اوس عہد میں اور بسبب نحوست پیدا کرنی

العرف السخيف في هذه القرون اذ في هذه القرون كثر اولاد الزنا بسبب اكراه اهل العرف اهل كل بلدة واهل كل قرية
نکمی عرف کی اس زمانہ میں حرام کی اولاد بہت ہوگئی ہی اسلئی کہ اہل عرف ہر ایک شہر پہ اور ہر ایک گانو پہ

في كل سنة مرات كثيرة ظلما وقهرا على الحلف بالطلاق في انواع القضايا فيلزم الحنث بالضرورة وبهذا السبب كثر
سال بھر میں کئی کئی بار زور اور ظلم سی ہر ایک قضیہ میں طلاق کی قسمیں دلاتی رہی پھر قسم کا ٹوٹنا بالضرور لازم آجاتا ہی اس سبب سی

اولاد الزنا في هذا الزمان واشتغلوا بالتزويرات والتلبيسات وانواع الفساد اذ لا يصدر من الذوات الخبيثة
اس زمانہ میں حرام کی اولاد بہت ہوگئی اور مکر اور فریب اور طرح طرح کی فساد کرنی لگی کیونکہ بدذات آدمی سی سوا بدذاتی کی

الا الافعال الخبيثة فان قيل العقوبة المتجاوزة عما عينه الشرع قد صدرت عن السلف وذكر في الكتب المعتبرة
اور کیا ہو سکتا پھر اگر کوئی کہی کہ ایسی عقوبت جو شرع کی حد معین سی بڑھ جاوی بیشک سلف سی بھی عمل میں آئی ہی اور معتبر کتابوں میں مذکور ہی

انها محمولة على السياسة فلم لا يجوز ان يكون العرف المذكور محمولا على السياسة ايضا فالجواب ان السياسة على
کہ وہ عقوبت سیاست پر محمول ہی کیوں نہیں جایز کہ یہہ عرف مذکور بھی سیاست پر محمول ہووی سو اسکا جواب یہہ ہی کہ سیاست

ما ذكر في معين الحكام نوعان احدهما ظالمة والاخرى عادلة اما الظالمة فالشرع يحرمها ويحكم بعدم جوازها
موافق مضمون معین الحکام کی دو قسم کی ہی ایک تو ظالمہ ہی اور دوسری عادلہ ظالمہ کو تو شرع نی حرام اور مطلق ناجایز کہا ہی

والعرف المذكور عينها وبسببها ينفتح ابواب المظالم الشنيعة ويوخذ الاموال ويسفك الدماء بغير الشريعة واما
اور یہہ عرف مذکور بعینہ وہی ہی اور اسی کی سبب سی ظلم شنیع کی دروازی کھل جاتی ہیں اور مال چھنتی ہیں اور خلاف شرع خونریزی ہوتی ہی اور رہی

العادلة فالشرع يوجب المصير اليها والاعتماد عليها وهي ما ذكر في العناية تغليظ جناية لها حكم شرعي حسما لمادة
عادلہ سو شرع سی اوسکی طرف توجہ اور اوسپر اعتماد کرنا واجب ہی اور وہ ہی سیاست عادلہ وہ ہی جو کتاب عنایہ میں مذکور ہی خطا پر حکم شرعی سی فساد کی جڑ

الفساد وقيل هي الشريعة مغلظة وبسببها يخرج الحق من الظالم ويندفع كثير من المظالم ويرتدع اهل الفساد من
کاٹنی کی واسطی تنگ پکڑنا اور کوئی کہتا ہی کہ وہ بھی شریعت بھاری ہی اور اوسکی سبب سی حق ظالم کی قبضہ سی نکل آتا ہی اور اور بہت مظالم بند ہو جاتی ہیں اور مفسد لوگ

الفساد وباهمالها يضيع الحقوق ويتعطل الحدود فلا بد من اعتبارها لكن بعد معرفة طريق اجرائها لئلا يتجاوز
فساد کرنا چھوڑ دیتی ہیں اگر اسکو چھوڑ دیجی تو حقوق تلف ہوتی ہیں اور حدود بیکار سو اسکا اعتبار ضرور ہی لیکن پہلی اوسکی اجرا کو سمجھ لینا چاہئی تاکہ اوس سی بڑھکر

منها الى غيرها اذ لا يمكن رفع الفساد من وجه الارض الا بعقوبة المتهمين بالاجرام المشهورين بها بعقوبات الشرع
اور کچھ نہ کر بیٹھی اسواسطی کہ روئی زمین سی فساد دور نہیں ہو سکتا جب تک مفسدوں کو عقوبت شرعی نہو جنکی نام پر جرم لگی ہوئی ہیں اور اوس باب میں

بقدر تهمتهم وشهرتهم بها اما بالحبس كما ذكر في حدود فتاوى قاضيخان ان من يتهم بالقتل والسرقة وضرب الناس يحبس
مشہور ہیں جسقدر اونپر تہمت اور جتنا اونکا شہرہ ہو یا تو قید کر کر چنانچہ حدود فتاوی قاضی خان میں کہ جنکی نام پر خون اور چوری اور ایذا رسانی لوگوں کی تہمت ہووی

ويخلد في السجن الى ان يظهر توبته وذكر في باب الحبس من قضاء الخلاصة والبزازية ان الدعار وهم الذين يقصدون اتلاف
اوسکو قید کریں اور قید خانہ میں اتنی پڑا رکھیں کہ وہ توبہ کری اور خلاصہ کی قضا کی باب الحبس میں اور بزازیہ میں مذکور ہی کہ دعار یعنی وہ لوگ جو لوگوں کا مال اور

اموال الناس وانفسهم يحبسون حتى يعرف توبتهم بظهور شعار الصالحين في سيماهم وبالضرب كما ذكر في اكراه البزازية
جان تلف کیا چاہتی ہیں قید کئی جاویں جبتک کہ اونکی توبہ معلوم ہو کہ اونکی چہروں پر اطوار صلحا کی سی ظاہر ہو جاویں یا مار مار کر چنانچہ بزازیہ کی اکراہ میں مذکور ہی

ان حسن بن زياد سئل عن المتهم بالسرقة ايحل ضربه حتى يقر قال ما لم يقطع اللحم ولم يظهر العظم يعني ان ضربه
کہ حسن بن زیاد سی پوچھا گیا چور کو چوری کی تہمت میں مارنا جایز ہی تاکہ اقرار کری کہا جبتک کہ گوشت نہ کٹریں اور ہڈی نہ نکل آوی مراد یہہ ہی کہ ایسا مارین

ينبغي ان لا يخرج عن صفة صنع الحدود ولا يعاقب بغير عقوبة [illegible]
كو حد كى وضع سى مخالف نہو جاوى اور كوئى [illegible] سزائى عقوبات [illegible]

بالقتل كما ذكر في سير البزازية ان عطاء بن حمزة سئل عن قتل الاعونة والظلمة في ايام الفترة فقال يباح
قتل كر كر چنانچہ سير بزازيہ مين مذكور ہى كو عطاء بن حمزة سى پوچھا كہ ايام فترة مين باغيون اور ظالمون كى جو جاتى رہين انكو قتل كرنا چاہيى جواب ديا

قتلهم لانهم ساعون في الارض بالفساد وقيل له انهم يمتنعون عن السعي في الفساد في الايام ويتوارون قال ذلك امتناع
اونكا قتل مباح ہى كيونكہ وہ ملك مين فساد كرنيكو دوڑتى ہين كسى نى كہا اب تو وہ ادس فعل سى باز آتى ہين اور چپ گئى ہين كہا لاچارى كو باز آتى ہين

ضروري ولو ردوا لعادوا لما نهوا عنه وكذلك قال الامام السيد ابو شجاع وزاد بان قال يثاب قاتلهم قال لان من
اور اگر پہروہ ہى حال ہو تو پہر وہى كريں جو انكو منع ہوا تہا اور ايسى ہى امام سيد ابو شجاع نى كہا ہى اور اتنا زيادہ كہا كہ اونكى قاتل كو ثواب ہوويگا كيونكہ كہا كہ

شرط الاسلام الشفقة على الخلق والفرح بفرحهم والحزن بحزنهم وهم على عكس ذلك وذكر في كراهية البزازية انه كان
كب ہوگا كہا اسلى كہ اسلام كى شرط ہى كہ خلق پہ شفقت كرى اور اونكى خوشى سى خوش ہو اور اونكى غم سى غمگين اور وہ لوگ اسكى برخلاف ہين اور بزازيہ كى كراہيہ مين مذكور ہى

يفتى بكفرهم واختيار المشايخ ان لا يفتى بكفرهم وجواز القتل لا يدل على الكفر قال الله تعالى انما جزاء الذين يحاربون
كہ اونكى كفر پر فتوى تہا اور مشايخ كا مختار يون ہى كہ كفر پر فتوى نديوين اور قتل جايز ہونى سى كفر نہين ثابت ہوتا اللہ تعالى فرماتا ہى يہى ہى سزا ہى اونكى جو لڑائى كرتى ہين

الله ورسوله ويسعون في الارض فسادا ان يقتلوا او الاعونة من المحاربين الله ورسوله وذكر في باب السعاية من
اللہ سى اور اوسكى رسول سى اور دوڑتى ہين ملك مين فساد كرنيكو كہ اونكو قتل كرى يا سولى چرہاوى اور مددگار بہى اللہ اور رسول سى لڑنيوالى ہين اور باب السعايہ مين

جنايات البزازية ان المشايخ لفساد الملك بسبب السعاية افتوا بان قتل الاعونة والسعاة في زمان الفترة جائز والقيد
جنايات بزازيہ سى مذكور ہى كہ مشايخ نى اسلى كہ بسبب سعاية كى ملك مين فساد پہيل گيا تہا فتوى ديا تہا كہ قتل باغى كى مددگار كا زمانہ فترة مين جايز ہى اور قيد سى

لكونهم في مثل ذلك الزمان اشد ضررا فيلحقون بالذين يحاربون الله ورسوله ويسعون في الارض فسادا فعلى هذا
كيونكہ اونسى ايسى زمانہ مين بڑا ضرر ہوويگا پہر وہ اون لوگون مين مل جاويگى جو اللہ اور رسول سى لڑتى ہين اور ملك مين فساد كرتى پہرتى ہين اس راى كى موافق

يجوز قتلهم لكن باسهل الطرق واقلها عذابا كالصلب وضرب العنق لا باصعبها واكثرها عقابا كالسياسات الجارية
اونكا قتل جايز ہى پر آسانى سى جسمين تكليف نہووى جيسى سولى اور سر اوڑا دينا سخت عذاب سى نہين جسمين تكليف زيادہ ہو جيسى سياسات اس زمانہ مين

في هذا الزمان لما روي انه عليه السلام قال اذا قتلتم فاحسنوا القتلة فعلم من هذا النقول ان اجراء هذه العقوبات
مروج ہين كيونكہ روايت ہى كہ نبى عليہ السلام نى فرمايا اگر قتل كرو تو اچہى طرح قتل كرو ان نقلون سى معلوم ہوا كہ ان عقوبات كا جارى كرنا

انما يجوز اذا كان المدعى عليه متهما بالجرائم مشهورا بها وانكر ما ادعى عليه واما اذا لم يكن متهما بها بل كان رجلا صالحا
جب جايز ہى كہ مدعى عليہ جرم مين بدنام اور خطاوارى مين مشہور ہو اور وہ دعوى سى منكر ہو اور اگر اوسپر كچہہ تہمت نہو بلكہ مرد نيك خوبى سى مشہور ہو

مشهورا بالصلاح فلا يجوز عقوبته اصلا بل يحلف ويخلى سبيله ان لم يقم عليه بينة وان كان مجهول الحال لا يعرف ببر
تو ايسى كى عقوبت ہرگز جايز نہين ہى بلكہ قسم ليكر چہوڑ دين اگر گواہ نہون اور اگر مجہول الحال ہو يعنى نہ تو نيكو كار مشہور ہى اور نہ بدكار تو ايسى كو

ولا فجور يجوز حبسه يوما او يومين حتى يتبين حاله بالبينة او بالاقرار وان لم يظهر شيء منها يحلف ويخلى سبيله ولا
ايك يا دو دن قيد كرنا جايز ہى يہان تك كہ اوسكا حال يا گواہ سى يا اقرار سى ظاہر ہو جاوى اور اگر كچہہ بہى ظاہر نہو تو قسم ليكر چہوڑ دين اور

يجوز ضربه كما ذكر في سرقة الخلاصة والبزازية ان عصام بن يوسف دخل على الامير فاتي بسارق فانكر السرقة فقال الامير
مارنا جايز نہين ہى چنانچہ خلاصہ اور بزازيہ كى باب السرقہ مين مذكور ہى كہ عصام بن يوسف امير كى پاس گيا وہين ايك چور پكڑ آيا سو اوسنى چورى سى انكار كيا امير نى

لعصام بن يوسف ايش يجب عليه فقال عصام عليه اليمين وعلى المدعي البينة فقال الامير هاتوا بالسوط والعقابين
عصام بن يوسف سى پوچہا اسپر كيا واجب ہى عصام نى كہا اسپر قسم ہى اور مدعى پر گواہ امير نى كہا كوڑا اور دو رسيان تو لاؤ

فما ضربه عشرا حتى اقر واتى بما سرقه فقال عصام سبحان الله ما رأيت ظلما اشبه بالعدل من هذا فانظر كيف
پہر دس کوڑی نہین لگائی تہی کہ اوسنی اقرار کیا اور چوری کا مال لا دیا عصام نی کہا سبحان اللہ مین نی اس ظلم سی زیادہ عدل سی ملتا ہوا کوئی ظلم نہین دیکہا اب دیکہہ تو کیونکر

سماه ظلما مع ظهور الحق ولم يجعله عدلا بل جعله شبيها به لعدم وجود علامة ظاهرة موجبة لذلك الضرب
اسکا نام ظلم لیا باوجودیکہ حق ظاہر ہوگیا تہا اوسکو عدل نہین ٹہرایا بلکہ عدل کا مشابہ کیونکہ کوئی ظاہر دلیل جس سی ضرب واجب ہوجاوی نہین تہی

لانه وان ظهر به الحق في هذه المرة لكن كثيرا ما لا يظهر فيكون ظلما محضا بخلاف المتهم بالجرايم فان ضربه
اسواسطی کہ اگرچہ اوسوقت تو حق ظاہر ہوگیا لیکن اکثر حق ظاہر نہین ہوا کرتا پہر نرا ظلم ہی ظلم ہوتا ہی برخلاف اوسکی جو جرایم سی بدنام ہورہا ہو بیشک

ليس لمجرد استخراج الحق بل ليمتنع عن افعاله المذمومة سواء ظهر الحق اولم يظهر فافترقا وكل ما ذكر الى هنا من جواز
اوسکا مارنا صرف حق پیدا کرنی کی لئی نہین ہی بلکہ اس لئی کہ اپنی افعال بد سی باز آوی برابر ہی کہ حق ظاہر ہو یا نہ ظاہر ہو سو ان دونون مین فرق ہی اور یہان تک جو مذکور ہوا

اجراء العقوبة على المتهمين بالجرايم انما هو قبل ثبوتها بالبينة والاقرار واما بعد ثبوتها باحدهما فيقام عليهما ما
یعنی اجراء عقوبت کا جایز ہونا جرایم کی بدنامون پر ثبوت سی پہلی پہلی ہی گواہ ہونی ہو یا اقرار سی اور اگر جرم ثابت ہوجاوی کسی ایک وجہ اقرار یا بینہ سی تو پہر اونپر

عينه لهم في الشرع من الحد والتعزير يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه المجلس الحادي والثمانون في بيان احكام القضاء
وہی قایم ہوویگا جو شرع نی مقرر کیا ہی حد اور تعزیر الٰہی ہمپر اعمال موافق اپنی رضا کی آسان کر اکیاسی مجلس احکام قضا کی بیان مین

واخذه بالرشوة وحكومته بشهادة الزور قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما انا
اور عہدہ قضا کو رشوت سی لینی مین اور جہوٹی گواہی پر حکم کرنی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مین تو

بشر وانكم تختصمون الي ولعل بعضكم يكون الحن بحجته من بعض واقضي له على نحو ما اسمع منه فمن
خدا کا بندہ ہون اور تم میری پاس فیصلی لاتی ہو اور شاید کہ بعضا تم مین سی حجت مین ہوشیار ہو بعضی سی اور جیسا اوس سی سنونگا مین فیصلہ کردونگا پہر

قضيت له بشيء من حق اخيه فلا يأخذنه فانما اقطع له قطعة من النار هذا الحديث من صحاح المصابيح
مین جسکو دوسری کی حق مین سی دلانی لگون تو وہ ہرگز نہ لیوی یہہ ہی کہ اوسکی واسطی ٹکڑا آگ کا جدا کئی دیتا ہون یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی

روته ام المؤمنين ام سلمة ومعناه انكم تختصمون الي وربما يكون بعضكم مبطلا في دعواه ولا اعرف
ام المؤمنین ام سلمہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہی کہ تم اپنی فیصلہ میری پاس لاتی ہو اور بعضی وقت کوئی اپنی دعوی مین جہوٹا ہوتا ہی اور مجکو وہ اپنی

كونه مبطلا في دعواه الا انه افطن بحجته واقدر على تقريرها بحيث اظنه صادقا في دعواه اقضي له
دعوی مین جہوٹا معلوم نہین ہوتا لیکن چونکہ وہ حجت مین ایسا قوی اور تقریر مین اتنا چسپ ہوتا ہی کہ مین اوسکی دعوی کو سچا گمان کرکر اوسکی دعوی کی

على وفق دعواه فيكون ما قضيته له من حق اخيه قطعة من النار لكونه حراما يسوقه الى النار فانه عليه السلام
موافق دلا دیتا ہون پہر وہ جو مین اوسکو دلاتا ہون بہائی کی حق مین سی آگ کا ٹکڑا ہوتا ہی کیونکہ وہ حرام ہی دوزخ مین کہینچ لیجاویگا بیشک نبی علیہ السلام نی

صدر كلامه في هذا الحديث بقوله انما انا بشر تنبيها على جواز عدم مطابقة حكمه لما في نفس الامر لكونه بشرا لا
اپنی کلام اس حدیث مین اس لفظ سی شروع کی کہ مین آدمی ہون اس تنبیہ کی واسطی کہ حکم نفس الامر سی غیر مطابق ہوسکتا ہی کہ وہ بشر ہین

يعلم من الغيب ولا يطلع على الضمائر الا ما يوحى اليه ولا يلزم منه ان يكون حكمه خطأ اذ ليس هذا من قبيل الخطاء
غیب دان نہین ہین دل کی بہید پر جب ہی خبر ہوتی ہی کہ وحی آوی اور اس سی یہہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ حکم بیجا ہی اسواسطی کہ یہہ حکم مین غلطی نہین ہی

في الحكم لان الحاكم مامور مكلف بان يحكم بين الخصمين بالظاهر على حسب ما يسمعه من كلامهما وعلى ما يقتضيه
کیونکہ حاکم کی ذمہ یہہ ہی ہی کہ دونو مدعی مدعی علیہ مین ظاہر کی موافق جیسا کہ اونکی کلام سنکر معلوم ہو اور جو اونکی حجت سی ثابت ہو حکم کردی

حجتهما لا بما في نفس الامر حتى ان من كان مبطلا في دعواه اذا اتى بشاهدي الزور ولو يعلم القاضي بكذبهما وقضى
یہہ نہین ہی کہ نفس الامری حکم ہو یہان تک کہ جسکا دعوی جہوٹا ہو اور وہ جہوٹی دو گواہ گذار دی اور قاضی کو اونکا جہوٹ معلوم نہو اور وہ اونکی گواہی کی

بشہادتہما بعد تعدیلہما فہو محق فی الحکم وان لم یکن ما حکم بہ ثابتا فی نفس الامر فعلم من ہذا ان حکم القاضی
موافق تعدیل کی بعد حکم کردی تو قاضی کا حکم حق پر ہی اگرچہ وہ مدعا نفس الامر مین ثابت نہو اس سی معلوم ہوا کہ قاضی کا حکم

بشہادۃ الزور لا یحل ما کان حراما ولا یحرم ما کان حلالا ولا ینفذ قضاؤہ الا ظاہرا وہذا متفق علیہ
جہوٹی گواہی سی حرام کو حلال نہین کردیتا اور نہ حلال کو حرام اور اوسکا حکم ظاہر ہی مین جاری ہوتا ہی یہہ بات املاک مرسلہ

فی الاملاک المرسلۃ التی لم یذکر فیہا سبب معین من اسباب الملک واما فی العقود کالبیع والشراء والنکاح
کہ جنمین کوئی خاص سبب ملک کا بیان نہو متفق علیہ ہی اور رہی عقود جیسی بیع اور شرا اور نکاح

والاجارۃ ونحوہا وفی الفسوخ کالاقالۃ والطلاق ونحوہما فعند ابی حنیفۃ ینفذ ظاہرا وباطنا وعند غیرہ
اور اجارہ اور مانند انکی اور فسوخ عقد جیسی اقالہ اور طلاق اور مانند انکی سو امام ابو حنیفہ کی نزدیک حکم قاضی کا ظاہر اور باطن مین جاری ہوتا ہی اور اورون کی

انما ینفذ ظاہرا لا باطنا لہم ان القضاء اظہار ما کان ثابتا لا اثبات ما لم یکن ثابتا وادعی من العقود والفسوخ لم یکن
نزدیک فقط ظاہر مین جاری ہوتا ہی باطن مین نہین ہوتا انکی یہہ دلیل ہی کہ قضا ظاہر کرنا ثابت کا ہی غیر ثابت کا ثابت کرنا نہین ہی اور دعوی عقود مین اور فسوخ مین ثابت

ثابتا عند کون الدعوی باطلۃ والشہود کاذبۃ فلا ینفذ القضاء فیہ الا ظاہرا واما باطنا فلا لان القضاء انما
نہین ہوتا جس صورت مین کہ دعوی جہوٹا ہوا ور گواہ بہی جہوٹی ہون تو اب قضا صرف ظاہر مین نافذ ہوگی باطن مین نہین ہوگی اسلئی کہ قضا حجت کی

ینفذ بقدر الحجۃ والحجۃ باطلۃ فی الباطن لکون شہادۃ الزور حجۃ فی الظاہر لا فی الباطن والمشہود لہ
موافق نافذ ہوتی ہی اور یہہ حجت تو باطن مین غلط ہی کیونکہ گواہ جہوٹی ہین ظاہر مین حجت ہی باطن مین نہین اور گواہون والا

یعلم ذلک والقاضی لا یعلمہ فینفذ قضاؤہ ظاہرا لا باطنا کما فی الاملاک المرسلۃ ولہ ان القاضی اذا قامت عندہ
اسکو جانتا ہی اور قاضی نہین جانتا سو قضا ظاہر مین نافذ ہوگی باطن مین نہین ہوگی جیسی املاک مرسلہ مین اور امام صاحب کی یہہ دلیل ہی کہ قاضی کی پاس

البینۃ وعدلت یکون علیہ القضاء واجبا حتی لو امتنع عن القضاء او اخرہ یکون اثما لکن لما کان القضاء اظہار
جب گواہ آئی اور تعدیل ہو چکی تو اوسپر حکم دینا واجب ہی یہان تک کہ اگر کچہ حکم نہ دیوی یا درنگ کری تو گنہگار ہوتا ہی لیکن چونکہ قضا ظاہر کرنا

ما کان ثابتا ولم یکن ما ادعی من العقود والفسوخ ثابتا عند کون الدعوی باطلۃ والشہود کاذبۃ وجب اثباتہ
ثابت کا ہوتا ہی اور مدعا عقود اور فسوخ ثابت نہین ہوتا جسصورت مین کہ دعوی باطل اور گواہ جہوٹی ہون تو اب بطور اقتضا کی

اقتضاء لئلا یلزم ان یکون القاضی مکلفا بما لیس فی وسعہ فان قضاء القاضی فیما یحتمل الانشاء ولم یکن فی المحل
مدعا ثابت کرنا ضرور ہوا تاکہ قاضی کی تکلیف طاقت سی زیادہ لازم نہ آوی بیشک حکم قاضی ایسی محل مین ہی کہ احتمال نئی سرسی ہونیکا ہی اور اس محل مین

مانع وکانت الشہود کاذبۃ یکون انشاء لانہ مامور بالقضاء بالحق ولا یکون قضاؤہ بالحق فیما یحتمل الانشاء ولم
کوئی مانع نہین ہی اور گواہ جو جہوٹی تہی تو انشا یعنی از سرنو اب ہوجائیگا کیونکہ قاضی قضا رحق کا مامور ہی اور اوسکی قضا برحق ایسی محل مین کہ احتمال انشا کا ہووی اور

یکن فی المحل مانع وکانت الشہود کاذبۃ الا بالحمل علی الانشاء والعقود والفسوخ مما یحتمل الانشاء وللقاضی ولایۃ الانشاء
وہان مانع بہی نہو اور گواہ بہی جہوٹی ہون نہین ہوسکتی بدون حمل کئی انشا پر اور عقود اور فسوخ مین انشا یعنی از سرنو کا احتمال ہی اور قاضی از سرنو کر دینیکا

فی الجملۃ فیجعل قضاؤہ انشاء بطریق الاقتضاء فیصیر کانہ قال فی دعوی عقد النکاح لہ زوجتک ایاہ وحکمت
فی الجملہ مختار ہی سو اوسکی قضا بطریق اقتضا انشا از سرنو ہوگی اسکا انجام یہہ ہی گویا قاضی عقد نکاح کی دعوی مین یہہ کہتا ہی مینی تیرا نکاح اوسکی ساتہہ کردیا

بینکما بالنکاح وفی دعوی فسخ النکاح یصیر کانہ قال فرقتک عنہ وحکمت بینکما بالطلاق وکذا فی غیر ذلک
اور مین نی تم دونو مین نکاح کا حکم دیا اور فسخ نکاح کی دعوی مین یہہ انجام ہوتا ہی گویا قاضی کہتا ہی مین نی تجکو اوس سی اب جدا کیا اور تم دونو مین طلاق کا حکم دیا اور ایسی ہی اور

مما ادعی من العقود والفسوخ بخلاف الاملاک المرسلۃ فان القضاء فیہا بشہادۃ الزور لا ینفذ الا ظاہرا لان
دعوون مین جو جو دعوی عقود اور فسوخ کی ہون برخلاف املاک مرسلہ یعنی بی قید کی بیشک اوسمین قضا جہوٹی گواہی سی صرف ظاہر مین نافذ ہوگی کیونکہ

الملك لابد له من سبب في الاسباب كثرة ومزاحمة ولا يمكن للقاضي ان يعين شيئا منها بدون الحجة اذ ليس بعضها
ہر ملک کی واسطے کوئی سبب چاہئے اور اسباب تو بہت ہیں ایک دوسرے کا مخالف قاضی سے یہہ نہیں ہو سکتا کہ اونمیں سے کسی ایک کو بدون حجت کی مقرر کر لی کیونکہ ایک کو

اولى من البعض فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس مما يحتمل الانشاء
ایک پر کچھ فوقیت نہیں ہے سو اب بطریق اقتضاء قضا سے پہلے کچھ بھی ثابت نہیں ہو سکتا اسلئے کہ ملک میں احتمال انشا کا یعنی از سر نو کا نہیں ہے

والقاضي ليس مامورا بالقضاء بالملك بل هو مامور بالقضاء بقصر يد المدعى عليه عن المدعي فهذا هو النافذ منه
اور قاضی کو یہہ حکم نہیں کہ ملک کا حکم دیا کرے بلکہ اسکو یہہ حکم ہے کہ مدعی علیہ کا ہاتھ مدعی سے کوتاہ کر دے سو یہہ ہی کہ ظاہر میں نافذ ہوتی ہے

ظاهرا لا غير بيانه ان رجلا اذا ادعى على رجل بيعا او شراء في جارية او طعام واقام شاهدي الزور وقضى القاضي
فقط اسکی تفصیل یہہ ہے کہ ایک شخص ایک شخص پر لونڈی یا طعام کی بیع کا یا شرا کا دعوی کیا اور دو جھوٹے گواہ گذار دئے اور قاضی نے

بينهما بالبيع او الشراء ينفذ قضاؤه ظاهرا وباطنا حتى يحل لمن حكم له بالجارية او الطعام ان يطأ الجارية بعد الاستبراء
اون دونوں میں بیع یا شرا کا حکم دیا تو یہہ حکم ظاہر اور باطن میں نافذ ہو جائیگا یہاں تک کہ جسکو وہ لونڈی یا طعام دلایا گیا ہے حلال ہی کہ لونڈی سے بعد رحم صاف کرنی کی

ويأكل الطعام لثبوت الملك له بالثمن الذي وقع الشهادة به واما اذا ادعى رجل على رجل ملكا مطلقا في جارية او
وطی کرے اور کہانا کہا لیوے کیونکہ اوسکی ملک ثمن سے ثابت ہو گئی جسکی گواہ گذر چکی ہیں اور رہی وہ صورت کہ ایک شخص ایک شخص پر لونڈی یا طعام کی مطلق ملکیت کا دعوی

طعام من غير تعيين سبب من اسباب الملك واقام شاهدي الزور وقضى القاضي بينهما بالملك لا ينفذ قضاؤه الا
کرے اور کوئی سبب خاص ملک کا بیان نکرے اور دو جھوٹے گواہ گذار دے اور قاضی نے حکم ملکیت کا دیدیوے تو اب اوسکا حکم فقط ظاہر میں نافذ ہوگا

ظاهرا حتى لا يحل لمن حكم له بالجارية والطعام ان يطأ الجارية او يأكل الطعام لعدم ثبوت الملك له فيما بينه وبين
یہاں تک کہ جسکو لونڈی یا طعام دلا دیوے حلال نہیں ہے کہ لونڈی سے صحبت کرے یا طعام کو کہا لیوے کیونکہ اوسکی ملک فیما بینہ وبین اللہ یعنی واقع میں ثابت

الله تعالى ومن امثلة العقود ان احدا من الرجال والنساء اذا ادعى على اخر نكاحا واقام شاهدي الزور وقضى
نہیں ہے اور ایک مثال عقد کی یہہ ہے کہ کوئی مرد ہو یا عورت اگر دوسرے پر نکاح کا دعوی کرکر دو جھوٹے گواہ گذار دے اور قاضی

القاضي بينهما بالنكاح ينفذ قضاؤه ظاهرا وباطنا حتى يحل للرجل الوطي وللمراة التمكين هذا اذا لم يكن المراة في
اونمیں حکم نکاح کا کر دے تو اب قضا ظاہر اور باطن میں نافذ ہو جائیگی یہاں تک کہ مرد کو وطی اور عورت کو اپنے اوپر قبضہ دینا حلال ہی یہہ اوس صورت میں ہے کہ وہ عورت

نكاح الغير او عدته فاما اذا كان في نكاح الغير او عدته فالقضاء انما ينفذ ظاهرا فقط لا باطنا ومن امثلة الفسخ
اور کی نکاح میں یا عدت میں نہو اور اگر اور کسیکی نکاح یا عدت میں ہو گی تو قضا صرف ظاہر میں نافذ ہو گی باطن میں نہو گی اور مثال فسخ کی یہہ ہے

ان احد الزوجين اذا ادعى على اخر فسخ النكاح واقام شاهدي الزور وقضى القاضي بينهما بالفرقة ينفذ قضاؤه ظاهرا و
کہ خاوند جورو میں سے کسینے دوسرے پر فسخ نکاح کا دعوی کرکر دو جھوٹے گواہ گذار دئے اور قاضی نے اونمیں جدائی کا حکم دیدیا تو یہہ حکم ظاہر و باطن میں نافذ ہوگا

باطنا حتى يحرم للرجل الوطي وللمراة التمكين ويجوز لها التزوج بزوج اخر ويجوز للزوج الاخر وطئها وان علم ان الزوج
یہاں تک کہ اوس خاوند کو اب وطی اور جورو کو اپنے اوپر قبضہ دینا حرام ہے اور عورت کو جائز ہے کہ اور خصم کر لے اور اوس دوسرے خاوند کو اوسکی وطی جائز ہے اگرچہ معلوم ہو کہ پہلے

الاول لم يطلقها بان كان احد شاهدي الزور وهذا كله قد كان ظاهرا معلوما مما ذكر لكن ينبغي ان يعلم ايضا ان
خاوندنے اسکو طلاق نہیں دی ہے اسطور کہ ان دو جھوٹے گواہوں میں کا ایک یہہ ہی ہو اور یہہ تمام مذکور سابق سے ظاہر اور معلوم ہے پر یہہ بھی سمجھ لو کہ

قضاء القاضي في العقود والفسوخ بشهادة الزور وان كان نافذا ظاهرا وباطنا ومفيدا للحل عند ابي حنيفة لكونه
قاضی کا حکم عقود اور فسوخ میں جھوٹی گواہی سے اگرچہ ظاہر و باطن میں نافذ اور امام کی نزدیک حلت کا فائدہ بھی دیتا ہے کیونکہ عقد یا فسخ

انشاء بطريق الاقتضاء الا ان المدعي والشهود لا يخلو من ان يتعرضوا لسخط الله تعالى وعقابه حيث ارتكبوا ما نهى الله
بطور اقتضاء کی از سر نو ہو جاتا ہے اتنا ہی کہ مدعی اور گواہ دونو غضب الہی اور عقاب سے نہ بچینگے کیونکہ اونہوں نے وہ عمل کیا ہی جو اللہ

ورسوله وسعوا في ابطال حق الغير وظلمه لا سيما اذا لم يكن الثمن الذي شهدوا به مساويا للقيمة واما المدعي فانه ارتكب

اور اوسکی رسول نی منع کیا ہی اور غیر کی حق تلفی اور ظلم مین سعی کی ہی خاص کر اوس صورت مین کہ ثمن جسکی گواہی دی ہی قیمت کی برابر نہو مدعی نی تو جھوٹ بولا

الكذب وادعى ما ليس له وقد روي انه عليه السلام قال من ادعى ما ليس له فليس منا فليتبوأ مقعده من النار واما الشهود

اور ایسا دعوی کیا جو اوسکا حق نہین ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی دعوی کیا جو اوسکا حق نہین ہی وہ ہم مین سی نہین ہی چاہئی کہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین تیار کری

فانهم ارتكبوا الكبيرة التي شابهت الشرك وهي شهادة الزور ولكن المدعي حيث رضي بها وقد روي انه عليه السلام

اور یہی گواہ سو اونہون نی وہ گناہ کبیرہ اختیار کیا کہ شرک کی مانند ہی یعنی جھوٹی گواہی ایسی ہی مدعی کہ اوسپر رضا مند ہوا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال عدلت شهادة الزور بالاشراك بالله تعالى ثلث مرات ثم قرا قوله تعالى فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور فانه

تین بار فرمایا جھوٹی گواہی اشراک باللہ کی برابر ہی پھر یہہ آیت پڑھی سو بچتی رہو بتون کی گندگی سی اور بچتی رہو جھوٹی بات سی بیشک نبی علیہ السلام

بين في هذا الحديث ان شهادة الزور كانت مساوية للشرك في حصول الاثم الموجب لدخول النار الا ان الشرك موجب للخلود

نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ جھوٹی گواہی گناہ مین شرک کی برابر ہی جس سی بالضرور دوزخ مین داخل ہونا ہی اتنا ہی کہ شرک سی دوام کو دوزخ ہی

فيها وشهادة الزور غير موجبة له ومما ينبغي ان يعلم ايضا ان قضاء القاضي بشهادة الزور في العقود والفسوخ انما ينفذ ويفيد

اور جھوٹی گواہی سی دوام نہین ہی اور یہہ بہی سمجھنی کی بات ہی کہ قاضی کا حکم جھوٹی گواہی سی عقود اور فسوخ مین جب نافذ ہوتا ہی اور حلت کا فائدہ

الحل اذا اخذ القاضي القضاء بغير رشوة واما اذا اخذ القضاء بالرشوة فلا يكون قاضيا ولا ينفذ حكمه على ما ذكر في عامة

دیتا ہی کہ قاضی کو عہدہ قضا بغیر رشوت ملا ہو اور اگر قضا رشوت دیکر لی ہی تو نہ وہ قاضی ہی اور نہ اوسکا حکم نافذ ہی چنانچہ تمام کتابون مین مذکور ہی

الكتب فعلى هذا لا يوجد في هذا الزمان قاض ينفذ حكمه اذ قلما يوجد قاض ياخذ القضاء بغير الرشوة فان القضاة في هذا

اس روایت کی موافق اب اس زمانہ مین ایسا کوئی قاضی نہین ہی جسکا حکم نافذ ہو کیونکہ بہت کمتر قاضی ہین جنکو قضا بی رشوت کی ملا ہو بیشک اس زمانہ کی قاضی

الزمان يسعون في اخذ القضاء بالرشوة سعيا بليغا ويبذلون في تحصيله مالا كثيرا سموه باسماء غير الرشوة مع كون كله

رشوت دیکر قضا لینی مین نہایت درجہ کی سعی کرتی ہین اور قضا کی لئی خوب مال خرچ کرتی ہین اوسکا نام سوای رشوت کی کچھہ اور رکھہ چھوڑا ہی باوجودیکہ سب

رشوة فكيف يوجد فيهم قاض ينفذ حكمه فانهم باخذهم القضاء بالرشوة يكونون سببا لابطال كثير من الاحكام الشرعية

رشوت ہی پھر کہان ہی ایسا قاضی جسکا حکم نافذ ہووی کیونکہ قاضی تو رشوتون ہی سی قضا لیکر بہتیری احکام شرعی باطل کرتی ہین

لان كثيرا من امور المسلمين مفوض الى رايهم وموقوف على حكمهم وهم اذا اخذوا القضاء بالرشوة لا ينفذ حكمهم في شيء

اسلئی کہ اکثر امور مسلمانون کی اونکی رای پر مفوض اور اونکی حکم پر موقوف ہین اور اونہون نی جب قضا رشوت دیکر لی تو اونکا حکم کسی فیصلہ شرعی مین نافذ نہین ہوتا

من المحكومات الشرعية فيلزم بطلان كثير من امور المسلمين لا سيما النكاح الذي يكون مفوضا اليهم فان القاضي الذي اخذ

تو اب مسلمانون کی بہتیری امور باطل ہوتی ہین خاص کر نکاح جو اونکی طرف مفوض ہی بیشک جس قاضی نی رشوت دیکر

القضاء بالرشوة اذا عقد النكاح الذي فوض اليه يكون ذلك النكاح باطلا فيلزم ان يكون الزوج والزوجة زانيين ما داما

قضا حاصل کی ہی جب وہ کسیکا عقد نکاح کریگا جو اوسکی طرف مفوض ہی تو وہ نکاح باطل ہوگا اب یہہ لازم آتا ہی کہ دونو خاوند جورو زانی ہون جب تک

تحت ذلك النكاح وليس هذا الا لكثرة محبتهم الدنيا وقلة مبالاتهم في الدين فانهم لغلبة غفلتهم عن الآخرة ياخذون القضاء

اوس نکاح مین رہین اور یہہ حال اسی لئی ہی کہ دنیا کی محبت بہت ہی اور دین کی پروا کمتر ہی کیونکہ یہہ قاضی آخرت سی خوب غافل ہوکر قضا کو رشوت سی

بالرشوة ولا يبالون بكونهم ملعونين بلعن رسول الله عليه السلام بل يفتخرون به مع ان كثيرا من السلف امتنعوا عن قبوله

حاصل کرتی ہین اور اوسکی کچھہ پروا نہین کہ اونپر رسول علیہ السلام کی لعنت پڑتی ہی بلکہ اوسپر فخر کرتی ہین باوجودیکہ سلف مین اکثر لوگون نی باوجود نہایت کراہت کی بہی

حتى اكرهوا اكراها بليغا على قبوله فلم يقبلوه فضلا عن بذل المال في تحصيله الا ترى ان ابا حنيفة دعي الى القضاء ثلث مرات

قبول نہین کیا اور اوسکی لئی مال خرچ کرنیکا تو کیا ذکر ہی دیکھتی نہیں کہ امام ابو حنیفہ کو قضا کی لئی تین دفعہ بلایا

فابى حتى حبس وضرب فى كل مرة ثلثين سوطا فلما خاف على نفسه قال حتى استشير اصحابى فشاورهم فقال ابو يوسف
پر انکار ہی کیا آخر کو قید ہوئی اور ہر بار تیس تیس کوڑی کہائی پہر جب جان کا خوف ہوا تو کہا مین اپنی یارون سی مشورہ لیلون پہر مشورہ کیا تو ابو یوسف نی کہا

لو تقلدت لانتفعت الناس فنظر اليه ابو حنيفة نظر الغضب وقال لو امرت ان اعبر البحر سباحة لكنت اقدر عليه
اگر قضا لیلیو تو لوگون کا بڑا فائدہ ہی پہر ابو حنیفہ نی اونکی طرف غصہ سی گہور کر کہا اگر مجکو یہہ حکم ہوتا کہ دریا کو تیر کر اوتر جاؤن تو البتہ مجکو قدرت تہی

فكانى بك قاضيا فاعرض ولم ينظر اليه بعد ذلك وكذلك دعى محمد الى القضاء فابى حتى قيد وحبس نيفا وخمسين يوما
میری سمجہ تو کہ قاضی ہی پہر منہہ پہیر لیا اور اونکی طرف پہر نہ دیکہا اور اسیطور امام محمد کو قضا کی واسطی بلایا سو انکار کیا یہان تک کہ قید ہوئی اور پچاس اور کئی دن محبوس

واضطر فتقلده وانما امتنع هؤلاء الكرام عن تقلده لما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال من جعل قاضيا
رہی بعد لاچار ہو کر قضا لیلی اور اس جماعت بزرگ نی اسیہی لئی نہ مانا کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص لوگون پر قاضی ہوا

بين الناس فقد ذبح بغير سكين والمراد من الذبح فى هذا الحديث القتل فان القتل بغير سكين كسقى السم مثلا لا يؤثر
بیشک بی چہری کا ذبح ہوا اور ذبح سی مراد اس حدیث مین قتل ہی بیشک قتل بغیر چہری کی جیسی زہر پلا دینا مثلا ظاہر مین کچہ اثر نہین کرتا

فى الظاهر وانما يؤثر فى الباطن بازهاق الروح كذا القضاء لا يؤثر فى الظاهر لانه فى الظاهر رفعة وعظمة وانما يؤثر
اور باطن مین ایسا اثر کرتا ہی کہ جان نکل جاتی ہی ایسی ہی قضا ظاہر مین کچہ اثر نہین کرتی کیونکہ ظاہر مین تو رفعت اور عظمت ہی باطن مین ایسا اثر کرتی ہی

فى الباطن باهلاك الدين لان القاضى قلما يعدل بين الخصمين بل ربما يميل فى الحكم الى الاصدقاء والاقرباء او الى من
کہ دین ہلاک کر دیتی ہی اسلئی کہ قاضی خصمین مین بہت ہی کم عدل کرتا ہی بلکہ اکثر حکم مین دوست کی اور اقربا کی طرف داری کر جاتی ہین یا کسی منصب والی کی

له منصب يتوقع نواله او يخاف بلاءه وربما يوسوس له نفسه على قبول الرشوة فمن كان حاله كذلك فالموت خير
جس سی کچہ وصول کی توقع ہو یا اوسکی بلا کا خوف ہو اور بعضی وقت دل مین رشوت لینی کا خطرہ گذرتا ہی پہر جسکا ایسا حال ہووی تو ایسی قضا سی موت بہتر ہی

من القضاء لان الموت يقطعه عن المعاصى والقضاء يوقعه فى المعاصى فان قيل القضاء بالحق من اقوى الفرائض
کیونکہ موت تو معاصی سی الگ کر دیتی ہی اور قضا معاصی مین مبتلا کر دیتی ہی پہر اگر کوئی کہی حکم حق پر دینا عمدہ فرائض سی ہی

واشرف العبادات لكونه امرا بالمعروف ونهيا عن المنكر وقد امر الله به النبيين كما قال فى كتابه انا انزلنا التورية
اور عبادات مین اشرف ہی اسلئی کہ امر بالمعروف اور بند کرنا بدی سی ہی اور الله نی انبیاء کو یہہ حکم کیا ہی چنانچہ قرآن مین فرماتا ہی ہمنی اوتاری توریت

فيها هدى ونور يحكم بها النبيون وقال لنبينا عليه السلام انا انزلنا اليك الكتب بالحق لتحكم بين الناس فما وجه
اسمین ہدایت اور روشنی اوسپر حکم کرتی پیغمبر اور ہماری نبی علیہ السلام کو فرمایا ہمنی اوتاری تجکو کتاب سچی کہ تو انصاف کری لوگون مین پہر اس سی

الامتناع عنه فالجواب انه وان كان من اقوى الفرائض واشرف العبادات لكن ذكر فى كتب الفقه ان من كان
رکنی کی کیا وجہ ہی جواب یہہ ہی کہ قضا اگرچہ بڑا فریضہ اور عبادات مین اشرف ہی پر فقہ کی کتابون مین مذکور ہی کہ جو شخص

صالح الحال ينبغى له ان لا يطلبه بقلبه ولا يسئله بلسانه فان دعى اليه بلا طلبه قال بعض العلماء يكره له الدخول فيه
قضا کی لائق ہو اوسکو لازم ہی کہ دل سی اوسکا طالب نہووی اور نہ زبان سی اوسکا سوال کری پہر اگر بلا طلب اوسکی لئی مقرر کرین تو بعضی علماء کہتی ہین کہ اختیار سی قضا مین

مختار لما روى عن انس انه عليه السلام قال من ابتغى القضاء وسئله وكل الى نفسه ومن اكره عليه انزل الله تعالى
پہنسنا مکروہ ہی اسلئی کہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی قضا تلاش کی اور سوال کیا تو اپنی ذات پر حوالہ کیا جاتا ہی اور جو بزور قاضی کیا گیا تو الله تعالی

عليه ملكا يسدده فانه عليه السلام اشار فى هذا الحديث الى ان من يطلب القضاء بقلبه ويسئله بلسانه يفوض امره
اوسپر فرشتہ تعین کر دیتا ہی وہ اوسکو راستی پر رکہتا ہی سو نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ اشارہ کیا کہ جو شخص قضا کو دل سی تلاش اور زبان سی سوال کرتا ہی تو وہ اوسکی

الى نفسه ومن يفوض امره الى نفسه لا يهدى الى الصواب لان النفس امارة بالسوء تجر صاحبها الى المخالفة وسوء المطالب
ذات پر حوالہ ہی اور جسکا امر اوسکی ذات پر حوالہ رہا صواب کا راہ نہین پاتا اسلئی کہ نفس برائی ہی بتاتا ہی اپنی یار کو مخالفت اور بری مطالب کی طرف کہینچتا ہی

فلا يسلم من الوقوع في الظلم والمعصية واما من يطلب القضاء ويسئله يعتمد علمه وورعه فيكون صاحب عجب

کھینچتا ہی سو ظلم اور معصیت سی سلامت نہیں رہتا اور یہہ جو قضا کی طلب اور سوال کرتا ہی تو اپنی علم اور پرہیزگاری پر بہروسہ کرتا ہی اسواسطی عجب والا ہوگا

فيحرم التوفيق واما من يكره عليه فانه يصير منكسر القلب بالاكراه فيعتصم بحبل الله تعالى ويتوكل على الله

اور توفیق سی محروم ہوگا اور جسپر قضا کی لئی زور ہوتا ہی تو اکراہ سی آزردہ دل ہوکر اللہ کی رسی سی سہارا لیتا ہی اور اللہ پر توکل کرتا ہی

ومن يعتصم بالله فقد هدي الى صراط مستقيم ومن يتوكل على الله فهو حسبه فيلهمه الرشد ويوفقه

اور جو اللہ کا سہارا پکڑتا ہی بیشک سیدھی راہ پاتا ہی اور جو شخص اللہ پر توکل کری وہ اوسکا ذمہ وار ہی پہر اوسکی ذہن رشد پیدا کردیتا ہی اور

الصواب يسرنا الله تعالى عملا مطابقا لرضائه بلطفه وكرمه المجلس الثاني والثمانون في بيان

صواب میں پہنچاتا ہی الٰہی ہمپر عمل مطابق اپنی رضا کی اپنی لطف اور کرم سی آسان کر بیاسی مجلس اوس شخص کی بیان میں

من يجوز له الوعظ للناس ومن لا يجوز وما يتفرع عليه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

جسکو لوگون کی لئی وعظ کہنا جایز ہی اور جسکو نہیں جایز اور اسپر کیا پیدا ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

لا يقص الا امير او مامور او مختال هذا الحديث من حسان المصابيح رواه عوف بن مالك ومثله ما رواه ايضا انه

وعظ نہیں بیان کرتا مگر امیر یا مامور یا شیخی خورا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون میں ہی عوف ابن مالک کی روایت سی اور ایسی ہی مضمون کی وہ حدیث ہی

قال القصاص ثلثة امير ومامور ومختال والقص التكلم بالقصص ويستعمل في الوعظ وهو المراد ههنا والمعني الذين

علیہ السلام نی فرمایا وعظ کہنی والی تین ہین امیر اور مامور اور شیخی کرنیوالا اور قصہ کی معنی ہین قصہ بیان کرنا اور قص وعظ میں برتا جاتا ہی اور یہان وعظ ہی مراد ہی اور معنی ان

يعظون الناس ثلثة احدهم الامير وهو الحاكم فان الحكام في الزمان الاول كانوا يعظون الناس ويقصون عليهم اخبار

جو شخص لوگون کو وعظ کہتی ہین تین ہین ایک تو امیر یعنی حاکم بیشک پہلی زمانہ مین حکام ہی لوگون کو وعظ کیا کرتی تہی اور گذری ہوئی خبرین انکو سناتی تہی

الماضية ليعتبروا وثانيهم المامور وهو الذي امره الامير بالوعظ واذن له فيه وثالثهم المختال وهو الذي ليس بامير

تاکہ عبرت پذیر ہون اور دوسرا مامور یعنی جسکو امیر نی واسطی وعظ کی مقرر کیا اور اجازت دی ہی اور تیسرا مختال یعنی نہ وہ امیر ہی

ولا مامور من جهته بل هو فضولي يفعل ذلك تكبرا على الناس وطلبا للرياسة بينهم ومراءاتهم بقوله وفعله وفيه

اور نہ امیر کی طرف سی مامور بلکہ وہ شخص زاید ہی یہہ پیشہ لوگون پر بزرگ ہونی کو اور اونمین ریاست لینی کو اختیار کرتا ہی اور انکو اپنا قول اور فعل دکہلاتا ہی اسمین

زجر للواعظ عن الوعظ بغير اذن الامام وانما كان كذلك لان الامام يجب عليه ان يقوم بمصالح الرعية ويرتب

واعظ کو کہ بدون اذن امام کی وعظ کہی ممانعت ہی اور ممانعت اسلئی ہی کہ امام پر واجب ہی کہ واسطی مصلحت رعیت کی مستعد رہی اور ہر ہر گانو مین

في كل قرية وفي كل محلة عالما متدينا يعلم الناس دينهم فينظر في العلماء فمن يري فيه علما وديانة وحسن عقيدة

اور ہر ہر محلہ مین ایک ایک عالم دیندار تعین کری کہ وہ لوگون کو دین تعلیم کیا کری پہر علماء مین غور کری جسمین علم اور دیانت اور نیک عقیدہ دیکہی

ياذن له ان يعظ الناس ومن لا يري فيه هذه الصفات لا ياذن له في الوعظ لئلا يوقع الناس في البدعة والضلالة

اوسکو اجازت دی کہ لوگون کو وعظ کیا کری اور جسمین یہہ صفات نہ پاوی تو اوسکو وعظ کی اجازت نہ دی تاکہ لوگون کو بدعت اور بی راہی مین نہ پہنسادی

كما هو واقع في هذا الزمان وذلك لان الخلق لا يولدون بالعلم وانما يولدون بالجهل والجهل مرض من امراض القلوب

جیسا اس زمانہ مین ہورہا ہی اور یہہ اسواسطی ضرور ہی کہ خلق عالم نہیں پیدا ہوتی یہہ ہی جہالت مین پیدا ہوتی ہی اور جہالت دلکی بیماریون مین سی ایک مرض ہی

فلا بد له من طبيب حاذق يعالجهم ويزيل مرضهم بتعليم احكام الدين في اصله وفرعه ومن لم يكن حاذقا

سو اس مرض کی لئی کوئی پکا طبیب چاہئی کہ علاج کرکر دین کی اصلی اور فرعی احکام سکہا کر اونکا دلی مرض کہودی اور جو پکا طبیب نہیں ہی

لا يزيل مرضهم بل يزيدهم مرضا فيهلكهم وقد ذكر في الاحياء ان الدنيا دار المرض اذ ليس في بطن الارض الا ميت

تو اونکا دکہہ نہیں کہووبگا بلکہ اور دکہہ بڑہا کر ہلاک کردیگا اور احیاء مین مذکور ہی کہ دنیا بیماری کا گہر ہی کیونکہ جو زمین کی اندر ہی سو مردہ ہی

ولا على ظهرها الا السقيم ومرض القلوب اكثر من مرض الابدان وانما صار كذلك لثلث علل احدها ان من كان
اور جو اوسکی پا ہر ہی سو بیمار ہی اور دلکی دکھہ جسمانی بیماریسی زیادہ ہین اور یہہ حال تین سبب سی ہوگیا ہی ایک تو یہہ کہ جو
مريض القلب لا يدري كونه مريضا والثانية ان عاقبة مرض القلب لا يشاهد قبل الموت بخلاف مرض البدن
دلکا دکھیا ہی وہ اپنی تئین دکھیا نہین سمجھتا اور دوسرا سبب یہہ ہی کہ دلکی بیماریکا انجام موت سی پہلی ظاہر نظر نہین آتا برخلاف مرض بدنی کی
فان عاقبته موت مشاهد تنفر عنه الطباع وكون ما بعد الموت غير مشاهد قلت النفرة عن الذنوب
کہ اوسکا انجام موت نظر آتی ہی سو سب طبیعتین اوس سی نفرت کرتی ہین اور موت کی بعد کا حال جو ظاہر نہین نظر آتا اسلئے گناہون سی نفرت کم ہوگئی ہی
ويتكل مرتكبها على فضل الله تعالى ولا يشتغل بعلاج مرض قلبه بل يشتغل بعلاج مرض بدنه من غير اتكال
اور گنہگار اللہ تعالی کی فضل پہ تکیہ کرلیتا ہی اور اپنی دلکی دکھہ کا علاج نہین کرتا بلکہ بدنی مرض کا علاج فضل الہی پہ بی تکیہ کئی کرتا ہی
على فضل الله تعالى مع كون فضل الله تعالى عاما في الدنيا والاخرة والثالثة وهي الداء العضال فقد الطبيب
باوجودیکہ اللہ تعالی کا فضل دنیا اور آخرت دونوں مین برابر ہی اور تیسرا سبب یہہ ہی اور یہہ بڑا سخت دکھہ ہی یعنی طبیب کا نہونا
فان الاطباء هم العلماء وهم في هذا الزمان قد مرضوا مرضا شديدا حتى عجزوا عن علاج انفسهم فضلا عن
کیونکہ اسکی طبیب تو علماء ہین سو اس زمانہ مین وہ خود ہی سخت بیمار ہین یہان تک کہ اپنا ہی علاج نہین کرسکتی غیر کی تو کیا گنتی ہی اس سبب سی یہہ دکھہ
علاج غيرهم وبهذا السبب عم الداء وانقطع الدواء وهلك الخلق بل اشتغل الاطباء بفنون الاغواء فليتهم
اور بہی زیادہ پہیل گیا اور علاج جاتا رہا اور خلق مرگئی بلکہ طبیب طرح طرح کی اغوا مین مشغول ہین کاشکی وہ طبیب
اذا لم يصلحوا لم يفسدوا وليتهم سكتوا ولم ينطقوا فانهم اذا تكلموا لا يقصدون في مواعظهم الا استمالة قلوب العوام
اگر علاج نکرتی تو دکھہ بہی نہ بڑہاتی اور کاشکی وہ خاموش رہتی کچہہ نہ بولتی بیشک جب وہ بولتی ہین تو اپس وعظ سی سوا بہلانی قلوب عوام کی کچہہ اور غرض نہین
ولا يتوصلون اليها الا بذكر الرجاء والرحمة لكون ذلك الذ في الاسماع واخف على الطباع فينصرف الخلق عن مجلس
ہوتی اور اسکا وسیلہ یہہ ہی امید اور رحمت کا ذکر بہت کرتا ہی کیونکہ یہہ ہی کانون مین لذیذ اور طبیعتوں پہ ہلکا ہی پہر خلقت مجلس وعظ سی جب اوٹھتی ہی
وعظهم وقد استفادوا مزيد جرأة على المعاصي ومهما كان الطبيب كذلك يهلك المريض بالدواء حيث يضعه
تو انکو گناہون پر اور بہی جرات پیدا ہوجاتی ہی اور جب طبیب ہی ایسا ہووی تو دکہیا دوا ہی سی مریگا کیونکہ طبیب بی محل دوا
في غير موضعه فان الخوف والرجاء دواءان لكن لشخصين متضادي العلة فالذي غلب عليه الخوف حتى هجر
دیتا ہی بیشک خوف اور رجا دونو دوا تو ہین پر ایسی دو شخص کی جو ایک سی بیمار نہون پہر جسپر خوف اتنا غالب آیا کہ دنیا بالکل ترک کی
الدنيا بالكلية وكلف نفسه ما لا يطيق وضيق عليه العيش يكسر سورة خوفه بذكر اسباب الرجاء وسعة رحمة
اور اپنی جان طاقت سی زیادہ تکلیف مین ڈالی اور عیش تنگ کرلیا تو اوسکی خوف کی شدت کو اسباب رجا کی اور فراخی رحمت الہی کا ذکر کرکی
الله تعالى ليعود الى الاعتدال وكذا المصر على الذنوب المشتهي للتوبة الممتنع عنها بحكم القنوط واليأس استعظاما
گہٹادی تاکہ وہ اعتدال پر آجاوی اور ایسی ہی جو گناہ پہ اڑا ہوا توبہ کا آرزو مند کہ بسبب ناامیدی اور یاس کی اپنی گناہون کو سخت سخت سمجہہ کر
لذنوبه التي سبقت يعالج ايضا بذكر اسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالى حتى يطمع في قبول توبته فيتوب
جو اوس سی عمل مین آئی ہین توبہ نکرتا ہو ایسی کا علاج بہی یہہ ہی ذکر کرنا اسباب رجا کا اور فراخی رحمت الہی کا ہی تاکہ اوسکو توقع قبول توبہ کی پیدا ہو پہر وہ توبہ کری
فاما معالجة المغرور المسترسل في المعاصي بذكر اسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالى فيضاهي معالجة المحموم
اور رہا دہوکی مین بڑا ہوا معاصی مین بی قید اسکا علاج ذکر اسباب رجا سی اور بیان فراخی رحمت الہی سی ایسا ہی جیسی تپ چڑہی کو
بالعسل وذكر في موضع اخر من الاحياء ان هذا الزمان زمان لا ينبغي ان يذكر فيه للخلق اسباب الرجاء وسعة
شہد پلادیا اور احیاء کی ایک اور جگہ مین مذکور ہی کہ یہہ ایسا زمانہ ہی کہ اسمین خلقت کی سامنی ذکر اسباب رجا کا اور بیان فراخی

رحمة الله تعالی لان ذکرها یهلکهم بالکلیة لکنها لما کانت احفّ علی النفوس والذّ فی القلوب ولم یکن غرض

رحمت الٰہی کا اچہا نہین کیونکہ یہہ دونو ذکر خلقت کو سراسر کہو دیتی ہین لیکن یہہ ذکر لوگون پر جو ہلکا ہی اور دلون کی دلون مین لذت پیدا کرتا ہی اور واعظون کی

الوعّاظ الا استمالة القلوب واستنطاق الخلق بالثناء علیهم کیف ما کانوا مالوا الی الارجاء حتی ازداد الفسّاق فسادا

غرض یہی دلوں کی بہلانی اور مخلوقت سی اپنی تعریف کرانی کی سوا کچہہ اور نہین ہی خلق کا حالی کچہہ ہی ہوا کرو تو واعظ خواہ مخواہ رجا کی طرف متوجہ ہوتی ہین یہانتک کہ فساق

والمنهمکون فی طغیانهم تمادیا وذکر فی موضع اخر ان الخلق الموجودین فی هذا الزمان کان الاصلح لهم غلبة الخوف بشرط

اور بہی فساد بڑہگیا اور طغیانی مین بہنسی ہوئی لوگ اور بہی ڈوب گئی اور ایک اور جگہ مین مذکور ہی کہ اس زمانہ کی خلقت کی لئی اصلح یہہ ہی کہ اونپر خوف غالب کیا جاوی براتنا

ان لا یخرجهم الی الیاس وترک العمل وقطع الطمع من المغفرة فیکون ذلک سببا للتکاسل عن العمل وداعیا الی الانهماک

کہ وہ ناامید ہو کر عمل ترک نکردین اور مغفرت کی طمع نجاتی رہی کیونکہ اب عمل مین سست اور لاچار معاصی مین کہپ جاوینگی سو یہہ درجہ یاس کا ہی

فی المعاصی فان ذلک قنوط ولیس بخوف بل الخوف هو الذی یحثّ علی العمل ویکدر جمیع الشهوات ویزعج القلب

خوف کا نہین ہی بلکہ خوف یہہ ہوتا ہی کہ عمل کی رغبت ہو اور تمام شہوات بی مزہ ہو جاوین اور دل دنیا کی رغبت سی بیزار ہو کر

عن الرکون الی دار الغرور ویدعوه الی المیل الی دار السرور وهذا هو الخوف المحمود لا الیاس الموجب للقنوط فاذا کان

اوکہڑ جاوی اور آخرت کی رغبت ہونی لگی اور یہہ حالت اچہی خوف کی ہی یاس کا درجہ نہین جسمین ناامید ہو جاوی جب حال ایسا ہی

الامر کذلک فالطریق الذی ینبغی ان یسلکه الواعظ فی وعظه مع الخلق فی هذا الزمان اذا کان مامورا من

تو وہ رستہ جو واعظون کو وعظ مین اس زمانہ کی خلقت کی ساتہہ چلنا چاہئی جب کہ واعظ امام کی طرف سی مامور ہو تو یہہ ہی کہ

جهة الامام ان یذکر ما فی القرآن من الآیات المخوفة للمذنبین وما ورد فی الاخبار والآثار فی ذم المجرمین ومدح التائبین

کہ قرآن مین سی وہ آیات بیان کری جنمین گنہگارون کی واسطی خوف ہی اور وہ احادیث اور آثار جنمین گنہگارون کی ہجو اور توبہ کر کر اطاعت کرنیوالون کی مدح ہی

المطیعین ویستکثر منها ان کان وارث رسول رب العالمین فانه علیه السلام ما خلف دینارا ولا درهما وانما

اور ایسی قسم کی کثرت رکہی اگر رسول رب العالمین کا وارث ہی بیشک نبی علیہ السلام نی نہ دینار چہوڑا ہی اور نہ درہم یہہ ہی

خلّف العلم والحکمة وورثه کل عالم بقدر ما اصابه ثم ینبغی له ان یقرر عندهم ان تعجیل العقوبة علی الذنب متوقع

علم اور حکمت چہوڑ گئی ہین اور ہر عالم اوسکا وارث ہوا جتنا اوسکی نصیب مین تہا پہر یون چاہئی کہ اونکی سامنی تقریر کری کہ گناہ کی وبال سی دنیا مین ابہی عقوبت ہو جانی

فی الدنیا ویبین لهم ان کل ما یصیب الانسان من المصائب فی الدنیا فهو بسبب ذنبه کما قال الله تعالی وما اصابکم

ممکن ہی اور بیان کری کہ انسان پہ دنیا مین جو مصیبت پڑ جاتی ہی سو وہ سب گناہون کی وبال سی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو پڑتی تمپر

من مصیبة فبما کسبت ایدیکم فینبغی له ان یخوفهم بذلک لان بعض الناس یخاف من العقوبة فی الدنیا ویتساهل

کوئی سختی سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی اب لازم ہی کہ اونکو یہہ ہی خوف دلاوی اسلئی کہ بعضی آدمی دنیا ہی کی عقوبت سی ڈرتی ہین اور آخرت کی

فی امر الآخرة لفرط جهله فیلزمه ان یبین له ان الذنوب کلها یتعجل فی الدنیا شومها فی غالب الامر ویضیق علیه رزقه

بات مین جہالت کی ماری سہولت برتتی ہین تو اب واعظ کو لازم ہی کہ اوسکی سامنی یہہ ہی بیان کری کہ گناہون کی شامت اکثر دنیا مین جلد آجاتی ہی اور اسکی سبب سی روزی تنگ

بسببها لما روی انه علیه السلام قال ان العبد لیحرم الرزق بسبب ذنب یصیبه ثم ینبغی له ان یفخم امر الوعظ ویرفع

ہو جاتی ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ آدمی گناہ کی سبب رزق سی محروم ہو جاتا ہی پہر اوسکو چاہئی کہ وعظ عظمت سی اور پکار کر کہی

صوته ویکون منه فی وعظه ما یشعر بالحال الذی هو فیه من الترغیب والترهیب لما روی عن جابر انه علیه السلام

اور وعظ مین جو بیان کرتا ہو ویسا ہی حال بنالی کہ صورت سی ترغیب اور خوف معلوم ہو کیونکہ جابر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کا

کان اذا خطب احمرت عیناه وعلا صوته کانه منذر جیش وکذا ینبغی له اذا تکلم بکلام ان یکرره ثلث مرات

یہہ حال تہا کہ جب وعظ فرماتی تو آنکہین سرخ اور آواز بلند ہو جاتی گویا فوج سی ڈراتی ہین اور ایسی ہی لازم ہی کہ جب کوئی بات کہی تو تین بار کہی

ليفهمه سامعوه ويتمكن في قلوبهم ويحفظوه لما روي عن انس انه عليه السلام كان اذا تكلم بكلمة اعادها ثلثا
تاکہ سننے والے اسکو سمجھیں اور اونکے دلون میں بیٹھ جاوے اور یاد رکھیں کیونکہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام اگر کوئی بات فرماتے تو تین بار کہتے

حتى تفهم عنه لكن يجب عليه ان يحترز عن خلط كلامه البدعة لما ذكر في الاحياء ان الواعظ مهما مزج كلامه البدعة
تاکہ خوب سمجھ لیں لیکن واعظ پر واجب ہے کہ اپنی کلام میں بدعت کی باتیں نہ ملاوے کیونکہ احیاء میں مذکور ہے کہ واعظ اگر بدعت بیان کرنے لگے

يجب منعه ولا يجوز حضور مجلسه الا على قصد الرد عليه ان قدر وان لم يقدر لا يحضر مجلسه وكذا مهما كان كلامه
تو اوسکا روکنا واجب ہے اور اوسکی مجلس میں جانا جایز نہیں مگر بارادہ رد کے جاوے تو جاوے اگر قدرت رکھتا ہو اور اگر قدرت نہو تو اوسکی مجلس میں نجاوے اور ایسے ہی اگر اوسکی کلام

مائلا الى الارجاء وتجرئة الناس على المعاصي وزاد بسببه رجاء الخلق على خوفهم فهو منكر يجب منعه لكون
ارجا کی طرف جھکتی ہو اور لوگون کو معاصی پہ جرئت ہوتی ہو اور اس باعث سے خلق کو رجا خوف سے زیادہ بڑھ جاوے اب وہ واعظ نہیں منکر ہے اوسکا روکنا چاہیے

فساده عظيما بل الاقرب والاليق بطباع الخلق ان يرجح خوفهم على رجائهم لانهم الى الخوف احوج وذكر في الرسالة
اسکا بڑا فساد ہے بلکہ خلقت کی حال کی مطابق یہہ ہے کہ اونپر رجا سے خوف غالب رہے کیونکہ خوف کی زیادہ تر محتاج ہین اور امام غزالی کی رسالہ مین

المسماة بايها الولد للامام الغزالي ان الواعظ ينبغي له ان يكون عزمه وهمته ان يدعو الناس من الدنيا الى
جسکا نام ایہا الولد ہے مذکور ہے کہ واعظ کو چاہیے کہ اوسکا قصد اور ہمت یہہ ہی ہووے کہ لوگون کو دنیا سے آخرت کی طرف بلاوے اور معصیت سے طاعت کی طرف

الاخرة ومن المعصية الى الطاعة ومن الحرص الى القناعة ويحبب اليهم الاخرة ويبغض عليهم الدنيا ويعلمهم
طلب کرے اور حرص سے قناعت کی طرف اشارہ کرے اور اونکو آخرت کی محبت اور دنیا کا بغض دلاوے اور اونکو عبادت

العبادة والتقوى لان الغالب في طباعهم الزيغ عن منهج الشرع والسعي فيما لا يرضى الله تعالى فيلقي في قلوبهم
اور پرہیزگاری تعلیم کرے اسلیے کہ اونکی طبیعتون مین اکثر شرع کی راہ سے کجی اور برخلاف رضامندی اللہ تعالی کی سعی ہوتی ہے سو اونکی دلون مین خدا کا خوف

الرعب ويخوفهم عما يستقبلهم من المخاوف لعل صفات باطنهم تتغير ومعاملة ظاهرهم تتبدل ويظهر
ڈالے اور اونکو سامنے آتی ہوئی خوفناک چیزون سے ڈراوے شاید کہ اونکی صفات باطنی بدل جاوین اور ظاہر کا معاملہ پلٹ جاوے اور اونسے طاعت کی حرص

الحرص الى الطاعة والرجوع عن المعصية وهذا هو طريق الوعظ والنصيحة وكل واعظ لا يكون وعظه هكذا فوعظه وبال
اور معصیت سے رجوع ظاہر ہونے لگے اور یہہ ہی طریقہ وعظ اور نصیحت کا اور جس واعظ کا وعظ ایسا نہووے تو اوسکا وعظ کہنے

على القائل والسامع بل قيل انه شيطان في صورة الانسان يخرج الخلق عن طريق الحق ويهلكهم فيجب عليهم ان يفروا
اور سننے دونون پر وبال ہے بلکہ بعضے کہتے ہیں کہ وہ انسان کی صورت میں شیطان ہے کہ خلقت کو طریق حق سے بچلا کر ہلاک کرتا ہے سو خلق پر واجب ہے کہ اوس سے ایسا بہاگین

منه فرارهم من الاسد لان ما يفسده هذا الواعظ من دينهم لا يستطيع ان يفسد بمثله الشيطان ومن كان له يد و
جیسے شیر سے بہاگتے ہین کیونکہ یہہ واعظ جتنا انکا دین برباد کریگا شیطان کی قدرت نہیں کہ اتنا برباد کردے اور جسکو قابو اور قوت ہووے

قدرة يجب عليه ان ينزله من منابر المسلمين ويمنعه عما باشره لانه من جملة الامر بالمعروف والنهي عن المنكر وكذا الوعاظ
واجب ہے کہ اوسکو مسلمانون کی منبر سے اوتار دے اور وعظ کہنے سے موقوف کردے کیونکہ یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں داخل ہے اور ایسے ہی وہ واعظ

الذين يشتغلون بالقصص التي يتطرق اليها الزيادة والنقصان والكذب والبهتان قد ورد نهي السلف عن الجلوس في
کہ کہانیاں بیان کرتے ہین جسمین زیادتی کمتی اور جھوٹ اور بہتان ملا ہوا ہے متقدمین انکی مجلس مین جانے سے منع کرگئے ہین

مجلسهم لان القصص منها ما ينفع سماعه ومنها ما يضر سماعه وان كان صدقا فمن فتح على نفسه ذلك الباب يختلط
اسلیے کہ بعضے قصون کا سننا مفید ہوتا ہے اور بعضے قصون کا سننا ضرر کرتا ہے اگرچہ سچا ہووے پہر جو شخص اپنے اوپر یہہ دروازہ کہول لیگا تو اوسپر

عليه الصدق بالكذب والنافع بالضار وقال احمد بن حنبل القصة ان كانت من قصص الانبياء والصالحين
سچ جہوٹ مین اور نافع مضر مین ملا ہے گا تمیز نہوگی اور احمد بن حنبل کہتے ہین کہ قصہ اگر انبیا اور صلحاء کا ہو

فيما يتعلق بامور الدين وكانت صحيحة الرواية فلا ارى به باسا فليحذر الكذب وحكاية احوال تؤدي الى هفوات
جو امور دینی سے متعلق ہیں اور روایت بھی صحیح ہو تو اوس میں کچھ مضائقہ نہیں معلوم ہوتا سو جھوٹ سے اور ایسی احوال بیان کرنے سے پرہیز کرے جس میں خطا

ومساهلة تقصر فهم العوام عن درك معانيها فان العامي يتمسك بذلك في مساهلاته وهفواته ويمهد لنفسه
اور سہل انگاری ہو اور عوام کا فہم اوسکے معانی سمجھنے سے قاصر ہو کیونکہ عام لوگ اوس حکایت سے تمسک کر کے سہل انگاری اور خطا کی سند گردانتے ہیں اپنی ایک عذر بنا کر

عذرا فيها ويقول قد صدر عن بعض المشائخ وبعض الاكابر كيت وكيت وكيف بنا وكلنا بصدد المعاصي فلا غرو
کھڑا کر لیتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں بیشک بعضی بعضی مشائخ اور بزرگوں سے ایسی ایسی باتیں ہوگئیں ہیں اور ہماری تو کیا شمار ہے ہم تو سراسر گنہگار ہی ہیں

ان صدر مني ذنب فقد صدر عمن هو اكبر مني ويفيد ذلك جرءة على الله تعالى من حيث لا يدري وبعد الاحتراز
اگر ہم سے کوئی گناہ ہوگیا تو کیا تعجب ہے جب ہم سے جو بڑے بزرگ ہیں اونسے ہوگیا ہے اور اسمیں عوام کو خدا پر ایسی جرءت پیدا ہوتی ہے کہ اونکو خبر نہیں ہوتی اور

عن هذين فلا باس به وعند ذلك يرجع القصص المحمودة الى ما اشتمل عليه القران وصح في الكتب الصحيحة من الاخبار
یہہ دونو امر اگر نہوں تو پہر کچہہ خوف نہیں ہے اب وہ اچھی اچھی سچی حکایات مطابق ہوتے ہیں جو قرآن میں آئی ہیں اور تاریخ کی معتبر کتابوں میں صحیح صحیح مذکور ہیں

واما ما يوجد في بعض الكتب التي يذكرونها من قصص الانبياء مما لا يليق بحالهم فيجب تنزيههم عنها كقصة داود النبي
اور یہی وہ قصے جو بعضی کتابوں میں ملتی ہیں جنمیں انبیاء علیہم السلام کی قصے ایسی مذکور ہیں کہ انبیاء کی حال سے نامناسب ہیں ان ایسی قصوں سے اونکو پاک سمجھنا واجب ہے

فانها على ما يرويها القصاص من انه عليه السلام دخل ذات يوم محرابه واغلق بابه وجعل يصلي ويقرأ الزبور
جیسے قصہ داود نبی علیہ السلام کا سو یہہ قصہ موافق روایت قصاص کی کہ داود علیہ السلام نے ایکروز اپنی محراب میں داخل ہوکر دروازہ بند کر لیا اور نماز اور زبور کی تلاوت میں مشغول ہوئے

فبينما هو كذلك اذ جاء الشيطان في صورة حمامة من ذهب فمد يده ليأخذها لابن له صغير فطارت فامتد
وہ اسی حال میں تھے کہ ناگاہ شیطان سونے کا کبوتر بنکر آگیا سو داود علیہ السلام نے چھوٹے بیٹے کی کہیلنے کی خاطر اوسکی پکڑنے کو ہاتھ لپکایا وہ اوڑ گیا پہر ہاتھ لپکایا

اليها فطارت فوقعت في كوة فتبعها فابصر امرأة جميلة قد نفضت شعرها فغطى بدنها وهي كانت امرأة رجل
تو وہ اوڑکر تابدان میں گرپڑا اوسکے پیچھے گئے تو ایک عورت خوبصورت کہ اوسنے اپنی بال کہول کر بدن ڈہک لیا نظر پڑ گئی اور وہ ایک شخص کی جورو تہی

يقال له اوريا وكان من غزاة البلقاء فكتب الى صاحب بعث البلقاء وهو ايوب بن صوريا ان ابعث
نام اوسکا اوریا اور بلقاء کی غازیوں میں تہا پہر داود نے بلقا کی سردار لشکر یعنی ایوب بن صوریا کو یہہ لکھا کہ میں اوریا کو بھیجتا ہوں

اوريا فقدمه على التابوت وكان من يتقدم على التابوت لا يحل له ان يرجع حتى يفتح الله تعالى على يديه او يستشهد
سو تو اوسکو تابوت سے پیش کر دینا اور قاعدہ یوں تہا کہ جو شخص تابوت پر پیش ہوتا تہا اوسکو حلال نہیں تہا کہ بدون فتح کئے ہوئے چلا آوے یا شہید ہوجاوے

ففتح الله تعالى على يده وسلم وامره ان يرده مرة اخرى وثالثة حتى قتل واتاه خبر قتله ولم يحزن كما يحزن على
سو اللہ تعالی نے اوسکی ہاتھ پر فتح دی اور وہ سلامت بچا پہر اوسکو حکم دیا کہ اوریا کو دوبارہ اور سہ بارہ روانہ کرے آخر وہ مارا گیا اور داود علیہ السلام کو خبر اوسکی قتل کی آئی تو

الشهداء فتزوج امرأته فهذا وامثاله افك مبتدع تمجه الاسماع ومنكر مخترع تنفر عنه الطباع ناش من عدم
شہداء پر جیسے ہوتا تہا پہر اوسکی بی بی سے نکاح کر لیا سو یہہ قصہ اور ایسی ایسی اور قصے طوفان کہڑے ہیں کان سننے سے انکار کرتے ہیں اور بیجا بنائی ہوئی ہیں جس سے طبیعتوں کو اونسے نفرت ہوتی ہے

العلم بما يجب وما يستحيل وما يجوز في حق الانبياء فويل لمن ابتدعه واشاعه وتبا لمن اخترعه واذاعه اذ يقبح
اسکا باعث یہہ جہالت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حق میں کیا واجب ہے اور کیا محال ہے اور کیا جائز ہے سو افسوس ہے جسنے اسکو گہڑا اور مشہور کیا اور ہلاکت ہو جسنے بنایا اور پہیلایا کیونکہ

ان يحدث به عن بعض المتسمين بالصلاح من افراد المسلمين فضلا عن بعض اعلام الانبياء والمرسلين ولذلك
قبیح ہے کہ ایسی بات مسلمانوں میں سے کسی صالح سے منقول ہو چہ جائیکہ بزرگ انبیاء اور مرسلین سے اسی لئے علی کرم اللہ وجہہ نے کہا ہے

قال علي كرم الله وجهه من حدث بحديث داود النبي عليه السلام على ما يرويه القصاص جلدته مائة وستين
کہ جو شخص داود علیہ السلام کی بات موافق روایت قصاص کی بیان کریگا تو میں اوسکو ایک سو ساٹھہ کوڑے مارونگا

وهذا اسطر الفرية على الانبياء وروى ان عمر بن عبد العزيز حدث بذلك وكان عنده رجل من اهل الحق فكذب
اور نبیوں پر تہمت لگانیکی یہہ ہی حد ہی اور روایت ہی کہ عمر بن عبد العزیز کی سامنی یہہ ہی بیان ہوا اور اونکی پاس ایک شخص حقانی موجود تھا سو اوسنی

المحدث به وقال ان القصة ان كانت على ما في كتاب الله تعالى فما ينبغي ان يلتمس خلافها بان يقال غير ذلك
اوس قصہ گو کو جھٹلایا کہا کہ قصہ داود کا اگر کتاب اللہ کی موافق ہی تو کیا مناسب ہی کہ اوسکی خلاف تلاش کریں کہ اوسکی سوا کچھ اور بیان ہو

وان كانت على ما ذكرت فقد كف الله تعالى عنها سترا على نبيه فما ينبغي اظهارها عليه فقال عمر بن عبد العزيز
اور اگر تیری اظہار کی موافق ہو تو بیشک اللہ تعالی نی اسکا اپنی نبی پر پردہ رکہا تو اوسکا بیان کرنا لایق نہیں ہی عمر بن عبد العزیز نی کہا

لسماعي هذا الكلام احب الي مما طلعت عليه الشمس وانما قال ذلك لانها قصة زل فيها كثير من الناس وقالوا
یہہ بات مجہکو سب باتوں سی محبوب تر ہی جن پر آفتاب چمکتا ہی فقط یہہ اسلئی کہا کہ یہہ ایسا قصہ ہی کہ اسمین بہت لوگ پہسل پڑی ہین اور جو ہو

في نبي الله داود عليه السلام ما لا يليق بحال الانبياء فان اصل القصة على ما ذكر في بعض التفاسير ان داود النبي ع
نبی علیہ السلام کو ایسا کہنی لگی ہین کہ انبیاء کی حال سی مناسب نہین ہی اور اصل قصہ موافق بعضی تفسیرون کی یون ہی کہ داود نبی کی نظر اوریا کی

رأى امرأة رجل يقال له اوريا فمال قلبه اليها فسأله ان يطلقها فاستحيى ان يرده ففعل فتزوجها وهي ام سليمان
جورو پر پڑگئی تو اوسپر اونکا دل آگیا سو داود نی اوریا کو کہا کہ اوسکو طلاق دیدی اوسنی حیا کی ماری سوال رد نکیا جب اوسنی طلاق دیدی اونہون نی نکاح کر لیا

النبي ع وكان ذلك جائزا في شريعته معتادا بين امته غير مخل بالمروة حيث كان يسئل بعضهم بعضا ان ينزل له
اور وہ عورت سلیمان علیہ السلام کی ماں ہی اور یہہ طریقہ اونکی شریعت مین جائز اور امت مین مروج تھا اور خلاف مروت نتھا کیونکہ جب کسیکی بی بی کسیکو پسند آتی تھی تو اوس سی سوال کرتا تھا کہ اپنی

عن امرأته فيتزوجها اذا اعجبته وكان الانصار في صدر الاسلام يواسون المهاجرين بمثل ذلك من غير نكير خلا انه عليه السلام
بی بی میری لئی چہوڑدی پہر وہ نکاح کرلیتا اور انصار ابتداء اسلام مین اسیطرح بی طعن و طنز مہاجرین کی ساتہہ طریق مروت برتتی تہی مگر داود علیہ السلام کو

لعظم منزلته وارتفاع مرتبته وعلو شانه لم يكن ينبغي له ان يتعاطى ما يتعاطاه احاد امته ويسال رجلا ليس له
بسبب عظمت منزلت اور رفعت قربت اور علوشان کی مناسب نتہا کہ ایسا معاملہ کرین جو کہ اونکی امت کی ادنی آدمی کرتی تہی اور وہ بہی ایسی شخص سی سوال کرین کہ اوسکی

الا امرأة واحدة ان ينزل له عنها فيتزوجها مع كثرة نسائه بل كان ينبغي له ان يغالب هواه ويقهر نفسه ويصبر
پاس ایکہی بی بی تہی کہ میری لئی چہوڑدی پہر اوس سی نکاح کرلیں باوجودیکہ انکی پاس بی بیان بہت تہین بلکہ انکو یون لازم تہا کہ ہوا کو مغلوب کرتی اور نفس کو دبالیتی

على ما امتحن به فعلى هذا القول لا يلزم في حق داود ع الا ترك الاولى لان وقوع بصره عليها كان من غير قصده
اور اس امتحان پر صبر کرتی اس بیان کی موافق حضرت داود کی حق مین یہہ ہی لازم آتا ہی کہ ترک اولی ہوا کیونکہ اوس عورت پر نظر تو بلا قصد پڑگئی تہی

فلا يكون ذنبا وكذا ميل قلبه اليها عقيب النظر لا يكون ذنبا لان الاحتراز عنه غير مقدور للبشر وانما عوتب كل
سو کچہہ گناہ نہین ہی اور ایسا ہی دیکہنی کی بعد دل کا آجانا کچہہ گناہ نہین ہی کیونکہ یہہ امر آدمی کی بس مین نہین ہی اور یہہ تمام عتاب الہی

هذا العتاب حتى بعث الملئكة بالخصومة عنده تمثيلا لحاله وتقريرا لذلك لديه لان الانبياء يواخذون بادنى شئ
کہ انکی پاس فرشتی جہگڑتی ہوئی اونکی حال کی صورت اور تقریر لیکر آئی تو اسلئی ہوا کہ انبیاء علیہم السلام سی مواخذہ ایسی ذرہ بات پر ہوجاتا ہی

كان منهم مما لا يوخذ بذلك غيرهم بل يعد ذلك من غيرهم من ارفع الاعمال واجلها الا ترى ان يونس النبي ع لما دعى
کہ اوروں سی اوسپر مواخذہ نہین ہوتا بلکہ وہ بات اوروں کی حق مین بڑا عمل اور نیک تر ہوتا ہی کیا معلوم نہین کہ یونس نبی علیہ السلام نی جب اپنی قوم کو

قومه الى الايمان وابوا عن قبوله واصروا على الكفر والعصيان وبالغوا في العناد والطغيان حتى عيل صبره ولم
ایمان پر بلایا اور اونہوں نی تسلیم سی انکار کیا اور کفر اور عصیان پر اڑگئی اور عناد اور سرکشی حد کو پہنچادی یہان تک کہ اونکو صبر دشوار ہوگیا اور

يطق على المصابرة معهم خرج من بينهم غضبا لله تعالى وبغضا للكفر وهذا وان كان يعد من ارفع الاعمال
طاقت صبر کی نرہی تو اون مین سی خدا کی واسطی غصہ ہوکر کفر کی دشمنی کی ماری چلی گئی یہہ بات اگرچہ اور مومن کی حق مین عمدہ اور نیک تر عمل

واجبا بالنسبة الى غيره من احاد المؤمنين لكن لما كان خروجه من بينهم بلا اذن من الله تعالى وكان عليه

شمار میں آتا ہی　پہر حضرت یونس کا　اونہیں سی چلا جانا　جو بدون حکم اللہ تعالیٰ کی تہا　اور اونکو لازم یہہ تہا

ان يصبر وينتظر الاذن من الله تعالى عوتب وحبس في بطن الحوت مقدار ما شاء الله تعالى والحاصل

کہ صبر ہی کرتی اور اللہ تعالیٰ کی حکم کی منتظر رہتی تو عتاب ہوا اور مچہلی کی پیٹ میں بمقدار مشیت الٰہی قید رہی　حاصل یہہ ہی

ان الانبياء في زمان نبوتهم معصومون عن الكبائر مطلقا وعن الصغائر عمدا لكن يجوز صدور الصغائر عنهم

کہ انبیاء نبوت کی زمانہ میں کبایر سی تو مطلقا معصوم ہوتی ہیں اور عمدا صغایر سی بہی لیکن اونسی صغیرہ کا سہو ہو جانا

سهوا وعلى سبيل النسيان او على سبيل الخطاء في التاويل ويسمى ذلك زلة وهي الصغيرة التي يفعل من غير قصد

از روی سہو یا بہول کر　یا تاویل میں چوک کر جایز ہی　اور اوسکو زلہ کہتی ہیں　یعنی صغیرہ جو بی ارادہ ہو جاوی

اليها كما قال الامام السرخسي اما الزلة فلا يوجد فيها القصد الى عينها وانما يوجد فيها القصد الى اصل الفعل

چنانچہ امام سرخسی کہتا ہی　کہ زلہ میں وہ فعل خاص مقصود نہیں ہوتا اوسمیں وہ اصل فعل مراد ہوتا ہی

لانها ماخوذة من قولهم زل الرجل في الطين اذا لم يوجد منه القصد الى الوقوع ولا الى الثبات بعد الوقوع

کیونکہ لفظ زلہ کا　انکی اس محاورہ سی لیا ہی　آدمی کیچڑ میں پہسل پڑا　جب اوسکا　ارادہ کرنیکا نہیں ہوتا اور نہ ثبات کا بعد گرنیکی

وان وجد منه القصد الى المشي في الطريق وانما يؤاخذ الانبياء عليها لانها لا تخلو عن نوع تقصير يمكن المكلف

اگرچہ　اوس سی راہ میں قصد چلنی کا پایا گیا اور　انبیاء سی اتنی بات پر اسلئی مواخذہ ہوتا ہی کہ اسمیں بہی کچہ تو تقصیر ہی کہ مرد مکلف اگر ثابت رہی

الاحتراز عنه عند التثبت واما المعصية حقيقة فهي فعل حرام يقصد اليه مع العلم بحرمته فيستحيل صدوره

تو بچ سکتا ہی　اور رہی معصیت حقیقی　سو وہ فعل حرام ہی کہ اوسکی حرمت جان کر اوسکی طرف قصد کری　سو ایسی بات انبیاء سی ہونی محال ہی

عنهم وما يوجد ما يوهم صدور الذنب عنهم في زمان نبوتهم من قصصهم الواقعة في القران والاحاديث والاثار فالجواب

اور یہہ جو زمانہ نبوت میں گناہ ہونیکا وہم اونکی قصوں سی پیدا ہوتا ہی جو قرآن　اور حدیث اور آثار میں آئی ہیں　تو ان قصوں کا

عن تلك القصص اجمالا ان ما كان منها منقولا بالاحاد يجب رده لان نسبة الخطاء الى الرواة اهون من نسبة

مجمل جواب یہہ ہی کہ جو قصی احاد سی منقول ہیں اونکا رد کرنا واجب ہی　کیونکہ راوی کی طرف　خطا کا لگا دینا　انبیاء کی طرف خطا لگانی سی آسان

المعاصي الى الانبياء وما كان منها منقولا بالتواتر فما دام له محمل اخر يحمل عليه ويصرف عن ظاهره لدلائل العصمة

ہی　اور جو قصی بالتواتر منقول ہیں　پہر جبتک اوکی اور معنی بن سکیں　تو ظاہر سی پہیر کر اوسپر حمل کریں　کیونکہ دلایل عصمت کی موجود ہیں

وما لا يوجد له محيص يحمل على انه كان من قبيل ترك الاولى او من الصغائر الصادرة عنهم سهوا ونسيانا...

اور جسمیں کوئی مخلصی نہیں ہی تو اوسکو یہہ قیاس کریں کہ ترک اولی ہوا　یا صغیرہ ہی کہ اونسی سہوا　یا بہول کر ہو گیا اور ترک اولی ہونا

ينافي تسميته ذنبا كما في قوله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر ولا الاستغفار عنهم كما في قصة

یا صغیرہ کا سہوا یا بہول کر ہونا اسکی منافی نہیں ہی کہ اوسکا نام گناہ ہووی چنانچہ اس آیت میں تا معاف کری اللہ جو آگی ہوئی تیری گناہ اور جو پیچہی رہی اور نہ اونسی استغفار

داود النبي ع ولا الاعتراف بكونه ظلما كما في قصة ادم النبي ع لانه وان كان حسنة بالنسبة الى غيرهم لكن

داود نبی علیہ السلام کی قصہ میں اور نہ اقرار اوسکی ظلم ہونیکا جیسی کہ آدم نبی علیہ السلام کی قصہ میں کیونکہ وہ اگرچہ اوروں کی حق میں حسنہ ہی لیکن بہ نسبت انبیاء کی گناہ ہی

بالنسبة اليهم يعد ذنبا ويستغفرون عنه ويعترفون بكونه ظلما لكون حسنات الابرار سيئات المقربين ولهذا

انبیاء اوس سی استغفار اور اوسکی ظلم ہونیکا اقرار کرتی ہیں کیونکہ حسنات ابرار کی　مقربوں کی حق میں بمنزلہ سیآت کی ہوتی ہیں اور اسیہی لئی

قال اهل العرفان من كان في مقام القرب مع الله تعالى وتحركت همته بالتصرف في نهاره لتدبير ما يفطر في ليلة

اہل عرفان کہتی ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سی قرب رکہتا ہو　اور دنمیں اوسکی ہمت صرف ہو تاکہ آنا پیدا کری کہ رات کو روزہ افطار کری

ويكون من قبيل ترك الاولى او من الصغائر الصادرة عنهم سهوا او نسيانا

تکتب له خطيئة لان ذلك من قلة الوثوق بفضل الله تعالى وقلة اليقين برزقه الموعود وهذه مرتبة الانبياء
تو اسکے حق میں خطا لکھی جاتی ہے کیونکہ اسمیں فضل الٰہی پر بھروسہ کامل اور روزی موعود پر یقین تھوڑا ہے اور یہ رتبہ انبیاء

والصديقين والاولياء المقربين

اور صدیقین اور اولیاء مقربین کا ہے

المجلس الثالث والثمانون في بيان ان الله يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد الدين

تراسی مجلس اس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ اس امت کی لیے ہر صدی کی سری پر ایسا شخص پیدا کرتا ہے کہ دین از سر نو قائم کردے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد لها دينها هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابو هريرة والمراد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ اس امت کی واسطے ہر صدی کی سری پر ایسا شخص پیدا کرتا ہے کہ دین کو از سر نو قائم کرے یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہے ابو ہریرہ کی روایت سے ہے اور مراد
من راس كل مائة سنة اولها من هجرة النبوية والمراد من تجديد الدين للامة احياء ما اندرس من العمل بالكتاب
ہر صدی کی سری سے صدی کا ابتدا ہے ہجرت نبوی سے اور دین نیا کرنے سے امت کی لیے زندہ کردینا پرانی اعمال کا موافق کتاب اور سنت کی
والسنة والامر بمقتضاهما فان المبعوث على راس المائة والمجدد للدين قيل يلزم ان يكون رجلا مشهورا بالعلم
اور انکی موافق امر کرنا مراد ہے پس صدی کی سری پر دین کا مجدد جو مبعوث ہو تو کہتے ہیں کہ ضرور ہے کہ وہ شخص علم میں مشہور اور فضیلت میں
معروفا بالفضل مشارا اليه في الدين وان ينقضي المائة وهو حي ولا يعلم ذلك المجدد الا بغلبة الظن ممن
معروف اور دین میں مشار الیہ ہو اور ساری صدی میں زندہ رہے اور وہ مجدد اپنے ہمعصر علماء میں سے گمان غالب سے
عاصره من العلماء بقرائن احواله والانتفاع بعلمه اذ المجدد للدين لا بد ان يكون عالما بالعلوم الدينية الظاهرة
بوسیلہ قرائن احوال اور افادہ علم کی معلوم ہوتا ہے کیونکہ دین کا مجدد ضرور ہے کہ تمام علوم دینی ظاہری اور باطنی کا عالم
والباطنة ناصرا للسنة قامعا للبدعة وان يعم علمه اهل زمانه وانما كان التجديد على راس كل مائة سنة
اور سنت کا حامی بدعت کا اوکھاڑنیوالا اور اسکا علم تمام اہل زمانہ پر عام ہو اور ہر ہر صدی کی سری پر تجدید دین کی اسلئے ہوتی ہے
لانخرام العلماء فيه غالبا واندراس السنن وظهور البدع فيحتاج حينئذ الى تجديد الدين فياتي الله تعالى من
کہ اس مدت میں اکثر علماء کم ہوجاتے ہیں اور سنتیں پرانی اور بدعتیں ظاہر ہوجاتی ہیں سو اب تجدید دین کی ضرورت پڑتی ہے سو اللہ تعالیٰ خلق میں سے
الخلق بعوض من السلف اما واحدا او متعددا فكان عند المائة الاولى عمر بن عبد العزيز وعند المائة الثانية
بعوض متقدمین کی کسیکو موجود کردیتا ہے یا ایک یا کئی سو پہلی صدی کی سری پر تو عمر بن عبد العزیز تھے اور دوسری صدی پر
الامام الشافعي وعند المائة الثالثة ابن سريج والاشعري وعند المائة الرابعة الباقلاني وعند المائة الخامسة
امام شافعی اور تیسری صدی پر ابن سریج اور اشعری اور چوتھی صدی پر باقلانی اور پانچویں صدی پر
الامام الغزالي وعند المائة السادسة الامام فخر الدين الرازي والرافعي وعند المائة السابعة ابن دقيق العيد
امام غزالی اور چھٹی صدی پر امام فخر الدین رازی اور رافعی اور ساتویں صدی پر ابن دقیق العید
وعند المائة الثامنة الحبر البلقيني والحافظ زين الدين وعند المائة التاسعة الامام السيوطي وعند المائة
اور آٹھویں صدی پر حبر بلقینی اور حافظ زین الدین اور نویں صدی پر امام سیوطی اور دسویں
العاشرة لم يتبين من هو قال السيوطي ونظير هذا الحديث ما ورد ان راس كل مائة سنة يكون عندها
صدی پر معلوم نہیں کون ہے سیوطی کہتا ہے اسحدیث کی نظیر وہ ہے جو وارد ہوا کہ ہر صدی کی سر پر ایک امیر ہوتا ہے
امير فكان عند المائة الاولى الحجاج الذي عم ظلمه وفساده فجدد الله تعالى بعمر بن عبد العزيز وكان عند
سو پہلی صدی پر تو حجاج تھا جسکا ظلم اور فساد عام ہوگیا سو اللہ تعالیٰ نے دین کی تجدید عمر بن عبد العزیز سے کی اور دوسری

المائة الثانية فتنة المامون الذى خالطه المعتزلة فحسنوا له القول بخلق القرآن وغير ذلك
اور دوسری صدی پر مامون کا فتنہ ہوا کہ معتزلیوں نے مخالطت بہم پہنچا کر اوسکو حدوث قرآن کا اور سوا اسکی

من البدع الاعتقادية حتى امتحن العلماء بذلك امتحانا عاما فى الاقطار ومن لم يجب فبعضهم
اور بدعات اعتقادی کا قائل کر دیا یہاں تک کہ اوسنی اس مسئلہ میں عام علماء روی زمین کا امتحان لیا اور جسنی نمانا پھر بعضوں کو

ضرب وبعضهم قيد وحبس وبعضهم قتل وهذه من اعظم الفتن فى هذه الامة ولم يدع خليفة قبله الى
مارا اور کسیکو قید اور حبس کیا اور کسیکو جان سی مارا اس امت میں اسکی برابر کوئی فتنہ نہیں ہوا اوس سی پہلی کسی خلیفہ نی بدعت کو اسقدر رواج

شئ من البدع فقيض الله تعالى عند هذه المائة الشافعى فطبق الارض بعلومه وهو اول من افتى
نہیں دیا سو اللہ تعالی نی اس صدی پر شافعی کو پیدا کیا پس اوسنی اپنی علم سی زمین کو پر کر دیا اور اونہوں نی سب سی پہلی

بقتل من قال بخلق القرآن وتكفيره وكان عند المائة الثالثة فتنة القرامطة فى كثير من البلاد
واسطی قتل اور کفر ایسی شخص کی جو حدوث قرآن کا قائل ہو فتوی دیا اور تیسری صدی پر قرامطہ کا فتنہ اکثر شہروں میں پہیلا

حتى دخلوا مكة وقتلوا الحجيج فى المسجد الحرام قتلا ذريعا وطرحوا القتلى فى بئر زمزم وضربوا الحجر الاسود
یہاں تک کہ مکہ میں جاکر حاجیوں کو مسجد حرام میں بہت قتل کیا اور لاشیں چاہ زمزم میں ڈالدیں اور حجر اسود کو

بالدبوس فكسروه ثم قلعوه وحملوه الى بلادهم وبقى عندهم اكثر من عشرين سنة ثم اشترى منهم
گرز مار کر توڑ ڈالا پہر اوکہاڑ کر اپنی ملک کو لیگئی اور بیس برس سی زیادہ اونکی پاس رہا پہر اونسی تیس ہزار دینار کو خرید کر

بثلثين الف دينار واعيد الى مكة فى محله وكان عند المائة الرابعة فتنة الحاكم بامر الله وناهيك ما فعل
مکہ میں لائی اور اوسی جگہہ پر رکہا اور چوتہی صدی پر فتنہ حاکم بامر اللہ کا ہوا اور کچھہ حد نہیں جو فساد

من الفساد بل هو اعظم شرا ممن كان قبله بكثير فانه امر الناس بالسجود له اذا ذكر اسمه فى الخطبة و
کہ اوسنی کیا بلکہ اسکا فساد پہلی کی نسبت کئی درجہ بدتر تہا کیونکہ اسنی لوگوں کو یہہ حکم دیا کہ جب خطبہ میں میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور

من كان قبله لم يامر احدا بالسجود له اذا ذكر اسمه فى الخطبة وكان عند المائة الخامسة استيلاء
جو مفسد اس سی پہلی تہی کسینی اپنی لئی سجدہ کا حکم نہیں دیا تہا کہ جب خطبہ میں میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور پانچویں صدی پر اکثر شام کی شہروں پر

الفرنج على كثير من البلاد الشامية حتى دخلوا بيت المقدس وقتلوا فيه وحده اكثر من سبعين الفا
فرنگیوں کا غلبہ ہو گیا یہاں تک کہ اونہوں نی بیت المقدس میں جاکر صرف وہاں ستر ہزار آدمیوں سی زیادہ قتل کر ڈالی

وذهب الناس هاربين من الشام الى العراق مستغيثين على الفرنج وبقى بيت المقدس فى ايديهم احدى
اور خلقت فرنگیوں کی فریادی شام سی عراق کو بہاگ گئی اور بیت المقدس تین مہینی ایک روز انکی قبضہ میں رہا

وتسعين يوما الى ان خلصه الله تعالى عنهم بيد السلطان صلاح الدين بن ايوب وكان عند المائة
آخر اللہ تعالی نے انکی قبضہ میں سی سلطان صلاح الدین بن ایوب کی ہاتہہ پر چہوڑایا اور چہٹی صدی پر

السادسة خروج التتار وعموم الفساد حتى ان العلماء حكموا بكفرهم واختلفوا فى البلاد التى استولوا عليها
قوم تتار نی غلبہ کر کر فساد عام کر دیا یہاں تک کہ علماء نی اونکی کفر کا فتوی دیا اور اون شہروں میں جن پر غالب ہو گئی تہی اختلاف ہی

هل هى من بلاد الاسلام او لا وقالوا البلاد التى فى ايديهم اليوم لا شك انها من بلاد الاسلام لعدم اتصا
آیا وہ شہر دار الاسلام میں یا نہیں اور کہتی ہیں کہ جو شہر آج اونکی قبضہ میں ہیں بیشک وہ دار الاسلام ہیں کیونکہ دار الحرب سی متصل نہیں ہیں

لها ببلاد الحرب ولم يظهروا فيها احكام الكفر بل البلاد التى عليها وال مسلم من جهتهم يجوز فيها اقامة الجمع و
اور نہ اونمیں احکام کفر کی جاری کئی ہیں بلکہ جس شہر میں اونکی طرف سی مسلمان حاکم ہی اوسمیں نمازیں جمعہ اور

الاعياد واخذ الخراج وتقليد القضاة وتزويج اليتامى لاستيلاء المسلم عليها وطاعة للكفرة اما موادعة
عید کی پڑہنی اور خراج کا لینا اور قاضیوں کا منصوب ہونا اور یتیموں کا نکاح کر دینا جایز ہی کیونکہ اون شہروں پر مسلم کا غلبہ ہی اور وہ کفار کا جو مطیع ہی یا تو بطریق اطاعت

او مخادعة واما البلاد التي عليها ولاة كفار فيجوز فيها ايضا اقامة الجمعة والعيدين والقاضي قاض بتراضي
یا فریب کی ہی اور جن شہروں پر کفار حاکم ہین سو اونمین بہی جمعہ اور عیدین کا قایم کرنا جایز ہی اور قاضی بہی قاضی ہوگا مسلمانوں کی رضی

المسلمين اذ قد تقرر ان ببقاء شيء من العلة يبقى الحكم وقد حكمنا بلا خلاف بان هذه الديار قبل استيلاء
سی اسلئی کہ یہہ بات ٹہری ہوئی ہی کہ جبتک کچہہ علت باقی رہی حکم باقی رہتا ہی اور بیشک بلا خلاف یہہ یقین کر چکی ہین کہ یہہ شہر قوم تتار کی غلبہ سی

التتار من ديار الاسلام وبعد استيلائهم اعلان الاذان والجمع والجماعات والحكم بمقتضى الشرع والفتوى شائع
پہلی دیار اسلام تہی اور اونکی غلبہ کی بعد برملا ہونا اذان اور جمعہ اور جماعات کا اور حکم مطابق شرع اور فتوی کی جاری ہی

بلا نكير من ملوكهم فالحكم بانها من بلاد الحرب لا جهة له واعلان بيع الخمر واخذ الضرائب والمكوس برسم التتار
اونکی بادشاہ کو اسمین کچہہ تکرار نہین پہر حکم کرنا کہ دار الحرب ہی اسکی کوئی وجہہ نہین ہی اور ظاہر شراب کا بکنا اور چنگی اور خراج کا لینا موافق رسم تتار کی ایسا ہی

كاعلان بني قريظة في المدينة باليهودية وطلب الحكم من الطاغوت في مقابلة رسول الله عليه السلام ومع ذلك كانت المدينة
جیسی بنی قریظہ مدینہ مین یہودیت ظاہر کرتی تہی اور بتوں سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقابلہ مین حکم لیتی تہی تسپر بہی مدینہ بلا شبہہ

بلدة الاسلام بلا ريب ثم ان من قال منهم انا مسلم وشهد بكلمتي الشهادة يحكم باسلامه لكن في الخلاصة مسئلة يجب التنبيه
دار الاسلام تہا پہر بیشک جو شخص اونمین سی کہی مین مسلم ہون اور دونو کلمہ شہادت کی گواہی دی تو اوسکی اسلام کا حکم ہوویگا لیکن خلاصہ مین ایک مسئلہ ہی اوسکی

عليها وهي ان اهل بلدة اذا كانوا يدعون الاسلام ويصلون ويصومون ويقرءون القران ومع ذلك يعبدون الاوثان
اطلاع دینی چاہی یعنی اگر ایک شہر والی دعوی اسلام کا کرتی ہون اور نماز پڑہتی ہون اور روزہ رکہتی ہون اور قرآن کی تلاوت کرتی ہون اور تسپر بت پرستی کرتی ہون

فاغار عليهم المسلمون وسبوهم واراد انسان ان يشتري من تلك السبايا ان كانوا يقرون بالعبودية لملكهم جاز الشراء
پہر مسلمان اونپر غارت کرکر گرفتار کر لاوین اور کوئی شخص اون قیدیوں مین سی کسیکی خریداری کا ارادہ کری تو اب اگر اپنی پادشاہ کی عبودیت کا اقرار کرتی ہین تو خریدنا

وان لم يكونوا مقرين بالعبودية لملكهم جاز شراء النساء والصبيان دون الكبار قال قاضيخان في فتاواه
اور اگر اقرار اپنی پادشاہ کی عبودیت کا نہین کرتی تو خرید لینا عورتوں اور بچوں کا جایز ہی بڑی مردوں کا جایز نہین قاضی خان اپنی فتاوی مین کہتا ہی

لانهم لما اقروا بالاسلام ثم عبدوا الاوثان كانوا مرتدين فيجوز استرقاق نسائهم وصغارهم ولا يجوز استرقاق كبارهم
اسلئی کہ جب اونہوں نی اسلام کا اقرار کیا اور پہر بت پرستی کی تو وہ مرتد ہوئی تو اب اونکی عورتوں اور بچوں کا غلام کر لینا جایز ہی اور بالغ مردوں کا غلام کر لینا جایز نہین

الا ان يكونوا مقرين بالعبودية لملكهم فيجوز استرقاقهم فاذا ملكهم السابي يجوز له بيعهم وكان عند المائة
ہان اگر اپنی پادشاہ کی عبودیت کی قایل ہون تو اب اونکا بہی غلام کر لینا جایز ہی جب قید کرنیوالا اونکا مالک ہوا تو اونکی بیع بہی جایز ہی اور ساتوین

السابعة غلاء وفناء عظيمان في ديار مصر والشام بحيث اكلت الحمر والبغال والكلاب وكان عند المائة الثامنة فتنة
صدی پر قحط گرانی اور وبا دیار مصر اور شام مین اسقدر ہوئی کہ گدہی اور خچر اور کتی کہا لئی اور آٹہوین صدی پر فتنہ

تمرلنك واما المائة التاسعة فقد قال العلامة الناصري لا شك ولا ارتياب ان فتنة المائة التاسعة هي فتنة السلطان
تیمور لنگ کا ہوا اور نوین صدی پر علامہ ناصری کہتا ہی کہ اسمین مجہکو کچہہ شک اور شبہہ نہین ہی کہ فتنہ نوین صدی کا وہ فتنہ سلطان سلیم خان کا ہی

سليم خان وحروبه مع اخوته وقتله اياهم واولادهم ثم حروبه مع صاحب الشرف وكسره وقتله واخذ بلاده ثم اجتماعه
اور اوسکی لڑائیان بہائیوں سی اور اونکی اولاد کا قتل کرنا پہر اوسکی جنگ وجدال صاحب الشرف سی اور اوسکا توڑنا اور مار ڈالنا اور ملک چہین لینا پہر

بعسكر مصر وقتل سلطانها واكابر امرائها ثم دخوله مصر وفعله فيها مع اهلها ما فعل وفي المائة العاشرة ظهرت فتن
مصر کی لشکر کی ساتہہ جمع ہونا اور وہانکی سلطان کو اور بڑی بڑی امیروں کو قتل کرنا پہر مصر مین جاکر وہانکی باشندوں کی ساتہہ جو کچہہ کیا اور دسوین صدی مین بہت سی

كثيرة متوالية غير منقطعة الى الان حتى كان اهل الاسلام يتعامل بعضهم مع البعض معاملة الكفار فى قتل بعضهم
پیاپی پیدا ہوئی جو آج تک چلی آتی ہیں یہاں تک کہ اہل اسلام ایک دوسری کی ساتھ کفار کا سا معاملہ کرتا ہی کہ کوئی کسیکو مار ڈالتا ہی

بعضا وقد روى عن جرير انه عليه السلام قال فى حجة الوداع لا ترجعن بعدى كفارا يضرب بعضكم رقاب بعض
اور جریر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی حجۃ الوداع میں فرمایا تم میری بعد کافر ست ہو جانا کہ ایک دوسری کو قتل کرنا شروع کری

يعنى ان شان الكفار ان يقتل بعضهم بعضا فلا تتشبهوا بهم ايها المؤمنون فى قتل بعضكم بعضا ولا يكن افعالكم شبيهة
مراد یہہ ہی کہ یہہ کفار کا چلن ہی کہ کوئی کسیکو مار ڈالی سو تم مؤمن ہو کر آپکی خون ریزی میں اونکی مثل نہو جانا اور تمہارا چلن مسلمانوں کی

بافعالهم فى ضرب رقاب المسلمين وروى عن ابى بكرة انه عليه السلام قال اذا التقى المسلمان فحمل احدهما السلاح على
قتل میں اونکی افعال سی نہ ملنی لگی اور ابو بکرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان مقابل ہوتی ہیں پہر کوئی اپنی بہائی پر ہتیار اوٹہاتا

اخيه فهما فى جرف جهنم فاذا قتل احدهما صاحبه دخلاها جميعا فان القاتل يدخلها بفعله والمقتول يدخلها بسعيه
تو وہ دونو دوزخ کی بیچ میں ہیں جب ایک اپنی یار کو قتل کر دیتا ہی تو دونو دوزخ میں جاتی ہیں قاتل تو اوسکو مار کر دوزخ میں جاتا ہی اور مقتول اپنی بہائی کی قتل کی سعی سی

فى قتل اخيه كما اجاب به النبى عليه السلام فى حديث اخر رواه ابو بكرة ايضا انه عليه السلام قال اذا التقى المسلمان
دوزخ میں جاتا ہی چنانچہ اسکا جواب نبی علیہ السلام نی ایک اور حدیث میں دیا ہی وہ بہی ابو بکرہ ہی روایت کرتا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان تلوار لیکر

بسيفهما فالقاتل والمقتول فى النار قال ابو بكرة قلت يا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال انه كان حريصا
مقابل ہوتی ہیں تو قاتل اور مقتول دونو جہنمی ہیں ابو بکرہ کہتا ہی میں نی عرض کیا یا رسول اللہ یہہ تو قاتل ہی مقتول کا کیا قصور ہی فرمایا یہہ بہی اپنی بہائی کی

على قتل اخيه وروى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال بادروا بالاعمال فتنا كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مؤمنا ويمسى
قتل پر حریص تہا اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جلدی کرو اعمال کی فتنوں سی جیسی ٹکڑی اندہیری رات کی صبح کو آدمی مسلمان ہوگا اور شام کو

كافرا ويمسى مؤمنا ويصبح كافرا يبيع دينه بعرض من الدنيا فكانه عليه السلام قال سياتى فتن كالليل المظلم لا يعرف احد
کافر اور شام کو مسلمان ہوگا اور صبح کو کافر اپنا دین بعوض اسباب دنیا کی بیچ دیگا سو گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا اب نزدیک ایسی فتنی آویگی جیسی اندہیری رات

طريق الخلاص منها ولا يقدر صاحب الورد على محافظة الوظائف والاوقات فيها فاسرعوا بالاعمال الصالحات قبل ان ياتيكم الفتن
کسیکو مخلصی کا رستہ نہ ملیگا اور اوسمیں صاحب ورد کو قدرت محافظہ وظائف اور اوقات کی نرہیگی سو جلدی کرو صالح اعمال میں اس سی پہلی کہ تمپر فتنی آجاویں

اذ عند مجيئها لا يخلو اما ان يقتل طائفتان من المؤمنين ويستحل كل منهما دم الاخرى ومالها فيكفر بهذا الاعتقاد واما
کیونکہ جب فتنی آوینگی تو کوئی دو جماعت مؤمنین کی نہ باقی رہینگی کہ ہر یک دوسریکا خون اور مال حلال سمجہیگا سو اس عقیدہ سی کافر ہو دیگا اور

ان يغلب الفسقة ويريقون دماء المسلمين وياخذون اموالهم بغير حق ويزنون ويشربون الخمر ويلبسون الحرير ويعتقدون
یا فساق غالب ہو کر مسلمانوں کی خونریزی کرینگی اور ناحق اونکی مال چہین لینگی اور زنا کرینگی اور شراب پیوینگی اور حریر پہنینگی اور اعتقاد کرینگی

انهم على الحق ويفتيهم بعض علماء السوء بجواز افعالهم وربما يقتلون السارق ويصلبونه باعتقاد جواز قتله
کہ ہم حق پر ہیں اور بعضی علما بد اونکو فتوی دیگی کہ یہہ افعال جایز ہیں اور بعضی وقت جایز سمجہ کر چور کو قتل کرینگی اور سولی چڑہاوینگی

وصلبه ويكفرون بذلك الاعتقاد لان حد السارق ليس القتل والصلب بل حده قطع يده لقوله تعالى والسارق و
اور اسہی اعتقاد سی کافر ہو جاوینگی اسلئی کہ چور کی حد قتل اور سولی نہیں ہی بلکہ چور کی حد ہاتہ کاٹنا ہی بدلیل اس آیت کی اور جو کوئی چور ہو مرد

السارقة فاقطعوا ايديهما وليس ذلك الا وقوع ما روى عن عبد الله بن عمرو بن العاص انه عليه السلام قال ان
یا عورت تو کاٹ ڈالو اونکی ہاتہ اور یہہ اوسی روایت کا ظہور ہی جو عبد اللہ بن عمرو بن العاص سی ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک

الله تعالى لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه عن العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى اذا لم يبق عالما اتخذ الناس
اللہ علم یوں نہیں اوٹہالیگا کہ آدمیوں کی دلوں سی نکال لی لیکن علماء کو قبض کر کر اوٹہالیگا یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نرہیگا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالینگی

رءوسا جهالا فسئلوا فافتوا بغير علم فضلوا واضلوا فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الله تعالى لا يقبض
جب اونسے پوچھینگے تو وہ جہالت سے فتوی دینگے پہر آپ بہی گمراہ ہونگے اور اونکو گمراہ کرینگے بیشک نبی علیہ السلام نے اسحدیث میں بیان فرمایا کہ اللہ تعالی علم کو
العلم من بين الناس على طريق محوه من صدور العلماء ورفعه من بينهم الى السماء فان ذلك وان كان جائزا في قدرة
لوگوں میں سے یوں نہیں قبض کریگا کہ علماء کے دلوں سے بہلا دیوے اور اونکے اندر سے آسمان پر لیجاوے کیونکہ اسطرح بہی اگرچہ باعتبار قدرت الہی کے ہو سکتا ہے
الله تعالى الا ان هذا الحديث يدل على عدم وقوعه بل الواقع انه تعالى يقبض العلم بقبض ارواح العلماء فانه تعالى
پر یہہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ یوں نہوگا بلکہ یوں قبض ہوگا کہ اللہ تعالی علماء کی روحیں قبض کر کر علم کو اوٹہا لیگا اور جب اللہ تعالی
اذا قبض ارواح العلماء ولم يترك عالما يبقى الجهال فيتخذهم الناس لكونهم في زي العلماء قضاة ومفتين فيقضي قاضيهم
علماء کی روح قبض کر لیگا اور کوئی عالم نہ چہوڑیگا تو جاہل باقی رہ جاوینگے سو لوگ اونکی سند پکڑینگے کیونکہ وہ جاہل علماء اور قاضی اور مفتیوں کی صورت ہونگے پہر اونکے قاضی
بغير علم ويفتي مفتيهم بغير علم فيكونون ضالين ومضلين قال الدميري هذا الحديث يبين ان المراد بقبض العلم في الاحاديث
قاضی بدون علم کی حکم جاری کریگا اور مفتی بدون علم کی فتوی دیگا سو آپ بہی گمراہ ہونگے اور اونکو گمراہ کرینگے دمیری کہتا ہے یہہ حدیث بیان کرتی ہے کہ علم کی اوٹہہ جانی سے مراد احادیث
المطلقة ليس محوه من صدور حفاظه بل معناه انه يموت حملته ويتخذ الناس رءوسا جهالا يحكمون بجهالاتهم ويفتون بجهالاتهم
مطلقہ میں یہہ نہیں ہے کہ حافظوں کی سینہ میں سے محو ہو جاویگا بلکہ یہہ مراد ہے کہ حافظ سب مر جاوینگے پہر لوگ جہال کو سردار بنالینگے وہ اپنی جہالت سے حکم دینگے اور اپنی جہالت
فيضلون ويضلون قال القرطبي معنى الحديث ان الله تعالى يقبض العلماء ويبقى الجهال الذين يتعاطون مناصب العلماء
فتوی آپ بہی گمراہ ہونگے اور اونکو گمراہ کرینگے قرطبی کہتا ہے حدیث کی یہہ معنی ہیں کہ اللہ تعالی علماء کو اوٹہا لیگا اور ایسی جہال باقی رہ جاوینگے کہ علماء کی مناصب فتوی
في الفتوى والتعليم فيفتون بغير علم ويعلمون من غير علم وينتشر الجهل وقد ظهر ذلك ووجد ما اخبر النبي عليه السلام فكان
اور تعلیم آپ لیلینگے پہر بغیر علم کی فتوی دینگے اور بغیر علم کی سکہلاوینگے اور جہل پہیل جاویگا اور بیشک ظاہر ہو چکا ہے اور نبی علیہ السلام نے جو خبر دی تہی سو پائی گئی
دليلا من ادلة نبوته خصوصا في هذه الازمنة غير انه جاء في الترمذي عن ابي الدرداء ما يدل على ان الذي يرفع هو العمل
سو یہہ بہی دلائل نبوت میں سے ایک دلیل ہے خاص کر اس زمانہ میں اتنا ہے کہ ترمذی میں ابو الدرداء سے روایت آئی ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمل اوٹہہ جاویگا
حيث قال كنا مع رسول الله عليه السلام فشخص ببصره الى السماء ثم قال هذا اوان يختلس فيه العلم من الناس حتى لا يقدروا
چنانچہ کہتا ہے کہ ہم رسول اللہ علیہ السلام کی ساتہہ تہے اور آپ نے آسمان کی طرف دیکہا پہر فرمایا یہہ وقت ہے کہ اسمیں لوگوں سے علم اوچک لیگی اتنا کہ کچہہ قدرت باقی نرہیگی
فيه على شيء فقال زياد بن لبيد الانصاري كيف يختلس العلم منا وقد قرانا القران ولنقرانه نساءنا وابناءنا فقال النبي
زیاد بن لبید انصاری نے عرض کیا ہم سے علم کیونکر اوچک لیگی اور ہم قرآن پڑہتے ہیں اور بالضرور اپنی عورتوں کو اور بچوں کو پڑہائینگے نبی علیہ السلام نے فرمایا
ثكلتك امك يا زياد هذه التورية والانجيل عند اليهود والنصارى فماذا تغني عنهم وظاهر هذا الحديث يدل على ان الذي
اے زیاد تجہکو تیری ماں روئے یہہ توریت اور انجیل یہود اور نصاری کی پاس ہے پہر اونکو کیا فائدہ ہوتا ہے اور ظاہر معنی اسحدیث کی یوں دلالت کرتی ہیں
يرفع هو العمل لا نفس العلم بخلاف ما ظهر من الحديث السابق فانه صريح في رفع العلم وقيل لا تنافي بينهما فان العلم اذا
کہ عمل اوٹہہ جاویگا خود علم نہیں جاویگا برخلاف اول معنونکی جو پہلی حدیث سے معلوم ہوتی ہیں بیشک اوس سے علم کا اوٹہنا صریح معلوم ہوتا ہے اور بعضی کہتی ہیں ان دونوں میں کچہہ
ذهب بموت العلماء يخلفهم الجهال ويفتون بالجهل ويعمل به فيذهب العلم والعمل وان كانت المصاحف والكتب بايدي
مرنی سے علم جاتا رہا اونکی بعد جہال رہینگے اور جہالت سے فتوی دینگے اوسہی پر عمل ہوویگا پہر علم اور عمل دونوں گئی اگرچہ قرآن اور کتابیں لوگوں کی سامنی دہری رہیں
الناس كما كان كذلك اهل الكتابين وكذلك قال النبي عليه السلام لزياد ثكلتك امك يا زياد هذه التورية والانجيل
جیسی حال دونوں کتابوں والوں کا ہے اور ایسی ہی نبی علیہ السلام نے زیاد کو فرمایا تجہکو تیری ماں روئے یہہ توریت اور انجیل یہود اور
عند اليهود والنصارى فماذا تغني عنهم فان علماءهم لما انقرضوا خلفهم جهالهم وخالفوا الكتاب وحرفوه فجهلوا معناه
نصاری کی پاس ہیں پہر کیا فائدہ ہے کیونکہ اونکی علماء جب گذر گئی تو اونکی پیچہی جہال رہ گئی اور کتاب کی برخلاف چلنی لگی اور کتاب کو بدل ڈالا پہر معنی

فعملوا بالجهل وافتوا بغير علم فارتفع العلم والعمل وبقيت اشخاص الكتب عندهم لا تغني عنهم شيئا يسرنا
اور جہل پر عمل کیا اور بغیر علم کی فتوی دیا پہر علم اور عمل دونو جاتی رہی اور کتابین اونکی پاس بیفائدہ دہری رہ گئین الٰہی ہمپر

الله تعالى عملا موافقا لرضائه
عمل موافق اپنی رضا کی سہل کر

المجلس الرابع والثمانون في بيان كيفية السلام وافضلية من
مجلس چوراسی طرز سلام کی بیان مین اور افضلیت سلام

بدأ به قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اولى الناس بالله تعالى من بدأ بالسلام هذا الحديث من
پہلی کرنیوالی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک لوگون مین سی اولی نزدیک اللہ تعالی کی وہ ہی جو سلام پہلی کری یہہ حدیث

حسان المصابيح رواه ابو امامة ومعناه ان احق الناس برحمة الله تعالى واقربهم اليها من بدأ بالسلام
مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو امامہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ لوگون مین سی بڑا مستحق رحمت الٰہی کا اور رحمت سی بہت نزدیک وہ ہی جو سلام پہلی کری

وظاهره يدل على كون السلام افضل من الرد وقد ذهب اليه بعض العلماء وقال بعضهم الرد افضل لانه فرض
ظاہر اس حدیث سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ سلام رد سلام سی افضل ہی اور بیشک بعضی علماء کا یہہ ہی مذہب ہی اور بعضی کہتی ہین رد سلام افضل ہی کیونکہ جواب

والسلام سنة فاجر الفرض اكثر من السنة ودليل فرضيته قوله تعالى واذا حييتم بتحية فحيوا باحسن
سلام کا فرض ہی اور سلام سنت ہی سو ثواب فرض کا سنت سی زیادہ ہوتا ہی اور دلیل فرضیت کی یہہ آیت ہی اور جب تمکو دعا دیوی کوئی تم بھی دعا دو اوس سی بہتر

منها او ردوها فان كل واحد من قوله تعالى فحيوا او ردوا امر وظاهره الوجوب فيكون رد السلام واجبا لكن
یا وہ ہی کہو اولٹ کر اس آیت مین دونو لفظ فحیوا اور ردوا امر ہین اور ظاہر امر کا وجوب ہوتا ہی پہر رد سلام واجب ہوویگا پر

على وجه التخيير بالزيادة على السلام بذكر الرحمة والبركات وبين تركها فان من سلم على الغير فقال السلام عليك
سلام پر زیادہ بڑہانی مین اختیار ہی ذکر رحمت اور برکت کا زیادہ کری یا نہ کری پہر جسنی دوسری کو سلام کرتی ہوی کہا السلام علیک

يكون ذلك الغير مخيرا في الرد بين ان يقول وعليك السلام ورحمة الله بزيادة الرحمة والبركات معا او يقول
تو دوسرا رد سلام مین مختار ہی اسمین کہ علیک السلام ورحمة الله رحمت اور برکت دونو بڑہا کر جواب دی یا اتنا ہی کہی

وعليك السلام بغير زيادة شئ منهما وهذا القدر فرض والزيادة فضل وليس المراد من الرد ان يقول رددت
وعلیک السلام دونو مین سی کچہہ بہی نہ بڑہاوی اتنا تو فرض ہی اور زیادہ کرنا افضل ہی اور رد سلام سی یہہ مراد نہین ہی کہ رددت

عليك سلامك بل المراد به كون الجواب قدر السلام فان اقل ما يتادى به سنة السلام اذا سلم على واحد ان
علیک السلام کہدی بلکہ مراد یہہ ہی کہ جواب برابر سلام کی ہو بیشک کم سی کم حسن سی سلام کی سنت ادا ہو جاوی جب کسیکو سلام کری تو یہہ ہی

يقول السلام عليك بحرف التعريف ولو قال سلام عليك بغير حرف التعريف بل بالتنوين يصح لان احدهما يقوم
کہ السلام علیک کہی حرف تعریف یعنی الف لام سی اور اگر یون کہی سلام علیک بدون الف لام کی بلکہ میم کی تنوین کی ساتہہ تو بہی درست ہی کیونکہ ایک دوسری کی

مقام الآخر وبدونهما لا يصح ولا يكون سلاما والاولى ان يقول في السلام على الواحد السلام عليكم بحرف التعريف
جگہ ہو جاتا ہی اور بدون دونو یعنی تنوین اور لام کی درست نہین ہی اور سلام نہین ہوتا اور بہتر یون ہی کہ ایک شخص پر سلام کرتی ہوی کہی السلام علیکم ساتہہ تعریف کی

او سلام عليكم بغير حرف التعريف بل بالتنوين مع ضمير الجمع فيهما ليكون سلاما عليه وعلى ملئكته لان المسلم لا يكون
یا سلام علیکم بدون حرف تعریف کی بلکہ میم کی تنوین سی دونو صورت مین ضمیر جمع کی تاکہ اوسپر اور اوسکی فرشتون پر سلام ہو جاوی اسلئی کہ مسلمان اکیلا کبہی نہین

وحده بل يكون معه على اصح الاقاويل خمس من الملئكة واحد عن يمينه يكتب الحسنات وواحد عن يساره
ہوتا بلکہ اوسکی ساتہہ موافق اصح قول کی پانچ فرشتی ہوتی ہین ایک تو داہنی طرف جو نیکیان لکہتا ہی اور ایک بائین طرف

يكتب السيات وواحد امامه يلقنه الخيرات وواحد وراءه يدفع عنه المكاره وواحد عند ناصيته يكتب ما
جو برائیان لکہتا ہی اور ایک سامنی جو خیرات کی ہدایت کرتا ہی اور ایک پیچہی جو مکروہات سی بچاتا ہی اور ایک پیشانی کی پاس جو درود کو

يصلي على النبي عليه السلام ويبلغه اياه فينبغي ان يخالفه في السلام ومن يدخل بيته يستحب له ان يسلم على اهله لانهم
لکہتا ہی جو نبی علیہ السلام پر جتنی ایک چٹہی اور اوسکو پہنچاتا ہی سو لائق ہی کہ اوسکو بہی سلام مین شامل کرین اور جو شخص اپنی گہر مین جاوی تو مستحب ہی کہ اپنی اہل پر سلام کری کہ
احق بالسلام من غيرهم وقد روي عن انس انه عليه السلام قال يا بني اذا دخلت على اهلك فسلم عليهم يكون
کیونکہ وہ اوروں کی نسبت سلام کی زیادہ مستحق ہین اور انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ای بچی جب تو اپنی اہل پاس جاوی تو اونپر سلام کر وہ
بركة عليك وعلى اهل بيتك وذكر في فتاوى قاضيخان ان من اتى باب دار انسان يجب عليه ان يستاذن قبل
تجہہ پر اور تیری اہل پر برکت ہووی گی اور فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی جب کوئی کسی شخص کی دروازہ پر آوی تو اوسپر واجب ہی کہ پہلی سلام کر کر اجازت
السلام ثم اذا دخل يسلم اولا ثم يتكلم وان كان في الفضاء يسلم اولا ثم يتكلم وحكي عن بعض الصلحين على ما ذكر
طلب کری پہر جب اندر جاوی تو پہلی سلام کری پہر بات چیت کری اور اگر میدان مین ہو تو پہلی سلام کری پہر بات کری اور بعضی صلحا کی حکایت ہی چنانچہ
في بستان العارفين ان واحدا من اصدقائه استقبله وقال كيف اصبحت فقال له الرجل الصالح ويحك ما هذا
بستان العارفین مین مذکور ہی کہ اوسکا ایک دوست سامنی سی آگیا کہنی لگا مزاج اچہا ہی اوس مرد صالح نی کہا افسوس تجہکو یہہ کیا کہا
فهلا قلت السلام عليكم فيكون لك عشر حسنات وارد عليك فيكون لي عشر حسنات فاذا اجتمع عشرون
اور یہہ کیون نہ کہا السلام علیکم کہ تیری لئی دس نیکیاں ہوتین پہر مین جواب دیتا تو میری لئی دس نیکیاں ہوتین اور جب بیس نیکیاں جمع ہوجاتین
حسنة يرجى عند ذلك نزول الرحمة وحصول المغفرة واما الانحناء فمكروه في كل حال لكل احد لما روي عن انس ان
تو پہر نزول رحمت اور حصول مغفرت کی امید ہوتی اور رہا جہکنا سو ہر حال ہر ایک کو مکروہ ہی کیونکہ انس سی روایت ہی
رجلا قال يا رسول الله الرجل منا يلتقي اخاه اينحني له قال لا قال النووي هذا الحديث صحيح لم يات له معارض
کہ ایک شخص نی عرض کیا یا رسول اللہ کوئی شخص ہم مین سی جب اپنی بہائی سی ملتا ہی تو اوسکی لئی جہکی فرمایا نہین نووی کہتا ہی یہہ حدیث صحیح ہی اسکی معارض کوئی
ولا مصير الى مخالفته ولا ينبغي ان يغتر بكثرة من يفعله ممن ينتسب الى علم وصلاح فان الاقتداء لا يكون الا
حدیث نہین ہی اور نہ اسکا اسکی مخالفت کا اور سزاوار نہین ہی کہ بہت سی علم اور صلاح والون کو جہکتا دیکہہ کر دہوکا کہا جاوین کیونکہ پیروی تو نبی علیہ السلام ہی کی ہی
بالنبي عليه السلام لانه تعالى قال وما اتكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا وقال في اية اخرى فليحذر الذين
اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو دی تمکو رسول سو لیلو اور جس سی منع کری سو چہوڑ دو اور ایک اور آیت مین فرمایا سو ڈرتی رہین جو لوگ
يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم وقد قال الفضيل بن عياض كلاما معناه اتبع طرق
خلاف کرتی ہین اوسکی حکم کا کہ پڑی اونپر کچہہ خرابی یا پہنچی اونکو دکہہ کی مار اور فضیل بن عیاض نی ایک بات کہی ہی اوسکی یہہ معنی ہین ہدایت کا رستہ
الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين واما المصافحة فسنة عند التلاقي
اختیار کر اور کم چلنی والوں سی کچہہ ضرر نہین ہی اور گمراہی کی رستہ سی بچتا رہ اور ہالکین کی کثرت سی دہوکہ مین نہ آ اور رہا مصافحہ سو ملتی وقت سنت ہی
لما روي عن البراء انه عليه السلام قال ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان الا غفر لهما قبل ان يفترقا ويستحب
کیونکہ براء سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی دو مسلمان کہ ملیں اور مصافحہ کرین مگر جدا ہونی سی پہلی بخشی جاتی ہین اور مستحب ہی
ان يكون معها بشاشة بالوجه ودعاء بالمغفرة لما روي عن البراء ايضا انه عليه السلام قال ان المسلمين اذا التقيا
کہ مصافحہ کی ساتہہ چہری پر خوشی کی آثار ہون اور مغفرت کی دعا کیونکہ براء سی یہہ بہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک دو مسلمان جب ملکر
فتصافحا وتحابا بود ونصيحة تناثرت خطاياهما بينهما وفي رواية انه عليه السلام قال اذا التقى مسلمان فتصافحا و
مصافحہ کرتی ہین اور محبت اور خیر خواہی جمع ہوتی ہین تو اونکی گناہ دونو کی بیچ میں جہڑ پڑتی ہین اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان ملکر مصافحہ اور
حمد الله تعالى واستغفراه غفر الله لهما وفي حديث اخر رواه انس انه عليه السلام قال ما من عبدين متحابين
اللہ کی حمد کرتی ہین اور مغفرت مانگتی ہین تو اللہ دونو کو بخشدیتا ہی اور ایک اور حدیث مین انس کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی دو شخص اللہ ہی دوست

فی الله یستقبل احدهما الاخر فیتصافحه فیصلیان علی النبی صلی الله علیه وسلم الا لو یفترقا حتی یغفر الله من ذنوبهما ما تقدم

کہ دونو آمنی سامنی ہوکر مصافحہ کرین پہر درود بہیجین محمد پر مگر اتنی جدا نہین ہوتی کہ الله تعالی اونکی گناہ جو ہو چکی ہین

منها وما تاخر وهذه المصافحة یکون من تمام السلام بینهما لما روی انه علیه السلام قال تمام تحیاتکم بینکم المصافحة

اور جو ہونگی سب بخشدیتا ہی اور یہہ مصافحہ اونمین سلام کی تمامی ہوتی ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمامی تمہاری آپس کی سلام کی مصافحہ ہی

والمراد من التحیة السلام والاصل فی السلام قوله تعالی یا ایها الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا

اور تحیہ سی سلام مراد ہی اور اصل دلیل سلام کی یہہ آیت ہی ای ایمان والو مت جایا کرو کسیکی گہرون مین اپنی گہرون کی سوا جبتک نہ پوچہ لیا

وتسلموا علی اهلها ذلکم خیر لکم ان الاستیذان والتسلیم خیر لکم من ان تدخلوا بغتة وتحیة الجاهلیة کان

کرو اور سلام دیلو اوس گہر والون پر یہہ بہتر ہی تمہاری حق مین یعنی اجازت لینی اور سلام کرنا تمہاری حق مین اس سی بہتر ہی کہ ناگہان گہس جاؤ اور جاہلیت کا سلام یون تہا

الرجل منهم اذا دخل بیتا غیر بیته قال حییتم صباحا وحییتم مساء ودخل فربما اصاب الرجل مع امراته فی لحاف

جبکوئی شخص سوای اپنی گہر کی اور کی گہر جاتا تو کہتا میں نی تحیہ کیا تمپر صبح کو اور تحیہ کیا شام کو پہر گہس جاتا سو اکثر گہر والیکو جورو کی ساتہ ایک لحاف مین

وروی ان رجلا قال للنبی علیه السلام استاذن علی امی قال نعم قال انها لا خادم لها غیری استاذن کلما دخلت

اور روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام سی پوچہا کیا ماسی بہی اجازت لیا کرون فرمایا ہان عرض کیا اوسکی پاس کوئی خدمتگار بجز میری نہین ہی پہر کیا جب جب

قال تحب ان تراها عریانة قال لا قال فاستاذن لعلکم تذکرون متعلق بمحذوف ای انزل علیکم او قیل لکم هذا

جایا کرون اجازت لیا کرون فرمایا کیا تجہکو پسند آتا ہی کہ اوسکو ننگی دیکہی عرض کیا نہین فرمایا تو پس اجازت لیا کر لعلکم تذکرون یہہ کلمہ عبارت محذوف یعنی انزل علیکم سی متعلق ہی

ارادة ان تذکروا وتعلموا ما احیلکم فان لم تجدوا فیها احدا یاذن لکم فلا تدخلوها حتی یؤذن لکم حتی یاتی من

یعنی تمسی بیان کیا اس غرض سی کہ پند پذیر ہو اگرچہ جانو تم وہ چیز کہ محتاج ہو اوسکی پہر اگر اوسمین کوئی نہو کہ تمکو اجازت دیوی تو مت گہسو اوسمین جبتک کہ تمکو اجازت نہو یہانتک کہ

یاذن لکم فان المانع من الدخول لیس لاطلاع علی العورات فقط بل وعلی ما یخفیه الناس عادة من ان التصرف فی ملك الغیر بغیر

اجازت دینی والا آجاوی کیونکہ روک اندر کی جانی سی کچہ یہہ ہی نہین ہی اطلاع عورات پر فقط بلکہ اطلاع اوسکی جو لوگ عادت کی موافق چہپاتی ہین یعنی تصرف کرنا غیر کی چیز مین بغیر

اذنه حرام واستثنی ما عرض من حرقا وغرقا وکان فیه منکر ونحوها فان قیل لکم ارجعوا فارجعوا هو

اجازت کی حرام ہی اور استثنا کی گئی ہی ضرورت جو پیش آوی قسم جلنی یا ڈوبنی سی یا اوسمین کوئی بات خلاف شرع ہو اوسمانند نکی اور اگر تمکو کہی کہ پہر جاؤ تو پہر جاؤ

ازکی لکم ای الرجوع اطهر لکم وانفع لدینکم فان من یدخل بیتا ینبغی له ان یسلم علی من کان فیه فان لم یکن

اسہی مین خوب ستہرائی ہی تمہاری یعنی ہٹ جانا تمہاری لئی طہارت اور دین مین مفید ہی بیشک جو شخص کسیکی گہر مین جاوی تو اوسکو لائق ہی کہ گہر والون پر سلام بہیجی اور اگر وہان

فیه احد یسلم علی نفسه بان یقول السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین لانه تعالی قال فاذا دخلتم بیوتا فسلموا

کوئی نہو تو اپنی اوپر سلام بہیجی اسطور کہی سلام ہمپر اور خدا کی صالح بندون پر کیونکہ الله تعالی فرماتا ہی پہر جب جانی لگو کبہی گہرون مین تو

علی انفسکم فالایة تقتضی هذین الامرین جمیعا وهما التسلیم علی الاهل عند وجودهم وعلی نفسه عند عدم

سلام کہو اپنی اوپر پس آیت سی دونو امر لازم ہین یعنی سلام کرنا اہلخانہ پر اگر وہان موجود ہون اور اپنی اوپر اگر وہان کوئی نہو

وجود احد منهم وادنی ما یتادی به الرد ان یقال وعلیك السلام بواو العطف حتی لو ترك الواو لا یصیر ردا

اور کم سی کم جسمین سلام کا جواب ادا ہو جاوی اتنا ہی وعلیك السلام ساتہ واو عاطفہ کی یہان تک کہ اگر واو کو ترک کریگا تو جواب نہو ویگا

لان الوارد فی الشرع الرد مع الواو فاذا ترك لا یعتد به ولا یسقط الفرض بدونه وکمال السلام ان یقال السلام

اسلئی کہ شرع مین جواب واو کی ساتہ آیا ہی جب اوسکو ترک کیا تو عبارت کا کچہ اعتبار نہین ہی اور نہ بدون اوسکی فرض ادا ہوتا ہی اور کمال سلام کا یہہ ہی کہ یون کہی

علیکم ورحمة الله وبرکاته لما روی انه علیه السلام قال من قال السلام علیکم کتب له عشر حسنات ومن قال

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص کہی السلام علیکم اوسکی لئی دس نیکیان لکہی جاتی ہین اور جسنی کہا

السلام عليكم ورحمة الله كتب له عشرون حسنة ومن قال السلام عليكم ورحمة الله وبركاته كتب له ثلثون

السلام علیکم ورحمۃ اللہ اوسکی لئی بیس نیکیاں لکہی جاتی ہیں اور جس نی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اوسکی لئی تیس نیکیاں لکہی جاتی ہیں

حسنة فانه عليه السلام قد بين في هذا الحديث ان في السلام عشر حسنات وفي ضم الرحمة اليه عشرون حسنة

اس لئی کہ نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں فرمادیا ہی کہ سلام میں دس نیکیاں ہیں اور اوسپر رحمۃ کی ملانی میں بیس نیکیاں ہیں

وفي ضم البركات اليهما ثلثين حسنة وهي النهاية لانتظامها لجميع فنون المطالب التي هي السلامة عن المضار ونيل المنافع

اور اوسپر برکات ملانی میں تیس نیکیاں ہیں اور یہہ انتہا کا درجہ ہی اسمیں تمام اقسام کی مطالب آگئی یعنی سلامتی اسباب ضرر سی اور حصول منفعت کا

ودوامها ونماؤها ولا ينبغي ان يزاد على ذلك لما روي عن ابن عباس انه قال لكل شيء منتهى ومنتهى السلام البركات

ہمیشہ کو اور اوسکی افزایش اور سزاوار نہیں ہی کہ اس سی زیادہ بڑہادی اسلئی کہ روایت ہی کہ ابن عباس نی کہا ہی ہر شی کا انتہا ہوتا ہی اور سلام کا انتہا برکات ہی

ثم ينبغي ان يعلم ان من يسلم على احد انما يصير مؤديا حق السنة اذا رفع صوته مقدار ما يحصل به الاسماع

پہر سمجہا چاہیئی کہ جو شخص کسی پر سلام بہیجتا ہی اوس سی حق سنت جب ادا ہوتا ہی کہ اتنی بلند آواز سی کہی کہ وہ سن لی

فان لم يحصل به الاسماع لا يصير مؤديا حق السلام فلا يجب الرد لان الشرط في ثبوت الحكم للشيء العلم به فاذا

اور اگر وہ نہ سنی تو اوس سی حق سلام کا ادا نہیں ہوتا اور جواب بہی واجب نہیں ہوتا اسواسطی کہ کسی شی کی حکم ثابت ہونی میں اوس شی کا علم شرط ہی جب

لم يحصل العلم بالسلام لا يكون الرد فرضا وكذا من يرد السلام انما يكون مؤديا فرض الرد اذا رفع صوته مقدار

سلام کی خبر نہوئی تو جواب بہی فرض نہیں ہوتا ایسی ہی جو سلام کا جواب دیتا ہی اوس سی فرضیت جواب کی جب ادا ہوتی ہی کہ آواز اتنی بلند کری

ما يحصل به الاسماع فان لم يحصل به الاسماع لا يسقط فرض الرد فان من يسلم على واحد يكون الرد فرضا عليه

کہ وہ سن لی اگر وہ جواب مسموع نہوا تو فرضیت جواب کی ساقط نہوگی پس جو شخص کسیکو سلام کرتا ہی تو اوسپر جواب فرض ہوجاتا ہی

حتى لو لم يرد يكون اثما ومن سلم على جماعة يكون الرد فرضا عليهم حتى لو تركه كلهم يكونون اثمين وان رده

یہاں تک کہ اگر جواب ندیگا تو گنہگار ہوگا اور اگر کسینی ایک جماعت کو سلام کیا تو جواب اون سب پر فرض ہوجاتا ہی یہاں تک کہ اگر کوئی بہی جواب ندیگا تو سب گنہگار ہونگی

بعضهم يسقط الفرض عن الباقين لكن الافضل ان يرده كلهم ولو كان فيهم صبي ولم يرده الا الصبي لا يسقط

اور اگر کسی ایک نی بہی جواب دیدیا تو سب کی ذمہ سی فرض ساقط ہوجاتا ہی پر افضل یہہ ہی کہ سب جواب دیویں اور اگر اوس جماعت میں بچہ نابالغ ہو اور اونمیں سی سوای بچی کی

عنهم الفرض لان الصبي ليس من اهل الفرض ويشترط في الرد ان يكون على الفور حتى لو اخر لا يعد ردا ويستحب

کوئی جواب ندیوی تو اونکی ذمہ سی فرض ساقط نہیں ہوتا اسلئی کہ بچہ کی ذمہ پر کچہہ فرض نہیں ہوتا اور جواب کی یہہ شرط ہی کہ ترت جواب دیوی اگر دیر کی بعد جواب دیگا تو جواب نہیں

لمن سلم على واحد واسمعه سلامه وتوجه عليه الرد بشروطه فلم يرد ان يجعله في حل منه فيقول ابرأته من حقي

گنا جاتا اور جو شخص کسیکو سلام کری اور اوسکو سلام سنادی اور جواب اوسکی ذمہ پر سلام کی شرط سی لازم آجاوی پہر وہ جواب ندیوی تو مستحب ہی کہ سلام کرنیوالا اپنی طرف سی معاف

في رد سلامي وجعلته في حل منه او نحو ذلك فاذا قال هذا يسقط به حقه واذا دخل جماعة على قوم يسن لجميعهم

کردی یہہ کہدی کہ میںنی اپنا حق سلام کی جواب کا معاف کیا یا میںنی اپنی طرف سی اوسکو معاف کیا یا مانند اسکی جب اتنا کہدیگا تو اوسکا حق ساقط ہوجائیگا اور اگر ایک جماعت جمع ہوکر

ان يسلموا ويكره لهم ترك السلام فان سلم بعضهم يسقط الكراهة عن الباقين لان السلام سنة على الكفاية

ایک قوم کی پاس آوی تو سبکو مسنون ہی کہ سلام علیک کریں اور سلام کا ترک کرنا اونکو مکروہ ہی پہر اگر بعضوں نی سلام علیک کرلی تو کراہت سبکی ذمہ سی اوتر گئی کیونکہ سلام سنت کفایہ ہی

كما ان الرد فرض على الكفاية على ما روي عن زيد بن وهب انه عليه السلام قال اذا مر قوم بقوم فسلم واحد

جیسی سلام کا جواب فرض کفایہ ہی چنانچہ زید بن وہب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب ایک جماعت ایک جماعت پر گذریگی اور ایک شخص

منهم اجزاهم واذا رد واحد منهم اجزا عنهم واذا دخل واحد على جماعة قليلة يعمهم سلام واحد يكفي سلام واحد

اونمیں سی سلام علیک کری تو سبکو کافی ہی اور اگر ایک شخص جواب دیدی تو اونکی طرف سی کافی ہی اور اگر ایک شخص چہوٹی جماعت کی پاس آوی تو سبکو ایک سلام کری سب پر

على جميعهم وما زاد من تخصيص بعضهم فهو ادب ويكفي في الرد ان يرد واحد منهم فمن زاد فهو ادب
اور جو زیادہ کری کسی خاص کو تو یہہ ادب ہی اور جواب بہی کافی ہی اگر ایک شخص جواب دیدی پہر اگر اونہین سی کسی اور نی جواب دیا تو یہہ

وان كان جمعا عظيما لا ينتشر فيهم سلام واحد كالجامع والمسجد العظيم فالسنة ان يسلم عليهم اذا شاهدهم
ادب ہی اور اگر بڑی جماعت ہو تو ایک سلام کہان پہیلتا پہریگا جیسی مسجد جامع اور بڑی مسجد تو سنت یہہ ہی کہ اونکو سلام کرتا جاوی جس سی ملتا جاوی

ويكون مؤديا حق السلام في جميع من سمعه فان اراد ان يجلس فيهم يسقط عنه سنة السلام فيمن لم يسمع سلامه
اور حق اونکی سلام کا ادا کر چکیگا جو جو سن لینگی پہر یہہ شخص اگر نہین بیٹہنا چاہی تو اسکی ذمہ سی سنت سلام کی ساقط ہوتی بہ نسبت باقیون کی

من الباقين وان اراد ان يجلس فيمن لم يسمع سلامه ففيه وجهان احدهما ان سنة السلام عليهم حصلت بالسلام
جنہون نی سلام نہین سنا اور اگر اوس قوم مین بیٹہنا چاہی جنہون نی سلام نہین سنا تو اسمین دو وجہ ہین ایک یہہ کہ اب سنت سلام اونکی حق کی پہلون پر سلام کرنی سی

على اوائلهم لكونهم جمعا واحدا فلو اعاد السلام عليهم يكون ادبا والوجه الثاني كون سنة السلام باقية في حق
ادا ہو چکی کیونکہ یہہ سب ایک ہی جماعت ہی پہر اگر اسنی انکو بہی سلام کیا تو ادب ہی اور دوسری یہہ وجہ ہی کہ سنت سلام انکی حق کی جنکو اسکا سلام

من لم يبلغهم سلامه والسنة ان يسلم الراكب على الماشي والماشي على القاعد والصغير على الكبير والقليل
نہین پہنچا باقی ہی اور مسنون یہہ ہی کہ سوار پیادہ کو سلام کری اور چلتا ہوا بیٹہی کو اور چہوٹا بڑی کو اور چہوٹی جماعت

على الكثير ولو خالفوا وسلم الماشي على الراكب والكثير على القليل والكبير على الصغير لا يكره بل يكون تاركا لما
بڑی جماعت کو اور اگر اسکی خلاف کیا یعنی پیادہ نی سوار کو سلام کیا یا بڑی جماعت نی چہوٹی جماعت کو اور بڑی نی چہوٹی کو تو مکروہ نہین ہی بلکہ اپنا حق ترک کیا

يستحقه من سلام غيره عليه ومن مر على قارئ القران لا ينبغي ان يسلم عليه كيلا يشغله عن القراءة فان
کہ دوسرا اسکو سلام کرتا اور جو شخص قرآن کی تلاوت کرتی پاس جا پہنچا تو اوسکو سلام کرنا نہین چاہئی تاکہ تلاوت سی نہ روکدی پہر اگر اسنی

سلم عليه قال بعضهم لا يجب عليه الرد وقال بعضهم يجب وهو اختيار فقيه ابي الليث ومن مر على من اتى
سلام کیا تو بعضی کہتی ہین اوسپر جواب واجب نہین ہی اور بعضی کہتی ہین واجب ہی فقیہ ابو اللیث نی یہہ ہی اختیار کیا ہی اور جو شخص ایسی پاس سی پہنچا

الخلاء وهو يتغوط او يبول ينبغي له ان لا يسلم عليه في هذه الحالة فان سلم عليه قال ابو حنيفة رض يرد عليه بقلبه
جو بیت الخلا مین یا پاخانہ پہرتا ہی یا پیشاب کرتا ہی تو چاہئی کہ اس حالت مین اوس سی سلام علیک نکری پہر اگر اوسپر سلام علیک کی تو ابو حنیفہ کہتی ہین کہ دل ہی جواب

لا بلسانه وقال ابو يوسف لا يرد عليه بقلبه ولا بلسانه ولا بعد الفراغ ايضا وقال محمد يرد عليه بعد الفراغ و
دی زبان سی نہ بولی اور ابو یوسف کہتی ہین نہ دل سی جواب دی نہ زبان سی اور نہ بعد فراغت کی اور امام محمد کہتی ہین فارغ ہو کر جواب دی اور

لا يسلم على احد وقت الخطبة والخطيب في الخطبة فان سلم لا يجب الرد على السامع ومن كان جالسا مع قوم
خطبہ کی وقت کسی سی سلام علیک نکری پہر اگر سلام کیا اور خطیب خطبہ مین ہو تو سنی والی پر جواب واجب نہین ہی اور جو شخص ایک جماعت مین بیٹہا ہوا تہا

ثم قام للذهاب فالسنة ان يسلم عليهم لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال اذا انتهى احدكم الى المجلس فليسلم
پہر جانی لگا تو سنت یہہ ہی کہ وہ ہی اونکو سلام کری کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب کوئی مجلس مین آوی تو سلام کری

فاذا اراد ان يقوم فليسلم فليست الاولى باحق من الاخرى قال الامام النووي ظاهر هذا الحديث يقتضي ان يجب على
پہر اگر کہڑا ہووی تو سلام کری سو پہلی جماعت بڑی حق دار نہین ہی دوسری سی امام نووی کہتی ہین ظاہر اس حدیث کا یون چاہتا ہی کہ جماعت کی

الجماعة رد السلام على هذا الذي سلم عليهم وفارقهم وقال بعض العلماء جرت عادة بعض الناس بالسلام عند
ذمہ جواب سلام کا اس شخص پر واجب ہی جسنی سلام کیا تہا اور جدا ہوا ہی اور بعضی علماء کہتی ہین بعضی لوگون کو سلام کرنیکی عادت پڑی ہوئی ہی

مفارقة القوم وذلك دعاء يستحب له الجواب لان السلام انما يكون عند اللقاء لا عند الانصراف وانكر هذا القول
جب جماعت سی جدا ہون اور یہہ دعا ہی اوسکی لئی جواب مستحب ہی اسلئی کہ سلام ملاقات کی وقت ہوتا ہی جدا ہوتی نہین ہوتا اور امام ابو بکر شافعی

الامام ابو بكر الشافعي وغيرهما هذا القول فاسدلان السلام كما كان سنة عند اللقاء كذلك هو سنة عند الانصراف
اس بات سی انکار کرتی ہین اور کہتی ہین کہ یہہ بات غلط ہی اسواسطی کہ سلام جیسی ملتی وقت سنت ہی ایسی ہی جدا ہوتی ہوئی سنت ہی
على ما دل عليه الحديث السابق ومن كتب كتابا وكتب فيه سلاما على احد او ارسل اليه سلاما بالرسول فبلغه
چنانچہ اسپر حدیث سابق دلالت کرتی ہی اور اگر کسینی خط لکہا اور اوسمین کسیکو سلام لکہدیا یا کسیکو سلام زبانی رسول کی کہلا بہیجا پہر اوسکی پاس
الكتاب او الرسالة يجب عليه الرد على الفور لان السلام على الغائب لا يكون الا بالرسالة او بالكتاب فعليه ان يرد بمثله
خط یا زبانی سلام پہنچا تو اوسپر فورًا جواب واجب ہی اسلئی کہ سلام غائب پر نہین ہوسکتا مگر زبانی رسول کی یا خط مین سو اوسپر لازم ہی کہ ویسا ہی جواب دی
او باحسن منه لكن ينبغي ان يعلم ان من بلغ الغير سلام احد ينبغي لذلك الغير ان يرد عليهما ويقول عليك
یا اوس سی بہتر لیکن سمجہا چاہئی کہ جسنی کسی غیر کو کسیکا سلام پہنچایا تو اوس غیر کو لازم ہی کہ سلام کا جواب دونو کو دی اسطور علیک
وعليه السلام لما روي ان رجلا قال للنبي عليه السلام ان ابي يقرئك السلام فقال النبي عليه السلام عليك
وعلیہ السلام اسلئی کہ روایت ہی کہ ایک شخص نبی علیہ السلام سی عرض کیا کہ میرا باپ آپکو سلام کہتا ہی سو نبی علیہ السلام نی فرمایا تجہہ پر
وعلى ابيك السلام ومن سلم على احد ثم لقيه ثانيا او رآه ثانيا يستحب له ان يسلم عليه ثانيا لما روي انه عليه السلام
اور تیری باپ پر سلام اور اگر کسینی کسیکو سلام کیا پہر اوس سی دوبارہ ملگیا یا دوبارہ دیکہا تو مستحب ہی کہ اوسکو دوبارہ سلام کری کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
كان اذا دخل المسجد يسلم على اصحابه ثم اذا صعد المنبر واقبل عليهم يسلم عليهم ثانيا وروي عن ابي هريرة انه عليه السلام
جب مسجد مین آتی تو اپنی اصحاب سی سلام علیک کرتی پہر جب منبر پہ چڑہ کر اونکی آمنا سامنی ہوتی تو دوبارہ سلام علیک کرتی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
قال اذا لقي احدكم اخاه فليسلم عليه فان حالت بينهما شجرة او جدار او حجر ثم لقيه فليسلم عليه وكان اصحاب رسول
نی فرمایا جب کوئی تم مین سی اپنی بہائی سی ملی تو سلام کری پہر اون دونون کی بیچ مین اگر درخت یا دیوار یا پتہر آجاوی اور پہر ملی تو سلام کری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
الله عليه السلام اذا ساروا في طريق فاستقبلهم شجرة فاجتازوها يسلم بعضهم على بعض واذا التقى الاثنان
وسلم کی اصحاب جب رستہ چلتی اور اونکی سامنی درخت آجاتا تو اوس سی بڑہ کر آپسمین سلام کیا کرتی اور جب دو شخص ملین
وقال كل واحد منهما للاخر دفعة او على الترتيب السلام عليكم قبل يصير كل واحد منهما مسلما على الاخر ولا يقوم ذلك
اور ہر ایک دونون مین سی دفعۃً یا بترتیب سلام علیک کری کہتی ہین کہ دونو کی طرف سی سلام علیک ہوجاتی ہی اور یہہ سلام جواب کی جگہ
مقام الرد بل يجب على كل واحد منهما الرد والصواب على ما ذكره النووي ان سلام احدهما ان كان بعد سلام الاخر
نہین ہوگا بلکہ دونو پر جواب واجب ہی اور صواب موافق ذکر نووی کی یہہ ہی کہ ایک کا سلام اگر بعد دوسری کی سلام کی ہی
يكون ردا لكون هذا اللفظ صالحا للرد والا فلا ومن لقي احدا فقال له ابتداء عليكم السلام لا يكون ذلك مسلما
تو جواب ہوجاتا ہی کیونکہ یہہ لفظ قابل جواب کی ہی اور نہین تو نہین اور اگر کوئی کسی سی ملا اور پہلی ہی کہا علیکم السلام تو یہہ عبارت سلام نہین ہوتا
حتى لا يستحق الرد لان هذه الصيغة مشروعة للرد لا للابتداء فلا تقوم مقام السلام على الاحياء بل هي تحية
یہانتک کہ وہ مستحق جواب کا نہین کیونکہ یہہ عبارت شرع مین جواب کی واسطی مقرر ہی ابتداء کی واسطی نہین ہی سو زندون پر سلام کی قایم مقام نہو گی بلکہ یہہ سلام
الموتى على ما روي ان رجلا اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال عليك السلام يا رسول الله فقال النبي عليه السلام لا تقل
موتی کا ہی موافق اوس روایت کی کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آکر کہا علیک السلام یا رسول اللہ سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا علیک السلام
عليك السلام عليك السلام تحية الموتى فانه عليه السلام قد بين في هذا الحديث ان هذه الصيغة ليست
مت کہا کر علیک السلام موتی کا سلام ہی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث مین بیان کردیا کہ یہہ عبارت اسلئی نہین ہی
مما يسلم بها على الاحياء بل انما يسلم بها على الاموات لان الاحياء وضعها في الشرع عند السلام صيغة وعند الرد
کہ زندون پر سلام کیجئی بلکہ اس عبارت سی مردون پر سلام کرتی ہین کیونکہ شرع مین زندون کی واسطی سلام کی اور عبارت ہی اور جواب کی واسطی

صيغة فلا يحسن ان يوضع ما وضع للرد موضع السلام واما الاموات فلا يرد عليهم فيستوي في حقهم السلام

اور عبارت سوا چاہا نہین ہی کہ جو عبارت جواب کی لی ہی وہ سلام جگہ استعمال کرین اور مردون پر تو جواب نہین ہوتا پہر اونکی حق مین سلام

عليهم بالصيغتين لما روي انه عليه السلام كان يسلم على اهل القبور بقوله السلام عليكم دار قوم مؤمنين

علیک دونو عبارت سی برابر ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اہل قبور پر سلام علیک اس عبارت سی کرتی تہی السلام علیکم ملک قوم مؤمنین کی

ومن سلم على اصم يستحب له ان يتكلم السلام بلسانه لقدرته عليه ويشير بيده حتى يحصل الافهام فيستحق

اور جو شخص بہری کو سلام کری تو مستحب ہی کہ سلام زبان سی کہی کیونکہ اسکو قدرت ہی اور ہاتہہ سی اشارہ کردی تاکہ وہ سمجہہ جاوی اور یہہ مستحق جواب کا ہو

الرد ولو لم يجمع بينهما لا يستحق الرد ولو سلم عليه اصم واراد ان يرد عليه يلزمه ان يتكلم الرد بلسانه لقدرته

اور اگر دونو بات نکریگا تو مستحق جواب کا نہین ہی اور اگر بہرہ اسکو سلام کری اور یہہ جواب دیا چاہی تو لازم ہی کہ جواب زبانسی دی کیونکہ اسپر قادر ہی

عليه ويشير بيده ليحصل الافهام ويسقط عنه الرد ولو سلم على اخرس فاشار الاخرس بيده يسقط عنه الفرض

اور ہاتہہ سی اشارہ کردی تاکہ وہ سمجہہ جاوی اور اسکی ذمہ سی جواب ادا ہو جاوی اور اگر گنگی کو سلام کیا اور گنگی نی ہاتہہ سی اشارہ کردیا تو اوسکی ذمہ سی فرض ادا ہو جاتا ہی

لان اشارته قائمة مقام العبارة ولو سلم عليه الاخرس بالاشارة يستحق الرد والنساء بعضهن مع بعض في

کیونکہ اوسکا اشارہ قایم مقام بولنی کی ہی اور گنگی نی اشارہ سی اسکو سلام کیا تو وہ مستحق جواب کا ہی اور عورتین عورتین آپسمین سلام علیک کی باب مین

حكم السلام كالرجال واما الرجل اذا سلم على امراة فان كانت زوجته او جاريته او كانت من محارمه فعليه الرد

مانند مردون کی ہین اور اگر مرد عورت کو سلام کری اگر وہ عورت اوسکی بی بی ہی یا لونڈی ہی یا اوسکی کوئی محرم ہی تو اوسپر جواب دینا لازم ہی

وان كانت اجنبية شابة لا يجوز لها الرد ويكون الرجل مفرطا في السلام عليها وكذا المراة ان سلمت على رجل فاذا

اور اگر کوئی غیر جوان ہی تو اوسکو جواب دینا جایز نہین اور وہ مرد اس سلام مین بیجا پر ہی اور ایسی ہی عورت اگر مرد کو سلام کری پہر اگر

كانت زوجته او جاريته او كانت من محارمه او كانت عجوزا لا يخاف منها الفتنة فعليه الرد وان كانت شابة يميل

وہ اوسکی جورو یا لونڈی یا اوسکی کوئی محرم ہی یا ایسی بڑہیا ہی کہ اوسپر کچہہ خوف فتنہ کا نہین تو مرد کی ذمہ جواب لازم ہی اور اگر ایسی جوان ہی کہ

اليها النفس يكره له الرد وتكون المراة مفرطة في السلام عليه واما الصبيان فالسنة ان يسلم عليهم لما روي عن

نفس کو اوسکی طرف رغبت ہوئی تو جواب دینا مکروہ ہی اور عورت اس سلام مین بیجا پر ہی اور نابالغ بچون کو سلام کرنا مسنون ہی اسلئی کہ انس سی روایت ہی

انس انه مر على صبيان فسلم عليهم وقال كان النبي عليه السلام يفعله وفي رواية انه عليه السلام مر على غلمان

کہ وہ لڑکون پر گذری تو اونکو سلام کیا اور کہا نبی علیہ السلام بہی کیا کرتی تہی اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام لڑکون کی پاس آگئی

فسلم عليهم ولو سلم صبي على بالغ فالصحيح وجوب رد سلامه لقوله تعالى واذا حييتم بتحية فحيوا باحسن منها واما

تو اونکو سلام کیا اور اگر نابالغ لڑکا بالغ کو سلام کری تو صحیح یون ہی کہ جواب دینا واجب ہی بدلیل اس آیت کی اور جب تمکو دعا دیوی کوئی تو تم بہی دعا دو اوس سی بہتر

المبتدعة ومن اقترف ذنبا عظيما ولم يتب منه فينبغي ان لا يسلم عليهم ولا يرد سلامهم قال البزازي يسلم على لاعب

اور بدعتی لوگ اور جو جو بڑی گناہ کرتی ہین اور اوس گناہ سی توبہ نہین کرتی تو سزاوار ہی کہ انکو سلام نکری اور نہ انکی سلام کا جواب دی بزازی کہتا ہی کہ امام کی

الشطرنج عند الامام ليشغله عن ساعة الرد لا عندهما لان المجاهر بالفسق في معتقده ولو مجتهدا لا يستحق الاكرام

نزدیک شطرنج باز کو سلام کرلی تاکہ دم بہر جواب دیتا ہوا شطرنج سی باز رہی صاحبین کی نزدیک سلام نکری اسلئی کہ فاسق علی الاعلان اپنی معتقد مین اگرچہ اجتہاد

وقال النووي فمن اضطر الى السلام على الظلمة اذا دخل عليهم وخاف ان يترتب عليه في دينه ودنياه ضرر ان لم يسلم

ہو سزاوار عزت کا نہین ہی اور نووی کہتا ہی جو شخص ظالمون کو سلام کرنی مین لاچار ہو جب اونکی پاس جاوی اور یہہ ڈر ہو کہ اگر انکو سلام نہین کرتا تو دین کا یا دنیا کا

عليهم يسلم عليهم وينوي ان السلام اسم من اسماء الله تعالى ليكون المعنى ان الله عليكم رقيب فيجازيكم بما

تو اونکو سلام کرلی اور یہہ نیت کرلی کہ سلام اللہ کا نام ہی تاکہ یہہ معنی ہو جاوین کہ اللہ تمہاری اوپر نگہبان ہی سو تمکو تمہاری لایق سزا دیویگا

نقصان ہو وی

تستحقون وأما أهل الذمة فيكره للمسلم أن يسلم عليهم ابتداء لما روي عن أبي هريرة أنه عليه السلام
اور ہی ذمی لوگ سو مسلم کو مکروہ ہی کہ اونکو پہلی سلام کری کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
قال لا تبدءوا اليهود والنصارى بالسلام قال قاضيخان في فتاواه هذا إذا لم يكن للمسلم حاجة إليه وأما
کہ یہود اور نصاری کو پہلی سلام مت کرو قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتا ہی یہہ اوس صورت مین ہی کہ مسلمان کی کوئی غرض نہ اٹکی ہو
إذا كانت فلا بأس أن يسلم عليه ومن سلم على من لم يعرفه فبان أنه ذمي يستحب له أن يسترد سلامه فيقول
اور اگر کوئی غرض ہی تو سلام کرنیمین کچھہ ڈر نہین ہی اور اگر کسینی کسی ناواقف کو سلام کیا پہر معلوم ہوا کہ وہ ذمی ہی تو اوسکو مستحب ہی کہ اپنا سلام ہٹالی یون کہی
رد علي سلامي لما روي أن عبد الله بن عمر سلم على رجل فقيل له إنه يهودي فتبعه فقال له رد علي سلامي
ہٹادی میرا اسلام کیونکہ روایت ہی کہ عبد اللہ بن عمر نی ایک شخص کو سلام کیا پہر کسی نی کہا یہہ تو یہودی ہی پہر عبد اللہ نی اوسکی پیچہی جاکر کہا میرا اسلام ہٹادی
وإذا سلم ذمي على مسلم ينبغي للمسلم أن لا يزيد في الرد عليه على قوله عليك لما روي عن أنس أنه عليه السلام
اور اگر ذمی مسلمان کو سلام کریگا تو مسلمان کو چاہی کہ جواب مین اس سی کچھہ زیادہ نہ کہی اتنا ہی کہی علیک کیونکہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
قال إذا سلم عليكم أهل الكتاب فقولوا وعليكم قال الخطابي هكذا يرويه عامة المحدثين وعليكم بالواو وكان
جب اہل کتاب تمکو سلام کرین تو کہو وعلیکم خطابی کہتا ہی کہ عام محدث یہہ ہی روایت کرتی ہین وعلیکم واو سمیت اور
سفيان بن عيينة يرويه عليكم بغير الواو وهو الصواب إذ بغير الواو يصير ما قالوه بعينه مردودا عليهم وبالواو
سفیان بن عیینہ علیکم روایت کرتا ہی بدون واو کی اور حق یہہ ہی ہی اسواسطی کہ بدون واو کی جو اہل کتاب کہتی ہین بعینہ وہ ہی اونپر مردود ہوگا اور واو
يقع الاشتراك معهم والدخول فيما قالوه لأن الواو حرف عطف يجمع بين الشيئين وقال النووي اتفقوا على لزوم الرد
سی اونکی ساتہہ شرکت اور جو اونہون نی کہا ہی اسمین شامل ہونا ہو ویگا اسلئی کہ واو حرف عطف کا ہی دو شی کو جمع کردیتا ہی اور نووی کہتا ہی سب علماء متفق ہین
على أهل الكتاب لكن لا يذكر السلام بل بدونه بأن يقال وعليكم بالواو وعليكم بدونها إذ قد جاءت الأحاديث
کہ اہل کتاب کا جواب دینا لازم ہی لیکن سلام کو ذکر نہ کری بلکہ بدون سلام کی اسطور کہی وعلیکم واو سی اور علیکم بدون واو کی اسلئی کہ حدیثین واو کی ساتہہ بہی
بإثبات الواو وحذفها وإثباتها أكثر فعلى هذا يكون في معناها وجهان أحدهما كونها للعطف والتشريك لأنهم
آئی ہین اور بدون واو کی بہی اور واو کی ساتہہ زیادہ ہین اب اسکی معنی دو طرح ہین ایک تو یہہ کہ واو عاطفہ ہو اور شرکت کی لئی کیونکہ
كانوا يقولون للمسلمين السام عليكم وقد فسر السام بالموت فيكون المعنى نحن وأنتم فيه سواء كلنا نموت والثاني كونها
وہ لوگ مسلمانون کو یہہ کہا کرتی تہی السام علیکم اور سام کی معنی موت ہی اب یہہ مراد ہوئی ہم اور تم موت مین برابر ہین ہم سب مرجاوینگی اور دوسری یہہ
للاستيناف لا للعطف والتشريك فيكون المعنى ونحن نقول عليكم ما قلتم وتستحقونه وما تريدون بنا وقيل إذا
کہ واو استیناف کا ہو عطف اور شرکت کا نہو اب یہہ مراد ہوگی اور ہم ہی کہتی ہین تمپر ہی جو تم کہتی ہو جسکی تم لائق ہو یا جو تم ہماری ساتہہ ارادہ کرتی ہو اور کوئی
لم يكن منهم تعريض بالدعاء علينا يكون إثبات الواو في الرد عليهم دعاء لهم بالإسلام لكونه مدار السلامة في الدارين
کہتا ہی اگر وہ نیت مین ہمپر بد دعا نکرتی ہون تو جواب مین واو کی ہونی سی اونکی لئی اسلام کی دعا ہوگی کیونکہ دارین مین یہہ ہی سبب سلامتی کا ہی

المجلس الخامس والثمانون في بيان هجران أخيه المسلم فوق ثلثة أيام قال رسول الله صلى الله عليه

پچاسی مجلس بیان مین برادر مسلمان کو چہوڑ دینی مین زیادہ تین روز سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا
وسلم لا يحل لرجل أن يهجر أخاه فوق ثلث ليال يلتقيان فيعرض هذا ويعرض هذا وخيرهما الذي يبدأ بالسلام
حلال نہین ہی کسیکو کہ اپنی بہائی کو زیادہ تین رات سی چہوڑی رکہی جب ملین تو یہہ ادہر کو ہوجاوی اور وہ ادہر کو اور دونین اچہا وہ ہی جو پہلی سلام کری
هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه سعد بن أبي وقاص وهو بمنطوقه يدل على حرمة هجران المسلم أكثر من
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی سعد بن ابی وقاص کی روایت سی اسکا منطوق دلالت کرتا ہی کہ چہوڑ دینا مسلم کا زیادہ

ثلثة ایام واما جواز هجرانه ثلثة ایام فانما یدل علیه بمفهومه لا بمنطوقه فمن التزم حجیة المفهوم جاز له
تین روز سی زیادہ حرام ہی اور تین دن تک چھوڑ دینیکا جواز اسکی مفہوم سی معلوم ہوتا ہی منطوق سی نہیں معلوم ہوتا پہر جو شخص مفہوم کو حجت مانتا ہی اوسکو
ان یقول ان الادمی مجبول علی الغضب وسوء الخلق فرخص له فی الثلث لقلتها حتی یذهب عنه ذلك الغضب
جایز ہی کہ کہی بیشک آدمی کو غضب خلقی عادت ہی سو آپ نی تین دن کی اجازت دی کیونکہ مدت قلیل ہی تاکہ اوسکا غصہ اوتر جاوی
ولم یرخص له فیما فوق ذلك لكثرته فقوله علیه السلام یلتقیان فیعرض هذا ویعرض هذا بیان کیفیة هجرانهما
اور اس سی زیادہ کی اجازت نہیں دی یہہ مدت زیادہ ہی اب یہہ جملہ حدیث کا کہ ملتے ہیں پہر یہہ ادہر ہو جاتا ہی اور وہ ادہر یہہ چھوڑ دینی کی کیفیت کا بیان ہی
وقوله وخیرهما الذی یبدأ بالسلام حث علی ترك الهجران فانه یزول بالسلام علی ما ذهب الیه الجمهور وتخصیص
اور یہہ جملہ ان دونوں میں اچہا وہ ہی جو پہلی سلام کری رغبت ہی جدائی کی ترک پر کیونکہ موافق مذہب جمہور کی جدائی سلام سی جاتی رہتی ہی اور خاص
الاخ بالذکر یشعر بالغلبة والمراد به الاخ فی الدین دون القرابة بدلیل قوله علیه السلام فی حدیث اخر لا یحل
اخ کو ذکر کرنا تغلیبا معلوم ہوتا ہی اور اس سی مراد دینی برادر ہی قرابت کا مراد نہیں بدلیل ارشاد نبی علیہ السلام کی ایک اور حدیث میں کہ مسلم کو
لمسلم ان یهجر مسلما فوق ثلث لیال فانهما ناکبان عن الحق ما داما علی صرامهما واولهما فیأ یکون سبقه بالفیء کفارة له
حلال نہیں ہی کہ مسلم کو زیادہ تین رات سی چھوڑ دے رکہی بیشک یہہ دونو جبتک لڑتی رہیں حق سی پہرے ہیں اور اونمیں سی پہلی باز آنی والی کو اوسکی سبقت ہی کفارہ ہی
وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال تفتح ابواب الجنة یوم الاثنین ویوم الخمیس فیغفر لكل عبد لا یشرك بالله
اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا پیر کو اور جمعرات کو جنت کی دروازی کہلتی ہیں پہر ہر ایک بندہ کہ اللہ کی ساتھ کچھ شریک نکرتا ہو بخشا
شیئا الا رجل کانت بینه وبین اخیه شحناء فیقال انظروا هذین حتی یصطلحا وفی روایة انه علیه السلام قال یعرض
جاتا ہی سوای اوس شخص کی کہ اوسمیں اور اوسکی بہائی میں کینہ ہو پہر حکم ہوتا ہی ان دونو کو رہنی دو جبتک آپسمیں صلح کریں اور ایک روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
اعمال الناس فی کل جمعة مرتین یوم الاثنین ویوم الخمیس فیغفر لكل عبد مؤمن الا عبدا بینه وبین اخیه شحناء
کہ ہر ہفتہ میں لوگوں کی اعمال دوبار پیش ہوتی ہیں پیر کی دن اور جمعرات کی دن سو ہر ایک بندہ مؤمن بخشا جاتا ہی مگر وہ بندہ کہ اوسمیں اور اوسکی بہائی میں کینہ ہو
فیقال اترکوا هذین حتی یفیئا والمراد بالجمعة ایام الاسبوع بدلیل انه علیه السلام بینها بقوله یوم الاثنین
حکم ہوتا ہی انکو رہنی دو جبتک ملاقات کرلیں اور مراد جمعہ سی ہفتہ کی ایام ہیں اس دلیل سی کہ نبی علیہ السلام نی اسکو پیر کی دن اور
ویوم الخمیس علی طریق التعبیر عن الشیء باخر جزئه والشحناء العداوة والمعنی اترکوا مغفرتهما حتی یرجعا من
جمعرات کی دن سی تفسیر کیا جسطور ایک شی کا اخیر جزء بیان کرتی ہیں اور شحناء کی معنی دشمنی کی ہیں [illegible]
العداوة الی الصداقة لان الاخوة الدینیة تقتضی الصداقة وتنافی العداوة فان المؤمنین اخوة من حیث انهم
دونو دشمنی سی دوستی کیطرف آویں اسواسطی کہ دینی برادری دوستی کا تقاضا کرتی ہی اور عداوت کی برخلاف ہی کیونکہ تمام مؤمن بہائی ہوتی ہیں اسواسطی کہ
ینتسبون الی اصل واحد هو الایمان الموجب للحیوة الباقیة کما ان الاخوة من النسب ینتسبون الی اصل و[illegible] هو
سب ایک اصل سی نسبت رکہتی ہیں یعنی ایمان سی جس سی دائمی زندگی ہوتی ہی جیسی نسبی برادر ایک اصل سی منسوب ہوتی ہیں یعنی
الاب الموجب للحیوة الفانیة فالاخوة الدینیة اقوی من الاخوة النسبیة لان الاخوة النسبیة اذا خلت [illegible] اخوة
باپ سی جس سی حیات فانیہ ہوتی ہی سو دینی برادری نسبی برادری سی بہت قوی ہوتی ہی اسلئے کہ نسبی برادری جب دینی برادری [illegible]
الدینیة لا تعتبر الا تری ان المسلم اذا مات وکان له اخ کافر یکون ماله للمسلمین لا لاخیه الکافر فعلی هذا
ہی تو اسکا کچھ اعتبار نہیں ہوتا دیکہتا نہیں کہ مسلمان اگر مرجاوی اور اوسکا بہائی کافر موجود ہو تو اوس مسلم کا مال مسلمانوں کو ملیگا کافر بہائی کو نہیں [illegible]
علی المسلم ان یترك ما ینافی الاخوة الدینیة الموجبة للصداقة والمزیلة للعداوة لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام
کی موافق مسلمان پر واجب ہی کہ مخالفات دینی برادری کو ترک کری جو دوستی کو واجب اور دشمنی دور کرتی ہی کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

قال لا یحل لمسلم ان یهجر اخاه فوق ثلث فمن هجر فوق ثلث فمات دخل النار یعنی انه استحق ان یدخل النار لانه
فرمایا مسلم کو حلال نہیں ہی کہ اپنی بہائی کو تین روز سی زیادہ چہوڑ دی اور جسنی تین دن سی زیادہ چہوڑ رکہا پہر وہ مرگیا تو دوزخ میں جاویگا مراد یہہ ہی کہ اسنی

مات عاصیا غیر تائب وذلک یستدعی ان یکون من اهل النار هذا اذا کان الهجران لامر دنیوی کالتقصیر فی
کیونکہ گنہگار بی توبہ مرا ہی اس سی لازم آتا ہی کہ دوزخی ہووی یہہ اوس صورت میں ہی کہ یہہ ترک ملاقات دنیاوی سبب سی ہو

حقوق الصحبة والعشرة واما اذا کان فی حق الدین لفسق ومعصیة فالزیادة علی الثلث مشروع فان هجران
جیسی حقوق صحبت اور عشرت کی ادا کرنیکا قصور اور اگر بسبب حق دینی کی ہو جیسی فسق اور معصیت تو تین دن سی زیادہ بہی جایز ہی کیونکہ بدکاروں کا

اهل العصیان یجوز الی ان یزول عنهم ذلک العصیان ویظهر توبتهم لانه من قبیل الامر بالمعروف والنهی عن المنکر و
ترک کرنا جایز ہی جبتک کہ وہ بدکاری ترک کریں اور اونکی توبہ ظاہر ہووی کیونکہ یہہ عمل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں داخل ہی اور

قد قال الله تعالی لا تجد قوما یؤمنون بالله والیوم الاخر یوادون من حاد الله ورسوله ولو کانوا اباءهم
الله تعالی فرماتا ہی تو نہ دیکہیگا کوئی لوگ جو یقین رکہتی ہوں الله پہ اور پچہلی دن پہ پہر دوستی کریں ایسوں سی جو مخالف ہوئی الله کی اور اوسکی رسول کی پڑی ہوں وہ

او ابناءهم او اخوانهم او عشیرتهم فدلت هذه الایة علی ان من یرتکب المعاصی والمنکرات یجب هجره
اپنی ماباپ یا اپنی بیٹی یا اپنی بہائی یا اپنی گہرانی والی تو اس آیت سی معلوم ہوتا ہی کہ معاصی اور منکرات پر عمل کرنیوالی کی ترک ملاقات واجب ہی

وان کان من الاقرباء لا سیما فی حق من ظلم الغیر وعصی الله تعالی به فان عدم الاعراض عنه احسان
اگرچہ سگا سودہرا ہو خاص کر ایسی کی ملاقات جو غیر پر ظلم اور خدا کی نافرمانی کرتا ہو کیونکہ ایسی شخص سی اعراض نہ کرنا گویا اوسپر احسان ہی

الیه فلا یحسن الاحسان الیه لان الاحسان الیه اساءة للمظلوم وحق المظلوم اولی بالمراعاة وتقویة
سو ایسی پر احسان کرنا اچہا نہیں ہی کیونکہ احسان مظلوم کی ساتہہ بدی ہی اور رعایت مظلوم کی حق کی اولی ہوتی ہی اور مظلوم کا دل

قلبه بالاعراض عن الظالم احب الی الله تعالی من تقویة قلب الظالم وقد هجر النبی علیه السلام الثلثة الذی
قوی کرنا ظالم سی منہہ پہیر کر الله کو بہت محبوب ہی ظالم کا دل قوی کرنی سی اور بیشک نبی علیه السلام نی تین شخصوں کو جو

تخلفوا عن غزوة تبوک ولم یکلمهم خمسین یوما وامر الناس بهجرهم حتی انزل الله تعالی توبتهم وروی انه
جنگ تبوک سی بیٹہہ رہی تہی چہوڑ دیا تہا اور پچاس روز تک اونسی نہیں بولی تہی اور لوگونسی فرمایا تہا کہ انکو چہوڑ دو یہاں تک کہ الله تعالی نی اونکی توبہ قبول کی

علیه السلام لما اعتل بعیر صفیة قال لزینب اعطیها بعیرا وکان عندها فضل بعیر فقالت انا اعطی تلک
اور روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی جب صفیہ کا اونٹ بیمار ہوگیا تہا تو زینب سی کہا تہا اوسکو اونٹ دیدی اور اوسکی پاس بڑہتی اونٹ تہا سو زینب نی عرض کیا

الیهودیة فغضب النبی علیه السلام فهجرها ذا الحجة والمحرم وبعض صفر قیل لم یوجد فی السنة مدة الهجر اکثر
میں اوس یہودیہ کو دونگی پہر نبی علیه السلام غضبناک ہوی اور اونکو تمام ذالحجہ اور تمام محرم اور چند روز صفر کی چہوڑ رکہا کہتی ہیں کہ اس سی زیادہ مدت ترک کی سنت میں

من ذلک لکن قد وجد من السلف من هجر اخاه المسلم فی امر مکروه من امور الدین السنة والسنتین ومنهم من
نہیں ملتی لیکن بعضی متقدمین ایسی گذری ہیں کہ اپنی بہائی مسلمان کو بسبب امر مکروہ دینی کی ایک برس اور دو برس چہوڑ رکہا ہی اور بعضی ایسی ہیں

هجر صاحبه فی ذلک مدة عمره ورأوا انفسهم فی فسحة من ذلک ما لم یرجع المهجور عما ارتکب وکان الامام احمد ممن
کہ اپنی صاحب یعنی مسلم کو اسی بابت تمام عمر چہوڑ رکہا ہی اور اپنی تئیں اس باب میں بی قصور جانتی تہی جبتک کہ وہ مہجور اوس عمل سی نہ باز آیا اور امام احمد بہی ان میں سی

هجر اهل المعاصی ومن یقارن الافعال الردیة فانه هجر بعض اصحابه ممن کان یتعلم منه وکان یتردد الیه ولا
کو اور جو کہ افعال ناکارہ کرتا چہوڑ دیا کرتی تہی بیشک انہوں نی ایک شاگرد کو جو اونسی پڑہتا تہا چہوڑ دیا تہا وہ آتا جاتا تہا پر

یکلمه فلم یزل یسأله عن تغیر حاله ولا یذکره حتی قال له یوما بلغنی انک طینت حائط دارک من جانب الشارع
بات نکرتی تہی وہ ہمیشہ پوچہتا رہتا کہ آپ کیوں بیزار ہیں اور وہ کچہہ نہ کہتی آخر ایک روز یہہ کہا میں نی سنا ہی کہ تو نی اپنی گہر کی دیوار شارع عام کی

فقد اخذت قدر سمك الطين من شارع المسلمين فلا تصلح لتعلم العلم وهجر ابن عمر ابنا له الى ان مات واصل
طرف سی ایسی ہی سو تو فی برابر دل گاری کی مسلمانوں کی شارع عام میں سی لیلیا تو اب علم سکھلانی کی نہیں ہی اور ابن عمر نی اپنی بیٹی کو مرتی دم تک چھوڑ رکھا اور

ذلك ان من وقف على منكر ولم يستطع ان ينكره بيده ولسانه وامكنه ان يظهر دلائل الانكار يلزمه ذلك
اصل اسکی یہہ ہی کہ جسکو کوئی امر بد معلوم ہوا اور ہاتھہ اور زبان سی منع نہیں کر سکتا اور یہہ ہو سکتا ہی کہ بیزاری کی علامات ظاہر کری تو اوسکو یہہ ہی لازم ہی

اذ لا ينبغي للمؤمن ان يترك احدا على منكر لقرابته او لصداقته ومودته فان صداقته ومودته يوجب له ان
اسلئے کہ مؤمن کو یہہ اچھا نہیں ہی کہ کسیکو امر منکر پر بسبب لحاظ قرابت یا صداقت اور مودت کی رہنی دی کیونکہ صداقت اور مودت کا تو حق یہہ ہی کہ اوسکو

ينظر اليه بنظر الرحمة ويرى اقدامه على المنكر مصيبة على نفسه ويكون مغتما حزينا من تعرضه لعقاب
نظر رحمت سی دیکھی اور اوسکی منکر میں مبتلا ہونی کو اپنی حال پر مصیبت سمجھی اور غمگین اور حزین ہووی کہ یہہ اب عقاب الٰہی میں

الله تعالى ويقصد تخليصه منه بالانكار عليه اذ ليس من مقتضى الرحمة له ترك الانكار عليه وعدم التعرض
گرفتار ہوا اور بیزار ہوکر اوسکی بچانی کا قصد کری رحمت کا مقتضے یہہ نہیں ہی کہ اوس سی بیزار نہو اور اوسکو منع نکری

له بل من كمال الرحمة له الانكار عليه ورده الى المنهج القويم والصراط المستقيم والا انقلب صداقته
بلکہ یہہ بیزاری اور طریق درست اور راہ راست پر لانا اوسکی حق میں کمال رحمت ہی اور نہیں تو قیامت کی دن یہہ ہی دوستی

عداوة يوم القيمة كما اخبر الله تعالى عن ذلك وقال الاخلاء يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين فان كل
دشمنی ہو جاویگی چنانچہ اللہ تعالی اسکی خبر دیتا ہی فرماتا ہی جتنی دوست ہیں اوس دن دشمن ہونگی مگر جو ہیں ڈر والی بیشک ہر

واحد من الاخلاء الغير المتقين يقول في ذلك اليوم يويلتى ليتني لم اتخذ فلانا خليلا ليت بيني وبينه بعد المشرقين
یک دوست ناپرہیزگار اوس روز کہی گا خرابی میری کاشکی میں فلانی کو دوست نکرتا کاشکی میری اور اوسکی بیچ میں مسافت مشرقین کی

فصديق الانسان من يسعى في عمارة اخرته وان كان فيه ضرر الدنيا وعدوه من يسعى في خسارة اخرته وان
ہوتی پس آدمی کا دوست وہ ہی ہی جو آخرت کی درستی میں کوشش کری اگرچہ اسمیں دنیا کا نقصان ہووی اور دشمن وہ ہی جو آخرت کو خراب کر دی اگرچہ

كان فيه نفع لدنياه وقد قال الله تعالى وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان ولا شك ان من
اوسمیں دنیا کا فائدہ ہو اور اللہ تعالی فرماتا ہی مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نکرو گناہ پر اور زیادتی پر اور بیشک جسنی

راى اخاه المسلم على منكر ولم ينهه عنه فقد اعانه عليه بالتخلية بينه وبين ذلك المنكر وعدم الاعتراض عليه
کسی برادر مسلمان کو بری کار پر متوجہ دیکھا اور منع نکیا تو بیشک اوسکی امداد کی کہ اوسکو منکر پر قائم رکھا اور اعتراض نکیا

وروى عن ابي هريرة ان رجلا يتعلق برجل يوم القيمة وهو لا يعرفه فيقول له مالك تتعلق بي وما رايتك قط فيقول
اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ ایک شخص ایک شخص کا قیامت کی روز دامنگیر ہوگا اور وہ اوسکو پہچانتا نہوگا وہ کہی گا تو کون ہی مجھکو پکڑتا ہی میں نی تجھکو

بلى قد رايتني يوما على منكر فلم تغيره وروى عن ابن عمر ان رجلا يومر به الى النار ويومر بجلسائه ايضا فيقولون
کبھی نہیں دیکھا وہ کہیگا ہاں تو نی بیشک مجھکو ایکروز منکر پر دیکھا اور منع نکیا اور ابن عمر سی روایت ہی کہ ایک کو دوزخکا حکم ہوگا اور اوسکی ہمنشینوں کو بھی سو وہ عرض کرینگی

مالنا فيقال لهم اكنتم تامرونه اكنتم تنهونه فيقولون لا فيقال اذهبوا به الى النار وهذا امر خطر قلما يقع السلامة
ہمارا کیا خطا ہی جواب ہوگا کیا تم اوسکو امر کرتی تہی کیا تم اوسکو منع کرتی تہی وہ کہینگی نہیں پہر حکم ہوگا کہ اوسکی ساتھہ ہمنشینوں کو دوزخ میں لیجاؤ یہہ بات بڑی مشکل ہی

عنه لان كثيرا من المنكرات تظهر في كل زمان فلا تغير بل يقع السكوت عنها لاستيناس النفوس بها ولذلك قال النبي
اس سی کم بچا جاتا ہی اسلئے کہ ہر زمانہ میں منکرات کی کثرت ہی اور ممانعت نہیں ہوتی بلکہ چپ ہو رہتی ہیں کیونکہ نفسوں کو منکرات کی محبت ہی اسی لئے نبی علیہ السلام

في حديث رواه ابو سعيد لا تصاحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي فانه عليه السلام حذر المؤمن في هذا الحديث
نی فرمایا ایک حدیث میں کہ ابو سعید کی روایت سی ہی پاس مت بیٹھہ سوا مؤمن کی اور کہانا مت دی کسی کو سوا پرہیزگار کی بیشک نبی علیہ السلام اس حدیث میں مؤمن کو

عن مصاحبة من لیس بتقی وعن مخالطته لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة فی القلب فیلزم ان یکون

ناپرہیزگار کی پاس بیٹھنی اور ملی جلنی سی منع کیا ہی کیونکہ پاس بیٹھنی اور ملی جلنی سی دلین الفت اور محبت پیدا ہوجاتی ہی پہر ضرور ہی کہ وہی ہو

کما قال النبی علیه السلام فی حدیث رواہ ابو هریرة یحشر المرء علی دین خلیله فلینظر احدکم من یخالل یعنی ان من

جو نبی علیه السلام نی فرمایا اوس حدیث مین جو ابو ہریرہ روایت کرتی ہین آدمی دوست کی دین پر اوٹہیگا اب سب خیال کرلین کسکو دوست بناتا ہی مراد یہ ہی

یرید ان یعرف حال نفسه فلینظر الی صدیقه فان کان صدیقه صالحا فهو من الصلحین وان کان صدیقه

جو کوئی اپنا حال دریافت کیا چاہی تو اپنی دوست کو دیکہہ لی پہر اگر اوسکا دوست صالح ہی تو وہ بہی صالح ہی اور اگر اوسکا دوست

فاسقا فهو من الفاسقین لکون الطباع مجبولة علی التشبیه والاقتداء والطبع یسرق من الطبع من حیث لا یدری

فاسق ہی تو وہ بہی فاسق ہی کیونکہ طبیعت کو مشابہت اور پیروی کی عادت ہوتی ہی اور طبیعت طبیعت سی ایسا چرا لیتی ہی کہ آدمی کو خبر نہین ہوتی

الانسان ومشاهدة المنکر یهون امر المعصیة فی القلب ویذهب نفرته عنها فلا یوجد فیه اضعف الایمان المذکور

اور منکر کو دیکہتی دیکہتی گناہ دل پر آسان ہوجاتا ہی اور اوسکی نفرت دل ہی جاتی رہتی ہی پہر اوسمین ضعیف ایمان بہی نہین رہتا جو حدیث مین مذکور ہی

فیما روی عن ابی سعید انه علیه السلام قال من رای منکم منکرا فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه فان

ابو سعید سی روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا جو شخص منکر کو دیکہی تو ہاتہہ سی منع کری اور اگر طاقت نہو تو زبان سی اور اگر

لم یستطع فبقلبه وذلک اضعف الایمان فاذا لم یوجد فیه اضعف الایمان فما نا یرجی ان یوجد فیه المجلس

طاقت نہو تو دل سی بیزار ہو اور یہہ بہت ضعیف ایمان ہی پہر اگر اوسمین ضعیف ایمان بہی نہو تو پہر کیا توقع ہی کہ اوسمین ایمان ہوگا چہاسی

السادس والثمانون فی بیان التحذیر من سوء الظن وهی التجسس قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

مجلس ڈرانی کی بیان مین بدگمانی سی کہ وہ تلاش ہی رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تجسسوا هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة وفیه تحذیر

بچتی رہو بدگمانی سی بیشک بدگمانی بڑی جہوٹ بات ہی اور تلاش نکیا کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسمین

من الظن ونهی عن التجسس اما الظن فهو فی الشریعة قسمان محمود ومذموم والمراد به ههنا ما هو المذموم المسیٔ الذی

ظن سی ڈراوا ہی اور تلاش سی ممانعت شریعت مین ظن کی دو قسم ہین ایک محمود دوسرا مذموم اور یہان مراد وہ ہی جو مذموم بری ہی

هو عقد القلب وحکمه علی شخص بالسوء من غیر علامة ظاهرة تقتضی ذلک واما الخواطر وحدیث النفس التی لا یمکن

یعنی دل مین ایک شخص پر برائی کا گمان بدون ظاہر علامت کی جس سی ثابت ہوجاوی ٹہان لینا اور یقین کرلینا اور رہی خطرات اور نفس کی خیالات جو دفع

دفعها فانها اذا لم تستقر ولم تستمر فیعفو عنها لان العبد انما یکلف بما فی وسعه لا بما لیس فی وسعه وحد الظن

نہین ہوسکتی تو وہ اگر جم نجاوین اور مستمر نہووین تو معاف ہین کیونکہ بندہ کو وہ ہی تکلیف دی جاتی ہی جو اوس سی ہوسکی وہ نہین ہوتی جو نہوسکی اور بدگمانی کی

السیٔ حمل فعل المؤمن علی وجه فاسد مع امکان حمله علی وجه حسن وهذا ینقسم الی قسمین الاول هو الذی یکون

حد بہہ ہی کہ مومن کی عمل کو وجہ فاسد پر قیاس کرنا باوجودیکہ اچہی وجہ پر بہی قیاس ہوسکتا ہی اور اسکی دو قسم ہین پہلی قسم وہ ہی جسکا باعث اوسکی

منشاؤه سوء اعتقادک فیه حتی لو صدر منه فعل له وجهان یحملک سوء اعتقادک فیه علی حمله علی الوجه

حق مین تیری بداعتقادی ہو یہان تک کہ اگر اوس سی کوئی کام ذوجہتین ہووی تو تو اپنی بداعتقادی ہی اوسکی برائی پر قیاس کری

الاردی من غیر علامة تخصصه به وهذا جنایة علیه بالقلب وهو حرام فی حق کل مؤمن القسم الثانی هو

بدون ایسی علامت کی جو برائی سی خاص کردی اور یہہ اوسکی ایسی خطا ہی جو دل سی ہوئی اور یہہ خطا ہر مومن کی حق مین حرام ہی دوسری قسم وہ ہی

الذی یستند الی علامة فانها تحرک الظن تحریکا ضروریا لا یقدر الانسان علی دفعه والذی یمیز الظنون

جنکی کچہہ علامت موجود ہو بیشک وہ علامت گمان کو ... ایسی حرکت دیتی ہی کہ آدمی اوسکو ہٹا نہین سکتا اور ... جس سی ظنون واجب الاجتناب

التي يجب اجتنابها عما عداها ان كل ظن لم يظهر له علامة صحيحة ولم يعرف له سبب ظاهر فانه حرام
دوسری قسم سی الگ ہو جاوین یہہ ہی کہ جس گمان کی لئی کوئی علامت صحیح ظاہر نہو اور نہ اوسکا کچھ سبب ظاہر معلوم ہو تو ایسا گمان حرام
واجب الاجتناب وذلك اذا كان المظنون به ممن شوهد منه الخير واصلاح في الظاهر فظن الشر والفساد به
واجب الاجتناب ہی اور یہہ جب ہی کہ جسکی حق مین گمان بد کیا ہی وہ ایسا شخص ہو کہ ظاہر مین اوس سی خیر اور صلاح دیکھنی مین آتی ہو ان
حرام بخلاف من اشتهر بين الناس بتعاطي الريبة والمجاهرة بالمعاصي فان حسن الظن به لا يجوز اذ للظن حالتان
گمان شر اور فساد کا اوسکی حق مین حرام ہی بخلاف ایسی شخص کی جو لوگون مین فریب باز مشہور اور گناہون مین ظاہر مبتلا ہو ایسیکی حق مین نیک گمان جایز نہین ہی کیونکہ
الاولى ان يقع في القلب شيء ويعرف ويقوى بوجه من وجوه الامارات فيجوز الحكم به لان اكثر احكام الشرع مبنية
گمان کی دو حالتین ہین پہلی یہہ کہ دلمین کچھہ خیال آوی اور معلوم ہو اور کسیطرح کی نشانی سی قوی ہو جاوی تو اوسپر حکم کرنا جایز ہی اسلئی کہ اکثر شرعی احکام غلبہ ظن پر
على غلبة الظن كالقياس وخبر الواحد وغير ذلك من قيم المتلفات واروش الجنايات والحالة الثانية ان يقع في النفس
مبنی ہین جیسی قیاس اور خبر واحد اور سوا اسکی جیسی قیمت تلف کی ہوئی چیزون کی اور خطاؤن کا تاوان اور دوسری حالت یہہ ہی کہ نفس کی اندر
شيء من غير دلالة على كون ذلك الشيء اولى من ضده فلا يجوز الحكم به بل هو منهي عنه لقوله تعالى يا ايها الذين امنوا
کوئی خطرہ آوی بدون ایسی دلالت کی کہ اسکی یہہ ہی جانب ضد سی اولی ہو جاوی تو اوسپر حکم جایز نہین ہی بلکہ یہہ ممنوع ہی اس آیت سی ای ایمان والو
اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا يغتب بعضكم بعضا فانه تعالى قد نهى في هذه الاية عن
بچتی رہو بہت تہمتین کرنی سی مقرر بعضی تہمت گناہ ہی اور بہید نہ ٹٹولو کسیکا اور بدنکہو پیٹہہ پیچھی ایک دوسرکو بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین بدگمانی
الظن السيء ثم عن التجسس ثم عن الغيبة لان اول ما يقع في قلب الانسان الظن السيء ثم يحتاج الى التجسس ثم يشرع
سی ممانعت کی پہر تجسس سی پہر غیبت سی منع کیا کیونکہ پہلی جو انسان کی دلمین آتا ہی تو بدگمانی پہر اوسکو تلاش کی حاجت پڑتی ہی پہر غیبت
في الغيبة وسبب تحريم ظن السيء ان اسرار الانسان لا يعلمها الا الله تعالى وليس لاحد ان يعتقد في غيره سوءا الا اذا
کرنی شروع کرتا ہی اور بدگمانی کی حرمت کا یہہ سبب ہی کہ آدمی کی دل کی بات خدا ہی جانتا ہی اور کسیکو جایز نہین ہی کہ اور کسیکی حق مین اعتقاد بد کیا کری اگر
انكشف له حاله بوجه لا يحتمل التاويل فعند ذلك لا يمكنه ان لا يعتقد فيه ما علمه منه بامارة ومشاهدة بعينه
اوسکا حال ایسی وجہ سی ظاہر ہو جاوی کہ تاویل کی گنجایش نرہی اب اس ہی نہین ہوسکتا کہ اوسکا اعتقاد نہ کری جو کہ علامت سی معلوم کیا اور آنکہون سی دیکہا
وسمعه باذنه واما ما لم يعلمه بامارة ولم يشاهده بعينه ولم يسمعه باذنه بل وقع في قلبه من غير سبب ظاهر فهو شيء
اور کانوں سی سنا اور جبتک نشان سی معلوم نہین ہوا اور نہ آنکہون سی دیکہا اور نہ کانون سی سنا بلکہ بی سبب ظاہر خود بخود دلمین خیال آگیا تو یہہ ایسا خطرہ ہی
القاه الشيطان في قلبه فينبغي له ان يكذبه لانه افسق الفاسقين وقد قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا ان جاءكم
کہ شیطان نی دلمین ڈالدیا ہی تو چاہیئی کہ اسکو جہوٹہہ مانی کیونکہ شیطان بڑا ہی فاسق ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی ای ایمان والو اگر آوی تم پاس
فاسق بنبا فتبينوا ان تصيبوا قوما بجهالة فتصبحوا على ما فعلتم ندمين روي في سبب نزول هذه الاية انه عليه الصلوة
ایک گنہگار خبر لیکر تو تحقیق کر دکہین جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سی پہر کل کو لگو اپنی کئی پہ پچہتانی شان نزول اس آیت کی یون مروی ہی کہ نبی علیہ السلام نی
والسلام بعث وليد بن عقبة مصدقا الى بني المصطلق فلما سمعوا به استقبلوه فحسب انهم مقاتلوه اذ كان
ولید بن عقبہ کو صدقات کی اوگہائی کو بنی المصطلق پاس بہیجا تہا جب اونہون نی یہہ سنا تو اوسکی پیشوائی کو نکلی اوسنی جانا لڑنی آتی ہین کیونکہ
بينه وبينهم عداوة فرجع وقال لرسول الله عليه السلام انهم ارتدوا ومنعوا الزكوة فهم رسول الله عليه السلام
اوسمین اور اونمین دشمنی چلی آتی تہی سو اوسنی آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی عرض کیا کہ وہ تو سب مرتد ہو گئی اور زکوۃ ندی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
بقتالهم فنزلت هذه الاية لبيان وجوب الاحتراز عن الاعتماد على قول الفاسق لان من لا يتحامى الفسق لا يتحامى الكذب
اونپر جہاد کا اہتمام کیا تب یہہ آیت اوتری اس بیان کی لئی کہ فاسق کی بات پر بہروسہ کرنی سی احتراز واجب ہی کیونکہ جو فسق سی پرہیز نہین کرتا جہوٹ سی بہی

الذي نوع منه بل يريد القاء الفتنة بين الناس ففيها دلالة على ان من يفعل شيئا بجهالة من غير ان يتعرف حقيقة

کہ وہ بھی ایک قسم کا فسق ہی بلکہ لوگون مین فتنہ چھیلایا چاہتا ہی اور اسمین یہہ دلالت ہی کہ جو شخص کوئی عمل جہالت سی بدون سمجھی حقیقت حال کی

الحال يصير نادما البتة ولو بعد زمان والندم هم دائم على ما وقع مع تمني انه لم يقع وقال بعض العلماء المراد بالظن

کر بیٹھتا ہی بالضرور وہ شرمسار ہوتا ہی اگرچہ کچھ مدت کی بعد اور شرمساری ایک دائمی غم ہی گذری ہوئی بات پر اس امید مین کہ کاشکی یہہ بات نہوتی اور بعضی علما کہتی

الواقع في الاية والحديث التهمة كمن يتهم بالفاحشة او بشرب الخمر او نحو ذلك ولم يظهر عليه ما يقتضي ذلك فان

ہین مراد ظن سی جو آیت اور حدیث مین ہی تہمت لینی ہی جیسی کوئی فاحشہ کی یا شراب خوری کی یا مثل اسکی بدون ظہور علامات مثبت کی تہمت لگاوی بیشک

من حكم بالظن على غيره بشر بعثه الشيطان على ان يطول فيه اللسان بالغيبة والبهتان او يقصر في القيام

جو شخص گمان سی غیر پر برائی کا یقین کرتا ہی تو اوسکو شیطان ابھارتا ہی کہ اوسکی غیبت اور بہتان مین زبان درازی کری اوسکی اداء حقوق مین قصور اور عزت مین فتور کری

بحقوقه او يتوفى في اكرامه ان ينظر اليه بعين الاحتقار ويرى نفسه خيرا منه وكل ذلك من المهلكات ولذلك منع

کہ حقارت کی آنکھہ سی دیکھی اور اپنی آپ کو اوس سی بہتر سمجھی یہہ تمام اطوار مہلک ہین اور اسیلئی نبی علیہ السلام نی تہمت کی جگہ جانی سی منع کیا ہی

النبي عليه السلام من التعرض لمواضع التهم فقال اتقوا مواضع التهم حتى انه عليه السلام احترز من ذلك اذ روي

فرمایا ہی بچتی رہو تہمت کی جگہ سی یہان تک کہ نبی علیہ السلام نی اس سی خود احتراز فرمایا ہی کیونکہ

عن علي بن الحسين ان صفية بنت حيي قالت ان النبي عليه السلام كان معتكفا فاتيته فتحدثت عنده فلما انصرفت

علی بن الحسین سی روایت ہی کہ صفیہ بنت حیی کہتی ہی کہ نبی علیہ السلام معتکف تھی مین اونکی پاس آکر باتین کرتی لگی جب مین وہانسی چلی تو پیغمبر علیہ السلام

قام ومشى معي فمر رجلان من الانصار فسلما ثم مضيا فدعاهما النبي عليه السلام فقال انها صفية بنت حيي فقالا

میری ساتھہ چلی اتنی مین دو شخص انصاری آگئی اور سلام کرکر چلی پھر نبی علیہ السلام نی اونکو بلاکر فرمایا یہہ صفیہ بنت حیی ہی ان دونون نی عرض کیا

يا رسول الله ما نظن بك الا خيرا قال ان الشيطان يجري من ابن ادم مجرى الدم واني خشيت ان يدخل عليكما فانظر

یا رسول اللہ ہمکو آپ پر سوای خیر کی کچھہ گمان نہین ہی آپ نی فرمایا شیطان آدمی کی اندر ایسا پھرتا ہی جیسی لوہو اور مجکو خوف آیا مبادا تمپر دخل کر جاوی اب دیکھہ

انه عليه السلام كيف اشفق عليهما بل على جميع الامة وعلمهم طريق الاجتناب عن التهمة حتى لا يتساهل العالم المعروف

کہ نبی علیہ السلام نی اونپر کیا شفقت فرمائی بلکہ تمام امت پر اور اونکو تہمت سی بچاو کا طریقہ سکہا دیا تاکہ کوئی عالم جو صالح مشہور ہو

بالصلاح في احواله ويقول لا يظن بمثلي الا الخير عجبا بنفسه فان من كان من المؤمنين اورع الناس واتقاهم واعلمهم

اپنی احوال مین سہل انگاری نکری کہ اپنی عجب مین یہہ کہنی لگی کہ مجھہ سی شخص مین سوای خیر کی کب بدگمانی ہوسکتی ہی اسلئی کہ کوئی کیسا ہی مومن سب سی بڑا پرہیزگار

لا ينظر اليه الناس كلهم بعين واحدة بل ينظر اليه بعضهم بعين الرضى وبعضهم بعين السخط فعلى هذا يجب على المؤمن

اور بڑا متقی اور بڑا عالم ہو تو بھی تمام خلقت اوسکو ایک نظر سی نہین دیکہتی بلکہ بعضی اوسکو اعتقاد کی نگاہ سی دیکہتی ہین اور بعضی غصہ سی اس بیان کی موافق مومن پر

الاحتراز عن مواضع التهم لئلا يتهم الناس بالمنكرات ودليل كون الظن بمعنى التهمة في الاية والحديث ورود النهي

واجب ہی کہ تہمت کی مقام سی احتراز کری تاکہ لوگ منکرات سی بدنام نکرین اور اسکی دلیل کہ ظن جو آیت اور حدیث مین ہی تہمت کی معنون مین ہی وارد ہونا نہی کا ہی

بعده عن التجسس فان الانسان قد يقع له خاطر التهمة ابتداء فيريد ان يتجسس ليتحقق ما وقع له من خاطر

بعد اوسکی تجسس سی کیونکہ آدمی کی دل مین بعضی وقت پہلی تہمت کا خطرہ آتا ہی پھر اوسکی تلاش پڑتی ہی تاکہ جو خطرہ تہمت کا واقع ہوا ہی ثابت ہوجاوی

تلك التهمة لان التجسس من ثمرات سوء الظن فان من وقع في قلبه خاطر لا يقنع بالظن بل يطلب التحقيق

کیونکہ تجسس بدگمانی کا پہل ہوتا ہی بیشک جسکی دل مین کچھہ خطرہ آتا ہی تو اوسپر اکتفا نہین کیا کرتا بلکہ تحقیق کی لئی

فيشتغل بالتجسس فنهى الله تعالى ورسوله عن التجسس وهو البحث عن عيوب الناس وطلب الامارات المعرفة لها

تجسس مین لگ جاتا ہی سو اللہ تعالی اور اوسکی رسول نی تجسس کی ممانعت کی ہاور تجسس لوگون عیوب بیان کرنی اور ایسی نشانیان تلاش کرنی جنسی یقین ہوجاوی

فان حصلت امارة من امارات المعرفة بلا تجسس او ورثت معرفة جاز العمل بمقتضاها فاما طلبها فلا رخصة
پھر اگر کوئی علامت یقینی بغیر تلاش حاصل ہوجاوی اور اوس سی یقین ہوجاوی تو اوسپر عمل جایز ہی اور بہ قصد اوسکی تلاش سو اوسکی ہرگز
فيه اصلا وقد روي عن عبد الله بن المبارك انه قال لعلي ولد سهيل ارضيت عن سهيل فقال له سهيل
رخصت نہین ہی اور عبد اللہ ابن مبارک سی روایت ہی کہ اونہی علی سہیل کے باپ سی کہا کیا تو سہیل سی خوش ہی سہیل نی اوس سی کہا کیا تجکو
أليس قد نهاك الله عن التجسس فتصاغرت الى عبد الله نفسه فكل امر اذا فتشت منه ثقل على صاحبك
اللہ تعالی نی تجسس سی منع نہین کیا پس عبد اللہ اپنی دلمین شرمندہ ہوگئی سو جو بات کہ تو اوسکی تلاش کریگا اور تیری یار پر اوسکی آگاہی دشوار گذری
مطالعتك اياه واسره منك فهو تجسس قال ابن الجوزي لا ينبغي لاحد ان يسترق السمع على دار غيره ليسمع
اور وہ تجہسی اوسکو چہپاوی پس وہ بہی تجسس ہی ابن الجوزی کہتا ہی کسیکو نہیں چاہیی کہ غیر کی گہر پر کان لگاوی تا کہ باجون کی اواز سنی
صوت الاوتار ولا ان يتعرض للشم ليدرك رائحة الخمر ولا ان يمس ما ستر بثوب ليعرف ما هو ولا ان يستخبر الجيران
اور نہ سونگہنی کا قصد کری تا کہ شراب کی بو پالیوی اور نہ ٹٹولی جو کپڑی تلی ڈہک رکہا ہو کہ وہ کیا ہی اور نہ پڑوس کی خبر لیتا پہری
بما جرى فان فعل شيئا من ذلك يدخل في مذمة التجسس ومذمة قوله تعالى والذين يؤذون المؤمنين و
اونمین کیا گذرا اگر اسمین سی کچھ بہی کریگا تو وہ تجسس کی مذمت مین داخل ہوگا اور اس آیت کی مذمت مین اور جو لوگ تہمت لگاتی ہین مسلمان مردون کو اور
المؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبينا وروي عن ابن عمر انه عليه السلام صعد المنبر فنادى
عورتون کو بن کئی کام کی تو اوٹہایا اونہون نی بوجہہ جہوٹ کا اور صریح گناہ کا اور ابن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام منبر پر تشریف لی گئی پہر بلند آواز سی
بصوت رفيع فقال يا معشر من اسلم بلسانه ولم يفض الايمان الى قلبه لا تؤذوا المسلمين ولا تعيروهم ولا تتبعوا
پکار کر فرمایا ای وہ جماعت جو زبانی مسلمان ہو اور دلون مین ایمان کا اثر نہین ہی مسلمانون کو مت ستاؤ اور نہ عار دلاؤ اور نہ اونکی
عوراتهم فان من تتبع عورة اخيه تتبع الله عورته ومن تتبع الله عورته يفضحه ولو في جوف بيته
پوشیدہ عیب ڈہونڈو بیشک جو شخص اپنی بہائی کی چہپی عیب تلاش کرتا ہی اللہ تعالی اوسکی چہپی عیب ظاہر کرتا ہی اور جسکی چہپی عیب اللہ ظاہر کرتا ہی تو خوار کردیتا ہی اگرچہ
وقال بعض السلف من اراد ان يسلم من الغيبة فليسد على نفسه باب الظنون فان من سلم من الظن سلم من
اور بعضی متقدمین کا قول ہی جو شخص چاہی کہ غیبت کرنی سی سلامت بچی تو لازم ہی کہ اپنی اوپر بدگمانیون کا دروازہ بند کردی کیونکہ جو شخص بدگمانی سی بچ رہتا ہی وہ
التجسس ومن سلم من التجسس سلم من الغيبة ومن سلم من الغيبة سلم من الزور ومن سلم من الزور سلم من البهتان
تجسس سی بچ رہتا ہی اور جو تجسس سی بچا غیبت سی بچا اور جو غیبت سی بچا جہوٹ سی کا بچا اور جو جہوٹ سی بچا وہ بہتان سی بچا
فلو ظهر من مسلم علامة تدل على فساد لا يجوز عقد القلب عليها واساءة الظن بالمسلم بها لما روي انه عليه السلام
پہر اگر کسی مسلمان سی ایسی علامت ظاہر ہوجاوی کہ فساد پر دلالت کرتی ہو تو اوسکو دلمین بٹہا لینا اور اوسکی سبب مسلم پر بدگمانی جایز نہین ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام
قال ان الله تعالى حرم من المسلم دمه وماله وعرضه وان يظن به ظن السوء فلا يستباح ظن السوء الا بما يستباح
نی فرمایا بیشک اللہ تعالی نی مسلمان کا خون اور مال اور عزت اور اوسکی حق مین بدگمانیان کرنی حرام کردی ہین پہر بدگمانی اوسی طرح سی مباح ہوتی ہی جسطرح
به المال وهو بيقين عن مشاهدة او بينة عادلة وان خطر لك سوء الظن ولم يكن لك يقين ينبغي لك ان
اوسکا مال مباح ہوتا ہی یعنی یقین سی مشاہدہ ہوا ہو یا عادل گواہ ہون اور اگر تیری دلمین بدگمانی آئی اور تجہکو اوسپر یقین نہین ہی تو تجہکو لازم ہی کہ
تدفعه عن نفسك وتقرر عليها ان حاله مستور عندك فما رأيته منه من العلامة يحتمل الخير والشر فكيف
اوس خطرہ کو دلمین سی دور کردی اور اوسکو یون ٹہراوی کہ اسکا حال مجہسی پوشیدہ ہی اور جو علامت نظر آتی ہی وہ نیک اور بد دونو احتمال رکہتی ہی
تحكم عليه بالشر واما اذا اخبرك به عدل ومال قلبك الى تصديقه كنت معذورا لانك لو كذبته تكون
پہر بدی ہی کا کیون یقین کرتا ہی اور اگر اسکی خبر کوئی عادل تجہکو سنادی اور تیرا دل اوسکی تصدیق پر مایل ہو تو اب تو معذور ہی اسلئی کہ اگر تو اسکو جہوٹا کہی

جانيا عليه حيث ظننت به الكذب وهذا من سوء الظن ايضا فلا ينبغي لك ان تحسن الظن باحد و
تو اسكا گنهگار ہوتا ہی اسواسطی کہ اسکی حق مین گمان جہوٹا کیا یہہ بہی ایک بدگمانی ہی سو تجہکو لایق نہین ہی کہ ایک کی حق مین گمان اچہا اور

تسيئه بالاخر بل ينبغي لك ان تبحث عن حالهما هل بينهما عداوة ومحاسدة وتعنت املا فان كان بينهما
دوسری کی حق مین گمان برا کری بلکہ تجہکو یہہ چاہیی کہ ان دونو کا حال دریافت کری کہ آیا ان دونو مین دشمنی اور حسد اور سرکشی ہی یا نہین پہر اگر ان دونون مین

شيء منها يتطرق التهمة والشرع قد رد شهادة الاب العدل للتهمة فلك ان تتوقف عند ذلك ولا تحكم
کچہہ حسد وغیرہ ہو تو اب تہمت نی راہ پائی اور شرع نی تو عادل باپ کی گواہی کو بہی تہمت کی وجہ سی نہین مانا اب تجہکو چاہیی کہ کچہہ یقین نکری نہ جہوٹ اور نہ سچ

عليه بكذب ولا بصدق وتقول ما ذكر من حاله كان في ستر الله تعالى عندي وكان امره محجوبا عني وقد بقي كما
اور اوسکی حال مذکور کو کہنا چاہیی کہ وہ مجہسی اللہ تعالی کی پردہ پوشی مین ہی اور اوسکا حال مجہسی پوشیدہ ہی اور وہ ویساہی ہی جیسی تہا

كان لم ينكشف لي من امره شيء هذا اذا اخبرك عدل واحد واما اذا اخبرك عدلان فلا مجال لك من عدم تصد
تہا مجہکو اوسکا حال کچہہ معلوم نہین یہہ اوس صورت مین ہی کہ ایک عادل بیان کری اور اگر تجہکو دو عادل خبر دیوین تو اب تصدیق کرنی سی تجہکو کوئی علاج نہین

لانها حجة في الشرع لكن ينبغي ان يعلم ان الانسان لعدم كونه خاليا عن الخطاء والنقصان لا يوجد احد
کیونکہ یہہ دونو شرعی حجت ہین لیکن جاننا چاہیی کہ کوئی آدمی از بسکہ خطا اور نقصان سی خالی نہین ہوتا تو جو مؤمن ہوگا

من المؤمنين الا وله محاسن ومساوي فمن غلبت محاسنه على مساويه فهو يعد من الصلحين ولذلك قال
اوسکی حسنات بہی ہونگی اور جرایم بہی پہر جسکی خوبیان برائیون سی زیادہ ہون وہ صلحاء مین شمار کیا جاتا ہی اسیلئی

الامام الشافعي ما احد من المسلمين يطيع الله تعالى ولا يعصيه ولا احد من المؤمنين يعصي الله ولا يطيعه
امام شافعی نی کہا ہی کوئی مسلمان ایسا نہین ہی کہ سراسر اللہ کا مطیع ہو اور نافرمانی نکرتا ہو اور نہ کوئی ایسا مؤمن جو سراسر گناہ کرتا ہو اور کچہہ طاعت نکرتا ہو

فمن كان طاعاته اكثر من معاصيه فهو عدل في حكم الشرع فاذا كان مثل هذا عدلا في حق الله تعالى فكونه
پہر جسکی طاعات معاصی سی زیادہ ہون تو وہ شرع مین عادل ہی جب ایسا شخص حق اللہ مین عادل ہووی تو تیری نظرون مین

عدلا عندك اولى واحرى وروي ان رجلا اثنى على رجل عند النبي عليه السلام فلما كان من الغد ذمه فقال
اولی اور سزاوار تر ہی کہ عادل ہو اور روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام کی سامنی ایک کی ثنا اور تعریف کی جب اگلا دن ہوا تو اوسکو برا

والله لقد صدقت عليه بالامس وما كذبت عليه اليوم فانه ارضاني بالامس فقلت في حقه احسن ما علمت فيه
کہنی لگا اور کہا قسم خدا کی بیشک مین نی کل سچ عرض کیا تہا اور نہ آج جہوٹ کہتا ہون کل تو اوسنی مجہکو خوش کیا تہا سو مین نی اوسکی حق مین جو نیک معلوم تہا

واغضبني اليوم فقلت في حقه اقبح ما علمت فيه فقال النبي عليه السلام ان من البيان سحرا فكانه عليه السلام
کہدیا تہا اور آج اوسنی ناخوش کیا تو مجہکو جو برائی معلوم تہی وہ کہدی پہر نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک بعضی تقریر جادو ہی گویا نبی علیہ السلام کو

كره ذلك وشبهه بالسحر اذ ما من شخص الا ويمكن تحسين حاله وتقبيحها بما يوجد فيه من الخصال المحمودة والمذمومة
مکروہ معلوم ہوا اور جادو سی مشابہت دی کیونکہ ایسا کوئی نہین کہ اوسکی حال پر بلحاظ علامات نیک و بد کی تحسین یا تقبیح نہو سکی

المجلس السابع والثمانون في بيان النهي عن المصاحبة والمآكلة مع الفاسق

ستاسی مجلس ممانعت کی بیان مین فاسق کی صحبت اور ساتہہ کہانی سی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي هذا الحديث من حسان المصابيح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مت ساتہہ ہو سوا مؤمن کی اور مت کہانا دی سواء پرہیزگار کی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی

رواه ابو سعيد والمراد بالمؤمن المذكور فيه المؤمن الخاص الذي يقابله الفاسق كما في قوله تعالى افمن
ابو سعید کی روایت سی اور مؤمن سی مراد اس حدیث مین وہ مؤمن خاص ہی جسکی مقابلہ مین فاسق ہوتا ہی جیسی اس آیت مین بہلا ایک جو

كان مؤمنا كمن كان فاسقا لا يستوون فكانه عليه السلام قال لا تصاحب الا صالحا ولا تخالل الا تقيا فانه
جو کہ ایمان پر ہی برابر اوسکی جو کہ حکم ہی نہیں برابر ہوتی گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا مت ساتھ ہو سوا صالح کی اور دوستی مت کر سوا پرہیزگار کی بیشک

عليه السلام قد حذر المؤمن في هذا الحديث عن مصاحبة من ليس بتقي وزجره عن مخالطته ومواكلته
نبی علیہ السلام نی اسی حدیث میں مؤمن کو ناپرہیزگار کی صحبت سی ڈرایا ہی اور اسکی ملنی جلنی اور ساتھ کہانی سی منع کیا

لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة في القلب فيلزم ان يكون كما قال النبي عليه السلام في حديث رواه
اسلیے کہ ہمنشینی اور ملاقات سی دلمین الفت او محبت پیدا ہو جاتی ہی پہر یہہ ہی ہو کر رہی گا جیسا نبی علیہ السلام نی حدیث مین ابو ہریرہ کی روایت

ابو هريرة يحشر المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل يعني ان من كان صديقه صالحا يكون صالحا
سی فرمایا ہر شخص اپنی دوست کی دین پر اوٹہیگا اب ہر ایک خیال کر لی کسکو دوست بنا رکہا ہی مراد یہہ ہی جسکا دوست صالح ہوگا وہ بہی صالح ہوگا

ومن كان صديقه فاسقا يكون فاسقا فيدخل في عموم قوله تعالى الاخلاء يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين
اور جسکا دوست فاسق ہوگا وہ بہی فاسق ہوگا پہر اس آیت کی عام مضمون مین داخل ہوگا جتنی دوست ہین اوسدن دشمن ہونگی آپسمین مگر جو ہین ڈر والی

فان كل واحد من الاخلاء الغير المتقين يقول يوم القيمة يا ويلتى ليتني لم اتخذ فلانا خليلا يا ليت بيني وبينه بعد
بیشک ہر ایک دوست ناپرہیزگار قیامت کی دن یہہ ہی کہیگا ای خرابی میری کہین نہ پکڑی ہوتی مینی فلانی کی دوستی کسیطرح مجہہ مین اور اوسمین فرق ہو

المشرقين فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان لا يتخذ خليلا الا من يثق بدينه وامانته ويعرف صلاحه وتقواه اذ لا يصلح
مشرق اور مغرب کا سا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ دوست اوسی کو پکڑی جسکی دین اور امانت پر اعتماد کلی ہو اور اوسکی خوبی اور تقوی معلوم ہو کیونکہ ہر ایک

للصداقة كل احد بل لا بد ان يكون فيمن يؤثر صداقته عدة خصال الاولى العقل اذ لا خير في صداقة الاحمق لان
شخص دوستی کی قابل نہین ہوتا بلکہ ضرور ہی کہ جسکی دوستی پسند کرتا ہی اوسمین کئی خصلتین ہون اول عقل اسواسطی کہ احمق کی دوستی مین کچہہ خوبی نہین ہی

احسن احواله ان يضرك وهو يريد نفعك وترجع الى القطيعة والوحشة عاقبتها وان طالت مدتها ولذلك
اوسکا اچہی سی اچہا حال یہہ ہوتا ہی کہ بہلائی کرنی مین نقصان کر دی اور اوسکا انجام ترک ملاقات اور وحشت ہوگی اگرچہ دوستی پر مدت گذر جادی اسی لئی

قيل العدو العاقل خير من الصديق الاحمق والمراد من العاقل من يفهم الامور على ما هي عليه اما بنفسه او بتعليمه
کسیکا قول ہی دانا دشمن نادان دوست سی بہتر ہی اور عاقل سی مراد وہ ہی کہ امور کی حقیقت اور اصل کو سمجہتا ہو یا خود بخود یا سیکہہ سمجہہ کر

وتفهيمه وقد روي عن الحسن انه قال هجران الاحمق قربان الى الله تعالى وقال عيسى النبي عليه السلام اني
اور حسن سی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی احمق سی الگ رہنا اللہ تعالی کی قربت ہی اور عیسی نبی علیہ السلام کہتی ہین مین

ما عجزت من احياء الموتى وقد عجزت عن معالجة الاحمق والثانية حسن الخلق اذ لا خير في صداقة من لا يملك
مردی کو زندہ کرتا ہوا عاجز نہین ہوا پر احمق کی علاج سی لاچار ہو گیا ہون دوسری حسن خلق اسلئی کہ جو غصہ اور شہوت کیوقت اپنی قابو مین نہ رہی

نفسه عند الغضب والشهوة فان العاقل وان كان يدرك الاشياء على ما هي عليه لكن اذا غلبه الغضب والشهوة
تو اوسکی دوستی مین کیا خوبی ہی بیشک عاقل اگرچہ اشیاء کی اصل سی واقف ہوتا ہی پہ جب اوسپر غصہ اور شہوت غلبہ کریگی تو اپنا طرفدار

يطيع نفسه ويفعل ما يقتضيه هواه والثالثة الصلاح اذ لا خير في صداقة الفاسق لان من يرتكب الكبيرة لا يخاف الله
ہو دیگا اور وہی کام کریگا جو اوسکی خواہش ہی اور تیسری صلاح اسواسطی کہ فاسق کی دوستی مین کچہہ خیر نہین ہی کیونکہ جو شخص گناہ کبیرہ کرتا ہی تو خدا سی نہین ڈرتا

ومن لا يخاف الله تعالى لا يؤمن غائلته ولا يوثق بصداقته والرابعة الصدق اذ لا خير في صداقة الكذاب لان
اور جو خدا سی نہ ڈرتا ہو تو اوسکی بدی سی نہین بچا جاتا اور نہ اوسکی دوستی پر بہروسہ اور چوتہی صدق کیونکہ جہوٹی کی دوستی مین کوئی بہلائی نہین ہی کیونکہ

مثله مثل السراب يقرب اليك البعيد ويبعد منك القريب وتكون منه دائما على الغرور والخامسة الشجاعة اذ لا
اوسکی مثال ایسی ہی جیسی دہوکہا کہ تجہسی دور کو نزدیک کر دیتا ہی اور نزدیک کو دور اور ہمیشہ فریب دیتا رہیگا پانچوین مردانگی اسواسطی کہ ڈرپوک کی

فی صداقة الجبان لانه یترك نصرتك واعانتك عند الشدة ویخونك بل یختفی ویغیب عنك والسادسة الوفاء اذ
دوستی میں کچھ فائدہ نہیں ہی کیونکہ خوف اور سختی کی وقت تیری نصرت اور اعانت سی بیٹھ رہیگا اور تجھکو ڈراویگا بلکہ چھپ کر غائب ہوجائیگا چھٹی وفا اسواسطی

لاخیر فی صداقة من لا وفاء له ومعنی الوفاء الثبات علی المحبة والدوام علیها والمحبة الدائمة هی التی تکون فی الله لان
بیوفا کی دوستی میں کچھ فائدہ نہیں ہی اور معنی وفا کی محبت پر قایم اور دایم رہنا اور دائمی محبت وہ ہی ہوتی ہی جو خدا کی واسطی ہو اسلئی

ما یکون لغرض من الاغراض یزول بزوال ذلك الغرض فلا یتحقق الوفاء لان ما ینافی الوفاء لا یکون من الوفاء فمن الوفاء فی
کہ جو محبت کسی غرض کی واسطی ہوتی ہی تو جب غرض نکلجاتی ہی محبت بھی ہولیتی ہی پہر وفا کہاں کیونکہ جو وفا کی برخلاف ہو وہ وفا میں داخل نہیں ہی ایک وفا

حق صدیقه مراعاة جمیع اصدقائه واقاربه والمتعلقین به لان مراعاتهم اوقع فی قلبه من مراعاة نفسه فیکون
داری دوست کی یہہ ہی کہ اوسکی تمام دوستوں اور سگی سودہردل اور علاقہ داروں کی رعایت کری کیونکہ ان لوگوں کی رعایت اوسکی دلمیں بہت جگہ کرتی ہی بہ نسبت

فرحه بتفقد من یتعلق به اکثر لانه علی تعدی الحب منه الی من یتعلق به حتی قالوا ان الکلب الذی یکون فی باب دار صدیقه
اپنی رعایت کی پہر اوسکی خوشی اوسکی متعلقوں پر عنایت کرنی سی زیادہ تر ہوگی کیونکہ اسکی معلوم ہوتا ہی کہ اوسکی محبت بڑہ کی متعلقوں تک پہنچی ہی یہانتک کہ کہتی ہین کہ جو کتا دوست کی

ینبغی ان یتمیز فی قلبه عن سائر الکلاب ومن الوفاء ان لا یصادق عدو صدیقه اذ قال الامام الشافعی اذا اطاع صدیقك عدوك
دروازی پر ہو چاہی کہ دلمیں وہ بہی بہ نسبت اور کتوں کی ممتیز ہو اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ دوست کی دشمن سی دوستی نکری کیونکہ امام شافعی کہتی ہین جب تیرا دوست تیری دشمن کا

فقد اشترکا فی عداوتك ومن الوفاء ان لا یتغیر حاله فی التواضع مع صدیقه وان ارتفع شانه واتسعت ولایته وعظم جاهه
فرمان بردار ہو تو دونو تیری دشمنی مین شریک ہین اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ دوستکی تواضع کرنیمیں حال نہ بدل جاوی اگرچہ شان بلند اور ولایت فراخ اور مرتبہ عظیم ہو جاوی

ومن الوفاء ان یتورع عما یوجب الفرقة بینهما اذ من تمام الوفاء ان یکون شدید الجزع من المفارقة ولذلك قال بعض من السلف
اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ اسباب فرقت سی خوفناک رہی اسلئی کہ پوری دوستی یہہ ہی کہ مفارقت سی بہت ڈرتا ہو اور اسیلئی بعضی متقدمین نی کہا ہی

وجدت جمیع مصیبات الزمان هینة سوی مفارقة الاحباب وقال ابن المبارك الذ الاشیاء مجالسة الاحباب ومن الوفاء الموافقة
مین زمانہ کی تمام مصیبتوں کو سہل پاتا ہوں بجز جدائی دوستوں کی اور ابن مبارک کہتی ہین بڑی مزہ دار چیز دوستوں کی ہمنشینی ہی اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ

فیما لا یخالف الحق واما فیما یخالف الحق فی ما یتعلق بالدین فلیس من الوفاء الموافقة فیه بل من الوفاء المخالفة فیه والتنبیه علی ما هو الحق کما
جو حق کی برخلاف نہو اوسمیں ساتھ دی اور رہی وہ بات جو دینیات مین حق کی برخلاف ہو تو اوسمیں موافقت کرنی وفاداری نہیں ہی بلکہ اب مخالفت مین اور حق کی جتلانی مین وفا

حکی عن الامام الشافعی انه یواخی محمد بن الحکم وکان یبره ویقبل علیه ویقول ما یقیمنی بمصر غیره فلما رای الناس صدق
داری ہی چنانچہ امام شافعی سی حکایت کرتی ہین کہ وہ محمد بن الحکم سی الفت برادرانہ رکہتی تہی اور اوسکو پاس بٹہاتی اور اوسکی پاس جایا کرتی اور کہتی تہی کہ مجکو مصر مین اسکی سوا کوئی ہین

مودتهما ظنوا انه یفوض الیه امر مجلسه بعد وفاته فقالوا له فی مرضه الذی توفی فیه الی من تفوض امر مجلسك بعدك
جب لوگوں نی صدق مودت اسقدر دیکہا تو خیال کیا کہ اپنی وفات کی بعد اپنی مجلس کا خلیفہ اسی کو کرینگی سو لوگوں نی اون سی مرض الموت مین پوچہا اپنی بعد خلافت مجلس کی کسکو تفویض کرینگا

وکان محمد بن الحکم عند راسه واستشرف لیومی الیه فقال الشافعی سبحان الله یجلس مجلسی ابو یعقوب البویطی ومال اصحاب الشافعی
اور اوسوقت محمد بن الحکم بہی سرانی کہڑی تہی سو سامنی ہوی تاکہ اوسکی طرف اشارہ کردین تب امام شافعی نی کہا پاک ہی الله میری جگہہ ابو یعقوب البویطی بیٹہی اور شافعی کی تمام شاگرد

الی البویطی فانکر له محمد بن الحکم مع انه کان حمل عنه مذهبه کله الا ان البویطی کان افضل واقرب الی الزهد والورع فان بعض
بویطی کی طرف متوجہ ہوگئی سو محمد بن الحکم کو یہہ بات بری لگی باوجودیکہ اونسی تمام مذہب سیکہا تہا مگر بویطی افضل اور بڑا زاہد اور متورع تہا بیشک بعضا شخص

من یشتهر بالعلم والفضل بین الخلق قد یکون غیره افضل منه اما مطلقا او بخصوصیة فیه لکن لا یتفطن ذلك کثیر من الناس
جو خلقت کی اندر علم اور فضل مین مشہور ہوجاتا ہی بعضی وقت اور شخص وہ ہی افضل ہوا کرتا ہی یا ہر باب مین یا کسی خاص امر مین لیکن اس بات کو اکثر لوگ سمجہا نہیں کرتی

فیعرضون عن غیر المشهور ویشتغلون بالمشهور عندهم فیفوتهم تحصیل فضیلة من لیس بمشهور عندهم فنصح الامام الشافعی
تو اب غیر مشہور کو چہوڑ کر جو اونمین مشہور ہوتا ہی اودہر متوجہ ہوجاتی ہین سو اونسی اوس غیر مشہور کی فضیلت فوت ہوجاتی ہی سو امام شافعی نی واسطی الله کی اور مسلمانوں کی

لله تعالى والمسلمين واختار الافضل وترك المداهنة ولم يؤثر رضى الخلق على رضاء الله تعالى فلما توفي الامام
منفعت کی لئی خیر خواہی کی اور افضل کو پسند اور غلطی کو ترک کیا اور خلقت کی رضا مندی اللہ کی رضا مندی پر اختیار نکی پھر جب امام شافعی نی وفات کی
الشافعي انقلب محمد بن الحكم عن مذهبه ورجع الى مذهب ابيه ودرس كتب مالك واما البويطي فآثر الزهد و
تو محمد بن الحکم اونکی مذہب سی پھر کر اپنی باپ کی مذہب پر ہو گیا اور امام مالک کی کتابوں کا درس شروع کیا اور بویطی زہد اور خلوت لیکر عبادت مین
الخمول واشتغل بالعبادة ولم يعجبه الجمع والجلوس في الحلقة فظهر من هذا كله ان الصالح للصداقة من يجتمع فيه
مشغول ہوا اور اوسکو جماعت کا ہونا اور حلقہ مین بیٹھنا پسند نہ آیا اس تمام بیان سی ظاہر ہوا کہ دوستی کی لائق وہ ہی ہی جسمین یہہ خصلتین جمع ہون
هذه الخصال فان لم يجتمع فيه هذه الخصال فعليك باعتزال الناس جملة وملازمة بيتك اذ ليس للعاقل في
پھر اگر اوسمین یہہ خصال جمع نہون تو پھر تمام خلقت سی الگ ہو کر اپنی گھر کی اندر بیٹھا رہ اسلئی کہ عاقل کو اس زمانہ مین
هذا الزمان الا التحصن بالسكوت وملازمة البيوت وقد قال ابو سليمان الخطابي دع الراغبين في صحبتك والتعلم منك
سوائی خاموشی کی اور گھر مین بیٹھہ رہنی کی کوئی پناہ نہین ہی اور ابو سلیمان خطابی کہہ چکی ہین چھوڑ اپنی ہمنشینون اور شاگردون کو
فليس لك منهم صديق ولا رفيق اخوان العلانية واعداء السر اذا لقوك مدحوك واذا غبت عنهم اغتابوك من ياتيك
کہ انمین نہ تیرا کوئی دوست ہی اور نہ رفیق ظاہر کی بھائی ہین باطن مین دشمن جب ملین تعریف کرین اور جب تو اونسی غائب ہووی تو غیبت کرین برا کہین
منهم كان عليك رقيبا واذا خرج من عندك كان عليك خطيبا فلا تغتر بجمعهم لديك وتملقهم بين يديك
اونمین سی جو تیری پاس آتا ہی تو تیرا رقیب ہوتا ہی اور جب تیری پاس سی چلا جاتا ہی تو تیری بدگوئی کرتا ہی سو یہہ فریب نکہا نا کہ تیری پاس جمع ہوتی ہین اور تیری سامنی
فما غرضهم العلم بل غرضهم ان يتخذوك سلما الى اوطارهم وحمارا في حاجاتهم وان قصرت في غرض من اغراضهم
خوشامد کرتی ہین سو اونکی غرض علم نہین ہی بلکہ اونکی غرض یہہ ہی کہ تجھکو اپنی حاجات کا زینہ اور اپنی بوجہہ کا گدہا بار بردار بنالین اور اگر تو نی اونکی کسی غرض مین ذرہ قصور کیا
يكونون اشد اعدائك ويعدون ترددهم اليك منة عليك ويرونه حقا واجبا لديك ويعرضون عليك ان تبذل
تو پھر وہ تیری بڑی ہی دشمن ہین اور اپنی آمد رفت کو تیری اوپر احسان جتلاوین اور اوسکو تیری اوپر حق واجب سمجھین اور خواہش کرین کہ تو اپنی
لهم عرضك ودينك وتكون لهم تابعا خسيسا بعد ان كنت متبوعا رئيسا وقد روى عن ابن عمر انه عليه السلام قال
آبرو اور دین اونکی لئی کہو دی اور اونکا ادنی فرمان بردار بن کر رہی بعد اسکی کہ تو حاکم اور سردار تہا اور ابن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
الشيخ في قومه كالنبي في امته وانما يكون الشيخ في قومه كذلك لانه يعلمهم دينهم كما علم كل نبي امته دينهم ومن حق
کہ شیخ اپنی قوم مین ایسا ہی کہ نبی اپنی امت مین اور شیخ اپنی قوم مین اس مرتبہ پر اسلئی ہوتا ہی کہ اونکو دین سکہاتا ہی جیسی نبی اپنی امت کو دین سکہاتی تہی اور شاگرد پر استاد کا حق
المتعلم في حق من علمه خيرا ولو حرفا واحدا ان يحترمه ظاهرا وباطنا لكونه مثل ابيه بل هو اولى لما روى عن ابي هريرة انه
کہ خیر سکہائی ہو اگرچہ ایک حرف بتایا ہو یہہ ہی کہ ظاہر و باطن سی اوسکی عزت کری کیونکہ بجای باپ کی ہی بلکہ بہتر اسلئی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی
عليه السلام قال انما انا لكم مثل الوالد لولده وفي حديث آخر انه عليه السلام قال خير الآباء من علمك وسبب ذلك
علیہ السلام نے فرمایا مین تمہاری لئی ایسا ہون جیسی کہ بیٹی کی لئی باپ اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اچہا باپ وہ جو تجھکو علم سکہادی وجہ اسکی یہہ ہی
ان المعلم يقصد الانقاذ من نار الآخرة وهو اهم من انقاذ الابوين لولدهما من نار الدنيا ولذلك كان حق المعلم اعظم
کہ استاد آخرت کی آگ سی بچاتا ہی اور یہہ مقصود تر ہی اس سی کہ ماباپ اپنی اولاد کو دنیا کی آگ سی بچاتی ہین اور ایسی ہی اوستاد کا حق بہی ماباپ کی حق سی
من حق الوالدين فانهما وان كانا سببين للوجود والحيوة الفانية لكن لولا المعلم وافادته ما هو سبب للحيوة الاخروية
بڑا ہی کیونکہ ماباپ اگرچہ سبب وجود اور حیات فانی کی ہین لیکن اگر اوستاد اور اوسکی فائدہ رسانی نہوتی جس سی حیات اخروی دائمی حاصل ہوتی ہی
الدائمة لساق ما حصل من جهتهما الى الهلاك الدائم ثم انه لما كان مثل الاب يلزمه ان يجري المتعلم مجرى ابنه ويشفق
تو بیشک جو ماباپ کی جہت سی حاصل ہوا ہی ہمیشہ کو ہلاک کر دیتا پھر جب اوستاد بجائی باپ کی ہوا تو اوسکو لازم ہی کہ شاگرد کو بجای بیٹی کی سمجہی اوسپر شفقت کری

عليه ويمنعه عن تجاوز مرتبته الى مرتبة لم يستحقها ولم يجئ اوانها ويبين له ان المقصود من العلم تحصيل سعادة
اور ایسا مرتبہ لینی سی جسکا وہ ابہی مستحق نہین ہی اور اوسکا ابہی وقت نہیں آیا منع کری اور اوس سی بیان کردی کہ علم سی سعادت اخروی مطلوب ہوتی ہی

الاخرة لا طلب الرياسة والمفاخرة كما حكى ان ابا يوسف لما عقد مجلسا للتدريس من غير اعلام ابي حنيفة ارسل
ریاست اور عزت مطلوب نہیں ہوتی چنانچہ حکایت ہی کہ ابو یوسف نی جب مدرسہ بدون اطلاع امام ابو حنیفہ کی تجویز کیا تو امام نی اونکی پاس آدمی بہیجا

اليه ابو حنيفة رجلا ليسأله عن عدة مسائل من جملتها انه سأله عن قصار جحد الثوب ثم جاء به مقصورا هل يستحق
تاکہ اونسی چند مسئلہ پوچھا آدمی اونین ایک یہہ مسئلہ پوچھا ایک دہوبی ہی کپڑی کا منکر ہوگیا پہر دہو کرلی آیا تو آیا وہ اجرت کا مستحق ہی

الاجرام لا فقال ابو يوسف يستحق فقال الرجل خطأت فقال لا يستحق فقال اخطأت فتحير ابو يوسف فقال الرجل ان كانت
یا نہین ابو یوسف نی کہا مستحق ہی اوس شخص نی کہا غلط پہر کہا مستحق نہیں پہر اوس شخص نی کہا غلط پہر ابو یوسف حیران ہوئی تو اوس شخص نی کہا

القصارة قبل الجحود يستحق والا فلا وهكذا اخطاه في كل ما اجاب من سائر المسائل فعلم ابو يوسف قصوره فعاد الى
اگر انکار کرنی سی پہلی دہو چکا ہی تو اجرت کا مستحق ہی اور نہین تو نہین اسیطرح تمام مسائل کی جواب مین غلطی پکڑی اب ابو یوسف اپنا قصور پاگئی پہر امام کی پاس

ابي حنيفة وحين جاء قال له ابو حنيفة ما جاء بك الا مسئلة القصار فانك زببت قبل ان تحصرم سبحان الله
حاضر ہوئی اور جب وہ آئی تو ابو حنیفہ نی کہا تجہکو صرف دہوبی کا مسئلہ لایا ہی بیشک تونی انگور پختگی سی پہلی توڑا سبحان اللہ

من رجل يعقد مجلسا ويتكلم في دين الله ولا يحسن مسئلة في الاجارة ثم قال من ظن انه استغنى عن التعلم فليبك
ایک شخص مجلس بنا کر اللہ کی دین مین گفتگو کری اور اجارہ کا مسئلہ بہی ٹہیک نہین آتا پہر فرمایا جسکو یہہ خیال ہو کہ علم سیکہنی کی مجکو حاجت نہیں تو وہ

على نفسه وكان سبب انفراده على ما ذكر في مناقب الكردري انه مرض مرضا شديدا فعاده الامام فقال لقد كنت
اپنی جان کو رووی اور سبب ابو یوسف کی جدا ہونیکا موافق مذکور مناقب کردری کی یہہ ہی کہ وہ سخت بیمار ہوئی امام اونکی عیادت کو گئی اور فرمایا مجکو تجہ سی امید تہی

اؤملك بعدي للمسلمين ولئن اصبت ليموتن علم كثير فلما برأ اعجب بنفسه وعقد مجلس الامالي ولم يتفطن ان في قول
کہ میری بعد مسلمانون کا رئیس اور پیشوا ہوتا اور اگر تو مرگیا تو بہت علم مرجاوینگی پہر جب وہ اچہی ہوگئی تو اپنی دلمین خوش ہوئی اور مدرسہ تیار کیا اور یہہ نسمجہی کہ امام کا

الامام لقد كنت اؤملك بعدي للمسلمين اشارة الى ان المتعلم لا ينبغي له ان يستبد بنفسه في زمن استاذه بلا اذن
مجکو امید تہی کہ میری بعد مسلمانون کا بیشک رئیس اور پیشوا ہوتا اشارہ ہی کہ شاگرد کو نہیں چاہئی کہ اپنی آپ اوستاد کی سامنی بی اذن مستقل ہوجاوی

منه ثم لما علم قصوره ترك مجلسه وعاد الى ابي حنيفة واشتغل بالتعلم منه قال ابن المبارك لا يزال المرء عالما ما
پہر اونکو جب اپنا قصور ثابت ہوا تو وہ مجلس نو تیار چہوڑی اور امام ابو حنیفہ کی پاس آکر پڑہنا شروع کیا ابن المبارک کہتی ہین کہ آدمی ہمیشہ عالم رہتا ہی

طلب العلم فاذا ظن انه علم فقد جهل وقال الامام الغزالي في الاحياء كل متعلم استبقى لنفسه رأيا واختيارا وراء اختيار
جبتک علم طلب کرتا ہی پہر جب یہہ خیال بندہا کہ مین سیکہہ چکا تو اب جاہل ہوا اور امام غزالی احیاء مین کہتی ہین جو شاگرد اپنی کوئی رای تجویز کرکر علاوہ

المعلم فاحكم عليه بالخسران

المجلس الثامن والثمانون في بيان افضل الاعمال الحب في الله والبغض في الله

اوستاد کی رای کی پسند کری تو اوسکو خاسر سمجہ لو
اٹہاسی مجلس افضل اعمال کی بیان مین کہ محبت برای خدا اور بغض برای خدا ہی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الاعمال الحب في الله والبغض في الله هذا الحديث من حسان المصابيح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اچہی سی اچہا عمل للہ دوستی اور للہ دشمنی ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین

رواه ابو ذر وفيه اشارة الى ان المؤمن لا بد له ان يكون له اصدقاء يحبهم في الله تعالى واعداء يبغضهم في الله
ابو ذر کی روایت سی اور اسمین یہہ اشارہ ہی کہ مؤمن کی لئی بالضرور بعضی دوست ہوا کرین کہ برای خدا انکو محبوب رکہا کری اور بعضی دشمن کہ برای خدا

فانه اذا احب احدا لكونه مطيعا لله تعالى فلا بد له ان يبغضه عند كونه عاصيا لله تعالى لان من يكون محبوبا لسبب
اونکو مبغوض رکہا کری بیشک اگر کسیکو اللہ کا فرمان بردار دیکہہ کر محبوب رکہیگا تو پہر بالضرور اوسکو مبغوض رکہیگا جب وہ اللہ کی نافرمانی کریگا اسلئی کہ جو شخص کسی سبب سے

فبالضرورة يكون مبغوضاً لضده وهو مطرد في الحب والبغض لكن كل واحد منهما دفين في القلب انما يترشح
محبوب ہو جاتا ہے تو بالضرور اوسکا خلاف فاسق ویسا ہی مبغوض ہو جاویگا اور آدمی محبت اور بغض میں یکساں ہوتا ہے لیکن حب اور بغض دونوں دل میں گڑے ہوتا
عند الغلبة اذ عند غلبة الحب يظهر افعال المحبين من المقاربة والموافقة ويسمى موالاة وعند غلبة البغض
اور غلبہ کی حالت میں ظاہر ہو جاتے ہیں اسلئے کہ محبت کے غلبہ میں دوستوں کی سی افعال ہونی لگتی ہیں مقاربت اور موافقت اسی کو دوستی کہتے ہیں اور بغض کی حالت میں
يظهر افعال المبغضين من المباعدة والمخالفة ويسمى معاداة فان قيل باي طريق يمكن اظهار البغض فالجواب
عداوت کی سی افعال ہونی لگتی ہیں دوری اور مخالفت اسکا نام دشمنی ہے اگر کوئی پوچھے بغض کو کسطور پر ظاہر کرے تو جواب یہہ ہے
ان اظهاره لا يخلو اما ان يكون في القول او في الفعل اما في القول فيكون تارة بكف اللسان عن مكالمته ومحادثته
کہ بغض کا اظہار دو حال سے خالی نہیں یا تو گفتگو میں ہوگا یا کاروبار میں گفتگو میں تو بعضے وقت اوسکے ساتھ بولنے اور بات چیت سے رکنا
وتارة بتغليظ القول عليه واما في الفعل فيكون تارة بقطع السعي في اعانته وتارة بالسعي في اساءته وافساد اربه
اور کبھی سخت بولنا اور کاروبار میں کبھی تو اوسکی امداد میں تندہی نکرنی اور کبھی اوسکی بگاڑ کی اور اوسکا مقصد خراب کرنے کی سعی
فيما يفسد عليه طريق المعصية لا فيما لا يؤثر فيه وهذا اذا صدر عنه المعصية على طريق القصد كبيرة كانت او
اسطور کہ اوسکے لیے طریقہ معصیت کا باقی نہ رہے نہ ایسا افساد کہ طریق معصیت میں اثر نکرے اور یہہ اوس صورت میں ہے کہ معصیت قصداً کرتا ہو کبیرہ ہو یا
صغيرة واما ما جرى مجرى الهفوة التي يعلم انه نادم عليها غير مصر عليها فالاولى فيه الاغماض والستر لا سيما اذا كانت
صغیرہ اور جو گناہ کہ قایم مقام لغزش کی ہو کہ معلوم ہوتا ہو وہ اسپر شرمندہ ہے اصرار نہیں کرتا تو اسمیں اولی یہہ ہے کہ چشم پوشی اور پردہ پوشی کرے خاص کر اوس
معصية بالجناية على حقك او حق من يتعلق بك فعدم الاعتراض حسن لان العفو عمن ظلمك واساء اليك
کہ وہ معصیت تیری حق میں یا تیری کسی متعلق کی حق میں ظلم ہو تو اب اوسکی درگذر ہی اچھی ہے کیونکہ درگذر کرنا ایسے سے جو تجھپر ظلم کرے اور تیری ساتھ برائی
من اخلاق الصديقين واما من ظلم غيرك وعصى الله تعالى به فعدم الاعتراض عنه احسان اليه فلا يحسن الاحسان
کرے صدیقین کی عادت ہے اور جو شخص اوروں پر ظلم اور اللہ کی نافرمانی کرے تو اب باز پرس نکرنا اوسپر احسان ہے سو ایسے پر احسان کرنا اچھا نہیں ہے
اليه لان الاحسان اليه اساءة الى المظلوم وحق المظلوم اولى بالمراعاة وتقوية قلبه بالاعراض عن الظالم احب
کیونکہ اسپر احسان کرنا مظلوم کی حق میں برا ہے اور رعایت مظلوم کی حق کی اولی ہوتی ہے اور مظلوم کا دل ظالم سے اعراض کر کر قوی کرنا
الى الله تعالى من تقوية قلب الظالم وقد اتفق السلف على اظهار البغض والعداوة للظلمة والمبتدعة وكل من عصى الله
اللہ تعالی کو ظالم کی تقویت سے زیادہ تر محبوب ہے اور متقدمین سب متفق ہیں کہ ظالم اور بدعتیوں کی ساتھ اور اور جو کوئی خدا کی ایسی نافرمانی کرتا ہو
بمعصية متعدية منه الى غيره واما من عصى الله تعالى في حق نفسه فقد اختلفوا فيه فمنهم من نظر اليه بنظر
کہ اوسکا اثر غیر تک پہنچے اوسکے ساتھ بغض اور عداوت ظاہر کیا کرے اور رہا وہ شخص کہ گناہ کا وبال صرف اپنی جان پر لیتا ہے تو اسمیں اختلاف ہے سو بعضے تو اوسکی طرف بنظر
الرحمة ولم يعرض عنه ومنهم من شدد الانكار عليه واختار المهاجرة عنه لقوله تعالى لا تجد قوما يؤمنون بالله
رحمت دیکھتے ہیں بیزار نہیں ہوتے اور بعضے اوسپر بہت تشدد کر کر اوس سے مہاجرت اختیار کرتے ہیں بدلیل اس آیت کی تو نہ دیکھے گا کوئی لوگ جو یقین رکھتے ہوں اللہ
واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا آباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشيرتهم فدلت الآية على ان
اور پچھلی دن پر پھر دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ کی اور اوسکی رسول کی اور گو وہ اپنی باپ ہوں یا اپنی بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنی گھرانے کی سو یہہ آیت دلالت کرتی ہے
من يرتكب المعاصي والمنكرات يجب هجره ولو كان من الاقرباء ويكون هذا الهجر على وجه العقوبة والتاديب
کہ جو شخص معاصی اور منکرات پر عمل کرتا ہے اوسے الگ رہنا واجب ہے اگرچہ سگا سو دہرا ہووے اور یہہ چھوٹ جانا بطور سزا اور تادیب کی
بمنزلة التعزير واما النظر اليه بنظر الرحمة فيفضي الى المداهنة لان اكثر البواعث على الاعضاد على المعاصي المداهنة
بجای تعزیر کی ہوتی ہے اور اوسکی طرف نظر رحمت سے دیکھنا دین میں سستی پیدا کرتا ہے اسلئے کہ اکثر اسباب گناہ کی امداد کی یہہ ہی ہیں مداہنت

ومراعاة القلوب والخوف من نفرتها ووحشتها فيظن الغبي الاحمق انه ينظر اليه بنظر الرحمة ومحل ذلك انه ان

اور دلداری کرنی اور نفرت اور وحشت سے خوف کرنا اب احمق نافہم یہہ خیال کرتا ہے کہ میری طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور اسکا امتحان یہہ ہے کہ اگر

كان يترحم عليه عند جنايته على حقه ويقول هذا شئ قد قدر له فكيف لا يفعله والقدر لا ينفع منه الحذر

یہہ حال ہوتا کہ اوسپر اپنی حق میں تعدی کرنی سے رحمت کر کر یہہ کہتا کہ تقدیر سے یوں ہی ہونا تہا یہہ کیونکر نہ کرتا اور تقدیر سے نہیں بہاگا جاتا

يصلح ان يترحم عليه عند جنايته على حق الله تعالى وان كان يغتاظ عليه عند جنايته على حقه ويترحم عليه

تو مضائقہ نہیں کہ اوسپر حقوق الٰہی میں تعدی کرنی پر رحم کرے اور اگر اپنی حق تلفی پر غیظ و غضب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی گناہ پر

عند جنايته على حق الله تعالى فهو مداهن مغرور بكيد الشيطان فان قيل العصاة والفساق على مراتب

رحمت کرتا ہے تو یہہ ضعیف الایمان شیطان کی مکر میں پہنسا ہوا ہے اور اگر کوئی پوچہے گنہگار اور فاسق مختلف

مختلفة فهل يسلك في جميعهم مسلكا واحدا ام لا فالجواب ان المخالف لامر الله تعالى لا يخلو اما ان يكون في اعتقاده

درجہ کی ہوتی ہیں پہر کیا سب کی ساتہہ ایکہی طریقہ برتے یا نہیں تو جواب یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکم کا مخالف دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو اعتقاد میں ہے

او في عمله والمخالف في الاعتقاد ثلثة اقسام الاول الكافر وهو ان كان حربيا يستحق القتل والاسترقاق وان كان

یا عمل میں ہے اور جو اعتقاد میں مخالف ہے تین قسم پر ہے اول تو کافر اور کافر اگر حربی ہے تو لایق قتل اور غلام بنانی کی ہے اور اگر

ذميا لا يجوز ايذاؤه الا بالاعراض عنه والكف عن مخالطته ومعاملته ويكره كراهة شديدة تكاد تنتهي الى

ذمی ہے تو اوسکا ستانا جایز نہیں ہے مگر کم توجہی سے اور مخالطت اور معاملہ ترک کرنی سے اور سخت مکروہ ہے بلکہ قریب حرام کی ذمی کی

التحريم الانبساط معه والاسترسال اليه كالاسترسال الى الاصدقاء والثاني المبتدع الذي يدعو الى بدعته فان

ساتہہ خوشیاں منانی اور تحفہ بہیجنا جیسے دوستوں کو بہیجا کرتے ہیں اور دوسرا بدعتی جو اور کو بدعت سکہاوے بیشک

بدعته ان كانت بحيث يكفر بها فامره اشد من الذمي لانه لا يقر بجزية ولا يسامح بعقد الذمة وان كانت مما

اوسکی بدعت اگر ایسی ہے کہ اوس سے کافر ہو جاتا ہے تو اوسکا حال ذمی سے بدتر ہے اسلئے کہ بدعتی نہ اقرار جزیہ کا کرتا ہے اور نہ پروا ذمی ہونی کی کرتا ہے اور اگر بدعت

لا يكفر بها فامره بينه وبين الله تعالى اخف من امر الكافر لا محالة الا ان الانكار عليه اشد منه على الكافر لان شر

ایسی نہیں ہے جو کافر کر دے تو اوسکا معاملہ اللہ سے بہ نسبت کافر کی بہت سہل ہے مگر اتنا ہے کہ بدعتی سے متارکت بہ نسبت کافر کی زیادہ کرنی چاہیے اسلئے کہ کافر

الكافر غير متعد لان المسلمين لا يلتفتون اليه ولا يقبلون قوله لكونه كافرا واما المبتدع الذي يدعو الى بدعته و

کا کفر اوروں میں اثر نہیں کرتا کیونکہ مسلمان ادہر متوجہ نہیں ہوتے اور کافر سمجہ کر نہ اوسکا کہا مانتے ہیں اور رہا بدعتی جو اوروں کو بدعت سکہاوے اور

يزعم ان ما يدعو اليه حق فهو سبب لغواية الخلق فشره متعد فالاستحباب في اظهار بغضه ومعاداته والانقطاع

کہے جو میں کہتا ہوں حق ہے سو یہہ شخص خلقت کو گمراہ کر دیگا اسکی بدی بڑہنی والی ہے ایسے سے بغض اور عداوت ظاہر کرنی اور اوسکو ترک کرنا

عنه والتشنيع عليه ببدعته وتنفير الناس عنه وان سلم في ملا فترك الجواب اولى تنفيرا للناس عنه وتقبيحا للبدعة

اور بدعت میں اوسکی شناعت کرنی اور لوگوں کو اوس سے متنفر کرنا مستحب ہے اور اگر مجمع میں سلام کرے تو جواب نہ دینا بہتر ہے تا لوگوں کو نفرت اور بدعت کی برائی ظاہر ہو

لان جواب السلام وان كان واجبا لكن يسقط بادنى غرض وغرض الزجر عن البدعة اهم والثالث المبتدع العامي الذي

اسلئے کہ سلام کا جواب اگرچہ واجب ہے پر ادنی غرض سے ساقط ہو جاتا ہے اور بدعت کی ممانعت تو بڑی ضروری غرض ہے اور تیسرا گہٹیل بدعتی جو

لا يقدر على الدعوة فالاولى ان لا يفاتح بالتغليظ والاهانة بل ينبغي ان يتلطف به في النصح لان قلوب العوام سريعة

اور کو نہیں سکہا سکتا تو بہتر یہہ ہے کہ پہلے ہی اوسکی تغلیظ اور اہانت نکریں بلکہ یوں چاہیے کہ اوسکو نرمی سے نصیحت کریں کیونکہ عوام کی دل جلد

التقلب فان لم ينفع النصح وكان في الاعراض عنه تقبيح لبدعته في عينه يتاكد الاستحباب في الاعراض عنه لان

پلٹ جاتے ہیں پہر اگر نصیحت نما نے اور اوسکی نظر میں کم توجہی سے بدعت کی اہانت ہوتی ہو تو اب اودہر متوجہ نہونا زیادہ تر مستحب ہے اسواسطے

البدعة

البدعة اذا لم يبالغ في تقبيحها انتشر بين الخلق ويعم فسادها ولذلك قال الشيخ علاء الدين [illegible] المسلم
کہ بدعت کو اگر خوب نکیر نہ کرین تو خلقت بیچ مروج اور اوسکا فساد پہیل جاتا ہی اور اسیواسطی شیخ علاء الدین سمنانی کہا ہی کہ مرد مسلمان کو چاہئے
اذا رای رجلا يتعاطى شيئا من الاهواء والبدع ويتهاون بشيء من السنن ان يهجره ويتبرأ منه ويتركه حيا وميتا ولا
کہ جب کسیکو کچھ متعاطی ہوا و ہوس اور بدعت کا کرتا دیکھی یا کسی سنت مین سستی کرتا پاوی تو اوس سی الگ رہی اور بیزار ہو جاوی اور جیتا مرتا سب چھوڑ دی
يسلم عليه اذا لقيه ولا يجيبه اذا ابتدأ بالسلام عليه الى ان يترك بدعته ويرجع الى الحق وان مات لا يشيع جنا[زته]
اور جب ملی تو سلام نکری اور اگر وہ سلام کری تو اوسکا جواب نہ دی یہان تک کہ بدعت سی باز آوی اور حق کی طرف متوجہ ہو دی اور اگر وہ مرجاوی تو جنازہ کی
والنهي عن الهجران فوق ثلث ليال انما هو فيما يقع بين الرجلين من جهة التقصير في حقوق الصحبة والعشرة
اور ممانعت ہجران تین دن سی زیادہ کی جو آئی ہی تو اوس صورت مین ہی کہ دو شخصون مین بسبب کچھ ادائی حقوق ملاقات اور حق عشرت کی ہو جاوی
دون ما كان في حق الدين فان هجران اهل الاهواء والبدع دائم الى ان يتوبوا فقد مضت الصحابة والتابعون و
او سمین نہین جو واسطی حق دین کی ہو بیشک متارکت اہل ہوا اور بدعتیون کی ہمیشہ کو ہی یہان تک کہ توبہ کرین بیشک تمام صحابہ اور تابعین اور
اتباعهم وعلماء السنة على هذا مجمعين متفقين على معاداة اهل البدعة وهجرانهم وعن سهل في تفسير قوله تعـ[الى]
تبع تابعین اور علماء اہل سنت اس حکم پر مجتمع اور متفق ہو چکی ہین کہ اہل بدعت سی دشمنی کرنی چاہئی اور انکو چھوڑ دینا چاہئی اور سہل سی اوس آیت کی تفسیر مین
لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الاخر يوادون من حاد الله ورسوله انه قال من صحح ايمانه واخلص توحيده فانه لا
آیا ہی تو نہ دیکھیگا کوئی لوگ جو یقین رکھتی ہون اللہ پر اور پچھلی دن پر پھر دوستی کرین ایسونسی جو مخالف ہوئی اللہ کی اور اوسکی رسول کی کہ کہا جسنی اپنا ایمان صحیح کیا اور
يجالس مع مبتدع ولا يؤاكله بل يظهر له من نفسه العداوة والبغضاء ومن داهن مبتدعا سلب الله تعالى عنه
تو وہ بدعتی کی ساتھہ نہ بیٹھی اور نہ ساتھہ کہاوی بلکہ اپنی طرف سی اوسکی حق مین دشمنی اور بغض ظاہر کری اور جسنی بدعتی کی ساتھہ مداہنت کی تو اللہ تعالی اوس سی
حلاوة اليقين ومن اجاب الى مبتدع لطلب العز والغنى في الدنيا اذله الله تعالى بذلك العز وافقره بذلك الغنى
حلاوت یقین کی لی لیتا ہی اور جسنی بدعتی کو واسطی تلاش عزت اور تونگری دنیا کی مقبول رکھا اللہ تعالی اوسکو اوس عزت مین خوار اور اوس تونگری مین مفلس کریگا
ومن ضحك في وجه مبتدع ينزع الله تعالى نور الايمان من قلبه وعن الثوري من سمع من مبتدع لم ينفعه الله تعالى
اور جو شخص بدعتی کو دیکھکر خوش ہوتا ہی تو اللہ تعالی ایمان کا نور اوسکی دل مین سی نکال لیتا ہی اور ثوری سی روایت ہی جسنی بدعتی کی بات سنی تو اللہ تعالی اوس بات سی
بما سمع ومن صافحه فقد نقض عروة الاسلام وعن فضيل من احب صاحب بدعة احبط الله تعالى عمله واخرج نور الاسلام
فائدہ نہین دیتا اور جو اوس سی مصافحہ کرتا ہی تو توڑ دیتا ہی نور اسلام کا اور فضیل سی روایت ہی جو بدعتی کو دوست رکھی اللہ تعالی اوسکی اعمال حبط کرتا ہی اور اسلام کا نور
من قلبه وعنه من جلس مع صاحب بدعة فاحذره وعنه اذا رايت مبتدعا في طريق فخذ طريقا اخر وقال الفضيل
اوسکی دل سی نکال دیتا ہی اور اوسی سی روایت ہی جو شخص بدعتی کا ہمنشین ہو تو اوس سی بچو اور اوسیسی یہ روایت ہی اگر تو بدعتی کو کسی راہ مین دیکھی تو اور راہ اختیار کر اور فضیل
من زار صاحب بدعة خرج نور الايمان من قلبه واما العاصي بفعله وعمله لا باعتقاده فهو الذي يفسق في نفسه بشرب
کہتی ہین جو شخص بدعتی سی ملنی گیا تو ایمان کا نور اوسکی دل مین سی نکل جاتا ہی اور گنہگار فعل اور عمل مین بدون اعتقاد کی سو وہ ہی جو اپ اپنی ذات سی بدکاری شراب
الخمر او ترك الواجب او مقارفة محظور يخصه ولا يتعدى منه الى غيره فانه ان صود[ف] وقت مباشرته المنكر يجب منعه
پیکر یا کوئی واجب ترک کرکر یا امر محظور کو چھوڑ کر جو اوسکی ساتھہ خاص ہی اور وہ فسق اور مین اثر نکرتا ہو سو ایسی شخصکو اگر عین اوس عمل منکر مین پاوین تو اوسکی ممانعت واجب ہی
بما يمتنع منه ولو بالضرب او بالقتل عند القدرة لكون النهي عن المنكر واجبا ووجوبه لا يختص بالولاة بل يجوز
جسطور منع کیا جاوی اگرچہ مار پیٹ سی یا قتل سی اگر قدرت ہو کیونکہ ممانعت امر منکر کی واجب ہی اور منکر کی ممانعت کچھ نری حاکم پر واجب نہین ہی بلکہ
لكل واحد من احاد الرعية اقامته بالقول والفعل على حسب استطاعته سواء كان حرا او عبدا او امراة لكن ينبغي
عوام رعایا مین سی ہر ہر شخصکو ضرور ہی کہ ممانعت کری زبانسی اور ہاتھہ سی موافق طاقت کی برابر ہی کہ حر ہو یا غلام یا عورت لیکن چاہئی

ان يكون بالتدريج من الاغلظ الى الاغلظ بحسب حال المنكر كما ذكر في المحيط ان من راى غيره مكشوف الركبة
کہ تدریج کی ساتھہ ہووی کہ پہلی کچھہ سختی پھر زیادہ سختی معصیت کی حال کی موافق چنانچہ محیط میں مذکور ہی کہ جسنی کسیکو گھٹنا کھولی ہوئی دیکھا

ينكر عليه برفق ولا ينازعه ان لج وفي الفخذ ينكر عليه بعنف ولا يضربه ان لج وفي السوءة يضربه وان لج يقتله
تو نرمی سی منع کردی اوس سی جھگڑا نکری اگر وہ اصرار کری اور ران کھلی ہوئی میں سختی سی منع کری اور ماری نہیں اگر وہ درشتی کری اور شرمگاہ میں اوسکو ماری اور اگر درشتی کری تو قتل

وهكذا الحكم في سائر المنكرات عند الاستطاعة وعند عدم الاستطاعة ينبغي له ان يكون حزينا مغتما اذ
اور تمام معاصی میں بروقت طاقت کی یہی حکم ہی اور بی طاقتی کی حالت میں چاہیئی کہ دل سی بیزار اور غمناک ہووی اسلئی

قد ورد في الحديث انه عليه السلام قال ياتي على الناس زمان يذوب قلب المؤمن فيه كما يذوب الملح في الماء لكثرة ما
کہ حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہی کہ مؤمن کا دل ایسا گھل جاویگا جیسی نمک پانی میں گھل جاتا ہی معاصی کی کثرت

يرى من المنكرات ولا يقدر على دفعها وروى عن ابي هريرة ان رجلا يتعلق برجل يوم القيمة وهو لا يعرفه فيقول له
جو دیکھیگا اور منع کرنی کی قدرت نہوگی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ ایک شخص قیامت کی دن کسیکا دامن گیر ہوگا اور وہ اوسکو نہ پہچانتا ہوگا کہیگا تو

ما لك تتعلق بي وما رايتك قط فيقول بلى قد رايتني يوما على منكر فلم تغيره فهذا امر خطر قلما يقع السلامة منه اذ نظهر
مجھسی کیوں لپٹتا ہی میں نی تجھکو کبھی نہیں دیکھا وہ کہیگا ہاں تو نی مجھکو ایکدن معصیت پر دیکھا پر منع نہیں کیا اب یہہ بات بڑی مشکل ہی اس سی نہیں بچا جاتا کیونکہ

في كل حين وزمان كثير من المنكرات ولا تغيير بل يقع السكوت عنها لاستيناس النفوس بها ولهذا قال بعض العلماء والله
ہر وقت دمبدم بہتیری منکرات عمل میں آتی ہیں اور کچھہ روکتی نہیں بلکہ چپ رہنا پڑتا ہی کیونکہ معاصی دلوں میں مانوس ہوگئی ہیں اسلئی بعضی علما کا قول

ما ابالي بكثرة المنكرات والبدع وانما ابالي واخاف من تانيس القلوب بها لان الاشياء اذا توالت مباشرتها انستها النفس
ہی مجھکو منکرات اور بدعت کی کثرت کا کچھہ خوف نہیں مجھکو تو بڑا خوف یہہ ہی کہ دلین محبوب نہو جاوین کیونکہ جو چیزین بار بار عمل مین آتی ہین تو نفس کو محبوب ہو جاتی

والنفس اذا انست شيئا قل ان تتاثر له ويوضحه الحديث الوارد في تغيير المنكر وهو ما روي عن ابي سعيد انه
اور نفس کو جو چیز محبوب ہوتی ہی تو کم چھوڑتا ہی اسکی تفصیل وہ حدیث ہی جو تغیر منکرات مین آئی ہی ابو سعید سی روایت ہی کہ نبی

عليه السلام قال من راى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلك
علیہ السلام نی فرمایا اگر کوئی تم مین سی منکر دیکھی تو لازم ہی کہ ہاتھہ سی روکی اور اگر طاقت نہو تو زبان سی اور اگر طاقت نہو تو دل سی اور یہہ

اضعف الايمان فانه عليه السلام اخبر في هذا الحديث ان التغيير بالقلب اضعف الايمان وهو ما يجده المؤمن
ضعیف ایمان ہی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں یہہ خبر دی ہی کہ دل سی بیزار ہونا ضعیف ایمان ہی یعنی مؤمن جو اپنی دلین اوس کام کی

في قلبه من البغض لذلك الفعل المرئ وانزعاجه وقلقه وهو في الغالب انما يحصل فيما يندر وقوعه واما
مشاہدہ سی بغض اور اوسکا اوکھاڑنا اور دفع کرا پاتا ہی اور ایسی حالت دلی اغلب اوس کام میں ہوتی ہی جو گاہی گاہی ہوتا ہی اور

الاشياء التي تشاهد في كل حين وزمان فتستانسها النفس فلا يوجد في القلب القلق والانزعاج الذي هو اضعف
جو کام ہر وقت اور ہر لحظہ دیکھنی مین آتی ہین سو نفس سی مانوس ہو جاتی ہیں پھر اوسکا کچھہ قلق اور دفعیہ کہ وہ اضعف الایمان تہی

الايمان واذا لم يوجد في القلب اضعف الايمان فماذا يرجى ان يوجد فيه ويزيده ايضاحا ما ذكر في قوت القلوب
وہ بھی دلین نہیں رہتا اور جب دلین اضعف الایمان بھی نہوا تو پھر کیا توقع باقی رہ گئی اور اسکی بڑی تفصیل تو وہ ہی جو قوت القلوب مین مذکور ہی

ان الحسن البصري قال اول بدعة رايت بلت الدم ثم بعد ذلك بلت اصفر ثم عاد الامر الى العادة فانه لقوة ايمانه
کہ حسن بصری نی کہا پہلی پہل بدعت جو میں نی دیکھی تو لہو موتا پھر اوسکی بعد زرد پیشاب آیا پھر اسکی عادت پڑگئی کیونکہ اونکو بسبب قوت ایمان

ورؤيته ما لم يعهده قوي انزعاجه حتى تغير مزاجه وظهر اثره في مائه فان مزاج الانسان اذا تغير يظهر اثره في مائه
بدعت خلاف عادت دیکھہ کر بہت غصہ آیا ایسا کہ اونکا مزاج متغیر ہو کر اوسکا اثر پیشاب مین ظاہر ہو گیا کیونکہ آدمی کا مزاج جب بدلتا ہی تو اوسکا اثر پیشاب

الا ترى ان الاطباء يستدلون على داء المريض من مائه فلما استمر تلك البدعة ولم يقدر على تغييرها تغير

کیا نہیں جانتا کہ طبیب لوگ دکہیا کی مرض پر پیشاب سے استدلال کرتے ہین پہر جب بدعت قرار پکڑ گئی اور روک کی قدرت نہین ہوتی

ذلك الانزعاج الاول لاستيناس النفس بها وبقي عنده من الانزعاج قدر ما يلزمه من التغيير بالقلب لان الانكار

تو پہلی مدافعت دلی بدل گئی کیونکہ نفس کو چندان اجنبی نہ معلوم ہوئی اور دل مین اوسکی مدافعت کا خیال جتنا باقی رہگیا ویسا ہی دل مین تغیر ہوا اسواسطے کہ دل کا

بالقلب لا يسقط بوجه من الوجوه اذ لا مانع يمنع منه ولا يقتصر عليه الا هو ضعيف الايمان سواء استطاع

انکار کسیطرح نہین جاتا اسلئے کہ اسکا کوئی مانع نہین ہوتا اور اتنی پر اکتفا وہ ہی کرتا ہے جو ضعیف الایمان ہووے برابر ہے کہ انکار

الانكار باليد واللسان او لم يستطع لكن عند عدم الاستطاعة يسقط عنه الاثم ويبقى مع ضعف الايمان

ہاتہہ سے اور زبان سے کرسکتا ہو یا نکرسکتا ہو لیکن بیقدوری کی حالت مین گناہ نہین ہوتا ایمان مین ضعف بدستور رہتا ہے

فان المنكر اذا كثر ولم يقدر المؤمن على منعه وسكت ولم يتكلم بشيء لا ياثم لان التكليف بقدر الوسع لما قال

بیشک معصیت جب کثرت سے ہوئی لگین اور مؤمن کو ممانعت پر قدرت نہو اور وہ چپ ہو کر کچہہ نہ کہے تو گنہگار نہین ہوتا اسلئے کہ تکلیف موافق طاقت

الله تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها المجلس التاسع والثمانون في بيان متابعة الرسول في الامر

چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے اللہ تکلیف نہین دیتا کسی شخص کو مگر جو اوسکی طاقت ہو نواسی مجلس اس بیان مین کہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا امر اور نہی مین لازم ہے اسمین مخالفت

والنهي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما نهيتكم عنه فاجتنبوه وما امرتكم به فافعلوا منه ما استطعتم

جایز نہین ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تمکو مین منع کرون تو اوس سے پرہیز کرو اور جو تمکو حکم کرون تو اوسکو جہان تک ہو سکے عمل مین لاؤ

فانما اهلك الذين من قبلكم كثرة مسائلهم واختلافهم على انبيائهم هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه

کیونکہ تمسے پہلی امتین اسی لئے تباہ ہوگئین کہ اپنے انبیاء سے بہت پوچہہ کر خلاف کرتے رہے یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہے ابو ہریرہ کی

ابو هريرة والخطاب فيه خطاب مشافهة والخطاب بالمشافهة مختص بالموجودين الحاضرين في ذلك الوقت وتناوله

روایت سے اور اسمین خطاب جو ہے تو خطاب آمنا سامنی کا ہے اور آمنا سامنی کا خطاب اونہیں ہوتا ہے جو اوسوقت مین موجود اور حاضر ہوتے ہین

لنهيهم ومن بعدهم ممن كان من اشياعهم ممن هو غائب بعدهم الى يوم القيامة ليس بطريق الحقيقة بل انما بطريق تغليب الفريق

اور اونکی حق مین جو اونکی سوائے غائب ہوتے ہین اور جو اونکے بعد قیامت تک پیدا ہونگے بطور حقیقت کے نہین ہوتا بلکہ اونپر بطور تغلیب فریق

الاول على الثاني او بطريق تعميم حكمه بدليل خارجي فان الاجماع منعقد على ان اخر هذه الامة مكلف

اول کی ثانی پر یا اوس حکم کو کسی دلیل خارجی سے عام کردینے سے ہوتا ہے کیونکہ اس امر پر اجماع ہو چکا ہے کہ اس امت کی آخر پر بہی وہ ہی حکم ہے

بما كلف به اولها كما يشير اليه قوله عليه السلام الحلال ما جرى على لساني الى يوم القيامة والحرام ما جرى على

جو اول پر تہا چنانچہ اسحدیث مین یہہ ہی اشارہ ہے قیامت تک حلال ہے جو میری زبان پر آچکا ہے اور قیامت تک حرام ہے جو میری زبان پر

لساني الى يوم القيامة ثم ان الحديث المذكور سابقا من جوامع الكلم التي اوتيها النبي عليه السلام وهو قاعدة عظيمة

آچکا ہے پہر وہ حدیث جو سابق مین مذکور ہوئی گویا جوامع الکلم ہے جو نبی علیہ السلام کو ملا ہے اور وہ اسلام کی قواعد مین سے

من قواعد الاسلام اذ عليه يدور جملة الاحكام التي هو الوجوب والندب والحرمة والكراهة والاباحة لان

بڑا قاعدہ ہے اسواسطے کہ جملہ احکام یعنی وجوب اور مستحب اور حرمت اور کراہت اور اباحت کا وہ ہی مدار ہے کیونکہ

النهي يتناول الحرمة والكراهة كما يتناول الامر ما عداهما فيكون الحديث موافقا لقوله تعالى فاتقوا الله ما

نہی مین حرمت اور کراہت داخل ہے جیسے امر مین ان دونو کے سوا داخل ہین سو یہہ حدیث موافق اس آیت کی ہے سو ڈرو اللہ سے

استطعتم لان التقوى وان كانت عبارة عن اجتناب جميع المنهيات واتيان جميع المامورات الا انها مقيدة

جہان تک سکو اسلئے کہ تقوی اگرچہ تمام منہیات سے اجتناب اور تمام مامور پر عمل کرنیکو کہتی ہین مگر اسمین ہے کہ استطاعت کی قید

بالاستطاعة واما قوله تعالى اتقوا الله حق تقاته فالصحيح الصواب الذي جزم به المحققون ان قوله تعالى فاتقوا الله

لگادی ہی اور یہہ آیت ڈرتی رہو اللہ سی جیسا چاہیے تو صحیح صواب جو مختار محقق لوگون کا ہی یہہ ہی کہ یہہ آیت سو ڈرو اللہ سی

ما استطعتم مفسر له ومبين للمراد به لانه تعالى لم يكلف عباده الا بالمستطاع حتى قال لا يكلف الله نفسا الا وسعها

جہان تک سکو اوسکی تفسیر ہی اور اوس ہی جو مراد ہی کہولدیتی ہی اسلئی کہ اللہ تعالیٰ نی اپنی بندون کو طاقت سی زیادہ کی تکلیف نہین دی ہی یہان تک کہ فرمادیا

وقال في اية اخرى وما جعل عليكم في الدين من حرج ثم ان النهي في قوله عليه السلام ما نهيتكم عنه فاجتنبوه

مگر جو اوسکی گنجایش ہو دوسری آیت مین فرمایا ہی اور نہین رکہی تمپر دین مین کچہہ مشکل پہر یہہ جو اس حدیث مین ہی کہ جو مین تمکو منع کرون تو اوس سی پرہیز کرو

يقتضي ترك جميع ما نهي عنه مطلقا اذ لا يحصل الامتثال الا بذلك بخلاف الامر في قوله عليه السلام وما امرتكم

یہہ ہی تقاضا کرتی ہی کہ تمام منہیات مطلقا عمل مین نہ آوین کیونکہ بدون اسکی اطاعت نہین ہوتی برخلاف امر کی اس حدیث مین اور جو مین تمکو امر کرون

به فافعلوا منه ما استطعتم فانه لا يقتضي الا الاتيان بما يقدر عليه ثم ان من كان مريضا اذ لو يقدر على القيام في الصلوة

تو جسقدر تمسی ہوسکی وہ کرو اس سی عمل کرنا بقدر استطاعت ہی کی لازم آتا ہی جیسی کوئی بیمار ہو اگر نماز مین کہڑا نہین ہوسکتا تو بیٹہہ کر پڑہ لی

يصلي قاعدا بركوع وسجود وان لم يقدر على الركوع والسجود يصلي بالايماء قاعدا ويجعل سجوده اخفض من ركوعه

رکوع اور سجود ادا کری اور اگر رکوع اور سجود بہی نہین ادا کرسکتا تو بیٹہہ کر اشارہ سی پڑہ لی اور سجدہ کو بہ نسبت رکوع کی زیادہ پست کری

ليتحقق الفرق بينهما وان لم يقدر على القعود يصلي بالايماء مضطجعا او مستلقيا وكذا اذا كان راكبا على الدابة

تاکہ دونون مین فرق رہی اور اگر بیٹہہ بہی نہین سکتا تو اشارہ سی ادا کری کروٹ پر پڑا ہوا یا چت اور ایسی ہی اگر چوپایہ پر سوار ہو

وخاف عند النزول على نفسه او دابته من سبع او لص او كان في طين يغيب وجهه فيه ولا يجد مكانا

اور اوترنی مین اپنی جان کا یا اوس سواری کا خوف کرتا ہو درندہ سی یا چور سی یا مینہہ کی رو پڑتی ہو یا ایسا کیچڑ گارا ہو کہ جسمین مُنہہ دہسجاوی اور کوئی

جافا او كان عاجزا عن النزول والركوب لكبر سنه او ضعف مزاجه او كان دابته جموحا لا يمكنه الركوب بلا معين

خشک جگہہ نہ ملی یا سوار ہونی اوترنی مین عاجز ہو ماری بڑہاپی کی یا ناتوانی مزاج سی یا اوسکا گہوڑا بدکتا ہو کہ بدون مددگار کی نہین چڑہ سکتا

او كانت القافلة في البادية تسير ويخاف على نفسه وثيابه لو نزل فانه يصلي على الدابة بالايماء كيف ما يمكنه وكذا المرأة

یا قافلہ جنگل مین چلا جاتا ہو اور اگر اوتری تو خوف ہی جان کا یا کپڑون کا تو یہہ ہی سواری کی اوپر اشارہ سی جسطرح بن آوی پڑہ لی اور ایسی ہی عورت

اذا لم يكن لها محرم ولم تستطع النزول والركوب بنفسها تصلي على الدابة بالايماء فبذلك يحصل الامتثال في

جب اوسکی ساتہہ محرم نہو اور وہ اپنی آپ اوتر چڑہ نہ سکتی ہو تو دابہ کی اوپر اشارہ سی پڑہ لی ان تمام صورتون مین اتنی ہی مین امتثال

جميع ذلك وكذلك لو لم يجد من الثياب ما يستر به عورته ومن الماء ما يغسل به اعضاء وضوئه مرة واحدة

ہو جاویگا اور ایسی ہی اگر اتنا کپڑا میسر نہو کہ عورت ڈہکہ سکی اور اتنا پانی نہ ملی کہ اعضاء وضوء کی ایک ایک بار دہو لی

او عجز عن استعمال الماء في بعض اعضائه في الوضوء والغسل او عن اتيان بعض اركان الصلوة او بعض شروطها

یا وضوء مین یا غسل مین بعض اعضاء پر پانی نہ لگا سکی یا کوئی رکن یا کوئی شرط نماز کی ادا نہ کر سکی

فباتيان الممكن يحصل الامتثال وقوله عليه السلام فانما اهلك الذين من قبلكم كثرة مسائلهم جاء مبينا

تو پہر جتنا ادا کرسکتا ہی وہ ہی پورا امتثال ہی اور یہہ ارشاد نبوی علیہ السلام کا کہ تمسی پہلون کو کثرت کی بوجہا پاچہی نی ہلاک کردیا مسلم مین

في كتاب مسلم عن ابي هريرة فانه قال خطبنا رسول الله عليه السلام فقال ايها الناس قد فرض الله عليكم الحج

ابو ہریرہ رضی سی روایت ہی وہ کہتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ہمکو خطبہ سنایا فرمایا ای لوگو بیشک اللہ نی تمپر حج فرض کردیا ہی

فحجوا فقال رجل اكل عام فسكت النبي عليه السلام حتى قالها ثلاثا فقال النبي عليه السلام لو قلت نعم لوجبت ثم

اسی حج کیا کرو ایک شخص نی عرض کیا کیا ہر سال پہر نبی علیہ السلام چپ ہو رہی یہان تک کہ تین بار یہہ بات کہی پہر نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر مین یہہ کہدیتا کہ ہان

قال النبی علیه السلام ذرونی ما ترکتکم فانما هلک من کان قبلکم بکثرة سوالهم واختلافهم علی انبیائهم فاذا امرتکم
نبی علیه السلام نی فرمایا مجهکو اسی پر رہنی دو جسپر مین تمکو چهوڑ رکہا ہا تمسی پہلی جو لوگ ہلاک ہوئی ہین تو بہت پوچہا پاچہی سی اور اپنی انبیاء کی خلاف کرنی سی ہلاک ہوئی ہین
بشیء فاتوا منه ما استطعتم واذا نهیتکم عن شیء فدعوه فانه علیه السلام کانه قال اترکونی فی حد ترکو
سو جب مین تمکو کوئی بات کہا کرو تو اوسکو جہانتک تمسی ہوسکی کیا کرو اور جب منع کیا کرون کسی بات سی تو وہ چہوڑ دیا کرو اب نبی علیه السلام نی گویا یہ فرمایا یون ہی رہنی دیا کرو
ایاکم من الامر بالشیء او النهی عنه ولا تلحوا علی فی السؤال ولا تبالغوا فی الاستقصاء والا یشدد علیکم کما شدد علی
جہتک مین تمکو کسی بات کی امر مین یا ممانعت مین چہوڑی رکہون اور خواہ مخواہ مجہسی سوال مت کیا کرو اور نہ پورا کرنی مین حد سی بڑہ کرو اور نہین تو تمپر ایسا تشدد ہوجائیگا
بنی اسرائیل حین وقع فیهم قتیل ولم یدروا من قتل وسالوا موسی النبی علیه السلام ان یبینه لهم فقال لهم موسی النبی
جیسی بنی اسرائیل پر تشدد ہوا تہا جب اونہین ایک مردہ ملا اور اوسکا قاتل نہ معلوم ہوا پہر اونہون نی نبی علیه السلام سی پوچہا کہ ہمکو قاتل بتا دو سو موسی علیه السلام نی
ان الله یامرکم ان تذبحوا بقرة وتضربوه ببعضها فیحیی ویخبرکم بقاتله فلما سمعوا منه هذا القول تعجبوا من بقرة
اونسی کہا کہ الله تعالی تمکو فرماتا ہی کہ ایک گای ذبح کرو اور اوسکا ایک ٹکڑا مردی سی لگادو وہ زندہ ہوکر اپنا قاتل تمکو بتا دیگا جب اونہون نی حضرت موسی سی یہ بات سنی
میتة یضرب ببعضها میت فیحیی فیخبرکم بقاتله فشرعوا فی السوال عن حالها صفتها وسنها ولونها حتی امروا ان یذبحوا بقرة علی صفة
کہ مردہ گای کا ٹکڑا گوشت مردہ سی لگائین تو مردہ زندہ ہوکر اپنا قاتل کا نام تمکو بتاویگا بس اب اونہون نی گای کا حال اور قسم اور عمر اور رنگ پوچہنا شروع کیا آخر کو ایسی
لم توجد تلک الصفة الا فی بقرة واحدة ولم یبعها صاحبها الا بملأ جلدها ذهبا فاشتروها بذلک وذبحوها وضربوا
حکم ہوا کہ جیسی ایک ہی گای تہی اور اوسکی مالک نی بیچی تو اوسکا چمڑا سونی سی بہروالیا پہر اوسی قیمت کو مول لیکر ذبح کی اور گوشت کا کچہ مردہ سی لگایا
القتیل ببعضها فحیی وسمی بهم قاتله فانهم فی ابتداء الامر لو ذبحوا بقرة ای بقرة کانت لکانوا ممتثلین لامر الله تعالی
پہر وہ زندہ ہوا اور قاتل کا نام بتایا اگر وہ پہلی حکم ہوتی ہی کوئی سی گای ذبح کردیتی تو فرمان الٰہی ادا ہوجاتا پر وہ اپنی اوپر سختی لینی کو
لکنهم شددوا علی انفسهم بالاستقصاء فی السوال فشدد الله تعالی علیهم وقد اشار النبی علیه السلام الی ذلک
سوال کرتی گئی الله تعالی نی اونپر شدت کی اور بیشک نبی صلی الله علیه وسلم نی اودہر ہی اشارہ کیا ہی
بقوله فانما هلک من کان قبلکم بکثرة سوالهم واختلافهم علی انبیائهم وانما کان کثرة السوال والاختلاف علی الانبیاء
کہ جو تمسی پہلی گذری ہین بہت سوال کرنیسی اور انبیاء علیهم السلام کا خلاف کرنی سی ہلاک ہوئی اور کثرت سوال اور انبیاء کا خلاف کرکر
سببا لهلاکهم لان الله تعالی انما بعثهم لیعلموا الناس ما یحتاجون الیه فی دینهم ویبینوا ما فیه مصالح دنیاهم واخرتهم
اسلئی ہلاک ہوگئی کہ الله تعالی نی انبیاء کو اسی لئی بہیجا ہی کہ لوگون کو حاجت کی باتین دین کی سکہاوین اور جس امر مین اونکی دنیا اور دین کا بہلا ہو جتلا وین
وجعل کلا منهم امینا علی امته ولا یجوز لهم ان یسکتوا عند الحاجة او یتکلموا علی خلاف المصلحة وکثرة السوال
اور الله تعالی نی ہر ایک نبی کو امت کی کاروبار کا امین پیدا کیا ہی اور اونکو جائز نہین ہی کہ حاجت کی وقت چپ رہین یا برخلاف مصلحت کچہ کہہ اوٹہین
علی من کان شانه هذا والاختلاف علیه امارة عدم الثقة بقوله وعلامة سوء الظن به ولا شک ان سوء الظن
اور ایسی لوگون سی بار بار سوال کرنا اور اونسی خلاف کرنا نشانی بی اعتمادی کی اونکی کہنی پر اور علامت بدگمانی کی ہی اور بلاشک نبی پر بدگمانی
بالنبی یوجب الهلاک وقد قال المشائخ من قال لاستاذه لم فهو لا یفلح ابدا فما ظنک بمن لا یتادب بین یدی الرسول
ہلاک کردیتی ہی اور مشایخ کا قول ہی جو کوئی استاد کی سامنی کہی یہ کیون اوسکا کبہی بہلا نہین ہوتا پہر تیرا کیا خیال ہی اوسکی حق مین جو رسول علیه السلام کی
ویتجاوز عن مقام التسلیم والقبول ثم انه علیه السلام اشار بذکر کثرة السوال الی ان بعض السوال لا یضر وهو ما کان
ادب نکری اور تسلیم اور قبولیت کی مقام سی بڑہ جاوی پہر نبی علیه السلام نی کثرت سوال کی ذکر کرنی مین یہ اشارہ فرمایا ہی کہ بعضا سوال نقصان نہین کرتا یعنی
عند مس الحاجة واما السوال عما لا یعنیهم ولا یلیق بهم فهو نقض بهم العمر ودلیل علی التردد وقد یکون سببا للوقوع فی
جو ضرورت کی وقت ہو اور ہی وہ سوال جو بیفائدہ ہین ورنہ اونکو لایق نہین وہ عمر [illegible] وہ دلیل [illegible] کی نشانی ہی اور بعضی وقت ہمین

الزيغ والبدع لسوء الفهم وضعف البصيرة ومن اجل ذلك ضل من كان قبلهم من الامم السالفة واستوجبوا اللعن
بسبب ناسمجھی اور ضعف بصیرت کی کجی اور بدعتوں میں جا پہنستا ہے اور اسی سبب سے تھی پہلی امتیں گمراہ ہوکر ملعون ہوگئیں اور اونکی
والمسخ وغير ذلك من البلايا والمحن وقوله عليه السلام واختلافهم معطوف على الكثرة لا على السؤال لان الاختلاف
صورتیں بدل گئیں اور سوا اسکی اور بہت بلائیں اور محنتیں ہیکیتیں اور حدیث کا لفظ واختلافهم کثرت پر معطوف ہے سوال پر معطوف نہیں اسلیے کہ انبیاء
على الانبياء غير جائز قليلا كان او كثيرا لانه تعالى لم يجعل احدا منهم مستعدا لنبوته وامينا لوحيه الا وقد تكفل
کی مخالفت اصلا جائز نہیں ہے تہوڑی نہ بہت اسلیے کہ اللہ تعالی نے اونکو لائق نبوت کی اور امین اپنی وحی کا تب کیا ہے کہ آپ اونکی صواب اندیشی کا ذمہ دار
له بالاصابة وايده بالهداية الى الاصلح والارشد فعلى كل واحد من امته ان يلقى سمعه اليه ويشهد بقلبه بين
ہولیا ہے اور امور اصلح اور ارشد میں ہدایت کی تائید کی ہے اب امت کی ہر ہر شخص کو لازم ہے کہ اونکی بات کان لگا کر سنے اور دلسے اونکے سامنے گواہی دے
يديه ويغتنم كلامه اذا تكلم وسكوته اذا سكت ويسد عنده باب الاختلاف ولا يفتح عليه باب الاعتراض بل يتبعه
اور اونکی کلام کو جب وہ کچھہ فرماویں اور اونکی خاموشی کو جب چپ رہیں غنیمت سمجھے اور دروازہ اختلاف کا تیغہ کرے اور اعتراض کا باب کبھی نہ کہولے بلکہ اطاعت کرے
اذ في معنى نبينا محمد عليه السلام غيره من الانبياء وقد قال الله تعالى في حقه واتبعوه لعلكم تهتدون وعلم من دين
کیونکہ اور سب انبیاء اطاعت میں بمنزلہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں اور بیشک اللہ تعالی نے اونکے حق میں فرمایا ہے اور اوسکے تابع رہو شاید تم راہ پاؤ اور
الصحابة ضرورة انهم كانوا يتبعونه في جميع افعاله واقواله من غير توقف ولا تردد اصلا الا ما قام فيه دليل على
صحابہ کی معاملات دینی سے یقینی معلوم ہے کہ صحابہ تمام افعال اور اقوال میں اونکی اطاعت کرتے تھے اصلا توقف اور تردد نہیں ہوتا تھا ہاں اگر کوئی دلیل
اختصاصه به فانهم قد خلعوا نعالهم حين خلع نعله ونزعوا خواتيمهم حين نزع خاتمه وكانوا يبحثون بحثا عظيما
کسی کار کی کہ ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ہے پیدا ہو جاتی بیشک صحابہ جوتی پانوں سے نکالتے تھے جب نبی جوتی نکالتے اور انگوٹھیاں نکالڈالتے جب نبی انگوٹھی نکالتے
عن هيئة جلوسه ونومه وكيفية اكله وشربه وغير ذلك ليقتدوا به وانهم حيث ارادوا التبتل والانقطاع
اور آپ کی طرز نشست اور خواب اور طریقہ کہانے اور پینے وغیرہ کی آپسمیں بہت بحث اور پوچھا پاچھ رکہتے تہے تاکہ اوسکی پیروی کریں اور جب صحابہ نے یہہ عزم کیا
للعبادة ليلا ونهارا قال لهم اما انا فآكل واشرب وانام واتزوج النساء فمن رغب عن سنتي فليس مني فانه لما
رات دن صرف عبادت ہی کی ہو رہیں تو آپ نے فرمایا میں کہاتا ہوں اور پیتا ہوں اور سوتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں پہر جو میری سنت سے پہر جاوے وہ میرا نہیں
رآهم بفعله عما قصدوا مع انه قبل التامل يرى انه من اكبر الطاعات وافضل العبادات ولذلك قال ابو بكر الصديق
اب دیکھو نبی صلعم نے صحابہ کو اونکے ارادہ سے اپنا کام بتا کر کیونکر ہٹایا ہے باوجودیکہ تامل سے پہلے ظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ بڑی ہی طاعت اور افضل عبادت ہے اور اسی لیے ابوبکر
ديننا مبني على المنقول لا على مناسبات العقول وقال الامام الغزالي في اصول الدين اياك ان تتصرف بعقلك
صدیق کہتے ہیں ہماری دین کی بنیاد منقول پر ہے مناسبات عقلی پر نہیں ہے اور امام غزالی اصول الدین میں کہتے ہیں بچیارہ عقلی تصرفات سے کہ
وتقول ما كان خيرا ونافعا فهو كلما كان اكثر كان انفع فان عقلك لا يهتدي الى اسرار الامور الالهية وانما
تو یہہ کہنے لگے جو بات بہتر اور مفید ہے تو جتنی زیادہ ہوگی مفید تر ہوگی کیونکہ امور الہی کی اسرار کو تیری عقل کہاں پا سکتی ہے اون اسرار کو
يتلقفها قوة النبي عليه السلام فعليك بالاتباع فان خواص الامور لا تدرك بالقياس او ما ترى كيف نوديت الى
قوت نبوی ہی اوٹھا سکتی ہے سو تجھکو صرف اتباع ہی لازم ہے کیونکہ بعضی خاص امور قیاس سے معلوم نہیں ہوتی کیا تو نہیں جانتا کیونکر تجھکو واسطے نماز کے بلایا
الصلوة ونهيت عنها جميع النهار وامرت بتركها بعد الصبح وبعد العصر وعند الطلوع والغروب والزوال وذلك ينتهي الى
اور دنمیں سے ہر وقت پڑہنے کی ممانعت کی اور بعد صبح کی اور بعد عصر کی اور عین طلوع اور غروب اور زوال پر حکم ترک نماز کا ہوا اور یہہ تمام زمانہ
قدر ثلث النهار تقريبا واثر الفساد ظاهر في قياسك هذا فانه كقولك الدواء نافع للمريض فكلما كان كان انفع ومن المعلوم
بقدر تہائی دن کی ہوتا ہے کیونکہ تیری اس قیاس میں تو فساد ظاہر معلوم ہوتا ہے یہہ قیاس تو ایسا ہے جیسے دوا بیمار کو سودمند ہوتی ہے پہر جتنی زیادہ ہوگی دیتا کا

ان کثرۃ الدواء ربما یقتل وقال فی الاحیاء اعلم ان الطبیب الحاذق کما یطلع فی المعالجات علی اسرار یستبعدها
که دوا کی کثرت بعضی وقت مار ڈالتی ہی اور احیاء مین کہا ہی سمجہہ تو طبیب حاذق جیسی معالجات مین ایسی ایسی اسرار جانتا ہی کہ ناواقف لوگ حیران ہوتی ہین
من لا یعرفها فکذا الانبیاء اطباء القلوب والعلماء باسباب الحیوۃ الاخرویۃ فلا تحکم علی سنتهم بعقلک
ایسی ہی انبیاء دلون کی طبیب ہین اور اخروی زندگی کی اسباب سی واقف ہین سو تو اونکی وضع پر عقلی حکم مت لگا۔
فتهلک فکم من شخص یصیبه عارض فی اصبعه فیقتضی عقله ان یطلیه حتی ینبهه طبیب حاذق ان علاجه
تو ہلاک ہو بہتیری کا بہت شخص ہوتی ہین کہ اونکی اونگلی دکہنی لگتی ہی اوسکی عقل مین آتا ہی کہ اسپر لیپ کرنا چاہیی یہان تک کہ طبیب حاذق تجویز کرتا ہی کہ اسکا علاج
ان یطلی الکتف من الجانب الاخر من البدن فیستبعد ذلک من حیث انه لا یعلم کیفیة انشعاب الاعصاب فکذا
بدن کی دوسری طرف کی مونڈہی پر لیپ کرنا چاہیی پہر اسمین وہ حیران ہوتا ہی اسلیی کہ پٹہون کی راہ اور کیفیت سی واقف نہین ہی ایسا ہی
الامر فی طریق الاخرۃ ودقائق سنتهم لیس فی وسع العقل الاحاطة بها کما ان فی خواص الاحجار امورا غاب عنا
حال آخرت کی راہ کا ہی اسکی دقیقی عقل کی احاطہ مین نہین سما سکتی جیسی پتہرون مین بعضی ایسی خواص ہین کہ ہم نہین جانتی
علمها حتی لا نعرف السبب الذی به یجذب المقناطیس الحدید والعجائب فی العقائد والاعمال اکثر مما فی الادویة
یہانتک کہ ہمکو اسکا سبب معلوم نہین کہ مقناطیس لوہی کو یون کہینچ لیتا ہی اور عقاید اور اعمال کی عجایب تو دوا دارو سی بہت زیادہ ہین
فکما ان العقول تقصر عن ادراک منافع الادویة مع ان التجربة سبیل الیها فکذلک العقول تقصر عن ادراک
جیسی عقلین دوا دارو کی تاثیرات سی واقف نہین ہین باوجودیکہ تجربہ کو بہی اودہر راہ ہی ایسی ہی عقلین حیات اخروی کی مفید شئی کی سمجہ سی قاصر ہین
ما ینفع فی الحیوۃ الاخرۃ مع ان التجربة غیر متطرقة الیها وانما یکون ذلک لو رجع الینا بعض الاموات فاخبرونا
باوجودیکہ تجربہ کو بہی ادہر کوئی راہ نہین یہہ حال جب معلوم ہوتا اگر کوئی مردہ ہماری پاس چلا آتا پہر ہمکو بتادیتا
عن الاعمال المقربة الی الله تعالی والمبعدة عنه وکذا العقائد وذلک مما لا مطمع فیه فیکفیک من منفعة العقل
کونسی اعمال الله تعالی سی نزدیک کردیتی ہین اور کونسی دور ڈالدیتی ہین اور ایسی ہی عقاید اور اسکی تو کوئی امید نہین ہی اب عقل کا اتنا فائدہ ہی بہت ہی
ان یهدیک الی صدق النبی علیه السلام ویفهمک موارد اشاراته ثم اعزله عن التصرف ولازم الاتباع فلا
کہ تجہکو واسطی تصدیق نبی علیہ السلام کی ہدایت کرتی ہی اور موارد اشارات سمجہادیتی ہی پہر عقل کو تصرف سی بیکار رکہہ کر اتباع لازم کرلی تیری
تسلم الا به قال بعض العلماء العقل یوصلک الی صدق النبی علیه السلام ثم ترکه وتقتدی بالنبی علیه السلام
سلامتی اسیہی مین ہی بعضی علماء کہتی ہین عقل تجہکو نبی علیہ السلام کی تصدیق تک پہنچادیتی ہی پہر تو اوسکو چہوڑ اور افعال اور ترک افعال مین نبی کی
فی افعاله وترکه کالفرس فی سفرک الظاهر فانه یوصلک الی البحر ثم تترکه وترکب فی السفینة وتقتدی بالملاح فی
پیروی کر جیسی کہوڑا ظاہری سفر مین دریا تک پہنچادیتا ہی پہر تو اوسکو چہوڑ کر کشتی مین سوار ہوجا اور اوسکی چلانی اور ٹہرانی مین ملاح کی پیروی کر
اجرائها وارسائها وقال الشیخ الکلاباذی ان الله تعالی لم یبن امور الدین علی عقول العباد ولم یعد ولم یوعد
اور شیخ کلاباذی کہتا ہی کہ الله تعالی نی امور دینی کی بنیاد بندون کی عقلون پر نہین رکہی ہی اور نہ وعدہ کیا ہی اور نہ وعید
علی ما یحتمله عقولهم ویدرکونه بافهامهم او یقیسونه بارائهم بل وعد واوعد بمشیته وارادته وامر ونهی
موافق عقلی احتمالات کی کہ اوسکو وہ اپنی فہم اور رای سی سمجہہ لین اور جانچ لین بلکہ وعدہ اور وعید اپنی مشیت اور ارادہ کی موافق اور امر اور نہی
بحکمته وعلمه ولو کان کل ما لا یدرکه العقول مردودا لکان اکثر الشرایع مستحیلا علی موضوع عقول العباد و
اپنی حکمت اور علم کی مطابق کیا ہی اور اگر جو امر کہ عقل سی دریافت نہین ہوسکتا ہو مردود ہوتا تو اکثر احکام شرعی موافق موضوع عقول عباد کی محال ہوجاتی اور
ذلک ان الله تعالی اوجب الغسل بخروج المنی الذی طاهر عند بعض الصحابة وکثیر من فقهاء الامة واوجب غسل
وہ یہہ امور ہین کہ الله تعالی نی منی کی نکلنی سی جو کہ نزدیک بعضی صحابہ کی اور اکثر فقہاء امت کی پاک ہی نہانا واجب کیا ہی

الاطراف من خروج الغائط الذی لا اختلاف بین الامة وسائر من یقوم به العقل من غیرها علی نجاسته و
اور پاخانہ کی نکلنی سی صرف ہاتھہ پانو وغیرہ اعضاء وضو کا دہونا واجب کیا جسکی نجاست اور پلیدی اور بدبو مین کسیکو امت مین سی

قذارته ونتنه واوجب بان یخرج من موضع الحدث ما اوجبه بخروج الغائط الکثیر الفاحش فبای عقل
درتمام عقلاء وہ برارات کو اصلا خلاف نہین ہی اور موضع حدث سی ہوا کی نکلنی پر بہی وہ ہی واجب کیا جو پاخانہ کی نکلنی پر جو نہایت تفاحش ہی پہر کونسی عقل

نستقیم هذا وبای رای یجب مساواة ریح لیس لها عین قائمة لما یقوم عینه ویزید علی الریح نتنا وقذارة
سی یہ درست ہو سکتا ہی اور کونسی رای کا مین ہوا جسکو کچہہ جسمیت قایم نہین ہی برابر ہو سکتی ہی اوسکی ساتہہ جو جسم ہی اور ہوا پر باعتبار بدبو اور نجاست کی برتری

واوجب قطع یمین مؤمن بسرقة عشرة دراهم وعند البعض بثلثة دراهم او دون ذلك ثم یسوی بین هذا القدر
اور دس درہم چوری پر اور بعضون کی نزدیک تین درہم کی چوری کا پہر بہی اسی کمتر پر مؤمن کا داہنا ہاتہہ کاٹنا واجب کیا ہی پہر اتنی مقدار مال سی بڑہہ کر

من المال وبین مائة الف دینار ویکون القطع فیهما سواء واعطی الام من ولدها الثلث ثم ان کان للمتوفی اخوة
لاکہہ اشرفی تک وہ ہی داہنا ہاتہہ کا کاٹنا برابر ہی اور ماکو بیٹا بیٹی کی ترکہ مین سی تہائی دلایا ہی پہر اگر میت کی اوپر دو بہائی بہن ہون

جعل لها السدس من غیر ان یرث الاخوة من ذلک المیت شیئا فبای عقل یدرک هذا الا تسلیما وانقیادا یسرنا
تو ماکی لئی چہٹا حصہ ہی حالانکہ وہ بہائی بہن بہی میت کی کچہہ وارث نہین ہوتی اب یہہ کونسی عقل مین آسکتا ہی بجز تسلیم اور اطاعت کی الہی ہمکو

الله تعالی بلطفه وکرمه تسلیما وانقیادا المجلس التسعون فی بیان سبق رحمة الله وغلبتها علی غضبه و کاهیتهما
اپنی لطف اور کرم سی تسلیم اور اطاعت آسان کر دی نوی مجلس رحمت الہی کی سبقت مین اور اوسکی غلبہ مین غضب پر اور دونو کی حقیقت مین

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لما قضی الله الخلق کتب کتابا فهو عنده فوق عرشه ان رحمتی سبقت
رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا جب الله تعالی خلقت کو پیدا کر چکا تو ایک حکم لکہا سو وہ عرش کی اوپر اوسکی پاس ہی بیشک میری رحمت میری غضب سی

غضبی وفی روایة ان رحمتی غلبت غضبی هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة ومعناه ان الله تعالی
سابق ہی اور ایک روایت مین ہی بیشک میری رحمت میری غضب پر غالب ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ الله تعالی

لما خلق الخلق حکم حکما جازما ووعد وعدا لازما ان رحمته سبقت وغلبت غضبه فالرحمة عبارة عن
جب خلقت کو پیدا کر چکا تو حکم یقینی اور وعدہ ضروری دیا کہ اوسکی رحمت غضب پر سابق اور غالب ہی سو رحمت کیا ہی ارادہ ثواب دینی کا

ارادة الاثابة للمطیع والغضب عبارة عن ارادة الانتقام من العاصی فعلی هذا کان کل واحد منهما صفة من
مطیع کو اور غضب ارادہ بدلا لینی کا گنہگار سی اس بیان کی موافق رحمت اور غضب دونو

صفات الله تعالی راجعة الی الارادة ومن المعلوم قطعا ان صفاته تعالی کلها قدیمة لا یوصف بعضها بکونه
الله تعالی کی صفات ہین انجام انکا ارادہ ہی اور یقینی معلوم ہی کہ تمام صفات الہی قدیم ہین کوئی کسی پر نہ سابق ہو سکتی ہی

سابقا او غالبا علی الاخر فلزم ان یقال المقصود من هذا الکلام بیان سعة رحمة الله تعالی وشمولها علی الخلق
اور نہ غالب اب لاچار قائل ہونا پڑا کہ اسی مقصود بیان کرنا وسعت رحمت الہی کا ہی اور اسکا عموم اور شمول خلق پر

لانها تتعلق بالمطیع والعاصی والصغیر والکبیر واما الغضب فلا یتعلق الا بالعاصی ثم ان قسط الخلق من الرحمة اکثر
کیونکہ رحمت مطیع اور گنہگار اور صغیر اور کبیر سب پر ہوتی ہی اور رہا غضب سو فقط عاصی ہی پر ہوتا ہی پہر بیشک رحمت مین سی حصہ خلقت کا زیادہ ہی

من قسطهم من الغضب لانهم ینالون الرحمة من غیر استحقاق ولا ینالون الغضب الا بالاستحقاق فصارت الرحمة
بہ نسبت حصہ غضب کی کیونکہ وہ لوگ بدون استحقاق کی بہی رحمت پاتی ہین اور غضب مین بدون استحقاق کی گرفتار نہین ہوتی اب گویا رحمت

کانها السابقة الغالبة بالنسبة الی الغضب ثم ان الرحمة تقتضی دفع المضار عن الغیر وایصال المنافع الیه وان
غضب سی سابق اور غالب ہی پہر بیشک رحمت غیر سی مضرت دور کرنیکا اور فائدہ پہنچانیکا تقاضا کرتی ہی اگرچہ

کرہتا

كرهتها نفسه وشقت عليها وهذه هي الرحمة الحقيقية ألا ترى أن الأب كان من رحمته بولده أن يمنعه عن شهواته
اوسکا نفس پسند نکری اور اوسپر دشوار ہو تو مرتبہ حقیقی رحمت کا یہی ہی تو نہین جانتا کہ باپ کی رحمت بیٹی کی حق مین یہہ ہکہ اوسکو شہوات سی بند کری
ويكرهه على العلم والأدب بالضرب وغيره ومتى أهمل ذلك من ولده كان ذلك من عدم رحمته به وإن ظن أنه من
اور علم و ادب مار مارکر سکہاوی اور یہہ طریقہ اگر بیٹی سی موقوف رکہیگا تو بیٹی اسپر بی رحمتی ہے اگرچہ بیٹا یہہ سمجہی
رحمته به فإن هذه الرحمة مقرونة بالجهل كرحمة الأم بولدها لذلك كان من رحمة الله تعالى بعباده أن يبتليهم
کہ بڑی رحمت ہے کیونکہ یہہ رحمت جہالت کی راہ سی ہی جیسی ماں کی رحمت بیٹی سی ہی رحمت الٰہی بندون پر یہہ ہے کہ اونکو اوامر اور نواہی مین
بالأوامر والنواهي لا لحاجة منه إليهم بما أمرهم به ولا لبخل منه عليهم بما نهاهم عنه بل ليهتدوا إلى صراط مستقيم
آزماتا ہی جو مامور بہ ہین اونسی اللہ تعالی کی کوئی غرض نہین ہے اور نہ ممنوعات مین اونسی کچہہ بخل ہی بلکہ اسلئی کہ سیدہی راہ چلین
ويدخلوا في النعيم المقيم ومن رحمته أيضاً أنه نغص عليهم الدنيا وكدرها وسلط عليهم البلاء فيها حمية لهم عنها لئلا
اور دائمی عیش مین داخل ہون اور یہہ بہی اوسکی رحمت ہی کہ دنیا کو اونپر کمتر اور مکدر اور بلا اونپر مسلط کرکہی ہی کہ دنیا سی بچین تا کہ دنیا مین
يطمئنوا بها ويولعوا بمحبتها وينقطعوا عن منازل الآخرة فإنه تعالى ساقهم إلى تلك المنازل بسياط الابتلاء فمنعهم
باطمینان خاطر ہو کر غایت درجہ کی محبت نکرین اور منازل اخروی سی الگ نہ ہو رہین بیشک اللہ تعالی نی اونکو اون منازل پر ابتلا کی تازیانی سی روانہ کیا ہی سو اونکو
ليعطيهم وابتلاهم ليعافيهم وأماتهم ليحييهم فإن العبد متى ابتلي يضعف سورة نفسه ويذهب صفات بشريته
بند کیا تا کہ عطا کری اور مبتلا کیا تا کہ درگذر کری اور موت دی تا کہ پہر زندہ کری کیونکہ بندہ جب مبتلا ہو جاتا ہی تو اوسکی نفس کی تیزی کٹ جاتی ہی اور صفات بشری جاتی رہتی ہی
وينقطع عنه مواد الهوى ولذة الدنيا ويتوجه عند كل سراء وضراء إلى مولاه ويألف الإقبال عليه ويستوطن
اور مادہ ہوا و ہوس اور دنیا کی لذت منقطع ہو جاتی ہی اور ہر حال خوشی اور رنج مین اپنی مولی کیطرف متوجہ رہتا ہی اور اوسکی طرف توجہ سی الفت پکڑ کر اوسکی سامنی
بالصبر والرضى بين يديه إلى أن يرفعه إلى درجة الأولياء والأحباب لأن البلاء يسبك العبد فكأنه تعالى يسبك
صبر اور رضا کا وطن کر لیتا ہی یہان تک کہ اوسکو اولیا اور احباب کی درجہ پر سر بلند کر دیتا ہی کیونکہ مصیبت بندہ کو سانچہ مین اوتارتی ہی
عبده المؤمن بنار المحنة والبلاء ليصفيه من كدرات أخلاق البشرية ليصلح لولايته ومحبته وهذا هو السعادة
گویا اللہ تعالی اپنی مؤمن بندہ کو بلا اور محنت کی آگ سی ڈالتا ہی تا کہ اخلاق بشری کی میل سی صاف ہو کر قابل ولایت اور محبت کی ہو جاوی اور سعادت عظمی
العظمى والكرامة الكبرى لكن وقع الجهل من بني آدم وطلبوا السعادة والكرامة بالدين الفاسد والدنيا الفانية وهما
اور کرامت کبری یہہ ہی ہی لیکن بنی آدم سی بڑی جہالت ہوئی کہ اونہون نی سعادت اور کرامت دین فاسد اور دنیا فانی کی وسیلہ سی طلب کی اور یہہ دونو
في الحقيقة ضد المطلوب ففاتهم مطلوبهم من حيث قصدوه ووقعوا في الألم من حيث اجتنبوه وذلك لأن الأعمال التي
حقیقت مین مطلوب کی ضد ہین سو اونکا مطلوب جس راہ سی طلب کیا تہا فوت ہو گیا اور بچتی ہوئی الم مین آپڑی اور یہہ اسواسطی کہ لوگ جو اعمال
يعملها الناس إما أن يتخذوها ديناً أو لا وما اتخذوها ديناً إما أن يكون ديناً حقاً أو لا فالنعيم المقيم لا يكون إلا في الدين
کرتی ہین یا تو اوسکو دین سمجہتی ہین یا نہین سمجہتی اور جسکو دین سمجہتی ہین یا وہ دین حق ہوتا ہی یا دین حق نہین ہوتا سو عیش دائمی تو صرف دین حق ہی مین ہوتی ہی
الحق فأهله هم أصحاب النعيم المقيم كما أخبر الله تعالى به في كتابه في مواضع عديدة من جملتها قوله تعالى في حق المتقين
اور اہل دین حق کی وہ ہی اصحاب عیش دائمی کی ہین چنانچہ اللہ تعالی اپنی کتاب مین کئی جگہ اسکی خبر دیتا ہی انمین سی ایک یہہ آیت ہی پرہیزگار ہدایت والون کی حق مین
المهتدين أولئك على هدى من ربهم وأولئك هم المفلحون وقوله تعالى فمن اتبع هداي فلا يضل ولا يشقى وقوله تعالى
اونہون نی پائی ہی راہ اپنی رب کی اور وہ ہی مراد کو پہنچی اور یہہ آیت پہر جو چلا میری بتائی راہ نہ وہ بہکیگا نہ وہ تکلیف مین پڑیگا اور یہہ آیت
فمن تبع هداي فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون وقوله تعالى إن الأبرار لفي نعيم وإن الفجار لفي جحيم والقرآن مملوء بهذا
تو جو کوئی چلا میری بتائی پر نہ ڈر ہوگا اونکو اور نہ وہ غم کہاوین اور یہہ آیت بیشک نیک لوگ ہین آرام مین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین اور قرآن اس وعدہ

النعیم المقیم لاهل الهدایة والعمل الصالح فی الاخرة وبوعید الجحیم لاهل الضلالة والعمل السیئ فیها وذلك مما

اور وعید سی پر ہی کہ آخرت میں ہدایت اور نیک اعمال والون کی لئی عیش دائمی ہی اور گمراہون اور بدکارون کی واسطی دوزخ ہی اور اسی مضمون پر

اتفق علیه الرسل من اولهم الی اخرهم واما المصائب التی تصیبهم فی الدنیا فان لم یکن لهم ذنب تکون تلك

تمام رسل اول سی آخر تک متفق ہیں اور رہی وہ مصیبتیں جو دنیا میں پڑ جاتی ہیں اگر وہ ان خطا کی ہیں تو اون مصائب سی عقبی

المصائب لرفع الدرجات فی العقبی علی ما جاء فی الحدیث ان الرجل لتکون له عند الله منزلة فما یبلغها بعمله

میں رفع درجات ہو ویگا چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ بعضی شخص کا اللہ کی ہان مرتبہ ہوتا ہی اور وہ بذریعہ عمل کی حاصل نہیں کر سکتا

فما یزال الله تعالی یبتلیه بما یکرهه حتی یبلغه ایاها والاحادیث فی هذا المعنی کثیرة وان کان لهم ذنب تکون

پہر اللہ تعالی ہمیشہ اوسکو مکروہات میں مبتلا رکہتا ہی آخر وہ درجہ لیلیتا ہی اور اس مضمون کی حدیثیں بہت ہیں اور اگر وہ لوگ خطاوار ہیں تو وہ

تلك المصائب بسبب ذنوبهم کما قال الله تعالی وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم فتکون تلك

مصیبتیں اونکی گناہون کا وبال ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی پہر وہ مصیبتیں

المصائب کفارة لذنوبهم علی ما روی عن ام المؤمنین عائشة انه علیه السلام قال اذا کثر ذنوب العبد

اونکی گناہ صاف کر دیتی ہیں موافق روایت ام المؤمنین عائشہ کی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب آدمی کی گناہ بڑہ جاتی ہیں

ولم یکن له ما یکفرها ابتلاه الله تعالی بالحزن لیکفرها وفی حدیث اخر رواه ابو هریرة انه علیه السلام قال

اور کفارہ ہوتا نہیں تو اللہ تعالی غم میں مبتلا کر دیتا ہی تاکہ گناہون کو صاف کر دی اور ایک اور حدیث میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

لا یزال البلاء بالمؤمن والمؤمنة فی نفسه وماله وولده حتی یلقی الله تعالی وما علیهما من خطیئة الا ان بعض

ہمیشہ مؤمن مرد اور مؤمن عورت پر بلا نازل رہتی ہی جان پر اور مال پر اور اولاد پر یہان تک کہ اللہ تعالی کی ہان صاف ہو کر چلا جاتا ہی اوسکی ذمہ کوئی گناہ

منهم مع کونه متلوثا بالاثام یظن انه قائم علی الدین الحق بالتمام ویتهم ربه لجهله ولا یعلم احسانه الیه

نہیں ہوتا لیکن بعضی لوگ باوجودیکہ گناہون میں آلودہ ہوتی ہیں پہر گمان بکاتی ہیں کہ ہم دین حق پر خوب قایم ہیں اور اپنی جہالت سی رب پر تہمت لیتی ہیں یہہ نہیں جانتی

ویقول اذا اصابه نوع من البلاء یا رب ما ذنبی حتی فعلت بی هذا ویعتقد ان السلامة والراحة فی الدنیا للصالحین

کہ اوسکا کتنا احسان ہی اور جب اوسپر کسیطرح کی بلا آتی ہی تو کہتا ہی الہی میری کیا خطا ہی جو تو نی میری ساتہہ ایسا کیا اور یون سمجہہ رہا ہی کہ دنیا میں سلامتی اور آرام

والمحنة والمشقة فیها للطالحین ویعتمد علی ذلك الاعتقاد وذلك الاعتقاد فتنة عظیمة صدت کثیرا من الخلق

صلحاء کی لئی ہی اور محنت مشقت بدکارونکو ہی اور اسی پر بہروسہ کئی ہوئی ہی اور ایسا اعتقاد بڑا ہی فتنہ ہی اس فتنہ نی بہت خلقت کو دین حق پر قایم رہنی سی

عن القیام علی الدین الحق واصله الجهل بحقیقة الدین الحق ومن هذا الجهل یتولد الاعراض عن القیام علی

بند کر دیا ہی اور اصل میں یہہ جہالت ہی کہ دین حق کی حقیقت نہیں جانتا اور اس جہالت سی بہت ایسی غفلتیں پیدا ہوتی ہیں جنکی مارے دین حق پر

الدین الحق حتی فسد بذلك الاعتقاد کثیر من عابد جاهل لا بصیرة له فی امور الدین وناسك منتسب الی

قایم نہیں رہتا یہان تک کہ اس اعتقاد سی بہت جہال عابد بگڑ گئی جنکو امور دین میں کچہہ سمجہہ نہ تہی اور بہت پرہیزگار نام کی عالم جنکو

العلم لا معرفة له بحقائق الدین اذ من المعلوم قطعا ان العبد وان کان مؤمنا بما جاء به النبی علیه السلام

حقایق دین سی کچہہ معرفت نہ تہی اسواسطی کہ اتنی بات یقینا معلوم ہی کہ آدمی اگرچہ احکام شرعی نبی کی لائی ہوئی پر ایمان لایا ہو

الا انه محتاج الی ما لا بد له منه من جلب النفع ودفع الضر واذا اعتقد ان القیام علی الدین الحق ینافی ذلك ومن یتمسك

مگر وہ اپنی ضروریات کا محتاج ہوتا ہی نفع اوٹہانا اور نقصان دفع کرنا اور جب یہہ اعتقاد کریگا کہ دین حق پر قایم ہونا اسکی برخلاف ہی اور جسنی دین حق کا

به یتعرض بما لا یقدر علیه من البلاء ویفوته حظوظه ومنافعه العاجلة ویلزم من ذلك اعراضه عن حال

تمسک کیا تو نشانہ ایسی بلا کا ہوگا جسکی طاقت نہو اور اوسکو منفعت حالی سی کچہہ بہرہ نہوگا تو اس سی لازم آتا ہی کہ وہ مقرب لوگ گذری ہوون کی حال پر

السابقین المقربین بل عن حال المقتصدین اصحاب الیمین بل دخوله فی زمرة الظلمین بل فی زمرة المنافقین حتی
متوجه نهو بلکه راه رست والون کی حال پر بہی جو داہنی ہاتہ والی ہین بلکہ لازم آتا ہی کہ ظالمون کی زمرہ مین داخل ہو بلکہ منافقون مین یہان تک

یسمع من بعضهم یقول اذا تبت الی الله تعالی وعملت عملا صالحا یضیق رزقی ویکدر معیشتی واذا رجعت الی
کہ سنا گیا ہی کہ بعضی یون کہتی ہین کہ جب مین اللہ کیطرف رجوع اور اعمال نیک کرتا ہون تو میری روزی تنگ اور عیش بی لذت ہوتا ہی اور اگر معصیت پر

المعصیة واعطیت نفسی مرادها یتسع رزقی ویحسن معیشتی وهذا من جهله بدین الله ووعده ووعیده وما
ہٹکر نفس کی مراد ہوا وہوس پوری کرتا ہون تو رزق فراخ اور معیشت درست ہوجاتی ہی اور یہہ اسلئی کہ اللہ کی دین کو اور اوسکی وعدہ اور وعید کو نہین جانتا

معه من الدین الحق حیث یظن انه قائم علی الدین الحق ویفعل ما امر به ویترك ما نهی عنه مع انه کثیرا ما یترك
اور نہ اپنی دین کو جانتا ہی کیونکہ یہہ خیال کر رہا ہی کہ مین دین حق پر قایم ہون اور مامور بہ پر عمل اور منہیات کو ترک کرتا ہون باوجودیکہ اکثر اوقات بہتیری ایسی

کثیرا من الامور الواجبة علیه لعدم علمه بها او لا بوجوبها فیکون من اهل التقصیر فی العلم بل کثیرا ما یترکها بعد العلم
امور جو اوسپر واجب ہوتی ہین بی علمی مطلق سی یا غیر واجب سمجہہ کر ترک کر دیتا ہی سو علم کی باب مین صاحب تقصیر ہوجاتا ہی بلکہ اکثر امور واجبہ جان بوجہہ کر

بها وبوجوبها اما کسلا وتهاونا او لنوع من التاویل الباطل او لظنه انه مشتغل بما هو اهم منها او لغیر ذلك
ترک کرتا ہی یا تو ماری سستی اور کاہلی کی یا کوئی جہوٹا بہانا کرکی یا اوس وہم سی کہ ہم اوس سی بہی ضروری کار مین لگ رہی ہین یا اور کسی وہم سی

بل کثیرا ما یتعبد لله تعالی بترك ما هو واجب علیه من الامر بالمعروف والنهی عن المنکر مع قدرته علیه ویزعم
بلکہ اکثر اوقات اللہ کی عبادت کرتا ہی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو جو اوسکی ذمہ واجب ہی قدرت ہوتی سواتی ترک کر دیتا ہی اور کہتا یون ہی

انه متقرب الی الله تعالی بترك ما لا یعنیه ویظن انه قائم علی الدین الحق ولا یعلم انه من امقت الخلق الی
کہ ہم بیہودہ امور کو ترک کرکر قربت الٰہی پیدا کرتی ہین اور خیال یہہ کر رہا ہی کہ دین حق پر قایم ہون اور یہہ خبر ہی نہین کہ خدا تعالی کا سب سی زیادہ مردود

الله تعالی وابغضهم له بل کثیرا ما یتعبد لله تعالی بما حرمه الله تعالی علیه ویعتقد انه طاعة وعبادة وحاله
اور سب سی زیادہ مبغوض ہی بلکہ اکثر اوقات حرام کو عمل مین لاکر خدا کی عبادت کرتا ہی اس اعتقاد پر کہ یہہ طاعت اور عبادت ہی اب اسکا حال

فی ذلك شر من حال من یفعل ذلك ویعتقد انه معصیة وذنب کاصحاب التغنی الذین یتقربون الی الله تعالی
اوس شخص سی بدتر ہی جو حرام کو گناہ اور معصیت سمجہہ کر کرتا ہی جیسی فقیر پیرزادہ مزامیر سنکر خدا کی قربت چاہتی ہین

ویظنون انهم اولیاء الله تعالی واحباؤه وکثیر من الناس اذا غلب علیه عدوه وهو عند نفسه من الصالحین
اور گمان کر رہی ہین کہ ہم خدا کی دوست اور محبوب ہین اور اکثر لوگ جب اونپر دشمن غالب ہوجاتا ہی اور وہ اپنی گمان مین صالح ہین

وعدوه من الفاسقین وفی ظنه انه من کل وجه محق ومظلوم وعدوه باطل وظالم یقول ان اهل الحق فی
اور اونکا دشمن فاسق ہی اور اپنی گمان مین بہر حال حق پر ہین اور مظلوم ہین اور دشمن باطل پر ہی اور ظالم ہی تو کہتی ہین کہ حق والی دنیا مین

الدنیا مغلوب ومقهور واهل الباطل مرفوع ومنصور مع ان الامر فی الحقیقة لیس کذلك بل قد یکون معه
مغلوب اور مقہور ہی ہوتی ہین اور اہل باطل سربلند اور فتحیاب ہوتی ہین باوجودیکہ حقیقت مین حال یون نہین ہی بلکہ کبہی وہ خود ہی

نوع من الظلم والباطل ومع عدوه نوع من الحق والعدل الا ان الانسان لکونه مجبولا علی حب نفسه وعلی
کچہہ نہ کچہہ ظلم اور باطل پر اور اوسکا دشمن ایک طرح کی حق اور عدل پر ہوتا ہی لیکن آدمی اپنی محبت اور دشمن کی عداوت پیدایشی رکہتا ہی

بغض خصمه لا یری الا محاسن نفسه ومساوی خصمه بل قد یشتد حبه لنفسه حتی یری مساویها محاسن
پہر اسکو بجز اپنی خوبیون اور دشمن کی برائیون کی کچہہ نہین سوجہتا بلکہ بعضی دفعہ اپنی محبت اتنی بڑہ جاتی ہی کہ اپنی برائیون کو بہی حسنات سمجہتا ہی

ویشتد بغضه لخصمه حتی یری محاسنها مساوی وهذا من جهله المقرون بالظلم والهوی وبجهله بوعد
اور دشمن کی عداوت اتنی ہوجاتی ہی کہ اوسکی خوبیون کو بہی برا جانتا ہی اور یہہ جہالت اوسکی ظلم اور ہوائی نفسانی سی ہی اور خدا کی وعدہ

الله تعالى ووعيده وما معه من الدين الحق فانه تعالى قد ضمن في كتابه نصر دينه الحق والقائمين به علما
اور وعید کا اور اپنی دین حق کا علم نہین ہی بیشک اللہ تعالی اپنی کتاب مین دین حق کی اور جو دین پر باعتبار علم اور عمل کی قایم ہین انکی امداد کا ضامن
وعملا ولم يضمن نصر الباطل ولو اعتقد صاحبه انه على الحق وكذا كل من العزة والرفعة انما يكون لاهل
ہو لیا ہی اور باطل کا مددگار نہین ہی اگرچہ باطل والا اپنی تئین حق پر جانا کری اور ایسی ہی تمام عزت اور رفعت واسطی دینداروں کی ہی
الدين الذي به بعث الله رسله وانزل كتبه كما قال الله تعالى ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين وقال
جسکی واسطی اللہ تعالی نی رسول بھیجی اور کتابین اوتارین چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور زور اللہ کا ہی اور اسکی رسول کا اور ایمان والوں کا اور فرمایا
الله تعالى وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين فللعبد من العزة والرفعة بحسب ما معه من الايمان في حقائقه
اللہ تعالی نی اور تم ہی غالب رہو گی اگر تم ایمان رکھتی ہو سو آدمی کی لئی عزت اور رفعت وتنی ہوتی ہی جتنا باعتبار علم اور عمل کی اوسکا ایمان
علما وعملا فاذا فاته حظ من العزة والرفعة ففي مقابلة ما فاته من حقايق الايمان علما وعملا وكذا النصر
اور ایمانی حقایق ہوتی ہین پہر اگر اوسکی عزت اور رفعت کچھہ گہٹ جاتی ہی سو وتنی ہی جو اوسکی ایمان مین باعتبار علم اور عمل کی فرق آتا ہی اور ایسی ہی پوری
التام والتائيد الكامل انما يكون لاهل الايمان الكامل وقد يقع الغلط في كثير من الناس ويعتقد انه تعالى
امداد اور کامل تائید اونہی کی ہی کہ جسکا ایمان کامل ہی اور بیشک اکثر لوگوں کو غلطی ہو جاتی ہی کہ یہہ اعتقاد کرتا ہی کہ اللہ تعالی
لا يؤيد صاحب الدين الحق ولا ينصره ولا يجعل له العافية في الدنيا بوجه من الوجوه بل يعيش فيها طول
دین حق والی کی نہ تائید کرتا ہی اور نہ نصرت اور نہ اوسکو کسیطرحکا دنیا مین ارام دیتا ہی بلکہ دنیا مین تمام عمر
عمره مظلوما مقهورا مع امتثاله بما امر به ظاهرا وباطنا وانتهائه عما نهى عنه ظاهرا وباطنا ويظن ان
مظلوم اور مغلوب رہتا ہی باوجودیکہ ما مور بہ کی ظاہر و باطن مین اور اطاعت کرتا ہی اور منہیات سی ظاہر اور باطن مین بچتا ہی اور یہہ خیال کرتا ہی
اهل الدين الحق يكونون في الدنيا اذلاء مقهورين فاذا ذكر بما وعده في القران يقول هذا في الاخرة فقط ولا يثق
کہ دین حق والی دنیا مین خوار اور مغلوب ہی ہوتی ہین اور جب اوسکی سامنی قرآن کا وعدہ بیان کرو تو کہنی لگی یہہ صرف آخرت ہی مین ہی اور اللہ کی وعدہ
بوعد الله تعالى بنصر دينه واهله في الدنيا والاخرة وهذا من سوء الفهم لانه تعالى بين في كتابه انه ينصر
پر یقین نہین کرتا کہ اپنی دین اور دینداروں کا دنیا اور آخرت دونو مین مددگار ہی اور یہہ اوسکی نافہمی ہی کیونکہ اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین بیان فرمایا ہی کہ
المؤمنين في الدنيا والاخرة قال انا لننصر رسلنا والذين امنوا في الحيوة الدنيا ويوم يقوم الاشهاد وقال تعالى
مؤمنوں کی دنیا اور آخرت مین مدد کریگی فرمایا ہم مدد کرتی ہین اپنی رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی جیتی اور جب کہڑی ہونگی گواہ اور فرمایا اللہ تعالی نی
ولو قاتلكم الذين كفروا لولوا الادبار ثم لا يجدون وليا ولا نصيرا سنة الله التي قد خلت من قبل ولن تجد
اور اگر لڑتی تمسی کافر تو پہیرتی پیٹھہ پہر نہ پاوینگی حمایتی نہ مددگار رسم پڑی اللہ کی جو چلی آتی ہی پہلی سی اور نہ تو دیکہیگا
لسنة الله تبديلا وهذا خطاب للمؤمنين القائمين بحقائق الايمان ظاهرا وباطنا وقال الله تعالى
رسم اللہ کی بدلتی اور یہہ خطاب اون مؤمنوں کو ہی جو حقایق ایمان پر ظاہر و باطن مین قایم ہین اور فرمایا اللہ تعالی نی
والعاقبة للمتقين والمراد بالعاقبة العافية في الدنيا قبل الاخرة لانه تعالى ذكر ذلك في سورة الاعراف حكاية عما
اور آخر بہلا ہی ڈروالوں کا اور مراد عاقبت سی دنیا کا انجام ہی آخرت سی پہلی واسطی کہ اللہ تعالی نی اسکو سورۂ اعراف مین موسی نبی علیہ السلام کی
قال موسى النبي عليه السلام لقومه استعينوا بالله واصبروا ان الارض لله يورثها من يشاء من عباده
زبانی قوم کی لئی بیان فرمایا ہی مدد مانگو اللہ سی اور ثابت رہو زمین ہی اللہ کی اوسکا وارث کری جسکو چاہی اپنی بندوں مین سی
والعاقبة للمتقين بل ذكر مثل ذلك في سورة هود عقيب قصة نوح النبي عليه السلام ونصرة على قومه
اور آخر بہلا ہی ڈروالوں کا بلکہ ایسا ہی سورۂ ہود مین بعد قصۂ نوح علیہ السلام کی اونکی قوم پر نصرت کرکر فرمایا ہی

فقال تلك من انباء الغيب نوحيها اليك ما كنت تعلمها انت ولا قومك من قبل هذا فاصبر ان العاقبة
یہہ بعضی چیزین ہین غیب کی کہ ہم بہیجتی ہین تیری طرف انکو جانتا نتہا تو اور نہ تیری قوم اسی پہلی سو تو ٹہرا رہہ البتہ آخر بہلا ہی
للمتقين فيكون المعنى ان عاقبة النصر تكون لك ولمن تبعك كما كانت لنوح النبي عليه السلام ولمن تبعه و
ڈرنیوالون کا سو اب معنی یہہ ہونگی کہ آخر کو نصرت تیری اور تیری ساتہیونکی لئی ہی جیسی نوح علیہ السلام کی اور اوسکی ساتہیون کی ہوئی تہی اور
قال تعالى وكان حقا علينا نصر المؤمنين وقال تعالى فايدنا الذين امنوا على عدوهم فاصبحوا ظاهرين فمن نقص
فرمایا اللہ تعالی نی اور حق ہی ہمپر مدد ایمان والون کی اور فرمایا اللہ تعالی نی پہر زور دیا ہمنی اونکو جو یقین لائی تہی اونکی دشمنون پر پہر ہو رہی غالب پہر جسکی
عمله بمقتضى الايمان ينقص نصيبه من النصر والتائيد ولهذا قيل ما اصاب العبد من مصيبة في نفسه او
اعمال مقتضای ایمان سی کمتر ہوتی ہین اوسکا حصہ بہی نصر اور تائید کا کمتی ہوجاتا ہی اسیلئی کہا گیا ہی کہ آدمی پر جو مصیبت آتی ہی جان پر یا
ماله او بغلبة العدو عليه فانما هو بذنوبه اما بترك واجب او فعل محرم ثم ان ههنا امورا لابد من معرفتها
مال پر یا دشمن کی غلبہ سی تو یہہ سب گناہون کا وبال ہی یا تو واجب ترک ہوتا ہی یا حرام عمل مین آتا ہی پہر یہان کئی بات ہین سمجہنی چاہئین
الاول ان ما يصيب الانسان في بعض الازمان من غلبة العدو عليه وايذائه له فامر لازم للطبيعة البشرية
اول یہہ کہ آدمی پر بعضی وقت جو مصیبت آتی ہی دشمن کا غلبہ اور اوسکی ایذا دہی سو یہہ بات موافق ارادۂ الٰہی اور حکمت ربانی کی
والنشاة الانسانية بالارادة الالهية والحكمة الربانية كالحر الشديد والبرد القوي والامراض والهموم و
طبیعت بشری اور عادات انسانی کی لوازم سی ہی جیسی گرمی کی شدت اور جاڑی کی ٹہر اور بیماریان اور غم و غصہ
الغموم اللاحقة له حتى الاطفال والبهائم فلو تجرد الخير عن الشر والنفع عن الضر واللذة عن الالم لكان هذا
جو آدمی پر گذرتا ہی یہان تک کہ بچون اور جانورون پر پہر اگر خیر شر سی اور نفع ضرر سی اور لذت الم سی خالی اور صاف ہوکری
العالم عالما اخر غير هذا العالم ونشأة اخرى غير هذا النشاة والثاني ان الانسان مدني بالطبع لا يمكنه ان
تو یہہ عالم اور ہی عالم ہوجاوی یہہ عالم نرہی اور پیدائیش اور ہو جاوی سوا اس پیدائیش کی اور دوسری بات یہہ ہی کہ آدمی مل ملن سار ہوتا ہی اکیلا
يعيش وحده بل لابد له ان يعيش مع الناس وللناس ارادات واعتبارات يطلبون منه ان يوافقهم عليها
زندگی نہین کرسکتا بلکہ اوسکو ضرور ہی کہ آدمیون کی ساتہہ رہاکری اور اون لوگون کی کچہہ کچہہ ارادی اور اعتبارات ہوتی ہین کہ اونہین دوسری کو اپنی موافق
وان لم يوافقهم يؤذونه ويعذبونه وان وافقهم وكان موافقته اياهم على باطل يحصل له العذاب والالم من
کیا کرتی ہین اور اگر موافق نہو تو ایذا دیتی ہین اور ستاتی ہین اور اگر اونسی موافق ہوا اور وہ موافقت باطل پر ہوئی تو اوسکو اور طرح کا عذاب اور الم ہوویگا
وجه اخر ولا ريب ان الم المخالفة لهم في باطلهم اسهل من الالم المترتب على موافقتهم فالم يسير يعقبه لذة
اور اسمین کچہہ شک نہین ہی کہ باطل مین مخالفت کا الم اوس الم سی بہت سہل ہی کہ اونکی موافقت سی ہوویگا پس تہوڑا سا الم کہ اوسکی پیچہی بڑی لذت
عظيمة دائمة اولى بالاحتمال من لذة يسيرة يعقبها الم عظيم دائم والثالث ان البلاء الذي يصيب
دائمی ہووی اوٹہانا اولی ہی بہ نسبت ایسی تہوڑی سی لذت کی کہ اوسکی بعد بڑا الم دائمی ہووی تیسری بات جو بلا کہ آدمی پر حق کی راہ مین گذرتی ہی
الانسان في طريق الحق لا يخلو اما ان يكون في نفسه او ماله او عرضه او اهله واشد هذه الاقسام ما كان
اس حال سی خالی نہین ہی کہ اوسکی جان پر ہووی یا اوسکی مال پر یا آبرو پر یا اہل پر ان قسمون مین سی بڑی سخت وہ ہی
في نفسه وغايته ان يقتل ويكون شهيدا وهذا اشرف الموتات واسهلها لان الشهيد لا يجد من الالم الا
جو جان پر ہوویگا اور اوسکا انجام یہہ ہی کہ مارا جاوی اور شہید ہوجاوی اور یہہ موت سب موتون مین اشرف ہی اور سب سی سہل اسلئی کہ شہید کو اتنا ہی الم ہوتا ہی
مثل القرصة وليس في قتل الشهيد الم زائد على ما هو المعتاد لبني ادم عند موتهم على فرشهم ولا موت مقدم على
کہ جیسی پسو کاٹی یا چٹکی لو اور شہید کی قتل مین کوئی الم زیادہ اسی نہین ہوتا جو بنی آدم کی بستر پر مرتی ہوئی دستور ہی اور کوئی موت حیا مقرری پر مقدم نہین ہوتی

اجله لان المسطور فی الکتب الکلامیۃ ان المیت مقتول باجله فمن فر من الموت او من القتل وظن انه
سلی کہ عقائد کی کتابون مین یہہ لکھا ہوا ہی کہ مقتول اپنی اجل پر مرتا ہی پہر جو شخص موت سی یا قتل سی بہاگی اس خیال پر کہ بہاگنی سی عمر دراز

بفراره یطول عمره ویتمتع بالعیش الکثیر فقد کذبه الله تعالی فی هذا الظن وقال قل لن ینفعکم الفرار ان فررتم
ہوگی اور خوب عیش اوڑاؤن گا تو اللہ تعالی اوسکو اس خیال مین جہٹلاتا ہی تو کہہ ہرگز نہ فائدہ دیگا تمکو بہاگنا اگر بہاگوگی

من الموت او القتل واذا لا تمتعون الا قلیلا فانه تعالی بین فی هذه الایۃ ان الفرار من الموت او القتل لا ینفع
مرنی سی یا ماری جانی سی اور پہر بہی پہل نہ پاؤگی مگر تہوڑی دنون پس اللہ تعالی نی اس آیت مین بیان کردیا کہ موت یا قتل سی بہاگنا کچہ فائدہ نہین دیتا

الا قلیلا اذ لا خلاص لاحد من الموت بل لا بد له منه فیفوته بهذا الفرار ما هو خیر له منه من الحیوۃ الابدیۃ
مگر کچہہ تہوڑا کیونکہ موت سی کسیکو مخلصی نہین ہی بلکہ موت ضرور ہی سو اس بہاگنی مین جو موت کی بہتر ہی اتہہ سی جاتی رہتی ہی یعنی ہمیشہ کی زندگی

التی تحصل للشهید عند ربه فان من اختار فی الدنیا الراحۃ علی التعب فی سبیل الله اتعبه الله تعالی اضعاف
کہ رب کی یہان شہید کو ملتی ہی بیشک جو شخص دنیا کا ارام پسند کرتا ہی اللہ کی رستی کی محنت پر تو اللہ تعالی اوسکو کئی گونہ زیادہ محنت دیتا ہی

ما ناله فی غیر سبیل الله تعالی الا تری ان ابلیس لما امتنع من السجود لادم النبی علیه السلام فرارا من الخضوع له
جو اوسنے مین اوٹہاتا ہی کیا نہین دیکہتا کہ ابلیس نی جو آدم نبی علیه السلام کی سجدہ سی ذلت سی بچنی کو باز رہا تو اللہ تعالی نی اوسکو

جعله الله تعالی اذل الاذلین وصیره خادما لفساق ذریته وفجارهم الی یوم الدین وکذلك کل من یمتنع
سب سی زیادہ خوار کرکر قیامت تک آدم کی ذریت مین سی فساق اور فجار کا خادم بنا دیا اور ایسی ہی جو شخص اپنی ذات کو

ان یذل نفسه لله تعالی ویتعب بدنه فی طاعته ومرضاته لا بد ان یذل لمن کان اظلم خلق الله تعالی
ذلیل کرنی سی واسطی اللہ کی اور بدن کو اللہ کی طاعت اور مرضی کی محنت اوٹہانی سی بچاوی تو ضرور ہی کہ وہ شخص ایسی کی سامنی ذلیل ہو کہ تمام خلق اللہ مین

وافسدهم ویتعب نفسه وبدنه فی طاعته ومرضاته عقوبۃ له من الله تعالی ولذلك قال بعض العارفین
ظالم اور مفسد ہو اور بسبب عقوبت الہی کی اوسکی جان اور بدن اوسہی کی طاعت اور مرضی کی محنت مین مبتلا ہی اور اسہی لئی بعضی عارف کہتی ہین جو شخص

من لم یعبد الحق اختیارا یعبد الخلق اضطرارا فینعزل عن خدمۃ الخالق الی خدمۃ المخلوق فعلی هذا کان
اپنی اختیار سی حق کی بندگی نہین کرتا تو وہ لاچار ہو کر خلق کی بندگی کرتا ہی پس خالق کی خدمت سی معزول ہو کر مخلوق کی خدمت کرنی لگتا ہی اس بیان کی موافق

الواجب علی العبد ان یشتغل بعبادۃ الله تعالی وطاعته ویترك الاعتراض علیه ویرضی بقضائه فی کل ما
آدمی پر واجب ہی کہ اللہ تعالی کی عبادت اور طاعت کیا کری اور کسیطرحکا اعتراض نکری اور اوس حکم پر راضی رہی اوسکی یہان سی جو

جاء من عنده من النفع والضر والصحۃ والمرض والمنع والعطاء والالم والاذی ویلاحظ قوله تعالی عسی ان تکرهوا
آوی نفع یا نقصان صحت یا مرض روک یا بخشش الم یا تکلیف اور اس آیت کا مضمون کو لحاظ کری شاید تمکو

شیئا وهو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وهو شر لکم والله یعلم وانتم لا تعلمون ویتیقن انه تعالی ارحم بعباده من
بری لگی ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمکو اور شاید تمکو خوش لگی ایک چیز اور وہ بری ہو تمکو اور اللہ جانتا ہی اور تم نہین جانتی اور یقین کرجانی کہ اللہ تعالی اپنی بندون پر اس سی زیادہ

الوالدۃ بولدها وانه تعالی اعلم بمصلحته من نفسه ثم اذا ظهر عطاء یشکر الله تعالی واذا وقع بلاء یحاسب نفسه
رحمت والا ہی کہ ما اپنی اولاد پر اور اللہ تعالی اوسکی مصلحت کو اوس سی زیادہ جانتا ہی پہر اگر عطا ظاہر ہوی تو اللہ کا شکر بجالاوی اور اگر بلا آوی تو اپنا حساب لیوی

فیما صدر منها حتی استحق ذلك اذ قال الله تعالی وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر
کہ ایسی کیا خطا ہوئی کہ جسمین اس بلا کا سزاوار ہوا کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی جو پڑتی تمپر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی اور معاف کردیتا ہی

فانه تعالی بین فی هذه الایۃ ان ما اصاب العبد من مصیبۃ ای مصیبۃ کانت فهی بسبب ذنوبه التی اکتسبها
بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین یہہ بیان فرمایا کہ آدمی پر جو مصیبت آتی ہی کوئی مصیبت ہو سو وہ گناہون کا وبال ہی جو آپ کمائی ہین

بنفسه

بنفسه والله تعالی یعفو عن کثیر منها فلا یعاقب علیها فی الدنیا واما فی العقبی فهو فی مشیئة الله تعالی

اور الله تعالی بہتیری گناه معاف کردیتا ہی سو اونپر دنیا مین عذاب نہین کرتا اور عقبی مین اگر توبہ نہین کی تو مشیت الٰہی مین ہی

ان لم یتب عنها فانه تعالی ان شاء یعفو عنه ویدخله الجنة بلا عذاب وان شاء یعذبه فی جهنم

بیشک الله تعالی چاہی معاف کرکر بلا عذاب جنت مین داخل کردی اور چاہی گناہون کی موافق دوزخ مین عذاب دیوی

بقدر ذنوبه ثم یخرجه منها ویدخله الجنة قال علی للمؤمن عند الله تعالی خمس نقمات فاولها المرض

پہر دوزخ سی نکال کر جنت مین داخل کری حضرت علی کہتی ہین مؤمن کی حق مین الله تعالی کی ان پانچ عقوبت مین پہلی تو دکہہ

ثم المصائب فان کانت ذنوبه اکثر من ذلك یعذب فی قبره فان کانت اکثر من ذلك یحبس علی الصراط وان

پہر مصیبتین پہر اگر اسکی گناہ اس سی بہی زیادہ ہوئی تو گور مین عذاب ہوگا پہر اگر اس سی بہی زیادہ ہین تو پلصراط پر رکیگا اور اگر

کان اکثر من ذلك یعذب فی جهنم علی قدر ذنوبه ثم یخرج منها بالتوحید

اس سی بہی زیادہ ہین تو گناہون کی موافق دوزخ مین رہ کر پہر توحید کی برکت سی نکلیگا

المجلس الحادی والتسعون

اکیانوین مجلس

فی بیان ان الشیطن یجری من الانسان مجری الدم

اس بیان مین کہ شیطان انسان کی اندر مثال خون کی پہرتا ہی

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا

ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواته ام المؤمنین صفیة

بیشک شیطان انسان کی اندر خون کی مثال پہرتا ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ام المؤمنین صفیہ کی روایت سی

والمراد بالشیطان ههنا وسوسته لانفسه فی المجری یحتمل ان یکون اسم مکان فیکون المعنی ان کید

اور شیطان سی مراد اسجگہہ شیطانی وسوسہ ہی عین شیطان نہین ہی پس اب لفظ مجری مین احتمال ہی کہ اسم ظرف ہووی اب معنی یون ہوجاینگی کہ

الشیطن ووسوسته یجری فی الانسان جریان الدم فان الدم کما یجری فی اعضاء الانسان من غیر احساس الانسان

شیطان کا مکر اور وسوسہ انسان مین لوہو کی طرح پہرتا ہی بیشک لوہو جیسی انسان کی اعضا مین پہرتا ہی اور آدمی کو اوسکی خبر نہین ہوتی

بجریانها فکذلك وسوسة الشیطن تجری فی اعضاء الانسان من غیر احساس الانسان بجریانها وقیل یجوز

ایسی ہی شیطانی وسوسہ انسان کی اعضا مین پہرتا ہی اور آدمی کو خبر نہین ہوتی اور کوئی کہتا ہی کہ جایز ہی

ان یراد بالشیطان نفسه لاوسوسته فانه لکونه غیر کثیف لایبعد ان یجری فی عروق الانسان لان غیر

کہ عین شیطان مراد لیں وسوسہ نہ مراد لین اسلئی کہ شیطان مادی جو نہین ہی تو کیا تعجب ہی کہ انسان کی رگون مین پہرتا ہو اسلئی کہ بی مادہ شی

الکثیف یدخل فی الکثیف کالهواء النافذ فی البدن فیجری الشیطن فی الانسان مجری الدم ویصادف نفسه

مادی مین گہس جاتی ہی جیسی ہوا بدن مین سو اب شیطان ہی انسان کی اندر خون کی طرح پہرتا ہی اور اوسکی جان کی پاس ہوکر

ویسئلها عما تحبه وتریده فاذا عرف مقصودها ومرادها یستعین بها علی الانسان فی اضلاله واخراجه

پوچہتا ہی تجہکو کیا پسند ہی تیرا کیا ارادہ ہی پہر اوسکا مقصود اور مراد پاکر راہ سی بچلانی مین اور طریق مستقیم سی نکالنی مین

عن الطریق المستقیم فانه یورده الموارد التی یتخیل الیه ان فیها منفعة ثم یصدره المصادر التی فیها عطبه

انسان کی مدد کرتا ہی پس وہ شیطان آدمی کو ایسی کہاٹ لگادیتا ہی جہان یہہ خیال ہو کہ اسمین یہہ فائدہ ہی پہر ایسی جگہہ پہنچتا ہی جہان عطاہ ہی تبہ آوی

ثم یتبرأ منه ویسلمه ویقف یشمت به ویضحك منه فانه یامره بالسرقة والزنا وقتل النفس ثم یدل علیه

پہر اوس سی الگ ہوکر اوسہی کی حوالہ کردیتا ہی اور آپ ٹہٹہا مارتا اور ہنستا ہی یعنی آدمی سی پہلی تو چوری اور زنا اور خون کرادیتا ہی پہر ظاہر کرکر

ویفضحه کما فعل بالراهب الذی زنا بامرأة فلما ولدت امره بقتلها وقتل ولدها ثم دل علیه اهلها وکشف

فضیحت کردیتا ہی جیسی ایک راہب کی ساتہہ کیا کہ اوسنی ایک عورت سی زنا کیا پہر وہ جنی تو اوسی اوسکو اور اوسکی بچہ کو قتل کرایا پہر عورت کی مالکون کو بتا دیا

لهم امرہ فلما اراد واصلبہ امرہ بان یسجد لہ لینجیہ فلما سجد لہ فر منہ وترکہ وفیہ نزل قولہ تعالیٰ
اور اوسکا سب حال کہول دیا جب وہ لوگ اوسکو صولی دینی لگی تو اپنی تئین سجدہ کرایا کہ بچا دونگا جب اوسنی سجدہ کیا تو اوسکو چہوڑ کر بہاگ گیا اسہی قصہ مین یہہ آیت اوتری
کمثل الشیطن اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بریٔ منک انی اخاف اللہ رب العلمین ولا
جیسی کہاوت شیطان کی جب کہی انسان کو تو منکر ہو پہر جب وہ منکر ہوا کہی مین الگ ہون تجہسی مین ڈرتا ہون اللہ سی جو رب ساری جہان کا اور
یختص ہذا بالذی ذکرت ہذہ القضیۃ عنہ بل ہو عام فی کل من یطیع الشیطان فی امرہ بالکفر والعصیان
شیطان کا یہہ مکر کچہہ اوس سی خاص نہین ہی جسکا یہہ قصہ مذکور ہوا بلکہ علی العموم ہر ایک سی جو شیطان کا کفر اور معصیت مین مطیع ہی
لینصرہ ویقضی حاجتہ ثم یتبرأ منہ ویسلمہ کما یتبرأ من جملۃ اولیائہ یوم القیمۃ ویقول
تاکہ وہ نصرت کری اور حاجت روا کری پہر اوسکو اوسہی پر ڈال کر الگ ہو جاتا ہی جیسی اپنی تمام دوستون سی قیامت کو الگ ہو جاویگا یہہ کہہ کر
لہم انی کفرت بما اشرکتمون من قبل فانہ یوہم المواد فی الدنیا ثم یتبرأ منہ یوم القیمۃ فعلی ہذا ینبغی للعاقل
مین نہین قبول رکہتا جو تمنی مجکو شریک ٹہرایا تہا پہلی بیشک یہہ شیطان اپنی دوستون کو دنیا مین ایک کہاٹ پر لگا دیتا ہی پہر اونسی قیامت کو الگ ہو جاویگا اس بنا پر
ان یجتہد فی دفع وسوستہ عن نفسہ اذ لیس تسلطہ علی الانسان بالقہر والالجاء بل تسلطہ علیہ بالتزیین
عاقل کو لازم ہی کہ اپنی دل مین سی اسکا دسوسہ جسطرح بنی دور کری اسلئی کہ انسان پر شیطان کا غلبہ بجبر وقہر اور زور سی نہین ہی بلکہ معاصی کی زینت دینی اور
والاغواء لما روی انہ علیہ السلام قال خلق ابلیس مزینا ولیس الیہ من الاضلال شیٔ فانہ علیہ السلام
بہکانی سی ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ابلیس زینت دینی کو پیدا ہوا ہی اور گمراہ کرنی کی کوئی بات اوسکی اختیار مین نہین ہی بیشک نبی علیہ السلام
بین فی ہذا الحدیث ان الشیطن لیس بمسلط علی بنی آدم بحیث یامرہم بالمعصیۃ ویلجئہم علیہا اذ لو کان
اس حدیث مین فرمایا کہ شیطان بنی آدم پر اسطور غالب نہین ہی کہ معصیت کا حکم کر کر گناہ پر لاچار کر دی اگر یہہ حال ہوتا
الامر کذلک لما نجا من شرہ احد بل شانہ ان یوسوس فی صدورہم ویزین المعصیۃ الیہم ولیس بیدہ اکثر
تو اسکی بدی سی کوئی بہی نہ بچتا بلکہ اسکا یہہ طریق ہی کہ بنی آدم کی دلون مین وسوسہ پیدا کرتا ہی اور معصیت کو اونکی نظرون مین خوبصورت بنا دیتا ہی
من ذلک کما اخبر اللہ تعالیٰ عنہ انہ یقول لاہل النار یوم القیمۃ وما کان لی علیکم من سلطن الا ان دعوتکم
اس سی زیادہ کچہہ مقدور نہین ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ اسکی خبر دیتا ہی کہ قیامت کی دن دوزخیون سی یون کہیگا اور تم پر مجکو حکومت نہ تہی مگر مین نی تمکو بلایا
فاستجبتم لی فلا تلومونی ولوموا انفسکم یعنی ان دعوتی ایاکم الی الباطل لم یکن بطریق القہر والالجاء ولا
پہر تم نی مان لیا سو مجہکو مت الزام دو اور الزام دو اپنی تئین مراد یہہ ہی کہ میرا بلانا تمکو باطل پر کچہہ بطور قہر اور لاچار کر کر نہین تہا اور نہ
بحجۃ وبرہان یدل علی صدقی بل بمجرد تزیین وتسویل فاستجبتم لی لموافقۃ دعوتی اہواءکم واغراضکم
کسی حجت اور دلیل سی تہا کہ میری صدق پر دلالت کرتی ہو بلکہ صرف زینت اور آرایش سی تہا سو تمنی میرا کہا اپنی ہوا ہوس اور غرضون کی موافق دیکہہ کر مان لیا
ولم تستجیبوا لربکم الذی دعاکم الی الحق دعوۃ مقرونۃ بالحجج والبینت لعدم موافقۃ دعوتہ اہواءکم
اور اپنی رب کا کہا نہ مانا جسنی حق پر دلائل اور بینات کی ساتہہ بلایا تہا کیونکہ اللہ کی طلب تمہاری ہوا ہوس اور غرض کی
واغراضکم فان عدو اللہ تعالیٰ لما امتنع عن السجود لآدم النبی علیہ السلام واخرج من زمرۃ الملئکۃ المقربین
مطابق نہ تہی بیشک شیطان نی جب آدم علیہ السلام کو سجدہ نکیا اور مقرب ملائک کی زمرہ سی یا جنت میں سی نکالا گیا
او من الجنۃ وسال ان ینظر الی یوم یبعث فیہ آدم النبی علیہ السلام وذریتہ للجزاء فانظر الی یوم الوقت
اور اسنی سوال کیا کہ اوس دن تک کہ آدم نبی عم او اوسکی اولاد جزا کی لئی اوٹہائی جاوین مہلت ملی پہر اوسکو اوسوقت
المعلوم الذی ہو وقت النفخۃ الاولی التی علم اللہ تعالیٰ ان من فی السموٰت ومن فی الارض یصعق عندہا
معلوم تک مہلت ملی جو کہ وقت پہلی نفخہ کا ہے اللہ جانتا ہی کہ جو آسمان اور زمین مین ہین اوسوقت سب بیہوش ہو جاوینگی

الا من شاء الله تعالی قال رب بما اغویتنی لازینن لهم فی الارض ولاغوینهم اجمعین الا عبادك

مگر جنکو اللہ بچا رکہی تو شیطان نی یہہ کہا ای رب جیسا تو نی مجکو راہ سی کہویا مین انکو بہار دکہلا ونگا زمین مین اور راہ سی کہو دونگا سبکو مگر جو تیری

منہم المخلصین واستثنی عباد الله الذین اخلصہم الله تعالی لطاعته وعبادته وطہرہم عن تاثیر

چنی بندی ہین اور او سنی او ن بندون کو جدا کیا جنکو اللہ تعالی نی واسطی اپنی طاعت اور عبادت کی خاص کیا ہی اور انکو اوسکی بہکاو کی اثر سی

اغوائه فیہم فلما استثناہم وکان طریقہم مرضیا عند الله تعالی قال الله تعالی هذا صراط علی مستقیم

پاک کر رکہا ہی پہر جب اونکو جدا کیا اور اونکا چلن اللہ تعالی کو پسند تہا تو اللہ تعالی نی فرمایا یہہ راہ ہی مجہہ تک سیدہی

ان عبادی لیس لك علیہم سلطن الا من اتبعك من الغاوین فانه تعالی قد اخبر فی هذه الایة ان عباده

جو میری بندی ہین تجکو اونپر زور نہین مگر جو تیری راہ چلا خراب لوگون مین بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین خبر دی ہی کہ میری بندی

الذین اخلصہم لطاعته وعبادته لعدوه نفس علیہم سلطن بل سلطانه علی الذین اتبعوه من الغاوین واخبر

جو خالص طاعت اور عبادت کی لئی ہین اونپر میری دشمن کو غلبہ نہین ہی بلکہ اوسکا غلبہ اون لوگون پر ہی جو گمراہ اوسکی تابع ہین اور دوسری

فی ایة اخری ان عبادة المؤمنین المتوکلین لا سلطان له علیہم فقال انه لیس له سلطن علی الذین امنوا

آیت مین خبر دی ہی کہ بیشک میری بندی مؤمن اور متوکل اونپر شیطان کو غلبہ نہین ہی فرمایا اوسکا زور نہین چلتا اونپر جو یقین رکہتی ہین اور

علی ربہم یتوکلون انما سلطنه علی الذین یتولونه والذین ہم به مشرکون وهذه الایة تضمنت امرین احدہما

اپنی رب پہ بہروسہ کرتی ہین اوسکا زور اونہی پہ ہی جو اوسکو رفیق سمجہتی ہین اور جو اوسکو شریک ٹہراتی ہین اور اس آیت مین دو باتین ہین ایک تو یہہ

نفی سلطانه علی اهل الایمان وعلی الذین یفوضون امرہم الی الله تعالی فی کل ما یاتون ویذرون فان وسوسته

کہ ایمان والون پہ اور جو لوگ اپنی کاربار اللہ پہ حوالہ کر دیتی ہین تمام جو کرتی ہین یا نہین کرتی اون پہ غلبہ نہین ہی بیشک شیطان کا وسوسہ

لا تؤثر فیہم ودعوته غیر مستجابة عندہم والثانی اثبات سلطانه علی اهل الشرك وعلی الذین یتخذونه ولیا

اونمین اثر نہین کرتا اور اوسکا بولاوا اونکو مقبول نہین ہی اور دوسری یہہ کہ مشرکون پر اور جو لوگ شیطان کو اپنا دوست رکہتی ہین

ویطیعون وسوسته ویستجیبون دعوته والمراد بسلطانه علیہم تسلطه علیہم بالوسوسة والدعوة المستتبعة

اور اوسکی وسوسہ کی مطیع ہین اور اوسکا بولاوا مانتی ہین اونپر غلبہ ثابت ہی اور اونپر غلبہ جو ہی تو اوس سی یہہ مراد ہی کہ تسلط وسوسہ سی اور بولانی سی ہی

للاستجابة لا بالقسر والالجاء لانه منتف من الکل لما سبق من قوله تعالی حکایة عنه وما کان لی علیکم من سلطن

کہ ترت مان ہی لیں کچہہ زور سی اور لاچار کر کر نہین ہی کیونکہ ایسا تسلط تو کسی پہ بہی نہین ہی اسلئی کہ اوسکا قول بطور حکایت کی گذر چکا ہی اور مجہکو تمپر حکومت نہ تہی

الا ان دعوتکم فاستجبتم لی ولما علم عدو الله تعالی انه تعالی لا یسلطه علی عباده المخلصین قال فبعزتك

مگر مین نی تمکو بلایا پہر تمنی مان لیا اور جب شیطان کو یقین ہوا کہ اللہ تعالی اپنی مخلص بندون پر غلبہ نہین دیتا بولا تو قسم ہی تیری عزت کی

لاغوینہم اجمعین الا عبادك منہم المخلصین وقد اخبر الله تعالی ان عدوه ابلیس حین وبخ بقوله تعالی

مین گمراہ کرونگا ان سبکو مگر جو بندی ہین انمین تیری چنی اور اللہ تعالی نی خبر دی تہا کہ جب شیطان کو یہہ جہڑکی ملی

وما منعك الا تسجد اذ امرتك قال فبما اغویتنی لاقعدن لہم صراطك المستقیم ثم لاتینہم من بین ایدیہم ومن خلفہم

اور تجہکو کیا مانع تہا کہ سجدہ نکیا جب مینی فرمایا بولا تو جیسی تو نی مجہی گمراہ کیا ہی مین بیٹہونگا انکی تاک مین تیری سیدہی راہ پہ پہر اونپر آونگا آگی سی اور پیچہی سی

وعن ایمانہم وعن شمائلہم ولا تجد اکثرہم شاکرین قال جمہور المفسرین والنحاة کلمة علی ههنا محذوفة ونصب صراطك

اور داہنی سی اور بائین سی اور نہ پاویگا تو اکثر اونمین شکر گذار تمام مفسر اور نحوی کہتی ہین کہ یہان سی لفظ علی کا محذوف ہی اور زبر صراط کا

علی نزع الخافض کانه قیل لاقعدن علی صراطك المستقیم ثم لاتینہم من جمیع جہاتہم وهذا تفصیل لہ جملہ

حرف جر دور کرنی سی ہی گویا عبارت یون ہی لاقعدن علی صراطك المستقیم پہر اون پاس سب طرفون سی آونگا اور یہہ تفصیل اس اجمال کی ہی

فی قوله فبعزتك لاغوینهم اجمعین و تمثیل لوسوسته الیهم وتسویله علیهم ما امکنه وقدر علیه اذ ما من
جواس عبارت مین ہی قسم تیری عزت کی مین سبکو گمراہ کرونگا اور تمثیل اوسکی وسوسہ کی اور آرایش کی ہی جو اوسپر آویگی اور جسپر قادر ہوگا کیونکہ جو

طریق خیر الا والشیطان قاعد علیه یقطعه علی السالکین فیه بانواع مکائده وغروره فانه یشام نفس الانسان
خیر کا رستہ ہی سو اوسپر شیطان بیٹھا ہوا چلنی والون پر طرح طرح کی مکر اور فریب سی راہ مارتا ہی کیونکہ شیطان انسان کی نفس پر غور کرکر

لیعلم ای القوتین غالب علیها هل هی قوة الاقدام ام هی قوة الاحجام فان رای ان الغالب علیها قوة الاحجام یاخذ
معلوم کرتا ہی کہ دونو قوت مین سی اسپر کونسی غالب ہی آیا قوت عمل کی یا قوت باز رہنی کی پہر اگر دیکہتا ہی کہ اوسپر قوت باز رہنی کی غالب ہی تو اوسکی

فی تثبیطه واضعاف همته وارادته عن المامور به ویثقله علیه ویهون علیه ترکه حتی یترکه جملة
ہمت پیچ سستی کا بڑہانا اور مامور بہ سی ارادہ کا پہیرنا شروع کرتا ہی اور اوسپر عمل دشوار اور ترک کرنا آسان کردیتا ہی آخر وہ اوسکو سراسر ترک کرتا ہی

او یقتصر فیه ویتهاون به وان رای ان الغالب علیها قوة الاقدام یاخذ فی تقلیل المامور به عنده ویوهم انه
یا اوسمین قصور کرتا ہی یا اوسمین سستی کرتا ہی اور اگر دیکہتا ہی کہ اوسپر قوت عمل کی غالب ہی تو مامور بہ کو اوسکی نظر مین کہٹانا شروع کرتا ہی اور وہم مین ڈالتا ہی

لا یکفیه بل یحتاج الی مبالغة وزیادة ویقصر بالاول ویتجاوز بالثانی وقد قال بعض السلف ما امر الله بامر الا
کہ مجہکو کافی نہوگا بلکہ حاجت مبالغہ اور زیادت کی ہی اور اول مین تقصیر ہوتی ہی اور دوسری مین بڑہ جاتا ہی اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ اللہ تعالی جو

وللشیطان فیه نزغتان اما الی تفریط وتقصیر واما الی فرط وغلو ولا یبالی بایهما ظفر وقد قطع کثیرا من
حکم ہی سو اوسمین شیطان کی دو جہٹکی ہین یا بطرف کوتاہی اور تقصیر کی یا بطرف زیادتی اور افزایش کی اور یہہ پروا نہین کرتا کسپر فتحیاب ہو اور اکثر

الناس فی هذین الوادیین وادی التفریط والتقصیر ووادی الافراط والتجاوز والثابت منهم علی الطریق
لوگون پر شیطان نی اون دونو میدان مین رہ زنی کی ہی ایک میدان تفریط اور تقصیر کا اور ایک میدان افراط اور تجاوز کا اور ان لوگون مین سی اوس

الذی کان علیه رسول الله علیه السلام واصحابه قلیل جدا فمنهم الذین یبنون المساجد والمدارس
رستہ پر قایم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکی اصحاب کا ہی بہت ہی کمتر ہین اسلئی کہ بعضی ایسی شخص ہین کہ مسجدین اور مدرسی

والقناطر والرباط من اموال جمعوها من الظلم بالغصب والنهب والرشوة والجهات المحظورة ویظنون انهم
اور پل اور خانقاہ ایسی مال سی بناتی ہین کہ جو ظلم سی اور چہین جہپٹ اور رشوت اور بیجا طریق سی جمع کیا ہی اور خیال باندہ رکہا ہی کہ ہم

استحقوا بذلك مغفرة من الله تعالی وثوابا کثیرا ولا یعرفون انهم تعرضوا لسخط الله تعالی فی جمعها وانفاقها
اسکی بدلہ مین اللہ کی طرف سی سزاوار مغفرت کی اور بڑی ثواب کی ہین اور یہہ نہین سمجہتی کہ وہ قابل غضب الہی کی ہین اس مال کی جمع کرنی مین بہی اور خرچ کرنی مین

اذ کان الواجب علیهم الامتناع عن جمعها علی هذا الوجه فلما عصوا الله تعالی بجمعها علی هذا الوجه کان الواجب
بہی اسواسطی کہ اونپر یہہ واجب تہا کہ اس وجہ سی مال جمع نکرتی پہر اگر اونہون نی اس وجہ سی جمع کرنی مین نافرمانی کی تو اب اونپر یہہ واجب تہا

علیهم التوبة والرجوع الی الله تعالی وردها الی اصحابها ان امکن والا فالی ورثتهم ان وجدوا والا کان الواجب
کہ توبہ اور خدا کی طرف رجوع کرتی اور مال مالکون کو ہٹا دیتی اگر ہو سکتا اور نہین تو اونکی وارثون کو اگر پاتی اور نہین تو یہہ واجب تہا

علیهم تفریقها علی الفقراء بنیة ان تکون ودیعة عند الله تعالی یوصلها الی اصحابها یوم القیمة وهم لعدم
کہ فقرا پر اس نیت سی تقسیم کرتی کہ اللہ تعالی کیہان امانت رہی قیامت کی روز مالکون کو پہنچا دیوی اور وہ مال جو فقرا پر

تفریقها علی الفقراء بقیت علیهم وتوخذ من اعمالهم یوم القیمة ومنهم من یستغفر الله تعالی ویسبحه ویهلله
تقسیم نہوی تو اونکی ذمہ باقی رہی قیامت کی روز اونکی اعمال مین سی لئی جاوینگی اور بعضی لوگ خدا سی مغفرت مانگتی ہین اور زبان سی ہر روز سبحان اللہ

بلسانه فی الیوم مائة مرة ثم لا یزال یغتاب الناس ویشتمهم ویمزق اعراضهم ویتکلم بما لا یرضاه الله تعالی
سو سو مرتبہ پڑہتی ہین پہر متصل لوگون کی غیبت کرتی ہین گالیان سناتی ہین اور اونکی بی آبروئی کئی جاتی ہین اور برخلاف رضامندی خدا تعالی کی

طول نهاره من غير حصر ولا عد ويظن ان حسناته اكثر من سياته لعدم محاسبة نفسه وعدم تفقد معاصيه
تمام دن بے انتہا اور بے شمار باتیں بکی جاتی ہیں اور گمان یہہ رکہتی ہیں کہ ہماری حسنات گناہوں سے زیادہ ہیں کیونکہ اپنے نفس کا محاسبہ اور گناہوں کی تلاش نہیں کرتے

ويكون نظره الى عدد تسبيحه وتهليله ويغفل عن هذيانه الذي لو كتب لكان مثل تسبيحه وتهليله مائة
اب اپنی تسبیح اور تہلیل کی گنتی پر تو نگاہ ہے اور بیہودہ باتوں کا اگر لکہی جاویں تو تسبیح اور تہلیل کی برابر سو بار بلکہ ہزار بار ہو جاویں

مرة بل الف مرة وقد كتبه كرام الكاتبون ووعد الله تعالى على كل كلمة عقابا حيث قال ما يلفظ من قول الا لديه
کچہہ خیال نہیں اور بیشک کرام الکاتبین اوسکو لکہہ چکے ہیں اور اللہ تعالی ہر ہر کلمہ پر عقاب کا وعدہ کر چکا ہے چنانچہ فرمایا نہیں بولتا ایک بات جو نہیں ہوتی پاس

رقيب عتيد فهو ابدا يتامل في فضائل التسبيحات والتهليلات ولا يلتفت الى ما ورد في عقوبة المغتابين والنمامين
ایک راہ دیکہتا طیار سو وہ شخص ہر دم تسبیحات اور تہلیلات کی فضایل تو سوچتا رہتا ہے اور ادہر خیال نہیں کرتا کہ غیبت کرنیوالون اور سخن چینون

والكذابين وغير ذلك ممن لا يحترز من افات اللسان ولعمر الله لو كان الكرامون الكاتبون يطلبون منه اجرة لما
اور جہوٹون کی لیے کیا عقاب تجویز ہوا ہے اور سوا اسکی اور زبانی آفات جن سے احتراز نہیں ہے اور قسم ہے اگر کرام کاتبین اوسی اجرت لیا کرتی کہ جو جو

يكتبونه من هذيانه الذي زاد على تسبيحه وتهليله الف مرة لكان يكف لسانه حتى عدة جملة من مهماته وكان يعد
اوسکی بیہودہ باتیں کہ تسبیح اور تہلیل سے ہزار گونہ زیادہ ہوتی ہیں اور وہ لکہتی ہیں تو بیشک اپنی زبان بند رکہتا اور اوسکو اپنا ضروری کام سمجہتا اور بولنے کو

ما نطق به في فتراته ويحسبه ويوازنه بتسبيحاته حتى لا يفضل عليه اجرة الكتابة فيا عجبا لمن يحاسب نفسه
اپنی لغزش میں گنتا اور حساب کرتا اور تسبیحات کی برابر رکہتا ایسا نہو کہ کتابت کی مزدوری زیادہ دینی آجاوی پہر بڑا تعجب ہے کہ اپنی نفس کا حساب

ويحتاط خوفا من ذهاب قيراط في الاجرة ولا يحتاط خوفا من فوات فردوس الاعلى جنة الماوى في الاخرة وليس هذه
اور احتیاط اس خوف کا مارا تو کری کہ کوئی کوڑی اجرت میں نہ جاتی رہی اور اس خوف کی احتیاط نکری کہ فردوس اعلی اور جنت الماوی آخرت میں ہاتہہ نہ آویگا اور یہہ

الغفلة الا مصيبة عظيمة لمن يتفكر فيها وقد وقعنا في امر ان شككنا فيه نكون من الكفرة الجاحدين وان صدقنا
غفلت تو بڑی مصیبت ہے اسمین جو کوئی فکر کری اور ہم ایسی بلامین آگئے ہیں کہ اگر اسمین شک کرین تو منکر کافر ہوتی ہیں اور اسکی تصدیق کرین

به نكون من الجهلة المغرورين وليس هذا عمل من صدق بما جاء به القران ورسول رب العلمين المجلس الثاني و
تو جاہل مغرور ہین اور یہہ کام اوسکا نہیں ہے جو احکام قرآن اور رسول رب العالمین کی تصدیق کرتا ہے بانوین مجلس

التسعون في بيان عدم المواخذة بالوسوسة ما لم تعمل بها او تتكلم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اس بیان میں کہ وسوسہ پر کچہہ مواخذہ نہیں ہے جبتک عمل میں نہ آوے اور زبان پر نگذرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان الله تعالى تجاوز عن امتي ما توسوست به صدورها ما لم تعمل به او تتكلم هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه
بیشک اللہ تعالی نے میری امت کو معاف کیا ہے جو اونکی دلون میں خیالات آوین جبتک عمل نہ کرین یا زبان پر نہ لاوین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون میں ہے

ابو هريرة وفيه دليل على ان المرفوع عن هذه الامة لم يكن مرفوعا من الامم السالفة لان التخصيص بالذكر لا بد له
ابو ہریرہ کی روایت سے اور اسمین یہہ دلیل ہے کہ جو اس امت کو معاف ہے پہلی امتون کو معاف نتہا اسلئے کہ اس امت کی خاص مذکور ہونیکا کوئی فائدہ چاہئے

من فائدة والمعنى انه تعالى عفى عن هذه الامة ما يخطر في قلوبهم من الخواطر المذمومة واحاديث النفس فان ما يقع في
اور معنی یہہ ہیں کہ اللہ تعالی نے اس امت کو خیالات بد اور نفسانی وہم جو اونکی دلون میں گذرتی ہیں معاف کردئے ہیں پہر دلمین جو خیالات نکی

القلب من الخواطر الدنية المذمومة يسمى وسوسة وما يقع فيه من الخواطر المرضية الحسنة يسمى الهاما ثم الوسوسة
بد گذرتی ہین وسوسہ کہلاتی ہین اور دلمین جو خیال پسندیدہ نیک آتی ہیں الہام کہلاتا ہے پہر کو

اما ضرورية او اختيارية فالضرورية هي الخواطر التي تدخل في القلب من غير اختيار وهذا معفو عن جميع الامم لكونه
یا تو ضروری ہوتا ہے یا باختیار پہر ضروری تو وہ خیالات ہیں جو دلمین بے اختیار آجاتی ہیں اور یہہ تو تمام امتون کو معاف ہوئے ہیں اسواسطے

خارجا عن حد الاستطاعة والاختيار فهي الخواطر التي تدخل في القلب وتستجلبها الطبع وتتبعها النفس وترددها

کہ حد استطاعت سے باہر ہے اور اختیاری وہ خیالات ہیں جو دل میں آتی ہیں اور طبیعت اونکو کھینچ لاتی ہے اور نفس اوسکی پیچھی لگا رہتا ہے اور بار بار پھیرتا

وتتلذذ منها فتميل الى العمل او التكلم بها وهذا النوع هو الذي عفي عن هذه الامة دون سائر الامم تشريفا لنبينا وتفضيلا

ہے اور لذت اوٹھاتا ہے پھر اوسپر عمل کی یا بیان کی رغبت کرتا ہے اور یہہ ہی وہ قسم ہے جو اس امت سے علاوہ تمام امتوں کے بسبب شرافت ہمارے نبی کے اور فضیلت اونکی امت کی

لامته واما العقائد الفاسدة ومساوي الاخلاق وما ينضم اليها من اعمال القلوب فهي بمعزل عن الدخول في جملة ما

معاف ہوا ہے اور رہے فاسد عقیدے اور عادات بد اور جو انمیں ملی ہوئی ہیں یعنی اعمال قلوب سو یہہ وسوسہ دلی میں داخل ہونیسے الگ ہیں

وسوست به الصدور بل هي من اعمال القلوب التي يواخذ بها الانسان والحاصل ان ما يقع في القلب على خمس مراتب الاولى

بلکہ یہہ وہ اعمال قلوب ہیں جسمیں انسان سے مواخذہ ہوویگا اور حاصل یہہ ہے کہ دل کی خیالات پانچ درجہ پر ہیں پہلا تو

الهاجس وهو ما يقع فيه ابتداء ثم الخاطر وهو جريان ما يقع فيه ثم حديث النفس وهو التردد فيما يقع فيه هل يفعل

ہاجس کہ وہ دل میں پہلی ہی آتا ہے پھر اوسکی بعد خاطر یعنی اوسکا جاری ہونا جو دل میں آیا ہے پھر حدیث النفس یعنی اوسمیں تردد جو دل میں آیا ہے کہ کروں

ام لا ثم الهم وهو ترجيح جانب الفعل ثم العزم وهو القطع على الفعل والجزم به وهذه الخواطر ان كانت في المعاصي ففيها

یا نہیں پھر ہم یعنی کرنی کی جانب کو غالب کرنا پھر عزم یعنی فعل پہ ٹوٹ پڑنا اور جزم کرنا اور یہہ خیالات اگر گناہوں کی ہوتی ہیں تو اسمیں

تفصيل اما الهاجس فلا يواخذ به احد اجماعا لانه ليس من فعل العبد وانما هو شيء ورد عليه لا قدرة له على دفعه ولا

تفصیل ہے ہاجس سے تو متفق علیہ کسی کی مواخذہ نہیں ہے کیونکہ یہہ بندہ کا کیا ہوا نہیں ہے یہہ تو ایسی بات ہے کہ خود بخود آجاتی ہے اوسکو اوسپر قدرت نہیں کہ دفع کردے یا

على منعه واما الخاطر الذي بعده فالعبد قادر على دفعه بصرف الهاجس اول وروده ومع هذا هو وما بعده من حديث

روک دے اور خاطر جو اسکی بعد ہے سو آدمی کو اسکی دفع پہ قدرت ہوتی ہے کہ ہاجس کو آتی ہی پہیر دے تسپر بھی یہہ اور اسکی بعد کا یعنی حدیث النفس

النفس مرفوعان عن الامة بالحديث الصحيح الوارد في ارتفاع حديث النفس عن هذه الامة وهو قوله عليه السلام عفي عن امتي

اس امت کو سب معاف ہیں بدلیل حدیث صحیح کی جو اس بات میں آئی ہے کہ حدیث النفس اس امت کو معاف ہے وہ حدیث یہہ ہے کہ میری امت کو معاف ہے

ما حدثت به نفوسهم فاذا ارتفع حديث النفس يرتفع ما قبله بالطريق الاولى وهذه الثلثة لو كانت في الحسنات لا

جو اونکی نفس حدیث کرتی ہیں پھر جب حدیث النفس معاف ہوا تو اوس سے پہلی کی خیالات بطریق اولی معاف ہونگی اور یہہ تینوں اگر حسنات میں ہیں تو اسکا

يكتب له بها اجر لعدم القصد واما الهم فقد بين في الحديث الصحيح ان الهم بالحسنة يكتب حسنة وان لم تفعل نظرها

کچھہ ثواب نہیں ہوتا کیونکہ قصد نہیں ہے اور رہا ہم سو حدیث صحیح میں آیا ہے کہ نیک ہم کا ثواب ہوتا ہے اگرچہ بسبب کسی مانع کی عمل میں

مانع والهم بالسيئة لا يكتب سيئة بل ينتظر فان تركها العبد لله تعالى يكتب عليه حسنة وان فعلها يكتب عليه

نہ آوی اور بد ہم کا کچھہ گناہ نہیں ہوتا بلکہ ملتوی رہتا ہے اگر آدمی نے اوسکو للہ ترک کیا تو اوسکو ثواب ہوتا ہے اور اگر کر بیٹھا تو نری عمل کا گناہ

اثم الفعل وحده لا اثم الهم لان الهم مرفوع عن هذه الامة واما العزم على السيئة فبعض العلماء وان جعله من الهم المرفوع

ہوتا ہے ہم کا کچھہ گناہ نہیں ہوتا کیونکہ ہم اس امت کو معاف ہے اور رہا عزم بدی کا سو بعضی علماء نے اسکو اگرچہ اوس ہم میں داخل کیا ہے جو معاف ہے

الا ان المحققين على كون العبد مواخذا به لكن ان ندم على عزمه وترك الفعل خوفا من الله تعالى يكتب له حسنة

پر محقق اسپر ہیں کہ اسمیں بندہ سے مواخذہ ہوویگا لیکن اگر اپنی عزم پہ نادم ہوا اور اللہ کی خوف سے وہ کام نکیا تو اوسکو ثواب ہوتا ہے

لان عزمه على السيئة وان كان سيئة لكن امتناعه عنها حسنة فيكتب حسنة واما اذا فات عنه الفعل بعائق

کیونکہ عزم گناہ کا اگرچہ گناہ ہے لیکن اوس سے باز رہنا نیک عمل ہے سو ثواب ہوتا ہے اور جس صورت میں کہ وہ کام کسی مانع کی سبب یا

تركه بعذر لاحق لا خوفا من الله تعالى يكتب عليه سيئة لان عزمه فعل اختياري من افعال القلوب فيؤخذ به

کسی عذر کی مارے نہیں ہوا کچھہ اوسکو خوف الہی سے نہیں چھوڑا تو اوسکو گناہ ہوتا ہے کیونکہ عزم افعال قلوب میں سے فعل اختیاری ہے سو عازم کی پکڑ ہوگی

صاحبه اذ قد روى انه عليه السلام قال يحشر الناس على نياتهم ولا شك ان من عزم في الليل ان يصبح ويقتل مؤمنا
اسليے کہ روايت ہی کہ نبی عليه السلام نی فرمايا تمام لوگ اپنی اپنی نيتوں پر محشور ہونگی اور اسمين کچہہ شک نہين ہی کہ جو شخص رات کو يہہ عزم کريگا کہ صبح ہوتی ہی کسی مسلم کو قتل

او يزني بامرأة او يشرب خمرا او يرتكب غير ذلك من الذنوب فمات الليلة يموت عاصيا مصرا على الذنب ويحشر على
يا کسی عورت سی زنا کرونگا يا شراب پيونگا يا کوئی اور گناہ کرونگا پہر وہ اوسی شب مين مرگيا تو گناہ پر اڑا ہوا گنہگار مريگا اور اپنی نيت پر اوٹہيگا

نيته مع ان الواقع منه العزم على المعصية دون فعلها والدليل الدال عليه ما روى انه عليه السلام قال اذا التقى
باوجوديکہ اسکو صرف معصيت کا عزم ہی تہا کچہہ عمل نہين کيا اور دليل اس مطلب پر يہہ روايت ہی کہ نبی عليه السلام نی فرمايا جب دو مسلمان

المسلمان بسيفيهما فالقاتل والمقتول في النار قيل يا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال لانه اراد قتل
تلوار ليکر مقابل ہوتی ہين تو قاتل اور مقتول دونو جہنمی ہين کسينی عرض کيا يا رسول الله بہلا يہہ تو قاتل تہا اب مقتول نی کيا کيا فرمايا اسليے کہ يہہ بہی اپنی

صاحبه وهذا نص في كون المقتول من اهل النار بمجرد الارادة مع انه قتل مظلوما فكيف لا يؤخذ العبد بالنية
يار کی قتل کا ارادہ رکہتا تہا اور يہہ نص ہی کہ مقتول نری ارادہ سی جہنمی ہی باوجوديکہ مظلوم قتل ہوا ہی پہر کيونکر آدمی سی نيت کا مواخذہ نہين ہی

والعزم وكل ما يدخل تحت اختياره فهو مؤاخذ به الا ان يكفره بحسنة ونقض العزم بالندم حسنة فلذلك يكتب
اور عزم اور جو جو آدمی کی اختياری ہی سو اوسکا مواخذہ ہوتا ہی ہان اگر نيک کام سی اوسکا بدلا کردی تو خير اور ندامت سی عزم کا توڑ دينا ہی نيک کام ہی اسی ليے

حسنة واما فوات المراد بعائق فليس بحسنة فلذلك يكتب سيئة فيؤاخذ بها فكيف لا يؤاخذ العبد باعمال القلوب
ثواب ہوتا ہی اور رہی وہ صورت جو کسی مانع کی سبب سی عمل فوت ہو جاوی سو يہہ حسنہ نہين ہی اسی ليے گناہ ہوتا ہی پہر مواخذہ ہوگا اب کيونکر آدمی کا مواخذہ اعمال قلوب

والكبر والعجب والرياء والحسد والنفاق وجملة الخبائث من اعمال القلوب وقد قال الله تعالى ان السمع والبصر والفؤاد كل
اور کبر اور تکبر اور ريا اور حسد اور نفاق پر نہووے گا اور جتنی خباثت ہين سو اعمال قلوب ہين اور بيشک الله تعالى نی فرمايا ہی بيشک کان اور آنکہہ اور دل ان سبکی

اولئك كان عنه مسئولا فانه تعالى قد بين في هذه الاية ان العبد بكل واحد من تلك الاعضاء يكون مسئولا فيما يدخل
اوس سی پوچہہ ہی اب الله تعالى نی اس آيت مين بيان کيا کہ آدمی سی بعوض ہر ہر عضو کی پوچہہ ہوگی جو جو کام اُکی اختيار مين ہين

تحت اختياره مثلا لو وقع بصره على اجنبية بغير اختيار منه لا يؤاخذ بهذه النظرة فان اتبعها نظرة ثانية يكون
مثلا اگر نامحرم عورت پر بطور عادت کی بی اختيار نگاہ پڑجاوی تو اس نگاہ کا کچہہ مواخذہ نہين ہی پہر اگر اوسپر دوبارہ نظر دوڑائی تو اس دوسری نظر کا

مؤاخذا بهذه النظرة الثانية لكونه مختارا فيها كذلك خواطر القلوب تجري هذا المجرى بل القلب اولى بالمؤاخذة لانه
مواخذہ ہوويگا کيونکہ اسمين اختيار تہا ايسی ہی دل کی خيالات اسی کی قايم مقام ہين بلکہ دل کا مواخذہ اولی ہی کيونکہ سبکی اصل ہی

الاصل فان من حكم قلبه بشيء وكان مخطئا فيه يصير مجزيا به ان خيرا فخير وان شرا فشر كمن ظن انه متطهر وحضر
بيشک جسکا دل کسی بيجا بات پر حکم کری تو ويسی ہی بدلا مليگا اگر نيک ہی تو نيک اور اگر بد ہی تو بد جيسی کسينی گمان کيا کہ مين باوضو ہون اور

الجمعة وصلاها ثم تذكر انه كان غير متطهر يكون مثابا بفعله وان تركها ثم تذكر يكون معاقبا على تركه ومن وجد على فراشه امرأة
جاکر جمعہ کی نماز اداکی پہر ياد آيا کہ پاک نہين ہی تو بہی اسکا ثواب ہوگا اور اگر جمعہ کو ترک کيا پہر ياد آيا تو اس ترک پر عقاب ہوگا اور جسنی اپنی بستر پر عورت پائی

فظنها زوجته فوطئها لا يكون عاصيا بوطئها وان كانت اجنبية وان ظنها اجنبية فوطئها بهذا الظن يكون عاصيا
اور گمان کيا کہ ميری بی بی ہی پہر اوس سی جماع کيا تو اس جماع سی گنہگار نہين ہوگا اگرچہ غير عورت ہو اور اگر اوس عورت کو غير سمجہا پہر اوسی خيال پہ جماع کيا تو اس جماع سی

بوطئها وان كانت زوجته كل ذلك بالنظر الى القلب دون الجوارح فان الوسوسة انما تكون مرفوعة عن هذه الامة اذا
گنہگار ہوگا اگرچہ اوسکی بی بی ہو يہہ تمام باعتبار دل کی ہی جوارح کا لحاظ نہين ہی کيونکہ وسوسہ تو سراسر اس امت کو معاف ہی ہی جبتک

لم تبلغ رتبة العزم فاما اذا بلغت تلك المرتبة فلا تكون مرفوعة بل يؤاخذ به العبد فيلزم عليه نقضها بالندم والاستغفار
عزم کا مرتبہ نہ پاوی پہر اگر اوس درجہ تک جا پہنچی تو پہر معاف نہين ہی بلکہ اسپر آدمی سی مواخذہ ہوتا ہی سو لازم ہی کہ اس عزم کو ندامت اور استغفار سی توڑ دی

حتى تنقلب حسنة لكن ينبغي ان يعلم ان الوسوسة قد تكون من جهة تلبيس ابليس فان الشيطان قد تلبس على
تاکہ پلٹ کر عمل نیک ہو جاوی لیکن سمجھنی کی بات ہی کہ وسوسہ بعضی وقت ابلیس کی فریب سی ہوتا ہی بیشک شیطان بعضی وقت انسان پر یہہ شبہ ڈالتا ہی

الانسان فيقول العمر طويل والصبر على ترك الشهوات طول العمر الم شديد فكيف تترك اللذات والشهوات فعند ذلك
کہتا ہی کہ عمر بہت دراز ہی اور ترک شہوات پر تمام عمر صبر کرنا بڑا ہی سخت عذاب ہی اب لذتین اور شہوات کیونکر ترک کر دیجئی اب ایسی وقت آدمی کو

يلزم للعبد ان يذكر عظيم ثواب الله تعالى واليم عقابه ووعده ووعيده ويجدد ايمانه ويقينه ويقول نعم الصبر عن
لازم ہی کہ اسد تعالی کا بڑا ثواب اور سخت عذاب اور اوسکی وعدی اور وعید یاد کری اور از سر نو ایمان اور یقین کو سنبہالی اور کہی البتہ صبر کرنا

الشهوات شديد لكن الصبر على النار اشد فلابد من اختيار اخفهما فاذا ذكر العبد ذلك يخنس الشيطان ويهرب اذ لا يستطيع
شہوات سی سخت ہی لیکن آگ پر صبر کرنا اور بہی بہت سخت ہی سو کمتر کو اختیار کرنا چاہئی جب آدمی یہہ بات یاد کرتا ہی تو شیطان پس پشت بہاگ جاتا ہی کیونکہ شیطان کی

ان يقول ليس الصبر على النار اشد من الصبر على المعصية ولا يملك ان يقول المعصية لا تفضي الى النار لان
یہہ طاقت نہین ہی کہ کہوی آگ پر صبر کرنا معصیت پر صبر کرنی سی سخت نہین ہی اور نہ یہہ کہہ سکتا ہی کہ معصیت دوزخ مین نہ لیجاویگی اسواسطی کہ آدمی کا

ايمان العبد يدفعه وينقطع عنه وسوسته بنور الايمان فان العبد اذا كان ايمانه حقيقيا لا لسانيا بل
ایمان اسکو دفع کر دیتا ہی اور ایمان کی نور سی اوسکا وسوسہ کٹ جاتا ہی بیشک جب آدمی کا ایمان حقیقی ہوتا ہی نرا زبانی نہین ہوتا بلکہ

قلبيا يقينيا يدفع عن نفسه وسوسة الشيطان ويتخذه عدوا متثالا لقوله تعالى ان الشيطان لكم عدو
دلی یقینی ہوتا ہی تو اپنی دلسی شیطانی وسوسہ دور کر دیتا ہی اور شیطان کو دشمن جانتا ہی اس آیت کی موافق تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہی

فاتخذوه عدوا فانه تعالى بين في هذه الاية ان الشيطن عدو لبني ادم وامرهم ان يتخذوه عدوا لانه
سو تم سمجہہ رکہو اوسکو دشمن اسد تعالی نی اس آیت مین بیان کیا کہ شیطان بنی آدم کا دشمن ہی اور یہہ حکم کیا کہ وہ بہی اوسکو دشمن سمجہین کیونکہ

يريد اضلالهم ليجرهم مع نفسه الى النار فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يعرف عدوه ويجتهد في دفع وسوسته
اونکو گمراہ کیا چاہتا ہی تا کہ اپنی ساتہہ دوزخ مین کہینچ لیجاوی اس بیان کی موافق عاقل کو چاہی کہ اپنا دشمن پہچان کر اوسکا وسوسہ بزور دفع کر دی

ولا يندفع وسوسته الا بمخالفة الهوى فمن منع نفسه عن الهوى يكون من عباد الله الذين لا يتسلط عليهم
اور بدون مخالفت ہوا ہوس کی اوسکا وسوسہ دفع نہین ہوتا پہر جسنی اپنی نفس کو ہوا سی روک رکہا تو وہ اون لوگون مین ہوتا ہی جن پر شیطان غالب نہین ہوتا

الشيطن على ما اخبر الله تعالى بذلك وقال ان عبادي ليس لك عليهم سلطن فدلت الاية على ان الشيطان
موافق مضمون اس آیت کی وہ میری بندی ہین اونپر نہین تیری حکومت یہہ آیت دلالت کرتی ہی کہ شیطان

لا يتسلط على من كان من عباد الله تعالى وانما يتسلط على من لم يكن من عباد الله تعالى فمن يتبع الهوى لا يكون
اونپر جو اسد کی عبادت کرنیوالی ہین غلبہ نہین کر سکتا اونہی پر غلبہ کرتا ہی جو اسد کی عابد نہین ہین پہر جو شخص اپنی ہوا کا تابع ہی وہ

من عباد الله تعالى بل يكون من عباد الهوى اذ قال الله تعالى ارءيت من اتخذ الهه هويه اشار الى كون
اسہ تعالی کا عابد نہین ہی بلکہ ہوا کا پوجنی والا ہی اسلئی کہ اسد تعالی فرماتا ہی بہلا دیکہہ تو جسنی پوجنا پکڑا اپنی چاؤ کا یہہ اشارہ ہی کہ

الهوى الهه ومعبوده والى كونه من عباد الهوى لا من عباد الله تعالى فمن لم يكن من عباد الله تعالى بل كان
ہوا ہی اوسکا خدا اور معبود ہی اور وہ ہوا کا بندہ ہی اسد کا بندہ نہین ہی پہر جو شخص اسد کا بندہ نہووی بلکہ ہوا کا

من عباد الهوى يتسلط عليه الشيطان بواسطة الهوى الذي يتشعب منه الشهوات فكما ان الشهوات
بندہ ہووی تو اوسپر شیطان بوسیلہ ہوا کی جسمین سی شہوات کی شاخین نکلتی ہین غالب رہتا ہی سو جیسی شہوتین انسان کی

سارية في لحم الانسان ودمه كذلك سلطنة الشيطان سارية في لحم الانسان ودمه ومحيطة به من
گوشت پوست اور خون مین پہیلی ہوئی ہین ایسی ہی شیطان کی سلطنت آدمی کی اندر گوشت اور لہو مین سیر کرتی ہی اور ہر طرف سی گہیری ہوئی ہی

جميع جوانبه ولذلك قال النبي عليه السلام ان الشيطان ليجري من ابن ادم مجرى الدم فضيقوا مجاريه

اسیہی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ شیطان ابن آدم میں مثل خون کی پہرتا ہی اب تم اوسکی آمد کا رستہ بہوک سی بند کرو

بالجوع وانما امر النبي عليه السلام بتضييق مجاري الشيطان بالجوع لان تسلط الشيطان على الانسان ليس

اور نبی علیہ السلام نی شیطان کا رستہ بہوک سی بند کرنی کو اسلئی فرمایا ہی کہ شیطان کا غلبہ انسان پر بدون وسیلہ شہوت کی

الا بواسطة الشهوة والشهوة تنكسر بالجوع فمن يريد ان يسلم من تسلط الشيطان عليه فعليه الملازمة بالصوم حتى يسلم

نہیں ہوسکتا اور شہوت بہوک سی ٹوٹ جاتی ہی پہر جو شخص چاہی کہ میں شیطان کی غلبہ سی سلامت رہوں تو اوسکو روزہ رکہنی چاہئیں

من تسلط الشيطان عليه فان من يتبع مقتضى الشهوة المنشعبة عن الهوى يظهر تسلط الشيطان عليه بواسطة

تاکہ شیطان کی غلبہ سی سلامت رہی بیشک جو شخص شہوت کی پیچہی پڑا رہتا ہی جو ہوا کی شاخ ہی تو اوسپر بوسیلہ ہوا کی شیطان کا غلبہ ہوجاتا ہی

الهوى لان الهوى مرعى الشيطان ومرتعه ولما لم يكن احد خاليا عن الشهوة المنشعبة عن الهوى لم يوجد احد

کیونکہ ہوا ہوس شیطان کی بیٹہ اور چراگاہ ہی اور چونکہ کوئی شخص شہوت سی جو شاخ ہوا ہوس کی ہی خالی نہیں ہی تو ایسا بہی کوئی نہیں ہی

خاليا عن ان يكون للشيطان فيه تسلط ولذلك قال النبي عليه السلام في حديث رواه ابن مسعود ما منكم من

کہ اوسپر شیطان کا کچہہ بہی غلبہ نہو اور اسیہی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی حدیث میں جو ابن مسعود سی روایت ہی تم میں سی ایسا کوئی نہیں کہ

احد الا وله شيطان قالوا وانت يا رسول الله قال عليه السلام وانا الا ان الله تعالى اعانني عليه فاسلم فلا يامرني

اوسکا شیطان نہو عرض کیا اور تم یا رسول اللہ فرمایا اور میں بہی پر اتنا ہی کہ اللہ تعالی نی اوسپر میری مدد کی سو وہ مسلمان ہوگیا اب وہ سوائی

الا بخير بناء على ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان الشيطان لا يتصرف في الانسان الا بواسطة الشهوة فمن

خیر کی کچہہ نہیں کہتا اسکی تفصیل موافق بیان امام غزالی کی احیاء میں یہہ ہی کہ شیطان انسان میں بدون وسیلہ شہوت کی تصرف نہیں کرسکتا پہر جسکی

اعانه الله تعالى على كسر شهوته حتى يصير لا ينبسط الا حيث ينبغي والى الحد الذي ينبغي فشهوته لا تدعوه

اللہ تعالی نی شہوت توڑنی پر امداد کی یہان تک کہ ایسا بن جاوی کہ اودہر متوجہ ہو کہ جہان چاہئی اور اس حد تک جو سزاوار ہی سو اوسکی شہوت شر کی طرف نہیں بلاتی

الى الشر والشيطان المتدرع بها لا يامر الا بالخير فعلم من هذا الحديث ان بني ادم لا يتصور ان ينفك الشيطان عنهم

اور شیطان جو شہوت کا لباس پہنی ہوئی ہی سوا خیر کی نہیں کہتا اس حدیث سی معلوم ہوا کہ خیال میں نہیں آتا کہ کوئی آدمی شیطان سی جدا ہو

وانما يتميز بعضهم عن بعض بموافقتهم اياه ومخالفتهم اياه فمن يغلب عليه مقتضيات الشهوة يجد الشيطان

اور آپسمیں ایکو دوسری سی اتنا ہی فرق ہی کہ شیطان سی کتنا موافق ہی یا اوس سی کتنا مخالف ہی پہر جسپر مقتضیات شہوت کی غالب ہیں اوسمیں شیطان

فيه مجالا فيتسلط عليه ولاكتناف الشهوات للانسان من جوانبه قال ابليس على ما اخبر الله تعالى عنه لاقعدن

جہی قدرت پاتا ہی اور اوسپر تسلط کرلیتا ہی اور انسان کو جو شہوات نی ہر طرف سی گہیر رکہا ہی تو ابلیس کا یہہ قول ہی جیسا کہ اللہ تعالی خبر دیتا ہی میں بیٹہونگا

لهم صراطك المستقيم ثم لآتينهم من بين ايديهم ومن خلفهم وعن ايمانهم وعن شمائلهم ولا تجد اكثرهم

ونکی تاک میں تیری سیدہی راہ پر پہر اونپر آونگا آگی سی اور پیچہی سی اور داہنی سی اور بائیں سی اور نہ پاویگا تو اونمیں سی اکثر

شاكرين فانه ياتي الانسان من جميع جهاته بانواع مكائده ويحبب اليه الفعل الذي يضره حتى يخيل اليه

شکر گذار پہر شیطان انسان کی ہر ایک طرف سی طرح طرح کی مکر لاتا ہی اور وہ کام اوسکو پسند کرادیتا ہی جو مضر ہی یہان تک کہ وہ خیال کرتا ہی

انه من انفع الاشياء اليه ويكره اليه فعل الذي ينفعه حتى يخيل اليه انه من اضر الاشياء اليه وبهذا الطريق

کہ یہہ کام سب سی زیادہ مفید ہی اور وہ کام ناپسند کرادیتا ہی جو نافع ہو یہان تک کہ خیال کرتا ہی کہ یہہ کام سب سی زیادہ مضر ہی اور اس طریق سی

كاد كثيرا من الناس حتى القاهم في الاهواء المختلفة والاراء المتنوعة واوصلهم الى الكفر والضلال واوقعهم في الاثم

بہت لوگون کو فریب دیا ہی یہان تک کہ اونکو مختلف ہوا ہوس میں اور الگ الگ رایوں میں لگا دیا ہی اور کفر اور گمراہی میں پہنچا دیا ہی اور گناہ اور وبال میں

والوبال ومع هذا يعدهم الفوز بالجنان مع الكفر والفسوق والعصيان ويخوف المومنين من جنده واوليائه
بہت سا وبال ہے اور تس پر اس کفر اور فسق اور عصیان پر دخول جنت کا وعدہ کرتا ہے اور مؤمنوں کو اپنی لشکر اور رفقا سے اتنا ڈراتا ہے
حتى لا يجاهدونهم ولا يامرونهم بالمعروف ولا ينهونهم عن المنكر وهذا من عظيم كيده لاهل الايمان وقد اخبر الله
کہ وہ انسے جہاد نہیں کرتے اور نہ امر بالمعروف اور نہ نہی عن المنکر کرتے ہیں اور اہل ایمان کو یہہ بڑا ہی دم دے رکھا ہے اور اللہ تعالی
بذلك في كتابه فقال انما ذلكم الشيطان يخوف اولياءه فلا تخافوهم وخافون ان كنتم مؤمنين والمعنى عند جميع
اپنی کتاب میں فرماتا ہے یہہ جو ہے سو شیطان ہی کہ ڈراتا ہے اپنے دوستوں سے سو تم انسے مت ڈرو اور مجھی سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو اور تمام مفسروں کے
المفسرين انه يخوفكم باوليائه فلا تخافوهم قال قتادة يعظمهم في صدوركم ولهذا قال فلا تخافوهم وخافون ان كنتم
نزدیک یہہ معنی ہیں کہ شیطان تمکو اپنے رفیقوں سے ڈراتا ہے سو تم انسے مت ڈرو قتادہ کہتے ہیں کہ انکو تمہارے سینوں میں بڑا کر کے دکھاتا ہے اسی واسطے کہا تم انسے مت ڈرو اور مجھی سے ڈرو اگر تم
مؤمنين فان ايمان المؤمنين كلما كان قويا يزول عنه خوف اولياء الشيطان فيامر بالمعروف وينهى عن المنكر
مؤمن ہو بیشک مؤمن کا ایمان جتنا قوی ہوتا ہے وتنا ہی شیطان کے رفیقوں کا خوف دور ہوتا ہے پھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا شروع کرتا ہے
وكلما كان ضعيفا يقوى فيه خوف اولياء الشيطان فلا يامر بالمعروف ولا ينهى عن المنكر ومن كيده ايضا انه يخدع
اور جتنا ضعیف ہوتا ہے وتنا ہی شیطان کے رفیقوں کا خوف قوی ہو جاتا ہے پھر نہ امر بالمعروف کرے اور نہ نہی عن المنکر اور یہہ بھی اوسکا کید ہے کہ انکو فریب دیتا ہے
الذين احكموا العلوم الشرعية العلمية والعملية حتى انهم كانوا يشتغلون بها ويتعمقون فيها لكنهم يهملون تفقد
جنہوں نے علوم شرعی علمی اور عملی خوب سیکھ لئے ہیں یہاں تک کہ وہ اوس علم میں مشغول رہتے ہیں اور غور کی جاتی ہیں پر اعضا بیرونی کو معاصی سے
الجوارح ولا يحفظونها عن المعاصي ولا يستعملونها في الطاعات ويظنون انهم بلغوا عند الله تعالى من العلم مرتبة
نہیں بچاتے اور نہ انکو طاعات میں صرف کرتے ہیں اور گمان یہہ رکھتے ہیں کہ ہمکو اللہ تعالی کی طرف وہ مرتبہ حاصل ہو گیا ہے
لا يعذبون ولا يطالبون بذنوبهم بل يقبل في الخلق شفاعتهم فانهم لو تاملوا العلم لعلموا ان العلم علمان علم المعاملة
کہ عذاب نہیں ہوگا اور نہ گناہوں کی پرسش ہوگی بلکہ خلقت کی حق میں ہماری شفاعت منظور ہوگی یہہ لوگ اگر تامل کریں تو جان لیں کہ علم دو ہوتے ہیں ایک علم معاملہ
وعلم المكاشفة فاما علم المعاملة فهو معرفة الحلال والحرام ومعرفة الاخلاق المحمودة والمذمومة وهي علوم لا تراد
یعنی ظاہری کا اور علم مکاشفہ کا یعنی باطنی علم معاملہ کا تو یہہ ہے کہ دریافت کرنا حلال اور حرام کا اور پہچاننا اخلاق نیک اور بد کا یہہ ایسے علم ہیں کہ انہیں عمل ہی
الا للعمل ولولا الحاجة الى العمل لم تكن لهذه العلوم قيمة فكل علم يراد للعمل لا يكون له قيمة بدون العمل فمن احكم
مقصود ہے اور اگر عمل کی طرف حاجت نہوتی تو ان علوم کی کچھ قدر نہوتی اب جو علم کہ عمل کی لئے مقصود ہوتا ہے اوسکی قدر بدون عمل کے نہیں ہوتی پھر جسنے علم
علم الطاعات ولم يفعلها واحكم علم المعاصي ولم يجتنبها واحكم علم الاخلاق المحمودة ولم يزين نفسه بها واحكم علم
طاعات کا خوب سیکھا اور طاعت نکی اور علم معاصی کا خوب سیکھا اور معاصی سے باز نہ آیا اور علم اخلاق محمودہ کا خوب یاد کیا اور اونکا اخلاق سے تزئین نکیا اور علم
الاخلاق المذمومة ولم يطهر نفسه عنها فهو مغرور بكيد الشيطان اذ يقول له الشيطان مطلبك القرب
اخلاق ذمیمہ کا خوب پڑھا اور اپنی آپکو اونسے پاک نکیا تو وہ شیطان کی فریب میں پھنسا ہوا ہے اسلئے کہ شیطان یوں سمجھاتا ہے کہ تیری غرض تو قرب الہی
من الله تعالى ونيل ثوابه والعلم يقربك من الله ويوصلك الى ثوابه ويتلو عليه الايات والاخبار الواردة
اور ثواب حاصل کرنا ہے سو علم اللہ تعالی سے قریب اور ثواب حاصل کر دیتا ہے اور آیتیں سند آیات اور احادیث جو علم کی فضائل میں آئی ہیں پڑھ سناتا ہے
في فضائل العلم فمن كان من اهل الهوى يريد ذلك موافقا لهواه فيطمئن اليه قلبه ويهمل العمل ومن كان
پھر جیسے اہل ہوا ہے اوسکو تو مرضی کی موافق سوجاتی ہیں اوسکی تو دل جمعی ہو جاتی ہے اور عمل کا کام ترک کیا اور جو عالم
من اهل التقوى يقول له الشيطان تذكر ما ورد في فضائل العلم وتذكر ما ورد في العلماء التاركين للعمل
ڈرنے والے ہوتے ہیں تو شیطان سے کہتے ہیں تو وہ روایات تو یاد کرتا ہے جو علم کی فضائل میں ہیں اور وہ یاد نہیں دلاتا جو علماء تارک عمل کی حق میں آئی ہیں

فان الذی اخبر بفضیلة العلم هو الذی اخبر بعقوبة العلماء السوء فانه تعالی قال مثل الذین حملوا التورىة
بیشک جسنی فضیلت علم کی بتائی ہی اوسہی نی علماء بدکار کا عذاب بہی بتایا ہی بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی کہاوت ہی اونکی جنپر لادی توریت

ثم لم یحملوها کمثل الحمار یحمل اسفارا وقال الله تعالی فی اٰیة اخری فمثله کمثل الکلب فای خزی اعظم
پہر نہ اوٹہائی اونہوں نی جیسی کہاوت گدہی کی پیٹہ پر لچلتا ہی کتابیں اور ایک اور آیت میں فرمایا ہی تو اوسکا حال جیسی کتا گدہی اور کتی کی مشابہت سی

من التمثیل بالحمار والکلب وقال النبی علیه السلام اشد الناس عذابا یوم القیمة عالم لم ینفعه الله بعلمه وقال
کونسی رسوائی زیادہ ہی اور نبی علیہ السلام نی فرمایا سب سی زیادہ عذاب میں قیامت کی دن وہ عالم ہوگا جسکی علم سی اللہ نی اوسکو نفع نہ دیا اور نبی

علیه السلام فی حدیث اخر من ازداد علما ولم یزدد هدی لم یزدد من الله الا بعدا وبعد ورود امثال تلك
علیہ السلام نی ایک اور حدیث میں فرمایا جو شخص علم میں بڑہا اور ہدایت میں نہ بڑہا تو اللہ تعالی کی ان سوای دوری کی نہیں بڑہیگا اور بعد وارد ہونی

التشدیدات مما لا یحصی فی حق العالم التارك العمل کیف یعتقد انه علی خیر مع تاکد حجة الله تعالی علیه
ایسی ایسی شدائد بیشمار کی عالم تارک العمل کی حق میں کیونکر اعتقاد کرتا ہی کہ وہ نیک راہ پر ہی باوجودیکہ اوسپر حجت الہی خوب قایم ہی

واما علم المکاشفة فهو العلم بالله تعالی وصفاته واسمائه فمن احکم هذا العلم ثم اهمل العمل وضیع امر
اور علم مکاشفہ کا یعنی باطنی سو وہ علم معرفت الہی اور اوسکی صفات اور اسماء کا ہی سو جسنی یہہ علم خوب حاصل کیا پہر عمل نکیا اور امر الہی کو ضایع کیا

الله تعالی فهو مغرور ایضا فغروره یدل علی انه لم یحصل من معرفة الله الا الاسامی دون المعانی لانه لو
تو وہ بہی شیطان کی فریب میں ہی بس اوسکی شوریدگی دلالت کرتی ہی کہ اوسکو معرفت الہی سی سوا نام کی کچہہ حاصل نہیں ہوا معانی تک نہیں پہنچا کیونکہ اگر

عرف الله تعالی حق معرفته لخشیه واتقاه کما قال الله تعالی انما یخشی الله من عباده العلماء نسال الله تعالی
عارف باللہ ہوتا جو حق ہی تو اوسی ڈرتا اور تقوی کرتا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ سی ڈرتی وہی ہیں اوسکی بندوں میں جسکو سمجہہ ہی ہم سوال کرتی ہیں

ان یجعلنا ممن یخشی الله تعالی

المجلس الثالث والتسعون فی بیان ان للشیطن لمة بابن ادم و للملك لمة

کہ ہمکو اللہ سی ڈرنیوالا بنادی

ترانوین مجلس اس بیان میں کہ ابن آدم سی شیطان کو ایک قرب ہوتا ہی اور فرشتی کو ایک قرب ہوتا ہی

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان للشیطن لمة بابن ادم وللملك لمة فاما لمة الشیطن فایعاد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک ابن آدم سی شیطان کو ایک قرب ہوتا ہی اور فرشتہ کو ایک قرب ہوتا ہی پہر قرب شیطان کا تو

بالشر وتکذیب بالحق واما لمة الملك فایعاد بالخیر وتصدیق بالحق فمن وجد ذلك فلیعلم انه من الله تعالی
برائی کا خیال اور حق کی تکذیب اور فرشتہ کا قرب خیر کا الہام اور حق کی تصدیق پہر جس شخص دلمیں یہہ ہی پاوی تو جان لی کہ اللہ تعالی کی طرف سی ہی

فلیحمد الله تعالی ومن وجد الاخری فلیتعوذ بالله تعالی من الشیطن الرجیم هذا الحدیث من حسان المصابیح
اب اللہ کی حمد کری اور جسنی دوسرا پایا تو شیطان راندہ سی اللہ کی پناہ مانگی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی

رواه ابن مسعود واللمة المذکورة فیه من الالمام وهو القرب فان کل واحد من الملك والشیطان یقرب
ابن مسعود کی روایت سی اور لفظ لمہ جو اس حدیث میں آیا ہی الام سی مشتق ہی یعنی قرب بیشک ہر ایک فرشتہ اور شیطان انہیں دونو کام کی

من الانسان لهذین الامرین وهما الایعاد بالخیر والایعاد بالشر والمراد بهما الالهامان اللذان یقع فی القلب احدهما
لیے انسان کی ساتہہ ہوتی ہیں یعنی ایعاد بالخیر اور ایعاد بالشر اور ان دونو سی مراد وہی دو الہام ہیں جو کسیکی دلمیں آتی ہیں ایک

بواسطة الملك والاخر بواسطة الشیطان فما یقع بواسطة الملك یسمی الهاما وما یقع فیه بواسطة الشیطان
فرشتہ کی واسطی سی اور دوسرا شیطان کی جہت سی اور جو فرشتہ کی واسطی سی ہوتا ہی الہام کہلاتا ہی اور شیطان کی جہت سی جو ہوتا ہی

یسمی وسوسة والقلب متجاذب بینهما [illegible] باصل فطرته [illegible] اثار الملئکة واثار الشیاطین
وسوسہ کہلاتا ہی اور دل دونوں میں جای کارزار ہوتا ہی اسلئی کہ باعتبار اصل پیدایش کی فرشتونکا اثر بہی لیسکتا ہی اور شیطان کا اثر بہی

صلاحا متساويا لا يترجح احدهما على الآخر الا باتباع الهوى والاكباب على الشهوات او بمخالفة الهوى والاعراض
برابر برابر کسی جانب کو دوسری پر غلبہ نہین ہوتا مگر باعتبار پیروی ہوا کی اور شہوات پر اوندہا گرنی کی یا باعتبار مخالفت ہوا کی اور شہوات سی

عن الشهوات فان الانسان اذا اتبع مقتضى الشهوة والغضب يظهر تسلط الشيطان على قلبه بواسطة الهوى ويصير
منہ پہیرنی کی بیشک انسان جب شہوت اور غضب کی پیروی کرتا ہی تو اوسکی دل پر شیطان کا غلبہ بوسیلہ ہوا کی ظاہر ہوا کرتا ہی اور اسکا دل

قلبه عش الشيطان ومقره لكون الهوى مرعى الشيطان ومرتعه واذا جاهد نفسه ولم يتبع مقتضى الشهوة و
شیطان کا گھونسلا اور مقام ہوجاتا ہی کیونکہ ہوا ہوس شیطان کی چراگاہ اور بیٹہک ہی اور اگر اوسنی نفس کو مارا اور لوازم شہوت اور

الغضب يكون قلبه مستقر الملئكة ومهبطهم لكن لما لم يكن قلب من القلوب خاليا عن الشهوة والغضب والحرص
غضب کی پیروی نکی تو اوسکا دل ملائکہ کا مقام اور گذرگاہ ہوجاتا ہی لیکن چونکہ کوئی دل کیسا ہی شہوت اور غضب اور حرص

والطمع وغير ذلك من الصفات البشرية المنشعبة عن الهوى لم يتصور ان يوجد قلب خال من ان يكون فيه
اور طمع وغیرہ صفات بشری سی جو ہوا کی شاخین ہین خالی نہین ہوتا تو خیال مین نہین آتا کہ کوئی دل ایسا ہو کہ جہان شیطان کی وسوسہ

للشيطان جولان بالوسوسة ولا يزول وسوسته الا بذكر شيء سوى ما وسوس به فيه اذ عند حصول ذكر شيء
کا گذر ہوتا ہو اور اوسکا وسوسہ کبہی نہین جاتا بدون ذکر کسی اور بات بجز اوس وسوسہ کی اسواسطی کہ جب کسی اور چیز کا ذکر آتا ہی

فيه ينعدم ما كان فيه من قبل الا ان كل شيء سوى ذكر الله تعالى وما يتعلق به يجوز ان يكون مجالا للشيطان
تو پہلی بات جاتی رہتی ہی اتنا ہی کہ ہر ایک بات سواء ذکر الہی کی اور جو اسی متعلق ہی گذرگاہ شیطان کا ہوسکتا ہی

فذكر الله تعالى هو الذي يؤمن جانبه ويعلم انه ليس مجالا للشيطان فان القلب مثاله مثال حصن له ابواب
سو ایسا تو ذکر الہی ہی کہ جسکی طرف سی خاطر جمع ہی اور معلوم ہی کہ گذرگاہ شیطان کا نہین ہی بیشک دلکی مثال ایسی ہی جیسی ایک قلعہ کئی دروازہ والا

كثيرة والشيطان يريد ان يدخل فيه من كل باب ويملكه ويستولي عليه فلا بد للعبد من حفظه ولا
اور شیطان چاہتا ہی کہ اوسمین ہر ایک دروازہ سی آکر مالک اور مستولی ہوجاوی اب آدمی کو اوسکی حفاظت کرنی چاہئی اور

يقدر على حفظه الا بحراسة ابوابه وسد مداخله ومواضع ثلمه وابوابه ومداخله الصفات المذمومة
اوسکی حفاظت بدون نگہبانی دروازون کی اور روکنی آمد کی راہ اور کہینی کی رخنہ کی نہین ہوسکتی اور قلعہ کی دروازہ اور آمد کی راہ صفات مذمومہ ہین

فليس للادمي صفة من صفات المذمومة الا وهي قوة من قوات الشيطان وسلاح من اسلحته وباب من
سو آدمی کی کوئی صفت صفات مذمومہ مین سی ایسی نہین ہی کہ وہ شیطان کا کوئی قوت اور اوسکی ہتیارون مین کا ایک ہتیار اور اوسکی دروازون

ابوابه ومدخل من مداخله وهذه الابواب والمداخل كثيرة بعضها ظاهرة وبعضها غامضة وكلها
مین سی ایک دروازہ اور اوسکی آمد کا راہ نہو اور یہہ دروازی اور آمد کی راہ بہت ہین بعضی ظاہر ہین اور بعضی پوشیدہ اور شیطان کی لئی سب

مفتوحة للشيطان وليس للملك فيه الا باب واحد وقد يلتبس ذلك الواحد بهذا الكثير فالعبد فيه مثاله
کہلی ہوئی ہین اور اونمین سی فرشتہ کی لئی ایک ہی دروازہ ہی اور کبہی وہ ایک بہی ان سب مین ملجاتا ہی اسصورت مین آدمی کی کہاوت ایسی ہی

مثال المسافر الذي بقي في بادية كثيرة الطرق غامضة المسالك في ليلة مظلمة فلا يكاد يفلح الا بعين بصيرة وطلوع
جیسی مسافر تنہا جنگل مین جہان چارطرف باریک رستی حاتی ہون اندہیری رات مین سو یہہ مسافر بدون عین بصیرت اور روشنی چمکتی

شمس مشرقة والمراد بعين البصيرة ههنا هو القلب المصفى بالتقوى والمراد بالشمس المشرقة هو العلم المستفاد من
سورج کی نہین سنبہل سکتا اور عین بصیرت سی یہان تقوی سی صاف کیا ہوا دل مراد ہی اور آفتاب روشن سی وہ علم مراد ہی جو

كتاب الله تعالى وسنة رسوله اذ بهما يعلم غوامض طرقه وابوابه ومداخله التي يدخل منها في القلب الامراض
کتاب اللہ اور سنت رسول سی حاصل ہوا ہو کیونکہ انہیں دونوسی باریک رستی اور اوسکی دروازی اور دلکا رستہ جسی بیماری علاج کی

المحتاجة الی العلاج وعلاج الشیٔ لا یکون الا بضده وضد جمیع الوساوس الشیطانیة ذکر الله بالاستعاذة
محتاج دل میں اسکی ہوسکتی ہی اور ہر مرض کا علاج اوسکی ضد سی ہوتا ہی اور تمام وسوسہ شیطانی کی ضد اللہ کا ذکر ہی ساتھ اعوذ باللہ کی

والتبری من الحول والقوة بان یقال اعوذ بالله من الشیطن الرجیم لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم
اور بری ہونا حول اور قوت سی اسطور سی پڑہی پناہ لیتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سی اور نہ پہرنا گناہ سی اور نہ قوت طاعت کی مگر اللہ بزرگ برتر سی

فان قیل هل یکفی فی الدفع مجرد ذکر الله تعالی ام لا بد فیه من العلاج فما العلاج فیه فالجواب ان العلاج فیه سد
اگر کوئی پوچہی آیا دفع کی لئی صرف ذکر اللہ کافی ہی یا اسمین کچہہ علاج بہی چاہئی پہر اسمین علاج کیا ہی سو جواب یہہ ہی کہ اسمین علاج یہہ ہی

مداخله بتطهیر القلب من الصفات المذمومة وتعمیره بالتقوی حتی یتمکن الذکر فیه ولا یقدر علی ذلك
کہ اوسکی آمد کی راہ دلکو صفات مذمومہ سی پاک اور تقوی سی آباد کر کر بند کر دی تاکہ دل کی اندر ذکر قایم رہی اور اسپر سوا متقیوں کی

الا المتقون الذین طهروا قلوبهم من الصفات المذمومة وعمروها بالتقوی وغلب علیهم ذکر الله تعالی فان
کسیکی قدرت نہین ہوتی جنہوں نی اپنی دل صفات مذمومہ سی پاک اور تقوی کاسی آباد کر رکہی ہین اور اونپر یاد الہی غالب ہوگئی ہی بیشک ذکر الہی

الذکر لا یتمکن فی القلب الا بعد عمارته بالتقوی وتطهیره من الصفات المذمومة فلا بد من تطهیره لیتمکن الذکر
دلمین جب ہی قایم رہتا ہی کہ تقوی سی آباد اور صفات مذمومہ سی پاک ہو چکی اب اسکا پاک کرنا ضرور ہوا تاکہ اوسمین ذکر قایم رہی

فیه لان الذکر لو لم یتمکن فیه یصیر حدیث النفس فلا یدفع وسوسة الشیطن ولذلك قال الله تعالی ان الذین
اسلئی کہ اگر ذکر دلمین قایم نرہا تو وہ حدیث النفس ہوگا پہر اس سی شیطانی وسوسہ دفع نہین ہوسکیگا اور اسی لئی اللہ تعالی فرماتا ہی جو لوگ

اتقوا اذا مسهم طئف من الشیطن تذکروا فاذا هم مبصرون فانه تعالی قد خص ذلك بالمتقین فان القلب اذا
ڈر رکہتی ہین جہاں پڑ گیا اونپر شیطان کا گذر چونک گئی پہر تبہی اونکو سوجہ آگئی بیشک اللہ تعالی نی اس بات کو پرہیز گاروںسی خاص کیا ہی کیونکہ دل اگر

تطهر من الصفات المذمومة لا یکون للشیطان فیه استقرار بل انما یکون فیه اجتیاز ویمنعه من الاجتیاز
صفات مذمومہ سی پاک ہوجاتا ہی تو اوسمین شیطان کا قیام نہین ہوتا بلکہ یہہ ہی آمد رفت ہوتی ہی اور آمد رفت سی بہی اوسکو ذکر الہی بند کر دیتا ہی

ذکر الله تعالی فمثاله مثال کلب جایع یقرب منك فان لم یکن بین یدیك شیٔ من الطعام ینزجر بقولك اخسأ فمجرد
سو اوسکی مثال ایسی ہی جیسی بہوکا کتا تیری پاس چلا آوی پہر اگر تیری سامنی کچہہ کہانا نہو تو اتنا ہی کہنی ہی چلا جاتا ہی اوب پس صرف

الصوت یدفعه وان کان بین یدیك شیٔ من الطعام یهجم علیه ولا یندفع بمجرد الکلام فالقلب الخالی عن الهوی
دہتکار اوسکو دفع کر دیتی ہی اور اگر تیری سامنی کوئی کہانا موجود ہو تو حملہ کرتا ہی اور صرف دہتکار سی نہین جاتا سو جو دل ہوا سی خالی ہو

ینزجر الشیطان عنه بمجرد الذکر اذ لا یطرقه الشیطان الا عند غفلته وخلوه عن ذکر الله تعالی فاذا عاد الی الذکر
تو شیطان وہاں سی صرف ذکر سی چلا جاتا ہی کیونکہ شیطان غفلت ہی کیوقت دلمین جب ذکر الہی سی خالی پائی تو جاسکتا ہی پہر جب وہ ذکر کرتا ہی تو

یخنس الشیطان فاما القلب المعلق بالهوی فلکون الهوی قوی الشیطان یستقر فیه الشیطان ولا یندفع بالذکر
پچہلی پانؤ بہاگتا ہی اور جو دل ہوا مین لگا ہوا ہی تو ہوا ہوس جو شیطان کی قوت بازو ہی تو وہان شیطان جگہہ پکڑ لیتا ہی اور ذکر سی نہین ٹلتا

والحاصل ان القلب مهما غلب علیه مقتضیات الهوی یجد الشیطان مجالا فیوسوس فیه ومهما اشتغل بالذکر یرتحل
غلاصہ یہہ ہی کہ دل پر اگر لوازم ہوا کی غالب ہوجاتی ہین تو شیطان کا گذر ہو جاتا ہی پہر اوسمین وسوسہ پیدا کرتا ہی اور جب ذکر مین مشغول ہوتا ہی تو شیطان

عنه الشیطان ویقبل الیه الملك فیه ویلهم فیه والتطارد بین جندی الملك والشیطان فی معرکة القلب
وہاں سی چلد یتا ہی اور فرشتہ وہاں آکر الہام کرتا ہی اور قلب کی معرکہ مین درمیان دونو لشکر فرشتہ اور شیطان کی ہمیشہ جنگ دہکاپیل رہتی ہی

دائم الی ان ینفتح القلب لاحدهما فاکثر القلوب قد فتحها الشیطان وملکها فامتلأت بالوساوس الداعیة الی ایثار
آخر کو کسی ایک کی فتح ہو جاتی ہی سو اکثر دل تو شیطان فتح کر کر مالک ہو گیا ہی پہر وہ ایسی وسوسوں سی پر ہوگئی ہین جو کہ طرف اختیار کرنی دنیا

الدنیا واطراح الاخرۃ ومبدء امتلاءھا اتباع الھوی ولایمکن فتحہا بعد ذلک الا بتخلیتہا عن الھوی وتحلیتہا بذکر
اور الگ کرنی آخرت کی بلاتی ہین اور سبب وسوسہ ہونیکا ہوا کی پیروی ہی اب اوسکا فتح ہونا ممکن نہین ہی بدون اسکی کہ ہواسی خالی کرکر ذکر الٰہی سے رونق پاوی

اللہ تعالی وذلک لایتیسر الا بمعرفۃ الخواطر الداخلۃ فیہا فان الخواطر الداخلۃ فیہا تنقسم الی ما یعلم قطعا انہ داع
اور یہہ حالت میسر نہین ہوتی بدون دریافت خطرات کی جو دل کی اندر ہوتی ہین کیونکہ اندر کی خطرات کی ایک تو یہہ قسم ہی کہ یقینی معلوم ہی کہ وہ خیر کی طرف بلاتی ہی

الی الخیر فلا یخفی فی کونہ الھاما والی ما یعلم قطعا انہ داع الی الشر فلا یخفی فی کونہ وسوسۃ والی ما یتردد فیہ فلا
اب وہ بلا شبہ الہام ہی دوسری یہہ کہ یقینی معلوم ہی کہ بدی کیطرف بلاتی ہی پہروہ بلاشبہ وسوسہ ہی تیسری تردد یعنی دودلی نہین

یدری انہ من لمۃ الملک او من لمۃ الشیطان اذ من مکائد الشیطان ان یعرض الشر فی معرض الخیر وتمییز ذلک
معلوم کہ وہ فرشتہ کی اثر سی ہی یا شیطان کی اثر سی کیونکہ شیطان کا مکر یہہ بہی ہوتا ہی کہ بدی کو خوبی کی لباس مین پیش کردی اسکی تمیز بہت

غامض وبہ یہلک کثیر من العباد والزھاد والعلماء والصلحاء والفقراء والاغنیاء وسائر اصناف الخلق ممن یکرھون
دشوار ہی اور اس مکر سی بہت لوگ عابد اور زاہد اور عالم اور صالح اور فقیر اور غنی اور تمام قسم کی خلقت ہلاک ہوگئی ہی جو جو لوگ

ظاھر الذنب ولا یرضون لانفسہم الخوض فی المعاصی الصریحۃ فان الشیطان لا یقدر ان یدعوھم الی الشر الصریح
کہ ظاہر گناہ کو ناپسند کرتی ہین اور اپنی لیی صریح گناہ مین خوض کرنی پر راضی نہین ہوتی تو شیطان کی طاقت نہین ہی کہ اونکو صریح گناہ پر بلاوی اب اوس گناہ کو

فیصورہ بصورۃ الخیر وتلبیساتہ من ھذا الجنس لا نہایۃ لہا ومکائدہ فیما یتعلق بالعقائد والاعمال لا حصر لہا فان
خیر کی صورت دیدیتا ہی اور اسطرح کی تلبیسات کی کوئی نہایت نہین ہی اور شیطان کی مکر جو عقاید اور اعمال سی علاقہ رکہتی ہین بیشمار ہین بیشک

تلبیسہ فی الاعتقادات والعبادات قد انتشر فی البلاد وشاع بین العباد فینبغی للعبد ان یقف عند کل ھم یخطر
شیطان کی مکر اعتقادات اور عبادات کی تمام شہرون مین منتشر اور تمام خلقت مین مشہور ہین اب انسان کو چاہئی کہ ہر ہر ہم جو اوسکی دلمین گذرتا ہی

ببالہ لیعلم انہ من لمۃ الملک او من لمۃ الشیطان ویمعن النظر فیہ بنور البصیرۃ لا بھوی الطبع لان الوسواس یجاذب
تامل کرکر سوچی تا کہ معلوم ہووی کہ فرشتہ کا اثر ہی یا شیطان کا اثر اور بصیرت کی نور سی اوسمین خوب غور کری ہوای طبیعی سی نہ سوچی اسلئی کہ وسوسہ دلکو کہینچکر

القلب وینازعہ ویلہیہ عن ذکر اللہ تعالی فلا بد من المجاھدۃ وھذہ المجاھدۃ لا اخر لہا الی الموت ولا یتخلص
جہگڑتا ہی اور اللہ کی ذکر سی بہلاکر بہولین ڈالدیتا ہی سو اوسمین مجاہدہ ضرور چاہئی اور یہہ مجاہدہ موت تک پورا نہین ہوتا اور زندگی بہر شیطان سی کوئی

احد من الشیطان ما دام حیا فانہ ما دام حیا فابواب القلب للشیطان منفتحۃ غیر منغلقۃ ومہما کان الباب
نہین چہوٹتا کیونکہ آدمی جبتک زندہ رہتا ہی تو شیطان کی واسطی دروازی دلکی کہلی رہتی ہین بند نہین ہوتی اور جب دروازہ

مفتوحا والعدو غیر غافل لا یدفع الا بالحراسۃ والمجاھدۃ ولذلک لما قال رجل للحسن یا ابا سعید اینام ابلیس تبسم
چوپٹ اور دشمن چوکس ہوا تو بدون نگہبانی اور مجاہدہ کی دفع نہین ہوگا اسیلئی جب کسی شخص نی حسن سی پوچہا کہ ای ابوسعید کیا ابلیس سوتا ہی تو تبسم کرکر

وقال لو کان ینام لوجدنا راحۃ فان قیل ھل یواخذ العبد بجمیع وساوس القلوب وخواطرھا او لا یواخذ بجمیعہا
کہا اگر ابلیس سویا کرتا تو ہم آرام سی ہی رہتی اگر کوئی پوچہی کیا انسان سی تمام وسوسون دلی اور خواطر کا مواخذہ ہوویگا یا سبکا مواخذہ نہین ہی

بل ببعضہا فالجواب ان ذلک غامض لا یوقف علیہ ما لم یعلم تفصیل وساوس القلوب وخواطرھا من مبدء وقوعہا فیہا
بلکہ کسی کا ہی تو جواب یہہ ہی کہ یہہ امر بہت مشکل ہی معلوم نہین ہوسکتا جبتک تفصیل دلکی وسوسون اور خطرات کی ابتداء پیدا ہونی سی معلوم نہووی

الی ان یظھر فی الجوارح اثارھا فان ما یقع فی قلب الانسان کما ذکرہ الامام الغزالی فی الاحیاء علی اربع مراتب الاولی
یہان تک کہ اعضاء پر کیا اثر ظاہر ہوا اسلئی کہ انسان کی دلی خطرات موافق ذکر امام غزالی کی احیاء مین چار مرتبہ پر ہین پہلا مرتبہ یہہ ہی

ان یرد علی قلبہ ابتداء من غیر قصد وھو الخاطر ویسمی حدیث النفس کما لو خطر علی قلبہ النظر الی امرأۃ کانت
کہ اوسکی دل پر چہوٹتی ہی بی قصد خیال آوی اور اسکو حدیث النفس کہتی ہین جیسی اسکی دلمین یہہ خیال آوی کہ عورت کو جو پس پشت

وراء ظهره فی الطریق بحیث لو التفت الیها لراها والثانیۃ هیجان الرغبۃ فی قلبه الی الفعل الذی هو النظر الیها

راستہ میں ہی دیکھنا چاہئی ایساکہ اگر منہہ پہیری تو البتہ دیکھہ لی اور دوسرا مرتبہ دل میں اوس کام کی رغبت کا جوش کرنا یعنی رغبت اوس عورت کی دیکھنی کی

وهو حرکۃ الشهوة التی تکون فی الطبع وتتولد من الخاطر الاول ویسمی میل الطبع والثالث حکمه بان هذا الفعل

اور یہہ شہوت کی حرکت ہی جو خود بخود طبیعت میں ہوتی ہی اور اوس پہلی خیال سی پیدا ہوتی ہی اسکو میل طبع کہتی ہیں تیسری مرتبہ حکم کرنا کہ یہہ کام

الذی هو النظر الیها ینبغی ان یفعل وهو یتبع الخاطر والمیل ویسمی اعتقادا والرابعۃ تصمیم عزمه علی الفعل الذی

یعنی اوس عورت کا دیکھنا ہی چاہئی اور یہہ مرتبہ خاطر اور میل دونوں کی پیچھی ہوتا ہی اور اسکو اعتقاد کہتی ہیں اور چوتھا مرتبہ اوس کام پر عزم کا مصمم مقرر کرنا

هو النظر الیها ویسمی هذا هما وقصدا ونیۃ وهذا الهم قد یکون له مبدأ ضعیف لکن اذا اصغی القلب الخاطر حتی

یعنی عورت کی دیکھنی پر اور اسکو ہم اور قصد اور نیت کہتی ہیں اور اس ہم کا مبدا کبھی ضعیف ہوتا ہی لیکن اگر دل خاطر کو صاف کرتا ہی یہاں تک

طالت محادثته للنفس یتاکد هذا الهم ویصیر ارادة مجزومۃ اذا ثبت هذا فالخاطر لا یؤاخذ به العبد لانه لا

کہ آپ میں بات کہو نفس کی دراز ہوجاوی تو ہم پکا ہوتا ہی اور ارادہ بالجزم ہوجاتا ہی جب یہہ معلوم ہوچکا تو خاطر پر بندہ سی مواخذہ نہیں ہی کیونکہ یہہ خیال

یدخل تحت الاختیار وکذا المیل وهو هیجان الشهوة لا یؤاخذ به العبد لعدم دخوله تحت الاختیار وهو

اختیاری نہیں ہی اور ایسی میل یعنی جوش شہوت کا آدمی سی مواخذہ نہیں ہی کیونکہ اختیار میں نہیں ہی اور اسی حدیث میں یہہ ہی مراد ہی

المراد بقوله علیه السلام عفی عن امتی ما تحدثت به انفسها لان حدیث النفس عبارة عن الخواطر التی یقع

میری امت سی حدیث النفس معاف ہوا ہی اسلئی کہ حدیث النفس خیالات ہوتی ہیں جو دل میں بی قصد آجاتی ہیں اور اونپر

فی القلب ولا یتبعها عزم اذ لا یسمی العزم حدیث النفس واما الثالث وهو اعتقاد وحکم القلب فمتردد بین ان

کچہہ عزم نہیں ہوتا کیونکہ ہم اور عزم حدیث النفس نہیں کہلاتا اور رہا تیسرا مرتبہ کہ وہ دل کا اعتقاد اور حکم ہی سو وہ دو حال سی زیادہ نہیں ہی

یکون اختیاریا او اضطراریا فالعبد یؤاخذ بالاختیاری ولا یؤاخذ بالاضطراری واما الرابع وهو الهم فیؤاخذ

یا اختیاری ہوگا یا اضطراری سو اختیاری میں آدمی سی مواخذہ ہی اور اضطراری میں مواخذہ نہیں ہی اور رہا چوتھا مرتبہ یعنی ہم سو اسمیں

به العبد الا انه ان ندم علی همه وترك الفعل خوفا من الله تعالی یکتب له حسنۃ لان همه وان کان

بندہ سی مواخذہ ہی اتنا ہی کہ اگر اپنی ہم پر نادم ہوکر اوس کام کو اللہ تعالی کی خوف سی ترک کیا تو ثواب ہوتا ہی اسواسطی کہ ہم انسان کا اگرچہ

سیئۃ لکن امتناعه ومجاهدة نفسه یکون من الحسنات التی یستحق بها صاحبها الثواب وان تعوق

بدی پر اوس سی باز رہنا اور اوسپر نفس کا مجاہدہ حسنات میں ہی جکی عوض میں انسان مستحق ثواب کا ہوتا ہی اور اگر وہ کام

الفعل بعائق وترکه لعذر لا خوفا من الله یکتب له سیئۃ لان همه فعل اختیاری للقلب فیؤاخذ به صاحبه

کسی اور مانع کی سبب نہوسکا اور کسی عذر سی نکیا کچہہ خوف الہی سی نہیں چہوڑا تو گناہ ہوتا ہی کیونکہ ہم تو دل کا فعل اختیاری ہی سو اسپر مواخذہ ہوتا ہی

فان من عزم علی معصیۃ وتعذر علیه فعلها بسبب او غفلۃ لا یکون ترکه خوفا من الله تعالی فکیف یکتب

بیشک جسنی معصیت پر عزم کیا اور کسی سبب سی اوسپر عمل دشوار ہوگیا یا غفلت سی رہ گیا تو یہہ خوف الہی کی سبب سی باز نہیں رہا اب اوسکو ثواب

له حسنۃ وقد روی انه علیه السلام قال یحشر الناس علی نیاتهم ولا شك ان من عزم فی اللیل ان یصبح ویقتل

کیسا ہووی اور روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا ہی کہ آدمی اپنی اپنی نیتوں پر اوٹہینگی اور اسمیں شک نہیں ہی کہ اگر رات کو کسینی یہہ عزم کیا کہ صبح ہوتی فلانی مسلم کو

مسلما او یزنی بامرأة او یشرب الخمر او یفعل غیر ذلك من الذنوب فمات تلك اللیلۃ یموت عاصیا مصرا علی الذنوب

قتل کرونگا یا فلانی عورت سی زنا کرونگا یا شراب پیونگا یا کوئی اور گناہ کرونگا پہر اوسی رات میں مرگیا تو گنہگار گناہوں پر ڈٹا ہوا مریگا

ویحشر علی نیته مع ان الواقع منه العزم علی المعصیۃ دون فعلها والدلیل علیه ما روی انه علیه السلام قال اذا

اور اپنی نیت پر اوٹہیگا باوجودیکہ اوسی صرف گناہ کا عزم واقع ہوا ہی کیا کچہہ بہی نہیں ہی اور اسکی دلیل یہہ روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا جب

التقی المسلمان بسیفہما فالقاتل والمقتول فی النار قیل یارسول اللہ ھذا القاتل فما بال المقتول قال لانہ اراد
دو مسلمان تلوار لیکر مقابل ہوتی ہین تو قاتل مقتول دونو جہنمی ہین کسیتی عرض کیا یارسول اللہ یہہ تو قاتل تہا مقتول کی کیا خطا ہی فرمایا اسلئی کروہ بہی

ان یقتل صاحبہ وھذا نص فی کون المقتول من اھل النار بمجرد الارادۃ مع انہ قتل مظلوما فکیف لا یواخذ
تو یار کو قتل کیا چاہتا تہا اور یہہ صاف بیان ہی کہ صرف ارادہ ہی مقتول بہی دوزخی ہی باوجودیکہ مظلوم مارا گیاہی اب بندہ سی نیت اور عزم پر کیونکر مواخذہ نہین

العبد بالنیۃ والعزم وکل ما یدخل تحت اختیارہ فھو مواخذ بہ الا ان یکفرہ بحسنۃ ونقض العزم بالندم حسنۃ
ہوگا اور جو بات اختیاری ہی سو اوسمین مواخذہ ہی یا اوسکا عوض کسی حسنہ سی کردی اور عزم کا ندامت سی توڑنا ہی حسنہ ہوتاہی

فلذلک یکتب حسنۃ واما فوات المراد بعائق فلیس بحسنۃ فلذلک یکتب سیئۃ فیواخذ بہا العبد فکیف لا یواخذ
اسیلئی ثواب لکہاجاتاہی اور رہا کام کا فوت ہونا کسی مانع سی سو یہہ حسنہ نہین ہی اسی لئی گناہ لکہا جاتا ہی اور اوسپر آدمی سی مواخذہ ہی اب آدمی سی

العبد باعمال القلوب والکبر والعجب والریاء والحسد والنفاق وجملۃ الخبائث من اعمال القلوب وقد قال اللہ تعالی
افعال قلوب یعنی کبر اور خودبینی اور ریا اور کینہ اور نفاق پر کیونکر مواخذہ نہو اور خبائث تمام اعمال قلوب سی ہین اور اللہ تعالی فرماتاہی

ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا فانہ تعالی اخبر فی ھذہ الایۃ ان العبد بکل واحد من
بیشک کان اور آنکہہ اور دل ان سب کی اوسسی پوچہہ ہوگی بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین یہہ خبر دی ہی کہ آدمی سی بعوض ہر ہر عضو کی

تلک الاعضاء یکون مسئولا عنہ فیما یدخل تحت اختیارہ مثلا لو وقع بصرہ علی محرم بغیر اختیارہ لا یؤاخذ بھذہ
جو باتین اختیاری ہین پوچہہ ہوگی مثلا اوسکی نگاہ کسی حرام پر بی اختیار جا پڑی تو اس نظر کا کچہہ مواخذہ نہین ہی پہر اگر اسکی بعد دوبارہ

النظرۃ فان اتبعہا نظرۃ ثانیۃ یکون مؤاخذا بھذہ النظرۃ الثانیۃ لکونہ مختارا فیہا وکذلک خواطر القلوب تجری
نگاہ کی تو اس نگاہ ثانی کا مواخذہ ہوویگا کیونکہ اسمین اختیار تہا اور ایسی ہی دلی خطرات کا یہہ ہی

ھذا المجری بل القلب اولی بالمواخذۃ لانہ الاصل فان من حکم قلبہ بشیء وکان مخطئا فیہ یصیر مجازیا بہ ان خیرا
راہ ہی بلکہ دل پر مواخذہ اولی ہی کیونکہ سب کی اصل ہی بیشک جسکی دل نی کسی بیجا بات پر عزم کیا تو اوسکا عوض ہوتاہی اگر نیک ہی تو نیک

فخیر وان شرا فشر کمن ظن انہ متطھر وحضر الجمعۃ وصلاھا ثم تذکر انہ کان غیر متطھر یکون مثابا بفعلہ وان
اور اگر بد ہی تو بد جیسی کوئی خیال کری کہ مین پاک ہون اور جاکر نماز جمعہ ادا کی پہر یاد آیا کہ مین پاک نتہا تو اس نماز کا ثواب ہوگا اور اگر نماز

ترکہا ثم تذکر یکون معاقبا بترکہ ومن وجد علی فراشہ امرأۃ فظن انہا امرأتہ فوطئہا بھذا الظن لا یکون عاصیا بوطئہا
یون ہی ترک کی پہر یاد آیا تو نماز چہوڑنیکا عقاب ہوگا اور اگر کسینی اپنی بستر پر عورت دیکہی گمان کیا کہ میری بی بی ہی پہر اسی خیال پر اوس سی جماع کیا تو اس جماع سی گنہگار

وان کانت اجنبیۃ وان ظن انہا اجنبیۃ فوطئہا بھذا الظن یکون عاصیا بوطئہا وان کانت زوجتہ کل ذلک بالنظر
اگرچہ غیر عورت ہو اور اگر اسکو اجنبی خیال کیا پہر اسی خیال پر جماع کیا تو اس جماع پر گنہگار ہوگا اگرچہ اوسکی بی بی ہی ہوئی یہہ تمام باعتبار عزم

الی القلب دون الجوارح فان الوسوسۃ انما تکون مرفوعۃ من ھذہ الامۃ اذا لم یبلغ مرتبۃ العزم فاما اذا بلغت تلک المرتبۃ
دل کی ہی جوارح پر نہین ہی کیونکہ وسوسہ اس امت کو جبتک عزم کی درجہ کو نہ پہنچی معاف ہی اور اگر اوس درجہ کو جا پہنچا

فلا تکون مرفوعۃ بل یواخذ بہا العبد فیجب علیہ ان ینقضہا بالندم والاستغفار حتی تنقلب حسنۃ والا یکون
تو پہر معاف نہین ہی بلکہ آدمی سی اسپر مواخذہ ہی سو اوسکو واجب ہی کہ عزم کو ندامت سی توڑی اور استغفار کری تاکہ ثواب ملی اور نہین تو

الشیطان مستولیا علی مملکۃ القلب وینجز اللعین وعدہ الذی حکاہ اللہ تعالی عنہ حیث قال لئن اخرتن الی
شیطان دلکی مملکت پر غالب ہوجاویگا اور لعین اپنا وعدہ پورا کریگا جسکی اللہ تعالی حکایت کرتاہی چنانچہ فرمایا اگر تو مجکو ڈہیل دی

یوم القیمۃ لاحتنکن ذریتہ الا قلیلا والمعنی انک ان اخرتنی حیا الی یوم القیمۃ لاقود ھم حیث ما شئت و
قیامت کی دن تک تو اوسکی اولاد کو ڈانٹی دیلون مگر تہوڑی اور معنی یہہ ہین کہ اگر تو مجکو قیامت تک زندہ باقی رہنی دیگا تو البتہ مین اونکو جہان چاہونگا کہینچ لیجاونگا

لاستولین علیہم استیلاءً قویاً الا قلیلاً منہم وہم المخلصون من عبادك الصالحین وھذا كقول اللعین لازینن
اور پھر خوب قابو کرلونگا مگر کچھ تھوڑون پر جو تیری بندی مخلص صلحا ہونگی اور یہہ ایسا ہی ہی جیسی لعین کا یہہ قول ہی البتہ زینت

لهم فی الارض ولاغوینهم اجمعین وانما عرف اللعین حصول هذا المطلب له مع انه لا یعلم الغیب استدلالا بما رای
اونکو بہار بین دکہاؤن گا زمین مین اور راہ سی کہو دونگا سبکو اور شیطان مردود اس مطلب کا حصول باوجودیکہ غیب دان نہین ہی اس دلیل سی جان گیا

فیهم من کون مبدء الشر متعددا ومبدء الخیر واحدا اذ فی نفس الانسان قوة بهیمیة شهوانیة وقوة سبعیة
کہ اونمین آثار بدی کی بہت پائی اور مبداء خیر کا ایک کیونکہ انسان کی نفس مین قوت بہیمی شہوانی ہوتی ہی اور قوت سبعی غضبی

غضبیة وقوة وهمیة شیطانیة وهذه الثلثة مستولیة علیه من اول الخلقة داعیة له الی الشر وبعد هذه
اور قوت وہمی شیطانی اور یہہ تینون قوتین تو آدمی پر ابتداء پیدایش سی غالب ہوتی ہین شر کیطرف بلاتی ہین اور ان

الثلثة فیه قوة عقلیة ملکیة وهی وان کانت داعیة الی الخیر لکنها انما تکمل بعد استیلاء الثلث الاول علی القلب
تین کی بعد قوت عقلیہ ملکی ہوتی ہی اور یہہ قوت اگرچہ خیر کی راہ بتاتی ہی پر کامل جب ہوتی ہی کہ یہہ تینون پہلی قوتین دل پر غالب ہوچکین

فلما رای اللعین ذلك علم ان ما یریده یمکن حصوله فان الشهوة والغضب قد ینقادان للانسان انقیادا تاما
پہر جب لعین نی یہہ حال دیکہا تو جان گیا کہ میرا ارادہ ہوجانا ممکن ہی کیونکہ شہوت اور غضب بعضی دفعہ انسان کی خوب مطیع ہوکر

فیعیناته علی طریقه الذی یسلکه ویحسنان مرافقته فی سفره الذی هو بصدده وقد یستعصیان علیه استعصاء
جس راستہ وہ چلتا ہی اوسکی امداد کرتی ہین اور وہ جس سفر کی درپی ہوتا ہی اوسمین رفاقت خوب کرتی ہین اور کبہی اوسپر نہایت سرکشی بغاوت

وتمردا حتی یملکانه ویستعبدانه وفیه هلاکه وانقطاعه عن سفره الذی به وصوله الی سعادة الابد فینبغی له
اور تمردی کرتی ہین یہان تک کہ اوسکی مالک ہوکر اوسکو مطیع کرلیتی ہین اور اسمین انسان ہلاک ہوجاتا ہی اور اوس سفر سی جسمین سعادت ابدی وصول ہوتی رہ جاتا ہی

ان یستعین علیهما بالعقل وان ترك الاستعانة به وسلطهما علی نفسه یهلك هلاکا بینا ویخسر خسرانا عظیما و
اب انسان کو یون تدبیر کرنی چاہئی کہ اونپر عقل سی مدد لیوی اور اگر عقل سی مدد نہ لی اور اپنی اوپر اونکو تسلط دیدیا تو ظاہر مارا گیا اور بڑا ہی ٹوٹا اوٹہایا اور

ذلك حال اکثر الخلق فان عقولهم صارت مسخرة لشهواتهم فی استنباط الحیل لقضاء الشهوة وکان من حقهم ان یکون
اکثر خلق کا یہہ ہی حال ہی کیونکہ اونکی عقلین قضاء شہوت کی لئی حیلہ حوالی نکالنی کو شہوت کی مطیع ہوگئی ہین اور اونکو یون چاہئی تہا کہ

شهواتهم مسخرة لعقولهم فیما یفتقر الیه العقل فان المؤمن قد یقع فی قلبه خاطر الهوی فیدعوه الی الشر فیلحقه
اونکی شہوات عقلون کی مطیع ہوتی جہان عقل کو حاجت ہی بیشک مؤمن کی دلمین کبہی خطرہ ہوا کا آکر بدی کی طرف بلاتا ہی تو پہر اوسکو

خاطر الایمان فیمنعه عن الشر ویدعوه الی الخیر فینبعث الشیطان الی نصرة خاطر الشر فیقوی داعی الهوی ویحسن التمتع
خطرہ ایمانی بدیسی روک کر خیر کی طرف بلاتا ہی اب شیطان بد خطرہ کی قوت کو ابہارتا ہی سو خواہش ہوا کی زور پکڑجاتی ہی اور دنیا کی لذتون سی

والتنعم بملاذ الدنیا فیمیل النفس الیها فینبعث العقل الی نصرة خاطر الخیر ویوبخ النفس ویقبح فعلها وینسبها الی الجهل
عیش اور چین کو پسند کرتا ہی اب نفس کو ادہر رغبت ہوتی ہی پہر عقل اوسکی مدد کو اوٹہ کر نیکی دلمین ڈالتی ہی اور نفس کو جہڑکتی ہی اور اوسکی برا کہہ کر اور جہل کیطرف

یشبهها بالبهایم فی هجومها علی الشر وعدم اکتراثها بالعواقب فیمیل النفس الی نصح العقل فیحمل الشیطن علی النفس حملة و
نسبت دیکر ڈنگرون مین ملاتی ہی کہ تجہکو برائی کی کثرت اور انجام سی بی پروائی ہی اب نفس کو عقل کی نصیحت پر رغبت ہوتی ہی پہر شیطان نفس پر یکبار حملہ کرکر سمجہاتا ہی

یقول لها ما لك تمتنعین عن هواك وهل یوجد احد من اهل عصرك یخالف هواه اما ترین ان اکثر علماء زمانك لا
تجہکو کیا ہوا کہ اپنی عیش سی الگ ہوتا ہی تیری زمانہ مین کوئی ایسا ہی جو عیش سی الگ رہتا ہو دیکہتا نہین کہ تیری زمانہ کی اکثر علماء

یحترزون عن الهوی ولو کان شرا لامتنعوا عنه افتترك هم ملاذ الدنیا یتمتعون بها وتبقی محروما متعبا یضحك علیك
عیش رانی سی پرہیز نہین کرتی اگر عیش و آرام برا ہوتا تو وہ بہی باز رہتی کیا عیش اور لذت دنیا کی اونکو دیتا ہی اور تو مشقت مین محروم رہی تجہہ پر تیری ہمسر

ی کہ وہ چین اور نعمت مین

اهل وقتك فيميل النفس الى وسوسة الشيطان فيحمل العقل على النفس حملة ويقول لها هل هلك الا من اتبع هواه ونسى
اب نفس کو وسوسۂ شیطانی پر رغبت آنی لگتی ہی پہر عقل نفس پہ حملہ کرکر سمجہاتی ہی کہ وہی خراب ہوا جو ہوا کی پیچہی لگا اور

الآخرة وما واه آرتقنعين بلذة يسيرة وتتركين لذة الجنة التي لا يتناهى نعيمها ابد الآباد ام تستحقين الم النار وتغترين
آخرت کی بہلائی کو بہول گیا کہ تو اس تہوڑی لذت پہ قناعت کرکر جنت کی بی انتہا لذت جو کبہی تمام نہووی چہوڑ دیتا ہی کیا سزاوار دوزخ عذابکا ہوا چاہتا ہی

بغفلة الناس واتباعهم اهواءهم مع ان عذاب النار لا يخفف عنك بمعصية غيرك افترى ان الناس كلهم لو وقفوا في الشمس
اور لوگون کی غفلت سی کہ اپنی ہوا و ہوس کی پیچہی لگ رہی ہین دہوکہ مین آتا ہی باوجودیکہ تجہسی دوزخ کا عذاب اور کی معصیت کی سبب ہلکا نہین ہوگا دیکہہ تو اگر تمام خلقت

يوم الصيف وكان لك بيت بارد اكنت تساعدهم على القيام في الشمس ام تخالفهم وتذهب من الشمس الى ظل بيتك
دہوپ مین ہوتی اور تیری الگ سرد خانہ ہوتو کیا تو اونکی ساتہہ دہوپ مین کہڑا رہیگا یا اونکی برخلاف تو دہوپ مین سی گہر کی سایہ مین چلا جاویگا

فانك اذا كنت تخالفهم فرارا من حر الشمس فكيف لا تخالفهم فرارا من حر النار فعند ذلك تميل النفس الى راى العقل وهي لا تزال
پہر تو جب اونکی برخلاف آفتاب کی گرمی سی بہاگتا ہی پہر کیونکر اونکی برخلاف آگ کی گرمی سی نہین بہاگتا پہر اب اس فہمایش عقلی سی نفس عقل کی مشورہ پر متوجہ ہوتا ہی

تتردد متجاذبة بين هذين الجدالين الى ان يغلب على قلب الانسان ما هو اولى به فان كان الغالب عليه الصفات الشيطانية
اسی پر دو دلی مین کبہی ادہر کبہی ادہر تردد کئی جاتا ہی آخر انسان کی دل پر وہی غالب آجاتا ہی جو اوسکی حال کی مناسب ہو اگر اوسپر صفات شیطانی غالب ہوئین

يميل الى الشر ويجري على جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب لبعده من الله تعالى وان كان الغالب عليه الصفات الملكية
تو شر کی طرف متوجہ ہوا اور اوسکی اعضا سی بسبب سابقہ تقدیر کی وہی ہوتا ہی جو اللہ تعالی سی دور ڈالدی اور اگر اوسپر صفات ملکی غالب ہوئین

يميل الى الخير ويظهر على جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب لقربه من الله تعالى وهذه الطاعات والمعاصي اذا ظهرت تكون
تو خیر کیطرف جہکتا ہی اور اوسکی جوارح سی بسبب سابقہ تقدیر کی وہ ہی عمل مین آتا ہی جس سی قرب الہی حاصل ہو اور یہہ طاعات اور معاصی جب ظاہر ہوتی ہین

علامات يعرف بها سوابق القضاء والقدر وهي انما تظهر من خزائن الغيب بواسطة خزائن القلب فانه خزائن الملكوت
تو یہہ نشانیان ہین کہ انسی قضا اور قدر کا حکم معلوم ہوجاتا ہی اور طاعات اور معاصی خزانۂ غیب سی بواسطہ خزانۂ دلکی ظاہر ہوا کرتی ہین کیونکہ دل خزانہ

فمن خلق للجنة يسرت له الطاعات واسبابها ومن خلق للنار يسرت لها المعاصي واسبابها فانه تعالى خلق الجنة وخلق
باطنی ہی پس جو شخص جنتی پیدا ہوا ہی اوسکو طاعات اور اسباب طاعات میسر ہوجاتی ہین اور جو شخص دوزخی پیدا ہوا ہی اوسکو معاصی اور اسباب معاصی سہل ہوجاتی ہین

لها اهلا فاستعملهم بالطاعات وخلق النار وخلق لها اهلا فاستعملهم بالمعاصي ثم عرف للخلق علامة اهل الجنة واهل النار
بیشک اللہ تعالی نی جنت پیدا کیا اور جنتی پیدا کرکر طاعات مین لگادئی ہین اور دوزخ پیدا کیا اور دوزخی پیدا کرکر معاصی مین لگادئی ہین پہر خلقت کو نشانی جنتی اور

فقال ان الابرار لفي نعيم وان الفجار لفي جحيم نسال الله تعالى ان يجعلنا من اهل الجنة ولا يجعلنا من اهل النار المجلس
دوزخی کی بتادی ہی فرمایا بیشک نیک لوگ آرام مین ہین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین الہی ہمکو جنتی کرنا اور نہ گردان ہمکو اہل نار مجلس

الرابع والتسعون في بيان ظهر الاسلام غريبا وسيعود غريبا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بدأ
چورانوین اس بیان مین کہ اسلام غریب شروع ہوا تہا اور پہر ہو جاویگا جیسا ظاہر ہوا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اسلام ابتدا مین

الاسلام غريبا وسيعود غريبا كما بدأ فطوبى للغرباء هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان
غریب شروع ہوا تہا پہر غریب ہوجاویگا جیسی شروع ہوا تہا اب غریبون کو خوشی ہووی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوہریرہ کی روایت سی

الاسلام في ابتدائه ظهر في احاد من الناس وقلة منهم ثم انتشر وشاع وصار قويا وبعد ذلك سيلحقه النقص والاختلال
اسکی معنی یہہ ہین کہ اسلام ابتدا مین کسی کسی آدمی سی ظاہر ہوا اور بہت تہوڑا پہر پہیل گیا اور مشہور ہوا اور قوی ہوگیا اور بعد اسکی پہر اوسپر نقصان اور خلل آویگا

حتى لا يبقى الا في احاد من الناس وقلة منهم وهم الغرباء وقد جاء تفسير الغرباء في حديث اخر انهم النزاع من القبائل يعني
یہانتک کہ نہین رہیگا مگر کسی کسی مین بہت تہوڑا یعنی غربا مین اور غرباء کی تفسیر ایک اور حدیث مین یون آئی ہی کہ وہ تہوڑی ہین قبیلون مین سی یعنی

انهم الذین کانوا قلیلا فلا یوجد فی کل قبیلة منهم الا الواحد او الاثنان بل لا یوجد واحد منهم فی القبائل والبلدان

یہہ وہ لوگ ہین جو تہوڑی ہی سو ہر قبیلہ مین انہین سی سوا ایک یا دو کی نہین ہوتی بلکہ ایک ہی انہن کا قبیلون اور شہرون نہین ہوگا

کما کان کذلک فی اول الاسلام وفی حدیث اخر انهم الذین یصلحون اذا فسد الناس یعنی انهم قوم صالحون عاملون بالسنة

جیسی اول اسلام مین نہین تہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ یہہ وہ لوگ ہین جو بہلائی کرتی ہین جب لوگ بگڑ جاتی ہین مراد یہہ ہی کہ وہ اصلاح پر ہین سنت پر عمل کرتی ہین

فی زمن فساد الناس وفی حدیث اخر انهم الذین یصلحون ما افسده الناس بعدی من سنتی فهؤلاء هم الغرباء الممدوحون

جس زمانہ مین لوگ فساد کرتی ہین اور ایک اور حدیث مین ہی کہ یہہ وہ لوگ ہین جو درست کرینگی جو کہ اور لوگ میری بعد میری سنت کو بگاڑ ڈالینگی سو یہہ جماعت غربا کی ہی

المغبوطون ولقلتهم فی الناس جدا سموا غرباء وهم قسمان احدهما من یصلح نفسه عند فساد الناس والثانی من یصلح

جسکی مدح ہوئی اور اونکی ہی مرتبہ کی آرزو ہوگی اور چونکہ یہہ لوگ بہت کمتر ہین تو انکا نام غربا ہوا انکی دو قسم ہین ایک تو وہ جو اپنا حال درست کرلی جب لوگ بگڑ جاوین دوسرا قسم کا وہ

ما افسده الناس من السنة وهو اعلی القسمین وهم القائمون بوظیفة الامر بالمعروف والنهی عن المنکر فهؤلاء اقل الناس

جو اور لوگون کی بگاڑی ہوئی سنت کو درست کرین اور یہہ دونون مین اعلی درجہ کی ہین یہہ ہی لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وظیفہ پر قایم ہو نگی سو یہی لوگ

فی اخر الزمان ولذلک وصفوا بالغربة لقلتهم کما جاء فی بعض الروایات انهم قوم صالحون قلیل فی قوم سوء کثیر من

آخر زمانہ مین بہت کمتر ہونگی اور اسہی لئی غربت انکا وصف ٹہرا ہی کیونکہ قلیل ہین چنانچہ بعضی روایات مین آیا ہی کہ وہ لوگ صالح ہین اور کمتر بری قوم کی اندر

یبغضهم اکثر ممن یطیعهم وفی هذا اشارة الی قلتهم وقلة المستجیبین لهم وکثرة المخالفین لهم والعاصین لامرهم وهذا

جو بہت ہون اونکی بدخواہ بہ نسبت اطاعت کرنیوالون کی بہت زیادہ اور اسمین اونکی اور انکی توابع کی قلت کا اور دشمنون کی اور نا فرمانون کی کثرت کا اشارہ ہی اور اس

الفضل العظیم الموعود لاهل الغربة انما هو لغربتهم بین الناس وتمسکهم بالسنة بین ظلم الاهواء فاذا رای المؤمن ما کان

فضل بزرگ کا جو اہل غربت کی لئی وعدہ ہوا ہی تو اسہی لئی کہ وہ لوگ سب لوگون مین غریب ہین اور ہوا ہوس کی تاریکی مین وہ سنت کو پکڑتی ہین پس جب کوئی مؤمن اس زمانہ کی لوگونکا

علیه الناس فی هذا الزمان من البدع والضلالات وعدلهم عن الصراط المستقیم الذی کان علیه رسول الله علیه السلام

حال دیکہی یعنی بدعتین اور بی راہیان اور سیدہی راہ سی الگ چلنا جسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

واصحابه ودعاهم الیه وقدح فیما هم علیه من المنکرات فهناک تقوم قیامتهم وینصبون له الحبائل ویجلبون

اور اوسکی اصحاب تہی اور اونکو اوس راہ مستقیم پر بلائی اور اونکی عمل منکرات کو توڑی پس اوسوقت اونمین قیامت برپا ہوگی اور اوس مؤمن کی لئی جال بچھاوینگی اور اوسپر

علیهم بخیلهم ورجلهم فهو غریب فی دینه لفساد ادیانهم غریب فی تمسکه بالسنة لتمسکهم بالبدع غریب فی اعتقاده

اپنی سوار اور پیادی چڑہاوینگی اب وہ شخص اپنی دین مین غریب ہی کیونکہ اونکی دین سب فاسد ہین اور یہہ شخص سنت سی تمسک کرنیمین غریب ہی کیونکہ وہ سب لوگ بدعتون سی

لفساد عقائدهم غریب فی طریقه لفساد طرقهم غریب فی معاشرته معهم لانه لا یعاشرهم فیما تهوی نفوسهم وبالجملة

تمسک کرتی ہین اپنی اعتقاد مین غریب ہی کیونکہ اونکی عقائد تمام فاسد ہین اپنی طریق مین غریب ہی کیونکہ اونکی سب طریقی فاسد ہین اونکی ساتہہ گذران مین غریب ہی کیونکہ اونکی ساتہہ نہین

فهو غریب فی امور دنیاه واخرته لا یجد مساعدا ولا معینا وقد قال الله تعالی تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا

کہ وہ تمام امور دنیا مین اور اخروی مین غریب ہی نہ اوسکا کوئی مددگار ہی اور نہ کوئی معین اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی آپسمین مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نکرو

علی الاثم والعدوان فهو عالم بدینه بین قوم جاهلین بدینهم صاحب سنة بین اهل بدع داع الی الله تعالی ورسوله

گناہ پر اور زیادتی پر پس وہ ہی ایک اوس قوم مین جو اپنا دین نہین جانتی اپنی دین کا عالم ہی بدعتیون مین صاحب سنت ہی اللہ اور اوسکی رسول کی طرف

بین دعاة الی البدع والضلال امر بالمعروف ناه عن المنکر بین قوم المعروف عندهم منکر والمنکر معروف ولهذا قال النبی علیه السلام

بلاتا ہی اوس قوم مین جو بدعتون اور گمراہیون پر بلاتی ہین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہی اون لوگون مین کہ معروف اونکی عندیہ مین بدہی اور بد اونکی عندیہ مین نیک

یاتی علی الناس زمان الصابر فیهم علی دینه کالقابض علی الجمر فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث الذی یاخذ النار

لوگون پر ایک زمانہ آویگا کہ اونمین دین پر صبر کرنیوالا ایسا ہی جیسی ہاتہہ مین چنگاری ہو بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ جو شخص ہاتہہ مین آگ لیوی

بالكف كما لا يمكنه الاخذ بالسهولة الا بالصبر الشديد فكذلك من يتمسك بالسنة ويعمل بها في اخر الزمان لا يمكنه المحافظة
جیسی اوسکو آگ کا لینا بدون سخت صبر کی سہل نہین ہی ایسی ہی وہ جو سنت سی تمسک کرتا ہی اور سنت پر عمل کرتا ہی آخر زمانہ مین اوسکو دین کی محافظت

على دينه بالسهولة الا بالصبر الشديد ولذلك كان اجره كثيرا كما قال النبي عليه السلام من تمسك بسنتي عند فساد
بدون بڑی صبر کی سہل نہین ہی اسہی واسطی اوسکا ثواب بہی بہت بڑا ہی چنانچہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص میری سنت کو اختیار کری جب میری امت

امتي فله اجر مائة شهيد وروي عن ابي امامة انه عليه السلام قال ان لكل شئ اقبالا وادبارا وان من اقبال الدين ما كنتم
فاسد ہو جاوی تو اوسکی لئی سو شہید کا ثواب ہی اور ابو امامہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہر شی کا اقبال ہوتا ہی اور ادبار اور بیشک دین کا اقبال یہہ ہی

عليه من العمى والجهالة وما بعثني الله به وان من اقبال الدين ان تفقه القبيلة باسرها حتى لا يوجد فيها الا الفاسق
کہ تم سب اندہی اور جاہل تہی مجکو اللہ نی بہیجا اور اقبال دین کا یہہ ہی کہ تمام قبیلہ دانا ہو گیا یہان تک کہ اوسمین فاسق سوای ایک

والفاسقان فهما مقهوران ذليلان وان من ادبار الدين ان تجفو القبيلة باسرها حتى لا يرى فيها الا الفقيه او الفقيهان
یا دو کی نہین ہی سو بہی مغلوب اور خوار اور دین کا ادبار یہہ ہی کہ تمام قبیلہ مین ڈہونڈ پہرو تو اوسمین سوای ایک یا دو فقیہون کی نہ ملی

وهما مقهوران ذليلان لا يجدان على ذلك اعوانا ولا انصارا فانه عليه السلام وصف المؤمن العامل بالسنة الفقيه
اور وہ بہی مغلوب اور خوار اس حال پر نہ پاوینگی کوئی مددگار اور نہ کوئی یار پس نبی علیہ السلام نی مؤمن کا وصف جو سنت پر عمل کری دین کا فقیہ ہو

في الدين بانه يكون في اخر الزمان عند الناس مقهورا ذليلا لا يجد معينا ولا نصيرا ولذلك قال الثوري اذا رايت العالم
یہہ بیان کیا کہ وہ آخر زمانہ مین جب تمام لوگ فاسد ہو جاوینگی مغلوب ہوگا اور خوار نہ معین پاویگا اور نہ مددگار اور اسہی لئی ثوری نی کہا ہی جب تم دیکہی کہ عالم کی

كثير الاصدقاء فاعلم انه مخلط لانه ان نطق بالحق ابغضوه وعن كعب الاحبار انه قال لياتينكم زمان تكره فيه الموعظة
بہت دوست ہین تو سمجہلو کہ وہ خالص نہین ہی کیونکہ اگر وہ حق بولتا تو اوسکی سب دشمن ہو جاتی اور کعب احبار سی روایت ہی کہ اونہون نی کہا البتہ تم پر ایک ایسا زمانہ آویگا

حتى يختفي المؤمن بايمانه كما يختفي الفاجر بفجوره ويعير المؤمن بايمانه كما يعير الفاجر بفجوره وانما يعظم ذل المؤمن في
یہان تک کہ مؤمن اپنا ایمان لیکر ایسی چہپتا پہریگا جیسی بدکار بدکاری لیکر چہپتا ہو اور مؤمن اپنی ایمان مین مطعون ہوگا جیسی کہ فجور سی مطعون ہوتا ہی اور مؤمن کی ذلت آخر

اخر الزمان لكثرة اهل الفسق والظلم والبدع ويكون بينهم غريبا كانهم يكرهونه ويؤذونه لمخالفة طريقه لطريقهم
زمانہ مین اسہی لئی بڑہ جاویگی کہ فاسق اور ظالم اور بدعتی بہت ہو جاوینگی اور وہ اونمین تنہا ہو ویگا سب کی سب اوسکی تحقیر کر کر ایذا دینگی کیونکہ اوسکا رستہ

ومباينة مقصوده لمقصودهم وعدم موافقته لهم فيما هم عليه لا سيما ان امرهم بمعروف ونهاهم عن منكر كما قال حذيفة
اونکی رستہ سی مخالف اور اوسکا مقصود اونکی مقصود سی الگ ہو ویگا اور اونکی چال چلن سی موافق نہین ہوگا خاص کر اوس وقت کہ معروف کا اونکو حکم اور بدیسی اونکو منع کری

اليماني ياتي على الناس زمان يكون فيهم جيفة حمار احب اليهم من مؤمن يامرهم بالمعروف وينهاهم عن المنكر وروي عن ابن عباس
بن الیمان نی کہا ہی کہ لوگون پر ایسا زمانہ آویگا کہ اونکو مردار گدہا زیادہ محبوب ہوگا ایسی مؤمن سی کہ اونکو نیک بات بتادی اور گناہ سی بند کری اور ابن عباس سی

انه عليه السلام قال ياتي على الناس زمان يذوب فيه قلب المؤمن كما يذوب الملح في الماء قيل بم ذلك يا رسول الله قال
روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ لوگون پر ایسا زمانہ آویگا کہ مؤمن کا دل ایسا گہل جاویگا جیسی پانی مین نمک گہل جاتا ہی کسی نی عرض کیا کس لئی یا رسول اللہ فرمایا

مما يرى من المنكر فلا يستطيع تغييره فان من السلف من راى منكرا فلم يقدر على ازالته فبال دما ومنهم من مرض
اسلئی کہ منکرات دیکہیگا اور بدل نہ سکیگا بیشک بعضی متقدمین نی منکر کو دیکہا اور مدافعت کی قدرت نہین ہوئی تو خون موتنی لگا اور بعضا مدت

اياما وقد قال النبي عليه السلام اشد الناس بلاء الانبياء ثم الصالحون فكما ان الانبياء لم يخلو عن الابتلاء بالجاحدين
اور بیشک نبی علیہ السلام نی فرمایا تمام لوگون سی زیادہ بلاء مین انبیاء ہین پہر صلحاء سو جیسی انبیا منکرون کی ابتلا سی خالی نہین ہوتی

كذلك لا يخلو العلماء والصلحاء والامرون بالمعروف والناهون عن المنكر عن الابتلاء بالمصرين على المعاصي فان من
ایسی ہی علماء اور صلحاء اور معروف کی امر کرنیوالی اور منکرات سی روکنی والی اون لوگون کی ابتلاء مین ہین جو معاصی پر اڑی ہوئی ہین بیشک جو شخص

امر بالمعروف ونهی عن المنکر فی هذا الزمان یکون قائما بالرکن الاعظم فی الدین والمهم الذی بعث الله به جمیع

اس زمانہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنیوالا تو گویا دین کا بڑا ہی رکن سنبھال رکھتا ہی اور بڑا ضروری کام جسکی لئی اللہ تعالی نی تمام مرسلین کو بھیجا ہی

المرسلین ولذلک قال النبی علیه السلام من امر بالمعروف ونهی عن المنکر فهو خلیفة الله فی ارضه وخلیفة

اور اسی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی امر بالمعروف کیا اور منکر کی ممانعت کی تو وہ زمین میں اللہ کا خلیفہ اور اوسکی کتاب

کتابه ورسوله وانما کان کذلک لان الانبیاء ما بعثوا الا للامر بالمعروف والنهی عن المنکر وذلک وظیفتهم التی

اور رسول کا خلیفہ ہی اور یہہ درجہ اسلئے ہی کہ انبیاء اسی واسطے بھیجی گئی ہیں کہ نیک بات بتادیں اور بدی سی منع کریں اور یہہ ہی اونکا وظیفہ ہی جو

جاءوا بها فمن تبعهم فیها وامر ونهی یکون نائبا عنهم فی هذا الامر العظیم وتلی منزلته منزلتهم فی هذا الخطب الجسیم

لیکر آئی ہیں پھر جو شخص اونکا تابع ہوا اس باب میں اور امر کیا اور نہی کی تو اس امر عظیم میں اونکا نائب ہوا اور اسکا مرتبہ اونکی مرتبہ کا اس کار بزرگ میں قریب ہو جاویگا

کما اشیر الیه فی قوله تعالی ان الذین یکفرون بایت الله ویقتلون النبیین بغیر حق ویقتلون الذین یامرون

چنانچہ اسکا اشارہ اس آیت میں ہی جو لوگ منکر ہیں اللہ کی آیتوں سی اور مار ڈالتے ہیں نبیوں کو ناحق اور مار ڈالتے ہیں جو کوئی کہی

بالقسط من الناس فبشرهم بعذاب الیم فانه تعالی ذکر الذین یامرون بالعدل بعد الانبیاء فی الترتیب وقد

انصاف کو لوگوں میں سی سو اونکو خوشخبری سنا دکھ والی مار کی سو اسمی اول لوگوں کا جو عدل کا حکم کرتے ہیں بعد انبیاء کی ترتیب سی ذکر کیا اور اس

ذکر فی تفسیر هذه الایة انه علیه السلام قال قتل بنو اسرائیل ثلثة واربعین نبیا فی اول النهار فی ساعة واحدة

آیت کی تفسیر میں مذکور ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ بنی اسرائیل نی تینتالیس نبی اول روز ایک ساعت میں قتل کئی پھر

فقام مائة واثنا عشر رجلا من عباد بنی اسرائیل فامروهم بالمعروف ونهوهم عن المنکر فقتلوهم جمیعا فی آخر

ایک سو بارہ شخص بنی اسرائیل کی عابد مستعد ہوئی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا شروع کیا سو آخر وقت اون سبکو قتل کیا

النهار وهم الذین ذکرهم الله تعالی فی قوله ویقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس فان اهل الدین من الآمرین

یہہ وہ لوگ ہیں جنکا ذکر اللہ تعالی نی اس آیت میں کیا اور مار ڈالتے ہیں جو کوئی کہی انصاف کو لوگوں میں سی بیشک دیندار امر بالمعروف

بالمعروف والناهین عن المنکر قلما ینفک عن ضروب الاذی وانواع البلاء بالاخراج من البلاد والسعایة

اور نہی عن المنکر کرنیوالی اقسام تکلیف سی اور انواع بلیات سی بہت کم بچتی ہیں شہر سی اونکا نکالا جانا اور

الی السلاطین والحکام والشهادة علیهم بالکفر والخروج عن الدین ونسبتهم الی ما یوجب فسقهم من البدع والمعاصی

سلاطین اور حکام کی پاس اونکی چغلی کھاتی ہیں اور اوپر کفر کی اور دین سی نکل جانی کی گواہی دیتی ہیں اور ایسی کاموں کی نسبت کردیتی ہیں جسمیں اونکا فسق ثابت ہو جاوی بدعتیں

وغیر ذلک مما هو خیر لهم فی الدنیا والآخرة فعلی هذا ینبغی للآمر بالمعروف والناهی عن المنکر ان یوطن نفسه علی الصبر

اور معاصی وغیرہ جو کہ اونکی حق میں دنیا اور آخرت میں بہتر ہی سو اس بیان کی موافق جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر مستعد ہو دل کو لازم ہی

علی ما یصیبه من اذی الخلق لانه تعالی قد ذکر الصبر فی مواضع من کتابه وامر به فی بعضها وقال یا ایها الذین

کہ خلقت کی ہاتھ سی جو تکلیف پہنچی اوسپر خوب صبر کری اسلئی کہ اللہ تعالی نی صبر کو اپنی کتاب میں کئی جگہ ذکر کیا ہی اور بعضی جگہ صبر کا حکم فرمایا اے ایمان والو

آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا الله لعلکم تفلحون وقال فی آیة اخری واصبروا ان الله مع الصابرین

ثابت رہو اور مقابلہ میں مضبوطی کرو اور لگی رہو اور ڈرتی رہو اللہ سی شاید تم مراد کو پہنچو اور ایک اور آیت میں فرمایا اور ٹہری رہو اللہ ساتھ ہی ٹہرنیوالوں کی

وقد جمع الله تعالی للصابرین من الاجور ما لم یجمعها لغیرهم وقال اولئک علیهم صلوات من ربهم ورحمة و

اور اللہ نی صبر کرنیوالوں کی لئی اتنا ثواب جمع کیا ہی جو اوروں کی لئی جمع نہیں کیا اور فرمایا ایسی لوگ اون ہی پر شاباشیں ہیں اپنی رب کی اور مہربانی اور

اولئک هم المهتدون قال العلماء کفی بالصبر اجرا ان الاعمال کلها تضاعف بعشر امثالها الی سبعمائة الا

وہ ہی ہیں راہ پر علماء کہتی ہیں صبر کا یہہ ہی اجر بہت ہی کہ تمام اعمال دس گونہ ہو جاتی ہیں سات سو تک سوا

الصبر فان اجره يوفي بغير حساب كما قال الله تعالى انما يوفى الصبرون اجرهم بغير حساب وقد جاء الامر

صبر کی کہ اوسکا ثواب بے حساب ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی پھر پورا اونہی کو ملتا ہی اونکا نیگ الٰہ گننت اور بیشک صبر کا حکم

بالصبر مقارنا بالامر بالمعروف والنهي عن المنكر مصرحا في قوله تعالى وامر بالمعروف وانه عن المنكر واصبر على ما

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ساتھ اس آیت مین صاف ہوا ہی اور سکھلا بھلی بات اور منع کر برائی سی اور سہار جو

اصابك ان ذلك من عزم الامور وفي هذه الاية اشارة الى ان من يامر بالمعروف وينهى عن المنكر قد يوذى فاذا

تجہپر پڑی بیشک یہہ ہین ہمت کی کام اور اس آیت مین یہہ اشارہ ہی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنیوالی کو تکلیف دیتی ہین جب

اوذى يجب عليه ان يصبر ويعلم ان ما يجري عليه من اذى الخلق فهو بمشية الله تعالى وقضائه وقدره فيراه كالتاذي

اوسکو تکلیف ملین تو اوسکو واجب ہی کہ صبر کری اور سمجھی کہ جو اوسپر خلقت کیطرف سی تکلیف گذرتی ہی سو موافق مشیت اور قضا اور تقدیر الٰہی کی ہی سو اسکو ایسا سمجھی جیسی

بالحر والبرد والمرض فاذا شاهد هذا يستريح ويتيقن ان ذلك كائن لا محالة لان ما شاء الله تعالى يكون ويجب وجوده

تکلیف گرمی جاڑی کی دیکھہ بیماری کی جب یہہ سمجھیگا تو رنج نہو دیگا اور یقین کریگا کہ یہہ تکلیف بالضرور ہونی ہی تھی کیونکہ جو اللہ چاہتا ہی ہو کر رہتا ہی اوسکا ہونا ضروری

وما لم يشا لا يكون بل يمتنع وجوده فليس للجزع منه وجه بل لا بد له فيه من الصبر لان من لا يصبر على ما يصيبه

اور جو نہین چاہتا ہرگز نہین ہوتا بلکہ اوسکا ہونا محال ہی اب گہبراہٹ کی کوئی وجہ نہین ہی بلکہ اسمین صبر ضروری ہی اسلئی کہ جو شخص مصیبت پر بالاختیار صبر نہین کرتا

اختيارا وهو محمود يصبر على اكثر منه اضطرارا وهو مذموم فينبغي له ان يصبر ويترك الانتقام لانه ان لم يترك

حالانکہ محمود ہی تو وہ اوس سی بڑی مصیبت پر لاچار ہوکر صبر کرتا ہی اور یہہ مذموم ہی سو یہہ ہی چاہئی کہ صبر کر کر انتقام کی درپی نہو اسلئی کہ اگر انتقام معاف

الانتقام بل اشتغل به يعقبه الخوف والذل والندامة اذ يحصل بسببه العداوة والعاقل لا يامن من عدوه ولو كان

نکریگا بلکہ انتقام مین مصروف ہوویگا تو اوسکی بعد خوف اور ذلت اور ندامت ہوویگی اسلئی کہ عداوت پیدا ہو جاتی ہی اور مرد عاقل دشمن سی اگرچہ حقیر ہووی نڈر نہین رہتا ہی

حقيرا فاذا غفر وعفى ولم يشتغل بالانتقام يامن من حصول العداوة ويتحرز من وقوع الندامة مع ان في العفو

اور اگر بخشدیگا اور معاف کردیگا اور انتقام پر متوجہ نہوگا تو عداوت سی کچھہ خوف نہوگا اور ندامت سی بھی بچیگا باوجودیکہ عفو مین

عزة اذ قد صح انه عليه السلام قال ما زاد الله عبدا يعفو الا عزا بل ينبغي له ان يقابله بالاحسان اليه لانه قد

بڑی عزت ہی اسلئی کہ ثابت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ اللہ تعالی معاف کرنیوالی بندہ کو عزت ہی دیتا ہی بلکہ اوسکو چاہئی کہ اوسپر کچھہ احسان کردی کیونکہ اوسنی

اهدى اليه حسناته ونقلها من صحيفته الى صحيفة نفسه ويرى ان اساته اليه نعمة من الله تعالى عليه حيث

اپنی حسنات تحفہ دی ہین اور اپنی نامہ اعمال مین سی اوسکی نامہ اعمال مین بدل دی ہین اور یہہ سمجھی کہ میری ساتھہ اسکی برائی میری حق مین اللہ کی نعمت ہی کیونکہ

جعله مظلوما يرتقب النصر في الدنيا والاجر في العقبى ولم يجعله ظالما يرتقب المقت في الدنيا والاخرة والعاقل لو

مجھکو مظلوم بنایا کہ دنیا مین اوسکی لئی نصرت ہی اور عقبی مین ثواب اور ظالم نہین بنایا کہ دنیا اور آخرت مین ہلاکت ہوتی اور جس عاقل کو

خير بين هاتين الحالتين لاختار ان يكون مظلوما لان ما يصيبه من اذى الخلق تكون كفارة لخطاياه اذ لا يصيب

ان دونو حالت کا اختیار دین تو البتہ مظلومیت کو پسند کری اسلئی کہ اوسکو جو تکلیف خلقت سی پہنچی گی اوسکی گناہون کا عوض ہوویگا کیونکہ مؤمن کو

المؤمن هم ولا غم ولا اذى الا كفر الله تعالى به من خطاياه وذلك في الحقيقة دواء يستحق به ادواء الخطايا لان ما

جو ہم یا غم یا کوئی تکلیف ہوتی ہی تو اللہ تعالی ہوسکی بدلہ اوسکی گناہ اوتار دیتا ہی اور حقیقت مین یہہ اوسکی دوا ہی کہ اسنی گناہون کی وکبہ نکلتی ہین کیونکہ

يصيبه من اذى الخلق يكون له كالدواء المر الكريه فينبغي له ان لا ينظر الى مرارة الدواء وكراهته ولا الى من

اوسکو جسقدر خلقت سی تکلیف ہوگی گویا وہ بیمز، دواہی سو یوں چاہئی کہ دوا کی تلخی اور بدمزگی پر نظر نہ کری اور نہ اوسپر جسکی طرف سی آتی ہی

يصل اليه من جهته بل ينبغي له ان ينظر الى نفعه ووصوله اليه من جهة من ينفعه بمضرته المجلس الخامس

بلکہ یوں چاہئی کہ نفع پر نگاہ کری اور جسکی طرف سی آئی وہ اپنی مضرت سی فائدہ دیتا ہی پچانوین مجلس

والتسعون

والتسعون في بيان نعمة الصحة والفراغ وبيان مغبونية صاحبهما قال رسول الله صلى الله عليه

اس بیان میں کہ تندرستی اور فراغت نعمت ہے اور اس بیان میں کہ صحت اور فراغت والے کو کیا غبن ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

وسلم نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس الصحة والفراغ هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابن عباس

دو نعمتیں ہیں کہ ان میں اکثر لوگ خسارہ ہی اوٹھاتی ہیں تندرستی اور فراغت یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابن عباس کی روایت سے

ومعناه ان الصحة والفراغ نعمتان عظيمتان لكن لا يعرف كثير من الناس قدرهما ما داموا فيهما حيث لا يعملون

اسکی یہہ معنی ہیں کہ تندرستی اور فراغت دو بڑی نعمتیں ہیں پر اکثر لوگ انکی قدر نہیں جانتی جبتک تندرست اور فارغ رہتی ہیں کیونکہ نہ اعمال صالح

الصالحات ولا يتهيأون ليوم الممات فان الانسان في حال صحته يقدر على كسب الخيرات ببدنه وماله

کرتی ہیں اور نہ موت کی دن کا کچھہ سامان کیونکہ انسان تندرستی کی حالت میں اپنی بدن اور مال دونو سی خیرات حاصل کرسکتا ہی

واذا مرض يضعف بدنه عن العمل ويقصر يده عن ماله فيما زاد على الثلث فلا يقدر على الطاعة ببدنه ولا على

اور جب بیمار ہوا تو بدن تو عمل سی تھک رہتا ہی اور ہاتھہ تہائی مال کی زیادہ سی کوتاہ ہوجاتا ہی اب نہ بدن کو طاعت پر قدرت ہوتی ہی اور نہ

التصرف في ماله الا مقدار ثلثه فينبغي له ان يغتنم صحته ويجتهد في اكتساب الخيرات ببدنه وماله وكذا في

مال پر قابو سوای تہای حصہ کی سو لایق یہہ ہی کہ اب صحت کو غنیمت جان کر بدن اور مال سی خیرات کرلی اور ایسی ہی

حال فراغه يقدر على الطاعة بلا مانع فاذا ابدل الفراغ بالاشتغال يظهر الموانع فلا يقدر على الطاعة فان

فراغت میں طاعت پر بی روک ٹوک قدرت ہوتی ہی پھر اگر فراغت کی بعد دہندی میں لگ گیا تو موانع پیدا ہوجاوینگی پھر طاعت کا اختیار کہاں رہتا ہی کیونکہ

الانسان قد يكون صحيحا لكن لا يكون متفرغا بل يكون مشتغلا بامر المعاش وقد يكون مستغنيا لكن لا يكون

انسان کبھی بھلا چنگا ہوتا ہی لیکن فارغ نہیں ہوتا بلکہ کمائی کی کاربار میں لگا ہوتا ہی اور بعضی وقت تونگر ہوتا ہی پر تندرست نہیں ہوتا

صحيحا فاذا اجتمع فيه الصحة والفراغ فغلب عليه الكسل عن الطاعة فهو مغبون بيان ذلك ان الدنيا مزرعة

اور جب اسکو صحت اور فراغت دونو ہوں پھر سستی کی مارے طاعت نکری تو وہ ٹوٹی میں ہی اسکا بیان یہہ ہی کہ دنیا آخرت کی کہیتی

الاخرة وفيها التجارة التي يظهر ربحها في الاخرة فمن استعمل فراغه وصحته في طاعة الله تعالى فهو المغبوط لان

ہی اور دنیا میں ایسی تجارت ہوتی ہی جسکا فائدہ آخرت میں ملتا ہی پر جسنی اپنی فراغت اور تندرستی کو اللہ تعالی کی عبادت میں صرف کیا تو وہ ضبط والا ہی

الفراغ يعقبه الشغل والصحة يعقبها السقم ومن استرسل في الصحة مع نفسه الامارة بالسوء الخالدة الى الراحة

کہ فراغت کی بعد کاربار لگجاتی ہیں اور تندرستی کی بعد بیماری لگی ہوئی ہی اور جو شخص صحت میں ہمراہ نفس امارہ کی جو ہمیشہ آرام طلب ہی بی مہار پہرتا رہا

فترك المحافظة على الحدود والمواظبة على الطاعات يكون مغبونا وكذلك اذا كان فارغا فان المشغول قد يكون

اور نگہبانی حدود پر اور مداومت طاعات پر نکی تو وہ خسارہ اوٹھاویگا اور ایسی ہی اگر فارغ ہووی کیونکہ کاروباری کو بعضی وقت

له معذرة بخلاف الفارغ اذ يرتفع عنه المعذرة ويقوم عليه الحجة فينبغي له ان يغتنم فراغه ويسعى في

عذر ہوتا ہی برخلاف فارغ کی اسلئی کہ فارغ کو کوئی عذر نہیں ہوتا اوسپر حجت قایم ہوتی ہی اب لایق یوں ہی کہ فراغت کو غنیمت سمجھہ کر صالح اعمال میں

تحصيل الاعمال الصالحات ولا يضيع عمره فيما لا يعنيه فان كل نفس من انفاس العمر جوهرة نفيسة لا قيمة لها لانها

خوب سعی کری اور عمر کو بیہودہ برباد نکری کیونکہ عمر میں سی ہر ہر دم ایک نفیس بی بہا جواہر ہوتا ہی اسواسطی

صالحة لان توصله الى سعادة الابد وتنقذه من شقاوة السرمد فاي جوهرة انفس من هذه الجوهرة فاذا ضيعها

کہ اوسکی وسیلہ سی سعادت ابدی میسر ہوسکتی ہی اور ہمیشہ کی بدبختی سی بچ سکتا ہی پھر اس جواہر سی کونسا جواہر بہتر ہوگا پھر اگر اسکو غفلت میں کہو دیا

في الغفلة قد خسر خسرانا عظيما واذا صرفها الى المعصية فقد هلك هلاكا مبينا فان عمر الانسان ميدان الاعمال

تو بڑا ہی ٹوٹا اوٹھایا اور جب اسکو معصیت میں لگایا تو بیشک ظاہر مارا گیا کیونکہ آدمی کی زندگی صالح اعمال کی بنی فراخ میدان ہی

الصالحة المقربة له من الله تعالى والموجبة له جزايل الثواب فی یوم الحساب وهذه هی السعادة التی لیس
جو اللہ تعالی سے نزدیک اور قیامت کے دن بڑا ثواب واجب کردے اور یہی ہے وہ سعادت کہ انسان کی لئے

للانسان منها الا ما سعی کما قال الله تعالى وان لیس للانسان الا ما سعی فکل وقت یفوت من عمره خالیا من عمل صالح
اسمیں سے وہی ہوتا ہے جو کر چکے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو کمایا پھر جو دم زندگی کا عمل صالح سے خالی گذرتا ہے

یکون حسرة وندامة علیه یوم القیمة علی ما جاء فی الخبر ما من ساعة یاتی علی العبد لا یذکر الله تعالی فیها الا کانت
وہ پھر قیامت کے روز افسوس اور ندامت ہوگی چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ جب آدمی پر ایسی ساعت گذرتی ہے کہ اوسمیں اللہ کی یاد نہیں کرتا وہ ہے اوسپر

علیه حسرة وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال ما من احد یموت الا ندم قالوا وما ندامته یا رسول
حسرت ہوگی اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو آدمی مرتا ہے سو نادم ہوویگا عرض کیا یا رسول اللہ ندامت کیا ہوگی

الله قال ان کان محسنا ندم ان لا یکون ازداد وان کان مسیئا ندم ان یکون نزع وروی عن ابن عباس انه قال
فرمایا اگر وہ نیکوکار ہے تو یوں نادم ہوگا کہ زیادہ کیوں نکیا اور اگر بدکار ہے تو یہ ندامت ہوگی کہ بدی میں باز آتا اور ابن عباس سے روایت ہے

فی تفسیر النفس اللوامة ما من احد الا ویلوم نفسه یوم القیمة یلوم المحسن نفسه ان لا یکون ازداد احسانا ویلوم
کہ نفس اللوامہ کی تفسیر میں کہا ہے جو کوئی ہے سو قیامت کے دن اپنی آپکو ملامت کریگا محسن تو اپنی آپکو یہ ملامت کریگا کہ حسنات زیادہ کیوں نکئے اور بدکار

المسیئ نفسه ان لا یکون رجع عن اساءته فیا ایها الغافل لا تضیع عمرك فی الغفلة فاجتهد فی تحصیل امتعة الاخرة قبل
اپنی آپکو یہ ملامت کریگا کہ بدی سے باز کیوں نہ آیا سو اے غافل اپنی عمر غفلت میں مت کہو اور آخرت کا سامان جمع کرنیمیں کوشش کر اوس وقت سے پہلے

ان یجئ یوم لا تقدر علی تحصیلها فی ذلك الیوم فانك عن قریب تعاین ذلك الیوم فتندم علی ما فات من عمرك فی غیر طاعة
کہ ایسا دن آجاوے کہ تو اوس روز کچھ حاصل نہ کرسکیگا اور اب تو جلد اوس دن کو دیکھ لیگا اور گذرا ہوئی عمر پر جو رب کی عبادت سے خالی گئی ہے

ربك ولا ینفعك الندم فان العبد اذا کان فی شغل من اشغال الدنیا وکان شغله یمنعه من العمل واحال ذلك العمل علی فراغه
ندامت اوٹھائیگا اور ندامت سے کچھ فائدہ نہوگا بیشک جب آدمی دنیا کی کسی دہندہ میں لگا رہتا ہے اور وہ مشغلہ عمل سے روک رکہے اور اوس عمل کو فراغت کی وقت پر رکھے

وقال اذا فرغت عملت فذلك من حماقته من وجهین احدهما ایثار الدنیا علی الاخرة ولیس هذا من شان العقلاء وثانیهما
لکہے کر کبھی فرصت ہوگی تو کرونگا سو یہہ اوسکی حماقت ہے دو وجہ سے ایک دنیا کا اختیار کرنا آخرت پر یہ عقلاء کی شان سے نہیں ہے

قال الله تعالی بل تؤثرون الحیوة الدنیا والاخرة خیر وابقی وثانیهما تسویفه العمل الی اوان فراغه فانه قد لا یجد مهلة
اللہ تعالی فرماتا ہے کوئی نہیں تم آگے رکھتے ہو دنیا کا جینا اور پچھلا گھر بہتر ہے اور رہنے والا اور دوسری وجہ عمل کو فراغت کی وقت تک مہلت دینے رکہنا کیونکہ بعضے وقت

بل یختطفه الموت قبل فراغه او یزداد شغله لان اشغال الدنیا یستلزم بعضها بعضا فیبقی بلا زاد لیوم المعاد
فرصت نہیں ملتی بلکہ موت فرصت سے پہلے اچک لیتی ہے یا دہندہ بڑھ جاتا ہے کیونکہ دنیا کے کاروبار آپسمیں ملے ہوئے مسلسل ہوتے ہیں پھر یہ شخص معاد کی لئے خالی ہاتھ رہ جاتا ہے

فالواجب علی العبد ان یبادر الی الاعمال الصالحات علی ای حال کان قبل وصول الموت وحصول الفوت لقوله تعالی
پس آدمی پر واجب ہے کہ اعمال صالحہ میں جلدی کرے کیسا ہی وقت ہووے موت سے پہلے اور فوت ہونے سے آگے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے

وسارعوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها السموت والارض اعدت للمتقین فان من تعلق قلبه بالدنیا و
اور دوڑو بخشش پر اپنے رب کی اور جنت پر جسکا پہیلاو ہے آسمان اور زمین تیار ہوئی ہے واسطے پرہیزگاروں کی بیشک جسکا دل دنیا میں الجھتا ہے اور

اخذ منها القدر الزائد علی حاجته من الطعام والشراب واللباس یکون مضرة علیه الا ان یستعین به علی
دنیا میں سے حاجت سے زیادہ کھانا پینا لباس حاصل کر چکتا ہے تو اسکے حق میں مضر ہوتی ہے ہاں اگر اوس سے طاعت الہی کی استمداد لے

طاعة الله تعالی لان کل ما احبه الانسان وظفر به لا بد ان یفارقه فان کان احبه لغیر الله تعالی یعذب
تو مضر نہیں کیونکہ جو چیز آدمی کو محبوب ہوتی ہے اور حاصل کرلیتا ہے تو بالضرور اوس سے جدا ہوویگا اگر اوسکی محبت سوا اللہ کی اور وجہ سے تھی تو اوسکا فوت ہونا

به بفواته اذ يحصل له من الالم قدر ما تعلق به قلبه فان من معه ما يكفيه فهو فارغ القلب فلو وجد مائة
ہی عذاب ہوویگا اوسیقدر کہ وہ تہا ہی الم ہوتا ہی جتنا اوسکی دل کو لگاؤ ہوتا ہی کیونکہ جسکی پاس سرمایہ بقدر کفایت ہوتا ہی تو فارغ دل ہوتا ہی پہر اگر سو

دينار ينبعث من قلبه عشر شهوات يحتاج كل شهوة منها الى مائة دينار فلا يكفيه ما وجده بل يحتاج
اشرفیاں اوسکو ہاتہ لگ جاوین تو اوسکی دل مین شہوت کی دس شاخین ایسی پیدا ہوتی ہین کہ ہر شہوت مین سو سو دینار کی حاجت ہووی اپس جو ہاتہ آیا اوتنا کافی نہین ہوتا بلکہ

الى تسعمائة اخرى وقد كان قبل وجود المائة مستغنيا فالان وجدها وظن انه صار غنيا بها ولا يشعر انه
نوسو کی اور حاجت ہوتی ہی اور حال یون ہی کہ جب یہہ سو نہ تہی تو مستغنی تہا اب جو وہ پائی تو گمان کرتا ہی کہ غنی ہوگیا اور یہہ نہین سمجہتا

صار محتاجا الى تسعمائة اخرى ليشترى دارا ويعمرها ويشترى جارية ولباسا فاخرا لها ولنفسه وكل منها
کہ نوسو کا اور محتاج ہوگیا تاکہ مکان خریدی یا چنوا دی اور لونڈی مول لیوی اور اوسکی اور اپنی لئی ستہری ستہری پوشاک بنلوا دی اور ہر ایک کی لئی

يستدعى ما يناسب ويليق به مما لا آخر له فيقع فى هاوية اخرها قعر جهنم ولا اخر لها سواه وقد حكى ان واحدا
لوازم جو اوسکی مناسب اور لایق ہو بیشمار چاہین سو یہہ ایسی گڑہی مین گرتا ہی جسکا انجام دوزخ کا گہراؤ ہی سوا اوسکی کوئی انتہا نہین ہی اور حکایت ہی کہ ایک

من الملوك حمل اليه قدح من فيروزج وكان ذلك القدح مرصعا بالجواهر ولم ير مثله ففرح به الملك فرحا شديدا
بادشاہ کی پاس فیروزہ کا پیالہ آیا اور اوسمین جواہرات جڑی ہوئی تہی اوسکی مثل دیکہی مین نہین آیا تہا بادشاہ اوسی بہت خوش ہوا

وكان عنده حكيم فقال له الملك كيف ترى ذلك قال اراه عليك مصيبة وفقرا قال كيف قال لان كل ما يملكه
اور اوسکی پاس ایک حکیم تہا بادشاہ نی فرمایا حکیم جی تم کہو کیسا ہی عرض کیا مجہکو تو تیری حق مین مصیبت اور فقر معلوم ہوتا ہی کہا کیونکر عرض کیا اسلئی کہ انسان کی ملک

الانسان فى الدنيا لا يدوم فهذا القدح ان ضاع او انكسر تصير محتاجا اليه ولا يوجد مثله ويكون عليك مصيبة
دنیا مین جو ہوتی ہی ہمیشہ نہین رہتی پہر یہہ پیالہ اگر جاتا رہا یا ٹوٹ گیا تو تمکو اوسکی حاجت ہوویگی اور ایسا نہین ملیگا تو تمپر ایسی مصیبت ہوویگی

لا جبر لها وقد كنت قبل ان يحمل اليك فى امن من المصيبة والفقر ثم فى يوم من الايام قد اتفق ان القدح قد انكسر فعظمت
جسکا کچہہ علاج نہین ہی اور بیشک تم اسی پہلی کہ یہہ پیالہ تمہاری پاس آوی مصیبت اور احتیاج سی امن مین تہی پہر ایک روز اتفاقاً وہ پیالہ ٹوٹ گیا تو

فيه مصيبة الملك وقال ما قال الحكيم كان حقا ليته لم يحمل الى وامثال هذه المصيبة بل اعظم منها تنزل بكل
بادشاہ کو بڑاہی رنج ہوا اور کہا حکیم جی سچ کہتی تہی کاشکی یہہ پیالہ میری پاس نہ آتا اور ایسا ہی رنج ہوتا ہی بلکہ اس سی ہی بہت زیادہ جو شخص دنیا سی

من له علاقة بالدنيا فانهم معذبون بالحرص عليها والتعب العظيم فى تحصيلها والحسرة الشديدة عند فواتها
علاقہ رکہتی ہین یہہ لوگ ہی اوسکی حرص مین جلا کرتی ہین اور اوسکی لئی سخت محنت اوٹہاتی ہین اور اوسکی حسرت مین تڑپا کرتی ہین جب جاتی رہتی ہی

ولهذا قال بعض السلف من احب الدنيا فليوطن نفسه على تحمل المصائب فان محبها لا تنفك عن ثلث مصائب
اور اسہی لئی بعض متقدمین کا قول ہی کہ جسنی دنیا کو دوست کیا تو اپنی جان کو مصیبتون کی لئی تیار رکہی کیونکہ دنیا کا دوست تین مصیبتون سی خالی نہین ہوتا

هم لازم وتعب دائم وحسرة لا تنقضى فلو لم يكن لمحبها من العذاب العاجل الا هذا يكفى له مصيبة فكيف اذا حيل
فکر ہر وقت کا اور تعب دایمی اور حسرت بی انتہا اگر دنیا کی دوست کو حال کا عذاب سوا آیندہ کی کچہہ نہوتا تو یہہ ہی مصیبت کافی تہی پہر کیا حال ہوگا جب اوسمین

بينه وبين محبوباته ولذاته كلها بالموت وصار معذبا بنفس ما كان متلذذا به على قدر لذته التى شغلته عن
اور اوسکی تمام محبوبات اور لذات مین موت حایل ہوجاویگی اور عذاب دیکہیگا جتنی لذت اوٹہاتا تہا موافق اوسی لذت کی جسنی زاد اخروی کی سعی سی روک رکہا تہا

سعيه فى طلب زاده ليوم معاده اذ لو كان لاحد الف محبوب ينزل به عند الموت فى وقت واحد الف مصيبة لانه
اسلئی کہ اگر کسیکی ہزار محبوب ہوں تو مرتی وقت ایکدم مین اوسپر ہزار مصیبتیں پڑ جاوینگی کیونکہ اوسکی سب

كان يحب جميعها ويسلب عنه فى لحظة واحدة كلها ويبقى فى حسرة وندامة بعد موته وهذا اول ما يلقاه عقيب
محبوب تہی اور ایک لحظہ بہر مین سب سی جدا ہوگیا اور موت کی بعد حسرت اور ندامت مین پڑا رہیگا اور یہہ تو وہ الم ہی جو مرتی ہی پیش آویگا

موته من الالم فضلا عما اعده الله تعالى من عذاب النار للذين استحبوا الحيوة الدنيا ورضوا بها والحاصل
علاوہ اوسی جو اللہ تعالی نی دوزخ کا عذاب تیار کر رکہا ہی اونکی لئی جو دنیا کی زندگی دوست رکہتی ہین اور پسند کرتی ہین غرض یہہ ہی

ان من احب شيئا سوى الله تعالى ولم يكن محبته له لله تعالى ولا لكونه معينا له على طاعة الله تعالى يحصل
کہ سوای اللہ کی جو کسی شی کو محبوب رکہتا ہی اور اوسکی محبت واسطی اللہ کی نہو اور نہ اسلئی کہ وہ طاعت الہی پر امداد کرتی ہی تو اوسی ضرر حاصل ہوتا ہی

له به الضرر سواء ظفر به او لم يظفر فانه ان لم يظفر به يعيش بغصته ولا يستريح من التعب وان ظفر به
برابر ہی کہ وہ شی حاصل ہو جاوی یا نہ حاصل ہو کیونکہ اگر نہ ہاتہ آئی تو غصہ مین رہتا ہی اور تعب سی آرام نہین پاتا اور اگر میسر آگئی

يكون ما حصل له من الالم قبل حصوله ومن الحسرة عليه بعد فواته اضعاف اضعاف ما حصل له من اللذة ولو نال
تو میسر آنیسی پہلی کا الم جو ہو چکا اور بعد اوسکی گم ہونی کی حسرت جو لذت سی چند در چند ہوگی اور اگر آدمی کو

العبد كل حظ من حظوظ الدنيا وكل لذة من لذاتها ومضى عمره عليها ولم يسع في تحصيل سعادة الاخرة يصير
دنیا کی تمام عیش اور دنیا کی ساری لذتین میسر آئین اور عمر اسی مین تمام کر دی اور سعادت اخروی کی تحصیل مین سعی نکی تو مرتی ہی

عند الموت كانه لم يظفر بشيء من حظوظها ولذاتها وتعود تلك الحظوظ واللذات عذابا له ويصير معذبا
گویا کچہہ نہ تہا نکوئی عیش تہا اور نہ کچہہ لذت تہی اور وہ ہی عیش اور چین عذاب ہو جاوینگی اور دو وجہ سی عذاب

بنفس ما كان متنعما به من جهتين من جهة فوته مع شدة تعلق قلبه به ومن جهة عدم حصول ما هو انفع له
بہگتی کا جسکا آرام پاتا تہا اس جہت سی کہ وہ فوت ہوئی اور دلکو اوسی بڑا لگاؤ تہا اور اس جہت سی کہ جو بہت نافع

وادوم فالمحبوب الحاصل يفوت عنه والمحبوب الاعظم لا يحصل له فهذا اول ما يلحقه عقيب موته من
اور دوام کی لئی تہا حاصل نہوا سو محبوب ہاتہ آیا ہوا جاتا رہیگا اور بڑا محبوب حاصل نہوگا یہہ تو وہ عذاب ہی جو مرتی ہی دوزخ کی عذاب سی پہلی

العذاب قبل عذاب النار لان الموت ليس بعدم محض وفناء صرف بل هو مفارقة الدنيا وقدوم على الله تعالى و
بہگتی گا اسلئی کہ موت عدم محض اور صرف فنا نہین ہی بلکہ موت دنیا کی مفارقت ہی اور اللہ کی سامنی ہونا اور

لا يبقى مع العبد عند الموت الا شيئان العلم والعمل وهما للعبد من المنجيات والباقيات الصالحات ويوصلانه
آدمی کی ساتہہ مرتی دم دو ہی چیزین رہتی ہین علم اور عمل اور یہہ آدمی کو نجات دیتی ہین اور نیک پس ماندہ ہین اور اللہ تعالی کی

الى الله تعالى والى لذة لقائه وهذه هي السعادة التي تتعجل له عقيب الموت ويصير قبره روضة من رياض
دیدار کی لذت تک پہنچا دیتی ہین اور یہہ ہی سعادت ہی کہ مرنی کی بعد جلدی سی حاصل ہوتی ہی اور اسکی گور ایک چمن بہشت کا بن جاتی ہی

الجنة الى ان يدخل اوان الرؤية في الجنة والمراد بالعلم العلم بالله تعالى وصفاته وافعاله وملئكته وكتبه ورسله وسائر
یہان تک کہ وقت جنت مین کی دیدار کا آجاتا ہی اور علم سی مراد علم معرفت الہی کا ہی اور صفات کا اور افعال کا اور فرشتون کا اور کتابون کا اور رسولونکا

ما يجب العلم به من الاعتقاديات والعمليات والمراد بالعمل العبادة الخالصة لوجه الله تعالى الموافقة لكتاب
اور اور جو جو علم واجب ہین اعتقادیات اور عملیات کا اور عمل سی مراد عبادت ہی جو خالص لله اور کتاب اللہ

الله تعالى وسنة رسوله ثم كل من العلم والعمل لا يحصل الا ببقاء البدن وصحته وبقاؤه وصحته لا يتيسر الا
اور سنت رسول کی موافق ہو پہر کوئی علم اور عمل حاصل نہین ہو سکتا بغیر باقی رہنی بدن اور تندرستی کی اور بدن کی بقا اور تندرستی نہین میسر ہوتی

بالقوت واللباس والمسكن وكل منها يحتاج الى اسباب فالقدر الذي لا بد منه من هذه الثلثة ان اخذه
بیدون کہانی پہنی اور گہر کی اور ان سبکی لئی اسباب چاہئی پہر وہ مقدار جو ان تینون کی لئی کافی ہو اگر آدمی نی دنیا مین سی

العبد من الدنيا للاخرة لا يكون من ابناء الدنيا بل يكون الدنيا في حقه مزرعة الاخرة فان الدنيا والاخرة
آخرت کی لئی لیا تو یہہ شخص دنیاداروں مین نہین ہی بلکہ دنیا اسکی حق مین آخرت کی کہیتی ہی کیونکہ دنیا اور آخرت

عبارتان عن حالتين من احوال الانسان فالقريب الدني يسمى دنيا وهو كل ما ينقضي لذته قبل الموت والمتاخر

انسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ سو اول حالت نزدیک کی دنیا کہلاتی ہی یعنی جسکی لذت موت سی پہلی ہووی اور پچھلی حالت

المتاخر يسمى آخرة وهو كل ما لا ينقضي لذته بعد الموت فعلى هذا ان جميع ما يكون للانسان اليه ميل ويكون له

درنگ کی آخرت کہلاتی ہی یعنی جسکی لذت بعد موت کی تمام نہووی اس بیان کی موافق جو جو چیزیں کہ آدمی کو اوسکی طرف رغبت ہوتی ہی اور اونکا

حظ عاجل ليس بمذموم بل كل ما كان له فيه حظ عاجل قبل الموت ولا يبقى له ثمرته بعد الموت فهو من الدنيا في حقه

حظ ابھی ہی سب مذموم نہیں ہیں بلکہ جسمیں کہ ابھی حظ ہووی موت سی پہلی اور اوسکا ثمرہ موت کی بعد نہ رہی وہ اوسکی حق میں دنیا ہی

وكل ما يكون له فيه حظ عاجل قبل الموت ويبقى ثمرته بعد الموت كالطاعات والعبادات وما يكون له اعانة عليها فهو

اور جسکا حظ ابھی موت سی پہلی ہو اور اوسکا ثمرہ موت کی بعد بھی باقی رہی جیسی طاعات اور عبادات اور جو اسباب عبادت کی مددگار ہیں سو وہ

ليس من الدنيا في حقه بل هو من الاخرة اذ روي انه عليه السلام قال حبب الي من دنياكم ثلث الطيب والنساء

اوسکی حق میں دنیا نہیں ہیں بلکہ آخرت میں داخل ہیں اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مجھکو تمہاری دنیا میں سی تین چیزیں محبوب ہیں خوشبو اور عورتیں

وقرة عيني في الصلوة فانه عليه السلام جعل الصلوة من جملة ملاذ الدنيا ولذلك اضافها اليها لان التلذذ بتحريك

اور ٹھنڈک میری آنکھوں کی نماز میں ہی اب نبی علیہ السلام نی نماز کو دنیا کی لذتوں میں ٹھہرایا اسی لئی دنیا کی طرف نسبت کیا اسلئی کہ تلذذ ہاتھ پانو ہلانیکا

الجوارح في الركوع والسجود انما يكون في الدنيا وكل ما يدخل في الحس والمشاهدة فهو من عالم الشهادة فيكون من الدنيا

رکوع اور سجود میں دنیا ہی میں ہوتا ہی اور جو چیز محسوس اور مشاہد ہووی سو وہ عالم ظاہری سی ہی دنیا ہی کی ہوگی

لكن لا يعد منها بل يعد من الاخرة لبقاء ثمرته يسر الله تعالى

المجلس السادس والتسعون في بيان حكم من اكل ما فيه رائحة كريهة من دخول المسجد

لیکن آخرت میں شمار ہوتی ہی کیونکہ اوسکا ثمرہ باقی رہتا ہی الٰہی ہمکو عمل موافق اپنی پسند کی آسان کر چھیانویں مجلس بیچ بیان ممانعت اوس شخص کی جو بودار چیز کہاوی مسجد میں آنی سی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص اس درخت بدبو کی کہاوی تو ہماری مسجد کی نزدیک

مسجدنا فان الملئكة تتاذى مما يتاذى منه الانس هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة واسم الاشارة

ہرگز نہ آوی کیونکہ فرشتی ایذا پاتی ہیں جس سی آدمیوں کو ایذا ہوتی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسم اشارہ یعنی لفظ

الواقعة فيها اشارة الى جنس ما له رائحة كريهة والمعنى ان من اكل شيئا ما له رائحة كريهة فلا يقربن مسجدنا والظاهر من

ہذہ جو اس حدیث میں آیا ہی اشارہ ہی طرف جنس بدبو کی اور مراد اس سی یہہ ہی کہ جو شخص بودار چیز کہاوی تو ہرگز ہماری مسجد کی نزدیک نہ آوی اور اضافت سی

الاضافة ان يكون المراد من المسجد مسجد النبي عليه السلام لكن الجمهور قالوا هو عام لكل مسجد لقوله عليه السلام

ظاہر یہہ ہی کہ مسجد سی مراد مسجد نبوی ہی صلی اللہ علیہ وسلم لیکن تمام علما کہتی ہیں کہ یہہ سب مساجد کی حق میں عام ہی اسلئی کہ ایک اور

في حديث آخر فلا يقربن المساجد بل الحقوا به كل مجمع الخير كمجلس العلم ومصلى العيد والجنازة وغيرها لوجود العلة

حدیث میں یوں آیا ہی وہ مسجدوں کی نزدیک نہ آوی بلکہ علماء نی تمام انبوہ خیر کو جیسی مجلس علم کی اور عیدگاہ اور جنازہ وغیرہ کو مساجد میں داخل کیا ہی کیونکہ علت

التي هي تاذي الملئكة والناس فيها ثم ان هذا ليس نهيا عن دخول المسجد وحضور الجماعة لان الجماعة سنة مؤكدة تشبه

موجود ہی یعنی ملائکہ کی اور آدمیوں کی تکلیف پہر یہہ مسجد میں آنی سی اور جماعت میں ملنی سی ممانعت نہیں ہوئی ہی اسلئی کہ جماعت سنت مؤکدہ واجب سی ملتی ہوئی ہی

الواجب فلا ينبغي تركها باستعمال ما يمنع من حضورها بل هو نهي عن تناول ما يمنع من دخول المسجد وحضور الجماعة

سو جماعت کا ترک کرنا ایسی چیز کی استعمال سی جو جماعت سی بند رکہی لایق نہیں ہی بلکہ یہہ ممانعت ہی ایسی چیز کی کہانی کی جو مسجد میں آنی اور حضور جماعت سی منع کری

وقد روي انه عليه السلام كان اذا وجد من رجل في المسجد ريح البصل او الثوم امر به فاخرج الى البقيع ولهذا قال

اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اگر کسی شخص میں سی بو پیاز یا لہسن کی پاتی تو حکم کرتی کہ اوسکو بقیع میں نکال دیوی اسی لئی فقہاء کہتی ہیں

الفقهاء كل من وجد فيه رائحة كريهة يتاذى به الانسان يلزم اخراجه من المسجد ولو بجره من يده اورجله
جسمین سی ایسی بو آتی ہو کہ آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہو اوسکا مسجد مین سی نکالدینا لازم ہی اگرچہ ہاتھ یا پاؤں کھینچکر

دون اللحية وشعر راسه فعلى هذا يلزم ان يمنع من قربان المسجد من يتناول الدخان الذي ظهر في هذا الزمان
پر ڈاڑھی اور سر کی بال نہ کھینچی سو اس بیان کی موافق لازم ہی کہ مسجد مین آنی سی جو لوگ دہوان کھینچتی ہین یعنی حقہ نوش منع کئی جاوین کہ اس زمانہ مین

من قبل الكفرة العدوة لاهل الايمان وابتلى به كافة الانام من الخواص والعوام لكراهة رائحته اشد من كراهة
کفار کی طرف سی جو اہل ایمان کی دشمن ہین پیدا ہوا ہی اور تمام خلقت خاص اور عام اوسمین مبتلا ہوگئی ہین کیونکہ اسکی بو پیاز اور لہسن کی بو سی بدتر ہی

رائحة البصل والثوم بل يلزم اخراجه من المسجد ولو بجره من يده اورجله كما هو راي الفقهاء في كل من يوجد
بلکہ اوسکا مسجد مین سی نکالدینا لازم ہی اگرچہ ہاتھ یا پاؤن سی کھینچکر چنانچہ فقہاء کی یہہ ہی رائی ہی ہر شخص مین کہ ایسی بد بو آتی ہو

فيه رائحة كريهة يتاذى به الخلق واما عند عدم اتيان المسجد فهل يحل استعماله كما يحل اكل البصل والثوم ام لا
کہ خلقت کو ایذا ہوئی اور جس صورت مین کہ مسجد مین نہ آوی تو آیا اوسکا استعمال حلال ہی یا نہین جیسی پیاز لہسن کہانا حلال ہی

لاشك انه ليس كالبصل والثوم لانهما من مصلحات الطعام ومما يكون للفقراء الغذاء والادام وهذه الدخان
اسمین کچھ شک نہین کہ حقہ مثل پیاز اور لہسن کی نہین ہی کیونکہ پیاز لہسن سی تو کہانا سنورتا ہی اور فقرا کی لئی غذا اور سالن ہی اور حقہ مین ہرگز

لا يصلح لشئ من ذلك اصلا وقد كثر فيه الاقاويل والحق الذي عليه التعويل ان الفعل الاختياري الصادر عن المكلف
کچھ بھی نہین ہو سکتا اور اسمین گفتگو بہت ہی اور حق بات جسپر اعتقاد ہی یہہ ہی کہ اختیاری کام جو آدمی عاقل بالغ سی عمل مین آوی

ان لم يترتب عليه فائدة دينية او دنيوية فهو دائر بين العبث واللعب واللهو وفي كتاب اللغة لم يفرق بين هذه الثلثة
اگر اوسمین کوئی فائدہ دینی یا دنیوی نہین ہوتا تو وہ یا عبث ہی یا لعب ہی یا لہو ہی اور لغت کی کتابون مین ان تینون مین کچھ فرق نہین

لكن لابد من الفرق لعطف بعضها على بعض في القران وهو على ما ذكره بعض العلماء وكان حقيقا بالقبول ان العبث
بیان کیا لیکن فرق ضرور چاہی کیونکہ قران مین ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق ذکر بعضی علماء کی کہ قابل قبول کی ہی یہہ ہی کہ عبث وہ کام ہوتا ہی

الفعل الذي ليس فيه لذة ولا فائدة واما الذي فيه لذة بلا فائدة فهو لعب ومثله اللهو الا ان فيه زيادة حظ
جسمین نہ لذت ہوتی ہی اور نہ فائدہ اور جس کام مین لذت ہو بلا فائدہ وہ لعب کہلاتا ہی اور ایسا ہی لہو ہوتا ہی پر اسمین حظ نفس

النفس بحيث تشتغل به عما يهمها والكل حرام لانها لم تذكر في القران الا على طريق الذم فلما علم حرمة اللعب واللهو
زیادہ ہوتا ہی ایسا کہ اسمین ضروری کام رہ جاتی ہین اور یہہ سب حرام ہین اسواسطی کہ جہان قرآن مین آئی ہین سو بطریق ہجو کی آئی ہین پہر جب لعب اور لہو

والعبث علم حرمة استعمال الدخان لدخوله اما في اللعب او العبث او في اللهو بل هو بالعبث انسب لخلوه
اور عبث کی حرمت معلوم ہوئی تو حقہ کی بہی حرمت معلوم ہوئی اسلئی کہ حقہ یا لعب ہی یا عبث ہی یا لہو ہی بلکہ وہ عبث سی زیادہ مناسب ہی کیونکہ اسمین

عن اللذة التي في اللعب او اللهو اللهم الا ان يستلذه نفوس بعض المستعملين له بتسويل شيطان فحينئذ يدخل في
لذت نہین ہی یا الہی شاید کہ کسی حقہ پینی والی کو بسبب تسویل شیطانی کی کچھ لذت آتی ہو اب لعب مین داخل ہوگا

اللعب او في اللهو مع كونه عارية عن الفائدة الدينية وهو ظاهر وعن الفائدة الدنيوية ايضا لانه لا يصلح لشئ من
یا لہو مین باوجودیکہ فائدہ دینی سی خالی ہی یہہ تو ظاہر ہی اور فائدہ دنیاوی سی بہی کیونکہ ہر گز کچھ نہین ہو سکتا

الغذاء او الدواء اصلا بل هو مضر لاتفاق الاطباء على ان مطلق الدخان مضر قال ابن سينا لولا الدخان والقتام
نہ غذا اور نہ دوا بلکہ مضر ہی اسواسطی کہ تمام طبیب متفق ہین کہ مطلق دہوان یعنی سب مضر ہین شیخ ابن سینا کہتا ہی اگر دہوان اور گرد غبار نہوتا

لعاش ابن ادم الف عام وقال جالينوس اجتنبوا ثلثة وعليكم باربعة ولاحاجة لكم الى الطبيب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن
تو آدمی ہزار برس تک جیتا اور جالینوس کہتا ہی کہ تین چیز سی بچو اور چار چیز اپنی اوپر لازم کرلو اب تمکو طبیب کی حاجت نہوگی دہوین اور غبار اور بدبوی سی بچو

وعليكم بالدسم والحلوى والطيب والحمام وذكر في القانون ان جميع اصناف الدخان مجفف بجوهره الارضي فيه
اور چکنائی اور مٹھائی اور خوشبو اور حمام لازم کرلو اور قانون میں مذکور ہی کہ تمام قسم کی دہوئیں اجزاء ارضی کی تاثیر سی خشکی کرتی ہیں اور اسمیں
نارية يسيرة قال بعض الفضلاء فاذا كان جميع اصناف الدخان مجففا يكون هذا الدخان مجففا للرطوبات البدنية
کچھہ تہوڑی ناریہ یعنی حرارت ہوتی ہی بعضی فضلاء کہتی ہیں جب تمام قسم کا دہوان مجفف یعنی خشکی کرتا ہو تو حقہ رطوبات بدنیہ کو خشک کرتا ہوگا
فيكون موديا لحصول امراض كثيرة فلا يجوز استعماله لوجوب صيانة النفس عن لحوق الضرر وقد ذكر في نصاب الاحتساب
پہر تو اسی بہت سی امراض پیدا ہونگی بس تو اسکا پینا جایز نہیں ہی اسلئی کہ ضرر سی جان کا بچانا واجب ہی اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہی
ان استعمال المضر حرام فان قيل بعض الاطباء قد يعالجون بعض الامراض ببعض اصناف الدخان ويشاهد نفعه
کہ مضر شی کا برتنا حرام ہی پہر اگر کوئی اعتراض کری کہ بعضی طبیب کبہی کبہی بعضی مرضون کا کسی قسم کی دہوئیں سی علاج کیا کرتی ہیں اور اسکا فائدہ ظاہر ہوا کرتا
فكيف يصح المنع عن استعمال جميع اصنافه فالجواب انهم يعالجون لحظة يسيرة لا على الدوام حتى يحصل ما ذكر من التخفيف فان
پہر ممانعت تمام قسم کی دہوئیں سی کیونکر درست ہی سو جواب یہہ ہی کہ وہ دم بہر کی لئی علاج کرتی ہیں ہمیشہ کی لئی نہیں کرتی تا کہ اوسمیں خشکی پیدا ہو جاوی پہر اگر
قيل ما ذكر من التخفيف لا يضر في البلغمي لكثرة رطوباته وانتفاعه بتخفيفها فما وجه المنع عن هذا الدخان فالجواب
کوئی کہی کہ خشکی بلغمی مزاج والی کو ضرر نہیں کرتی کیونکہ رطوبت بہت ہوتی ہی اور خشکی سی نفع ہوتا ہی اب حقہ کی ممانعت کی کیا وجہ ہی تو جواب یہہ ہی
ان حد الانتفاع به مجهول فلابد من معرفة ذلك من طبيب حاذق عارف بالامزجة والقدر الذي ينتفع به والا فالاقدام
کہ انتفاع کی حد معلوم نہیں ہی سو اسکا معلوم کرنا ایسی طبیب حاذق سی ہی جو مزاجونسی واقف ہو اور اوس مقدار کا معلوم کرنا جسمین نفع ہو ضرور چاہئی ورنہ تو پینا
عليه حرام مطلقا لوقوع التردد بين السلامة وعدمها فالعدول ممن كان يستعمله قد اختلفوا فيه فمنهم من يقول بضرره
مطلق حرام ہی کیونکہ سلامتی اور عدم سلامتی میں تردد ہی بیشک عادل اشخاص جو حقہ پیتی ہیں اختلاف کرتی ہیں بعضا ضرر کا قایل ہی
ومنهم من يقول بعدم ضرره ومنهم من يشك فيه لكن الفريق الاغلب الذي جانب الحق اليه اقرب لمزيد ديانتهم يقول
اور کوئی کہتا ہی ضرر نہیں کرتا اور کسیکو اسمین شک ہی لیکن فریق اغلب جنکی طرف باعتبار افزونی دیانت کی حق پایا جاتا ہی کہتا ہی
انه يحدث في ابتداء قوة في الجسم وحدة في البصر ونشاطا في الاعضاء وهضما في الطعام فاذا حصلت المداومة يورث
کہ ابتدا میں تو جسم میں قوت اور بینائی میں تیزی اور اعضا میں نشاط اور طعام میں ہضم پیدا کرتا ہی اور جب عادت پڑجاتی ہی تو بینائی پر
غشاوة في البصر وثقلا في الاعضاء وامساكا في الهاضمة وضعفا في البدن لانه كما قال الاطباء يجفف مع نوع حرارة
پردہ سا اور اعضا میں بوجہہ اور ہاضمہ میں امساک اور بدن میں سستی آجاتی ہی اسلئی کہ موافق قول طبیبوں کی حرارت کی ساتہہ خشکی کرتا ہی
فيفعل في ابتدائه ما ذكره اولا وفي انتهائه ما ذكره اخرا على انه لو تحقق نفعه فبعد النفع يمنع من استعماله لانه حينئذ
سو اول اول تو وہی تاثیر ہوتی ہی جو اول بیان کیا اور انجام کو وہ ہی ہوتا ہی جو پہر بیان کیا علاوہ یہہ ہی اگر نفع ثابت بہی ہو تو بعد نفع کی پینا منع ہی اسلئی کہ اب
يكون دواء ولا يجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا لم يجد مرضا يزيله ياخذ من البدن الا ترى ان الخمر المحرمة بالنص
دوا ہوگا اور دوا کا استعمال کرنا بعد زوال مرض کی جایز نہیں ہی اسلئی کہ جب مرض نہیں ہوتا جسی دوا دور کری تو بدن میں اثر کرتی ہی دیکہہ تو شراب قطعی حرام ہی اور قرآن
قد اخبر القرآن بنفعها كما قال الله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما
سی اوسکا نفع ثابت ہی چنانچہ الله تعالی فرماتا ہی تجہسی پوچہتی ہیں حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ انمیں گناہ بڑا ہی اور فائدہ بہی لوگون کو اور انکا گناہ فائدی
لكن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر يحمي جانب الضرر حتى قال الفقهاء لو كان في شيء وجوه كثيرة توجب الحل والجواز ووجه
سی بڑا ہی لیکن نفع کی جانب جب ضرر کی مقابل پڑتی ہی تو ضرر کا لحاظ کیا کرتی ہیں یہان تک کہ فقہا کہتی ہیں اگر ایک شی میں کئی وجہ حلت اور جواز کی ہوں اور ایک
واحد يوجب الحرمة وعدم الجواز يرجح جانب الحرمة احتياطا ثم في معرفة حرمة الاشياء واباحتها وجه حسن يرجع الى
وجہ [illegible] حرمت اور عدم جواز کی ہو تو احتیاط کی لئی حرمت کی جانب کو ترجیح دیں گی پہر اشیاء کی حرمت اور اباحت دریافت کرنی کی اچہی وجہ ہی مرجع

الی الاصول وھو ان الحق فی الاشیاء قبل البعثۃ ان لا یکون فیھا حکم وبعد البعثۃ اختلف العلماء فیھا علی ثلثۃ اقوال
اونکا طرف لوٹنا ہی یعنی حق یون ہی کہ اشیاء مین نبوت سے پہلی پہلی کسیطرح کا خاص حکم نہو اور بعد نبوت کی علماء کی مختلف تین قول ہین قول اول یہہ ہی

الاول انھا متصفۃ بالحرمۃ الا ما دل دلیل الشرع علی اباحتہ والثانی انھا متصفۃ بالاباحۃ الا ما دل دلیل الشرع علی
اشیاء سب حرام ہین سوای اوسکی کہ شرعی دلیل اوسکی اباحت بیان کرتا دوسرا قول کہ تمام اشیاء مباح ہین سوا اوسکی کہ شرعی دلیل حرمت پر

حرمتہ والثالث وھو الصحیح ان یکون فیھا تفصیل وھو ان المضار متصفۃ بالحرمۃ بمعنی ان الاصل فیھا الاباحۃ لقولہ تعالیٰ
دلالت کری اور تیسرا قول جو صحیح ہی یہہ ہی کہ اشیاء مین تفصیل ہی کہ ضرر کی چیزین حرام ہین یعنی اصل اونمین حرمت ہی، اباحت ہی بدلیل اس آیت کی

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا فانہ تعالیٰ ذکرہ فی معرض الامتنان ولا یمتن الا بالحلال الجائز فکانہ تعالیٰ قال ھو
وہ ہی جسنی بنایا تمہاری واسطی جو کچھہ زمین مین ہی سب کیونکہ اللہ تعالیٰ اسکو امتنان کی جگہہ فرماتا ہی اور منت بدون حلال اور جایز کی نہین ہوتی سو اللہ تعالیٰ گویا یہہ

الذی خلق لاجلکم جمیع ما فی الارض من المنافع لتنتفعوا بھا وعلی ھذا القول الثالث الصحیح یخرج حکم ھذا الدخان ایضا فانہ
فرماتا ہی کہ اللہ وہ ہی کہ تمام جو زمین مین منافع ہین تمہاری لئی پیدا کئی ہین تاکہ اون سی فائدہ لو اور اسی تیسری صحیح قول پر حقہ کا حکم بہی نکل آتا ہی کیونکہ حقہ

لو کان نافعا لکان الاصل فیہ الاباحۃ لکن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انہ مضر ولو فی الاجل فیکون الاصل فیہ الحرمۃ
اگر مفید ہوتا تو اصل اوسمین اباحت ہوتی لیکن حاذق طبیبون کی بیان سی ثابت ہوا ہی کہ وہ مضر ہی اگرچہ انجام مین سو اصل اسمین حرمت ہی ہوویگی

بل لو وقع الشک فی امرہ تغلب جانب الحرمۃ کما ھو القاعدۃ الشرعیۃ فانہ علیہ السلام قال الحلال بین والحرام بین و
بلکہ اگر اسمین شک بہی ہووی تو بہی حرمت کی جانب غالب ہوگی چنانچہ یہہ ہی قاعدہ شرعی ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ حلال ظاہر ہی اور حرام ظاہر ہی اور

بینھما مشتبھات لا یعلمھن کثیر من الناس فمن اتقی الشبھات فقد استبرأ لدینہ وعرضہ ومن وقع فی الشبھات کان
انکی بیچ مین مشتبہات ہین اکثر لوگون کو معلوم نہین ہوتی پہر جو شخص شبہات سی بچتا رہا تو اوسنی اپنا دین اور عزت بچائی اور جو شخص شبہات مین پڑگیا تو

کالراعی یرعی حول الحمی یوشک ان یقع فیہ واختلف العلماء فی حکم ھذہ الشبھات فذھب بعضھم الی حرمتھا لانہ علیہ السلام
ایسا ہی جیسی چرواہا بیڑ کی گرد چراتا ہو اہی بیڑ کی اندر جا گہسیگا اور علماء کو ان شبہات کی حکم مین اختلاف ہی سو بعضی تو حرمت کی طرف گئی ہین اسلئی کہ نبی

اخبر فی ھذا الحدیث ان من ترک ما اشتبہ علیہ حکمہ ولم ینکشف لہ حقیقۃ امرہ یکون دینہ سالما مما یفسدہ
علیہ السلام نی اس حدیث مین خبر دی ہی کہ جسنی ترک کیا عمل جسکا حکم مشتبہ ہوا اور حقیقت حال اوسکی معلوم نہوئی ہو تو اوسکا دین مفسدہ اور نقصان سی

او ینقصہ ونفسہ ناجیا مما یعیبہ ویلام علیہ ومن لم یترک بل فعلہ یقع فی الحرام وھذا الدخان مما اشتبہ حکمہ
سلامت اور اوسکا نفس عیب اور ملامت سی بچا ہوا ہی اور جسنی نچھوڑا بلکہ عمل کیا تو حرام مین مبتلا ہوگا اور حقہ کا حکم مشتبہ ہی

ولم ینکشف حقیقۃ امرہ فمن ترکہ ولم یستعملہ یکون دینہ سالما من الفساد والنقصان ونفسہ ناجیا من العیب و
اور اسکی حقیقت حال ظاہر نہین ہوئی پہر جسنی چہوڑا اور نہ پیا تو اوسکا دین فساد اور نقصان سی اور اوسکا نفس خلقت مین عیب اور ملامت سی

اللوم بین الانام ومن لم یترکہ بل استعملہ یکون واقعا فی الحرام وذھب بعضھم الی کراھتھا لما جاء فی حدیث اخر انہ علیہ السلام
بچارہا اور جسنی نچھوڑا بلکہ پیا تو وہ حرام مین واقع ہوگا اور بعضی علماء کہتی ہین کیونکہ ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال الامور ثلثۃ امر تبین لک رشدہ فاتبعہ وامر تبین لک غیہ فاجتنبہ وامر اختلف فیہ فدع ما یریبک الی ما لا یریبک
امور تین طرح کی ہین ایک وہ جسکی خوبی ظاہر ہی سو اوسکو اختیار کر اور ایک وہ جسکی کجی ظاہر ہو سو اوس سی بچتا رہ اور ایک وہ امر ہی جسمین اختلاف ہو سو چہوڑ شک مین ڈالنی کو

ولا شک ان امر الدخان مما ارتاب واوقع فی الاضطراب فاقل مرتبۃ الکراھۃ ولا یظن انہ ینتھی الی درجۃ الاباحۃ بتعلل
طرف اوسکی جو شک مین نہ ڈالی اور اسمین کچہہ شک نہین ہی کہ حقہ کا حکم مشکوک ہی اور اضطراب مین ڈالا ہی اسکا حکم کم سی کم مرتبہ کراہت کا ہی اور یہہ گمان نہین ہی کہ اباحت کا درجہ لیلی

کثیر مما یتعاطاہ انہ نافع ودواء لکل داء وانھم وجدوا فی استعمالہ دواء لامراضھم لان ذلک من تلبیس ابلیس علیھم وتزیینہ
ان دلائل سی کہ اکثر بیان کرتی ہین کہ فائدہ کرتا ہی اور ہر دکہہ کا دوا ہی اور ہمنی پی کی انکی امراض کو مفید پایا اسلئی کہ یہہ تقریر بہ شیطانی شبہ ہی اور ابلیس کا تزیین ہی

الحرمۃ والثانی متصفۃ بالاباحۃ بمعنی ان الاصل فیھا

لهم حتی تتولد من تکاثفه الادواء فی عاقبة امره لان تکراره یؤذی ما یقابله فیتولد منه الحرارة فیکون فی عاقبة امره داء
تاکہ اخر کو اوسکی کثافت سی بیماریان پیدا ہوجاوین کیونکہ اسکا تکرار اپنی مقابل کو ایذا دیتا ہی پہر اوسکا حرارت پیدا ہوجاتی ہی آخر کو مرض ہوجاتا
لا دواء ثم یلزم علی قولهم ان یکون الناس کلهم مرضی وان یکون مرضهم فی جمیع الفصول الاربعة من نوع واحد وان یکون
دوا نہیں ہوتا پہر اونکی قول کی موافق لازم آتا ہی کہ تمام لوگ بیمار ہون اور اونکا مرض بہی تمام چارون فصلون مین ایک ہی طرحکا ہووی اور اونکا
معالجتهم فیها بشیء واحد علی جهة واحدة وبطلانه غیر خفی علی احد من العقلاء ثم فیه اضاعة المال لانه یشتری
علاج بہی تمام فصلون مین ایک ہی شی سی ایک ہی طرح پر ہووی اور اسکا بطلان کسیکا عاقل پر پوشیدہ نہین ہی پہر اسمین مال ضایع ہوتا ہی کیونکہ خوب مہنگا
بثمن غال فیدخل فی الاسراف المحرم وقد کتب بعض المالکیة فی الدیار الحجازیة جوابا عن سوال یتعلق بالدخان دهوان
خریدتا ہی اب اسراف ہوتا ہی جو حرام ہی اور کسی مالکی مذہب والی نی دیار حجاز مین ایک سوال کا جواب لکہا ہی جو دہوئین کی باب مین ہی یعنی
استعمال الدخان حرام کاصله لان اصله الخشب والنار لکونه اجزاء من الخشب ممزوجة باجزاء من النار وهو من حیث اجزائه
دخان کا استعمال کرنا حرام ہی جیسی اوسکی اصل اصلی کہ اوسکی اصل لکڑی ہی اور آگ کیونکہ لکڑی ہی کی اجزاء آگ کی اجزاء مین ملی ہوتی ہین اور وہ باعتبار اجزاء ناری کی
الناریة التی فیه یحرم استعماله لقوله تعالی ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونهم نارا فدل النص
استعمال کرنا حرام ہی بدلیل اس آیت کی جو لوگ کہاتی ہین یتیمون کی مال ناحق وہ یہہ ہی کہاتی ہین اپنی پیٹ مین آگ اب اس نص سی
علی حرمة النار فیحرم الدخان الحاصل منها وایضا انه تعالی جعله مما یعذب به حیث قال فی حق قوم یونس علیه السلام
حرمت آگ کی معلوم ہوئی سو دہوان بہی حرام ہوا جو آگ سی نکلتا ہی اور یہہ بہی ہی کہ اللہ تعالی نے دہوئین کو عذاب کی اسباب مین مقرر کیا ہی چنانچہ یونس علیہ السلام کی
لما امنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی فی الحیوة الدنیا فان العذاب المکشوف عنهم کان دخانا وقال فی ایة اخری فارتقب
قوم کی حق مین فرماتا ہی جب یقین لائی کہولدیا ہمنی اونپر سی ذلت کا عذاب دنیا کی جیتی کیونکہ جو عذاب اونپر سی دفع ہوا تہا دہوان ہی تہا اور ایک اور آیت مین فرمایا ہی
یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس هذا عذاب الیم والمراد بالدخان المذکور فی هذه الایة معناه الحقیقی علی قول
سو تو راہ دیکہہ جسدن کر لاوی آسمان دہوان صریح جو گہیر لی لوگون کو یہہ ہی دکہہ کی مار اور دخان سی اس آیت مین جو مذکور ہی ایک قول کی موافق حقیقی معنی مراد ہین
وعلی هذا القول یکون النظم الکریم صریحا فی کون الدخان عذابا الیما وما به التعذیب یحرم استعماله فان الفقهاء
اور اس قول کی مطابق مضمون آیت کا صریح ہی کہ دخان سخت عذاب ہوتا ہی اور جس شی مین تعذیب واقع ہوئی ہی اوسکا استعمال حرام ہی کیونکہ تمام فقہاء
قد اتفقوا علی وجوب الفرار من محل العذاب کبطن محسر فانه علی لفظ اسم الفاعل من التحسیر اسم واد اهلك الله تعالی
متفق ہین کہ محل عذاب سی بہاگنا چاہئی جیسی بطن محسر محسر اسم فاعل کی وزن پر تحسیر مین سی ایک جنگل کا نام ہی جہان اللہ تعالی نی اصحاب فیل کو
فیه اصحاب الفیل فاذا وجب الفرار من محل العذاب فوجوب الفرار مما به العذاب اولی ثم ان المستعملین له ترهم انه یخرج
ہلاک کیا تہا اور جب محل عذاب سی بہاگنا واجب ہوا تو جس شی کا عذاب ہوا سو اولی تر بہاگنا واجب ہی پہر حقہ پینی والون کو تو دیکہتا ہی کہ اونکی حلق
من حلوقهم وانوفهم وفیه تشبیه باهل النار وبالذی یهلکون فی اخر الزمان من الاشرار کما جاء فی الخبر انه یکون فی اخر
اور ناک سی دہوان نکلتا ہی اور اسمین دوزخیون کی مشابہت ہی اور اونکی مشابہت ہی جو آخر زمانہ مین شریر لوگ ہلاک ہونگی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ آخر زمانہ مین
الزمان دخان یملاء الارض یقیم علی الناس اربعین یوما اما المؤمن فیصیبه منه کهیئة الزکام واما الکافر فیخرج من انفه واذنیه
دہوان پیدا ہوکر تمام زمین کو بہر دیگا لوگون پر چالیس دن تک رہیگا مؤمن کو تو اوسکا اتنا اثر ہوگا جیسی زکام اور رہا کافر سو اوسکی ناک مین سی اور کانون مین
وعینیه حتی یصیر راس احدهم کالراس الحنیذ ای المشوی فلا ینبغی للمؤمن ان یتشبه باهل العذاب ولا ان یستعمل
اور آنکہون مین سی دہوان نکلیگا یہان تک کہ ایک ایک کا سر بہنا سلسا ہوجاگا اب مؤمن کو لایق نہین ہی کہ عذاب والون کی مثل بنی اور نہ یہہ چاہئی کہ ایسی چیز برتی
ما هو من نوع العذاب ولا ما هو من ملابسات اهل العذاب وقد کره جمع من العلماء التختم بالحدید والنحاس لما ثبت فی
جو عذاب کی ہو اور نہ وہ جو اہل عذاب کی مناسب ہو اور اکثر علماء لوہی اور تانبی کی انگوٹہی پہننا مکروہ کہتی ہین کیونکہ حدیث مین ثابت ہوچکا ہی

الحدیث انهما حلیة اهل النار ذکره علی ما ذکره البلالی فی مختصر الاحیاء انه علیه السلام کان یکره الطعام السخن
کہ یہہ دونوں دوزخیوں کی زیور ہیں اور موافق بیان بلالی کی مختصر الاحیاء میں ثابت ہی کہ نبی علیہ السلام گرم کہانا مکروہ جانتے تہی

ویقول ان الله تعالی لم یطعمنا نارا وهذا الدخان اولی بالکراهة لانه مختلط باجزاء ناریة کما مر فلو لم یکن فی استعماله
اور فرماتی کہ اللہ تعالی نی ہمکو آگ کہانی نہیں بتای اور یہہ دخان تو اولی تر مکروہ ہی اسلئے کہ اجزاء ناری سی ملا ہوا ہی چنانچہ گذر چکا ہی پہر اگر اسکی استعمال میں

الا احیاء سنة الکفار الذین اخرجوه واظهروه فی بلاد الاسلام توصلا الی ضرار اهل الایمان لکان باعثا للعاقل
کچہہ نہوتا سوا دور وشن طریقہ کفار کی جنہوں نی ایجاد کر کر بلاد اسلام میں پہیلایا تاکہ ایمان والوں کا ضرر ہووی اتنا ہی عاقل کی واسطی اجتناب کرنیکو

علی اجتنابه ومانعا عن ارتکابه بل لو لم یکن فی استعماله الا تسوید الثیاب والابدان وکراهة الریح والانتان لکان
بڑا باعث تہا اور اختیار کرنی سی بڑا مانع تہا بلکہ اسکی استعمال میں اگرچہ کچہہ نہوتا سوا سیاہ ہونی کپڑوں اور بدن کی اور بو اور سڑاہند کی تو بہی

زاجرا للعاقل عن استعماله لکن اکثر اهل الزمان طبایعهم جامدة صعبة الانقیاد مائلة دائما الی ما لا یعنیهم ان نصحوا
عاقل کو اسکی استعمال سی روکنیکا موجود تہا لیکن اس زمانہ کی طبیعتیں اکثر کند غیر مطیع ہیں ہمیشہ بیہودہ کام کی طرف متوجہ رہتی ہیں اگر بہلی بات کہو تو نہ مانی

لا یقبلوا وان علموا لم یتعلموا وان فهموا لم یفهموا وان فهموا لم یعملوا بما فهموا وهم من الذین ان یروا سبیل الرشد
اور اگر سکہاؤ نہ سیکہیں اور اگر سمجہاؤ تو نہ سمجہیں اور اگر سمجہیں تو اسکی موافق کبہی عمل نکریں یہہ اون لوگوں میں ہیں اگر دیکہیں راہ سنواری کی

لا یتخذوه سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوه سبیلا یسرنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه وفضله وکرمه
وہ نہ ٹہراویں راہ اور اگر دیکہیں راہ اولٹی اسکو ٹہراویں راہ الہی ہمپر عمل موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور فضل اور کرم سی آسان کر

المجلس السابع والتسعون فی بیان لزوم ترک ما لا یعنیه من القول والفعل قال رسول الله صلی الله
ستانویں مجلس اس بیان میں کہ ترک بیہودہ کا لازم ہی بات ہو یا کام رسول اللہ صلی اللہ

علیه وسلم من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابو هریرة ومعناه ان
علیہ وسلم نی فرمایا مرد کی اسلام کی خوبی کا بیہودہ کا ترک کرنا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ

اسلام الرجل لا یکون کاملا وحسنا الا اذا ترک من الاقوال والافعال ما لا منفعة له فیه اصلا لا فی الدنیا ولا فی الاخرة
ہیں کہ اسلام آدمی کا کامل اور خوب نہیں ہوتا مگر جب وہ اقوال اور افعال چہوڑ دی جنہیں اوسکا ہرگز کچہہ فائدہ نہووی نہ دنیا کا اور نہ آخرت کا

ومما لا منفعة له فیه اصلا الدخان الذی ظهر فی هذا الزمان من قبل الکفرة العدوة لاهل الایمان وابتلی
اور جسمیں کہ ہرگز کچہہ منفعت نہیں اوسکی حقہ بہی ہی جو اس زمانہ میں کفار کی طرف سی جو اہل ایمان کی دشمن ہیں پیدا ہوا ہی اور اوسکی

بمصه کافة الانام من الخواص والعوام فانه قد ظهر فی اوائل القرن الحادی عشر وصار فتنة عظیمة علی عامة البشر
پینی میں تمام خلق خاص وعام مبتلا ہو گئی ہیں بیشک حقہ گیارہویں قرن کی اول میں نکلا اور تمام خلق پر بڑا ہی فتنہ ہو گیا ہی

اذ شاع تناوله فی البلدان بین الرجال والنساء والصبیان فلزم علی علماء الدین بیان حکمه للمسلمین هل یحل استعماله
اسواسطی کہ اسکا پینا شہروں کی اندر مردوں اور عورتوں اور بچوں میں پہیل گیا ہی سو علماء دین پر مسلمانوں کی لئی اسکا حکم بیان کرنا لازم ہی آیا اسکا پینا حلال ہی

ام یجب اجتنابه فاستمعوا یا اولی الالباب ما یقال لکم فی هذا الباب قد کثر فیه الاقاویل والحق الذی علیه التعویل ان
یا اسکی اجتناب واجب ہی سو ای ہوش والو جو اس باب میں مذکور ہوتا ہی سنو اسمیں بہت سی گفتگو ہی اور حق جسپر اعتماد ہو سو یہہ ہی

الفعل الاختیاری الصادر عن المکلف ان لم یترتب علیه فائدة دینیة او دنیویة فهو دائر بین العبث واللعب
کہ فعل اختیاری جو عاقل بالغ سی صادر ہوتا ہی اگر اوسمیں کوئی فائدہ دین کا یا دنیا کا نہووی تو اسکو تفصیل پر ہی کہ عبث ہی یا لعب ہی یا

اللهو وفی کتب اللغة لم یفرق بین هذه الثلثة لکن لا بد من الفرق لعطف بعضها علی بعض فی القران وهو علی ما ذکره
لہو اور لغت کی کتابوں میں ان تینوں میں کچہہ فرق نہیں بیان کیا پر فرق ضرور چاہئی کیونکہ قرآن میں ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق بیان

بعض الفحول لو كان حقيقا بالقبول ان العبث الفعل الذي ليس فيه لذة ولا فائدة واما الذي فيه لذة بلا فائدة

بعض علماء کی جو قابل قبولیت کی ہی یہہ ہی کہ عبث وہ فعل ہوتا ہی جسمیں نہ کچھ فائدہ ہو اور نہ لذت اور جس کام میں لذت ہووی بلا فائدہ

فهو لعب ومثله اللهو الا ان فيه زيادة حظ النفس بحيث تشتغل به عما يهمها والكل حرام لانها لم تذكر في القرآن

تو لعب ہوتا ہی اور ایسا ہی لہو اتنا ہی کہ اسمیں نفس کو زیادہ حظ ہوتا ہی ایسا کہ اوہمیں ضروری کار ہی رہ جاتی ہیں اور یہہ سب حرام ہیں انکا ذکر قرآن میں

الا على طريق الذم فلما علم حرمة هذه الثلثة علم حرمة استعمال الدخان لدخوله اما في اللعب او في اللهو او في

جہان آیا ہی سو بطور ہجو کی ہی پہر جب ان تینوں کی حرمت معلوم ہوئی تو حقہ کی بہی حرمت معلوم ہوئی اسلئی کہ حقہ یا لعب ہی یا لہو ہی یا

العبث بل هو بالعبث انسب لخلوه عن اللذة التي في اللعب واللهو اللهم الا ان يستلذه نفوس بعض المستعملين له

عبث ہی بلکہ عبث سی زیادہ تر مناسب ہی کیونکہ حقہ میں وہ لذت نہیں ہی جو لعب اور لہو میں ہوتی ہی یا الہی شاید کہ بعضی پینی والون کو شیطانی تسویل یعنی دہوکہ سی

بتسويل شيطاني فحينئذ يدخل في اللعب واللهو وعلى اي وجه كان فهو عار عن الفائدة الدينية وهو ظاهر وعن الفائدة

لذت حاصل ہوتی ہو پہر اب لعب یا لہو ہوگا اور بہر صورت فائدہ دینی سی تو خالی ہی یہہ بات تو ظاہر ہی اور دنیا کی فائدہ سی بہی

الدنيوية ايضا لانه لا يصلح لشيء من الغذاء والدواء اصلا بل هو مضر لاتفاق الاطباء على ان مطلق الدخان مضر

خالی ہی کیونکہ ہرگز کسی کام کا نہیں ہی نہ غذا ہی اور نہ دوا ہی بلکہ وہ مضر ہی کیونکہ تمام طبیب اسپر متفق ہیں کہ مطلق دہوان مضر ہوتا ہی

قال ابن سينا لولا الدخان والقتام لعاش ابن ادم الف عام وقال جالينوس اجتنبوا ثلثة وعليكم باربعة ولا حاجة

شیخ ابن سینا کہتا ہی اگر دہوان اور گرد و غبار نہوتا تو البتہ آدمی ہزار برس جیتا اور جالینوس کہتا ہی تین چیز سی بچتی رہو اور چار چیز کو لازم کرلو پہر تمکو طبیب

لكم الى الطبيب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن وعليكم بالدسم والحلوى والطيب والحمام وذكر في القانون ان جميع

کی کچہہ حاجت نہیں ہی دہوین اور غبار اور بدبو سی بچتی رہو اور چکنائی اور مٹہائی اور خوشبو اور حمام لازم کرلو اور قانون مین مذکور ہی

اصناف الدخان مجفف بجوهره الارضي وفيه نارية يسيرة قال بعض الفضلاء فاذا كان جميع اصناف الدخان مجففا يكون

کہ دہوئین کی سب قسمیں جوہر ارضی کی تاثیر سی خشکی کرتی ہین اور اسمین کچہہ ناریت یعنی حرارت ہوتی ہی بعضی فضلا کہتی ہین جسصورت مین کہ دہوین کی تمام اقسام خشکی کرتی ہین تو حقہ

هذا الدخان مجففا للرطوبات البدنية فيكون موديا الى حصول امراض كثيرة فلا يجوز استعماله لوجوب صيانة

بدنی رطوبات کو خشک کرتا ہی اب اسمین بہت امراض پیدا ہوویگی سو اسکا پینا جایز نہیں ہی کیونکہ مضرشی سی نفس کا بچانا واجب ہی

النفس عن لحوق الضرر وقد ذكر في نصاب الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قيل بعض الاطباء قد يعالجون بعض

اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ مضر کا استعمال کرنا حرام ہی اگر کوئی کہی کہ بعضی طبیب کبہی کبہی بعضی

الامراض ببعض اصناف الدخان ويشاهدون نفعه فكيف يصح المنع عن استعمال جميع اصنافه فالجواب انهم يعالجون

بیماریون کا علاج کسی قسم کی دہوئین سی کیا کرتی ہین اور اوسکا نفع ظاہر ہوتا ہی اب ممانعت تمام قسم کی دخان کی کیونکر درست ہی سو جواب یہہ ہی کہ وہ دم بہر کی

به لحظة يسيرة لا على الدوام حتى يحصل ما ذكر من التجفيف فان قيل ما ذكر من التجفيف لا يضر في البلغمي لكثرة رطوباته

لئی علاج کرتی ہین مداومت کی لئی نہیں کرتی تا کہ اوس سی خشکی پیدا ہووی اگر کوئی کہی خشکی بلغمی مزاج والی کو ضرر نہیں کرتی کیونکہ اوسمین رطوبات بہت ہوتی ہین

وانتفاعه بتجفيفها فما وجه المنع عن هذا الدخان فالجواب ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد في معرفة ذلك من طبيب

اور خشکی سی فائدہ ہوتا ہی اب حقہ سی وجہ ممانعت کی کیا ہی سو جواب یہہ ہی کہ حد انتفاع کی معلوم نہین ہی اب اسکی معرفت کسی طبیب حاذق سی

حاذق عارف بالامزجة والقدر الذي ينتفع به والا فالاقدام عليه حرام مطلقا لوقوع التردد بين السلامة وعدمها فان

جو مزاجون کو جانتا ہو اور اوس مقدار کی جسمین فائدہ ہو معرفت ضرور چاہئی اور نہیں تو اوسپر قدم رکہنا مطلق حرام ہی کیونکہ صحت اور مرض مین تردد ہی کیونکہ

العدول من مستعمليه قد اختلفوا فيه فمنهم من قال بضرره ومنهم من قال بعدم ضرره ومنهم من شك فيه لكن

عادل لوگ حقہ پینی والی اسمین اختلاف کرتی ہیں بعضی تو اسکی ضرر کی قائل ہین اور بعضی کہتی ہین ضرر نہیں کرتا اور بعضون کو اسمین شک ہی لیکن

الفریق الاغلب الذی جانب الحق الیه اقرب قال انه یحدث فی ابتدائه قوة فی الجسم وحدة فی البصر ونشاطا فی
فریق اغلب جنکی جانب قریب بحق ہی کہتی ہین کہ حقہ پہلی پہلی جسمین قوت اورنظر مین تیزی اوراعضامین نشاط

الاعضاء وهضما فی الطعام فاذا حصلت المداومة یورث ضعفا فی البدن وثقلا فی الاعضاء وغشاوة فی البصر
اور طعام مین ہضم پیدا کرتا ہی پہر جب مداومت ہوجاتی ہی تو بدن مین ناتوانی اوراعضامین بوجہہ اورنظر پر پردہ

وامساکا فی الهاضمة وذلك لانه کما قال الاطباء مجفف مع نوع حرارة فیفعل فی ابتدائه ماذکر اولا وفی انتهائه
اورہاضمہ مین امساک پیدا کردیتاہی اور یہہ ثابت ہی اسلئی کہ طبیب اسکو کچہہ حرارت کی ساتہہ مجفف کہتی ہین سو اول مین تو وہ ہی پیدا کرتاہی جو اول بیان کیا اور انجام کو

ماذکر اخرا علی انه لو تحقق نفعه فبعد النفع یمنع من استعماله لانه حینئذ یکون دواء ولا یجوز استعمال الدواء بعد
جو پہر بیان کیا علاوہ یہہ ہی کہ اگر نفع ثابت ہی ہووگا تو بعد نفع کی پینا ممنوع ہی اسلئی کہ اب دوا ہوویگا اور صحت مین دوا کا استعمال کرنا جایز نہین ہی

زوال المرض لانه اذا لم یجد مرضا یزیله یاخذ من البدن فیؤدی الی الضرر وما یؤدی الی الضرر یمنع من استعماله الا تری ان
اسلئی کہ دوا جب بیماری کو نہین پاتی کہ جسی دور کری تو بدن مین اثر کرتی ہی کہ پہر ضرر ہو جاتاہی اور جو چیز نقصان کرتی ہو اوسکا استعمال جایز نہین ہی دیکہہ تو

الخمر المحرمة بالنص قد اخبر القران بنفعها کما قال الله تعالی یسئلونك عن الخمر والمیسر قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس
شراب نص سی حرام ہی اور اوسکی نفع کی قرآن خبر دیتاہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتاہی تجہسی پوچہتی ہین حکم شراب اور جوئیکا تو کہہ انہین گناہ بڑاہی اور فایدہی ہین لوگونکو

لکن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر یحمی جانب الضرر حتی قال الفقهاء لو کان فی شیء وجوه کثیرة توجب الحل والجواز
لیکن نفع کی جانب اگر نقصان کی مقابل آپڑتی ہی تو نقصان کا لحاظ کرتی ہین یہان تک کہ فقہاء کہتی ہین اگر ایک شی کی حلت اور جواز کی وجہی لازم آتا ہو

ووجه واحد یوجب الحرمة وعدم الجواز یرجح جانب الحرمة احتیاطا فان قیل ان المستعملین له یدعون انهم یجدون
اور ایک وجہ سی حرمت اور عدم جواز تو حرمت کی جانب کو احتیاطا غلبہ دینگی اگر کوئی کہی کہ حقہ پینی والی کہتی ہین کہ ہم حقہ پی کر

عقیب استعماله خفة فی البدن فکیف یصح القول بعدم النفع فیه فالجواب علی ما ذکره بعض المتناولین له المجربة نفعه
بدن مین خفت پاتی ہین اب بی فائدہ کہنا کیونکر صحیح ہی تو جواب موافق بیان حقہ پینی والون کی جو نفع ضرر کا تجربہ کرچکی ہین یہ ہی

وضرره ان المستعملین له یحصل لهم حال استعماله الم شدید وعند فراغهم عنه ینجون من ذلك الالم ویحصل لهم
کہ حقہ پینی والون کو حقہ پیتی ہوئی سخت الم ہوتاہی اور جب پی چکتی ہین تو اوس الم سی نجات اور راحت ہوتی ہی

راحة فیظن هؤلاء المساکین ان تلك الراحة حصلت من استعماله ولا یدرون انها انما حصلت من خلاصهم عن استعماله
سو یہہ بیچاری یون سمجہتی ہین کہ یہہ راحت حقہ پینی سی ہوئی یہہ نہین سمجہتی کہ حقہ بند کرنی سی ہوئی ہی

ثم فی معرفة حرمة الاشیاء واباحتها وجه حسن یرجع الی الاصول وهو ان الحق فی الاشیاء قبل البعثة ان لا یکون فیها حکم وبعد
پہر اشیاء کی حرمت اور اباحت دریافت کرنی کی خوب وجہ جسکا مرجع اصول ہی یہہ ہی کہ حق یون ہی کہ نبوت سی پہلی اشیا مین کوئی حکم نہو اور نبوت کی بعد

البعثة اختلف العلماء فیها علی ثلثة اقوال الاول انها متصفة بالحرمة الا ما دل دلیل الشرع علی اباحته والثانی انها متصفة
علما کی مختلف تین قول ہین قول اول یہہ کہ اشیاء سب حرام ہین بجز اسکی کہ دلیل شرعی سی مباح معلوم ہوجاوی اور دوسرا قول یہہ ہی

بالاباحة الا ما دل دلیل الشرع علی حرمته والثالث هو الصحیح ان یکون فیها تفصیل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنی ان
کہ سب اشیاء مباح ہین بجز اسکی جو دلیل شرعی سی حرام معلوم ہوئی تیسرا قول یہہ ہی اور یہہ ہی صحیح ہی کہ اشیاء مین تفصیل ہو کہ نقصان کی چیزین سب حرام یعنی

الاصل فیها الحرمة وان المنافع متصفة بالاباحة بمعنی ان الاصل فیها الاباحة لقوله تعالی هو الذی خلق لکم ما فی الارض
اصل انمین [illegible] اور نفع کی چیزین سب مباح یعنی اصل اونمین اباحت ہی بدلیل اس آیت کی وہ ہی ہی جسنی بنایا تمہاری واسطی جو کچہہ زمین مین

جمیعا فانه تعالی ذکره فی معرض الامتنان ولا یکون الامتنان الا بالنافع المباح فکانه تعالی قال هو الذی خلق لاجلکم
سب [illegible] احسان [illegible] اور احسان جب ہی ہوتاہی کہ نافع اور مباح ہو تو گویا [illegible] کا یہہ ارشاد ہی [illegible]

جميع ما في الارض من المنافع لتستنفعوا بها وعلى هذا القول الثالث الصحيح يخرج حكم هذا الدخان ايضا فانه لو كان

فائدہ کی لئے جو زمین میں ہے پیدا کیا تاکہ تم نفع اوٹھاؤ اور اسہی تیسری صحیح قول پر حقہ کا حکم بہی نکلتا ہے کیونکہ حقہ اگر

نافعا لكان الاصل فيه الاباحة لكن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انه مضر ولو كان في الاجل فيكون الاصل فيه

نافع ہوتا تو اصل اسمین اباحت ہوتی لیکن حاذق طبیبوں کی بیان سے ثابت ہوا ہے کہ حقہ مضر ہے اگرچہ انجام کو ہو سو اصل اسمین

الحرمة بل لو وقع الشك في امره لغلب جانب الحرمة كما هو القاعدة الشرعية آذ روي انه عليه السلام قال الحلال بين والحرام

حرمت ہی ہے بلکہ اگر اسمین شک بہی ہو تو بہی حرمت کی جانب غالب ہو گی چنانچہ شرعی قاعدہ یہہ ہی ہے اسواسطی کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا حلال ظاہر ہے

بين وبينهما مشتبهات لا يعلمهن كثير من الناس فمن اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع في الشبهات

اور حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کی بیچمیں مشتبہات ہیں انکو اکثر لوگ نہیں جانتے پہر جو شخص مشتبہات سے بچتا رہا ادسنی اپنا دین اور عزت بچائی اور جو شبہات میں پڑ گیا

وقع في الحرام كالراعي حول الحمى يوشك ان يقع فيه واختلف العلماء في حكم هذه الشبهات فذهب بعضهم الى حرمتها لانه

حرام میں مبتلا ہوا جیسے چرواہا بیڑ کی گرد اپنی بیڑ کی اندر گہس جاوینگا اور علماء کو ان مشتبہات کی حکم میں اختلاف ہے بعضی تو حرمت کی طرف گئی ہیں اسلئی کہ نبی

عليه السلام قد اخبر في هذا الحديث بان من ترك ما اشتبه عليه حكمه ولم ينكشف له حقيقة امره يكون دينه سالما

علیہ السلام نے اس حدیث میں خبر دی ہے کہ جسنی ترک کیا ایسی چیز کو جسکا حکم مشتبہ ہے اور حقیقت حال ظاہر نہیں ہے تو اسکا دین فساد اور نقصان سے

مما يفسده او ينقصه ونفسه ناجيا مما يعيبه ويلام عليه ومن لم يتركه بل فعله يقع في الحرام وهذا الدخان مما اشتبه

اور اسکی جان عیب اور ملامت سے سلامت بچی اور جسنی نچہوڑا بلکہ عمل میں لایا تو وہ حرام میں واقع ہوا اور حقہ کا حکم بہی مشتبہ ہے

حكمه ولم ينكشف حقيقة امره فمن تركه ولم يستعمله يكون دينه سالما من الفساد او النقصان ونفسه ناجيا من العيب

اسکی حقیقت حال ظاہر نہیں ہے تو اب جسنی اسکو ترک کیا اور نہ پیا تو اوسکا دین فساد اور نقصان سے پاک اور اوسکی جان خلقت میں عیب

واللوم بين الانام ومن لم يتركه بل استعمله يكون واقعا في الحرام وذهب بعضهم الى كراهتها لما جاء في حديث اخر

و ملامت سے صاف ہے اور جسنی نچہوڑا بلکہ پینے لگا تو وہ حرام میں واقع ہوا اور بعضی اسکو مکروہ کہتے ہیں اسلئی کہ اور حدیث میں آیا ہے

انه عليه السلام قال الامور ثلثة امر تبين لك رشده فاتبعه وامر تبين لك غيه فاجتنبه وامر اختلف فيه

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کام تین طرح پر ہوتے ہیں ایک وہ جسکی خوبی ظاہر ہے سو تو اوسکو اختیار کر اور ایک وہ جسکی برائی ظاہر ہے سو اوس سے پرہیز کر اور ایک وہ جسمیں اختلاف

فدع ما يريبك الى ما لا يريبك ولا شك ان امر الدخان مما ارتاب واوقع في الاضطراب وادنى مرتبته الكراهة ولا يظن

ہو وہ اسکو چہوڑ شک میں ڈالنے کو اور لے جو شک میں نہ ڈالی اور اسمین شک نہیں ہے کہ حقہ بہی شک میں اور اضطراب میں ڈال رکہا ہے اور اسکا کم سے کم درجہ کراہت کا ہے

انه ينتهي الى مرتبة الاباحة بتعلل كثير ممن يتعاطاه انه نافع ودواء لكل داء وانهم وجدوا في استعماله دواء لامراضهم

اور یہہ گمان نہیں ہوتا کہ اباحت کی مرتبہ کو پہنچ جاوے ان دلایل سے کہ حقہ نوش بیان کرتے ہیں کہ حقہ نافع ہے اور ہر مرض کی دوا ہے اور ہمنی حقہ پی کر اپنی بیماریوں کی لئے

لان ذلك من تلبيس ابليس عليهم وتزيينه لهم حتى يتوارد من كثافته في عاقبة امره الادواء فان تكراره يسود ما يقابله

مفید پایا کیونکہ یہہ تمام شیطان کی شبہات اور تزیین ہے تاکہ اسکی کثافت سے آخر کو بیمار ہو جاوین اسلئی کہ اسکا بار بار پینا اپنے مقابل کو سیاہ کر دیتا ہے

فيتولد منه الحرارة فيكون في عاقبة امره داء لا دواء ثم يلزم على دعوهم ان يكون الناس كلهم مرضى وان يكون

پہر اس سے حرارت پیدا ہوتی ہے پہر آخر کو مرض ہو جاتا ہے دوا نہیں ہوتا پہر اونکی دعوی کی موافق یہہ لازم آتا ہے کہ تمام خلقت بیمار ہووے اور اونکا

مرضهم في جميع [illegible] الى الاربعة من نوع واحد وان يكون معالجتهم فيها بشئ واحد على جهة واحدة وبطلانه

مرض بہی تمام چاروں فصلوں میں [illegible] طرح کا ہے اور سب کا علاج اون فصلوں میں ایک شی سے ایک ہی طرح پر ہووے [illegible]

[illegible] لا يخفى على [illegible] ثم [illegible] فيدخل في الاسراف المحرم [illegible]

کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں ہے پہر اسمیں مال ضایع ہوتا ہے کیونکہ [illegible] قیمت دیکر لیتی ہے اب اسراف [illegible] ہوا اور دیکہ اسکی بدبو

والذين يلحقه لشامة الذين لا يستعملونه وقد جاء في الحديث كل موذ في النار وقال المكناسي الرائحة المنتنة

حقہ نہ پینے والوں کی دماغ کو تکلیف دیتی ہی اور حدیث میں آیا ہی کہ ایذا دینے والا دوزخی ہی اور مکناسی کہتا ہی کہ بدبو نتہنوں کو

تخرق الخياشيم وتصل الى الدماغ وتؤذي الانسان ولذلك قال النبي عليه السلام من اكل من هذه الشجرة

پہاڑکر دماغ میں گھس جاتی ہی اور آدمی کو ایذا دیتی ہی اور اسی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی اس درخت میں سی کہایا

فلا يقربن مسجدنا لانه يؤذينا بريحه والمراد من هذه الشجرة جنس ماله رائحة كريهة يتاذى بها الانسان

تو ہماری مسجد کی گرد نہ آوی کہ ہمکو اپنی بو سی ستاتا ہی اور مراد ہذہ الشجرہ سی جنس ہی جسمین ایسی بدبو ہووی کہ آدمی ایذا پاوین

بدليل تعليله عليه السلام والمعنى ان من اكل شيئا ماله رائحة كريهة يتاذى بها الانسان فلا يقربن مسجدنا

اس دلیل سی کہ نبی علیہ السلام نی بدبو کو علت ٹہرایا ہی اور مراد یہہ ہی کہ جسنی کچھ کہایا کہ جسمین ایسی بدبو ہووی کہ آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہو تو ہماری مسجد کی گرد نہ آوی

لانه يوذينا برائحته الكريهة وقد ثبت في صحيح مسلم انه عليه السلام كان اذا وجد من رجل في المسجد ريح البصل او

اسلئی کہ ہمکو بدبو سی ستاتا ہی اور صحیح مسلم میں ثابت ہوچکا ہی کہ نبی علیہ السلام کو اگر مسجد کی اندر کسی شخص میں سی پیاز یا لہسن کی بو آتی

الثوم امر به فاخرج الى البقيع ولهذا قال الفقهاء كل من وجد فيه رائحة كريهة يتاذى بها الانسان يلزم اخراجه من

تو اوسکو بقیع کی طرف نکلوا دیتی اور اسیلئی فقہاء نی کہا ہی کہ جسمین ایسی بدبو آتی ہو کہ آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہو تو اوسکا مسجد میں سی نکالدینا لازم ہی

المسجد ولو بجره من يده او رجله دون لحيته وشعر راسه فعلى هذا يلزم اخراج كثير من الائمة والمؤذنين من المسجد

اگرچہ اتہہ یا نوس سی کہینچکر داڑہی اور سر کی بال سی نہ کہینچی اس روایت کی موافق بہتیری امام اور مؤذنون کا مسجد

والجامع في هذا الزمان لوجود الرائحة الكريهة فيهم بسبب مداومتهم على استعمال الدخان الكريهة الرائحة بل انهم قد

اور جامع مسجد میں سی اس زمانہ میں نکالدینا لازم آتا ہی کیونکہ اونمین بسبب مداومت بدبو حقہ نوشی کی بدبو موجود ہوتی ہی بلکہ یہہ لوگ

يستعملونه في داخل المسجد والجامع فيكون الكراهة في حقهم اشد واكثر وقد كتب بعض المالكية في الديار الحجازية

کبھی کبھی مسجد اور جامع کی اندر پیتی ہین سو اونکی حق مین کراہت سخت تر اور زیادہ تر ہی اور کسی مالکی مذہب نی حجازی دیار مین

جوابا عن سوال يتعلق بالدخان وهو ان استعمال الدخان حرام كاصله لان اصله الخشب والنار لكونه اجزاء

ایک سوال کا جواب لکہا ہی جو حقہ سی متعلق ہی اور وہ یہہ ہی کہ استعمال دخان کا حرام ہی جیسا اوسکی اصل کیونکہ اوسکی اصل لکڑی اور آگ ہی کیونکہ اوسکی اجزاء

من الخشب ممزوجة باجزاء من النار فهو من حيث اجزائه النارية التي فيه يحرم استعماله لقوله تعالى ان الذين ياكلون

لکڑی ہی اجزاء نار سی ملی ہوئی سو وہ باعتبار اجزاء نار کی جو اوسمین ملی ہین استعمال کرنا حرام ہی بدلیل اس آیت کی جو لوگ کہاتی ہین

اموال اليتمى ظلما انما ياكلون في بطونهم نارا فدل النص على حرمة النار فيحرم الدخان الحاصل منها وايضا انه تعالى

یتیموں کی مال ناحق وہ یہہ ہی کہاتی ہین اپنی پیٹ میں آگ اس نص سی آگ کی حرمت معلوم ہوتی ہی سو دہوان بہی جو آگ سی پیدا ہوتا ہی حرام ہی اور اللہ تعالی نی

جعله مما يعذب به حيث قال في حق قوم يونس النبي عليه السلام لما امنوا كشفنا عنهم عذاب الخزي في الحيوة الدنيا

اسکو عذاب کی اسباب میں بہی ٹہرایا ہی چنانچہ یونس نبی علیہ السلام کی قوم کی حق میں کہتا ہی جب یقین لائی کہولدیا ہمنی اونپر سی ذلت کا عذاب دنیا کی زندگی

فان العذاب المكشوف عنهم كان دخانا وقال في اية اخرى فارتقب يوم تاتي السماء بدخان مبين يغشى الناس هذا

بیشک جو عذاب کہ اون پر سی موقوف ہوا تہا دہوان ہی تہا اور ایک اور آیت میں فرمایا ہی سو تو راہ دیکہہ جسدن کہ لاوی آسمان دہوان صریح گہیر لی لوگوں کو

عذاب اليم والمراد بالدخان المذكور في هذه الاية حقيقة الدخان على قول وعلى هذا القول يكون النظم الكريم صريحا

یہہ ہی دکہہ کی مار اور مراد دخان سی اس آیت میں معنی حقیقی دخان کی ہین ایک قول پر اور اس قول پر مضمون آیت کریمہ کا اس باب میں صریح ہی

في كون الدخان عذابا اليما وما به التعذيب يحرم استعماله فان الفقهاء قد اتفقوا على وجوب الفرار من محل العذاب كبطن

کہ دخان عذاب الیم ہی اور جس شی سی تعذیب واقع ہوئی ہی اوسکا استعمال کرنا حرام ہی کیونکہ فقہاء متفق ہین کہ محل عذاب سی بہاگنا واجب ہی جیسی بطن

محسر

محسّر فانه علی لفظ اسم الفاعل من التحسیر اسم وادٍ اهلك الله تعالی فیه اصحاب الفیل فاذا وجب الفرار من
محسر اسم فاعل کی وزن پر تحسیر سی اوس وادی کا نام ہی جہان اللہ تعالی نی اصحاب فیل کو ہلاک کیا تہا جب محل عذاب سی بہاگنا واجب ہوا

محل العذاب فوجوب الفرار مما به العذاب اولی واحری ثم ان المستعملین له تریهم انه یخرج من انوفهم وحلوقهم
تو عذاب کی چیز سی بہاگنا اولی اور لایق تر ہی پہر تو حقہ نوشون کو دیکہتا ہی کہ اونکی ناک میں سی اور حلق میں سی دہوان نکلتا ہی

وفیه تشبیه باهل النار وبالذین یهلکون فی اخر الزمان من الاشرار کما جاء فی الحدیث انه یکون فی اخر الزمان دخان
اور اسمیں دوزخیون کی اور اونکی جو اخیر زمانہ میں شریر لوگ ہلاک ہونگی مشابہت ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ آخر زمانہ میں ایسا دہوان

یملا الارض یقیم علی الناس اربعین یوما اما المؤمن فیصیبه منه کهیئة الزکام واما الکافر فیخرج من منخریه واذنیه
پیدا ہوویگا کہ زمین کو پر کردیگا اور لوگوں پر چالیس روز تک قایم رہی گا مؤمن کو تو اتنا اثر ہوویگا جیسی زکام اور رہا کافر اوسکی نتہنوں میں سی اور کانون

وعینیه حتی یصیر راس احدهم کالراس الحنیذ ای المشوی فلا ینبغی للمؤمن ان یتشبه باهل العذاب ولا ان یستعمل
میں سی اور آنکہوں میں سی نکلیگا یہان تک کہ ایک ایک کا سر ایسا ہوویگا جیسی سر جلا بہنسا سو مؤمن کو لایق نہیں ہی کہ اہل عذاب سی مشابہت پیدا کری اور نہ یہہ لایق

ما هو من نوع العذاب ولا ما هو من ملابسات اهل العذاب وقد کره جمع من العلماء التختم بالحدید والنحاس لما جاء فی
ہی کہ عذاب کی چیز کو استعمال کری اور نہ جو چیز کہ اہل عذاب کی مناسب ہی اور تمام علما بالاتفاق لوہی اور تانبی کی انگہوٹی کو مکروہ کہتی ہیں اسلئی کہ حدیث میں آیا ہی

الحدیث انهما حلیة اهل النار وصح علی ما ذکره البلالی فی مختصر الاحیاء انه علیه السلام کان یکره الطعام السخن
کہ یہہ دوزخیوں کا زیور ہی اور موافق بیان بلالی کی مختصر الاحیاء میں ثابت ہوا ہی کہ نبی علیہ السلام گرم کہانا مکروہ رکہتی تہی

ویقول ان الله تعالی لم یطعمنا نارا فهذا الدخان اولی بالکراهة لانه مختلط باجزاء ناریة کما مر فلو لم یکن فی
اور فرماتی کہ اللہ تعالی نی ہمکو آگ کہانی نہیں بتائی اب یہہ دہوان اولی تر مکروہ ہی کیونکہ اجزاء ناری سی ملا ہوا ہی جیسی گذر چکا اور اگر اسکی

استعماله الا تسوید الثیاب والابدان وکراهة الریح والانتان لکفی زاجر العاقل عن استعماله بل لو لم یکن فی استعماله
استعمال میں بجز سیاہی کپڑوں اور بدن کی اور سوای بدبو اور سڑاہند کی کچہہ نہوتا تو بہی عاقل کی واسطی اسکی استعمال کا برا زاجر تہا بلکہ اگر اسکی استعمال میں

الا احیاء سنة الکفار الذین اخرجوه واظهروه فی بلاد الاسلام توصلا الی اضرار اهل الایمان لکفی باعثا للعاقل
کچہہ نہوتا سوا رونق طریقہ کفار کی جو اوسکو نکال لائی ہیں اور واسطی ضرر دینی اہل اسلام کی بلاد اسلام میں رواج دیا ہی تو بہی عاقل کی لئی

علی اجتنابه ومانعا عن ارتکابه لکن اکثر اهل الزمان طبایعهم جامدة صعبة الانقیاد مائلة دائما الی ما لا یعنیهم
اسکی اجتناب کرنیکو کافی باعث اور اسکی اختیار کرنیکا برا مانع تہا لیکن اس زمانہ میں اکثر طبیعتیں کند ہیں اور بڑی نافرمان ہمیشہ بیہودگی کیطرف متوجہ

ان نصحوا لم یقبلوا وان علموا لم یتعلموا وان فهموا لم یفقهوا وان فقهوا لم یعملوا وهم من الذین ان یروا سبیل الرشد
اگر اونکو نصیحت کیجیی تو نہ مانیں اور اگر سکہاؤ کبہی نہ سیکہیں اور اگر سمجہاؤ تو کبہی نہ سمجہیں اور اگر سمجہیں تو کبہی عمل نہ کریں یہہ اون لوگوں میں ہیں اگر دیکہیں

لا یتخذوه سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوه سبیلا المجلس الثامن والتسعون فی بیان الوصیة
سنوارنی کی راہ وہ نہ ٹہراویں راہ اور اگر دیکہیں راہ الٹی اوسکو ٹہرا دیویں راہ اٹہاوین مجلس ہیں بیان وصیت کا

فی حق النساء وحال المعاشرة لهن قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی خطبة حجة الوداع اتقوا الله
عورتوں کی حق میں اور اونکی ساتہہ گذران کرنی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی حجة الوداع کی خطبہ میں فرمایا اللہ سی ڈرو

فی النساء فانکم اخذتموهن بامان الله واستحللتم فروجهن بکلمة الله ولکم علیهن ان لا یوطئن فرشکم احدا
عورتوں کی حق میں تمنی انکو اللہ کی امن میں لیا ہی اور انکی فروج کو کلمہ اللہ سی حلال کرلیا ہی اور تمہارا حق ہی اونپر یہہ ہی کہ تمہاری بستر پر قدم نرکہنی دیں جسکی

تکرهونه فان فعلن ذلك فاضربوهن ضربا غیر مبرح ولهن علیکم رزقهن وکسوتهن بالمعروف وهذا الحدیث من
تم بیزار ہو اور اگر وہ ایسا کریں تو انکو اتنا مارو کہ ہڈی نہ ٹوٹی اور اونکا حق تمہاری اوپر کہانا اور پہننا موافق دستور کی یہہ حدیث

صحاح المصابيح رواه جابر فكانه عليه السلام قال اتقوا الله في امر النساء فلا تؤذوهن بالباطل بل عاشروهن
مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی پس گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا ڈرو اللہ سی عورتوں کی باب میں سو تم اونکو ناحق نہ ستاؤ بلکہ اونکی ساتھ

بالمعروف كما قال الله تعالى وعاشروهن بالمعروف فانكم اخذتموهن بعهد الله الذي عهد اليكم فيهن من الرفق بهن والشفقة
گذران کرو جیسی اللہ تعالی فرماتا ہی اور گذران کرو عورتوں کی ساتھ معقول کیونکہ تمنی اونکو اللہ کی عہد پر لیا ہی جو اونکی حق مین تمہاری ساتھ عہد ہوا ہی یعنی اونکی ساتھ

عليهن واستحللتم فروجهن بامر الله تعالى وحكمه فان نقضتم عهده الذي عهد اليكم وخنتم في امانته ينتقم
نرمی اور اونپر شفقت برتو اور تمنی اونکی فروج امر الہی اور اوسکی حکم سی حلال کرلین ہین اگر تمنی اوسکا عہد توڑ ڈالا جو تمہاری ساتھ ہو چکا ہی اور تمنی اوسکی امانت مین

منكم لهن وذلك لانهن اماء الله تعالى فاذا تزوجتموهن بامر الله تعالى وحكمه يكن عندكم امانة ووديعة من
خیانت کی تو اونکی لئی تمسی انتقام لیگا اور یہہ اسلئی کہ عورتین اللہ تعالی کی لونڈیاں ہین جب تمنی اونکو اللہ کی امر اور حکم سی اپنا جوڑا بنایا تو وہ تمہارے پاس امانت ہین اور

الله تعالى فاذا اذيتموهن بالباطل ولم تعاشروهن بالمعروف فكانكم نقضتم عهده تعالى وخنتم في امانته فينتقم منكم
اللہ کی طرف سی سپرد ہین پہر اگر تمنی اونکو ناحق ستایا اور دستور کی موافق گذران نکی تو گویا تمنی اللہ تعالی کا عہد توڑ ڈالا اور اوسکی امانت مین خیانت کی سو اونکی لئی تمسی انتقام

لهن ولكم عليهن من الحق ان لا ياذن لاحد ان يدخل بيوتكم بغير اذنكم فان فعلن ذلك فاضربوهن ضربا غير مبرح
لیو لیگا اور تمہارا حق اونکی اوپر یہہ ہی کہ کسیکو یہہ اجازت ندین کہ تمہاری گہروں مین تمہاری بن کہی آسکی اور اگر وہ آنی دین تو اونکو اتنا مارو کہ ہڈی نہ ٹوٹی

بحيث يولمهن ولا يكسر عظمهن ولا يدمي جسمهن ولهن عليكم من الحق رزقهن وكسوتهن بالمعروف فعلم من هذا
اسطور کہ دکہہ پہنچی اور ہڈی نہ ٹوٹی اور اونکا بدن لہولہان نہو جاوی اور تمپر اونکا حق کہانا اور پہنا دستور کی موافق اسی معلوم ہوا

ان بين الزوجين حقوقا يجب مراعاتها اما ما كان على الرجل من حقوق النساء فالانفاق عليهن بالمعروف اذ قد قال الفقهاء
کہ زوج زوجہ میں ایسی حقوق ہین کہ اونکی رعایت واجب ہی اور عورتوں کی حق جو مرد پر ہین تو انکا خرچ ہی دستور کی موافق اسلئی کہ فقہاء کا قول ہی

يجب على الرجل نفقة زوجته سواء دخل بها او لم يدخل بها وسواء كانت مسلمة او ذمية او فقيرة او غنية لان غناءها
کہ مرد پر نفقہ بی بی کا واجب ہی برابر ہی کہ اوس سی صحبت کی ہو یا نہ کی ہو اور برابر ہی کہ بی بی مسلمہ ہو یا ذمیہ یا کنگال ہو یا دولتمند اسلئی کہ اوسکی دولتمندی اوسکا حق نفقہ کا

لا يبطل حقها في النفقة على زوجها سواء كانت كبيرة او صغيرة قابلة للوطي وان لم تكن قابلة للوطي لا يجب عليه نفقتها
جو خاوند پر ہی باطل نہین کردیتی برابر ہی کہ کبیرہ ہو یا نابالغہ قابل وطی کی ہو اور اگر قابل وطی کی نہو گی تو اوسکا نفقہ واجب نہین ہی

والنفقة الواجبة على ما روى هشام عن محمد الطعام والكسوة والسكنى اما الطعام فالدقيق والماء والملح والحطب والدهن فان
اور نفقہ واجب موافق روایت ہشام کی امام محمد سی کہانا ہی اور کپڑا اور مکان رہنی کا کہانا تو آٹا اور پانی اور ایندھن اور نمک اور روغن پہر اگر

قالت المرأة لا اطبخ ولا اخبز قال قاضيخان في فتاواه لا تجبر على الطبخ والخبز وعلى الرجل ان ياتيها بطعام مهيأ او ياتيها
عورت کہی مین سالن نہین پکاتی اور نہ روٹی پکاؤن قاضی خان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی کہ روٹی اور سالن پکانی پر زبردستی نہین چلتی مرد پر لازم ہی کہ اوسکو تیار کہانا

بمن يكفيها عمل الطبخ والخبز هذا في القضاء واما في الديانة فيجب عليها ان تفعل كل خدمة في داخل الدار من الطبخ والخبز
لاوی یا ایسا آدمی کہ سالن روٹی پکا دیا کری یہہ حکم تو قضا کا ہی اور دیانت میں عورت پر واجب ہی کہ جو کاروبار گہر کی اندر ہووی جیسی سالن روٹی پکانا

وغسل الثياب وغيرها حتى لو لم تفعل شيئا منها تكون اثمة وان لم يجبر عليها وان كان لها خادم يجب على زوجها نفقة
کپڑی دہونی اور سوا اسکی تمام کیا کری یہان تک کہ اگر کچہہ بہی نکریگی تو گنہگار ہوگی اگرچہ اوسپر زور نہین ہی اور اگر عورت کا کوئی خادم ہووی تو خاوند پر اوسکی

خادمها ان كان الخادم يطبخ ويخبز وان كان لا يطبخ ولا يخبز لا يجب عليه نفقته لان نفقته في مقابلة خدمته فاذا
خادم کا بہی خرچ واجب ہی جب وہ خادم سالن روٹی پکایا کری اور اگر وہ نہ سالن پکائی نہ روٹی تو اوسکا خرچ واجب نہیں ہی اسلئی کہ خادم کا خرچہ خدمت کی بدلہ تہا

لم يطبخ ولو يخبز لا يجب عليه نفقته بخلاف المرأة فان نفقتها ليست في مقابلة الخدمة بل في مقابلة الاحتباس
اور اگر وہ سالن روٹی نہین پکاتا تو اوسکا خرچ بہی واجب نہین ہی برخلاف بی بی کی کیونکہ اسکا خرچ خدمت کی بدلہ مین نہین ہی بلکہ اپنی گہر روک رکہنی کی بدلہ ہی

فقد حبست نفسها لحق زوجها فكانت نفقتها على زوجها وينبغي له ان يوسع عليها في النفقة اذا وسع الله عليه

سو وہ اپنی آپکو خاوند کی حوالہ کر چکی اب اوسکا خرچ خاوند پر لازم ہووےگا اور خاوند کو چاہیے کہ خرچ میں بی بی پر فراخی کردی جب خدا اوسکو زیادہ عنایت

ويعتدل فيها من غير تقتير ولا اسراف كما قال الله تعالى كلوا واشربوا ولا تسرفوا واهم ما يجب عليه ان يطعمها

کری اور اوسمین اعتدال رکہی بدون کمی زیادتی کی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہاؤ اور پیو اور مت اڑاؤ اور خاوند پر بڑا ضروری لازم ہی کہ اوسکو حلال

من الحلال ولا يدخل لاجلها مداخل السوء فان ذلك خيانة عليها لا رعاية لحقها وينبغي له ان يأمرها بالتصدق

کہانا دیا کری اور اوسکی خاطر برا طریقہ چوری وغیرہ کا نہ اختیار کری کیونکہ یہہ بی بی کی حق تلفی ہی حق کی رعایت نہیں ہی اور خاوند کو چاہیے کہ اوسکو یہہ اجازت

ببقايا الطعام وما يفسد لو ترك واما الكسوة فقدرها محمد بدرعين وخمارين وملحفة في كل سنة واراد بالدرعين

دی کہ بچا کہانا اور جو چیز رہنی سی بگڑ جاوی خیرات کر دیا کری اور کپڑی کا اندازہ امام محمد نی یہہ کیا ہی دو درع اور دو اوڑہنی اور ایک لحاف ہر سال میں اور دو درعین

والخمارين صيفيا وشتويا فالصيفي ما يكون رقيقا يصلح لزمان الحر والشتوي ما يكون ثخينا يصلح

اور خمارین سی مراد گرمی جاڑی کی ہین سو گرما کی دونون کا باریک ہو جو گرمی کی لائق ہی اور جاڑیکا گاڑہ جو سردی کو دفع کری

لدفع البرد ولم يذكر الخف والكعب لان ذلك انما يحتاج اليه للخروج وليس على الزوج تهيئة اسباب الخروج

اور موزی اور جوتی کا ذکر نہین کیا کیونکہ انکی حاجت باہر نکلنی کی لئی ہوتی ہی اور خاوند کا ذمہ باہر پہرنیکی سامان کا نہیں ہی

ولم يذكر السراويل ايضا ولا يلبسنه في الشتاء حتى قال قاضيخان في فتاواه هذا في عرفهم واما في ديارنا فيجب السراويل

اور پائجامہ کا بہی ذکر نہین کیا اور جاڑون مین اسکی ضرورت ہوتی ہی یہان تک کہ قاضیخان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی یہہ لباس اونکی چلن کا ہی اور ہمارا ملک سو پائجامہ

وثياب اخر كالجبة والفراش الذي ينام عليه واللحاف وما يدفع الحر والبرد ويجب لخادمها قميص وازار وكساء وخف لانها

اور اور کپڑی جیسی کرتہ اور بستر جسپر سوتی ہی اور لحاف اور جو چیز گرمی اور جاڑی کو دفع کری واجب ہی اور عورت کی خادم کی لئی قمیص اور ازار اور چادر اور موزہ

تحتاج الخروج للمصالح الخارجة من الرسالة الى الابوين ونحو ذلك ولا يجب لها الخمار لان شعرها ليس بعورة واما السكنى فحقها

واجب ہی کیونکہ خادم کو کاروبار کی لئی باہر جانا ضرور ہی کہ بی بی اپنی ماباپ کی پاس اور کسی کام کو بہیجی اور خادمہ کی لئی اوڑہنی کی حاجت نہیں اسلئی کہ اوسکی بال عورت نہیں ہین اور

في الدار بيت على حدة تأمن على متاعها ولا تستحي عن غيرها في معاشرة زوجها فان كان للزوج احماء من والدة او اخت

مکان سکونت مین اوسکا حق احاطہ کی اندر علیحدہ کوٹہری چاہیے جسمین اوسکا اسباب محفوظ رہی اور خاوند کی سات معاملہ مین غیر سی پردہ رہی اور اگر خاوند کا کوئی بہائی بہن

وولد من غيرها فقالت اجعلني في بيت على حدة كان لها ذلك لانها لا تأمن على متاعها وتستحي عن المعاشرة مع زوجها

یا بہن اور دوسری بی بی سی اولاد اب بی بی کہی کہ مجہکو گہر علیحدہ تجویز کر دی تو بی بی کا یہہ حق ہی اسلئی کہ اسباب کی کم ہونیکا خوف ہی اور خاوند کی ساتہ معاشرت مین شرم

ان كان البيت في الدار واحدا وان كان متعددا فاعطاها بيتا يغلق ويفتح لم تكن لها ان تطلب بيتا اخر ان لم يكن

آویگی اگر احاطہ کی اندر ایک ہی کوٹہا ہووی اور اگر کئی کوٹہی ہون اور خاوند نی ایک کوٹہا اوسکو دیدیا کہ جب چاہی بند کری اور جب چاہی کہولی تو اب اوسکا یہہ حق نہیں کہ اور

في الدار من احماء الزوج من يؤذيها الا ان يكون الزوج يضربها ويؤذيها فشكت الى القاضي وسئلت ان يسكنها بين قوم

کوٹہا طلب کری اگر احاطہ کی اندر جیٹہہ دیور یعنی خاوند کی بہائی بندستانی والی نہون مگر اس صورت مین کہ خاوند اوسکو مارتا ہو اور ستاتا ہو اور وہ قاضی کی سامنی نالش کری اور کہی

صالحين يعرفون احسانه واساءته فالقاضي ان علم ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان لم

کہ مجہکو ایسی صلحا قوم مین مکان دیوی کہ اسکی بہلی بری کو دیکہتی ہین سو قاضی کو اگر یقین ہو کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو گہرک دیوی اور تعدی سی منع کر دی اور اگر

يعلم ان الامر كما قالت ينظر في جيران الدار ان كانوا قوما صالحين يسئلهم هل الامر كما قالت فان قالوا ان الامر كما قالت

یقین نہو کہ عورت سچی ہی تو اب اوس گہر کی ہمسایون کو دیکہی اگر وہ صلحا ہون تو اونسی دریافت کری کہ آیا یہہ عورت سچی ہی اگر وہ گواہی دین کہ عورت سچی ہی

يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان قالوا ليس الامر كما قالت يتركها في تلك الدار وان لم يكونوا قوما صالحين

تو اوسکو گہرک دی اور تعدی سی منع کر دی اور اگر وہ کہین کہ عورت غلط کہتی ہی تو اوسکو اوسی گہر مین رہنی دی اور اگر سب بہ صلحا نہون

او کانوا یمیلون الیه یامرہ ان یسکنها بین قوم صالحین کی یعرفوا احواله فی حقها ویخبروا عن ذلک عند الحاکم اذ لا

یا خاوند کی طرف دار ہوں تو خاوند کو یہہ حکم دی کہ بی بی کو کسی صلحا قوم میں گھر تجویز کر دی تاکہ خاوند کا معاملہ بی بی کی حق میں دیکھتی رہیں اور حاکم کو خبر دیا کریں

یجوز للرجل ان یتعدی فی حق النساء بل یلزمه حسن الخلق معهن واحتمال الاذی منهن وعدم الالتفات الی

اسواسطی کہ مرد کو جایز نہیں ہی کہ عورتوں کی حق میں تعدی کری بلکہ مرد کو عورتوں کی ساتھہ خوش خلقی برتنی چاہیئی اور اونکی ایذا کی برداشت کری اور اونکی بعضی عیبوں پر

بعض معایبهن مالم یکن اثما ترحما علیهن لقصور عقولهن بل ینبغی له ان یزید علی احتمال الاذی الملاعبة فیما

جبتک عیوب گناہ کی نہوں اونپر رحمت کی لئی توجہ نکری کہ عورتیں بی وقوف ہوتی ہیں بلکہ مرد کو چاہیئی کہ ایذا کی برداشت پر ملاعبة بڑہا دی پہر ایسی ملاعبت کیا کری

بما لا اثم فیه فان ملاعبة الرجل مع نسائه لیست من اللهو الباطل الذی نهی عنه فی الدین بل هی اللهو الجائز رخص

جسمیں گناہ نہو بیشک مرد کی ملاعبت بی بی کی ساتھہ لہو باطل کی قسم نہیں ہی جو دین کی اندر ممنوع ہی بلکہ یہہ لہو جایز ہی دین میں اسکی اجازت ہی

فیه فی الدین فانه علیه السلام کان یمزح مع نسائه ویتنزل الی درجات عقولهن حتی روی انه علیه السلام کان

کیونکہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج کی ساتھہ ہنسا کرتی تہی اور اونہوں کی وضع پر کام کرنی لگتی یہاں تک کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام عائشہ کی

یسابق مع عائشة فی العدو وجاء فی الخبر انه علیه السلام کان من افکه الناس مع نسائه ای من اطیبهم وامزحهم معهن

ساتھہ شرط کر کر دوڑتی اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام سب سی زیادہ ازواج کی ساتھہ ظرافت اور چہل کرتی یعنی بہت خوش مزاج اونسی ملی جلی رہتی

وروی انه علیه السلام قال اکمل المؤمنین ایمانا احسنهم خلقا والطفهم باهله وفی حدیث اخر انه علیه السلام

اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ ایمان میں بڑا کامل مومن وہ ہی جو اپنی اہل سی خوش خلق اور لطف پر ہو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال خیرکم خیرکم لاهله لکن ینبغی له ان لا ینبسط معهن فی حسن الخلق والملاعبة الی حد یفسد خلقهن ویسقط

فرمایا تم میں اچہا وہ ہی جو اپنی اہل سی اچہا ہو لیکن مرد کو یوں چاہیئی کہ خوش خلقی میں اتنا انبساط اور ملاعبت ہی نکری کہ عورتوں کی عادت بگڑ جاوی اور اونپر سی

بالکلیة هیبته عندهن بل یراعی الاعتدال فی ذلک فلا یدع الهیبة والانقباض مهما رای منکرا ولا یفتح باب المساعدة

ہیبت سراسر جاتی رہی بلکہ اس باب میں اعتدال کا لحاظ رکہی سو ہیبت اور دہمکی کو اوٹہا نہ دی جب بری بات دیکہی اور بری باتوں میں امداد کا دروازہ

فی المنکرات البتة بل مهما رای منهن ما یخالف الشرع یتمر ویغضب لان الله تعالی جعله قواما علیهن حیث قال

ہرگز نہ کہولدی بلکہ اونسی جب کچہہ شرع کی خلاف دیکہی تو منع کردی اور غصہ کری اسلئی کہ مرد کو اللہ تعالی نی عورتوں پر حاکم بنایا ہی چنانچہ فرمایا ہی

الرجال قوامون علی النساء فیلزمه ان یقوم علیهن بالامر والنهی ولا یتغافل عن مبادی الامور التی یخشی غوائلها

مرد حاکم ہیں عورتوں پر سو مرد کو لازم ہی کہ بی بیوں پر امر اور نہی کرتا رہی اور ایسی کاموں میں غفلت نکری جنکی انجام کا خوف ہووی

بل ینبغی له ان یکون صاحب غیرة لکن لا یبالغ فی التعنت واساءة الظن وتجسس البواطن اذ روی انه علیه السلام نهی

بلکہ یوں چاہیئی کہ صاحب غیرت رہی لیکن کمال درجہ کی عیب جوئی اور بدگمانی اور باطن کی تلاش نکری اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

ان یتتبع عورات النساء وفی لفظ اخر ان یتعنت النساء فان غیرة الرجل علی اهله من غیر ریبة یبغضها الله تعالی

عورتوں کی عیب ڈہونڈہنی سی منع کیا ہی اور دوسری عبارت میں کہ عورتوں کی عیب کی تلاش سی منع کیا کیونکہ مرد کی غیرت اپنی اہل پر بدون شک کی اللہ تعالی کو

کما جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال غیرة یبغضها الله تعالی وهی غیرة الرجل علی اهله من غیر ریبة لان ذلک من

ناپسند ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ایک ایسی غیرت ہی کہ اللہ تعالی کو ناپسند ہی یعنی مرد کی غیرت اپنی اہل پر بدون شک کی کیونکہ یہہ

سوء الظن الذی وقع النهی عنه فان بعض الظن اثم واما الغیرة فی محلها فلا بد منها وهی محمودة لما روی انه علیه السلام

بدباطنی ہی جسکی ممانعت آئی ہی اسلئی کہ بعضی گمان گناہ ہیں اور رہی وہ غیرت جو ٹہیک سر ہو وہ تو ضرور چاہیئی اور محمود ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ

قال ان الله یغار وان المؤمن یغار وغیرة الله ان یاتی المؤمن ما حرم الله علیه وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال

السلام نی فرمایا بیشک اللہ غیرت کرتا ہی اور بیشک مومن غیرت کرتا ہی اور اللہ کی غیرت یہہ ہی کہ مومن وہ عمل کری جو اللہ نی اوسپر حرام کیا تہا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام

الی الخیمۃ وما امرۃ لا یغار الا منکوس القلب والطریق المغنی عن الغیرۃ ان لا یدخل علیھن رجل ولا یخرجن الی
میں بہت غیرت والا ہون اور نہیں ہی کوئی جو غیرت نکری مگر اوندہی دل والا اور جو سبیل بیغیرتی سی بچاتی ہی یہہ ہی کہ داخل ہو پاس کوئی مرد نہ آدمی اور وہ رستون پر نہ پہرین

الطرقات لان خروجھن یعد من عدم الغیرۃ فیلزم للرجل ان یمنع زوجتہ عن الخروج من البیت ولا یاذن لھا
کیونکہ اونکا نکلنا بی غیرتی ہی سو مرد کو لازم ہی کہ اپنی بی بی کو گہر مین سی نکلنی ندی اور سوای کئی خاص جگہہ کی نکلنی کی اجازت ندی

بالخروج الا فی مواضع مخصوصۃ وھی ما قال صاحب الخلاصۃ نقلا عن مجموع النوازل یجوز للزوج ان یاذن لھا
وہ جگہہ جو خلاصہ والا مجموع النوازل سی نقل کرتا ہی اور خاوند کو جایز ہی کہ اپنی بی بی کو

بالخروج الی سبعۃ مواضع زیارۃ الابوین وعیادتھما وتعزیتھما او احدھما وزیارۃ المحارم وبعد بیان ھذہ
سات جگہہ جانی کی اجازت دیوی ماباپ کی ملاقات اور دونو کی بیمار پرسی اور دونو کی یا ایک کی تعزیت اور محرمون کی ملاقات اور یہہ سات جگہہ بیان

السبعۃ قال فان کانت قابلۃ او غسالۃ او کانت لھا حق علی اخر او لاخر علیھا حق تخرج بالاذن وبغیر الاذن
کرکر کہا ہی پہر وہ عورت اگر دائی یا مردہ شو ہوئی یا اوسکا کسی پر حق آتا ہو یا اور کسیکا حق اسپر آتا ہو تو جایا کری اجازت سی اور بی اجازت

وفیما عدا ذلک من زیارۃ الاجانب وعیادتھم والولیمۃ لا یاذن لھا ولو اذن وخرجت کانا عاصیین والاذن
اور انکی سوائے غیرون کی ملاقات کی یا غیر کی عیادت کو یا ولیمہ مین جانی کی اجازت ندی اور اگر اسنی اجازت دی اور وہ گئی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت

قد یکون بالسکوت وھو کالقول لان النھی عن المنکر فرض وان ارادت ان تخرج الی مجلس العلم بغیر رضی الزوج لیس
کبہی چپ رہنی سی بہی ہوتی ہی اور سکوت مانند بولنی کی ہوتا ہی اسلئی کہ ممانعت بری بات کی فرض ہی اور اگر عورت علم کی مجلس مین بغیر خوشی خاوند کی جانا چاہی

لھا ذلک الا ان تقع لھا نازلۃ وامتنع الزوج من السوال لھا فحینئذ یسعھا الخروج من غیر رضی الزوج لان طلب العلم
تو یہہ اختیار نہین ہی ہان اگر عورت پر کوئی واقعہ گذری اور خاوند اوسکو نہ پوچہہ دیوی تو اب مضایقہ نہین ہی کہ بی مرضی خاوند کی چلی جاوی اسلئی کہ علم کی تلاش

فیما یحتاج الیہ فرض علی کل مسلم ومسلمۃ فیقدم علی حق الزوج وان سئل الزوج من العالم واخبرھا بذلک لا یسعھا
حاجت کی وقت ہر مسلم مرد اور عورت پر فرض ہی سو یہہ تلاش خاوند کی حق پر مقدم ہی اور اگر خاوند نی کسی عالم سی پوچہہ کر بتادیا تو اب نکلنی کا اختیار نہین ہی

الخروج وان لم یقع لھا نازلۃ لکن ارادت ان تخرج الی مجلس العلم لتعلم مسئلۃ من مسائل الوضوء والصلوۃ ان
اور اگر عورت کو کوئی واقعہ تو پیش نہین آیا پر مجلس علم مین اسلئی جانا چاہتی ہی کہ کچہہ مسئلہ وضوء اور نماز کی سیکہہ لی اگر

کان الزوج یحفظ المسائل ویذکرھا عندھا فلہ ان یمنعھا وان کان لا یحفظ فالاولی ان یاذن لھا احیانا
اوسکا خاوند مسائل یاد رکہتا ہی اور اوسکو بتا دیتا ہی تو خاوند کو اختیار ہی کہ نجانی دی اور اگر اوسکو مسائل نہین آتی تو بہتر ہی کہ کبہی کبہی جانی دیا کری

وان لم یاذن لا شئ علیہ ولا یسعھا الخروج ما لم یقع علیھا نازلۃ وان خرجت من بیت زوجھا بغیر اذنہ یلعنھا
اور اگر نہ جانی دیوی تو اوسکو کچہہ گناہ نہین ہی اور نہ اوسکو جانیکا اختیار ہی جبتک کوئی واقعہ پیش نہ آوی اور اگر وہ خاوند کی گہر مین سی اوسکی بی اجازت چلی جاویگی

کل ملک فی السماء وکل شئ تمر علیہ الا الانس والجن فخروجھا من بیتہ بغیر اذنہ حرام علیھا قال ابن الھمام وحیث
تو آسمان وزمین کی فرشتی اور ہر شی جسپر ہو گذرتی ہی وہ لعنت کرتی ہین سوائی انسان اور جن کی سو عورت کا نکلنا خاوند کی گہر مین سی بی اجازت حرام ہی ابن ہمام کہتا ہی

ابیح لھا الخروج فانما یباح بشرط عدم الزینۃ وتغییر الھیئۃ الی ما لا یکون داعیا الی نظر الرجال واستمالتھم قال اللہ تعالی
اور جن جگہون جانا مباح ہی تو بشرط نہونی زیب زینت کی ہی اور بدون ایسی صورت کی جس سی مردون کو اودہر دیکہنی کی رغبت اور چاؤ ہو اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی

ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی والتبرج علی ما ذکرہ فی الصحاح اظھار المراۃ زینتھا ومحاسنھا للرجال فالمراۃ کلما
اور دکہاتی نہ پہرو جیسی دیکہانا دستور تہا پہلی وقت نادانی کی اور تبرج موافق بیان صحاح کی عورت کا ظاہر کرنا اپنی زینت اور خوبی کو سامنی مردون کی سو عورت جب تک

کانت مخفیۃ من الرجال کان دینھا اسلم لما روی انہ علیہ السلام قال لابنتہ فاطمۃ ای شئ خیر للمراۃ قالت ان
مردون سی پوشیدہ ہی تو اوسکا دین سلامت ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی اپنی بیٹی فاطمہ سی پوچہا عورت کی لئی کیا بات بہتر ہی عرض کیا

لا ترى رجالا ولا يراها رجال فاستحسن قولها وضمها اليه وقال ذرية بعضها من بعض وكان اصحاب
نہ وہ کسی مرد کو دیکہی اور نہ کوئی مرد اوسکو دیکہی اور آپنی اونکا قول پسند کر کر سینہ سی لگالیا اور فرمایا اولاد ایک کی ایک سی ہی　اور اصحاب

النبي صلى الله عليه وسلم يسدون الثقب والكوى في الحيطان لئلا تطلع النساء على الرجال ورأى معاذ امرأته
نبی علیہ السلام کی　دیواروں کی سوراخ اور جہروکی بند کردیا کرتی تہی تاکہ عورتین مردوں کی سامنی نہ آوین　اور معاذ نی اپنی بی بی کو دیکہا

تطلع في كوة فضربها فينبغي للرجل ان يفعل كذلك ويمنع امرأته عن مثل ذلك ثم ان كان في قلبها بدعة يزيلها
کہ سوراخ سی جہانکتی تہی سو اوسکو مارا اب مرد کو چاہی کہ ایسا ہی کیا کری　اور اپنی بی بی کو ایسی حرکات سی منع کری　پہر اگر عورت کی دل مین کوئی بدعت ہووی تو دفع

ويلقنها اعتقاد اهل السنة والجماعة ويعلمها من احكام الصلوة والحيض والنفاس ما تحتاج اليه وان تساهلت
کردی اور اوسکو عقیدہ اہل سنت اور جماعت کا بتادی اور احکام نماز کی　اور حیض اور نفاس کی جتنی حاجت ہو سکہادیوی　اور اگر عورت دین کی

في امر الدين او كانت تاركة للصلوة يؤدبها لكن يتدرج في تاديبها فيقدم اولا الوعظ والتخويف بالله تعالى
باب مین سستی کری یا بی نماز ہووی تو اوسکو ادب دیوی لیکن آہستہ آہستہ ادب دیوی پہلی سمجہاوی　اور خدا سی ڈراوی

فان لم ينجع يولي اليها ظهره في المضجع او ينفرد عنها بالفراش ويهجرها الى ثلث ليال فان لم ينجع يضربها ضربا
اگر وہ نمانی تو سوتی ہوئی اوسکی طرف سی منہہ پہیر کر بیٹہہ کری یا اوسی جدا سوئی اور تین رات تک چہوڑ رکہی　پہر بی نہ مانی تو اوسکو اتنا ماری

غير مبرح ولا يضرب وجهها لورود النهي عنه فان لم ينجع يطلقها كما قال قاضيخان في فتاويه رجل له امرأة
کہ ہڈی نہ ٹوٹی اور منہہ پر نماری　اسکی ممانعت آئی ہی　پہر بہی نمانی تو طلاق دیدیوی چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتا ہی ایک مرد ہی کہ اوسکی بی بی

لا تصلي يطلقها وان لم يكن له مال يوفي مهرها وقال البزازي لان يلقى الله تعالى ومهرها في عنقه اولى من
بی نمازی ہی طلاق دیدی اگرچہ اتنا مال نہووی کہ اوسکا مہر پورا کردی　اور بزازی کہتا ہی اگر مہر گردن پر لیکر اللہ سی ملی تو اوس سی بہتر ہی کہ بی نماز عورت سی وطی کری

ان يطأ امرأة لا تصلي وقد مدح الله تعالى اسمعيل النبي عليه السلام بقوله وكان يأمر اهله بالصلوة والزكوة
اور بیشک اللہ تعالی نی اسماعیل نبی علیہ السلام کی اس آیت مین مدح کی ہی　اور حکم کرتا تہا اپنی گہر والوں کو نماز اور زکوۃ کا

وقالوا حمل اهل بيته على الصلوة سبب لافتتاح باب الرزق وقال صاحب الخلاصة للزوج ان يضرب المرأة على
اور کہتی ہین اپنی اہل بیت کو نماز پر قایم کرنا سبب کشادگی دروازۂ رزق کا ہی　اور خلاصہ والا کہتا ہی خاوند کو اختیار ہی کہ بی بی کو چار عادتوں پر

اربع خصال وما هو في معنى الاربع احدها خروجها عن منزله بغير اذنه بعد ايفاء مهرها والثانية ترك الزينة
ماری　یا کوئی اور بات ان چار کی مانند ہو ایک تو خاوند کی گہر سی بی اجازت باہر جانا بعد مہر لینی کی　دوسری سنگار نہ کرنا

اذا اراد الزوج الزينة والثالثة ترك الاجابة اذا اراد الزوج الجماع وهي طاهرة والرابعة ترك الصلوة وبمنزلة
اگر خاوند کا دل سنگار کو چاہی　تیسری کہنا نہ ماننا　جس وقت خاوند جماع کا ارادہ کری اور وہ عورت پاک ہو　چوتہی نماز نہ پڑہنی　اور قایم مقام

ترك الصلوة ترك الغسل عن الجنابة والحيض ثم انه ان اراد ان يتزوج باخرى وعلم انه يعدل بينهما يجوز له ذلك
ترک نماز کی ہی جنابت یا حیض سی غسل نہ کرنا　پہر مرد اگر اور عورت سی نکاح کیا چاہی اور جانی کہ مین دونوں مین عدالت کرونگا تو بیشک امر جایز ہی

لكن ان لم يفعل فهو ماجور لتركه ادخال الغم عليها لاسيما اذا كانت امرأة صالحة فان صلاحها وعفتها نعمة عظيمة
لیکن اگر نکری تو ثواب پاویگا کیونکہ اپنی بی بی کو غم نہین دیا　خاص ایسی صورت مین کہ وہ بی بی صالحہ ہو　بیشک عورت کی صلاحیت اور عفت بڑی نعمت ہی

لا يكافيها شكر وان خاف انه لا يعدل بينهما لا يجوز له ان يفعل ذلك لان الله تعالى وان جعل له ذلك حلالا حيث
اسکا شکر ادا نہین ہوسکتا اور اگر یہہ خوف ہووی کہ دونوں مین عدالت نہو سکیگی تو دوسرا نکاح جایز نہین ہی اسلئی کہ اللہ تعالی نی اگرچہ حلال کر دیا ہی　چنانچہ

قال فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلث وربع الا انه تعالى عقيب ذلك قال فان خفتم ان لا تعدلوا فوا
فرمایا ہی تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو تین تین چار چار　لیکن اسکی بعد فرماتا ہی　پہر اگر ڈرو کہ برابر نرکہو گی تو ایک ہی بس ہی

فان

فان من كانت له امرأتان او اكثر يجب عليه ان يقسم ويعدل بينهن سواء كان صحيحا او مريضا فيكون عند
بیشک جسکی نکاح مین دو عورتین یا زیادہ ہون تو اوسپر واجب ہی کہ اونمین وقت کی تقسیم اور عدالت کری برابر ہی کہ اچہی چنگی ہون یا بیمار سو ہر ایک کی پاس
كل واحدة منهن يوما وليلة او ثلثة ايام ولياليها ولا يقيم عند احدهن اكثر من ذلك الا باذنهن والثيب و
ایک دن رات یا تین دن رات رہا کری اور کسی کی پاس اس سی زیادہ نہ رہا کری مگر اور ون کی اجازت سی اور اس تقسیم وقت مین
البكر والمراهقة والبالغة والعاقلة والمجنونة والمسلمة والكتابية والصحيحة والمريضة سواء في القسم وكذ
رانڈ اور کواری اور قریب بجوانی اور جوان اور ہوشیار اور باؤلی اور مسلمہ اور کتابیہ اور اچہی چنگی اور بیمار سب برابر ہین اور ایسی ہی
الجديدة والعتيقة سواء في القسم عندنا سواء كانت الجديدة بكرا او ثيبا فانه ان اقام عند الجديدة ثلثة ايام
نئی اور پرانی قسم مین ہماری نزدیک برابر ہین برابر ہی کہ نئی باکرہ ہو یا رانڈ اگر چاہا کہ نئی کی پاس تین دن
او سبعة ايام يقيم عند العتيقة كذلك ولا يميل الى بعضهن لما روي انه عليه السلام قال من كانت له امرأتان
یا سات دن رہی تو پرانی کی پاس بہی وتنا ہی رہی اور کسی ایک کی طرف زیادہ میلان نہ رکہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکی نکاح مین دو جورو ہون
فمال الى احدهما دون الاخرى وفي رواية ولم يعدل بينهما جاء يوم القيمة واحد شقيه ساقط يعني ان احد جنبيه
پہر ایک طرف پیار رکہی سوا دوسری کی اور ایک روایت مین ہی اور دونون مین برابری نہ کری تو قیامت کی دن آویگا اور اوسکی ایک کروٹ گری ہوئی ہوگی مراد یہہ ہی کہ ایک
يكون مجروحا ساقطا بحيث يراه اهل العرصات ليكون له هذا زيادة في التعذيب فان الافتضاح اشد العذاب
کروٹ زخمی ہوگی گری ہوئی ایسا کہ اوس میدان والی سب دیکہین گی تاکہ یہہ اور زیادہ عذاب ہووی کیونکہ بیعزتی کا بڑا عذاب ہوتا ہی
لكن ينبغي ان يعلم ان القسم والعدل انما يجب في العطاء والمبيت دون الحب في الوقاع لان الحب لا يدخل تحت الاختيار
لیکن جاننا چاہئی کہ تقسیم اور برابری خرچ دینی مین اور سونی مین واجب ہی محبت مین اور صحبت مین واجب نہین ہی اسلئی کہ محبت اختیاری نہین ہوتی
والوقاع يبتني على النشاط فلا يقدر على التسوية فيهما لما روي انه عليه السلام كان يقسم بين نسائه فيعدل ثم
اور صحبت کرنا نشاط پر موقوف ہی سو ان دونون مین برابری اختیار مین نہین ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج مین عدالت سی تقسیم کرتی تہی
يقول اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما تملك ولا املك قيل اراد به الحب لان عائشة رض كانت احب نسائه
پہر فرماتی الہی یہہ میری تقسیم ہی جسمین مین مختار ہون سو مجہکو ملامت نہ کرنا جسکا تو مالک ہی اور مین مالک نہین ہون کہتی ہین اس سی مراد ہی محبت اسلئی کہ عائشہ رض آپکو سب ازواج
اليه وكانت سائر نسائه يعرفن ذلك الا انه عليه السلام كان يقسم بينهن ويعدل في العطاء والبيتوتة حتى
سی زیادہ محبوب تہین اور تمام ازواج اس حال سی آگاہ تہین لیکن نبی علیہ السلام سب کو دینی مین اور سونی مین برابر برابر رکہتی تہی یہان تک
في مرضه الذي توفي فيه اذ روي انه عليه السلام كان يطاف به محمولا في مرضه في كل يوم وليلة فيبيت عند كل
کہ اوس مرض مین بہی جسمین وفات پائی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مرض کی اندر ہر روز و شب اوٹہائی پہرتی تہی پہر اونمین سی ایک ایک کی رہ ہر ایک کی پاس شب باشی ہوتی
واحدة منهن وكان يقول اين انا غدا فعلمت ازواجه انه يريد يوم عائشة فاذن له ان يكون حيث شاء فقال
تہی اور پوچہا کرتی کل کہان کی باری ہی سو ازواج مطہرہ سمجہہ گئین کہ عائشہ کی باری پوچہتی ہین پہر سب نی اجازت دیدی کہ جہان چاہین رہین پہر آپنی
فقد رضيتن بذلك فقلن نعم قال حولوني الى بيت عائشة فكان في بيتها حتى مات عندها ومما يجب على الزوج من
پوچہا تم سب اسپر راضی ہو سب نی عرض کیا ہان فرمایا مجہکو عائشہ کی گہر لی چلو سو عائشہ کی گہر رہی یہان تک کہ اونکی پاس وفات کی صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک حق بی بی کا خاوند پر
حقها ان يؤدي اليها مهرها كاملا ان كان قادرا على ادائه وان لم يكن قادرا على ادائه ينوي ان يؤدي اليها اذا قدر
یہہ ہی کہ اوسکا مہر پورا ادا کر دی اگر ادا کر سکتا ہی اور اگر ادا نہین کر سکتا تو ادا کرنی کی نیت رکہی جب طاقت پاوی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی
لانه تعالى قال وآتوا النساء صدقاتهن نحلة اي فريضة من الله تعالى فان اعطاء النساء مهورهن مما فرضه الله تعالى
اور دی ڈالو عورتون کو مہر اونکی خوشی سی یعنی اللہ کا فرض کیا ہوا ہی . بیشک عورتون کا مہر دیدینا اللہ تعالی نی ملت اور دین مین

في الملة والدين فمن نوى ان لا يؤدي اليها مهرها يجيء يوم القيمة زانيا لما روي انه عليه السلام قال ايما رجل تزوج
فرض کیا ہی پہر جسکی یہہ نیت ہووی کہ بی بی کا مہر ادا نکری تو قیامت کی دن زانیوں کی صورت میں آویگا اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جو شخص عورت

امرأة على اقل من المهر او اكثر ليس في نفسه ان يؤدي اليها حقها لقي الله تعالى يوم القيمة وهو زان ولا يطلب منها
سی نکاح کری مقدار مہر کی کمتر پر یا اتنی زیادہ پر کہ اوسکا حق ادا کرنیکی قدرت نہو تو قیامت کی دن خدا کی سامنی ایسا ہو ویگا جیسا زانی اور بی بی سی ادا مہر کی

المهلة لاداء مهرها الا ان يكون فقيرا او توجله المرأة طوعا لا كرها ولا يكلفها ان تهب له مهرها لان الله تعالى بعدما
لئی مہلت نہ مانگی ہاں اگر کنگال ہو یا بی بی اپنی خوشی سی مہلت دیدی زور سی نہین اور بی بی کو تکلیف نکری کہ بخشو ای اسواسطی کہ اللہ تعالی بعد اس آیت کی

قال وآتوا النساء صدقاتهن نحلة قال فان طبن لكم عن شيء منه نفسا فكلوه هنيئا مريئا فمعناه على ما في التيسير وانوار
اور دی ڈالو عورتوں کو مہر اونکی خوشی سی بیچ فرماتا ہی پہر اگر وہ اوسمین سی کچھہ چھوڑ دین تمکو خوشی سی تو وہ کہاؤ رچتا پچتا سو اسکی معنی موافق تیسیر اور انوار

التنزيل انهن ان وهبنا لكم بعضا من الصداق عن غاية الرضا وطيب القلب بلا اكراه ولا افتداء من سوء العشرة فانتفعوا
التنزیل کی یہہ ہین کہ عورتین اگر تمکو کچھہ مہر مین سی اپنی عین رضامندی اور دلکی خوشی سی بی زور اور بی خوف بدمعاملگی کی بخشدین تو کہاؤ پیو

به بلا تبعة فعلم من هذا ان الاستكثار في الاستيهاب مكروه لانه تعالى كما جعل عقد النكاح بيد الزوج ان شاء
پیچہی نہ پڑو اس سی معلوم ہوا کہ بہت کہہ کہہ کر بخشوانا مکروہ ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی جیسی عقد نکاح کو خاوند کی اختیار مین رکہا ہی چاہی

يمسكها وان شاء يرسلها بلا اختيار منها كذلك جعل حلقة سلسلة المهر في رقبته وذمته فعقد النكاح يجرها اليه
عورتسکو رکہی اور چاہی چھوڑ دی عورت کو کچھہ اختیار نہین ایسی ہی حلقہ مہر کی زنجیر کا اوسکی گردن مین اور ذمہ پر رکہا ہی سو عقد نکاح سی عورت کو خاوند

وسلسلة المهر تجره اليها فاستيهاب كل المهر ابطال لحقها وابقاء لحقه وفيه ترك المعادلة وهو نوع من الظلم ولا يطلقها
کہینچتا ہی اور مہر کی زنجیر سی عورت خاوند کو کہینچتی ہی سو تمام مہر کا بخشوا لینا اوسکی حق تلفی اور اپنا حق باقی رکہنا ہی اور اسمین بی انصافی ہی اور یہہ طرح کا ظلم ہی اور بی ضرورت

بغير ضرورة الا ان تكون سيئة الخلق فاسدة الدين تاركة الصلوة لان الطلاق وان كان مباحا لكنه من ابغض
بی بی کو طلاق ندی ہاں اگر بدخو بددین بی نماز ہووی اسلئی کہ طلاق اگرچہ مباح ہی پر یہہ مباح اللہ کی ہان

المباحات عند الله تعالى لما فيه من ايذاء للغير ولا يباح ايذاء الغير من غير ضرورة الا بجناية من جانبها فاذا عزم
بہت ناپسند ہی اسلئی کہ اسمین غیر کی ایذا ہی اور بی ضرورت کسیکو ایذا دینی مباح نہین ہی ہان اگر اوسکی کچھہ خطا ہووی پہر اگر کسی

على تطليقها بسبب الضرورة ينبغي له ان يراعي عدة امور احدها ان يطلقها في طهر لم يجامعها فيه لان الطلاق في الحيض
ضرورت سی طلاق کا ارادہ کری تو لایق یون ہی کہ کئی باتون کا لحاظ رکہی ایک یہہ کہ اوسکو ایسی طہر مین طلاق دیوی جسمین جماع نکیا ہو اسلئی کہ طلاق حیض مین

والطهر الذي جامعها فيه حرام والثاني ان يقتصر على طلقة واحدة ولا يجمع الثلث لانه بدعي قبيح والطلقة الواحدة
اور جس طہر مین کہ جماع کیا ہو حرام ہی دوسری یہہ کہ ایک ہی طلاق پر اکتفا کری تین طلاق نہ جمع کر دی اسلئی کہ طلاق قبیح ہی اور ایک طلاق مین ہی

بعد انقضاء العدة تفيد المقصود مع انها ابعد من الندم لتمكنه من التدارك بالرجعة في العدة وتجديد النكاح بعد
بعد گذر جانی عدت کی مقصود حاصل ہو سکتا ہی باوجودیکہ ندامت سی بچا ہی کیونکہ عدت کی اندر رجعت سی اور بعد عدت کی از سر نو نکاح سی تدارک کا اختیار

العدة واما اذا طلقها ثلثا فربما يندم ولا يمكنه التدارك الا بالحلة وعقد الحلة منهي عنه ويكون هو الساعي فيه
باقی رہتا ہی اور اگر اوسکو تین طلاق دین تو بعضی وقت شرمسار ہوتا ہی اور اوسکا تدارک بغیر حلالہ کی نہین ہو سکتا اور عقد حلالہ ممنوع ہی اور اس عقد کا یہہ ہی ساعی بنتا ہی

ويحتاج الى الصبر مدة مع كون قلبه معلقا بزوجة الغير يرجو ان يطلقها حتى تعود اليه بعد انقضاء عدتها وكل
اور مدت تک صبر کرنا پڑتا ہی اس حال مین کہ اسکا دل بیگانی بی بی سی لگا رہتا ہی اس امید پر کہ طلاق دی تو بعد عدت کی میری پاس آوی یہہ تمام خرابی

تلك ثمرة الجمع وفي الواحدة يحصل المقصود من غير محظور والثالث ان يتلطف في تطليقها من غير عنف ولا استخفاف
طلاق جمع کرنیکا پہل ہی اور ایک طلاق مین بلا کراہت مقصود حاصل ہوتا ہی اور تیسری یہہ کہ طلاق دینی مین لطف برتی خشونت اور حقارت نکری

ويطيب

ويطيب قلبها بان يعطيها شيئا زائدا على مهرها على سبيل المتعة وهي درع وخمار وملحفة عوضا عن ايحاشها

اور اوسكا دل خوش كردے اسطور كہ مہر سے زيادہ كچھہ جوڑہ وغيرہ بطور متعہ كے يعنى كرتا اور دوپٹہ اور چادرہ وحشت اور غم كے بدلہ مين ديدے

والرابع ان لا يفشي سرها ثم انه ان طلقها على مال وهو خلع يكره له ان ياخذ ذلك المال ان كان النشوز من

اور چوتھے يہہ كہ اوسكا بھيد نہ ظاہر كرے پھر اگر اپنے مال كے بدلہ طلاق دے جسے خلع كہتے ہين تو خاوند كو مكروہ ہے كہ اوس مال كو ليلے اگر بدخوئى ناسازگارى

جانبه لانه اوحشها بالارسال فلا يزيد في ايحاشها باخذ المال وقد قال الله تعالى وان اردتم استبدال زوج مكان

خاوند كى طرف سے ہى اٹھى كہ اوسكو چھوڑنے سے ايک تو رنج ديا پھر اوسكا مال ليكر وحشت نہ بڑہاوے اور اللہ تعالى فرماتا ہے اور اگر بدلا چاہو ايک عورت كى جگہ

زوج وآتيتم احداهن قنطارا فلا تاخذوا منه شيئا فانه تعالى نهى عن اخذ الشيء اليسير من القنطار الذي هو المال

دوسرى عورت اور دے چكے ہو ايک كو ڈھير مال تو پھير نہ لو اوسمين سے كچھہ بيشك اللہ تعالى نے قنطار مين سے جو بہت مال ہوتا ہے تھوڑا سا بھى لينے سے منع كيا ہے

الكثير فضلا عن الكثير وان كان النشوز من جانبها يكره له ان ياخذ الزائد على ما دفع اليه من المهر ثم انه ان

بہت لينے كا تو كيا ٹھكانا اور اگر ناسازگارى عورت كى جانب سے ہے تو اوس سے زيادہ لينا جو مہر اوسكو دے چكا ہے مكروہ ہے پھر اگر مرد نے

اكرهها على الخلع والتزمت ان تعطيه مالا للخلاص منه واسقطت ما عليه من المهر ونحوه يقع الطلاق بلا لزوم

اوسپر خلع كى زبردستى كى اور عورت نے اپنا پلہ چھڑانے كو مان ليا كہ مال دونگى يا جو خاوند كى ذمہ مہر وغيرہ تھا ساقط كرديا تو بدون لازم ہونے

ما التزمته من المال وبلا سقوط ما عليه من المهر ونحوه لان الرضا شرط في لزوم المال وسقوطه والاكراه يعدم

مال ماننے ہوئے كے اور بدون ساقط ہونے مہر وغيرہ كے جو خاوند كے ذمہ تھا طلاق پڑجاوے گى اسلئے كہ مال لازم ہوجانے مين اور ساقط ہونے مين رضامندى شرط ہے اور

الرضا على ما بين في موضعه هذا الذي ذكر الى ههنا ما كان على الزوج من حقوق الزوجة واما ما كان على الزوجة

زبردستى مين رضامندى نہين ہوتى چنانچہ اپنى جگہ مين بيان ہوچكا ہے يہان تک وہ حقوق بيان ہوئے جو بى بى كے حق خاوند كے ذمہ ہين اور رہے خاوند كے حقوق

من حقوق الزوج فالقول الشافي فيه ان النكاح نوع رق والزوجة رقيقة الزوج كما قال النبي عليه السلام

جو بى بى كے ذمہ ہين سو قول شافى اوسمين يہہ ہے نكاح غلامى كى قسم ہے اور زوجہ خاوند كى لونڈى ہوتى ہے چنانچہ نبى عليه السلام نے فرمايا

النكاح رق فلينظر احدكم اين يضع كريمته فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان لا حتياط في حقها اهم

كہ نكاح غلامى ہے سو تم ديكھہ لو كہ اپنى پيارى بچى كو كہان ديتے ہو بيشك نبى عليه السلام نے اس حديث مين بيان فرمايا كہ عورت كے حق مين احتياط ضرورتر ہے

لكونها رقيقة بالنكاح لا مخلص لها بوجه من الوجوه الا بتطليق الزوج واما الزوج فهو قادر على الخلاص منها

كيونكہ وہ نكاح كے سبب سے لونڈى ہوجاتى ہے بدون خاوند كے چھوڑے كسيطرح نہين چھوٹ سكتى اور رہا خاوند سو طلاق دىكر عورت سے آپ چھوٹ سكتا ہے

بتطليقها فاذا كانت المراة رفيقة الزوج يلزمها ان تصبر على غيرته وترجو على ذلك من الله الثواب فان ذلك

پھر جب عورت خاوند كى لونڈى ہوئى تو لازم ہے كہ خاوند كى غيرت پر صبر كرے اور اسپر اللہ تعالى سے ثواب كى اميدوار رہے اور بيشك اوسكا يہہ ہى

جهادها لما ورد في الحديث ان جهاد المراة حسن التبعل وهو حسن المعاشرة مع زوجها فعليها ان تطيعه في كل

جہاد ہے اسلئے كہ حديث مين آيا ہے كہ عورت كا جہاد حسن تبعل ہے يعنى خاوند كے ساتھہ نيک گذران پس عورت كے ذمہ ہے كہ خاوند كى اطاعت كرے

ما يامرها بها الا معصية فيها اذ قد ورد في عظيم حقه عليها اخبار كثيرة من جملتها ما روي انه عليه السلام قال

جو كہے جسمين گناہ نہو دے اسواسطے كہ حديثين بہت وارد ہوئى ہين كہ خاوند كا بى بى پر بڑا حق ہے ازانجملہ وہ كہ روايت ہے كہ نبى عليه السلام نے فرمايا

لو كنت آمرا احدا ان يسجد لاحد لامرت المراة ان تسجد لزوجها من عظم حقه عليها وقالت عائشة اتت فتاة

اگر مين كسيكو سجدہ كا حكم ديتا كسيكے لئے تو البتہ عورت كو حكم ديتا كہ خاوند كو سجدہ كيا كرے كيونكہ خاوند كا بى بى پر بڑا حق ہے اور عائشہ رض كہتى ہين ايک جوان عورت

الى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا نبي الله اني فتاة اخطب فما حق الزوج على الزوجة فقال النبي عليه السلام لو

نبى عليه السلام كے پاس آئى عرض كيا اے نبى اللہ كے مين جوان عورت ہون نكاح كيا چاہتى ہون سو خاوند كا بى بى پر كيا حق ہے پس نبى عليه السلام نے فرمايا

كان من قرنه الى قدمه صديد فلحسته ما ادت شكره وقال ابن عباس اتت امراة الى النبي صلى الله عليه وسلم
اگر خاوند کی سر سی پانو تک پیپ بہتی ہو پہر بی بی چاٹ لی تو بہی اوسکا شکر ادا نہین کیا اور ابن عباس کہتی ہین ایک عورت نبی علیہ السلام کی پاس آئی

وقالت يا نبي الله اني امراة ايم واني اريد ان اتزوج فما حق الزوج على المراة فقال النبي عليه السلام من حق الزوج
عرض کیا یا نبی اللہ کی مین عورت بی خاوند ہون میرا ارادہ نکاح کا ہی سو خاوند کا بی بی پر کیا حق ہی . نبی علیہ السلام نی فرمایا ایک حق خاوند کا

على المراة اذا ارادها في نفسها وهي على ظهر البعير ان لا تمنعه ومن حقه ان لا تعطي شيئا من بيته الا باذنه
بی بی پر یہہ ہی کہ اگر خاوند اوسکی طرف رغبت کری اور وہ عورت اونٹ کی کہ پر ہو تو انکار نکری اور خاوند کا ایک یہہ حق ہی کہ اوسکی گہر مین سی اوسکی بی اجازت

فان فعلت كان الوزر عليها والاجر له ومن حقه ان لا تصوم تطوعا الا باذنه فان فعلت جاعت وعطشت
کچہہ نہ دیگی اگر دیگی تو وہ گنہگار ہو گی اور ثواب خاوند کو ہوگا اور اوسکا حق یہہ ہی کہ نفل روزہ اوسکی بی اجازت نرکہی اگر روزہ رکہی گی تو بہو کی پیاسی مریگی

ولم يقبل منها ومن حقه ان لا تخرج من بيته الا باذنه فان فعلت لعنتها الملئكة حتى ترجع الى بيتها وروي
اور قبول نہو گا اور اوسکا حق یہہ ہی کہ اوسکی گہر مین سی بی اجازت باہر نجاوی اگر جاویگی تو جبتک ہنگر آویگی اوسکو فرشتی لعنت کئی جاوینگی اور روایت ہی

انه عليه السلام قال اني رايت ليلة اسري بي امراة معلقة بلسانها فقلت يا جبرئيل ما شانها فقال انها
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ معراج کی شب کو مین نی ایک عورت دیکہی کہ زبان کو مروڑتی ہی مین نی پوچہا یا جبرئیل اسکی کیا خطا ہی عرض کیا یہہ عورت

كانت تؤذي زوجها وجيرانها بلسانها ورايت امراة اخرى معلقة بثديها وهي التي ترضع بغير اذن زوجها و
زبان سی اپنی خاوند اور ہمسایون کو ستاتی تہی اور ایک اور عورت دیکہی کہ اپنی پستان کہسوٹتی ہی وہ ایسی تہی کہ خاوند کی بی اجازت دودہ پلاتی تہی اور

رايت اخرى معلقة برجليها وهي التي تخرج بغير اذن زوجها ورايت اخرى معلقة بيديها وهي التي تفسد مال زوجها
ایک اور عورت دیکہی کہ اپنی پانو پیٹتی تہی وہ خاوند کی بی اجازت گہر سی چلی جاتی تہی اور ایک اور دیکہی کہ اپنی ہاتہہ کسمسوستی ہی وہ وہ تہی کہ خاوند کا مال خراب کرتی تہی

نسخہ: یا زبان سی لٹکائی ہوئی تہی
نسخہ: یا پستان سی لٹکائی ہوئی تہی
نسخہ: یا پانو سی لٹکائی ہوئی تہی
یا ہاتہہ سی لٹکائی ہوئی تہی

وروي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال اذا دعا الرجل امراته الى فراشه فابت فبات غضبان لعنتها الملئكة
اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنی بستر پر بلاوی اور وہ نمانی پہر وہ مرد خفا ہوکر سو رہی تو صبح تک فرشتی اوسپر لعنت

حتى تصبح وفي رواية انه عليه السلام قال والذي نفسي بيده ما من رجل يدعو امراته الى فراشه فتابى الا
کرتی ہین اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا قسم ہی اپنی مالک کی کہ جو مرد اپنی بی بی کو اپنی بستر پر بلاوی اور وہ نہ مانی تو

كان الذي في السماء ساخطا عليها حتى يرضى عنها والحاصل ان اللازم لها ان تطلب رضاه ولا تمنع نفسها عنه
جو کہ آسمان میں ہی اوس سی بیزار ہو گا جبتک خاوند راضی ہو وی خلاصہ یہہ ہی کہ بی بی کو لازم ہی کہ خاوند کی رضا طلب کرتی رہی اور آپکو اوسکی حوالہ کر دی

ولا تتعلل بالحيض ولا تؤخر الاجابة بل تطيعه فور طلبه ان كانت طاهرة عن الحيض واما في حال الحيض فتخبر
اور حیض کا بہانہ نہ کری اوسکی حکم پہیر پر نہ رکہی بلکہ ترت کہتی ہی اطاعت کری اگر حیض سی پاک ہو وی اور حیض کی حالت مین اپنا حال

عن حالها وتلبس اخلاق ثيابها تقليلا لميل الزوج اليها ويستحب لها اذا دخل وقت الصلوة ان تتوضأ وتجلس في
جتاوی اور پرانی کپڑی پہن لی تا کہ خاوند کا دل اودہر نہ لوبہاوی اور حائضہ کو مستحب ہی کہ جب نماز کا وقت آوی تو وضو کر کر گہر مین

مسجد بيتها وتسبح وتهلل قدر اداء الصلوة كيلا يزول عنها عادة العبادة وقد روي انه عليه السلام قال اذا استغفرت
نماز کی جبوترہ پر جتنی دیر نماز کو لگتی ہی سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ پڑہا کری تا کہ عبادت کی عادت نہ جاتی رہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب حائضہ عورت

الحائض في وقت كل صلوة سبعين مرة كتب له الف ركعة وغفر لها سبعون ذنبا ورفع لها درجة واعطي لها لكل
ہر نماز کی وقت ستر بار استغفار پڑہتی ہی تو اوسکو ہزار رکعت کا ثواب ہوتا ہی اور ستر گناہ معاف ہو جاتی ہین اور اوسکا درجہ بڑہ جاتا ہی اور استغفار کی

حرف من استغفارها نور وكتب بكل عرق في جسدها حج وعمرة وفي غير حال الحيض تلبس احسن ثيابها وتطهر
ہر ہر حرف کی بدلہ نور ملتا ہی اور بدن کی رگون کی شمار پر حج اور عمرہ لکہا جاتا ہی اور اگر پاک ہو تو اچہا لباس پہنا کری اور جہان تک ہو سکی

المودة الى زوجها ما استطاعت وتكون متعطرة متنظفة فی نفسها ومستعدة فی الاحوال كلها لاستمتاع الزوج
خاوند سی پیار ظاہر کیا کری . اور خوشبو اور پاکیزہ اور ہر وقت خاوند کی تمتع کی لئی جب وہ خواہش کری تیار رہا کری

بها متى شاء وتكون قاعدة فی قعر بيتها ملازمة لمغزلها من حين زفت اليه الى ان تزف الى القبر فلا تخرج من بيتها
اور گہر کی اندر تنہا بیٹھی رہا کری اوسدن سی کہ خاوند کی ہاں گئی ہی یہانتک کہ قبر مین جاوی اور گہر مین سی خاوند کی بی اجازت

الا باذن زوجها واذا خرجت باذنه تخرج مخفية فی هيئة رثة وتطلب المواضع الخالية دون الشوارع والاسواق
نہ جایا کری اور اگر با جازت جاوی تو چہپ کر بری صورت بناکر اور خالی اوجاڑ رستی کو جاوی سڑک اور بازاروں مین کو

ولا تخرج عطرة متبرجة ولا تتحدث مع رجل فی الطريق لما روی ان عمر رای امراة مع رجل يتحدثان فی الطريق
اور خوشبو لگا کر زیب زینت سی نہ جاوی اور رستہ مین کسی مرد سی بات نکری کیونکہ روایت ہی کہ عمر رض نی ایک عورت کو مرد سی رستہ مین بات کرتی ہوئی دیکہا

فضربهما بالدرة فقال رجل يا امير المؤمنين هی امراتی فقال له عمر لو كانت امراتك فلم لم تدخلها فی بيتك
سو دونوکو تعزیر دی اوس مرد نی عرض کیا یا امیر المؤمنین یہہ میری بی بی ہی عمر نی جواب دیا اگر تیری بی بی ہی تو اپنی گہر مین کیون نہین بیٹہاتا

حتى لا يتهمك احد فی الطريق ولا تخرج الى الحمام وان اذن لها زوجها لما روی عن عائشة انه عليه السلام قال الحمام
تاکہ رستہ مین تجہہ پر کوئی تہمت نہ لی اور حمام مین نہ جاوی اگرچہ خاوند اجازت دیدی کیونکہ عائشہ رض سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا حمام

حرام على نساء امتی فان اقتضت الضرورة الى دخولها فی الحمام لعذر المرض والنفاس يشترط ان تدخل بميزر ولا تكون
میری امت کی عورتوں پر حرام ہی اور اگر بسبب مرض یا نفاس کی حمام مین جانیکی ضرورت آلگی تو شرط یہہ ہی کہ ازار پہن کر جاوی اور حمام مین کوئی

فيه احد من النساء مكشوفة العورة ولا تخرج بزينة فاذا لم يوجد واحد من هذه الشروط لا يحل لها الخروج الى الحمام
عورت ننگی نہووی اور سنگار کر کر نہ نکلی اور ان شرطوں مین سی ایک بہی فوت ہوویگی تو حمام مین جانا حلال نہین ہی

ولكن لا يحل لها الخروج الى المقابر لما ذكر فی نصاب الاحتساب ان القاضی سئل عن جواز خروج المراة الى المقابر فقال لا
اور ایسی ہی عورت کو گورستان مین جانا حلال نہین کیونکہ نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ قاضی سی کسینی پوچہا کیا عورت کو گورستان مین جانا جایز ہی جواب دیا

تسئل عن الجواز فی مثل هذا وانما سل عن مقدار ما يلحقها من اللعن فانها لما نوت الخروج كانت فی لعنة الله تعالى
اس باب مین جواز کو کیا پوچہتا ہی یہہ پوچہہ اوسپر کتنی لعنت پڑتی ہی کیونکہ عورت جب جانیکا ارادہ کرتی ہی تو خدا کی اور فرشتوں کی

وملئكته واذا خرجت تحفها الشياطين من كل جانب واذا اتت القبر يلعنها روح الميت واذا رجعت كانت فی
لعنت میں ہوتی ہی اور جب چلی تو ہر طرف سی شیطان اوسکی ساتہہ ہوتی ہین اور جب قبر پر پہنچی تو مردہ کی روح لعنت کرتی ہی اور جب پہرتی ہی تو

لعنة الله تعالى وملئكته حتى تعود الى منزلها وفی الخبر ايما امراة خرجت الى مقبرة يلعنها ملئكة السموات
اللہ تعالی کی اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہی جبتک اپنی گہر مین آئی اور حدیث مین ہی کہ جو عورت گورستان مین جاتی ہی تو اوسکو فرشتی ساتوں آسمان

والارضين السبع وتمشی فی لعنة الله تعالى وايما امراة دعت للميت بخير ولم تخرج من بيتها يعطيها الله تعالى
اور زمین کی لعنت کرتی ہین اور خدا کی لعنت مین جاتی ہی اور جو عورت گہر مین بیٹہی ہوئی مردی کی حق مین دعاء خیر کرتی ہی تو اوسکو اللہ تعالی ثواب حج

ثواب حجة وعمرة وعن سلمان وابی هريرة انه عليه السلام ذات يوم خرج من المسجد فوقف على باب داره واتت
اور عمرہ کا دیتا ہی اور سلمان اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک روز مسجد سی نکل کر اپنی گہر کی دروازہ پر ٹہر گئی پہر حضرت فاطمہ رض آگئین

فاطمة فقال لها من اين جئت قالت خرجت من منزلة فلانة التی ماتت فقال عليه السلام هل ذهبت
آپ نی فرمایا تو کہاں سی آئی عرض کیا فلانی عورت جو مرگئی ہی اوسکی گہر سی آئی ہوں پہر نبی علیہ السلام نی پوچہا کیا اوسکی قبر بہی گئی تہی

قبرها قالت معاذ الله افعل بعد ما سمعت منك ما سمعت فقال عليه السلام لو زرت قبرها لم تريحی رائحة الجنة
عرض کیا خدا کی پناہ کیا آپسی سنکر جو سنا ہی ایسا کرتی پہر نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر تو اوسکی قبر پر جاتی تو جنت کی بو نہ سونگہتی

وروی انه علیه السلام لما قدم المدینة خرج الی جنازة فرای النساء یتبعن الجنازة فقال لهن اتحملن مع من

اور روایت ہی کہ جب نبی علیہ السلام مدینہ مین آئی تو ایک جنازہ کی ساتھ چلی پہر عورتون کو دیکہا کہ جنازہ کی پیچھی آتی ہین آپ نی اونسی پوچھا کیا تم سب کی ساتھ

یحمل فقلن لا فقال علیه السلام اتصلین مع من یصلی فقلن لا فقال علیه السلام انصرفن مازورات

جنازہ اوٹہاؤگی عرض کیا نہین پہر نبی علیہ السلام نی فرمایا کیا تم سب کی ساتھ نماز پڑہوگی عرض کیا نہین پہر آپنی فرمایا گنہگار ہوکر بی ثواب جاؤ

غیر ماجورات فدل ذلک علی ان المراة لا یباح لها الخروج الی المقبرة ولا تشییع الجنازة بل یلزمها ان یکون من همتها

اس سی معلوم ہوا کہ عورت کو گورستان مین جانا جایز نہین ہی اور نہ جنازہ کی ہمراہ جایا کری بلکہ عورت کو لازم ہی کہ تمام ہمت

اصلاح شانها وتدبیر منزلها ولا تدخل فی بیت زوجها من یکره دخوله فیه من الرجال والنساء وتقدم حقه علی

اپنا حال درست اور گہر کا کاربار کیا کری اور خاوند کی گہر مین کسی مرد یا عورت کو جسکا آنا خاوند ناپسند کرتا ہو نہ آنی دی اور اپنی اور تمام سکی سودہ ہر ونکی

حق نفسها وسائر اقاربها ولا ترفع صوتها فوق صوته ولا تجهر له بالقول ولا تکون منفعتها عن کسبه اذا

حق پر خاوند کا حق مقدم رکہی اور اپنی آواز خاوند کی آواز پر بلند نہ کری اور خاوند کی پیچھی چیخ کر نہ لگی اور اپنا خرچ خاوند کی حرام کمائی مین سی نکری

کان حراما اذ قد کانت النساء فی السلف اذا خرج الرجل من منزله تقول له امراته وابنته ایاک وکسب الحرام فانا

کیونکہ سلف کی عورتین ایسی تہین کہ جب مرد گہر مین سی باہر جاتا تو اوسکی جورو بیٹی کہہ دیتیان حرام کمائی سی پرہیز کرنا ہمسی بہوکہہ پر صبر ہو سکتا ہی آگ پر

نصبر علی الجوع ولا نصبر علی النار وتکون قانعة من زوجها بما رزقه الله تعالی ولا تکلفه ما لا یطیقه ولا تدخل

صبر نہین ہو سکتا اور جو خدا تعالی نی خاوند کو رزق دیا ہی اوسپر قناعت کری اور خاوند کو طاقت سی زیادہ تکلیف ندی اپنی خرچ کا غم نڈالدی

غمها فی امر النفقة بل تکون صابرة متوکلة کما حکی ان رجلا من السلف هم بالسفر فکره جیرانه سفره فقالوا لزوجته

بلکہ صبر سی توکل پر رہی چنانچہ حکایت ہی کہ ایک شخص نی سلف مین سفر کا ارادہ کیا ہمسایون کو اوسکا سفر پسند نہ آیا ہمسایون نی اوسکی بی بی سی کہا

لم ترضین بسفره ولم یدع لک نفقة فقالت زوجی عرفته اکالا وما عرفته رزاقا ولی رزاق یذهب الاکال ویبقی

تو اوسکی سفر پر کیون راضی ہوگئی اور تجہہ تیری لئی خرچ نہین دئی جاتا اوسنی جواب دیا مین اوسکو کہانی والا جانتی ہون رزاق نہین جانتی اور میری لئی رزاق اور ہی سو اکال جاتا ہی

الرزاق ولا تتفاخر بجمالها بل تکون کما روی عن الاصمعی انه قال دخلت البادیة فرایت امراة من احسن الناس وجها

اور رزاق باقی ہی اور اپنی جمال پر ناز نکیا کری بلکہ ایسی ہی جیسی اصمعی سی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مین جنگل مین گیا تو مینی ایک عورت نہایت خوبصورت پاس

تحت رجل قبیح الوجه فی الغایة فقلت یا عجبا مثلک تحت مثله فقالت یا هذا قد اخطات فی قولک لعله احسن

ایک مرد نہایت بدصورت کی دیکہی مین نی کہا کیا عجب ہی تجہسی پری ایسی دیو کی پاس ہی وہ بولی ای شخص تو نی بیجا کہا شاید کہ اسنی اپنی خالق کی

فیما بینه وبین خالقه فجعلنی ثوابه ولعلی اسات فیما بینی وبین خالقی فجعله عقوبتی افلا ارضی الله لی وما

کوئی عبادت کی ہی سو مجہکو اوسکی لئی اوس عبادت کا ثواب ٹہرایا ہی اور شاید مجہسی اپنی خالق کی کوئی خطا ہوگئی ہی سو اسکو میری لئی عذاب مقرر کیا ہی پہر اللہ سی

یجب من حقه علیها دیانة ان تفعل کل خدمة فی داخل الدار من الطبخ والخبز وغسل الثیاب وغیرها حتی لو لم تفعل

کیون نہ پسند کرون اور جو حق خاوند کا بی بی پر ازروی دیانت کی واجب ہی یہہ ہی کہ گہر مین تمام کاروبار جیسی سالن روٹی پکانا کپڑی دہونی وغیرہ کیا کری یہان تک کہ اگر کچہہ

شیئا منها تکون اثمة وان لم تجبر علیها وتری تقصیرها فی خدمته ولا تسأل طلاق ضرتها لان لها ما قدر لها ولا

بہی نہ کری گی تو گنہگار ہوگی اگرچہ اسمین کچہہ اوسپر زور نہین ہی اور خاوند کی خدمت مین اپنی آپ کو مقصر سمجہتی رہی اور اپنی سوکن کی طلاق کی خواہش نکری کیونکہ جو اوسکی قسمت کا ہی

تمنعه عن نکاح ثلث سواها لانه تعالی جعل له ذلک حلالا بشرط العدل حیث قال فانکحوا ما طاب لکم من النساء

سو ملیگا اور خاوند کو اور تین نکاح سی منع نکری کیونکہ اللہ تعالی نی اوسکو یہہ اختیار دیا ہی بشرط عدالت حلال ہی چنانچہ فرمایا ہی تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین

مثنی وثلث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدة وتصبر علی غیرة الضرائر راجیة من الله تعالی الثواب کما صبرت

دو دو تین تین چار چار پہر اگر ڈرو کہ برابر نرکہو گی تو ایک ہی اور سوکنون کی رشک پر صبر کری اللہ تعالی سی امیدوار ثواب کی رہی جیسی نبی علیہ السلام کی

ازواج النبی علیه السلام حتی وهب سودة نوبتها لعائشة حین ایست وعلمت محبته علیه السلام لعائشة ولا
ازواج نے صبر کیا یہان تک کہ سودہ نے بڑہاپی مین اپنی باری عائشہؓ کو دیدی جب اوسکو عائشہ کی حق مین نبی علیہ السلام کی محبت معلوم ہوئی اور

تسال الطلاق من غیر باس وفاقة لما روی انه علیه السلام قال ایما امراة سالت زوجها الطلاق فحرام علیها
بدون ناامیدی اور فاقہ کی طلاق نہ مانگی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو عورت اپنے خاوند سے طلاق مانگی تو اوسپر جنت کی بو حرام ہی

رائحة الجنة ولا تظهر زینتها لغیر زوجها ومحارمها لانه تعالی قال فی حق المؤمنات ولا یبدین زینتهن
اور سوائی اپنی خاوند اور محرمون کی اپنا سنگار نہ دکہاوی اسلئی کہ اللہ تعالی نے مؤمنات کی حق مین فرمایا ہی اور نہ کہولین اپنی سنگار

الا لبعولتهن او ابائهن او اباء بعولتهن او ابنائهن او ابناء بعولتهن او اخوانهن او بنی اخوانهن او بنی اخواتهن
مگر اپنی خاوند کی آگی یا اپنی باپ کی یا سسری یا اپنی بیٹی کی یا سوتیلی بیٹی کی یا اپنی بہائی کی یا اپنی بہتیجون کی یا اپنی بہانجون کی

او نسائهن والزینة ما تتزین به المراة من الثیاب والحلی وغیرهما وهی ظاهرة وباطنة اما الظاهر فلا یجب
یا اپنی عورتون کی اور زینت وہ ہی جو عورت کپڑون اور زیور وغیرہ سے سنگار کرتی ہی اور زینت ایک ظاہر کی ہی اور ایک باطن کی ظاہر کی زینت کا چہپانا تو واجب نہین ہی

سترها ولا یحرم للاجنبی النظر الیها لقوله تعالی ولا یبدین زینتهن الا ما ظهر منها لکن اختلف فیها فقیل هی
اور اجنبی مرد کو اودہر دیکہنا بہی حرام نہین ہی بدلیل اس آیت کی اور نہ دکہاوین اپنا سنگار مگر جو کہلی چیز ہی لیکن اسمین اختلاف ہی کوئی کہتا ہی کہ زینت

الثیاب وهذا قول ابن مسعود وقیل هی الکحل والخاتم وهذا قول ابن عباس وروی عن اصحابنا انه اراد بهما
ظاہری صرف کپڑی ہین یہہ قول ابن مسعود کا ہی اور کوئی کہتا ہی سرمہ اور انگوٹہی یہہ قول ابن عباس کا ہی اور ہماری علماء سے روایت ہی کہ ان دونوں سے مراد

الوجه والکفین لان الکحل من زینة الوجه والخاتم من زینة الکف فلما ابیح النظر الی زینة الوجه والکف کان
چہرہ اور دونوں ہاتہہ ہین اسلئی کہ سرمہ چہرہ کی زینت ہی اور انگوٹہی ہاتہہ کی زینت ہی جب چہرہ اور ہاتہہ کی زینت کا دیکہنا مباح ہوا تو یہہ ہی

اباحة النظر الی الوجه والکف وهذا اذا کان النظر بغیر شهوة واما اذا کان بالشهوة فلا یجوز الا عند العذر وهو
اباحت چہرہ اور ہاتہہ دیکہنی کی ہی اور یہہ اباحت اوس صورت مین ہی کہ بغیر شہوت نظر کری اور اگر نگاہ شہوت سے ہووی تو جایز نہین ہی مگر عذر کی وقت اور وہ عذر

القضاء من القاضی والشهادة من الشاهد والعلاج من الطبیب وکذلک اذا اراد الرجل ان یتزوج امراة فیجوز
قضا قاضی کی ہی اور گواہی گواہ کی اور علاج طبیب کا اور ایسی ہی اگر کوئی مرد کسی عورت سے نکاح کا ارادہ کری تو اوسکو جایز ہی

له ان ینظر الیها لکن لا یجوز له ان ینظر الیها حاسرة ولا الی شئ ما هو عورة فی حقه بل انما یباح له ان ینظر الی وجهها
کہ اوس عورت کو دیکہہ لی پر یہہ جایز نہین ہی کہ ننگی کر کر دیکہی اور نہ ایسا عضو جو اوسکی حق مین عورت ہو بلکہ اتنا ہی مباح ہی کہ فقط چہرہ

وکفیها فقط لانها لیست بعورة فی حقه وذکر فی شرح الکرخی ان النظر الی وجه الاجنبیة لیس بحرام لکن یکره
اور دونوں ہاتہہ دیکہہ لی کیونکہ اوسکی حق مین عورت نہین ہی اور شرح کرخی مین مذکور ہی کہ اجنبی عورت کا مونہہ دیکہنا حرام نہین ہی لیکن بی ضرورت مکروہ ہی

بغیر حاجة اذ لا یؤمن عن الشهوة وذکر فی نصاب الاحتساب ان الحرة تمنع من کشف الوجه والکف والقدم فیما
اسلئی کہ شہوت کا ڈر ہی اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ حرہ کو منہہ اور ہاتہہ پانو کہولنا جسپر اجنبی کی نظر پڑی ممنوع ہی

یقع علیه نظر الاجنبی لانها لا تامن عن شهوة بعض الناظرین الیها الا ان یکون عجوزا فحینئذ یجوز النظر الی وجهها
کیونکہ یہہ ڈر ہی کہ بعضی دیکہنی والی شہوت سے نظر کرینگی ہان اگر بڑہیا ہو تو اب اوسکا چہرہ دیکہنا جایز ہی

ویحل مصافحتها عند الامن عن الشهوة لکن لا تخلو برجل شابا او شیخا لان الخلوة بالاجنبیة وان کان معها غیرها
اور بی شہوت اوس سے مصافحہ کرنا بہی حلال ہی لیکن ہمراہ کسی مرد کی خلوت مین نہ جاوی جوان ہو یا بوڑہا اسلئی کہ خلوت اجنبی عورت کی ساتہہ اگر چہ اوسکی ساتہہ اور

من النساء مکروه کراهة تحریم لما روی عن ابن عباس [illegible] لا یخلون رجل بامراة الا مع المحرم
عورتین ہون مکروہ تحریمی ہی کیونکہ ابن عباس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا [illegible] خلوت مین ہووی مگر اوس وقت [illegible]

واما الزينة الباطنة فهي القرط والقلادة والدملج والخلخال واختلف في السوار فروي عن عائشة رض انها من
اور باطنی زینت بالی اور ہار اور بازوبند اور پازیب اور کنگن میں اختلاف ہی سو عائشہ رضی سی روایت ہی کہ کنگن
الزينة الباطنة وهو الاشبه لمجاوزتها الكف وهذه الزينة الباطنة يحرم ان ينظر اليها الاجانب لا المحارم
باطنی زینت میں ہی اور یہہ ہی لائق معلوم ہوتی ہی اسواسطی کہ کفسی دور ہوتا ہی اور اس زینت باطنی پر اجنبی مرد پر نظر کرنا حرام ہی محرم کو حرام نہیں
لانه تعالى قد سوى في ذلك بين الزوج ومن ذكر معه فاقتضى ذلك اباحة النظر الى مواضع الزينة لهؤلاء المذكورين
اسواسطی کہ اللہ تعالی نی اس باب میں خاوند کو اور جو اسکی ساتھ آیت میں مذکور ہیں سبکو برابر کر دیا ہی یعنی ان لوگوں کو موضع زینت پر نظر کرنی مباح ہی
كما هو للزوج والمراد من نسائهن المؤمنات قال ابن عباس رض ليس للمسلمة ان تتجرد بين نساء اهل الذمة ولا تبدي
جیسی خاوند کو جائز ہی اور مراد نسائہن کی مؤمنات ہیں ابن عباس رض کہتی ہیں مسلمہ کو جائز نہیں ہی کہ اہل ذمہ کی عورتوں میں ننگی ہو اور نہ ظاہر کری اور کافر عورت کی
للكافرة الا ما تبدي للاجانب الا ان تكون امة لها ان تظهر زينتها الباطنة للاجانب فانها ان اظهرها لهم لا يكون لها
سامنی وہی ظاہر کری جو اجنبی مرد کی لئی جائز ہی ان اگر لونڈی ہو تو اسکو جائز ہی کہ اپنی باطنی زینت اجنبی مرد سی ظاہر کردی لونڈی اگر باطنی زینت اجنبی مرد کو دکہاویگی تو حرام
حرمة كما روي عن ابي بكر الاعمش انه خرج الى بعض الرستاق وكانت النساء على شط النهر كاسفات الرءوس والذراع
نہیں ہی چنانچہ ابو بکر اعمش سی روایت ہی کہ وہ کسی شہر میں گیا وہاں عورتیں نہر کی کنارہ پر سر ننگی اور باہیں کہولی ہوئی تہیں
وهو جعل يخالطهن ولا يتحاشى عن النظر اليهن فقيل له كيف فعلت هذا فقال لا حرمة لهن انما اشك في ايمانهن
اور یہہ اونکی ساتہہ مل رہا تہا اور اونکی دیکہنی سی پرہیز نہیں کرتا تہا کسینی اوس سی کہا تونی یہہ کیا کیا جواب دیا انکی حرمت نہیں ہی مجہکو انکی ایمان میں شک ہی
كانهن حربيات وروي عن عمر انه هجم في المدينة على نائحة وضربها بالدرة حتى سقط خمارها فقيل له يا امير المؤمنين
یہہ تمام حربی عورتیں ہیں اور عمر رضی سی منقول ہی کہ وہ مدینہ میں کسی نوحہ کر عورت کو جا پکڑا اور کوڑہ سی اتنا مارا کہ اوڑہنی اوتر گئی کسینی کہا یا امیر المؤمنین
قد سقط خمارها فقال لا حرمة لها في الشريعة فقوله لا حرمة لها في الشريعة قيل معناه انها لما اشتغلت بما لا يحل
اسکی اوڑہنی اوتر پڑی ہی جواب دیا اسکی شریعت میں کچہہ حرمت نہیں ہی پس اس عبارت سی کہتی ہیں مراد یہہ ہی کہ جب اس عورت نی ایسا کام کیا جو
في الشريعة اسقطت حرمة نفسها والتحقت بالاماء فلا يلزم الاحتراز عن النظر اليها

المجلس التاسع والتسعون والمائة

شریعت میں حلال نہیں ہی تو اسنی اپنی حرمت آپ کہو دی لونڈیوں میں مل گئی سو اسکی دیکہنی سی احتراز ضروری نہیں ہی نانویں مجلس اس حدیث کی بیان میں

في بيان قوله عليه السلام استوصوا بالنساء خيرا

اچہی وصیت کرو عورتوں کی حق میں آخر تک

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم استوصوا بالنساء خيرا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا عورتوں کی باب میں اچہی وصیت کرو
فان المرأة خلقت من ضلع فان اعوج شيء في الضلع اعلاه فان ذهبت تقيمه كسرته وان تركته لم يزل اعوج
کیونکہ عورت پسلی سی پیدا ہوئی ہی بیشک پسلی میں ٹیڑہی جگہہ اوپر کی ہی اگر تو اوسکو سیدہی کرتا ہی تو توڑ دیگا اور اگر اوسی حال پر رکہا تو ٹیڑہی رہیگی
هذا الحديث منه رواه ابو هريرة ومعنى الاستيصاء قبول الوصية فكانه عليه السلام قال اني اوصيكم بالنساء
یہہ حدیث بقیہ سہی کا ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور معنی استیصاء کی وصیت قبول کرنی سو گویا نبی علیہ السلام نی یہہ فرمایا میں تمکو عورتوں کی باب میں
خيرا فاقبلوا وصيتي فيهن وافعلوا لهن خيرا ولا تغضبوا عليهن اذا فعلت فعلا غير مرضي عندكم ما لم تكن فيه
اچہی وصیت کرتا ہوں اونکی حق میں میری وصیت قبول کرو اور اونکی ساتہہ بہلائی کرو اور اگر تمہاری نا مرضی کوئی کام کربیٹہیں تو اونپر غصہ مت کرو جبتک اوس کام میں
اثم فانهن خلقت من شيء اعوج وهو الضلع ما ثبت في الاخبار اول النساء وهي حوا خلقت من ضلع آدم النبي
گناہ ہو کیونکہ عورتیں ٹیڑہی چیز سی پیدا ہوئی ہیں یعنی پسلی سی پسلی کہ حدیثوں سی ثابت ہی کہ پہلی عورت یعنی حوا آدم نبی علیہ السلام کی پسلی سی پیدا ہوئی ہی
كما قال الله تعالى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها فيكون في هذا الحديث اشارة الى المرأة خلقت خلقا
چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی بنایا تمکو ایک جان سی اور اوسی سی بنایا اوسکا جوڑا سو اس حدیث میں یہہ اشارہ ہی کہ عورت کی ایسی پیدائش ہی

فیه اعوجاج لا یستطیع احد ان یقیمها او یغیرها عما خلقت علیه فلا ینکر اعوجاجها لانها من ابتداء خلقتها
کہ جسمین کجی ہی کسیکی یہہ طاقت نہین ہی کہ اوسکو سیدہی کردی یا اوسکی عادت بدلدی سو اوسکی کجی برا نہین ہی کیونکہ ابتدا اوسکی پیدائش

واصل فطرتها رکب فیها الاعوجاج فلا یمکن الانتفاع بها الا بمداراتها والصبر علی اعوجاجها اذ لو شرعت ان تقیمها
اور اصل فطرت سی عورت کی ذات مین کجی داخل ہی سو عورت سی منفعت حاصل کرنی بدون مدارات کی اور اوسکی کجی پر صبر کرنیکی نہین ہوسکتی اسلئی کہ اگر تو اوسکو راست

وتجعلها مستقیمة فی افعالها واقوالها لا یمکنك الانتفاع بها بل یؤدی الی کسرها وهو طلاقها فلما علم من هذا
درست کیا چاہی اور تمام افعال اور اقوال مین سیدہی بنا دی تو ممکن نہین کہ تو اوس سی نفع لی سکی بلکہ آخر کو ٹوٹ جاویگی یعنی طلاق ہوگی پھر جب اس حدیث سی عورتوں

الحدیث حال النساء فی ابتداء خلقتهن لزم للرجل حسن المعاملة معهن ورعایة حقوقهن والانفاق علیهن بالمعروف
کی ابتداء پیدائش کا حال معلوم ہوا تو مرد کو لازم ہی کہ انکی ساتہہ معاملہ نیک اور حقوق کی رعایت کیا کری اور انکا خرچ اچھی طرح اوٹہاوی

اذ قال الفقهاء یجب علی الرجل نفقة زوجته سواء دخل بها او لم یدخل بها وسواء مسلمة او ذمیة او فقیرة او غنیة
اسواسطی کہ فقہاء کہتی ہین کہ خاوند پر بی بی کا خرچ واجب ہی خواہ وطی کی ہو یا نہ کی ہو اور برابر ہی کہ وہ مسلمہ ہو یا ذمیہ ہو یا کنگال ہو یا تونگر

لان غنائها لا یبطل حقها فی النفقة سواء کانت کبیرة او صغیرة قابلة للوطی وان لم تکن قابلة للوطی لا یجب علیه
اسلئی کہ تونگری سی اوسکا حق نفقہ کا باطل نہین ہوتا خواہ بالغہ ہو یا نابالغہ قابل وطی کی ہو اور اگر قابل وطی کی نہو تو خرچ واجب نہین

نفقتها والنفقة الواجبة الطعام والکسوة والسکنی علی ما روی عن هشام انه قال سألت محمدا عن النفقة فقال هی الطعام
ہی اور نفقہ واجب کہانا ہی اور کپڑا اور رہنی کا گہر موافق روایت ہشام کی کہ وہ کہتا ہی مین نی محمد سی مقدار نفقہ کی پوچہی جواب دیا کہانا

والکسوة والسکنی اما الطعام فالدقیق والماء والحطب والملح والدهن فان قالت المرأة لا اطبخ ولا اخبز قال قاضیخان فی
اور کپڑا اور رہنیکا گہر کہانی مین تو آٹا اور پانی اور ایندہن اور نمک اور روغن پہر اگر بی بی کہی کہ مین سالن روٹی نہین پکاتی تو قاضیخان اپنی

فتاواه لا تجبر علی الطبخ والخبز بل علی الرجل ان یأتیها بطعام مهیا او یأتیها بمن یعمل لها عمل الطبخ والخبز هذا فی القضاء و
فتاوی مین کہتی ہین سالن روٹی پکانی پر زبردستی نہین ہی بلکہ خاوند کا ذمہ ہی کہ پکا پکایا کہانا حاضر کیا کری یا ایسا آدمی کہ اوسکی لئی سالن روٹی تیار کیا کری

اما فی الدیانة فیجب علیها ان تفعل بل خدمة فی داخل الدار من الطبخ والخبز وغسل الثیاب وغیرها حتی لو لم تفعل شیئا
اور دیانت سو عورت کو واجب ہی کہ گہر کی اندر کی تمام کاروبار سالن روٹی پکانا کپڑی دہونی وغیرہ سب کیا کری اگرچہ کچہہ نہ کیا کریگی

منها تکون آثمة وان لم تجبر علیها وان کان لها خادم یجب علی زوجها نفقة خادمها ان کان الخادم یطبخ ویخبز لان نفقته
تو گنہگار ہوگی اگرچہ اوسپہ کچہہ زور نہین ہی اور اگر بی بی کی پاس کوئی خادم ہو تو خاوند پر اوس خادم کا خرچ بہی واجب ہی اگر وہ خادم سالن روٹی پکاتا ہو اسلئی کہ

فی مقابلة خدمته واذا لم یطبخ ولم یخبز لا یجب علیه نفقته بخلاف المرأة فان نفقتها لیست فی مقابلة الخدمة بل فی
اسکا خرچ بعوض خدمت کی ہی اور اگر سالن روٹی نہ پکاوی تو اوسکا خرچ نہین بخلاف عورت کی کیونکہ بی بی کا خرچ کچہہ خدمت کی بدلہ نہین ہی بلکہ

مقابلة الاحتباس فقد حبست نفسها لحق زوجها فکانت نفقتها علی زوجها وینبغی ان یوسع علیها فی النفقة اذا وسع الله
رکی رہنی کی بدلہ ہی سو وہ اپنی تئین خاوند کو دی چکی اب اوسکا خرچ خاوند کی ذمہ ہی اور لائق ہی کہ جب اللہ تعالی خاوند کو وسعت دی تو عورت کا خرچ

تعالی علیه ویعتدل فیها بلا تقتیر ولا اسراف اذ قال الله تعالی کلوا واشربوا ولا تسرفوا واهم ما یجب علیه ان یطعمها من
بہی زیادہ کری اور بدون کمی زیادتی کی اعتدال پر رکہی اسی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہاؤ اور پیو اور مت اوڑاؤ اور ضروری خاوند پر بہہ ہی کہ وہ کو

الحلال ولا یدخل مداخل السوء لاجل نفقتها فان ذلك خیانة علیها لا رعایة لحقها وینبغی له ان یأمرها بان تتصدق
حلال کہانا کہلاوی اور اوسکی خرچ کی لئی برا طریقہ یعنی چوری چکاری نہ اختیار کری کیونکہ یہہ اوسکا حق تلفی ہی اوسکی حق کی رعایت نہین ہی اور خاوند کو چاہئی کہ اجازت اوسکو دی

ببقایا الطعام وما یفسد لو ترك واما الکسوة فقدرها محمد بدرعین وخمارین وملحفة فی کل سنة والمراد بالدرع
بچتا کہانا اور ایسی چیز جو رکہی رکہی بگڑ جاوی خیرات کر دیا کری اور کپڑی کا اندازہ امام محمد نی یہہ کیا ہی کہ دو کرتی اور دو اوڑہنی اور ایک چادرہ ہر سال اور مراد کرتہ

والخمار صيفيا وشتويا فالصيفي ما يكون رقيقا يصلح في زمان الحر والشتوي ما يكون ثخينا يصلح لدفع البرد ونعم يلزمه
اور دوا اوڑھنی سی گرمی جاڑی کی ہین گرمی کا باریک ہو جو گرمیون مین کام آوی اور جاڑی کا وہ جو گاڑھا ہو جسمین سردی دور ہو اور موزی
الخف والكعب لأن ذلك إنما يحتاج إليه للخروج وليس على الزوج تهيئة أسباب الخروج ولم يذكر السراويل ولا بد منه في الشتاء
اور جوتی کا ذکر نہین کیا اسلئی کہ انکی حاجت باہر جانیکی لئی ہوتی ہی اور خاوند کی ذمہ نہین ہی کہ باہر پہرنیکا سامان تیار کیا کری اور ازارکا بہی ذکر نہین کیا اور ازار جاڑی مین
حتى قال قاضيخان في فتاواه هذا في عرفهم وأما في ديارنا فيجب السراويل وثياب أخر كالجبة والفراش الذي تنام عليه
ضرور چاہئی یہان تک کہ قاضی خان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی یہہ اونکا چلن ہی اور ہمارا ملک سوا ازار بہی واجب ہی اور اور کپڑی جیسی جبہ اور بچہونا جسپہ سووی
واللحاف وما يدفع الحر والبرد ويجب لخادمها قميص وإزار وكساء وخف لأنها تحتاج إلى الخروج للمصالح الخارجة من الرسالة
اور لحاف اور اور جس سی گرمی جاڑا دفع ہو اور خادم کی واسطی قمیص اور ازار اور چادر اور جوتی واجب ہی کیونکہ خادم کو باہر کی کاربار کی واسطی باہر جانی کی حاجت ہی
إلى الأبوين ونحو ذلك ولا يجب لها الخمار لأن شعرها ليس بعورة وأما السكنى فحقها في الدار بيت على حدة تأمن على متاعها
جیسی بی بی کی ماباپ کی پاس بہیجنی اور مانند اسکی اور اسکی لئی اوڑہنی واجب نہین ہی کیونکہ اوسکی سر کی بال عورت نہین ہین اور رہنی کا گہر سوا اوسکا حق احاطہ کی اندر الگ کوٹہی کہ اپنی اسباب کا
ولا تستحي عن غيرها في معاشرة زوجها فإن كان للزوج أحماء من والدة أو أخت أو ولد من غيرها فقالت اجعلني في بيت على حدة
کا فکر نہ ہی اور خاوند کی ساتہہ رہنی مین غیر سی حیا نہ آوی پہر اگر خاوند کی اخیافی بہائی ہون یا بہن ہو یا اور بی بی کی اولاد ہو اور بی بی کہی مجھکو اور گہر تجویز کردی
كان لها ذلك لأنها لا تأمن على متاعها وتستحي عن المعاشرة مع زوجها إن كان البيت في الدار واحدا وإن كان متعددا
تو بی بی کا حق ہی اسلئی کہ چیز بست کا ڈر رہتا ہی اور خاوند کی ساتہہ رہنی مین حیا آتی ہی اگر وہ کوٹہا احاطہ مین ایک ہی ہووی اور اگر کئی کوٹہی ہون
فأعطاها بيتا يغلق ويفتح لم يكن لها أن تطلب بيتا آخر إن لم يكن في الدار من أحماء الزوج من يؤذيها إلا أن يكون
اور اسکو ایسا کوٹہا حوالہ کیا جسمین کہولنی بند کرنیکا بلا شرکت اختیار ہو تو اب اسکا حق نہین کہ اور گہر مانگی اگر اوس احاطہ مین خاوند کی بہائی بند ستانیوالی نہون مگر اوس صورت مین
الزوج يضربها ويؤذيها فشكت إلى القاضي وسئلت أن يسكنها بين قوم صالحين يعرفون إحسانه وإساءته فالقاضي
کہ خاوند اوسکو مارتا اور ستاتا ہو اور وہ قاضی کی پاس فریاد کر کر یہہ کہی کہ مجھکو بہی صالح قوم مین مکان دی کہ اسکی بہلائی برائی دیکہتی رہین پہر قاضی کو
إن علم أن الأمر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وإن لم يعلم أن الأمر كما قالت ينظر إلى جيران الدار فإن كانوا
اگر یقین ہو کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو دہمکا دی اور تعدی سی منع کردی اور اگر یقین نہو کہ عورت سچی ہی تو اوسکی گہر کی ہمسایون کو دیکہی اگر وہ
قوما صالحين يسألهم هل هذا الأمر كما قالت فإن قالوا إن الأمر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وإن قالوا
قوم صلحاء ہون تو اونسی یہہ حال جو عورت بیان کرتی ہی دریافت کری پہر اگر وہ گواہی دین کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو دہمکا دی اور تعدی سی منع کردی اور اگر وہ
ليس الأمر كما قالت يتركها في تلك الدار وإن لم يكونوا قوما صالحين أو كانوا يميلون إليه يأمره أن يسكنها بين قوم
ہمسایہ کہین کہ عورت سچی نہین ہی تو اوسی گہر مین رہنی دی اور اگر وہ ہمسایہ صلحاء نہین ہین یا خاوند کی طرفدار ہون تو اوسکو حکم دی کہ اس عورت کو صلحاء مین
صالحين يخبرونه بإحسانه وإساءته إذ لا يجوز للرجل أن يتعدى في حق النساء لما روي أنه عليه السلام قال الله
مکان بناوی کہ وہ بہلی بری کی خبر کیا کرین اسلئی کہ مرد کو جائز نہین ہی کہ عورتون کی حق مین تعدی کری اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا عورتون کی باب مین
الله في النساء فإنهن عوان عندكم أخذتموهن بعهد الله واستحللتم فروجهن بكلمة الله فإنه عليه السلام حذر
اللہ سی ڈرو اللہ سی ڈرو بیشک عورتین تمہاری مددگار ہین تمنی اونکو اللہ کی عہد سی لیا ہی اور اللہ کی کلمہ سی اونکی فروج حلال کین ہین بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین
أمته في هذا الحديث عن سوء العشرة مع نسائهم لأن قوله عليه السلام الله الله في النساء بمنزلة أن يقال اتقوا الله في
اپنی امت کو عورتون کی ساتہہ بدمعاشگی سی ڈرایا ہی اسلئی کہ قول علیہ السلام اللہ اللہ فی النساء بمنزلہ اس قول کی ہی عورتون کی باب مین اللہ سی ڈرو
أمر النساء فلا تؤذوهن بالباطل لكونهن في أيديكم كالأسارى بل عاشروهن بالمعروف كما قال الله تعالى وعاشروهن
سو اونکو ناحق نہ ستاؤ کیونکہ وی تمہاری قابو مین قیدیون کی مثال ہین بلکہ اونکی ساتہہ خوبی سی گذران کرو چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور گذران کرو عورتون

بالمعروف فانکم اخذتموهن بعهد الله الذی عهد الیکم من الرفق بهن والشفقة علیهن واستحللتم فروجهن
معقول کیونکہ تمنی اونکو اللہ کی عہد پر لیا ہی جو کہ اللہ تعالی نی اونکی ساتھہ نرمی کا اور اون پر شفقت کا تمسی عہد کیا ہی اور تمنی اونکی فرج کو اللہ کی
بامر الله تعالی وحکمه فان نقضتم عهده الذی عهد الیکم فی حقهن وخنتم فی امانته ینتقم منکم لهن
حکم سی حلال کیا ہی پہر اگر تمنی اللہ کا عہد توڑا جو تمہاری ساتھہ اونکی حق میں کیا ہی اور اوسکی امانت میں خیانت کی تو اللہ تمسی اونکا بدلہ لیگا
وذلک لانهن اماء الله تعالی فمن تزوجهن بامر الله تعالی وحکمه تکن عنده امانة وودیعة من الله تعالی
اور یہہ اسلئی کہ عورتیں اللہ کی لونڈیاں ہیں پہر جسنی اونکو اللہ تعالی کی حکم سی اپنا جوڑا بنایا تو وہ اوسکی پاس اللہ تعالی کی امانت اور سپردگی ہیں
فاذا اذیهن بالباطل ولم یعاشرهن بالمعروف یصیر کانه نقض عهده تعالی وخان فی امانته فینتقم منه لهن
پہر جسنی اونکو ناحق ستایا اور خوبی سی گذران نکی تو گویا اوسنی اللہ کا عہد توڑ دیا اور اوسکی امانت میں خیانت کی سو اللہ اوس سی اونکا بدلہ لیگا
فعلی هذا یلزم للرجل حسن الخلق معهن واحتمال الاذی منهن وعدم الالتفات الی بعض معایبهن مالم یکن اثما
اس بیان کی موافق مرد کو لازم ہی کہ اونکی ساتھہ نیک چلن برتی اور اونکی ایذا کی برداشت کری اور بعضی عیبوں پر ترحم کی راہ سی جبتک گناہ نہوں توجہ نکری
ترحما علیهن لقصور عقولهن وقد کان بعض العلماء یقول الاحتمال علی اذی واحد من المرأة فهو فی الحقیقة احتمال
کیونکہ کم عقل ہوتی ہیں اور بعضی علماء کا قول ہی کہ عورت کی ایک ایذا پر برداشت کرنی حقیقت میں بہت سی ایذاء وں کی برداشت ہی
علی اذیة کثیرة اذ فی ذلک الاحتمال الواحد نجاة الولد من اللطمة والقدر من الکسر والثوب من الخرق بل ینبغی له ان
کیونکہ ایک برداشت کرنی میں فرزند کی نجات طمانچہ کہانیسی اور ہانڈی کی نجات ٹوٹنی سی اور کپڑی کی نجات پہٹنی سی ہی بلکہ خاوند کو لازم ہی
یزید علی احتمال الاذی الملاعبة معهن فیلاعبهن مالا اثم فیه فان ملاعبة الرجل مع نسائه لیست من اللهو
کہ ایذا کی برداشت پر اونکی ساتھہ ملاعبت زیادہ کری سو اونکی ساتھہ وہ کہیل کیا کری جسمیں گناہ نہو بیشک ملاعبت خاوند کی بی بی کی ساتھہ لہو باطل میں داخل
الباطل الذی نهی عنه فی الدین بل هی من اللهو الجائز الذی رخص فیه فی الدین فانه علیه السلام کان یمزح مع
نہیں ہی جسکی دین میں ممانعت ہی بلکہ یہہ لہو جائز ہی جسکی دین میں اجازت ہی بیشک نبی علیہ السلام ازواج کی ساتھہ خوش طبعی کیا کرتی تہی
نسائه وینزل الی درجة عقولهن حتی روی انه علیه السلام کان یسابق مع عائشة فی العدو وجاء فی الخبر انه ع
اور اونکی ہی موافق پہنچاتی تہی یہاں تک روایت ہی کہ نبی علیہ السلام حضرت عائشہ کی ساتھہ شرط کرکر دوڑتی اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام
کان من افکه الناس مع نسائه ای من اطیبهم وامزحهم معهن وروی انه علیه السلام قال خیرکم خیرکم لاهله
ازواج کی ساتھہ سبسی زیادہ ظرافت کرتی یعنی اونکی ساتھہ بہت خوش طلعی اور بہت مزاح فرماتی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تم میں اچہا وہ ہی جو اپنی بی بی کی
وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال اکمل المؤمنین ایمانا احسنهم خلقا والطفهم باهله لکن لا ینبغی له ان ینبسط
اچہا ہو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سب مؤمنوں میں کامل ایمان والا وہ ہی جو اپنی اہل کی ساتھہ نیک خلق اور لطف برتی لیکن ایسا نچاہئی
معهن فی حسن الخلق والملاعبة الی حد یفسد خلقهن ویسقط بالکلیة هیبته عندهن بل یراعی الاعتدال فی
کہ اونکی ساتھہ اس درجہ کا حسن خلق اور ملاعبت برتی کہ اونکی عادت بگڑ جاوی اور اونسی سراسر ہیبت جاتی رہی بلکہ اس باب میں اعتدال کا لحاظ رکہی
ذلک فلا یدع الهیبة والانقباض مهما رای منهن منکرا ولا یفتح باب المساعدة البتة بل مهما رای منهن ما یخالف الشرع
سو ہیبت اور دباو موقوف نکری اگر اونسی کچہہ بری بات دیکہی تو دروازہ امداد کا بالکل نہ کہولی بلکہ اونسی جب کوئی امر خلاف شرع دیکہی
یغتضب لان الله تعالی جعله قواما علیهن حیث قال الرجال قوامون علی النساء فیلزمه ان یقوم علیهن بالامر والنهی
تو غصہ کری کیونکہ اللہ تعالی نی مرد کو عورتوں پر حاکم بنایا ہی چنانچہ فرمایا ہی مرد حاکم ہیں عورتوں پر سو مرد کو لازم ہی کہ اونپر حکومت کی ساتھہ قایم رہی
ولا یتغافل عن مبادی الامور التی یخشی غوائلها بل ینبغی له ان یکون صاحب غیرة لکن لا یبالغ فی التعنت واساءة
اور ایسی کام کی مبادی ہی غفلت نکری جسکی بد انجامی کا خوف ہو بلکہ یوں چاہئی کہ غیرت کی ساتھہ رہی لیکن غایت درجہ کی عیب جوئی اور بد گمانی

الظن وتجسس البواطن اذ روي انه عليه السلام نهى ان تتبع عورات النساء وفي لفظ ان يتعنت النساء فان غيرة

اور باطن کی تلاش نکری اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام سی کہ عورتوں کی چھپی باتین تلاش کیجیاوین اور ایک روایت مین ہی کہ عورتوں کی عیب جوئی نکرین

الرجل على اهله من غير ريبة يبغضها الله تعالى كما جاء في الحديث انه عليه السلام قال غيرة يبغضها الله تعالى

کیونکہ مرد کی غیرت بی بی پر بدون وقوع شبہ کی اللہ تعالی کو ناپسند ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ایک غیرت ہی کہ اللہ تعالی کو ناپسند ہی

وهي غيرة الرجل على اهله من غير ريبة لان ذلك من سوء الظن الذي وقع النهي عنه فان بعض الظن اثم واما الغيرة

یعنی مرد کی غیرت بی بی پر بدون شبہ کی کیونکہ یہہ صرف بدگمانی ہی جسکی ممانعت واقع ہوئی ہی بیشک بعضی گمان گناہ ہین اور جو ہی وہ غیرت

في محلها فلا بد منها وهي محمودة لما روي انه عليه السلام قال ان الله يغار وان المؤمن يغار وغيرة الله ان ياتي

جو ٹھیک سر ہو وہ تو ضرور چاہئی اور محمود ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک اللہ غیرت کرتا ہی اور مؤمن غیرت کرتا ہی اور اللہ کو غیرت اسپر آتی ہی

المؤمن ما حرمه الله عليه وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اني لغيور وما امرء لا يغار الا منكوس القلب والطريق

کہ مؤمن جو کہ حرام کام عمل مین لاوی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مین بڑا غیرت والا ہون اور کون شخص ہی کہ غیرت نکری مگر اوندہی دل اور وہ طریق

المغني عن الغيرة ان لا يدخل عليهن رجل ولا يخرجن الى الطرقات بعد من عدم الغيرة فيلزم للرجل ان يمنع زوجته

کہ بیغیرتی سی بچاوی یہہ ہی کہ کوئی مرد انکی پاس نہ آنی پاوی اور عورتین باہر رستہ پر نجایا کرین کیونکہ عورتون کا رستہ پر جانا یہہ ہی بیغیرتی ہی سو مرد کو لازم ہی کہ

عن الخروج من البيت ولا ياذن لها بالخروج الا في مواضع مخصوصة وهي ما قال صاحب الخلاصة نقلا عن مجموع النوازل

بی بی کو گہر مین سی نہ نکلنی دی اور سوا کئی خاص جگہ کی نکلنی کی اجازت ندی اور وہ جگہہ ہین جو خلاصہ والی نی مجموع النوازل مین سی نقل کی ہین

يجوز للزوج ان ياذن لها بالخروج الى سبعة مواضع زيارة الابوين وعيادتهما وتعزيتهما او احدهما وزيارة المحارم

خاوند کو جایز ہی کہ بی بی کو سات جگہ جانی کی اجازت دی ماباپ کی ملاقات کو اور انکی بیمار پرسی کو اور دونو کی یا ایک کی تعزیت کو اور محرمون کی ملاقات کو

وبعد بيان هذه السبعة قال فان كانت قابلة او غسالة او كان لها حق على اخر او لاخر عليها حق تخرج بالاذن وبغير الاذن

اور یہہ سات جگہ بیان کر کر کہا پہر اگر وہ عورت دائی ہو یا مردہ شو یا اوسکا حق کسی پہ ہو یا کسیکا حق اسپر آتا ہو تو با اجازت اور بلا اجازت چلی جایا کری

وفيما عدا ذلك من زيارة الاجانب وعيادتهم والوليمة لا ياذن لها ولو اذن وخرجت كانا عاصيين والاذن قد

اور ایسی موقع کی سوا اجنبیون کی ملاقات اور بیمار پرسی کو اور ولیمہ مین اجازت ندیوی اور اگر خاوند نی اجازت دی اور وہ چلی گئی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت بعضی

يكون بالسكوت وهو كالقول لان النهي عن المنكر فرض وان ارادت ان تخرج الى مجلس العلم بغير رضى الزوج ليس لها

وقت خاموشی سی بہی ہو جاتی ہی اور یہہ خاموشی مانند بولنی کی ہوتی ہی اسلئی کہ ممانعت بری بات سی فرض ہی اور اگر عورت چاہی کہ علم کی مجلس مین بدون مرضی خاوند کی جاوی

ذلك الا ان يقع لها نازلة وامتنع الزوج من السوال لها فحينئذ يسعها الخروج من غير رضى الزوج لان طلب العلم فيما

تو اوسکو اختیار نہین ہی ہان اوس صورت مین کہ کوئی واقعہ پیش آوی اور خاوند پوچھ کر نہ بتاوی بس اب بی مرضی خاوند کی جانی کی گنجایش ہی اسلئی کہ علم کی تلاش حاجت

يحتاج اليه فرض على كل مسلم ومسلمة فيقدم على حق الزوج وان سئل الزوج من العالم واخبرها بذلك لا يسعها الخروج وان

کی وقت ہر مسلم مرد اور مسلمہ عورت پر فرض ہی سو فرض خاوند کی حق پر مقدم ہی اور اگر خاوند نی عالم سی پوچھ کر بتا دیا تو پہر باہر جانی کی گنجایش نہین ملی اور اگر

لم يقع لها نازلة لكن ارادت ان تخرج الى مجلس العلم لتعلم مسئلة من مسائل الوضوء والصلوة ان كان الزوج يحفظ المسائل

اوسکو کوئی واقعہ تو پیش نہین آیا پر دل چاہتا ہی کہ مجلس علم مین جاوی تاکہ مسائل وضو اور نماز کی سیکہی اب اگر خاوند کو مسایل یاد ہین

ويذكرها عندها فله ان يمنعها وان كان لا يحفظ فالاولى ان ياذن لها احيانا وان لم ياذن لا شيء عليه ولا يسعها

اور اوسکو بتاتا رہتا ہی تو اوسکو منع کرنیکا اختیار ہی اور اگر خاوند کو مسایل نہین آتی تو اولی ہی کبہی کبہی اجازت دیا کری اور اگر اجازت ندی تو اوسپر کچہہ الزام نہین ہی اور نہ وہ

الخروج ما لم يقع لها نازلة وان خرجت من بيت زوجها بغير اذنه يلعنها كل ملك في السماء وكل شيء تمر عليه الا الانس والجن

جا سکتی ہی جبتک کوئی واقعہ پیش نہ آوی اور اگر بی بی خاوند کی گہر مین سی بی اجازت چلی جاوی تو اوسپر تمام فرشتہ آسمان کی اور تمام شی جو رستہ مین آتی ہین لعنت کرتی

والحاصل ان خروجها من بيت زوجها بغير اذنه حرام عليها واذا خرجت باذنه تخرج متخفية في هيئة بذة وتطلب
خلاصہ یہہ ہی کہ عورت کا خاوند کی گہر مین سی بی اجازت باہر نکلنا اوسپر حرام ہی اور اگر اجازت سی نکلی تو پردیسی نہما ہیئت بنا کر نکلی اور ڈہونڈہ
المواضع الخالية دون الشوارع والاسواق ولا تخرج عطرة متزينة ولا تتحدث مع رجل في الطريق لما روي ان عمر راى
رستہ سی جاوی سڑک بیوپار اور بازارون کو نہ جاوی اور خوشبو لگاکر بن ٹہن کر نجاوی اور رستہ مین کسی مرد سی نہ بولی کیونکہ روایت ہی کہ عمر رضی ایک
امراة مع رجل يتحدثان في الطريق فضربها بالدرة فقال الرجل هي امراتي يا امير المؤمنين فقال له عمر لو كانت امراتك
عورت کو مرد سی رستہ مین بات کرتی دیکہا تو دونو کی کوڑی ماری اوس مرد نی کہا یا امیر المؤمنین یہہ عورت میری بی بی ہی عمر رضی نی جواب دیا اگر تیری بی بی تہی تو
فلم لم تدخلها في بيتك حتى لا يتهمك احد في الطريق ولا تخرج الى الحمام وان اذن لها زوجها لما روي عن عائشة انه عليه
گہر مین کیون نہ بیٹہائی تاکہ رستہ مین کوئی تجہہ پر تہمت نہ لیتا اور عورت حمام مین نجاوی اگرچہ خاوند اجازت دیوی اسلئی کہ عائشہ رضی سی روایت ہی کہ نبی علیہ
السلام قال الحمام حرام على نساء امتي فان اقتضت الضرورة الى دخولها في الحمام لعذر المرض والنفاس يشترط ان تدخل
السلام نی فرمایا میری امت کی عورتون پر حمام حرام ہی پہر اگر حمام مین جانیکی کوئی ضرورت آ لگی کسی مرض یا نفاس کی عذر سی تو یہہ شرط ہی کہ ننگی
عيرز ولا يكون فيه احد من النساء مكشوف العورة ولا تخرج بزينة فاذا لم يوجد واحد من هذه الشروط لا يحل لها
نہ جاوی اور وہان کوئی عورت ننگی نہو اور سنگار کرکر نہ نکلی پہر اگر ایک بہی شرط فوت ہوویگی تو حمام مین جانا
الخروج الى الحمام وكذا لا يحل لها الخروج الى المقابر لما ذكر في نصاب الاحتساب ان القاضي سئل عن جواز خروج المراة الى
حلال نہین ہی اور ایسی ہی عورت کو گورستان مین جانا حلال نہیں ہی اسلئی کہ نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ کسینی قاضی سی پوچہا کہ عورت کو گورستان مین جانا
المقابر فقال لا تسئل عن الجواز في مثل هذا وانما تسئل عن مقدار ما يلحقها من اللعن فانها لما نوت الخروج كانت في
جایز ہی یا نہین جواب دیا ایسی مقام پر جواز کو کیا پوچہتا ہی یہہ پوچہہ کہ اوسپر کتنی لعنت برستی ہی کیونکہ وہ عورت جبسی جانیکا ارادہ کرتی ہی تو اللہ تعالی
لعنة الله تعالى وملئكته واذا خرجت تحفها الشياطين من كل جانب واذا اتت القبر يلعنها روح الميت واذا رجعت
اور اوسکی فرشتون کی لعنت مین رہتی ہی اور جب نکلتی ہی تو ہر طرف سی شیاطین گہیر لیتی ہین اور جب قبر پر آتی ہی تو مردہ کی روح لعنت کرتی ہی اور جب پہرتی ہی
يكون في لعنة الله تعالى وملئكته حتى تعود الى منزلها وفي الخبر ايما امراة خرجت الى مقبرة يلعنها ملئكة السموت
تو اللہ تعالی اور اوسکی فرشتون کی لعنت مین ہوتی ہی جبتک اپنی گہر پہنچی اور ایک اور حدیث مین ہی جو عورت گورستان مین جاوی اوسپر ساتوں آسمان
السبع والارضين السبع وتمشي في لعنة الله تعالى وايما امراة دعت للميت بخير وتخرج من بيتها يعطيها الله تعالى
اور ساتوں زمین کی فرشتہ لعنت کرتی ہین اور اللہ کی لعنت مین جاتی ہی اور جو عورت گہر مین بیٹہی ہوئی مردکی لئی دعا خیر کرتی ہی تو اوسکو اللہ تعالی
ثواب حجة وعمرة وعن سلمان وابي هريرة انه عليه السلام ذات يوم خرج من المسجد فوقف على باب داره فاتت فاطمة
حج اور عمرہ کا ثواب دیتا ہی اور سلمان اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک روز مسجد مین سی نکل کر اپنی گہر کی دروازہ پر ٹہر گئی وہین فاطمہ آگئین
فقال لها من اين جئت قالت خرجت الى منزلة فلانة التي ماتت فقال هل ذهبت قبرها فقالت معاذ الله ان افعل
آپ نی پوچہا تو کہاں سی آئی عرض کیا مین فلانی عورت کی گہر گئی تہی وہ جو مر گئی ہی پہر آپنی پوچہا کیا اوسکی قبر پر گئی تہی عرض کیا خدا کی پناہ مین ایسا کرتی
شيئا بعد ما سمعت منك ما سمعت فقال لو ذرت قبرها لم تريحي رائحة الجنة وروي انه عليه السلام لما قدم المدينة
بعد اسکی کہ آپ سی سن چکی ہون جو سنا پہر فرمایا اگر تو اوسکی قبر پر جاتی تو جنت کی بو نہ سونگہ سکتی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام جب مدینہ مین تشریف لائی
خرج الى جنازة فراى النساء يتبعن فقال هل تحملين مع من يحمل فقلن لا فقال عليه السلام اتصلين مع من يصلي
تو ایک جنازہ کی ساتہہ چلی دیکہا کہ عورتین پیچہی چلی آتی ہین آپ نی فرمایا کیا تم سب کی ساتہہ جنازہ اوٹہاؤگی عرض کیا نہین پہر آپ نی فرمایا کیا سب کی ساتہہ نماز
فقلن لا فقال انصرفن مازورات غير ماجورات فدل ذلك على ان المراة لا يباح لها تشييع الجنازة ولا الخروج الى المقبرة
پڑہوگی عرض کیا نہین پہر آپنی فرمایا کہ ہٹو کی گنہگار۔ وکربی ثواب اس سی معلوم ہوا کہ عورت کو جنازہ کی ساتہہ جانا مباح نہین ہی اور نہ قبرستان مین جانا

بل لا ينبغي لها ان تكون قاعدة في قعر بيتها ملازمة لمغزلها من حين تزف الى زوجها الى ان تزف الى قبرها ولا تخرج من

بلکہ عورت کو یہہ لازم ہے کہ گھر کے کونے میں بیٹھی ہوئی چرخا کاتا کرے جب سے کہ خاوند کے پاس آئی ہے جبتک گور میں جاویگی اور گھر سے باہر

بيتها بغير اذن زوجها قال ابن الهمام وحيث ابيح لها الخروج فانما يباح بشرط عدم الزينة وتغيير الهيئة الى ما لا يكون

بدون اجازت خاوند کے نہ نکلے ابن الہمام کہتے ہیں عورت کو جہاں جانا مباح ہے تو اس شرط سے کہ سنگار نہ کرے اور ایسی ہیئت بنائے کہ اوسپر مردوں کو

داعيا الى نظر الرجال واستمالتهم اذ قال الله تعالى ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى والتبرج على ما ذكر في الصحاح اظهار

نظر کی رغبت اور میلان نہ ہوئے اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اور دکھلاتی نہ پھرو جیسی دکھانا دستور تھا پہلی وقت نادانی کی اور تبرج کی معنی مطابق بیان صحاح

المرأة زينتها ومحاسنها للرجال وكان ذلك عادة نساء اهل الجاهلية الاولى وهي على ما قيل ما بين آدم ونوح عليهما السلام فنهى

دکھلانا عورت کا اپنا سنگھار اور خوبی مردوں کو اور جاہلیت اولی میں عورتوں کی یہہ عادت تھی اور جاہلیت اولی موافق ایک قول کی آدم علیہ السلام سے نوح علیہ

الله المومنات عن التشبه بهن وامرهن بالقرار في بيوتهن فان المرأة كلما كانت مخفية من الرجال يكون دينها اسلم لما

السلام تک ہے سو اللہ تعالی نے مؤمنہ عورتوں کو اونکی مشابہت سے منع کیا اور انکو حکم دیا کہ اپنے گھروں میں بیٹھی رہو بیشک عورت جبتک مردوں سے پوشیدہ رہیگی اوسکا دین

روي انه عليه السلام قال لابنته فاطمة اي شيء خير للمرأة قالت ان لا ترى رجلا ولا يراها رجل واستحسن قولها

سلامت رہیگا اسلئے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنی بیٹی فاطمہ سے پوچھا عورت کی حق میں کیا بہتر ہے عرض کیا نہ وہ مرد کو دیکھے اور نہ مرد اوسکو دیکھے سو آپ نے اونکا قول

وضمها اليه وقال ذرية بعضها من بعض وكان اصحاب النبي عليه السلام يسدون الثقب والكوى في الحيطان لئلا

پسند کرکر سینہ سے لگالیا اور فرمایا اولاد ایک کی ایک سے ہے اور نبی علیہ السلام کی اصحاب دیواروں کی سوراخ اور روشندان بند کردیا کرتے تھے تاکہ

تطلع النساء على الرجال ورأى معاذ امرأته تطلع في كوة فضربها فينبغي للرجل ان يفعل كذلك ويمنع امرأته عن مثل ذلك

عورتیں مردوں کو نہ جھانکیں اور معاذ نے اپنی بی بی کو روشندان سے جھانکتی ہوئی دیکھلیا تو اوسکو خوب مارا اب مرد کو بھی لازم ہے کہ ویسا ہی کیا کرے اپنی بی بی

ثم انهم ان كان في قلبها بدعة يزيلها ويلقنها اعتقاد اهل السنة والجماعة ويعلمها من احكام الصلوة والحيض والنفاس

منع کرے پھر اگر عورت کی دل میں کوئی بدعت ہو تو اوسکو دفع کرے اور اوسکو عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ کا تلقین کرے اور مسائل نماز کی اور حیض اور نفاس کی

ما تحتاج اليه وان تساهلت في امر الدين او كانت تاركة للصلوة يؤدبها لكن يتدرج في تاديبها فيقدم اولا الوعظ والتخويف

اور جو حاجت پڑتی ہو سب سکھادیوے اور اگر دین کی باب میں سستی کرتی ہو یا بے نماز ہو تو ادب دیوے لیکن اوسکی ادب دینے میں آہستگی برتے پہلے تو زبانی پند دے اور خدا سے

بالله تعالى وان لم ينجع يولي اليها ظهره في المضجع او ينفرد عنها بالفراش ويهجرها ثلث ليال وان لم ينجع يضربها ضربا

ڈراوے اگر باز نہ آوے تو سونے میں غصہ سے اوسکی طرف پشت کرے یا اوس سے جدا سوئے اور تین رات تک اوس سے الگ رہے پھر بھی نہ باز آوے تو اتنا مارے

غير مبرح بحيث يولمها ولا يكسر عظمها ولا يدمي جسمها ولا يضرب وجهها لورود النهي عنه فان لم ينجع يطلقها كما

کہ ہڈی نہ ٹوٹے ایسا کہ دکھہ تو ہو اور ہڈی نہ ٹوٹے اور اوسکا بدن بھی لہولہان نہو جاوے اور مونہہ پر نہ مارے اسکی ممانعت آئی ہے اب بھی نہ مانے تو طلاق دیدے چنانچہ

قال قاضيخان في فتاواه رجل له امرأة لا تصلي يطلقها وان لم يكن له مال يوفيها مهرها وقال البزازي لان يلقى الله تعالى

قاضیخان نے اپنی فتاوی میں کہا ہے ایک شخص کی بی بی بے نماز ہو اوسکو طلاق دیدے اگرچہ خاوند کے پاس اتنا مال نہو کہ مہر پورا کردے اور بزازی کہتا ہے اگر خود مہر

ومهرها في عنقه اولى من ان يطأ امرأة لا تصلي وقد مدح الله تعالى اسماعيل النبي عليه السلام بقوله وكان يامر

گردن پر لیکر اللہ کے سامنے جاوے تو اس سے بہتر ہے کہ عورت بے نماز سے وطی کرے اور بیشک اللہ تعالی نے اسماعیل نبی علیہ السلام کی اس آیت میں مدح کی ہے اور حکم کرتا تھا

اهله بالصلوة والزكوة وقالوا حمل اهل بيته على الصلوة سبب لانفتاح باب الرزق وقال صاحب الخلاصة للزوج ان

اپنی گھر والوں کو نماز اور زکوۃ کا اور کہتے ہیں کہ اہل بیت کو نماز پر مستعد کرنے سے دروازہ روزی کا کھلتا ہے اور خلاصہ والا کہتا ہے خاوند کو اختیار ہے کہ

يضرب المرأة على اربع احدها الخروج عن منزله بغير اذنه بعد ايفائها مهرها والثانية ترك الزينة اذا اراد الزوج الزينة

بی بی کو چار بات پر مارے ایک تو اوسکی بے اجازت گھر سے نکلنے پر جب کہ اپنا مہر لے چکی ہو اور دوسری سنگار نکرنے پر اگر خاوند کا دل سنگار کو چاہے

والثالثة ترك الاجابة اذا اراد الزوج الجماع وهی طاهرة والرابعة ترك الصلوة وبمنزلة ترك الصلوة ترك الغسل
اور تیسری کہنا نہ ماننی پر جسوقت خاوند جماع کی رغبت کری اور وہ عورت پاک ہی ہو اور چوتھی نماز نہ پڑہنی پر اور جنابت اور حیض سی غسل نہ کرنا بہی قایم

عن الجنابة والحیض ثم انه ان اراد ان یتزوج اخری وعلم انه یعدل بینهما یجوز له ذلك لكن ان لم یفعل فهو اولی
مقام ترک صلوۃ کی ہی پہر اگر خاوند دوسرا نکاح کیا چاہی اور یقین کرتا ہی کہ دونون مین عدالت کریگا تو جایز ہی لیکن اگر نکاح نکریگا تو ثواب ہووگا

لترك ادخال الغم علیها لاسیما عند كونها امراة صالحة فان صلاحها نعمة عظیمة لا یكافیها شكر وان خاف ان لا یعدل
کیونکہ بی بی کو غم سی بچایا خاص اس صورت مین کہ بی بی صالحہ ہو کیونکہ اوسکا تقوی بڑی نعمت ہی اسکا شکر ادا نہین ہوسکتا اور اگر یہہ خوف ہو کہ عدالت

بینهما لا یجوز ان یفعل ذلك لان الله تعالی وان جعل له ذلك حلالا بقوله فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنی وثلث
نہ کرسکونگا تو جایز نہین کہ دوسرا نکاح کری اسلئی کہ اللہ تعالی نی اگرچہ اوسکو حلال تو کیا ہی اس آیت مین سو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو اور تین تین

وربع الا انه تعالی عقیب ذلك قال فان خفتم الا تعدلوا فواحدة فان من كانت له امراتان او اكثر یجب علیه
اور چار چار پر اللہ تعالی نی اوسکی بعد فرمایا ہی پہر اگر تمکو ڈر ہو کہ عدالت نکرو تو بس ایک ہی بیشک جسکی پاس دو عورتین ہون یا زیادہ تو اوسپر واجب ہی

ان یقسم ویعدل بینهن سواء كان صحیحا او مریضا فیكون عند كل واحدة منهن یوما ولیلة او ثلثة ایام ولیالیها
کہ اونمین برابر قسم اور عدالت کری برابر ہی کہ بہلی چنگی ہو یا بیمار پہر اونمین سی ہر یک کی پاس ایکدن رات یا تین دن تین رات رہا کری

ولا یقیم عند احدیهن اكثر من ذلك الا باذنهن والثیب والبكر والمراهقة والبالغة والعاقلة والمجنونة والمسلمة
اور کسیکی پاس اس سی زیادہ نہ ٹہرا کری ہان اونکی اجازت سی مضائقہ نہین اور رانڈ اور کواری اور قریب بلوغ اور بالغہ اور ہوشیار اور باؤلی اور مسلمہ

والكتابیة والصحیحة والمریضة سواء كانت الجدیدة بكرا او ثیبا فانه ان قام عند الجدیدة ثلثة ایام او سبعة
اور کتابیہ اور تندرست اور بیمار سب برابر ہین اگرچہ نئی باکرہ ہو یا رانڈ بیشک اگر خاوند نئی کی پاس تین دن یا سات دن رہی

ایام یقیم عند العتیقة مثل ذلك ولا یمیل الی بعضهن لما روی انه علیه السلام قال من كانت له امراتان فمال الی
تو قدیمی کی پاس بہی وتنا ہی رہی اور بعضی کی طرف زیادہ میلان نہ کری اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی جسکی پاس دو عورتین ہون پہر ایک کی طرف

احدیهما جاء یوم القیمة واحد شقیه ساقطة یعنی ان احد جنبیه یكون مجروحا ساقطا بحیث یراه اهل العرصات
رغبت کری تو قیامت کی دن ایسی حالت مین آویگا کہ اوسکی ایک جانب گری ہوئی ہو گی یعنی اوسکی کروٹ ایسی زخمی گری ہوئی ہوگی کہ اہل عرصہ سب دیکہینگی

لیكون له هذا زیادة فی التعذیب فان الافتضاح اشد العذاب لكن ینبغی ان یعلم ان القسم والعدل انما یجب
تاکہ یہہ رسوائی اور زیادہ عذاب ہووی کیونکہ رسوائی مین سخت تر عذاب ہوتا ہی لیکن یاد رکہنی کی بات ہی کہ قسم اور عدالت یہہ ہی خرچ دینی مین

فی العطاء والمبیت دون الحب والوقاع لان الحب لا یدخل تحت الاختیار والوقاع یبتنی علی النشاط فلا یقدر علی التسویة
اور سونی مین واجب ہی محبت مین اور جماع مین واجب نہین اسلئی کہ محبت اختیاری نہین ہوتی اور جماع نشاط دلی پر موقوف ہی انہین برابری کی قدرت نہین

فیهما لما روی انه علیه السلام كان یقسم بین نسائه ویعدل ثم یقول اللهم هذا قسمی فیما املك فلا تلمنی فیما تملك
ہی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج مین قسم اور عدالت کیا کرتی پہر کہتی یا الہی مجہسی یہہ ہوسکتا ہی جسکا مجہی اختیار ہی سو مجہکو ملامت مت کرنا

ولا املك قیل اراد به الحب لان عائشة كانت احب نسائه الیه وكانت سائر نسائه یعرفن ذلك الا انه علیه السلام
جسمین تو مختار ہی اور مین مختار نہین کہتی ہین کہ اس سی محبت مراد ہی اسلئی کہ عائشہ رض آپکو سب ازواج سی زیادہ تر محبوب تہین اور تمام ازواج کو یہہ حال معلوم تہا لیکن نبی علیہ السلام

كان یقسم ویعدل فی العطاء والبیتوتة حتی فی مرضه الذی توفی فیه اذ روی انه علیه السلام كان یطاف به
دینی مین اور رات کی رہنی مین قسم و عدالت کیا کرتی تہی یہانتک کہ مرض الموت مین بہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مرض کی اندر پہروزا اوٹہا ئی پہرا کرتی

محمولا فی مرضه كل یوم ولیلة فیبیت عند كل واحدة منهن وكان یقول این انا غدا این انا غدا ففطنت ازواجه انه یرید
تہی پہر شبکو ہر یک کی ہان رہا کرتی اور پوچہا کرتی کل کہان کی باری ہی کل کہان کی باری ہی اس سی ازواج سمجہہ گئین کہ عائشہ کی باری

یوم عائشة فاذنّ له ان یکون حیث شاء فقال هل رضیتن بذلك فقلن نعم قال علیه السلام حوّلونی الی بیت عائشة
پوچھتی ہیں پھر سب نے اجازت دیدی کہ آپ جہاں چاہیں رہیں پھر آپنے پوچھا تم سب اسپر راضی ہو عرض کیا ہاں علیه السلام نے فرمایا مجھکو عائشہ کی گھر پہنچاو

فکان فی بیتها حتی مات عندها ومما یجب علی الزوج من حقها ان یؤدی الیها مهرها کملا ان کان قادرا علی ادائه وان لم
پھر عائشہ کی گھر رہی یہان تک کہ اونکی پاس وفات کی صلی الله علیه وسلم اور بی بی کا جو حق خاوند پر واجب ہی یہ ہی کہ اوسکا پورا مہر ادا کردی اگر قدرت ادا کی رکھتا ہو اور اگر

یکن قادرا علی ادائه ینوی ان یؤدیه اذا قدر اذ قال الله تعالی وآتوا النساء صدقاتهن نحلة ای فریضة من الله تعالی فان
ادا کی قدرت نہین ہی تو ادا کی نیت رکھی جب قدرت پاوی اسلئی کہ الله تعالی فرماتا ہی دیدی ڈالو عورتون کو مہر اونکی خوشی سی یعنی الله تعالی کا فرض کیا ہوا بیشک

اعطاء النساء مهورهن مما فرض الله تعالی فی الملة والدین فمن نوی ان لا یؤدی الیها مهرها یجیء یوم القیمة زانیا لما
عورتون کو مہر دیدینا دین وملت مین الله ہی کا فرض کیا ہوا ہی پھر جسکی یہ نیت ہو کہ بی بی کا مہر ادا نکری تو قیامت کی دن زانی ہو کر آویگا اسلئی

روی انه علیه السلام قال ایما رجل تزوج امراة علی ما قل من المهر او کثر لیس فی نفسه ان یؤدی الیها حقها لقی الله تعالی
کہ روایت ہی کہ نبی علیه السلام نے فرمایا ہی کہ جس شخص نے کسی عورت سی نکاح کیا مقدار مہر سی کمتر پر یا اتنی ہی یا زیادہ پر کہ اوسکی ادا کرنی کی نیت نہین تو الله کی پاس

وهو زان ولا یطلب منها المهلة لاداء مهرها الا ان یکون فقیرا ان توجله المراة طوعا لا کرها ولا یکلفها ان تهب له مهرها
زانی ہو کر آویگا اور مہر ادا کرنیکی واسطی بی بی سی مہلت نہ مانگی ہان اگر کنگال ہو تو بی بی اپنی خوشی سی مہلت دیدی کچھ زور نہین ہی اور ہبہ دباؤ نہ ڈالی کہ

لانه تعالی بعد ما قال وآتوا النساء صدقاتهن نحلة قال فان طبن لکم عن شیء منه نفسا فکلوه هنیئا مریئا فمعناه
مہر بخشدی اسلئی کہ الله تعالی اس آیت کی بعد اور دیدی ڈالو عورتون کو اونکی مہر دلکی خوشی سی فرماتا ہی پھر وہ اگر اوسمین سی کچھ چھوڑ دین تمکو دلکی خوشی سی تو وہ کھاؤ رچتا پچتا سو اس

علی ما فی التفسیر وانوار التنزیل انهن ان وهبن لکم بعضا من الصداق عن غایة الرضاء وطیب القلب بلا اکراه ولا اقتداء
آیت کی معنی تفسیر انوار التنزیل یہ ہین بیشک اگر عورتین تمکو کچھ مہر مین سی بخشدین عین رضا اور دلکی خوشی سی بی دباؤ اور نہ بدمعاملگی کرنیسی

من سوء العشرة فتنتفعوا به بلا تبعة فعلم من هذا ان الاستکثار لا شتهائها مکروه لانه تعالی کما جعل عقد النکاح بید الزوج ان شاء
سووہ کہاؤ پیو بدون بہجی پر تی کی اس آیت سی معلوم ہوا کہ زیادہ خواہش کرنی مہر بخشوانی کی مکروہ ہی اسلئی کہ الله تعالی نی جیسی کہ عقد نکاح خاوند کی اختیار

یمسکها وان شاء یرسلها بلا اختیار منها کذلك جعل حلقة سلسلة المهر فی رقبته وذمته فعقد النکاح یجرها الیه وسلسلة
مین رکہا ہی اگر چاہی بی بی کو روک رکہی اور اگر چاہی اوسکو چھوڑ دی عورت کو کچھ اختیار نہین ہی ایسی ہی مہر کی زنجیر خاوند کی گردن مین ڈالدی ہی پہلا اوسکا عقد نکاح عورت کو خاوند کی

المهر تجره الیها فاستیهاب کل المهر ابطال لحقها وابقاء لحقه وفیه ترك المعادلة ونوع من الظلم ولا یطلقها بغیر ضرورة
خاوند کو عورت کی طرف کہینچتی ہی سو کل مہر بخشوانا عورت کی حق تلفی ہی اور اپنا حق باقی رکہنا ہی اور اسمین بی انصافی اور ایک طرحکا ظلم ہی اور بی بی کو بی ضرورت

الا ان تکون سیئة الخلق فاسدة الدین تارکة الصلوة لان الطلاق وان کان مباحا لکنه من ابغض المباحات عند الله تعالی
طلاق نہ دیوی ہان اگر بد خو بد مزاج بی دین بی نماز ہووی تو خیر اسلئی کہ طلاق اگرچہ مباح ہی پر مباحات مین سی الله تعالی کی نزدیک بہت ناپسند

لما فیها من الایذاء ولا یباح ایذاء الغیر من غیر ضرورة الا بجنایة من طرفها فاذا عزم علی تطلیقها بسبب الضرورة ینبغی له ان
ہی کیونکہ اسمین ایذا ہی ہی اور بلا ضرورت کسیکو ایذا دینی مباح نہین ہی مگر عورت کی خطا پر پھر جب کسی ضرورت مین طلاق دینی کا ارادہ کری تو چاہیئی

یراعی عدة امور احدها ان یطلقها فی طهر لم یجامعها فیه لان الطلاق فی الحیض والطهر الذی جامعها فیه حرام والثانی
کہ کئی بات کا لحاظ کری ایک تو یہ کہ ایسی طہر مین طلاق دی جسمین جماع نکیا ہو اسلئی کہ طلاق حیض مین اور ایسی طہر مین کہ جماع کرچکا ہو حرام ہی دوسری یہ

ان یقتصر علی طلقة واحدة ولا یجمع بین الثلث لانه بدعی قبیح والطلقة الواحدة بعد انقضاء العدة تفید المقصود مع انه
کہ ایک ہی طلاق پر اکتفا کری تین طلاق اکہٹی نہ دی کیونکہ یہ بدعی قبیح ہی اور ایک طلاق سی ہی بعد گذر جانی عدت کی وہ ہی مقصود حاصل ہوتا ہی

ابعد من الندم لتمکنه من التدارك بالرجعة فی العدة وبتجدید النکاح بعد العدة واما اذا طلقها ثلثا فربما یندم ولا یمکنه التدارك
باوجودیکہ ندامت سی بہت الگ ہی کیونکہ اسکا تدارک کرسکتا ہی عدت مین تو رجعت سی اور بعد عدت کی نئی نکاح سی اور اگر اوسکو تین طلاق دین تو بعضی دفعہ خاوند

الا بالحلة وعقد الحلة منهی عنه وورد فیه اللعن ویکون هو الداعی فیه ویحتاج الی الصبر مدة مع کون قلبه متعلق
اوسکا تدارک نہیں ہوسکتا اور حلالہ کی ممانعت آئی ہی اسمین لعنت وارد ہوئی ہی اور اسمین یہہ ہی شخص باعث ٹہریگا اور مدت تک صبر کرنا پڑیگا ایسی حال

بزوجة الغیر فیرجو ان یطلقها حتی تعود الیه بعد انقضاء عدتها وکل ذلک ثمرة الجمع وفی الواحدة یحصل المقصود من
مین کہ دل بیگانی جورو کی طرف لگا رہیگا اس امید پر کہ وہ کب طلاق دیگا کہ بعد عدت کی میری پاس آویگا یہہ سب خرابیان تین طلاق کی ثمرہ ہین اور ایک طلاق مین

غیر محذور والثالث ان یتلطف فی تطلیقها من غیر عنف ولا استخفاف ویطیب قلبها بان یعطیها شیئا زائدا علی مهرها علی
بی خطرہ مقصود حاصل ہوتا ہی اور تیسری یہہ کہ طلاق دینی مین لطف برتی زشتی اور تحقیر سی پیش نہ آوی اور اوسکا دل خوش کردی اسطور کہ مہر کی سوا کچہہ اور بہی

طریقة المتعة وهی درع وخمار وملحفة عوضا عن ایحاشها والرابع ان لا یفشی سرها ثم ان مات طلقها علی مال وهو الخلع یکره له
بطور امداد فائدہ کی　　اونکو دیدیگا یعنی کرتا اور اوڑہنا اور لحاف یہہ وحشت دینی کا عوض ہی اور چوتہی اوسکا بہید نہ ظاہر کری پہر اگر اوسکو مال پر طلاق دی جو خلع

ان یاخذ ذلک المال ان کان النشوز من جانبه لانه اوحشها بالارسال فلا تزید فی ایحاشها باخذ المال وقد قال الله تعالی
کہلاتا ہی تو مرد کو وہ مال لینا مکروہ ہی اگر خاوند کی طرف سی بدمزاجی ہوئی ہی اسلئی کہ ایک تو طلاق دیکر ستایا پہر مال لیکر زیادہ نہ ستاوی　　اور بیشک اللہ تعالی فرماتا

وان اردتم استبدال زوج مکان زوج واتیتم احدٰهن قنطارا فلا تاخذوا منه شیئا فانه تعالی نهی عن اخذ شیء
ہی اور اگر بدلا چاہو ایک عورت کی جگہ دوسری عورت اور دی چکی ہو ایک کو ڈہیر مال تو پہیر نہ لو اوسمین سی کچہہ　　کیونکہ اللہ تعالی تہوڑا لینی سی بہی منع کرتا ہی

یسیر من القنطار الذی هو المال الکثیر فضلا عن الکثیر وان کان النشوز من جانبها یکره ان یاخذ الزاید علی ما دفع
قنطار مین سی جو بہت مال ہوتا ہی بہت لینی کا تو کیا بات ہی　　اور اگر عورت کی طرف سی بدمزاجی ہو تو جتنا مہر ادا کیا ہی اوس سی زیادہ لینا مکروہ ہی

الیها من المهر ثم ان اکرهها علی الخلع والتزمت ان تعطیه مالا للخلاص منه او اسقطت ما علیه من المهر ونحوه لا کرضا
پہر اگر خاوند نی اوسپر خلع کی لئی زور کیا اور عورت نی مال تسلیم کیا تاکہ اوسکی پنجہ سی بچی یا مہر وغیرہ اوسکی ذمہ سی ساقط کردیا تو　　اسلئی

شرط فی لزوم المال وسقوطه والاکراه عدم الرضاء علی ما بین فی موضعه وان مات زوجها وارادت ان تکون فی
کہ مال لازم ہوجانی مین اور ساقط ہونی مین رضامندی شرط ہی اور اکراہ مین رضامندی نہیں ہوتی چنانچہ اپنی جگہ مین بیان ہوچکا ہی اور اگر اوسکا خاوند مر جاوی اور

الاخرة زوجته ینبغی لها ان لا تتزوج زوجا اخر لان المراة تکون فی الاخرة لاخر ازواجها علی ما روی ان ابا سفیان خطب
بی بی یہہ آرزو کری کہ آخرت مین بہی اوسی خاوند کی بی بی ہوں تو اب دوسرا نہ بیاہی کہ عورت آخرت مین پچہلی خاوند کی جورو ہوگی مطابق اس

ام الدرداء بعد وفات ابی الدرداء فابت وقالت سمعت ابا الدرداء یحدث عن النبی علیه السلام ان المراة لاخر
ام درداء سی بعد وفات ابو درداء کی منگنی کا پیغام بہیجا سو اوسنی نہ مانا اور جواب دیا کہ مینی ابو الدرداء سی سنا ہی کہ نبی علیہ السلام سی روایت کرتا تہا کہ عورت آخرت

ازواجها فی الاخرة وقال لی ان اردت ان تکونی زوجتی فی الاخرة فلا تتزوجی بعدی وقیل هی فی الاخرة لاحسن ازواجها
مین پچہلی خاوند کی بی بی ہوگی اور مجہکو وصیت کی ہی اگر تو چاہی کہ آخرت مین میری بی بی ہو تو میری بعد اور خاوند نکرنا اور کوئی کہتا ہی کہ عورت آخرت مین نیک

خلقا لما روی ان ام حبیبة زوجة النبی صلی الله علیه وسلم سالت النبی علیه السلام
خاوند کو ملی گی اسلئی کہ روایت ہی کہ ام حبیبہ　　نبی علیہ السلام کی زوجہ نی　　نبی علیہ السلام سی پوچہا

ان المراة تکون لها زوجان فلایهما تکون فی الاخرة فقال علیه السلام تخیر فتختار احسنهما خلقا منهما تمت
جس عورت کی دو خاوند ہوں　　تو آخرت مین کسکو ملی گی　　سو نبی علیہ السلام نی فرمایا عورت کو اختیار ملیگا پس وہ اچہی کو پسند کریگی

خاتمة الطبع الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله والصلوة علی نبیه اشرف الکائنات
واکمل الموجودات محمد صلی الله علیه وسلم وعلی اله واصحابه اما بعد احقر العباد سبحان بخش عفی الله عنه ساکن قصبہ شکارپور ضلع مظفرنگر عرض کرتا ہی
کہ کتاب مجالس الابرار جسکی حال مین مولوی شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ اپنی دست مبارک سی یہہ لکہتی ہین کتاب مجالس الابرار ومسالک الاخیار
فی علم الوعظ والنصیحة یتضمن فوائد کثیرة من باب اسرار الشرایع ومن باب الفقه ومن ابواب السلوک ومن ابواب رد البدع

والعادات الشنيعة لا علم لنا بحال مصنفه الا ما يكشف عنه هذا التصنيف ومن تدينه وتورعه وتفننه
فی العلوم الشرعية ولنعم ما قيل لا تنظر الی من قال واسمع الی ما قال فانما يعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال والله اعلم
بالصواب واليه حسن العاقبة والمآل۔ انتہی ردبدعت میں بی مثل اور فن نصایح اور وعظ میں بی نظیر اور تحقیق حقایق دینی میں بی مانند اور بعد غور
مسائل علمی میں لاثانی و بی سہیم سبحان اللہ جو بات مصنف کی قلم سی نکلتی ہی سو مدلل بآیات صریح اور جو مضمون اوسکی زبان پر آتا ہی سو مبرہن باحادیث وروایات صحیح
کوئی مطلب ایسا نہیں جسکی سند آیت یا حدیث نہو کوئی ذکر ایسا نہیں کہ اوسکا حامی کسی بزرگ کا قول قدیم یا حدیث نہو نواب صاحب مستغنی عن الاوصاف جناب مولانا والمنا
مولوی حاجی محمد قطب الدین خان صاحب کو واسطی افاضہ عام اور فیض تام کی اسکی ترجمہ کا خیال آیا کہ اس کتاب کی مضامین عام فہم ہو جاویں اور تمام صغیر وکبیر جو اردو
پڑھ سکتا ہو سب فیض اوٹھاویں اور اپنی تئیں کم فرصت دیکہہ کر اس ناکارہ بیچمیرز کو ارشاد فرمایا میں نی باوجود بی سامانی کی بمقتضای المامور معذور ترجمہ لکہنا شروع کیا آخر میسوین
ربیع الثانی بسنبارہ سو انچاس ۱۲۴۹ ہجری میں لکہہ کر تمام کیا فجاء بحمد اللہ کما یروق النواظر ویسقی الغليل ويشفی العليل ويشحذ الاذہان ويجدد الخواطر اور اسکا نام خزينة الاسرار
فی ترجمة مجالس الابرار تجویز کر کر جناب موصوف کی خدمت میں پیش کیا مولانا صاحب نی ساری ترجمہ کو بالاستيعاب ملاحظہ فرمایا اور پسند کر کر اجازت طبع کی دی
اب ناظرین باصفا و سالکین بی ریا سی امید ہی کہ بلحاظ اصلاح غور فرما کر دیکہیں اور بتعمق نظر مطالعہ کریں اور جہان سقم پاویں اصلاح دیکر درست کریں وما توفيقی
الا بالله عليه توكلت واليه انيب۵ **اشتہار** احقر العباد سبحان بخش مترجم مجالس الابرار کا صاحبان مطبع کی خدمت میں عرض کرتا ہی
کہ میں نی حق ترجمہ کتاب اپنی کا شیخ محمد حسین ولد حاجی غلام حسین عطار دہلوی ای لیکر اسکی طبع کا ہمیشہ کو مالک کر دیا آیندہ کو کوئی صاحب بعدان شیخ محمد حسین موصوف کی اجازت
اور رضامندی کی اسکی چہاپنی کا ارادہ نکریں میری اجازت اور رضامندی اصلا معتبر نہیں اب میں محمد حسین چونکہ حق مترجم کا دی چکا اور یہہ ترجمہ بصدقہ رجسٹری ہوکر ملک میری ہوگیا
ایکتاب کو حسب منشا قانون یازدہم سنہ ۱۸۳۵ع بغیر اجازت میری کی کوئی نہ چہاپی نہیں تو بموجب اس قانون کی ثمرہ پا دیگا فقط صورة ما قرظه الفقير محمد حسين
صانه الله عن سوء وشين سجود الاقدام بارض حمد موجبة لعز الجباه وصفايح القلوب بنور ثنائه مقتبسة لبياض العز والجاه
صنيعته البليغة تقلب الليل والنهار ورحمته العميمة تنزل على مجالس الابرار وتهدى الفجار الى التوبة والندامة والاستغفار والصلوة والسلام
الاتمان من الله العزيز الرحمن على من عرج منتهى القصر المعلى فاستوى ثم دنى فتدلى خاتم الانبياء والمرسلين شفيع العصاة رحمة للعالمين
منشور افضاله المنشرح لك صدرك مزين بخيام رفعنا لك ذكرك وعلى آله وصحبه الباذلين فی سبيل الله واعلاء كلمة الله انفسهم
واموالهم وعلى الذين اتبعوهم باحسان واحسنوا اعمالهم **وبعد** فيقول العبد الحقير محمد حسين الفقير الراجى رحمة الغفار عفا الله عما هو مستخف
بالليل وسارب بالنهار يوم تكون سرابيل المجرمين من قطران وتغشى وجوههم النار هذا در منثور يليق ان يدرج فی حق الصدور وسراج لحجاج
المحسنين الاخيار مصباح لمجالس المتقين الابرار نذير عريان للغافلين منكر مبين للناس كلهم اجمعين انيس نفيس للواعظين رياض
ذات افنان وانهار للناصحين جواهر سنية تصلح لاعناق عروس حفظ العلماء ويواقيت ثمينة تستاهل لترصيع تاج الوعاظ الاذكياء اعنى
تحفة الاخيار الكتاب المستطاب المسمى بمجالس الابرار رحم الله من صنفه وجمعه والفه وجعل جنة الفردوس ماونه واوصله الى ما كان يتمناه
رضى الله عنه وارضاه هو الذى فی فهمه الارشاد والتذكير مغنى الواعظين وفی آداب الارشاد والترغيب والترهيب كاف للناصحين يا عجبا كتابه هذا
وما احسن وما شاء الله اودع فيه نادرات الزمن بجواليتة من الآفاق ويثبت السنة السنية النبوية ويتمم حسن الاخلاق حوى من فوائد
لطيفة خلت عنه الاذهان والحرز كان رشيقة لم تنظرها الاعيان لا يصنف مثله بمرور الدهور والزمن اذ فيه ما تشتهيه الانفس وتلذ
الاعين اكب عليه العلماء الفحول وكابر بعد كابر تلقاه بالقبول لا مرية فی كونه كافيا للواعظ ولا ريب فی ان استحضاره مغنى الحافظ لعمرى انه
لحرى ان يرسم باقلام غصون الطوبى وجدير بالكتابة على ورق شمس الضحى لا بل على خدود الحور باقلام النور ينبغى ان تكون خطوط الشعاع
خيوط المسطر ويصرف فی مداده ماء السلسبيل والكوثر لكن لم يكن تيسير للمشتاقين لقلة النسخ فی ديارنا الآن لا نه ما كان عند احد الذى
يشار اليه بالبنان فتوجه عنان العناية الحبر الاديب والفاضل الكامل الاديب العالم البارع ذو الباع الواسع واقف اسرار المعضلات كاشف اللثام عن وجوه
المشكلات مزين عرائس العربية بالترجمة الهندية المولوى المعنوى مولنا سبحان بخش الشكاكوري عظمه الرحمن وادامه
بالفيضان ففتح مغلقاته بالترجمة الهندية باحسن ما يكون وسهل مقاماته بحيث يغبطه الناظرون اجاد غاية الاجادة فی ربطها

وضبطہا علی حسب محاورات اہل اللسان وبرع نہایۃ البراعۃ فی حل لغاتہ مع اختصارہا کالترجمۃ القادریۃ للقرآن ثم عمد الیہ عند کتابتہ للطبع بالنظر المکرر لان کل تکرر تقرر فجاء بحمد اللہ المستعان کما تہوی الانفس وتلذ بہ نوع الانسان بسط اللہ نور فیضہ علی المقتبسین مادام بقاء السموات والارضین فحقق للمشتاقین بغیتہم وتیسر للطالبین منیتہم فبادروا الیہ ایہا المشتاقون لعلکم بعد ایام لا تجدون وقد زین عند طبعہ بکتابۃ کاتبہ **محمد منصور علی** الیوسفی البنیری البرکزوی الحنفی عفی اللہ عنہ المولی جعل اللہ الخلق منتفعا بہ انہ قریب مجیب وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب قطعہ تاریخ طبعہ جاءنا النور من مجار الطبع اعنی ہذا الکتاب بالاسرار ینبغی ان یکون فی الافاق کالسراج لمنزل الاخیار عام ختم یلیقہ من ان اقرعہ شمع مجلس الابرار

مزیل الاغلاط کتاب مجالس الابرار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	ص	س	غ	ص	ص	س	غ	صحیح	صفحہ	س	غ	صحیح
۴	۴	سعادتمند	سعادتمندے	۴۳	۲۱	جمیع	بجمیع	۹۹	۲۰	جاتی ہی	جاتی ہیں	۱۴۰	۲۳	مستیقضا	مستفیضا
۷	۱۳	احمق	احمق کا	۴۴	۱۷	لم یجز	لم یجیز	۱۰۱	۳۰	کی	کی ہی	۱۴۱	۲۵	تذکر	نذکر
۱۰	۱۷	الظلمت	الطاعات	۴۹	۲۳	نورہم	نورہ	۱۰۲	۲۰	سنی والی	دینی والی	〃	۲۹	سولبتہ	لو البتہ
〃	۲۰	وصولہا	اصولہا	۵۶	۳۲	نہوگا	نہوگا	۱۰۵	۶	دریافت کی	دریافت کرلی	۱۴۶	۱۷	احدہما	احدہا
۱۱	۴	کی	سی	۵۹	۱۶	پہلی ہیں	پہلی ہی	۱۰۶	۲۸	علم	الم	۱۴۹	۱۲	پیداہو	پیداہوا
〃	۲۹	لالحکام	لاحکام	〃	〃	ہوگی	ہوگا	۱۱۴	۲۷	وجود	وجوب	۱۵۰	۲۱	الوقتۃ	الواقعہ
۱۳	۲۸	سزا	سزا کی	〃	۱۸	مین ہوتی	مین ہوتا	۱۱۵	۱	ومابالنظر	واما بالنظر	〃	۲۹	منتقلۃ	مستقلہ
〃	۳۲	توجہ	توجہ	۶۰	۶	پہلی ہوگی	پہلی ہوگا	〃	۶	بکرو شی	بکر کی شی	۱۵۱	۱۱	الذین	الذی
۱۴	۲	چاہئی	ہو	۶۳	۱۵	اللہ	للہ	〃	۱۹	فقہاسی	فقہائے	۱۵۳	۲۸	معصیت	مصیبت
〃	۱۵	الہام	الالہام	۶۷	۸	اسرار	اصرار	〃	۳۱	تنظیم	بعظیم	۱۵۴	۲۶	دنیا مین سی	دنیا کی
۱۵	۲۴	[illegible]	[illegible]	〃	۱۸	لا الہ اللہ	لا الہ الا اللہ	۱۱۶	۴	معجزہ	معجزی	۱۵۵	۱۰	وہ بہی	وہ بہی
〃	۳۰	تکلیف	تکلف	۶۹	۶	علیہ	علیہ وسلم	〃	۱۵	والسفی	والشقی	〃	۳۰	اور حاجی	اور کہ حاجی
۱۶	۱۱	زلا	اذلا	〃	۱۷	اوآلا	وما آلا	〃	۳۱	فیتحیل	فیتحول	〃	۳۲	شیطان	شیطان ایسا
۱۷	۲۰	ذکر دل	ذکر کا دل	۷۱	۳۲	اسبابین	اس باب مین	۱۱۸	۱۲	اورگناہو	یا گناہون	۱۵۸	۸	مرجبین	اور موجب
۱۹	۱	ممن ادخل	ممن لم یدخل	۷۲	۵	ہذالحالۃ	ہذہ الحالۃ	۱۱۹	۳	یقرئوا	تقربوا	〃	۱۴	پہرنیت	پہر حبب
۲۰	۲۲	ہوتی	ہین	۷۷	۶	دشوار	ضروری	〃	۱۹	حتہ	جہہ	〃	۳۲	کہڑاہکو	کہڑاہو
۲۳	۳۰	شخص	شخص ج	۷۸	۴	اپنی اپنی سہما	دینداری	〃	۲۰	اسلامیو	جاہل	۱۶۰	۵	فعل امری	فعل امر
۲۰	۳۱	لمرلفہ	لمزلفۃ	۷۹	۳۲	ثواب	ثواب	۱۲۱	۳	المواقف	الموافق	۱۶۲	۱۴	دوہراکرتنگی	دوہرا
〃	〃	حکم	حکم ہی	۸۰	۱۸	کہ تبیون امر	کہ توبہ	۱۲۶	۹	زیادہتا	زیارتنا	〃	۱۷	سبیل	سبیلہ
۲۶	۴	طرف ہی	طرف سی ہی	۸۴	۳۰	دوحال	دونو حال	۱۳۰	۲۰	لوگ کم	لوگ علم سی کم	۱۶۴	۲۸	کم بجلی	کہٹیلی
۳۳	۹	یقضی	یقتضی	۹۳	۱۸	کا یہ ہی	کی یہ ہین	۱۳۱	۱۰	انکسا سی	انکساسی ہوگیا	۱۶۷	۸	پڑہی	پڑہسی
۳۶	۱۶	عقل	عقلی	〃	۲۰	ماضی ہی	ماضی ہی	۱۳۲	۲۹	ہریک	ہر یک کی	۱۶۸	۲۳	بلمد	باخذ
۴۰	۱۷	ہم	لہ	〃	۳۲	کریگا	نکریگا	〃	۳۱	ان تقرر	الا تقرا	۱۶۹	۲۷	لیس بنفس	لیس بنفس
〃	۲۹	فما	فیما	۹۴	۲۲	آبیٹہی	آئی	۱۳۴	۱۱	فولہ	قول	۱۷۱	۱۸	محرم	مرلم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	ص	س	غ	ص	صفحہ	س	غ	ص	صفحہ	س	غلط	ص	ص	س	غ	ص	ص	س	غ	ص
۱۷۲	۱۰	کمزوری بیوی	کمزور تیاں بیوی	۳۳۳	۲۷	ذلیا	واپیا	۲۹۷	۱۳	کرپکن	کرمکن	۳۴۵	۶	کیودوستر	کی اور دوستر	۴۱۱	۱۶	اپنی	اکی	۵۲۷	۲۶	جو	جو
۱۷۳	۱۹	[illegible]	[illegible]	″	۲۹	حتہ	حلہ	۲۵	[illegible]	الترائد	الرتری	۳۰۱	۳	بتہ سرپا	پتی سیر	۴۱۳	۲	لایا	لایا	۵۳۴	۱۱	فقالوا	فقالا
″	۲۷	بین رمضان	بین رمضان	۲۴۳	۱۹	کرتیا	کرتا کا	۲۹۹	۲۲	اختیارکہ	اختیار	۳۴۶	۸	کری کہرا	کری کہرا	۴۱۴	۱۳	آتاہی	آتا ہے	۵۳۵	۷	داشر	داش
۱۸۲	۸	پچاس آدمی کا ہو	پچاس آدمی کا ہوئی	″	۱۷	بایتفع	بایتفع	۳۰۳	۱۷	اوّر	الاقتضا	۳۵۵	۱۳	صدروا	صدروا	۴۱۹	۸	کیاکی	کیاہی	۵۳۷	۵	یوثر	تورثا
۱۸۳	۱۶	اور بیہ دلیل	اور دلیل	۲۴۴	۲۳	دہو	ہو	″	۳۱	الاقلب	الاوّل	۳۵۶	۱۶	بریہ	بریرہ	۴۲۰	۱۲	دلانزخرہ	دلانو	۵۴۳	۲۰	خوا کرن	خوا کرن
″	۲۲	بیہ حکم	بیہ ہی حکم	۲۴۸	۲۹	الفطرا	الفطر	۲۸۵	۱۰	ابیوالی	اسوالی	۳۵۷	۱۱	ہوسنا ہی	جو ستلی	″	۲۷	البطالہ	البطا	۵۴۹	۴	اور انحو	اور انحا
۱۸۹	۳۲	عبادہ کی	عبادۃ کی	۲۴۹	۲	روزہ	روز	″	۲۹	الافضل	الاوّل	۳۵۹	۳	مذہب	مذہب	۴۲۲	۱۱	فتابہاتنا	[illegible]	۵۵۴	۱۶	اروات	اسی
۱۹۳	۱۹	دلیلا	دلیل	۲۵۰	۲۸	حدیثین	حدیثین	۳۶۱	۱	الغانتۃ	الفاتحۃ	″	۳۲	ودعا	دعا	۴۴۲	۲۹	نمازجنازہ	خیانت	″	۲۸	انجام	ارام
″	۱۸	تمام ہی	[illegible]	۲۵۵	۱۵	النظم	النضم	″	۵	متعذرہ	متعدد	۳۶۲	۱۶	انگہونگی	انگہونٹکی	۴۴۳	۲	عدۃ	عدت	۵۵۶	۸	جونو	جوان
۱۹۸	۲۶	فرمایا	فرمایاہی	۲۵۶	۳۲	یہانو	بہنیر	۳۰۷	۳۲	عمدہ	عمدا	۳۶۳	۸	اوس ہی	اوسکی	۴۴۴	۳۰	لفظو	لفظ	۵۵۸	۸	وہ بیجر	وہ نہیں
۲۰۰	۱۱	یقتضر	یقتصر	۲۵۸	۱۳	لیتعیہ	لیتعید	۳۰۸	۷	لایکو	لایکون	۳۶۹	۲۲	فاحشری	فاحشی	۴۴۷	۳۴	ایسا	اوکر	۵۶۱	۱۷	ککون	نکول
″	۳۰	مین سی	مین سی	۲۶۵	۲۰	مسیر	میسر	۳۱۰	۲۸	مسافنو	مسافر	۳۷۰	۲	طالث	علی ہی	۴۴۸	۲۹	کاذر	کافر	۵۶۴	۱	تکبس	تلبیس
″	۲۸	کی مستحب	کی بہی مستحب	″	۲۶	بابی کہا	بابی تابی	۳۱۱	۱	التجاج	الحاج	۳۷۱	۹	اما	واماثر	۴۵۲	۱۰	آسی	اس	۵۶۶	۱۶	اوان	الاکلم
۲۰۶	۲	بہ	[illegible]	۲۶۸	۱	نحوہا	نحوا	۳۱۸	۱۹	فلیہ	قلتہ	۳۷۴	۱۸	التی ہمہ	التی ہیر	۴۶۴	۹	لاتصح	لاتصح	۵۶۸	۱۹	مداخلہ	مداخلہ
۲۰۷	۲	تاکہ اصل	تاکہ اصل عمل	۲۶۹	۲۰	اینذکروی	بند کرو	″	۲۹	کترتا	کثرتہا	۳۷۵	۲۲	بسبب	سبب	۴۷۴	۷	البیع	المبیع	۵۶۹	۲۸	گزر	گذرگا
۲۰۸	۱۰	حاصل ہوگی	حاصل ہوگی	۲۷۲	۶	اشجع	اشجعی	۳۱۹	۱۱	مانم	یونہم	۳۷۷	۳	حرکہ	[illegible]	″	۱۷	العدد	العدد	۵۷۰	۲	سبب	سبب
″	″	پہراوسکا	اوراسکا	″	۱۴	اسوسطی	اسوسطی	″	۱۹	الرجا	الرجا	″	۱۶	داہی	[illegible]	۴۸۵	۱۳	الملک	[illegible]	۵۷۵	۱۱	بالغرفۃ	بالغرفۃ
″	۲۶	تمام قسم	اب تمام قسم	۲۷۴	۸–۶	[illegible]	[illegible]	۳۲۳	۲۴	توبہ کری	تو بکری	″	۲۲	توکلی	توکلیبی	۴۹۴	۲	جایز	جایز	۵۷۸	۲۴	بنایا	بنایا
۲۱۳	۱۴	ہکولونگی	ہکولونی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۳۲۴	۲۸	جلستہ	جلسہ	۳۷۸	۳۱	فرع	فرع	۴۷۳	۲	بجداو	بجدالو	۵۸۲	۳۲	بیداکی	بیداکی
۲۱۴	۲۲	کی بنا	کسا لباس	″	۳۲	جوانس	جوانسی	۳۲۵	۳۲	جوتقریر	تقریر	۳۷۹	۱۰	پستر	پہ	۴۷۹	۲۶	ثنی ہی	ثنی	۵۸۳	۱۶	لیکن اخر	لیکن
″	۲۴	برتی کومکر	[illegible]	۲۷۶	۱۵	جمع یہ	جمع فیہ	۳۲۷	۳۰	ابیقدر	ابیقدر	۳۷۹	۲۷	بعد	بعید	۴۹۳	۱۹	کچہ اورکا	کچہ اور	۵۹۷	۲	مسئلہ	مسئلہ
۲۱۶	۱۸	لیکن جو	اور جو	″	۲۹	صلی اللہ	صلی اللہ علیہ وسلم	۳۲۸	۹	ایکی	ایک شی	۳۸۶	۱۰	ثواب کا	ثواب کا	″	۲۴	غلام	غلام ہی	۶۰	۱۶	یہ طریکا	یہ ایک
۲۱۷	۲۷	لیستونی	لیستوی	۵۲۴	بالعلظۃ	بالغلظۃ	″	۱۳	واغتاد	واعتاد	۳۹۱	۴	ابن عباس	ابن عباسی	۴۹۹	۲	تحریر	تجویز	″	۲۱	بیدعی	بدعی	۶	[illegible]
۲۲۹	۱۳	بشادتہا	بشہادتہا	″	۱۱	براعی	براعی	۳۳۳	۳۲	پرہکہ	پرگہ	۳۹۳	۹	کیا	مانگا	۵۰۳	۱۰	بزایہ	بزایہ	″	۲۲	کہ طلاق	کہ طریق	[illegible]	[illegible]
۲۳۱	۲۹	المعاصی	العاصی	″	۳۱	فمن	من	۳۳۷	۲۱	الحسنا	الحسنات	۳۹۵	۱۰	الحسنا	الحسنات	۵۰۴	۳	علامۃ	علۃ	۴۴	۴	جاو	چلی جاو
۲۳۵	۳۰	لازم	لازم	۲۸۷	۴	بیی شی	الشی	″	۲۳	عندہ	عند	۳۹۶	۹	گنہگا	گنہگار	″	۱۱	ب	الضرب	۶۰۵	۸	سنر	ستر کی
۲۳۶	۲۹	تفریج	تعریج	″	۱۱	یحیلہ	یحیلہ	″	۲۶	بقلہ	بطور	″	۲۱	نحبتہ	نحبتہ	۵۰۵	۲۰	فسوخ	فسخ	″	۲۹	شیخا	شیخ
۲۴۰	۳۱	دہم	فہم	۲۸۹	۳۲	مشکسکی	مشکوکی	″	۲۸	باتو	بانو	۳۹۷	۱۲	نادسی	نادانی	۵۱۱	۳۰	صوت	صوت	۶۰۶	۴	مردپر	مردکو
۲۴۲	۱۹	جزای نمبر	جزونوا	۲۹۰	۱۸	اخرکو	آخرکو	۳۳۰	۴	سبب	سبب	۳۹۸	۷	تجوا	تجو	۵۲۱	۲۲	حسن	حسن	″	۶	یعنی	اسی
۲۴۳	۱۰	ایام فخری	ایام فخرکی	۲۹۷	۱۳	یخفنہا	یخفنہا	″	۲۲	جماتو	جماتہ	۴۱	۸	ہوتاہی	ہوگی	۵۲۲	۶	سلام	سلام	″	″	ہی	ہوئی
″	۳۱	تیمیتہا	تمیتہا	″	″	الالوکی	الالکی	۳۴۴	۲۴	ادلی	تکبیر	″	۱۴	بجوہین	ہوتی	۵۲۳	۱۰	رکس	پیرکس	″	۱۶	کردہ	کہ

[illegible]